بیمن حمد پیرائی کون و مکان کا ورزی فرمائی عالیشان کا

افسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر ہوشربا یعنی جادو تقریر
نو عروس کلام زیبا و نو طرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا یعنی

جلد ششم

طلسم ہوشربا

ترجمہ زبان

امیر حمزہ صاحبقران

بار دوم

تصنیف ناظم و نثار زبان داستان گوی شیرین بیان سخن سنج مصائب خوان
پسندیدۂ مجالس امیران و رئیسان سرآمد اہل فن رشک اہل ہنر جناب منشی احمد حسین متخلص بہ قمر

در مطبع نامی منشی نولکشور کانپور میں بحلیۂ طبع محلّی ہوئی

جز ـ ۶۶ ورق

فہرست کتب

اطلاع

اِس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی اور اسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقین اصلی حالات کتب کی معلوم فرماسکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی لیکن خاص اِس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحون مین بعض کتب قصہ جات نثر اُردو کے درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانونکو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

قصہ جات نثر اُردو

الف لیلہ بالتصویر۔ مشہور فسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی مین ہے اسکا ترجمہ اُردو مین بعبارت دلچسپ مرغوب عالم منجانب مطبع اودھ اخبار منشی طوطا رام تخلص شایان مرحوم نے کیا ہی اس مرتبہ اسکا اختصار بعبارت دلچسپ مولوی حامد علیخان تخلص حامد نے کیا ہی لطف یہ کہ ہر رات کا ترجمہ علحدہ علحدہ ہی جس سے اور بھی لطف شائقین کو ملتا ہی و تصاویر بھی اس مرتبہ اپنے اپنے موقع کے ساتھ نہایت عمدہ کشیدہ قابل دید ہین۔

الف لیلہ بغیر تصویر۔ مترجمہ منشی طوطا رام شایان

مجموعہ افسانہ دلپذیر۔ جسمین بیس فسانہ دلچسپ ہین کہ جو کتاب انگریزی موسومہ ٹیلس فرام معروف بہ یمس ٹیلس مصنفہ سکسپیر صاحب نامی شاعر کے سے جناب مولوی محمد احسان اللہ صاحب نے بعبارت سلیس عام فہم ترجمہ کیا جن سے نتائج سودمند مثل حکایات لقمان حکیم جلوہ نما ہین لطف یہ کہ ہر ایک قصہ کی لوح و ہندسہ و خاتمہ بھی جداگانہ ہی۔

طلسم ہوشربا۔ کامل سات جلدون مین بے نظیر افسانہ ہی جو آج تک لوگونکی نظر سے نہ گذرا تھا سچ تو یہ ہی کہ شاہی خزانون مین مخفی ہونے سے نام بھی سنا تھا مطبع کے صرف زرخطیر سے مطبع کے لیے ترجمہ ہوا چنانچہ چھ جلدین طبع ہو کر شائع ہو چکی ہین صرف ساتوین جلد کسی قدر باقی بھی وہ بھی تیار ہو گئی ہے بہ تفصیل ذیل۔

(جلد اول)

(جلد دوم)

(جلد سوم)

(جلد چہارم)

(جلد پنجم)

(جلد ششم)

(جلد ہفتم)

فسانہ عجائب جلی قلم۔ باتصویر بعبارت رنگین و نمکین از مرزا رجب علی سرور بہ تفصیل ذیل۔

ایضاً۔ متوسط قلم باتصویر۔

ایضاً۔ باریک قلم بلاتصویر۔

سروش سخن۔ بجواب فسانہ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی۔

طلسم حیرت۔ افسانہ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلص شیون

فہرست داستانہائے جلد ششم طلسم ہوش ربا

بیمن حمین پیرائی کون ومکان کا فرمائی ماشان کا

افسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش ربا ہے جادو تقریر
نو عروس کلام زیبا و نوطرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا ہے

جلد ششم

طلسم ہوش ربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحب قران

بار اول

تصنیف ناظم و نثار زمان و داستان گوے شیرین بیان سخن سنج مصاحب خوان
پسندیدہ مجالس امیران و رئیسان سرآمد اہل فن رشک اہل ہنر جناب منشی احمد حسین متخلص قمر

مطبع نامی منشی نولکشور کا زین تحلیہ طبع محلی ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و ثنائے خالق کون و مکان بانی بنائے دو جہان جو ایک کلمۂ کن میں زمین و آسمان و آفتاب عالمتاب و ماہ تابان شجر و حجر بہشت و کوثر جملہ اشیائے موجودہ کو کتمان عدم سے جلوہ ظہور میں لایا زمین کو پانی پر بچھایا آسمان کو بے ستون قائم فرمایا پس انسان ضعیف البنیان کی کیا مجال ہی کہ ادنی صفت اُس بے نیاز کی تحریر کرے زبان کی کیا طاقت کہ اس عقدہ سخت و صعب میں تقریر کرے پس یہ اعتقاد ٹھیک ہی کہ وہ وحدہ لاشریک ہی نظم مصنف

خالق یکتا کہ بیک کاف و نون
سقف فرازندۂ آسمان
چہرہ کشائے صور کائنات
پہن گستر بساط زمین

از عدم آورد دو عالم برون
ارض و سما نقطۂ پرکار او
راہ نمائے ہمہ سوے نجات
نور قمر شمع شب افروز کرد

نقش طرازندہ کون و مکان
نقش طرازی صور کار او
دادہ بلندی بہ سپہر برین
گرم بخور معرکۂ روز کرد

نعت سرور کائنات اشرف موجودات اشرف انبیا جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین بطور تبرک دو بند یکے مسدس و دیگر خمسہ اشعار سعدی مصرع ہاے مصنف

بہ تحریر اوصاف خیر الورا
کہ ناگہ رسید این بگوشم ندا

شدم سرنگون ای قمر از حیا
بگو ای گرفتار رنج و عنا

حبیب خدا اشرف انبیا
کہ عرش مجیدش بود متکا

زہے صولت و حشمت مصطفےٰ
خوشا رتبۂ پاک خیر الوریٰ

نعت

خہے عز و شان رسول خدا
حبیب خدا اشرف انبیا

کہ عرش مجید ش بود متکا

منقبت جناب حیدر کرار صاحب ذو الفقار وصی احمد مختار شیر بیشۂ پروردگار کرار غیر فرار نظم

لکھوں جو وصف شاہد اُم الکتاب کا
خجالت سے جھلملائے چراغ آفتاب کا
لکھوں ہلال تیغ علی کا اگر میں وصف
کرتا ہوں ترجمہ میں خدا کی کتاب کا
کعبے میں بہر بت شکنی جب کیا نزول
ہوتا نہ درمیان اگر بوتراب کا

سونا اُتار لون ورق آفتاب کا
وقت اذان صبح جو نام آیا آپ کا
نقشہ بگاڑ دون سپر آفتاب کا
آنسو بھرے ہین آنکھ مین دانتون کی یاد کر
تھا دوش پر نبی کے قدم بوتراب کا
کیا خوف روز حشر کا ہو مجھکو اے قمر

چمکے برنگ برق جو چہرہ جناب کا
خجلت سے مُنھ سفید ہوا آفتاب کا
لکھتا ہون وصف مصحف رخسار شاہ دین
معمور موتیون سے ہے ساغر شراب کا
کافر نہ راہ راست پہ آتے ابد تلک
مداح ہون مین شافع یوم الحساب کا

قمر فخر بر اوج خود میکنم
ز اعجاز وصفش سخن را فروغ

دیگر

کہ من ہم غلام در حیدرم
منم خاک راہ در بوتراب

ز خاک درش چشم من را فروغ
بآن در شود جبہ سا آفتاب

شکر خالق کون و مکان درب انس و جان کہ جلد ششم طلسم ہوش ربا کو شروع کیا حالات حقیر بتقصیر سے ناظرین والا مقام آگاہ ہون کہ یہ داستان سرائی پیشہ جد و آبائی نہین ہے ایام غدر باغیان مین قریب پل آہنی آنز دے گومتی مکان سکونت اس حقیر کا تھا بروقت آمد فوج سرکاری چونکہ دو بھائی راقم کے مرزا بندہ حسن و بندہ حسین ناظم علاقہ بھندر و کولہوا اگاڑھ وغیرہ تھے اور حقیر بھی علاقہ متعلقہ امام باغ جاگیر نواب علی نقی خان مرحوم تھا فوج ظفر موج دروازے پر موجود تھی لڑائی ہوئی دونون بھائی و بسیار کس ملازمان قدیم سیار گلشن جنان ہوے حقیر بعنایت رب اکبر بچگیا جرم بغاوت سے بریت ہوئی مگر مکانات و جائداد و علاقہ وغیرہ قریب سہ لاکھ روپیہ ضبط سرکار ہوئے بسبب صغر سنی دعوی اُسکا نہ کرسکا وراثت جد و آبا سے محروم رہا اول قانون یاد کرکے برابر کچہری مین مختاری کی جب وقت امتحان آیا اُسی جرم بغاوت مین امتحان نامنظور ہوا اُسوقت سے طبیعت بہلانے کو شوق داستان سرائی ہوا چونکہ کوئی وجہ معاش نہ تھی رزاق مطلق نے اِس پیشے مین سواد کامل عطا فرمایا دیگر نثر خوانی مصائب آل عبا علیہ التحیۃ والثنا اختیار کی اُسمین بھی سرکار مظلوم کربلا سے تاثیر عطا ہوئی جا بجا شہرون مین پڑھنے کی نوبت آئی رئیسان والا مقام نے مقبول فرمایا ہر خاص و عام در رئیسان ذوی الاحتشام عزت بڑھائے

ہین ان دونون کامون مین وحید فرماتے ہین اُسی گردش لیل ونہار مین جناب منشی نولکشور صاحب سی آئی ای مالک مطبع اودھ اخبار سے ارشاد ہوا تحریر پران جلد ہوش ربا کی دست انداز ہوا سواد نظم ونثر سے بالکل ناواقف ناظرین والا مقام وشائقین خاص وعام سے ملتجی ہون کہ جس مقام پر سہو سے خطا واقع ہو اُسکو چھپائین نظم

ہر اک سے ہی یہ التماس قیصر
حقیر وذلیل وگنہگار ہون

چھپائین مرے عیب کو سر بسر
مری عیب پوشی مناسب ہوئی

نہ شاعر ہون مین اور نہ نثار ہون
خطا پر خطا آکے غالب ہوئی

بشر ہون بشر ہون بشر ہون بشر
خطائم بپوشند اہل ہنر

دو کلمۂ داستان شوکت بیان آغاز جلد ششم وحالات جنگ ملکہ صنعت سحر ساز وزیر اعظم افراسیاب وعیاری چالاک وبرق وجانسوز وضرغام وشورش ملکہ صنعت وعیاری خواجہ عمرو بن امیۂ نامدار ومہتر قران عالیوقار وذکر قتل ملکہ صنعت سحر ساز ساقی نامۂ مصنف

ساقی مے بیخودی پلادے
ساقی اک مہر کی نظر سے
کیا شرب شراب ناب ہوگا
اک جام شراب کا پلادے
شمشیر سخنوری علم ہی
مضمون بھی آج لڑ رہا ہی
سرمست شراب جنگ ہون مین
کشتی مے ناب کی روان کر
ہو آب وشراب مین نہ کچھ فرق
واعظ پہ ہو پھبتیون کی بوچھار
برسات کا آگیا ہی موسم
بادل سے فلک ہی بادلہ پوش
خنجر بکفِ دوش ابر ہی برق
نقارۂ ابر بج رہے ہین

آئینۂ قلب کو جلادے
دور مئے جنگ جوش پر ہی
رندون کا جگر کباب ہوگا
کر مہر ہی وقت غور ساقی
یہ کلک شراب کی قلم ہی
ہر دور شراب دور گردون
آئینہ کی طرح دنگ ہون مین
بجلی کی چمک شراب دکھلائے
قلقل کی صدا ہو خندۂ برق
ہو جوش پہ بحر ساغر مُل
عالم مین بہار کا ہی عالم
گھنگھور گھٹائین چھا رہی ہین
بجلی پئے گوش ابر ہی برق
تلوار کا باڑھ پہ ہی پانی

ساغر نہ عزیز کر قمر سے
رندون کی فساد پر نظر ہی
صنعت کوئی آج تو دکھادے
ہی ساغر غم کا دور ساقی
رندون مین فساد پڑ رہا ہی
فریاد ز دست جور گردون
ساقی دریا دلی عیان کر
ساقی صفت سحاب دکھلائے
بادل کی گرج سنائین میخوار
کشتی شراب کا ندھے مُل
ہی ابر بہار پر سر جوش
زلفون کا سمان دکھا رہی ہین
کالے بادل گرج رہے ہین
باغون مین کمر کمر ہی پانی

نارنج لگن و کنول بنے ہیں
گردون پہ حباب چڑھ گئے ہیں
موجیں گرداب ہین نظر مین
خشکی ہی جہان مین ایک حصہ
کھلتا نہین چاندنی کہان ہی
گر ہی تو شراب کی دکان مین
حیرت ہی کہ ماہ شب کہان ہی
عاشق کو کیا ستون نے بے صبر
رخ ابر کا بحر سے کیا زرد
بجلی نادم ہوئی لجائی
دریاے خیال جوش پر ہی
عیاریون کا سمان بندھا ہی

پیپل تیغ دو دم کے پھل ہے ہین
اسدر جہ ہی آب کی روانی
کشتی کی طرح ہین بل بھنور مین
رکھتی نہین خاک پر ہوا پانون
غائب ہی کہ فرش ہر مکان ہی
گم دہر مین مہر کی کرن ہی
کیا جام شراب ارغوان ہی
موجون پہ بہار جزر و مد ہی
برسات کا دونگڑا ہوا گرد
مضمون نے رنگ بھی جمایا
ہان چشمۂ فکر پر نظر ہی

دریاؤن کے پاٹ بڑھ گئے ہین
فوارے اُچھ رہے ہین پانی
بارش کا ہوا ہی طول قصہ
ملتی نہین دھوپ کی کہین چھاؤن
سورج کا پتا نہین جہان مین
گر ہی بھی تو ساز پیرہن ہی
ہی مطلع مہر مطلع ابر
سیلون کا حساب ہی نہ حد ہی
اشعار نے وہ تڑپ دکھائی
قصۂ دلچسپ یاد آیا
صنعت سے مقابلہ پڑا ہی

چہرہ صنعت نگاران صفحات سخنوری و معجز طرازان فصاحت گستری
اس داستان حیرت بیان کو کلک جادو تسطیر سے یون تحریر فرماتے مین **شعر مصنف**

مرصع نگاران شیرین مقال | چنین حرف نگار ز کلک خیال | جلد پنجم کو اس مقام پر ختم کیا کہ

صاحبقران اپنے لشکر مین ہین لقاے افراسیاب جادو کو نامہ بامید طلب ساحران لکھا ہی اور شاہزادہ ایرج نوجوان نور نگاہ قاسم عالیشان طلسم اسکندری فتح کرکے طرف طلسم ہوش ربا کے چلے ہین دیکھیے پہونچین یا نہ پہونچین لیکن لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ مین ہنگامہ عظیم برپا ہی یعنے صنعت نے سحر تیار کر لیا باغبان و بہار و مخمور وغیرہ سرداران لشکر مہرخ گرفتار ہوے سر میدان میداندار ی کی ملکہ سرخ موے کا کل کشا وغیرہ کو گرفتار کیا کسی کا کچھ زور نہ چلا نوبت دنقارے بجاتی ہوئی پلٹ گئی داخل قصر سحر ہوئی جس مقام پر حصار سحر کر چکی ہی شاہزادۂ اسد نامدار براے شکار تشریف لیگئے ہین نکتہ سنجان فصاحت آئین اس داستان حیرت آگین کو کلک سحر طراز سے یون تحریر فرماتے ہین جبکہ صنعت سحر ساز شعبدہ باز میدان کارزار مین الٹ پھیر کر چلی گئی ملکہ مہرخ مع سرداران نامی و ساحران گرامی پلٹ کر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئین ملکہ مہجبین الماس پوش حیران و پریشان مضطر و بیقرار

برائے اسد نامدار اشکبار سریر جہابنانی پر آکے جلوہ فرما ہوئین ایک جانب خواجہ عمرو نامدار و عیاران باوفا
دربار مین حاضر ہین لیکن بارگاہ مین ایک سناٹا ہی ایک سے ایک کلام نہین کرتا عیش و راحت کا ذکر نہین کھانے
پینے کی کسی کو فکر نہین مطبخ سرد پڑے ہین ہر ایک کی آنکھون مین آنسو بھرے ہین بعد عرصہ دراز ملکہ مہرخ نے
سر اُٹھاکر فرمایا ای سرداران لشکر اسلام و ای ساحران خوش انجام حقیقت مین سحر صنعت سحر ساز شعبدہ باز
سب صاحبون نے ملاحظہ کیا ایک ہفتہ کی مہلت دیگئی ہی اس عرصہ کا گذرنا کیا بڑی بات ہی آخر سب صاحب
کچھ صلاح بتائین کہ ہم کیا کرین شاہزادہ والا قدر کو برائے شکار روانہ کردیا اگر اس میدانداری مین ہوتے
یقین کامل تھا کہ صنعت انھین پر دست انداز ہوتی خیر اسقدر تسکین ہی کہ آقائے نامدار و مولائے ذوی الاقتدار
بخیر و خوبی شکارگاہ مین بسر کررہے ہین خدا اب انکو دشمنون کے ہاتھ سے بچائے یقین کامل ہی کہ بعد ہمارے
وہ ہمارے خون کا بدلا لین اب سر دست کچھ تدبیر کرنا واجب و لازم ہی جنگ اسی طرح قائم ہی اگلی مرتبہ اگر قیامت
برپا کریگی اُسکا روکنا دشوار ہی یہ سُنکر ملکہ مہ جبین طرف خواجہ عمرو کے متوجہ ہوئین دونون ہاتھ گلے مین ڈالدیے
کہا نانا جان کچھ تدبیر فرمایئے آخر اسکا انجام کیا ہوگا یہ میعاد معینہ پلک جھپکانے مین گذر جائیگی طبل جنگی بجواکر
صنعت آئیگی خواجہ عمرو نے فرمایا صاحب آپ کے لشکر کے میان مہتر برق و چالاک نامور فرماتے تھے
ہم حصار مین جائینگے صنعت سحر ساز کا سر لائینگے کچھ ظہور مین نہ آیا یا تو انکار کرین کہ ہمسے کچھ نہین ہوسکتا یا کوئی
تو تدبیر کرین ورنہ لشکر سے نکل جائین چالاک تو کچھ نہ بولا لیکن برق تڑپکر اُٹھا کہا اُستاد ہماری کیا مجال ہی
جو آپ کے سامنے عیاری کرین لیکن حضور اندر حصار سحر کے کیونکر جائین کوئی تدبیر آپ ہی فرمایئے خواجہ
ہنسے کہا ابے کیون دیوانہ ہوا ہی ہمسے تدبیر پوچھتا ہی جسوقت ہمارا جی چاہیگا صنعت خود اندر حصار
سحر کے بلالیگی اپنے حصار کو شکست کردیگی برق نے کہا اُستاد کیا تدبیر ہی عمرو نے کہا بس اسی قدر کافی ہی
جب ہمارا جی چاہیگا عیاری کرینگے حصار سحر خود شکست ہوجائیگا انشاء اللہ صنعت آپ ہی آکر لیجائیگی
برق چپ ہورہا چالاک اُٹھا چالنے نوزہ حضر غام سے اشارہ کیا برق بھی چلا عمرو نے کہا ملکہ مہرخ
دیکھو یہ چارون نالائق جاتے ہین عیاری کی فکر مین اور تو کچھ ہو نہ سکیگا نام عیارون کا بدنام کرینگے
چارون کو قید کرلو اس زمانے مین لشکر سے نکلنے نہ دو ورنہ طریقہ عیاری خراب ہوگا میرے دل کو پیچ و تاب
ہوگا برق غرنگی بیٹھ گیا کہا حضور قید کا ہیکو کیجیے ہم آپ لشکر سے نہ نکلینگے حضور عیاری کرین ہمین کیا
وقوف ہی یہ عیاری حضور ہی کی ذات پر موقوف ہی یہ کہکر چارون عیار بیٹھ گئے ملکہ مہرخ بھی اور اور

باتون مین مصروف ہوگئین مگر یہ باتین عیارون کی سنکر ملکہ مہ جبین الماس پوش بہت بیقرار ہوئین کہا نانا جان یہ الیس کی تکرار تو بہت بُری بات ہی آپ فرماتے ہین مین عیاری کرون برق وغیرہ اپنا دعوی کرتے ہین بس اس جھگڑے مین ہماری جان گئی شہریار کو بلا نہین ہلکتی خدانخواستہ اگر صنعت سحر ساز انکو دیکھ پاے حشر توڑے آفت ڈھائے اپنی ایذا رسانی سے باز نہ آئے ابھی اُنکے دشمنون کو گرفتار کرکے لیجاے سب لڑائی بیکار ہو پھر کسی کا زور نہ چلے اُنکے رہا رہنے سے قلب کو تقویت ہی کہ عنایت سے کریم کارساز کی کبھی تو طلسم کشا لوح پائیگا طلسم کشائی کریگا کس کرو فر سے آپ نے گنبد نور سے رہا کیا اب آپ استمال فرماتے ہین لونڈی کا اسی غم مین آب و دانہ ترک ہی دل پر حسرتون کا ہجوم ہی طبیعت مغموم آپ ہی آپ کلیجہ منھ کو چلا آتا ہی اُنکی جدائی کا قلق دل دکھاتا ہی بس یہی جی مین آتا ہی کہ چنخین مار کر روؤن یا کچھ کھا کے سو رہون اسطرح اپنی جان دون ہر روز کے یہ صدمے نہ سہون صاحبو مین بھی تو بشر ہون کیونکر نہ فریاد کرون کسطرح خاموش رہون چار یہ تو کہین گے کہ دیکھیے عاشق صادق تھی اپنے دلدار کے جوش محبت مین جینے کو دو بھر سمجھی بار فراق نہ اُٹھا سکی آخر کو اپنی جان دی ہاے ارمانون بھری مرمٹی نصیبون جلی دنیا سے ناشاد و نامراد اُٹھگئی بقول میر جواد۔ شیرین رہی نہ خلق مین فرہاد رہگیا + باقی بس اک فسانہ آزاد رہگیا ۔ اچھا اب آپ کوئی فکر نہ کیجیے میرے حال پہ مجھکو رہنے دیجیے میرا بھی خدا مالک ہی کارسازی کریگا مجھ آوارہ دشت بلاے فراق کی رہبری کریگا یا تو مین خضر وار چشمۂ مراد پر پہونچ گئی یہ نہو گا کہ مثال اسکندر بے نیل مراد پلٹے وہین کوہ و دشت مین سر ٹکرا ٹکرا کے جان دی یہ کہکر زار زار مثل ابر نو بہار رونے لگی آنسوؤن کی جھڑی بندھ گئی یہ اشعار مصیبت خیز وحشت انگیز درد آمیز زبان پر لائی اشعار

فراق یار مین مجھپر اذیت بڑھتی جاتی ہی
شب ہجران تو گھٹتی ہی مصیبت بڑھتی جاتی ہی

عروج حسن ہی اُنکا محبت بڑھتی جاتی ہی
بہار آتی ہی جو جو میری وحشت بڑھتی جاتی ہی

مجھے منظور ہی دم بھر نہ دو اُو جھل ہون آنکھون سے
اُنھین پروا نہین کچھ اور نفرت بڑھتی جاتی ہی

بنیگی کس طرح اُنکی طبیعت مین تلون ہی
خدایا خیر کرنا اب محبت بڑھتی جاتی ہی

بڑا اندھیر ہی زلفین تری رخ سے لٹک آئین
چھپا جاتا ہی خورشید اور ظلمت بڑھتی جاتی ہی

غم و رنج والم کی ہجر مین دل پر چڑھائی ہی
غضب کی جا ہی اس لشکر کی کثرت بڑھتی جاتی ہی

تہے گیسو کے ہو دسے مین نکلتے ہین وطن سے بھی
غریبون کی مصیبت پر مصیبت بڑھتی جاتی ہی

دہن کی فکر مین فکر رسا بھی اندنون گم ہی
دقیقہ یہ وہ ہی جسمین کہ دقت بڑھتی جاتی ہی

بناہ اسکا بہت دشوار ہی اب دیکھیے کیا ہو
دکھایا یاس کو مشق سخن نے رنگ یہ اپنا

وہ کم کرتے ہین اور میری محبت بڑھتی جاتی ہی
خدا کے فضل سے اسکی طبیعت بڑھتی جاتی ہی

ملکہ مہ جبین کے زار زار رونے پر بارگاہ مین ہنگامہ برپا ہوا ہر سردار بیقرار و اشکبار ہر ایک کا یہی قول ہی صاحبو حقیقت مین واے برحال ملکہ مہ جبین کتنے عرصہ تک تو شاہزادہ اسد نامدار کے ساتھ قید رہین کیا کیا مصیبتین سہین ملکہ صندل جادو کو قتل کرایا صحراے حیرت فتح ہوا طلسم ہوش ربا کی پہلی ہی شکست کی لڑائی کا بندوبست ہی کیونکر نہ بیچاری بیقرار ہون اول تو اپنی جان کا خوف دوسرے وارث کا خیال قلب پر ہجوم غم و ملال یہان رونے پر ملکہ مہ جبین الماس پوش کے یہ باتین ہونے لگین کسی نے ملکہ مہ جبین کو سمجھایا کہ اے ملکہ اسقدر بیقرار نہو اپنی جان ہی تو جہان ہی تمہارا یہ غلط گمان ہی کہ خواجہ کوئی صورت نہ پیدا کرینگے یاد رکھنا کہ اپنی جان لڑا دینگے صنعت کا سر لائینگے سرداران مقید کو چھڑائینگے انشاء اللہ فضل باغبان حقیقی سے تمہارے ریاض لشکر پر بہار تازہ آوے گی صنعت حیرت زدہ ہو کر مثل غنچۂ پژمردہ باد سموم حسد سے کھلا دیگی شاہزادہ اسد بھی آوینگے انکے جمال حسن کی گلچینی کرنا ہم سب بھی دیکھکر نہال ہونگے دشمن پائمال ہونگے بی بی اسوقت ہمکو نہ بھولنا خواجہ عمرو نے بھی گلے سے لگایا بہت کچھ سمجھایا فرمایا اے نور نظر اسقدر نہ گھبراؤ خاطر جمع رکھو مین نے سمجھو لو کہ اسی خیال سے تمہارے ملال سے اسد غازی کو براے شکار روانہ کر دیا اسوقت تمہارے کلمات حسرت آیات نے خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا انشاء اللہ بہت جلد تدبیر ہو جائیگی صنعت بدبخت اپنے کیے کی معقول سزا پائیگی مہ جبین نے کہا پھر انکو یہان بلوا لیجیے عمرو نے کہا بیٹا ابھی یہان بلانا مناسب نہین ہی دشمن درپے آزار صنعت آمادۂ حرب و پیکار شاید کوئی دشمن اس فکر مین ہو لہذا چندے اور تامل کرو ہمارے کہنے کو مانو مین خود جا کر بلا لاؤنگا میرے دل کو یقین ہی کہ تمھین فراق ناگوار ہی مگر یہ حقیر بھی مجبور و ناچار ہی غرضکہ ملکہ مہ جبین کو تسکین جو ہوئی خواجہ عمرو نے سر اٹھا کر دیکھا برق و چالاک وغیرہ کو دربار مین نہ پایا عمرو نے کہا لو غضب ہوا یہ لونڈے کہین گئے اب عیاری کی خرابی ہی برق کو اسی سبب سے زیادہ اس مقدمہ مین گو بیتابی ہوگی یہ کہکر چرند و پرند کو بلایا فرمایا کہ جاؤ تو لشکر مین یا کنارے لشکر کے یہ چارون موجود ہون تو کان پکڑ کے کھینچتے ہوے لانا چالاک سے کہنا چلو تمہارے باپ بلاتے ہین برق دیکھنا میرے فرزندون کو بھی آوارہ کریگا ہر کارے

دوڑے سب طرف لشکر مین تلاش کیا چارون عیارون کا نشان تک نہ پایا بلکہ لوگون کی زبانی سُنا کہ چارون ساتھ گئے ہین یہ کہتے ہوے کہ دیکھو صاحبو دن ہی کو جاکر فوراً صنعت کو مارتے ہین یہ جو خبر خواجہ عمرو نے سُنی پیٹ پکڑ لیا کہا صاحبو اتنا میرے مُنھ سے نکل گیا تھا کہ ایک تدبیر حصار سحر مین جانیکی ہی نہین معلوم بیوقوفون نے کیا سمجھا وہ جو اصلی بات ہی اُسپر تو اُنکا خیال کیا جائیگا مگر بات خراب ہوئی اُن چارون کی جان گئی کل تیجا کر دو ایسون کا یہی نتیجہ ہی مہرخ نے مُنھ پہ ہاتھ رکھدیا کہا خواجہ ایسا کلمہ نہ فرمائیے خدا نہ کرے وہ چارون خیر و عافیت سے لشکر مین آئین جان بخش سرداران نامی گرامی والی خاندان سرفروش جان نثار نیک طبیعت صاحب وقار ہین عمرو نے کہا صاحب تم کیا جانو میرے شاگردون کے مقدمے مین دخل نہ دیا کرو تعریفین کرکے آپ ہی لوگون نے خراب کیا جب تو برق زمین پر پاؤن نہین دھرتا ہر وقت پھولا رہتا ہی مال چُرا چُرا کے مال والا ہوگیا ہی کئی لاکھ روپیہ اُسکے تنگ گھر مین جمع ہین اب وہ کسی کی کیا حقیقت جانتا ہی بھلا میرے تئین کب مانتا ہی ملکہ مہرخ تو خاموش رہین لیکن سب سردار واسطے عیارون کے دعائین مانگنے لگے خداوندا اُنکو مظفر و منصور کرنا دشمن مغلوب ہو چارون عیار خیر و عافیت سے آئین عمرو نے کہا وہ زندہ پلٹ کر نہین آئینگے مرنے کی خبر ملیگی سردار خاموش ہوے خواجہ کہتے ہین لونڈون نے بڑا غضب کیا ایک مقام عیاری کا تھا وہ بھی مٹایا ساتھ بہار و باغبان کے قید ہوے یہان تو یہ ذکر اب دو کلمہ داستان ملکہ صنعت سحرساز بیان ہوتے ہین کہ اُسنے سرداران نامی کو زندان سحر مین قید کیا طائر بنے ہوے پھڑک رہے ہین کبھی بہار و مخمور کے کراہنے کی آواز آتی ہی کہ زمین تھراتی ہی سُننے والون کے دل ہلتے ہین اِن مبتلاے بلا کی مصیبت پر کف افسوس ملتے ہین کبھی مخمور رنجور طائر نوگرفتار اُسی حالت اضطرار مین رو روکر یہ اشعار زبان پر لاتی ہی اشک حسرت دیدۂ غمناک سے رخسار گلعذار پر بہاتی ہی اشعار

نوگرفتارون پر ایسی قید ہی صیاد کی
ای صبا تونے ہماری خاک کیون برباد کی
تشنۂ جام شہادت ہمسے پیاسے رہگیے
مجھسے یہ گرّیان نہ اُٹھینگی کبھی جلاد کی
روز رکھتا ہی قفس مین لا کے گلہاے چمن
ہین قفس مین سبکے دُہری تیلیان فولاد کی
چپ ہون کیونکر نہ مین بیداد پر صیاد کی
کسقدر بے آب یہ تلوار ہی جلاد کی
جسجگہ دیکھا اُجاڑا آشیان اِسنے مرا
رہتی ہی مجپر عنایت نہ لون صیاد کی
اُسکے کوچہ سے اُڑا کر لیگئے بیداد کی
بلبل تصویر ہون عادت نہین فریاد کی
فصل گل ہی مین یہ پہناتا ہی مجکو بیڑیان
باغبان مین ہوگئی خو آجکل صیاد کی
نالۂ عاشق نے اتنا تو اثر پیدا کیا

رہ گئے دل تھام کر وہ مین نئے جب فریاد کی
سیکڑون تدبیرین کرتا ہی جلانیکی مرے
جان شیرین مفت ضائع ہوگئی فرہاد کی
لاکھ ضبط نالہ کرتا ہون مگر رکتا نہین
کیجیے اسکی مدد ہی یہ گھڑی امداد کی

باغ مین ہوگا خرامان جبکہ وہ سرو سہی
کیجیے کس سے شکایت اُس ستم ایجاد کی
اُٹھنے کی صحرا نوردی یہ پہاڑون مین ہا
کیا کرون مین مجکو عادت ہی نہین فریاد کی

خاک مین ملجائیگی یہ قدر کشتی شمشاد کی
سُنکے شیرین کی خبر سر پھوڑ کر وہ مرگیا
حال وہ مجنون کا کیفیت یہ ہی فرہاد کی
یاس ہی رنج والم ہی یا علی جلد ایئے

یہ صدائین وحشت خیز مصیبت انگیز اِس زندان خانے سے آتی ہین مگر صنعت سحر ساز ہنس رہی ہی پکار کے آواز دیتی ہی ہان طائران وحشی زمزمہ سرائی نہ بھولنا بغاوت پر نہ پھولنا اپنے دل مین یہ نہ سمجھے کہ شاہنشاہ طلسم ہوشربا سے سرکشی کرکے کیا پھل پائینگے آخر جانور ہے اپنی سزا کو پہونچے خوب سلطنت کی وزارت کا زور ہوا ملک تحصیلے بڑے بڑے مزے اُڑالئے اب بھی توبہ کرو تو خطا معاف کرادین شاہنشاہ کے قدمون پر گرادین ہرچند سب طائر بنے ہوے ہین مثل انسانون کے کلام نہین کرسکتے لیکن اِن باتون کا اشارون سے جواب دیتے ہین کنایہ سے صاف ہویدا ہی یہی پیدا ہی کہ افراسیاب کی اطاعت نہ کرینگے تڑپ تڑپ کے اِس قفس زندان مین مرینگے لیکن اتنا خیال رہے شعر ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچھا ✦ ہل جائینگے افلاک جو فریاد کرینگے ✦ مصاحبان صنعت سامنے سے صنعت کے ہٹ جاتے ہین کانون پہ ہاتھ رکھ کے الامان الامان کہتے ہین آپسمین ذکر ہی کہ یارو انکی آہ سے بچنا چاہیے صنعت کہتی ہی معاوضہ خون حسین سحر ساز ابھی نہین ہوا حسین کے نام کے عدد نکالون گی ایک عدد پر دس دس ہزار کو قتل کرونگی تب بھی معاوضہ خون حسین سحر ساز نہوگا اِس اثنا مین دور سے رام رام ست کی آواز آئی صنعت نے سر اٹھاکر دیکھا کسی غریب کا مردہ دو شخص ارتھی پر لیے ہوے ایک کھٹا برہمن ساتھ ہی ہاتھ مین ایک جلا ہوا کنڈا ایک ہانڈی سی کی اُسمین تپے پر گھی کسی قدر ہو بچ ساتھ ساتھ اس ارتھی کے پیچھے ہاے بھائی کیکے روتا ہی ارتھی کو لیے ہوے اِسی جانب آتے ہین جب قریب حصار پہونچے نگہبانان ملکہ صنعت سحر ساز نے دس قدم آگے بڑھکے روکا کہا اِدھر سے ارتھی پھیر لیجاؤ حصار سحر ہی یہان نہ آؤ ملکہ عالم وزیر اعظم افراسیاب کی مخالفت ہی مردہ اب یہان نہین پھونکا جاتا برہمن نے بڑھکر کہا وہ سامنے جو پیپل کا پیڑ ہی ہمارے نانا دادا سب اسی مقام پر پھونکے گئے ہم قوم کے برہمن ہین مدت سے جو مقام قرار داد ہی وہین پر یہ مردہ جلیگا جاؤ جاکر ملکہ صنعت سے عرض کرو کہ گیان برہمن دیوتا کو نہ ستاؤ نگہبانون نے کہا ارتھی ٹھہرالو ہم جاکے عرض کرتے ہین برہمن کا نام سُنکر سب ڈر گئے سامنے ملکہ صنعت کے

آئے کیفیت بیان کی کہ حضور برہمن کا مردہ ہے وہ کہتے ہین ہم اسی نخل کے نیچے مردہ جلائینگے اگر عرصہ ہوگا ہزار بھائی ہمارے جمع ہوجائینگے جنیئون کو توڑ ڈالینگے آب و دانہ ترک ہوگا ایک مردے کے ساتھ ہزار برہمن جان دیگا یہ سنکر صنعت بھی گھبرا گئی کہا صاحبو تمھاری کیا رائے ہے سب نے کہا مہارانی اگر برہمنون نے جنیو توڑ ڈالا بڑا پاپ ہوگا پھر کیونکر ملاپ ہوگا یہ قوم برہمن نہایت سخت ہے جو کہینگے وہی کرینگے سامنے حصار کے بیٹھکر پوجا شروع کرینگے گھنٹ ناقوس بجائینگے آفت مچائینگے صنعت نے کہا ارے حرامزادیون تم کیا جانو باپ پن کہنا شروع کردیا مجھے عیاران اسلام کا بڑا خیال ہے ان نگوڑون کے نزدیک مردہ زندہ بننا کتنی بڑی بات ہے ایک ایک عیاری کمبختون کی کرامات ہے مین بڑے بڑے دھوکھے اٹھا چکی ہون کنیزون نے کہا حضور آپ بجا ارشاد فرماتی ہین مردہ بنکر کیا عیاری کریگا یہان آنے دیجیے حضور خود موجود رہین اپنے سامنے لکڑیان جمع کرکے مردے کو جلوا دیجیے حضور برہمن ہین آفت برپا کرینگے صنعت نے کہا اچھا جاؤ یہ اقرار کرلو کہ ہم مردے کو کھول کر دیکھ لینگے تو جلنے دینگے کنیزون نے کہا حضور ہان اسمین انکو کیا عذر ہوگا صنعت نے کہا ان باتون مین مجھے کسی کا اعتبار نہین ہے مین خود مردہ دیکھونگی بلکہ فصد کھلوا کر امتحان کرونگی یہ کہکر درخت کے نیچے صنعت آکر کھڑی ہوئی کہا جاکر حصار باطل کرو ارتھی جاکر اپنے ساتھ لے آؤ یہان ان تینون برہمنون نے ارتھی تو رکھدی ہے غل مچا رہے ہین یا سامری یا جمشید کے نعرے کبھی لات و منات کو پکارتے ہین کنیزین پہونچین کہا برہمن دیوتا غل نہ مچاؤ ساتھ آؤ یہ کہکر حصار سحر کو ہٹایا دو نے ارتھی کو اٹھایا ایک روتا پیٹتا ساتھ چلا لیکن فریاد کرتا ہوا گسیان نے بڑا عرصہ کیا ہمارے بھائی کی لاش کو ٹھہرایا یا سامری و جمشید روتے پیٹتے زیر نخل ارتھی کو لاکر رکھا تینون برہمن سامنے صنعت کے آئے پہلے اسیس دی کہا مہارانی کی جے جے کار رہے لکڑیان سرکار سے ملین آپ کے برہمن دیوتا کا مردہ جلایا جا صنعت نے کہا بات سنو بگڑو نہ کرو ہمین اس مقدمہ مین شک ہے ناحق کی بک بک ہے ہم لکڑیان منگوا دینگے اپنے سامنے لاش کو جلوائینگے تم کریا کرم کرنا ہمارا کچھ ہرج نہین ہے بند تو کھولو ہم لاش کو دیکھینگے شاید مکر و غدر ہووے ان تینون نے کہا گسیان مُردے پر یہ بدعت ہم بند کھولین آپ بادشاہ عالیجاہ ہین آپ بند نہ کھولیے چہرہ دیکھ لیجیے اور زیادہ شک ہو فصد کھلوا لیجیے ہاتھ پاؤن کٹوا ڈالیے تیرہ صدی مین سب کچھ ہوگا پوتھیون مین لکھا ہے اس تیرہ صدی مین پاپ بڑھ جائیگا پن کا کوئی نام نہ لیگا صاحب آج آنکھون سے دیکھا مردے سے کیا شک آپکے نزدیک

یہ بات ہی کہ اپنے بھائی کو مردہ بنا کر لائے ہین مردے کو ہاتھ لگانا بڑا پاپ ہی صنعت نے کہا ہم ان باتون کو نہ مانینگے مردے کا منھ کھول کر دیکھ لینگے ایک انمین جو بہت چالاک وچست تھا بڑھکر کہنے لگا گسیان اب دیر نہ کیجیے جلد قریب آیئے صنعت اپنے مقام سے بڑھی قریب ارتھی کے آئی وہ تینون برہمن بھی قریب آئے رام رام کرتے جاتے ہین سنکھ بجا رہے ہین سامری وجمشید کہکر غل مچا رہے ہین صنعت جھکی سینے کا بند کھولا گلے کے پاس کا بھی کھول چکی چاہتی ہی کہ چہرے سے بھی کفن ہٹاؤن جسکے ہاتھ مین کنڈا تھا کنڈا پھیک کر بڑھا کہا گسیان پاؤن کے پاس کا بند تو پہلے کھو لیے صنعت ادھر پلٹی ہزار ہا کنیزین گرد تمام سرداران فوج صنعت جمع ہین سب خوف سے تھر تھر کانپ رہے ہین کہتے ہین ملکہ نے غضب کیا مردے کے بند کھولے اس سال یہ بچ جائین تو بڑی بات ہی کا ہیکو یہ جھگڑے مچائے ہین لیکن صنعت جیسے ہی پاؤن کی جانب پلٹی کہ یہ بھی بند کھولون مردے نے پیر کھینچے ہوا کے جھونکے سے کفن منھ سے ہٹ گیا کنیزون نے دیکھا مردے نے ہاتھ اٹھائے پیر کھینچے وہ تینون برہمن بھی مثل برق چمکے مردے نے پاؤن سے حلقے کمند کے اُن تینون نے بھی حلقے کمند کے مارے مردے نے آواز دی باش او ملعونہ قضا تیری تیرے سر پہ پہونچی نعرہ

بہ عیاری من آئم چست وچالاک
بچشم دشمن اندازم کف خاک
نہ آید باد گرد تیز گامم
خلیفہ اولم چالاک نامم
برق نے بھی تڑپ کے نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی عیار نامدار اشعار
منم برق رفتار وخنجر گزار
منم یکہ لیکن گران برہزار
منم سیل جون رو بیارم بکوہ
کنم بر دلان رابعالم ستوہ
کنم در وغا عرصہ بر شیر تنگ
ہم آورد من نیست کس وقت جنگ
بہ گرز وبہ گوپال وتیر وسنان
برآرم دمار از سر پردلان
ضرغام وجانسوز نے بھی نعرہ شیرانہ

کیا چارون نے کمندین مارین لیکن صنعت ہوشیار بھی کھٹکے اٹھا چکی ہی حقیقت مین چودہ چودہ حلقے چارون نے مارے گردن وکمر مین صنعت کی پڑے صنعت برق بنکر چمکی کڑک کے آسمان پر پہونچی حلقے کمند کے جلگئے عیار کنیزون پر گرے کسی کو خنجر مارا کسی کو للکارا ایک نے حقہ آتشبازی مارا ایک نے حباب اچھالا ایک نے جنگی بان داغ دیا دو سو کنیزین صنعت سیہ بخت کی گرین صدائے گیر ودار بلند ہوئی اب کوئی عیارون کے قریب نہین آتا مارنے سے جادوگرنیون کے اندھیرا بھی ہوگیا ہی اُس تاریکی مین یہ چارون عیار بھاگے کہ پار ہٹ کر نکلجائین صنعت آسمان پر چمکی کچھ حلقے جلائے کچھ حلقے جو گردن مین پڑگئے تھے نفس وقفس پیچیدہ ہاتھون سے انکو توڑتی ہوئی زمین پر گری قریب تھا صدمے سے بیہوش ہوجائے مگر اسم سحر پڑھنے لگی دیکھا کئی سو کنیزین

مری پڑی ہین چارون عیار بھاگے جاتے ہین ساحرون نے پیچھا کیا ہی لیکن یہ پلٹ کے حقہ ہاے آتشبازی مار رہے ہین جب دو تین کیتین مرتی ہین اندھیرا ہوجاتا ہی یہ پھر بھاگتے ہین صنعت نے آواز دی ارے ان کمبختون کا پیچھا نہ کرو کیا مجال ہی جو حصار سحر سے باہر نکل سکین جادوگر ٹھہرے عاجز تو ہو ہی رہے تھے یہ چارون بھاگتے ہوے جب قریب اُس لکیر کے پہونچے لڑکھڑا کے چارون گرے ہاے کہکر بیہوش ہوے صنعت نے آواز دی شکلین باندھو کشان کشان سامنے صنعت کے لائے صنعت نے کہا او نالائقو مین نے تمکو بلایا تھا بروقت آمد حصار سحر توڑا پھر قائم کر دیا تھا جانتی تھی اگر کوئی مکاری عیاری ہوگی بے میرے قتل کیے نکل نہ سکینگے مابدولت کا قتل بہت دشوار ہی تم چارون تو آئے اُس بڈھے کو نہ لائے آجتک ساربان زادے نے کوئی تدبیر نہ کی مین تو اُسکی مشتاق ہون وہ کالیا کہان ہی جو بغدہ لیے پھرتا ہی ای برق وچالاک قفنلے تمھارا دامن پکڑ لیا ہی یہان تک کشان کشان پہونچایا ہی کل پھر جاکر لڑونگی سردارون کی گردن لونگی تمھاری گرفتاری کی خوشخبری تو پہونچ گئی ہوگی اس عذاب الیم سے تمکو قتل کرونگی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تمھارے حال پر روئین مجھکو ترس نہ آئے لنگوڑا ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ بڑی بڑی مکاریان کر چکا ہی اب میرے ساتھ کیا کوئی عیاری کر سکتا ہی برق نے تڑپکر جواب دیا او بیحیا کیا بکتی ہی کیون اتنا غرور کرتی ہی ہمنے اپنے نزدیک تجھکو مارا اندر حصار سحر کے آکر للکارا تو سخت جان تھی نہ مری انشاء اللہ قبلہ وکعبہ آکر قتل کرینگے ہم ایسے ہزارون اُنکے غلام ہین ہمارے گرفتار ہونے سے اُنکا کیا ہرج ہی گلاب کیوڑے سے کلی کرتب نام ایسے بزرگون کا لے تونے بے ادبی سے نام نامی اُنکا لیا اب یقیناً تو موت کی طالب ہی وقت تیغ گذر جائیگا زمان فرحت بھی آئیگا صنعت نے کہا صاحبو دیکھو تو کیسا اِنکا دیدہ صاف ہی مابدولت سے خوف نہین کرتے آنکھین چار کرکے بات کرتے ہین جو منھ مین آتا ہی برا بھلا بکتے ہین ان کمبختون کے مرگ کے دن آگئے ہین اب جب قتل ہونگے تب آنکھین کھلجاوینگی برق نے کہا ہم مرنے کو نہین ڈرتے جہان ڈر وہان ہار اگھر جو کچھ تجھسے ہوسکے قصور و کوتاہی نہ کر صنعت نے سحر کرکے ان چارون کو بھی جانور بنایا اُسی قید خانے مین چھوڑ دیا یہ سب معرکہ جو اسپیان لشکر اسلام نے اپنی آنکھون سے دیکھا روتے پیٹتے بھاگے یہان عرض کر چکا ہون بیقراری سے ملکہ مہ جبین کی بارگاہ مین تلاطم ہی خواجہ فرمارہے ہین یار و خبر لو برق وغیرہ کہان گئے معلوم ہوتا ہی کمبخت طرف لشکر صنعت کے روانہ ہوے جاتے ہی کمبخت پھنسینگے جوتیان کھائینگے ملکہ مہرخ کہتی ہین خواجہ ایسے کلمات زبان سے نہ نکالو جانباز و سرفروش ہین دریاے طراری و مکاری کے

جوش ہین انشاء اللہ غالب آئینگے سر صنعت خود سر کا لائینگے یہ ذکر ہی تھا کہ چرندو پرند دوڑے ہوے آئے مگر بدحواس عالم یاس اُفتان وخیزان آکر سامنے گر پڑے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی عرض کی ملکہ عالم غضب ہوا چالاک و برق عیاری کر کے گئے کیا کمال کیا کہ اندر حصار سحر کے پہونچے عیاری کی صنعت کو مار لیا ہوتا مگر وہ ملعونہ بہت ہوشیار تھی آخر گرفتار ہوے مجبور وناچار ہوے اُسی طرح جانور بنا کے قید خانے مین چھوڑ دیے گئے ابھی غلام اپنی آنکھون سے دیکھ کر آئے ہین اس حال پر ملال مین جان نثارون کو دیکھا یقین تھا کلیجہ شق ہو جاے قدم نہ اُٹھتا تھا لیکن خبر پہونچانا ضرور تھا حاضر ہوے بارگاہ مہرخ مین یہ خبر وحشت اثر سُنکے شور گریہ وزاری بلند ہوا ہر فرد بشر اس غم تازہ سے دردمند ہوا عمرو نے کہا صاحب ٹھہرو بات تو پوچھنے دو کہنے سے عمرو کے سب سردار خاموش ہوے لیکن ہچکیان لگی ہین ایک کو ایک بنظر یاس دیکھتا ہی عمرو نے ہرکارون سے پوچھا صاحبو کس عیاری پر گئے بی مہرخ صاحبہ ذرا سماعت فرمایے جس عیاری پر وہ ہرکارے کہین مین بیان کر دون مین تو لشکر سے نہین نکلا ملکہ مہرخ نے کہا حضور سے زیادہ کون سمجھنے والا ہی آپ ہی ارشاد فرمائیے کس عیاری سے گئے ہونگے عمرو نے کہا وہ جو میرے منھ سے نکل گیا تھا کہ حصار سحر خود برطرف کر دیگی بس بات مین سے بات نکال لی عیاری خراب کی ای چرندو پرند سچ بتاؤ یہی معرکہ گذرا کہ اور صورت ہوئی کلام خواجہ سنکر ہرکارون کو وحشت ہوئی عرض کی حضور بہت بجا ارشاد فرماتے ہین چالاک مردہ بنا دونے ارتھی اُٹھائی برق نے کھٹے برہمن کی صورت بنائی قریب حصار سحر کے داد بیداد کی آخر صنعت نے بلا لیا مردہ کھول کر دیکھنے کا قصد کیا چارون نے کمندین مارین صنعت برق بنکے چلی دام کمند سے نکل گئی آخر بھاگے حصار کے قریب جا کے گرے بیہوش ہوے عمرو نے کہا صاحبو سُنا بس اب مین کسی مقدمہ مین دخل نہ دونگا نہ انکو رہا کرنے جاؤنگا اب کوئی عیاری بھی نہ بن پڑیگی یہی ایک جگہ تھی کمبختون نے اُسکو مٹایا اب کیا ہو سکتا ہی ایک زندہ نہ بچیگا تم لوگون کو اپنے اپنے فعل کا اختیار ہی اب مین خدمت مین صاحبقران کی جاؤنگا طلسم ہوش ربا مین نہ رہونگا مین عیاریان کرتے کرتے عاجز ہو گیا ان نالائقون کو موت نہ آئی یہ کہکے اُٹھے مہ جبین کو گلے سے لگایا کہا لو بی بی خدا حافظ ہم جاتے ہین ہمارا یہان رہنا بیکار ہی مہ جبین نے دامن تھام لیا کہا قبلہ وکعبہ آپ ایسا نہ فرمایئن بعد خدا کے آپ ہی کا تو بھروسہ ہی اُن عیارون نے بھی بہتری کی تھی براے قتل صنعت گئے اندر حصار سحر کے پہونچے لیکن سحر سے مجبور ہو گئے عمرو نے کہا عیاری خراب ہو گئی مین ارتھی بنا تا دنل بنیئں اور ساحرون کو ساتھ لیتا گھنٹہ وناقوس بجاتے ہوے جاتے اُسکو بھی معلوم ہوتا

کہ حقیقت مین ہان کوئی مراہی ایک آدمی صرف ہمراہ دیکھتے ہی سمجھ گئی ہوگی کہ یہ عیار مکار ہین آخر سب کو گرفتار کرلیا ملکہ نے کہا معاف فرمائیے تشریف رکھیے اب کوئی بات کبھی بے آپ کی صلاح کے نہوگی یہ مقشکل خواجہ بیٹھے ہر ایک رنج والم مین مبتلا برق وچالاک کا سب کو خیال قلب پر ہجوم غم وملال ناگاہ طائر زرین بال آفتاب بصد پیچ وتاب اشیانۂ مغرب مین جاکر چھپا اور عقاب بلند پرواز ماہ تابان ثابت وسیارگان کو ہمراہ لیکر بصد کروفر تخل فلک نیلی پر مصروف فکر شکار ہوا بارگاہ مین روشنی ہونے لگی شمع عقل سب کی گل غم چالاک وبرق مین شور گریۂ وزاری کا غل ہی یکایک اسی ہنگامے مین لشکر حیرت سے صدا نقارون کی آئی عمرو نے سر اٹھاکر فرمایا یارو وزرا در یافت توکرو کہ یہ کیسا نقارہ بجا کیا کوئی نیا سردار برائے مقابلہ آگیا اسوقت خود بخود قلب تھرا گیا مہرخ نے عرض کی ہرکارے گئے ہوے ہین خبر لیکر آتے ہونگے اس عرصہ مین چرندویرند حاضر ہوے ہاتھ اٹھاکر دعاو ثنائے بادشاہی بجالائے اسطرح عرض کرنے لگے مخمس در مدح بادشاہ اسلام

خسروا چرخ کے سر گنبد دوار ہلال
خود لب عجز سے کرتا ہی یہ اقرار ہلال
حاضر خدمت عالی ہی بہر کار ہلال
گرز بردار ہی خورشید کمان دار ہلال
آسمان لیکے سپر چلتا ہی تلوار ہلال

دست ہمت ترا خورشید سے ہی بالا تر
تیری بخشش سے ہی مینان عرق شرم مین تر
آئین تیرے در دولت پہ گدا یانہ اگر
اپنے کاسے مین بھرے چرخ دہین لعل وگہر
اور کشتی مین بھرے درہم ودینار ہلال

ذوق کرتا ہی سخن تیری دعا پر کوتاہ
عید ہر سال ہو فرخ تجھے باحشمت وجاہ
تیری دولت سے ہون خرسند ترے دولتخواہ
اور جو حاسد ہین ترے واسطے انکے ہر ماہ
چرخ پر تیز کرے خنجر خونخوار ہلال

اے شاہنشاہ گیتی ستان ظلمات جادو آکر طبل جنگی بجوا گئی ہیام صنعت کا لیکر آئی تھی لشکر حیرت مین نام پر صنعت کے طبل جنگی بجگیا مشہور ہی کہ بوقت سحر اسی طرح آگے لشکر اسلام سے مقابلہ کریگی تیاری مین سب مصروف ہین بڑی خوشیان ہورہی ہین عمرو نے کہا بسم اللہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بعنایت رب اکبر طبل جنگی بجے یہان بھی صدائے طبل جنگ بیدرنگ بلند ہوئی تمام سردارون کو معلوم ہوا کہ کل پھر صنعت سے مقابلہ ہی جابجا تیاریان ہونے لگین لیکن لشکر مین سناٹا ہر سردار بیقرار ومضطر دلپر قلق رنگ چہرون کا فق نظم

قمر سب کی وحشت کردن کیا رقم
ستارون پہ خال سیہ کا گمان
کسی کو تردد کہین انتشار
تردد مین بیتاب خواجہ عمرو
صدائین وہ ہاہو کی ہر سو بلند
کسی تُردلے کو تھی فکر گریز
کہین گھنٹے بجتے تھے باصد خوشی
کہین سحر سے ہل رہی تھی زمین
کسی جا پہ گوگل کے جلنے کی بُو
جلاتا تھا مرچین کوئی خود پسند

کہ مہرخ کے دل پر ہجوم و الم
کہین شیر کے گونجنے کی صدا
کوئی خوف سے مرگ کے بیقرار
اندھیرا وہ پرہول حیرت فزا
کوئی شاد و خرم کوئی دردمند
ادھر فوج حیرت مین تھا اک غریو
صدا اٹھی کسی جا پہ ناقوس کی
کہین خیمے سے اٹھ رہا تھا دھوان
اندھیرا دھوان دھار تھا چار سو
کوئی سر ہلاتا تھا بیٹھا کہین

وہ تاریک مثل دل کافران
کہین لوٹتا تھا پڑا اژدہا
وہ لشکر مین ہر سمت تھا شور و شر
شب فرقت عاشقان سے سوا
کوئی شیر تھا صرف ذکر ستیز
ہر اک ساحر بد سیر مثل دیو
کہین جھانجھ بجتے تھے ڈھولک کہین
فسون سازیون کا ہر اک جا نشان
کہین شور یا سامری تھا بلند
بھوانی کا ہوتا تھا پوجا کہین

ایک ہنگامہ دونون لشکرون مین بڑا اٹھا ملازمان حیرت کی خوشیان اہالیان لشکر مہرخ کی بیقراریان ادھر فتح وظفر کی خوشی اِدھر بیقراری و اضطراری شب تیرہ و تار داد و فریاد کی جابجا پکار اسی ہنگامۂ مصیبت مین وہ شب غم بسر ہوئی تڑپ تڑپ کے سحر ہوئی سرداران لشکر اسلام بیقرار و ناکام اپنے اپنے مقام سے اُٹھے خسرو خاور بصد کر و فر فوج شعاع ضیا کو ساتھ لیکر چرخ نیلی فام پر برآمد ہوا ملکہ مہرخ نے ملکہ مہ جبین کو تخت پر سوار کیا ساحران جانباز کو بلا کر حکم دیا کہ شہنشاہ گیتی ستان کے قریب رہنا بخوبی سب صاحبون پر ظاہر ہے کہ سرکار دولتمدار کو سحر نہین آتا کئی سو ساحران نامی نے تخت کو آکر ملکہ مہ جبین کے گھیر لیا ملکہ مہرخ آگے بڑھین اُدھر سے دیکھا آمد فوج حیرت بصد شوکت و صولت ملکہ حیرت جا کر بلندی پر ٹھہرین صرصر و صبا رفتار قریب قریب قنطورہ ہاے زربفتی و یانہاے عیاری سے آراستہ سلاح جنگ سے پیراستہ یہ بھی واضح رہے کہ لشکر حیرت کمر کھولے ہوے براے تماشا میدان مین آکر ٹھہرے ہوے ہین آمد ملکہ صنعت سحر ساز کا سب کو انتظار لشکر مین انتشار ناگاہ مرگھٹ کی طرف سے گرد اڑی گرد کو مثل زلف مہوشان پیچ و تاب چنگ و رباب بجتا ہوا صنعت بہ کبر و نخوت تخت پہ سوار بارہ ہزار ساحران خونخوار بموجب طریقہ قدیم گرد لشکر حصار سحر ایک جانب ملکہ ظلمات جادو ایک سمت ملکہ گیسو کشا اسباب سحر سب کے ہاتھ مین ایک سمت آکر لشکر ملکہ صنعت سحر ساز

ٹھہرا صفین جبین ملکہ صنعت سحر ساز نے دور سے ملکہ حیرت جادو خاتون شاہنشاہ افراسیاب کو بہ ادب جھک کے سلام کیا ملکہ حیرت نے کہا مزاج تو اچھا ہی صنعت سحر ساز نے دست بستہ عرض کی حضور کنیز سب طرح اچھی ہی ہمیشہ دعاے ترقی دولت مین مصروف رہتی ہی سامری و جمشید کی کرپا سے حضور کا نیر اقبال ہمیشہ اوج پر رہے دشمن پامال دوست نہال یہ کہکر فوراً نقیبون کو اشارہ کیا نقیباے بلند آواز میدان کارزار مین آئے سرود چھیڑے اشعار عبرت آمیز پڑھے **نظم مصنف**

عجب گردش چرخ کجباز ہی
کہین سوز ہی اور کہین ساز ہی
کہین جاہ و دولت کا سامان ہوا
کوئی مثل گیسو پریشان ہوا
کسی جا ہی شادی تو ماتم کہین
کہین قہقہہ ہی تو چشم پرنم کہین
کسی نے رکھی سر پہ ترچھی کلاہ
سراسر کوئی ہو رہا ہی تباہ
کوئی ہجر ساقی مین ساغر بدست
کوئی بادہ کبر و نخوت سے مست
کوئی صاحب دولت و تاج ہی
کوئی دانے دانے کو محتاج ہی
شگفتہ ہوے غنچہ و گل کہین
تڑپتی ہی بیتاب بلبل کہین
ای اہالیان دنیا دنیاے فانی مقام

گذرگاہ ہی اس تھوڑی سی زندگانی پر بھروسا کرنے والا گمراہ ہی بیت جدائی ہی لکھی تقدیر مین انسان فی عالم کی + حروف مفردہ سے ہی کتابت لفظ آدم کی + کسی کو ثبات نہین نیکنامی کسی کی ذات نہین جسکا جی چاہے لڑ بھڑ کر مرے عمل خیر کرے جلوۂ عروس مرگ دیکھے مردانگی کے جوہر دکھلائین جسنے خواہش کی کاہش ہوئی زندگی کو حباب لب جو سے مثال ہی اس سے جلد کنارہ کرے اتنا توقف بھی محال ہی ایسے اشعار عبرت آمیز وحشت خیز نقیبون نے پڑھے بہادر بحر جرأت کے بے بہا در بادۂ شجاعت سے مست جھومنے لگے مرنے پر آمادہ ہوئے صنعت تخت سے کودی طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی میدان کارزار مین پہونچی عجائب و غرائب سحر دکھلائے نعرہ کیا کہ ملکہ مہرخ کسی کو جلد ہمارے مقابلے مین بھیجو اب تم سب کا پیمانۂ عمر لبریز ہوا سررشتۂ حیات منقطع ہو چکا جسکو تمناے مرگ ہو سامنے آوے مقابلہ کرے اگر جان شیرین عزیز سمجھے قدمون پر گرے مہرخ نے بائین جانب دیکھا ملکہ ماران زمین کن ساحرۂ پرفن طاؤس کو بڑھا کر سامنے ملکہ مہرخ سحر چشم کے آئی اجازت طلب کی ملکہ مہرخ نے فرمایا ای نور بصر و ای لخت جگر تمکو خالق اکبر کے سپرد کیا بسم اللہ کرو شوکت و شان ملکہ ماران زمین کن دیکھکر دوست و دشمن روتے تھے غیر بھی اشکون سے منھ دھوتے تھے حسن و جمال مین بیمثال کمسن ماہ تابان فلک حسن و خوبی نجم درخشان برج آسمان محبوبی گلعذار کبک رفتار **نظم**

سراپا کا اسکے کرون کیا بیان
حسین مہ جبین قاتل عاشقان
وہ لوٹا سا قد بات مین دلبری

بھری چشم فتان مین جادوگری	دہن غنچۂ گلشن حسن و ناز	خبردار علم نشیب و فراز

ترچھی گانتی باندھی اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا موتیون کا مالا گلے مین ڈالا کس ناز و ادا سے وہ دلربا طاؤس زرین بال کو اُڑا کر طرف میدان کارزار کے چلی صنعت سحرساز بھی صورت زیبائے ملکہ ماران زرین کن دیکھکر بیقرار ہوئی بے اختیار پکار اُٹھی ای ماران زرین کن ارے واسطہ سامری کا اپنی جوانی پر رحم کر تیری خطا شاہنشاہ افراسیاب سے معاف کرا دونگی تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ مجھسے مقابلہ کرے گنبد نور کا تجھکو شاہنشاہ نے رازدار کیا تھا خوب خیرخواہی کی اسد غازی کو قید سے چھڑایا عمرو کا ساتھ دیا دیکھ آخر انجام کیا ہوا ملکہ ماران زرین کن نے آواز دی او بیحیا بانی جور و جفا ہمارا آغاز و انجام سب نیک ہی اگر تجھکو قتل کیا فرد غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار مین نام لکھا گیا اگر مارے گئے سیر بہشت عنبر سرشت ہی دنیائے دون مقام زشت ہی صنعت نے کہا اچھا اب حال کھلجائیگا جو ہمارے سحر کرو دل مین حوصلہ نہ رہجائے سیر اسحر غضب سامری و جمشید ہی ملکہ ماران زرین کن نے کہا اسمین بھی بھید ہی تقدم ہمارے یہان ناجائز ہی جب پروردگار تیرے حربے سے بچائیگا اُسوقت ہم بھی جواب دینگے یا اپنا خون اپنی گردن پر لینگے یہ سُنکر ملکہ صنعت نے سحر کیا ماران زرین کن نے دفع سحر کردیا ملکہ اسرار جادو ثانی ماران زرین کن کی یہ سب معرکہ دیکھ رہی ہی پچاس ہزار ساحر پشت پر دنگا مین لڑ رہی ہین کہ اگر ہماری ملکہ پر کوئی چشم زخم پہونچے فوراً جا پڑین اپنی جان دین مگر اپنے مالک کو بچائین لشکر صنعت بھی آمادۂ مغلوبہ ہو کر آیا ہی دلون مین سبکے حوصلہ بھرا ہوا ہی ملکہ ماران زرین کن مبتلائے رنج و محن عرصۂ دراز تک صنعت سحرساز سے لڑائی ایک مقام پر ملکہ صنعت نے ترنج کھینچ مارا ماران نے یہ زہر اگلا کہ ترنج کو کاٹا ترنج سے برق چمکی مثل خنجر سر پر پڑی سر ملکہ ماران زخمی ہوا صنعت سحرساز نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لون ملکہ اسرار جادو کو تاب نہ آئی وہین سے للکارا او صنعت خبردار کیا کرتی ہی جبتک ملکہ اسرار جادو پہونچے صنعت سحرساز نے قدیم سحر کیا ملکہ ماران زمین کن زمین پر گری بصورت طوطی زرین بال بنگئی فوراً اُسنے اُٹھا کر پنجرے مین بند کیا وہ قفس ملکہ ظلمات جادو کو دیا ملکہ اسرار جادو صنعت پر جا پڑی فوج صنعت سحرساز کی بڑھی دونون لشکر آپسمین مل گئے سحر چلنے لگے ذرہ ہائے ریگ روان چنگاریان بنکر ساحرون کے جسم پر پڑے اعضا جلنے لگے نظم مصنف

گری آکے صنعت بصد شد و مد طپش سے زمین کو چڑھا تھا بخار	اشارون مین تھا سحر ہر اک کا رد برسنے لگی آگ افلاک سے	ہر اک نخل تھا مثل نخل چنار دھوان زرد اُٹھنے لگا خاک سے

شرارے زمین سے نکلنے لگے
نہ ڈوبے نہنگان دشت وغا
یہان جا پڑے اور وہان جا پڑے
بدن پر گل زخم دل باغ باغ
تزلزل زمین کو ہوا سربسر
وہ باجون کا غل دشت مین جابجا
نہایت شجاع و قوی و دلیر
سراپا تھے دریاے آہن مین غرق
جلال انکو آوے دم جنگ اگر
سمجھتے تھے رستم کو مانند زال

تو گرمی سے پتھر پگھلنے لگے
دلیران خوشخو بصد عز و شان
بصد کر و فر دشمنون سے لڑے
کہین برق شمشیر کی تھی چمک
پڑی چوب نقارۂ رزم پر
کسی کے پڑا سینہ پر آکے تیر
نیستان جرأت کے غرندۂ شیر
بیادے تھے وہ مثل مور و ملخ
تو شق ہوئے ڈر سے عدو کا جگر

کہین بحر افسون کا طوفان اٹھا
لیے ہاتھ مین تیغۂ خونفشان
گلستان جرأت کے روشن چراغ
کمانین دکھاتی تھین ہر جا کڑک
وہ قرنا کی آواز ہیبت فزا
کوئی سہم کر ڈر سے تھا گوشہ گیر
سر مو نہ تھا انکی جرأت مین فرق
جو اکدم مین الٹین زمین بلخ
یہ ادنے سا تھا انکی قوت کا حال

مہرخ نے دریاے لشکر مین غوطہ مارا ملکہ اسرار جادو جاتی ہی اپنی لوای ماران زمین کن کو جا کر رہا کرے صفون کو صنعت سحر ساز کی درہم و برہم کردیا میدان کارزار لاشون سے بھر دیا لیکن صنعت سحر ساز عجب انداز سے لڑ رہی ہی زمین کو جنبش دی ہی جب وہ تیز مارتی ہی دو چار ساحر بیہوش ہوجاتے ہین اس سحر سے لوگ بہت گھبراتے ہین صدہا سحر سے اسکے بیہوش ہوے کئی سردار علاوہ ملکہ ماران زمین کن کے بزور سحر طائر بناکر پکڑ لیے قفس آہنی مین بند کیے ملکہ مہ جبین کے تخت پر گولہ پڑا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا دلارام وزیرزادی گود مین لیکر بھاگی اس ہنگامۂ عظیم مین عمرو جان لڑا رہا ہی اتنی بڑی لڑائی کہ جہان غیر ساحر ٹھہر نہین سکتا کئی مرتبہ گھس آیا یہ ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ خواجہ عمرو گلیم اوڑھکر کسی کو نہین مار سکتے جب اولان اول کوہ سراندیپ پر یہ تحفہ جات قبر بزرگان دین سے خواجہ عمرو کو حاصل ہوے ہین اور خواجہ خوشی خوشی یہ اسباب تبرک یعنی گلیم عیاری و جال حضرت الیاس و جام حضرت اسحاق و میخہاے آہن حضرت داؤد و زنبیل مزار جناب ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام و گوہر شبچراغ لیکر خدمت مین امیر حمزۂ صاحبقران کی آئے عرض کی یا صاحبقران آپ مجھکو ساتھ نہ لیگئے تو کیا ہوا دیکھیے مین بزرگان دین سے یہ سب تحفہ جات لایا اگر نہ دیتے تو اپنا گلا کاٹ ڈالتا کیا آپ ہی اک بڑے بزرگ ہین مین کوئی ایسا ویسا ہون اسوقت صاحبقران نے اشیاے مذکورہ کے اوصاف پوچھے خواجہ عمرو نے مفصل بیان کیے صاحبقران نے اسی وقت ان سب تبرکات کو خواجہ عمرو سے چھین لیا

مُقبل سے کہا کہ اِن سب تبرکات عطیہ بزرگان دین کو لیجا کر ہمارے خزانے مین داخل کرو یہ چیزین اِس
چوٹٹے دغا باز نالائق کے لائق نہین عمرو نے جھلّا کر کہا او حمزہ تیرا کیا اجارہ ہی امیر نے فرمایا کیون نہین
بزرگ رحیم دل ہوتے ہین ہم بیٹھے چپکے اُنھون نے مرحمت فرمایا تمھارا دل نہ دُکھایا اب تم تمام دنیا کو لوٹ لوگے
بندگان خدا کو آزار پہونچاوگے ہرچند عمرو نے کہا تو پھر آپکا کیا مین چاہے کسی کو لوٹون چاہے کسی کو مارون امیر
نے کہا ہرگز تمھین دینا نہ چاہیے اپنے مقام پر اِس داستان کا ذکر ہی یہان تذکرۃً گذارش کرنا ہو اگر حیات
مستعار باقی رہی اور موقع نوشیروان نامہ وغیرہ کے لکھنے کا آیا تو انشاء اللہ اس داستان کو بالتصریح عرض
کرونگا عجب داستان حیرت بیان ہی خواجہ عمرو بن اُمیّہ نامدار کی بیقراری امیر حمزہ صاحبقران کی عدالت آخر
بعد کئی دن کے خواجہ عمرو نامدار نے کہا یا صاحبقران مین اقرار کرتا ہون کہ راہ خدا مین جہاد کرونگا ان تحفہ ہاے
بزرگان دین سے بجز جان بچانے کے اور کوئی کام نہ لونگا اُسوقت صاحبقران نے اقرار نامہ لکھوایا اُسپر
بھی اکتفا نہ کی سردارون کی مُہرین کرائین جب ضمانت سردارون کی لے لی تب یہ تحفہ جات خواجہ عمرو کو مرحمت
فرمائے چونکہ امیر حمزہ صاحبقران سے اقرار نامہ ہی اسواسطے خواجہ عمرو گلیم اوڑھکر کسی کو نہین مار سکتے صرف
اپنی جان بچانا گلیم اوڑھکر ممکن ہی جب حملہ کرنا منظور ہوتا ہی گلیم اُتار کے نعرہ کرکے جا پڑتے ہین اُسوقت ساحر کو
قتل کرتے ہین لہذا مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری گلیم اوڑھے ہوے لشکر ساحران مین موجود ہین جب
کسی ساحر کو قتل کرنا منظور ہوا گلیم سر سے اُتاری نعرہ کیا ستم مہر سپہر عیاری جب آنکھ چار ہوئی خواجہ عمرو تڑپ کر
اُس نابکار پر وار کرتے ہین پھر اُسکو پلک جھپکانا دشوار ہوتا ہی محال ہی کہ حربے سے خواجہ عمرو کے بچ جاے
یہ تو اکثر ہوتا ہی کہ خواجہ عمرو نے تڑپ کر خنجر سر پر اُس خودسر کے مارا دھڑ سے زمین پر گرا موت نے دستگیری
کی سیدھا جہنم مین پہونچا اُنھون نے لالچ مین اُسکے کپڑے اُتار لیے اگر کسی نے سحر کر دیا دھم سے گر پڑے
فوراً چلانے لگے کہ ای ملکہ مہرخ ارے جلدی دوڑو مجھے ساحر قتل کیے ڈالتا ہی جس ساحر کی نگاہ پڑ گئی
اُسنے اگر بچایا گلیم اوڑھی کود کے بھاگے غائب ہو گئے آج خواجہ عمرو بن اُمیّہ نامدار اِس جنگ مین رستمانہ
پلنگانہ کارزار کر رہے ہین کسی کو خنجر مارا کسی کو للکارا کسی کو حباب بیہوشی مار دیا کبھی جھپٹ کر کسی کو حلقۂ
کمند سے گرایا مگر مزاج کی چالاکی نہین جاتی جب خنجر مارا ساحر گرا گرتے گرتے پگڑی سر سے اُسکے اُتار لی
آپ فوراً گلیم اوڑھکر غائب ہو گئے مُردون کی کمرین ٹٹولتے پھرتے ہین جسکی کمر مین ہمیانی نکلی کھول لی
اگر کمر مین کچھ نہ پایا جھلا کر ایک لات ماری کہا کیون بے نالائق دی عمر بھر تو نوکری کی مگر خواجہ کے لیے کچھ

نہ رکھا بارود ڈال کر لاشہ اُسکا جلا دیا اسی ہنگامہ گیر و دار مین عمرو چاہتا ہی اپنے کو قریب ملکہ صنعت پہونچاؤن
کوئی کاریگری کرون مگر شعلہ ہاے آتش بھڑک رہے ہین دریاے سحر جاری ہزار ہا ساحرہ ڈوبے آبرو بچانا
دشوار نہنگان دریاے جرائت شناوری کر رہے ہین کنارہ دریاے سحر کا نہین ملتا ہر ایک گرداب خنجر آبدار
ہر موجہ شمشیر تابدار مچھلیون کی ماہیت سے کون ماہر ہی مگر صاحب فہم و فراست پر مثل آئینہ صاف ظاہر ہی
دریاے سحر ملازمان صنعت کا بہانا جوش مین ملکہ مہرخ کا مٹانا کبھی دونون پر جاکر جسم سے بہا مڑین
دریاے سحر مین جاکر نہنگان خون آشام سے لڑین دریاے سحر مین دریاے خون شریک ہوا دریاے سحر
مٹاتی لڑتی بھڑتی دریاے سحر خشک کرکے نکلین فوج صنعت پر جا پڑین لیکن صنعت سحر ساز صدہا کو قتل
کرری چند سرداران نامی بیہوش ہوے بعض سرداران نامی گرتے گرتے طائر بنگئے کلیجے تیر بدعت سے چھن گئے
دم نہین لیتی سب طرف لشکر مین ہنگامہ ڈالدیا ہی یہ بہ تفصیح گذارش کرچکا ہون کہ ملکہ مہ جبین الماس پوش
کو لیکر دلارام وزیرزادی لشکر سے نکل گئی دور جاکے ٹھہری خیمہ ملکہ لالان خون قبا مین آفت برپا ہی
ملکہ سر پیٹ رہی ہین ملکہ اسرار جادو ناچار ہوئی یقین کامل ہوا اب رہائی ملکہ ماران زمین کن دشوار ہی
قفس ملکہ ماران ہاتھ مین ظلمات جادو کے لڑتی ہوئی اسرار آتی ہی یکایک رونے کی آواز کان مین آئی
پلٹ کے دیکھا بارگاہ ملکہ لالان سے شور گریہ وزاری بلند ساحران نگہبان دردمند عرض کرچکا ہون کہ ملکہ
اسرار جادو ضعیف جہان دیدہ کار آزمودہ ہی اس حال پر ملال کو دیکھکر بہت گھبرائی رونے لگی اپنے ساتھ والون
سے کہا صاحبو ناموس طلسم کشا برباد ہوا چاہتا ہی اسکا پاس واجب و لازم ہی وزیرزادی دلارام دختر افراسیاب
کو لیکر نکلگئین کیا لالان خون قبا ناموس اسد نامدار نہین ہی چند ساحرون کو حکم دیا ابھی لشکر سے ملکہ کو سوار
کرکے نکلجاؤ دلارام کو پیغام دینا کہ ملکہ لالان خون قبا و ملکہ مہ جبین کو ایک ہی ٹھکانے مین سوار کرے
جسطرف مناسب سمجھے نکل جاے یہ لڑائی فتح نہوگی کنیزان ملکہ اسرار جادو در دولت پر ملکہ لالان خون قبا
کے آئین جیب سوار کرنے کا قصد کیا لالان خون قبا نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو مین یہان سے نجاؤنگی
میرے وارث اسد نامدار نے جس مقام پر بٹھادیا ہی اُسی مقام پر جان دونگی وارث بھی اگر لاش اسی
مقام پر پاے صاحبان عصمت یہ تو کہین کہ ثابت قدم کوے محبت تھی جہان وارث نے بٹھادیا اُسی مقام پر
جانثری مین جانتی ہون کہ سحر و ساحری سے آگاہ نہین ہون ساحر مجھکو ذلیل کرینگے مگر اب تم اسرار جادو
سے کہدو کہ آپ مطمئن رہیے کوئی زندہ نہ لیجائیگا خنجر مار کر جان دونگی اسطرح اپنے تئین ہلاک کرونگی فقط

چون دل نتواند کہ کند ترک وفا را
سن طرفہ لغت می شمرم لفظ رہا را
تقدیر بجا ماند چسان جیرتم انیست
این عقدہ کہ واکرد بپیچید صبا را
با من سخن ذکر عزیزان چہ ضرورست
در صحبت ما دخل دوا را نہ غذا را
ناگاہ ز قمری چو شنیدیم صدا اے

انگاشتہ ام مہر بہ عشق تو جفا را
بوے کہ برد ہوش ز بشگفتن گل نیست
آنرو کہ مژگان ترا کرد صف آرا
او قاتل خلق است ہران کس کہ نیامیخت
بشناختم ای دوست بخوبی ہمہ ہا را
میشد طرف باغ چو سودا اگذرا
گفتیم و برفتیم کہ عشق است صدا را

در سلسلہ ام نیست بجز درس اسیری
تا او بہ چمن وا نہ کند بند قبا را
بو در گرہ طرۂ سنبل نہ چنین است
در جلوۂ حسن تو حسین ناز و ادا را
بیار تو میگفت سحرگہ بہ پرستار
بو دند ہمہ مرغ چمن زمزمہ آرا
اسطرح سے رو رو کر جو یہ اشعار ملکہ

لالان خون قبا نے پڑھے شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر چند سب نے بہ اصرار کہا مگر ملکہ لالان خون قبا نہ سوار ہوئی جام زہر بھر کر رکھ لیا خنجر کھینچا کہا جاکر ملکہ اسرار جادو سے عرض کرو کہ خیر خواہان تمنے دوستی ختم کی مگر ہسے اطمینان رکھو لاشہ ہمارا جائیگا کوئی ہمکو زندہ نہ پائیگا مشہور ہی کہ لالان خون قبا تیم ہر باپ محبت دین اسلام مین راہی ملک بقا ہوا تمنے سمجھا دیا تمہارا احسان ہوا یہ خبر ملکہ اسرار جادو کو معلوم ہوئی لڑتی ہوئی قریب ملکہ مہرخ کے آئی کہا ای ملکہ عالم وای بادشاہ ذی حشم افسوس کہ مہ جبین الماس پوش کو دلارام نکال لے گئین مگر ملکہ لالان خون قبا کی خبر نہ لی مین نے اسوقت اپنے ملازمون کو بھیجا تھا کہ ملکہ کو سوار کرا کے لیجاؤ وہ بی بی نہین جاتی بعد کوئی تدبیر کرو ناموس طلسم کشا برباد ہو مین تو پہلے ہی لٹ گئی میری نواسی ماران زبین کن مجھسے چھٹ گئی صنعت نے گرفتار کر لیا لڑائی مگر جھکی ہی اب کیا صلاح ہی مہرخ نے کہا اب اسوقت صلاح کیا اور فلاح کیا لڑ بھڑ کے جان دینگے پر ادسے قدم نہ ہٹائینگے جو مرضی پروردگار بندہ مجبور و ناچار صنعت کی بدعت کم نہین ہوتی حیرت بے غیرت تماشا دیکھ رہی ہی مدد کو برابر فوج روانہ کر رہی ہی ہمنے دس ہزار قتل کیے اسنے بیس ہزار اور بھیجدیے ہمارے لوگ جسقدر قتل ہوئے اتنے اور کم ہوے ایسی شکست کا درست ہونا مشکل ہی ہر چند دلارام مہ جبین کو ہٹا لیگئی ہی لیکن مہ جبین بھی دور نہ جائیگی اپنے وارث کے انتظار مین سپٹ رہی ہوگی ملکہ اسرار جادو اور ملکہ مہرخ جس مقام پر یہ باتین کر رہی ہین اور بھی سردار لڑتے ہوے زخم اٹھاتے ہوے اپنے مالک کو دیکھکر اس مقام پر آئے ہر ایک نے کہا ای ملکہ عالم اب طاقت جنگ ہم مین باقی نہین ہی جو ارشاد ہو وہ کرین آرزو یہی ہی کہ لڑین بھڑین جان دین مگر قدم میدان کارزار سے نہ ہٹائین اپنے کو مثل نقش قدم مٹائین

سرداروں کی زخمداری مجبوری و ناچاری دیکھکر ملکہ مہرخ بہت روئین کہا صاحبو مین کیا جواب دون
تم سب صاحبون کی خدمتگزار ہون لشکر ہمارا برباد ہوا قیدخانہ صنعت کا آباد ہوا چالیس سرداران نامی و
گرامی طائر بنا کر لے گئی ہی جانباز سرفروش قفس مین پھڑک رہے ہین خدا انکو پنجہ بدعت صیاد سے بچائے اس قید
مصیبت سے چھڑائے آپس مین یہ کلام ہین لیکن دم لینے کی مہلت نہین ابر سحر گھرے ہوتے ہین کسی ابر سے
پانی برسا کسی ابر سے بارش تیر و خنجر کہین تلوار کا جھنا کا تیر کا سناٹا گرزہاے گران سنگ کی آواز آمادۂ مرگ
سرداران جانباز لشکر دشمن کی تلوارین تیر سپیان کے تیغے بیدم خنجر دن مین تین خم تیر سے سرتیزی بھولے
کلہاے عمود بیکار کمانین جھک گئین تیر سہمے ہوئے ترکشون مین چھپے ہوئے ہین نیزے کانپ رہے ہین
ہزار ہا مرکب کوتل سپہ لون مین ہلچل صفین صف ماتم فوجین درہم و برہم خیمے سرنگون سردارون کا جگر خون
باجے سب لشکر کے بیکار نقارے چوبون سے سر پیٹ رہے ہین دمامے پھولے ہوئے قرنا الٹی سانسین
لیتی ہی خاموشی پر جان دیتی ہی شکست کامل لشکر پر آئی ملکہ مہرخ بہت گھبرائی ملکہ اسرار جادو سے کہا قربان
جرأت عمرو نامدار مین نے سنا تھا کہ جنگ مین مصروف تھے کئی سو ساحر مار چکے چار پہر لڑتے ہوئے گذر چکے سردار
سب زخمی ہوے کچھ بسبب زخمداری کے بیکار ہوے کس بلا مین گرفتار ہوے اگر خواجہ ملتے تو کسنے پوچھتی کہ ای
شہنشاہ اوج عیاری اب کیا کیا جاے ہمیشہ عنایت پروردگار سے طرف سے کفار ہی کے طبل بازگشت بجا کیا
آج شکست فاش ہوئی جان نثارون کو بھاگنے کی تلاش ہوئی اب اگر وہ حکم دین مجبور ہین ناچار ہین طبل
بازگشت بجوا دین اج تو جان بچائین اسرار جادو نے کہا ای ملکہ عالم و ای خاتون معظم آپ جو کچھ فرماتی ہین
بجا اور درست ہی بقول سعدی شیرازی بیت نہ ہر جاے مرکب توان تاختن * کہ جاہا سپر باید انداختن * مگر
خواجہ عمرو نامدار کی راے واجب و لازم ہی دیکھیے ملازمان صنعت لڑتے بھڑتے قریب بارگاہ ملکہ لالان
خون قبا پہونچ چکے ہین وہ صاحب عصمت ہی فوراً جان دے دیگی اگر شاید زندہ بچ گئی تو سامنے
شاہزادۂ اسد نامدار کے بری خفت ہوگی منہ دکھلانے کے قابل نہ رہینگے ارشاد ہوگا ہمارے ناموس
کی بھی حفاظت نہ کرسکے اسکا کیا جواب دینگے مگر بدون صلاح خواجہ عمرو کوئی کام نہین کرسکتے یکایک
پہلو مین سے آواز آئی یہ پیر غلام حاضر ہی پلٹ کر ملکہ مہرخ نے دیکھا خواجہ عمرو ایک جادوگرنی
کی شکل بنے ہوے کھڑے رو رہے ہین ملکہ مہرخ دوڑ کر قدمون سے خواجہ عمرو کے لپٹ گئین کہا ای
شاہنشاہ اوج عیاری آپ نے یہ تباہی و بربادی دیکھی صنعت نے قیامت برپا کردی ہی سحر بھی ملعونہ

پر تاثیر نہین کرتا اگر آپ کی مرضی ہو تو طبل بازگشت بجوائین آیندہ جو مناسب وقت ہوگا وہ کیا جائیگا شاید
کوئی سامان فتح و نصرت کا پروردگار پیدا کرے عمرو نے کہا بسم اللہ مین کیا منع کرتا ہون طبل بازگشت بجوائیے
جسطرح بن پڑے جان بچائیے فوراً ملکہ مہرخ نے گھبراکر طبل بازگشت بجوایا طبل بازگشت پر چوب پڑی
لشکر الگ ہوے صنعت اسی طرح مقیدان لشکر اسلام کو قفس مین بند کرکے نوبت و نقارے بجاتی ہوئی
طرف مرگھٹ کے روانہ ہوئی جیسا کچھ تحریر کر گیا ہون اگر مسافر راہ مین مل گیا بیگناہ کو عیار جانکر قتل کیا
صدہا بیگناہ اِس ظالم کے ہاتھ سے مارے گئے حیرت جادو خوشی خوشی پلٹی افراسیاب کو فتح نامہ لکھا
اُسمین تحریر کیا اتنے سردار صنعت نے گرفتار کیے اتنے قتل ہوے بروقت شکست فاش مہرخ طبل بازگشت
بجواکر پلٹ گئی کیا عجب ہی کہ مہرخ بھاگ کر نکلجاے حال مسلمانون کا بہت ابتر ہی ستارۂ ملازمان شاہنشاہی
اوج پر ہی خوشی مین حیرت نے صحبت جشن ترتیب کی مگر ملکہ مہرخ شکست خوردہ اُفتان و خیزان حیران
و پریشان آکر داخل بارگاہ ہوئی دلارام وزیرزادی ملکہ مہ جبین کو لیکر پلٹی ارادہ تھا دور نکلجاؤن
مہ جبین نے دور جانا قبول نہ کیا اب جو آکر دیکھا تمام سردار گرفتار ہوے دنگلون پر غاشیہ پڑے ہین
بے اختیار حال بارگاہ کا دیکھکر رونے لگی یہ بھی واضح رہے کہ صنعت سحرساز چار پہر کامل اہل اسلام
سے لڑی اسکے بھی بڑے بڑے سردار مارے گئے خود بھی زخمی ہوئی ہی بروقت پلٹنے کے کہہ گئی ہی ای فرقۂ
خداپرستان و ای ملکہ مہرخ ایک ہفتے کی اور مہلت دیتی ہون آپس مین صلاح کرکے سمجھکے خدمت
مین ملکہ حیرت کی چلی آؤ خطا اپنی معاف کراؤ لہذا ملکہ مہ جبین نے پوچھا ای مادر مہربان آیندہ کیا
کیفیت ہوگی کوئی لائق مقابلہ نہین ہی اب جو صنعت آئیگی کون مقابلہ کریگا کس کے منہ مین زبان
ہی کون سامنا کریگا کون جواب دیگا سردارون مین معمار قدرت ملکہ اسرار جادو و گلزار چشم
و زنبور چشم وغیرہ چند سرداران نامی موجود ہین لیکن انکا ہونا نہونا برابر ہی چونکہ انتہا کے
زخمدار ہین بہت بیقرار ہین لائق مقابلہ و مجادلہ نہین بستر خاک پر پڑے ہوے کراہ رہے ہین صدا
آہ آہ کی بلند ہر ایک سرفروش دردمند بارگاہ کو دیکھکر کلیجہ پھٹتا تھا اُسوقت ملکہ مہ جبین بہت
روئین ملکہ مہرخ نے سنگ صبر کلیجے پر رکھا گلے سے لگایا فرمایا ای نور نظر و ای پارۂ جگر صبر کرو
دل پر جبر کرو تمہارے رونے سے اہالیان لشکر اور گھبرائینگے ایک لڑائی انشاء اللہ ایسی لڑینگے
صنعت کے بھی دانت کھٹے کردینگے میدان کارزار لاشون سے بھر دینگے کسی سردار نے کہا پہلے یہ تو

انتظام کیجیے ایسا نہو یہان کی خبر وحشت اثر سنکر اسد ولاور نہ چلے آئین بڑی خرابی ہو سب ساحر انکھین
کے تو نام کے دشمن ہین یہ سنکر ملکہ مہ جبین گھبرا گیئن کہا ای مادر مہربان حقیقت مین بڑی مشکل ہی
مہرخ نے کہا کسی کو بھیجو جاکر عرض کرے کہ ای شہریار ابھی دو چار روز نہ تشریف لائیے عمرو نے کہا گویا
یہ تو سوتے کو جگانا ہی ہوشیار کرنے کا بہانا ہی سنتے ہی آئیگا جانے گا لشکر پر کچھ جفا ہی آج بھی مجھکو خیال ہی
اُسکے ناموس کے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی ضرور خواب پریشان دیکھے گا فوراً آئیگا اِس حال پر ملال کو دیکھکر
لڑنے کا قصد کریگا لشکر پر حیرت کے جا پڑیگا افسوس یہ ہی کہ علاوہ لوح کے اور کوئی تحفہ طلسمی اسد کو ممکن
نہوا کہ جس سے ہمارے قلب کو قوت ہوتی سحر ہر کس و ناکس کا اُسپر تاثیر کریگا ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ
صاحب آپ بہت بجا ارشاد فرماتے ہین یہ مقام طلسم ہوش ربا ہی ہر طریقہ یہان کا ہوش ربا ہی اگر کوئی
تحفہ کسی طور سے ممکن بھی ہو تو ساحر یہان کے بلاے روزگار ہین اکثر جو ساحر یہان سے براے
مقابلہ صاحبقران گئے جسنے قصد کیا فوراً اسم اعظم صاحبقران نے بند کیا اِس سے بڑھ کے کونسی
نعمت اور دوسری ہی یہان کے ساحر تسخیرات سے بخوبی ماہر ہین بدون لوح ملے اسد نامدار نہین لڑسکتے
شاید ہماری زندگی مین وہ بھی دن آجاے اب تو گور مین پاؤن لٹکاے بیٹھے ہین لوح کا کیا ذکر ہی اگر
کوئی جاکر اسد سے کہیگا کہ آپ دو چار روز لشکر مین نہ آئیے فوراً سمجھ جائینگے لشکر پر کچھ اُفتاد ہی ہمارے
ساتھ والون پر کوئی بیداد ہی انکو کب گوارا ہوگا تام خدا صاحب مروت و شجاعت ہین ہم سب کی بیقراری
گریہ و زاری دیکھکر کب قرار لینگے فوراً ہی تو لشکر صنعت پر جوش جرأت مین جا پڑینگے پھر ہم کیا کر لینگے
واسطہ خدا کا اب کچھ جلد تدبیر کیجیے تساہل کو کام نہ فرمائیے یہ ایک ہفتہ بھی چشم زدن مین گذر جاے گا
ان کلمات حسرت آیات سے مہ جبین بہت بیقرار ہوئی اِسی عالم یاس مین یہ اشعار زبان پر لائی بیقرار
ہو کر رونے لگی اشعار

سعی امروز کنم از چہ براے فردا — نخورد آب بجا ہم دل درویشی ما — ہست بیگانہ ز ما رابطہ خویشی ما
شانہ زلف جفا ساختہ دلریشی ما — میزند خندہ بجا عاقبت اندیشی ما — مانہ نالیم ز جور فلک دون خود را

یہ اشعار پڑھکر دامن خواجہ عمرو کا تھام لیا عرض کی حقیقت مین
نانا جان ہماری نانی اماں ملکہ مہرخ صاحبہ بہت بجا ارشاد فرماتی ہین کہ ایک ہفتہ پلک جھپکانے مین
گذر جائیگا اِس اثنا مین ایسا نہو اسد نامدار بھی لشکر مین چلے آئین اور ہمکو اس حال پُر ملال مین
دیکھین لڑنے کا قصد کرین انکو پھر کون روکے گا کوئی جاکر خبر صنعت حرامزادی کو پہونچا دے

یہ تو اُسکو اب یقین کامل ہی کہ سب سردار زخمدار ہین لائق مقابلہ نہین ہین یہ بھی سُن پاوے کہ اسد کو کہین چھپایا اب وہ ظاہر ہوے رات ہی کو آئیگی دشمنون پر دست انداز ہوگی بھلا کون اُسکو روک سکتا ہی سحر و ساحری مین یکتا ہی براے خدا کچھ فرمائیے اگر صرف کی ضرورت ہو تو مین حاضر ہون لونڈی کو سر بازار فروخت کر لیجیے کسی سردار کو آپ سے عذر نہین ہی زیور وغیرہ میرا حاضر ہی سب سردار بھی آمادہ ہین جسطرح فرمائیے بجا لائین عمرو نے یہ سنکر سر جھکا لیا سب سردار دست بستہ کھڑے ہین مہتر قران سامنے موجود ہے کبھی عرض کر رہے ہین کہ اُستاد حقیقت مین اب وقت دستگیری ہی جب مہتر قران نے یہ کلمہ کہا عمرو نے سر اُٹھایا کہا کیون رے کالیے تو بھی کہتا ہی کہ تدبیر کیجیے آپ سے زیادہ کون عیار ہی آپکا بغدہ طلسم ہوش ربا مین مشہور ہی جا کر صنعت کو ایک بغدہ ماریے کہ سر اُسکا گھ کھاتا پھرے سردار رہا ہو جائین یہ ہم وعدہ کرتے ہین کہ صنعت کے مرتے ہی بہار وغیرہ کو ہوش آجائیگا حیوانیت سے جامۂ انسانیت مین آئینگے بارہ لاکھ ساحر کا لشکر صنعت کے ساتھ ہی اُنکی کائنات ہی بہار و باغبان وغیرہ سب کو مار لینگے یہان سے مہرخ جا پڑینگی اور لڑائی بنجائیگی لشکر اسکا تاب نہ لا سکیگا تدبیر مین نے بتا دی جاکے صنعت کو ماریے منہ کیکے للکاریے قران نے سر جھکا لیا کہا استاد اگر وہان حصار سحر نہوتا اُسکے باپ پر بغدہ مارتا اب کوئی آپ ہی معقول تدبیر فرمائیے عمرو نے کہا ای قران جو تدبیر اندر حصار کے جانیکی تھی وہ تو لونڈون نے مٹا دی اتنا جو میرے مُنھ سے نکلگیا کہ ایسی تدبیر کرینگے کہ وہ خود اندر حصار کے بلالیگی بس یہ برق بے دوڑ اسب کو لیجا کر حرامزادے نے پھنسوا دیا اب اِسکے علاوہ کوئی تدبیر نہین ہی مین بھی ناچار ہون تمسے زیادہ بیقرار ہون ملکہ مہرخ و ملکہ مہ جبین الماس پوش و معمار قدرت و جملہ سرداران باقیماندہ نے ہاتھ باندھ کر کمال عجز و انکسار سے عرض کیا کہ حضور اب سب کے حال پر ملال پر رحم کیجیے ہر سردار خدمتگزاری کریگا ہم سب کو معلوم ہی کہ حضور قرضدار ہین یہی باعث انتشار ہی ہم سب ملکے ابھی حضور کا قرضہ ادا کرینگے خواجہ عمرو نے کہا تم لوگ کیا قرضہ ادا کرسکوگے حمزہ نے بیٹی دیکر مجھے لوٹ لیا نار ٹرے ہاتھون مین باندھکر بیٹی کو رخصت کر دیا مین لٹگیا اپنی بات کے خیال مین مہاجنون سے قرضہ لے لیا ادا کرتے کرتے ہڈیان گھل گیئین آپ لوگ اپنی حقیقت کے موافق فرمائیے مین اُسکی تدبیر بتاؤن روپیہ صرف کرنا آپ لوگون کا کام ہی جانبازی مین میرا بھی نام ہی ملکہ مہ جبین نے پچاس توڑے منگوا کر سامنے رکھدیے اب تو سردارون نے موافق اپنی حیثیت کے حاضر کرنا شروع کیا آفتاب زر و جواہر نے طلوع کیا خواجہ عمرو

دیکھ رہے ہین کچھ فرماتے نہین جب مبلغ خطیر جمع ہوے عمرو نے اُٹھا کر نذر زنبیل کیے اور فرمایا سنو صاحبو
اور کوئی تدبیر نہین ہی مین اب خدمت مین اپنے آقا کی جاتا ہون صاحبقران کو لیکر یہان آؤنگا وہ اسم اعظم
پڑھکر حصار سحر کو باطل کرینگے صنعت کے لشکر سے لڑینگے صاحب اسم اعظم امیر محترم و محتشم مین برق شمشیر
سے خرمن حیات ساحران جلا دینگے پہر بھر مین لڑائی فتح ہوگی خبر سُنکے تم بھی چلی آنا سحر بھی کرنا اور مین انشاءاللہ
بہت جلد آؤنگا تین مہینے کا راستہ جائے اور تین مہینے مین واپس ہونا چھ مہینے مین فیصلہ سُن لینا کہ حمزہ
نے ٹوک کر صنعت کو مارا یہ سنکے رنگ روے ملکہ مہرخ متغیر ہوگیا سب سردار منھ دیکھنے لگے کہ خواجہ کیا
فرماتے ہین چھ مہینے تک ہم کیونکر زندہ بچینگے صنعت جیتا کبھی نہ چھوڑیگی ہرگز ہرگز ہمارے قتل سے منھ
نہ موڑیگی عمرو نے کہا علاوہ اسکے کوئی تدبیر نہین ہی جب صنعت مقابلے کو آئے صاف جواب دینا
کہ ہمارے آقاے نامور خواجہ عمرو کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر تشریف لے گئے ہین وہ آلین تو ہم
لڑینگے اسی طرح وعدہ وعید مین اتنا زمانہ بسر کرنا پلک جھپکانے مین چھ مہینے گذر جائینگے مین بھی جاتا ہون
کہ اہالیان دربند ہوشربا راہ مین روکینگے اُنسے لڑتا بھڑتا ہوا جاؤنگا معمار قدرت و دیگر سرداران نامی
بھی میرے ساتھ چلین لڑائی مین سحر کی یہ لوگ کام آئینگے مین عیاریان بھی کرونگا اور مہتر قران بھی ساتھ
ہونگے انکی عیاری ہوگی کہین مین بھی ہاتھ پیر ہلا دونگا کہین معمار قدرت کی خشتہاے زرین چلینگی
کہین بی ملکہ اسرار کہین بی ملکہ زیور محمل نشین جلالت آئین سحر سے قیامت برپا کرینگی کہین برمیان
لاہوت جادو جرأت دکھائینگے دربند فتح ہوجائینگے ہم تا بہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی پہونچ جائینگے
بر وقت واپسی یہ فسادات برپا نہونگے انشاءاللہ صاحبقران آکر لڑائی فتح کرینگے ان کلمات
حسرت آیات کو سنکر بارگاہ مین ہنگامہ برپا ہوا سب کو حیرت ہوگئی عرض کی آپ مالک و مختار ہین اسوقت
سحر صنعت سے ہم سب مجبور و ناچار ہین ہمارے حق مین جو مناسب جانیے وہ کیجیے عمرو نے کہا اب
اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین ہی ملکہ مہ جبین نے ملکہ مہرخ سے اشارہ کیا نانی اماں اب آپ خواجہ سے
کچھ کلام نہ کیجیے ہمپر خوب ظاہر ہوا اپنی جان بچا کر جاتے ہین اُسپر طرہ یہ کہ ساحران نامی جو موجود ہین انکو
بھی ہمراہ لیجائینگے اب بھلا یہ کیا واپس آئینگے زیادہ کہنا مناسب وقت نہین ہی بسم اللہ انکو جانے دیجیے
جو ہمپر گذریگی جھیلینگے جان پر کھیلین گے دربند ہاے طلسم ہوشربا فتح ہونا کیا آسان ہی صرف دربند
فیروز نگار جہان کی مالک فیروزۂ فیروزہ پوش ہی اگر ہم لڑائیان فتح ہوتی رہین جب بھی ایک سال

مقابلہ ہوگا یہ تو عیار ہین اڑبھڑ کر نکل جائینگے ساتھ والون کو کسی بلا مین مبتلا کردینگے ملکہ مہرخ نے اشارہ
کیا بیٹیا خاموش رہو ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالو کون ایسا لشکر مین باقی ہی جسپر خواجہ نے احسان نہین کیا
کیسی جانبازیان کین جن مقامات پر طائر وہم وخیال نہ پہونچتا تھا اُن مقامات پر جاکے عیاریان کین
سرداران وساحران گرامی کو بچایا گنبد نور سے اسد غازی کو کہ مدتون قید سخت مین مبتلا رہے کس مردانگی سے
چھڑایا جو کچھ فرماتے ہین ضرور اسمین کچھ نکچھ بھید ہی کچھ تو تمھارے حق مین مناسب سمجھا ہوگا آنچہ رائے مولی ازہمہ
اولی اسمین یہ اشارے کنایہ کرکے ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ بسم اللہ جو آپ کے نزدیک مناسب وقت ہو وہ کیجیے
عمرو نے کہا انتظام اول یہ ہی کہ حیرت کو ثابت نہونے پاے خواجہ عمرو صاحبقران کو لینے جاتے ہین
دوسرے یہ کہ جہانتک ہوسکے اسد نامدار کو بھی یہان کی خبر نہ پہونچے ملکہ مہ جبین سے ضبط نہو سکا چونکہ کمسن ہی
دختر بلند اختر افراسیاب بچپن سے ہوش رُبا کی حکومت کی بول اُٹھی دامن تھام لیا کہا ناناجان ہماری جان ہے
جان طلسم کشا کی عزیز ہی یہ نالائق حضور کی کنیز ہی اتنا احسان کیجیے اپنے نور نظر پارۂ جگر اسد نامور کو بیہوش
کرکے زنبیل مین ڈال لیجیے یا ظاہر مین لیجایئے انکو یہان نہ چھوڑیے اگر لشکرگاہ مین ہین اسکی خبر حیرت کو ملجائیگی
فوراً قصد کریگی کہ جاکر اُنکے دشمنون کو گرفتار کرلون اُنکا گرفتار ہونا بہت آسان ہی ایک ساحر جائیگا گرفتار
کرلائیگا بسبب محبت صندلان صندلی پوش صرف ملکہ گوہر جادو ہمراہ گئی ہی اُسکی کیا حقیقت ہی جو ساحر
جائیگا اُسپر غالب آئیگا وہ بیشک جانباز وسرفروش ہی لڑبھڑ کر مرجائیگی اور کیا کرسکیگی عمرو نے یہ سُنکر بہ نگاہ قہر و
غضب طرف ملکہ مہ جبین کے دیکھا کہا کیون او چھوکری مجھے تعلیم کرتی ہی جو میرے دل مین آئیگا وہ کرونگا
تجھے اسمین کیا دخل ہی اسد غازی کو لیجاؤنگا طلسم کون فتح کریگا تو جانتی ہی کہ مین جان بچاکر بھاگا جاتا ہون
چھ مہینے تیرے نزدیک گذرنا بڑی بات ہی ہمنے سمجھادیا ملکہ مہرخ سمجھ گئین تم میان اسد غازی کی زوجہ ہو
تمھین کچھ بتاؤ وہ بھی تو ہم سردار وہم عیار ہین عیاریان تمکو سکھائی ہونگی گنبد نور مین اُنکے ساتھ قید
رہین کیا کیا نہ سختیان سہین اُنکو لیجاؤن تو تم کیونکر زندہ رہوگی عمرو کی جو زیرہ سی آنکھین جوش و
خروش مین آئین بمقدمہ جبین ایسی سخت قطعین فرمائین کہ ملکہ مہ جبین رونے لگی کہا ناناجان آپکو اختیار ہی
مین نے اسواسطے عرض کیا کہ ہملوگ تو حباب لب دریا چراغ سحری آفتاب لب بام ہین صنعت آمادہ
قتل فلک بر سر بیداد ایسے وقت مین آپ سفر فرماتے ہین ہمکو تو یہ منظور ہی کہ اُنکی جان بچ جائے اُنکے
آفتاب اقبال پر زوال نہ آئے خداوند کریم ہر آفت سے بچائے روز سیاہ نہ دکھائے یہ کہکر چیخ مار کر

روئی عمرو نے گلے سے لگا لیا دامن سے اشک پاک کیے کہا بی بی یہ مقدمات عیاری ہین اسمین تم دخل نہ دو انشاء اللہ پروردگار فضل اپنا شریک کریگا طلسم ہوشربا فتح ہوگا تمکو سلطنت ہوشربا ملیگی اٹھارہ سو ملک پر حکم رانی کروگی دھوم سے اسد نامدار کے ساتھ شادی کرینگے بچے تمھارے گود مین کھلاؤنگی تم بہت جلد آئینگے بس اب کچھ نہ کہو خاموش رہو اپنے پروردگار کو یاد کرو اوسی سے فریاد کرو ہرچند کہ دل مہجبین کا ٹکڑے ہو گیا لیکن سواے سر جھکانے کے کوئی چارہ نہ تھا سوچی کہ گمان نانی امان کا بہت جاسے ہم اپنی جان بچاتے ہین خدمت مین اپنے آقا کے جاتے ہین اے مہ جبین اب کہنا رونا پیٹنا بیکار ہی رب اکبر مختار ہی بقول اسد نامدار خالق بے نیاز کریم کارساز پر تکیہ کرنا مناسب ہی الغرض انھین باتون مین مسافر روز یعنے آفتاب عالم افروز منزل مشرق کو طی کرکے سراے مغرب مین داخل ہوا شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثابت و سیارگان براے رزم میدان چرخ نیلی مین صف آرا ہوا خواجہ عمرو نے کمر چست باندھی مہتر قران سے فرمایا اے صاحب بندہ گران نظر کردہ بزرگان جلد تیار ہو معمار قدرت و ملکہ زیور محل نشین و لاہوت جادو و ملکہ اسرار وغیرہ سب کو حکم ہوا کمر باندھو چار لاکھ ساحرا ہالیان فوج عمدہ عمدہ چنکر ساتھ لو دس دس پانچ پانچ سو سوار و پیدل وافسر طرف صحرا کے نکلجاؤ زیر کوہ صحرا ے ہامانیہ ٹھہرو صفین باندھ صنایر سے آراستہ کرنا مین بھی آتا ہون ابتو ملکہ مہرخ سے صبر نہو سکا ہرچند کہ نہایت عقیل بادشاہ جلیل و منتظم ہی لیکن بیقرار ہو کر بول اٹھی کیون خواجہ ایک ہم ہی گنہگار ہین سحر مین بھی بیکار ہین چار پانچ لاکھ جادوگر جب آپ لیجائینگے تھوڑے سے حقیر و ذلیل ساحر یہان بھی رہجائینگے انہین کون لڑینگے قابل ہی چند جو ساحر نامی باقی رہگئے تھے انکو تو حضور اپنے ساتھ لیچلے یہان کون مقابلہ کریگا بار لشکر صنعت کون اٹھا سکیگا عمرو نے تیوری بدل کے جواب دیا ہمارے مقدمے مین دخل نہ دو جو مناسب وقت ہوگا کیا جائیگا ہر بات مین اعتراض کرتی ہو بدولت کو ناراض کرتی ہو بس خبردار سواے بہت خوب کے اور کچھ نہ کہنا ورنہ ابھی پاس ملکہ حیرت جادو کے چلا جاؤنگا اور صاف صاف کہہ دونگا کہ ملکہ عالم مین جنگ سے عاجز ہوا مجھے تا بہ کوہ عقیق خدمت مین میرے آقا کی پہونچا دیجیے زاد راہ بھی مرحمت فرمائیے حیرت جادو لاکھون روپے دیگی تخت سحر پہ فوراً سوار کراکے کوہ عقیق گلزار سلیمانی بخیر و عافیت تمام اس ناکارہ کو پہونچا دیگی مہرخ نے سر جھکا لیا اب تھوڑے تھوڑے ساحر بحکم خواجہ طرف صحرا کے جانے لگے معمار قدرت اپنی فوج کو

لگ گیا ملکہ اسرار نے اپنے ساتھ والون کو ہمراہ لیا لاہوت وزیر محمل نشین نے اپنے لشکر کو تیار کیا اُسی شب تیرہ و تار مین طرف صحراے ہا ہینہ کے روانہ ہوگئے چند ساحر و سوار مثل کمیدان و رسالدار حاضر رہے جب زلف لیلاے شب کر سے گذری اُسوقت خواجہ عمرو نے اسباب سفر ذات پر آراستہ کیا ملکہ مہرخ پر خوب تاکید کی کہ خبردار یہ خبر وحشت اثر ظاہر ہونے نہ پائے لیکن اپنی حسرت پر رویا چالاک و برق کو بہت یاد کیا فرمایا اسوقت میرا شاگرد رشید و فرزند ارجمند ہوتا میری صورت بنکر میرے مقام پر موجود رہتا دو چار روز بھی اب اس خبر کا چھپنا دشوار ہی کس سے کہون جو عیاری کا انتظام کرے لیکن ای ملکہ تم ایک بارگاہ الگ استادکرا کے مشہور کرنا کہ خواجہ عمرو مہتر قران علیل ہوگئے ہین صاحب فراش ہین پلنگ سے اُٹھ نہین سکتے اتنا تو ضرور ہی مشہور کرنا خبردار اس انتظام مین قصور نہ کرنا ملکہ مہرخ نے عرض کی جو کچھ ہمسے ہوسکیگا وہ کرینگے اپنا حال دل آپ سے کیا عرض کرین ملکہ مہرخ ابھی یہ کہہ نہ چکی تھین کہ مہ جبین نے دامن سے لپٹکر کہا نانا جان اپنا تو اب یہ حال ہی کہ زندگی محال ہی نظم

دل ہی قابو مین نہین زور چلے کیا میرا	آج پرخاش پہ ہی مجھسے ارادا میرا
کھینچ شمشیر یہان بھی ہین ارادے کچھ اور	آج جھگڑا ہی مٹا جاتا ہی تیرا میرا
تہ اُٹھا منہ سے کفن لوگ سمجھ جائینگے	ہاے رہنے دے بس مرگ تو پردا میرا
حسرتین دیدہ کی جنبش ہین کرنے دیتین	روکنے آے ہین دشمن مرے رستا میرا
ہاے مرنے سے بھی راضی نہوا جی افسوس	حوصلہ کرئی بھی تجنے تو نہ دیکھا میرا

اُسوقت لشکر مین عجب تلاطم برپا ہی شور گریہ و زاری بلند ہی سبکو یقین کامل ہی کہ خواجہ اپنی جان بچا کر جاتے ہین ہم سب بلا مین پھنسے افراسیاب کے ہاتھ سے کیونکر بچینگے افسوس ایسے عیار کا ساتھ دیا جسکو اپنے فرزند سے بھی محبت نہین پس ہماری کیا حقیقت ہی الیون سے بیکار شکایت ہی مہ جبین نے کس کسطرح سے کہا کیسے جواب سخت سنے شربت کے سے گھونٹ پی لیے یہ خواجہ کو مناسب نہ تھا لیکن مکار کی بات کا کیا اعتبار اپنی جان کو غنیمت جانا مرتبہ اسد نامدار کو نہ پہچانا خدا ایسے کی صورت نہ دکھلائے لوٹنے مارنے آیا تھا مال جمع کر کے چلا بعض ساحر کہتے ہین چلو چل کر کسی گوشے مین چھپ رہین عمرو کو پکڑ لین اسکی زنبیل چھین لین اُسمین بہت کچھ مال ہوگا سر کاٹ کر کنارے ڈالدین اسکی یہی دوا ہی تب اسکو معلوم ہوگا کہ بندگان خدا کو بلا مین پھنسانے سے برا انجام ہوتا ہی بعض کہتے ہین چپ رہو اگر سن لیگا قیامت برپا کریگا دیکھو چھکڑون پر مال لدوایا خزانہ

بھی ہمراہ لیچلا اب بیچاری مہرخ تنخواہ کہانسے دینگی ہم غریبون کی کیونکر بسر ہوگی بعض کہتے ہین ہم بھی نکل بھاگینگے افراسیاب کے جاکر قدمون پر گر پڑینگے بادشاہ ہی خطا معاف کر دیگا ناحق ہمنے اس ساربان زادہ کا ساتھ دیا خواجہ عمرو یہ سب باتین سن رہے ہین کسی کو جواب نہین دیتے بلکہ انہین لوگون سے وداع ہورہے ہین فرمارہے ہین بھائیو چھٹے مہینے مین آجاؤنگا ساتوان مہینہ نہ گذرنے دونگا مہ جبین عرض کرتی ہی نانا جان یہ لفظ نہ فرمایئے لوگ زیادہ گھبرائینگے عمرو نے کہا صاحب مین جھوٹ بولنے کا عادی نہین جو امر حق ہی وہ کہتا ہون مین کیون چھپاؤن حقیقت مین عرصہ ہونے مین میرا کیا اختیار ہی سال کے اندر بیشک آجاؤنگا لڑائی مین دیر ہو تو البتہ مین مجبور ہون یہان اسوقت اک شور گریہ و زاری بلند ہوا عمرو سے مہ جبین خوب لپٹکر روئین ملکہ مہرخ کو روتے روتے غش آگیا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ گویا کسی کا جنازہ جاتا ہی آگے آگے خواجہ عمرو عقب مین سرداران نامور شب تیرہ و تار کا سناٹا سرداروں کا بلک بلک کے رونا ملکہ مہ جبین ولالان خون قبا کا جان کھوتا عمرو آخر الامر سبکو سمجھا کر آگے بڑھے خدا حافظ کہکر پاے شاطری مارتا ہوا مع سرداران تہمتن و مہتر قران صنعت شکن ولالان خون قبا و ملکہ مہ جبین و ملکہ مہرخ و دیگر بہادرون کو روتا چھوڑ کے طرف صحرا کے روانہ ہوگئے

دو کلمہ داستان عیاری خواجہ عمرو و ذکر قتل صنعت سحر ساز بیان ہونے مین خمسہ

پیشتر ازین کیا زور تھا شیرون کی صولت ہاتھ مین	طوق آہن توڑتا تھا ایسی یہ قوت ہاتھ مین
ضعف کی اب انکو ایسی ہی قوت ہاتھ مین	چاک کرینگی نہین پاتا ہون طاقت ہاتھ مین
ہی گریبان دیر سے ای جوش وحشت ہاتھ مین	
ہو گئی ہی گرد ہاتھون سے صفائے آئینہ	کس لیے کرے مین اپنے وہ لگائے آئینہ
کچھ نہین محتاج وہ خود بین برائے آئینہ	صبح اٹھکر دیکھتا ہی ہاتھ جائے آئینہ
یہ صفائی ہی نظر آتی ہی صورت ہاتھ مین	
پھیلاؤن راہ سے کیونکر کہ جا سکتا نہین	ناتوانی زور پر ہی لب ہلا سکتا نہین
بلکہ جو دلمین سخن ہی لب تک آسکتا نہین	وہ چلے جاتے ہین لیکن مین بلا سکتا نہین
ضعف سے جنبش نہین بہر اشارت ہاتھ مین	
ہی یقین ہو طائر رنگ حنا سے ہمزبان	بھول کر شادی سے یہ کیا کیا بجائے تالیان

طوق ہو رہگیر انگشت پری رو بے گمان
سمجھین شاخ سرو مین سب فاختہ کا آشیان
طائر دل کو جو لے وہ سرو قامت ہاتھ مین

سحر ہی اعجاز ہی اُس شوخ کا ہر عضو تن
ہونٹھ میرے لال ہو جائین اگر چوموں بہ تن
رشک نخل طور ہی نخل قد رشک چمن
کیا فروغ حسن ہی چھولون اگر اُسکا بدن
پنجۂ خورشید کی ہو جائے حالت ہاتھ مین

مُنھ نہ موڑا تیغ قاتل سے کبھی جبتک جیے
جوہر اپنے آپ وقت امتحان دکھلا دیے
ایک دن پر کیا ہی کام اسلحے کے اکثر کیے
تیغ قاتل نے علم کی کان ہمنے چھو لیے
ہی زیادہ رستم دستان سے جرأت ہاتھ مین

کیا تجلی ہی اگر دیکھے نظر بھر کر کلیم
پھر نہ دکھلائے کسی کو بھی کف النور کلیم
ہاتھ پھر ملتا رہے حسرت سے تا محشر کلیم
دیکھ پائے دست جانان کی تجلی گر کلیم
روشنی ہو جائے مثل داغ حسرت ہاتھ مین

جب بھوین یاد آئین دیکھا کھینچکر تلوار کو
چین آتا ہی نہین اِس طالب دیدار کو
ہر بہانے سے تسلی دی دل افگار کو
یاد کرتا ہون کسی کے مصحف رخسار کو
زاہدا مصحف نہین بہر تلاوت ہاتھ مین

اپنے فن مین نکتہ دان بے مثل ہی یکتا ہی وہ
چپ نہین رہتا کبھی ظالم ظریف ایسا ہی وہ
عاشقون کے حال سے دانستہ بے پروا ہی وہ
ہاتھ اُسکے چوم لیتا ہون تو کیا کہتا ہی وہ
ہین لکیرین یا کوئی لکھی ہی آیت ہاتھ مین

کاٹے کھاتی تھی مجھے ہر دم جدائی آپکی
رنگ مہندی اسقدر تلوؤن مین لائی آپکی
شکر ہی ہونے لگی ظاہر صفائی آپ کی
گر مین سہلاؤن کف پائے حنائی آپکی
ہو زیادہ پنجۂ مرجان سے رنگت ہاتھ مین

ہجر ساقی مین کھلا رونے سے پردا ابر کا
ہون وہ گریان میرے آگے مرتبہ کیا ابر کا
چشم تر نے سامنے کھینچا ہی نقشا ابر کا
پونچھکر آنسو بنایا مین نے ٹکرا ابر کا
جب لیا رومال وقت جوش رقت ہاتھ مین

چشم گریان ہجر مین ہر جوے گلزار وطن	سورت آباد سونگھون بوئے گلزار وطن
بخت اگر دکھلائے مجھکو روے گلزار وطن	ارمغان لیجاؤن ناسخ سوئے گلزار وطن

چن لیے ہین خارہاے دشت غربت ہاتھ مین

شہسواران توسن عیاری و گام فرسایان صحراے پر آفات خنجر گزاری سمند تیز گام کلک کو میدان مکاری مین یون جولان کرتے ہین کہ جسوقت خواجہ عمرو و ملکہ مہ جبین و ملکہ مہرخ کو روتا پیٹتا چھوڑ کر سبکی محبت سے منھ موڑ کر مع خزانہ و بارگاہ بصد عزو جاہ آمادہ سفر ہوے ملکہ مہرخ و ملکہ مہ جبین و ملکہ لالان خون قبا روتی پیٹتی خاک اڑاتی لشکر مین آئین لیکن مرنے پر کمر باندھے ہوے انتظار صنعت مین بیٹھی ہین یہی خیال ہر دل پہ ہجوم غم و ملال ہی کہ اب صنعت سحر ساز آئیگی ہم جیسے دست و پا شکستہ کو مشکین باندھکر لیجائیگی یہان ملکہ مہرخ نے گھبرا کر جاسیسان لشکر اسلام یعنے چرندہ و پرندہ کو بلایا حکم دیا جاکر قریب حصار سحر صنعت سحر ساز ٹھہرو جسوقت وہ وہان سے سوار ہو یا اور کچھ سامان کرے فوراً ہمکو خبر پہونچا نا مہ جبین و لالان کو کہین چھپا دینگے ہم بڑھکر لڑینگے صنعت پر جا پڑینگے خیر جن سرداروں کی جان بچی بہتر ہوا خواجہ نے ہمپر بڑا احسان کیا وقت مصیبت مین ہمارا ساتھ چھوڑا پروردگار انکا انجام بخیر کرے جو ارادہ کیا ہو وہ پورا ہو یہ تو یقین کامل ہی کہ دو برس مین یا چار برس مین صاحبقران ضرور تشریف لائینگے کنیزون اور غلامون کے خون کا بدلا لینگے مگر افسوس ہمنے فتح طلسم ہوشربا کو نہ دیکھا حسرت و یاس ہی دل مین لیکر چلے اس غم سے قبر مین بھی ہٹھ لگے گی تا روز حشر گھبرائینگے گوشہ تنگ و تاریک مین آرام نہ پائینگے بارگاہ مین اسطرح سناٹا ہی گویا کوئی لوٹ کر لیگیا ہی وہ نگون پر غاشیے پڑے ہین بیچارے کمیدان رسالدار براے رونق بارگاہ مین آ کر بیٹھے ہین ہر ایک مبتلاے دام حسرت گرفتار زندان مصیبت صورت ملکہ مہ جبین الماس پوش کی دیکھ کر رو رہے ہین ہر ایک کو یہی خیال ہی کہ ہملوگ ساحر ہین لڑ بھڑ کے نکل جائینگے کسی گوشے مین جاکر چھپ رہینگے یہ دست و پا شکستہ سحر و ساحری سے ناواقف کہان جاکر چھپیگی کون دامن پناہ دیگا آسمان دشمن زمین رہزن ساکنان ہوشربا جستجوے گرفتاری مین یہ آفت رسیدہ اضطراب و بیقراری مین علاوہ ازین دختر افراسیاب سطوت و صولت مین انتخاب جس مقام پر جاکر چھپیگی حال ظاہر ہو جائیگا گرفتار کرکے سامنے افراسیاب کے لیجائیگی افراسیاب آمادۂ ظلم و بدعت ہی یارو مقام عبرت ہی اٹھارہ سو ملک کی حاکم معشوقۂ طلسم کشا اسیر پنجۂ ظلم و جفا خداوندا اسکا انجام بخیر ہو تو اپنی قدرت کاملہ سے کوئی سامان پیدا کر یہ لڑائی ہم سبھون کے

ہاتھ سے فتح ہو صنعت سحر ساز کو قتل کرین اُسکے ساتھ والون کے خون سے ہاتھ بھرین خواجہ اگر ہمکو بفتح و فیروزی پائین
حیران ہوجائین خداوندا تیری ہی ذات پر تکیہ کیا ہی تو پیدا کرنے والا ہی ای معبود حقیقی و رب تحقیقی دعا ہماری قبول
کر نے ظلم و بدعت سے صنعت سحر ساز کی بچائے اسکی مرتبہ جو طبل جنگی بجوائیگی میدان کارزار مین آئیگی کون اُس سے
مقابلہ کریگا سب تو گرفتار ہوے ہم مجبور و ناچار ہوے فی الحقیقت چشم زدن مین رنگ عالم دگرگون ہوتا ہی
کبھی عیش کبھی رنج کبھی مفلسی کبھی گنج کبھی مصیبت کبھی راحت کبھی سحر فرحت کبھی شام مصیبت **نظم**

کہان ہی ایک طرح پر یہ دور لیل و نہار
ہوا ہے بے ادبی ہی تہیۂ بیکار
بسان دیدۂ مسک ہی تنگ وصل عمر
جو ہو سکے سو ابھی ہو اٹھا نہ رکھ زنہار

کبھی ہی شام مصیبت کبھی ہی صبح بہار
خیال جام عبث اشتیاق می بیجا
لحد کشادہ دہن ہی بشوق بوس و کنار

کشاکش نفس چند ہی پیام اجل
دکھا رہے ہین دم سرد گرمی بازار
طلسم عالم اسباب چند ساعت ہی

دکھیین گردش گردون دون وانقلاب سپہر بوقلمون کیا رنگ دکھائے بعد

خواجہ کے کیا پیش آئے اِن باتون پر ملکہ مہرخ کی شور گریہ وزاری بلند ہوا ہر کس و ناکس کا یہی ارادہ ہی کہ لشکر سے
نکلجائین اپنی جان بچائین بعض کہتے ہین صاحبو اب وقت زوال ہی زمانۂ جلال ختم ہوا ماہ تابان کبھی بدر کامل
کبھی ہلال ہی ترقی و تنزل کا یہی حال ہی لشکر اسلام کا خوب اوج ہوا اب وقت مصیبت آیا کہانتک جلال رہے
اب جو انکا ساتھ دے وہ مصیبت سہے ملکہ مہرخ نے جو ایسی باتین سنین غصہ مین فرمایا نقیبون کو بلاؤ لشکر
مین پکار دین ہمسے صنعت سے مقابلہ ہی بیشک وہ غالب ہی سرداران نامی کو گرفتار کرکے لیگئی ہی ہمکو داغ حسرت
دیگئی ہی فلک درپئے آزار ہی ہمارا ساتھ دینا سراسر بیکار ہی جن صاحب کو جان بچانا ہو وہ نکلجائین ہمارے لشکر
مین نہ رہین ہم آمادۂ مرگ و مہیائے قضا مین لحد مین پانوٴن لٹکائے بیٹھے ہین اسکی جو وہ آئیگی لڑ بھڑ کر یا تو
اُسکو مارینگے سر میدان للکارینگے یا اپنی جان دینگے راہ خدا مین شہید ہونگے عاقبت بخیر ہوگی بس مرنے والون
کا ساتھ دینا کیا ضرور ہی اپنے کو دانستہ مبتلائے بلا کرنا سراسر عقل کا قصور ہی بلکہ فہم و فراست سے دور ہی پروردگار
کا شکر ہی کہ ہمکو بادۂ جرأت کا سرور ہی جوانان صف شکن و جان نثاران تیغ زن نے جو یہ کلمات حسرت
آیات سُنے قبضون پر ہاتھ ڈال کے پایۂ تخت شاہنشاہی سے لپٹ گئے عرض کی حضور آپ کا نمک کھایا
عزت و آبرو پائی اسوقت مین آپ کا ساتھ کیا چھوڑینگے جان دینے سے مُنہ موڑینگے اگر حکم ہو تو ابھی سر
قدم اقدس پر نثار کرین تصدق ہوجائین دولت کونین پائین ہمین زوال و جلال سے کیا کام ہی
سپاہی کا مرنے مین نام ہی ہمیشہ افراسیاب سے لڑے کیسے کیسے معرکے پڑے جنکی موت تھی مار لیگئے آپ کے

ساتھ آئے تھے عدم تک ساتھ نہ چھوڑینگے سایۂ دامن دولت مین جان دینگے انشاءاللہ وہ تلوار چلیگی کہ اُن کے دانت کھٹے کر دینگے میدان کارزار لاشون سے بھر دینگے حضوری کے روبرو سر کٹینگے نظم

ہست از مایترہ بختان خوشنما اُفتادگی
ہست شاید بختگی ہاے مرا اُفتادگی
درفن اُفتادگی از بسکہ کامل گشتہ ام
دستگیری گر نمی کردی مرا اُفتادگی

زلف معشوقیم مے زیبد زما اُفتادگی
از تو ناز و عشوہ می زیبد ز من عجز و نیاز
از من آموزد و شک نقش پا افتادگی
سرخرو خیزد بہ روز حشر سودا چون شہید

بجنبہ چون گردد ثمر از شاخ می افتد بخاک
سرکشی از شعلہ آید از گیا اُفتادگی
دل طپیدن ہا زخاک آستانش بردہ بود
ہر کہ میدارد بخاک کربلا افتادگی

سرداران نامی نے جو اسطرح رو رو کر کہا ملکہ مہرخ نے ایک ایک کو گلے سے لگایا یہ محبت و شفقت فرمایا یار و خدا تم سب کو سلامت رکھے ہمین تم سب صاحبون سے بڑی امید ہے یہ سمجھو لوکہ خواجہ کے تشریف لیجانے مین کوئی بھید ہے ایسی بے اعتنائی کبھی خواجہ نے نہ کی تھی ایسے کلمات زبان پر جاری تھے کہ نام سے انکے نفرت ہوتی ہے بس صاف ثابت ہے کہ اسمین کوئی مطلب حاصل ہوگا انکی باتین عیاری کی گھاتین ہین ہم کہان سمجھ سکتے ہین خواجہ عمرو ایسے نہین ہین کہ اسد و مہ جبین کو اس مصیبت مین چھوڑین ہمسے ایسے حال پر ملال مین منھ موڑین انشاءاللہ بہت جلد ظہور ہوگا قلب مضطر کو سرور ہوگا یہ فرماکر ہرکارون کو حکم ہوا کہ واسطے دریافت حال کے جاؤ دیکھو صنعت کیا کرتی ہے جو گزرے حرف بحرف ہمکو خبر دو اُسی وقت ہرکارے لشکر صنعت سحرساز کی طرف روانہ ہوئے انکو تو راہ مین چھوڑو اب حال صنعت سحرساز گذارش ہوتا ہے تحریر کر چکا ہون کہ صنعت نے مرگھٹ پر قصر سحر تیار کیا ہے تین کوس کے گرد مین حصار سحر کھینچا ہے چار سو سردارون کو گرفتار کرکے لیگئی ہے نوبت و نقارے بجاتی ہوئی اپنے مقام پر آئی سرداران مقید کو طائرون کی صورت بنایا زندان خانہ مین سب کو چھوڑ دیا آپ اسی قصر مین اکر ٹھہری اہالیان لشکر نے مبارکباد دی نذرین گزرنے لگین صنعت نے حکم دیا کہ صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئے ای نمکخواران افراسیاب و ای ساحران لاجواب تمنے بڑا نام کیا مسلمانون سے کیسے کیسے لڑے اگر سامری و جمشید ہوتے تمہارے سحر و ساحری کی تعریف کرتے بڑے بڑے ساحران جلیل نمکحرامان ذلیل کے ہاتھ سے مارے گئے مگر فتح تو تمہارے ہی نام لکھی تھی عشاق سبز رنگ لیا اُستاد زبردست کہ سحر و ساحری مین یکتا تھا سحر سے اُسنے ملکہ براں شمشیر زن کو قتل کیا کیسا عقلمند و ہوشیار مصاحب سامری و جمشید اپنے کو کیسا کیسا اُسنے عمرو سے بچایا عیش و آرام ترک کر دیا تھا لیکن کچھ ہوشیاری نہ چلی سارباں نے کس کس کر دوز سے مارا کس کس کا ذکر کرون شاہنشاہ کو تو عاجز کر دیا قہر قلب ملکہ حیرت کو غم و الم سے

بھر دیا مگر مین نے کیا تدبیر معقول کی لنگوڑا ساربان زادہ یہان عیاری کرنے نہ آیا مردہ بنکر میان چالاک آئے
برق بھی خوب تڑپے پھڑکے میان جانسوز و ضرغام بھی تو ہمراہ تھے پھر سیر اکیا کر سکے قید خانہ مین جانور سے بنے
ہوئے پھڑک رہے ہین ساربان زادہ خود نہ آیا کالیا کیا ہوا الغد اتاتے پھرتا تھا بڑے بڑے ساحرون کو اُسنے
لونگ کر مارا ماہدولت کے سامنے نہ آیا جلا کر خاک کرتی مہینون مین تولڑتی اول مین بڑے بڑے رنج اُٹھا لیئے
اب بعنایت سامری و جمشید منزل مقصود تک پہونچی بدون حکم ماہدولت اگر حصار سحر مین قدم رکھے موت کا مزہ چکھے
ملکہ ظلمات جادو و وزیر زادی و گیسو کشا و نہنگ و پلنگ و اژدر سیران وغیرہ ساحر عرض
کر رہے ہین حضور آپ کا مثل کون ہی اگر آپ کا قدم درمیان مین نہوتا طلسم ہوش رُبا کا خاتمہ ہو گیا تھا آپ ہی نے
نام سامری پرستی روشن کیا چراغ مسلمانان گل کر دیا یہ چار سو سردار مخمور و باغبان و بہار وغیرہ کیسے زبردست
تھے تعلیم کردہ افراسیاب سحر و ساحری مین لاجواب اُنپر دست اندازی دشوار تھی زمین کانپتی تھی جب بہار
نے سحر کیا باغ پر بہار تیار ہوا طائران زمزمہ سرا آشکار ہوئے جسنے اس باغ کی ہوا کھائی بہار کا ہوا خواہ ہوا
برباد و تباہ ہوا میان مصور جادو مرشد زادے کہلاتے ہین بارگاہ مین بیٹھکر بڑی باتین بناتے ہین بہار
نے کیسا کیسا ذلیل کیا باغ سحر مین پھنسایا کچھ کسی سے نہ بن پڑا آخر شاہنشاہ نے آکر چھڑایا باغ بہار کس قہر و
غضب سے جلایا آپ نے اُس بہار جادو کو کس تکلف سے گرفتار کر لیا عندلیب خوشنوا بنی ہوئی قیدخانہ
مین مثل مرغ بسمل تڑپ رہی ہی باغبان کو کس لطف سے پکڑا بی مخمور کا نشہ ہرن ہو گیا اب لشکر اسلام مین
کون لڑنے والا ہی صرف بی مہرخ باقی ہین اتنی تو ہرکارون نے خبر دی ہی کہ سب ساحر ساتھ چھوڑکر چلے گئے
بڑے بڑے مرنے والے جا کر دیہات مین چھپے یقین ہی اسی ہفتہ مین بی مہرخ و ملکہ مہ جبین اصلاح کا پیغام
دین آکر قدمون پر گرین صنعت نے کہا تو یہ اب مین عذر و انکسار کسی کا کب مانتی ہون اِن سب کو اپنا دشمن
جانتی ہون سب کو ایک دن قتل کرونگی ابتو چین کر دو دور جام مئے ارغوانی ہو طائفے معقول طلب ہون لیکن اے
ظلمات اسکا خیال رکھنا جو طائفے یہان موجود ہو وین وہی آکر مصروف رقص و سرود ہون اگر کوئی سازندہ
بھی کم ہو خبر دار حصار سحر سے کسی کو آنے نہ دینا ظلمات نے عرض کی لونڈی نے سب سامان کر لیا ہی کل سامان
عیش و نشاط اندر حصار کے حاضر ہی لونڈی اِن امورات کی ناظر ہی کوئی چیز ایسی نہین ہی کہ جسکی ہمین ضرورت
ہو آپ مطمئن رہین کیا مجال ہی کہ جو پرندہ پر مار سکے محال ہی کہ دوندہ اندر حصار سحر کے آسکے یہ کہکر ظلمات
جادو اُٹھی لشکر مین حکم عام دیا ملکہ عالم نے فرمایا ہی کہ سامان عیش و نشاط مہیا ہو جملہ سردار و پیادے لازم

وغمخواران مصروفِ سامان عیش ونشاط ہوں بعد ایک ہفتہ کے بی بی مہرخ پہ لشکر کشتی ہوگی ابکی مرتبہ خاتمہ ہی عمر بھر چین کرو وعدہ ہاے جلیل ملینگے غنچۂ آرزو کھلینگے افراسیاب ایک ایک کو نہال کردیگا دامن تمنا گل مراد سے بھر دیگا اندر حصار کے بارہ لاکھ ساحر فروکش ہیں دکان دار تاجران جلیل سامری پرستون کے کفیل یہ خبر فرحت اثر سنکر شاد ہوئے جابجا بارگاہیں خیمے استادہ ہوئے ملکہ صنعت سحر ساز قصر عالی پر آکر بیٹھی مصاحبوں نے گھیر لیا جام مے ارغوانی گردش میں آیا صداے ہوشاہوش ونوشانوش بلند ہوئی ساقیان ماہ رخسار ورقاصان گلعذار حاضر ہیں ساز ملے ہوئے ایک ایک حور شمائل پری طلعت خوبصورت نشہ میں شراب کے مست ساقی بچے جام مے گلنار پلاتے پھرتے ہیں بعض نشہ میں لڑکھڑا کر گرتے ہیں ایک نازنین مہ جبین نشہ میں حور اپنے حسن وجمال پر مغرور رقص کرکے سامنے ملکہ صنعت سحر ساز کے کس ناز وانداز سے یہ غزل محبت خیز عشرت انگیز گانے لگی پھر تو اک عجب عالم محویت ہوا صداے واہ واہ بلند ہر شخص شور سنجیدہ

غزل

لب تک ای بادہ کشو آ نہیں سکتی توبہ
نہ گئی باب اجابت تلک اپنی توبہ
مین تو آمادہ ہون پر کیا کرون ای واعظ پہ
کی ہر کیا تو نے پلانے کی بھی ساقی توبہ
بادہ خواری کا کیا قہر مغان پر جلسہ
خوف عصیان سے جو کرتا ہی یہ عاصی توبہ
توڑ ڈالا ہی زمانہ نے مجھے ای واعظ
ساقیا جا کے دکھلانے کو کر لی توبہ
دیکھ لے تو جو کبھی دختر رز کا جوبن
تم نے کہنے کو بھی دو دن نہ نباہی توبہ
موسم گل تو ہی دو چار ہی دن کا مہمان
تو قلق نے بھی نصوحا کی طرح کی توبہ
پینے ہی بوجے ناب کی بے ٹیڑی توبہ
کسی انسان کا دل تو نہین توڑا واعظ
کرنے دیتے نہین ایام جوانی توبہ
شرم آئیگی مجھے پیر مغان سے واعظ
ہمنے امسال بڑے دھوم سے توڑی توبہ
مست ہو جاتا ہون از خود جو بہار آئی ہر
ورنہ خرمستی سے لوٹی نہین میری توبہ
دال توبہ شکنی پر ہی شکستہ حالی
واعظا توڑے مری طرح سے تو بھی توبہ
وعظ ہمسے تقاضا نہ اُٹھا کیا کرتے
مین نئے سر سے بھی کر سکتا ہون ساقی توبہ
ہین وہ میکش کہ پھرے راہ بھٹکی توبہ
کیا خطا ہمین ہوئی مین جو توڑی توبہ
توبہ بادہ کشی کی ہر بھلا مین نے تو
مین نے ایام جوانی مین اگر کی توبہ
لب رحمت سے صدا آتی ہر آمین آمین
چار دن بھی نہین مجبور رہتے بھی توبہ
میکشی مجھسے تو دو دن بھی نہین چھٹ سکتی
رند محتاج کی ثابت نہین رہتی توبہ
حرمت توبہ بھی سمجھو نہ ذرا استغفار
قرض مین بادہ فروشون کو لگا دی توبہ
یہ تمنا ہے کہ شہرہ ہو ہر اک تائب مین

دور جام بے اندیشۂ انجام چل رہا ہے صنعت سحر ساز تخت نکہت پہ مست شراب ناب جھوم رہی ہے قصر کی یہ قطع ہے کہ سامنے کا دروازہ سامنے سے کھلا ہوا ہے اہالیان لشکر بہشت نظر معلوم ہوتے ہین جابجا فرش بچھے ہین لالے چل رہے ہین جھاڑ و کنول روشن در و دیوار پر گلاس

چڑھے ہوے روشنی بحساب کہین پیادے جمع ہین کہین پریچ مین رسالہ دار گرد اُنکے سوار ایک دہیاتن نشہ مین شراب کے
ٹھمریان گا رہی ہی رسالدار صاحب کو لبھا رہی ہی ہر مرتبہ جیب مین ہاتھ ڈالا روپیہ اشرفی نکالا رنڈی سے ہاتھ ملایا وہ بھی
خوشی مین اکڑ بیٹھ گئی دیہات کی رہنے والی بتانا نہین جانتی اپنے گنوار آشناؤن کا نشان بتاتی ہی ہنسی کے مارے
لوٹی جاتی ہی دیہات کی وضع گلبدن کا چوڑی دار پائجامہ اُسمین ٹول کی گوٹ زنگاری ڈوپٹہ برسات کھایا ہوا کہین
سے سفید کہین زنگاری ہر طرح کی اُسپر گلکاری چٹکی کی جھڑیان ٹکی ہوئین کالی کالی صورت پھولے پھولے گال
نشہ مین عجیب حال بیل ملنے کی خوشی مین مچل رہی ہی رسالدار صاحب بھی مبہوت اشارے کر رہے ہین ہمارے
خیمے مین چلو وہ ہنسکر بول اُٹھی میان مثل مشہور ہی دو دل راضی تو کیا کریگا قاضی ہم تم آنکھین بند کر لینگے
جانینگے کوئی نہین دیکھتا کہین لاؤ لاؤ کی صدا ہی دور شراب کے چل رہے ہین دکانون پر سوداگرون نے بھی
چندہ جمع کرکے ناچ کرایا ہی سر بازار مین میلا ہی بیکار کا جھمیلا ہی بھنگڑ بنئے دکانون پر بیٹھے ہین شراب سرکار سے
ملی ہی ایک ایک جام پیا چرس پر دم مارا مبہوت ہو کر بیٹھے ہین بار بار کہہ رہے ہین بی ساقن دم کی خیر رہے ایک جام
اپنے ہاتھ سے پلاؤ سالجہان کا نشترہ جما و ساقن مسکرا کر رہ جاتی ہی کچھ جواب نہین دیتی کہین سبزی گھٹ رہی ہی ایک سمت
کمہارون کا جلسہ مرگ بجاتے ہین گانجے پر دم لگاتے ہین نشہ مین پکار اُٹھتے ہین بھائی مہرا آج تو نشہ بیڈول ہی
اپنا تو یہ قول ہی جسنے نہ پی گانجے کی کلی + اُس بیٹے سے بیٹی بھلی + پلٹنون مین رسالون مین جلسے جمے ہوے نشہ شراب
کے جوش بعضے سرمست بعضے مدہوش کوئی کیچڑ مین پڑا لوٹ رہا ہی کوئی موری مین جا گرا ہی صنعت سامنے سے
بیٹھی دیکھ رہی ہی کہتی ہی کیون صاحبو یہ جلسے تو چشم فلک نے بھی نہ دیکھے ہونگے اگر شہنشاہ افراسیاب جادو
ہوتے بہت پسند کرتے کل کے جلسہ مین شہنشاہ کو بھی طلب کرونگی ملکہ حیرت خاتون محل شاہنشاہ بھی سرفراز
فرمائینگی ضرور اِس محفل عیش مین آئینگی تمام سرداران صنعت سحر ساز پھولے ہوے اپنے کو بھولے ہوے نشہ
شراب مین جھوم رہے ہین کبھی کہتے ہین اے یادگار سامری و جمشید کون آپ کا پرد دنیا مین مثل و
نظیر ہی اب شاہنشاہ کل طلسم ہوش ربا حضور ہی کے سپرد کر دینگے ملکہ حیرت کو کیا دخل رہیگا وزارت
کسی اور کے نام ہوگی سلطنت حضور کے نام ہوگی ہملوگ سرفراز ہونگے اپنے اپنے مرتبہ پر ناز ہونگے یہ باتین
آپسمین ہو ہی رہی تھین کہ یکایک صحرا سے ایک روشنی معلوم ہوئی اِسقدر باجون کا شور تھا کہ گوش
گردون کر ہوتا تھا نخل ہاے صحرا جھک گئے پہاڑ تھرائے اِسقدر غل و شور جو ہوا ملکہ صنعت نے
سر اُٹھا کر دیکھا اِسقدر روشنی معلوم ہوتی تھی کہ گویا جنگل مین آگ لگی ہی ہزار ہا پنجشاخے طلائی و نقرہ کار جواہر نگار

کیا ہوا بعد پنجشاخے والون کے ہزار ہا مشعلچی گنگا جمنی دستیان ہاتھ مین گلنار جوڑے لباس زرق برق مشروع کے
پائجامے بینو کے انگرکھے سرخ پگڑیان اُنپر سنہرے کام ایک جانب ہزار ہا تخت اُنپر جھاڑ بلورین گلاس الماس
کے لالٹینین یاقوت نگار ساتھ ساتھ روشن گلدوستون پر بہار غول کے غول سامنے سے نکلے انکے بعد لاکھون
سوار لباسہاے فاخرہ زیب جسم دور کابے مرکب رہواروی سے مطلب پیدل غول کے غول غٹ کے غٹ
جوڑے سُرخ پہنے ہوے لالہ زار کھلا ہوا معلوم ہوتا ہی صدہا تخت کسے ہوے کہار زرق برق وردیان بانات سلطانی
کی اُسپر کام زردوزی بنا ہوا تخت کاندھون پر اُٹھائے ہوے اُن تختہاے زرین پر نازنینان پری چہرہ
دریاے جواہر مین غوطہ زن باناز و کرشمہ اُن تختون پر متمکن پہلو مین خوش گلو سازندے تانین مارتی ہوئی
غزلین عاشقانہ خوشی خوشی گا رہی ہین شعر وہ طبلون کی آواز اُنکی صدا + وہ گانا کہ اچھا بنا لاڈلا +

کبھی خوشی مین آکر بھول جاتی ہین یہ سہرا گاتی ہین سہرا

ای جوان بخت مبارک تجھے سر پر سہرا
کشتی زر مین مہ نو کی لگا کر سہرا
وہ کہے صل علی یہ کہے سبحان اللہ
گوندھیے سورۂ اخلاص کو پڑھکر سہرا
روے فرخ پہ جو ہین تیرے برستے انوار
سر پہ دستار ہی دستار کے اوپر سہرا
پھرتی خوشبو سے ہی اترائی ہوئی باد بہار
کنگنا ہاتھ مین زیبا ہی تو سر پہ سہرا
کثرت تار نظر سے ہی تماشائیون کے
واسطے تیرے ترا ذوق تمنا گر سہرا

آج ہی یمن سعادت کا ترے سر سہرا
تابش حسن ہے مانند شعاع خورشید
دیکھین کیونکر یہ جو تیرے مہ و اختر سہرا
دھوم ہی گلشن آفاق مین اِس سہرے کی
تار بارش سے بنا ایک سراسر سہرا
اِک گہر بھی نہین صدکان گہر مین چھوڑا
اللہ اللہ رے پھولون کا معطر سہرا
رونمائی مین تجھے دے مہ و خورشید فلک
دم نظارہ ترے روے نکو پر سہرا
جسکو دعوی ہو سخن کا یہ سنا دے اُسکو

آج وہ دن ہی کہ لائے در انجم سے فلک
رخ پہ پُر نور سے تیرے ہی منور سہرا
تا بنی اور بنے مین رہے اخلاص بہم
گائین مرغان نوا سنج نہ کیونکر سہرا
ایک کو ایک پہ تزئین ہی دم آرایش
تیرا بنوایا ہی لے کے جو گوہر سہرا
سر پہ طرہ ہی مزین تو گلے مین بدھی
کھولدے منھ کو جو تو منہ سے اُٹھا کر سہرا
دُرِ خوش آب مضامین سے بنا کر لایا
دیکھیہ اسطرحسے کہتے ہین سخنور سہرا

یہ تختہاے زرین ہزار در ہزار نازنینان مہ جبین کے گانے کی پکار اسکے بعد ایک مست ہاتھی نظر آیا چار دن
بھٹیان ٹپکتا ہوا ماتھا رنگین ہلال زرین ہیکل کئی لاکھ روپے کی تیاری کی گلے مین گھنٹی سونے کی ٹھن ٹھن
بجتی ہوئی گردن پر فیل مست کی ایک جوان فیلبان کئی ہزار روپے کی تیاری کا جوڑا زیب جسم پگڑی پر الماس
کا پھول آراستہ گجباگ سونے کی ہاتھ مین تخت طاؤسی اُس فیل مست پر کسا ہوا نوشہ حسین و کمسن مرادون کے دن

چہرہ مثل آفتاب عالمتاب صورت مین لاجواب سہرا زرتار اُسپر بہاری سہرے کی بہار زربفت کا رومال ہاتھ مین نوشاہ منھ پر رکھے ہوے پشت پر نوشاہ کی ایک جوان سپاہی وضع با فر و شوکت جوڑا زربفت کا پہنے ہوے دریاے سلاح مین غوطہ مارے تیغۂ آبدار کمر مین جوڑی خنجر نایاب کی لگی ہوئی قرولی زیب کمر سہرافیتہ شان کہکشان دکھاتا ہی خود زرین صیقل مصیقل مثل آفتاب عالمتاب تابان و درخشان سر پر ایک رومال ہاتھ مین مگس پرانی نوشاہ کی کر رہا ہی پشت پر لکھ در لکھ فوج دریا موج جوڑے سب کے رنگین جوانان خوش آئین پھریرے علمہاے زرنگاری کے کھلے ہوے اُنپر تعریف پونے دو سو خداوندون کی بخط جلی مرقوم برات کے آمد کی دھوم نوشلہ پر زر و جواہر لٹتا ہوا ہزارہا شہدے روپیہ لوٹ رہے ہین آواز دیتے جاتے ہین ارے پھیک ارے پھیک مٹھا روپیون کا برابر چل رہا ہی لٹیرے لوٹ رہے ہین شہدون کی کمرون مین بینڈیان روپیون کی چڑھی ہوئی ہین ہزارہا ساقی بچہ دُر دَر گوش مرصع پوش اُس رہروی مین جام سبو گردش مین ہی مست کرنے کی کوشش مین ہی خوشی خوشی آپسمین چہلین کرتے جاتے ہین ٹھٹھے لگاتے ہین خوش فعلیان کر رہے ہین شراب پلاتے جاتے ہین نشہ مین شراب کے مستانہ وار جھوم جھوم کر یہ اشعار بہ کیفیت تمام گاتے ہین

اشعار

دکھا اے ساقی گلرنگ چہرا
لگا لا کشتی صہبا مین سہرا
خوشی کا میکدے مین سامنا ہو
بنی بنت العنب ساغر بنا ہو
سہم سامان شادی ہون بہر طور
سر ساغر پہ دست رند ہو مور
قمر کا جام سے ہو رنگ پھیکا
جبین پر عکس مینا کا ہو ٹیکا
ہو ساز عیش سے ہر شی مشابہ
کلس شادی کا بجائے قرابہ
مبارکباد کا ہر جا پہ غل ہی
دولھن ہی بوے گل نوشاہ گل ہی
عنادل چومتے ہین گل کا چہرا
ہی تار زلف سر سنبل کا سہرا
گل صد برگ مین شملے کے ہین طور
سر طاوس کی کلغی بنے مور
نظر مین مور چھل مورون کے پر ہین
نہین بال و پر بلبل چنور ہین
بکارآمد گلون کی پنکھڑی ہی
دل بلبل کو پھولون کی چھڑی ہی
دُر امید شبنم رولتی ہی
صبا غنچے کا کنگن کھولتی ہی
خیابان محفل عشرت بنی ہی
ہی خیمہ ابر سبزہ چاندنی ہی
ہر اک سرو سہی ہی شمع تابان
ہر اک شمشاد ہی سرو چراغان
سو ابلور کی ہانڈی کے پھل ہین
کنول ہین روشنی کے جو کنول ہین
ہین بزم آرا جوانان گلستان
ہر اک برگ شجر ہی بیڑہ پان
بعینہ عطر کی شیشی کلی ہی
گل سوسن نہین چکنی ڈلی ہی
چکورین ہین لباس ناز پہنے
ہر اک طاؤس ہی پشواز پہنے
ترانے طوطی و بلبل ہین گاتے
مجیرے ہین گل نسرین بجاتے

بنا سارنگیاں ہر ایک زنبور
بجاتے ہین خوش الحان لال طنبور
ہراک گل بادۂ شبنم پیے ہر
ہراک فوارہ پچکاری لیے ہر
نظیر قمقمہ گل بن رہے ہین
شرابی کبک و بلبل بن رہے ہین
گلال انگور کے منھ پر لگا ہر
رخ گل پر عبیر زر لگا ہر
ہراک شے مین نئی خوبی ہوئی ہر
سراسر رنگ مین ڈوبی ہوئی ہر
گلے ملتی ہر شبنم جزو کل سے
صبا سے گل نسیم صبح گل سے
غرض کیا ذکر لطف بوستان ہو
کہانتک طول گیسوے بیان ہو
قمر ساقی بجے ہین دل لبھاتے

کبھی ٹھمری کبھی غزلین ہین گاتے ؎ غزل موافق مضمون

مختصر ہونے مین ای یار جو قابو ہوتا
خال نبکر مین ترا نقطۂ ابرو ہوتا
تیرہ بختی مجھے گر افعی پیچان کرتی
جب بھی ای یار ترا سایۂ گیسو ہوتا
کبھی آغوش مین رہتا کبھی خسار ون پر
کاش ای آفت جان مین ترا آنسو ہوتا
خوب ہی پھر تو سمجھتا مین جل دشمن سے
ایک ساعت مرے پہلو مین اگر تو ہوتا
اور چندے نظر آتا نہ اگر روے سحر
طول شب سلسلۂ دامن گیسو ہوتا
خوب پہلو مین سولاتا تجھے بیکھٹکے مین
گر مرے پاس جگا یا ہوا جادو ہوتا
واہ کیا خوب گذرتی لفس چند ای دل
ہم بغل مجھسے جو وہ یار پری رو ہوتا
نکتۂ مار سیہ کا مجھے رہتا دھوکا
ذرہ افشان کا جو ہم صحبت گیسو ہوتا
ڈھنگ آتا جو اسے روز بدل جائیگا
میرا نالہ بھی مزاج سبت بدخو ہوتا
جب سمجھتے تجھے ہم صاحب تاثیر ای دل
زیب آغوش جو وہ دلبر مہ رو ہوتا
دل نہ اٹکا کسی بیرحم سے ورنہ ہردم
سامنے آنکھ کے آئینۂ زانو ہوتا
پھر تو بے آب ہزارون کے گلے کیجاتے
خم شمشیر جو ہمصورت ابرو ہوتا
کچھ نکچھ صورت امید نظر آجاتی
دھیان قاتل کا مری طرح جو ہمسو ہوتا
سچ تو یہ ہر نہ پڑا بار محبت ورنہ
خم مری طرحسے ہر سرو لب جو ہوتا
بعد مردن بھی دکھاتی مری حسرت و تاثیر
خاک ہوکر بھی مین گرد رم آہو ہوتا
یہ ستم کا ہیکو سہتے بت ظالم کے کبھی
ہمکو اپنے دل مضطر پہ جو قابو ہوتا
جابجا شوخی خاطر نظر آتی ہر نسیم
کو لئے شعر مین تیرے نہین پہلو ہوتا

وہ ہنگامہ برات کا ہر کہ ملکہ صنعت سحر ساز دیکھکر متحیر ہوئی ہزارون چھکڑون پر پکوان و مٹھائی لدی ہوئی ایک جانب چھکڑے چلے آتے ہین ہاتھی دولھا کا حصار کی جانب بڑھا طلازمان صنعت سحر ساز نے غل مچایا خبردار برات کو روک لو اب آگے نہ بڑھو جو آگے بڑھیگا بیہوش ہوکر گر پڑیگا یہ جو پکار کر کہا ہزار ہا ساحر ہزار ہا دلاور دولھا کے ساتھ والے اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے قریب حصار اگر پکارے ارے یہ کسنے حصار کیا ہر کیا یہ سرزمین طلسم ہوش ربا کی نہین ہر اگر یہ سرحد ہوش ربا نہین ہر ہم اور جانب بھٹک کر نکل آئے تو ابھی طبقے زمین کے آسمان پر اڑا دینگے حصار کرنیوالے

کو خاک مین ملا دینگے نگہبانان صنعت نے جو دیکھا کئی ہزار ساحران غدار صورتین خونخوار بلاے روزگار مرنے پر
تیار آمادہ حرب و پیکار جھوم جھوم کر بڑھے آتے ہین کئی سو برہمن پنڈت پوتھیان ہاتھ مین اشلوک پڑھتے ہوے
ساعت بچار رہے ہین وہ بھی پکار رہے ہین لگن تنگ ہی جس سے لڑو گے غالب آؤ گے نگہبانان صنعت نے
جو یہ قیامت دیکھی پکار کر سردارون سے کہا آپ لوگ اسقدر نہ گھبرائین یہی سرحد ہوش رُبا ہی ملکہ صنعت
سحر ساز نے حصار سحر بنایا ہی یہ سُنکر وہ سردار پلٹے سر پر دولہا کے جو جوان مگس پرانی کر رہا تھا اُس سے عرض
کی کہ اے سرفروش جادو ملکہ صنعت سحر ساز نے حصار بنایا ہی کیا حکم ہوتا ہی ابھی اگر آپکا ارشاد ہو جان لڑا دین
اس حصار سحر کو مٹا دین اُس جوان نے منع کیا ملازمان صنعت کو قریب ہاتھی کے بلایا کہا جاکر ملکہ صنعت
سحر ساز سے کہو تمھارے بھتیجے شاہنشاہ تاجدار مالک اقلیم مغرب کے صاحبزادے کی شادی ہی برات لیے
جاتے ہین وہ سامنے جو بیل ہی وہان پوجا پاٹ کرینگے چند ساعت کے واسطے حصار سحر ہٹا لیجیے دولہا آپکو
نذر دیگا ہم سمجھے تھے شاید کسی غیر کا مقام ہی جاؤ سمجھا کر ملکہ صنعت سے کہو اور یہ بھی کہنا کہ برادری مین
آپ بدنام ہوئین اس جلسہ مین شریک نہو سکین چودھری صاحب آپکا حقہ پانی بند کر دینگے کچی پکی دونون
ٹوٹینگی جلد حصار ہٹائیے ہماری ساعت مین فرق نہ آنے پائے ورنہ آپ سے پھر کچھ نہ کہین گے فوج
کو پامال کر کے نکل جائینگے صبح ہوتے ہوتے شاہنشاہ ہمارے تشریف لائینگے بیس لاکھ برادری والے
اُنکے ساتھ ہین ہم سب پوجا پاٹ کرینگے اسواسطے آگے بڑھ آئے اگر ایک دن بھی برات رُک جائیگی سارا
خرچہ دینا ہوگا سواے رنج و ملال کے پھر اور کیا ہوگا ہم آگاہ کیے دیتے ہین ہمارے شاہنشاہ تاجدار مالک
اقلیم مغربی اور تمھاری ملکہ صنعت سے مفت بگڑ جائیگی آفت آئیگی ملازمان ملکہ صنعت دوڑے
ہوے گئے تمام کیفیت ملکہ صنعت سحر ساز سے بیان کی صنعت سحر ساز نے کہا صاحبو حقیقت مین
بڑا غضب ہوا رقعہ آیا تھا لڑائی مین مجھکو اصلا خیال نہ رہا برادری مین بیشک میری تلاش ہوئی ہوگی
لیکن میری جانب سے ہاتھ جوڑ کر عرض کرو کہ ہمین آپ کے فرمانے مین عذر نہین ہی برادری سے
کوئی سرکشی نہین کرتا ہی نہ یہ کہ ہمارا اور اُنکا تو ایک واسطہ ہی مگر اس حصار مین گنہگاران شاہنشاہ
ہوش رُبا قید ہین آپ اتنی تکلیف کیجیے پانچ کوس چڑھ کے نکلجائیے شاہنشاہ افراسیاب جادو
کا حکم ہی یہ جو جاکر ملازمان ملکہ صنعت سحر ساز نے کہا وہ جوان صاحب شوکت و شان یعنے
سرفروش جادو بگڑ گیا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا قبضے پر ہاتھ رکھا بڑا سا گولہ جھولی سے نکالا ملازمان

صنعت سحر ساز نے جب یہ انداز دیکھا کہ بہت بڑا گولہ آہن کا بلکہ کئی من کا اُسپر خون کے چھینٹے دیے ہوے ہاتھ پر رکھا چرخ دیا یا سامری و جمشید کہکر نعرہ کیا یا شیدای ملازمان صنعت ہوشیار ہو جاؤ منم سرفروش جادو و فرزند دلبند شاہنشاہ جان نثار جادو و سپہ سالار لشکر ظفر اثر شاہنشاہ تاجدار جادو و یاد رکھو کہ یہ گولہ موت کا چلتا ہے پھر اصلا کوئی شاہنشاہ سے شکایت نہ کرے ہم آگاہ کر چکے ہماری ساعت مین فرق آتا ہے نہ یہ خلل ہو جا بات کرینگے صبح ہوتے ہوتے برات دولھن کے مکان پر پہونچیگی اگر دن نکل آیا برات پلٹا لیجائینگے ہمارے شاہنشاہ تاجدار آگے خون کی ندیان بہا لینگے یہ گولہ خاص خداوند سامری و جمشید کا بنایا ہوا ہے کچھ بہت بڑا سحر نہین ہے صرف گیارہ لاکھ آدمی مریگا سر ملکر اٹلکر اکے جان دیگا یہ بھی اب جاکر ملکہ صنعت سحر ساز سے کہدو کہ دیکھیے برادری مین بگاڑ ہوتا ہے ہم خطا سے بری ہین آپ کو اب اپنی وزارت پر غرور ہے پھر ہمارا کیا قصور ہے برادری کو چھوڑ دیے وزارت کی پابند رہیے مگر آپ اپنے بندگان سامری پر رحم کیجیے ورنہ روبرو خداوند سامری و جمشید کے یہ روبکاری ہوگی پوچھا جائیگا ہمارے بندون کو کیون مارا ہم صاف کہدینگے بی ملکہ صنعت سحر ساز نے آپکے بندون کو قتل کرایا ہمارا کوئی قصور نہ تھا برات کو روکا مابدولت کو ٹوکا یہ کہکر گولہ اُچھالا یہ قیامت جو ملازمان صنعت نے دیکھی فریاد کرنے لگے کہا میان سرفروش جادو واسطہ سامری و جمشید کا ذرا اور ٹھہر جاؤ ہم غریبون کے حال زار پر رحم کھاؤ ایک مرتبہ ہم سب اور جاکر ملکہ صنعت کو سمجھا لین پھر آپ کو اختیار ہے اُس جوان نے مسکرا کر کہا دل تو نہین مانتا مگر خیر تم جاؤ جلد جواب لاؤ کہدینا کہ اے صنعت اتنا غرور نہ کر بہت جلد تجھسے انتقام ہوگا دیکھنا تو سہی کہ اس فساد کا کیا انجام ہوگا ملازمان صنعت روتے پیٹتے روبرو ملکہ صنعت کے آئے گھبراہٹ مین منھ کے بھل زمین پر گر پڑے کہا اے ملکہ واسطہ سامری و جمشید کا ہم سبکی جانین بچاؤ سرفروش جادو بگڑ گیا اتنا بڑا گولہ نکالا کہ ہمنے کبھی نہین دیکھا اگر اُسکا گولہ چلیگا کہتا ہے کہ گیارہ لاکھ آدمی مریگا پانچ لاکھ جادوگر ساتھ مین سب لڑنے مرنے پر تیار ہین سرفروش جادو بھی ساحر بے نظیر خوش تقریر ہے گولہ اُٹھا کر سحر کے وہ الفاظ پڑھے کبھی ہمارے دادا نے بھی نہ سنے تھے ہمارے تو قلب کانپ گئے اتنا جو ہمنے کہا کہ پانچ کوس برات چڑھکے لیجائیے سرفروش جادو بگڑ گیا کہتا ہے صبح ہوتے برات ہماری دولھن کے مکان پر پہونچا چاہیے ہزارون قلعہ آتشبازی ساتھ ہین سیکڑون چھکڑون پر بکوان لدا ہے حضور برابر

روپیہ لٹ رہا ہی سنا ہی چار کرور روپیہ کی شادی ہی بیٹی والا بھی بڑا سیٹھ ہی برات سات روز تک وہان رہیگی آپ اتنی بڑی برات کا بار اُٹھائیے کا سرداروں نے بھی ملکہ صنعت کو سمجھایا بندگان سامری پہ رحم کیجیے آپسمین نہ لڑوائیے حضور ہمنے سر فروش جادو کو بہت سمجھایا کہ گولہ لشکر صنعت پر نہ پھیکیے تب اُسنے ہاتھ روکا اور یہ بھی فرمایا ہی کہ دولھا ملکہ صنعت کو نذر دیگا ورنہ ہمارے شاہنشاہ تاجدار جادو شکایت کرینگے ملکہ صنعت سحر ساز کو یہ باتین سنکر اک سناٹا آگیا ظلمات جادو وغیرہ سے کہا صاحبو اب کیا صلاح ہی سب نے کہا حضور ہمارے نزدیک اسی مین فلاح ہی کہ آپ یونہین قصر مین بیٹھی رہیے راہ راہ برات نکل جانے دیجیے وہ رواروی کر کے چلے جائین اسقدر ٹھہرنے نپائین اُنکو تو خود جلدی ہی ایک ایک منٹ گذرنا اُنکو شاق ہی وہان دولھن کے مکان پر جاؤ ہو گا صبح کو شاہنشاہ تاجدار جادو بھی برادری والون کو ساتھ لیکر اسی راستہ سے جائینگے آخر ملکہ صنعت کو کچھ نہ بن پڑا کہا اے ظلمات تم جاؤ اور چند ساعت کے واسطے حصار سحر برطرف کردو مین قصر سے دیکھ رہی ہون قصور اپنا شاہنشاہ تاجدار سے معاف کرالونگی یہین سے بیٹھے بیٹھے دولھا کی نذر لونگی جب برات نکلجائے فوراً حصار سحر آراستہ کر دینا ظلمات و گیسو کُشا وزیرزادیان مع چند مصاحبون کے چلین یہان دولھا کا ہاتھی قریب حصار جھوم رہا ہی بڑے بڑے ساحر تیغ و ناریج ہاتھ مین لیے ہوے کہ رہے ہین کیون میان سر فروش جادو حصار سحر توڑین آگے بڑھین طبقے زمین کے اُلٹ دین آگ برسائین آپ کے دشمنون کو جلائین سر فروش جادو کہ رہے ہین ہم موت سے مُنھ نہ موڑینگے رشتہ یگانگت کو نہ توڑینگے ذرا اور ٹھہر جاؤ جواب باصواب آلینے دو یکایک سامنے سے ظلمات جادو و ملکہ گیسو کُشا پہونچین یہ سامان یہ آمادگی ساتھ والون کا غصہ فوج والون کی تیاری نیؤتون کی بیقراری پکار رہے ہین ہمارے بجار مین فرق آتا ہی ساعت گزری جاتی ہی سنجوگ دولھا دولھن کا نہ ملیگا ملکہ ظلمات و گیسو کُشا کے ہوش اُڑ گئے اور یہان ملکہ صنعت سحر ساز نے بھی حکم دیا فوج تیار ہو دونون جانب فوج کی صفین باندھی بیچ مین سے برات گزرے بارہ لاکھ ساحرون کا لشکر ملکہ صنعت سحر ساز نے تیار کرایا دو راستہ جم کر کھڑا ہوا ظلمات و گیسو کشا نے حصار سحر کو دفع کیا پکار کے آواز دی بحکم سامری برات آگے بڑھے بیچ مین سے ہماری فوج کے برات خرامان نکلجائے میان سر فروش جادو نے آواز دی اول تو زیر نخل پہونچنا واجب و لازم ہی وہان پر جاکے پوجا پاٹ ہو پنڈت و برہمن آگے بڑھین یہ کہنا تھا کہ برہمنون کے غول کے غول غٹ کے غٹ آگے بڑھے اُدراج کے بالے

ہاتھ مین سنہری دھوتیان کھلی ہوئی اب فوج خرامان خرامان دولھا کا ہاتھی جھومتا ہوا سونڈ ہلاتا ہوا بڑھا دور آہستہ فوجین ملکہ صنعت سحر ساز کی بیچ مین سے برات جاتی ہی نوبت و نقارے بجتے ہوے ہزار ہا ہزارے روشن پنجتاخے لکھ ود لکھ فتیلے جو جلگئے انکو پنجتاخے والون نے بیکار جانکر پھینکدیا صاف ثابت ہی کہ آسمان پر ستارے جھلملا رہے ہین ملکہ صنعت سحر ساز جس قصر مین جلوہ فرما ہی دریچہ اسطور سے سر راہ واقع ہوا ہی کہ جب ہاتھی دولھا کا زیر قصر پہونچیگا دولھا کھڑا ہو کر نذر دے سکتا ہی ہاتھ دولھا کا صنعت تک پہونچ جائیگا مگر میان سر فروش جادو جو دولھا کی مگس برانی کر رہے ہین نہایت بہادر و جری جوان قدر دار شجاعت و لیاقت چہرے سے آشکار پکار کر آواز دی اپنے اپنے کام پر سب ہوشیار ہو جائین اتنا جو سر فروش جادو نے کہا ہزار ہا آتشباز کمرین باندھے ہتیلین چڑھائے ہوے چھکڑون پر قلعہ لدے ہوے تھے آتشبار مثل شعلہ جوالہ جھپٹے ہزار ہا پارٹ بندھی بلیان گڑین ٹٹیان اسمین بندھین اہالیان لشکر صنعت حیران ہین بلکہ غلغلہ کر رہے ہین کہ یار یہان قلعہ نہ داغنا گھوڑے لشکر کے چراغ پا ہو جائینگے مگر کون کسکی بات سنتا ہی اندر حصار سحر کے آگئے ہر گوشے پر دو دو قلعہ آتشبازون نے چڑھا دیے لاؤ لاؤ کی صدا بلند ہی مزدور ٹٹیان پہونچا رہے ہین آتشباز باندھتے جاتے ہین لاکھ لاکھ ملازمان صنعت نے پکارا آتشبازان شعلہ مزاج کسکو جواب دیتے ہین چھچھوندر کی طرح دوڑتے پھرتے ہین اب ہاتھی دولھا کا قریب قصر ملکہ صنعت سحر ساز پہونچا طائفون نے بھی اسی مقام پر ہجوم کیا ساز بج رہے ہین تانین اڑ رہی ہین ایک گائن نہایت خوش آواز بصد ناز و انداز یہ اشعار بیقرار ہو کر گا رہی ہی دل محفل کو لبھا رہی ہی کرشمہ معشوقانہ دکھا رہی ہی اشعار

ہوش و خرد گئے نگہ سحر فن کے ساتھ
سیدھی جو بات بھی ہی تو اک بانکپن کے ساتھ
یاد آگیا ترا قد رعنا جو باغ مین
جنگل مین پھر رہا تھا قلاچین ہرن کے ساتھ
افسردہ دل کے واسطے کیا چاندنی کا لطف
سر مارتے یہ آہ سپہر کہن کے ساتھ
گندم ہی سینہ چاک فراق بہشت مین
چشمک زنی کرے ہی سہیل یمن کے ساتھ

اب ہی جو اپنی بات سو دیوانہ پن کے ساتھ
روز آفتین نئی ہین مجال برہمن کے ساتھ
کیا کیا لپیٹے رہتے ہین سرو چمن کے ساتھ
ناخن دے خدا تجھے ای پنجہ جنون
لپٹا پڑا ہی مردہ سا گویا کفن کے ساتھ
دوزخ مین بھی پڑین تو نہ سیدھے ہون کج سرشت
آدم کو کیا ہوگی محبت وطن کے ساتھ
وحشت گئی نہ بعد فنا بھی مرا غبار

ہی انکی سادگی بھی تو کس بانکپن کے ساتھ
لب پہ کیون خم تازہ ہی زخم کہن کے ساتھ
وحشی کو ہمنے دیکھا جو اسکی نگاہ کے
ٹکڑے اڑادے جسم کے تو پیرہن کے ساتھ
پایا ذرا اثر نہ کہین رات بھر بھرے
آتش مین پیچ و خم ہین سر رسن کے ساتھ
اللہ رے تاب حسن کہ اسکا در طاق
باتین کرے ہی سقف سپہر کہن کے ساتھ

تیرے بلاکش اژدر و دوزخ کو کھینچ لین | اک آتشین کمند دل شعلہ زن کے ساتھ
جبتک کہ روح کو ہی تعلق بدن کے ساتھ | ممکن نہین ہی ذوق علائق سے چھوٹنا

اُسوقت وہان پر ایک عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہی گانے کی آوازین تا بہ فلک جارہی ہین قدسیون کے دل کو تڑپا رہی ہین ملکہ صنعت سحر ساز بصد عشوہ و ناز تاج مرصع سر پر رکھے ہوے اُسی طرف ٹکٹکی لگاے دیکھ رہی ہی میان سرفروش صاحب تخیتان الماس کی براے نذر کرسے نکال رہے ہین ایک سفید رومال بھی کمر سے نکالا ہی ملکہ صنعت اُن تختیون کو دیکھ رہی ہی بلکہ دولھانے سر ہلایا کچھ چپکے سے کان مین سرفروش نے کہا سرفروش نے ہنسکر جواب دیا بیٹا دولھا صاحب مجھے خوب یاد ہی یہ تختیان براے نذر شاہنشاہ طلسم ہوشربا تمھارے والد ماجد نے مرحمت فرمائی تھین مگر میان تم یہ بھی جانتے ہو کہ ملکہ صنعت سحر ساز ساحرون مین ممتاز قوت بازوے شاہنشاہ افراسیاب جادو ہین علم نیرنج و شعبدہ بازی مین منتخب و لاجواب ہین انکا مرتبہ کوئی ہمسے پوچھے انکا بچپن ہمنے دیکھا جواہرات کے کھلونون سے کھیلتی تھین ہمیشہ سے فیاض و سخی عاقل کامل رتبہ شناس نیک اساس خوش خُلق و رحم دل ہین بس انمین اور بادشاہ مین اتنا فرق کافی ہی کہ انکو ایک سو دینا ایک سو ایک تختی الماس کی شاہنشاہ افراسیاب جادو کو نذر دینا میرے نزدیک اتنا فرق بہت ہی میان دولھا صاحب دیکھو وہ سامنے قیدخانہ ہی سب سرکشون کو پکڑ لیا ہی انسانون کو حیوان بنا دیا ہی الضافت تو یہ ہی کہ آبرو اب انھون ہی نے ہوشربا کی رکھ لی ورنہ یہ شادی کاہیکو ہوتی خانہ برباد ہی تھی ہملوگ سب بھاگے بھاگے پھرتے مسلمان ہملوگون کو چن چن کے قتل کرتے دین سامری و جمشید مٹجاتا مذہب خداے نادیدہ پھیلتا اِنھون نے ہم سب کو بچا لیا کہانتک انکا شکریہ ادا کرین افراسیاب تو ناقدر ہی ملکہ صنعت آسمان سحر و ساحری کی بدر ہی اسکی صورت قابل زیارت ہی کیسی صاحب شان و شوکت ہی لو تختیان رومال پر رکھو بڑے ادب سے نذر دو سامری و جمشید نے بڑا افضل شریک حال کیا تمھاری شادی بھی مبارک ہوئی اِس طرح سے جو باتین سرفروش جادو نے دولھا سے کین صنعت نے گوش دل سے سنین خوشی سے بھول گئی سارا آغاز و انجام اپنا بھول گئی مصاحبون سے کہا سرفروش جادو ہمارا رتبہ شناس ہی کیون نہو وہ خود بھی فلک اساس ہی ہمکو بچپن سے جانتا ہی بخوبی پہچانتا ہی یہ خود بھی رئیس ہی بڑا ساحر نفیس ہی دیکھو تو گفتگو کیسی سلیس ہی دبدبہ و شوکت سطوت و صولت چہرے سے آشکار جلالت شعار صاحب اقتدار ہی اسکی لیاقت و ریاست کا کسکو انکار ہی مصاحبون نے عرض کی حضور

سارے ہوش رُبا مین بڑی ہی کہ آپ نے اہالیان طلسم ہوش ربا کی جان بچائی مسلمانون کو بڑے زور و شور سے
شکست دی بیساختہ دریچے سے سر نکالدیا کہا میان سرفروش صاحب اچھے تو ہے یہ شاہنشاہ تاجدار کا فرزند
ارجمند ہی ہمین تمھاری بھی لیاقت بہت پسند ہی سرفروش جادو نے کہا حضور آپ نے ہمکو نہ پہچانا آپکا نام
سنکر ہم بھی خوش ہوئے ورنہ اتنی دیر اگر کوئی ہماری برات کو روکتا اسطرح سے بڑھکر ہمکو ٹوکتا ایک گولے
مین زمین ہلادیتے لیکن آپ کے تو تابعدار ہین سرفروش و خدمتگار ہین لڑکا ابھی نہین جانتا کہتا تھا انکو نذریان
نذر دو مین نے سمجھایا آپ افراسیاب کے تاج سر کار ہین رتبہ مین سب سے بہتر ہین یہ باتین کر رہے ہین
اور ہاتھی بڑھتا چلا آتا ہی فیلبان کو اشارہ کیا ہاتھی کو اڑا کر دلوار سے ملا دو دولھا سے کہا اب صاحبزادے
اٹھو کھڑے ہو کر نذر دو انکے سامنے سب سرنگون ہوتے ہین یہ کہکر ملکہ صنعت سے آنکھ ملائی صنعت
دل مین کہنے لگی کیا جوان عالیشان ہی کیا آن بان ہی چہرہ پر نور رشک آفتاب ابرو ہلال ہر بات مین کمال
ہی بڑا خوش جمال ہی اگر اس سے صحبت ہو بڑا لطف حاصل ہو سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری ناک بڑی آئین
سرفروش نے کہا حضور بعد اس شادی کے گھڑی دو گھڑی کو حاضر ہونگے صنعت نے کہا میان
سرفروش جادو ہاتھی سے اترآؤ برات کو آگے بڑھنے دو صبح کے وقت چلے جانا شریک ہوجانا تھکے
ماندے ہو دو گھڑی یہین آرام لے لو سرفروش جادو نے مسکرا کر جواب دیا اسوقت [illegible] آئینگے
رات کم باقی ہی ہان ادھر سے پلٹ کر ضرور آپ کے پاس آئینگے اب تو نذر لیجے دولھا اٹھا سو تختیان
الماس کی ہاتھ پر رکھین یہ تو ظاہر ہی کہ دولھا عطر مین ڈوبا ہی خوشبو آئی دماغ جان معطر ہو گیا دولھا جھکا
صنعت نے ہاتھ بڑھایا سرفروش جادو نے آواز دی ہان یارو آتشبازی وشے خبردار دغا نہ کرنا بارہ
لاکھ ساحرون کے بیچ مین ہو سب تماشا آتشبازی کا دیکھین کھنچکر چلے پھلجھڑی چھوٹے چھچھوندر دے
غبارے اڑاؤ قلعون مین آگ لگادو انار چھوڑو ماہتاب مین روشن کرو اسی وقت آتشبازی چھوٹنے لگی
ہزارون ہوائیان چھوٹین غبارے اڑے سوا ہوے قلعون مین آگ لگی گولے چلنے لگے گویا شب برات
آئی عجب ہنگامہ بلند ہوا تمام عالم دھوان دھار ہو گیا رباعی بقول شاعر

آمد شب برات تماشا عجب نہ ہٹ ۔ حلوائے تر مرغن کر و ذوق سے تو چپٹ ۔ اچھلین [illegible] لڑکے مانند سخو
جب چھٹ گئی چھچھوندر چھوڑا مین [illegible] ۔ ادھر تو چار سو قلعہ ایک مرتبہ داغ دیا گیا دنانا سنانا دھوئین [illegible]

لشکر کو گھیرا ابر دھوان دھار چھا گیا ادھر صنعت تیرہ بخت واسطے نذر لینے کے جھکی دولھا یعنی خواجہ عمرو

بن امیہ نامدار فلک وقار عیار طرار خنجر گزار نے نذر دینے مین سہرے کو جنبش دی پھولون پر عطر بیہوشی
ملا تھا دماغ مین صنعت کے بو پہونچی ارے کہکر تختیون پر ہاتھ رکھے لہرائی سرفروش جادو بنکر سیان
قران آئے تھے پہونچا پکڑکے چوٹی پر ہاتھ ڈالا بغدۂ گران کمر سے نکالا نعرہ کرکے مارا نعرۂ قران

سریع السیر چون باد بہاری
منم مہتر قران شیر زبانم
جہان سر سنگ در خنجر گزاری
بمیدان اژدر آتش فشانم

ادھر پھر تو دولھا صاحب نے بھی جلدی سے بہاری سہرے کو
اسی دم لونچ کھسوٹ کے پھینکا اچک کے تاج صنعت لیا نعرہ کیا نعرہ

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون
مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار گر ہو قدم
نہ پائے مری گرد باپوش کو
تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہان گرد و طرار ہون

ای ساحران غدار عیاری خواجہ عمرو عیار نامدار کی دیکھی ادھر
مہتر قران کا بغدہ پڑا صنعت کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے ادھر آتشبازی دغی بارود مین بیہوشی ملی ہوئی
تھی دود بیہوشی بلند ہوا ساحران صنعت دھم دھم قدم قدم پر گرنے لگے ہمراہیان عمرو تو بخوبی آگاہ ہین
اپنے دماغ مین روئی دے لی ہی صنعت کے مرتے ہی ابر آتش فشان چھا گیا صداہاے مہیب آنے لگین
زمین تھرائی آندھی سیاہ چھائی سنگ باری ہونے لگی بیرون نے غل مچایا بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی
مرا نام من ملکہ صنعت سحرساز جادو بود افسوس مردیم و جان وادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم حبس قید خانہ
مین سرداران اسلام طائر بنے ہوئے قید تھے ان سب پر سے سحر اترا تڑپ تڑپ کے گرے بصورت
انسان ہوگئے مہتر برق فرنگی تڑپ کر بھاگا مہتر چالاک بن عمرو بن امیہ نامدار فوراً قفس سے
کود پڑا قصور نہ کیا جانسوز و ضرغام شیردل نعرے کرکے چلے ملکہ بہار و ملکہ مخمور و باغبان قدرت
اندھیرے مین گھبرائے ہوئے بیرون قید خانہ آئے صدائین مہیب آرہی ہین زمین کو زلزلہ ہی شعلے بھڑک
رہے ہین ایک طرف سے صدا آتی ہی منم نجم درخشان برج عیاری طرار فرار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار
ایک سمت سے صدا بلند ہی منم صاحب لیاقت و شوکت اعنی معمار قدرت ایک طرف سے آواز نعرہ
ملکہ اسرار جادو و ملکہ زیور محمل نشین و لاہوت جلالت قرین ان سرداروں نے بھی نعرے
کیے ساحران ملکہ صنعت سحرساز دو چار لاکھ گرکر بیہوش ہوئے انکو معمار قدرت وغیرہ نے مارا ایک کو ایک نے

لاکارا مگر جو بیہوش نہوئے تھے انکو جو معلوم ہوا کہ ملکہ صنعت سحر ساز قتل ہوگئین گولے تیغ و ناریج لیکر بڑھے لشکر اسلام
سے لڑنے لگے مگر گھبرائے ہوئے ہین کہ شادی مین یہ کیسی بربادی ہوئی یارو یہ معرکہ کیا ہوا کیونکر ہماری ملکہ کو مارا
غضب ہوگیا ساربان زادہ کیونکر پہونچا سرداران عمرو کیونکر آگئے افسوس ہو کہ ہمنے بڑا دھوکا کھایا حصار
سحر کے اندر کیون آنے دیا مگر اب کیا ہوسکتا ہو سر پہ ہاتھ دھر کے رونا پڑا ہماری غفلت نے ملکۂ عالم کو ہاتھ سے
دریائے فنا مین ڈبویا بقول کسے مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلۂ خود باید زد اب عمر بھر روئینگے ملکہ عالم کے
غم مین جان کھوئینگے افسوس کسی نے خبر بھی نہ لی یہ کہتے ہین مگر لڑتے جاتے ہین سرداران اسلام پر بلوہ ہو
سردار جو قید سے چھوٹے ہوئے ہین وہ بھی گھبرائے ہوئے ہین لیکن جو اسپان لشکر اسلام یعنے چرند و
پرند محزون و دردمند ایک درۂ کوہ مین پڑے سو رہے تھے یکایک گیر و دار کی صدائین سنین آنکھین ملتے
ہوئے اٹھے دوڑ کر قریب لشکر صنعت آئے دیکھا آگ برس رہی ہو صدا خواجہ عمرو کے نعرے کی آتی ہو
ملکہ بہار و باغبان قدرت وغیرہ کے بھی سحر کی تاثیر ظاہر ہو جا ہا کسی سے دریافت کرین مگر کس سے پوچھین
ہر خورد و کلان از پیر تا جوان بلا مین مبتلا کوئی بھاگا جاتا ہو کوئی غل مچاتا ہو کوئی چیخ رہا ہو ہائے ملکہ
صنعت قتل ہوگئین ارے یارو دولہا بنکے ساربان زادہ آیا عیاری سے برات لایا دولہا کے ہاتھ سے
صنعت کی جان پر بنی تو بہار و مخمور و ماران و باغبان وغیرہ بھی رہا ہو گئے اب ذرا چلکر ملکہ
حیرت جادو کو خبر کرو شاہنشاہ افراسیاب جادو سے فریاد کرو آکے مدد کرین اس بلائے تازہ کو
رد کرین عقل سے سردار سمجھ گئے کہ خواجہ عمرو نے عیاری کی صنعت قتل ہوئی فوراً پلٹے کہ اب جا کے ملکہ مہرخ
سے خبر کرین ادھر تو یہ ہرکارے روانہ ہوئے لیکن ملکہ صرصر شمشیر زن بحکم شاہنشاہ افراسیاب برائے
ملاقات ملکہ صنعت سحر ساز چلی تھی راہ مین ہنگامہ سنا کان مین آواز آئی کہ گشتی مر انام من صنعت سحر ساز
بود گھبرا کر بھاگی لیکن ملکہ مہرخ و مہ جبین بارگاہ مین حیران و پریشان بیٹھی ہین وہ شب ہولناک
لشکر مین سناٹا بازارین بند پڑی ہین سوداگر بھاگے جاتے ہین سرداروں کے قلب تھراتے ہین ملکہ مہ جبین
الماس پوش بصد جوش و خروش رو رہی ہین اشک حسرت سے منہ دھو رہی ہین برابر آنکھون سے آنسو
جاری حد کی بیقراری مگر جو کوئی خواجہ عمرو کو برا کہتا ہو ملکہ مہرخ خشمناک ہوتی ہین جھڑک کر فرماتی ہین
صاحبو یہ بیہودہ باتین نہ کرو ع امور مملکت خویش خسروان دانند + جو مناسب سمجھا وہ کیا اچھا
ہوا چلے گئے ہمین کوئی فکر نہین انکا روح روان آرام جان صاحب عزم و شان شاہزادہ اسد نوجوان طلسم ہوشربا

مین موجود ہی ہم کیونکر کہین وہ چھ مہینے کے بعد تشریف لاوینگے کیا ناوان ہین حال ہوش ربا سے آگاہ نہین
ہین لمحہ بھر مین قیامت برپا ہوتی ہی وہ چھ مہینے تک نہ آئینگے کچھ تو اسمین راز ہی جو اُنھون نے ایسا فعل کیا
دیکھین انجام کیا ہوتا ہی مہ جبین کی رقت نہین رکتی رومال پر رومال تر ہوتا ہی ملکہ مہرخ برابر سمجھا رہی ہین
بی بی تم اسقدر کیون روتی ہو کاہیکو اپنی جان کھوتی ہو ہمارا مردہ دیکھے اب نہ رؤ ہمارے سر کی قسم اشکون
سے منھ نہ دھو چلو چلکے آرام کرو خدائے کارساز پر تکیہ کرو اتنی بدحواس نہو بی بی خدا تمھارے وارث کو
زندہ رکھے وہ اِن کفاران پر دغا بانی جور و جفا کو سزائے معقول دینگے کریم و رحیم وہ بھی دن لائے گا
ہوش ربا آن واحد مین فتح ہو جائیگا دین اسلام کا جھنڈا گڑ جائیگا ملت سامری پرستی باطل ہو جائیگا مگر بیٹیا
یاد رکھو لاتتحرک ذرۃ الا باذن اللہ بے اذن پروردگار ذرہ حرکت نہین کرسکتا بمصداق کل امر مرہون
باوقاتہا کل کام اپنے وقت پر موقوف ہین جب انشاء اللہ وقت آئیگا غنچہ سربستہ ریاض خاطر تمھارا خودبخود
کھل جائیگا تمھارے دشمن پامال ہونگے دوست نہال ہونگے تمھارا یہ حال پر ملال دیکھکر میرا کلیجہ شق ہوتا ہی
ہاتھ پیر پھولے جاتے ہین دیکھو سردار بھی بیدل ہو رہے ہین اپنے کو سنبھالو تاکہ انکے بھی قلب مضطر کو تسکین ہو
ورنہ اس صورت مین بڑی خرابی ہوگی رہے سہے لشکر کی اور بھی بربادی ہوگی ہمکو دیکھو کہ شمع صفت جلتے ہین
صدمۂ غم والم سے گھلتے ہین منھ سے اُف تک ہم تو نہین کرتے اپنے معبود سے لو لگائے بیٹھے ہین وحدہٗ لاشریک لہ
کا دم بھرتے ہین اُسی کے نام پر مرتے ہین ہمین خواجہ عمرو کا کلمہ بہت پسند آیا دل سے بھایا چلتے وقت وہ ہمسے
فرما گئے تھے یہ نصیحت کرتے تھے کہ ای ملکہ تم رضائے خدا پر راضی رہنا صبر کرنا اسقدر مضطر و بیقرار نہونا یاد
رکھو کہ ان اللہ مع الصابرین خداوند کریم صابرون سے راضی رہتا ہی وہ کریم و کارساز ہی خالق بے نیاز ہی
اُسی سے فریاد کرنا وہ رب اکبر تمھاری داد دیگا ہرگز ہرگز مضطر نہونا ای مہ جبین اب تو بھی بلبلا کر بدرگاہ
خالق اکبر دعا کر انشاء اللہ بہت جلد دعا تیری مستجاب کریگا تیر مقصد ہدف مراد پر پہونچیگا اسطرح سے ذورق
مراد کہ بحر اضطرار مین اگر باد مخالف کے تھپیڑے کھارہی ہی بیچ منجدھار مین ڈوبا جاہتی ہی کنارے
جالگے لگی پھر کاہیکو بیقراری رہیگی گوہر مراد حاصل ہوگا باعث تسکین دل ہوگا اُسوقت ملکہ مہ جبین
نے فرمایا نانی اماں آپ سچ فرماتی ہین بجز ذات پروردگار اور کسکا سہارا ہی وہی تو مالک و مختار ہمارا ہی
دعا بھی کہتے ہین بڑی امید اُسکی ذات سے رکھتے ہین مگر کیا کرون اپنے دل سے مجبور ہون لاکھ ضبط
کرتی ہون دل نہین مانتا آنسو کسی طرح نہین رُکتا دریائے رقت کا جوش کلیجہ پانی پانی ہوا جاتا ہی

جان پر بن جائے خدا آبرو بچائے میرے وارث کو خالق اکبر مجھسے ملائے دنیائے فانی ناپائدار ہی آخر زندگی کا کیا اعتبار ہی حباب لب جو تصور کرنا بجا ہی کسنے اس سراب گاہ پر بھروسا کیا ہی مجھکو اسکا افسوس ہی کہ دو دن بھی اپنے وارث کو دیکھنے نہین پاتی کہ فلک شعبدہ باز تفرقہ ڈالدیتا ہی دو دن بھی راحت و آرام سے نہین دیکھہ سکتا بیت ٭ دو دل کو یکجا بٹھاتا نہین ٭ کسی کا اسے وصل بھاتا نہین ٭ نہین معلوم کہ وہ شکارگاہ مین بہ عیش و آرام بسر کرتے ہین یا خدا نخواستہ دام بلائے ساحران پر دغا مین گرفتار ہوئے کوئی تحفۂ طلسمی بھی پاس نہین رکھتے خدا انکو سحر ساحران سے بچائے انکے دشمنون پر آنچ نہ آئے ہم اپنی زندگی کا کیا بھروسا کرین مثل چراغ سحری جھلملا رہے ہین ہائے یہی کاہش ہی اسی غم سے تلملا رہے ہین صنعت کے بدعت کی کس سے فریاد کرین زندگی سے ناامید پنجۂ اجل کے صید بلبلا رہے ہین دو دن مین صنعت اگر ہم بدبختون کو قتل کریگی اب زندہ بچنے کی کونسی امید ہی راحت و استراحت کہان آرام جان تو خواجہ عمرو کے ساتھ گیا آپ مجھکو سمجھاتی ہین مین جواب نہین دے سکتی خواجہ نے بڑا غضب کیا ہمکو تو زندہ درگور کر گئے ہم ایسا بیمروت ہرگز نہ سمجھتے تھے یکایک یون رشتۂ محبت توڑا ہمسے ایسے حال پر ملال مین منھہ موڑا ایسی باتین کین گویا ہمسے کبھی کی ملاقات ہی نہ تھی آخر کار انھین باتون مین تڑپ تڑپ کے رات گذری یکایک لشکر مین ہلڑ ہوا کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی حضور ابھی ہرکارے دوڑتے ہوے آئے ہین خوشی مین منھہ سے بات نہین نکلتی مبارک مبارک کہتے ہوے چلے آتے ہین جو کوئی پوچھتا ہی حال تو بتاؤ یہی کہتے ہین مبارک ہو ملکہ مہرخ گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئین مہجبین بھی تخت سے اترین بیرون بارگاہ آئین دیکھا چرند و پرند کو ہزارون آدمی گھیرے ہوے ہین پوچھ رہے ہین اے جواسیسان لشکر اسلام و اے برادران خوش انجام کس بات کی مبارکباد دیتے ہو وہ یہی کہے جاتے ہین خدا نے بڑا اپنا فضل کیا خوشی کرو فتح مبارک ہو حیات تازہ پائی خوشی کی خبر آئی مہرخ نے سبکو ہٹایا چرند و پرند کو اپنے قریب بلایا کہا ارے جلد بیان کرو خبر بتاؤ جب

ملکہ مہرخ نے اسطرح پوچھا ہرکارون نے ہاتھ اٹھا کر دعا دی رباعی

شاہا تجھے با دولت و بخت فیروز
فرخ ہو صدا جہان مین جشن نوروز
ہووے شرف اخر ذرہ تیرے طالع سے
ہر سال حمل مین مہر عالم افروز

پروردگار تجھے تا قیام قیامت صحیح و سلامت رکھے جاہ و جلال زیادہ کرے دوست نہال و دشمن پامال غلام واسطے خبر کے گئے تھے یکایک کان مین آوازین آمین کشتی مرانام مین ملکہ صنعت سحر ساز جادو ہوا اور خواجہ عمرو و حضرت قران کے نعرے کی آوازین آرہی ہین بہار و باغبان کے

نعرے کی آوازین سنین دل باغ باغ ہوگیا اُس ہنگامہ مین ہم نہ جاسکے آگ برس رہی ہی دریاے سحر جوش مار رہا ہی
آبرو بچانا دشوار ہی آخر خبرین لیکر حضور کے پاس آئے جلد تشریف لیچلیے راہ مین ہمنے صرصر شمشیر زن کو بھی دیکھا
طرف بارگاہ حیرت جادو کے گئی ہی یہ سُنکر ملکہ مہرخ جادو نے کہا کیون بی بی سُنا تم خواجہ عمرو کو بیوفا کہتی
تھین ہم کہتے تھے کہ اس بیمروتی سے کوئی نہ کوئی مطلب ہی یہ کہکر نفیر سحر بجائی لشکر ظفر اثر تیار ہوا ستارۂ سحری
چمکا چاہتا ہی ملکہ مہرخ سحر چشم بصد شوکت و حشم طرف لشکر نکبت اثر صنعت سحر ساز کے روانہ ہوئین یہان حیرت
خفتہ بخت آرام کر رہی تھی کہ صرصر شمشیر زن بصد رنج و محن آکر پہونچی قدمون پر ہاتھ رکھا ملکہ نے گھبراکر آنکھ کھولی
پوچھا ای صرصر خیر تو ہی عرض کی واری غضب ہوا مین نے اپنے کانون سے سنا کہ ملکہ صنعت سحر ساز قتل ہوگئین حیرت
نے کہا خاموش رہ صنعت سحر ساز کو کون قتل کر سکتا ہی وہ حصار سحر مین ہی وہان کب کوئی عیار مکار پہونچ سکتا ہی
صنعت کے یہان آج جشن ہی بیرون کی بھی دعوت کی ہوگی غل مچاتے پھرتے ہونگے اُنکی بات کا کیا اعتبار ہی تو نے
خود جاکر دیکھا صرصر نے کہا مین خود تو اُس مقام پر نہین گئی دور سے جنگل مین آواز سنی کشتی مرا نام من صنعت
سحر ساز جادو بود یہ سُنکر ملکہ حیرت جادو گھبراگئی زانو پر ہاتھ مار کہا صرصر بڑا غضب ہوا اگر ملکہ صنعت
قتل ہوئی ارکان طلسم ہوش رُبا گر گیا شاہنشاہ کا بازو ٹوٹ گیا مجھکو اس امر مین حیرت ہی کہ کسنے مارا کیونکر قتل کیا
یہ فرماکر آنکھین ملتی ہوئی اٹھی دیکھا کہ شہنشاہ انجم سپاہ شکست کھاکر قلعہ مغرب مین پہونچا محصور ہوا بادشاہ
فلک چہارم اعنی نیر اعظم بصد جاہ و حشم قصر مشرق سے برآمد ہوا چاہتا ہی ملکہ حیرت جادو سوار ہوئی مصور جادو
ملکہ صورت نگار و سرماے برف انداز و ابریق کوہ شگاف دونون وزیر گھبرائے ہوئے خیمون سے
نکلے کہا کیون ملکہ عالم یہ کیسی خبر وحشت اثر سنی ہی ہائے افسوس ملکہ صنعت سحر ساز کو کسنے مارا وہ تو بڑی
ہوشیار تھی اسپر دست اندازی ہر کس و ناکس کی دشوار تھی پانچ کوس کے گرد مین حصار سحر کرکے بیٹھی تھی اگر
اصل مین یہ خبر سچ ہی ہمارا بازو بے قوت ہوا پہلے باغبان نکلگیا تھا اب صنعت سحر ساز قتل ہوئین چار دن
وزیر قوت بازوے افراسیاب تھے افسوس کہ اب ہم دو ہی رہگئے اربع عناصر مین خلل پڑا حیرت نے
کہا مجھکو بھی بڑی حیرت ہی سامری کرے یہ خبر جھوٹ ہو اگر شاید وہ قتل ہوگئین سرداران اسلام کو چلکے
مار لینگے نام باغیون کا مٹا دینگے سرماے برف انداز و ابریق کوہ شگاف وغیرہ نے کہا بہتر تشریف لیچلیے
بارہ لاکھ ساحر کا لشکر آمادۂ جنگ ہوکر چلا وزیرزادیان حیرت جادو کی سوار ہوئین سترہ سو نقارے
پر چوب پڑی زمین کانپی علمہاے خرس پیکر کے شقے کھلے یہان ملازمان صنعت مصروف جنگ ہین

ظلمات جادو و ملکہ گیسو کشا فوج کو لڑا رہی ہین ظلمات نے دیکھا کہ ملکہ بہار سحر کرتی ہوئی آتی ہی فوراً ظلمات نے للکارا کہ او بہار کہان جاتی ہی منم ملکہ ظلمات جادو وزیر اعظم ملکہ صنعت سحر ساز بہار پلٹی فرمایا ای ظلمات اب تو دن ہو گیا یہ کیا اندھیر ہی کہ تم چلی آتی ہو اپنا مُنھ کالا کرو سامنے سے ہٹو نگوڑی کلجڑی کلموہی کالے کوے کی جورو کیون شامت آئی ہی ظلمات کی آنکھون مین یہ سُنکر اندھیرا آگیا بہار نے کالے کوے کی جورو جو کہا اسنے جواب دیا تو ہی تو ہی بہار نے کہا کیون شرماتی ہی اندھیر مچاتی ہی ظلمات نے رائی کے دانے پھیک مارے ملکہ بہار نے اسم سحر پڑھکر کالے ماش پھیلے اُسکے سحر کو دفع کیا جب ظلمات نے کئی سحر کیے اور بہار نے دفع کر دیے اب تو بہار نے بھی پھولون کی بدھی اُتاری کہا بی ظلمات لو یہ کہکر بدھی پھیک ماری پھول برسنے لگے چند پھول ظلمات نے اُٹھا لیے سونگھنے لگی اِسکے ساتھ کی چار سو کنیزین ہوائے سحر ملکہ بہار سے مست ہوئین ظلمات نے آواز دی ملکہ بہار کیا حکم ہوتا ہی مین تو تابعدار ہون گلچین گلشن حضور بے قصور جو ارشاد ہو بجا لاؤن گردن تابی نہ کرونگی ملکہ بہار نے کہا میرے پاس آؤ ظلمات جھومتی ہوئی قریب ملکہ بہار کے آئی بہار نے گلے سے ایک بدھی اُتار کے ظلمات کو پہنا دی ہار جیت ہو گئی طرہ یہ کہ مسکرا کر فرمایا ای ملکہ ظلمات جادو ہمارے دشمنون کو مارو ظلمات بہت خوب کہکر چار سو جادوگرنیون سے فوج صنعت پر جا پڑی قتل کرتی پھرتی ہی یکایک ابر گلنار پیدا ہوا سب نے دیکھا ملکہ مہرخ سحر چشم کا نعرہ ہوا آگے ملاحظہ فرمایا دیکھا ہمارے سب سردار لڑ رہے ہین خواجہ عمرو لوٹ رہے ہین برق لامع تڑپ رہی ہی رعد گرج رہا ہی بہار نے پھول برسائے مخمور سرخ چشم نشیلی نگاہین ڈالتی پھرتی ہی صد ہا مست ہو کر مرے ناوک اجل کا نشانہ بنے ایک سمت باغبان قدرت کے نعرے کی آواز بلند ہی ملکہ مہرخ کا خوشی سے چہرہ سرخ ہو گیا ملکہ مہ جبین الماس پوش تخت پر سوار گرد ساحران جان نثار مہرخ بھی نعرہ کر کے گرین لڑنے لگین بہار نے مہرخ سے اشارہ کیا حضور ملاحظہ فرماتی ہین ظلمات کیا کام کر رہی ہی بہت سے ہمارے دشمن مارے ہماری عاشق جانباز ہی دیکھیے کلام مین کیا سوز و گداز ہی مہرخ نے پلٹ کر دیکھا ظلمات سیاہ رو مست ہو رہی ہی عشق مین ملکہ بہار جادو کے لڑ رہی ہی جھوم جھوم کر مستانہ وار یہ اشعار عاشقانہ بار بار پڑھتی جاتی ہی

غزل

موافق مضمون جناب سید محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

ہین جو داغ محبت کے تو جگر نہ رہے
فنا ہون شعلۂ غم قلب مین اگر نہ رہے

بتون کی زلف کا سودا رہے تو سر نہ رہے
صنم کدہ ہی مین کیون چل کے ہم نہ بیٹھ رہین

بقا ہماری ہی جلنے سے شمع کے مانند
بتون کے عشق مین آخر کو معتبر نہ رہے

عزیز دونون ہین دونون ہین تو ساتھ ہین
جگر کے داغ سلامت ہین جگر نہ رہے
کمی تڑپنے مین تو کیجیو نہ ای دل زار
اُدھر کو جاکے رہے دوسرا جدھر نہ رہے
جواد کہتے ہین سب دیکھکر ہمین زندہ
یہ بات کوئی نہین دل رہے جگر نہ رہے
خیال یار مین غافل کر اسطرح ای دل
ہماری آہ مین باقی رہے اثر نہ رہے
رہے نہ دونون کی عزت غرور طلعت سے
زمین کوچۂ جانان پہ جاکے مر نہ رہے
ہمارے جبین کی صورت انہین ہے ای دل
کہ مجھکو اپنے سر و پا کی بھی خبر نہ رہے
بشر زمانے مین گر عافیت کا خواہان ہے
مقابلہ پہ اگر شمس کے قمر نہ رہے
ملکہ مہرخ نے بہار کو گلے سے لگایا

خوش ہوکے فرمایا ملکہ بہار واہ کیا کہنا کبھی تیرے گلشن حسن مین خزان نہ آئے گل رخسار سرسبز و شاداب رہے تسخیر تیرے اختیار مین ہی یہ ذکر ہو رہا تھا کہ چار سو نقارے پر چوب پڑی نعرہ ہوا منم خاتون محل شاہنشاہ ملکہ حیرت جادو ایک جانب سے سرما نے نعرہ کیا ایک جانب سے ابریق کوہ شگاف نے پتھر برسائے سرما کے برف انداز نے برف برسا کر ہزارون کو ٹھنڈا کیا اس سنگدل کے پتھرون سے صدہا کے کاسۂ سر چور چور ہوے دونون بحیا اپنے سحر کی نیرنگیان دکھا کر بہت مغرور ہوے باغبان قدرت نے بڑھکے سحر کیا پتھر پلٹ کر اُس بت پرست کے لشکر پر پڑے خورشید زرین سحر ابر سرما پر جاکے چمکا برف باری موقوف ہوئی مگر حیرت جادو جو آگر گری بہار نے ظلمات جادو سے اشارہ کیا کہ ای دوست صادق و ای یار موافق دیکھو ہمکو ملکہ حیرت جادو قتل کرنے کو آئی ہین تم بتاؤ کہ ہم اب کہان چھپین پردۂ ظلمات مین چلے جائین اس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر نجات پائین ظلمات نے کہا حضور کون بہار نے کہا حیرت جادو افراسیاب کی زینت پہلو دیکھو گولے پھینک رہی ہی اب ہم کیونکر بچینگے ظلمات نے کہا حضور اُسکی کیا مجال ہی چشم زدن مین شکست دونگی افسرون کی ناک کاٹ لونگی میرے ہاتھ سے کہان بچکر جائینگے حضور کیون گھبراتی ہین یہ کہکے کنیزون کی جانب دیکھا کہا لو صاحبو تمھارے مالک کی دشمن آگئی حیرت جادو جانے نپاوے بڑھکے سر کاٹ لو نہین تو چوٹی پکڑکے کھینچتی ہوئی لاؤ نمونۂ قہر و غضب دکھاؤ چار سو کنیزین جھومتی ہوئی طرف حیرت کے چلین گولے ترنج و نارنج ہاتھ مین لیے لیکن خاموش سر جھکاے ہوے ملکہ حیرت نے جو ظلمات جادو کو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی ای ظلمات یہ کیا اندھیر ہو اتمھاری بی بی کو مسلمانون نے کیونکر مارا تم کہان تھین قوت بازوے افراسیاب کو نہ بچایا کیون خاموش ہو جواب دو ظلمات جست کرکے قریب حیرت آئی ملکہ حیرت سمجھین قدمون کو بوسہ دیکر لپٹ کے روئیگی ہاتھ پھیلا دیے چاہا سر سینہ سے لگا لون ظلمات نے قریب آکے پنجہ مارا چار سو کنیزون نے برابر گولے ترنج و

دنا ریخ مارے عین غفلت مین ملکہ حیرت زخمی ہوئی شعلہ ہاے آتش نے گھیرا چار سو جادوگرنیون کے سحر نے
آگ لگادی حیرت زخمی ہوکر پیچھے ہٹی چار سو کنیزون نے چار ہزار کو مارا حیرت تڑپ کر ایک نخل کے
سایہ مین آئی دوپٹہ پھاڑکر زخم سر باندھا اب پلٹ کر جو دیکھا گلے مین ظلمات کے بدھی سحر کی پڑی ہی
مبہوت ہو رہی ہی آواز دی صاحبو سحر ظلمات سے بچو یہ سحر مین بی بہار جادو کے مبتلا ہین یہ کہکر زخم سر باندھکر
لڑتی ہوئی بڑھی ظلمات نے جو ملکہ حیرت جادو کو آتے دیکھا پکار کر آواز دی بڑی تو بھی سخت جان ہی
بچگئی اب میرے ہاتھ سے زندہ بچکر کہان جائیگی یہ کہکر پھر گولہ مارا اب حیرت کب مانتی ہی سب سے زیادہ
اسکو حقیر و ذلیل جانتی ہی گولہ روک لیا کہا دیکھ ظلمات ہوش مین آ یہ کہکر باران سحر برسایا کہ سحر ظلمات
بر سے اُتار لون بہار نے دستک دی اور سحر کو زور ملا ظلمات جھومتی ہوئی حیرت پر جا پڑی باران سحر نے
کچھ تاثیر نہ کی حیرت کو اب کچھ نہ بن پڑا دیکھا کہ دم بھر مین یہ ہزارون کو قتل کریگی یکایک سحر بہار اٹھانا دشوار ہی
غصے مین پنجہ کھینچکر جا پڑی ظلمات بھی تلوار لیے ہوے سامنے آئی حیرت پر وار کیا حیرت نے یا سامری
کہکر تیغہ ظلمات کا سپر پر روکا وار کو اُس شیداے بہار کے دفع کیا نعرہ کیا دیکھ او ظلمات تو نے کلیجہ پکادیا
اب مین ناچار ہون یہ کہکے پنجہ ہلالی چمکایا ظلمات پر تیغۂ برق مثال کا وار کیا اب ظلمات نے بچانا چاہا چون
بچنا غیر ممکن سپر کو کاٹ کر پنجہ سر پر گرا ظلمات کے دو ٹکڑے ہوے کنیزین ظلمات کی پیٹنے لگین آواز جو
آئی کُشتی مرا نام من ملکہ ظلمات جادو بود اُسوقت کنیزان ظلمات نے چاہا بڑھکر حیرت کو مارلین حیرت
نے ان سب کو گولے مارنا شروع کیے جسپر گولہ مارا اُسکا سر پھٹ گیا کسی کو جلا دیا کسی کو چیر کر پھینکدیا تھوڑے
ہی عرصہ مین تین چار سو کو مارا مگر روتی جاتی ہی قتل کرتی جاتی ہی کہتی ہی صاحبو یہ سب بیچاریان بے خطا
تھین سحر سے بہار کے مبہوت ہو گئی ہین کیا کرون اگر تامل کرتی سارے لشکر کو یہ مٹا دیتین مجھکو کچھ نہ بن پڑا آخر
قتل کیا لیکن افراسیاب کو بڑا ملال ہوگا ظلمات جادو بڑی ساحرۂ زبردست تھی اس عرصہ مین ملکہ
گیسوکشا سامنے سے لڑتی ہوئی آئی ظلمات کا لاشہ جو پڑے دیکھا آنکھون مین اندھیارا چھاگیا بیقرار ہوکر
پوچھا حضور میری بہن کو کسنے قتل کیا ابھی اِسنے دنیا کا کیا دیکھا تھا حیرت نے کہا بی ظلمات کی موت آئی قتل
ہوگئین گیسوکشا نے کہا قاتل کا نام تو بتائیے مین جاکر اُسکو قتل کرون یہ لاکھون کا لون کسی کنیز کے مُنھ سے
نکلگیا کہ ملکہ عالم نے قتل کیا کوئی کلمہ سخت و سست نہ کہتا ملکہ گیسوکشا نے بال کھولدیے سر پیٹنے لگی دوڑکر ملکہ کا
دامن پکڑلیا کہا کیون واری غمخواری کی یہی قدر ہوتی ہی ہم تو آپکے نام پر جان دین گھر بار چھوڑین اٹھ آئے پھر

سامنے ہین کیا اسنے خطا کی جو آپ نے قتل کیا حیرت نے غصے مین دامن جھٹکا کیا کہا بی گیسو کشا جاؤ لڑائی مین مصروف
ہو کج بحثی نہ کرو جو مناسب وقت جانا وہ کیا تجھے کیا دخل ہی زیادہ باتین کرنا اچھا نہین سردار لڑتے ہوے سحر کرتے
ہوے بڑھے آتے ہین بہار و باغبان نے قیامت برپا کردی ہی زمین میدان کارزار لاشون سے بھر دی ہی اُسوقت
گیسو کشا نے کہا میری فریاد کو پہونچیے لونڈی قدمون پر نثار ہو جائیگی پہلے مفصل بتائیے کیا میری بہن عمرو سے
ملگئی تھی کوئی خطا تو ثابت کیجیے مین بھی تعلیم کردہ ملکہ صنعت ہون کچھ دو چار سحر آپکو مجھسے بڑھکر یاد ہونگے مین
پایہ کمی کا نہین رکھتی ظلمات کا خون بالا بالا نہ جائیگا اگر کچھ خطا کی بھی تھی تو گھڑک دیا ہوتا یا جرمانہ یا دو چار روز
نظر بند کیا ہوتا نہ یہ کہ بالکل قتل کر ڈالا اور مین خیال کرکے دیکھتی ہون ہاے اسکے ساتھ کی چار سو مصاحبین بھی
سب قتل ہو گیئن ہاے ہمنے کسطرح سے ان سبکو پالا تھا خون جگر پلایا اب اُنکے لاشے یون پڑے ہوے خون مین
لوٹ رہے ہین آپ نے تو جلاد کا کام کیا ان چاند کے ٹکرون کو بھولی بھولی صورتون کو خاک مین ملا دیا حیرت تو
ٹالتی ہی مگر گیسو کشا نہین مانتی دو تین ہزار جادوگرنیان مطیعان گیسو کشا قریب آگیئن وہ بھی چالون چالون
کرنے لگین کوئی کہتی ہی واہ بی بی یہ مناسب نہ تھا ملکہ حیرت بڑی جلاد ہین بہار و باغبان پر تو زور نہ چلا اپنے
ساتھ والون پر ہاتھ صاف کیا خوب انصاف کیا ضرور اسکا بدلا لینا چاہیے بادشاہ کی جورو بن بیٹھین جب تو
ملکہ بہار نے ساتھ چھوڑ دیا انھین باتون پر بہار نکل گیئن باغبان بھی کھٹک گیا گلچین کو خار گذرا سب سردار
پھٹک کر الگ ہو گئے غیرون کے ساتھ جانبازی کر رہے ہین ایکنے کہا بوا بہار کی لشکر اسلام مین بڑی آبرو ہی
کیسی ساحرہ خوشخو ہی صاحبقران کی بہو کہلاتی ہی لشکر اسلام مین جاتی ہی بادشاہ کی پہلو نشین ہی سب سردار
برائے استقبال آتے ہین تاجداران عالی وقار بہ اعزاز و اکرام لیجاتے ہین بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد امیر
عاشق ہین یہان لشکر مین اختیار ہی جو چاہے سو کرے کیا اُنکے حکم مین کوئی دخل دے سکتا ہی سامری و جمشید
اِس ناقدری کے پاس سے نکالین صورت اسکی نہ دیکھین کیسی جلاد و صاحب بیداد ہی اپنے حسن پر پھولی ہی اپنے
دن بھول گئی کوئی کہتی ہی ہی ہی میری خالہ کو مارا کوئی کہتی ہی اری لو میری نانی کا بھی لاشہ پڑا ہی ایک نے کہا ہی ہی
میری نوجوان بیٹی ایک نے کہا ہی اری میری بہو میرے بیٹے کی زینت پہلوارے اسکا تو پیر بھاری تھا حیرت
چونکہ بار جنگ سنبھال رہی ہی گولے پھینکتی جاتی ہی سب کے سحر دفع کرنے مین مشغول ہی حد کی ملول ہی مگر
کانون سے یہ سب باتین سن رہی ہی گیسو کشا بال کھولے پیٹ رہی ہی ساتھ والیون مین یہ ہنگامہ ہی ذرا
جو ادھر نرمی ہوئی بہار و باغبان نے اور دباؤ ڈالا مہرخ بھی آگئی ہین بڑھ بڑھ کے لڑتی ہین ایسے ایسے

گولے مارے کہ زمین تھرائی حیرت نے جو یہ باتین سنین پلٹ کر ملکہ گیسو کشا سے کہا جا میرے آگے سے دور ہو
ہماری لڑائی بگڑ جائیگی دیکھ سردار بڑھے آتے ہین لاکھون قتل ہوے ہین کیا بیہودہ باتین بکتی ہی کیون بیکار
کی جانون جانون مچائی ہی ہم بادشاہ لشکر ہین جو دل چاہتا ہی وہ کرتے ہین کسی کا اجارہ ہی خوب کیا مار ڈالا ایک
گولہ تجھکو بھی مارونگی کہ سر پھٹ جائیگا ہمارا کون ہاتھ پکڑنے والا ہی شہنشاہ نے ہمکو اختیار دیا ہی جب تو گیسو کشا نے
کہا اچھا میری بہن اور مصاحبون کو تو اُسکے قتل کیا اور پھر جھلاتی ہی بگڑ بگڑ کر کلام سخت سناتی ہی ہم کیا تیرے باپ
کی لونڈی ہین ان صاحبو لینا اس بدزبان کو یہ جو گیسو کشا نے کہا ساتھ والیان بگڑی کھڑی تھین اپنے اپنے
ہتیارون کے لیے روبرو تھین یکایک گولے تیغ و ناچخ گچھے پیکان کے تیر و تبر تلوار و خنجر جو جسکے پاس موجود تھے سنبھا
ل کر حیرت پر حملہ کیا گیسو کشا نے بھی گولہ مارا گیسو کشا کا گولہ پیشانی پر حیرت کی پڑا اگر طلسم بند ہوتی فوراً
سر پھٹ جاتا تین چرخ کھائے چار ہزار کے سحر سے آگ برسی خنجر گرے تلوارین چمک چمک کے جسم حیرت پر گرین تیر
سناٹا بھر کے آئے حیرت چھپ گئی لڑکھڑا کے گری گیسو کشا نے کہا مشکین باندھ لو افراسیاب کو ہم جواب
دے لینگے کہانتک ہر بعت اٹھائین کیونکر صبر کرین حیرت تو گری ایڑیان رگڑنے لگی سب جادوگرنیان بڑھین
کہ حیرت کو پکڑ لین ناگاہ زمین سے ایک پتلہ فولادی پیدا ہوا نکلتے نکلتے ملکہ حیرت جادو کو پانی کا چھینٹا مارا ہاتھ ان
کے جادوگرنیون کو ہٹانے لگا آواز دی ملکہ عالم سنبھلیے اب جو حیرت کی آنکھ کھلی دیکھا فولادی پتلہ پکارتا ہی غل
مچارہا ہی ہر چند ہٹو ہٹو کرتا ہی کنیزان گیسو کشا نہین مانتین لپٹی جاتی ہین چاہتی ہین سب مل کر مشکین باندھ لین
ایک کہتی ہی اسکی زبان مین سوزن دو ناک چوٹی کاٹ لو بڑی ظالم ہی بس حیرت نے جو یہ ہنگامہ سنا جھلائی وزیر زادیان
ملکہ حیرت کی دوڑین زمرد جادو بیچ مین کود پڑی مصور جھپٹ کر آیا دیکھا ملکہ حیرت کا عجب حال ہی سر سے
خون جاری ہی جسم فگار حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی ہی مصور لپٹنے لگا سرما و ابریق نے آنکر مدد کی اب جو اتنی
مہلت حیرت نے پائی غصے مین طرف گیسو کشا کے جھپٹی ادھر پتلہ حیرت کو بچا کے غائب ہوا گیسو کشا نے
پھر گولہ مارا حیرت نے گولہ خالی دیکر کارد سحر جھولی سے نکالی اپنے خون سے اُسکو رنگین کیا ہر چند طاقت
جنگ حیرت مین نہین ہی مگر بڑے غضب کے حربے اٹھا چکی ہی سانس لینا دشوار ہی مگر زوجہ شاہنشاہ افراسیاب
سحر و ساحری مین لاجواب کارد سحر کھینچ ماری ہر چند گیسو کشا نے روکا کارد سحر سینہ پر پڑی پشت کو توڑ کر
پار گذری تاریکی چھائی بعد برف باری و سنگ باری کے آواز آئی کشتی مرا نام من ملکہ گیسو کشا ے جادو بود
افسوس مردیم و جان دایم و مطلب خود نہ رسیدیم اب کنیزان گیسو کشا بہ گری کسی کو چیر کے پھینکا پاکھین ہاتھ چمکایا

برق لڑی گئی سو سر اڑ گئے سرما و ابریق نے شریک ہو کر کئی ہزار کنیزان گیسو کشا کو مارا جادوگرنیون کا ستھراؤ ہو گیا زمین پر خون کا چھڑکاؤ ہو گیا اس اثنا مین باغبان و ابریق سے مقابلہ پڑا ابریق کوہ شگاف نے سحر سے باغبان قدرت پر پتھر برسائے باغبان نے سحر کو اسکے دفع کیا تیغۂ سحر کھینچکر جا پڑا للکارا او نامرد کیا دوسرے سحر کرنا ہی مردان عالم سے آنکھ چار کر قریب اگر وار کر سرمایۂ برف انداز نے ہاتھ تلوار کا اُسکے سر پہ مارا باغبان نے دفع کیا برقین چمکین باغبان نے اپنے کو بزور سحر بچایا تیغۂ برق مثال کا وار کیا سر اُس خود سر کا زخمی ہوا باغبان نے قصد کیا سر کاٹ لون ابریق جست کرکے سامنے سے بھاگا سرمایۂ برف انداز اڑتا ہوا قریب ملکہ مخمور آیا مخمور سے مقابلہ ہوا دو چار سحر آپسمین چلے مخمور نے چاہا میان سرما کو ٹھنڈا کرون سارا برف برسانا بھول جائین دو تین سحر سرما نے کیے مخمور نے خالی دیے دانۂ یاقوت احمر کنٹھے سے نکالا فوراً سرما پر کھینچ مارا اترا تا ہوا دانہ ٹوٹا اس دانائی کو کیا جانے برق کڑک کر گری شانہ سرما کا جھول گیا کون دستگیری کرے قوت بازو پہلے ہی زخمی ہوا جادوگر ہزارہا ملازم اسکے لوٹ پڑے دیکھا شانہ نشانہ ہو چکا ہاتھون ہاتھ گود مین اُٹھایا میدان جنگ سے اسکو لے بھاگے میان مصور تصویرین لیکر بڑھے انکا یہ نقشہ ہوا ماران کا سحر چل گیا سانپ برسے مصور گھبرائے ماران سیہ جو لہرائے ارے کہکے بھاگے صورت نگار کو ملکہ زیور محمل نشین نے زخمی کیا لاہوت جادو نے صفین پامال کین ملکہ سرخ موے کاکل کشا نے زلف عنبرین کو کھولا بوے مشک و عنبر آئی خطا کار گھبرائے آنکھون مین اندھیرے چھائے جال سنہرا گرا سیکڑون کو دام سحر مین پھنسایا خورشید زرین سحر نے چمک کر حدت دکھائی زمین میدان کارزار تپنے لگی ملکہ ہلال سحر افگن ابرو خمدار ہلاتی ہوئی بڑھی ہلالہاے زرین چمکے کفار انگشت نما ہونے لگے اسرار جادو کے بھید سے کون ماہر ہی ایسے سحر کیے سیکڑون جادوگر معدوم ہوے باغبان قدرت نے ہزارون پامال کیے اب تو حیرت جادو گھبرائی گیسو کشا وزیرزادی ملکہ صنعت سحر ساز کے ہاتھ سے پہلے ہی زخمی ہو چکی ہی سرما و ابریق بھاگ کے نکل گئے لشکر مصور نے شکست کھائی اب حیرت نے دیکھا سردارون نے چہار جانب سے مجھکو گھیر لیا ہی گھبرائی مگر غیرت آئی غصہ مین اپنی بوٹیان کاٹ رہی ہی سردارون نے بلوہ کیا مہرخ و بہار نے کہا آج حیرت کو پکڑ لو صنعت سحر ساز کی فوج کچھ بھاگی کچھ پامال ہو چکی ہی کچھ ساحر گھرے ہوے ہین بہار جادو لڑتی ہوئی آئی ہی تخت ملکہ مہ جبین الماس پوش بصد جوش و خروش قلب لشکر مین ہی دلارام وزیرزادی تخت سے لپٹی ہوئی ہی سردار قریب ملکہ عالم جانبازی دکھا رہے ہین حیرت نے عین جنگ مین ملکہ مہ جبین کو تخت پر دیکھا جل گئی

للکارا کہ واہ بی مہ جبین نین مٹکا کے بڑا رتبہ پایا تاج وتخت نصیب ہوا یہ تو ناظرین پر ظاہر ہی شاید محرر چہار جلد نے لکھا ہو حقیر کو تو گمان غالب ہی کہ نہ لکھا ہوگا ملکہ مہ جبین بطن سے حیرت جادو کے نہین ہی ملکہ مہرخ کی دختر بلند اختر کے بطن سے ملکہ مہ جبین الماس پوش پیدا ہوئی حیرت جادو کے بطن سے ملکہ خوبصورت معشوقہ شاہزادہ شکیل جسکا ذکر جلد اول مین ہوا ہی کہ شاہزادہ شکیل جاکر ملکہ خوبصورت کو نکال لایا ہی پھر افراسیاب نے اسکو گرفتار کرکے بالاے دریاے خونزوان ہنڈولے پر بٹھا دیا تھا جب ملکہ بران شمشیر زن نے دریا خشک کیا اور پل پریزادان کو توڑا تب خوبصورت بھی رہا ہوئی تھی پس مہ جبین کو ایسے کلمات جو حیرت نے کہے مہ جبین نے ہنسکر جواب دیا واہ بی حیرت شرم نہین آتی اگر مادر مہربان ہماری نہ انتقال فرماتین یہ دن کاہکو تمھین نصیب ہوتا حیرت جھلاکے چلی کہ بی مہ جبین آج تمکو گرفتار کرکے لیے چلتی ہون سامنے افراسیاب کے پہونچاؤن مارے کوڑون کے تمھاری کھال گرادیگا یہ کہتی ہوئی بڑھی سب سردار بڑھے سینے اپنے سپر کردیے ملکہ بہار نے پکارکر آواز دی او حیرت تو بڑی بیغیرت ہی ہم تیری آبرو بچاتے ہین لیکن تیری شامت دامنگیر ہی بڑی ذلیل وحقیر ہی خواجہ عمرو کے ہاتھ کی جوتیان کھائین انھون نے رحم کیا کہ پھر تیرے دھگڑے کے پہلو مین تجھکو بٹھلا دیا سر بارگاہ جوتیان کھائین مگر تجھکو پھر بھی غیرت نہ آئی دونون بہنون مین تکرار ہونے لگی پھر تو بہار نے بڑھکر گلدستہ مارا کہا آج تمکو تنکے چنواؤنگی گلدستہ جو پھٹا حیرت بحواس ہورہی تھی چاہتی تھی دفع سحر کرے باغبان قدرت نے گیند پھولون کا مارا برق لامع آسمان پر کڑکی رعد جادو نے چیخ ماری ملکہ حیرت ان سے سحر دفع کرنے مین مشغول ہوئی برق لامع سے یہ خوف ہوا ایسا نہو دو ٹکڑے کرے رعد جادو کا سحر پورا ہوگا لہراکے گر پڑونگی سبب سے تو سحر دفع کیے بہار کے سحر کا خیال نہ رہا گلدستہ سحر سر پر آکر پھٹا رنگ بہار جم گیا پھول برسے غنچے چٹکے زرد تبے ہرے ہوگئے نخل جھومنے لگے طائر زمزمہ سرا ہوے سرو پر قمریون نے صداے کوکو بلند کی عندلیبان خوشنوا نے منقارین کھولین بلحن دلکش یہ غزل گانے لگین

غزل

بہار آتے ہی مے نکلا ہمین دیوانہ پن اپنا — بر رنگ بوے گل برباد کر آئے وطن اپنا
دکھاتا تھا زلیخا کو بھی وہ دیوانہ پن اپنا — کہ یوسف ہوش کھوکر پھاڑتے خود پیرہن اپنا
وہ داغ اے عشق دکھلائین کہ عاشق ہو چمن اپنا — وہ گل کھائین کہ گلدستہ بنائے انجمن اپنا
کچھ ایسے شوق عریانی مین ہم جامہ سے باہر ہین — کہ اپنی جستجو مین پھر رہا ہی پیرہن اپنا
جگہ کیا گور مین پائی عذاب گور جب ٹھہرے — کفن مین کیا رہے جب داغ ہی سمجھا کفن اپنا

جو یون تبلا نہین سکتے بتادو پوچھکر ہمکو
نزاکت سے کر اپنی خموشی سے دہن اپنا

کوئی دامن جنون مین کھینچتا ہی آستین کوئی
اُتارے لیتے ہین خار بیابان پیرہن اپنا

ہلا دیتا فلک کو بے ستون کی کیا حقیقت تھی
بناتا نالۂ دل کو جو تیشہ کوہکن اپنا

عجب احسان حیرت نے کیا ہی بزم جانان مین
کہ آئینہ مجھے سمجھے ہر ساری انجمن اپنا

صبا بھی جب ہوا خواہون مین ہو صیاد و گلچین کے
کسے سمجھین چمن مین ہم صفیران چمن اپنا

یہ راہ راست پر آتا تو مین بھی اُس سے جھک جاتا
فلک نے کجروی چھوڑی نہ مین نے بانکپن اپنا

پتا کیونکر ملے قاتل کسی پیکان کا تیرے
لگا جو تیر آکر ہوگیا جز و بدن اپنا

سراپا درد ہوکر شکل پیدا کی جو پھوڑے کی
تو نشتر چھیڑنے کو بنگیا ہر موے تن اپنا

کسی خوش چشم کی آنکھون کا سودائی جو سمجھے ہین
کھڑے ہین راستہ روکے بیابان مین ہرن اپنا

ترے وحشی سے ملنے کی تمنا رہگئی اُنکو
نکیرین آئے مرقد مین تو خالی تھا کفن اپنا

جو آہون کے مصاحب ہین تو نالے سے مخاطب ہین
یہی چند اپنے ہمدم ہین یہی اک ہم سخن اپنا

دیار عشق سے جو وادئ وحشت مین آنکلا
ہم اُس سے دوڑ کر لپٹے سمجھکر ہم وطن اپنا

جلال اُس بت کا بندہ دل سے ہو جاؤن جو سمجھاوے
یہ کیا جھگڑا لیے پھرتے ہین شیخ و برہمن اپنا

طائرون نے جو زمزمہ سرائی کی عندلیبان خوشنوا نے غزلین گائین خوشبوئین دماغ مین آئین قلب حیرت کا الٹگیا جھومنے لگی سات سو کنیزین پشت پر ملکہ حیرت کے تھین وہ بھی سب مبہوت دہن پر مہر سکوت بہار سے آنکھ چار ہوئی اتنا منھ سے نکل گیا کیون ملکہ عالم مزاج کیسا ہی ملکہ بہار نے کہا ع ویسے ہی ہین خدا کی عنایت سے جیسے تھے تم اپنا تو حال کہو کیون گل سا چہرہ کمھلا یا کس نونہال باغ حسن و خوبی کی تلاش ہی ہمکو کاہیکو دل سے بھلا یا حیرت نے سوچکر جواب دیا ہم تمکو بخوبی پہچانتے ہین اے سرو قد یاسمین عذار ماہ رخسار تیرے ہی تو باغ حسن کے نثار ہین بہار نے کہا ذرا میرے پاس آؤ حیرت جھومتی ہوئی بڑھی یہ کہتی جاتی ہی کہ اے غنچہ دہن عقدۂ سربستہ دا کر گلچین گلشن جمال مین تیرے پاے نازک خیال کے پائمال ہین بہار مسکراتی ہی پھول پھینکتی جاتی ہی بدھیان صد ہا چھالین دستکین بھی دین سحر کو زور دے رہی ہی جاہتی ہی یہ میرے قریب آئے مین گلے مین اُس کو گرفتار دام محبت کے ہار پہنادون آج اِسکو رشتہ زنجیر سحر مین گرفتار کرون لشکر مین غریو بلند ہی ہر کس و ناکس درد مند کف افسوس مل رہے ہین کہ رہے ہین لو صاحبو غضب ہوا ملکہ حیرت جادو پہ سحر بہار کا رنگ جما خوشامد بہار

کر رہی ہین دیکھیے اب کیا ہوتا ہی جو ملازمان حیرت دُور دُور تھے وہ بھی سحر کرتے ہوے دوڑے آگ برسانے لگے
اِن سب کو باغبان وغیرہ نے روکا کہ کوئی قریب حیرت نہ آنے پاوے ہر ایک تعریف بہار کر رہا ہی گلچین و باغبان
کہ رہے ہین ای بہار کیا کہنا مگر بی ہوشیار رہنا چند قدم حیرت چلی آتی جنگ بھی بڑے زور و شور سے واقع ہوئی
ملازمان حیرت غل مچاتے ہین ای خاتون محل شاہنشاہ کہان تم جاتی ہو ہوش مین آؤ اپنے کو ذرا سنبھالو حیرت
کسی کو جواب نہین دیتی بہار سے آنکھین لڑاتی ہوئی چلی جاتی ہی کبھی خود بھی مسکراتی ہی اُسوقت لشکرون مین عجب
طرح کا غل بلند ہی ہر ایک کہتا ہی بہار نے براسے ملکہ حیرت دام رنگ گل بچھایا ہی بڑے طائر زیرک کو پھنسایا آج
حیرت کا بچنا دشوار ہی دیکھو کسقدر مجوب و شرمسار ہی اپنے کو سنبھالتی ہی لیکن نہین سنبھل سکتی بادۂ سحر بہار سے
سرشار ہی سر و پا کی خبر نہین سودائے محبت کی خریدار ہی ادھر بہار نے یہ طرہ کیا کہ سحر کو اور زور دیا حیرت کو اپنی
جانب بلایا تو حیرت خرامان خرامان جاتی تھی یا جھپٹ کر چلی جاتی ہی کہ بہار تک پہونچون بہار بھی
بتعجیل تمام بڑھی کہ بدھی پھولون کی اِسکے گلے مین ڈالدون رشتۂ حیات اِسکا منقطع کرون یکایک آسمان پر
برق چمکی نعرہ ہوا منم شاہنشاہ طلسم ہوش رُبا او عیار غضب کیا میری گلعذار کو دام تزویر مین پھنسایا
یہ کہتا ہوا چمک کے گرا بیلے تو پلٹ کر حیرت کی جانب اشارہ کیا ایک سنہرا پنجہ پیدا ہوا حیرت کی کمر مین پڑا
وہ پنجہ دستگیری کر کے حیرت کو اُٹھا لیگیا اب افراسیاب طرف بہار کے پلٹا بہار نے گلدستہ مارا مگر بھاگی
سرداران نامی کے ہوش و حواس باختہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ نعرے سے افراسیاب کے تھر تھر کانپ
رہے ہین اسکی صورت دیکھکر ساحران زبردست کو غش آجاتے ہین یہ لوگ ایسے ہی جانباز و سرفروش ہین
کہ افراسیاب پر بھی سحر کرتے ہین جان دینے پر مرتے ہین لشکر مین کھلبلی پڑ گئی باغبان و معمار نے بڑھ بڑھ کے
سحر کیے افراسیاب نے اشارے سے دفع کر دیے جب ہاتھ اپنے جھکاتا ہی نعرہ کرتا ہی دو دو چار چار ساحر
گر پڑتے ہین کبھی سنگ ریزے اٹھا کر مارتا ہی پتھر برستے ہین ہزارون کے سر پھٹتے ہین افراسیاب نے دوہی
حملون مین میدان کارزار لاشون سے بھر دیا بھاگنا دشوار کر دیا اب اہل اسلام گھبرائے کہ فتح کی شکست
ہوئی کل فوج بھی پست ہوئی دلارام نے ملکہ مہ جبین کو تخت سے اُتار لیا گود مین لیکر بھاگی تمام سردار
دوڑ پڑے کہ کہین مہ جبین کو نہ گرفتار کر لے عین گرمی جنگ مین افراسیاب پامال کرتا ہوا جاتا ہی مہرخ
و بہار کبھی بھاگتی ہین کبھی سینہ سپر کر کے لڑتی ہین ذرا ٹھہر گئے دو چار سحر جم کر کیے جب سحر تاثیر نہین کرتا
بھاگنا پڑتا ہی کبھی افراسیاب مغرور و مخمور کو دیکھتا ہی غصے مین کانپ جاتا ہی مگر حسن زیبا دیکھکر تھراتا ہی

کلیجہ منھ کو آتا ہی کبھی جمال بیمثال بہار گلعذار پر نگاہ ہی کبھی آہ کبھی واہ ہی بہار کا بوٹا سا قد پھول سے عارض مرجھائے ہوے ہچکیان گلے کی خشک ہو گئین ہین چھپکا موتیون کا سر سے گر گیا افتان و خیزان جاتی ہی افراسیاب نے سحر کرتے کرتے ہاتھ روک لیا بے اختیار پکار اٹھا اشعار موافق مضمون

صد طعنہ بر آتش زدہ دود نفس ما
اندر دل بیدرد و صدای جرس ما
بنگر بہ تہی دستی ما کز سر ہمت
شد رشک گلستان ارم مشت خس ما
گر آہ کشند از جگر سوختہ مخفی

ای واے اگر صبر نبودے قفس ما
کردیم لبے از ستم و جور تو فریاد
بر سفرۂ حاتم نہ نشیند مگس ما
در راہ وفا ما سگ عشقیم کز اول
آتش بدل بحر فتد از نفس ما

گر زمزمۂ ما شنود سنگ شود نرم
خز گریہ نشند یا درو فرہاد رس ما
از دیدہ شب ہجر بسی خون جگر ریخت
گردند ز زنجیر محبت برس ما
یہ اشعار عاشقانہ جو بیقرار ہو کر

افراسیاب نے پڑھے ملکہ بہار کے ابروے خمدار پر بل پڑے یہ عاشق جمال عدیم المثال بادشاہ لشکر اسلام ہی افراسیاب کی ہاہوسے کیا کام ہی غصے مین کئی گلدستے مارے افراسیاب ہنستا ہی پھول جل جاتے ہین برق لامع بھی کڑک کے گری رعد جادو نے چیخ ماری باغبان نے کیسے کیسے سحر کیے مہرخ نے برابر گولے مارے افراسیاب ٹھہر آگے بڑھا آتا ہی لیکن جب جھوم کے بڑھا نعرہ کیا سب بھاگے اِدھر باغبان نے دیکھا کہ دلارام وزیرزادی مہجبین کو لیکر بھاگی تھی مگر افراسیاب کی نگاہ پڑ گئی اُسی طرف جھپٹا باغبان بیچ مین آگیا افراسیاب نے ہاتھ تلوار کا مارا افراسیاب کی آنکھون مین خون اُتر آیا باغبان کا وار روک کر تیغہ مارا باغبان نے سپر سحر پر روکا اِس ملعون کا وار کب رُکتا ہی تڑ تکیر تلوار گری سر باغبان کا زخمی ہوا افراسیاب نے چاہا سر کاٹ لون کئی سردار بیچ مین آئے اپنے کو زخمی کرایا چاہا باغبان کو بچائین افراسیاب نے بچھا کیا اب لشکر مین غلغلہ ہوا کہ باغبان کو افراسیاب قتل کرتا ہی بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھرتا ہی ملازمان افراسیاب جو بھاگ گئے تھے پلٹ پڑے حمائتی کو دیکھکر لڑنے لگے کئی ہزار آدمی اُس مقام پر قتل ہوا لیکن باغبان نہ نکل سکا قریب تھا کہ افراسیاب ہاتھ مارے سر باغبان کا اڑ جاوے اُن ساحرون کے غول مین ایک ساحر دُبلا پتلا گولہ لیے ہوے غول سے نکلا پکار کے آواز دی کہ ای شاہنشاہ دیکھیے مسلمانون نے قیامت برپا کر دی ہی مین ابھی باغبان کو قتل کرتا ہون لیکن بہار ہاتھ باندھے کھڑی ہی خطا اُسکی معاف کیجیے امان دیجیے افراسیاب خوشی مین پلٹا اُس دُبلے ساحر نے جھپٹ کر حلقے کمند کے گردن مین افراسیاب کے ڈالدیے اور نعرہ کیا نعرۂ عمرو عمر و دم کہ کلہ از سر قیصر بہ برم

رنگ از رخ بختنک بد اختر بہ برم	در مجلس خسروان چو گردم ساقی	تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ برم

افراسیاب ارے کہکے پلٹا عمرو نے حباب بیہوشی مارا فوراً افراسیاب بیہوش ہوکے گرا عمرو کمند چھوڑ کے بھاگا سب سردار دوڑے کہ افراسیاب کو گرفتار کرلین یکایک آسمان سے نعرہ ہوا باشید اے فرقۂ مسلمانان کیون قضا آئی ہے ہنم ملکہ ماہیان زمرد پوش سب نے دیکھا کہ ملکہ ماہیان زمرد پوش بصد جوش و خروش مثل شعلۂ جوالہ کے گری سب کی پلکین جھپک گئین سنبھ کر مین دیکھا افراسیاب کو لے اڑی اب مہرخ و بہار نے ساحران باقی ماندہ کو گھیر کر مارا ایک ایک کو للکارا چادر ہلنے لگی آواز الامان بلند ہوئی ہزارون ساحر بھاگے بہت سے گرفتار ہوے بہت بخوشی تمام دین اسلام مین داخل ہوے ملکہ مہرخ سحر چشم بفتح و ظفر اپنے سرداران نامی کو لے کر پلٹین ملکہ مہ جبین کو تخت پر سوار کیا خواجہ سامنے سے آئے مگر منھ پھلائے ہوے مہ جبین تخت سے کود پڑین گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا نانا جان کیا کار نمایان کیا عمرو نے کہا مجھسے بات نہ کیجیے مین ہوش ربا مین آکر لٹ گیا کور روپیہ شادی مین لگائے اس لالچ مین دولھا بنے کہ سسرال جائینگے ساس سالیان پکارینگی لڑکا آیا بالائی پر اٹھے کھانے کو ملینگے مین دروازے پر سسرال کے جھگڑا ہوا مہاجنون نے دو صندوقچے دیے تھے جھگڑے مین کمر سے گر گئے اب مہاجن میرا کیا حال کرینگے آپ تو تخت پر بیٹھی چین کر رہی ہین اپکو کیا فکر ہے ہماری آبرو پر بنیگی ہم جائینگے اب نہ ٹھہرینگے محبت نے دامن نہ چھوڑا پلٹ پڑے شامت اعمال یہ نہ سمجھے تھے کہ دوسری بلا مین مبتلا ہونگے خوب راضی ہوے ملکہ مہرخ نے بڑھکر عرض کی اے شاہنشاہ اوج عیاری جان و مال آپ کے نام پر فدا ہے سب کچھ حاضر ہے لیکن خزانہ جو اپنے ہمراہ لے گئے تھے وہ کیا ہوا عمرو نے کہا ہماری شادی مین صرف ہوا پھر بھی دولھن نہ ملی ہنسی قہقہے چہچے کرتے ہوے اپنے مقام لشکر پر آئے شکارگاہ مین شاہزادہ اسد نامدار مصروف شکار تھے صندلان صندلی پوش شاہزادے کے ہمراہ شاہزادہ شکار کھیل رہا ہے ایک صحراے سبزہ زار مین آکر ٹھہرا صندلان بھی اپنے سردارون کو ترتیب کر رہا ہے ناگاہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار جوانان جرار آمادہ حرب و پیکار مار مار کرتے چلے آتے ہین واضح ہو کہ اس پہلوان کو میلاد صحرائی کہتے ہین ملازم افراسیاب ہے اسکو خبر پہونچی کہ نبیرۂ صاحبقران نے شہنشاہ افراسیاب کو بہت تنگ کیا ہے بقہر و غضب جوانان زبردست سامری پرست ہمراہ لیکر چل نکلا تھا اسوقت آنکر پہونچا ہرکارے نے اسکو خبر دی کہ طلسم کشا شکار

مین مصروف ہی دور سے جمال بے مثال کو دیکھا فوج کو روکا گینڈے کو مہمیز کیا میدان مین آکر پکارا باشیدای مسلمانان
اس صحرا مین کیون شکار کھیلنے آئے اب مین تم سبکو شکار کرونگا یا تو سامنے سے ہمارے چلے جاؤ یا ہم سے آکر
مقابلہ کرو یہ سنتے ہی اسد نے چاہا گھوڑے کو بڑھاوین صندلان نے عرض کی حضور مجھے اس مغرور سے
مقابلہ کی اک مدت سے آرزو تھی آپ تماشا دیکھین ابھی مشکین باندھکر اسکو لاتا ہون ہر چند اسد دلاور
نے منع کیا مگر اس بہادر نے نہ مانا مرکب کو مہمیز کرکے میدان مین آیا نعرۂ مردانہ کیا او کہا او بانی جور و جفا
اسقدر کیون لاف و گزاف بکتا ہی قہر خدا سے نہین ڈرتا ہی طلسم کشا کو کیا پڑی ہی کہ تجھ ایسے نالائق سے
مقابلہ کرین انکے غلام سر فروش تو موجود ہین اب جلد وار کر اگر بیہودہ کلام نکالیگا مین زبان تیری چھید لونگا
اس سرکشی و خودسری کی سزا دونگا میلاد صحرائی نے تنکر نیزہ مارا صندلان نے نیزے کو نیزے کی سنان
پر روکا نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل صندلان صندلی پوش و میلاد صحرائی سے نیزہ چلا اسد نامدار صندلان
کی تعریفین کر رہے ہین میلاد صحرائی بھی جان دیے ہوے لڑ رہا ہی صندلان بھی بڑی آن بان سے نیزہ بازی
کر رہا ہی ایک مقام پر گانٹھ کر نیزہ مارا ہاتھ سے میلاد کے بدر ہوا میلاد اتو غصے مین کانپا قبضۂ شمشیر پر
ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے جا پڑا صندلان کو خوشی ہی کہ مین اسکی مشکین باندھون گرد اسپر کا سر پر کھینچا نگاہ
تلوار کی باڑھ پر چاہتا ہی لپٹ پڑون گھوڑے نے سکندری کھائی گرد اسپر کا ہٹا خود سر سے گرا صندلان
کا سر زخمی ہوا استانہ مارا تیغہ سر سے لگا گیا لیکن چادر خون کی سر سے جاری ہوئی اُسپر بھی اس جری نے
جی داری کرکے جواب مین ہاتھ مارا اُسنے گینڈا ہٹا لیا سر صندلان کا زین پر رہنے کے پہونچا میلاد
نے چاہا سر کاٹ لون اسد غازی کی آنکھون مین اندھیارا آگیا وہین سے نعرہ کیا او بانی مکر و دغا
قابو پرست بدمست خبردار کیا کرتا ہی مین آن پہونچا گھوڑے پر کوڑا کیا اتنا جلد اسد نامدار آئے کہ ہاتھ
اُس نابکار کا بلند ہونے پایا تھا گھوڑا بیچ مین ڈالدیا صندلان کو ہٹایا سینہ سپر کر دیا نظر میلاد کی جمال
بیمثال اسد نامدار پر پڑی حیران جمال محو دیدار تھا کہ خورشید درخشان یا ماہ تابان آسمان سے کیونکر اُتر آیا فرو
شوکت چہرے سے ظاہر مرد میدان کارزار جری صف شکن جرار جلالت آثار شور شعار گھبرا کر پوچھا ای نوجوان
تیرا کیا نام و نشان ہی مین نے تو طلسم کشا کو طلب کیا تھا تو کسواسطے آیا ہی تیرا نام کیا ہی اسد نامدار نے
سر جھکا کر فرمایا ای میلاد ہمارے قتل پر کمر باندھی ہی لیکن صورت سے آگاہ نہوا میلاد نے کہا مین خوب سمجھتا ہون
جسکا طلسم کشا لقب ہوگا سو گز کا تو قد اُسکا ضرور ہوگا تو تو معشوق وضع ہی ہرگز مین نہ مانونگا کہ تو ہی طلسم کشا ہی

اسد نے فرمایا او مغرور اسقدر کبر و نخوت انسان کو زیبندہ و سزاوار نہیں ہی مین عبد ذلیل رب جلیل کا ہون قدو قامت کیسا جرائت و ہمت کو دیکھ زور کا امتحان کر میلاد صحرائی نے کہا آپ ہی کا نام نامی اسم گرامی اسد دلاور ہی شاہزادہ اسد نے جواب دیا ایک مرتبہ تو بتلا چکے تو نے تو مکتب خانہ سمجھا ہی سبق پڑھتا ہی میلاد نے کہا ای جوان دربار افراسیاب مین میرا بڑا مرتبہ ہی نہایت قدر و منزلت فرماتا ہی مین جو کچھ کہتا ہون شاہنشاہ قبول فرماتے ہین اگر میرے ساتھ تو چلے خطا معاف کرا دونگا مہرخ و بہار سے شاہنشاہ سمجھ لینگے تجھکو کچھ نہ کہینگے اسد دلاور نے فرمایا تمھاری مہربانی کہ ہمارے حال پر رحم کرتے ہو یہ میدان کارزار ہی لاف گزاف بیکار ہی کچھ فنون سپاہگری دکھلاؤ اسقدر باتین نہ بناؤ اب تو میلاد کو غصہ آیا جھلا کر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا کہا ای جوان مجھے تیرے حال زار پر رحم آتا ہی اگر تو خداوند لات و منات کا دشمن ہی اور خداوند لقا کو برا کہتا ہی تیرا قتل واجب ہوا یہ تلوار خون مسلمانان کا مزا چکھ چکی ہی ابھی صندلان صندلی پوش کو زخمی کیا خون پیا مگر اسکا پیٹ نہین بھرا چہرے پر لالی ہی شکم اسکا خالی ہی مگر کیا کرون مجھکو تیرے حال پر افسوس آتا ہی میرے دست زبردست سے قتل ہوگا اپنے خون مین لوٹے گا ہاے تو نے مفت اپنی جان دی ایسے ایسے بیہودہ کلام کرکے اُس بدانجام نے ہاتھ تلوار کا مارا اسد غازی نے بہ فنون سپہ گری بار کو بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالا میلاد لپٹ پڑا دونون دلاور گھوڑون سے کود کے کشتی ہونے لگی واضح ہو کہ ملکہ گوہر جادو عاشق شاہزادۂ صندلان ہی جب شاہزادہ شکار کو چلا ملکہ گوہر جادو نے چاہا کہ مین بھی ہمراہ چلون اسد نامدار نے فرمایا شکارگاہ مین ساحر کا کیا کام ہی ملکہ مہرخ نے فرمایا ای گوہر جادو تم صحرا مین مخفی رہنا سامنے شہریار کے نہ جانا صرف نگہداشت رکھنا بہت ہوشیاری کرنا ایسا نہو کوئی ساحر ملازم افراسیاب مکر کرکے انکو پکڑ لیجائے پھر اور بھی مشکل ہو لہذا گوہر جادو صحرا مین اتری ہوئی تھی کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ ایک پہلوان سے اور طلسم کشا سے مقابلہ پڑ گیا گوہر جادو فوراً تیار ہوکر چلی نخلستان کی آڑ پکڑ کے دیکھنے لگی کہ اسد نامدار بڑے کر و فر سے ایک پہلوان سے لڑ رہے ہین مگر اُسکو دنگ کر دیا ہی گھبرا رہا ہی بغلین جھانکتا ہی چاہتا ہی چھوٹ کر نکلجاؤن اپنی جان بچاؤن گوہر جادو جرائت سے بخوبی آگاہ ہی کہ صندلان کو زیر کیا چونکہ صندلان پر عاشق ہی جانتی ہی کہ اُس سے بڑھکے کوئی زور و قوت مین زیادہ نہین جب میرے معشوق پر غالب آیا تو اسکی کیا حقیقت ہی اس عرصہ مین اسد نامدار میلاد کو پکڑ لائے بائین ہاتھ کی اندری

چڑھاکر اُکھیڑ ماری زبردستی گھٹنہ پشت پر رکھکر دتین گھسے مارے سارا غرور اُس مغرور کا نکال دیا
میلاد گھبرایا اور تو کچھ نہ بن پڑا کہنے لگا ای طلسم کشا ذرا ٹھہر جایئے پھر مین آپ سے لڑون حوصلہ دل
کا نکالون اسد نے چھوڑ دیا مسکرا کر فرمایا اچھا دم لے لو میلاد اٹھا پہلے تو ٹہلنے لگا صندلان نے
لکار کر آواز دی آپ نے جیت کرتے کرتے کیون اسکو چھوڑ دیا اسد نے کہا ای برادر کیا مضائقہ ہی وہ
کتنا ہی ذرا دم لے لون صندلان نے کہا حضور کوئی حریف کو دم لینے دیتا ہی اسد نے فرمایا ای برادر
ہم بہادر کو عاجز کرنا نہین چاہتے خدا چاہے گا تو اکی مرتبہ زیر کر لینگے میلاد نے جو دیکھا کہ اسد
اپنے سردار سے باتین کر رہے ہین اپنے لشکر کی طرف بھاگا لشکر والون سے کہا تم دیکھ رہے ہو کہ طلسم کشا
مجھے زیر کرنے کا قصد کرتا ہی مجھے بچاتے نہین ارے یارو طلسم کشا بڑا زبردست ہی اسمین تو کوٹ
کوٹ کر زور بھرا ہی فوج بلوہ کرکے اسد کی طرف چلی میلاد قلب فوج مین پہونچا اسد نے جو پلٹ کر
دیکھا کہ گھٹا فوج کی میرے ہی اوپر آتی ہی فوراً قبضہ پر ہاتھ ڈالا نعرہ کرکے جا پڑے ادھر سے صندلان
صندلی پوش چلا دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی اسد نامدار نے لاش پر لاش گرادی صندلان
صندلی پوش نے صفین درہم و برہم کردین ہین ملکہ گوہر جادو دیکھ رہی ہی ہنس ہنس کے کنیزون سے
کہتی ہی یہ نامرد کس بھروسے پر لڑنے آیا ہی وہ دیکھو طلسم کشا نے رسالدار کو مارا صندلان صندلی پوش
نے کمیدان کو للکارا کس آن بان سے قتل کیا صندلان کیا طلسم کشا سے کسی بات مین کم ہی طلسم کشا
کو ذرا زیادہ قوت ہی جس زمانے مین صندلان زیر ہوا ڈونڈو مگر چھوٹے ہو سے تھے کثرت بھی کم کرتا تھا
اب آج کل ماشاء اللہ زور ون پر چڑھا ہوا ہی پہلوانان عالم سے بڑھا ہوا ہی تمام صفین پامال کر دیتا
بیشۂ جرأت کا شیر ہی کیسا دلیر ہی گوہر تو یہ باتین کر رہی ہی نگاہ اُسی جانب لڑی ہی لیکن اسد نامدار
لڑتے بھڑتے قریب میلاد پہونچے نعرہ کیا او نامرد کہان جاتا ہی ہماری خطا چلکے افراسیاب سے
نہ معاف کرائیگا کہان بھاگا جاتا ہی میلاد کچھ پلٹ پڑا تلوار کا وار کیا اسد نے روک کر کمر کو بتا کے
سر کا ہاتھ مارا وہ فنون سپاہگری کے سر سے آگاہ نہ تھا روسیاہ نے سپر کو سر کی پناہ کیا گرد اسپر کا کٹا خود
سر کا زخمی ہوا پھر سامنے سے بھاگا اسد نے پیچھا کیا اور سردار بیچ مین آئے ہاتھ سے اسد کے واصل جہنم ہوے
یکایک آسمان پر برق چمکی ایک ساحر اقرار خونریز نامے اسی صحرا آثار رہنے والا پانچ سو جادوگر ساتھ ہوا پر
اُڑا ہوا جاتا ہی صدائے تکبیر و سند سنکر ادھر متوجہ ہوا دیکھا طلسم کشا لڑ رہا ہی تصویر ین طلسم کشا کی ہر ساحر کے

پاس موجود ہین بس فرزاد دیکھتے ہی اسنے پہچانا خوشی خوشی ہوا سے اُترا آیا آتے ہی نعرہ کیا اے طلسم کشا تمھاری فکر مین لاکھون ساحر پھرتے ہین لیکن میرا اقبال ہی کہ تمکو اسطرح پاگیا مرن بہار سے ڈرتا تھا اسوجہ سے تمھارے لشکر پر لشکر کشی نہ کی اب یہان بی بہار کہان ہین کہ تمکو آکے بچائین یہ کہکر زمین پر اُترا اُترتے اُترتے اس ملعون نے گولہ مارا کئی سو جوان گھوڑون سے گر پڑے کسی کا ہاتھ ٹوٹا کوئی جلنے لگا شعلہ ہاے آتش بھڑکے لکہاے ابر کے صندلان بھی گھوڑے پر تھرایا گوہر جادو نے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا گھبرا گئی نعرہ کر کے وہین سے دوڑی آتے ہی سحر کیا وہین سے للکارا پہلے صندلان کو دفع سحر کر کے سنبھالا پھر فوج پر سے سحر اُتارا ساحران غدار پر جا پڑی اقرار خونریز نے ملکہ گوہر جادو کو پہچانا للکارا کہ او گوہر جادو مین تجھے بخوبی پہچانتا ہون طلسم صندل برباد کرایا اب یہان آئی میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگی اب گوہر جادو کو مشکل یہ ہی کہ اگر بڑھکر لڑتی ہی تو لشکر صندلان پامال ہوتا ہی اسکا خیال ہی کہ ایسا نہو اقرار خونریز طلسم کشا کو گرفتار کرے ساری کد و کاوش بیکار ہو جاے ملکہ مہرخ و ملکہ بہار کو کیا منہ دکھاؤنگی اب تو میلاد صحرائی نے دباؤ ڈالا اقرار خونریز کہ رہا ہی کہ اے میلاد پہلے سر کاٹ لے یہ نامرد جسکو مبتلاے سحر دیکھتا ہی اُسی کو بڑھکر قتل کرتا ہی اور جو بہادر اسیر تلوار کھینچکر چلا بھاگتا ہی بلکہ چلاتا ہی کہ میان اقرار خونریز جلد میرے پاس آؤ مجھکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ اقرار خونریز سحر کر کے اُسے گرا دیتا ہی تب یہ نامرد تلوار مارتا ہی اسوجہ سے گوہر جادو بہت پریشان ہی کہ مین کیا تدبیر کرون سحر تو کر رہی ہی لیکن متردد و متوحش ہر مرتبہ زمین کے طبقے ہلا دیتی ہی منتظم حوالی طلسم صندل اپنے معشوق کے واسطے بیکل تڑپ رہی ہی کبھی رو برو کبھی پشت پر کبھی وسط لشکر مین کبھی سامنے اسد غازی کے سینہ سپر کرتی ہی کبھی صندلان صندلی پوش کی طرف دیکھتی ہی کہ یہ صف شکن سحر سے ناچار غصے مین اپنی بوٹیان کاٹ رہا ہی کبھی قصد کرتا ہی کہ اپنی تلوار اپنے گلے پر پھیر لون گوہر قریب آکر ہاتھ تھام لیتی ہی کہ اے بہادر یہ کیا کرتا ہی سحر مین جرأت کو کیا دخل ہی مین ابھی اس ملعون کو قتل کرتی ہون مگر طلسم کشا کے واسطے بہت بیقرار ہون ایسا نہو اُنکے دشمنون پر کوئی افتاد پڑے اتنی ہی عرصہ مین خون کے دریا جاری ہو گئے ملکہ گوہر چاہتی ہی مین اپنے کو قریب اقرار خونریز کے پہونچاؤن اس ملعون کو مارون کسی طرح ممکن نہین ہوتا بہت سے ساحر اقرار خونریز کے جہنم واصل کر چکی ہی اسکی بھی بہت سی کنیزین قتل ہو چکین ہین نہایت پریشان و مضطر ہی اسکو تو اسی مقام پر چھوڑیے دو کلمہ احوال ملکہ مہرخ سحر چشم سنیے کہ جب لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ معرکہ مصیبت خیز

سے فتحیاب ہوکر واپس ہوا ملکہ مہرخ نے مہتر قران سے فرمایا کہ ای مہتر نامدار شکارگاہ سے شاہزادہ اسد نامور کو پھیر لاؤ مژدۂ وحشت اثر سناؤ مہتر قران بمجرد فرمانے ملکہ مہرخ کے خوشی خوشی روانہ ہوے یہان جب گوہر نے دیکھا اب کچھ بن نہین پڑتا ہنچہ سحر کھینچکر اقرار خونریز پر جا پڑی اُسنے کئی گولے مارے ملکہ گوہر جادو نے سحر کرکے مٹاے آواز دی کہ او نامرد ہمارے تیر سے تلوار چلے مزا شجاعت کا ملے کیون مثل خوک صحرائی بھاگتا پھرتا ہے اقرار خونریز نے جو ملکہ گوہر جادو کو اسطور پر دیکھا کہ گاتی بندھی ہوئی غصے سے چہرہ سُرخ آنکھین اُبلی ہوئی ابروے خمدار بل رہے ہین کتنے ساحرون کو اقرار کے سامنے مارا ابتو اقرار بھی تلوار کھینچکر طرف ملکہ گوہر جادو کے چلا ادھر سے گوہر جادو نے قصد کیا بیچ مین اور چند ساحر آگئے خوب گولے ترنج و نارنج گچھے پیکان کے چلائے کئی سو ساحر جانبین کے مارے گئے لاشے زمین پر پھڑکنے لگے ناگاہ ملکہ گوہر ساحرون کو قتل کرتی ہوئی قریب اقرار خونریز کے پہونچی اُسنے تیغ سحر کا وار کیا ملکہ گوہر نے پنجہ ہلالی پر کاٹا شعلہ ہاے آتش سے بھی اپنے کو بچایا خبردار کہکے پنجہ مارا اُسنے چاہا سپر سحر پر روکون پنجہ گوہر کا تڑپکے گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے سر اس ملعون کا زخمی ہوا چاہا بھاگون ملکہ گوہر نے سایہ مین تلوار کے لیا قصد کیا کہ پنجہ مارون سر اسکا خود کا اُڑجاے اقرار کو یاد آیا کمر مین اسکی ڈبیا خاک قبر جمشید کی ہے نکال کر اُسکو کھولدیا اس خاک کی تاثیر ہے خاک مین ملادیتی ہے گوہر کے دل پر غبار غم والم چھایا لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوگئی یہ معرکہ دور سے صندلان صندلی پوش نے دیکھا کہ ملکہ گوہر بیہوش ہوکر گری کنیزین ٹوٹ پڑی ہین اپنی جان دے رہی ہین لیکن کچھ بن نہین پڑتا سیکڑون کنیزین اُسی مقام پر قتل ہوچکی ہین صندلان بیتاب ہوگیا گھوڑا جھپکا کر قریب اقرار خونریز پہونچا اُس بیحیا نے ایک دانہ ماش کا مارا صندلان بھی مجبور ہوا لڑکھڑا کے گھوڑے سے گرا شاہزادہ اسد کو یہ حال پرملال دیکھکر تاب نہ آئی فوراً گھوڑا اُبھیر کرکے قریب اقرار خونریز پہونچے نعرہ کیا نعرۂ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ
بدرّم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نام آور و کامران
اسد شیر دل ابن صاحبقران

نعرۂ رستانہ کرکے شاہزادۂ اسد نامور نے کمان کیانی دوش سے اُتاری میلاد صحرائی کو بھی اب جوش ہوا اقرار خونریز سے کہا آپ تامل فرمایے دیکھیے تو مین ابھی طلسم کشا کو مارے لیتا ہون یہ کہکر خبردار خبردار کہتا ہوا قریب اسد نامور پہونچا کہنے لگا کیون

طلسم کشا دیکھئی گوہر اور میان صندلان صندلی پوش کا کیا حال ہوا اقرار خونریز نے سکے جی چھوڑ وادیے
شاہزادہ اسد بیساختہ ہنس پڑے کہا او منحرے نامرد ساحر کے آنے سے بہت خوش ہوا ہی ملک الموت تیرے
سر پر کھڑا ہی میلاد نے تیغہ کمر سے نکالا اسد غازی پر ہاتھ مارا اسد نے وار کو اُس نابکار کے رد کیا غصے
مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر میلاد کو قاش زین سے اُٹھا لیا گرد
سر چرخ دیکر طرف آسمان کے پھینکا دس گز بلند ہوا بر وقت اُترنے کے ہاتھ مارا نامرد کو چورنگ ہوا ئی کیا
دشمنون کی زبان سے صدائے حسنت و آفرین بلند ہوئی ملازمان صندلان پکار اُٹھے ای شہریار سبحان اللہ قطعہ

آنکھ دشمن سے تری تیغ کے جوہر جو ملائین | خون آنکھون مین اُتر آئے لہو کا ہو یہ جوش
پشتہا پشت رہے تیغ کی برش کا اثر | کہ عدو زادہ ہو پیدا تو جدا ہو سر و دوش

تیغ وہ تیغ جسے دیکھ کے حاسد کٹ جائین دیگر مخفا اُر چلنے کی تو نوبت بھی نہوا برد وار

برش تیغ کی تعریف نہین ہو سکتی | پڑ گئی پیکر دشمن پہ اگر یہ اکبار
واہ رے کاٹ کہ چورنگ عناصر کو کیا | ایک اک جز کے برابر ہوے حصے چار

اہالیان فوج میلاد تھرا گئے مگر اقرار خونریز نے دیکھا کہ طلسم کشا نے بڑے کر و فر سے میلاد صحرائی کو مارا
اب تیری جانب آتا ہی جرأت و ہمت دیکھکر وجد کرنے لگا اسد دلاور نے کمان کاندھے سے اُتاری تین بھال
کا تیر اقرار خونریز کو مارا خطاکار نے سحر کیا تیر سہم کر جل گیا کمان مین خم آیا ترکش شانہ سے طلسم کشا کے گرا اب
دو بارا اس بیحیا نے دو ہتڑ زمین پر مارا گھوڑا اسد کا بدلگامی کرنے لگا طرارے بھرنے لگا سم گھوڑے کے
جلنے لگے زمین سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے اُسوقت اسد نامور کی بیقراری ہاتھ پاؤن بیکار گھوڑا چاہتا ہی
سوار کو ٹپک دون زیر ران سے نکلجاؤن ساتھ والے لوٹے پڑے ہین جانتے ہین اپنے آقا کو بچائین ساحرون
کا بلوہ بڑھکر ساحر پر وار کیا اگر اُسنے سحر کردیا بہادر کی حسرت دل مین رہی مُنھ کے بھل زمین پر گرے
اگر اُنکا وار چل گیا ساحر کے دو ٹکڑے ہوے بعضے جوش جرأت مین ساحرون سے لپٹ پڑے کو سے
برلاد کے مارا وہ بیحیا دھم سے گرا چھاتی پر چڑھ کے سر کھینچ لیا لاشہ ساحر کا زمین پر تڑپا علامت
اُسکے مرنے کی ظاہر ہوئی سچ مین اسد نامدار سحر مین اقوار کے مبتلا ہی گر جوانان صف شکن تیغ زن
کا مجمع ہی کتنون نے ملکہ گوہر جادو پر سینہ سپر کردیا ہی کہ بیہوشی کے عالم مین کوئی اُسکا سر نہ کاٹ لیجائے
پھر تو غضب ہی ہوجائیگا بعض دلاوران سرفروش صندلان صندلی پوش کو بیہوشی مین اُٹھا لیگئے

اقوار خونریز ساتھ والون سے کہتا ہے دیکھو خیر خواہ ایسے ہوتے ہین کیسے خوشی خوشی جان دے رہے ہین ہر چند
کہ ہم ساحر ہین مگر فنون جان نثاری سے خوب ماہر ہین یارو مین نے طلسم کشا کو بیکار کیا مثل تصویر تصور
خاموش کھڑا ہے تم لوگون سے اسقدر نہین ہوسکتا ہے کہ بڑھکر قتل کرو گوہر جادو کو تو بیکار کر دیا طلسم کشا
بھی مبتلائے سحر ہوا اُسپر بھی قریب جاتے ڈرتے ہو بڑے نامرد ہو اپنی جان بچاتے ہو دیکھو مسلمان ایمین
کیسے یکدل ہین جانبازی و سرفروشی مین کامل ہین یہ کہکے سحر کرتا ہوا بڑھا ہمراہیان اسد نے دیکھا ہمارے
آقائے نامدار سحر سے بیکار بیقرار ہین اقوار خونریز سحر کرتا ہوا آتا ہے بے اختیار زار زار رونے لگے اُسوقت
اسد نامدار نے بھی دل کو رجوع کیا بیقرار ہوکر پکار اای معین و مددگار روای مالک و مختار ای رزاق مطلق
وای کارساز برحق اس بیکسی مین سوا تیرے کس سے فریاد کرین اپنے بندگان گنہگار کو اس ظالم خونخوار
سے بچالے اس بلائے ناگہانی سے نجات دے سب نے ساتھ مین اسد کے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر
پہونچا صحرائے گرداگرد سے آواز مہیب آئی او ساحر غدار خبردار دست خود را نگہدار کہ ما ہم
رسیدیم آگے قدم نہ بڑھانا طلسم کشا پر دست بدعت نہ اُٹھانا ولیعہد شاہنشاہ نے کیا تحریف رہا ہے
اقوار خونریز نے پلٹ کے دیکھا ایک ساحر مہیب جست و خیز کرتا ہوا چلا آتا ہے ہاتھ مین فرمان افراسیاب ہے
مثل برق جہندہ جست و خیز کرکے ہٹو ہٹو کرتا ہوا قریب اقوار خونریز کے پہونچا وہ فرمان اقوار کے ہاتھ
مین دیا کہا اسکو پڑھ لے تب طلسم کشا کو قتل کر اقوار نے کاغذ ہاتھ مین لیا دیکھا سرنامے پر مہر شاہنشاہ
افراسیاب جادو کی ہے فرمان سر پر رکھ لیا مہر کو بوسہ دیا کہا میان ساحر صاحب آپکا کیا نام ہے ساحر
نے جواب دیا ہمارے نام سے تجھے کیا کام ہے جو کچھ کاغذ مین لکھا ہے اُسپر کاربند ہو نام بھی ہمارا ثابت ہو جائیگا
اقوار خونریز نے دیکھا لفافہ مین تہ لگا دی ہے بند نہین کیا اسنے تہ کو کھینچا لفافہ سے دھوان نکلا فوراً
یہ ارے کہکر لڑکھڑایا ساحر نے نعرہ کیا نعرہ قران

سریع السیر چون باد بہاری
جہان سرسنگ در خنجر گزاری
بمیدان اژدر آتش فشانم
منم مہتر قران شیر ژیانم

مہتر قران نے جھپٹ کر ایک لغدہ مارا اقوار موت سے انکار نہ کرسکا
سر پھٹ گیا لڑکھڑا کر زمین پر گرا اندھیرا چھا گیا ساحرون کا قلب تھرا گیا صدائے مہیب آنے لگین ہیرون نے
غل مچایا آواز آئی کشتی مرا نام من اقوار خونریز جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم
ملکہ گوہر جادو نے قتل کرنا شروع کیا ملازمان میلاد فریاد کرنے لگے رومال سے ہاتھ باندھکر خدمت اسد نامدار

مین حاضر ہوے مطیع الاسلام ہونے لگے فتح کے نقارے بجے شام ہوتے ہوتے بفتح وظفر واپس ہوے بارگاہ استادہوئی ملکہ گوہر جادو وشاہزادۂ صندلان صندلی پوش ومہتر قران نامدار بارگاہ مین اگر جلوہ فرما ہوے شاہزادۂ اسد نے قران سے پوچھا کہ اے سرکردۂ عیاران واے نظر کردۂ بزرگان اسوقت مین تمھارا کیونکر آنے کا اتفاق ہوا مہتر قران نے عرض کی اے شہریار کیا عرض کرین آپ سے سب صاحبون نے اس معرکہ عظیم کو چھپایا صنعت نے قیامت برپا کی تھی آپ کے کل سردار گرفتار پنجۂ تقدیر ہوے ہمارے استاد والا نژاد نے یہ صلاح کی کہ اسد نامدار کو لشکر سے جدا کرو انکا رہنا یہان بہتر نہین ہے کیا گزارش کرین عجب ہنگامہ برپا تھا حقیقت مین جسوقت اُستاد لشکر ظفر اثر سے نکلے صاف ثابت ہوتا تھا کہ کسی نوجوان کا جنازہ جاتا ہے غلام کو بھی ہمراہ لیا برق وچالاک وجانسوز وضرغام بھی قید ہوچکے تھے حقیقت مین حضور چالاک نے بھی ایسی عیاری کی کہ جسکا مثل ونظیر نہین لیکن نہ بن پڑی مُردہ بن کے اندر حصار سحر کے گیا تھا مگر صنعت نے پکڑ لیا سواے غلام کے اُستاد کے ساتھ کون جاتا حضور چار لاکھ ساحر ساتھ تھے اُستاد دولھا بنے تھے وہ سامان برات کیا تھا کہ مصور خیال نقشہ نہین کھینچ سکتا حصار سحر پر صنعت کے پہونچے تصدق اُستاد والا نژاد کا اب کبھی کلمۂ غرور کا زبان سے نہ نکالون گا بخدا باغ ملکہ زیور محل نشین مین اُستاد نے وہ عیاری کی کہ مجھ ایسے ناچیز کو تمیز ہوئی مطلق نہ پہچانا پھر بھلا صرصر کی کیا حقیقت تھی بس جو کچھ استاد نے تعلیم کیا تھا اُسی پیرایہ مین صنعت سے کلام کیے آخر صنعت نے حصار سحر ہٹا دیا مین نے جا کر اُستاد کے ہمراہ اُس روسیاہ کو مارا قیامت کی لڑائی پڑی خدا نے سب کو عمر دوبارہ وحیات تازہ عطا کی مگر اب خدا انجام بخیر کرے آپ کے دشمنون کو زیر کرے افراسیاب خانہ خراب اِس لڑائی مین بڑی ذلت اُٹھا گیا ہے دیکھیے کیا بلا نازل کرتا ہے ماشاء اللہ حضور کے سرداران شور شعار نے ایسی کارزار کی کہ افراسیاب وحیرت کے دانت کھٹے کر دیے اب آپ بسم اللہ سوار ہون سب اہالیان لشکر حضور کے قدوم میمنت لزوم کے مشتاق ہین ملکہ مہ جبین کو دن مفارقت کے سخت شاق ہین مجھکو بھیجا تھا کہ جا کر شہریار کو لاؤ مین نے اگر آپ کو اِس بلا مین مبتلا دیکھا شکر ہے کہ اُسکو واصل جہنم کیا اسد نامدار نے مہتر قران کو بھاری خلعت عطا فرمایا مہتر قران نے خلعت پہنا پھر اُتار کے رومال مین لپیٹ لیا شاہزادہ اسد نے پوچھا کہ کیون خلعت اُتار ڈالا حقیقت مین تمھاری لیاقت کے موافق تو نہ تھا قران نے عرض کی میری کیا حقیقت ہے یہ تو میری لیاقت سے دہ چند ہے لیکن حضور بخوبی آگاہ ہین گھڑی دو گھڑی پہنون کوئی ستارہ یا تار گر جائے

اُستاد حساب پوچھینگے مگر احتیاطاً شرط ہی کہین وہ چار گھڑی کے واسطے جو غائب ہو جاتے ہین تو فرماتے ہین کہ
لوٹ مار کرنے گئے تھے لاؤ حساب بتاؤ ہر چند عذر کرتے ہین کہ براے سیر گئے تھے یا شکارگاہ مین تھے فرماتے
ہین کتنے جانور شکار کیے گوشت اُنکا سردارون کے ہاتھ بیچ لینگے خدا اُنکو سلامت رکھے اُنکے دم سے حضور
عیاری کی آبرو ہی اسد نامدار کو سُرور تازہ و فرحت بے اندازہ حاصل ہوئی ملکہ گوہر و صندلان کو حکم
دیا جلد لشکر تیار ہو میلاد صحرائی کی بھی دولت ہاتھ آئی اقرار کے بھی خیمے و خزانے صندلان نے بار کرائے
شاہزادۂ اسد نامور بصد کر و فر پشت مرکب پر سوار ہوئے مہتر قران ساتھ ساتھ ہین شاہزادۂ اسد
احوال پوچھتے جاتے ہین مہتر قران حرف بحرف بیان کر رہے ہین کہ حضور آج ایک رکن طلسم ہوش ربا
گرا افراسیاب جادو کا بازو ٹوٹ گیا قتل ملکہ صندل سے بہت بد حواس تھا یہان ہرکارون نے
بڑھکر ملکہ مہرخ کو خبر دی کہ شاہزادۂ اسد نامدار بصد شوکت و وقار تشریف لاتے ہین لیکن حضور خدا
نے اپنا بڑا فضل شریک حال کیا ایک ساحر نے اُنکو گھیر لیا تھا عین وقت پر مہتر قران نامور پہونچے
کس مردانگی سے ٹوک کر اُس ساحر خود سر کو مارا میلاد صحرائی نامے ایک پہلوان ہاتھ سے شاہزادہ اسد
دلاور کے واصل جہنم ہوا ملکہ مہرخ نے سردارون کو حکم دیا کہ براے استقبال شاہزادۂ نیک خصال
جاؤ خود بھی براے استقبال گئی سو سرداران نامی گرامی ہمراہ لے گئے اُٹھین خوشی خوشی روانہ ہوئین
شاہزادۂ اسد سے آکر ملاقات کی اسد پشت مرکب پر سے کود پڑے اپنے سرداران تہمتن صف شکن سے
ملے جسکو دیکھا زخمدار و بیقرار پایا بٹیان چڑھی ہوئین زخمہ و زبان کی ہوئین چہرے اُترے ہوے
سب نے اسد نامدار کو گھیر لیا ملکہ مہرخ نے سر سے پانک بلائین لین ترقی عمر و دولت کی دعائین دین
اسد نامدار بارگاہ مین آئے و تخت زرین پر جلوہ فرما ہوے ملکہ مہرخ نے فوراً حکم دیا خدا نے سبکی
جانین بچائین خواجہ عمرو کا بھی دماغ تر ہی محفل عیش و نشاط آراستہ ہوئی ساقی بچہ ہاے شوخ و شنگ
و گلعذاران ماہ پیکر سمن بر آکر حاضر ہوے جام ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و
نوشا نوش بلند ہوئی ملکہ مہ جبین آلماس پوش کو نذرین گذرنے لگین جلسۂ عیش و سرور درست ہوا
دلنوازی خواجہ عمرو کی جھڑی برق و چالاک وغیرہ کا انتظام خیر خواہان دولت کہ عیش و راحت
سے کام یہان شاہزادۂ اسد نامدار مع اپنے سرداران عالی تبار کے مصروف جلسۂ عیش و نشاط مین
ذکر انکا انشاء اللہ وقت پر کیا جائیگا ملحوظ خاطر عاطر ناظرین والا مقام رہے

دو کلمۂ داستان حیرت بیان صلاح کرنا افراسیاب کا بمقدمہ حجرۂ ہفت بلا غرض طین بیان کرنا زال جادو بادشاہ قلعۂ تحت الشعاع کا اور کھلنا حجرۂ اول کا کہ جسکا حاکم مشعل جادو ہی عجب داستان پر نور مضامین سے معمور مصنف کی روشن بیانی دلچسپ کہانی ساقی نامہ بطرز مذاق بمضمون طمطراق

رندون کی محبوبن ساقن
آڑی ترچھی سکنے والی
ہر متوالا بندہ تیرا
مرد ترے ہین عورت تیری
زیور گہنا پاتا تیرا
بخشش تیری احسان تیرا
کوٹ ترے پتلون ہین تیرے
بینا تیرا گولک تیری
ہنسنا تیرا برق بلا ہی
تیرا جانا جان کا جانا
نازنئے انداز کے تیرے
عشوہ تیرا غمزہ تیرا
پھول ہین تیرے خار ہین تیرے
دخت رز رے بالک تیری
کشتی تیری دریا تیرا
کالی گھٹا ہی کملی تیری
پیر مغان گھروالے تیرے
الّو کرنا کام ہی تیرا
چلتے پرزے ہاتھ مین تیرے

دھومی خان کی دھوسن ساقن
سرمستون کی پیاری تو ہی
گورا کالا بندہ تیرا
گلیون گلیون راج ہی تیرا
سند تکیہ چھاتا تیرا
ڈفلے ڈھول دمامے تیرے
میمین تیری میمون تیرے
طبلہ اور سارنگی تیری
کسنا تیرا سیف جفا ہی
دل کی دشمن الفت تیری
صدقے دل ہر ناز کے تیرے
حصہ تیرا اجزا تیرا
طرہ بدھی ہار ہین تیرے
خم تیری خمخانہ تیرا
شہر ترا ہی قریہ تیرا
بھٹی تیری ہوٹل تیرا
بال ہین گھونگھر والے تیری
تیری آنکھین صاف کٹورے
بیفکرے سب ساتھ ہین تیرے

راج محل کی رہنے والی
مستی تو ہشیاری تو ہی
مال ترا ہی دولت تیری
سوبہ ترا ہی جہاج ہی تیرا
جان تری ہی ایمان تیرا
پگڑی اور عمامے تیرے
جھانجھ ترے ہین ڈھولک تیری
نیبو اور نارنگی تیری
تیرا آنا موت کا آنا
جان کی خواہان فرقت تیری
الف ترا ہی ہمزہ تیرا
ناز ترا ہی نخرا تیرا
ہر ماتھے پر کالک تیری
بط مینا پیمانہ تیرا
بجلی حکمت عملی تیری
کرسی مونڈھا دنگل تیرا
شیشہ بوتل جام ہی تیرا
جال کے پھندے اُنکے ڈورے
تیری یاد مین سبکو بھولے

اندھے کانے لنگڑے لولے
تخت ترا ہی افسر تیرا
ٹھمری گیت ترانہ تیرا
فیض کا دریا جلوہ تیرا
سبزے تیرے عزت والے
میمون پہ ہی سایہ تیرا
تیرے بس مین ناچ نچانا
تو ہی پھول ہی تو ہی بو ہی
آئے تیرے ارجا پرجا
بجلی چمکی کوندا لپکا
روشنی لے کر بجلی آئی
کوندے نے ہی دھو نسا سینکا
پیڑ ہین سب انگڑائیان لیتے
سرد ہوئی سب آتش گل کی
غنچے سوکھے کلیان لوٹین
مست بنانے والی ساقن
کاگ اڑین اور مہرین ٹوٹین
لاؤ ساقن بوتل مے کی
صاف نہین تو تلچھٹ دیدے
ناک مین دم ہی تیرے مارے
پھر گئین آنکھین تکتے تکتے
دو گیا اٹھی آفت آئی
تھوڑی دیر مین چٹ پٹ سب تھے

یہ تیرا ہی شان کا لشکر
امن کا گوشہ ہی گھر تیرا
جاڑہ تیرا گرمی تیری
بلبل ہی ہر الو تیرا
دامن زاہد صافی تیری
تارے سے اونچا پایہ تیرا
ان سبکو بیفکر بنادے
جو کچھ ہی ان سب کی تو ہی
خیمہ تیرا لایا بادل
بوند گری یا خیمہ ٹپکا
نوبت رعد بجاتا آیا
زاہد نے تن مند اچھینکا
غل ہی فصل بہاری آئی
گرم کر اب لو بھٹی مل کی
اٹھ او بڑھیا رانی ساقن
ناچنے گانے والی ساقن
مزے اڑائین اپنی دھن مین
ہاتھ سے رکھدے جو ٹمی ذ کی
ہاتھ سے لو اب بنیار کھدے
اب کیا کوئی سر دے مارے
آخر عورت تھی بیچاری
میخوارون کی شامت آئی
آفت یا بیہوشی وہ تھی

یا سب ہی شیطان کا لشکر
موسم فصل زمانہ تیرا
شرم تری بے شرمی تیری
چیلے تیرے دولت والے
لاکھون کی صرافی تیری
تیرا حصہ مست بنانا
تازی تازی سیر دکھادے
دیکھو وہ بادل اٹھ کر گرجا
کالا بھورا آیا بادل
ابر گھرا تاریکی چھائی
باد مبارک گاتا آیا
کھل کر پھول ہین لپٹین دیتے
میخواری کی باری آئی
روتے روتے آنکھین پھوٹین
بدمستون کی جانی ساقن
شیخ و زاہد سینے کوٹین
بیٹے گائین اپنی دھن مین
دینا ہو تو جھٹ پٹ دیدے
سامنے لا کر مینا رکھدے
سوکھ گیا منھ بکتے بکتے
ڈر کر بولی آئی مین واری
اسکے مارے بچتے کب تھے
دار دیا بیہوشی وہ تھی

کیسی ٹھہری کیا نالا
سنبھلا اور پھر تیور آیا
رو رو کر اک آہین بھرتا
کوئی الٹا گالی دیتا
وحشت زر پیکار ہو تجھپر
کیسے بد تر حال ہین تیرے

دیکھتا کب تھا گرنے والا
کیسا رستہ چلنا اسکا
ہنس ہنس کر اک باتین کرتا
تف مستی سرشاری تجھپر
سارے شہر کی مار ہو تجھپر
آ تو ادھر او ساقی ساقین

جو اٹھا اک چکر آیا
اسکے پائون سر تھا اسکا
کوئی اندھا تا نین لیتا
لعنت اور میخواری تجھپر
کیا ناقص افعال ہین تیرے
زور سے تیری نایون گردن

چہرہ مشعل افروزان محفل میخواری و روشن کنندگان جلسۂ عیاری و طراری شمع کلک جواہر سلک سے شب تاریک مضامین بیان کو یون منور کرتے ہین شہر نگارندہ داستان عجیب + رقم کرتے ہین یہ بیان عجیب۔ اب حال پر ملال افراسیاب خانہ خراب بیان ہوتا ہے کہ جب صنعت بدبخت قتل ہوئی حیرت جادو پر وہ مصیبت افراسیاب پر وہ آفت فوج تباہ لشکر برباد سردار ناشاد محافظان افراسیاب اسکو لیکر باغ سیب مین آئے مصاحبین وزیرزادیان دوڑین دیکھا ملکہ ماہیان زمرد پوش آج عجب خرابی مین لیکر افراسیاب کو آئی ہے تاج سر ندارد لباس پارہ پارہ حلقہ ہاے کمند گلے مین پیوست یہ کیفیت یہ حالت مصیبت دیکھکر اک شور گریہ و زاری بلند ہوا سب نے ہاتھون ہاتھ افراسیاب جادو کو لیا ملکہ ماہیان زمرد پوش افراسیاب کی نانی لرزان و ترسان حیران و پریشان گود مین افراسیاب کو لیکر بیٹھی کمندین گلے سے کاٹین افراسیاب کو ہوشیار کیا آنکھین کھلتے ہی یہ خفتہ بخت غصے مین اٹھا گویا فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا کہا ابھی سب کو جاکر مار ڈالونگا ایک کو جیتا نہ چھوڑونگا ہاے میری زینت پہلو ساحرہ خوشخو سرکار دم مین ممتاز ملکہ صنعت سحر ساز کس ذلت و رسوائی سے قتل ہوئین تب تو ملکہ ماہیان زمرد پوش سمجھانے لگی یکایک نخرہ لیے ہوے ملکہ حیرت جادو کو آیا افراسیاب نے ہاتھون ہاتھ نیچے سے لیا حیرت جادو پیٹنے لگی کہا اے شاہنشاہ مین زندہ نہ رہونگی اپنی جان دونگی مجھکو مسلمانون نے بہت ذلیل کیا آپ نے دیکھا کس قیامت کی لڑائی لڑی صنعت ایسی عقیل و فہیم دام عیاری عمرو مین پھنسی دو لٹا بنکر آیا مہتر قران نے بندہ مارا انہین معلوم میری بخیر خواہ کا کسی نے لاشہ بھی اٹھایا یا مردہ بھی کمبخت کا پامال ہوا افراسیاب نے کہا اے حیرت تم صبر کرو اسی ہفتے کے اندر دیکھ لینا کہ اگر کوئی بھی مسلمان واسطے علاج کے ملے بادولت کو شہنشاہ طلسم ہوش ربا نہ کہنا حیرت نے کہا آپ ہمیشہ اسی طرح

فرماتے ہین افراسیاب نے کہا ابھی جاؤن سرکے سر کاٹ لاؤن ملکہ ماہیان زمرد پوش نے کہا ای حیرت
بانیان طلسم نے منع کیا ہی کہ شاہنشاہ اپنے ہاتھ سے نہ کسی کو قتل کرین کہ جسم کا خون گھٹتا ہی ورنہ ابھی ممکن ہی
کہ مین اور افراسیاب جاؤن تمام دنیا کو پامال کرون یہ سحر و ساحری مین بینظیر مین مکاری و عیاری مین محیل
یہ بادشاہ ہوش رُبا مین علم و نیرنج مین وحید و یکتا یہ یادگار فرقہ سامری پرستان ہین رکن قصر زبردستان
لیکن ستارہ شناسون نے ثابت کر دیا کتبہاے قدیم کو ان احکامات سے بھر دیا کہ ملازم شاہنشاہ لڑین بلکہ
عزیز و اقارب بھی دست انداز نہون علاوہ ازین ملازمان جانباز و سرفروش کیا کم ہین اگر ناظمان در بند
اپنے اپنے مقام سے جنبش کرین گا و زمین تھرا جاے یہ کہکر ملکہ ماہیان زمرد پوش نے کہا کہ ای افراسیاب
ملکہ حیرت جادو کو بطرز قدیم لشکر ساتھ کرکے مقابلے مین روانہ کرو تاکہ مسلمانون کو خوف رہے مگر طبل
جنگی نہ بجے مین جاکر ناظمان در بند ہوش رُبا کو نامے لکھتی ہون میرا ارادہ ہی کہ اپنے عزیزون کو مع اہالیان
پردۂ ظلمات طلب کرون وہ اگر قیامتین برپا کر دینگے زمین میدان نبرد لاشون سے بھر دینگے ساکنان
پردۂ ظلمات ہین صاحبان کرامات ہین اندھیر مچا دینگے آتش قہر و غضب سے خرمن ہستی مسلمانان کو جلا دینگے
کالی کالی صورتین لباس بھی کالے قالب بھی سیاہ روسیاہ کسی مقام پر نذر کرینگے دھنوان دھار مچا دینگے
افراسیاب نے بصد پیچ و تاب کہا آپ جاکر نامے ترقیم فرمائیے مابدولت کی خدمت مین سبکو بلوائیے جسکو
مناسب جانونگا اُسکو بھیجونگا اور جو میرا ارادہ خاص ہی اُسکو زبان پر نہین لاسکتا ہر وقت ظاہر ہو جائیگا
زمین و آسمان تھرائیگا ملکہ ماہیان زمرد پوش تو بخوبی افراسیاب کو سمجھا کے طرف پردۂ ظلمات
کے روانہ ہوئی مگر افراسیاب کو انتہا کا قلق ہی رنگ چہرے کا فق ہی دل مین پیچ و تاب چہرے پر عتاب
یکایک آسمان سے برق چمکی اک جادوگر نے افراسیاب کو نامہ دیا افراسیاب نے نامے کو پڑھا
طرف سے زال جادو بادشاہ قلعہ تخت الشعاع کے مرقوم تھا کہ ای شاہنشاہ عالم پناہ بعد ایک سال کے
جشن جو اس قلعہ پر ہوتا ہی کل سامان مہیا ہی صرف حضور ہی کا انتظار ہی حالات رنج و ملال بھی سُنئے
قتل ملکہ صنعت سحر ساز کی اس خیر خواہ دولت کو خبر ہوئی بخوبی ظاہر ہی کہ دن بدن ترقی فرقہ
مسلمانان و تنزل سامری پرستان در پیش ہی بندگان عالی کو پس و پیش ہی براہ خیر خواہی کچھ عرض بھی
کرونگا یقین ہی کہ آئینہ مراد مین جلوۂ عروس فتح و ظفر نظر آے مطلب دل حاصل ہو جاے جلد
تشریف لائیے افراسیاب نے کہا ای حیرت جادو یہ ظہور قدرت سامری ہی ابھی دل مین آیا تھا کہ

زال جادو کو طلب کردن حجرہ ہفت بلا جو ہماری عملداری مین ہین زال جادو اُسکا رازدار ہی اب
جسطرح بن پڑتا ہی مشعل جادو کو لاتا ہون وہ آتے ہی سب کو پھونک دیگا نہ کہ زال جادو نے خود طلب کیا
تمام سامان لشکر کشی کرو مقابلہ مسلمانان مین جا کر اترو ماہدولت جو مناسب وقت ہوگا تحریر فرمائینگے بموجب
اسکے کاربند ہونا حیرت نے شہ کے سر جھکا لیا کہا مین جلسے کو حاضر ہون کیفیت مشعل بھی اپنے بزرگون
سے سُن چکی ہون وہ بڑا مغرور ہی اسکو طلب کرنا سراسر عقل کا مقصود ہی اگر وہ آنے کا اقرار کرے مین جان
دینے کو حاضر ہون افراسیاب نے سر حیرت کا سینے سے لگا لیا کہا ای روح روان وای آرام دل مشتاق
اگر تجھپر کوئی زوال ہو مین اپنی جان تجھپر نثار کردن جو کچھ باتین سُنی ہین انکا خیال نہ کرو تم لشکر لیکر
جلو مین جا کر قدمون پر گرتا ہون خون حسرت کا بہت بڑا معاوضہ ہوگا یہ کہکر افراسیاب نے حیرت کو
مع لشکر ہشیار برائے مقابلہ لشکر اسلام روانہ کیا آپ سوار ہو کر برائے ملاقات زال جادو چلا یہان
زال جادو نے قلعہ کو آراستہ کیا ہی تمام کاہنان طلسم و پنڈت و برہمن و استادان ہر فن جمع ہین تخت
زبرجدی برائے افراسیاب آراستہ کیا ہی آمد شہنشاہ کا انتظار ہی یہی ذکر ہو رہے ہین ستارہ شناس کہتے ہین
ای زنگن طلسم ہوش ربا اب طلسم کے بچانے کی کچھ تدبیر کیجیے حجرہ بلا کے کھولنے کی تقریب کیجیے زال کہتا ہی
یارو بڑی مشکل ہی حکمائے طلسم نے جو قاعدہ برائے آمد مشعل جادو قرار دیا ہی اسکو زبان سے نہین
کہہ سکتا ہر چند وزرا امرا پوچھ رہے ہین زال کہتا ہی میری تقدیر پر دال ہی مشعل جادو کا آنا بہت محال ہی
یہ ذکر تھا کہ سب نے دیکھا ابر ہفت رنگ نشان آمد افراسیاب ظاہر ہوا زال جادو برائے استقبال
اُٹھا تمام سرداران نامدار و تاجداران عالی مقدار بھر کرکے بلند ہوے پایۂ تخت افراسیاب سے لپٹ گئے
باعزاز و اکرام تخت پر لا کر بٹھایا پہلوے تخت مین زنگل زال جادو دگر نجومی و رمّال ستارہ شناس
تاجدار و ساحران نامدار جمع ہین تمام دربار معمور ہوا ساقی بچے اگر حاضر ہوے افراسیاب نے کہا ای
زال اب جلسۂ شراب و کباب موقوف رہے ماہدولت کو تمسے کچھ صلاح کرنا ہی پہلے اسکی تدبیر کرو جواب صواب
دو کیا بتاؤن کہ جسقدر ملال ہی دل چاہتا ہی فقیر ہو کر قبر سامری و جمشید پر جا بیٹھون ترک سلطنت کرون اس لڑائی
مین ایسے ایسے ملال اُٹھائے کہ بیان نہین ہو سکتے وقائع نگارون نے سب لکھے ہونگے میرے کہنے کی
کیا ضرورت ہی بس اب نام عیش و نشاط سے نفرت ہی ای زال جادو ماہدولت چاہتے ہین کہ شمع تقریر
روشن کرو تدبیر آمد مشعل جادو بتاؤ اگر ہم قصد کرین کہ مشعل جادو سے ملاقات ہو اور اسکو برائے

مقابلہ مسلمان لیجائین توکیا کام کرین سامان کیا مہیا ہو یہ فقرہ سُنکر زال جادو نے سر جھکالیا کہا ای شاہنشاہ مشعل جادو زینت محفل سامری رونق دربار جمشید شمع بزم افسونگری چراغ سحر و ساحری اپنے کو بہت سامری مین زمین مین دفن کرادیا اب مین قواعد عرض کرتا ہون گوش ہوش سماعت فرمائیے آپ عقیل و فہیم و دانا ہین حرف بحرف سمجھانا کیا ضرورت ہی آپ خود ہی سمجھ جائینگے مفصل کیونکر عرض کرون قلب میرا اب بھرآتا ہی کلیجہ منھ کوآتا ہی مگر بے افشا۔ راز بن نہین پڑتا اشعار

گذرتی عمر ہی یون دورِ آسمانی مین
کہ جیسے جاے کوئی کشتیِ دخانی مین
رہا کاوہ خوب نہین طبع کی روانی مین
کہ جو فساد کی آتی ہی سند باقی مین
وفور اشک اگر سر سے اوج ہوا اپنا
فلک بہ رنگ گل نیلوفر ہو پانی مین
کہانیان ہین حکایات خضر و آب بقا
بقا کا ذکر ہی کیا اس جہان فانی مین
نہین خضاب سے مطلب ہین یہ مو سفید
سیاہ پوش ہوے ماتم جوانی مین
وہ جیسے گھر کو سدھارے اور انکھون مین ہم
پھرے بھٹکتے ہوے کوے بدگمانی مین
ہمیشہ ہی مجھے سرمایہ لقا مین بقا
حیات دار ہون مین آب زندگانی مین
افراسیاب نے کہا مین اس معنے

کو نہین سمجھا زال جادو نے کہا اصل مدعا میری زبان سے نہین نکلتا افراسیاب نے کہا تم قاعدہ بیان کرو کرنے نہ کرنے کا ہمکو اختیار ہی زال نے عرض کی ای شاہنشاہ اگر بادشاہ طلسم ہوش رُبا قصد کرے کہ شاہنشاہ مشعل جادو سے ملاقات کرون اول یہ مناسب ہی کہ جس معشوق کو بادشاہ انتہا کا چاہتا ہو در دولت مشعل پر اسکو اپنے ساتھ لیجائے سامری و جمشید کی پوجا کرینگا سیندور ہی الفاظ سحر و ساحری سے معمور ہی اُس سیندور کا معشوق کے ماتھے پر ٹیکا دے گویا وہ کلنک کا ٹیکا ہی اُسوقت وہ معشوق خود خواہش کریگا کہ مجھکو نام سامری پر نثار کیجیے تب بادشاہ عالیجاہ سنگ صبر دلپر رکھے نمک فرقت کا مزہ چکھے یعنے اپنے ہاتھ سے اُس معشوق کو ذبح کرے کاسۂ بلورین مین خون اُس معشوق کا لے اُسوقت در دولت پر مشعل کے آواز دے کہ ای شاہنشاہ مشعل آپ کی خدمت مین حاضر ہوا ہون وہ آواز دیگا کیا تحفہ ہمارے واسطے لایا کیون ہمین ستانے آیا جواب دے کہ شاہنشاہ خوش اسلوب قاتل محبوب و مطلوب نے در دولت پر خون معشوق بہایا کچھ افسوس نہ آیا یہ جام شراب خون معشوق آپ کے واسطے حاضر لایا ہون ای شاہنشاہ تب دروازہ کھلیگا پھر جا کے مشعل جادو سے ملاقات کرے افراسیاب نے رو کر کہا زہے قدرت سامری کیا خوب طریقہ ملاقات شاہنشاہ مشعل جادو ہی افسوس ہی کہ مین نے یہ کیا کیا ع ای روشنی طبع تو برمن بلاشدی ۔ چراغ محبت گل کرے شمع حیات محبوب بجھائے تب صورت ملاقات مشعل نظر آئے

زرال نے کہا اے شاہنشاہ ابھی سماعت فرمایئے زیادہ نہ گھبرایئے جب سامنے اُس بلا کے حجرۂ اول کی رسائی ہو جام خون مطلوب اُس مست بادۂ سامری کے سامنے پیش کرے وہ بخوشی نوش کریگا مزاج مین بحالی خون پینے سے چہرے پر لالی ظاہر ہوگی تب کیفیت پوچھیگا شاہنشاہ غرض اپنی ظاہر کرے اپنے حال مصیبت مآل سے اُس خونخوار کو ماہر کرے آتے نہ آنے کا اُسکو اختیار ہی کسی کا تابعدار نہین ہی افراسیاب نے کہا دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہی تمھاری تقریر سے کلیجہ مُنھ کو آتا ہی نظم

تیر اسنے جو کی تیغ ستم اور زیادہ
جیدن شاخ بڑھے ہوکے قلم اور زیادہ
دیتا ہی وہ دمباز جو دم اور زیادہ
ذوق نمک درد والم اور زیادہ
کیا ہو دیگا دو چار قدح سے مجھے ساقی
ہو پشت فلک مین ابھی خم اور زیادہ
اس لقمے کے مارے کی اگر خاک کو چاٹے
ہی زہر نہ کھانا مجھے سم اور زیادہ
وہ دل کو جو ڑا کے جو لگا آنکھ چرائے
کر گردن تسلیم کو خم اور زیادہ
جو کنج قناعت مین ہین تقدیر پہ شاکر

مشتاق شہادت ہوے ہم اور زیادہ
گر شرح جنون کیجیے رقم اور زیادہ
شیشے کی طرح پھوٹے ہین ہم اور زیادہ
کرنے کو سیہ نہ ورق چرخ کو اے دل
مین لونگا ترے سر کی قسم اور زیادہ
ہو جسکو بس مرگ بھی یاد دہن تنگ
بیدا دم افعی مین ہی ہو سم اور زیادہ
ہستی تنگ مایہ نے کچھ بھوکا ہی ایسا
یارون کا گیا اپنے بھرم اور زیادہ
لیتے ہین ثمر شاخ ثمر ور کو جھکا کر
ہی ذوق برابر انھین کم اور زیادہ

سر کٹ کے سرافراز ہین ہم اور زیادہ
ہو چاک ابھی جیب دو قلم اور زیادہ
لذت سے محبت کی ہی ہر زخم جگر کو
نالے سے نہین کوئی قلم اور زیادہ
گر میری طرح دوش پہ ہو بار محبت
تنگ اُسکو کرے کنج عدم اور زیادہ
اُس شوخ ستمگر کو مری مرگ ہی منظور
اُبھرے ہین حباب لب یم اور زیادہ
ہی بلغ جہان مین تجھے گر ہمت عالی
جھلکے مین سخی وقت کرم اور زیادہ
اے زرال مین خود کیا کسی سے

کم ہون ایسی بلا کو میری بلا بلائے جو پہلے ہی معشوق کو کھا جائے زرال نے کہا جہان حضور نے مصیبت سُنی حالات اختیارات مشعل تو سماعت فرمایئے کہ اُسکی کیا کیفیت ہی سحر اُسکا کیا ہی حقیقت مین کامل و یکتا ہی بےمثل و بےنظیر چرخ افسونسازی کا مہر منیر اے شاہنشاہ جب اُسنے اقرار کیا کہ تمھارے دشمنون سے لڑونگا اول بار خاطر اُسکا بہت گران ہی یعنے شراب بےحساب پیے گا ہر وقت اُسکے پاس ساقی بیچے موجود رہین برابر شراب پلاتے جائین جب طبل جنگی بجے وہ میدان کارزار مین نکلے جو اُسکے مقابلے مین آئیگا یہ مشعل عمل مقناطیس کا عامل ہی کشش کرنے مین روح کے کامل ہی یعنے کیسا ہی ساحر اُسکے مقابلے مین آئیگا یہ روح اُسکی کھینچکر ایک طائر کو مردہ بنائیگا طائر مردہ کے جسم مین روح آ

ہم نبردی کی بند کریگا وہ مقابلہ کرنے والا مُردہ ہو کر زمین پر گریگا روح اُسکی جسم مین طائر کے ہی جب دل چاہے
طائر کو جلا دیجیے وہ جسم مردہ بیکار ہی یہ صورت اِسکے مقابلے کی ہی اب دوسرا اختیار سماعت فرمائیے یہ عبادت
سامری کر کے کایا پلٹ ہو گیا ہی یعنے اگر کوئی ساحر زبردست اِسکے مقابلے مین آوے تیغہ سحر کا ہاتھ لگاے
یا گولہ مارے اور اِسکے دو ٹکڑے ہون یہ تو بخوبی ظاہر ہی کہ کیسا ہی وار کسی پر پڑے عرصے تک آدمی تڑپتا ہی
یکایک روح جسم سے نہین نکلتی کوئی شخص طائر مردہ لیکر اِسکے دہن سے ملا دے روح مشعل جسم مین
طائر کے اُتر آئیگی طائر مردہ بیکار ہو جائیگا اب ایک شخص ساحر یا غیر ساحر کو مردہ کرنا چاہیے یعنے گردن
مروڑی جاے جسم سالم رہے اُس طائر کو اس انسان مردہ کے دہن سے ملا دے روح مشعل جسم طائر
سے جسم انسان مین اُتر آئیگی فوراً اِس جسم مین اُٹھکر نعرہ کریگا منم مشعل جادو پھر وہی اپنی روشنی
دکھائیگا اِس صورت مین فرمائیے کیونکر مارا جائیگا ہر مرتبہ ایک جسم قتل ہوگا آپ تو بادشاہ نامدار ہین کل رعایا
کا آپ کو اختیار ہی روز دو چار کی گردن تڑوا دیجیے جسم قتل ہوگا روح مشعل مجروح نہو گی یہ حالات سنکر
افراسیاب وجد مین آیا تاج کو کج کیا پکار اُٹھا منم شاہنشاہ طلسم ہوش رُبا لیکن ای زال جادو
معشوقہ دلنواز عشوہ ساز حسین وجمیل صاحب سطوت و شوکت زوجہ میری ملکہ حیرت ہی بارے اُسکو اپنے
ہاتھ سے قتل کر دن خون اُسکا اُس سیاہ رو ملعون مردود کو پلاؤن میرے دل سے یہ کبھی نہو سکیگا کہو
تو اپنا خون پلاؤن تمکو یاد ہوگا کہ جب چاہ زمرد کا سیلہ ہوا تھا مین نے رازداران طلسم کو بلا کر پوچھا کہ
کہ مین انگشتری جمشید کیونکر منگاؤن رازداران طلسم نے کہا سات بوٹیان اپنے جسم کی کاٹیے یاقوت احمر کی سُمرن
بنائیے اُس سُمرن کو بنجہ سامری مین پہنائیے تب انگشتری جمشید ہاتھ آئیگی مین نے فوراً گوارہ کیا سُمرن بنائی
انگشتری جمشید منگائی ہاتھ مین ماہ دولت کے موجود ہی لیکن معشوقہ کا قتل کرنا اپنے ہاتھ سے تیغ تم اُسکے
گلوے نازک پر پھیرنا یہ تو کسی جلاد نامراد سے بھی نہوگا زال جادو نے کہا ای شاہنشاہ ملکہ حیرت
جادو تو آپ کی زوجۂ خوشخو ہی اُسکو ہم کیونکر کہینگے کہ قتل کیجیے لیکن اور بھی تو آپ کے محبوب و مطلوب
ہین کیسے کیسے ساقی بچہ ہاے خوش اسلوب ہین اُنہین سے کسی کو تجویز فرمائیے یہ سُنکر افراسیاب نے
کہا ہان ایک دلبر رشک قمر اب بھی ہی مین نے اُسکو بادشاہ عالیجاہ کیا ہی اُسکے ساتھ محبت کا نباہ کیا ہی
بچپن سے اُسکو پالا یہ گڑریے کا لڑکا تھا ماہ دولت براے شکار صحرا مین گئے یہ کھیت پر کھیل رہا تھا
اُسکا حسن دلربا آنکھون مین چھا دل کو بچپن کیا ماہ دولت کو بہت پسند آیا اُٹھا لایا ای زال جادو

اُسکو گودیون مین پالا اپنا ساقی بنایا زال نے کہا آپ مجھکو تو وہان لیچلیے اے شاہنشاہ اب بڑی قباحت ہی
آپ ارادہ کھونے حجرۂ بلا کا کر چکے ہین اگر اب نہ کھویے گا تو بڑا پاپ ہوگا سامری و جمشید کو ملال گذریگا جسوقت
در مشعل پر لاؤنگا سیندور کا ٹیکا دونگا سبھوت ہوکر خود کہیگا مجھے نام سامری پر نثار کیجیے افراسیاب یہ سنکر
بہت بیقرار ہوا خیال کرتا ہی اب کیا کرون ارادہ کرکے باز رہنا باعث خرابی ہی یہ سوچ کے تخت پر سوار ہوا
زال جادو کو ہمراہ لیا تخت اڑتا ہوا روانہ ہوا قریب قلعہ آکر پہونچا زال جادو نے اگر دیکھا قلعہ مین کیا کیا
جوانان ماہ رو غنچہ لب طفلان سادہ رو تند خو صاحب حسن و جمال مستانہ چال عدیم المثال جام مے ارغوانی ہاتھ مین
دل لبھانے کی گھات مین خرامان خرامان اٹھکھیلیان کر رہے ہین بات بات پر قہقہے پڑ رہے ہین آپسمین خوش فعلیان
ہو رہی ہین کسی جگہ پھلجھڑی کی کڑاہی چڑھی ہی گلگلے پوریان پک رہی ہین کوئی ناچتا ہی کوئی گاتا ہی برابر تانین
اڑ رہی ہین زال جادو حیران ہوگیا کہا واہ شاہنشاہ کیا ملک آباد کیا ہی ہر ایک طرز بیان کا دل ربا ہی جب
قریب دار الامارہ پہونچے دیکھا چوبدار و حاجب و دربان زرق برق پوشاکین زربفتی زیب جسم گلنار جوڑے
پہنے ہوے پگڑیان سرخ سرخ اپنے اپنے مقام پر کھڑے ہین اندر قصر دلنشین کے جشن دلفریب ہو رہا ہی
طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہی بالیان چھڑ رہا ہی سارنگی مل رہی ہی ہر نوجوان اچھی آن بان سے نشۂ شراب
حسن مین مست جام بادۂ گلنار بدست تانین مار رہے ہین غزلین گا رہے ہین

غزل

کہتے ہین یہی نالۂ غماز کسی کے — گھر کر گئے ہین دل مین کچھ انداز کسی کے
آئینہ مین کیون دیکھ لیے ناز کسی کے — سیماب کو شرماتے ہین انداز کسی کے
دیکھا اِدھر اے دل تو نہ قابو مین رہیگا — آنکھون کے اشارے ہین فسونساز کسی کے
محرم نے زیادہ ترے سینے کو ابھارا — افشا کیے ہمراز ہی نے راز کسی کے
مشتاق ہی کسکا ارنی گوے سر طور — کچھ کان نہ کھولے تری آواز کسی کے
بے بال و پری پر کوئی کیون اپنی ہو نالان — چھٹکی جو نہ لے حسرت پرواز کسی کے
کی موت نے تاخیر تو مر جائینگے تجھپر — ممنون نہوینگے ترے جانباز کسی کے
وہ ساتھ بھی سویا تو نہ جاگی مری تقدیر — کیا گھنگرو دن مین بھی نہین آواز کسی کے
تدبیر سے تقدیر موافق نہین ہوتی — بیکار کسی سے ہین یہ پھر ساز کسی کے
اک دل کا وہ خواہان ہی مین سو دل اسے دونگا — بیتور بھی تو دیکھے نگہ ناز کسی کے

سمجھا دو جلال آئے اگر یار یہ اب دل | ہو رہتے ہین ادھ خانہ بر انداز کسی کے

افراسیاب اپنے معشوق دلنواز کی آواز دلکش سنکر جھومنے لگا کہا ای زال جادو سنتے ہو کہ اسوقت ابھی دھن مین کس خوبی سے گا رہا ہی مین نے خورشید تاج بخش اسکا نام رکھا ہی اس اقلیم کے بادشاہ بیلا اسکے حکم کے سلطنت نہین پاتے ہین بڑے بڑے سرکش اسکے سامنے سر جھکاتے ہین جب یہ پاؤن کے انگوٹھے سے ماتھے مین ٹیکا لگا دیتا ہی تب اُسے سلطنت ملتی ہی ادھر خادمون نے دوڑکر خورشید سے خبر دی کہ حضور شاہنشاہ افراسیاب تشریف لاتے ہین یہ سنکر اُٹھ کھڑا ہوا براے استقبال آگے بڑھا افراسیاب نے زال نے دیکھا خورشید سامنے سے جیکا دریاے جواہر مین غوطہ زن تاز و انداز مین یرقن چالیس پچاس مصاحب ساتھ ساتھ مہندی ہاتھون مین لگی ہوئی براے تسلیم شاہنشاہ افراسیاب خم ہوا افراسیاب نے خورشید کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا دولت کونین ہاتھ لگی خورشید نے لاکر افراسیاب کو تخت پہ بٹھایا مسکراکر پوچھا اسوقت دھوپ مین شاہنشاہ کہان سے تشریف لاتے ہین زال تو اسکی باتون پہ لوٹا جاتا تھا شاہنشاہ تو اُسکو دیکھتے ہی مبہوت ہوگئے خورشید نے جام مے گلگون بھرکر پیش کیا افراسیاب نے جام تو لیکر پی لیا مگر آنکھون مین آنسو بھر آئے دل سے کہتا ہی یہ کمبخت کیونکر قتل ہوناگوارا کریگا رو رو کے جل بھل بھریگا زال نے چٹکی لی کہا ای شاہنشاہ ملک و مال پر خیال فرمائیے اسکی جان کا ملال نہ کیجیے طلسم ہوش ربا ہاتھ سے جاتا رہیگا بڑی پختہ تدبیر غلام نے نکالی ہی آپ ذکر فرمائیے دیکھیے تو کیا جواب دیتا ہی افراسیاب نے کہا ای زال تم کہو میرے منھ سے نہین نکلتا ہی رہ رہ کے کوئی کلیجہ ملتا ہی زال نے کہا میان خورشید تاج بخش صاحب کچھ ہم عرض کیا چاہتے ہین خورشید نے مسکراکر جوابدیا شوق سے آپ فرمائیے اپنے دل کا مدعا بیان کیجیے زال نے کہا آپ کو کچھ خبر بھی ہی آپ کے شاہنشاہ پر مصیبت پڑی ہی ملک و مال دشمنون نے چھین لیا اسد آمادۂ فتاحی طلسم ہوش ربا ہی اب بربادی مسلمانان کی ایک تدبیر ہی وہ تمھاری کوشش پہ موقوف ہی ہر ایک نمکخوار آج کل جانبازی مین مصروف ہی تم بھی کچھ شاہنشاہ پہ احسان کرو خورشید نے کہا ای زال کیا کہتے ہو میری کیا ہستی کیا لیاقت ہی جو شاہنشاہ پر احسان کرون یا شاہنشاہ کے کام آؤن البتہ دعاگوے دولت ہون جان سے حاضر ہون جسجگہ شاہنشاہ کا پسینہ ٹپکے اپنا خون بہانے کو موجود ہون سلطنت شاہنشاہ کی قایم رہے شاہنشاہ کی زندگی سے ہم سب کی بھی زندگی ہی اگر بال بیکا ہوا اپنی جان دین شاہنشاہ پر چشم زخم نہ آنے دین زال جادو

نے کہا مرحبا صد مرحبا غمگسار بادۂ اطاعت سے سرشار سرفروشی مین کامل جان نثاری کے عامل
ایسا ہی کرتے مین نام پر مرتے ہین موت سے کب ڈرتے ہین لیکن یہ تو خیال کرو کہ شاہنشاہ سے
کب ہو سکیگا کہ تمہاری جان کو ضرر ہو تم ابھی محبت دلی سے اپنے شاہنشاہ کی بیخبر ہو اکثر شب
فراق مین فرماتے ہین کہ اگر میرا خورشید ہوتا تو دیدۂ دل منور ہوتا قلب ناصبور آرام پاتا یہ باتین زال
سے سنکر خورشید مثل گبھرکے بھول گیا کہا میان زال مین اپنا حال کیونکر تمسے بیان کرون کیا
بتاؤن کہ جسطرح راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے بسر کرتا ہون میرا حال زار بخوبی ظاہر ہی کہنا بیکار ہے
شاہنشاہ عالیوقار کے زندگی دو بھر ہی موت آنا بہتر ہی نظم

ای ذوق وقت نالے کے رکھلے جگر پہ ہاتھ
ورنہ جگر کو رودیگا تو دھر کے سر پہ ہاتھ

مین ناتوان ہون خاک کا پروانے کی غبار
اُٹھتا ہون رکھکے دوش نسیم سحر پہ ہاتھ

خط دے کے دل مین تھا کہ زبانی بھی کچھ کہے
پر اُسنے رکھدیا دہن نامہ بر پہ ہاتھ

کھاتا ہی اس مزے سے غم عشق میرا دل
جیسے گرسنہ مارے ہی حلوائے تر پہ ہاتھ

جون نبض تباخہ تو نہ چلا انگلیان طبیب
رکھ رکھکے نبض عاشق تفتہ جگر پہ ہاتھ

ای شمع ایک چور ہی باد نسیم صبح
مارے ہی کوئی دم مین ترے تاج زر پہ ہاتھ

چھوڑا نہ دل مین صبر نہ آرام نہ شکیب
تیری نگہ نے صاف کیا گھر کے گھر پہ ہاتھ

قاتل کبھی نہ تونے اٹھائے ہزار حیف
اکر مزار کشتۂ تیغ نظر پہ ہاتھ

جو دیکھے اُسکو تھام کے دل بیٹھ جائے ذوق
جب ناز سے کھڑا ہو وہ رکھکر کمر پہ ہاتھ

ای زال جادو رات بھر ایسے ایسے اشعار پڑھکے دل کو بہلاتے ہین جب دم لبون پر آتا ہی تب سحر ہوتی ہی
بس ہماری تو اسی طرح سے بسر ہوتی ہی جسوقت مزاج مین آئے شاہنشاہ ہمارا امتحان کرلین دل و
جان سے حاضر ہین ثابت قدم کوے محبت سرفروش میدان الفت ہین جان ہو جان سے اُنپر نثار ہی
یہ تو میرے وارث ہین علاوہ اِسکے گود مین مجھکو پالا ہی انصاف کرو تو والدنامدار ہین یہ بھی ظاہر ہی کہ
میرے عاشق زار ہین مین انکے صدقے قربان یہ کہکے افراسیاب سے لپٹ گیا منھ پر منھ ملنے لگا
کبھی بلائین لین کبھی دعائین دین کبھی کہتا ہی میرے اچھے شاہنشاہ آج غضب کو اسی مقام پر تشریف رکھیے
مین آپکو جلنے نہ دونگا رات بھر جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہو ساعت فرمائیے گا مین ستار بجانا سیکھا ہی

آپ بہت خوش ہونگے افراسیاب بیقرار ہوگیا مگر زال نے اشارہ کیا کہ ای شاہنشاہ اسوقت محبت کو دل سے
دور کیجیے بربادی طلسم ہوشربا کو تصور فرمایئے اسکے دام تقریر سے نکلیے ورنہ کوئی تدبیر نہو سکیگی سب کام
ابتر ہوگا آج تک ہمکو یہی خیال تھا کہ سوائے ملکہ حیرت جادو کون حضور کا معشوق خوشخو ہی کون ایسا زینت
پہلو ہی جسکا بھو گئے ہین اب اسکو دم دیکر لیجلیے در دولت مشعل جادو پر بہونچکر اس تندخو کو ایسا راضی کرونگا
کہ خود اپنا گلا دم خنجر پر رکھدیگا جسوقت سیندور کا ٹیکا اسکی پیشانی پر لگا دونگا ملاحظہ فرمائیے گا کہ کیا تماشے
کریگا سامری و جمشید کے نام پر مریگا افراسیاب کی آنکھون مین آنسو بھر آئے منہ پھیر کر دامن سے اشک
پاک کیے کہا میان خورشید تاج بخش ہمارے ساتھ قلعۂ تخت الشعاع مین چلیے وہان سامان جشن مہیا ہی مین
جشن مین شاہنشاہ نے فرمایا بدون معشوق ہمارا دل گھبراتا ہی چل کر خورشید تاج بخش کو بھی اس جلسے
مین لائین علاوہ ازین وہان جنگلون کی کیفیت تمکو دکھائینگے ہوائی قلعہ کی سیر کرائینگے حیرت جادو مقابلہ
مسلمانان مین فروکش ہی دو چار دن شاہنشاہ وہین تشریف رکھینگے شاید یہان کی خبر ملکہ حیرت کو کوئی
پہونچا دے فوراً وہ دوڑی آئے اور تمھارے نام سے جلتی ہی وہان پر کچھ نہین کہ سکتی ہمارا گھر ہی ہمکو اختیار ہی
یہ سنکر خورشید خوش ہوگیا مصاحبون سے کہا جلد ہمارا لباس نکالو تم سب ہمارے ہمراہ چلو زال نے کہا ای
خورشید وہان سب خادم و مصاحب حاضر ہین صرف تنہا تشریف لیچلو یہ سنکے خوشی خوشی اٹھا حمام کیا لباس فاخرہ
زیب جسم کرکے قریب شاہنشاہ آیا افراسیاب کا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی خورشید نے کاندھے
پر افراسیاب کے ہاتھ رکھدیا کہا شاہنشاہ اٹھو جہان چاہو ہمکو لیچلو ہم تمھارے ساتھ ہین وہان جشن
مین چلکر خوب گائینگے تمکو شراب ناب پلائینگے زال نے افراسیاب کو جو متردد و متحیر پایا گھبراگیا ایسا
نہو بنا بنایا کام خراب ہو خورشید تاج بخش کو تخت پر سوار کرلیا افراسیاب سے کہا ای شاہنشاہ
تشریف لائیے بمجبوری افراسیاب تخت پر سوار ہوا زال جادو نے تخت کو اڑایا لیکن افراسیاب
نے چلتے وقت ایک نامہ واسطے ملکہ حیرت جادو کے لکھکر پتلۂ سحر کو دیا مضمون یہ تھا کہ ای ملکۂ عالم
مشعل جادو کے لانے کی مابدولت نے تدبیر کی ہی یقین کامل ہی کہ مشعل جادو کو عنقریب لیکر آؤن
اب اگر کوئی سردار آئے خبردار طبل جنگی نہ بجوانا یہ بات ابھی مشتہر نہونے پائے کہ شاہنشاہ قلعۂ تخت الشعاع
مین تشریف لے گئے ہین باغیان وغیرہ سب رازدار ہین فوراً سمجھ جائینگے کہ حجرہ بلا کے کھانے
کی تدبیر ہی شاید کوئی فکر کرین پتلہ یہ نامہ لیکر طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوا ایمان لشکر اسلام مین کئی

دن سے برابر جشن ہورہا ہی عین جشن مین دیکھا ملکہ حیرت جادو مع لشکر بیشمار تخت نکہت اثر پر سوار گرد ہزارہا ساحران غدار یا سامری و جمشید کی پکار ہمراہی مصور و ملکہ صورت نگار و دیگر سرداران نامدار میدان کارزار مین اگر پہونچی بارگاہ استادہ ہوئی لشکر فرو کش ہوا خواجہ عمرو نے برق سے فرمایا جلد خبر لاؤ کہ حیرت جادو کس ساحر کو برائے مقابلہ لائی ہی مفصل حال معلوم ہو تو اُسکی کوئی فکر کیجائے یہ تو بخوبی ظاہر ہی کہ قتل ملکہ صنعت سحرساز کا افراسیاب کو بڑا ملال ہی کوئی مکر کامل کریگا خدا اُسکے شر سے بندگان خدا کو بچائے چالاک نے کہا مین جاکر ابھی مفصل خبر لاتا ہون خواجہ عمرو تو بخوبی آگاہ ہین کہ چالاک کشتہ تیغ ابرو اسیر طرۂ گیسوے ملکہ حیرت جادو ہی فرمایا آپ مہربانی رکھیے لشکر حیرت مین تشریف نہ لیجائیے برق جاکر خبر لائیگا چالاک نے کہا مین فوراً حاضر ہوتا ہون یہ کہکر باہر آیا بانہائے عیاری سے آراستہ ہوکر لشکر ملکہ حیرت مین پہونچا دیکھا نازنینان مہ جبین وغیرہ سب حاضر ہین ایک کنیز کو اشارے سے چالاک نے بلایا اُسنے دیکھا ایک خدمتگار اشارے کرتا ہی قریب آئی مسکرا کر پوچھا کیون میان خدمتگار خیر تو ہی چالاک نے کہا میری جان تجھپر جاتی ہی اُسنے منھ پھلا کر کہا میان فاقون سے مرتے ہو گئے اپنا منھ تو دیکھو سامنے جنگل مین سانپ اور نیولا لڑ رہا ہی چلو نیوا ؤ چالاک نے کہا ای جان مت خفا ہو وہ دیکھو سامنے جنگل مین سانپ اور نیولا لڑ رہا ہی چلو تمکو تماشا دکھائین اُسنے کہا میان کہان چالاک باتون مین لگا کر زیر نخل لایا ایک حباب مارا کہا یہ تماشا دیکھا وہ بیہوش ہوکر گری چالاک نے اُسکو تو کنارے ڈالدیا آپ اُسی کی سی صورت بنکر چلا اب سوچا کہ مین نے بڑی نادانی کی اِسکا نام نہ پوچھ لیا یہ سوچتا ہوا بارگاہ حیرت پر آیا لیکن ہنستا ہوا کسی کو دھکا دیا کسی کے چٹکی لی ایک نے کہا اری شمشاد تو تو آپ ہی آپ اکڑتی ہی جوانی کے جوبن مین پھٹی پڑتی ہی شمشاد نقلی یعنے چالاک بیباک نے کہا ہو اُتمھاری آنکھین پھوٹین ایسی بات نہ کہا کر دبکتا جھلکتا بڑبڑاتا بصورت شمشاد اندر بارگاہ کے آیا دیکھا ملکہ حیرت تخت زرین پر جلوہ فرما ہی دریاے جواہر مین غوطہ زن آنکھین نرگس شہلا پر چشمک زن ابروے خمدار خونریزی مین لاثانی رشک تیغ اصفہانی ہلال عید سے مثال بیجا ہی محراب عبادت عاشقان کا دھوکا ہی پیشانی تختی نور یا لوح بلور قد سرو باغ دلربائی بات بات مین مسیحائی عاشقون سے کج ادائی زلف عنبرین مشک آگین عارض انور پر لہرا رہی ہی چالاک نے جو سراپا حیرت کا دیکھا کلیجہ تھام لیا حلقہاے گیسو مین دل اُلجھا کشاکش مین پڑگیا یہ اشعار اوصاف گیسو مین بے اختیار زبان پر جاری ہوے

نظم

بے اجازت کوئی چھو سکتا ہے کیونکر گیسو | یون بگڑتے نہین عاشق سے بنا کر گیسو
بل کی لیتا ہے کبھی ہمسے کبھی برہم ہے | ہو گیا عاشق گیسو کا مقدر گیسو
دل کی چوری کا اُسے عہد سے لپکا تھا نہین | کچھ لڑکپن ہی سے تھے آپ کے ابتر گیسو
چھپ گیا شرم سے چاند ابر سیہ مین شب وصل | تمنے اندھیر کیا رخ سے ہٹا کر گیسو
سانپ بانبی مین در آتا ہے نکل کر جیسے | دل مین کر لیتے ہین عاشق کے یونہین گھر گیسو
یہ گلا کاٹیگا عاشق کا وہ پھانسی دیگا | اسی تدبیر مین ہے یار کا خنجر گیسو
شب وعدہ بھی تم آئے تو وڑاتے آئے | کبھی بنجاتے ہین افعی کبھی اژدر گیسو
کی شب وصل بسر آپنے یہ کہکے جلال | دیکھین عارض پہ بکھر جاتے ہین کیونکر گیسو

چالاک خستہ جگر حیران جمال و محو دیدار براے خبر آیا تھا دست و پا کی خبر نہ رہی بدحواس چہرہ اُداس عالم یاس کلیجہ مسوسے قریب تخت آیا مگس پرانی کرنے لگا نظارہ جمال خورشید مثال کر رہا ہے جھک جھک کے باتین کرتا جاتا ہے کبھی دست بستہ عرض کرتا ہے حضور کا مزاج کیسا ہے شاہنشاہ نے حضور ابھی کسی ساحر کو براے مقابلہ مسلمانان نہین بھیجا اب حضور کیا ارادہ ہے ملکہ حیرت نے مسکرا کر فرمایا کیون شمشاد تجھین بڑی فکر رہتی ہے جو کوئی آئیگا آپ ہی معلوم ہو جائیگا اے شمشاد یہ نہ سمجھنا کہ خون ملکہ صنعت سحر ساز بالا بالا جائیگا بی مہرخ و بہار کو آٹھ آٹھ آنسو رولائیگا لنگوڑا اسار بان زادہ تین روپیہ کا پیادہ اپنا سر پیٹے گا طلسم کشا مارا جائیگا بی مہ جبین کا بھی لکھا پورا ہوگا شہنشاہ ایسے مقام پر تشریف لیگئے ہین کہ اگر وہ ساتھ آئے زمین و آسمان تھرائینگے مسلمانون کو اُس نام سے غش آئینگے چالاک نے کہا حضور کیا کسی بڑے ساحر زبردست کو لینے گئے ہین یا نانی امان ملکہ ماہیان زمرد پوش اگر نہ آئینگی یا ملکہ آفات چہار دست تشریف لائینگی حیرت نے کہا وہ کہنے کے لائق نہین اے شمشاد عیاران اسلام کے حال سے تو بخوبی واقف ہو لنگوڑے ہر وقت موجود رہتے ہین علاوہ ازین در و دیوار ہم گوش دار دکیونکر بیان کرون چالاک نے قصد کیا کہ دم دے کر پوچھون یکایک آسمان پر برق چمکی فولادی پتلے نے آکر حیرت کو نامہ دیا حیرت نے اُسکو پڑھا جو سابق مین مضمون تھا اُسی کے مطابق اب بھی پایا چالاک نے بھی پشت پر سے حرف بحرف پڑھا حیرت نے نامہ پڑھکر چاک کر ڈالا اگالدان مین پرزے ڈالدیے جواب مین تحریر کیا اے شاہنشاہ جو کچھ آپ نے لکھا مین سمجھ گئی نامہ دار تو اُسطرف روانہ ہوا

بمجرد اس مضمون پڑھنے کے چالاک وہان سے بھاگا خدمت مین ملکہ مہرخ کی آیا یہان سب سردار جمع ہین چالاک نے کل کیفیت بیان کی کہ ایک پتلہ فولادی آیا نامۂ افراسیاب حیرت کو لاکر دیا مین پشت حیرت پر بصورت شمشاد کھڑا ہوا تھا مین نے بھی حرف بحرف نامہ پڑھا حیرت نے نامہ پڑھکر فوراً چاک کر ڈالا پتلہ جواب نامہ لیکر طرف قلعہ تخت الشعاع کے روانہ ہوا نام قلعۂ تخت الشعاع سُنکر سبکے دست و پا مین رعشہ آگیا باغبان قدرت نے کہا لو خواجہ غضب ہوا افراسیاب خانہ خراب حجرۂ بلا کھولنے کی فکر مین گیا ہی ای شاہنشاہ اوج عیاری اگر شاہنشاہ مشعل جادو نے روشنی دکھائی سبکے چراغ عقل گل ہونگے محملون مین سناٹا پڑ جائیگا یہ کہکے باغبان اُٹھا کہا ای شاہنشاہ اوج عیاری ایک فکر واجب و لازم ہی کہ اس ہنگامے کی خبر طلسم کشا کو ہونے پائے مین اس راز سے بخوبی ماہر ہون زبانی ملکہ ماہیان زمرد پوش کے سنا ہی کہ مشعل جادو دو سو برس سے محبت سامری مین دفن ہو گیا جب نکلے گا تو کیا یہ پلٹ ہو جائیگا جسم تبدیل کریگا اُسکا قتل کرنا غیر ممکن ہی یہ جبین سے کہا کہ اب تم دربار مین نہ آیا کرو الگ بارگاہ ترتیب کراؤ یہان تو یہ سامان ہونے لگے لیکن افراسیاب جادو خورشید تاج بخش کو ہمراہ لیے ہوے اول قلعۂ تخت الشعاع مین آیا یہان سامان جشن مہیا تھا زال نے کہا ای شاہنشاہ آپ تو یہان ناچ و رنگ مین مشغول ہون مین جا کر مقام مشعل دریافت کر کے حاضر ہوتا ہون اور سیند درسامری کے پوجے کا ممکن کرون افراسیاب شریک صحبت ہوا خورشید تانین اُڑانے لگا جام مے گلگون بھر بھر کر افراسیاب کو پلاتا ہی خوشی خوشی کبھی ستار بجاتا ہی کبھی یہ اشعار آبدار گاتا ہی حاضرین محفل کا دل لبھاتا ہی غزل موافق مضمون

جناب سید محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

خبر وصل جلیسے پائی ہی
دیکھیے کسکی موت آئی ہی
سرو کیونکر کھون مین قد کو ترے
مہندی ہاتھون مین کیون لگائی ہی
باتون باتون مین لے لیا بوسہ
شب کا جاگا ہی نیند آئی ہی
مین ہون بیگانہ عیش و راحت سے

تن بیجان مین جان آئی ہی
مین بڑھا اک ذرا جو اُنکی طرف
راستی کب یہ اُسنے پائی ہی
اکدن ای دل نہو گا تو سن رکھ
دل کو دیکر یہ چال آئی ہی
نہین معلوم کب وہ آئینگے
غم الفت سے آشنائی ہی

باندھکر نیمچہ وہ نکلے ہین
ہنسکے بولے کہ شامت آئی ہی
آج کسکا لہو بہاؤ گے
تجھکو اُنکی ادا تو بھائی ہی
میری میت پہ مسکرا کے کہا
شائق دلبر غم جدائی ہی
کی ہی رو رو کے ہنسنے صبح جواد

جب شب وصل یار آئی ہے | کبھی بصد کرشمہ و ناز اٹھلا کر اٹھتا ہی مسکرا کر باہین گلے مین افراسیاب
کے ڈالدیتا ہی افراسیاب خوشیان اور بیباکیان خورشید کی دیکھکر بیتاب ہو رہا ہی آنکھون سے برابر آنسو
جاری ہین کی بیقراری انجام پر نظر کرتا ہی ہر بار آہ سرد بھرتا ہی دل سے باتین کر رہا ہی ای افراسیاب تیرا ہاتھ کیونکر
اس معشوق پر اٹھیگا ہاے اِسے کیونکر قتل کریگا کلیجہ پھٹیگا دل ہلیگا بھلا یہ کب اپنی جان دینا گوارا کریگا
کیسی تو آفت ڈھائیگا ایسی آمد مشعل پر آگ لگے کہ جس سے اپنا دل جلے کلیجے پر چھری پھیرنا کیا آسان ہی رات
تو اسی عالم مین افراسیاب نے تڑپ تڑپ کے گذاری جلسۂ عیش و طرب پر بالکل اعتنا نہ کی بوقت سحر
زال بھی آیا افراسیاب سے عرض کیا کہ ای شاہنشاہ گیتی پناہ اب آپ تشریف لیچلیے سب سامان اس
غلام نے درست کر لیا ہی بڑی مشکل سے پتا لگا ہی زال جادو افراسیاب کو الگ ایک گوشے مین لایا کہا ای
زال جادو اب تم کہتے ہو دیرینہ مین دیکھو اتنا مجبیر اور احسان کرو کوئی تو ایسی تدبیر نکالو کہ اپنے ہاتھ
سے اسکو قتل نہ کرون زال نے عرض کی حضور واسطہ سامری و جمشید کا صبر کیجیے کلیجے پر پتھر رکھیے زیادہ
تردد نہ فرمایئے خورشید کو لایئے وقت زوال اس خورشید جمال کا قریب آیا رضاے سامری پر شاکر رہیے
طنابین محبت کی توڑایئے منھ سے اُف نہ کیجیے قاعدۂ طلسمی مین فرق پڑیگا آپ کا قصد کامل ہو چکا ہی
اب باز رہنے مین قباحت ہی بڑی آفت ہی یہی قاعدہ سامری و جمشید مقرر فرما گئے ہین گردن تابی مناسب
نہین افراسیاب نے رنجیدہ ہوکے سر جھکا لیا زال نے افراسیاب و خورشید تاج بخش کو تخت
پر سوار کیا بارہ ہزار فوج کو ساتھ لیا خورشید پہلو مین افراسیاب کے بیٹھا ہی پوچھتا جاتا ہی میرے
شاہنشاہ اسوقت کہان چلیے گا افراسیاب کہتا ہی اسوقت صحرا کی سیر منظور ہی آپ ہی آپ دل گھبراتا ہی
قلب ٹھہراتا ہی زال قلعہ سے دو تین کوس چلا تھا کہ صحراے خارستان ملا سناٹا جنگل کا موجہاے
دریاے ریگ رواں صحرا پر کُرۂ نار کا گمان ہی ہوائین مختلف چل رہی ہین بوم کا اس مرز بوم
مین نام نہین مسافر کو رہروی سے کام نہین طائر عقل کے ہوش اڑتے ہین اکثر زاغ و زغن خاک
اڑا رہے ہین پتون کی کھڑکھڑاہٹ سے خوف معلوم ہوتا ہی نہ آہو کے قدم کا نشان نہ کہین
زراعت کا نشان عجیب ہول خیز میدان جھونکے ہواے گرم کے جو چلے گل عارض خورشید
کمہلانے لگا کہا ای شاہنشاہ مجھے اب آپ کہان لیے جاتے ہین جنگل و ویرانہ دیکھ کر کلیجہ دھڑک
رہا ہی طائر روح قفس جسم مین پھڑک رہا ہی افراسیاب صدمۂ غم و الم سے جواب نہین دیتا یہ

ہاتھ پھیرتا ہی دلاسا دیتا ہی کہ رہے ای آرام جان اب نہ گھبرا تھوڑی دیر مین واپس چلتے ہین ہر مرتبہ زال سے اشارہ ہی کہ اب بھی پلٹ چلو مشعل کے مُنھ کو آگ لگاؤ مین خود لڑونگا مرونگا کیا کسی سے یا یہ کمی کار کھتا ہون زال جواب دیتا ہی ای شاہنشاہ خاموش رہیے اب کچھ زبان سے نہ کہیے افراسیاب دیکھتا ہی خورشید کی رنگت زرد ہوتی جاتی ہی ہاتھ پیرون مین رعشہ ہی چہرے پر مُردنی چھائی ہی اُداس اُداس عالم یاس انتہا کا بدحواس گلے مین افراسیاب کے باہین ڈالے دیتا ہی کہتا ہی دھوپ بہت کڑی پڑ رہی دیکھو پسینے مین ڈوبا جاتا ہون ابتو دم نکلنے کی نوبت پہونچی ہی دیکھو وہ بونڈلا گرد کا اٹھا ہی یا کوئی دیو مہیب آتا ہی یہ گردباد چیخ مار کر مجھکو ڈراتا ہی ایسا بیابان پر وحشت مین نے تو کبھی نہین دیکھا کہ جسکے دیکھے سے ایسا خوف آوے کہ جان پر بنجاوے یہان کبھی کوئی کاہیکو آتا ہوگا جادۂ راہ بالکل معدوم خضر منزل یہی بونڈلے گرد کے ہین نہین معلوم کہان لگا کر لیجائینگے عمر بھر خاک چھنوائینگے یہ بھی راستہ بتائینگے اپنے ڈرنا چاہیے غول بیابان آئینگے آنکھین نکال کر مجھکو ڈرائینگے پھر بھاگ کر ہم کہان جائینگے دیکھیے آپکا بھی چہرہ غبار آلودہ ہی مصیبت والم کا سامان موجود ہی زال جادو ایسی ایسی باتین سنکر تخت کو اور تیز کرتا جاتا ہی جب بارہ کوس وادی ہلاکت طی ہوا افراسیاب نے دور سے ایک نخل خار دیکھا کہ وہ نخل پر خطر بے شاخ و بے ثمر ہے کانٹا نہین مثل دہن اژدر چنگاریان نکل رہی ہین ہوا سے گرم سے شاخین جل رہی ہین زال نے اشارہ کیا ای شاہنشاہ زیر تخت اترآئیے یہی مقام مشعل ہی افراسیاب نے فوراً تخت اُتارا بارہ ہزار فوج جو ساتھ آئی ہی اسی ریتی کے میدان مین اُتری خیمے جو استادہ کیے صاف معلوم ہوتا ہی کہ کسی ناشاد و نامراد کے غم مین رونے کا ارادہ کیا ہی خیمہ نہین ہی بلکہ بلبلہ منھ پر لیا ہی یا غبار زرد اٹھا ہی یا دریاے ریگستان کا حباب ہی طنابون کو پیچ و تاب ہی ستون خم ہوے جاتے ہین رکن حباب تھراتے ہین زال نے خورشید کا ہاتھ تھام لیا افراسیاب سے کہا خنجر اپنے ہاتھ مین لیجیے نام سامری و جمشید ورد کیجیے زمین اپنے ہاتھ سے کھودیے کد و کاوش ضرور ہی اب تساہل کرنے مین اسر قصور ہی کوہ کندن وکاہ برآوردن کا مضمون قریب آیا افراسیاب نے خنجر ہاتھ مین لیا زمین کھودنے لگا خورشید نے جو دیکھا شاہنشاہ زمین کھود رہے ہین رونے لگا کہا شاہنشاہ کیا مجھکو دفن کیجیے گا آخر مین نے کیا خطا کی جو مجھکو زندہ درگور کرتے ہین افراسیاب نے کلیجے پر پتھر رکھا کچھ جواب نہ دیا دو ہاتھ زمین کھودی تھی کہ ایک در کہنہ ظاہر ہوا برابر ان شتر کے قفل دیا ہی زنگ مین آلودہ ہی لوہا

تک گل کر گر پڑا ہی مگر دروازہ بند ہی زال جادو نے جیب سے پڑیا سیندور کی نکالی ٹیکا اسکا ماتھے پر خورشید
کے دیا جیسے کسی پر بھوت سوار ہوتا ہی بال کھولدیے سر ہلانے لگا کہتا ہی اے شاہنشاہ تیرے صدقے ہو جاؤن
خنجر میرے گلے سے ملا دے مجھے خدمت سامری و جمشید مین پہونچادے پردے آنکھون سے اُٹھ گئے
وہ سامنے سامری و جمشید بیٹھے ہین اشارے کرکے مجھے بلاتے ہین وہ دیکھو سامرن بھی لہنگا ہلاتی ہوئی
آئین ہین جاکر خدمت سامرن مین حاضر ہونگا کہتی ہین تمکو بیکنٹھ پہونچائینگے اپنا مصاحب بنائینگے
یہ جو خورشید نے بہوت ہوکر کہا افراسیاب کے ہوش و حواس باختہ ہوے کہا اے زال یہ کیا شعبدہ
ہی عرض کی قدرت سامری ظاہر ہی اس بھید سے کون ماہر ہی آخر دیکھیے یہ وہی تو مہ جبین ہی کہ نام سے
سپر و شمشیر کے ڈرتا تھا ذکر جنگ سے ٹھنڈی سانسین بھرتا تھا اب آپ تامل نہ فرمایئے مثل نرگاؤ
اسکو پچھاڑیے کاسۂ بلوری حاضر ہی غلام کل امورات کا ناظر ہی اب آپ اپنا کام کیجیے محبت ملک و
مال کو دل مین جگہ دیجیے اگر سلطنت باقی رہیگی ایسے ایسے ہزارون دلبر پری پیکر حسین و مہ جبین
ممکن ہو جائینگے حقیقت مین جلادی کا کام ہی مگر حضور اسی سے نام ہی دل کو نرم نہ کیجیے اسکے قتل پر سرگرم ہوجیے
افراسیاب ناچار و مجبور اس بےقصور کی جانب بڑھا بہ آہستگی تمام اُس دل آرام کو گود مین اُٹھایا زمین
پر لٹایا خنجر برہنہ کھینچکر سینہ پر سوار ہوا خورشید نے گلا دم خنجر پر رکھدیا افراسیاب کا ہاتھ کانپا جاتا تھا
لیکن ضبط کرکے خنجر پھیرا نرخرہ تک کٹا دریا خون کا جاری ہوا زال نے بڑھکر کاسۂ بلوری گلوے بریدہ
سے لگایا خون خورشید تاج بخش سے کاسے کو معمور کیا لاشہ اُس کشتۂ تیغ جفا کا زمین پر مثل مرغ بسمل
تڑپا ادھر افراسیاب بچشم پر آب دم بخود سر جھکائے کھڑا ہی مثل بید کانپ رہا ہی زال نے وہ کاسۂ خون
ہاتھ مین افراسیاب کے دیا دروازے پر دستک دی فوراً اندر سے آواز نحیف آئی کون ہی زال
نے جواب دیا اے مصاحب سامری و اے شاہنشاہ اقلیم افسونگری روشنی بخش محفل سحر و ساحری بادشاہ
طلسم ہوشربا در دولت پر حاضر ہی آواز آئی کہ ہمارے واسطے کیا لایا کیون آیا زال نے جواب
دیا خون دلربا آپ کے واسطے لایا ہی نوش فرمایئے دروازہ خود بخود کھلا افراسیاب اندر آیا دیکھا
ایک چوکی سنگ مرمر کی بچھی ہی اُسپر ایک ساحر کریہ منظر پوست و گوشت گل گیا ہی صرف ہڈیان باقی ہین
چہرہ سیاہ پوست عارض ڈھلکا ہوا آنکھین زرد و زرد سیاہ رو تیرہ درون افراسیاب ایسا جادوگر
یہ صورت مہیب دیکھکر گھبرا گیا اب مشتعل نے جاہی لی زال نے اشارہ کیا افراسیاب نے بڑھکر وہ کاسۂ بلوری

اُسکے منھ سے لگادیا مشعل قہقہہ مارکر ہنسا خون پر جھک پڑا غٹ غٹ پینے لگا جب سارا جام پی گیا ڈکار لیکر
جھوما کہا اے زال تونے در دولت پر آواز دی کہ شاہنشاہ طلسم ہوش ربا آیا ہی بادشاہ کہان ہی زال
جادو نے طرف افراسیاب کے اشارہ کیا مشعل نے بقہر و غضب کہا او بے ادب کیا کہتا ہی شاہنشاہ
لاچین کہان ہی افراسیاب تو تھرا گیا زال نے بڑھکر عرض کی حضور لاچین نے انتقال کیا خدمت
سامری مین پہونچا اُسکے مقام پر یہ افراسیاب بادشاہ ہوا اسی نے آپکے در دولت پر اپنے
معشوق کو ذبح کیا جام فرحت انجام آپ کو پلایا یہ سنکر مشعل بہت خوش ہوا کہا ہمارا دوست صادق
ہی اے شاہنشاہ طلسم ہوش ربا بیٹھ جاو اپنی کیفیت بیان کرو کیا مصیبت اُٹھائی کیون تکلیف فرمائی
افراسیاب نے کہا آپ پر سب ظاہر ہی ع عرض حاجت بر تو حاجت نیست میدانی کہ چیست * کیا گزارش
کرون مسلمانون نے مجھپر خروج کیا طلسم کشا اسد غازی آگیا تصویر اُسکی بانیان طلسم تحریر فرما گئے ہین
حقیقت مین سرمو فرق نہین ہی سترہ سو سردار ہوش ربا کے راز دار شریک طلسم کشا ہوے لوح تو
مین نے ایسے مقام پر پہونچادی کہ طائر وہم و خیال بھی نہ پہونچیگا بانیان طلسم تحریر فرما گئے ہین کہ امتحان
طلسم کشا دریاے نیل پر ضرور ہوگا نہ مہر یہ کو جان بچانا مشکل ہوگی فوج ہماری بیدل ہوگی وزیر اعظم
ملکہ صنعت سحر ساز قتل ہوئین مشعل نے ہنسکر کہا جو بڑا ظالم ہی اُسکا تو نام لو جس سے سامری و جمشید
ڈرے افراسیاب کانپ گیا کہا اُسکا نام نہ لونگا صرف پتہ بتلائے دیتا ہون آپ خود ہی سمجھ جائینگے
مجھکو ڈر ہی کہ وہ تذکرہ اسی مقام پر نہ آجائے اور آفت آئے کوئی نہ کوئی فطرت کرے حضور
کو زک پہونچائے قطعہ

وزد نیست کہ زہر از دہن مار بدزدد
خال از رخ زنگی بہ شب تار بدزدد
با ہوش بدزد و زبے بیک دوندہ
نعل از قدم اشتر رہوار بدزدد

مشعل نے کہا مین سمجھ گیا سامری نامے مین پڑھ چکا ہون نقشہ اُسکا آنکھون کے سامنے پھر گیا لیکن
کیا غم ہی ما بدولت تیرے ساتھ چلین گے تمام عالم مین گشت کرکے تیری عملداری کرادینگے تونے وہ نعمت
کھلائی قلب کو خنکی حاصل ہوئی لیکن جسم ہمارا بوسیدہ ہوگیا روح جوان ہی اس جسم کو اگر لیکر نکلینگے
بیشک لوگ مضحکہ کرینگے کوئی ساحر تجویز کرو جسکے جسم مین چلین زال جادو نے دست بستہ عرض کی
جس معشوق کو افراسیاب نے قتل کیا ہی مردہ اُسکا در دولت پر پڑا ہی اگر حکم ہو تو اُسے لاؤن اسی جسم

مین چلیے مسلمان دھوکے سے ساقی بچہ سمجھینگے دیکھنے والے خوش ہونگے مشعل نے کہا لاؤ زال فوراً
اٹھا کر مردہ خورشید تاج بخش کا اندر حجرہ کے لایا مشعل صورت زیبا ے خورشید تاج بخش دیکھکر بہت
خوش ہوا وضع و طرح بہت پسند آئی صورت زیبا دل سے بھائی کہا گردن مین اسکی ٹانکے دو زال
نے بہت خوب کہکر گردن مین ٹانکے دیے پٹی مرہم کی چڑھائی مشعل نے کہا ای افراسیاب اب ہم
چولا بدلتے ہین دو سو برس کے بعد زمین سے نکلتے ہین دو چیزون کا ضرور تمکو خیال رہے ایک تو شراب
تند کہنہ سال و ساقی بچہ خوش جمال نازک خیال گلگشتے والے دل لبھانے والے شراب حسن ناز
سے مست بنانے والے جنکے دیکھنے سے دل کو سرور ہووے ہمارے واسطے تجویز کرنا پڑینگے دو سو برس
کے مابعد دولت تربیت ہووے مین شکم سیر کرنا تیرا کام ہے علاوہ طلسم ہوش ربا تمام عالم مین تیری عملداری
کرا دونگا چھ مہینے گشت مین گذرینگے اہالیان طلسم نور افشان سے بھی یقیناً فساد ہوگا خداوند سامری
ہمسے بیان کر گئے ہین افراسیاب نے کہا بادشاہ طلسم نور افشان یعنی کوکب روشن ضمیر شریک
طلسم کشا ہے مشعل جادو نے کہا کچھ کیا پروا ہے ہمارے روبرو کوکب و دیگر شاہان اولوالعزم
سب برابر ہین ہمسے کوئی نہین لڑسکتا ہے روحین سبکی قبض کرینگے وہ سزا سے معقول دینگے کہ جس سے
تم بھی خوش ہوگے یہ کہکر مشعل چوکی سے کودا خورشید کے منہ سے منہ ملا کر تین ہچکیان لین جسم
خورشید مین روح مشعل اتر آئی وہ جسم بوسیدہ بیکار ہو کر گر پڑا خورشید یا سامری کہکر اٹھ کھڑا
ہوا اسپر آواز دی کہ ہم شہنشاہ مشعل جادو افراسیاب کے ہوش اڑگئے کہا حقیقت مین یہ کایا پلٹ
ہے اسکو کون مار سکتا ہے وہ جسم بوسیدہ مشعل نے جلوا دیا اب شہنشاہ مشعل افراسیاب کا ہاتھ
پکڑے ہوئے بشکل خورشید تاج بخش باہر آیا یہان تمام اہالیان لشکر دھوپ مین بیقرار ہو رہے
تھے سب نے دیکھا وہی گڑریے کا لڑکا جو افراسیاب کا ساقی بچہ تھا گوٹے ٹھپے کی ٹوپی لچکے کے
کپڑے پہنے ہوئے اکڑتا باہر آیا افراسیاب نے تخت زرین پر سوار کیا خوشی خوشی نوبت و
نقارے بجاتے ہوئے طرف قلعہ تحت الشعاع کے روانہ ہوئے

دو کلمہ داستان سحر بیان شہنشاہ مشعل جادو کا بصورت خورشید تاج بخش حجرہ بلا سے نکلنا
اور پہونچنا تا بہ لشکر نکہت اثر ملکہ حیرت جادو اور عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری و
مہتر برق فرنگی ذکر ہوتے ہین ناظرین ملاحظہ فرمائین تازگی بیان سے حظ اٹھائین خمسہ

ترے ابرو مین عیاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
نگاہون مین دل آزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
وہ پلکون مین جفاکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
وہی چتون کی خونخواری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
تری آنکھون کی بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

نسیم صبح صدقے ہوتی ہی صحن گلستان پر
خدا کی شان ہی جنت کا عالم ہی بیابان پر
چراغ لالہ ہر شب خندہ زن ہی باغ رضوان پر
وہی نشو و نمائے سبزہ ہی گور غریبان پر
ہوائے چرخ زنگاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

گنوانا آبرو ہی زندگی سے ہاتھ دھونا ہی
نہ چلنا ہی نہ پھرنا ہی نہ راحت ہی نہ سونا ہی
جدائی مین تری ای یار ہر دم جان کھونا ہی
وہی سر کا پٹکنا ہی وہی دن بھر کا رونا ہی
وہی راتون کو بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

کرون شکوہ مین کیا اُس خسرو شیرین شمایل کا
زمانہ پھر گیا لیکن نہ بدلا طور قاتل کا
زبان ہی تیغ جادو ہی کسی عیار کامل کا
وہی دل کا جلانا ہی پھکانا ہی وہی دل کا
وہ اُسکی گرم بازاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

خدا محفوظ رکھے عاقبت کی روسیاہی سے
خطاب الفت کے ہوتے ہین وہی سرکار شاہی سے
بچے افسوس اب تک ہم نہ دنیا کی تباہی سے
نیاز خاوانہ ہی وہی فضل الٰہی سے
بتون کی ناز برداری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

تری زلفون کا سودائی ہون سو سو پیچ کرتا ہون
بسر کرتا ہون رو کر رات دن بھر آہین بھرتا ہون
بگڑتا ہون طبیعت سے کبھی اور گہ سنورتا ہون
فراق یار مین جس طرح سے مرتا تھا مرتا ہون
وہ روح و تن کی بیزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

بڑا ہی سر پہ اک جنجال اُن زلفون کے سودے سے
جنون بڑھتا ہی کچھ ہر سال ان زلفون کے سودے سے
دماغ عقل ہی پامال اُن زلفون کے سودے سے
تعلق ہی وہی تا حال اُن زلفون کے سودے سے
سلاسل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

گئے ہین کھنچلے پھر ہم اُس شہ خوبان کی محفل مین
بڑا ہی سکہ داغ جنون پھر قلب بسمل مین
لڑائی پھر وہی ہی عقل مین اور عشق کامل مین
رواج عشق کی راہین وہی ہین کشور دل مین

رہ و رسم جفاکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

سوے صحرا ہی عزم مصمم جوکہ سابق تھا — اُلجھ پڑنا نقاہت سے وہ ہردم جوکہ سابق تھا
وہی احوال اب بالکل ہی ہمدم جوکہ سابق تھا — وہی سوداے کاکل کا ہی عالم جوکہ سابق تھا

یہ شب بیمار پر بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

ہوے تھے دوست دشمن اک زمانہ ناموافق تھا — تپ غم ہڈیون مین رچ گئی تھی جان سے دق تھا
افاقہ کسطرح ہوتا کہ دیوانہ تھا عاشق تھا — وہی سوداے کاکل کا ہی عالم جوکہ سابق تھا

یہ شب بیمار پر بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

جہان پر شور برپا ہونے لگا افسانون سے اپنے — وہی اگلی سی باتین سنتے ہین ہم کانون سے اپنے
وہی دلسوزیان ہین شمع کی پروانون سے اپنے — جنون کی گرم جوشی ہی وہی دیوانون سے اپنے

وہی داغون کی گلکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

طپیان رہتا ہی الفت مین وہی عالم فروز آتش — پیام مہر آتے ہین انھین ہر وقت روز آتش
تنکی کی طرح سے پھرتا ہون آہ سینہ سوز آتش — وہی بازار گرمی ہی محبت کی ہنوز آتش

وہ یوسف کی خریداری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

افراسیاب جادو بعد شوکت و صولت مشعل جادو کو لیکر قلعۂ تحت الشعاع کو چلا نامہ ملکہ حیرت کو تحریر کیا کہ اے خاتون محل مبارک ہو کہ مین نے کلیجے پر چھری پھیری شاہنشاہ مشعل کی روشنی ظاہر ہوئی ظلمات سحر مین رہبری کریگا کسکا ایسا دل و گردہ ہی کہ اُسکی برابری کریگا اے حیرت تیاری کرو ابریق کوہ شگاف و سر ماے برف انداز کو لکھا تھا میخانہ درست کراؤ کشید شراب شروع ہو آفتاب شراب ناب کا طلوع ہو ساقی بچہ ہاے مہر طلعت شکیل و کمسن و خوبصورت شوخ طبیعت حاضر رکھو اب تو ملک زوال کی جان پر آفت ہی قلعہ تحت الشعاع پر فروکش ہون فوراً کوچ کردونگا زیادہ نہ ٹھہرونگا یہ نامہ دار جوڑا گلنار پہنے سانڈنی اڑاتا ہوا لشکر حیرت مین پہونچا بحکم شاہنشاہ افراسیاب وہین سے شتر سوار نے آواز دی اے ملازمان شاہنشاہ طلسم ہوش رُبا مژدہ باد کہ شہنشاہ گیتی پناہ نے اپنے کلیجے پر چھری پھیری لیکن مشعل جادو کو حجرے سے نکالا قلعۂ تحت الشعاع سے کوچ کیا ہوگا صبح و شام مین مشعل جادو روشنی دکھائیگا مسلمانون کا دل جلائیگا سحر اُسکا غضب سامری ہی بات بات مین افسونگری

بھری ہی لشکر افراسیاب مین ہلڑ ہو گیا شتر سوار کو سب نے گھیر لیا یہان حیرت کو خبر پہونچی ملازمون کو روانہ کیا حکم دیا ارے شتر سوار کو یہان لاؤ خبر فرحت اثر ہمکو بھی سناؤ ملازمان حیرت باہر نکلے دیکھا صدہا آدمی شتر سوار کو گھیرے ہوے ہین ایک ایک خبر مشعل پوچھتا ہی شتر سوار بیچارہ بیقرار کسی سے کہتا ہی دستی کپتی والا آتا ہی جب لوگ خفا ہوتے ہین تب کہتا ہی ہان مشعل جادو آنے کو ہی یارو تمنے تو مجھکو گھیر لیا کس کس کو خبر سناؤن کس کس سے نام بتاؤن اس اثنا مین مصاحبان ملکہ حیرت پہونچے بھیڑ ہٹاتے ہوے بہ مشکل شتر سوار کو اندر بارگاہ کے لائے اسنے پایۂ تخت ملکہ حیرت کو بوسہ دیا بعد دعا و ثنا کے دست بستہ گزارش کیا ای ملکۂ عالم و ای خاتون معظم مبارک ہو ہزار ہزار شکر سامری و جمشید ہی فرد سبز پوشے بہ میان آمد و شادان برخاست + نونہالیست کہ از صحن گلستان برخاست + اب وقت سرور آیا زمانہ غم والم دور ہوا بیت ہر کس نظرش بر قد بالا افتاد + بیخود شدہ چون سایہ و بر پا افتاد + حضور کا ستارۂ اقبال اوج پر ہی سامری و جمشید کی نظر مہر ہی بھلا کسکی طاقت ہی کس مین قوت ہی کسکا دل گردہ کسکا ایسا کلیجہ ہی کہ آپ سے مقابلہ و مجادلہ کر سکے کسکو تاب کہ حضور کے خورشید جمال پر نظر بھر کر دیکھے آنکھ ملا سکے تیغہ ہلال ابرو اشارۂ نظر مین چور رنگ کرے تیر نظر جگر کو تاکے دشمن سہمے گوشۂ پناہ ڈھونڈھے فوج مژگان برچھیان تان کر گھیرے تیغہ برق ابرو چمک کر گرے اُس کشتہ تیغ جفا کو جلا کر خاک کرے بیت دم تیغ تو کہ اعجاز مسیحا دارد + خضر گر کشتۂ تیغ تو شود جا دارد + ہمیشہ نام سامری پرستی روشن رہے ابیات

منور ہو گا دل گر شعلۂ داغ جنون بھڑکا ... کہ شمع مہر سے ہوتا ہی پیدا نور کا تڑکا
جو روشن طبع ہین ایمن ہین سیلاب حوادث سے ... نہین ہی زورق خورشید کو طوفان کا دھڑکا
خزان کا دخل گلزار معانی مین نہین ہوتا ... بہار باغ مضمون کو نہین ہی خوف پتجھڑ کا
شکر خورے کو مل رہتی ہی شکر یہ مثل سچ ہی ... ہوا وصل اسکا حاصل جب کسی پر دم مرا پھڑکا
نہین ہی نوش عالم مین کسی جا نیش سے خالی ... شب وصلت مین کب جاتا ہی روز ہجر کا دھڑکا
نہین ہی ناقصون کو آگہی کامل کی صحبت سے ... کسی پر حال کب روشن ہوا مجذوب کی بڑ کا
جو جاہے نور عرفانی فنا ہو آتش غم مین ... جلے مشعل تو بجھاتا ہی شعلہ نعل گودڑ کا
سخن جو نرم دل ہین سرکشی ظالم کی کھوتے ہین ... بجھا سکتا نہین جز آب جب شعلہ کوئی بھڑکا

شہنشاہ افراسیاب نے مشعل جادو کا حجرہ کھولا وہ بلاے روزگار ساحر غدار یکتاے افسونگری مصاحب سامری قہر لات ومنات جمشید کرامات بندۂ خاص خداوند لقا یانی جور وجفا کوئی دم مین آیا چاہتا ہی مصور جادو نے گھبرا کر پوچھا ارے خون کسکا پلایا کسکا چراغ حیات گل کیا کسکو اپنے ہاتھ سے قتل کیا شتر سوار نے جواب دیا ملک خورشید تاج بخش جو شاہنشاہ افراسیاب کا معشوق تھا اسی کو ذبح کیا اب وہی خورشید تخت پر سوار ہی چہرے سے رعب وداب آشکار ہی لوگ کہتے ہین کہ یہی مشعل نامدار ہی غلام اس اسرار کو نہ سمجھ سکا شہنشاہ نے یہ نامہ دیا ہی اسکو پڑھوائیے حیرت نے دیکھا دو کاغذ ہین سرما وابریق کا نامہ انکو دیا مسکرا کر کہا لو تمکو بھی مبارک ہو شراب ناب کھچواؤ جلد ساقیان ماہ رو خوشخو پری پیکر سیم بر گلعذار طرحدار کمسن جمع کرو دو سو خم کی ہر روز فرمایش ہی یہ بڑی کاہش ہی سرما وابریق نے شرما کے سر جھکا لیا کہنے لگے ای ملکہ خانۂ دل کو شمع جمال سے روشن تو ہونے دیجیے بسر وچشم خدمت کرینگے کسی طرح کا عذر نہوگا

منظم

اطاعت مین اغیار خامی کرینگے
یہی ناکہ شیرین کلامی کرینگے
یہ جانو کہ ہوگی جہان خاک عاشق
وہی آپ کی نیکنامی کرینگے
کہانتک اٹھائین یہ نازک مزاجی
وہ خود اسکی قایم مقامی کرینگے
مرے قتل کے روز میلہ لگے گا
ادا سب پیامی سلامی کرینگے

ہمین بندہ پرور غلامی کرینگے
یہ ٹھہری ہی آوارگان محبت
وہین تو وہ محشر خرامی کرینگے
کرین ہم وفا آپ سے توبہ توبہ
کسی اور کی اب غلامی کرینگے
قیامت بھی مٹجائیگی ہر قدم پہ
یہ جلسہ وہ اک دھوم دھامی کرینگے

وہ کیا چارۂ تلخ کامی کرینگے
جناب خضر کو مقامی کرینگے
ہوے آپ بدنام جن جن کے پیچھے
یہ کوفی کرینگے یہ شامی کرینگے
رہیگا نہ دشمن تو مجھکو خوشی کیا
قیامت کی وہ خوشخرامی کرینگے
نہ گھبراؤ تم داغ مطلب تمھارا

یہ اشعار آبدار پڑھتے ہوے ابریق وسرما سے برف انداز فورا خوشی خوشی انتظام کرنے کو باہر آئے بھبکے چڑھ گئے شراب کھنچنے لگی پری شیشے مین اتری ہی قرابے مین جلوۂ آفتاب نظر آنے لگا سرما وابریق آپ خود واسطے تلاش معشوقان سیمبر کے روانہ ہوے حیرت نے نامہ پڑھکر لشکر مین مشتہر کیا کہ کل شہنشاہ مشعل جادو کا داخلہ ہی مسلمانون سے کہو کہ سوراخ مور ومار تلاش کرین اب جا کر اسمین چھپین چرند وپرند ہرکارے لشکر اسلام کے موجود تھے خبرین لیکر بدحواس بھاگے یہان سب سرداران نامدار بارگاہ مین جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی خدا خیر کرے

یکایک ہرکارے گھبرائے ہوئے بارگاہ مین آئے عرض کی مشعل جادو کل داخل ہوگا باغبان قدرت نے کہا لو آفت آئی غضب ہوگیا بیشک اب معاملہ جنگ سخت و صعب ہوگیا اتنا تو دریافت کرو کہ افراسیاب نے خون کسکا پلایا حیرت جادو تو زندہ بیٹھی ہی بہار کی آنکھون مین آنسو بھر آئے بے اختیار زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی کہا خدا میری بہن کو بچائے ارے صاحبو کوئی اتنا جاکر کہے کہ ملکہ یہان آپ بھاگ کر چلی آئیے بہ عیش و آرام تشریف رکھیے باغبان نے کہا اب کیا خوف ہی جے خون پیے ہوئے وہ اپنے مقام سے اٹھا ہوگا پہلے ہی دروازے پر لٹکے افراسیاب نے کسی اپنے معشوق کو قتل کیا ہوگا جب دروازہ کھلا ہوگا مگر مین حیران ہون کہ اسکا کون معشوق تھا ہرکارون نے عرض کیا ہمنے دریافت کیا تھا عجب طرح کی بات ہی جسکو ذبح کیا ہی وہ افراسیاب کا ساقی بچہ گرڑیے کا لڑکا تھا مشعل اسی کی شکل پر آتا ہی نام لینے سے کلیجہ دہلا جاتا ہی خواجہ عمرو بمجرد اس خبر وحشت اثر سننے کے بیہوش ہوگئے اور سرداران نامور تھرتھر کانپنے لگے عمرو کو گلاب کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا عمرو نے دیکھا اہالیان دربار مرجائینگے ایک ایک کو سمجھانا شروع کیا ارے یارو جرأت کو دخل دو نامردی نہ کرو ذرا صبر کرو اسقدر بیقرار نہو آنے ہی اس حرامزادے کو مارونگا شمع حیات مشعل گل کرونگا خاطر جمع رکھو اسکو زندہ نہ چھوڑونگا جان دینے سے منھ نہ موڑونگا یہ بڑا نامی ساحر ہی دو سو برس کے بعد زمین سے نکلا ہی روپیہ و اشرفی بہت سا جمع کیا ہوگا خزانے بھی ساتھ لایا ہوگا افراسیاب بھی بہت کچھ دیگا مجھکو خود فکر ہی کہ آتے ہی مار ڈالون ایسا نہو کہ سب روپیہ صرف کر ڈالے مفت کی سوختی ہو کچھ ہتے نہ لگے میری محنت بیکار ہو تم لوگون کو تو اسکا خیال نہین ہی کہ مین فاقے کرتا ہون مصیبت بھرتا ہون دیکھو ابھی مجھے مارے بھوک کے غش آگیا تھا یون ہی سوکھ سوکھ کر مرجاؤنگا اس سے اب آپ اپنی فکر کیون نہ کرون کا ہیکو مصیبت بھرون باغبان نے کہا خواجہ بھلا کسے مار وگے وہ کایا پلٹ ہوکے آتا ہی عمرو نے کہا کایا پلٹ کے باپ کو مارینگے اسکے مال پر قبضہ کرینگے کوئی شی خدا نے ایسی دنیا مین خلق نہین فرمائی ہی کہ جسکے لیے فنا نہو مصداق آیۂ وافی ہدایہ کل من علیہا فان شجر و حجر سبکا انجام ایک ہی اسی کی ذات کو بقا ہی کوئی نہ کوئی انکی بھی تدبیر نکل آئیگی نہ مرنا کیسا خبردار اب جو کوئی ایسے ذکر کریگا اسے بارگاہ سے نکلوا دونگا ملکہ مہرخ سے اشارہ کیا کوئی کلمات حسرت و یاس زبان سے نہ نکالے لشکر تباہ ہوجائیگا بڑی مشکل ہوگی جو جو اسکے اوصاف ہین انکا ذکر نہ کرو مین اب خدمت مین بادشاہ

کوکب روشن ضمیر کی جاؤنگا کل کیفیت دریافت کراؤنگا ابھی کیا جلدی ہی اُس ملعون کو آنے تو دو پیش از مرگ
واویلا نہ کرو صنعت سحر ساز کا بھی تو یہی ہاڑ تھا کہ وہ قتل ہوگی کیفیت دریافت تو ہونے دو سرداران افراسیاب
بڑے نامرد ہین ابھی یہان سے نکلجا وین سب کی گردن مین ہاتھ دیدا اور یہ باغبان بڑا نامرد ہی آٹھ پہر
ہائے ہائے کیا کرتا ہی باغبان تو خاموش ہوا سب کو سمجھا کر عمرو بیرون بارگاہ آیا عیارون سے اشارہ
کیا خبر تو لو یہ ملعون کیونکر آتا ہی کیا رنگ بنایا ہی برق فرنگی سامنے کھڑا تھا کہنے لگا استاد جس روز آئیگا
اُسی دن مار دونگا عمرو نے کہا آپ مہربانی فرمایئے ہرگز ہرگز عیاری نہ کیجیے بڑا بیباک ہی یہ ہر بات مین بول
اُٹھتا ہی یہ صنعت کا جھگڑا تیری ہی ذات سے ہوا چالاک کو مُردہ بنا کے لے دوڑا برق مُنھ پھلا کے
کنارے ہوا بڑبڑاتا چلا راہ مین جانسوز سے ملاقات ہوئی پوچھا کیون بھائی خیر تو ہی برق نے کہا ہمارے
اُستاد کو سودا ہو گیا ہی عیاریان تو بھول گئے حکومت کرتے ہین اِس بات کا بھی جواب ہی مشعل کو ہمین گُل
کرینگے یہان عمرو نے اسد و مہ جبین کا بارگاہ مین آنا موقوف کرایا الگ الگ ایک بارگاہ استادہ کرائی چند
ساحر برائے نگہبانی مقرر کیے ملکہ مہ جبین کو سمجھا دیا اسد نامدار کو یہان بلاؤ اسد سے اتنا کہدو کہ تیاری
سفر کی ہو رہی ہی بعد ہفتہ دو ہفتہ کے طرف دریائے نیل کے کوچ ہوگا امتحان طلسم کشائی قرار پائیگا اسد
کو اِس دھوکے سے بارگاہ مین ٹھہرایا عمرو نے آراستگی لشکر کا حکم دیا بیرون بارگاہ سائبان زربفتی
کھچوا دیا زیر سایۂ سائبان بصد عظم و شان تخت پر ملکہ مہرخ گرد ستره سو سرداران عالی وقار اپنی اپنی
کرسی پر برابر تخت مہرخ کے عیارون کے مقام بھی مناسب جگہ پر قرار دیے چار پہر رات اسی ہنگامے
مین بسر ہوئی ناگاہ نیر اعظم بصد شوکت و حشم مشعل شعاع و ضیا لیکر بصد کر و فر برائے روشنی عالم پردۂ
تاریک مغرب سے برآمد ہوا تمام عالم منور ہوا خواجہ عمرو نے مناسب طور پر دربار آراستہ کیا تشفی و تسلی
کے واسطے اہل لشکر کو نئی وردیان تقسیم کین اب دیکھا کہ ملکہ حیرت جادو برائے استقبال مشعل
چلی تمام لشکر حیرت کے ہمراہ نوبت و نقارے بجتے ہوئے ایک جانب مصور جادو نبیرۂ
سامری و ملکہ صورت نگار ایک جانب سرمایہ برق انداز و ابریق کوہ شگاف تمام شاہزادیان
و وزیر زادیان اشتیاق دیدار مشعل جادو مین تخت کو گھیرے ہوئے بیچ مین ملکہ حیرت
مثل ماہ تابان گرد شاہزادیان مثل ثابت و سیارگان چالاک بصورت مبدل نظارۂ جمال ملکہ
حیرت کرتا ہوا دوڑا جاتا ہی حسن و جمال ملکہ حیرت دیکھکر بیتاب ہو گیا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا یہ

اشعار رو رو کر پڑھنے لگا

اشعار

یون ہی شعاع داغ مرے دل کے آس پاس ۔ ہالہ ہو جسطرح مہ کامل کے آس پاس
ڈوبا جو کوئی آہ کنارے پہ آگیا ۔ طغیان بحر عشق ہی ساحل کے آس پاس
یہ غیرت وفا کا اثر ہی کہ بوالہوس ۔ بسمل تڑپتے ہین ترے بسمل کے اس پاس
ای قیس تیرے نالے کی عبرت کو کیا ہوا ۔ لیلی نے رنگ باندھے ہین محمل کے آس پاس
مرجائین تا خوشی سے عدو سن وصال کی ۔ یارو فغان کرو گلے مل مل کے آس پاس
کیا کیا جلے ہی بزم مین تجھسے نہ جیب بھرے ۔ پروانے شمع شعلہ شمائل کے آس پاس
ہی تو ہی بیوفا نہین باور تو دیکھ لے ۔ گل جامہ در ہین گو رعنا دل کے آس پاس

تمام شاہان طلسم ہوش ربا ملکہ حیرت جادو کو گھیرے ہوے ہرایک کو یہی انتظار ہی کہ اب دیکھین شاہنشاہ مشعل کس صورت مین آتا ہی کیا وضع رکھتا ہی دو سو برس کے بعد زمین سے نکلا ہی یقین ہی انتہا کا ضعیف ونحیف ہوگا ہرایک کو یہی انتظار ہی کہ دیکھین مشعل جادو کیا شعبدہ دکھاویگا کیونکر آدیگا اسکو تو کلام کرنا دشوار ہوگا ضعف ونقاہت سے بیقرار ہوگا بعضے کہتے ہین وہ مصاحب سامری وجمشید ہی برابت مین اسکی بھید ہی ہنوز یہ ذکر ہی تھا کہ سامنے سے نشان فوج معلوم ہوے دیکھا سب نے آگے آگے زال جادو واہتمام سواری کرتا ہوا ایک مرکب بادرفتار پر خود شہنشاہ افراسیاب جادو بہ کبر ونخوت سوار ہی پرے کے پرے فوج کے سامنے سے گذرے بعد اسکے جلوس وسامان ماہی مراتب آنے لگا خواجہ عمرو بھی ملاحظہ فرمارہے ہین ملکہ مہرخ وملکہ بہار وغیرہ کی بھی نگاہ لڑی ہوئی ہی سب نے دیکھا کہ ایک جوان رعنا شکل زیبا سبزہ بھی ابھی اچھی طرح سے آغاز نہین ہوا شعر برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن + جوانی کی راتین مرادون کے دن + تاج زرین سر پر لباس پرتکلف زیب جسم بھولی بھولی صورت تخت زمرد پر سوار گرد معشوقان طناز باکرشمہ وناز کمسن کمسن لڑکے یہ کیفیت دیکھکر مہرخ وبہار وغیرہ کے دل سینے مین دھڑکے سناٹا آگیا قلب ٹھہر اگیا بغور جو دیکھا تو پہچانا کہ یہ تو وہی گرز والے کا لڑکا ہی جسکو افراسیاب نے بالا تھا ملکہ حیرت جادو براے تسلیم مشعل بحکم افراسیاب خم ہوئی چوبدار نے آواز لگائی ای شہنشاہ مشعل ملکہ حیرت جادو زوجۂ شہنشاہ طلسم ہوش ربا براے تسلیم حاضر ہی اسی نوجوان نے سلام لیا مسکرا کر حیرت سے پوچھا مزاج تو اچھا ہی حیرت جادو

بہ نگاہ حیرت دیکھنے لگی کہ یہ تو ہو بہو وہی ساقی بچہ افراسیاب کا پیارا گرفتار کیے والا ہی اسکو متوحش دیکھکر افراسیاب قریب آیا کہا ای ملکہ یہ صورت زیبا کرامات سامری و جمشید ہی مین نے تمہاری جان بچائی اسی لڑکے کے سر ساری آفت آئی اپنے ہاتھ سے ایسے دلربا کو قتل کیا ذرا بھی رحم نہ کھایا جسم شہنشاہ مشعل بوسیدہ ہو گیا تھا دیکھو گلے مین ٹانکے لگے ہوے ہین یہ صورت شہنشاہ کو پسند آئی اپنی روح کو اسکے جسم مین اُتار لیا پہلی اک یہی کرامات ہی مشعل کی ساحری کی کیا بات ہی تعجب نہ کرو قدرت سامری و جمشید پر نگاہ ڈالو کیا کیا سند سے بنائے کیسے کیسے کمال دکھائے ہر جسم مین جانے کا انکو اختیار ہی شعبدہ بازی فلک کجرفتار انکے آگے بیکار ہی اب حیرت کو تسکین ہوئی ورنہ غصے سے چہرہ لال تھا انتہا کا ملال تھا [illegible] عیار بچیان بھی حاضر ہین ہوش و حواس انکے بھی باختہ ہین آپس مین اشارے ہو رہے ہین صاحبو یہ رنگ کبھی نہ دیکھا تھا اب سبکی قضا آئی ہی اسیر بھلا کون عیاری کریگا مشعل کو اس شان و شوکت سے لا کر داخل بارگاہ کیا مشعل آکر تخت پر بیٹھا ملکہ حیرت کرسی پر گرد تمام وزرا امرا سردار جمع ہین افراسیاب نے کہا ای ملکہ حیرت تم خاطرداری شاہنشاہ مشعل مین مصروف رہو مین پردہ ظلمات مین پاس نانی امان ملکہ ماہیان زمرد پوش کے جاتا ہون انکو بھی جاکر آمد مشعل کا مژدہ سناتا ہون پھر آکر طبل جنگی بجواؤنگا مسلمانون کا خون بہاؤنگا شہنشاہ مشعل باغیون کو آتش قہر و غضب سے جلا کر خاک کرینگے یہ سب جھگڑا بکھیڑا پاک کرینگے ابرق کے کان مین کہا دیکھو اسکا ضرور خیال رہے شہنشاہ مشعل کی کسی طرح دلشکنی نہونے پائے شراب دو آتشہ پی در پی پہونچے ساقی بچے نازنین پر تمکین کمسن کمسن حاضر رہین یہ کہکر افراسیاب طرف پردہ ظلمات کے روانہ ہو گیا صحبت ملکہ ماہیان زمرد پوش مین پہونچا تمام ماہیت مشعل ماہیان زمرد پوش سے بیان کی ملکہ ماہیان نے جواب دیا حقیقت مین مشعل کا یہ پلٹ ہی سحر و ساحری مین چندان کمال نہین رکھتا لیکن عمرو کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی صاف تحریر ہی کہ عمرو قاتل مشعل ہی افراسیاب نے مُنھ پھیر لیا کہا نانی امان تمکو کیا جواب دون لکھنے والا گدھا تھا سودا ہو گیا تھا یہ کہکر صحبت ماہیان مین شراب خواری کرنے لگا کنٹر پر کنٹر خالی ہوتے ہین اب مشعل حیرت سے متوجہ ہوا کون کون شریک طلسم کشا ہی کس کس نے آئین سامری پرستی سے کنارہ کیا ہی افسر کلان کون قرار پایا ہی حیرت نے بیان کرنا شروع کیا سب سے پہلے ملکہ مہرخ کا نام لیا کہ وہ سبکی بادشاہ ہی سب اسی کے حکم مین ہین ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ جب مشعل جادو بصورت خورشید تاج بخش حجرے سے نکلا تھا تو اُسنے

زال جادو سے کہا کہ سامنے درۂ کوہ کے جاکر آواز دو کہ ای اقرار و قرار جادو شہنشاہ مشعل حجرے سے
برآمد ہوے ہماری فوج قدیم لیکر جلد حاضر ہو جب زال نے جاکر آواز دی اقرار و قرار بارہ ہزار ساحران
غدار سے آکر حاضر ہوے دہ خاص ہمراہیان مشعل جادو ہین پس جبکہ ملکہ حیرت نے نام مہرخ کا لیا
مشعل نے باپ دادا اُکا نام لیا کہا مین اِنکو نہین جانتا مگر باپ دادا اِنکے ضرور میرے ہمصحبت رہے
ہونگے ایک نامہ ہماری جانب سے ملکہ مہرخ کو تحریر کرو کہ ہمارے پاس آؤ ہم خطا تمھاری افراسیاب سے
معاف کرا دینگے جو فیصلہ ہم کر دینگے کسی کو عذر نہوگا ملکہ حیرت نے کہا ای شاہنشاہ یہ بالکل بیکار ہی
ملکہ مہرخ کبھی نہ مانین گی یہ لوگ بڑے سخت ہین کسی مصیبت مین نہین گھبراتے آخر مین اِنھین کی فتح
ہوتی ہی مشعل نے کہا بموجب ہمارے حکم کے کاربند ہو ہمارے مقدمے مین دخل نہ دو ہم بندگان سامری
کو سمجھا لینگے اگر انکار کیا ایک ہی دن مین سب کا کام تمام کر دینگے ملکہ حیرت جادو نے فوراً نامہ لکھکر
اِک کنیز کو دیا وہ کنیز نامہ لیکر لشکر مہرخ مین آئی ملکہ مہرخ تخت پر جلوہ فرما تھین نامہ دیا مہرخ نے
نامہ پڑھا خواجہ سے کہا برائے ملاقات مجھکو مشعل طلب کرتا ہی کیا علم ہی عمرو نے کہا ضرور جاؤ جاکر کلام کرو
جیسا سوال کرے ویسا جواب دو ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ مشعل کے سامنے مین ہرگز نہ جاؤنگی ایسا نہو سو ہیچ
کھینچ لے عمرو نے کہا پھر بادشاہ لشکر بنکر بیٹھی ہو کلام کرنے مین دم نکلتا ہی مہرخ نے کہا خواجہ وہ تو
ملک الموت ہی نام سے اُسکے دل گھبراتا ہی جسپر اپنا اختیار نہو کیونکر نہ دل گھبرائے مرنا اُس ملعون کا
غیر ممکن ہی اگر وہ کچھ کلام سخت و سست کرے پرائی محفل مین کیا جواب دین مفت مین حجاب ہو لیس
جواب صاف تحریر فرمایئے کہ مناظرہ ہمکو منظور نہین ہی میدان کارزار مین آؤ جیسا سوال کروگے ویسا جواب
دینگے یا لڑینگے یا مرینگے پرائے گھر مین آنا منظور نہین ہی میدان کارزار مین اگر طبل جنگی بجواؤ فتح و شکست
خدا کے اختیار مین ہی عمرو نے کہا یہ بجا آپ نے فرمایا مگر آپ تو پیرو مذہب حق ہین جو اُدھر سے
سوال ہو اُسی کے موافق جواب دو ہر طرح پر حریف قائل ہو مہرخ نے کہا ہم جواب و سوال سے
باز آئے صاف توبہ ہی کہ پرائے گھر نہ جائینگے جب عمرو نے دیکھا کہ کسی طرح سے مہرخ نہین مانتی
ہاتھ پکڑ کے تخت سے اُٹھایا کہا تم سے الگ ہم کچھ باتین کرینگے سب نے دیکھا خواجہ عمرو و ملکہ مہرخ
گوشۂ تنہائی مین گئے تھوڑی دیر کے بعد صرف ملکہ مہرخ خیمے سے برآمد ہوئین سرداروں سے
فرمایا خواجہ عمرو برائے ملاقات شاہنشاہ کوکب تشریف لے گئے ہین ہم برائے مناظرہ دربار مشعل

مین جاتے ہین حقیقت مین مناظرہ مین کیا خوف ہی جیسا سوال ویسا جواب اکثر سردارون نے کہا ہم ہمراہ چلین ملکہ مہرخ نے کہا مین کیا کسی سے مقابلہ کرنے جاتی ہون اگر وہ پیام صلح دیگا صاف جواب ہی کہ شاہزادہ بدیع الزمان فرزند صاحبقران کو افراسیاب نے قید کیا ہی انکو ہمین دیدو ہم اپنے سردارون کو لیکر خدمت مین صاحبقران کی چلے جائین ہوش ربا مین ہمارا کیا کام ہی جب تک ہمارا شاہزادہ نہ ملیگا لڑینگے مرینگے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرینگے جو کچھ تمسے ہو سکے تم بھی کرو یہ سوال وجواب کرکے چلے آئینگے سردارون نے سر جھکا لیا کہ بادشاہ کی بات کا کون جواب دے سب نے کہا بسم اللہ آپ تشریف لیجائیے پروردگار انجام بخیر کرے۔ ملکہ مہرخ نے صرف چند کنیزون کو ساتھ لے لیا تخت پر سوار ہوکر طرف لشکر حیرت جادو کے چلین ہرکارون نے جاکر مشعل جادو سے اطلاع کی کہ ملکہ مہرخ سحر چشم تشریف لاتی ہین مشعل نے ملکہ حیرت سے کہا آپ کسی بات مین دخل نہ دیجیے گا جو مناسب وقت ہوگا سوال وجواب کرلونگا یقین کامل ہی کہ اصلاح ہوجاے ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ اسوقت دربار مین پانچون عیار بچیان وشاہزادیان ایرلیق وغیرہ سب حاضر ہین مشعل بیٹھا شرابخواری کر رہا ہی جام شراب ایک لمحہ اسکے ہاتھ سے نہین چھوٹتا کیسی کیسی شرابین دو آتشہ حیرت منگواتی ہی جب جام وہ بد انجام پیتا ہی کہتا ہی افسوس شراب تلخی بھی نہین دیتی نشہ نہین ہوتا اب خبر پہونچی کہ ملکہ مہرخ تشریف لاتی ہین چند وزرا امرا کو براے استقبال ملکہ مہرخ روانہ کیا سردار براے استقبال چلے رنگ محفل عرض کرچکا چند اشعار موافق مقام کیفیت انجام ملاحظہ ہون

نظم مصنف

اے ساقی مہربان کدھر ہی
عیاری کا لطف بھی دکھا دے
اب بزم مین معرکہ پڑا ہی
نقاش مصور خیالی
روشن ہی قمر کہ خوش بیان ہو

رندون کی بھی کچھ تجھے خبر ہی
روشن ہی کہ طبع رنگ پر آے گر
شمع و مشعل کا سامنا ہی
کرتے ہین رقم بصد شفقت
ہان جودت فکر بھی عیان ہو

ہان گردش چرخ سے بچا لے
ہان مشعل فکر گل نہو جاے
روشن کن بزم فکر عالی
دکھلاتے ہین رنگ لطف صحبت
اشعار دیگر موافق مضمون

دل مین رہتا ہی ضیاے داغ سے روشن چراغ
کب یقین ہی قبر پر اپنی رہے روشن چراغ

گھر ہی عاشق کا یہان جلتا ہی بے روغن چراغ
تم جلانے بھی نہ آوگے پس مردن چراغ

شعلہ دیتے ہین بدن مین جسقدر ہین استخوان
جلوہ گر رہتے ہین میرے زیر پیراہن چراغ

بعد مدت گرم صحبت ہی جو وہ آتش مزاج
شعلۂ افسوس سے ہی سینۂ دشمن چراغ

مخلصی مطلوب کی طالب سے ہو ممکن نہین
قید رکھتا ہی کنار شوق مین روغن چراغ

ایک بھی منت نہ برآئی وہ خوش اقبال ہون
مدعی میرے لیے کرتے رہے روشن چراغ

اِک تماشا ہی فروغ کرمک شب تاب سے
باغ مین ہر پھول رکھتا ہی تہ دامن چراغ

روشنی دیتے ہین داغ دل شگاف قبر سے
جانتے ہین لوگ جلتے ہین تہ مدفن چراغ

جسقدر بے مائگی ہو باعث آرام ہی
بجھ کے سو رہتا ہی جب ہوتا ہی بے روغن چراغ

یہ جلاتا ہی انھین آتے ہین پروانے جو پاس
وائے قسمت دوستون کا اپنے ہی دشمن چراغ

شب کی تاریکی لحد پر داغ تن زیر لحد
تیرگی بالائے مدفن ہی تہ مدفن چراغ

یون ہی مرجاؤنگا مین بھی سوز غم سے ای صنم
جل کے بجھ جاتا ہی جیسے شبکو بے روغن چراغ

عکس عارض سے تمھارے بڑھگئی دونی چمک
چشم بد دور آج رکھتا ہی عجب جوبن چراغ

امتحان کے واسطے اکثر بجھا تاہون جو مین
تابش رخسار سے تم کرتے ہو روشن چراغ

انتقال روح عاشق کا زمانہ ہی قریب
لو مبارک ہو تمھین روشن کرے دشمن چراغ

مجھیون کو بھی تمھارے حسن سے ملتا ہی فیض
رات بھر رہتا ہی ہر دیوار مین روشن چراغ

ای نسیم اب تم بدل کر قافیہ لکھو غزل
جوش مضمون کہہ رہا ہی اور ہو روشن چراغ

ملکہ مہرخ سحرچشم بحشم وخدم داخل بارگاہ حیرت ہوئین اس رعب وداب سے سب نے جو ملکہ مہرخ کو دیکھا کہ تاج یاقوتی برسر لباس فاخرہ دربر نیمچہ کمر مین سپر پشت پر بارگاہ مین آتے ہی مثل اہل اسلام سلام کیا لوگ چین بر جبین ہوے مشعل نے منع کیا کہا صاحبو جس مذہب مین ہی اسکی صفت کرتی ہی اِسکا غصہ کیا یہ کہکے خود واسطے تعظیم کے اٹھا کہا ملکۂ عالم تشریف لائیے ہمین خوب ثابت ہوا کہ آپ نے دین اسلام قبول کیا آئیے تشریف رکھیے داہنے پر ملکہ حیرت جادو بائین پر ملکہ مہرخ کو کرسی ملی ساقی بچے کو اشارہ کیا اسنے ملکہ مہرخ کے سامنے جام پیش کیا ملکہ مہرخ نے کہا ای شاہنشاہ مشعل آپ روشن مزاج ہین ساحرون کے سر کے تاج ہین ہم آپ کی شراب نہین پی سکتے ہمکو معاف فرمائیے آزردہ نہوجیے مشعل تو نہایت ذکی وفہیم ہی دوسو برس

زمین مین دفن رہا شیطان مجسم ہوگیا ہنسکر کہا اے ملکۂ عالم اچھا کیا مضائقہ ہے خشک میوہ منگادین مہرخ
نے کہا آپ کے ثمر کلام سے مزا ملتا ہے کسی شی کی کیا احتیاج ہے جس مطلب کے واسطے یاد فرمایا ہے اب اُس سے
آگاہ کیجیے اہالیان دربار سب گوش برآواز ہین کہ دیکھین ملکہ مہرخ و شہنشاہ مشعل سے کیا باتین
ہوتی ہین چہرے پر ملکہ کے ذرا بیم وہراس نہین کس شگفتگی سے دیکھو تو کلام کرتی ہے تعلیم یافتہ صحبت
عمرو ہے جرأت خود مقر ہے کہ یکہ و تنہا محفل دشمن مین آئی مشعل نے پوچھا اے ملکہ ہمنے خاص تمھارے
واسطے تکلیف فرمائی شہنشاہ ہوش ربا نے کیا کرامات دکھائی اپنے کیسے معشوق کو قتل کیا خون
اُسکا ہمکو چڑھایا اب ہم آئے ہین کہ اُسکے دشمنون کو سزا دین سارا جھگڑا اور فساد مٹا دین لیکن
تم سب سرداران نامدار طلسم ہوش ربا کے رازدار اُسطرف شریک ہوے مابدولت نے سُنا اصلی صرف
چھ عیار اور ایک سردار باقی تم سب مہیاے رزم و پیکار ہو لہذا ہمکو منظور ہوا اُن سب صاحبون سے
تو سمجھا جائیگا دشمن افراسیاب طلسم ہوش ربا مین نہ رہ سکیگا اب مابدولت کا قدم آیا جنگ ہماری
نمونہ قہر سامری و جمشید ہے آپکو تو ثابت ہوگا ہمارے ہر امر مین قدرت کا بھید ہے ہمکو کوئی قتل
نہین کرسکتا مرنا غیر ممکن ہے موت سے دل مطمئن ہے بس ہمسے مقابلہ کرنا حماقت ہے تم آپ عقیل و فہیم ہو
ہمارے کلام جلالت انجام کو سمجھو افراسیاب سے ملجاؤ جیون عیار اور طلسم کشا کے حق مین جو مناسب
وقت ہوگا کیا جائیگا ایک چشم زدن مین اُنکو بلاکر سزا دینگے مابدولت برائے سیر تا بہ کوہ عقیق
گلزار سلیمانی جائینگے لشکر حمزہ کو بھی مٹائینگے اندر ایک سال کے ہفت اقلیم کی سیر کرینگے افراسیاب
نے وہ احسان کیا تمام عالم مین گز وسکہ اب اُسکا جاری کرکے پھر اُسی طرح دفن ہو جائینگے ہر چند کہ
بعد دو سو سال کے ہوا دنیا کی کھائی اب دل نہین چاہتا ہے کہ پھر گوشۂ تاریک مین جاکر بیٹھین مگر یہ
سب امورات خوشی پر افراسیاب کی موقوف ہین اب ہم آبادی طلسم ہوش ربا مین مصروف ہین
ایسے مزخرفات عرصہ دراز تک مشعل بکا کیا جب خوب اپنی عظم و شان بیان کرچکا ملکہ مہرخ ہنسین
جب مشعل خاموش ہوا ملکہ مہرخ نے غنچۂ دہن کھولا مثل عندلیب خوشنوا زمزمہ سرائی شروع کی کہا
اے مشعل جادو اسوقت تو عجب طرح کے کلمات مہملات تمنے کہے کہ کوئی عقلمند قبول نہ کریگا تمھارے
مانند بہت سے ساحر آئے ہمارے ہاتھ سے قتل ہوے ساری خودسری بھول گئے انجام کار
اجل نے دستگیری کی بہ راہ راست جہنم مین پہونچے تمھارے آنیکا کب ہمکو دھڑکا ہے جانتے ہین کہ پیمانۂ عمر تمھارا

بر ریز ہوا آفتاب لب بام ہو چراغ حیات خضر کا ہی تھوڑے ہی عرصہ مین باد خزان اجل کا طمانچہ پڑیگا خاموش ہو جاؤگے مثل اوروں کے تم بھی آئے ہو تمکو بھی قتل کرینگے اگر سحر مین کہین کمی پائی بہار، وباغبان وغیرہ تمھاری گردن نا بین گے اگر سحر مین زور نہ چلا عیاران نامدار و خواجہ عمرو فلک وقار مثل عشاق سبز رنگ و ملکہ صنعت سحر ساز وغیرہ عیاری کرکے مار لین گے اور یہ جو تمنے کہا کہ ہمکو موت نہین سب مذہبون سے یہ کلمہ خلاف ہی جملہ مذہب کی کتابون مین یہ تحریر ہی صاف صاف تقریر ہی جو شی کہ دنیا مین پیدا ہوئی ایک دن نابود ہوگی پروردگار کی ذات کو بقا ہی ہر شی کو فنا ہی شجر بھی مثل انسان ضعیف ہوتا ہی برگ و ثمر موقوف ہو جاتے ہین آخر جھونکے سے ہوا کے گر جاتا ہی یا جفائے تبر وارہ اٹھاتا ہی تمھارا امر ناکیسا ناممکن ہی وہ بات کہو جو عقل مین آئے انتہا یہ ہی کہ سامری و جمشید کو خدا کہتے ہو وہ بھی مرے پھر تمھاری کیا ہستی ہی ہر ایک انسان و حیوان لذت موت چکھنے کو پردہ دنیا مین آیا ہی تمنے تو یہ نیا شعبدہ نکالا ہی اسکی ہمکو دلیل بتلاؤ نہ مرنے کی کیا وجہ ہی اگر ہمکو ثابت ہو جائے کہ تم نہ مروگے البتہ تمھاری اطاعت کرین تمسے ڈرین مشعل نے کہا اے ملکہ عالم کیا خوب تمنے دلیل کی لیکن ہم عبادت سامری کرکے کایا پلٹ ہو گئے دیکھ جسم ہمارا بوسیدہ ہو گیا تھا ہمکو شرم آئی کہ اُس جسم مین کیا جڑے سے نکلین جسم نوجوان مین اتر آئے جسم ہمارا اور ہی روح وہی ملکہ مہرخ نے کہا یہ تو آپ نے عجیب واہیات بات کہی صورت بدلنا کیا بڑی بات ہی یہ کونسی کرامات ہی عیاران عمرو دم بھر مین صورتین بدلتے ہین ابھی کل کا ذکر ہی کہ خواجہ عمرو دولہا بنکے گئے مہتر قران کو بشکل ساحر بنایا صد ہا برہمن بنائے بڈھون کو جوان کیا جوانون کو ضعیف کیا اسکے علاوہ حیرت بنکر عشاق سبز رنگ کو مار اکیا کارنمایان کیے برق وغیرہ اس دربار مین کنیزون کی شکل بنے ہوئے موجود رہتے ہین اُنکو کوئی نہین پہچانتا کیا کیا کام کرتے ہین مجھکو بھی اسقدر قدرت ہی اگر فرمایئے سحر سے صورت تبدیل کردن مرد بنجاؤن طائر بنکے اُڑون اسی طرح آپنے بھی صورت بدلی ہی اسکا فخر کیا مشعل نے دوبارہ قہقہہ مار کہنے لگا ہمنے صورت تبدیل نہین کی ہی بلکہ روح ہماری اس جسم مین آئی ہی سحر سے یہ صورت نہین بنائی ہی اگر ہمکو کوئی قتل کریگا روح ہماری دوسرے جسم مین اتر آئیگی وہ جسم مردہ ہو جائیگا روح ہماری زندہ

رہیگی دوسرے جسم مین اتر کر پھر لڑینگے اسوجہ سے ہمارا مرنا ممکن ہی ہمارا دل بخوبی مطمئن ہی ملکہ مہرخ نے کہا اسکا ہمکو اعتبار نہین آتا جس بات کو کبھی نہ دیکھا ہو بلکہ سُنا بھی نہو بس کیونکر یقین مانین کلام بلاغت نظام ملکہ مہرخ کے سب وجد کرنے لگے مشعل نے کہا ای مہرخ حقیقت مین تم سچ کہتی ہو یہ شرف کسی کو نہین ملا دوسو برس ہمنے ایسی عبادت کی کہ یہ کمال حاصل ہوا مہرخ نے کہا ہم یقین نہ مانینگے یہ فعل کرکے دکھائیے مر کے زندہ ہوجائیے تب ہم آپ کی اطاعت کرین ہمین خوف ہو مشعل نے کہا پھر آپکا انکار نہ بن پڑیگا ملکہ مہرخ نے کہا بسم اللہ ہم راضی ہین اُٹھیے مگر ہم اپنے ہاتھ سے قتل کرین اور آپ زندہ ہوجائیے تب ہمکو یقین کامل ہو اور کسی کے قتل کرنیکو ہم ہرگز نہ مانینگے اُسکو شعبدہ جانینگے تمام اہالیان دربار اِن باتون کو بگوش ہوش سن رہے ہین ہرایک کا یہی قول ہی کہ ملکہ مہرخ نے کیا خوب بات فرمائی ہی مشعل نے کچھ کان مین ملکہ حیرت کے کہا حیرت اُٹھکر تخلیہ مین گئی ملکہ مہرخ نے مشعل پر تاکید کی لے آئیے سر جھکا کر بیٹھیے ہم ہاتھ تلوار کا مارین آپ کایا پلٹ ہوکر زندہ ہوجائیے ہم ابھی اطاعت کرین کل سردار ہمارے قبضے مین ہین سبکو لاکر قدمون پر گرادین ابھی کل مقدمہ صاف ہوجائے مشعل نے کہا ذرا تامل فرمائیے ملکہ حیرت بھی تشریف لائین ملاحظہ فرمائین تم اپنے ہاتھ سے قتل کرنا خوب تلوار کو تیز کر رکھو ملکہ حیرت نے گوشے مین جاکر یہ سامان کیا ایک طائر منگاکر اُسکی گردن مروڑی مردہ طائر کو ڈوپٹے مین چھپالیا ابریق کو بلاکر حکم دیا کہ ایک جوان خوش رو کو تنہائی مین لیجاؤ اُسکی گردن مروڑکر مردہ بناؤ زیر تخت لاکر چھپاؤ جسوقت ملکہ مہرخ مشعل جادو پر ہاتھ لگائین مین فورًا طائر مردہ اُسکے دہن سے ملادونگی تم مردہ میرے سامنے پیش کرنا طائر کو روبرو مردے کے کردونگی طائر سے روح مردے کے جسم مین اترآئیگی مردہ نعرہ کرکے اٹھیگا تم شہنشاہ مشعل مہرخ قائل ہوگی آج ہی خاتمہ ہوجائیگا حیرت یہ انتظام کرکے طائر مردہ کو اپنے ڈوپٹے مین چھپائے ہوئے آکے کرسی پر بیٹھی ابریق نے زیر تخت مردہ انسان کا عقلمندی سے پہونچایا اب مشعل نے جب دیکھا کہ کل سامان ہوگیا کہا کیون ملکہ مہرخ آؤ امتحان کرو یہ واضح رہے کہ یہ مہرخ نہین ہی بلکہ خواجہ عمرو ملکہ مہرخ بنکر آئے ہین باغبان وغیرہ نے خواجہ عمرو کو سمجھادیا تھا کہ مشعل کا کایا پلٹ ہو کیا عجب ہی طائران مردہ موجود رہین مردہ انسان کا بھی ایک نہ ایک ضرور حاضر رہیگا گرنے ہی لاشہ مشعل کے طائر مردہ کوئی اُسکے دہن سے لگائیگا پہلے وہ جسم طائر مین اُتر آئیگا پھر قالب انسان

مین سمائیگا اب خواجہ عمرو کو طریقے سے معلوم ہوا کہ حیرت انتظام کرکے آئی ہی چالاک بصورت
مبدل دربار مین موجود ہی عمرو نے کہ بشکل مہرخ تلوار لیے کھڑے ہین پکار آواز دی سب اپنے اپنے
کام پر مستعد ہون انتظام مین مصروف رہین حیرت زوجۂ شاہنشاہ افراسیاب تماشا دیکھ رہی ہی فورًا
چالاک سمجھ گیا کہ قبلہ وکعبہ کی مراد یہ ہی کہ حیرت کو روکا جائے فورًا کنیز بنکر پشت حیرت پر آ کھڑا ہوا
برق تڑپکر بشکل ساحرا برق کے سر پر پہونچا چالاک نے آواز دی کہ ای ملکہ مہرخ اب تلوار سر
شاہنشاہ مشتعل پر لگائیے آپکی تلوار کا کاٹ دیکھین عمرو نے پلٹ کے دیکھا میرا نور نظر بشکل کنیز
پشت ملکہ حیرت پر کھڑا ہی میرا اچھو ریا بھی پہونچگیا مطلب تو یہ تھا کہ انتظام نہونے پائے اور روح
مشتعل جسم سے نکلجائے اب ملکہ مہرخ نقلی تیغہ برق زا نیام سے کھینچکر بصد کروفر اٹھین مشتعل
بھی دوچار جام اور پیکر تخت سے کودا کہنے لگا میر جواد بیت مین بھی جھکا کے سر ہون سر خاک بیٹھتا
تم قتل کرنے آؤ سر وہی سنبھال کے ؛ عمرو نے پیترا بدلا چاہا ایسا نیمچہ مارون کہ دو ہی ٹکڑے ہون
تسمہ بھی نہ لگا رہے بقول آتش فرد زخمی نہین جو منت مرہم اٹھاؤن مین ؛ تلوار وہ پڑی کہ نہ تسمہ لگا
رہا ؛ عمرو نے تو یہان پیترا بدلا لیکن فلک کجرفتار گردون غدار درپے آزار ہی عقل و فطرت سب بیکار
ہی چشم زدن مین سنگ تفرقہ پھینکتا ہی اسکی شعبدہ بازی سے بچنا غیر ممکن ہی افراسیاب پہلوے
ملکہ ماہیان زمرد پوش مین بیٹھا ہوا شراب خواری کر رہا ہی یکایک ملکہ ماہیان نے کہا دیکھو ای
افراسیاب تو مشتعل جادو کو چھوڑکر یہان چلا آیا ایسا نہوا ے بدعت عیاری عمرو اسکو قتل کرے
وہ بلائے روزگار ہی افراسیاب نے کہا نا تی امان ورق سامری تو دیکھیے پرچہ اٹھا کر ماہیان
نے دیکھا منہ پیٹ لیا کہا او افراسیاب جلد اپنے کو بارگاہ مین پہونچا عمرو اسکو بشکل مہرخ کے
مارا چاہتا ہی افراسیاب بدحواس ہوکر اٹھا مثل برق جہندہ کڑکا عمرو چاہتا تھا کہ ہاتھ مارے
آسمان سے آواز آئی او ساربان نژادے کیا کرتا ہی منم شاہنشاہ افراسیاب ای شہنشاہ مشتعل
آپ نے بڑا دھوکا کھایا چالاک تو ایک جانب بھاگا برق تڑپکر نکلگیا افراسیاب بجلی کیطرح کوندکر زمین
پر گرا عمرو کود کر کنارے ہوا افراسیاب و حیرت و مشتعل عمرو کے پیچھے دوڑے باہر بارگاہ کے
بائیس لاکھ فوج جرار غرق کش ہی افرار و قرار جادو سرداران مشتعل بھی موجود ہین عمرو جست
کرکے بارگاہ سے پچاس قدم باہر آیا افراسیاب و مشتعل بھی نکلے عمرو نعرہ کرکے ٹھہر گیا نیمچہ کاندھے پر رکھکر نعرہ کیا

اومشعل بےعقل معلوم ہوا تو صرف کا یا پلٹ ہی جانتا ہی مین نے تو ابھی تجھکو مارا ہوتا مگر بچگیا بڑا بےغیرت ہی مین غیر ساحر ہون کیا سیر اسے چھپا کرتا ہی بائیس لاکھ ساحر فرد کش ہی اگر دعوی مردی رکھتا ہو ان سبکو حکم دے کہ مجھکو گرفتار کرین لیکن سحر نہ کرین دیکھ تو کیسا شکار کھیلتا ہون مین اسکا عیار ہون جسکا لقب ہی کشندہ جفت سیمرغ بروز مصاف دبرہم زنندۂ لشکر دیوان قاف امیر حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف زلزلۂ قاف ثانی سلیمان قاتل کافران داماد نوشیروان اُس آقائے نامدار کے ساتھ صف شکنی تیغ زنی کی ہی آج تماشا جرات کا بھی دیکھ لے ای افراسیاب مقام غیرت ہی یکہ و تنہا اس ہو ضعیف مشت استخوان کو سحر سے مجبور کرتے ہو دیکھو اکیلا سر میدان بارہ لاکھ جوان کو ٹوکتا ہی جو مرد ہون تلوارین کھینچکر آئین اگر مجھے بہ جرات گرفتار کرلین ابھی تیرا مذہب اختیار کرون افراسیاب شرما گیا مشعل کے پسینہ آگیا سب نے دیکھا کہ عمرو بصورت اصلی نیمچہ کھینچے کھڑا ہی پکار رہا ہی جسکو دعویٰ جرات ہو مجھسے آنکھ ملائے بس غصے مین افراسیاب نے آواز دی خبردار کوئی عمرو پر سحر نہ کرے تیر و تلوار و نیزے سے مدد ہو تمام کفار ان خرس طینت میمون خصلت عمرو پر بلوہ کر کے جا پڑے عمرو نے نام رب اکبر کا لیا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالکے نعرۂ مردانہ کیا نعرہ

عمرو ہون مین عیار صاحبقران | مرے ڈر سے کانپتا ہی جہان | تراشندۂ ریش کفار ہون
زمانیکا مکار و غدار ہون | مرا تیز رفتار ہو گر قدم | صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو | نہ پائے مری گرد پاپوش کو | دوندہ جہان گرد و طرار ہون
جہانگیر عالم کا عیار ہون

نعرۂ شیرانہ کر کے لشکر قہار پر مردانہ وار جا پڑا مثل برق جہندہ تڑپ تڑپ کر لڑتا ہی فوج ستم کی کالی گھٹا چھائی ہی تلوار تیر تلوار برس رہی ہی یہ بھی صدہا کو زخمی کر چکا ہے نظم

یکے را بہ بازو یکے را بہ سر | یکے را بہ پشت و یکے بر کمر | دریدہ و بریدہ و شکست و بہ بست
یلان را سر و سینہ و پا و دست

جھٹپکر جسپر نیمچہ مارا سر پر ساحر کے بیٹھا اُسکے دو ٹکڑے ہوگئے عمرو نے تڑپ کے جست کی کبھی کسی ساحر کے کاندھے پر پاؤن جما دیے وہ گھبرا کر پلٹا عمرو نے لپٹ کر خنجر مارا سر اُسکا دھڑ سے زمین پر گرا کسی نے عمرو پر نیزہ مارا عمرو نے کج ہو کر خالی دیا وہ تکان مین جھکا عمرو نے کمر پر ہاتھ مارا مثل خیار تر ساحر زبون سیر کے دو ٹکڑے ہوئے کسی کی کا ہاتھ مارا شکم ساحر کا چاک کیا جھگڑا پاک کیا ہمہ تن چشم بنا ہوا لڑ رہا ہی کاغذی سپر ہاتھ مین

ہر ایک کے قتل کی گھات مین چھوٹ کے ہاتھ چل رہے ہین ساحر کفِ افسوس مل رہے ہین کسی کو سر تپا پا کُن
دیکے کمر پر ہاتھ مارا کبھی بیٹھ کے پالٹ کا ہاتھ لگایا چار چار کے پیر اُڑ گئے کبھی لوٹ ماری قتل کرتا ہوا گردون
مین جا کر چھُپا پھر اُٹھکر جست کی بلند قدون کی ہمت پست کی اکثر زخم بھی کھائے جرأت کے مزے اُٹھائے
کسکی آنکھون مین چکا چوندھ ہی برق شمشیر چمک رہی ہی سپرون کی کالی گھٹا چھائی ہی سر برس رہے ہین
دریاے خون جاری نقیب پکارتے پھرتے ہین اشعار

آج مقتل مین یہ جانبازون کی کثرت ہوگی | تیغِ قاتل کو نہ دم لینے کی مہلت ہوگی
سیر ہی آبِ دمِ تیغ سے ہو جائینگے | چشم جوہر مین کہانتک نہ مروت ہوگی
کون ہوگا مرے بعد اُنکے سوا ماتم دار | بیکسی سوگ نشین غمزدہ حسرت ہوگی
کر سکیگی مجھے میزان قیامت نہ سُبک | میرے پلے پہ اگر آپ کی رحمت ہوگی
اپنے بسمل کا نہ تسمہ بھی لگا رکھے گا | میرے قاتل مین اگر کچھ بھی مروت ہوگی

ہنگامہ گیرودار بلند ہی افراسیاب و مشعل دیکھ رہے ہین جرأت عمرو پر وجد کر رہے ہین سکتے
کا عالم ہی اپنی فوج کے قتل ہونیکا غم ہی ہر ایک کی چشم پر نم ہی ہزارہا بسمل پڑے سسکتے ہین کتنے بیجان
ہو چکے ہین قرنا اُلٹی سانسین لے رہی ہی دمامے بھول کر ڈھول ہوے ڈھول کا پیٹ خالی تاشے
چوبون سے سر پیٹ رہے ہین لیتا لیناکے بدلے صدا بھاگو بھاگو کی آتی ہی نعرہ عمرو سے زمین تھراتی ہی چہرہ
غصے سے گلنار ہاتھ مین کھینچی ہوئی تلوار نیزون کی سنانین اُڑا دین طعن کون کرے زبان قلم ہودے
چوبین مثل بید کانپ رہی ہین لرزہ چڑھا ہی علمون پر بار الم پھریرہ دن کو چاک ہونیکا غم بہت سے علم
ٹکڑے زمین پر گرے صاف معلوم ہوتا ہی کہ کفن مین مردے ہین زمین خون سے لال ساحرونکا عجیب
حال کوئی زخمی کوئی پامال ساحر تلوار کی لڑائی سے عاجز ہین کبھی بھاگتے ہین کبھی کہتے ہین یار و کس سے
لڑین عمرو ہمکو معلوم نہین ہوتا بجلی تڑپ رہی ہی مشعل نے قرار و اقرار کو حکم دیا ارے تم کیا
دیکھ رہے ہو تلوار سے سر عمرو کا کاٹ لو قضاے کار قرار جادو اپنے کو پہلوان جانتا تھا ہیبت
بھی تھی خبردار خبردار کہکے بڑھا اور ساربان زادے ستم قرار جادو زینت پہلوے شاہنشاہ
مشعل خونخوار عمرو نے پلٹ کر دیکھا ایک ساحر مہیب قوی تن قوی من سیہ فام بد انجام تیور
بدل رہا ہی عمرو نے کہا ابے یہ نٹ بازی کیسی قریب آکر لڑ دیکھ مجھکو ساحرون کے حربے سے مہلت

نہین ہی برابر روک رہا ہون تو بھی آگر مقابلہ کر جہنم مین پہونچادون شعلۂ شمشیر بھڑک رہا ہی قرار تلوار کھینچکر جھپٹا عمرو پر ہاتھ مارا عمرو نے وار کو اُس نابکار کے خالی دیا بڑے زور و شور سے اسنے ہاتھ مارا تھا جھونک مین تلوار کے جھکا عمرو نے اوپر سے ہاتھ مارا اسنے سر اُٹھایا برق شمشیر چمک کر گری خود و دبلغہ و عرق چین کاٹ کر سراسر نکلے اور جبڑے کو کاٹا زمین مین تلوار نے بوسہ دیا خاک اُڑی عمرو نے نعرۂ تکبیر کیا آواز دی وہ مارا اقرار جادو نے دور سے جو دیکھا کہ قوتِ بازو مارا گیا ہائے کہکے کلیجہ پکڑ لیا ہائے بھائی ہائے بھائی کہکے چیخنے لگا لڑائی بھڑائی بھولا غصے مین طرف عمرو کے چلا ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ صاحبو نئی طرح کی بات ہی شہنشاہ ہکو حکم دیتے ہین تلوار سے لڑو سحر و ساحری نہ کرو ہم لوگ تیر و تبر کو کیا جانین سحر و ساحری کے واقف کار فنون سپاہ گری مین بیکار اسی وجہ سے ہمارا بھائی بھی مارا گیا کیسا ساحر زبردست تھا یہ کہکے جھولی سے گولہ نکالا سحر پڑھتا ہوا چلا قرار کے مرنے کی جب آواز کان مین مشعل کے پہونچی بیقرار ہو گیا افراسیاب سے کہا اے شہنشاہ غضب ہو گیا میرا پرانا سپہ سالار مارا گیا افراسیاب نے کہا لڑائی مین یہی ہوتا ہی اتنی دیر مین اقرار ہٹو ہٹو کرتا ہوا بڑھا قریب عمرو کے پہونچا داہنے ہاتھ مین تلوار بائین ہاتھ مین گولہ زیر دامن چھپائے ہوے نعرہ کیا او ساربان زادے تو نے میرے بھائی کو مارا ہیرا کچھ خوف نہ کیا اب شربت مرگ کا مزا چکھ متم اقرار جادو دل سے اقرار کر کے چلا ہون کہ بدون قتل عمرو نہ پلٹونگا یہ کہکے آواز دی کہ صاحبو گرد سے عمرو کے ہٹ جاؤ قریب نہ آؤ مین اپنے بھائی کے خون کا بدلا لونگا عمرو کا سر کاٹونگا جادوگر الگ ہو گئے عمرو نیمچہ کاندھے پر رکھے سامنے اقرار کے آیا کہا اپنے بھائی سے تجھکو بڑی محبت ہی اُسی کے پاس تجھکو پہونچا دونگا وہ بھی تیرا انتظار کر رہا ہی اب افراسیاب و مشعل نے بھی دیکھا کہ بائین ہاتھ مین اسکے گولہ ہی زیر دامن چھپائے ہوے ہی افراسیاب نے پکار کے آواز دی اے اقرار خبردار بادولت اور شہنشاہ مشعل عہد کر چکے ہین عمرو پر سحر نہ کرنا سب آبرو جاتی رہیگی ایک پر لاکھون کرسے ہین اُسکی جرأت دیکھو ہم انصاف پسند ہین اقرار نے افراسیاب کو تو کچھ جواب نہ دیا مشعل نے بھی پکارا اے قوت بازو وہ ذرا بیت سے خبردار سحر نہ کرنا اقرار نے کہا آپ ایسا فرماتے ہین ہم سپاہی نہین ہین شمشیر زنی کیا جانین سحر کو بخوبی جانتے ہین اسی جھگڑے مین ہمارا بھائی مارا گیا قسم ہرگز نہ مانینگے

مشتعل وافراسیاب ہان ہان کرتے رہے اُسنے جھپٹکر گولہ سحر کا عمرو پر مارا گولہ پھٹا عمرو لہرا کے
زمین پر گرا گرتے گرتے آواز دی ای افراسیاب وای مشتعل لعنت ہو تمپر آخر تلوار و تیر سے کام نہ چلا
مجھکو کوئی بھی قتل نہ کرسکا آخر ملعون نے سحر کیا دیکھ اسکو منع کر انجام اسکا بد ہو میرے شاگرد قیامت
برپا کرینگے افراسیاب و مشتعل کو پکارا کسی نے جواب نہ دیا تب عمرو گھبرایا ادھر اقرار تیغہ آبدار کھینچکر
بڑھا عمرو اور زیادہ مضطر و بیقرار ہوا کہ اقرار مجھے قتل کرنے آتا ہے افراسیاب و مشتعل کو پکارا انہین
سے کسی نے جواب نہ دیا اسنے طرف آسمان کے دیکھا پکار اُٹھا ای خالق لیل و نہار ای پروردگار
وای حامی و مددگار اس نامرد کے ہاتھ سے بچائے اُسوقت تو تمام لشکر مین اک غلغلہ بلند ہے ہر ایک یہی
کہتا ہے اقرار جادو نے جرأت کے خلاف کیا سبکو بدنام کریگا مگر اقرار کسکی سنتا ہے عمرو بلبلا بلبلا کر
رجوع قلب سے دعا کر رہا ہے کہ ای نظم

شاہا زکرم برمن درویش نگر ۔ برحال من خستہ دلریش نگر
ہر چند نیم لائق بخشائش تو ۔ برمن منگر بکرم خویش نگر

ای معبود کوہ سراندیب پر وعدہ ہو چکا ہے آج تو موت کا سامنا ہے
اس آفت آسمانی سے بچائے سب نے دیکھا کہ اقرار قریب عمرو پہونچا عمرو کے ہاتھ پاؤن بیکار تھے
سحر مین اقرار کے پھنسا ہوا کبھی اٹھا کبھی بیٹھا کبھی گرا ایسی حالت مین اُس نامرد نے آکر تیغہ مارا سب
نے دیکھا عمرو پر تلوار پڑی عمرو کے دو ٹکڑے ہوئے اک غبار بلند ہوا اندھیرا چھا گیا افراسیاب
نے پکار کر کہا بڑا غضب ہوا اب شاگردان عمرو اقرار کو نہ چھوڑینگے خیر بہتر ہوا آج فیصلہ
ہوگیا اب کسکا ڈر ہے یہ ساربان نادہ بڑا فطرتی تھا آج کس ذلت و خواری سے مارا گیا تب چہرخ
و بہار کے دانت کھٹے ہو جائینگے کس برتے پر لڑینگی مسلمان اپنا سر پیٹینگے ہوش ربا سے بھاگ
جائینگے یکایک وہ غبار شق ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من اقرار جادو بود اب جو سبنے دیکھا
لاشہ اقرار پڑا ہوا تڑپ رہا ہے عمرو نادارد لیکن ایک برق آسمان پر چمکی آواز آئی منم شہنشاہ
کوکب روشن ضمیر ای افراسیاب شرم نہ آئی کہ ایک عیار کو بائیس لاکھ نہ قتل کرسکے
آخر سحر و ساحری سے کام لیا ہماری زندگی مین مجال ہے کہ کوئی خواجہ عمرو کو مارسکے یہ دیکھو یون
لیجاتے ہین افراسیاب گھبرا گیا کہ یہ کیا معرکہ ہوا چاہا قصد کرے کوکب پر جا پڑے مگر حیرت
کمر سے لپٹ گئی کہا ای شہنشاہ جانے دیجیے مشتعل جادو بدبخت کا اقرار و قرار کے مارے جانیکا

صدمۂ عظیم ہوا کہا اے افراسیاب اب مسلمانون کو زندہ نہ چھوڑونگا میرے پرانے سردار مارے گئے افراسیاب
نے کہا ہزار ہا خدمتگذار حاضر ہین یہ کہکر چند سردار پیش کیے تاکید کی کہ خبردار ہمیشہ خدمت شہنشاہ مشتعل مین
حاضر رہو فرمانبرداری مین کبھی عذر نہ کرنا جس امر کو شہنشاہ پچھلے پہر بھی فرماوین قبول کرنا بسر و چشم وہ
کام کردینا مجھسے بڑھکر شہنشاہ کو سمجھنا اب دو کلمہ خواجہ عمرو بن اُمیۂ ضمری کے گذارش ہوتے ہین
کہ خواجہ بموج ہوا سے بیہوش ہوگئے اب جو آنکھ کھلی اپنے کو قصر جمشیدی مین پایا شہنشاہ کوکب روشنضمیر
و برہمن روئین تن و ملکہ بُران شمشیر زن و ملکہ اختر بن سُہیلان و ملکہ حنائے گلگون پوش
وغیرہ سب دربار مین موجود ہین شہنشاہ کوکب نے خواجہ عمرو کو گلے سے لگایا کہا خواجہ یہ آپ نے
کیا کیا اکیلے پرائے دربار مین چلے گئے عمرو نے کہا اے کوکب مین نے حرامزادے کو مارا ہوتا مگر
افراسیاب آگیا کوکب نے کہا خواجہ مین دیکھ رہا تھا حرات و اقعہ مین سب حال مجھپر آئینہ تھا میرے
دل کو کب قرار ہے جسوقت سے یہ ملعون آیا آب و دانہ حرام ہوا اُستاد فیض بنیاد نور افشان جادو نے
مجھکو نامہ لکھا تھا کہ خواجہ عمرو کو بلا بھیجو ہمین کچھ صلاح کرنا ہے آپ اب تشریف رکھیے مین اُستاد کو بلاتا ہون
یہ برہمن ایسا نجومی کامل و اکمل ستارہ شناس فلک اساس سر جھکائے بیٹھا ہے خواجہ نے کہا اے برہمن
تم کو کیا ہوتا ہے برہمن نے کہا خواجہ اپنے سر پہ ہاتھ دھر کر روتا ہے پروردگار انجام بخیر کرے برہمن و
خواجہ سے باتین ہونے لگین برہمن کی باتون سے خواجہ عمرو کے ہوش اُڑ گئے کہ اتنا بڑا کامل و اکمل
ایسے کلمات حسرت آیات زبان سے نکالتا ہے دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے لیکن کوکب نے اُسی وقت
ایک نامہ لکھکر طرف قصر نور افشانی کے روانہ کیا بعد چند عرصے کے نور افشان جادو تخت
پر سوار دونون شاہزادیان ملکہ آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دونون پہلوؤن مین
نور افشان آنکر پہونچا خواجہ سے بغلگیر ہوا دونون شاہزادیون نے سلام کیا عمرو نے
دعا دی نور افشان نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری چند باتین مجھے آپ سے عرض کرنا ہے اُنکو آپ
بگوش ہوش سماعت فرمائیے جس طرح سے بنے اُسکا انتظام اسی طور سے کیجیے ہرگز ہرگز خلاف نہ کیجیے گا
ورنہ بڑی قباحت ہے سخت مصیبت ہے اک اور بھی آفت ہے کہ پھر یہ نازنینان ماہ رخسار گلعذار نہ ملینگی
مفت ہاتھ سے جاتی رہینگی بجز کف افسوس ملنے کے کچھ نہ ملیگا اب ذرا بھی غفلت نہ کیجیے گا سمجھ بوجھکر
کام کیجیے گا لالچ کو کام نہ فرمائیے گا مشتعل کا معاملہ مثل اورون کے نہین ہے عمرو نے کہا آپ فرماتے نور افشان نے کہا

خواجہ جب مقابلہ بشعل سے ہو اپنے عیارون پر تاکید کیجیے آپ بھی اس مضمون کو گوش ہوش سے سُن رکھیے
جسوقت کہ آپکا سردار مقابلہ مین اُس آتش مزاج شعلہ خو یعنے بشعل جادو کے جاے وہ ملعون آتش
قہر و غضب سے بھڑک کر اپنی روشنی دکھا سے سردار آپکا بیدم ہوکر زمین پر گرے اور وہ ملعون اُسکی
روح کو جسم طائر مین بند کرے لاشہ نہ جانے پانے وہ ناری قصد کریگا کہ جسم خاکی کو اُسکے جلادون خاک
مین ملادون اُسوقت عیاری کا یہ کام ہی جسطرح ہوسکے لاشہ اپنے قبضے مین کیجیے ایک بارگاہ استادہ
کرائیے اُسمین باحتیاط لاش رکھیے نگہبان مقرر فرمائیے اُن لاشون پر کوئی آنچ نہ آنے پائے شاید
انجام بخیر ہو خداوند کریم فضل اپنا شریک حال کرے جو تدبیر کہ ہم سوچے ہین وہی بن پڑے پروردگار
عالم مردون کو زندہ کرے بس اب آپکی اتنی اُستادی ہی کہ لاشے اُن کشتگان حسرت و یاس کے
نہ جلنے پائین لیکن افراسیاب جادو تو سامنے ہی موجود رہیگا البتہ اُسکے سامنے عیاری کرنا
ایسے دانشمند کو دھوکا دیکر آگے سے لاشے اُٹھالانا ہر دشوار ہی لیکن خواجہ صاحب جان لڑائیے جسطرح
ہوسکے ان ازمیان شعلہ خو کو جلنے سے بچائیے عمرو نے کہا اے نور افشان بہت مشکل ہی زبان سے
کہدینا کتنی بڑی بات ہی نور افشان نے کہا مین تو خود یہی عرض کرتا ہون کہ نہایت دشوار ہی آپ
اگرچہ ایسی ہی کدوکاوش کرینگے تو کیا عجب ہی کہ پروردگار آسان کرے یاد رکھیے اگر لاشے نہ بچائیے
گا جس سردار کی روح اُسنے قبض کی انجام مین کوئی صورت نہین عمرو نے جواب دیا جہانتک ہوسکیگا
کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھینگے ہم تدبیر بچا ئینگے اپنے کو مثل نقش قدم مٹا ئینگے لاشے بچا ئینگے نور افشان و
خواجہ عمرو سے ایک عرصہ تک یہی رد و قدح رہی نور افشان خواجہ کو تنہائی مین بھی لیگیا بہت کچھ
سمجھایا یہان کوکب و بُرّان ازحد بیقرار حد کا انتشار ہر ایک کو اپنی جان کی پڑی ہی یہ بھی کہتے ہین کہ
بھلا کیونکر ہوسکتا ہی براے مدد لشکر اسلام نہ جائین اگر جائین تو کس سے مقابلہ کرین کیا کرین وہ تو
ایک اشارے مین روح قبض کرتا ہی خدا عزت دار و بچاے اس موذی کے چنگل سے چھڑاے
نور افشان سے باتین کرکے خواجہ باہر آے نور افشان و برہمن رخصت ہوکر اپنے قصر کی طرف
گئے خواجہ عمرو کوکب سے رخصت ہوے کوکب کے کان مین کہدیا خبردار خبردار بُرّان وغیرہ کو
نہ آنے دینا جہان زور نہ چلے وہان کیا ضرور ہی ہم تو سینہ سپر ہین عرش سے فرش مین اسد نامدار کو الگ
چھپایا ملکہ مہ جبین کو منع کردیا بارگاہ مین نہ آو دھرخ ہی کے سر پر سارا بار ہی اسکا بچانیوالا پروردگار ہی

کوکب بھی ملکہ خواجہ سے بہت رویا خواجہ رخصت ہوکر طرف اپنے لشکر کے چلے لیکن افراسیاب نے ایک بارگاہ الگ مشعل جادو استاد کرادی ہی چند طفلان کم سن اسکے پہلو مین ہین قرابے شراب کے رکھے ہوے ہین شراب خواری مین مشغول ہی اُن لڑکون سے ٹھٹھول بازی کرتا جاتا ہی کسی کا ہاتھ تھام لیا کسی کو گود مین کھینچا رات کا وقت ہی اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا ہی کہتا ہی کل شہنشاہ طبل جنگی بجوائینگے بادولت کو خود انتظام کرنا ہوگا طائر بھی تیار رہین مردے آدمیون کے چند موجود رہین جسوقت جسکا کام ہو تلاش نہ کرنا پڑے یہان مہتر برق فرنگی تمام کو اپنے لشکر سے نکلا خیال کیا چلو چلکے لشکر حیرت سے خبر لائین بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر چلا جنگل مین آکر دیکھا ابریق کوہ شگاف وزیر اعظم افراسیاب دو لڑکون کو سمجھاتا ہوا لیے جاتا ہی وہ جانا نہ قبول کرتے تھے زبردستی اُنکو پکڑا ہی بیچارے غریبون کو بس مین جکڑا ہی وہ داد و فریاد کرتے ہین ابریق اُن بیچارون کو نہین چھوڑتا سمجھاتا ہی ارے خدمت شہنشاہ مشعل مین چلو لباس پر تکلف پہننے کو دیے صرف کرنیکو ملینگے جاگیر دلوائینگے گانوٗن مین بطور رعایا رہتے ہو زمینداروں کی جفائین سہتے ہو تمکو ٹھاکر بنائینگے گانوٗن بھی معافی مین دلوائینگے وہ بیچارے روتے ہین کہتے ہین ہمارے دو بھائی کل اسی طرح گئے پلٹ کے نہ آئے نہین معلوم اُنپر کیا گذری یہ جو برق نے سنا کہ وہ لڑکے فریاد و الغیاث کرتے ہین ابریق خوشامدین کر رہا ہی گانوٗن سے اتفاقاً دس بارہ گنوار آتے تھے اُنھون نے دیکھا ہمارے گانوٗن کے لڑکون کو ایک شخص پکڑے لیے جاتا ہی لٹھ تان کے دوڑے کہا ارے یہ بردہ فروش ہی اسکو پکڑ لو ٹھاکر کے سامنے لے چلو ابریق نے جو دیکھا کہ دس بارہ گنوار آپڑے ایسا نہو کسی کا لٹھ سر پر پڑجاے سر پھٹے ہاتھ منھ ٹوٹے لڑکون کو چھوڑ کے بھاگا گنوار دوڑے ابریق نکلگیا پہاڑ مین جاکر چھپا گنواروں نے آکر لڑکون کو کھولا طرف اپنے گانوٗن کے لیگئے اب ابریق پریشان ہوا درہ کوہ سے بصد اندوہ سوچتا ہوا نکلا کہ یہ تو بڑی بُری بات ہوئی گنوار مجھکو اب پہچان گئے لڑکے نہین ملتے افراسیاب خفا ہوگا شاہنشاہ مشعل کی رات کیونکر کٹیگی برق نے جو یہ معرکہ دیکھا خیال مین آیا چلو آج مشعل کا چراغ حیات گل کرین یہ سوچکر رنگ و روغن عیاری نکالا اک کم سن خوبرو کی وضع بنکر تیار ہوا اظاہر پندرہ سولہ برس کا سن معلوم ہوتا ہی سر پر کارچوبی ٹوپی ترچھا جوڑا بندھا ہوا انگنار جوڑا بدن مین کامدار جوتا پہنے ہو عطر ملے مسی دانتون مین لگائے کاجل آنکھون مین کھنچا ہوا چٹکیان بجاتا گاتا مسکراتا اٹکھیلیان کرتا چھتا ہی ابریق صورت زیبا دیکھکر نہال ہوگیا جی مین کہنے لگا بے مثل نازنین ہی ایسا حسین وہ مہ جبین ابتک کاہیکو ملا تھا فوراً آواز دی ۱۰۰

شعر اسطرف دیکھ لے منہ پھیر کے جانے والے ٭ یان بھی رہتے ہین ترے ناز اُٹھانے والے ٭ برق نے پلٹ کر دیکھا مسکرا کر جواب دیا اونٹ کھٹ تو کون ہی جو راہ گیرون کو روکتا ہی ہمکو کیون ٹوکتا ہی تیرا مطلب کیا ہی کیا کوئی چورا چکا ہی یا کوئی نیا گڑا ہی قطع مبارک تو مسخرون کی سی معلوم ہوتی ہی ابریق ان چٹکلون سے پھڑک گیا انتہا کا خوش ہوا قریب آ کے ہاتھ تھام لیا کہا میان ہمارے ساتھ چلو ایسے کا سامنا کرائین تمکو ہزارون روپیے ملین بڑا قدردان ہی برق نے مسکرا کر کہا وہ لنگوڑا کون ہی اُسکا نام تو بتاؤ مین تمھارے ساتھ چلتا ہون وہ کھیل دکھاؤن گھبرا جائین پھر کبھی دوسرے کو نچا ہین کسی اور کا نام نہ لین میری ہی جوتیون کے تلے مین پانی بھرا کرین ابریق باتین کرتا ہوا چلا دلمین کہتا ہی کہ لڑکا بڑا آتماق پٹاق ہی چٹکیان بجاتا ہی غزلین گاتا ہی اس عرصہ مین برق یعنے اسی طفل خوبرو نے کہا سنو میان ابریق ہمارے استاد بڑے مزے سے یہ غزل گایا کرتے تھے ہمے بھی یاد کی ہی غزل

کیا مدنظر ہی تمھین یارون سے تو کہیے
گر کہیے نہ لاکھون سے ہزارون سے تو کہیے
پھر قم نہ کہین حضرت عیسی اگر اُنسے
فرصت ہو تپ غم کے حرارون سے تو کہیے
ان دانتون کو کیا موتیون سے کہتے ہو ہمنام
کسواسطے یہ سینہ فگارون سے تو کہیے

گر منہ سے نہین کہتے اشارون سے تو کہیے
کیا کہتے ہو آئینگے سر خاک شہیدان
کہیے یہ قم عشق کے مارون سے تو کہیے
موقوف ہی گر دل کا شکار آن و ادا پر
ہوتے نہین کچھ مال ستارون سے تو کہیے
کہیے نہ تنک ظرف ہے آہ ذوق کبھی بات

حال دل بیتاب کہا جاے تو ہمسے
کچھ سنتے اُٹھانے ہون قرارون سے تو کہیے
کچھ سوز دل اپنا کسی دلسوز کے آگے
تو پہلے کچھ ان سینہ شکارون سے تو کہیے
تانے کا دل چالاک پسند آپکو آیا
کہکر اُسے سننا ہو ہزارون سے تو کہیے

ابریق ان اشعار کو سنکر بہت مسرور ہوا جی مین کہنے لگا جبسے شہنشاہ مشعل تشریف لائے ایسا معشوق پری پیکر سیمن بر طرار و فرار طرحدار ممکن نہوا تھا کیا عجب ہی ہمارے شہنشاہ افراسیاب بھی شوقین ہین اپنی خدمت سے سرفراز کرین ہنستا ہوا باتین کرتا طرف بارگاہ مشعل کے لے چلا خیال مین گذرا کہ ای ابریق اگر ہمارے شاہنشاہ افراسیاب جادو نے پسند کر لیا تو بڑی مشکل ہوگی خدمت مین شہنشاہ مشعل ہی کے لیے چلو آج شب بھی وہان گذرنا دشوار ہی ساقی بچے بہت کم ہین یہ سوچتا ہوا در دولت مشعل جادو پر آیا حاجب دربان سب حاضر ہین ابریق وزیر اندر گیا برق عیار کو باہر چھوڑا مشعل جادو کو جھککر سلام کیا عرض کی حضور آج ایک معشوق دلفریب لایا ہون امیدوار ہون کہ دعا کیجیے ساری سے کہکر میری عمر بڑھوا دیجیے مشعل نے کہا ای ابریق ایسا مرتبہ تمھارا کرینگے کہ تا ظمان ور نبرد طلسم ہوشربا رشک کرین اب بہت جلد بلاؤ مابدولت بیقرار ہین برق تڑپ کے اندر آیا مشعل کی نگاہ پڑی نہایت حسین گلعذار طفل ماہ رخسار

طرحدار وضعدار قد موزون سرو باغ دلفریبی رعنائی و زیبائی کرشمہ و ناز دست بستہ ساتھ ہین برق بصد ناز و انداز واسطے تسلیم کے جھکا مشتعل نے مسکرا کر ہاتھ بڑھا دیے چاہا گلے سے لپٹا لون برق نے ایک طمانچہ اسا تماق سے آواز آئی کہا نگوڑے گنوار لپٹا ہی جاتا ہے ادب سے رہ مشتعل بھڑک گیا اس ناز و ادا پر مر گیا طمانچہ کھا کے گال سہلانے لگا برق الگ بیٹھا ابریق تو سلام کر کے چلا گیا بارگاہ افراسیاب مین پہونچا افراسیاب نے کہا ای ابریق کہو کوئی ساقی بچہ بھی خدمت شاہنشاہ مشتعل مین پہونچایا ابریق نے کہا اے شاہنشاہ دیہات و قریات مین غلام بدنام ہو گیا اب ہر جگہ یہی مشہور ہی کہ ایک بردہ فروش آتا ہی لڑکون کو پکڑ لیجاتا ہی آج تو گنوارون نے مجھکو گھیر لیا تھا آپ کے اقبال سے بچا مگر آج ایک طفل مہر وحسین و جمیل نہایت کوشش سے لایا ہی کمبخت کی بوٹی بوٹی پھڑکتی ہی یقین ہی شاہنشاہ بہت خوش ہونگے مجھسے فرمایا ہی تمھاری عمر بڑھ جاویگی اسوقت افراسیاب نے کہا ای وزیر اعظم اسکی کیا حقیقت ہی وہ کیا عمر بڑھا سکتا ہی صرف عبادت سامری کر کے اسکو یہ کمال حاصل ہوا کایا پلٹ ہو گیا اور اسکو کچھ نہین آتا لیکن جسدن سے اقرار جادو مارا گیا کوکب نے اکر عمرو کو بچایا آج صرصر نے کہا تھا کہ عمرو ولیت کر لشکر مین نہین آیا یقین ہی کچھ تدبیر کرتا ہو عیارون کی فکر واجب و لازم ہی مشتعل کی جانبری کی ہر وقت تدبیر رہے ابریق جاکر اپنے کار ضروری مین مصروف ہوا افراسیاب ناچ دیکھنے لگا حیرت جادو سے باتین کر رہا ہی حیرت کہتی ہی ای شہنشاہ کل ضرور طبل جنگ بجوائیے اس بیچارے کو لڑوائیے لاکھون روپیہ خاطر مین صرف ہوے میخانہ مین ایک شراب کا قطرہ نہین ہی جسقدر تیار ہوتی ہی اسی کے واسطے بھیجدیتے ہین بڑا پینے والا ہی افراسیاب نے کہا دو سو برس کے بعد زمین سے نکلا ہی کلیجے سے شعلے نکل رہے ہین سرگرمی عبادت سامری سے استخوان جل رہے ہین اب شراب سے ٹھنڈا کرتا ہی اور آگ زیادہ بھڑکتی ہی حقیقت مین اگر دو چار مہینے یہ اسی طرح رہا ایک قطرہ کسی کو شراب کا ممکن نہوگا گرفتاری طفلان غربا سے بدنام ہوا ابریق کہتا تھا آج گنوارون نے گھیرا اگر وہ ساحر زبردست نہوتا سلامت نہ آتا ہاتھ پیر ٹوٹتے وہ مشکین باندھکر لیجاتے مین بھی چاہتا ہون یہ جھٹ پٹ لڑائی فتح کرے مین اسکو طرف کوہ عقیق کے روانہ کرون بار خاطرداری خداوند کے ذمے ہو ایک ہفتہ سنبھالنا مشکل ہو جائیگا دیکھنا کہ سلیمان عنبرین مو سے کوہی بھی گھبرائیگا شہرون شہرون اسکا پھرنا بہتر ہی جو دن جہان رہے وہان کا حاکم شراب و کباب پہونچائے لیکن طفلان خوبرو ناممکن ہونگے اپنی اپنی عملداری مین ہر ایک کو اختیار ہی جسطرح چاہے دعوت کرے یہ گفتگو تھی اُدھر دیکھو شہنشاہ مشتعل کیا کرتے ہین ٹہلتا ہوا چلا گیا عہتر برق فرنگی نامدار مستقل

معشوق طناز سامنے مشعل جادو کے بیٹھا ہوا ٹھریان گا رہا ہو دلکو اس بیجیا کے لبھا رہا ہو مسکراکر مشعل نے کہا ای میرے محبوب جانی دای یار جادو دانی دل بیقرار ہو اپنے ہاتھ سے اک جام شراب پلا رہا ہے کیا کرون نشہ نہین ہوتا شراب سے پیٹ بھر جاتا ہو آنکھون مین سرور نہین آتا یہ کہنا تھا کہ برق نے فورًا جام شراب لبریز کیا گھائی سے پڑیہ داروے بیہوشی کی شراب مین ملائی مسکرا کر کہا لو صاحب یہو تمھاری تو صورت سے مجھے ڈر معلوم ہوتا ہو خبردار مٹے رہنا مجھے ہاتھ نہ لگانا مشعل اس ناز وکرشمہ پر مرگیا جام لیکر غٹ غٹ پی گیا برق آنکھ ملائے ہوے دیکھ رہا ہو سارا جام مشعل چڑھا گیا آنکھون پر اس بدمست کے سرخی بھی نہ آئی برق سمجھا مین نے دھوکا کھایا بیہوشی شراب مین نہین گری شاید پڑیہ بدلگئی ورنہ ہماری بیہوشی اگر تولہ بھر دریا مین ڈالدین مچھلیان بلبلا کر نکل آئین اس بیہوشی کا دیوطپانچہ نام ہو کسکی مجال ہو جو اسکی حدت ضبط کرسکے لیکن تردد کیا ہو مانگنے والا اور مانگ رہا ہو لاؤ لاؤ کی صدا بلند ہو شکلی کی شکلی پیے جاتا ہو دوسرا جام تڑکیہ برق نے بھرا یہ بھی دیکھا کہ وہ کچھ تعرض نہین کرتا بہ اطمینان کمر سے پڑیہ بیہوشی کی نکالی جام شراب مین ملاکر مشعل کو پلادیا وہ اسی طرح بخوف پی گیا آنکھون پر سرخی بھی نہ آئی اتنا تو کہا کہ ای جان من تیری صورت دیکھکر خمار آگیا شراب مین ذرا تلخی معلوم ہوئی برق کے ہوش اڑگئے حیران ہوا کہ اب کیا کرون اول تو یہ دھوکا ہوا کہ شاید بیہوشی شراب مین نہین ملی استاد ان سخنور نے اس داستان حیرت بیان کو اسی طرح تحریر فرمایا ہو یہ بھی واضح راے ناظرین ہو کہ یہ حجرۂ ہفت بلا خاص ترتیب کردہ حقیر ہو مصنف اول کو اسمین بالکل واقفیت نہین اول کی داستانون مین اتنا تحریر فرمایا تھا کہ طلسم ہوشربا مین حجرۂ ہفت بلا ہو جب کل طلسم کی سیر کی تیا نیا یا اگر کچھ نشان ملا بھی تو مرحلہ جات طلسمی پر نشان ملا مختصر طور سے مگر انکے نام اور طریقے اور ہین پس یہ حقیر پر تقصیر انصاف طلب ہو کہ جب طلسم کشا کے پاس لوح موجود ہو لوح ہر مقدمے مین ہدایت کرتی ہو کہ فلان ساحر جب سحر کرے اسم حاشیہ لوح پڑھنا خائف نہونا جب قاعدہ تبلانے والا تبلا رہا ہو پھر دھوکا کھانیوالا کیون پھنسیگا لوح دیکھکر اسکو ماریگا پس اس حقیر نے حجرۂ ہفت بلا کو اس طور سے ترتیب کیا کہ ایک ایک داستان اسکی فخر دفتر طلسم ہوش ربا ہو عیارون کے طریقے ایسے ایسے واقع ہونگے یقین کامل ہو کہ ناظرین بہت لطف اٹھائینگے دوسرا امر بھی واضح ہو کہ جناب میر احمد علی صاحب مرحوم نے طلسم ظاہر کو زور دیا جب طلسم کشا کو لوح ملی وہ کیفیت نہ باقی رہی کچھ عجائب وغرائب مرحلہ جات تحریر فرمائے پس تمام طلسم باطن حقیر نے لفظًا لفظًا تازہ کیا جلد ہفتم مین بعد حصول لوح ذہانت وعدم ذہانت ظاہر ہو جائیگی محرر ہر جہد جابجا

اگر طلسم باطن لکھیگا دفتر اصلی کا نمونہ ہوگا حقیر نے سراپا تصنیف کرکے نام تو البتہ طلسم ہوش ربا رہنے دیا مگر کل داستان ہاے رنگین فصاحت آئین کو تازہ کیا سامعین بلند مقام و شاہزادگان ذوی الاحتشام سالہا سال زبان سے حقیر کی بخوبی سماعت فرما چکے ہین اور اب اُن سامعین کے سامنے عرض کرتا ہون کہ جن صاحبین نے استادان قدیم و جدید کو سماعت فرمایا ہی لیکن حقیر کی آبرو بڑھاتے ہین ارشاد فرماتے ہین کہ جسطور سے حقیقت مین دفاتر یعنے نوشیروان نامہ وغیرہ و ہوشربا تونے بیان کیا یہ داستانہاے دلچسپ کبھی نہ سماعت کی تحسین ہر روز اشتیاق نو بیان نو عیاران لطرز جدید حالات کارزار فرزندان صاحبقران حمزہ نامدار و سرداران عالی وقار ہر مقام پر نئے طور سے واقع ہوے اُسوقتمین ذیشان والامقام نے بعہدہ کمال اس شکستہ بال کو سرفراز فرمایا ہی حقیر کا رتبہ بڑھایا ہی نظم

فرتوسن کلک کی باگ لے	نشان برق عیار کا جلد دے	اُلٹی جام مے برق چالاک نے
عقیل و سبک خیز و بیباک نے	دیے بھر کے مشعل کو باشد و مد	کسی طرح پائی نہ اُس سے سند
تڑپتا تھا دل مین یہ کیا ہو گیا	غم و رنج مین مبتلا ہو گیا	جب برق نے چار پانچ جام

اُس بد انجام کو دیے بیہوشی ڈھیرون ملائی کوئی کیفیت اُس بدمست شراب کبر و نخوت کی دگرگون نہوئی اتنا البتہ ہنسکر کہا تیرے ہاتھ کی شراب مین ذرا تلخی ہی یقین تھا کہ صدمہ غم و الم سے خود برق بیہوش ہو جاے پھر دلکو مضبوط کرکے سوچا کہ ای برق شاید بیہوشی عرصہ دراز کی تھی جو بخوبی تاثیر نہ کی حباب بیہوشی تو ہر دن نئے تیار ہوتے ہین اُنکی تاثیر کامل ہوگی یہ تصور کرکے ہنستا ہو قریب مشعل آیا زانو سے زانو ملا کے بیٹھا پانچون انگلیون مین پانچ حباب بیہوشی دبائے مسکرا کر کہا کیون ادنا لائق مجھکو تکتا ہون مین کھاے جاتا ہی یہ کہکر پانچون حباب بیہوشی دماغ پر مشعل کے تڑاق سے مارے مشعل نے اوپر کی سانس لی کہا میرا معشوق حباب مارتا ہی نئے نئے کرشمہ دکھاتا ہی برق نے دوسرے ہاتھ سے بھی پانچون حباب مارے وہ مسخرہ اور زیادہ خوش ہوا ناگاہ افراسیاب پردہ اُٹھا کے اندر بارگاہ مشعل کے آیا دیکھتے ہی سنّے بیچا نا کہ برق فرنگی مشعل کے زانو سے زانو ملائے بیٹھا ہی چھلبازی کر رہا ہی تاک تاک کے حباب بیہوشی مارتا ہی مشعل بھی سکے جاتا ہی کیا اچھا معشوق شعبدہ باز طناز ملا ہی کس حسن و خوبی سے حباب مارتا ہی اگو ہر آبدار و مارتا ہی دریاے حسن و جمال کا در یتیم ہی اسکے خنجر ابروے خمدار سے دل دو نیم ہی اب آبرو اسکی بڑھاؤنگا معشوق خاص بناؤنگا افراسیاب کے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتا ہی کیا بلا کا عیار ہی بڑا مکار ہی

اگر مشعل ایسا اکھاب پینے والا نہوتا اندھا ہو جاتا تب افراسیاب نے نعرہ کیا کہا اے شاہنشاہ جناب
ہم چھانا کیسا یہ شاگرد عمرو برق فرنگی عیار ہے حباب بیہوشی مار رہا ہے اپنے کو بچائیے ہوش مین آئیے
برق نے جو دیکھا کہ افراسیاب آپہونچا گھبرا گیا کہ ہائے مین نے تو اتنا بڑا کام کیا کوئی مطلب حاصل نہوا
مگر دلیرانہ رستمانہ کمر سے خنجر کھینچا نعرہ کیا نعرہ مہتر برق فرنگی

منم برق رفتار خنجر گذار
کنم پردلان را بہ عالم ستوہ
بہ گرز و بہ گوپال و تیر و سنان

منم یکہ لیکن گران بر ہزار
کنم در وغا عرصہ بر شیر تنگ
برآرم دمار از سر پردلان

منم سیل چون رو بیارم بہ کوہ
ہم آورد من نیست کس وقت جنگ
یہ کہکے چمک کے خنجر مارا مشعل نے

سر ہٹا لیا خنجر ران پر پڑا تا بہ استخوان پہونچا اسنے خنجر کو ٹیک کر جست کی سراپچے کے اُس پار نکلگیا فوراً افراسیاب نے آواز دی کہ لینا جانے نہ پاوے باہر خیمے کے نگہبان کھڑا تھا اسنے برق کے ہاتھ پر ہاتھ ڈالا برق نے اُسکی کوکھ پر بہ قوت تمام خنجر مارا ساحر زخمی ہوکے گرا فوراً مرگیا اندھیرا ہوا تاریکی مین برق تڑپ کے نکلگیا افراسیاب نے جو آکے دیکھا مشعل اپنے خون مین غوطے کھا رہا ہے ہائے ہائے کی صدا بلند افراسیاب نے فوراً سر اُٹھاکر زانو پر رکھا ملکہ حیرت جادو دوڑی سرما و ابریق و مصور و صورت نگار وغیرہ نے آکے جو دیکھا سر مشعل جادو کا گود مین افراسیاب کے ران سے خون بہہ رہا ہے میان مشعل کراہ رہے ہین کہتے ہین کیا اچھا معشوق تھا حباب مارتا تھا یکایک خنجر مار کے بھاگ گیا ما بدولت کے درد ہوتا ہے افراسیاب نے کہا جراح کو بلاؤ وزیرون نے جراح کو بلوایا جراح نے آکر زخم دوزی کی پھاہے مرہم کے چڑھائے تب ذرا مشعل کے ہوش درست ہوئے افراسیاب نے کہا اے شاہنشاہ یہ کیا غضب ہوا آپکو سامری و جمشید نے اسوقت بچایا بیہوشی تو نہین پلانے پایا مشعل نے کہا بیہوشی سے مجھے کیا خوف ہے کئی جام اسنے پلائے مجھکو ذرا تلخی معلوم ہوئی جب حباب اسنے مارے مجھکو اک لطف ملتا تھا تمنے نعرہ کرکے سارا مزا کھو دیا وہ ڈر کے بھاگ گیا افراسیاب نے کہا وہ حباب ہائے بیہوشی مار رہا تھا مشعل نے کہا میرا نقصان ہوا تمنے ناحق نعرہ کیا افراسیاب نے کہا خیر ہوئی سامری و جمشید نے اسوقت بچا لیا اگر خنجر سر پر پڑتا سر اُڑ جاتا بہتر ہوا کہ ران پر پڑا اسوقت طائر کہان تھا جسکے جسم مین آپکو اتارتا یا مُردہ انسان جبتک ممکن کرتا روح آپکے جسم سے نکلجاتی یہ سنکر مشعل بھی ڈر گیا سچ کہتے ہو برائے حفاظت

ساحران مقتول جو عیارون کو پہچانین مقرر کرو افراسیاب نے کہا سواے عیار بچیون کے اور
کوئی بھی نہ پہچانیگا پس صرصر و صبا رفتار برائے نگہبانی مقرر ہوئین مشعل پھر شرابخواری مین مشغول ہوا یہان
ملکہ مہرخ سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین سب سردار آکر جمع ہوے کہ خواجہ عمرو طلسم نورافشان سے آئے
کل حالات نورافشان جادو کے بیان کیے ملکہ مہرخ نے کہا خدا مالک ہی حقیقت مین آپکے واسطے
بڑی مشکل ہی عمرو نے برق کو پوچھا چالاک نے کہا شام سے فکر مشعل مین گیا ہی ابھی تک نہین پلٹا عمرو
نے گھبرا کر کہا نورافشان مجھے آگاہ کرچکا ہی کہ بیہوشی سے زوال مشعل نہوگا خدا برق کی جان بچائے
یہ ذکر تھا کہ برق آکر پہونچا پسینے پسینے گھبرایا ہوا عمرو نے برق کو گلے سے لگالیا پوچھا فرزند کیا
گذری برق نے کہا اُستاد مین نے کئی تولہ بیہوشی اُس ملعون کو پلائی مگر کچھ تاثیر نہوئی مین حباب بیہوشی مارتا تھا
وہ سُرکی لیکر کہتا تھا کہ لطف آتا ہی آخر افراسیاب آگیا تب مین نے خنجر مارا ہاے کی تو آواز آئی تھی پھر
نہین معلوم کیا ہوا کہ حیزدو پرند ہرکارے آکر پہونچے عمرو نے پوچھا کہو مشعل کا کیا حال ہی عرض کی
حضور برق نے بڑا کام کیا خنجر مارا اسکی ران پر پڑا بہت حیران ہوا ہاے ہاے کر رہا ہی اب دربار مین آکر
بیٹھا ہی اپنی زبان سے کہتا ہی کہ میرا بیہوشی کیا کرسکتی ہی بلکہ اسنے جو مجھکو جام پلایا لطف شراب ملا یہی
نسخہ جاری رکھو میرے واسطے شراب مین بیہوشی ملا دیا کرو اب صرصر و صبا رفتار برائے نگہبانی مقرر
ہوئی ہین آج اُسکو انتہا کا غصہ ہی کہتا ہی مسلمانون کو سزاے کامل دونگا میرے دونون سپہ سالار بھی
مارے گئے برق نے مجھکو بھی خنجر مارا یہ خبر سنکر دربار مین سبکے ہوش اُڑ گئے ہر ایک یہی کہتا تھا کہ عیار بیچارے
کیا کرین اغناً بڑا کام کیا آخر کیا انجام ہو اسی ذکر مین تمام دن گذرا ناگاہ مشعل ماہتاب بصد آب و
تاب روشن ہوئی محفل فلک نیلی مین جوانان ثابت و سیارگان کا ہجوم ہوا مشعل ماہ نے ضیا دکھائی
شاہنشاہ افراسیاب جادو دربار مین بصد کبر و غرور تخت نکبت پر تاج کج کیے بیٹھا ہی ہنگامہ
عیش و نشاط گرم ہی ناچ ہو رہا ہی جام مے ارغوانی گردش مین صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلندی

دو کلمہ داستان حیرت بیان طبل جنگ بجوانا شہنشاہ مشعل جادو کا اور آنا میدان کارزار مین اور مقابلہ بصورت عجائب و غرائب خمسہ موافق مقام یعنی ردیف خمسہ آگ

آہون سے مری کوہ و بیابان مین لگی آگ	جلنے لگے اشجار گلستان مین لگی آگ
کیا دل کو مرے فرقت جانان مین لگی آگ	ایسی تپ غم سے دل نالان مین لگی آگ

جب نالہ کیا عالم امکان مین لگی آگ

انگارے سے خورشید کو سمجھو نہ ذرا کم
کچھ دور نہین عرش بھی جلجاے جو اسدم
دم مین جلینگے ہفت طبق چرخ کے پیہم
ہے صبح شب وصل ہوے گرم فغان ہم

سمجھو شفق گنبد گردان مین لگی آگ

اے غنچہ دہن نام خدا منہ ہے غضب سرخ
لاکھا جو جمایا ہے تو وہ بھی ہے عجب سرخ
لالے کو نہین مرتبہ یون لعل ہے کب سرخ
تیرے لب جان بخش ہوے پان سے جب سرخ

عالم نے کہا چشمۂ حیوان مین لگی آگ

اک غیرت پرکالۂ آتش ہے مرا دل
سیرے بدن زار کو ہے قہر خدا دل
دیتا ہے مجھے دکھ لگانے کی سزا دل
پہلو کی رگین پھک گئین نالان جو ہوا دل

یان شیر کے نالون سے نیستان مین لگی آگ

یہ ظلم تو مدت سے ہین اس کا نہین شکوہ
ہے اس سے فزون آگے بھی تو سانحہ گذرا
دلکو کوئی تجخانۂ اللہ نہ سمجھا
غم نے دل صدپارہ جلایا تو عجب کیا

جب ظلم سے سیپارۂ قرآن مین لگی آگ

موجون مین بھی ہاتھون نے ترے آگ لگائی
ہر ماہی دریا وہین بھن بھن کے تر آئی
سب شکل حبابون نے بھی انگاردن کی پائی
دریا مین لگا دھونے جو تو دست حنائی

مشعل کی طرح پنجۂ مرجان مین لگی آگ

کیون گرمی کے مارے نہون ذرات پریشان
کیا خاک بھلا پوچھون کہ جل جائیگا داماں
انگارے برسنے لگے ہین ہمرہ باران
ساتھ اشکون کے آنے لگے لخت دل سوزان

دیکھو کہ ہے حیشمانہ مژگان مین لگی آگ

برباد نہ کیون نیست ہو بیکار ہماری
کی سب نے تلاش آہ کئی بار ہماری
لیتا نہین بھولے سے خبر یار ہماری
بدنام ہوئی آہ شرر بار ہماری

ناسخ جو کبھی کوچۂ جانان مین لگی آگ

مشعل بہل مغرور متکبر شراب خواری مین مصروف ہے درد سے ران کے بیقرار جب گو نہ نشہ شراب کا

ہوا پیچ و تاب کھا کر کہا ای شہنشاہ طلسم ہوشربا ای یکہ تاز میدان سحر سازی وای شہسوار عرصۂ شعبدہ بازی حکم دو کہ طبل جنگی بجے اب بادولت کو تامل ناگوار ہی مسلمانون کی موت قریب آئی بادولت نے آتے ہی بڑی مصیبت اُٹھائی دو سپہ سالار قتل ہوے خود ان پر زخم کاری لگا یا کسقدر حیران و پریشان ہوا اب تساہل کیا ضرور ہی اسوقت قلب کو سرور ہی بموجب حکم مشعل اسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی لشکر **افراسیاب** مین ہنگامہ ہوا شہنشاہ **مشعل** نے طبل جنگی بجوایا اب مسلمان سوراخ مور و مار تلاش کرینگے بھاگتے پھرینگے جواسیسان لشکر اسلام جو برائے خبر حاضر تھے خبرین دریافت کرکے چلے یہان لشکر اسلام مین بارگاہ آراستہ و پیراستہ جہوان عیار بھی موجود ہین ذکر عیاری **برق** ہو رہا ہی **برق** کہتا ہی کیا کہون خنجر نے خطا کی سر اُس خودسر کے نہ پڑا ورنہ مثل ماہی بے آب تڑپتا **خواجہ عمرو** فرماتے ہین حقیقت مین **برق** نے بڑا کام کیا لیکن اُسکی موت نہ تھی دیکھین فلک کیا رنج و الم دکھاتا ہی کیا سامان خرابی نظر آتا ہی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر پہونچے ہاتھ اُٹھا کر دعاے جان درازی دی **نظم مسدس**

رہے نام سلیمان تا نگین حکم رانی سے	رہے نام فریدون تا درفش گاویانی سے
رہے دارا کو تا نام آوری تاج کیانی سے	سکندر تا ہو نامی سکۂ کشورستانی سے
ترا ای خسرو والا حشم عالم مسخر ہو	سریر سلطنت پر تو ہمیشہ دادگستر ہو
بخار ارض سے تا ابر ہو اور ابر مین پانی	روان پانی سے تا دریا ہو اور دریا کو طغیانی
زمین مین تا ہو کان اور کان مین ہو جوہر کانی	پئے جوہر وہ قیمت اور قیمت کو فراوانی
تری شمشیر جوہردار مین نصرت کا جوہر ہو	ترے قبضے مین بحر پر گہر ہو کان پر زر ہو

شہنشاہ گردون پناہ کی عمر دراز ہو ترقی جاہ و جلال دوست شاد دشمن پائمال **مشعل جادو** نے طبل جنگی بجوایا کل اُس ملعون کا قصد ہی کہ لشکر ظفر اثر سے مقابلہ کرے **ملکہ مہرخ** کو سناٹا آگیا لیکن **خواجہ** نے بشاش ہو کر حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی **بفضل** ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے بموجب حکم قضا شیم چار سو نقارے پر چوب پڑی زمین تھرائی لشکر مین مشہور ہوا کل **مشعل** سے مقابلہ ہی خدا اُسکی گرمی سے بچاے جان دینے والون نے کہا انشاءاللہ دم جرأت بھرینگے **مشعل** کو ٹھنڈھا کرینگے لیکن **خواجہ عمرو** نے الگ ایک خیمہ استادہ کرایا انجمن مشاورت کو منعقد کیا **برق** و چالاک و جانسوز و ضرغام و مہتر قران کو اُس خیمے مین بلایا حکم ہوا کوئی سردار اسوقت یہان نہ آئے عیارون مین صلاح ہو

شاید اسی مین صورت فلاح ہو جب یہ عیار آئے عمرو نے کہا ای عیاران نامی وای سرہنگان گرامی
کل صبح کو قیامت برپا ہوگی حالات سحر مشعل سن چکے ہی اسکا سحر ہی آنکھ ملتے ہی روح قبض کرلیتا
ہی سب طرح کے دہان سامان تیار ہو رہے ہین مجھے خبر ہو تیغ جلی افراسیاب نے کئی جوان ہلاک کرکے
مردے ممکن کیے جانور باز و عقاب و عندلیب و طوطیان زرین بال وغیرہ جمع کرلیے جسوقت ہمارا ساحر
مریگا روح اسکی مٹھی مین مشعل کے ہوگی جسم طائر مردہ مین بند کریگا اُن طائرون کا نگہبان عقاب
جادو قرار پایا ہی سنا ہی کہ وہ اُن طائرون کو قفس مین بند کریگا حفاظت مین اُنکی مصروف رہیگا ایک جانب
صحرا مین آتش روشن ہوگی جتنے ساحر مقرر ہونگے کہ ہمارے ساحر کا مردہ اُٹھا کر اُس آتش سوزان مین ڈالدین
افراسیاب سامنے برائے انتظام موجود رہیگا اُسوقت یہ کام ہی ہمارے ساحر کا مردہ نہ اُٹھانے پاوے
جسطرح جسے بنے آپ لوگ اُس لاش پر قبضہ کرین احتیاط سے لاکر اک خیمے مین رکھین شاید مسبب الاسباب
کوئی سبب پیدا کرے نور افشان جادو نے تاکید بلیغ کی ہی کہ مردے نہ جلنے پائین سب نے عرض کی
اپنی جان ہٹا ئینگے لیکن مردے خیر خواہان دولت کے اُٹھائینگے عمرو نے ایک ایک کو گلے سے لگایا کہا
بھائیو حقیقت مین مقام سخت ہی سامنے افراسیاب کے بیباکانہ جا کر آنکھون مین اُسکی خاک ڈالکر مردہ اُٹھا لانا
بہت مشکل ہی مین بھی تم سبھون کے ساتھ موجود ہون جو کچھ ہو سکیگا سب صاحب ملاحظہ فرمائینگے سب نے
سر جھکا لیا کہا حضور ہی کے قدم کی برکت ہی ہماری کیا لیاقت ہی کہ حضور کے سامنے عیاری کرین عمرو نے
بخوبی سبکو سمجھایا جلسہ عیاران برخاست ہوا یہان سرداران نامدار باغبان و بہار وغیرہ اپنے اپنے
خیمون مین آئے ہوم خانے آراستہ ہوے سحر تیار ہونے لگے گل سا چہرہ بہار کا کمھلایا ہوا نافرمان
سب سے زیادہ متردد جسدن سے یہ شریک لشکر اسلام ہوئی اپنا طریقہ مقرر کرلیا جو کوئی ساحر چھوٹا یا بڑا آیا
جا کر پہلے اس سے مقابلہ کیا کبھی نافرمان نے نافرمانی نہین کی مقدمۃ الجیش لشکر اسلام کہلاتی ہی یہ بھی سحر تیار
کررہی ہی ہر شخص کو عالم یاس اسی ہنگامے مین شمع ماہ تابان جھلملائی چراغ آفتاب عالمتاب روشن ہوا
طائرون نے زمزمہ سرائی کی نسیم سحری کے جھونکے چلے لشکر اسلام مین صدائے تکبیر بلند ہوئی ملکہ مہرخ
سحر چشم تخت زرین پر سوار ہوکر برآمد ہوئین ملکہ بہار و باغبان نے سلام کیا ملکہ نافرمان و ملکہ
سمن رخ موے کاکل کشا و ملکہ ہلال سحر افگن و گلزار شیم و زیور چشم چارو شاہزادیون نے
تخت شہنشاہی گھیر لیا شاہزادہ خورشید زرین سحر شکیل جادو نونگہ مہرخ خوشخو و معمار قدرت

وغیرہ بھی مرکبہاے بادرفتار پر سوار اسباب سحر سے آراستہ طرف میدان کارزار کے چلے ادھر افراسیاب خانہ خراب اول در دولت مشعل پر آیا دیکھا یہ ملعون اسی طرح مصروف شراب خواری طفلان امرد جمع ہین انسے مذاق کر رہا ہی ملازمون نے کئی مردے اُٹھاکر صحرا مین پھینکے یہ بھیجا تاج زرین بیکر بارگاہ کے باہر آیا افراسیاب نے سلام کیا مشعل مسکرایا کہا ای افراسیاب تیری عمر بڑھواد ینگے تجھکو کایا پلٹ کرینگے مشعل نے اشارہ کیا مرکب بادرفتار سامنے آیا مشعل سوار ہوا اسقدر خوشی ہوکی افراسیاب پیدل چلا ملکہ حیرت تخت پر سوار تمام ناظمان دربندہاے طلسم ہوشربا براے تماشا آئے ہین صورت مشعل دیکھکر سب کو حیرت کہ یہ تو وہی لونڈا خورشید تاج بخش ہی کیا عمدہ زیر ران رخش ہی تاج سر پر بھاری لباس دربر سبزہ آغاز شعیدہ باز مرکب کو بڑھائے ہوئے نقیب آواز لگاتے ہوے علم ہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے لشکر بے حد وبیشمار تمام شاہان جلیل چلے آتے ہین کوئی دس ہزار سے کوئی بیس ہزار سے فوجون کے پرے جمے ہوے نوبت نقار سے بج رہے ہین زمین درزمان گرج رہے ہین لشکر کفار کی شوکت مسلمانون پر مصیبت سب کے چہرے اترے ہوے ہر ایک کو اپنی جان جانے کا ملال مشعل کی گرم مزاجی کا خیال اب صفین جمنے لگین میمنہ ومیسرہ وقلب وجناح وساقہ وکمینگاہ چودہ صفین حرب وضرب کی تیار ایک نے پڑھکر سحر کیا جھونکا ہوا کا چلا خس وخاشاک کو میدان کارزار سے اُڑا دیا ایک نے جوش جرأت مین دریادلی دکھائی پانی برسایا چھڑکاؤ ہوا ایک نے سخت سحر کیا تبر برسے نخل کٹکے گرے میدان ہموار ہوا مثل آئینہ تیار ہوا نقیبان خوش آواز کو حکم ہوا جانبین سے نقیب نکلے خوش آواز خوش الحان گویون کے لڑکے گوری گوری صورتین سرود بجایا گنگنا کے آوازین لگائین وہ اشعار عبرت آمیز پڑھے کہ جوانان صف شکن کے دل بھر آئے قلب تھرائے مسدس

کیا کہین حال جہان بے ثبات و بے مدار
آج تو تخت طلا ہی کل ہی مرقد کا کنار
تھا کہان جمشید کسی جا تھا فریدون کو قرار
قصر ایوان تو کہان ملتے نہین اُنکے مزار
ہر کجا افتادہ بینی خشت در ویرانۂ
ہست فرد دفتر احوال صاحب خانۂ

ای جوانان صف شکن دنیا مقام عبرت ہی لطف محبت اُٹھتا جاتا ہی ہر ایک مغرور ومتکبر اپنے کو شداد ونمرود جانتا ہی آخر شداد ونمرود کیا ہوے پیوند خاک ہوے چشم زدن مین سب کے قصے پاک ہوے

ایک کو ایک سے محبت چاہیے ایک رات بھر کے واسطے سرا مین آئے ہین صبح کو سفر درپیش ہی تراپس و پیش ہی صاحبان دلکا خنجر غم و الم سے دل ریش ہی آپس کی ملاقات غنیمت جانو پھر ہم کہان تم کہان افسوس صد ہزار افسوس **نظم**

چیست الفت کیمیا کاندر جہان شاد زیست شاد
تو نویسی خط بما ای مہربان شاد زیست شاد
خالی از حکمت نخواہد بود ربط تازہ اش
این کرم ای مایۂ آرام جان شاد زیست شاد
نادرست افصاحہ آنچہ در سخن بس نادرست
بود دیار مہد جنبش اصفہان شاد زیست شاد

دوستی در دوستان این زمان شاد زیست شاد
گردش دوری بود در آسیای نہ سپہر
یا نشں این اختلاط ای دوستان شاد زیست شاد
بیوفا نیہا شعار او بود خود دیدہ
از تو یابد داد دل این خستہ جان شاد زیست شاد
گفت سودا شب شنید او نالہ من رحم کرد

در فراموشی شعاران کم بود یاد آوری
خلق را آرام زیر آسمان شاد زیست شاد
بود کی چشم آنکہ تشریف آوری از عین لطف
ای دل انداز دفا از دلستان شاد زیست شاد
کم کسی در کفر بر گردد بایان درست
گوش از دو فرمودن شور و فغان شاد زیست شاد

ای حاضرین میدان کارزار ہوشیار و خبردار ہو جاؤ آنکھین کھولکر رنگ باغ عالم دیکھو جب گل ہنسا گلچین کو ناگوار ہوا دست بدعت دراز کیا عین بہار مین پھول توڑ لیا بلبل شیدا کا خیال نہ آیا اس عاشق صادق کا کلیجہ خون ہوا گلچین و باغبان کو رحم نہ آیا وائے جوانان نامدار حیات مستعار کا کیا اعتبار ہی آج جو کچھ مردانگی دکھانا ہو دکھاؤ نقیبون نے جو یہ آوازین لگائین صاحبان فہم و خرد تڑپ گئے پسینے آگئے قلب تھرا گئے ہر طرف سے صدائین بلند ہوئین ہر شخص کا قول تھا کیا شعر پڑھے ہین حقیقۃً دنیا اس سے بدتر ہی **ابیات** دنیا اک زال بیسوا ہی ٭ بے مہر ہی اور بے دفا ہی ٭ مردون کے لیئے یہ زن ہی رہزن ٭ دنیا کی عدو ہی دین کی دشمن ٭ دام زلف دنیا سے بچنا دشوار ہی ہر طائر زیرک اس صیاد جلاد کا شکار یار و آج لڑو مرو جان دیکر **مشتعل** کو قتل کرو نام بزرگون کا روشن ہو شمع حیات اسکی گل کرو اس تیرہ بخت کے مٹانے مین نہ تامل کرو ناگاہ **مشتعل** جادو نے اپنا گھوڑا صف سے نکالا سامنے تخت **حیرت** کے آیا **حیرت** نے تخت رکھوا دیا **مشتعل** نے کہا اے ملکۂ عالم اجازت میدان دیجیے **ملکہ حیرت** نے کہا سامری و جمشید کے سپرد کیا **مشتعل جادو** گھوڑے سے اتر کر طرف میدان کارزار کے چلا اب سب نے دیکھا کہ **افراسیاب** انتظام کر رہا ہی ایک لاشہ مردہ زیر دامن کئی مردے آدمیون کے چارپائی پر رکھے ہین ایک جانب لشکر سے ہزار پانسو قدم الگ آگ روشن ہی ایک جانب چند ساحران سیہ فام ٹہل رہے ہین اس امر پر آمادہ کہ اہل اسلام سے کوئی مردہ ہو کر گرے اٹھا کر آگ مین ڈالین چپٹون عیار بھی ساحر بنے ہوے **افراسیاب** کے جادوگرون مین ملے ہوے گولے اچھال رہے ہین ناگاہ **مشتعل** میدان کارزار مین آیا اول پکار کر آواز دی **ملکہ مہرخ** بہتر ہی

کہ اگر اطاعت کرو اس باغ بے خزان کو نہ ستاؤ میرے ہاتھ سے غنچہ و گل بوٹہ نہ بچیگا ہر نخل قد کو قلم کرونگا بہار ایسی گلعذار کو ستا دونگا باغبان سے گلچینی کراؤنگا نے باغبان و نہ گلچین صیاد ہون تم سب کی جان کا جلاد ہون دیکھو چلے آؤ شہنشاہ کے قدمون پر گردیان سرداردن نے گھوڑے جمکا کر آواز دی او بیحیا کیا بکتا ہی اپنے ہوش مین آ یہ سنکر مشعل نے آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے مجھسے مقابلہ کرے لشکر اسلام مین غریو بلند ہوا ایک کی ایک صورت دیکھتا تھا طرف میدان کارزار کے قدم نہ اٹھتا تھا ہر شخص کو یقین تھا نکلے اور مارے گئے مشعل کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی لیکن ملکہ نافرمان جادو صف سے نکلی سامنے ملکہ مہرخ کے آئی عرض کی حضور اجازت میدان دیجیے اسوقت تمام اہالیان لشکر جملہ شاہزادیان روے زیبائے نافرمان دیکھکر روتی تھین کہ افسوس یہ صورت زیبا و طلعت جہان آرا آنکھون سے چھپ جائیگی اب یہ صورت نظر نہ آئیگی ملکہ مہرخ نے تخت رکھوا دیا کہا اے نافرمان تمھارے بڑے احسان ہین ہمیشہ تم سب بے سپلے لڑین زخم کھائے رنج عظیم اٹھائے آج ہم تمکو میدان مین نہ جانے دینگے تم سب صاحب ہمکو اپنا افسر جانتی ہو پس قافلہ سالار کو مناسب ہی کہ اپنے کاروان کے آگے رہے لہذا ہمین کو تم سب صاحب رخصت دو جاکر مشعل شعلہ مزاج سے لڑین تم سب صاحبون پر نثار ہو جائین مشہور ہی کہ ملکہ مہرخ بادشاہ لشکر اپنے ساتھ والون پر تصدق و نثار ہوئی اپنے دوستون کا غم گوارا نہ کیا ملکہ نافرمان نے قدمون کو بوسہ دیا اک آہ کی کہ زمین ہلگئی یہ اشعار عبرت آثار بے اختیار ہوکر پڑھے نظم

درگوشہ ویران وطن ما و مقام است
لبریز ز خون جگرم ساغر و جام است
در دہر ز قید تو نماند دلے آزاد
امشب کہ ترا دلبر ایام بکام است

چون چغد نداینم کہ معمورہ کدام است
تا شیشۂ ناموس شکستیم حریفان
چون یاد تو صیاد و سر زلف تو دام است

ساقی بدہ آن بادہ کہ از زور نخسم
کوتہ نظر است آنکہ گرفتار بنام است
محفی بستان کام دل از ساغر و ساقی

ای ملکہ عالم آپ بادشاہ عالی جاہ ہین فلک جلالت کی ماہ ہین ہمارے نہونے سے لشکر تباہ نہوگا خدا آپکو سلامت رکھے آپکی عدالت و لیاقت کے شہرے ہین ہمارا انجام بخیر ہوگا نمک سرکار سے ادا ہوتے ہین سب صاحب کیون بیقرار ہوکر روتے ہین کنیزون کے واسطے اسقدر رنج و ملال زیبا نہین ہی ملکہ مہرخ نے فرمایا ای نافرمان تجھکو خداے جہان آفرین کے سپرد کیا پروردگار تجھے مظفر و منصور کرے بہار دوڑکر نافرمان سے لپٹی ایک ایک شاہزادی نافرمان سے ملکے روتی تھی مشعل نے آواز دی ابھی سے اپنے حال پر روتے ہو مقابلے مین کوئی نہ آئیگا پس نافرمان نے

سب سے دامن چھڑایا کہا صاحبو ہمارے حق مین دعا کرو یہ کہکر نافرمان طرف میدان کارزار کے
چلی مشعل نے جو نافرمان کو آتے دیکھا پکارکر آواز دی ای نافرمان کر کو حوصلہ دلین نہ رہجائے نافرمان
نے کہا ہمارا طریقہ پیشیدستی نہین ہی جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے
یہ سنکر مشعل نے جھولی سے گولہ نکالا طرف نافرمان کے پھینکا نافرمان نے سحر کرکے وہ گولہ کاٹا پس
مین دس پانچ سحر اسطرح کے چلے زمین تھرائی نخل جلے پس یکایک مشعل کا مثل شعلہ جوالہ بڑھا آواز دی او
نافرمان ادھر دیکھ برہمن نگر ہنم شہنشاہ مشعل مصاحب ساہری جمشید نافرمان نے آنکھ ملائی
مشعل نے ہاتھ بڑھائے جیسے کوئی کشش کرتا ہو اسطرح بڑھائے اور کھینچے پہلی مرتبہ کے بڑھانے مین
ملکہ نافرمان خاموش ہوئی دوسری دفعہ مین مثل بید تھرائی تیسری مرتبہ مین لہرا کر زمین پر گری مثل مردہ
ہو رہا لیکن مشعل نے پلٹکر افراسیاب سے طائر مردہ لیا جسم مین طائر مردہ کے روح نافرمان
پہونچا دی طائر سر اٹھا کر بولنے لگا ہوش سب کے اڑگئے وہ پنجرہ تو اسنے عقاب جادو کو دیا
وہ ساحر پنجرہ لیکر بھاگا افراسیاب نے اشارہ کیا مردہ نافرمان کا اٹھا کر آگ مین پھینک دو اسی
غول مین سے ایک ساحر سیہ فام بہت خوب شکل بڑھا جھپٹ کر مردہ اٹھا کر کاندھے پر ڈالا طرف آگ کے
چلا افراسیاب سمجھا ہمارا نوکر لیے جاتا ہو مگر وہ جوان قریب درہ کوہ آیا پہاڑ کے اندر چلا ایک جادوگر
وہان کھڑا تھا اسنے کہا میان ساحر ادھر کہان جاتے ہو اسنے کہا مردہ نافرمان کا لیجا کر دفن کرینگے
ساحر ملازم افراسیاب نے کہا دفن کرنا کیسا ادھر چلو آگ مین جلانے کا حکم ہو اس ساحر نے کہا تمہارا
حکم مانین کہ شہنشاہ کا دیکھو شہنشاہ کیا کہتے ہین وہ ساحر پلٹا اسنے ایک خنجر کوکھ پر اُسکی مارا اور نعرہ
کیا ادھیا منم مہتر ضرغام شیر دل اپنے سردار کا لاشہ آگ مین جلائینگے ساحر گرا اندھیرا ہوا ضرغام
مردہ لیکر درہ کوہ مین گھسگیا افراسیاب نے قصد کیا کہ تعاقب کرون مشعل نے منع کیا ای شہنشاہ
جادو در درح ہمارے قبضے مین جسم مردہ لیکر کیا کریگا مسلمان اسکو دیکھکر رو ئینگے پیٹینگے دس پانچ دن
مین لاش سڑجائیگی یہ کہکے افراسیاب کو روکا لیکن ضرغام شیر دل لاش کو لیکر جیسے ہی لشکر ظفر اثر
مین پہونچا تمام شاہزادیان پیٹتی ہوئی دوڑین ملازمان نافرمان نے اپنے سر دے مارے کسی نے
چاہا اپنے کو ہلاک کرے کسی نے چاہا خنجر مارے ایک نے ایک کو تھاما کہا یار دصبر کرو خواجہ
عمرو دوڑ کر آئے سب کو سمجھایا کہا تم لوگ نادان بنتے ہو کشتہ سحر ہی جیسے ملکہ بران کو عشاق نے

قتل کیا تھا آخر ملکہ زندہ ہوئین یا نہین کئی مہینے تک لاشہ اُنکا تالاب مین رکھا رہا جب عشاق قتل ہو
ملکہ زندہ ہو گئین انشاء اللہ یہ بھی اسی طرح زندہ ہو نگی لیکن جو اس امر کے رازدار ہین وہ انتہا کے بیقرار
ہین جانتے ہین روح نافرمان جسم مین طائردن کے بند ہی روح اس ملکہ عالم کی کیسی گھبراتی ہو گی
روح انسان کا جسم حیوان مین جانا کیسی تڑپن و پھڑکن ہو گی خداوند اُسکے حال پر رحم کر کا شکے انسان
مرجانے یہ جفا نہ اٹھائے اے رب اکبر ملکہ نافرمان پر رحم کر لشکر مین تلاطم برپا ہو گیا کوئی کہتا ہی ہائے
اِس سن کا نخل نہ قلم ہو کوئی حسن دجال کو یاد کرتا ہی کوئی نام لیکر فریاد کرتا ہی ملکہ چہرخ فرماتی ہین
ہائے نافرمان کی جوانی جان دی مگر نافرمانی نہ کی مشعل جادو نے جو یہ ہنگامہ برپا دیکھا پکار کر آواز دی
او سرکشو نافرمان کے واسطے کیا روتے ہو اپنی تو خیر لو سب کا یہی حال کرونگا ایک ایک کو پھونکدونگا

بمصداق مضمون شعر صاحب زبان

ای دوست بر جنازہ دشمن چو بگذری × شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا رود × برائے نافرمان کیونکہ پیش پیش
ہی تم سب کو یہی راہ درپیش ہی اک نمونہ دکھلایا ہی اب بھی اگر اطاعت کرو لاشہ تمنے نافرمان کا
اٹھالیا مین زندہ کرنے پر قادر ہون اور کسی کو بھیجو یہ سنکر ملکہ سرخ موے کا کل کشا پیچ و تاب
کھا کر جا پڑی ادہر مشعل نے سحر کا بھی انتظار نہ کیا جیسے ہی سرخ مو سامنے پہونچی آنکھ ملتے ہی
اسنے نعرہ کیا ہاتھ بڑھا کر اپنے عمل کو صرف کرنے لگا تیسرے اشارے مین سرخ مو مثل زلف
پریشان بصورت آئینہ حیران لڑکھڑا کر گر می صاف ثابت ہوا ستارہ سحری آسمان سے گرا سحر مشعل
سے شمع حیات سرخ مو گل ہوئی مشعل نے روح طائر مین بند کی یہ قفس بھی عقاب کو دیا اُسکی پہچان
کر محیل جادو کو آواز دی وہ خاص غلام افراسیاب ہی جوان زبردست کہا ای محیل لاشہ سرخ مو
اٹھالے محیل نے لاشہ اُٹھایا کاندھے پر ڈالکے لیچلا افراسیاب آواز دے رہا ہی ای محیل اس
آتش خو شعلہ مزاج کے لاشے کو آتش سوزان مین پھینکدے محیل جست و خیز کرتا ہوا چلا جب سو قدم
لشکر سے نکلگیا غول مین سے ساحرون کے اک ساحر سیہ فام جست کر کے نکلا پکارتا ہوا ای برادر محیل
مین بھی آیا افراسیاب طرف مشعل کے پلٹا وہ ساحر جھپٹ کے قریب محیل پہونچا ایک راستہ طرف
درہ کوہ کے ایک سمت آتش سوزان اُس ساحر نے قریب آکر محیل سے کہا اُدھر کہان جاتا ہی طرف
درہ کوہ کے چل اسنے پلٹ کے ایک ساحر قوی تن کو دیکھا جواب دیا حکم شہنشاہ ہی لاش کو لیجا کر آگ مین

تو الد واد ہر جا کر گیا کرین ساحر نے کہا دیکھو شہنشاہ بھی تو کہتے ہین جیسے ہی طرف افراسیاب کے وہ پلٹا
ساحر برابر تو پہونچ ہی چکا تھا نعرہ کیا اور بے حیا نعرۂ قران

سریع السیر چون باد بہاری | جہان سرہنگ در خنجر گذاری
سنم مہتر قران شیر ژیانم | بمیدان اژدر آتش فشانم

ایک ہی بغدہ مارا محیل کا سر پھٹ گیا مہتر قران نے لاشہ سرخ مو لیا
درہ کوہ مین گھس گیا افراسیاب نے پلٹ کے دیکھا لاشہ محیل زمین پر تڑپ رہا ہی مہتر قران لاشہ سرخ مو
لیکر نکل گیا لشکر مین پہونچ چکا افراسیاب نے چاہا لشکر مہرخ پر جا پڑون لاشہ سرخ مو چھین لاؤن
مشعل نے کہا ای افراسیاب کیا ضرور ہی روح تو اسکی میرے پاس ہی مگر کس قیامت کے عیار ہین سر میدان
یہ زبردستی کس زور شور سے محیل کو مارا لاشہ لیگیا افراسیاب نے کہا اب مین دو چار اور ساحر بھی ساتھ
کر دیا کرونگا وہ اسکی حفاظت کرینگے لیکن اب لشکر اسلام مین انتہا کا شور گریۂ وزاری بلند ہوا افراسیاب
کی بھی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا شہنشاہ مشعل اب طبل بازگشت بجوا دیجیے مشعل نے کہا مابدولت کو بہت
ناگوار ہی سرکشی مسلمانان سے دل فگار ہی جی چاہتا ہی آج ہی سبکو مٹا دون کہنے سے افراسیاب
کے مشعل اور بھبر کا آواز دی ای فرقۂ نمک حرامان کسی بڑے ساحر کو مجھ تک بھیجو کچھ حزا سحر کا ملے اشارے
کا جواب نہین دے سکتے صنعت بڑی شیر تھی اور دن کے لیئے دلیر تھی یہ جواستے پکار کر کہا ہر چند کہ لاشہ
سرخ مو خیمے مین رکھا ہی ملکہ ہلال سحر افگن بہن اسکی پیٹ رہی ہی ہر سردار گریان و نالان حیران و پریشان
مضطر و بد حواس عالم یاس لیکن مشعل نے جو پکارا باغبان قدرت کو تاب نہ آئی مرکب بادرفتار سے
کود پڑا پایۂ تخت مہرخ کو بوسہ دیا کہا اجازت میدان کارزار مرحمت ہو غلام برائے جانبازی رخصت ہو
ملکہ مہرخ نے سر پیٹ لیا کہا کیون صاحبو یہ داغ سب کے اٹھانا میری تقدیر مین لکھا تھا مین اب خود
جاؤنگی جا کر مقابلہ کرونگی لڑونگی مرونگی نازنینان مہ جبین و شیران دشت نبرد کے داغ مجھ سے نہ اٹھالے
جائینگے باغبان نے کہا غلام کو رخصت دیجیے مجھ سے اب صبر نہین ہو سکتا بہار نے اپنے ملاؤس کو بڑھا
کہا ای باغبان قدرت ای صاحب شوکت ولیاقت تجھ سے سب طرحکی امید ہی لیکن ہمارے مرنے مین کیا
نقصان ہی تم شیر دشت نبرد ہو ماشاء اللہ کیسے مرد ہو تمہارے رہنے سے لشکر مین رونق ہی اگر کوئی افتاد پڑے
طلسم کشا کو لیکر نکلجانا تا بہ لشکر صاحبقران پہونچانا تم طلسم کے رازدار ہو جوان نامی و نامدار ہو تا بہ کوہ
عقیق پہونچ جاؤگے ہم سے کیا ہو سکیگا تڑپ تڑپ کر رہجائینگے باغبان قدرت نے قدمون کو

بہار کے بوسہ دیا گرد پھرا کہا تم شیر زن ہو صفدر وصف شکن ہو رانڈواری طلسم تمہاری ذات پر موقوف ہو بانو انہا ننگ سحر و ساحری مین کیا وقوف ہو اب مین بدنام ہو جاؤنگا تمکو اپنے سامنے میدان مین نہ نکلنے دونگا باغبان کے سامنے گل حیات بہار پر خزان آنے والے ہان باغبان گلا کاٹ کے نہ مرجائیگا اپنی سرو قد سمن عذار کو پامال ہوتے دیکھون آنکھین پھوٹین علاوہ شرف سحر و ساحری منظور نظر پادشاہ اسلام اگر زندہ رہون یہ روے سیاہ انکو دکھاؤن نام پادشاہ سنکر بہار نے آہ کی کہا اے باغبان عجب طرح کا کلمہ تم نے اسوقت زبان سے کہا تصویر خیالی حضور آنکھون کے سامنے پھر گئی اگر جانتی کہ مدت قریب ہے دو چار روز پیشتر کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر جاتی بعد قدم بوسی کے دامن تھام کر عرض کرتی **نظم**

بی گل روی تو یکدم زندہ بودن مشکل است
نالہ بر لب دیدہ خونبار بودن مشکل است
بی وصال دوست دشوارست بر من زندگی
روبری غمزۂ دلدار بودن مشکل است

ہیچ است ای شوخ ستمگر کشتہ بودن مشکل است
نیست ممکن ہمنشینی دلبران پر عتاب
قشقہ الماس با دیدہ سوزن مشکل است
یک نظر دیدہ ترا محقق دشد دیوانہ

سہل باشد اشک تر ہی ہجر ای پری فو بہار
ہیچ است تیغ ہجر او جولان شدن مشکل است
تو ز طریق عشق رد کردن بوادی کافیست
ہیچ است چشم مست تو ہشیار بودن مشکل است

ان اشعار کو پڑھکر بلکہ بہار اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی طاقت کلام باقی نہ رہی **باغبان قدرت** سب سے رخصت ہوکر چلا **گلچین جادو** زوجہ **باغبان** نے دامن تھام لیا کہا اے شہریار لونڈی کو آپ کسکے سپرد فرماتے ہین مجھسے صبر نہو سکیگا لونڈی کو ساتھ لیجیے آپ سے پہلے سینہ سپر کرونگی **نظم**

بادہ در گلزار خوردن کی ہوس باشد مرا
بوی جو ہوسیتہ جاسوس عسس باشد مرا
بر تن من بی زبان ہر موی فریادے کند
راضیم گر زندگانی یکنفس باشد مرا
کوے تنہائی گر نیم سالہا یعقوب وار
پای من تا آخر منزل فرس باشد مرا

تشنہ بوی گلستان تو بس باشد مرا
غنچۂ دل شگفد مرغ دلم را در چمن
گر ز بیداد فلک فریادرس باشد مرا
باوجود تنگدستی ہا زحالی ہمتے
صورت دیوار غم گر ہمنفس باشد مرا
بر نشان پای محمل در رہ وادی عشق

ہیکستان ہند در گر در بزم می گشتم نسیم
تن گرفتار غم گلشن قفس باشد مرا
بسکہ در کنج قفس مرغ دلم بی طاقت است
شاہباز ہمت جان در قفس باشد مرا
گر بزیر آرد گردونم ز پشت زین چہ غم
نالہای زار محقق چون جرس باشد مرا

گلچین جادو اسطرح بیقرار ہوکر روئی کہ سب کے کلیجے پھٹنے لگے **باغبان قدرت** نے ضبط کرکے کہا صاحب کیا ہمکو بدنام کروگی کمائی پر صاحبقران کی ثنا کرو اسوقت مجبت تک کرنا مناسب نہ تمہاری ثابت قدمی کا ذکر سامنے زوجات صاحبقران کے ہوگا سب تمہاری تعریفین کرینگی کہینگی اس

بی بی تے اپنے شوہر کو ہمارے فرزند پر نثار کیا گل روے **گلچین** مرجھا گیا رنڈاپا چہرے پر برسنے لگا دوپٹہ سر سے ڈھلکا کلیجے پر ہاتھ رکھ کے کہا بسم اللہ سدھارو لیکن اس کنیز سے صبر نہو گا سر جھکا کر رہ گئی باغبان لشکر سے بڑھا معلوم ہوتا تھا نوجوان کا جنازہ جاتا ہے **گلچین** ہاے کہکر زمین پر بیٹھ گئی **باغبان قدرت** بصد صولت و شوکت سامنے **مشعل** کے پہونچا اس بے حیا نے **باغبان قدرت** کو دیکھتے ہی کوڑا جھولی سے نکالکر مارا باغبان نے اسکو کاٹا مگر منہ اپنا پھیرے ہوے آنکھ نہین **مشعل** سے چار کرتا ہر چند **مشعل** پکارتا ہے ای باغبان برہن نگر برہن نگر **باغبان** منہ کو پھیرے ہوے سحر دفع کرتا ہوا قریب **مشعل** کے چلا آتا ہے سب نے دیکھا **باغبان قدرت** بجرأت قریب **مشعل** پہونچا اسنے تیغہ مارا **باغبان قدرت** نے سپر سحر پر روکا ہر چند **مشعل** چیخا ای باغبان ادھر تو متوجہ ہو دم شمشیر پر نگاہ کر لیکن **باغبان قدرت** نے سر نہ اٹھایا سپر سحر چہ دار کو اسکے روکا صاف بہ آسیب سپر تلوار کو اسکی روکیا اب **باغبان قدرت** نے نعرہ کیا اور بے حیا شعر

تو خرمے زدی ضرب من نوش کن دور مجنون گذشت و نوبت ما ست	دیگر	ہمہ شادی اندل فراموش کن ہر کرا پنج روز نوبت اوست		

نشگانہ بلنگا نہ پتیر ابدلا اس نامرد کو سایہ مین تلوار کے لیا وہ ضرب لگائی کہ زمین تھرائی سپر کو اس روسیاہ نے سامنے کیا سپر کے دو ٹکڑے ہوے ہر چند **مشعل** نے اپنے کو بچایا جنیو کا ہاتھ پڑا ایک ہاتھ مین مع سر قلم ہو کے زمین پر گرا **باغبان** نے جھوم کر نعرہ کیا وہ مارا ہر چند لشکر اسلام مین سب بتوار تھے لیکن جرأت **باغبان** پر اچھل پڑے ہر طرف سے صداے **احسنت و آفرین** آئی زوجۂ **باغبان** مثل گل شگفتہ ہو گئی چہرے پر سرخی آئی سب نے جو تعریفین کین **باغبان** سب کو سلام کرنے لگا لاشہ **مشعل** زمین پر تڑپا **افراسیاب** طائر مردہ لیکر دوڑا دہن سے **مشعل** کے لگا دیا روح **مشعل** جسم طائر مین اتر آئی **افراسیاب** نے فوراً ایک مردہ نوجوان ساحر کا سامنے منگایا سیکڑون بے گناہ مار ڈالے طائر لا کر اسکے دہن سے ملایا چشم زدن مین یہ سب معاملہ ہوا طائر سے جسم ساحر مین اتر آیا اٹھکر نعرہ کیا منم **مشعل** جادو **باغبان** یا تو سب کو سلام کر رہا تھا وہ یہ اسکی زمین پر سجدے کر رہی تھی ہاتھ اٹھا کر عرض کرتی تھی پروردگار تونے کنیز پر رحم کیا تیری کریمی کے نثار ہو جاؤن یہان نعرہ **مشعل** کی جو صدا آئی **باغبان** گھبرا کے جو پلٹا دیکھا اک جوان سیہ فام منم **مشعل** منم **مشعل** کہتا ہوا آتا ہے **باغبان** کے ہوش اڑ گئے یہ کیسا **مشعل** سیاہ رو دوہ روشنی کیا ہوئی اس دھوکے مین آنکھ ملگئی **مشعل** نے ہاتھ بڑھا کر کشش روح کی پہلے ہی مرتبہ کے ہاتھ جو جھانے

مین روح پر باغبان کے صدمہ پہونچا گویا مجروح ہوا جسم کی طاقت کم مزاج برہم سحر فراموش حیرت و
عبرت کا جوش دوبارہ جو مشعل نے ہاتھ بڑھایا رنگ روے باغبان متغیر ہوا آنکھین پتھرا گئین سہ بارہ
جب مشعل نے اسی طرح آنکھ ملا کر اشارہ کیا باغبان گر کر مردۂ صد سالہ ہوا روح پلٹکر اک بار بلند پروانکے
جسم مین بند کی یہ قفس بھی عقاب جادو کو دیا ہلڑ جو ہوا کہ باغبان مارا گیا تو گلچین سجدے کر رہی تھی
سر اٹھا کر جو لاشہ باغبان دیکھا تاب نہ باقی رہی ہاے میرے وارث کہکے مشعل پر جا پہونچی کڑککر ٹاکر گری
اس زور سے خنجر مارا شکم پر مشعل کے پڑا شکم چاک ہوا مشعل گر کر زمین پر تڑپا گلچین دوڑی پکارتی ہوئی
کہ اے صاحب مین نے تمھارے دشمن کو مارا مجھے بیوہ کر گئے بات تو مجھسے کرو کہان بیٹھکر رنڈاپا کاٹون صبح
تک سہاگن تھی اب بیوہ کہلاؤنگی کسکو منھ دکھاؤنگی یہان افراسیاب نے پھر اسی طرح پر روح مشعل
کو طائر مین کیا جلدی مین چارپائی سے ایک مردہ کھینچا ساحر پیر کا لاشہ تھا جلدی مین بڈھے جوان کو دیکھا
اس جسم مین مشعل اتر آیا اس جسم مین اٹھتے اٹھتے نعرہ کیا ہنم شہنشاہ مشعل او گلچین گلچین نے پلٹکر
اک بڈھے جادوگر کو آتے دیکھا پیچھا کھینچکر چلی پکارتی ہوئی او بڈھا پے بیٹے تو دن مشعل کی شمع حیات کو مین نے
گل کیا وہی خنجر خون آلودہ لیکر جھپٹی آنکھ چار ہوتی مشعل نے وہی کشش کی گلچین نے آہ کا نعرہ مارا معلوم
ہوتا ہے روح پر صدمہ پہونچتا ہے پلک جھپکاتے جھپکاتے مشعل نے اپنا کام کیا گلچین مثل اپنے شوہر کے
لہرا کر گری اہل اسلام مین شور گریہ وزاری بلند ہوا مشعل تو یہ کہکر پلٹا اے افراسیاب ان زن وشوہر کے
لاشے جلوا دے اسوقت مابدولت کی روح پر صدمہ پہونچا صحبت شراب وکباب سے دل بہلاؤنگا مشعل تو یہ
کہتا ہوا چلا افراسیاب نے دس بارہ جادوگرون کو اشارہ کیا ایک ساحرہ نے لاشہ گلچین کا اٹھایا جادوگر نے
باغبان کا لاشہ لیا بارہ جادوگر تلوارین ہاتھون مین کھینچے ہوے گرد اُن دونون کے ہٹو بچو کرتے ہوے
طرف آگ کے چلے جو کوئی ادھر آیا اُن بارہ نے منع کیا ادھر نہ آؤ ہم گنہگارون کے لاشے لیے جاتے ہین بلکہ
کئی راہگیرون کو مار بھی ڈالا قریب آگ کے پہونچے دیکھا ایک جادوگر بشکل حبیب کھڑا ٹہل رہا ہے ان جادوگرون سے
پوچھا تم کیسے ساحر ہو لاشے لیے جاتے ہو رام رام ست نہین کہتے دو بانس بھی نہ میسر ہوے کہ ارتھی تو بنا لیتے دو دو
کی کوڑیان پیسے کے تال کھانے بھی نہ لٹائے بڑے نالائق معلوم ہوتے ہو وہ جادوگر ہنس پڑے کہا میان
ساحر صاحب یہ دشمنان شہنشاہ کے لاشے ہین آگ مین جلانے کو لیے جاتے ہین اس جادوگر نے کہا کسی کی لاش
ہو ارتھی ہم بنوا دینگے مردون کے وارثون پر احسان کرینگے لاؤ لاشے رکھدو ان ساحرون نے کہا لاشون کے

رکھنے کا حکم نہین ہو ساحر نے ہنسکر کہا شہنشاہ کا تمھارے لاشہ بھی اسی طرح اٹھایا جائیگا ہم لوگ برہمن سامری
و جمشید پوتھیون مین لکھ گئے ہین کہ اگر کسی کا لاشہ بے قاعدے اٹھایا جاے اسمین دخل دینا بلکہ اسکو سزا
دینا واجب و لازم ہی دیکھو پوتھی مین لکھا ہی جیسے پرچہ اس جادوگر نے ہاتھ مین لیا نگاہ اسپر ڈالی اوپر سے بندہ
پڑا جسکے کاندھے پر لاش باغبان تھی اُسکا سر پھٹا ہاے کہکے وہ گرا مہتر قران نے لاشہ اٹھایا اور کہا بھائیو
رسم شروع کردو جسکے کاندھے پر لاشہ گلچین تھا اُسکے گلے مین حلقے کمند کے پڑے نعرہ ہوا منم مہتر بن مہتر
چالاک بن عمرو وہ گرا چالاک نے خنجر مار کر لاشہ گلچین لیا ایک طرف سے نعرہ ہوا منم مہتر برق فرنگی
یہ کہکے ایک جادوگر کو تلوار کا ہاتھ مارا ایک کو ضرغام نے قتل کیا ایک طرف سے نعرہ ہوا منم مہر سپہر عیاری
چالیس حقے آتشبازی کے مارے کئی کے منہ جھلسا دیے آواز دی ہان نکل جاؤ اب ٹھہرو اس اندھیرے مین
سب عیار لڑتے بھڑتے نکلگئے افراسیاب دربارگاہ پر پہونچ چکا تھا یکایک ہنگامہ سنا پلٹ کے پوچھا ارے
یہ کیا ہوا صرصر نے جھککر عرض کی عیارون نے بارہ جادوگرون کو مارا لاشہ گلچین و باغبان لیگئے یہ سنکر
افراسیاب غصے مین کانپنے لگا مشتعل نے ہاتھ پکڑ لیا کہا اے افراسیاب مسلمان کیا سمجھکر لاشے اٹھا لیجاتے
ہین جو اصل مراد ہی وہ تو سمجھے بھی نہونگے صرف اسواسطے لاشے اٹھا لیجاتے ہین وجہ یہ ہی کہ ہر مذہب مین مردے
کی کوئی تکلیف جائز نہین رکھتا کوئی جلاتا ہی کوئی دفن کرتا ہی کوئی آبرودار لاشے کے گلے مین گھڑے باندھکر
ڈبو دیتا ہی اہل اسلام کے یہان نہلاتے ہین دھلاتے ہین بڑا اعزاز و اکرام ہی آخر زمین دفن کرتے ہین اسواسطے
کوشش کر رہے ہین لاش لینے پر مر رہے ہین ورنہ لاشون کے لینے سے کیا کام اب دوسری میدان داری مین
اور انتظام ہوگا کل مابدولت بڑے بڑے نامی گرامی ساحرون کو للکارینگے نام ایک ایک کا لیکر پکارینگے افراسیاب
کا دل دکھ رہا ہی دل سے کہتا ہی کہ ہاے مخمور و بہار پر کیا گذریگی وہ شعلہ جوالہ نکلینگی بمقابلے فرد کرینگی ایسی
معشوقان حور پیکر مرینگی کیونکر ان کمبختونکو بچاؤن دل سے یہ باتین کرتا ہوا بارگاہ مین آیا مشتعل تو وہی تخلیہ مین چلا گیا
جا کے شراب خواری کرنے لگا افراسیاب آکر تخت پر بیٹھا صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی ناچ شروع ہوا
براے مشتعل پیالے شراب کے جانے لگے یہ ملعون اپنے امورات قدیم مین مصروف ہے لیکن عیاران لشکر اسلام لڑبھڑکر لاشہ
باغبان و گلچین لیکر لشکر مین آئے ملکہ مہرخ و بہار و مخمور وغیرہ پیٹتی ہوئی دوڑین معمار قدرت نے قصد کیا
اپنے کو ہلاک کردن جان دیدون بلا زبان باغبان و گلچین نہایت اندوہگین لیکن جرات پر عیارون کی سب تعریفین
کرتے ہین ملکہ مہرخ نے کہا اے شہنشاہ اقلیم عیاری اس کدو کاوش سے کیا فائدہ آپ کیون مفت مین اپنی جان

دیتے ہین مردون کے واسطے مرنا کیا ضرور ہی سراسر عقل کا قصور ہی ہم جانتے ہین اپ نمکخوارون کی آبرو بڑھاتے ہین لڑ بھڑ کر جان نثار عدن کے لاشے لاتے ہین لیکن اسکا انجام کیا عمرو نے کہا اے ملکہ مہرخ جس حکیم نے اک قطرہ نجس کو یہ لیاقت عطا فرمائی شکم مادر مین جگہ دی بعد نو مہینے کے سامان ولادت ہوا جوان ہوکر صاحب شوکت ہوا پس اسکو یہ بھی اختیار ہی کہ اس جسم خاکی مین پھر روح کو داخل کرے اس بے حیا شیطان کو یہ لیاقت بہم پہونچی کہ روح کو کھینچ لیتا ہی وہ حکیم و علیم رحیم و کریم ایسا سبب کیا ظاہر نہین کرسکتا کہ اسکا کوئی بندہ صاحب کمال اُنکے جسم خاکی مین روح کو پھر داخل کرسکے اسی وجہ سے اپنی جان دیتے ہین یہ مقدمہ راز و نیاز ہی وہ کارساز ہی شاید اُنکو پھر روح عطا فرمائے یہ کہکر عمرو بہت رویا اسی خیمے مین لاکر دو چھپر کھٹ بچھوائے باغبان و گلچین کو باحتیاط تمام اُن چھپر کھٹ پر آرام کرایا کنیزین مصاحبین اپنے اپنے مالک کی لاش کے گرد آکر بیٹھین پٹیون پر ہاتھ رکھدیے پائے سے سر ٹکراتی ہین کبھی نام لیکر پکارتی ہین بی بی اُٹھو کھانے کا وقت آگیا کہانتک آرام کروگی ہم روتے ہین تسکین دیجیے شاہزادیان آکر اُن سب کو سمجھاتی ہین ارے صاحب صبر کرو انشاءاللہ خواجہ عمرو مشعل کو مارینگے کنیزین بیچاری خاموش ہو رہتی ہین چپکے چپکے روتی ہین ہلال سحر افگن قریب لاشہ سرخ موے کاکل کشا بیٹھ رہی ہی یاد مین ملکہ سرخ موے کاکل کشا کی پریشان یہ اشعار زبان پر جاری ہین

نظم

یہ گلستان سرائے تماشا نہین رہا
وہ حسن جس سے عشق ہو رسوا نہین رہا
اے چرخ چاہئے سے رہے روزگار کو
وہ شمع روے انجمن آرا نہین رہا
کسکو گلے لگائیے اے شوق ہم کنار
دنیا مین ہائے نام وفا کا نہین رہا
اس نور چشم حسن کو کیونکر نہ روئیے
یہ آب و تاب حسن اُسی مہ کے دم سے تھی

وہ نو بہار گلشن دنیا نہین رہا
حیف اپنی تلخ کامی و شوریدہ طالعی
کیا چاہین روزگار تمنا نہین رہا
دلمین جگہ نہونے کا کس سے گلا کرون
وہ خوش گلوے سینہ مصفا نہین رہا
اب کسکو دیکھیے کہ کسی کو نہ دیکھیے
آنکھون مین آئے اب کوئی ایسا نہین رہا

افسوس کوئی پردہ نشین ہے وہ ذہین
جس سے کہ زندگی کا مزا تھا نہین رہا
اپنی خرابیون کو کہان جاکے روئیے
وہ قدردان شکوہ مسیحا نہین رہا
کس سے بنا ہیے کہ سواے وفات کے
وہ پردہ سوز چشم تماشا نہین رہا
ہر دم جبین آئنہ آلودہ سے تھی

آفات جادو شوہر ہلال روتا ہوا آیا کہا صاحب آج تو صبر کرو کل ہم تمھاری ہمشیر کی خدمت مین جاینگے جو پیغام دینا ہو کہدو صاحب اپنے اپنے حال پر رونا چاہیے چند ساعت کا پس و پیش ہی سفر منزل عدم سب کو درپیش ہی حقیر نے فرداً فرداً شروع ساحرون کا ذکر نہین کیا

تین دن کی میدان داری مین چالیس سرداران نامی ہاتھ سے مشعل ملعون کے اسی حال حسرت مآل مین مبتلا ہوے لشکر مین تلاطم ہو لیکن یہ خبرین تمام مین مشہور ہوئین کہ مشعل جادو نے سردار اسلام کو مارا مردہ بنا دیا اب اہل اسلام کا اختتام قریب ہو کوکب روشن ضمیر نے یون خبر دن کو ملکہ بران شمشیرزن سے چھپایا ملکہ بران داخل باغ نگارین ہوئین اتنا کہلا بھیجا کہ بی بی آجکل لشکر اسلام مین مقابلہ موقوف ہی جانے کا قصد نہ کرنا خواجہ نے ہمکو نامہ لکھا تھا کہ افراسیاب نے ایک مہینے کی مہلت لی ہی بعد ایک مہینے کے طبل جنگی بجیگا ہم تمکو اطلاع دینگے آجکل باغ نگارین سے باہر نہ جانا چند ناظمان دربند ہوشربا نے خروج کیا ہی جا بجا غدر ہی اسوجہ سے تمکو منع کیا ملکہ بران شمشیرزن باغ نگارین مین داخل ہین مگر متردد ہتوتش گلشن کنیز کو حکم دیا جا کر لشکر اسلام کی خبر لا ؤ خواجہ عمرو سے ملاقات کرنا پوچھنا کہ شہریار خیر و عافیت تو ہی آپ عرصہ دراز سے یہان کیون تشریف نہین لائے نہایت انتشار ہی کنیز آپکی بیقرار ہی اپنے دست حق پرست سے جواب خیر و عافیت تحریر فرمایئے یہ فرماکر گلشن کنیز کو روانہ کیا گلشن نامہ لیکر طرف لشکر اسلام کے چلی یہان لشکر مین تلاطم برپا ہی قضاے کار گلشن کنیز آکر پہونچی کنارے پر لشکر اسلام کے دیکھا سناٹا پڑا ہی بازارین بند ہر ایک دردمند لشکر افراسیاب مین چہل پہل گلشن نے کنارے پر آکر کسی سے پوچھا کیون صاحبو لشکر اسلام کے لوگ کیون بھاگے جاتے ہین وہ شخص رونے لگا کہا اے نیک بخت کیا مصیبت بیان کرین مشعل جادو نے آکر کلیجہ جلا دیا چالیس ساحران نامی سیار گلشن جہان ہوے وہ سامنے بارگاہ ہین سب کی لاشین رکھی ہین عزیز دار انکے بیٹھ رہے ہین لشکر خواجہ عمرو پر زوال آیا اسد نامدار کو چھپا دیا ہی مشعل درپے آزار ساحران نامی و نام آور کا ہی خواجہ عمرو اپنی جان لڑاتے ہین جستجو کر کے مردے اٹھالاتے ہین بند مردون کو دیکھکر رو رہے ہین ابھی کسی کو دفن بھی نہین کیا شاہزادیون کو دفن و کفن بھی نصیب نہین ہوا دیکھین اب انجام کیا ہو یہ سنکر گلشن کا کلیجہ پھٹ گیا سوچی کہ خواجہ عمرو کی ملاقات کرنے سے کیا فائدہ اور حالات غم و الم سننا پڑینگے چلکر ملکہ سے عرض کر دونگی یہ کنیز ملکہ بران سمت باغ نگارین روانہ ہوئی اسکو راہ مین چھوڑو

ذکر داستان مصیبت بیان پھر طبل جنگی بجوانا مشعل کا و مقابلہ بہار و مخمور و آمد ملکہ بران شمشیرزن عجب داستان حیرت خیز و آفت انگیز ہی ساقی نامہ

ساقی رخ مدعا دکھا دے × ٹکڑا مجھے چاند سا دکھا دے \ گھٹکر مہ آرزو بڑھا دے

چہرہ مجھے چاند سا دکھا دے
مانند قمر کمال دکھلا
صافی شراب چاندنی ہو
منزل بنے دشت ہر جزو کل
ساغر بنے چاند چودھوین کا
بدلا ہی صبا سے مہر نے روپ
پہنا سر آسمان نے گہنا
ٹھنڈا ہوا کبک کا کلیجا
معشوق شہا کے متصل ہی
گرمی ہوئی دو جہان سے کافور
پانے لگے پرورش نباتات
بسمل ورطے مہ کی روشنی سے
ہالہ بنا مہ کا ساحل آب
یہ چاند ہی زیور سر شام
مشعل کہ چراغ دست گردون
رخسارۂ گلعذار ہی یہ
ہی یوسف مہر کاروان مین
تاج سر چرخ کا نگین ہی
ہندو کو امرت کا پیالہ
قرطاس پہ ہی وہ حرف تحریر
سرمہ وہ یہ چشم سرمگین ہی
طاؤس کا پر یہ داغ ہی وہ
تھا وہ یہ ماتھے کی شکن ہی

لین گھیر کے تجھکو سب پیالا
ابرو سے رخ ہلال دکھلا
مہتاب منیر جام بن جاے
گردش کرے ماہ ساغر مل
گردون پہ مہ تمام نکلا
کیا لطف ہی چاندنی بے دھچ
گردون کو بنایا چاندنے ڈھال
آرام جگر خدا نے بھیجا
شرمندہ ہوئی جبین مہوش
سردی نے دکھایا لطف کافور
آنکھیں کھلین مردم لشہ کی
چھپنے لگے رخ سم چاندنی سے
اس ماہ کی اب صفت رقم ہی
زینت دہ تخت کشور شام
سچ ہو جو خدا کا نور کہیے
اک لالۂ داغدار ہی یہ
روشن ہی اسی سے خانۂ شب
شاہ خاور کا جانشین ہی
پرداغ جگر جو ماہ کا ہی
وہ جوہر تیغ ہی یہ شمشیر
یہ مہر وہ مہر کی نشانی
یہ شعلہ گل چراغ ہی وہ
اسکو دل داغدار کہیے

میخوار ہیں قمر کا ہالا
صہبا مین قمر کی روشنی ہو
میخانہ سہ تمام بن جاے
ہو دور جو آب آتشین کا
حیرت ہی کہ خم سے جام نکلا
عالم نے لباس نور پہنا
دکھلایا عروس شام نے گال
پرزے پرزے کتان کا دل ہی
آیا ہی کنول کے پھول کو غش
دکھلائی خدا نے چاندنی رات
افزون ہوئی روشنی نظر کی
ٹھنڈا ہوا بحر مین دل آب
منزل پہ روان سہ قلم ہی
لیلی شب سیہ کا مجنون
حق بولیے برق طور کہیے
روشن ہی نجوم آسمان مین
فوٹو ہی اسی کا ماہ نخشب
ہر بزم کے واسطے اُجالا
سکہ کسی بادشاہ کا ہی
وہ نقش نگین ہی یہ نگین ہی
پانی کی وہ لہر ہی یہ پانی
یہ جامہ وہ جبین پیرہن ہی
اُسکو خط دو سے پار کہیے

مہتاب گلو ہے طوق ہالا
دانہ اسے کہیے دام ہے وہ
کشتی یہ ہے اور وہ بھنور ہے
وہ دیدۂ حور ہے یہ کاجل
مشہور جہان کمال سے ہے
ہر گھر مین اسی سے ہوتی ہے عید
ہے یوسف مصر کا گریبان
انگلی ہے یہ غنچۂ حسین کی
نعل فرس فلک یہی ہے
نقش سیماے حور کہیے
پورا قمر کلام کردے

یہ کان وہ کان کا ہے بالا
فانوس وہ شمع انجمن یہ
وہ چاند سپر کا یہ سپر ہے
طاق اُسکو اسے چراغ کہیے
انگشت نماز وال سے ہے
اب وصف ہلال یون رقم ہے
رشک سرناخن حسینان
پھیلی آغوش آسمان ہے
کتنا ہے گمان دھنک یہی ہے
خاموش قمر بہت ہوا طول
ماہ مطلب تمام کردے

یہ جام ہے خط جام ہے وہ
پنجرہ وہ ہے بلبل چمن یہ
یہ صفحہ کا حوض ہے وہ جدول
سینہ اسے اُسکو داغ کہیے
ہے کبک اسی کی شایق دید
ابروے خمیدۂ صنم ہے
ہنسلی ہے گلوے نازنین کی
کاندھے پہ لیے فلک کمان ہے
محراب مکان نور کہیے
کبتک یہ فروغ ذکر معقول

چہرہ رہروان منازل مصیبت وطے کنندگان مراحل صعوبت اس راہ خارستان رنج والم کو پاے آبلہ فرسا سے طے کرکے جستجوے جادۂ مرادمین یون سرگردان ہین شعر مصنف تہور شعاران شیرین زبان + رقم میکند داستان دلستان + مشعل جادو چند میدان داریان کرکے کئی دن مصروف عیش ونشاط رہا افراسیاب نے وہ سامان فرحت وانبساط اس ملعون کے واسطے مہیا کیا ہے کہ عیش خانہ سے نکلنے کو دل نہین چاہتا آٹھ پہر شرابخواری بدمستی حسن پرستی حاضر بعد کئی دن کے افراسیاب خدمت مین حاضر ہوا عرض کی کہ اے شہنشاہ نامدار باغی لوگ خوش ہین کہ اب شہنشاہ طبل جنگی نہ بجوائینگے میدان کارزار مین نہ تشریف لائینگے آیندہ جیسا مزاج مبارک مین آئے مشعل اسقدر مبہوت ہے افراسیاب کو جواب دیا بدولت سمجھے تھے دشمنون سے مصالحہ ہوگیا مہرخ وغیرہ نے اطاعت کی افراسیاب نے کہا حضور وہ ایسے سرکش ہین اگر ایک بھی باقی رہیگا جفا جان دینے کی سہیگا لیکن مصالحہ نہ کریگا صنعت نے بالکل خاتمہ کردیا تھا قیدخانے کو قیدیون سے بھردیا تھا لیکن مصالحہ کا ذکر بھی نہ آیا اب بھی وہی کیفیت ہے نہ انکو آپ کا خوف ہے نہ عبرت ہے مشعل اُسی وقت اٹھا دربار افراسیاب مین آیا تخت پر بیٹھا دو چار جام شراب کے پیے مغرور نے حکم دیا طبل جنگی بجے جاسوسان لشکر اسلام خبرین لیکر

چلے دربار مین آکر حاضر ہوے دعا دی نظم

رکھین تا عود کو آتش پہ اور آتش کو مجمر مین
گل تر تا ہو گلدان مین تری تا ہو گل تر مین

رہے نافے مین مشک اذفر اور بو مشک اذفر مین
صدف مین تا ہو گوہر اور رہو تا آب گوہر مین

ترے ابر کرم سے باغ عالم تازہ و تر ہو
نسیم خلق سے تیرے جہان یکسر معطر ہو

ای شہنشاہ گیتی ستان بلاے آسمانی سے پروردگا حفاظت مین رکھے دشمن آپکا نمک بدعت اسمانی کا عزا چکھے آج بعد کئی دن کے **مشعل جادو** بارگاہ مین آیا اسقدر بنجبر ہی **افراسیاب** سے پوچھتا ہی کہ لشکر مہرخ سے صلح ہو گئی **افراسیاب** نے کہا وہ لوگ عجز کرنے والے نہین ہین تب اس ملعون نے طبل جنگی بجوایا کل اسکا ارادہ ہی کہ میدان مین آکر گرمی دکھائے آپسے مقابلے کرے نام طبل جنگی سنکر ہوش سردارون کے اڑ گئے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا مگر ضبط کر کے **ملکہ مہرخ** نے فرمایا بسم اللہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی عنایت سے پروردگار کے طبل جنگی بجے یہان تو دونون لشکرون مین طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین اہالیان لشکر مہرخ بھاگے جاتے ہین مشعلین خالی ہو گئین رسالون مین خاک اڑتی ہی بازارون مین سناٹا دوکاندار حیران و پریشان جنس غم و الم ارزان تاجر حیران و پریشان شام سے چراغ گل ہر خیمے مین رونے کا غل لیکن آجکی شب ملکہ بران شمشیر زن خود بخود متردد و متوحش سب کو اپنے پاس سے ہٹا دیا حرف راز دار قدیم مصاحب ندیم ملکہ شگوفہ سحر ساز سے کہتی فرماتی ہین کہ ای شگوفہ آج بہت دل گھبراتا ہی نہین معلوم شاہزادہ امیر نوجوان پر کیا گذری جب ہم طلسم اسکندریہ پر گئے تھے شاہزادہ **صیقل** آئینہ دار آمادہ ہوا تھا کہ ہم آپکو طلسم ہوشربا مین لیچلین ماشاءاللہ صاحب اقبال ہین ہمراہ انکے جاہ و جلال مین لشکر بعید جمع ہو گیا تھا ہمنے صیقل کو اشارہ سے منع بھی کیا کہ انکے سامنے ہوشربا کا ذکر نہ کرو مگر اسنے نہ مانا انکو آمادہ کیا تھا یقین ہی وہ چل نکلے ہون اس خیال سے آج دل بیقرار ہی کبھی لشکر خواجہ کا خیال آتا ہی کبھی انکے ذکر سے قلب تھراتا ہی کیا حال دل کہین کیفیت الا

ای شگوفہ عجب مصیبت ہی نظم

باشد اگر بہ ماتم دل سوزان من آب
باشد سرم در آتش سوزان من آب
گردید بسکہ آب ز شرم لبت عقیق
گردید ہمچو مردم آبی وطن در آب

این طرفہ آتشی ست کہ دارد وطن در آب
تا آن آتشی کہ عشق تو در جان من رسد
شد غرق ہمچو خطہ یونان بمن در آب
گردد گہر بحرف صدف قطرہ گلاب

مانند شمع ز آتش سودا و جوش اشک
گوہر شد چو قند عکس من در آب
از جوش گریہ مردم چشمم شب فراق
شوید چو روی خویشتن آن گلبدن در آب

سودا اگر یہ شور و فغانم نگشت کم | حرفیست اینکہ نیست صدای سخن در آب

شگوفہ نے عرض کی حضور حقیقت

مین اگر وہ طلسم ہوشربا کا قصد کرینگے بقول حضور صاحب اقبال ہین لڑکے ضرور پہونچینگے لیکن حالات لشکر اسلام
دریافت ہونا ضرور ہین اُڑتی اُڑتی خبر سنی تھی کہ شاید مشعل جادو مقابلہ اہل اسلام مین آگیا مگر حضور کے
والد نے یہ فرمایا تھا کہ مشعل نہین آئیگا بلکہ مین نے جو زیادہ ذکر کیا تو غصے مین فرمایا کہ اب بات کو طول نہ دو جسقدر
ہمین دریافت ہی تمھین نہین خبر ملسکتی کچھ اسمین نکتہ ہی آپکے والد نامدار نے خبر چھپائی خدا انجام بخیر کرے ضرور
کوئی خرابی ہی لونڈی کے دلکو خودبخود بیتابی ہی معلوم ہوتا ہی مشعل آگیا سنتے ہین بہت بڑا جادوگر ہی
اس ملعون کے آنے مین سب کی جانکا ضرر ہی انھین باتون مین ملکہ بران نے تڑپ تڑپ کے شب بسر کی یکایک
محفل نورانی ماہ تابان درہم برہم ہوئی ستارے جھلملائے شمع ماہتاب پر زردی آئی شہ اکر گل ہوئی شہنشاہ
زرین افتاب بصد رونق و آب و تاب مشرق سے برآمد ہوا گلشن عالم مین لالہ زار شفق ظاہر ہوا گل صد برگ مہر درخشان
سے ضو دکھانے لگا ملکہ بران خاموش سر جھکائے ہوئے گلشن کنیز آکر پہونچی مگر گھبرائی ہوئی ملکہ بران
نے کہا گلشن خیر تو ہی عرض کی حضور غضب ہوا چالیس سرداران اسلام مارے گئے آتش سحر نے پھونک دیا
آگ لگا دی اس گلشن پُر بہار پر خزان آئی غنچۂ دل مرجھا گئے صیاد فلک نے دام بدعت بچھایا اُن گلعذارون
کو جال مین پھنسایا یہ سنکر ملکہ بران کے ہوش اُڑ گئے کہا کیون شگوفہ ہماری پریشانی کا انجام دیکھا فلک
نے تفرقہ پردازی کی عجب رنگ مین دست اندازی کی ہم سے تو نہین ممکن کہ ہم تامل کرین بیشک والد نامدار نے
ہمسے چھپایا یہ فرما کر طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین شگوفہ سے کہا خبردار کسی کو خبر نہو ہم سے بربادی باغ
لشکر خواجہ نہ دیکھی جائیگی بس اب تساہل بیکار ہی یہ فرما کر بقہر و غضب تمام طرف لشکر اسلام کے چلین لیکن
مجلس جادو برائے سلام آئی تھی اسنے جو دیکھا ملکہ بران جاتی ہین ماد مہربان کہکر یہ بھی بلند ہوئی
پکار کر آواز دی لونڈی بھی سمجھی لشکر اسلام پر آفت برپا ہی یہ کہکے سحر کیا مثل ستارہ سحری چمککر ڈوبی یہان نوبت
سحر لشکر اسلام و فوج افراسیاب میدان کارزار مین پہونچی صفین جمین مشعل گریبان دکھاتا ہوا لشکر سے
آگے بڑھا ہوا میدان کارزار مین پہونچا بعد صفوف آرائی بطور قدیم میدان مین آیا ملحوظ خاطر ناظرین
رہے قفس ہائے طائران صحرائی متعدد موجود ہین اور بردے انسانون کے چار پایون پر پڑے ہین آج
افراسیاب نے از میدان تا بہ مقام آتش سوزان ہزارہا جادوگرون کو ٹھہرا دیا ہی حکم انکو مل چکا ہی کہ کسی غیر کو
اپنے قریب نہ آنے دینا جسوقت لاشہ سردار باغیان کا اٹھایا جائے تم سب خیال کرکے آگ مین پھنکوا دینا

صدہا جادوگر اسی خدمت پر مقرر ہین لیکن قضائے کار مشتعل ابھی میدان مین ٹھہرا ہو مبارز طلبی ابھی نہین کرنے
پایا یہان سے قریب ایک قصبہ ہو دیلم جادو وہانکا زمیندار ہو اسکے دو بھائی اور دو بیٹے ملازمان ابرق
دم دیکر لائے خدمت مین مشتعل کے بہونچایا اس ملعون کے جسم مین تو آگ بھری ہو جس پر نگاہ ڈالی
وہ اسکا بھڑک کے مرگیا دیلم چار دن سے دیوانہ وار برائے فرزندان و برادران روتا پھرتا ہو تمام قصبے
مین ہنگامہ پڑا ہو بیس ہزار جادوگر اس قصبے مین رہتے ہین پاسیون کو بلاکر دیلم نے تاکید کی کہ پتہ لگاؤ
میرے دونون فرزند و دونون برادر کیا ہوئے پاسی پھرتے پھرتے جنگل مین آئے پہلے دن ایک کا لاشہ
پایا لیکن عجب حیثیت سے کہ لباس فاخرہ جسم مین جو زیور گھر کا تھا اسکے علاوہ اور بھی بہت سا ذات پر آراستہ
پاسی وہ لاشہ اٹھا کر لائے یا تو لوگون کا قول تھا کہ زیور کے واسطے کوئی لگاکر لیگیا اب جو یہ حال دیکھا کہا یہ کیا
معرکہ ہو کوئی طالب زیور نہ تھا اور زیور زیادہ موجود ہو لباس بھی ایسا کہ شاہ شہریار پہنتے ہین دوسرے دن
دوسری لاش ملی آج صبح کو جنگل مین گئے دونون کے لاشے اسی طور سے ملے اب تو دیلم نے تمام گانؤن کے
رئیسون کو جمع کیا کہا یارو تم سب سے فریاد کرتا ہون میرے چار کلیجے کے ٹکڑے کسی نے ستانے انصاف کرو جور
کا یہ کام نہین ہزارہا روپیہ کا زیور پہنا دیا پھر کسواسطے ہلاک کیا عقیل و فہیم جو لوگ تھے واسطے تحقیقات کے
قریہ سے نکلے جو جو گانؤن قریب تھے وہان کے رہنے والون سے جو ملاقات ہوئی کسی نے کہا ہمارے گانؤن سے
چار غائب ہوئے کسی نے کہا دو کا پتہ نہین ہو تلاش کرتے کرتے آخر خبر سنی مشتعل جادو ملک چہرہ ملاحان افراسیاب
ہوا ہو اسی کے واسطے طفلان حسین پکڑے جاتے ہین صدہا لاشہ جنگل مین ملا دیلم کو یہ سب خبرین گذرین دیلم
نے ایک آواز دی دیہات سے گنوار جمع ہوئی ساٹھ ستر ہزار گنوار سب کا افسر دیلم اور سب پنچی دار سب کے سامنے
دیلم نے لعنت افراسیاب ظاہر کی سب نے کہا ایسے بادشاہ کا منہ جلانا چاہیے تمام دیہات کے لڑکے
غائب ہوئے سب کے مردے ملے چلکر اُس حرامزادے بچیا کو مار دیکر اسکی بھی ذلت کی تدبیر کر دیجی اسکی سزا ہی
افراسیاب بولیگا اس سے بھی موجود ہین اب دیہات مین غل ہوا ساٹھ ستر ہزار زمیندار پاسیون کے پرے
جمع ہوئے تہ کٹھے لیئے ہوئے دیہات سے نکلے طرف لشکر افراسیاب کے چلے یہان وہ وقت ہو کہ مشتعل میدان
مین کھڑا ہو چاہتا ہو کہ مبارز طلبی کرے ادہر افراسیاب قریب تخت حیرت برائے انتظام کھڑا ہوا تعمل رہا ہو کہ
دیکھا ادھر اسے گرد اُڑی گنوارون کا لشکر لپکا دو گنوار ٹٹوون پر سوار ڈھال پھٹکے باندھے ہوئے ایک سمت پاسیون کے
پرے خبردارون کے لاٹھیان وہ شعبدہ باز کھڑا ہو کر لوٹے پیچھے کے کپڑے پہنے ہو افراسیاب سمجھا تھا یہ سب

زمیندار بادولت کی مدد کو آتے ہین یکایک سب بلوہ کرکے طرف مشعل کے چلے گالیان دیتے ہوئے افراسیاب
پکارا ارے تم کون ہو جوش محبت مین اپنے اپنے فرزندون کی مشعل پر جا گرے دیلم نے جھپٹکر مشعل کو نیزہ
مارا کوئی گرز لیکر بڑھا سپاہیون نے تیرون کی بوچھار کی جبتک فوج افراسیاب پہونچے مشعل کو شل
چیونٹیون کے لپٹ گئے وہ جو آپس مین دھکے کرکے چلے تھے ببول کی بے چلی نخین ہاتھ مین جاتے تھے
مشعل کے ساتھ مین وہی بات کرین افراسیاب جا پہونچا سرمادا برق دوڑے لیکن مشعل کو نیم بسمل کر دیا
ایسے تھپکے بلک پڑے بیہوش ہو گیا افراسیاب مشکل چھوڑا کر لایا سرمادا برق نے مشعل کو زمین سے
اٹھایا مشعل بیہوش و مدہوش سر پھٹا ہوا جسم تمام پارہ پارہ علم کا پالٹ کا بھولا جب افراسیاب نے
آکر دو کی کل زمیندار تلوارین کھینچکر لشکر افراسیاب پر جا پڑے تلوار چلنے لگی ستر ہزار نے جو ایک مرتبہ بلوہ کیا بارہ
چودہ ہزار بلا زمان افراسیاب بیس پچیس ہزار ناحق مارے گئے دیلم زمیندار زنگی نہ بلنگا نہ لڑ رہا ہے اسکے
ساتھ ساحر بھی ہین ساحرون نے سحر کیے غیر ساحر تلوار و خنجر سے لڑے لیکن فوج افراسیاب کی کیا تاب
لا سکتے تھے مشعل کو تو سرمادا برق اٹھا کر لے گئے عمرو بھی نیمچہ کھینچکر چلا ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ
آپ نہ قصد کرین عمرو نے کہا خدا تماشا تو دیکھین ہائے افسوس مشعل مارا گیا بڑا قلق ہوا لیکن دیلم
انتہا کا زخمی ہوا بس پکار کر آواز دی اے سرداران اسلام مین ناکام تم سبکو گواہ کرتا ہون کہ مین نے پہلے
دو سو خداوندون پرست کی اعتقاد وحدانیت ہوا مذہب حق کی اطاعت کی افراسیاب ظالم
نمک حرام بد انجام بانی ارکین ظلام نے بندگان خدا کو کس بدعت سے تباہ کیا صدہا گھر سن ڈرگئے غریب بیچارے
اس بیچارے کے ظلم سے حسرت و یاس لیکر پردہ دنیا سے گئے نخل شباب سے پھل نپایا اسی طرح پروردگار کی
بھی شاخ تمنا قلم ہو یہ کہکر دنے سناد لیکے ساتھ اب کوئی دس پانچ ہزار باقی رہگئے فوج افراسیاب
نے چشم زدن مین سبکو قتل کیا لاشے بیچارون کے پھڑک رہے ہین لیکن ایک ایک نے چار چار کو مارا خوب گنہ لڑتن
کا لٹھ چلا عمرو قریب دیلم کے صورت بدلکر پہونچا دیکھا اس بہادر نے زخمی ہو کر گھٹنے ٹیک دیے غش چلا آتا ہے عمرو
نے شکل ساحر قریب آکے بازو تھامکہا او دیلم آنکھین کھول نہ گھبرا مین آپہونچا ہون تمھارا عیار تجھکو لشکر اسلام مین لیے
چلتا ہون دیلم نے آنکھین کھولکر ایک ساحر کو اپنے قریب پایا کہا اے جوان مین عمرو کی تصویر دیکھی ہے مجھکو کیون دھوکا
دیتا ہے خواجہ مین نے کیا احسان کیا کہ جو مجھکو وہ لینے کو آتے لیکن خدا انکو سلامت رکھے سردار مسلمانان ہین اب شخص میرا
قرب خاتمہ ہے لیکن خواجہ عمرو سے ہماری تسلیم عرض کرنا اور کہنا اگر ہو سکے لاشہ غلام کا پامال نہونے پاوے لطور اسلام

غلام جمبد کو دفن کرادیجیے گا کہ انجام بخیر ہوا نیہ دست حق پرست کو قبر پر رکھکر فاتحہ پڑھیے گا یقین ہی اس سعادت
سے نجات ہو عمرو بے اختیار رونے لگا فوج افراسیاب کا خوف نہ کیا فورا رنگ روغن عیاری کا چہرے سے چھوڑایا
جمال اصلی دکھایا دلیم قدمون سے لپٹ گیا یکایک سرماد ابرلیق نے دیکھا عمرو کھڑا ہوا دلیم سے باتین کر رہا ہی فوج
والے اُسکے کچھ بھاگئے کچھ مارے گئے کچھ باقی ہین گرد گھیرے ہوے لڑ رہے ہین سرما و ابرلیق نعرہ کرکے بڑھے اس قصد سے
کہ دلیم کو قتل کرین عمرو کو پکڑ لین عمرو نے نعرہ شیرانہ کیا او نامردو کہان آتے ہو یہ کہکر چالیس حقے آتشبازی کے نکالے فتیلے
داغ کر پھینک مارے کسی کا منھ جلا کوئی شعلہ ہاے آتش سے بھن گیا اتنے عرصے مین عمرو نے دلیم کو اُٹھا کر زنبیل مین
ڈالا ساتھ والون کو آواز دی ہان بھائیو طرف ہمارے لشکر کے نکل جاؤ اب اس مقام پر نہ ٹھہرو آٹھ ہزار جوان
اسی اندھیرے مین لڑتے بھڑتے لشکر اسلام مین پہونچ گئے ملکہ مہرخ نے باعزاز سب کو ہاتھون ہاتھ لیا افراسیاب
نے پلٹ کر دیکھا سرما و ابرلیق کے منھ جھلسے ہوے بھاگے آتے ہین عیاران عمرو نے آگ برسادی دلیم کو نکال لیگیا غصے
مین جاہا لشکر اسلام پر جا پڑون حیرت نے دامن تھام لیا کہا چلکر شہنشاہ مشتعل کی خبر لیجیے گنوارون نے اندھ
مارا ہی پڑے ہوے تڑپ رہے ہین فرماتے ہین افراسیاب کو بلاؤ ایک جوان کو مردہ کرکے لاؤ ہم اس جسم مین اُتر
جائین روح کو راحت ہو سب گنوارون نے ہڈیان ہڈیان توڑ ڈالین مار پیٹ سے دہقانون کی جسم فگار ہی سر و
ستوحش حیران و پریشان درد سے دل کے بیقرار ہی افراسیاب نے کہا ای حیرت مجھے بن نہین پڑتا اس بے حیا نے
مجھکو ظالم مشہور کر دیا آج تو سارے طلسم ہوشربا مین خبر ہو گئی ہوگی کہ ہزار ہا طفل خوبصورت ہلاک ہوے میان
مشتعل کا روے سیاہ جھلسا گیا پڑے تڑپ رہے ہین اور اب اور بے گناہ جوان کی گردن مروڑون تب اُنکو
چین آئے کیسی بدعت ہی مجھکو بڑی خفت ہی حیرت نے کہا اندر تو چلیے نہایت بیقرار ہین اگر عمرو گنوارونکو لیگیا ہمارا کیا
نقصان ہی سب قریات پھکوا دینگے فوج کو حکم ہوگا جاکے سب مال اسباب لوٹ لین زراعت پامال کرین پھر نہ
کوئی ایسی حرکت کرے لاچار افراسیاب پلٹ آیا اہالیان فوج نے کمر کھولی لیکن ہر جگہ یہی چرچے ہین یارو عجب
طرح وبال سے بڑے بڑے معرکے پڑے آج نئے طور کی لڑائی لڑے گنوارون نے میان مشتعل کو خوب درست کیا
لوگ کہتے ہین ارے میان گنوار بڑے ظالم تھے میان مشتعل کے جسم کے ٹکڑے اڑا دیے افراسیاب جلد نہ پہونچتا تو
کام تمام کیا ہوتا اچھا ہو حرامزادہ اسی لائق تھا افسوس ہی بندگان سامری کی اولاد کے ساتھ اس ذلت سے
پیش آتا ہی حرامزادے کو کچھ خوف نہین ہی بیچارے گنوارون کے کمسن لڑکے بڑی بدعت اٹھا کے مرے آج حرامزادے
کو صدمۂ عظیم پہونچا سنا ہی کہ پڑا ہوا ہاے ہاے کر رہا ہی افراسیاب بارگاہ مین آیا دیکھا شہنشاہ پڑے ہوے

تڑپ رہے ہین افراسیاب کو دیکھکر اُٹھ بیٹھا کہا اے شہنشاہ مابدولت کا حال بہت ابتر ہے جلد ایک جوان کو گردن
مروڑ کے مردہ بنائیے مابدولت کے سامنے لائیے مابدولت روح کو اپنی دوسرے جسم مین اُتارین اس جسم کو گنوارون
نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ہے بڑی مابدولت پر بدعت کی افراسیاب نے سر جھکا لیا کہا اے شہنشاہ مابدولت بہت بدنام
ہوگئے تمام دنیا مین آپکے ظلم کا شہرہ ہوا دیکھا آپنے ولیم نے کیا کیفیت کی آپ لئی سو قریہ ویران ہوگیا اب مجھکو
آدمی ملنا دشوار ہے اہالیان فوج طعن و تشنیع کر رہے ہین جس ملازم کو علیحدہ بُلاتا ہون وہ جانتا ہے مجھکو قتل کرینگے آپ
صحت پائے پھر وہی خواہش کرینگے مین کیا تدبیر کرون مشتعل نے کہا او افراسیاب خانہ خراب مابدولت اسیواسطے حجرے
سے نہین نکلتے تھے تجھسے عہد کر لیا تھا اب اگر اسکے خلاف ہوگا خوب جان لے کہ ہم تیری روح نکال لینگے جسم مین تیرے
چند صحرائی کی روح کو بند کرینگے حیرت کو مادہ تجھکو نر بناکر کسی ویرانے مین چھوڑ دینگے کوئی صیاد اگر شکار کریگا بازو عقاب کا
طعمہ ہوگے افراسیاب تھرانے لگا سر جھکا لیا سوچا کہ ایسا نہو آنکھ ملتے ہی اپنا کام کر بیٹھے عرض کی کہ ابھی حاضر کرتا ہون جہانتک
ہوگا آپکے لیے سامان عیش و نشاط مہیا کرونگا یہ کہکر نکلا اک جوان کو حیلے سے بلایا گوشے مین لاکر اسکی گردن مروڑ دی
خدمت مین مشتعل کے لایا مشتعل گھبرایا ہوا تھا جلد اس ساحر کے مردے سے لپٹ گیا منہ سے منہ ملایا روح اسکی جسم
مین اُس جوان کے اُتر آئی وہ جسم جسکے استخوان چور تھے بیکار ہوا اُسکو صحرا مین پھکوا دیا اس شکل پر آکر مشتعل اپنے
مقام پر بیٹھا جسکی شکل پر یہ بیٹھا ہے وہ فوج مین افراسیاب کی جمعدار تھا اسکا بھائی ڈھونڈھتا ہوا نکلا بارگاہ
مین آکر دیکھا میرا بھائی تخت پر بیٹھا ہوا ہے کہا بھائی چلو کھانا تیار ہے بھابھی صاحبہ بلاتی ہین مشتعل نے کہا اسکی گردن
مین ہاتھ دو داب حضور فوج مین بھی یہ چرچا ہوا جمعدار نے جاکر کمیدان سے کہا آج میرے بھائی کی شمع حیات گل ہوئی
مشتعل بنا ہوا بیٹھا ہے کمیدان نے کہا خاموش رہو شہنشاہ خفا ہونگے اب سب کو یقین ہوا کہ افراسیاب کو
اہالیان رعایا نہین ملتے اہالیان فوج پر دست اندازی شروع کی اپنے اپنے کم سن لڑکون کو کسی نے
گھر روانہ کیا کسی نے کہین قریہ وغیرہ مین چھپایا لیکن مشتعل جادو تخت پر بیٹھا شرابخواری کر رہا ہے افراسیاب
نے بتاکید کہ طفلان حسین بلاؤ مابدولت تنہائی مین گھبرائے ہین افراسیاب نے حکم دیا سرما و ابریق مارے مارے پھر
رہے ہین جس قریہ مین گئے گنوار لٹھ لیکر دوڑے سرما و ابریق بھاگتے ہین بمشکل ایک یا دو ساقی بچے ممکن ہوے اُنسے یہ ملعون
خوش نہین ہوتا افراسیاب نے دست بستہ عرض کیا حضور طبل جنگی بجواتا ہون مسلمان آمادۂ سرکشی ہین سامان لشکر کشی مہیا ہے مشتعل نے
کہا جلد طبل جنگی بجواؤ ہمکو تمہاری خوشی منظور ہے کل ہی سب کا خاتمہ کرینگے نامی ساحرون کے نام لکھکر حکم دیدو ہم
انکے نام لیکر للکارین جھٹ پٹ خاتمہ کر دین مگر اب مابدولت نے دنیا کی ہوا کھائی اب وہ حجرۂ تاریک و تنگ نہین پسند

آئیگا یہین تشریف رکھئیے افراسیاب ٹھر گیا کہ روز طفلان حسین کہانسے لاؤنگا دیکھیے کس عذاب مین پڑا یہ کہکر حکم دیا
طبل جنگی بجے اُسوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی ہرکارون نے جاکر خواجہ عمرو کو خبر دی یہان بھی نقارہ رزمی بجا لشکر
مین تہلکہ پڑا لشکر اسلام کو تو جان کی پڑی ہے افراسیاب کے لشکر مین یہ کھلبلی ہے کہ یار جب یہ ملعون مارا جائیگا ہم
مین سے ایک کی گردن افراسیاب مروڈ دیگا دیکھو سبھی مین جمعدار کے بیٹھا ہوا اکڑ رہا ہے اُسکا گھر برباد ہوا جورو اُسکی ڈھونڈتی
پھرتی ہے ایک ایک کے قدمون پر گرتی ہے میرے شوہر کا پتہ بتاؤ ابھی اگر اس سے کہدین کہ تیرے شوہر کو افراسیاب نے
مارا ابھی پیٹتی ہوئی دربار مین گھس جاے ہمنے اُسکو بہلا دیا کہ شوہر تیرا علاقے پر بھیجا گیا اس لشکر مین یہ ہنگامہ اُس
لشکر مین یہ قیامت دوست دوشمن نام سے مشعل کے جلتے ہین ہر ایک کہتا ہے یہ ملعون جلد واصل جہنم ہو یہ چاہ لشکر مین کم
ہے چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری جب خسرو خاور بعد گرد و فر مشعل ضیا و شعاع ہمراہ لیکر بعزو جاہ تخت جمشید
نیلی پر جلوہ فرما ہوا بموجب قاعدہ قدیم لشکر میدان مین آکر جمے افراسیاب نے سامان کر لیا ہے مشعل جادو بڑھکر صف
بڑھا میدان مین آکر پکارا اے فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو صف سے نکلے نکلکر ہمسے مقابلہ کرے کل بادولت نے ارادہ
اُٹھایا آج اسکا بدلا لونگا ہم منتظر ابھی صف لشکر مین حاضر ہے مشعل کو میدان مین دیکھکر جایا لٹھ کاندھے پر رکھے چاہو مار
جاکر اسکا سر پھاڑون سردارون نے روک دیا کہا او تم تمہارا کام نہین ہے یہ ملعون پڑا سرزور رہی اس سے مقابلہ کرنا
بیکار ہے لیکن جیسے ہی اسنے پکارا ملکہ بہار نے جادو سے صف سے بڑھایا اٹھو یار و باغ لشکر اسلام مین خزان آگئی ہے بہار
جادو حسرت کو جاتی ہے کوئی قدمون سے لپٹا کوئی چیخ مارکر روتا تھا کوئی مثل کلی کے بکس کے رکھیا کسی کا چہرہ مثل گل
کنیزان بہار کے جیسے مثل برگ خزان دیدہ زرد تھے شمشاد نے کمر تمام لی خمیدہ ہو گئی غنچہ دہن کم سخن ایک ایک کا
منہ دیکھتی تھی نرگس کی آنکھین پتھرا گئین سنبل نے موے مشکین کھولدیے سوسن نے لباس سیاہ پہنا گلشن لشکر بہار مین شور
گریہ و زاری بلند ہے چند ملکہ مہرخ نے کہ بہار نے منا کیا اس حرامزادے کو شکے جیتا کیسے نہ مارا تو نام اپنا ملکہ بہار جادو
نہ رکھا بہت انتہا پہونچی ملکہ مہرخ نے رو رو کر اسکو رخصت کیا افراسیاب نے آج آگ پر اور انتظام کیا آتش جادو
کو آگ کا منتظم کیا کہ تو اندر آگ کے موجود رہ جب لا کر لوگ لاشہ پھینکین آگ سے نکلکر لاشہ اُسکا آگ مین ڈالدینا عیاران
اسلام نے صد ہا طریقون سے لاشین لانے والون کو مارا اسوجہ سے افراسیاب نے یہ انتظام کیا کہ آتش جادو اندر
آگ کے رہیگا آتش جلی مین اُسکے پاس کون پہونچ سکیگا یہان تو یہ انتظام ہے فراق بہار مین ہر گلعذار کیا حال
چہرون پر ہوائیان اڑتی ہین کہ خاک بہار جادو بعد گرد و فر میدان کارزار مین آئی افراسیاب کا کلیجہ پھٹ گیا مشعل
مرغ بسمل تڑپا کلیجہ تھام لیا حیرت سے کہا او ملکہ غضب ہوا آج تمہاری بہن مقابلہ مشعل مین آئین کیا دشوار ہے

حیرت جادو بھی رونے لگی کہا اے شہنشاہ کیا چارہ ہینے لاکہ سمجھایا مگر نہوا بہار نے ہمارا کہنا نہ مانا اب آج خاتمہ ہی ہاے ہم بادا جان حیات جادو کو کیا جواب دینگے فرمائینگے ایسی گلعذار کو تونے مٹادیا ہماری جان پر آفت ہوگی سخت مصیبت ہوگی لیکن بہار نے مشعل سے آنکھ نہ ملائی مشعل کا دستور ہی پہلے اک سحر مختصر ساکرتا ہی خوبی جانتا ہی یہ لوگ پیشقدمی نہین کرتے مشعل نے ایک گولہ پھینکا بہار نے گولا کاٹا گلدستہ جھولی سے نکالا اسم سحر پڑھکر نعرہ کیا اے مشعل ہوشیار ہو جا اب مشعل کو آتش گل جلائیگی آہ بلبل زار پھونک دیگی گلدستہ بہار کا چلا افراسیاب نے کہا لو ملکہ حیرت غضب ہوا بہار کا سحر رنگین چلگیا ہشیار تیتگے چینوادیگی گلدستہ بہار کا پھٹا پھول برسنے لگے باد صبا نے زر گل لٹانا شروع کیا غنچے چٹکے باغ سحر کے پھول کھلے زرد پتے سبز ہوئے سبز بختان چمن کی بن آئی نغمہ سنجان گلشن نے یہ غزل گائی

غزل

یاد اسکی گرمی صحبت بڑھاتی ہی بہار
مین تو کیا انکو بھی دیوانہ بناتی ہی بہار
جلوۂ لالہ رقیبون کو دکھاتی ہی بہار
سبزۂ خوابیدہ سے مخمل بچھاتی ہی بہار
ہی خزان مین بھی وہی جوشن جنون کیا ہو گیا
رنگ فرحت سے مری کیا رنگ لاتی ہی بہار
امتیاز دلبری دولہ ہی ہمت فرق ہی
بلبل تصویر کو کب یاد آتی ہی بہار
ابتدائے فصل ہی مین غیر نے بھی کہائے گل
عطر فتنہ مین گل نرگس بساتی ہی بہار
کچھ سوائے گریہ خون نیرائی قسمت مین نہین
خیر مقدم گلشن ایران مین آتی ہی بہار
آتش گل سے مرا سینہ جلاتی ہی بہار
کھل چکی نرگس کہ شرمائی ہی جاتی ہی بہار
داغ کھانے پر مرے کیا داغ کھاتی ہی بہار
خاک تو مرغ گلستان کو خزان ہی نے کیا
اب کہین پاس اپنے ہمکو بھی بلاتی ہی بہار
داغ اور زخم اسمین ہین جو لالہ و گل ہین ہین
تمکو بھاتی ہی خزان اور ہمکو بھاتی ہی بہار
میری ضد سے غیر پر تیری عنایت دیکھکر
دیکھیے اس سال کیا کیا گل کھلاتی ہی بہار
خندۂ دیوانگی یان بعد مردن بھی رہا
زعفران ہی کیون نہو مجھکو رلاتی ہی بہار
کوہ اور صحرا نے فرحت مین بھر آتی ہی بہار
دیکھکر اسکی بہار آنکھین چراتی ہی بہار
آمد آمد ہی چمن مین کس سمن اندام کی
دیکھیے اب آنکر کیا خاک اڑاتی ہی بہار
جوش گل سے یاد آتی ہین تری نیرنگیان
فصل ہی یا آپکے عاشق کی چھاتی ہی بہار
محو حیرت کو وصال و ہجر دونون ایک ہین
سبزۂ بیگانہ کے قربان جاتی ہی بہار
چشم گلشن پر قدم رکھتا ہوا کون آئیگا
خاک سے اگتے ہین گل انکو ہنساتی ہی بہار
غنچہ ہائے آرزوے مومن اب کھلنے کو ہین

دیکھا سب نے مشعل جادو جھومنے لگا پھول اٹھا اٹھا کے سونگھتا تھا پڑا اعتراض یہ ہی بہار جادو مشعل جادو سے آنکھ نہین چار کرسکتی تاثیر انجام سحر کیونکر ہو یہ سوچکر بہار گھبرائی ودمین گلدستے اور مارے مشعل جادو پکارتا ہوا بڑھا اے ملکہ بہار تمہارے جمال کا مشتاق ہون روے زیبا دکھا دو بہار گلعذار کو کہان ڈھونڈھون چیخین مارتا تھا آنسو جاری پریشان حال باہ وفغان اضطرابانہ یہ غزل

عاشقانہ پڑھتا تھا غزل

قالب ہوا خراب ترے غائبانہ کیا
اے دوست بے اثر تھا ہمارا فسانہ کیا
یاران غمگسار بہت جلد اُٹھ گئے
دیکھیں تو آج یار کریگا بہانہ کیا
آغاز گفتگو ہی سے ہین بدگمانیان
رہوار عمر کو خلش تازیانہ کیا
زلفون کی بھی ہوس ہے محبت سے خال کی
خالی پڑا رہیگا یوہین آستانہ کیا
عاشق کا دل نہ دیکھ کہ جائے رہین ہوس
سطر بنے بہرے حال کا گایا ترانہ کیا
غلط نا تمام سائل رخصت ہے مرغ روح
لکھی نسیم نے غزل عاشقانہ کیا

او مرغ روح بھول گیا آشیانہ کیا
شب کیا ہوئی جہان مین اندھیر ہو گیا
کیا ہو گئے وہ لوگ ہوا وہ زمانہ کیا
دو دن کے شور ہین ترے حسن ملیح کے
سمجھائے کوئی دوست انھین دوستانہ کیا
ثابت ہوا کہ عالم ہستی ہے بے ثبات
لائیگا اپنے دام مین ہمکو یہ دانہ کیا
مقتل مین ہے اجازت جاروب بعد قتل
نظارہ سوے سینہ صد چاک شانہ کیا
دیکھا ادھر کو تو نے پڑا تیر ناز ادھر
قاصد سے پہلے ہوگا یہی خود روانہ کیا

مجنون کی سرگذشت نہایت ہوئی پسند
بدلا ہے ایک رنگ مین رنگ زمانہ کیا
مانع ہوئی حنائے قدم گل خرام کی
اے دوست یہ رہیگا ہمیشہ زمانہ کیا
یہ بے کہے دکھاتا ہے چالاکیون سے زور
کھنچیگا پھر عدم کی طرف آب و دانہ کیا
منظور جبہہ سائی عاشق نہین تجھے
قاتل گر پڑیگا نماز دوگانہ کیا
رویا یہ آسمان کہ ہے تر دامن زمین
استاد رخ بدلکے اڑایا نشانہ کیا
کیا تاب ہے کسی جو زبان تک ہلا سکے

اشعار پڑھ رہے مشعل کرتے پھاڑنے لگا جا بجا نخل پر سرو کے مارون اسیر

کہ بہار روے زیبا نہین دکھاتی منھ پھیرے ہوے سحر کر رہی ہے افراسیاب نے دیکھا مشعل سر ٹکرا کر مر جائیگا بھوک اُف جو کیا پھول بہار کے جلنے لگے طائران نغمہ سرا کباب ہو کر گرے وہی شعلہ بھڑک کر مشعل پر گرا اسی آگ نے پھول جلائے اسی شعلہ نے مشعل کو ٹھنڈا کیا مشعل کو ہوش آگیا غصے مین طرف بہار کے دوڑا کلمات سخت جو کہے بہار کو ناگوار ہوا طرف افراسیاب کے پلٹکر آواز دی اے افراسیاب بھی بے حیا نالک حجرہ بلا ہے تو نے بچالیا ہمارا سحر مٹایا اب تجھے بھی آج لڑونگی دیکھا کہ گلدستہ لیکر بڑھی مشعل کو دکر سامنے آیا آنکھین چار ہوئین مشعل نے ہاتھ بڑھا کر کھینچے گل عارض بہار مرجھایا سرو قد مین خم آیا سنبل زلفین عنبرین پریشان ہوئین غنچہ دہن پر مہر سکوت چشم نرگسی مین آنسو بھر آئے جام گل شراب شبنم سے معمور ہوا دوسری مرتبہ مین بہار لڑکر گری مشعل نے روح کو قبضے مین کیا عندلیب کے جسم مین بند کر لیا ملازمان افراسیاب چلے کہ لاشہ اُٹھائین مخمور نے بڑھکر دانہ یاقوت احمر کا مارا کنیزان بہار دوڑ پڑین کئی سو کنیزان بہار قتل ہوئین اس ہُلڑ مین عمرو نے بڑھکر لاشہ بہار کا اٹھا لیا افراسیاب نے جو منکا ڈھلا ہوا بہار کا دیکھا کلیجہ پھٹ گیا پکار کر آواز دی لاشہ بہار لیجانے دو او نامرد ویسے لاشہ نہ اٹھا یا جب عمرو لیچلا

فساد برپا کرتے ہو جان بچانے پر مرگئے ہو افسوس ایسی مہ جبین پردۂ دنیا سے اٹھ گئی کلیجے کے ٹکڑے ہوتے ہین ہائے کس سے اپنے حالات دل کہون بیتابی مین یہ اشعار پڑھنے لگا **نظم**

تا بہ کردارم نہان سینہ عشق پاک را
تیرہ سازد دود آہم انجم افلاک را
درد عاشق پیشہ را دیوانگی تہمت بود
سرخ میسازد بخون عاشقان فتراک را

چند دارم در جگر این آہ آتشناک را
از غم لیلی بصحرای محبت دست شوق
نور می بخشد محبت دیدۂ ادراک را

بسکہ شد از سوز عشقت آہ سردم شعلہ ریز
تا قیامت بر سر مجنون فشاند خاک را
شہسوار عشق مخفی ہر دم از تیغ نگاہ

حیرت نے کہا اشعار پھر پڑھے گا دیکھیے بی مخمور نے نشۂ محبت بہار مین صدہا نگہبانون کو مارا اسی غصے مین **مشعل** پر جاپڑین **مشعل** تو بالکل گدھا ہے کچھ بھی نہین جانتا سحر **مخمور** نہین روک سکتا دیکھیے وہ برس پڑی قتل کیا چاہتی ہے حقیقت مین بہار کا لاشہ **ملکہ مخمور** نے دیکھا کلیجہ پھٹ گیا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا زلفین چھوڑین عارض انور پر بل رہی مین غصہ سے ابروے پرشکن دل ترددمنزل پر ہجوم لشکر رنج و محن کف تمنہ مین بھرا ہوا چشم حق بین سے آنسو جاری عالم بیقراری کئی سو نگہبان مارے جو لاشے اٹھانے کو آئے تھے انکو جہنم زدون مین داخل جہنم کیا لشکر **افراسیاب** کے ہوش اڑگئے حقیقت مین آج **مخمور** نے اتنے عرصے مین وہ جرأت دکھائی کہ زمین میدان کارزار تھرائی ملازمان **افراسیاب** الامان الامان کر رہے ہین ادھر **ملکہ بہار** پر یہ سانحہ گذرا اب **مخمور** لڑ رہی ہے **افراسیاب** چہرۂ زیبائے **مخمور** کو دیکھتا ہے ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہے اس خیال مین کہ ہائے اب **مخمور** بھی قتل ہوا چاہتی ہے دونون آنکھین میری پھوٹتی ہین **ملکہ بہار** کے مرنے سے باغ عالم مین خزان آگئی یا **سامری مخمور** کو بچا لو ورنہ بیخواری کا مزا جاتا رہیگا اس مصیبت کو اسکی دیکھکر نشہ اتر گیا مثل برگ بید کانپ رہا ہے **مخمور** ہر مرتبہ قصد کرتی ہے تلوار کھینچکر **مشعل** پر جاپڑون نیمچہ مارون کہ حرامزادے کا بھنڈارہ کھلجائے **مشعل** بھی گھبرایا ہوا ہے اتنے عرصے مین **مخمور** نے کئی سو ساحر مارے **مشعل** چاہتا ہے مجھسے آنکھ ملائے تو مین اپنا علم ظاہر کرون **مخمور** مبہوت لڑ رہی ہے ایسے ایسے سحر کیے زمین کانپی آسمان تھرایا جرأت **مخمور** دیکھکر بڑے بڑے بہادرون کو غش آیا ایک مقام پہ **مشعل** نے گولہ مارا **ملکہ مخمور جادو** نے کاٹا اسمین سے ایک برق چمکی شانہ **ملکہ مخمور جادو** کا زخمی ہوا شانے کو کسکر باندھا مست بادۂ جرأت تو ہو ہی رہی تھی نیمچہ کھینچکر **مشعل** پر جاپڑی برق چمکائی **مشعل** کی پلک جھپکی **مخمور جادو** نے تیر ابد لگے نیمچہ مارا **مشعل** کے دو ٹکڑے ہوئے **مخمور** نے جھوٹکر آواز دی اے بہار گلعذار مین نے تیرے خون کا بدلہ لیا شمع حیات **مشعل** کو گل کیا لیکن ہمارے خود چراغ عقل گل ہین تجھ ایسی ماہتاب مہر درخشان پردۂ دنیا سے اٹھگئی لطف زندگی باقی نہ رہا **مخمور** تو یہ باتین کرکے رو رہی ہے غل ہوا کہ **مشعل** مارا گیا **افراسیاب** بیٹھا ہوا جھپٹا طائر مردہ ہاتھ مین لیکر دہن **مشعل** سے ملایا طائر نے چہکارہ مارا ایک ساحر جوان کا مردہ بھی موجود تھا

افراسیاب نے طائر کو دہن ساحر مردہ سے ملا دیا وہ جوان نعرہ کر کے اُٹھا مشتعل جادو مخمور جادو غم مین بہار جادو کے رو رہی تھی کہ مشتعل سامنے پہونچا مخمور سمجھی کوئی اور جادوگر آیا آنکھ ملا کر للکارا آنکھ ملانا تھا کہ غضب ہوا مشتعل نے اپنے عمل قدیم کو صرف کیا مخمور تھرائی دوبارہ ہاتھ ہلانے مین شمع حیات مخمور بھی گل ہوئی لشکر ظفر اثر مین غل ہوا افراسیاب نے جادوگرون کو اشارہ کیا ملکہ مہرخ تخت پر سے پھاند پڑین برق لامع کڑک کے گری گئی سو جادوگرون کو کاٹا مشتعل سے آنکھ ملگئی برق لامع بھی ہائے کہکے گری اُس بے حیا نے پلٹکر روح مخمور و برق لامع کو بھی جسم مین جانورون کے بند کیا لاشہ مخمور و برق لامع ملکہ مہرخ نے اُٹھا لیا افراسیاب چلایا مشتعل نے رو کا کیون جاتا ہی ماہ دولت کافی ہین دیکھنے والے حیران کہ اتنی دیر مین دو جسم تبدیل ہوے اب بھی کچھ ہوا جھوم رہا ہی جب جسم ثانی مین آتا ہی وہی جودت وہی زور وہی شور وہی قوت خستگی شکستگی بھی رفع ہو جاتی ہی اور جسم نوین آتی ہی لشکر اسلام مین تو قیامت کا ہنگامہ ہی مخمور و بہار و برق لامع و چند ساحران دیگر بھی کہ جنکے نام نہین لکھے ساتھ ساحران نامی پر نوبت پہونچ چکی دو پہر کا وقت ہی مشتعل میدان کارزار مین بھی شراب پیتا جاتا ہی ساقی بچے موجود ہین ہر مرتبہ لاؤ لاؤ کر رہا ہی ساقی بچے نے بڑھکر جام دیا یا ساغر ہی کمکر پی گیا جھومنے لگتا ہی پھر دور لگتا ہی ہلکے شراب مین تلخی نہین لطف شراب نہین ملتا افراسیاب کے ہوش اُڑتے ہین کہ کہانسے شراب منگاؤن اس بد کو کہان تک پلاؤن کہین جلد اس سے مہلت ملے لڑائی فتح ہو جائے کسی تدبیر مین اُسکو بھیجدون اب طفلان حسین بھی نہین ملتے ظالم مشہور ہوا رعایا بگڑی جاتی ہی اہالیان فوج کو رنج و ملال دیکھیے انجام کیا ہو لیکن مشتعل پیا دو چار جام پھر میدان کارزار مین مثل شعلہ جوالہ پھرا آواز دی اب کوئی میرے مقابلے کو نہین آتا بڑے بڑے ساحر کیا ہوے کہان جاکے چھپے جرأت نہین دکھاتے یہان لشکر مین کسی کے ہوش درست نہین لاشے لاکر ان شاہزادیون کے جو رکھے کنیزین مصاحبین پایہ سے لپٹی ہوئی رو رہی ہین ہر ایک کی یہی زبان پر ہی کاش ہمکو موت آتی ان شاہزادیون کو اس حال پر ملال مین نہ دیکھتے ملکہ مہرخ پچھاڑین کہا رہی ہی پکارتی ہی کہ ای شاہزادیو ای ثابت قدمان کوے محبت تمنے ہمسے پہلے جان دی ہین قافلہ سالار تھی پہلے ملک عدم مین پہونچی تمھارے لیے سامان خیمہ و بارگاہ مہیا کر لی دنیا مین خدمتگزار رہی منزل عدم مین ساتھ گئی یکایک ہڑ ہوا مصاحبون نے بڑھکر کہا حضور مشتعل جادو مبارز طلبی کرتا ہی لڑنے پہ مرتا ہی ملکہ مہرخ نے حیران ہو کر سر اُٹھایا اشک پاک کیے اس خیمے سے نکلین کہا مین جاکر ملعون کو جواب دیتی ہون مین مخمور و بہار کا ساتھ نہ چھوڑونگی انکی محبت سے منھ نہ موڑونگی اُستادان سخنور نے تحریر کیا ہی سو سرداران زبردست پہ یہ سانحہ مصیبت خیز گذر چکا اب کون ہی جو جاکر جواب دے ملکہ مہرخ نے فرمایا خواجہ عمرو کو بلاؤ مین اپنے

رخصت ہوں اپنی نور نظر سیمین الماس پوش کے واسطے سفارش کردن ملکہ اب اُنکو یہی ترغیب دون کہ برا
خدا مہ جبین و اسد کو زنبیل مین ڈال لین طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے چلے جائین اب یہان انکا ٹھہرنا مناسب
نہین ہر چہار طرف ڈھونڈھا خواجہ عمرو کو نہ پایا مہرخ نے کہا خیر جب تشریف لائین ہمارا پیغام کہدینا وہ بھی کسی
کام مین ہونگے حقیقت مین وا اے برحال عمرو ایک سر ہزار سودے کس کس کا مکو دیکھین کسی کار ضروری مین مصروف
ہونگے یہ کہتی ہوئی ملکہ قلب لشکر مین آئین یہان مشعل بلبلا رہا ہی افراسیاب نے آتش بار جادو کو اُس آتش جبلی
مین سفر کیا ہی کہ تو آگ مین کھڑا رہنا اکی جو سردار مارا جائیگا مین خود لا شہ لیکر تجھکو دونگا تو فوراً آگ مین ڈالدینا میرے
سامنے تو کسی کی مکاری عیاری نہ چلیگی یہ حیلہ واسطے سمجھنے ناظرین کے تحریر کردیا لیکن مشعل جو بلبلایا لشکر اسلام پر نعرہ
مارا مبارز طلبی کی ملکہ مہرخ نے قصد کیا جاؤن مشعل سے مقابلہ کردن تمام سردار قدمون سے لپٹ گئے کہا ای ملکہ عالم
اگر تمھارے آفتاب حیات پر زوال آیا پھر لشکر نہ رک سکیگا ملکہ نے کہا اب مجھکو نہ روکو تم سب پر نثار ہو جاؤن چاہتی تھین
ملکہ مہرخ کہ سرداران نامدار سے دامن چھوڑائین مشعل ناہنجار پر جا پڑین کہ آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا آفتاب
آسمان حسن و جمال صاحب جاہ و جلال صفدر و صف شکن ملکہ بران شمشیر زن طاؤس زرین بال پر سوار راہ مین جو حال
بربادی لشکر اسلام سُنتے ہین آنکھون سے اشک گہر رنگ جاری ہین پھول سے عارض کمھلائے ہوئے چہرہ غصہ سے لال
ابرو رشک ہلال آنکھین فخر دیدۂ غزال قد دل جو سرو لب حیو در سے یہ معرکہ دیکھا کہ لشکر اسلام مین قیامت برپا ہی کوئی
نام بہار لیکر روتا ہی کسی کی زبان پر نام مخمور کوئی واسطے برق لامع کے تڑپ رہا ہی ملکہ مہرخ کو تمام سردار لپٹے ہوے
ہین کہ ای سرپرست ای بادشاہ عالیجاہ ہمارے لشکر کا انتظام آپکے دم سے ہی اس لشکر مین برکت آپکے قدم سے ہی
ہم آپکو میدان کارزار مین نہ جانے دینگے ہم پہلے سب نثار ہوین تب حضور کو اختیار ہی ملکہ مہرخ ٹھنڈی سانس
بھر کر فرماتی ہین نظم

شود دلم چو بہدم دو چار نالہ و گریہ
بچرخ آید دولاب نالہ و گریہ
دلم ازان مژہ فوارہ دار گشت بشکب
بغیر ابر کہ او برغزار نالہ و گریہ
عجب مدار بچندین جفا و جور کہ دارد
بہ پیش حاکم روز شمار نالہ و گریہ

ستم رسیدہ بر غمگسار نالہ و گریہ
سحر در آئینہ یارب بہ بیند او رخ خود را
عجب مدار کہ چون آبشار نالہ و گریہ
بسینہ خون شدہ از ضبط آہ و گریہ خدارا
ز دست ظلم تو گر روزگار نالہ و گریہ
تو خندہ میزنی آید دست بر خرابی عالم

مدام این دل سرگشتہ گرد آن چہ عجب
چو من مباش بہ شبہای تار نالہ و گریہ
کہ چشم تر کنند اندر عزای چون من بیکس
امام زنی کہ دل بیقرار نالہ و گریہ
مکن تو جور بحدی کہ بیدلی ز جفایت
عدو چو بیندم از در و زار نالہ و گریہ

اسطرح ملکہ صرصر خ بلبلا رہی ہین کہ کلیجہ کٹ	زد در شہر تو در ہر دیار نالہ و گریہ	چنان بکن کہ ز دست جفا و جور تو سودا

ہوتا ہے صرصر کے رونے پہ تمام لشکر روتا ہے جیسے ہی ملکہ صرصر نے ملکہ بران شمشیر زن کو دیکھا آواز دی اے دلاور ای بارہ جگر کوکب نامور برای خدا طرف میدان کارزار کے نہ جاؤ ہم تک آؤ ملکہ بران نے یہ جواب دیا حضور کلام مصیبت انجام سننے کی قلب مین طاقت نہین ہے بس کنیز رخصت ہوتی ہے مین سب حال سن چکی اب مجھسے صبر نہو سکیگا یہ کہکر ملکہ بران طرف مشعل کے چلین لشکر افراسیاب مین غل ہوا بران آپہونچی افراسیاب دیکھکر شاد ہوا کہا او ملکہ حیرت اب طلسم نور افشان پر آفت آئی بران واسطے مقابلے کے آگئی اسکا لاشہ مین خود ساتھ جاکر آگ مین پھکواؤنگا یہ کہکر افراسیاب آمادہ ہوا ایک جادوگرنی کو اپنے پاس کھڑا کر لیا اور یہ کہا کہ ای ساحرہ لاشہ بران کا تو اٹھانا بدولت کیون ہاتھ لگائین مگر ملکہ بران شمشیر زن طاؤس سے کود ین سامنے مشعل جادو کے پہونچین للکارا او بے حیا بہت ہی بد عتین کرچکا اب تیری قضا آئی یہ کہکر طرف مشعل کے چلین مشعل نے گولہ مارا بران نے روکیا مروارید جوڑے سے نکالکر کھینچ مارا سینہ مشعل کے پڑا لیکن یہ بھی ملحوظ رہے جب ملکہ بران مقابلہ مشعل مین پہونچین صرصر نے آواز دی ای بران اگر ہمارا کہنا نہین مانتی خبردار اسملعون سے آنکھ چار نہ کرنا دہی بران نے کیا منہ پھیر کر اخر مروارید مار دیا سینہ پر کینہ مشعل پر پڑا توڑ کر سینہ پر کینہ کو پار گذرا ملکہ بران شمشیر زن نے جھوکرا اپنا اجر لیا مثل برق آسمان پہ چمکین نعرہ کیا وہ مارا ملکہ بران شمشیر زن تو بلندی پر جاکر اپنے کو آراستہ کرنے لگی کہ کوئی عضو جسمی نہ کھلجاے خدانخواستہ نامحرم کی نگاہ پڑے یہان افراسیاب جادو نے جو دیکھا کہ مشعل زمین پر گرا افراسیاب نے طائر مردہ دہن سے لگایا اُس طائر کو انسان کے مردے کے دہن سے ملادیا مشعل نے نعرہ کیا منم شہنشاہ مشعل جادو وہ ملکہ بران چاہتی تھین اب لشکر اسلام مین جاؤن کہ نعرہ مشعل کی آواز آئی پھر جھپٹ کے جا پڑین استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے کہ تین مرتبہ ملکہ بران نے مشعل کو اخر مروارید سے مارا چوتھی مرتبہ آنکھ چار ہوگئی مقام انصاف ہے کہ جس سے مقابلہ کرے اُس سے آنکھ لیونکر چار نہو آخر چوتھی مرتبہ آنکھ چار ہوتے ہی بیکار ہوکر بران زمین پر گرین مشعل نے روح بران کو ایک طوطی میں ڈالکے جسم میں پھونکدیا افراسیاب جھپٹ کر قریب لاشہ بران آیا چند سنگریزے ہاتھ مین لیے طرف لشکر ملکہ صرصر کے نعرہ کیا خبردار جو کسی نے قدم بڑھایا آتش قہر و غضب مین پھونک دونگا کوئی آگے نہ بڑھ سکا اُس ساحرہ سے افراسیاب نے کہا لاشہ اٹھالے ساحرہ آگے چلی افراسیاب ساتھ ساتھ تیغہ کھینچے ہوئے نعرے کرتا ہوا خبردار جو کوئی بدولت کے قریب آئیگا مارا جائیگا اپنا بیگانہ کوئی قریب نہ آئے اب چالاک و برق و جانسوز و ضرغام و مہ قران دور سے دیکھ رہے ہین افراسیاب کے سامنے کون جائے

گھبرا کر قران نے کہا اے چالاک دیکھو تو استاد کہان ہین ہاے غضب ہوا لاشہ حیران جلایا جاتا ہے چالاک نے کہا
عرصہ سے قبلہ و کعبہ کا پتہ نہین ہے کسی حیلے سے بین تشریف لے گئے حقیقت مین ہم سب کو بہت ذلیل کرینگے مگر خلیفہ کہو تو
جا پڑین افراسیاب قریب نہ آنے دیگا لاش کو ہاتھ نہ لگانے دیگا مفت مین جان جائیگی قران بھی بدحواس دور
دیکھ رہے ہین افراسیاب جست و خیز کرتا ہوا ساحرہ کو ساتھ لیے ہوے قریب آتش سوزان پہونچا دیکھا آتشبار جادو
آگ مین کھڑا ہے پکار رہا ہے اے شہنشاہ لایئے لاشہ حیران مجھے دیجیے افراسیاب نے ساحرہ سے اشارہ کیا ساحرہ نے
لاشہ پھینکا حدت آتش سے قریب آگ کے نہ جاسکی آتشبار نے بڑھکر لاشہ گود مین لیا لاشہ لیتے ہی ایک چادر مین لاشہ
حیران لپیٹا افراسیاب سے آنکھ ملائی کہا کیون اے افراسیاب خانہ خراب تو نے اپنے باپ کو پہچانا اسم آفتاب
عالمتاب عیاری نیر برج چرخ خنجر گذاری تیرے آتشبار کو پہلے ہی پکڑ دیا اسکی شکل پر آگ مین کھڑا ہون حفظ بن داود
کو مارکر مین نے روغن سوسمار لیا تھا وہ بدن مین ملا ہوا ہے اس روغن پر آگ تاثیر نہین کرتی اسی روغن مین چادر تر کرکے لاشہ
حیران لپیٹا ہے اسکا بھی ہوے جسم نہین جل سکتا دیکھ آتشبار تیرے پاس موجود ہے یہ کہکر لاشہ حیران کاندھے پر ڈالا آگ سے
لاشہ آتشبار نکالا ایک خنجر اسکے شکم پر مارا لاش آتشبار جلنے لگی آتش کی بارش ہوئی لاشہ حیران لیکر عمرو اسی آگ
مین کود پڑا اندر نقب لگا رکھی تھی نقب مین سے نکلگیا افراسیاب چیختا پیٹتا دوڑا عمرو ادھر کوس بھر پر جاکر نکلا نعرہ
کرتا ہوا دم جرات کا بھرتا ہوا قریب لشکر اسلام پہونچا افراسیاب جادو کے ساحر لپٹ گئے شہنشاہ آگے نہ جائیے
ایسا نہو عمرو نے کوئی جال بچھا رکھا ہو کوئی کنوان گڑھا کھدوا رکھا ہو آپ مین سرکار کو گرا دے ہاتھ سے تو ٹوٹے آخر لاشہ
حیران لیکر کیجیے گا افراسیاب غصے مین پلٹا لاشہ حیران کو سرداران چرخ نے گھیر لیا عمرو بھی انتہا کا بیقرار چنین تا بالا
لب براہ کے نعرے گریہ کنان یہ شعر زبان پر جاری شعر گر بیر دو سالہ بمیرد عجب نیست ۔ این ماتم سخت است کہ گویند
جوانمرد ۔ کیدن مٹیا برہان مین کوکب روشن ضمیر کو کیا جواب دونگا چراغ طلسم نور افشان گل ہو گیا یہان یہ ہنگامہ
قیامت برپا ہے کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ مجلس جادو عقب مین ملکہ حیران کے چلی تھی اس وقت آکر پہونچی آسمان سے
دیکھا ملکہ حیران کا لاشہ بیچ مین گرد تمام سرداران پیٹ رہے ہین شور گریہ و زاری بلند ہے ایک دردمند ایک جادوگر میدان
کارزار مین للکار رہا ہے اے چرخ کسی کو ہمارے مقابلے کے واسطے بھیجو حیران کو تو ہمنے قتل کیا شمع انجمن طلسم نور افشان
کو بجھا دیا یہ جو آواز کان مین ملکہ مجلس کے پڑی سمجھ گئی کہ اسی جادوگر نے مادر مہربان کو مارا ہے وہین سے نعرہ کرکے چلی
اس زور و شور سے کڑک کے مشتعل پڑی افراسیاب کہتا ہوا دوڑا ہے مشعل بنا یہ چھوکری بلاے روزگار ہے دیکھیے
مین کہ بس روح ساحری اسمین سما گئی ہے مگر مجلس کب رکتی ہے لاشہ حیران کو دیکھا کلیجہ پھٹ گیا مثل برق جھنڈہ گئی

گرتے ہیچہ مارا مشعل کے دو ٹکڑے ہوے مجلس آسمان پر چمکی افراسیاب نے دو ٹکڑے بطور منذکور زندہ کیا نعرہ ہوا منم مشعل جادو مجلس گھبرا گئی لکھا ہی پانچ مرتبہ مجلس نے مشعل کو مارا جب گری دو ٹکڑے کیا چھٹی مرتبہ آنکھ ملگئی مجلس لہرا کر گری افراسیاب نے آواز دی لاشہ اسکا لینا اک ساحر جھپٹا دوسرے نے کہا بھائی مین بھی آیا افراسیاب سمجھا دونون میرے ملازم ہین اول والا جب قریب لاشہ مجلس پہونچا چاہا لاشہ اُٹھائے دوسرے نے قریب آکر خنجر مارا نعرہ کیا منم مہتر برق فرنگی مرنے سے ساحر کے اندھیرا ہوا اس تاریکی مین برق لاشہ مجلس کو لے بھاگا جسوقت لشکر مین پہونچا سب نے لاشہ مجلس کو بھی دیکھا جلسہ ساحران درہم وبرہم اہالیان لشکر بھاگنے لگے اب سبکو یقین کامل ہوا کہ کوئی مشعل کے ہاتھ سے نہ بچیگا مشعل نے طبل بازگشت بجوا کر پلٹا اہل اسلام خاک اڑاتے ہوے اپنی بارگاہ مین لاشہ مجلس و بہار لائے شاہزادیون نے شور گریہ وزاری کیا ہر کس چاہتا ہی اپنی جان دیدین ان چاند کے ٹکڑون پر اپنے کو نثار کرین لیکن ملحوظ خاطر سامعین ہو جسوقت ملکہ بران شمشیر زن ہاتھ سے مشعل کے سیار گلشن جنان ہوئین صد ہا طائر گونہ صحرا سے پیدا ہوے پرون سے سر پیٹتے ہوے طرف طلسم نورافشان کے چلے جسدن سے یہ مشعل لڑنے آیا نورافشان جادو اُستاد کوکب روشن ضمیر اٹھ پہر پھرا کرتا ہی تدبیرین سوچتا ہی کہ کیونکر مشعل کے ہاتھ سے اہل اسلام کو بچاؤن اسی فکر مین کہین گیا ہی لیکن آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دختران نورافشان انکا حال اکثر تحریر کیا ہی یہ کسی شاہ کی بیٹیان ہین نورافشان نے اُنکو بفرزندی پرورش کیا حسن وجمال کا بھی انکے ذکر کرچکا ہون کہ ہر وقت اس کوچہ مین عاشق تن جمع رہتے ہین بہت سے عاشقون نے تڑپ تڑپ کے جان دی سامنے قصر نورافشان کے مزار عشاقان آراستہ ہین چالیس قبرین عاشقون کی اُداسی انپہ برس رہی ہی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ کشتہ ہاے حسرت ویاس کی قبرین ہین عود سوز روشن دھوان پیچ وتاب کھاتا ہوا اُٹھتا ہی صاف روشن ہی کہ عاشقان زلف مسلسل کے مزار ہین چادرین پھولون کی قبر پر چڑھی ہین ہرچند کہ پھول نہ کھلنے پائے غنچہ آرزو شگفتہ نہونے شاخ تمنا خشک ہوئی بار غم والم سر پر لیکر باغ دنیا سے اُٹھے جوانی سے پھل نہ پایا کسی جگہ عاشق تن دھونی رمائے بیٹھے ہین کہین آہ کہین واہ لیکن دونون شاہزادیان قصر نورافشان پر جلوہ فرما ہین گرد کنیزان زرین پوش دونون بہنین آپس مین ذکر کر رہی ہین آجکل ہمارے قبلہ وکعبہ بڑے تردد مین ہین کل شب کو خاصہ بھی نوش نہین فرمایا ہمنے جو پوچھا تو یہ جواب دیا ای نور نظر آجکل مشعل جادو ملک حجرہ بلاے اول خروج کرکے آگیا اہل اسلام سے مقابلے پڑے ہین ہرچند کہ وہ ساحر زبردست نہین ہی لیکن یہ بڑے غضب کی بات ہی کہ مرکر زندہ ہوتا ہی مصیبت لشکر اسلام پر دل روتا ہی آج بھی

صبح سے کہین تشریف لے گئے ہین ہلال نے جواب دیا بُوا چلو اسوقت مین اہل اسلام کا ساتھ دین لڑین مرین ہمارے قبلہ وکعبہ کا نام روشن ہوا ابتک ہمارے قبلہ وکعبہ نے لشکر کشی کی شرم کی بات ہے کہ اسوقت مین طلسم کشائی مدد نکرین نہین معلوم ہمارے سر در قلب کوکب روشن ضمیر و ملکہ بران شمشیر زن کس مقام پر ہین یقین ہے وہ ضرور گئے ہون انکو اہل اسلام کا بڑا خیال ہے ارے خبر تو منگواؤ کچھ کنیزین جائین اپنی آنکھون سے کل کیفیت دیکھ آئین یہ کلام ناتمام تھا دیکھا چند طائر پرون سے سر پیٹتے ہوے آتے ہین منقارین کھلی ہوئین صدائے ہیہات و افسوس بلند صاف ظاہر ہے کہ کسی کے سوگ مین ہین ہلال نے کہا بوہن خدا خیر کرے طائرون کو دیکھکر پریان اڑے اور طائر تو منتشر ہوگئے ایک طائر قریب قصر نور افشانی لہرایا ہلال نے اشارہ کیا طائر ہاتھ پر آبیٹھا آفتاب نے پشت پر طائر کے ہاتھ پھیرا پوچھا اے طائر خیر تو ہے کیون آنکھون سے آنسو جاری ہین طائر سر پیٹنے لگا کہا اے ملکہ عالم ملکہ بران و مجلس جادو و بہار و مخمور وغیرہ ہاتھ سے مشتعل کے بہار گلشن جہان ہوئین ہم خبر مرگ بران لیکر نکلے ہین سر پیٹتے پھرتے ہین اب خدمت مین کوکب کی جائینگے یہ خبر وحشت اثر سنائینگے یہ کہکر طائر چل گیا خاک سے بھی طائر کے صدائے ہیہات و افسوس آئی دونون شاہزادیان سر پیٹتی ہوئی طاؤسان ندین بال پر سوار ہوئین کنیز دن نے کہا قبلہ وکعبہ سے کہہ دینا کہ آپکی کنیزین برائے ملاقات بران گئی ہین اب ہمین نہ تلاش کیجیے گا عدم مین ملاقات ہوگی اگر تامل کرین حضور کے واسطے بدنامی ہے یہ کہکر اول آفتاب گوہر دندان تڑپ کے آسمان مین ڈوبی طرف لشکر اسلام کے چلی عقب مین اپنی بہن کے ملکہ ہلال گوہر دندان بھی روانہ ہوئی

دو کلمہ داستان حیرت عنوان مشتعل جادو و آمد آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دختران نور افشان و عیاری خواجہ عمرو لائق ملاحظہ ناظرین والا تمکین ہے بیان ہوتے ہین مخمس

لب ہلا سکتے نہین زخمی نگاہ یار کے — اسطرح عقدے کھلین قاتل تری گفتار سے
سینے دیکھے نہین اس بار ھ کے اس وعار کے — تیغ مین جوہر کہان اُن ابروے خمدار کے
زخم دکھلاتی نہین دیتے ہین کس تلوار کے

پھول ہون کیونکر عزیز ایسے کسی گلزار کے — تار گیسو کے الجھے ہین عنبر تاتار کے
وصل کی شب مین مزے ہین مصر کی بازار کے — ڈالدیتا ہون جو مین انکو گلے مین یار کے
بوے یوسف آنے لگتی ہے گلو سے ہار کے

اب بھلا کیا ہون نظارے آتشین رخسار کے — ہوگئے غش جھانکنے والے جمال یار کے

ولولے نکلے نہ آخر خاطرِ بیمار کے
رہ گئے مشتاق طالب جلوۂ دیدار کے
مار ڈالا اک پری پیکر نے جھرمٹ مار کے

کسقدر عاشق ہین یارب اس بت عیار کے
چار سُو رہتے ہین نالے کافر و دیندار کے
ٹکٹکی باندھے ہوے سب لوگ ہین بازار کے
حلقۂ چشم پری روزن ہین قصرِ یار کے
جن چڑھے اُسپر جو بیٹھے سائے مین دیوار کے

دلسے وارفتہ ہین تیرے قد کے اور رفتار کے
قبر بھی مرکر ملے نیچے تری دیوار کے
گر میسر ہون تو نظارے ترے رخسار کے
گوش افسانے سنے جو تجھسے خوش رو بار کے
آنکھ دے اللہ تو قابل ترے دیدار کے

شہر مین شہرے ہین اس تعمیر حسن آثار کے
تار چلمن کے ہین ڈورے چشم آفت کار کے
حور کی آنکھون کے پردے پردے ہین زنار کے
حلقۂ چشم پری روزن ہین قصر یار کے
جن چڑھے اُسپر جو بیٹھے سائے مین دیوار کے

دھیان مین گھلتا ہون اُنکے چاند رخسار کے
چاندنی کے پھول ہین یا زخم جسم زار کے
رات کٹتی ہے بڑی مشکل مین نعرے مار کے
دن بسر ہوتا ہے یون سودے مین زلف یار کے
دھوپ سے اُٹھے تو بیٹھے سائے مین دیوار کے

قد ہے تا حشر بالا نہ لطف شگون ہو و راز
اک جہان ہے آپکا شیدا اے حسن سحر ساز
بس حضور اب عاشقون سے ہو چکے انداز ناز
فرش گل کو بھی قدم سے اپنے کیجیے سرفراز
گل بھی سبزے کیطرح پامال ہون رفتار کے

ہمسری سنبل کو اُسکی زلف سے زیبا نہین
یارہ کو دعویٰ گل اندامی کا بھی بیجا نہین
تو نہالان چمن مین رنگ یہ دیکھا نہین
لالہ ہی داغی غلام اس گل سے چہرے کا نہین
سرو بھی ہین بندۂ آزاد قدِ یار کے

ہے خزان ساری بہار گردش لیل و نہار
عیش مین بھی سوچتا ہون ہر گھڑی انجام کار
ہمنشین عمر دو روزہ کا بھلا کیا اعتبار
چھوڑ کر ہمنے امیری کی فقیری اختیار
بوریے پر بیٹھے ہین قالین کو ٹھوکر مار کے

مال کو پامال کرتے ہین جو ہین مستان عشق
جسم وجان قلب وجگر ہین تابع فرمان عشق
جسم پہ زیبا ہی ہیرے خلعت سامان عشق
دیکھیے کس سمت کو جھولتے ہین سلطان عشق
کوہ وصحرا دو علاقے ہین اسی سرکار کے

راحت روح وجگر ہی بوے زلف تابدار
حضرت خضر ومسیحا کی مدد ہی ناگوار
زیست کا نقشہ دکھاتا ہی رخ معجز نگار
مرہم زنگار ہی زخمی کو خط سبزہ یار
خال لب حب شفا ہی واسطے بیمار کے

خال رخ پر کیجیے ساتون ستارون کو سپند
گورا چہرہ روشنی مین چاند سے بھی ہی دوچند
نور کے سانچے مین ڈھالا ہی خدا نے بند بند
دیکھکر آئینہ کہتا ہی وہ آرایش پسند
طرے کے قابل ہی سر گردن ہی لایق ہار کے

حسن کے مذہب مین فرض پنجگانہ عشق ہی
اور لوگون کو یہ انداز زمانہ عشق ہی
عارضی الفت نہین یہ جاودانہ عشق ہی
ہمکو در پردہ محبت غائبانہ عشق ہی
لن ترانی اُنسے ہو سائل جو ہون دیدار کے

جان عالم کیطرح جلوے ہُما کے پر کے ہون
یا مرصع کار کے ہون یا کسی زرگر کے ہون
پھول قیصر باغ کے قربان تاج سر کے ہون
خواہ مروارید گل کے خواہ سیم وزر کے ہون
طرّے جتنے ہین وہ جویا ہین تری دستار کے

خندہ زن رہتے ہین جیتیم ہم سے کچھ مطلب نہین
عیش پر مرتے ہین رنج وغم سے کچھ مطلب نہین
کاروبار زندگی سے ہمسے کچھ مطلب نہین
کام ہی اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہین
مشتری یوسف کے ہین خواہان نہین بازار کے

خون بہائے ہین تری ترچھی نگہ نے بارہا
دل گلون کے چھان ڈالے ہین مژہ نے بارہا
منھ کو شرما کر چھپایا چہرو سہ نے بارہا
باغ مین پی ہی شراب اس کجکلہ نے بارہا
چیتھڑے اکثر کیے ہین لالے کی دستار کے

بیا ای خردمند شیرین کلام
بیا ای راقم حیرت طرازی
بیا ای ہنرمند فرخندہ فام
کجا بودی بیا ای قصہ پرداز
بیا ای منشی عبرت طرازی
بیا ای جان من ای شوخ دلناز

قلم مضمون نو دساز سازم سوے گلزار مطلب رونمایم	بہ رمز این قصہ را آغاز سازم چمن پیراے این شیرین حکایت	گل باغ سخنا مین بو نمایم نویسد نامہ حرف شکایت

لشکر ظفر اثر مین ملکہ مہرخ کے تلاطم برپا ہی آب و دانہ حرام آٹھ پہر رونے سے کام عمرو دیوانہ وار وحشی بنا
مارا مارا پھرتا ہی کبھی لشکر افراسیاب مین جاتا ہی کبھی سر پر خاک اڑاتا ہی کبھی سوچتا ہی کہ ہاے فلک کج رفتار
گردون غدار نے کیا رنگ دکھایا خدانخواستہ اگر یہ خبر وحشت اثر لشکر مین امیر حمزہ کے پہونچ گئی وہ
سوختہ آتش دوری وافروختہ شعلہ مہجوری فراق نصیب معشوق سے دور رنج والم سے قریب
خانہ اندوہ والم کا مہمان شاہزادہ ایرج نوجوان سن لے فوراً اپنے کو ہلاک کرے یا جب کوکب
کو یہ خبر ہوگی یقین ہی گلا کاٹ کے مرجائیگا مین کیا اسکو روے سیاہ دکھاؤن کیونکر سامنے جاؤن
یہ گمان نہ تھا کہ مشتعل یہ دلسوزی کرے گا ایسی ایسی نازنینان مہ جبین کو جلاویگا ہمارا کچھ زور نہ چلیگا
یہان تو یہ قیامت برپا ہی افراسیاب کے لشکر مین سامان عیش ونشاط لشکر اسلام مین صدا رونے
کی ہر ایک گریان ونالان سامان بیقراری واشکباری وہان جشن کی تیاری آج افراسیاب اپنے کو
بھولا ہوا مشتعل اگر خوشی سے تخت پر بیٹھا دو چار طفلان خوبصورت جا بجا سے تمکن کیے خدمت مین
اس مردود ازلی کے حاضر ہوے لیکن لرزان وترسان صورت بدگو اس بھیانک دیکھتے ہین منھ سے ڈر کے
مارے نہین بول سکتے شرابخواری کر رہا ہی کہتا ہی ای افراسیاب عمدہ شراب منگوا ما بدولت کو نشہ نہین
ہوتا جلد بر کر اگر شراب عمدہ نہ ملیگی ما بدولت اور اقلیم مین چلے جائنگے افراسیاب جادو نے کہا
مین نے بہتیرے درست کرائے بڑے بڑے کاریگر بلائے براے انتظام مین اپنی ذات سے موجود
ہون یہ حضور پر واضح ہو کہ مین نے کلیجے پر اپنے چھری چھیر نا گوارا کی ثمود وصبار جادو کا غم سہا زبان
سے کچھ نہ کہا آج طبیعت بہت خوش ہی چراغ طلسم نور افشان گل ہوا ہیرا ان نے بہت ستایا تھا دریاے خونروان
خشک کیا ایل پیزادان توڑا بڑے بڑے ملک تباہ کیے اب دیکھیے میان کوکب کیا کرتے
ہین مگر اب میدان کارزار مین بہت ہوشیار رہنا مناسب ہی گمان غالب ہی کہ خود کوکب میدان
کارزار مین آئے آپ سے مقابلہ کرے ایسی صاحب شوکت بیٹی اسکی قتل ہوئی طلسم نور افشان کی
رونق مٹی مشتعل نے جواب دیا ای افراسیاب وہ کیا ہی اگر وہ نہ آئیگا مین خود طلسم نور افشان
مین گھس جاؤنگا مثل نقش قدم اس تاجدار کو مٹا دونگا بلکہ نامہ لکھکے روانہ کرو کہ ای کوکب

تمھاری بیٹی کو مٹایا اب تمھارا ابھی وعدہ برابر آیا کہا تک طلسم نورافشان مین چھپوگے میدان کارزار مین آؤ کچھ شعبدہ سحرسازی دکھاؤ افراسیاب نے کہا میرے کہنے پر کیا موقوف وہ آٹھ پہر اسی فکر مین مصروف ہی فوراً آئیگا خبر اُسکو ہوچکی کہ ترّان کا مرنا ایسا ہی ہی مین طلسم نورافشان ٹھہرا ہی ہوگی طائران سحر نے کوکب کو خبر پہونچائی ہوگی جب ترّان گری تھی چند طائر گوشہ صحرا سے پیدا ہوے بادولت نے خود دیکھا سر پیٹتے ہوے چہار جانب گئے چند اُسمین سے قصر جمشیدی پر گئے ہونگے کوکب کو خبر پہونچی ہوگی اب تامل بیکار ہی اگر حکم ہو طبل جنگی بجواؤن ہمشعل نے اشارہ کیا تامل نہ کرو طبل جنگی بجواؤ نقارہ رزمی پر چوب پڑی زمین تھرا گئی ہرکارے بھاگے بارگاہ مہرخ مین روتے پیٹتے آئے یہان سب گریان و نالان

ہرکارون نے ہاتھ اٹھاکر دعاے جان درازی دی نظم

ترے ابر کرم سے باغ عالم تازہ و تر ہو	دیگر	نسیم خلق سے تیرے جہان یکسر معطر ہو
طریق رہبری مین خضر ہو جبتک ہدایت مین		سہارا ہووے تا بحر غریق الیاس کا دامن
رہے ادریس تا قطع تعلق سے جہان مسکن		مسیحا کا ہو بالاخانہ تا خورشید سے روشن

چراغ عمر سے تیرے جہان سارا منور ہو
فروغ اسلام کو ہو رونق دین پیمبر ہو

اے شہنشاہ گیتی ستان آج تو افراسیاب خانہ خراب اپنے جامہ سے باہر ہی بڑی خوشیان کر رہا ہی مشعل نے پھر طبل جنگی بجوایا کل اسکا ارادہ ہی کہ پھر معرکہ آراے نبرد ہو ملکہ مہرخ نے سنکر سر جھکا لیا طرف عمرو کے دیکھا عمرو نے کہا ساتھ مایوسی کے کہ خیر بسم اللہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے اُسیوقت نقارہ رزمی بجا ملکہ مہرخ نے خواجہ عمرو سے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری بوقت سحر ہمکو کلام کرنے کی مہلت نہ ملیگی چار پہر کی فرصت ہی آپ جلد اسد و حسین کو زنبیل مین چھپالین طرف کوہ عقیق کے چلے جائین مشعل کے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا اگر لاشے اٹھاکر رکھے ہمنے اسکا انجام کیا روحین سب کی اُسکے قبضے مین عقاب جادو ساحر زبردست قفسہاے آہنی کو لیے اک بارگاہ مین بیٹھا ہی اگر ہم اُن طائرون کو پا جائین تو کیا کرین ہم اس عمل سے نہین آگاہ ہین کہ روحون کو جسم مین داخل کرین بس ہمارے نزدیک سب امور تو بیکار ہین بلکہ آجکی شب یہ سعادت حاصل کیجیے ان بیچارے کشتگان حسرت و یاس کو گوشہ قبر مین دفن کیجیے تا کہ فاتحہ خیر تو پڑھ لین ہماری تقدیر مین یہ بھی نہین ہی کہ کوئی ہمین دفن کریگا کون فاتحہ خیر پڑھیگا

لاشے زمین مین پڑے رہینگے جفاے صحرا سہینگے ان باتون پر ملکہ مہرخ کے شور گریہ وزاری بلند ہوا عمرو
نے ضبط کر کے جواب دیا ای ملکہ مہرخ صاف تو یہ ہی مین اسد سے تم سب کو بہتر جانتا ہون بندگان خدا
غریب الوطن گرفتار محبس ہیچ ومحن جو کچھ جسپر پڑیگی جھیلیگا تم سبھون کی صلاح سے اسد کو چھپایا جو
اُنکے مزاج مین آئیگا وہ کرینگے ہم کل تمھارے ساتھ میدان کارزار مین مرینگے علاوہ ازین اسد غازی
جانا قبول نہین کریگا جسوقت ہوشیار ہوگا اپنا گلا کاٹ کے مرجائیگا نہ گھبراؤ وہ حافظ حقیقی مالک تحقیقی
مسبب الاسباب کوئی سبب پیدا کریگا کل دیکھ لینا یا ہمے مشعل کو مارا یا ہماری بھی اُسکے ہاتھ سے موت
ہی لطف زندگی دلسے فوت ہی مہرخ نے کہا خواجہ مشعل کو کسی نے نہین مارا لیکن انجام کیا ہوا تین روپیہ
کا نوکر افراسیاب کا مر گیا تیر و تلوار بالکل بیکار اگر وہ بے حیا زخمی ہوا اور جسم مین اُتر گیا کوئی کیا تدبیر کرے
جوین نے عرض کیا بس اب وہی انتظام کیجیے ہم کل لڑینگے مرینگے اب جو سرداران نامی وجان نثاران
گرامی موجود ہین انکا غم والم نہ دیکھینگے عمرو نے کہا ای ملکہ وہ مسبب الاسباب ہی زبان سے کہنا بیکار ہی
جو کچھ ہوگا دیکھ لینا دیوار وہم گوش دارد یہ کہکر عمرو نے چالاک و برق کو بلایا کچھ آپسمین سرگوشی
ہوئی سردارون مین بھی صلاح ہو رہی ہی سحر آراستہ کر رہے ہین ناگاہ انجمن انجم مین آثار انتشار ظاہر ہوے
شمعہاے ثابت و سیارگان پر زردی آئی رنگ روے ماہتابان فق ہوا محفل پر نور برہم ہوئی ضیاے
ماہ کامل کم ہوئی نیر اعظم بصد شوکت و حشم مشعل جہان عالم افروز لیکر مشرق سے برآمد ہوا طائران صحرا آشیانون
سے نکلکر حمد مین اپنے معبود کی مصروف ہوے نسیم سحری اٹکھیلیان کرنے لگی دم محبت باغبان قضا و قدر کا
بھرنے لگی گلون نے آب شبنم سے منھ دھویا طفلان غنچہ نے بھی زبان کھولی شاخین بار اثمار سے نہال
فرط خوشی سے ہر گل کا چہرہ لال زر گل سے سبز تختان چمن مالامال نرگس شہلا کو دیدہ بلندی مین کمال سنبل نے
گیسوان عنبرین کو سنوارا سوسن نے زبان کھولی گلچین و باغبان کو للکارا ہواے سبز عیسی دم مسیح نفس
چل رہی ہی عندلیبان خوشنوا چہچہہ زن رنگین مزاجی سمن یاسمن کی ناگاہ صیاد باغ بہار یعنی مشعل ناہنجار
خواب خرگوش سے بیدار ہوا مست شراب نخوت خرس طینت میمون خصلت افراسیاب خانہ خراب واسطے
سلام کے آیا دیکھا مشعل نشے مین شراب کے چور ہی لاشہاے طفلان حسین فرش پر پڑے ہوے چند ملازم
بے حیا کے گرد حاضر ہین افراسیاب کی آنکھون مین خون اُتر آیا لڑکون کے لاشے دیکھکر گھبرایا عرض کی
ای شہنشاہ مشعل اس بدعت کو موقوف کیجیے ورنہ میری عملداری مین خلل آجائیگا ہر شہر و دیار مین ظالم مشہور

ہوا ا ہا لیان فوج بھی برہم ہین ایک سردار نے ہاتھ سے آپ چار چار مرتبہ قتل ہوتے ہین جس بندۂ سامری کو
پکڑکے گردن مروڑتا ہون اُسکے عزیز بیقرار ہوکر روتے ہین یقین ہی میرے دامن گیر ہون یہ سنکر مشعل مثل
شعلۂ جوالہ بھڑکا کہا کیون افراسیاب کیا مابدولت نے تجھ سے درخواست کی تھی کہ ہم کو حجرے سے
نکالو تو نے یہ اعزاز و اکرام کیا اپنے معشوق کا خون پلایا دھلا دیا تجھکو رحم نہ آیا مابدولت کو ظالم بتاتا ہی
مابدولت ابھی چلے جائینگے ان دونون خاطرون مین اگر فرق پڑیگا بہت بُری طرح پیش آئینگے افراسیاب
تھرا کر بیرون بارگاہ آیا مشعل کے سوار ہونے کی تیاری ہوئی افراسیاب غصے مین خاموش ٹہل رہا ہی ملکہ
حیرت جادو بارگاہ سے برآمد ہوئین گرد مصاحبان و مساز کنیزان ہمراز حیرت نے دیکھا شہنشاہ خاموش
کھڑے ہین پوچھا کیون حضور کیسا مزاج ہی آج حضور کیون خاموش ہین افراسیاب نے کہا اے ملکہ کیا کہون
کس عذاب مین ہون مشعل عجب طرح کا بے حیا ہی لاشہاے طفلان خوبصورت کہان چھپاؤن ہر دیہات
و قریات والے ڈھونڈھتے پھرتے ہین وہ مغرور اپنی ہی کہتا ہی کہ اگر طفلان خوبصورت نہ ملینگے مابدولت
قیامت برپا کرینگے کیا کہون حرامزادے کو چیر کر پھینکدونگا سامری کی مصاحبت چھُڑا دونگا مابدولت سے ایسا
کلمہ کہا بغیرت ہی حیرت نے کہا اے شہنشاہ حضور کے خوف سے کچھ کہہ نہین سکتی آپ کے ملک مین غدر ہو گیا
سب آپکو بُرا جانتے ہین یہ بدعت طفلان حسین ایسی مشہور ہوئی کہ ہر کس اعتراض کرنے لگا افراسیاب نے
کہا دیکھیے کیا ہوتا ہی سحر مین ایسا کم ہی جو سردار آیا اسنے مار لیا مابدولت میدان مین مشقت کرتے کرتے تھک
جاتے ہین یکایک پردہ اٹھا مشعل برآمد ہوا تخت پر سوار طفلان حسین مین دیسار شراب کے قرابے رکھے
ہوے بیخواری مین مصروف تمام لشکر تیار ہوا جس نے مشعل کو دیکھا گالیان دینے لگا آپس مین کہتے ہین یا
سامری جمشید اس بلا کو ہمارے سر سے دفع کرو آپس مین کہتے ہین یار و لڑائی مین اگر اہل اسلام کے
ہاتھ سے قتل ہوتے تھے اسکا افسوس کیا یہ گردن مروڑی جانا نہایت شاق ہوتا ہی دیکھو مرد سے ساتھ
ہین ہمارے ہی لشکر کے جوانان جنگجو ہین لشکر مین تہلکہ ہر ایک کو اپنی جان کا خوف اُدھر بوقت سحر
خواجہ عمرو دربار مین آئے ملکہ مہرخ کو تخت پر سوار کیا یہ کہدیا کہ ملکہ خبردار تم نہ نکلنا اگر خدا نخواستہ
تم پر کوئی افتاد ہوئی فوج برباد ہوئی پھر لشکر کا تھمنا بہت دشوار ہی آج انشاءاللہ تعالے یا تو اس ملعون
کی گردن لی یا اپنی بھی جان دی مہرخ نے کہا خواجہ کونسی صورت ہی ہو برو سے افراسیاب
کیا ہو سکتا ہی عمرو نے کہا جو کچھ ہوگا کھل جائیگا یہ کہکر عمرو نے برق و چالاک کو کچھ اشارہ

کیا یہ دونوں بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر نکل گئے عمرو نے بھی اپنے کو قنطورۂ زرنفتی سے آراستہ
کیا ایک جانب نکلگیا ملکہ مہرخ مع سرداران نامی وساحران گرامی میدان کارزار میں آئین دیکھا لشکر
افراسیاب مثل مور وملخ کے جمع ہے صفین جمین لیکن ملکہ مہرخ کو یہ بھی خبر ہونچی کہ لشکر افراسیاب بھی پیدل
ہے بدعت مشتعل نے سب کو پریشان کیا ہے دیہات وقریات میں یہی ذکر ہے اپنے اپنے لڑکوں کے بچانے
کی فکر ہے چرند وپرند تے آکر عرض کی آج لشکر افراسیاب مین عجب چرچے ہو رہے ہین ملکہ مہرخ نے فرمایا
ہمین پرائے لشکر سے کیا مطلب اپنی خیر مناؤ ہرچند خواجہ عمرو نے سمجھایا کہا مین آج نہ مانونگی میں سب
کے پہلے میدان کارزار مین جاؤنگی سردار آنکھون مین آنسو بھرے کھڑے ہین روے زیباے مہرخ کو بحسرت
دیکھ رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے ای پروردگار ہمارے بادشاہ کا رنج وملال ہمکو نہ دکھانا ہر شخص پریشان
وحیران اس عرصہ مین صفوف قتال وجدال آراستہ ہوئین نقیب نکلے اشعار عبرت آمیز پڑھکر ہٹے صفون پر سناٹا
آیا مشتعل تخت سے اترا حیرت جادو سے اجازت لی افراسیاب سے کہا ای مقبول بارگاہ سامری
بلدولت میدان کارزار مین جاتے ہین ہوشیار رہنا افراسیاب نے کہا سب سامان حاضر ہے مشتعل میدان
مین آیا نعرہ کیا زمین کانپی لشکر مہرخ مین ہنگامۂ عظیم برپا ہوا ہر ایک سردار چھپتا پھرتا تھا چاہتے تھے کنوین
مین گرین لیکن اس ملعون ناری کے سامنے نہ جائین ملکہ مہرخ یہ حال دیکھکر تخت سے کودین قصد ہوا میدان
کارزار مین جائین فولادی گولہ ہاتھ مین اسباب سحر تیار فرمایا یارو یہ گولہ انشاءاللہ کلیجے کو بے حیا کے برمائیگا
اپنے افعال قبیح پر شرمائیگا سرداروں نے کہا ہم آپکو نہ جانے دینگے ہم آپکے سامنے مرینگے ملکہ مہرخ نے نہ مانا
پیدل غصے مین چلی گولے کو چرخ دیتی ہوتی سردار سر پیٹتے ہوے ساتھ ہر مرتبہ ملکہ مہرخ دامن چھوڑاتی
ہین ہر مرتبہ شاہزادیاں دامن دولت سے لپٹ جاتی ہین یکایک آسمان پر برق چمکی ملکہ ہلال گوہر دندان
دختر شہنشاہ نور افشان آسمان پر ظاہر ہوئین حقیقت مین چہرۂ آفتاب عالمتاب مثل عروس شب اول آراستہ
وپیراستہ سرو نوخاستہ گل وسمن بوخوشخو خال ہندو چشم جادو لیکن دونوں آنکھوں مین آنسو بھرے ہوے صدف
چشم سے گوہر آبدار اشک کی لڑی بندھی ہوئی ہے لشکر مین چو تلاطم دیکھا مشتعل کو میدان مین پایا یقین کامل
ہوا یہی قاتل پدر ان شمشیرزن ہے مثل برق چمکی نعرہ کیا منم ملکہ آفتاب گوہر دندان دختر بلند اختر نور افشان
سب نے دیکھا مشتعل حیران ہو کر رہگیا آفتاب جلال مین گری ہیچہ بارا مشتعل کے دو ٹکڑے خوشی مین آکر
بلند ہوئی افراسیاب نے فوراً اسکی روح کو طائر مین لیا طائر سے جسم مین جادوگر کے آیا چند قدم اوچی

ہوئی تھی کہ کان مین آواز آئی ہنسم مشعل جادو آفتاب گوہر دندان گھبرا گئی کہ یہ کیا ہے کہ در پیش ہوا یہ
کیسی آواز آئی گھبرا کر زمین پر گرمی دیکھا یہ تو اور کوئی ساحرہ ہی حیرت مین آکر دیکھنے لگی مشعل جادو نے
سر اُٹھا کر آنکھ چار کی آنکھ چار ہونا غضب ہوا آفتاب گوہر دندان کا چہرہ زرد ہو گیا ہاتھ پاتون سرد مین
درد لہرا کر زمین پر گری مشعل جادو نے روح کو لیا جسم طائر مین بند کر کے عقاب جادو کو دیا لشکر اسلام مین
غریو ہوا حسن و جمال سن و سال آفتاب گوہر دندان کا دیکھکر دشمن بھی رونے لگے ہر طرف سے صدا ے
گریہ و زاری آئی زمین میدان کارزار تھرائی ایک جادوگر بڑھا کہ لاشہ آفتاب گوہر دندان کا اُٹھا لون
جا کے آگ مین پھینکون افراسیاب جادو بھی مثل تصویر بخود حیران حیران دیکھ رہا ہی جو جادوگر لاشہ اٹھانے چلا تھا
قریب لاشہ آفتاب گوہر دندان پہونچا وہان پر ایک نخل تھا سر نخل سے آواز آئی او بے حیا کیا کرتا ہی شاخ
نخل پر عمر و عیار چھپا ہوا بیٹھا تھا کود پڑا ساحر حیران و پریشان ہوا کہ کیا بلا آئی عمرو عیار نے کودتے ہی
بغدہ مارا ساحر کا سر پھٹا عمرو عیار نے لاشہ آفتاب گوہر دندان اُٹھا کر دوش پر ڈالا بھاگ کر لشکر اسلام
مین آیا لاشہ آفتاب گوہر دندان دیکھکر سب رونے لگے شور گریہ و زاری بلند ہوا مشعل جادو جھوم
رہا ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا ہنسم ملکہ ہلال گوہر دندان گر پیٹتی ہوئی پکارتی ہوئی کیون بہن آفتاب تمھارے
ماہ حسن پر زوال آیا ہلال بدنصیب انگشت نما ہونے کو زندہ رہی پہلے مجھکو موت نہ آئی یہ کہتی ہوئی مشعل جادو
پر گری اب اسوقت نہ لشکر اسلام کا شمار ہی نہ لشکر افراسیاب کو کوئی دیکھتا ہی ہزار ہا ساحر میدان مین کھڑے
ہیئت رہے ہین افراسیاب جادو بھی خاموش اتنا افراسیاب جادو نے دیکھا کہ ہلال گوہر دندان نے
گرتے گرتے ہلال ندین جھولی سے نکالکر مشعل جادو پر مارا مشعل جادو نے چاہا کہ روکون یہ وار کب
رکتا ہی گلو گاہ پر ہلال ندین پڑا مشعل جادو کا سر کٹکر دھڑ سے گرا ہلال جھپٹ کر آسمان پر پہونچی نعرہ کیا بہن
کے خون کا مین نے بدلا لیا افراسیاب جادو جھپٹا طائر کی گردن مروڑتا ہوا ایک جادوگر افراسیاب
جادو کی پشت پر کھڑا تھا اُسنے کہا ای شہنشاہ دہنی طرف سے طلسم نور افشان کے ابر عظیم اُٹھا ہی
شاید کوکب روشن ضمیر آتا ہی افراسیاب جادو پلٹا روح مشعل جسم مین گھبرا رہی ہی سر زمین مین
تڑپتا ہی آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھتا ہی کہ افراسیاب جادو جلد آئے ایسا نہو روح جسم سے
نکل جائے ایک جادوگر دُبلا نیلکنٹھ ہاتھ مین سیے ہوے کھڑا تھا جھپٹ کے قریب مشعل جادو
آیا نیلکنٹھ کو دہن سے مشعل جادو کے ملا دیا روح مشعل جادو نیلکنٹھ مین اُتر آئی یہان افراسیاب

جادو پلٹا ابر وغیرہ نہ دیکھا ساحر سے کہا ارے ابر کہان گیا جادوگر غائب ہوا افراسیاب گھبرایا کہ یہ کیا شعبدہ تھا دوڑا کہ مشتعل کی روح نہ نکل جائے دیکھا ایک جادوگر نے نیلکنٹھ مین لیا لیکن منقار کو تارہائے آہن سے باندھ رہا ہی نیلکنٹھ سے آواز قون قون کی آتی ہی اس قون قون مین صاف صدا ہی ای افراسیاب دوڑ مجھکو عمرو لیے جاتا ہی عمرو نے ہانک نعرہ کیا منم بحر پر دشت طراری گوہر آبدار بحر زخار عیاری سرکوب ساحران رئیس تراشندۂ کافران عیار زادۂ قاف ثانی سلیمان طرار خنجر گذار عمرو نامدار نعرۂ عمرو

گزان استاد عیاران عالم
جہان سرہنگ در خنجر گذاری
سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلائے جان کفار
بباغ دین زنگرش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار

اور افراسیاب خانہ خراب دیکھ شمع حیات مشتعل کو گل کرتا ہون نیلکنٹھ مین اس بے حیا کو بند کیا دیکھ لیے جاتا ہون یہ کہتا ہوا عمرو بھاگا قون قون کی آواز آتی ہی اب صدا نحیف ہوتی جاتی ہی عمرو نے منقار کو آہن کے تار ون سے باندھا آنکھون مین ٹانکے دیتا ہوا مقام براہ کو بھی باندھا کوئی روزن کھلا نہ رہے جال الیاسی مین لپیٹ کر زنبیل مین رکھا صدائے مشتعل جادو آنا موقوف ہوئی افراسیاب جادو دوڑا آواز دی ارے ان سب کو مار لو نعرہ کیا ادعمرو نہ جانے دونگا عمرو نے تو گلیم اوڑھ لی لیکن افراسیاب جادو فوج مہرخ پر جا پڑا طبقے زمین کے ہلانے لگا آگ برساوی جب تولہ مارا دو دو سو کے سر پھٹ گئے گرنگ ریزہ پھینک دیے پتھر برسنے لگے افراسیاب نے دم بھر مین ستھراؤ کر دیا یہ کہتا ہوا دوڑا کہ اب مین ان لاشونکو تو جا کر پھونک دون ہر چند کہ روح سب کی میرے قبضے مین ہی جسم تو سب کے لیکر جلا دون ملکہ مہرخ بھاگ کر اس خیمے کے دروازے پر آکر کہ جسمین لاشے رکھے ہین ہلال گوہر دندان بھی ملکہ مہرخ کے ساتھ لڑ رہی ہی ہر چند کہ افراسیاب جادو پر کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا لیکن افراسیاب جادو پر سب برس پڑے افراسیاب جادو رسب کی چوٹین کھاتا ہوا زمین کے طبقے ہلاتا ہوا سامنے اس خیمے کے پہونچا دیکھا سب سرداران مہرخ ڈٹے ہوے گرد خیمے کے موجود ہین لیکن سب زخمی ہین افراسیاب جادو کے سحر نے قیامت برپا کی پکار رہا ہی او مہرخ عمرو کو حوالے کر دے نیلکنٹھ مجھے دیدے مین جان بخشی کر دونگا پلٹ جاونگا ملکہ مہرخ نے آواز دی او افراسیاب ہم آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہین عمرو پر ہمارا کیا اختیار ہی جو تجھ سے ہو سکے وہ کر ہم سب سینہ سپر ہین افراسیاب جادو نے کہا خیمے کے سامنے سے ہٹو سب کے مردے لیجا ؤنگا ابھی جا کر پھونک دونگا کچھ تو میرے دلکو صبر آئے خالی آج نہ پلٹونگا ملنا ہین آسمان کی زمین پر کھینچ دونگا

ملکہ مہرخ وغیرہ نے سحر کی افراسیاب جادو پر بوچھار کی افراسیاب سب کے سحر دفع کرکے آگے
بڑھا سنگ ریزے اُٹھا کر مارے پتھر برسے ہزارہا کے سر پھٹ گئے آخر تاب نہ لا سکے سب بھاگے افراسیاب جادو نے
دیکھا ملکہ مہرخ وغیرہ دور جا کر کھڑی ہوئین در خیمہ پر سناٹا پردہ اُٹھا ہوا نازنینان مہ جبین کے لاشے چارپائیون
پر پڑے ہین کنیزین جو رہی تھین وہ بھی بھاگین افراسیاب جادو چھپٹا کہ مین لاشے سب کے قبضے
مین کرون آتش سحر مین سب کو جلادون دیکھا گرد خیمے کے دھوان چھا گیا خیمہ چھپ گیا افراسیاب جادو
نے للکارا کسی نے سحر کیا ہی خیمے کو چھپایا ہی زمین مین گولہ پڑا تھا اُٹھا کر طرف دھوئین کے مارا گولہ جب قریب
دھوئین کے پہونچا دھوئین سے ایک سنہرہ پنجہ پیدا ہوا اُس سنہرے پنجے نے گولے پر تھپکی ماری وہ گولہ
قریب افراسیاب جادو آ کر گرا دھوئین سے آواز آئی او افراسیاب لاشون کے لیے اپنی جان نہ دے
اسی مین خیر ہی کہ چلا جا ابکی اگر گولہ دھوئین پر ماریگا تیرے سر پر پڑیگا او مردود دماغ سے غرور نہین نکلتا
بس واپس جا زیادہ کد وکوشش نہ کر اپنے گھر کی جا کر خبر لے دیکھ وہان کیا گذری یہ جو دھوئین سے آواز
آئی افراسیاب جادو اور زیادہ جھلا یا دھوئین پر نگاہ ڈالی آتش قہر شعلہ زن ہوئی پکار کر آواز دی
ارے کوئی حاضر ہو افراسیاب کا یہ کہنا تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا اک پری زاد طبق زرین ہاتھ مین
اسمین چند گولے آہن کے لا کر افراسیاب کو دیے پریزاد تو چلی گئی افراسیاب جادو نے گولہ چرخ دیکر
دھوئین پر مارا گولہ جا کہ پھٹا سنہرہ پنجہ پھر پیدا ہوا گولے پر تھپکی پڑی قریب پانون کے افراسیاب جادو
کے آ کر گرا افراسیاب نے جست کی ورنہ گولہ پانون پر پڑتا جست کرنے سے بچا یہ افراسیاب جادو
کو بہت ناگوار ہوا گولہ جیب سے نکالا اسم سحر پڑھنے لگا جب اسم پڑھ چکا پیشانی پر نشتر مارا خون اپنا گولے پر
ڈالا جھوم کر آواز دی اگر یہ گولہ آسمان پر مارون طناب ین آسمان کی زمین پر کھینچلون طبقات زمین آسمان
پر اڑا دون گولے کو تیار کر کے قصد کیا کہ دھوئین پر پھینکون دھوان شق ہوا آواز آئی او افراسیاب
خانہ خراب او مغرور ٹہر ادھر دیکھ خبر دار گولہ نہ پھینکنا ورنہ تیرے سینہ پر کینہ پر پڑیگا ہم جانتے ہین تو
سخت جان ہی مگر ہڈیان تو ٹوٹ جائینگی مدت تک یاد کریگا اپنی نانی دادی سے فریاد کریگا افراسیاب
جادو نے سر اُٹھایا دیکھا نور افشان جادو غصے مین کھڑا ہوا کانپ رہا ہی افراسیاب نے
کہا ای نور افشان ہٹ سامنے سے مردون کو نہ چھوڑونگا سب کو جلا دونگا نور افشان نے کہا
ای افراسیاب جادو مین نے تجھکو بھی مثل کوکب پرورش کیا علوم سحر تعلیم کیے اسوجہ سے تیرا

پاس کرتا ہون ورنہ اپنے کو نظاہر کرتا بس چلا جا سحر پر ناز نہ کر بہت پچھتائیگا سوائے افسوس کچھ نہ ہاتھ آئیگا افراسیاب کو اور غصہ آیا کہا اے نور افشان مین پادشاہ طلسم ہوشربا ہون سحر و ساحری مین یکتا ہون وہ زمانہ اور تھا جب تعلیم کیا اب اگر سامری جمشید ہوتے مابدولت کے آگے سر جھکاتے بانی بناء سحر و ساحری ہون تاجدار اقلیم افسونگری ہون ابھی تماشا دکھاتا ہون یہ گولہ خالی نہ جائیگا یہ کہکر افراسیاب جادو نے گولہ تانا نور افشان جادو سینہ سپر کرکے کھڑا ہوا افراسیاب جادو نے قصد کیا گولہ پھینکون زمین شق ہوئی ماہیان زمرد پوش زمین سے نکلی ہاتھون سے افراسیاب جادو کے لپٹ گئی کہا اے افراسیاب کیا کرتا ہے اسوقت نور افشان کو بڑا غصہ ہے یہ رکن طلسم نور افشان وہ ہوشربا ہے اے افراسیاب غضب ہو جائیگا اس خیمے مین سوائے لاشون کے اور کیا ہے جان روحین تیرہ مین چلکر ان طائرون کو جلا دو جسم ہاے خاکی کیا کر سکینگے کسی طرح افراسیاب جادو نہ مانتا تھا لیکن ماہیان زمرد پوش لپٹ گئی گود مین لیکر افراسیاب جادو کو بھاگی نور افشان جادو در خیمہ پر کھڑا رہا سردارون نے دور سے دیکھا کہ افراسیاب جادو کو ماہیان زمرد پوش لیگئی سب خاک اڑاتے ہوئے ہیلتے زمین شق ہوئی کوکب وہ ہمین بھی آکر پہونچے کوکب روشن ضمیر نے کہا کہ خواجہ عمرو کو بلاؤ خواجہ عمرو وہین گلیم اوڑھے موجود تھے کہا اے نور افشان مین تمھاری جرأت دیکھ رہا تھا ماشاء اللہ کس زور شور سے افراسیاب کو روکا نور افشان جادو نے سر جھکا لیا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری جس روز سے یہ معرکہ واقع ہوا مین رات دن اسی جستجو مین رہا کسی عیار کو بھیجو کہ خبر لائے افراسیاب جادو ان طائرون کو جلانے نہ پائے دیکھون وہان کیا گذرتی ہے کمبخت جلانے گیا ہے حقیقت مین افراسیاب جادو جو وہان پہونچا دیکھا عقاب جادو مرا پڑا ہے بارہ ہزار ساحرون کے سر قلم قفس ہاے طائران بندار و گھبرا کر افراسیاب جادو نے پوچھا ارے یہ کیا معرکہ ہوا کہا حضور یکایک یہان اک برق چمکی ساحرون کے سر اڑ گئے قفس یکایک غائب ہوئے نہین ثابت ہوا کون آیا کون لیگیا افراسیاب جادو غصے مین کانپتا ہوا بارگاہ مین آیا قصد ہے کہ طبل جنگی بجواؤن خود جاکر لڑون لیکن ماہیان زمرد پوش حیرت جادو کو سمجھا گئی کہ خبردار شہنشاہ کو جانے نہ دینا بارگاہ مین بہلاؤ مین جاکر کچھ تدبیر کرتی ہون افراسیاب جادو کو حیرت جادو باتون مین بہلا رہی ہے صرصر شمشیر زن کو برائے خبر روانہ کیا

دو کلمہ داستان ذکر قتل مشعل جادو و حال کوہ زبرجدی مقام آفات چہار دست بیان ہوتے ہین خمسہ

برگ نخل گل گلزار کو خنجر سمجھا
شاخون کو دست بریدہ سے بھی بدتر سمجھا
سب گلون کو مین گل زخم سراسر سمجھا
ہجر مین باغ کو مقتل کے برابر سمجھا
سایہ سرو کو مین لاشہ بے سر سمجھا

مہر تابان کو نہ کم ذرے سے سمجھا جاتا
بدر کا مجھکو ستارون نے دکھایا جلوا
ناتوان مین مری آنکھین نہین اصلا اصلا
چشم کم سے نہ زمانے مین کسی کو دیکھا
کبھی جگنو نظر آیا تو مین اختر سمجھا

میری تقدیر مین لکھے ہین بہت رنج والم
مجھکو قاصد نہین ہرگز ملک الموت سے کم
شک نہین اسمین کہ دم بھر مین نہین تن مین دم
ایسے مضمون کیے ہین مجھے قاتل نے رقم
طائر روح روان نامے کو شہپر سمجھا

کس سے سیکھا ہی یہ آراستہ رہنا تو نے
کچھ نئے رنگ سے پہنا ہی یہ گہنا تو نے
فصل کا مان لیا ان دنون کہنا تو نے
لال جوڑا جو ہی برسات مین پہنا تو نے
تجھکو خورشید شفق کے مین برابر سمجھا

کیا تڑپ یہ تپ قفس جسم مین دکھلانے لگا
ساتھ نالون کے دھوان نکلے پہ اڑجانے لگا
اسکی گرمی سے مین ایذا مین بہت پانے لگا
سوزش داغ جہان کم ہوئی گھبرانے لگا
طائر روح روان کو مین سمندر سمجھا

شفق عاشق بیتاب کہان ہی ظالم
تنگ کرتا ہی تجھے غنچہ دہان بھی ظالم
کیا کہون مین کہ غضب سحر بیان ہو ظالم
کیا ہی دمساز بھی وہ دشمن جان ہی ظالم
آج آتے ہی جو بیڈھب مرے تیور سمجھا

حشر کی صبح سے کم آج کی کچھ شام نہین
آگ ہین پھول جو وہ چہرہ گلفام نہین
جان جلی جاتی ہی ہر گام پر آرام نہین
ساتھ گلگشت مین وہ سرو گل اندام نہین
آج گلشن کو مین گلخن کے برابر سمجھا

پیروی اسکی نہ کرنی تھی مجھے کچھ صلا ۔ کچھ طریقہ نہ رہا یاد مین بھولا ایسا
آگیا اسکے فریبون مین غضب مین نے کیا ۔ دل نے جس راہ لگایا مین اسی راہ چلا
وادی عشق مین گمراہ کو رہبر سمجھا

کبھی ایسا بھی تن صاف نہ تھا پیش نظر ۔ صاف ہے رشک دہ آئنۂ شمس و قمر
اس صفائی نے گر مجھکو بنایا ششدر ۔ پڑ گیا عکس زر گل جو تن عریان پر
تجھکو مین پہنے ہوے خلعت پرزر سمجھا

گھر کوئی لوٹ گیا یاد جو آیا ساقی ۔ صبر سب چھوٹ گیا یاد جو آیا ساقی
آبلہ پھوٹ گیا یاد جو آیا ساقی ۔ دل مرا ٹوٹ گیا یاد جو آیا ساقی
شیشۂ مے کو شب ہجر مین پتھر سمجھا

ہے وہ ساقی کہ ہے پیمانۂ دل مین تو مقیم ۔ ہوئی آبادی ہے ویرانۂ دل مین تو مقیم
کونسے وقت نہین خانۂ دل مین تو مقیم ۔ رات دن ہے مرے کاشانۂ دل مین تو مقیم
ہوگیا چاک جو سینہ مین ترا در سمجھا

جز سے مطلب ہے کسے کام ہے گل سے بلبل ۔ سر عاشق نہ پھرا نالون کے غل سے بلبل
دل مرا کم نہین کچھ شیشۂ مل سے بلبل ۔ ہمہ تن آبلہ ہون آتش گل سے بلبل
پھول مارا جو کسی نے تو مین پتھر سمجھا

کب کسی پھول مین ہے اسکے بدن سی نرمی ۔ دعوی حسن کرے حور تو ہے بے شرمی
راست کہتا ہون سمجھنا نہ اسے بے دھرمی ۔ کب گوارا ہے نزاکت سے شرر کی گرمی
سنگ مجھپر جو اٹھایا تو وہ اخگر سمجھا

سیل خون آنکھون سے دن رات بہا ای ناسخ ۔ شل آیا وہ نہ کچھ حرف کہا ای ناسخ
لکھدیا بخت مین جو رنج سہا ای ناسخ ۔ زیست بھر شوق خط یار رہا ای ناسخ
جب ملک نزع مین آیا مین کبوتر سمجھا

چہرۂ ساقیان میکدۂ شیرین بیانی و سرشاران ساغر شراب سخندانی بزم بیان داستان فرحت عنوان کو یون زینت دیتے ہین

نظم

غنیمت شمر صحبت دوستان	کہ گل پنجروز است در بوستان
چمن را تر و تازہ آراستند	چو شبنم نشستند و برخاستند

حقیر نے تحریر کیا کہ حیرت جادو نے افراسیاب کو باتون مین بہلایا ہی شراب وکباب کا چرچا کیا اور طرح کے ذکر درپیش ہین لیکن صرصر وصبا رفتار کو برائے خبر سمت لشکر ظفر اثر روانہ کر دیا جب نور افشان نے دیکھا کہ افراسیاب چلا گیا سرداران شکست خوردہ جہرخ کو آواز دی سب سردار و عیار اکر جمع ہوئے برہمن سو مین تن آیا نور افشان نے پوچھا ای برہمن تو نے کیا کیا برہمن نے کہا استاد مین نے جاکر عقاب جادو کو مارا کوکب نے عرض کی مین نے سب قفس قبضے [illegible] کیے ساتھ احتیاط کے لایا کسی طائر کو صدمہ نہین پہونچا اب بارگاہ استاد ہوئی صرصر وصبا رفتار بصورت بلبل دیکھ رہی ہین کہ نور افشان و کوکب و برہمن وکل سرداران صف شکن دربار مین جمع ہوئے نور افشان نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری اب اس نیلکنٹھ کو نکالیے حقیقت مین آپ نے کیا کار نمایان کیا لیکن یہ خیال رہے اگر کوئی روزن کھلا رہجائیگا وہ ملعون ہوا ہی پھر قبضے مین نہ آئیگا عمرو نے کہا مین نے سب روزن اُسکے بند کیے لوہے کے تارون سے منقار باندھی جال الیاسی مین لپیٹ لیا نور افشان نے کہا اب کیا کرنا چاہیے خواجہ نے کہا پہلے ایک بات بتلاؤ کہ ان سردارون کے زندہ ہونے کی کوئی تدبیر ہی نور افشان نے کہا انشاء اللہ اسی دن کے لیے عرض کیا تھا کہ مردون پہ قبضے کیجیے عمرو نے کہا تدبیر قتل مشعل مین کرتا ہون یہ کہکر عمرو نے حکم دیا کڑھاؤ بڑا سا منگایا و دہن تیل اُسمین ڈالکر آتش روشن ہوئی روغن اچھلنے لگا عمرو نے تو جال الیاسی نکالا صرصر وصبا رفتار دیکھ رہی ہین مردے سرداران مذکور کے رکھے ہین قفس ہائے طائران خیمہ مین روح بہار و بران و باغبان وغیرہ موجود ہی طائر پھڑک رہے ہین بارگاہ جہرخ مین تو یہ کیفیت ہی صرصر وصبا رفتار کو نہایت عبرت ہی ایک جملہ عرض کیا جاتا ہی ہر چند کہ وہ مقام اس تحریر سے خارج ہی لیکن مجھکو ذکر کرنا اس مقام پر واجب و لازم ہوا و فہم ناظرین والا مقام ہو کہ آفات چہار دست کو یہ شرف حاصل ہی کہ چار سو پتلیان سنہری قصر زبرجدی مین موجود ہین ایک ایک حسین مہ جبین غنچہ دہن سیم تن پُر فن ہر وقت آفات چہار دست سے اخبار عبرت آثار آیندہ وگذشتہ بیان کیا کرتی ہین ہمیشہ بوقت سحر آفات چہار دست اپنی بارگاہ کو آراستہ کر کے تخت پر بیٹھتی ہی وہ چار سو کنیزان ساحری برعنائی و زیبائی قصر سے باہر آتی ہین کرسیون پر جلوہ

فرما ہوتی ہین آفات نے کتاب ہاتھ مین لی ہنسکر کہا شاہزادیو کچھ کلام کرو خبرین اِدھر اُدھر کی سُناؤ وہ خبرین بیان کرتی ہین آفات انکا بیان درج کتاب کرتی ہی اس کتاب کا روزنامچہ آفات چہار دست لقب ہی ہر وقت برخاست آفات تڑکے سمت قریات و دیہات جاتی ہی دو کس بندگان خدا کو پکڑلاتی ہی لاکر اُنکو ذبح کیا خون اُنکا ناندے مین بھر دیا وہ چارسو پتلیان اس خون کو پی جاتی ہین اس خون کے پینے سے چہرے اُنکے مثل یاقوت احمر سرخ ہو جاتے ہین ہنستی ہوئی قصر مین چلی جاتی ہین جہان وہ قصر مین گئین آفات نے دروازے بند کر دیے بعد اس فعل کے امورات مالی و ملکی مین مصروف ہوتی ہی جسدن سے مشتعل حجرے سے نکلا روز آفات حال میدان کارزار دریافت کرکے خوش ہوتی ہی جس میدان داری مین خواجہ نے روح مشتعل کو نیلکنٹھ مین لیا اسدن جو آفات نے پوچھا کنیزان سامری نے کچھ جواب نہ دیا ہر چند آفات نے شراب پلائی خدمت گذاری کی کسی نے کچھ جواب نہ دیا دوسرے دن آفات آکر تخت پر بیٹھی کنیزان سامری کا جماؤ ہوا اور سب مصاحب و رفقا آفات کے حاضر ہین آفات نے کتاب کھولی کہا اے مصاحبان سامری کیون مزاج کیسا ہی ایک مہ جبین تیور پر بل ڈالکر بولی سنو جدہ ہم مدت سے تمہاری خدمت مین حاضر ہین تمہارے حالات نیک و بد کے ناظر ہین لیکن آپکو ہمارے دلکا حال کیا معلوم دنیا بہت بُرا مقام ہی آخر مین سامری پرستون کا بد انجام ہی سامری و جمشید نے سب کچھ کیا تقدیر کا لکھا نہ مٹا یا مذہب کو ترقی دی سحر بنائے اُنکے پرستارون کو بڑے بڑے شعبدے ہاتھ آئے ہمکو کس ترکیب سے بناگئے پردے ہماری آنکھون سے اُٹھے ہوئے ہین آنے والی باتین سمجھے ہین بعض باتین ایسی ہین کہ اُنکو منہ سے نکالنا نہ چاہیے گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل دنیا مین انقلاب ہی اسوقت دل ہم سب کا بہت بیتاب ہی ہاتھ پاؤن مین رعشہ بدن سنسناتا ہی کلیجہ منہ کو آتا ہی صاحبان اختیار بیکار ہوے روح قبض کرنے والے مجبور و ناچار ہوے یہ چاہتے تھے کہ طائرون کو صید کرینگے شکار کھیلینگے ایسے غافل ہوے انجام کو بھولے شراب و کباب کے مزے مین مست رہے یہ نہ خیال کیا کوئی ہمارے بھی طائر روح کو صید کریگا قفس تنگ و تاریک مین قید کریگا غرور کا انجام بد ہی دشمن کو اُسے مٹانے مین کد ہی مصاحب سامری دھرے گئے روح سامری کو صدمے پہونچے دو دن کے اختیار پر فرعون ثانی بنگئے یہ نہ سمجھے ہر فرعونے را موسے شداد پر کیا بیداد ہوئی تمام عالم سے جواہر جمع کیا باغ بہشت بنوایا آخر سیر کا قصد کیا دل مین یہ تھا کہ مین خداوند ہون اپنے بہشت کی سیر دیکھون جب در

باغ پر پہونچا اس حال سے نہ ماہر تھا ایک قدم اندر ایک باہر تھا قبض روح کا حکم ہوا ساری خداوندی بھولے آرزوے سیر باغ مین ایسے بھولے باغ کی سیر نہ دیکھ سکے نہ پھولے نہ پھلے حسرت لیکر باغ دنیا سے چلے سب حسرتین دل مین رہین قبض روح کی جفائین سہین ایک کو ایک جانتا ہی ہر ایک شہر رنگ دنیا کو پہچانتا ہی دام مین دنیا کے ضرور پھنستا ہی عیش و آرام دنیا دیکھکر جانتا ہی کہ کبھی نہ مرونگا ہمیشہ عیش و آرام کرونگا اس گلشن بے ثبات کی جانب نگاہ حسرت سے دیکھو کیسا پھولا پھلا باغ ہی لالے گئے دلکو داغ ہی سرو گلشن اکڑتا ہی غنچہ جنکا پھولنے کا قصد ہوا گلچین نے فورًا توڑ لیا شاید غنچۂ گل ہوا ہوا کا جھونکا آیا رنگ متغیر ہوا زمین پر گرا مرجھایا پھول گر گیا پھل پایا یارو دنیا سے دل نہ لگاؤ اپنے کو دام بکر مین نہ پھنساؤ لیکن خیال رکھنا شہا ہی ہر طائر زیرک آرزوے دانہ مین گرفتار دام ہوا

نظم

ہی یہ دلچسپ مکان جی نہ لگے یان کیونکر
سبزۂ و ابر و ہوا لالۂ احمر گل تر
برق جون چشم بتان ابر پہ چشمک زن ہی
جسگھڑی دھانون پہ ہوتی ہی روان باد سحر
مہوشون کا ہی یہ عالم کہ نئے طرز سے روز
ایک سے ایک پئے قتل جہان جابک تر
لطف لاکھون ہین یہ افسوس کہ ہی نقش بر آب
وہ دن آتا ہی جو بیٹھے کی نہو یان کو خبر

جام و مطرب و ساقی شب مہ نور سحر
قطرے باران کے جو دیکھو تو عجب عالم ہی
رعد مین نالۂ عشاق کا پیدا ہی اثر
شفقی جامہ پہنتے ہین جو بادل سر شام
پھٹتے ہین دل عشاق بہ انداز دگر
شاق ہی اسکی جدائی تو سبھون کو لیکن
آبشارین ہین صدا نوحہ گر اس گلشن پر
اختیار اپنا جہان ہو نہ وہان لفت کیا

دیکھو جس شی کو ہی مرغوب دل پیر و جوان
لوٹتے پھرتے ہین دامان صبا مین گوہر
آنکھون کو لغزش مستانہ نظر آتی ہی
ہوتی ہی بوقلمون یان کی زمین سر تا سر
غمزۂ و عشوۂ انداز و ادا ناز و خرام
عالم خواب سمجھتے ہین اسے اہل نظر
چھوڑ دین اسکی محبت کو جو ہین صاحب ہوش
بیبسی ہین ہو اگر عشق تو ہین لاکھ ضرر

اسطرح کے کلمات حسرت آمیز اس پتلی نے زبان سے کہے سب پتلیان رو دیے لگین جام شراب ہاتھ سے پھینک دیے آفات حیران کہ آج یہ کیا معرکہ ہی گھبرا کر اٹھی سب کے آگے ہاتھ جوڑنے لگی کہا بی بیو تم شاہزادیان بہشتین سامری گل نیرنگ باغ شعبدہ گری ہو تمکو ان باتون سے کیا کام ہی شراب پیو کباب کھاؤ ابھی دو جوان گرفتار کرلاؤن انکا خون پیو تمھارے لیے رنج والم کیسا انہین ایک بہت شوخ و طرار آئینہ رخسار غصے مین جواب دیا بی آفات اپنی خیر مناؤ تمھارا ابھی زمانہ قریب آیا موت سے نہ بچوگی اگر قلعہ آہن مین چھپوگی تمھارے قاتل وہان جاکر تلاش کرینگے تمھارے خون سے ضرور ہاتھ بھرینگے ہین سامری و جمشید لا رہے ہین گلزار آتش کی سیر دکھا رہے ہین آفات حیران کہ آج یہ کیا ہوگیا کنیزان سامری کیسی باتین کرتی ہین ناگاہ وہان خواجہ نے

نیلکنٹھ کو کڑھاؤ مین روغن کے پھینکا وہان وناتا ہوا نیلکنٹھ جلا سب کے ہوش اُڑ گئے نور افشان ایسا
جہاندیدہ بنل بید تھرایا صدہا کو غش آگئے صدائین بلند ہوئین کشتی مرا نام سن مشعل جادو تو مشعل تیل ہی
مین جلا یہان دربار عمرو مین جھلکہ کوئی بیہوش ہوا کوئی لڑکھڑا کے گرا کسی کو غش آگیا وہان قصر زبرجدی مین
جو کنیز سب کے آگے کھڑی کلمات عبرت آمیز کہہ رہی تھی آہ کا نعرہ کیا کہا ہوا جو مشعل جلایا گیا یہ کہکر آہ کی منہ سے
شعلۂ آتش نکلا جلنے لگی دوسری پتلی لپٹی اُسکے بھی جسم سے شعلے نکلے بُو ابو اُکے لپٹنے لگین شعلہ ہائے آتش
نے ہر ایک کو گھیرا لیکن پکارتی ہین اے آفات ہمین بچا او حرامزادی ہم پہلے سے سمجھاتے تھے تجھ پر زوال کے دن مین
تو نے ہمنے سب کچھ کہدیا تو نہ سمجھی ارے مشعل مارا گیا عمرو نے تیل مین جلادیا یہ جو آفات نے قیامت دیکھی کڑک کے
گرمی گود مین اُٹھا اُٹھا کے کمرے مین پھینکنا شروع کیا مصاحبون سے کہا ارے دروازے بند کردو تین سو پتلیون
کو آفات نے کمرے مین اُٹھا کے بند کیا سو پتلیان جل گئین قصر زبرجدی مین تاریکی چھائی ہر وہ آواز مہیب آئی
قریب تھا آفات کا کلیجہ پھٹ جائے قصر زبرجدی سے باہر نکلی دیکھا آسمان پر تاریکی چھائی ہے ہزار ہا زاغ و زغن
بلند ہو کر صدائے ہیہات وافسوس دے رہے ہین پرون سے سر پیٹتے ہین کبھی آواز دیتے ہین ہائے مشعل جلگیا
یہ کہتے ہین خود بھی جلکر زمین پر گرپڑتے ہین آفات گھبرائی مصاحبون سے کہا لو صاحبو غضب ہوا مشعل کسی وجہ سے
مارا گیا پتلیان اندر کمرے کے سر ٹکرا رہی ہین آواز دیتی ہین اے آفات ہمین کیون بند کیا اپنی بہنون کے ساتھ
ستی ہو جانے اری ہمارا کلیجہ ٹھنڈا ہوا کر بس آفات نے جلدی مین دو تین جنتنین پکڑ کر ذبح کر ڈالین انکا خون
ناندے مین بھرا وہ ناند اندر کمرے کے رکھدیا کہا پی ہو کلیجہ ٹھنڈا کرو ہائے مین پہلے تمھاری پہیلیان نہ سمجھی
ورنہ سب کو بچالیتی یہ کہکر اُس کمرے مین قفل لگایا طرف بارگاہ افراسیاب کے چلی اُسوقت آکر پہونچی کہ
افراسیاب بھی صدائے ہولناک سنکر بارگاہ سے نکل آیا ہے حیرت کانپ رہی ہے کہ آفات آکر پہونچی افراسیاب نے
قصد کیا کہ لشکر مسلمانان پر جا پڑون آفات نے آکر دامن تھام لیا کہا او افراسیاب مشعل ایسے عاقل و
کامل کو خاک مین ملایا یہ کیونکر مارا گیا مین تو لٹ گئی کنیزان ساحری سے چھٹ گئی بڑی خیر ہوئی پہر پہر خبیر
سے انھون نے مجھکو خبر دی لیکن مین بدنصیب نہ سمجھی اب اسوقت دربار مسلمانان مین نور افشان و کوکب
وغیرہ ہمن جمع ہین وہان جانے کا قصد نہ کرنا اب تیرے واسطے بڑا تصرف حاصل ہوا دائی امان تیری ملکہ تاریک
مشکل کش گنبد تاریک سے نکلنے کی مجاز ہوئین وہ آکر سب کو چیر پھاڑ کر کھا جائینگی اب تک اسکو بھی عذر تھا کہ مین جاکر
حجرہ دوم ہون بمعنی خانۂ مشعل نہین جاسکتی لکھوا اسکو کہ شمع حیات مشعل گل ہوئی اسکو بھی کئی سو سال

گذرے کہ گنبد تاریک سے باہر نہین نکلی گھبراتی ہوگی فرزدہ قتل مشعل سنتے ہی آئیگی وہ ساحرہ بھی زبردست ہو یہ کمبخت کیا جانتا تھا سوائے تبدل روح کے یہ کہکر افراسیاب کو آمادہ کیا کہ واسطے دو چار روز کے پردہ ظلمات مین چلے جاؤ یہان کا حال سنکر اور تملق ہوگا پھر آکے نامہ لکھنا اُسیوقت آفات نے افراسیاب کو تخت پر سوار کیا طرف پردہ ظلمات کے روانہ کیا حیرت جادو فرزکش ہمراہ آفات طرف قصر زبرجدی کے گئی لیکن جب مشعل کو عمرو جلا چکے پہر بھر کامل سناٹا رہا بعد پہر بھر کے سب کے ہوش و حواس درست ہوے نورافشان نے وہ قفس منگائے بہ مشقت تمام روح بہار جسم بہار مین روح برّان جسم برّان مین کی اُستادان سخنور نے تحریر کیا ہو کہ تین شبانہ روز برہمن و کوکب و نورافشان کو اس مشقت مین گذرے تب روحین سرداران مذکور کے جسم مین سب کی داخل ہوئین یہ کمال نورافشان تھا تعلیم یافتۂ صحبت ساحری جمشید ہو اسیوجہ سے نورافشان نے حکم دیا تھا کہ ای خواجہ مردے جہانتک ہو سکین قبضے مین کرنا خواجہ نے مردون کے واسطے جان لڑائی بعد تین دن کے نورافشان نے یہ سحر ساری کل ساحران مذکور کو زندہ کیا بعد روح داخل ہونے کے بھی ایک ہفتہ کامل باغبان و بہار وغیرہ گھبراتے تھے سحر نہ یاد آتے تھے روحین کمزور ہوگئین ایک ہفتہ کامل نورافشان و برہمن و کوکب لشکر اسلام مین رہے جب انکو خوب درست کیا سحر و ساحری مین چالاک و چست کیا تب نورافشان یہ کہکر خواجہ سے رخصت ہوے ای شہنشاہ اوج عیاری اب غضب برپا ہوگا اگر تاریک شکل کش نے قصد کیا اسکا ہم سر مجھکو کوئی نہین معلوم ہوتا اپنا سحر و ساحری مین مثل و نظیر نہین رکھتی خواجہ نے کہا ای نورافشان بیت مشکلے نیست کہ آسان نشود مرد باید کہ ہراسان نشود الغرض کوکب و برہمن و نورافشان طرف اپنے اپنے قصر کے روانہ ہوے یہان لشکر اسلام مین جشن کی بنا ہوئی یہ سب مصروف عیش و نشاط ہین اس حال کو چھوڑئے

دوکلمہ داستان شوکت بیان آمدن رنگ عنقا صورت و گیرنگ عنقا صورت و ملکہ سوسن زبان در از ہمراہ ان حیرت دوانۂ حیرت و اول عیاری خواجہ عمرو و صاحبقران نامدار ساقی نامہ

ساقی بشکل طرب عیان کر
خورشید شراب مشکبو ہو
قطرے مئے ناب کے ہون اختر
بط مے کی عقاب آسمان ہو

میخانے مین سیر آسمان کر
ہو غرب وہان جام و خم شرق
ہو حیا و ابر صبا قی تر
ہو حوت پئے کباب تحریر

ساغر ہو قمر فلک سبو ہو
ہو بادۂ ناب کی چمک برق
ہو موج مئے ناب کہکشان ہو
ہو تیغ کمان قوس کا تیر

ساقی کے گلے سے ہم ملے ہون
نکلے مشرق سے مہر جیسے
وصف خمشش اسکے بیان کر
رہتا نہین کوئی اس سے محروم
اُمیشہ پے رخ سحر ہی
کرتا ہی سواد شب کو کافور
حدت مین کنار سے زیادہ
ہم پلہ نشۂ مئے تیز
گیسوے سپیدہ پر کہیے
یہ روے مخطط بتان ہی
یہ صورت سنگ ہی شرر وہ
یہ چشم پری وہ موے مژگان
یہ چرخ برین ہی کہکشان وہ
عالم مین مسافر سحر خیز
ابرسی کی طرح جو زر فشان ہی

جوزا کی طرح بہم ملے ہون
ہان بلبل فکر آسمان پر
ذکر خورشید آسمان کر
شانہ پے زلف شام ہی یہ
یہ نشو و نماے ہر شجر ہی
پھولون مین ہی رنگ و بو اسی سے
شعلے سے شرار سے زیادہ
لوگون کو شعاع پر یہ شک ہی
موج دریاے شیر کہیے
وہ زر گل آفتاب ہی یہ
یہ چشم ہی رشتۂ نظر وہ
یہ خامہ وہ ریشۂ قلم ہی
یہ آگ ہی آگ کا دھوان وہ
مشرق جو بنا خیال رنگین
قرطاس پہ دھوپ کا گمان ہی

گریون نکلے سبوے مے سے
لا لغمۂ مدعا زبان پر
عالم مین ہی اُسکو فیض کی دھوم
عیسی فلک مقام ہی یہ
دیتا ہی یہ چشم ماہ کو نور
ہی چاک کتان رفو اسی سے
ہمسایۂ نالۂ شرر ریز
زنجیر طلائی فلک ہی
وہ خط عذار نوجوان ہی
وہ سیخ صفت کباب ہی یہ
یہ شیر زبان ہی وہ نیستان
زنجیر وہ اور یہ قدم ہی
ہی چرخ برین کی چشم خون ریز
خورشید افق ہوے مضامین
چہرہ محرران فسانۂ رنگین در آسمان

مضامین فصاحت آئین اس داستان نیرنگ کو لصد زیب و زینت یون درج اخبار کرتے ہین شعر نگارندۂ داستان کہن ؛ منور چنین کرد بزم سخن ؛ بعد جانے افراسیاب کے ملکہ حیرت جادو نے خبر پائی کہ لشکر اسلام مین جشن کی تیاری ہی ملکہ بہار وغیرہ نے روح تازہ پائی ملکہ براں زندہ ہو کر بصد کر و فر طلسم نور افشان کے تشریف لیگئین آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دختران شہنشاہ نور افشان ہمراہ نور افشان سمت قصر نور افشان گئین بڑا جشن ہی بیحال فرحت آل ملکہ مہرخ سنکر حیرت جادو جلگئی ملکہ صرصر سامنے حاضر ہی کہا ذرا خبر تو لے حقیقت مین سب زندہ ہو گئے صرصر نے کہا حضور مین اپنی آنکھون سے دیکھ آئی بہار و باغبان و برق لامع وغیرہ سب دربار مین جمع ہین آج اسد و مہ جبین بھی جلوہ فرما ہین سب کو خلعت مل رہے ہین کنیز سے نہ دیکھا گیا آخر چلی آئی سب سے زیادہ بی بہار پھولی ہوئی ہین باغبان

اکڑ رہے ہین نورافشان ایک ہفتہ رہے ملکہ بہار و باغبان وغیرہ بدحواس تھے سو سبکے درست کرانے بڑے بڑے کمال کیے نورافشان نے اپنی جان کو مٹایا لیکن سبکو رنگ اصلی پر لایا بی بہار کا وہی قول ہو جو کوئی مجھسے مقابلہ کرے اُسکو تنگ کے چنوادون باغبان فرماتے ہین نخل حیات دشمن قلم کرون بی برق فرماتی ہین تڑپون لشکر حیرت پر جا پڑدن اور نگوڑا عمرو کو تو آج بڑا مال ملا ہی اپنے ہوش مین نہین ہی زیرہ سی آنکھین چمکار ہا ہی نشے مین بی بجار ہا ہی سب سردار دن نے زیور تک اُتار کے دے دیے یہ حالات سنکر حیرت بھی کانپنے لگی کہا جی چاہتا ہی ابھی طبل جنگی بجواؤن دم بھر مین سبکو مٹاؤن یہ نہ اپنے دلمین سلمان سمجھین کر مین کسی سے کم ہون مشعل کے مقدمہ پر کیا خوش ہوئے ہین اُسکو بددعائے سامری پرستان کھا گئی غضب کی بات ہی اپنے نوکرون کو ہنسی اپنے ہاتھ سے قتل کیا رعایا کی اولاد گرفتار کر کے ملعون نے حوالے کر دی آخر ان سبکی آہ وفغان خالی جاتی اُسکو عمرو نے نہین مارا آہ بیکسان اور مظلومان نے جلا دیا بقول سعدی شعر

نیم شب آہ زند پیرزال × دولت صد سالہ کند پائمال × صاحب ہم خوب سمجھے ہین ہم ہوشیار لشکر ہین کل حالات سے بخوبی ماہر ہین مصاحبون نے عرض کی حضور تامل فرمائین شہنشاہ تشریف لاینگے ایکی مرتبہ سبکا خاتمہ ہو جائیگا ایک زندہ نہ بچے گا شہنشاہ سب انتظام کر چکے حیرت ان باتون مین مصروف تھی کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے بعد دعا کے عرض کی برادر بجان برابر شاہزادہ نیرنگ عنقا صورت و شاہزادہ گیرنگ عنقا صورت و دایہ امان آپکی ملکہ سوسن زبان دراز تشریف لاتی ہین کل یا پرسون قریب لشکر حضور پہونچ جائینگی لشکر بہت ساتھ ہی سنا ہی ہمنے کہ یہ فرما کر ملکہ چلی ہین کہ دشمنون کو حیرت کے جاتے ہی مٹا دونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ سنکر حیرت نے فوراً افراسیاب کو نامہ لکھا کہ میرے دونون بھائی نیرنگ و گیرنگ مع ملکہ سوسن بافوج قاہرہ آپہونچے اب حضور کچھ اور فکر نکرین آکے لڑائی کا تماشا دیکھین یہ نامہ جادوگر لیکر پاس افراسیاب کے روانہ ہوا افراسیاب نے دیکھتے ہی غصے مین جواب لکھا ای حیرت خبردار اپنے بھائیون کو مقابلہ کرنے دینا مین کسی کا احسان لینا نہین چاہتا مین کیا کسی سے کم ہون یہ جواب جو ملکہ حیرت جادو کے پاس آیا غصے مین کانپنے لگی کہا دیکھو صاحبو شہنشاہ کا یہ حال ہی دونون شاہزادے ہزارہا کوس سے کوچ کر کے آئے ہین وہ فرماتے ہین ہمکو کسی کا احسان لینا گوارا نہین ہی وزیرزادیون نے عرض کی حضور برائے استقبال تشریف لیچلین لا کر دو چار دن یہان اتارین سامان دعوت مہیا رہے بعد اسکے رخصت کر دیجیے کیون لڑین کا ہمکو تکلیف اُٹھا مین حیرت نے کہا بہت درست تم سب صاحبون نے

کہا ان تیاری کرو کل سامان عیش و نشاط ہمراہ لے لو اُسیوقت ملکہ حیرت جادو براے استقبال اپنے بھائیون کے چلی تمام وزیرزادیان اور شاہزادیان ساتھ ہین یکایک نوبت اور نقارے جو بجے خواجہ عمرو نے سر اٹھا کر پوچھا لشکر حیرت مین کیا ہنگامہ ہی ہرکارے گئے تھوڑی دیر مین واپس آئے عرض کی ملکہ حیرت کے دونون بھائی نیرنگ عنقا صورت و گیرنگ عنقا صورت مقابلہ کو لشکر اسلام کے آئے ہین حیرت واسطے استقبال کے جاتی ہی بہار نے گھبرا کر کہا یہ تو دریافت کرو سوسن زبان دراز بھی ہمراہ ہی یا نہین ہرکارون نے عرض کی ہمکو بخوبی معلوم ہوا یہ بھی مشہور ہی کہ دائی امان ملکہ حیرت کی آتی ہین رنگ روے بہار متغیر ہوا باغبان گھبرا گیا خواجہ عمرو اُٹھے ملکہ مہرخ نے دامن پکڑ لیا کہ خواجہ اُسکے لشکر مین نہ جاؤ وہ بلاے بیدرمان آفت روزگار ہی عمرو نے کہا خاکسار کو دیکھ کر چلے آئینگے ہرچند سب سردارون نے روکا عمرو نے نہ مانا طرف لشکر نیرنگ و گیرنگ کے روانہ ہوا یہان نیرنگ و گیرنگ اک صحرا مین فروکش تھے کہ خبر پہونچی کہ ملکہ حیرت جادو واسطے استقبال کے آتی ہی نیرنگ و گیرنگ بارگاہ سے نکل آئے دونون نے حیرت کو سلام کیا حیرت جادو نے دونون بھائیون کو گلے سے لگایا ملکہ سوسن کو جھک کر سلام کیا سوسن نے سر سے پانک حیرت کی بلائین لین کہا بی بی ہمنے سنا ہی تمہارے ملک مین بڑا غدر ہی مسلمانون نے جا بجا قبضہ کر لیا مشعل ایسا جادوگر مارا گیا ملکہ حیرت جادو نے جواب دیا دائی امان آپ ان باتون کو نہ دریافت کیجیے افراسیاب غرور مین اپنے ملک کو تباہ کررہا ہی آپ چلکر دو روز مجھے سرفراز کیجیے آپکے آنے سے میری عزت افزائی ہوئی بعد مدت کے اپنے بھائیون کو دیکھا طلسم کے ہفدہ مین اُنکو اختیار ہی یہ ہین ہر وقت لڑنا مرنا درپیش ہی سوسن نے کہا بی بی ہم تو خاص اسواسطے آئے ہین کہ مسلمانون کو قتل کرین عملداری صاف کردین سنا ہی بی بی بہار تیرک مسلمان ہو گئی ہین اُنکو گرفتار کرکے سزا دین حیرت نے کہا اور کسی وقت ان امورات کو مین عرض کرونگی اب آپ سوار ہوجیے ہرچند سوسن نے پوچھا حیرت نے کچھ نہ کہا اسوقت نیرنگ و گیرنگ گھوڑون پر سوار ہوئے سوسن کو ایک تخت پر بڑے کروفر سے حیرت لیکر چلی قضا کار خواجہ عمرو چلے تھے اک ساحر کی صورت بنے ہوے سامنے آکر پہونچے دیکھا بڑے کروفر سے لشکر نیرنگ و گیرنگ آتا ہی دو شاہزادے نوجوان پشت ہاے مرکب پر سوار ایک تخت پر حیرت ایک تخت کو دیکھا ظاہر مین بالکل خالی معلوم ہوتا ہی وہان اس تخت کو گھیرے اسکے اندر سے باتین کرنیکی آواز آتی ہی روپیہ اشرفیان لٹ رہے ہین خواجہ کے منھ مین پانی بھر آیا کنارے سے اگر رنگ روغن عیاری نکال شہد کی شکل بنکر تیار ہوے جب ستھرا اشرفیون کا حیرت نے پھینکا عمرو نے جست کی پانچ قدم سب شہدون سے

بلند ہوکر سب اشرفیان لوٹین شہدے منھ کے بھل زمین مین گرے آپسمین کل چلنے لگا کسی نے کنکر کسی نے پتھر پایا
آپسمین شہدے کہتے ہین اشرفیان کون اوچک لیگیا کئی مرتبہ جو اسی طرح عمرو نے اشرفیان لوٹین شہدون مین ہنگامہ
ہوا اسقدر قریب تخت ملکہ حیرت چلی آئی ہو دیکھتے ہی پہچانا ملکہ حیرت سے کہا دیکھیے عمرو شہدا بنا ہوا اشرفیان لوٹ
رہا ہو بڑا ظالم ہو اب کسی شہدے کو کچھ نہین ملتا حیرت نے جس تخت سے دھوان پیچیدہ ہو اسکے قریب تھر بڑھا کر کہا دیکھیے
دائی امان وہ شہدا جو جاتا ہو ساری بربادی اسکی ذات سے ہوئی صنعت وغیرہ کو اسی نے مارا یہی طلسم ہوشربا فتح کر رہا
ہو یہی عمرو عیار ہو سوسن نے کہا بیٹا اسکو پکڑ کے مار ڈالون حیرت نے کہا نہین دائی امان آپ دخل نہ دیجیے یہ کہکر
حیرت نے منھ پھیر اسقدر نے دیکھا دھوئین کے اندر سے تین تین زرد نکلے مثل شعلہ بلند ہوے جیسے ہی عمرو لوٹنے کو بڑھا
ایک تیا ناک پر جا دو دو نون کانون پر زنگ روغن عمرو کے چہرے سے اڑ گیا عمرو نے ایک چیخ ماری خود دہائی دیتا ہوا
طرف تخت سوسن کے چلا سب نے دیکھا عمرو بصورت اصلی تین ناک پر جمے ہوئے روتا ہوا قریب تخت سوسن
آیا سوسن نے اشارہ کیا دھوان شق ہو گیا اب عمرو نے ایک ساحرہ غدارہ پیرزال بالشت خمیدہ سیہ رو کو دیکھا
ہنس رہی ہو عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون نگوڑے میرے لشکر مین کیون آیا عمرو نے کہا دائی امان مین بھوکا تھا
روپیہ لٹتے تھے چلا آیا تو یہ کرتا ہون اب کبھی نہ آؤنگا سوسن نے دو تین تو اٹھا لیے ساحرون سے کہا اسکی مشکین باندھ لو
جلاد کو بلاؤ سر کاٹ کر صحرا مین پھینکدو ہماری چھوکری کو ستاتا ہو بڑا نگوڑا عیار بنا ہو اپنے کسی ہمسایتی کو بلا
بی بہار آئین تجھکو چھوڑ اکر لیجائین عمرو نے کہا ان سبھون نے مجھکو نکالدیا دائی امان مین آپکی خدمت مین اب رہونگا
اسقدر ہنس رہی ہو سوسن نے کہا بھلا ساربان زادے تو نے مجھکو حیرت اور افراسیاب سمجھا ہو مین تیری
ان باتون کو کب مانتی ہون اب لشکر سوسن مین ہلڑ ہوا عمرو عیار پکڑا گیا ملکہ سوسن نے بآسانی گرفتار کر لیا
کوئی عیاری مکاری نہ چلی سوسن زبان دراز نے جلاد کو اشارہ کیا ہر چند عمرو چیخا پیٹا سوسن نے کچھ خیال نہ کیا چاہتی
ہی جلاد کو حکم دے ایک طرف سے ہٹو بچو کا غل ہوا دیکھا اک ساحر سیہ فام نامہ افراسیاب لیے ہوے پکارتا ہوا
ملکہ سوسن ٹھہر جاؤ عمرو کو قتل نہ کرنا جاؤ ٹھہرا ساحر جھپٹکر قریب سوسن آیا نامہ افراسیاب ہاتھ مین دیا سوسن
نے پڑھا اسمین طرف سے افراسیاب کے تحریر تھا ہمنے اپنے ملازم کو روانہ کیا ای سوسن خبردار عمرو کو قتل نکرنا اس ساحر کے
حوالے کردے یہ ہمارے پاس لے آئیگا ہم قاعدے سے قتل کرینگے سوسن نے غصے مین کہا لیجاؤ میری بلا سے
لیکن خبردار جاتے ہی قتل کرنا اس ساحر نے کمر مین ہاتھ دیکر عمرو کو کاندھے پر ڈالا کہا ملکہ اپنا سحر اٹھا لیجیے مین اپنا سحر قائم
کردن سوسن نے اپنا سحر اتار لیا سوسن کو ایک پرچہ دیا کہ شہنشاہ نے یہ کہا تھا آخر مین یہ پرچہ دائی امان کو دینا پھر راہ لی

باتین تحریر تہین وہ پرچہ دیکر ساحر بست وخیز کرتا ہوا عمرو کو لیکر نکل گیا سوسن نے کاغذ کھولا اسمین لکھا تھا اوّ
سوسن اب کبھی زبان درازی نہ کرنا سنیو بہتر قران دکیہ تیری آنکھون مین خاک ڈالکر اپنے استاد کو لیگئے ٹھنڈی ٹھنڈی
بیٹ جا کیون شامت آئی ہی سوسن نے جو یہ مضمون پڑھا بہت ہی جھلائی کہا او بی حیرت تمنے سنا یہ موئے قران
عیار تھا میرے ساتھ بھی عیاری مکاری کی اب مین بے قتل کیے نمانونگی حیرت نے کہا دائی امان واسطہ سامری
وجمشید کا آپ اس جھگڑے مین نہ پڑیے سوسن نے کہا چھوکری اپنا سر پیٹ لونگی میرے سامنے شعبدے عیاری مین
آنکھین سامری وجمشید کی دیکھین ہین بی بہار دباغبان مجھسے لڑینگے عیارون کا مطلب مین سمجھ گئی کیا مجال جو میرے
قریب بھی آسکین مین اب نمانونگی ان سبکو اس ذلت سے قتل کرونگی کہ پھڑک پھڑک کے اور تڑپ تڑپ کے مرین یہ بات تمام دنیا مین
مشہور ہوگئی کہ قران نے ملکہ سوسن کو دھوکھا دیا ہا لیان طلسم ہوشربا کیا کہین گے مجھکو بدنام کرینگے یہان خواجہ
عمرو کو قران لیے ہوے صحرا مین آئے لاکر چھوڑا کہا اُستاد آپ غضب کرتے ہین عمرو نے کہا بھائی مین تماشا دیکھنے گیا
تھا تم کاہیکو دوڑے آئے وہ کیا حرامزادی مجھکو قتل کرتی قران نے سر جھکا لیا خواجہ باتین کرتے ہوے لشکر مین آئے
ملکہ مہرخ وغیرہ نے کہا استاد بڑے خدا جہنے شاہ افراسیاب نے منع کردیا کہ نیرنگ وگیرنگ وسوسن اہل اسلام
سے مقابلہ کرین دو چار روز کو یہ لوگ مہمان آئے ہین انکو نہ ستائیے عمرو نے کہا سبحان اللہ مین نے کیا اُس حرامزادی
کو چھیڑا تھا تماشا دیکھنے گیا تھا ناحق مجھکو پکڑ لیا بہار نے کہا خواجہ یہ جھگڑے ہوگئے سوسن بڑی بدمزاج ہی اس سے
مقابلہ مشکل ہی ہم مین کوئی اسکا ہمسر نہین ہی یہ ذکر تھا کہ صدا نوبت نقارے کی آئی دیکھا کہ ملکہ حیرت بڑے کروفر سے
ساتھ لیے ہوے نیرنگ وگیرنگ وسوسن کو قریب اپنے لشکر کے پہونچین سوسن بھی ڈر گئی ہی کہ قران میرے سامنے
سے عمرو کو لیگیا ہی تخت سے کودی لشکر مہرخ کو دیکھا بہار پر نگاہ پڑی بہار نے سلام بھی نہ کیا سوسن نے پکار کر
آواز دی کیون بی بہار تم بہن کا گھر برباد کرتی ہو تم سب صاحبون کے واسطے بہتر یہی ہی کہ عمرو کی مشکین باندھکر میرے
پاس بھیجدو اس نگوڑے کو قتل کرون لڑکون کو لیکر چلی جاؤن اگر اسکے خلاف کیا تو مین طبل جنگی بجواؤنگی میدان کارزار
مین آکر قیامت برپا کرونگی یہان سے سردارون نے آواز دی او بیحیا کیا بکتی ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نکر تجھ ایسے بہت
سے آئے ہم اپنے ہاتھ سے عمرو کو گرفتار کر کے بھیجدین یہ خیال خام وتصور ناتمام ہی آئی ہی عوت وغیرہ کھا کر چلی جا بس
یہ سنکر سوسن کو غصہ آیا صحرا مین آئی نیرنگ وگیرنگ کو ساتھ لیلیا چند خادم ہمراہ لیے صحرا مین کھڑی ہوکر دو گولے
دست راست ودست چپ پھینکے ایک آگ کا مکان بنکر تیار ہوا نیرنگ وگیرنگ کو لیکر اندر اُس قصر آتش کے
چلی گئی لیکن پکار کر کہہ گئی دیکھون عیار یہان کیونکر آتے ہین حیرت سے پکار کر کہا بی جاکر طبل جنگی بجوادو

ہم اسکے اندر رہینگے اتبوعیار بیابان نہ آہنگین گے ہمنے سامان آسایش کرلیا آتش سحر سے اس مقام کو آراستہ کردیا اسی مکان مین سب کو قید کرونگی جلا جلا کے مارونگی دیکھون تو یہ لوگ سیر اکیا کرتے ہین ہر چند حیرت نے منتین کین لیکن سوسن نے نہ مانا اندر اسی قصر آتش کے جا بیٹھی لشکر اسلام مین ہنگامہ ہوا خدا خیر کرے سوسن اڑ گئی اب بیشک مقابلہ کرے گی اسنے سامری و جمشید کی آنکھین دیکھی ہین اسیر سحر کرنا دشوار ہی مفت مین بیٹھے بیٹھے خواجہ نے فساد مول لیا عمرو کو بھی تردد ہوا آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے

داستان طبل جنگی بجوانا سوسن زبان دراز کا و مقابلہ اہل اسلام و عیاری خواجہ عمرو بشکل کندھیا و کیفیت قتل سوسن و نیرنگ و گیرنگ غزل

جتنے قصے ہین مرے شکوہ بیداد ہین سب
جو ستم تمنے کیے ہین وہ مجھے یاد ہین سب
خواستگاران قضا ہی تہ خنجر بیتاب
نالہ و آہ فغان تیرے ستم زاد ہین سب
طوق و زنجیر کے خواہان ہین ترے دیوانے
حسن جتنے ہین زمانے مین خداداد ہین سب
اب یہ حالت ہی کہ دشمن بھی دعا دیتے ہین
ضعف سے موے بدن خنجر فولاد ہین سب
مین ہوا قیس ہوا وامق بیچارہ ہوا
جسطرح چاہے بلا تیرے ہی ارشاد ہین سب
ایک سے ایک نرالا ہی زمانے مین حسین
حرف جتنے نظر آتے ہین مجھے صاد ہین سب
اپنے اشعار کا آتش نے دیا آپ جواب
اپنے انداز مین بے مثل ہین استاد ہین سب
ذکر کا ہکو ہین افسانہ فرہاد ہین سب
جسطرف دیکھیے دو تین پھڑکتے ہین اسیر
شائق حسن اجازت ترے جلاد ہین سب
پھوٹ جائے جو پھپھولا تو روان ہون آنسو
روز و شب منتظر خدمت صیاد ہین سب
تا کجا کاوش صیاد اجل ہی نزدیک
دست بردا شتہ میرے لیے جلاد ہین سب
سخت جان ہون مری تسکین کو بتلادے قاتل
دل گرفتار ہین سب عاشق ناشاد ہین سب
آمد آمد ہی مگر سیر سے سہی قامت کی
جلوہ نور الٰہی یہ پریزاد ہین سب
دور تک تیری گذرگاہ جھا ہی ترک
معترض ہو جیسے تو قابل ایراد ہین سب
للہ الحمد کہ مین رنج فراموش نہین
کیون نہ صیاد خوشی ہو قفس آباد ہین سب
انکو تکلیف رسانی کی عبث ہی تعلیم
اشک ایجان جہان آبلہ بنیاد ہین سب
کفر و اسلام برابر ہین زمان رحمت
ایکدن اس قفس جسم سے آزاد ہین سب
ناتوان وہ ہون کہ ہر بال و بال جان ہی
کسقدر رگ مین ترے خنجر فولاد ہین سب
عاشق و وحشی و دیوانہ و رسوا کہکے
باغ مین ہر طرف استادہ جو شمشاد ہین سب
تیری آنکھون کے جو مضمون لکھے ہین مینے
ہفت اقلیم مرے مسکن فریاد ہین سب
راست کہتا ہون نہین ناسخ و سودا و نسیم

ملکہ حیرت جادو نے آکر بارگاہ مین وزرا امراسے صلاح کی سبنے کہا حضور حکم شہنشاہ سے سراسر خلاف ہی صاف صاف تحریر فرمایا ہی کہ دو چارون دعوت کرکے ملکہ سوسن کو رخصت کردینا مگر یہی الجھ گئی کیونکر منع کرین مکان آتش بنالیا وہ حصن حصین سمجھی ہین صنعت نے کیا سامان کیا تھا مگر ہفت پر

قصر سحر بنایا عمرو دولھا بنکر وہان پہونچا آخر قتل ہی کیا یہ تو ظاہر ہی کہ اُنکی آتش سحر مین کوئی جا نہین سکتا جو جائیگا آتش سحر مین پناہ نپائیگا جل بھن کر خاک ہوگا لیکن شہنشاہ کے خلاف نہو عیاران لشکر اسلام بھی دربار مین حیرت کے حاضر ہین یہ صلاحین سن رہے ہین ناگاہ گل صد برگ آفتاب مرجھایا گل سوسن ماہتاب ان گلشن فلک نیلی مین پھولا چمن سیارگان آراستہ ہوا برق تشکل ساحر کھڑا دیکھ رہا ہی کہ سوسن آکر بارگاہ حیرت مین پہونچی کہا کیون چھوکری ہمنے تجھکو خون جگر پلا کر پرورش کیا اب آج بادشاہ کی جورو بنکر بیٹھی ہماری بات کا خیال بھی نہین شام ہوگئی طبل جنگی نہین بجوائی تیری پیاری جان کی قسم مین اب بے قتل مسلمانان آرام نہ لونگی عمرو سنت خوشامد کرتا تھا مین نہ قتل کرتی چھوڑ دیتی سیان مہتر قران کیا سمجھ کر دوڑے آئے ملازم افراسیاب بنکر عمرو کو لیگئے اب میرے واسطے بڑی بدنامی ہی جو مین ان سبکو سزا ے کامل نہ دون یہ کہکر حکم دیا ہان طبل جنگی بجے عیار دیکھ رہے ہین طبل جنگی تو اسیوقت بجا اس فکر مین عیار کھڑے ہین کہ سوسن پر کچھ عیاری کرین مگر سوسن طبل جنگی بجوا کر اُٹھی پر پرواز پیدا کر کے اسی قصر آتش مین چلی گئی عیار مجبور و ناچار پلٹے آکر ملکہ مہرخ سے اطلاع کی حضور سوسن نے طبل جنگی بجوایا لیکن بارگاہ مین ٹھہری نہین حکم دیکر چلی گئی اُسی قصر آتش مین جاکر ٹھہری ہی شعلہ ہاے آتش آسمان پر سر کھینچ رہے ہین نخل تمام آتش بار ہو رہے ہین ملکہ مہرخ نے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے دیکھین انجام کار کیا ہوتا ہی بہار نے کہا حضور خدا اُسکی بدعت سے بچائے تعلیم یافتہ صحبت سامری ہی اسپر سحر کرنا دشوار ہی نیرنگ و گیرنگ اسی کے تعلیم کردہ ہین افراسیاب منع کر چکا تھا مگر عیارون نے چھیڑ کر یہ بلا نازل کرائی ورنہ دو چار دن مین چلی جاتی اب جو کچھ فلک دکھائیگا وہ دیکھین گے افراسیاب فکر مین تاریک شکل کشمش کے گیا ہی یہان یہ ہنگامہ برپا ہی فلک پر سر گردش ہی دیکھین انجام کار کیا ہوتا ہی کل سردارون کو سناٹا نام سے سوسن کے زبانون مین لکنت گرفتار رنج و مصیبت یہان حیرت نے بعد طبل جنگی بجوانے کے نامہ افراسیاب کو بھیجا کہ عیارون نے دائی امان کو ستایا اُنکو غصہ آیا طبل جنگی بجگیا صبح کو مقابلہ ہی اگر مہلت ہو تو آپ بھی تشریف لائیے ساحر اُدھر گیا یہان تیاریان دونون لشکرون مین ہونے لگین قصر سوسن مین دود سیاہ اٹھ رہا ہی شعلہ ہاے آتش بلند سوسن اندر قصر آتش کے بیٹھی سحر تیار کر رہی ہی نیرنگ و گیرنگ سے کہتی ہی اے فرزند وصاف تو یہ ہی کہ مین عیاران لشکر اسلام سے ڈر گئی سحر مین کوئی میرا سامنا نہین کر سکتا لیکن نگوڑا قران آنکھون مین خاک ڈال کے عمرو کو لے گیا مین نہ پہچان سکی اسواسطے مین نے یہ قصر آتش بنا لیا اور خوب پہچانا یقین کامل ہوا کہ جو عیارون سے بچے گا لڑائی فتح کریگا نظم

گوہر کو جوہری صراف زر کو پرکھے
جسکا ندیم ہووے اُسکی نظر کو پرکھے
دُرِّ سخن کے خواہان وہ یار ہین جہان مین
ظالم اگر تو میرے لخت جگر کو پرکھے
دُرِّ سخن کو اپنے پرکھائیے آدمی سے

ایسا نہین ہی کوئی وہ جو بشر کو پرکھے
جوہر نہووے جسمین جوہر شناس کب ہی
جنمین ہین جھوٹے سچے کوئی گہر کو پرکھے
خاطر مین وہ نہ لاوین رکھا ہی ابر نیسان
ہرگز نہ کہہ تو سودا پر جانور کو پرکھے

وہ شخص یار خاطر ہرگز نہو کسی کا
جو صاحب ہنر ہو وہ ہی ہنر کو پرکھے
سمجھے کہ چشم عاشق معشوق کا ہی معدن
جو قطرہ ہاے اشک مژگان تر کو پرکھے
اے نور نظر انسان کا پہچاننا مقام کی

حقیقت کا سمجھنا بہت دشوار ہی اگر افراسیاب جادو اس نکتہ کو سمجھ جاتا تو لونڈی غلامون کے ہاتھ سے شکست نہ کھاتا مین چند میدان داریون مین اس لڑائی کو فتح کر دونگی اس قصر آتش کو قید سہرامان سے بھر دونگی کل سامان میرا اسی مین رہیگا خاص وقت مقابلہ کے مکان آتش سے باہر جاؤنگی سب شراب کباب کا چرچہ کھانا پینا اسی مقام پر رہے عیار بیچارے کیا آسکین گے ساحر مجھ بڑھیا کے سامنے کیا زبان ہلا سکین گے یہ کہتی جاتی ہی سحر تیار کر رہی ہی چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا اُدھر سے حیرت سوار ہوئی ادھر سے ملکہ مہرخ و بہار کل سرداران نامدار بعد گرد فر میدان کارزار مین آکر پہونچے صفین جمین میدان آراستہ ہوا یکایک قصر آتش مین جھلکہ ہوا شعلے بھڑکے دود غلیظ بلند ہوا دیکھا سب نے نیرنگ و گیرنگ تاج سر پر پہنے ہوے اسباب سحر سے چاق چوبند پہلو مین سوسن زبان دراز قصر آتش سے نکلی اشارہ کیا نیرنگ سے یہ میدان کارزار مین آیا نصیب دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے منم شاہزادہ نیرنگ عنقا صورت ادھر سے نافرمان جادو مقابلہ نیرنگ مین آئی آپس مین دو دو سحر چلے نافرمان نے بڑھکر گولا مارا نیرنگ نے کاٹا لیکن مرکب اسکا مارا گیا نافرمان نیمچہ پکڑ کے جا پڑی تلوار چلی سر نیرنگ زخمی ہوا جیسے ہی اسکے سر سے خون جاری ہوا سوسن بیتاب ہو کر دوڑی نعرہ کیا او نافرمان بے ادبی کرتی ہی یہ کہکر جھپٹی قریب اسکے پہونچی سب دیکھ رہے ہین نہین معلوم سوسن نے قریب نافرمان کیا زبان درازی دکھلائی کہ نافرمان بیہوش ہو کر گری سوسن نے اٹھا کر اسی قصر آتش مین پھینکدیا نیرنگ کو میدان کارزار سے ہٹایا نعرہ کیا جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے اے بی بہار تمہارے سحر کے بڑے زور و شور سنے ہین سنا ہی تمنے ہزارون کو تنکے چنوائے مارا میرے سامنے آؤ مجھکو تنکے چنواؤ یہ سنتے ہی بہار جادو صف سے نکلی ملکہ مہرخ سے اجازت لی میدان کارزار مین پہونچی سوسن نے بہار پر آگ برسائی ملکہ بہار نے باران سحر برسائے آگ کو بجھایا اٹھا کر گلدستہ مارا کہا او سوسن لے سب نے دیکھا ہوا سے سرو عیسی دم مسیح نفس چلی نخل جھومے شاخون نے برائے دست بوسی

ہاتھ بڑھانے تیون سے صداے جلا اجل آئی بلبلین غزلین عاشقانہ گانے لگین **غزل**

بتا سکتے نہین شوخی نے جسکی مار ڈالا ہی
وہ دل ہون دلکی حسرت ہو وہ مین ہون جسکی حسرت سے پالا ہی
سیہ بختی ہی کو ہم بلبلہ دیکھا سبز بختی سے
کسیکا دم کے ساتھ ارمان بھی تونے نکالا ہی
اُٹھاتا ہی وہی دل ہجر مین جھٹکے پر اب جھٹکے
اجالے مین اندھیرا ہی اندھیرے مین اُجالا ہی

ہماری داد بھی محشر مین کوئی دینے والا ہی
کہین ایسا نہو وہ بھوٹ آنکھون سے بہ جائے
یہ کمل ہی فقیر من کا وہ شاہون کا دوشالا ہی
تڑپ دلکی وہی ہی گو کیے سو لطف قاتل نے
تمھاری زلف نے سایہ مین اپنے جسکو پالا ہی
وہ شب فرقت مین گذرین جتنی راتین ہمپہ بھاری تھین

خبر ہی کوئی اُس محفل مین رسوا ہونے والا ہی
جسے کہتے ہین دل سینے کا اپنے ایک چھالا ہی
اجل سے پوچھتے ہین نزع مین حسرت بھرے
بہت مرہم لگے لیکن ابھی تک زخم آلا ہی
تماشا ہی طلسم زلف و رخ کا دیدہ کے قابل
پہاڑون کو جلال نے گران جانی نے ٹالا ہی

پھول آسمان سے برسے سوسن زبان دراز خاموش ہو کر کھڑی ہوئی پھول سونگھے ہوا گلشن بہار کی کھائی بہار نے جو دیکھا سوسن جھوم رہی ہی آنکھین سرخ پھول سونگنے سے مبہوت لب پر مُہر سکوت ملکہ بہار نے بڑھکر للکارا او سوسن ساری زبان درازی بھولی ہوا کھاکے بھولی سوسن نے کچھ جواب نہ دیا بہار سمجھی یہ مبہوت ہو چکی نیمچہ کھینچکر چاڑی اسوسن کو ہاتھ مارا سوسن نے سر جھکا دیا یہ شعر پڑھے **شعر**

عدم سے جانب ہستی تلاش یار مین آئے
سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے

خیال گل مین ہم اس وادی پرخار مین آئے
اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا

نیمچہ بہار کا پڑا سوسن کا سر کٹکر زمین پر گرا بہار نے نعرہ کیا وہ مارا جسم سے لاشہ سوسن کے چنگاریان نکلین پھول جلنے لگے ہر برگ و بار سے شعلے نکلنے لگے بہار گھبرائی یہ کیا ہوا زمین شق ہوئی سوسن نعرہ کرتی ہوئی نکلی او بہار ابھی چھوکری ہی کسی نادانون کو تنکے چنوانے ہونگے منم ملکہ سوسن زبان دراز سحر ساز شعبدہ باز جب تک بہار پلٹے سوسن نے زمین پر دو ہتڑ مارا بہار بیہوش ہو کر گری سوسن نے اُٹھاکر بہار کو بھی قصر آتش مین پھینکدیا غصے مین باغبان قدرت چاڑا خوب خوب آپسین سحر ہوے آخر مین باغبان بھی بیہوش ہوا سوسن نے اُٹھاکر باغبان کو بھی پھینکا اسی طرح سوسن نے شام تک بارہ سردار نامی گرامی گرفتار کیے اسی قصر مین سبکو قید کیا شام کو یہ کہکے پلٹی کل تم سب کا خاتمہ کرونگی ایک بھی زندہ نچھوڑونگی سحر بادولت کا دیکھا منم منظور نظر سامری و جمشید اہل اسلام رنجیدہ کبیدہ پلٹے سوسن نیرنگ و گیرنگ کو لیکر داخل قصر آتش ہوئی استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ چار میدان داریان سوسن نے اسی طرح کہین پچاس سردار نامی گرامی پکڑ گئے قصر آتش مین قید کیے پانچوین دن شام کو سوسن نے آواز دی بانشیدا مسلمانان دو روز کی تمکو مہلت دیتی ہون سمجھ کر لڑکی حیرت کے قدمون پر گرو خطا اپنی معاف کرا لو ورنہ ابکی

مرتبہ جو طبل جنگی بجواکر میدان کارزار مین آؤنگی لطف گرمی سحر دکھاؤنگی یہ آتش شعلہ در ہو کر تم سب کو جلا دیگی خاک مین ملا دیگی یہ نہ سمجھنا کہ فرداً فرداً مقابلہ کرنے مین عرصہ ہوگا بحکم سامری مابدولت کو سب طرح کا اختیار ہی لاکھون کو ایک دن مین ہٹاؤن اُف کرون تو دریاے آتش پیدا ہو سب کو جلادے کوئی زندہ نہ بچے ایسے کلمات لکھکر پلٹ گئی اہل اسلام حیران پریشان پلٹ کر داخل بارگاہ ہوئے مہرخ نے خواجہ عمرو سے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپنے ملاحظہ فرمایا جو سرداران نامی تھے گرفتار ہوئے اب کچھ تدبیر کرنا چاہیے عمرو نے کہا میرے کیے کچھ نہین ہو سکتا سب عیار موجود ہین تنخواہ کھاتے ہین جام بادۂ عیاری سے مست ہین مشہور ہی کہ بڑے زبردست ہین سوسن کو جاکر مارین مین کیا کسی صاحب کو منع کرتا ہون ملکہ مہرخ نے طرف چالاک وغیرہ کے دیکھا سینے دست بستہ عرض کی ہمسے کچھ کہنے کی احتیاج نہین ہی ہم ہر وقت اسی فکر مین ہین آگ سے ناچار ہین بالکل بیکار ہین جو ہو سکے گا کرگذرینگے قصر آتش سے وہ ملعونہ باہر نہین آتی دربار مین ایک دن آئی تھی ہمنے چاہا جا پڑین اس زن کو گرفتار کرین وہ نہ ٹھہری پلک جھپکنا دشوار ہوا ایسی ملعونہ کا کیا کرین آگ کے اندر رہتی ہی ملکہ مہرخ نے یہ کلام حسرت انجام سنکر سر جھکایا عیار اُٹھے اپنی اپنی فکر مین نکلے برق فرنگی تڑپتا ہوا قریب قصر آتش پہونچا چہار جانب پھرا لیکن راستہ نپایا ناگاہ شعلہ جوالۂ مہر درخشان نے آتشکدۂ چرخ نیلی کو بھڑکایا جگنو یان ثابت وسیارگان کی خبر ہوئین ذرہ ہاے بیابان نے رونق پائی چمک کر نیر اعظم سے آنکھ لڑائی برق تڑپتا ہوا طرف صحرا کے چلا ایک نخل کے سایہ مین جاکر ٹھہرا اور رہا ہی کہ اے برق کیا کرون کیونکر اپنے کو تا بسوسن پہونچاؤن کسی کی اندر سے نہین آتا کہ اسکی شکل بنکر پہونچون حیرت جادو کے یہان سے کوئی نہین جاتا پس کیا تدبیر کرون اُستاد الانشاد ذرا ذرا سی بات مین طعن و تشنیع کرتے ہین آخر جب کوئی تدبیر نہ بن پڑی سامنے ایک پختہ کنوان تھا ہمین کی شکل بنکر کنوین پر آبیٹھا لٹیا ڈول رکھ لیا جل ٹھنڈھا پکارتا ہی کبھی اُغصے مین جو کوئی مسافر نکل آیا اسکو پانی پلاکے ٹھنڈا کیا پھر آپ ہی سوچا اس غریب کے مارنے سے کیا فائدہ ہو برق تو اس فکر مین کنوین پر بیٹھا ہی مگر خواجہ عمرو بھی رات بھر گرد پھرے قصر آتش کے مگر راستہ نپایا گھبراکر صحرا مین آئے ایک درۂ کوہ مین گھس گئے سر جھکاکے بیٹھے سوچ رہے ہین کہ اب کیا کرون آج کا دن گذرے گا شب کو طبل جنگی بجواکے میدان کارزار مین آئیگی کون اسکو جواب دیگا عجب گرما گرم سحر کرتی ہی شعلہ مزاجی پر مرتی ہی لیکن اس گرم مزاجی کا بدانجام ہوگا جو آگ کھائیگا انگارے ہگے گا سوچتے سوچتے تصویرین شاہان گذشتہ کی نکالین کنہیا کی تصویر پر نگاہ پڑی دیکھا جوان خوش رو بیٹھا ہوا بانسری بجا رہا ہے بس عمرو کو خیال آیا کہ اسکی صورت پر اپنے کو تا بہ سوسن پہونچا مین نے

سنکے مبہوت ہوجائیگی ضرور دھوکا کھائیگی پھر خیال آیا آگ جلادیگی سوچے وہی روغن ہوسیقانہ یادآیا عمرو نے تمام جسم پر لگایا کندھیا کی صورت بنکر تیار ہوا مکٹ سر پر رکھا لباس فاخرہ زیب جسم کیا اک مرکب جمکن کرکے اسپر سوار ہوا اس شان وشوکت سے عمرو درہ کوہ سے نکلا صحرا کا سناٹا طائر درختون پر زمزمہ سرائی کررہے ہین عمرو نے نی کو دہن پر رکھکے بانسری کو دھر پھونکا نی بجاتا ہوا نئے طور سے چلا فن نی نوازی عمرو کو درست ہوا ہی جنگل صحرا مین جوش شروع کردیا طائران صحرا بیقرار ہوکر شاخہاے درخت سے اُتر آئے پرون کا سر عمرو پر سایہ کیا عمرو سلیمان وقت بنا ہوا یہ غزل عاشقانہ گاتا ہوا چلا جاتا ہی

غزل

رحم آجاتا ہی دشمن کی پریشانی پر
نقطہ دیتا تھا یہ تیری خط پیشانی پر
آمد فصل بہاری ہی پئے استقبال
پاسبان پاتے ہین الزام نگہبانی پر
برہمی کرتی ہی مجموعۂ خاطر برہم
کفر ہی صورت شک آیۂ قرآنی پر
آسمان صحبت احباب سے کب خالی ہی
زخم کھاتے ہین امید نمک افشانی پر
راہ برگشتہ نصیبی نظر آئی کیا کیا
مختصر قصے ہوئے قصۂ طولانی پر

زخم خون روتے ہین شمشیر کی عریانی پر
صاف رکھو قاتل عالم شکن ابرو کو
کھولے ہین شوق مین مرغان گلستانی پر
ہوگئی بے سخنی قفل دہن غنچون پر
صبر کھودیتی ہی زلفون کی پریشانی پر
تیرے آگے تو فروغ رخ روشن معلوم
ٹلے رہتے ہین ہمارے فلک ثانی پر
مرگئے ایک ہی جلوے مین پریزادون کے
خضر کا شک ہی مجھے غول بیابانی پر
قبر مین جوشش گریہ نے ابھارا ہی نسیم

کیون رکھا کاتب قدرت نے فلک پر خورشید
سورچہ جم نہ ہے تیغ خراسانی پر
نالۂ زنجیر سے چھپ چھپ کے نکل جاتا ہی
تھا شک بی ادبی خندۂ پنہانی پر
نقطۂ حسن ہی تل مصحف رخ پر تیرے
دیکھیے نقطۂ شک یوسف کنعانی پر
ہم وہ مشتاق اذیت ہین کہ ہر دم قاتل
پانوٴن رکھا بھی نہ تھا تخت سلیمانی پر
مرگئے کہتے ہی کہتے ترے گیسو کا حال
ہم تہ خاک بھی رہتے ہین صدا پانی پر

مہتر برق فرنگی کنوین پر برہمن بنا بیٹھا ہی کہ کان مین آواز نی نوازی کی آئی گھبراگیا کہ یہ کہان سے صدا آتی ہی یکایک دیکھا گوشہ صحرا سے ایک جوان خوشرو سبزہ رنگ مرکب بادرفتار پر سوار دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے نی بجاتا ہوا آتا ہی لیکن صدہا جانوران صحرائی پرند چہار جانب سے گھیرے ہوے چلے آتے ہین بعض نے پرون کا سایہ کیا نی سنکے ست ہین منقارین کھولکر ہچلاتے ہین اپنی زمزمہ سرائی بھولے نی سنکر ایسے پھولے برق گھبرایا کہ یہ کیا بلا نازل ہی شاید افراسیاب نے کسی ساحر کو بھیجا براے گرفتاری استاد آیا ہی اسوجہ سے نی بجاتا ہی نیا شعبدہ دکھاتا ہی خدا اس آفت سے اہل اسلام کو بچائے دم بدم بلاے تازہ نازل ہوتی ہی ادھر بدعت سوسن ہو یہ بھی کوئی راہزن ہو اور برق اسکو یہین روکو یہ سوچ کر برق نے

حقۂ آتشبازی تو بڑے بڑے نکالا اسمین بیہوشی بھی بھر دی اب سنبھل کر کھڑا ہوا کہ قریب اس نخل کے یہ پہونچے
حقۂ آتشبازی مار کر بیہوش کر دون پہر سر کاٹ ڈالون تا بہ لشکر نہ جانے دون خوب سنبھل کر کھڑا ہوا جیسے ہی
عرلب خواجہ عمرو کا قریب اس نخل کے پہونچا یہ تو اپنی دھن مین نے بجا رہے ہین کہ پہلوے نخل سے نعرہ ہوا
باش او ساحر کہان جاتا ہے ہنم بہتر برق فرنگی عمرو کی نگاہ پڑی کہ سایۂ نخل سے برق تڑپکر نکلا گھبرا کے
نے روکی صرف اتنا منہ سے نکلا کہ اے یہ کیا کرتا ہے قصد ہے کہ زبان سے کہے مین عمرو ہون زبان سے نہ نکلنے
پایا حقہ برق کا چل گیا دھوان اسمین سے نکلا عمرو بیہوش ہو کے دھم سے گرا برق تُل برق جہندہ نیمچہ کھینچکر دوڑا
کہ چھاتی پر چڑھکر سر کاٹ ڈالون جا کر سینے پر گھٹنہ رکھا قصد ہے کہ خنجر مارون پہلو سے آواز آئی او ظالم کیا کرتا ہے
عمرو پچھتائیگا بجز افسوس کچھ ہاتھ نہ آئیگا خنجر روک پلٹ کر برق نے دیکھا نور افشان جادو پکارتا ہوا مثل برق
جہندہ برابر برق کے پہونچا ہاتھ برق کا تھام لیا اگر ذرا پلک جھپک جاے خنجر بران پھر چکا تھا نور افشان
نے کہا اے برق غضب کیا تو نے پہچانتا ہے یہ کون ہین برق نے کہا کوئی بلا ہے نور افشان نے کہا تمہارے
استاد والا نژاد ہین جب تو برق تڑپ گیا نور افشان نے عمرو کو ہوشیار کیا عمرو کی آنکھ کھلی نور افشان کو قریب
پایا برق کے کان پکڑ کے اک دو طمانچے مارے کہا کیون بے یہ تو نے کیا کیا برق نے کہا استاد مین کیا جانتا تھا مین سمجھا
کسی ساحر کو افراسیاب نے بھیجا ہے براے جستجوے عیاران جاتا ہے یہین اسکو مار لین عمرو نے کہا آپ بہت
تیز ہو گئے ہین برق نے کہا سب آپکا تصدق ہے اب نور افشان خواجہ کو ساتھ لیکر اک گوشہ مین آیا کہا ای شہنشاہ
اوج عیاری کیا سمجھکر یہ صورت بنائی عمرو نے کہا مین نے روغن موسیقار مل لیا ہے کہ آگ تاثیر نکرے
نور افشان نے کہا استاد وہ آتش سحر ہے وہان اس روغن کا کیا کام جاتے ہی آپ جل جاتے جسوقت مین نے
قصر نور افشان مین یہ عیاری حضور کی دیکھی بیقرار ہو کر چلا کہ خواجہ کو روکون یہان آ کے دیکھا یہان برق آپکی چھاتی
پر چڑھے بیٹھے ہین مشکل سے پایا بہر نوع خدا نے فضل اپنا شریک حال کیا وقت پر پہونچ گیا اگر آپ وہان جاتے تو خرابی تھی برق
کی عیاری سے بیتابی تھی عمرو نے کہا اے نور افشان صرف اتنا دن اور رات باقی ہے کل سوسن میدان کارزار
مین آئیگی آفت مچائیگی اسکی کیا تدبیر ہے آتش سحر تک جانا دشوار ہے حقیقت مین یہ میری عقل مین نہ آیا کہ روغن موسیقار
کو آتش سحر سے کیا مطلب عقل پر پردے پڑ گئے ای نور افشان ہم تو اپنی زندگی سے بیزار ہین آٹھ پہر موت کا
سامنا ابھی دو دن نہین گذرے مشعل کی گرسیان اٹھائین آرام نہ لینے پائے تھے کہ حرافہ سوسن آئی جبتک
اپنے بڑے غضب کے ہم کیسے دل ہلا دیے میدان کارزار مین آئی ہے لڑ بھڑ کر پھر اسی قصر آتش مین چلی جاتی ہے

نورافشان نے کہا اور تو کچھ عرض نہین کرسکتا آج کل ہوش وحواس درست نہین ہین بڑی بڑی مصیبتین اکیلا
جھیلنا ہین جان پر کھیلنا ہی لیکن اب اسوقت سر دست ایک صورت ہو سکتی ہو اک نقش آپ کو دیتا ہون
ستارہ شناسان دوربین نے اسکو ترکیب سے بنایا ہی عجیب تدبیر ہی کیا معقول تحریر ہی سوا پہر تک آپ پر آتش سحر
تاثیر نکریگی اسکو بازو پر باندھ لیجیے جسکے جسم سے مس کر دیجیے گا اسکے جسم پر بھی آتش سحر تاثیر نکریگی لیکن سوا پہر کے
عرصے مین جو کچھ ہو سکے کر لیجیے آیندہ نقش بیکار ہو جائیگا عمرو نے کہا ای نورافشان سوا پہر بہت ہو الا نقش
مجھکو دو مین اسی صورت پر آتش سحر مین جاؤنگا خدا چاہے گا تو اتنے عرصے مین بی سوسن کی زبان درازی
کا علاج کر لونگا برق نے کہا استاد مین بھی چلونگا کنہیا کے ساتھ معشوق ہونا واجب ولازم ہی نقش میرے
جسم سے مس کر دیجیے یہ کہکر برق اک نازنین چاردہ سالہ کی شکل بنکر تیار ہوا دریاے جواہر مین غوطہ زن ترچھی
نگاہ انکھڑیون مین شوخی سرمہ دنبالہ دار دیا ہوا بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا لب لعلین پر لاکھا جما ہوا مجلسن حیران
کی زیبائی باتون مین مسیحائی سراپا خوبصورت مرغوب مطلوب بھولی بھولی صورت حسن مین صباحت ملاحت
جادو تقریر کلام دلپذیر عمرو بھی صورت دیکھکر بیقرار ہو گیا کہا برق غضب کرتا ہی اب تو تو بڑا طرار وفرار ہوا
یگانہ عیار ہوا برق نے سرکا کے سلام کیا کہا استاد سب آپکا تصدق ہی عمرو نے وہ نقش برق کے بھی جسم سے مس
کیا نورافشان رخصت ہو کر طرف قصر نورافشانی کے گیا عمرو پشت مرکب پر سوار ہوا برق گھر سے استاد کی لپٹ
گیا گھونگھٹ اٹھاتے ہوئے خواجہ چلے نیکو پھر شروع کیا ٹھمریان غزلین دوہرے گیت کبھی رنگ عشرت کبھی مضمون
وصل وفرقت وقت سحر ہی بھیرویں کی دھن مین گہلا ہوا کھپا ہوا اسوقت بھی دل کو اک مزا ملا اپنے آقا کا جو
فراق یاد آیا آتش سحر مین بے تکلف گھوڑے کو ڈالدیا خود بھی آنکھون سے آنسو جاری قلب پر ہجوم بیقراری یہ
اشعار آبدار زبان سے نئے طور سے نکلتے ہین اشعار

عمرے کہ بیا رزوے نوشش بادہ ناب ہست
کین گرمی ہنگامہ ز گرمی شراب است
بنیاد کشش و چار دو عالم بہ حقیقت
مضمون حروفش ہمہ اجزای کتاب است
تا بیک خیالت بنظر آمدہ مخفی

در مذہب ما خانہ آن عمر خراب است
غافل نہ شوی ز غمزۂ عشق کہ در عمر
چون موج حباب ست کہ بر چہرۂ آب است
کی خانہ نشین می شود مردمک چشم
ہم دشمن بیخوابی و ہم دشمن خواب است

پیمانۂ دل پر کن و در جام نگہ ریز
ایام طفولیت ہنگام شباب است
بر شیت گرانی کہ بود حرف تواریخ
بیرون ز تو این خانہ چو بر موجہ آب است
سوسن زبان دراز ساپہ مین

اک نخل کے نیچے بیٹھی ہوئی شراب خواری کر رہی ہی حیرنگ و گیرنگ پہلو مین ناگاہ گانے کی آواز آئی گھبرا کر کہا ای

فرزند و یہ کون بجا رہا ہی کلیجہ نکالے لیتا ہی تواریخ مین دیکھا ہی ہمارے ہادی رہبر کنہیا فن بانسری کے استاد تھے سنتے ہین کہ انکے بجانے پر چرند و پرند مست ہوتے تھے بے زبان رہتے تھے آج وہی طور معلوم ہوتا ہی کوئی کلیجہ کھینچتا ہی قلب پر نشتر پڑ رہا ہی نیرنگ و گیرنگ نے کہا یہ آواز تو خاص ہمارے حصار کے اندر سے آتی ہی سوسن گھبرا کر اٹھی نیرنگ و گیرنگ دونون تاج پہنے ہوئے چند قدم آگے بڑھے تھے دیکھا فی الحقیقت تصویر مین جو صورت دیکھی ہی وہی صورت زیبا ایسا ہی لباس کنہیا فلک اساس پہنے ہوئے بانسری بجا رہے ہین ایک نازنین پریوار نہایت حسین پشت پر کمر مین ہاتھ ڈالے لپٹی ہوئی کبھی گنگنا کے یہی تان مار دیتی ہی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ بجلی چمک گئی اس آتش سحر مین گھوڑا اڑاتے پھرتے ہین شوق مین بانسری سنتے کے طائر تڑپ تڑپ کے گرتے ہین لیکن جل جاتے ہین شوق مین جلنا گوارا ہی چلے ہی آتے ہین سوسن کے ہوش اڑ گئے کہا ای فرزند و ظہور بزرگان دین ہوا اس آگ مین سوائے افراسیاب کے کسکی طاقت تھی جو قدم رکھ سکتا جو آتا جل کے خاک ہو جاتا لیکن آتش سحر انپر کیا تاثیر کر سکتی ہی یہ ان سب چیزون کے بانی ہین زمین و آسمان انکے قدم سے قایم ہین یہ کہکے دوڑی آئی رکاب سے لپٹ گئی کہا حضور کو مین نے پہچانا تشریف لائیے مجھکو سرفراز کیجیے کنہیا جی نے مسکرا کر فرمایا اری سوسن تیرا ہی نام ہی دشمنان افراسیاب کو تو نے درہم و برہم کیا سر جھکا کر سوسن نے عرض کی آپکے تصدق سے فرمایا تیرا بڑا مرتبہ ہوا ہم خاص تجھکو دیکھنے کو آئے تھے امتحان کر رہے تھے کہ دیکھین تیری آتش سحر کیسی ہی پھر کیون نہین تاثیر کرتی سوسن نے کہا آگ کی کیا مجال آپکو گرمی دکھا سکتی ہی اگر آپکو گرمی دکھائے خاک ہو جائے آپکی برکت سے تمام دنیا قائم ہی میرے لیے بڑی سرفرازی ہوئی آپ تشریف لائے قدمو نپر آنکھین ملین نیرنگ و گیرنگ تصدق ہوئے گرد پھرے لیکن نازنین کو دیکھا مرتے کلیجے تھام لیے اس نازنین نے بھی دونون پر نگاہ محبت ڈالی مسکرا کر پوچھا شاہزادو تمھارا کیا نام ہی ان دونون نے دست بستہ عرض کی نیرنگ و گیرنگ ہمارا نام ہی باپ ہمارا حیات جادو شہنشاہ ساحران ہین ہماری ملکہ حیرت خوبصورت زوجۂ شہنشاہ با شوکت اس نازنین نے ہنسکر کہا بڑے صاحب نسب ہو تمھارے بڑے مرتبے ہین سوسن نے کنہیا کو ہاتھ تھام کے اتارا یہ نازنین مرکب سے کود ی نیرنگ و گیرنگ بیقرار ہوئے جاتے ہین مگر خاموش بھائی سے بھائی اشارہ کرتا ہی دیکھا کیا حسین ہی اتنا کی حسین ہی لیکن مجھپر نگاہ محبت ڈال رہی ہی دوسرا کہتا ہی واہ واہ مجھکو پسند کیا کنہیا نے سوسن کا ہاتھ تھام لیا سوسن ضعیفہ شرمائی جاتی ہی دل سے کہتی ہی ہائے اگر جوان جہان ہوتی ضرور سرفراز فرماتے

اب یہ پیر روشن ضمیر برادہ عنایت ہین لیکن حقیقت مین بڑے قدر شناس ہین کس نگاہ سے مجھکو دیکھ رہے ہین یہ تو صاحب کشف و کرامات ہین میرا شباب انکی نگاہ مین ہوگا جب یہ سوچتی ہی خوش ہو جاتی ہی کبھی شرماتی ہی کبھی افسوس کبھی تردد کبھی انتشار اس مقام پر لاکر پہونچایا جہان فرش قالین بچھا تھا مسند معقول آراستہ تھی سوسن نے عرض کی تشریف رکھیے مسکرا کر فرمایا کیون ری بیمروت کبھی ہمکو یاد بھی نہ کیا ہم خود تیرے مشتاق ہوکر آئے اب آج سے ہمارا تیرا ساتھ رہیگا سوسن اپنی ضعیفی پر رونے لگی کہا حضور مین اس قابل کہان ہون یہ معشوق آفتاب جمال آپکے لائق ہین تواب خدمتگداری کے قابل نہ رہی مسکرا کر فرمایا اری کیا ہم تجھکو جوان نہین کر سکتے تعجب جی چاہے جمال عطا کرین کیا تیری اس صورت پر وصل حاصل کرینگے تجھکو جوان بناکر ابھی پہلو مین بٹھائینگے شراب شباب پلائین گے شراب شباب کا نام سنکر وہ نازنین جو ساتھ ہی بے اختیار زار زار رونے لگی کہا کیون حضور شراب شباب کا کیون آپنے نام لیا وہ ہمارا حصہ ہو چکا مین تو بی سوسن سے زیادہ ضعیف تھی اپنے مقام سے اٹھ نہ سکتی تھی شراب شباب پلاکر جوان کیا پہلو مین اپنے بٹھایا شہرون شہرون اپنے ساتھ لیکر پھرے یکایک ہم آپکی نگاہون سے گرے شراب شباب کا نام نہ لیجیے اپنی جان دیدونگی سنو بی سوسن مین ایک غریب دیہات کی رہنے والی گائے بکریان چراتی تھی ویرانے مین پڑی رہتی تھی ہمارے حضور ایکدن آئے شراب شباب پلاکر جوان کیا ملکون ملکون لیکر پھرے اسوقت تجھکو شراب شباب پلانے کو کہتے ہین اری سوسن یہ بڑے بے وفا ہین انکی محبت کا کیا اعتبار مجھسے اقرار تھا دوسری عورت پر نگاہ نہ ڈالونگا تجھکو دیکھکر پھسل گئے بعد چندے اسی طرح تجھکو بھی جلائینگے کندھیا نے جواب دیا یہ بتلا کہ تیرے دل مین کیا آیا اسوقت ہمنے خیال کیا تیرے دل مین محبت غیر نگ و گیر نگ کی آئی ہی ہمارا نقش الفت تیرے صفحہ قلب سے مٹ گیا ان دونون کو تیرے مقدمہ مین اختیار ہی اپنا حصہ کر لینگے ہم اب سوسن کو اپنا معشوق بنائینگے لا شراب شباب حوالے کر ویسی ہی بڑھیا بنجائیگی اسی طرح ٹھوکرین کھائیگی وہ نازنین رونے لگی کہا ای معین و مددگار ایسی بیمروتی کی امید نہ تھی یہ کنیز بے تمیز اول شباب مین لطف دنیا اٹھا چکی تھی چالیس شوہر کیے فرے اڑائے لڑکے جنے اب ضعیف ہو کر گوشہ صحرا مین پڑی رہتی تھی تباہی کی جفا مین سہتی تھی جانتی تھی اب مجھکو کون پوچھیگا آپنے آکر سرفراز کیا معشوقان دنیا مین ممتاز کیا ضعیفی مین آپ دلی جوان بنایا اب خدمت سے جدا فرماتے ہین جان دونگی شراب شباب کو اپنے سینے سے نہ جدا کرونگی رحم کیجیے کندھیا نے نگاہ قہر و غضب دیکھکر فرمایا او زبان دراز خاموش رہ ہم نے اسواسطے تجھکو شباب مرحمت فرمایا تھا کہ اور نہ نگاہ محبت والے اسوقت ہم صرف سوسن کو

تر وہ قتل باغیان دینے کو آئے تھے تو نے تیر رنگ وگیر رنگ کو بنگاہ محبت دیکھا ہمکو نفرت ہوئی اب تیرے
سامنے سوسن کو جوان حسین بنائینگے تو ان دو کی خدمت مین حاضر رہ ہمکو اسکا رشک نہین ہے یہ تکرار آپس کی
سنکر سوسن بھول گئی اکڑنے لگی کہا بی بی شہنشاہ روشن ضمیر ہین صاحب جاہ ووقار بڑے اوتار ہین اُنکے
سامنے عیاری مکاری نہ چلیگی مین نے جسوقت سے جمال بیمثال دیکھا نقش محبت صفحۂ قلب پر جم گیا اپنے
چاہنے والے کو سب سرفراز کرتے ہین اسوجہ سے ہمپر مہربان ہوئے یہ سنکر اُس نازنین نے بنگاہ قہر طرف
سوسن کے دیکھا کہا او پرانی سوت تو بھی مجھسے کلام کرتی ہے اچھا جوان دیکھکر خوش ہوئی ہے آٹھوین دن
جوتیان مارکر نکال دینگے خنجر تیرے گلے پر پھیرینگے تیرے قاتل ہین طلسم وحشت مین کامل ہین تجھ ایسی ہزار دن
کو قتل کیا شراب شباب مین سنکھیا ملی ہے پیتے ہی تیرا کلیجہ کٹ جائیگا اب تڑپ کر مریگی اسکو پہچان لے تجھسے صاف
صاف کہتی ہون تیری موت آئی ہے سوسن نے کہا تیری بلا سے قتل کرینگے تو نہ ہمکو بچا تا کندھیا نے ہنسکر
کہا ای سوسن اب اسکی ضد ہے تجھکو بارہ برس کی نازنین بنائینگے ہمیشہ یہی سن رہیگا اے سوسن جواب دے
کہ لا شراب اگر اسمین سنکھیا بھی ہے تو ہمارے واسطے امرت ہے اوتار کو سب طرح کی قدرت ہے سوسن نے کہا
او سوقت لا جلد شراب نکال اب باتون مین نہ ٹال تجھے کیا کام ہے ہم زہر نہ سنکھیا کھائینگے تجھے آتش رشک
سے جلائینگے جب تو اس نازنین نے انگیا مین ہاتھ ڈالا ایک شیشی نکالی کہا لے پی اسکو کلیجہ ٹکڑے ہو جائیگا
کندھیا نے اشارہ کیا سوسن نے بتعجیل شیشی شراب کی اُٹھائی کندھیا نے کہا سب بیجا اسی قدر شراب
شباب ہمنے بنائی تھی آج سے اس شراب کو کوئی نپائیگا پیتے ہی حال کھل جائیگا اب مابدولت بہت بیقرار
ہوتے ہین بس سوسن نے وہ شیشی خوشی خوشی دہن سے لگائی اس نازنین نے دوسری کٹوری سے اور ایک
شیشی نکالی تیر رنگ وگیر رنگ سے کہا لو پیارے تم ہمارے ہاتھ سے شراب پیو اُن دونون کو برق نے
پلائی سوسن خود پی گئی پیتے ہی ساری زبان درازی بھول گئی گھبرا کے اُٹھی کہا اے شہنشاہ کلیجہ مین آگ
لگ گئی ہڈیان جلی جاتی ہین ادھر تیر رنگ وگیر رنگ اُٹھے تینون لڑکھڑا کے گرے عمرو نے نعرہ کیے
نتیجہ ملا اوہ دشمن تن تھی نتیجہ ٹوٹ گیا عمرو گھبرا کہا بیٹا برق یہ تو دشمن تن بڑی ساحرۂ پُرفن ہے
برق نے ایک پتھر کی منکا اٹھا کر مارا اسکا سر پھٹا تیر رنگ وگیر رنگ کو خنجر سے مارا اب تو قیامت برپا ہوئی
مکان آتش سے صدائے گیر ودار بلند ہوئی روح ساحری درہم ہوئی ملکہ حیرت نے قصد کیا ہے کہ جاکر
بھائیون کو دیکھ آؤن دربارگاہ پر آئی تھی کہ مکان آتش مین غلغلہ ہوا آواز آئی کشتے مرا نام من ملکہ سوسن

زبان دراز و نیرنگ اور گیرنگ عنقا صورت ہو حیرت جادو نے منہہ پیٹ لیا گھبرا کے دوڑی کہ ارے
قیدیون کو تو مار لو تمام لشکر حیرت چلا یہان بہار وغیرہ کو ہوش آ چکا سوسن نے اپنے کمال کے
زور مین کسی کی زبان مین سوزن ندیا تھا ادھر سوسن مری اور آواز آئی کشتے مرا نام ہن سوسن زبان دراز
و نیرنگ و گیرنگ ہو دیہ سب ہوشیار ہوئے قصد ہوا کہ چلین اتنے مین صداے نعرہ حیرت آئی بہار
نے چند سنگریزے اٹھا کے پھینکے لشکر حیرت پہ پڑے اور تاریکی چھا گئی ہزارہا ملازمان حیرت داخل جہنم ہوئے
برق نے بڑھکر ملکہ مہرخ کو خبر دی کہ خواجہ سوسن کو مارا لیکن حیرت لشکر لیکے جا پڑی ایسا نہو بہار وغیرہ
کسی بلا مین مبتلا ہو جائین مہرخ فوراً سوار ہوئی تمام سرداران صف شکن اُسیوقت پہونچے ملکہ حیرت نے
سرخ مو و ہلال وغیرہ کو زخمی کیا ہی لیکن بہار حیرت سے مقابلہ کر رہی ہی گلدستہ چل رہا ہی حیرت اس
غصہ مین بہار پر جا پڑی سر بہار زخمی ہوا برق لامع نے دیکھا حیرت چاہتی ہی سر بہار قلم کر دن کر ڈالے کے
حیرت پر گری شانہ حیرت کا نشانہ ہوا رعد جادو قریب حیرت آیا چیخ ماری حیرت تھرائی مصور نے
آکر حیرت کو سنبھالا عمرو نے بادمہرہ بجایا آواز دی ای ملکہ مہرخ اپنے سرداروں کو لیکے چلی آؤ ایسا نہو
افراسیاب آجاے سب سرداران لشکر مہرخ یہ سنکر حیرت سے لڑتے ہوئے الگ ہوئے حیرت چونکہ
رخسار بھائیون کے واسطے بیقرار جا رہی تھی ان سب کو نہ جانے دون مصور نے منع کیا حیرت ناچار واپس
ہوئی مہرخ کنارے تک اپنے لشکر کے پہونچی ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم افراسیاب آ کے دیکھا اہل اسلام
تو جا چکے لیکن میدان لاشون سے بھرا ہی حیرت لاشۂ نیرنگ و گیرنگ اور سوسن پر پیٹ رہی ہی افراسیاب
نے جو یہ حال دیکھا رنجیدہ پلٹ آیا حیرت کا ہاتھ تھام لیا کہا ای خاتون محل ہمنے لکھ بھیجا تھا کہ انکو لڑنے
نہ دینا لیکن ہمارا کہنا نہ مانا آخر سار بان زادے نے یہ بدعت کی حیرت جادو رونے لگی افراسیاب نے
کہا ای ملکہ عالم شاہون کو کسی کا غم و الم کرنا مناسب نہین ہی لازم تدبیر کر لینگے لاشہ انکا مر گھٹ پہ لیجا کے
جلا دینگے مین تدبیر بربادی باغبان کر چکا سمجھا کے حیرت کو بارگاہ مین لایا وہان خواجہ مع سرداران
نامی واپس ہو کے بارگاہ مین آئے جشن عالی ترتیب ہوا چونکہ سبکو معلوم ہی کہ افراسیاب بارگاہ حیرت
مین موجود ہی ایسا نہو کہ صداے رقص و سرود سنکر غصہ مین یہان آپڑے تو اُسکو کون روک سکیگا عمرو نے
کہا مین جا کر خبر لاؤن دیکھون کیا صلاح ہو رہی ہی باغبان نے کہا ای شہنشاہ عیاران کیا عرض کرون
جو دلکو انتشار ہی خداے پاک کا فضل شریک حال کیا کہ مشعل ایسا شخص مارا گیا از روے قاعدے کے اب

حجرۂ دودم کی بلا کھلنا چاہیے جسکی مالک تاریک شکل کش ہی یہ نیرنگ وغیرہ پھاند پڑے ورنہ ای فکر ہین
افراسیاب پردۂ ظلمات مین گیا تھا اب پلٹ کے آیا ہی وہی صلاح ہو رہی ہوگی آپ تشریف نہ لیجایئے
ایسا نہو آپ کو پہچان لے اسوقت حیرت بھی غصہ مین ہی عمرو نے کہا ای باغبان جس عیاری مین مین نے
سوسن کو مارا ہمنشین مد نور افشان جادو کو بھی ہوئی پس مقدمۂ تاریک جو کچھ اسنے بیان کیا قلب
ٹھہر گیا باغبان نے کہا اسکے حالات سے ہر کس ماہر نہین ہی ایک لفظ کافی ہی کہ وہ کل فنون مین طاق شہرۂ آفاق
ہی اُس سے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا مشعل ایک فن مین کامل تھا یہ جملہ فنون سحر و علم شعبدہ کی حاکم ہی عمرو
سکو سمجھانے لگا باغبان سے اشارہ کیا سر دربار حالات اسکے نہ بیان کرو اہالیان لشکر گھبراتے ہین نام سے
تاریک کے بھاگے جاتے ہین خدا اسکی بدعت سے بچائے یہ کلام درپیش تھا کہ چند دیپر تدبیرکار سامنے آئے
عرض کی افراسیاب ملکہ حیرت کو سمجھا کے بارگاہ مین لے گیا حیرت کو بڑا ملال تھا افراسیاب نے محفل
عیش و نشاط کو آراستہ کیا ہی لیکن مشیران سلطنت جمع ہین حکم ہوا بارگاہ مین تخلیہ کیا جائے اور یہ بھی غلامان
جان نثار نے سنا کہ کسی ساحرہ کو افراسیاب نے بلایا ہی کوئی مقام ہی گنبد تاریک جمشید کا الاؤ وہان ہے
روانہ کرنا منظور ہی باغبان نے کہا خواجہ گنبد تاریک اس مقام کا نام ہی جہان تاریک شکل کش رہتی ہی
الاؤ جمشید کا وہان روشن ہی کسکی مجال ہی کہ اس صحرائے آتش مین قدم رکھے کسی ساحر رازدار کو بلایا ہوگا
دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی اس ملعونہ کا نام سنکر دل روتا ہی عمرو نے کہا ای باغبان ہم بھی سر ہتیلی پہ لیے بیٹھے
ہین مرنے والے سے ڈرنا چاہیے خوب آگاہ ہو چکے کہ فتح طلسم ہوش ربا دشوار ہی لیکن افراسیاب کو آرام
نہ لینے دینگے شاید کوئی داؤ ہمارا بھی اُسپر چڑے اتنا سوال کرینگے کہ بدیع الزمان کو دیدے ہم تیرے
طلسم ہوش ربا سے چلے جائین ورنہ انشاء اللہ غدر ڈالدینگے راہگیرون کو راستہ چلنا دشوار ہوگا اب جا کر خبر
لاؤن یہ کہکر خواجہ نے بانہاے عیاری جسم پر آراستہ کیے بصورت مبدل طرف بارگاہ افراسیاب کے روانہ ہوئے

داستان عبرت انگیز و حیرت خیز نامہ لکھنا افراسیاب کا برائے ملکہ تاریک شکل کش بدست طاؤس جادو عمرو کا طاؤس جادو کو گرفتار کرنا و بصورت طاؤس جادو جانا سامنے تاریک شکل کش کے و حالات گنبد تاریک ضمیمہ

جب تلک بندگی شیخ مین تھا حلقہ بگوش
آخر کار کئی جرعۂ مے کرکے نوش
آپ سے شاہد مقصد کو مین پایا روپوش
سرخوش اتر کوی خرابات گذر کردم دوش

بطلبگاری ترسابچۂ بادہ فروش

پھر تو یہ ولولے تھے دل پہ جنون کے مارے
خیر گذری کہ نہ آئی کشش دل یارے
پھاڑ کر پھینکدون مین کپڑے بدن کے سارے
پیشتم آمد لیسر کوچہ پری رخسارے

کافرے عشوہ گرے زلف چو زنار بدوش

بسکہ اس دلکو تھی اُس آفت دین کی درخواست
ہوکے بے صبر مین جا سامنے اسکے اک راست
اپنے احوال پہ مین رہ نہ سکا بیکم وکاست
گفتم این کوے چہ کوئیست تراخانہ کجاست

اے مہ نو خم ابروے تراحلقہ بگوش

کھینچ لایا ہی مجھے عشق یہان مارکمند
سنکے یہ عرض مری ہو متامل یک چند
تسبیح و زاہد کی ہین کافر ہون جو مانون اب پند
گفت تسبیح بخاک افگن و زنار بہ بند

سنگ بر شیشۂ تقوی زن و پیمانہ بنوش

الفت دین کو دل اپنے سے تو اب کرکے پرے
شوق جس دم ترا تجھ مین سے تجھے دور کرے
شے جو امر کو جاگہ تو یہ درپے ہین در سے
بعدازین پیش من آتا بتو گویم خبرے

راہ بنمایم اگر پہ سخنم داری گوش

دے پٹک سر سے تو عمامہ پڑے اسپہ غضب
ساغر جور سے رکھ دور ہوس اپنے کے لب
پہونچا اس بوجھ سے تو منزل مقصود کو کب
بگذر از صومعہ در راہ بمیخانہ طلب

خرقہ بیرون فگن و کسوت رندانہ بپوش

جب سنے اس سے یہ مین نے سخنان دلکش
پھر سنبھال آپکو جسوقت چلا وہ مہوش
مجھکو تاثیر معانی سے لگا آنے غش
دل زکف دادم و بیہوش شدیدم پیشش

تا رسیدم بمقامے کہ نہ دل ماند و نہ ہوش

کفر و اسلام کا دیکھا وہ مکان مین مسجود
اپنی نظرون مین جب اُسنجا نہ رہا مین موجود
پایا مغز اسکا جو ہر عالم ہستی مین نمود
محو گشت از ورق کون و مکان نقش وجود

نہ ملک ماند و نہ آدم نہ طیور و نہ وحوش

پردے وان چشم کے حائل نہ بلند اور نہ پست
ایک میدان ہی فقط وان نظر آیا کف دست

کی جو میری نگہ چشم نے آہو کی جست — دیدم از دور گروہے ہمہ دیوانہ و مست

بے دف و بادہ در آمدہ در جوش و خروش

ایک سے ایک فزون نشۂ وحدت سے چور — ایک سے ایک فزون ہین خرد و ہوش و شعور
اور اسباب طرب کیسے سودان کیا مذکور — بے نے و مطرب و ساقی ہمہ در عیش و سُرور

بے مے و جام صراحی ہمہ در نوشا نوش

جب مجھے وان نظر اس طور کا آیا عالم — صورت آئنہ حیرت سے ہوا مین اسدم
کچھ نہ سمجھا یہ ملک ہین کہ ز نوع آدم — چونکہ سر رشتۂ دریافت برفت از دستم

خواستم تا خبرے پرسم ازو گفت خموش

پھر لگا کہنے یہ بہتر ہی کہ رکھو مجھکو معاف — پر جو ہی در پئے تحقیق تو بس صاف صاف
یہ نہین صومعہ تو مارے جہان لاف و گزاف — نیست این کعبہ کہ بی یاد سر آئی بطواف

نیست مسجد کہ درو بے ادب آئی بخروش

گر یہ مسکن تجھے آیا ہو مرے یار پسند — دین و دنیا سے چھوڑا خواہش دل کا پیوند
دل کو شیخی و مشیخت کا نہ کہیان پابند — این خرابات مغانست درو مستانند

از دم صبح ازل تا بقیاست مدہوش

نہ تو یان دیر و حرم کی سی مکان مین تنگی — خانقہ مدرسہ کی طرح نہ صحبت جنگی
دل مین سودا تو خیالات نکر جون بنگی — گر ترا ہست درین کوچہ سر یکرنگی

دین و دنیا بیکے جرعہ بعصمت بفروش

چالاک خرامان عرصۂ عیاری و واقفان مذاق خنجر گذاری راہ منازل بیان پر خوف و خطر کو یون طی کرتے ہین تیغ سخن سنج و غواص دریاے ہوش × چنین ریخت گوہر بدامان گوش × زبان شیرین کلام و سحر بیان خوش انجام نے اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرمایا ہو کہ جب خواجہ نے سنا کہ افراسیاب بارگاہ حیرت مین آیا ہو بصورت مبدل بارگاہ افراسیاب مین آکر کھڑے ہوئے دیکھا کہ حیرت غم مین اپنے بھائیون کے بہت بیقرار ہو افراسیاب سمجھا رہا ہو حیرت کو بہلا رہا ہو کہتا ہو کہ اے ملکہ عالم صاف تو یہ ہی کہ مین دست چاہتا تھا مشعل کی شمع حیات گل ہو وائے امان ملکہ تاریک شکل کش تشریف لائین جب مین نے اُنکے سامنے

حالات مصیبت آیات بغاوت سرداران رازدار بیان کیا یہی ارشاد فرمایا کہ ای نور نظر مین عرصہ دراز سے
اس گنبد تاریک مین گھبراتی ہون کہ بارے سیر نکلون لیکن سامری و جمشید مقید کر گئے ہین کہ جبتک حاکم حجرۂ
اول پر کوئی افتاد نہ پڑے ناظم حجرۂ دوم نہین نکل سکتا اب جاکر عرض کرون گا کہ مشعل کو عمرو نے قتل کیا
اب گنبد تاریک سے حضور کے برآمد ہونے کا وقت آیا شاد ہو جائیگی ہر چند کہ انکی خوراک مین آجتک مین نے
فرق نہین آنے دیا دس آدمی روز شام کو انکی خدمت مین حاضر کیے جاتے ہین رات بھر اُنسے کھیلتی ہین صبحکو
انکو چیر پھاڑ کر کھا جاتی ہین یہ انکی نہاری ہی علاوہ ازین ایک میخانہ صرف انکے واسطے درست کرا دیا ہی کئی سو خم
روز تیار ہو کر پیش کیے جاتے ہین مگر ان تک ہر کس و ناکس جا نہین سکتا اب مین طاؤس کو بلا کر روانہ کرتا ہون عرضی
ماہدولت کی لیکر جائیگا خود جواب معقول تحریر فرمائینگی خوشی خوشی آئینگی یہ کہکر طاؤس جادو کو افراسیاب
نے بلایا عرضی اپنے ہاتھ سے لکھی کہا او طاؤس جادو طرف شرق کے روانہ ہو جب سو کوس راستہ
طی ہو دیکھنا سامنے ایک گنبد سیاہ ہی کوس بھر تک گرد آگ جل رہی ہی لیکن خبردار اس آگ کو آتش سحر تصور کرنا
وہ آگ اصلی ہی اسی مقام پر ٹھہر جانا دہن سے نگہبانان گنبد تاریک کو آواز دینا کہ مین فرستادۂ شہنشاہ طلسم ہوشربا
کا ہون نگہبان آئینگے کسی تدبیر سے تمکو تا بہ گنبد تاریک لیجائینگے نامہ اندر بھیج دینا اگر تمکو اپنے سامنے طلب فرمائین بیخوف
جانا جو کچھ یہان تقدمہ مشعل مین دیکھا ہی سب زبانی بیان کرنا اور یہ بھی عرض کر دینا آپکے فرزند دلبند پر وقت
تنگ ہی حضور خوب واقف ہین کہ وہ دریائے سحر کا نہنگ ہی اگر دیر ہوئی تو خود مقابلہ کرے گا آپ ہی نے منع فرمایا
ہی کہ بادشاہ اپنے ہاتھ سے دشمن کو نہ قتل کرے ورنہ انکی کیا حقیقت ہی جواب باصواب اسی کاغذ پر لیکے آنا جولی
طاؤس جادو کو سمجھا کے نامہ دیا خواجہ یہ سب باتین کھڑے سن رہے ہین جب طاؤس نامہ لیکر نکلا عمرو
اسکے پیچھے چلا جب وہ دو کوس پر آیا تب عمرو نے ایک ساحر کی صورت بنکر آواز دی میان جانے والے ٹھہر و کہان
جاتے ہو طاؤس نے ایک ساحر معقول کو دیکھا قریب آکر پوچھا تو کون ہی یون بیخوف راستہ چلتا ہی طاؤس نے
کہا مین نامہ دار شہنشاہ طلسم ہوشربا ہون طرف گنبد سیاہ کے جاتا ہون ساحر نے کہا ای بھائی تم نہین جانتے
ہو کہ طلسم مین غدر ہی عیاران مریخ پھرا کرتے ہین جسکو جہان پایا مار ڈالا تم کیسے ساحر ہو کہ زمین پر راستہ چل رہے ہو
اگر کوئی عیار آجائے تمکو مار ڈالے صدہا مسافر روز قتل ہوتا ہی ہم برائے نگہبانی پھرا کرتے ہین جا ؤ جلد نکل جاؤ
طاؤس نے دعائین دین کہا بھائی تمنے خوب آگاہ کیا یہ کہکے قصد ہوا کہ پر پرواز پیدا کر کے اڑے عمرو نے
حباب بیہوشی مارا طاؤس جادو بیہوش ہوا خواجہ اُسکو کھینچ کر کنارے لائے کپڑے اتار لیے اسکو ایک

گوشہ مین ڈالدیا نامہ لے لیا طاؤس کی صورت بنکر عمرو سمت گنبد تاریک چلا بعد قطع منازل و طی مراحل سامنے اُس آگ کے پہونچا دیکھا شعلہ ہاے آتش نے سر آسمان پر کھینچا ہی اگر کوئی طائر آ نکلا کباب ہو کے زمین پر گرا اور سے گنبد سیاہ معلوم ہوتا ہی اندر سے دھوان نکل رہا ہی عمرو کے ہوش اُڑگئے دور کھڑا ہوا مگر گرمی سے جسم چپکا جاتا ہی قلب تھراتا ہی دل سے کہتا ہی آخر یہ کوشش بیکار کی اس آدم خوار مکار و غدار کی صورت تو دیکھ لیتے شاید کوئی فقرہ چل جاتا آخر خیال مین آیا کہ روغن موسیقار بدن پر ملکے چلو یہ تو بخوبی ظاہر ہو چکا کہ آتش اصلی ہی یہ سوچکر عمرو نے روغن موسیقار نکالکر جسم و لباس پر ملا اپنے کو آراستہ کر کے اسی آتش سرکش کو روندتا ہوا چلا لیکن گرمی سے کلیجہ بھنا جاتا ہی یاد کر رہا ہی کہ ای معبود میرا آقاے نامدار مولاے قدر شناس نبیرۂ حضرت خلیل جلیل ہی تو ہی ایسے مقام شعلہ خیز مین معین و کفیل ہی میرے آقا کے جد امجد پر آتش کو گلزار کیا اُنکے خاندان کو نامی و نامدار کیا دعائین کرتا ہوا اُس آتش کو طی کر رہا ہی بمشکل تمام اُس آتش انجام کو تمام کیا قریب گنبد سیاہ پہونچا دیکھا گنبد سیاہ پر صدہا گھنٹے نواز و ناقوس نواز حاضر ہین سنتے گھبرا کر خواجہ عمرو سے پوچھا ای ساحر تو یہانتک کیونکر آیا ہی کہ یہان کام نہین افسونگری کا نام نہین جسم کیونکر سالم رہا پھنکر کباب نہو گیا عمرو نے کہا میرا نام طاؤس جادو شہنشاہ کا زینت پہلو نامہ مرحمت ہوا کہ جا کر دائی امان کو پہونچاؤ مین نے عرض کی کہ مین مشتاق زیارت ملکہ عالم ہون شہنشاہ نے ایسی تدبیر بتلا دی کہ یہان تک پہونچا ملکہ عالم سے عرض کرو کہ آپکے نور نظر کا پیغام بر در دولت پر کھڑا ہی زیارت جمال بیمثال کا مشتاق ہی اپنے سامنے بلائین تب مین عرضی پیش کرون برہمنون نے کہا ای طاؤس جادو زیارت ملکہ تاریک شکل کش دیدار سامری و جمشید ہی ہر کس و ناکس کا گذر ہونا ناممکن نامہ ہمکو دو ہم جواب لادین کسکی مجال ہی کہ روے سیاہ ملکہ تاریک شکل کش پر نگاہ ڈالے بڑے بڑے ساحران رستم صولت کو غش آتے ہین واقف کاران مذہب سامری کے قلب تھراتے ہین ملکہ حیرت جادو خاتون محل شہنشاہ تشریف لائی تھین غش کھا کے گر پڑین کئی دن تک زبان مین لکنت رہی ایسی جفا سہی پھر جب سے حاضر نہوئین سواے شہنشاہ کے کسکی مجال ہی کہ ملکہ عالم سے بات کرے ملکہ تاریک نمونہ قدرت سامری ہین ہر چند عمرو گھبرایا لیکن کلیجہ پر پتھر رکھا اُس سے کہا تم سب صاحب اسمین کلام کرو میرا پیغام پہونچا دو ایک برہمن پر وکے قریب گیا پکار کر آواز دی ای صاحب خداوند جمشید و سامری ای حاکم اقلیم افسونگری ای زندہ کن نام جمشید و سامری آپکے نور نظر نے نامہ دار بھیجا ہی طاؤس جادو حاضر ہی لیکن مشتاق زیارت جمال بیمثال ہو کر آیا ہی عمرو نے سنا اندر سے ایک دیونی کی آواز آئی گنبد سیاہ تھرا گیا یہ صدا تھی کہ نامہ بر کو اندر بھیجدو عمرو پردہ اُٹھا کر اندر گیا

دیکھا ایک گنبد انتہا کا تاریک ایک جانب آگ جل رہی ہے ایک جانب پلٹ کر ایک دیونی کو دیکھا حقیقت مین
دیونی قالب انسان مین سمائی ہوئی سر مثل گنبد خام سیاہ چہرہ نیلی کرتی کُرتی تھان کا لہنگا از سر تا ناخن پا بصورت
دلِ کافر سیاہ مثل پردۂ ظلمات کے سراسر خطا ہے حقیقت مین الٹا توا ہے زبان منہ سے نکلی ہوئی رال ٹپک رہی
ہے دونون ہاتھ زمین مین ٹیکے ہوئے بیٹھی جھوم رہی ہے دس جوان ایک جانب سر جھکائے مثل برگ بید کانپ
رہے ہین چہرے اُن بیچارون کے اداس عالم یاس ایک پہلو مین مٹکے شراب کے مٹکا شراب کا اٹھایا منھ سے
لگایا غٹ غٹ پی گئی ایک جوان کی ٹانگ پکڑ کے مع استخوان چبانا شروع کیا جب ایک جوان کو کھا چکی تب طرف
خواجہ عمرو کے متوجہ ہوئی دیکھتے ہی اسکی صورت نحس قریب تھا کہ عمرو کو غش آجاے کانپ گیا پسینے پسینے خاموش
مثل تصویر کھڑا ہے دل مین منفعل کہ مین کیون آیا دل سے کہتا ہے ای حاکم نور و ظلمات اس بلاے سیاہ کے شر سے
مجھکو بچانا تاریک نے ڈکار لی دھوان منہ سے نکلنے لگا جیسے ہی عمرو پر نگاہ ڈالی رنگ روغن عیاری عمرو
کے چہرے سے اُڑ گیا بصورت اصلی ہو گیا قریب تھا روح جسم خاکی سے عمرو کے نکل جاے تاریک نے مسکرا کر
کہا کیون خواجہ مزاج تو اچھا ہے رنگ روغن عیاری کا کیا ہوا ہر چند کہ تاریک نے بہ سہولیت کہا مگر گنبد گونج گیا
اب جو عمرو نے خیال کیا مین بصورت اصلی کھڑا ہون تھرا کے قدمون پر تاریک کے گرا کہا دائی امان مدت سے
زیارت کا مشتاق تھا دیکھیے مین نے کیا کمال کیا آتش اصلی کو طی کر کے یہان آیا تاریک نے کہا خواجہ ملک
ترکستان مین حفظ بن داؤد روغن موسیقار بنا کر لایا تھا وہ روغن تمنے عیاری کر کے لیلیا جسم مین ملکے چلے
آئے کمال کیا اب ہے شرط کہ تجھکو کھا جاؤن یہ کہکے عمرو کے ہاتھ پانون ٹٹولنے لگی کہا دور نگوڑے جسم مین تیرے
نری ہڈیان ہین یہ کہکے عمرو کی گردن پکڑ کے اُٹھا لیا کہا کلہ گرم کرون عمرو بے اختیار رویا تعریف مین اسکی یہ شعر پڑھا

ای چہرۂ زیباے تو رشک بتان آذری × ہر چند وصفت میکنم در حسن زان زیباتری ×

اس الحان مین عمرو نے یہ شعر پڑھا
کہ تاریک جھومنے لگی کہا ارے تو تو بڑا خوش آواز ہے تیری صدا مین سوز و گداز ہے یہ کہکے عمرو کو چھوڑ دیا کہا بیٹھ
مجھے شراب پلا کوئی اچھی سی غزل میرے سامنے گا تیرا گانا کانون کو بہت پسند آیا عمرو نے کہا دائی امان یہ مٹکا
مجھسے کیونکر اُٹھے گا کسطرح شراب پلاؤن تاریک نے کہا ای عمرو شراب کا مزا نہین ملتا نشہ نہین ہوتا کسیقدر
دماغ گرم ہو جاتا ہے افراسیاب سے ہماری شراب کا انتظام نہین ہو سکتا یہ کاسہ چینی رکھا ہے اسمین بلا
سامنے میرے بیٹھ جا عمرو مودب ہوکے بیٹھا مگر دل سے کہتا ہے کہ ای عمرو یہ زندہ نچھوڑے گی جو کچھ کرنا ہو کر گذرو ایسا
نہو اک نوالہ کر جاے اُنھین جوانون کو اُٹھا اُٹھا کے کھا رہی ہے ہڈیان تک کرکر چبا رہی ہے غرض کی ای

دائی اماں یہ جو آپ نتھ پہنے ہین اسمین موتی جھوٹے ڈالے کیسی بے آبروئی ہی تاریک نے کہا میرا گوہر بے بہائے قلزم سلطنت افراسیاب باشوکت سلامت رہے اُسکی سلامتی کی یہ نتھنی ہی جیسے موتی دستیاب ہوئے ہین لیے کیا تیرے پاس موتی ہین عمرو نے عرض کی حاضر ہے کیکے جیب مین ہاتھ ڈالکر تین مروارید بے بہا مثل بیضہ کبوتر مثل ستارہ سحری درخشان رنگ ڈھنگ مین بے مثل ہتیلی پر رکھا عمرو نے تاریک کو نذر دیے تاریک نے ہاتھ بڑھایا عمرو نے ہتیلی پر تاریک کے رکھدیے تاریک نے بہت پسند کیے لیکن جیسے ہی ہتیلی پر رکھے وہ موتی تڑاق تڑاق ٹوٹے اسمین سے دھوان نکلا دماغ پر تاریک کے پہونچا تاریک ہنسنے لگی کہا اے عمرو یہ موتی کیسے تھے عمرو نے گھبرا کر کہا گرم ہوئے تھے تاریک نے کہا اے عمرو اسکے دھوئین سے دماغ مین گرمی آئی تیرا بڑا نقصان ہوا مین افراسیاب کو لکھ بھیجون گی وہ اسکی قیمت تجھے دیگا عمرو نے کہا حضور آپ پر تصدق ہوئے آپ شراب نوش فرمائیے لیکن ہوش عمرو کے اُڑ گئے کہ یہ موتی بیہوشی کے بنے ہوئے تھے وہ کہتی ہی گرمی معلوم ہوئی لیکن معلوم ہوتا ہی شاید میرے موتی بدل گئے اب عمرو نے باتون مین تاریک شکل کش کو لیا تاریک نے کہا باتین نہ بنا جسطرح تو نے ابھی گلا ہلایا تھا اسی طرح کوئی غزل عاشق و معشوق کے ذکر کی جلدی گا کہ دل خوش ہو عمرو نے فوراً گنگنا کے یہ غزل عاشقانہ سامنے ملکہ تاریک کے شروع کی غز

ہاتھون مین آجکی شب منہدی لگائیے گا
آخر کبھی تو میرے قابو مین آئیے گا
ذات شریف ہو تم مین خوب جانتا ہون
بڑھ جاؤنگا جہانتک مجھکو گھٹائیے گا
بے وجہ یہ نہین ہی انداز گفتگو کا
جھوٹی نہین قسم ہون ہردم جو کھائیے گا
مشتاق نے تو جاندی گلگون لباس کیون ہی
کیا منہ اب آپکا ہی جو منہ چھپائیے گا
آخر کچھ انتہا بھی بے رحمیون کی صاحب
کیا قہر آج کی شب ہمپر نہ لائیے گا
سمجھے ہوئے ہین جو کچھ دل مین بھری ہوئی ہی
سمجھے یہ رنگ ہم بھی کچھ رنگ لائیے گا
پھر مین بھی کچھ کہونگا دیکھو زبان روکو
طوفان اور کوئی مجھپر اُٹھائیے گا
امیدوار باقی کچھ اور رہ گئے ہین
پھر کل کسطرح ایمان باتین بنائیے گا
یہ کیون ہی نا امیدی درگاہ کبریا سے
یہ رنگ نومیدی کسکو دکھائیے گا
ہم خوب جانتے ہین استادیان تمہاری
کیجیے تو عاشقون کو کبتک ستائیے گا
نسطہ پھر ادھر وہ نارج تن سے نکلے
کا ہیکو آئیے گا کا ہیکو آئیے گا
یہ شوخیان تمہاری لکھی ہوئی ہین دلبر
پھر منہ چھپا کے مجھسے آنسو بہائیے گا
ہان شمع کا مین گل ہون ناصح کی گفتگو ہی
پھر بھی نقاب کیسو منہ سے ہٹائیے گا
مین ہون مزاج قاتل لازم ہی خوف مجھسے
جو کچھ کہ آرزو ہی ویسا ہی پائیے گا
دیکھو رقیب آئے دیکھو رقیب آئے
محفل مین بیٹھے بیٹھے آنکھین ملائیے گا
ممکن نہین جو نیت بدلے تمہاری ایمان
آ ئیگی اور آفت گر آپ جائیے گا
آؤ تو جلد آؤ دم بھر کے بعد ایمان

مجھکو نہ پائیے گا مجھکو نہ پائیے گا
کچھ دور مین نہین ہون لازم ہی یاد کرنی
آخر نسیم کا دل کبتک کھلائیے گا
بس کیجیے گا جو کچھ مدت سے آرزو ہی
مانند دل مجھے بھی پہلو مین پائیے گا
فرصت ہو گر میسر دم بھر کو آئیے گا
ٹھنڈی نہ ہونگی کیا گر میان تمھاری

عمرو نے گاتے گاتے جام شراب لبریز کیا پڑیہ بیہوشی کی ملاکے تاریک کے سامنے پیشکش کیا تاریک اٹھاکر جام کو پی گئی عمرو آنکھ ملائے دیکھ رہا ہی تاریک کی آنکھون پر سرخی بھی نہ آئی اتنا کہا کہ ای عمرو تیرے گانے نے دلکو بہت خوش کیا شراب نے تلخی دی ایک جام شراب لبریز کرکے یہ نظم

ساقیا وہ پڑا اندہی اب ڈھلکا
کاگ بوتل کا بھی اڑتا ہی ترے اعجاز سے
کاگ اڑتا ہو جسکی بوتل کا
موجۂ بحر کم نہین ساقی یہ پیر دارے

عمرو نے کہا حافظ دوسرا جام عمرو نے لیا چھ ماشہ کی پڑیہ بیہوشی کی نکالی جام مین ملاکر تاریک کو جام دیا تاریک پیکر خوب قہقہہ مارکر ہنسی بہت خوش ہوئی کہا ای عمرو اسوقت تو احسان کیا احسان کیا کسی قدر سرور ہوا ہمارے سر کی قسم تیرے پاس کیا ہی ایسے دو چار جام پلادے مجھکو سرور حاصل ہو سالہا سال گذرے کہ شراب پیتے پیتے پیٹ پھول جاتا ہی نشہ نہین ہوتا اسوقت طبیعت بہت خوش ہی جو کچھ تیرے پاس ہو چھپا کے نہ لا جام شراب بھر دے ای ساقی خوش آواز مست کر دے عمرو نے گنگنا کے یہ مطلع مصنف کا پڑھا مطلع مصنف ساقی شراب شوق سے دل چور چور ہی ❊ اس چشم مست کا مجھے ابتک سرور ہی ❊ تاریک گانے پہ عمرو کے بیقرار ہی اچھل رہی ہی کود رہی ہی گیند کو سر پر اٹھالیا جب ڈکار لیتی ہی منہ سے دھوان نکلتا ہی کبھی عمرو کا شانہ پکڑ کے اٹھالیتی ہی کاندھے پر بٹھالیتی ہی سارے گنبد مین دوڑی پھرتی ہی خود بھی کبھی گانا سناتی ہی اسکی آواز سے عمرو کو خوف آتا ہی گویا بھینسا اراتا ہی دو گھڑی کامل عمرو کو لیے لیے پھری اسی طرح ہاتھ ٹیک کر بیٹھی عمرو سے کہا کیا تمنے ہماری شراب مین ملایا تھا وہی نکالو عمرو نے ناچار ہو کر پڑیہ بیہوشی کی نکالی کہا ای ملکۂ عالم یہ نسخہ ہی ایک اسکو صاحبقران ملاکر پیتے تھے سنتا ہون مقوی آنکھون مین بصارت ہو روح کو راحت ہو دن کو تارے آسمان کے گن لے جب تو حمزۂ عرب بڑے بڑے پہلوانون سے لڑتا ہی اسکا نام نوش دارو ہی یہ کہکر عمرو نے جام شراب مملو کیا سامنے تاریک کے بیہوشی ملائی تاریک نے پیکر ایک موتیون کا مالا گلے سے اتار کر عمرو کو پہنا دیا عمرو نے جھک کر سلام کیا مگر ہاتھ پانؤن مین رعشہ دیکھا تاریک شکل کش شراب مین بیہوشی ملاکر پینے لگی سب بیہوشی ملاکر پی گئی عمرو نے دیکھا بیہوشی نے کچھ تاثیر نہ کی اب عمرو حیران کہ مین کیا کرون لیکن اب تاریک نے کہا خواجہ یہ نسخہ ہمکو بنوا دو ہم روزمرہ شراب مین ملاکر پیا کرین ای عمرو تو مصاحب معقول ہی

ہمارے پاس رہولاؤ نامہ دو عمرو نے نامہ نکالکر دیا تاریک نے کہا خواجہ طاؤس جادو کو تمنے بیہوش
کرکے درہ کوہ مین ڈالدیا وہ اب بارگاہ مین افراسیاب کی پہونچ گیا ہوگا مین تیسین سے بیٹھے بیٹھے اپنے
پیر کو حکم دیا تدبیر معقول ہوگئی عمرو نے ہاتھ باندھے کہا دہائی امان اگر یہ صورت نہ بنتا آپکی زیارت سے کیونکر مشرف
ہوتا تاریک نے سر ہلایا کہا او نگوڑے تو میرے قتل کرنے کی فکر مین آیا ہی ایک ہاتھ تلوار کا لگا خنجر کھینچ دیکھ
تو کیا ہوتا ہی او دیوانے ہنسے آنکھین ساحری کی دیکھین مین ہین مشعل جادو نہین ہون ساری رونی رات
بھر کی صبح کو بخشا خستہ ہاتھ مین لیکن تو اپنے دل مین بہت خوش تھا کہ ملکہ تاریک کو قتل کرونگا اب کہ کیا ارادہ ہی عمرو
ہاتھ جوڑنے لگا گڑگڑا کے کہا ای تاریک حقیقت مین تجھ ایسا ساحر حاکم اقلیم ہنروری میری نگاہ سے نہین گذرا
حقیقت مین آپ نمونہ قدرت ساحری ہین اب اس زمانہ مین کوئی آپکا مثل نہین ہی جبسے مین اس طلسم مین
آیا بڑے بڑے ساحر دیکھے مقابلے پڑے ہاتھ سے میرے مارے گئے لیکن آپ ایسا نگاہ سے نہین گذرا آج مجھکو ثابت
ہوا کہ رکن طلسم ہوشربا حضور ہین آپکے قدم سے طلسم آباد رعایا دلشاد ہی تاریک نے ہنسکر کہا ای خواجہ آپکی مہربانی
ہی تم ایسا عیار بھی ناممکن ہی مین خبر سن چکی ہون کہ تمنے دمامہ و شمشش کو مارا بڑے بڑے ساحرون کو لاکر
افراسیاب نے مجھکو طلب کیا ہی مین گنبد سیاہ مین خود گھبرائی تھی کئی سو برس سے گوشہ نشین ہون اب تو بھی
اپنے بچے کی سلطنت بچانا واجب ولازم ہی تم ہی جواب بھی نامہ کا لیجاؤ یہ جواب افراسیاب کو دینا عمرو نے
کہا شہنشاہ مجھے قید کرلینگے بہت مجھسے خفا ہین تاریک نے کہا نہین ہم شفارش لکھدینگے تمکو انعام دیگا ہرگز
قتل نہ کریگا مگر یہ بتلاؤ ہمپر عیاری بھی کروگے عمرو نے کہا دہائی امان کیا مجال مین جواب شہنشاہ کو آپکا دیکر طلسم ہوش
سے نکل جاؤنگا جان بچاکر ٹل جاؤنگا آپکے گنبد کے جانب کبھی منہ کرکے نہ سوؤنگا لیکن مجھکو اب رخصت کیجیے
جواب نامہ کسی اور کی معرفت روانہ فرمایئے تاریک نے کہا نگوڑے کیون ڈرا جاتا ہی ہم تیرے ساتھ احسان
کرتے ہین کئی سو کوس کا راستہ ہی ان جنگلون پہاڑون مین مارا مارا پھریگا ہماری مدد سے توجلد پہونچ جائیگا
افراسیاب تجھکو کچھ نہ کہیگا عمرو نے ناچار ہوکر سر جھکا لیا سوچا اگر کچھ اور کہونگا یہ اٹھا کے کھا جائیگی تو مین
کیا کرونگا تاریک نے جواب دیا نامہ افراسیاب جادو کو لکھا مضمون یہ تھا ای نور نظر ای پارۂ جگر ای
چراغ طلسم ہوش ربا ای ساحر یکتا ای سرو باغ ساحری ای زنگ دیوے گل گلشن افسونگری نامہ تیرا معرفت
عمرو ہمارے پاس آیا حقیقت مین اس عیار نے حق خدمت کا بجا لایا ہمکو بہت راضی کیا ہم اسکے ہاتھ نامہ روانہ
کرتے ہین خبردار اسکو خلعت دینا بدلا ان برائیون کا نہ لینا فورًا رہا کر دینا دامن مدعا اسکا زر سرخ و سفید سے بھر دینا

مابدولت حجرے سے برآمد ہوتی ہین بارگاہین عمدہ ہمارے واسطے آراستہ کرو بادشاہان طلسم کو ہماری زیارت
کے واسطے بلاؤ ہم اگر ایک ہفتے مین کوکب و برہمن و نورافشان کو سٹا دینگے سب کو سزا دینگے مہرخ اور
بہار و باغبان کا کیا ذکر وہ غلام و لونڈیان ہین خود اگر اطاعت کرینگی اگر خلاف وقوع پذیر ہوا سب کو
چیر پھاڑ کر کھا جاینگے حیرت کو لکھا ہو کو بعد از دعا معلوم ہو کہ مدت سے تجھکو نہین دیکھا ہمارے لیے سامان
عیش و نشاط مہیا کر دمنیجانے آراستہ کرا دیبیٹ بھرنے کی بھی تدبیر ضرور ہو تامل کرنا قصور ہو تھوڑے لکھے کو
بہت جاننا بہت جلد مابدولت تشریف لاینگی نامے کو ملفوف کیا سرنامے پر اپنی مہر کی عمرو کے ہاتھ مین دیا
ہاتھ کا اٹھا کلاک طاؤس نہایا کہا لو خواجہ اسپر سوار ہو ناچار و مجبور عمرو کانپتا ہوا اٹھا طاؤس پر سوار ہوا
تاریک نے کہا ای طاؤس سحر سامری ای طائر افسونگری عمرو کو لیجا خاص بارگاہ افراسیاب مین پہونچانا
ہمارا بندہ خاص اطاعت گزار با اختصاص ہو اسکو کچھ تکلیف نہ پہونچے بہت احتیاط سے لیجانا یہ تاریک نے
جو کہا طاؤس عمرو کو لیکر بلند ہوا جب طاؤس خواجہ کو لیکر چلا عمرو نے تاج نکالکر پہنا قبای قلم کا زیب جسم
کی تنکر طاؤس پر بیٹھے دلسے کہا گھبرانا بیکار ہی پروردگار مالک و مختار ہی طاؤس اڑتا ہوا جاتا ہی قضائے کار یہان
ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ بیرون بارگاہ جلوہ فرما ہین چالاک و جانسوز و برق و ضرغام و قران بھی
اسوقت حاضر ہین یکایک لشکر مین ہلڑ ہوا سب نے کہا دیکھو شہنشاہ آج عیاری طاؤس پر سوار اڑتے
ہوئے آتے ہین ملکہ مہرخ نے سر اٹھا کر دیکھا حقیقت مین خواجہ عمرو طاؤس پر سوار تاج سر پر رکھے ہوئے
لباس فاخرہ زیب جسم ملکہ مہرخ گھبرا گئی بہار و باغبان اٹھے کہ ہم خواجہ کو روکین عمرو نے وہین سے نعرہ
کیا منم مصاحب ملکہ تاریک شکل کش خبردار ای مسلمانو مجھپر نگاہ نہ اٹھانا ورنہ ایک ایک کو خنجر ماردونگا عیارون
کو آواز دی باشید ای سکارہ ان سرحد طلسم سے نکل جاؤ ورنہ ملکہ عالم تشریف لاتی ہین سب کو چیر پھاڑ کر کھا جاینگی
بھاگ جاؤ راستہ نہ ملیگا عمرو نے جو ملکہ مہرخ کے لشکر سے یہ باتین کین صرصر و صبا رفتار کنارے لشکر حیرت پر
پھر رہی تھین انھون نے آواز عمرو کی سنی کہ اسمان سے باتین کر رہا ہی سر اٹھایا صرصر تو خوب ہنسی دوڑی ہوئی
بارگاہ افراسیاب مین آئی ای شہنشاہ ذرا اٹھکر ملاحظہ کیجیے عمرو اک طاؤس پر سوار اڑا ہوا آتا ہی اپنے لشکر
والون کو گالیان دیتا ہی کہتا ہی سبکو مار ڈالونگا مین مصاحب ہون ملکہ تاریک شکل کش کا افراسیاب نے
کہا کہین نام سن پایا ہوگا وہ وائی امان کو کیا جانے وہان کوئی جا سکتا ہی یہ باتین تھین کہ بالائے بارگاہ افراسیاب
عمرو آکر پہونچا سب حیران ہو گئے طاؤس نے عمرو کو نیچے بارگاہ افراسیاب مین پہونچایا طاؤس تو اڑ گیا خواجہ نے

جھک کر افراسیاب کو سلام کیا نامہ تاریک شکل کش کا دیا افراسیاب نے پڑھا دنگ ہو گیا کہا خواجہ گنبد تاریک مین تم گئے تھے عمرو نے کہا مین نوکر ہو گیا لائیے تنخواہ دلوائیے نامے مین لکھا ہی ملاحظہ فرمالیجیے افراسیاب نے پڑھا بیشک لکھا ہی کہ عمرو کو خلعت دینا ہمارا مصاحب خاص ہی جو کوئی اسکو ستائے گا ہمارا دشمن ہی تمام اہالیان دربار گھبرا گئے رنگ چہرۂ حیرت متغیر ہوا عمرو نے کہا ملکہ عالم ہوجی صاحب آپکو بھی تو کچھ لکھا ہی افراسیاب نے پڑھکر سنایا حیرت نے کہا ای عمرو سچ کہہ تو وہان کیونکر گیا اب اسوقت تجھکو کوئی قید نکریگا ملکہ عالم نے سفارش کی ہی افراسیاب نے عمرو کو کرسی دی خواجہ عمرو آکر بیٹھے بڑبڑ باتین کرنے لگے کہا ای شہنشاہ ساعت فرمائیے جب حضور نے نامہ لکھا طاؤس جادو کو دیا مین کھڑا دیکھ رہا تھا جنگل مین جاکر طاؤس کو بیہوش کیا حضور اسکی شکل بنکر گیا قریب شعلہ ہائے آتش پہونچا روغن ہوسیقار ملکر شعلۂ آتش ٹھنڈا ہوا قریب گنبد سیاہ پہونچا اب مین حضور سے کیا پردہ کرون اتنا تو میرا اور حضور کا مقدمہ واحد ہی خداوند سامری شاہد ہی اب مین آپ سے پردہ کاہیکو کرون صاف ملکہ عالم سے کہلا بھیجا سب باتین عمرو کی سنکر دنگ ہو رہے ہین افراسیاب نے کہا خواجہ اندر گنبد سیاہ کے گئے تھے عمرو نے کہا جا کیسا ملکہ عالم سے صحبت رہی ایسا مقرب ہوا جب تو یہ نامے مین تحریر فرمایا کہ عمرو کو قید نکرنا انعام دینا اور مجھکو حکم ہی کہ نسخہ تیار کرو ملکہ عالم کو نشہ نہین ہوتا مین نے جو دو جام پلائے ایسا سرور ہوا تمام گنبد سیاہ مین دوڑی دوڑی پھرین دسون جوانون کی تمہاری ہیر سے سامنے کھائی ایک طرف آگ روشن ہی جسکو جمشید کا الاؤ کہتے ہین کیون شہنشاہ پتے کی باتین ہین افراسیاب نے کہا ای عمرو تو نے غضب کیا کیا دائی امان کو بیہوشی پلائی تھی عمرو نے کہا حضور مین نے سب تدبیرین کین ذرا بھی غافل پاتا مار ڈالتا لیکن وہ نمونۂ قدرت سامری ہین انکو کون مار سکتا ہی جب سب تدبیرین کر چکا تب مین انکا مطیع ہوا اب جو کوئی انکا دشمن ہی مین اسکا دشمن ہون دیکھیے بی صرصر وغیرہ کا کیا حال کرتا ہون آپ سے اور ہمیشہ رہیگی دائی امان کی خدمت مین رہینگے وہ حقیقت کو پہچان گئین آج ہمارے مذہب کا بھی حال کھل گیا افراسیاب حیران حیران باتین عمرو کی سن رہا ہی حیرت غرق دریائے حیرت افراسیاب کو پیچ و تاب اہالیان دربار خاموش صرصر مسکرا رہی ہی عمرو نے صرصر کو دیکھکر کہا تم کیا ہنس رہی ہو اب تمہارے ساتھ میری شادی ہوگی دائی امان میرا کچھ دلال نہین گوارا کرینگی لاکھون روپیہ میری شادی مین صرف ہوگا مالک ہوشربا کے میری جاگیر الگ ہو جائیگی کچھ تمہارے نام بھی تحریر کرادونگا صرصر گالیان دینے لگی کہ تو کچھ دیوانہ ہوا ہی شہنشاہ کے سامنے یہ باتین بناتا ہی انکو یقین آئیگا وہ تیری باتین مانینگے تو نے جاکر وہان بھی دام مکر پھیلایا ملکہ عالم کو بھی

پھنسایا ای شہنشاہ اسکو قید کیجیے عمرو نے کہا سبحان اللہ مین تو موجود ہون بھلا قید کرنا تو بڑی بات ہی اب عنایت لات ومنات ہی کوئی ترچھی نگاہ سے تو مجھکو دیکھے دائی امان سے کہدون آئی ہونگی شہنشاہ جلد سامان کیجیے مین آپ سے عرض کیے دیتا ہون ملکہ عالم نے ارشاد فرمایا ہی میخانے درست ہون جسوقت وہ گنبد سیاہ سے نکلین انکی نہاری مین فرق نہ آئے جب یہان آجائینگی اور لڑائی شروع ہوجائیگی اپنی آپ خدا کی پیدا کرینگی علاوہ ازین مین تدبیر کرونگا کیا کوئی بات اٹھا رکھونگا جابجا سے جوان جوان آدمی ملکہ کی خدمت لاکر حاضر کرونگا صرصر تو اٹھکے چلی گئی گر خواجہ عمرو اٹھے افراسیاب سے کہا ای شہنشاہ مین رخصت ہوتا ہون جاکر مہرخ وغیرہ کو سمجھاؤن شاید مل جامین افراسیاب کو بموجب تحریر کے کچھ بن نہ پڑا خلعت فاخرہ اور پانچ توڑے اشرفیون کے منگواکر عمرو کو دیے عمرو خوشی خوشی بارگاہ افراسیاب سے نکلا یہان ملکہ مہرخ وغیرہ گھبرا رہی تھین کہ خواجہ بارگاہ افراسیاب مین گئے ہین نہین معلوم یہ طاؤس سحر کہانسے ملا برق وغیرہ نے آکر ملکہ مہرخ سے بیان کیا کہ حضور استاد خلعت پہنکر آتے ہین سب سردار باہر نکل آئے دوڑکر ملکہ بہار لپٹ گئی کہا خواجہ یہ کیا معرکہ تھا عمرو نے تمام کیفیت سامنے سرداروں کے بیان کی کہا یارو مین نے تو اپنی جان بچائی مگر تاریک بلاسے بے دربان آفت روزگار ہی جسوقت آئیگی اندھیر مچائیگی کیا کہون کہ کیا دیکھا اسوقت تک کلیجہ تڑپ رہا ہی یقین تھا کہ روح نکلجاے آدھا بادۂ بیہوشی آدم خوار کو پلادی اسکا جواب دیتی ہی کہ خواجہ ایسی ہی شراب پلاؤ یہ نسخہ تیار کرو ایسی کا کوئی کیا کر سکیگا میرے تو ہوش نہین درست ہین حقیقت مین مشعل کی کیا حقیقت تھی اسکے سامنے کوکب روشن ضمیر کیا سب اسکے روبرو طفل مکتب ہین باغبان نے کہا خواجہ حقیقت مین آپ سمجھکر وہان گئے نہین معلوم اسکے ہاتھ سے کیونکر بچے حاکم حقیقی نے آپکو بچا لیا پھر ہمسے ملا یا عمرو تو اس تردد مین ہی بعد جانے عمرو کے افراسیاب جادو نے حکم دیا بارگاہ زرنگار نکلے اور ہم دابر لق میخانے درست کراؤ حاکمان ممالک ہوشربا کو تحریر کرو کہ جسکو زیارت ملکہ تاریک شکل کش کرنا منظور ہو آکے زیارت سے مشرف ہو فلان دن تشریف لائینگی تیاریان آمد تاریک کی ہونے لگین لشکر اسلام مین تردد انتہا عمرو نے جو حالات گنبد سیاہ بیان کیے سبکے ہوش اڑے ہر خورد و کلان زندگی سے نا امید باغبان قدرت وغیرہ جو رازدار طلسم ہوش ربا ہین انکو تو آب و دانہ حرام ہی آٹھ پہر بیقراری سے کام ہی ہر ایک کا یہی قول ہی اب نہین جان بچ سکتی تاریک شکل کش کی آمد ہی افراسیاب کو ہم سبکے ستانے مین کمی ہی افراسیاب کے یہان سامان عیش و نشاط و فرحت ملازمان ملکہ مہرخ سحر چشم

گرفتار دام مصیبت دونون لشکر اس حال مین ہین

دو کلمہ داستان آمد تاریک شکل کش وشعبدۂ اول تاریک شکل کش اور کوکب روشن‌ضمیر و برہمن روئین تن کے

خمسہ

اجل کی آمد آمد جان نے جانیکی ٹھانی ہی
بدن لاغر ہو چہرہ زرد مرنے کی نشانی ہی
دو روزہ زندگانی خواب ہی قصہ کہانی ہی
بھروسا زندگی کا کیا سفر حسیان جہانی ہی
اٹھاتے ہین جو ناز اکدن انھین میت اٹھاتی ہی

چمن سیراب ابر تر مین دریا کی روانی ہی
سنا اس مطلع رنگین کو بلبل کی زبانی ہی
خس و خاشاک پر جوش نمو برگ خزانی ہی
دہن غنچہ بہ بادہ مائل رنگین بیانی ہی
بہار آئی ریاض حسن مین کیا گل فشانی ہی

کسی دن جذبۂ دل گھر سے انکو کھینچکر لایا
اکیلے راز دل کہنے کا موقع اک گھڑی پایا
مبارک ہو مبارک ہو زبان نطق پہ آیا
سنا ہمنے یہ حال صدمۂ فرقت یہ فرمایا
کدھر کا ہی یہ افسانہ کہان کی یہ کہانی ہی

کبھی یہ بھی قمر نے چاندنی کی صاف افشان پر
فروغ روے انور طعنہ زن ہی مہر تابان پر
یقین کالی گھٹا کا سبکو ہی زلف پریشان پر
نظر آتے نہین تل عارض شفاف جانان پر
دیا حسن پہ کس درجہ شعلے کی گرانی ہی

دکھاتے ہین تجلی دمبدم رخسار سے اپنے
کیا موسیٰ کو قائل ہی لب گفتار سے اپنے
جلاتے ہین گلون کو شعلۂ رخسار سے اپنے
بتون کے قول ہین یہ طالب دیدار سے اپنے
خدا کا قہر بندون کے لیے یہ لن ترانی ہی

سمندر کی دکھائی بارہا چشم تر رشک جیحون نے
دکھلائے جوہر حسن بیان شمشیر مضمون نے
پری شیشے مین اتری یہ کیا ہی کام جیحون نے
کیے ہین شعر موزون ابروون کے طبع موزون نے
ہمارے شعر مین بھی مطلب شمشیر خوانی ہی

چھپاتے چاند سے رخسار ہین سو جسے پردہ مین
لگاتے تل ہین بالون مین اب جائینگے سیلے مین
سحر سے شام تک مصروف ہین زینت کے جلسے مین
ستارونکی بنت سلوا رہے ہین وہ دوپٹے مین

کرن سورج کی لچکا برق کا رنگ آسمانی ہی

وہ دیکھو بے ستون ہی نجد کے دامن نظر آئے — ہوا چلتی ہی ٹھنڈی ٹھنڈی نجد کے غصب لائے
اگر دم لے دل قیس حزین بھی خرمی پائے — یہ کہہ دو ساربانسے ناقۂ لیلی کو ٹھہرائے

نہایت چھاؤن نخل بید مجنون کی سہانی ہی

فراہم گوہر مضمون ہون دریا کو بھی حیرت ہو — نظر ہو جسکی غرق ہو جبہ تشویش حسرت ہو
عجب کیا ہی غضنفر کو مخمس سنکے فرحت ہو — تعجب کیا اگر اے مقصود حاسد غرق خجلت ہو

کر اس طبع رواں مین صاف دریا کی روانی ہی

افراسیاب جادو خیال آمد تاریک مشعل کش مین باغ باغ غم سے دلکو فراغ تیاریان ہو رہی ہین بارگاہ زرنفتی نکلوائی استادہ ہوئی وزیر اعظم دستور معظم سرما و ابریق اور بڑے بڑے بادشاہ جلیل تیاری مین شراب کی مصروف ہین افراسیاب کا حکم ہی دائی امان کے واسطے کئی ہزار خم ہاے کلان منگوائے شراب ناب ہر وقت تیار رہین دائی امان کو اسکی بڑی خواہش ہی لیکن جب حیرت جادو پوچھتی ہی ساربان زادہ سچ کہتا تھا خاص گنبد تاریک مین گیا دائی امان کو بھی دھوکا دیا افراسیاب نے کہا انکو کیا دھوکا دے سکتا مگر گانا اسکا سحر کال ہی بڑا فہیم و عاقل ہی مدت سے دائی امان گنبد تاریک مین بند ہین ہمیشہ سے عیش پروردہ ہین اب عرصہ دراز سے سب سامان عیش و نشاط ملتوی ہوا گنبد سے نہین نکلین اسکا گانا سنکر خوش ہوگئین جانتی ہین کہ میرا کیا کر سکتا ہی نامہ لکھدیا اے حیرت ان سکو بھاگنے کا راستہ نہ ملیگا کوکب و مہ جبین و نور افشان مثل چاکران کمترین حاضر خدمت ہونگے قدمون پر گرینگے با بدولت سماعت نکرینگے دائی امان کا سحر نہین ہی قہر سامری و جمشید ہی اول تو یہ جو مقدمہ مشعل مین سانحہ گذرا کہ نور افشان نے ساربان زادے سے کہدیا تھا کہ انھین سبھی بچانا وہ بھی تو مصاحب سامری ہی آخر دین بیمار وغیرہ کی جسم مین سبکے داخل کردین انکی لڑائی مین یہ تحریر ملکن ہی جسکو پکڑینگی چیر پھاڑ کر کھا جائینگی حقیقت مین یہ امر ملحوظ خاطر ناظرین رہے جو ہاتھ سے تاریک کے مارا گیا وہ اصل مین مرا خدا اسکی شر سے اہل اسلام کو بچائے روز سیاہ نہ دکھائے افراسیاب ٹہل رہا ہی کہ دیکھا چند ساحر اڑتے ہوئے آئے بعد از دعا و ثنا عرض کی اے شہنشاہ مبارک ہو حضور کی دائی امان بعد شکست دشمنان گنبد سیاہ سے باہر تشریف لائین مع ڈیڑھ لاکھ ساحرون کے آج کوچ کیا قطع منازل و طے مراحل کرتی ہوئی تشریف لاتی ہین جس شہر کے قریب پہونچین شاہان عالیجاہ براے دعوت حاضر ہوتے ہین لیکن ابھی تک

کسیکی دعوت قبول نہین فرمائی حکم ہو البعد فتح خنگ باغیان ایک ایک دن دائی امان دعوت قبول کرینگی زیادہ تکلیف نہ دینگی افراسیاب نے کہا ای ملکہ حیرت برائے استقبال چلو ایسا خوش ہوا بند قبا ٹوٹ گئے حیرت جادو نے عرض کی ای شہنشاہ ایک مرتبہ مین سامنے گئی تھی آجتک آنکھون کے آگے وہ صورت پھرتی ہی حضور کو یاد ہوگا مین بیہوش ہوگئی تھی افراسیاب نے کہا چپ رہو ایسی باتین نہ کہو دائی امان کو تمسے قلبی محبت ہی فرماتی ہین میری بہو صاحب عصمت و عفت ہی اچھا تم یہان کنارے پر لشکر کے ملاقات کرنا مجھے دو منزل آگے بڑھ جانا مناسب ہی لیکن خبردار جب تشریف لائین سلام کرکے لپٹ جانا ملکہ حیرت نے کہا جو مجھسے ہو سکے گا وہ کرونگی افراسیاب پشت مرکب پر بیٹھکر برائے استقبال ملکہ تاریک شکل کش چلا یہان لشکر اسلام مین غلغلہ ہوا ملکہ مہرخ نے تاکید کی خبردار برائے خدا کوئی عیار لشکر مین تاریک شکل کش کے بجائے فوراً پہچان لیگی جیر پھاڑ کر کھا جائیگی فرداً فرداً جانیکا قصد نہ کرو ہم تم سب ساتھ مرینگے بہار جادو اپنی بارگاہ مین تھی گرد مصاحبان خاص انیسان با اخلاص لشکر اسلام کا ذکر ہو رہا تھا چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی حضور افراسیاب برائے استقبال ملکہ تاریک گیا ہی حیرت انتظام آمد تاریک مین مصروف ہی یہ سنکر رنگ روے بہار متغیر ہوگیا کہ صاحبو ارادہ تھا کہ جاکر برائے چند ساعت بادشاہ جمجاہ سے ملاقات کر آؤن یہ بھی عرض کرتی کہ اب ہمارا حاضر ہونا خدمت فیضدرجت مین نہوگا حال تاریک مفصل نہ عرض کرتی اتنا آگاہ کر دیتی کہ حضور اب لڑائیان سخت در پیش ہین کنیزان حضور ولرش ہین اگر حضوری مین تامل ہو تردد نہ فرمائیے گا ہمارے عرض کرنے سے شہنشاہ عالیجاہ کو تسکین ہوتی حقیقت مین سر اقدس پر بار عظیم ہی اتنے بڑے لشکر کا انتظام کرنا انھین کا کام ہی روز ساحر یہان سے جاتے ہین سب بیچارے انھین کی جان کے دشمن ہین اگر ایک ہفتے کی مہلت ملتی جاکر زیارت سے مشرف ہو کر عرض کر دیتی کہ اب حاضر ہونا غیر ممکن ہی ای شہریار آمد تاریک شکل کش ہی اُسکے نام سے طبیعت مشوش ہی یہ بھی ظاہر ہی کہ اُس شہریار کا یہانتک آنا دشوار ہی زلزلہ قاف ثانی سلیمان فکر قتل مین لقا کے ہین جبتک وہ شکست کھا کے اسطرف نہ آئیگا صاحبقران قصد ہوش ربا نکرینگے یہ فرمایا اور آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئے گلعذار قدمون سے لپٹ گئی تسکین دی کہا خدا حضور کو سلامت رکھے انشاء اللہ یہ بلا بھی رد ہو گی غیب سے مدد ہوگی ملکہ بہار نے کہا ای گلعذار تاریک کا قتل ہونا ممکن نہین کون اسکا جواب دے سکتا ہی زندگی سے یاس ہی دل اداس ہی صرف یہ حسرت ہی کہ ایکی مرتبہ قدمبوس ہوکر حال دل عرض کرسکے شہنشاہ ابدار موافق اپنے حال زار کے ہین انسے پردے مین کیفیت سے دل تردد منزل کے آگاہ کر دیتی

نظم

چشم گریانم پیامے از بہار آوردہ ام
تخم این گل راز باغ روزگار آوردہ ام
دادہ ام دل را بدست کافر بدکیش زلف
بردہ ام بے اعتباری اعتبار آوردہ ام
بعد عمرے کردہ قصد جان و مہمان من است
کشتی بیطاقتے را بر کنار آوردہ ام

نافہ ام بوے خوشی از زلف یار آوردہ ام
از دیار عشق می آیم دیار من غم است
قطرۂ خون جگر را یادگار آوردہ ام
قطرۂ خون جگر جاے دلم در سینہ بود
مرغ دل را صید آن تیر شکار آوردہ ام
ہر طرف ہنگامۂ گرم است از غوغاے من

تشنۂ بوے گل و غم پریشانے بود
درد دل چندانکہ خواہی ارمغان یار آوردہ ام
اعتماد عشق را نازم کہ بر در گاہ او
دان ہم از راہ نظر بہر نثار آوردہ ام
سالہا خون خوردہ ام در موجۂ طوفان غم
فتنۂ مخفی عجب بر روے کار آوردہ ام

اسطرح کے اشعار درد آمیز فرقت خیز جو ملکہ بہار نے پڑھے انیسان و سساز مصاحبان ہمراز بے اختیار رونے لگین بارگاہ بہار مین اسوقت عجیب رنگ کنیزین دنگ مالک اپنی زندگی سے تنگ قضاے کار ملکہ مخمور بھی اپنی بارگاہ سے نکلی ہی چند کنیزین ہمراہ یہ بھی رازدار ہو آمد تاریک شکر انتہا کی بیقرار ہی ساتھ والیون سے کہتی چلی آتی ہی صاحبو اب افراسیاب جادو ملک الموت کے استقبال کو گیا ہی لطف زندگی دل سے فوت ہی ہم سبکی جان کو تاریک شکل کشش ملک الموت ہی ساحرہ نامدار آدم خوار اسکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی حقیقت مین وہ ملعونہ بلاے روزگار ہی ہمارے واسطے زیادہ قباحت ہی مشہور ہی کہ مخمور صاحب شوکت ہی ہم ایسے جو دو چار نامی ساحرین دشمن اسکو سمجھائینگے سب سے پہلے ہماری ہی فکر ہوگی حیرت ہمارے نام سے جلتی ہی کہدیگی مخمور و بہار کا نام لیکر للکار دیپھر غیر ممکن ہی کہ ہمارا نام لے اور براے مقابلہ نجائین کیونکر جان بچائین یہ باتین کرتی ہوئی قریب بارگاہ بہار جادو پہونچی رونے کی آواز سنی بیقرار ہوکے اندر بارگاہ بہار کے آئی بہار نے جو مخمور کو آتا دیکھا آنسو پونچھ ڈالے براے استقبال اُٹھی کہا بوا مخمور آؤ مزاج کیسا ہی مخمور نے جو بہار کو دیکھا بے اختیار گلے مین ہاتھ ڈالدیے دونون رونے لگین ملکہ بہار کی بیقراری مخمور کی اشکباری بہار کی نرگسین مخمور کی بڑگن بہار کا نگاہ حسرت سے مخمور کو دیکھنا مخمور کا بلائین لینا بہار کا ہاتھ تھامنا اور کہنا اے مخمور اسوقت ہم خاص تمھاری ملاقات کے طالب تھے اے مخمور خدا تمکو خیر و عافیت سے رکھے اگر بعد ہمارے کوہ عقیق گلزار سلیمانی ہرگز نہو بادشاہ جمجاہ سے عرض کرنا کنیز آپکی اسد نامدار پر نثار ہوئی ایسی مجبور و ناچار ہوئی کہ براے قدمبوسی نہ آسکی ایسی بلا مین پھنسی حضور صبر کرین دل پر جبر کرین اے مخمور اگر اس آتش غم کو ضبط نکرتی قصر تن پھنک جاتا ہڈیان تک خاک ہو جاتین

نظم

تک تا ضبط مین نالہ تو پھر ایسا دھوان ہوتا
کہ نیچے آسمان کے اک نیا اور آسمان ہوتا
کھے ہی مرغ دل ای کاش مین نزاع کمان ہوتا

کرتا شاخِ کمان پر اسکی تیر آشیان ہوتا
نہ ہوتی دل میں کاوش گر کسیکے نوکِ مژگان کی
اگر تیرا اسیر بوسۂ خالِ دہان ہوتا
بگولا گر نہ ہوتا وادیِ وحشت میں دیو مجنون
تو مژگان کی طرح سے اسکی دائم خون چکان ہوتا
نہ کرتا ضبط میں گریہ تو ای ذوق اک گھڑی تجھ

عزاداری میں ہے اسکی یہ چرخِ ماتمی جامہ
تو کیون ہر صبح تن چاک میں سرخ مثل سنان ہوتا
جو روتا کھول کر جی تنگنائے ہجر میں عاشق
تو گنبد ہے سرگشتو کی تربت پر کہان ہوتا
رکاوٹ دل کی ہے قاتل کی وقت ذبح ظاہر ہے
کٹوری کی طرح سے غرقِ حیرت آسمان ہوتا

کہ جیب چاک کی صورت ہی خط کہکشان ہوتا
نہ رکھتا پر نہ رکھتا منھ یہ دانہ پر یقین غم
تو جیسے کہکشان میں بھی فلک پر خون سوا ہوتا
ترے خونِ جگر کی خاک پر ہوتا اگر سبزہ
کہ خنجر ہے مری گردن پہ رگ رگ کے روان ہوتا

مخمور رونے لگی کہا ای ملکہ عالم یہ غم و الم ہماری تمہاری جان کے ساتھ ہے حقیقت میں اب **افراسیاب جادو** نے وہ سامان کیا کہ ایک کی بھی جان نہ بچیگی ان حالات کو بزرگون سے سن چکے ہین ہر چند کہ ہفت حجرہ بلا مشہور ہے دو مرحلہ جات طلسم باطن پر اور پانچ طلسم ظاہر میں لیکن سب میں تاریک سرگروہ ہے ساحرہ سکارۂ غدارہ ہمہ دان ہمہ گیر صاحب تدبیر **ساحری** و جمشید کی شیر دایہ **افراسیاب** بے پیر و بار آدم خوار لشکر شیاطین کی سپہ سالار بس اسکے ساتھ ہم کیا اور ہمارا سحر کیا اک اشارے میں زمین و آسمان تھرا اٹھینگے اس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر جان بچا سکینگے دل کہتا ہے اپنے کو تا یہ محبوب مطلوب پہونچائین پانؤن چل نکلے ہین کہ اس راہ کو طے کرین ہاتھون کو شوق ہے کہ گریبان چاک کرین آنکھین مشتاق جمال بیمثال قلب پر ہجوم غم و ملال اپنے اختیار میں نہین دشمن کا ساستاوہ ہر وقت در پئے آزار عالم عالم حسن دنیا دنیار ہر وقت کہر غم و الم کا جوش مثل تصویر خاموش یہ اشعار آبدار موافق حال

اشعار

خون ٹپک کر آنکھ سے پھر اشک تر پیدا ہوا
ہر بُن کے ساتھ اسکا ہم سفر پیدا ہوا
خود بخود زنجیر کھینچ آئی تعجب ہے مجھے
تخم جو دہقان نے بویا نیشکر پیدا ہوا
رات دن پڑتے ہین پتھر الکدم فرصت نہین
آدمی ہستی سے اپنی بے خبر پیدا ہوا
کیا غضب ہے جسم خاکی کی قفس میں جان قید
جب زمانے میں ہوئی اہل ہنر پیدا ہوا

معدن لعل بدخشان سے گہر پیدا ہوا
سر ترا اٹھا فلک پر تیغ ابرو بڑھ گئی
سنگ مقناطیس کا پاے میں اثر پیدا ہوا
کیا غلط فہمی ہوئی تار نظر اپنا وہ تھا
وہ شجر دیوانہ ہے جسمین ثمر پیدا ہوا
عمر گذری جستجو میں حوصلہ کچھ کم نہین
یہ وہ طائر ہے ہوا بام عرش پر پیدا ہوا

دہر میں کب سایۂ جسم بشر پیدا ہوا
ماہ نو کا ہیکو ہے زخم جگر پیدا ہوا
جس زمین پر پڑ گیا عکس لب شیرین ترا
جانتے تھے جسکو ہم موئے کمر پیدا ہوا
کچھ نہین ثابت کہان تھے کیا ہین کیا ہو جائینگے
بے کمر تو ہے تو مین بھی بے جگہ پیدا ہوا
پیس ڈالا آسیاے چرخ نے اسکو نسیم

ای ملکہ بیمار کہ خدا کرے ہمارا حال لائق رونے کے ہے کاتب قدرت نے کلک قدرت سے صفحۂ قسمت پہ خط شکست سے لکھا پریشانی تقدیر میں اور خستہ رائی تدبیر میں بیمار جادو نے

کہا ای ملکہ مخمور اپنی تو اب یہ کیفیت ہی اشعار

نہ رست سبزہ شوقِ زخاکِ ہستی ما
نہ ویدہ دامن وصل درازدستی ما
اگر بچشم حقیقت نگہ کنی بینی
بروزگار نباشد بنائے ہستی ما

نہ داد نشئہ ذوق شراب مستی ما
اگر نہ لطف خدائے گناہ ما بخشد
بہ بام عرش برین این مقام پستی ما

بہار عمر گرامی بہ جستجو بگذشت
بہ پُرکاہ نیرزد خمار مستی ما
زشہرہان ہمہ دنبال آمدہ تحقیق

اشعار عاشقانہ پڑھکر بہار و مخمور اسقدر روئین کہ جل تھل بھر دیے کنیزون نے دیکھا ایسا نہو ان دونون کا دم نکل جائے آہ شرر بار سے ہڈیان نہ جل جائین دونون صاحبون سے کہا ای شاہزادیو تمھاری حسرت و یاس پر کلیجہ پھٹتا ہی خنجر غم و الم سے گلا کٹتا ہی براے خدا دونون صاحب یگانہ آفاق سحر مین مشاق ہو ابھی تاریک کے آنے مین عرصہ ہی ایک دن بھر کے واسطے چلی جاؤ اپنے اپنے معشوق کو دیکھ آؤ تحقیق ہی بعد آنے تاریک کے سانس لینا دشوار ہوگا غدر آشکار ہوگا افراسیاب سخت مشتعل ہی بہت جلا ہوا ہی ستانے مین کمی نہ کریگا جسوقت تاریک کے سامنے آپ لوگون کے حال کہیگا کہ یہ سب صاحب میرے طلسم کے مٹانے مین درپے ہین لوح کے لیے بڑی کد و کوشش کر چکے سیماب جادو مارا گیا دربند مہر و ماہ فتح ہوا اسی وقت وہ بلاے سیاہ آپڑے گی سنتے ہین آدمی کو چیر پھاڑ کر کھاتی ہی انسان اس سکارہ کی خوراک ہی ایسے کے سامنے دم بھر مین قصہ پاک ہی کسی حیلے سے دونون صاحب صلاح کر کے چلی جاؤ ہمسے اگر خواجہ پوچھین گے کچھ حیلہ کر دینگے دونون صاحب سحر تیار کرنے گئی ہین آنا خیال رکھیے ایک شب سے زیادہ نہ گذرے ابھی تو افراسیاب براے استقبال گیا ہی راہ مین اسکی دعوتین ہوتی ہونگی ابھی اسکو آتے آتے عرصہ چاہیے اگر جلد آئیگی تو بعد دو چار دن کے یہان پہونچی گی اپنے کو سنبھالیے غم و الم کو ٹالیے مصاحبون نے جو اسطرح سمجھایا مخمور نے بہار سے کہا چلیے ہم آپ ہمراہ چلین بہار نام کو عشق سنکر شگفتہ ہوگئی یا ابھی روتی تھی یا ہنس پڑی کہا ای مخمور کونی راستہ خیال مین ہی کہ بہ تعجیل نکل چلین پہر دو پہر مین پہونچ جائین مخمور نے کہا طلسم جمشید طلسم گوہر افراسیابی طلسم ہزار برج طلسم آئینہ یہ سب مقام فتح ہوئے ان طلسمات مین ملازم صاحبقران موجود ہین ہفت دربند کا راستہ چھوڑ دینگے ان طلسمات کی راہ سے چلین گے بہت جلد پہونچین گے طلسم جمشید سے راستہ بہت قریب ہی دونون نے آپس مین صلاح کی بھاری جوڑے پہنے زیور جواہر جسم پر آراستہ کیا بارگاہ سے نکلین اس خیال مین کہ جلدی نکل جائین جیسے در بارگاہ پر آئین دیکھا خواجہ عمرو و برق نامور و چرخ والا گھر کھڑے ہوئے باتین کر رہے ہین مخمور و بہار کو دیکھکر عمرو نے پوچھا ای

بہار دمخمور اسوقت کیا اسادہ ہی بہار تو گھبرا گئی شرما کے سر جھکا لیا لیکن مخمور نے کہا ای شہنشاہ عیاران ای افسر خنجر گذاران ہمنے ابھی بہار سے صلاح کی کہ تاریک کے مقابلے مین بڑی قباحتین برپا ہونگی ہم بھی اپنے کائنات کے سحر تیار کرلائین مہرخ نے تو کہا بہت مناسب ہی مگر خواجہ ہنس پڑے بہار اور زیادہ شرمائی مخمور نے کہا خواجہ کیا ہنسے آپکی خوشی نہین ہی سحر تیار کرنے نجائین عمرو نے کہا ضرور جائیے لیکن آجکل طلسم ہوشربا مین غدر ہو رہا ہی شاہان دربند بھی آتے ہین اگر کوئی مل گیا سب تمہارے نام کے دشمن ہین فوراً گرفتار کر لینگے ہمکو خبر بھی نہوگی خیال کرو یہ باعث خرابی کا ہی آیندہ جو مناسب وقت ہو مخمور نے کہا شب بھر ہمکو گذرگی سحر تیار کرکے چلے آئینگے مخمور خواجہ سے یہ باتین کررہی ہی کہ باغبان قدرت بھی آیا رعد و برق لامع چند سردار نامدار بہار کو دیکھکر آگئے حال پوچھنے لگے یہ تو شرم سے پسینے پسینے لیکن مخمور نے سبکے سامنے بھی یہی کہا باغبان نے جواب دیا ای ملکہ بہار و مخمور ہم کیا اور ہمارا سحر کیا تاریک کے سامنے سب کدو کاوش بیکار ہی اُسکی آمد سنکے ہمکو تو بڑا انتشار ہو لشکر سے کہین جانیکا قصد نکر جا ایسا نہو کسی کے دام مکر مین پھنسو مخمور نے کہا نہین ہم شب بھرکے واسطے جائینگے سحر تیار کرکے چلے آئینگے ہمین نہین کوئی روک سکیگا عمرو نے باغبان کو اشارہ کیا ای باغبان تادیل نکرو انکا جانا مناسب ہی یہ ذکر ہو رہا ہی سب سردار جمع ہین کہ لشکر حیرت مین نوبت نقارے بجے سنے دیکھا بڑے بڑے سردار نامدار وردیان عمدہ پہنے ہوئے جاتے ہین حیرت تخت پر سوار مصاحبان نامور ہمین دیباچہ رنگ پرند نے بڑھکر ملکہ مہرخ کو خبر دی حضور تاریک آپہونچی حیرت برائے استقبال جاتی ہی بازارین آراستہ ہو رہی ہین یہ سنکر سب سردار گھبرا گئے عمرو نے کہا ملکہ مین تو چھپ جاؤن مجھکو دیکھے گی تو بلائے گی خواجہ عمرو تو گلیم اوڑھکر کنارے ہوئے لیکن ملکہ مہرخ سے سردار دنج کہا آدم خوار آتی ہی تو آنے دیجئے آپ تخت پر جلوہ فرما ہون دربار آراستہ رہے یہ سنتے ہی مہرخ نے اشارہ کیا سائبان زربفتی بیرون بارگاہ کھینچ گیا دنگلہائے زرین پہ سرداران نامی آکر بیٹھے مہرخ نیک اختر سریر جہانبانی پر ایک دن عنبر سے صلاح کرکے اسد غازی کو الگ بارگاہ مین مخفی کیا ضرغام کو برائے حفاظت قرار دیا چند ساحر برائے خدمت چھوڑے باقی جملہ سرداران صف شکن تہور شعاران تیغزن گرد تخت ملکہ عالم باطنیان تمام آکر بیٹھے بہار دمخمور کے چہرے پہ ہوائیان اڑ گئین مخمور نے بہار سے اشارہ کیا اب وہم بھر کو ٹلنا یہان سے دشوار ہی دیکھین تقدیر کیا دکھاتی ہی مہتر قران دجالاک برق فرنگی جانسوز و ضرغام عیاران نیکنام صورتین تبدیل کرکے لشکر سے نکل گئے جاکر زیر کوہ ٹھہرے سامان آمد

سواری تاریک شکل کش دیکھ رہے ہین ملکہ حیرت جادو تخت پر سوار جاتی ہر سحر و کنیز کی شکل بنا ہوا
پہلوے تخت ملکہ حیرت مین کنارے لشکر کے آکر حیرت ٹھہری فوجین جمین بازارین آراستہ صغیر و کبیر
برنا و پیر خورد و کلان ادنی اور اعلی ہر پیر و جوان صورت نحس تاریک کے مشتاق مین دیکھا نوبت
نقارے کی آواز آئی زمین تھرائی ہزارہا علم ہاے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوے سامنے سے گذرے
سامان علم و شان مثل ماہی و مراتب ساحران جلیل اہتمام کرتے ہوے ایک جانب آکر کھڑے خواجہ اک
نمل کی آڑ پکڑے ہوے کھڑے ہین یکایک افراسیاب جادو گھوڑے کو بڑھاتے ہوئے خود اہتمام
کرتا ہوا سامنے سے نمایان ہوا اول قریب تخت حیرت آیا کہا اے ملکہ عالم ہوشیار خبردار رہو تخت دانی امان
کا آتا ہے یہ کہکر گھوڑے کو جھپکا کر پھر نکل گیا بعد تھوڑے عرصہ کے سبکی نگاہ پڑی اک تخت پر ایک دیوتی سیہ فام
بجا کی غاب پردہ ظلمات کی نشانی کلوا کی نانی لنگا بہت بھاری کالی کالی صورت اسپر چیچک کے
داغ صاف ظاہر ہے کالے گوپر اولے پڑے ہین بال کھلے ہوے برگد کی ڈاڑھی کے مثال آنکھین غار
مہیب صورت عجیب و غریب دونون ہاتھ تخت پر ٹیکے ہوے زبان منھ سے نکلی ہوئی باچھون سے
خون ٹپک رہا ہے دیکھکر قلب کانپتا ہے خوف ہے طائر روح قفس جسم سے نہ نکل جاے بموجب شعر
تو گوئی تا قیامت زشت روئی × بر و ختم ست بر یوسف نکوئی × خال چہرہ شب قد ملعونہ تاڑ کا درخت
دل مثل سنگ سخت درخت جب ڈکار لیکر سر اٹھایا منھ سے دھوان نکل کر آسمان پر پہونچا گویا ابر دھوان دھار
چھا گیا شراب کے مٹکے بہتی ہوئی بجاے گزگ ران بھیسے کی ہاتھ مین اسکو چباتی ہوئی باچھون سے
خون ٹپک رہا ہے نخنے خون کے سینے پر جمے ہوے گویا صفحہ سنگ سیاہ پر سرخ جانور بیٹھے ہین جیسے ہی چوبدار
نے بڑھکر آواز دی اے ملکہ حضور کی بہو زوجہ شہنشاہ نگاہ روبرو ہے تاریک نے سر اٹھایا حیرت کی آنکھ جو
پڑ گئی گر کر بیہوش ہوئی منھ سے آہ نکل گئی رنگ رو متغیر ہوا یقین تھا حیرت کی روح نکل جاے
وزیرزادیون نے دوڑ کر ملکہ حیرت کو گود مین اٹھا لیا ہلڑ جو ہوا ملکہ تاریک شکل کش نے پوچھا کیا ہوا
چوبدار نے عرض کی حضور کی بہو کو غش آگیا تاریک ہنسی افراسیاب کو قریب بلایا کہا ہماری بہو ہمکو
دیکھکر گھبرا جاتی ہے اسکا کیا باعث ہے افراسیاب نے کہا حضور وہ پروردہ ناز و نعم بازارین کبھی
آنے کا نہین اتفاق ہوتا نازک مزاج ہے ہواے گرم چلی پھول کی طرح کمھلا گئی آپکو دیکھکر گیا غش آ گیا ملکہ
حیرت کو تو شاہزادیان لے بھاگین لیکن افراسیاب نے اشارہ کیا طرف لشکر صرصر کے کہ دانی امان

ملاحظہ فرمایئے لونڈی غلام نے لشکر جمع کیا ہی تاریک نے سر اُٹھا کر دیکھا قہقہا مار کر ہنسی جو جادوگر قریب تھے انکے کلیجے پھٹ گئے معلوم ہوا رعدگرجا دیر تک ملکہ تاریک ہنسی کے مارے لوٹ گئی جب ہنسی سے فراغت ہوئی تخت سے کودی افراسیاب کو گود مین اٹھالیا مثل اطفال خردسال کاندھے پر سوار کیا کہا صاحب میرے بچے کو ابھی بالکل کلام کی لیاقت نہین منہ سے دودھ کی بو آتی ہی ان سبکو دشمن سمجھا ہی انکی کیا حقیقت ہی ایک دن کی سب خوراک ہین شراب اچھی ملے سرور ہو جائے گزک ان سبکو کہا جاؤن مرد عورت سب خوبصورت ہین خوبصورت کا گوشت بھی مزے کا ہوتا ہی مجھے کنکے مقابلہ مین لایا لیکن بچے کی بات کا کیا اعتبار یہ کہکر افراسیاب کو کاندھے سے اتارا ہاتھ تھام کے افراسیاب کا جھومتی ہوئی چلی معلوم ہوتا ہی کالی آندھی اُٹھی موے سر سراسر کھلے ہوسے زمین مین پر لُٹرتے ہوئے گرد ہزارہا ساحران زبردست لیکن خاموش اسطرح جھومتی جھامتی مثل فیل مست دربارگاہ پر پہونچی حیرت دوسرے خیمے مین جاکر چھپی ہی اب جو ہوش آیا کانپ رہی ہی فریدنا دیون نے عرض کی حضور روزن کرکے دیکھیے سامنے نجایئے حیرت نے خیمہ مین روزن کیا تاریک پر نگاہ پڑی آہ کرکے بیٹھ گئی تاریک اندر بارگاہ کے پہونچی افراسیاب نے تخت بچھوایا تھا اُچک کے تخت پر بیٹھ گئی افراسیاب کو قریب اپنے جگہ دی شراب بے حساب چلنے لگی جام پر جام پیے جاتی ہی کہتی ہی افراسیاب بادولت کو بہت ناگوار ہوا لونڈی غلامون سے مقابلہ ان مین کوئی اس لائق بھی نہین کہ سحر کا جواب تو دے جانور ہین چیر پھاڑ کر کہا جاؤن گی دو سو برس کے بعد لاؤ سے جمشید کے اٹھی گرم وسرد عالم کو دیکھا کلیجہ ٹھنڈا ہوا چاہتی ہون کمال ظاہر کرون اپنے زمانے مین سامری و جمشید انبا قوت بازو بناتے تھے اپنے پہلو مین بٹھاتے تھے جب سحر تیار ہوتا تھا ہم آمین شراکت کرتے تھے اب زمانہ ایسا کمال سے خالی ہوا شعل کو انھین سے پیکل کیا انکا بھی نہ کچھ کرسکا افراسیاب نے کہا دائی امان بگوش ہوش سماعت فرمایئے مفصل کیفیت ظاہر کرون صرف لونڈی غلام میرے نہین ہین بادشاہ طلسم نورافشان کوکب روشن ضمیر اُسکا اُستاد برہمن روئین تن نورافشان صف شکن یہ سب میرے دشمن ہوے جب میرے ملازمون نے وہ سحر کیے کہ جنکو لونڈی غلام دفع نہ کرسکے کوکب نے اپنے سپہ سالار مثل بلور جہار دست و ماہی پر یزاد وغیرہ روانہ کیے اُن سردارون نے آکر ان سبکو رہا کیا ہزارہا ملازم میرے قتل ہوئے کوکب کیوجہ سے یہ لوگ تھے ہین دختر کوکب بہاران نے دریاے خون روان خشک کیا پل پریزادان توڑا راستہ کھلا صدہا شہر میرے قبضہ سے نکل گئے اب بھی جب کوئی لڑائی سخت پڑتی ہی کوکب و برہمن آتے ہین شعبدہ سحر دکھاتے ہین

مین نے اکثر قصد کیا کہ طلسم نور افشان ستاؤن کوکب کو قتل کردن لیکن نہین بن پڑا بڑی بڑی لڑائیان پڑین اُسکے ممالک پر قبضہ بھی کیا کوکب پر پنجہ قابض نہوا اگر کوکب انکے شریک نہوتا لونڈی غلام باغی ہوکر دو لڑائیان لڑتے آخر قدمبوسی کرتے بمدد کوکب مغرور ہین ابھی مقدمہ مشعل نور افشان نے بڑا شعبدہ دکھایا جسکی روحین قبض کرلی تھین انکو بچایا میرے مقابلے کو آیا ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ خواجہ عمرو بصورت چوبدار اک گوشے مین کھڑے ہوئے یہ سب باتین سن رہے ہین جب افراسیاب نے سرکشی کوکب و برہمن سلنے تاریک کے کہی وہ ہنسی کہا بیٹا کوکب و برہمن کو بھی یہ حقیقت ہو کہ اہالیان ہوشربا سے مقابلہ کرین تمھارے سامنے دم جرأت کا بھرین کوکب و برہمن جو آج تمھاری اطاعت کرین پھر تو لڑائی کی احتیاط نہین ہے افراسیاب نے کہا کوکب و برہمن اگر شریک ہوجائین مدد مسلمانان سے ہاتھ اُٹھائین ان سبکی کیا حقیقت ہے ایک سردار کو حکم دون سبکی مشکین باندھ کرلے آوے صدہا مرتبہ گرفتار کرلیا کبھی عیارون نے آکر چھوڑایا کبھی کوکب برائے مدد آیا تاریک نے کہا عیارون کا نام نہ لے ان سب کا افسر عمرو گنبد تاریک مین گیا تھا گنبد مین قدم رکھتے ہی رنگ روغن عیاری کا اُڑگیا مین نے اُٹھا کر چاہا ایک لقمہ کردن قدمون پر گر پڑا تمھین تمھارا روح چاہے سے نکلجائے لیکن نہایت خوش آواز ہے مصاحب دسانہ ہے دو چار جام شراب کے اُسنے بادولت کو ایسے پلائے اسوقت تک زبان پر لذت ہے اُسنے نسخہ بھی کہا ہے کہ بنا دونگا اگر ملے تو بلا بھیجو افراسیاب نے کہا وہ بلائے روزگار ہے آپکے سامنے کچھ اور نہ بن پڑا گا بجاکے جان بچائی شراب مین بیہوشی ملا کے آپ کو پلائی آپ فرماتی ہین کیفیت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی تاریک نے کہا بیہوشی کیسی تلخی شراب کا نسخہ ہے تم ایسے گدھون کے واسطے بیہوشی ہے اچھا تیری خوشی ہے اُنکی بھی تدبیر کردونگی دیکھو ابھی نقش جمشیدی نکالتی ہون برہمن و کوکب رومال سے ہاتھ باندھ کر حاضر ہونگے تسخیر میری نگاہ مین ہے کوکب کی کیا حقیقت ہے اور برہمن ہمارے گھر کا بچھک وہ سحر کیا جانے ساعت بچارتا ہے تو نے اُسکو ساحر بنایا عمرو کے ہوش اُڑ رہے ہین ان باتون کو سنکر حیران پریشان کہ اے پروردگار خیر کیجیو کیا کوکب اور برہمن کو پکڑوا بلائیگی گرفتار کرلیگی لیکن خاموش ایک کونے مین کھڑا ہوا سن رہا ہے تاریک باتین کرتے کرتے افراسیاب کیطرف متوجہ ہوئی افراسیاب نے خوان منگا کر کباب کے حاضر کیے پورے پورے جانور بھنے ہوئے تاریک نے ہنسکر کہا اے فرزند اس سے مزا نہین ملتا نہاری کے بدلے اسوقت دو آدمی ہوتے شراب پی ہے کھانے کی خواہش ہے افراسیاب نے سر جھکایا پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوئے ہین دور سے

دیکھا دو مسافر جاتے ہین بس تاریک باتین کرتے کرتے کڑک کر اٹھی اُن دونون بیچارون پر جا گری یون
گری جیسے بجلی گرتی ہے دونون کی گردن پکڑ کے اٹھا لائی عمرو نے دیکھا وہ بیچارے سہم گئے دونون کی ٹانگین
پکڑ کے چیر ڈالا بجائے گزک چبانا شروع کیا ہڈیان تک کھا گئی اہالیان دربار کے قلب کانپ گئے بعض کو غش
آگئے یقین تھا عمرو کی روح نکلجائے تاریک ان دونون کو کھا کر مطمئن ہوئی ڈکاری جیب سے نقش جمشیدی
نکالا کہا افراسیاب نے دیکھ سحر اسکا نام ہے صاحبان سامری کا یہ کام ہے یہ کہکر تاریک نے ایک چیخ
ماری یا جمشید یا سامری بارگاہ ہل گئی تاریک نے اس نقش کو ہاتھ کے نیچے دبایا ہونٹھ ہلے کچھ پڑھنے
لگی یہان تو یہ کیفیت ہے تاریک نے نقش جمشیدی ہاتھ کے نیچے دبایا شراب برابر پی رہی ہے مثل فیل مست
جھومتی ہے لیکن کوکب روشن ضمیر قصر جمشیدی مین دنگل زرین پر جلوہ فرما ہے بران وغیرہ امورات
مالی و ملکی مین مصروف ہین اسوقت صرف وزیران سلطنت مشیران ابہت مثل خورشید روشن رائے وغیرہ
حاضر ہین خدمت فیضدرجت مین وہان تاریک نے نقش جمشیدی ہاتھ کے نیچے دبایا یہان کوکب
کا عجیب نقشہ ہوا خانہ دل مین اضطراب خود بخود پیچ و تاب مثل بید تھرایا بیٹھے بیٹھے گھبرایا رنگ رو متغیر
اُف اُف کرنے لگا خورشید روشن رائے نے دست بستہ عرض کی کیون شہنشاہ خیر تو ہے اسوقت آئینہ رخسار
پہ گرد ملال ہے شہنشاہ کا کیا حال ہے کوکب نے آہ کر کے زانو پر ہاتھ مارا کہا اے وزیر اعظم اے دستور معظم اے کلید
قفل خزانہ فطرت اے رکن سلطنت خواہش دنیا مین کیا کر بیٹھا صاحب اہل و عیال حاکم ملک و مال افراسیاب
ایسے بادشاہ سے مین نے بگاڑی ایک عمرو عیار کے واسطے بادشاہ ہوش ربا سے فساد مین نے پیدا کیا
آپ لوگون نے بھی نہ مجھکو سمجھایا دل مین یہ خیال نہ آیا ابھی وہ میرے ملک پر چڑھ آئے تو مین اس بادشاہ
سے لڑ سکون گا بران و جمشید قتل ہو جائینگے ملک و مال قبضے سے نکل جائیگا عمرو مجھکو بچائیگا اک
عیار جعلساز مکار لقا کے خوف سے بھاگ کر یہان آیا یہان آکر یہ دام مکر پھیلایا مجھکو میرے بھائی افراسیاب
سے لڑوا دیا ہمیشہ سے ان ملکون مین یہی قاعدہ رہا اگر کوئی رنج و ملال اہالیان ہوشربا کو ہوا ہم جا کر شریک
ہوئے ہمپر کوئی مصیبت پڑی وہ برائے مدد آئے سب آپس مین سامری پرست عمرو مذہب سے
خلاف ہوتے دو سو خداؤن کو برا کہتا ہے اس فساد مین مذہب جدا ہا بھی چھوٹا طلسم نور افشان نہ بچیگا
جسدن افراسیاب قصد کرے گا پناہ نہ ملیگی کلی آرزو نہ کھلے گی افراسیاب بادشاہ قاہر جابر ہے
فنون جرأت و لیاقت سے بخوبی ماہر ہے مین اسکا مقابلہ کر سکتا ہون ایک سحر مین طبقے زمین و آسمان کے ہلا دے

مین اسکا ہمسر نہین ہون افسوس بران اور جمشید کی شادی بھی نہ کرنے پایا کہ پیام مرگ آیا یہ کہکر کوکب
رونے لگا کہا اے وزیر باتدبیر کوئی صلاح نیک بتا کہ میری جان ومال بچے اولاد پر زوال نہ آنے پائے خورشید کا چہرہ
زرد ہوگیا جی مین کہتا ہے جو ایسا صاحب جرأت وشوکت ولیاقت ہو اسکو یہ ہراس یہ کیا غضب ہوگیا اب کیا
صلاح دون لیکن نہ جواب بھی دینا خلاف ادب شہنشاہی ہے اس نامردی مین بڑی تباہی ہے اگر دشمن سن پائے
ابھی گھر مین گھس آئے ایسے کلام نامردی کبھی زبان سے اس عالی ہمت کے نہ نکلے تھے سوچ سوچ کے دست بستہ
عرض کی اے شہنشاہ عالیجاہ افراسیاب کی کیا حقیقت ہے آپنے اُس سے کیسے کیسے مقابلے کیے آپکا تو بڑا
مرتبہ ہے آپکی دختر بلنداختر بران نامور نے افراسیاب کو کیسے کیسے رنج وملال پہونچائے وہ کیا کرسکا اتو حضور نے
جو کچھ کیا وہ کیا عمرو ایسے شخص کا ساتھ دیا ہرچند کہ عمرو عیار ہے اُسکا آقا شہنشاہ عالیوقار ہے صاحبقران زمان
قاتل دیوان قاف غازی مجاہد صاحب شوکت وحشم مورد فیوض نامتناہی حافظ آسمانے الٰہی آپنے انکا ساتھ دیا
آخر زمانے مین جہانگیر کے صاحبقران تشریف لائے جہانگیر کو زیر کرکے لیگئے افراسیاب کیا کرسکا اسطرح جب
آپ پر کوئی رنج وملال ہوگا پانچ ہزار پانسو پچپن سردار کل تاجداران عالیوقار آپکی مدد کو آئینگے افراسیاب
کیا کرسکیگا اسد غازی فتاح طلسم ہوشربا ہے لوح دستیاب ہوگی اگر شہریار کو کچھ زیادہ تردد ہے چندے برائے
مدد تشریف نہ لیجائیے مگر اسقدر نہ گھبرائیے اسطرح جو خورشید نے کہا کوکب نے بہ نگاہ قہر طرف خورشید روشن رائے
کے دیکھا کہا کیون اے وزیر اعظم ہم تجھسے صلاح نیک کے طالب ہوے تو نے یہ کہانی طولانی ہمارے سامنے
بیان کی ابھی ذرا سی سختی پڑیگی تو بھاگ کر چلا جائیگا اپنی جان بچائیگا مین عیال کو لیکر کدھر جاؤن سوائے
اسکے کہ جان دون مرجاؤن خورشید روشن رائے نے سر جھکا لیا دست بستہ عرض کی بہت بجا ارشاد ہوا
امور مملکت خوش خسروان دانند یہ غلام کو کیا دخل ہے جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے ہم خیرخواہان دولت ہین
جو عقل مین آیا وہ کہا کوکب پریشان ہوکر اُٹھا کہا تم سب چاہتے ہو میرا ملک ومال برباد ہو مین اپنے عاشق
صادق یار موافق صفدر صف شکن پاس برہمن روئین تن کے جاتا ہون جو وہ کہیگا وہ کرونگا خورشید
روشن رائے نے کہا بسم اللہ غلام بھی ساتھ چلے کوکب نے کہا کسیکی ضرورت نہین ہے مادولت یکہ وتنہا جائینگے
یہ کہکر کوکب تخت پر سوار ہوا یکہ وتنہا بد حواس گھبرایا ہوا منہ پر ہوائیان اُڑتی ہوئین طرف قصر برہمن کے چلا
احوال برہمن تحریر ہوتا ہے کہ جسطرح بیٹھے بٹھے کوکب گھبرایا اسی طرح برہمن بھی اپنے قصر مین بیٹھا تھا یکایک
خود بخود گھبرایا بیتاب ہوکے اُٹھا مصاحبون نے پوچھا کیون اُستاد خیر تو ہے اسوقت ہم آپکو بہت پریشان

ہلتے ہین غلام بہت گھبراتے ہین برہمن نے کہا یارو انجام کا خیال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی بڑی خرابی درپیش ہی ہمارے شہنشاہ نے بڑا غضب کیا افراسیاب ایسے بادشاہ سے بگاڑی انجام نہ سوچا افراسیاب نے بڑی مہربانی فرمائی سبکے حال پر رحم کیا جب قصد کرتا ہم سبکو قتل کرنا کیا مشکل تھا ذرہ آفتاب سے آنکھ ملا سکتا ہی کجا پشہ کجا فیل مست ہم بغیر وہ بادشاہ زبردست سبنے کہا پھر کیا ارادہ ہی برہمن نے کہا حفاظت جان کی واجب و لازم ہی کوکب بہت خفا ہونگے نوکری سے چھوڑا دینگے افراسیاب ملازم کر لیگا اور جس بادشاہ کے یہان چلے جائینگے عزت اور آبرو پائینگے لیکن بچنا ضرور ہی اگر جان پر کوئی زوال آیا کیا کوکب ہمکو زندہ کر لینگے انھین کی جان بچنا دشوار ہی اب افراسیاب آمادہ حرب و پیکار ہی مصاحبون نے کہا حضور افراسیاب کیا مال ہی وہ تلوار چلے گی اُسکے دانت کھٹے کر دینگے تلوارین کھینچکر جا پڑینگے وہ نامرد کیا لڑے گا بھاگتا پھرے گا برہمن نے کہا آپ لوگ اسوقت میرے پاس سے رخصت ہو جائین ہمسے زبان نہ لڑائین بے سمجھے بات کرنا اسکا جواب کیا دین سب مصاحب رنجیدہ ہو کر بیرون قصر گئے برہمن یکہ و تنہا قصر مین ٹہل رہا ہی دل سے باتین اطاعت افراسیاب کی گھاتین کرتا ہی دل سے آواز آتی ہی او نادان جان کو غنیمت جان افراسیاب سے جا کر مل جا اپنے کو ذلت و رسوائی سے بچا برہمن کو کچھ بن نہین پڑتا دل کی یہ ہدایت ہی افراسیاب سے لڑنا مناسب نہین یکایک آسمان پر برق چمکی برہمن نے دیکھا کوکب روشن ضمیر عجب حال پر ملال سے آتا ہی تاج ڈھلکا ہوا سپر بھی پشت پر نہ داد و تاب کمر مین لگی ہی نہ خنجر نہ تلوار نہ تیر نہ ترکش خود بخود کشاکش برہمن نے بلند ہو کر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا کوکب قصر برہمن مین آکر اترا برہمن نے دوڑ کر قدمون کو بوسہ دیا لپٹ کر رونے لگا کہا اے شہنشاہ مین خود خدمت مین حاضر ہونے کو تھا اسوقت بیٹھے بیٹھے مین نے انجام سوچا بڑی خرابی درپیش ہی سنا ہی افراسیاب سامان لشکر کشی مین مصروف ہی کوکب نے کہا اے برادر لشکر کشی کیسی تاریک شکل کش آگئی پہلے وہ طلسم نور افشان کا قصد کرے گی پھر اُسکو کون روکے گا مصاحب ساحری سے مقابلہ کرنا نہایت دشوار ہی برہمن نے کہا پھر حضور سب سے پہلے ہم اور آپ پوچھے جائینگے اُس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر امان پائینگے عرصۂ دراز تک دونون مین یہی باتین رہین ہر بات مین کوکب روشن ضمیر نے کلام برہمن کی تائید کی برہمن نے ہر بات موافق مزاج شہنشاہ کہی دونون ایک حال مین ہین ایک کو تردد دوسرے کو انتشار ایک مضطر دوسرا بیقرار بموجب شعر قیس جنگل مین اکیلا ہی مجھے جانے دو خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو دونون کی رائے ایک طور پر کوکب کہتا ہی افراسیاب بڑا زبردست ہی برہمن کہتا ہی بادہ جرات

سے بھی سست ہی آخر برہمن نے کہا ای شہنشاہ ہم آپ دونون چلین افراسیاب کے قدمون پر گر پڑین
وہ بادشاہ عالیجاہ خطا معاف کر دیگا تامل مین خرابی ہی کوکب نے کہا مجھے تمسے زیادہ بیتابی ہی لیکن اس
حال سے چلو کہ اسکو رحم آجاے سرکشی ثابت نہو خطا ہاے گذشتہ کا اقرار کرینگے جواب صاف بھی ہی کہ حضور از خوردان
خطا و از بزرگان عطا ہر در خیال کریگا دونون نے اس صلاح کو پختہ کیا کوکب نے تاج بھی اتار ڈالا کلاہ سر پر پہنی
برہمن سر برہنہ لباس میلا کچیلا دونون اس حال پر ملال مین تخت پر سوار ہوئے برہمن نے تخت اڑایا حسرت
و یاس کی باتین کرتے ہوئے طرف افراسیاب کے چلے برہمن کہتا ہی ای شہنشاہ افراسیاب مجھکو قتل کرے
مگر آپکی جان بچ جاے مین جاتے ہی قدمون پر گر پڑونگا اگر قتل بھی کرے گا تو بھی نجات ہی افسر مذہب لات
و منات ہی کوکب نے کہا مجھسے زیادہ عذر نہ کیا جائے گا اتنا کہدونگا کہ ای شہنشاہ لوگون نے ہمکو بہکایا ناحق
لڑوا دیا اب تمسے سرکشی نہ کرینگے خواہ قتل کرو خواہ بخشو بس یہی بہتر ہی برہمن نے کہا اسیقدر کافی ہی یہی صورت
معافی ہی یہ باتین کرتے ہوئے دونون بہ تعجیل تمام جاتے ہین اسقدر مبہوت ہین کہ دیر ہونے سے گھبراتے ہین کئی کوس
راستہ طی کیا تھا کہ اک قصر رفیع سامنے سے نمایان ہوا برہمن و کوکب نے دیکھا نور افشان جادو اس قصر پر
ٹہل رہا ہی لیکن حیران حیرانی انتہا کا پریشان اسی جانب دیکھ رہا ہی جیسے ہی کوکب کی نگاہ نور افشان پر
پڑی کہا ای خیر خواہ دولت استاد کھڑے ہین انکو بھی ساتھ لے چلو برہمن نے کہا بہت مناسب ہوگا بڑے
خطا وار تو یہی ہین قصر نور افشانی مین عمرو نے جلسہ قرار دیا اور پنڈتون سے مناظرہ کیا پہلے سب سے یہی اٹھ
کھڑے ہوئے تھے یہ کہتے ہوے کہ مذہب اسلام خوب ہی عمرو کا ساتھ دینگے افراسیاب سے لڑینگے انھین کی
راے پر سب کار بند ہوئے انھین کے اعتقاد سے دردمند ہوئے اگر نجوشی نہ چلینگے ہم تم دو ہین وہ تنہا گردن
پکڑ کے لیجائینگے اپنی حفاظت جان واجب و لازم ہی لحاظ و پاس کیسا جان ہی تو جہان ہی بموجب رباعی

نہ صبر و سکون کا گھر مین یارا مجھکو
بیتابی دل نے آہ مارا مجھکو
بیزار ہوا ہون اسقدر دنیا سے
صد برق طپان نہان ہی بیتابی مین
دیگر کیا خوب عذاب مین گرفتار ہی نہین
جاتی ہی کہ زندگی سے بیزار ہو مین

نہ کوچۂ یار مین گذارا مجھکو
دیگر کیا طول عمل سے جان کو شاد کرون
گر ہاتھ لگے تو خوب برباد کرون
اک آن بھی دل کو چین لینے نہ دیا
جان واہ لطف رشک اغیار ہو نہین

سیماب کی طرح ایکدم چین نہین
حسرت سے دل خراب آباد کرون
دیگر آرام و سکون کہان ہی بیتابی مین
تیری ہی ہی شوخیان ہین بیتابی مین
جینے سے مرے وہ دشمنی سے خوش ہی

لیکن نور افشان جادو نے جو برہمن و کوکب کو بیتاب دیکھا پکار کے

ای شہنشاہ طلسم نور افشان وای برہمن عالیشان ہم عرصہ دراز سے تمھارا انتظار کر رہے ہین ہمارے
پاس آئیے کوکب نے کہا حاضر ہوا دونون نے تخت اپنا سامنے نور افشان کے اُتارا نور افشان نے دیکھا
انتہا کے دونون بدحواس ہین چاہتا تھا کچھ کلام کرے کہ کوکب نے کہا اُستاد صاحب کچھ آپکو حال بھی معلوم
ہی تاریک حجرے سے نکل آئی اب کہیے کہان چھپین افراسیاب برسر آزار ہم مجبور و ناچار آپنے مذہب عمرو کا اعتقاد
کیا اہالیان طلسم نور افشان کو برباد کیا ہم تو دونون اُستاد شاگرد خدمت مین افراسیاب کی جاتے ہین خواہ
خطا بخشے یا قتل کرے کوئی چارہ نہین آپکو یہ دن یاد نہ تھا بزرگ ہو کر ہمکو بدراہ کیا دین سے بیگانہ کیا تیر اجل کا
نشانہ کیا نور افشان جادو نے دونون کو گلے سے لگا لیا کہا حقیقت مین میری عقل پر پتھر پڑے لیکن جو تمھاری
رائے ہو مین تمھارے شریک ہون تاریک شکل کش ہماری ہم صحبت ہی اسکو ہمسے انتہا کی محبت ہی فوراً خطا معاف
کرادیگی ابھی صفائی ہو جائیگی طبیعت تسکین پائیگی ملک ومال پر زوال نہونے دونگا مجھے بھی ساتھ لیچلو جو گذرا وہ گذرا
اُسکی شکایت نہ کرو ابھی چلکر انتظام کرینگے افراسیاب کے شریک ہو کر عمرو اور مہرخ سے لڑینگے افراسیاب
خوش ہو جائیگا نور افشان نے موافق مزاج برہمن و کوکب جو کلام کیا دونون خوش ہو گئے کہا اُستاد جلد
چلیے اب دیر نہ کیجیے نور افشان نے کہا بیٹھ جاؤ ہوش و حواس درست کرو جلدی کیا ضرور ہی بیتابی عقل کا قصور ہی
ہم سب انتظام کرینگے جب ہمین اسکے دشمنون سے مقابلہ منظور ہی پھر کیا قصور ہی ابھی ہماری خیرخواہی اُسپر
روشن ہو جائیگی دونون کو سمجھا کر نور افشان نے مسند پر بٹھایا مگر دونون گھبرا رہے ہین کہتے ہین اُستاد
دیر نہ کرو جلد چلو ایسا نہو کوئی افتاد پڑ جاے نور افشان اچھا اچھا کہتے ہوے ایک کمرے مین گئے برہمن
و کوکب کو وہان بلایا کمرے مین جو برہمن و کوکب پہونچے دیکھا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی آراستہ ہین
کمرہ خوب سجا ہوا ہی ایک گلابی نور افشان نے اٹھالی جام لبریز کیا کوکب سے کہا اے نورِ نظر اک جام نوش کرو
کوکب نے کہا استاد کیسی شراب کیسا کباب ہوش پراگندہ ہین خوف جان و ایمان ہی بقول حضرت ناسخ مطلع
پیتا ہون خون دل نہین خواہش شراب کی × دل بھن رہا ہی کسکو ہوس ہی کباب کی × نور افشان نے کہا بیٹا کاہیکا
تردد کیسا انتشار اسقدر بیقرار نہو سمجھا کے زبردستی کوکب کو جام شراب پلایا دوسرا جام برہمن کو دیا یہ بھی
نہ پیتے تھے نور افشان نے بجبر پلایا جیسے ہی دونون نے شراب پی سامنے چھپر کھٹ آراستہ تھے کہا اُستاد
ہم ذرا آرام کرین نور افشان نے کہا تمھارا گھر ہی دونون چھپر کھٹ پر جاکے لیٹے بعد لمحہ نور افشان نے
اُس قصر مین قفل لگایا دوسرے قصر سے کوکب و برہمن نکلے نور افشان نے دونون کو تخت پر سوار کیا

کہا جلد دربار افراسیاب مین جاؤ ہم بھی آئینگے دونون تخت اڑاتے ہوے چلے یہان دربار تاریک شکل کش
مین خواجہ عمرو اک گوشے مین کھڑے دیکھ رہے ہین تاریک نقش جمشیدی کو ہاتھ سے دبائے ہوئے کہ رہی ہی
برہمن و کوکب آئے عمرو حیران ہو کہ کیا برہمن و کوکب یہان چلے آئینگے وہ دونون ایسے جوان ہین
اس سوچ مین کھڑا تھا کہ لشکر افراسیاب مین ہلڑ ہوا ہرکارون نے ٹہلکر افراسیاب سے کہا برہمن و کوکب
تخت پر سوار آتے ہین لیکن بہت بدحواس ہین عمرو کے ہوش اُڑ گئے گھبرا کے باہر آیا دیکھا حقیقت مین برہمن و کوکب
دربارگاہ پر آ پہونچے عمرو نے چاہا بصورت مبدل انسے ملاقات کرون کچھ بات کرون پوچھون کہ تم کیون آئے
تاریک ایسی ملعونہ ہو جو جیب لشکرکشی کرتی تسمجھا جاتا کوئی اسطرح دشمن کے گھر مین آتا ہی جبتک عمرو بڑہے
وہ دونون پردہ اٹھا کر اندر بارگاہ کے داخل ہوے دیکھا تاریک بیٹھی شراب پی رہی ہو دونون نے
تاریک کو سلام کیا کوکب نے کہا ای تاریک شکل کش اگر تمنے ہمکو غفلت مین بلایا کیا کمال کیا ہاتھ کے نیچے
نقش جمشیدی کیون دبایا ہو اسکو ہٹا کر ہمسے کلام کرو اگر حقیقت مین خطا ہو سزا دو حال تو سنو افراسیاب
نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہمسے کیا معاملہ سرزد ہوا لیکن سطرح ہم کلام کا جواب نہ دینگے نقش جمشیدی آگ مین
جلا دو تب ہمسے کلام کرو یہ سنکے تاریک نے غصے مین آکے نقش جمشیدی ہاتھ مین لیکر منقل آتش مین ڈالدیا
نقش جلا دھوان بلند ہوا تاریک نے کہا آؤ بیٹھو کل کیفیت بغاوت و عدم بغاوت سامنے ہمارے ظاہر
کرو ہم تمھین افراسیاب سے ملادینگے یہ سنکر کوکب نے ہنسکر کہا اے تاریک تیری کیا مجال ہو کہ کوکب
روشن ضمیر اور برہمن روئین تن کو اپنے دربار مین بلالے کوکب بادشاہ عالیجاہ اور برہمن فلک شہرافکن
ماہ کوکب جری بہادر برہمن پر لیاقت کا بے بہادر اُنپر تیرا شعبدہ چل سکتا ہی منہ غلامان نور افشان جادو
اُن دونون شیرون کو استاد نے روک لیا تیرا منہ سیاہ کرنے کو ہم ایسے حقیر غلامون کو بھیجدیا اب جب اُسنے
سر اٹھا کر دیکھا کوکب و برہمن نہین دو غلامان زنگی کھڑے ہوے تاریک سے باتین کر رہے ہین تاریک
جھلائی قصد کیا تخت سے اُٹھون دونون غلامان زنگی خیرخواہان یکہ ہنسکر پیچھے ہٹے دونون نے زمین پر
پانون مارے غرق زمین ہوگئے یہ شعبدہ دیکھکر تاریک بہت جھلائی کہا اور کیفیت دیکھو نور افشان نے
میرے ساتھ شعبدہ کیا میرالقش ہٹوایا اتنا بڑا سحر خاک مین ملا دیا دیکھو تو کیا آفت برپا کرتی ہون قہر و غضب
مین تخت سے اٹھی سب نے دیکھا بیرون بارگاہ چلی افراسیاب بھی حیران خوف کے مارے خاموش
حیرت جادو اندر سے بارگاہ کے دیکھ رہی ہی عمرو بھی گھبرا کے بیرون بارگاہ آیا ادھر لشکر اسلام مین

ہنگامہ ہو ہر کارون نے بڑھکر خبر دی تاریک غصے مین باہر آتی ہو دیکھیے کیا ہوتا ہو مہرخ و بہار وغیرہ گھبرا گئے
سر برہنہ پا پیادہ دیکھنے کے اشتیاق مین ایک جانب آکر ٹھہرین سب نے دیکھا تاریک ایک جنگل مین آکر بیٹھ گئی منھ
کھولدیا دھوان وہین تحس سے نکلنے لگا اسقدر دھوان نکلا اک مکان عالیشان دھوئین کا بنکر تیار ہوا اچانک
پر اسکے دو پتلے تاریک نے مقرر کیے اور افراسیاب سے پکار کر کہا شراب وغیرہ ہمارے واسطے اسی مقام
پر بھیجدو کئی سو سال کے بعد گنبد سیاہ سے نکلی ہون بارگاہ مین دل گھبراتا ہی صحرا نہایت پر فضا ہی با دولت
اسی مقام پر تشریف رکھین گی آج کی شب تامل کر و کل سے لڑائی شروع ہو جائیگی نور افشان کوکب و برہمن و
مہرخ و بہار وغیرہ سب کا حال کھل جائیگا سحر و ساحری کی کیفیت ظاہر ہو گی یہ کہتی ہوئی تاریک اندر اسی
مکان دخانی کے داخل ہوئی دونون پتلے دروازے پر بطور نگہبان ٹہلنے لگے عمرو نے مہرخ سے کہا حقیقت مین
آج نور افشان نے بڑا کام کیا نہین معلوم یہ کیا شعبدہ تھا غلامان زنگی بصورت برہمن و کوکب آئے
تاریک کا نقش جمشیدی مٹا کے چلے گئے مین جا کر خبر لاؤن اسیوقت عمرو طرف قصر جمشیدی کے چلا اب
واضح اے ناظرین ہو جب تاریک نے کوکب و برہمن کو مبہوت کیا قلب الٹ دئے اور یہ دونون بطور بندگی
چلے نور افشان کو علم ستارہ شناسی سے ثابت ہوا راہ مین آکر قصر بنایا کوکب و برہمن کو شراب سحر پلا کر بیہوش
کیا انکے ہمشکل پر دو غلام روانہ کر دیے جب ملازمان زنگی جا چکے نور افشان نے برہمن و کوکب کو ہوشیار
کیا اب یہ اٹھے ہوش مین تھے اسی جرأت کے جوش مین تھے نور افشان نے ساری کیفیت بیان کی کوکب و
برہمن بدحواس ہو گئے نور افشان کو لیکر قصر جمشیدی مین آئے خواجہ بھی آ کے پہونچے دیکھا نور افشان و
برہمن و کوکب قصر جمشیدی مین جلوہ فرما ہین خواجہ کو دیکھکر سب برائے تعظیم اٹھے نور افشان نے پوچھا
خواجہ آپ کہانسے آتے ہین عمرو نے تمام کیفیت بارگاہ افراسیاب سانے نور افشان کے بیان کی نور افشان نے
کہا خواجہ یہ دونون اسقدر مبہوت تھے قریب تھا اپنے گلے کاٹ ڈالین خدا نے فضل کیا مجھکو حال معلوم ہو گیا
راہ مین آکر رو کا نقش جمشیدی کو مٹایا لیکن خواجہ انجام اسکا بد ہی افراسیاب کو اایمان نور افشان سے بڑی
کد ہی ہر چند کہ آج مین نے بڑی جستجو کی دونون نوجوانون کو بچایا اگر تاریک علم سحر و ساحری مین یگانہ آفاق ہی کل
فنون مین طاق ہی دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہی اب آپ جا کر لشکر کی خبر لیجیے کوکب نور افشان نے حکم دیا خبردار
قصر جمشیدی سے باہر نہ نکلنا تاریک اب قیامتین برپا کریگی اور خواجہ برائے خدا عیاری کرنے کا قصد نہ کرنا کوئی
عیاری اسپر نہ چلیگی بیہوشی پلا کے دیکھ چکے وہ کہتی تھی یہ نسخہ میرے واسطے بناؤ ایسے کا کوئی کیسے گا ہم بھی تدبیر مین

مصروف ہین یہ مقدمات اُنکی عنایت پر موقوف ہین اب مین براے تدبیر جاتا ہون تو راقشان تو اسی وقت روانہ ہو گیا خواجہ طرف لشکر کے چلے لیکن کنیزان بران شمشیرزن دربار کوکب رفتہ شمشیر مین حاضر تھین تمام کیفیت دریافت کرکے خدمت مین ملکہ پران کی حاضر ہوئین اسوقت ملکہ پریان شگوفہ سحرساز اپنی وزیرزادی سے فرما رہی ہین کیون ای شگوفہ تمنے حال شاہزادۂ والاقدر سنا طلسم اسکندریہ فتح کرکے بالشکر گران طرف طلسم ہوشربا کے متوجہ ہوئے تھے اکثر مین نے طائران سحر براے خبر بھیجے کچھ کیفیت معلوم نہوئی کس سے دل کا حال کہون دل کے ساتھ ہی دام گیسو مین جاکر پھنسا اپنا تو بدین مضمون ترکیب بند یہ حال ہے نظم بطور ترکیب بند

درد طلب و غم جدائی	دل جائے ہے کیا مصیبت آئی	دیکھا نہ گئی یہ دل کے ہمراہ	ظاہر ہوئی جانکی بیوفائی
	دی چرخ نے کسطرح سے ہمکو	آسودگی شکستہ پائی	
پروانہ فدائے گل ہے شاید	دیکھا ترا پنجۂ حنائی	ای آہ ذرا بتا دے سیدھا	ہے چرخ مین سخت کج ادائی
	ہے پردہ نشین وہی ہے سودا	پھر شکل اگر نظر نہ آئی	
تو رشک پری تری بلا دے	آسیب زدون کو بھی دکھائی	ہون خاک در اسکا جب فلک نے	گردن مرے سامنے جھکائی
	ای یاس وصال سنگدل ہے	بیفائدہ زور آزمائی	
اُمید نہین رہی کہ دل کی	ایسے سے ہو کسطرح رہائی	آوارۂ دشت بیکسی ہون	مبہوت شراب بیکسی ہون
	آن شوخ جنان ربود از من	گوئی کہ دلم نبود از من دیگر	
اس در پہ جو مین غبار ہوتا	شکر دم شعلہ بار ہوتا	اُس زود گسل سے خود بگڑتی	گر عمر کا اعتبار ہوتا
	بیکار نہون یہ در ہے ای کاش	ناکام مآل کار ہوتا	
دن پھرتے کبھی اگر مرے بھی	کیا گردش روزگار ہوتا	کہتا ہے کہ چھوڑ اسکو جسپر	دشمن سا ہے جان نثار ہوتا
	یہ بات زبان سے کب نکلتی	ناصح جو تو دوستدار ہوتا	
جنت پہ مرے ہے زاہد اکاش	اس کو بھی کبھی گذار ہوتا	اُس غیرت حور کو بلاؤ	واعظ نہین شرمسار ہوتا
	ای بند شعار ہوش مین آ	کوئی بھی ہے آپ خوار ہوتا	

کیون شگوفہ کیونکر دریافت ہو کہ راہ مین انپر کیا گذری کئی طرح کی مشکلین درپیش ہین بہت سے بجیا انکی صورت سے نہین واقف ہین لیکن انکے بزرگون کے ہاتھ سے مارے گئے وہ سعادتمند کے متلاشی ہین کہ اُنکے کسی عزیز اقارب کو پائین صدمات پہونچائین صدہا پہلوانان زبردست وساحران خودپرست اُنکے ہاتھ سے مار

گئے کہین سے خروج کیا جابجا لڑے ہنگامہ عظیم پڑے وہ بھی سب بے شرم و بے حیا انکے دشمن ہین ان راستون سے گذر کرنا تا بہ ہوش ربا پہونچنا بہت دشوار ہی شگوفہ نے کہا فوج تو خوب جمع ہوگئی ہو ساحر بھی بڑے بڑے زبردست ہمراہ ہین صیقل آئینہ دار فرزند بادشاہ طلسم اسکندریہ اُنکے سرداران صف شکن بھی سب انھین کے ساتھ ہین کوئی انپر دست انداز نہین ہوسکتا یہ باتین تھین کہ چند کنیزین آکر حاضر ہوئین عرض کی حضور آج خدانے بڑی خیر کی آپکے والد نامدار و چہرہ عالیمقدار دام شعبدہ تاریک شکل کش مین پھنس گئے تھے استاد کلان نورافشان اُسی فکر مین سرداروں آپکے والد نامدار حیران و پریشان سنتے ہین اُسنے قصر دھوئین کا بنایا ہی اسمین جاکر بیٹھی ہو استاد کلان نے یہ بات کہی کوئی اسکے مقابلہ مین نجائے ملکہ بہان نے کہا یہ ناممکن ہی اہل اسلام پر مصیبت ہو اور ایسے وقت مین شراکت نہو جانے والے ضرور جائینگے اپنی جان لڑائینگے کنیزون نے عرض کی داری کوکب کو تو اُستاد کلان نے منع کیا آپکا جانا غیر ممکن ہی یہ باتین تھین کہ خورشید وزیر اعظم کوکب آکر پہونچا ملکہ کو نذر دی عرض کی حضور مبارک ہو آج حافظ حقیقی نے جان و آبرو شہنشاہ عالیجاہ کوکب روشن ضمیر کی بچائی خود بخود بیٹھے بیٹھے گھبرا گئے مجھسے ایسی باتین کہین کہ مین جواب نہ دے سکا بارے انجام بخیر آپکے والد نامدار نے ارشاد فرمایا ہی کہ آجکل سوائے باغ نگارین کے کہین جانیکا ارادہ نکرنا بہران نے سر جھکا لیا کہا بہت خوب بدون حکم شہنشاہی کیا مجال ہی کہ جادۂ اعتدال سے قدم بڑھاؤن یہ کہکر خورشید کو رخصت کیا وزیر اعظم جاچکے ملکہ بہران نے فرمایا بزرگون کی بات مین دخل دینا سراسر حماقت ہی لیکن یہ ناممکن ہی کہ آپ وہ لوگ قتل ہون ہم جاکر شریک نہون بزرگ ہین جو سزا دینگے سعادت دارین جانکر قبول کرینگے البتہ خبر کا معلوم ہونا ضرور ہی یہ فرماکر چند کنیزون کو حکم دیا کہ جاکر لشکر مہرخ کی خبر لاؤ کنیزین اسطرف چلین وہان خواجہ عمرو نے جاکر دیکھا افراسیاب بارگاہ مین داخل ہی لشکر مہرخ مین انتشار ہی خرد و کلان بیقرار برق وغیرہ سے پوچھا افراسیاب کا کیا قصد ہی عیارون نے عرض کی تاریک شکل کش نے کہلا بھیجا ہی فردا یا پس فردا طبل جنگی بجے گا تاریک میدان کارزار مین آئیگی پروردگار اسکی شر سے سبکو بچائے عمرو نے ہرکارون کو حکم دیا مفصل خبرین لاؤ دیکھو افراسیاب کیا کرتا ہی اُسکا کیا ارادہ ہی خواجہ عمرو بارگاہ مہرخ مین تشریف رکھتے ہین ہرکارے بموجب ارشاد فیض بنیاد واسطے خبر کے سمت بارگاہ افراسیاب جادو جاتے ہین ان سب لوگون کو اس حال مین چھوڑو وقت پر سب کا ذکر بیان کیا جائیگا

دو کلمہ داستان لشکر امیر حمزہ صاحبقران اور لشکر لقا روانہ ہونا آہنگ عکاکب سیر کا

برائے مدد لقا و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا بیان ہوتے ہین ساقی نامہ

ساقیا زہر پلا دے مجھکو
دے وہ مے یعنے کف مار سیاہ
کیا ذرا سودۂ الماس نہین
اور نہین پاس تو جا لا جلدی
بھر دے اک جام کہ مر جاؤن ابھی
ایسے جینے سے تو مرنا اچھا
کبتلک نزع کی حالت مین رہون
ورد لب نعرۂ اللہ ہے
عمر برباد نہ جائے ای کاش
مین جیون اور مرا دل مرجائے
جو کسی پر نہین مرتا ہرگز
رنج سا رنج ہی غم سا غم ہی
درد ہجران سے سبھی کو ہی فراغ
غمزدون کا ہی کسیکو کیا غم
کون سنتا ہی فغان درویش
شربت مرگ چکھا دے مجھکو
تلخی یاس عبادت کبتک
سم ہلاہل ترے کیا پاس نہین
کیسا خمار خفقان ہی ظالم
بھول کر آپ مین آؤن نہ کبھی
کاش مرجاؤن کہ چین آ گئے کہین
کبتلک یون ستم مرگ سہون
کبتلک چشم سے خون ہو جاری
دل لگی آئی مجھے آئے ای کاش
ہو وصال اب نہ جدائی مجھکو
جینے سے جی نہین بھرتا ہرگز
دیکھتا ہون عجب احوال اپنا
بات پوچھے کوئی یہ کسکو دماغ
کون پوچھے ہی کسی کا احوال
قہر درویش بجان درویش
یان سیہ مستی حرمان پہ نگاہ
حضرت ذوق شہادت کبتک
گر بیان ہی تو اٹھا لا جلدی
بس چلا جی تو کہان ہی ظالم
کاسۂ عمر کا بھرنا اچھا
بد دماغی سے سر زیست نہین
کبتلک ناک مین دم آ رہے
کبتلک درد کرے دلداری
یا رے یہ ظلم سہا کیونکر جائے
آئی دشمن کی بھی آئی مجھکو
جان ہمہ رنج دسرا یا غم ہی
کیا کہون کس سے کہون حال اپنا
سب ہین بے درد نہین کسکا غم
جانتے ہم ہین سبھی کا احوال
حاکیان حکایات رنگین در او یان

روایات دلنشین راقمان عبارات عشق انگیز دکاتبان کتبہ عبرت خیز کیفیت داستان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر چو ہین زبدۂ زمرۂ راستان × وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان × افراسیاب سامان دعوت ملکہ تاریک مین معروف ہی سر ملے یہ رف انداز نے بڑھکر عرض کی کہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی سے نامہ خداوند لقا کا آیا ہی افراسیاب لیکر پڑھا وہی کیفیت مرقوم تھی کہ او افراسیاب مغرور تیرے طلسم کو خاک مین ملا دونگا عرصہ دراز گذرا قدرت کوہ عقیق پر تشریف لائے تو برائے قدمبوسی قدرت نہ آیا اسقدر مغرور ہوا یا خود حاضر ہو یا کسی ساحر زبردست کو برائے گذارش روانہ کر افراسیاب نے زانون پر ہاتھ مارا کہا حیرت سے کہ اے دیکھو صاحب فتح کی کون صورت ہی قدرت کی یہ کیفیت ہی تقدیر بربادی طلسم فرماتے ہین

مابدولت کیونکر جائیں ایک سر ہزار سودے یکہ و تنہا جاؤں لیاقت سے مابدولت کی خلاف ہو اگر لشکر کشی کریں
کاوزمیں تمھارے آب و آذوقہ ممکن نہو بندگان ساحری تڑپ تڑپ کے مریں خیر اسکا سامان مابدولت کرینگے یہ کہکے
سرمایے کہا طرف مشرق کے جاؤ اک پہاڑ ہے اسکا کوہ سیاہ نام ہے سر کوہ پہ جا کے آواز دینا ای آہنگ فلک سیر
تجھکو شہنشاہ نے بلایا ہے اک ساحر زبردست تمھارے سامنے آئیگا یہ نامہ ہمارا اسکو دینا زبانی بھی سمجھانا کہ برائے
خدمت خداوند لقا جاؤ مگر غرور نہ کرنا وہ دربار خداوندی ہے بہت احتیاط سے لشکر حمزہ سے لڑ بھڑ کر قدرت کو بالائے
قیطول پہونچاؤ سرمایہ نامہ افراسیاب لیکر چلا بالائے کوہ سیاہ آیا نام آہنگ لیکر آواز دی فوراً کوہ شق ہوا
ایک ساحر زبردست سیہ فام بدانجام کرگدن پر سوار بارہ ہزار ساحران غدار پشت پر سامنے آیا نامہ دیکر زبانی
بھی سمجھایا کہ ای آہنگ فلک سیر سامنے قدرت کے غرور نکرنا دم خاکساری کا بھرنا آہنگ نے عرض
کی ای وزیر اعظم مابدولت مدت سے مشتاق تھے کہ برائے زیارت قدرت جائیں عقلمند کہیں غرور کرتے ہیں جاتے ہی
سبکو قتل کرونگا ایک کو زندہ نچھوڑونگا قدرت کو بڑی دھوم سے لیکر ملک باختر میں پہونچاؤنگا شیر قدرت لقب پاؤنگا
طرہ پیمبری سے کا غنچہ آرزو کھلا کا قدرت کیا کیا دولت عطا فرمائینگے دولت اولاد خزانہ جواہر سے تقدیر کر دینگے
دامن آرزو گل مراد سے بھر دینگے سرمانے پشت پر ہاتھ پھیرا کہا مرحبا صد مرحبا یہی اعتقاد چاہیے جلد اپنے کو پہونچاؤ
آہنگ فلک سیر اسی وقت بارہ ہزار فوج لیکر سمت کوہ عقیق روانہ ہوا منزلیں طے کرتا ہوا جاتا ہو ادھر صحراے
ناظرین ہو ملکہ سرخ موے کاکل کشا جو خدمت میں خواجہ عمرو کی حاضر ہے قلعہ سرخ مویان پر سالہا سال
لڑائی رہی اب لشکر اس مقام سے بڑھ آیا ہے ملکہ نرگس جادو خالہ زاد بہن ملکہ سرخ مو کی گلریز جادو شوہر
نرگس یہ زن و شوہر کئی مرتبہ خدمت ملکہ سرخ مو میں حاضر ہوے لڑے بھڑے اپنے قلعہ گلریز پر چلے
گئے اب فی الحال ملکہ سرخ مو نے نامہ لکھا ای برادر گلریز و ای ہمشیرہ ملکہ نرگس ہم لوگ نوبت بجان و کارد
براستخوان ہیں حجرہ دم بلا کھولا گیا تاریک شکل کش ہم لوگون کے مقابلہ میں آئی اسکے مقابلہ سے جان بچانا مشکل
ہے اگر ہو سکے تو اس زمانہ میں ہمسے ملاقات کر جاؤ ورنہ دیدار ہمارا تمھارا قیامت پر گیا شہنشاہ گلریز جادو
و ملکہ نرگس نے جو یہ نامہ پڑھا زن و شوہر بیقرار ہو گئے فوراً سو دو سو کنیزیں اپنے ساتھ لیں ایک خیمہ مختصر
بصد کروفر طی منازل و قطع مراحل کرتے ہوئے زن و شوہر جاتے ہیں صحراے دربند جالندھریہ میں اگر دلکش ہوے
خیمہ استادہ ہو گیا کرسیاں بچھ گئیں ایک پر گلریز ایک جانب ملکہ نرگس آکر متمکن ہوے صحراے سبزہ زار کی کیفیت
دیکھ رہے ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک جادوگر تخت پر سوار ہمراہ بارہ ہزار ساحران غدار بڑے زور شور سے

آتا ہی گلریز نے کہا کوئی خراج گذار افراسیاب کا جاتا ہی ملکہ نرگس جادو نے کہا سامان لشکر کشی ہی کل خراج
گذاران افراسیاب جائینگے اُسوقت مین نہ شریک ہوتا باعث خرابی ہی یہ ذکر تھا کہ وہ ساحرہ اگر اترا کار گذار
بارگاہین استادہ کرنے مین مصروف ہوئے واضح ہو کہ یہ وہی آہنگ فلک سیر جادو ہی سمت لشکر لقا
جاتا ہی اسوقت اگر یہان اُترا سر اُٹھا کر دیکھا نازنینان مہ جبین پھر رہی ہین ایک خیمہ مختصر سا استادہ ہی ایک تاجدار
دوسری شاہزادی عالیوقار در خیمہ پر استادہ ہین کسی سے اسنے پوچھا یہ کسکا لشکر ہی ساتھ والون نے عرض کی
ہمنے دریافت نہین کیا لیکن ہمارے ہی شہنشاہ کا کوئی ملازم یا خراج گذار ہوگا اس اقلیم مین غیر کا گذر کہان ہی
آہنگ تاج سر پر رکھے ہوے اسی جانب چلا کہا چلکر ملاقات کرین معلوم ہو جاے یہ کون لوگ ہین کس ملک کے
حاکم ہین تعین ہی اسی سرحد کے ناظم ہین اشیاے ضروری کا آرام ہوگا کیۂ وتنہا لشکر مین ملکہ نرگس کے آیا کنیزون نے
بڑھکر گلریز کو خبر کی اے قبلۂ عالم آہنگ ملازم افراسیاب آپکی ملاقات کو آتا ہی گلریز نے کہا کرسی بچھے برائے
استقبال کھڑا ہو گیا چند قدم بڑھکر آہنگ سے ملاقات ہوئی لا کر کرسی پر جگہ دی آہنگ کرسی پر بیٹھا جان مثال
ملکہ نرگس پر نگاہ پڑی دیکھا اک نازنین خوشنما آنکھین رشک چشمان آہو پیشانی نورآگین صاحب جاہ وتمکین بصد رعنائی
در زیبائی کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہی دیکھتے ہی مر گیا آہ کرکے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا بہ نگاہ حسرت دیکھنے لگا شہنشاہ
گلریز نے جو طریقہ کہ شایان عالیوقار کا ہی نام ونسب بھی نہین پوچھا پہلے ساقی بچے کو طلب کیا جام مے ارغوانی
پیش کیا اس ملعون نے دو چار جام پیے جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اور زیادہ مغرور بے شرم ہوا طرف
شہنشاہ گلریز کے متوجہ ہو کر پوچھا آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہی کیا آپ سرحد کے مالک ہین یا مثل ہمارے
مسافر اس صحراے پُر فضا کے سالک ہین شہنشاہ گلریز نے بفصاحت وبلاغت فرمایا ہماری ملکہ عالم ہمشیرہ
ملکہ سرخ موے کاکل کشا ہین لشکر طلسم کشا کی جانب جاتے ہین آپ کہان تشریف لیجائینگے اس بیحیا نے
جواب دیا بدولت کا نام نامی اسم گرامی آہنگ فلک سیر براے قتل مسلمانان سمت کوہ عقیق جاؤنگا
لیکن بڑے افسوس کا مقام ہی تم زن وشوہر نے شہنشاہ کا خوف نہ کیا باغیون کا ساتھ دیا خیر جو گذرا وہ گذرا
اب میرے ساتھ چلیے مین قدمون پر قدرت کے گرادونگا قدرت اپنا سفارش نامہ مرحمت فرمائینگے شہنشاہ
کچھ کہین گے گلریز نے جواب دیا اے آہنگ فلک سیر جو ہمنے مناسب جانا وہ کیا تمھین ہمارے معاملات
مین کیا دخل ہی اتفاق سے ملاقات ہوگئی آپنے ہمکو سرفراز کیا ما حضر موجود ہی براہ عنایت تناول فرمائیے
اپنا راستہ لیجیے ہمارے مقدمات طلسمات از بام افتادہ ہو چکے سالہا سال لشکر مین خواجہ عمرو کے رہے

روز فتح و شکست کا سامنا تھا نرگس جادو کو تو بہت ناگوار ہوا شوہر سے اشارہ کیا کیون اسے سمجھا سے عذر کرتے ہو یہ بگڑے گا تو ہمارا کیا کر لیگا یہی چار سو کنیزین کافی ہین ابھی لشکر کو الٹ پلٹ کر دونگی میدان کارزار لاشہ ہاے ساحران سے معمور دونگی گلریز نے منع کیا اشارہ کر دیا مین ابھی سمجھا کے اسکو رخصت کیے دیتا ہون ہم بسرا ہین کیا ضرور ہے کہ اس مقام پر فساد ہو آیندہ نہ مانیگا سمجھا جائیگا لیکن آہنگ نے قبضے پر ہاتھ ڈالکر کہا میان گلریز صاحب اٹھیے میرے ساتھ طرف کوہ عقیق کے چلیے دل مین اس ملعون کے یہ ہے فساد کرون لڑائی ہو کسی طریقے سے ملکہ نرگس جادو پر قبضہ ہو مرد مارا جاے تب عورت پر قبضہ ہو بیہودہ کلام کرنے لگا گلریز نے تو طرح دی یہی کہتا ہے کہ اے آہنگ فساد کا قصد نہ کر واپنے لشکر مین جاؤ اگر لڑنا منظور ہو طبل جنگی بجواؤ اسوقت تم یہان بطور مہمان آئے ہو ہمین کچھ کہنا مناسب نہین ہے اور یہ بے حیا سمجھا کہ یہ مجھسے دب گیا فوراً اسکو قتل کرون اس سے حسین حور شمائل کو پہلو مین بٹھاؤن جب اسنے چند کلمات سخت کہے ملکہ نرگس نے آنکھین پھیرین لال ڈورے نشہ وحشت کے پڑ گئے غصے سے چہرہ گلنار ابروے خمدار ہلے گویا نیمچہ ہلالی چمکے پلکون نے صفین جمائین چھریان کٹاریان چلنے لگین غصے مین کرسی سے اٹھین کہا او بے حیا اپنے دل مین کیا سمجھا ہے شوہر ہمارا خوشامد کرتا ہے تو شتل گدہے کے پھول گیا اپنی حقیقت کو بھول گیا جا دور ہو لشکر سے ہمارے نکل جا یہ کہکر کنیزون کو اشارہ کیا اس مردود کو ہمارے لشکر سے نکال دو دو چار کنیزین چلین ایک حبشن نے ہاتھ پر آہنگ کے ہاتھ ڈالدیا کہا او شخص دیکھ حکم شاہنشاہی صادر ہو چکا اب تو نہین ٹھہر سکتا اس بے حیا نے حبشن کو ہاتھ تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے ہوے ملکہ نرگس نے بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا برق چمکی شانہ اس ملعون کا نشانہ ہوا گلریز بھی بیچ مین آگیا کہا ملکہ جانے دو اسنے گلریز پر ہاتھ مارا پکار اٹھا تجھکو قتل کرکے اس معشوقہ کو قبضے مین کرونگا زخمی ہونا جوہر عاشقی ہے یہ زخم کیا کلیجے مین ناسور ہے دل عشق منزل ناصبور ہے تلوار جو اسکی پڑی گلریز کا سر زخمی ہوا ملکہ نرگس ہٹو صاحب کہکے بڑھین نیمچہ ہلالی کھینچکر جا پڑین جیسے ہی ملکہ نے نیمچہ اٹھایا نامرد پکار اٹھا اے جان جہان دامے آرام دل مشتاقان سر حاضر ہے کاٹ لو یک نظارے خوش گذرے عاشق صادق ہون سر ہتیلی پر رکھا ہے ایک وار لگائیے اشعار

عشق کی چوٹ کا کچھ دلمین اثر ہو تو سہی
چھیڑ کچھ اے مژہ دیدہ تر ہو تو سہی
دیکھنا لیتی ہین کیا دل کی تمنائین قصاص
دلمین گھر کرنے کو کچھ تیری نظر ہو تو سہی

درد کم ہو کہ زیادہ ہو مگر ہو تو سہی
آہ کہتی ہے کسے ڈھونڈھون اثر ہو تو سہی
جوشش گریہ بلا خون جگر ہو تو سہی
یا ہمین کھینچ بلائینگے انھین لے دہ ہمین

دیکھون نشتر زن دل اُنکی نظر ہو تو سہی
تلے اپنے تلافی کو مگر ہو تو سہی
تیر ہو جاے کہ برچھی کہ کٹاری کہ چھری
کشش عشق ادھر خواہ ادھر ہو تو سہی

دلکو کیا دخل لڑے یار جو مجھسے شب وصل
قابل اسکے تری بل کھا کے کمر ہو تو سہی
دلکی خواہش ہے کہ مہمان بلاؤں اسکو
وہین آتا ہے کوئی اسکی خبر ہو تو سہی
دی اجازت لیس وہ ہے ٹھہرنے کی ہمین
آنکھ کمبخت مگر خشک ہے تر ہو تو سہی
یہی قاتل سے ہے اظہار کا پہلو اچھا
پہلے اسکا دل بیتاب مین گھر ہو تو سہی
کہتی ہین حسرت دیدار سے آنکھین اپنی
اس لگی کی کسی غافل کو خبر ہو تو سہی
قطع یہ وصل کی امید ہوئی کاش جلال
غیر سمجھونگا کوئی مانع شر ہو تو سہی
نہ سنے گا جو مری داور محشر نہ سنے
کہتی ہے خانہ بدوشی کہین گھر ہو تو سہی
کیون نکلتا وصل کی شب بھی نہین یار سے ہم
جلوے گو ہین ترے کچھ پیش نظر ہو تو سہی
اپنی کیفیت دکھلاتا ہے مجھ مست کو کیا
آرزو دل کی کوئی زخم جگر ہو تو سہی
ضبط بھی کر نہ سکو ہے وہ جگر مین دیتی
دیکھ لینگے ہم اسے تاب نظر ہو تو سہی
تیغ ادوی نہین کیونکر شب فرقت دیکھین
زیست ایام جدائی بسر ہو تو سہی
زلف کے جھونک اٹھا لیگی یہ ہنگام خرام
عرصہ حشر مین اچھا وہ گذر ہو تو سہی
روکا لون آنکھون ہی مین آگے تڑپنے دون کبھی
شام سے ہے یہی دھن کہ سحر ہو تو سہی
آئے مین وہ کہ رلا کر مجھے پونچھین مرے اشک
جام جم بیٹھے مراد ست نگر ہو تو سہی
ٹھہرے خود یا کسیکی تو لئے بھی ٹھہرے
میری فریادون نے پیدا کچھ اثر ہو تو سہی
غیر ہے کچھ مری جانب سے لگا دے جاکر
دل مایوس کو کچھ اسکی خبر ہو تو سہی

یہ اشعار بیقرار ہوکر جو اس نامرد کے سامنے ناز نرگس کے پڑھے اُس صاحب عصمت و عفت کی آنکھین لال ہوئین دلیر ڈپٹ لگی یہ اشعار تیر بنکر سینے پر پڑے شوہر کو اشارہ کیا صاحب ہٹو اس نامرد کی باتین سنتے ہو کیا کوئی بازاری مقرر کیا ہے کیا سمجھا ہے ہمین با اطاعت افراسیاب ترغیب دیتا ہے مین ابھی عشق اسکا نکالے دیتی ہون یہ کہکے ابرو ہلے آنکھون سے تیر چلے نیمچہ قریب جا کے مارا ہر چند اس بیچارے نے روکا سحر بھی کیا لیکن تڑپ کر گرا سر اس خود سر کا زخمی ہوا پایا تو دم عشق بھرتا تھا تلوار کھاتے ہی چیخنے لگا افسرون کو آواز دی یارو دوڑو یہ زن و شوہر مجھکو مارے ڈالتے ہین بارہ ہزار ساحر دوڑ پڑے اب زن و شوہر سنبھلے آہنگ فلک سپہر کو ان سبھون نے ہٹا لیا اسنے زخم سر باندھا بارہ ہزار ساحرون کا بلوا ہوا یہان صرف چار سو کنیزین ہین مگر یہ لوگ خنگ افراسیاب کی مار اٹھائے ہوئے ہین نرگس نے بڑھکر سحر کیے سیکڑون کو نابینا کر دیا جسپر نگاہ ڈالدی ہاے کہکے گرا ٹٹولتا پھرتا ہے منہ کے بھل گرتا ہے گلریز نے صدہا کے نخل قد قلم کیے کسیکا غنچہ آرزو نہ کھلتے پایا ہوا ے گرم چل رہی ہے باغ حیات مین باغیون کے خزان آئی مثل برگ خزان دیدہ سر گرنے لگے گل حیات سبکے مرجھائے کنیزون نے کانیان باندھین سینے کھینچکر جا پڑین ہزارہا بھیا مارے گئے چونکہ افسر زخمی ہو چکا آخر نہ تاب لا سکے ملکہ نرگس و گلریز کے سامنے سے بھاگے ملکہ نرگس نیلٹی تھین خیال عصمت سے آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے آخر گلریز نے

ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ جانے دو نامرد کی سزا ہو گئی کئی ہزار بجیا مارے گئے ملکہ نرگس نے کہا صاحب مجھے انتہا کا
غصہ ہے کلمات مہملات ملعون کے سنے افسوس زندہ بچکر نکل گیا گلرنگی کہا اب لشکر اسلام میں چلتے ہیں وہاں ضرور
آئیگا جادوگر نامی ہے اسکا ذکر خواجہ سے ہوگا ملکہ نے کہا کیا واہیات بات کا ذکر کرینگے لیکن انشاءاللہ میدان کارزار
میں سمجھا جائیگا شوہر کو بھی منع کیا کنیزوں پر بھی تاکید کی کہ خبردار لشکر خواجہ میں ذکر نہ کرنا اگر زخموں کا ذکر آئے ہمشیرہ
پوچھیں کہدینا ماہ میں کچھ ساحروں نے گھیر الڑائی ہوئی ڈٹ بھڑ کر نکل آئے اس زمانے میں لڑائی کیا مشکل ہے تمام ممالک میں
غدر ہے ملازمان افراسیاب آمادہ سرکشی ہر جانب سے لشکر کشی سب نے بلا کر ملکہ نرگس کو گھیرا کنیزیں بھی زخمی تھیں زن و
شوہر نے بھی زخم کھائے قصد ہوا آج شب کو اسی مقام پر رہنا چاہیے زخم وزیان ہونا واجب ولازم ہے اسی مقام پر خیمہ استاد
ہوا ملکہ نرگس خیمے میں آئیں پٹیاں مرہم کی چڑھائی گئیں چند کنیزیں برائے حفاظت مقرر ہوئیں ملکہ نے بعد خاصہ نوش فرمانیکے
آرام کیا لیکن یہ بجیا آہنگ فلک سیر بھاگ کر پانچ کوس پر ٹھہرا سرداروں نے بارگاہ وغیرہ استادہ کی سب کہتے ہیں
کہ کیا زوال دولت افراسیاب کے سامان ہیں عورتوں کے ہاتھ سے شکست کھائی ہمارے شہنشاہ کو بیٹھے بیٹھے یہ کیا
سوجھی پرائے گھر میں جا کر فساد برپا کیا خوب ذلیل ہوئے بڑی خیر ہوئی کہ وہ سب رک گئے ورنہ اُسکے ہاتھ سے ایک
زندہ نہ بچتا ایک نے کہا ملکہ سرخ مو کی خالہ زاد بہن ہے افراسیاب سے سیکڑوں مرتبہ لڑائی پڑی ہوگی جلانے سے وہ
کیا دبتی ملازمان ہر طرح سب بلائے ہیں جب تو ملازمان پادشاہ ہوشربا سے مقابلہ کرتے ہیں جان دینے پر مرتے ہیں
پھر مرنے والے سے کون لڑے آخر سینے لڑ بھڑ کر صدہا ممالک پر قبضہ کر لیا آہنگ بیہوش ہے یہ باتیں سن رہا ہے سرداروں
نے لا کر بارگاہ میں اُتارا زخموں میں ٹانکے دیے آنکھ کھولی سرداروں نے طعن و تشنیع کیے کہا حضور آپنے ہم سبکو ناحق
ذلیل کیا دو ہزار بے گناہ مارے گئے بڑی خیر ہوئی ملکہ نرگس خود پلٹ گئیں نگاہ نے اُنکی ہزاروں کو زخمی کیا چھپی نگاہوں
سے چھریاں کٹاریاں چلتی تھیں تیر مژگان نے کلیجے مشبک کر دیے آہنگ نے کہا بھائیو کوئی میرے دل سے
پوچھے میری تو جان پر بنی ہے اگر وصل نرگس جادو نہ حاصل ہوگا آہوان صحرا سے اُنس کرونگا جنگلوں میں مارا
مارا پھرونگا سبنے کہا حضور صبر کیجیے ایسی معشوقہ کا نام نہ لیجیے جان بچنا دشوار ہوگی ابکی مرتبہ قتل ہی کر ڈالے گی
آہنگ ہائے وائے کرنے لگا کہا صاحبوں تمکو میرے دلکی خبر نہیں ہے میری جان پر بنی ہے سب نے کہا پھر ارشاد
فرمائیے پھر چلیے چلکر لڑیں اب بھی آپکے ساتھ بہت لوگ ہیں آہنگ فلک سیر نے گھبرا کر کہا ظاہر میں جانا بہتر
نہیں ہے کچھ اور تدبیر بتلاؤ وہ بھی مجھپر مائل ہوئی ہے لیکن میں نے اسکے شوہر کے سامنے جو اشعار عاشقانہ پڑھے اسکو
ناگوار ہوا تم میں سے کوئی ایسا ہو میرا نامہ اشتیاقیہ اس محبوب جانی یار جادوانی تک لیجائے یقین ہے نامہ

پڑھتے ہی چلی آئیگی شوہر کو دھوکا دیگی سرداروں نے کہا بھلا کسیکی قضا آئی ہے جو آپکا نامہ لیکر سامنے اس قتالۂ عالم کے جاے نہیں معلوم کیا حال کریگی آپ خود تشریف لیجائیں تو بہت بہتر ہے سب سرداروں نے جو یہ کہا بلبل اٹھا کہا صاحبوں میں کیا تمھارے بھروسے پر آیا ہوں لشکر حمزہ سے مقابلہ کرنے جاتا ہوں اسپر عاشق ہوا ہوں اسوجہ سے زخم کھایا ورنہ کسیکی کیا مجال ہے سحر و ساحری میں جو ما بدولت سے مقابلہ کرے میں ابھی جاتا ہوں اپنی معشوقہ کو لاتا ہوں رات ہی کو یہ روسیاہ اٹھا طرف لشکر ملکہ نرگس کے چلا جب قریب لشکر پہونچا دیکھا چند کنیزیں پہرہ رہی ہیں صداے حاضر باش بلند ناگاہ گلریز جادو بھی خیمے سے نکل آیا کنیزوں کو پکار کر آواز دی ہوشیار رہنا ملکہ عالم نے آرام فرمایا کچھ رات جب باقی رہے سفر کی تیاری کر دینا فصل گرما میں سفر ہے ہر منزل میں خوف و خطر ہے جلد اپنے کو خدمت خواجہ میں پہونچائیں سنتے ہیں آجکل قیامت کے مقابلے میں لشکر طلسم کشا پر وبائی پڑا ہے کوئی ساحر زبردست آیا ہے یہ بھی سنا تھا کہ تاریک شکل کش آگئی خدا اسکی بدعت سے اہل اسلام کو بچائے کنیزوں کو ہوشیار کر کے گلریز اندر گیا آہنگ نے یہ سب سر کو دیکھا خائف ہوا پھر سوچا اگر خالی پھر جاؤنگا سردار ہنسیں گے اگر لشکر میں جاؤں کنیزیں جاگ رہی ہیں اسی تردد میں جب دو پہرے شب تجاوز کر چکی سوچا کہ اب جا تیاری کر دونوں پر مار کر غرق زمین ہوا نقب سحر دیتا ہوا خیمہ میں ملکہ نرگس کے پہونچا دیکھا شاہزادہ گلریز نے بھی آرام کیا ملکہ نرگس اپنے چھپر کھٹ پر سو رہی ہے چار کنیزیں چپ پر حاضر ہیں اس ملعون نے سحر کیا کنیزیں بیہوش ہو کر گریں ملکہ نرگس پر بھی سحر کیا سوتی تھی ہاتھ پاؤں سحر سے بیکار ہوئے غفلت کا غلبہ ہوا جب اس بیحیا نے دیکھا سحر نے میرے تاثیر کی قریب ملکہ نرگس آیا کمر میں بچہ دے کے اسی طرح غرق زمین ہوا پہر رات رہے اپنے لشکر میں پہونچا زبان میں ملکہ نرگس کے سوزن دیا خوف ہے اگر بیدار ہو گی قیامتیں برپا کریگی ساتھ والوں سے کہا دیکھو صاحبوں معشوقہ سرکش کو گرفتار کر لایا شوہر کو اسکے زخمی کیا کنیزیں سب بھاگ گئیں لیکن اب یہاں ٹھہرنا کیا ضرور اسی وقت لشکر تیار کرو خدمت خداوند لقا میں جلد پہونچیں اس ملعون نے اس گوہر بے بہاے بحر حسن و خوبی کو اک صندوق میں بند کیا اسیوقت لشکر تیار کر کے طرف کوہ عقیق کے روانہ ہو گیا یہاں بوقت سحر گلریز کی آنکھ کھلی چھپر کھٹ ملکہ خالی پایا کنیزیں بیہوش گھبرا کے آواز دی کنیزیں تیاری کر رہی تھیں گھبرا کے اندر آئیں گلریز نے گھبرا کے پوچھا ملکہ عالم کہاں واسطے رفع حاجت کے گئی ہیں سنیے کہا حضور ابھی تو باہر بھی نہیں نکلیں کنیزوں کو بیدار کیا کہا ارے ملکہ عالم کہاں ہیں ان کنیزوں نے کہا حضور بڑی رات گئے خود بخود ہمپر نیند طاری ہوئی نہیں معلوم کیا ہو تھا سب کنیزوں نے چہار جانب ڈھونڈھا کہیں پتا نہ ملا گلریز گھبرا گیا دیوانہ وار یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

افسوس پایۂ عیش جہان را قیام نیست
چندے نشان بخاک برابر کہ نام نیست
فرصت روز و شب ہمہ دیدم خموش باش
پرواز ما بسوئے چمن بے خرام نیست
افتادگی مشاہدۂ پختہ مغز بست
در گوشۂ قفس خطر و خوف دام نیست
از فکر زاد راہ چہ غافل نشستۂ
جامی بہ ماہ میدہد این ہم مدام نیست
سودا بجائے نام ہما استخوان برد

از گردش زمانہ درین بزم جام نیست
آخر مآل کار ترقی تنزل است
ایفاے وعدۂ تو درین صبح و شام نیست
قاضی اگر نگہ بسوئے قاتلم کند
کآن بشاخ بماند کہ خام نیست
سوسن زجور گوید و تر ساز دخت رز
این منزل خراب محل قیام نیست
سیخ است تا بہ خلوت خاصش نہد ملک
کس را بپیش یار مجال پیام نیست

نام و نشان نخواہ بعالم کہ گشتہ اند
جز کاستن بطالع ماہ تمام نیست
ما مرغ پر شکستۂ گلزار عالم ایم
خون مرا بحکمہ انتقام نیست
آزردگی بامن اسیری نمیرسد
ما را دماغ بحث حلال و حرام نیست
از شیشۂ فلک مطلب می این دنی
دامن او بکشید کہ باش افق عام نیست

اسطرح گلریز تڑپا پھر کا کنیزین بھی سب رونے لگین ایک کنیز نے گھبرا کر کہا دیکھیے حضور قریب چھپر کھٹ کے مہرہ نقب سحر کا معلوم ہوتا ہو فوراً گلریز اس نقب مین پھاند پڑا ہر چند کنیزون نے کہا حضور نقب مین کوئی بیٹھا ہو گلریز کے کلیجے پر چھریان پھر رہی ہین جناب و بیقرار نقب کو طے کرتا ہوا چلا کنیزین بھی عقب مین سر پٹی ہوئی صحرا مین آکر گلریز نکلا نشان نقش پا دیکھتا ہوا اس مقام پر آیا جہان لشکر آہنگ **فلک سیر** شکست کھا کے اترا تھا یہ تو پچھلی رات ہی کو کوچ کرکے چلا گیا دو چار ساحر جو انتہا کے زخمی تھے وہ پڑے ہوئے کراہ رہے ہین **آہنگ** کا نام لیکر گالیان دیتے ہین کہ وطن سے حرامزادہ ہمکو لایا ناحق کو لڑا زخم کاری مین ہمکو چھوڑکر چلا گیا گلریز انکے قریب آیا اُنسے حال پوچھا تمہارا افسر کہان گیا تم لوگ کیون بیقرار ہوان سب نے کل کیفیت بیان کی کہ آپکے ہاتھ سے زخمی ہوکر یہان اترا نام لیکر ملکہ نرگس کا روتا تھا سب سردارون سے کہا میرا نامہ لیکر پاس معشوق کے جاؤ سمجھا کے اُسکو میرے پاس لاؤ ورنہ فراق مین مرجاؤنگا سبنے حضور انکار کیا آخر وہ نابکار خود گیا نہین معلوم ملکہ کو کیونکر لایا کہتا تو تھا کہ مین لڑ بھڑ کر لایا ہون شوہر کو اسکے زخمی کیا کنیزین بھاگ گئین ملکہ کو مین لے آیا رات ہی راتا اُسنے لشکر تیار کیا طرف کوہ عقیق کے گیا گلریز کے ہوش اُڑ گئے ہاتھ پانون مین رعشہ بیقرار ہوکے پکار اُٹھا اے فلک تونے یہ کیا کیا سنگ تفرقہ پھینکا میری ہمنشین کو مجھسے جدا کیا ع واے بر حال گرفتارے ما + کس انقلاب کا سامنا ہوا نہین معلوم زمانہ موت کا قریب ہوا یون فراق نصیب ہوا

اشعار

حسن کی بازار مین کیا ہی خریدار ہے فراق
دیکھے نقد دل نکر زنہار سوداے فراق
دوستان رفتہ کا اتنا فراق ایدل تجھے

دل ہے سینے اکدن ہرگز نہین جاے فراق
بس تھا اک داغ ابل پھر تو اسنے دل جلا
ہو جہو سفر درست ہو درمیان پائے فراق
تھہر بن اعضا کا ہر ہر میرے حال
ایک غم کو نہین ہو مجھسے نفاق

لطف ان دو رازو فائے محبت کا نہین
اس دلی آتش کو ڈرتا ہون جو لگائے فراق
دیکر زندگی کیون نہوے مجھپر شاق
تار شیرازہ بن ہون جو لعا و راق

ہمانۂ دلکو عبث کیون کیجیے او اسے فراق
وصل گر اس شوخ کا سودا ہو تیمے دست داد
یا رہے اعضا و دل مشتاق
عشق تیرے مین سب منافق ہین

اسطرح گلریز بیقرار رہا گھبرا گیا کبھی قتل تصویر تصور جانو تن کبھی ہجر الم کا جلی
کنیزین سب اگر جمع ہو گئین اس صحراے ہول خیز مین جابجا ڈھونڈھتی پھرتی ہین کوئی روتی ہو کوئی اشکون سے منہ دھوتی
ہو کوئی نام لیکر پکارتی پھرتی ہو کوئی بدحواس ہوکر گرتی ہو آخر گلریز نے کہا صاحبو جو ہونا تھا وہ ہوا اور نے لینے
سے کیا ہوگا جستجو کرنا مناسب ہو یہ عاشق زار الہٰی جان دینے کا طالب ہو یہ بخوبی ظاہر ہوا کہ آہنگ طرف
کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے گیا ہمارے آقا سے سفر کر درپیش ہو مین ناحق کا پس و پیش ہو تم سب صاحب خدمت
مین خواجہ عمرو کی جاؤ معرفت ملکہ سرخ موے کاکل کشا کے اس آفت ساوی کا ذکر کر دینا مین ابھی جاتی
ہون یا جان دونگا یا اُس محبوب گم گشتہ کو ڈھونڈھ کر لونگا اس حیلے سے خدمت مین آقاے نامدار کی پہونچونگا قدمبوسی
سے مشرف ہونگا کنیزون نے عرض کی اس راہ مین دربند جالندھر پہلے ملیگا شمیم جالندھری اس دربند کی جاگیر
طرف سے افراسیاب کے ناظم ہو ضرور حضور کو روکے گی گلریز نے کہا شمیم کی بھی یہ لیاقت ہو کہ ہمکو دیکھ
کر سامنے آئیگی انشاء اللہ لطف اٹھائیگی رکنا مناسب نہین ہو سبنے عرض کی بسم اللہ مگر اسوقت مین حضور
کا ساتھ نہین چھوڑینگے کیا روے سیاہ جا کر ملکہ سرخ مو کو دکھائین شرم کی بات ہو پس حضور کا ہمراہ ہم
ہی گلریز فوراً اک طاؤس پر سوار ہو چار سو کنیزین پشت پر گولا سحر کا ہاتھ مین لیا قہر و غضب تمام چلا اور
آہنگ فلک سیر جب قریب دربند جالندھر پہونچا شمیم کو خبر ہوئی یہ واسطے استقبال کے گئی
آہنگ نے کہا مین خدمت خداوند لقا مین جاتا ہون شمیم نے سب سامان دعوت کیا ہمکو یہ رخصت ہو کے
نکلگیا شمیم بام قلعہ پر کھڑی ٹہل رہی تھی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا اک نوجوان تاجدار طاؤس پر سوار پشت پر
مصاحبان نامدار لیکن مثل شعلہ جوالہ بر سر قلعہ آکر چمکا شمیم نے آواز دی کون جاتا ہو گلریز نے فوراً طاؤس
روک لیا آواز دی او شمیم ہمکو نہین پہچانتی ہو منم شاہزادہ گلریز جادو نسبتی بھائی ملکہ سرخ مو صاحب
تاج طلسم کشا او شمیم سچ بتلا آہنگ فلک سیر اس طرف سے گیا ہو حرامزادے نے مکر کیا بھاگ کر
نکل گیا شمیم شاہزادہ گلریز کو غصے مین دیکھکر گھبرائی خائف ہو کر جواب دیا اے شہریار حقیقت مین وہ آیا تھا

یہان سے رواتہ ہو گیا مین آپکو نہین روکتی گلریز نے کہا مین موجود ہون یہان بھی لڑنا وہان بھی جانبازی کرنا ہم سپاہی کا یہی کام ہی جنگ وجدل مین اپنا نام ہی یہ کہتا ہوا اسامنے شمیم کے پہونچا شمیم دل مین سوچی فی الحقیقت بڑے قہر وغضب مین جاتا ہی اسکو روکنے مین خرابی ہی بہر دو بہر مین جاکے آہنگ سے بھڑ جائیگا تا یہ کوہ عقیق وہ پہونچ سکیگا اس کو بہکاؤن پس شمیم نے کہا ای شاہزادہ والا قدر آپ طرف سے طلسم آئنہ کے تشریف لیجائیے یہ راستہ سیدھا ہی اسی طرف سے وہ بھی گیا ہی یہ سنکر شاہزادہ گلریز مثل شعلۂ جوالہ بھڑک کر چلا جھپٹا ہوا جاتا ہی جاتا ہی راہ مین پکڑ لون تا بہ لشکر صاحبقران نہ پہونچنے دون دل سے کہتا ہی افسوس کسطرح سے برای ملاقات صاحبقران چلے اس شیر بیشۂ جرأت سے جاکر یہ ذکر کرون کہ میری زوجہ کو چھین لایا کاش کے راہ مین پاؤن لڑ کر چھینلون نہین معلوم اس محبوب جانی یار جادو دانی پر کیا گذری ہوگی صاحب عصمت وعفت مزاج مین جرأت ولیاقت ایسا نہو سر پٹک پٹک کے اپنی جان دے اگر رہائی پاتی اسکو بدون میرے کہان قرار تھا فورًا اپنے کو مجھ تک پہونچاتی

ابیات

یار بودہ جذب عشقم ہوش مطلوب مرا
کو نسیمے تا کشاید چشم یعقوب مرا
بس سکندر طالعم باید فزون بر جاے خویش
وائے گر خواہد بجشم زشت یا خوب مرا

یا تغافل گشتہ سد راہ محبوب مرا
شد جنانم قوی در جانفشانیہاے عشق
باد اگر خواہد برد سوے تو مکتوب مرا
ہمنشینان ہمت کافر فزونی ہاے درد

یوسف گل پیرہن را در چمن بر تن درید
کردہ قانون محبت طرز اسلوب مرا
شستہ ام مسودہ عصیان نامۂ اعمال خویش
بر و مخفی اند دل من صبر ایوب مرا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا رہروی کر رہا ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی قضاے کار ملکہ خنطل جادو بادشاہ طلسم آئینہ فیل بند کے دروازے پر جلوہ فرما ہی سر اٹھا کر دیکھا اک لکۂ ابر گرکتا ہوا جاتا ہی خنطل کو گمان ہوا شاید کوئی ملازم افراسیاب اس جانب آتا ہی پھاٹک سے اپنے اتر آئی آواز دی کون آتا ہی مقام ادب ہی یہان عملداری ہی زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران گزو سکہ نام پر شہنشاہ گیتی ستان سعد بن قباد والاشان کے جاری ہی فتاح اس طلسم کا نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادۂ ایرج نوجوان جو کوئی لقا پرست یا لات پرست ہو اور بادۂ کفر ونخوت سے سست ہو پلٹ جاے ہاتھ سے غلامان صاحبقران کے اپنی آبرو بچاے گلریز نے جو یہ سنا آواز دی ای ملکہ خنطل شکر ہی ہم بھی انھی شجر کے پتے ہین یہ کہکے اشارہ کیا ابر شق ہوا طاؤس تڑپکر زمین پر آیا ملکہ خنطل جادو نے ایک جوان تاجدار صاحب شوکت وشان کو دیکھا آپس مین بغلگیر ہوئی حال پرسی کی گلریز نے تمام کیفیت آہنگ فلک سیر ظاہر کی یہ سنکر خنطل نے کہا تم

شمیم جالندھری نے دھوکا دیا اس راستہ سے کسکی مجال ہے جو گذر کرے عرصہ دراز ہوا کہ یہ طلسم قبضہ مین صاحبقران کے آیا ملازمان افراسیاب ادھر سے نہین آتے از طلسم آئینہ تا طلسم گوہر افراسیابی ایک ڈانڈا ہی آپسمین ہم سبھون مین نامہ و پیغام رہتے ہین اگر کوئی ساحری پرست آیا واصل جہنم ہوا ہم لوگ روز و شب اسی فکر مین رہتے ہین جاتے ہین لڑائی در پیش ہی جسدن طلسم کشا سر دریاے نیل جائیگا ہم لوگ بھی اپنے کو پہونچا ئینگے اہالیان در بند سے مقابلہ کرنا نہین چاہتے خود افراسیاب سے جا کر لڑینگے طلسم کشا کے شریک ہونگے ای شاہزادۂ گلریز ہم بھی تمہارے ساتھ چلین اگر راہ مین ملجاے حرامزادے کو سزاے معقول دین بڑا کوئی نامرد ہی عجب حرکت ناشائستہ کی لیکن اب کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر جائیگا ہاتھ سے فرزندان عمرو کے سزاے معقول پائیگا جاتے ہی ادہ گردن لینگے اُستاد والاشان ہمارے ایک لاکھ چوراسی ہزار شاگردان رشید و فرزندان سعید چھوڑ آئے ہین وہ پہونچتے پہونچتے ساحر کی گردن لیتے ہین گلریز نے کہا ای خنظل بڑے عجاب کی بات ہی کبھی لشکر ظفر اثر مین مین نہین گیا قدمبوسی سے امیر با توقیر کی مشرف نہین ہوا جانے مین نہایت حجاب ہی اس مقدمہ مہمل کے ذکر کرنے مین دلکو پیچ و تاب ہی خنظل نے کہا ہم تمہارے ساتھ چلتے ہین گلریز خوش ہو گیا اور خنظل نے یہ بھی کہا ہمارے آقا کی بارگاہین وہان خالی ہین ہمارے واسطے سامان و غیر سامان کی کیا ضرورت ہی ہمارا شاہزادۂ والاقدر براے فتاح طلسم اسکندریہ تشریف لیگیا ہی ہماری دختر بلند اختر ملکہ نرگسی چشم عقد مین خاور سیاہ کے ہی اکثر جانیکا اتفاق ہوتا ہی ہر چند گلریز نے منع کیا خنظل نے تخت منگایا اتنے عرصہ مین شربت وغیرہ منگا کر ہمراہیان شاہزادۂ گلریز کو پلایا تخت پر گلریز کو سوار کرکے اپنے ساتھ چند کنیزین لیکر طرف لشکر صاحبقران کے روانہ ہوئی مگر حال خیریت مآل زلزلۂ قاف ثانی سلیمانی حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان تحریر ہوتا ہی مقابلہ لشکر زہرو شاہ باختری مین فرد کش ہین لقا کو انتظار ہی کہ کوئی ساحر طرف سے طلسم ہوش ربا کے آئے تو سامان جنگ و جدل ہو کئی مرتبہ سلیمان عنبرین مو سے کوہی نے کہا یا خداوند طبل جنگی بجوائیے لقا نے کہا ہمنے یہی تقدیر کی ہی کہ سلیمان سب مسلمانون کو قتل کریگا بختیارک نے کہا یا خداوند ایسی تقدیر نفرمائیے اندھے کی ایک ہی لاٹھی ہی اگر سلیمان پر کوئی زوال آیا کوہ عقیق پر قدم نہ ٹھہریگا تا ہوش ربا پہونچنا دشوار ہی حمزہ راہ مین گردن لیگا کئی مرتبہ قدرت پکڑے گئے حمزہ نے چھوڑ دیا اس ملک پر فرزندان حمزہ نے بڑے بڑے صدمات اُٹھائے ہین ابکی جو کہین قبضہ ہو گیا حضرت کو بھی جان بچانا دشوار ہو گی لقا نے اک دھول ماری رفیدہ بختیارک کا زمین پر گرا جھاڑ پونچھکر اپنے سر پر رکھا کہا خداوند دھول دھپے کا آپکو اختیار ہی ہمیشہ یہی

سمجھاتا رہتا ہون ساحر کے آنے سے ذرا چہل پہل ہو جاتی ہی سلیمان کا لڑنا بہتر نہین ہی یہان بارگاہ لقا مین تو یہ ذکر ہی وہان صاحبقران زمان کئی دن گذرے طبل جنگی نہین بجا شاہزادہ داراب کشورکشا فرزند رشید صاحبقران جو اپنی بارگاہ سے نکلے فتاح کشوری عیار نے عرض کی حضور کل غلام برائے بالادوی گیا تھا صحرائے پر فضا مین شکار متعدد ہی آج صاحبقران سے اجازت لیجیے پہر دو پہر شکار کھیلیے داراب جب دربار مین آئے صاحبقران سے عرض کی اگر حکم ہو غلام واسطے شکار کے جائے صاحبقران نے فرمایا ای فرزند ممالک پُرآشوب کو ہیونکا جا بجا دخل ہی صدہا کوہی مارے گئے اکثر شریک ہوئے ایسا نہو کسی سے فساد برپا ہو عرض کی غلام پہر چار گھڑی مین کوس دو کوس جاکر واپس آئیگا صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ لیکن کسیکو رہنے کا ارادہ نہ کرنا خوب آگاہ ہو ہم واسطے ایرج نوجوان کے بہت بیقرار ہین ایک تاجر نے خبر دی تھی کہ طلسم اسکندریہ فتح ہوا لیکن ابتک واپس نہ آئے خدا بخیر و عافیت سے اُنکا جمال ہمکو دکھائے ذکر ایرج جو آیا قاسم عالیشان کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے رستم پیلتن بیقرار ہو گئے صاحبقران نے قاسم کو گلے سے لگایا رستم کی پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا ہم خوب جانتے ہین واسطے اپنے نور نظر کے مکدر ہو انشاءاللہ وہ صاحب اقبال بہت جلد بفتح و فیروزی آئیگا قاسم دلشاد نے دست بستہ عرض کی خدا حضور کو سلامت رکھے غلام بھی حضور کا آجائیگا افسوس یہ ہی کہ عیار بھی اُنکا واپس نہ آیا کہ کیفیت مفصل معلوم ہوتی صاحبقران نے فرمایا جسطرح عمرو میرا عاشق ہی اسی طرح فرزند اسکے میرے فرزندون کے خیرخواہ ہین وہ کیونکر واپس آتا اپنے آقا کے ہمراہ ہوگا دیکھین ہمارا یار وفادار عمرو نامدار ہمسے کب ملے سنتا ہون طلسم ہوش ربا مین قیامتین برپا ہین طلسم بہت وسیع ہی ابھی تک اسد غازی نے لوح تک نہین پائی کوئی تو سحر کہ ایسا درپیش ہی کہ ہمارے یار وفادار نے ہمکو فراموش کیا نہین معلوم ہمارے نور نظر بدیع الزمان گرد لشکر شکن کا بھی کچھ پتہ ملا یا نہین ملا اسد نامدار بدون حصول مقصد واپس نہوگا وہ شیر اپنی جان لگا دیگا ذکر بدیع و اسد جو صاحبقران نے کیا بارگاہ آسمان جاہ مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر خورد و کلان دردمند ہوا بادشاہ جمجاہ کے بھی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے فرمایا ای شہریار صف دست راست بسبب نہونے عمر نامدار کے ویران ہی دنگل پر غاشیہ دیکھکر کلیجہ پھٹتا ہی شیران سلطنت وزیران ابہت نے عرض کی حضور انشاءاللہ بہت جلد ان شاہزادگان والاقدر سے ملاقات ہوگی سب صاحب بفتح و فیروزی آئینگے دیکھا سب نے کہ صاحبقران بہت بیتاب ہین اور ذکر شروع کر دیے لیکن داراب اپنی بارگاہ مین آئے چند بیلیے قراول ساتھ لیے مع دو ہزار جوانون کے برائے شکار چلے حکم

صاحبقران ہوچکا ہی کہ بہت جلد واپس آنا آتے ہی شکار شروع کردیا قصد ہی بہت جلد واپس چلیں فتاح نے بھی یہ انتظام کیا کہ تین کوس سے زیادہ ملازمان سرکاری نہ بڑھنے پائین اسی مقام پر سب شکار کھیل رہے ہین داراب نے ایک آہو کو شکار کیا زیر نخل آکر ٹھہر سے ہین ساتھ والے آتے جاتے ہین فتاح نے عرض کی آپکا وقت وعدے کا گذرا جاتا ہی خاصہ پر آپکی تلاش ہوگی اب واپس ہوجیے اگر آپ آج وقت پر پہونچینگے کل پھر رخصت حاصل ہوجائیگی جبتک طبل جنگی لشکر لقا مین نہ بجے روز تشریف لائیے اتنے ہی عرصہ تک شکار کھیلیے بہ تعجیل پلٹ پڑیے داراب نے بھی حکم دیا حقیقت مین واپس ہونا چاہیے شکار اٹھا کر ارابہ پر لادے چاہتے ہین کہ واپس ہون صحرا سے گرد اُڑی سب دیکھنے لگے دیکھا آگے سو علم نشان لاکھ سوار کا آگے سے علمدار گذرے ایک جوان قوی تن قوی سن گینڈے پر سوار پشت پر پرے فوج کے سب جمے ہوئے فتاح نے بڑھکر خبر دریافت کی معلوم ہوا سرخاب کوہی بھائی سلیمان عنبرین موسے کوہی کا براے مدد لقا جاتا ہی ادھر سرخاب کو دریافت ہوا کہ فرزند حمزہ داراب کشور کشا براے شکار آیا ہوا ہی گینڈے کو روک لیا فوج تھمی اک سوار سے اشارہ کیا جاکر پسر حمزہ سے کہو ہماری خدمت مین آکر حاضر ہو ہم تمکو خدمت خداوند مین لیجائینگے خطا معاف کرادینگے مال دولت کو ضرورت ہی کوئی تحفہ معقول براے نذر خداوندی چاہیے پس اس سے بہتر کیا تحفہ ہی کہ تجھکو بطور نذر پیش کرین اک پہلوان اسکے ساتھ کا نہایت زبردست گینڈے کو چمکا کر پرے سے نکلا کہا حضور مین ابھی لاتا ہون خوب بات آپنے تجویز کی نذر خداوندی کے لیے ایسی شی چاہیے لاف وگزاف کرتا ہوا گینڈے کو چمکا کر قریب داراب آیا قدو قامت وجمال دیکھکر اور زیادہ بھولا قریب آکر کہا اے جوان چل ہمارے آقا نے نامدار تجھکو بلاتے ہین براے نذر خداوند لقا لیجائینگے لیکن ارشاد فرماتے ہین جان بخشی کرادینگا داراب نے فرمایا جاکر اپنے پہلوان سے کہ اس صحرا مین ایسی باتین کرتا ہی لشکر لقا مین جاکر طبل جنگی بجوانا ہمارا نام لیکر پکارنا ہم تیرے مقابلہ مین آئینگے بجرأت گرفتار کرنا اسوقت تجھکو اختیار ہی اس کوہی نے جھلا کر جواب دیا کیون اے پسر حمزہ مین کیا پیغامبر ہون مجھے حکم ہی کان پکڑ کے لاؤ چپکے چلے چلو اسی مین خیر ہی ورنہ کھینچتا ہوا لیجاؤنگا یہ کہکے ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑلون داراب نے الٹا ہاتھ مارا غصے مین آکر فرمایا او حیا شامت آئی ہی قضا گھیر کر یہانتک لائی ہی جب تو اس کوہی نے ہاتھ تلوار کا مارا فتاح نے آواز دی حضور ہوشیار ہوجائیے داراب نے جلدی مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ لپٹ پڑا یہ بھی گھوڑے سے کود کے کشتی ہونے لگی سرخاب نے جو دیکھا پہلوان سے پسر حمزہ لڑنے لگا گینڈے کو بڑھا کر آواز دی یارو کیا دیکھتے ہو سبکی مشکین باندھ لو لاکھ سوا ہیل

لینا لینا کہکر دوڑ پڑے فتاح نے آواز دی ای شہریار غضب ہوا کل فوج نے بلوہ کردیا داراب نے جلدی مین اس
پہلوان کو کوہے پر لادا کھیٹر کر مارا کوہ کر چھاتی پر لیکن ساتھ والے اسکے چہار جانب سے آپڑے نیزہ تیر تفنگ
چلنے لگا داراب نے قاعدے کو صرف کیا یہ فرمایا اوہ بیماکہ شناخت مین پروردگار کے کیا کہتا ہوا اسنے جواب
سخت دیا داراب نے غصے مین اس کوہی کو جبر کر پھینکدیا تمام کوہیون نے شاہزادے کو گھیر لیا مرکب پر
سوار نہو سکے کئی کوہیون کو مارا کہ سرخاب برابر آگیا للکار کر آواز دی اوجوان غضب کیا میرے پہلوان کو مارا
یہ کہکے اس بہیا نے ہاتھ تلوار کا مارا خود گینڈے پر سوار یہ پیدل دوسری طرف سے ایک بہیا نے تیر مارا نیزہ
دار کا نیزہ خالی دیا گر تیغ سرخاب کا سر پر پڑا تا ددا بر شاہزادے کے پہونچا اسپر بھی داراب نے جیداری کر کے
پاٹ کا ہاتھ مارا دو پاؤن اسکے گینڈے کے اڑ گئے کود کر سرخاب الگ ہوا دوسرا ہاتھ مارا شاہزادہ چیخ
کھا کر زمین پر گرا کوہی ٹوٹ پڑے از رد سے بلوے کے شاہزادے کو زنجداری مین پکڑ لیا ساتھ کے دو ہزار
لڑنے لگے جابجا گھر گئے فتاح کشوری نے جو یہ حال دیکھا طرف لشکر اسلام کے بھاگا کنارے پر لشکر کے
سِتَم سلیتین علمشاہ نوجوان نگاہداشت مین اپنی فوج کے مصروف تھے کہ سامنے سے فتاح نمایان ہوا پکار کر
آواز دی ای شہریار آپ کے بھائی صاحب داراب کو کوہیون نے بلوہ کر کے پکڑ لیا ساتھ والے لڑ رہے ہین
انکو جلد پہونچایئے اپنے قوت بازو کو بچایئے یہ سنتے ہی استر بالا کبود پر سوار ہوے طرف صحرا کے چلے مہتر
سمک یلداقی نے جو یہ حال دیکھا بڑھکے قاسم و علمشاہ کو خبر کی قاسم یہ سنتے ہی پشت مرکب شبرنگ
زہرہ جبین سلیمانی پر سوار ہو کے چلے انکے بعد انکے سوارون کا تانتا بندھا ہرکارے لشکر کفار کے
دسواس وخناس خوش آمد برآمد یہ خبر دریافت کر کے بھاگے دربار لقا مین آکر عرض کی حضور سرخاب
برائے مدد خداوند آگا تھا راہ مین داراب کشور کشا سے مقابلہ پڑا تھا داراب کو اسنے پکڑ لیا
علمشاہ و قاسم خاوند سیاہ ہمارے سامنے برائے مدد گئے ہین فرداً فرداً سوار جاتے ہین یہ سنکر
سلیمان عنبرین سوے کوہی دنگل سے اٹھا یہ کہتا ہوا وہ میرا بھانجہ ہر جرأت مین بے نظیر
صاحب جاہ و توقیر کل مسلمانون کو قتل کرے گا دیکھیے آتے ہی اسنے قیامت برپا کردی داراب
ایسے جوان کو پکڑ لیا یہ کہکر باہر آیا فوج کوہیان لیکر چلا لقا نے کہا قدرت نے نوے ہزار برس پیشتر یہی تقدیر
کی تھی کہ آج مسلمانون کا ہاتھ سے سرخاب کے خاتمہ کرائینگے یہ کہکر تخت پر سوار ہوا تمام فوج لیکر چلا
یہان سرخاب نے داراب کشور کشا کو گرفتار کیا ساتھ والے لڑ رہے ہین کچھ قتل ہوے کچھ

باقی تھے کہ نعرۂ شیر کی صدا آئی باشید اے کفاران بے حیا و اے نابکاران بد غا منم رستم پہلتن دل‌افگن کشندۂ دویل ہندی و قویل ہندی و کشندۂ کپتان فرنگی سر فتنہ ملک فرنگستان نعرۂ علمشاہ

ارشد اولاد امیر عرب
که بر تخت مرزوق افگنده شور
کیست علمشاہ چو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور

دوسری جانب سے نعرہ ہوا نعرہ قاسم فرزند رستم نبیسرہ صاحبقران

آفتاب مشرق دین پروری
زنم تیغ بر ابر بسنده مباه
شہسوار لعل پوش خاوری
ز آب دم تیغ شستم زمین
ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
همه باخته شد بزیر نگین

سرداروں کا ہر جانب سے نعرہ ہوا الاگر د فرنگی و مالا گرد فرنگی ارزال دکھنی زلزال و نہنگ بحیہ دریائی وسا قط شاہ دربندی ایک طرف سے قیماس خان خاوری و حسن خان خاوری و الماس خان خاوری و مالک ترک سفید جامہ و توسن بن ترک و معظم خان بن بہرام تلوار کھینچکر آتے ہی شریک جنگ ہوے علمشاہ و قاسم شاہ نے صف کو ہیاں کو درہم و برہم کر دیا یہاں صاحبقران زمان محل اندر دسترخوان پر خاصہ نوش فرمانے کو ہین لیکن دربار برخاست ہو چکا ہے خاصے پر امیر نے ارشاد فرمایا ابھی تک داراب کشور کشا واپس نہ آئے ملکہ صنوبر خاتون مادر داراب نے عرض کی مین نے بھی دریافت کیا ابھی تک غلام آپ کا شکار سے نہین پلٹا کسی کو حکم ہو دریافت کرے امیر نے محلدار سے حکم دیا مقبل وفادار سے کہو صحرا مین جاکر داراب کو بلا لائے مقبل در دولت پر حاضر تھا محلدار نے حکم دیا مقبل پشت مرکب پر سوار ہو کے چلا لشکر مین جو دیکھا سرداران قاسم شاہ و علمشاہ مسلح ہو چلے جاتے ہین مقبل نے پوچھا معلوم ہوا صحرا مین لڑائی پڑ گئی لندھور و مالک کو خبر پہونچی وہ نامدار سنکر بیقرار ہوے پشت مرکب شبرنگ تازی پر سوار ہو کے طرف صحرا کے روانہ ہوے مالک کو بھی خبر ملی فوراً مادیان عربی پر سوار ہو کر نیزہ داران عرب کو ہمراہ لیا یہ بھی چلے مقبل نے دیکھا سرداران صاحبقران جاتے ہین ایسے وقت مین منھ پھیرنا شیوۂ جرأت کے خلاف ہے یہ بھی لندھور کے ہمراہ ہو لیا صاحبقران نے محل مین جب دیکھا مقبل کو عرصہ ہوا سمجھے شکارگاہ مین قرولش ہوے خاصہ نوش فرمائے آرام کیا یہان لندھور اسوقت پہونچے قاسم و علمشاہ نے لڑ بھڑ کر داراب کو رہا کیا گھوڑے پر سوار کیا سرخاب ٹوٹ کر علمشاہ پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ کپتان فرنگی پر تلوار کو اسکی گانٹھا الجھا وے مین سے ہاتھ نکال کر وار کیا سرخاب نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا سپر کے دو ٹکڑے ہوے

شب فراق سرخاب کٹی تیغہ خود پر گرا خود و بلغہ کاٹ کر تیغہ رستم تا دوابرو پہونچا دستانہ اُسنے مارا تیغہ زور مین جاتا تھا گینڈے کی گردن قلم ہوئی سرخاب گرا ساتھ والے اسکے ٹوٹ پڑے ہاتھون ہاتھ لے بھاگے لندھور و مالک کا بھی نعرہ ہوا فوج سرخاب نے شکست کھائی قریب تھا کہ بھاگ جائے کہ سلیمان عنبرین مو سے لوہی فوج بے حساب لیکر پہونچا شکست فوج سرخاب کو اسنے روکا تلوار چلنے لگی لقا بھی مع فوج بختان و باختر عین وقت پر پہونچا اب لندھور و مالک و علمشاہ و قاسم و رستم دریائے فوج کفار مین شناوری کر رہے ہین قاسم نے طرف لقا کے رخ کیا چارسو سردار انکے قیماس وغیرہ لڑتے ہوئے سامنے تخت لقا کے پہونچے تلوار چلنے لگی قاسم نے جو مہلت پائی لقا پر جا پڑا لقا نے آواز دی او بندۂ خوابی قہر و جلال خداوندی سے نہین ڈرتا ہی شرط کہ سنگ سیاہ کردون بختیارک نے سلیمان کو آواز دی یارو جلد آکر بچاؤ سسرے اور داماد سے مقابلہ ہی سلیمان نے گینڈا اڑھایا لندھور نے بڑھکر سلیمان کو روکا یہان تیغہ قاسم سر لقا پر چل گیا فرق قدرت زخمی ہوا لقا نے چیخ ماری اہالیان فوج لقا ٹوٹ پڑے ہزارہا ہاتھ سے سرداران قاسم کے مارے گئے سلیمان نے لندھور پر ہاتھ مارا لندھور نے روک تیغہ کے دو دمہ ہندی کا وار کیا سلیمان بھی زخمی ہوا سرخاب و سلیمان ولقا زخمی ہوئے قریب ہی کہ فوج شکست کھا کے بھاگے لندھور وغیرہ نے خون کے دریا بہا دیے لقا اپنے آنے پر منفعل ہی سر زخمی گینڈے پر سوار ہی تخت کو ترک کر دیا چاہتا ہی کہ بھاگ کر نکل جاؤن سنجانی باختری نام اہل اسلام سے بھاگتے ہین دور سے لیتا لیتا کر رہے ہین قریب نہین آتے بعض سردار پکار رہے ہین یا خداوند تقدیر گر تیزیجیے اب ٹھہرنا بہتر نہین ہی لقا چیختا ہی قدرت عرصہ دراز سے تقدیر گر نہ کر چکے لیکن بندگان خوابی بڑے بے ادب ہین فرق قدرت زخمی ہوا قدرت کے صبر و جبر کو دیکھیے ابھی چاہین تو سنگ سیاہ کردین لیکن رحم آتا ہی کس ناز و نعم سے اُنکو پالا عزت اور آبرو عطا کی خود شکست کھائی اُنکی آبرو بڑھائی ملک موروثی اپنا چھوڑ دیا قدرت انکی صورت دیکھنا نہین چاہتے یہ سب سرکشی دکھاتے ہین قدرت انکے ناز اُٹھاتے ہین غل مچانے پر لقا کے سرداران نامی ناحس رہے ہین قاسم نے ہاتھ روک لیا رستم نے بھی اشارہ کیا اسکو نکل جانے دو اے فرزند رد کو اُسکے قتل کرنے سے کیا ملیگا قاسم و علمشاہ نے گھوڑے ہٹا لیے لقا بھاگ کر قریب سلیمان آیا کہا اے پہلوان قدرت نکل چلو اسوقت تقدیر برعکس ہو گئی سر قدرت زخمی ہوا سلیمان غصے مین کانپ رہا ہی کہا یا خداوند آپ کیون آئے حسب وتر سے سرفراز کیا تقدیر عکس ہی ہوتی ہی ہزارہا بھائی میرے مارے گئے قدرت کو حال مسلمانان بہا

رحم آتا ہی اپنے بندگان خاص کو قتل کرتے ہین بھانجہ میرا سرخاب انتہا کا زمہدار ہی تمام فوج اسکی پامال ہوئی
اسوقت تو کوئی تقدیر مضبوط کیجیے ان سرکشون کو مٹائیے لقا گھبرایا غصے مین جواب دیا مشیت قدرت مین دخل
دیتے ہو ابھی تمکو سنگ سیاہ کردونگا سرخاب ابے ہمارے حکم کیون لڑا قدرت کو کسی کا غرور پسند نہین
ہی جو مناسب جانینگے وہ کرینگے یہ سب ہمارے بندگان مقبول ہین حمزہ و فرزندان حمزہ ظاہر مین ہمکو برا کہتے
ہین رات کو توبہ کرتے ہین قدرت انکے گناہ بخشدیتے ہی جسدن توبہ سے غافل ہونگے اسدن سمجھا جائیگا
سلیمان کانپنے لگا کہا یا خداوند معاف فرمائیے خطا ہوئی اب کبھی مشیت قدرت مین دخل ندونگا مگر پشت
دکھانا ناگوار ہی اسوجہ سے غلام بیقرار ہی لقا نے کہا جب قدرت نے فرار پر قرار کیا تب تمکو کیا شرم ہی
قدرت نے آج یہی تقدیر کی ہی بھاگ نے کی تدبیر کی ہی بختیارک ہان مین ہان ملا رہا ہی مسخراپن کرتا ہی کبھی کہتا
ہی ای سلیمان دیکھو قدرت کیسے تمپر مہربان ہین یہ قد وقامت سلطنت لیاقت مرحمت فرمائی قدرت کے
حکم مین دخل ندو ایسا نہو قدرت بگڑ جائین لقا کے کہنے سے سلیمان لڑتا ہوا پیچھے ہٹا لقا بھی چاہتا ہی
نکل جاؤن کہ آسمان سے لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک بختیارک نے کہا یا خداوند اپنے کوئی
تقدیر نو کی آگاہ فرمائیے لقا بسبب زخم کے اپنی جان سے بیزار ہی جواب دیا قدرت جانتے ہین لیکن نہ بتلائینگے
ای شیطان خاموش رہ یکایک وہ لکۂ ابر شق ہوا ایک ساحر کو دیکھا تخت پر سوار پشت پر ساحران غدار آہنگ
فلک سیر نے سر جھکا کر دیکھا ہزار ہا لاشے تڑپ رہے ہین صدہا جوان زخمی ہین ایک شخص بڑے قد و قامت کا
سر سے خون جاری گینڈے کو بھگائے ہوئے جاتا ہی آہنگ فلک سیر نے اک ساحر کو حکم دیا دریافت
تو کر یہ کون لوگ مصروف جنگ ہین ساحر قریب بختیارک آیا کہا ہمارے شہنشاہ آہنگ فلک سیر برائے
مدد خداوند لقا جاتے ہین دریافت فرماتے ہین کہ اس جنگ کا کیا باعث ہی بختیارک نے جو یہ سنا اس ساحر
کو لقا کے سامنے لایا ساحر سے کہا قدرت کو سجدہ کرو اس ساحر نے جو اس حال زار سے لقا کو دیکھا ریش تمام
خون سے تر بوکے برابر قد و قامت نہ سطوت نہ صولت جادوگر ہنس پڑا کہا ای شخص مجھکو دھوکا دیتا ہی
یہ خداوند ہی یا غول بیابانی یا عوج بن عنق کا بھائی یا پرانا ریچھ ہی یہ سنکر لقا نے کہا اس بندے بے ادب کو
جوتیان مارو قدرت پر پھبتیان کہتا ہی جادوگر پر مار پڑنے لگی زخمی ہوکر بھاگا آہنگ کے سامنے آکر گر پڑا
کہا ای شہریار عجب طرح کا معرکہ ہی وہ سامنے دیوخصال شکست خوردہ زخمی بیقرار گینڈے پر سوار ہی لوگ
کہتے ہین یہ خداوند لقا ہین میرے منہہ سے نکل گیا کہ یہ غول بیابانی ساکھو کا لٹھا الو کا پٹھا بیہودہ کیا بکتا ہی

خداوند ایسے ہوتے ہین مجھکو سب نے ملکے زخمی کیا بڑی مشکل سے آپ تک آیا آہنگ گھبرا گیا خود تخت سے اُترا فوج کو
صحرا مین ٹھہرایا آپ قریب گرگدن لقا آیا جھککر سلام کیا عرضی افراسیاب کی نکالکر ہاتھ مین لقا کے دی کہا اگر آپ
خداوند ہین تو مجھکو شاہ نے برائے خدمتگذاری بھیجا ہے آہنگ فلک سیر نام ہے جانبازی سرفروشی ہمارا کام ہے
لقا نے عرضی لے لی بے اختیار پکار اُٹھا منم خداوند ترمرد شاہ باختری ہر طرح اپنے بندون کو جمال دکھلاتے ہین زخمی
بھی ہوجاتے ہین ای بندہ خاص الخاص بندگان خوابی نے قدرت کو صدمہ عظیم پہونچایا فرزندان حمزہ و سرداران حمزہ لڑ رہے
ہین ان سبکا خون تیری تلوار کے سپرد کیا خبردار یہ جانے نہ پائین قدرت تجھکو طرۂ پیغمبری عطا فرمائینگے شیر قدرت بنائینگے
آہنگ گھبرایا لیکن دل مین سوچا جاگتی جوت کے خداوند ہین انمین بھی کچھ بھید ہوگا سامری جمشید بھی تو
در در بھیک مانگتے تھے ویسے ہی یہ بھی خداوند ہین بہت خوب کیکے پلٹا ساحرون کو آواز دی یہان لندھور نے
علمشاہ سے کہا ای فرزند ساحران غدار آگئے بہتر یہ ہے کہ نکل چلو دیکھو اب سحر ہوا چاہتا ہے ہمنے لقا کو امان دی تھی
وہ دم نہ لینے دیگا رستم نے کہا عم نامدار کافرون کو پشت دکھانا جرأت سے بعید ہے لندھور نے زبردستی مرکب
علمشاہ ہٹایا قاسم کو بھی اشارہ کیا چاہتے ہین گھوڑون کو مہمیز کرین آہنگ فلک سیر بڑھا بارہ
ہزار ساحران غدار نے سحر کیا کس لطف سے سرداران قاسم و علمشاہ لڑ رہے تھے کوہیون کے پر اُٹھا دیے باختری
بھاگے جاتے تھے بعض نامرد ہمراہیان لقا غل مچاتے تھے ساحرون کا سحر جو چلا یہ بھی مچیا پلٹ پڑے سردارون
نے جرأت کی ساحرون پر بھی جا پڑے کسی کو نیزے سے کسی کو تلوار سے مارا بعض شیردل کود پڑے ساحر سے
لپٹ گئے اُٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے سر کھینچکر پھینکدیا بعض کا یہ حال ہے ساحر کا سحر چل گیا آگ برسنے
لگی گھوڑے نے بدلگامی کی بڑی نہین جیسی گھوڑے نے جست و خیز کی سوار گھوڑے سے گرا کوہیون نے بڑھکے
قتل کیا ہاتھ پاؤن بالکل بیکار لشکر مین ہلہلکہ پڑگیا دو ہزار ساحر ہمراہیان رستم وغیرہ نے مارے مگر رستم لڑتے
ہوئے جاتے ہین عیارون نے حقہ ہاے آتشبازی داغے دس بیس ساحرون کے مُنہ جلا دیے یا تو لقا بھاگنے
کا قصد کررہا تھا اب تو پلٹ پڑا باختریون کو آواز دینے لگا خبردار سبکو گھیر کر مار لو کیون بندگان من چہ بدی
قدرت مرا کیا برجستہ تقدیر کی معقول تدبیر کی سنجانی باختری بھاگے ہوئے پلٹ پڑے بیکسی بےبسی مین قتل
کرنے لگے علمشاہ شمشیرزنی کرتے ہوئے آتے ہین آہنگ فلک سیر نے دیکھا اک جوان رعنا بلند بالا
خورشید جمال شمشیرزنی کرتا ہوا آتا ہے کئی جادوگر سامنے اسکے چیر کر پھینکدیے اگر بیچ مین کوئی پہلوان جا پڑا ہاتھ
تلوار کا مارا اُس شیردل نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکے اُس پہلوان کو اُٹھایا چورنگ ہوئی

قلم کیا یہ سطوت و صولت آہنگ دیکھکر وجد کرنے لگا رستم آہنگ پر جا پڑے اس ہیجیا نے اُٹھا کر ماش کا دانہ پھینکا رستم گھوڑے سے گرے سرداران رستم آمادۂ جانبازی گھوڑون سے کود پڑے کئی سُو ساحرون کو اُس مقام پر مارا خون کا دریا بہ گیا آہنگ کے ہوش اُڑ گئے ساتھ والون سے کہا اگر یہ لوگ سحر جانتے ہوتے قیامتین برپا کرتے نجانتے پر سحر کے گلے اپنے تہ شمشیر رکھتے ہین کیا بہادر ہین خوشی خوشی موت کے مزے چکھتے ہین کھڑے ہو کر گولے مارنا شروع کیے آخر غش کھا کھا کے گرے آہنگ نے سبکو گرفتار کرا لیا لقا نے اپنے ملازمون کو حکم دیا آہنگر آئے سب کو مسلسل و مطوق کیا جتنے سردار یہان آئے تھے سب گرفتار ہوئے آہنگ نے پلٹ کر لقا کی قدمبوسی کی اسی مقام پر بارگاہین استادہ ہوئین لقا آکر تخت نکبت پر بیٹھا تاج نخوت سر پر رکھا سر مین ٹانکے دیے گئے آہنگ کی بڑی خاطر ہوئی سب ساحرون کو خلعت ملے لیکن عیاران لندھور و قاسم و علمشاہ یہ حال زار دیکھکر خاک اُڑاتے ہوئے بھاگے یہان صاحبقران زمان آخر وقت کے دربار مین بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے بادشاہ جمجاہ نے تمام کیفیت بیان کی کہ حضور آرام فرماتے تھے داراب کشور کشا سے شکارگاہ مین کسی کوہی سے فساد ہوا یہان سے علمشاہ و قاسم و لندھور و مالک خبر لینے گئے کوئی ابھی تک واپس نہین آیا نہین معلوم کیا معرکہ گذرا صاحبقران پریشان ہوئے فرمایا ہم اسیواسطے اجازت شکار نہ دیتے تھے حمالک پُرآشوب کوہی رہزن یہ سب صاحب آتش جو شعلہ مزاج کیونکر نہ فساد ہو جلد خبر منگوایئے جواہرین عمرو کو حکم ہوا یہ کرسی سے اُٹھا قصد کیا روانہ ہون کہ سیارہ و سمک و الیاس ہندی و عرب و رازعیاران سرداران مذکور آکر حاضر ہوئے صاحبقران نے فرمایا خیر تو ہی عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان بے سبب فساد ہوا سرخاب نے زخمی کر کے داراب کو گرفتار کر لیا ملازمان جانباز لڑ رہے تھے یہان سے رستم وغیرہ پہونچے سلیمان واسطے مدد سرخاب کے گیا لقا بھی لشکر گران لیکر پہونچا آپکے فرزندان عالیوقار و سرداران نامدار نے سبکو شکست فاش دی قریب تھا کہ لقا بھاگ جاے ساحر آہنگ فلک سیر نامے فرستادۂ افراسیاب آکر پہونچا چشم زدن مین سبکو گرفتار کر لیا اسی مقام پر لقا نے بارگاہ استادہ کرائی ہے تقدیرین بگھار رہا ہے یہ سنکر صاحبقران نے حکم دیا اشقر تیار کرو مین خود جاؤنگا ایسا نہو نمکحرام ساحر سرداروں کو قتل کرا ڈالے بادشاہ جمجاہ نے کہا حضور لشکر لیکر تشریف لیچلیے لقا کو خوف تو ہو صاحبقران نے فرمایا جیسا راے اقدس مین آئے سب سردار اپنے اپنے مقام سے اُٹھنے لگے صاحبقران کا سوار ہونے کا قصد ہی ہرکارون نے بڑھکر عرض کی کہ بادشاہ طلسم آئینہ

ملکہ خنطل جادو اور ایک جوان تاجدار مع چند کنیزون کے آکر اترے ہین صاحبقران نے حکم دیا بارگاہ حشامی مین اُن سب صاحبون کو لیجاؤ صحیح راے ناظرین رہے کہ بارگاہ سلیمانی مین ساحر نہین آسکتا بہرام وغیرہ سرداران کو بھیجا چند تاجدار گئے ملکہ خنطل کا استقبال کیا مع شاہزادہ گلریز ساتھ لیکر بارگاہ حشامی مین آئے کرسیان مکلل بجواہر سبکو ملین صاحبقران تشریف لائے ملکہ خنطل نے اٹھکر قدمون کو بوسہ دیا گلریز جادو نے بڑھکر نذر دی صاحبقران نے بخلق سر سینے سے لگایا پہلو مین اپنے جگہ دی ملکہ خنطل کی جانب متوجہ ہوئے فرمایا انکے اوصاف حمیدہ ظاہر کرو ملکہ خنطل نے تمام کیفیت نامردی آہنگ فلک سیر از اول تا آخر ظاہر کی شاہزادہ گلریز بے اختیار رونے لگا دامن صاحبقران تھام لیا آنکھون مین آنسو بھر کے عرض کی ای داد رس غریبان وای دادرس بیکسان شعر سر بکف پیش توای ظل الٰہ آمدہ ایم × سایۂ رحمتی و مایہ پناہ آمدہ ایم × اس ملعون نے ایسا صدمۂ عظیم دیا جسکو حجاب سے بیان نہین کر سکتا عرض کرتے شرم آتی ہی ملعون نے سکاری کی شبکو آکر نقب سحر دیکر ملکہ عالم کو اٹھا لیگیا راستے مین مین نے تلاش کیا تا بہ طلسم آئینہ پہونچا چونکہ کبھی خدمت مین مشرف ہوا تھا خنطل کو براے سفارش ہمراہ لایا یہ جو خبر مشہور ہوئی کہ ہوشربا سے کوئی ساحر آیا ہی بادشاہ جمجاہ جملہ سردار فرزندان عمرو نامدار آکر بارگاہ حشامی مین جمع ہوئے ہر ایک چاہتا تھا کہ گلریز سے حال اسد و عمرو وغیرہ دریافت کرین بادشاہ جمجاہ نے ملکہ بہار کو پوچھا نور الدہر بن بدیع الزمان نے ملکہ مخمور کی کیفیت پوچھی اور صاحبقران نے فرمایا ای برادر یہ بتلاؤ کہ ہمارے نور نظر بدیع الزمان کا بھی کچھ احوال دریافت ہوا ہی گلریز نے عرض کی ای شہریار خواجہ عمرو نے اسد نامدار کو بڑے زور و شور سے گنبد نور سے رہا کیا اور اسد غازی کو ہمراہ لیکر تلاش لوح مین نکلے تا بہ باغ سیماب پہونچے بڑے بڑے معرکہ پڑے مگر لوح دستیاب نہوئی پھر خواجہ ملک داؤد دیر مین پہونچے خداوند داؤد کو گرفتار کیا اسکی شکل بنکر افراسیاب سے لوح لی بعد چندے لوح قبضے سے نکل گئی پھر خواجہ اسد کو لیکر طلسم صندل مین پہونچے اُسکو بھی فتح کیا مہر و ماہ جادو کو مارا حضور ان مقامات پر شاہزادۂ بدیع الزمان نہین ملے اب افراسیاب نے بڑا دباو ڈالا ہی خدا اسکی جان بچائے حجرہ ہلے بلا کھلے ہین غلام بھی یہی خبر سنکر چلا تھا ایک حجرۂ بلا والے کو خواجہ نے مٹایا حال مشعل جادو جو گلریز نے سامنے سرداروں کے بیان کیے سبکے ہوش اُڑگئے صاحبقران کا چہرہ سرخ ہوا جاتا ہی جب عیاری عمرو کا ذکر آتا ہی فرماتے ہین پروردگار میرے یار وفادار کو سلامت رکھے طلسم تو نا مین جاکر بڑا نام کیا اصل یہ ہی کہ وہی طلسم کشائی کر رہا ہی مگر حال بدیع الزمان سنکر صاحبقران آبدیدہ

ہوے بارگاہ مین شور گریۂ وزاری بلند ہوا حال جرأت اسد سنکر صاحبقران نے سجدۂ شکر پروردگار کیا سب نے دعا کی یا الٰہی اُن سبکو اپنی حفاظت مین رکھنا حقیقت مین بلاے آسمانی نازل ہوئی ہے تاریک کی بدعت سے خدا سبکو بچاے بادشاہ جمجاہ نے فرمایا جدعالی تبار ہراسے پروردگار لڑتے بھڑتے ہوش ربا مین چلیے یہ وقت شراکت اسد نامدار ہے صاحبقران نے فرمایا مین مجبور و ناچار ہون لقا شکست کھاکر جانے مین بھی اپنے کو پہونچاؤن گلریز کے مقدمے مین ارشاد ہوا اے عیاران نامی واے فرزندان عمرو گرامی ملکہ نرگس جادو زوجہ اس شیر بیشۂ جرأت کی قید مین آہنگ کی ہے لشکر لیکر تو ہم آتے ہین انشاء اللہ گھسکر اُس ملعون کو نمارا سزاے معقول نہ دی تو نام اپنا صاحبقران زمان نہ پایا لیکن مقام خوف ہے ہمنے وباڈ ڈالا اُس سیمیا نے کسی طرح کا اُسکو آزار پہونچایا یا قتل کر ڈالا یا لیکر طرف طلسم ہوشربا کے بھاگ گیا تو بڑی مشکل ہوئی گلریز نے عرض کی مین صرف اُسکی تلاش مین آیا شکر ہے قدمبوسی سے مشرف ہوا اب حضور تکلیف نفرمائین ہی چارسو کنیزین کافی ہین جاتے ہی انشاء اللہ آپکے اقبال سے سمجھ لونگا صاحبقران نے ہاتھ تھام لیا کہ تم ہمارے ساتھ چلنا اب تم دخل ندو یہ فرزندان عمرو جاتے ہی تدبیر کرینگے صاحبقران فرماتے ہی رہے جواہر بن عمرو وشعبان خنجر گذار ومہتر ابوالفتح اصفہانی وعمران ختطائی وغیرہ نے چارسو بیک بچہ روانہ ہوگیا صاحبقران نے پلٹ کر فرمایا جواہر بن عمرو کہان ہے تا میان خیبری وغیرہ نے عرض کی جب حضور نے ذکر کیا تھا اسی وقت وہ سب گئے کہ گئے ہین کہ جاتے ہی ملکہ نرگس کو رہا کرینگے یا اپنی جان دینگے گلریز نے ہرچند چاہا کہ مین پیشتر جاؤن صاحبقران نے قبول نفرمایا اسی وقت سوار ہوئے خنطل وگلریز بھی ہمراہ ہین لیکن گلریز گھبرا رہا ہے کہ مین علیحدہ جاؤن بارگاہ مین اس ملعون کی جاکے گھس پڑون جب لشکر روا روی کرکے چلا گلریز نگاہ صاحبقران بچاکر پیچھے ہٹا کسی نے پوچھا کہا رفع حاجت کرکے حاضر ہوتا ہون خادم کو آواز دی آفتابہ لیکر وہ ساتھ ہوا اک گوشے مین آکر بیٹھا جب دیکھا لشکر بڑھ گیا دونون پانون مارکر غرق زمین ہوا جب عرصہ گذرا اُس نے آکر دیکھا گلریز کو اس مقام پر نپایا بیقرار ہوکر وہ خدمت مین صاحبقران کی آیا عرض کی اے شہریار گلریز صحرا مین جاکر غائب ہوگیا صاحبقران نے فرمایا اس صاحب غیرت کو بڑا قلق ہوا خنطل جادو نے کہا حضور وہ مجھسے کہتا تھا کہ مین زیارت سے امیر نامور کی مشرف ہوا حال بھی مجھکو معلوم ہوچکا کہ سرداران سرکار کے ساتھ بھی اسنے بے ادبی کی اب مین جاکر لپٹ کر مرجاؤنگا یا اپنی زوجہ کو رہا کرونگا معلوم ہوتا ہے وہ وہین گیا حضور مین جاکر اسکی خبر لون صاحبقران نے فرمایا اے

حنظل اگر ملجائے تو سمجھا کر پھیر لاؤ مین پہونچتے ہی انتظام کرونگا حنظل جادو نے فوراً طاؤس اپنا اُڑایا تلاش
مین گلزر کے چلی یہان لقانے جب بارگاہ استاد کرائی آہنگ کو خلعت ملا یہ ملعون ہاتھ باندھکر سامنے لقا کے
کھڑا ہوا عرض کی یہ بندۂ خاطی آپکا کچھ گذارش کیا چاہتا ہے لقا نے کہا دریاے رحمت خداوندی جوش مین ہے
جو کہنا ہو کہہ عرض کی غلام اک محبوب بمطلوب پر مائل ہے اُسکو قید کرکے لایا ہون سامنے حاضر کرون قدرت تقدیر کرین
قلب اُسکا اُلٹ دین کہ وہ مجھکو بشوہری قبول کرے زبان سے افراسیاب کی سن چکا ہون کہ قدرت کو غرور
ناپسند ہے عہد کرتا ہون کبھی غرور کا خیال بھی دل مین نہ آئیگا کل ہی قدرت براے مقابلۂ مسلمانان چلین طبل جنگی
میرے نام پر بجوائین مین سبکو گرفتار کرکے خدمت قدرت مین حاضر کرونگا تا بہ باختر پہونچا دونگا بالاے قبطول
مجلوس خداوندی ہو ہمیشہ خدمت مین حاضر رہون شمشیر قدرت لقب پاؤن مگر اس نازنین کے دل سے پردۂ حجاب
اُٹھا دیجیے لقا نشے مین بیٹھا ہی فتح بھی حاصل ہوئی سرداران مذکور قید مین بلبلا رہے ہین لقا بولا اُٹھا جلد لاؤ
ابھی کلام سے قفل کھولدینگے شکل تمہارے تمہر عاشق وبطور کنیزان کمترین خدمت مین حاضر رہیگی قدرت
دھوم سے تمہارے ساتھ شادی کرینگے آہنگ فلک سیر پھول گیا دوڑا ہوا اپنے خیمے مین آیا ملکہ نرگس
جادو کو صندوق سے نکالا لیکن زبان مین سوزن دیا ہوا کئی دن کے بعد ملعون نے سحر اُتارا ملکہ نرگس کو
ہوش آیا گھبرا گئین کہ مین کس مقام پر ہون چہار جانب دیکھنے لگین زبان مین اپنی سوزن پایا آہنگ
نے دست بستہ ہوکر کہا ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی مین تابعدار ہون جب عشق سے بیقرار ہوا رات کو
سحر کرکے تمہارے خیمہ مین پہونچا تمکو لے آیا اب چل کے جمال خداوندی دیکھو قدرت ہماری تمہاری شادی
کرینگے ہم تم شمشیر قدرت کہلائینگے یہ حالات سنکر ملکہ نرگس کی آنکھین اُبل آئین زبان مین تو سوزن تھا قریب
تھا کہ روح نکل جائے آنکھون سے آنسو جاری ہوئے بہ نگاہ قہر طرف آہنگ کے دیکھا آہنگ
تیور دیکھکر ڈرا دو تین کنیزون سے کہا انکو لیکر دربار خداوندی مین آؤ قدرت فوراً تقدیر فرمائینگے اور یہی صورت
ہوجائیگی خود میرے عشق کا دم بھریگی یہ کہتا ہوا پہلے دربار لقا مین آیا کہا یا خداوند اُسکو تو بڑا غصہ ہے جان
دینے پر آمادہ ہے غصے مین کانپ رہی ہے اگر زبان مین سوزن نہ ہوتا مجھپر آپڑتی یا خداوند ساحرہ بھی زبردست
ہے مین اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوچکا ہون اسوجہ سے ڈرتا ہون لقا نے کہا سامنے قدرت کے لاؤ گھبراؤ اب
اسوقت دربار لقا معمور چوبدار پیادل حاجب دربان کمیدان رسالدار اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین کہ پردہ بارگاہ
کا اُٹھا اُسکی نگاہ پڑی ایک مہ جبین نہایت حسین بوٹا سا قد آنکھین رشک غزال چہرہ ماہِ آسمان کمان ابرو خمدار

کھنچے ہوئی تلوار رعنائی و زیبائی لبون ہین مسیحائی غنچہ دہن ستین رشک چمن کبک رفتار شیرین گفتار لیکن اُداس
عالم یاس چہرہ زرد ہونٹھ خشک آنکھون مین تری حواس ہین ابتری مثل شمع سحری لہرائی ہوئی سر جھکائے ہوئے
شرم سے عرق عرق محجوب حیران و پریشان جیسے ہی لقا کی نگاہ جمال بیمثال پر اس حور وش کے پڑی نشہ مین بیٹھا تھا
بیقرار ہوگیا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا نرگس تو خاموش کھڑی ہی دل سے کہتی ہی زمین شق ہو مین سما جاؤن ای معبود
میری عصمت بچانا لیکن لقا نے آہنگ کی طرف دیکھا کہا ای شیر قدرت پانچسو برس کی عمر قدرت تمکو عطا
فرماتے ہین پیغمبر صاحب کتاب بناتے ہین لیکن قدرت اس محبوب مطلوب پر مائل ہوئے یہ اس لائق نہین کہ
تمھارے پہلو مین بیٹھے زمرۂ حوران قدرت مین اسکو درج فرمائینگے اور کسی شاہزادی کے ساتھ تمھاری شادی کرینگے
آہنگ گھبرا گیا تھر تھر کانپنے لگا اور کہا یا خداوند مین تو مرجاؤنگا لقا نے کہا او بے ادب خاموش رہ قدرت
کی بات کا جواب دیتا ہی ابھی سنگ سیاہ بنادون آہنگ ڈرا لیکن دل مین جوش محبت کہا یا خداوند مین تو اسکے
واسطے بہت بدنام ہوا زخم کھایا لشکر میرا تباہ ہوا بمشکل یہان تک پہونچا آپ صرف اسکا قلب الٹ دین صدہا حوران
قدرت خدمت مین ہین اسکو معاف فرمائیے اپنے بندے کے حال پر رحم کیجیے لقا مست بیٹھا ہی اپنی کہے جاتا ہی
بختیارک ٹکٹکی لیکر سمجھاتا ہی یا خداوند یہ آپکو کیا ہوا ہی اگر بگڑ جاے تو اسکے بار سحر کو کون سنبھالے لقا نے پلٹ کے
کہا او شیطان کارخانۂ قدرت مین تجھکو کیا دخل ہی آہنگ مایوس کھڑا ہی لقا طرف ملکہ نرگس کے متوجہ ہوا کہا ای
بندی خاص ای معشوقۂ بااختصاص قدرت تجھکو حور بقصور بنائینگے شرف خدمت خداوندی پائیگی سب بندے ہمارے
تجھکو سجدہ کرینگے خدائینی کہلائیگی یہ کلمات سنکر ملکہ نرگس کانپی زبان مین لکنت تھی بمشکل ضبط کرکے کہا او غول
مجہول او بڈھے چنڈول یادہ گو کیا بیہودہ بکتا ہی اگر زبان سے سوزن نکل جاے تو تجھکو جواب معقول دون اس
ملعون کی بھی بوٹیان کاٹ کر پھینکدون یہ کہکر بے اختیار رونے لگی مجبور و ناچار مردون کا دربار کوئی ہنسا کسی نے
آواز کسا کسی نے آنکھون کی تعریف کی کسی نے حسن و جمال کی توصیف کی کوئی لقا کی باتون پر ہنستا تھا کوئی آہنگ
کو برا کہتا تھا کہ نالائق ہی پرائی زوجہ کو گرفتار کرکے لایا اب قدرت نے پسند فرمایا بیچاری عجب مصیبت مین ہی
دیکھین یہ مہ جبین کسکی قسمت مین ہی بعض نے کہا اب خداوند کی پہلو نشین ہوگی ہم سب اسکو سجدہ کرینگے کسی نے کہا
حقیقت مین حسن مین بے نظیر چہرۂ رشک ماہ منیر صاحب عزت و توقیر خوش مزاج خوش تقریر کیونکر قدرت بیقرار نہون حوران
قدرت مین کوئی حسین زہرہ جبین ماہ طلعت صاحب عصمت نہین ہی قدرت نے شاید اپنے
ہاتھ سے بنایا ہی

نظم

جہان راستی چاہیے راستی | کبھی جس جگہ چاہیے وان کجی | تبسم حیا ناز شوخی غرور
ہراک اپنے موقع سے وقت ضرور | کٹاریان سینے پہ چل رہی ہین کلیجے دیکھنے والون کے فگار

اشعار

ز قمر کی روشنی تھی نہ چراغ خانہ تھا
ہنس کے قاتل نے کہا یہ ناز معشوقانہ تھا

نور سے تیرے صنم روشن مرا کاشانہ تھا
مانگ اسکی کہکشان زہرہ جبین ابرو ہلال

جنبش تیغ نگہ سے جب کیا بسمل مجھے
نیمۂ خورشید اسکے گیسوونکا شانہ تھا

کس زبان سے اس ظالم کی تعریف کرین دربار مین تو یہ چرچا ہی **آہنگ فلک سیر** سر جھکائے کھڑا ہی کبھی عرض کرتا ہی یا خداوند مین نے اپنے کئی ہزار جوان قتل کرائے تب اس قاتل پر قبضہ کیا جلد تقدیر کرکے دل پھیر دیجیے قدرت نہ اسپر نگاہ محبت ڈالین **لقا** نے کہا کیون او بے ادب اپنی ہی کہے جاتا ہی ابھی تجھکو گدھا بنا دونگا اہالیان دربار باتون پر بندے اور خداوند کی ہنس رہے ہین بعضون کے اشارے ہین کہ بندہ بے ادب خداوند کے تیور پر قہر وغضب دیکھیے کیا ہوتا ہی سب طرح خرابی ہی لیکن **لقا** نے **آہنگ** کو غصے مین جواب دیا کہ بس اب معشوقہ کا نام نہ لینا ادھر ملکہ **نرگس** کے دیکھکر کہا کیون ای مہ جبین قدرت سے راضی ہوئی قدرت تجھکو عرش اعلی پر لیجائینگے بہشت و دوزخ کے تماشے دکھائینگے بس ملکہ **نرگس** تے بیقرار ہوکر چار جانب دیکھا بے اختیار منہ سے نکل گیا کہ یہ کیا غضب ہی مین سنتی تھی اس ملعون و مردود کی مقابلے مین ہمارے آقائے نامدار صاحبقران زمان فروکش ہین شاگردان خواجہ **عمرو** و فرزندان نامور مہتران والا گہر یہان موجود ہین یہ بچیا میری آبرو لینے کا قصد رکھتا ہی کوئی میری مدد کو نہین آتا یہ کہتا تھا کہ خدمتگار غول مین سے نکلا کہا ای ملکہ عالم سب تمہاری خدمتگذاری کو یہان حاضر ہین کسی کی کیا مجال جو تمہارے دامن عصمت کو چھو سکے دوسری طرف سے ایک چوبدار نے کہا بھائی دیر کیا ہی خدمتگار نے جھپٹ کر زبان سے سوزن **نرگس** کے لیا اور نعرہ کیا منم **جواہر بن عمرو** چوبدار نے عصا اٹھا ایک ساحر کے سر پر مارا آواز دی منم **شعبان** خنجر گذار نور نگاہ خواجہ نامدار ایک طرف سے اک حاجب نے بڑھکر اک کو ہی کو خنجر مارا آواز دی منم مہتر **ابوالفتح اصفہانی** ایک طرف سے حقہ آتشبازی چلا آواز آئی منم مہتر **یزک خطائی** ایک جانب سے نعرہ ہوا منم **گلباد عراقی** دکلباد **عراقی** منم مہتر **شجر و عمران خطائی** چارسو یک بجہ اسی بارگاہ مین سے پیدا ہوا چوبدار خدمتگار ساحران **آہنگ فلک سیر** مین ملے کھڑے تھے ساحرون کو قتل کرکے خیمہ کھینچ کھینچکر بیچ بارگاہ مین آئے **نرگس** کو سب نے گھیر لیا کہا کیون ملکہ عالم غلامان **عمرو** کو بچانا یہان کون تمکو قتل کر سکتا ہی **نرگس** پھول گئی جی مین کہتی ہی سبحان اللہ کیا جانسازو سرفروش ہین **لقا** تخت سے کود کر بھاگا کہتا ہوا **آہنگ** مارسکو دیکھ قدرت نے عذر کر دیا جلد سبکو قتل کر

ورنہ تجھکو سنگ سیاہ کردونگا آہنگ گھبراکے پلٹا دیکھا نرگس نے اُٹھا کر سنگریزے مارے سنگدلون پر پتھر برسے
عیارون نے حقہ ہاے آتشبازی مارکر بارگاہ کو دھوان دھار کردیا لاشہ ہاے ساحران سے بارگاہ کو بھردیا
نرگس جانتی تھی یہ سب سحر جانتے ہونگے نگاہ اُٹھا کے دیکھا جہان کسی ساحر کا سحر چل گیا عیار لڑکھڑا کے گرا
دوسرے عیار نے تاک کر اسی ساحر کو مارا وہ عیار اُٹھا اُٹھتے اُٹھتے اسنے ایک پر حلقہ کمند کے مار دیے وہ
دھم سے گرا دوسرے نے تیر مار دیا سب عیار ملکہ نرگس کو گھیرے ہوئے لڑتے بھڑتے باہر نکلے اب لشکر
کوہیان مین قرنا ہوئی آہنگ بھی سنبھلا نرگس نے دیکھا کسی کوہی نے جھپٹ کر نیزہ مارا سینہ بے کینہ عیار کو
توڑ کر پار گذرا اُسنے اُٹھا کر دے مارا استخوان چور چور ہوئے نرگس نے سنگ ریزہ پھینک مارا اُس کوہی کا سر پھٹا
اسنے پکار کر آواز دی اے عیاران نامی تم لوگ نکل جاؤ مین جانتی تھی تم لوگ سحر و ساحری سے واقف ہو لیکن
ماشاءاللہ کیا کلیجے ہین جواہر بن عمرو نے کہا اے نرگس یہ ہو سکتا ہے کہ تمکو تنہا چھوڑ کر نکل جائین جان بچائین ہمارے
قبلہ و کعبہ ہوشربا مین فرمائینگے کہ ملکہ نرگس کی کسی نے خبر نہ لی ہمارے کیا شاگرد و فرزند مر گئے تھے ہم آپکے
ساتھ ہین جان دینگے لیکن ساتھ نہ چھوڑینگے نرگس حیران کہ مین اپنے کو بچاؤن یا ان بیچارون کی فکر کرون
دیکھون انجام کیا ہوتا ہے ادھر آہنگ اب سنبھلا ہزار بارہ سو ساحر اسکے مارے گئے سحر کر کے ملکہ نرگس
کو زخمی کیا اس ماہ پیکر پر ہر طرف سے بلوہ ہے بگیر و بہ بند کی صدا بلند عیار ہر دم مندیکا زمین شق ہوئی
گلریز جادو پیدا ہوا دیکھا ملکہ نرگس زخمی دس بیس عیار لوٹ رہے ہین دس بیس زخمی چند مارے گئے
باقی مردانہ وار لڑ رہے ہین نرگس کا ساتھ نہین چھوڑتے جانبازی سے منھ نہین موڑتے نعرہ کر کے فوج
ساحران پر جا پڑا عیارون کی کیفیت دیکھکر دنگ سحر کرنے لگا نرگس نے جو شوہر کو دیکھا بیقرار ہو گئی
کہا صاحب تم نکل جاؤ فوج بھی ساحرون کی بہت ہے لشکر کوہیان بے حد بہت سے شاگردان عمرو مارے
گئے میرے واسطے بیچارے جان دے رہے ہین گلریز نے بڑھکر عیارون پر سینہ سپر کر دیا مگر بدحواس
آہنگ کے کل ساحر سحر کر رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ خنطل جادو آکر پہونچی آتے ہی شریک جنگ
ہوئی عیارون نے جو دیکھا کہ تین ساحر ایک مقام پر ہوئے ملکہ خنطل نے آتے ہی زمین ہلا دی غول
ساحرون کے جا پڑے جواہر بن عمرو نے زفیل بجائی عیار منتشر ہوئے دو چار نکل کر بھاگے کہ جاکر امیر
خبر کرین لیکن جواہر بن عمرو صورت تبدیل کر کے زندان خانہ پر آیا جہان سردار قید تھے دور سے دیکھا
کمی شو کوہی و چند ساحر نگہبان ہین کنارے آکر رنگ روغن عیاری کا لگایا مہتر وسواس کی صورت

نکیتیار ہوا سامنے قیدخانے کے آکر آواز دی ارے جا بجا دیکھو قدرت بھی سوار ہوئے لڑائی ہو رہی ہے عیار وہان نے
قیامت برپا کی ہو گیا قیدیون کو کوئی لیے جاتا ہے قدرت سبلو بلاتے ہین یہ سنکر کوہی چلے اماسیان و سواس اور دو کا
لا کر اس مقام پہ پہرہ قائم کرو جواہر نے جواب دیا مین تدبیر کرونگا جادوگرون سے کہا ان سرداران قیدی پہ کے
اپنا سحر اتار لو مین جلادون کو لا کر ان سبھون کو قتل کرا ڈالون حمزہ کے دل پر داغ ہو ساحرون نے سحر اتار اسمجھے
عیار خداوند ہے حکم اسکو مل گیا ہو گا جب ساحر اور کوہی جا چکے تب جواہر قیدخانے مین آیا سبکی قید کاٹی علمشاہ
و قاسم و داراب و لندھور و مالک و مقبل وغیرہ قید سے رہا ہوئے باہر نکلے کسی نے ستون بارگاہ اٹھایا
لندھور نے دوڑ کر اک نخل اکھیڑا کاندھے پر رکھا علمشاہ نے دیکھا کہ گھوڑے ہمارے پھر رہے ہین فوراً سوار
ہونے نعرہ کر کے گرے سرخاب نے دیکھا قیدی چھوٹ گئے صفون کو درہم و برہم کرنے لگے لندھور کو
دیکھا درخت کاندھے پر جب مثل گرز کے اٹھا کر مارا چار چار کے سر پھٹ گئے شجر مین بھیجے لپٹے ہوئے ہین ہنگامہ
ہوا کہ دیو آتا ہے علمشاہ نے آکر نعرہ کیا قریب گلریز آکر علمشاہ لڑنے لگے گلریز نڈھال ہو گیا دیکھتا ہے کہ
ایک ایک کو یہی فکر ہے گلریز و نرگس کو بچائین سنان نیزہ سے سینے لا دیے دم شمشیر پر گلے رکھتے ہین
بے خوف لڑ رہے ہین جان دینے کو کھیل جانتے ہین خوشی خوشی موت کے مزے چکھتے ہین عین گرمی جنگ
مین طبل سکندری پر چوب پڑی زمین تھرائی نعرۂ صاحبقران کی صدا آئی نعرۂ امیر

اسیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار	بیکے تیغ صمصام و قمقام نام
بیکے تیغ عقرب سے فدا انجام	تن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

دوسری جانب سے نقارخانۂ سلیمانی بجا بادشاہ سجادہ کا نعرہ ہوا نعرۂ بادشاہ اسلام

منم شاہِ شاہان فریدون حشم	بہارِ گلستانِ کاؤس و جم	منم صف شکن صاحب عز و جاہ
یل نامور سعد عالم پناہ	جملہ سردار و تاجداران عالی وقار نعرۂ شیرانہ کر کے لشکر لقا پر گرے	

صاحبقران زمان لڑتے بھڑتے چلے دیکھا ملکہ نرگس و گلریز غول مین آہنگ کے گھرے لڑ رہے
ہین ملکہ خنطل نے بڑی بڑی کد و کاوش کی لیکن دس ہزار ساحرون مین تین کس گھرے کھڑے ہوئے
نکلنا دشوار ہے آہنگ نے آگ برسا دی برق چمکا کر دریائے سحر تیار کیا صدہا بندگان خدا اسمین ڈوب
گئے خنطل کنارے دریائے سحر کے کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہے لیکن دریا کا جوش و خروش نہین کم ہوتا صاحبقران
نے آتے ہی شاہزادہ گلریز کو سنبھالا فرمایا اے برادر ہوشیار ہو جاؤ گلریز نے جو صاحبقران کو دیکھا ال

تنگفتہ ہوگیا گرو سرداروں کو چھوڑا صاحبقران نے اُن سرداروں سے فرمایا ای غازیان دیندار ای مجاہدان تہور شعار اپنے مہمان کا خیال رکھنا سرداران نامی برابر گلریز کے کھڑے ہو کر لڑنے لگے لیکن سحر سے مجبور و ناچار ہین صاحبقران نے دیکھا بلوہ ساحران نہین رکتا لڑتے بھڑتے قریب آہنگ پہونچے ساحرون نے صاحبقران کو گھیر لیا سحر کرنے لگے صاحبقران نے اسم اعظم الٰہی باواز بلند پڑھا سحر ساحرون کے باطل ہونے لگے آہنگ نے دیکھا ایک جوان خوش رو خوشخو چہرہ آفتاب عالمتاب جرأت وشوکت مین لاجواب ساحرون کو قتل کر رہا ہے کسیکا سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا سمجھا یہ بھی کوئی ساحر زبردست ہی گولہ سحر کا مارا گولہ بھٹکے گر پڑا تیغہ سحر کھینچکر جا پڑا صاحبقران نے تیغہ عقرب پر گانٹھا ہزار ہا شعلے بھڑکے اسیر پر تاثیر نہوئی تلوار کو اسکی رد کیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا لگایا آہنگ نے سپر سحر کو اُٹھایا تیغہ عقرب سلیمانی نے سپر کو کاٹا ہر چند آہنگ نے اسم رد سحر کے پڑھے وہ تیغہ قضا نہ رکا مع گینڈے اُس بجیا کے چار ٹکڑے ہوئے مرنے سے آہنگ کے زمین کانپی ابر تیرہ وتار آسمان پر ظاہر ہوا آواز آئی کشتے مرا نام من آہنگ فلک سیر بود افسوس مردیم وجان دادیم وبمطلب خود نرسیدیم ساحر یہ صدا سنکر گھبرا گئے صاحبقران پر جا پڑے ایک سمت سے خنظل نے آکر سحر کیا نرگس وگلریز بڑے زور شور سے لڑے مجمع ساحران پراگندہ ہوا جب ہزار دو ہزار باقی رہگئے آپس مین صلاح کی نکل چلو بمشکل لاشہ آہنگ اُٹھا روتے پیٹتے طرف ہوشربا کے بھاگے اب صاحبقران زمان طرف خنظل وگلریز و نرگس کے پلٹے فرمایا اب سحر نکرنا ساحر بھاگ گئے غیر ساحرون پر سحر کرنا مناسب نہین ہی گلریز نے عرض کی آپکے سردارون کو اس بجیا نے گرفتار کرلیا تھا حضور ہمکو نہ منع کرین ابھی جا کر لقا کو مارتے ہین صاحبقران نے فرمایا میرا یہ دستور نہین عنایت سے پروردگار کی لکھ ور لکھ ساحر مطیع ومنقاد ہین اپنے ملک مین آباد و شاد ہین کبھی مین نے کسیکو اپنے ساتھ نہین رکھا مدد ساحرون کی قبول نہین کی اُن لوگون کو مکر وحیلہ کرنے کا اختیار ہی ہمارا معین ومددگار پروردگار ہی ملکہ نرگس وگلریز و ملکہ خنظل صاحبقران زمان کو دعائین دینے لگے تماشا دیکھنے مین مصروف ہوئے سرداران تہمتن وغازیان صف شکن نے جو داراب وغیرہ کو انتہا کا زخمی دیکھا اور تمام کو ہی زخمدارون کو گھیرے ہوئے یہ شیر اُسی حال مین مصروف جنگ ہین پادشاہ نے مرکب باد رفتار طرف تخت لقا کے بڑھایا سبکو آج انتہا کا ناگوار ہی سب سردار بلوہ کر کے لڑتے ہوئے چلے سلیمان عنبرین مو سے کوہی بعد شد و مد آگے بڑھا آواز دی یارو سب مسلمانون نے طرف خداوند کے قصد کیا ہی اسوقت

قدرت کو بیاؤ تمام کو ہی اسی مقام پر آکے جمے تلوار چلنے لگی زمین و آسمان سے خون برس رہا تھا ہزار ہا لاشہ اسی مقام پر تڑپ رہا ہی ابر تیغ سے خون کی بارش ہی نہنگان دریاے جرأت کو شناوری کی کوشش ہی دریاے خون کی طغیانی کشتی حیات لقا پرستان طوفانی نقیب لشکر ترغیب دے رہے ہین ہان اے مردان عالم یہ وقت جرأت ہی دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی لڑبھڑ کے نام کرو بزرگون کے نام روشن ہون وہ کام کرو

مسدس

ہمنے دیکھا ہی تو ارنج مین اے اہل نظر وجہ ہو اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر	ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن کے باہر یعنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

زادِ رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفرے دور و دراز است وما ناچیزیم

ہنگامہ گیر و دار بلند کوہیان خود پسند مغرور و متکبر لیکن نہیب شمشیر فرزندان صاحبقران سے متحیر ایک جانب سے بادشاہ جمجاہ لڑتے ہوئے قریب تخت لقا پہونچے سرخاب نعرہ کر کے مقابلہ مین آیا نگاہ پڑی شاہزادہ داراب کشور کشا کی کہ میرا حریف وہ جاتا ہی بیچ مین مرکب ڈالدیا آواز دی او نامرد تو نے اُسوقت از روے بلوے کے گرفتار کرلیا تھا اب تو مردان عالم سے آنکھ چار کر ادھر کہان جاتا ہی پھر وار کر سرخاب نے جو داراب کو ضرار دیکھا پلٹ پڑا آتے ہی ہاتھ تلوار کا مارا داراب نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا زخمی جان کے سرخاب لپٹ پڑا دونون گھوڑون سے کودے چار جانب برق شمشیر چمک رہی ہی بیچ مین یہ کشتی مین مصروف ہوئے لیکن کوہیون نے قصد کیا بلوہ کرکے داراب کو پھر گرفتار کرلین شاہزادہ صفدر وصف شکن ہاشم تیغزن نے جو دیکھا کہ بھائی صاحب سرخاب سے لڑ رہے ہین ہمراہیان سرخاب نے بلوہ کیا ہی نعرہ کر کے قریب آئے ایک جانب سے خورشید بن ہاشم آگئے کوہیون کو آواز دی او نامرد و خبردار قریب نجانا دو جانب سے دو شیر آکے شمشیر زنی کرنے لگے اتنی جو عجلت داراب نے پائی سرخاب کو لے دوڑے ہر چند سرخاب چاہتا ہی رکون لیکن اب شیر کے قبضے شکار آگیا زیادہ غصہ یہ کہ جوانان دست چپ میری مدد کو آئے دس قدم تک اُسکو ریلے لائے ایک ہکہ مارا دونون گھٹنے سرخاب کے آشنا زمین ہوئے اسنے چاہا لنگر قایم کرون حریف زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکے زور کیا سرخاب کو اُٹھا لیا ہر چند تڑپا لیکن داراب نے

سرے بلند کیا چہار جانب سے کوہی ٹوٹ پڑے کئی زخم داراب نے کھائے لیکن سرخاب کو نہ چھوڑا زین
پہ مارا ہاشم وغیرہ گھوڑدن سے کود پڑے وہان خوب تلوار چلی کئی سو کوہی مارے گئے ہاشم و خورشید
خوب لڑے داراب نے سینے پہ گھٹنا رکھکے اس ہنگامہ مین بھی فرمایا حالا درشناختن پروردگار چہ میگوئی یہ سنکر
سرخاب نے جواب دیا او پسر حمزہ سر میدان تو نے آبروی اب مذہب کا سوال کرتا ہے لاکھ جان میری لات
ومنات پر نثار ہے داراب نے سر کھینچکر سرخاب کا پھینکدیا ہمراہیان سرخاب ٹوٹ پڑے داراب
کو سرداران داراب نے بمشکل مرکب پر سوار کر لیا لقا کو معلوم ہوا کہ سرخاب خانہ خراب واصل جہنم ہوا
سلیمان عنبرین موے کوہی قریب تھا لقا نے کہا ای بندۂ خاص یہ سرخاب بڑا اسبز قدم تھا اسکے آتے
ہی کسقدر کشت وخون ہوا قدرت نے اسکو سپہ سالار قدرت کے فرزند کے ہاتھ سے قتل کرایا سلیمان
غصہ مین کانپنے لگا مگر معتقد ہے سر جھکا لیا کہا یا خداوند آپ سے ڈرنا چاہیے اسی طرح ہمارے مقدمہ مین بھی
تقدیرات برعکس کردیتے ہین لقا نے کہا اسوقت تقدیر قدرت نے زبردست کی حمزہ کو قتل کر سلیمان یہ سنکر
خوش ہوگیا گینڈا بڑھا کر جا پڑا آواز دی او حمزہ کہان جاتا ہے آج تری میرے ہاتھ سے قضا ہے صاحبقران زمان
فوج کوہیان مین جنگ کر رہے تھے سلیمان نے جو نعرہ کیا پلٹ پڑے آتے ہین سلیمان سے نگا دوزن ہوئے
سلیمان جی مین خوش ہے آج قدرت نے حمزہ کے قتل کی تقدیر کی ہے خبردار کہکے ہاتھ مارا امیر نے سپر پہ روکا آواز دی
ای سلیمان ہوشیار تیغۂ عقرب سلیمانی چمکا کے قریب جاکر ہاتھ مارا اسنے سپر پہ روکا تیغۂ عقرب مثل برق گرا
سپر کے دو ٹکڑے ہوئے خود کو کاٹ کر سر پر زخم کاری آیا گینڈا بھی اسکا مارا گیا سلیمان کود کر بھاگا ملازم اسکے
دوڑ پڑے سلیمان نے کہا یارو یہ فرق خداوند زخمی ہوا ہے مین حمزہ کے مقابلہ مین جاتا تھا قدرت نے تقدیر
کر کے مجھکو زخمی کرایا سرخاب قتل ہوا صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قدرت کو بربادی خاندان کو ہیان منظور ہے
صدہا ملک تباہ ہوئے جسدن سے قدرت تشریف لائے سوائے شکست کے فتح حاصل نہوئی یہ کہکے ہوادار پر
سوار ہوا کہا یارو نکل چلو قدرت بھی چلے آئینگے فوج سلیمان بیدل ہو رہی تھی سب بھاگے لقا نے جو پلٹ
کے دیکھا سب کوہی بھاگے جاتے ہین گھبرایا پکارنے لگا او نامردو قدرت کو تنہا چھوڑکے بھاگے جاتے
ہو سبکو سنگ سیاہ کردونگا کوہی ایسے گھبرائے ہوئے تھے کہ کسی نے جواب بھی نہ دیا کہ رستم لڑتے ہوئے قریب
لقا پہونچے نعرہ کیا لقا نے گھبرا کے کہا او علمشاہ اسوقت قدرت سے مقابلہ کرنا قدرت کو بہت غصہ ہے
علمشاہ نے کہا اپنے اوپر غصہ اتار ہو جب مثل قہر درویش برجان درویش لقا نے تیغہ چمکا کر رستم پر ہاتھ

مارا رستم نے بازو بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی گرز زنجیر مین ہاتھ ڈالکے لقا کو اٹھالیا لقا نے غل مچایا
اے بندگان سن قدرت کو اس روسی بچے سے بچاؤ قدرت گرفتار ہوئے جاتے ہین اگر قید ہوگئے سبکو سنگ سیاہ کردینگے
کوہی تو ایسے بیزار تھے کہ انھون نے پلٹ کے بھی نہ دیکھا لیکن سنجانی باختری شستری حصاری وغیرہ یہ تو سب
جانتے ہین کہ ہماری زندگی کا سہارا ہے ملک یہ ملک اسکے ساتھ بھاگتے پھرتے مین سب اسکو خداوند جانتے ہین یہ بزرگی
مانتے ہین اگر یہ نہ رہیگا ہمکو کون پوچھے گا یہ سوچکر ٹوٹ پڑے صدہا نے اپنی جان دی آخر رستم اسکو گرفتار نہ کرسکے
ہاتھ سے رستم کے چھوٹا زمین پر گرا باختری لے بھاگے سردار جھلاے ہوئے قتل کرتے ہوئے لشکر لقا کو چلے امیر
نے جب دیکھا سردار نہین ملتے تعاقب مین مصروف ہین صاحبقران نے آواز دی اے غازیان دیندار واے مجاہدان
تہور شعار بھاگے کا پیچھا نہ کرو وہ شکست خوردہ ہین نکل جانے دو یہ فرماکر تلوار کو نیام انتقام مین کیا سب سردار
رک گئے صاحبقران نے سبکو ساتھ لیا دیکھا سردار بہت زخمی ہوئے سرداروں کے ہاتھ سے بہت سے کوہی مارے گئے
انتہا کا صدمہ ہوا لیکن ضبط کیا سبکو ہمراہ لیکر داخل لشکر ظفر اثر ہوئے اصل بارگاہ حشامی مین آئے ملکہ
نرگس جادو و شاہزادہ گلریز و ملکہ خنطل بھی ہاتھ سے آہنگ فلک سیر کے زخمی ہوئے تھے پہلے انکی زخم
دوزی کو حکم دیا ملکہ خنطل تو محلات مین آئی اپنی دختر بلند اختر ملکہ نرگسی چشم معشوقہ خاور سیاہ سے آکر ملی ملکہ
نرگسی چشم نے ان کو سلام کیا کہا اے مادر مہربان آپکو کچھ احوال شاہزادہ ایرج نوجوان کا بھی معلوم ہے عرصہ دراز
گذرا برائے فتح طلسم اسکندریہ گئے تاجرون کی زبانی خبر سنی بعد فتح طلسم اس شیر دلیر نے طرف ہوشربا کے قصد کیا کوئی
سردار صیقل آئینہ دار انکو دستیاب ہوا اُسنے رہبری کی طلسم ہوشربا کی طرف روانہ ہوگئے انکے والد نامدار
یاد مین اپنے نور نظر کے بیقرار رہتے ہین لیکن جری بہادر ہین زبان سے کچھ نہین کہتے آپ یہان سے جاکر چند ساحر ونکو
روانہ کیجیے کہ وہ خبر مفصل لائین بلکہ کسی ایسے معتبر آدمی کو روانہ کیجیے کہ انکو سمجھاکر پھیر لائے انکے والد نامدار سے انکو ملائے آپکا
بڑا احسان ہوگا یہ سنکر ملکہ خنطل گھبرا گئی کہا واری مین ابھی جاتی ہون کسی ساحر کو روانہ کرتی ہون بلکہ بعد
انتظام طلسم آئینہ مین خود جاؤنگی شاہزادہ والا قدر کو یا تو پھیر لاؤنگی یا خود ساتھ رہونگی ہوشربا مین شریک
رہنا ہم ایسونکا واجب ولازم ہے اکثر طلسم ہوشربا مین ہم گئے ہین وہان کے راستون سے بھی واقف ہین
یہ کہکر ملکہ کی بلائین لین رخصت ہوکر باہر آئی صاحبقران کے سامنے آکر کل کیفیت عرض کی صاحبقران نے
آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا اے خنطل کیا کہین اُس شیر کے نہ ہونے سے بارگاہ مین سناٹا ہے دنگل پر اُس شیر کے غائب
پڑا ہے ہمارا کلیجہ پھٹتا ہے خنطل نے کہا لونڈی جائیگی اسکا انتظام کریگی صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ خنطل

اسیوقت طاؤس پر سوار ہوئی قاسم کلیجہ تھامکر بیرون بارگاہ آئے کہا ای خنطل مین سامنے جد عالی تبار کے کچھ نہ کہسکا
لیکن واسطے ایرج کے دل بیقرار ہی خنطل نے عرض کی لونڈی اسمین فکر معقول کریگی قاسم نے بھی تجویز سمجھا دیا ملکہ
خنطل جادو سامنے قاسم کے طاؤس پر سوار ہوئی طرف طلسم آئینہ کے روانہ ہوئی یہان صاحبقران نے
ملکہ نرگس و شاہزادہ گلگریز کی تین روز برابر دعوت کی تیسرے دن دونون نے عرض کی لونڈی غلام اب رخصت
ہوتے ہین صاحبقران نے فرمایا ای نرگس ہماری جانب سے ہمارے دوست صادق محبت واثق عمرو سے
کہنا کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو لاکر ہمسے ملاؤ اسد نامدار کے دیدار کے سب مشتاق ہین سب سردارون نے عمرو
کے واسطے نامے لکھے سب نامے ملکہ نرگس نے جھولی مین رکھے صاحبقران سے زن و شوہر رخصت ہوئے
اسوقت لشکر مین اک عزیز تھا ہر شخص نے ملکہ نرگس کے قریب آکر عرض کی خواجہ عمرو کو سلام کہنا ایک جانب سے
کرب نامدار آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے قریب شاہزادہ گلگریز کے آئے گلگریز نے سنا ہی کہ یہ طلسم کشا کے
والد نامدار ہین قدمون سے لپٹ گیا کہا ای نظر کردہ بزرگان جو ارشاد ہو فرمائیے کرب نے کہا ای گلگریز نور نظر
کے فراق نے ہمارا یہ حال کیا آنکھون سے نہین سوجھتا تلوار کھینچنے مین خفت کاٹ مین تلوار کے فرق آگیا وہ شوکت
و جلالت باقی نہ رہی کہنا ای نور نگاہ ای فرزند عالیجاہ اب اپنا روے زیبا ہمکو جلد دکھاؤ تمہاری والدہ ماجدہ ملکہ
زبیدہ شیر گیر آٹھ پہر روتی ہین اشکون سے منہ دھوتی ہین بیان ہی کرب کے نرگس و گلگریز خوب روئے شور گریہ
و زاری بلند ہوا صاحبقران کو خبر پہونچی کہ آج کرب نامدار کو یاد فرزند نے بہت بیقرار کیا ہچکیان لگی ہوئی ہین
ایسا نہو روح قالب سے نکل جاے صاحبقران باہر آئے دیکھا کرب نامدار مثل ابر بہار زار زار رو رہے
ہین ملکہ نرگس و گلگریز کہ رہے ہین حضور انشاء اللہ اس سال مین طلسم ضرور فتح ہوگا ان بلاؤن سے خدا بچائے
اب آج کل مقابلہ ملکہ تاریک شکل کش شروع ہو گئے ہین اگر خدا نے اس سے بخیر و عافیت بچایا حضور
سب کا قول یہی ہی کہ اسد نامدار فتاح طلسم ہوشربا ہی وہ شیر دلیر ایسا لڑا ساحرون کے دانت کھٹے کردیے
بڑے بڑے کھیت پڑے زرد رو مارے گئے یہ ہر مقام پر سرخرو رہے جرأت اپنے فرزند کی سنکر چہرہ کرب
نامدار کا سرخ ہوگیا خوش ہوکر فرمایا ہمنے اسکو پروردگار کے سپرد کیا ہماری جانب سے دعا کہنا اور کہدینا کہ
ای نور نظر تمنے اپنے نانا جان کا نام روشن کیا پروردگار تمکو مظفر و منصور کرے صاحبقران نے کرب
کو گلے سے لگایا فرمایا کہ بیٹا دو رکعت نماز شکریہ بے نیازی کی ادا کرو جس معرکہ پر تمہارا بیٹا پہونچا اور جس طلسم پر دست انداز
ہوا کبھی ایسا طلسم ہمکو بھی نہ ملا تھا کرب نے سر جھکا لیا کہا سب حضور کا تصدق ہی مشکل ملکہ نرگس و شاہزادہ

گلرنز سب سے رخصت ہوئے تخت پر بیٹھکر مع چارسو کنیزون کے طرف طلسم ہوش ربا کے روانہ ہوئے یہان لقا جو شکست کھا کے آیا غصے مین حکم دیا واسطے افراسیاب خانہ خراب کے نامہ لکھو کہ کیون او بھیجا بڑا مغرور ہو تو سراپا قصور ہوا الیان حجرۂ بلا کو تقدیر کرکے قتل کرا دینگے قدرت سبکو مٹا دینگے ایسے ساحرونکو بھیجتا ہی جو سراپا غرور سے معمور قدرت کسی کے غرور کو کبھی پسند نہ فرمائینگے بہت سے مہملات لکھوا کر بطور ہدکو روانہ کیا

دو کلمۂ داستان ملکہ نرگس جادو و شاہزادہ گلرنز کہ طرف طلسم ہوشربا کے گئے غزل

جاؤن مین کس طرف یہ ستمگر کہان نہین
ڈھونڈھو تو کس مکان مین وہ لا مکان نہین
ایسا نہو کہ درد تمہاری کمر مین ہو
گلزار عاشقی سے کہین زعفران نہین
کیا اختیار ایسے تلوّن مزاج کا
تیار ہو فلک پہ سڑک کہکشان نہین
وہ دل اسیر دام بلا رہتا ہی مدام
ایسا تو زلف یار کا سوداگران نہین
جلوے کو تیرے کسلیے ہو مجھسے دشمنی
جو قائل کرامت پیر مغان نہین
وسے بھلا دیا ہو گلون ہی نے کیا مجھے
اپنا ہما فسر نغیہ استخوان نہین

وہ سرزمین ہو کون جہان آسمان نہین
تجھسا بھی کوئی بلبل بے خانمان نہین
اچھا یہ بار گیسوے عنبر فشان نہین
کرتا دہان یار کی رنگینیون کا وصف
جو مہربان کبھی ہو کبھی مہربان نہین
جھوٹے ہمارے غم کی ہین عوت کو گا گیا
جو کوچہ گرد گیسوے عنبر فشان نہین
نظر و نہین غیر کی جو سیک ہون تو کیا عجب
ای ماہرو یہ ہو دل عاشق کتان نہین
محو نظارہ دل تو وہ بت ہو حجاب مین
اب برق کو بھی یاد مرا آشیان نہین
کس لالہ رو کے گھر مین نہین دل مرا قلق

دنہین ہین کہ آنکھون مین جلوہ کنان نہین
باغ جہان مین جسکا کہین آشیان نہین
عاشق کے رنگ زرد پہ ہنستا نہین ہو کون
مجبور ہو کہ غنچے کے منہ مین زبان نہین
اس غیرت مسیح کی گلیمی کے واسطے
قابل سگ حبیب کے یہ استخوان نہین
لون دیکھے نقد ہوش تک آئے جو میرے پاس
صد شکر طبع یار پہ تو مین گران نہین
کیفیت آ کے سیکہ مین دیکھ جاے وہ
حیران ہو آئینہ رخ جانان عیان نہین
وہ دل ہین اور مرتے ہین جو کوڑی کوڑی پر
وہ کونسا چمن ہو جہان آشیان نہین

یہ دونون زن و شوہر یعنے ملکہ نرگس و شاہزادہ گلرنز طرف طلسم ہوش ربا کے چلے ملکہ نرگس نے کہا صاحب راستہ اصلی ترک کرو کوہستان و خارستان کی جانب چلو ورنہ شمیم جالندری ملازم افراسیاب روکیگی شاہزادہ گلرنز نے کہا مین تعاقب مین آہنگ فلک سیر کے اس جانب سے آیا سکارہ گرد گردانے لگی وہ کیا روکے گی اور کسی راستے سے جائینگے عرصہ ہوگا خواجہ عمرو فرمائینگے ایسے وقت مین ہمارے نمکخوار نہ حاضر ہوئے یہ وقت جانبازی ہو جلد پہونچنا مناسب ہو اسوقت مین ہر جانباز خیر خواہی کا طالب ہو چلو اسی طرف سے نکل چلین ملکہ نرگس نے کہا بسم اللہ طرف مرتبہ جالندر یا کے چلیے لیکن شمیم جالندری جب اُسنے گلرنز کو

راستہ بھٹکا یا اپنی کنیزون سے صلاح کی کہ یہ جوان جاکر لشکر خداوند مین فرور خسا دبرپا کریگا آہنگ گھبرایا ہوا گیا ہو مقام
مین بھی یقین ہو یہی غالب آئے یہ ذکر تھا کہ تیسرے دن خبر آئی کہ لاشہ آہنگ اُسکے ملازم لیے ہوئے آئے
اُسنے اُن سب سے حال پوچھا معلوم ہوا مارا گیا کہا کیون صاحبو ہزار ہا ساحر لشکر خداوند مین گئے کوئی زندہ نہ پلٹا
ہوا اب یقین ہو کہ اس طرف سے زن وشوہر بھی واپس ہون کنیزون سے صلاح کر کے بالاے قلعہ آکر ٹھہری دیکھا
زن وشوہر آتے ہین شمیم نے بڑھکر سلام کیا کہا ملکہ نرگس صاحب چند ساعت ہمارے قلعہ مین ٹھہر جائیے
جو کچھ مجھ آش اس کنیز کو ممکن ہو تناول فرمائیے مین کچھ عرض بھی کرونگی زن وشوہر اسکی چرب زبانی پر اُتر آئے
دونون کو یہ استقبال کر کے دار الامارت شاہی مین لائی عرض کی حضور ہمارے تو اعتقاد مین فتور آگیا ہزار ہا
ساحر براے مدد خداوند لقا اسی جانب سے گئے کوئی زندہ نہ پلٹا ہوشربا مین دبدبہ طلسم کشا کی ترقی ہو لونڈی
کو اپنے ساتھ لیے چلیے چلکر ملکہ مہرخ سے ملا دیجیے یہ سنکر نرگس جادو خوش ہوئی گلریز نے کہا ملکہ آنکھون پر
چلو طلسم کشا جوہر شناس فلک اساس صاحب جوہر جری بہادر صاحب حسب ونسب اُنکے لشکر سے ہم
آتے ہین بزرگ بلکہ اُنکے سب شفیق حسین فیاض ہم لونڈی غلام کے واسطے ہزار ہا ملازم قتل کرادیے مگر ہماری
داد کو پہونچے لشکر لقا مین ملکے ڈالدیے چلتے چلتے کس لطف سے رخصت کیا ہر ایک ایک خلق ومروت کا شمیم
نے کہا اب آپکے سبب سے ہم بھی ان صاحبون کو دیکھینگے ملاقاتین ہونگی گلریز ونرگس تعریفین خلق واخلاق
صاحبقران کی کررہے ہین شمیم نے فوراً سامان دعوت مہیا کیا طائفے بلائے سامان رقص وسرود آراستہ
ہوا گھڑی دو گھڑی تو اس ملعونہ نے دعوت سادہ کی جب دیکھا یہ سب کھانے پینے مین مصروف ہوئے
کنیزون کو اشارہ کردیا شراب مین بیہوشی ملائی جام آغشتہ بہ دارو سے بیہوشی زن وشوہر کو پلائے پیتے ہی بیہوش
ہوئے کنیزون کو بھی گرفتار کرلیا ان دونون کی زبان مین سوزن دیا مسلسل ومطوق کیا اب جو زن وشوہر کی
آنکھ کھلی اپنے کو بلا مین مبتلا پایا شمیم نے آواز دی ہین نے تمسے لڑنا مناسب نجانا اب تمکو خدمت افراسیاب
مین روانہ کرتی ہون شہنشاہ قتل کرینگے قلزم جادو اپنے سپہ سالار کو بارہ سو ساحران غدار ہمراہ کرکے حکم دیا
ان گنہگارون کو خدمت مین شہنشاہ کی لیجا دو قلزم ملکہ نرگس گوہر دریاے حسن وخوبی و شاہزادہ گلریز نہنگ
دریاے جرات کو ہمراہ پرڈالکر قلعہ سے نکلا گر جب ملکہ نرگس و گلریز اپنے قلعہ سے چلے تھے ملکہ مہرخ کو عرضی لکھ
بھیجی تھی کہ ہم فلان تاریخ اپنے قلعہ سے روانہ ہونگے یہان لشکر اسلام مین آمد آمد تار یک کا مہلکہ ہو سبکو اپنی
جان کی پڑی ہو ملکہ سرخ مو نے ایکدن ہلال سحر افگن سے کہا بہن مجھکو دانستہ ہو تیری ہماری ملکہ نرگس

اور بہنوئی ہمارے شاہزادہ گلریز اپنے قلعہ سے روانہ ہوئے لیکن یہان نہین پہونچے مقام انتشار ہی آٹھ پہر انھین کا انتظار ہی ہم چلتے ہین اسوقت بدین مع عزیز و اقارب طلسم کشا پر نثار ہون شاید انپر راہ مین کوئی افتاد تو نہین پڑی ملکہ ہلال نے فرمایا اس زمانے مین افتاد پڑنا کیا مشکل ہی کسی ساحر نے روک لیا ہو معرکہ پڑا ہو ایک کنیز کو روانہ کرو اپنی آنکھون سے ملکہ نرگس کو دیکھ آوے مفصل خبر لائے ملکہ سرخ مو نے اُسی وقت ایک کنیز کو روانہ کیا وہ گئی اور واپس آئی عرض کی اہالیان قلعہ سے ثابت ہوا وہ ہفتے گذرے اپنے قلعہ سے کوچ کیا فلان منزل تک تو نشان معلوم ہوا یہ بھی سنا راہ مین کسی سے مقابلہ پڑا پھر نشان نہین ملتا یہ حال سنکر ملکہ سرخ مو بہت پریشان ہوئین بے اختیار رونے لگین ناگاہ خواجہ عمرو تشریف لائے پوچھا کیون خیر تو ہی پریشان بہت ہو یہ ظاہر ہی کہ آجکل بلائین نازل ہین افراسیاب سامان دعوت تاریک سے مہلت پائیگا قیامتین برپا کرے گا کوئی نئی تازہ پہونچا سرخ مو نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا ای شہنشاہ اوج عیاری و سپہر فلک کج رفتار گردون غدار نئی مصیبت دکھاتا ہی انقلاب بحساب پہونچاتا ہی

اب تو یہ کیفیت ہی شعر

ز شمع تخت خواہم ز مہر ہمگنا نرا — خواہم کشم بیکسو از مردمان عنا نرا

دیگر

ہر دم ازین باغ بری میرسد — تازہ تر از تازہ تری میرسد

ابھی خبر آئی ہی ملکہ نرگس بہن میری و شاہزادہ گلریز شوہر اسکا اپنے قلعہ سے چلے راہ مین آکر غائب ہو گئے راہ مین کسی نے قید کر لیا افراسیاب آجکل یہان مصروف سامان جنگ و جدل ہی جا بجا عملداری مین خلل ہی اب مین کہان تلاش کرون اگر انپر کوئی حادثہ پڑا اور ہمنے خبر نہ لی یہ بھی مشکل ہی رکن قصر حیات متزلزل ہی ابھی تو افراسیاب سامان دعوت تاریک مین مصروف ہی لڑائی اس آدم خوار کی خوشی پر موقوف ہی اگر خلاف ہو تو مین جا کر بہن بہنوئی کو تلاش کرون خواجہ نے کہا مین برق و جانسوز کو روانہ کرتا ہون مین خود انکی تلاش مین جاؤن سرخ مو نے کہا اسوقت مین آپکا لشکر سے دم بھر جدا ہونا مناسب نہین ہی مین جا بجا تلاش کرونگی اگر پتہ لگ گیا فبہا ورنہ بہت جلد واپس آؤنگی یہ ذکر تھا کہ مہتر چالاک بن عمرو آیا کچھ ہنستا ہوا آنکھون مین آنسو بھی بھرے ہوئے عرض کی قبلہ و کعبہ کیا عرض کرون اسوقت غلام آپکا دربار افراسیاب مین گیا تھا کچھ جادوگر شکست خوردہ کوہ عقیق سے آئے اُنھون نے بیان کیا کوئی آپ کا رفیق اور ایک شاہزادی والا قدر لشکر صاحبقران مین پہونچے وہان بڑی لڑائی پڑی انکا افسر آہنگ فلک سپہر تھا وہ مارا گیا یہ تو شکست کھا کے چلے آئے وہ زن و شوہر وہین رہ گئے عمرو نے کہا ای ملکہ سرخ مو معلوم ہوتا ہی کسی وجہ سے ملکہ نرگس و گلریز تا بہ لشکر صاحبقران پہونچے یہ تو دریافت ہوا کہ وہان لڑائی پڑی یہان کا ساحر مارا گیا اب انپر راہ مین کوئی افتاد پڑی بیٹا چالاک

پڑھکر خبر تولد اپنے کوتا بہ دربند جالندریا پہونچاؤ ہمشیرہ ملکہ سرخ مو کی خبر لاؤ سرخ مو بہت پریشان ہین سرخ مو نے عرض کی ہاتھ بال بال گنہگار ہی فلک درپئے آزار ہی مین پتہ لگا کے آؤنگی چالاک نے کہا مجھکو جانے دیجیے عمرو رونے لگا کہا ای ملکہ اتنا عرصہ دراز ہوا لشکر سے اپنے جدا ہوئے تمام لشکر اسلام سنکر یہ بھی گھبرا گیا مین بھی مترددہون فراق مین اپنے آقائے نامدار کے یہ کیفیت بہم پہونچی ہی بدین مضمون اشعار

اشعار

عنقا کیطرح خلق سے عزلت گزین ہو نہین
ہون اسطرح جہا نہین کہ گویا نہین ہو نہین

مین ہون تمھارا سایہ جہان تم وہین ہو نہین
اُس در پہ شوق سجدہ سے فرش زمین ہو نہین

تارا سا یہ ہون مین کنوین کی بزنگ آب
تام آسمان پہ ہی مرا زیر زمین ہو نہین

پر اُڑ کے جا پہونچتا کہین سے کہین ہو نہین دیگر
غم نامہ اپنا صفحہ محشر سے کم نہین

گو اضطراب دلکو بیان کرتے ہم نہین
پر جو نگاہ ہی رگ بسمل سے کم نہین

مین وہ نہین کہ تم ہو کہین اور کہین ہو نہین
مانند سایہ سر سے قدم تک جبین ہو نہین
ہون طائر خیال نہ پر ہین نہ میرے بال
ہی شور العیاث صریر قلم نہین
ایسے دو چار اشعار اپنے آقا کی یاد مین

عمرو نے پڑھے کہ سب رونے لگے چالاک نے فورًا باناے عیاری جسم پر آراستہ کیے عرض کی غلام کو بعنایت رخصت دیجیے انشاءاللہ انکو تلاش کر کے لاؤنگا ہرچند سرخ مو نے کہا چالاک ہمین جانے دو چالاک نے کہا کچھ فرمانے یہ کہکر فورًا روانہ ہوا بعد جانے چالاک کے عمرو نے کہا ای ملکہ سرخ مو انصاف کرو یہ ایک لاکھ چوراسی ہزار پیاس بچونکا افسر ہی عیاری مین سب سے بہتر ہی صاحبقران میرے فرزندون کی بڑی آبرو کرتے ہین اسوقت اپنے بھائیون کو یاد کر کے بیقرار ہو اس خواہش سے گیا ہی کہ خبر خیر و عافیت تو بکی سنون یہ کہکر عمرو باہر نکلا تردد مین مصروف ہوا حال بیان کا تحریر ہوگا لیکن مہتر چالاک بن عمرو فی الحقیقت مشتاق خبر لشکر ظفر اثر خواہان حالات برادران نامور لشکر سے نکلا بھاگا ہوا جاتا ہی ایک مقام پر اسے دیکھا کہ دن قلیل باقی ہی ایک سائیس ایک مرکب کو تھامے ہوئے قریب درہ کوہ کھڑا ہی چالاک رنگ روغن عیاری کا لگا کر اک گنوار کی صورت بنکر سامنے سائیس کے آیا پوچھا بھائی مرکب یہ کسکا ہی سائیس نے کہا ہمارے مالک شکار کھیلنے آئے ہین آہو زخم کھا کے درہ کوہ مین گیا اُسکو ڈھونڈھنے گئے چالاک نے پوچھا تمھارے مالک کا نام کیا ہی سائیس نے کہا قلزم جادو نام ہی قیدیون کو لیکر دربند جالندریا سے چلے ہین خدمت افراسیاب مین جاتے ہین چالاک نے حباب مار کر سائیس کو بیہوش کیا ٹانگ پکڑ کے اسکو تو کنارے ڈالدیا گھوڑا تھام کے کھڑا ہو رہا بعد تھوڑی دیر کے قلزم جادو اپنی فوج مین آہو کی ٹانگ پکڑے ہوئے کھینچتا ہوا باہر آیا آہو کو شکار بند سے باندھا گھوڑے پر سوار ہوا چالاک نے رکاب پر ہاتھ رکھ لیا ساتھ ساتھ چلا تھوڑی دور پر آ کے

دیکھا بارگاہ استادہ ہی اہالیان فوج فرودکش ہین کنارے لشکر کے آکے اترا چالاک سے کہا گھوڑا لیجاکر تھان پر باندھو چالاک نے گھوڑا لیجاکر تھان پر باندھا ٹہلتا ہوا در بارگاہ پر آیا قلزم تو اندر بارگاہ کے ہی چالاک ٹہلنے لگا ایک طرف سے طبلے سارنگی کی آواز آئی چالاک نے دریافت کیا معلوم ہوا میان قلزم کی آشنا آبرو داربی محیط گلعذار بڑی نامی کسبی مجرا کر رہی ہی چالاک بھی ٹہلتا ہوا آیا محیط کو جھک کر سلام کیا کہا صاحب ہم بھی ذرا ٹھیکہ چھیڑ مین بارہ ماسہ سنائین محیط ہنسنے لگی سائیس کو پہچانتی ہی کہا اد ٹٹوے تو سائیسون کا کام جانتا ہی یا گانے بجانے مین بھی دخل ہی صرف تھان کا ٹڑا ہی نگوڑا شبکور کہنہ لنگ ہر وقت اپنی جان سے تنگ چالاک نے کہا بی محیط صاحب سائیسی علم ورثہ ہی ہمنے بھی گانا سیکھا ہی ہمارے گانون مین بڑے بڑے گانے والے رہتے ہین یہ کہکے طبلہ اپنے آگے ہٹایا پہلے تو کچھ اینڈے بینڈے ہاتھ مارے جب سب ہنسنے لگے تو چالاک نے پہلے تو سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجایا پھر ٹکڑے باندھنے لگا زبان سے بول بھی کہتا جاتا ہی اب تو سب ڈھاڑی تعریفین کرنے لگے کہا میان اپنا نام تو بتاؤ چالاک نے کہا پودینہ نام ہی محیط بہت ہنسی کہا میان پودینہ کوئی غزل بھی یاد ہی کہا حضور ہم شعر کہتے ہین ابھی ایک غزل کہی ہی سن لیجیے اب تو سب مشتاق ہوے پودینہ نے یہ غزل گائی

غزل

آنکھین مری تلووں سے وہ ملجائے تو اچھا
جو دل کہ ہو بے داغ وہ جلجائے تو اچھا
ہو تجھسے عیادت جو نہ بیمار کی اپنے
اژدر کوئی انسان نگل جائے تو اچھا
تاثیر محبت عجب اک حب کا عمل ہی
کانٹا سا کھٹکتا ہی نکل جائے تو اچھا
دل گر کے نظر سے تری اُٹھنے کا نہین پھر
اور چاہون کہ دن تھوڑا سا ڈھلجائے تو اچھا
جب کل ہو تو پھر وہ ہی کہون کل کسطرح سے
دل اسکا نہین گرچہ بہل جائے تو اچھا

ہی حسرت مایوس نکل جائے تو اچھا
بیمار محبت نے لیا تیرے سنبھالا
لینے کو خبر اسکی اجل جائے تو اچھا
اے گریہ نہ رکھ میرے تن خشک کو غرقاب
لیکن یہ عمل یار پہ چل جائے تو اچھا
ہان کچھ تو ہو حاصل ثمر نخل محبت
یہ گرنے سے پہلے ہی سنبھل جائے تو اچھا
ڈھلجائے جو دن بھی تو کسی طرح کرون شام
گر آجکا دن بھی یونہین ٹلجائے تو اچھا
ہی قطع رہ عشق مین اے ذوق ادب شرط

جو چشم کہ بے نم ہو وہ ہو کور تو بہتر
لیکن وہ سنبھالے سے سنبھل جائے تو اچھا
کھینچے دل انسان کو نہ وہ زلف سیہ فام
لکڑی کی طرح پانی مین گل جائے تو اچھا
فرقت سے تری تار نفس سینے سے میرے
یہ سینہ پھپھولون سے جو پھل جائے تو اچھا
ہو وہ صبح کو آئے تو کرون باتون مین دوپہر
اور پھر کہون گر آج سے کلجائے تو اچھا
القصہ نہین چاہتا وہ جائے یہان سے
جون شمع تو اب سر ہی کے بل جائے تو اچھا

اس طرح اس غزل کو چالاک نے سر ہلا ہلاکے گایا سب تعریفین کرنے لگے محیط نے کہا میان پودینہ تم تو خوب گاتے ہو یہ کمال کیونکر حاصل کیا کہا صاحب استادون کی برسون جوتیان چٹخائین جب یہ باتین حاصل ہوئین یہ کہکر محیط

سے اشارہ کیا ٹمنیٹ سے نکال کے اشرفیان دکھائین محیط سمجھی پودینہ تجھپر پستا ہی اس نگوڑے کی اشرفیان نہ لین تو کچھ کام نکیا یہ نگوڑا کیا ہاتھ لگا سکے گا رعب مین رہجائیگا ہاتھ پکڑکے کہا ارے پودینہ آج شکار کا حال بیان کرنیان نے کی شکار کیے یہ بھی ہنستی ہوئی ساتھ ہولی گوشہ مین آکر پودینہ نے پانچ اشرفیان نکالین کہا بی محیط ہم بھی تمھارے حوض مین غوطہ لگائین گھوڑے کا دانہ کھاکر یہ مہرین جمع کین محیط نے اشرفیان تو ہاتھ مروڑ کر چھین لین پٹے پکڑکے دو طمانچے مارے کہا کیون نگوڑے ملاکس سے کہدون پودینہ ہاتھ جوڑنے لگا کہا صاحب ہماری اشرفیان دیدو اب ہم کبھی ایسا ارادہ نہ کرینگے محیط نے کہا اچھا جا کل دیدینگے چالاک نے کہا اچھا صاحب یا ہمری مہرین دو یا وہ بات مان لو محیط نے کہا جا دور ہو ارے اس دریا مین بہت سے ڈوبے کوئی نہ اُبھرا چلا جا نہین مالک سے کہکے سزا دلوادونگی چالاک نے اپنے پاس سے ایک بیڑہ پان کا نکالکر کہا اچھا بی بی میرے ہاتھ کا بیڑہ تو کھالو مہرین تمپر صدقے کین محیط نے بیڑہ کھایا کھاتے ہی لڑکھڑا کے گری اسکو چالاک نے اٹھا کر ایک صندوق مین بند کیا رنگ روغن عیاری کا لگا کر محیط کی شکل بنکر باہر نکلا نائکہ نے پوچھا پودینہ کو کیا کیا چالاک نے کہا امی جان اُسکا ذکر نہ کرو اشرفیان مین نے لے لین آخر گردن مین ہاتھ دیا اشرفیان سبکے سامنے ڈالدین نائکہ خوش ہوگئی چالاک اُسکی شکل بنکر میٹھا ہی اب فکر ہی کہ کچھ تدبیر کرون آج سبکو قلزم کو دریا دلی دکھاؤن غرق محیط بلا کرون کشتی ساحران ڈوبے ملکہ نرگس وگلرنر کو گرداب آفت سے نکالون یکایک ہلڑ ہوا کہ قلزم جادو آتا ہی سبنے کہا آج نئی بات ہی کبھی قلزم نہ آتا تھا اتنا بڑا افسر اعلی کوئی غضب ہی چالاک گھبرایا کہا امی جان مین تو بھول گئی کیا کبھی خیمے مین ہمارے نہین آیا نائکہ نے کہا بیٹیا تم بھول جاتی ہی جیسے تم نوکر ہوئین وہ اس خیمے مین کبھی کاہکو آیا چالاک نے جلدی سے لوٹا اُٹھایا کہا مین پیشاب کر آؤن تم اُنکو بلاکے بٹھالو یہ کہکے چالاک بیت الخلا مین گیا قلزم گھبرایا ہوا آتے ہی سب سے پوچھا محیط کہان ہین نائکہ نے کہا میان خیر تو ہی اسوقت تم گھبرائے ہوئے کیون ہو لونڈی تمھاری پیشاب کو گئی ہی کیا کچھ رات کو لڑکے آئی تھی مجھسے مفصل کہو قلزم نے کہا جلد اُنکو بلاؤ تم کیا جانو میری جان پر صدمہ ہی دیکھے جان کیونکر بچتی ہی چالاک نے یہ سب باتین سنین لوٹا پاخانہ مین رکھکر کودکے نکل گیا دوسری جانب سے ایک فقیر کی صورت بنکے آکھڑا ہوا سوال کرکے بیٹھ گیا یہان جب عرصہ ہوا قلزم نے کہا ارے جلد بلاؤ نائکہ کانپتی ہوئی دوڑی اور نوچیان ساتھ مین اُنسے کہتی ہی محیط کی بدمزاجی نے مجھکو مارا رات کو لڑی ہوگی نازک مزاج ہی وہ نوجوان تنخواہ الگ دیتا ہی گھر کا سارا خرچ اُسکے ذمے عید ہولی دیوالی وغیرہ مین جوڑے بنا دیتا ہی آج

بہت ہی غصے مین ہو ارے تم سب ملکر اسکو سمجھا نا بدصورت ہو تو بلا سے چار پیسے تو دیتا ہی ہم لوگ رئیسون کو راضی کر کے چار پیسے لیتے ہین ایسی خدمت کرتے ہین گھر والون کو بھلا دیتے ہین قلزم نے جو دیکھا نائکہ قریب پائخانے کے کھڑی کھسر پھسر کر رہی ہو چلا کر اُٹھا کہا ارے صاحب جلد محیط کو بلاؤ نائکہ نے کہا گسیان تمہارے آنیکی خبر سنکے تو لائی بیتاب کو چلی گئی ابھی آئی ہو قلزم نے کہا تم کیا جانو اپنی کہے جاتی ہو میری آبرو پر بنی ہو یہ کہکے پائخانہ مین خود گھس گیا دیکھا خالی لوٹا رکھا ہو قلزم سر پیٹنے لگا کہا بڑی بی تمنے ایسی کھسر پھسر کی وہ سمجھ گیا دیکھیے اب میری جان کیونکر بچتی ہو ہاے میری آشنا کہان ہو نائکہ نے کہا بیٹا صاف صاف کہو قلزم نے کہا مین بارگاہ مین بیٹھا تھا میرے مبر نے مجھکو خبر دی کہ عیار خیمے مین محیط کے پہونچا اسکی صورت بنا بیٹھا ہو مین دوڑا کہ جا کے اسکو گرفتار کر لون تمنے عرصہ کیا وہ بھاگ گیا اب تو نائکہ بھی پیٹنے لگی نوجوان پچھاڑین کھاتی تھین ہو ہو ہماری باجی امان کہان گئین آپ کا سائیس پودینہ آیا تھا اُسی نے اچار بنایا پہلے چاشنی دکھائی طبلہ بجایا پھر الگ بلا کے لیگیا ابھی تو وہ آکے بیٹھی تھین قلزم نے تلاش کیا دیکھا صندوق مین محیط بیہوش پڑی ہو اتنے عرصہ مین سردار بھی قلزم کے آئے سبنے کہا حضور عیار کو پکڑا اسنے کہا صاحب وہ بڑا مکار ہو میرے پہونچتے پہونچتے وہ نکل گیا آشنا کو میری صندوق مین بند کر دیا بڑی خیر ہوئی لیکن اب ہوشیار رہو محیط جو نکلی گھبرائی ہوئی کہا صاحب دیکھو وہ گوڑا پودینہ مجھکو کیا کیا باتین کہتا تھا قلزم نے کہا ملکہ تصدق اتارو جان تمہاری بچ گئی اب دیکھیے مین تا بہ لشکر افراسیاب کیونکر پہونچتا ہون وہ ابھی اسی لشکر مین موجود ہو زنڈیسے تاکید کی خبردار یہان کوئی غیر نہ آنے پائے خوب سمجھا کے باہر نکلا چالاک فقیر بنا ہوا یہ سب کیفیت دیکھ رہا تھا جب قلزم یہ سب انتظام کر کے طرف اپنی بارگاہ کے چلا لیکن ساتھ والون سے کہا میرا سائیس درہ کوہ مین بیہوش پڑا ہو اسکو جلد ہوشیار کر کے لاؤ چالاک یہ سنتے ہی بھاگا جان پر کھیلے ہوئے دل سے کہتا ہوا کہ یہ ملعون بڑا ہوشیار ہو یا تو اپنی جان دون یا ملکہ نرگس وغیرہ کو رہا کر دون یہ سوچتا ہوا درہ کوہ مین آیا سائیس کو کنارے ڈالدیا آپ اسکی شکل بنکر اس مقام پر لیٹ رہا قلزم کے لوگ تے اسکو ہوشیار کیا چالاک اٹھتے ہی رونے لگا کہتا ہوا چلا حضور مین نے کیا خطا کی تھی جو مجھکو یہان ڈالدیا سبنے کہا ارے تو کیا جانے عیار نے آکے تجھکو بیہوش کیا تیری شکل بنکے مالک کی رنڈی کے خیمے مین پہونچا ہمارا آقا بڑا ہوشیار ہو فوراً خبر پا گیا وہ عیار نہ ملا چالاک نے کہا حضور مین نوکری نہ کرونگا یہ باتین مجھکو نہ سکھائیے پڑھائیے یار دوست کوئی نتھا مین نے ہرن کو گردن پہ نہ لادا اسی خطا پر مجھکو یہان ڈال گئے روتا پیٹتا سامنے قلزم کے آیا دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا حضور میری تنخواہ بیباق کیجیے مین اپنے گھر جاؤن آپ نے مجھکو درہ کوہ مین ڈالدیا کوئی جانور آتا تجھکو کھا لیتا ابھی مین نیا ڈھونڈھیا

کرکے آیا ہون جورو نوجوان محلے والے بدمعاش خوشیان کرتے ہونگے کہ اچھا ہوا پودینہ مرگیا مین گاؤن مین جا کھیتی کرونگا نوکری مین جان کا خوف ہی قلزم نے کہا ارے سُن تو سہی مین میری کیا خطا ہی عیار بیہوش کرکے ڈال گیا میری ہی جان بچ گئی اگر مین جلدی تدبیر نکرتا میری رنڈی کی شکل بن چکا تھا اتفاق سے مین نے بیٹھے بیٹھے خیال کیا چالاک نے کہا حضور میرا کلیجہ جل رہا ہی جتنی دیر مین سویا بڑے بڑے خواب دیکھے فوج لیکر بڑے بڑے وزیر آئے مجھکو تخت پر بٹھاتے تھے آپ کے لوگون نے جاکر جگادیا میری سلطنت مٹ گئی آپ کنارے چلیے تو مین مفصل حال آپ سے کہون اب بھی میرے سامنے بڑے بڑے تماشے ہو رہے ہین لوگون نے کہا بیہوشی کا نشہ ہی ایسی ایسی باتین کرتا ہی حضور آپکا پرانا نوکر ہی اسکو تسکین دیجیے قلزم نے ہاتھ پکڑ لیا تنہا خیمے مین لایا کہا بیان کر کیا تجھکو معلوم ہوتا ہی کہا گسیان سب خداوند آئے ہین مجھکو بلاتے ہین مین کہتا ہون مین نجاؤنگا میری جورو کو پکڑتے جاتے ہین کالے کالے آدمی مجھے ڈراتے ہین قلزم ہنستا جاتا ہی اور کہتا ہی گھڑی دو گھڑی مین تیرے ہوش درست ہو جائینگے کوئی تجھکو گرفتار کریگا ہم گھر پر تیرے فوج روانہ کر دینگے تیری جورو کی حفاظت کرینگے کوئی اُسکو نہ پکڑ سکیگا چالاک نے کہا نہین صاحب میرے گھر پر نہ کسی کو بھیجیے میری جورو بڑی مزاج ہی سبکو گالیان دیگی اسی طرح کی باتین کرتے کرتے چالاک نے باتون مین مصروف کیا یکایک گھبراکر کہا دیکھیے کالے آدمی خیمے مین آگئے قلزم پلٹا چالاک نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مارا قلزم بیہوش ہوا چالاک نے قلزم کی زبان مین سوزن دیا چٹائی مین لپیٹ کر اسکو کھڑا کر دیا پٹی بیہوشی کی دماغ پر چڑھادی آپ بشکل قلزم تاج پہنکر باہر آیا سبنے کہا حضور پودینہ کو کیا کیا کہا اسکو بیہوشی کا نشہ تھا مین نے سحر کرکے اسے سُلا دیا ورنہ سر پٹک کر مرجاتا مین ابھی فیصلہ کیے دیتا ہون قیدیون کو قتل کر ڈالون فساد مٹ جائے عیار لشکر مین آگیا ہی کسی اور صورت سے مجھ تک پہونچیگا جلد قیدیون کو لاؤ آپ اچک کر تخت پر بیٹھا صاحب گردشکن ہونے دارونہ قیدخانے کا گیا ملکہ نرگس و شاہزادہ گلریز کو دربار مین لایا زن و شوہر بقرار اپنے حال زار پر رو رہے ہین نرگس جادو کہتی ہی دیکھو صاحب کس لیے چلے تھے کیا کیا صدمات اٹھائے لیکن معلوم ہوتا ہی ہماری خبر لشکر اسلام مین پہونچ گئی کوئی عیار آیا اسنے عیاری کی اسی غصے مین قلزم نے ہمین تمہین طلب کیا ہی ارادہ اُسکا قتل کا ہی گلریز نے کہا جو مرضی خدا کیا چارہ ہی اپنی تو یہ کیفیت ہی اشعار

ہر دم دل خون گشتہ مین اک جوش جنون ہی
برگشتہ جو قسمت ہی مرا بخت نگون ہی

جو آہ ہی سینے مین وہ فوارہ خون ہی
قائم ہی بنا درد کی فریاد سے اپنے

پھر جاتی ہی سینے کو مرے آہ بھی الٹی
جو نالہ ہی ایوان محبت کا ستون ہی

اپنی حسرت دیا اس لائق بیقراری کیفیت اپنی قابل اشکباری بخت رسانے یہ رسائی کی صاحبقران کی قدمبوسی
نصیب ہوئی لیکن فلک نے اس بلا مین پھنسایا اب قلزم قتل کرے گا ہمین سب سے زیادہ صاحب تمھارا غم ہی
افسوس اس زمانے مین جا کر شریک لشکر اسلام ہوتے جان اپنی نثار کرتے تقدیر کو یہ منظور ہوا نہین معلوم
ہمسے کیا قصور ہوا ایسے کلمات حسرت آیات زن وشوہر مین ہوتے ہوئے اپنی مصیبت پر روتے ہوئے
بارگاہ مین سامنے قلزم کے آئے قلزم نقلی نے دیکھتے ہی بقہر وغضب تمام آواز دی کیون اے نرگس وگلریز
تمھارے ساتھ افراسیاب نے کیا برائی کی کیون نرگس کبھی تجھکو شہنشاہ نے آنکھ دکھائی یون یکایک
نگاہ پھیر لی ہے بس بہتر یہ ہے سامری وجمشید کو سجدہ کرو ورنہ ابھی قتل کرونگا گلریز نے کہا او بیحیا مرنے سے
کسے ڈراتا ہے جسدن سے افراسیاب سے بگڑی اُسیدن سے جان اپنی طلسم کشا پر نثار کی تجھسے جو ہو سکے قصور نکر
ہمسے اطاعت کی امید نہ رکھ قلزم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا مین تو تمکو زندہ تا بہ افراسیاب لیجاتا لیکن
فرزند عمرو نے آکر مجھکو ستایا میری آشنا کو بیہوش کیا اب بھی میری فکر مین ہوگا میرا سحر مجھکو خبر دے رہا ہے مین
تمھارا تو خاتمہ کرون یہ کہکے تخت سے اُٹھا کہا تمکو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا سردارون نے کہا آپ کیون تکلیف
کرتے ہین چالاک نے کہا خبردار کوئی صاحب دخل نہ دو تلوار چمکاتا ہوا قریب نرگس آیا کہا دیکھو مین اک بات سمجھاتا ہون
اگر نہ مانے گی بہت پچھتائیگی سر جھکا کے کان مین کہا اے ملکہ نرگس منم چالاک بن عمرو نرگس حیران ہوگئی
کہ کیا کمال کیا چالاک نے گلریز تو حیران ہے کہ میری زوجہ سے کیا چپکے چپکے باتین کرتا ہے یہ نہین کیون کچھ سحر
نہ کرے لیکن اک رفیق قلزم کا کسی کام کو اس خیمہ مین گیا ہاتھ قلزم کا چٹائی سے باہر نکلا ہوا تھا اسنے
گھبرا کے چٹائی کو کھولا دیکھا کہ ایک شہنشاہ اندر ایک باہر ایک کے دو بنگئے یہ کیا معرکہ ہوا دیکھا دماغ پر پٹی
بیہوشی چڑھی ہوئی اور زیادہ گھبرایا کہ یہ پٹی کس نے چڑھائی ڈرتے ڈرتے پٹی اُتاری چھینٹا پانی کا دیا قلزم نے
گھبرا کے آنکھ کھولی رفیق نے کہا حضور یہ کیا معرکہ ہے آپکو کون چٹائی مین لپیٹ گیا آپکی شکل کا دوسرا آدمی تخت
پر بیٹھا عمل کر رہا ہے قیدیون کو بلا کے قتل کا حکم دیا چاہتا ہے قلزم نے کہا غضب ہوا ارے وہی عیار ہے
مین نے بڑا دھوکا کھایا سائیس بنکر وہی آیا تھا غصے مین اسباب سحر لیکے چلا چالاک نرگس سے باتین کرتا ہے
گلریز پر بھی اپنا حال ظاہر کیا زن وشوہر کو اپنی عیاری سے ماہر کیا لیکن کہتا ہے تمکو شراب مین بیہوشی
پلاکے بیہوش کرون لشکر بہت ہے نرگس کہتی ہے اے مہتر والا گہر ہم اہالیان فوج سے سمجھ لینگے کھڑے کھڑے
شکست دینگے چالاک کو خیال ہوا ایسا نہو انپر کوئی زخم پہونچے ملکہ سرخ مو پریشان ہوگئی یکایک اندر سے

خیمے کے نعرہ ہوا باغش او عیار ہکا بشم قلزم جادو چالاک نے پلیٹ کے قلزم کو دیکھا نرگس و گلریز کی زبان سے سوزن لیا اور پلیٹ کے دربار والون سے کہا ارے یارو اسکو لینا اسکا کلیجہ تو دیکھو بدولت کی شکل بنکر آیا ہی رفیقون نے اسباب سحر ہاتھ مین لیے جبتک قلزم اصلی جھپٹے اُن سبھون نے گولے نارنج و ترنج قلزم جادو پر مارے قلزم پر شعلے آگ کے گرے یہ گالیان دیتا ہی او نامرد کیا کرتے ہو وہ عیار ہی اسکو پکڑ لو مین تمہارا بادشاہ قلزم جادو ہون چالاک اپنی کہے جاتا ہی ارے یارو اسے مار لو میری شکل بنکر بارگاہ مین گھس آیا جتنے ساحر بارگاہ مین تھے سب قلزم اصلی پر ٹوٹ پڑے کسی نے قریب جاکر ہاتھ تلوار کا مارا کسی نے دور سے تیر سحر کمان مین پیوست کیا خطا کار کو نشانہ بنایا کسی نے ماش کے دانے پھینکے قلزم اگر ساحر زبردست نہوتا ٹکڑے ٹکڑے اڑجاتا زخم تو دو تین کھائے دو چار ساحرون کو مار اکیلو چیر کے پھینکدیا مثل برق چمک کر بلند ہوا اس عرصے مین نرگس و گلریز بھی اُٹھے چمک چمک کے گرنے لگے چالاک تو علیحدہ ہوا جب قلزم نے دو تین زخم کھائے دس مصاحب اپنے قتل کیے اور چالاک غائب بھی ہوا یعنی ساحرون مین مل گیا اب سب نے جانا کہ ہمارا مالک یہی ہی اتنے عرصے مین نرگس و گلریز بھی لڑتے ہوئے بارگاہ سے باہر نکلے ملکہ نرگس نے بڑھکر اپنی کنیزون کو بھی رہا کیا اُٹھتے اُٹھتے اُن سب نے بھی سحر کیے اب قلزم نے ساحرون کو آواز دی چہار جانب سے گلریز و نرگس پر بلوہ ہوا لیکن نرگس نے سیکڑون کو اشارون مین مارا جسپر نگاہ ڈالدی دیوانہ ہو گیا نرگس کا بیمار ہوا اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا

نظم

ہم جان فدا کرتے گر وعدہ وفا ہوتا
کیونکر لب قاصد سے پیغام ادا ہوتا
جنت کی ہوس واعظ بیجا ہی کہ عاشق ہون
کب ہمکو فلک دیتا گر غم مین مزا ہوتا
ہوتا تھا وصال اک شب قسمت مین بلا سے گو
جب مین نہوا اپنا وہ کیونکہ میرا ہوتا
اچھی مری بدنامی یا تیری یہ رسوائی
ناخن جو نہ بڑھجاتے تو عقدہ نہ وا ہوتا

مرنا ہی مقرر تھا وہ آتے تو کیا ہوتا
اچھی ہی وفا مجھسے جلتے ہین جلین دشمن
ہان سیر مین جی لگتا گر دل نہ لگا ہوتا
ہی صلح عدو بے حظ تھی جنگ غلط فہمی
تو مجھسے خفا ہوتا مین تجھسے خفا ہوتا
اس بخت پہ کوشش سے تھکنے کے سوا حاصل
گر چھوڑ نہ دیتا مین پامال جفا ہوتا
ہم بندگی بت سے ہوتے نہ کبھی کافر

ایک ایک ادا سو سو دیتی ہی جواب اسکے
تم آج ہوا سمجھو جو روز جزا ہوتا
اس تلخی حسرت پر کیا چاشنی الفت
جیتا ہی تو آفت ہی مرتا تو بلا ہوتا
ہی بیخودی دائم کیا شکوہ تغافل کا
گر چارۂ غم کرتا سمج اور سوا ہوتا
دیوانے کے ہاتھ آیا کب بند قبا اسکا
ہر جائے گر ای مومن موجود خدا ہوتا

بعضے اس بیقراری مین گریبان چاک منہ پر خاک بھبوت ببباک پکارتے پھرتے ہین **نظم**

عارض مین تمھارے کیا صفا ہی
وہ تیغ نگہ کا پرتلا ہے
دو لاکھ فریب حضرت عشق
نقشہ کف پاے یار کا ہی
مارا ہی دکھا کے دست رنگین
دل روز دعائین مانگتا ہی
جوبن یہ ہین ابھو نار پستان
بندے کا بھی اک تو خدا ہی
رونے مین ہین یاد دانت اسکے
وہ بت اک قدرت خدا ہی

منہ آئینہ اپنا دیکھتا ہی
بیمار جو تیری چشم کا ہی
بندہ نہ کہے گا بت خدا ہی
گردش مین ہی چشم زیر ابرو
شاہد مرے خون کی حنا ہی
کانٹون سے یہ کہ رہی ہی لیلی
نخل قد یار کا بھلا ہی
کرتی نہین کیون سفر مری روح
ہر گوہر اشک بے بہا ہی

دنبالہ جو سرمہ کا بنا ہی
نرگس پہ کب آنکھ ڈالتا ہی
سب کہتے ہین جسکو ماہ کامل
کیا نیمچہ چرخ پر چڑھا ہی
پھر آئے بہار پھر ہو وحشت
مجنون مرا برہنہ پا ہی
بیوجہ جو پھر گئے ہو پھر جاؤ
کیا بند عدم کا راستا ہی
وصف اسکا قلق ہو کس زبان سے

گلریز جادو نے دیکھا کہ ملکہ **نرگس جادو** نے سیکڑون کو انکھیں دکھائین دیونے غل مچانے لگے زنجیرین ہلانے لگے یہ جوان طرف **قلزم** کے لڑتا بھڑتا چلا **چالاک** بھی حقہ ہاے آتشبازی مار رہا ہی ساحرون کو للکار رہا ہی کبھی کسی کے سحر مین پھنس جاتا ہی ملکہ **نرگس** اپنے کو فوراً پہونچاتی ہی **چالاک** کو بچاتی ہی عیاری پر اسکی ناز ہی کہ کیا کار نمایان ہوا حقیقت مین یہ عیار ہر مقام پر اپنی جان دیتے ہین اگر انکا قدم نہو تا تھمتا ہوشربا مین دشوار تھا زخم کھاتی ہی مگر **چالاک** کو بچاتی ہی **گلریز** قریب **قلزم** کے پہونچا للکارا او نامرد مین آپہونچا اب کہان بچ کے جائیگا انشاء اللہ کبھی اس تسمیم سے بھی سمجھین گے تسمیم کے دماغ مین بڑا غرور بھرا ہی مکارہ کو معلوم ہوگا انشاء اللہ عنقریب مین **طلسم ہوشربا** معدوم ہوگا بادشاہ اسلام کے ڈنکے بجینگے **امیر** کا بھی داخلہ ہوا چاہتا ہی کہان کنیزون پر جاتا ہی ہمسے آنکھ چار کر مردان عالم پروا کر **قلزم** کا دریاے غیرت جوش مین آیا جنگ سے کنارہ نہ کیا اتنا خوب جانتا ہی اب زندگی حباب بر یا ہی جوش جرأت مین **گلریز** بحر قہار ہی آپسمین سحر چلنے لگا دونون نے دریا دلی دکھائی **قلزم** بھی جان لڑا رہا ہی دل سے کہتا ہی بموجب مثل چون آب از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ یک دست یہ سوچکر پھرکرتا ہوا قریب **گلریز** پہونچا ہاتھ تلوار کا مارا **گلریز** نے سپر سحر کو گردش دی تاریکی پیدا ہوئی آنکھون کے تیچے اندھیرا آگیا اس حال مین **گلریز** نے تیغ سحر مارا **قلزم** گھبرا گیا سپر سحر تک اٹھا سکا **گلریز** کا ہاتھ پڑا **قلزم** کا بھنڈارا کھل گیا غرق دریاے عدم

ہوا آوازین مہیب آنے لگین قلزم کے مرنے سے سیکڑون چشمے خشک ہوگئے پناہ پانی دشوار تھی بیرون کو جوش و خروش تمام ساحر خاموش آواز آئی کشتی مرا نام بن قلزم جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود رسیدیم گلریز قلزم کو مار کر ساحرون پر جا پڑا ہزارون ہیجا مارے گئے ہزارون جان بچا کر بھاگے ہزارون نے چادر ہلائی الامان الامان کی صدا بلند ہوئی کوئی بیتاب ہو کر پکارا ہم دین طلسم کشا قبول کرتے ہین سعادت دارین حاصل کرتے ہین گلریز و نرگس نے ہاتھ روکا کئی ہزار ساحر مطیع الاسلام ہوئے چالاک بن عمرو کو گلریز نے گلے سے لگایا پوچھا اے معتمد الا گہرای قوت بازوے خواجہ عمرو آپکو کیونکر معلوم ہوا چالاک نے سب کیفیت بیان کی لیکن بیتاب ہو کے پوچھا حال صاحبقران نامدار و سرداران لشکر و کیفیت عیاران نامور جلد بیان فرمائیے دل مشتاق ہے ملکہ نرگس نے ہنسکر کہا لشکر اسلام کے عیارونکا کیا پوچھنا سامنے لقا کے آکر ہمکو چھڑایا قید سے اپنی جان کا بالکل خوف نکیا جرأت و جوانمردی یہ ہے ظاہر ہو کر ساحر و غیر ساحر سے لڑے خوب معرکہ پڑے خدا سلامت رکھے خود صاحبقران آکر شریک ہوئے کل سردار ہماری مدد کو آئے بڑے کھیت پڑے ماشاء اللہ ہمارے واسطے جانباز و سرفروش کیا کیا لڑے دو روز ہم صاحبقران کے مہمان رہے سب صاحبون نے واسطے خواجہ عمرو کے نامے و پیام دیے ہین انشاء اللہ اب جلکر پیشکش کرینگے دامن مراد گل آرزو سے بھرینگے چالاک نے کہا آجکل لشکر مین قیامت برپا ہے دیکھین تاریک کیا اندھیر کرتی ہے ہم رخصت ہوتے ہین نرگس و گلریز نے عرض کی انشاء اللہ ہم بھی اب پہونچتے ہین ایک ایک لمحہ لمحہ ہمکو ناگوار ہے ہمشیرہ صاحبہ کا انتظار ہے غرض اُسی وقت لشکر تیار کیا چالاک رخصت ہو کر روانہ ہوگیا ملکہ نرگس جادو و شاہزادہ گلریز خوشخو لشکر ظفر اثر تیار کر کے طرف لشکر مہرخ کے روانہ ہوئے انکو تو راہ مین چھوڑ دو

دو کلمہ داستان مصیبت خیز و حسرت انگیز طبل جنگی بجوانا ملکہ تاریک شکل کش کا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ

ای بادۂ جام نکتہ دانی
دے مستی و نشۂ ہوش
گھٹی مین جو انکی مہر پڑی ہی
پستان رحیق کباب انھین ہی
ہین شیر رحیم کی طرح پر جوش
ہستی سے ہین لوٹتے سر خاک

وہ جام شراب مہربانی
طفلی کا نگاہ مین سمان ہی
مینوشی سے کام ہر گھڑی ہی
شکل انکی ہی سائل مے لال
بچون کی طرح نہین ذرا ہوش
باغون مین بھی ہی بہار طفلی

ای مغبچۂ عزیز مے نوش
ہر رند پہ طفل کا گمان ہی
شیر مادر شراب انھین ہی
ٹپکی پڑتی ہی جام پر رال
اطفال کی طرح ہو کے بیباک
کھلونون مین بہلا ہی بار طفلی

ہی طفلک شیر خوار ہر گل
گلشن کی تری ہی شیر پستان
بو چوم رہی ہی پھول کے گال
طفل گل کو ہنسا رہے ہین
غنچہ جو مچلتا ہی چٹک سے
کروے گی شراب ناب نیکی
دنیا مین جو آ گئے عدم سے
آغوش کے پالنے مین جھولے
جامے مین ہر ایک شخص پھولا
خیرات کے در کا قفل ٹوٹا
اس ذکر مین کیا ہو موشگافی
آغون سخن لب قلم ہی
آغوش کرم مین جی رہے ہین
گر ہی بھی تو گود مین مچلنا
دل ہی غم دنیوی سے روٹھا
ہر آنکھ ہی معدن لعالی
واقف نہ ملال سے نہ غم سے
چلاؤ تو چپ رہین جھجک کے
جس نے لیا گود مین اٹھایا
رونے لگے ایڑیان رگڑ کے
سن پا کے جو گھٹنیون چلے ہین
منھ موتیون سے بھرا خدا نے
بن بن کے بگڑتے ہین گھروندے

صدقے مین اتر رہی ہی بلبل
پھولون کو صبا کھلا رہی ہی
شبنم جسے کہتے ہین وہ ہی رال
تیے ہین نظیر دست مادر
برگ اسکو سلاتا ہی تھپک کے
لا طفلک جام کو کھلا لون
مٹی کی حنا لگی قدم سے
مادر کو لقب دیا زچا کا
ہر سو ہوا غل جیسے جھنڈولا
ہر وقت رہے خوشی کے جلسے
تھا صرف اشارا اتنا کافی
اب اور ہی کچھ ادھیڑ بن ہی
لیٹے ہوے دودھ پی رہے ہین
مشتاق ہین دودھ ڈالنے مین
مرغوب ہی جو سنا انگوٹھا
مٹی کو سمجھتے ہین بچھونا
کچھ خوف نہ اژدہے کے سم سے
خوش ہو گئے جب بجائی تالی
جو ماچا تا گلے لگایا
ہان نقد نگاہ وارتی ہی
پھل نخل مراد مین کھلے ہین
تتلا کے جو بات کر رہے ہین
سبزے جو کہین ملے وہ روندے

ہی شاخ شجر نظیر پستان
آغوش شجر ہلا رہی ہی
غنچے چٹکی بجا رہے ہین
آنچل ہی گلون کو سہ کی چادر
لکھتا ہی بہار بچپنے کی
قلقل سے سنون صدائے آغون
مشہور جہان ہوے جھڑولے
دل خوش کیا باپ کا چچا کا
لوگون نے زر مراد لوٹا
بڑھکر ہوے جشن آج کل سے
طفلی کی بہار اب رقم ہی
کھلتا نہین کس مزے کی دہن ہی
اٹھنا ہی نہ بیٹھنا نہ چلنا
لیٹے ہین مزے سے پالنے مین
ہی درج دہن گہر سے خالی
توڑا جو کوئی ملا کھلونا
سوئین جو سلائیے تھپک کے
شرمائے اگر زبان نکالی
مچلے جو کبھی زمین پکڑ کے
پیار اکسکر پکارتی ہی
ہین دانت انار کے سے دانے
مینا کو بھی مات کر رہے ہین
پروا نہین دھوپ اگر کڑی ہی

جب دیکھیے کھیل کی پڑی ہی
آنکھین ہین لڑی ہوئی سبق سے
مغموم غم عتاب مین ہین
بڑھنے لگی حافظے کی طاقت
ہونے لگی بزم جہل برہم
نازل ہوئین سب بلائین سرپر
ہر وقت کے پیش وپس نے گھیرا
شادی نے لپک کے ہاتھ پکڑا
نصرت سمجھے شکست سمجھے
وہ کھیل نہ ہین نہ وہ کھلونے
ہوش آیا لڑکپن اپنا کھوکر
راحت کا نچوڑ بس یہی ہی
انجام حیات ہی بڑھاپا
وہ موت بشر حیات یہ ہی
دے بادۂ لالہ گون کا اک جام
اسباب رنج والم کا سامنا ہی
میخانے مین آج شور وشر ہی
ساقی کی نگاہ پھر گئی ہی
یہ منزل سخت ہو کہین طی
اب فکر ہی جوش بحر غم ہی

پڑھنے لکھنے کا جب سن آیا
صفحے سے سطور سے ورق سے
ہجون کے سمجھتے ہین مطالب
ہونے لگے صاحب لیاقت
سب بھولے وہ بچپنے کے اشغال
صدمہ ہوا فکر کا جگر پر
پھانسا کشش و پیچ دنیوی نے
مان باپ نے بیڑیون مین جکڑا
واقف ہوئے وہ اہل غم سے
ترغا کیا ایک دل پہ سو نے
پچھتاتے ہین سب اسے گنواکر
آرام کا توڑ بس یہی ہی
یہ عیش ونشاط کی ہی باقی
وہ غم کی خوشی کی رات یہ ہی
طفلی کی سنا چکے کہانی
کیا رنگ فلک دکھا رہا ہی
رندون پہ بلائے نو ہی آئی
میخوارون کی جان پر بنی ہی
لکھنا ہی قمر بلا کا مضمون
مضمون مصیبت والم ہی

آغاز کتاب کا دن آیا
اُستاد کے رعب وداب مین ہین
ہی خوف ادیب دل پہ غالب
پانے لگے خلعت معلم
محنت کا ہوا نصیب جنجال
دل آرزوے ہوس نے گھیرا
تا کا گردون کی کجروی نے
دنیا کا بلند وپست سمجھے
آگہ ہوے کاہش والم سے
سب بھول گئے سیانے ہوکر
روتے ہین سب اسکو عمر پاکر
یہ جامۂ عیش ہی سراپا
بانی فساد ہی جوانی
اے ساقی جم حشم دل آرام
ہی جوش پہ موسم جوانی
ساقی کی نگہ سے آج ڈر ہی
اے پیر مغان تری دُہائی
ذکر تاریک رو سیہ ہی
تاریک ہی صاف قصہ مضمون

رہروان جادۂ مصیبت والم وطی کنندگان منازل رنج وغم بادیۂ آبلہ دار اس صحرائے پربلائے مضامین حسرت آگین کو یون طے کرتے ہین شعر

جو ہین نیستان بلاغت نشان | وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان

سابق مین تحریر ہوا کہ تاریک نے بزور نقش جمشیدی کوکب و برہمن کو بلایا نور افشان نے روکا وہ تیلے بناکر بھیجدیے تاریک

یہ معرکہ دیکھکر بہت جھلائی میدان مین اگر منھ سے اسقدر دھوان چھوڑا کہ قصر بنکر تیار رہا اسمین داخل ہوئی دروازے پر واسطے چوکی پہرے کے مقرر کیے اندر بیٹھکر شراب پینے لگی مقرری خوراک کے آدمی افراسیاب نے بھیجے تاریک نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے افراسیاب نے اسوقت نقارۂ رزمی بجوایا لشکر کفار مین ہنگامہ ہوا کل تاریک تشکل کشش مقابلہ کرگی یہان بارگاہ ملکہ مہرخ مین سب سردار جمع ہین ناگاہ لیلاے شب نے موے مشکین کھولے چادر ظلماتی نے تمام عالم کو گھیر لیا ضیاے مہر تابان معدوم ہوئی چہار جانب تاریکی معلوم ہوئی شب ہولناک ہر سمت اندھیرا لشکر غم والم نے گھیرا ملکہ مہرخ حیران و پریشان سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین ذکر لشکر افراسیاب و تاریک خانہ خراب ہو رہا ہے کہ جو آسمان لشکر اسلام حیران ومضطر دنا کام آکر حاضر ہوے ہاتھ اٹھاکر دعا و ثناے بادشاہی بجالائے مسدس

شفق گلگون ہو جبتک سحر کے روے نیکو کو
ثریا نور تن تا کہکشان کے ہوے بازو کو
کرے آراستہ تا شام اپنے موے گیسو کو
کرے وسمے سے تا قوس قزح سبز اپنے ابرو کو
لب پان خوردہ دشمن کے لہو سے تیرا خنجر کر ہو
سر بدخواہ فندق تیری انگشت سنان پر ہو

شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن مبتلاے محبس سوز وگداز ہو واضح ہو کہ تاریک ملعون نے طبل جنگی بجوایا کل اسکا ارادہ ہے کہ نکل کر مقابلہ کرے افراسیاب مصروف عیش ونشاط ہے خوشیان ہین کہ کل اہل اسلام کو قتل کرد ملکہ مہرخ نے بلا تکلف حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی وتائید ربانی طبل جنگی بجے جو کچھ کہ نقاش ازل وکاتب قسمت نے ہمارے مقدر مین تحریر کیا وہی پیش آئی ہے یہان بھی نقارۂ رزمی کڑکڑا دیا اشعار

بزد طبل زن آنچنان طبل زن
کہ در دید میت ز ہیبت کفن
دہل زن دہل زن کہ تحسین او
بہ بین دین ادو دین ادو دین او

تمام لشکر مین خبر ہوئی کہ کل تاریک میدان کارزار مین آئیگی سارے لشکر مین تلاطم ہر سمت ہنگامہ شب ہولناک موے لیلاے غیب کھلے ہوے ہر سمت تاریکی اندھیرا اشعار

سیاہی وہ اُس رات کی ہولناک
کسیکے نہ باقی رہے عقل و ہوش
کوئی جان دینے پہ آمادہ تھا
مصیبت مین تھے سب وہ راحت پسند
گریبان مہتاب تھا چاک چاک
اندھیرا ہر اک سمت تھا آشکار
کوئی مثل تصویر استادہ تھا
یہ کہتے تھے لڑ بھڑ کے مرجائینگے
ہوا فوج اسلام مین غم کا جوش
دلون پر غم و رنج کا تھا غبار
کوئی اشکبار اور کوئی دردمند
مرینگے و لے نام کرجائینگے

کہین سرخ جو بال کھولے ہوئے
مشوش نہایت بدرد و الم
مصیبت مین سردار لشکر تمام
پریشان و مضطر غم و رنج سے
ہوا باغبان کا بھی پژمردہ دل
نہ راحت نہ عشرت نہ وہ انتظام
تکمیل دلاور کو تھا رنج و غم
بہار اُس چمن مین تھی افسردہ دل
ہزار ہا خوف جان سے بھاگے

جاتے ہین خوف تاریک سے قلب تھراتے ہین کوئی فرزند کو گلے لگا کر کہتا ہے اے نور نظر مین پیر زمین گیر ہون تجھسے میرا نام روشن ہوگا بیٹا لشکر سے نکل جا تیری زندگی سے ہمارا نام روشن رہیگا یہان جتنا دن عیش سہیگا باپ نے بجوش محبت یہ کہا فرزند نے بجرأت جواب دیا اے والد نامدار بڑے افسوس کی جا ہے نمک ملکہ مہرخ کھایا آرام و چین پایا ہم ایسے حقیرون کا مرتبہ بڑھایا سپاہی تھے افسر بنایا اسوقت مین اُنکو چھوڑین مصیبت مین منہ موڑین جہان جائینگے قضا ساتھ ہے ہمارا گریبان اُسکا ہاتھ ہے کوئی نہ ہمیشہ جیا ہے نہ جیے گا اگر جا بجا پر پڑ کر مرے گیا مزا ملا عمر بھر بدنام رہے بعد مرگ نمک حرام کہلائے وہان بھی قادر مطلق پوچھے گا سوال و جواب مین عاجز رہینگے محبس مصیبت ملک عدم ہوگا مقام خاص جہنم ہوگا باپ نے خوش ہوکے بیٹے کو گلے لگایا فرمایا مرحبا صد مرحبا مین تیرا امتحان کرتا تھا بیٹا سپاہی نام پر مرتے ہین عدالت رب اکبر سے ڈرتے ہین جو دون مین یہ جو چرچے نامردون کو بھاگنے کی فکر ہے ہر مقام پر یہی ذکر ہے تاریک صبح کو اندھیر مچا یگی ایک ایک کو کھا جائیگی نکل جاؤ کہین اور نوکری کرینگے کون بدنام کرے گا کہدینگے افسر سے نہ بنی اگر ہیرا جانتے ہو تو ہم سے نہ طوس برا کہینگے وہ کہین گے اچھا کیا خوب کیا جان بچائی مرنے سے کیا فائدہ جو مارے گئے انکو کیا شرف حاصل ہوا ملکہ مہرخ نے انکے گھر والون کو کیا نہال کر دیا بڑا کمال یہ ہوا دس پانچ روپیہ مہینا نوکر مقرر ہوا جب ہم مرے اہل و عیال بھوکون مرین یا فاقے کرین اپنی جان تک سارا عزا ہے شکوہ شکایت کسی کا بیجا ہے لشکر اسلام مین جا بجا یہ ہنگامہ کہین شور کہین غریو کہین تیاری جنگ کوئی جان سے تنگ کوئی آمادہ حرب و پیکار کوئی مضطر و بیقرار لشکر افراسیاب مین غلغلہ ہے کل اہالیان لشکر مہرخ قتل ہونگے ہم مال و اسباب لوٹینگے ان لوگون نے بڑے مال جمع کیے شہرون سے خراج آتے ہین ایک ایک غنی ہو جائے گا کہین شادی کہین غم کہین عیش کہین الم دونون لشکرون مین ہنگامۂ عظیم ایک جانب سجادے بچھے ہین ایک سمت ہوم خانے آراستہ کوئی اپنے پیدا کرنے والے کی مدد کا طالب کسیکو نام ساھری جمشید بر حق و باطل کا بنانا نظم

ہوا مرغ شب جب الہ سے ہلاک
برآمد ہوا شرق سے یک بیک
دیگر
سحر کا گریبان ہوا چاک چاک
رخ افلاک پر کدورت ہین
ملے خاک غم منہ پہ مہر فلک
نجم سب مائل مصیبت ہین

گلشن دہر ہو اداس اداس
دل پہ ہو ابر حسرت وحرمان
کف افسوس برگ ملتے ہین

عالم حزن اور حسرت ویاس
نخل ماتم کی طرح نخل چمن
آتش رنج وغم سے جلتے ہین

ہی ہراک وحش وطیر نالہ کنان
غمکدہ ہی بنا ہراک گلشن
صبا خاک اڑا رہی ہی جھوکون سے

ہوا کے رونے کی صدا آرہی ہی سبزہ مائل پامالی لالے کے چہرے پر غصے سے لالی ہوے سنبل پریشان چشم نرگس اشک فشان سرو چمن کو سکتا خوف تبر سے لرزان چشمے اُبل رہے ہین درختون پر آرے غم والم کے چل رہے ہین عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی بھولین بلبلے گل ترک کیا گریہ وزاری مین مصروف طائرون کو رنج ومصیبت کا دوف فاختہ کی کوکو سے ہوش اُڑتے ہین سرو شمشاد اکڑنا بھولے صحرا اُداس پہاڑ ٹکرا رہے ہین سنگدلون کو بھی غش آرہے ہین ناگاہ افراسیاب مثل فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا پوجا پاٹ کرکے باہر آیا حیرت تخت پر سوار ہوئی لشکر ساحران غدار تیار ہو کر حاضر ہوا نوبت نقارے بجواتا ہوا افراسیاب طرف میدان کارزار کے چلا یہ تو تحریر کرچکا ہون کہ لشکر سے الگ ملکہ مہرخ نے ایک خیمے مین اسد ومہ جبین کو چھپا دیا چند ساحر وہان مقرر کیے خضر عام شیردل کو براے حفاظت مقرر کیا دردولت ملکہ مہرخ پر ملکہ بہار وثنا فرمان وغیرہ اکر ٹھہری ہین انتظار آمد شاہنشاہی مردہے سے پوچھ رہے ہین برآمد ہونے مین ہمارے بادشاہ عالیوقار ملکہ مہرخ نامدار کے کیا عرصہ ہی کنیزین عرض کرتی ہین ملکہ عالم برآمد ہوا چاہتی ہین یکایک پردۂ زنبوری کھنچنا غرانٹے کی آواز ہوئی دیکھا سب نے ملکہ مہرخ اداس چہرے پہ ہوائیان اُڑتی ہوئین نہایت حیران وپریشان ظاہر مین اطمینان سب سے پہلے بڑھکر ملکہ بہار نے سلام کیا باغبان نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا ملکہ مہرخ مہوے کاکل کشا سامنے آئین ہلال سحر افگن بڑھی اسیوقت ملکہ نرگس وشاہزادہ گلریز آکر پہونچے مجرے سے مشرف ہوئے خواجہ عمرو نے دوڑکر ملکہ نرگس کو گلے سے لگایا ملکہ نرگس نے جھولی سے نامہ صاحبقران زمان کا نکالا خواجہ عمرو کے ہاتھ مین دیا سب سردار اسی مقام پر تھم گئے کہا خواجہ نامہ صاحبقران زمان باواز بلند پڑھیے ہم سب مشتاق ہین عمرو نے اُس مکتوب غم والم کو کھولا صاحبقران کی طرف سے مرقوم تھا مآثر ساحران نامی واکابر فردوشان گرامی تم سب نے میرے نواسے اسد نامدار وعمرو عیار کا ساتھ دیا مین تم سب کا ممنون ومشکور ہون تمہارے پاس آنے مین مجبور ہون لیکن فراق فرزند نورعین راحت جان شاہزادۂ بدیع الزمان مین اب بہت بیقرار ہون جو ساحر یہان برآمد ولقا آئے تھے انکی زبانی سنا کہ آپ لوگ بڑی بلا مین مبتلا ہین کوئی ساحرہ تاریک شکل کش

آئی ہو بلائے مجرۂ دوم کہلاتی ہو بندگان خدا کو چیر پھاڑ کر کھا جاتی ہو اُسکی بدعت سے خدا آپ سب صاحبون کو بچائے خواجہ عمرو کو لکھا تھا اور بجان برابر ای عیار شاطر ای محب باطن و ظاہر ای افسر خیر خواہان ای معین و مددگار لشکر مسلمانان ای تاج سر حمزۂ عرب ای غمخوار با ادب ای مونس و غمگسار ای سر فروش وجان نثار حمزہ پر تیری جدائی اب بہت شاق ہو دل ملاقات مسرت آیات کا بہت مشتاق ہو ہمنے سنا تمہارے اوپر نزول بلا ہو یعنے تاریک ملعونہ کوئی بد بلا ہو خدا اسکی بدعت سے تم سب کو نجات دے اب ہم سے ملنے کی تدبیر کرو ہمپر بھی یہان ہنگامہ ہو کفار کا چہار جانب سے بلوہ ہو بڑے بڑے ساحر آتے ہین اپنے شعبدے دکھاتے ہین تمہارے فرزندون نے خوب نام کیے بڑے بڑے کام کیے جادوگر چن چنکے مارے اگر کل کیفیت لکھین خط تمام نہو یہ چند اشعار آبدار موافق ہمارے حال مصیبت مآل کے ہین

نظم

زاندم کہ بر رہ جلوۂ صیاد در قفس
زین ہر دو این اسیر شد آزاد در قفس
نگشود کس بہ سلسلہ ام چشم در چمن
از بلبلان شنیدن فریاد در قفس
سودا شنیدہ ام کہ بعہد اسیریم
آزاد گشت بلبل و صیاد در قفس

نے گل بخاطرم نہ چمن یاد در قفس
گل رانمی شناسم دنی دوشناس گل
از بیضہ بار دن شدہ افتادہ در قفس
تیراست از برائے دل درد آشنا
روزے عجیب حادثہ رو داد در قفس

شادی نہ از بہار و نہ غم از خزان بدل
ہستم ز تخم مرغ قفس زاد در قفس
باشد نصیب سامعہ صید بستگان
ہر نالۂ ز مرغ چمن زاد در قفس
من ہر دم از تغافل او شد بقید غم

یہ نامہ جو عمرو نے اپنے آقائے نامدار کا پڑھا رو تے رو تے ہچکی لگ گئی سردارون کے رومال پر رومال تر ہونے لگے آج سبکو معلوم ہوا صاحبقران و خواجہ عمرو مین یہ راز و نیاز ہین مصاحب کیسے یہ اُنکے مونس و دمساز ہین عمرو نے گریبان پھاڑ ڈالا کہا بخدا جی چاہتا ہو اسی وقت اپنے کو خدمت مین اپنے آقا کی پہونچاؤن مگر اسد کے پاؤن مین زنجیر ہو نکل جانے کی کیا تدبیر ہو روتے ہوئے سب سردار جلوخانے سے باہر نکلے ملکہ مہرخ کے تخت کو گھیرے ہوئے ایک ایک کے منہ پر مردنی پھیری ہوئی ہر ایک کو گمان ہو کہ ہم ہی میدان کارزار مین جائینگے تاریک چیر پھاڑ کر کھا جائیگی افسوس لاش کو دفن و کفن بھی نہ ملیگا اس حسرت و یاس سے میدان کارزار مین آئے دیکھا افراسیاب پرے فوج کے جار رہا ہو تاریک دھوئین سے سر نکالے بیٹھی ہو ایک دیونی ہو کہ جھوم رہی ہو سر کے بال مثل نشتر کھڑے ہوئے دس آدمی کھا چکی ہو گرد ہڈیان پڑی ہین لختے خون کے سینے پر جمے ہوئے دیکھکر دل تھراتا ہو کیا مہیب سراپا ہو نیلی کرتی

کالی صورت بنا کی سورت حیرت تخت پر منہ پھیرے ہوئے بیٹھی ہو نگاہ حسرت سے بہار کو دیکھ رہی ہو بہار سے نگاہ جو ملگئی اشارہ کیا کہ اری کمبخت بھاگ جا اس بلا سے اپنی جان بچا ہائے باپ کو کیا جواب دو نگی یا تصویر صفحہ ہستی سے مٹ جائیگی اسی طرح اشارے مین بہار کا جواب ہوا ہو حیرت مغرور نہو یہ بلا دہو گی غیب سے مدد ہو گی تکیہ ہمارا پروردگار پر ہو سوائے پیدا کرنے والے کے کسی سے نہین ڈرتے مرنا ہمارے واسطے زندگی سے بہتر ہو یہ لشکر صاحبقران نامور ہو حیرت نے سر جھکا لیا افراسیاب بھی مخمور و بہار کو بنگاہ محبت دیکھکر ٹھنڈی سانسین بھرتا ہو دل سے دعا کرتا ہو یا سامری و جمشید دل کو مخمور و بہار کے پھیر دو میرے پاس چلی آئین اب میدان کارزار آراستہ ہونے لگا صفین مثل صف مژگان جم گئین سقون نے آب پاشی کی تبرداروں نے جو نخل کہ حائل نظر تھے کاٹ کر پھینک دیے میدان مثل آئینہ کے تیار ہوا نقیبون کو حکم ہو نچا گویون کے لڑکے میدان کارزار مین آئے سرود بجا کے یہ اشعار عبرت آمیز حسرت خیز پڑے

نظم

نہ سکندر ہو نہ دارا نہ فریدون باقی
صاحب جاہ و حشم قبر کو محتاج رہے
تھا کہان جمشید کیسا تھا فریدون کو قرار
ہست فرد و فتر احوال صاحب خانہ

نہ ہو ضحاک نہ خسرو نہ ہمایون باقی
کیا کہین حال جہان بے ثبات و بے مدا
قصر و ایوان تو کہان ملتے نہین اُنکے مزار

نہ وہ دیہیم رہے اور نہ وہ تاج رہے
آج تو تخت طلا ہو کل ہو مرقد کا کنار
ہر کجا افتادہ بینی خشت در ویرانہ

اس نظم کو جو نقیبون نے پڑھا نقشہ موت کا آنکھون کے سامنے پھر گیا سخن سنج غم و رنج مین مبتلا بھائی کو بھائی کا خیال باپ کو بیٹے کا ملال ہوا یکایک نقیب ہٹے تاریک نے لشکر اسلام کو دیکھکر اک قہقہہ مارا افراسیاب سے کہا یہ سب ہماری خوراک ہو ایک ہی دن مین قصہ پاک ہو یہ کہکے تیلے سے اشارہ کیا ہان اِن سبکو للکارے منہ بھرا ہو رہا ہو شراب پی ہو گزک کی خواہش مین بیقرار ہون یہ سنکر تیلا میدان مین آیا آواز دی کہا اے باغیو تم مین سے جسکو تمنا مرگ کی ہو نکل آئے مین ایک ادنی غلام ملکہ تاریک تشکل کش کا ہون مجھسے مقابلہ کرو جواب دو یا قدمون پر افراسیاب کے گرو اب مہلت نہ ملے گی یہ جو اس نے پکارکر کہا سرداران مہرخ کو جوش آیا مرنیکا ہوش آیا سب سے پہلے ملکہ نافرمان عالیشان کہ ہمیشہ سینہ سپر کرتی ہو جان دینے پر تی ہو طاؤس سے اپنے کود کر سامنے ملکہ مہرخ کے آئی مہرخ نے تخت رکھوا دیا گلے لگا لیا کہا اے نافرمان جسدن سے تم شریک ہوئین کبھی نافرمانی نہین کی ہے تمہارا فراق نہ اُٹھے گا جی چاہتا ہو سب سے پہلے ہم جائین تم سب نے ہمکو افسر بنایا اس مرتبہ اعلی کو پہونچایا نافرمان نے عرض کی جو روز ازل سے قاعدہ مقرر ہو گیا اُسکے خلاف نہو اس راہ مین مرنا عین زندگی ہو بس اجازت

عنایت ہوا ایسی کنیزین بہت نثار ہونگی آپ کس کس کے واسطے بیقرار ہونگی حضور کو یاد ہو کہ مشعل کے مقابلے مین بھی یہ لونڈی پہلے گئی تھی قاعدے کو ہاتھ سے نہین جانے دیتی جان کو عزیز نہین کرتی کیا ہمین اُمید تھی کہ آپ لوگون سے ملین گے ملکہ مہرخ نے کہا ای **نافرمان** وہ اور صورت تھی یہ اور کیفیت ہی یہ ملعونہ آدم خوار بیلون مین ساحری دیکھو خود بہ میدان مین آئی ایسا ہمکو حقیر جانا اپنے غلام کو میدان مین بھیجا **نافرمان** نے کہا حضور کی بھی تو کنیز جاتی ہی افسر لشکر ملکہ بہار و **باغبان** و **مخمور** وغیرہ ہین ہمتو جان نثار و خدمتگزار و دعاگو لشکر اسلام کے ہین اسوقت بہار و **باغبان** و **مخمور** وغیرہ **نافرمان** سے لپٹ لپٹ کر خوب روئے ملکہ بہار کا حد ارکہ سب سے زیادہ بیقرار تھی کہا ای **نافرمان** چند ساعت کا پیش وپس ہی اب کسکو زندگی کی ہوس ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہین یہ اشعار حسب حال ہین **اشعار زبانی بہار**

بہارِ عیش جاتی ہی خزان پیری ہین آنے کو
جوانی روٹھی جاتی ہی کہین کس سے منانے کو

مری بے خانمانی کچھ نہ پوچھو مین وہ بلبل ہون
جگہ دل مین گلون کے ڈھونڈھتا ہون آشیانے کو

وہ دانہ ہون کبھی دیکھا نہ جسنے روے سرسبزی
وہ خرمن ہون نہ آئی جسکو بجلی بھی جلانے کو

جنون ماتم نشین ہی خاک اڑاتی پھرتی ہی وحشت
وہ دیوانہ ہون پریان آئی ہین تابوت اٹھانے کو

جوان مرگی نے بندھوایا سر تابوت پر سہرا
عزیز آئے عروسِ مرگ کا دولھا بنانے کو

عجب انصاف تیرے دور مین ای آسمان دیکھا
زمانہ چین کرنے کو ہی ہم ایذا اٹھانے کو

ان اشعار کو پڑھکر بہار زار زار روئی **باغبان** پچھاڑین کھانے لگا **نافرمان** کے جانے پر راضی نہوتا تھا سب کا یہی قول تھا سب ملکر ایک مرتبہ گرین لشکر **افراسیاب** پر جا پڑین ایک کا ایک داغ نہ دیکھے مرگ انبوہ جشنے دارد **نافرمان** نے سب سے کہا اب رونا موقوف کرو بعد ہمارے رو لینا **صاحبقران** سے کہنا کنیز حضور کے جمال کی مشتاق رہی **نافرمان** نثار ہوگئی حضور کا داخلہ نہوا مقام قبر تو ہمارا نہ ملیگا قبر ہماری شکم **تاریک** ہی لیکن اس مقام پر کھڑے ہوکر فاتحہ خیر پڑھ دیجیے گا روح کو راحت ہوگی جسم خاکی اگر اس ملعونہ نے کھا لیا کیا نقصان ہی ہماری روح کے رہنے کو بہشت ایسا مقام ہی معتقد ان یزدان پاک سے نشان انسان ضعیف البنیان سے ہین ظاہرا خاک سے ہین روح لطیف نکل جائیگی قفس خاکی سے رہائی پائیگی بڑے بڑے ترقی حاصل کیے لشکر ساحران سے خوب خوب لڑے صاحبو بتلاؤ دنیا نے کسکے ساتھ وفا کی خاصان خدا پر جفا کی بزرگون نے نہ پسند کیا ہر ایک صاحب جوہر کو اپنے دردمند کیا سر اتھی شب

بھر کے واسطے بسے اپنے مقام اصلی کے جانب چلے مقام خوشی ہے جبتک نشان دنیا مین رہیگا رنج و ملال کا سامنا ہے بار گناہ بڑھتا جاتا ہے جسم نحیف و ضعیف بار عظیم کیونکر اُٹھائیگا منزل عدم حد دوراز نہ کوئی مونس نہ کوئی دمساز اسکی ذات رہبر ہے اُسکی قوت پر سفر ہے شعر سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے ہزارہا شجر سایہ دار راہ مین ہے سامان ممکن ہو جائینگے گھر سے نکلتے ہی آرام پائینگے ان باتون نے نافرمان کی سب کو بیہوش کر دیا ہر ایک کے خانۂ دلکو غم و رنج سے بھر دیا ایک ایک نے نافرمان کی بلائین لین نافرمان لشکر سے نکلی گر چہرے پر مردنی چھائی ہوئی دل مین شاد و بشاش ہے اس کا نام نہین یہ معلوم ہوا اسکو کہ نوجوان کا جنازہ جاتا ہے کنیزین پیٹ رہی ہین مصاحبون نے بال کھولدیے جیسے ہی سامنے تپلے کے نافرمان پہونچی دکھلانے کو مُنے اک ماش کا دانہ مارا نافرمان نے دفع سحر کیا تپلے نے اک چیخ ماری زمین تھرا گئی تاریک پکار رہی ہے ارے جلد لا گزک کی خواہش ہے بھوک سے بڑی کاہش ہے یہان میدان مین تپلے نے یا سامری و جمشید کہکے نعرہ کیا زمین تھرا گئی سب نے دیکھا نافرمان تھرائی گویا شمع سحری لہرائی بیتاب ہو کر زمین پر گری بیہوش ہو گئی تپلے نے بیدردی سے ٹانگ پکڑ کے کھینچا وہ جسم پروردۂ مہد ناز و نعما سپر یہ مصیبت و الم وہ بیحیا بد انجام تپلہ سیہ فام کھینچتا ہوا طرف تاریک کے لیچلا تاریک خوش ہو کر دھوئین سے نکل آئی جھومتی ہوئی بلائے مہیب شکل عجیب قریب نافرمان پہونچی دونون پانون پکڑ کے پھر اٹھا مارا چیر کر چبانے لگی لشکر مین قیامت برپا افراسیاب ہر چند کہ خوش ہوا مگر کانپ گیا حیرت کو غش آیا کچھ استخوان تو اُس بے حیا نے پھینک دیے باقی چبا گئی ڈکار لیتی ہوئی اسی طرح اُس قعر مین جا بیٹھی مُنھ طرف آسمان کے اُٹھایا منھ سے دھوان نکلنے لگا لکھا ہے چار کنیزین ملکہ نافرمان کی فرداً فرداً مقابلے مین اس تپلے کے گئین نافرمان سے تو اک سحر بھی چلا لیکن انپر یون جا پڑا جس طرح باز گنجشک کو دبوچتا ہے گردن پکڑ لی سامنے تاریک کے لا کر ڈالدیا اُس ملعونہ نے اُسی طرح چیر پھاڑ کر کھا لیا شام کو سر دھوئین مین کھینچا تپلے کو بلا لیا آواز دی اے مسلمانو نمونۂ جنگ ماہ دولت دیکھا کل سب کا خاتمہ کرونگی بعد کئی سو برس کے حجرۂ سیاہ سے نکلی ہون محبت سامری مین اولاد جمشید کے اوقات بسر کی اب دنیا کی ہوا کھائی اب مجھکو مزا ملا میرے بچے پر تم سبھون نے بدعت کی اب اسکا بدلا لونگی کون اُس ملعونہ کو جواب دے اپنی مصیبت مین مبتلا حیران و پریشان وہ جو چند استخوان اُن بیچاریون کے پڑے رہگئے تھے انھین کو خیابہ جانکر اُٹھایا مردہ بنایا جا کر دفن کیا انشاءاللہ اس مجرے کی داستانین ایسی تحریر کرونگا ناظرین و مشتاقین نہایت خوش ہونگے یہ

ملحوظ خاطر رہیگا کہ بنا دعجبرہ بلا اس حقیر پر تقصیر نے خاص کرکے بنائی عیاریان اور لڑائیان تصنیف کرکے درج
کین لیکن مصنف نے یہ داستانین روبروے شاہزادگان والا مقام مجمع عام مین بیان کی ہین جن صاحبون
کو دزدی کا مزا ہی انھون نے لوگون سے پتے پوچھ پوچھ کے خود بھی کسی طور سے اس حقیر سے لیکر اُس تحفہ نایاب
کو پایا کوس لمن الملکی بجایا اور شہر والے تو یقین ہی کہ یہی جانینگے کہ یہ عجبرۂ بلا مصنف سابق کا ہی لیکن حقیر
مکرر عرض کرتا ہی کہ صد ہا داستان حیرت بیان تصنیف کرکے اس طلسم ہوشربا مین ملادین اور اول مین جو چار
جلدین تحریر ہوکر چھپ گئین انکی صنعت مجھسے ممکن نہین ہی لیکن اگر حیات مستعار باقی ہی اور جناب منشی صاحب
مالک مطبع اودھ اخبار نے قدر دانی فرمائی تو انشاء اللہ جب اُن ہر چہار جلد کو اپنے طور پر تحریر کرونگا تو ناظرین
پر واضح ہوگا کہ یہ خاکسار مصنف طلسم ہوش ربا ہی بہت سی داستانین اُن ہر چہار جلد کی اب بھی پردۂ کتمان
مین ہین کچھ بیان ہوا اس خاکسار ذرۂ بیمقدار کے موقوف ہین رئیسان لکھنؤ سن چکے واہ اسکی پائی خلعت ملے
غنچۂ آرزو کھلا اب بھی جلسہ ہاے رئیسان نامدار مین عرض کرتا ہون بہر نوع جب اسی طرح کئی میلاندازان
تاریک شکل کش نے کین چالیس پچاس سردار سیار گلشن جہان ہوئے وہ نجم درخشان پردۂ تاریک
عدم مین نہان ہوئے ساتوین دن جو ملکہ مہرخ وغیرہ بیٹھین آکے انجمن مشاورت کو منعقد کیا خواجہ سے
کہا اے شہنشاہ اوج عیاری اسکی کوئی تدبیر کرو رزمیدان داری ہو جسکو گرفتار کرے قید مین رکھے جب
ہم سب گرفتار ہو جائین تب اسکو قتل و عدم قتل کا اختیار ہی عمرو بیقرار ہوکے محفل ملکہ مہرخ سے اٹھا طرف
قصر نور افشانی کے چلا رہروی کرکے جب قریب قصر نور افشان پہونچا نور افشان قصر سے اُتر آیا
خواجہ کا استقبال کیا بہ اعزاز و اکرام تمام لاکر قصر نور افشان مین پہونچایا مقام صدر پر جگہ دی بیٹھتے ہی
خواجہ کے نور افشان رونے لگا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری و اے حاکم اقلیم طراری سب کیفیت
مجھکو بدعت تاریک کی ظاہر ہی فکر مین مصروف ہون کچھ بن نہین پڑتا عمرو نے کہا اے برادر مین نے تو
روز اول ہی گنبد تاریک مین جاکر عیاری کی بیہوشی پلائی وہ بیہوشی کو نسخۂ تلخی شراب کہتی ہی مین اس دن
سے ساتھ نہین گیا افراسیاب سے کہتی تھی میرے صاحب خاص کو بلاؤ روپیہ دیکر نسخۂ تلخی شراب بنوا لین
مین کیا کرون اب تو آئی ہوئی عقل جاتی ہی چالیس سردار نامی گرامی سر میدان کھا گئی مکارہ نے ڈکار تک
نہ لی اب تک وہ خود کسیکے مقابلے مین نہین نکلی حقیر جانتی ہی کہتی ہی مین کس سے مقابلہ کرون ایسی ملعونہ بدذات کی
ہی کہتی ہی میری شراب کی گزک ہی اے نور افشان تمہارا اُسکا ساتھ رہا ہی پروردگار نے تمکو شرف اسلام

یا وہ شیطان ہی اگر مناسب ہو تو ایک نامہ لکھو کہ ای تاریک یہ مناسب نہین ہی کہ اُسی وقت گرفتار کیا جیسے بہار کے کہا دیا جسکو گرفتار کر دیتی ہو لکھو جب کل سردار تمھارے قبضے مین آجائین جو شاہان جلیل کا دستور ہی اول سوال مذہب کر و اطاعت کو کہو جب نہ مانین قتل و عدم قتل کا اختیار ہی نور افشان نے کہا بہت بہتر ہی لیکن مین نامہ روانہ کرون یا لکھکر آپکو دیدون آپ بھیجدیجیے گا عمرو نے کہا آپ مجھے عنایت فرمائیے مین خود لیکر جاؤنگا نور افشان نے مضمون مذکور نہایت فراست و لیاقت سے تحریر کیا سر نامے پر مُہر کی بہت کچھ عبرت لکھی وہ نامہ خواجہ کو دیا خواجہ اُس نامے کو لیکر لشکر مین آئے تمام اہالی لشکر بیقرار و بیتاب حیران و پریشان مضطر و دلریش ملکہ نے پوچھا کہو خواجہ کہان گئے تھے عمرو نے کہا اک نامہ نور افشان کا لایا ہون اب پاس افراسیاب کے جاؤن کسی طرح اس جھریرکو تا بہ تاریک پہونچاؤن ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ تمھارا جانا مناسب نہین ہی عمرو نے کہا اور کسکو بھیجون اینک چھپتا پھرتا تھا آج تاریک کے سامنے جاؤنگا سوا میرے کوئی سمجھا نہ سکے گا اگر قضا آپہنچی ہی مجبور و ناچار ہون اگر حیات مستعار باقی ہی کوئی کچھ نہین کر سکتا یہ کہکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے بانداز عیاری ذات پر آراستہ کیے بصورت اصلی دربارگاہ افراسیاب جادو پر آیا افراسیاب کو خبر پہونچی کہا بلالو خواجہ عمرو نے آکے سلام کیا افراسیاب نے کہا کہو خواجہ کیسی گذری عمرو نے کہا الحمد للہ کچھ نہ تردد ہی نہ انتشار ہی یہ حقیر آمادۂ حرب و پیکار ہی لیکن یہ تو ہمیشہ سے ہمین منظور تھا کہ آپ سے اصلاح کرین لیکن آپ نے کبھی بوجہ احسن کلام نکیا ہم بھی آمادۂ سرکشی رہے اب صلاح کی کون صورت آپ غالب آئے ہم مغلوب مین لیکن بہتر یہ نہین ہی کہ جسکو پکڑا آگ دائی امان نے کھا لیا ایک نامہ نور افشان جادو نے لکھا ہی آپ میرے ہمراہ چلیین سامنے ملکہ تاریک شکل کش کے پیش کرا دین مین اپنے طور سے کلام کرونگا افراسیاب نے کہا ای خواجہ یہ تو مجھکو بھی منظور ہی کہ سب سوار گرفتار کیے جائین ہین اُنسے سوال اطاعت کر دن جب نمانین سمجھا جائے پھر جلاد ہی وارہی مابدولت کو سب طرح کا اختیار ہی مابدولت نے کہا تھا دائی امان سے نہین مانا وہ فرماتی ہین کو دیوانہ ہوا ہی ان سب کا مار ڈالنا بہتر ہی یہ سب تیرے دشمن ہین کبھی اطاعت نہ کرینگے عمرو نے کہا آپ مجھکو ہمراہ لیچلیے مین اپنے طور سے کلام کرونگا افراسیاب نے کہا چلو صرصر شمشیر زن بھی خاموش ہو رہی حیرت نے کہا وہان جا کر یہ کچھ عیاری نکرے صرصر نے کہا دائی امان کے سامنے اسکی دال نہ گلے گی جہان بیہوشی بیکار ہو وہان عیار مجبور و ناچار ہی کل لشکر کو یہی منظور ہی کہ سب سردار گرفتار ہون افراسیاب

کی اطاعت کرین حقیقت مین ایسے سرداران جلیل حسین جمیل نامی نام آور بہتر سے بہتر لاکھون کے افسر حکمن ہونگے
جب دباؤ کا ل پڑیگا ضرور اطاعت کرینگے صرف اسد نمازی حیدہ عیار قتل ہوجا ئین لڑائی کا خاتمہ ہو قبضہ
سردار ہین سب ملازم افراسیاب نامدار ہین مہ جبین بھی اپنے باپ سے ملجائیگی اسد کی محبت سے
ہاتھ اُٹھائیگی ہر جگہ یہی چرچا ہو لیکن افراسیاب خواجہ کو لیکر در قصر تاریک پر آیا دو چیلے پہرے پر
کھڑے ہین افراسیاب نے کہا دائی امان سے عرض کرو آپکا فرزند در دولت پر حاضر ہو چیلون نے جا کر
کہا تاریک نے دھوین سے سر نکالا وہان لشکر سے ملکہ مہرخ و باغبان قدرت وغیرہ دیکھ
رہے کہ عمرو سامنے تاریک کے پہونچا افراسیاب نے سلام کیا اسقدر افراسیاب کو منظ
ملکہ تاریک کی منظور ہو فرش خاک پر بیٹھ گیا جیسے ہی تاریک نے خواجہ عمرو کو دیکھا قہقہہ مارا
دراز تک ہنسی کہا امیر صاحب قدیم کہان تھا میرے لیے نسخہ بنایا عمرو نے کہا تدبیر کر رہا ہون بہت سی
دوائین ایسی ہین کہ مشکل سے ملتی ہین جمع کر رہا ہون تاریک نے ہاتھ بڑھا کے عمرو کی گردن پکڑ لی کہا
کیون لنگوڑے میرے سامنے جھوٹ بولتا ہو کھا جاؤن یہ کہکے تاریک نے منھ پھیلایا عمرو نے کہا
دائی امان مین نے تھوڑا سا نسخہ بنایا ہو کہا لا بیٹھ کے شراب پلا تب مین تجھسے بات کرون گی اور ایک غزل تا
میرے سامنے گا مین سمجھ گئی ہون جسواسطے لنگوڑے تو آیا ہو افراسیاب بھی تاریک کی ان حرکات
کو دیکھکر کانپ جاتا ہو تاریک نے عمرو کو ہاتھ سے رکھ دیا افراسیاب نے بھی اشارہ کیا ارے
دو چار جام پلا فرا دائی امان کا دماغ تر ہوا ابھی صرف نہاری کھائی ہو تمھاری باتین نہ چلین گی اُٹھا لی
کھا جائینگی عمرو نے جام لبریز کیا پڑیہ بیہوشی کی اپنے پاس سے نکالی کہا اے شہنشاہ دیکھیے میرا سراسر
نقصان ہوتا افراسیاب نے کہا مین تجھکو اسکا بدلا دونگا سامنے افراسیاب کے عمرو نے
بیہوشی ملائی جام لبالب کرکے تاریک کو دیا تاریک نے اس جام کو خوشی خوشی پیا ڈکار لی کہا
عمرو میری صورت تجھے اچھی معلوم ہوتی ہو تو تو لنگوڑے مجھے لگا ہون مین کھانے جاتا ہو مجھے تیرا گا
بہت پسند ہو ہمارا سلسلۂ گیسوے مشکین تیرے واسطے کمند ہو عمرو نے دست بستہ عرض کی مدت سے
عشق و عاشقی سے ہاتھ اُٹھایا اگر زمانہ شباب کا ہوتا آپ ایسی حسین مہ جبین کی خدمت مین عمر بسر کرتا
یہ کہکے عمرو نے دوسرا جام دیا تاریک بہت خوش ہوئی افراسیاب کے گلے سے ہو نیو نکالا
لیا عمرو کے گلے مین پہنا دیا کہا کہ اے عمرو گا ابھی غزل سنا ہمارے سراپا کی تعریف کرنا سامری و جمشید

ہمکو بہت پسند کرتے تھے میری تعریف مین غزل گاتا اچھے اچھے شعر سناتا عمرو نے ناچار ہوکر بحسب نقل
قہر درویش بجان درویش یہ غزل سامنے تاریک کے گانا شروع کی غزل

لہرا رہے ہین طرۂ زلف دوتا کے سانپ
اُڑنے لگے زمین سے فلک تک بلا کے سانپ
اچھا نہین ہی طول بلا دستم شعار
ایل تیہ ہوے ہین فریب و دغا کے سانپ
کافر کھلیگا حال جب اسلام کفر کا
کام اپنا کر چلے تری زلف دو کے سانپ
جنبش ہر بات بات مین افعی زلف کو
نکلے لبین ابھی مری ماتم سرا کے سانپ
شانے کیے ہین یار کی زلف سیاہ مین
دکھلائے جائینگے ہو عذاب خدا کے سانپ
دیوانہ تیرے طرۂ گیسو نے کر دیا
محفوظ گنج حسن کیا ہی بٹھا کے سانپ
انصاف ہی تو جلوۂ حسن سیاہ دیکھ
بل کر رہے ہین پیش نظر کس بلا کے سانپ
لائی صبا ہی زلف مسلسل کی نکہتین
پانون تک آ جھکے تری زلف دوتا کے سانپ
دشوار کیون نہو تری زلفون سے جان کنی
ہنگام مرگ آ کے ڈسینگے بلا کے سانپ
زلفون کو کھول نخچیر آ گاہ ہو زمین
لائے کہان سے آپ یہ منتر پڑھا کے سانپ
آئی کی میرے شک کے خبر اُٹھ گیا رقیب
پالے ہین منہ نے ہاتھ پر اپنے کھلا کے سانپ
خوگر ہوے جو الفت زلف سیاہ کے
کیسا الگ ہوا مجھے رستہ بتا کے سانپ
زلفین چھو یگا یار کی یہ منہ تو دیکھیے
پیدا کیے نسیم نے کس کس بلا کے سانپ
اُٹھنے لگے ہین سینۂ سوزان سے پھر دھوین
اترے ہین آسمان سے زمین پر بلا کے سانپ
دھوکا ہی حسن گیسوئے پیچان یار مین
زورون پہ چڑھ گئے ہین یہ قہر خدا کے سانپ
تریاق کیا کرے کہ یہان زہر چڑھ چکا
سوتے ہو دن کو یار دکھا دے جگا کے سانپ
دل سے خیال زلف کسی دقت کم نہین
بھاگا کمال خوف سے کیا دم دبا کے سانپ
کیا کیا نہو نگی شکر عقیلی کو حسرتین
کیا کیا بلا مین ہنسے اٹھا مین بلا کے سانپ
بیوجہ کب ہین رخ پہ ترے حلقہ ہاے زلف
سر پہ عدو کے کھیل رہے ہین قضا کے سانپ
تاریک شکل کش ناچنے لگی

افراسیاب بہت رویا دل مین یہی تصور ہے اب بہار و مخمور نہ بچین گی افسوس ہی باغ پر بہار حسن وجمال بہار مین خزان آجانے گی مخمور کے نہونے سے نشہ اتر جائیگا کیونکر قلب آرام پائیگا اور عمرو نے جی توڑ کے گایا چار پانچ جام بیہوشی کے ملا کر تاریک کو پلائے تب طرف خواجہ کے متوجہ ہوئی کہا کیون ای صاحب اسوقت آنیکا کیا باعث ہی خواجہ عمرو نے نامہ نور افشان جادو کا پیش کیا تاریک نے پڑھکا سر ہلایا کہا ہرگز مین اس بات کو قبول نہ کرونگی افراسیاب نے ہاتھ اُٹھایا کہتا ہی اپنے کھانے کی فکر کر لیجیے اگر مین اس بات کو مانون خوراک کی کیا تدبیر ہو عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا اور افراسیاب سے بھی اشارہ کیا یہ بھی ہان مین ہان ملاتا جاتا ہی افراسیاب کا بھی یہی مدعا تھا کہ تاریک اس بات کو قبول کرے کہ جب سب گرفتار ہوچکین ایکدن دربار مین سمجھایا جاے جو نا ین خدمت مین رہین جو نہ

قبول کرین قتل کی جفا سہین مگر تاریک نہین مانتی جب خواجہ عمرو نے بہت کہا تاریک نے کہا خواجہ
میری خوراک کی فکر کرو مین جسکو گرفتار کرونگی قید مین رکھونگی اسکے بدلے مجھے روز دس آدمی پہونچاؤ اور یہ
بھی مین تیری خاطر کرتی ہون نورافشان کا مجھکو پاس نہین ہے وہ بیلونشین ساحری تھا اسنے بڑا عذاب
کیا مذہب قدیم کو چھوڑ دیا خواجہ چونکہ تمہارے ساتھ کل ملازمان افراسیاب ہین مین رحم کر رہی ہون جسدن
لشکرکشی کرکے طلسم نورافشان پر جاؤنگی برابر قہر جمشیدی سے مقابلہ پڑیگا تب بدعتین میری دیکھنا کوکب
اور برہمن و نورافشان کو کلام کرنا دشوار کردونگی ایک ہی دن مین لاشون سے میدان بھر دونگی ابھی تک
جنگ کا قصد نہین کیا صرف میرے لونڈی غلام نکلتے ہین ان لونڈی غلامون سے مین کیا مقابلہ کرون نورافشان
و برہمن و کوکب سے جنگ ہوگی دیکھون میان نورافشان سے کیا گذرتی ہے اور کوکب کہان چھپتا
ہے وہ برہمن بڑا ستارہ شناس ہے دیکھون کیونکر جان بچاتا ہے افراسیاب نے آجتک غفلت کی ورنہ
طلسم ہوشربا کی جانب کوئی نگاہ اٹھاکے دیکھ سکتا پس تیری خاطر سے اے عمرو اتنا ممکن ہے کہ جس جسکو گرفتار
کرونگی قید رکھونگی لیکن روز بوقت سحر دس آدمی جوان فربہ لاکر میری خدمت مین پہونچادیا کرین اسی پر
اکتفا کرونگی خلاف وقت جو خواہش ہوگی راہگیر دن پر دست اندازی کرونگی سناٹا بھر کے دو چار
کوس نکل جاؤنگی تکلیف کرونگی مشقت کرکے پیٹ بھرونگی اگر یہ منظور نہو تو جاکر آمادۂ مرگ و مہیاے قضا
ہو اور خبردار یہ نسخہ مٹواکر ہمارے واسطے بھیجا ہے جو تو ملاکر پلاتا ہے شراب کا مزا ملتا ہے عمرو ناچار ہوا عرصہ
دراز تک سوچا کیا کہ دس آدمی روز کہان سے لاؤنگا سوچ کے عمرو نے دست بستہ عرض کی کہ بہت خوب
دس آدمی روز حاضر کرونگا تاریک نے کہا دیکھو سمجھ گئے اقرار کرو جسدن خوراک نہ ممکن ہوگی لشکر مین
گھس پڑونگی دس کے بدلے سو کو کھا جاؤنگی ایک ہی دن مین لشکر پامال ہوگا تیری خاطر سے مین نے
یہ قبول کیا ورنہ مین لڑائی فتح کرنے آئی ہون یا عرصہ لگانا منظور ہے اصل لڑائی تو طلسم نورافشان
پر ہوگی یہ تو صرف کھیل ہے اگر منظور ہو آج ہی فتح کرلون عمرو نے مجبور و ناچار بہت اچھا کہکے وعدہ
کیا لیکن رنجیدہ و کبیدہ حیران و مضطر اٹھا تاریک سے رخصت ہوا تاریک نے کہا دیکھو خواجہ
عمرو میری نہاری مین فرق نہ آئے ورنہ قیامتین برپا کرونگی صرف عرصہ اسیواسطے لگایا کہ یہ سب
ملازمان افراسیاب ساحران لاجواب خائف و ترسان ہوکر افراسیاب کی اطاعت
کرین عمرو نے کہا مین خلاف نکرونگا افراسیاب کے ساتھ دھوین سے باہر آیا جب عمرو افراسیاب

سے رخصت ہونے لگا افراسیاب نے کہا ای خواجہ خوب بیہوشی تمنے دائی امان کو پلائی لیکن امتحان ہو چکا اب
انکو اطمینان کامل ہوا جاکر مخمور و بہار کو سمجھا دو کہ خبردار تم میدان مین نہ نکلنا اول تو دس آدمی تم کہان سے
روز لاؤ گے جسدن خلاف ہوگا اسی دن وہ لشکر مین گھس پڑینگی خواجہ مین خود تاریک کو بلاکے پچھتایا
اگر تمنے ایسا تنگ کیا اب کوہیان سے تا بہ کوہ عقیق اور تا بجانہ کعبہ ایک بھی زندہ نہ بچیگا عمرو نے کہا ہان
ای شہنشاہ اپنی حماقت پر نادم ہون مین جاکر سمجھاؤنگا مخمور و بہار کو بھیجدونگا عمرو خائف ہی کہ اس
بلا سے جان بچی یہ کوئی حرکت کر بیٹھے یا غصے مین گرفتار کرلے بہت خوب بہت خوب کہکے بھاگا لشکر مین آیا
دربار مین سب حیران و پریشان بیٹھے رو رہے ہین ہر ایک کو اپنی اپنی جان کی پڑی ہی جیسے ہی خواجہ آئے
مہرخ نے کہا کہو خواجہ کیا فیصلہ کیا عمرو نے ٹھنڈی سانس بھری کہا کیا کہون وہ نہین مانتی یہی قول ہی
کہ ایک کو زندہ نچھوڑونگی سب کو کھا جاؤنگی آخر مین نے ناچار ہوکے یہ قول کیا کہ دس آدمی روز حاضر
کرونگا سردارون کو ہمارے قید کیجیے انجام مین اختیار ہی مہرخ نے کہا خواجہ کیا غضب کیا دس آدمی روز
کہان سے آئینگے عمرو نے اشارہ کیا اسکو بالتصریح نہ پوچھو جسطرح بنے گا سوداگرون سے خریدینگے دس آدمی
روز ممکن ہونگے جس دن نہوسکے گا ہم چھوٹن عیار جاکر اس مردار کے منھ مین پھاند پڑینگے اب زندگی
سے یاس ہی اپنا تو یہ حال ہی بمضمون

نظم

عذاب مرگ لحد کا فشارہ باقی ہی | بڑھی ٹہری خلش روزگار باقی ہی
بلا سے بعد تمھیں اختیار باقی ہی | چلا دو پھینک دو چاہو زمین مین دفن کرو

ان کلمات حسرت دیاس پر خواجہ عمرو کے سب اہالیان دربار بیقرار ہو گئے
رونے عمرو نے کہا آج بھی آدھ پاؤ بیہوشی اس مکارہ غدارہ کو پلادی اسکو خبر بھی نہدی نسخے کی طالب
ہی کہتی ہی روز ہمارے پاس آیا کرو یہان ہتنے ہی عرصہ مین خون خشک ہوگیا شل چھنگلی کے ملعونہ نے اٹھالیا
خدا نے رحم کیا گال بھی اسکا گرم ہوتا ڈہیان تک بیاجاتی کون اس کا دامن پکڑتا ایسی بلاے بےمر سے
کون لڑتا خواجہ عمرو نے مہتر قران اور برق فرنگی کو بلاکر کچھ چپکے سے انکے کان مین کہا اور یہ بھی کہا کہ
سب صاحبون کو بخوبی سمجھا دو قران و برق نے عرض کی انشاء اللہ یہی ہوگا حضور کسی طرح کا تردد
نہ فرمائین اسکا انتظام ہو جائے گا غلام کمی نکرینگے قران نے اتنا کہا کہ استاد بڑا غضب کیا خواجہ عمرو
نے کہا بیٹا کیا کرتا جب انسان کا زور نہ چلے بڑا دعوے عیاری پر وہان عیاری بالکل بیکار رہی لاؤ تو آخر
کیا کرتا پروردگار انجام بخیر کرے ہم تو زندگی سے ہاتھ دھو چکے انھین باتون مین گل مہتاب گلشن فلک نیلو فری

پھولا گلہائے ثابت و غنچہ ہائے سیارگان اپنی بہار دکھانے لگے شام مصیبت انجام نے چہرہ دکھایا شہنشاہ ظلمات کی عملداری ہوئی غم مین اہل اسلام کے لیلائے شب نے گیسو کھول دیے سامان روشنی ہونے لگا لیکن آنکھون مین سبکی اندھیرا ہے لشکر تاریکی نے گھیرا ہے تمام سردار گوش برآواز ہر کاروان سے حکم ہے نکل افراسیاب کی خبر لاؤ دیکھو وہ شعون کیا کرتا ہے روز و کردن کٹا اب شب اندوہ و الم کا سامنا ہے تاریکی ضرور طبل جنگی بجوائیگی صاحبو جاکر خبر لاؤ کوئی صورت فتح و ظفر کی نہین معلوم ہوتی کوئی روتا ہے کوئی اشکون سے منہ دھوتا ہے ایک کو ایک بنظر حسرت و یاس دیکھ رہا ہے عمرو جمال باکمال ملکہ بہار گلعذار کو دیکھکر آنکھون مین آنسو بھر لاتا ہے بہار کہتی ہے خواجہ دیدار شہنشاہ کی حسرت رہگئی کئی مرتبہ قصد کیا لیکن نجاسکی یہ نہ سمجھی کہ یہ بلا نازل ہوگی جو مرضی قضا و قدر بندہ مجبور و ناچار ہے وہ مالک و مختار ہے دربار اہل اسلام مین حسرت و یاس کی باتین ہو رہی ہین

دو کلمہ داستان گلریزی کلک جواہر سلک طبل جنگی بجوانا تاریک شکل کش کا اور آمد ملکہ ارمان جادو بھانجی افراسیاب کی اور مقابلہ بہار گلعذار سے غزل

کسکو غرض رہے جو اسیر بلا کے ساتھ
اوبت نگاہ کر کہ نہین کچھ خدا کے ساتھ

ممکن نہین نصیب ہو بے رحم کو رفیق
رکھیے مری امید بھی اپنی حیا کے ساتھ

جب لیچلے اُٹھا کے جنازے کو اقربا
ٹھہر نا نہ ایکدم کہ اڑا مین ہوا کے ساتھ

بے سبب نہین کہ جو ٹوٹتے ہین سیکڑون
تو بھی شریک بزم ہو ساغر اُٹھا کے ساتھ

رکتا ہے بال بال مین قدرت خدا کی ہو
کیا کیا دیا نہ آپنے ایجان لا کے ساتھ

اچھا ابھی مریض ہوا ہے غیرت مسیح
آنے بھی مسیرے پاس تو مرہم دوا کے ساتھ

بیکس وہ ہون اثر بھی نہین ہے دعا کے ساتھ
کیا بات ہے لطافت جسمی جو ہو نصیب
دیکھی نہ ایک روح بھی ہمنے قضا کے ساتھ

باتین نہین عتاب اُٹھانے جفا سہی
محروم یان مری ہوئین آنسو بہا کے ساتھ

کہتی تھی وقت نزع یہی روح باربار
شاید کچھ ادبھی ہے ترے نقش پا کے ساتھ

حرفون کے بوسے لفظ کا منہ چومتا ہون مین
شانہ بھی ناز کرتا ہے زلف دوتا کے ساتھ

فریاد کی یہ جسم نے وقت فراق روح
گردو بلا لعاب دہن تم دوا کے ساتھ

کبتک تپ جدائی مین تڑپاؤگے مجھے

ہین دور غیر پاس نگہ بے نیاز ہون
پستا نہین ہے رنگ حنا کا حنا کے ساتھ

لیجائیے اسے بھی سبکدوش ہون کہین
کس کس طرح ذلیل ہوے دلکو لا کے ساتھ

وہ خاک ہون زمین نے نہ جسکو کیا پسند
اکثر مسیح دیکھ جاتے ہین تنہا ہم آکے ساتھ

واعظ لحاظ بادہ پرستی ضرور ہے
الفت ہے مجھکو سلسلۂ مدعا کے ساتھ

دامن مین اشک دلین ندامت لبون پہ آہ
افسوس آشنا رہے نا آشنا کے ساتھ

حاصل ہوا یہ لطف شب انتظار مین
لازم ہے اب تو سو رہو ایجان آ کے ساتھ

ہے بخت اپنا اوج پہ خالق کا شکر ہے
اس شمع کو نہین ہے تعلق ہوا کے ساتھ
گھبرا گئے تم ایک ہی غرض بیان مین آج
کچھ لطف بھی شریک ہے طرز جفا کے ساتھ

کرتا ہے مجھکو یاد وہ مہر و وفا کے ساتھ
گر دل دیا بتون کو تو کیا اس سے فائدہ
سو حسرتین ہین یاوری التجا کے ساتھ
کیا التماس حال کرون آپ سے نسیم

روشن ہین خود بخود مرے سینے مین استخوان
الفت بشر کو چاہیے اپنے خدا کے ساتھ
ہنس ہنس کے قتل حکم سناتا ہے دلربا
پھر سابقہ ہوا ہے اسی بیوفا کے ساتھ

اہل اسلام اپنی بارگاہ مین حیران و پریشان بیٹھے ہین یکایک صدائے طبل جنگ لشکر افراسیاب سے بلند ہوئی ملکہ مہرخ نے سر اٹھا کر فرمایا جلد خبر لو یہ کیسا نقارہ بجا کارگزارون نے عرض کی ہرکارے گئے ہوئے ہین حاضر ہوا چاہتے ہین دیکھا چرند و پرند ہرکارے لشکر اسلام کے افتان و خیزان آئے دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے مسدس

گلستان مین ہو تا گل اور گل سے شاخ ہو زیبا
نہال تاک مین انگور ہو انگور مین صہبا
نیستان مین ہو تلنے اور نے سے نغمہ ہو پیدا
نشہ صہبا مین ہو اور ہو نشہ جبتک نشاط افزا
شراب عیش سے خالی کبھی تیرا نہ ساغر ہو
ہمیشہ جشن جمشیدی سے تیرا جشن بہتر ہو

پروردگار آپ کو اپنی امان مین رکھے اس بلا کو رب اکبر جلد دفع کرے ابھی تاریک نے پاس افراسیاب کے کہلا بھیجا افراسیاب نے طبل جنگی بجوایا ہے کل اسکا ارادہ ہے کہ پھر میدان کارزار مین نکلے یہ سنکر سب کے ہوش اڑ گئے مگر مجبور و ناچار حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجے لشکر اسلام مین صدائے طبل جنگ بلند ہوئی لیکن ایک ایک منتشر بحواس کہ دیکھیں اب تقدیر کیا دکھاتی ہے لشکر افراسیاب مین گھما گھم یہان رنج و الم وہان صحبتین آراستہ یہان بربادی کا سامنا جو ثابت قدمان کوے محبت ہین وہ چاہتے ہین لڑ بڑھکر مر جائین کیسا کیا رنج و الم ہے دیکھیں چالیس سردار ایسے مارے گئے کہ جنکا مثل نہ ممکن ہوگا مشعل کے زمانے مین یہ روشنی باقی تھی کہ لاشے تو سامنے موجود تھے انکو دیکھکر دلکو تسکین دیتے تھے یہان آنکھون کے سامنے وہ ملعونہ چیر پھاڑ کر کھا گئی بیچارون کو دفن و کفن بھی نصیب ہوا ہزار ہا آدمی بھاگ کر نکل گئے ملکہ مہرخ نے حکم دے دیا ہمارے لشکر مین پکار دو جو صاحب اپنی جان کا خوف کرین ہم خوش ہین نکل جائین وقت جنگ نہ منہ پھیرین اس شب کو بہار بہت بیقرار چند کنیزین ہمراز و دمساز قتل ہوئین انکا فراق بہت ناگوار ہے یاد بادشاہ مین دل بیقرار ہے شب بھر فرش خاک پر تڑپی چار پہر رات اسی تڑپ پھڑک مین کٹی شاخ گلشن سے گل و غنچۂ کواکب مرجھا کے گرنے لگے خزان نے اپنا دخل کیا جھونکے ہوائے گرم کے چلے

اہالیان لشکر اسلام بدحواس مضطر اپنے اپنے مقام سے اُٹھے دربارگاہ مہرخ مین آئے ملکہ مہرخ بھی برآمد ہوئین عیاران نیکنام سامنے حاضر ہین بمقدمہ تاریک عیاری مین قاصر ہین سواری باہر نکلی سب سردار آتے جاتے ہین پایۂ تخت کو بوسہ دیا ہمراہ ہو لیے کیسا نوبت نقارہ مرنے کی نوبت ہی علم بال کھولے ہوے پھر رہے ہوا مین اُڑتے ہین صاف ظاہر ہی کہ دامن پھیلا کر رب اکبر سے دعا مانگ رہے ہین کہ فتح وظفر نصیب ہو دشمن بے نصیب ہو چھا گئی غم والم کی گھٹا نجھ ہین قرنا کادم پھولا دُہل اپنی رعنائی بھولا چوب سے سر پٹیتا ہی یا تو تاشے بجتے تھے تا اس فلک گونج جاتا تھا اب آوازین بھیانک آثار مصیبت صفین صف ماتم جابجا ہجوم غم والم شستہ بیدم اس کیفیت سے وارد میدان کارزار ہوے آمد لشکر افراسیاب بڑے کروفر جاہ وحشم سے نوبت نقارے بجتے ہوے زمین وزمان گرجتے ہوے قضاے کار ملکہ مہرخ نے طرف ملکہ بہار گلعذار کے دیکھا آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے بدھیان پھولون کی زیب جسم گلپیرہن وزیرزادی کا ہاتھ تھامے بدحواسی مین یہ اشعار آبدار ملکہ بہار پڑھ رہی ہی

نظم

سبک روئیم چون بوکہ دنبال صبا رفتیم	گران بارم چنان از غم کہ گر خیزم نجا مانم	سفر کردم کہ بکشایم دل از سیر جہان گردد
چہ دانستم کہ در غربت بکام اژدہا رفتیم	تمام روز ناکامی درین وادی نمیدانم	ضعیف قوت طالع کجا خیزم کجا افتم
نجات از غم چہ شان یابم کہ ہر دم سیروم مخفی	چو مرغ بے پر و بالم بکام اژدہا رفتیم	ملکہ مہرخ نے ملکہ بہار کو اپنے قریب

بلایا گلے سے لگایا کہا اے بہار دل کو صبر دو آج ہم تکویت حیران وپریشان پاتے ہین دل بہار کا بھرا ہوا تھا فوراً آنسو ٹپک پڑے کہا اے شہنشاہ چالیس سردارون کا مارے جانا باعث حسرت ویاس ہی دل باغ عالم سے گھبرایا چاہتے ہین اب کاسہ وان اُٹھائین قدم بڑھائین داخل باغ ملک عدم ہون دور دل سے رنج وغم ہون اب صدمات نہین اُٹھتے جدائی ساتھ والون کی شاق ہی دل تردو منزل گلشن قبر کا مشتاق ہی خارستان دنیا سے دل گھبرایا خوب دنیا کی بہار دیکھی دل بھر گیا ملکہ مہرخ سحر چشم نے کہا ای ملکہ بہار ایسی باتین نہ کرو کلیجہ پھٹتا ہی حافظ حقیقی بچانے والا ہی ادھر لشکر افراسیاب خانہ خراب اگر حیا تاریک شکل کش نے دھوئین سے سر نکالا قریب ہی کہ تاریک چیلے کو حکم دے کہ جاکر تو للکار کہ آسمان پر لکۂ ابر مرواریدی پیدا ہوا ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلنے لگی اس ابر فرحت افزا کو دیکھکر گل ہنسے غنچے مسکرائے نخل صحرا وجد مین آئے قمریون نے کوکو کی صدا دی افراسیاب جادو بھی دیکھنے لگا وہ لکۂ ابر شق ہوا سب نے دیکھا تخت پر اک نازنین گلگون پوش پھولونکا گہنا پہنے ہوئے

دریائے جواہر مین غوطہ زن رشک چمن زلفین عارض انور پر بل کر رہی ہین جنکو دیکھکر سنبل پیچان
ترہائے بقول شاعر **نظم**

سنبل وزلف سیہ کاکل و شب چار دن ایک — غمزۂ و ناز و ادا جنبش لب چار دن ایک
دیکھیے کیونکہ بچے جی کہ ہوئے ہین تیرے — تجھ بن اب درد و غم رنج و تعب چار دن ایک
باتین دو کہتے کی ہین دو نہین کہنے کی انھین — لب پہ کڑ ڈالے ہر تجھ آگے ادب چار دن ایک
گل و خورشیدمہ و شمع ترے چہرے سے — ہین کسب کرنے مین یہ نور کا اب چار دن ایک
شعلۂ برق و تجلی و شرارے سودا — سے کہتے ہین زیر فلک حسب و نسب چار دن ایک

جسکی نگاہ جمال جہان آرا پر پڑی آنکھ سے آنکھ لڑی کلیجے پہ ہاتھ رکھ لیا تمام اہل لشکر نظارہ کرنے لگے جوانان چست ٹھنڈی سانسین بھرنے لگے گروہ حور طلعت پری پیکر زہرہ جبین مسکراتی ہوئی گلدستے گرد تخت کے چنے ہوئے قریب **افراسیاب** کے اکر تری مسکراتی ہوئی واسطے تسلیم کے خم ہوئی **افراسیاب** نے گلیسے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا کہا کیون ای **ارمان جادو** اسوقت کیونکر تمھارے آنے کا اتفاق ہوا اُسنے مسکراکر عرض کی کنیز نے سنا کہ بی بہار جادو جنکو آپ نے بہت سر چڑھایا انھون نے ہزارہا ملازم آپکے دیوانے بناکے قتل کرائے اُنہین شرم نہ آئی بی **بہار** ایسی پھولین اپنے کو بالکل بھولین کنیز نے بھی اسی رنگ کا سحر حاصل کیا والدہ نے یہی تعلیم کیا آپ سے بھی اکثر سیکھا ہمیشہ باغون مین گذر ہوتا ہی یہ ڈھنگ بہت پسند آیا اسی مین مشقت کی **ساحری و جمشید** کی عنایت سے اب گلشن سحر بہار پر ہر رنگ سب پھولون کے قبضے مین آئے گلدستون کے رنگ کٹتے ہین پھول ہوا سے سحر مین پلٹتے ہین آج مشتاق ہوکر آئی ہون کہ ملکہ بہار جادو سے مقابلہ کرون وہ بھی جانین کہ اس رنگ مین دوسرا بھی کامل ہی بہار جادو کو ننگے جیوا دولت کنیز بناکے اپنے ساتھ لیجاؤن باغ حسن وجمال کی گلچینی کراؤن **افرسیاب** نے کہا ای نور نظر وای لخت جگر سابق مین بڑے بڑے معرکے گذرے حقیقت مین بہار نے بڑے بڑے صدمے پہونچائے اب جن اپنی دائی امان ملکہ **تاریک تشکل کش** کو بلایا حجرۂ دوم کا کھولا ہی **گنبد تاریک** ان سے چھوٹا انھون نے آکر سب کے ہوش اڑا دیے جام میدان داریون مین سبکے جی چھوٹ گئے موت مانگتے ہین اب کسی کی ضرورت نہین ہم سبکی میدان داری مین نے بند کردی کھڑے ہوکر تماشا دیکھو تو کیسے کیسے جھراٹے پڑتے ہین خاص انکی نہاری کا وقت ہی ایک کو زندہ نچھوڑینگی **ارمان** نے کہا ای ماموں جان

بڑے حسرت کی بات ہو یہ سحر نہین کرامات ہو بہار سے مین آج ضرور مقابلہ کرونگی کنیز بناکر لیجاؤنگی عہد کرتی
ہون اگر عمر بھر میرا ساتھ چھوڑے تو ارمان جادو نہ فرمائیے گا جب ارمان نے بہت ضد کی افراسیاب
کو کچھ نہ بن پڑا کہا دائی امان کے پاس چلو اُنکا حکم ضرور ہو یہان اہل اسلام حیران و پریشان ہین کہ نقیب
نقابت کرچکے پھر دیر ہونے کا کیا باعث ہو ہتیلی پر سب سر رکھے کھڑے ہین ہرکارون سے کہا خبر تو بڑھکر لوہاکا
چلے افراسیاب ارمان جادو کو لیکر سامنے دھوئین کے آیا آواز دی دائی امان صاحب دیکھیے کنیز آئی
کیا کہتی ہو ملکہ تاریک نے دھوئین سے سر نکالا نگاہ جو پڑی بی ارمان کے سب ارمان دل ہین رہگئے
کانپ کر گر پڑی بیہوش ہوگئی افراسیاب نے گود مین اٹھالیا کہا دائی امان تمھاری صورت کو آگ لگے
دیکھو میری بھانجی زندہ رہتی ہو یا نہین سامری اور جمشید نے کیا نقشہ بنایا دیکھکر روح نکلتی ہو چھوکری
ایڑیان رگڑ رہی ہو تاریک خوب ٹھٹھا مار کر ہنسی زمین ہل گئی کہا کیون نگوڑے یہ سحر کیا کریگی جو ہماری صورت
دیکھکر بیہوش ہوتی ہین اگر کوئی میرے سامنے آجائے یہ کیا تدبیر کرینگی نہ جیین گی نہ مرینگی تڑپ تڑپ کر رہینگی
لیکن بیان کرو مطلب کیا ہو اس چھوکری کو کیون لایا ہو افراسیاب نے تمام کیفیت بیان کی کہ اسنے
رنگ سحر بہار مین کمال پیدا کیا ہو چاہتی ہو کہ بہار سے مقابلہ کرون لہذا آپ سے پوچھنا واجب و لازم ہوا
تاریک نے کہا میرا دن ناغہ جائے گا تمہاری کون کھلائیگا افراسیاب نے کہا چھوکری کی خاطر منظور
ہو خود حاضر کرونگا تاریک نے کہا جائے لڑے میرا کیا نقصان ہو ہم بھی دونون کے سحر کا
تماشا دیکھین گے یہ کہکر تاریک تو دھوئین سے سر نکالکر بیٹھی افراسیاب ارمان کو گود مین
لیکر قریب تخت ملکہ حیرت کے آیا خوب سوس سوس کے گلیسے لگا یا دل مین کہتا ہو اے افراسیاب
کیا شعلۂ جوالہ ہو مقام سیمان کا مذار ہوتا تو مطلب دلی اس سے حاصل کرتا ہائے یہ شعلۂ جوالہ قیامت
کا پرکالہ حسین زہرہ جبین ماہ پیکر حور طلعت کسی اور کے قبضے مین جائیگی بڑے افسوس کی بات ہو ملکہ
حیرت نے جو دور سے دیکھا کہ افراسیاب ارمان کو گود مین لیے ہوئے آتا ہو لیکن بیچین بیتاب
یہ تو اسکے افعال سے بخوبی آگاہ ہو تخت سے اتر کر ایک دوہتڑ مارا کہا بیحیا خدا تجھکو غارت کرے بیٹی بھی
بنا تا ہو کس خیال سے گلے لگاتا ہو افراسیاب نے کہا تم کیا جانو گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا ارمان
کو ہوش آیا کہا ماموں یہ سیہ فام بیچا کون تھی قریب تھا میرا کلیجہ پھٹ جائے افراسیاب نے کہا بی بی
یہی ہماری دائی امان ہین انہین کے دودھ کی یہ طاقت ہو کہ کوئی دنیا مین مجھسے مقابلہ نہین کرسکتا

ارمان نے کہا ساحری جمشید اسکو غارت کرین دیکھو ماموں جان ابتک میرا کلیجہ دھڑک رہا ہی مہلت
آپ نے حاصل کی افراسیاب نے کہا اچھا جاؤ تمھین اختیار ہی لیکن بہار سے سمجھ کے مقابلہ کرنا دیکھو
وہ سامنے پھولون مین لدی کھڑی ہی ارمان بہت اچھا کہکے ہنستی ہوئی طاؤس پر سوار ہوئی میدان مین
آکر سحر عجائب و غرائب دکھانے لگی جس نخل کے سامنے مین آکر ٹھہری وہ نخل بیتاب ہوگیا سرسبز و شاداب
ہوگیا جس جانب مسکرا کے دیکھتی ہی مہک پھولون کی آتی ہی طائر پرون کا سر پہ سایہ کیے ہوے
مثل ستارۂ سحری چمک رہے ہین پکار کر آواز دی ای بہار آکر ہمسے مقابلہ کرو ہمنے تمھاری بڑی تعریف
و توصیف سنی ملکہ بہار نے فوراً طاؤس زرین بال کو بڑھایا سب ساحرون نے ملکہ بہار کو گھیر لیا گرد نازنینان
گلعذار بیچ مین ملکہ بہار ہر ایک کو یہی خیال ہی تاریک تشکل کش نے کوئی دام نہ پھیلایا ہو اجازت نہ
ملتی تھی مشکل ملکہ صہرخ سحر چشم نے کہا ای ملکہ بہار چمن پیرا ے ازل کے تمکو سپرد کیا باغبان حقیقی تمھارے اس
گل سے چہرے کو دکھائے باغ حسن مین ہمیشہ بہار رہے باغبان قدرت بھی ملکہ بہار کو دعائین دے
رہا ہی گلچین جادو زوجہ باغبان آکی نثار ہوتی تھی کبھی واسطے بہار کے زار زار روتی تھی بہار
نے سب سے اجازت لی میدان کارزار مین پہونچی ارمان نے دیکھتے ہی بہار کو گلدستہ مارا بہار نے
گلدستے کو کاٹا پھول برسنے لگے ہوا نے اپنی ہوا باندھی درختون کو وجد ہوا سرو صحرائی اکڑنے لگی بلبلین
چہچہہ زن بہار چمن بہار جادو بھی جھوم گئی سب نے دیکھا بہار کی آنکھین سرخ ہوئین گل سا چہرہ کمھلایا
ارمان نے آواز دی ای ملکہ بہار کیا سیر گل و لالہ مین معروف ہو بہار گلشن جمال کی گلچینی کرو استغنا خود بینی کرو
منہ ملکہ ارمان جادو افراسیاب نے دیکھا بے اختیار ملکہ بہار گلعذار کے منہ سے نکل گیا نظم

سنائی باغ مین سوسن نے گفتگو تیری
چٹک گیا کہین غنچہ تو آئی بو تیری
ہوس تماچ کی ہے اور نہ طلب وصال کی ہے
ہمارے دل مین اگر ہے تو آرزو تیری

یہ کہتی ہوئی بہار جادو طرف ارمان جادو کے بڑھی لشکر دون
مین غل ہوا ارمان کا ارمان نکلا بہار کو دام رگ گل مین پھنسایا کیا غضب کا صیاد ہی نہایت صاحب
بیداد ہی موج گل کی بیڑیان پڑگئین دیکھو آپس مین نگاہین لڑگئین لیکن ملکہ بہار گلعذار جھومتی ہوئی چند
قدم بڑھی تھی کہ پہلو سے زمین شق ہوئی اک نازنین مہ جبین سرخ پوش بصد جوش و خروش نہایت خوبصورت
ماہ طلعت مہر جبین حور تمکین گلدستہ ہاتھ مین لیے ہوئے زمین سے نکلی ہاتھ مین پچکاری تھی جسمین گلکاری
تھی منہ پر بہار کے بیقراری مین ماری اس رنگ کا جو چھینٹا دے بہار شعلہ رخسار پر پڑا چہرہ

گلنار ہوگیا ہوش آیا غنچۂ دہن واکرکے کہا اری نکہت لاگلدستہ مجھے دے اُسنے گلدستہ ہاتھ مین بہار کے دیا وہ تازہ مین تواسی طرح گلدستہ دیکر غرق زمین ہوئی مثل بوے گل آنکھون سے چھپ گئی لیکن بہار نے شگفتہ ہوکر اسم سحر پڑھا کہا اوارمان ہوشیار رہنا کوئی ارمان باقی نہ رہجاے بموجب مثل کرتا ارمان نہ کرتا پشیمان کیا زبردستی تو ہمکو تسخیر کرگئی بقول شخصے مان نہ مان مین تیرا مہمان ایسے سیت سے کلام رنگین بلاغت آئین بہار نے کیے اور گلدستہ مارا پکار کے آوازدی یہ مطلع مصنف کا پڑھا مطلع

آج بیلا بٹ رہا ہی خوش ہی بلبل باغ مین
لٹا جاے گل لٹاتی ہین زر گل باغ مین

ہرطرف ہلڑ ہوا بہار کا گلدستہ چل گیا وہ دیکھو بہار نے اپنا رنگ جمایا ارمان کا ارمان نہ نکلا ہواے بہار چلی ہوا اعتدال پر نہ گرمی نہ سردی غنچے چٹکے پھولون نے اپنا رنگ جمایا ابر سیاہ آسمان پر چھایا بارش پھولون کی ہونے لگی تمام زمین بوقلمون ہر نخل کا قد موزون عروسان چمن نے نکھار کیا جوانان گلشن نے دل اپنا نثار کیا قصد ہر دو طرف دوڑے پھرنے خزان کو اس چمن مین بار نہ تھی باغبان و گلچین آپس مین لڑتے تھے صیادان طائران بوے چمن برباد صحراے خارستان پر افتاد ہوا نے کانٹون کو ہٹایا دامن بہار سے کانٹا نہ الجھا ہر سمت جوش بہار ہر بہار کی بکا خوشنوایان چمن گانے لگے غزل

جام گل تیرے سے اب بلبل کو مستی ہی بہار
خندۂ گل نے کیا ہی بلبلون کا قتل عام
جوش سے میرے جنون کے کیا خوش آتی ہی بہار
آشیان باندھے ہی کس امید پر ای عندلیب
کسکو گلگشت چمن کا ہی دماغ ای باغبان
دل فسردون کو کہان خون گرم کرتا ہی جنون
شور سنکر ہم نوایون کا ابلتا ہی یہ دل
عارض گل پر نہین شبنم عرق ہی شرم کا
کسکی آنکھون سے کھو آئی ہی مستی سیکھ کر
خوش رکھو ای عندلیبو اپنے گلشن مین ہمین
اب خدا حافظ ہی سودا کا مجھے آتا ہی جسم

دیگر

ہمکو آنکھون سے یہ ذوق مے برستی ہی بہار
پھیر اب گلشن مین کیا منھ لیکے ہنستی ہی بہار
پیرہن مین گل نہین پھولے سماتی ہی بہار
آتش گل سے کوئی دن مین جلاتی ہی بہار
کھینچکر میرا گریبان یان لے آتی ہی بہار
کیون مجھے ہر سال انا حق توستاتی ہی بہار
رخصت یک سالہ ای صیاد آتی ہی بہار
دیکھکر میرا جنون یارو لجاتی ہی بہار
اس برس نرگس پہ کیا دھوئین مچاتی ہی بہار
خانۂ زنجیر تھا خالی بلاتی ہی بہار
ایک تو تھا ہی دیوانہ اُسپہ آتی ہی بہار

سب نے دیکھا ارمان کا رنگ متغیر ہوا وہ چہرہ جو رشک گل نیلوفر تھا مثل زعفران زرد ہوا صاف ظاہر ہوتا تھا
کہ اس مہ جبین کے دل مین درد ہوا ہونٹ خشک ہوے چہرہ اُداس عالم یاس چہرہ فق رنگ رو سے ظاہر
قلق انتہا کی ساحرہ ہرا اپنے کو روکتی ہی بلکہ قصد ہی مثل بوے گل اُڑ جاؤن کسی پھول مین جا کر چھپون یا ہوا
بنکر گل چلون کئی مرتبہ جھولی مین ہاتھ ڈالا کچھ پھول سونگھے ہوے نکالے سحر نہ کر سکی اسقدر پھولی اپنے کو بھولی
وہ پھول خشک اس گل تر کے ہاتھ سے گر پڑے مثل تصویر خاموش دریاے حیرت و عبرت کا جوش ادھر
بہار نے سحر کو اور زیادہ زور دیا بدھیان پھولون کی گلیسے اتارین طرف ارمان کے اسم سحر پڑھکر پھینکدین
نسیم عنبر شمیم چل رہی ہی خوشبو سے سبکے دماغ بسے ارمان کے گل عارض کمہلانے ہوے دیکھکر عندلیبان خوشنوا نے
آوازے کسے طائران سحر بہار نے گھیر لیا ایسے اشعار بہاریہ گائے ارمان کے ہوش اڑ گئے زیر نخل کھڑی ہوئی
دیکھ رہی ہی لیکن موسم بہار کا جوش کبھی ہنستی ہی کبھی مسکراتی ہی کبھی آرسی مین اپنے چہرے کو دیکھکر شرماتی ہی
دیکھتی ہی چہار جانب جوش بہار ہر گل رو کا نکھار پھول برس رہے ہین ارمان نے پھول دامن مین بھر لیے پھولون
کی خوشبو نے مست کر دیا گل سا چہرہ کمہلانے لگا جبین نورانی پر پسینہ آنے لگا بہار نے دیکھا بوے گل لالہ
نے مست تو اسکو کر دیا لیکن اپنے سنبھالتی ہی طائر زیرک ہی یہی چاہتی ہی دام رگ گل سے نکل جاؤن جال
مین نہ پھنسون ابکی بہار نے دوسرا گلدستہ مارا دوسرا جھونکا ہوا کا چلا بوے خوش دماغ مین ارمان کے
آئی بہار نے اک کنیز کو اشارہ کیا وہ فوراً دوڑی سامنے ارمان کے آکر اُسکے حسن کی تعریف
کرنے لگی یہ اشعار پڑھے **اشعار**

ہیں نہیں ای غیرت گل تو نے کرن پھول ۔۔۔ تیرے چمن حسن مین پھولا ہی کرن پھول
دیتے تشبیہ ہی ای رشک پری تو ہمہ تن پھول ۔۔۔ غنچہ ہی دہن ہونٹ گل برگ ذقن پھول
اُس گل کے گلے سے ہی عیان پان کی سرخی ۔۔۔ غنچے کی گلابی سے ہی یا عکس لگن پھول
اللہ رے فیض سحر عارض تابان ۔۔۔ مثل گل خورشید ہی تابندہ کرن پھول
ابکی نئی صورت سے بہار آئی جنون خیز ۔۔۔ غنچون کی طرح کھا کے ہوے داغ کہن پھول
کیونکر نہ شب زلف مین یہ نور فشان ہو ۔۔۔ من افعی گیسوے سیہ کا ہی کرن پھول
عشاق کی قبر دن پہ جو پھول لے نے چڑھائے ۔۔۔ مردے بھی کفن مین گئے ہین کفن پھول
رنگینی مین وہ سادگی کا کب ہی تکلف ۔۔۔ لائینگے کہان سے ترا بیساختہ پن پھول

تو لو زر گل سے اُسے کانٹے مین تُھاوُ
اے بلبلو اُس رشک چمن کا ہو بدن پھول

دو دن مین بہار چمن حسن خزان ہے
اتنا گل عارض پہ نہ اے غنچہ دہن پھول

گلزار مین ہر سمت گھٹا چھا گئی ساقی
غنچے کی گلابی مین بھر اے شفق من پھول

خار اُسنے دیا مجھکو تو یون غیر گئے پھول
مجروح کا جسطرح سے جاتا ہے بدن پھول

آیا پے گلگشت چمن جب وہ شہ حسن
بلبل نے تصدق مین لٹائے کئی من پھول

اے گل جو ترے گوہر دندان کا پڑے عکس
بنجائین ابھی موتیے کے در عدن پھول

اپنے رخ انور سے جو الٹین گے نقاب آپ
بنجائیگی سورج مکھی اے غنچہ دہن پھول

جب کرتے ہین سیر چمنستان مضامین
چُن لاتے ہین گلچین کی طرح اہل سخن پھول

خوش چشمون کی پڑتی نہین آنکھین گل رخ پر
سبزے کی طرح چرتے ہین اے گل یہ ہرن پھول

لکھی جو تری رنگ طلائی کی صفت خوب
سونے کے لگا ڈھلنے لگا دم فکر سخن پھول

چڑیا تری انگیا کی بھی بنجاتی ہے بلبل
محرم مین جو رکھتا ہے تو اے رشک چمن پھول

ہو گی نہ کبھی اس لب رنگین کے مقابل
جسطرح سے چاہ اے شفق شام مین پھول

کیون اتنا چمکتا ہے شب زلف مین اے گل
کیا صبح بناگوش کا تارا ہے کرن پھول

زیبا ہے قلق یار کو کیا پیرہن سرخ
پیدا تو کرے اس گل خوبی سے بہین پھول

اسطرح کے جو ملکہ بہار گلعذار نے انتظام کیے ارمان نہ سنبھل سکی بے اختیار ہو کر پکار اُٹھی نثار جمال بہار اے ملکۂ عالم مین تو برائے گلچینی گلشن جمال آئی تھی یہ کہتی ہوئی آگے بڑھی جس کنیز نے اشعار پڑھے تھے ملکہ بہار نے اشارہ کیا وہ طرہ بدھی لیکر بڑھی بہار مسکراتی ہوئی آتی ہے ہر مرتبہ برق دندان چمک جاتی ہے یہ حال پر ملال افراسیاب خانہ خراب نے جو دیکھا گھبرا گیا کہ ارمان کے کانٹا لگا اگر طرہ بدھی پہنا یا اور غضب ہوا دم بھر مین ہار جیت ہو جائیگی بہار کنیز بنا کے لیجائیگی کھڑے کھڑے اک سنگریزہ اُٹھا کر پھینک دیا افراسیاب کا سحر چلا اس کنیز پر برق گری وہ تو جان بچا کے غرق زمین ہوئی لیکن پھول جلنے لگے زمین سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے یا تو صحرائے بہار تھا یا دوزخ کا مقام معلوم ہونے لگا ایک طائر نے سر پر ارمان کے جا کر اک چیخ ماری اے گل باغ محبوبی اے عندلیب چمن خوبی ہوشیار ہو جا یہ چیخ مار کر طائر ہٹا ارمان جادو کو ہوش آیا اتنا تو ملکہ بہار نے پکار کے کہا اور خار بیابان ظلم دغا باز

او نخل صحراے ذلت مین سمجھ گئی ارمان کو بچا لیا بڑا ناز کر کے آئی تھی ایک سحر مین بھولی سب کچھ بھولی گل حیات مرجھا چکا تھا آب سحر سے تو نے تازہ کیا کوئی ہم نبرد تیرا ہوتا تجھکو جواب دیتا افراسیاب نے کچھ جواب نہ دیا لیکن کنیزان حیرت ہمنشین مصاحبان بہار نے بھی غل مچایا ملکہ بہار نے ارمان کو پھنسا لیا تھا افراسیاب نے بچایا ارمان جادو حجاب سے عرق عرق ہوگئی غصے مین نیمچہ کھینچکر بہار پر جا پڑی کہا او بہار تو نے سر میدان مجھکو ذلیل کیا اب مین بے قتل کیے نہ پلٹون گی بہار نے کہا تجھسے کون باہر ہے جسطرح جی چاہے دونون نازنینان مہجبین ومہ جبینان مہر تمکین نے نیمچہ ہاے ہلالی کھینچے ارمان کو حجاب بہار کو غصے سے پیچ و تاب ایک ماہ تابان دوسری مہر درخشان ایک زہرہ فلک حسن و جمال دوسری مشتری آسمان جاہ و جلال آپس مین نیمچے چلنے لگے چھوٹ کے ہاتھ چل رہے ہین بھکیتی کی گھاتیان ہاتھون کی صفائیان جب بہار نے نیمچہ مارا سب کو ثابت ہوا نخل قد ارمان قلم ہوا ارمان نے بھی جواب مین وار کیا یقین ہوا کہ شاخ سحر حیات بہار کٹی لیکن بہار نے بھی خالی دیا دونون لڑتے لڑتے سست ہوگئین ایک مقام پر ارمان نے جب دیکھا کہ بہار اسمین بھی طاق فنون سپاہ گری مین شہرۂ آفاق ہے چوٹ نہین کھاتی کان کا موتی نکالا بہار پر پھینک مارا بہار نے اس موتی کو روکا اُس حال مین گوہر حسن و جمال نے چمک کے نیمچہ مارا سپر سحر کو نہ اُٹھا سکی سر بہار زخمی ہوا قطرات خون عارض انور پر پڑے چہرہ گلنار ہوگیا مگر بہار زخم کھا کر غصے مین ارمان پر جا پڑی کہسا ہنگارہ لے پہلے کمر کو بتا کے سر پر ہاتھ مارا زخم کاری سر پہ ارمان کے بھی آیا ارمان لڑکھڑائی گرتے گرتے زمین پر دو ہتڑ مارا اک برق چمکی پہلے ارمان بیہوش ہوئی اف کر کے بہار جادو نے بھی گھٹنے ٹیک دیے اتنی آواز دی کہ یہ شکست ہاتھ سے افراسیاب کے ہوئی ورنہ اسکو کنیز بنا کے لیجاتی یہ کہکر بہار بھی بیہوش ہوئی ادھر افراسیاب دوڑا ادھر سے باغبان و گلچین نے آکر بہار جادو کو اٹھا لیا کہ ایسا نہو افراسیاب گرفتار کر لے لیکن افراسیاب نے توجہ نہ کی ارمان کو لیکر لشکر مین آیا طبل امان بجے ملکہ مہرخ وغیرہ بہار کو زخمدار لیکر پلٹین ملکہ تاریک شکل کش نے کہا عمرو سے کہدو ہماری خوراک پہونچائے نہاری مین فرق نہ آئے اس میدان داری سے ہمکو کیا کام عمرو لشکر سے نکلا کہا دائی امان آج تو میدان داری نہین ہوئی تاریک نے کہا کیون شامتین آئی ہین میدان داری وغیرہ میدان داری کیا چیز ہے ہر وقت ہمکو اختیار ہے ابھی لشکر پر آپڑون اپنی خوراک حاصل کرلون اگر لشکر پر آؤنگی تو دس کے بدلے پچاس کو

کہا جاؤنگی ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ آنے دو عمرو نے کہا تم ان باتون مین دخل ندو مثل مشہور ہی جو گڑ دیئے
مرے اُسے زہر کیون دو جو ساعت ہی غنیمت ہی دیکھو رب اکبر مالک بحر و بر پردۂ غیب سے کیا ظاہر کرتا ہی
ساعت ہاے سخت کو کاٹنا چاہیے لشکر پر قران نحس آیا ہوا ہی ستارہ گردش مین فلک مٹانے کی کوشش
مین انشاداللہ یہ سختی دفع ہوگی یہ کہکر عمرو نے برق و قران کو آواز دی دس آدمی لاؤ خدمت مین
ملکہ تاریک کے حاضر کرو قران و برق و چالاک دس آدمی زنجیر مین بندھے ہوئے لائے
تاریک نے تیلون کو اشارہ کیا کشان کشان اُنکو دھوئین کے اندر لیگئے تاریک نے جیبر پھاڑکے
اُنکو کھایا شراب خواری مین مصروف ہوئی ملکہ مہرخ نے گھبراکر پوچھا کیا لشکر سے دس آدمی لیلیے عمرو نے
کہا اک تاجر آیا تھا روپیہ دیکر غلام خرید لیے وہی مسلسل کرکے تاریک کو دیدیے مین اپنے لشکر والون کو
دو نگا اگر کل ہو شربا دہ بخش دے ایک سائیس اپنے لشکر کا ندون ان مقدمات مین دخل ندیا کرو روپیہ
کے زور سے ممکن کرینگے لیکن افراسیاب جو ارمان کو لیکر آیا زخمون مین اسکے ٹانکے دیئے ارمان
کو ہوش آیا کہا ماموں جان مین نے بار غم والم اُٹھایا بدون سامان چلی آئی بہار کے ہاتھ سے شکست
کھائی اب مین اپنے قلعہ مین جاؤنگی یہان کی آب وہوا کا اختلاف ہی زخم بگڑ جائینگے وہان جاکر صحت
پائینگے افراسیاب جادو نے رخصت دی ارمان ٹہلتی ہوئی بارگاہ سے نکلی کنیزون کو آواز دی
کنیزین اسکی حاضر ہوئین کنارے تک لشکر کے آئی اُدھر سے مہتر قران اک ساحر بنے ہوئے آتے تھے
سائے مین نخل کے کھڑے کھڑے نگاہ جمال جہان آراے ملکہ ارمان پر پڑی بیتاب ہوگئے کلیجہ پر ہاتھ
رکھ لیا قصد ہوا کہ اسکے قدمون پر جاکے گر پڑون بقیہ عمر اسکے ہواے وصل مین صرف کرون لیکن دیکھا
ارمان جادو طاؤس زرین تیار کرکے چلی کنیزین گرد آگئین مہتر قران نے دیکھا یہ جاتی ہی کیونکر طبیعت
تسکین پائیگی ہر وقت دل گھبرائیگا جلدی مین اسباب تصویر کشی اپنے پاس سے نکالا ارمان جادو
کی تصویر کھینچ لی اس تصویر سے کیفیت حاصل ہوگی آگے بڑھکر سامعین پر حال کھلیگا جتنے عرصے مین
ارمان نے طاؤس کو اُڑایا کنیزین گرد آگئین ارمان مع کنیزون کے طرف اپنے قلعہ کے روانہ ہوگئی
تصویر مہتر قران کے پاس رہی اس تصویر کا ذکر وقت پر آئیگا لیکن افراسیاب بعد جانے ارمان
شریک صحبت عیش ونشاط ہوا یہان خواجہ عمرو وغیرہ بہار کو لیکر داخل لشکر ظفر اثر ہوے ملکہ بہار کی
زخم دوزی کی پٹیان مرہم جمشیدی کی چڑھائین جب بہار کو ہوش آیا کہا خواجہ آپنے چالاکی افراسیاب کی

دیکھی کس طور سے اپنی بھانجی کو لیگیا مین اپنے سحر مین پھنسا چکی تھی اسنے سحر کرکے بچا یا میرا سحر ہٹا یا اسی حجاب مین وہ آپڑی بہت شرمندہ ہوگئی خدانے اپنا فضل شریک حال کیا اس لڑائی مین بھی سحر افراسیاب شریک تھا ورنہ اُس ملعونہ کے ہاتھ سے مین اسقدر زخمی نہوتی کچھ خبر دریافت ہی کہ ارمان جادو کہان گئی ہرکارون نے خبر پہونچائی ارمان طرف اپنے ملک گئی افراسیاب سے عذر کیا کہ یہان کی آب و ہوا میرے واسطے نہایت ہی خلاف ہی ملکہ بہار نے فرمایا مصرع زندہ ہین اگر یار تو صحبت باقی

دو کلمہ داستان حسرت و مصیبت گرفتار ہونا جملہ سرداران ملکہ مہرخ سحر چشم کا سحر تاریک سے اور عمرو کا ان سبکو بچانا خود اک تاریک و بکرا اور حال کھلنا عیاری عمرو کا اور غصے مین جا پڑنا تاریک کا لشکر مہرخ پر اور پتا ملنا بارگاہ اسد غازی کا عجب داستان رنج و الم ہی خمسہ

بوسہ دینے مین غضب لائیے گا
آج تو کہتے ہو کل پائیے گا
جھوٹ سچ بول کے سمجھائیے گا
کل بھی منہ پھیر کے فرمائیے گا
آج گھر جائیے کل آئیے گا

سچ تو عیار سے فرمائیے گا
مین سمجھتا ہون جہان جائیے گا
جھوٹے فقرے مجھے بتلائیے گا
میرے گھر کا ہیکو اب آئیے گا
خیر بندے ہی کو بلوائیے گا

غصہ اترے گا تو غم کھائیے گا
اب تو کیا ہوش مین جب آئیے گا
رنج تنہائی سے گھبرائیے گا
میرا دل پھیر کے پچھتائیے گا
ایسا جانباز کہان پائیے گا

مدتون لطف ہزارون دیکھے
اب تو بگڑے ہین یہان تک ہمسے
ایسے بیزار نہ تھے وہ پہلے
وصل مین کہتے ہین میٹھے میٹھے
آپ سایہ مین لپٹ جائیے گا

چند ساعت مین وہی ہو سامان
پوچھتے کیا ہو یہ اے جانِ جہان
جسکا تھا دل مین تمہارے ارمان
کسطرح پھر مین جاتی ہو جان

دیکھئے سیر چلے آئیے گا

گر پڑے اشک جو نبکر اولے
جبکہ اندوہ کے دفتر کھولے
ہنس کے فرمایا کہ اچھا رو لے
سنکے حالِ شبِ فرقت بولے
کیجیے کچھ اور بھی فرمائیے گا

روز کل کل ہی کہ کل آئیے گا
آجکل ڈھنگ تمھارا ہی بنا
کون سی کل ہی یقین ہو جسکا
کل گئی آج ہی کل کا وعدا
جیسے کل آئے تھے کل آئیے گا

نہ ہلاہل کو پئین جب سے ہی
کس طرح رات کٹے گی ہی ہی
کوئی مرجانے کی رکھتے نہین شی
دیکھیے جان پہ کیا بنتی ہی
آپ تو اٹھ کے چلے جائیے گا

پارسا بنکے جو آتے ہین آپ
ہمسے ظاہر یہ دکھاتے ہین آپ
اب کھلا جال مین لاتے ہین آپ
چھپ کے غیرون کو بلاتے ہین آپ
دیکھیے دیکھیے پچھتائیے گا

جو کہ مشتاقِ دعا ہوتے ہین
منھ سے اقرار سدا ہوتے ہین
کب وہ پابندِ حیا ہوتے ہین
ایسے بھی وعدہ وفا ہوتے ہین
ان بجا سچ ہی ضرور آئیے گا

بوسہ دین آپ اگر ہین شاہد
ہم ہین آزاد نہین کچھ زاہد
پھر نہ مانین گے خدا ہی شاہد
جیتے جی ہو جیے واحد شاہد
کچھ قیامت مین نہ کام آئیے گا

کس لیے گنتے ہو گھڑیان چھ سات
جی مین چل دینے کی سوچے ہو گھات
جانتے ہین کہ بہت کم ہی رات
ہم وہ ہین دلکی سمجھتے ہین بات
آپ کچھ منھ سے نہ فرمائیے گا

خیر بہتر ہوا ایسا نہ سہی
ہر سحر گردشِ پیمانہ سہی

دن ہو منظور تو اچھا نہ سہی
روز کے آنے کا وعدہ نہ سہی
چلتے پھرتے تو کبھی آئیے گا

دنون تمنے جو پرسش کم کی
گو کہ تکلیف تو ہو کچھ دم کی
آرزو ہو گلہ بہم کی
بات رہ جائے مریض غم کی
دو گھڑی بیٹھ کے اٹھ جائیے گا

جب پسند آئیگا چھپا کہنا
رونا ہوگا کبھی میرا کہنا
تنگ سمجھو گے یہ بیجا کہنا
بڑھ گئے ربط تو پھر کیا کہنا
لاکھ بار آئیگا جائیے گا

قتل خون گر جو نہ بہکے نکلی
چند دن تن مین جو رہ سکے نکلی
پھر بہت رنج یہ سہکے نکلی
روح قالب سے یہ کہکے نکلی
دل کسی اور سے بہلائیے گا

خون کس کس کا کریگی نہ یہ آنکھ
رنج کیونکر مجھے دیگی نہ یہ آنکھ
کیا مری جان کو لیگی نہ یہ آنکھ
پیٹھ موڑی تو رہیگی نہ یہ آنکھ
ایک کروٹ مین بدل جائیے گا

یہ تبسم آپکا حیران ہے یہ
دشمن جان و جگر ہان ہے یہ
دین ہے یہ تو نہ ایمان ہے یہ
ای خلیل افعی پیچان ہے یہ
زلف کو چھو کے خطا پائیے گا

استادان سخنور نے اس داستان حسرت و مصیبت کو اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ جب ارمان جادو جا چکی تاریک نے کہلا بھیجا افراسیاب نے طبل جنگی بجوایا اہل اسلام کو خبر ہو چکی مجبور ناچار طبل جنگی بجا گرپڑا اے اہل اسلام یہ طبل جنگی کا دن رحیل ہے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ خدا ہمارا کفیل ہے یہ افراسیاب مکار و حیل ہے وہ دغا سے بے عدیل ہے تیاریان ہوئین لشکر افراسیاب مین خوشی یہان کون سحر تیار کرے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ تاریک کے سامنے سحر و ساحری بیکار ہے نہ تیار ہے ملک الموت کا سامنا کس سے لڑین کس پہ سحر کرین بلا سے مبرم سے لڑائی سحر کی رعنائی زیبائی ہو چکی اب اپنے پہ ہو گا

کو یاد کرتے یا دوغریبان وداد رس بیکسان سے فریاد کرو وہی بچائیگا عمرو دیوانہ وار وحشی مثال نکرد ورس
تار یک شکل کشش مین مارا مارا پھرتا ہی قران و برق وغیرہ بھی اسی تدبیر مین مصروف ہین یہ انتظام
انہین کی رائے پر موقوف ہین عمرو کبھی مغرب کبھی مشرق کبھی جنوب کبھی شمال وہ شب تیرہ و تاریک
خوف بدعت تاریک مین کٹی حیران ہو کیا کرون زمین سخت آسمان دور انسان ضعیف البنیان ناچار و مجبور
اسی ہنگامہ مین چار پہر رات بسر ہوئی جلاد مہر تابان نے لباس خونی زیب جسم کیا خنجر شعاع ہاتھ مین لیا میدان
چرخ نیلی مین مصروف جنگ ہوا لشکر جانبین میدان کارزار مین آئے افراسیاب بے ایمان بصد عظمت و شان
میدان کارزار مین آیا لشکر جانبین کے جمے صفین آراستہ ہوئین تاریک ملعونہ نے سر دھون سے
نکالا تیلے دونون میدان مین تہل رہے ہین ناگاہ تیلہ تاریک کا میدان مین آیا نعرہ کوہ شگاف کیا
ای ملکہ مہرخ ہیبو کسیکو اب تک تم سب نے طور مصافہ کا نہ کیا اب آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہو جیسے ہی تیلے
نے نعرہ کیا ملکہ مخمور رنجور نے طاؤس اپنا بڑھایا مخمور کا نکلنا لشکر مین ہنگامہ ہوا او صاحبو ملکہ مخمور
جاتی ہین بہار و باغبان و رعد و برق وغیرہ دوڑ پڑے کہا ای مخمور ہم تم ساتھ مرینگے مرگ انبوہ
جشنے دار د اسوقت مصیبت مین ساتھ نہ چھوڑو ہماری محبت سے منھ نہ موڑو ہم سب آمادہ مرگ و مہیائے
قضا ہین کسیکو زندگی درکار نہین ہی اگر تمہاری خوشی ہی ہم سب ملکر ابھی جا پڑین لڑ بھڑ کر جان دین ملکہ مخمور
نے کہا آپ سب صاحبون کو خدا سلامت رکھے آپ سب صاحب جانباز و سرفروش ہین اب اس کنیز کو
رو کیے جانے دیجیے عمرو نے جو سنا کہ مخمور جاتی ہی بیقرار ہو کر اپنے کو ظاہر کیا آ کے مخمور سے لپٹ
گیا کہا ای مخمور کیا غضب کرتی ہو مین تدبیرین کر رہا ہون خدا چاہے گا تو کوئی سامان پیدا ہو گا اور سردار
ہین وہ مقابلہ کرینگے جیبر پھاڑ کے کھا جائیگا تاریک سے عہد کر چکا ہون تین دن سے دس آدمی روز
اُس مردار خوار کو پہونچتے ہین مشرق و مغرب مین اپنے کو پہونچاتا ہون تاجر ڈھونڈھتے بردے خریدے
اسیواسطے کہ جو سردار ہمارا گرفتار ہو اُسکو وہ قید کرے قتل نکر سکے مخمور نے کہا خواجہ قید کیا تو کیا
جیبر پھاڑ کر کھا گئی تو کیا اب موت آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی فراق مین نور الدہر کے زندگی
سے بیزار ہون موت کی امیدوار ہون بموجب مضمون ان اشعار عبرت آثار کے آٹھ پہر یہی درد
ہی صفحہ قلب پر یہ مضمون مرقوم ہی جان اسکے ہاتھ سے نہ بچیگی بخوبی معلوم ہی اسیر غالب آتا
غرض کہ رو رو کر ملکہ مخمور نے یہ اشعار پڑھے نظم

ماتیم دگریہ کہ بطوفان مصاحب است
دست الم بچاک گریبان مصاحب است
خواہی حریر بسترو یا خواہ بوریا
عاشق ہمیشہ بے سروسامان مصاحب است
مخفی ز سوز آتش عشق تو سالہاست
مژگان دیدہ کہ بہ جان مصاحب است
بلبل ہزار نالہ و زاری کہ بے نوا
پہلوے بخت با مغیلان مصاحب است
نازم بہ صبر و حوصلہ دل کہ عمر ہاست
با من ہمین دو دیدہ گریان مصاحب است
مجنون صفت ز دوری وصل تو دور نیست
مرغ و لم بزلف پریشان مصاحب است
زاد رہی بساز ببابد براہ عشق
در تنگناے سینہ بافغان مصاحب است

خواجہ عمرو یہ باتین سنکے مخمور کی بے اختیار رونے لگے ہرچند سب نے سمجھایا مخمور نے نہ مانا جسوقت مخمور لشکر سے نکل کر چلی صاف ثابت تھا کہ جوان کا جنازہ جاتا ہی ہر سمت شور گریہ و زاری بلند ہر زن و مرد درد مند مخمور جھومتی ہوئی طرف میدان کارزار کے چلی بہار کا نگاہ یاس سے دیکھنا دوڑ دوڑ کر لپٹ جاتی ہی مخمور نے کہا ای بہار اب صبر کرو انشاء اللہ اگر زندہ ہین تو ملینگے ورنہ عدم مین ملاقات ہوگی بہار نے آہ کھینچی کہا ہم تم ایکحال مین **نظم**

کاش مرجاتے کسی کوچے مین ہم فرقت نصیب
تھا بہت مشتاق ان چالونکا اک آفت نصیب
شکر کر ای دل کسے ملتا ہی داغ عشق و دست
دل ملا حرمان نصیب آنکھین ملین حسرت نصیب
تفرقہ پردازیونکی داد دینے کو تجھے
فخر کی جا ہی کسے ہوتی ہی یہ دولت نصیب
پوچھتے کیا نام ہو سودائی گیسو کا تم
یہ بھی دور افتادہ تم بھی نارسا فرقت نصیب
یاد تو کرتا کوئی لیکن کبھی جنت نصیب
واہ ری تقدیر اسکی یار جسکو رنج دے
خوش نصیبونکو ہوا کرتی ہی یہ دولت نصیب
شر کی باتین اس سے دل کرتا ہی یارب خیر ہو
ای فلک کیا رنگ ہے تھے اک ہمین فرقت نصیب
کام اپنا کر چلا آئینہ آکر پیش یار
تیرہ بخت آشفتہ دل شوریدہ سر وحشت نصیب
شوق سے برپا کرین فتنے تری اٹکھیلیان
عاشقون مین بھی نکل آئینگے کچھ آفت نصیب
واے ناکامی یہ کہیئے عاشق ناکام کی
وصل مین بھی کچھ نہ آفت لائے یہ آفت نصیب
سامنے تو ہین کھڑے ہین بزم مین گو اس سے دور
ادر تو دیکھا کیا او دیدہ حسرت نصیب
نقش پاے یار خضر راہ کیا ہوگا جلال

مخمور و بہار خوب ملکر روئین دونون کو ہچکی لگ گئی اسوقت زمین کانپتی تھی کل اہل لشکر مین سکتہ کا عالم مخمور نے کہا ای بہار زیادہ نہ رولاؤ بس اب ہمکو رخصت کر دو یہ کہکر مخمور حیران و پریشان میدان کارزار مین آئی بہار روتی ہوئی پلٹ گئی جیسے ہی تیلے نے مخمور کو دیکھا تڑپ کر چلا اسوقت افراسیاب بھی بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان صبر نہو سکا بڑھکر پکار اٹھا ای مخمور بھاگ یہ ظالم آتا ہی مخمور نے کچھ جواب نہ دیا شیرانہ سینہ سپر کیا جیسے ہی تیلے نے گولہ مارا مخمور نے برق چمکائی گولہ کاٹا تاریک دھوئین سے سر نکالے دیکھ رہی ہی مخمور نیمچہ کھینچکر مثل برق جہندہ تیلے پر جا پڑی ہرچند اُسنے چاہا سنبھلون مخمور نے نہ سنبھلنے دیا قریب جاکر نیمچہ مارا تیلے کے دو ٹکڑے ہوے زمین پر گرا خون کا فوارہ جسم سے نکلا آواز آئی گشتی

مرا نام ہی غلام ملکہ تاریک تشکل کش ہو تاریک نے یہ جو دیکھا غصے مین کانپ گئی دوسرے تیلے کو اشارہ کیا وہ بیجا آتشیں شعلہ جو الہبرکا اس زور وشور سے مخمور پر جا پڑا مخمور کی آنکھ بند ہوگئی وار نہ کر سکی نیمچہ ہاتھ سے چھوٹ گیا بیہوش ہو کر گری تیلے نے اٹھا لیا لیکر طرف تاریک کے چلا عمرو کا کلیجہ پھٹ گیا بیقرار ہو کے دوڑا سامنے تاریک کے آکر کہا ادائی امان الکریم اذا وعد وفا جو فرمایا ہی اسیر کار بند ہو جیسے ملکہ مخمور کا قید کرنا مناسب ہی مین ابھی دس آدمی نوجوان لاتا ہون تاریک نے کہا خواجہ لئیے ہم اسکو قید کرتے ہین عمرو نے کہا ابھی حاضر کرتا ہون یہ کہکر مہتر قران کو آواز دی قران دس آدمی زنجیرون مین بندھے ہوے لایا تاریک کے حوالے کر دیے تاریک نے خوشی خوشی سر زنجیر کو تھام لیا مخمور کو اٹھا کر اُسی مکان دود مین ایک جانب پھینکدیا وہ جو آدمی پائے اُنکو لیکر کھانے لگی راہ گیرون کی جدا فہر مناتی ہی جب جی چاہا بیٹھے بیٹھے جا پڑی راہگیرون کو اٹھا لائی چیر پھاڑ کر کھا گئی شراب کے مٹکے بھرے ہوے رکھے ہین پی رہی ہی میخانے کے میخانے خالی کر دیے بعد گرفتاری مخمور کئی کنیزین اسکی نکلین وہ بھی اسی طرح گرفتار ہوئین تاریک نے اٹھا کے دھوین مین پھینکدیا شام کو اہل اسلام ناکام غم سرداران مین سر پر خاک اڑاتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے افراسیاب پلٹا آکر تخت پر بیٹھا ظاہر مین تو خوش ہی مگر باطن مین گرفتاری مخمور کا نہایت قلق خیال ہی کہ ایسا نہو کسی وقت خوراک ہو جائے مین تامل ہوا اُس محبوب مطلوب کو کھا جائے مین اسکا کیا کرونگا سر پیٹ پیٹ کے خاموش ہو جاؤنگا نہایت مشکل ہی اگر کچھ زبان ہلاؤن اہالیان طلسم بدنام کرین نہین بولتا تو کلیجے پہ چھریان پھرتی ہین غم مخمور مین سینے کو ہچکی لگی ساغر چشم پرآب ڈبڈبانے موجہ شراب کے خنجر چل رہے ہین میخانے مین بیٹیون کے کلیجے سے شعلے غم کے نکل رہے ہین میکدہ ماتم کدہ ساقی بیچے پر اُس پیر مغان کو عالم یاس ہو تلین سرنگون پڑی ہین درخت رز بیتاب اہل میکدہ بیخواب ہر مرتبہ افراسیاب قصد کرتا ہی تاریک سے جاکر مخمور کو مانگ لون کسی قیمے مین قید کرون لیکن ڈرتا ہی کہ انکے مزاج کے خلاف نہو ابھی دہر دور جاتا ہی طلسم نورافشان کو سٹانا ہی اب طریقہ یہ مقرر ہی کہ عمرو دس آدمی روز لاکر تاریک کو دیتا ہی یہ بلاے آدم آدم خوار خوشی خوشی لیکر کھاتی ہی مزے اڑاتی ہی لیکن تین سیدانداز تاریک نے اسطورے کمین چالیس سرداران نامی وگرامی گرفتار ہوے نیاز مند کا بیان مین بھی دستور یہی ہی کہ مضامین مکرر کو بیان کرنا اچھا نہین جانتا سامع و ناظرین پراگندہ نہون دہی صورت تحریر مین کی تاریک مذکور نے چالیس سردار گرفتار کیے عمرو نے ہر ایک کے بدلے دس آدمی دیے تاریک نے

انکو قید کیا ساتوین دن لشکر مین افراسیاب کے ہلڑ ہوا افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہی کمیدان
رسالدار اور بہت سے سپاہی کچھ سوار کچھ پیدل روتے پیٹتے سامنے افراسیاب کے آئے عرض کی اے شہنشاہ
ہوش ربا عجب طرح کا معرکہ ہی کسی نے کہا میرا بھائی کسی نے کہا بیٹا کسی نے کہا غلام کسی نے کہا میرا سائیس سودا
لینے کو بازار گئے اب انکا پتا نہین ملتا ہر طرف تلاش کرتے پھرتے ہین حیران ہین کہ کیا کرین کہان تلاش
کرین کہان جائین کس سے پوچھین بازار تک جانیکا پتا ملتا ہی نہین معلوم زمین کھا گئی یا آسمان سے
برق گری اب تو افراسیاب خائف ہوا کہ کہین دائی امان نے نہ کھا لیا ہو اُن سب کو تسکین دی کہا اپنے
اپنے مقام پر بیٹھو ما بدولت تدبیر کرتے ہین شکار وغیرہ کھیلنے چلے گئے ہونگے مین بلوا دونگا یہ کہکے اُن سب کو
رخصت کیا حیرت نے پوچھا اے شہنشاہ مین نے شمار کیا کئی سو آدمیون کا پتا نہین ملتا یہ کیا غضب ہو گیا
ہی افراسیاب نے کہا اے حیرت مین اپنی زبان سے کیا کہون دائی امان کے پیٹ مین آگ لگے مشعل کے
مقدمہ مین بدنام ہو چکا ہون یہ اب دوسری آفت ہی اگر کہین ظاہر ہو جائے سارا لشکر مجھسے بگڑے نوکری
چھوڑ دین لاکھ مین عاقل و کامل ہون لیکن تنہا کیسے سلطنت کرون جماعت کی کرامت ہی دائی امان کی
شامت ہی جا کے پوچھتا ہون عرض کرونگا اے ساحری دس آدمی روز عمرو دیتا ہی اسپر اکتفا کرو
ادھر کے آدمی نہ کھاؤ میرے لشکر کے کئی سو آدمی کم ہو گئے تمنے تو نہین کھا لیے حیرت نے کہا اے شہنشاہ
جلد جائیے اگر یہ برس دو برس رہینگی تو کیا غضب ہوگا آدمی کہین نام کو نہ باقی رہینگے فتح و شکست دونون
برابر ہی یہ خبر سنکر دل بیقرار و مضطر ہی افراسیاب اُٹھکر دروازے پر تاریک کے آیا دیکھا دو پتلے ٹہل
رہے ہین ایک پتلہ مخمور نے مارا تھا دوسرا اسنے پھر بنا لیا افراسیاب نے عرض کرائی تاریک نے بلا لیا
افراسیاب نے سب کیفیت بیان کی کہ دائی امان اسی ہفتے عشرے مین کئی سو آدمی میرے لشکر سے
غائب ہو گئے تم رات کو جا کر تو نہین پکڑ لاتی ہو تاریک نے کہا افراسیاب تیرے سر کی قسم مین بھوکی
بیٹھی رہتی ہون جفا سہتی ہو تیرے لشکر مین آجتک نہین گئی اسیواسطے مین نے اپنے رہنے کا مکان الگ
بنا لیا راہ گیر کوئی بھٹکا ہوا نکل آتا ہی تو دل نہین مانتا جا پڑتی ہون علاوہ ازین تمہاری میری عمرو سے
مقرر ہی کیا تو جوان آدمی لاتا ہی دل مزے اٹھاتا ہی بلکہ تو جو بھیجتا تھا بڈھے ضعیف ڈانگر سا مگر جبدن سے
عمرو سے معاملہ ہو گیا مزے سے گذرتی ہی افراسیاب نے کہا دائی امان پھر میرے کئی سو جوان کیا ہوئے
تاریک نے کہا میری بلاپش جانے کیا مین تمام دنیا کی وقائع نگار ہون تو بادشاہ ہی دریافت کرا اپنے

لشکر کی خبر لے مین گوشہ نشین ہون ان باتون سے کیا کام ابھی سالہا سال مقابلے پڑینگے طلسم نور افشان
مین چلکر قیامتین برپا کرونگی تب ان وجمشید کو کھاؤن گی پھر کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر جاؤنگی فرزند حمزہ پروردہ
مہد بانو نعم اُنپر ہتھے پڑینگے اور ملک وہان بہت ہین باختر ایسا شہر جسمین بے حساب آدمی بستے ہین یا ملک
ترکستان مین بڑے بڑے قد کے جوان ہوتے ہین سفر مین جنگلی آدمی بہت ملینگے اب مین تجھکو تکلیف ندونگی مشقت
کرکے کھاؤنگی **افراسیاب** نے سر جھکا لیا لشکر مین آیا بوقت سحر تخت پر بیٹھا اک سپاہی روتا پیٹتا سامنے آیا
کہا شہنشاہ طلسم ہوش ربا کی دہائی ہے میرا جوان بیٹا کیسا عمدہ سپاہی تھا جب لڑائی پڑی مسلمانون کو قتل کیا
مکر و حیلے مین طاق علم افسون مین شہرہ آفاق پشت لشکر مسلمانان پر جا پڑتا تھا چھپکے اُسنے سیکڑون کو مارا
رات سے غائب ہوگیا نہین معلوم اسپر کیا معرکہ گذرا رات سے غلام سویا نہین آب و دانہ حرام ہے اپنے غلام
کے لیے فکر کیجیے لشکر مین کوئی اسکا دشمن نہ تھا راہ مین کوئی رہزن نہ تھا کون مار آستین گرگ بغل آیا میرے
فرزند کو اٹھا کر لیگیا مجھے داغ دے گیا ایک صراف دوکاندار دوڑا ہوا آیا کہا اے شہنشاہ پندرہ سولہ برس کا
میرا لڑکا جاتا تھا راہ سے غائب ہوگیا رات سے اُسکی مان روتی پھرتی ہے کہان جاکے تلاش کرون اپنی
مصیبت کس سے کہون ایک اور بقال آیا اسنے کہا بھائی میرا غائب ہوا آب و دانہ سے غلام تائب ہوا
چند افسر بھی اُٹھے روتے پیٹتے سامنے **افراسیاب** کے سر دے مارے سبنے کہا شہنشاہ ہمارے عزیزون
کا پتا نہ ملیگا تو ہم نوکری چھوڑ دینگے گلے کاٹ کے مر جائینگے **مشعل** حرامزادہ آیا اُسنے سبکو کہا کیا جل دیے ہین
پر آدمیون کے دھبا لگایا دائی امان صاحب آپکی یہ قیامت برپا کر رہی ہین اپنا زور دکھاتی ہین رات کو آکر
کھا جاتی ہین **افراسیاب** نے کہا مین نے دائی امان سے پوچھا تھا وہ قسمین کھاتی ہین کہ یہ عمرو دس
آدمی دیتا ہے انھین پر اکتفا کرتی ہون بلکہ بھوکون مرتی ہون **صرصر** بھی اسوقت حاضر ہے یکایک ہنس پڑی
کہا کیون نہوا **افراسیاب** نے کہا کیون **صرصر** کیا تجھے ان لوگون کا حال معلوم ہے صرصر نے کہا شہنشاہ
ایک بات میری سمجھ مین آئی ہے **سامری وجمشید** جھوٹ نہ بلوائین کیا عجب ہے کہ یہی بات ہو **افراسیاب**
نے کہا کیا بات ہے صرصر نے کہا جلدی کہنا مناسب نہین ہے مین کان مین عرض کرونگی **افراسیاب** نے کان
جھکایا صرصر نے کہا اے شہنشاہ مین بہت حیران تھی کہ **عمرو** نے دس آدمی روز دینے کو کہے ہین اہل اسلام
مین یہ دستور نہین ہے کہ کسیکو حقیر ذلیل جانین سبکا مرتبہ برابر ہے ایک اپنے خدمتگار کو بھی آزار پہنچانا
نہین چاہتے ہین یہی باعث ہے کہ اُنکے نام پر جان دیتے ہین کیا عجب ہے کہ عیار آکر آپ کے لشکر سے دس

آدمی زور پکڑ لیجاتے ہون انکی صورت بدل کے پاس ملکہ تاریک لیجاتے ہون افراسیاب بھی سنکے گھبرا گیا کہا کیونکر امتحان کرون کہا ابھی مہتر قران رسیون مین باندھکر دس آدمی لایا تھا دائی امان نے ابھی کھائے ہونگے افراسیاب اُٹھا صرصر بھی چلی سب سردار افراسیاب کے حیران کہ صرصر افراسیاب کو کہان لیے جاتی ہو افراسیاب غصے مین بھرا ہوا صرصر سرگوشی کر رہی ہو جنکے عزیز واقارب غائب ہوئے ہین وہ روتے پیٹتے ہمراہ ہین ہر چند افراسیاب کہتا ہو تم لوگ ٹھہرو مین دریافت کرنے جاتا ہون ابھی واپس آتا ہون وہ لوگ نہین مانتے افراسیاب تنگ غصے مین آمادہ جنگ کسیکو جھڑک دیا کسیکو گھڑکا قریب قصر تاریک پہونچا اسوقت تاریک دھوین سے سر نکالے شراب پی رہی ہو دس آدمی جو ابھی آئے تھے انہین سے چار کو چیر پھاڑ کر کھا چکی ہو باقی جو بیٹھے ہین غین غین کر رہے ہین منھ سے بول نہین سکتے منھ کھول کے رہجاتے ہین کبھی گھبراتے ہین صرصر نے کہا دیکھیے شہنشاہ علامت ظاہر ہو باقی ماندہ بول نہین سکتے دیکھیے گلے انکے پھولے ہوئے ہین عیارون نے شاید گلون مین گینہ ٹھونس دیے ہین آپ دائی امان کو منع کیجیے پڑھکر انکے گلون سے گینہ نکالیے منھ دھلوائیے اپنا حال مفصل کہین ابھی کھلجائیگا افراسیاب دوڑ کے قریب آیا ایک کے گلے سے گینہ نکالا جیسے ہی اسکے گلے سے گینہ نکلا اسنے پکار کر آواز دی اے شہنشاہ دہائی ہو یہ غلام آپ کے کیوان کا بھائی ہو وہ کیدان بیقرار ہو کے دوڑا بھائی بھائی کہکے لپٹ گیا لیکن کہتا تھا اے میرے بھائی تو تو گورا تھا کالا کیونکر ہو گیا صرصر نے کہا ارے منھ دھلاؤ جیسے ہی منھ دھلایا اور کہا حقیقت مین لشکر کا رہنے والا کسیکا بہنوئی کسیکا سالا تھا ان پانچون کے بھی منھ دھلائے اب تو ہلڑ ہوا کسیکا بھائی کسیکا بیٹا سب پیٹنے لگے غل ہوا دہائی ہو سامری و جمشید کی جب بادشاہ ہمارا ہمکو قتل کرتا ہو تو کون بچائے داد ابھی بی دائی امان ہین خاک انکے منھ مین ہمارے بال بچون کو کھا گئین اب اس طلسم مین بڑی بدعت شروع ہوئی نوکریان چھوڑ دینگے بھیک مانگ کھائینگے ایسے ظالم کے دروازے پر نہ آئینگے یہ بدعت عمرو کی محبت ولیاقت دیکھو خوب گوشت خر دندان سگ کر گیا اسکا قول ہو جسطرح ساحر ملے اسکو مار دے یہ بھی اسنے خوب تدبیر کی اپنے سردار بچا کے ساحرون کو کھلا دیا کھانے والی بیخوف کھا گئین ڈکار بھی نہ لی افراسیاب بھی گھبرا گیا سارے لشکر مین غل ہوا تاریک نے کہا اے مجھکو تو سمجھا یہ کیا سحر کیا ہو میری تمہاری مین خلل ڈالا مین تو ہاری الٹو گی جیتی میرا ابھی پیٹ نہین بھرا یہ جو سامنے کھڑے ہین انکو چیر پھاڑ کر کھا ڈونگی افراسیاب نے ڈانٹکر کہا سب کے بدلے تجھکو کھا جائیے آپ تو ہر وقت نشے

ہیں جو رہتی ہیں کچھ نیک و بد نہیں سمجھتیں عمرو آپ سے دس آدمی روز کا وعدہ کر گیا تھا میرے لشکر کے آدمی پکڑ کے اسنے حوالے کیے سارا لشکر فریادی ہے سراسر آپکی جلادی ہے آپ کے تشریف لانے سے یہ مجھکو نفع ملا سب سرداران لشکر اپنی زندگی سے بیزار۔ اپنے فرزندون کے سوگوار ہین عمرو کو جب کچھ نہ بن پڑا تب اسنے یہ عیاری کی یون میرے لشکر کو برباد کیا یہ سمجھا کر افراسیاب نے تاریک سے کہا تاریک جھلائی کہا سار بان زادے نے میرے ساتھ عیاری کی تیرے ملازمون کو مین نے کھایا عمرو کی اب یہ مجال ہوئی بادولت کے ساتھ اب یہ گستاخی یہ کہکر اپنے مقام سے تاریک اُٹھی دیونی نے ڈکار لی لہنگے کو جھاڑتی ہوئی طرف لشکر اسلام کے چلی قضائے کار یہان عمرو اور جملہ عیار مہرخ سے کہہ رہے ہین کہ افراسیاب کے لشکر مین ہلڑ ہو گیا اب ہمکو آدمی نہین ملتے کئی سو تو پکڑ کے کھلا دیے لیکن اب حال کھلا چاہتا ہے کہ یکایک لشکر مین ہنگامہ ہوا فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی ملکہ مہرخ وغیرہ بارگاہ سے نکل آئین دیکھا تاریک لشکر پر آگری جسکو پکڑا جھپرا اٹا مار کر چیر ڈالا چبا نا شروع کیا پامال کرتی ہوئی آتی ہے اگر کسی خیمے کے قریب پہونچی طناب پکڑ کے ہکہ مارا خیمہ گر اکئی سو دب گئے جو کوئی زندہ بچ کے نکلا تاریک نے پکڑ کے چیر ڈالا تمام سردارون نے جو یہ قیامت برپا دیکھی برق لامع کڑک کر بلند ہوئی وہانسے تاریک پر گری تاریک روسیاہ کو خبر بھی نہوئی صرف ہاتھ ہلا دیا جیسے کوئی مچھر کو مارتا ہے سب سردار ملکے سحر کر رہے ہین لیکن تاریک پر تاثیر نہین ہوتی باغبان نے پڑھ پڑھ کے کیسے کیسے گیند مارے تاریک پر تاثیر نہین ہوتی برق تڑپ تڑپ کے گر رہی ہے رعد چیخین مارتا ہے خورشید نے آگ برسائی ملکہ مہرخ نے گولے فولادی قریب جا کر مارے جسم پر تاریک کے فولادی گولے پڑ رہے ہین اُف بھی نہین کرتی دریائے فوج مین شناوری کرتی ہوتی جاتی ہے ہزارون کو چیر پھاڑ کے پھینک دیا بارگاہین پامال صفین اجاڑ افراسیاب نے قصد کیا مین بھی جا پڑون تاریک نے آواز دی خبردار اے افراسیاب تو یہان نہ آنا آج مین ایک کو زندہ نچھوڑونگی دور سے تماشا دیکھ یہ کہکے بیچ لشکر مین ڈٹ گئی سب سردار دیکھ رہے ہین تاریک کے سحر کا عجیب طریقہ ہے نہ کوئی اسم سحر پڑھتی ہے نہ سنگریزے پھینکتی ہے پامال کر رہی ہے صفون کو الٹ دیا سحر کسیکا تاثیر نہین کرتا جب چارسو سردارون نے ملکر سحر کیے ایک بادو زخم جسم پر اوچھے اوچھے آگئے سر جھنڈا سا کھلا ہوا لہنگے کا دو نیلی کرتی پر لتھڑے خون کے جمے ہوئے شل ہلائے لپیٹ تڑپتی پھرتی ہے چشم زدن مین خون کے دریا بہ گئے جسکو نوجوان دیکھا چیر پھاڑ کر کھا گئی اگر ضعیف سامنے آئے تو اُنکو چیر کے پھینکدیا یا نیچے بیٹھ [illegible]

گلے کے پاس مُنھ لگا کے خون پی گئی جب ڈکار لیتی ہے دھوان مُنھ سے نکلتا ہے خونکا دریا بہہ رہا ہے لاشین صدہا
پھڑک رہی ہین مہرخ پہ جو نگاہ پڑی پکار کر آواز دی او مہرخ بہتر یہ ہے کہ عمرو کو پکڑ کر میرے حوالے کر اُسنے
میرے ساتھ عیاری کی ہے مین اہالیان لشکر سے شرمندہ ہون ایک کو زندہ نچھوڑونگی ساربان زادہ ملجاے
تو مین پلٹ جاؤن ہرچند کہ پیٹ نہین بھرا صرف گلہ گرم ہوا ہے مہرخ نے پکار کر جواب دیا ہے بلکہ تاریک ہمارا
عمرو پر کیا اختیار ہے آپکو آتے دیکھا وہ بھاگ گیا خدمت مین اپنے آقا کی چلا گیا ہوگا آپ کے نام سے بہت
ڈرتا ہے اسکو تلاش کیجیے دار پہ کھنچیے ہمین کیا عذر ہے ہمپر ناحق غصہ کیا اسطرح میدان کارزار مین مقابلہ کیجیے
تاریک نے کہا او چھوکری میرے ساتھ فقرہ کرتی ہے بات بنانے پر مرتی ہے نگوڑے عمرو کو مین نے
سرفراز کیا اپنا مصاحب بنایا اسنے میرے اوپر عیاری کی یہ کہکر پھر لڑکر گری دو چار سَو کو پامال کیا بارگاہ ملکہ
مہرخ کو پھونک دیا جب مُنھ سے اُف کرتی ہے شعلہ ہاے آتش نکلتے ہین نخل تمنا کافوری جلتے ہین آخر کو ملکہ
مہرخ کا پانون اُٹھا ساحرون نے خوب خوب سحر کیے جب دیکھا سحر تاثیر نہین کرتا بھاگے آخر کو یہ راے ہوئی
کہ نکل چلو اس بلاے روزگار سے جان بچاؤ کسی درۂ کوہ مین جا کر چھپ رہین اب قیام نہین جمتا لشکر نہین
تھمتا پروردگار کوئی سامان غیب سے ظاہر کرے گا جیتے بیٹھتے سب بھاگے جاتے ہین لیکن تاریک پیچھا
نہین چھوڑتی افراسیاب قریب تخت حیرت کھڑا ہوا تباہی لشکر مسلمانان پہ ہنس رہا ہے کہتا ہے اب
کوئی دائی امان سے مقابلہ نہین کرتا میان باغبان باغی ہوئے تھے اسوقت بھاگے جاتے ہین پہلے
کیا سمجھ کے کانٹون مین اُلجھے کل لشکر ذلیل و خوار ہوا دائی امان کے سامنے سبکا سحر بیکار ہوا اب آج
کوئی زندہ نہ بچے گا کیون ملکہ حیرت تمنے آج سحر دائی امان کا دیکھا کوئی جواب نہین دے سکتا یہ طریقے سحر
ساحری و جمشید کے ہین دائی امان سب پر قادر ہین حال فنون سحرہاے کلان انپر ظاہر ہین القاب
سامری کی حافظ بندگان جمشید کی محافظ لیکن کیا باغ بحران پامال ہوا جب مین چاہتا اسطرح تباہ
کر دیتا قصد تھا ان سبکو قید کرون میرے مطیع ہون اسطرح طلسم مین بسین عمرو نے عیاری کر کے غضب کیا
افراسیاب یہ باتین کر رہا تھا حیرت کف افسوس مل رہی ہے کہ صرصر سامنے سے دوڑی ہوئی آئی کہا
اے شہنشاہ اک خوشخبری آپکو سناؤن مہرخ و بہار کے مرنے سے لڑائی کا خاتمہ ہوگا طلسم کشا اور لشکر جمع
کر کے لڑے گا مین نے جو دیکھا مسلمانون نے آمد تاریک سنکر اک انتظام کیا ہے اسد غازی کو بلا کر
لشکر سے الگ کر دیا ہے لشکر سے دو کوس الگ اک بارگاہ استادہ کرائی اسد اسی بارگاہ مین رہتا ہے جیسے

صاحب مقرر کردیے وہ خدمت مین حاضر رہتے ہین اسکے سوا یا دو تین ہفتے کے بعد جستجوے لوح کرینگے
مین نے دریافت کیا وہ سامنے دو کوس پر جو خیمہ استادہ ہے اسی مین اسد نامدار مصروف مے کشی ہو اونکو بای
کی اپنی خبر نہین کی ورنہ وہ صاحب جرات و شوکت تلوار کھینچکر مقابلے مین تاریک کے نکل آتا سب
سردار کیا راسخ الاعتقاد ہین ان سبکو فنون خیر خواہی یاد ہین اپنی جان دیتے ہین لیکن طلسم کشا کو بچایا
ملکہ تاریک سے اتنا خبر کردیجیے کہ مہرخ و بہار کو بھگا کر اس خیمے پر جا پڑین خیمے مین گھسکر اسد نامدار کو
کھا جائین شیر کو کھائینگی پیٹ بھی بھر جائیگا آپکا بھی قلب تسکین پائیگا یہ سنکر افراسیاب خوش ہوگیا
ایک پرچے پر یہ سب مضمون لکھا ہوا پر اڑا دیا تاریک جس مقام پر لڑ رہی تھی جھپٹ جھپٹ کے جاتی
تھی اہل اسلام مین صداے فریاد و الغیاث بلند ہر چند جانتے ہین کہ سحر تاثیر نہین کرتا لیکن جانبازی سے
ہاتھ نہین اٹھاتے دس قدم بھاگے پھر پلٹ پڑے تاریک سے جاکر لڑے ہزار دو ہزار قتل ہوئے پھر بھاگے
اسطرح پر آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہین سب جانباز و سرفروش جرات کے جوش یہی چاہتے ہین میدان کارزار
سے نہ ہٹین جان دین شرف آخرت حاصل کرین مگر تاریک پر زور نہین چلتا ناچار ہو جاتے ہین اپنی
بیکسی پر روتے ہین ناگاہ گود مین تاریک کے آکر وہ پرچہ گرا تاریک نے وہ پرچہ پڑھا افراسیاب
نے لکھا تھا دائی امان لشکر اسلام سے نکل کر فلان جنگل مین جو جھیل ہے اسی مین وہ طلسم کشا صاحب بیدار
ہو یہ سنکر تاریک خوش ہوگئی خوب قہقہہ مارکر ہنسی لوگ حیران کہ خدا خیر کرے لڑائی مین ہنسنا کیسا اگر
تاریک نعرہ کرکے بڑھی دو تین سحر کیے کچھ سنگریزے پھینکے منہ سے دھوان چھوڑا تمام صحرا تاریک
ہوا تاریک تو اسطرح بھاگی جاتی تھی یا طرف خیمہ اسد کے متوجہ ہوئی مہرخ و بہار وغیرہ یاد بھاگے
جاتے تھے یا پلٹے غل مچانے لگے او مکارہ ادھر کہان جاتی ہے شاہزادہ شکیل وغیرہ دو تین حاضر باشی
دربارگاہ اسد موجود تھے تاریک کو جو آتے دیکھا ہوش اڑ گئے ادھر سے مہرخ وغیرہ نے بڑھکر
کہے شکیل وغیرہ تلوارین کھینچکر دوڑے لیکن یہ ملعونہ ہے کہ سحر تیر تفنگ تلوار کچھ تاثیر نہین کرتا کئی جوان
جیداری کرکے برابر پہونچے تلوار کا ہاتھ مارا اسنے کلائی پکڑ لی تلوار چھین لی ایک طمانچہ مارا سر اڑ گیا یا
ٹانگین پکڑ کے چیر ڈالا ہڈیان چبا گئی دو چار کو کھا گئی بڑھکے دھوان منہ سے چھوڑا آگ برسائی لگی ہوا
نابینا ہوئے کچھ جلکر گرے خیمے کے دروازے پر کوئی باقی نہ رہا خادم خدمتگار جو ہمارے لیے دل بیقرار رہتے
ہو نے بھاگے کوئی جاکر جھیل مین گرا کوئی پتھرون سے سر ٹکرانے لگا ہر طرف سے غلغلہ ہمارے کہان جاتی ہو

ہم لوگون پر آا دھر نجا لیکن وہ کب سماعت کرتی ہی خیمے پر سناٹا پایا سردارون نے چڑھ چڑھ ڈھکے بہت سحر کیے بعض بیٹ رہے ہین ہائے غضب ہوا ہمارا اسد نامدار خیمے مین بیٹھا ہی اب یہ ملعونہ جا کر کھا جائیگی ہائے ہم کیا کرین ہم لوگ کا ٹیکے مرجاتے یہ مصیبت بلاخیز نہ دیکھتے اہ تاریک مکارہ غدارہ اس شیر نے تیرا کیا لیا ہی اس مضمون کو سمجھ لے بقول شاعر

نظم

کسی بیکس کو اے بیداد گر مارا تو کیا مارا — جو آپہی مر رہا ہو اُسکو گر مارا تو کیا مارا
نہ مارا آپ کو جو خاک ہو اکسیر ہو جاتا — اگر پارے کو اے اکسیر گر مارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا — نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا
خطا تو دلکی تھی قاتل بہت سی مار کھانے کی — تری زلفون نے مشکین باندھکر مارا تو کیا مارا
نہین وہ قول کا سچا ہمیشہ قول دے دیکر — جو اسنے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا
تفنگ و تیر تو ظاہر نہ تھا کچھ پاس قاتل کے — الٰہی بھر جو دلبر تاک کر مارا تو کیا مارا
ہنسی کے ساتھ یان روتا ہی مثل قلقل مینا — کسی نے قہقہہ اے بیخبر مارا تو کیا مارا
مرے آنسو ہمیشہ ہین برنگ لعل غرق خون — جو غوطہ آب مین تو نے گہر مارا تو کیا مارا
دل سنگین خسرو پر بھی حرب کوہکن پہونچا — اگر تیشہ سے کہسار پر مارا تو کیا مارا
گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نکرنے مین — اگر لاکھون برس سجدے مین سر مارا تو کیا مارا
دل بدخواہ مین تھا مار یا باچشم بد مین نے — فلک پر ذوق تیر آہ گر مارا تو کیا مارا

ہزارہا لوگ پیٹے چیخے غدر بھی کیا ڈرایا دھمکایا جھپٹ جھپٹ کے جانین دین تاریک روسیاہ نے ایک فریاد نہ سنی پردہ اٹھا کر اندر خیمے کے گھسی دیکھا مسند پر اسد نامدار بیٹھا ہی چہرہ آفتاب عالمتاب خود زرین سر پر سپر تلوار آگے رکھی ہوئی ہزارون پہلے ہی بھاگ گئے دو چار مصاحب بیٹھے تھے اسد نے جمال بہتیال کو دیکھکر تاریک نے اک قہقہہ مارا منہ سے دھوان چھوڑا جو لوگ گرد بیٹھے تھے نابینا ہو گئے گر اسد نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا قصد کیا اٹھے تاریک نے اک چیخ ماری کہا او ظالم تو نے میرے بچے کو بڑے آزار سے پہونچائے طلسم کشا بنکر بیٹھا ہی میرے نام سے آگاہ نہ تھا اس زور سے چیخ ماری کہ اسد نامدار بھی اُٹھتے اٹھتے گرا تاریک نے کمر مین ہاتھ ڈالکے اٹھالیا خیمے پر منہ سے انگارا چھوڑا خیمہ جلنے لگا اپا جو دور سے سردارون نے دیکھا اسد نامدار کو لیکر تاریک نکلی پکارتی ہوئی اے افراسیاب نے بھیجی

طلسم کشا ہے مین اسکو کھائے جاتی ہون کیا خوبصورت جوان ہے نہایت مزا ملیگا غنچہ آرزو کھلے گا شیر کو کھا جاؤن بڑا مزا اٹھاؤن سب سرداورن نے جو دیکھا کہ اسد کو لیے جاتی ہے چیختے پیٹتے دوڑے لیکن تاریک اسد کو لیکر کسی جانب متوجہ نہوئی شلنگین لگاتی ہوئی طرف اپنے قصر کے چلی عقب مین سردار پیٹتے ہوئے دوڑے دور سے گولے بھی مارتے ہین للکارتے ہین او بجیا ہمکو کھا جا اس شیر کو چھوڑ دے تاریک قریب دھوین کے پہونچی دونون ٹانگین پکڑ کے اسد کی چیر ڈالین کر کر ہڈیان چبانے لگی یا تو عمرو درہ کوہ مین کھڑا تھا بیتاب ہو کے درہ کوہ سے نکل آیا عیار قران و چالاک یا تو اپنی جانین بچا بچا کر چھپے تھے یا بیقرار ہو کر دوڑے عمرو نے پکار کر آواز دی لو یارو وقت مرگ ہمارا آ گیا اب یارو مین تامل نکرون گا جان تک ہو سکیگا عذر ڈال دونگا ہائے میرے شیر کو چیر پھاڑ کر کھا گئی اپنے آقائے نامدار کو کیا منہہ دکھاؤنگا افسوس صد ہزار افسوس نظم

کاروان عمر رفت و نقش پائے بر نخاست
از درای ناقۂ ہستی صدائے بر نخاست
فتنہ ننہاد پائے خویش جائے بر زمین

کز برائے دردمندانت بلائے بر نخاست
روزگارم از پے محمل بگمراہی گذشت
در بیابان تمنا رہنمائے بر نخاست

شد جہان کوتہ زبان ہمت از اہل کرم
بر سر خوان مروت را صلائے بر نخاست
شد خزان فصل بہار عمر در شاخ گل

یکشب از مرغ نشاط من نوائے بر نخاست
تیشہ بر سنگی نزد فرہاد بر کہسار عشق
کز میان سنگ آہ مبتلائے بر نخاست

آہ مخفی سوخت عالم را ولیکن آشکار
در جہان از گریۂ من دودی زجائے بر نخاست
اسوقت لشکر اسلام مین چہار جانب

شور گریہ وزاری بلند ہے صدہا نے تلوارین کھینچین کہ اپنے گلے کاٹ ڈالین بعض کا قول ہے ستارہ پر چلکر سب لوٹ پڑو ہمکو بھی کھا جائے مثل نقش قدم مٹجائین نظم

جو کھائے یہ داغ شعلہ زا کیا خاک جیسے
جو زیست سے جلتا ہو بھلا خاک جیسے
ہوتے جاتے ہین خاک اجزائے وجود

رنجند جو یون جیسے تو کیا خاک جیسے
چھپون عیار جملہ سردار خاک اڑاتے بلبلاتے ہوئے ہر شخص یہی چاہتا ہے

کہ ٹکر ٹکرا کر اپنی جان دے لیکن تاریک اُن دونون ٹکڑون کو کھا کر دھوئین کے اندر داخل ہو گئی یہ بھی نہ اسنے دیکھا کہ یہ لوگ کیون چیختے پیٹتے ہین دو تیلے واسطے پہرے کے دروازے پر کھڑے کر دیے کہدیا خبردار یہان کوئی نہ آنے دے دونون تیلے تیغے کھینچے ہوئے ٹہل رہے ہین آواز دی خبردار ادھر کوئی آنیکا قصد نکرے تمام سردار عیار بیقرار کھڑے پیٹ رہے ہین کہ ہنگامہ ہوا شاہزادیان ناموس اسد نامدار نکل آئین آگے آگے مہ جبین لشت پر ہزار ہا شاہزادیان وزیر زادیان دوہتڑ چلتا ہوا موئے مشکین زلف عنبرین کھولے ہوئے مہ جبین کے بیان پر کلیجے پھٹتے ہین پکارتی ہے یارو میرا وارث کہان ہے برائے خدا وہانتک مجھ کو پہونچا دو

معروضہ نہ دیا اس شہریار کی مجھے دکھا دو مجھسے صبر نہوگا مین تو کرلون وارث کی لاش تو دیکھون **نظم**

دفن نیچے زمین چمن وا مصیبتا
جو جور سے کرے نہ دشمن وا مصیبتا
دیتے تھے جو ہدتیں بھی جسے آرام دلیہ جان
ہے اسکی خاک وقفِ صحن وا مصیبتا
کیا اعتبار دہر کا عبرت کی جا ہے یہ

معدوم ہو وہ غنچہ دہن وا مصیبتا
جو عرض مہر تازگی سے ہو سرنگون
اُسکا غم ہلاک شدن وا مصیبتا
وہ خانہ باغ عیش محل جسکا نام تھا
عشرت سرا کبھی کبھی ماتم سرا ہے یہ

دے منکر و نکیر کو ناچار وہ جواب
اسیر جفائے چرخ کہن وا مصیبتا
پھولون کو جسکی بو نے ملایا تھا خاک مین
کہتے ہین اسکو بیت حزن وا مصیبتا
شاہزادیون نے مہ جبین کو سنبھالا

دوسری جانب سے وہ صدائے دردناک آئی کہ زمین تھرائی لالان خونقبا دختر خداوند داؤد بیتی ہوئی بارگاہ سے نکل آئی کہا اے فلک اول تو نے مجھکو یتیم کیا چاہنے والا باپ سر سے اُٹھ گیا اب وارث سے جدائی ہوئی مجھ کمبخت کو موت نہ آئی اپنی بدنصیبی سے حیران ہون میرا وارث کہان ہے مجھکو قریب اسکے پہونچاؤ سلطنت خاک مین ملی اب کون ہے کو شاہزادی کہیگا کوئی حال بھی نہ پوچھیگا **نظم**

کیا میرا سد راہ ہے سنگ مزار حیف
دیکھا کیے وہ میری طرف بار بار حیف
جو گلرخون کی قبر پہ جاتا نہ تھا کبھی
مایوس ہو گیا دل امیدوار حیف
یہ نیچیان بھی کاش اجل کی پسند ہو

چھائی کا تھر آگئی ہوا انتظار حیف
دم کی لگی نہ آتش یاقوت کو ہوا
چڑھتے ہین اُسکی گور پہ اب گل ہزار حیف
زندہ رہون مین اور وہ مرجائے ہم نفس
شیون کا غلغلہ مرے گھر سے بلند ہو

اے مرگ جسم لطف کہ حسرت سے مرتے دم
کیا خاک ہو گیا گہر آبدار حیف
اللہ مرگ کی بھی نہ بر آئی آرزو
کیا اعتبار ہستی بے اعتبار حیف
چہار جانب قیامت برپا ہے ہر خرد و

کلان ادنی و اعلی اس مصیبت مین مبتلا ہے ہر شخص چاہتا ہے ہم اپنی جان دے عدم مین جا کر آقا سے ملین عمرو نے گھبرا کر آواز دی یارو دیکھو تو یہ جوانامرگ ضرغام کہان ہے یہ قیامت برپا ہوئی اسکے کا تیر جون بھی نہین رینگی کیا میری جانثاری بمقدمہ آقائے نامدار اس بیمیا نے نہین سنی تمام عالم مین مشہور ہے کہ میرے آقا ملک مصر مین قید ہونے مین مردہ نیکے کنوین سے نکلا وہان اک نجومی قیامت کا تھا اُسنے یہ کلمہ کہا کہ یہ شخص مرا نہین ہے خانۂ حیات اسکا باقی ہے لوگ اُٹھا کر میرے مردے کو دربار مین عزیز مصر کے لیگئے وہ روغن مین نے لگایا تھا کہ جا بجا سے جسم شق مردے کی بو مگر اُس ستارہ شناس نے یہی کہا یہ سب مکر ہے اور میرے قریب آکر اُسنے کہا خواجہ عمرو اُٹھو مکر نہ کرو مین تمھاری لاش کے ٹکڑے کرکے دفن کراؤنگا زندہ کو مردہ بناؤنگا دل سے ہمنے کہا اُٹھنا کیسا مردے کہین اُٹھتے ہین اگر اُٹھین تو قیامت برپا کردین اس ملعون نجومی نے کہ اپنے فن مین

کامل تھا لوہے کی کیلین منگوائین پکار کر کہا خواجہ اب وہ تدبیر کرتا ہون کہ چیخ مار کر اٹھ بیٹھو گے مین نے
دلسے کہا یہ کیا بکتا ہی مردان عالم نے جو کیا وہ کیا اُس ملعون نے دسون انگلیون مین میری دس کیلین آہنی
ٹھکوائین مین نے سانس نہ لی تمام اہالیان دربار اس نجومی سے بگڑے کہ تو مردے پر بدعت کرتا ہی ہرچند مردہ
غیر مذہب ہی مگر جاے ادب ہی مردے پر کوئی بدعت نہین کرتا تمام جمعدار کمیدان بگڑے کہا لیجا کر اسے دفن
کراؤ بادشاہ نے کہا او ظالم یہ مردہ ہی اسنے نقشہ دیکھکر کہا ہرگز مین نہ مانونگا خانۂ حیات اسکا معمور ہی اور ایک
فعل کرونگا تابہ آہنی منگاؤ وہ نجومی بادشاہ کا وزیر اعظم تھا فوراً اسب سامان مہیا ہوگیا ایک من کوئلے مین اُسکو
گرم کیا اُس بیدرد نے جب دیکھا کہ مثل آتش ہوگیا سنسی سے اٹھا کر میرے سینے پر رکھدیا مگر اس حقیر کا دل ثابت
قدم رہا آہ نکی خاموش پڑے رہے دلسے یہ سوال تھا او خانہ خراب کیون تڑپتا ہی جو مردان عالم نے کیا وہ
کیا اس حرکت پر ستارہ شناس کی پوچھی بادشاہ نے پھاڑ ڈالی کہا او کمبخت مردے پر یہ بدعت کرتا ہی دم ستارہ شناس
کا بھرتا ہی یہ صدمۂ عظیم کسکی مجال ہی کہ اٹھا سکے اگر زندہ ہوتا چیخ مار کر اٹھ بیٹھتا نجومی نے منھ اپنا پیٹ لیا کہا ای
بادشاہ آپ نے نقشہ کیون چاک کر ڈالا اب بھی میرے دلکو یقین ہی لطور اسکے مذہب کے مین اسکو دفن کراؤنگا
قبر پر اسکی پہرہ مقرر کرونگا میری نجوم یہی خبر دیتی ہی کہ یہ زندہ ہی بادشاہ نے کہا اسکو لیجا نجومی نے چارپائی
اُٹھوائی کنارے دریا کے قنات استادہ کرائی مردہ لاکر تختے پر رکھا گیا میرا شہدہ واسطے نہلانے کے آیا اب
مین نے تنہائی پائی اٹھ بیٹھا لیکین ہاتھون سے نکالین چپکا ہو کے لیٹ رہا جب میان میرا نے آکر نہلانے کا
ارادہ کیا مین اُٹھ بیٹھا اور کہا بھائی ذرا اچھی طرح نہلاؤ مین پھر اکس ہون سارے گھر بھر کو تمھارے کھا جاؤنگا
آہ کر کے میرا بیہوش ہوگیا اُسکو مین نے اپنی صورت بنایا مین اسکی صورت بنکے باہر نکلا وزیر صاحب سے کہا
اس مردے کا نہلانا بہت دشوار ہی ہزار روپے منگوا لیے تو نہلاؤن بوجہ خوشامد اُسنے ہزار روپے منگوا دیے اور
کہا میرا اس مردے کی ہڈیان توڑ دینا مین نے عرض کی خداوند ایسی ایسی مردیان بہت نہلائی ہین یہ کہکے اندر گیا
اُسکو نہلایا کفنایا چارپائی پر لادکے چلا جہان ذرا میرا نے کروٹ لی اور مین نے پکار کر کہا کہ مین تیرے ساتھ
ہون جب وہ آنکھین کھولکے مجھکو اپنی صورت پر دیکھتا تھا آنکھین بند کر لیتا تھا جب تکیے پر پہونچے قبر کھدی
ہوئی تیار تھی وزیر نے کہا میرا انھین قبر مین بھی اس مردے کو اُتار دو جب مین نے قبر مین اُتارا تب اُسنے کہا
برمھر اکس صاحب کیا مجھکو اب دفن کر دوگے مین نے کہا نہین تم صاحب اہل و عیال ہو جب تکیے پر پہنیا لینا
کا ہلڑ ہو تب تم قبر سے نکلکر اپنے گھر کی طرف چلے جانا مین نے چند تختے لگا دیے باہر نکلکر کہا وزیر صاحب میری

دو باتین سن لیجیے کنارے چلیے مردہ کچھ کہتا ہی مین آپ کے کان مین کہونگا جب وہ کنارے آیا سر جھکایا مین نے
ایک دھول اُسکے سر پر دی سندل اتارتی وہ منھ کے بھل گرا مین نعرہ کرکے بھاگا لینا لینا کا ہلڑ ہوا سپاہ
ہیرا ابھی قبر سے نکلے کفن پہنے ہوئے اُسکو دیکھکر لوگ بھاگے غل ہوا مردہ آتا ہی ہیرا پر چہار طرف سے ڈھیلے پڑتے
تھے شہر کے دروازے بند ہو گئے ہیرا اپنے محلے مین پہونچا سب نے دروازے بند کر لیے کوٹھون پر سے لینا لینا
کرتے تھے ہیرا کے چار بیٹے تھے جوان جوان بڑے بہادر جورو بھی نوجوان دروازے بند کرکے اپنے کوٹھے
پر سے پکارتے تھے ابے مردے ادھر نہ آنا یہ بیچارہ کبھی جورو کو پکارتا تھا کبھی بیٹون سے کہتا تھا مین ہیرا
شہدا تمہارا باپ ہون وہ جواب دیتے تھے ہم تمہارے باپ کے باپ ہین کہان کا مردہ ہمارے گھر آیا ہی
جب اسنے بہت منتین کین اور پتے بتائے یہ بھی کہا کہ عمرو مجھکو مردہ بناکر چلا گیا اُس محلے کے جو پڑھے لکھے تھے
وہ دعائین پڑھتے نکلے تلوارین کھینچے ہوئے اسکے چارون بیٹون اور زوجہ کو سمجھایا بڑی مشکل مین ہیرا کو
گھر مین جانا ملا جورو کے پاس نہ سونے پایا بانس مین باندھکے کھانا دیا جاتا تھا کونے مین بیٹھا رہتا تھا
بیٹون کا حکم تھا باہر نجانا جورو کہتی تھی تو مجھکو ہاتھ نہ لگانا غرض اس بیان سے یہ ہی کہ آقاے نامدار کو
اتنی بڑی سختی اٹھاکر بچایا تفصیل اس عیاری کی نوشیروان نامہ مین موجود ہی اگر حیات مستعار باقی ہی ان
دفترون کو تحریر کیا اور نوبت طبع آئی تو ناظرین ملاحظہ فرمائینگے عمرو نے پکارکر کہا اس نامرد کو بلوا دیجیے
آقا کو مٹوا دیا اس بیحیا کو مین اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا اسد مارا جاے سیر کا بچہ ٹھنڈھا رہے لشکر مین ہلڑ ہی عمرو
نے خنجر کھینچا قران سے کہا او کالیے کھڑا دیکھ رہا ہی ضرغام کی مشکین باندھکر لا اسکو قتل کرون تو خود بھی جاکر
جان دون سب آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہین تاریک تو اندر دھوین کے چلی گئی ہی ہم لوگ جاکر تشکر
افراسیاب پر گرین ہر چند کہ افراسیاب ہمارے قتل کرنے سے مرے گا حیرت تو ماری گئی لشکر کی پامالی
پر تو قادر ہین ایک ہم مین کا مریگا دس کو قتل کریگا اکیلا افراسیاب عملداری کریگا قران و برق ضرغام کو
ڈھونڈھنے گئے کل لشکر اپنے ٹپاؤ پر جمع ہی دیکھا ضرغام صحرا کیطرف سے بھاگا ہوا آتا ہی جیسے ہی عمرو نے
ضرغام کو دیکھا کہا او بیحیا تو کہان تھا تیرے آقا کو تاریک جیر پھاڑ کھا گئی تجھکو کچھ افسوس نہین ہوا ہاے میرے
فرزند اسد شیر دل کو دفن و کفن بھی نصیب نہوا مین تجھکو بھی قتل کرونگا یا مشکین باندھکر پاس تاریک کے
پہونچاؤنگا وہ چیر پھاڑ کر کھا جاے میرا قلب تسکین پائے ہاے تو زندہ پھرتا ہی میری آنکھون مین خون اُتر آیا یہ کہکر
عمرو نے چاہا ضرغام کو خنجر مارے یا مشکین باندھے ضرغام نے پکارکر کہا قبلہ و کعبہ میری کیا خطا ہی مین واسطے

شکار رکے جنگل مین گیا اگر مین یہان ہوتا اپنی جان دیتا اُنکو کھا گئی مین کیا کرون میرا کیا اختیار ہی مین نے اس سے
کہا تھا کہ میرے آقا کو تو کھا لے جسطرح اُنکی موت تھی وہ ہوا عمرو اور زیادہ جھلایا کہا یہ کیا باتین بناتا ہی ضرغام
نے خواجہ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا قبلہ میری بات تو سنیے آپ تو میرے قتل پر آمادہ ہین میرے مرنے سے اسد
زندہ ہوجائینگے یہ کہکر عمرو کے کان مین کچھ کہدیا سبنے دیکھا یا تو عمرو رو رہا تھا یا خاموش ہوا مگر پکار کے کہا
صاحبو حقیقت مین سچ کہتا ہی مرضی پروردگار کی باغبان وغیرہ سبنے اسطرح کی باتین کین خیر اگر آقا ہمارا مارا گیا ہم
لڑینگے بدلا لینگے جو منظور پروردگار کو یہ داغ بھی دل پر اُٹھائینگے مہرخ نے مہ جبین وغیرہ کو کچھ چپکے سے سمجھا یا وہ
بھی کنیزون کو ساتھ لیکر داخل بارگاہ ہوئین مگر عمرو نے ایک نامہ مندرج جملہ حالات طرف کوکب کے روانہ
کیا ملحوظ خاطر ناظرین ہووہا ایان لشکر اسد غم اسد مین بیقرار افراسیاب نے سامان جشن کیا دھوم ہی کہ اسد مارا
گیا افراسیاب کو یہ بھی گمان ہی کہ میرے سردار آکر اطاعت کرینگے تاریک سے کہلا بھیجا دائی امان آپکی
خوراک مین روز مرہ پہونچاؤنگا سیخانہ عمدہ تیار ہی شراب بھی حاضر ہوگی ایک ہفتے کی مسلمانون کو مہلت دیجیے
رو پیٹ کر حاضر ہونگے اگر شرکت کرینگے تاریک نے اہل اسلام سے کہلا بھیجا کہ اب غم مین اسد کے رو پیٹ
پھر سمجھا جائیگا ایک ہفتے کی مہلت دی

دو کلمہ داستان لشکر کشی کرنا برہمن کا برائے مقابلہ ملکہ تاریک اور خبر پہونچنا افراسیاب کو اور نامہ لکھنا ہومان کو واسطے روکنے برہمن کے راہ مین عیاری صرصر و آمد کوکب اور زمین سے برآمد ہونا ملکہ اطلس گلگون پوس کا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا خمسہ

نہ تو گھر بھاتا ہی مجھکو نہ چمن ان روزون یہ جیب سی کچھ لگ گئی ہی اہل وطن ان روزون	مثل آئینہ ہون ششدر ہمہ تن ان روزون خامشی مجھکو ہوئی قفل دہن ان روزون
چھٹ گیا شغلۂ شعر و سخن ان روزون	
چہچہے سنکے مرے ہوتی تھی خاموش ہزار ہان مگر اب تو نیا مجھکو ہوا یہ آزار	زمزمے میرے تھے مرغان چمن کو دشوار گم ہوئی ہی مری گلبانگ سے راہ منقار
کیون نہون گرم فغان زاغ و زغن ان روزون	
ایسے جینے سے ہر انسان کو مرنیکی خوشی	میرے دشمن سے بھی حالت نہین دیکھی جاتی

پاؤن لٹکائے ہوئے قبر مین بیٹھا ہون ابھی | ناتوانی نے کیا مردہ مجھے جیتے جی
پیرہن تن پہ ہی مانند کفن ان روزون

ترے عاشق کو یہی وصل ہی مرغوب مرین | اور منظور یہی ہی بہر اسلوب مرین
واسطے اپنے ہی بس غم مین یہی خوب مرین | زیست سے تنگ دل ایسے ہین کہ اب ڈوب مرین
نظر آئے جو کوئی چاہ ذقن ان روزون

دل مین حسرت تو بہت اپنے بھری تھی ناسخ | گھر سے جانے کو نہین چاہتا ہی جی ناسخ
پر مجھے چپکے سے حیدرؑ نے خبر دی ناسخ | ہین جفائین جو یہی اہل وطن کی ناسخ
مجھسے چھٹتا نظر آتا ہی وطن ان روزون

کوکب قصر جمشیدی مین داخل ہی مگر نہایت پریشان ہرکارون سے خبرین سنین کہ تاریک نے قیامتین برپا کین چند سردار مارے گئے چند قید ہین اس تردد مین تھا کہ آسمان سے برق چمکی صرصر کی کنیز نے نامہ ہاتھ مین کوکب کے دیا دیکھا سرنامے پر مہر عمرو کی نامہ کھولا اول القاب تھا بعد اسکے کل کیفیت مرقوم تھی کہ اسقدر سردار مارے گئے اسقدر قید ہوئے اب ہم سب نوبت بجان و کارد براستخوان ہین فی الحال بڑی قیامت ہوئی تاریک بارگاہ اسد نامدار پر جا پڑی تھی خدا نے خیر کی ضرغام نے پہلے سے عیاری کی اسد کو درہ کوہ مین چھپا دیا ایک شخص غیر کو اسکی صورت بنا کے بٹھا دیا تھا تاریک اسکو چیر پھاڑ کے کھا گئی یہ مقدمہ راز ہونیا ہی کھلنے نہین پایا افراسیاب یہی جانتا ہی کہ طلسم کشا مارا گیا تمکو بھی یہ حال تحریر کیا ایک ہفتے کی تاریک نے مہلت دی آیندہ جو مرضی پروردگار باد ہم آنیکا قصد کر نا بران کو چھپانا جو کچھ ہمپر گذریگی جھیلینگے یہ مضمون پڑھکر بیقرار ہو گیا سر پیٹنے لگا فوراً اسلاح جنگ ذات پر آراستہ کیے حکم ہوا مرکب باد رفتار ہمارا تیار رہے ہم برائے مقابلہ تاریک جائینگے یہ سنکر قصر جمشیدی مین تلاطم ہوا بلور چہار دست لشکر تیار کرنے لگا قرنا ہوئی ساحرون مین کمر بندی ہونے لگی کوکب روشن ضمیر بصد جاہ و توقیر قصر جمشیدی سے اترا چاہتا تھا کہ پشت مرکب پر سوار ہون کہ آسمان پر برق چمکی کوکب نے دیکھا کہ برہمن مع جوانان صف شکن آکر پہونچا کوکب کے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان کیونکر ہوسکتا ہی غلام موجود ہون اور آپ برائے مقابلہ تاریک جائین یہ نہو سکیگا گھوڑے سے آپ اتر لیے آرام کیجیے غلام جائیگا مین اس سے مقابلہ کرونگا با قبال شہنشاہی و بتائید فیوض نامتناہی اس ملعونہ کو سزائے معقول دونگا ہزارہا بندگان خدا کا خون اسکی گردن پرہی

معاوضہ معقول ہوگا یا قضا لیے جاتی ہی آپ کو نہ جانے دونگا ہر چند کوکب نے کہا مگر برہمن نے نہ مانا کوکب
نے کہا ای برادر ہم تم ساتھ چلین برہمن نے کہا قاعدے کے خلاف ہی مالک اپنے مقام پر رہے جان نثار جاکر
مصروف جنگ ہون جب کچھ ضرورت ہو یہان سے مدد روانہ کیجیے راہ مین بھی غلام سے مقابلہ پڑینگے خراج
گذاران افراسیاب رہینگے منزل منزل کا حال تحریر کرونگا کوکب نے برہمن کو خلعت عنایت
فرمایا اور اپنی فوج کو حکم دیا ہمارے استاد کے ہمراہ جائین جانبازی و سرفروشی کرین برہمن بعد شوکت
و جرأت پشت مرکب باد رفتار پر سوار ہوا جمشید بن کوکب کو تخت نشین کیا بلور بعہدہ سپہ سالاری آگے
بڑھا علم ہائے زنگاری کے پھریرے کھلے نوبت نقارے بجتے ہوئے طرف تاریک کے روانہ ہوئے لیکن
بلور چہار دست کا یہ طریقہ تھا کہ دس کوس آگے بڑھجاتا تھا جو دیہات و قصبات ملے وہانکے رئیس کو
پیغام بھیجا کہ شہنشاہ کی اطاعت کرو جسنے اطاعت کی اُسکو پناہ دی ورنہ لڑ بھڑ کے قصبات کو پھونکدیا
رئیس کو قتل کیا اگر و سکہ نام پر کوکب کے جاری کرتا ہوا چلا جاتا ہی جب برہمن اس مقام پر آتے ہین
پاک و صاف پاتے ہین خارہائے کفر ہٹا دیے گل اسلام کی خوشبو ہی جب دس پانچ مقام برباد ہوئے زمینداران
نے عرضی خدمت مین افراسیاب کے روانہ کی افراسیاب بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ عرضی ان سبھون کی پہونچی
افراسیاب بہت بگڑا کہا اس برہمن بچے کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ مابدولت کے مقابلے مین آتا ہی یہ کہکر پیچ و
تاب کر اُٹھا وزرا امرا نے دامن تھام لیا عرض کی اگر حضور ادھر جائینگے یہان مقابلے مین کمی ہوگی مہرخ کی بارگاہ
مین صف ماتم اسد بھی ہی صبح و شام مین وہ لوگ پیغام صلح دیا چاہتے ہین یہان کسکو یہ اختیار ہی کہ جواب
و سوال کرے بدون حضور یہ جھگڑا رہجائیگا مقدمہ فیصل نپائیگا کسی اور حاکم زبردست کو تحریر فرمائیے وہ
برہمن کو روک لیگا افراسیاب کو یہ بات بہت پسند آئی راہ مین ایک ملک ہی ابلق نگار و قطع جمشیدی
اسکا لقب ہی اس ملک کے لوگ عبادت گذار سامری کہلاتے ہین جب شوہر مرا عورتین جوان ستی ہوئین
جو عبادت کرنے والے بوڑھے ہوئے انھون نے اپنے کو زندہ دفن کرایا اکثر نوجوان بھی دفن ہوئے پیلو نشین
سامری ہے تمام اہالیان طلسم ہوشربا باشندگان قطع جمشیدی کو معزز و مکرم جانتے ہین اطاعتگذاران
جمشید ان سکے لقب ہین بہت مضبوط اُن سکے مذہب ہین وہانکا بادشاہ بھی نہایت ساحر زبردست
سحر و ساحری مین مشہور عام مکار و غدار ہومان ابلق سوار افراسیاب نے ایک نامہ بنام
ہومان تحریر کیا لکھا تھا ای پیشوائے مذہب سامری ای شہنشاہ اقلیم افسونگری ای مقبول بارگاہ

سامری و جمشید ای گل گلزار باغ امید برہمن کو سودا ہوا ہی ہمارے مقابلے کو آتا ہی ای خیرخواہ دولت ای صاحب شوکت یہان وائی امان نے لڑائی کو فتح کیا طلسم کشا کو کھا لیا امروز فردا مین لونڈی غلام خدمت مین حاضر ہوا چاہتے ہین لہذا بدولت کا تشریف لانا مناسب وقت نہین ہی اس ڈانڈے سے برہمن آگے نہ بڑھنے پائے اور بہت کچھ تحریر کرکے ایک ساحر تیرہ رو کو دیا ساحر نامہ لیکر روانہ ہوا بعد جانے نامے کے صرصر کو حکم کو ہوا کہ جاکر تم بھی اس معرکے کو دیکھو موقع ملے تو ہمارے خراج گذاروں کی شرکت کرو صرصر بھی بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوئی یہان نامہ سوار نے نامہ ہومان کو دیا سنتے ہی ہومان بہت بلبلایا اسیوقت لشکر تیار کیا سات لاکھ سوار پیدل فوج کے دل کے دل لیکر قلعہ سے باہر نکلا وزیرون سے کہا کہ یہ بہت شاق ہی کہ اس سرحد مین خونریزی ہو ہمارے بزرگ جا بجا دفن ہین عورتین ستی ہوئین اسوجہ سے اس سرحد کا **قطع جمشیدی** لقب ہوا اس سرحد مین بے ادبی واجب ولازم نہین قلعہ سے دس کوس آگے بڑھ چلو آگے چلکر اسکو روکو ٹوک کر برہمن کو مارونگا قوم کا برہمن ملحد ہوگیا یہ بڑی بات ہوئی کہ **طلسم کشا** قتل ہوا اہالیان **طلسم ہوش ربا** کو اسکا بڑا خوف تھا ہر کتاب مین یہی مرقوم ہی **اسد غازی فتاح طلسم ہوش ربا قاتل افراسیاب** اگر تاریک کو یہ شرف حاصل ہوا کہ احکام **سامری و جمشید** مین خلل ڈالدیا انکے مرتبے کو بڑی ترقی ہوئی عبادت سے یہ مرتبہ حاصل ہوتا ہے کہ خداوند کے احکام مٹ گئے اسطرح کے حکم دیکر فوراً سوار ہوا دس کوس آگے بڑھکے لشکر کو اتارا پہر دن پچھلا باقی تھا کہ **بلور** مع شاہزادہ جمشید والا قدر آسمان **کوکب روشنضمیر** کا بدرقہ لیکر پہونچے **بلور** کو معلوم ہوا کہ **کیوان** آکر سدراہ ہوا ہی بخوف لشکر اتار ا بارگاہین استادکرائین ساتھ والون نے کہا بھی کہ استاد کو نامہ لکھیے وہ آجائین **بلور** نے کہا بڑے افسوس کی بات ہی ہر مقام پر لڑے معرکہ ہاے عظیم پڑے ایک بادشاہ آکر سدراہ ہوا اُسکے واسطے برہمن کو تکلیف دین اپنے وقت پر وہ آئینگے یہ کہکر **بلور** خاموش ہو رہا **ہومان** نے **بلور** سے کہلا بھیجا یہ سرحد **قطع جمشیدی** ہی ادھر سے کبھی کسی غیر کا گذر نہین ہوا لشکر کو ہٹا لو اور طرف سے جاؤ **بلور** نے کہلا بھیجا مردان عالم کا یہ دستور نہین ہی جس راہ سے قصد کیا اسی راہ سے جائینگے تم خود لشکر ہٹاؤ لشکر قہار **کوکب روشنضمیر** سے جان بچاؤ یہ جواب سنکر **ہومان** جل گیا طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے آکر سامنے جمشید کے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجا لائے مسند پر

رہے ناکام دنیادارون کو احکام شریعت سے		خوشی تا حاجیون کو ہوئے کعبے کی زیارت سے	
رہے تا عابدون کو شوق محراب عبادت سے		نماز اہل سنت تا ہو مسجد مین جماعت سے	

ترا خطبہ میں ہو نام اور خطبہ زیب منبر ہو
فروغ اسلام کو ہو رونق دین ہمیشہ ہو

شہنشاہ عالیجاہ کی دولت و عمر کو ترقی ہو ہومان نے طبل جنگی بجوایا کل صبحکو بندگان عالی سے مقابلہ کریگا جمشید نے حکم دیا یہان بھی نقارۂ رزمی پر چوٹ پڑے لشکر مین تیاریان ہونے لگین ہوم خانے استاد ہوگئے سحر تیار ہونے لگے ہومان نہایت مغرور ہے اپنے نزدیک بہت دور ہے ناچ راگ رنگ مین اوقات بسر کی کہتا ہے تمام اہالیان طلسم ہوشربا نے طور پوجے پاٹ کا ہمارے یہان سے سیکھا ساحری وجمشید ہمارے عزیزدار ہمارے بزرگ انکے سچے پرستار ہین سحر کے تیار کرنے کی کیا ضرورت ہے سکہ سحر نے ہمارے نام سے رواج پایا ملکو مین ڈنکا بجا معلوم ہوا زوال دولت کوکب کا قریب آیا ہمسے آکر الجھا ہے اب دولت قلعہ سے نکل آئے اب لڑتے بھڑتے تا بہ طلسم نورافشان جائینگے کوکب کو سلطنت سے معذور کردینگے میدان طلسم نورافشان لاشون سے بھر دینگے ایسے کلمات مہملات بکا کیا جسوقت کہ ساحر روشن مزاج صاحب تخت وتاج اعنی ماہ تابان لرزان وترسان مع ثابت وسیارگان خانۂ مغرب مین داخل ہوا شہنشاہ زرین پوش کو مرتبہ سلطنت حاصل ہوا انتعال

روز دیگر کہ این جہان پیر غرر در
ہندی شب را بہ تیغ افگندہ سر
یافت از سرچشمۂ خورشید نور
ترک روز آخر باین زرین سپر

جانبین سے لشکر طرف میدان کارزار کے چلے ہومان مغرور آگے اپنی فوج کے بڑھا ہوا اسباب سحر سے آراستہ چالیس قدم آگے بڑھکر ٹھہرا اودھر سے آمد آمد لشکر بلور وجمشید تخت زرین پر سوار بلور الیاسیہ سالار مین لاکھ فوج لیکن سب جوانان صف شکن تیغزن لڑتے بھڑتے جانباز وسرفروش آکے میدان کارزار مین جمے ہومان کو بہت ناگوار ہے کہ ہمارے ملک مین کبھی کسی نے لشکرکشی نہین کی تھی لشکر جمنیے بھی نہ پائے تھے کہ فوج کو حکم دیا ان سبکو مارلو بلور سمجھا تھا جو طریقۂ مردان عالم ہے فردًا فردًا مقابلہ پڑیگا ایک ایک ساحر لڑیگا یکایک دیکھا اسکی فوج مین جنبش ہوئی بلوہ کرنے کی کوشش ہوئی علم ہائے سیاہ کے پھریرے کھلے لیتا لیتا کہکے بڑھے بلور نے جو یہ دیکھا للکار کر آواز دی او بیحیا معلوم ہوا نیا دتی فوج پر نازہے اسطور سے جنگ آغاز ہے کیا مضائقہ ہے ملازمان کوکب سطرح موجود ہین مرکب بڑھایا نعرہ کرکے لشکر ہومان پر جا پڑا جمشید نے تخت کو ترک کیا پشت مرکب پر سوار ہو تمام فوج کو اشارہ کیا دونون لشکر آپسمین مل گئے سحر سے زمین کانپی دھوین نکلنے لگے نخل جلنے لگے ہومان نے گینڈے سے اترکر ایک گولہ زمین پر مارا طبقہ زمین کا پھٹا دریا جوشان وخروشان ہزارہا ملازمان جمشید ڈوبے بلور نے دیکھا کہ اس دریا نے آبرد لی صدہا ڈوب

رہے ہین نہنگ نکلکر کھا جاتے ہین مچھلیان تڑپ رہی ہین جسکے سینے پر پڑین توڑ کے پشت کے پار گذرین جمشید
بھی پشت مرکب سے پھاند کنارے دریا کے آکر جوش مین نعرہ کیا بلور بھی ابل اپڑا نہنگانہ دریا مین پھاند انہنگون کو
چیر کر پھینکدیا مچھلیون کو جلایا ہومان نے اشارہ کیا ہزارون جادوگر دام سحر لیکر کودے کہ اس تناور دریا کے
جرأت کو پکڑ لین صدہا جال کیے ہر دام کو اس خوش انجام نے توڑا اندر دریا کے اس ساحرون کو ڈبو یا جسپر تڑپ کر
گرا اسکو چیر کر پھینکدیا ہزارون کو قتل کر ڈالا دریاے سحر ہومان کو مٹایا خاک اڑنے لگی نعرہ کرکے بلور نکلا
ہومان نے جو یہ دریا دلی بلور کی دیکھی پناہ پانی مشکل ہوئی للکارا او بلور کہان جاتا ہے بلور اور ہومان
کا سامنا ہوا ہومان نے طرف اپنے قلعہ کے دیکھکر دستک دی سو جوان سیاہ رو تیرہ درون بصورت میمون
ترسول ہاتھ مین اچھلتے کودتے نمایان ہوئے ہومان نے آواز دی ہان بلور کو پکڑ لو یہ جوان جانے نپائے
یہ دیکھکر بلور نے مٹھیان کھولین پانچ پتلے سنہرے آڑی تیغیان باندھے ہوئے چھوٹے چھوٹے نیچے ہاتھ مین
ظاہر ہوئے بلور نے اشارہ کیا ای جانبازو سرفروش واے سرفروشان ذیہوش ان بیحیاؤن کو لینا یہ پانچ
پتلے سپاہی وضع نیچے کھینچکر ان چالیسون پر جا پڑے وہ چالیسون بندرون کی طرح ترسول لیے ہوئے اچکتے
تھے چاہتے تھے انکو لپٹ جائین یہ پھکیت پیترے بدلتے ہوئے جسپر جا پڑے نیچہ مارا دو ٹکڑے ہوئے شمشیر
آبدار سے ان جوانان عالیو قار کے زمین کانپی ایک چشم زدن مین یہ پانچ بڑے پانچ تھے چالیس کو ناچار کیا ان
سب کو شش و پنج جان جانیکا رنج یہ پانچ شش جہت مین یکتا ایک کے دو بناتے تھے نیچے کھینچکر غول مین گھس
جاتے تھے چشم زدن مین پانچ نے چالیس کو مارا ہومان گھبرایا کہ سیر اور یاے سحر بھی مٹا میمونان ساحری
بھی مارے گئے پانچو پتلے بلور کے مثل برق چمکے رہے ہین اب غول مین گھسا چاہتے ہین غصے مین بڑھا خنجر سے
ران کو چاک کیا الونے چلو مین خون لیا ان پانچون پتلون پر پھینکدیا قطرات خون اس روسیاہ کے شعلۂ آتش
بنگئے پانچون پتلے جلنے لگے وہی چند قطرے خون کے ہومان نے بلور پر پھینکے بلور کی مٹھیان بند ول ورد مند
چہرے پر یہ معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی نشے مین ہوتا ہے مست ہوکر بلور جھومنے لگا اس حال پر ملال مین
ہومان نے قریب آکر نیچہ سحر مارا سر بلور زخمی ہوا چاہا کہ سر کاٹ لون ہمراہیان بلور ٹوٹ پڑے
کئی ہزار اس مقام پر مارے گئے سحر کا دنا تاشا تا ہومان مثل رعد گرج رہا ہے ابر خونی برس رہا ہے جسپر
قطرۂ خون پڑا جل گیا ران اپنی کاٹ کر الیان لشکر بلور کو اسنے حیران کر دیا خون برسا کر ہزارون کو مارا
جمشید نے جو دیکھا کہ بلور کا عجب حال ہے کئی زخم کھا چکا مگر مقام سے نہین ہٹنا چاہتا ہے کمیت نہ چھوٹے

سر بسر ہو کر مردن جمشید تیغہ پکڑے کو دپڑا انگشتر پھینکنا شروع کین جب نگینہ جھٹکا چار چار دس دس جل گئے گھسا ہوا لڑ رہا ہی اپنے سپہ سالار کے لیے سینہ سپر کو دیا بلور کو بچا یا مگر بلور کا یہ حال ہی جیسے اسیر قطرات خون پڑے ہین مبہوت لب پر مہر سکوت حیران حیران چہار جانب دیکھتا ہی جمشید سے کہا امی شاہزادہ والا قدر مجھکو سحر فراموش ہی بیہوشی کا ہوش ہی جرأت سے لڑ رہا ہون قدم نہین جمتے قلب تھرا رہا ہی غش آیا چاہتا ہی حضور مرکب پہ سوار ہو کر نکل جائین یہ خیر خواہی اسی مقام پر جان دیگا لڑ بھڑ کر مر جائیگا جمشید نے مصاحبون سے اشارہ کیا کہ بلور کو ہٹا لو ایسا نہو ہمارا سپہ سالار مارا جائے ہومان کا خون بلور پر پڑگیا اسکے سحر نے مبہوت کر دیا قریب تھا کہ لشکر کے پانون اُٹھین ہومان نے ابر خونی کو حکم دیا اُس سے خون برسنے لگا ہزار ہا ملازمان بلور و جمشید جلکر خاک ہوئے اب جمشید کو کئی طرح کی فکر ہی بلور کو بچائے کہ فوج کو روکے ترغیب جنگ کرے خود بھی سحر مین مصروف ہی ہومان نے دیکھا کہ جمشید نے لڑائی کو روکا ابر کو اشارہ کیا ابر سے اک برق گری سر جمشید بھی زخمی ہوا اب فوج مین ہلچل ہوا قدم جوانان ثابت قدم کے اُٹھے ہومان قتل کرتا ہوا بڑھا جمشید نے بیقرار ہو کے دعا کی ای مالک بے نیاز خدا ای رب کارساز بدعت سے اس بیحیا کی بچالے بندے تیرے مجبور و ناچار ہین آمادۂ بدعت ساحران غدار ہین تہ دلسے جو اس شاہزادے نے دعا کی دیکھا سینے کہ صحرا سے گرد اڑی برہمن رو ئین تن مع چند جوانان صف شکن تیغہ آبدار کھینچا ہوا آکر پہونچا بلور و جمشید کو زخمدار پایا دہین سے نعرہ کیا او بیحیا ہومان بچہ شیطان تجھکو بھی یہ دن میسر ہوا کہ فرزند ارجمند کو کب پر دست انداز ہو پہونچتے پہونچتے گولہ کمر سے نکال کے اُس ابر خونی پر مارا دیکھا سینے یا تو وہ ابر لشکر جمشید پر برس رہا تھا وہ ابر پلٹا لشکر ہومان پر برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا جل گیا بلکہ ابر نے اور نئی صورت پیدا کی برق کی چشمک زنی شروع ہوئی رعد گرجا برق چمکی بوندیان پڑین جس ناری پر قطرہ پڑا آہ کر کے جل گیا خاک کا ڈھیر تھا ہومان کی تقدیر کا پھیر تھا دو تین گولے اور برہمن نے مارے جب گولہ پھٹا اسمین سے گولیان گنڈلیان چھریان سن سن نکلین جسکے سینے پر پڑین پشت کو توڑ کر پار گذر گئین ہر گولے مین دو سو گرے چار سو کے سر پھٹے فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی ساحری و جمشید کا نام لیتے تھے بھاگ کر جان دیتے تھے نامردون کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا تھا ہومان ہر چند چاہتا ہی ابر سحر کو پلٹا دون وہ ابر فوج پر آکے جم گیا دمبدم زیادہ ہوتا جاتا ہی ہومان گھبرایا اتنے عرصے مین برہمن نے جمشید کو تخت پر سوار کیا بلور کا آب دیدۂ سحر سے منھ دھلایا زخم سر بلور باندھا یہ بھی بہ جرأت پشت مرکب پر سوار ہوا برہمن آگے نعرہ کرتا ہوا جاتا ہی منھ

...برہمن روئین تن غلام کوکب صف شکن اونامرد مجھکو دور جانتے تھے آپہونچا اب کہان بھاگا جاتا ہی تو عجب کم
قطع جمشیدی بڑا تجھکو ناز ہی شیطان تیرا وسازہی اپنے بزرگون کو بلا نامردون نے اپنے کوزندہ دفن کرا یا کچھ خاک
حاصل ہوا فی الحقیقت شیطانون مین مل گئے تیرے کام نہ آئے عورتون نے اپنے کو ستی بنایا کیا پھل پایا دیکھ انشاء اللہ
قطع جمشیدی مین جاکر یہ سب یزدان پرست اترینگے سب شیاطین بھاگ جلینگے ہومان ان کلمات کو سنکر غصے
مین آیا کہا جاکر ابھی مین اس برہمن کو مارتا ہون بزرگون کا نام لیتا ہی تشنیع دیتا ہی تیغ کھینچکر چلا ادھر سے برہمن نے
تھوڑا بڑھا اپسنے دیکھا برہمن شیرانہ جا پڑا آسمین نگاہ درزن ہوے سپرون سے شعلے بھڑکے گلہاے سپر گل آتشبازی
نورافشان صدہا ناری شعلون سے جلے خاک کے ڈھیر ہو کر رہگئے ہومان نے اک ترنج نکالا خون سے اسکو رنگین کرنے
لگا برہمن نے کہا او ادمون اس خون مین اب تاثیر نہ رہی اب تیرا خون رنگ لائیگا دیکھا بھی سے رنگ رو متغیر ہو گرگٹ
کی طرح رنگ بدلتا ہی دیکھ دم بھر مین اپنی آگ مین آپ جلتا ہی ہومان نے وہ ترنج خون سے ترکیا غصے مین برہمن پر
پھینک دیا اس قصر پا سکو بڑا نا نہ ہی اپنے نزدیک خاتمے کا سحر کرنے لگا جب وہ ترنج قریب برہمن کے پہنچا برہمن
نے انگلی سے اشارہ کیا تیغ پھینکا اسی کے لشکر پر گرا کئی ہزار کے سر کٹ گئے لشکر مین شور ہوا ای بادشاہ کیا کتنا خوب
اپنی فوج کو تباہ کرتا ہی سحر کرنے پر مرتا ہی ایک طرف سے بلور نے دہا وڈالا جمشیدی تیغہ پکڑکے جا پڑا فوج ہومان
کی مثل مور وملخ کے بلوہ کرکے آئی تھی اب متفرق ہو کے بھاگنے لگی برہمن نے زمین کو ہلا دیا پانچ جا پڑ ہومان
نے برہمن پر کائنات کے پھینکے لیکن وہ سحر الٹے پلٹے اسی کے ساتھ والے مارے گئے نخل تھرارہے ہین برہمن نے دستک
دی ہوا سے گرم چلی جسمے اپنے لگے بھاگے والے اسمین گرتے ہین بعضے پتھرون سے سر ٹکرارہے ہین بلور نے جمشید
سے کہا کیون اونسہریار مشہور تھا برہمن صرف ستارہ شناس ہی کبھی کسی میدان مین نہین لڑا ساعت نیک بدبتاتا ہی
آج جرات برہمن کی دیکھی لشکر ہمارا بیکار ہو چکا تعداد کچھ سات لاکھ مین کس نمودسے لڑرہا ہی جمشید نے جواب
دیا ہی سپہ سالار یہ جوان رابط وضابط ہی بہت کم لڑتا ہی ورنہ شاگرد رشید نورافشان جادو ہی جوان خوشخو ہی
صاحب شوکت ولیاقت جرات اسکی گھٹی مین پڑی ہی دیکھو حریف سے نگاہ کیسی لڑی ہی ہومان سے اب مقابلہ ہوا
پھر جب تو ایسا نورافشان کو اطمینان ہوا کہ برہمن کی راے پر کل امورات طلسم نورافشان کو چھوڑ کوکب
کا نگہبان کیا نہایت جوان لئیق ہی ہمارا اتالیق رہ وہان برہمن نہ کھینچکے ہومان پر جا پڑا آواز دی او مردود دور
کیا چھو چھیکا کرتا ہی انکھ چار کر قریب آکر تلوار کا وار کر سحر کے مرنے اٹھا چکا فوج کو اپنی جلا چکا بڑے نالائق ہین جو تیرا ساتھ
دیتے ہین وہان سے نوکر رکھکے لایا یہان بیچارون کو جلا کر خاک کیا ایسے کلمات جو برہمن نے کہے ہومان حیران

تھا کہ فوج تباہ ہو چکی بھاگے جاتے ہین لینا لینا کے بدلے بھاگو بھاگو کا غل ہے شکست خوردہ لشکر کا یہی تجمل ہو
سر نگون خیر خواہان ہومان کا کلیجہ خون لاکھ چنیا پیٹا کہان جاتے ہو سب کے لیے بد دعا کرونگا سب تڑپ تڑپ
کے مر جاؤگے دیکھو اب بھی خیر ہے پلٹ آؤ سب کے اہل و عیال کو قتل کرونگا ایک کو زندہ نچھوڑونگا میرے ساتھ
لڑنے آئے تھے بھاگے جاتے ہو آفت برپا کرونگا گھر بار تمہارا مٹادونگا بھاگنے والے جواب نہین دیتے بعض
کہتے ہین آپ بادشاہ ہین آپکو سلطنت پھر نہ ملیگی ہم جہان جائینگے تین روپیہ کی نوکری پائینگے آپ اپنی خیر
منائیے گھر بار کا نام نہ لیجیے اپنے سے کچھ نہین ہو سکتا ہمکو پکارتا ہے دشمن کو نہین للکارتا برہمن کا مقابلہ کرو
دیکھو اُس تیر نے کیا قیامتین برپا کین ہمارے اہل و عیال کی کیا خطا ہے اُن بیچارون کا کیون نام لیتا ہے یہ کہتے
ہین اور بھاگے جاتے ہین قدم نہین جماتے ہوش سب کے پراگندہ ہین برہمن نے آگ لگا دی کہین پانی برسایا کہین
آگ سے جلایا کسی کو آپ سحر سے ٹھنڈا کیا فوج کو خوب پامال کیا افسرون کو بیحال کیا لڑتا بھڑتا برہمن قریب
ہومان ابلق سوار جا پہونچا ہومان کے جی تو چھوٹ گئے ہین سحر سب اپنے کائنات کے کر چکا اب کوئی چارہ
نہین آخر تلوار کھینچکر برہمن روئین تن پر جا پڑا کئی وار برہمن پر ایسے کیے ابر سحر مین یہ ماہ تابان فلک جرات
چھپ گیا مثل مہر اعظم چمکا وار اُس ناہنجار کے رد کیے جب اُسکے وار رد کر چکا نعرۂ شیرانہ کیا ہمارے وار تو روک
اُسنے سپر کو اُٹھایا برہمن نے پیترا بدل کے ہاتھ مارا تیغہ برق مثال چمک کر گرا گھاٹ سے پڑا گھاٹ نہ کی آب تیغ
کی طغیانی سے کشتی حیات اُس بے آبرو طوفانی کی دو ٹکڑے ہوئی ہومان کا مارا جانا اندھیرا چھا گیا سنگ باری
برق باری ہونے لگی بعد عرصے دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من ہومان ابلق سوار بود افسوس مردیم وجان
دادیم بمطلب خود نرسیدیم سات لاکھ فوج لیکر ہومان ابلق سوار آیا تھا دو لاکھ مارے گئے کچھ بھاگے جو موجود
تھے اُنھون نے لاشہ ہومان دیکھا گھبرا گئے جان دیکر لاشہ اُسکا اٹھایا طرف قلعہ قطع جمشیدی کے بھاگے
ہمراہیان جمشید بن کوکب و برہمن روئین تن نے بھاگنے والون کو بڑھ بڑھکے قتل کیا دو کوس تک
مارتے ہوئے آئے پڑاو ہومان کا لوٹ لیا برہمن نے چاہا تھا کہ آج ہی لڑتے ہوے قلعہ جمشیدی مین داخل
ہو جائین لیکن فوج نے شکست فاش اُٹھائی تھی اب آگے بڑھنا ناممکن ہوا اسی مقام پر سب ٹھہر گئے برہمن
نے بھی دیکھا فوج کے پانون نہین بڑھتے تلوار روک لی گھوڑے سے اُتر پڑا جمشید و بلور بھی زخمدار تھے ساتھ والے
لڑنے کے بھی بہت قتل ہوے بارگاہ ہومان پر آکے قبضہ کیا اسی بارگاہ مین داخل ہوے زخم دوزبان ہوئین
سامان عیش مہیا ہوا شاہزادہ جمشید کو اس فتح کی بڑی خوشی حاصل ہوئی ہزار ہا روپیہ غریب و فقرا کو تقسیم ہوا

طائفون کو خبر پہونچی برائے مبارکباد حاضر ہوے شاہزادہ جمشید بن کوکب سریر جہانبانی پر آکے متمکن ہوا
ذگل شوکت پر برہمن روئین تن دست چپ پر بلور چار دست گلہاے زخم جسم پر ان مردان عالم
کے کھلے ہوے پٹیان چڑھی ہوئین بدھیان پڑی ہوئین سب جوانان نیکخو سرخرو قصد ہی کہ کل انشاءاللہ
قلعہ قطع جمشیدی مین داخلہ کرینگے گرد سکہ کوکب روشن ضمیر کا جاری ہو ہمارے شہنشاہ کی عملداری ہو سب جوان اسی خواہش
مین ہین کہ جمشید نے حکم دیا نازنینان مہ جبین وسیمینان مہر تمکین ایک ایک حور جمال پری تمثال ناز کے شیوون
مین طاق شہرہ آفاق آکر سامنے حاضر ہوئین مبارکباد گائی ایک حور پیکر نے جمشید سے آنکھ ملا کی یہ غزل

عاشقانہ گائی غزل

ڈورا نہین ہی سرمے کا چشم سیاہ مین
مانند خار الجھتے ہین اغیار راہ مین
ہر دم وہ سالک گوہر فندان ہون گھر تھا
رہزن ہی سے ہو کاش ملاقات راہ مین
چھینا گلی مین اپنی حسینون نے نقد دل
بیٹھا لگا ہی تیغ کا تیری کلاہ مین
دل آگیا ذقن پہ ترے یک بیک مرا
ہنگامہ جان نثارون کا ہی قتل گاہ مین
سیندور اُسکی مانگ مین دیتا ہی یون بہار
گوئی ہی نکرزان مین کوئی فکر جاہ مین
کیا دون مین اُسکے چہرۂ پرنور سے مثال
بل پڑ گیا ہی یار کی تیغ نگاہ مین
فریادرس کی پہونچی نہ فریاد کان تک
کوئی نہین شریک کسیکے گناہ مین

آیا نہ پیا ہی یار کے پانے نگاہ مین
گھر اسکے دل مین کر گئی مفت اپنی جان
موتی پرو رہا ہون مین تار نگاہ مین
ٹیکا اُنکے کوئی مقرر نہین ہی دن
لوٹا ہی رہزنون نے مسافر کو راہ مین
رہتے ہی اس سے آنکھ تمنا تھی حباب
گرتا ہی کوئی دیدہ و دانستہ چاہ مین
ای سرو قد گیا ہون لئے سیر باغ جب
جیسے دھنک نکلتی ہی ابر سیاہ مین
کہتے ہین دیکھتے ہین سبھی اگر اُسے
دھبا لگا ہوا ہی پڑا روے ماہ مین
اغیار منہ چھپائینگے ہم سے کہانتلک
ارمان رہگیا یہ دل دادخواہ مین

ہر دم جو مین کھٹکتا ہون اُنکی نگاہ مین
کشتی ہماری ڈوب گئی آکے تھاہ مین
ملتا نہین ہی منزل مقصد کا راہبر
اُنکلے ایک بار کہین سال و ماہ مین
کرتی ہی قتل بانکی ادا اُسکی خلق کو
ہر قضا کا گھاٹ ہی تیغ نگاہ مین
ہی شور آمد آمد قاتل جو دیر سے
لیٹا ہون ہر شب سے ترے اشتباہ مین
غفلت ہی ہر کسیکو نہین قبر کا خیال
یہ جنس بے بہا ہی ہماری نگاہ مین
ترچھی نظر سے اُسنے جو دیکھا یقین ہوا
ہوگی کبھی تو ہم سے ملاقات راہ مین
منزل ہی اپنی اپنی قلق اپنی اپنی گور

شب بھر ہنگامہ عیش ونشاط گرم رہا ساقیان سیمین ساق ومطربان خوش

آواز نازنینان حور مثال نغمہ سرایان خوش جمال اس محفل خلد منزل مین حاضر ہین برہمن روئین تن نے اس فتح
کی ایک عرضی خدمت مین شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کے روانہ کی مضمون یہ تھا کہ ای شہنشاہ کوکب روشن ضمیر

واہ ناظم باتوقیر دانشمند رائے بیضا ضیا ہو کہ آپکے اقبال سے یہ جنگ سر ہوئی بڑی فتح میسر ہوئی لیکن شاہزادہ جمشید اس جنگ مین بہت زخمی ہوا شیرانہ لڑا انتہا کا معرکہ پڑا ہومان ابلق سوار مع جوانان نامدار واصل جہنم ہوا کل آپ کے اقبال سے یہ نیازمند مع فوج ظفر موج داخل قلعہ قطع جمشیدی ہوگا اطلاعاً گذارش کی جان نثارون نے اس لڑائی مین بڑی کوشش کی نمکخواران قدیم کا خیال واجب و لازم ہے نامہ ایک ساحر کو دیا وہ نامہ لیکر طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہوا جبکہ برہمن آفتاب تابان دیر مشرق سے زنار شعاع زیب گلو کرکے پوتھی ضیا کی ہاتھ مین لیکر حجرۂ نیلی پر برآمد ہوا شاہزادہ جمشید بن کوکب نے حکم دیا لشکر تیار ہو آج اندر قلعۂ قطع جمشیدی کے مقام کیا جائے بعد تسخیر قلعہ طرف لشکر خواجہ عمرو کے کوچ کیا جائے بہت جلدی ہے بلور نے عرض بھی کی آپ کے لشکر والے زخمدار ہین دو مقام اس جگہ پر کرنا واجب و لازم ہے آیندہ جو حکم شہنشاہی برہمن روئین تن نے بھی کہا ای سپہ سالار ای بلور جہاردست نامدار حقیقت مین شاہزادہ جمشید نے بہت بجا ارشاد فرمایا ایک ایک دم ہمکو برہم شمشیر گذرتا ہے تاریک شکل کش نے نہین معلوم لشکر بلکہ مورخ سحر جشیم پر کیا قیامتین برپا کی ہونگی ہر ایک مقام پر رک رہنا بہت شاق ہے دل مقابلے تاریک شکل کش کا بہت مشتاق ہے یا تو ہمکو قضا لیے جاتی ہے یا باقبال شاہنشاہی اُس ملعونہ کو جاکر مارا حقیقت مین راہ مین بھی معرکہ ہائے عظیم پڑینگے یقین ہے وہان تک پہونچتے پہونچتے اکثر ناظمان افراسیاب روکین اُسکے بھی نامے پہونچین کیا عجب ہے کہ خود افراسیاب آکے ہمکو روکے لیکن جوانان صف شکن کب رکتے ہین ایسے سرکش سے کب جھکتے ہین یہ بھی یقین کامل ہے خود بخود ترقی پر بیتابی دل ہے قطع جمشیدی بہت قلعہ وسیع ہے بیحساب ساحر رہتے ہین مین اپنے بزرگون سے سن چکا ہون کہ قلعہ مین آکر خود جمشید نے بسا دعوی یکتائی پیکر کو کسا جابجا بیٹھکر سحر تیار کیے بہت اُسکے مصاحب ہمیون خصلت شیاطین ہیئت سحر کرتے ہین شراب پیکر مرے مرتے ہی تمہ لشکر شیاطین ہوئے بعض مرد جو مرے اُنکی عورات پر شیاطین نے قبضہ کیا جابجا اُنکے عزیزون نے مٹھ بنادیے ہر سال وہان میلہ ہوتا ہے تمام دنیا کے ساحر اپنا شرق جاکر آتے ہین مٹھون پر زر و جواہر چڑھاتے ہین اسی وجہ سے اہالیان قلعہ قطع جمشیدی کو اپنے اپنے سحر پر ناز ہے ہمکو ضرور روکین گے قلعہ مین نہ آنے دینگے ضرور لڑائی پڑیگی بلور نے اسیوقت لشکر تیار کیا یہ کہکے نیازمند عین در قلعہ پر جاکر بارگاہ استاد کردیگا برہمن روئین تن نے کہا اب تمسے جدا ہونا مناسب نہین ہے بارگاہ ہمراہ رہے ایسا نہو کوئی افتاد پڑے بلور جہاردست نے تاتا دو کوس آگے بڑھ گیا اور لاشۂ ہومان ابلق سوار لیکر اہالیان فوج

بھاگے تھے لیکر قلعہ مین پہونچے کیوان ابلق سوار بھائی ہومان کا اپنے بھائی کے مقام پر بیٹھا ہوا تھا یہ ذکر درپیش ہے کہ بھائیصاحب نے جاکر کوکب کو شکست دی ہوگی لڑائی فتح کرکے آئینگے سردار کہہ رہے ہین حضور آپ کے بھائیصاحب جو کہ گئے ہین وہی کرینگے ایسا نہو لڑتے بھڑتے تا بہ طلسم نور افشان چلے جائین کوکب پر جا پڑین انکا غصہ بڑے غضب کا ہے مقبول بارگاہ سامری ہین انکے منہ کون چڑھیگا کون انکے سامنے لڑائی کو بڑھیگا آپکی قوم سے کون مقابلہ کرسکتا ہے افراسیاب جادو باشاہِ طلسم ہوش ربا کا بھی قول ہے کہ قطع جمشیدی کے باعث سے طلسم ہوش ربا مین برکت ہے بڑے بڑے پنڈت پوجا پاٹ کرنیوالے اس قلعہ مین رہتے ہین کبھی اس ملک پر کوئی چڑھکر نہین آیا سب بادشاہون کو یہان کا پاس ہے کوکب نے اس بدعت کا قصد کیا انکا زوالِ دولت قریب آیا اب طلسم نور افشان تباہ ہوجائیگا یہ ہم لوگون کی بددعا غضب سامری و جمشید ہے یہ باتین تھین کہ رونے پیٹنے کی صدا بلند ہوئی کیوان نے کہا خیر تو ہے لاشہ ہومان لاکر ملازمون نے سامنے پہونچایا کیوان نے اپنے کو تخت سے گرادیا تاج دے مارا کہا میرے بھائی کو کسنے قتل کیا سب نے عرض کی حضور لڑائی فتح کرچکے تھے وقت پر برہمن آگیا اُستے فوج کو تباہ کیا آخرشنشتا مارے گئے خزانہ و مال لٹ گیا ہمارا افسر ہمسے چھُٹ گیا عرصہ دراز تک شور گریہ و زاری بلند رہا کیوان نے کہا ہمارے بزرگون کی عبادت کا سرکار سامری و جمشید سے کیا خوب پھل ملا ایک حقیر برہمن کے ہاتھ سے اتنے بڑے بزرگ کو قتل کرایا اب جلد ارتھی بناکر لاشہ انکا جلاؤ ہم کریہ کرم بھی نہ کرینگے بھائی کے خون کا بدلہ ابھی لینگے بڑا ہی غضب ہوگیا افراسیاب ہم لوگون کی طرف سے بڑا غافل ہے افسوس کہ ہمنے کیون ایسے کا ساتھ دیا پہلے ہی سے نہ اندیشہ کیا صاحب کتاب سامری و جمشید ہے کیا اُسنے کتاب نہ دیکھی ہوگی معلوم نہوا ہوگا برائے امداد برادرِ نیک نہاد وہ بانی فساد نہ آیا ہمارا گھر برباد کرایا خیر سمجھا جائیگا معلوم ہوا اب افراسیاب کو بڑا غرور ہوگیا ہے پہلے تو برہمن کی فکر کرلین بعد اُسکے شاہنشاہ سے کلام ہوگا دیکھیے اسکا کیا انجام ہوگا

ایسا کامل و اکمل مارا گیا اب ہمکو تاب کہان نظم

تسلی دم دا بسین ہو چکی
امید اجل آفرین ہو چکی
یہان دم نہین شوق سے قتل کر
کہ اُس سے زیادہ نہین ہو چکی

نہین ہوچکے جب نہین ہوچکی
بلا اس سیہ روز کو بزم مین
مرے خون سے تراشین ہو چکی
خیالِ اجل سے تسلی کرون

فلک گرشتہ سخت جانی ہے بس
شبِ عیش ای مہ جبین ہو چکی
کہو مرگ سے ہان نوازش کرے
وہ طاقت بھی جان حزین ہو چکی

ثوابت ہین سیارہ مثل شرر	مری آہ کرسی نشین ہو چکی	کمین مین ہے سوسن دہ کا جرم
بس اب پاسبانی دین ہو چکی	یارو جلد لشکر تیار کرو ابھی جا کر اُس برہمن بچے کو مارونگا لشکر مین قزا	

ہوئی کیوان ابلق سوار بتہور غضب تمام سوار ہوا فوج کو ہمراہ لیکر چلا یہی کہتا ہوا یارو جلد چلو کہ وہ لوگ ہماری سرحد مین نہ آنے پائین اس سرزمین پر کبھی خونریزی نہین ہوئی جا بجا ستیون کے ٹھٹ بزرگون کے دفن ہونے کے مقام ہین ایسی بزرگ سرحد مین خونریزی ہو تو مذہب کی خرابی ہے اس سے اور زیادہ تباہی ہے یہ کہتا ہوا قلعہ سے نکلا فوج بیشمار پشت پر ساحران غدار قلعہ سے تھوڑی دور وہ مغرور بڑھا تھا کہ اُسنے دیکھا اودھر سے بلور چہار دست بادہ جرأت سے مستانا لا بارگاہ کا لیے ہوئے بڑے زور شور سے آتا ہے یہی قصد ہے کہ سرداری قلعہ پر قبضہ کرون جب مین قلعہ مین پہونچ لون تب برہمن و جمشید آئین بیاتے ہی گرد تمام بیابان شہنشاہ کے جاتی کرون کیوان ابلق سوار نے جو بلور چہار دست کو آتے دیکھا للکار کر پکار آواز دی یارو تمنے دیکھا اب انکو یہ حوصلہ ہوا قلعہ کے قریب آپہونچے سرحد قطع جمشیدی مین آگئے او دھرم ناس ہو شرف مذہب جمشیدی مٹا ساحری و جمشید کو یہی منظور ہے کہ اب خدا سے نادیدہ کا مذہب رونق پائے پرانے دو سو خدا فقر ہین مگر اب ظاہر ہوا کہ خود پسند ہین سمجھ کے تقریر نہین کرتے جب تو یہ خرابی در پیش ہے اہالیان ہوش رُبا کس دشمن یہان سب کو مارو خبردار یہ آگے نہ بڑھنے پائین یہ کہکے کیوان ابلق سوار گھوڑے سے کودا اسباب سحر ہاتھ مین لیا پانچ چہ لاکھ ساحر تمام اہالیان شہر اسکے ساتھ چلے آئے ہین لشکر بلور پر سحر کی بوچھار کردی ہر چہار جانب سے گھیر لیا جبتک بلور اپنے کو سنبھالے سحر کرنے کا قصد کرے کئی ہزار جوان قتل ہوئے کیوان نے آتے ہی بارگاہ پر قبضہ کر لیا نگہبانان بارگاہ لڑے لیکن یہ کم ایک ایک پچاس پچاس ٹوٹ پڑے بارگاہ کیونکر بچے آخر قبضے سے نکل گئی بلور نے پلٹکر دیکھا غضب ہوا تیغہ کھینچکر جا پڑا ستھیا کھولین اس سرحد پہ آئے نہین کہتے تمام سرحد قطع جمشیدی سحر بند ہے جب تو آجتک کسی نے اس سرحد مین آنیکا قصد نہین کیا افراسیاب اس سرزمین کو برکت طلسم ہوش ربا جانتا ہے خزانہ اگر یہان سے پہونچ گیا لے لیا اگر پہونچا کبھی تاکید نہ کی تحفہ جاتا یہان کے بادشاہ کے لیے ہمیشہ بھیجتا رہتا ہے جب بلور چہار دست نے دیکھا کہ سیر تھی سے نہین نکلتے پریشان ہوا لیکن مرد سپاہی جی دار ہے تلوار آبدار کھینچکر جا پڑا دریائے فوج مین غوطہ مارا چاہتا ہے بارگاہ پر قبضہ کرون مگر ممکن اندر سے قلعہ کے ہزارہا ساحر چلے آتے ہین غل مچاتے ہین ملازمان کوکب کو مارو لشکر بلور کو گھ

بلور کے ساتھ صرف لاکھ سوار اٹھالہ فوج کا لیکر بڑھ آیا تھا چہار جانب سے گھر گیا لیکن جان نثاران لشکر بلور تلوارین کھینچکر جا پڑے گو لے ترنج و نارنج چلنے لگے ایک ایک جوان ایک ایک غول پر جا پڑا سحر کر رہے ہین دم جرأت کا بھر رہے ہین جب دیکھا گھر گئے اب وقت قتل ہمارا قریب آیا تلوار کھا کے گرے گرتے گرتے آواز دی یارو شکر ہے آج حق نمک شہنشاہ کو کب سے ادا ہوئے اپنے آقا پر فدا ہوئے بعض جوان اپنے ساتھ والون کو آواز دے رہے ہین کہ یہ تو ظاہر ہے کہ ساحران مکار و غدار کے دھوکے مین آپڑے جانبازی کرو سینے سپر کر کے ان بچاؤ کے لڑو میدان کارزار ان نامردون کے لاشون سے بھر دو آخر مر ناضرور ہے اس مٹے مین قلب کو سرد مہری دنیا کی کشاکش سے چھوٹین عقبیٰ کے مزے لوٹین اشعار

یاد ایام عشرت فانی
کم نہیں اپنے گھر کی ویرانی
کردیا گردش سپہر نے حیف
سیدری کر رہی ہے دربانی
کیا ہوئی وہ بلندی دیوار
کاہ کرتی ہے نار ریحانی
نہ ملا کچھ نشان آب روان
جز سپہر و نجوم نورانی
نظر آتی نہین وہ تصویرین
زینت افزاے کلخ سلطانی
با طروف و سماط سے مجھے تھا
تاکردن تازہ رسم ساسانی
بالش سنگ و خواب وا ویلا
خون پلاتا ہے قہر یزدانی
شور مستی وعاے نوح نہ تھا
نقل مجلس ہے دل کی بریانی
نہ وہ ہم ہین نہ وہ تن آسانی
خاک مین اشک آسمان سے ملی
برج خاکی سے ہے کیوانی
نکتہ سنجون سے جی مین ہے پوچھون
کیا ہوے وہ عماد طولانی
اٹ گئے حوض و نہر انجشم
خاک سارے جہان مین چھانی
شور زاغ و زغن ہے سمع خراش
نقش دیوار کیون نہو پانی
آپ کا آستانہ فرش خاک ہوا
دعوی قیصری و خاقانی
مسند گوہرین کا دھیان آیا
بار خاطر ہوئی گران جانی
زہر ملتا نہین کہ پی جاؤن
کشتی مے ہوئی جو طوفانی
جائین وحشت مین سوے صحرا کیون
ہاے کیسی بلند ایوانی
ایسی وحشت سرا مین آئے کون
کہ مین شہری ہون یا بیابانی
جاے گل ہین چمن مین ریزہ سنگ
ایک قطرہ کہین نہین پانی
شفقت رنگین و در نگار کہان
اب کہان بلبل غزلخوانی
صرف دلق گدا ہوئے پردے
لیے قالیچہ ہاے کاشانی
یان نہین ہے مرقع و گلشکون
پوچھتے کیا ہو وجہ گریانی
ہم ہین اور حسرت مے گلگون
اب کہان وہ شراب ریحانی
وہ گزک کیسی وہ کباب کہان

ان اشعار عبرت آثار نے جوانان صف شکن کے دل بڑھائے فوج خصلات

موج کیوان ابلق سوار پر جا پڑی خوب جم کر لڑائی ہوئی بلور جبار دست بھی انتہا کا زخمی ہوا لیکن کچھ بس
نہ چھوڑا اسر خرد نیک خو بشت دبیلو زخمی تلوار خونچکان ہاتھ مین جرأت و ہمت بات بات مین جس غول پر
جا پڑا اصفون کو درہم و برہم کردیا بارگاہ کے چھین جانیکا بڑا قلق ہی غم سے کلیجہ شق ہی قریب ہی کہ فوج بلور
شکست کھائے بلور نے پلٹ کر دیکھا قلعہ سے ہزارہا ساحر چلے آتے ہین جو آیا ملازمان کوکب کے قتل کرنیکی
فکر کرنے لگا اب بلور جبار دست نے کہا کس آفت مین پڑے یہان سے بچکے جانا دشوار ہی اب کد و کاوش بالکل
بیکار ہی فلک کجرفتار در پئے آزار ہی موافق مضمون اشعار

بے ماتم اس چمن مین نہین خندۂ طرب
سایہ کو احتیاج نہین زیر بان تلک
سید ھون سے منحرف ہو سوا یہ ہی وہ عدو
شمشیر نا جیل کے جو ہی کسان تلک
پابوس پر کسی کے نہ پیدا کرین غرور
پھرتی ہی دیکھتا ہون صدا آسمان تلک
سختی سے گذری اہل سعادت کی یان معاش
ہوئے غرض کسو کو نہ سود و زیان تلک

ہی کسوت کبود گل زعفران تلک
گرداب تک پہونچ کے شناور ہوے ہین غرق
بھٹکا جو راستی سے گیا ہر زمان تلک
لاف سپہ گری نہ کے مرد راست باز
پہونچا دے یہ سخن کوئی گردنکشان تلک
گر بن گئی ہو راستی دنیا مین غیرت
ہی منحصر غذاے ہما استخوان تلک

افتادگان نہ لین مدد غیر سہارا وج
ٹکراتے اپنے سر کو مین سرگشتگان تلک
کیا اسکی قدر ہو جو سپاہی نہو نجیب
یادے نہ راہ حرف زبان بنان تلک
راحت انھین کہان ہی جہان دولت و شکوہ
وابستہ ہو نہ تیر کا چلنا کمان تلک
آتش بلند ہوے تو غیر از تلاش آب

الغرض دلسے یہ باتین کرکے بلور آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہوا اُس عالم یاس
مین بصد ہراس التجا بدرگاہ بے نیاز کریم کارساز کے لے گیا الحاح و زاری سے گڑگڑا کر کہا اے خالق لیل و نہار و اے
مالک و مختار حقیقت مین اس حقیر سراپا تقصیر نے غرور کیا تھا کہ قلعہ قطع جمشیدی مین جاتے ہی داخل ہوجاؤنگا
لفظ انشاء اللہ زبان سے نہ کہا تھا واسطہ اپنی کبریائی کا معاف کر تو معبود بے نیاز خالق کارساز ہی
اب کبھی غرور نہ کرونگا آرزو ہی کہ جاکر اس مصیبت مین شریک لشکر اسلام ہون جاکر ملکہ تاریک شکل کش
سے لڑین اور خواجہ عمرو نامدار کے سامنے جان دین وقت مدد ہی سب نے دیکھا کہ بلور دعا مین مصروف
ہی سب نے آمین کہی یکایک آسمان سے لکۂ ابر نمایان ہوا لیکن وہ ابر آتش فشان بصد عزم و شان بڑے
زور و شور سے آتا ہی قریب میدان حرب آکر وہ ابر شق ہوا آگے تخت پر شاہزادہ جمشید بن شہنشاہ
کوکب روشن‌ضمیر بصد عزت و توقیر مرکب باد رفتار پر سوار بھر اہما برہمن روئین تن آگے پہونچا برہمن
نے دیکھا کہ دامنۂ قطع جمشیدی مین بڑے زور و شور سے تلوار چل رہی ہی بلور انتہا کا زخمدار و بیقرار ہی

اُڑد لاشون کا انبار ہی ہر چند کہ ہمراہیان بلور نے یہ کیفیت دیکھتے ہی برابر قتل کرنا شروع کیا اسقدر ساحر ارے
کہ دریاے خون جاری ہوا مگر انکا جماؤ بڑھتا ہی جاتا ہی اندر سے قلعہ کے چلے ہی آتے ہین اور کیوان ابلق سوار
بیباک و سفاک لڑ رہا ہی ہزارون کو آتش سحر سے جلایا غول کے غول پامال کر دیے فوراً برہمن کی نظر مین زمانہ
تیرہ و تاریک ہو گیا آخر کو صبر نہ کر سکا نعرۂ مردانہ کر کے جا پڑا اللکارا کہ او بیحیا خبردار کیا کرتا ہی ستم رسیدگان
غربا پر کیا دست بدعت دراز کرتا ہی آتے ہی جا برہمن نے پہلے تو بلور چہار دست کو اٹھایا یہ شکل پشت مرکب
پر سوار کیا تیغہ برق تاب کھینچکر جا پڑا جمشید نے کل فوج کو اشارہ کیا ان جوانانِ شیر دل نے جو اپنے ساتھ
والون کو تیلاسے پڑا دیکھا سحر کرتے ہوئے بڑھے شیرانہ لشکر کیوان پر جا پڑے چشم زدن مین طبقے زمین کے ہلا دیے
ہنگامۂ گیر و دار بلند ہوا شاہزادۂ جمشید بن کوکب بھی مرکب بڑھا کر لڑنے لگا جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے
ہوے کیوان ابلق سوار نے جو برہمن روئین تن کو آتے ہوے دیکھا جلگیا یاد آیا کہ یہ میرے بھائی کا
قاتل ہی اا لیانِ فوج کو اشارہ کیا تو جا جو وہ شخص آیا جس سے بدلا لینا منظور ہی اس ظالم نے بازو ہمارا
توڑا جسوقت سے بھائی صاحب مارے گئے کمر مین درد ہی رنگت زرد ہی ایک حربے مین گردہ ہو اب میرے
ہاتھ سے بچکر یہ ظالم کہان جاتا ہی اپنی سرکشی کی سزا پاتا ہی دیکھو تو کیا رنگ دکھاتا ہون مجھکو بھی شل ہوا
کے سمجھا ہی یہ کہتا ہوا اا لیان فوج کو ترغیب دیکر لے دوڑا فوج تو حقیقت مین خستہ و شکستہ ہی مگر برہمن نے بڑھکر
نعرہ کیا کہا او کیوان بے ایمان تیرے بھائی نے بھی بیوجہ جان دی کیون تیری شامت آئی ہی پلٹ جا اطاعت
ہمارے شاہنشاہ کوکب کی قبول کر خطا تیری معاف کرا دینگے ورنہ تیرے تئین بھی شل ہومان کے واصلِ جہنم
کرونگا نعرہ برہمن سنکر کیوان اور زیادہ بھولا نقیبون کو آواز دی کڑکیت پڑھے آوازین لگانے لگے یہ وہ
لوگ ہین کہ نامرد کو مرد بنا دین اپنے سخنان عبرت آمیز جرات خیز سے غیرت مین لا لا کر دیو سے لڑوا دین سبکے دلون
مین جوش جرأت ہوا ہر ایک جوان بادۂ شجاعت سے مست ہوا اب معرکہ جنگ سخت ہوا جم کر لڑائی ہونے لگی
بہادر دریاے غیرت مین شناوری کرنے لگے آبرو کا خیال ہوا جان دینے پر تلے دونون لشکر مثل شیر و شکر باہم
لگے سپر ہین ملکر جو اٹھین گھنگھور گھٹا چھائی تلوارون کی چمک بجلی کی کڑک سر برسنے لگے پرنالے خون کے جاری
ہوے مردان دریا دل نے برسات کی کیفیت دکھائی رنگ موسم برسات جو نظر آیا کڑکیتون نے یہ غزل

جنون خیز وحشت انگیز شروع کی غزل

گھٹا چھائی ہی ساقی عجب عالم ہی گلشن پر	مے گلگون کی بارش چاہیے سبزہ ہی جو بن پر

تاسف ہو کہ بعدِ دفن کوئی بھی نہ یان ٹھہرا — ہمارے رونیوالون مین فقط ہے شمع مدفن پر
کبھی بارِ ندامت سے نہ ہرگز سر اُٹھائیگا — رہیگا بوجھ میرے خون کا قاتل کی گردن پر
نہین معلوم کن کن آفتون کا سامنا ہوگا — قیامت ہے دل اپنا آگیا ہے ایک پُرفن پر
بناتا ہے نشانہ چرخ گردان روز و شب ہمکو — جو مہرو ماہ کو ترجیح ہے سنگِ فلاخن پر
ترے مجنون کے تلوے مین جو زخمی دشتگردی سے — مُلمع ہے طلائی خون کا زنجیرِ آہن پر
تمھاری سرد مہری سے ہوا اتنا اثر مجھ مین — ابھی تو سرد ہو جائے جو بیٹھون جاکے گلخن پر
ٹھکانا جب نہ رہنے کا کسی کے دل مین پائیگی — ہمیشہ آرزو رویا کریگی میرے مدفن پر
جوان مرد جو دنیا سامنے بن بنکر آتی ہے — نہ عاشق ہو زن بیباک دہر جائی کے جوبن پر
نہین رو مل بانہ حاشیے سرخ اُس ستمگر نے — شہیدِ ناز کا یہ خون ہے قاتل کی گردن پر
عوض لین ظلم کرنیکا جو اکدن پُر اثر آہین — پھرین خنجر یہ بلبل کے صیادون کی گردن پر

یہ غزل گویون کے لڑکون سے اس خوشی مین گائی سنے والون کی طبیعت چرائی جوانمرد جان دینے پر مستعد ہوے سنانِ نیزہ سے سینے ملادیئے طبقے زمین کے ہلادیے دمِ شمشیر پر گلے رکھے جوشِ جرأت مین موت کے مزے چکھے لیکن برہمن نے کیوان کو تاکا لڑتا بھڑتا طرف کیوان کے چلا یا وکیوان بھی آمادہ ہوا تھا لیکن عدوسے دیکھا برہمن نے حملہائے شیرانہ کیے پرے کے پرے درہم و برہم کردیے کیوان گھبرایا دیکھا ایک اکیلا ہزارون کو جواب دے رہا ہے جسپر جا پڑا دبوچ لیا مثل شاہبازِ اجل طائران روح ساحران پر دغل پر جا پڑتا ہے سیکڑون کو چیر پھاڑ کر پھینک دیا غلغلہ برپا ہوا اب کیوان پیچھے ہٹا بے اختیار منھ سے نکلگیا یارو بڑے شیر نر کا سامنا ہے اسکو دیکھکر دل کانپتا ہے جب برہمن رومین تن قریب آیا کیوان ابلق سوار سامنے سے بھاگا برہمن رومین تن نے تعقب کیا گرد کی فلک کجرفتار شعبدہ باز ظاہر ہے ہر ایک اسکی بدعت سے بار ہے لشکر اسلام نے اب فتح پائی بڑھتے ہوے چلے جاتے تھے ساکنان قلعہ قطع جمشیدی کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا تھا بھٹکتے پھرتے تھے ملازمان کو کب سُرخرو بڑھتے ہوے جاتے تھے ناگاہ ملکہ صرصر شمشیر زن کہ اسکو افراسیاب جادو نے بھیجا تھا راہ مین اسنے خبر پائی کہ ہومان ابلق سوار مارا گیا گھبرا گئی کہ افراسیاب نے حکم دیا تھا ہمکو خبر ہو مگر مین وقت پر نہ پہونچی شہنشاہ بہت آزردہ ہونگے پھر راہ مین خبر ملی کہ کیوان ابلق سوار اُسکا

بھائی مصروف جنگ ہے برہمن رویئین تن آپڑا سبکے ہوش اُڑا دیے ہین صورت تبدیل کرکے آئی دیکھا لڑائی
بڑے زور شور سے ہو رہی ہے برہمن نے ہزارون کو پامال کر ڈالا ہے کیوان بھاگا ہوا جاتا ہے برہمن
تعقب مین کیوان کے ہے صرصر شمشیر زن ایک گوشے مین آکر ٹھہری تماشا دیکھنے لگی کہ شاہزادہ جمشید
بلور فوج پر گرے ہین لیکن برہمن نے کیوان کو تاکا ہے وہ منھ پر نہین چڑھتا جیسے بختی کا سامنا ہوا یہ
بھاگ کر قریب درۂ کوہ پہونچا برہمن نے وہان بھی جاکر للکارا او نامرد کہان جاتا ہے کسواسطے اب
گوشے مین چھپا ہے صرصر نے جو یہ معرکہ دیکھا رنگ درو غن عیاری کا نکالکر بصورت عمرو تیار ہوئی درۂ کوہ
مین در آئی برہمن گھبرایا ہوا ڈھونڈھ رہا ہے کہ کیوان کدھر گیا کبھی آواز دیتا ہے او نامرد یا تو تو بندگان
خدا کو قتل کرتا پھرتا تھا اب سامنے نہین آتا گوشے مین چھپ رہا شرم نہین آتی معلوم ہوا کہ تو بڑا بے شرم ہے
یکایک پانؤن کے آہٹ کی آواز کان مین آئی پلٹ کے دیکھا خواجہ عمرو آتے ہین خوش ہوکے پوچھا
ای شہنشاہ اوج عیاری اسوقت کیونکر آنیکا اتفاق ہوا عمرو نقلی نے کہا ای برہمن بلکہ تاریک
شکل کش نے قیامتین برپا کردی ہین سیکڑون کو چیر پھاڑ کر کھا گئی لشکر کو کھڑے کھڑے شکست دی
اس گلزار پُر بہار پر خزان آئی تم یہان کانٹون مین اُلجھے ہوے ہو کس سے لڑائی پڑی برہمن نے
کہا خواجہ مجھکو بھی بڑی تعجیل ہے مگر کیا کرون کیوان ابلق سوار بڑا مجیل ہے لڑتے لڑتے میرے سامنے
سے بھاگا اس درۂ کوہ مین کہین آکر چھپ رہا ہے کیا اس سختی سے ڈر و نگا پہاڑ کو سحر کرکے ڈھا دونگا
اس نامرد کو سزا دونگا خواجہ عمرو یعنے صرصر نے کہا جلدی چلکر ڈھونڈھو اس لڑائی کو سر کرکے
چلو عرصہ تنگ کرو ملکہ مہرخ انتظار مین ہین یہ کہکے صرصر پیچھے آئی برہمن بہت خوب کہکے آگے بڑھا صرصر
نے حلقے کمند کے گلے مین برہمن کے ڈالدیے برہمن ارے کہکے پلٹا صرصر نے جھٹکا مارا گرتے گرتے
دونون حباب مارے برہمن بیہوش ہوکے گرا اب صرصر نے آواز دی ای کیوان ابلق سوار
کیون چھپا ہے مین نے برہمن کو پکڑ لیا کیوان صرصر کی آواز سنکر سامنے آیا برہمن کو بیہوش
دیکھا خوش ہوگیا زبان مین برہمن کی سوزن دیا اہالیان فوج کو آواز دی دس پانچ ساحر اندر
آئے برہمن کو اُٹھا کے تخت پر ڈالا صرصر کنارے ہوئی بلور وجمشید کی نگاہ پڑی ہرکارون نے
بھی خبر دی ای شہریار غضب ہوگیا نہین معلوم کسطرح برہمن کو گرفتار کرلیا تخت پر ڈالکر لیے نکلے
ہین اب کیوان آتا ہے سحر سے طبقہ زمین کے ہلاتا ہے دونون جوانمرد زخمی ہوچکے تھے یہ خبر وحشت اثر

سنکر گھبرا گئے بلور نے کہا اے شاہزادۂ والا قدر اب بڑا غضب ہوگیا برہمن کو وہ کیا گرفتار کیا تا کوئی افتاد
پڑی شاید کوئی عیار بھی آگیا اُسنے برہمن کو گرفتار کیا اب فوج کا تھمنا پائے استقامت کا جمنا نہایت
دشوار ہے جمشید نے کہا میں اپنی جان دونگا قدم نہ ہٹاؤنگا بلور نے کہا یہی ارادہ غلام کا بھی ہے لیکن مجبوری
سب کچھ کراتی ہے دیکھیں کیا پیش آتی ہے قضا لیکر آئی تھی اتنے عرصے میں پہلے شکست ہوئی پھر فتح پائی چشم
زدن میں فلک ناہنجار نے پھر دی دکھائی سنگ تفرقہ پھینکا یہ ذکر تھا کہ کیوان نے بلوہ کیا بھاگے
ہوئے ساحر پلٹے اُن نامردوں نے جو مہلت پائی سرکشی دکھائی جمشید و بلور کمر ہمت چست باندھے
ہوئے لڑنے پر آمادہ ہیں لیکن اختر دستگیری نہیں کرتے قدموں سے ثابت قدمی جدا ہوئی دل پر
ابر غم والم چھایا زخمداری سے پریشان کیوان سے بلور نے کئی مرتبہ بڑھکر مقابلہ کیا لیکن زخمی ہوا صدر…
زین سے زمین پر کیوان نے چاہا سر کاٹ لوں ساتھ والوں نے جی داری کی کئی ہزار نے اپنی جان
دی مگر بلور کو ہوادار پر ڈالا بلور زخمہائے کاری سے چور تھا بیہوش ہوگیا جمشید نے بہت کدوکاوش
کی بڑی کوشش کی کچھ نہو سکا زخمی تو ہو ہی چکا تھا غش آیا قلب ٹھہرایا ساتھ والوں نے اسکو بھی ہوادار
پر ڈال لیا طرف صحرا کے بھاگے کیوان نے پیچھا کیا تعاقب نہیں چھوڑتا قتل کرتا ہوا چلا آتا ہے ان سب نے
چاہا پڑاؤ پر رکیں کیوان آپڑا آخر پڑاؤ بھی چھوڑا سفر کرتے ہوئے طرف صحرا کے بھاگے خود بھی زخمی
بیقرار و اشکبار بارہ کوس پر ایک صحرائے ویران میں آکر ٹھہرے اسی مقام پر آکر اتر پڑے کیوان
فتح کرکے پلٹ پڑا مال و اسباب لشکر بلور کا اپنے خیمے میں لایا بڑے کر و فر سے آکر داخل بارگاہ
ہوا برائے حفاظت برہمن رویین تن بارہ ہزار ساحر مقرر کیے ملکہ صرصر شمشیرزن نے اپنے کو
ظاہر کیا کیوان نے بہت کچھ انعام و اکرام دیا کہا اے صرصر میرا بھائی صاحب لیاقت و شوکت مارا…
اب میں صبح کو اس سردار کو دار پر کھینچونگا اپنے بھائی کے خون کا بدلا لونگا صرصر نے کہا آپکو اختیار
ہے اس مقدمے میں کون دخل دے سکتا ہے حقیقت میں آپکے ہزاروں سردار مارے گئے ہومان
ایسے جری کو ساحری و جمشید نے بلا لیا شہنشاہ بھی بڑا افسوس کرینگے اگر آپ نے برہمن کو قتل کیا
باعث خوشنودی شاہنشاہ ہوگا اس برہمن کی وجہ سے شہنشاہ نے بڑے بڑے صدمے اُٹھائے
جا بجا یہ خوب لڑا آکر ملکہ ماہیان زمرد پوش کو زخمی کیا قوت بازوئے کوکب ہے اسکے قتل کرنے میں
بڑے مطلب ہیں رکن اعظم نورافشاں گر جائیگا پھر یقین ہے کہ کوکب ہمارے شاہنشاہ سے نہ لڑسکے

اصلاح کا پیغام دے یہ فتح سامری کے کرم سے آپ کے نام تحریر ہوگی صرخ و بہار پہ تو ملکہ تاریک غالب آئین اسد نامدار کو چیر پھاڑ کر کھا گئین وہ سب تو بیدل ہو چکے ہین صرف کوکب و نور افشان و برہمن روئین تن کی قوت پہلڑ رہے ہین ادھر برہمن روئین تن قتل ہوا اُدھر کوکب نے فرار پر قرار پکڑا اتو کیوان بھول گیا اپنے کو بھول گیا ایک ایک سے کہتا ہو دیکھو صاحبو بڑے بڑے معرکے پڑے ہمارے شاہنشاہ کہان کہان جاکر لڑے مگر یہ لڑائی ہمارے ہی ذات نیک صفات سے فتح ہوئی اگر شاہنشاہ انصاف کرین تو انتظام سلطنت ہوش رُبا کو ہمارے پاسے نام کر دین ہم خوب انتظام کرینگے پھر کبھی انقلاب نہوگا شہنشاہ بیٹھ کر چین کرین ہم سب ملک دیکھ لینگے کیا مجال ہو کہ پھر کوئی سرکشی کر سکے اگر پیشتر سے انتظام ہوتا یہ ساربان زادہ طلسم مین کیونکر آسکتا چند عیارون نے آکر ہنگامہ ڈالدیا یہ صرف غفلت شہنشاہ کی حماقت کا باعث تھا اب سبکو معلوم ہوگا مابدولت فوج گران ہمراہ لیکر کوچ فرمینگے تا بہ کوہ عقیق جائینگے صاحبقران و اولاد حمزہ کو ایک دن مین گرفتار کر لائینگے خداوند لقا کو بالائے قیطول پہونچا ئینگے مشیر قدرت کہلائینگے صرصر نے بھی بڑی خوشامد کی کہا آپ نے بہت بجا ارشاد فرمایا رات بھر عیش کیجیے صبح کو برہمن روئین تن کو قتل کیجیے مین بھی قتل برہمن دیکھکر خدمت شاہنشاہ مین جاؤنگی مفصل خبر پہونچاؤنگی کیوان صرصر کی باتون پر مسکرا دیتا ہو کبھی کنٹھا یاقوت احمر کا کبھی موتیون کا مالا دیا مراد کیوان کی یہ ہو کہ صرصر کو خوب راضی کرون یہ جاکر شاہنشاہ سے یہ نہ کہے کہ مین نے عیاری سے گرفتار کیا جب عرضی جائے صرصر خود کہے کہ کیوان نے سحر کرکے برہمن کو پکڑ لیا ہو صرصر سمجھی خوشامد سے ہنسکر جواب دیا ای شاہنشاہ مجھسے کبھی ایسی خطا نہوگی آپ کے حکم کی پابند رہونگی جو آپ فرمائینگے وہی کہونگی کیوان نے صرصر کو بڑا بھاری خلعت دیا اب سامان عیش و نشاط مہیا ہوا جام مئے ارغوانی گردش مین آیا کیوان نشے مین جھوم رہا ہو ظائفے ناچ رہے ہین بلبلا کر کہتا ہو بھائی صاحب کو کیا لیاقت تھی برہمن روئین تن سے نہ لڑ سکے ہمنے سر میدان گرفتار کیا کیون ملکہ صرصر کیسا اس خود سر کو سر میدان ٹوکا صرصر کہہ رہی ہو حضور سچ تو یہ ہو کہ ایسے سحر ہمنے کبھی کاہیکو آنکھ سے دیکھے تھے کیا کیا سحر آپ نے کیے ہین صرصر نے بھی دو جام پیے لال دوڑے نشۂ وحشت کے آنکھون مین پڑتے کیوان کی جو نگاہ پڑی بیقرار ہوگیا کیسی کیسی نازنینان خوش گلو کشیدہ ابرو تندخو آپسمین شیر و شکر کیطرح گھل ملکے خوش فعلیان کر رہی ہین قہقہے پڑ رہے ہین گلے مل رہی ہین تانین اڑ رہی ہین ایک معشوق

کرشمہ ساز بادۂ حسن سے مست نئے انداز سے یہ غزل گارہی ہی کیوان گوش برآواز مبہوت بناہوا بیٹھا ہی وجد کر رہا ہی

غزل

پانوٗن کہتے ہین کہ چل کوچۂ جانان کی طرف
وحشت دل لیے جاتی ہی بیابان کی طرف

پڑگئی جسکی نظر عارض جانان کی طرف
اسنے بھوٗلے سے نہ دیکھا مہ تابان کی طرف

گل عارض پہ نہ عاشق کہین بلبل ہوجاے
بے نقاب آپ چلے کیون ہین گلستان کی طرف

یہ قسمت مین ہی شاید کہ پریشان ہونگا
دل اُلجھکر ہی چلا کاکل جانان کی طرف

روح خوش ہوکے مری گرد پھرےگی اُسکے
آئینگے وہ جو کبھی گور غریبان کی طرف

کرچکا چاک گریبان جب اپنا مجنون
ہاتھ دوڑانے لگا دشت کے دامان کی طرف

ای جنون کیا چمنستان مین بہار آئی ہی
ہاتھ بڑھنے لگے جو میرے گریبان کی طرف

رحم دل مین مجھے فورًا وہ رہا کر دینگے
میری قسمت سے جو جائینگے وہ زندان کی طرف

غیر کو بوسۂ عارض کی اجازت جو ملی
یاس سے مین نے نگہ کی رخ جانان کی طرف

دیکھین گر ایک نظر کوچۂ جانان کی بہار
بلبلین بھوٗل کے جائین نہ گلستان کی طرف

یا خدا خیر ہو بلبل پہ نہ آفت آئے
آج پھر جاتا ہی صیاد گلستان کی طرف

زلف جانان لب رنگین کے قرین ہی دیکھو
کیا دھوان دھار گھٹا آئی بدخشان کی طرف

چلنے دیتی نہین یہ آبلہ پائی سطوت
یاس سے دیکھتا ہون خار بیابان کی طرف

کیوان جھومنے لگا جمال بیمثال صرصر دیکھکر دست درازی کا قصد ہوا صرصر اپنے کو بچانے لگی سمجھی بچیا ہوا پر ہی اس کمبخت کو بربادی منظور ہی ہماری جانبازی کو خاک نہ سمجھا تیور بدل کے کہا دیکھیے حضور ذرا ہوش مین آئیے دست درازی نہ فرمائیے آپ خوب آگاہ ہین اُٹھارہ سو ملک مین یہ کنیز پھرتی ہی بڑے بڑے تاجدار صاحب اقتدار خواہان ہوے یہ کنیز محفوظ رہی شہنشاہ افراسیاب میری عصمت پر گواہ ہین کیوان ڈر گیا ایسا نہو کہ بگڑ جاے اور افراسیاب سے کہدے کہ برہمن روئین تن کو مین نے گرفتار کیا تھا بڑی خرابی ہوا تو مین سب مین مشہور کرچکا کہ مین نے بزدر سحر گرفتار کیا ہی یہ تو انتظار سحر مین بیٹھا ہوا جھوم رہا ہی رات بھر صرف اسواسطے جاگا کہ شاید برہمن کے واسطے کوئی رہائی کی تدبیر کرے آج کی شب جاگ کر بسر کرنا چاہیے حفاظت واجب و لازم ہی

تمام ساحر جاگ سے ہین لیکن وہ آفت نصیب مصیبت زدہ خستہ و شکستہ زخمدار و بیقرار و رنجور یعنے سپہ سالار بلور و شاہزادہ جمشید ین کوکب اک دشت ہولناک مین آکر فروکش ہوئے خیمہ و خرگاہ ندارد ملازمون نے آکر اُسی خارستان مین اپنے سردارون کو اُتارا حمداے گرد بلند ہوئی ایک آدھ تالیق تلاش کرکے زمین پہ بچھایا جمشید و بلور چپار دست کو یہ سب نبدوبست کرکے اتارا آپ ہی بیٹھکر بیچارون نے زخمدوزی کی مرہم کیسا علاج کسکا حیران و پریشان گریان و نالان اس حال پر ملال مین اپنی حسرت و یاس پر خوب روئے سردارون نے عرض کی حضور یہان بالکل بے سروسامانی ہے طرف قصر جمشیدی کے تشریف لیچلیے ایسا نہو دشمن کو خبر ہو یہان بھی آپڑے ہمنے بالکل آپ کے زخم دھوئے مرہم ناممکن آیا و آذوقہ کی مشکل ہاک بیگانے مین بے آب و دانہ پڑے رہنا اندیشے سے خالی نہین ہے لہذا اگر حکم ہو تو طرف قصر جمشیدی کے چلین بلور نے کچھ جواب نہ دیا شرملکے سر جھکالیا مگر شاہزادہ جمشید نے کہا اے سرداران تہمتن و اے صف شکنان تیغ زن بڑے افسوس کی بات ہے کیونکر ہوسکتا ہے کہ اس حالت زخمداری و بیقراری مین جاکر باپ کو صورت دکھائین اپنی زبان سے بیان کرین کہ آپ کے قوت بازو استاد خوشنمو کو گرفتار کراکے آئے ہین کیا شہنشاہ ہمسے خوش ہونگے یقین ہے کہ صورت سے نفرت کرین خدا کی عنایت سے بادشاہ با وقار جرأت و ہمت آشکار صاحب اقتدار ہم سب کے مالک و مختار ہین آپ لوگون کو یاد ہوگا زمانے مین جہانگیر کے کسی مقام پر منہ نہین پھیر الوح طلسمی سب قبضے سے نکلگئی اُسی رنگ سے لڑتے رہے گل حیات کو کب اُسنے پایا انکے گلشن آرزو مین ہواے فرار کا نام نہ تھا ستون طلسم نور افشان ہین وہ کب جائز رکھینگے کہ شکست کھاکر بھاگ آئے وہین مرر ہے یا تو تم کیوان کو قتل کرتے یا بسمل کی طرح آپ اپنے خون مین تڑپتے

اشعار

ای برزده دامن بلا را
از کوچہ ما طلب وفا را
دیوان گری محبت تو
آوارہ ز کفش کرده پا را
آبادہ صد سرود در دم

سر در پئے خویش داده ما را
یادم نه کنی و ہیچ گہ من
کمزور مسلم است ما را
جان و دل من پر از غم تست
تا کرده تمام یک نوا را

چون ذرہ مردے تہی پاے
بے مژده نہ دیدہ ام صبا را
بیگانہ ز تاج کرد و تارک
ہمسر تو تہی کنم چہ چارا
صد چاک سپرده ام بہ دست

ناکردہ بدوش یک قبا را
یا دست جفاے چرخ بربند
آفات نجوم فتنہ زا را

ای بخت چنان مکن کہ آخر
یا بخل عطاے مدعا را
یارب چہ عداوت است با من

ممنون اثر کنم دعا را
تا کی بہ غضب ور ید پرم
این کارکنان گنبد یا را

ان اشعار عبرت آثار کو پڑھکر شاہزادہ جمشید بن کوکب نے قبضے پہ ہاتھ ڈالا کہا صاحبو مین اپنے کو ہلاک کرونگا اس حال پر ملال مین قبلۂ وکعبہ کو صورت نہ دکھاؤنگا بلور نے ہاتھ تھام لیا کہا ای شیر بیشۂ جرأت وای نہنگ بحر ہمت غلام خود اس امر کو قبول نہ کریگا یا تو اپنی جان دیگا یا استاد والا نژاد کو جا کر رہا کریگا بموجب مصرع ع وای بر ما دگر فتاری ما۔ سپاہی کے واسطے جان دینا اپنا خون اپنی گردن پر لینا جوہر جرأت ہی یہ کیا حماقت ہی کہ روے سیاہ جا کر اپنے شاہنشاہِ آسمان جاہ کو دکھائین خبر دشمن اثر سنائین آپکی راے سے غلام کی راے مطابق ہی یہ بھی نمک خوار صادق ہی ہرکارے روانہ کیجیے معلوم ہو کہ اُس بیحیا نے کیا کیا چند ساحر حاضر تھے اُنھون نے عرض کی بعد شکست حضور ہم ٹھہر گئے تھے دریافت ہوا کہ حم نے برہمن روئین تن کو گرفتار کرلیا اُس ملعون کی کیا لیاقت تھی کہ برہمن روئین تن پہ دست انداز ہوتا اسوقت جمشید نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا بڑے افسوس کی بات ہی خواجہ نے ہماری خبر نہلی صرصر کی تو یون ہوا بندھے اور وہ سرو بوستان عیاری گل گلشن طراری سرفرازنہ کرین معلوم ہوتا ہی کہ انکو ہماری خبر نہین پہونچی بلور نے کہا راہ سے تو عرضیان لکھین فتح کی خبرین انکو ملین اس مصیبت کا حال نہ دریافت ہوا ہوگا ورنہ ضرور تشریف لاتے مصاحبون نے عرض کی اگر اجازت ہو ابھی جا کر خبر کرین جمشید وبلور نے کہا اتنا زمانہ کہان باقی ہی رات تھوڑی سوانگ بہت اب یہی دریافت کرو کہ اگر وہ ملعون برہمن روئین تن کو قید کرکے طرف افراسیاب جادو کے روانہ کرے تو راہ مین چلکر گھیرین اگر اسکا قصد ہو کہ قتل کرین تو عین وقت پر اپنے کو پہونچائین اس راے کو سب نے پسند کیا جمشید وبلور نے ہرکارے روانہ کیے خبردار تو اس جانب جاتے ہین لیکن کیوان نے بھی نامہ دار خدمت مین افراسیاب کی روانہ کیا ہی اس نامہ دار نے جا کر افراسیاب کو نامہ دیا افراسیاب شریک صحبت تھا نشے مین شراب کے بلبلا رہا ہی ابلا ہوا بیٹھا ہی ایک ایک سے کہہ رہا ہی کیون صاحبو تحریر سامری نامہ کی سراسر غلط ٹھہری بلکہ انشا غلط املا غلط خداوندون نے نہین لکھا ہی ستارہ شناس اپنا زور طبیعت دکھانے کو ایسی ایسی باتین لکھا کرتے ہین بس جگہ یہی تحریر ہی سراسر غلط تقریر ہی کہ اسد غازی بادشاہ

طلسم ہوش رُبا کا قاتل ہو لکھنے والا بالکل جاہل ہوا اسد مارا گیا دائی آتان کھا گئین اب مجھکو ہزار برس نہین کوئی مٹا سکتا اب خروج کرونگا سب ملکون پر قبضہ کرونگا کوئی صاحب تاج وتخت باقی نرہے سب بادولت کو خراج دین کل کی تاج بخشی کرونگا سب سے خراج لونگا سب سردار بھی خوش ہین حیرت البتہ واسطے ملکہ بہار کے رنجیدہ کبیدہ بات کا افراسیاب کی جواب نہین دیتی اس حال مین نامہ وانے آکر نامہ دیا افراسیاب پڑھنے لگا تاج کو کج کیا بے اختیار منہ سے نکل گیا وہ مارا حیرت نے پوچھا کیون شہنشاہ کیا خوشی کی خبر آئی افراسیاب نے کان مین کہا ہوبان ابلق سوار تو مارا گیا مگر کیوان نے بڑا کار نمایان کیا مجھسے دریافت کرتا ہے کہ برہمن کو زندہ لاؤن یا قتل کردون مین جواب لکھے دیتا ہون فورًا قتل کرنا اس ظالم کے خون سے ہاتھ بھرنا دو فقرے لکھکر نامہ دار کو نامہ دیا کہا جلد اسکو پہونچا لیکن برق بصورت مبدل دربار مین افراسیاب کے حاضر تھا حیران ہوا یہ نامہ دار کہان سے آیا افراسیاب نے بہت خوش ہوکر جواب لکھا یہ سوچکر اسکا پیچھا کیا جب دوکوس رہ لشکر پر پہونچا برق نے نکل ساحر آواز دی میان جانے والے کہان جاتے ہو وہ ساحر ٹھہرا برق قریب آیا کہا بھائی کون ہو کہان سے آتے ہو اسنے کہا قلعہ جمشیدی سے آتے ہین برہمن کو ہمارے آقا نے گرفتار کیا شہنشاہ کو لاکر نامہ دیا جواب مل گیا اب وہین جاتے ہین برق گھبرا گیا کہا بھائی ہمنے کہا کہ تم پیدل جاتے ہو ایسا نہو عیار آکر مار ڈالے یہ پرواز پیدا کرو اڑ کر نکل جاؤ کہین دنیا سے اڑو عیار بڑے صیاد ہین صاحب ظلم و بیداد ہین ہر وقت فکر مین رہتے ہین ساحر نے کہا بھائی تمنے بڑا احسان کیا ہمکو آگاہ کردیا برق باتین کرتا ہوا ساتھ ہولیا جب تنہائی مین پہونچا تو نہین مبہوت کرچکا تھا حاتہ ہاے کمند مارے بیہوش کیا زبان مین سوزن دیکر اسکو کنارے ڈالدیا نامہ لیکر خدمت مین خواجہ کی آیا خواجہ کنارے لشکر کے خاموش کھڑے ہوئے تھے برق نے لاکر وہ نامہ دیا کہا استاد غضب ہوا کوئی مقام قلعہ قطع جمشیدی ہے وہان برہمن پکڑ لیا گیا افراسیاب نے کچھ جواب لکھا مین ساحر کو بیہوش کرکے ڈال آیا نامہ حاضر ہے عمرو نے برق کو گلے سے لگا لیا کہا بیٹا بڑا کام کیا میرے آجکل ہوش وحواس درست نہین ہین تاریک کی فکر مین گھبرا ہوا ہون کوئی بات عقل مین نہین آتی مگر اب لشکر سے ہوشیار رہنا مین براے رہائی برہمن جاتا ہون اگر وہ جوان قتل ہوگیا کدکپ کا بازو ٹوٹ جائیگا برق پلٹا عمرو نے اسیوقت اپنے کو بانہاے عیاری سے آراستہ کیا سمت قلعہ قطع جمشید کی روانہ ہوا مگر اس شبکو کیوان تو مصروف عیش ونشاط ہوا پہر رات باقی تھی بلور جمشید کو آکر ساحرون نے خبر دی

اے شہریار غضب ہوا وہان میدان خونی کی تیاری ہو رہی ہے ارادہ ہے بوقت سحر برہمن نامور کو قتل کرین
صرصر بھی دربار مین حاضر ہے لشکر بے انتہا جمع ہوا آپسمین ذکر ہو رہے ہین یہ مقام ہے کہ ہرگز کبھی یہان خونریزی
نہوئی تھی اب کوئی مسلمان زندہ نہ بچے گا برہمن جس بارگاہ مین قید ہے بارہ ہزار ساحر مقرر کیے ہین
وہ سب حفاظت مین مصروف ہین کیوان بھی جاگ رہا ہے آپ سے باہر ہے خود بیاے حفاظت قریب
قید خانہ آتا ہے نگہبانون کو جگاتا ہے یہ سنکر شاہزادہ جمشید و بلور چہار دست اپنے مقام سے اُٹھے
سلاح جنگ ذات پر آراستہ کیے مشت خاک اُٹھا کر گریبان مین ڈالی کفن سر سے لپیٹا کہا اے خاک تو لحد ہے
اب جان دینے کی جد و کد ہے بلور نے تاج سر پر جمشید کے رکھا جمشید نے کہا اے افسر والا نامدار اب تاج و
تخت کیسا فلک نے گردش دکھائی چلکر جان دیتے ہین بموجب ہرج مصرع ؎ بیت شاہ و گدا زیر زمین یکسان ہین
وقت مرنیکا قریب آیا اب رعنائی زیبائی کی کیا ضرورت ہے اب بڑی رعنائی زیبائی یہ ہے کہ میدان سے
قدم نہ ہٹے غیرت ہمراہ رہے ہوس دنیا دامن نہ تھامے لڑ بھڑ کر مر جائین یا اُستاد کو رہا کرین قبلہ و کعبہ
آکر دیکھین کہ ہمارے فرزند نے رفیق جانبار کو بچایا طلسم نور افشان مین سب تعریف جرأت
کرین نامردی مشہور نہو بلور نے کہا تاج و تخت کی برکت ہے غلام حضور سے آگے بڑھکر مریگا حضور ترغیب
دینگے مرنے والے بڑھ جائینگے جمشید نے سبکو آمادہ پایا ہرچند کہ بھوکے پیاسے خستہ و شکستہ زخمدار
بیقرار تھے مگر حکم ملتے ہی تیار ہوے مسلح ہوکر برائے جانبازی حاضر ہوے پرے جم گئے جمشید نے
سبکو آفرین کہی کہا یارو اگر حیات باقی ہے کوکب ایک ایک کو نہال کرے گا عہدہ ہاے جلیل ملینگے سب نے
عرض کی حضور کو پروردگار سلامت رکھے سب کچھ پایا عزت آبرو ملی طلسم نور افشان مین نام ہے
اب تو جان دینے مین نیک انجام ہے کسیقدر رات باقی تھی کہ یہ دونون جوانمرد پشت ہاے مرکب پر سوار
ہوے فوج ظفر موج لیکر چلے لیکن کیوان ابلق سوار تیرہ روزگار حکم دے چکا ہے میدان خونی کی تیاری
ہو چکی برہمن قید خانے مین تمام جسم پر قید سحر زبان ہلانا دشوار ہے نہایت مجبور و ناچار ہے وہ شب
مصیبت سے تڑپ تڑپ کے کاٹی سبکو دیکھتا ہے دشمن جان تشنۂ خون ہین ایک ایک کا یہی قول ہے کہ اس
جوان کو قتل کرین اپنے آقا کے خون کا بدلا لین اسنے چراغ قلعہ قطع جمشیدی گل کر دیا خانۂ دل کو غم و الم سے
بھر دیا ناگاہ مشعل ماہ گل ہوئی شمع ہاے سیارگان لہرائین آفتاب عالمتاب ابجد قہر و عتاب تیغۂ مہر کو حمائل
کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا برہمن نامدار کو نگہبانون نے زنجیر تھام کر کھینچا کشان کشان سمت میدان

خونی لیئے کیوان بشت مرکب پر سوار اسات لاکھ فوج رئیسان شہر ہمراہ رکاب ہر ایک کو پیچ وتاب صرصر کنارے
کھڑی ہوکر تماشا دیکھنے لگی مشتاق ہی کہ برہمن قتل ہولے تو خبر لیکر خدمت مین افراسیاب کے جاؤن جاکر
خوشخبری سناؤن یہ سوچکر کنارے آکے ٹھہری برہمن کو کشان کشان لیکر آئے سب نے دیکھا برہمن صف شکن
مسلسل ومطوق زبان مین سوزن ہمراہ ساحران رہزن قفل مار آتشین دہن پہ چڑھا ہوا گلے مین ماران سیاہ
لپٹے ہوے کیوان کو بڑا خوف ہی کہ ذرا بھی غفلت ہوئی یہ ظالم رہا ہو جائیگا اسکا چھوٹنا قیامت برپا ہوگی ایکہ
کو زندہ نچھوڑے گا بعض مصاحب کیوان سے کہرہے ہین جلدی کیجیے ایسا نہو کوکب کو خبر ہو تجھے اُس سے
کون مقابلہ کرسکیگا وہ بادشاہ جلیل اس جوان کا کفیل اُسکو کون جواب دیگا کیوان بھی سمجھا سچ کہتے ہین
فوراً جلادون کو حکم دیا اس کو قتل کرو جلادون نے سر زنجیر برہمن کو تھام کر کھینچا چبوترہ ریت کا بنایا اُسپر برہمن
کو بٹھایا اسوقت سب طرح کے لوگ وہان جمع ہین شوکت ولیاقت برہمن کو خوب جانتے ہین اس جوان رعنا
کو سنگر بڑے طلسم نور افشان وطلسم ہوش ربا کے بخوبی پہچانتے ہین مشہور ہی یہ جوان خیرخواہ
دولت شہنشاہ کوکب روشنضمیر صاحب جاہ وتوقیر ساعت نیک وبد ہر وقت کوکب کو بتا تا ہی
ستارہ شناس فلک اساس صاحب حسب ونسب شیر باادب اُسکی یہ خرابی در پیش ہی مقام پس وپیش ہی
بعضے کہتے ہین حقیقت مین دنیا مقام عبرت ہی نہ جاے عشرت ایک لمحہ بھر مین کیا کا کیا ہوتا ہی کوئی ہنستا ہی کوئی روتا ہی
دنیا مین اگر آسایش غیر ممکن ہی دو چیزین ہر شخص کے ساتھ ہین از فقیر تا شاہ یعنی ہوس دنیوی وخواہش کا ہش
اگر بادشاہ ہفت اقلیم ہی قصد رکھتا ہی تو یہی کہ ایک اور اقلیم پیدا ہو اُسپر بھی قبضہ کردن درویش جگر ریش
ترک دنیا کرچکا لیکن فکر آب ونان مین مصروف ہی کل امورات دنیا خواہش وکاہش پر موقوف ہی آرام ملنا دشوار
کوئی مضطر کوئی بیقرار بقول شاعر نامدار اشعار

سرے در عہد ما سامان ندارد
کہ درد مفلسی درمان ندارد
چنان عام ست بے آبے درین عہد
بجز یک نان فلک در خوان ندارد
حدیثم از زبان دیگران ست
کہ چہ دل بشکند تاوان ندارد

کسے گر آب دارد نان ندارد
بشہر تن سخاوت جان بود لیک
کہ بہرام آب در پیکان ندارد
مجو لولو کہ از بس تنگ دستی
زمن این گفتگو امکان ندارد
بدریا در مشو کامر وز آشوب

سنادی میر ندور تشش حبت یاس
کسے کو زر نداد وجان ندارد
ز قحط نان بمہمانی مینے
خزف ہم در صدف عمان ندارد
چراد ستے نگہ دارد زمانہ
جہان یک قطرہ بے طوفان ندارد

بیابان طی مکن کش ہر بن خار
کدامے تشیر غولستان ندارد
لب در شکر جنبانند بداند
زمرد عیب خود پنہان ندارد
کسے کو راند و تر کش تواند
دگر کافر بہت ایمان ندارد
کسے کو ترک گیرد گر بداند
نکو بشنو کہ گوش آن ندارد

کم از صد غول سرگردان ندارد
ز تا فرمانی و ناشکری حق
کہ منعم نعمت ارزان ندارد
کہ دشمن چون بہ طعنش لب کشاید
ولے آہنگ ترک آن ندارد
کسے کو نے بداند نے تواند
ہمانا ان ابرد ش حیران ندارد

بیابان چیست آن عہد و گر بود
ہزاران عید یک قربان ندارد
کسے کو داند و مغلوب نفس ست
ہمان نفسش ز کبر انسان ندارد
اگر مومن بود زنجیر قالب
بمعشوق ازل پیمان ندارد
ہمین گفتن نکو آید ز عرفی

اسوقت ایک ہنگامہ ہے کوئی عبرت مین کوئی عشرت مین کوئی کہتا ہے بڑا جلیل قتل ہوتا ہے کوئی کہتا ہے ایسے کا قتل ہونا بہتر ہے ساحری پرستون کا قاتل ہے قوم کا بہمن مگر بالکل جاہل ہے اسکو مناسب تھا کہ کوکب کو سمجھاتا کہ عمرو کا ساتھ نہ دو افراسیاب سے دشمنی پیدا کرو یہ دن یاد نہ تھا اب کیسا بدحواس ہے حیران حیران چہار جانب دیکھ رہا ہے اب جان کا خوف ہوا اگر اسوقت شہنشاہ سامنے ہوتے اُنکے قدمون پر گرتا خطا معاف کراتا بعض نے کہا واہ بہادر ایسا نہین کرتے یہ مرد سپاہی ہے افراسیاب کے سامنے کبھی سر نہ جھکائیگا صاحب غیرت دلیاقت جرأت وسخاوت اسکا شیوہ ہے بڑے بڑے مقامات پر لڑا ہے کبھی منہ نہین پھیرا فوج مین تو یہ ہنگامہ ہے لیکن جلاد صاحب بیداد نے برہمن کو کھینچکر آواز دی اے بادشاہ مجاہ اے عالم پناہ حکم اول سمجھکر دیجیے گا بڑا شخص جلیل ہے اسکے خون کے دعوے دار بہت ہین سارباں نزادہ تین روپیہ کا پیادہ بڑی فکر کرے گا اسکے واسطے جان لڑا دیگا کوکب روشن ضمیر ونور افشان اسکے نام کے عاشق ہین وہ بھی آئینگے اپنی جان لڑائینگے کیوان نے جواب دیا او بیوقوف کیا کہتا ہے ہمنے ایسے ہزارون قتل کیے کوکب ونور افشان کیا کر سکتے ہین ہم خود لشکر کشی کرکے برہم طلسم نور افشان جائینگے اسیطرح میان کوکب کو بھی پکڑ لائینگے یہی اُنکا بھی حال ہوگا اتنی بد بلندی نے لڑائی پر کمر باندھی ہے بھائی کے خون کا معاوضہ لینا واجب ولازم ہے اب جلاد نے شانہ پکڑکے برہمن کا ہلایا کہا اے جوان جو کھانا ہو کھالے جو پانی کی ہوس ہے دریا دلی دکھائین آب شمشیر پلائین اگر کسیکے دیکھنے کی ہوس ہے اسکو بلادین جو دلمین اشتیاق ہو ظاہر کر پیمانۂ عمر تیرا لبریز ہے اور رشتۂ حیات منقطع ہوا یہ سنکر برہمن نے سر ہلادیا کلام کی طاقت نہ تھی زبان مین سوزن دہن پر قفل مار آتشین نہایت اندوہگین لیکن استادہ ایسے

مراد یہ تھی کہ اونا مرد کھانیکے واسطے لخت دل بجاے آب خون جگر اسوقت کچھ ہوش نہین ہے آرزوے دیدار اپنے آقاے نامدار کی دنیا سے لیچلے یہ اشارہ کرکے برہمن کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے بیچارہ جاتب حیران حیران دیکھتا تھا کوئی دوست مونس غمگسار نظر نہ آیا اس بیکسی مین اپنے پیدا کرنے والے کو یاد کیا دل رجوع ہوگیا عرض کرتا تھا اے معبود تو ہر مقام پر موجود ہے دشمنون سے کیا ڈر ہے بموجب مضمون سمجھ ع مصرع ع دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست ؛ بطن مادر مین جگہ دی ایک قطرۂ نجس کو یہ مرتبہ عنایت ہوا صاحب شوکت ولیاقت ہوا اسوقت بھی تو معین ومددگار ہے اپنے ناخداے حقیقی کو یاد کیا اب بیڑا پار ہے برہمن نے پلک کردہا کی کیوان نے تیسرا حکم دیا جلاد نے تیغہ بیداد کھینچا جا پڑا ہاتھ مارا سب نے دیکھا برق چمک کر گری جلاد ملعون کے دو ٹکڑے ہوئے صداے نعرۂ شیرانی زمین

تھرائی نعرۂ کوکب

منم مالک ملک افسونگری
دلیر وقوی نہیب انجم سپاہ
شہنشاہ کوکب شہ بے نظیر
قوی دست وبازو ورستم شکیم

منم رائج سکۂ ساحری
منم گوہر مجد جاہ وجلال
ملقب بہ القاب روشنضمیر

منم صاحب شوکت وعزوجاہ
منم آفتاب سپہر کمال
جلالت شعار وفریدون حشم

سب نے دیکھا اُس برق جہندہ سے کوکب ظاہر ہو تاج سپہر بادی

بر سر زرۂ یاقوتی دربر دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے غصے سے چہرہ گلنار ابروے خمدار ہلتے ہوے تیغۂ برق تاب لصد قہر وعتاب ہاتھ مین غصہ بات بات مین آتے ہی برہمن کی زبان سے سوزن نکالا کچھ خاک اُٹھا کر اڑا دی خاک اڑتے ہی ان بیحیاؤن کے دلپر غبار الم چھا گیا ہزارون نے جھوم کر آواز دی ہنم غلام شہنشاہ کوکب روشنضمیر یہ کہکر آپسمین لڑنے لگے کوکب نے اک دو سحر کیے زمین تھرائی فوج کیوان ابلق سوار گھبرائی بھاگو بھائی نے مارا باپ کو بیٹے نے للکارا کوکب نے تو یون فوج کفار کو ہٹانا شروع کیا لیکن برہمن تکلیف اٹھائے ہوے غصے مین اٹھا بقہر وغضب تمام جا پڑا کسیکو چیر کر پھینک دیا کہین جھپٹ کر گولہ مارا آگ برسائی کبھی دریاے سحر نے جوش مارا بڑے بڑے پہلوانون کو بڑھکر برہمن نے للکارا کوکب بھی لڑتا ہوا طرف کیوان ابلق سوار کے جاتا ہے نامردی اسکی ناگوار جام بادۂ شجاعت سے سرشار دس بارہ ہزار کے قلب الٹ دیے بارہ ہزار ساحر لاکھہ بیچا پڑے جان جانیکا خوف نہ تھا وام سحر کوکب مین پھنسے ہوے ایک ایک کو ہی اشتیاق

ہی کہ ہزارون کو مارین لیکن لڑتا بھڑتا للکارتا ہوا صفون کو درہم کر رہا ہی کیوان بڑے بڑے سحر کرتا ہی کوکب نے جب اشارہ کیا سحر اُسکا دفع کردیا برہمن نے لاشون سے میدان کارزار بھر دیا عین گرمی جنگ تھی ان شیرون کا وہ روباہ صفت یارا نہ اٹھا سکتے تھے بڑے بڑے پہلوانون کو آئینہ دار سکتہ تھے کہ صحرا سے گرد اڑی جمشید بن کوکب و بلور عیار دست مع فوج ظفر موج آکر پہونچے جمشید نے اپنے والد نامدار کی آواز سنی بلور سے کہا ای برادر شہنشاہ کے نعرے کی آواز آتی ہی معلوم ہوتا ہی جراَت واقعہ میں حال آئینہ ہوا اب نامردون کی قلعی کھلے گی بلور نے کہا خدا شہنشاہ کو سلامت رکھے اپنے نمکخوار کا قتل کب گوارا کرتے اہالیان فوج کے بھی خوشی سے چہرے سرخ ہوے تلوارین کھینچکر اُن شیرون نے بھی نعرے کیے فوج کیوان پر جا پڑے کوکب اس جوش مین تھا کسی کا خیال نکیا کیوان کو تاکے ہوے جاتا ہی ہر مرتبہ یہی نعرہ ہی اے نامرد ازلی دایدی تو نے برہمن کو بے وارث جانا عیارہ کے بھروسے پر قلعہ سے نکلا اب بھی خیر ہی رومال سے ہاتھ باندھ لے برہمن سے خطا معاف کرا انھین کا تو خطا دار ہی مین کچھ نہ کہونگا وہ بیچارا مغرور ہر مرتبہ سحر کرتا ہی چہار جانب سے کوکب پر گولے پڑ رہے ہین جمشید و بلور بھی لڑ رہے ہین کوکب نے اٹھا کر اک سنگریزہ مارا ان سنگدلون پر پتھر برسے ہزارون کے سر پھٹ گئے کیوان کا تخت ٹوٹا یہ بدبخت تخت سے گرا چاہا کہ بھاگ کر قلعہ مین جاؤن کوکب نے بلور و جمشید کو بہ صد غضب تمام آواز دی خبردار یہ بیچارا قلعہ مین نہ جانے پائے مین نے قتل کیے اسکو چھوڑونگا بلور و جمشید غصہ کوکب کا دیکھکر کانپ گئے لڑتے بھڑتے جھپٹے جاکر قلعہ کو پشت پر لیا خندق کو لاشون سے پاٹ دیا اب کیوان گھبرایا دیکھا وہ قلعہ پر ساتھ والے جمشید و بلور کے راہ روکے کھڑے ہین جو اُدھر گیا واصل جہنم ہوا مجمع ساحران قطع جمشیدی کا درہم و برہم ہوا لاشون سے معمورہ ہزارہا تڑپ رہے ہین اب کیوان کو کچھ بن نہین پڑتا بھاگا بھاگا ہی ملحوظ خاطر ناظرین و شایقین ہو بزرگی اس قلعہ کی تحریر کر چکا ہون سیتون کے مٹھ بھی اس سرحد مین بہت ہین جب پرستاران سامری کو اپنی عبادت پر ناز ہوا اپنے کو زندہ دفن کرایا جا بجا گنبد بنے ہوے ہین یعنی وہ نشان ہی کیوان پہچانتا ہی کہ فلان بزرگ ہمارے اس مقام پر دفن ہوے ایک گنبد کلان بنا ہوا ہی کیوان جب بہت گھبرایا اُس گنبد کی جانب بھاگا کوکب نے تعاقب کیا برہمن بھی دیکھتا ہوا جاتا ہی کہ کیوان ہر مقام پر ٹھہر جاتا ہی کوکب پر سحر ہو رہے ہین لیکن کوکب دریاے آتش

کو جھیلتا جاتا ہی اگر دریاے آب ملاجوش قہر وغضب مین پھاند پڑا چند ساعت مین دریا کو خشک کیا آگے
بڑھا آگ کا دریا مل گیا گرم مزاج صاحب تخت و تاج وہان کھڑے ہوکر پانی برسایا اس دریاے آتش
کو بھی ہٹا یا خود شعلہ بنا ہوا جسم تیر دن سے سحر کے چھنا ہو تاج کو سنبھالتا جاتا ہی نوجوان کو شکست دی یہی
فکر ہی کیوان کو تہ جانے دو دن اِس ہیجانے میرے قوت بازو کو بڑی تکلیف پہونچائی اب کیون بھاگا بھاگا
پھرتا ہی کبھی نعرہ کیا او غول صحراے نامردی ٹھہر جا مقابلہ کر تو نے برہمن کو گرفتار کیا تھا مجھسے بھی تو آنکھ
چار کر بڑھکر کوئی وار کر کیوان کو آئینہ شمشیر کوکب مین جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیتا ہی سواے بھاگنے
کے کچھ نہین بن پڑتا اُس گنبد کلان کی جانب جاتا ہی برہمن نے دور سے دیکھا میرے شاہ نے بڑی شفقت
کی قہ جبین بیچ مین حائل ہین میرے شہنشاہ گھائل ہین یہ سوچکر تیغ ٹیک کر حسبت کی ہر غول مین لڑا
افسران نامی کو ٹوک کر مارا سحر بھی کرتا ہو شمشیر زنی بھی صف شکنی بھی کیوان نے دیکھا اب دو شیر میرے تعاقب
مین آتے ہین کہان بھاگ کر جاؤن کیونکر جان بچاؤن برہمن برابر پہونچ گیا کوکب نے بھی دور سے دیکھا کہ
برہمن نے کئی افسر مارے قریب کیوان ابلق سوار کے پہونچ گیا کیوان نے وار کیا برہمن نے
رد کا تلوار کا وار کیا کیوان نے سپر سحر کو پناہ کیا تیغ برہمن تڑپ کر گرا اُسکا سرا سر زخمی ہوا اب خود سحر کو سواے
بھاگنے کے کوئی راستہ نہ ملا جست کر کے اُس گنبد کلان مین پہونچا قطع اسکی یہ ہی کہ چار جانب سے دروازے
کھلے ہوے بیچ مین چند سنگریزے رکھے ہین اسپر کچھ ہار پھول پڑے ہین ذہن مین نہین آتا کہ یہ کیا مقام ہی جیسے
ہی کیوان اندر گنبد کے پہونچا جدھر سے برہمن آتا تھا ادھر کا دروازہ اسنے بند کیا برہمن نے ایک
لات ماری کہ وہ در کفر و نفاق گرا برہمن بھی اندر آیا اسوقت کیوان نے اک چیخ ماری اور یہ آواز دی
کہ دادا جان مجھکو بچایئے جیسے ہی اُسنے یہ صدا دی زمین سے آواز ہیبت ناک آئی قریب تھا کہ کان کے پردے
شق ہون برہمن نے اسپر بھی کچھ خیال نہ کیا چاہا کیوان پر ہاتھ مارے کہ زمین سے دھوان نکلا شعلۂ آتش
برہمن کے گرد ہوگئے آہ آہ کی آواز دینے لگا تلوار چھوٹ پڑی سیہنے نشتی بانی نہ کی کمان مین خم آیا
خنجر مین دم نہ تھا مثل تصویر تصور برہمن خاموش ہو کے کھڑا ہو گیا کیوان نے جو برہمن کو اس حال
پر لال مین دیکھا تیغ کھینچکر قریب آیا کہ سر کاٹے لون کوکب نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ برہمن اندر جا کے مبہوت
ہو گیا کیوان سر کاٹا چاہتا ہی تاب باقی نہ ہی آواز دی او قابو پرست بدمست کیا کرتا ہی دست خود رانگہدار
دینک رسیدہ ہیم اصطلاح کا نعرہ کوہ شگاف کیا کیوان اندر گنبد کے ٹھہر گیا ہاتھ روکا کوکب تعجیل اندر گنبد کے

پہونچا برہمن کو پشت پر لیا کئی مرتبہ آواز دی اے یار وفادار ہوشیار ہوجاؤ برہمن نے کچھ جواب نہ دیا آنکھیں
پتھرائی ہوئین ہاتھ پاؤن بیکار صاف ظاہر ہے کہ کوئی اعضائے جسمی برہمن کا قابو مین نہین ہے کوکب نے
کیوان کو ڈانٹا کئی شعلہ ہائے آتش بھڑک کر کوکب پر آئے کوکب بادشاہ طلسم نور افشان اُس آگ کو کب
مانتا ہے ہاتھ سے اشارہ کیا چند قطرات آب پیدا ہوے شعلے بجھ گئے کیوان نے اتنی مہلت پائی یہ بھی دیکھا
کہ کوکب برائے برہمن سینہ سپر ہے ہاتھ تلوار کا بر سر کوکب لگایا کوکب کو نہایت غصہ تھا بار ھر بچا کے
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مار کر تلوار چھین لی وہ ملعون میاںک پلٹ پڑا اگر پکارتا جاتا ہے دادا جان دوڑو
مجھے اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ جب وہ آواز دیتا ہے شعلہ ہائے آتش کوکب کو گھیرتے ہین اکثر کئی آبلے
پڑے کڑیان زرہ کی جلین لیکن کوکب نے کچھ خیال بھی نہ کیا جیسے ہی وہ لپٹ پڑا غصے مین گردن پر ہاتھ
ڈالکر یکہ مار اوہ بچیا منھ کے بھل زمین پر آیا کوکب نے کمر مین ہاتھ ڈالکے کیوان کو اٹھالیا سر سے بلند
کیا زمین پر مارا چھاتی پر چڑھکے سر کھینچ لیا اُدھر تو کیوان مارا گیا لاشہ زمین پر تڑپا صداے ہاہو کان مین
آئی کوکب نے چاہا مار کر اسکو گنبد سے نکلون آواز آئی او شخص تو کون ہے روح ساحری کو ستایا بے ادبی
کرتے ہوے کچھ خوف نہ آیا کوکب نے چار جانب دیکھا کوئی کہنے والا معلوم نہوا برہمن اسطرح بلاے آتش
مین پھنسا ہے آہ آہ کر رہا ہے معلوم ہوتا ہے جل جائیگا استخوان تک خاک ہو جائینگے آنکھین پتھرائی ہوئین چہرہ
اُداس عالم یاس پھر زمین شق ہوئی ایک زنگی نکلا تیغ برہنہ ہاتھ مین کوکب کو اُس زنگی نے ڈانٹا کوکب پر
جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا کوکب نے دیکھا میرے ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہے ہاتھ نہین اُٹھتا زنگی کا تیغہ پڑیگا
دو ٹکڑے ہو جاؤنگا بمشکل تلوار کا ہاتھ اُٹھایا تیغہ اسکا گاٹھا کوکب نے انتہا کا ضبط کیا زنگی پر پنجہ قابض
نہوتا تھا بمشکل سحر یاد کیا اپنے کو بچایا اسپر وار کیا سر پر اسکے تلوار پڑی دو ٹکڑے تو نہوئے مختصر سا ایک دہن
پیدا ہوا اسمین سے دھوان نکلا اس دھوین سے کوکب کی بھی آنکھین پتھرائین بادشاہ طلسم نور افشان
ہے ہر چند اپنے کو سنبھالتا ہے نہین سنبھل سکتا غش آنے لگا صرف اتنا ہوا کہ کوکب نے کوئی اسم سحر پڑھا
گلے مین جو کنٹھا یاقوت احمر کا تھا دو دانے شکست ہوے دو طائر کلان سے معروف بندوبست ہوے
ایک طائر نے بڑھکر زنگی کو روکا ایک سر پر کوکب کے سایہ فگن ہوا اسطرح کا انتظام کیا یہ باعث سلطنت طلسم نور افشان
تھا وہ دونون طائر غل مچاتے ہین جب زنگی چاہتا ہے کوکب کو قتل کرون طائر اپنا گلا کٹتے ہین پرون سے
سر پیٹتے ہین جیسے کوئی عاشق صادق معشوق کو بچاتا ہے زنگی جھوم جھوم جاتا ہے کوکب کو ہاتھ نہین

مار سکتا یکایک زمین سے آواز آئی او غلام بے ادب اس گنہگار کو سزا دے یہ جو آواز آئی یا تو زنگی کے اُن طائرون کو دیکھکر ہوش اڑے تھے سست ہو رہا تھا اس صدا سے قوت آگئی دونون طائرون کو پکڑ کے چیر ڈالا تیغہ کھینچکر کوکب کی طرف چلا یہ معرکہ باہر جمشید بن کوکب نے دیکھا ہاے قبلہ وکعبہ کہکے دوڑا بڑے زور و شور سے گولہ مارا جب وہ گولہ قریب زنگی کے پہونچا گونے پر آ گئے ہاتھ مارا اور آواز دی تم سب شہر سامری و جمشید مین مبتلا نہین ہوتے ہو یہ بے ادبی و سرکشی کرتے ہو وہ گولہ الٹا پلٹا بیرون در گنبد آکر پھٹا اسقدر دھوان نکلا کہ بلور و جمشید غش کھا کے گرے تمام افسر گرنے لگے دھوان جسکی آنکھ تک پہونچا وہ نابینا ہوا الغرض قریب جمشید کے گرا صداے آہ آہ زبان سے بلند ہر کس و ناکس دردمندان سبکا جب اس زنگی نے یہ حال کیا پھر قصد ہوا کوکب پر جا پڑون کوکب اُسیطرح سکوت مین کھڑا ہی ایسا بدحواس ہی نہ بھاگتا ہی نہ زنگی پر وار کرتا ہی چیرخ مار رہا ہی آنکھین ڈگڈگا رہی ہین جیسے کوئی کئی دن کا پیاسا ہوا چہرہ پر ہوائیان تمام جسم مین رعشہ برہمن اِس حال مین کوکب اِس ملال مین دونون بلاے آسمانی مین مبتلا باہر جمشید و بلور پر یہ معرکہ گذرا کہ بدحواس ہوکر زمین پر گرے دھوئین کو دمبدم ترقی ہی زنگی سیاہ رو تیرہ درون تلوار کو تول رہا ہی کہ کوکب کا سر کاٹ لون برہمن کو پامال کر دون لیکن نہین معلوم کیا سبب ہی کہ وہ بھی جھوم رہا ہی قریب کوکب نہین آتا اور کوکب کی بھی یہ کیفیت نہ روے رفتن نہ راہ ماندن سامنے زنگی راہزن باہر سے صداے داویلا آتی ہی ملازم بلک بلک کے پکارتے ہین خداوندا ہمارے آقا کو بچا لے ہم سب کو پناہ دے چند ساعت یہی معاملہ رہا زنگی پھر تیز ہوا تیغہ تولا چاہا سر کوکب پر ماردون کہ آسمان سے اک برق چمکی صداے ہیبت ناک آئی اس برق سے تڑاقا ہوا چند قطرے پانی کے گرے پہلے جمشید کو ہوش آیا بلور بھی اپنے مقام سے اٹھا چاہا دوڑکر اندر گنبد کے جائین کوکب و برہمن کو بچائین لیکن قدم نہ اٹھا گنبد مین نجاسکے ہونٹھ نہ ہلا سکے یکایک وہ برق شق ہوئی سبنے دیکھا نور افشان بصد شوکت و شان تاج سر پر چمک کر زمین پر گرا جو باہر گنبد کے تھے اُنپر نوباران سحر برسایا گنبد کے اندر تڑپ کے پہونچا زنگی سیاہ رو کو بقہر و غضب للکارا آواز دی او نامرد خبردار ہاتھ نہ اٹھانا یہ شہنشاہ طلسم کوکب روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر ہی تجھکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ بادشاہ عالیجاہ پر وار کرے ہٹ سامنے سے گنبد سے نکل جا ورنہ سزاے کامل پائیگا ہمارے دوستان صادق محبان واثق کا مقام ہی تجھکو کیا لیاقت ہی ایسے کلمات کہکر نور افشان قریب کوکب آیا سینہ اپنا سپر کر دیا کوکب کے جانب پلٹ کر کہا یہ کیا غضب کیا گنبد

مین کیون گھس آئے آجتک یہ نہ سمجھے کہ طلسم ہوشربا مین کیا کیا بلائین ہین خدا انجام بخیر کرے یہ کہکے
نور افشان کی مٹھی مین اک طائر ہفت رنگ تھا اُسکو چھوڑا وہ زنبیل مار کے گرد سر کوکب و برہمن
پھر آہ کا نعرہ کیا طائر کے منھہ سے شعلہ نکلا جلکر خاک ہوا وہ خاک سر کوکب و برہمن پر گری دونون
کو ہوش آیا دھوان ہر طرف ہوا زنگی نے نعرہ کیا او شخص تو نے غضب کیا میرے قیدیون کو چھوڑا لیا
یہ دونون بڑے گنہگار ہین قاتل کیوان ابلق سوار ہین یہ کہکے تیغہ مارا نور افشان نے کلائی پر
ہاتھ ڈالدیا تاب نہ باقی رہی ایک طمانچہ مارا تڑاتے کی آواز آئی سر زنگی کا اُڑگیا لاشہ زمین پر تڑپا اب ملحوظ
خاطر ناظرین ہو عجب طرح کا مقام ہے کمیت قلم بگد ھر یان کر رہا ہے طرارے بھر رہا ہے چاہتا ہے یکہ صبا سے
آگے بڑھ جاؤن سبزۂ فلک کو پامال کردن باگ کو روک رہا ہون شبدیز فکر جولان گری کا مشتاق ہے ایسے
مقام دلچسپ کا آجانا یہ بھی اک اتفاق ہے جب نور افشان نے زنگی کو مارا ہر چند کہ رازدار تھا لیکن
غصے مین تاب نہ رہی کوکب و برہمن نے دیکھا جس مقام پر شکر بہرے مارے پھول پڑے تھے اتنا طبقہ تو
اُڑگیا اک روشنی معلوم ہوئی آنکھین ملکر دیکھا اک تخت یاقوت نگار اُسپر اک بادشاہ با وقار تاج سر پر
قباے قلمکار در بر سپر و شمشیر سامنے رکھی ہوئی آنکھین غصے سے سرخ آواز دی یہ کون بے ادب ہے یہ کیا
غضب ہے کسنے ہمارے طلازم جاں نثار کو مارا ما بدولت کے مسکن مین بے ادبانہ قدم رکھا ہے شرطیہ کہ
آتش قہر و غضب مین پھونک دون اپنے مقام سے اُٹھون تو ہی ما بدولت کو تکلیف پہونچائی
جیسے ہی نور افشان نے اس بادشاہ کو دیکھا کوکب و برہمن کو اشارہ کیا یہ تو سر جھکا کر کھڑے
ہوے نور افشان نے بڑھکر آواز دی اے بادشاہ عالیجاہ اے معین و مددگار دین سامری اے شہسوار
عرصۂ افسونگری اے فرد دریاے ہمت اے تاجدار اقلیم سخاوت کیا ساعت نیک ہے کہ آج بعد عرصہ دراز
جمال جہان آرا دیکھا ملاقات سے مشرف ہوے شعر بیا بیاکہ ترا تنگ در کنار کشم ؛ بہ تنگ آمدہ ام چند
انتظار کشم ؛ اے شہنشاہ ملک اطلس گلگون پوش اتنا آپ برآمد ہوے باہر تشریف لائیے مشتاقین
کو سرفراز فرمائیے یہ کہکے ملک اطلس کا ہاتھ تھام لیا ملک اطلس نے پوچھا اے برادر نور افشان
یہ کس نے بے ادبی کی اندر گنبد کے قدم رکھا ہمارے غلام خاص کو مارا کیوان کو للکارا نور افشان نے
کہا باہر تشریف لائیے سب کیفیتین عرض کرونگا اب چند سے پردۂ دنیا کی ہوا کھائیے یہ کہکر بلور کو آواز دی
اے سپہ سالار جلد بارگاہین استادہ کرو ہمارے دوست صادق کے واسطے سامان عیش و عشرت مہیا ہو

برہمن و کوکب حیران حیران دیکھ رہے ہین کہ ای پروردگار یہ کیا معرکہ ہی یہ کون شخص ہی کہ جو زمین
کے اندر سے اسطرح بصد کر و فر نکلا جاہ و جلال کو اسکے دیکھکر ہوش اڑے جاتے ہین لیکن نورافشان
اس جوان کو لیکر باہر نکلے چند کس سے اشارہ کیا شہنشاہ کا تخت اٹھالو ملازمون نے تخت کاندھے پر
اٹھایا جب ملک اطلس ساتھ نورافشان کے بیرون گنبد آیا پوچھا ای برادر بتاؤ یہ دونون
جوان کون ہین نورافشان نے اشارہ کیا یہ جوان برہمن وہ جوان شہنشاہ کوکب صف شکن
بادشاہ طلسم نورافشان دونون میرے شاگرد رشید آپکی ملاقات کے جویا تھے افراسیاب
نے بڑی بدعت پر کمر باندھی ہی اُسی بدعت کا یہ بھی اک نمونہ ہی کہ سرحد قطع جمشیدی مین خونریزی
ہوئی آپکے گنبد کے اندر یہ آئین زمانہ کی انقلاب ہی اہالیان ہوش ربا و نورافشان کو اضطراب ہی
ملک اطلس نے کہا ای برادر مفصل حال بیان کرو یہ کیا ہنگامہ ہوا ساحری پرست آپسمین کیون
لڑے قطع جمشیدی مین کیون معرکے پڑے اس زمین بزرگ پر ہمارے عزیز و اقارب مارے
گئے نورافشان نے کہا چلکر سریر جہانبانی پر متمکن ہو جیسے کل کیفیت عرض کرونگا اتنے عرصے مین
بلور نے بڑھکر بارگاہ زربفتی استاد کرائی طائفے طلب کیے شراب و کباب حاضر کیا جملہ سرداران قاعدے سے
آکر حاضر ہوے تمام لشکر مین ہلڑ ہی شہنشاہ عالیجاہ ملک اطلس گلگون پوش آفتاب قطع جمشیدی
دو سو برس کے بعد زمین سے نکلے دیکھو کیا حسن ہی کیا جمال ہی کیا جاہ ہی کیا جلال ہی مقبول بارگاہ
ساحری و جمشید ہین نہین معلوم برآمد ہونے مین کیا بھید ہین اور سرداران قطع جمشیدی نے
ملک اطلس کے ہاتھ چومے گرد پھرے تصدق نثار ہوے نورافشان نے ذرا مہلت جو پائی کوکب
و برہمن و جمشید و بلور سے اشارہ کیا خبردار خبردار کوئی دین اسلام کا نام نہ لے اگر اسکو ثابت
ہو جائیگا کہ اہل اسلام نے آکر کیوان کو مارا یہ ظاہر ہوا کہ یہ لوگ طرفدار ان اہل اسلام ہین ابھی غضب
ہو جائیگا اب مین اسکو دام کلام مین پھنساتا ہون دیکھو تقدیر کیا دکھائے ایک امر کا ادرخیال رکھنا
اگر شاید کسیو جسے خواجہ یہان آگئے ہون تو اُن سے کہدو برائے خدا آپ چلے جائیے اسکے سامنے آئیے
ورنہ ابھی پردہ اُٹھ جائیگا کوکب نے قریب آکر پوچھا استاد آپکے ارشاد کے تو ہم پابند ہین مگر یہ کون ہی
نورافشان نے کہا ای فرزند کئی سو برس اسنے پوجا پاٹ کیا جب ضعیف ہوگیا امید حصول شباب
مین اپنے کو دفن کرایا دیکھو جوان ہو کے نکلا سر پر اسکے تمنے کیوان کو مارا وہ جوان زنگی لاکھ پر بھاری

تھا جو میرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا اب ان باتون کو چھپاؤن گا ایک بات سوچا ہون چلکر بیٹھیے تو وہ تمہید اٹھاؤن دام مکر مین پھنساؤن لیکن یہ سب خیال خام و تصور ناتمام ہین افراسیاب اسکی خبر سنکر خود دوڑا آئیگا اگر کہین خدانخواستہ یہ بھی شریک افراسیاب ہوا ادھر بدعت تاریک شکل کش ادھر اگر یہ پہنچ گیا کون بہادر بار اٹھا سکیگا جواب دینا دشوار ہوگا خدا اہل اسلام کو اسکی بدعت سے بچائے آئندہ جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا اسوقت تو مین چلکر فقرہ دیتا ہون اگر نکلتے ہی جنگ پر آمادہ ہوتا سراسر تباہی تھی اسوقت تو مین نے فقرہ دیا ہے آئندہ دیکھا جائیگا کوکب و بہمن خاموش ہوے نور افشان ملک اطلس کو ہمراہ لیے ہوے داخل بارگاہ زرنفتی ہوا تخت پر ملک اطلس کو جگہ دی قریب تخت ذیل نور افشان ایک جانب کوکب ایک جانب بہمن اور تمام سردار اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے نور افشان نے حکم دیا عمدہ طائفے لاؤ ملک اطلس نے کہا اے برادر نور افشان مین اس معرکے کے سننے کا بہت مشتاق ہون نور افشان نے کہا اے شہنشاہ ساحری پرستان والی قافلہ سالار زبردستان آپ کے زمانے مین کون بادشاہ طلسم ہوشربا تھا ملک اطلس نے جواب دیا شہنشاہ لاجین صاحب تاج و نگین بادشاہ خوش آئین عادل باذل فیاض سخی عدالت گستر رعیت پرور اسکے زمانے مین شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے خاص ہوشربا مین گدا کی صدا کبھی چور کا کوئی نام نہ جانتا تھا معشوق عاشقون سے آنکھ نہ چراتے تھے دل کی چوری سے بھی باز آتے تھے شمع کے چور کا سر کٹتا تھا غربا کو انعام و اکرام ملتا تھا کوئی ظلم و بدعت کا نام نہ جانتا تھا شحنہ شہر کو کون پہچانتا تھا ناگاہ اس افراسیاب جادو بدخو نے نمک حرامی پر کمر باندھی وزیرون کو بلایا نیلم ملعون نے جسکا اب نیلم شاہ لقب ہوا ہے خزانہ کا تاؤسن جادو نے تحفہ جات طلسمی چرائے افراسیاب اسقدر مغرور ہوا آخر لاجین خوش آئین سے مقابلہ کیا وزیران مذکور نے اس بادشاہ عالیجاہ کو سوتے مین گرفتار کیا افراسیاب بادشاہ بن بیٹھا اول شاہان بنگالہ نے یہ خبر سنی کہ افراسیاب نے شہنشاہ لاجین کو قید کر لیا اس بیچارے نے لشکر کشی کی اپنا ملک و مال تباہ کیا اس نمک حرام پر غالب نہو سکا افراسیاب چڑھ گیا بنگالے پر اپنا قبضہ کر لیا ہم لوگون نے اس بات کو سنا نامہ و پیام لکھے اے افراسیاب تو نے برا کیا اس بے خطا کو قید سے چھوڑ دے اسیطرح وزارت کر وہ مغرور کب مانتا ہے اسی مین فساد بڑھے شاہزادہ بدیع الزمان کوئی جوان ہے انکے والد نامدار بڑے صاحب لیاقت شمشیرزن صف شکن کسیوجہ سے انکو پکڑ کر قید کیا حضور جسکا عزیز قید ہوگا وہ کیونکر فکر نکرے صاحبقران نے اپنے نواسے کو برلے طلسم کشائی روانہ کیا صاف تو یون ہے کہ ہم لوگون کو بھی یہ ولا منظور ہوا کہ سلطنت اسکی ستائین کہلا بھیجا کہ اے افراسیاب تو شہنشاہ لاجین کو قید سے چھوڑ دے اب بھی عہدہ وزارت کو

غنیمت جان ورنہ ہم اُن لوگون کے شریک ہوجائینگے اُس مغرور نے خیال بھی نکیا لڑائیان پڑگئین چونکہ بد انتظام
بزنام بدانجام نکوہ نام مطعون خاص و عام ہی اُسیکے سردار اُسکے دشمن ہوے غیرون کے شریک ہونے لگے اب
وہ سب اُسکے مقابلے مین اترے ہوے ہین ایسا گھبرایا اپنے معشوق کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا خون اسکا لیکر
مشعل جادو کو پلایا وہ آکر لڑا بڑے بڑے شعبدے دکھائے اسطرف جو لوگ آکر شریک ہوے ہین دشمن
بڑے بڑے عیار ہین عیارون کے سردار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار عقیل فہیم لئیق اسنے تدبیر کرکے مشعل کو
مارا اب اپنی دائی امان ملکہ تاریک شکل کش کو لایا ہی وہ ایسی ظالم ہی بندگان سامری کو چیر پھاڑ کر
کھاتی ہی اتنا زور دکھاتی ہی یہ سنکر ہم کو بھی ناگوار ہوا برہمن روئین تن کو روانہ کیا کہ جاکر تاریک کو
سمجھاؤ بیگناہ لوگون کو قتل نہ کرے سامری پرستون کے خون سے ہاتھ نہ بھرے غرورنا افراسیاب کے
مزاج مین بھرا ہی نامہ آسنے حاکمان قطع جمشیدی کو لکھ بھیجا کہ فوج کو کب اسطرف نہ آنے پائے ای
بادشاہ عالیجاہ وای سامری پرستون کے پشت پناہ کیوان ابلق سوار بھاگ کر آپکے گنبد مین پہونچا
لڑائی مین سبکو غصہ ہوتا ہی کوکب و برہمن جا پڑے حریف کو اپنے بیشک مارا یہ بیچارے نوجوان
ان باتون کی کیا خبر رکھتے تھے مین خبر سنکر دوڑا آیا ای برادر غلام کو تمھارے ہین نے مارا اُسکو منع کرتا تھا
اسنے نہ مانا چاہا مجھے ذلیل کرے پھر ہنسے تو تمھاری آنکھین دیکھی تھین تابسنہ آئی اک طمانچہ مار دیا پھر
ہمارا اقرار تو قہر و غضب سامری و جمشید ہی ای بادشاہ عالیجاہ اس لڑائی مین یہ بھید ہی اب آپ تشریف
لائے بہت مناسب ہوا افراسیاب کو اُسی طرح وزیر بنائیے شہنشاہ لاچین کو قید سے رہا کرکے سلطنت
دیجیے وہ جوان بدیع الزمان جو قید ہی قید مین اسکا حال تباہ ہی آپکے سر کی قسم وہ بھی سراسر بیگناہ ہی
اُس قیدی کو بھی قید خانے سے آزاد کیجیے طلسم ہوش رُبا سے غدر سٹ جاے قوم سامری پرست
تباہی سے امان پائے اب آپ بھی چندے دنیا کی ہوا کھائیے پھر جبیارلے اقدس مین آئے کیجیے ہوشربا
مین بھی آپکی عملداری طلسم نور افشان بھی آپ کا پایہ تخت جہان چاہیے تشریف رکھیے ایک سال
ہوشربا مین سامان دعوت ہو دوسرے سال طلسم نور افشان مین کیفیت ہو بندگان سامری
آپکی زیارت سے مشرف ہون گویا بعد مدت دیدجمال باکمال سامری و جمشید دیکھا زیادہ آپ کے
شرف ہم کیا بیان کرین آپکے ان عزیزون کا خون بھی افراسیاب کی گردن پر ہی بڑا ظالم بے ہنر ہی
سلطنت طلسم ہوشربا پاکر کیسا پھولا شاہزادیون پر نگاہ ڈالتا ہی ظلم و بدعت سے کام نکالتا ہی ایسے

اہالیان ہوشربا بیزار تھے وہ جو اپنے ماموں کو رہا کرنے آیا ہی سحر و ساحری مین اک لفظ نہین جانتا ملکہ مہرخ
وبہار و باغبان قدرت و معار قدرت و ملکہ سرخ موے کاکل کشا و ملکہ ہلال سحر افگن
و ملکہ مخمور وغیرہ سات سو سرداران نامی وساحران گرامی اس غیر شخص کے شریک ہو گئے اس خیال سے کہ
اپنی آبرو بچائین جہانتک ہو سکے اس بیحیا کے طلسم کو مٹائین عیار عیاریان کرتے ہین سردار سحر سے لڑتے
ہین میان افراسیاب ایسے گھبرائے اپنی دائی امان کو بلا لائے وہ مدت سے گنبد سیاہ مین بھو کی بیٹھی
تھین آتے ہی جسکو پایا کھا گئین طلسم ہوشربا والے بھاگے جاتے ہین بیچارے غریب اپنی جان بچائے
ہین اب آپ تشریف لائے ہین سب انتظام ہو جائیگا یہ باعث فتور و فساد ہی افراسیاب بانی ظلم و بیداد
ہی اب اسکو معزول کیجیے انتظام معقول کیجیے یہ حالات سن سنکر ملک اطلس جوش مین آیا کہا یہ
افراسیاب خانہ خراب سمجھا کیا ہی بندگان ساحری کو بیگناہ قتل کرتا ہی ہم اس سے سمجھین گے لاچین
کہان قید ہی نور افشان نے کہا دریافت ہو جائیگا جب افراسیاب پر دباؤ پڑیگا خود بتا دیگا یا ہم
تحقیق کرینگے اور غضب دیکھیے مرشد زادے مصور اس بدعت پر راضی ہوے افراسیاب کے ساتھ
لڑتے ہین اکثر ذلیل و رسوا ہوے جور و کو انکی عیار پکڑ لیگئے خداوند داؤد نے اپنی جان دی بیٹے مرشد
زادے صراط ہفت رنگ کوہ ہفت رنگ پر بیٹھے سلطنت کر رہے ہین اٹھارہ ہزار
قریہ کے مالک ہین وہ بھی راہ ظلم و بدعت کے سالک ہین انہی سے سب حال قید لاچین وغیرہ دریافت
ہو جائیگا انکو قید لاچین کا بھی حال معلوم ہی لیکن آپکو بتائینگے جیسے آنکھ چرائینگے ملک اطلس نے
کہا ہم سب کچھ سمجھ لینگے بھائی شراب منگاؤ پیاسا ہون اب مین تمہارے ساتھ ہون جو کہو گے وہ کرونگا
افراسیاب کو سزا دیجائیگی کہ پھر وہ ایسی حرکت نہ کرے نور افشان نے اسیوقت ساقی بچون کو
حکم دیا لباس ہاے فاخرہ پہنکر ساقیان سیمین ساق بصد طمطراق جام و سبو لیکر حاضر ہوے جام بادۂ
گلرنگ گردش مین آیا صدا ہوشا ہوش و نوشا نوش کی بلند ہوئی برہمن و کوکب نے آفرین کی بہ
اشارہ نور افشان انتظام مین مصروف ہین طائفون کو حکم ہوا رقاصان ماہ تمثال آفتاب جمال
حاضر ہوئین تانین پڑ رہی ہین بارگاہ گونج رہی ہی ملک اطلس کا دماغ عرش پر ہی پہلو مین نور افشان
ایسا افسر شراب پینے مین مصروف ہی نازنینان مہ جبین پر نگاہ پڑ رہی ہی ایک ایک سے آنکھ لڑ رہی ہی ناگاہ
زلف لیلاے شب کمر سے گذری اُسوقت دربار مین سناٹا سا تھا رقص و سرود کا بند ہوا ملک اطلس

بھی نشے مین شراب کے جھوم رہا ہی نور افشان خود انتظام کے واسطے کھڑا ہوتا ہی کبھی دار وغہ
ارباب نشاط سے حکم دیتا ہی داروغہ صاحب کسی حسین نازنین کم سن کو سامنے لاؤ ابھی ملک اطلس کو
گانا کسیکا پسند نہین آیا جلد جاؤ عمدہ طائفے لاؤ داروغہ باہر گیا اک خیمے مین جاکر ایک شعلۂ جوالہ کو دیکھا
مسند نازپر جلوہ فرما سازندے حاضر ہین لیکن وہ محبوب خوبرو حسین خوشخو خوش مزاج حسینان جہان کے
سر کا تاج بس داروغہ نے بڑھکر پوچھا صاحب تمھارا کیا نام ہی تاکہ نے کہا انکا ملکہ گلعذار نام ہی بڑی
دور سے آپکے جشن کی خبر سنکر حاضر ہوئی ہین داروغہ نے کہا انکو جلد روانہ کرو وہ مہ جبین بہ ناز و ادا اُٹھی
سازندون کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئی ملک اطلس نے جو سر اٹھایا معلوم ہوا برق چمک گئی اک مہ جبین
حور پیکر کو دیکھا نگاہین نشیلی کمان خانۂ ابرو مین تیر مژگان دل دوز ابروے خمدار مائل خونریزی کھنچی ہوئی
تلوار کیونکر کہون اگر خنجر آبدار لکھون سر مضمون قلم ہونیکا ڈر ہی خانۂ ظلم و بدعت کا در ہی عارض انور رشک
قمر یہ بھی مثال ناقص ہی چاند مین دھبا یہ صاف شفاف آئینہ بے غلاف ہونٹھون مین مسیحائی اشارون مین
دلربائی دندان رشک گہر آبدار مصنف نے موتیون کی آبرو بڑھائی بصد آب و تاب یہی مثال لکھی چاہ ذقن
مین ہزارہا یوسف دل عاشقان گرے پھر نہ اُبھرے گلا صراحی دار سینے پر اُبھار دو سنا تین دل عاشق کے
پار ہوتی ہین یا دو نقابدار سرکش مثال نویاد آئی چھاتی پیٹنے کی نوبت آئی آسمان جاہ و جلال کے دو برج ہین
یا معجون منہی کے درج ہین کمر معدوم حال عدم کیسر ظاہر ہی اس مضمون باریک سے ہر ایک شاعر نکتہ سنج
ماہر ہی اس نازنین نے آتے ہی ملک اطلس پر نگاہ ڈالی ملک اطلس نے آہ کی یہ
اشعار صفت مین آنکھون کی پڑھے

نظم

جو دیکھین خواب مین یہ تیری مینال آنکھین
ہوئی ہین نشہ مے سے جو لال لال آنکھین
کیا تھا غصہ کسی محو چشم پر شاید
نہ مجھپہ قہر سے تو ساقیا نکال آنکھین
سراپا پھوڑین کسطرح رشک سے بادام
ستم ہی گئین مجھپے غضب کی چال آنکھین

تمھن سے آکے تصدق کرین غزال آنکھین
بچھائین کیون نہ مرے زیر پا غزال آنکھین
غضب کی آج تمھاری ہین لال لال آنکھین
یقین مجھکو ہی پائے نگہ سے اے قاتل
خدانے مجھکو عطا کی ہین مینال آنکھین
بہت زیارت حیدر کا شوق ہی سطوت

صنم کرینگی مرے دلکو پائمال آنکھین
انکھون نے پائین کہان یہ خوش جمال آنکھین
نہ اُڑائے کمان و خدنگ زہریہ ڈالی آنکھ
کرینگی دلکو مرے ہائے پائمال آنکھین
چرا کے لیگئین دل میرا دیدہ بازی مین
نہ دید ہون کہین ہنگام انتقال آنکھین

علاوہ ملک اطلس گلگون پوش کے جسکی نگاہ جمال جہان آرا پہ پڑی بصورت آئینہ حیران شکل زلف

پریشان ایک سراپا مین سُو سُو خوبیان ادا مین محبوبیان نظم

سواد دیدۂ عالم سسی تھی
اسی کے سر تھا محبوبی کا ٹیکا
جو پتلی زیب چشم سرگین تھی
انار بوستان زندگانی
کبھی دیکھے نہ دانت اُسکے کسینے
کہ خود اُسکی نظر سے بھی نہان تھین

قمر مُنھ دیکھنے کی آرسی تھی
اگر ہو وصف چشم صاف بے پیر
بعینہ لیلی محمل نشین تھی
بدگستاخ سے محرم بڑھی تھی
جو دیکھے بھی تو دانتون کی مسی نے
یہ پردہ دلسے بھاتا تھا دہن کو

جبین پر تھا نئی خوبی کا ٹیکا
بنے سرمے کی تحریر اپنی تحریر
کہ جبین تھین آئینہ باغ جوانی
یہ تھیلی ان انارون پر چڑھی تھی
نہایت پاکدامن پتلیان تھین
جہان عنقا بنا تھا دہن کو

تمام اہالیان دربار نے آہ کی کسی نے واہ کی کسی نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا کسینے کہا کیا معشوقہ طنازہ ہی مثل کنیزان کمترین خدمت مین حاضر عشوہ و نازہ ہی ملک اطلس زانو بدلنے لگا شعلۂ جمال سے قلب و جگر جلنے لگا کوکب و برہمن مین بھی اشارے ہونے لگے کوکب نے کہا ای دوست صادق یہ تو شمع انجمن ہی کیا معشوق پرفن ہی نور افشان بھی ریش پر ہاتھ پھیرنے لگے سب اہالیان دربار بیقرار اس معشوق شعبدہ باز نے بیچ محفل مین کھڑے ہوکر گت شروع کی سننے والون کی نہایت عجیبی گت ہوئی شعر

تا چیرے مین جو لیا یار نے ہنسکر توڑا
اہل محفل نے کیا اُسپہ نچھاور توڑا
جان اُسنے سسک سسک کر دی
سر پہ رکھا اُلٹ کے جب آنچل

دیگر

جس کی جانب پتا کے سسکی لی
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل

اب تو محفل مین سناٹا شمع انجمن بھی لگن مین لہرا رہی ہی جام کی گردش موقوف شیشے خاموش ساقی بھی حیران کون شراب پلائے کسکو ہوش شراب و کباب ہی ہر کس مثل ماہی بے آب بیتاب ہی سازندے ہوئے گلے کٹ رہے ہین طبلچی ٹکرے باندھ رہا ہی بعد عرصہ دراز اُس فتنۂ عالم نے گت موقوف کی کسیکے ہوش و حواس درست نہین ہین نگاہ مین اس ظالم کے سحر ہی ہر خرد و کلان مبہوت لب پر مہر سکوت اسکے سامنے کھڑے ہوکر ملک اطلس گلگون پوش سے آنکھ ملائی یہ غزل گائی غزل

کون کہتا ہی دم عشق عدو بھرتے ہین
کہ ہوا باندھنے کو آہ کبھو کرتے ہین
پانی آگے ترے ای عربدہ جو بھرتے ہین
حوض میخانہ مے سے بھی عراقی نہ بھرا
حسرت بوسہ کاکل کا کیا ہمنے علاج
زخم دل مشک سے ای غالیہ مو بھرتے ہین
کیسے غمازدلن کے مُنھ دیکھیو تو بھرتے ہین
اس نگہ سے نگر آنکھ لڑی ہی کہ حباب

شمع پر کچھ نہین موقوف کہ سارے خام
کیا تنک ظرف ہین جو غم سے سبو بھرتے ہین
گر چکے سلک دُر اشک کا مذکور کہ ہم
کچے پانی کے گھڑے یہ لب جو بھرتے ہین

کسکے ہاتھوں سے ہر دم نئی طرح نالہ کیں جو
دن جو کچھ عمر کے ہین آئینہ رو بھرتے ہین
غیر کرتے ہین صبوحی مے گل کی خالی

نالے کرتے ہین کبھو آہ کبھو کرتے ہین
اشک دیتے ہین مرے نالۂ موزوں کا صلہ
ساغر چشم مین ہم دلکا لہو بھرتے ہین

حالت نزع ہے جیتے ہین ترے ہجر مین خاک
موتیوں سے دہن زخم گلو بھرتے ہین
اس رنگ مین یہ غزل گائی **ملک اطلس**

کی طبیعت بھر آئی **نور افشان** کی جانب متوجہ ہوا کہا تم تو ہمارے دوست صادق ہو اس ظالم پر طبیعت مائل ہوئی ہوش نہین درست ہین اسکو ہمارے وصل پر آمادہ کرو کیا معشوق خوبرو ہے کیا حسین خوشخو ہے ادھر **کوکب برہمن** سے کہہ رہے ہین کہ ای یار وفادار ای مونس وغمگسار میرا جلد علاج کرو دل گھبراتا ہے اسکو سحر کرکے اٹھا لیچلو اسکے ساتھ شادی کرونگا **برہمن** نے کہا آپ ملاحظہ فرمائیے **ملک اطلس** تو ذبح ہوگیا اب **نور افشان** سے کچھ کہو رہا ہے جو بیدار اسکی نائکہ کے پاس گیا تو ہزار اشرفیون کا دے آیا وہ نازنین ناچتی ہوئی قریب **ملک اطلس** کے آئی دامن اسکا تھام لیا یہ مطلع پڑھا **مطلع** چمن سینچا یہانتک باغبان نے خون بلبل سے ؛ کہ آخر رنگ ہوکر پھوٹ نکلا عارض گل سے ؛ دامن **ملک اطلس** کا اس مہ جبین کے ہاتھ مین صاف ظاہر ہے کہ انکا انکا چولی دامن کا ساتھ ہے عشق دامنگیر ہوتا ہے بیان نئی تدبیر ہے معشوق دامنگیر ہے گریبان ودامن کیونکر بچے ولولہ جنونکا جوش **ملک اطلس** گلگون **پوش** مثل تصویر خاموش مثل شعلہ جوالہ مچل رہی ہے کس طرح سے اس مطلع کو بتایا نہ نگ ہوکر پھوٹ نکلا چہرہ گل سے اپنے پھول سے گالونکا نشان دیا بتاتی جاتی ہے کبھی مسکراتا کبھی مسکرا کے شرماتا **کوکب** پر چھریان پڑ رہی ہین **برہمن** سے کہتا ہے استاد اب دامن صبر وست استقلال سے چھوٹا مین سحر کرکے اڑا لیجاؤنگا **برہمن** ہاتھ پاتھ دھر رہا ہے کہ حضور یہ سحر کا پتلہ بنا ہوا ہے آگاہ ہوجائیگا نہین معلوم کیا راگ لائیگا استاد نے دام کلام مین پھنسایا ہے دیکھا آپ نے کیا رنگ جمایا ہے دشمن **افراسیاب** کا بنایا ہے اگر یہ بات بن پڑی **افراسیاب** سے فساد عظیم ہوگا مگر افسوس اس جلسے مین **خواجہ** نہوئے اسکے سامنے انکی نوازی کراتے وہ بھی اسکا دل لبھاتے **کوکب** نے کہا ای **برہمن** تمھین علم موسیقی مین کیا دخل ہے ظاہر مین غزل ٹھمری گاتی ہے راگ کی صورت دکھاتی ہے خواہ مخواہ اسکے سامنے کیا گا دینگے تمھین سوجھتا بھی ہے کلیجہ نکال لیا دل وجگر کو بیتاب کردیا خانۂ دل غم والم سے بھر دیا مین تو سحر کرتا ہون **برہمن** نے ہاتھ تھام لیا کہا ای شہنشاہ خدا کے واسطے صبر وجبر کو کام فرمائیے اسکو تبدیل ہونے دیجیے جب اور کوئی طائفہ آئیگا مین جاکر اسکو راضی کرلونگا جہانتک ہوسکیگا اسیوقت طرف قصر **جمشیدی** کے روانہ کردونگا مگر محفل سحر نکیجیے وہ فورًا پہچان جائیگا ابھی فساد ہوجائیگا لیکن وہ ماہ پارہ **ملک اطلس** کا دامن چھوڑ کر

اٹھنے لگی اسنے موتیونکا مالا گلیسے اتار کراس نازنین کو پہنادیا موتیونکا مالا زیب گلو ہوا اور برودے گلوے انور موتیون کی رنگت پھیکی معلوم ہوتی تھی موتی بھی بے آبرو ہوے لیکن وہ نازنین موتیونکا مالا پہنکر مثل برق جہندہ اٹھی پشت پر کھجوری چوٹی گندھی ہوئی پڑی تھی اُسپر آب رواں کا دوپٹہ صاف ظاہر تھا مار سیاہ کیچلی مین ہی عجب لشت کا عالم ملک اطلس بیدم ہوگیا آپکی وہ نازنین اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی طرف کوکب کے متوجہ ہوئی کوکب مثل گل کے شگفتہ ہوگیا جیسے ہی اُسنے نگاہ ڈالی مسکرائی خرمن صبر و ہوش کوکب پر بجلی گرائی کوکب نے پہلے ہی سے مالا اتارا اشارہ کیا کہ قریب آؤ تو یہ دین اسنے کوکب کو انگوٹھا دکھایا کوکب بیقرار ہوگیا کوکب نے اشارون مین بلائین لین تب وہ مہ جبین کوکب سے آنکھ ملا کر ان اشعار مین راز دل سنانے لگی

غزل

انقلاب ایسا کبھی ای دل بدخو نہوا
دل مین ارمان بنا آنکھ مین آنسو نہوا
باغبان لاکھ چھپایا کیے لیکن نہ چھپا
ہم جو بیدل تھے ہمارا کوئی دلجو نہوا
تھک کے ہم کوچۂ محبوب مین بیٹھے نہ کبھی
کوئی پروانہ چمک کر کبھی جگنو نہوا
جب خدا ہونیکا اقرار خود اُس بت نے کیا
سامنے کا بھی یہ ترک آپ سے پہلو تہوا
تجھکو بیتابی دل سے مین ہی مجبور نہ تھا
قاصد اپنا کوئی چلتا ہوا جادو نہوا

ہای مین تیری جگہ میری جگہ تو نہوا
ہمنے دیکھے نہ شب وصل کرشمے تیرے
خون مرغانِ چمن رنگ ہوا بو نہوا
اسکے ملنے کی خبر مجھکو پھڑک کر دیتا
پانون توڑا ابھی مقدر نے تو زانو نہوا
کم نصیبی کی شکایت نہین مجھکو ای دوست
پھر مسلمان وہ کیسا تھا جو ہندو نہوا
ساتھ کسکا کوئی دیتا ہی پریشانی مین
اپنی شوخی یہ تمہارا ابھی تو قابو نہوا
جس تمنا کا ہوا خون مرے دلمین جلال

حوصلے تجھکو نکال آئے نہ ای شوق اپنے
سو کے فتنہ نہ بنا جاگ کے جادو نہوا
خوبرویون مین بھی پوچھے گئے تو دل والے
ہاتھ ملتا ہون کہ ایسا کوئی بازو نہوا
سوز الفت نے اثر کچھ نہ دکھایا اپنا
شکر کرتا ہون کہ دشمن سا تو کم رو نہوا
عکس نے آئنہ کے دلمین جگہ پیدا کی
رنگِ گلشن مین کبھی ہمسفر بو نہوا
نامۂ شوق کو رکھتے وہ بنا کر تعویذ
غم دلدار کے عارض کا وہ گلگونہ ہوا

اس غزل نے کوکب کو ذبح کیا کہا ای برہمن تم سمجھے اس محبوب مطلوب نے ان اشعارون مین اپنا دلی مطلب سمجھایا وہ خود مجھپر مائل ہوئی تیور تو دیکھو سنان مژگان دل کے پار ہوتی ہین مگر وہ مہ جبین یہ اشعار سنا کر قریب کوکب نہ آئی دور سے پلٹی کوکب کو بہت شاق ہوا دل اور زیادہ مشتاق ہوا ملک اطلس نے اپنی جانب اشارہ کیا اُس شوخ سنگ نے منہ چڑھا دیا سب عاشق مزاجون کو دیوانہ بنادیا چونکہ یہ نازنین بڑے زور شور مین گا رہی ہی دور شراب موقوف کردیا لیکن ملک اطلس سے اشارہ کیا صحبت بے

تک جام ارغوانی کیون موقوف ہوا ملک اطلس سمجھا نور افشان سے کہا یہ مخمور شراب حسن وجمال ساقی میکدۂ محبت جام شراب طلب کرتی ہے دیکھو ای برادر نور افشان گردش چشم کو اسکی ہم سمجھ گئے جام شراب کی خواہان ہے بقول شاعر فرد میان عاشق ومعشوق رمزیست ؂ کراما کاتبین را ہم خبر نیست ؂ مین اسکے اشارون کو خوب سمجھا اس ظالم کو بھی میرے حال کی خبر ہے ای نور افشان یہ بھی با دولت کا اقبال ہے معشوقہ عاشق خصال ہے بڑے لطف مین ہماری اسکے ساتھ بسر ہوگی حسین ومہ جبین عقیل وفہیم دانا وہوشیار ہزارہا خوبیان بھری ہین نور افشان نے بھی ٹھنڈھی سانس بھرکر جواب دیا ای شہنشاہ حقیقت مین آجتک اس صورت کا معشوق میری نگاہ سے نہین گذرا آپ بڑے صاحب نصیب ہین اب افراسیاب کو مٹاکر خود سلطنت ہوشربا کیجیے اس معشوقہ کو اپنے پہلو مین بٹھاکر چین کیجیے ملک اطلس نے کہا ای نور افشان ابتو مین اک عیش خانہ تیار کرکے اس معشوقۂ خوبرو کو پہلو مین بٹھاؤنگا برسون دروازے پر بھی قصر کے نہ آؤنگا سلطنت کو مین حاصل ہوئی بموجب مضمون شعر شعر زن پاک خوش سیرت ؂ پارسا ؂ کند مرد درویش را بادشاہ ؂ بعد چندے دیکھا جائیگا نور افشان نے دل مین کہا اسی جال مین یہ پھنسے دامن کھینچکر گوشے مین بیٹھے لیکن اُس حور طلعت نے ملک اطلس سے پھر اشارہ کیا آسنے حکم دیا گلابیان شراب کی لاؤ جیسے ہی گلابی شراب کی سامنے رکھی گئی ملک اطلس نے اشارہ کیا تو صاحب ہو مسکراکر اُسنے جام لبریز کیا صاف ثابت ہوتا تھا کہ جام ہاتھ مین لیتی ہی آنکھو مین نشہ آگیا پنجۂ نگارین خورشید تا بر جام آفتاب رکھکے مسکراتی ہوئی یہ اشعار ابدار گاتی ہوئی آگے بڑھی

غزل

لے یار کیا مزا مجھے دیگی بھلا شراب
لے یار مجھکو دیگی نہ لذت ذرا شراب
جی چاہتا ہے ساقی مہوش کے ہاتھ سے
مجھکو پلائیگا جو مرا مہ لقا شراب
ہے عشق چشم مست صنم کا جو دور دور
کسطرح چھوڑدون ہوگئی میری غذا اثر آ
اس رشک آفتاب کی فرقت مین راتدن
کار ثواب جانکے تھوڑی پلا شراب

مجھکو پلا رہا ہے جو تو ساقیا شراب
ابر بہار آیا چلی ہے ہوائے سرد
مجھکو دکھا دکھاکے پیون دا عطا شراب
گردون وقار ہے مرا محبوب ساقیا
پیتے ہین رند بھٹیون پہ بہ بہ پلا شراب
افسوس اپنے دست نگارین سے اگر دو
خون جگر مین پیتا ہون ساقی کجا شراب
اس زور وشور سے یہ اشعار گاتی

خون جگر فراق مین پیتا ہون جاے مے
گلشن مین چلکے جلد پلا ساقیا شراب
ہوگا ہر ایک قطرۂ مے رشک آفتاب
ہان مہر وشہ کے جام مین بھرکر پلا شراب
موقوف ہے اسی پہ مری زیست ناصحا
تو نے پلائی مجھکو نہ ای دلربا شراب
بیخود ہون تشنگی مجھے بجید ہے ساقیا
بے شراب پیے اہالیان محفل مست

ہوگئے ہر ایک کو یہی ہوس ہے یہ ساقی آفتاب جمال جام لاکر ہمکو پلائے کوکب کا اپنی جانب اشارہ نور افشان
حجاب مین بیقرار ملک اطلس تو اُبلا ہوا بیٹھا ہی ہے بیخود ہو کے دست تمنا بڑھا دیتا ہے اشارہ ہے کہ ہمارا
خون پیے جو یہ جام ہمکو نہ دے اب تو اُس نازنین نے بیخوف و خطر بصد ناز و کرشمہ ہاتھ بڑھا دیا ملک
اطلس نے جام ہاتھ مین لیا اس انجام سے کوئی واقف نہ تھا کون رد و قدح کرنے والا ہے سب خاموش
کوکب کو انتہا کا ناگوار ہے قبضے پہ ہاتھ ڈالا کہا اے استاد برہمن اسوقت اس ظالم نے غضب کیا جام لیکر
میرے قریب نہ آئی اُس بھیا کو دیا چاہتی ہے مجھسے صبر نہوگا ملک اطلس جام پیے گا مین چھاتی پر چڑھکر
اُسکا خون پی جاؤنگا ملک و مال برباد ہوگا از صدقہ پاپوش استاد نور افشان ناحق کو خوشامد
کر رہے ہین کیا کر سکیگا اب مجھسے صبر نہوگا یہ کہکے کوکب نے قصد کیا تلوار کھینچکر ملک اطلس پر جا پڑے
برہمن نے ہاتھ تھام لیا کہا برائے خدا آپ تو بادشاہ طلسم نور افشان ہین لڑ بھڑ کے نکل جائینگے
مگر کل اہل اسلام کی جان جائیگی ایک بازاری کبھی اُسکا رشک کیا آپ سے کچھ واسطہ نہ تھا کبھی دیکھا
بھی نہین کوکب نے کہا اے استاد یہ نامردی کی باتین مجھکو نہ سمجھاؤ مین خوب سمجھ چکا ہون زیادہ نہ سمجھاؤ
مین نہ مانونگا اسوقت میرا دل جل گیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہے مجھسے صبر و جبر نہین ہو سکتا آپ لڑائی مین
میرے نہ شریک ہوجیے گا مین مدد اپنے پروردگار کی چاہتا ہون یہ بھیا کون ہے کیا افراسیاب سے
یہ زیادہ ہے جو نٹھر لاتے ہی کہا جائیگا اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھونگا معشوقہ کو اُٹھا لیجاؤنگا اُسکی نائکہ کو ایک
شہر جاگیر مین دیدونگا خراج بھی نہ لونگا یہ بھیا کیا دے سکیگا علاوہ ازین وہ بھی مجھپر مائل ہے خوف سے جام
شراب دیا تمنے دیکھا نہین مجھسے اشارے کر رہی تھی یہ بھی اشارہ کیا کہ میری نائکہ کو راضی کرو اُسکا راضی
کرنا کیا جو مانگے گی وہی دونگا برہمن نے کہا اے شہنشاہ آپ اپنے اہل و عیال پر رحم کیجیے یہ کہکے برہمن نے
قبضہ پکڑ لیا کہا مین آپکو اُٹھنے نہ دونگا پہلے مجھکو قتل کیجیے مین جمشید کو تو رخصت کر دون وہ صاحبزادہ بھی
جائیگا چراغ طلسم نور افشان آپ گل کرتے ہین ایک زن بازاری کے واسطے یہ آفت سہنا عقلمندون
کا کام نہین ہے کوکب نے کہا استاد تم ان باتون کو کیا جانو یہ صورتین کبھی دیکھی نہین میری معشوقہ
حنائے گلگون پوش اسکی کنیز معلوم ہوتی ہے وہ ذرہ یہ آفتاب عالمتاب ہائے ظالم کیونکر صبر
کرون سراپا نور کے سانچے مین ڈھلا ہے علاوہ حسن و جمال یہ کمال باتون مین مسیحائی اشارون مین دلربائی
میرا دل نہین مانتا کوکب و برہمن مین یہ رد و قدح ہو رہے ہین لیکن اس نازنین نے جام ملک اطلس کو

دیا نگاہ ملا کر کھڑی ہوئی تانین مار رہی ہی ملک اطلس نے قصد کیا شراب کو پی جاے شراب شعلہ نکلکر اُڑ گئی
جام بلور ٹکڑے ٹکڑے اس جام سے اک شعلہ بھڑک کر اس مہ جبین پر گرا آہ کا نعرہ کیا آواز دی ہین جلی کوکب
گھبرا کر کھڑا ہو گیا نور افشان کے ہوش و حواس باختہ ملک اطلس نے کہا ارے یہ کون ہی مابدولت
کے ساتھ بے ادبی کی اب جو سب نے دیکھا رنگ روغن چہرے سے اُڑ گیا خواجہ عمرو بصورت اصلی سامنے
کھڑے ہوے ہین پانوُن زمین نے تھام لیے چنگاریان بدن سے نکل رہی ہین عمرو چیخا کہ دہائی ملک اطلس
گلگون پوش کی مین پھنکا جاتا ہون نور افشان گھبرا کر کھڑا ہو گیا کوکب نے یا تو قبضہ پر ہاتھ ڈالا تھا
برہمن روئین تن منتین کر رہا تھا اب سب کے ہوش اُڑ گئے کہ بڑا غضب ہوا اتنا تو نور افشان جادو
نے کہا یہی شہنشاہ خواجہ عمرو عیار ہین معاف فرمائیے یہ کہکے نور افشان نے اک چھینٹا پانی کا اپنے ہاتھ سے
مارا چنگاریان آگ کی موقوف ہوئین پانوُن بھی زمین سے چھُٹادیے اشارہ کیا کہ خواجہ بھاگ جاؤ عمرو نے
اشارہ کیا کہ واہ اُستاد عیاری کرنا اور بھاگنا یہ ہمارا شیوہ نہین ہی ملک اطلس تو حیران حیران دیکھ رہا
ہی کہ عمرو کے جیسے ہی پیر چھوٹے دوڑ کر ملک اطلس کے قدمون سے لپٹ گیا کہا اے شہنشاہ عالیجاہ واہ کیا خوب
قدردانی فرمائی ہم تو جان توڑ کر گائے اُسکا یہ بدلا ملا ہزارون روپے کا لباس جلا دیا اور نور افشان سے
عمرو نے جھڑک کر کہا صاحب آپ لوگ بیٹھ جائیے ہم اپنے مالک سے کلام کر لینگے آپ کیا جانین آج ہمارے آقا قدردان ملے اپنے
اُٹھینگے پھرینگے مکر و حیلہ بھی کرینگے جسطرح بنے گا لینگے نور افشان وغیرہ بیٹھ گئے مگر دل تھرا رہا ہی یہی خیال ہی کہ عمرو نے سب کام
بنا ہوا بگاڑ دیا اسکو درہم و برہم کیا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی کل اہالیان دربار حیران و پریشان ہین کوکب اپنی حرکت پر منفعل ہی سرہمن
سے کہتا ہی اُستاد غضب ہی ہوا تھا اگر مین اسکی چھاتی پر جا پڑتا غضب ہو جاتا لیکن بخدائے عزوجل وہ صورت زیبا آنکھون
کے سامنے پھر رہی ہی دل اسی صورت طلعت کا مشتاق ہی اگر خواجہ عمرو نے ملک اطلس گلگون پوش کے سامنے
وہ فیل مچائے خنجر کھینچا کہا شہنشاہ مین اپنا گلا کاٹ لونگا مین امتحان کرتا تھا کہ دیکھون بیہوشی کی شراب
پیتے ہین یا نہین جب آپ ہونٹھون سے جام لگاتے ہین آپ منع کر دیتا کیا مین نادان ہون خوب جانتا
ہون کہ آپ سرگروہ ساحری پرستان سرتاج ساحران ہمہ دان ہمہ گیر صاحب تدبیر و توقیر مین نے
بھی تمام عالم کو دیکھا لیکن تجھ ایسا جلیل نگاہ سے نہین گذرا سو مرتبہ افراسیاب کو بیہوش کیا آپ
اُس سے بھی عجائب و غرائب ہین زیادہ ہین یہی تو مین ہوش رُبا مین تلاش کرتا تھا کہ کوئی مالک
معقول ملے اسکی خدمت مین رہون اپنے کمال دکھاؤن ملک اطلس نے جب دیکھا یہ شخص اپنا گلا کاٹے

الٰہی کہا ای عمرو بیٹھ جا مین اس سے بہتر لباس دونگا لیکن واسطہ سامری و جمشید کا میرے دل
متردد متزلزل کو تسکین دے یہ جو صورت ابھی تونے بنائی تھی یہ صورت خیالی ہی یا صاحب تصویر بھی کہین موجود
ہی صاف صاف بتلا گا نابھی تیرا مجھکو نہایت پسند آیا تیری خطا مین نے معاف کردی لیکن مجھسے صاف صاف
بیان کر میرا دل بہت بیقرار ہی اُسی صورت زیبا کا مشتاق ہون اگر تصویر خیالی تھی تصویر کھینچکر مجھکو دیدے اگر اصل بیان
صورت کی محبوبہ کہین ہی مجھسے لاکر ملا جو کہے گا وہ دونگا یہ سنکر عمرو قہقہہ مار کر ہنسا کہا واہ شہنشاہ جو بات
پوچھی سب کچھ کہونگا یہ نہین بتلاؤنگا میرے فرزند بچے جورو سب قتل ہو جائینگے وہ ظالم اظلم حاکم
سبکو دار پر کھینچ دیگا دو برس سے جو اس سودے مین مبتلا ہی بڑی مشکل ہی پتا ملا ہی وہ کیونکر صبر کریگا ملک اطلس
نے کہا وہ کون شخص ہی کیا مابدولت سے زیادہ ہی خواجہ صاحب صاف تو کوئی راز دلی مجھسے نہ چھپاؤ سب
حال مفصل پوچھونگا برائے سامری اتنا بیان کہدے کہ یہ معشوق پردہ دنیا مین ہی عمرو نے کہا اب
دلکو کیونکر تسکین دون ایسا نہو میرا کلیجہ پھٹ جائے قلب الٹ جائے ملک اطلس نے کہا کچھ نہ گھبراؤ
اگر بہرام فلک تمہارے ساتھ دشمنی کرے تو اسکی بھی آنکھین نکال لون عمرو نے کہا میرا ہاتھ پکڑیے تب
مفصل عرض کرون ملک اطلس گلگون پوش نے خواجہ عمرو کو گلے لگا لیا کہا خواجہ مین سامری
و جمشید کی قسم کھاتا ہون کسی حال مین تمہاری شراکت سے روگردانی نکرونگا قول مردان جان دارد
سخن مردان اعتبار جو مرد کہتے ہین وہی کرتے ہین شاہان جمری بات پہ مرتے ہین عمرو نے کہا حضور پھر اب مفصل
سنیے گوش ہوش سے متوجہ ہو جائیے مین بھی آپکی محبت مین جان دیتا ہون اپنے اہل و عیال کو بھی نثار کیا
ملک اطلس نے کہا خواجہ کچھ نہ گھبراؤ صاف صاف بتاؤ کوئی تمہارا کچھ نہین کر سکتا عمرو سنبھل بیٹھا
کہا حضور یہ آپکو معلوم ہی کہ مین کون ہون ملک اطلس نے کہا نام تمہارا مین نے ساحری نامے
مین لکھا دیکھا ہی بزرگ لکھ گئے ہین کہ عمرو کشندہ ساحران بلاے بے درمان ہی عمرو نے کہا آپ کو بخوبی
دریافت نہین امیر شہنشاہ عالیجاہ جسکا لقب ہی زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران اسیر گیتی ستان
کشندہ جفت غریب بروز مصاف حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف مین بچپن سے
اسکا ملازم ہون اُسنے سات برس کے سن سے خروج کیا نوشیروان ایسے بادشاہ کو شکست دی
شاہان اولوالعزم کو ابڑے بڑے پہلوانون کو للکارا ساحر بھی لاکھون قتل ہوے جس مقام پر وہ
قید ہوا مین نے جاکر عیاری کرکے اسکے دشمن کو قتل کیا قید سے اُسکو چھڑایا بادشاہان جہان ساحران

عالم کو مٹایا لیکن ای بادشاہ عالیجاہ اس جانبازی و سرفروشی پر اسنے میری قدر نہ کی تین روپیہ مہینے سے
کبھی سوا تین نہ دیے اگر بیمار ہوا غیر حاضری کٹ گئی اب بعض باتین ایسی ہین کہ انکو نہین کہہ سکتا ملک اطلس نے
کہا نہین خواجہ کسی بات کو اٹھا نہ رکھو مین گوش دل سے سن رہا ہون عمرو نے کہا ای شہنشاہ مثل مشہور ہی مرتا کیا
نکرتا جب بھوکا ہوا اہل و عیال پر فاقہ گذرا تو ادہ ساحر یا غیر ساحر جو ملا پیٹ کے واسطے اسکو مار ڈالا کمائی گھر کی
کر لی اہل و عیال کا لا کر پیٹ بھرا جو کہا تھا پتا نہ کہا گیا اسوجہ سے مین بدنام ہوا اس حمزہ نے میری خبر
نہ لی کبھی دلدہی کر کے یہ نہ پوچھا کہ اے عمرو تجھپر کیا گذری اپنے کام کی فکر مین رہا جو مطلب ہوا حکم دیدیا
جاؤ خواجہ یہ کام کر لاؤ ناچار و مجبور گئے اس کام کو کیا صدہا ملک فتح کرائے انھین کے کام کی جستجو مین
ہوشربا مین آئے یہان بھی فساد عظیم پڑے افراسیاب کے سب سردار ملا لیے تاہم سے میرے
کانپتا ہی جسدن پاؤنگا مار ڈالونگا یہ صورت زیبا جو آپنے دیکھی ایک ملک کی شاہزادی ہی صاحبقران
تصویر دیکھکر عاشق ہوئے انہے پیام وہان بھیجے اسکے باپ نے انکار کیا اور یہ جواب دیا ہم کسی سامری
پرست کے ساتھ شادی اپنی بیٹی کی کرینگے تجھ کو بیٹی نہ دینگے جب سب طرح سے عاجز ہوئے تب اس حقیر سے کہا کہ
خواجہ مرتا ہون اس معشوق کو کسی طرح لاؤ مجھسے ملاؤ ورنہ اسکے ہجر مین تڑپ تڑپ کے مر جائینگے حضور صاف
کہون مین نے بھی دباؤ ڈالا اور کہا مجھکو زادراہ دیجیے ای شہنشاہ جب مین بہت تڑپا پھر کاتب حمزہ نے سو روپیے
یکمشت مجھکو دیے اور حکم دیا کہ اس معشوقہ کے باپ کو راضی کرو اگر باپ اسکا رضامند ہو تو عیاری کر کے
لاؤ حضور مین اسی فکر مین سرگردان اسی تردد مین ہوشربا مین آیا یہان شہنشاہ ہوشربا مجھسے لڑنے
لگے مین کسی سے دبتا نہین اور یہ بھی مین نے سنا کہ افراسیاب نمکحرام ہی اپنے ولی نعمت کو قید کیا طلسم
پر قبضہ کر لیا بس ایسے کو سزا دینا واجب و لازم ہی ہمارے سردارزادے کو بھی قید کیا اسکا مارنا بھی واجب
و لازم ہی اب آپ جیسا حکم کرین غلام بجا لائے آپ ایسا افسر قدردان صاحب شوکت و لیاقت حاکم اقلیم
ہمت و سخاوت نظر برد شت جلالت نگاہ سے نہین گذرا ملک اطلس سو روپیے ملنے پر بہت ہنسا کہا کیون
خواجہ تمہارا آقا بڑا ادنی ہی ایسی معشوقہ کی جستجو کے واسطے سو روپیہ دیے ہین اور آپ یہ فرماتے ہین
تین روپے مہینا دیتا ہی اتنے بڑے کار جلیل کو تمنے قبول کر لیا عمرو نے کہا ای شہنشاہ گیتی ستان سو روپیے
کم ہوتے تین سال کی تنخواہ اس صاحب سخاوت و ہمت نے ایک ہی دن مرحمت فرمائی جب کسی بادشاہ
عالیجاہ کا سر کاٹتا ہون اور ملک تسخیر ہوتا ہی دس آنے انعام کے ملتے ہین اس لالچ مین صدہا ملک فتح کرا دیے

فی ملک دس آنے پائے ملک اطلس نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری مین عمر بھر ہزار روپے مہینا دونگا ایک ملک کی سلطنت عطا فرماؤنگا لیکن اُس معشوقہ آفتاب جمال کو لاکر مجھسے ملاؤ اُسکے در دولت کا تمکو داروغہ کردونگا دامن مدعا گل مراد سے بھردونگا یہ سنکر عمرو نے حیران ہوکر روے اطلس کو دیکھا پریشان ہوکر کہا کیون حضور یہ رقم جو مجھکو ملیگی مین اسکے صرف کرنے کا مجاز ہون تخت پر بھی خود بیٹھونگا دو خدمتگار بھی نوکر رکھ سکونگا ملک اطلس نے کہا خواجہ جو دیدیا اُسکا تمھین اختیار ہی خواہ صرف کرو خواہ جمع رکھو جب سلطنت ہوگی دو خدمتگار کیسے دس ہزار بیس ہزار تمھارے ملازم ہونگے در دولت پر ملکہ عالم کے جلوہ فرما ہوتا حکم تمھاری معرفت جاری ہونگے یہ مژدۂ جان بخش سنکر عمرو اسقدر ہنسا کہ بیہوش ہوگیا دانت بیٹھ گئے منہ کا ڈھل گیا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ دم نکل گیا ملک اطلس نے کہا ای نور افشان یہ شخص تو شادی مرگ ہوگیا حقیقت مین اسنے کبھی ہزار دو ہزار روپے نہ دیکھے تھے مین اسکو نہال کردونگا قابل رفاقت ہی نور افشان وغیرہ دل مین خوشیان کررہے ہین کہ خواجہ نے خوب دام تزویر پھیلایا اس مرغ زیرک کو پھنسایا گلاب کیوڑا چھڑک کر عمرو کو ہوشیار کیا ملک اطلس نے ہزار اشرفیان منگوا کر کہا او خواجہ یہ زاد راہ ہی لیکن یہ تو بتلاؤ دیار محبوب کا کیا نام ہی جبتک تم نہ آؤگے مین بہت بیقرار رہونگا فرحت سناؤ کتنے عرصے مین لیکر آؤگے عمرو نے کہا دیار محبوب کا کوہ بوقلمون نام ہی بادشاہ عالیجاہ دہانکا افلاک رفعت خود پسند ملکۂ عالم کا نام لیتا ہون کلیجہ تھام لیجیے محبوب خوش انجام حسن آراے شیرین کلام نام نامی معشوق سنکر ملک اطلس گلگون پوش بیتاب ہوگیا کہا خواجہ یہ جی چاہتا ہی گریبان چاک کردون خنجر اپاک کردون یا خار ہاے صحراسے اتنے تلوے ملون خار خار ہون اُس صحراے وحشت ناک کا گرم رفتار ہون جستجو کرتا ہوا آکوے محبوب پہونچون

غزل

ہم کرین نالے اگر جاکر میان کوے دوست
استخوان میرے نہین کھاتے سگان کوے دوست
نالہ ہاے عاشقانسے اسقدر ہوتا ہی غل
دیکھکر باغ جنان ہوگا گمان کوے دوست
مسجد و منبر نہ کر ہی باغ جنان کا عاشقو
واہ بیخود ہین کچھ ایسے رہروان کوے دوست

تنگ اپنی زیست سے ہین ساکنان کوے دوست
عمر ہوتی ہی ہماری دشت گردی مین بسر
حشر برپا روز رہتا ہی میان کوے دوست
بلبل نغمہ سرا کے ہوش فورًا اُڑ گئے
واعظونکی بھی زبان پر ہی بیان کوے دوست

تلخی فرقت کا مرکر بھی یہ باقی ہی اثر
رشک کی جا ہی کہ خوش ہین ساکنان کوے دوست
حشر کے دن عاشقونکو جبکہ بخشے گا خدا
گر کسیکے منہ سے سن لی داستان کوے دوست
ہوگیا پامال میرا دل خبر مطلق نہین

یہ اشعار پڑھکر ملک اطلس کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے

عمرو نے کہا کہ حضور نہ گھبرائین آپ انتظام طلسم ہوشربا کرین مین جاکر اُسکے باپ کو راضی کرکے ملکہ عالم کو لاتا ہون لیکن تاریک کی بدعت سے میرے اہالیان لشکر کو بچائیے ملک اطلس نے کہا خواجہ اب مجھکو ایک لمحہ چین نہین ہے آپ سمت ملک محبوب جائیے مین طرف کوہ ہفت رنگ کے کوچ کرتا ہون صرصر ہفت رنگ سے ملاقات کرکے مقام قید لاچین دریافت کرونگا اسکو رہا کرکے لاؤنگا افراسیاب سے صفائی کرا کے ملادونگا آپ کے آقازادے کی بھی رہائی کی فکر ہوگی سب امورات ایک دن مین فیصل ہو جائینگے اہالیان ہوشربا امان پائینگے مین بخوبی سمجھ گیا کہ ہوشربا مین غدر ہے سب انتظام جاکر کرونگا عمرو نے کہا خوب سمجھ لیجیے پچاس برس کی ملازمت آپکی محبت مین ترک کرتا ہون ایسا نہو کہ آپ ان امورات کو میرے بعد فراموش کرین جسوقت حمزہ سن پائیگا کہ مین جسپر عاشق تھا اسکو عمرو نے بیچا کر غیر شخص سے ملایا فرمائیے پھر وہ میرا منہ دیکھیگا مگر مین صاف صاف لکھ بھیجونگا کہ آپکے فرزند کو رہا کرکے روانہ کرتا ہون مین نے اور ایک بادشاہ عالیجاہ کی نوکری کرلی جو کچھ رد و قدح ہوگی حضور سے عرض کرونگا ملک اطلس نے کہا خواجہ ایسا مرتبہ تمھارا بڑھاؤنگا کہ تمام عالم رشک کرے شاہان جلیل تکو خراج دینگے رئیسان ہوشربا تمھاری خدمت مین حاضر رہینگے جب میری مصاحبت مین سرفراز ہوگے ہر کس و ناکس اپنا سرپرست جانیگا عمرو نے ملک اطلس سے بخوبی عہد لیے کہا حضور اب مین رخصت ہوتا ہون زادراہ مرحمت ہو ملک اطلس نے کہا خواجہ یہ توڑا اشرفیون کا جو دیا وہ کیا ہوا عمرو نے کہا ہوشربا مین سبکا قرضدار تھا بیٹ تو نہین مانتا قرض لیکر کھایا ساکھ مین فرق نہ آیا کوئی ڈیڑھ آنہ بچا ہے آپکا قاصد ہون بھیک مانگتا ہوا چلا جاؤنگا دس ہزار روپیے اور منگا کر ملک اطلس نے بطور زادراہ خواجہ کو دیے خواجہ نے اُسیوقت سامنے ملک اطلس کے سامان سفر تیار کیا کہا غلام رخصت ہوتا ہے ملک اطلس نے گلے سے لگالیا خواجہ روتے پیٹتے یہ کہکر چلے کہ غلام طرف کوہ بوقلمون کے جاتا ہے ملک اطلس نے کہا آپکو پونے دو سو خداوندون کے سپرد کیا ملک اطلس نے اُسیوقت حکم دیا لشکر ہمارا تیار ہو امابدولت برائے کار ضروری و انتظام طلسم ہوشربا سمت کوہ ہفت رنگ سفر فرمائینگے سات لاکھ فوج جمع ہوئی اٹھالا بارگاہ زربفتی کا لدا ملک اطلس گلگون پوش بصد جوش و خروش طرف کوہ ہفت رنگ کے چلے یہ تمام معرکہ حیرت افزا صرصر شمشیر زن نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ عمرو نے عجب طرح کا دام مکر پھیلایا ملک اطلس ایسے کو پھنسایا نور افشان و کوکب خوشی خوشی ملک اطلس سے رخصت ہوکر طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوئے صرصر یہ خبر

وحشت اثر لیکر طرف افراسیاب کے چلی ان سبکا حال وقت پر تحریر ہوگا دیکھیے ان حالات بمعیبت آیات کو سنکر شہنشاہ طلسم ہوش ربا یعنے افراسیاب اس مفسدہ مین کیا تدبیر کرتا ہی سب کیفیتین ناظرین والا تمکین پر مقامات مناسب پر واضح ہونگی یہ بخوبی ظاہر ہی کہ تاریک مقابلہ مسلمانان مین فردکش ہی مقابلے ہو رہے ہین ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ سرخ مو و ملکہ بہار نوبت بجا رہی و کار دبر مستحوان ہین ان سبکو اس حال مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملک اطلس گلگون پوش کا روانہ ہونا طرف کوہ ہفت رنگ کے اور نامہ لکھنا افراسیاب کا بدست سرباسے برف انداز و عیاری خواجہ عمرو اور فسیا دہونا افراسیاب و ملک اطلس سے خمسہ

ہمت و غیرت کا ہم دیتے رہینگے مرکے ساتھ
یا بجہتی چیئے ہی ہر دم کڑے تیور کے ساتھ
مرخودی تربت مین جائیگی ہمارے مرکے ساتھ
مرد آلودہ نہو دنیا سے بازیگر کے ساتھ
کب وفاداری زن قحبہ نے کی شوہر کے ساتھ

نشہ چڑھ آتا ہی ذکر بادۂ اطہر کے ساتھ
اڑکے جائینگے جنت مین اک پری پیکر کے ساتھ
عشق ہی روز ازل سے ساقی کوثر کے ساتھ
منزل مقصود کا سودا ہی اپنے سر کے ساتھ
گر رہ کیطرح لپٹے بہاتے ہین رہبر کے ساتھ

آسمان چکر مین رہتا ہی قد دلبر کے ساتھ
جانور کیسا پری بھی چھوڑ دیگی ڈر کے ساتھ
بجلیان گرتی ہین رفتار پری پیکر کے ساتھ
چل سکینگے کبک کیا اس فتنۂ محشر کے ساتھ
کوہ شل کاہ اڑتے پھرتے ہین ٹھوکر کے ساتھ

پھرتے ہین مجنون بنے لیلائے سیمین بر کے ساتھ
رہتے ہین چکر مین شیدا یار افسونگر کے ساتھ
دور بقراط و ارسطو یا ہی اسکندر کے ساتھ
حلقۂ دیوانگان ہی اس پری پیکر کے ساتھ
اسطرح اصحاب ہون جسطرح پیغمبر کے ساتھ

روز ساتے کیطرح ہین اس پری پیکر کے ساتھ
بے پری مین ہی نظر باری کا سودا سر کے ساتھ
عشق طفلی سے ہی اس روئے ضیا پرور کے ساتھ
دیکھتا ہون حسن کے عالم کو مین زیور کے ساتھ
مجھکو بھاتی ہی بنا گوش صنم گوہر کے ساتھ

انہیں ہم ہین زہر بھی کھانا گوارا ہی جنھیں
اور ہین وہ لوگ جینا اپنا پیارا ہی جنھیں
جان دیتے ہین ترا شوق نظارا ہی جنھیں
سبزۂ خط کو دکھا کر تو نے مارا ہی جنھیں
حشر ان لوگون کا ہوگا خضر پیغمبر کے ساتھ

قند شیرین بوسۂ لب سے سوا ہوتا نہین
بند ہو جاتے ہین لب سے لب جدا ہوتا نہین
شہد کیا مصری مین بھی ایسا مزا ہوتا نہین
اسقدر شیرین دہن اے دلربا ہوتا نہین
شیر دایہ نے پلایا ہی تجھے شکر کے ساتھ

کیا رہائی کی نکالے بلبل بیکس طرح
قطع کر امید منظور نظر ہو جس طرح
ناتوان سفاک کے نیچے سے چھوٹے کسطرح
پر کترتا ہی اگر صیاد تو کاٹ اس طرح
حسرت پرواز بھی اڑ جائے بال و پر کے ساتھ

خود نہ مین نکلون قفس کا تو اگر در کھولدے
ہان مرے دل کی گرہ کو او ستمگر کھولدے
کون کہتا ہی کہ تو باندھے ہوئے پر کھولدے
جو ہر اپنے ایکدن صیاد اسیر کھولدے
لاگ رکھتی ہی مری گردن ترے خنجر کے ساتھ

سر مین ہی سودا اسیر حلقہ گیسو ہون مین
مر رہا ہون جان بلب ہون طالب دارو ہون مین
عاشق رخ ہون نثار نرگس جادو ہون مین
میکشو عاشق مزاج اے ساقی مہرو ہون مین
بوسۂ لب کی گزک بھی دے مجھے ساغر کے ساتھ

زہد و واعظ دونون ہین تیری محبت مین خراب
اک زمانے کے ہین تیری گرمیون سے دل کباب
عشق یہ کاہیکو ٹھہرا جان کا ٹھہرا عذاب
مومن و کافر کا قاتل ہی ترا حسن شباب
آتش افروختہ یکسان ہی خشک و تر کے ساتھ

خاک ہی انکی نظر مین مال و زر قانع ہین جو
فقر کی دولت پہ مرتا ہون سنو اے دوستو
کچھ نہین پروا موافق ہوے دنیا یا نہو
جسقدر نفرت ہی اس سے مجھ توکل پیشہ کو
اسقدر رغبت ہے قارون کو محبت زر کے ساتھ

خون عاشق کو رلانا عادت اس بدخو کی ہی
اس ادا کو خوب ہم سمجھے یہ جس پہلو کی ہی
چشم کی گردش ہی یا شوخی رم آہو کی ہی
یہ اشارت جنبش مژگان سے اس گلرو کی ہی

دم کلجتا ہی سودائی کا اس نشتر کے ساتھ

عشق کی سختی اٹھانا دل پہ کچھ آسان نہین
نامور کیا خاک وہ ہوگا جو سرگردان نہین
شان عاشق مین نہین جبتک کہ سیامان نہین
قدر دیوانے کی بے ہنگامۂ طفلان نہین
چاہیے سالار لشکر کو رہے لشکر کے ساتھ

عیش دنیا مین بشر کے واسطے ہو یا نہو
پر کسی رشک پری کا یا خدا سودا نہو
عقل کو ضائع نکر وحشی نہو رسوا نہو
صورت آباد جہانکے حسن کا شیدا نہو
صندل اس سنجانے مین ملتا ہی دردسر کے ساتھ

یاد آجاتا ہی وہ ہنسنا ترا کیا کیا مجھے
دیدۂ گریان سے ملتے مین ڈر کیا کیا مجھے
نور کا بہتا نظر آتا ہی اک دریا مجھے
جبکہ ہوتا ہی تصور تیرے دانتونکا مجھے
تولتا ہون اشک کے قطرونکو مین گوہر کے ساتھ

سر مین ہی شور محبت دل مین جوش اشتیاق
طی نہین ہونیکا برسون ای دلی دشت فراق
وہ کرے میری رفاقت زندگی ہو جسپہ شاق
ہمرہی کا گبھی ہوتا ہی آتش اتفاق
خضر صحرا گرد دیتا ہی مرا امر کے ساتھ

توسن کلک اس میدان وسیع بیان مین یون طرارے بھرتا ہی کہ جب صرصر شمشیر زن نے دربار ملک اطلس مین یہ ہنگامۂ عظیم دیکھا کہ خواجہ عمرو اور نور افشان نے باتون مین اسکو تسخیر کیا اور ملک اطلس طرف کوہ ہفت رنگ کے روانہ ہوگیا بدحواس ہو کے طرف افراسیاب کے چلی ولسے کہتی ہی خوب اس مرغ زیرک کو دام تدبیر مین پھنسایا بڑا غضب ہوا طرف کوہ ہفت رنگ کے جاتا ہی بدحواس ہو کر طرف افراسیاب کے چلی افراسیاب بارگاہ مین موجود ہی دماغ تر خوشی مین بلبلا رہا ہی کہتا ہی طلسم کشا قتل ہوا ایکی مرتبہ جو طبل جنگی بجے گا کل مسلمانون کا خاتمہ ہی ملکہ حیرت جادو تخت پر بعد کروفر ہر دم یہی قول ہی ملکہ بہار کو شریک کرون ایسا سودائی امان قتل کر ڈالین کسکو بھیجون کون جاکر اُس بدنصیب کو سمجھاوے کہ اری اگر قدمون پر افراسیاب کے گر مین خطا معاف کرا دونگی وزیر زادیان عرض کرتی ہین حضور وہ کبھی نہ قبول کریگی مسلمانون کے ساتھ جان دیگی بادشاہ جمجاہ پر مرتی ہین اُنکو یہ گوارا نہوگا کہ اسوقت ساتھ چھوڑین حیرت کہتی ہی بڑا غضب کیا اگر بہار قتل ہو گئی

مین اپنے والد نامدار حیات تاجدار کو کیا جواب دونگی وہ ارشاد فرمائینگے تونے بہن کا پاس نہ کیا میری پندرہ برس
کی کمائی کا خیال نہ آیا بہار ایسی مہ جبین کو بٹھایا مگر وہ بدنصیب میرا کہنا نہین مانتی افراسیاب کو بھی ایسی
باتونکا خیال ہی بربادی مین ان نازنینان مہ جبین کی تردد لاحق حال ہی یکایک صرصر شمشیر زن آکر پہونچی لیکن
بدحواس پریشان خاطر افراسیاب نے کہا ای صرصر خیر تو ہی صرصر نے کہا ای شہنشاہ پنبۂ غفلت گوش ہوش
سے نکالیے اب بڑے غضب کی لڑائی پڑیگی زمین طلسم ہوش رُبا تھرا جائیگی عمرو اور نور افشان نے
ملکر بڑا غضب کیا بڑے ساحر جلیل کو شریک کرلیا افراسیاب نے کہا مفصل حال تو بیان کرمین نے تجھکو
کہان بھیجا تھا کیا اُلٹی خبر لائی صرصر نے عرض کی کنیز کو حضور نے برائے خبر قلعہ قطع جمشیدی روانہ کیا تھا
ہومان ابلق سوار کو تو برہمن نے مارا بھائی اسکا کیوان ابلق سوار شکست کھا چکا تھا عین
وقت پر پہونچی برہمن کو عیاری کرکے پکڑلیا کیوان نے چاہا برہمن کو قتل کرے عین وقت پر کوکب آیا
برہمن کو رہا کرلیا ہومان بیچارہ بھاگکر اک گنبذ مین چھپا حضور وہان بھی پیچھا نچھوڑا ہومان کو مارا
یکایک زمین تھرائی وہ آواز آئی کہ جس سے گمان ہوا کلیجے پھٹ جائینگے ایک زنگی پیدا ہوا اُسنے کوکب و
برہمن کو مسحور کرلیا انکے بڑے اُستاد صاحب میان نور افشان اس زور وشور سے آئے گویا بلا نازل
ہوئی زمین متزلزل و متحرک ہوئی زنگی سیاہ رو کو چیر کر پھینکدیا یکایک زمین کا طبقہ اڑا تخت یاقوت احمر پر
بصد کر و فر میان اطلس گلگون پوش ظاہر ہوے اتبک تو افراسیاب بیٹھا سن رہا تھا نام ملک
اطلس سنکر کھڑا ہوا کہا ای صرصر تجھکو کیونکر معلوم ہوا کہ ملک اطلس ہین کہا لوگون کے کہنے سے ثابت
ہوا انکے عزیز و اقارب جمع ہوگئے ہلڑ ہوا ملک اطلس برآمد ہوے افراسیاب نے کہا پھر کیا
ہوا کہا حضور ملک اطلس کو نور افشان نے دام تزویر مین لیا حضور حضور کرتے ہوے بارگاہ
مین لیگئے کوکب و برہمن کو کچھ بھی سزا نہ ملی نور افشان نے تمام مقدمۂ لاچین بیان کرکے
اسقدر اسکو درہم و برہم کیا کہ وہ آپ کے مقابلے پر آمادہ ہوا اور عمرو نے تو آج حضور وہ کام کیا
وہی عیاری پرانی اک نازنین کی شکل بنکر آیا گانا تو اُس نگوڑے کا سحر ہی اسکو شراب بیہوشی ملاکر پلائی
شراب اُڑگئی جام شکست ہوا نئے طور کا بندوبست ہوا چاہیے تھا عمرو کو سزا ملتی اسنے وہ کہانی نکالی
کہا تنک عرض کرون ملک اطلس سے وعدہ کیا ہی کہ آپکی معشوقہ کو لینے جاتا ہون مگر آپ میرے
لشکر کو بچائیے ملک اطلس سات لاکھ فوج لیکر سمت کوہ ہفت رنگ روانہ ہوا اسواسطے

کہ صراط ہفت رنگ سے مقام قید لاچین دریافت کرکے رہا کردن **افراسیاب** سے میل
کراؤن حیرت جادو گھبرا گئی عیارون کو کوسنے لگی کہ نگوڑا **عمرو** مرجائے کیا فریب بنایا ہے افراسیاب
نے آواز دی ای ملکۂ عالم وہ بیچارہ **ملک اطلس** کیا ہے مین سارا فریب مسلمانون کا ظاہر کرائے
دیتا ہون وہ **نور افشان** و عمرو کا دشمن ہو جائے گا دست بستہ خدمت مین بابدولت کی آئیگا دان
کوئی موجود نہ تھا جو جاتا بیان کیا تمنا یقین قاضی روی راضی آئی کا مضمون ہے مین ابھی فکر معقول کرتا
ہون علاوہ ساحر زبردست ہونیکے مذہب **ساحری** مین وہ بزرگ ہے بڑی جفا عبادت خداوند مین اٹھائی
کتابون مین سامری اسکا کیا حال لکھا ہے مین سب باتین جانتا ہون ابھی بلواتا ہون شہنشاہ لاچین کی قید
تک کیا جا سکتا ہے اسوقت **افراسیاب** نے قلم اٹھایا یہ القاب لکھا

نامہ از طرف افراسیاب بخدمت ملک اطلس گلگون پوش اشعار

ای شہنشاہ ساحران جہان	گوہر بحر بخشش و احسان	تاج دار ممالک ہمت
شہسوار مراکب جرأت	ابر بخشش ہر صغیر و کبیر	فلک ساحری کے ماہ منیر
اختر برج حشمت و اجلال	مہر تابان آسمان کمال	بندۂ خاص ساحری جمشید
آسمان کمال کے خورشید	شکر ہے آپ کا ظہور ہوا	دل کو مشتاقون کے سرور ہوا
دشمنون نے بڑا فریب کیا	قلب اقدس کو ناشکیب کیا	دام تزویر مین پھنسے ہین حضور
بے سبب عشق مین ہوئے مجبور	قتل احباب و اقربا بھی ہوئے	مورد آفت و بلا بھی ہوئے

ای شہنشاہ گردون پناہ ای زبدۂ ساحری پرستان خاصۂ زبردستان مقام افسوس ہے کہ دشمنون نے
آپ کو اتنا بڑا فریب دیا اس خیرخواہ کو آپکا دشمن بنایا لیکن اسکی کیا شکایت جو سب تھا وہ ہوا آپ
کو کوئی آگاہ کرنے والا نہ تھا اُن سب نے اپنا رنگ آپ پر جمایا **عمرو** نے صورت ایک عورت کی بنائی
وہ صورت حضور کو پسند آئی اُس صورت سے بہتر شاہزادی حسین جمیل آپکی خدمت مین حاضر ہوگی
نور افشان و کوکب و **برہمن** نے سراسر خلاف آپ کے سامنے بیان کیا شہنشاہ **لاچین** نے
جب انتقال کیا تب راقم بادشاہ ہوا اس عدل و انصاف سے بسر کی اہالیان **طلسم ہوشربا**
بخوبی جانتے ہین اہالیان طلسم **نور افشان** کی ذات سے غدر ہوا دشمنون کا ساتھ دیا بڑے
بڑے سردار بابدولت کے مارے گئے ناچار مجبور ہو کر دائی امان کو بلایا انھین کے مقابلے کو وہ ہمین

آتا تھا حضور نے ان سب کو پناہ دی ورنہ اسی معرکے مین اُنکا خاتمہ تھا خیر انچہ گذشت گذشت دیکھتے ہی اس محبت نامے کے بابدولت کے پاس تشریف لائیے تمام حال ظاہر ہو جائیگا وزیر اعظم میرا سرملے برف انداز نامۂ ہذا لیکر آتا ہی تمام کیفیت فساد و عدم فساد و بربادی مذہب سامری پرستان زبانی ظاہر کریگا یقین ہی کہ آپ کے دلکو تسکین ہو سارباں زادے نے بہت بڑا دھوکا دیا نامۂ ہذا تمام والسلام والاکرام نامے کو افراسیاب نے ملفوف کیا سرنامے پر اپنی مہر کی بہت سے تحفہ جات قیمتی جواہرات کشتیان لباس واشیائے نفیس کی سرملے کے ہمراہ کین چارسو ساڑھے چارسو جوان اک خیمہ معقول اپنے ہمراہ لیکر سرملا روانہ ہوا بعد جانے سرملا کے افراسیاب نے اک اور انتظام کیا چند نامے بنام خراج گزاران تحریر کیے انکا مضمون یہ تھا کہ ملک اطلس گلگون پوش بزرگ مذہب سامری پرستان بعد دو سو برس کے زمین سے برآمد ہوا ہی برائے سیر و شکار جاتا ہی جس جانب سے گذرے ہر اک بادشاہ استقبال کر کے اُسکو باعزت و آبرو فرو کش کرے جسقدر ہو سکے ترقی سامان دعوت و ضیافت مہیا ہو جسنے اسکو آزردہ کیا اسنے بابدولت کو تکلیف دی یہ نامے معرفت طائران سحر روانہ کیے لیکن خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ملک اطلس سے رخصت ہو کر اشرفیون کا حساب کرتے ہوے شبکو اپنے لشکر مین آئے تمام کیفیت ملکہ مہرخ سے بیان کی ملکہ مہرخ رونے لگین کہا اے شہنشاہ عیاران حقیقت مین آپ نے بڑا کار نمایان کیا لیکن یہان تاریک کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی ایک ہفتے سے اسنے طبل جنگی نہین بجوایا جب بیٹھے بیٹھے بگڑتی ہی لشکر پر ہمارے آپڑتی ہی شعبدہ بازی دکھاتی ہی دس پانچ غربا کو پکڑ لیجاتی ہی اسکے ظلم و بدعت سے زمین تھراتی ہی چیر پھاڑ کر کھا جاتی ہی عمرو نے کہا انشاء اللہ اسکا بھی سامان بروردگار کریگا اب بنتا ہی تو مین جا کر ملک اطلس کو لاتا ہون یہ فرما کر برق فرنگی کو ساتھ لیا چالاک کو کنارے بلایا کان مین اسکے بہت کچھ سمجھایا چالاک نے پکار کر کہا انشاء اللہ تعالےٰ آپکی عنایت سے یہی ہوگا مین تدبیر کر لونگا یہ سامان کر کے عمرو اپنے سردارون سے ملا ایک ایک کو تسکین دی یہ بھی فرمایا انشاء اللہ پھر بخیر و عافیت ملینگے یا ہمسے تمسے ملاقات بروز حشر ہوگی اس کلام حسرت انجام پر خواجہ کے قیامت برپا ہوئی رات ہی کو برق کو ساتھ لیکر لشکر سے نکل گئے لیکن ملک اطلس منزل بمنزل جاتا ہی ہزارہا آدمی راہ مین اسکی زیارت کے مشتاق ہین اک نوجوان تاج شہریاری برسر فوج دریا موج ساتھ لیکر بصد کر و فر جاتا ہی لوگ دیکھکر حیران ہوتے ہین کہ کیا کمال ہوا دو سو سال زیر زمین رہا

سنتے ہین ضعیف تھا نوجوان ہو کے نکلا مذہب سامری مین بڑی کرامات ہی سحر و ساحری کی کیا بات ہی جب کامل ہو تب یہ شرف حاصل ہو جب حکم افراسیاب جس سرحد پر پہونچتا ہی وہانکا بادشاہ حاضر ہو اُسکو سامان دعوت و ضیافت مہیا ہوا صبحکو پھر روانہ ہوتا ہی پانچوین منزل مین قریب صنوبر کوہ پہونچا ملکہ صنوبر جادو خبر سن چکی تھی اپنے کوہ سے اتری ملک اطلس کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا تخت سے ملک اطلس اُترا ہرچند کہ عشق مین اس نازنین کے مبہوت ہی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی مگر جمال ملکہ صنوبر دیکھکر بہت خوش ہوا ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا یا تو خاموش تھا بے اختیار یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

بلبل نہ چمن ہی گل و گلزار کا عاشق
نی سبحہ کا عاشق ہون نہ زنار کا عاشق
نکلکر رہ میخانے سے اب شیخ نکلنا
جسکا ہو فروشندہ خریدار کا عاشق

جو گل ہی سو تیرے گل رخسار کا عاشق
باتین مجھے بھاتی ہین یہ آسیر شیخ و شنام
ہر رند ہی وان جبہ و دستار کا عاشق

رشتے کو محبت کے جگہ دیتے ہین دلمین
ہون اسلیے اُس شوخ کی گفتار کا عاشق
کیا قدر رکھے غیبس و الُس شخص کی سودا

صنوبر نے شرماکر سر جھکالیا عرض کی اے شہنشاہ تمام اہالیان ہوش ربا آپ کے جمال جہان آرا کے خواہان ہین لیکن آپکو عجیب حال پر ملال مین پایا متردد و متوحش رنگ روے مبارک متغیر آپ کو کس بات کا خیال ہی کیون قلب پر ہجوم غم و ملال ہی ملک اطلس نے کہا اے شہنشاہ حسینان جہان اے سردار تاجدار خوبان کیا کہون ایسی اک صورت زیبا دیکھی دام بلاے عشق مین پھنسا ہون مثل طائران نوگرفتار تڑپتا ہون راتین ہجر کی پہاڑ ہو جاتی ہین جب دم لبون پر آتا ہی تب روے سحر فرقت کی زیارت ہوتی ہی دن بھی شب غم سے زیادہ تاریک تر غذا اپنی خون جگر اصل یہ کیفیت ہی اشعار

ہر کجے خواہان دل از غصہ حیران میشود
آنکہ از عکس رخش آئینہ بستان میشود
رسم ملک عشق را نازم کہ در حق مریض
من اگر کافر شوم آن بت مسلمان میشود
بارہا گفتم نمی آید زپند خویش باز
برور جنت بروز حشر دربان میشود

تا بدست آورد ظالم در پی جان میشود
ہر شبے مانند تصویران فانوس خیال
از طبیبان بعد مردن فکر درمان میشود
از پریشانی درین بستان دلا غمگین مشو
تا صبح از گفتار خود در روے پشیمان میشود

گر کند از بد دماغی صبح گلگشت چمن
گرد آن شمع شبستان بزم قربان میشود
ہیچکس یارب یکبن باشد علی الرغم ایبنین
غنچہ گل میگردد انجا گر پریشان میشود
مے مخور سودا کہ آخر زاہد از امین عصا

اُس حسرت سے یہ اشعار ملک اطلس گلگون پوش نے پڑھے

ملکہ صنوبر نے عرض کی آخر آپکی معشوق نامہربان کس مقام پر ہی ہمکو علم ہو جستجو کرین جاکر آپکا پیغام پہونچائین ملک اطلس نے کہا میرا قاصد خوشخرام نیک انجام گیا ہوا ہی یقین ہی جواب باصواب لائے وہ ردتر در عید

کیسا سعید ہوگا میرا نامہ بر پلٹے خبر آمد محبوب پہونچائے ای ملکہ صنوبر جان اپنی نامہ بر پہ نثار کردونگا کیا کہون کسقدر
انتشار ہی دل ترود منزل مثل ماہی بے آب بیقرار ہی لیکن اسوقت تمہارے آنے سے غنچہ خاطر شگفتہ ہوا دوچار
روز اسی مقام فرحت انجام پر بادولت قیام کرینگے صنوبر با اعزاز واکرام لیکر بالائے کوہ آئی بارگاہ استاد
کرائی سامان عیش وعشرت مہیا ہوا بڑی دھوم سے ملکہ صنوبر نے دعوت کی ملک اطلس خدمتگزاری
سے صنوبر کی نہال ہوا کسیقدر رفع ملال ہوا لیکن شب کو جب تنہائی مین جاتا ہی تصویر دلپذیر جو خواجہ عمرو
نے برائے تسکین ویدی ہی تنہائی مین اُس تصویر کو نکالتا ہی کبھی نثار ہوتا ہی کبھی بلائین لیتا ہی کبھی جوش محبت
مین درد دل سناتا ہی یاد مین اُس روے زیبا کی دن رات گھبراتا ہی دوسرے دن تخت پر ملک اطلس
بیٹھا ہی ملکہ صنوبر مصروف خدمتگزاری ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر پہونچائی کہ سرما وزیر اعظم افراسیاب
نامہ لیے ہوئے آتا ہی صنوبر نے دست بستہ عرض کی شہنشاہ کا وزیر برائے زیارت سرکار حاضر ہوا ہی اگر
حکم ہو استقبال کرکے لاؤن ملک اطلس نے کہا افراسیاب بڑا مغرور ہی نشہ بادۂ کبر و نخوت
سے چور ہی اسکے پاؤن مین مہندی لگی تھی خود نہ آیا اپنے وزیر کو بھیجا کچھ ہمارے پاس آنے کی ضرورت نہین ہی
بادشاہ اصلی کو ہم جاکر رہا کرینگے اس نمکحرام کی آنکھ کھلیگی جب ملک اطلس بہت بگڑا صنوبر نے آب کلام
سے ٹھنڈا کیا کہا اے شہنشاہ افراسیاب جادو بڑی آفت مین مبتلا ہی ایک سرہزار سودے جب
نامہ حضور پڑھینگے سب کیفیت ظاہر ہوجائیگی یقین ہی باعث عدم حضوری بھی ضرور تحریر کیا ہوا آپ کے
نیازمند ہین آپ سے کیا سرکشی کرینگے جب ملکہ صنوبر نے اسطرح سمجھایا تب ملک اطلس نے حکم دیا
اچھا خوشی تمہاری تمہاری خاطر سے حکم دیتے ہین ورنہ مابدولت کو کچھ ملاقات کی ضرورت نہ تھی کیا ہم اُنکے
تحفہ جات کے محتاج ہین ہمارے نام سے قواعدین ساحری کے رواج ہین ملکہ صنوبر خوش ہوئین
کرکے اپنی کنیزون کو برائے خدمتگزاری ملک اطلس گلگون پوش چھوڑکر برائے استقبال سرما
چلی زیر کوہ ٹھہری سرماے برف انداز نے صحرا مین لاکر بارگاہ استاد کرائی صندوق تحفہ جات
کے ایک گوشے مین رکھے انتظار ہی کہ ملکہ صنوبر آئے کل حال اُس سے دریافت کرلون پھر جاکر ملک
اطلس سے ملون کہ ہرکارون نے خبر دی ملکہ صنوبر تشریف لایا چاہتی ہین سرماے برف انداز جاکر
بارگاہ مین ٹھہرا انتظار ملکہ صنوبر جادو کر رہا ہی لیکن ملکہ صنوبر مع چند کنیزان ہمراز و مصاحبان
و مساز کوہ سے اترکر خرامان خرامان جاتی ہی ایک جانب سے دیکھا ایک ہرکارہ گولے دار پگڑی سر پہ بونے

کی چھڑی زیب کمر اسپر مُہر افراسیاب پکارتا ہوا اے ملکہ صنوبر ٹھہرو واہ تمنے بڑا غضب کیا پرچہ لکھو نگا ملک ومال چھین جائیگا شہنشاہ کا عتاب آئیگا ملکہ صنوبر ہرکارے کو دیکھکر گھبرا گئی کہا میان ہرکارے صاحب مین نے کیا خطا کی ہرکارے نے کہا خطا کا حال کھلجائیگا جب دوسرا ناظم آکر فرد واصلات طلب کریگا تب آنکھین کھلین گی خزانے مین روپیہ تیار رکھیے زرخراج کی یہ تباہی شہنشاہ پہ دشمنون کی لشکر کشی آپکو خبر بھی نہین دن عیدرات شب برات کبھی اگر آپ باغیون سے لڑین دس بیس ہزار ملازم قتل کرائے دو چار زخم بھی کھائے صنوبر گھبرا گئی کہا میان ہرکارے مفصل کہو مجھکو شہنشاہ نے کب طلب فرمایا کہ مین نہ حاضر ہوئی کیا کسی دراندازنے درانداز کی کی غمازون نے غمازی کی ہرکارے نے کہا مجھکو آپ کے حال پر رحم آگیا ورنہ حبشیون کا رسالہ آپکی گرفتاری کو چل چکا ہو ذرا کنارے آئیے مین سمجھادون اب بھی خیر ہے صنوبر تھرتھر کانپتی ہوئی ہرکارے کے ساتھ آئی کنیزون کو اُسی مقام پر چھوڑا ہرکارہ ملکہ صنوبر کو اک درۂ کوہ مین لیگیا کہا اے ملکہ صنوبر ملکہ حیرت جادو تمھاری دشمن ہوگئین چاہتی ہین ملک ومال اپنے قبضے مین کرین جلد اپنا کارندہ روانہ کیجیے جاکر شہنشاہ کو عرضی دے دوسرا ناظم نہ آنے پائے یہ باتین کرتے کرتے جواب مارا صنوبر بیہوش ہوگئی آواز آئی منم مہر سپہر عیاری ایک طرف سے برق فرنگی بھی آیا عمرو نے کہا بیٹا اسکی صورت تو بنکر تیار ہو خواجہ عمرو نے ملکہ صنوبر کو اُٹھاکر زنبیل مین رکھا برق فرنگی ملکہ صنوبر کی صورت بنکر آراستہ ہوا عمرو نے سمجھا دیا جاکر سرمایہ برف انداز سے ملاقات کر د ایسا رنگ جمانا شب کو بارگاہ مین رہنا مین بھی وقت پر آجاؤنگا برق بہت خوب کہکر بشکل صنوبر مسکراتا ہوا بیرون بارگاہ آیا کنیزون نے پوچھا حضور ہرکارہ کہان گیا ملکہ نے کہا چپ رہو اس نگوڑے کا نام بھی نہ لو مین نے سمجھادیا وہ چلا گیا مین کیا کسی کا دنیا چاہتی ہون ملک موروثی پر کون دست انداز ہو سکتا ہے اب اسکا ذکر کسیکے سامنے نہ کرنا یہ کہکے طرف بارگاہ سرمایہ برف انداز کے ناز وکرشمہ دکھاتا ہوا انگلیان چمکاتا ہوا چلا سرمایہ برف انداز نے سنا ملکہ صنوبر جادو آپہونچی جانتا ہے کہ ناظم ملک صنوبر کوہ ہے بے اختیار باہر نکل آیا ملکہ صنوبر نے جھک کر سلام کیا مسکراکر کہا میان وزیر اعظم بڑے بے مروت ہو تم لوگون سے کسی بات کی امید نہ رکھے کبھی ایک پرچہ بھی لکھنا نہین نصیب ہوتا نامہ لکھتے ہاتھ ٹوٹتے ہین یہان ناحق کو روز ذکر کرتی ہون نام پر صدقے اتارتی ہون دشمنون کے ہاتھ سے میان سرمایہ بین عیار ٹھنڈھانہ کرین آپکی آنکھ نہین ملتی یہ کہکر ہاتھ مین چٹکی لی قہقہہ مار کر ہنسی کہا

کیون جی وزیر اعظم ان باتون سے تم یہ سمجھے ہوگے کہ ملکہ صنوبر میرے اوپر عاشق ہے درگور مین ایسون سے لوٹا بھی نہ اٹھواؤن لیکن ناحق مین براے استقبال دوڑی آئی میرے پیر بھی تھک گئے سختی اُٹھائی پہاڑ کا راستہ طے کیا جنکے واسطے آئی وہ پھولے کھڑے ہین سرماے برف انداز بیقرار ہوگیا کہا ملکہ صنوبر مین تو غلام ہون صنوبر نے کہا غلام اپنی جورو کے بنو مجھ کمبخت سے کیا کام دور سے صاحب سلامت ہو چکی بس مین جاتی ہون ملاقات کو وہان ملک اطلس کی تشریف لائیے گا مین کچھ رات کو رہنے نہین آئی ہون سرما نے دانت نکال دیے ہین ہین کرنے لگا رال ٹپک پڑی ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ صنوبر بارگاہ مین چلیے اسوقت چڑھائی پر پہاڑ کی نہ جا سکینگے بوقت سحر ملک اطلس گلگون پوش سے ملاقات کرلینگے آج رات کو یہان ناچ گانا ہوگا دور شراب ہو صنوبر نے کہا لو دیدے کی صفائی ہین رات کو انکی بارگاہ مین رہون شراب پیون تنہا پاکر مجھسے مذاق کرو تو مین کیا کرون اقرار کو لو تو مین چلتی ہون ورنہ ابھی چلتی ہون مجھکو ہاتھ نہ لگانا شراب نہ پلانا مین شہنشاہ سے کہلا بھیجونگی سرماے برف انداز نے کہا ای ملکہ صنوبر ہم تو تمھارے مہمان ہین دلشکنی کرنا مناسب نہین آیندہ آپکو اختیار ہے یہ نیازمند آپکا مجبور و ناچار ہے منتین کرتا ہوا بمشکل بارگاہ مین لایا بمقام صدر ملکہ صنوبر کو بٹھایا ساتھ والون سے کہا شراب وکباب حاضر کرو ساتھ والون سے کہتا ہے صنوبر مجھپر مرتی ہے مجھے معلوم نہ تھا آج اُسکی باتون سے معلوم ہوا مدت سے عاشق ہے آجکی شب بڑی راحت سے گذریگی صبحکو ملک اطلس سے ملاقات کرینگے کیا جلدی ہے ملاقات کرتے ہی بخوبی سمجھادونگا پھیر کر لیجاؤنگا نامے مین تو چند فقرات شہنشاہ نے لکھے ہین مجھے زبانی عرض کرنا ہے ابتداے جنگ اسد وعمرو چند باتون مین سمجھادونگا ایک شب مین کیا نقصان ہے سب نے عرض کی حضور بہت بہتر ہے ایسی معشوقہ عاشق خصلت کیسے ملتی ہے عاشق نہوتی تو واسطے استقبال کے کیون آتی حیلے مین استقبال کے بیقرار ہوکر آئی ہے مدت سے بیقرار نہوتی تو یہ جوش وخروش نہوتا سرما پھول گئے کہا بھائیو سیکڑون مجھپر مرتی ہین مین نے قصد نہین کیا منگلو کی نوچی تین لاکھ روپیے کا مال لیکر بیٹھی جاتی تھی مین نے قبول نہین کیا ملکہ صنوبر نے فورًا سامان عیش وعشرت مہیا کیا سرما بیٹھا دیکھ رہا ہے صندوقون کو دیکھکر صنوبر جادو نے پوچھا وزیر اعظم صاحب اسمین کیا ہے کہین کوئی تمھاری خالہ امان آشنا ہونگی اسکے لیے تحفہ لیجاتے ہو سرما نے کہا ای ملکہ عالم اسمین جواہرات تحفہ جات گلدستہ ہاے بے نظیر گہر ہاے آبدار ترتنو بر افراسیاب نے

براے ملکہ اطلس گلگون پوش روانہ فرمائے ہین شب کو یہان رہگئے ورنہ اسیوقت جاکر شریف
ہوتے ساربان زادے نے بڑا مکر کیا شہنشاہ کے لیے معشوقہ لینے گیا ہی دیکھیے اب حال کھلجائیگا کیسی
جوتیان پڑینگی اب لشکر مسلمانان بہت جلد تباہ ہوجائیگا اپنے نزدیک میان نور افشان وعمرو نے
بڑا کام کیا ایسے بزرگ کو دھوکا دیا ایسا اسکا بدلا ہوگا افراسیاب تو خطا معاف بھی کردیتا لیکن یہ بزرگان
دین خوش آئین کسکا پاس کرتے ہین صنوبر جادو نے کہا ہوگا تمھین تو قصے کہانی بہت یاد ہین جونگوڑا جیسا
کرے گا ویسا پائیگا ہم تمھین راضی کرنے آئے ہین سرماے برف انداز خوشی مین مست بیٹھا ہی جب
جلسہ آراستہ ہوچکا گائنین آئین سرما نے اپنے لشکر کے طائفے بلائے ملکہ صنوبر نے کہا یہ گانا ہمین پسند
نہین آتا کسبیان دیہاتنین چار چیزین سیکھ لین ایک بہلی لیکر نکل پڑین کوئی گویا عمدہ ہو یکا گانا گائے تو دلکو
پسند آئے یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے عرض کی حضور دروازے پر ایک گویا حاضر ہی کہتا ہی مین ہمیشہ خدمت
سامری وجمشید مین رہا جبسے ملک سامری پرستان برباد ہوے مارا مارا پھرتا ہون سرما نے کہا بلاو
دیکھا گویا نوجوان تنبورا ہاتھ مین مسخراپن بات بات مین بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی گنگناتا ہوا سامنے آیا دعاے
جان درازی دی ملکہ صنوبر نے کہا میان تمھارا کیا نام ہی کہا بی بی صاحبہ ہمکو استاد دہر رنگ کہتے ہین باپ
ہمارے تان توڑخان تمام دنیا مین مشہور ہین آجکل پریشان ہوگئے جورو نے بھی کہا جشن کی خبر سنی چلے
آئے سرماے برف انداز نے کہا ملکہ کو علم موسیقی مین بہت دخل ہی یکا گانا گاہر رنگ نے عرض کی
حضور یکا کچا دونون چار گز کی تان پانچ گز کی تان جہانتک کہیے بڑھتا جاؤن تان توڑخان کا بیٹا
سانہ خان کا پوتا تانسین کا سروتا ہمسے زیادہ کون گائیگا سبکو راضی کرکے جائینگے لیکن حضور ایک خیال
رہے اکثر ایسا ہوا ہی کہ ہم گا رہے ہین سامری جمشید نے فرشتہ کو بھیجا ہمکو بلوالیا پھر ہم نہ رک سکین گے اگر
چلے جائین تو شکایت نہ کیجیے گا ملکہ صنوبر نے کہا نگوڑے گویون کو باتین بہت آتی ہین کچھ سناؤ اچھی اچھی چیزین
گاؤ دہر رنگ نے کہا ایسی ایسی سنائین سب صاحب خوش ہوجائین حضور ہم لوگ ڈھاری ہماری
بات کا برا نہ مانیے مجھے مجرے کے روپئے پہلے دیدیجیے صنوبر نے کہا زیادہ باتین نہ بناؤ وزیر اعظم سامنے
موجود ہین نہال کردینگے یہ دیکھو بڑے بڑے صندوقون مین مال بھرا ہی صنوبر نے اشارہ کرکے سب
صندوق بتادیے سرما نے کہا صاحب صندوقونکا ذکر نہ کردین اپنے ساتھ بہت کچھ لایا ہون کیا پرایا
مال کے بھروسے پر آیا ہون دہر رنگ نے بیٹھکر پہلے دو چار خیال گائے تانین آئین باتین سنائین

بارین سرمانے کہا اس گویے کو نکال دو یہ کیسی بلیّان لڑا تا ہی کوئی ٹھمری غزل گا قباب تو گویا سنبھل بیٹھا چونکہ وقت شب ہی یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل

محفل مین جھلملاتی ہی کیون بار بار شمع
روتی ہی بار بار قریب مزار شمع
کرتا ہی گر سیاہ جو وہ محفل مین غیر سے
محفل مین تو فروغ دکھائے ہزار شمع
تاریکی لحد کا نہین خوف بعد دفن
ہم شمع پر نثار ہین ہم پر نثار شمع
آخر جو خاک ہو گئی جل جلکے بزم مین
بس ایک میرے حال پہ ہی اشکبار شمع
تاثیر اسکو کہتے ہین اللہ رے فیض عام
کچھ غم نہین ہی ہو جو قریب مزار شمع

اُس شعلہ رو کے رشک سے ہی بیقرار شمع
دود سیاہ رنگ سفید آشکار ہی
جلتا ہی تیری طرح مرا جسم زار شمع
اُس شعلہ رو پہ ہم بھی جل جلکے تا سحر
تربت مین ہوگا میرا دل داغدار شمع
بے نور ہو گئی جسکو اتنا نہ کر غرور
رکھتی تھی اپنے دل مین یہ کس سے غبار شمع
سر کاٹ لے قصاص کا گلگیر سے ہو حکم
گل کر گئی سحر کو نسیم بہار شمع

تربت پہ بعد دفن ہی اک غمگسار شمع
دکھلاتی ہی دورنگی لیل و نہار شمع
روشن نہو گا نام مرے داغ دل کی طرح
آخر نثار ہو گئی پروانہ وار شمع
جل جل کے کہ رہے ہین یہ پروانے بزم مین
بس رات بھر ہی بزم مین تیری بہار شمع
جلتا ہون مین جو بزم مین ہی تیری غیر شاد
پروانون کو جلا رہا ہی ای نگار شمع
سطوت دیا ہو راہ خدا کا لحد مین ساتھ

اس غزل نے آگ لگا دی سرماسے برق انداز جھومنے لگا صنوبر نے کہا میان ہر رنگ کیا کبھی شراب بھی پیتے ہو عرض کی حضور ہماری جنم گھٹی ہی اک بوتل پلوا دیجئے کا ٹھرا منگائیے پھر سینے دیکھیے کیسا رضی کرتے ہین ملکہ صنوبر نے کئی گلابیان منگوا کر سامنے میان ہر رنگ کے رکھین میان ہر رنگ ہنسے کہا حضور اس سے کیا ہو گا دو چار بتلے منگائیے ملکہ صنوبر نے کہا نگوڑے دو چار جام پیکر سارا راگ بھول جائیگا یہ وہ بازاری ٹھرا نہین ہی بادشاہون کے پینے کی شراب ہی گویے نے کہا حضور ہم تنہا خوار نہین ہین جب ساقی ہوتے ہین کسیکو باقی نہین چھوڑتے صنوبر نے غصے مین سرما کے اشارہ سے کنجی میخانے کی کھول کر پھینکدی میان ہر رنگ میخانے مین گئے شراب کو درست کر کے لائے اس سلیقے سے شراب لایا کہ دیکھنے والون کی آنکھون مین نشہ آگیا ملکہ صنوبر جیا دونی کاروبار مین مصروف ہین ہر رنگ بحال بیٹھا ہی شراب چلنے لگی ملکہ صنوبر منتظم جھٹ پٹ کام ہونے لگا پردہ بارگاہ مین پڑا ہوا ہی باہر کا آدمی اندر آ نہین سکتا تھوڑے ہی عرصے مین سرماسے برق انداز گھبرایا ملکہ صنوبر سے پکار کر کہا چلو ہم تم لیٹ کر سو رہین صنوبر نے کہا نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہی منھ تو دیکھ آئینہ تو میسر نہوا ہو گا عینی مین پیشاب کر کے تو اپنی صورت ضرور دیکھی ہو گی ورنہ اب دیکھ لے سراسر حال آئینہ ہو جائیگا سرما بلبلا کے اٹھا

بیہوشی کام کر چکی تھی اُٹھتے اُٹھتے دل بیٹھ گیا دھم سے گرا ساتھ والے اُٹھے سب بیہوش ہوے برق فرنگی
نیچے کھینچکر چلا خواجہ عمرو نے ہاتھ پکڑ لیا کہا او نالایق کیا کرتا ہی قتل کرنا منظور نہین ہی عمرو نے کسیکا
لباس بھی نہ اتارا صندوقچے تحفہ جات کے کھولے اسکا انتظام بوجہ احسن کر دیا جو منظور تھا وہ مطلب ہوا
ظاہر مین محفل کی کوئی چیز نہ لی برق کو کچھ سمجھایا کہا مین الگ ہو جاؤن تو بشکل صنوبر آرام کر بوقت صبح
سرما کو اپنے ساتھ لیجا تا ہم بھی کسی صورت پر آئینگے جو کچھ ہمنے سکھا دیا سلیقے سے انتظام کرنا برق بہت خوب
کہکے گوشۂ بارگاہ مین جاکر سورہا خواجہ عمرو سراچہ چاک کر کے نکل گئے چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری چمکا نسیم
سحری چلی سرماے برف انداز کی آنکھ کھلی گھبرا کے اُٹھا اپنی حرکت پر منفعل ہوا کہ ملکہ صنوبر سے کیا وعدہ تھا
نشہ شراب کا بری چیز ہی ناحق شرمندہ ہوا ملکہ صنوبر کو جگایا صنوبر نقلی آنکھ ملتی ہوئی اُٹھی کہا صاحب
جلدی چلو شہنشاہ گھبراتے ہونگے سرما نے تحفہ جات لدوائے صندوقون مین اُسی طرح قفل لگے ہوے غلاف
چڑھے ہوے طرف پہاڑ کے چلے صنوبر راہ مین سرما کو خوب سمجھاتی ہوئی چلی کہ اے وزیر اعظم بادشاہ
عالیجاہ کا سامنا ہی بہت سلیقے سے کلام کرنا جھجک کے ملنا سرما نے کہا مین بخوبی سمجھا دونگا ساحری
جمشید کے حکم سے مسلمانون کے نام کا دشمن ہو جائیگا ابتدا سے انتہا تک سب بیان کر دونگا کوکب نے
سراسر بدعت کی ہزارون سردار طلسم ہوشربا کے اُنکے ہاتھ سے مارے گئے آج ہی مین انکو طرف طلسم
نور افشان کے بھیجدونگا پہلے طلسم نور افشان کی فکر واجب ولازم ہی ملکہ تاریک شکل کنس لشکر
صرخ کا خاتمہ کر دینگی یہ جاکر طلسم نور افشان کو فتح کرینگے اب مسلمانون کا نام بھی نہ باقی رہیگا ملکہ
صنوبر نے کہا مین نے سمجھا دیا آیندہ تمھین اختیار ہی صنوبر جادو یہ کہکے پیاپے پہونچی جاکر ملک
اطلس کو سلام کیا ملک اطلس نے پوچھا ملکہ صنوبر شب کو تمنے وہان کیون بسر کی عرض کی
وزیر اعظم سرماے برف انداز نہ آسکے کنیز رات بھر حضور کے انتظار مین رہی جفاے شب فراق
حضور وزیر اعظم آئے ہین طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ افراسیاب کو آپ کا تشریف لانا ناگوار معلوم ہوا
رات کو بھی اک نامہ سرما کے پاس آیا سرما پڑھکر دیر تک سر جھکائے بیٹھا رہا مین نے جو پوچھا کیا امر
ہی مجھسے نہ بتایا لیکن کاغذ کو جیب مین رکھ لیا اگر مناسب ہو گا تو ارشاد فرمائیے گا کہ جو شب کو نامہ آیا
وہ بھی ہمکو دکھاؤ آپ سے وہ ضرور عرض کرینگے جو مناسب وقت ہو انتظام کیجیے گا اپنی جان کا خیال
رکھنا واجب ولازم ہی ملک اطلس نے کہا اے خیرخواہ دولت مجھپر کوئی اگر دست انداز ہو دریا

خون بہا دو ان یہ باتین تھین کہ سرما ے برف انداز حاضر ہوا آتے ہی پایہ تخت کو بوسہ دیا ہاتھ باندھکر
سامنے کھڑا ہوا عرض کی شہنشاہ نے حضور کے واسطے تحفہ جات روانہ فرمائے ہین پہلے وہ پیش کرون
حکم دیا لاؤ صندوق آکر رکھے گئے جیسے ہی وہ صندق بارگاہ مین آئے اک بوے بد آئی کہ دماغ سب کے
الٹ گئے ملک اطلس نے کہا یہ بو کہان سے آئی ملکہ صنوبر نے عرض کی حضور انکو کھلوا ئیے حال
کھل جائے گا سرما نے بڑھکر صندوق اول کھولا ملک اطلس بھی کھڑا ہوگیا اس خیال سے کہ بادشاہ
ہوشربا نے تحفہ جات بھیجے ہین جیسے ہی پڑا اٹھا تمام بارگاہ کے لوگون نے ناک بند کرلی ملک اطلس نے
دیکھا کہ مرا ہوا گدھا خانۂ اول مین رکھا ہے سرما کا دم نکل گیا ملک اطلس نے کہا کیون بے یہ افراسیاب
نے ہمین کیا بھیجا ہے گدھے پر اُسی گدھے کو سوار کراؤ بھیجا دوسرا صندوق تو کھول دوسرا صندق جو کھولا
اسمین کتے کا لاشہ اعضا گلے ہوے کیڑے پڑگئے ہین لیکن کام کرنے والے نے وزن مین فرق نہین
ڈالا لباس والا صندوق جو کھولا اسمین کتے کی کھال اسمین لکھا ہوا ہے براے ملک اطلس سرما ے
برف انداز کے ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہوگئے ملک اطلس افراسیاب کو گالیان دینے لگا
کہا یہ نمکحرام بہت مغرور ہوا یہ تحفہ ہمارے واسطے بھیجے ہین ور یہ وہ جو یاے جنگ ہے جوانی کی امنگ ہے ملکہ
صنوبر نے بڑھکر عرض کی حضور جو کچھ کیا وہ افراسیاب نے کیا بیچارے وزیر کی کیا خطا انکی جیب
مین اک نامہ ہے اُسکو ملاحظہ فرماکے انکو رخصت کردیجیے سرما نے کہا شب کو تو کوئی نامہ نہین آیا صنوبر
نقلی نے بڑھکر کہا اے وزیر اعظم اپنی آبرو بچاؤ جو کچھ ہو صاف صاف کہدو سرما ے برف انداز
نے کہا مین ان خبرون سے بالکل واقف نہین ہون شہنشاہ نے اشیاے نادرہ روانہ کیے تھے ملکہ صنوبر
نے غصے مین کہا کیون اپنی خرابی کرتے ہو یہ کہکے جیب سے نامہ نکال لیا ملک اطلس گلگون پوش سے
کہا لیجیے حضور پڑھیے افراسیاب نے آپ کو لکھا یا اپنے وزیر کو ملک اطلس نے جو اُس نامے
کو کھولا افراسیاب نے سرما ے برف انداز کو لکھا ہے اے وزیر اعظم اے خیر خواہ دولت تم ہم سے
وعدہ کرگئے تھے ملک اطلس کا سر کاٹ لاؤنگے سو وہ الماس خزانے سے لیا کیا باعث ہوا کہ ابتک
سر اُس خود سر کا نہین روانہ کیا کیا تم جاکر اُس باغی سے مل گئے اگر یہ کام تمسے نہو سکتا تھا تو بیڑا کیون اُٹھایا
جس رقم کا تمنے وعدہ کیا تھا وہ رقم الگ جمع کرادی تمھاری جورو صاحب نے اُسپر قبضہ بھی کرلیا روز
ہمکو تمھارے خط دکھاتی ہین کہ شوہر نے ہمارے تدبیر کی ہے امروز فردا مین سر لیکر اُس سرکش کا حاضر ضرور ہوگا

ایک تمہارے خط سے یہ معلوم ہوا تمنے تحریر کیا ہی کہ دن کو اُسیر درست انداز نہو سکونگا شبکو سوتے مین گرفتار کرو
جسطرح ہو سکے جلدی کرو ملک اطلس گلگون پوش پڑھتا جاتا ہی چہرہ سرخ ہی ہاتھ قبضۂ شمشیر پر ڈالتا ہی
اُٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی ملکہ صنوبر نے بڑھکر کہا کیون شہنشاہ آمین کو کچھ اچھا اچھا لکھا معلوم ہوتا
یہ سنکر ملک اطلس نے کہا اس ملعون سرما کی مشکین باندھو جوتیان مارو بیچارا سر لپیٹے آیا ہی ہم
پہ مار پڑنے لگی اگر کسی نے تلوار کھینچی ملکہ صنوبر نے منع کیا کہا ارے یارو یہ کیا کرتے ہو چار جوتیان مارو
ڈاڑھی اسکی نوچ ڈالو جان نہ لو سرما بھی گھبرا کر کہتا ہی ملکہ صنوبر میری جان بچاؤ مین اس نامہ سے
آگاہ نہین صنوبر نے ڈاڑھی پکڑ کر ایک جوتی ماری کہا او گدھے انکار کرنے سے وہ اور زیادہ خفا ہو
دار پر کھنچوا دینگے یہ کہکر اپنی جان بچا کہ حضور مین اُسکا نمکخوار ہون جو اُسنے حکم دیا مین نے قبول کر لیا
انکار مین جان تو بچیگی اقرار کر اقرار کر یہ کہکر ملکہ صنوبر نے پکار کر کہا ای شہنشاہ عالیجاہ مین نے دریافت
کیا اس بیچارے کی کچھ خطا نہین ہی جانسکے بادشاہ نے کہا وہ اسنے کیا دیکھیے پوچھیے بیچارا التین کر
یہ کہکے آواز دی صاحبو ذرا ہاتھ روکو بیگناہ کو نہ مارو دیکھو وہ کیا کہتا ہی جب لوگ رُکے ملکہ صنوبر
نے کہا ای وزیر اعظم مفصل کہو تمہاری جان بخشی ہو جائیگی سرما سے برف انداز نے ہاتھ جوڑ کر
کہا حضور حقیقت مین جو میرے بادشاہ نے کہا وہ مین نے قبول کیا ملکہ صنوبر نے کہا حضور سچ کہتا ہی
اب اسکو معاف کیجیے صرف منھ کالا کر کے نکلوا دیجیے اور کان مین سرما کے چپکے سے کہا تمہاری جان بچا
ہون منھ کالا ہوگا بلا سے ڈاڑھی منڈے گی بلا سے گھڑی کہیتی ہی پھر نکل آئیگی منھ جا کے دھو ڈالنا
جان تو بچی سرما نے کہا ای ملکہ صنوبر جو مناسب جانیے وہ کیجیے میری جان بچا دیجیے صنوبر نے حکم دیا
ڈاڑھی انکی مونڈ کر منھ کالا کر کے گلے مین جوتیونکا ہار ڈالدو ننگے گھوڑون پر سوار کر کے ان نالائقونکو نکالو
سرما سے برف انداز بصد سوز و گداز نکالے گئے ملکہ صنوبر نے کاغذ وغیرہ لیکر پھاڑ ڈالا کہا شہنشاہ
اب آپ کوچ کیجیے کنیزونکی لشکر لیکر حاضر ہوتی ہی مقام قید لاچین دریافت کر کے اُسے رہا کیجیے اس ملعون کو
قتل کرنا مناسب ہی افراسیاب سلطنت ہوشربا پاکر بڑا مغرور ہوا ہی دیکھیے حضور کے قتل کی فکر کی
ہی ملک اطلس گلگون پوش نے اسیوقت افسران فوج کو حکم دیا بعجیل تمام لشکر ظفر اثر تیار ہو
از کوہ ہفت رنگ کے چلو کوہ صنوبر سے غصے مین کانپتا ہوا اُترا الیشت مرکب پر سوار ہوا دمدمہ
سمندر ملہ کرتا ہوا چلا ملکہ صنوبر نقلی پہاڑ سے اُتر کر غائب ہو گئین یہان کنیزین انیسین جلیسین بیٹھی

پھرتی ہین کہ ہماری ملکہ عالم کیا ہوگئین بعض نے کہا شاید ملک اطلس کے ہمراہ گئین یہ تو سب اس تردد مین رہین اور خواجہ عمرو و برق بصورت مبدل لشکر کے ہمراہ چلے جاتے ہین خوشیان کرتے ہوے فرماتے ہین اے برق کیا کہنا جاکر ملکہ مہرخ سحر چشم کو ان کل امورات کی خبر دو جہانتک ہوسکے اپنے کو بدعت سے تاریک کی بچاؤ انشاء اللہ تعالے ملک اطلس کوہ ہفت رنگ کو فتح کیا چاہتا ہے اگر لاچین کا پتا ملا تو اسکو لیکر آتا ہون برق فرنگی طرف لشکر کے چلا خواجہ لشکر ملک اطلس کے ہمراہ ہین لیکن ملک اطلس گلگون پوش بصد جوش و خروش قریب کوہ ہفت رنگ پہونچا صراط ہفت رنگ کوہ ہفت رنگ پر جو حجرہ بنا ہے اسمین تخت پر بیٹھا ہے سات پتلیان سنہری پشت پر مگس رانی کر رہی ہین سات خدمتگار دست بستہ سامنے حاضر ہین اسنے دیکھا کہ گرد اڑی ایک تاجدار پشت پر سات لاکھ ساحران غدار لشکر کو ہمراہ لیکر کوہ ہفت رنگ سے ٹھہرا صراط ہفت رنگ نے خدمتگار کو حکم دیا کہ اس تاجدار سے کہو یہ مقام کوہ ہفت رنگ گذرگاہ سامری جمشید ہے یہان بے ادبی جائز نہین ہے لشکر کو ہٹا لیجاؤ ورنہ سزاے معقول دیجائیگی شہنشاہ طلسم ہوشربا جب قریب کوہ آتا ہے پیادہ ہوکر طواف کوہ ہفت رنگ کرتا ہے مع لشکر اترنا سراسر بے ادبی ہے یہان ملک اطلس نے لشکر کو اتارا بارگاہ مین آکر بیٹھا ارادہ ہے کہ صراط ہفت رنگ کو بلواؤن یا خود براے ملاقات جاؤن کہ چوبدار نے عرض کی حضور خدمتگار دو دولت پر حاضر ہے امیدوار باریابی ہے ملک اطلس نے حکم دیا بلالو خدمتگار سامنے آیا رعب و دبدبہ دیکھکر گھبرا گیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا صراط ہفت رنگ کا پیغام عرض کیا یہ سنکر ملک اطلس جوش مین آیا کہا جاکر اس نامرد سے کہنا کہ مابدولت کی خبر آمد سنی ہم دو سو برس کے بعد پردۂ دنیا مین آئے تو براے قدمبوسی حاضر نہوا ایک خدمتگار کو بھیجا اب ہمکو خوب ثابت ہوا تم سب نمکحرامون نے مل ملاکر افراسیاب کو بادشاہ بنایا سلطنت لاچین کو مٹایا بہتر اسمین ہے کہ خدمت مین مابدولت کی حاضر ہو مقام قید لاچین بتاؤ اسکو چلکر رہا کرین افراسیاب نالائق لائق سلطنت کے نہین ہے اگر اسکے خلاف ہوا صبحکو اس پہاڑ کو آسمان پر اڑا دونگا آگ لگا دونگا خدمتگار کانپتا ہوا الٹا خدمت صراط مین آیا تمام کیفیت بیان کی صراط نے کہا جھک مارتا ہے بیحیا کی شامت آئی ہے افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا ہے جو مناسب جانتا ہے وہ کرتا ہے کیا مجال اسکی کہ کوہ ہفت رنگ کو ٹیڑھی نگاہ سے دیکھ سکے اٹھارہ سو قریہ اس کوہ کے متعلق ہے وہ کہاں رائیگی تاب نہ لاسکے گا لیکن افراسیاب کو اطلاع دینا ضرور ہے اسیوقت

ایک نامہ لکھا حالات آمد ملکات اطلس لفظاً لفظاً درج کیے ماتش کے آتشکا ایک طائر بنایا نامہ اسکے گلے مین باندھکر
طرف افراسیاب کے روانہ کردیا افراسیاب بارگاہ مین بیٹھا ہی تاریک نے اس بدعت پر کمر باندھی
ہی طبل جنگی تو نہین بجواتی لیکن جب گھبرائی لشکر مہرخ پر جا پڑی دو چار کو چیر پھاڑ کر کھا گئی وہ چار آدمی پکڑ
لائی سرداران عمر و نوبت بجان وکارد بر استخوان ہین افراسیاب خبر سنکر خوش ہوتا ہی حیرت
کو رہی ہی حضور وزیر اعظم واپس نہ آئے نامہ لیکر بجہت ملکات اطلس گلگون پوش گئے تھے یکایک
ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی حضور آج نئی طرح کا معاملہ ہی بارہ سو کلموہے ڈاڑھی مونچھین منڈا
جوتیون کے ہار گلے مین اُلٹے گھوڑون پر سوار لشکر مین سرکار کے آئے ہین نہین معلوم وہ کون ہین غلامون
نے دریافت بھی کیا وہ نام ونشان نہین بتاتے بارگاہ مین حضور کی آتے ہین افراسیاب نے کہا پردہ
بارگاہ کا اٹھادو اور سپاہیون کو حکم دیا تلوارین کھینچکر کھڑے ہو قریب بارگاہ ان کلموہون کو نہ آنے دو
سپاہی تلوارین کھینچکر آگے بڑھے افراسیاب نے دیکھا بارہ سو جوان منھ کالے ننگ خاندان بالکل بد
حواس دہائی دیتے ہوے نام سامری جمشید لیتے ہوے آتے ہین سپاہی غل مچاتے ہوے آگے بڑھے کہ خبردار
حکم شہنشاہ ہی سوانگ خوب بنا مگر بھولی مین آتا خوب روپ بھرا لیکن یہ مقام میدان قتال وجدال ہی مسخراپن
کرنا تمھارا کمال ہی جب تو سرما سے برف انداز گھوڑے پر سے کود پڑا اور آواز دی کہ سوانگ کی
ایسی تیسی اپنے بیگانے کو نہین پہچانتے منم وزیر اعظم سرما سے برف انداز سپاہی کانپنے لگے
بڑھکر آواز دی ای شہنشاہ عالیجاہ وزیر اعظم صاحب آپ کے قدیم مصاحب ہین افراسیاب گھبرا کر
کھڑا ہو گیا کہا یاردیہ کیا آفت آئی میرے نوکرون کی یہ صورت کسنے بنائی ملکہ حیرت روتی پیٹتی دوڑی وہ سب
اسی حال پر ملال مین اسی بارگاہ مین گھس آئے بہت سے لوگ تو ڈر کے مارے بھاگنے لگے بعض کو انکی ہیئت
دیکھکر غش آگئے بعضے کہتے تھے یاردیہ کیا قہر سامری وجمشید ہی بعضے کہتے تھے اس کالا منھ ہونے
مین بھی کچھ بھید ہی قدرت کے یہی کارخانے ہین کوئی سیاہ رو کوئی سرخ رو فلک کج مدار کیسے رنگ بدلتا ہی
ہمارے وزیر نے بھی رنگ بدلا ہی لیکن افراسیاب نے پکار کر کہا ای وزیر اعظم یہ کیا ستم ہوا سرمانے
کہا حضور ستم کیا ہوا بلکہ یہ کہیے کہ جان بچ گئی آپ تک زندہ پہونچے بڑی بات ہوئی ملکات اطلس نے یہ حال
کیا افراسیاب غصے مین کانپنے لگا کہا اسکی کچھ شامت آئی یہ اپنے دلمین سمجھا کیا ہی آخر کیا باعث ہوا پہلے
وزیر صاحب کا منھ دھلوا دو لباس پہنادو تب مین حال پوچھون اس ذکر مین صرصر آگئی صرصر شمشیر زن

دیکھتے ہی ہنسی کہا ساربان زادے کے فقرے ہین ہونٹھی کاٹتا آٹھ پہر اسی فکر مین رہتا ہی یہ کہکر اندر بارگاہ کے آکر بیٹھی میان سرما نے قصہ صنوبر کو شروع کیا صرصر ہنستی جاتی ہی افراسیاب نے کہا تو کیا ہنستی ہی کیا تجھے کچھ احوال معلوم ہی صرصر نے کہا حضور کھلی ہوئی عیاری ہی صنوبر کی باتین جو حضور نے بیان کین یہ صاف عیارون کی باتین ہین سراسر مکر کی گھاتین ہین عورت ایسی بدلحاظ ہو گئی اپنا عشق جتانے لگی وزیر اپنے آپ سے باہر ہوے پھر فرمائیے کیا ہوا سرما نے کہا رات کو پھر ایک گویا آیا لیکن اسنے کہدیا تھا کہ مجھکو سامری جمشید بابا بھیجین گے تو چلا جاؤنگا صرصر نے کہا بشکل صنوبر نگوڑا بھورا ہو گا گویا جو بنکر آیا ساربان زادے نے اپنا رنگ جمایا ہو گا یہ کہتے ہین سب سو گئے مین کہتی ہون بیہوش ہوے پھر صبحکو کیا ہوا سرما نے کہا بلا سے کوہ پہونچے حضور بڑا غضب ہوا جب صندوق کھولے گئے مرا ہوا گدھا نکلا خانہ اول لاش سے معمور تھا بڑی خیر ہوئی حضور ملک اطلس نے کچھ اور قصد کیا تھا اگر ذلت ہوتی تو مین جان دیدیتا بابا آبرو آپ تک پہونچ گیا اب حضور جلد کوئی تدبیر معقول نکالیے سخت باغی پیدا ہوا آزار دیگا بڑا اسکو اپنے سحر پر ناز ہی کہتا ہی شہنشاہ اول کو رہا کرکے لاؤنگا ساربان زادے نے ایسا دام مکر مین پھنسایا ہی یاد مین اُسی معشوقہ کی آٹھ پہر رویا کرتا ہی تصویر ہاتھ مین یہ شعر ورد زبان

شعر
رہتی ہی سینے پہ نت تصویر یار ٭ دل نے جب چاہا اٹھائی دیکھ لی ٭

سامری ملکہ صنوبر جادو کا بھلا کرین اسنے بچا لیا سب صندوقون مین ایسی ہی واہیات چیزین نکلین کسی مین بلی کا لاشہ کسی مین کنکر پتھر یہان تک تو حضور خیر تھی جیب مین سے میرے نامہ نکلا حضور آپکی مہر بھی تھی اہل ضابطہ کی نشانیان اسمین یہ مضمون تھا کہ ملک اطلس گلگون پوش کا سر کاٹ لاؤ پھر حضور کیا کہون لات جوتی کا سامنا تھا ڈاڑھی نوچی گئی لیکن حضور با آبرو گھر پہونچ گئے بیچاری صنوبر نے قتل نہونے دیا ہر مرتبہ وہی منع کر دیتی تھی ملک اطلس تو اپنے آپ سے باہر ہو گیا تھا قتل کا حکم دیدیا تھا وہ بیچاری قدمون پر گر پڑی ساری بلا اسنے اپنے سر لی جھڑکیان کھائین غلام کو بچا لیا اب وہ ہمارے ساتھ [illegible] کو ہفت رنگ کے یہ کہکر گیا کہ جاکر شہنشاہ لاچین کو رہا کرکے لاتا ہون اور حضور کو نہین معلوم کیا کیا کہا مین اپنی زبان سے کیا عرض کرون افراسیاب نے کہا اس بیحیا کی شامتین آئی ہین یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک طائر ظاہر ہوا گلے مین اُسکے نامہ بندھا ہوا طائر کو دیکھکر سب کے ہوش اُڑ گئے طائر نے منقار کھولکر آواز دی منم فرستادہ صراط ہفت رنگ کا [illegible] افراسیاب کے آگے بیٹھا نغمہ سرائی کرنے لگا افراسیاب نے نامہ کھول لیا اب جو پڑھا صراط ہفت رنگ

نے تمام کیفیت تحریر کی لکھا ہی کہ اے افراسیاب اس زمین متبرک پر خونریزی ہوا چاہتی ہی جلد گرا، سنو سمجھو
اگر اس زمین خجستہ آئین پر خونریزی ہوئی پھر طلسم ہوش ربا نہ بچیگا صاف صاف سامری جمشید
لکھ گئے ہین وہ تو آمادۂ حرب و پیکار ہی نہین معلوم تمنے اُسکے ساتھ کیا کیا نام تمھارا سنکر جلتا ہی طبل جنگی بجا
بجا ہتا ہی یہ سنکر افراسیاب کا غصے مین چہرہ سرخ ہوگیا کہا اس بیحیا کی قضا آئی ہی اسطرح مارونگا کہ ماہیان
دریا و مرغان ہوا اسکے حال زار پر گریہ و زاری کرین بڑا سامری پرست ہی اپنے نزدیک سحر و ساحری مین
بڑا زبردست ہی مثل کرپاس کہنہ چیر کر پھینکدونگا یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا یہ قہر و غضب تمام اپنے مقام سے اُٹھا
حیرت نے دامن تھام لیا کہا شہنشاہ اُسکے مقابلے مین نجائیے نگوڑا موا مونڈی کاٹا مثل مار سیاہ زمین سے
نکلا ہی نہین معلوم کیا زہر اُگلے گا مین کہین بیوہ نہو جاؤن افراسیاب نے کہا مین اسکا سر کچلونگا زمین سے
نکلا ہی تو سیر الیا کریگا میرا جانا واجب و لازم ہی ابھی کوہ ہفت رنگ کی رعایا سے آگاہ نہین اُٹھارہ
قریہ کوہ ہفت رنگ کا نگہبان ہی وہ لشکر کشی ہوگی کہ گاؤ زمین بار نہ سنبھال سکے گی گنوارون کی گدا
صدا مار مار کی بلند ہوگی نوک دُم بھاگے گا لیکن اگر مین نہ جاؤنگا مر شہزادے ملول ہونگے اسکی ذات سے بلند
ہی طلسم ہوش ربا مین وہ صاحب شوکت و لیاقت ہی یہ کہا افراسیاب بہ پشت مرکب ہنشکین مزید بر سوار
ہوا طرف کوہ ہفت رنگ کے چلا لیکن یہان تیکو ملک اطلس گلگون پوش بارگاہ مین بیٹھا
ہوا شراب پی رہا ہی دم بدم یہی کہتا ہی ما بدولت کو ایک ایک لمحہ شاق ہی بادشاہ سابق کی زیارت کا دل مشتاق
ہی یہ کہکر نشے مین جھوما حکم ہوا طبل جنگی بجے سترہ سو نقارے پر چوب پڑی صراط ہفت رنگ کو خدمتگار دنا
نے خبر دی صراط ہفت رنگ حجرے سے باہر نکلا کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی آسمان سے اک مرد
ضعیف و نحیف پیدا ہوا نقارہ اُسکے کاندھے پر صراط نے حکم دیا ای نقارہ نواز سامری جمشید
کوہ ہفت رنگ پر طبل جنگی بجادے تمام رعایاے کوہ ہفت رنگ کو خبر پہونچ جاے مرد پیر نے
یا سامری کہکے نقارے پر چوب لگائی زمین حوالی کوہ ہفت رنگ تھرائی تین چوبین لگا کر وہ پیر زمین گیر
نقارہ لیکے غائب ہوا اب لشکر ملک اطلس گلگون پوش مین تیاریان ہونے لگین لیکن صراط
نے کوئی انتظام نہین کیا وہی سات تیلیان اور سات خدمتگار حاضر ہین جب پہر رات گذری تیلیون
کو اپنے حجرے مین چھوڑا کوہ ہفت رنگ سے یکہ و تنہا کودا چشم زدن مین دریاے نیل کے کنارے
پہونچا دریاے نیل جوشان و خروشان قہار مواج تلاطم سنج آفت زا ایک ایک موج مثل کوہ فلک شکوہ بلند

ہوتی تھی غراٹے سے گوش گردون کر یہ مقام ملحوظ خاطر سامعین والا تمکین رہے کہ **صراط ہفت رنگ** کو ہفت رنگ **قصر ہفت رنگ** و دریاے نیل کا منتظم ہی سات سرہزادون کے دریا مین چرخ مارتے پھرتے ہین سرہزاد **افراسیاب** و سرہزاد **مصور** و سرہزاد شہنشاہ **لاجین** بادشاہ سابق و سرہزاد بادشاہ **داؤد** و سرہزاد **زمہر** جسکے شکم مین **لوح** طلسمی ہی و سرہزاد شہنشاہ **نیلم** و سرہزاد **توسن** دریاے نیل مین ظاہر ہوتے ہین **صراط** کنارے دریاے نیل کے آکر ٹھہرا ایک ابر سوسنی بر سر دریاے نیل سایہ فگن ہزار ہا طائر زمزمہ سرا ابر برسر دف نغمہ سرائی ابر کی رعنائی زیبائی **صراط** کھڑا ہوا ٹہل رہا ہی مثل موج دریا بیتاب یکایک سامنے سے سرہاے مذکور بصد جوش و خروش نمایان ہوے **صراط** نے بڑھکر ان سرون کو دامن مین لیا مثل شعلہ جوالہ بھاگا **قصر ہفت رنگ** کے قریب آیا جوڑے سے کلید نکالی قفل مثل راز سربستہ کھلا اندر قصر کے آیا سات مونڈھے برنگ مختلف جواہرات کے لاکر رکھے سرون کو ان پر رکھدیا آپ کرسی پر آکر بیٹھا روزنامچہ میر بحر ہاتھ مین لیا قلم اُٹھایا آواز دی ای رازداران **طلسم ہوشربا** ای سرکردگان ساحران یکتا دیر سے شب تجاوز کر چکی کچھ کلام کیجیے دل تردد منزل کو تسکین دیجیے کل دامن کوہ **ہفت رنگ** مین کیا ہو گا بے سبب کا دشمن پیدا ہوا آخر انجام کیا ہو گا کچھ زبان سے ارشاد فرمائیے بعد عرصہ دراز سرہزاد **افراسیاب** خوب قہقہہ مار کر ہنسا کہا کیون سترد ہی سرہزاد **افراسیاب** نے تو اتنا لفظ کہا مگر جملہ سرہزاد کبھی رونے یہ اشعار مضامین مختلف پڑھنے لگے

نظم

جدا سکی زلف کو دون اپنے عقدۂ مشکل
مین نیم جان نرہا امتحان کے قابل
چلا ہی جاتا ہون مین گو چلا نہین جاتا
چلا نہ زہرہ پہ نہ تمہار جادوے بابل
مزا ہی وصل کا ہجران سے بیشتر لیکن
کردارتون سے کہین ملتفت نہو قاتل
جو سیکھے فتنہ گری رنج عشق سے یاجوج
مجھے یہ حکم کہ زنہار تو کسی سے نہ مل
مین اپنے کشتی طوفان سیدہ سے خوش ہون

تو بوالہوس کا بھی ہرگز کبھی نچھوٹے دل
وہ شوخ برق عنان خاکین ملا دیوے
غضب ہی شوق رسائی و دوری منزل
مثال دیتے ہین رور فراق سے کیا دور
گل خزان زدہ کو کیا بہار سے حاصل
خدا سے ڈرئیے بیدر دیہی یہ کیا انصاف
نہو سکے کبھی سد سکندری حائل
جلا پذیر ہو میرے غبار دل سے تو زنگ
کہ بحر عشق مین کام نہنگ ہی ساحل

تم اور حسرت ناز آہ کیا علاج کرین
اگر ہو حسرت دنبال گرد ہی محمل
مین کیونکہ سطر یہ وہ ہوش کو رام کرون
بلائین ہون شب بلدا مین جیسے نازل
ہون بیگناہ ولے خون بہا معاف کیا
کہ تو جفا سے نہوا اور وفا سے ہو مین خجل
یہ کیا غضب ہی کہ تکو تو ربط غیر سے اور
فناے آئنہ کے بعد بھی نہو زائل

یہ اشعار مضامین مختلفہ سرون نے

پڑھے صراط ہفت رنگ حیران ہوگیا کہ اس مضمون بلاغت مشحون کو کیونکر سمجھون قلم ہاتھ مین رہا کچھ
لکھ نہ سکا عرض کی ای رازداران طلسم یہ کیا ارشاد ہوا یہ آپکا دعا گو کچھ نہ سمجھا سروان نے جواب دیا آدکچھ نہ سمجھا ہو نہ
سمجھے گا ہمنے سب کہدیا اگر اشعار لکھ لیا اپنے مقام پر بیٹھکر سمجھتا یہ پردہ ہلے راز ہین خراسیان آغاز مین انجام
کا ایک طور غور کرنا بیکار جو کچھ ساحری جمشید نے لکھا ہو اُن کتابون کو ملاحظہ کر جفاے فلک کجرفتار سے
ڈرا ابھی رہائی شہنشاہ لاچین ناممکن ہے افراسیاب غافل مطمئن ہے صراط نے ان الفاظ کو لکھ لیا تھا کہ
کچھ اور پوچھے سر خاموش ہوے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا صراط ہفت رنگ گھبرا گیا کہتا تھا اسے آغاز
و انجام نہ سمجھ پایا غضب ہوا صبح ہوگئی جیسے الفاظ آج ان سروان نے کہے کبھی نہ سنے تھے سروان کو دامن مین
لیکر بھاگا قریب دریاے نیل پہونچا سروان کو دریا مین پھینکا وہان سے بھاگا پسینے پسینے بدحواس ہانپتا کانپتا
جست و خیز کرکے بالاے کوہ ہفت رنگ پہونچا تخت پر آکے گر پڑا ساتون پتلیون نے سر اُٹھا کر
زانو پر رکھ لیا کہا کیون مرشدزادے آج آپکو بہت بیقرار پایا خیر تو ہے سروان نے کیا کہدیا جواب اسقدر
متغیر ہین صراط نے کہا ای کنیزان ساحری ہوا ہی تھا فقط ان مابدولت جیسے کلام آج سروان نے کیے ایسے
الفاظ کبھی نہ سنے تھے اسی مین تردد بڑھ گیا دوڑتے دوڑتے دم چڑھ گیا کہا کنارہ دریاے نیل کہا قصر
ہفت رنگ شب بھر اسی تلاطم مین بسر ہوئی پتلیون نے عرض کی ای مرشدزادے زمانہ انقلاب ہے
سروان کو بھی مثل زلف پیچ و تاب ہے آپ سب کچھ جانتے ہین حافظ کتب ساحری وارث وراثت جمشید
لیکن پوجنے دو سو خداوندون سے رجوع کیجیے انجام بخیر ہوگا کنیزین آپ پر نثار ہوجائنگی صراط ہفت رنگ
نے کہا ای شہزادیو تم ایسے کلام نکرو تمھارے سبب سے قلب کو قوت ہے قوت بازو زینت پہلو تمھاری ذات
سبب سے کوہ ہفت رنگ پر رونق ہے حالت انقلاب دیکھکر کلیجہ شق ہے افراسیاب بیدار نہین ہوتا
کہ خدمتگار دوان نے بڑھکر عرض کی حضور دیکھیے ملک اطلس گلگون پوش سوار ہوا فوج لیکر آتا
ہے صراط ہفت رنگ تخت سے اُٹھا پتلیان پشت پر آئین خدمتگار حاضر ہوے سر کوہ پر
آکر ٹھہرا دیکھا ملک اطلس مرکب پر سوار بڑے قہر و غضب سے راہ کو طے کرتا ہوا طرف کوہ کے
آتا ہے صراط ہفت رنگ نے پکار کر آواز دی ای ملک اطلس گلگون پوش
ای تاجدار ساحری پرستان ہے پہلونشین ساحری تیرا لقب اس مرتبے پر ایسا بے ادب یہ مقام بزرگ
ہے خبردار اب آگے قدم نہ بڑھانا مین رعایا سے کوہ ہفت رنگ کو طلب کرتا ہون اگر فوج عالم کی

لیکر آئیگا فتح نہ پائیگا مجوب و شرمسار ہوکر واپس جائیگا عمر بھر کف افسوس ملنا پڑیگا انصاف کر بابدولت سے
لڑے گا بہتر اسی مین ہے کہ پلٹ جا **افراسیاب** سے جاکر ملاقات کر وہ بخوبی سمجھا دیگا **ملکہ اطلس**
گلگون پوش نے آواز دی او بیحیا مغرور عقل و فراست سے دور اُس نمکحرام کا بابدولت کے سامنے لیتا ہے
شہنشاہ **لاچین** عادل باذل فیاض سخی بردبار **سامری** پرستون کا تاجدار تم سب نے ملکر اُسکو مقید کرایا
خوف **سامری جمشید** کی عدالت سے نہ آیا بابدولت کے واسطے گدھے نے تحفہ روانہ کیا کہون کیا کیا
اشیا تھے گدھے کی کوئی چیز تھی پھر الٹا مجھکو سمجھاتا ہے سلطنت **کوہ ہفت رنگ** پر تجھکو بڑا ناز ہے
ظہور بابدولت کرامات و اعجاز ہے دو سو سال کس حال مین زیر زمین بسر کی کس جاہ و جلال سے برآمد ہوے
رومال سے ہاتھ باندھکر خدمت مین بابدولت کی چلا آ قید **لاچین** بتا دے بابدولت کے ہمراہ جاکر پا کر لا اُسکو
تخت پر بٹھائین روح **سامری و جمشید** شاد ہو **طلسم ہوش ربا** نئے سر سے آباد ہو **صراط** نے
جواب دیا **افراسیاب** کو **سامری و جمشید** نے بادشاہ بنایا ہم معزول کرنے والے کون ہیں اب
آگے قدم نہ بڑھانا **ملکہ اطلس** نے آواز دی او بیحیا بابدولت آتے ہین کیسی زمین بزرگ یہ کہکر مرکب بڑھایا
صراط ہفت رنگ نے ساتون پتلیون کو اشارہ کیا ساتون پتلیان مثل شعلہ جوالہ یا بصورت برق
جہندہ چرخ مار کر بلند ہوئین پکار کر آواز دی اے رعایاے **کوہ ہفت رنگ** اپنے اپنے قریہ سے آمادہ
جنگ ہوکر نکل آؤ دشمن کو سزا دو لشکر اس مغرور کا ہٹا دو پتلیان یہ کہکر زمین پر آئین پشت پر **صراط** کے
کھڑی ہوکر مگس رانی کرنے لگین پلک نہ جھپکنے پائی تھی کہ چہار جانب سے گرد عظیم بلند ہوئی اٹھارہ سو قریہ
کی گنوار لگے آگے زمیندار ٹٹوے پر سوار ڈھال پھٹکا باندھے ہوے انگوچھا سر پر دھوتی لمبی باندھے
ہوے پشت پر ہزار پانسی تیر کنٹھے لیے ہوے ایک جانب گنوار دل بڑے بڑے لٹھ کاندھون پر پانچ
پانچ سیر لوہا اُسمین لگا ہوا لینا لینا کی صدائین بھیانک آوازین سب خرد و کلان از پیر تا جوان جس حال مین جو
بیٹھا تھا نکل پڑا یا تو لشکر **ملکہ اطلس گلگون پوش** کا ہوا نوبت نقارے بجتے ہوے زمین و آسمان
گرجتے ہوے بہ انتظام تمام جاتا تھا گنوار جو آکر گرے ساحر و غیر ساحر لشکر سے مل گئے دو چار حملے تو گنوارون نے
ایسے کیے کئی لاکھ کو مارا قریب تھا کہ فوج کے پاؤن اُٹھ جائین بڑے بڑے ساحر ہمراہیان **ملکہ**
اطلس گلگون پوش بیقرار بیبس گھبراتے تھے الامان الامان چلاتے تھے کوئی پکارتا تھا یا خداوند
سامری کوئی **جمشید** کو پکارتا تھا کوئی نام **لات و منات** لیکر پکارتا تھا دریاے خون جاری

ہزارہا سر مثل کاسۂ گدائی دھڑا دھڑ گر رہے تھے **شعر** کاسۂ چینی یہ ای منعم نکلا اتنا غرور ہمنے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو ✿ جس سر مین غرور تھا ٹھوکرون سے سُم مراکب کے چور چور تھا ہاتھ لٹکا جو د... خون مین گرے معلوم ہوتا تھا مچھلیان پھڑک رہی ہین اصل ماہیت سے کوئی آگاہ نہ تھا مگر **ملک اطلس گلگون پوش** سنبھلا اسباب سحر ہاتھ مین لیکر گنوارون پر جا پڑا دو چار حملے جمکر کیے دس پانچ ... لاشے گرے گنوارون مین بھی تہلکہ ہوا لیکن حکم **صراط ہفت رنگ** سے جان دیے دیتے ہین قدم نہین ہٹاتے **ملک اطلس** کے ساتھ سب طرح کا سامان ہے خیمے بارگاہین خزانہ سیماب فوج ہمگا انتظام ... اسنے دیکھا فوج کے پانون اُٹھے جاتے ہین حقیقت مین گنوارون کی گھار کا بار رکنا نہایت دشوار ہے نقیبون کی جانب اشارہ کیا بڑھکر اشعار عبرت آثار پڑھو جوانون کو رد کو ایک ایک کو نہال کردو ... اُسوقت نقیبان خوش آواز نے بصد سوز و گداز یہ خیال اشعار عبرت آثار پڑھنا شروع کیے اشعار

ہر رفیق بیکسی منزل بمنزل رہگیا
ذبح کے لائق نہین مرنیکے قابل رہگیا
وائے قسمت نخل قاتل سے نہ برآئی مراد
آئنہ میری طرح اُسکے مقابل رہگیا
زمزمہ سنجی بھلادی خطرۂ صیاد نے
ابر مین پوشیدہ ہوکر ماہ کامل رہگیا
سر جدا تن سے کیا آنکھونپہ پٹی باندھکر

اگر پڑا آنسون کسی جا پر کہین دل رہگیا
ای اجل فرصت نہ دی افسوس ہے افسوس ہے
تشنۂ آب دم شمشیر بسمل رہگیا
سخت جانی نے مرے کیا کیا دکھائے وقت ذبح
آتے آتے کانتک شور عنادل رہگیا
دی نہ فرصت ہمرہی کی اضطراب روح نے
ای نسیم افسوس ہے بیدار قاتل رہگیا

صید لاغر کردیا تاخیر قاتل نے مجھے
آرزومند جفا احسان قاتل رہگیا
جوش حیرت نے نہ دی فرصت کہ جنبش کرسکے
گر گیا خنجر کبھی بازو سے قاتل رہگیا
سایہ افگن کاکل پیچان ہے روئے فل...
دل مین پروانیکے سوز شمع محفل رہگیا
کبھی آواز دی ای مردان عالم...

کھیت سے نہ ہٹے دنیا مقام عبرت ہے نہ جائے عشرت بڑے بڑے شاہان جلیل و پہلوانان بے عدیل حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے اٹھے نامورون کی قبر کے نشان بھی نہین ملتے سپاہی کا یہی دھرم ہے مرکر اپنے بزرگون کا نام روشن کرنا جرأت پر جان دینا مرنا فتح تو کسی قدر رکی لوگ گنوارون پر جا پڑے لیکن **ملک اطلس گلگون پوش** نے طبقے زمین کے ہلادیے جب اسنے سحر کیا دو دو ہزار کا سر پھٹ گیا کبھی یا سامری ککمرد سے پتھر مارا اژدر پیدا ہوے ہزارون کو نگل گئے کبھی آگ برسائی ہزارون ناری جل گئے اب **ملک اطلس** یہ چاہتا ہے کہ مین لڑتا بھڑتا تا بہ کوہ **ہفت رنگ** پہونچون **صراط** کو جا کر لڑ... **صراط** کھڑا تماشا دیکھ رہا ہے کبھی گنوارون کو ترغیب دیتا ہے کہ ای معین فگھبان کوہ **ہفت رنگ**

ان نالائقون سے جنگ کرو گھوڑے دوڑاؤ ان نامردون کو تنگ کرو کوئی زندہ نہ بچنے پائے لیکن ملک اطلس نے دو چار حملے ایسے کیے کہ گنوار ونکے پیر نہ تھم سکے اٹھارہ سو قریہ کی گمار ہیں کچھ لوگ بھاگ کر نکل گئے کچھ الجھے ہوے ہین لیکن فوج ملک اطلس کی غالب آئی ہے گنوار گھبرا گئے ہین اسوقت ملک اطلس نے سحر کرکے اپنے گرد سے گنوارون کو ہٹایا آپ طرف کوہ ہفت رنگ کے سحر کرتا ہوا چلا دو چار گولے پہاڑ پر ایسے مارے صدہا پتھر ٹوٹے پہاڑ تھرّایا اب صراط ہفت رنگ گھبرایا کہ ملک اطلس زیر کوہ پہونچ گیا اور نعرہ کیا کہ او بھیا مین آپہونچا یہ کہکے گھوڑے سے کودا اسوقت صراط نے اک تپلی کو اشارہ کیا وہ سر پر ملک اطلس کے آکر لہرائی یعنے اپنا سایہ ڈالا اس سایہ پڑنے سے ملک اطلس کے پاؤن زمین نے تھامے رنگ رو متغیر چہرہ اداس عالم یاس گھبراکر طرف آسمان کے دیکھا تپلی نے آواز دی او بے ادب ہٹ جا سامری جمشید کے پوجے پاٹ کا یہ مقام ہے یہان کبھی کسی نے خونریزی نہین کی تو نے بڑی بے ادبی کی روح سامری جمشید کو صدمہ دیا ملک اطلس نے اک دستک دی تمام سامری جمشید لیکر چیخا آسمان سے اک عقاب اُترتا ہوا آیا سر پر ملک اطلس کے آکر سایہ اپنا ڈالا آواز آئی ای شہنشاہ ہوشیار باش یہ نعرہ کرکے عقاب غائب ہوا ملک اطلس کے ہوش درست ہوے پاؤن زمین نے چھوڑے سنگریزہ اٹھاکر تپلی پر مارا سنگریزہ تپلی کے سینے پر پڑا مثل رعد کے آواز آئی تپلی نیچہ کھینچکر ملک اطلس پر جا پڑی نیچے کا وار کیا ملک اطلس نے بارٹھ بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سب نے دیکھا وہ تپلی نحیف وضعیف مثل پہلوان کے ملک اطلس سے لپٹ گئی کشتی ہونے لگی ملک اطلس گلگون پوش نے دے مارا چھاتی پر چڑھکر سر کھینچکر پھینکدیا اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من کنیز سامری تن ساز دار افسونگری بود ہائے وقت زوال طلسم ہوشربا آپہونچا آپس مین سامری پرست ایسے بزرگ یہی لکھ گئے تھے کہ طلسم ہوشربا مین ایسا غدر ہوگا ایک مذہب والے آپسمین لڑینگے سامری پرستون پر وقت سخت پڑینگے سب نے دیکھا وہ تپلی جلکر خاک ہوگئی مگر لمحہ بھر کے بعد پشت پر صراط کے جاکے ظاہر ہوئی دست بستہ پشت پر صراط کے کھڑی ہے شکایت کر رہی ہے ساتھ والیان کہتی ہین لو آج تمنے بڑی مصیبت اُٹھائی نگوڑے بد رو سے پالا پڑا ہے ہے تمھاری چھاتی پر چڑھا نگوڑے کے ہاتھ ٹوٹین آنکھین پھوٹین در در مارا مارا پھرے موے کو بھیک مانگے نہ ملے لیکن اطلس اپنے نزدیک تپلی کو مارکر قریب درجۂ اول کوہ ہفت رنگ آیا تیغہ برق مثال کھینچے

ہوے اسباب سحر ہاتھ مین دریاے خون مین نہایا ہوا درجۂ اول کو وہ ہفت رنگ نیلم کا ہی جیسے ہی ملک
اطلس نے درجۂ اول پر پانون رکھا تڑاقا ہوا پتھر پھٹ گیا اک فیل مست نکلا ملک اطلس پر حملہ کیا
ملک اطلس سحر کرکے فیل کے بھسونڈے سے لپٹ گیا گردن اُسکی مع خنجر سے کھینچ لی ہاتھی گرتے گرتے جل گیا زمین سے شعلے
نکلنے لگے ملک اطلس اپنے تئین شعلہ ہاے آتش سے بچاتا ہی باران سحر برساتا ہی جب شعلے بجھ جاتے
ہین چاہتا ہی جست کرکے درجۂ دوم پر جاؤن وہ جو پتھر پھٹ گیا ہی اسمین سے کبھی شیر ببر ڈکار مار کر نکلا
ملک اطلس پر حملہ کیا ملک اطلس نے گھونسا مارا شیر کا سر ٹوٹا گردن پیدا ہوا اُسکو بھی اسنے مارا
اُسی درجہ سے صدہا جانوران گزند نکل رہے ہین ملک اطلس اُن جانورون سے لڑ رہا ہی مگر راہ
اُن سبھون نے روک لی دوسرے درجہ تک جانے نہین دیتے ملک اطلس بڑے زور و شور سے
لڑ رہا ہی صراط خاموش کھڑا دیکھ رہا ہی جب ملک اطلس نے دیکھا جانور نہین موقوف ہوتے
پکار کر آواز دی او صراط اسے پسا طیہ کو وہ ہفت رنگ ہمارے سامنے بتایا گیا دیکھ ابھی آتا ہون
ان شعبدون کو مٹاتا ہون بادولت کے سامنے یہ بیٹے او بی یہ کہکر اپنی ران پر خنجر مارا خون لیکر اُس
پتھر پر چھینٹے دیے پاآور جہ کھلا ہوا تھا جانوران مذکور نکل رہے تھے وہ درہ بند ہوگیا جانور ونکا نکلنا
موقوف ہوا ملک اطلس سحر خوانی مین مصروف ہوا چاہا جست کر دن درجۂ دوم پر جا پڑ دن یکایک
آسمان پر لکۂ ابر ہفت رنگ نمایان ہوا دیکھا افراسیاب بہ قہر و غضب تمام ہوا پہ آتا ہی جیسے تُند دریاچی
کاٹتا ہی اسیطرح بجوش و خروش ہوا کو کاٹتا ہوا ظاہر ہوا وہین سے پکارا او ملک اطلس خبردار کہان
جاتا ہی درجۂ ثانی کا ارادہ نکر نا بیت ذلیل کرونگا اور صراط کو آواز دی واہ مرشد زادے آپ سے کچھ
نہوسکا کھڑے ہوے تماشا دیکھ رہے ہو یہ کنیزان سامری کس دن کے واسطے ہین ساتون کو حکم دیا
بوٹیان کاٹکر اس بیحیا کی پھینک دیتین صراط ہفت رنگ نے غصے مین جواب دیا او افراسیاب
تجھے کیا معلوم یہان کیا گذری ایک کنیز سامری نے جان دی یہ میری کرامت ہی کہ میری پشت پر آکے
موجود ہوگئی تجھے عیش و راحت سے کہان فرصت آج اس مقام متبرک مین خونریزی ہوئی درجۂ اول
فتح ہوا یہ بیحیا غضب کر رہا ہی علوم سحر و ساحری مین معمور ہی ان سب امورات مین سراسر تیرا قصور ہی
افراسیاب ہوا سے اترا ملک اطلس کے سامنے آیا جیسے ہی افراسیاب نے درجۂ اول
پر قدم جمائے ملک اطلس نے ہاتھ مارا افراسیاب کے شانے پر تلوار پڑی اچٹ گئی افراسیاب

نے ردکا ہزارہا شعلہ ہائے آتش نکلکر کوہ ہفت رنگ پر گرتے ہین پہاڑ سے آواز آتی ہے او افراسیاب
بابجا افراسیاب پلٹکے باران سحر برساتا ہے شعلہ ہائے آتش کو بجھاتا ہے جب افراسیاب نے ہاتھ مارا ملک اطلس تیغ
گانٹھا شعلے تلوار سے نکلے وہ جاکر لشکر صراط پر گرے ہزارون جلے اب سب گنوار گھبرا رہے دور جاکر
کھڑے ہوے لڑائیکا تماشا دیکھ رہے ہین ایکجانب لشکر ملک اطلس جما ہوا کھڑا ہے دونون لشکرون
کی لڑائی پر نگاہ کبھی آہ کبھی واہ جب چار پانچ حربے افراسیاب و ملک اطلس مین رد و قدح
کے ہوے ہزارہا سامری پرست جانبین کے جلے افراسیاب نے پیچھے ہٹکر اک دوہتڑ مارا آسمان
سے اک برج آتشین پیدا ہوا ملک اطلس پر گرا ملک اطلس اُس آگ مین بند ہوگیا لمحہ بھر کے بعد
شل شعلۂ جوالہ اُس آتش سحر کو بجھاتا ہوا نکلا نعرہ کیا او نالائق یہ کیا بیہودہ سحر کرتا ہے یہ کہکے سحر کیا
افراسیاب پر کئی لکۂ ابر گرے افراسیاب انمین سے چمک کر مثل آفتاب نکلا کڑککر جا ملک
اطلس کی طرف چلا ملک اطلس نے اپنا خون اپنی تلوار پر ملا وہ تیغہ خون آلود افراسیاب
پر لگایا افراسیاب نے چاہا روکون وہ تیغہ نہ رکا سر پر افراسیاب کے پڑا افراسیاب
کا تاج لٹکر زمین پر گرا سر پر زخم آیا بس افراسیاب نے غصے مین طرف آسمان کے دیکھا لکۂ ابر ہفت
رنگ لہرا رہا ہے آگے سب کے لکۂ ابر گلنار صاف ظاہر ہے کہ دریاے خون جوش مار رہا ہے اُس ابر کی جانب
افراسیاب نے اشارہ کیا بقہر و غضب تمام آواز دی اس بے ادب کو لینا کیا ہوش ربا فتح ہوگیا
ہمارے نگہبان ایسے بیخبر ہین با دولت سرداران ہوش ربا کے افسر ہین خبردار اب یہ نہ بچے سرکشی
دکھاؤ اسکو پکڑلو وہ لکۂ ابر گلنار کڑک کر گرا لیکن ملک اطلس نے ابر کو دیکھکر خون کے قطرے چھینکے
تیغہ بھی چمکایا سحر بھی بہت سے پڑھے اسطور سے وہ ابر گرا افراسیاب بھی اور ملک اطلس بھی
اُس ابر مین مخفی ہوے اب ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ افراسیاب نے تو وہ ابر ملک اطلس
پر گرایا تھا لیکن اسنے بھی ایسا سحر کیا کہ افراسیاب بھی اُس مین چھپا اور ملک اطلس
بھی اس لکۂ ابر گلنار مین مخفی ہوا دیکھنے والون نے یہ دیکھا کہ جب ابر شق ہوتا ہے تو افراسیاب و
ملک اطلس ظاہر ہوجاتے ہین اندر اُس ابر کے دونون سے تلوار چل رہی ہے جھناٹے کی صدا بلند
ابر چھپٹا ہوا آسمان پر جاتا ہے خون ابر سے برس رہا ہے کبھی دونون ظاہر کبھی مخفی جس راہ سے وہ ابر نکلا
زمین پر خون گرا قریات جل رہے ہین نخل ہزارہا پھنک گئے یہ ابر اتنا کا بلند ہوا فوج ملک اطلس برق مانند

اُسی ابر کو دیکھتی ہوئی چلی گنوار اپنے اپنے قریون کو پلٹ گئے **صراط ہفت رنگ** نے مہلت پائی سمجھا کہ **افراسیاب ملک اطلس** کو لپیٹ کر لکۂ ابر مین لے گیا یہ روتا پیٹتا اپنے حجرے مین داخل ہوا وہی سات کنیزین سات خدمتگار مگر رنجیدہ کبیدہ کنیزون سے کہہ رہا ہے اسی مضمون کے اشعار سرایے ہمزادون نے پڑھے تھے جو مضمون میری سمجھ مین نہ آیا اب اُس مضمون کا ظہور ہوا کنیزون نے رو کر جواب دیا حضور ہمنے زبان **سامری جمشید** سے یہ سنا تھا کہ زیر کوہ **ہفت رنگ سامری** پرست آپسمین لڑینگے بڑے معرکے پڑینگے اُس ارشاد کا آج ظہور ہوا صاف عرض کرتے ہین عمر **طلسم ہوشربا** تمام ہوئی **افراسیاب** کی غفلت نے سبکی جان لی افسوس افسوس صد ہزار افسوس **صراط** نے جھلا کر کہا چپ ہو بیہودہ نہ بکو **طلسم ہوشربا** کی ہزار برس کی عمر ہے اسے نہیں کوئی فتح کرسکتا اِس لڑائی ہونے سے کیا ہوتا ہے تیلیان خاموش ہو رہین گردہ ابر اُٹھا ہوا اُسی طور سے جاتا ہے اب ذکر کرنا لشکر اسلام کا واجب

ولازم ہوا **اشعار**

مغنی فغانی کہ آمد بجان	درین زیر نہ پردۂ آسمان	درین پردہ آواز نالم چونی
بہ احوال جسم یا با حوال کو	قضاے کار اتفاقات روزگار **ملکہ حیرت** بیرون بارگاہ کرسی پر	

بیٹھی ہے گرد شاہزادیان مصاحبان خاص ہمدم با اختصاص اپنے اپنے عہدونپر حاضر ہین چرخ چشم شمشیر زن حیرت کے سامنے آئی عرض کی حضور ابھی پرچۂ اخبار گذرا کہ **ملک اطلس** تا بہ **کوہ ہفت رنگ** پہونچا **صراط** کو براے قدمبوسی بلاتا تھا یہ مرشدزادے ہین کب اس بات کو مانتے تشریف نہ لیگئے پرچہ مین تحریر ہے کہ اسنے طبل جنگی بجوادیا لڑائی بہت سخت پڑی رعایاے **کوہ ہفت رنگ** قتل ہوگئی یہ بھی خبر لی کہ شہنشاہ ہمارے عین وقت پر پہونچے لیکن اخبار نویس نے یہ نہیں لکھا کہ شہنشاہ نے **ملک اطلس** کو قتل کیا انجام نہین معلوم کیا ہوا اور ہرکارے کنیز نے روانہ کیے ہین یقین ہے خبر لیکر آئین یہ خبر وحشت اثر سنکر ملکہ **حیرت** گھبرا گئی کنارے پر لشکر کے ٹہلنے لگی حکم قطعی دیا خبرین مفصل دریافت کرکے لاؤ جو خبر مفصل لائیگا اُسکو دولت دنیا سے نہال کردونگی عجب طرح کی خبر وحشت اثر آئی جس سے طبیعت بہت گھبرا گئی ہے ساحر روانہ ہو رہے ہین ملکہ مہرخ **سحر چشم** نے جو یہ خبر سنی ہرچند کہ لشکر انکا تباہ و برباد ہے ایک گوشۂ صحرا مین بارگاہ استادہ ہے خوف **تاریک** سے سردار چھپتے پھرتے ہین ہر وقت خوف ہے جب اس ملعون نے قصد کیا آتی ہی ذوالفقار کو اُٹھا لیگئی جبر پھاڑ کر کھا لیا مگر یہ جو ثابت ہوا کہ اُسوقت **حیرت جادو** کچھ انتشار مین یا کسی کے انتظار مین

کنارے پر لشکر کے ٹہل رہی ہی یہ بھی بارگاہ سے باہر نکل آئین بادشاہ لشکر جو باہر آیا سب سردار نکل آئے اہالیان لشکر دس ہزار کسی طرف ہین بیس ہزار کسی طرف ہین سب نے اپنے افسر کو دیکھکر پرے باندھے سلام کے واسطے سامنے آئے ملکہ مہرخ سب کو دیکھکر آنکھون مین آنسو بھر لائین فرمایا ای خیرخواہان دولت وای جان نثاران باہمت تم سبکو پروردگار بدعت سے تاریک کی بچائے روز سیاہ نہ دکھائے ملکہ بہار پہلو مین ملکہ مہرخ کے حاضر ہین مگر گل سا چہرہ کمھلایا ہوا اُداس عالم یاس کنیزون نے جو آکر سلام کیا ملکہ نے فرمایا صاحبو کیون درہ ہاے کوہ سے نکل آئین ایسا نہو وہ ملعونہ آدم خوار دھوین سے باہر نکل آئے تم سب کو آزار پہونچائے غنچہ دہن انتہا کی کم سخن ہی لیکن اسوقت بیقرار ہو کر جواب دیا کیا اپنی جان ہمکو انکی جان سے عزیز ہی آپ بارگاہ سے نکلین ہم بھی براے سلام آئے دو دو دن تک گلچینی گلشن جمال نہین ہوئی دل گھبراتا ہی مثل عندلیب بے بال و پر تڑپتے ہین کسکو حال دل سنائین دلمین ناسور پڑگئے کیسے کیسے ساتھ والے سیار گلشن جنان ہوے باغ عالم سے مثل بوے گل سفر کر گئے سرو سہی انکے قد گل سے عارض یاد آتے ہین اُن رہروان ملک عدم کو کہان تلاش کرین کس سے نشان منزل پوچھین غنچہ دہن نے جو بیقرار ہو کر جواب دیا بہار نے ٹھنڈھی سانس کھینچی بیقرار ہی ہین غنچہ دہن کو سنا کر یہ اشعار آبدار پڑھے

اشعار

کوئی شیشہ نہین اور رونق محفل ٹوٹا
باغ سے رشتۂ اُمید عنادل ٹوٹا
قطرۂ زلف نہانے مین جو ٹپکا سر سے
ایک ہی جھٹکے مین ہر بند سلاسل ٹوٹا
امتحان قوت بازو کا کیا جبکہ نسیم

آہ کی ٹھیس لگی آبلۂ دل ٹوٹا
گھورتا ہی نگہ قہر سے کیون پھر پھر کر
مین یہ سمجھا کہ ستارہ لب ساحل ٹوٹا
کس بلا کی یہ صدا ہی کہ جگر پانی ہی
شکر صد شکر کہ تنکا بھی بمشکل ٹوٹا

پہلا دام مین صیاد رہائی معلوم
کیا مرے قتل مین خنجر کوئی قاتل ٹوٹا
مخلصی زور جنون سے ہوئی حاصل ہمکو
دوڑ تا خیر نہین ہاے کہین دل ٹوٹا
بہار کی باتون پر سب رونے لگے

قضاے کار تاریک دھوین کے اندر بیٹھی تھی آواز جو لوگون کے بولنے کی سنی دھوین سے سر نکالا مرد عورت جو کھڑے دیکھے بکار ہ کے مُنھ مین پانی بھر آیا اک جھپٹا مار کر جا پڑی لشکر والے بھاگے مہرخ و بہار وغیرہ بھاگ کر نخلستان مین چھپین کنارے پر لشکر کے دس پانچ آدمی تھے اُنکو اُٹھا لائی چیر پھاڑ کر کھانے لگی دھوین سے نکالے ہوے ڈکارین لے رہی ہی بندگان خدا کو کھینچکر لائی قہقہے مار رہی ہی اُچھلتی ہی کودتی ہی کنارے پر لشکر کے حیرت بھی تھرتھر کانپ رہی ہی مہرخ و ملکہ بہار سائے مین نخلستان کے جا کر ٹھہرین وہان سے

دیکھ رہی ہین ایک سے ایک کہتا ہی کیون صاجو اس ملعونہ کے ہاتھ سے کہان جاکر چھپین کیونکر جان بچائین
کہان نکلجائین کس گوشہ مین جاکر چھپین کہان تک بار غم والم اٹھائین ہمچشمون سے کیونکر آنکھ ملائین غرض
حجاب دامنگیر ہی کیا بدتقدیر ہی قضاے کار آسمان پر اک دناتا ہوا کہ زمین کانپنے لگی سب نے سر اٹھا کر دیکھا
اک لکۂ ابر خونی جسمین رعد کی گرج برق کی چمک اندر سے ابر کے صداے نعرۂ **افراسیاب** بصد قہر و
عتاب آتی ہی ہنم شہنشاہ **طلسم ہوش ربا** ساحر جلیل و یکتا دوسری آواز آتی ہی بصد جوش و خروش
او بیحیا ہنم **ملک اطلس گلگون پوش** ملکہ **حیرت** دیکھکر گھبرا گئی کبھی آجتک **تاریک** کے سامنے
نگئی تھی لیکن اسوقت پیٹتی ہوئی دوڑی غصے مین پکار لادکالی بلا **سامری جمشید** تجھکو غارت کرین
سواے آدمیون کے کھانیکے تجھکو کچھ اور بھی کام ہی شراب اسقدر پی میخانے خالی ہوگئے اب تجھکو
سنکھیا ہی کھلاؤنگی منہ مین تیرے آگ لگاؤنگی **تاریک** نے جو **حیرت** کو اسطرح غل مچاتے ہوے دیکھا
قہقہہ مار کر ہنسی پکار اٹھی کیون بہو کیا ہی میرے بلانے سے تجھے تمھین آزردہ کیا کوئی محل تیار کرلیا پھر وہ تو میرا
فرزند ہی اس مقدمے مین رشک نکر جسقدر محل کریگا سب کو راضی رکھے گا تجھکو ہم بیاہ کے لائے ہین تیرے
برابر کسیکا مرتبہ نہوگا **حیرت** نے کہا اری کمبخت اپنے نور نظر کی خبر لے دیکھ تو سہی کیا آفت برپا ہی ابر خونی
آتا ہی کسی سے شاید لڑائی پڑی وہ صدا آئی **تاریک** نے سر اٹھایا لکۂ ابر گلنار کو دیکھا میدان مین آکر
ابر چرخ مارنے لگا اس سے صداے ہاہو بلند جیسے ہی **تاریک** کی نگاہ پڑی لہنگا جھاڑ کے اٹھی آواز دی
ارے کون بے ادب ہی میرے بچے سے لڑتا ہی یہ کہکر کڑکے ابر پر جا پڑی گویا بلاے سیاہ پھٹی جاتی ہی
اس ابر کے ٹکڑے اڑا دیے اب سب نے دیکھا ابر تو لخت لخت ہوگیا **افراسیاب** زخمدار ایک جوان نامدار
لختے خونکے زرہ پر جمے ہوے **افراسیاب** سے معروف کارزار ہی لیکن **تاریک** جو جا کر گری لکۂ ابر
گلنار مین اک نقابدار **گلگون پوش** تھا تاریک نے اسپر ایک طمانچہ مارا اسکا سر اڑ گیا **افراسیاب** نے کہا
دائی امان یہ کیا کیا اتنی جو **افراسیاب** کی پلک جھپکی وہ نقابدار مع ابر جلکر زمین پر گرا **ملک اطلس**
الگ ہوا **افراسیاب** کو **تاریک** نے اپنی پشت پر لیا **ملک اطلس** پر چلی تھی وہ تڑپ کر زمین پر آیا کہ
صحرا سے گرد اڑی لشکر **ملک اطلس** بھی آکر ہو بچا سینے اپنے مالک کو گوشۂ صحرا مین دیکھا دوڑ پڑے
لیکن **تاریک** جو تڑپ کے گری آواز دی او **اطلس** مین نے تجھکو پہچانا **ملک اطلس** نے آواز دی
او ملعونہ تو ہی نے غدر **طلسم ہوش ربا** مین ڈالا ہی یہ کہکر **تاریک** پر گولہ کھینچ مارا **تاریک** کی

پیشانی پر پڑا تین چرخ کھانے جھپٹا مار کر جا پڑی **ملکہ اطلس** نے نیچہ مارا **تاریک** کے سر پر تاثیر نہوئی
اسنے کئی سنگریزے مارے **ملکہ اطلس** زخمی ہوچکا تھا زخم زیادہ کھل گئے غصے مین کئی گولے مارے
آخر کا گولہ اپنے خون مین رنگین کر کے مارا **تاریک** نے تھپکی ماری گولہ پھٹا اسمین سے برق چمکی اب سر
تاریک زخمی ہوا لڑکھڑائی چاہا جھپٹ کر جا پڑے **افراسیاب** نے ہاتھ تھام لیا کہا دائی امان مین نے
اس بچیا کو بسمل کر دیا ہی خود تڑپ کے مر جائیگا ایسے **سامری** پرست کا خون گردن پر لینا باعث خرابی ہی آپ تڑپ
تڑپ کے مر جائیگا جانے دیجیے لیکن آپ نے غضب کیا محافظ ابر گلنار **نقابدار** کو مار ڈالا اسنے بڑی بڑی بلائین
نازل کین بے غیرت ہی جوتیان کھا چکا ناحق کو بلبلاتا ہی اس عرصے مین ہمراہیان **ملکہ اطلس** بھی اُبھو نچے
یہ زخمداری مین جھوم رہا تھا سرداروں نے ہوادار پر سوار کر لیا ایک گوشے کی جانب لیکر آئے بارگاہ زربفتی
استادکی لشکر جابجا اترا **ملکہ اطلس** نہ مانتا تھا سرداروں سے کہا تم لوگ نہ گھبراؤ مین ابھی جا کر اس
مکارہ کو مارتا ہون **افراسیاب** نے ابدولت کا کیا کر لیا یہ باعث تھا کہ وہ بادشاہ **طلسم ہوشربا**
ہی بدون لوح قتل نہوگا مین جا کر شہنشاہ **لاچین** کو لاؤنگا اسکی سلطنت ہٹاؤنگا سب نے عرض کی دیکھیے
اسکو بھی **افراسیاب** پھیر لیگیا حضور بھی فرو کش ہون زخم دوزی کیجائے آیندہ جیسا رائے مبارک
مین ہوگا خیر خواہان دولت بجا لائینگے یہ بھی دریافت کر لینگے کہ شہنشاہ **لاچین** کہان قید ہی **صراط ہفت رنگ**
سے پوچھنے کی حاجت نرہیگی اسطرح سمجھاتے ہوے بارگاہ مین لیکر آئے زخم دوزی ہونے لگی یہان
افراسیاب نے بمشکل **تاریک** کو سمجھایا کہا دائی امان تامل فرمائیے مین اسکو سمجھا دونگا **تاریک** نے
پوچھا آخر اس بچیا کو مسلمانون سے کیا کام ہی تجھسے کیون بر سر فساد ہوا **افراسیاب** نے کہا نہین معلوم
دشمنون نے کیا سمجھا دیا میرے جانب پلٹ پڑا کہتا ہی معزول کر دونگا **لاچین** کو رہا کر کے لاؤنگا اسکی کیا
مجال ہی تا بقید شہنشاہ **لاچین** پہونچ سکے ایسے مقام پر وہ قید ہی جہان طائر وہم و خیال بھی نہین پہونچ سکتا
یہ بیچارہ وہان تک کیا جائیگا راہ مین ہزارون ٹھوکرین کھائیگا **تاریک** کہنے سے **افراسیاب**
کے مٹکی شراب کی لیکر اندر دھوین کے داخل ہوئی **افراسیاب** بارگاہ **حیرت** مین آیا اسنے بھی زخم دوزی
کرائی **ملکہ مہرخ و بہار** اپنی بارگاہ مین آئین جب تخلیہ ہوا **عمرو** نے اپنے کو ظاہر کیا **مہرخ و بہار** لپٹ کر
رونے لگین کہا خواجہ بدبخت **تاریک** نے پائمال کر ڈالا لشکر تمام منتشر کوئی کہین کوئی کسی جگہ افسر جو تھا
ہر ایک کو عالم یاس **عمرو** نے ایک ایک کو گلے سے لگا لیا کہا اے **مہرخ** ایک ہوس دلین باقی ہی اُس عیاری کی

فکر کر رہا ہون اگر یہ بن پڑی تو مین نے اسکو مارا یا اپنی جان دیدی برہمن روئین تن کی بھی آمد قریب ہو وہ بھی بڑے کروفر سے مقابلہ کریگا خدا چاہیگا تو تاریک کے جی چھوٹ جائینگے ملک اطلس کو بھی باغی کرادیا انشاء اللہ یہ بھی لڑیگا مہرخ نے کہا ایسا نہو اطلس یہان آگیا ہو افراسیاب جاکر صفائی کرلے سب کیفیت ظاہر ہوجائے پھر کوئی بار نہ اُٹھا سکیگا ایک جانب اطلس ایک جانب تاریک عمرو نے کہا مین نے اپنے کو اسواسطے مخفی کیا ہو میرا حال نہ کھلنے پائے مین نے اُسے وعدہ کیا ہو کہ سمت کوہ بوقلمون تمھاری معشوقہ کو لینے جاتا ہون میرا ظاہر ہونا مناسب نہین ہو لیکن اب کوکب کے پاس جاؤنگا جو تدبیر سوچی ہو اسکا انتظام کرونگا یہ فرما کر چالاک کو بلایا وہ بھی روتا ہوا آیا عرض کی خلیفہ صاحب آپکی ملاقات کے مشتاق ہین عمرو نے چند دید بند کو حکم دیا قران کو تلاش کرکے لاؤ قران بھی حاضر ہوے دیکھا گرد سردار بیچ مین خواجہ نامدار چالاک کو کچھ سمجھا رہے ہین چالاک دست بستہ عرض کرتا ہو جسطرح ارشاد ہوا آپ کے فیض تعلیم سے اسیطرح ہوگا مہرخ نے گھبرا کر کہا ہرا سے خدا اسنیے کو بچانا ایسا نہو دشمن گرفتار ہوجائین پھر لشکر کا قدم نہ ٹھہر سکیگا عمرو نے کہا اب ملکہ کچھ چارہ نہین ہو آج ہمکو بخوبی ثابت ہوا کہ تاریک ساحرہ زبردست ہو مثل مشتعل کے نہین ہو وہ صرف ایک فعل جانتا تھا دھوکا کھایا اور اسیر دام عیاری بیڑا دشوار ہو لیکن اگر پروردگار نے فضل کیا اور جو اشیا تیار کر رہا ہون وہ اسیطرح بن گئے تو تاریک بھی یاد کریگی انشاء اللہ طلسم ہوشربا مین چرچے ہونگے کہ عمرو نے یہ کار نمایان کیا یقین تو یہی ہو کہ خنجر اسکے حلق پر چلے اور اگر یہ انجام بخیر نہوا تو ہماری قضا اسکے ہاتھ سے ہو جہانتک ہوسکے اسد نامدار کو اپنے ہمراہ لیکر طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جانا ہوشربا مین قدم نہ ٹھہر سکیگا آقاے نامدار مولاے قدرشناس زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان سے جاکر عرض کرنا وہ اپنے غلام کا حال سنکر آئینگے مقابلۂ عظیم پڑینگے سب سردار میرے واسطے جانبازی کرینگے سب سردارون کو عمرو نے اسطرح سمجھایا تسکین بھی ہوئی شور گریہ وزاری بلند ہوا مہرخ کا بلک بلک کر رونا بہار کا اشکون سے منھ دھونا ہنگامۂ عظیم برپا ہوا خواجہ سبکو سمجھا کر اکیجانب روانہ ہوے انکا ذکر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان صاحبقران و لشکر لقا بیان کیے جاتے ہین جمسہ

اب ہلا سکتے نہیں زخمی نگاہ یار کے — کس طرح عقدے کھلیں قاتل ترے کردار کے
تجھے دیکھے نہیں اس باڑھ کے اس دھار کے — تیغ میں جوہر کہاں ابروے خمدار کے
زخم دکھلاتی نہیں دیتے ہیں کس تلوار کے

پھول ہوں کیونکر عزیز ایسے کسی گلزار کے — تار گیسو کے ٹوٹے ہیں عنبر تاتار کے
وصل کی شب میں مزے ہیں مصر کی بازار کے — ڈال دیتا ہوں جو ہیں آنکھوں گلے میں یار کے
بوے یوسف آنے لگتی ہے گلوں سے ہار کے

دھیان میں کھلتا ہوں انکے جانبِ رخسار کے — چاندنی کے پھول ہیں از قسم سیم تار کے
رات کٹتی ہے بڑی مشکل میں نعرے مار کے — دن بسر ہوتا ہے یوں سودے میں زلف یار کے
دھوپ سے اٹھے تو بیٹھے سائے میں دیوار کے

قد ہے تا حشر بالا زلف شبگون ہو دراز — اے جہان ہے آپکا شیدا سے حسن سحر ساز
بس حضور اب عاشقوں سے ہو چکے انداز و ناز — فرش گل کو بھی قدم سے اپنے کیجیے سرفراز
گل بھی سبزے کی طرح پامال ہوں رفتار کے

ہمسری سنبل کو اسکی زلف سے زیبا نہیں — یار کو دعوی گل اندامی کا بھی بیجا نہیں
نونہالان چمن میں رنگ یہ دیکھا نہیں — لالہ ہے داغی غلام اس گل سے چہرہ کا نہیں
سرو بھی ہیں بندہ آزاد قد یار کے

ہے خزان ساری بہار گردش لیل و نہار — عیش میں بھی سوچتا ہوں ہر گھڑی کا انجام کار
ہمنشین عمر دو روزہ کا بھلا کیا اعتبار — چھوڑ کر بیٹھے امیری کی فقیری اختیار
بوریے پر بیٹھے ہیں قالین کو ٹھوکر مار کے

مال کو پامال کرتے ہیں جو ہیں مستان عشق — جسم پر زیبا ہے میرے خلعت سامان عشق
جسم و جان قلب و جگر ہیں تابع فرمان عشق — دیکھیے کس سمت کھنچوائے ہیں سلطان عشق
کوہ و صحرا دو علاقے ہیں اسی سرکار کے

راحت روح و جگر ہے بوے زلف تابدار — زیست کا نقشہ کھنچاتا ہے رخ سحر نگار
حضرت خضر و مسیحا کی مدد ہے ناگوار — مرہم زنگار ہے زخمی کو خط سبز یار

خال لب جب شفا ہو واسطے بیمار کے

خال رخ ہیں کیسے پیارے ستارون کو پسند
گورا چہرہ روشنی مین چاند سے بھی ہو دوچند
نور کے سانچے مین ڈھالا ہو خدا نے بند بند
دیکھکر منہ کہتا ہو وہ آرائش پسند

طرہ کے قابل ہو سر گردن ہو لائق ہار کے

عطر سازون کی ہین دوکانین یا خوشبوے باغ
باغبان گلزار سے فرحت کا ملتا ہو سراغ
موے سر کے عطر سے جلتا ہو لعل شبچراغ
انبیا دنکا نکہت گل سے معطر ہو دماغ

غنچے کیا لوٹے ہین شیشے ٹوٹے ہین گلزار کے

حسن کے مذہب مین فرض پنجگانہ عشق ہو
اور لوگونکا یہ انداز زمانہ عشق ہو
عارضی الفت نہین یہ جاودانہ عشق ہو
ہمکو دریزہ محبت غائبانہ عشق ہو

لن ترانی اُنسے ہو سائل جو ہون دیدار کے

جان عالم کی طرح جلوے ہا کے ہر کسے ہون
یا مرصع کار کے ہون یا کسی زرگر کے ہون
پھول قیصر باغ کے قربان تاج سر کے ہون
خواہ مروارید و گل کے خواہ سیم و زر کے ہون

طرے جتنے ہین وہ جویا ہین تری دستار کے

خندہ زن رہتے ہین چشم سے کچھ مطلب نہین
عیش سے مرتے ہین رنج و غم سے کچھ مطلب نہین
کاروبار زندگی کو ہم سے کچھ مطلب نہین
کام ہو اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہین

مشتری یوسف کے ہین خواہان نہین بازار کے

خون بہائے ہین تری ترچھی نگہ نے بارہا
دل لگون کے چھانٹ ڈالے ہین مژہ نے مارہا
منہ کو شرماکر چھپایا مہر و مہ نے بارہا
باغ مین پی ہو شراب اُس کجکلہ نے بارہا

چیتھڑے اکثر کیے ہین لالے کی دستار کے

عندلیب خوشنواے نغمہ پیراے چمن
قدرتین دکھلا رہا ہو بزم آراے چمن
طبع رنگین کو مری ہو آج سوداے چمن
چشم وحدت بین سے لازم ہو تماشاے چمن

خار و گل دونون نمک پروردہ ہین گلزار کے

کچھ نہین عشق مجازی بھی حقیقی کے خلاف
اشتل اعمال زکی ہر دم ہو امید معاف

سنگ اسود کیطرح اپنا سینہ و دل خود ہی صاف | کعبۂ مقصود کا کسدن نہین کرتا طواف
گرد پھرتا ہون مین آتش روز کوے یار کے

چہرہ محرران حکایت دلنشین و راقمان داستان فصاحت آئین نے مضامین جلالت قرین شوکت صاحبقران عالیشان کو یون مرقوم فرمایا ہی

نظم

نہنگان دریاے جرأت نشان | پلنگان صحراے شوکت بیان | سرافسر لشکر عقل و ہوش
چنین می نگارد بجوش و خروش | زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان مقابلہ لشکر

زمرد شاہ باختری مین فروکش ہین مگر واسطے ایرج نوجوان کے بہت مشوش ہین جب قاسم نوجوان کو دیکھتے ہین کہ اپنے فرزند کے واسطے مترددو متوحش ہی دم بدم ذکر ایرج کرتے ہین فرماتے ہین کہ ای جواہر تمنے اکثر ہرکارے بھیجے لیکن ہمارے فرزند کی خبر نہ معلوم ہوئی جواہر عرض کرتا ہی سو کوس تک کی خبر حقیر نے منگوائی مگر مفصل حال نہ دریافت ہوا اتنی تو خبر ملی کہ طلسم اسکندریہ کو فتح کیا معرکہ عظیم پڑا لیکن وہ شیر ٹری شوکت و شان سے لڑا کچھ ساحران طلسم نورافشان بھی آئے کوکب کو آپکے فرزندون کا بڑا خیال رہتا ہی یہ بھی ہرکارون نے بیان کیا کہ دختر شہنشاہ کوکب ملکہ بران صاحب توقیر براے مدد کئی قریب آئین مگر بعد فتح طلسم کے کیفیت نہ ثابت ہوئی یہ ذکر تھا کہ ایک تاجر جلیل حاضر بارگاہ ہوا کچھ زرہ خود وغیرہ لایا تھا صاحبقران نے سب اشیا خریدے بعد اسکے انعام و اکرام بھی مرحمت ہوا تاجر نے چاہا رخصت ہون صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ بازرگان دو روز ہماری دعوت قبول کر دتاجر خلق صاحبقران سے مالامال ہو گیا اُس شب کو سامان دعوت مہیا ہوا آج شبکو تاجر نے جا ہو ادربار دیکھا بادشاہ جمجاہ سریر جہانبانی پر تمام سردار اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین چند دنگلون پر غاشیہ دیکھا صاحبقران سے پوچھا ان دنگلون پر غاشیہ کیون پڑا ہی اس مقام کے بیٹھنے والے کیا دربار مین نہین تشریف لائے امیر کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا ای برادر ایک دنگل جو سمت دست راست خالی ہی اسپر کا بیٹھنے والا ہمارا نور نظر پارۂ جگر سرفتنۂ ملک سنجان و باختر بدیع نامور جاکر طلسم ہوشربا مین قید ہوا اُسکے برابر جو دنگل خالی ہی شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی نواسہ ہمارا اپنے مامون کی رہائی کے واسطے گیا ہی وہ دنگل جو سمت دست چپ خالی ہی ہمارا نور نگاہ صاحب شوکت و جاہ نقد سعد روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان بہ سر طلسم اسکندریہ گیا یہ خبر پائی کہ طلسم مذکور

فتح ہوا لیکن کیفیت مفصل نہ ثابت ہوئی کہ بعد فتح طلسم اُس شیر نے کیون تساہل فرمایا آیا کسی حریف نے
روک لیا مقابلہ پڑا کسی قلعہ پر توجہ فرمائی یا خدانخواستہ کوئی افتاد پڑی ابتک نہ دریافت ہوا آٹھ پہر اُس
شیر کا انتظار ہے صف دست چپ کا وہ سردار ہے یہ سنکر تاجر نے کہا ای شہریار مین بڑی دور سے آتا ہون
نام لشکر حضور مدید سے سنا تھا یہ اشیاے نادرہ کئی سال مین تیار کرائے سفر کیا راہ مین اول اُسی شیر کا
لشکر ملا ہر چند کہ مین نہ ٹھہرتا تھا لیکن مجھکو بخلق و مروت اپنے دربار مین طلب فرمایا بہت تھوڑا مال مین نے
پیش کیا براہ عنایت بہت کچھ اس حقیر کو دیا اور فرمایا کہ اے تاجر اب تمہارا کس طرف کا قصد ہے مین نے یہان کا
نام لیا اس شیر نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا کہ اگر تمہارا گذر خدمت صاحبقران مین ہو اس نیازمند کی
جانب سے آداب و تسلیمات عرض کرنا بیان کر دینا کہ آپکے اقبال سے طلسم مذکور فتح ہوا ایک رہبر مجھکو بنا بر فضل
صیقل آئینہ دل ملگیا اُسکی رہبری سے طرف ہوشربا کے جاتا ہون ہر چند کہ راہ دور و دراز ہے مگر عنایت
رب اکبر پر ناز ہے جسطرح ہو سکیگا اپنے کو تا بہ ہوشربا پہونچاؤنگا حضور لشکر اُس شیر کا جس مقام پر فروکش
ہوتا ہے آب و آذوقے کا ملنا دشوار ہو جاتا ہے ساحر و غیر ساحر ہمراہ ہین مگر راستہ بہت خراب ہے پانچ کوس
سے زیادہ رہروی نہین کر سکتے لیکن قطع منازل و طے مراحل مین بڑے جوش و خروش ہین یقین ہے وہ
شیر بیشہ حضور تا بہ منزل مقصد پہونچے یہ سنکر دربار مین غریو بلند ہوا صاحبقران نے سبکو تسکین دی قاسم
و علمشاہ کو گلے لگایا بہ شفقت فرمایا وہ نام اسد نامدار کا عاشق ہے ضرور جا کر بصد کر و فر اسد سے
ملیگا غنچہ آرزو کھلیگا تمہنے اُنکو خدا کے سپرد کیا تاجر کی زبانی سردارون کو یہ حال امیر رج دریافت
ہوا احوال انکا مفصل مقام مناسب پر تحریر ہوگا ناظرین کو تسّان دونگا اس خوشخبری پہونچانے پر
سرداران دست چپ نے اُس تاجر کو سرفراز کر دیا اسقدر مال ملا غنی ہو گیا دعائین دیتا ہوا طرف اپنے
وطن کے چلا بوقت شام صاحبقران خوش انجام دنگل آصفی پر جلوہ فرما تھے کہ پہلوان عادی مأثر
ہوا لال فرد ہاتھ مین صاحبقران کے دی صاحبقران نے اپنے نام پر صاد کیا مراد یہ تھی کہ آج
صاحبقران لشکر ظفر اثر کا طلایہ دینگے سرداران نامدار و فرزندان عالیمقدار نے عرض کی کہ حضور اپنی
ذات کو تکلیف نہ دین غلام خدمت طلایہ بجا لائینگے صاحبقران نے فرمایا شکر خدا کرتا ہون بعد سال
بھر کے یہ دن آتا ہے کہ مین اپنے سرداران صف شکن کی خدمت مین مصروف ہوتا ہون سرور تازہ فرحت
بے اندازہ اس خدمت سے حاصل ہوتی ہے یہ فرما کر مقبل کو حکم دیا مرکب ہمارا تیار ہو چند ہمراہیان بہرام

مقبل وفادار کو ہمراہ لیکر داخل لشکر مین آئے جا بجا سوار پیدل برائے حفاظت مقرر کیے جب دو پہر سے شب بجا وز
کر چکی پہلوے لشکر پر اک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرے مراد یہ ہی کہ لشکر حریف پر نگاہ رہے کہ لشکر دشمن اگر قصد
شبخون کرے میر طلایا بجا کر فوج کو ردکے سردارون کو خبر کرے امیر نے اکیجانب مقبل کو بھیجا جو ادھر سے فرمایا
پھیر کر لشکر لقا کی خبر لو جب یہ دونون جا چکے صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہو کر طرف صحرا کے بڑھے یکایک گوشۂ
صحرا سے اک صداے دردناک آئی کوئی بندۂ خدا بیقرار زار زار رو رہا ہی صاحبقران صداے گریہ و زاری سنکر
اُسی جانب متوجہ ہوئے اشقر کو بڑھایا کوس دو کوس راستہ طی کیا تھا دیکھا زیر سایۂ نخل اک جوان خوشرو و تلخ
شہریاری بر سر گرد ڈھلکا ہوا شاخ نخل پر ہاتھ گریبان چاک چہرے پر خاک بیقراری مین پکارتا ہی ای فلک کجرفتار تیرا
میرے ساتھ کجرفتاری کریگا کیونکر کہوے محبوب تک پہونچون جا کر کیا روے سیاہ دکھاؤن تڑپ تڑپ کر مر جاؤن
حسرتین دل مین بھری ہین کیونکر نکلین گی اشعار

کچھ تو دل استکش ہجر انہین رکھ لیے
دل مین کے بزم بادہ پرستا نہین رکھ لیے
ہاتھ اُنکے آئے میرے گلے تک جو وصل مین
ذوق خلش نے دیدۂ گریاں نہین رکھ لیے

باقی جو نقش غم تھے رگ جان نہین رکھ لیے
سفاک اب تجھے ترے پیکان دل کے
چھوٹے نہ جذب دل نے گریبان نہین کھلیے

ساغر کدھر کدھر نہ چھلکا چشم یار کا
دل نے چھپا کے حسرت دارمان رکھ لیے
کچھ اشک ٹپکے آئے کھٹکتے جو ای جلال

آہِ سرد سے ان اشعار عاشقانہ کو وہ جوان پڑھ رہا ہی کہ صاحبقران
کا قلب بھر آگیا کلیجہ منھ کو آگیا قریب آکر فرمایا ای جوان آنکھ کھول یہ کیا حال ہی اُسنے گھبرا کر آنکھ کھولی کہا ای شخص تو
کون ہی جو مجھ ہجران دیدہ آفت کشیدہ کا حال پوچھتا ہی ہر ایک رفیق نے اس مصیبت مین ساتھ چھوڑا درد میرا
لاعلاج ہی کیا بیان کرون اول آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی کو ظاہر کیجیے صاحبقران نے نام اصلی اپنا بتایا
اُس جوان نے بیقرار ہو کر دامن تھام لیا کہا ای شہریار مین نے سنا ہی کہ آپ نے اکثر براے حل مشکلات بندۂ خدا اپنے کو
مصیبت مین پھنسایا فیض و سخا آپکا تمام عالم مین مشہور ہی صاحبقران نے فرمایا ای برادر یہان برابر اگر سر بھی
میرا تیرے کام آئے ابھی حاضر ہی جستجو مین تساہل نکرونگا مگر جلد بیان کر حال زار تیرا دیکھا نہین جاتا اُس جوان
نے کہا اس حقیر کو شاہزادہ حمید نوجوان کہتے ہین قریب یہانسے اک قلعہ ہی اسکا لقب گلزار کوہستان ہی
صحراہاے سبزہ زار باغ جا بجا پر بہار اسیوجہ سے گلزار کوہستان نام رکھا گیا شاہان جلیل اس حوالی
مین براے شکار آتے ہین ایک پہلوان ہی کہ اسکو ارکان کوہی کہتے ہین کاشانۂ عفت مین ایک گوہر بے بہا
رکھتا ہی یعنے دختر بلند اختر موسوم بہ بہمن عذار ایک دن وہ قبالۂ عالم براے شکار صحرا مین آئی آپکا یہ غلام بھی

مصروف شکار تھا اُسکے جمال جہان آرا پر نگاہ پڑی تیر مژگان دل کے پار ہوئے برائے شکار گئے تھے خود
ہوئے گریان و نالان شہر مین آیا ارکان کو پیغام بھیجا کہ ہم بھی صاحب تخت و تاج ہین دنیا مین ہی
ہین دختر کی شادی ہمارے ساتھ کرو اور یہ بھی غلام کو ثابت ہوا کہ جب مین اُس ماہ پیکر پر مائل ہوا
ہوئی اُسکو بھی میری جانب توجہ تھی مگر کنیزین ہمراہ تھین اسوجہ سے ٹھہر نہ سکی جب پیام اُس بدانجام کو
بھیجا اُس مغرور نے جواب دیا مین نے اپنے بیٹی کی شادی مین ایک شرط قرار دی ہی جو اُس شرط کو بجا
تب اُس گوہر بحر خوبی کو پائے وہ شرط یہ ہی کہ مابدولت سے سر میدان مقابلہ کرے اگر غالب ہو تب میری
بلند اختر کا طالب ہو ای شہریار یہ حقیر گیا اس مغرور سے مقابلہ کیا اصل یہ ہی کہ انسان سے انسان لڑ سکتا ہی
صورت مہیب دیکھکر شیران صحرا و نہنگان دریا بھاگتے ہین آخر یہ نیازمند اُسپر غالب نہ آیا زیر ہوا
تو اس جلاد صاحب بیداد کا یہ ہی کہ جسکو زیر کیا فوراً قتل کر ڈالا لیکن مجھکو یہ کہکر چھوڑ دیا کہ خبردار
کبھی اسطرف نہ آنا مابدولت کو منھ نہ دکھانا یہ ہجران دیدہ آفت کشیدہ گریان و نالان قلعہ مین آیا
ہجر کی درازدلین سوز و گداز تنہائی مین تڑپتا تھا یہ اشعار مصیبت آثار زبان پر جاری

بیقراری اشعار جلال

پھرے جو آپ کس آفت کا سامنا نہ ہوا
کہ روئین روئین کا آنکھ نسے دم روانہ ہوا
وفور گریہ نے مضمون نامہ بر نہ کیا
کہین یہ کوئی پکارا کہ مین نشانہ ہوا
یہ بیخبر ہین کہ مرتیکا میرے سنکر ذکر
پس فنا مری مرقد کا شامیانہ ہوا

حریف سخت بنا منحرف زمانہ ہوا
وہ نازکی سے نہ آئے مین ضعف سے نگیا
خط اپنا آنسوؤن کی ڈاک مین روانہ ہوا
خبر جو آمد پیری کی آکے ضعف نے دی
وہ پوچھتے ہین کہ کتنا اُسے زمانہ ہوا

نکلتے دیکھی عجب طرح انتظار مین
انھین وہ حیلہ ہوا مجھکو یہ بہانہ ہوا
تمھارے تیر نگہ سے بچائے دلکو
شباب سنتے ہی لینے کو خود روانہ ہوا
بس ایک ساتھ دیا دود آہ نے تو جلال

ای شہنشاہ گیتی ستان ای یاور غریبان وای داد رس بیکسان دن بیقراری
مین راتین اختر شماری مین بسر ہوتی تھین کہ اُس محبوب جانی حسین مہ جبین لاثانی نے ایک نامہ بھیجا مضمون
یہ تھا کہ ای قتیل تیغ ابرو و ای نوگرفتار دام گیسو جسدن سے تیرے زیر ہونیکا احوال سنا ہم نہایت بیقرار ہین لیکن
مجبور و ناچار ہین قصد کیا تھا کہ برائے شکار اُسی کمبخت صحرا مین جائین جہان ہم تم دونون شکار ہوئے دل
فگار ہوئے لیکن باپ نے حکم دیا طریقہ صید و شکار بالکل ترک کرو محل سے قدم باہر نہ نکالو اب قفس قصر مین بے قصور
قید ہین اس صیاد جلاد کے صید ہین ملاقات دشوار ہی لیکن ای عاشق صادق اپنے کو سنبھالو کوئی صورت

ملاقات کی نکالو ای شہریار اُس نامے کو پڑھکر اسقدر بیتاب ہوا کہ ضبط نہو سکا تب اصل صحرائے ہول خیز مین نکل آیا
اراکین سلطنت و مشیران ابھی تلاش کرتے ہونگے آج تین دن سے بے آب و دانہ تیر الم کا نشانہ ہون صاحبقران
نے یہ حال پر ملال سنکر حمید نوجوان کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا ای فرزند مین اسیوقت چلتا ہون اُس مغرور سے
مقابلہ کر کے یا جان دونگا یا تیری معشوقہ کو اُس سے لونگا یہ ذکر تھا کہ ملازمان حمید نوجوان تلاش کرتے
ہوئے آکر پہونچے وزیر و امیر قدمون سے اپنے آقا کے لپٹ گئے حمید نے عرض کی حضور میرے قلعہ مین
تشریف لیچلین حضور کے جمال بیمثال کو دیکھکر تسکین ہوتی ہی صاحبقران نے حمید کو تخت پر سوار کیا یہ نہ مانتا
تھا امیر نے فرمایا ای برادر اپنے قلعے مین اس حال سے جانا مناسب نہین ہی بمشکل حمید تخت پر سوار ہوا امیر
کو ہمراہ لیکر چلا جب در قلعہ پر پہونچا تخت سے اترا چوب چماق ہاتھ مین لیکر رکاب صاحبقران پر ہاتھ رکھا
اہتمام کرتا ہوا قلعہ مین آیا ہر طرف غل ہوا کہ صاحبقران زمان داماد نوشیروان تشریف لاتے ہین تمام
اہالیان شہر جا بجا آکر ٹھہرے ہین جسکی نگاہ روے زیبائے صاحبقران پر پڑی بیخود ہو گیا رنڈیان کمرون سے دیکھکر
بلائین لیتی ہین ترقی جاہ و حشم کی دعائین دیتی ہین حمید دامن گردانے ہوئے اہتمام سواری کرتا ہوا امیر کو
لیکر بارگاہ مین آیا امیر نے بمشکل حمید کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل پر جلوہ فرما ہوے تمام پہلوان امیر و وزیر
اپنے اپنے مقام پر بیٹھے جو دنگل کہ قریب تخت ہی اسپر صاحبقران بیٹھے حمید کا ایک پہلوان ہی موسوم بہ
سالوک مشت زن یہ دنگل اُسکا ہی وہ اکڑتا ہوا دربار مین آیا صاحبقران کو اپنے دنگل پر بیٹھے
دیکھکر جل گیا قریب امیر کے آکر کہا او جوان یہ مقام نشست مابدولت ہی کسکی لیاقت ہی کہ اس مقام پر بیٹھے
اٹھو اس مقام سے ورنہ ہاتھ پکڑ کے اُٹھا دونگا امیر نے ہنسکر فرمایا ای رستم خصال ہم تمھارے مہمان ہین ہماری
گستاخی کو معاف کر دا تو بیٹھ گئے حمید نے بھی کہا ای سالوک یہ کیا بے ادبی ہی ادر مقام پر بیٹھ ہمکو اپنے
دربار مین اختیا ہی یہ کیسی بیہودہ باتین کرتا ہی دیکھ تو حضور نے کس فصاحت سے جواب دیا سالوک نے کہا آپنے
بھی خطا ہاے فاش کین اپنے قلعہ مین دشمن خداوند لقا کو لیکر آئے مابدولت براے شکار تشریف لیگئے تھے آپ جاکر
ارکان سے لڑے مین جاکر اسکو زیر کرونگا آپکی معشوقہ کو لے آؤنگا لیکن دشمن خداوند کو بارگاہ سے نکالیے ورنہ
قیامت برپا کرونگا حمید تو حیران حیران طرف سالوک کے دیکھ رہا ہی لیکن سالوک نے ہاتھ بڑھایا کہ امیر کو دنگل سے
اٹھادے امیر نے فرمایا او مغرور کیا بکتا ہی اپنے آقا سے ایسے بیہودہ کلام دور ہو سامنے سے ہٹ جا سالوک نے
قبضے پر ہاتھ ڈالا سب ہان ہان کرتے ہین مگر سنے ہاتھ مارا امیر نے بار بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سالوک نے

چاہا لپٹ پڑون کشتی لڑون امیر نے غصے مین ایک طمانچہ مارا سالوک چرخ کھاکر زمین پر گرا بیہوش ہوگیا تڑپن
پر ایڑیان رگڑنے لگا امیر لاحول پڑھکے دنگل پر بیٹھ گئے تمام اہلیان دربار تھرائے حمید اٹھ کھڑا ہوا کہا
اس بیحیا کو دربار سے نکالدو بحکم حمید لوگ اٹھے کہ اسکو ٹانگ پکڑکر کھینچین باہر پھینکدین امیر نے منع کیا
اور فرمایا کہ ای سالوک اٹھ بیٹھ میری خطا کو معاف کر مجھسے جہالت ہوئی لوگ زور خلق صاحبقران کی پر
وجد کرنے لگے آپسمین کہتے ہین سبحان اللہ اس اختیار پر یہ جبر اس زور پر یہ صبر جب ہی انکا یہ مرتبہ ہو کہ دن بدن
علمداری بڑھتی جاتی ہی خلق خدا زیر سایۂ دولت امان پاتی ہی صاحبقران خود اپنے مقام سے اُٹھے
سالوک کو اٹھایا گلیسے لگالیا سالوک مکار نے کہا میری خطا معاف کیجیے گو مکار دلمین جل رہا ہی کہ اس ظالم
نے مجھکو ذلیل کیا اور اب گلے لگاکر عذر کرتا ہی کہا حضور مجھسے خطا ہوئی آپ تشریف رکھین برابر اپنے امیر نے سالوک
کو جگہ دی جب حمید نے ساقی بجین کو اشارہ کیا امیر نے فرمایا ای برادر ہم چلکر ارکان سے لڑینگے یہانتک اپنی
جان دینگے یا ثمن غدار کو اس سے لینگے لیکن ہمارے تمھارے مذہب مین فرق ہی یہ جلنیچ سے نکلجائے تو
بہتر ہی حمید نے عرض کی مین تو بندۂ بے زر ہون سینے ہی جوابدیا ہم کلمہ پڑھنے کو بدل حاضر ہین بصدق دل سینے
اطاعت کی لیکن سالوک کینہ دلمین رکھکے مطیع ہوا سر جھکائے بیٹھا ہی امیر اسکو ہر طرح شگفتہ کرتے ہین لیکن
بقول شاعر شعر گلیم بخت کسی راکہ بافتند سیاہ ٭ بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ٭ یہ بیحیا اسی خیال مین ہی کہ حمزہ
کو کسی طرح قتل کرون زور کا تو اپنے امتحان کرچکا مگر مکر کرنیکا مشتاق ہی ہمارے رہروان منازل عناد ذکر جرائت
نشاق ہی بیکار سوچا کہ اب یہان رہنا مناسب نہین ہی آبرو جاچکی حمزہ پر نتیجہ قابض نہوگا لیکن ارکان سے
خبر کرون وہ آکر ان سبکو سزائے معقول دیگا مشکلین باندھکر کشتان کشتان لیجائیگا یہ دیکر کسی حیلے سے باہر نکلا
گینڈے پر سوار ہوکر طرف قلعہ ارکانیہ کے چلا یہان صاحبقران شب بھر مصروف عیش و نشاط رہے
بوقت سحر فرمایا ای حمید لشکر تیار کرو چلکے اُس سے فیصلہ کرین ہم اپنے لشکر سے بدون اطلاع چلے آئے انکو برائے اطلاع
لکھیے ہماری ہمدا ے وردناک سنکر یہان چلے آئے سب گھبراتے ہونگے حقیقت مین بوقت سحر مقبل وجواہر
روتے ہوے خدمت مین بادشاہ کے آئے عرض کی صاحبقران شبکو غائب ہوگئے کوئی ساحر یا غیر ساحر
سحر مرکب لیگیا یا خود کہین تشریف لیگئے لشکر مین غل برپا ہوا بادشاہ نے بیقرار ہوکر فرمایا جلد ہرکارے جائین
لشکر کفار مین تلاش کرین لقا نے نہ کوئی فتور کیا ہو لشکر لقا کی خبر دریافت ہوئی کہ وہان کسی نے ایسا نہین
کیا تجھیار کا ذکر اتنا تھا کہ صاحبقران لشکر سے غائب ہوے اب بادشاہ کو اور زیادہ انتشار ہوا

جواہر نے چند ہرکارے عیار براے خبر صاحبقران نامدار روانہ کیے سب سے زیادہ رستم پیلتن یعنے علمشاہ کو قلق ہوا جب دربار سے اٹھے کسی سے کچھ نہ کہا یکہ و تنہا پشت مرکب پر سوار ہوکر براے تلاش پدر نامور طرف صحرا کے چلے سماک پلطاقی عیار مزاج دان ہوا اسنے بڑھکر رکاب پر ہاتھ رکھا فرمایا کہ ای برادر مین تھوڑے عرصے مین واپس آؤنگا براے شکار جاتا ہون سماک نے عرض کی غلام کا ہونا ضرور ہی علمشاہ خاموش ہوے سماک ہمراہ ہولیا سردار و عیار چلے لیکن بوقت سحر جب صاحبقران نے حمید سے فرمایا کہ لشکر تیار کرو حمید نے عرض کی آج کا دن توقف فرمائیے لیکن سردارون سے کہا سالوک نہین معلوم ہوتا تلاش کرو بھیا کہان گیا سب تلاش کرنے لگے حمید نے صاحبقران کو روکا مگر سالوک کے غائب ہونے سے نہایت انتشار ہی کہ یہ کہان گیا حقیقت مین سالوک ملعون بلاتکلف تلدار کانیہ مین داخل ہوا ارکان کو خبر ہوئی سالوک پہلوان رہنے والا قلعہ گلزار کوہستان کا آتا ہی سمجھا اپنے بادشاہ کے واسطے سفارش کریگا چند پہلوان براے استقبال بھیجے سالوک دربار مین ارکان کے آیا بطور لقا پرستون کے صاحب سلامت کی ارکان نے سالوک کو دخل دیا آکر بیٹھا ساقی بچے نے شراب پلائی جب دماغ اس بدمست کا بادۂ ناب سے گرم ہوا طرف ارکان کے متوجہ ہوکر بلبلایا کہا ای پہلوان دوران ای گرشاسب جہان آپکو معلوم ہی کہ حمید نوجوان کا ملازم ہون وہ آپ سے لڑنے آیا بد دولت نے دخل نہین دیا آپنے گوشمالی کردی قتل کیون نہ کرڈالا اب وہ جاکر حمزہ عرب کو لایا مذہب اُسکا اختیار کیا حمزہ نے جو نام آپکی دختر بلند اختر کا لیا بد دولت کو بہت ناگوار ہوا کہ مجاور زادہ خانہ کعبہ بادشاہان اولوالعزم کی دختر کا نام بے ادبی سے لے مین بہت بگڑا سب نامرد جمع تھے مذہب کا بھی پاس نہ کیا میرے قتل پر آمادہ ہوے حضور مین جان بچاکر چلا آیا مین سوچا کہ جاکر آپکو خبر کرون بسبب مذہب کے مین نے اُنکا ساتھ چھوڑا حضور جلد لشکر تیار کرین مین حمید کا سر کاٹ کر آپکو دونگا حمزہ کو اب قتل سمجھیے امان نہ دیجیے یہ سنکر ارکان کو بھی بہت خوش ہوا کہا ای جوان تو نے خوب کیا یہ خاندانے نکلف ہین نے دس ہزار فوج کا تمکو افسر کیا لشکر و فوج لو بد دولت چلتے ہین حمزہ کے مقابلے کا مدت مدید سے اشتیاق ہی اکثر خطوط سلیمان عنبرین موے کو ہمی نے لکھے براے مدد خداوند لقا آؤ لیکن مہلت نہوئی اب مین سر کاٹ کر اُسکا خدمت مین خداوندی روانہ کرونگا گھر بیٹھے مراد ملی خداوند لقا نے تقدیر بہت معقول کی اسیوقت سالوک کو دس ہزار جوانون کی افسری کا حکم ملا ارکان بلبلاتا ہوا اپنے محل مین آیا ملکہ سمن عذار دختر بلند اختر اسکی عشق مین حمید کے بیقرار رہتی ہی جب ہوگئی ہی زوجہ ارکان براے استقبال اُٹھی بیٹی نے سلام کیا اس

مغرور نے زوجہ سے متوجہ ہو کر کہا صاحب تمنے کچھ اور بھی سنا حمید نوجوان بادشاہ زادہ گلزار
کوہستان میری بیٹی کا نام لیتا تھا برلے مقابلہ آیا مین نے اسکو زیر کیا چاہا قتل کردن مگر رحم آگیا مین نے
چھوڑ دیا وہ جاکر حمزہ عرب کو لایا ہے اور مسلمان بھی ہو گیا حمزہ نے وعدہ کیا ہے کہ مین لڑ بھڑ کے ارکان
کی دختر دلوا دونگا اس مسلمان کے بھروسے پر کمبخت نے مذہب جد وآبا کھویا اسکے قلعہ کا پہلوان جو سب
مین زبردست ہے سالوک نام ہے وہ بیچارہ میرے پاس چلا آیا بمقدمہ مذہب اُسکو بڑا قلق ہوا اب مین
لشکر کشی کرکے جاتا ہون حمید کو تو یون قتل کرونگا کہ ماہیان دریا دمرغان ہوا اُسکے حال زار پر گریہ وزاری کرین
قلعہ کو کھود واکر تالاب بنوا دونگا حمزہ کی مشکین باندھکر پاس اپنے بھائی سلیمان عنبرین موے
کوہی کے لیجاؤنگا وہان جاگتی جوت کے خداوند مغرور خود پسند موجود ہین طرۂ پیغمبری عطا فرمائینگے
شمشیر قدرت لقب ملیگا اب قلعہ ارکانیہ مین ملک باختر سے بھی خراج آیا کریگا بھائی سلیمان بھی بادولت
کی تلوار کو مان جائینگے زوجہ نے کہا صاحب مین نے سنا ہے حمزہ بڑا زبردست ہے صدہا کوہی اُسکے بیٹون نے
قتل کیے تمام کوہستان مین عمل اپنا کر لیا قدرت بھی تو حمزہ کے نام سے بھاگتے ہین ارکان نے کہا تم ان
باتون کو نہین جانتی ہو قدرت کی مشیت مین کسکو دخل ہے مین نے کتاب مین لکھا دیکھا قدرت نے نشے مین
ان لوگون کو خلق کیا اسوجہ سے انسے خُلق زیادہ ہے یکایک برباد نہین کرتے رحم آجاتا ہے اور کوہستان
کا حال نہ کہو بادولت کے برابر کون پہلوان گیا ایسے ویسے گئے قتل بھی ہوے بعض نے خوف جان سے
مذہب بھی ترک کیا مین جاتے ہی حمزہ کی گردن توڑ ڈالونگا مہلت کاہیکو دونگا جاتے ہی مشکین باندھ لونگا
زوجہ نے ہرچند کہا صاحب تم نجاؤ اسنے نہ مانا باہر آیا فوج کی تیاری کا حکم دیا دس ہزار فوج سالوک
کو دی کہا انکا تمکو افسر کیا غلے کی فکر کرکے عقب مین لشکر کے آؤ بادولت آگے بڑھتے ہین ستر ہزار فوج لیکر
ارکان کوہی سوار ہوا طرف قلعہ گلزار کوہستان کے چلا سالوک نے غلے کے جھگڑے لدائے
دس ہزار فوج لیکر یہ ملعون قلعہ سے باہر نکلا چاہتا ہے عرصہ کرکے جاؤن میرے سامنے لڑائی نہو ورنہ حمزہ بلائے
روزگار ہے کہین اُس سے مقابلہ پڑگیا تو مفت جان جائیگی اس خیال مین دو کوس آگے بڑھکر اُترا لیکن ملکہ
سمن عذار عاشق زار ہجران دیدہ تمام حال سُنکر روتی ہوئی مان کے سامنے آئی کہا اے مادر مہربان مجھ
بدنصیب کے واسطے یہ فساد برپا ہین کہ والد نامدار کو روز لڑائی درپیش ہے ہر شخص دعوی عشق کرکے آتا ہے
انکے ہاتھ سے مارا جاتا ہے بدنامی مجھ کمبخت کی ہوتی ہے اب برائے مقابلہ صاحبقران تشریف لیگئے ہین خداوند

لقا انکی جان بچائین آپ میرا سر کاٹ کر باپ کے پاس بھیجدیجیے کہلا بھیجیے کہ ہمنے جھگڑا مٹا دیا یہ کہکر بے اختیار
رونے لگی ان نے سر سینے سے لگایا کہا اے نور نظر باپ تمھارے یہ چاہتے ہین کہ ایسے شخص کے ساتھ شادی
کرون جو مثل میرے صاحب زور و طاقت ہو حاکم ملک جرات ہو اور حمزہ کا قتل کرنا واجب و لازم ہی کہ خداوند
لقا سے لڑتا ہی تم جاکر بیٹھو کھیلو کودو ان معاملات مین تمکو کیا دخل ہی اب تمھارے باپ شیر قدرت ہو جائینگے
پیغمبر زور خداوند کہلائینگے ملکہ نے عرض کی میرا دل باپ کے واسطے گھبراتا ہی اگر حکم ہو تو مین اپنے باغ مین جاؤن و
دہان دو چار دن دل بہلاؤن مان نے بلائین لیکر کہا اچھا بی بی جاکر دو چار دن سیر کرو لیکن جلد چلی آنا ہم گھبرائینگے
ملکہ اُسیوقت مرکب باد رفتار پر سوار ہوئی نقاب چہرے پر ڈالی چار سو کنیزین ہمراہ لین قلعہ سے باہر نکلی باغ قلعہ سے
تین کوس پر ہی گھوڑا اُڑاتی ہوئی جاتی ہی مگر **سالوک** ملعون جس مقام پر اُترا تھا وہین فروکش ہی بوقت سحر کنارے
پر لشکر کے ٹہل رہا ہی ساتھ والے کہتے ہین افسر صاحب اب چلیے بادشاہ انتظار کرتے ہونگے بلکہ قریب **گلزار
کوہستان** پہونچ گئے ہون تو عجب نہین لڑائی مین چلکر شریک ہوجیے وہ آتش خو شعلہ مزاج ہوا سے لڑتے
ہین جاتے ہی قلعہ مین گھس پڑینگے اس قلعہ مین مال بہت ہی ہم لوگ لوٹ سے محروم رہجائینگے یہان پڑے رہنے
سے کیا فائدہ اُسنے کہا انتظام غلہ بہت واجب و لازم ہی جسقدر جمع ہوچکا ہی تم دو ہزار جوان لیکر آگے بڑھو ہم
دو دن مین اور سامان کرکے ایک دن مین آجائینگے خاص وقت جنگ پر اپنے کو پہونچائینگے ہمین وہان کا حال بخوبی
دریافت ہی لڑائی ہوگی **حمید نوجوان** رومال سے ہاتھ باندھ کے چلا آئیگا **حمزہ** انکا نام سنکر بھاگ جائیگا ایسی
باتین کرکے غلہ اسنے روانہ کیا دو ہزار جوانون کو حکم دیا تھا پانچ ہزار روانہ ہوگئے پانچ ہزار اسکے ہمراہ رہے جو جو کہ
بہادر تھے جنگ کے خواہان وہ تو سب چلے گئے اب اسکے ساتھ وہ رہگئے کہ جنکو نام جنگ سننے سے بخار چڑھ آتا ہی
کنارے پر لشکر کے کھڑا ہی یہ جو فروش گندم نما غلہ روانہ کرچکا ہی کہ طرف سے قلعہ **ارکانیہ** کے گرد اڑی اسنے پلٹ کے
دیکھا آگے ایک نقاب دار بادلہ پوش پشت پر چار سو جوان سبکے چہرے پر نقاب مرکب ہاے باد رفتار زیر ران اسنے
ساتھ والون سے پوچھا یہ نقابدار کون ہی جو رازدان تھے انھون نے کہا ملکہ **سمن عذار** دختر بلند اختر ہمارے
بادشاہ کی فنون سپاہگری مین طاق حسن مین شہرہ آفاق ہی خود بادشاہ نے نیزہ بازی اسپ تازی چوب تگ
کاٹنا تعلیم فرمایا ہی معلوم ہوتا ہی اپنے باغ مین جاتی ہین یہ بیحیا نام سنکر بیقرار ہوگیا شاہراہ آکر کھڑا ہوا ملکہ
سمن عذار نے مان سے صرف حیلہ کیا ہی دل یاد مین **حمید نوجوان** کے پھڑک رہا ہی خاموش سر جھکائے ہوئے
طرف باغ کے جاتی ہی ہر چند کنیزون نے دل بہلانے کو باز وغیرہ چھوڑے لیکن یہ کسی جانب متوجہ نہین

ہوتی نسیم وزیرزادی ہوا کو پہچانتی ہی قریب آکر اسنے ملکہ **سمن عذار** کے باز بلند پرواز چھوڑا کہ اداری دیکھیے
باز نے جاتے ہی تیہو کو گھیر الملاحظہ فرمائیے ملکہ نے سر اٹھایا **نسیم** نے کہا دیکھیے حضور باز خراب نہو جائے آپکی
مادیان تیز رو ہی بڑھائیے جب جانور گرے باز کو الگ کر لیجیے ملکہ **سمن عذار** بھی جانتی ہی کہ **نسیم** ہوا خواہ ہی
مادیان کو اڑایا تیہو جا کر قریب **سالوک** کے گرا ملکہ کی مادیان تڑپکر پہونچی باز کنڈے باندھکر شکار پر گرا پنجون
سے نوچنے لگا ملکہ **سمن عذار** رکاب سے پانون نکالکر کود پڑی تکان جو پہونچی گوشۂ نقاب چہرۂ زیبا سے
ہٹ گیا **سالوک** نے دیکھا کہ ابر سے ماہِ تابان نکل آیا یہ تو بیقرار ہو کر تھرایا ملکہ **سمن عذار** کا جو گوشہ
نقاب ہٹا پلٹ کے نامحرم کو جو دیکھا چہرے پر عتاب زلفون کو پیچ و تاب بند نقاب آراستہ کر کے بعجیل باز کو جھپٹا
کے اٹھا لیا قرولی سے سینہ تیہو کا چاک کیا جگر نکالکر ہاتھ مین لیا باز کو کھلاتی ہوئی جست کر کے پشت مادیان
پر آئی لیکن بدمزاج ساتھ والیون سے پوچھا یہ کون بے حیا تھا کہ ہمکو دیکھکر راہ مین کھڑا رہا کنیزدن نے کہا
حضور یہ وہی نمکحرام بدانجام قلعہ **گلزار کوہستان** سے بھاگ کر آیا ہی اس ملعون نے آگ لگائی کہ ہم سب
کو رنج و ملال پہونچا والد صاحب آپ کے لشکر کشی کر کے گئے ہین ملکہ کو اور زیادہ غصہ آیا مگر مادیانکو بڑھا دیا
پلٹ پلٹ کے دیکھتی ہوئی کہتی ہی اے **نسیم** کیا کہون جی چاہتا ہی اس ملعون کا سر کاٹ لون والد نامدار یہ
نہ سمجھے کہ جسکا سالہا سال نمک کھایا وقت جنگ اسکو چھوڑ کر چلا آیا ہمارے ساتھ کیا خیر خواہی کریگا **نسیم**
نے کہا حضور چلیے جب آپکے والد نامدار لڑائی فتح کر کے آئینگے اُسوقت آگاہ کیا جائیگا **نسیم** نے جو کہا لڑائی فتح کر
آئینگے ملکہ **سمن عذار** بیقرار ہو گئی کہا بوا **نسیم** تمکو کیا فائدہ کسیکی برائی چاہتی ہو والد بھی بچین وہ بیچارہ غریب
حمید نوجوان اگر قتل ہوگا تمکو کیا فائدہ **نسیم** خاموش ہو رہی دل مین سمجھی کہ ملکہ **سمن عذار** کو بھی محبت
حمید نوجوان سے ہی اسوقت تو ٹال گئی دلسے کہتی ہی بڑا غضب ہوا اگر **حمید** مارا گیا ملکہ کو صدمۂ عظیم
ہوگا اسی فکر و تردد مین ہمراہ ملکہ کے آکر داخل باغ ہوئی ملکہ **سمن عذار** جیسے ہی باغ مین اتری نقاب
اتار کر پھینکی باغ مین آکر اور داغ ہوا سرو گلزار کو دیکھکر قد معشوق یاد آیا پھولون کو دیکھکر نقشہ عارض
دلدار آنکھون کے نیچے پھر گیا عندلیبان خوشنوا کی زمزمہ سرائی سے سر پھرنے لگا قمری کی کوکو ناگوار ہر چشمہ
چشمۂ پر آب معلوم ہوا پیچ و تاب سنبل دیکھکر دل الجھنے لگا دیکھا کہ نرگس بھی ہمپر آنکھین نکالتی ہی کڑی نگاہ
ڈالتی ہی غنچے دہن نہین کھولتے منھ سے نہین بولتے سوسن آمادۂ بدزبانی حباب بھی آنکھین نکالتے ہین
صاف ثابت ہی کہ نہرین کسیکے جوش محبت مین اُبل رہی ہین موجۂ آب کی تلوارین کلیجے پر چل رہی ہین

سارا باغ سنسان ویران نظر آیا بیقرار ہوکر صحن باغ مین مبٹھ گئی آنکھون سے آنسو جاری ہوے چہار جانب گھبرا کر دیکھنے لگی بے اختیاری مین شکایت دل ترود منزل سے کرنے لگی غصہ مین ٹھنڈی سانسین بھرنے لگی یہ اشعار پڑھے

اشعار

ہمیشہ رنج دیے اسنے پیچ و تاب دیا
زبان نے بھی عجب وقت مین جواب دیا
ستم کیا کہ ہنسا دیکھکر ادھر ساقی
قرار دیگا وہی جسنے اضطراب دیا
جگر ہوا تیری محفل مین خون دل بریان
کہ آنکھ دی مجھے آوارہ دل خراب دیا
ہمارے بخت پہ ہے مہربان فلک شب ہجر
دوبارہ ولولۂ عشق نے شباب دیا

خدا نے دل نہ دیا جان کا عذاب دیا
حساب کا ہیکو مانگیگا مجھسے داور حشر
نمک چھڑک کے مجھے ساغر شراب دیا
کھلائے آہ نے گلہائے داغ نئے نسیم
شراب طرفہ پلائی عجب کباب دیا
پکارتے ہین ہمین کیکے جان نثار اپنا
کہ چشم تر کے بھی حصے کا اسکو خواب دیا
سبب جو باغ مین پوچھا فغان بلبل کا

دم بسمل ہین وہ پرسان حال مین چپ ہون
وہ کونسا مجھے سامان بیحساب دیا
علاج میرے قلق کا ہے اک نگہ اُسکی
نہال غم کو مری چشم تر نے آب دیا
خدا کو اسمین مری بہتری تھی کیا منظور
زہے نصیب کہ اتنا بڑا خطاب دیا
جوان ہوگئے عاشق مزاج پیری مین
سنا گلون نے یہ غنچون نے کچھ جواب دیا

یہ اشعار جو ملکہ نے بیقرار ہوکر پڑھے نرگسی آنکھونسے اشک بھی جاری ہوے ٹھنڈھی سانس کھینچی آہ کی نسیم قدمون سے لپٹ گئی بلائین لینے لگی کہا واری مین راہ مین بھی کسیقدر سمجھی تھی لیکن بسبب رعب و داب شاہنشاہی نہ عرض کرسکی اب دل نہین مانتا لونڈی سے مفصل حال کہیے سب کنیزین محبت سے گرد آبیٹھین کوئی تلوے سہلاتی ہے کوئی باتون مین بہلاتی ہے کوئی تصدق کوئی نثار ہوئی نسیم سب سے زیادہ بیقرار ہوئی کہا حضور اب ہمسے نہ چھپائیے ہمارا عیش و آرام حضور کے متعلق ہے اگر خدانخواستہ دشمنون کے لیے کچھ نوعدیگر ہوا ہمکو کون پوچھیگا یہ بھی حضور جانتی ہین کنیز کا نام نسیم ہے نمک خوار قدیم ہے ہوا بنکر اڑ جاؤنگی آپکا مدعاے دلی تلاش کرکے لاؤنگی جب نسیم نے بہت دلدہی کی جانتی مین کہ اسنے ساتھ پرورش پائی یہ ہماری خیرخواہ ہے راز کو چھپائیگی دل بھی بھرا ہوا تھا جیسے پھوڑے مین کسی نے نشتر مارا ماند دل نہ چھپا سکی بے اختیار آہ کی یہ اشعار زبان سے نکل گئے

نظم

جاے تو ہوگی عشق ہی مین جان نثار کیا
مجھسے زیادہ ہوگا کوئی بیقرار کیا
ہمپر بھی پڑ گئی نظر مہر یار کی

منظور ہے تجھے مرے پروردگار کیا
برباد زیر چرخ رہی تو بھی اے صبا
اس جلتی پھرتی چھاؤنکا ہے اعتبار کیا

سیماب ہو کہ طائر مذبوح ہو کہ برق
حاصل ہوا اُڑا کے ہمارا غبار کیا
ایذا و راحت قفس اے ہمصفیر [illegible]

کیا فراق رنج ونشاط بہار کیا
یاد آگئی تھی زلف پریشان بھی نزع مین
آنکھو نمین لطف اُٹھائیگا رہکر خمار کیا
آنکھو نکی روشنی کو تو کمبخت کھو چکے
گردش بھی اب کرینگے نہ لیل ونہار کیا
آفوا حشر مین بھی نہین دید کے جلال

دشمن ہی چشم تر بھی دل زار کی طرف
اسوقت میری روح کو ہی انتشار کیا
خود پوچھتے ہین کعبۂ جانان ہی کسطرف
اندھیر اب کریگی شب انتظار کیا
مین نے اٹھائے جبر ترے مُنھ سے اُف نکی
مایوس ہی پھرینگے سب اُمیدوار کیا

رکھتا ہی آبلہ بھی خلش مجھسے خار کیا
ناخوش ہی سرو رنشہ چلا جب وہ باغ سے
رستہ بتائے خضر غریب الدیار کیا
آئینگے بھی یہ آٹھ پہر غم کے یا نہین
خود گر پڑے فلک تو مرا اختیار کیا

نسیم ان اشعار کو سنکر گھبرا گئی اور باغ
عشق کی صاف ہوا آگئی کہا حضور بس اب قلب مین کنیز کی طاقت نہین ہی ایک ایک فقرہ ناوک دلدوز ہی
کلام شعلۂ شمع محفل افروز ہی حضور اصل حال فرمائیے اگر حضور کا معشوق آسمان پر ہوگا مثل تیر دعا اپنے کو
پہونچائینگے اگر تحت الثریٰ مین ہو گا غواص آب پیدا کرینگے جذب ہو کر خبر معقول پہونچائینگے تب ملکہ سے ضبط ہو سکا
کہا ای نسیم شاہزادہ حمید نوجوان میری محبت مین بیقرار ہی اسکی تاثیر جذب نے میرا یہ حال کیا اور ا
نہایت پریشانی ہی کہ سالوک نمکحرام نے آکر آتش افروزی کی اُنکی سلامتی کی دعا مانگتی ہون صاف یہ ہی
کہ تباہی اسکی بھی ناگوار ہی اس مصیبت کو عرصہ دراز گذرا آتش عشق کا نون سینہ مین چھپایا قلب وجگر کو جلنے دیا
دھوان نہ نکلنے دیا اب آج بہت مضطر وبیقرار ہون کیونکر اپنے کو اُس شہریار تک پہونچاؤن کیونکر اُسکی خبر
صحت منگاؤن اسی وحشت مین باغ مین آئی آتش گل نے اور زیادہ آگ لگائی دامن صبر دست استقلال سے
چھوٹا ہر ایک گل بوٹہ آنکھون مین کانٹا بنکر کھٹکا نسیم نے یہ حال پر ملال سنکر سر جھکا لیا عرض کی واقعی حقیقت
مین لڑائی غضب کی ہی ہر چند کہ والد نامدار آپ کے بہت زبردست ہین لیکن حمید نوجوان کی مدد کو صاحبقران
زمان آگئے انکے مقابلہ سے آپ کے والد نامدار بھی گھبرائینگے تمام کوہستان اُنکے فرزندون نے ویران کر دیا ہزارہا
کو ہی مار گیا وہ اپنے لشکر کے افسر اعلیٰ ہین اگر اُنسے مقابلہ پڑا خداوند لقا انکی جان کو بچائین کہنے کو تو
خداوند ہین صاحبقران کے ہاتھ سے خود دردمند ہین لیکن حضور نہ گھبرائین مین خبر منگواتی ہون باغ
مین تو یہ باتین ہو رہی ہین نسیم نے باتون کی ہوا باندھی ملکہ کو تسکین دے رہی ہی لیکن سالوک
نمکحرام دیکھ کے سد راہ ہوا تھا گوشہ نقاب چہرے سے ملکہ کے ہٹ گیا دیکھتے ہی بیقرار ہوا ساتھ والون
نام بھی پوچھ لیا یہ بھی دریافت ہوا کہ ملکہ اپنے باغ مین جاتی ہی جب ملکہ نظرون سے اس بھیلے کے مخفی
ہوئی ہاے واے کرنے لگا ساتھ والون سے کہا سنو صاحبو مین اپنی سلطنت چھوڑکر آیا ارکان

شریک ہوا ہیں اُنکو بھی مناسب ہے کہ مجھپر نگاہ پرورش کرین اپنی فرزندی مین قبول فرمائین مین جاکر اُنسے
ملاقات کرتا ہون حمید نوجوان تو اب مارا جائیگا آخر کسی کے ساتھ شادی ضرور کرینگے مجھ ایسا پہلوان خوبرو
کہان ملیگا آپ لوگون نے خیال نہین کیا ملکہ بھی مجھکو دیکھکر مائل ہوئی پلٹ پلٹ کے دیکھتی تھی اشارون سے
کئی مرتبہ بلایا اور عورت کیا کرتی ہے ہمیشہ خدمت مین حاضر رہونگا بہت سے خزانے قلعہ جات کوہستان
مین مخفی ہین وہ سب بتادونگا میری وجہ سے دور تک عملداری ہوگی سب نے سر جھکا لیا دل مین تو کہتے
ہین کیا نمکحرام ہے وہان سے یہ فتور برپا کرکے آیا یہان یہ گل کھلایا لیکن ظاہر مین کہا ہم آپ کے ساتھ
ہین ہمین بادشاہ نے حکم دیا ہے آپکے ہمراہ رہین جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے آپکی وجہ سے لڑائی بند ہوجائیگی
ساتھ والے جاکر شریک ہونگے لڑینگے مال لوٹینگے ایک ایک محتاج غنی ہوجائیگا سالوک نے کہا مین وہان
بھی چلتا ہون مگر دو باتین ملکہ سے کرلون یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوا پانچ ہزار جوانون کو ساتھ لیکر
طرف باغ ملکہ کے چلا جب قریب باغ کے آیا دروازے پر محلدار بیٹھی تھی گھوڑے سے کود پڑا کہا محلدار
صاحب آداب و تسلیمات عرض ہے ملکہ باغ مین کیا کررہی ہین جاکر عرض کرو کہ آپکا غلام سالوک بغرض
حاضر ہے جسکو ابھی آپ نے دیکھا تھا وہ حاضر ہوا ہے چاہتا ہے سامنے آئے کچھ عرض کرے بی محلدار صاحب
آپ کو بھی بہت سرفراز کرونگا کل کنیزون کو مژدہ پہونچا دو ایک ایک کو عہدہ جلیل دونگا ملکہ کو سمجھا
دینا کہ مجھ ایسا پہلوان یہان سے تا بہ گلزار کوہستان نہین ہے صدہا میرے شاگرد ہین حمزہ بھی مجھسے دبتا
ہے چونکہ وہ سب مسلمان ہوگئے اسوجہ سے مین چلا آیا محلدار حیران اُٹھکر چلی سمجھی شاید ملکہ
نے بلایا ہوگا ملکہ یہان نسیم سے باتین کررہی ہے کہ محلدار نے آکر عرض کی کہ حضور سالوک پہلوان
در باغ پر حاضر ہے ایسی ایسی باتین عرض کرتا ہے یہ سنکر ملکہ کو غصہ آیا کہا یہ ملعون اپنے دل مین کیا سمجھا ٹھکرا
کرکے بہت مغرور ہوا ہے طالب وصل ہے نسیم نے کہا مین جاکر سمجھائے دیتی ہون ملکہ نے کہا مین اس
نامرد کو خود قتل کرونگی بھاگتا پھریگا ہر چند نسیم نے کہا ملکہ نے نمانا پشت مرکب پہ سوار ہوئی تمام کنیزون
نے ہتھیار سنبھالے دیر جو ہوئی سالوک نے چاہا باغ مین جاؤن چوبدارنیان قلماقنیان غلغل
کرتی ہوئی نکلین کہتی ہوئین کہ او نمکحرام ہماری ملکہ کو ایسے کلمات کہتا ہے یہ تلوار کھینچکر چلا کہا شاید تم
سبھون نے بھڑکا دیا اندر سے ملکہ مثل شعلہ جوالہ مع کنیزون نکلی بلا تکلف تلوار کھینچ لی لشکر پر جا پہنچی
پکار کر آواز دی او نمکحرامو تم اس نامرد کے ساتھ کیون آئے اُن سب نے کہا حضور ہمارے کیا

مجال جو ہم دست انداز ہون یہ ہمکو کہکر لایا کہ ملکہ نے مجھکو بلایا ہی ملکہ مجھپر عاشق ہوئین اشارے کرتی تھین ملکہ نے کہا تو تم سب ملکر مارو اس نامرد بیحیا کو ہمکو زن بازاری سمجھا ہی وہ تو سب تلوار پکڑکر بایٹ پڑے لیکن پانچ سَو جوان اسکے ہمراہ وہانسے آئے تھے اُنھون نے بمجبوری ساتھ دیا تلوار چلنے لگی یہان تو یہ کیفیت ہی کہ ملکہ غصہ مین جا پڑی سالوک پہلوان زبردست تیغہ کھینچکر جوگرا پانچ سَو جوانون نے ساتھ بھی دیا وہی پانچ کو جو اسنے قتل کیا وہ سب گھبرائے ملکہ بھی زخمی ہوئی چند کنیزین قتل ہوگئین لاشے پڑے رہے ہین یہ چاہتا ہی ملکہ کو گرفتار کرلون یہان تو یہ رنگ ہی لیکن ارکان کوہی ستر ہزار فوج جو لیکر چلا یہ کہتا ہوا کہ یارو مین لشکر مقابلے مین نہ اتارونگا سر سواری قلعہ لونگا چاشت جاکر قلعہ مین نوش فرماؤنگا لیکن صاحبقران زمان قلعہ گلزار کوہستان مین جلوہ فرما ہین حمید سے کہتے ہین لشکر تیار کرو یکایک ہرکارے نے خبردی حضور ستر ہزار فوج سے ارکان کوہی آتا ہی سالوک یہان سے جو شکست کھاکر گیا ارکان کو خبر پہونچا نے وہ چڑھ دوڑا چاہتا ہی قلعہ مین گھس آؤن حمید گھبرا گیا صاحبقران نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ای حمید کیون گھبراتا ہی تو قلعہ سے خبردار رہ مین یکہ و تنہا جاکر جواب دونگا حمید کی غیرت نے تقاضا نکیا یہ بھی فوراً اسوار ہوا ہالیان فوج دس بارہ ہزار جوان ساتھ ہوے لیکن خائف ترسان لرزان لیکن جرأت صاحبقران کو دیکھکر شرمندہ ہین کہ یکہ و تنہا جاتے ہین وہ بھی سب ساتھ چلے آتے ہین صاحبقران گھوڑے کو بڑھاکے قلعہ کے باہر نکلے دیکھا فوج آتی ہی آگے سب کے ارکان کوہی ہی امیر نے نعرہ کیا باش ادا ارکان خبردار آگے نہ بڑھنا یہ آیہونچا نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم رزمگار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد

یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

تیغۂ عقرب سلیمانی کھینچکر جا پڑے ارکان تلوار کھینچکر سامنے آیا حمید نوجوان بھی فوج کو لیکر شریک ہوا لیکن ارکان نے ہاتھ مارا امیر نے تیغۂ عقرب سلیمانی پر رد کیا جیسے ہی تلوار مارکر پلٹا المجادے سے ہاتھ نکالکر نعرۂ شیرانہ کیا فرمایا ادا ارکان کوہی شعر تو ضربے بزدی ضرب من نوش کن ✿ ہمہ شادی از دل فراموش کن ✿ اُس روسیاہ نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا امیر نے نعرہ کرکے ہاتھ تیغۂ عقرب سلیمانی کا مارا تیغہ برق مثال تڑپکر گرا ابر سپر کے ٹکڑے اڑا دیے خود کو کاٹ کرتا دو ابرو تیغہ

پہونچا ارکان نے دستانہ مارا تیغ اس زور میں جاتا تھا گینڈے کی گردن قلم ہوئی ارکان گینڈے لیے گرا ساتھ والے ٹوٹ پڑے بہت سے گر کر اس مقام پر مارے گئے لیکن ارکان کو اٹھایا اُسکو غش آگیا افسر کے زخمی ہوتے ہی فوج کے پیر اُٹھ گئے وہ تو بھاگے مگر صاحبقران قتل کرتے ہوے چلے حمید سے فرمایا ای برادر چلے آؤ چلکر قلعۂ ارکانیہ پر قبضہ کرین معشوق کو تمھاری سوار کرالائین حمید خوش ہی ساتھ والون سے کہتا ہی یارو دیکھو صاحبقران جنگ شیرانہ کرتے ہوے جاتے ہین کوئی مقابلہ نہین کرسکتا وہ دیکھو پلٹن کو بھگا دیا وہ رسالدار مارا گیا وہ زمین تھرائی وہ نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی یارو کدو کاوش کرو لڑائی مین کوشش کرو اپنے مہمان کے ساتھ جان لڑادو لشکر شکست خوردہ اب ٹھہر نہ سکیگا صاحبقران سب سے آگے بڑھے ہوے لڑتے ہوے جاتے ہین علم فوج قلم کیا ارکان کو ہی ہوادار پر پڑا ہوا جب آنکھ کھلتی ہی کہتا ہی یارو حمزہ کو روکو تم بہت ہو اُسکے ساتھ والے کم ہین تمھارے مزاج ناحق برہم ہین گھیر کر حمزہ کو مار لو ساتھ والے مُنھ پھیر لیتے ہین ایک سے ایک کہتا ہی ایک وار مین میان کے جی چھوٹ گئے ہمکو لڑواتے ہین آپ بھاگے جاتے ہین ہماری جان مفت کی نہین ہی چلو بھاگ کر قلعہ مین چھپین بعض کہتے ہین یہ شیر دلیر پیچھا نچھوڑیگا قلعہ تک آئیگا خداوند لقا جان بچائیگا بعض کہتے ہین اُس بھگوڑیکا نام نہ لو وہ خود اُنکے ہاتھ سے بھاگتا پھرتا ہی جو خداوند سے نہین ڈرتا وہ ہمارے روکے سے کیا رکیگا ادھر تو یہ بھاگے ہوے جاتے ہین وہان ملکہ ہاتھ سے سالوک کے زخمدار بیقرار فوج والے ڈر سے سالوک کے بھاگ گئے اسکے ساتھ والے لڑائی مین مصروف ہین ملکہ زخمی ہو کر مع کنیز و نکلایک گوشے مین ٹھہری ہی سب کنیزین تیر مار رہی ہین یہ ہر مرتبہ چاہتا ہی بلوہ کرکے جا پڑون لیکن وہ تیرون کی بوچھار ہو رہی ہی بزدلے سہم کے بھاگتے ہین تیر کھاکے چلاتے ہین گوشون مین چھپے پھرتے ہین کبھی مُنھ کے بھل گرتے ہین لیکن سالوک ملعون مثل فیل مست جھوم رہا ہی عورتون سے لڑائی دو چار تیر کھائے ان زخمون کو کب مانتا ہی ہر مرتبہ قصد ہی کہ ملکہ کو پکڑ لون ملکہ بیقرار دعا مانگ رہی ہی بارالٰہی ای خدائے نادیدہ اگر تیری خدائی برحق ہی میری آبرو اس دشمن کے ہاتھ سے بچالے دعا تمام نہوئی تھی کہ ہاہو کی صدا بلند ہوئی ملکہ نے سر اٹھا کر دیکھا ہزارون لوگ بھاگے چلے آتے ہین اک شیر دلیر کے نعرہ کی صدا بلند باشید ای کفاران بیحیا و ای نابکاران بردہ عامنم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان ملکہ نے سر اٹھا کر دیکھا باپ زخمدار ہوادار پر سوار ہائے ہائے ہو کر تا ہی ہوادار ہوادار کو لیے

جاتے ہین کو ہیونہ بلا نازل ہی جہان پر صاحبقران جھکئے دس بیس جوان مارے پھر آگے بڑھے ایک جانب
دیکھا حمید نوجوان بھی تیغہ خون آلودہ کھینچے ہوے فوج کو یہان کی قتل کر رہا ہی چونکہ زخمدار ہو چکی تھی پکار اٹھی
ای شہریار اس کنیز کو اپنی بچائیے اس نکہرام نے گھیرا ہی صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا ایک نقابدار زخمون
مین چور حُسن مین رشک حور لیکین نیمچہ بلالی چمکا رہی ہی سالوک ملعون چلا ہی صاحبقران نے جو
سالوک کو دیکھا آگ ہو گئے وہین سے للکارا او بیحیا صاحبقران کو دیکھتی ہی بھاگا حمید کو ہرکارے
نے خبر دی ملکہ آپکی محبت مین باغ مین آئی تھین سالوک نے گھیرا ہی چاہتا ہی قبضہ کرے بیقرار ہو کر یہ بھی
اسی جانب متوجہ ہوا لیکن صاحبقران نے جاتے ہی سالوک کو گھیرا ارکان کے ساتھ والون نے
مہلت پائی طرف قلعہ کے چلے سالوک نے صاحبقران پر ہاتھ مارا امیر نے غصے مین کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا ہاتھ پر تول کر طرف آسمان کے پھینکا چرنگ ہوا
قلم کیا نعرہ ہوا سالوک کے ساتھ والے بھی بھاگے امیر نے حمید سے فرمایا لو اپنی معشوقہ پر قبضہ کرو
حمید نے آتے ہی ملکہ کا باغ مین داخلہ کرایا کہا صاحب مین ساتھ صاحبقران کے جاتا ہون ملکہ
نے کہا ای حمید سعید اگر اسوقت تو یہان ٹھہر جاتا مجھکو تیری صورت سے نفرت ہوتی ایسے جانباز سرفروش کا
ساتھ چھوڑنا مناسب نہین ہی حمید نے چند ملازم اپنے برائے نگہبانی باغ مین چھوڑے آپ امیر کے عقب
مین چلا صاحبقران نے سالوک کو مار کر پھر ارکان کو ہی کا پیچھا کیا اُن لوگون نے چاہا تھا کہ داخل
قلعۂ ارکانیہ ہون صاحبقران نے نعرہ کیا او نامردو قلعہ مین کہان جاتے ہو ارکان نے گھبرا کر
کہا یارو قلعہ مین نہ چلو یہ جوان پیچھا نچھوڑیگا طرف صحرا کے نکل چلو جیتا رہونگا تو جنگل مین اوقات بسر
کرونگا اور جا بجا بھائی بند حکومت پر ہین اُنکے یہان چلا جاؤنگا وہ مجھسے مُنھ نہ موڑینگے لیکن بھائیو قلعہ
کو چھوڑو اب ساتھ والے ارکان کو لیکر طرف صحرا کے بھاگے صاحبقران نے قلعہ مین آکر دخل کیا حمید
بھی آکر پہونچا رعایا سے صدائے الامان بلند ہوئی رئیسان شہر دست بستہ حاضر ہوئے صاحبقران نے سبکو
امان دی حمید نوجوان کو لاکر تخت پر بٹھایا حکم دیا چند ملازم جائین ملکہ سمن عذار کو لاکر داخل قلعہ
کرین فرمایا ای حمید ہم تمھاری شادی کر لین تو طرف اپنے لشکر کے جائین سبکو انتظار ہوگا مین طلائے
سے اسطرف نکل آیا کئی دن کا زمانہ گذرا کیسے بادشاہ گھبراتے ہونگے ملازمون نے جاکر ملکہ کو محافے مین
سوار کیا لاکر محلات مین داخلہ کرایا اُسی دن امیر نے چند رئیسان شہر طرف ملکہ سمن عذار کے بھیجے

خود طرف حمید نوجوان کے ہوئے حمید مالا مال محبت صاحبقران کے نام پر تصدق ہوتا ہی عرض کرتا ہی
حضور سے مہر یدری کا مزا ملا خدا آپ کو سلامت رکھے رئیسان شہر نے طرف سے ملکہ کے بڑے دھوم سے
مانجھا بھیجا حمید نے زعفرانی جوڑا زیب جسم کیا یہان تو قلعہ مین سامان شادی مہیا ہی صاحبقران جلدی
کر رہے ہین کہ شادی سے حمید کی مہلت پاکر طرف اپنے لشکر کے جاؤن لیکن ارکان کوہی صحرا مین آکر
پہونچا اُس شب کو آب و دانہ بھی ممکن نہوا تب اسنے گھبرا کر کہا یار مجھکو خدمت مین خداوند لقا کے لیچلو کوئی
بیس ہزار کوہی رہگئے باقی سب نے فرار پر قرار لیا یہان لقا تخت پر بیٹھا ہی کہ خبر پہونچی کہ ایک جوان زخمدار چلا
آتا ہی بختیارک نے کہا اے خداوند کوئی تقدیر نو کی ہمکو تو آگاہ فرمائیے لقا نے کہا کارخانے قدرت
کے قدرت ہی پر موقوف ہین جو دخل دیتے ہین وہ بیوقوف ہین لوگ ارکان کوہی کو لیکر سامنے لقا
کے آئے ارکان دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا یا خداوند مین مفت مین برباد ہو قلعہ ہاتھ سے گیا
حمزہ نے جاکر میری بیٹی کو چھین لیا سب حال لفظاً لفظاً بیان کیا لقا نے تو سر جھکا لیا بختیارک
نے پوچھا اب صاحبقران تمھارے قلعہ مین کیا کر رہے ہین ارکان نے کہا مین نے راہ مین خبر
پائی حمید نوجوان کے ساتھ اس شخص کے بیٹی کی شادی ہو رہی ہی یا خداوند مجھکو بہت ناگوار ہی
وہ بندی آپ کی بہت خوبصورت ہی قدرت تقدیر کرکے بلوالین حوران قدرت مین داخل کرین خدمت
مین سرفراز ہو غلام کو اپنے مرتبہ پر ناز ہو حمزہ کو سنگ سیاہ بنادین میرا قلعہ تو مجھکو ملجائے وہ کنیز خدمت
مین رہیگی قدرت دیکھینگے بہت پسند کرینگے باتون پر ارکان کی سب ہنسنے لگے بختیارک نے کہا اے
ارکان چپ رہو اس بات کو مشہور نکرو حمزہ صرف اُس قلعہ پر اکیلا ہی کوئی عیار ابھی وہان نہین
پہونچا ہی حمید پر تو تم غالب آچکے ہو قدرت نوے ہزار برس پیشتر ایک تقدیر کر چکے ہین وہ تدبیر ہم تمکو
بتاتے ہین کوئی عیار معقول ہی حمزہ شادی مین مصروف ہوگا عیار جاکر حمزہ کو پکڑ لائے تم جاکر حمید
کو قتل کرو بیٹی کو اپنی لاکر خدمت مین قدرت کی حاضر کرو ارکان نے کہا عیار تو میرے ساتھ ہی
موشک نام ہی بڑا تیز طرار ہی نہایت مکار و غدار ہی بختیارک نے کہا موشک کو ہمارے
سامنے بلاؤ موشک عیار باتمامے عیاری سے آراستہ سایہ سے اپنے رم کرتا ہوا سامنے بختیارک
کے آیا بختیارک نے موشک کو سمجھایا کہ ہنگامۂ شادی مین تمکو کوئی روک نہین سکیگا جاکر حمزہ
کو گرفتار کرلو اپنے مالک کے سپرد کرو قدرت بھی لشکر لیکر آتے ہین موشک اُسیوقت روانہ ہوا

ارکان کوہی زخم دوزی کرا کے جاکر دامن صحرا مین اُترا سلیمان عنبرین موسے کوہی بصلاح
بختیارک تین لاکھ فوج لیکر عقب مین چلا خداوند نے حکم دیدیا ہو کہ اے سلیمان جسوقت حمزہ گرفتار
ہو اسکو تم لے لینا قدرت کے سامنے لانا حمید کو قتل کر کے عملداری ارکان کی کراد نیاد ختر کو اُسکی
برائے قدرت لاؤ قدرت کو تمام لشکر محبت پیدا ہوئی ہو جوران قدرت مین شامل کرینگے
سلیمان عنبرین موسے کوہی بھی چلا اُسکے عقب مین ضیغم خون آشام کو روانہ کیا بارہ لاکھ
فوج فرداً فرداً گئی بختیارک نے انتظام کیا کہ لشکر صاحبقران کو خبر نہونے پاوے لیکن موشک
عیار حالات قلعہ ارکانیہ سے بخوبی ماہر تھا صورت تبدیل کر کے داخل قلعہ ہوا اُسوقت آیا کہ حمید کی برات
جاتی تھی صاحبقران برات کے ساتھ جوڑا گلنار زیب جسم حمید کو تخت پر سوار کیا ہو تمام جوانان صف شکن
ہمراہ موشک بھی ساتھ رہا جب صاحبقران جاکر مکان پر دولھن کے پہونچے رسوم عقد وغیرہ ادا
ہو کے ملکہ کو محافے مین سوار کیا قصر عالی مین آکر حمید نے ملکہ کو اُتارا حجلۂ عروسی آراستہ تھا کئی
دن سے سب جاگ رہے ہین حمید جاکر داخل حجلۂ عروسی ہوا گوہر مراد حاصل کیا زن و شوہر
صاحبقران کو دعائین دیتے ہین کہ اُنکے تصدق سے یہ دن نصیب ہوا لیکن صاحبقران نے بھی
جاکر بعد کئی دن کے آرام فرمایا موشک بشکل خدمتگار پہونچا صاحبقران غافل پڑے سو رہے تھے
مصاحب دربان بھی کئی دن کے جاگے سو لیے یہ فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا صاحبقران کو بیہوش کیا
پشتارہ باندھکے لے نکلا ارکان کوہی تین کوس پر اترا ہوا تھا صبح ہوتے ہوتے بارگاہ مین ارکان
کی پہونچا جیسے ہی ارکان نے صاحبقران کو دیکھا خوشی سے اپنے پیراہن مین نہ سماتا تھا امیر کو
مسلسل و مطوق کر کے ساتھ والون کے سپرد کیا آپ گینڈے پر سوار ہو کر قلعہ کیجانب چڑھ دوڑا سلیمان
عنبرین موسے کوہی بھی آکر پہونچا بارہ لاکھ فوج نوبت نقارے بجاتی ہوئی طرف قلعہ کے چلی
صاحبقران کو ساتھ پر سوار کر لیا اب جو امیر کی آنکھ کھلی اپنے کو اُس حال پُر ملال مین پایا نہایت
پریشان ہو کے فوج لقا کو دیکھا خوشی خوشی طرف قلعہ کے جاتے ہین یہان حمید نوجوان بوقت
سحر حجلۂ عروسی سے باہر آیا غسل کر کے خدمت مین صاحبقران کی چلا تھا کہ خدمتگار وغیرہ روتے
ہوتے آئے عرض کی اے شہریار صاحبقران کو کوئی چُرا لیگیا عیار کے پیتر ے کا نشان ظاہر ہی بلکہ
واقف کارون نے کہا پیترہ موشک عیار کا معلوم ہوتا ہی حمید گھبرا گیا حیران تھا کہ کیا کرے دن

یکایک نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی ہرکارون نے آکر خبر دی عرض کی ای شہریار بارہ لاکھ فوج لقا کی ساتھ لیکر ارکان قلعہ پر آتا ہی صاحبقران کو قید کر لیا ہی حمید نے گھبرا کر حکم دیا قلعہ کا پھاٹک بند ہوا خندق کو پر آب کیا توپین عمدہ آراستہ کین بالائے قلعہ آیا دیکھا فوج مثل مور و ملخ کے آتی ہی صدا سے نوبت نقارون کی زمین تھراتی ہی آگے سب کے ارکان کوہی و سلیمان عنبرین موے و ضیغم خون آشام وغیرہ سردار آگے بڑھے ہوے پشت پر بارہ لاکھ فوج غلغلہ کرتے ہوے ای حمید رومال سے ہاتھ باندھ کے حاضر ہو خطا تیری معاف کر دینگے دیکھ تیرے مددگار کو قید کر لیا قدرت نے تقدیر معقول کی قلعہ کا فتح ہونا کتنی بڑی بات ہی اس مقدمہ مین قدرت کی کرامات ہی سمن عذار کو قدرت نے پسند فرمایا ہی اُسکو بھی مژدۂ خوشخبری دو اب حوران قدرت مین شریک ہوگی حمید کے ہوش اُڑ گئے اہالیان قلعہ گھبرانے لگے حمید نے سمجھایا کہ یارو ہم اصلاح نکرینگے لڑینگے مرینگے توپین بار و جب نہ کچھ ہو سکیگا تلوارین کھینچکر نکل پڑینگے ان نامردون سے لڑینگے ہمارا آقا گرفتار ہی افسوس یہ ہی چہار جانب سے قلعہ گھر گیا ورنہ بادشاہ اسلام کو خبر ہوتی فوراً روانی سب نے کہا حضور صاحبقران کے وہ احسان ہین کہ نام پر اُنکے جان دینا مناسب ہی یہ خبر ملکہ سمن عذار کو ہوئی نقاب ڈالکر باہر نکل آئی نقاب چہرے پر ڈالے ہوے بالائے قلعہ پہونچی ہوشنگ پر ان یعنی ہوائی اپنے ہاتھ مین لی کہا مرد ہو کر گھبراتے ہو قریب قلعہ نہ آنے دو جب یہ قلعہ مین آجائینگے ہم سب سے پہلے بڑھکر جان دینگے یہ کہکر توپ پر بتی رکھدی اب تو سب بہادرون کو غیرت آئی کہ عورت ہو کر ایسا کام کرے فوراً گولہ اندازون نے توپون کو سیدھا کیا نہین معلوم کان مین کیا پڑھکر پھونکا کڑکین گرجین آگ اُگلنے لگین جیسے تو کافر بڑھے ہوے آتے تھے کئی ہزار اڑ گئے جیسے دُھنیا ر دُئی کو دھنکتا ہی فوج لقا کے وہ لوگ ہین بتا کھڑکا بندہ سر کا دہائی دیتے ہوے پیچھے بھاگے غلغلہ کرتے ہوے یارو گوشت مٹی کی لڑائی ہی ہمارا حرہ یہ نہین سوچتا پھر کیا کرین ہٹ چلو لیکن ارکان کوہی و سلیمان عنبرین موے کوہی تنیس سردار محجوب و شمر مسار گرز گران سنگ آسمان زنگ شست پہلو وہ سب بدخو ہاتھ مین لیکر بڑھے اہالیان فوج سے کہا جب ہم پھاٹک توڑینگے تم بھی آجانا مقام غیرت ہی حمزہ قید ہی حمید کے ہاتھ سے بھاگو قدرت کو کیا منہ دکھاؤ گے سب کو سنگ سیاہ کرینگے حمزہ کو تو لیا معشوقہ تو اُنکی لیلو قدرت مین خفا ہونگے یہ کہتے ہوے طرف قلعہ کے چلے حمید نے دیکھا فوج تو رکی

لیکن تئیس سردار بڑے زور شور سے آتے ہین گھوڑونکو کاوے ایڑین پر لگائے ہوئے گولونسے اپنے کو بچاتے ہوئے دوڑسے اہالیان فوج بھی غلغلہ کر رہے ہین حمید نوجوان وملکہ سمن عذار گولہ اندازونکو خلعت دیتے جاتے ہین کہ ہان یارو گولے مارو شاید کوئی گولہ قضا کار ارکان پر پڑجائے سب کے پیر اُٹھ جائینگے سب بیحیا شکست کھائینگے پھر توپ پڑنے لگی قضائے کار رستم پلتین دہیل کن گشندہ قوبل ہندی علم شاہ نوجوان مع سماک یلطاقی اپنے قبلہ وکعبہ کو ڈھونڈھتے پھرتے تھے ناگاہ توپ کی آواز کان مین آئی سماک سے کہا بڑھکر دریافت تو کرو یہ توپ کہان چل رہی ہی سماک جھپٹا جاکر دیکھا اک قلعہ گھرا ہوا ہی تئیس سردار لڑ بھڑکر قریب خندق پہونچ چکے ہین بارہ لاکھ فوج اپنے مقام سے چلی ہی ایک اراب پر صاحبقران کو قید دیکھا سماک بصورت مبدل لشکر مین آیا مفصل حال دریافت کرکے بھاگا علمشاہ سے آکر کہا ای شہریار غضب ہوا آپ کے قبلہ وکعبہ قید ہین حمید تو مسلح قلعہ مین پھنسا ہی سرداران لقا پھاٹک توڑا چاہتے ہین علمشاہ نے بیقرار ہوکر استر مالا کبود فرنگی کو کوڑا کیا گھوڑا اطرارہ بھر کر چلا آتے ہی علم شاہ نے نعرہ کیا نعرۂ علم شاہ

ارشد اولاد امیر عرب	کیست علمشاہ چو رستم لقب دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور
کہ بر تخت مرزرق افگندہ شور	باشید ای کفاران بیحیا اب آگئے نہ بڑھنا ملک الموت تمہارا آپہونچا حمید

نے قلعہ سے دیکھا ایک جوان ہم شبیہ صاحبقران صاحب شوکت وشان یکہ وتنہا بارہ لاکھ کو ہیو ہر جا پلٹ کر سلیمان وغیرہ نے دیکھا یہی پلٹے حمید کو ہرکارون نے خبر دی فرزند رشید صاحبقران علمشاہ نوجوان اپنے والد کا حال سُنکر آپڑے یہ سُنکر حمید نے حکم دیا دروازہ کھولدو سمن عذار کے قدمون پر گرا کہا ملکہ تم محل مین جاؤ سمن عذار نے کہا صاحب مین تو واپس نہونگی ساتھ صاحبقران کے جان دونگی حمید نے کہا ملکہ اس ننگ کو صاحبقران بھی گوارا نکرینگے انکے مذہب مین عورت پر جہاد واجب نہین ہی تم جاکر دعا کرو پروردگار فضل اپنا شریک کرے بمشکل سمن عذار محل مین گئی حمید پھاٹک کھولکر مع فوج باہر نکلا یہان علم شاہ گھرے ہوئے ہین چہار طرف سے تلوار پڑ رہی ہی ہمہ تن چشم بنے ہوئے ہین جب حمید بھی قلعہ سے نکل آیا تب ارکان کوہی نے فوج کو حکم دیا حمزہ کا سرکاٹ لو سوا گھوڑا کڑکڑا کر آئے یہان گرد صاحبقران کے چند نگہبان تلوارین کھینچے ہوئے کھڑے ہین اُس سوار نے آواز دی حمزہ کا سر کاٹلو شہنشاہ نے حکم دیا ہی جو سر زنجیر تھامے کھڑا تھا اسنے جلدی مین ہاتھ تلوا

کا مارا صاحبقران نے ہتھکڑیاں اُٹھادیں دونوں ہتھکڑیاں کٹ گئیں صاحبقران نے وہی ہتھکڑی اس جوان پر کھینچ ماری اسکا تو سر پھٹا امیر نے قید کو توڑکر پھینک دیا ایک جوان کو مار کر تلوار لی نعرہ کیا زمین تھرائی حمید نے صاحبقران کا مرکب بمشکل پہونچایا سلاح نہ پہونچ سکے امیر پشت اشقر پر سوار ہوے خیال کرکے دیکھا فوج بے انتہا ہی علم شاہ گھرے ہوے ہین حمید نوجوان بھی آتے ہی گھر گیا بارہ چودہ ہزار فوج لیکر آیا تھا بارہ لاکھ کو ہیدن مین گویا فال مین نمک جا بجا وہن دس بیس بیس گھرے ہوے ہین تلوار چل رہی ہے ارکان کوہی چاہتا ہی جاکر علم شاہ کو مارون صاحبقران کے مُنھ پر تو نہین چڑھتا لیکن علمشاہ کیجانب چلا رستم ہنگامہ یلنگانہ جنگ کررہے ہین صدہا کو ہیدن کو مار کر ڈالدیا زخم کھائے سمک یلطاقی عیار نیمچہ ہاتھ مین اپنے آقا کی پشت پر موجود ہی لیکن کس کس کو روکے چہار جانب سے نیزہ و تیر و شمشیر رستم پر پڑرہا ہی لیکن یہ شیر باحواس لڑرہا ہی کہ ارکان قریب آیا اس ملعون نے پشت پر سے آکر ہاتھ مارا سمک نے آواز دی آقا ہوشیار ہو جائیے علمشاہ پلٹ پڑے چھچھلتا سر پر پڑا زخم کھاکے ہاتھ مارا ارکان کوہی نے گینڈا ہٹالیا اور بیچ مین سوار آگیا وہ تیل مانش ہوا ارکان کوہی بجا دورسے امیر کی نگاہ پڑی کہ علم شاہ نے کئی زخم کھائے اب حال ابتر ہی اشقر دیوزاد کو بڑھایا قریب آکر گرد علم شاہ کے پھرنے لگے جسطرح شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہی جو قریب آیا اسکو ہاتھ تلوار کا مارا لیکن چہار جانب سے تیرون کی بوچھاڑ نے جسم اقدس مشبک کردیا افسرون تک صاحبقران نہین پہونچ سکتے اس ہنگامے مین کئی زخم صاحبقران زمان نے بھی کھائے حمید بھی مجمع فوج مین پھنسا فوج بھی متفرق سلیمان عنبرین موے کوہی نے ارکان کوہی سے کہا حمزہ کا گرفتار ہونا دشوار ہی کمندانداروں کو حکم دے کہ وہ بلوہ کرکے اس نوجوان کو گرفتار کرلین بیٹے نے کئی زخم کھائے ہین نہایت سست ہی حمزہ علیہ السلام زخمی ہوا لیکن چالاک وچست ہی ارکان نے بلاکر موشنگ سے کہا موشنگ نے کمندانداروں کو جمع کیا چار سو کمندانداز عیار دغاباز طرف صاحبقران کے چلے سمک یلطاقی نے یہ رنگ دیکھا گھبرا گیا صاحبقران سے بڑھکر عرض کی ای شہریار غضب ہوا یہ کوہی بڑے نامرد ہین دیکھیے کمندانداز آتے ہین اب صاحبقران کو بھی انتشار ہوا دور سے دیکھا حقیقت مین ارکان کوہی کمندانداروں کو لیکر آتا ہی اور موشنگ نے رخ پھیرا طرف علم شاہ کے کیا ہی تاب باقی نرہی ہاتھ واسطے دعا کے اٹھائے پکار اُٹھے ای پروردگار ع برمن منگر بکرم خویش نگر چہ ہماری حقیقت یہ ہی

نظم

ای مرا باز شستی اعمال تو میدی گواہ
بسکہ میگردد ز شرمم رعشہ در نور نگاہ
میل فعل زشت را با طبع [illegible] شستہ
چون مصیبت خانہ عاشق بود دور دل سیاہ
در نگاہ شاہد معنی عالم غوطہ زن
گر بنگری کہ شوید تیرگی را از گناہ

دور رم از حسن عمل چون صبح سپید در گناہ
گر بصورت کاہ را گویم کہ ہمرنگ منے
وین شبیہ ربط کفر است مکافات الاہ
چہرہ را ز آب یاقوت ندامت برفروز
تا بجولانگاہ صورت بستہ دام نگاہ

صورت امید ہے منیم چو آب موج زن
کہربا چون مردم چشم بتان گردد سیاہ
ای کہ داری نامۂ اعمال را از فعل زشت
چون گل عیسے دل آرایان ز تاثیر نگاہ
مرحبا نیک آمدی ای مایس تا بردن [illegible]

نور حسیم و کریم و سمیع و علیم ہے سامنے آنکھوں کے نور نظر قبل ہوتا ہے کیونکر
دل کو تاب ہو جلد مدد کر صاحبقران نے بیقرار ہو کے جو دعا کی دریائے رحمت الٰہی جوش مین آیا کشتی نومیدی
کنارۂ امید پر پہونچی قضائے کار نقابدار زرین پوش صحرا مین مصروف شکار تھا صدائے ہاہو کان مین
پہونچی عیار سے اشارہ کیا دیکھو تو یہ کہان لڑائی ہو رہی ہے عیار جھپٹا صاحبقران کو اس حال مین دیکھکر
پلٹا عرض کی ای شہریار صاحبقران اعظم بارہ لاکھ کو ہیون مین گھرے ہین اس بات کو سُنکر فی الفور نقابدار
زرین پوش نے باگ کو منعطف کیا بارہ ہزار جوان شیر صولت ہمراہ باز سپید سر پر سایہ فگن خود صف شکن تھا
چشم زدن مین آکر پہونچا عیار نقابدار نے جھپٹکر کمند انداز دیو پر جا پڑا موشک کو للکارا موشک بلبلا گیا
سوراخ مور و مار تلاش کرنے لگا یا یہ کہیے کہ دُم دبا کے بھاگا چوہیا کا بل ڈھونڈھتا تھا مگر عیار مثل بلائے
ناگہانی قریب موشک پہونچا للکارا کہان بھاگ کر جائیگا موشک نے پلٹ کر وار کیا عیار نے خالی دیکے
ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے اب کمند اندازون پر جا گرا چار سو کمند اندازون کو چشم زدن مین منتشر کر دیا
دس پانچ مارے گئے باقی کمندین پھینک کر بھاگے نقابدار کی فوج پر گرا صاحبقران نے دیکھا وہی نقابدار
نامدار بصد کر و فر مثل شیر نر جنگ رستانہ کرتا ہوا آتا ہے سب سے زیادہ نئی بات یہ ہے جو مثل ہمارے ابن سعادت
بصد صولت و شوکت باز سفید سر پر سایہ فگن جس مقام پر نقابدار ٹھہر جاتا ہے یا جب نقابدار آگے بڑھتا ہے
بھی سر پر بصد کر و فر سایہ فگن ہوتا ہے صاحبقران حیران شوکت نقابدار عالیمقدار دیکھکر لڑتے ہوئے
بڑھے نقابدار سلیمان عنبرین موے کو ہی کیجانب چلا امیر نے ارکان کوہی کو تاکا جیسے ہی
نقابدار قریب سلیمان عنبرین موے کوہی پہونچا بارہ ہزار جوانون نے نقابدار کے بارہ لاکھ مین
تہلکہ ڈالدیا ہے فوجین تہ و بالا ہو گئین رسالے ابتر سوار پیدل بھاگے چلے ہین بارہ ہزار تیغہائے برق
مثال کھینچے ہوے جس غول پر جا پڑے اُسکو پامال کیا کوہیو نکو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا لیکن سلیمان نے

نقابدار پر وار کیا نقابدار نے داستانہ مارا تیغہ اُسکا بٹ پڑا نقابدار نے کلائی پر ہاتھ ڈالا تلوار
اسکی چھین کر پھینک دی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکے سلیمان عنبرین موے کوہی ایسے جوان کو دست حق
پرست پر بلند کیا کل کوہستان کا افسر ہی سب بلوہ کرکے نقابدار پر ٹوٹ پڑے سنبھلنے نہ دیا آخر کمر زنجیر کی
سلیمان زمین پر گرا کولا اُتر گیا کوہی اسکو دیکھکر بھاگے صاحبقران زمان ارکان کوہی کے قریب پہونچے
جیسے ہی دیکھا نقابدار نے سلیمان کو اٹھایا امیر ارکان سے لپٹ پڑے اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا
گھوڑے سے کودتے کودتے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکے اٹھالیا چرخ دیکر زمین پر مارا ارکان کوہی کے
استخوان چور ہوے نقابدار بھی اچھل پڑا پکار اُٹھا یہ شیر بیشۂ عربستان ہین انکا کون دنیا مین نظیر ہی
ماشاء اللہ کس زور و شور سے ارکان کوہی کو مارا رکن فوج گرا دیا قصر کفر و بدعت ہلگیا اب تمام کوہی بھاگ
ضیغم خون آشام ہمیشہ کا شکست خوردہ ہی یہ دور ہی سے لینا لینا کر رہا تھا فوج سے پہلے ہی بھاگا
سلیمان عنبرین موے کوہی کو ہوادار پر ڈالکر لے بھاگے نقابدار نے عیار سے اشارہ کیا عیار دوڑا
زفیل بجائی ستر لاکھ نرہ ہاے دیو بارگاہ زر نفتی لیے ہوے آئے کل اسباب جاہ و جلال موجود ہوگیا بارگاہ استادہ
ہوئی نقابدار گھوڑے سے کود ار کاب سعادت انتساب صاحبقران پر ہاتھ رکھدیا صاحبقران
مرکب سے اترے علم شاہ انتہا کے زخمدار تھے ملازمان نقابدار نے انکی بغلون مین ہاتھ دیا لاکر پہونچایا
بارگاہ مین صاحبقران تشریف لائے اپنے دنگل زرین پر نقابدار نے صاحبقران کو تکیہ دی اپنے
دست حق پرست سے علم شاہ کے زخمون مین ٹانکے دیے ڈبیا مرہم سلیمانی کی نکالی پٹیان مرہم سلیمانی
کی زخمون پر چڑھائین دہ باز سفید قبۂ بارگاہ پر بیٹھا ہی جمال باکمال نقابدار پر نگاہ ڈال رہا ہی
صاحبقران حیران شوکت و شان نقابدار خلق مجسم لئیق جری بہادر بحر جرأت کا بے بہا دُر امیر نے
فرمایا ای نقابدار بہادر آؤ ہمارے پاس بیٹھو عرض کی پہلے سب صاحبون کی خدمتگزاری کرلون تو حاضر
خدمت ہون حمید نوجوان کو بھی بلایا اُسکی بھی زخم دوزی کی امیر دیکھتے ہین سرداران نقابدار
ملازمان حمید کی خدمت مین مصروف ہین ایک ایک پیادے کی زخم دوزی ہو رہی ہی شام تک نقابدار
اسی کاروبار مین مصروف رہا شام کو قریب صاحبقران آکر ایک جانب بیٹھا تخت یاقوت احمر بچھایا تھا
اسپر غاشیہ ڈالدیا ایک طرف آپ آکر بیٹھا جملہ سردار بھی حاضر ہوے مرقعہ دربار تصویر سرداران سے معمور
اسباب عیش و سرور عیار نے لاکر حاضر کیا اب رقص و سرود کو حکم ہوا پریزادان دُر در گوش مرصع پوش حاضر

ہوئین نازو کرشمہ دکھانے لگین غزلین عاشقانہ گانے لگین جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوے پردہ ہاے
شرم و حجاب اُٹھے نقابدار طرف صاحبقران عالیوقار کے متوجہ ہوا کہا اے شہنشاہ گیتی ستان ای
دالی قاف و دنیا اصل یہ ہی کہ حضور نے مذہب حق پرست کو رواج دیا اب آپکا لواے شوکت از پردۂ دنیا
تا بہ قاف پہونچا کس جرأت و ہمت سے حضور نے شمشیر زنی کی فوجون مین صف شکنی کی کسکی مجال ہی کہ بندگان
عالی کی ہمسری کرے حضور کے چاکران کمترین سے آنکھ ملا سکے لیکن یہ حقیر کئی مرتبہ حاضر خدمت فیضدرجت ہوا
اول ملک سیقولیہ پر گذر ہوا حقیر نے طلسم کو فتح کیا یہ تو میری کیا مجال ہی کہ مین حضور کے سامنے نام جرأت
لون یا گستاخی کرون لیکن یہ مقدمہ شمشیر زنی ہی آرزو ہے ملک گیری مین شاہان عالیجاہ نے کد و کوشش کی
غلام بھی از پردۂ قاف تا پردۂ دنیا لڑتا ہوا آیا حضور کو عرصۂ دراز گذرا لڑائی لقا کی سر نہین ہوتی امیدوار
ہون کہ با نہاے صاحبقرانی اس حقیر کو مرحمت ہون اقرار کرتا ہون کہ ایک ہفتے عشرے مین اگر لقا کو
شکست فاش ندون گستاخی کی سزا پاؤن حضور اب جاکر خانۂ کعبہ مین عبادت پروردگار کرین اور امور
جو حضور کی ذات سے متعلق ہین انکا انتظام واجب و لازم ہی جواب باصواب سے فیضیاب ہون
حضور کے تصدق سے کامیاب ہون یہ سُنکر صاحبقران نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا فرمایا اے نقابدار
عالیمقدار حقیقت مین تمنے اسباب شوکت ولیاقت وہ پیدا کیا کہ کسی کا ایسا جاہ و جلال نہین دیکھا لیکن
با نہاے صاحبقرانی میرے مقابلے پر موقوف ہین سر میدان مجھکو زیر کرو تب یہ اشیا ملین مین نے
تمام عالم کی گردش کی انتہا کی کوشش کی سر کو پاؤن بنایا دنیا سے تا بہ پردۂ قاف پہونچا جب یہ اشیاے
نادرہ ممکن ہوئین حمزہ انکو بآسانی دیدے اب آپ تشریف رکھین مین لشکر حمید کو لیکر جدا ہوتا ہون
طبل جنگی بجوائیے میدان کارزار مین آئیے کل ہی ہمارے آپکے فیصلہ ہوجاے با نہاے صاحبقرانی
لیکر جائیے یہ کہکر صاحبقران اُٹھے زلفین جلیلی بل کھانے لگین چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا جب صاحبقران
اُٹھ کھڑے ہوے نقابدار قدمون سے لپٹ گیا عرض کی میرا عرض کرنا خلاف مزاج صاحبقرانی
ہوا صاحبقران نے فرمایا اے شیر بیشۂ جرأت خلاف نہین گذرا تمھارے سوال کا جواب ہی با نہاے صاحبقرانی
بدون مقابلہ کے نہ دونگا نقابدار نے عرض کی مین یہ چاہتا ہون میرے آپکے مقابلہ نہو کوئی امتحان قرار
پائے کسی طلسم کو حکم دیجیے امتحان لیجیے ایسی شرط قرار پاجاے بعد امتحان یہ اشیاے نادرہ مجھکو مرحمت ہون
صاحبقران نے فرمایا اے بہادر یہ غیر ممکن ہی بدون مقابلہ یہ اشیا ہرگز نہ ملینگی نقابدار نے سر جھکالیا صاحبقران

کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے صاحبقران نے سینے سے لپٹا لیا روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی تسکین
دل ہوئی خون عروقون مین جوش مارتا تھا جی چاہتا تھا سینے سے اسکو جدا نکرون کلیجے مین اٹھا کر رکھ
لون آخر مین نقابدار نے عرض کی جو حضور کی مرضی یہی ہے تو مین امورات ضروری سے فراغ حاصل
کر کے حاضر خدمت ہونگا مجمع عام مین مقابلہ ہو صاحبقران نے فرمایا مین ہر مقام پر موجود ہون
نقابدار نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا شب بھر جلسہ رہا وقت سحر نقابدار نامور صاحبقران زمان سے
رخصت ہوا خلق و محبت علم شاہ سے ملا بھائی صاحب کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے علم شاہ بھی رطب اللسان
تعریف کرتے مین بیرون بارگاہ صاحبقران تشریف لائے نقابدار نے عرض کی پہلے حضور سوار ہون
امیر نے فرمایا مین تمھاری سواری کی شوکت و شان دیکھنے کا مشتاق ہون نقابدار تخت یاقوتی پر سوار
ہوا سترہ لاکھ نرہ ہاے دیو پرے باندھ کر حاضر ہوے سائبان زربفتی کا سر پر سایہ کیا بارہ [۱۲] ہزار جوانون
کو دیوزادون نے گردن پر سوار کیا مرکبہاے بادرفتار بغل مین دبالیے سترہ سو نقارہ ہاے طلائی و
نقرئی بجے مرکب سرچشمی کو نقابدار کے ایک تخت پر سوار کر لیا اس شوکت و شان سے نقابدار صاحبقران
عالیوقار سے رخصت ہوا صاف ثابت تھا کطرف پردۂ قاف کے جاتا ہے سمت جبل اعلیٰ رجوع کیا جبل اعلیٰ
وہ مقام ہے سرحد دنیا و قاف کے مقام پر واقع ہوا اُسی جانب نقابدار گیا بعد جانے نقابدار کے
صاحبقران نے حمید نوجوان کو رخصت کیا چند سوار ہمراہ لیلیے حمید نے چاہا مین بھی ساتھ چلون
صاحبقران نے فرمایا اب تم دونون قلعون پر حکمرانی کرو ہمین لقا سے مقابلہ درپیش ہے انشاء اللہ
بشرط حیات کسیوجہ سے ملاقات ہوگی حمید نے وعدہ کیا کہ مین انتظام کر کے فوراً حاضر ہونگا صاحبقران
زمان طرف لشکر کے چلے یہان جب سلیمان عنبرین موے کوہی شکست کھا کر آیا بادشاہ اسلام کو
خبر ہوئی کہ لقا نے برے صاحبقران لشکر بھیجا تھا بیقرار ہوکر خود سوار ہونے کا قصد تھا کہ ہرکارون نے
خبر دی صاحبقران زمان بدولت و اقبال تشریف لاتے ہین سب سردار واسطے استقبال کے چلے
امیر کو لیکر بارگاہ سلیمانی مین آئے بادشاہ جمجاہ نے ہاتھ گلے مین صاحبقران کے ڈالدیے پوچھا جد عالی
تبار حضور کو کہان عرصہ ہوا صاحبقران نے کل کیفیت بیان کی جب ذکر نقابدار آیا صاحبقران
نے فرمایا ای شہریار کیا گذارش کرون بڑے بڑے زور و شور سے نقابدار آئے شاہزادۂ ملک قاسم
رستم نقابدار گلگون پوش بنکر آیا پندرہ [۱۵] دن تعاقب کر کے ترک پوشن یلدانی برادر خان اعظم

کو بارگاہ جمشیدی مین سامنے بہر مزد قرامرز کے مع ستون بارگاہ جمشیدی ترک کو قلم کیا خود رستم اٹھارہ برس نقابدار نمدی پوش بنے رہے کیسے کیسے کارہاے نمایان کیے لشکر گنجاب سے لڑے باختر مین کیا کیا سحر کے پڑے اور اکثر فرزند میرے نقابدار بنکر آئے لیکن اس نقابدار زرین پوش نے جو سامان شوکت ولیاقت مہیا کیا ہی آج تک میری نگاہ سے نہین گذرا سلاست ولیاقت رعب ودبدبہ تہور وشجاعت سب اوصاف اُس بہادر کی ذات مین جمع ہین مرکب سہ چشمی بارگاہ زرلفتی عیار بے نظیر خود صاحب توقیر بارہ ہزار سردار ایک ایک پہلوان زبردست یہ ظاہر ہی کہ پردۂ قاف کو بھی تسخیر کیا ہی سترہ لاکھ نرہ ہاے دیو شل چاکران کمترین ہمراہ ہین بروقت جنگ دیوزادون کو شریک جنگ نہین ہونے دیتا لشکر حریف کے سامنے بھی نہین آتے کہ فوج انسان دیوان قاف کو دیکھکر گھبرائیگی بے لڑے بھڑے بھاگ جائیگی سب سے زیادہ حیرت کی یہ بات ہی کہ سر پر باز سفید سایہ فگن رہتا ہی بے زبان تسخیر ہوا ہی تمام اہالیان دربار حال **نقابدار** عالیوقار سنکر دنگ ہوے **صاحبقران** زمان نے فرمایا ای شہریار ابکی مرتبہ آدم تو دیکھیے کیا رنگ کرتے ہین کیا جنگ مین تنگ کرتے ہین واپس نجانے دینگے جو اسباب جمع کیا ہی سب چھین لینگے **صاحبقران** نے کسی کو جواب ندیا بادشاہ جمجاہ نے براے رفع ملال **صاحبقران** زمان جلسہ عیش ونشاط آراستہ کیا ادھر **لقا** نے بقہر وغضب تمام اور ایک نامہ **افراسیاب** کو لکھا یہ دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر فروکش ہین ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان لشکر خواجہ عمرو ولشکر افراسیاب وآمد شہرۂ فیلسر برادر قہقہۂ فیلسر باغی ہوکر آنا براے مقابلہ افراسیاب ومقابلۂ برہمن از تاریک وعیاری عمرو وقران وحالات جنگ مغلوبہ وجنگ اطلس گلگون پوش بیان ہوتے ہین۔ ساقی نامہ

ساقی ہی بہار فصل سرما
شعلے ہین آتشین کا بھڑکے
دے آتش محر مدن کو سینکون
نکلے شیشے سے آگ جیسے
جاڑے چلے کے پڑ رہے ہین

بھٹی سے نکل سبو کو گرما
دلکو ہی شراب ناب کی چاہ
دندان ولب ودہن کو سینکون
ہین آتش محر کی تاک مین جام
سردی سے شجر اکڑ رہے ہین

باتک قلقل کی برق کڑکے
جاڑے مین ہی آفتاب کی چاہ
یون نکلے شراب ظرف مے سے
آتش پہ کباب کو ہی آرام
خجلت دہ زمہریر تن ہین

کشمشیر پہ باغ طعنہ زن ہین
خورشید فلک قمر بنا ہی
گرتی ہی زمین پہ برف بنکے
باقی نہین آگ مین حرارت
خامے کا بدن اکڑ رہا ہی
اشجار کے جسم کانپتے ہین
ہونسے ہین نخل باغ چمٹے
ہر آنکھ لحاف مین چھپی ہی
تھرتھر سردی سے کانپتے ہین
خوشبو ہی چھپی ہوئی کلی مین
پتھر مین شرار چھپ رہے ہین
نافے مین نہان ہی مشک آہو
چادر مین لحد نے جسم ڈھانپا
سردی سے حفاظت جو چاہی
رہنے لگا آگ مین سمند
پارے کو ہی اضطراب سے کام
تکیہ کو غلاف مین ملا چین
ہی چین ہمارے ہم سنون کو
کیسا جاڑا کھاتی سردی
پانی کا نہ ڈر برف کا غم
جوبن کو نہ ایک دم امان دی

یخ سب کے خدا نے دلمین بھر دی
گل برف کی ابر تر بنا ہی
بولو تو نہ منھ سے حرف نکلے
شعلے کی ہوا ہوئی شرارت
ٹھٹھرے جاتے ہین گل چمن مین
ہونسے تتون کو ڈھانکتے ہین
روئی مین چھپے ہوے ہین انگور
ہر سیف غلاف مین چھپی ہی
لرزان تن نار عنصری ہی
کالون کا بدن ہی کیچلی مین
محرم مین چھپین کچین حسین کے
پہنے ہی لباس گل تن بو
سہ کو کوئی فلک پہ جانے
جسم آگ پہ سینکتی ہی ماہی
جم جاتا ہی برف کی طرح قند
ملتا نہین آگ پر بھی آرام
سردی کی جہانمین وہ نہدھی دھاک
لپٹائے ہوئے ہین کمسنون کو
بوٹل کا جہان اڑا دیا کاگ
ہاتھون کو بتا رہے ہین محرم

ہی دھوپ مین چاندنی کی سردی
صافی ہوا مین اوس چھنکے
نکلے بھی بنکے برف نکلے
سرو ایسے جو پالا پڑ رہا ہی
رعشہ ہی نہال کے بدن مین
غنچون کے ہین ہاتھ پانون سمٹے
ہاتھ آگ پہ تاپتا ہی کافور
منھ خاک سے بید ڈھانپتے ہین
پانی کے جگر مین تھرتھری ہی
تھیلی مین انار چھپ رہے ہین
خوباف ہین جعد نازنین کے
سردی سے دل مزار کا نیا
کوٹھے پہ چڑھا ہی دھوپ کھانے
آتش نے بنایا خاک مین گھر
بیچین ہی آگ پر بھی اسپند
روئی کو لحاف مین ملا چین
آتش بھی نہان ہوئی تہ خاک
جب گرم بغل حسین نے کر دی
صہبا نے بدن مین پھونک دی آگ
دست گستاخ کی ہی چاندی

چہرہ غواصان دریاے زخار سخنوری و تشناوران بحر بیکنار سروری
کشتی کلک جواہر سلک کو نہر مضامین آبدار سخن مین بصد آب و تاب یون روان کرتے ہین نظم مصنف

تشنگان دریاے جرأت نشان
پلنگان صحراے شوکت بیان
سرافسر لشکر عقل و ہوش

چنین نیرنگار دیگوش وخروش | واضح رائے ناظرین والا مقام ہو کہ لشکر ملکہ اطلس گلگون پوش

برائے مقابلہ تاریک شکل کش ایک جانب آکر فروکش ہوا ایکجانب لشکر افراسیاب جادو ایک سمت
لشکر مہرخ وغیرہ خواجہ عمرو معروف فکر عیاری ہین کہ کسی طور سے تاریک پر پنجہ قابض ہو آٹھ
پہر دریاے فکر مین تجسس کو ہرمراد عیاری غوطہ زن ہین ایک جانب مہتر قران اسی فکر مین معروف
کہ کوئی تدبیر کرون ادھر نور افشان جادو نہایت بیقرار طائران سحر و سبدم خبرین پہونچاتے ہین کہ تاریک
شکل کش لشکر مسلمانان کو پامال کر رہی ہے یہ بھی خبر پہونچی کہ ملکہ اطلس پر خواجہ کا دام مکر کیند
ایسا پڑا کہ وہ طائر زیرک پھنسا بیشک تاریک سے مقابلہ کریگا لیکن زخمونکا اسکے علاج ہو رہا ہے تاریک
بھی زخم کھا کر گئی زخم مین ٹانکے دیے افراسیاب نے آکر پٹی مرہم جمشیدی کی چڑھائی تاریک
نے وعدہ کیا کہ اے افراسیاب مشتہر کردے بعد ایک ہفتے کے طبل جنگی بجیگا ملکہ عالم ایک کو زندہ نچھوڑینگی
اس میعاد کے اندر جسکو اصلاح منظور ہو حاضر خدمت ہو کر عذر انکسار کرے کیا عجب ہے کہ دریاے رحمت
جوش مین آئے خطا دشمنون کی معاف کیجائے بعد بجنے طبل جنگی کے کوئی عذر سماعت نہوگا افراسیاب نے
آکر اسی مضمون کا ڈھنڈھورا پٹوا دیا اشتہار جابجا چسپان ہوئے اہل اسلام اس مضمون کو سنکر آمادہ
مرگ و مہیاے قضا ہوئے ہزارہا بندگان خدا قتل ہو چکے ہین خود خواہش رکھتے ہین لڑبھڑ کر مر جائین
یہ خبر ملکہ اطلس گلگون پوش کو بھی پہونچی اسنے کہا مشہور کردو کہ ما بدولت زخمی ہین خود ایک
ہفتے کی مہلت دیتے ہین اس عرصے مین اگر افراسیاب نے آکر قدمبوسی کی شہنشاہ لاچین کو
رہا کر دیا اپنا بادشاہ جانا قدمون پر آکے ہمارے گرا فبہا ورنہ اس نمکحرام کو زندہ نہ چھوڑونگا تاریک
حرامزادی کی ٹانگین چیر کر پھینک دونگا یہ بھی خبر افراسیاب نے سنی جاکر تاریک سے بیان کیا
تاریک نے کہا اے نور نظر اسوقت مین بھوکی بیٹھی تھی شراب بھی نہ پی تھی اسوجہ سے وہ نگوڑا میرے
ہاتھ سے بچگیا اب کی مرتبہ سب سے پہلے اُسی کو چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگی سحر و ساحری کیسا زبان تو ہلانے
نہ دونگی نہین معلوم یہ سمجھا کیا سمجھا ہے قضا اُسکی لیکر آئی ہے گوشۂ عافیت مین بیٹھے بیٹھے نکل آیا تو جاکر
اپنے مقام پر بیٹھ رہین ایسون سے کب خائف ہوتی ہون افراسیاب اپنے مقام پر آکر مصروف
عیش و نشاط ہوا ایک ذکر کرنا مصنف کو اور منظور ہے اکثر جابجا تحریر ہوا ہے کہ زمانے مین شہنشاہ
لاچین کے قہقہہ قفلسم لوح دار تھا جب افراسیاب نے طلسم ہوش ربا پر قبضہ کیا اُسکو بلا بھیجا

وہ نہ آیا جانتا تھا کہ افراسیاب سیر اکیا کرسکتا ہے دریاے نیل مین کسی کا سحر کام نہ آئیگا لیکن افراسیاب بعلم تیرنج وشعبدہ دریاے نیل پر پہونچا قہقہہ فیلسر کو دریا سے نکالا چیر کر پھینک دیا لوح جس مقام پر منظور ہوا حفاظت سے رکھی لیکن بھائی قہقہہ فیلسر کا شہرۂ فیلسر ملک کوہستان ہوشربا کا ناظم ہے وہان سے خبر بہت کم آتی ہے جب شہرہ نے سنا کہ افراسیاب بادشاہ ہوا اپنے ذہن مین سمجھا لاچین نے انتقال کیا ہوگا چونکہ کوئی اولاد نہ رکھتا تھا افراسیاب کو بادشاہ کیا ہوگا اس دھوکے مین رہا ایک روز ایک تاجر جلیل آیا اس سے کچھ مال واسباب خریدا کیفیت ہوشربا دریافت کی وہ تاجر بخوبی حالات ہوشربا سے ماہر تھا اسنے تمام کیفیت بدعت افراسیاب ظاہر کی یہ بھی بیان کیا کہ قہقہہ فیلسر کو بڑی بدعت سے افراسیاب جادو نے مارا شہنشاہ لاچین کو مکر سے پکڑ لیا یون طلسم ہوشربا پر قبضہ کیا مشہور ہے کہ شہنشاہ لاچین بیچارہ کسی مقام سخت وصعب مین قید ہے بدعت افراسیاب نے ہوشربا کو برباد کیا اس زمانے مین قیامتین برپا ہین کچھ اہل اسلام آئے ہین کچھ سرداران افراسیاب بگڑ گئے ہین اہالیان طلسم نور افشان کو بھی بادشاہ ہونا افراسیاب کا ناگوار ہے انسے بھی افراسیاب سے فساد درپیش ہے کئی سو ملک قبضے سے افراسیاب کے نکلگئے یہ جملہ حالات سنکر شہرہ فیلسر نے سر پیٹ لیا اپنے رفقا کی جانب متوجہ ہوا کہا یارو تمنے سنا اُس بیحیا نمکحرام افراسیاب نے کیا ستم برپا کیا بھائی کو میرے کس حسرت و یاس سے مارا حیف شہنشاہ کے خُرد و بزرگ نمکخوار رہے اُسکو مکر سے پکڑ لیا ہم آج تک آگاہ نہ تھے ورنہ اپنے شاہ کو رہا کرتے صاف ثابت ہے کہ اہالیان طلسم نور افشان بھی اسی واسطے بگڑے ہونگے کہ بادشاہ قدیم کا رہا ہونا مناسب ہے افسوس ہے کہ جان نثاران خاص خراج گذاران با اختصاص ایسی مصیبت مین اپنے ولی نعمت کے شریک نہون اُسیوقت شہرۂ فیلسر نے قرنا کرائی بارہ لاکھ کا لشکر تیار کیا افسرون کی بھی یہی راے ہوئی چلکے اپنے بادشاہ کو رہا کیجیے افراسیاب خانہ خراب کو سزاے معقول دیجیے وہ نمکحرام کیا لڑسکیگا تمامی آپکا لشکر قرار برقرار کریگا لیکن مقام قید شہنشاہ لاچین دریافت ہونا واجب ولازم ہے ہر ایک نمکخوار اپنی غفلت پر نادم ہے شہرہ نے کہا جب اس خارستان و کوہستان کی سرحد سے نکلینگے سب حال دریافت ہوجائیگا یہ کہکر تخت پر سوار ہوا چارسو سرداران زبردست فوج بیشمار کئی ہزار نوبت نقارہ بجتا ہوا قطع منازل وطی مراحل کرتا ہوا چلا جو قلعہ راہ مین ملا لشکر فراوان اُس مقام پر اُتارا اُس مقام کے بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ براے رہائی شہنشاہ لاچین جاتے ہین اس خیر خواہی مین اگر

شریک ہوا گر وہ بادشاہ بخوشی چلا آیا شہرہ نے سمجھا کر اُسکو بھی ساتھ لیا اگر اُسنے عذر کیا شہرہ فیلسر بعد کروفر
طبل جنگی بجوا کر اُس قلعہ پر جا پڑا مارے گولون کے قلعہ کو پامال کر دیا ہر کوچہ شہر لاشون سے بھر دیا اس بادشاہ
کو گھس کر مارا قلعہ پر اپنا قبضہ کیا اسطرح ویران کرتا ہوا دم سحر و ساحری کا بھرتا ہوا قریب قلعہ اشرار پہونچا
اشرار خوک پیکر اس قلعہ کا حاکم و ناظم ہے ہرکارون نے آکر کل خبرین پہونچائین کہ شہرہ فیلسر بے رہائی
شہنشاہ لاچین جاتا ہے افراسیاب کے قتل کی تکرہ مین راہ مین جس بادشاہ نے اُسکے خلاف کیا
شہرہ نے اُس قلعہ کو پامال کر ڈالا چوتھے دن یہان بھی آکر پہونچیگا اشرار خوک پیکر گھبرایا ساتھ والے
کہا یارو مین اُسکے مقابلے کے لائق نہین ہون جن جن قلعہ جات کو اُسنے لوٹ لیا اور بادشاہونکو وہانکے مارا مین
اُن سب سے سحر مین فیج مین بہت کم ہون سب نے کہا ایک عرضی خدمت مین شہنشاہ افراسیاب کے روانہ کیجے
اشرار نے فوراً ایک عرضی تمام حالات کی لکھی ساحر تیز رو کو دی وہ ساحر بارگاہ افراسیاب مین آکر پہونچا
افراسیاب کو عرضی دی افراسیاب نے حکم دیا پڑھو ہالیان دربار جمع ہین وزیر نے باواز بلند عرضی
کو پڑھا افراسیاب کو سُنکر سناٹا آگیا قبضے پر ہاتھ ڈالا بلبلانے لگا کہا نمک حرامون نے سر اُٹھایا ہے شہرہ فیلسر
کی شہرت سنکر ما بدولت ڈر جائینگے قہقہہ کیا بھیجا تھا ما بدولت نے ہنس ہنس کے اُسکو مارا اس ملعون کی بھی
قضا لیکر آئی ہے نامہ دار نے عرض کی کہ حضور تو بجا ارشاد فرماتے ہین لیکن وہ جس قلعہ پر آتا ہے آگ لگا دیتا ہے کئی
بادشاہ مارے گئے حضور کو خبر بھی نہین ہوئی ہمارے بادشاہ نے زبانی بھی عرض کیا ہے اگر حضور کسی ساحر زبردست
کو نہ روانہ کرینگے قلعہ چھوڑ کر وہ چلے آئینگے افراسیاب کہا ما بدولت ابھی تدبیر کرتے ہین قلم اٹھا کر ایک
نامہ لکھا اسی نامہ دار کو دیا اور کہا قریب کوہ بلور ایک نخل چنار ہے اُسکے قریب جا کر آواز دینا ای گیہان اژدر
سوار جلد ہمارے پاس آ طبقہ زمین کا شق ہو گا ایک اژدر زمین سے سر بدر کریگا یہ نامہ اسکے دہن مین ڈالکر
الگ ہو جانا پھر تماشا قدرت سامری کا دیکھ لینا کہ چشم زدن مین کیا ہوتا ہے وہ نامہ دار بموجب حکم افراسیاب
ناچار قریب نخل چنار آیا گیہان اژدر سوار کہکر آواز دی حقیقت مین اک برق چمکی صحرا تاریک ہو گیا معلوم
ہوتا تھا کل نخل کی شاخون مین ہزارہا ماران سیاہ لپٹے ہین کفچون کو بلند کر رہے ہین جب وہ زہر اُگلتے ہین
نخل صحرا مثل ہیمہ جلتے ہین یکایک ایک اژدر نے بیخ چنار سے سر نکالا یہ بیچارہ نامہ دار تھرا رہا ہے جیسے ہی
اژدر نے منھ مثل قعر بلا کھولا گھبرا کر اسنے نامہ دہن اژدر مین ڈالدیا وہ اژدر غائب ہوا بعد تھوڑے
عرصے کے طبق زمین کا تھرایا صدائے ہاہو بلند ہوئی ہزارہا اژدران آتش فشان گوشہ صحرا سے ظاہر ہوئے

ایک اژدر کلان پر اک ساحر مہیب بہ شکل عجیب سیاہ فام بدانجام تاج سر پر تاج سے شعلہ ہائے آتش نکلتے ہوئے
پشت پر دولاکھ اژدر سوار ایک ایک بلائے روزگار بارگاہیں بھی اژدر آتش فشان پر لدی ہوئیں اُس اجداً
نے نامہ دار سے کہا تم بڑھو بھائی اشرار کو خبر پہونچاؤ کہ ہم آتے ہی شہرۂ فیلسر کی شہرت مٹا دینگے تم لشکر
قلعہ سے نکالو بادولت وقت پر آجائینگے نامہ دار تھر تھر کانپتا ہوا یہ عجائب وغرائب دیکھکر بھاگا خدمت میں
اشرار خوک پیکر کے آیا مژدہ آمد گیہان اژدر سوار سُنایا اور یہ بھی خبر اسیوقت آئی کہ دقت آخر لشکر
شہرۂ فیلسر قریب قلعہ اشرار یہ آجائیگا وہ آتے ہی یلغر کرتا ہے اشرار خوک پیکر نے لشکر اپنا تیار
کیا بیرون قلعہ آیا کوس بھرآگے بڑھکر فرودکش ہوا بارگاہیں استادہ ہوئیں پہردن پچھلا باقی تھا کہ صحرا سے
گرد اُٹھی شہرۂ فیلسر بڑے کروفر سے لشکر بیشمار خود پشت مرکب پر سوار سامنے قلعہ کے جو لشکر فرودکش دیکھا
آگ ہو گیا کہا یہ کس بے ادب کا لشکر ہے اس قلعہ میں بھی کوئی نمکحرام رہتا ہے جاکر کہو کہ او بیحیا شہنشاہ
شہرۂ فیل سر ارشاد فرماتے ہیں کہ شہنشاہ لاچین کو ہم چھڑانے جاتے ہیں تجھے ناگوار ہے خدمت
میں ہماری آکر حاضر ہو ورنہ قلعہ کو پھونک دونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ملازم نے جاکر اشرار خوک پیکر
سے کہا اُسنے جواب دیا کہ جاکر کہدو جو تجھسے ہو سکے قصور نکر ہم ملازم شہنشاہ افراسیاب ہیں یہانسے
پلٹ جا ورنہ شہنشاہ نے فوج روانہ کی ہے گاؤ زمین بار نہ سنبھال سکیگی یہ جو چند تماشا دیکھنے والے جمع کیے
ہیں یہ سب جان بچاکر بھاگینگے تمھاری جان پر بنے گی جوالیسون کے رہا کرنے سے لاچین رہا ہوتے تو
سلطنت افراسیاب کا ہیکو رہتی پی مہرخ و بہار وغیرہ ستّرہ سو سردار عیاران طرارئی آزاد ہیں
کچھ بھی نہین کر سکتے افراسیاب نے سب کے جی چھوڑ وادیے اپنی دائی امان کو بلالائے وہ سبکو
کھائے لیتی ہین تم کس شمار میں کس قطار میں ہو بہتر اسی میں ہو کہ چلے جاؤ یہ پیام نافرجام جو شہرۂ فیلسر
نے سُنا بہت اچھلا کودا کہا صبحکو مزا چکھادونگا یہ کہکے طبل جنگی بجوایا اشرار نے بھی جواب میں نقارہ زرمی بجنے
کو حکم دیا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کے ستارہ سحری آسمان پر چمکا اشرار
خوک پیکر اپنے لشکر کو ساتھ لیکر میدان کارزار میں آیا ادھر سے شہرۂ فیلسر بصد کروفر مع فوج بیشمار
میدان کارزار مین پہونچا دونون لشکر آراستہ ہونے لگے لیکن اشرار خوک پیکر گھبرایا ہوا ہے اس ساحر
نامہ دار سے کہتا ہے ارے سچ بتلا اب اس سے کون مقابلہ کرے تیرے سامنے فوج چلی تھی کہا حضور
گیہان اژدر سوار آئیگا ایک اژدہا اُسکا سبکو کھا جائیگا آپ تو ناحق گھبراتے ہین اشرار نے کہا یہان تو

جانبر آنہی ہو تو پہلے سے سب سے مفصل کہدیا ہم بھی شہرہ کے پاس چلے جاتے لفظ نمکحرامی سے بچتے نمک حلال کہلا
سردار بھی سب گھبرائے ہوئے ہین کہتے ہین حضور بڑے ظالم سے مقابلہ ہوا اسکے تیور تو دیکھیے شہنشاہ
لاچین کا ساختہ پرداختہ ہو بھائی اسکا فقفقہ قیلسر الیاس فرزند کرم تھا کہ لوح طلسم ہوش ربا
اسکے سپرد تھی خود افراسیاب نے اسکو مارا اسپر بھی دست انداز ہونا دشوار ہوا اس عرصے مین لشکر
جانبین کے آراستہ ہوئے شہرۂ قیلسر کہ رہا ہی مین ایسے ایسے قلعجات پر اگر دو دو چار چار دن لڑونگا
تابہ افراسیاب کیونکر پہونچونگا یہ کہکے مرکب اپنا اُڑایا خود میدان کارزار مین آیا للکار کے آواز دی او
اشرار مکار بادولت کے مقابلے مین آتم ہی ایسے نمکحرام ہو نے افراسیاب خانہ خراب کو بادشاہ بنا
شہنشاہ اصلی کی سلطنت کو مٹایا اب آؤ سامنے آج نمکحرامی معلوم ہوگی اُس بیحیا سے بھی سمجھ لونگا
اشرار خوک پیکر بغلین جھانکنے لگا سردارونکی جانب دیکھا ہر ایک نے سر جھکا لیا بعض نے جواب دیا
ہم حضور شہرۂ قیلسر کے مقابلے مین نجائینگے انصاف کرنا شرط ہو کس برے کام کو جاتا ہی جو بادشاہ
اصلی ہو اسکے رہا کرنیکی فکر ہو اُس سے ہم کیا مُنہ لیکے لڑین یقین ہو خداوند ساحری جمشید کو بھی
ناگوار ہو شہرہ للکار رہا ہو کیون نمک حرامو ہمارے مقابلے مین نہین آتے ہین خود آتا ہون لرزان ترسان
اشرار نے اپنا گھوڑا پھیرا کہا یارو تم سب کو ساحری جمشید کے سپرد کیا مین مقابلے مین اُس ظالم
کے جاتا ہون اگر مین مارا جاؤن میرے اہل و عیال کو لیکر خدمت مین افراسیاب کی بھاگ جانا کہنا
حضور کی خیر خواہی مین اشرار خوک پیکر مارا گیا افسوس افراسیاب نے کچھ نہ کیا ہمکو بلا مین پھنسا کر
بیٹھ رہا مین جانتا تو قلعہ کو خالی کرکے چلا جاتا کئی بادشاہ اسکے ساتھ ہین کس کس سے مقابلہ کرونگا
کی باتین لوگونسے کر رہا ہو میدان مین نہین جاتا شہرہ للکار رہا ہو ادنا مرد آتا نہین تمام فوج اسی
ہو کہ چہار جانب سے گھیر لین قلعہ کو لوٹین ہزار ہا ساحر اسواسطے شہرہ کے ساتھ آئے ہین سب نے
صلاح کرلی ہو کہ جب تک یہ غالب آئے ساتھ دو دشمنون کو مارو مرے اُٹاؤ جب یہ شکست کھائیگا نکل جاینگے
جو اسطرح کے ساتھ ہین وہ چاہتے ہین جنگ مغلوبہ ہو ہمارا مطلب ہو جائے یہ گھر چلے سیار ک وہ گھر چلے
سلامت یکایک آسمان پر لکۂ ابر سیاہ اٹھا تمام صحرا تاریک ہوگیا اُس ابر سے شعلے نکل رہے ہین نکل رہے
صحرا جل رہے ہین پہاڑ تھرائے بعضون کو اس ابر کے دیکھنے سے غش آگئے بعضون نے کہا لو یارو بلاے
عظیم نازل ہوئی شاید افراسیاب کو بھی غصہ آیا اسنے کسی ساحر زبردست کو بھیجا ارے بھائیو

بادشاہ عالیجاہ ہے جب اُسنے لاچین ایسے کو پکڑ لیا میان شہرہ کی کیا حقیقت ہے انکو آتش قہر و غضب
مین جلا دیگا اپنی والی امان سے کہیگا وہ چیر پھاڑ کر کھاجائینگی ابر شق ہوا دیکھا کیہان اژدر سوار
مع دو لاکھ ساحران غدار ہر ایک اژدر آتش فشان پر سوار اژدرون کے مُنھ سے شعلہ ہائے آتش نکل
رہے ہین جب دم کھینچتے ہین نخل اُکھڑ کر منھ مین چلے جاتے ہین زمین تھرانے لگی اتبوا شرار خوک پیکر
پھول گیا کہا لو مددگار ہمارا آپہونچا کیہان کا اژدر ہا زمین پر آکر اترا ساتھ والے بھی زمین پر آئے تمام
صحرا اژدران سیاہ سے معمور ہوگیا زمین سے چنگاریان نکلتی تھین مانند ہونکی پھنکار سے صحرا گرد باد ہو رہا
تھا شرار نے بڑھکر کیہان کو سلام کیا کہا حضور کے انتظار مین مین میدان کارزار مین نہین گیا دیکھیے
شہرہ فیلسر سرکشی دکھارہا ہے میدان کارزار مین طبلا رہا ہے یہ سنکر کیہان نے اپنے اژدر کو بڑھایا نعرہ
کوہ شگاف کیا او شہرہ فیلسر غضب افراسیاب سے ڈر سامری و جمشید تو اسکے مقدمہ مین دخل
نہین دیتے ہین خداوند لقا جاگتی جوت کا خداوند زبردست شہنشاہ آیا امید کفالت مین سالہا سال
سے فرد کش ہے اپنے پردہ توجہ بھی نہین فرماتے اب تک ہمارے ملاقات بھی نہ کئے تیری کیا حقیقت ہے احمق
کی شہرت ہے بس پلٹ جا ملک مین جاکر بیٹھ عہدہ سلطنت کو غنیمت جان والی امان شہنشاہ کی اسکے
غارمی طلسم کشا کو چیر پھاڑ کر کھا گئین چرخ و مہار سر پیٹ رہی ہین نوبت بجان کا دوسرا استخوان
کو کب جاکر طلسم نور افشان مین چھپے ہین بڑے بڑے ساحران جلیل نام سے افراسیاب کے
کانپتے ہین تیری کیا لیاقت ہے یہ سنکر شہرہ فیلسر گالیان دیتا ہوا چلا جانبین سے گولے چلنے لگے
زمین کانپی لکہ ہائے ابر سیاہ ظاہر ہوے دو گھڑی کامل دونون مین سحر چلے غالب و مغلوب ثابت نہوا تھا
ایک مقام پر کیہان نے اژدر پر تازیانہ مارا اژدر نے اک چیخ ماری پہاڑ ہل گئے اژدہے نے دم
کھینچا سب نے دیکھا کہ شہرہ زمین پر گرا کھنچتا ہوا چلا ہر ہوا دیکھو کیہان اژدر سوار نے زہر
اُگلا میان شہرہ کا بل نکل گیا لیکن شہرہ کھنچتا ہوا تا بہ دہن اژدر پہونچا قریب تھا کہ اژدر نگلجاوے
لیکن شہرہ پا ساحری کیکر اٹھا دونون ہاتھ کلہ اژدر مین ڈالدیے اژدہے کو چیر کر پھینکدیا کیہان
کود کر الگ ہوا شہرہ نے کہا ابے اب کہان جائیگا مین سمجھ گیا تھا کہ تجھکو سحر اژدر پر بڑا ناز ہے اب سپر
ہاتھ سے بچو تلوارین کھینچ گئین کیہان نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے اُدھر اسکی فوج نے دیکھا کہ ہمارا
مالک ہٹتا چلا آتا ہے چہار جانب سے بلوہ کیا تیغ و تارنج چلنے لگے سامری و جمشید کی صدائین

بلند بدحواس کل خود پسند اشرار خوک پیکر نے جو دیکھا گیہان اژدر سوار ہٹتا چلا آتا ہی شہرہ فیلسر بجون
سحر رد کر دیتا ہی ہر مرتبہ یہی چاہتا ہی کہ گیہان کی گردن پر ہاتھ ڈالدون مشکین باندھلون اشرار
نے پشت پر سے آگے گولہ مارکئی سوار شہرہ فیلسر کے مارے گئے شہرہ نے پلٹ کر کہا او نامرد میرے لشکر
کو بچا دیا اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا چاہا تھا اشرار نے بھڑک کر نکلجائے شہرہ نے تیر ابدلکر قریب آ کر
اشرار کی گردن لی ہر چند اسنے سحر کیے کچھ تاثیر نہوئی شہرہ فیلسر نے اشرار خوک پیکر کو چیر کر پھینکدیا
ساحران قلعہ اشراریہ کے ہوش اڑگئے غل ہوا کہ آقا ہمارا مارا گیا تمام میدان تیرہ و تار ہوا صدائے فریاد
فریاد بلند ہوئی پیر غل مچاتے تھے کچھ تدبیر نہ بن پڑی آخر آواز آئی کشتی مرا نام من اشرار خوک پیکر بود افسوس
عمر دیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم گیہان اژدر سوار نے جو پلٹ کر یہ معاملہ دیکھا کلیجے پہ چوٹ لگی
گھبرا کر کہا یارو یہ ملعون فیلسر بڑا زبردست ہی حقیقت مین فیل مست ہی اسکی بدعت سے ساحری و جمشید
بچائین دیکھو ہزارہا اژدر سوار مارے گئے بعض نے کہا حضور ایسا نہوتا یہ تخم بدعت کا ہیکو بوتا برائے
مقابلۂ افراسیاب جاتا ہی پس ہم ایسون کا مقابلہ کرنا بالکل بیکار ہی نکل چلو جائین بچا ؤ اپنے کو پاس
افراسیاب کے پہونچاؤ اس بنڈلیے کو دیہی رو کیکا سراپا اسکا سحر سے معمور ہی ایسے سے مقابلہ کرنا
سراسر عقل کا قصور ہی اہالیان قلعہ قلعہ کیجانب بھاگے ملازم گیہان اژدر سوار نے صحرا کا راستہ
لیا گیہان ایک ایک کو پکارتا ہی ارے یارو ملازمان اشرار جو بھلگے انکا افسر مارا گیا مین تمہارا سردار
ہون شہرہ فیلسر سے زبردست ہون مجمع کر کے لڑو افراسیاب بہت آزردہ ہوگا ہر چند چیختا ہی کوئی
نہین سنتا شہرہ فیلسر نے بڑھکر علم فوج بھی قلم کیا نشان کا گرنا بھی نشان شکست تھا علم ہاتھ نامرد نے
گرا دور سے شہرہ فیلسر نے سحر کیا برق چمک کر گری گیہان اژدر سوار کا سر بھی زخمی ہوا پایا آواز الامان
فوج کو ترغیب دیتا تھا خود ہی بھاگا چاہتا ہی پاؤن سر پہ رکھون مگر اس زبردست سے مقابلہ نکرون شہرہ فیلسر
پڑاو پر آپڑا اُن سب نامردونکے پڑاؤ لوٹ لیے لوٹیرے اُسکے ساتھ بہت آئے ہین سردارون نے کہا قلعہ
اشراریہ پر قبضہ کیجیے اسنے کہا اب عرصہ ہوتا ہی دل برائے شہنشاہ لاچین روتا ہی جسدن
افراسیاب مارا جائیگا کل خدا چنگیزار خدمت مین آکر حاضر ہونگے اب اِس قلعہ پر توجہ کرو گیہان
کے تعاقب مین چلے چلو اب ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ گیہان اژدر سوار زخمدار بھاگا ہوا جاتا ہی تیغ
بھی بدحواس افسر کو عالم یاس جہان بتا گھوڑ کا گھبرا کر کہتے ہین حریف آگیا اس گھبراہٹ مین بھاگے

جاتے ہین پانچ سات کوس پر آکے بعض نے کہا یارو ٹھہر جاؤ اُسنے مال خزانہ پایا قلعہ پر قبضہ کیا ہوگا ہمارے تعاقب مین نہ آئیگا انہو پانونمین بھاگنے کی طاقت نہین ہے پیرد ہ پھر اسی مقام پر توقف کرو غرض سب کو چلینگے گیہان بھی گھبرایا ہوا گھوڑے سے اترا ساتھ والے ٹھہرے کچھ ٹوٹے ہوئے خیمے جو ساتھ لائے ہین قصد ہوا اُنکو استادہ کرین بعض گھبرائے ہوئے شکست فاش کھائے ہوئے زخمداری مین پیاس بہت ہوتی ہے کنوان جو دیکھا پگڑیان سر دنسے اتارین لوٹے گھڑے کنوین مین ڈالے ایک پر ایک گرتا ہے کئی جوان گھبرا کر پانی کی چاہ سے کنوین مین گرے پانی پانی کی صدا بلند ہر ایک کہتا ہے پیاسا ہون ارے بھائی مجھے پانی پلا اک دوکان بقال کی تھی بعضون نے چنے مرمرے خرید سے پھنکے مارنے لگے حلق مین اٹکے اشارونسے پانی مانگتے ہین غون غون کر رہے ہین بعضے کھڑے رو رہے ہین کہتے ہین یارو بھائی مارا گیا کوئی بیٹے کو پکارتا ہے اس ہنگامے مین سب مبتلا ہین ہوش وحواس بھی درست نہین ہونے پائے کہ صحرا سے گرداڑی کچھ جادوگر گھبرائے ہوئے آئے کہا میان سردار صاحب جلدی بھاگیے شہرہ فیلسر نے قلعہ پر قبضہ نکیا آپ کے تو نام سے اُسے بڑی دشمنی ہے جلد بھاگیے ورنہ وہ آکر سبکو گرفتار کرلیگا بڑا اُسکو غصہ ہے آپنے ہزار دو ہزار آدمی اُسکے قتل کر کے اپنا دشمن بنایا اثدرومان فیل مست شیر صحرائی جو کچھ اُسکو کہین زیبندہ وسزاوار ہے بڑا سردار عالی وقار ہے اُسکے سحر سے زمین کانپتی ہے افراسیاب نے کم زیادہ سحر مین ندیکھا ناحق کو ہم سب کو بھیجدیا ہماری تباہی منظور ہوئی یہ جو گھبرا کر جادوگرون نے کہا یا تو پانی پینے ٹھہرے تھے پناہ پانی مشکل ہوئی مثل مشہور ہے قطرے کا چوکا گھڑے ڈھلکاؤ تو کیا ہوتا ہے گیہان اژدر سوار مضطر بیقرار گینڈے پر سوار ہوا ایک جانب بھاگا ساتھ والے بھی افتان خیزان گریان نالان روتے پیٹتے بھاگے بہرنوع آگے آگے گیہان اژدر سوار بھاگا ہوا جاتا ہے شہرہ فیلسر تعاقب مین لیکن اگر راہ مین کوئی قریہ ملگیا بڑھکر اُسمین اگ لگادی برباد طلسم ہوشربا منظور ہے آگ لگائی لوٹ مار کرتے ہوئے اس طرح ہمراہیان شہرہ فیلسر بلوہ کرتے ہوئے جاتے ہین اُن بھگیلون کا ان تعاقب والونکا حال مصیبت مآل وقت پر تحریر ہوگا

اول دو کلمۂ داستان طبل جنگی بجوانا تاریک کا و تباہی لشکر اسلام مین عین وقت پر آمد صفدر وصف شکن اعنی برہمن روئین تن بیان کیے جاتے ہین خمسہ

حرف بھی یہان نظر سے یک قلم ہو جائیگا		وہم بڑھ جائیگا اپنا فہم گم ہو جائیگا	

زانوئے غم پر قلم کا سر بھی خم ہو جائیگا — جب میان یار کا مضمون رقم ہو جائیگا
خط مسطر جادۂ راہ عدم ہو جائیگا

دور دورے دورۂ رنج و الم ہو جائیگا — عیش کیا سامان جنت کا بہم ہو جائیگا
مرتبہ کیا سیر کو ثر کی قسم ہو جائیگا — میکشو جس وقت ساقی کا کرم ہو جائیگا
بہرا جام گدائی جام جم ہو جائیگا

جائیگا گلگشت کو جس دم مرا غنچہ دہان — جا لسے اسکی دل بلبل پسیگا بیگمان
بوسے لیگا نقش پا کے ہر درخت باغبان — جب چلیگا باغ مین تن تن کے وہ سرو روان
طوق قمری کی روش شمشاد خم ہو جائیگا

مسند سلطان بنے گا مجھ گدا کا بوریا — جاسے نالہ نکلیگا ہونٹھو نسے ہر دم قہقہا
غم ہمارا عیش سے ہوگا سبدل دیکھنا — پھیر دیگا دن ہمارے جب مقلب دہر کا
داغ افلاس اپنے سینے مین درم ہو جائیگا

سیر کرنے چلتے ہو ہر دوست کرتا ہی سوال — کچھ نہین نازک مزاجی کا مرے معلوم حال
مجھکو فرقت مین خوشی ہونے سے ہوتا ہی ملال — جاؤن کیا بے یار ہوگا باغ میدان قتال
سرو آگے لشکر گل کے علم ہو جائیگا

بل نہ دے ہر دم ذرا مار سیاہ زلف کو — زہر ہی اسجا نہ لا مار سیاہ زلف کو
اب ہٹا بہر خدا مار سیاہ زلف کو — یون نہ ہونٹھون مین دبا مار سیاہ زلف کو
اے پری پرتو چشمۂ حیوان مین سم ہو جائیگا

آنکھ بدلی قہر سے دیکھا مین روکر چپ ہوا — اب چھڑی اشکو نکی بندھنے کی نہین یہ کھا گیا
سرخ ہی قوس قزح کیطرح ابر دیار کا — منہ کے کھلنے کی علامت ہی شفق کا پھولنا
لال وہ مجھپر ہوا رونا بھی کم ہو جائیگا

دیکھ پائیگا کف رنگین اگر وقت سحر — پنجۂ خورشید چھپ جائیگا ہو رشک قمر
جال مین ہنسکر کریگا سنگ ریزہ دن کو گہر — ہو رہی رنگت حنائے پائے جانان کی اگر
پنجۂ مرجان ہر اک نقش قدم ہو جائیگا

حال رنگ باغ کا فرقت مین سب جائیگا کھل
عندلیب و سرو و قمری کا نوحہ جاویگا قل
باغبان کا سر پھرا دیگا گلونکا شور و غل
تو نجائیگا اگر گلگشت کو اے رشک گل
داغ لالہ کا چمن مین داغ غم ہو جائیگا

عکس صورت کا غضب دلچسپ ہے اے مہ جبین
جھوٹ مین کہتا نہین یہ بات کر اسکا یقین
ہر ہیولیکو بنا دیتا ہے عالم مین حسین
میرے دلسے تیری صورت محو کیا ہوتی نہین
آئینہ بھی صاف پرتو سے صنم ہو جائیگا

مشک نافے نقطے ہونگے لکھتے ہی قرطاس پر
مشک عنبر ہو گی حرفون کی سیاہی سر بسر
تار سنبل سان خط مسطر بھی آئینگے نظر
گیسوے جانانکے لکھونگا جو نہین مضمون اگر
خامہ میرا رشتہ رفتہ مو قلم ہو جائیگا

دشمنی کی تجھ مین عادت ہے ہر اک سے بیشمار
تو ہے حاسد کچھ نہین در کار مجکو زینہار
پھول جو مانگیگا تجھسے ہے یقین پائیگا خار
رہنے دے اے آسمان یونہین مجھے زار و نزار
فربہی جب تجھسے چاہونگا ورم ہو جائیگا

موت ہر اک دہر مین پائے گا ناسخ ہے یہی
خوش ہین کہنا تیرا آسے گا ناسخ ہے یہی
صورت آباد غم کھانے گا ناسخ ہے یہی
شکر و شکوہ ہے سو رہجائیگا ناسخ ہے یہی
دوست دشمن کا وجود اکدن عدم ہو جائیگا

شعر مرصع خیال سخن آفرین * سخن را بکرسی نشاند اینچنین * گوہر آبدار سخن کو زیب گوش سامعان و ہوش کرتے ہین افراسیاب جادو حال شہرۂ فیلسر سنکر بہت جھلایا فوج مذکور روانہ کی حیرت جادو نے کہا اے شہنشاہ سب ہمارے دشمن ہوئے جاتے ہین یہ موا اطلس گلگون پوش شل مار سیاہ زمین سے بلبلا کے نکلا ناحق ہمارا دشمن ہوا شہرۂ فیلسر کو بھی جوش آیا افراسیاب نے کہا ان سب کو سزا ے معقول دونگا اب اسد نامدار ایسا جوان مارا گیا سامری و جمشید جھوٹے ہوئے سب یہی لکھ گئے تھے اسد غازی مابدولت کا قاتل ہے سب نے جھوٹ لکھا دائی امان جیر پھاڑ کر کھا گئین بڑا خوف مجکو طلسم کشا کا تھا اور مین کسی سے خائف نہین ہوتا ان سب کو ایک سحر مین مٹا سکتا ہون اژدر سوار کو روانہ کیا ہے وہی اُسکے واسطے کافی ہے جسدن ملک اطلس میدان مین نکلیگا دائی امان جیر پھاڑ کے

کھا جائینگی یہ کہکر افراسیاب برائے ملاقات تاریک شکل کش آیا چالیس سرداران لشکر مہرخ اسی دھوین کے قصر مین قید ہین بیہوش مدہوش پڑے ہین سحر تاریک شکل کش مین مبتلا افراسیاب نے آکر تاریک کو سلام کیا تاریک نے گلے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا پوچھا کچھ حال شہرۂ فیلسر بھی دریافت ہوا افراسیاب نے کہا گیہان اژدر سوار کو بادولت نے روانہ کیا ہی سر لیکے آتا ہوگا تاریک نے کہا ای افراسیاب گیہان شہرۂ فیلسر پر نہ غالب آئیگا طریقہ سے معلوم ہوتا ہی شکست فاش کھائیگا افراسیاب نے کہا نہین دائی امان وہ ایسا نہین ہی تاریک نے کہا تیرا غرور نہین جاتا افراسیاب نے کہا مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون اگر شہرۂ یہان آئیگا تو بری جوتیان کھائیگا تاریک نے کہا ای افراسیاب زمانہ انقلاب ہی دلکو پیچ و تاب ہی تیری خاطرے مین نے کمر باندھی طلسم کشا کو تو مٹا چکی لیکن جب خیال کرتی ہون ستارہ گردش مین ہی فلک کجرفتار گردون غدار طلسم ہوش ربا کے مٹانے کی کوشش مین ہی افراسیاب نے کہا دائی امان فال بد منہ سے نہ نکالو تاریک نے کہا تیری خاطر مجھے مدنظر ہی جاکر طبل جنگی بجوادے کل خاتمہ کردونگی سب کو چیر پھاڑ کے کھا جاؤنگی افراسیاب بل کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا خوشی مین طبل جنگی بجوایا جاسوسان لشکر اسلام خبرین لیکر بھاگے ملکہ مہرخ سریر جہانبانی پر تمام سرداران نامدار غازیان شور شعار اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین خواجہ ایک فکر مین گئے ہوتے ہین مہتر قران نے برق کو ساتھ لیا صحرا مین کچھ صلاح کر رہے ہین چالاک بن عمرو ملکہ مہرخ سے کچھ صلاح کرکے الگ گیا ہی دربار عیارون سے خالی بارگاہ مین سناٹا ہر خورد و کلان خاموش خوف جان رقت کا جوش ملکہ مہرخ فرما رہی ہین ہفتہ کا وعدہ گذر گیا یقین ہی طبل جنگی بجے بہار و باغبان عرض کر رہی ہین حضور لڑ بھڑ کے مر جائینگے کہانتک صبر و جبر کرین طلسم ہوش ربا فتح ہوگا ہم صحبت عیش و آرام اب نہ دیکھینگے باتون پر بہار کے مخمور کو ہچکی لگی ہی کوئی متردد کوئی متوحش کوئی رنجیدہ کوئی غمگین کوئی ملول کوئی حزین ہجوم غم و یاس ہر گلعذار اداس آواز نوبت و نقارے کی کان مین آئی ملکہ مہرخ نے اٹھاکر باغبان سے فرمایا دریافت کراؤ کیسا نقارہ بجا ہی باغبان نے عرض کیا ہرکارے دہان حاضر ہین خبر لیکر آئینگے یہ ذکر تھا کہ جاسوسان لشکر اسلام محزون دردمند دونون بھائی چہرہ زرد سامنے آکر حاضر ہوئے ہاتھ اٹھاکر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے

نظم

صاحبا عید بر تو میمون باد عید نیز از رخت همایون باد هر متاعی که ملک تهنیت است
بهر روز و شب تو مرهون باد آستانت پناه دوران است آستینت کلاه گردون باد
امتناع حصول شوکت تو نشتر سینهٔ فریدون باد انقطاع حیات دشمن تو
جوهر دشنهٔ شب خون باد

عرض کی حضور افراسیاب نے طبل جنگی بجوایا افراسیاب کو پھر غصہ آیا تاریک سے کہلا بھیجا اس ملعونہ کو اب تاب نہین ہے ملکہ مہرخ نے حکم دیا طبل جنگی بجے انشاء اللہ مقابلہ کرینگے طبل جنگی تو بجا مگر ملکہ مہرخ نے طرف آسمان کے دیکھکر عرض کی اے رحیم کریم نظم

ای تو قائم وجود اصل هر موجود ما وی ز نور روشن چراغ گوهر مقصود ما چون خمیر طینت ما آب رحمت کرده
هم بلطف خویش گردان عاقبت محمود ما خواه از طوف حرم خواهی بر رهبانان کنی هر کجا معبد کنی آنجا توئی معبود ما
ناله های دل سحرگاهی که غیر دود آه نیست ممکن صیقل آئینهٔ مقصود ما هست تحقیق ز سیل اشک کز سوز جگر
شعلهٔ سر میزند در راه درد آلود ما

ای کریم کارساز ای مالک بے نیاز مشکل کو ہماری آسان کر اب تاب صبر و جبر نہین باقی ہے ملکہ مہرخ نے دعا کی سردارون نے آمین کہی اسوقت دربار مین عجب کیفیت تھی ہر سردار کی آنکھون کے نیچے موت پھر گئی ہر کسی کو یہی یقین تھا کہ اب زندہ نہ بچینگے ملکہ مہرخ نے دربار برخاست کیا فرمایا اے سرداران نامی بخدا دل یہ چاہتا ہے کہ آٹھ پہر آپ لوگون کی صورت دیکھین لیکن دربار اسواسطے برخاست کیا کہ آپ لوگ جاکر اپنے اپنے سحر تیار کرین حوصلہ دل مین باقی نہ رہجائے مین نے بھی ہوم خانے کو حکم دیا ہے ملکہ بہار سرخ مو کا ہاتھ تھام کر اُٹھین سب سردار بارگاہ سے نکلے ملکہ مہرخ نے سبکو رخصت کیا ملکہ بہار جب اپنی بارگاہ کے دروازے پر پہونچین سرخ مو نے کہا لو بوا بہار رخصت ہوتی ہین بہار نے محبت سے گلے مین ہاتھ ڈالدیا کہا اے سرخ مو ہم تمسے زیادہ پریشان ہین آؤ لمحہ بھر ہماری بارگاہ مین ٹھہر وائے بوا شعر غنیمت جان اس مل بیٹھنے کو جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے سرخ مو نے ملکہ بہار کی بلائین لین کہا حضور اُس دربار مین بھی ہم آپکے ملازم تھے یہان بھی تابعدار ہین ہر چند کہ اپنے ملک کے تاجدار ہین آپکے خدمتگزار ہین ملکہ بہار سرخ مو کو ساتھ لیے ہوے اپنی بارگاہ مین آئین سرخ مو نے دیکھا بہار کا گل سا چہرہ کمھلا ہوا ہے لیکن بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ جابجا گلدستے چنے ہوے بوے خوش آرہی ہے دفعۃً سرخ مو نے دیکھا اک کاغذ لپٹا ہوا رکھا ہے بہار اور جانب متوجہ تھین سرخ مو نے وہ کاغذ اٹھا

اُسکو کھولا دیکھا ایک تاجدار کی تصویر کھنچی ہوئی ہے چہرہ آفتاب عالمتاب زلفین خلیلی مین پیچ و تاب آنکھین دیدۂ غزال کو آنکھین دکھانے والی چہرہ پر بحالی شوکت و شان سطوت و صولت مثل جاکران کمترین دست بستہ ہمراہ سراپا مین جلالت لیاقت قد سرو باغ جنت سینہ تختۂ نور پیشانی لوح بلور سلاح تمام ذات پر آراستہ تیغ برق تاب زیب کمر سپر پشت پر مثل قرص قمر دوش پر کمان کیانی کی عجب شوکت و شان ترکش مین تیر دلدوز مرکب صبا دم زیر ران صاف ظاہر ہے کہ طرارہ بھرا چاہتا ہے سرخ مو نے تصویر کو دیکھکر کہا ملکہ بہار جادو یہ کس شہنشاہ عالیجاہ کی تصویر دلپذیر ہے ملکہ بہار نے تصویر سرخ مو کے ہاتھ مین سے لیلی کہا ای ہمشیرہ شعر نیست کہ خون کردہ و دل بردہ لیسے را ہ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را ہ یہ ہمارے شہنشاہ عالیجاہ سعد بن قباد والا نژاد کی تصویر ہے ہماری بربادی کی تدبیر ہے لیکن قسمت دگرگون ہو چکی اب کون زندگی کی صورت ہے

نظم

مژدۂ صحت سنا دل دکھ گیا آزار کا
لیگیا ساغر مزا منھ چوم کر دلدار کا
دیکھین سو سو بار گھبراتے ہین جذب شوق سے
تھم نہین سکتا ہے آنسو روزن دیوار کا
اشک میری آنکھ سے ٹپکا جو انکی زلف پر
بعد مدت رنگ بدلا دیدۂ خونبار کا
ایک عالم ہے دل دیوانہ کا اپنا نسیم

آگیا گھٹنے پر اب بڑھنا شب بیمار کا
جھانکتی ہین آرزوئین میری تجھکو بار بار کا
اتنو میرا سا ہوا عالم مزاج یار کا
تجکو ای واعظ مبارک ہو یہ اسیا غرور
بہتے بہتے ہو گیا چھالا زبان مار کا
کارہ ہائے قلب سوزان آگے کھائے تو سہی
کام اپنا کر گیا جادو نگاہ یار کا

ای دل مشتاق شوق بوسہ اب بیکار ہے
کیا شگاف سینہ روزن ہے ترے دیوار کا
بار غش گر یہ سے میری اتنو یہ نوبت ہوئی
مین نہین رکھتا ہون سودا جبہ و دستار کا
اتنو مثل دانۂ الماس آنسو ہو گئے
دیکھ لینگے حوصلہ ہم مرغ آتش خوار کا

اِس سوز و گداز سے ملکہ بہار نے ان اشعار کو پڑھا سرخ موے کاکل کستا آنکھون مین آنسو بھر لائی کہا ای ملکہ بہار حقیقت مین تمنے صدمات عظیم اُٹھائے مگر افسوس ہے بادشاہ جمجاہ کو کچھ تمھارا خیال نہین کبھی کوئی نامہ و پیام نہین آتا وہ تو بادشاہ لشکر اسلام صاحب اختیار ہین کیا تمھاری طرح مجبور و ناچار ہین بہار نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا ای سرخ مو خدا اِس تاجدار کو سلامت رکھے پانچ ہزار پانچ سو چھپن سردارون کے افسر جرأت مین سب سے بہتر مقابلہ لقا ایسے ملعون سے آٹھ پہر جیا نبارہی سرفرو شتی یہانسے ساحر بڑے بڑے جاتے ہین اُنکا انتظام عیارون سے کام لینا بڑے بڑے پہلوانون کو شکست دینا تم بھی بخوبی جانتی ہو کہ راہ طلسم ہوشربا بند ہے اس شیر بیشہ جرأت کو ربط و ضبط پسند ہے نبیرہ صاحبقران رشتہ دار نوشیروان صاحب حسب

دنسب سعد بن قباد دلقب وہ کسکو بھیجین ذکر نہین کر سکتی راتون کو خواب پریشان دیکھتی ہون جب خواب مین تشریف لائے دفتر شکایت وحکایت کھلے اے سرخ مو اس شب کو یہی جی چاہتا تھا کہ جا کر قدمبوسی کرآئون عرض کردون کہ اب ہماری حاضری غیر ممکن ہی لیکن خوف آتا ہی اگر راہ مین کسی بلا مین پھنسی یہان بدنامی ہوگی دشمن کہینگے بہار نے جان بچائی اس باغ پُر بہار سے نکل بھاگی نہین جا سکتی اُس بلا مین پھنسی مین کہ ہونٹھ نہین ہلا سکتی جو لطف محبت دل مین بھرے ہین اے سرخ مو کس زبان سے کہین **نظم**

بندۂ عشق ہون کیونکر نکرون مدحت عشق
لیلئی جب مجھے صحرا کی طرف شدت عشق
کسطرف جائین کہان اسنے حسین عاجز ہین
ایسا تھا مجھ مین کہان زور یہ ہی طاقت عشق
حسن کی دید کرون مین نہ کبھی آنکھ کو بند
مین نہین آپ مین طاری ہی بہت غفلت عشق
خوبصورت جو زمانے مین ہین برباد نہون
قیس و فرہاد سے بڑھکر ہوئی ہی شہرت عشق
خوب ہی روز ازل قطع ہوا تھا یہ لباس
دیکھون اب لیکے کہان جاے مجھے شدت عشق
کیا مزا اسمین ہی ذلت کے سوا اے سطوت

دیکھا جس سمت نظر آئے مجھے حضرت عشق
مرتبہ اپنا سمجھتا ہون سوا شاہون سے
جس جگہ ہم گئے موجود ہوے حضرت عشق
اب مرے سامنے منعم کی حقیقت کیا ہی
مجکو آئینہ نما دے اگر اے حیرت عشق
تلخ کامی کا مزا جسکے مقدر مین ہوا
یا خدا اُسکو دکھانا نہ کبھی صورت عشق
ٹھوکرین خوب ہی کھلوائین مجھے گیسو نکی
جسم خاکی پہ مرے ٹھیک ہوا خلعت عشق
بڑھگیا ہی خفقان مین نہین قابل اسکے
خواب مین بھی نظر آئی نہ مجھے صورت عشق

فخر سے میرے قدم چومنے مجنون آیا
میری تقدیر سے ہاتھ آگئی ہی شہوت عشق
ناتوانی مین جو فرقت کے اُٹھانے صدمے
دل غنی ہی مرا ہی پاس مرے دولت عشق
کیون پلاتا ہی مجھے جام شراب اے ساقی
بس اسی شخص کو اللہ نے دی نعمت عشق
رات دن جوش جنون مین رہا کرتا ہون
داد تجھی آپسے امید یہ اے حضرت عشق
مدتون اسنے پھرایا ہی بیابانون مین
مجھپہ احباب لگاتے ہین عبث تہمت عشق
اسقدر بہار روئی اشکون کا تار

بندھگیا ہچکی لگ گئی سرخ مو سے کاکل کشانے بلائین لین کہا اے ملکہ بہار تمھارا جوش دیکھکر کلیجہ الٹ گیا للہ تم چلی جاؤ جا کے ملاقات کر آؤ ایسا نہو کہ دشمنون کی روح جسم سے نکلجاے یہ لڑائی تو اسی طرح سے رہیگی یہ نہین ممکن ہی کہ کل آجاؤ خیر ہم شہنشاہ سے کچھ حیلہ کرینگے کہدینگے ملکہ بہار کوئی سحر تیار کرنے گئی ہین ملکہ سرخ کے مزاج مین یہ بات نہین ہی کہ ہم مرتے ہین تم بھی ہمارے ساتھ مین مرو انھون نے اکثر یہی فرمایا صاحبو اپنی جان بچاؤ طرف لشکر صاحبقران کے نکلجاؤ یہ تو ایک دن ضرور ہونا ہی کہ صاحبقران زمان طلسم ہوش ربا مین تشریف لائین ہم سب کے خون کا معاوضہ لین ہمارا خون بالا بالا نجائیگا ایک دن رنگ لائیگا بہار و سرخ مو مین عرصۂ دراز تک یہی باتین رہین سرخ مو نے بہت بہت کہا اے ملکہ بہار تم جا کر بادشاہ

ہمجیاہ کو دیکھ آؤ بہار نے قبول نکیا مگر سرخ مو نے یہ دیکھا کہ آج رنگ روے بہار بہت متغیر ہی صاف
ظاہر ہی اس باغ مین خزان آنے کو ہی غنچۂ خاطر ناشگفتہ گل عارض مرجھانے ہوئے سرخ مو کا دل نہ چاہتا
تھا کہ پہلو سے بہار کے اُٹھے لیکن دیکھا کہ بہار اب تنہائی چاہتی ہی دریاے عشق موج زن ہی ہجوم رنج
ومحن ہی اب یہ تنہائی مین دلکو غمسے خالی کریگی تنہا بیٹھکر ٹھنڈھی سانسین بھریگی سرخ موے کاکل کشا
اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آئی ملکہ ہلال سحر افگن ہمشیرۂ سرخ مو براے ملاقات آئین ہلال نے دیکھا
سرخ مو رو رہی ہی نہایت بیقرار اشکبار گھبراکر ملکہ ہلال سحر افگن نے پوچھا کیون ہمشیرہ خیر تو ہی
نے کہا بوا یہ تو ظاہر ہی کہ ہم تم سب گور مین پانوٗن لٹکائے بیٹھے ہین جلاد فلک درپے آزار ہی تقدیر کے
سامنے تدبیر بالکل بیکار ہی لیکن آج بہار گلعذار کا عجیب حال دیکھا گرفتار دام محبت عاشق جمال
بادشاہ باشوکت اسطرح کے اشعار اسوقت اُسنے پڑھے اور کلام دردآمیز زبان سے کہے ایک ایک فقرہ
تیر دلدوز تھا جگر کو مشبک کردیا خانۂ دلکو غم والم سے بھر دیا چہرے کو اُسکے اسقدر اُداس پایا خدا
کل اُسکی جان بچائے آمادہ ہی کہ تاریک شکل کش سے مقابلہ کرون دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہی فراق
بہار ہمسے نہ اُٹھیگا گلزار لشکر مین سناٹا ہوجائیگا رعنائی زیبائی لشکر مین نہ باقی رہیگی ہمنے خیال کرکے
دیکھا اُس سے اب صدمۂ عشق نہین اُٹھتا نئی محبت سالہا سال کی فرقت کہانتک ضبط کرے کوئی صورت
ملاقات نہین یہان سرپر آرے چل رہے ہین روز بلاے نو کا سامنا تاریک شکل کش ایسی سے مقابلہ
چالیس سردار قید ہوچکے کارروائی سے خواجہ عمرو کی بچے سیکڑون کافر پکڑ پکڑ کر کھلا دیے اسد غازی کے
مقدمے مین دھوکا ہی تاریک وافراسیاب کی آنکھون مین پروردگار نے پردے ڈالدیے اپنے مقام
پر یہی ذکر کرتے ہین طلسم کشا کا کام تمام کیا حقیقت مین ضرغام شیر دل نے بڑا نام کیا قبل سے
اُس بیچارے نے تدبیر کر رکھی تھی حقیقت مین فرزندان خواجہ عمرو وارسطو و فطرت ولقمان حکمت ہین اگر
ایسا اُسنے نکیا ہوتا قیامت آگئی تھی ہم لوگ لڑائی کے قابل رہتے میدان کارزار مین قدم جمتا امید قوی
دل مین باقی ہی کہ وہ شیر زندہ ہی شل مردمک چشم ضرغام نے چھپا رکھا ہی لیکن بوا ہلال صبح کو ایسی تدبیر ہو
ہم جاکر مقابلہ کرین اپنی جان دین بہار میدان کارزار مین نجائے اُسکی ذات سے گلشن فوج مین بہار ہی
سرخ بھی اُسکی جدائی گوارا نکریگی ہلال سحر افگن ملکہ سرخ مو سے لپٹ کر بہت روئی کہا ہمشیرہ صاحب
کس کسکا ملال کرین کیا کیا خیال کرین اجل سر پر کھڑی ہی اپنے نزدیک بہت کد وکاوش کرینگے انکے بچانے

مین کوشش کرینگے آیندہ باغبان قضا و قدر بہار کی حفاظت کرے یہ کہکے دونون بہنین سحر تیار کرنے مین
مصروف ہوئین ہر خیمے مین یہی ذکر ہی ہر کسی کو جان دینے کی فکر ہی وہ شب تیرہ و تار لیلی شب نے غم مین اہل
اسلام کے موے مشکین کھولدیے ہین شہنشاہ ظلمات کا انتظام ہی ضیاء ماہ تابان مفقود تاریکی کی عملداری
تارونکا فلک پر جھلملانا صحرا سے صداے مہیب کا آنا مصیبت و بلا کا سامنا نشان ہاے لشکر سرنگون
میر طلایہ پریشان ہر کس و ناکس کو سکتے کا عالم ضیاے ماہ تابان کالعدم لشکر افراسیاب مین کمر بندی
ہو رہی ہی ہر طرف سے غول کے غول چلے آتے ہین ہر مقام پر یہی ذکر ہی آخر افراسیاب بادشاہ عالیجاہ
ہی دشمنون کا حال تباہ ہی کل فتحیاب ہونگے بارگاہین خیمے لوٹ لینگے جابجا آتشبازی چھوٹ رہی ہی ہوائیان
سحر کی جل رہی ہین ہر مقام پر صداے یا سامری و جمشید آتی ہی سرما و ابریق طلایہ دے رہے ہین
یا تو چھپتے پھرتے تھے آج شبکو ہر مرتبہ چاہتے ہین میر طلایہ اے لشکر مہرخ نکلے تو جا پڑین میر طلایہ کو گرفتار
کرین تاریک شکل کش نے جو دھوین کا مکان بنایا ہی اُس قصر سیاہ مین ٹہلتی پھرتی ہی جسطرف کسی کو جاتے
دیکھا تڑپکر جا گری اُٹھا لائی چیر پھاڑ کر کھا گئی اکثر ملازمان افراسیاب کو لیگئی وزیر چیخے پیٹے دوڑے
دوائی امان صاحب آپ کے فرزند کا یہ نمک خوار ہی چھوڑ دیجیے تاریک نے قہقہہ مار کہا اے سرمایہ
جوان ہمکو اچھا معلوم ہوا تبو نیچہ شاہباز اجل مین آگیا رہائی اُسکی دشوار ہی یہ لوگ بکتے رہے وہ چیر پھاڑ
کر کھا گئی لشکرون مین ہنگامہ دوست دشمن سب ڈر رہے ہین ایک ایک کو یہی خیال ہی ہمکو پکڑ کے نہ
لیجاے اُسکا کوئی کیا کریگا مثل مشہور ہی اندھے کی داد نہ فریاد اندھا مار بیٹھیگا شہنشاہ کی دوائی امان
ہین کس سے انکی فریاد کرین اسی تلاطم مین وہ شب تیرہ و تار بسر ہوئی باہیابان لرزان و ترسان مع ثوابت
و سیارگان قصر مغرب مین داخل ہوا کاشانۂ مشرق سے شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش علم ضیاء
و شعاع ہاتھ مین لیکر میدان چرخ نیلی مین برآمد ہوا لیکن صاف ثابت ہی غم لشکر مہرخ مین خون چہرے پر
ملے ہوے شعاع سے گریبان تا بدامن چاک نہ جست نہ چالاک حیران حیران عالم انقلاب کے ملاحظہ
مین مصروف حدت و شدت بالکل موقوف لشکرون مین ہنگامہ ہوا ع سحر ہو گئی لو سحر ہو گئی الٰہی الامان
لشکر مہرخ نے دیکھا شب غم تڑپ تڑپکر کٹی صبح مصیبت کا سامنا ہوا رات کو آفت صبح کو قیامت بستر سے
گھبرا کر جوانان شیر دل اٹھے سرداران نامی در دولت ملکہ مہرخ پر حاضر ہوے ایک سے ایک بحسرت
مل رہا ہی بھائی سے بھائی کہتا ہی آؤ بغلگیر ہو لین اب اُسی بلاے سیاہ کا سامنا ہی آج میدان کارزار سے

واپس ہوتا دشوار افراسیاب جادو وعدہ کر چکا ہو کہ آج کل کا خاتمہ کر دونگا یہ ذکر تھا کہ آمد ملکہ مہرخ
سحر چشم ہوئی مرد ہے نے بڑھکر آواز دی ہوشیار ہو جاؤ ملکہ مہرخ تشریف لاتی ہین اولاّن اوّل چند طفلان
ماہ طلعت خوبصورت تخلخے کے لوٹے ہاتھ مین لیے ہوے اشعار حمد الٰہی ترنم پر سامنے سے گذرے ہزار ہا کہاریان
ترکین وحبشنین تخت شہنشاہی کو گھیرے ہوے تخت پر ملکہ مہرخ لیکن اداس پہلے سب سے بڑھکر ملکہ
بہار نے مجرا کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا ملکہ مہرخ نے بہار کو گلے سے لگا لیا معلوم ہوتا ہو جسم مین خون نہین ہو
چہرہ سفید دل ناامید نرگسی آنکھون مین آنسو بھرے جیسے ہی ملکہ مہرخ نے گلے لگایا دل بھرا ہوا تھا اشک
حسرت ٹپک پڑے ساغر چشم چھلک پڑے فرمایا ای بہار کیون مزاج کیسا ہو آج تک و بہت اُداس پایا بہار نے
سر جھکا لیا جواب نہ دیسکی سرخ مو وہلال بڑھین دونون نے عرض کی حضور خدا انجام بخیر کرے شب سے
ملکہ بہار بہت بیقرار ہین دو پہر رات گئے تک ہمنے سمجھایا اور حضور کیا کہکر سمجھا ئین سبکا ایک حال خدا اپنا
فضل شریک کرے ملکہ مہرخ نے سردارون سے پوچھا کسی صاحب نے خواجہ عمرو کو بھی دیکھا ہو جزند
پرند نے بڑھکر عرض کی حضور کوئی عیار لشکر مین نہین ہو کسی وقت آئے گھڑی دو گھڑی ٹھہرے پھر چلے گئے
ایسا بیقرار انکو کبھی نہ پایا تھا جب انکو دیکھا سر بزانوے تفکر سے آشنا ہو کف افسوس ملتے پایا آج شبلی
بھی برائے چند ساعت تشریف لائے روتے ہوے کسی جانب چلے گئے نہین معلوم کس مقام پر ہین ملکہ
مہرخ نے فرمایا ہم بخوبی آگاہ ہین کسی تدبیر مین پھرتے ہین چالاک کو بھی سمجھا کر کہین بھیجا ہو مہتر قران
و برق بھی گھبرا کر لشکر سے نکلگئے داے برحال عیاران طرار سحر سے بالکل ناواقف تاریک ایسی بھیانک
سامنا آخر کیا کرین لیکن فکر سے غافل نہونگے یہ فرماتی ہوئی سواری جلو خانے سے نکلی سردار فرداً فرداً آنے
لگے تخت ملکہ مہرخ کو بیچ مین لیا میدان تک نہین پہونچی ہین کہ آمد آمد لشکر افراسیاب شروع ہوئی ناظمان
دربند طلسم ہوش ربا فوجین ساتھ لیے ہوے پرے جمائے ہوے نوبت نقارے بجاتے ہوے آتے ہین
دربارگاہ افراسیاب پر بڑے بڑے بادشاہون کا جماؤ ہو بلٹہ ہو کہ شہنشاہ برآمد ہوا چاہتے ہین صرصر
صبا رفتار باہر آئی ہین آمد حیرت وا فراسیاب کی خبر پہونچاتی ہین فوجون کے دل کے دل بادل
کے بادل میدان جنگ مین چلے آتے ہین ساحران افراسیاب اپنی اپنی شوکت وشان دکھاتے ہین
پردۂ بارگاہ افراسیاب جادو بصد کروفر اُٹھا گھنٹ اور ناقوس بجنے لگا تمام افسران فوج نے
پرے باندھے افراسیاب آگے آگے حیرت جادو ایسی مہجبین نازک اندام گلفام آراستہ دہیراستہ

پہلو مین تخت کوتل کہاریان ماہ پیکر کاندھے پر اُٹھائے ہوئے ہمراہ ہوا شہنشاہ برآمد ہوا افراسیاب نے ہاتھ تھام کر حیرت جادو کو تخت پر سوار کیا سب سردار واسطے تسلیم کے خم ہوئے ماہی مراتب کو جلوہ ملا کوس ہپیہ قرق زنجیر سب سامان مہیا ہین افراسیاب جادو نے اپنی زوجہ کی شوکت بڑھانے کو ہاتھ پایۂ تخت پر رکھدیا مرکب شکیں پرندہ پر سوار خرامان خرامان سواری مثل باد بہاری کے چلی روشن چوکی بجتی ہوئی بھیروین کے سُر کھنچتے ہوئے چونکہ افراسیاب گل چینی گلشن جمال حیرت مین مصروف ہی شہنشا نوازندون نے بڑھکر یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

میری طرح ہین وہ بھی کسی پر مرے ہوے
سوتے ہین خشت خم کو سرہانے دھرے ہوے
وہ رندبادہ کش ہین کہ ہمنے بدابدی
کھوٹونسے اتنے وہ نہ کسی دن کھرے ہوے
سب سرکف ہین دیکھیے ہو کون سرخرو
کیا یہ ہرن ہین سبزۂ مینا چرے ہوے
ڈالی ہی اپنے جلوے پر آنکھ اُسنے بارہا
دو کھوٹیان سنائین جو ایسے کھرے ہوے
گرمی عشق دیکھو ہوے تر بغیر غسل
دامان کوہ مین تو ہین تھر تھرے ہوے
زیر زمین بھی کشتۂ جور بتان قلق
بیٹھے ہین سر کو زانوے غم پر دھرے ہوے
خوف خزانسے سوکھ گئے خار کیطرح
خالی کیے ہین خم کے اگر بھرے ہوے
سینہ سپر وہ ہم ہین کہ قاتل نے بارہا
قبضے پہ ہاتھ ہی وہ سنگر دھرے ہوے
لایا نکچھ جواب پیام او پیام بر
ہین چاندنی کے کھیت یہ آہو چرے ہوے
بوسہ دیا کبھی تو جلانے کے واسطے
حمام دل کے ایسے بلند ابخرے ہوے
فیض قدم سے یار کے ہنگام سیر گل
سوتے ہین دونون ہاتھ جگر پر دھرے ہوے
کس چین سے گذرتی ہی رندان مست کی
جب موسم بہار مین کچھ ہم ہرے ہوے
چھنے وہ بات بات یہ ہمسے بگڑتے ہین
خالی کیے ہین ہم یہ تنچے بھرے ہوے
چشمان یار چور ہین مستی مین کسقدر
کیا گھنگنیان تھے منہ مین وہ اپنے بھرے ہوے
بچھتائے چھیڑ کر سر بازار ہم اُنھین
دو چار کلیان ہوئین کچھ غرغرے ہوے
خالی ہوے ہین دامن طفلان ہوای جنون
سوکھے ہوے درخت چمن کے ہرے ہوے
افراسیاب جادو دماغ تر تخت پر

معشوقہ ناموز نوجون کو دیکھکر موچھونپر تاؤ پھیرتا ہو تاج نخوت کو کج کیے کہتا ہی اگر سامری و جمشید ہوتے بایدولت کا رعب و دبدبہ دیکھکر روتے یہ دن کسکو نصیب ہوا مین خداوند روے زمین صاحب تاج و نگین سحر مین بے نظیر خزانون مین مال کثیر وزیر با تدبیر سردار صاحب توقیر کیا کیا جاہ و جلال بایدولت نے پائے بعض صاحبان دل ان کلمات غرور آیات کو افراسیاب کے سنکر کانون پر ہاتھ رکھتے ہین آپسمین اشارے کر رہے ہین کہ دیکھو یارو کبر و نخوت افراسیاب کا حد سے بڑھگیا اگر اسنے اس لڑائی کو فتح کر لیا بیشک یہ دعوی خدائی کریگا ایک تواریخ دان بول اٹھا ای بھائیو دامن قدرت رب اکبر درازہی غرور کی سلطنت

ناحق کا نازہی ضحاک ماران ایسا جابر جسنے جمشید جم کو شکست دی ہزار سال سلطنت کی وہ کیا ہوا
کہان گیا ضحاک ماران کو اژدر دنیا نے کھالیا قبر کہان ہی نہ نام ہی نہ نشان ہی نوشیروان ایسا بادشاہ
عادل باذل سخی فیاض کیا ہوا لیکن نام نامی اُسکا روشن ہی جسنے ظلم کیا بدنام ہوا آخر کیا انجام ہو دنیا سے
دو نسے ناکام اُٹھا بدعت کا انجام بد ہی ہر بلا رد ہی اپنی دائی اماں پر بہت پھولے ہین اُنکی بھی تدبیر ہوجائیگی
عمرو بلا کا عیار ہی اطلس گلگون پوش کو ملایا ابھی وہ زخمدار ہی جسدن بارگاہ سے نکلیگا زمین بلا دیگا
بی تاریک کو احوال معلوم ہوگا زخمی ہوکر انکو زخمی تو کرچکا ہر چند کہ قتل پر انکے قادر نہین ہی او نیابد
اگر حربہ چلگیا بی تاریک کے برابر کوئی دنیا مین نہین ہی ایک پر ایک غالب ہی حصول کمال کا ہر
شخص طالب ہی عمر طلسم ہوش ربا تمام ہوچکی سب نجومیون نے حکم لگا دیا اُنکے احکام کے خلاف
نہوگا حال کھلجائیگا افراسیاب کو ایکدن بھاگتے راستہ نہ ملیگا باغ عالم مین اب اسکا غنچۂ آرزو کھلیگا
غرور کی انتہا ہوگئی دماغ مین اسکے سودا ہی یہ سر ہی نہ رہیگا جسمین غرور بھرا ہی زمین ذلت مین ٹھوکرین
کھائیگا ایک جانب ساحران غدار غلغلے کرتے ہوے حقیقت مین ہمارا شہنشاہ خدائی کا دعویٰ کرنے
کے لائق ہی سحر و ساحری مین سامری جمشید پر بھی فائق ہی یہ صدائین سنکر افراسیاب خوش
ہوتا ہی خوشامد کرنیوالے فریب صاف کہنے والے بے نصیب اس زور و شور سے لشکر افراسیاب
میدان کارزار مین آیا مقابلے مین ملکہ مہرخ نے پرے کو جمایا کل سرداران مہرخ نگاہ یاس سے
آمد لشکر افراسیاب کو دیکھ رہے ہین حقیقت مین باغ پر بہار نازنینان گلعذار حسین جمیل ملکہ مہرخ
کی کفیل سحر و ساحری مین بے عدیل اس حال پر ملال مین بھی لشکر افراسیاب کو ذلیل جانتی ہین
خوشی مین جان دینے کے جہرے گلنار آمادۂ حرب و پیکار پرے جمنے لگے صفین آراستہ ہوئین
ایک ساحر ہوادار افراسیاب بڑھا سحر کیا آندھی سیاہ اُٹھی جھونکے ہوا کے چلے خس و خاشاک
کو میدان سے اُڑا دیا ایک نے بڑھکر دریا دلی دکھائی لکۂ ابر پیدا ہوگیا برستا ہوا نکلگیا چھڑکاؤ
ہوگیا ایک نے تبر برسائے نخل جو حائل نظر تھے قلم ہوے ابر نے سقائی باد نے فراشی کی میدان کارزار
مثل آئینہ کے آراستہ ہوا نقیبون کو اشارہ ہوا میدان کارزار مین آئے یہ اشعار ناپائداری عالم
خیال کرکے پڑھے اشعار عبرت آمیز

ہرگز بجہان با غم دستا ندا ریم
چون مہر ز عریانی سر عار نداریم
چون گوہر ناسفتہ از اسباب معیشت

دل بستگی خویش بیک تار نداریم
با نالہ بسازیم عزیزان کہ دل خویش
با شیخ و برہمن سر پیکار نداریم
بر عرض تمنا ندہی گوش چو امروز
بر خاطر کس ز اہل جہان بار نداریم

در کعبہ یہودیم و مسلمان بدر دیر
در سینہ کم از مرغ گرفتار نداریم
بلبل دل نالان و خیال رخ او گل
فرداست کہ ما طاقت گفتار نداریم
تا زو نگہ و عشوہ بہا کے دل سودا ست

آرام بجز خانۂ خمار نداریم
ما بندۂ عشقیم و سر از مذہب
با بلبل و گلزار جہان کار نداریم
آئینہ غبار از نفس ما نہ پذیرد
زین ہر چہ خرد یار کہ انکار نداریم

اسطرح کے اشعار دلفگار پڑھے صفونبر سناٹے آگئے ہر ایک کا یہی قول تھا یا رو دنیا ناپائدار ہی حقیقت مین اسکا کیا اعتبار ہی دنیا زال بیوا ہی ہر ایک کی دشمن مردونکی رہزن اسکا چاہنے والا ہمیشہ تباہ و برباد رہتا ہی رنج و ملال سہتا ہی انجام بخیر ہو یا تو صدائے طبل دلوق سے زمین کانپ رہی تھی اب صفونبر سناٹا آیا ہر ایک کو مرنے کی ہوس ہوئی تاریک شکل کش نے دھوین سے سر نکالا دبلے پتلے فولادی ٹسلے ہوے آج تاریک نے بھاری لہنگا پہنا ہی کچھ زیور وغیرہ بھی جسپت کا جسم پر آراستہ ہی نتھنی ناک مین کالی کالی صورت یا کالی کی مورت چیچک کے داغ تل چہرۂ سیاہ پر پیوست زاغ نظم مسدس

شکل بھونڈی سی ہی گھاٹر ہی بعد لیسل نقشا
تنگ پیشانی ہی اور بھیڑ کا جیسے دیدار
تارا دمدار ہی یا چغد کے سر کا سودا
ناک چپٹی ہی اُسے کا نگڑ مین جانبوا
رنگ روکھیکا ہی چہرے پہ ذرا نور نہین
داغ چیچک کے ہین یہ خانۂ زنبور نہین

ہی دہانہ جو دریدہ تو زبان سخت دراز
چھوٹی گردن ہی گلا بونگا بہت بدآواز
کچھ بناوٹ ہی نہ انداز نہ عشوہ ہی نہ ناز
طبع اقدس ہو نکیون گندہ بغل ہے ناساز
ناتراشیدہ ہی وہ گندہ تو دو ہاتھ ہین چوب
پنجہ انگشت نما جیسے پریشان جاروب

سینہ بد قطع سپاٹ اور بہت نا زیبا
فاختہ اُلو کی دُم کہیے کہان ہی چڑیا
گول محرم نہین اور نبد ہی ڈھیلا اُسکا
کرتی بیڑ و سے ہی لٹکی ہوئی ڈھلم ڈھیلا
پیٹ ہی ٹھیکے کے مانند سپاٹ اور کرخت
ناف ابھری ہوئی گھونگی سے زیادہ ہی سخت

کولے ٹیڑھے سے سپاٹ اور بہت ناہموار
ذکر کرنے سے ہر اک جنبزکے اب نفرت و عار

اور ستی کا سر نیون کے کردن کیا اظہار
بن مین اژدر کے ہو جس شکل سے یا بنی کا غار

زن مرید و نکے لیے راہ زن اسجا ہی نہان
جان کے لالے ہین اور ہال کا مفقود نشان

ران پر گوشت نہین اور نہ اُسپر مچھلی
پنجہ کژدم کیطرح کج ہی کڑی ہی ایڑی

ساق پر بال ہین اور سخت ہی جیسے لکڑی
انگلیان پانؤن کی بد وضع ہین ٹیڑھی ٹیڑھی

پا مین چکر ہی تو مانند فلک کجرفتار
نام پر مارے ہرجائی کے بیزار ہزار

خاک صورت پہ ادا کا بھی نہین نام کو نام
رنڈی پن سے ہی نخود کام کو کچھ پوچ نہ کام

ہی سراپا وہ مخنث کی طرح بد انجام
نام ہرجائی کا آوارہ ہی اب طشت از بام

صورت نحس سے بدبخت کی بیزاری ہی
ختم ہرجائی پہ سکاری و غداری ہی

سراپاے تاریک کو دیکھکر ہنگامہ پڑگیا کیا سراپاے بے نظیر تحریر ہوا معلوم ہوا غار سے اژدہا نکلا منھ سے ملعونہ کے دھوان نکل رہا ہی افراسیاب بھی کانپ گیا ہاتھ پانؤن مین دوست و دشمن کے رعشہ تھا تاریک شکل کش نے تیلے کو اشارہ کیا تیلہ کیا اک جوان زنگی معلوم ہوتا ہی سیہ فام بدانجام اشارے سے تاریک کے جھومتا ہوا میدان کارزار مین آیا اللکارا اے فرقۂ خدا پرستان دائرہ بردستان بڑے تعجب کی بات ہی دائی امان کی لڑائی کرامات ہی طلسم کشا کو کھا گئین لیکن تمھاری آنکھین نہین کھلین تم سبھون کے حال پر رحم کرتی ہین رومال سے ہاتھ باندھکر کیلیے آؤ قدمو پر ملکۂ عالم کے گر و خطا معاف کرادینگی جان سبھونکی بچ جائیگی ورنہ آج ایک زندہ نہ بچیگا ملکہ وعدہ کرکے آئی ہین شہنشاہ طلسم ہوش ربا شاد ہوگا تم لوگونکا وقت نامرادی قریب آیا ایسے اس بیحیا نے لاف و گزاف کیے رات سے ملکہ بہار مبتلاے دام رنج و ملال تھی طاؤس کو بڑھا دیا سامنے ملکہ مہرخ کے آکر عرض کی حضور اجازت میدان مرحمت ہو اب کلفت و ذلت دیتا نہین اُٹھتی بہار اس چمن سے رخصت ہوتی ہی جیسے ہی بہار نے یہ کلمہ کہا ملکہ مہرخ کے گویا کلیجے پر تیر ایڑا تخت سے کود پڑین دونون ہاتھ بہار کے گلے کا ہار کردیے طرہ یہ کہ مہرخ سو

دغیرہ قدمونسے لپٹ گئین ہر ایک کا یہی قول ہی بہار کو باغ دنیا سے پھل نہ ملا عین بہار مین ہوائے خزان آئی اس عمر کا نخل نہ کٹے ہائے شاخ تمنا نہ پھولی نہ پھلی چمن دنیا سے حسرت و یاس لیکر چلی ہر چند سینے واد فریاد کی مہرخ روئین بہت منع کیا بہار نے کہا حضور اب کنیز کو نہ روکیے بہار زندگی کا یوں عزا ہی رنگ جرأت مین فرق نہ آئے بڑے مرتبے ملے ہمارے باغ جرأت کے پھول کھلے طلسم کشا پر نثار ہوتے ہین تخم نیکنامی مزرعۂ میدان کارزار مین بوتے ہین سرسبز ہوکر پردۂ دنیا سے اُٹھین آخر بہار کے واسطے ایک دن خزان ہی گلشن عالم کے رنگ کی بے ثباتی عیان ہی کبھی جوش بہار کبھی خزا نکی پکار کبھی لطف بر رنگ دبو کبھی بلبل نالان قمری کی کو کو اسی خیال مین فاختہ قلندر مشرب نے دلق خاکستری پہنا باغ کے رنگ دبو کو بے ثبات جانکر ترک دنیا کیا ہاتھ کھینچ لیا پانون پھیلا دیا آپ لوگ جانتے ہین بلبل عاشق گل ہی مراٗ آمد خزان کے خیال مین روتی ہی تڑپ تڑپ کے جان کھوتی ہی یہی رنج و ملال ہی آٹھ پہر یہی خیال ہی ماہ تابان کو کبھی جلال کبھی زوال ہی اسی غم سے دل داغدار ہی میرا نام ملکہ بہار گلعذار ہی فصل کی کیا حقیقت چند دن کو آئی چلی گئی ہم برائے سیر باغ عالم آئے حسرت و یاس لیکر چلے ان کلمات حیرت آیات بہار پر شور گریہ و زاری بلند ہی خرد و کلان درمند شاہزادیان بہت تڑپین مہرخ کے منھ پر ہوائیان ہو سرخ پریشان رعد جادو خاموش برق کے دل مین تڑپین خورشید زرین سحر کے کلیجے مین جلن مشکل سے ملکہ بہار کو رخصت کیا دو رسے افراسیاب نے رخصت بہار کو دیکھا بیقرار ہوگیا کلیجے پر ہاتھ رکھلیا سرما ابرق قریب تھے اُنھون نے یکایک دیکھا رنگ روشہنشاہ متغیر ہوا پوچھا شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب نے کہا ہائے کیا کہون ای سرما دابرق ای وزیران باتدبیر **نظم**

کس پر پرو کا انتظار ہی آج
بلبلو باغ مین بہار ہی آج
شوق سے آ ادھر کمان ابرو
چین ہی صبر ہی قرار ہی آج
فلک مین جو خاک اُڑتی ہی
غیر سے یار ہمکنار ہی آج
مین نہین ہجر یار مین تنہا

دل مرا سخت بیقرار ہی آج
آہ کی برق کوندجاتی ہی
مرغ روح روان شکار ہی آج
دھیان ہی کاکل پریشان کا
گرم رو کوئی شہسوار ہی آج
ہجر گل مین سیر باغ کہان
غم دلدار غمگسار ہی آج

جلوہ گر میرا گلعذار ہی آج
ابر تر چشم اشکبار ہی آج
تیرے آتے ہی دیکھ آفت جان
اسلیے دل کو انتشار ہی آج
درد ہو کیون نہ اپنے پہلو مین
نکہت گل بھی ناگوار ہی آج
دھیان مین کسکی چشم میگون کے

کہو رعنا تمہین خمار ہی آج	یہ اشعار پڑھے افراسیاب نے کہا یارو اسکا خیال رکھنا ایسا نہ

والی امان اسکو چیر پھاڑ کر کھا جائین بڑھکر بجا ناخاک اُنکے منہ مین کہ بہار ایسی معشوقہ کو کھا جائین نہ
رنے کا بھی تو اقرار کر چکی ہین چالیس سردار قید ہین بعد اختتام سمجھا جائیگا سب اطاعت کرینگے بہار
رشک چمن بڑی ضدن ہی اسکے گرفتار ہوتے ہی اصلاح کا پیام آئیگا اسی نے سب کو روکا ہی یہ کہتا
افراسیاب آگے بڑھا بہار قریب اُس زنگی سیاہ رو کے پہونچی زنگی نے گولہ مارا بہار مسکرائی
گولہ پھٹکر اُلٹا پلٹا قریب تھا سینۂ پُرکینۂ اُس زنگی پر پڑے وہ بیحیا جست کرکے بلند ہوا گولہ خالی
گیا دور جا کر گرا اور کئی ساحران افراسیاب کے سر پھٹے تاریک نے زنگی کو للکارا او بیحیا
غلام بد انجام جلد اسکو گرفتار کرکے لا کلہ گرم کرون زنگی جھپٹا بہار نے جھوبکر گلدستہ مارا
غبار زرد بلند ہوا پھول برسنے لگے ہوا سے سرد چلی غنچے مسکرائے پتے تالیان بجانے لگے
شاخون کو وجد ہوا غبار نے کل صحرا کو گھیر لیا کچھ معلوم نہوتا تھا لیکن تاریک شکل کش یہ
بہار کا تماشا دیکھ رہی تھی افراسیاب پر طعن کرکے کہا کیون چھوکرے محبت مین اس گلعذار
ملکہ بہار کو یہ سحر ہا سے رنگین تعلیم کیے یہی باعث زوال بوستان طلسم ہوش ربا ہوا افراسیاب
نے کہا ای مادر مہربان کیا کہون اسکی جدائی بہت شاق ہی اس بوے خوش کا دل تردد منزل
مشتاق ہی میدان کارزار مین ہوا سے سرد سحر بہار سے چل رہی ہی وہ جوان زنگی جھوم رہا ہی زمین
سے پھول اُٹھا کر سونگھ رہا ہی لیکن حیران و پریشان سمت بہار نگران بہار چاہتی ہی یہ ملعون
بخوبی مبہوت ہوے تو اسی کو اشارہ کرون کہ جاکر تاریک سے مقابلہ مین مصروف ہو وہ تاریک
پر جائے مین جان بچا کر میدان سے مثل بوے گل نکل جاؤن لیکن تاریک افراسیاب سے
بات کرکے شراب پینے لگی ایک قرابہ اُٹھا کر دہن سے لگایا غٹ غٹ پی گئی ڈکار لی منہ سے
دُھوان نکلا غصہ مین پکار اُٹھی ارے کچھ گزک بھی حاضر ہی دوسرا غلام زنگی کہ سر پر تاریک
کے مگس پرانی کر رہا تھا دست بستہ عرض کی ای سردار سامری پرستان ای فخر ساحران جہان
صبح کو دس آدمی نہاری کے حاضر ہوے تھے حضور نوش فرما چکین اب کوئی پارچہ گوشت حاضر
نہین ہی یہ سنتے ہی تاریک کی آنکھون مین اندھیرا آگیا مثل ابر گرجی طرف جنگل کے دیکھنے لگی آواز
دشت اوبادہ مسافر آفت کے مارے مصیبت مین گرفتار بیچارے کہین جاتے تھے تاریک

لی اُنپر نگاہ پڑی جھوم کر اپنے مقام سے اُٹھی مثل شمامہ حوالہ حبست کی آن دونون کو جاکر گھیر لیا اپنے مقام لیکر آئی جیر کھا کر
کھانے لگی بہار نے جو مہلت پائی تھر گو زور نہ یاد و زنگی سیہ و مبہوت ہوا جوش عشق بہار مین یہ اشعار آبدار پڑھنے لگا نظم

ہر آج گل در گلشن پہ پاسبان صیاد
ستم دکھائیگا ہوگا اگر جوان صیاد
دکھا دے چلکے اسیرونکو سیر پھولونکی
بندھا ہے ترانۂ بلبل سے وہ سمان صیاد
فسانۂ گل و بلبل ہے یادگار چمن
مین وہ ہون جسکا ہے جنت مین آشیان صیاد
بلا سے گو ترے دلمین نہین ہے کچھ تاثیر
قفس مین اُٹھ لگا ناہے تیلیان صیاد
نہ اپنا ذوق چمن ہے نہ شوق غنچہ و گل
نہ اختیار مین ہے صبر کی عنان صیاد
نہ ہمصفیرونکی صحبت نہ گل کا نظارہ
یہ وہ زمین ہے نہین جسکا آسمان صیاد
بہا تو قید قفس مین کٹی عنادل کو
بھرے ہو گھات مین ہر وقت سایہ صیاد
جو بند دام سے چھوٹون تو پھر پہ آفت ہے
ہے تختہ تختہ گل گشت زعفران صیاد
دکھا دے چہرۂ گل اسکو اک نظر اسکو
نصیب ہے وہ گل کا سائبان صیاد
قیامت ہوگی شاید کہ جان بلبل پر
پھری ذلیل ہے کھلتا دکان دکان صیاد
جو پر بندھے ہین تو کچھ ڈر نہین ہے ای جیم

عبث ہوا ہے ہمارا عدو می جان صیاد
نکالے جائینگے گر قفس سے اہ بلبل
بہار باغ نکر صفت رائگان صیاد
نہ آئی تھی ابھی سیر چمن کی بھی نوبت
رہ گئی فصل خزان تک داستان صیاد
مین ہون اس چمن بلا زوال کا بلبل
خدا تو سنتا ہے آخر مری فغان صیاد
خدا کی شان ہے وہ دن ہے گیا مانوس
ہوئی ہے نکہت گل بھی مجھے گران صیاد
نہ ہے وہ نغمۂ بلبل نہ آج خندان گل
نہ وہ بہار نہ گلشن نہ باغبان صیاد
رہا کر اسکو جسے کہ لے یہ راہ چمن
پڑیگا تجھ پہ مقرر وبال جان صیاد
کرشمہ اثر صحبت عنادل ہے
لگائے تیر مجھے کھینچکر کمان صیاد
رہائی دے مجھے لے اب تو کر خدا ترسی
اخیر وقت ہے بلبل ہے نیم جان صیاد
کفن ملا ہے عنادل کو دامن گل کا
چمن مین ہو گئی گلچین و باغبان صیاد
چمن ہے چرخ ثوابت تو گل ستارے ہین
نہ باندھے عنادلمین رسیمان صیاد

ابھی سے ٹوٹ رہا ہے پر عنادل کو
در قفس پہ ہے ہر دم نگاہبان صیاد
اثر سے ہوگئی بیخود تمام بزم چمن
کہ آ پڑا اسیر بلبل پہ ناگہان صیاد
ہو نہین طوطی ہند اور نہ بلبل شیراز
کہ جس چمن مین نہ آئی کبھی خزان صیاد
نہ آئے چاک قفس سے نہیں تاہو اے چمن
قفس پہ رکھتا ہے پھولونکی بدھیان صیاد
ندل پہ جبر کا قابو کہ ترک باغ کرون
اگر میان چمن آگئی خزان صیاد
قفس مین کرتی تھی بلبل یہ عشق کا مذکور
ہے عندلیب کی صحبت اگر گران صیاد
بچون مین دام سے کسطرح تھا ستمگر تھے
وگرنہ ہاتم بلبل کہان کہان صیاد
تمام صحن گلستان مین خندۂ گل سے
قفس کے قید مین ہون سخت ناتوان صیاد
یہ جذب الفت گل سے ہوا ہے بلبل کو
چمن مین دفن ہے وہ زیر آشیان صیاد
الٰہی نہ زر گل نصیب گلچین کو
ضرور ہے روش باغ کہکشان صیاد
چمن مین یوسف گل کی اب آمد آمد ہے

چلا ہے باد بہار کا کارواں صبا دے | وہ زنگی تیار کھڑا ہوا ادھر ملکہ بہار کے چلا بہار نے کہا او کلموہے ادھر کہاں آتا ہے اپنی خالہ کا گھر

سرکاٹ لاتا ہوں اگر فرق صاف ہو دشمن سے مقابلہ کرے یہ سنکر وہ زنگی گرد گرداب نے لگا عرض کی میں مطیع حکم حضور ہوں نشہ بادہ محبت سے
چور ہوں جو فرمائیے بجا لاؤں بہار نے مسکرا کر جواب دیا جو کہنا تھا کہ چکی جلد جا کر تاریک شکل کو قتل کر یہ فرما کر بہار گلعذار نے اپنی کھیل
زنگی کے ہاتھ میں باہر بہار پیچ ... ہوں مبہوت ہو چکا تھا طرف تاریک شکل کے چلا ملکہ بہار اسکو ... کر کے طرف اپنے لشکر کے پھینکا
دونوں لشکروں میں غل ہو دیکھو صاحبو ملکہ بہار نے کیا خوب سحر کیا ملکہ سرخ موسے کا کلکشا نوش ہو کر کیا ماہی اسے ملکہ بہار
کیا کارنمایاں کیا لیکن جلد لشکر میں چلی آؤ ایسا نہو وہ ملعونہ جھپٹ پڑے بہار طرف لشکر مہرخ کے چلی ملکہ سرخ مو ولال
وغیرہ برائے استقبال بڑھیں غلغلہ جو ہوا افراسیاب جادو ملکہ حیرت سے کہہ رہا تھا دیکھو صنم کیا غضب کی بات ہے دوالی امان
مسافروں کو بھی نہیں چھوڑتیں نام طلسم ہوشربا میں برنام مشہور ہوا اگر [illegible] چہرہ اے بلا کہلانے میں خود گیا کسی سے
کم ہوں یکایک صرصر نے کہا ای شہنشاہ ملاحظہ فرمائیے ملکہ بہار نے کیا کمال کیا اس زنگی کو میدان میں بھیجا آپکی دوالی امان کو
قتل کرنے جاتا ہے افراسیاب نے پلٹ کے دیکھا زانو پر ہاتھ مارا کہا ملکہ حیرت ملاحظہ کرو تمہاری بہن اب بڑی بیعت پر ہے موت آئی
دوالی امان امان سحر کو بھلا یا وہ آفت برپا ہوگی آج ایک کو زندہ نہ چھوڑیگی حیرت نے کہا میں نے چھوڑ دلا چار ہوں میں تیرے
نصیحت سمجھا اسکے خیال میں نہ آیا یہاں یہ باتیں ہو رہی ہیں بہار اپنے لشکر میں پہنچ چکیں کنیزیں بلائیں لے رہی ہیں کہ وہ زنگی
تاریک کے پاس پہنچا تاریک ان مسافروں کی کھانے میں مصروف تھی کہ پشت پر نعرہ ہوا او ساحرہ مکار ظالم آدم خوار ملکہ بہار نے انکو کہلا دیکھ تجھے بلا
لیتا ہوں غیرت کی سزا دیتا ہوں تاریک ساحرہ اسی مصیبت میں نگر مٹی ہاں ہاں کرنے لگی لیکن اس نے بڑھ کر سمجھ بلا اہل عطیہ ملکہ بہار کہہ کر پکارا
ہاتھ مارا تاریک غصے میں اٹھی زنگی کا ہاتھ تھام لیا قہر و غضب تمام ایک بالا خنجر مارا زنگی کا سر اڑ گیا چشم زدن میں جلکر خاک ہوا اسکو دیکھ کر ہی مقام
اٹھی آئی عاند بہار شعبدہ سازی نیرنگ بازی بادولت کے سامنے ہیچ ہوں نہ کہ سامری و جمشید کو مٹایا اسد غازی کو چیر
پھاڑ کر کھا گئی ہڈیاں تک چبا گئی آج تم سب کی قضا آئی ہے یہ کہتی ہوئی وہ دیوانی مثل فیل مست اپنے مقام سے اٹھی اور
لشکر میں ہلڑ ہوا الوداع یا اولاد زمان مہرخ بیچتے سرداران اسلام نے جو دیکھا کہ تاریک شکل کشش طرف ہمارے لشکر کے آتی ہے
بخوف جان بھاگنے لگے بعض یہ کہتے تھے کہ ملک الموت نے ادھر کا رخ کیا بہار نے آج سب کو قتل کرایا کوئی کہتا تھا چلکے افراسیاب
سے ملجائیں ہلکر اسکے قدم پر گریں شاید خطا معاف کرے ہمارا بادشاہ قدیمی ہے لیکن ثابت قدمان کوی محبت کا یہ قول ہے اللہ کر
جان جہ بیٹھے اس کافر کے سامنے جانا بہتر نہیں جس روز سے ملکہ مہرخ کا ساتھ دیا اپنے کو مردہ جان لیا وہ کارساز برحق خالق مطلق
مسبب الاسباب ہے کوئی سبب نجات کا پیدا کریگا اس ظالم آدمخوار کے ہاتھ سے بچا لیگا کیسی کیسی بلائیں نازل ہوئیں اس معبود نے بچا لیا
مشتعل جادو کی شمع حیات کے گل ہونے کی کسکو امید تھی خواجہ عمرو نے کس زور و شور سے مارا اس بدعت سے بچے

بعض بھاگے جاتے ہین تاریک شکل کش جھومتی ہوئی میدان کارزار مین پہونچی قصد ہی کہ حسبت کرون
لشکر مہرخ پر جاپڑون مہرخ نے جو اپنے لشکر مین ہنگامہ دیکھا گھبرا گئی پکار کر آواز دی یار وبسیم الدجین
صاحب کو جان کا خوف ہو نکل جائین اپنی جان بچائین ہم چند کس جان نثاران لشکر ظفر اثر اس ظالم کے
باپ سے لڑینگے اگر موت آئی ہی طعمہ دہن تاریک شکل کش مین اگر حیات باقی ہی کوئی ہمارا کچھ نہین کرسکتا
لیکن یار و اسوقت اپنے رب بے نیاز سے دعا کرو کیا عجب ہی کہ غیب سے مدد ہو یہ بار دہو یہ فرما کر
تاج سر سے اتار محتاج بدرگاہ قاضی الحاجات ہو کر دست دعا بلند کیے سب سردار شریک ہوئے
بخضوع و خشوع دعا کرنے لگے الطلسم

خدایا در رحمت بروی ما کی
تن گل را آب جان سرشتی
بہان خاکیم ما سشتہ ہوسناک
تو قدر عزت مہمان نگہدار
جگر را آب و دل را خون نماند
بعشق ایمان و جانم تازہ گردان
درافتد چون بدریاے کرم جوش
قلم بر نام جرم عفو در کش
فزون از دوزخ ست آن شرمساری
بجان بخشی صلاے عام دادی
کنون این جان بمہمان خانہ کست
چو مہمانان بعزت خوی کرد است
بامید کرمہاے کریمان

چو جان زالایش ہر جسم پاکے
ملایک در اعانت کرد تعلیم
کہ دست عزت بر وے بہشت از خاک
درآن ساعت کہ کار آید بآخر
و سے از زندگی افزون نماند
چو افتد کار با روز قیامت
گنہ یکبارہ کن بر ما فراموش
کہ با یاد گنہ لذت نماند
کہ جرم ما بروے ما نیاری
چو کردی از کرم سوجود ما را
چہ مہمان خوامش پر دانکست
فضولی گرچہ مہمان را کند خوار
عجب نبود فضولے ہاے مہمان

دران خاک از سعادت تخم کشتی
فرشتہ خاک را کردند تعظیم
اگرچہ خویش را کردیم خودخوار
نفسہا را استغفار آید بآخر
با پیانم بلند آوازہ گردان
برانداز از میان نام ندامت
ز رحمت خواہی از دلہاے ما خوش
بہشت است کین خجلت نماند
در ہستی بروے ما کشادی
نشاندی بخوان جود ما را
باین در از دو عالم روی کرد است
کرمی عزت مہمان نگہدار
لشکر ظفر اثر مین شور گریہ و زاری

عالم بیقراری ہر خرد و کلان در د بسند ملک الموت کا سا سنا تاریک شکل کش ابھر و غضب آتی ہی
زمین تھراتی ہی یکایک تیر دعاے مظلومان ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اڑی سب اسی جانب تکنے لگے
قریب آکر دامن گرد شگافتہ ہوا آگے آگے سو علم نشان لاکھ سواران جرار کا ہر علم پر صفت رب اکبر خالق

بحر و بر مرقوم آمد فوج ساحران کی دھوم جب علمدار سامنے سے گذر گئے بلور چہار دست باد
سے ست مرکب باد رفتار پر سوار سرداران صف شکن ہین و لیسار سلاح جنگ سے آراستہ قلب فوج
مین تخت یاقوت نگار اُسپر جمشید بن کوکب نامدار پہلوے تخت مین صفدر و صف شکن برہمن
رو مین تن صاحب جاہ و توقیر قوت بازوے کوکب روشنضمیر پشت پر فوج ظفر موج برہمن
نے لشکر کو ایک جانب روکا مرکب باد رفتار کو صف سے نکالا دیکھا لشکر مہرخ مین ہنگامہ
ہی کچھ لوگ بھاگے جاتے ہین ملکہ مہرخ سر برہنہ دعا کر رہی ہین میدان کارزار مین تاریک شکل کش
کھڑی ہوئی نعرے مار رہی ہی بہار کا نام لیکر پکار رہی ہی کبھی کہتی ہی او بہار تو نے غضب کیا مجھ رگ
باران دیدہ کو شعبدہ سحر دکھایا میرے غلام کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا اب جاکر باغ لشکر مین چھپی ہین
و مین آتی ہون میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی فریاد و الغیاث بکار ہر برہمن نے جو یہ کلمات مہارت
سنے تاب باقی نرہی مرکب باد رفتار سے کود پڑا قریب تخت ملکہ مہرخ آیا پایہ تخت کو بوسہ دیا عرض کی
شہنشاہ گیتی ستان اجازت میدان کارزار مرحمت ہو اس ملعونہ کو جاکر جواب دون یا سر اپنا فدیہ
حضور کے نثار کرون اسکی بدعت نے کلیجہ ہلا دیا کیسے کیسے ماہ رخسارون کو خاک مین ملا دیا ملعونہ
آدم خوار مکار غدار ملکہ مہرخ نے سر سینے سے لگایا فرمایا ای برہمن صف شکن یہ بلاے روزگار ہی
ساحری مین بہت ہوشیار ہی اسکا قتل ہونا بہت دشوار ہی مالک طلس گلگون پوش اتنا بڑا
ساحر نامی و نامدار اگر اس مکارہ سے لڑا سب طرح کے سحر کیے آخر کچھ نکر سکا زخمی ہوکر پلٹ گیا سامنے
لشکر اُسکا فروکش ہی راتون کو اُسکے خیمہ سے کراہنے کی آواز آتی ہی مشہور ہی تاریک نے ایسا سحر کیا
کہ کلیجہ اُسکا پھٹ گیا ایسا ہی کامل و اکمل تھا کہ جان بچا کر بھاگ گیا خواجہ نے اپنے دام مکر مین خیسار کھا ہی لکھا
بعد صحت تاریک سے لڑونگا آجتک اُٹھنے کے لائق نہین ہی بس مراد اس تقریر سے یہ ہی کہ تم جمشید
کیون ساتھ لاے ایسا نہو اُسکی صورت زیبا کو دیکھکر یہ بچہ جا پڑے جمشید پر دست انداز ہو بڑی بڑی
بدعتین کرتی ہی جوان کے گوشت کھانے پر مرتی ہی کیسے کیسے جوانان شیر دل کو کھا گئی صورتین اُنکی
کے نیچے پھرتی ہین تم لشکر کو لیکر پلٹ جاؤ جاکر ڈانڈے پر طلسم نور افشان کے فروکش ہو کوکب
بھی اطلاع کرو جب ہم یہان سے شکست کھائینگے تاپہ کوہ عقیق جانا دشوار ہی تمھارے ملک مین چلے آئینگے
ہر چند کہ یہ ملعونہ پیچھا نچھوڑیگی اور اسباب اُسکو لیکر وہان بھی آئیگا خیر جب تک جان بچے غنیمت ہی

کسکو مہلت ہی کیسے کیسے شاہان جلیل جنہون نے تمام عالم مین طبل یکتائی بجایا علم جہانگیری بلند کیا سرکشون کو مار اگرد سکہ اپنا جاری کیا آخر وہ سب کیا ہوے گردش فلک سے مثل نقش قدم مٹے اسی طرح ہمارا بھی وقت جاہ و جلال گذرا زمانہ زوال قریب آیا لیس ہمارے واسطے اپنی جان نہ دو اس کالی بلا کا مقابلہ نکرو ہرے خدا پلٹ جاؤ ان باتون پر ملکہ مہرخ کے برہمن زار زار مثل ابر بہار رویا کہا ای شہنشاہ لشکر اسلام ای مہرخ عالی مقام دل ہمارا نہین مانتا اپنو سر ہتیلی پر رکھکر آئے ہین بدعت اسکی نہین دیکھ سکتے بربادی پر اس باغ مہجران کی دل نگڑے ہوتا ہی رنگ رو بہار متغیر ہی نازنینان مہ جبین کو عالم یاس ہر وار بد حواس باوہ نہ ارشاد فرمائیے اجازت میدان کارزار دیجیے الیا نہو وہ صف لشکر پر آجاے میرے سامنے دو چار کو کہا جاے دیکھیے وہ چلی آتی ہی سرکشی دکھاتی ہی ملکہ مہرخ نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا بہار کی پریشانی کا یہ باعث ہی اسوقت میدان کارزار مین جاکر سحر کیا اُسکے غلام زنگی کو دیوانہ بنایا وہ غلام بد انجام بیقرار ہوکر غضب تاریک شکل کش پر جا پڑا بہار خوف سے تاریک کے بھاگ آئی گلشن لشکر مین آکر چھپی تاریک اپنے غلام کو مار کر جستجو ے بہار مین آتی ہی اسوجہ سے رنگ رو ے بہار گلعذار متغیر ہی ثابت قدم کو ے جرأت صاحب شوکت و لیاقت میدان کارزار سے پلٹ آنے کے حجاب سے رو رہی ہی دیکھو اشکون سے منہ دھو رہی ہی گلدستہ سحر نیرنگ تیار کیا ہی چاہتی ہی پھر مقابلہ تاریک مین جاؤن اس آدم خوار صحرا ے بدعت پر سحر کرون یہ سنکر برہمن طرف ملکہ کے پلٹا کہا ای بہار گلعذار تم اب اس جان نثار کا تماشا دیکھو جاکر اسکو سزا دیتا ہون انشاء اللہ سر لاکر اسکا تمہارے قدمون پر ڈال دونگا ہمکو بھی موت لیکر آئی ہی ہمارے سامنے میدان مین نجاؤ ہمارے واسطے دعا کرو یہ سنکر ملکہ بہار نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا ای برہمن روئین تن مین کبھی افراسیاب کے سامنے سے بھی نہین ہٹی لیکن اس آدمخوار کے خوف سے قلب تھرا گیا کیسی کیسی نازنینان مہ جبین کو اسنے چیر پھاڑ کر کھا لیا اُن سب کی یاد مین قلب سے دھوان نکل رہا ہی ایک استخوان مثل شمع کافوری جل رہا ہی آج یہ ملعونہ مجکو زندہ نچھوڑیگی حسرتین لیکر باغ عالم سے چلی مثل بوے گل برباد ہوئی ناشاد و نامراد ہوئی اس بیقراری مین بہار نے یہ اشعار عبرت آمیز سامنے برہمن کے پڑھے نظم

لب پہ وقت نزع آہو نکلے شرارے رہ گئے
چل چلے تھے منزل ہستی سے بارے رہ گئے
شکر ہی کرنے نپایا شانہ ان زلفون مین عنبر

اشک حسرت آکے مژگان کے کنارے رہ گئے
بالا مین کس طفل کا گذرا نہ منت کے طوق
چلتے چلتے ہی سر عاشق پہ آرے رہ گئے

صف مین کشتون کے ہم اے بسمل تمہارے رہ گئے
کانون پائے سنین پر گوشوارے رہ گئے
بزم خوبان اُسکے جانیسے ہی آنکھون مین سیاہ

ماہ کامل چھپگیا باقی ستارے رہگئے
آتش عشق اشک کے طوفان سے کب ٹھنڈی ہوئی
دیدۂ گریان مگر حسرت کے مارے رہگئے

پہونچے یاران عدم سب منزل مقصود پر
مر گئے مرنے ایک دو باقی شہرارے رہگئے

ہم سراہ عدم حسرت کے مارے
دین و ایمان جان و دل رعنائے سب ...

ان اشعار حسرت انگیز نے سب کے دل مضطرب کیے برہمن بہت رویا کہا

ملکہ بہار کیا مجال اُس بجیا کی کہ تمپر دست انداز ہوسکے تمھارے کلمات حسرت آیات نے کلیجہ کے ٹکڑے اڑا دیے ان باتون کے سننے کی اب تاب باقی نہین ہی سب برہمن کو روک رہے ہین برہمن نہین مانتا بکتا ہی بجیا نے پھر نعرہ کیا آواز دی ای مہرخ بہار کو میرے مقابلہ مین بھیج ورنہ وہین آتی ہون یہ نگوڑا برہمن بیچ مین دورسے آیا وہ کیون چھپا کھڑا ہی سامنے نہین آتا یہ سنکر برہمن نے ملکہ مہرخ سے دامن چھوڑا یا تیغ کاندھے پر رکھکر شیرانہ طرف میدان کارزار کے چلا اسوقت دونون لشکرون مین غریو برپا تھا شاہزادہ جمشید بن کوکب تخت سے کود کر دوڑا آواز دی استاد ٹھہر جائیے مجھے بھی کچھ عرض کرنا ہی برہمن ٹھہر گیا جمشید نے قریب آکر استاد کہکر برہمن کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے برہمن نے پیشانی پر بوسہ دیکر کہا ای نور نظر حقیقت مین ہم اپنے کو دہن اژدر مین گرانے جاتے ہین روح روان طلسم نور افشان کہلاتے ہین حقیقت بن مجرد ہفت بلا ہین لیکن اصل مین بلا ہی ہی انسان کو چیر پھاڑ کر کھاتی ہی خدا اسکی بدعت سے بچائے ای فرزند اگر یہ بلا ظالم پر غالب آئے تو پلٹ کر آتے ہین اگر ہم اسکے ہاتھ سے مارے جائین تو فوراً لشکر کو لیکر طرف طلسم نور افشان کے چلے جانا ہمارے شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے عرض کرنا کہ نمکخوار آپ پر نثار ہوا برائے خدا طلسم باطن مین چلے جائیے اس آدم خوار سے مقابلہ نہ کیجیے اسپر غالب ہونا محال ہی تاریک شکل کش مردمان عالم کی قتال ہی جمشید بن کوکب رونے لگا کہا استاد مین کیا منہ لیکر باپ کے سامنے جاؤنگا لڑ بھڑ کر اسی جگہ پر جان دونگا برہمن نے بتاکید کہا خبردار ہمارے کہنے کے خلاف نکرنا اب ہمارا ٹھہرنا مناسب نہین ہی جمشید روتا ہوا رہ گیا برہمن روئین تن بصد شوکت وجرأت سامنے تاریک کے پہونچا تاریک کی جو نگاہ برہمن روئین تن پر پڑی جھومنے لگی کہا ای برہمن تو کوکب روشنضمیر کا استاد مشہور ہی ہمکو بخوبی پہچانتا ہی مرتبہ کو بھی ہمارے جانتا ہی کیا اب کو سمجھا کے اور اسباب سے اصلاح نکرادی ملکہ بادولت کے مقابلے مین آیا ہی قضا تیری قریب ہی چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگی برہمن نے جواب دیا کہا کیا بیہودہ بکتی ہی یہ میدان کارزار ہی کچھ کمال دکھا تاریک نے غلام زنگی کو اشارہ کیا غلام زنگی جھومکر چلا برہمن نے آواز دی او تاریک اسقدر غرور ہی اس بجیا کو میرے مقابلے مین بھیجا ہی تاریک نے کچھ جواب ندیا غلام زنگی قریب برہمن کے پہونچا ہاتھ تلوار کا مارا برہمن نے بار ڈھال پر بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی

زنگی نے چاہا لپٹ پڑے برہمن نے ایک طمانچہ مارا زنگی زمین پر گرا برہمن نے چھاتی پر چڑھ کے سر اس مغرور خود سر کا
کھینچ کر سامنے تاریک کے پھینکدیا استادان سخنور نے داستان شوکت بیان کو اسطرح تحریر فرمایا ہے کہ تاریک نے
جب دھوئیں کی جانب دیکھا ایک غلام زنگی حاضر حاضر کہتا ہوا سامنے تاریک کے آیا تاریک نے برہمن پر اشارہ
کر دیا حبشی زنگی نے برہمن پر حملہ کیا برہمن نے کسی کو تلوار سے مارا کسیکو آتش قہر و غضب مین جلادیا کسی کو چیر کے
پھینکدیا اسطرح سات پتلے مارے گئے تاریک کی آنکھوں مین خون اتر آیا غصہ مین آکر ایک چیخ ماری زمین تھرائی
غبار زرد بلند ہوا نخل تھرا کر زمین پر گرے حیرت جادو نے افراسیاب سے کہا لو شہنشاہ غضب ہوا دائی اماں
کو غصہ آیا افراسیاب بھی مثل بید کے کانپنے لگا کہا اے ملکہ سامری جمشید خیر کرین اب برہمن کو قضا آئی یہ مغرور ہوا
دائی اماں کے مقابلہ کو آیا مثل مشہور ہے جب چیونٹی کی قضا آتی ہے پر پیدا کرتی ہے بقول شاعر مصرع صید را چون
اجل آید سوے صیاد رود تا بہ طلسم نور افشان صفائی ہے کوکب کو دربدر خاک بسر کردونگا قصر جمشیدی
لاشون سے بھر دونگا بڑے استاد جی نور افشان کہان گئے بہ قدر مشعل نور افشان نے بڑی کد کی عین وقت پر
ملکہ مہرخ کی مدد کی اب دولت خاموش ہو رہے یہی یقین تھا کہ دائی اماں آکر سبکو کھا لینگی کسی کو انکے دست
ظلم سے امان نہ ملیگی خود ہم دائی اماں کو لیکر تا بہ قصر نور افشان جائینگے اب مین کسی کا پاس نکرونگا لشکرون مین
بھی غل بلند ہے ہر خرد و کلان از پیر تا جوان صداے مہیب تاریک سنکر تھرا رہا ہے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ اب
قیامت آئی لیکن تاریک و برہمن مین بڑے زور شور سے سحر ہونے لگے جو سحر تاریک نے کیا برہمن نے رد کیا
بڑھکر سحر کرنے لگا چاہتا ہے تاریک مشکل کش پر جاوُن اس بلاے مہیب سے لپٹ جاوُن تاریک برہمن
کو اپنے قریب نہین آنے دیتی آتش خو شعلہ مزاج جب چیخ مارتی ہے خبردار کہکر للکارتی ہے منہ سے شعلے آگ کے
نکلتے ہین نخل صحرا مثل شجر چنار جلتے ہین منہ سے جو لعونہ کے دھوان نکلا ایک آسمان نو بنکر تیار ہوا برہمن پر
آگ برسنے لگی برہمن دریادل بے نظیر و کامل باران سحر برسا کر شعلہ ہاے آتش بجھاتا ہے اس ابر دھوان دھار مین
مثل برق چمک جاتا ہے ابر کو لخت لخت کیا دریاے آتش کو مٹایا لیکن تاریک نے دم لینا مشکل کر دیا دم بدم سحر
تازہ کرتی ہے برہمن ہر مرتبہ آواز دیتا ہے او تاریک قریب آکر وار کر مردان عالم سے آنکھین چار کر تاریک
نے غصے مین چادر سر سے اُتاری نام سامری جمشید کا لیکر برہمن پر پھینکی سب نے دیکھا وہ چادر ابر خونی بنکر
برہمن پر گری برہمن چھپگیا ہر سمت سے غل ہوا ملکہ تاریک برہمن پر غالب آئین لو صاحبو برہمن کا خاتمہ ہوا
لیکن بعد تھوڑی دیر کے اس ابر آتش فشان سے مثل آفتاب عالمتاب چمک کر نکلا تاریک پر گولہ فولادی مارا

تاریک کی پیشانی پر پڑا تاریک نے تین چرخ کھائے یقین تھا زمین پر گرے ایک چیخ ماری گود ہیکل لشکر جمشید پر
گر گئی سو جوانون کے سر پھٹ گئے بلور نے گھبرا کر لشکر ہٹا لیا سردار تھرانے لگے سیکڑون کو غش آ گئے ہر ایک کا یہی قول تھا
تاریک بلا سے بدتر ہے برہمن کے قتل کرنے میں کد ہے آج لشکر مہرخ بچیگا زوال مہرخ وغیرہ کے قریب آگیا الغرض

نہ بھول عیش پہ ہے ہو رو زوال فقط
زمانہ خواب ہے اور عمر ہے خیال فقط
کمال کہتے ہیں جسکو وہ ہے زوال فقط
شرف کا ماہ کے انجام ہے وبال فقط

لیکن برہمن شیرانہ مصروف جنگ و جدل ابر دیر پل سحر تاریک کے دفعہ کرکے
بڑھا تاریک چاہتی ہے یہ میرے قریب آئے خوب آگاہ ہو چکی کہ برہمن پایہ کمی کا نہین ضعفا چھپے ہی کار دسحر
پھینکا ماری شانہ برہمن کا نشانہ ہوا زخم کھا کر سیر ہوا جو بنسے لگا مست مے جرات صاحب شوکت لیاقت موزون
مزاج ساحران طلسم نور افشان کے سر کا تاج نشہ بادہ سحر سے مست مہرخ وغیرہ کا سرپرست کف منہ سے جاری
جوش جرات مین آواز دی او تاریک یہ انقلاب عالم ایجاد ہے فلک کج رفتار گردون غدار آمادہ بغض و عناد ہے یہ شعر
کسی شاعر کامل الفن نے کیا خوب نظم فرمائے ہین حاضرین وقت بگوش ہوش سماعت فرمائین لطف کلام اٹھائین نظم

طرفہ شوریست کہ در دور فلک می بینم
فتنہ و شر ز سما تا بہ سمک می بینم
سنگ اسود کہ بد اسنگ محک می بینم
شور و شر نیست چو در ذات نمک درد و ... می بینم
گشت برگشتہ و فاسد ہمہ عقاید در دین
قلب ارباب یقین قالب شک می بینم
روے آوردہ و محتاج نمک می بینم
بنجر وست مے عیش و خردمندان را
تحفہ باغ شد از لشکر صرصر تاراج
عوض سنبل و گل خار و خسک می بینم
سما از شعبدہ بازی فلک می بینم

حال حجاج بد و نیک با خر پیدا ست
ہر نمک خوار چرا کور نمک مے بینم
گردش چرخ نظر کن کہ سلیمان بر ...
بادہ خون جگر و دل جو گزک می بینم
سبب برہمی عالم و آدم رعنا

یہ اشعار عبرت آثار جو برہمن نامدار نے پکار کر پڑھے صاحبان دل نے
کلیجے تھام لیے ہر ایک یہی کہتا تھا یار حقیقت مین برہمن نامدار جوان بے نظیر مشیر خاص گو کب روشن ضمیر اس
گردش فلک پیر مین مبتلا ہے گھبرا رہا ہے اگر دوسرا اسکے مقام پر ہوتا سر پر ہاتھ دھر کے رو دیتا لیکن تاریک
ایسی ساحرہ سے کیا خوب لڑا آج میدان کارزار مین بڑا معرکہ پڑا زخم کھا چکا لیکن کچھ ہراس نہین اسوقت
ادھر نہین لیکن جب برہمن نے زخم کاری کھایا غصہ آیا تیغہ برق مثال کھینچا تاریک پر جا پڑا لیکن تاریک بڑی
تیز دست بادہ سحر سے مست پنجہ سحر کھینچا برہمن پر ہاتھ مارا برہمن زخمی ہو چکا تھا غصے مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک
طمانچہ تاریک کے منہ پر مارا تراقے کی آواز آئی یقین تھا سر تاریک کا اڑجائے لیکن اپنے منہ سے آف کہی برہمن کے ہاتھ
پر آبلہ پڑ گیا آہ منہ سے برہمن کے نکل گئی جسم سے چنگاریان نکلنے لگین ہڈیان جلنے لگین قریب تھا دو چار سحر سخت ہوئے تاریک نے

اب برہمن پر دباؤ ڈالا برہمن انتہا کا زخمی ہوا قوت سلب ہونے لگی ضعف نے زور ڈالا ہاتھ پانون مین رعشہ آیا
قلب تھرایا دیکھا سب نے برہمن چرخ کھا کر زمین پر گرا بیہوش ہوتے ہوتے یہ اشعار مصیبت آثار زبان سے نکلگئے نظم

گذرا ہی مرا نالہ دل چرخ کہن سے	تھا روح کا ہمدم نہ پھرا جا کے وطن سے	گھٹ گھٹ کے غم ہجر مین دم نکلا ہی تن سے
اب جان حزین چھوٹ گئی رنج و محن سے	پرواز مرا طائر جان کر گیا آخر	جھوکا جو چلا صرصر اندوہ کا سن سے

تاریک نے پانون برہمن کا تھام کر کھینچا طرف قصر آتش کے لیچلی اُسوقت لشکر دونکا گھبرایا جمشید و بلور مع لشکر
طرف صحرا کے بھاگے جان بچا کر نکلگئے لشکر مہرخ مین قیامت برپا ہوئی طرف بارگاہ کے خاک اڑاتی ہوئی بلبلی
ہر ایک یہی چاہتا تھا سوراخ مور و مار مین جا کر چھپین کسطرح اس ملعونہ سے جان بچائین مگر تاریک برہمن کو کھینچتی ہوئی اپنے
مقام پر آئی خستہ و شکستہ ہو چکی ہی برہمن کا طمانچہ جو گال پر پڑا ہی منہ سوجا ہوا عارض پر عارضا اسی غصے مین دونون پانو ان
برہمن کے تھام کر چیر ڈالا بھوکی ہو رہی تھی سر پر سینہ مارا ایک دانت تاریک کا ٹوٹ گیا اب جو دیکھا مٹی کا آدمی سر پتھر کا
اسیوجہ سے اسکا دانت ٹوٹا چیخنے لگی حیرت جادو تو بھاگ کر بارگاہ مین چلی آئی ہی خوف سے کانپ رہی ہی وزیر زادیون
سے کہتی ہی سامری جمشید اسکی بدعت سے بچائین دیکھو صاحبو غضب ہوا برہمن کو چیر پھاڑ کر کھا رہی ہی لیکن
افراسیاب جادو بیرون بارگاہ کھڑا ہوا خوشیان کر رہا تھا سردارون سے کہا لو صاحبو آج طلسم نور افشان کا خاتمہ ہوا
برہمن ایسا شخص مارا گیا کوکب سر پٹک کر مر جائیگا ایکایک تاریک کے چیخنے کی آواز آئی افراسیاب دوڑا پکار کر پوچھا دائی
امان خیر تو ہی دیکھا تاریک کے منہ سے خون بہ رہا ہی چیخین مار رہی ہی افراسیاب نے جو پوچھا تاریک نے تو کچھ جواب نہ دیا
لیکن آسمان پر برق چمکی آواز آئی سُن شہنشاہ نور افشان او تاریک تیری یہ مجال تھی کہ میرے فرزند کا گوشت کھانے
کچھ مزا اٹھایا گوشت کے بدلے پتھر چبایا مین نے پتلا مٹی کا تیرے واسطے ڈالدیا دیکھ برہمن کو لیے جاتا ہون خیر انشاء اللہ
سمجھونگا وہ برق چمککر غائب ہوئی تاریک نے قصد کیا تھا کہ نور افشان پر جا پڑون افراسیاب نے ہاتھ تھام لیا کہا
دائی امان جانے دیجیے اس بڈھے کا تعاقب نہ کیجیے تاریک نے کہا نگوڑے بڈھے کو بھی چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگی افراسیاب
نے ہاتھ نہ چھوڑا تاریک نے کہا نگوڑے مین بھوکی رہی جاتی ہون اتنی دیر لڑی پیٹ مین خاک اڑ رہی ہی صبح کی نہاری
ہضم ہو گئی نور افشان صدمہ عظیم دیگیا مگر سے برہمن کو لیگیا اسکے بدلے مین نے اگر کل اہالیان طلسم نور افشان
کو نہ قتل کیا تو مصاحب خاص سامری نکہنا اسوقت بہت بیقرار ہون منہ سے خون جاری ہی گال پر ایسا طمانچہ
برہمن نے مارا کہ قلب پر صدمہ عظیم پہونچا او افراسیاب اگر میری جگہ پر دوسرا ہوتا سر اڑ جاتا شعبدہ سحر سے
مین نے اپنے کو بچایا لیکن جلد مجھکو شراب پلا گزک منگا ورنہ اسوقت غصے مین تجھکو کھا جاؤنگی پیٹ مین آگ لگی ہی

یہ سنکے افراسیاب گھبرا گیا قرابہ شراب کا اٹھا کر تاریک کو دیا تجبیل اپنے لشکر سے دو جوان اٹھا لایا وہ بیچارے
غل مچاتے ہی رہے یارو ہمکو اس ظالم سے بچاؤ افسران فوج حیران حیران دیکھنے لگے کہ آخر افراسیاب نے ان
دونوں جوانوں کو لیجا کر سامنے تاریک کے ڈالدیا کہا لو دائی اماں یہ گزک حاضر ہے تاریک انکو چیر پھاڑ کر
کھانے لگی لشکر افراسیاب میں ایک غل بلند ہوا صدہا خوف جان سے بھاگنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا یارو
اس آدمخوار سے ساحری و حشمت بچائیں آخر کہاں بھاگ کے جائیں ہر وقت یہ ملعونہ درپے آزار ہے شہنشاہ خود ڈر سے
ہیں اپنے غصے میں کہا جلد گزک لاؤ ورنہ تجکو اور حیرت کو چیر پھاڑ کرکے کھا جاؤنگی شہنشاہ نے خوب غریبوں پر ہاتھ صاف
کیا کیا خوب انصاف کیا بعض نے کہا یارو آخر اس ظلم کا انتقام بھی ضرور ہوگا جسطرح عمرو نے مشعل لیکے آتش
سراج کو ٹھنڈا کیا انکی بھی تدبیر کریگا اور تاریک کے خون سے ہاتھ بھریگا بڑے بڑے ظالم گذر گئے آخر جسم [illegible]
مر گئے ضحاک بار دوش بادہ کبر و غرور سے مدہوش تھا دو آدمی روز بیگناہ مارے جاتے تھے مغز انکے ہر روز
وہ ماران سیاہ کھاتے تھے اس ظالم نے ہزار سال سلطنت کی خلق خدا پر خوب بدعت کی آخر انجام کیا ہوا
فریدون کے ہاتھ سے مارا گیا یہی اب آفتاب لب بام ہے ایک گردش فلکی میں کام تمام ہے جسکے سر میں غرور
ہے یہ ٹھوکریں کھائیگا عمرو فکر قتل میں مصروف ہے وہ ارسطو فطرت لقمان حکمت کوئی تدبیر کر رہا ہوگا لشکر
افراسیاب میں ہر ایک خرد و کلان ظلم تاریک سے بیقرار ہے حیرت و افراسیاب اسوقت بطور خوشامد خدمت
تاریک میں حاضر ہیں زمرد وزیری تاریک کی کر رہے ہیں لیکن نورافشان جادو برہمن روشن تن کو اس
حال زار میں لیکر قصر نورافشان میں آیا برہمن بیہوش تمام جسم پر پیچ تاریک سے آبلے پڑے ہوئے لالہ رخت [illegible]
آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دختران نورافشان روتی ہوئی تب انہیں پوچھا بابا جان
معرکہ کیا ہوا نورافشان نے کہا آج برہمن نے بڑی جرأت کی کہ تاریک ایسی ملعونہ سے سر میدان مقابلہ کیا
آخر وہ غالب آئی اگر چند ساعت اور نہ پہنچتا خاتمہ تھا چیر پھاڑ کر کھا جاتی مگر عمرو پھر پادہ کرگئی ایک بتلا اسکی صورت
کا ڈال آیا اسکو بچایا مگر افسوس ہے جان تو برہمن کی بچی مگر ہمت سے بیکار ہو گیا یہ کہکے نورافشان نے حلق میں
برہمن کے آب قیع [illegible] یا خمدوزی کے عرصہ [illegible] ازبعد برہمن کو ہوش آیا پریشان و مضطر آہ آہ کی صدا بلند کی
و درد مند کہا ہشیاد روح قالب خاکی میں بیچین ہے نورافشان نے برہمن کو گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا
اے فرزند خوشخو اے زینت پہلوئے گھر انشاءاللہ بدل و جان تیرا علاج کرونگا لیکن کیا کہوں منتشر بدحواس ہوں
تاریک کا اب علاج ہوگا تو آفت برپا ہوگی اگر ایکی مرتبہ اسنے طلسم میں [illegible] بچا لیا ایک زندہ نہ بچیگا اس سے کون مقابلہ کرے

ان اموات سے مہلت ملے تو غنچۂ آرزو کھلے یا تو مین بھی جاکر جان دونگا یا اس عزت کا بدلا لونگا تسکین دیکر بہمن کو اسکے قصر مین پہونچایا خادم چند متفکر مقرر کیے لیکن واضح رہے ناظرین والا مقام ہو کہ بہمن کا حال بہت ابتر ہی جہان آنکھ مین تاریک سے دل و جگر پھٹک گیا قوت اشتست و برخاست باقی نہ رہی انتہائی جفا سہی کہ وقت پر اسکا ذکر تحریر ہوگا نور افشان عالیشان بہمن کو پہونچا کے قصر نور افشان مین آیا آفتاب و ہلال نے عرض کی ای والد نامدار آپکا حکم ہو تو اسوقت مین جاکر شریک لشکر ملکہ مہرخ ہون اگر اسوقت مصیبت مین شرکت نہ کی لوگ کیا کہینگے ملکہ بران کی تمشیر زن کی بھی خبر لینا واجب و لازم ہو وہ کسی کے روکنے سے نہ رکینگی حقیقت مین آپکو پورا خیال ہی ہم پھر یہی دعا کرتی ہین کہ صاحبقران زمان طلسم ہوش ربا مین تشریف لائین طلسم ہوش ربا فتح ہو جسوقت یہ اخبار حسرت آثار گوش زد ہو گا ممکن ہی کہ وہ کبھی فوراً آجا پڑینگی خدا نخواستہ اگر انکے دشمنون پر کوئی افتاد پڑی غم نامدار کو کب عالی وقار یہ صدمۂ عظیم اٹھا سکینگے فوراً جان دینگے ای والد نامدار اگر بعد خرابی بسیار جان دی تو کیا لطف ملا لوگ کہینگے اپنے آقا کو قتل کرا یا مجبور ہو کر جان دی آبرو نہ بچی بس ہمارا جانا واجب و لازم ہو یہ کلمات حسرت آیات سنکر نور افشان نے دونون شاہزادیون کو گلے سے لگایا کہا ای نور نظر تم صاحب لیاقت و جرأت ہو تم سے اسطرح کی امید ہی لیکن اس لڑائی مین بھید ہی بران شمشیر زن کو کوکب روشن ضمیر نے مخفی کیا ہی گو خبر ان کو نہین پہونچتی خود کوکب حیران و پریشان سرگردان پھر رہا ہی کچھ خواجہ عمرو سے صلاح ہو گئی تھی نہین معلوم اسکا انجام کیا اب مین بھی اسی فکر مین جاتا ہون تم قصر نور افشان سے ہوشیار رہنا ہر طرح کے خیال ہین تمہاری حفاظت کے واسطے یہان رہنا بہت بہتر ہی اگر کوئی ضرورت ہوگی تمکو خبر دینگے نور افشان جادو نے کوشا کھولا اک غنچہ بہق شال نکالا اسکو قبضے مین کیا ایک طاؤس زرین بال سحر سے بنایا اسپر سوار ہو کر نور افشان جادو فکر تاریک مین لعبد شدومد روانہ ہوا اسکا ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا یہ بھی واضح رہے ناظرین والا مقام ہو کہ ملکہ اطلس گلگون پوش اپنی بارگاہ مین فروکش ہی ہر وقت اسکو یہی انتظار ہی کہ خواجہ عمرو میری معشوقہ لینے گئے ہین پوچھا کرتا ہی ابھی میرا دوست صادق یار موافق کوہ سے محبوب سے واپس نہین آیا زخمونکا بھی علاج ہو رہا ہی تاریک شکل کش کے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا دوسرا مقدمہ بھی خیال مین ہے کہ شہرہ فیلسر لعبد کر و فر تعاقب مین گیا ہان اژدر سوار کے چلا آتا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی جاکر افراسیاب نمکحرام کو مارون اپنے بادشاہ عالیجاہ شہنشاہ لاچین کو قید سے رہا کرون غضب کلیجہ ٹھنڈا ہوا اس نمکحرام کیا بان نے غضب کیا میرے بھائی لوح دار طلسم ہوش ربا صاحبقران فتنۂ فیلسر

کو بظلم و بدعت قتل کیا شہنشاہ لاجین کو مکر سے پکڑ لیا سالہا سال گذرے ہمکو خبر ہوئی اب شیوہ نکو…
یہ ہی کہ جاکر انکے دشمنون کو مثل نقش قدم مٹاوین ان سرکشون کو سحر سے دیوانہ بناوین ساتھ والے جھوم ر…
قبضۂ شمشیر کے چوم رہے ہین عرض کرتے ہین ای سردار نامدار ای شہرۂ عالم تو قار خون کے دریا بہا دینگے…
کی بندشین باندھ لائینگے اس جوش و خروش مین یہ لشکر بھی اسی جانب آتا ہی انکا بھی حال تحریر ہوگا ان کل…
مقدمات کو ناظرین والا تمکین خیال مین رکھین

دو کلمۂ داستان شوکت و عبرت عنوان اول عیاری خواجہ عمرو نامدار و حیلالت مہتر قران عالی…
و ذکر جنگ مغلوبہ و آمد شہنشاہ والاشان و عیاری مہتر والا گہر یعنی چالاک بن عمرو و جہا…
ملک اطلس گلگون پوش و شہرہ فیلسر و دیگر حالات متعلق داستان ہذا عجب داستان نیرنگ خوش آہنگ سینے…

ز برق حادثہ آتش بہ خرمن افتادست — تمام گلشن آفاق دام صیاد است
بعیش کوش اجل خرچتے اگر دادست — بیا کہ قصر عمل سخت سست بنیاد است
بیار بادہ کہ بنیاد عمر برباد است

بھرا ہوا ہی دورنگی سے باغ ہست و بود — جو راست پوچھو تو یکرنگ لوگ ہین معدود
غرض عوام سے کیا اہل دل سے ہی مقصود — غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود
ہر چہ رنگ تعلق پذیرد آزاد است

گناہگار ہون پر زیر پا ہی راہ ثواب — عجب سانحہ شب کا سناؤن ای احباب
کل ایک خضر منش سے رہے سوال و جواب — چہ گویمت کہ بہ میخانہ دوش مست خراب
سروش عالم غیبم چہ مژدہا دادست

کہا یہ اسنے سن ای مرد نیک کوتہ بین — ترا مقام ہی درگاہ حق مین علیین
بہ میکدہ ہی خرابات و قابل نفرین — تو ہی بلند نظر شاہباز سدرہ نشین
نشیمن تو نہ این کنج محنت آباد ست

جو مصیفر ہین ارواح تیری یا تو فقیر — وہ تجکو دیکھے ہوتے ہین دلین لبس اللہ اکبر
تو کان دھر کے ذرا سن تو انکی کچھ تقریر — ترا ز کنگرۂ عرش مینر نند صفیر
ندامت کہ درین دام گہ چہ افتاد ست

بعین خواب مرے دل پہ گرد تھی افکار
کہ نیند آتے ہی دیکھا بزرگ اک دیندار
براہ لطف لگا کرنے مجھسے یہ گفتار
نصیحتے کنمت یادگیر و در عمل آر
کہ این حدیث ز پیر طریقتم یاد است

یہان جو شاد ہی انجام کو وہ ہی ناشاد
طلسم سان ہی یہ نیرنگ عالم ایجاد
زمانہ دیدہ ہون رکھ میری یہ نصیحت یاد
مجو درستی عہد از جہان سست نہاد
کہ این عجوزہ عروس ہزار داماد است

تمال اسکا ہی اول تو مثل شیر و شکر
مآل کار ہی لیکن بشر کے حق مین ضرر
ملا ہی زہر ہلاہل نبات کے اندر
فریب شیوہ حسن از جہان پیر مخور
کہ ہر کہ کرد لبوے اختلاط ناشاد است

یہ کارخانۂ ہستی ہی محض بے بنیاد
غم و الم مین نہ عمر عزیز کر برباد
کہا یہ مان لے ہرگز نہ دل مین ہو ناشاد
غم جہان مخور و پند من مبر از یاد
کہ این لطیفۂ عشقم ز رہروے یاد است

وہ بیخبر ہی جو مجبور بندے کو ٹھہرائے
وہ بیخبر ہی جو مختار نیک و بد فرمائے
بجا ہی مخبر صادق کی اس حدیث پہ رائے
رضا بدہ بقضا و ز جبین گرہ بگشائے
کہ بر من و تو در اختیار نگشاد است

خزان سے گلشن ایجاد مین پڑا ہی غُل
لبان غنچۂ دل افسردہ لوگ ہین بالکل
صدائے کوس سفر شیشے کی ہر یان قلقل
نشان عہد و وفا نیست در تبسم گل
بنال بلبل عاشق کہ جائے فریاد است

سہنین زمانہ مین شیرین سخن مگر حافظ
جہان مین صورت رعنا ہی نامور حافظ
بجا ہی شعر کا کرتا ہی فخر گر حافظ
حسد چہ میبری ای سست نظم بر حافظ
قبول خاطر و لطف سخن خداداد است

چہرہ محرران جادو نقر برد کاتبان اخبار دلپذیر بسطر تحریر حالات حیرت آیات جنگ سحر و ساحری مین مصروف ہوتے ہین شعر واقفانے کہ در سخن فرد اند بشرح این داستان چنین کردند ہ استادان سخنوران نے اس داستان

حیرت بیان کو نہایت تکلف سے آراستہ کیا ہی حقیر پر تقصیر مصنف ہیچمدان نے ان مقامات کو خون جگر کھا کر تدبیر و بہ تقریر دلپذیر بہ نہایت تکلفات سے تصنیف کیا نکتہ شناسان بلند بین فن ناظران فصاحت آئین الفاظ لفظ اس داستان حیرت عنوان کو ملاحظہ فرما کر مصنف کو خلعت تحسین و آفرین سے مخلع کریں و دامن مراد گلہائے توصیف و تعریف سے بھریں بعجز و انکسار تمام ایک مطلع اور ایک شعر اس مقام پر تصنیف کر کے درج کیا ہی کے مضمون پر کاربند ہونا مناسب ہی مطلع و شعر مصنف

نگہ ترچھی بظاہر گرم جوشی | ہی عین مصلحت تیری خموشی | نہ کر پردہ دری دشمن ہوا دوست

ہیں بر میں لباس عیب پوشی | واضح ہوا حسب قسمت میدان کارزار میں برہمن صف شکن بظاہر ...

تاریک مشکل کش کے سپاہ گلشن جنان ہوا جمشید و بلور مع لشکر تاریک سے جان بچا کر طرف صحرا کے بھاگ گئے درہ ہائے کوہ میں مخفی ہوئے ملکہ مہرخ اپنی بارگاہ میں آ کر چھپیں افراسیاب و حیرت جادو تاریک کو ساتھ لیکر اسی مکان میں آئے ایک جوان زنگی بطور نگاہبان در قصر و خانہ پر مستقر کر دیا افراسیاب و حیرت بیٹھے شراب پلا رہے ہیں چونکہ تاریک بھی زخمی ہوئی ہی بہلا رہے ہیں مہرخ وغیرہ کا قصد ہی کہ یہاں سے بھاگ جائیں ایسا نہو تاریک پھر آ پڑے اس آدمخوار سے کون لڑے لیکن اول ان اول حال مہتر قران نامدار تحریر ہوتا ہی کہ جب یہ کیفیت برق فرنگی نے مہتر قران سے آکر کہی مہتر قران نے پوچھا ای برق برہمن کو تاریک نے مار ڈالا برق تڑپ گیا کہا خلیفہ صاحب کیا عرض کروں برہمن اس زور شور سے لڑا کہ تاریک گھبرا گئی لیکن انجام میں کچھ نہو سکا برہمن بیہوش ہو کر گرا تاریک چیر پھاڑ کر کھا گئی جمشید و بلور بدحواس ہو کر بھاگے لشکر مہرخ میں قیامت برپا ہی اب لشکر کا پانون نہ تھا خلیفہ صاحب جلد کچھ تدبیر کرو فکر قتل تاریک میں آمر بر کرو قران نے یہ حال پر ملال سنکر سر جھکا لیا آنکھوں میں آنسو بھر آئے کہا ای برق بڑی خرابی ہی ذہن میں نہیں آتا کیا عیاری کریں اول میں خواجہ نامہ دار افراسیاب بنا گئے اسکو بیہوشی کے جام پلائے وہ بیہوش نہوئی بلکہ یہ کہا کہ تیرے ہاتھ کی شراب میں تلخی ہی یہ نسخہ مجکو بتا دے پھر بتلاؤ ہم کیا تدبیر کریں سوائے بیہوشی پلانے کے اور کیا کر سکتے علاوہ ازین اسنے سحر سے قصر آتش بنایا ہی اسمین رہتی ہی وہاں پہونچنا دشوار ہی اگر کسی بارگاہ میں ہوتی کسیکی صورت نکلے جاتے جان دیکر ایک بغدا لگاتے اگر اثر ضرب ہوتی سر اڑ جاتا ورنہ لڑکر جان دیتے اب کیا کریں تاریک روسیاہ تک کیونکر پہونچیں برق نے کہا خلیفہ صاحب اگر میرے ذہن میں کوئی تدبیر ہوتی فوراً جا کر تا اب آپ کچھ فکر کریں استاد کو تلاش کیا

کئی دن سے انکا پتا نہیں شاید معرکہ برہمن سے وہ آگاہ نہیں ہوئے یا مخفی ہوکر ملاحظہ فرمایا ہو اس ہنگامہ مین ہر ایک خرد و کلان حیران و پریشان ہی فلک پُرآزار ساحرہ مکار غدار جہان دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ لیکن اب تساہل و تامل مناسب نہین ہی جو کچھ ہوسکے فوراً تدبیر ہو قران و برق عرصہ دراز تک ایسی ایسی صلاح مین کلام کیا کیے جب کوئی بات قرار نپائی مجبور ہوکر قران نے کہا ای برق حقیقت مین عیاری تو نہ چلیگی اب باغ عالم مین شاخ تمنا نہ پھولیگی نہ پھلیگی لیکن بغیر جرأت دستگیر ہی بس جان دینے کی یہ معقول تدبیر ہی کہ شاید تمکو بھی یاد ہوگا ملکہ ارزان جادو نازنین خوشخو افراسیاب کی بھانجی اسی زمانے مین میرے مقابل ملکہ بہار آتی تھی دونون گلعذارون مین خوب خوب سحر ہوئے کیسے کیسے باغ سحر و ساحری بنائے مجکو اسکی صورت زیبا یہانتک پسند آئی دلمین جو آیا تو اسکی تصویر کھینچلی اُسکو سنا ہی تاریک شکل کش بھی بہت عزیز رکھتی ہی بس یہ ارادہ ہی کہ تمکو اسکی شکل بنا کرلے چلین ہم ایک غلام ترکی صورت بنین سامنے تاریک شکل کش کے پہونچین تمکو سکھلانا کیا ہی خود طرار و فرار ہو مکار و غدار ہو ناز و ادا کی باتین کرنا ایک لغدہ مین مارونگا اگر پورا پڑگیا تو خاتمہ ہی جو تمسے ہوسکے حلقہ ہاے کمند یا وار خنجر کا کرنا اگر نہوسکے تماشہ دیکھنا اس آدمخوار کی چھاتی پر چڑھ بیٹھونگا پسلیان توڑ ڈالونگا اگر لغدے نے تاثیر نہ کی یہ تو ظاہر ہی کہ دہن اژدر مین جاتے ہین ہر وقت افراسیاب حیرت بھی اسکی خوشامد مین مصروف رہتے ہین اگر پنجہ قابض ہوا ایک وار افراسیاب پر بھی کرینگے ایک ہلکی سی ٹھوکر حیرت پر بھی پڑے شاید کوئی مطلب نکل آئے ورنہ اپنی جان دین تاراجی باغ پر بہار نہ دیکھین برق بھی تڑپ گیا کہا خلیفہ بات تو خوب ہی یہ عیاری دلکو مرغوب ہی لیکن تاریک وہ آفت زمانہ ہی کہ جسکا مثل ممکن نہین برائے جانبازی حاضر ہین جسطرح مزاج مین آئے قران نے فوراً تصویر دلپذیر ارزان جادو اپنے پاس سے نکالی برق نے زنگ روغن عیاری کا نکالا زنانہ جوڑا زیب جسم کیا زلفونکو پیچ و تاب دیا صورت ارزان جادو کی بنائی مہتر قران نے دیکھا حقیقت مین ایسی صورت برق بنا ہی کہ اگر ارزان کے ماں باپ بھی آئین اور بہ نگاہ غور دیکھین کسی طرح نہ پہچانین مہتر قران ایک غلام ترکی کی صورت بنکر تیار ہوے سپاہی وضع زخم کھائے ہوئے مانکو کے جابجا نشان جرأت و شوکت کی آن بان تیغہ برق تاب کاندھے پر رکھا سپر پشت پر بغداز زیب کمر اب قصد ہوا کہ برق کو ساتھ لیکر قصر تاریک کے اندر چلین جا کر اس سیاہ رو کو مارین یا اپنی جان دین چند قدم چلے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی ای برادر ٹھہر جاؤ قدم آگے نہ بڑھاؤ ہم بھی آ پہونچے یہ آواز سنکر مہتر قران و برق گھبرا گئے کہ خداوندا یہ کیا معرکہ ہوا

صورت مین ہمکو کیونکر پہچانا کوئی شعبدہ افراسیاب نہو قصد ہوا کہ کلجائین لیکن نور افشان قریب آگئے تھے بہ محبت آواز دی ای قران و برق نہ گھبراؤ جو ظاہر مین صورت ہی وہی سیرت ہی جان نثاران لشکر اسلام سے ہین جو تمھارا قصد ہی وہ ہمارا ابھی ارادہ ہی یہ خیر خواہ جان دینے پر آمادہ ہی مکر نہ جانو اپنے دوست صادق کو پہچانو یہ کہکر نور افشان قریب آیا مہتر قران کا ہاتھ تھام لیا برق سے چشمک کر کے کہا ای شاگرد رشید مہتر اتفاق ماشاء اللہ کیا کہنا اگر مین نہ آجاتا تم دونون جا کر مارے جاتے ہر چند کہ بڑے جانباز انتہا کے سرفروش ہو لیکن قتل تاریک بہت مشکل ہی ساحرہ عاقل و کامل ہی اب مہتر قران کو یقین کامل ہوا کہ نور افشان عالیوقار ہی لپٹ کے خوب روئے نور افشان کے بھی اشک حسرت جاری ہوئے کہا ای عیاران نامی وای جان نثاران گرامی اس درۂ کوہ مین چلو ہم تم بیٹھکر صلاح کرین شاید کوئی صورت معقول نکل آئے دل تردد منزل تسکین پائے مہتر قران و برق فرنگی و نور افشان جادو ایک درۂ کوہ مین آکر بیٹھے انجمن مشاورت کو منعقد کیا کلام ہونے لگے شمع رای روشن کی لیکن چراغ عقل گل ہین مرنے پر لو لگی ہی شمع حیات جھلملا رہی ہی برق کا تڑپنا مہتر قران کا ٹھہر کنا نور افشان کا تسکین دینا اور کہنا کہ ای عیاران نامدار و ای طراران عالی وقار نہ گھبراؤ پروردگار رحیم و کریم ہی سمیع و علیم ہی بقول شاعر شعر مشکلے نیست کہ آسان نشود مرد باید کہ ہراسان نشود برق نے تڑپکر کہا استاد قتل تاریک نا ممکن ہی ہم و خلیفہ جان دینے جاتے ہین تمنے ہمکو ناحق روکا مرنے والونکو کیون ٹوکا جو کچھ خلیفہ نے سوچا ہی وہی بہتر ہی بصورت ارمان جادو ہم جاتے ہین تاریک ضرور بلا لیگی اندر پہونچتے پہونچتے اپنا کام کر لینگے انشاء اللہ اسکو مار کر مرینگے اپنے سرداران کی وہ مصیبت دیکھی ہی کہ روح قالب مین تڑپتی ہی اپنے پروردگار سے کہتے ہین کاش بطن مادر سے نہ پیدا ہوتے ہر وقت حیران و پریشان ہین یہ اشعار رعنا ورد زبان ہین نظم

دل کو میرے خمخانہ بنایا ہوتا
اس سے بہتر تھا کہ دیوانہ بنایا ہوتا
گر سلیمان حشم مجکو دیا تھا تو نے
تو مجھے شوق سے پروانہ بنایا ہوتا
خاکساری مجھے ملتی تو بڑی رفعت تھی
دل کی اقلیم کو ویرانہ بنایا ہوتا

کاسۂ سر کو بھی پیمانہ بنایا ہوتا
کاش ہوتین صدف دُر مری چشم گریان
خانۂ دل کو پریخانہ بنایا ہوتا
تیرہ بختی کا جو قسمت مین لکھا تھا شیوہ
کاش خاک در جانانہ بنایا ہوتا
غم دوری ہی انگشت بدندان رعنا

ہون فقط عشق کی افراط سے شیدا یارب
دانۂ اشک کو دردانہ بنایا ہوتا
آتش غم سے جلاتا ہی اگر تھا منظور
کاش خال رخ جانانہ بنایا ہوتا
اس غم آباد سے بہتر تھا کہ ای رب جہان
غم نہ تھا حال جو مستانہ بنایا ہوتا

یہ اشعار حیرت آمیز عبرت انگیز تڑپ تڑپ کر پڑھے نور افشان بھی بیقرار ہوکر رونے لگے کہا ای برق و قران
ہمین تمسے زیادہ ملال ہے بربادی لشکر کا خیال ہے مین بھی اسی فکر مین نکلا ہون کہ کوئی تدبیر کرون بڑا کمال
یہ کیا کہ تیغہ نور افشانی لیکر آیا اس تیغہ جوہردار کا نکالنا مناسب نہ تھا نجومیون نے صاف صاف لکھا ہے
کہ جب اسد نامدار کو لوح طلسم ہوشربا حاصل ہو تب یہ تیغہ قبضے مین طلسم کشا کے رہے اسی تیغہ
سے افراسیاب قتل ہوگا لیکن یہ بھی تحریر ہے معقول تدبیر ہے کہ جسکے قبضے مین یہ تیغہ آبدار ہوگا اوسپر کسی کا
سحر تاثیر نکریگا اسواسطے مین اسکو نکال لایا قصد تھا کہ خود جاکر تاریک سے لڑون لیکن مین اور تدبیر کرونگا
اور طور سے اسکو وقت پر پہونچاؤنگا ای مہتر قران ای نظر کردہ بزرگان یہ تیغ بے پناہ تمھارے دست
زبردست کے قابل ہے اگر فضل الہی شامل ہے تمھارا ہاتھ تاریک پر پڑ گیا ضرور اس روسیاہ کے دو پرکالے
ہونگے ہم بھی اگر سحر کرینگے شاید یہ تدبیر راست آئے یہ سنکر مہتر قران کا چہرہ خوشی سے سرخ ہوگیا کہا ای نور افشان
نامدار ساحر عالیوقار بخدا اگر سحر نے مجھپر تاثیر نہ کی اس آدمخوار کو گھس کر نہ مارا تو اپنا نام مہتر قران نہ پایا مین
دو دالون سے ماش کے ڈرتا ہون جہان ساحر نے ہونٹھ ہلائے چھو کر دیا اچھو ہوگیا ہاتھ پانون بیکار ہوئے
اگر ستم وقت ہین تو مجبور و ناچار ہوئے آجتک اس ہوشربا مین بڑے بڑے ساحرون کو مارا بعض کو ہر
میدان للکارا مگر یہی خوف رہتا ہے کہ گرفتار نہو جائین جب یہ یقین ہوا کہ سحر تاثیر نکریگا گھس گھس کر لڑینگے
خوب معرکہ پڑینگے تیر تفنگ سے کیا خوف ہے گرز و تلوار سے کیا ڈر اگر مارے گئے نام ہوا سرخ رو ہوکر دنیا سے
اٹھے بہادرون مین سور کہلائے دشمنون کے دلمین ناسور پڑے یہی دلمین خواہش ہے ہر وقت کاوش ہے
لڑ بھڑ کر مرین فرد غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار مین نام مرقوم ہو تمام عالم مین جرأت کی دھوم ہو
جبدن سے اس طلسم مین داخلہ ہوا ہر وقت یہی تردد رہا کہ پروردگار ساحران غدار سے بچائے ہاتھ نہ باندھا جائے
ای نور افشان ذیشان بسم اللہ تیغہ مجکو مرحمت فرمائیے آپ طرف طلسم نور افشان کے جائیے اب ہم سمجھ
لینگے نور افشان نے کہا ای مہتر والا گہر اسپر ناز نکرو کہ ہم جاتے ہی تاریک کو مار لینگے وہ ملعونہ ہمہ دان
ہمہ گیر کامل و اکمل صاحب تدبیر ہے دیکھتے ہی اس تیغہ کو پہچان لیگی تمکو اپنے قریب نہ آنے دیگی لشکر افراسیاب
بیحساب ہے قیامت برپا ہوگی لاکھون ساحر تمکو گھیر لینگے غیر ساحرونکے بلوے ہونگے افراسیاب بھی الگ
الگ لڑیگا اور تاریک جس وقت آگاہ ہوگی تمھارے سایہ سے مثل آہوے وحشی رم کریگی آسمان پر چلی گئی غیر ساحر اس تک
کیونکر پہونچینگے اگر دو ساحر دس پانچ ہزار قتل کیے تو کیا قران نے کہا خدا مالک ہے اب آپ بسم اللہ کر کے

تیغہ نورافشانی مجکو مرحمت فرمایئے انشاء اللہ ملاحظہ کیجیے گا کہ کیا گذری نورافشان جادو نے تیغہ مہتر قران نامدار کو دیا اور کہا پروردگار تمکو مظفر و منصور کرے اس بلاے سیاہ سے بچائے یہ کہکر نورافشان اپنے کو ہتیار سحر سے آراستہ کر کے ایک جانب روانہ ہوا قران و برق فرنگی بصورت بلاے مذکور طرف تاریک کے چلے انکا حال حیرت مآل وقت پر تحریر ہوگا لیکن یہان لشکر مہرخ مین ہنگامہ عظیم برپا ہی ہزارہا ملازم و غیرہ از قتل نامداران لشکر بھاگ گئے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اب تاریک کے ہاتھ سے جانبر ہونا دشوار ہی یارو ہمہمہ رو ئین تن کس و رشور سے لڑا آخر سیار گلشن جنان ہوا ورکسیکی کیا حقیقت ہی کہ اس بلاے سیاہ کے سامنے جاے پاس سے آنکھ ملاے مصاحب سلطانی بانی بناے رکن ساحری ملکہ مہرخ نے جو ہنگامہ سنا بارگاہ سے باہر نکل آئین چند سردار و غمازیان شہور شعار سایہ سان ملکہ کے ساتھ ہین ملکہ نے بہ آواز بلند پکار کر کہا صاحبو جانیوالون کو نہ روکو بندگان خدا بچ جائین اس بلاے ناگہانی سے نجات پائین اگر خدا ہمکو فتح دیگا پھر سرفراز کرینگے ہم ان صاحبو نکی محبت پر ناز کرینگے ہمارا وقت زوال ہی سب کی جان کا ہمکو خیال ہی ہزار قدم نہ ہٹیگا انشاء اللہ اس میدان کارزار مین دریاے خون بہیگا اہالیان لشکر نے جو ملکہ مہرخ سے ایسے کلمات حسرت انگیز سنے روتے پیٹتے خیمون سے نکل آئے قدمون سے ملکہ مہرخ کے لپٹ گئے بیقرار ہوکر روئے عرض کی ای شہنشاہ عادل ای کامل و عاقل ہم آپ سے پیشتر جان دینگے مجبور یہ ہین کہ ہمارا سحر اسپر تاثیر نہین کرتا لیکن آپکے ساتھ سے قدم نہ ہٹائینگے حضور کو چھوڑ کر کہان جائینگے جو بھاگ گئے چلے جائین کیا پرواہ ہی ہمنے اہل و عیال سب آپ پر نثار کیے جان و مال سب تصدق کرینگے نمک حلالی یہ ہی کہ سامنے حضور کے مرینگے ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا خدا تم سب صاحبو نکو سلامت رکھے تم سب صاحبون سے سب طرح کی امید ہی کیسے کیسے سرفروش مارے گئے دل پر داغ ہین بقول شاعر مطلع ہون وہ واماندہ نشان ہمرہان ملتا نہین ہر کاروان کیسا غبار کاروان ملتا نہین پہلو مین بہار جادو موجود ہی ملکہ نے جو یہ مطلع پڑھا بہار کے آنکھون سے آنسو جاری ہوئے بادشاہ جمجاہ کا خیال ہی ہر وقت جدائی کا ملال ہی دل تڑپگیا چہرہ پر ہوائیان اڑنے لگین بیساختہ یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

بے یار کسطرح نہ نظر آئے گھر اداس
آتا ہی کچھ ادھر سے مرا نامہ بر اداس
اندھیر ہو نہ آئے شب غم بھی کوئی
جلتا ہی شام ہی سے چراغ قمر اداس

وحشت ہو کیون نہ دیکھکے دیوار و در اداس
کیا آج یاس ہو گئی تاثیر گریہ سے
ہمسے زیادہ شمع رہی رات بھر اداس
تڑپا رہی ہین دلکو اگر اسکی شوخیان

کیا جانے کیا جواب خط شوق کا ملا
یون تجکو دیکھنے تھے نہ ای چشم تر اداس
دکھین دکھائے آج شب انتظار کیا
پھر کیون ہی میری آہ کا رنگ اثر اداس

نکلا تھا لیکے جسکو ترا شوق جستجو
بیٹھے اداس بزم مین اور اسقدر اداس
محفل کا عاشقونکے بھی ہر رنگ دیدنی
ایک ایک بات رکھتی ہر وہ و وہ پہلو اداس
ساری جلال بھول گئے اپنی شوخیان

آئی ہر بھر کے آنکھ مین کیا وہ نظر اداس
ادل تو دیکھین صبح شب وصل یار ہم
کوئی ادھر اداس ہر کوئی ادھر اداس
اظہار درد کون کرے آہ و نالہ کون
افسردہ یون ہوئے وہ مجھے دیکھ کر اداس

بیتاب ہو کچھ کسی سے کہدر کہ تمسا شوخ
پھر ای فلک سحر بھی تو ایسی سحر اداس
سب چھپے بھلائے ہین اسکی ہاے و فے
ہم چپ ہین دل ستم زدہ ساکت جگر اداس
بہار نے جو غنچہ دہن سے گلہ کری

فرمائی ہر ایک کے دل مین خار الم کھٹکا گل سے چہرے کمھلا گئے نرگسی آنکھون مین آنسو بھر آئے شور گریہ وزاری بلند ہوا لشکر لعل افشر مہرخ مین یہ قیامت ہر تاریک شکل کش کی یہ کیفیت ہر ناظرین آگاہ ہونگے تحریر کر چکا ہون کہ تاریک جو ہاتھ سے برہمن کے زخمی ہو کر آئی افراسیاب جادو و حیرت خوش خوش بیٹھے ہوئے پیکو شراب پلا رہے ہین زخمون مین ٹانکے دیئے دو آدمی بیگناہ لا کر سامنے اس ملعونہ کے ڈالدیے چیر پھاڑ کر کھا رہی ہر دو یہ کہتی جاتی ہر ای افراسیاب تیری محبت مین مین نے اپنا مکان قدیم چھوڑا محبت سے سامری کے منھ موڑا اب تیری عملداری تمام عالم مین قایم کردونگی لاشہ ہاے باغیان سے کوہ و دشت بھر دونگی افراسیاب جادو خوش بیٹھا ہی حیرت جادو عرض کرتی ہر دائی امان سامری جمشید نے بڑی خیر کی بہن میری بہار جادو بجلی برہمن آکر قتل ہاش ہوا طلسم نور افشان کا چراغ گل ہو گیا اب اگر وہ سامنے بھی آئے خیال رکھیے گا اسکی سرکشی پر غصہ نہ آئے بسہولیت گرفتار کر کے میرے سپرد فرمایئے گا مین خدمت مین والد نامدار حیات عالیوقار کے بھیجدونگی باپکو دیکھکر شرم آئیگی کچھ نہ کہسکیگی اسکا قتل میرا باعث بدنامی ہر حقیقت مین بڑی ناکامی ہر کہ مین بعہدہ سلطنت رہون بہن میری قتل ہو جاے تمام اہالیان طلسم ہوشربا طعن کرینگے دامن ناکامی گل تشنیع سے بھر دینگے مین کس کس کو جواب دونگی یہ بخوبی ظاہر ہر کہ اسکی سرکشی انتہا کی ہر لیکن بموجب مثل از خوردان خطا و از بزرگان عطا واجب و لازم ہر تاریک نے کہا ای حیرت گھبرا ابھی بہار کو باغ لشکر مہرخ سے اٹھا لاؤن حیرت نے کہا دیکھیے دربارگاہ پر سب سردار جمع ہین کچھ صلاحین ہو رہی ہین لوا بہار رو رہی ہین تاریک نے کہا مین بھی لاتی ہون یہ کہکر جھومی ایک ناندا شراب کا پیا ران انسان کی چر چر چبانے لگی قصد ہوا اپنے مقام سے اٹھے کنارے کنارے لشکر مہرخ کے ہرکارے چرند و پرند براے خبر موجود رہتے ہین انھون نے کسی کنیز کی زبانی سنا کہ یہ تحریک حیرت تاریک کا قصد ہر کہ بہار کو پکڑ لاؤن حیرت کے حوالے کردون یہ دونون بیچارے بدحواس ہو کر بھاگے سامنے ملکہ مہرخ کے آئے پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم ملکہ بہار

کو شل بوے گل کسی گلشن مین چھپلیے اس سرو قد گلعذار کو بچائیے تاریک برائے گرفتاری بہار آیا جاہتی اور
یہ جو مہرخ نے سنا گھبرا گئی بہار کیجانب متوجہ ہوئی کہا ای بہار برائے پروردگار جا کر کسی صحرا مین چھپو ہر چند
کہ بہار کا باغ مین مقام ہی صحرائے ویران سے کیا کام ہی لیکن انقلاب زمانہ جو فلک دکھلائیگا دیکھنا ہی
وغیرہ بھی بہار سے لپٹ گئین کنیزان بہار رونے لگین کہا ملکہ بہار ہم سب پر رحم کیجیے برائے
چندے نکل چلیے گلزار لشکر سے نکل چلیے جان بچانا ضرور ہی اب اسوقت ٹھہرنا سراسر عقل کا قصور ہی
ہر چند کہ رنگ روے بہار متغیر ہوا گل سا چہرہ کمھلا گیا لیکن آنکھون مین آنسو بھر کر جواب دیا کہ
صاحبو مین اپنی جان سے بیزار ہون مین خود برائے مقابلہ تاریک گئی تھی غلام کو اسکے دیوانہ کیا
تیر ملامت کا نشانہ کیا تاریک مجبور چلی تھی بچارہ برہمن آ گیا قضا نے اسکا دامن پکڑا ہماری قضا
تھی اس حیلے سے بچگئے اگر وہ آتی ہی آنے دو تم سب صاحب ہٹ جاؤ تجکو بری ہوس ہی کہ اس بلا
سیاہ پر سحر کرون مدد سے باغبان قضا و قدر کے اس جہان دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ کو تنکے چنوا دون
سب نے کہا ملکہ یہ دشوار ہی لہذا اپنے شباب پر رحم کرو اسوقت ہٹ جاؤ ٹھہرنا مناسب نہین ہی حیرت
نے اسکو بہکایا بخوبی سمجھایا وہ ضرور آئیگی اسوقت کچھ نہ بن پڑیگا اسکا سامنا کیا ضرور ہی اسکے نام سے دل
ٹھہراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی یہان تو یہ ذکر ہی تاریک کو گرفتار کریے بہار کی فکر ہی یکایک صحرا سے گرد اڑی ابر
سا نمایان ہوا ملکہ مہرخ وغیرہ نے پلٹکر دیکھا وہ ابر نہایت تکلف سے آراستہ و پیراستہ ہی رعد
کی گرج برق کی چمک زیر ابر بارہ ہزار جوانان زرین پوش بصد جوش و خروش مرکبہائے بادرفتار
پر سوار آمادہ حرب و پیکار دریائے سلاح مین غوطہ مارے ہوئے آگے ان سوارون زرین پوش
کے صف شکن تیغزن صاحب توقیر بادشاہ طلسم نور افشان شہنشاہ کوکب روشنضمیر تاج زرنگار
بر سر زرہ یاقوتی زیب جسم الوہیت بڑی جھولی بائین شانے پر آراستہ اسمین گولے ترنج نارنج بھرے ہوے
مرکب بادرفتار طرارے بھرتا ہوا ہر مرتبہ قصد کرتا ہی سبزہ فلک کو پامال کردن سرحد دنیا سے گذر جاؤن نظم

اپنا رہوار جو کاوے پہ لگا دے وہ ابھی	گرہ ارض کی پاؤن سے نکالے وہ دل	چرخ دوار نے دیکھا نہین الیبار ہوا
برق دم خش ترا ہی وہ قیامت چنچل	عین سرعت مین ہے ایک کے دو اہل نظر	صاف ہون مردمک دیدہ گردون احول
گرد کیطرح رہے برق تو کوسون پیچھے	ٹھوکرین کھاے قضا و در نظر آئے اجل	فرط سرعت سے بھکتا پھرے جھیلکا سا
باعث تفرقہ سایہ ہوا اسکا کس جل	تیغہ برق تاب زیب کمر اک تمنچہ ہلالی کاندھے پر بھی قصد ہی کہ تمنچہ ہلالی	

کھینچوں چمکر صف دشمن سے نکلجاؤں

نظم

تیغ تو ہیبا ایسے ہے مثل قضاے مبرم
فتح کی نام نے جس تیغ سے پائی صیقل
صف اعدا پہ گرے آکے وہ مانند قضا

چیر کر سیف نکلجاتی ہے جیسے بادل
بابیہ جسم کی گر تیغ کرے قطع دو نیم
تن ہو بے نقطہ جان صورت حرف مہمل

اس شان و شوکت آن بان سے کوکب روشن ضمیر والا قدر بہ قریب لشکر مہرخ آکر پہونچا لشکر میں جو انتشار پایا مہرخ کو پکار کر آواز دی اے شہنشاہ لشکر آپ گھبرائیے نہیں آیا ہوں کہ جاکر ملکہ تاریک سے مناظرہ کروں اگر صلح ہو فبہا ورنہ آج ہی فیصلہ ہے آپ لوگ کنارے ہو جائیں اسقدر گھبرائیں نہیں ہم سمجھ لینگے جیسا مناسب ہوگا ویسا کلام کرینگے یہ تو بخوبی ظاہر ہے کہ چھوٹے استاد مارے گئے انکے غم و الم نے بہت پریشان کیا چراغ محفل طلسم نور افشان گل ہوگیا آپکے صدہا سردار مارے گئے اُنکا بھی دلپر داغ ہے آج اس جھگڑے سے فراغ ہے ملکہ مہرخ و بہار نے چاہا کوکب کو اپنے پاس بلائیں یا خود قریب جائیں کوکب نے اشارے سے ہاتھ کے منع کیا کہ اسوقت دور ہی رہنا مناسب ہے نہیں معلوم یہ حقیر کس بات کا طالب ہے آخر معلوم ہو جائیگا یہ کہکر مرکب باد رفتار صف سے بڑھایا سواران زرین پوش کو دامن صحرا میں ٹھہرایا طرف قصر تاریک کے چلا لشکروں میں غلغلہ ہے کہ کوکب روشن ضمیر اکیلا تنہا تاریک سے کلام کرنے جاتا ہے نہیں معلوم کیا مراد ہے یہاں افراسیاب جادو سامنے تاریک کے بیٹھا ہے لرزہ ہوا الٹ کر دیکھا کوکب سواران زرین پوش کو ٹھہرا کر مرکب سے اترا ہے اسی جانب آتا ہے تاریک سے عرض کی دائی امان برہمن کے مارے جانے سے کوکب گھبرا گیا اکیلا آپکے در دولت پر آتا ہے اصلاح کو مانیگا جو کچھ ہونا ہو ہو جائے وہ بڑا اسکا سرپرست تھا سحر و ساحری میں بھی زبردست تھا ساعت نیک و بد بھی بتلاتا تھا ہر آفت سے بچاتا تھا اب اسکا کوئی معین و مددگار نہ رہا اسوجہ سے مجبور ہوکر آیا ہے تاریک نے کہا او چھوکرے مجکو سکھلاتا ہے میں خوب سمجھ چکی ہوں سب کا بھاگنے کا ارادہ ہے کوکب بیچارے کی کیا حقیقت ہے ہیں اب کسی کو امان نہ دونگی تو میری بات میں دخل نہ دینا بزرگوں کے سامنے بچوں کو کیا دخل ہے ابھی منہ سے دودھ کی بو بھی نہیں گئی اگر تو صاحب فہم و فراست ہوتا طلسم ہوش ربا کے بڑے بڑے شرف ہیں اسی اقلیم میں سامری و جمشید پیدا ہوے ہمارے سامنے دعوی خدائی کیا ہم لوگ معین و مددگار تھے خدائی کو رواج دیا ہوش ربا آراستہ و پیراستہ ہوا یہ مقام جلوس سامری و جمشید ہے تمام ممالک کے لوگ براے زیارت آتے تھے مراد مند مرادیں پاتے تھے وہ زنگ درست ہوئے بادشاہ ہوش ربا جسپر نگاہ قہر ڈالتا تھا

وہ جاکر خاک ہوجاتا تھا تو نے گلی گلی پھرنا شروع کیا آفتاب جہالت طلوع ہوا ورنہ بتراہمسر کون تھا مین
کوکب سے باتین کرونگی دیکھون کیا پیغام لایا ہی ظاہر مین تو بہت گھبرایا ہی یہ باتین تھین کہ کوکب دروازہ
پر آگئے پہونچا جوان زنگی دربان کھڑا تھا اُسنے کوکب کو روکا کوکب نے کہا ای جوان جاکر ملکہ عالم سے
عرض کرکہ کوکب روشنضمیر بادشاہ طلسم نور افشان در دولت پر حاضر ہی آپسے کچھ کلام کرنا منظور ہی زنگی
ریاست وامارت سے کیا دور ہی کہ مجکو سامنے طلب فرمائیے جو کچھ عرض کرون جواب باصواب ملے جوان زنگی
کوکب کو دیکھکر ٹھہرایا سامنے تاریک کے آیا پیغام کوکب بیان کیا تاریک نے کہا بلاو زنگی نے آکر عرض کی
ای شہنشاہ چلیے ملکہ عالم طلب فرماتی ہین کوکب نے کہا دروازہ یکا سحر ہر طرف ہو تو مین حاضر خدمت ہون
یہ میری لیاقت نہین ہی کہ آپکے سحر مین قدم رکھون زنگی نے جاکر تاریک سے کہا تاریک قہقہہ مارکر ہنسی
اُسکے نزدیک ہنسی تھی مگر زمین ہلنے لگی تاریک نے انگلی سے اشارہ کیا دھوان شق ہوگیا راستہ ظاہر ہوا
اب کوکب روشنضمیر اندر آیا لیکن دھوین سے بچتا ہوا تاریک کو آکر سلام کیا افراسیاب نے دیکھا آج
تو کوکب بڑی جھولی سحر کی گلے مین ڈالکر لایا ہی اسمین گولے ترنج نارنج بھرے ہین ہنسا حیرت سے اشارہ کیا
حیرت بھی مسکرائی دونون کے دماغ عرش اعلی پر پہونچے یقین کامل ہوا کوکب مجبور ہوکر آیا ہی اصلاح کون
مانگا یہین قید کرلینگے حیرت وافراسیاب مین تو یہ اشارے ہورہے ہین لیکن تاریک نے کوکب کے
سلام کا یہ جواب دیا یہ عشق ساحری ای کوکب مزاج تو اچھا ہی اسوقت آنیکا کیا باعث ہوا تمھارے ہنادجی
میان برہمن صف شکن کیا ہوے جو نیک ساعتین بتاتے تھے انپر کیا گذری ہمایدولت کے مقابلے
کو آئے یہ نہ سمجھے کہ ہم پہلو نشین سامری ہین ہمسے کون مقابلہ کرسکتا ہی فلک شعبدہ باز کو میری سحر ساحری
کے سامنے سکتا ہی سامری جمشید نے ہمکو پردۂ دنیا مین چھوڑا خود چولا بدل کر بالاے آسمان گئے
اب انتظام خدائی کا ہمکو اختیار ہی جسکو چاہین قتل کرین جسکو چاہین بخشین ہمارے حکم مین کون دخل دیسکے
یہ جو تاریک نے جھوم کر کہا کوکب روشنضمیر تلوار ٹیک کر بیچ مین ان تینون صاحبون کے بیٹھ گیا بتور زلزلے
پڑے سو جھو ہرباد پھر کہا ای تاریک اسقدر غرور نکر ایسا نہو آسمان پھٹ پڑے زمین شق ہو تو سما جاو
مین عاجز و مجبور ہوکر نہین آیا ہون چند سحر بناکر لایا ہون بروقت امتحان حال کھلیگا برہمن کا طعنہ دینا بیکار ہی
وہ صاحب لیاقت وشوکت جری بہادر صف شکن تمھارے مقابلے کی ہوس رکھتا تھا آپ اسسے برابر لڑا
یہ مشہور ہی جنگ دو سردارون کا ایک غالب ایک مغلوب ہوتا ہی کوئی ہنستا کوئی روتا ہی بڑے بڑے نامی نہین ہارے

ضحاک ماران کیسا ظالم ظلم تھا اژدہاے دمان شانون پر دو مار سیاہ دو بندگان خدا کا بگناہ سر توڑ کر
بھیجا سانپون کو کھلاتا تھا تب اُنکی سرکشی سے امان پاتا تھا آخر کیا ہوا طعمہ دہن اژدر قضا ہوا ہزار سال
سلطنت کی آخر مثل نقش قدم مٹ گیا جب اُسکا نام آتا ہی صاحبان عدل و انصاف نفرین کرتے ہین
نوشیروان عادل نے ساتھ عدل و انصاف کے بسر کی مہم سلطنت کس کیفیت سے سر کی جب اُسکا
نام کوئی لیتا ہی صاحبان لیاقت آفرین و تحسین کہتے ہین جو عدالت و انصاف نہ کریگا حسرت و یاس لیکر
یہ پردہ دنیا سے جائیگا بار بددعاے عالم سر پر اُٹھائیگا گوشۂ قبر تاریک مین جا کر بہت گھبرائیگا پھر کیا ہاتھ آئیگا
اُس تاریک خوف کر بیدا کرنیوالے سے ڈراجل قریب ہی کوئی نہ بچا ہی نہ بچیگا جنکو سامری و جمشید کہتی ہو وہ
بھی آخر مر گئے چار دن کے لیے اپنے کو مطعون و بدنام کر گئے بس کلمات سخت و سست زبان پر لاینگی
کیا ضرورت ہی مجکو جو اپنے حال پر حیرت ہی لیکن اس خیال سے چلا آیا کہ اگر لڑائی پڑیگی لاکھون بندگان
خدا مارے جائینگے یہ ملک آباد ویران ہو جائینگے مین نے چند سحر تیار کیے ہین انکو ملاحظہ فرمایئے مین آپکے
سامنے سحر کرون آپ جواب دیجیے تاریک جاتے دینے پائی تھی افراسیاب بول اُٹھا ای کوکب روشن ضمیر تمہارے
سحر کو مین دفع کر دونگا دم سحر و ساحری کا بھر دونگا اُٹھو سحر کرو دیکھون کیسے کامل و اکمل ہو سامنے والی امان کہے
ابھی حال کھلجائیگا یہ انصاف کرین ہمارا تمہارا مقدمہ صاف کرین یہ سنکر کوکب نے بنگاہ قہر و غضب طرف
افراسیاب کے دیکھا کہا ای شہنشاہ طلسم ہوشربا آپ غصہ نفرمائین خاموش رہین بزرگون کے سامنے
چھوٹون کو بولنا نہ چاہیے پہلے مین اُنسے کلام کرون پھر آپ سے بھی موجود ہون بے فیصلہ کیے نجاؤنگا
آج وہ سحر ہونگے کہ زمین تھرا اُٹھے بڑے بڑے ساحرون کو غش آجاے بالفعل آپ ہی اُٹھیے جرات و زور
سلطنت دکھلائیے میدان کارزار مین آئیے یہ کہکر کوکب نے قبضے پر ہاتھ رکھا قصد کیا اپنے مقام سے
اُٹھے تاریک نے افراسیاب کو منع کیا کہا چھوکرے خاموش نہین رہتا تجکو ہمارے مقدمے مین کیا
دخل ہی ہم انکو جواب باصواب دینگے باتون مین سمجھا لینگے یہ کہکر طرف کوکب کے متوجہ ہوئی کہا ای شہنشاہ
آپ پیچھے ہیسے کلام کیجیے اس چھوکرے بیوقوف کو جواب نہ دیجیے اگر یہ عقیل ہوتا خرابان کا ہیکو درپیش آتا ہوتین
ایک ایک نادان جاہل ہمکو لڑاسکے کیون منہ چڑھتا دشمنون کا کیون زور بڑھتا کوکب نے کہا دائی اماں
ہمکو غصہ اس بات پر آیا کہ ہمتو آپکی خدمت مین حاضر ہوئے عذر بھی کرینگے جان دینے پر بھی آمادہ ہین
بیشک قتل برہمن سے مجبور و ناچار ہوئے اب خواب غفلت سے بیدار ہوئے ہماری کیفیت سنکر

جواب دیجیے گا تاریک نے کہا اے کوکب قسم ہے سامری و جمشید کی تمھاری بات کا جواب باصواب ملیگا
جسطرح کہو ہمین جسطرح منظور ہے اصلاح نکرنا سر عقل کا قصور ہے ہمین بھی بخوبی یقین ہے کہ لاکھون بندگان
سامری قتل ہونگے جنگ سے صلح بہتر ہے اب کدہ کا دش کیا باقی ہے طلسم کشا کو مین کھا گئی سفر بھی ہو گیا اعلم
سامری و جمشید مین رخنہ پڑا صرف یہ اصلاح باقی ہے کہ مہرخ وغیرہ آکر اپنے بادشاہ قدیم کی قدمبوسی کرین تم
خراج دینا قبول کرو کوکب نے کہا مین خود خراج لینے آیا ہون اصل مراد یہ ہے کہ چند گولے اور یہ ترنج نارنج سحر سے
بنا کے لایا ہون انکو ملاحظہ فرمایے دیکھیے یہ کیا کہتے ہین باتین کرینگے سحر کے نشان بتائینگے حکایات و قصص
دلنشین سنائینگے اسکا جواب دو سحر کا پتہ بتاؤ کہ سحر سامری و جمشید ہے کوئی شئے بتا سکیگا یہی امید ہے یہ سنکر
تاریک ہنسی قریب آکر تختہ سنگ رکھا تھا کوکب روشن ضمیر نے اسکو کھینچکر بیچ مین رکھا جھولی سے ترنج
و نارنج نکالے بکیفیت و بسہولیت اسکو تختہ پر رکھے آپ تلوار ٹیککر کھڑا ہو گیا کہا لو ملکہ ملاحظہ کرو افراسیاب
سے کہا اے شہنشاہ تم بھی دیکھو جورو کو بھی تماشا دکھاؤ افراسیاب و حیرت جھکے تاریک نے چاہا کوئی گولہ
ہاتھ مین اٹھاؤن کسکا دل گردہ تھا کہ جوان گولون کو چھو سکے جیسے ہی ہوا چلی جسطرح مداری کے گولے
دوڑتے ہین دور کر آپس مین لڑنے لگے لڑتے ہی ایک دنا کا ہوا وہ گولے ترنج نارنج پھٹے انسے دھوان نکلا
حیرت و افراسیاب کے دماغ پر پہونچا ارے کہکر دونون گرے تاریک گھبرائی منہ سے نکلا ارے کیا
کیا بلا کی شئے ہے ناک مین آگ لگ گئی یہ کہکے لڑکھڑائی آنکھ اسکی بند ہوئی کوکب جو کھڑا تھا نعرہ کیا کہ باش
او تاریک منم مہتر مہتران آفتاب عالمتاب آسمان طراری نہنگ دریاے عیاری نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	سپر سکر سے کانپتا ہے جہان	ترہ شندہ زلف کفار ہون
زمانے کا مکار و عیار ہون	ہوا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	بنائے سپری گرد باپوش کو	دوندہ جہان گرد طرار ہون
جہانگیر عالم کا عیار ہون		

نعرہ کرکے عمرو چھپا اٹھارہ سن والا تیغہ نیام انتقام سے نکالا فقط

تاریک پر ہاتھ مارون کہ زمین شق ہوئی ایک پتلی سنہری ہان ہان کرتی ہوئی نکلی کہ او ساربان زادے
کیا کرتا ہے دائی امان سے قریب نجانا بوٹیان کاٹ کے کھا جاونگی اسپر بھی عمرو نے تامل نکیا پتلی پر تیغہ مارا
سر اسکے پر اچھین سے اڑ گیا پتلی نے ہنچہ کھا کر لگائی عمرو کی پگڑی پچکاری ہاتھ مین تھی تاریک کے منہ پر
لگائی تاریک ہوشیار ہوئی دیکھا حیرت و افراسیاب بیہوش پڑے ہین پتلی نے عمرو کو گرفتار کر لیا

منہ پر ہاتھ پھیرا ازبسکہ روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی تاریک نے افراسیاب حیرت
کو ہوشیار کیا گھبرایا ہوا افراسیاب اُٹھا تاریک نے کہا اے افراسیاب تو نے دیکھا یہ نگوڑا کیسا بخوف
ہے نہیں معلوم کیا چیز بنالایا کہ مجھکو بھی غنودگی ہوئی لیکن ایک لطف حاصل ہوا کیا عمدہ شے تھی دماغ کو
قوت روح کو راحت ہوئی تو اتنا بڑا بادشاہ یون چپ چپ ہو گیا حقیقت مین جو سنا تھا اِس ساربان زادے
نے اتنے عرصے مین دوسرا نسخہ بیہوشی کا تیار کیا جسنے مجھ ایسی جہاندیدہ پرتاثیر کی افراسیاب جادو یہ سنکر
غصے مین اٹھا تیغہ کھینچکر چلا کہ عمرو کو قتل کردن حیرت جادو بھی پیٹنے لگی تاریک نے افراسیاب کا ہاتھ
تھام لیا کہا کیا کرتا ہے مین اسکو اور تدبیر سے قتل کرونگی اب زندہ چھوڑونگی تیلی کے ہاتھ سے عمرو کو لیا تپانی تو غائب
ہو گئی تاریک نے کہا کیون او عمرو تجکو کچھ خوف نہ آیا قضا تیری لیکر آئی ہے یہ کہکر ہاتھ پانون عمرو کے ٹوٹنے
لگے قریب تھا کہ روح عمرو کی قالب سے نکلجاے ہاتھ باندھکر کہا دائی امان انصاف کیجیے مین نے کیا کمال
کیا کوکب ایسے شخص کی شکل بنکر آیا آپنے مجھکو دیہہ دیا تھا کہ میرے واسطے نسخہ بناکر لا کہ مجھکو نشہ ہو مین نے
جستجو کی تمام دنیا کی خاک چھانی جب یہ نسخہ تیار ہوا ان گولون مین بہت سا تھا تھوڑا دو اگر شراب مین ملائیے
بڑا لطف ملیگا افراسیاب نے کہا دائی امان اسکے فریب مین آئیے گا اسنے قیامت برپا کی ہے ایسی شے بنا کے
لایا یہ جان ہستی کا تماشا دکھایا گولے ترنج خود بخود اُڑنے لگے یہ تو اس سے دریافت کیجیے سنہرا بارہ ہزار سواران
زرین پوش ہمراہیان کوکب کیونکر دستیاب ہوئے عمرو نے کہا کوکب نے سحر سے ابر بنادیا اپنے ساتھ والے
میرے ہمراہ کر دیے اُسی نے ترغیب دیکر مجھکو بھیجا اب مین توبہ کرتا ہون سامری و جمشید کو سجدہ کرونگا آپ
کی خدمتگزاری مین حاضر رہونگا اور لشکر مہرخ مین اب کیا ہے اسد غازی کو آپ کہا چکین طلسم کشائی کی
اُمید نہی سرداران شہنشاہ خوف سے خود ہی مرے جاتے ہین امروز فردا مین چلے آئینگے تاریک یہ باتین
سنکر ہنسی کہا کیون او عمرو پھر مجھکو فریب دیتا ہے عمرو تاریک مین یہ باتین ہو رہی ہین افراسیاب ہر
مرتبہ قصد کرتا ہے عمرو پر ہاتھ مارون سر کاٹ لون تاریک منع کرتی ہے کہ کیون افراسیاب ہار الکھنا
نہین مانتا ہم عمرو کو اپنے طور پر قتل کرینگے ایک لقمہ ہی کلہ گرم ہو جائیگا اپنی عیاری کی سزا پائیگا عمرو زمین
پر بیٹھا ہوا لرز رہا ہے سحر مین تاریک کے مبتلا گریبان چاک چہرے پر خاک اوس عالم یاس ملک الموت
کی صورت معلوم ہوتی ہے دل کو اپنے خالق بے نیاز سے رجوع کیا ہے دل کا راز کہ رہا ہے یہ خبر باہر مشتہر ہوئی
کہ عمرو جو کوکب بنکر آیا تھا پہچانا گیا گرفتار ہوا یہ حال جو ملکہ مہرخ نے سنا ہوش اُڑ گئے بہار سے کہا

تو غضب ہوا خواجہ نے کیا کمال کیا کس زور شور سے پہونچے لیکن پہچانے گئے سواران زرین پوش یہ
کیفیت سنکر بھاگنے لگے افسرون نے کہا ہم نجانتے تھے کہ خواجہ عمرو ہین بعض نے کہا جلکر کوک بے
خبر کردو منزلین طے کرکے ہمارے ساتھ آئے لیکن ہم نہ پہچان سکے اُدھر لشکر افراسیاب نے بھی کیفیت
سنی شاہزادیان وزیرزادیان ہمرہیان حیرت خوش ہوئین ایک سے ایک بغلگیر ہونے لگا کہا صاحبو
اب لشکر صرصر کا خاتمہ ہوا چلو دیکھو دائی امان ضرور عمرو کو قتل کرینگی ایک نے کہا انکو قتل کی کیا
ضرورت ہی ایک لقمہ چرب ہی جام بپکڑ بجاے گزک کھالینگی ادھر سے ملازمان افراسیاب یہ کلام
کرتے ہوئے سمت قصر وخانہ چلے لیکن صرصر نے سردارون سے کہا صاحبو عمرو گرفتار ہوگیا تاریک
چشمون مین اُس غزال صحراے عیاری کو چیر پھاڑ کر کھا جائیگی اگر بعد عمرو جان دی کیا کمال کیا اب چلو عمرو کو
چھوڑائین لڑ بھڑ کر مر جائین یہ حکم صرصر سنتے ہی لشکر ظفر اثر مین ہنگامہ ہوا افسران فوج کمر بندی کرنے لگے نامورین
ٹیک کر اپنے اپنے مقام سے اُٹھے ہر ایک کا یہی قول ہی اب مرجانا واجب ولازم ہی عمرو ایسا شخص گرفتار ہو
سب پر اسکے احسان ہین جو جس مقام پر قید ہوا فوراً عمرو نے اپنے کو پہونچایا اپنے کو بلا مین پھنسایا لیکن
اُس قیدی کو چھوڑایا آج وہ شخص قتل ہوتا ہی جو لواے شوکت صاحبقرانی ہی یہان سے تا کوہ عقیق پہلے
قتل کی خبر جائیگی تمام سرداران تہمتن جان نثاران صف شکن اس شخص کے واسطے حال اپنا تباہ کرینگے
کل فرزندان صاحبقران کو گود مین پرورش کیا ہی وہان بھی ہر فرد بشر پر اسکے احسان ہین سب اسکے جلیل
کے ممنون ومشکور ہین افسوس کا مقام یہ ہی کہ یہان سے پرے دور ہین اگر صاحبقران قریب ہوتے فوراً
جا پڑتے فرزندان حمزہ اُسکے واسطے لڑتے بڑے بڑے ملک اسی نے فتح کرائے عنطلی آباد ایسا ملک کہ
جہان سترہ لاکھ ساحر رہتا تھا آخر دفتر باختر مین مرقوم ہی کہ عمرو نے وہان وہ وہ عیاری کی کہ بڑے بڑے
ساحر دنگ تھے آخر سب کو مار شہر تسخیر کر لیا کسی سے کچھ نہو سکا ملک نربدہ نگار مین ومامہ جادو کو
مار افرعونیہ پر ساحر شمشمشش کو قتل کیا آج نام عیاری سُنتا ہی چلو چلکر جان دین عمرو کو بچائین ہمارا لڑنا مرنا
بیکار نہو گا خون کے دریا بہا دینگے دیکھو ملازمان افراسیاب بھی تماشا دیکھنے جاتے ہین ابر جلکر
سحر کرو راہ مین روکو صرصر و بہار وغیرہ نے کہا تم سب صاحب فوج افراسیاب کو دیکھ بھال ہم اندر
قصر وخانہ کے گھس جائینگے دس بیس سردار جان دیکر خواجہ عمرو کو قبضے مین کر لینگے سب کا یہی قول ہی
بسم اللہ دیر نہ کیجیے جلد چلیے اسوقت کا ہنگامہ کیا تحریر کرون کوئی واسطے عمرو کے آمادۂ مرگ دکھائے

کوئی بھاگنے کا ارادہ کر رہا ہو بہت سے نامرد اتنے عرصے میں نکل گئے بنیے بقال دوکانیں بند کر رہے ہیں مال اپنا اٹھانے پر آمادہ ہر طرف یہی لہر ہی فرد در بار کا اسباب لدوا و جلد لشکر مہرخ سے نکل چلو ایسا ہنو گھر جائیں اہالیان لشکر افراسیاب آتے ہیں یا تو لشکر میں چہل پہل تھی یا ہر کوے و برزن میں خاک اڑنے لگی ہر طرف رونے کی صدا شاہ و گدا ایک حال میں لشکر آیا و رعایا دل شاد چشم زدن میں رنگ تبدیل ہوا آثار رنج و ملال پیدا ہر مقام کی صورت سے بربادی ہویدا بھائی کو بھائی کی خبر نہیں زن و شوہر میں جدائی ہر ایک کو اپنی جان کی پڑی ہی ہر شخص یہی چاہتا ہی جس طرح بنے اپنی جان بچائیں سرداروں نے جو یہ بربادی دیکھی آنکھوں سے اشک حسرت ٹپکائے اشعار مصیبت آثار شاہنشاہ ظفر دہلوی مصرعہائے رعنا طرف آسمان کے منہ کرکے پڑھنے لگے خمسہ حسب حال مقام

یا مجھے وحشی و دیوانہ بنایا ہوتا
یا مجھے سبزۂ بیگانہ بنایا ہوتا
یا مجھے عاقل و فرزانہ بنایا ہوتا
یا مجھے افسر شاہانہ بنایا ہوتا
یا مرا تاج گدایانہ بنایا ہوتا

نور سے تونے فرشتوں کو بنایا پہلے
میری خلقت بھی جو منظور تھی پیچھے سب کے
بعد ازاں نار سے جن تونے بنائے سارے
خاکساری کے لیے گرچہ بنایا تھا مجھے
کاش خاک در جانانہ بنایا ہوتا

ہی پریشانی میں جمعیت دل نا ممکن
کافر عشق سہی گو نہ بنایا مومن
ایش لیش اب دل بیتاب ہی ہر شب ہر دن
دل صد چاک بنایا تو بلا سے لیکن
زلف مشکین کا ترے شانہ بنایا ہوتا

کاسۂ دل تھا یہ عشق کے پینے کے لیے
دیکھا ای پیر مغان ظرف کو تیرے میں نے
رہی حسرت ہی مگر کجروی ساقی سے
تھا جلانا ہی اگر دوری ساقی سے مجھے
تو چراغ در میخانہ بنایا ہوتا

ہوں میں سرمست مے ناب حقیقت یارو
ہوگئے نشے ہرن ساقی مہوش سے کہو
قلقل شیشہ نہ سنکر کہیں میرا قل ہو
نشۂ عشق کا گر ظرف دیا تھا مجھکو
عمر کا تنگ نہ پیمانہ بنایا ہوتا

خانہ برباد کوئی کوئی پریشان مضطر
کوئی حیران کوئی مغموم ہی کوئی ششدر

کوس رحلت کی صدا آتی ہی بس آٹھ پہر
روز معمورۂ دنیا مین خرابی ہی ظفر

ایسی بستی سے تو ویرانہ بنایا ہوتا

ان اشعار قیامت آثار کو سنکر قریب تھا اہالیان لشکر مہرخ کے کلیجے پھٹ جائین بیقراری سے سر ٹکراتے تھے رو رو کر غل مچاتے تھے ای رب اکبر اس باغ پر بہار کو بچالے ایسے لشکر کا جمع ہونا پھر دشوار ہی ایک ایک بہادر سرفروش ایسا ایک کو بادۂ جرأت کا جوش لڑنیوالے مرنیوالے جلیل رئیس اپنے بادشاہ کے انیس مزاج نفیس اگر یہ متفرق ہو جائینگے جمع ہونا دشوار ہی پروردگار اس بلا سے نجات دی دست بدعت تاریک سے خواجہ عمرو کو بچالے مہرخ نے پکار کر آواز دی یارو اب رونے پیٹنے کا وقت نہین ہمارے افسر خواجہ عمرو کو اس ملعونہ نے زیر تیغ بٹھا دیا قتل کا حکم دیا چاہتی ہی جلد چلو چلکر جان دو اتنا سب صاحبون کو خیال رہے چلتے ہی جان دینا خواجہ عمرو کو قبضے مین کر لینا اگر خدا بچاوے پھر جو گذریگی جھیل لینگے اگر خواجہ عمرو بچ جائین یقین کامل ہی ہزار بند بیرون سے ہمکو قید شدید سے چھڑا لینگے اور اگر خدانخواستہ وہ قتل ہو گئے پھر ہم ہاتھ سے افراسیاب کے بچینگے یہ کہکر ملکہ سر برہنہ پاپیادہ طرف لشکر افراسیاب کے چلین سب سردار روتے پیٹتے ہمراہ ہوے طرف لشکر حیرت کے چلے ملکہ بہار نے بڑھکر ملکہ مہرخ کا ہاتھ تھام لیا کہا حضور تخت پر سوار ہو جیے کفار ہنسینگے کہینگے سرداران اسلام سر برہنہ آتے ہین اور زیادہ زور ڈالینگے بسم اللہ آج سر پر کفن باندھ تخت پر سوار ہو جیے ہم سب پایہ تخت پر ہاتھ رکھین چلکر جان بازی کرین ملکہ مہرخ نہ مانتی تھین پر بہ منت تمام اس عالیمقام کو تخت پر سوار کیا کل سردار مرنیوالے کفن سر سے لپیٹے ہوے گریبان چاک چہرون پر خاک ملے بہ لشکر افراسیاب جادہ پیما جا پہنچے یہان تاریک مشکل کش نے حکم دیا ہی ایک جوان زنگی جلاد تلوار کھینچکر سر پر عمرو کے آیا گردن زدنی کرنے کا خط کھینچا نشانہ پکڑ کر ہلایا کہا اے عمرو اب وقت قتل تیرا قریب آیا جو حسرت دل مین ہو ظاہر کر عمرو نے ہاتھ باندھکر افراسیاب سے کہا اے شہنشاہ مین ناحق قتل ہوتا ہون مجھکو بچا لیجیے مین بہت کام آؤنگا جان نثار قدیم ہون ملکہ تاریک مشکل کش کا ندیم ہون جسوقت یہ خروج کر کے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جائینگی مین ہمراہ رہونگا بجا لاؤنگا خدمت مین انکے مصروف ہونگا دائی اماں مجھسے ہمیشہ سے رضامند ہین نہین معلوم کیا باعث ہوا دراندازون نے کچھ سمجھا دیا کسی کے کہنے پر عمل نہ فرمائیے عمرو نے جو بیتاب ہو کر یہ کہا تاریک مشکل کش نے جلاد کو روکا کہا ذرا ٹھہر جا مین اس

سارہان زادے کو سمجھا دون حقیقت مین ہمارا مصاحب ہے اگر یہ ہمراہ رہیگا ہمارا دل بہلیگا گانا خوب ہے افراسیاب نے کہا دائی امان اسکی باتون پر نجائیے یہ مکار غدار بلائے روزگار ہے لاکھ اسپر پرورش کیجیے گا جب پہلو پائیگا دلمین چٹکی لیگا مگر اسکا نام ہے سر برندہ ساحران تاریک نے کہا چھوکرے بیٹھ تجھے ان باتون مین کیا دخل ہے مین سمجھ لونگی میرے ساتھ کیا مکر کریگا جسدن ذرا بھی خطا ہوگی اٹھا کر کھا جاؤنگی لیکن اسکا گانا مجھکو بہت پسند ہے افراسیاب و تاریک سے یہ باتین ہو رہی ہین جلاد تیغہ کھینچے ہوئے سر پر عمرو کے کھڑا ہے کہ دربان نے آکر عرض کی اے ملکۂ عالم و اے شہنشاہ گیتی ستان ملکہ ارمان جادو حضور کی بھانجی براے زیارت ملکۂ عالم مع ایک غلام ترکی کے تشریف لائی ہین سابق مین آکر ملکہ بہار سے لڑی تھین زخمی ہوکر چلی گئین تھین شاید پھر اسی خیال سے آئی ہین امیدوار باریابی ہین افراسیاب نے کہا بلالو دائی امان سحر اپنا ہٹالو اسکے مزاج مین ابھی بچپن ہے ایسا نہو دھوین پر سحر کرے اسکو صدمہ پہونچے لیکن تاریک نے کہا اے افراسیاب ارمان جادو کے ساتھ غلام ترکی کون ہے ذکر سنکر میرا دل دھڑکتا ہے کلیجہ مثل مرغ بسمل پھڑکتا ہے افراسیاب نے کہا دائی امان کوئی خانہ زاد قدیم ہمراہ آیا ہوگا اسکے بزرگ نہایت احتیاط کرتے ہین اکیلی گھر سے نہین نکلنے پاتی تاریک نے کہا خیر بلالو ہم بھی دیکھینگے الگسب نے دیکھا اس دھوئین سے ایک آفتاب عالمتاب طالع و لامع ہوا ملکہ ارمان جادو آراستہ و پیراستہ دریاے جواہر مین غوطہ زن رشک چمن حسین مہ جبین زلفین عنبرین کو پیچ و تاب جبین انور رشک ماہتاب غنچہ دہن یاسمین بدن خوشخو ہلال ابرو سرو قد چال مین اٹھکیلیان کرتی مسکراتی ہوئی سامنے آئی عقب مین ایک جوان جری بہادر تیغہ کمر سے لگائے ہوئے سپر ہاتھ مین اسکے سایہ مین ارمان جادو کو لیے ہوئے جھومتا ہوا براے تسلیم ملکہ تاریک خم ہوا جیسے ہی نگاہ تاریک کی اس جوان پر پڑی کانپنے لگی افراسیاب نے بھی گھبراکر پوچھا کیون بی بی یہ جوان کون ہے ہمنے کبھی اسکو تمھارے ہمراہ نہین دیکھا چاہتی تھی ارمان نقلی کچھ جواب دے کہ تاریک نے ایک دوہتھڑ زمین پر مار کر کہا ارے لینا یہ جوان مہتر قران ہے ارمان جادو برق فرنگی بنکر آیا ہے مہتر قران تو آمادہ ہوکر آیا تھا جیسے ہی تاریک کے منہ سے یہ کلمہ نکلا مہتر قران نے قبضہ تیغہ نورافشانی پر ہاتھ ڈالا نہنگانہ پلنگانہ نعرہ کیا نعرۂ قران

سریع السیر چون باد بہاری
جہان سرہنگ و رخنجر گذاری
بمیدان اژدر آتش فشانم
منم مہتر قران شیر نر یانم
او تاریک تیرے پہچاننے سے کیا خوف ہے منم صف شکن و صفدر

مہتر قران ناموری قاتل ساحران غلام مہتر مہتران نعرہ کر کے مہتر قران تاریک پر جا پڑا ہاتھ تیغہ نورافشانی
کا سر تاریک پر لگایا تاریک نے ایک چیخ ماری کہ ارے افراسیاب اپنے کو بچا پھر پکاری یا سامری
دوڑو کئی سپر ہائے آہنی سر پر تاریک کے لڑائین لیکن مہتر قران نے جو ہاتھ مارا سپر مین ٹکڑے ٹکڑے
ہوئین قریب تھا کہ تیغہ سر پر تاریک کے پہونچے صرف پھیلا پڑا اوچھا سا زخم آیا لوٹ مار کر الگ ہوئی
لیکن وہ جوان زنگی جلاد جو سر پر عمرو کے کھڑا تھا اُسنے بہ تعجیل کمر بن عمرو کے پنجہ دبا لیکر کبی سوئے
بلند ہوا افراسیاب نے بڑھکر مہتر قران پر ہاتھ مارا قران نے تیغہ نورافشانی پر کانٹھا الجھا دے
سے ہاتھ نکالکر سر افراسیاب پر وار کیا اس خود سر کا بھی سر زخمی ہوا اب تو افراسیاب بھی پیچھے ہٹا
حیرت نے بڑھکر گولہ مارا عکس تیغہ نورافشانی پڑا گولہ اُلٹا پلٹ کر قریب حیرت گرا حیرت نے گھبرا کر
آواز دی اے شہنشاہ یہ کیا غضب ہوا قران تو بڑا جادوگر نکلا آیا ہے کسی نے اسکو سحر سکھا دیا پڑا کوئی کام
واکمل ہوگیا افراسیاب نے سنگ ریزہ اُٹھا کر قران پر مارا پتھر برسے قران پر خاک تا فرق ہوئی تاریک اوپر کر
قصر دخانیہ سے باہر آئی افراسیاب نے اہالیان فوج کو آواز دی کہ ارے یارو قران سحر سیکھکر آیا ہے اسکو مارو ہوشیار
لاکھ فوج افراسیاب کی چلی ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ جتنے سردار صرصر کے قصر آتش مین قید تھے جب عکس تیغہ
نورافشانی پڑا قید سحر دور ہوگئی رہا ہو کر نکلا ادھر سے صرصر کو ہرکارون نے خبر دی کہ اے ملکہ عالم جلد چلیے مہتر
قران سحر سیکھکر آیا ہے تاریک وافراسیاب وحیرت کو زخمی کیا تمام فوج کا اُس بیچارے پر بلوہ ہے
برق بھی تڑپ تڑپ کر لڑ رہا ہے لیکن جو زنگی غلام تاریک کا عمرو کو لیکر بلند ہوگیا ہے ہر چند خواجہ تڑپتے
ہین اُسکے پنجۂ بدعت سے نہین چھوٹتے سرخ موے کاکل کشا نے جو دور سے دیکھا کہ ایک زنگی عمرو
کی کمر مین پنجہ دیے ہوے بالاے آسمان ٹھہرا ہے سرخ مو اس زنگی پر جا پڑی کہ سحر کرکے عمرو کو چھین لون
اس زنگی نے اشارہ کیا قہقہہ مار کر ہنسا ایک برق تڑپکر سر سرخ مو پر گری سر زخمی ہوا پیچھے ہٹی جو ساحر
جاتا ہے کہ جا کر عمرو کو چھوڑاؤن کوئی زخمی ہو کر ہاتھ سے زنگی کے پیچھے ہٹا کوئی مارا گیا اسپر کوئی غالب نہین
آتا تاریک تڑپ تڑپ کر سامنے سے مہتر قران کے بھاگتی ہے مگر اورون کو قران قتل کر رہا ہے ادھر سے ملکہ
صرصر بھی مع تمام لشکر آپڑی ہے لیکن قضاے کار اتفاقات روزگار ملک الطلس گلگون پوش کہ اُسکا لشکر
بھی اسی مقام پر کوس بھر سنگر فروکش ہے لیکن ملک الطلس گلگون پوش یاد مین عمرو اور اپنی معشوقہ کے
نہایت متوحش ہے ہاتھ سے تاریک کے جو زخمی ہوا تھا اسوقت زخمونکی پٹیان اتارین گئی تھین قلیل قلیل زخم باقی ہین

برائے سیر صحرا کرسی بر آکر بیرون بارگاہ بیٹھا ہے سبزہ صحرا کی سیر کر رہا ہے ناگاہ ایک صحرا سے روشن چوکی کی آواز آئی گھبرا کر اطلس گلگون پوش نے سر اٹھایا بیچ مین ایک محافہ گرد محافہ کے چار سو نازنینان در در گوش مرصع پوش کہاریان بہاری لباس پہنے ہوئے پایہ پر محافہ کے ہاتھ رکھے ہوئے وہ سواری مثل باد بہاری آتی ہے ایک کنیز اسمین سے بڑھی قریب اطلس گلگون پوش آکر برائے تسلیم خم ہوئی عرض کی ای شہنشاہ آپ کے ایلچی صاحب خواجہ عمرو نامدار بر سر کوہ عجائب و غرائب پہونچے جس معشوقہ کی تصویر آپ کو دی تھی اسکے والد نامدار کو آپکی تصویر دلپذیر دکھائی حالات شوکت و شان فصاحت و بلاغت سے بیان کیے وہ بادشاہ عالیجاہ تصویر حضور کی لیکر محل مین گیا اپنی نور نظر پارۂ جگر شاہزادی بے نظیر رشک ماہ منیر کو دکھلائی وہ تصویر دیکھکر ملکہ عالم مائل ہوئین تیغ ابرو کی گھایل ہوئین بہت ضبط کیا مگر دامن ربط و ضبط دست استقلال سے چھوٹا شیشہ دل نازک سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا بیہوش ہوگئین باپ انکا عقیل و فہیم باہر آیا آپکے قاصد نامدار بے طرار خواجہ عمرو نامدار کو جواب دیا یہ نسبت ہمکو دل و جان سے منظور ہے ذکر سے اس شادی کے قلب کو سرور ہے آپ تشریف لیجائین جاکر پیغام دین شہنشاہ اطلس گلگون پوش برات آراستہ کر کے فقیر خانہ پر تشریف لائین بیشک ہم شادی کر دینگے ای شہنشاہ عادل خواجہ عمرو کو بھی تردد تھا کہ ہمارے لشکر ظفر اثر پر تاریک شکل کش کی چڑھائی ہے وعدہ برات کا کر کے چلے آئے آپکی خدمت مین حاضر ہوئے ہونگے لیکن ملکہ عالم کو جب ہوش آیا دریائے محبت نے حضور کے جوش مارا بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان تڑپتی تھین گھبر گئی تھین کئی دن آب و دانہ ترک رہا آخر مصاحبون نے تنہائی مین پوچھا کیون ملکہ عالم کیا حال ہے کیون حضور اداس بیٹھی ہین لونڈیون کو آگاہ کیجیے جو غم و الم ہو اسکی تدبیر کرین آسمان کے تارے توڑ لائین نقش رنج و الم مٹائین ای شہنشاہ ملکہ رونے لگین فرمایا صاحبو مین اپنا حال کیا بیان کرون ان اشعار سے مطلب سمجھ لو یہ فرما کر یہ غزل عاشقانہ زبان معجز بیان سے پڑھی غزل

کیونکر نہ بار عشق کو تنہا اٹھائے دل
ہو رہنما جو عشق تو ہو شوق پائے دل
پوچھا ای عزیز جا کے زلیخا سے دل کی قدر
طاقت ہے اتنی بوجھ کو تنہا اٹھائے دل

غمخوار دل کا کون ہے آخر سوائے دل
ناچار اسکو صبر کیا ہمنے اختیار
زر ہے بہا کے یوسف و یوسف بہائے دل
ہے خواب مین جو زینت آغوش وہ قمر

دلبر اگر جدا ہو تو اسکو بلائے دل
اپنی بھی ہے رضا وہی جو ہے رضائے دل
رنج و فراق و درد و قلق و فرط شوق عشق
مثل کتان ہے چاک ہماری قبائے دل

وصل اس بہار مین ہو جو مِس گل سے باغ باغ
کرسی سے بھی بلند ہو الحق بنائے دل
ہو مظہر جمال الٰہی یہ بالیقین
ارمان دل نکال لے کر دلمین جائے دل
اس دلربا کے کوچے مین ہنگامہ ہو بپا
دلدادہ اسکو رکھتے ہین بر مین بجائے دل
مین دل سے بے نیاز ہون دل مجھسے بے نیاز
دزدِ خانہ آنکھ بچا کر چرائے دل

پھولا خوشی سے بر مین نہیر سمائے دل
شورش یہ تھی اور یہ تماشا ہی بھر گ
سینہ ہو طور شمع تجلی ضیائے دل
تصویر کھینچ لی ہو تصور سے یار کی
دل باختہ پکارتے ہین ہائے ہائے دل
دل باختہ ہو پوچھ نہ عاشق کا ماجرا
دل میرا آشنا ہو نہ ہین آشنائے دل

بیجا نہین ہو اسکو جو عرش خدا کہو تا
ڈھونڈھا تو کچھ غبار سا نکلا بجائے دل
منظور دل لگی ہو تو دلکو لگا کے دیکھ
اُتری پری ہو شیشے مین یہ ہو صفائے دل
یہ عشق دلربا ؤن کا ہر دل عزیز ہو
دل کھو گیا ہو اسلیے کہتا ہو ہائے دل
رعنا لگانہ سینے سے دست نگار دیکھ

حضور یہ غزل سنکر مصاحبین رونے لگین کہا حضور یہ تو ہمکو ثابت ہوا کہ آپ کسی پر عاشق ہوئین لیکن اُسکا نام بتایئے مطلب اصلی سمجھایئے تب ملکہ عالم نے حضور کی تصویر بغل سے نکالی فرمایا مین اس شخص پر مائل ہون راتین فراق کی نہین کٹتین دن پہاڑ ہو جاتا ہو رہ رہ کے دل گھبراتا ہو کلیجہ منہ کو آتا ہو مصاحبون نے تصویر کو دیکھکر کہا حضور نہ گھبرائین اس شہریار کے ساتھ آپکی نسبت قرار پاگئی خواجہ عمرو عیار پیغام لیکر گئے ہین اسی سال کے اندر شادی ہوگی خانہ آبادی ہوگی وہ شہریار بھی حسین آپ جمیل صاحبزادے چاند کی صورت کے پیدا ہونگے ہملوگ گودیون مین کھلائینگے یہ جو سنا ملکہ نے کہا کہ اسی سال مین شادی ہوگی ملکہ اور زیادہ بیقرار ہوئین تڑپنے لگین جواب دیا صاحبو کسی کے دل کا حال تم کیا جانو مجھپر ایک ایک لمحہ شاق ہو دل اُس صورت زیبا کا مشتاق ہو چاہتی ہون جاکر پہلو مین بیٹھون اُس شہریار سے باتین کرون پوچھون کیون رے تو بھی مجھکو چاہتا ہو کان مشتاق ہین کہ کیا جواب دیگا اگر تم سب صاحب چاہتے ہو کہ میری جان نہ بچے تو مجھکو اس شہریار کی خدمت مین لیچلو مجھسے صبر و جبر نہین ہو سکتا شب غم کا سامنا ہو یہ رات نہ کٹیگی ایسا بیقرار ہوئین کہ ہملوگون کو کچھ بن نہ پڑا سب آمادہ ہوئین کہ حضور چلیے ہم آپ کے ساتھ ہین باپ سے حیلہ شکار کا کیا ہم چار سو کنیزین راز دار ساتھ ہوئین کس مصیبت سے منزلین پہاڑون کی سختی مین کاٹین پتہ پوچھتے پوچھتے حیران ہوگئی شکر سامری کہ آپ تک پہونچی مگر افسوس ہو کہ آپکو بالکل خیال نہین یہ حالات فرحت آیات سُنکر ملک اطلس گلگون پوش پھولگیا چہرہ سرخ ہوا بند قبا ٹوٹ گئے یہ کہکر اُٹھا ای نازنین پری پیکر خواجہ عمرو مجھ تک واپس نہین آئے اپنے لشکر مین ہونگے مین اُسکی خاطر سے اسی مقام پر فروکش ہون ذرا

زخم اچھے ہولین تو تاریک سے لڑونگا عمرو کے دشمنون کو مارونگا ملکہ عالم سے مین زیادہ بیقرار ہون اب وہ دانہ ترک نیند رات کی بالکل اڑگئی یہ کہکے واسطے استقبال کے اٹھا وہ کنیز دوڑکر قریب محافہ کے پہونچی اطلس گلگون پوش نے اہلیان لشکر کو اشارہ کیا جلد قناتین درست کرو بارگاہ مین سامان عیش و نشاط مہیا ہو فوراً قناتین استادہ ہوگئین محافہ آکر ٹھہرا کہاریون نے صدائین یا سامری یا جمشید کی بلند کین وہ نازنین جو اطلس سے کہتی آئی تھی دوڑی ہوئی قریب پردے کے آئی کہا ملکہ عالم اُترئیے شہنشاہ واسطے استقبال کے آتے ہین لیکا یک پردہ اُٹھا برج محافہ سے ماہ تابان برامد ہوا اُس مقام پر روشنی ہوگئی دور سے اطلس گلگون پوش نے دیکھا ایک حور پیکر سمن بر بوٹا سا قد چال مین موزونی آنکھین نرگس شہلا زلفین سنبل زیبا سینے پر ابھار کرتی آب روان کی تختی بختی زیب جسم گلعذار ماہ رخسار سہی قد خورشید خد عنبرین مو خال ہندو چشم جادو نظم مسدس

حور سے بڑھکے ہی اس شوخ مین نازک بدنی
گل سے رخسار لب لعل ہین لعل یمنی
سخت مغرور ہی اور خو مین بہت کم سخنی
حیلہ عادت مین ہی خصلت مین ہی توبہ شکنی
حسن محبوب مین قدرت کا تماشا دیکھا
اک خدائی کو صنم کے لیے شیدا دیکھا

جب یہ چاہا کہ کرون وصف سراپا مرقوم
جلوہ حسن مضامین کی پری مالک مین دہوم
لیکے موجود سے افراد تھے جو جو معدوم
سُنکے فرمائیشونکا سب نے کیا آکے ہجوم
ہر طرف سے مجھے آتے تھے برابر پیغام
سب نے بھیجے مجھے تشبیہ کے اکثر پیغام

خط فردوسیہ مین خط مجھے رضوان نے لکھا
نامہ بر ہوکے اُسے خلد سے غلمان لایا
ورق گل یہ کیا صاف یہ تازہ انشا
ہی اگر مد نظر وصف کسی گلرو کا
بہر تشبیہ سراپائے قد جان جہان
گر ہو منظور تو لو نذر مین حور و غلمان

عین آنکھونکا تصور تھا جو منظور نظر
سحر کا سامری نے رکھدیا چشمہ لاکر
مردمو ہوگئی حیرت سے جو نرگس ششدر
چشم امید سے کی قطع نظر اسنے اُدھر

چشم زخمی سے ہوا آہوے چین کے بسمل
چشم پوشی سے مری ہو گئے بادام خجل

فکر و اوہام پہ بیجا تھے خیالات فضول — مختصر وصف سراپا کا ہی لاطائل طول
لاابالی یہان فرمائشین کب ہین مقبول — ایسی تشبیہون سے ہی ذہن رسا سخت ملول

اُسکا وہ حسن خداداد ہی ماشاء اللہ
ہین سہ و مہر فروغ رخ روشن پہ گواہ

آفتاب فلک حسن ہی وہ ماہ لقا — ماہ کامل ہی کہ ہی برج شرف کا تارا
مطلع حسن ہی یا جلوۂ طور سینا — الغرض نور کا عالم ہی عجب صل علی

خوبی و شوخی و حسن رخ زیبا داری
انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

حسن دلپذیر دیکھکر ملک اطلس گلگون پوش محو مطلق ہوکر قریب آیا چاہا ہاتھ تھام لون اُس ماہ پیکر نے غنچۂ دہن سے گل کلام پیش کیا مسکرا کر کہا ہان ہان صاحب اسقدر نہ گھبراؤ میرے قریب آؤ مین واسطے شکار کے نکلی تھی مصاحبین کس مقام پر لائین آپ کون صاحب ہین نام تو بتایئے ملک اطلس گلگون پوش نے ہاتھ باندھکر جواب دیا اے آفتاب عالمتاب آسمان حسن و جمال اے بدر کامل چرخ کمال اس حقیر کو ملک اطلس گلگون پوش کہتے ہین خداوند طلسم ہوش ربا کہلاتا ہون عزیز دار سامری و جمشید تمام ساحران جہان قدمبوسی کی ہوس رکھتے ہین خواجہ عمرو عیار نے تمھاری تصویر دکھا کر دیوانہ بنایا ہے بطور قاصد کو روانہ کیا کیا خوش نصیب ہون کہ اپنی معشوق باوفا سے قریب ہون اسوقت کلاہ فخر چرخ برین پر پہونچا ہی آنکھین فرش کرون پلکون سے جاروب کشی ہو بارگاہ مین تشریف لیجیے مدت مدید سے مشتاق ہون اُس نازنین نے مسکرا کر کہا ہمارے دوست صادق محب واثق خواجہ عمرو نامدار کہان ہین نام کو تو آپ کے سمجھی بدون خواجہ عمرو یہان سے قدم نہ بڑھاؤنگی لیکن او ظالم یہ تو بتلا تصویر مین کیا سحر کر دیا تھا جس سے قلب اُلٹ گیا آوارۂ دشت ادبار مجنون وار صحراے پرہول کو طی کر کے یہانتک پہونچی سنکر سامری و جمشید کی تمھاری صورت بخش دیکھی میرے مصاحب خاص کو بلاؤ عمرو کی صورت دکھاؤ سابق مین اُسنے جاکر کوئی صاحبقران مین انکا پیغام دیا وہ ہمکو منظور تھا اس مرتبہ کمبخت نے تمھاری تصویر دکھادی اپنے ہوش مین نہی

کمبخت عشق کے ظلم سے راتین فراق کی تڑپ تڑپ کے کاٹین تمکو کیونکر ایسا عاشق صادق جانون اپنی بارگاہ مین
بیٹھے چین کر رہے ہو شراب وکباب کا چرچا ہی بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ ہی دو چار معشوقین بھی
اس خیمے مین ضرور ہونگی مین وہان نجاؤنگی خواجہ عمرو کو جلد بلاؤ وہ میرے معین و مددگار ہین اپنے دلکا حال
انھین سے مین کہونگی آخر اس مقدمہ مین کیا فریب ہی وہ کیون نہین تشریف لائے اطلس گلگون پوش
نے دست بستہ عرض کی ای شہنشاہ اقلیم حسن و خوبی ای سرو خرامان باغ محبوبی آپ چلکر بارگاہ مین تشریف
رکھیے سوائے کنیزون کے وہان کوئی نہین عمرو میرا ملازم خاص اطاعت گذار با اختصاص عیار عالیوقار مصاحب
نامدار ہی وہ ضرور آئیگا حقیقت مین اسکے ہونے سے محفل روشن ہوتی ہی ملازمونکو روانہ کرونگا وہ نازنین
مہ جبین کی باتین ناز و کرشمہ سے معمور کبھی ہنستی ہی کبھی مسکرا دیتی ہی کبھی قتل کیا کبھی جلایا ابرو دن مین جلا دی
ہو ہونٹھون مین مسیحائی رعنائی زیبائی ملک اطلس بیقرار ہی نادیدہ عشق ایک درجہ تھا اب ہزار درجہ بڑھگیا ہی چاہتا ہی
قدمون پر سر رکھون جان نثار کرون دل سے کہتا ہی کیا معشوق عاشق خصال دستیاب ہوئی کس مزے سے
شب و روز گذرینگے یکایک ہاہا ہو کی صدائے گیر و دار کان مین آئی سحر سے ساحرونکے زمین تھرائی ملک اطلس گلگون پوش
نے گھبرا کر کہا ارے دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہی کیسا ہنگامہ ہی حسن نازنین نے بڑھکر ملک اطلس گلگون پوش
سے کلام کیا تھا وہ یکایک دوڑی یہ کہکر کہ حضور مین خبر لاتی ہون تھوڑی دور گئی روتی ہوئی پلٹی کہا ورے
غضب ہوا خواجہ عمرو نامدار عیار طرار نے شاید تاریک پر عیاری کی تھی یا راہ مین آتے تھے تاریک نے
گرفتار کر لیا ارادہ تھا قتل کرے سرداران مہرخ بلوہ کرکے جا پڑے ہین لڑ رہے ہین چاہتے ہین عمرو کو چھوڑا لین
لیکن ممکن نہین ہی وہ دیکھیے ایک غلام زنگی فیل حقیر عمرو کو بغل مین دبائے ہوے بالائے آسمان تھرا رہا ہی
جان نثاران لشکر مہرخ اسیر جا پڑے ہین لیکن وہ غلام تاریک سنگدل کشش ہی کسی کی چوٹ نہین کھاتا
بہت سے آدمی مار ڈالے چاہتا ہی عمرو کو لیکر بھاگ جاؤن کسی ویرانے مین لیجا کر قتل کرون اس نازنین
نے جو سر اٹھا کر یہ حال پر ملال دیکھا بال کھولدیے پیٹنے لگی کہا او عاشق کاذب دیکھ تو میرے دوست
پر کیا آفت پڑی ہی وہ بیچارہ اگلے وقت کا آدمی عیاری کرنا کیا جانے ہمارے ملک سے پلٹا ہوا
آتا تھا اس حرامزادی نے گرفتار کر لیا ہوگا تو تو اپنے کو بڑا ساحر جانتا ہی تو تو کہتا تھا مین بادشاہ
طلسم ہوشربا ہون عمرو نے بھی یہی بیان کیا تھا کہ انکا کوئی ہمسر نہین ہی پھر یہ کون ہین کہ جو میرے مصاحب
سے لڑتے ہین تو کیسا مرد ہی نہین ہو سکتا کہ جا کر عمرو کو چھڑا لائے اگر تجھسے نہو سکیگا مین آپ

جاؤنگی واسطے عمرو کے جان دونگی اگر عمرو کوشش نہ کرتا مین یہانتک کیونکر پہونچتی ہم احسان فراموش
نہین ہین تو مجکو بالکل نامرد معلوم ہوتا ہی ہاتھ باندھے ہوے روتا ہی یہ کہکر اُس نازنین نے بال اپنے
نوچ ڈالے منھ پر طمانچے مارے محافہ مین خنجر رکھا تھا وہ اُٹھا کر گلے پر رکھ لیا کہا اپنا گلا کاٹے ڈالتی ہون
اطلس گلگون پوش نے ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ عالم کسکی مجال ہی جو عمرو کو قتل کرے مین ابھی مار کے
لاتا ہون حقیقت مین مین بادشاہ طلسم ہوشربا ہون میری حکومت ابھی دیکھو کوئی میرا ہمسر نہین ہی
افراسیاب ہمارے بزرگون کو سجدہ کرتا ہی نانا دادا کا چیلہ ہی تھوڑے دنون سے باغی ہوگیا مین خود
اُسکی فکر مین تھا اُس شاہزادی نے کہا مین جب تمھارے پہلو مین بیٹھونگی کہ عمرو کو مار کے لاؤ سر تاریک
سنگل کش کا کاٹو شہنشاہ عمرو کے دشمنون کو پامال کرو یہانکی حکومت عمرو کو دو تب مین راضی ہونگی نہین تو
خود جاکے لڑونگی ہی ہی اوظالم دیکھ میرا عمرو کیسا تڑپ رہا ہی وہ غلام زنگی سیاہ رو کیا کیا بدعتین کرتا ہی اگر اسکو
اسنے مار ڈالا مین اپنے کو ہلاک کرونگی اطلس گلگون پوش نے فوراً کمر باندھی تاج سر پر رکھا اسباب سحر
ذات پر آراستہ کیا دامن سے آنسو اس نازنین کے پونچھے کہا ای جان جہان ای گلشن حسن کی سرو روان
میرے اختیار کو ابھی دیکھ لے جاتی ہی اس غلام زنگی کو سزاے معقول دونگا او تاریک کا بھی سر اتارونگا
آج ہی افراسیاب کو بھی سزا دونگا اس نازنین نے محبت سے گلے مین ہاتھ ڈالدیے منھ پر منھ رکھکر کہا
ای میرے وارث ذرا بچکر لڑنا ایسا نہو بیوہ کہلاؤن لیکن قدم بھی پیچھا نہ ہٹانا مجکو عورتین تشنیع دینگی
جلسے مین بیٹھکر کہینگی اسکا شوہر لڑائی مین سے بھاگ آیا بڑا نامرد ہی سب مین شرماؤنگی اطلس گلگون پوش
نے کہا ملکہ دیکھو تو کیا عجائب و غرائب سحر دکھلاتا ہون ابھی سر تاریک لاتا ہون مین اپنے نانا دادا
کے بندون سے منھ پھیرونگا یہ کہکر چاہا بوسہ لے اُس شوخ و شنگ نے اُسکے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا
کہا او دیوانی بیہودہ مین تو روتی ہون تجکو یہ باتین سوجھی ہین جلد جا ایسا نہو عمرو قتل ہوجاے پھر مجکو
اپنی زوجہ نہ سمجھنا اطلس گلگون پوش نے اہالیان فوج کو آواز دی جلد تیار ہو فوراً کمر بندی ہو فوج قزلباش
کو دیکھ بھال لو نابدولت چلے لو صاحب دیکھو مین جاتا ہون یہ کہکر اطلس گلگون پوش نے پر پرواز پیدا
کیے جیسے ہی یہ بلند ہوا اُس مہ جبین نے گورے گورے ہاتھ طرف آسمان کے اٹھادیے پکار اٹھی یا باری
جمشید میرے وارث میرے چاہنے والے ملک اطلس گلگون پوش کو دشمنون کے ہاتھ سے بچانا
مجکو بیوہ نہ بنانا ملک اطلس گلگون پوش کو او محبت کا جوش ہوا بلند ہوتے ہوتے پلٹ کر آواز دی صاحب

تم نہ آؤ میرا کلیجہ پھٹتا ہی مجھے کون قتل کر سکتا ہی مین سب پر غالب ہون ستار تاریک شکل کش کا طالب ہون
نازنین دیکھتی رہگئی اطلس گلگون پوش آسمان پر جاکر گرد کا مثل برق چمکا نعرہ کیا منم اطلس گلگون
پوش او افراسیاب خانہ خراب مین آپہونچا اسوقت یہ رنگ ہی کہ تاریک شکل کش بخوف مہتر قران
صاحب بغدہ گران نظر کردہ بزرگان تڑپکر کبھی آسمان پر جاتی ہی کبھی زمین پر گر کر فوج مہرخ کو پامال کر دیتی ہی
جب مہتر قران چھپا تڑپکر آسمان پر گئی ایک سمت افراسیاب جادو لعبہ جستجو سحر کر رہا ہی لیکن اطلس گلگون
پوش سامنے اس جوان زنگی کے پہونچا للکارا او روسیاہ میرے مصاحب کو کیون گرفتار کیا ہی اور عمرو
کو آواز دی خواجہ نہ گھبرانا مین آپہونچا ہی شہنشاہ اقلیم عیاری ملکہ عالم آگئین لیکن تمھارے واسطے تڑپ رہی
ہین وہ سامنے دیکھو صحرا مین کھڑی ہین مجھسے بڑی محبت ہی دعائین مانگ رہی ہین سامری جمشید سے نذرین
مانی ہین کیا پیاری زبان ہی کیا آن بان ہی عمرو نیچے بین زنگی کے دبا ہوا تھا اُس حال مین پکار کر کہا شہنشاہ
مین ملک سے تمھاری معشوقہ کے پاس تھا تمھاری محبت مین مجھے تاریک نے گرفتار کر لیا کہتی ہی آنکا ساتھ
چھوڑو ملک اطلس گلگون پوش نالائق ہی مین کہتا تھا تم سب پر فائق ہی ملکہ کو خدا سلامت رکھے وہ نہ
دعا مانگین تو کون دعا مانگے آپکا ملازم اُنکا مصاحب ایسی جاکر آگ لگائی کہ تمھارے شوق وصل مین نکل آئی
ملک اطلس گلگون پوش نے کہا مین آیا زنگی نے آواز دی خبردار میرے پاس نہ آنا ورنہ مارا جائیگا سرکشی
کی سزا پائیگا عمرو ملکہ تاریک شکل کش کا گنہگار ہی اسکو قتل کرونگا اطلس گلگون پوش نے چاہا
قریب جاؤن اُسنے جھولی سے نکالکر گولہ مارا ملک اطلس گلگون پوش نے اُف کہا
گولہ پھٹکر زمین مین گرا اُسی سولہ زبان افراسیاب کے سر ہوگئے لشکرین صدائے فریاد و العیاث بلند ہوئی
سر اٹھاکر افراسیاب و تاریک شکل کش نے دیکھا کہ ملک اطلس گلگون پوش زنگی کے سحر رد کرتا ہوا جاتا ہی
تاریک نے للکارا او ملک اطلس خبردار میرے گنہگار پر دست انداز مہونا ورنہ سزا سے معقول دونگی ملک
اطلس نے ہنسکر جواب دیا او تاریک نہ گھبرا پہلا ہے دوست کہ چھڑالون پھر تیرا بھی آکر علاج کرتا ہون
تو تو شاید بچ بھی جاتی حکم ملکہ عالم قطعی ہی کہ تاریک کا سر کاٹکر لاؤ ملکہ مہرخ وغیرہ سنکر حیران ہوئین
کہ ملکہ عالم کون صاحب ہین کہ جنھون نے تاریک کے قتل کا حکم دیا ہی بہار نے اشارہ کیا خاموش رہو
اس مقدمہ مین راز ہی خواجہ عمرو کہ گئے تھے اپنے فرزند چالاک سے کہ مین عیاری کرونگا اگر شاید
پھنس جاؤن یہ تصویر تجکو دیتا ہون اسکی شکل بنکر ملک اطلس گلگون پوش سے فریاد کرنا مین نے

چار سو کنیزین ہمراہ کردی تھین معلوم ہوتا ہی وہ وہان پہونچا اس آتش خو شعلہ مزاج کو گرمایا بعد ...
کہ تاریک کا سر لاؤ مہرخ نے کہا سبحان اللہ کیا بلا کے عیار ہین اتنی دیر مین کیا آگ لگادی کیسا ...
کر دیا نام اسکا ورد زبان ہی حکم کے کیسے مطیع ہین کہتے ہین ملکہ عالم کا حکم ہی یہ کہکر یہ سردار سحر کرنے لگے
وہان ملک اطلس سحر کرکے برابر غلام زنگی کے پہونچا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا ملک اطلس نے کلائی پر ہاتھ ڈالا
غصے مین ایک طمانچہ مارا غلام کا سر اڑگیا عمرو اسکے نیچے سے چھوٹا بیقرار ہو کر آواز دی ای شہنشاہ مجھکو
بچائیے اگر زمین پر گرونگا استخوان ریزہ ریزہ ہوجائینگے ملک اطلس گلگون پوش نے جھپٹ کر
عمرو کو روکا سحر مین تاریک کے عمرو مبتلا تھا ملک اطلس گلگون پوش نے ایک نخل کے سایہ مین لا کر
عمرو کو اتارا گلے سے لگا لیا کہا خواجہ تمنے مجھکو دولت کونین عطا کی کس لطف سے تصویر دے آئے تھے
بدون اجازت والدین ملکہ نکل آئی ای خواجہ عمرو مجھپر جان دیتی ہی اسوقت اسقدر بیقرار ہی بیکار ہی ...
ای پونے دو سو خدا میرے وارث کو بچالو تصدق اتارونگی اب یہان سے چلکر شب کو جلسہ آراستہ
کرینگے تم یہ بچانا تمھارا ابھی ملکہ کو بڑا خیال ہی عمرو نے کہا ایسی ایسی کارگزاریان آپ بہت سی ملاحظہ
فرمائینگے اب تاریک سے مقابلہ کرو اسکا سر کاٹو ملکہ کا حکم پورا ہو ملک اطلس گلگون پوش نے کہا
ابھی سر لایا لیکن غلام زنگی جو مر کر زمین پر گرا اندھیرا ہوگیا صداہاے مہیب آئین بعد عرصہ دراز ہر دو
نے آواز دی کشتی مرا نام سن غلام ملکہ تاریک شکل کش بود افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا اُس ...
کی لاش سے اسقدر شعلے نکلے کئی ہزار ساحر جلگئے حیران ہوا کہ عمرو کہان گیا دیکھا ملک اطلس گلگون پوش
سے ہنس ہنسکر باتین کر رہا ہی وہین سے للکارا باش او ظالم غضب کیا دائی امان کے غلام کو مارا ...
دشمن کو چھوڑ لیگیا یہ کہکر افراسیاب لعین قہر و عتاب صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا طرف ملک
اطلس گلگون پوش کے چلا عمرو تو گلیم اوڑھکر بیٹھا گیا لیکن ملک اطلس نے قبضہ شمشیر
برق نظیر پر ہاتھ ڈالا کہا او بیحیا آتا ہون اس عرصے مین سرداران ملک اطلس گلگون پوش
بھی آکر شریک جنگ ہوے گولے ترنج نارنج چلنے لگے تمام صحرا تاریک ہوگیا افراسیاب جادو
بقہر و غضب تمام طرف ملک اطلس گلگون پوش کے للکارتا ہوا چلا پکارا اسنم بانی بناے ارکان
افسونگری منم آفتاب عالمتاب آسمان برتری یکہ تاز میدان ظلم و جفا شہنشاہ طلسم ہوشربا او ملک
اطلس گلگون پوش کیون شامت دامنگیر ہوئی اسے تیرے قتل کی تدبیر ہی دائی امان کی جانب

جانیکا قصد نہ کرنا ملک اطلس کو یہی کد بھی کہ بہ تعجیل تمام تاریک بدانجام کا سر کاٹون سامنے جاکر معشوقہ کے پیش کرون وصل سے ملکہ عالم کے مستفیض ہون تاریک شکل کش کا یہ حال ہی کہ بخوف مہتر قران نامدار کبھی زمین پر کبھی بالاے آسمان حیران پریشان ہر چند کہ لڑائی مین اسکو بڑی کد ہی اس حال پر ملال مین بھی لشکر مہرخ کو پامال کر رہی ہی جسکو پایا چیر پھاڑ کر کھا گئی اس ہنگامہ مین بھی پیٹ کی فکر ہی شراب و کباب کا ذکر ہی لیکن افراسیاب خانہ خراب لعبد پیچ و تاب صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا سامنے ملک اطلس گلگون پوش کے پہونچا ملک اطلس نے قصد کیا تھا کہ پر پرواز پیدا کرون بالاے آسمان جاکر تاریک کے مقابل ہون لیکن افراسیاب نے اٹھا کر سنگ ریزہ مارا ملک اطلس پر پتھر برسنے لگے کئی سو ملازم اسکے مارے گئے ملک اطلس بڑا کہا او سنگدل بیہودہ جاہل یہ کیا سحر کرتا ہی لے دیکھ کیا ہوا یہ کہکر زمین سے مٹھی مین تھوڑی خاک اٹھائی یا سامری جمشید کہکر اڑائی سب نے دیکھا سحر سے ملک اطلس کے بڑے بڑے پتھر پیدا ہوئے اسمین پتھر لڑ لڑ کر لشکر افراسیاب پر گرنے لگے کئی ہزار کے سر پھٹے لشکر افراسیاب مین غل بلند ہوا حیرت جادو نے بیقرار ہو کر آواز دی ای شہنشاہ پتھر برسانے سے خاک فراملاد یکھیے تمام لشکر پر غبار چھا گیا آپکا لشکر پامال ہوا افراسیاب نے آخر دوسرا سحر کیا وہ پتھر غائب ہوئے دامن اپنا پھاڑ کر سحر کیا ملک اطلس گلگون پوش پر ایک چادر ظلمانی گری قریب تھا کہ اسمین بند ہو جاے قہقہہ مار کر آواز دی او افراسیاب کیون جامے سے باہر ہی ہمارے بند و بست سے تمہین ماہر ای تو جانتا ہی ہمارا تیرا چولی دامن کا ساتھ ہی لیکن اب تیرا گریبان ہمارا ہاتھ ہی یہ کہکر سنگ ریزہ اٹھا کر مارا وہ چادر سیاہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر لشکر افراسیاب پر گری کئی سو نے گریبان پھاڑ ڈالے دیوانہ وار مجنون مثال طرف صحرا کے بھاگے جب دو چار سحر افراسیاب و ملک اطلس سے اسطرح چلے اسوقت افراسیاب نے غصے مین ہاتھ اٹھایا آواز دی کیا طلسم ہوش ربا فتح ہو گیا ارے نگراں ابتو طلسم کشا کا بھی خاتمہ ہوا چاہتا حاضر ہوا ای نگہبان ابد و لست جلد آکر ہمارے حال کے ناظر ہو فوراً ایک پریزاد پیدا ہوئی ایک گولہ طلائی لاکر ہاتھ مین افراسیاب کے دیا دست بستہ عرض کی ای شہنشاہ نمک خواران قدیم پر آعتد بغضب سب کچھ حاضر ہی سب کو ٹھے بند پڑے ہین یہ سحر کامل و اکمل خالی نجائیگا آسمان تھرائیگا یقین ہی آپ کے دشمنون کو غش آجائیگا مگر افسوس یہ ہی کہ ملک اطلس گلگون پوش سامری پرست بادہ خدمتگزاری جمشید سے مست اسکا قتل کی

خداوند پر شاق ہوگا یقین ہے وہ بھی سحر و ساحری مین مشاق ہوگا افراسیاب نے گولہ لیا پرزاد کی جانب بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا کہا تجھکو ان مقدمات مین کیا دخل ہے وہ خاص ہمارا دشمن ہے اے رہروان جادہ گمراہی سحر رہزن ہزار ہا سامری پرست اُسنے مارے اب مجھے اُسکا پاس نہین ہے پرزاد نے چاہا کچھ اور عرض کرکے شہنشاہ کو سمجھاؤن افراسیاب نے غصے مین کہا دور ہو اس نازنین کے منھ سے ایک شعلۂ آتش نکلا وہ پرزاد مثل ہیمۂ خشک جلنے لگی دم بھر مین جلکر خاک ہوئی خاک سے ایک طائر پیدا ہوا زفیل مارکر آسمان پر بلند ہوگیا آواز دی ہزار صد ہزار افسوس عمر طلسم ہوش ربا تمام ہوئی مین بیچاری مفت مین بدنام ہوئی یہ کہکر طائر نکل گیا افراسیاب یہ سنکر نام سامری و جمشید پر گالیان دینے لگا کہا دیکھو کیا شعبدے بازیان بناگئے نالائق ڈراتے ہین مابدولت کسی کی پروا نہین رکھتے اتنی مہلت جو ملک اطلس گلگون پوش نے پائی کئی سردار افراسیاب کے مارے یہی چاہتا ہے تار یا سنگ کش ہر پا پڑون اپنی معشوقہ کا حکم بجالاؤن لیکن افراسیاب نے اس گولے کو چرخ دیا الامان الامان کی صدا آنے لگی زمین تھرانے لگی مہرخ و بہار وغیرہ کتنی ہوئین پیچھے ہٹین کہ یار غضب ہوا افراسیاب نے طلسم سے گولہ طلب کر لیا بہار گلدستہ مارکر ایک جانب چلی باغبان قدرت لعبۂ صولت و شوکت یا تو قلب لشکر افراسیاب مین لڑ رہا تھا ہزارہا ساحران افراسیاب مارے کبھی سرماے برف انداز پر جا پڑا کبھی ابرلیق کوہ شگاف سے لڑا ان دونون کو زخمی کر چکا تھا کہ اُس گولے پر نگاہ پڑ گئی تھرا گیا کلیجہ منھ کو آ گیا ساتھ والون سے کہا یارو یہ طلسمی گولہ چلا چاہتا ہے کسکا دل گردہ ہے جو اس وار کو سنبھالے خدا اس بلا کو ٹالے یہ کہتا ہوا اک گوشے پر آیا بہار کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا مخمور کو اشارہ کیا ملکہ ہٹو دیکھو آفت آتی ہے لیکن افراسیاب نے اُس گولے کو تین مرتبہ چرخ دیکر طرف اطلس گلگون پوش کے مارا زناٹا ہوا قریب تھا کہ کلیجے پھٹ جائین کئی ہزار ساحر وغیرہ ساحر چرخ کھا کر گرے زمین مین کر کر ایڑیان رگڑنے لگے لیکن ملک اطلس گلگون پوش نے جو گولہ آتے ہوئے دیکھا سینہ سپر کرکے آگے بڑھا جھولی سے کارد سحر نکالی سامری و جمشید کا نام لیکر گولے کی جانب اشارہ کیا گولہ چھری پر آکر پڑا دو ٹکڑے ہوئے گولے سے ایک غبار زرد پیدا ہوا خاک اڑی ایک گنبد زرد بنکر طیار ہوا ملک اطلس گلگون پوش اُس غبار مین چھپ گیا برق بنکر گنبد خاکی مین تڑپ رہا ہے لیکن نہین نکل سکتا افراسیاب تیغہ کھینچکر چلا آواز دی او ملک اطلس گلگون پوش اب مہلت نہ ملیگی مین نے تجکو دام سحر خاکی مین پھنسایا ہے

طرف سے دل مین بڑا غبار تھا حقیقت مین ملک اطلس گلگون پوش چاہتا ہی تھوڑی دیر کی مہلت پاوٴن تو اس گنبد خاکی کو مٹاوٴن جسم سے چنگاریان نکل رہی ہین لیکن سحر خوانی مین مصروف ہی دفعہ سحر مہلت پر موقوف ہی افراسیاب سحر کو زور دیتا ہوا تیغہ کھینچے ہوئے طرف گنبد خاکی کے آتا ہی باغبان وغیرہ نے جو یہ ہنگامہ عظیم دیکھا کہ ملک اطلس ہمارا طرفدار سحر افراسیاب مین مبتلا ہوا اب نہ نکل سکیگا قصد ہوا جاکر سحر دفع کرین مخمور نے آواز دی ای باغبان و بہار ای ساحران نامدار خبردار قریب گنبد خاکی نہ جانا ملک اطلس گلگون پوش حقیقت مین بڑا ساحر ہی نیرنگ و شعبدے سے بخوبی ماہر ہی اپنے کو بچا رہا ہی اگر مہلت پائیگا بیشک گنبد کو توڑ کر نکل جائیگا اور کوئی اگر وہان جاکر سحر کریگا غبار کو ترقی ہوگی نابینا ہوکر مریگا اگر ساحر بڑا ہی اندھا ہو جائیگا سر ٹکرائیگا مخمور نے جو بطور نصیحت پکارا سب ساحر رکے لیکن واسطے ملک اطلس گلگون پوش کے دعائین مانگنے لگے باغبان قدرت نے آواز دی ای مخمور حقیقت مین تو نے سچ کہا لیکن اگر یہ مارا گیا غضب ہوا اتنا کوئی کرے افراسیاب کو روکے اپنی جانب متوجہ کر لے چند ساعت افراسیاب سحر گنبد خاکی کو زور نہ دے ملک اطلس گلگون پوش ساحر بے نظیر صاحب تدبیر ہی ضرور اس سحر کو دفع کرکے نکل جائیگا بہار جادو نے آواز دی جو کوئی اسوقت سامنے افراسیاب کے جائیگا زندہ واپس نہ آئیگا اسوقت عجب لشکر مین تلاطم تھا ہر ایک کے ہوش و حواس گم تھے لیکن بیقرار ہوکر دعا کی یکایک صحرا سے گرد اوٹھی کچھ لکہ ہاے ابر نمایان ہوئے لیکن صداے ہا ہو آئی زمین میدان کارزار تھرائی افراسیاب پلٹ کر دیکھنے لگا سب اسی جانب متوجہ ہوئے دیکھا ایک جوان ساحر غدار اژدر آتش فشان پر سوار زرخدار بیقرار اژدر کو بھگائے ہوئے آتا ہی پشت پر لاکھون جادوگر سب کے رنگ رو متغیر انتہا کے زخمی جسم پر آبلے پڑے ہوئے بدحواس عالم یاس چہرے اداس بھاگے ہوئے آتے ہین ملکہ حیرت نے بڑھکر افراسیاب سے پوچھا ای شہنشاہ یہ لشکر ساحران بیتاب و پریشان شکست خوردہ کہان سے آتا ہی بھاگا ہی یہ جو سب کا افسر ہی کونسا ساحر ہی افراسیاب نے بغور دیکھکر کہا مین نے بخوبی پہچانا ہمارا مصاحب خاص خراج گذار گیہان اژدر سوار ہی مین نے بڑے مقابلہ شہرہ فیلسر بھیجا تھا معلوم ہوتا ہی شکست کھاکر آیا ہی بہت گھبرایا ہی مگر گیہان اژدر سوار نے جو دور سے افراسیاب کو دیکھا پکارا فریاد الغیاث ای شہنشاہ میری مدد کیجیے تین دن تین راتین گذرین مین شکست کھاکر بھاگا لیکن شہرہ فیلسر ناک حرام بدانجام پیچھا نہین

چھوڑتا کسی صحرا مین امان نہ پائی تقدیر یہان لائی اب مجکو جلد آکر بچایے وہ آیا چاہتا ہی بڑا ساحر زبردست
ہی اشا بڑا ساحر میری نگاہ سے نہین گذرا اپنے بھائی کے غم مین گھبرایا ہوا ہی کہتا تھا میرے بھائی
قہقہہ فیلسر کو افراسیاب نے مارا شہنشاہ لاجین کو قید کر لیا بھائی کے خون کا بدلا لونگا
شہنشاہ لاجین کو قید سے چھوڑا ؤنگا افراسیاب تو حیران حیران اسطرف متوجہ ہوا کہ گیہان پکارتا
ہوا چلا آتا ہی ساتھ والے بھی افراسیاب کو دیکھکر فریاد و بکا کرنے لگے کسیکا قول ہی میرا بڑھا باپ برباد
ہوا کوئی جوان بیٹا خاک مین ملگیا اسقدر غل ہی کہ بات سمجھ مین نہین آتی آخر افراسیاب یہ کہتا ہوا دوڑا
ارے غل بکرو مجکو سمجھاؤ اسقدر نہ گھبراؤ اتنی مہلت جو ملک اطلس گلگون پوش نے پائی جھولی سے
کارو نکالکر ان پر لگائی خون اپنا چلو مین لیکر چہرہ پر ملا سرخ رو ہوا کچھ خون باقی ماندہ اس گنبذ پر
پھینک مارا ابر خونی برسنے لگا گنبذ شکست ہوا لیکن کئی ہزار ہمراہیان اطلس گلگون پوش بھی
جل گئے لیکن ملک اطلس نے اسقدر گنبذ خاکی کے اندر صدمے اٹھائے کئی زخم کھائے چندساعت
مین اپنے کو درست کیا چالاک وچست ہو کر مصروف جنگ ہوا لیکن گیہان اژدر سوار اژدرے کو اور
ساتھ والون کو منع کیا ارے یارو چپ رہو مین قریب شہنشاہ کے جاؤن مفصل حال سمجھاؤن چاہا
تھا کہ چلے کہ دوسرا ابر تیرہ و تار پیدا ہوا ابر عجیب برق چمکتی ہوئی شعلہ ہاے آتش ابر سے نمایان وہ
ابر آکر پھٹا آواز پیدا ہوئی باشیدا ہی طرزان افراسیاب خانہ خراب ستم ساحر نامی و نامور ملک شہرہ فیلسر
ہو گیہان بھاگ کر کہان جائیگا یہ کہکر گینڈے کو بڑھا کر قریب گیہان اژدر سوار آیا کئی لاکھ ساحر ابر سے
پیدا ہوئے انکو آواز دی ان سب نمکحرامون کو مار لو ان بھگیلون کو مہلت ندو ہا لیان فوج لشکر
گیہان پر گرے گیہان نے جو بلکر شہرہ فیلسر کو دیکھا اسی کے ہاتھ سے شکست کھا کر آیا ہی بدحواس
ہو گیا سحر یاد کرتا ہی کبھی کہتا ہی یا سامری کبھی کہتا ہی یا جمشید کبھی پکارتا ہی یا لات اعلی منات معلی
کبھی گھبرا کر پکارا ای لوٹاک لوٹا جھوٹاک جھوٹا اسوقت آکر بچاؤ ہاے کوئی سحر یاد نہین آتا ارے بابا
مجکو تو کتاب کی کتاب یاد تھی سب حرف صفحۂ قلب سے اڑگئے شہرہ فیلسر برابر پہونچ چکا تھا کہا او
نامرد کسکو پکارتا ہی کہان ہین سامری و جمشید نمکحرامی کے وقت یاد نہ آیا ایسے بادشاہ عالیجاہ کو بلا
پھنسایا اگر ہم سب بگڑ جاتے افراسیاب جادو کی مجال تھی جو شہنشاہ لاجین کو قید کرتا سلطنت
قبضہ ہوتا اسوقت گیہان نے گھبرا کر تلوار اٹھائی الباد حواس تھا سیع نیام سر پر شہرہ فیلسر کے لگائی

ہاتھ سے سپر بلاتا جاتا ہی منھ سے کہتا ہی ارے سحر پڑھون ای شہرہ فیلسر تجکو جلادون کبھی کہتا ہی ای بھائی میرے پاس نہ او کبھی کہتا ہی ای شہنشاہ آکر بچاؤ یہ جلاد صاحب بیداد منہین مانتا شہرہ فیلسر انتہا کے غصے مین تھا مگر نہس پڑا کلائی پر ہاتھ ڈالدیا گیہان نے تلوار چھوڑکر کہا لو بھائی تلوار لے لو مگر جان تو چھوڑو شہرہ فیلسر نے کلائی پر ہاتھ ڈالا اپنی جانب کھینچا یہ خود قریب آگیا کہا لو بھائی مین تو سرکشی نہین کرتا تمھارا تابعدار ہون ہرچند کہ اہالیان فوج گیہان عاجز مجبور و ناچار ہین باتون پر گیہان اژدر سوار کے بیاختیار ہنسے کہتے تھے لو صاحبو وہ قتل پر آمادہ ہی یہ بھائی بھائی کہتے ہین ایک نے کہا نامرد گھبرا گیا یہان شہرہ نے طمانچہ مارا سر اسکا چنبر گردن سے اڑگیا زمانہ تیرہ و تار ہوا آواز آئی کشتی مرا نام سن گیہان اژدر سوار لو شہرہ فیلسر گیہان کو مار کر گردن مست سحر ہوا لشکر افراسیاب پر جا پڑا افراسیاب نے جو یہ معرکہ دیکھا غصے مین سرماد ابرلق کو آواز دی لو یارو اور بلا نازل ہوئی بڑھکر اس نمکحرام کو روکو یہان نہ آنے دو شہرہ فیلسر کے جو کان مین آواز آئی وہین سے نعرہ کیا او افراسیاب میرے بھائی قہقہہ کو مار انھین سمجھا تھا نمکحرام کون ہی اپنے ولی نعمت کے ساتھ یہ بےاعتدالی مکر سے اسکو گرفتار کیا اب بہتر یہ ہی کہ قدمون کو ہمارے بوسہ دو توبہ کر شہنشاہ کو لاکر تخت نشین کرو دیکھ طلسم ہوشربا مین کیا غدر پڑگیا نمکحرامی نے یہ مزا چکھایا یہ کہتا ہوا فوج افراسیاب پر جا پڑا اب یہ سب لشکر آپس مین ملگئے قیامت کے سحر ہونے لگے دشت جبل تھرائے لکہ ہائے ابر کڑک رہے ہین شعلہ ہائے آتش بھڑک رہے ہین

نظم مصنف

ہوا گرم ہنگامۂ دار و گیر
فسون سازیون مین بھی بیباک ہی
ہوا ہر طرف سے جو آغاز سحر
لیے ہاتھ مین تیغۂ برق تاب
ادھر نعرہ حشر ہمت ران
گری برق تیغ جلالت شعار
جبل خوف و دہشت سے ہلنے لگے
چھپا پردۂ ابر مین آفتاب

لگے خود و نیزہ لیے خود و تیر
اڑا اسقدر دشت کین مین غبار
اٹھا پردۂ بدعت راز سحر
ملک اطلس نامور ہگیہان
ہر بر وفادار حشر قہران
ہوا حملہ ور رستم روزگار
گل باغ جرأت بھی کھلنے لگے
کیا سحر اطلس نے باشد و مد

قمر توسن کلک چالاک ہی
رخ مہر گردون چھپا ایکبار
بڑھا جھومکر صف سے افراسیاب
ہوا بڑھکے فوجون پہ حملہ کنان
جلالت قرین نامور نامدار
صفون مین تھا ہنگامہ گیر و دار
ہوا ایک بیک دہر مین انقلاب
ہوا غل کہ یا سامری کر مدد

تلاطم صفون مین قیامت کا ہی
نکلنے لگی صاف پانی سے آگ
کسی صف مین گولے چلے بیدریغ
دھوان دھار وہ دشت پرہول تھا
یہ دنیا سے دون لائق دید ہی
کوئی رنج فرقت سے ہی بیقرار
کوئی وصل معشوق کی فکر مین
کہین سوز ہی اور کسی جا یہ ساز
پڑے اُنکے نام ونشان ہو گئے
جلالت شعار وہو جرات کا وقت
لڑائی کی افتاد جھیلو گے تم

کوئی کہہ رہا ہی کہ کالی کی جے
کوئی گر کے پانی مین ٹھنڈا ہوا
کسی جا چمکنے لگی برق تیغ
نقیبان لشکر بڑھے بیدرنگ
کوئی مر گیا اور کہین عید ہی
کہین عیش وعشرت کا سامان ہوا
کوئی ہجر محبوب کے ذکر مین
فریدون وجم صاحب تخت وتاج
تہ خاک آخر نہان ہو گئے
نہنگان دریائے شوکت ہو تم
یقین ہی کہ جانو پہ کھیلو گے تم

ہوئی ساحرون کو جو دریے لاگ
کوئی آتش سحر سے بھک گیا
اُچھلنے لگے ناریل جا بجا
پکارے کہ یارو یہ ہی وقت جنگ
کسی جا ہی جشن طرب آشکار
کوئی شکل آئینہ حیران ہوا
زمانے کا دیکھو نشیب وفراز
دیا خلق کو سب سرکشون نے خراج
جوانو یہ ہی شان وشوکت کا وقت
یہ آسمان جلالت ہو تم
نقیبا سے بلند آواز نے جو یہ اشعار

عبرت آمیز پڑھے جو اُن صف شکن تیغ زن جھومے صف لشکر دشمن پر جا پڑے سحر وساحری کا زور یا بارش ابر کا شور ہی کبھی افراسیاب جادو نے پڑھکر گولہ مارا آسمان پر جا کر پھٹا اندھیرا ہو گیا ہزارہا ہو کر زمین پر گرے ٹکرا ٹکرا کر مرے کبھی ملکہ طلس گلگون پوش پڑھکر سحر کرتا ہی کہ افراسیاب کو شادون کسی نے زمین کو ہلا دیا کسی جانب گلدستہ بہار چلا پھول برسے ہزارہا دیوانے ہو گریبان چاک کئے چہرون پر خاک لی دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار بہاریہ پڑھنے لگے نظم

شاخ گل پر کیب چہکتے ہین یہ مرغان بہار
عندلیبون کو ہی لازم شکر احسان بہار
گل ہی ساغر بادہ ہی شبنم ہی ساقی صبا
نشتر فصاد کانٹے ہین مرغان بہار
ہر روش گلدستۂ گل اس سے ہین آراستہ
کشور گلزار مین جاری ہی فرمان بہار
فصل گل مین توبہ مل سے ہی رعنا کو الم

شکر کرتے ہین گلستان مین غزل خوان بہار
چاہیے غنچے بدامن لین تصدق ہو نسیم
سبکدہ ہی صحن گلشن ہی بستان بہار
رقص کبک ونغمۂ بلبل سے جنت ہی چمن
تختۂ گلزار ہی اورنگ سلطان بہار
عندلیبون کو گلون سے ہی ہما خوشی نصیب
بے مے وساقی ہی سب برباد سامان بہار

گل کھلے ہین موسم گل نے ہی سامان بہار
طشت گل مین دھوئے شبنم نے ہاتھ
جوش مستی سے ہوا جوش جنون
نرگس وگل کا لقب ہی چور وغلمان بہار
برگ وبر کا ذکر کیا ہین خار تک
وصل اب یہ سطر ہی ہمرغان بہار
حیرت جادو نے دیکھا بہار جادو

صدہا کو دیوانہ کر دیا بڑھکر سحر کیا سحر رنگین بہار کو سٹایا لیکن شہرہ فیلسر بصد کر و فر فوج افراسیاب پر گرا ہی لیکن بدعت تاریک دیکھکر گھبرا رہی ہی جس جانب جا پڑتی ہی سیکڑون کو چیر پھاڑ ڈالتی ہی سواے مہتر قران کے کسی سے خائف و ترسان نہین ایک مقام پر تاریک نے افراسیاب کو دیکھا سواے فوج مہرخ کے ایک لشکر پر سحر کر رہا ہی تاریک گھبرائی قریب افراسیاب کے آئی کہا او افراسیاب تو نے کیا کیا بدعتین کین مین خیال کر کے دیکھتی ہون تمام عالم ترا دشمن ہی یہ کمبخت شہرہ فیلسر کون شخص ہی جسنے آتے ہی لاکھون کو مارا اسی کی آمد کی وجہ سے یہ اطلس گلگون پوش ترے گنبد خاکی کے سحر سے نکل گیا حقیقت مین کیا سحر معقول تھا مالک طلس بہت ملول تھا مہلت پاتے ہی اُسنے اپنے کو بچایا گنبد خاکی توڑا افراسیاب نے کہا دائی امان یہ شہرہ فیلسر بڑا افسر ہی برادر قہقہہ فیلسر ہی جو سابق مین لوح دار طلسم ہوش ربا تھا دریاے نیل پر میرا قبضہ ممکن نہوا مین نے کئی مرتبہ کہلا بھیجا لوح طلسمی لیکر حاضر ہو وہ مغرور نہ آیا تب مین نے جاکر اُسکو مارا یہ خبر اسکو نہ ملی تھی اب مفصل حال دریافت ہوا باغی ہوکر آیا کئی قلعون کو ویران کر دیا تاریک نے کہا جہانتک ہوسکے فوجون کو حکم دے مہتر قران کو گھیرین نہین معلوم تیغہ نور افشانی کہان سے لایا کیونکر اس تلوار پر قبضہ ہوا افراسیاب نے کہا مین بھی حیران ہون مابدولت کا سحر اسپر تاثیر نہین کرتا انتہا کا بہادر ہی ہزارون کو اسنے مار بڑے بڑے افسرون کو للکارا سامری و جمشید اسکے ہاتھ سے بچائین مہتر قران نے جو دور سے دیکھا کہ تاریک شکل کش افراسیاب جادو سے باتین کر رہی ہی لڑتا بھڑتا چلا جس افسر نے روکا ہاتھ تیغہ نور افشانی کا مارا دو ٹکڑے ہوئے دوسرے کو قبضہ مارا کسی کی کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا زمین پر مارا استخوان بے ایمان کے چور چور ہوئے ہزارہا کاسہ سر مثل کاسہ گدائی ٹھوکرین کھا رہے ہین سوار پیدلون مین بھگدر صفین درہم و برہم نشانہاے لشکر پر الم ماتم نیزے کانپ رہے ہین تلوارین مڑی جاتی ہین بقول شخصے نیام مین منہ چھپاتی ہین سپرین روسیاہ برباد و تباہ مہتر قران کا جو نعرہ ہوا افراسیاب نے گھبرا کر کہا دائی امان بھاگو وہ شیر بیشہ جرأت آپہونچا دیکھے اسکے ہاتھ سے کیونکر بچتے ہین افراسیاب ایک جانب بھاگا تاریک شکل کش بیتاب متوحش مثل برق گرگ ہے بالاے آسمان پہونچی مہتر قران نے اسکو نہ پایا اور ساحرون پر جا پڑا لڑنے لگا لیکن تاریک کڑک کر فوج شہرہ فیلسر پر گری ہر چند کہ شہرہ فیلسر بڑا بہادر ہی سحر و ساحری مین بے مثل و بے نظیر صاحب لیاقت و خوش تقریر لیکن صورت ہیبت ناک

تاریک کی دیکھکر گھبراگیا ساتھ والون سے کہا یارو یہ دیونی کہان سے آئی ہالیان فوج شہرہ فیلسبر جو
تاریک شکل کش کو دیکھا ہائے کا نعرہ کرکے بھاگنے لگے چاہتے تھے پانون سر پر رکھ لین لیکن اسکے سامنے
نجائین لخت خون کے تمام اسکے سینے پر جمے ہوئے بال سر پر گڑ پڑے حبا ٹین چھوٹی ہوئی تھان کا لہنگا
خون مین ڈوبا ہوا جسکو پایا چیر پھاڑ کر کھا گئی جب منھ کھولکر چیخ ماردی دہن سے اس آتشخو کے دھوان
نکلتا ہی شعلۂ آتش اس ماری کے نام سے جلتا ہی بعضون نے آنکھین بند کر لین منھ کے بھل زمین پر گرے
ایڑیان رگڑنے لگے بعض نہر مین پھاند پڑے آبرو بھی ڈبوئی جان مفت مین کھوئی تہلکہ لشکر شہرہ فیلسبر
مین پڑ گیا شہرہ فیلسبر ایسا ساحر گھبرا رہا ہی لیکن واقفکاران طلسم نے آواز دی ای شہنشاہ یہ گمراہ بلا
حجرۂ دوم ہی تاریک شکل کش اسی کا نام ہی انسان کو چیر پھاڑ کر کھا جانا اسکا کام ہی یہ سنکر شہرہ
فیلسبر کسقدر مطمئن ہوا اُسنے بھی کہا قدم مردی کا میدان کارزار سے ہٹانا بڑی ذلت ہی اسی مین جرأت
ہی کہ اس سے بڑھکر مقابلہ کرون اس سیاہ رو کے خون سے ہاتھ بھرون ہر وقت خروج خیر خواہون
نے کہا تھا کہ افراسیاب کا مارنا دشوار ہی بڑی بڑی بلائین نازل کریگا بڑے بڑے اُسکے خزانے
ہین رہائی شہنشاہ لاچین آسان نہین ای شہرہ فیلسبر کسیکا کہنا نہ مانا اس امر دشوار کو آسان
جانا اب ہٹنا کیسا اس سے مقابلہ کرو دل کو پتھر کرکے سحر کرتا ہوا بڑھا تاریک شکل کش نے آواز دی
او شہرہ فیلسبر کیون اپنی جان دیتا ہی افراسیاب کے قدمون پر سر رکھدے مین کہتی ہون خطا
معاف کرادونگی اگر میرے کہنے کے خلاف کیا ٹھوکرین کھائیگا بذلت مارا جائیگا شہرہ فیلسبر کو جوش
جرأت تھا کچھ خیال نہ کیا کئی گولے مارے تاریک نے ہاتھ مارا الٹے پلٹ کر اُسی کے فوج پر گرے کئی ہزار
آدمی بے گناہ جلکر رہ گئے شہرہ فیلسبر نے دیکھا سحر کو میرے قریب نہین آنے دیتی تیغہ برق مثال کھینچکر
جا پڑا اسپر جنس تاریک پر وار کیا تاریک نے سر بڑھا دیا تلوار نے تاثیر نہ کی چھن سے اڑ گئی گویا گھڑیال پر
موگری پڑی استادان سخنور نے اس داستان عبرت بیان کو بسطور پر تحریر فرمایا ہی کہ شہرہ فیلسبر انتہا کا
زبردست ہی لیکن ہیتر سے بدل کے تاریک پہ برس پڑا تاریک زخمی نہوئی دم بدم دھڑ دھڑکے کار
رہی ہی کہتی جاتی ہی او شہرہ دیکھ اپنی جان بچا ہوش مین آ سرکشی کو موقوف کر اپنی حقیقت کا وقوف
ورنہ سزا سے کامل دونگی لڑائی مین بڑی مشقت کی ہی بھوکھی ہو رہی ہون تجکو کھا جاؤنگی شہرہ فیلسبر نے
خیال بھی نہ کیا تاریک شکل کش پانچ چار حربے جب روکر چکی ایک چیخ ماری کہ زمین تھر اگئی

شہرہ بھی مثل برگ بید کانپا جیداری کر کے بڑھا تاریک نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی شہرہ فیلسر بڑے قد کا جوان ہی اسکے سردار دیو سے مثال دیتے ہین جب تاریک نے تلوار چھینکر پھینکدی شہرہ نے ہاتھ بڑھا کر چاہا اسکے بال پکڑون سوشگافی کرون جرأت مین فرق نہ آئے چند موے سیاہ تاریک ہاتھ مین شہرہ فیلسر کے آگئے چاہا پکڑ کر کھینچون تاریک نے سر کو گردش دی وہ بال اس جنڈال کے مار سیاہ بنگیے ہاتھ مین شہرہ فیلسر کے آبلے پڑے آہ کرکے چھوڑ دیا لیکن غصے مین لپٹ گیا دونون مین جکت چلنے لگی شہرہ فیلسر نے تاریک کا گال کاٹ کھایا تاریک نے اسکے شانہ پر منھ مارا بوٹے کا بوٹا کاٹ کر چباگئی شہرہ نے ایک چیخ ماری تاریک بھی چلائی لوگون نے پلٹ کر دیکھا گوشت خردندان سگ ہو رہا ہی تاریک نے کچھ سحر کیا منھ سے ایک شعلہ آتش نکلا یانو شہرہ فیلسر ہر مرتبہ بانو پر ہاتھ بڑھاتا تھا منھ بڑھا کر کاٹتا تھا لیکایک وہ شعلہ جو بھڑکا آہ کی آواز دی شعلہ ڈھلا بس تاریک نے دوڑی جسطرح باز کنجشک کو دبوچتا ہی اسطرح لے بیٹھی گردن شہرہ کی کھینچ لی ٹانگین پکڑ کے چیر اُنا مارا چرچبانے لگی گوشت اُسکا مزے سے کھانے لگی اندھیرا تاریکی سنگباری برف باری ہونے لگی صداہاے مہیب آمین ہیر غل مچانے لگے لاکھ تدبیر کرتے تھے کچھ بن نہ پڑتا تھا آخر صدا دی کشتی مرا نام ہی شہرہ فیلسر بود دور سے دیکھنے والون نے دیکھا زور سے تاریک کے ہوش اڑگئے اہالیان لشکر شہرہ فیلسر لرزان و پریشان لاشہ بھی اُسکا نہ اُٹھا سکے ایک جانب بھاگے فرار بر قرار کیا جبر اختیار کیا وہان سے تاریک جھومتی ہوئی پلٹی مہتر قران حیران ہی کہ تاریک پر سیر انجہ کیونکر قابض ہو تاریک شکل کش کڑک کر آسمان پر جاتی ہی دور دور لڑ رہی ہی فوج کا ہر سمت سے بلوہ ہی کس کس کو مارے کس کس سے لڑے کیونکر تابہ تاریک شکل کش پہونچے مہرخ و بہار خود مجبور و ناچار ہین ملکہ اطلس گلگون پوش بھی سطوت و صولت سے لڑ رہی ہی تاریک شکل کش کا جویا صفون کو درہم و برہم کر رہا ہی یاد مین اس معشوقہ محبوبہ کے بہت بیقرار ہی جنگ سخت واقع ہوئی چاہتا ہی تاریک شکل کش کا سر کاٹون معشوقہ کے پاس لیجاؤن وصل سے شاد ہون لیکن چونکہ تاریک شکل کش تک نہین پہونچتا ہوس وصل دل مین بھری ہی ہواس مین ابتری ہی اس انتشار مین یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی

نظم

بیتابی فراق سے عالم بدل نجائے | نالہ فراز عرش سے آگے نکل نجائے | روئے ہین صندیار سے نازاض ہوئے ہم

جو طفل اشک آنکھ سے ٹپکے مچل نجائے
شام فراق ہی وہ اندھیری کہ خوف ہی
پاے نظر ہزار جگہ کیون پھسل نجائے

وقت وصال عاشق و معشوق ایک ہی
بیٹھا ہی سر جناب قضا کا دہل نجائے

ٹھنڈی اگر ہو شمع تو پروانہ جل نجائے
کس آب و تاب پر رخ شفاف ہی نسیم

آہ کے نعرے مارتا ہی کہتا ہی ہاے تقدیر ایسے وقت پر ملکہ عالم کا

آنا ہوا اچھی طرح چار باتین بھی کرنے نپایا اچھی طرح جمال جہان آرا بھی نہ دیکھا معشوق عاشق خصال صاحب جاہ و جلال فراق دیدہ ہجران کشیدہ خود طالب وصل مطلوب زہرہ جبین نازنین حسین اُسکے پہلو مین بیٹھکر لطف زندگی اُٹھاتا واے تقدیر اسی وقت یہ فساد برپا ہوتا تھا تصویر خیالی اُسکی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی اس تصویر خیالی سے بیقراری مین یون کلام کرتا ہی

نظم

صنم کہ پرتو حسنت روان جان من ست
صفیر کنگرہ عرش آشیان من است
زبہر نام چہ حد و برای ننگ چہ حد
کہ مہر لا و نعم زینت سکان من ست
ز بیم رواجی و خلس کساد بازاری
زرو ے درد و الم صبح از فغان من ست

بجاے شعر مجبت در استخوان من ست
سبین بچشم حقارت مرا کہ وقت سخن
چو عنقریب نہ نام ست نی نشان من ست
زبان شکوہ کشودن زغیر بے خردیست
کہ نقد کون و مکان رائج دکان من ست

ہماے ہمت شوقم چو بال بلکشاید
حدیث کون و مکان رائج از دکان من ست
درون خانہ ہستی چو نقش دیوارم
مرا کہ دشمن جانی ہمین زبان من ست
فغان بلبل شوریدہ در چمن مخفی

اے فلک عجب مصیبت مین ہون حکم محبوب مطلوب کیونکر پورا کرون غم دل کو

تو مین نے چھوڑا یا لیکن افسوس ہی کہ اتبک تاریک شکل کش کا سر نپایا ولولہ جنون مین لڑتا ہوا چلا صدہا کو مار اکئی پہلوانان زبردست کو للکارا تاریک شکل کش لعبد شد و مد شہرہ فیلسر کو مار کر کھڑی ہوئی جھوم رہی ہی لیکن مہتر قران پر نگاہ ہی کبھی آہ کبھی واہ کہ پہلو سے نعرہ ہوا صنم ملک اطلس گلگون پوش کہان جاتی ہی مین آ پہونچا بس اب آگے نہ بڑھنا میری معشوقہ نے حکم قطعی دیا ہی کہ تاریک شکل کش کا سر لاؤ بے سر لیے نہ پلٹونگا تاریک شکل کش نے جو دیکھا کہ ملک اطلس نے فوج افراسیاب کو درہم و برہم کیا نشان ہاے فوج کو قلم کیا مجھسے جنگ کا طالب ہی دُکار لیکر چلی گولہ اُٹھا کر مارا ملک اطلس گلگون پوش و تاریک شکل کش سے بلا کے سحر چلنے لگے زمین و آسمان سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے اہالیان فوج کو جان بچانا دشوار تھا ہر سمت صداے الامان الامان بلند ہر خرد و کلان در دمند لیکن ملک اطلس گلگون پوش نے اپنا خون کاٹ کاٹ کر تاریک شکل کش پر پھینکا اُس خون سے جسم پر تاریک شکل کش کے آبلے پڑ گئے ابر خونی اس زور شور سے برسا کہ تاریک ہر مرتبہ

مثل برق چمک کر اُس ابر مین چھپ جاتی تھی پھر کڑک کر زمین پر آتی تھی جب ملک الطلس پر جا پڑی ابر خونی کو توڑا اسپر برق چمکائی ملک الطلس کی آنکھون مین اندھیرا آجاتا تھا لیکن لڑائی سے منھ نہ پھیرتا تھا جھپٹ جھپٹ کر جوش عشق مین اتنی بڑی ساحرہ کو گھیرتا تھا کئی مرتبہ لپٹ کر تلوار چلی خون کے سرّاٹے اُڑے اُن قطرات خون سے جانبین کے ہزارون ساحر جلے اتنا برا رن پڑا یقین ہی اُس صحرا مین کبھی سبزہ پیدا نہوگا دور تک لاشون کے انبار نخل جا بجا جلسے ہوئے ابر ہائے آتش فشان کا لہرا کر آنا پہاڑون کا تھرانا عجب قیامت آشکار تھی لشکرون مین فریاد و الغیاث کی پکار تھی بھائی کو بھائی نہ پہچانتا تھا ہزارون مرکب کوتل پھر رہے تھے پیدل لڑکھڑا کر گر رہے تھے دور سے افراسیاب نے اُنکے لڑتے دیکھا کہ تاریک دم ملک الطلس سے بھی سانسا پڑ گیا حقیقت مین الطلس نے تاریک کو حیران کر دیا ہی مگر ایسی بلاے مبرم ہی کہ جھوم جھوم کر لڑ رہی ہی دوسرا نہ ٹھہر سکتا بس افراسیاب تلوار پکڑ کر دوڑ پڑا الپشت پر ملک الطلس کے پہونچا جب تلوار ہا کر چکا تب آواز دی او الطلس خبردار ہوشیار ہوجا یہ نہ کہنا خبردار نہ کیا تھا ملک الطلس آواز افراسیاب سنکر پلٹ پڑا دیکھا تیغہ قریب آچکا ہی سپر سحر اٹھائی گوشہ سپر کو کاٹ کر تیغہ افراسیاب تا ابرو پہونچا اسپر بھی اسنے جیداری کی دانت مارا تیغہ چھپا کر نکلا چادر خون چہرے پر آئی چاہا افراسیاب سے لپٹ پڑون ادھر سے تاریک نے سحر کیا الطلس گلگون پوش گھبرا گیا سحر تاریک سے آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا یاد مین محبوب کی پکار اٹھا اے جان جہان افسوس وصل سے تمھارے کامیاب نہوئے حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے چلے تم ہمارا سوگ نہ رکھنا افسوس نکرنا تمھارا جان نثار تصدق ہوا عدم مین بھی بیٹھی رہیگی پشت قبر سے نہ لگیگی

نظم

ہمدمو عشق مین محظوظ مرا دل نہوا
کون ہی جو تری رفتار پہ بسمل نہوا
جان جان تمسے کبھی شاد مرا دل نہوا
لیکن اسپر بھی تری یاد سے غافل نہوا
ہاے عشاق مین تا زیست اگر تھا نہ شمار
لیکن تمسے کبھی آزردہ مرا دل نہوا

واے تقدیر مرا وصل کا حاصل نہوا
مہربان مجھپہ کبھی وہ مہ کامل نہوا
کاہش جان کے سوا کچھ مجھے حاصل نہوا
انکے دیوانونکو اسطرح رہا انکا لحاظ
ہوگئے قتل اُنکے شہید و ہمین بھی داخل نہوا
مرغ دل کیون مرے سینے مین تڑپتا ہے

یار دل لیکے ترے حسن پہ مائل نہوا
چاندنی رات گئی شاد مرا دل نہوا
صدمۂ ہجر سے جان لبون پر آئی
قید خانے مین کبھی شور سلاسل نہوا
سختیان ہجر کی کیا کیا نہ اٹھائین مین نے
آپکے تیر نظر سے کبھی بسمل نہوا

ہین حسین حور لقا اور پری پیکر سب
تجکو معلوم بھی ای خنجر قاتل ہوا
بخدا ہین اڑکے یہ کہتا تھا غبار مجنون
دل دیوانہ ہمارا کسی قابل ہوا

سیر سے معشوق سے پر کوئی مقابل ہوا
تھی جوانی کی جو طاقت مرزلین ناصح
ہائے مین نیکے بگولا لیس محمل ہوا

سخت جانی سے جو صدمہ ہوا ہمکو فرح
عشق کا بار اٹھانا مجھے مشکل ہوا
رات دن ہی یہ حسینونکے تجسس مین خراب

ملک اطلس گلگون پوش نے زخمی ہوکر یہ اشعار پڑھے افراسیاب

قہقہہ مار کر ہنسا کہا اے مسخرے کسکو یاد کرتا ہی معلوم ہوتا ہی عمرو نے تیرے چونہ لگایا کسی کا دیوانہ بنایا عیارون کے مکر مین پھنسکر تونے مفت مین جان دی مجکو بدنام کیا آخر یہ انجام ہوا زخم کھا کر اطلس نے گھنٹے ٹیک دیے افراسیاب کے ہاتھ کا زخم کاری تھا لبس تاریک جا پڑی ایسا سحر کیا شعلہ بھڑک کر اطلس گلگون پوش کی آنکھون کے سامنے آیا نابینا ہوگیا ٹٹولنے لگا بس تاریک دبوچ بیٹھی جسطرح شیر صحرائی شکار کو نوچتا ہی اسی طرح اُسنے نوچ نوچ کر گوشت کھانا شروع کیا میدان کارزار مین بسقدر اندھیرا ہوا کہ ہزارہا ساحر ٹکرانے لگے ایک ابر سیاہ مثل کوہ فلک شکوہ کے اٹھا آگ برسی طائران خوشنوا پیدا ہوئے کبھی زمزمہ سرائی کرتے تھے کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتے تھے پرون سے سر پیٹنے لگے اُسی ابر تیرہ وتار سے آواز آئی کشتی مرا نام سن ملک اطلس گلگون پوش بود کئی طائر کڑک کر سر پر تاریک شکل کش کے لہرائے اوازین دین ای تاریک شکل کش مقام عبرت ہی تونے بڑے صاحب سامری کو مارا یہ خون بالا بالا نجائیگا بہت دور تک سر کھینچیگا بقول شاعر شعر ای دوست بر جنازۂ دشمن چو بگذری شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا رود صاف صاف سامری نامے مین تحریر ہی لیکن بیچارا تقریر ہی قاتل ملک اطلس گلگون پوش پھر بھر سے زیادہ زندہ نرہیگا جفا سہیگا وقت مرگ تیرا اور تاریک قریب آگیا روح سامری و جمشید کو صدمہ دیا بڑے شخص کا خون بہا لیا تیری قضا بہت قریب ہی ایسے کامل واکمل کا قاتل بدنصیب ہی یا تو تاریک چیر پھاڑ کر اطلس گلگون پوش کو کھا رہی تھی یا گھبرا کر طرف آسمان کے دیکھا مثل انسانون کے طائر صدائین دے رہے ہین تاریک نے افراسیاب جادو کو پکارا افراسیاب جھوم رہا تھا قبضۂ شمشیر چوم رہا تھا پکارتا تھا ای مہرخ وبہار وغیرہ دونون دشمنان سخت کو مین نے مارا اطلس گلگون پوش کسقدر ناز کرتا تھا دائی امان چیر پھاڑ کر کھا گئین کچھ اسکے کیے ہوئے کا ہی سکا استخوان صحرا مین پڑے ہین کوئی اسکی لاش پر رونیوالا نرہا بدولت کی دشمنی سے یہ ظلم سہا آج تم سب ہونکو بھی کھا جائینگی ایک کو زندہ نچھوڑینگی قران پر ناز نہ کرو ملکہ تاریک شکل کش لے

یب بھی نہ آسکیگا تمام لشکر کو پامال کرینگی ہی تم سب کا حال کرینگی یکایک کان مین آواز تاریک
شکل کش کی آئی پلٹ کر افراسیاب نے دیکھا کہ ران ملک اطلس کی ہاتھ سے پھینکدی سر پیٹ رہی ہو
افراسیاب گھبرا کر قریب آیا کہا کیون دائی امان خیر تو ہی تاریک نے کہا میرے ہوش اڑے جاتے ہین دیکھ
تران طلسمی کیا فرماتے ہین کہتے ہین ملک اطلس کا قاتل زندہ نرہیگا فوراً قتل ہوجائیگا تیرے واسطے
ین نے سب کچھ کیا ایسے عبادت گزار سامری کا خون اپنی گردن پر لیا ان بیحیاؤن کو منع کر ارے تو تو بادشاہ
ہم ہوش ربا ہی حقیقت مین یہ سچ کہتے ہین افراسیاب نے سر اٹھا کر طائرون کو دیکھا حقیقت مین وہ
انور بیقرار پرون سے سر پیٹتے ہین زبان پر یہی جاری ہو کہ یا سامری اپنے حکم کے پابند ہو جیسے قاتل اطلس
گلگون پوش کو فوراً سزا ملے اس خار صحرائے بدعت کا غنچہ آرزو نہ کھلے لیس افراسیاب نے دو تین
سنگ ریزے اٹھائے ان طائرون پر پھینک مارے شعلے بھڑک کر ان سب پر گرے جل بھنکر کباب ہوگئے
لن خاک طائران سے آواز آئی یا سامری و جمشید تم جو کچھ لکھ گئے تھے وہ آنکھون سے دیکھ لیا اب ہمار
ملکو یقین آیا کہ تمھارے مصاحب کا قاتل بھی مارا جائیگا نخل حیات سے پھل نہ پائیگا افراسیاب نے
ین خاک پر لات ماری ہاتھ سے اشارہ کیا ہوا سے تند چلی خاک بھی طائرون کی برباد ہوگئی خاک کو
دا کر طرف تاریک کے پلٹا کہا دائی امان یہ سب جھوٹے ہین سامری و جمشید رمال تھے جو کچھ لکھا تھا
سب غلط ہوا سب سے زیادہ یہ سفر سخت واقع ہوا بیحیاؤن نے مکرر لکھا تھا اسد غازی قاتل
فراسیاب ہو کوئی اسکو قتل نہین کرسکتا دیکھیے کس حسرت و یاس سے مارا گیا آپ کے پیٹ مین مضم بھی ہوگیا
کتاب سامری کا کیا اعتبار ہا خود غلط انشا غلط املا غلط لیکن جسوقت اطلس گلگون پوش مارا گیا ہمراسیا
ملکہ مہرخ کو بڑا انتشار ہوا لیکن آمادہ مرگ مہیاے قضا مرنے پر کمر چست ارادے درست لیکن افراسیاب
ے کہا دائی امان کچھ خیال نہ کرو دو دشمنون کو مٹا چکے مہتر قران کی بھی تدبیر ہوتی ہو غیر ساحرون کو حکم دیا جا
ہ گھیر کر اسکو مارو لشکر مہرخ پر آپ بھی حملہ کیجیے ان سب کو شکست فاش دیجیے بدولت بھی آج آمادہ ہین
بارون فتح جنگ واپس ہونگے ایک کو زندہ نچھوڑینگے ایک جانب سے تاریک شکل کش لشکر ظفر اثر
ملکہ مہرخ پر چلی ایک جانب سے افراسیاب نے قصد کیا قریب تھا کہ لشکر مہرخ پر تاریک گرے مہتر
قران نامدار نے دور سے دیکھا وہین سے نعرہ کیا ہرچند کہ مہتر قران کا حال یہ ہو قبضہ تیغہ نورافشانی بر دست
زبردست جام بادہ جرات سے مست لاکھون ساحرون سے اکیلا لڑ رہا ہو حبیب ساحرون نے دیکھا کہ سحر اس جوان پر

تاثیر نہین کرتا چہار جانب سے نیزہ و تیر و تفنگ پڑ رہے ہین مہتر قران نے زخم بھی کھائے ہیں لیکن جرأت مین فرق نہین آیا ہنگامہ پلنگانہ رستمانہ لڑ رہا ہے بڑے بڑے ساحران نامی ہاتھ سے مہتر قران کے واصل جہنم ہوتے ساحرون کی صدائے فریاد والغیاث بلند مہتر قران صفون کو درہم برہم کرتا ہوا طرف تاریک شکل کش کے چلا ادہر سے جو تاریک نے مہتر قران کو آتے دیکھا قلب ٹھہرایا اسیطرح پر پرواز پیدا کرکے آسمان پر چلی بلندی سے سحر کرنے لگی جسپر اس ملعونہ نے سحر کیا کوئی جل گیا کوئی پتھر کا کوئی تڑپا کوئی دیوانہ وار پہاڑ سے سر ٹکرانے لگا اب مہتر قران گھبرا مین کیا کرون کیونکہ ملکہ تاریک پہونچون مہرخ و بہار وغیرہ بھی فریاد کرنے لگین ایک سمت سے آواز آتا ہے آسمان سے تاریک کے سحر کی بوچھار ابر تیرہ و تار برس رہا ہے جسپر قطرہ پڑا ٹھنڈا ہوا قریب تھا مہرخ کے پانون اٹھین عمرو ایک سایہ تخل مین کھڑا ہوا یہ معاملہ حیرت افزا دیکھ رہا ہے بیقرار ہوگیا دعا مانگنے لگا اے رب کریم لشکر ظفر اثر کو اس بلائے سیاہ سے بچائیے دیکھیے آج ان نازنینان مہ جبین کیونکر جان بچتی ہے حقیقت مین جیسی جنگ آج پڑی ہے ایسا کبھی معرکہ نہین ہوا لشکر غم و الم نے

چہار جانب سے گھیرا خنجر مصیبت گردش فلک نے سبکے گلو پر پھیرا النظم

خمیازۂ عشق کا مرا دل کھینچتا ہے آج
کیف و فور شوق جوش بلا ہو آج
پانی کے بدلے منہ مین بھر آئے جو ہو
گردون طلسم گنبد ماتم سرا ہے آج
اے دل خبر لے نغمۂ شادی کو کیا ہوا
دل آہ زندگانی سے کتنا خفا ہے آج

آغوش رشک حلقۂ اہل وفا ہے آج
جیتے رہے تو لال لٹا جون نہ سینہ کیا
لب کا تبسم ہائے کہان وہ مزا ہے آج
اتنے کہان حواس کہ تدبیر ورگ ہو
لب پر ہمارے نالہ و حسرتا ہے آج

بربادو مشور زدہ ہوا آب ابنک ...
تغیر رنگ شرم و خجالت ...
آواز ہائے ہائے کی آتی ہے ...
اپنی خبر نہین مجھے کیا جانے ...
اٹھے گلے سے گھونٹ ...

اسوقت عمرو کی بیقراری سرداروں کی آہ وزاری ہر ایک کو بے...

کہ اب قتل ہوتے مہتر قران موج مین پھنسا ہے یہ تاریک شکل کش کیونکر پہونچے اگر ساحر ہوتا یہ بھی پرواز پیدا کرکے تا بہ آسمان جاتا سردار پیچھے ہٹنے لگے لیکن پاک مالک کے جو دعائی لقدرت خالق بے نیاز بغایت سبب کارساز دیکھا سینے آسمان پر برق چمکی ایک ابر فیروزی لیکن نہایت تکلف سے آراستہ طرف طلسم نورافشان کے پیدا ہوا اس سے شعلہ ہائے آتش بھڑکتے ہوئے ہزار ہا طائر نغمہ سرا زمزمہ سنجی مین مصروف وہ ابر مشرق ہوا ایک جانب سے شہنشاہ نورافشان بصد عظم وشان ایک جانب سے شہنشاہ کوکب روشن ضمیر

جو لشکر اسلام میں دیکھا کوکب نے نورافشان سے کہا استاد بڑا غضب ہوا ہمنے اسقدر آفتین دیر کی ملک اطلس گلگون پوش مارا گیا فوج اُسکی پامال ہوئی تاریک شکل کش نحوت مہتر قران آسمان پر گرک رہی ہی زمین پر نہین جاتی وہ ملعونہ ہمہ دان ہمہ گیر کیا خوب تدبیر کی ہی کہ مہتر قران آسمان پر کیونکر آئیگا دیکھیے کس قیامت کے سحر کری ہی ہزار ہا ملازمان مہرخ پامال ہوئے کچھ نہین ہوسکتا قصد ہوا نورافشان کا کہ کچھ جواب دے لیکن کوکب روشن‌ضمیر خیرخواہ لشکر ظفر اثر نامی ذنام اور نورافشان پر غصہ کرکے بڑھا شیرانہ نعرہ کیا نعرہ کوکب تصنیف مصنف

ستم مالک ملک افسونگری	ستم رائج سکہ ساحری	ستم صاحب شوکت و عزوجاه
دلیر و قوی پنجہ انجم سپاه	ستم گوہر بحر جاه و جلال	ستم آفتاب سپہر کمال
جلالت شعار و فریدون حشم	قوی دست و بازو و رستم شیم	شہنشاه کوکب شہ بے نظیر
ملقب بہ القاب روشن‌ضمیر		

ہر چند نورافشان نے آواز دی ای کوکب خبردار قریب تاریک کے نجانا بلاے صحبرہ و دوم ہر ہمنے ابتک تامل بلا وجہ نہین کیا صرف نیک و بد کے ملاحظہ مین مصروف کیا ایسے بیوقوف تھے ہم بخوبی آگاہ تھے کہ تاریک بلاے روزگار ہی مہتر قران کے سامنے نہ آئیگی اپنے کو آسمان پر جاکر بچا ئیگی کوکب نے کچھ جواب نہ دیا تاریک شکل کش آسمان پر گرک رہی تھی جیسے ہی کوکب آتے ہوئے دیکھا للکار کر آواز دی او کوکب تیرا بھی ستارہ گردش مین آیا ملک اطلس گلگون پوش ایسے ساحر زبردست کو مین نے مارا ابھی ابھی جیر پھاڑ کر کھا گئی تیری بھی قضا دامنگیر ہی ملک سحر و ساحری ہماری جاگیر ہی کوکب نے للکارا او بیحیا وہ اطلس گلگون پوش کیا تھا ایک مرد گوشہ نشین عاجز ہوکر زمین مین چھپا تھا خدا خواجہ کو سلامت رکھے اُس مرتد کے ہاتھ سے لاکھ دو لاکھ ساحر قتل کرا دیے اگر وہ مطیع اسلام ہوتا ضرور ہم اُسکی مدد کرتے جب اپنی جان دے لیتے تب اُسپر کوئی بلا نازل ہوتی تاریک نے کوکب پر گولا مارا کوکب پر تلوارین برسنے لگین صد ہا خنجر گرے گرز ہاے آتشین گرے کوکب مثل ماہ تابان یا مہر درخشان اس ابر سلاح سے چمک چمک کر نکلتا ہی تلوار و تلو توڑا خنجرون سے اپنے کو بچایا مگر دست و قدم وہ اشیا زیادہ ہوتی جاتی ہین کئی زخم کوکب نے کھائے ہزار ہا تیر صد ہا تلوارین کہانتک اپنے کو بچاے نورافشان جادو بیقرار ہوکر چھپا آواز دی کیون کوکب ہمارا کہنا نمانا رائے کو خلاف جانا یہ کہکر نورافشان نے گولا مارا پتھر برسے ان پتھرون نے تلوار خنجر توڑے اور کہا ای کوکب ہماری راے کو مقدم جانو

تم زمین پر جاؤ لشکر عمرخ کو سحر افراسیاب سے بچاؤ اسنے قیامت برپا کی ہی مہتر قران نامدار گھبرایا ہوا ہی
بیچارہ کیا کرے تم جاؤ اسکی شرکت کرو مین اس ملعونہ کو لیتا ہون انشاء اللہ شکست دیتا ہون کوکب روشن ضمیر
سمجھا کہ استاد سچ کہتے ہین یہی نور افشان نے کہہ دیا کہ افراسیاب سے مقابلہ کرنا جہانتک ہو سکے
الگ رہنا آج قیامت کے سحر وہ کرتا ہی مجمع ساحران مہتر قران پر سے کم ہو صفوف لشکر افراسیاب ہم ہو جب
مطلب نکلیگا کوکب نعرہ کرکے زمین پر آیا طرف لشکر افراسیاب کے متوجہ ہوا دو تین گولے لعبد قہر وغضب
فوج افراسیاب پر مارے ہزارہا ساحر قتل ہوے مہتر قران کو آواز دی اے بہادر مرحبا صد مرحبا ماشاء اللہ کیا خوب
لڑے خوب معرکے پڑے اب مین تاریک کو زمین پر گراتا ہون خبردار یہی خیال رہے کوکب روشن ضمیر
بڑے لطف سے لڑ رہا ہی مہتر قران نامدار تیغہ کھینچے ہوئے دیکھ رہا ہی لیکن نور افشان کمر ہمت مضبوط
باندھکر طرف تاریک کے جھپٹا تاریک نے جو نور افشان کو آتے ہوے دیکھا کہا او پیر زمین گیر تو
در پی آزار سامری پرستان ہوا کچھ تجکو خوف نہ آیا آج تیری بھی قضا لائی ہی یہ کہکر نور افشان پر جسکی
منہ سے دھوان چھوڑا نور افشان نے شعلے چمکا کے دھوان متفرق ہوا برابر ہوتے ہونکے دام جمشیدی
کاندھے سے اتارا خبردار کہکر تاریک شکل کش پر مارا تاریک سمجھی تھی سحر کریگا وہ جال جو پڑا جان کا جنجال
ہوا اسمین کیسی بگڑ بلا سے روز گار ہی یا ہیبت سحر سے بخوبی واقف ہی بطور نہنگ خون آشام اس دام
سحر سامری مین تڑپی وہ جال ٹکڑے ٹکڑے ہوا لیکن مثل ماہی بے آب زمین پر گری اک دھماکا
ہوا مہتر قران تیغہ نور افشانی چمکاتا ہوا دوڑا یا تو زمین مین پڑی پھڑک رہی تھی مہتر قران کو طلب
ملبنہ ہوئی نور افشان نے دوسرا جال کاندھے سے اتارا دام اول بیکار ہو چکا تھا حقیقت مین
یہ دام ہنرمند ہی ایسی جہاندیدہ کے قتل کی تدبیر ہی اب تاریک بہت گھبرائی کہ زمین پر اگر ہونچی
مہتر قران تیغ کھینچے کھڑا ہی اگر آسمان پر جاتی ہون نور افشان کے دام سے مہلت نہین پاتی ہون
مرغ زیرک تھی مگر گھبرائی سحر کرسکی نور افشان نے پھر جال مارا اتنی بڑی زبردست ہی کہ لوہے کے جال کو
مثل کرباس نکڑے نکڑے کر ڈالتی ہی نور افشان پتھر بھی برسا رہا ہی کئی سنگ گران پشت و پہلو پر ایسے
پڑے اب نہین تھم سکی زمین پر غلطاں مارکر گری ادھر بہار نے گلدستہ مارا باغبان نے گیند پھولون کا
پھینکا مہتر قران جھپٹ کر پہونچا لیکن تاریک چشم زدن مین سیکڑے سحر دفعہ کرکے چرخ مارکر چلی آواز دی او افراسیاب
خانہ خراب دیکھ چہار جانب سے مجکو دشمنون نے گھیرا ہی اس بڈھے کے سحر نے پریشان کر دیا ہی افراسیاب جادو

یاتو کوکب سے سحر مین مصروف تھا طرف تاریک کے پلٹا دیکھا دائی امان پر قیامت برپا ہے آواز
دی نہ گھبرانا مین آپہونچا تو کوکب تیغہ کھینچکر جھپٹا کہا او مردود ہمسے آنکھین چار کر مردان عالم برواز کر یہ کہکر
گولہ سحر کا مارا افراسیاب سحر کوکب کو دفع کرنے لگا لیکن مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ
عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار ایک نخل کے سایہ مین کھڑے رو رہے تھے اب جو دیکھا کہ کوکب روشن ضمیر
افراسیاب سے لڑ رہا ہے نور افشان و تاریک مین جھپٹے پڑ رہے ہین لیکن فوج افراسیاب بیحد و
بیحساب پڑے جاتے ہوئے سحر کر رہی ہے خواجہ نے بھی تھیلے پر ہاتھ ڈالا آگے بڑھ کے نعرہ کیا
جنگی بان داغ کر طرف فوج افراسیاب کے پھینکا کئی سو کے منہ جلے کہ آسمان سے دوسرا ابر یاقوتی
پیدا ہوا دیکھا ملکہ بران شمشیر زن پشت پر چار سو شاہزادیان ساتھ ہزار نازنینان زرین پوش
دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے لصد زیب و رعنائی حربے سحر کے ہاتھ مین آتی ہے فوج افراسیاب
پر گری اختر مروارید جوڑے سے نکالا نعرہ کیا نعرہ بران شمشیر زن تصنیف مصنف

شہر دختر کوکب ذی وقار | لقب گشت بران شمشیر زن
منم صف شکن فتحیشم نامدار | مثال جوانمرد لشکر شکن

ایک جانب سے مجلس جادو کی کرگری کھلونے جلنے لگے
کوڑیان نکلین لڑکیان ساتھ کی چاؤن چاؤن کرنے لگین ایک جانب سے ملکہ اختر بن سہیلان شمشیر زن
و شکر بلور چہار دست و شاہزادہ جمشید بن کوکب جو جا کر درہ ہائے کوہ مین مخفی ہوئے تھے نعرہ ہائے
کوکب و نور افشان و بران سنکر عزت آئی درہ کوہ سے نکلے ہرکارون نے بڑھکر خبر دی اے شہریار
جلد چلیے اب ہنگامہ عظیم برپا ہے تاریک کو سب نے ملکر گھیرا ہے بلور نے جمشید کو تخت پر سوار کیا آپ
مرکب کو بڑھا کر اسوقت پہونچا لشکر آلسین ملے ہوئے وہ سحر چل رہے ہین کہ آسمان کو جنبش جانباز
سر فروشون کو فتح کی کوشش کوکب افراسیاب سے مقابلہ بران کا حیرت سے سامنا مخلصین نے
صدہا کو مار لسی کو اختر نے للکارا شگوفہ سحر ساز وزیرزادی کے سحر نے گل کھلائے بہار کا گلدستہ جلا
مخمور نے دانے یاقوت احمر کے مارے سرخ موے کا کلکشانے ہوئے شکین زلفین عنبرین کھولے اندھیرے
مین سیکڑون کو مارا شاہزادہ شگیل بے عدیل اپنی مادر مہربان کے پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے مصروف
شمشیر زنی ملکہ اسرار جادو کے سحر مین بڑا بھید ہے دشمن پرستاران سامری و جمشید ہے ملکہ ماران مین گرگن
نے اژدر سحر بنائے کبھی سانپ برسائے اژدر میدان مین دوڑتے پھرتے ہین سیکڑون کو نگل گئے ہزارون

آتش سحر سے جل گئے خورشید زرین سحر نے گرمی دکھائی آفتاب عالمتاب کی حدت بڑھائی زمین تپ
ملکہ ہلال سحر افگن کی ہلال زرین چلی لرزان و زلزلہ زن وشوہر نے زمین کو جنبش دی قتل فوج افراسیاب
کی کوشش کی اب افراسیاب جادو کبھی مدد حیرت کو جاتا ہے کبھی ان ساحرون کے سحر سنتا ہے لیکن سحر
کوکب سے مہلت نہین ملتی اگر بادشاہ طلسم ہوشربا ہوتا جان بچنا دشوار تھی ایسا ہی کامل
سب کو جواب دے رہا ہے کئی زخم کھا چکا حیرت جادو بدحواس بران کے سامنے سے جاہتی ہے
کوتا بہ افراسیاب جادو پہونچاؤن ہمراہیان ملکہ بران شمشیر زن مہلت نہین دیتین کبھی آخر جلکر
آگئی کبھی مجلس نے سینہ سپر کیا کبھی شگوفہ سحر ساز نے اپنا رنگ کھایا ابتو خواجہ عمرو کی خوب بن پڑی جادوگر کی
شکل بنے کھڑے ہین جو ساحر صف سے بھاگ کر نکلا للکارا خبردار کہان جاتا ہے حکم افراسیاب نہین
اسنے دانت نکالدیئے عمرو نے کہا کپڑے اتار دو چلے جاؤ جو کچھ نقد وجنس اسکے پاس تھا بخوف جان
دیدیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہ اب تو جانے کی اجازت دیجیے قریب آکے فرمایا دیکھو وہ سامنے باغ
اسطرف نجانا وہان ایک میرا بھائی کھڑا ہے ضرور روکیگا اسنے منہ پھیرا کہ باغ کہان ہے آپ نے
نکالکر چغلی ناک کی کاٹ لی اُسنے ایک چیخ ماری فرمایا چپکے چلے جاؤ غل نہ مچاؤ افراسیاب نے
حکم دیا تھا مین نے صرف ناک ذراسی کاٹ لی اسپر روتے ہو ابھی تمکو کشان کشان سامنے افراسیاب
کے لیجاؤنگا وہ سوچا بلا سے ناک گئی جان تو بچی آبرو سے نکل چلو روتا پیٹتا طرف صحرا کے چلا گیا
تو یون لوٹا جب دیکھا اب لشکر آلیسین لگئے ہین بھائی کو بھائی نہین پہچانتا باپ کو بیٹے کی
اصلاح کا ذکر نہین گلیم اوڑھکر میدان کارزار مین آئے لاکھون لاشے پڑے تھے کمرین
جسکی کمر مین ہمیانی نکلی کاٹ لی لاش سے تعرض نہ کیا جسکی کمر مین کچھ نہ نکلا پولا لیکر اسکا منہ
او نالائق عمر بھر نوکری کی دس روپیہ مرنے جینے کو کمر مین نہ باندھے بھاپڑ ساحرون کا زیادہ مجمع ہے گلیم
خالی دو ہاتھ دور سے پھرتے ہین کمرین ٹٹول رہے ہین اگر کسی نے دور سے دیکھا گھبرا گیا بے لڑے
ان ہاتھون کو دیکھکر بھاگا کبھی اگر دل چاہا گلیم سر سے اتاری ساحر کی شکل بنکر ایک ترنج ہاتھ مین لیا
بڑے جادوگر کو تاکا یہ سمجھ لیا کہ لباس بہت بھاری پہنے ہے اسکو بڑھکر للکارا اُسنے پلٹ کر دیکھا ایک
بلا کا تیلا ہے سے مقابلے کو آتا ہے وہ بھی آمادہ ہوکر چلا جب قریب پہونچا آپنے کچھ پڑھکر وہ ترنج
وہ سمجھا کہ ترنج ہی کیا جانتا تھا سر اسپر ترنج آ رہا ہاتھ مارا ترنج پھٹا اسکی چھینٹین منہ پر پڑین پانی کے قطرے

یا دماغ پر پڑے بیہوش ہو کے گرا قریب جا کر خنجر مار اشکم چاک قصہ پاک کیا کپڑے اُسکے اتار لیے دوسری
جانب پلٹے ایک سمت مہتر قران فرنگی کرچ کھینچے ہوئے کنارے لشکر سے حقہ ہاے آتشبازی مار رہا ہے
کہین جانسوز بن قران کہین ضرغام شیر دل مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو وغیرہ نازنین سامنے
اطلس کے گیا تھا جب تک اطلس لڑا کیا دور سے کھڑا دیکھا کیا جب اسکی نگاہ ادھر پھرتی تھی یہ دور سے
اشارے کرتا تھا کہ جلد ستمگر تاریک کالا دھم تم چلکر بارگاہ مین آرام کرین سامان عیش و نشاط مہیا ہو دور مے
جام بے اندیشہ انجام چلے اطلس یہ اشارے دیکھکر اور کڑہا جاتا تھا معشوق کو دیکھکر شرما جاتا تھا جب وہ
واصل جہنم ہوا مارا گیا ہنستا ہوا بارگاہین وغیرہ ملک اطلس کی لدوا لین کنیزان بہار وغیرہ ساتھ تھین
انھون نے جوتیان مار کر اُن نگہبانون کو ہٹا دیا مال اسباب سب قبضے مین کیا لشکر مین لیکر آئے مال پرادی
چھوڑا آپ باتہاے عیاری سے آراستہ ہو کر میدان کارزار مین آیا دیکھا عیار جانباز لڑ رہے ہین اثنا
بڑا کھیت ہوا ہے لاکھون لاشہ پڑا تڑپ رہا ہے یہ بھی کھڑے ہو کر لڑنے لگا حقہ ہاے لفظ پھینکے سیکڑون
کو جلا دیا لیکن تاریک سنگدل کیش نور افشان جادو سے لڑ رہی ہے کیسے کیسے جال اس ماہی بحر و سحر و ساحری
پر مارے ہر جال کو اُسنے توڑا دہ وہ سحر کیے کہ نور افشان ایسا ساحر زبردست اپنی جان سے تنگ
ایسی ظالم الظلم سے جنگ ہاتھ سے قطرہ ہاے خون ٹپک رہے ہین لباس ٹکڑے ٹکڑے کیے زخم بھی کھائے
ہر مرتبہ جال مار کر قصد ہوتا ہے لپٹ جاؤن بوٹیان کاٹ کر پھینک دون لیکن تاریک وہ قیامت کی
پرکالہ ہے کسی مقام پر نہین رکتی جب جال پڑا اُسکو توڑ کر نکلی زمین پر گری مہتر قران جھپٹا یہ پھر بلند
ہوئی نور افشان پھر اُسی طرح زور شور سے چلا جال مارا ادیان معتبر نے اس داستان حیرت بیان کو اور
طور سے تحریر کیا تھا لیکن حقیر مصنف نے اس مقام پر نہایت زور دیا ہنگامے ہر طرف کے ناظرین ملاحظہ
فرمائینگے چونکہ یہ حجرہ دوم بڑا تھا حقیقت مین اول مین مصنف نے بھی چند حال اسکے یہ کیفیت لکھے
آخر مین لطف نہ آیا راقم کو ناگوار ہوا لیس خروج شہرہ فیلسوف داستان ملک اطلس گلگون پوش
بصد جوش و خروش اس مقام پر درج کی بعنایت پروردگار رئیسان شہر لکھنو یعنی شاہزادگان والا مقام
و رئیسان عظام و جملہ خاص و عام نے اس داستان حیرت بیان کو نہایت پسند فرمایا اکثر ذوق و شوق سے
فرمائشین ہوتی ہین کہ داستان حیرت بیان خروج اطلس گلگون پوش کے مشتاق ہین حقیقت مین
عجب کیفیت سے یہ ہنگامہ جنگ مغلوبہ برپا ہوا تدبیر تسخیر نور افشانی بھی کرنا پڑی کوئی اور صورت قتل

تاریک مشکل کش کی نہ تھی ہر نوع شائقان نکتہ سنج و ناظران والا مقام ضرور قدر دانی فرمائینگے و دیگر
حجرہ ہاے بلا انشاء اللہ اسی فرح و بسط سے تحریر ہونگے اور حجرۂ پنجم جسکی حاکم ملکہ لعل سخندان و یاقوت
سخندان دختران ملک اخضر گوہر پوش ہین انکے خروج مین اور عیاریون پر خواجہ عمرو کی ناظرین
عش عش کرینگے ضرور خلعت تحسین و آفرین مرحمت ہوگا اس مغلوبہ کو تین شبانہ روز گذر چکے ہین دونون
لشکر اسی طرح ملے ہوے ہین سحر و ساحری کا ہنگامہ رعد کی گرج برق کی تڑپ بارش ابر سحر و ساحری آتش
افسونگری ہر ایک مقام پر نور افشان خستہ و شکستہ ہے لیکن تاریک کو بھی نیم بسمل کر دیا ظاہر مین ہے
زمین گیر لیکن استاد افراسیاب و کوکب روشن ضمیر جان و مال وقف محبت نام صاحبقران زمان کر دیا آستین
چڑھاے ہوئے زخم کھا رہا ہے تاریک کو بلند نہین دیتا معتبر قران شیرانہ تیغ نور افشانی علم کیے تاک
مین کھڑا ہے مجمع ساحران بھی اس مقام پر بیحد و بے انتہا ہے افراسیاب کو بھی ساحران طلسم
نور افشان نے گھیرا ہے ملکہ حیرت جادو معشوقہ خوشخو سحر بران سے زخمی ہو چکی ہے مجلس گرگ گرگ
گر رہی ہے ملکہ اختر مہ سہیلان فیل زور شمشیر زن ابرو دن پر شکن موتیون کے مالے ہاتھ مین ہر دم
ساحری بات بات مین جیب موتیون کا مالا مال اگرچہ ان حیرت کے سر پھٹے لیکن حیرت بھی تعلیم اور
افراسیاب زخم اٹھا کر پیچ و تاب کھا کر اپنی ساتھ والیون کو ترغیب جنگ دے رہی ہے اور ملکہ
سوسن پوش دلنگار زعفران پوش و ملکہ حیران آئینہ دار و ملکہ کاکل دراز و ملکہ ریحان سحر طراز
یہ سب شاہزادیان حاکمان دربند ہوش ربا برابر حیرت جادو کے جمی ہوئی لڑ رہی ہین وہ مقام
حسرت انجام ہے کہ ایک کو ایک کی فکر نہین جان بچانیکا ذکر نہین کئی مرتبہ بران شمشیر زن نے
اختر مروارید گوہر ایک ساحر پر لگایا ایک پنجہ سبز پیدا ہو کر اسکو قبضے مین کر لیتا ہے اسی طرح دست
بدست وہ اختر پاس بران نامور کے پہونچ جاتا ہے حیرت نے بھی بال کھول دیے ہین جب سحر کیا
میدان کارزار مین چھا گیا اس اندھیرے مین ساتھ والیان ملازمان بران پر جا پڑتی ہین میدان
مین لالہ زار کھلا ہوا جس مقام پر بران و حیرت سے معرکہ ہے صدہا چاند کے ٹکڑے ہزارہا ستارے
زمین پر پڑے تڑپ رہے ہین کیسے کیسے نازنین مہ جبین قتل ہوئے کہ جنکا نظیر ممکن نہو گا عمرو ان
ہنگامے کو دیکھتا ہوا اس مقام پر پہونچا کہ جہان تاریک و نور افشان لڑ رہے ہین لکھا ہے کہ سات بار
نور افشان نے تاریک مشکل کش پر مارے اسنے سب توڑے آٹھوین مرتبہ قہر و غضب مین

دام سحر جمشیدی نورافشان نے کاندھے سے اتارا تاریک کڑک کر قریب نورافشان پہونچی تھی نورافشان نے دام سحر اٹھایا لیکن تاریک نے پنجۂ سحر نورافشان پر مارا ہر چند نورافشان نے بچایا لیکن سر زخمی ہوا نورافشان نے پلٹ کر خنجر مارا تاریک شعل کش نے سحر کیا کہ خنجر ہاتھ سے نورافشان کے چھوٹ گیا سوت تاریک کی قریب تھی وہ خنجر اسکی ران پر پڑا آہ کر کے جھکی وہی دام سحر نورافشان نے مارا اسکی بطور یعنی سی مثل ماہی بے آب تڑپنے لگی نورافشان دونون پیر جما کر زمین پر کودا گرتے گرتے تاریک نے بہ مشکل تمام جال توڑا پیر زمین پر جما کر سیدھی ہوئی کہ پہلو سے نعرہ ہوا او تاریک کہاں جاتی ہے ستم صاحب لغبدہ گران نظر کردہ بزرگان شاگرد رشید مہتر مہتران غلام قدیم صاحبقران صاحب فتح و ظفر مہتر قران ناسور تاریک بیٹی ملک الموت کو قریب پایا تیغ نورافشانی کو بھی پہچانا قصد ہوا تڑپکر بلند ہو جاؤں اس ظالم سے جان بچاؤں لیکن مہتر قران نے پترہ بدلکر ہاتھ تیغ نورافشانی کا لگایا تاریک نے گھبرا کر دونون ہاتھ اٹھا دیے دونون کلائیاں کٹ کر گرین پرنالہ خون کا جاری ہوا مثل ارنا بھینسے کے چیخی منہ سے اسکے ہزارہا شعلہ ہائے آتش نکلے قران کو آتش سحر نے گھیرا قران نے تیغ چمکایا آتش سحر باطل ہوئی دوسرا ہاتھ مارا تاریک پکاری ارے بچانا ایک سپر فولادی زمین سے پیدا ہوا جست کر کے بجائے سپر تاریک پر ٹھہرا یا تیغ برق تاب چلکر گرا تیلے کو کاٹا سر تاریک پر گرا ذرا فرق ہوا اس سر کلے جبڑے کو کاٹا چشم زدن میں یا تو سر پر چمکا تھا یا تیغ آبدار نے زمین میں لوٹتا پایا تاریک شعل کش کے دو ٹکڑے ہوئے بلائے حجرۂ دوم کا مارا جانا تھا تاریک اندھیرا چھا گیا ساحرون کے دم گھٹنے لگے ہزارہا زاغ و زغن لصید ریخ و محن درختون سے اڑے پرون سے سر پیٹ کر ہائے ملکہ تاریک نعرہ کرتے تھے جل جلکر زمین پر گرتے تھے نورافشان جادو نعرہ کر کے سحر کرنے لگا صدہا پتلے پیدا کیے مشعلیں انکے ہاتھ میں لیکر بلند ہوئے جب ایک نے ایک کو دیکھا اب آواز آئی کشتی مرا نام سن تاریک شعل کش بود افراسیاب کی بھی نگاہ جا پڑی دیکھا لاشہ تاریک تڑپ رہا ہے نورافشان سحر کرتا ہوا اسیری جانب آتا ہے افراسیاب نے بڑھکر سحر کیے نورافشان پر بلا نازل ہوئی صدہا شیر صحرائی درہ ہائے کوہ سے پیدا ہوئے نورافشان جادو پر حملے کرنے لگے نورافشان ان شیرون سے لڑ رہی تھی جس شیر کے سر پر گھونسا مارا سر اسکا پھٹ گیا کسی کو چیر کر پھینک دیا لیکن قضائے کار بر سر کوہ زبرجد آفات چہار دست تخت پر بادۂ کبر و نخوت سے مست بیٹھی ہے ذکر کر چکا ہون کہ بروز قتل مشعل چار سو

پتلیان جل گئین آٹھ سو پتلیان قصر زبرجدی مین کرسی پر بیٹھی ہین مگر کئی دن سے آدہی اسوقت آفات
چہاردست نے پوچھا کیون شاہزادیون مزاج کیسا ہی آج کئی دن سے تمکو پریشان پاتی ہون بہت گھبرائی
ہون مفصل حال بیان کرو اگر کچھ عارضہ ہو علاج کرون مین تو تمھاری خدمتگزار ہون کچھ حال طلسم ہوش ربا
بیان کرو میرا بچہ افراسیاب جادو کس حال مین ہی بی تاریک شکل کش نے کیا کیا تین دن سے روز
نامچے مین ایک حرف نہین لکھا اب تو آیندہ گذشتہ کی خبر نہین ملتی کلی ارزو کی نہین کھلتی الٹی ان مین
سے جھلا کر بولی دادی جان اپنی خیر مناؤ ہمارا سر نہ پھراؤ کیسی خبر آیندہ گذشتہ سامری و جمشید نے
تمھارے قبضے مین کر دیا حباب لب دریا ہین آمادۂ مرگ و ہمیا ے قضا ہین وقت روا روی ہی ہماری جان
بنی ہی تمکو کہانی سوجھی ہی نہین معلوم کس فکر مین ہین ذرا خبر تو اپنے فرزند کی منگاؤ دیکھو کیا گذری
آفات چہاردست نے کہا بی بی سیرے نجوم رمل خبر اخبار تمھاری ذات پر موقوف ہین تمھین بتلاو
دوسری بول اٹھی اپنا تو یہ حال ہی بقول شاعران اشعار سے ہمارا حال سمجھ لیجیے خمسہ حسب حال

معصیت سے اپنا دامن بھر چلے
لیکے حسرت با دل مضطر چلے
بس اسی خوف و رجا مین مر چلے
شامت چند اپنے ذمے دہر چلے
کس لیے آئے تھے کیا ہم کر چلے

حشر کا دن ہمکو اک آن ہی
کم ہو عمر ہجر کیا امکان ہی
قہر حسرت ہی غضب ارمان ہی
زندگی ہی یا کوئی طوفان ہی
ہم تو اس جینے کے ہاتھون مر چلے

گلشن ہستی کا نظارہ کیا
اب ہی سر مین باغ جنت کی ہوا
دم کے دم کی سیر ہی وقفہ ہی کیا
کیا ہین کام ان گلون سے اے صبا
ایک دم آئے ادھر اودھر چلے

آئے تھے مہمان برائے یک نفس
خوب دیکھا اب نہین باقی ہوس
اب یہان رہنا ہی بس قید قفس
دوستو دیکھا تماشا یان کا بس
تم رہو خوش ہم تو اپنے گھر چلے

بے زبان جو شمع سان ہین کیا کہین
عشق کی آتش سے ارتے ہین دھوئن

دیکھین شاک ہی بزم ہستی مین جنھین
شمع کے مانند ہم اس بزم مین
چشم تم آئے تھے دامن تر چلے

محفل ہستی کا دیکھا تاو بھاؤ
تشنہ کامون کی صدا ہی لاؤ لاؤ
کھول خم کہ محتسب سے گھر کو جاؤ
ساقیا پیالہ لگ رہا ہی چل چلاؤ
جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

ہند سے چین اور عجم سے تا عرب
دھوم ہی مخلوق کی ہر روز و شب
کوئی رعنا سے نہین کہتا سبب
دریچہ معلوم ہی یہ لوگ سب
اسطرف سے آئے تھے کیدھر چلے

ان اشعار عبرت آثار کو سنکر کہا شاہزادیو مین تو اسکے مطلب کو نہین سمجھی ایک نے جواب دیا ادبیرنا بالغہ تو ہماری در پہ جان ہی تو کیا سمجھیگی بقول اسد اللہ خان غالب دہلوی شعر حضرت ناصح جو آئین دیدہ و دل فرش راہ * یہ تو کوئی مجکو بتلادے کہ سمجھائینگے کیا + ایک نے کہا کہ بوا ایسی سخن نافہم سے کلام کرنا سراسر حماقت ہی جسوقت آفت آسمانی آئیگی بخوبی یہ لگانہ سمجھ جائیگی آفات چہار دست نے جواب دیا کیون بی بی مین جو تمھاری خدمتگزار قدیم ہون بلکہ مصاحب ندیم ہون کبھی ایسے کلمات سخت میرے بارے مین نفرماے تھے نہ سطرح کے ذکر مہملات آئے تھے ایسا لفظ میرے مقدمے مین آپنے کہا کہ مجکو پسینہ آگیا پتلی نے منہ پھیر لیا دوسرے نے کہا بوا جاؤن جاؤن نہ کر داب وقت آگیا خدمت مین سبکی مری کے جلینگے ہاے افسوس ہی کہ آتش جہنم مین جلینگے اب انجام کا خیال آیا آفتاب سر پر آگیا صبح پیری نمایان ہوئی آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہے ہین اپنے نصیبون کو رو رہے ہین دادی صاحب باتین بناتی ہین انکی بات ہمکو بہت ناگوار ہی روح جسم خاکی مین بیقرار ہی وہ پتلیان یہ باتین کر رہی تھین کہ وہان مہتر قران عیار نے ہاتھ تیغہ نور افشانی کا مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے یہان ایک پتلی کے سر سے خون جاری ہوا آہ کا نعرہ کیا کہا آفات چہار دست ہم تیرے گھر سے جاتے ہین یہ کہکر اٹھی قطرات خون مثل شعلہ آتش تھے جہان پڑا جلنے لگی دیوار و در سے آگ نکلنے لگی ہاے واے کی صدا بلند آفات خود پسند بیقرار ہو دسنداے میری شاہزادیان کہکر اٹھی ایک ایک کو گود مین اٹھاکر قصر تاریک مین پھینکنے لگی ہر چند کد و کاوش کی بڑی بڑی اسنے کوشش کی لیکن چارسو پتلیان جلکر خاک ہوئین آواز آئی کنتی ہزار مین کنیزان سامری ہوا آفات نے جس جا ہر سو کو

بسجایا وہ کوٹھری مین سر ٹکرا رہی ہین چیخین مارتی ہین ارے دروازہ کھول دے ورنہ ہم اپنی جان دینگے دیوار توڑکر
نکل آئینگے آخر آفات آسمان پر کرکی کمین سے دو نوجوان پکڑکر لائی بہ تعجیل تمام انکو ذبح کیا خون انکا ماندے
مین بھرا وہ ماندا کو کوٹھری مین گھسکا دیا یا تو پتلیان رو رہی تھین خون دیکھکر چہرے سرخ ہوئے ایک نے
ہنسکر کہا وادی جان خوب دم دیا پہلے یہ نہ سوجھی آفات نے بہ تعجیل تمام اس مکان کو بند کیا روتی
پیٹتی ہوئی تڑپ کر چلی قصر زبرجدی سے تھوڑی دور نکلی تھی کہ دیکھا آسمان پر زاغ و زغن غل مچا رہے ہین
ابر دھوان دھار اٹھے ہین آوازین آرہی ہین کشتی مرا نام سن تاریک سنگلکش ہوا آفات اسوقت
آکر سہو پہنچی کہ قتل تاریک کا میدان کارزار مین ہنگامہ کوکب روشنضمیر و نور افشان با توقیر فوج حیرت
پر جھکے ہین لاشہ تاریک میدان کارزار مین تڑپ رہا ہی ایک جانب مہتر قران نامدار تیغہ نور افشانی
بدست بادہ جرات سے مست طرف افراسیاب کے چلا ہی افراسیاب غم مین تاریک کے بیقرار
اشکبار ہین شبانہ روز لڑائی مین گذرے ہین تاج سر پر نہ دار و گریبان چاک جوش مین طرف مہتر قران کے
جانیکا قصد کیا ہی آفات نے وہین سے نعرہ کیا او نافہم نادان بیوقوف خبردار کہان جاتا ہی ہاتھ مین سلے
تیغہ نور افشانی ہی اسکے ہاتھ سے تاریک کو نہ بچا یا تو نے بھی نہ سمجھا یا خبردار مقابلہ نہ کرنا بہت بچنا یہ
وہ تیغہ سحر کش ہی جسکا عدیل و نظیر ممکن نہ وا مشہور ہی کہ تیرا قتل بھی اسی پر موقوف ہی سامنے
اثر درو مان کے جاتا ہی کیا بیوقوف ہی افراسیاب نے آفات کو جو آتے دیکھا آواز دی جدہ امین
لٹ گیا دائی امان سے چھٹ گیا آفات نے کچھ جواب نہ دیا گرتے گرتے دام جمشیدی مارا اور انبار
و حیرت و منصور وغیرہ کو اٹھمین لیکر چشم زدن مین مخفی ہوگئی پکار کر اتنا کہا ای نور افشان و کوکب
تمہاری بھی اجل قریب ہی جسدن میدان کارزار مین ٹھہر جاؤنگی اس بدعت کا مزا چکھاؤنگی نور افشان
نے قصد کیا کہ آفات چہار دست پر بھی جا پڑون عمرو نے جھپٹ کر نور افشان کا دامن تھام لیا کہا
استاد ولیس خدا نے فضل اپنا شریک حال کیا بڑی ساحرہ کو مارا ہالیان فوج افراسیاب نے جو دیکھا
کہ شہنشاہ کو انکی وادی جان لی گئین یہ بھی سب شکست کھا کر طرف صحرا کے بھاگے فوج کے قدم نہ جمے
خیمے بارگاہین لوٹ لین ملازمان ملکہ مہرخ مالامال ہوگئے غازیون کے چہرے سرخ صدہا زخمی جا بجا تڑپ
رہے تھے عمرو نے آواز دی ای ملکہ مہرخ جلد انتظام کرو زخمیون کو میدان کارزار سے اٹھاؤ عیاران نامی
سرداران گرامی نے بڑھکر انتظام کیا بارگاہین استادہ ہوئین زخمیون کو لائے زخم دوزبان ہونے لگین

استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ دو شبانہ روز تک کسی کے ہوش درست نہ تھے وہ صحراے وسیع لاشون
سے معمور تھا آخر اس صحراے وحشتناک کو چھوڑ آگے دس کوس بڑھکر بارگاہین استادہ ہوئین بعد
کئی دن کے ملکہ سہ جبین الماس پوش کو لاکر تخت پر بٹھایا ضرغام شیر دل کو بلایا کہا ای ضرغام
والا مقام حقیقت مین تمنے ایسا کار نمایان کیا کہ صفت اسکی ناممکن ہی شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن
کرب غازی کو کہان چھپایا اس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر بچایا سب کو اس مقدمے مین حیرت ہی ضرغام
شیر دل سے سرور بار بیان کیا کہ جب مین نے بدعت تاریک شکل کش کو دیکھا کہ جسکو پاتی ہی
چیر پھاڑ کر کھا جاتی ہی تب مین نے اسد نامدار کو بیہوش کرکے درہ کوہ مین چھپایا ایک جوان کو دم
دیکر اسد غازی بنایا ملکہ سہ جبین کو سمجھا دیا تھا کہ اب آپ چند دن سامنے طلسم کشا کے نہ آئیگا شکر ہی
انجام بخیر ہوا ملکہ مہرخ وغیرہ نے ضرغام کی بڑی تعریف کی بہت بڑا خلعت دیا خواجہ کرسی سے اٹھے
ضرغام کو گلے سے لگایا کہا بیٹا قوت بازو زینت پہلو تم ہو میرے بعد زنبیل وغیرہ تمھین کو ملیگی بلکہ زندگی
مین اپنا جانشین کر دونگا دامن مدعا گل مراد سے بھر دونگا لیکن لیاقت کی شی حفاظت سے رکھتے ہین
خلعت اتار وہم احتیاط سے رکھ چھوڑین جانشینی کے نام پر ضرغام پھول گیا خلعت و انعام پایا تھا
وہ حاضر کر دیا سب عیارونکو خلعت ہاے فاخرہ ملے کئی مہینے کے بعد اسد نامدار دربار مین تشریف لائے
نور افشان جادو نے تیغہ نور افشانی مہتر قران سے لے لیا تیغہ اسیوقت طرف قصر نور افشانی کے
روانہ کر دیا چالاک بن عمرو پر عمرو نے بڑی آفرین کی کہا ای نور نظر حقیقت مین اطلس گلگون پوش
کو خوب گرایا صیان برق کو بھی گلے لگا لیا کہا ارمان جادو کی صورت خوب ہی بنے مہتر قران کے
جرات کی تعریفین کین ملکہ مہرخ نے یہ حکم کوکب روشنضمیر بارگاہ کو آراستہ کیا سامان عیش و نشاط
مہیا ہوا حقیقت مین آج عجب دربار ہی جسپر روح جمشید نثار ہی ایک جانب ملکہ بران شمشیر زن و
ملکہ مجلس پرفن سرداران ملکہ مہرخ ملکہ بہار گلعذار ملکہ مخمور نامدار رعد و برق لامع سب اپنے اپنے
مقام پر جلوہ فرما ہین ساقی نیچے حاضر ہوئے دور شراب ناب بعد آب و تاب چلنے لگا اسوقت نور افشان
جادو نے ملکہ مہرخ سے اشارہ کیا ای ملکہ عالم آج تو پروردگار نے بڑا فضل شریک حال کیا حیات
دوبارہ حاصل ہوئی بعنایت رب اکبر تسکین دل ہوئی خواجہ عمرو سے فرمایے عنایت فرمائین فی
کونسے طور سے سنائین ملکہ مہرخ نے بھر اکر میری کیا مجال ملکہ بران شمشیر زن سے کہیے انکو بہت

مانتے ہین اُنکے فرمانے سے ضرور مہربانی فرمائینگے بوجہ احسن ذبحائینگے نورافشان جادو نے بران کو قریب
بلایا پیشانی پر بوسہ دیا کہا اے نور نظر خواجہ تمھاری بڑی خاطر کرتے ہین فرمائش کر کے ذبحواؤ ملکہ بران
شمشیر زن کانپنے لگین کہا حضور میری کیا حقیقت ہے لیکن مجلس جادو کو ان باتون مین اختیار ہے
وہ جب ضد کرتی ہے خواجہ کی کچھ نہین چلتی اُسکے کہنے سے گائینگے ناچار ہو جائینگے یہ کہکر مجلس کو قریب
بلایا کہا کیون بیٹا آج گانا نہ سنوگی تم آج خوب خوب لڑین خواجہ تمسے خوش ہوے ہونگے کہو کہ آج ہمین گانا
سنا ہیے مجلس نے کہا بہت خوب سہرے کہنے سے دادا جان ضرور گائینگے یہ کہکر قریب خواجہ کے
آئی اُچھلکر گود مین بیٹھ گئی ملکہ بران نے پکار کہا کیون بے ادبی کرتی ہے الگ بیٹھ خواجہ نے گلے سے
لگا لیا کہا بی بی تمکو کیا تم دخل نہ دو ملکہ بران نے سر جھکا لیا ظاہر مین تو جنگ زرگری تھی کہا حضور نے
اسکو بہت منھ لگایا سر چڑھایا کسی کی بات نہین مانتی عمرو نے کہا ابھی کم سن ہے جب عقل آئیگی سمجھ جائیگی
مجلس نے گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا دیکھیے دادا جان مین حیرت سے کیسی لڑی دیکھیے کئی زخم کھاے یہ کہکے
کرتا اٹھایا پشت دکھانے لگی عمرو نے دیکھا حقیقت مین کئی زخم کاری کھائے ہین جراح نے ٹانکے
لگاے ہین پٹی چڑھی ہوئی ہے عمرو کی آنکھون مین آنسو بھر آے کہا بیٹا خدا تجکو ان ظالمون کے ہاتھ سے
بچائے کیا کمتا ہے کلیجہ ہو کر لڑتی ہے جرات تجھپر ختم ہے مجلس نے کہا دادا جان اب زیادہ باتین نہ بنایے برا دل
گھبراتا ہے ذبحایے عمرو نے کہا بی بی آج بعد کئی دن کے جلسہ آراستہ ہوا ہے نور افشان الیاس استاد کامل
بیٹھا ہے بمقدمہ فکر افراسیاب کچھ گفتگو ہوگی صلاح ہونا واجب و لازم ہے کوکب و نور افشان بعد
تھوڑی دیر کے چلے جائینگے صبح کو ذبحائینگے مجلس نے اپنے کو گود سے خواجہ کی زمین مین گرا دیا مچل گئی
ایڑیان رگڑنے لگی ٹوپی سر سے اُتار کر پھینک دی سب ہنسے بران سے نور افشان نے اشارہ کیا
حقیقت مین بیٹا اسطرح سے کوئی نہ کر سکتا خواجہ گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھے دیکھا یہ تو اپنے کو ہلاک کیے ڈالتی
ہے ہر چند گود مین اُٹھاتے ہین وہ مچلی جاتی ہے غل مچاتی ہے ہچکیان لگ گئین ناک بہ رہی ہے ہر چند خواجہ کہتے
ہین بی بی چپ رہو مین ذبحاتا ہون مجلس کہتی ہے اب مین نہ سنونگی آپنے مجکو ٹلایا اب مین آپ سے
نہ بولونگی رو رو کر جان دونگی عمرو گھبرا گیا ہے کہ اپنے کو یہ میری گود سے گرا گرا دیتی ہے ایسا نہو زخم کے
ٹانکے ٹوٹ جائین ہلاک ہو جائیگی بران کہہ رہی ہے کیون خواجہ صاحب اتنے منھ لگانیکا مزا پایا آپ نے
چھوکری کو برباد کیا اسد غازی بھی نہیں رہے ہین دماغ ترسرداران نامور خوشی سے آپس مین

کر رہے ہین مجلس نے محفل مین خوب جلسہ کیا خواجہ نے کبھی کسی کے ایسے ناز نہ اٹھائے ہونگے
اسد نے کہا اپنے لڑکون کو گود مین نہ لیتے تھے ہر ایک کی مان نے ہر ایک کو پرورش کیا پال پوس کر انکو بڑا کیا
کسب کمال بھی وہ بیچارے آپ ہی کرتے تھے صاحبقران زمان انکی اولاد کو اپنے فرزندون کے ساتھ
پرورش کراتے ہین عنایت بے نہایت فرماتے ہین حقیقت مین خواجہ کو مجلس سے بڑی محبت ہے دیکھو
کیسے ناز اٹھا رہے ہین منت خوشامد کرکے بہلا رہے ہین بمشکل عمرو نے مجلس کو گود مین اٹھایا دامن سے
آنسو پونچھے کہا بی بی بس رونا موقوف کرو آؤ کرسی پر بیٹھو ذی نوازی سنو یہ تعجیل کرتہ اور منگایا پھولا ہوا
گرتہ اتار ڈالا اپنا پہنایا مجلس کی ساتھ والیان چار سو لڑکیان اپنی بی بی کے رونے پر وہ بھی چیخین مار کر
روتی تھین کوئی منہ پھلا کر بیٹھی کوئی سسکتی تھی واہ خواجہ عمرو بڑے جلاد ہین ہماری بی بی مجلس جادو کو
رُلاتے ہین ہم اب کبھی انکی بارگاہ مین نہ آئینگے اپنی بی بی کو بھی نہ آنے دینگے گوڑیا کی شادی کی تھی برات
چھوڑ کر ہم سب چلے آئے یہان آکر بڑے رنج اٹھائے دو چار قریب ملکہ مجلس کے آئین ایک نے کہا
بی بی چلو بس اس بارگاہ کو سلام کرو دیکھیے آپ کی آنکھین سرخ ہو گئین آپ کے رونے پر ہمین بھی روئی
مین تو بھوک کے مارے روتی تھی شیرمال کباب منگوائیے آپ بھی کھائیے ہمکو بھی کھلائیے مجلس نے کہا
جاؤ بیٹھو جب گانا سن لینگے تب دسترخوان بچھوائینگے کیون گھبراتی ہو ارے سب کے واسطے ملکہ مہرخ نے
بلا دیکھو ایا ہے یہ باتین بچون کی سنکر سب سردار خوش ہو رہے ہین کہتے ہین ملکہ ہیران ماشاء اللہ کیا جلسہ
جمع کیا ہے مجلس کی ذات سے تمہاری محفل مین بڑی چہل پہل رہتی ہے ہیران نے کہا خدا اسکو سلامت رکھے
میری زندگی کا سہارا ہے میری خاطر سے سب صاحبون نے اسکو تعلیم کیا اس سن مین سحر و ساحری مین
طاق کر دیا حقیقت مین شہرۂ آفاق کر دیا بی بی حیرت زوجۂ افراسیاب اسکے سحر سے بہت گھبرائی ہین
آج تو یہ ایسی لڑی کہ صفین درہم و برہم کر دین کئی ہزار کنیزان حیرت اسی کے ہاتھ سے قتل ہوئین
دو شاہزادیان دررسیدہاے طلسم ہوش ربا کی حاکم و ناظم بڑی زبردست تھین انکو اسنے لڑکر
مارا ان باتون کو سنکر مجلس لبول اٹھی کہ امانجان اب خاموش رہیے ذی نوازی ہوا چاہتی ہے یہ کہکر
کھڑی ہو گئی پکار کر کہا خبردار ہمارے جد عالی تبار ذی بجاتے ہین جو کوئی منہ سے بولیگا اسکو دربار سے
نکال دونگی ہیران نے کہا ارے چپ رہ بڑے بڑے سردار بیٹھے ہین کوئی برا مانیگا ملکہ مہرخ نے کہا
اسکے کہنے کا کوئی برا نہ مانیگا سب جانتے ہین کمسن ہے بچہ ہے جو چاہے سو کہے مجلس نے کہا حضور آپ بھی

خاموش رہیے ملکہ مہرخ نے کہا اچھا بی بی گانا شروع ہو تو چپ رہین مجلس طرف خواجہ عمرو کے پلٹی کہا داد داد دیکھیے اب سب خاموش ہین آپ نی شروع کیجیے عمرو نے مجبور وناچار نکالی تمام اہالیان دربار مشتاق ہین کل جلسہ گوش برآواز عمرو نے یہ غزل عاشقانہ زمین بجائی غزل

غرض کیا ہم سے پھر ساقی جو وہ میکش نہین آیا
اٹھی دل سے جو تیرا ذکر چشم شرمگین آیا
حیات چند روزہ پر غرور اتنا نہ کر غافل
کہ پھر افسوس ہی بیجا جو وقت واپسین آیا
ہوا ہی روح سے منظور پردہ جسم خاکی کو
کہ خود صیاد آہو کی پہنکر پوستین آیا
زبان ذبح دل ہرگز نہ پایا اسکے سینے مین
ہمارے بعد صحرا مین کوئی جانشین آیا
ترا جلوہ وہ ہی قربان جسپر دونون عالم ہین
نکوئی دوست یان آیا نکوئی ہمنشین آیا
دعا مستون کی بر آئی او نڈیلی تو نے مے ساقی
کہ پھر فرصت کہان جب حکم رب العالمین آیا
وہ ہیبت تھی کہ جسپر آنکھ ڈالی روح گھبرائی
صفائی پھر کہان جب نام کے نیچے نگین آیا
پھپھولے ڈالنے کو دل مین آب آتشین آیا
دو رنگی ابلق ایام کی طرفہ تماشا ہی
کہ مرغ روح اڑکر آشیان تک پھر نہین آیا
بہت مدت مین دیکھا آج تجکو یار دیرینہ
نگر کاشانہ دل مین کوئی خلوت نشین آیا
اثر جذب محبت نے بڑی مدت مین دکھلایا
ہدف تیر نظر کا ہو کے جو آہوے چین آیا
ستمگر ظالمونکو بھی پسند آتا ہی جھک جانا
تمنا مین تری دنیا مین سب جیسا حسین آیا
سمجھ لینگے قیامت کو نظر آئی اسکی جبین پر
غنیمت ہی سنبھلنا تیرا دست نازنین آیا
لگی کسوقت مشق چارہ مین کی دست قاتل نے
اجل مشتاق تھی قاتل کے آگے سہمگین آیا
نسیم ایسی غزل لکھی امانت جس سے پیدا ہی
فغان بیصدا فریاد پنہان آہ پوشیدہ
جسے بالائے زمین دیکھا وہی زیر زمین آیا
ابھی سے فکر کر انجام مین آغاز غفلت کی
کہان تھا کس طرف سے اہل اندر بین آیا
یہ رغبت ہی تری صید افگنی کی جلوہ مین
کہ جاتا تھا کمین وہ اور پھر کر نہین آیا
ہمین تک او رجھی لوٹنگی کی یادگاری تھی
خم شمشیر قاتل دیکھکر ہمکو یقین آیا
لحد مین آ کے دم بھر بھی نہ ہمکو ایسی کی
لگایا جام مے منہ سے بغل مین نازنین آیا
غنیمت جان مہلت زیست کی چند روزہ ہی
گریبان کو نشان بھلو دامن تک نہین آیا
یہ سچ ہی خلقت اصلی بنانے سے بگڑتی ہی
ہوے شرمندہ حاسد کر دیا جوکو یقین آیا

بارگاہ مین صدائے آہ اور واہ بلند ہی سب سے زیادہ ملکہ برّان شمشیر زن عاشق جمال شاہزادہ ایرج نوجوان اشعار عاشقانہ جو سنے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا گل سے عارض پر گوہر بے بہا اشک ٹپک رہے ہین ادھر ملکہ بہار گلعذار یاد بادشاہ جمجاہ مین بیقرار اشکبار ایک جانب ملکہ مخمور سرخ چشم فراق دیدہ ہجران کشیدہ یاد دل نور الدہر بامدار مین مثل عندلیب بال و پر شکستہ منتشر خستہ حیران و پریشان ایک ایک اشعار پر بیقرار ہوئی ہی کبھی تیر نگ عشق یاد کرکے ہنستی ہی کبھی روتی ہی قضائے کار ملکہ برّان شمشیر زن قریب ملکہ مخمور کے کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہین پلٹ کے نگاہ پڑی مخمور کو بیقرار دیکھکر اور زیادہ دل بھر آیا مسکرا کر فرمایا کیون مخمور آج تم بہت

بیتاب ہو مخمور نے کہا حضور بڑے افسوس کی بات ہی عرصہ دراز سے کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر گذر
نہین ہوا کچھ حال نہین کھلا کہ وہان کی کیا کیفیت ہی افراسیاب نے بڑے بڑے جادوگر بھیجے خدا فرزندان خواجہ عمرو
کو سلامت رکھے کہ جاتے ہی ساحر کو گھیر لیتے ہین مہلت سحر کرنے کی نہین دیتے ہین لیکن مقدمات ساحران
مین عقل حیران ہی اب افراسیاب خانہ خراب جسکو بھیجتا ہی سب باتون سے پہلے یہی سمجھاتا ہی کہ یار و عیار دنگے
بچنا فرزندان عمرو بلاے روزگار ہین جو انسے بچیگا لڑائی فتح کر لیگا شاہزادہ والاقدر کے مزاج مین سپاہ گری
ہی رگ و ریشہ مین جرأت بھری ہی ساحر سے نہین ڈرتے مقابلہ کرتے ہین خدانخواستہ کوئی بچیا انپر دستناز
نہو انکے سبب سے لشکر ظفر اثر کی آبرو ہی شیر بیشہ جرأت نہنگ دریاے ہمت آفتاب عالمتاب آسمان
جود و سخا نیر درخشان برج لطف و عطا قوت بازوے صاحبقران برباد کن لشکر کافران ملکہ بران شمشیر زن نے
ابرو پر بل ڈالکر جواب دیا صاحب بس موقوف کرو تمنے تو ایک دفتر چھیڑ دیا وہ ایسے کیا جری بہادر ہین
معاذ اللہ تمنے تو تار باندھ دیا اپنے قبلہ و کعبہ سے بھی زیادہ ہونگے کتابین تو ابھی دنیا مین موجود ہین
چند دن مین حال کھلجائیگا ہوش ربا مین ہنگامہ پڑیگا ساحرون کو بھاگتے ہوئے راستہ نہ ملیگا صاحب رائے
صفوف آرائے برہم زن لشکر زبردستان سرکوب سامری پرستان نقد روح روان قاسم عالیشان
شاہزادہ ایرج نوجوان طلسم اسکندریہ کو فتح کرکے سمت طلسم ہوش ربا چلے ہین پہونچتے پہونچتے سب
سامان ہوجائیگا ایک ہی دن کی لڑائی مین افراسیاب مارا جائیگا بڑے بڑے سردار انکے ہمراہ
ہین نامی و نامدار شاہزادہ صیقل آئینہ دار ملکہ انجم ماہ رخسار اور علاوہ انکے بہت کچھ سامان ہمراہ ہی
انکے بارہ مین البتہ دفتر مین لکھا ہی کہ اگر انکا قدم لشکر اسلام مین نہوتا لقا ایسا بادشاہ جلیل ٹھوکرین
نہ کھاتا پھرتا صاحب حسب و نسب نور نگاہ امیر عرب کو کوئی ساحر بھی انکا کچھ نہین کرسکتا مخمور نے کہا
جی ہان وہ ایسے ہی ہین تکرار سے کیا فائدہ ملکہ بران نے طرف سے مخمور کے منھ پھیر لیا رمز و کنائے
بہت کچھ ہوئے یہان تو بارگاہ مین صحبت عیش و نشاط آراستہ ہی دوسرے دن نور افشان و کوکب
و ملکہ بران شمشیر زن وغیرہ ملکہ مہرخ سے رخصت ہوکر طرف طلسم نور افشان کے گئے ملکہ مہرخ
وغیرہ کو انتظار ہی کہ دیکھین اب کیا ہوتا ہی لیکن آفات چہار دست افراسیاب وغیرہ کو لیکر
باغ سیب مین آئی سب کو ہوشیار کیا جب افراسیاب کی آنکھ کھلی دیکھا آفات چہار دست کھڑی
پیٹ رہی ہی کہا او افراسیاب تو نے غضب کیا تحفہ جات طلسم ہوش ربا کو مٹا دیا بوقت قتل

تاریک شکل کش چارسو کنیزین جل گئین روزنامچہ لکھا جاتا کوہ زبرجدی کا موقوف ہوگیا جسدم ان کے
چراغ حیات مشعل گل ہوا تاریک نے آکر اندھیر مچایا خبر آئیندہ گذشتہ کی نہین ملتی کنیزان ساحری چھوٹی
بیٹھی رہتی ہین لاکھ پوچھو خبر نہین سناتین آج تو قیامت برپا تھی اسقدر روئین پیٹین کوہ زبرجدی
مین تلاطم برپا تھا ہزار ہین نے روکا نہ رک سکین چارسو پتلیان جلکر خاک ہوئین روز موقوف اب کیا
ارادہ ہے افراسیاب نے کہا جدہ حجرہ اول ہین جو مین نے سختی اٹھائی کلیجے پر پتھر رکھلیا ایسے شخص کو اپنے ہاتھ
سے قتل کیا جسکا حسن بے مثل نہ تھا گودیون ہین بچپن سے پالا دائی امان کو کس زور سے بلایا اب
تامل بیکار ہے تیسرا حجرہ کھولونگا طرف قلعہ تخت الشعاع کے جاتا ہون زال جادو سے پوچھا کیا
حجرہ سویم کولاتا ہون آفات نے منھ پیٹ لیا کہا او افراسیاب تو طلسم ہوش ربا کے پیچھے پڑا ہے
فتح کرائے نہ چھوڑیگا افراسیاب نے کہا طلسم ہوش ربا کون فتح کریگا اسد غازی کو دائی امان کھا گئین
پیٹ مین انکے ہضم ہوگیا مہرخ وغیرہ کو عمرو اڑوا رہا ہے یہ سنکر آفات خوش ہوگئی کہا ارے میرے سر پر
ہاتھ تو رکھو افراسیاب نے کہا تمھارے باپ کے سر پر ہاتھ رکھدونگا سر میدان اسد غازی کو [illegible]
دائی امان کھا گئین سب نے دیکھا کیا کوئی پردے کی بات ہے اب تو حیرت بھی بول اٹھی مرشدزادے سچ
بھی کہا صورت نگار نے بھی گواہی دی سب ہمراہیان افراسیاب کہنے لگے دادی جان یہ سچ ہے
حقیقت مین اسد غازی مارا گیا ہے ہی تک اسکی عمرو کو نہ ملی کئی دن سب نے سوگ رکھا لیکن مہرخ
وغیرہ ایسی ثابت قدم جرأت ہین آپسمین صلاح کرلی کہ جان دو اپنے آقا کے خون کا بدلا لو عمرو کی
مدد پہ سب کو ناز ہے وہ بڑا غماز ہے علاوہ ازین اہالیان طلسم نور افشان کہ بہت بندھوائے ہین دیکھو
ایسے وقت پر مدد کو آتے ہین نور افشان جادو نے کچھ خوف نہ کیا تیغہ نور افشانی قران کو نکالکر دیدیا
خود ساتھ آکر لڑا اگر نور افشان جادو دام ہائے سحر نہ مارتا قران کی حقیقت تھی تاریک شکل کش کے
سایہ مین بھی نہ آسکتا آفات چہار دست نے کہا اے افراسیاب اگر اسد غازی مارا گیا ہزار برس اگر
مہرخ و بہار لڑینگی فتح نہ پائینگی فتح اسی شیر کے نام تھی ہر کتاب مین نجومی رمال پنڈت ستارہ شناس
اسد غازی کی تصویر کھینچ گئے ہین سامری نامے مین صاف صاف مرقوم ہے ہر ایک فن علم کو بخوبی معلوم ہے
کہ اسد غازی نواسہ صاحبقران کا فتاح طلسم ہوش ربا ہے جرأت و شوکت مین جوان یکتا ہے دوسری
سطرین مین یہ لکھا ہے کہ کسی کے ہاتھ سے اسکی قضا نہین ہے جسوقت تک طلسم ہوش ربا باقی ہے اسوقت تک اسد غازی

کی قضا نہین ہی اگر یہ ہو تو سارا اسامری نامہ غلط ہو گیا ہر ایک کاہن کے حکم مین فرق آیا ابھی تو اُٹھ مین تیرے
ساتھ چلتی ہون اگر مہرخ و بہار وغیرہ کو کھڑے کھڑے نہ قتل کیا تو نام اپنا آفات چہار دست بنایا
افراسیاب نے کہا اچھا جیدہ بیٹھ جاؤ تاریک کے قتل ہونیکا کیا غم ہی آنا میری تھی قتل ہو گئی ایک عورت
کے قتل ہونے سے میرا کیا نقصان جو حق جرأت تھا وہ دائی اماں نے کیا طلسم کشا کو کھالیا آفات کا
خوشی سے چہرہ سرخ ہو گیا لیکن کہا اے افراسیاب مجکو ہرگز یقین نہین آتا بڑے بڑے پنڈت جھوٹے ہو گئے
اور سب احکام اُنکے مطابق ہوے اس علم مین فرق آیا کسی کو واسطے خبر کے لشکر مہرخ مین روانہ تو کر
لیکن جانیوالا خاص دربار مین جاے اپنی آنکھونسے دیکھ آئے مفصل خبر سنائے کہ دربار مہرخ مین کیا
ہو رہا ہے اب ان سبکا کیا ارادہ ہی اگر اسد غازی قتل ہو گیا ہی تو سب بھاگ کر طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی
کے چلے جائینگے طلسم ہوش ربا مین نہ ٹھہر سکینگے کوکب و نور افشان خود عقیل و فہیم ہین اُنکو ہدایت
کرینگے کہ تم جاکر صاحبقران کو لاؤ ابکسکے واسطے کد و کاوش کرتے ہو سواے اسد کے کوئی طلسم کشائی
نہین کر سکتا افراسیاب نے ملکہ حیرت سے کہا صرصر کہان ہی وہ مفصل خبر لاتی اپنی آنکھون سے
دیکھ آتی حیرت نے کہا جب ہماری فوج کو شکست ہوئی وہ بھی کسی جانب نکل گئی ہو گی افراسیاب نے
کوٹھا کھولا فولادی تپلہ نکلا اُس سے کہا جاکر صرصر کو لاؤ ہوا کو قبضے مین کر و تپلہ پر پرواز پیدا کر کے مثل
باد صرصر چلا صرصر شمشیر زن بھاگ کر صحرا مین ٹھہری تھی راہ مین خبر پائی کہ آفات چہار دست شہنشاہ
وغیرہ کو لیگئین یہ کوہ سے نکلی قصد ہوا طرف لشکر عمرو کے چلون کہ تپلہ کڑک کر آسمان سے گرا پنجہ کمر مین صرصر کے
دیکر لے اُڑا صرصر گھبرائی کہ شاید عمرو نے کسی کو بھیجکر مجھے گرفتار کرایا چیخ ماری اے ساحران طلسم ہوش ربا
مجکو بچاؤ کوئی مجکو لیے جاتا ہی مین صرصر شمشیر زن ہون کنیز افراسیاب جادو قفلے کار آبیار جادو
اپنے باغ مین بیٹھا ہوا شراب خواری کر رہا ہی دو ہزار جادوگر گرد بیٹھے ہین اسنے بھی خبر سنی ہی کہ ملکہ مہرخ سے
بڑے قیامت کی لڑائی ہوئی آج شہنشاہ نے شکست فاش کھائی ساحرونکو واسطے خبر کے بھیج رہا ہی کہتا ہی
کہ یارو جلد خبر لاؤ اسوقت مین جاکر شراکت کرنا واجب و لازم ہی ورنہ شہنشاہ شکایت کرینگے کہ ایسے وقت مین
ہماری خبر نہ لی ساتھ والے کہتے ہین حضور باغ سیب مین چلیے چلکر ضرور ضرور دریافت کیجیے آبیار یہ
باتین کر رہا تھا کہ یکایک کان مین آواز آئی اے ساکنان طلسم ہوش ربا مجکو بچاؤ مین شہنشاہ افراسیاب کی کنیز
ہون کوئی زبردستی مجکو لیے جاتا ہی آبیار نے سر اُٹھا کر دیکھا حقیقت مین ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون صرصر کی

کمر مین پنجہ دیے ہوے لیے جاتا ہی صرصر چیخ رہی ہی وہ نہین چھوڑتا آبیار نے کہا لو یار غضب کیا یہ تو جاسوس
شہنشاہ کی عیارہ ہی یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا گولہ جھولی سے نکالکر سینہ کو زنگی کے تاکا اسم سحر پڑھکر
پھینک مارا یہ تپلہ تو غفلت مین جاتا تھا سینے پر جو گولہ پڑا صرصر پنجے سے چھوٹی اُکھڑ آتا ہوا طرف زمین کے چلا آبیار نے
آواز دی صرصر کو لینا جادوگرون نے جھپٹ کر صرصر کو ہاتھون ہاتھ روکا یہ تو تموج ہوا سے بیہوش ہو گئی
تھی لیکن تپلہ جو گولہ کھاکے زمین پر گرا مثل شعلۂ جوالہ ایک ایک کی پکڑکے ٹانگین چیرنے لگا ہر چند ساحر
گولے ترنج نارنج مارتے ہین یہ فولادی سحر کا تپلہ اسپر انسبونکا سحر کب تاثیر کرتا ہی گولے کھاتا جاتا ہی کسی کی
گردن مروڑ ڈالی کسی کو تھپڑ مارا کسی کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا جسم سے سر کھینچکر پھینک دیا ملازمان آبیار
مین صداے فریاد و الغیاث بلند ہوئی تیغہ پکڑ کر اُٹھا آواز دی او نابہنجار بدکردار غضب کیا میرے کئی ملازمون
کو مارا یہ کہکر قریب آیا بہت سے سحر پڑھکر تلوار پر دم کیے ہاتھ لگایا تپلے نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر
پھینکدی آبیار سحر کرکے لپٹ پڑا ساحرون نے دیکھا ہمارے افسر کو یہ جوان زنگی لپٹ گیا قبضہ مارنے لگے
کوئی نیزہ لگاتا ہی لیکن وہ آبیار کو نہین چھوڑتا چند ساحر جو لیے ہوئے صرصر کو بیہوشی مین آئے تھے ہوا
جو چلی صرصر کو ہوش آیا دیکھا کئی سو جادوگر مرے پڑے ہین اب اُسنے پہچانا کہ یہ تو فولادی تپلہ فرستادہ
افراسیاب ہی آبیار کو اُٹھاکے دے مارا چھاتی پر چڑھا چاہتا ہی سر کھینچ لون صرصر ہان ہان کر
دوڑی کہا ای غلام شہنشاہ خبردار مین نے تجکو نہ پہچانا فریاد کی یہ بھی ملازم شہنشاہ ہی شہنشاہ سُنینگے تجھپر
عتاب ہوگا یہ جو صرصر نے کہا تپلے نے آبیار کو چھوڑدیا آبیار سر کو جھکائے ہوئے اُٹھا صرصر پر غصہ کرنے لگا کہ واہ بی
صرصر تمھارے سبب سے میری ہوا بگڑی سو ملازم قتل ہوئے ناحق کی ذلت اُٹھائی تم چھپی بیٹھی تھین مین
سمجھا کوئی دشمن ملکہ صرصر کو [illegible] جاتا ہی گولہ ماردیا صرصر نے کہا مین سمجھی تھی تپلے کو بہلاکر کہا چلو شہنشاہ
کہان ہین اُسنے کہا باغ سیب مین جلوہ فرما ہین تمکو یاد کیا ہی مگر بی صرصر خوب فساد کراتی ہو ہو ہو
چالاکی ہو صرصر نے کہا بھلا تمنے بے تکلف کمر مین پنجہ دیا بیخوف لی اُڑے اگر اتنی بات کہہ دیتے کہ شہنشاہ
نے بلایا ہی کیا نقصان تھا تپلے نے کہا وہانسے تو حکم ملا فوراً لاؤ حکم شہنشاہ مین پلک جھپکانا دشوار ہوتا ہی
مثل برق جہندہ آیا اُٹھاکر لیچلا آبیار نے بھی بہت عذر کیا دو چار جام شراب کے اُس تپلے
کو پلائے صرصر کو سوار کرکے کاندھے پر لیچلا یہان آفات چہار دست نے خبر مرگ اسد نامدار اُسکر
جلسہ آراستہ کرایا ہی کہہ رہی ہی کہ ای افراسیاب اگر اسد غازی قتل ہوگیا اگر تمام عالم ملکر لشکر کشی کرے اور

تجھسے دعوی سرکشی کرے کوئی کچھ نہین کرسکتا صرف اسی نام سے خوف آتا تھا اگر ناریاب قتل ہوگئی پانسو
تیرے معین مددگار بہت ہین آج شب بھر یہان شرابخواری کرو مین یکہ وتنہا جاکر لشکر مہرخ کو
مٹادونگی اُسکے بعد بادشاہان طلسم ہوش ربا کو جمع کرکے طلسم نور افشان پر چڑھ چلو کیا مجال ہے اہالیان
طلسم نور افشان کی جو تجھسے لڑسکین بیچ مین تجھ ایسا بادشاہ عالیجاہ ایک سمت نانی تیری
ماہیان کی زمرد پوش ایک جانب سے میرا جوش وخروش کون تاب لاسکیگا نور افشان وغیرہ سے اصلاح ہوجائیگی
اگر خداوند امیدی کبھی رہیگی تو کیا انتشار ہے ایسے ایسے جھگڑے بہت رہا کرتے ہین فتح طلسم ہوش ربا کا خوف دلسے
نکالگیا یا تو واقعی بڑی شکست کھائی تھی آفات نے جو یہ تمہیدین بیان کین سب خوش ہوگئے حیرت نے جادو
کنیزون کو حکم دیا شراب کباب حاضر کرو ناچ گانا ہونے لگا یا تو ہر ایک واسطے ناریاب کے روتا تھا یا سب کا یہی
قول ہے بلا سے ناریاب قتل ہوگئی یہ تو بڑا کام کرگئی طلسم کشا کو کھالیا نبیرۂ صاحبقران کو مٹادیا
حقیقت مین کوئی طلسم ہوش ربا نہین فتح کرسکتا یہ باتین تھین کہ تباہ دریاے خون مین نہایا ہوا اک نمدے
پر صرصر سوار افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا ارے یہ کیا ہوا صرصر نے تمام کیفیت بیان کی کہ حضور ہیجدہ سو
جادوگر مارے گئے حیرت نے کہا یارو ساکنان طلسم ہوش ربا پر کیا زوال آیا ہے کیسی کیسی افتاد پڑتی ہے افراسیاب نے
کہا بلا سے مارے گئے یہ سب نامرد اسی واسطے ہین باغ مین باغی بیٹھا رہا لڑائی مین آکر نہ شریک ہوا لیکن
صرصر سے کہا جلد لشکر مہرخ مین جاؤ اپنی آنکھونسے دیکھ آؤ مہ جبین کا غم مین اسد نامدار کے کیا
حال ہے ابتک تو ان لوگون کو سوگ رکھنے کی مہلت نہوئی تھی بعد مرنے کے سنتا ہے تیجا کرتے ہین آخر یہی نتیجہ ہے دسوان
بیسوان کرینگی یا لڑائی کا قصد ہے یا شاید صاحبقران کو بلائین یا طرف کوہ عقیق کے چلی جائین مفصل
خبر لاؤ صرصر نے عرض کی حضور مجھے مرنیکا اسد کے یقین نہین آتا مین برابر ہر وقت لشکر عمرو مین موجود رہی
پھر بھی تو لشکر مہرخ مین ہنگامہ رہا ضرغام نے آکر کچھ کان مین کہدیا تھا اُسوقت سے مین نے کسیکو غمگین
نہین دیکھا اس مقدمے مین کچھ راز ہے عمرو عیار دم باز ہے افراسیاب نے کہا دیوانی ہوئی ہے میرے سامنے دائی
امان جا پڑین اسد اک خیمے مین بیٹھا تھا گردن پکڑکے اٹھا لائین چیر پھاڑ کر کھا گئین کیا تو لشکر عمرو مین جاتے ہوے
ڈرتی ہے کسی ساحر کو ساتھ کردون صرصر نے کہا کہ حضور میرا کوئی کیا کرسکتا ہے مین ابھی جاکر خبر لاتی ہون یہ
کہکر ملکہ صرصر شمشیر زن براے خبر روانہ ہوئی کنارے پر جو لشکر مہرخ کے پہونچی دیکھا وہ آراستگی ہے
کہ کبھی چشم فلک نے یہ کیفیت نہ دیکھی ہوگی خیمے جابجا استادہ ہر مقام پر ناچ ہورہا ہے بازارین آراستہ دوکاندار

جو بھاگ گئے تھے وہ پھر اپنے اپنے مقام پر آکر جمے ہر طرف صدائے مبارکباد بلند سردار عیش پسند اہلیمن
بغلگیر ہو رہے ہیں صرصر ایک کنیز کی شکل بنی ہوئی تا بدربار گاہ آئی دیکھا دربارگاہ پر چوبدار ایساول
جمے کھڑے ہیں سب کو نئی وردیاں ملیں عصاہاے مرصع کار ہاتھ میں خوشی بات بات میں ٹپکتی ہوئی
اندر بارگاہ کے پہونچی دیکھا تخت طاوسی پر ملکہ مہ جبین الماس پوش پایۂ تخت چہارم پر دنگل زرین پر
اسد نامدار بصد صولت و شوکت بیٹھا ہوا شیر بیشۂ جرأت جھوم رہا ہے گرد تمام سرداران عالیوقار یہی ذکر ہے
کہ دیکھا افراسیاب آئیگا صاحبو لوح ملنے کی تدبیر کرو خواجہ عمرو کہہ رہے ہیں دیکھیں لوح کیسے ملے میں تو بہتیری
کوشش کر چکا اب نشان لوح کس سے دریافت کریں کچھ بن نہیں پڑتا اسد غازی نے ہاتھ گلے میں
خواجہ عمرو کے ڈالدیے ہیں کہہ رہے ہیں نانا جان بقول آپ کے میں بدنصیب ہوں دو مرتبہ لوح ہاتھ
سے نکل گئی اب آپ مجکو نہ روکیں میں لڑ بھڑ کر اپنی جان دونگا افسوس عرصہ دراز گذرا ماموجان کی رہائی کی
کچھ تدبیر نہ نکلی خدمت میں اپنے نانا جان کی جاکر کیا منہ دکھاؤنگا پہاڑوں سے طلسم ہوشربا کے سر ٹکرا کر جان دونگا
کبھی کہتا ہے ای ضرغام شیر دل تمنے مجکو کیوں ہاتھ سے تاریک کے بچایا بابا سے مجکو کھا جاتی بداقبال تو
نہوتا ضرغام عرض کرتا ہے جسوقت تک غلام زندہ ہے میں جہان آپکا پسینہ گریگا خون اپنا بہادیگا
قدم کوچۂ عیاری سے نہ ہٹائینگے صرصر نے یہ سب تدبیریں عمرو و ضرغام کی تقریریں اپنے کان سے
سنیں اسد کو آنکھوں سے دیکھا یہ بھی سنا کہ تدبیر لوح میں سب مصروف ہیں ہنستی ہوئی بارگاہ سے نکلی
راہ کو طے کر کے باغ سیب میں آئی آفات چہار دست نے پوچھا کہو بی صرصر شیر یار و باہ صرصر نے دستابستہ
عرض کی یہ کنیز بے تمیز پہلے ہی کہتی تھی کہ اگر اسد غازی مارا جاتا عمرو و قران وغیرہ اپنے کو ٹکڑے کر ڈالتے
میدان کارزار سے زندہ نہ پلٹتے اپنی آنکھوں سے دیکھ آئی اسد نامدار دنگل زرین پر جلوہ فرما ہیں افراسیاب نے
جھلا کر کہا پھر دائی امان کسکو کھا گئیں جو ہمنے آنکھوں سے دیکھا اسکو مٹائی ہو صرصر نے کہا ای شہنشاہ اور کسی مخبر کو
روانہ کیجیے لشکر حمرخ میں جائے آنکھوں سے دیکھ آئے جابجا لشکر میں بھی یہی ذکر ہے ضرغام شیر دل نے بڑی
عیاری کی اپنے آقا کو بچا لیا غیر شخص کو قتل کرادیا یہ خبر وحشت اثر سنکر افراسیاب بہت پریشان ہوا ہاتھ زانو پر
دے مار کہا یا سو کیا غضب کی بات ہے یہ عیاری ہے یا کرامات ہے پیشتر سے سوچ لیا تھا جو اسطرح کی حرکت گذرا
کسی غیر کو اسد بنا کے بٹھا دیا ساری جستجو کو ہماری خاک میں ملا دیا حیرت جادو نے گھبرا کر کہا شہنشاہ اب کیا ہوگا
افراسیاب نے کہا کیا ہوگا بے مٹائے ان سبکو نہ چھوڑونگا سمت قلعۂ تخت الشعلہ جاتا ہوں زال جادو سے نشان

پوچھ کر احتقاف جادو کا پتہ لگاؤنگا حجرۂ سوم کا مالک ہے اُسکے ہاتھ سے بچنا ناممکن ہے مگر ای ملکہ عالم تم لشکر
لیکر مقابلے مین جاؤ مہرخ وغیرہ مطمئن نہونے پائین مین فوراً جاتا ہون احتقاق جادو کو لیکر آتا ہون
آفات تو ایسی خاموش ہوئی گویا مُنہ مین زبان نہین ہے جب افراسیاب نے بہت کہا دادی امان اسقدر نہ گھبراؤ
فتح ہونا میرے طلسم ہوش ربا کا بہت دشوار ہے جب آفات نے کچھ جواب نہ دیا افراسیاب نے کان مین
آفات چہاردست کے کہا دادی امان یہ تین حجرے جو باقی ہین یہ بے مثل و بے نظیر ہین صاحبان جاہ
و توقیر ہین مالک اخضر گوہر پوش پانچوین حجرے کا حاکم اقلیم سحر و ساحری کا ناظم دو نون بیٹیان اسکی
ملکہ لعل سخندان و یاقوت سخندان منظور نظر سامری اسطرح کی زبردست ہین کہ جنکا عالم مین کوئی
مثل و نظیر نہین سابق مین مالک اخضر کو ہوس تھی کہ ملکہ یاقوت کی شادی میرے ساتھ کرے مین نے تامل کیا
اب مین خود خواہش کرونگا وقت آئے تو مین اپنے کو وہان پہونچاؤن ان دونون شاہزادیون کو لاؤن اُنکے
سحر کی کون برداشت کر سکیگا مین خاص اس فکر مین ہون آپ کو مرنے سے تاریک کے ناحق سناٹا آگیا
فتاحی طلسم ہوش ربا کیا آسان ہے لوح کو مین نے ایسے مقام پر رکھا ہے کہ طائر وہم و خیال بھی نہ پہونچ سکیگا
لعل سخندان و یاقوت سخندان کے ہاتھ سے ایک دن مین خاتمہ ہوجائیگا ہر چند کہ حیرت کو ملال ہوگا
مین سمجھالونگا لعل و یاقوت کا جو افراسیاب نے نام لیا چہرۂ آفات چہاردست کا سُرخ ہوگیا کہا
افراسیاب اس ذکر نے دل کو تسکین دی جلد تو جا اس فکر مین مصروف ہو مین بھی کوہ زبرجدی پر جاکر
سامان لشکر کشی کرتی ہون تیرے دادا جان نیرنگ جادو کو روانہ کرونگی وہ سب کو پامال کرڈالیگا بیشک
رائے تیری سالم ہے بس یہی تدبیر بہتر ہے یہ کہکر آفات چہاردست طرف کوہ زبرجدی کے گئی افراسیاب
تخت پر سوار ہوکر طرف قلعہ تخت الشعاع کے چلا حیرت جادو کو حکم دے گیا کہ لشکر گران ہمراہ لیکر مقابلے
مین مہرخ کے اُترو اُسی وقت حیرت اُٹھی تخت پر سوار ہوئی مصور رو وغیرہ کو ہمراہ لیا صرصر صبا رفتار
کو حکم دیا تم آگے بڑھو خبر مشہور کرو کہ ملکہ حیرت جادو با فوج قاہرہ آتی ہین ابکی مرتبہ قتل عام کا حکم ہے ذرا بلی
مہرخ و بہار گھبرائین ای صرصر عیارون کی تدبیر کرو عمرو کو گرفتار کرکے لاؤ یہ نگوڑا قتل ہوجائے پھر
کوئی سرکشی نہ کرسکے ایک دن مین لشکر کو شکست ہو ایک دن مین طلسم ہوش ربا کا بند و بست ہو اُسی وقت
صرصر و صبا رفتار وغیرہ روانہ ہوگئین حیرت جادو لشکر ہمراہ لیکر بصد شوکت و صولت سمت لشکر
ملکہ مہرخ چلی ان سب کو راہ مین چھوڑو وقت پر سب کا حال تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان کہ طلسم اسکندریہ کو فتح کر کے طرف ہوش ربا کے روانہ ہوے ہیں مخمسہ موافق مضمون

ایک مدت ہو چکی دیکھا نہیں ہے روے دوست
بیخودی میں ہر گھڑی ہے دو جہاں سے سوے دوست
عالم خود رفتگی میں ہے یہ جستجوے دوست
تار تار پیرہن میں بس گئی ہے بوے دوست
شل تصویر نہانی میں ہوں با پہلوے دوست

ہے بیاض اُسکی جبین میں صورت نور سحر
رنگ ہے رخسار گلگون کا شفق ساں سر بسر
سبزۂ خط حاشیہ ہے صفحۂ رخسار پر
چہرۂ رنگین کوئی دیوان رنگین ہے مگر
حسن مطلع ہے جبین مطلع ہے صاف ابروے دوست

اُسکے بالے پن میں ہیں کیا عشوہ و انداز و ناز
ہے شروع عشق کافر میں بلا سوز و گداز
موشگافی ہو سکے کیا ہے ابھی پردے میں راز
ہجر کی شب ہو گئی روز قیامت سے دراز
دوش سے نیچے ابھی اُترے نہیں گیسوے دوست

الفت پردہ نشین میں ہے گرفتار بلا
ہمنے مانا شوق دید اُسکا تجھے غالب ہوا
ہے یہ آئینہ تصور ہے مقدر رو نما
دور کر دل کی کدورت محو ہو دیدار کا
آئینہ کو سینہ صافی نے دکھایا روے دوست

تیرہ بختی سے ہوا سودا سے گیسوے دوتا
عمر بھر حسرت رہی سلجھائیں گیسو یار کا
شان ایزد ہم مرین حسرت ہی میں واحسرتا
واہ رے صانع کی قسمت جسنے یہ پنجہ دیا
پنجۂ شل سے کھلینگے عقدہ ہاے موے دوست

کوچۂ سفاک میں لاکھوں کھڑے ہیں جان نثار
کون لوٹے دیکھیے باغ شہادت کی بہار
نازکی و ناز قاتل سے یقین ہے بار بار
دو مرینگے زخم کاری سے تو جیتے ہیں ہزار
چار تلوارون میں شل ہو جائیگا بازوے دوست

زندگی میں عمر بھر اُس گل سے تھے ہم لب بلب
ہجر ہے اُس گلبدن کا کنج مرقد میں غضب
یاد کرتے ہیں جو گلزار جہان ہے یہ سبب
فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہیں اب
خشت زیر سر نہیں یا تکیہ تھا زانوے دوست

تند باد دہر کا ہی خاکسارون پر ستم
دلکو جب بیچارگی سے سخت ہوتا ہی الم

حیف کوے یار مین جسنے نہین دہری قدم
باد کرکے اپنی بربادی کو رو دیتے ہین ہم

جب اڑا لی ہی ہواے تند خاک کوے دوست

افسر خوبان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
شوخ نافرما لسے آتش دیکھیے کیونکر بنے

دلبر نادان ہی آتش دیکھیے کیونکر بنے
اس بلاے جان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے

دل سوا شیشے سے نازک دلسے نازک خوے دوست

چہرہ رہروان منازل کوے حبیب وطی کنندگان مراحل مصیبت نصیب راہ صحراے پر بلاے ہوش ربا کو پاے آبلہ دار یون طی کرتے ہین شعر مصنف نگارندۂ داستان عجیب رقم کرتے ہین یہ بیان عجیب سابق ہین تحریر کیا ہی کہ شاہزادہ ایرج نوجوان نے جب طلسم اسکندریہ کو فتح کیا شاہزادہ صیقل آئینہ دار فرزند بادشاہ طلسم سابق بھی قید سے چھوٹا مطیع اسلام ہوا ایرج نوجوان کو ہدایت کی کہ ہین آپکو طلسم ہوش ربا مین لیچلونگا تین لاکھ ساحران خدار وحملہ اپنے سرداران عالیوقار ہمراہ لیے بقصد شدومد کوچ کیا قطع منازل وطی مراحل کرتے ہوے جاتے ہین ہر منزل مین صیقل سے فرماتے ہین ای برادر بجان برابر ابہ ہوش ربا کی منزل باقی رہا صیقل صاف باطن عرض کرتا ہی ای شہریار ابھی منزل اول ہی طلسم ہوش ربا تک خدا پہونچاے ہر چند کہ غلام کمسن تھا ایک مرتبہ ساتھ اپنے والد نامدار کے میلے مین ہوش ربا کے گیا تھا اسی خیال سے عرض کی کیا عجب ہی رہبر کامل تا بہ منزل مقصود پہونچاے راہ کا اختلاف ظاہر ہی ابھی تک وہ نشان دستیاب نہین ہوے یقین ہی راہ مین دربند ہاے طلسم ہوش ربا مین جابجا حضور اٹھائیان پڑینگی کنیزان افراسیاب اٹھینگی دل مین یاد کرتا ہون کہ شاید اول دربند فیروز نگار ملے جہان کی حاکم ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش ہی بڑی زبردست ساحرہ ہی قیامتین برپا کریگی اپنے ملک سے آگے نہ بڑھنے دیگی چھہ دربند یقین ہی لب دریا واقع ہین یعنی ایک کے بعد ایک بعد فیروزہ نگار شاید دربند دخانیہ ہی وہانکا حاکم وناظم دخان سیاہ رو ساحر بدخو ہی بڑے شکوہ سے پاکریگا ان ساحرون کے نام سنکر ملکہ انجم ماہ رخسار گھبرا جاتی ہی کہتی ہی ای صیقل آئینہ دار تمنے یہ کچھے شاہزادے کے سامنے کہدیا اگر خدانخواستہ ایک ساحرہ بھی ان مین سے آگیا ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا ہین اپنے لشکر مین کسی کو اس قابل نہین پاتی کہ ان لوگون سے مقابلہ کرسکے خدا شاہزادے کی جان بچائے بڑی راہ سخت پر قدم مارا ہی نہین امید کہ پہونچین کوہ ودشت وبیابان سے سر ٹکراتے سالہا سال گذر جاینگے اور شاہزادے کے دل مین یہ ہوس ہی کہ وہ روز

دریافت فرماتے ہین ہوش ربا کہ منزل باقی ہے کیا خاک بتائین اسطرح کے ذکر ہوتے ہوے لشکر منزل بمنزل جاتا ہے کہ ...
کئی روز برابر صحراہاے خارستان ملے اہالیان لشکر تنگ ہو گئے ہین ایرج نوجوان کا چہرہ تمتمایا ہوا جیسے ...
پریشان انتشار بیقرار صیقل آئینہ دار سے فرمایا اے برادر اگر اسی طرح کی منزلین ملینگی یقین ہے لشکر پامال ہو جائیگا
صیقل نے شرما کر سر جھکا لیا عرض کی انشاءاللہ آگے بڑھ معکر صحراے سبزہ زار ملیگا غنچۂ آرزو کھلائیگا یہ ذکر تھا کہ
ہواے سرد عیسی دم مسیح نفس آئی حقیقت مین کئی دن ہین ہواے گرم سے گل عارض ایرج نوجوان مرجھا گئے ہیں ...
دیکھا کہ ملکہ شہنشہ دلنوش معشوق پری چہرہ پروردۂ عہد نازونعم اُسپر یہ منزلون کے رنج والم کنیزین چار جانب سے
پھولونکی پنکھیان جھل رہی تھین گل سے عارض کمھلائے ہوئے نرگسی آنکھون مین آنسو خاک صحرا عارض نورپر
انجم ماہ رخسار بھی گھبرائی ہوئی تھا یکایک ہواے سرد چلی صیقل نے بڑھکر عرض کی عنایت باغبان قضا وقدر سے یہ مقام
فرحت افزا ملا دیکھیے وہ سامنے سبزہ زار ہے گلہاے خودرو پر بہار ہے ایرج نوجوان نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا
فوراً فراشون کو حکم دیا اسی صحراے پُر فضا مین جلد بارگاہ استادہ ہو کارگزاران شاہی فوراً حاضر ہوے
ملکہ انجم ماہ رخسار نے بتعجیل تمام انتظام کیا اُس صحراے سبزہ زار نواح دلکشا مین اُتر پڑے سردار تو سب
کاروبار مین مصروف ہوے لیکن شاپور شیردل عیار تنہا کارگزار ہے کرسی ایک لا کر بیرون بارگاہ بچھا دی عرض کی
حضور آرام فرمائین کیفیت فضاے صحرا کو ملاحظہ کرین ایرج نوجوان بصد شوکت وشان کرسی جواہر نگار پر
جلوہ فرما ہوے شاپور شیردل پشت پر ٹھہر امگس رانی کرنے لگا شاہزادہ چونکہ رنج وملال منزلونکا اُٹھا چکا تھا
نگاہ اُٹھا کر اُس وادی مینوسواد کو دیکھا ہواے سرد چل رہی ہے باد صبا کی اٹکھیلیان طائران صحرا کی زمزمہ سرائی
گل خودرو کی رعنائی زیبائی نخل پھولونسے لدے ہوے جابجا پھولون کے انبار نخل سرسبز وشاداب اپنی اپنی بہار
دکھا رہے ہین شاخون کا پیچ وخم برگہاے سبز زمردریحانی کا رنگ مٹاتے ہین دمبدم جھوکے ہواے سرد کے
آتے ہین سامنے کوہ فلک شکوہ مثل گلدستے کے آراستہ وپیراستہ قطرات آب نایاب جابجا سے ٹپکتے ہین صاف
ظاہر ہے کہ بارش مروارید ہو رہی ہے صبا آب شبنم سے منھ پھولونکا دھو رہی ہے کبک دری کی خوش رفتاری
عندلیبان خوشنوا کی بیقراری عجب کیفیت پر جوش گل ہے جانورون مین غل ہے غنچون کی چٹک پھولون کی مہک نظم

وہ آبشار کہ تسنیم پانی پانی ہو	وہ سبزہ زار کہ ہو گرد سبزۂ کشمیر	وہ نزہت اُسکی کہ ہے نور دیدۂ یعقوب
وہ نکہت اُسکی کہ جان بخش ہر جوان و پیر	روش روش ہے صبا کا چمن مین دورہ	کہ پھول پھولے سمائے نہین کنار کشا
گلون مین غنچون کی منھ سے تاک جھانک بنا	کہ تھے وہ رخنہ ہر برگ و شاخ گل سے نصیر	ثمر یہ تاک مین غلمان کے دہنت رضوان کا

غسل کی رال ٹپکتی تھی مثل قطرۂ شیر
صدائے آب رواں عین جلترنگ تھی صاف
تو دام وجد میں صیاد ہو گیا تھا اسیر
وہ چہچہے تھے کہ سکتا تھا مرغ سدرہ کو
اور ایک طائر قدسی کی شکل گرم صفیر

صبا نے عطر لگایا تھا دامن گل میں
دہان گل میں صبا نگئی تھی صوت نفیر
دبائے بیٹھا تھا آغوش میں کوئی گل کو
وہ زمزمے تھے کہ تھا محو طائر تصویر

چمن کی خاک تھی خاک شفا تھی یا اکسیر
ترانہ کرتے تھے مرغ چمن جو آ کے یہیں
سرور وصل میں بلبل تھی گل سے شکر و شیر
بلند شاخ پہ کرتا تھا اک غزل خوانی

بعد عرصۂ دراز جو شاہزادۂ والا قدر نے یہ کیفیت صحرا دیکھی عندلیب خوشنوا پہلوے گل میں چہچہے کرتے تھے گلعذار سیم تن غنچہ دہن ملکہ پران شمشیر زن کی یاد آئی خود بخود طبیعت بھر آئی شاپور شیر دل کی جو نگاہ جمال جہان آرا پر شاہزادے کے پڑی دیکھا یا تو گل سے عارض شگفتہ ہوئے تھے یکایک خود بخود چہرے پر اداسی ثابت ہوئی رومال اٹھا کر آنکھوں سے آنسو پونچھے گھبرا کر کھڑے ہو گئے پھر کرسی پر بیٹھ گئے پھر اٹھکر ٹہلنے لگے شاپور گھبرا گیا کہ خداوندا یہ کیا ہوا شاہزادے کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں چونکہ رازداری دست بستہ عرض کی کیوں حضور اسوقت آئینۂ رخسار پر غور گرد ملال ہے کیا خیال ہے غلام سے تو ارشاد ہو اتنا جو شاپور نے پوچھا جیسے کسی نے پھوڑے کو چھیڑ دیا یا تو آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے شاپور کے پوچھتے ہی ٹپک پڑے ضبط کر کے یہ اشعار عاشقانہ بیتابانہ پڑھے اشعار

یوں مئے عشق میں دل خاک میں ملجائے شباب
جلد رخصت کیے دیتا ہوں گھبرائے شباب
کیا خوشی ہمکو ہوئی دیکھے رخ شب وصل
کم خضا ایسے ہوا ہے کوئی سودائے شباب
دور یوسف میں زلیخا ہوئی تھی ایک جوان
روز کہتا ہوں کہ آفت نہ کوئی لائے شباب
حق جو کچھ رہ گئے ہیں پیر مغان کے باقی
فلک پیر اکیلا نہیں جو بلائے شباب
صدقے سوچی سے ہیں یہ جوانی کے جلا سلسل

ہائے دل منھ سے نکلتا ہے کبھی ہائے شباب
پڑ گئی جب نظر لطف جوان گردیگی
پھر جوان ہو گئے بر آئی تمنائے شباب
ابھی آیا ابھی غائب تھا چھلاوے کی طرح
عود لاکھوں تکے تیرے عہد میں گر آئے شباب
نہ رہا سر میں کوئی موئے سیاہ اور پیری
کیجیے وہ بھی ادا ایک جو بلجائے شباب
پیر ہو جاتا ہے جنت میں جوان سنتے تھے
فرش رہ دیدہ و دل سر پہ مگر آئے شباب

یہ بھی اک رات کا مہمان ہے مرا یار کے ساتھ
عاشق پیر کو پیر نہیں پروائے شباب
رنگ لایا کرے پیرانہ سری کیا حاصل
رنگیا دیکھے میں رنگ تماشائے شباب
مبتلا دل کو کہیں عہد جوانی نہ کرے
یک بیک کیا ہوئی سب انجمن آرائے شباب
میں بھی ہوں عہد جوانی کے تجسس میں تباہ
ہم تو اس شوخ کے کوچے میں گنوا آئے شباب
اس بیقراری سے یہ اشعار عبرت آثار

پڑھے شاپور نے کلیجہ تھام لیا کہا ای شہریار حضور کے کلام میں کیا سوز و گداز ہے ایک ایک فقرہ تیر دلدوز جگر سوز کو ہر باتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے برائے خدا ضبط فرمائیے اسقدر نہ گھبرائیے ہر شام سحر کے واسطے سحر کی ہر تیغ بلا کے واسطے سپر ہے

یہ سفر رنج و مصیبت و بلا طی ہو کر کوے محبوب مین پہونچینگے ملکہ عالم بھی حضور کی مشتاق ہونگی حضور انکے دل سے
پوچھیے گوشہ نشین صاحب ربط و ضبط کسی سے حال کہہ نہ سکتی ہونگی دل ہی دل مین کہتی ہونگی نہ کوئی مونس نہ ہمراز
ہر ایک غماز ایرج نوجوان نے فرمایا ای شاپور شیر دل اسوقت گل و غنچے کو دیکھکر اُس سرو باغ خوبی کی یاد
عندلیب طبع گھبرائی جی چاہتا ہی گریبان چاک کرون جستجوے کوے محبوب مین دیوانہ وار نکلون اور بہ فہمایش
صیقل آئینہ دار ادھر کا قصد کیا منزل مقصد نہین ملتی آج کلام سے صیقل کے یہ آئینہ ہوا کہ برسون کا راستہ
ہ ای شاپور شیر دل آج تک لشکر صاحبقران سے دو کس گئے شاہزادہ غضنفر بن اسد و چالاک
بن عمرو زبانی ساحرون کے معلوم ہوا کہ غضنفر قید ہو گئے چالاک نے عیاری کی خود افراسیاب اپنے ہمراہ
لیگیا اگر راستہ قریب کا ہوتا ہر سردار کو یہی ہوس ہی کہ مدد اسد کو جائین جا کر اُس شیر دل کی خبر لین اور مین تو
اُسکا عاشق زار ہون جب مین مذہب آفتاب پرستی مین تھا اسد بھی نظر کردہ نہوا تھا کیسا مجکو تنگ کیا
مین نے صدہا مرتبہ گرفتار کر لیا لیکن خون کا یہ جوش تھا کہ اُسکو قتل نہ کیا جب گرفتار کر لیا تھا وہ مجکو اُس
حال مین بھی للکارتا تھا یہان دریاے محبت جوش مارتا تھا نجد اُنکھین اُسکو ڈھونڈھتی ہین علاوہ محبت کے
سر آن تیغ شمشیر زن اسد کے دیکھنے کی بھی بڑی حسرت ہی نہین معلوم اُس شیر دل کی کیا کیفیت ہی دیوانہ پن
اُسکے مزاج مین وحشت رگ و ریشے مین بھری ہی ورنہ ایک بادشاہ کا قتل کرنا ایسا مشکل تھا کہ سالہا سال
گذرے شاپور نے عرض کی حضور بڑا طلسم وسیع ہی افراسیاب کا رتبہ رفیع ہی وہان سے دیکھیے کیسے کیسے جادوگر
مقابلہ صاحبقران مین آتے ہین جو آیا فنا متعین ہی پا لیکن بھائی ہمارے عیار کس کس جستجو سے قتل کرتے ہین بڑی
مشکل سے یہ شعبدہ باز مرتے ہین یہ باتین تھین کہ مسافر روز یعنی مہر عالم افروز سراے مغرب مین جا کر فروکش
ہوا ثابت و سیارگان کا قافلہ نیلی پر ہجوم ہوا ایلاے شب نے زلف عنبرین کھولی ضیاے مہر شی ظلمت کی عملداری
ہوئی اِس عاشق مزاج کو فرقت کا سامنا ہوا ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ شیشہ مہ نوش بارگاہ استادہ کراکے
خرامان خرامان سامنے ایرج نوجوان کے آئین دیکھا شاہزادہ سایہ نخل مین شاپور شیر دل سے کچھ باتین
کر رہا ہی لیکن چہرہ اُداس سر خم چشم پرنم انجم نے بڑھکر عرض کی حضور کل لشکر اُتر چکا بارگاہ استادہ ہوئی بسم اللہ
اندر تشریف لیچلیے ایرج نوجوان سر جھکائے ہوئے ہمراہ ان نازنینان مہ جبین کے داخل بارگاہ ہوئے
دیکھا ان گلعذارون نے گلدستے وغیرہ آراستہ کیے ہین لیکن ایرج کا غنچہ خاطر شگفتہ نہوا مسند پر خاموش
بیٹھا رہا سردار سب حیران و پریشان کہ آج کیا معرکہ ہی کسی سے شاہزادہ بات نہین کرتا حقیقت آبا بکا ول نے

دسترخوان بچھایا شیشہ مے نوش نے عرض کی خاصہ تیار ہے ایرج نے کہا آپ سب صاحب نوش فرمائیں میرا اسوقت دل نہین چاہتا کسی قدر شکم مین گرانی ہے نیلم زنگی وغیرہ نے بھی عرض کی لیکن شاہزادے نے انکار کیا تب انجم ماہ رخسار نے آواز دی دسترخوان اٹھاؤ اگر حضور نہ نوش فرمائینگے کوئی کھانا نہ کھائیگا شاپور نے چپکے سے عرض کی اے شہریار سارے لشکر کو فاقہ ہوگا مین سمجھتا ہون کھانے سے دل سیر ہے لیکن چند لقمے نوش فرمائیے ایرج مجبور و ناچار دسترخوان پر آبیٹھا سب کی خاطر سے چند لقمے نوش کیے اٹھکر ہاتھ دھوئے بستر خواب پر تشریف لائے شاپور کو قریب بٹھالیا وہی ملکہ برّان شمشیر زن کا ذکر طلسم ہوش ربا مین پہونچنے کی فکر وہ شب غم تڑپ تڑپکر بسر کی جب دم لبون پر آگیا تب گریبان سحر چاک ہوا صداے مرغ سحر آئی ایرج نے اٹھکر وضو کیا نماز سحر بصد خضوع وخشوع ادا کی شاپور نے بڑھکر عرض کی حضور لشکر تیار ہو چکا منزل کھوٹی ہوتی ہے ایرج نے تسبیح کو بوسہ دیا سلاح جنگ ذات پر آراستہ کیے بیرون بارگاہ تشریف لائے پشت کرہ بن اشقر پر سوار ہوے لیکن پریشان حیران ہمراہ لشکر کے چلے شاپور نے دیکھا شاہزادے کے قلب پر ہجوم غم والم ہے نیلم زنگی وغیرہ سے بڑھکر کہا شب سے شاہزادہ نہایت پریشان ہے آپ لوگ ہمدم وہمراز ہین بڑھکر عرض کیجیے کہ حضور شکار کھیلتے ہوئے چلیں خاطر سے اُن سبھون کے ایرج نے کہا بسم اللہ شاپور نے بہ تعجیل بہلیے قراولون کو بلایا سامان شکار ہمراہ لیا چند سردار بھی ساتھ ہوے اُس صحراے ہول خیز مین شکار کھیلتے ہوے چلے قضاے کار سردار قدیم شاہزادۂ ایرج نوجوان میعاد عاد رشک دراز گردن ایک آہو کے پیچھے گھوڑا اڑالے نکلگیا دو تین کوس پر جاکر آہو کو شکار کیا اب پلٹ کر جو دیکھا کسی کو اپنے ساتھ نہ پایا حیران ہو گھوڑے سے اُتر کر ٹہلنے لگا آہو ذبح کیا پڑا ہے کہ سامنے سے ایک اور آہو تیر خوردہ نظر آیا میعاد نے اُسکو بھی تیر مارا یہ بھی گرا اسکو بھی لقمۂ قربانی پہونچایا تیر اُسکے پٹھے پر لگا تھا اُسکو اُکھیڑ کر چاہا نام پڑھے ہون کہ سامنے سے ایک سوار گینڈے کو اُڑائے ہوے کوہ بالاے کوہ قوی تن قوی من چار جانب دیکھتا ہوا آیا اپنے شکار کو جو کشتہ پایا قہر وغضب مین آگے بڑھا میعاد کو بہ نگاہ قہر دیکھکر کہا او اجل گرفتہ تو کون ہے کہ ہمارے شکار کو شکار کیا کچھ خوف نہ آیا میعاد نے کہا او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہے صحرا مین کسی کا اجارہ ہے شکار سامنے آیا تیر مار دیا بڑی خطا کی جو تجھسے ہو سکے قصور و کوتاہی نہ کردہ آتشخو شعلہ مزاج غصے مین کانپنے لگا گینڈے کو بڑھا کر قریب آیا مثل دیو کے نعرہ کیا منہ عیوق کو پہنچا جب تک میعاد سنبھلے سنبھلے تیغہ اُسکا چلگیا اسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ تڑپکر گرا گوشہ سپر کو قلم کیا خود کٹا سر پر میعاد کے زخم آیا لیکن میعاد تعلیم یافتہ صحبت ایرج ہے

ایسے زخم کو کب مانتا ہے لڑائی کو کھیل جانتا ہے زخم کھا کر گھوڑے پر سوار ہوا جواب مین ہاتھ مارا چونکہ آنکھون
کے نیچے میعاد کے اندھیرا آچکا تھا اُسنے گینڈے کو ہٹا لیا وار خالی گیا جھوک مین سر جھک گیا اوپر سے
عیوق نے پھر ہاتھ مارا میعاد کا شانہ زخمی ہوا ہر چند کہ میعاد نے دو زخم کھائے شیرانہ جھپٹ کر چلا قصد
کہ ایکی مرتبہ وار کرے تو لپٹ پڑون ہر چند کہ قد و قامت مین دیو ہے مگر بقوت پروردگار اُٹھا لون زمین پر مارون
کہ استخوان چور چور ہو جائین یکایک صحرا سے گرد اُٹھی ہمراہیان عیوق کوہ پیکر چار ہزار جوان مسلح و مکمل پیدا ہوئے
دور سے اپنے آقا کو دیکھا کسی سے لڑائی مین مصروف ہین لینا لینا کہکر میعاد پر ٹوٹ پڑے اس نامرد
منع نہ کیا کہ اکیلے پر تم سب ملکر حملہ نہ کرو میعاد تلوار کھینچکر آنپر بھی جا پڑا زخمی تو ہو چکا تھا اور کئی زخم کھائے
آخر گھوڑا مارا گیا زمین پر گرا اُس حال پر ملال مین چالیس جوان مارے آخر تاب نہ لا سکا غش کھا کے گرا
عیوق نے حکم دیا کہ گرفتار کر لو ساتھ والون نے ہتھکڑیان بیڑیان پہنا دین آرلیے پر ڈال لیا لیکے اپنے
بڑاو پر چلا ناظرین پر واضح ہو قلعہ اس عیوق کا بارہ کوس پر ہے جنگل مین واسطے شکار کے آیا تھا راہ مین
یہ معرکہ گذرا اپڑاو پر پہنچکر آیا کہا اس جوان کی زخم دوزی کرو کل دربار سجھا جائیگا اگر لات و منات کو
سجدہ کیا فبہا ورنہ قتل کرونگا یہ بھی بخوبی نہین معلوم ہے کہ یہ جوان لات و منات کا بندہ ہے یا سامری
و جمشید کو خدا جانتا ہے بہر نوع جوان منچلا ہے ہم اپنا مصاحب خاص بنائینگے ساتھ والے بھی کہہ رہے ہین کہ
حضور حقیقت مین نہایت جوان زبردست ہے یہ بھی ظاہر ہے کہ شاہ و شہریار زادہ ہے نہین معلوم ٹھاٹ کے
یہان کیونکر آیا آوارہ ہوا ہے عیوق نے کہا سب حال کھل جائیگا زخم دوزی کرا کے قید خانے مین بھیجدیا لیکن
شاہزادہ ایرج نوجوان ایک مقام پر شکارگاہ مین ٹھہرے سب سردار پلٹ کر آئے میعاد نہ آیا شاہزادہ
گھبرایا شاپور سے کہا دیکھو تو ہمارے رفیق قدیم پر کیا گذری یہ ممالک پُر آشوب ہین یزدان پرستون کے نام
کے دشمن ہیں اسے رہروان کو سے سہام رہزن ایسا نہو کہین گرفتار ہو گیا ہو جلد جا کر خبر لاؤ شاپور اُسی وقت
تلاش میعاد مین چلا شام ہو چکی تھی شاہزادہ لشکر مین آیا فروکش ہوا ملکہ انجم ماہ رخسار نے پوچھا شہریار
آج دن بھر کہان غائب رہے فرمایا شکار کھیلتے ہوئے جاتے تھے لیکن ایک سردار ہمارا آوارہ ہوا ہے
شاپور کو بھیجا ہے جب تک وہ پلٹ کر نہ آئیگا ہم یہان سے آگے نہ بڑھینگے صیقل وغیرہ نے عرض کی
غلامان جان نثار و کنیزان ہمراز برائے تلاش میعاد جائین فوراً پتہ لگائین ایرج نے کہا نہین شاپور شیر دل
بدون حصول مراد واپس نہو گا فوراً خبر معقول لیکر آئیگا آپ لوگون کو تلاش کرنا مشکل ہے وہ ہر محفل مین گھس جائیگا

بڑے لطف سے پتہ لگائیگا فرزندگان خواجہ عمرو مین یہ عیار بے نظیر صاحب تدبیر ہی ایرج نوجوان برائے
میعاد نہایت پریشان لیکن شاپور تلاش کرتا ہوا قریب لشکر عبوق پہونچا لشکر اُترا ہوا دیکھا شب کا وقت
تھا فقیر بنکے لشکر مین آیا جا بجا یہی چرچا تھا ایک کو آج ہمارے آقا گرفتار کرکے لائے ہین صبح کو اُسکا دربار سمجھا جائیگا
اگر اطاعت کریگا عہدۂ رفاقت ملیگا ورنہ قتل کیا جائیگا شاپور نے سب نام ونشان دریافت کیا رات ہی
کو پلٹا بوقت سحر ایرج نامور نماز پڑھکے باہر نکلے تھے انتظار شاپور مین ٹہل رہے تھے مگر مسلح و مکمل کہ
سامنے سے گرد اُڑی شاپور گھبرایا ہوا آیا عرض کی عبوق نامے ایک پہلوان ہی اُسنے میعاد کو گرفتار کرلیا اب اسوقت
دربار سمجھا جائیگا لیکن یہ سُنا کہ دشمن تعریفین کرتے تھے چالیس جوان اُسکے ہاتھ سے مارے گئے جب بیہوش
ہوکے گرا تب نامردون نے گرفتار کرلیا یہ سُنکر ایرج نوجوان کو تاب باقی نہ رہی فرمایا اُس ہیچیا کو شرم
نہ آئی مردان عالم کے ساتھ مکر کرتا ہی یہ فرماکر پشت کرۂ بن اشقر پر سوار ہوے قبضۂ تیغۂ اسکندری پر ہاتھ
ڈالا صرف شاپور ساتھ ہوا صبح کا وقت تھا سب سردار اپنی اپنی بارگاہون مین تھے اہالیان فوج نے کہا
کہ ہم بھی ساتھ چلین فرمایا کوئی میرے ہمراہ نہ آئے مین ابھی واپس آتا ہون یہ فرماکر رکب کو جنبش دیا شاپور
راستہ بتاتا ہوا لیچلا یہان وہ وقت ہی کہ بوقت سحر عبوق بارگاہ مین آکر بیٹھا حکم دیا اُس جوان کو لاو یارو کچھ
یہ بھی ثابت ہوا اِسکا مذہب کیا ہی کہان کا رہنے والا ہی نگہبانون نے کہا حضور شب کو وہ بیدار ہوا اگر اسقدر
غصہ ہی کہ کسی سے کلام ابتک نہین کیا زنجیر پہنے جھوم رہا ہی کہ قید توڑ ڈالون عبوق نے کہا ہمارے سامنے لاو ہم
ابھی سمجھا لینگے نگہبانون نے جاکر سر زنجیر کو تھاما میعاد بل کرتا ہوا اکڑتا ہوا بارگاہ مین عبوق کی آیا پکار کر
آواز دی السلام علیک سلام من درین مجلس بر کسے باد کہ یزدان بشناسد کہ خدا یک ہست یہ سُنکر بارگاہ مین
عبوق کی بڑا ابتر ہوا کہا حضور وہ جو ایک فرقہ دنیا مین بیوقوف ہی وہ کہتے ہین خدا ہمارا آسمان پر ہی کوئی اُسکو دیکھ
نہین سکتا یہ جوان بھی اُسی فریق کا ہی بیشک اِسکو قتل کرنا ضرور ہی ایسے کو زندہ رکھنا سراسر عقل کا قصور ہی عبوق
نے غصے مین کہا جلد جلاد کو بلاو بڑا بے ادب ہی ہمارے سامنے نام خدائے نادیدہ کا لیا کچھ خوف نہ کیا میعاد
ہنس پڑا کہا او ہیچیا تیری کیا مجال ہی جو مجکو قتل کرسکے مین اُسکا رفیق شفیق ہون جنکا لقب ہی نور نگاہ شیر بیشۂ عربستان
برہم زن لشکر کافران سرکوب زہرہ بے ایمان نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادۂ ایرج نوجوان یہ
سُنکر عبوق اور زیادہ خوش ہوا کہا صاحبو تم کچھ سمجھے یہ صاحبقران کے پوتے کا سردار ہی یہ لوگ بڑے
سرکش ہین یا جاتی جو تنگ کے خداوند سے لڑتے ہین ایسا انکو عاجز کیا کہ قدرت نے گھبراکر اپنا ملک موروثی چھوڑ دیا شہر شہر

بھاگے بھاگے پھرتے ہین اِن لوگون کے قتل کرنے مین بڑا ثواب ہی جلد جلاد کو بلاؤ عیوق تو جلاد جلاد کہہ رہا ہی لیکن میعاد رشک دراز گردن پہلوان صف شکن ہنس رہا ہی کہتا ہی او نامردو تم کیا مجکو قتل کروگے اور اگر قضا قریب ہی مین قتل ہوا میرا آقاے نامدار اِس اقلیم کو درہم وبرہم کردیگا لاشون سے تمھاری قوم کے کوہ و بیابان بھر دیگا ہر ایک حیران ہی کہ کیسا بیخوف جوان ہی کہ اسکے دل مین ذرا ڈر نہین یکایک جلاد آیا قریب میعاد پہونچکر ڈرانے لگا عیوق بھی اشارہ کرتا ہی ابھی قتل نہ کرو اسکو ڈراؤ یہ ہماری رفاقت اختیار کرے ہم اِسکی خطا معاف کرین سامان لشکرکشی کرکے مدد خداوند کو جائین جلاد ہرچند ڈراتا ہی میعاد جواب نہین دیتا یکایک در بارگاہ ہلا ہوا پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا آفتاب عالمتاب سطوت وصولت ماہ تابان چرخ جلالت نیر برج جرأت شیر بیشۂ شوکت شہریار عالیشان شاہزادۂ ایرج نوجوان مع کرہ بن اشقر اندر بارگاہ کے گھس آیا شاپور بھی رکاب سے لپٹا ہوا ایرج نے جو میعاد کو زیر تیغ دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا شاہزادہ گھوڑے سے کود پڑا اُترتے ہی جلاد کو ایک طمانچہ مارا جلاد کا سر اُڑگیا میعاد کی جانب دیکھکر کہا اے برادر اُٹھو تمھین کسنے قید کیا میعاد نے پکار کر کہا او نامردو دیکھو آقا ہمارا آیا اب کون مجکو قتل کرتا ہی یہ کہکر قید توڑ ڈالی جھومتا ہوا اُٹھا بغلون سے خون جاری تمام اہالیان دربار دنگ ہوگئے عیوق تو مثل تصویر خاموش حیرت کا جوش لیکن ایرج نوجوان برابر اُسکے تخت کے آیا ایک پہلوان قریب تخت پر بیٹھا تھا صلیل خونخوار ایرج نے کہا اے جوان ذرا دنگل سے اُٹھ ہم تیرے آقا سے چند باتین کرکے چلے جائینگے اُسنے کہا اے جوان بس زیادہ سرکشی نہ کر ایرج نے کہا کچھ قضا تو نہین آئی ہی اُسنے خنجر مارا ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈالکے جھٹکا دیا اُسنے چاہا لپٹ پڑون ایرج نے کمر مین ہاتھ دیکے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا استخوان صلیل کے تحلیل ہوگئے اہالیان دربار کانپنے لگا ایرج دنگل پر جلوہ فرما ہوے میعاد پشت پر کھڑا ہوکر مگس رانی کرنے لگا ایک طرف شاپور شیردل عیوق تو چپکا بیٹھا ہی لاشہ صلیل سامنے تڑپ رہا ہی مگر ایرج نوجوان طرف عیوق کے متوجہ ہوے فرمایا کیون او پہلوان میرے سردار نے تیری کیا خطا کی جو تونے قید کیا زیر تیغ بٹھایا عیوق کو اسوقت کچھ نہ بن پڑا دل مین سوچا ذرا بھی سرکشی کرونگا صلیل ایسے کو اُسنے اسطرح پر مارا نہین معلوم میرا کیا حال ہوگا اب جان بچانا واجب ولازم ہی ہاتھ باندھکر اُٹھ کھڑا ہوا کہا حضور معاف فرمایئے مین نہ جانتا تھا کہ آپکا سردار ہی امیدوار ہون مثل چاکران کمترین مین بھی خدمت مین حاضر ہون شرف اسلام سے مشرف ہون اِن باتون سے ایرج کا غصہ اُتر گیا خوش ہوگئے فرمایا اگر ہماری خوشی چاہتے ہو تو پونے دو سو

خداؤن پر لعنت کرو مکر سے اُسنے عرض کی ہین تو مدت سے آپکا مشتاق تھا شکر ہی کہ آج قدمبوسی حاصل ہوئی تسکین
ادا ہوئی ایرج نے کلمہ طیبہ زبان سے ارشاد فرمایا دل مین کینہ رکھکر مسلمان ہوا خیال مین یہ کہ کسطرح سے بنے
اس جوان کو قتل کرون اگر لڑونگا غالب آونگا ایسے مقام پہ مکر کرنا واجب لازم ہی یہ بھی ایک فن سپاہ گری
ہی ایرج بحال ہو گئے اُٹھکر گلے سے لگالیا عبوق نے میعاد کے واسطے خلعت منگایا شاپور شیر دل کے آگے
فرش ہوا جاتا ہی ہرچند کہ شاپور نے کئی مرتبہ ایرج نوجوان سے چپکے سے کہا ای شہریار یہ مجھکو مکر معلوم ہوتا
ہی ایرج نوجوان نے فرمایا خاموش رہو ای شاپور تمھین آٹھ پہر یہی خیال رہتا ہی یہ پہلوان ہی مکر و فریب کیا جانے
مجھکو اسکے مسلمان ہونے کی بڑی خوشی ہی اسی طرح ممالک تسخیر کرتے ہوے انشاء اللہ تعالے تا بہ طلسم ہوش ربا
جائینگے شاپور نے سر جھکالیا حقیقت مین یہ بشرہ شناسی ذات پر خواجہ کے موقوف ہی لیکن شاپور کے بھی
دل مین ضرور خیال آیا کہ یہ مکار ہی مکر ایرج نوجوان نے جو غصے سے کہا خاموش ہو رہا لیکن عبوق کو سکہ
پلکو نسے جاروب کشی کر رہا ہی میعاد کو بھی دنگل معقول دیا ایرج نوجوان نے فرمایا ای برادر اب رخصت
ہوتے ہین اپنے سردارون کو ہمنے اطلاع نہین کی فوراً اُٹھتے ہی چلے آئے اب سردار سوکر اُٹھے ہونگے بہت
گھبرائینگے تلاش کرتے ہوے چلے آئینگے عبوق نے عرض کی آقاے نامدار مولاے قدر شناس اب مین
دامن دولت نہ چھوڑونگا حضور کے ہمراہ مین بھی چلونگا ایرج نے فرمایا ای برادر ہمکو سفر دور و دراز درپیش ہی
یہ سفر نہین سفر آخرت ہی سخت مصیبت ہی تا بہ طلسم ہوش ربا جانا منظور ہی فراق اسد نامدار سے دل مین
ناسور ہی اب اسوقت ہمکو رخصت کرو پھر جیسی تمھاری راے ہوگی جواب باصواب دینگے تمھارا چلنا ہمارے
ساتھ مناسب نہین ہی خدا کی عنایت سے چار لاکھ سوار پیدل کا لشکر ہمراہ ساحر بھی ہین غیر ساحر بھی
موجود ہین ہرچند کہ ساحرون کا ہمراہ رکھنا مجھکو ناگوار ہی لیکن صیقل آئینہ دار بادشاہ طلسم اسکندریہ نے
بہت معقول بات کہی کہ طلسم ہوش ربا پر لشکر کشی ہی ساحرون کی ضرورت ہوگی بدون لشکر ساحران
طلسم ہوش ربا مین گذرنا ممکن اسوجہ سے اُنکو ہمراہ لیلیا خیر خواہ کا کہنا مانا ورنہ ہمارے جد عالی تبار
صاحبقران نامدار ساحر کو اپنے لشکر کے ہمراہ نہین رکھتے ہم لوگونکا تکیہ ذات پروردگار پر ہی لشکر کا حال سنکر
عبوق کو سناٹا آگیا قلب ٹھہر گیا سوچا کہ ایسا نہو انکے ساتھ والے ڈھونڈھتے ہوے آجائین جو مجھکو منظور ہی
نہو سکیگا کہا اچھا ای آقاے نامدار مین ابھی آپ کو رخصت کرتا ہون خدمتگذاری تو کرلون شراب و کباب کا
چرچا ہو یہ کہکر وزیرون کو اشارہ کیا فوراً ساقی بچے حاضر ہوے جام مے گلفام لبریز کرکے بادب تمام ہاتھ پر رکھکر

سامنے آیا ایرج کو اُسکی وضع بہت پسند آئی بخوف جام شراب نوش کیا دوسرا جام لبریز کرکے سامنے
مبعاد کے آیا کہا اے برادر تم بھی ہماری خطا معاف کرو ہمنے تمھارے ساتھ بڑی بے ادبی کی اب اُس
کو بھول جاؤ تمھاری وجہ سے دولت کونین پائی بقول سودا نظم

دین شیخ و برہمن نے کیا یار فراموش
اس گھر کی فضا کر گیا معمار فراموش
دل سے نہ گئی آہ ہوس سیر چمن کی
وہ چیز نہ عاشق سے ہوا کیا رفراموش
دل درد سے کسطرح ہو خالی مرا سودا

یہ سبحہ فراموش وہ زنار فراموش
بھولے نہ کبھی دل سے مرا مصرعۂ جانکاہ
اور ہمنے کیا رخنۂ دیوار فراموش
بھولا پھرون ہون آپکو اک عمر سے لیکن
وہ نا شنوا حرف ہین گفتار فراموش

دیکھا جو حرم کو تو نہین دیر کی ...
نالہ نہ کرے مرغ گرفتار فراموش
یا نالے کو کر منع تو یا گریہ ...
مجکو نہ کیا دل سے ہین زنہار فرا...
مبعاد نے اُٹھکر گلے سے لگالیا

کہا اب تم برادر ہوئے ہو سکر پروردگار ہم لوگون کے دل مین خیال اگلا نہین ہے تھا جو گذرا سو گذرا یہ کہکر جام
نوش کیا عیوق نے تیسرا جام شاپور کو دیا کہا مہتر صاحب آپ بھی پیجیے اپنے آقا کے غلام کو تو سرفراز کیجیے
شاپور نے کہا مجکو شراب پینے کی عادت بہت کم ہے دل مین اُسکے کھٹکا تھا چاہا شراب نہ پیون جب شاپور نے
انکار کیا عیوق بہ نگاہ حسرت طرف ایرج نوجوان کے دیکھنے لگا اور عرض کی مہتر صاحب نے ابھی ہماری خطا
نہین معاف کی شراب نہین نوش فرماتے ایرج نے بہ نگاہ تند طرف شاپور کے دیکھا فرمایا برادر ایک
شخص عجز کرتا ہے تمھارے مزاج مین یہ کیا بات ہے جام اُسکے ہاتھ سے بخوشی نوش کرو اب شاپور کو کچھ نہ بن پڑا
مجبور ہوکر جام لیلیا چاہتا ہے گریبان مین شراب کو گراؤن مین نہ پیون مگر خوف ایرج نے مجبور کیا آخر پی
شراب پیتے ہی آنکھون مین سرسون پھول ساری عیاری بھولی گھبرا کر کہا اے شہ یا غضب یہ جسم اب بات کا ہمکو دن تھا
آخر وہی ہوا ایرج بھی گھبرائے سر گردش کرنے لگا تھا تیغے کے قبضے پر ہاتھ ڈالکر کہا اے عیوق تونے مکر کیا
عیوق نے دیکھا بیہوشی اپنا کام کرچکی ہے آواز دی باش او نبیرۂ حمزہ اب میرے ہاتھ سے کہان جاؤگے
بھلا کب مسلمان ہوتا ہون پوتے دوسرے خداؤن کو چھوڑون دین جد اپا سے منھ موڑون ایرج و شاپور و مبعاد
اپنے مقام سے اُٹھے اُٹھتے اُٹھتے دل بیٹھ گیا چرخ کھاکر گرے گرتے ہی بیہوش ہوئے عیوق نے کہا جلد آہنگرون کو
بلاؤ آہنگر فوراً حاضر ہوئے اُنکو مسلسل و مطوق کرایا ارابہ منگوا کر سوار کیا ساتھ والون سے کہا جلد تیار ہو ابھی
لشکر والے آجائین ایک بلائے روزگار ہے انسے کون مقابلہ کرسکیگا قلعے مین چلکر تیاری کرونگا انکو خدمت مین
خداوند لقا کے لیچلونگا طرۂ پیغمبری ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا اُسی وقت فوج تیار ہوئی لیکر طرف اپنے

قلعے کے چلا اب ایرج وغیرہ بیدار ہوے بیہوشی اُتری اپنے کو قید آہن مین پایا شاپور نے کہا ای شہریار ہمنے عرض کیا تھا آپنے ہمارا کہنا نہ مانا ایرج نے کہا ای شاپور ہمکو بھی یقین کامل ہی یہ ہمارا سفر آخرت ہجوم رنج ومصیبت ہی کئی دن سے ملکہ پر آن کی یاد مین خوابہاے پریشان دیکھتے تھے آخر اُسکا سامنا ہوا مگر مقام افسوس ہی کہ اُس یار جانی ومحبوب جاودانی نے ہمکو بالکل گوشۂ خاطر سے فراموش کیا دل بھر آتا ہی یاد مین اُنکی کلیجہ منہ کو آتا ہی کیون ای برادر شاپور شیر دل نظم

در وفا آئین و رسم دوستداران را چہ شد
ہمنشینانم کجا رفتند و یاران را چہ شد
در گلستان امیدم یک گل سیر آب نیست
ابر رحمت را چہ پیش آمد بہاران را چہ شد
از محبت نالہ و زاری نمی آید بگوش
من اگر دیوانہ گشتم ہوشیاران را چہ شد
ظلم بیدادی ریزد بنیاے دوستی
تازہ کاریہاے ایام بہاران را چہ شد
نیست محبوبے کہ یابد رونق بازار عشق
مخفیا ما را شگاف کوہساران را چہ شد
دور از تو میرسی نمی پرسد ز حالم ہیچ کس
منجنیق چرخ و طرز سنگباران را چہ شد
از زمین دل نمی روید گیاہ خرمی
طرۂ شبگون و حسن گلعذاران را چہ شد
یہ اشعار پڑھکر ایرج نوجوان بے اختیار

رونے لگا کہا ای برادر شاپور امید منقطع ہوئی کوے محبوب تک نہ پہونچے وہان ملکہ انجم ماہ رخسار وغیرہ تباہی مین پڑی ہین اب سب بارگاہ مین جمع ہوے ہونگے ہم اُن لوگون سے بیکہے چلے آئے حال بیعاد سنکر دل بیقرار ہو گیا تھا لیکن وہ بھی سب براے تلاش نکلینگے لیکن عیوق فوج پر تاکید کر رہا ہی جلد چلو قلعے مین پہونچین وہانسے بھی کوچ کرین کئی مہینے مین لشکر خداوند مین پہونچینگے ساتھ والون نے عرض کی ہم سب کو جاگتی جوت کے خداوند کے دیکھنے کی بڑی ہوس ہی تین کوس راستہ طی کیا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی عیوق دیکھنے لگا ایلیان فوج بادیہ سب کو یہی خوف ہی کہ ایسا نہو اُس جوان کے فوج والے آجائین سن چکے ہین کہ چار لاکھ کا لشکر ہمراہ ہی ایک ایک اُنمین انتہا کا زبردست ہی جان بچانا دشوار ہوگی عیوق نے بھی گرد کو دیکھکر گینڈا روک لیا دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک جوان تاج ار پشت مرکب بادرفتار پر سوار پشت پر پانچ ہزار سواران جرار [illegible] علم کے تعریف لات ومنات مرقوم عیوق نے پہچانا کہا صاحبو ہماری حوالی کا بادشاہ ہی تاجدار [illegible] اسکا نام ہی براے شکار آیا ہی یہ کہکر گینڈے کو بڑھایا اُدھر سے تاجدار نے عیوق کو پہچانا گھوڑے سے کود پڑا پوچھا ای پہلوان کہان آئے تھے عیوق نے کہا ای حضور مین براے شکار آیا تھا لیکن ایک شیر کو شکار کیا تاجدار نے پوچھا مفصل بیان کرو مین اس مطلب کو نہین سمجھا عیوق نے کہا حضور نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ ایرج نوجوان طرف طلسم ہوش ربا کے جاتا تھا مجکو خبر ملی سنا کہ چار لاکھ کا لشکر ہمراہ ہی آپ تو میرے مزاج سے

بخوبی آگاہ ہین بروقت جنگ ایک اور لاکھ کو برابر جانتا ہون غصے مین نام مسلمانان سُنکر بارہ ہزار سوار سے
چار لاکھ پر جا پڑا بہت مشہور تھا کہ یہ لوگ بڑے بہادر ہوتے ہین لیکن مابدولت کی نہیب شمشیر سے بھاگے
سے مقابلہ پڑا خوب نیزہ چلا نوبت تلوار کی آئی آخر کشتی ہوئی مین نے زیر کیا اور ایک اسکا پہلوان اترا اسکی
بھی مشکین باندھین عیار صاحب کی بھی گردن لی مال و اسباب پر مین نے توجہ نہ کی انکو گرفتار کرکے لیچلا ہون
دشمنان خداوند زمرد شاہ باختری ہین انکو وہان لیجاؤنگا طرۂ پیغمبری پاؤنگا یہ سُنکر تاجدار نے کہا
ای برادر اخبار مین اکثر دیکھا ہی یہ لوگ دیو نژاد سے لڑے ہین بڑے بڑے پہلوانون کو مارا خداوند انکے
ہاتھ سے بھاگے بھاگے پھرتے ہین بلکہ مالک موروثی قدرت سے چھوٹ گیا عیوق نے کہا حضور اخبار کا کیا
اعتبار جو چاہا تحریر کردیا صفحات کو مضمون خیالی سے بھردیا تاجدار نے کہا ای برادر حقیقت مین تمنے بڑا کام کیا
مین ان لوگون کی صورت کا بڑا مشتاق ہون آج اسی مقام پر اُترو ایک بارگاہ مین ہم تم بیٹھین جلسہ شراب وکباب
آراستہ ہو اُس جوان کو بھی دیکھین عیوق نے ہرچند انکار کیا تاجدار نے نہ مانا فوراً اپنی بارگاہ استادہ کرائی عیوق
کا ہاتھ پکڑے ہوئے اپنی بارگاہ مین لایا عیوق کو مقام صدر پر بٹھایا جملہ سردار آکر بیٹھے دونون لشکر فروکش
ہوئے ایرج کو اک قید خانے مین نگہبانون نے لاکر داخل کیا یہان بارگاہ مین سامان عیش ونشاط مہیا
ہو دو دو جام پیے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوئے تاجدار نے کہا ای پہلوان یہان اُس جوان کو بارگاہ مین
بلاؤ عیوق نے کہا وہ ان سب باتون سے انکار کریگا کوئی اپنی ذلت بیان کرتا ہی وہ یہی کہیگا مجھکو مکر سے
گرفتار کیا مابدولت کو ناگوار ہوگا کہونگا قتل کرو اور منظور یہ ہی کہ خدمت مین خداوند کی لیجاؤن تاجدار
نے کہا ای رستم زمان تمکو اس جوان کا حسب نسب بھی معلوم ہی یہ دخترزادۂ خداوند زمرد شاہ باختری
ہی لیاقت وجرأت اسکے رگ وریشے مین بھری ہی یہ بھی مشہور ہی کہ یہ جوان اول مین اپنے مولود مسعود سے
آگاہ نہ تھا مذہب آفتاب پرستی اختیار کیا تھا اٹھارہ برس ملک باختر مین لڑا صدہا ملک اپنے دادا
کے تباہ کیے بعد عرصۂ دراز کے صاحبقران نے زیر کیا تب حال کھلا کہ یہ فرزند ارجمند قاسم نوجوان
ہی بطن سے ملکہ گیتی افروز دختر خداوند کے پیدا ہوا لہذا اسکا قتل کرنا بھی مناسب نہین ہی ہرچند کہ یہ مسلمان
ہوگیا لیکن قدرت کا نواسہ ہی اگر وہ دامنگیر ہون کہ ہمارے نواسے کو کیون قتل کیا تقدیر کرکے تمکو جانور
بنادین یا سکی روح قبض کرلین تو کوئی کیا کرسکتا ہی قدرت کے مقدمے مین کسکو دخل ہی غصے مین اپنا ملک موروثی
چھوڑ دیا کچھ افسوس نہ آیا یہ مسئلہ سُنکر عیوق کانپنے لگا کہا حضور یہ حال مجھکو معلوم نہ تھا حقیقت مین بڑی

احتیاط سے لیجاؤنگا لیکن برائے خداوند لات و منات اُس جاہل آتشخو کو بارگاہ مین نہ بلوائیے نہین
معلوم کیا کلام کرے مابدولت کو غصہ آجائے نہین معلوم کیا ہو تاجدار نے کہا ہم تمسے کلام نہ کرنے دینگے لاکھ
وہ کہیگا کہ ہمکو مکر سے گرفتار کیا ہی ہم یقین نہ مانینگے اُسکے کہنے کو خلاف جانینگے آخر عیوق ناچار ہوا داروغہ
زندان خانے کو حکم دیا تینون جوانون کو بارگاہ مین لاؤ لیکن اُٹھکر داروغہ کو سمجھا دیا کہ اُسکو تسکین دینا کہ ہم تجکو
قید سے رہا کردینگے جو کچھ پہلوان صاحب کہین اُسکو قبول کرنا داروغہ نے کہا مین سمجھا دونگا داروغہ قید خانے
مین آیا ایرج سے کہا ای جوان ہمنے تمھاری جان بخشی کی تدبیر نکالی ہی ہمارے پہلوان صاحب کے قریب ایک
اور قلعہ ہی تاجدار یکہ سوار وہان کا حاکم و ناظم ہی اسوقت برائے ملاقات ہمارے آقا کے آیا ہی تمکو دیکھنے کو بلایا ہی
کہدینا یہ فنون کشتی پہلوان صاحب نے ہمکو زیر کیا ہم تمکو قید سے چھوڑوا دینگے ایرج نے کہا بہت خوب
داروغہ صاحب ہمارا کیا نقصان ہی جان بخشی کرا دیجیے داروغہ خوش ہوگیا سر زنجیر تھا کر لیچلا میعاد و
شاپور گھبرائے کہ دیکھیے اب بارگاہ مین کیا قیامت ہوتی ہی یہ آتشخو شعلہ مزاج اُس ملعون کے قبضے مین ہی
خدا اُنکی جان بچائے ایسا ہو شیر پھر جائے بارگاہ مین آکر پہونچے ایرج نے بطریق اسلام سلام کیا
تاجدار جمال جہان آرا دیکھکر محو ہوگیا حیران ہوکر صورت زیبا کو دیکھتا تھا پشت پر دو سر اسپلوان بو خصال عیوق
سے پوچھا یہ پہلوان اسکا رفیق ہی پہلوان تو رفاقت جب کرتے ہین کہ زیر ہون اس دیو کو اس ماہ طلعت نے کیونکر
زیر کیا ہوگا عیوق نے کہا مین نے یہ دریافت نہین کیا مین تو صرف گرفتار کرکے لے آیا آپ دریافت کیجیے
تاجدار نے بفصاحت و بلاغت کہا کیون ای شہریار اس جوان کا کیا نام ہی آپنے اسکو بمردی زیر کیا کیونکر
رفیق اپنا بنایا ایرج تو کچھ نہ بولے لیکن میعاد نے کہا ای تاجدار مجھ ایسے ہزار ہا رفیق ہین میری حقیقت
کیا ہی مین اُن سب پہلوانون مین ذلیل و حقیر ہون یہ نبیرۂ حمزہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان سرفتنۂ ملک
باختر بہادرون کے افسر اسمین تمکو تعجب کیا ہی تاجدار نے کہا ای ایرج نوجوان تمنے کچھ جواب نہ دیا اس
حوالی مین آکر ساری جرأت و لیاقت ڈبوئی ایرج نے غصے مین کچھ جواب نہ دیا لیکن شاپور بول اُٹھا
ای بادشاہ یہ بیحیا عیوق نہایت مکار و جعلساز ہی مسلمان ہوا بیہوشی دیکر ہمکو پکڑ لیا اب تمھارے
سامنے جرأت بگھارتا ہی بیحیا بے غیرت یہ سنکر عیوق غصے مین کانپنے لگا کہا کیون عیار تیری شامت آئی ہی
بڑا زبان دراز ہی ابھی جلاد کو بلاؤن ایرج نے ہنسکر کہا بھائی شاپور خاموش رہو ای بادشاہ میان عیوق صاحب
نے ہمکو بمردی زیر کیا صاحب ہمارا کچھ زور نہ چلا یہ بہت سچے ہین آخر انکے پوچھنے سے مراد کیا ہی تاجدار نے

کہا مجکو یقین نہین آتا ایسے ایسے تو آپ کے رفیق ہین ہرگسن ناکس کی مجال ہی کہ آپ کو زیر کرے ایرج نے کہا
اگر تمکو یقین نہین آتا شاید نہ زیر کیا ہوگا ہمارا عیار سچ کہتا ہوگا تاجدار نے کہا آپ کو اپنے دادا جان کے
سر کی قسم جو مفصل گذرا ہو ارشاد فرمایئے مجکو نہایت انتشار ہی دل زرد و منزل بفرار ہی جب تاجدار نے
قسم دلائی ایرج نے کہا ای بادشاہ عیار تو کہہ چکا یہی حقیقت ہی عیوق بڑا صاحب جرأت ہی تاجدار نے کہا
کیون میان پہلوان صاحب آپنے سُنا تمنے بیہوشی دیکر ایسے شیر کو گرفتار کرلیا یہ کیا جرأت ہی تمکو شرم آنا چاہیے
جرأت کے نہایت خلاف ہی یہ سُنکر عیوق بہت بگڑا کہا ای تاجدار تمنے کہا تھا مین فقط دیکھنے کو بلاتا ہون
یہ بیہودہ باتین کرتے ہو بس خاموش رہو ورنہ میرے ہاتھ سے سزا پاؤ گے تاجدار نے قبضہ پر ہاتھ
ڈالا کہا او بیحیا مین مثل تیرے نامرد نہین ہون مین ہرگز اس جوان کو نہ جانے دونگا مجکو بہت ناگوار خاطر ہوا
مردان عالم کے ساتھ مکر کرتا ہی دربار خداوندی مین تو کیا جائیگا وہان سب لڑکے بزرگ موجود ہین
کو چیر پھاڑ کر پھینک دینگے مین تجھسے سبطرح موجود ہون یہ سُنکر عیوق اپنے مقام سے اُٹھا جب تاجدار
اُٹھے اُس نامرد نے تلوار کا ہاتھ مارا تاجدار کا سر زخمی ہوا لیکن زخم کھاکر اسنے ہاتھ مارا عیوق تو ہٹ گیا
دوسرا پہلوان بیچ مین آیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے لینا لینا کہکر سب اُٹھ کھڑے ہوئے عیوق نے پلٹکر
آواز دی ارے یارو دیکھتے کیا ہو ایرج کا سر کاٹ لو اسنے ہمارے سمجھانے پر عمل نہ کیا صاف صاف
کہدیا جلاد تیغہ پکڑ کر جھپٹا ہمراہیان تاجدار بھی اپنے آقا کے ساتھ لڑائی مین مصروف ہوے بارگاہ
مین بھی تلوارین کھنچ گئین لیکن تاجدار زخمی ہو چکا لڑکھڑا رہا ہی تاج سر سے گر گیا سر سے خون جاری تھا
کو باندھا ہی پکار کر آواز دی ای شہریار آپ کی محبت مین قتل ہوتا ہون ایرج زنجیر بلا کر لُٹکے کہا ای تاجدار
نہ گھبرانا جلاد نے جھٹکر تیغہ مارا کہا او قیدی سرکشی کرتا ہی ایرج نے ہتھکڑی اُٹھا دی ہتھکڑی کا کڑا
ایرج نے جلاد کو طمانچہ مارا سر اُسکا چنبر گردن سے اُڑ گیا قید آہن کو مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکا یا
جلاد کی تلوار اُٹھالی مگر کئی زخم کھائے لیکن میعاد کو بھی رہا کیا شاپور بھی چھوٹا میعاد نے اُٹھتے اُٹھتے
ستون بارگاہ پر ہاتھ ڈالا ستون کھینچا بارگاہ تھرائی ستون اُسنے نکال لیا عیوق و تاجدار کود کر
باہر آئے کئی سو ساحر بارگاہ مین دبے میعاد نے ستون ہلانا شروع کیا جوان زبردست ہی چار چار کے سر
پھٹ رہے ہین پیچھے ستون مین لپٹے ہوئے شاپور نیمچہ پکڑ کر پشت ایرج کے آیا ایرج نے اک جوان کو مار کر نیمچہ
لیا تاجدار نے گھٹنے ٹیک دیے تھے ایرج لڑتے ہوئے قریب تاجدار کے آئے شانہ تھا مکر فرمایا ای برادر

ہوشیار ہو لو مرکب پر سوار ہو تاجدار نے آنکھیں کھولکر ایرج نوجوان کو دیکھا دریاے خون مین نہائے ہوے
مگر مجھکو بچا رہے ہین ماماذمان عیوق چھٹ چھٹ کے آتے ہین ایرج نوجوان سینہ سپر کیے کھڑے ہین
جو آگے بڑھا اُسکو ہاتھ تلوار کا مارا یہ مہربانی دیکھکر پکار اُٹھا لاکھ جان آپکے ناخن پا پر سے نثار ہو
حضور آپ اپنے کو بچائین ان نامردونکا چہار جانب سے بلوہ ہے ایرج نے نہ مانا تاجدار کو گود مین لیکر
گھوڑے پر سوار کیا مامازمان تاجدار بھی گرد آگئے ایرج نے بھی ایک کو مار کر گھوڑا لیا میعاد نے قیامت
برپا کر دی ہے جھوم جھوم کے لڑ رہا ہے کسی پر ستون مارا وہ پڑا اٹھا ہو کر رہ گیا اگر کوئی پہلوان قریب آگیا میعاد لپٹ پڑا
چیر کر پھینک دیا ایرج نوجوان نعرہ کرتے ہوئے طرف عیوق کے جاتے ہین بنامرد بھاگا بھاگا پھر رہا ہے اہالیان
فوج سے کہتا ہے ارے یارو اس جوان کو مار لو مجھ تک نہ آنے دو تاجدار کو قتل کر ولے غضب کیا گویا خاص
اسی واسطے آیا تھا معلوم ہوتا ہے یہ پیشتر سے مسلمان تھا اگر اس جنگ سے بچا اسکے ملک پر گدھے کا ہل پھروا دونگا
تمام قلعے کو کھدوا ڈالونگا تم سب ملکر گرفتار کر لو ساتھ والے کہتے ہین حضور آپ بھی بادشاہ ہین وہ بھی
ناظم عالی جاہ ہین آپ کے انکے مقابلہ ہو تو مناسب ہے بڑھکر قتل کیجیے سزا دیجیے عیوق کی جان پر بنی ہے شوکت
ایرج نوجوان سے جبران پریشان ہے قصد ہے کہ جان بچا کر نکل جاؤن کبھی دل مین افسوس کرتا ہے مین اس فصل مین
واسطے شکار کے کیون آیا تقدیر نے کس بلا مین پھنسایا اب تو موت کا سامنا ہے اگر بچ جاؤن تو سمجھون کہ بطن
مادر سے دوبارہ پیدا ہوا یہان میدان کارزار مین تو یہ رنگ ہے ایرج نوجوان نے صدہا پہلوان مارے میعاد بھی
بجوش و خروش لڑ رہا ہے تاجدار بھی حمایت پر ایرج کے سنبھلا ہے لیکن ملکہ شیشہ مونوش و ملکہ انجم ماہ رخسار
و شاہزادہ صیقل حجار و شیلم و قیلم وغیرہ تمام سرداران ایرج نوجوان بارگاہ مین آکر جمع ہوئے ملکہ شیشہ مونوش
نے گھبرا کر یہ پوچھا صاحبو کچھ اپنے آقا کی بھی خبر ہے آج کئی دن سے اسقدر بیقرار ہین کہ مجھسے تو بات ہی نہین کی
اسی زمانے مین میعاد غائب ہوا اب سب صاحبون نے دیکھا انکو اپنے ملازم کا اسقدر پاس ہے سب نے
دیکھا کہ شب کو خاصہ بھی نہین نوش فرمایا شاپور شیردل کو برائے خبر روانہ کیا تھا مین جب سو کر اٹھی تو
کنیزون نے خبر دی کہ شاپور بوقت سحر گھبرایا ہوا آیا کچھ آپسے کہا وہ پشت مرکب پر سوار ہو کر گئے آپ سب صاحب
یہان تشریف رکھتے ہین اسکا دریافت کر آیئے کہ کہان تشریف لیگئے سب صاحب بخوبی ماہر ہین کہ انکے ہاتھ سے ہزارہا
پہلوان قتل ہوئے تمام دنیا کے نامرد اس شہریار کے نام سے جلتے ہین ایسا ہو کوئی افتاد پڑے مین بدنصیب
کدھر جاؤنگی ماں باپ مارے گئے بعد ذات پروردگار اب انھین کا سہارا ہے ہر وقت انکی سلامتی کی دعا

کرتے ہین یہ ملکہ شیشہ مے نوش نے جو کہا نیلم فیلم تلوار ٹیک کر اُٹھے صیقل نے اسباب سحر سنبھالا کہا حضور
آپ نہ گھبرائین ابھی جاکر تلاش کرتے ہین کسکی مجال ہی جو اُنپر دست انداز ہو آپ کے تصدق سے خون کے دریا
بہادین طبقے زمین کے ہلادین بلکہ صیقل نے نیلم و فیلم وغیرہ غیر ساحرون کو منع کیا کہ آپ لوگ تکلیف نہ کرین
آپ پہر دو پہر مین دو چار کوس جائینگے ہم اتنے عرصے مین سیکڑون منزل کی خبر لائینگے لیکن نیلم زنگی و فیلم
کم سنی سے شاہزادے کے ساتھ ہین کہا ای شاہزادہ صیقل بخدا ہمکو بالکل خبر نہین ورنہ ہم لوگ انکو تنہا
جانے دیتے ہمین بڑے بڑے خیال ہین ہم ملازم نہین ہین عاشق جمال ہین اُنکی ذات سے عزت و آبرو
ایسے سردار خوش خو کسکو نصیب ہوتے ہین صیقل نے کچھ جواب نہ دیا مرکب پرند سحر پر سوار ہو کر چلا انجم ماہ خرسا
طاؤس زرین پر سوار ہوئین اسباب سحر ہاتھ مین لیا ملکہ شیشہ مے نوش کے قدمون کو بوسہ دیا کہا لونڈی
ابھی جاکر تلاش کرتی ہی یہ دونون سرداران عالیوقار جو چلے اب تو لشکر مین کمر بندی ہونے لگی جسنے سنا د
چلا ملکہ شیشہ مے نوش نے کہا کیا مین بد نصیب اُنکی دشمن ہون سب صاحب خیرخواہ جان نثار ہین مجبور و ناچار
مرغ زرین کی تخت پر بیٹھی رہون یہ فرما کر اُٹھین تمام سردارون نے آگے پایہ تخت پر ہاتھ ڈالا کل لشکر چلا لیکن
ایرج نوجوان وہان مصروف جنگ ہین ہمراہیان عیوق اپنی جان سے تنگ ہین ہزار ہا مارے گئے جسنے
سلامت پائی نکل گیا عیوق زخمی ہو چکا ہی لیکن قضائے کار اِس حوالی مین ایک قلعہ ہی کہ اُس قلعے کو قلعہ سرابین
کہتے ہین ملکہ سُراب جادو خراج گزار افراسیاب اِس قلعہ کی حاکم و ناظم ہی اسوقت کسی ضرورت سے برج
قلعہ آئی فوج ساحران فروکش ہی آکر کرسی پر بیٹھی سیر صحرا دیکھنے لگی افسران فوج خدمت مین حاضر ہین ملکہ
سُراب نے افسرون سے کہا آپ لوگون کو کچھ خبر ہی کہ طلسم ہوش ربا کی کیا کیفیت ہی ہم اِس حوالی مین رہتے
ہین سالہا سال جانے کا اتفاق نہین ہوتا لیکن طائر سحر نامہ پہونچا گیا تھا کہ کوئی جوان اسد غازی
جوان حجازی بہ ارادہ طلسم کشائی آیا سرداران شہنشاہ اُسکے شریک ہوگئے کچھ عیار کچھ سردار ہین شاہنشاہ
سے آٹھ پہر آمادہ حرب و پیکار ہین مرقوم تھا کہ لشکر تیار کرکے آؤ اسوقت مین شراکت واجب و لازم ہی اٹھارہ
ملک مین انقلاب خیرخواہان شہنشاہ بیقرار و بیتاب ایک تاجر نے بھی آن کر خبر بیان کی کہ کئی سو ملک باغیون نے
اپنے قبضے مین کر لیے ہین لہذا سامان سفر تیار ہو اسی مہینے مین ہم کوچ کرینگے یقین ہی جب دربندون پر پہونچے
شاہان دربند سے مفصل حال معلوم ہوگا اگر باغیون کا خاتمہ ہوگیا ہوگیا واپس آئین گے ورنہ تا بہ طلسم ہوش ربا
جائینگے سردارون نے عرض کی حضور وہان کے حالات سُنتے ہین کہ ایک ایک دن مین دو دو ڈاکے

کھیت ہوا صدہا ملک شہنشاہ کے ویران ہوگئے وہ شاہان جلیل شہنشاہ کے کفیل جو دو دو لاکھ فوج اپنے
قبضے مین رکھتے ہین اُن بڑے شاہون نے شکستین کھائین بہت سے نمک حرام بد انجام اُس طلسم کشا کے شریک
ہوئے آپکے قبضے مین قلعہ مختصر فوج بھی بہت کمتر وہان آپ کی کیا سماعت ہوگی سُراب جادو نے کہا اگر نہ
جاؤنگا بڑی بدنامی ہی ایسے وقت مین عدم شراکت نمک خوار کی ناکامی ہی یہ ذکر تھا کہ سُراب جادو نے سر اُٹھا کر
دیکھا صحرا سے گرد اُڑی چند سوار پیدل خستہ شکستہ زخمدار منتشر بیقرار بھاگے ہوئے چلے آتے ہین سُراب نے دیکھکر
کہا صاحبو کہان معرکے پڑے یہ لوگ کس سے لڑے ظاہر ہی کہ شکست کھاکر آئے ہین انکو جلد بُلا کر میرے پاس لاؤ کئی
دن ہوے ہمنے خبر سنی تھی کہ پوتا صاحبقران کا بڑے زور شور سے آیا طلسم اسکندریہ پر قبضہ کیا کئی
شاہزادیان اُسپر عاشق ہوئین ساحر و غیر ساحر اُسکے ساتھ جمع ہین اُس سرکش کا قصد ہی کہ طلسم ہوش ربا
مین جاؤن طلسم کشا کا عزیز قریب ہی مجھکو یقین نہ آیا اسوقت اُس خبر کا ظہور ہوا چند ساحر دوڑے ہوئے گئے اُن زخمیون
کو لیکر سامنے سُراب جادو کے آئے سُراب نے گھبرا کر پوچھا تم لوگ کون ہو یہ کہان شکست کھائی کس سے لڑائی پڑی
اُنھون نے کہا حضور ہمارا افسر عیوق کوہ پیکر براے شکار صحرا مین گیا ایک رفیق نبیرۂ حمزہ کا بھی وہان آیا
اُسکے مزاج مین تو جرأت ہی اُسکو زخمی کرکے پکڑ لیا یہ خبر نبیرۂ حمزہ کو پہونچی وہ بلا تکلف شیرانہ دربار مین گھسا آیا
اپنے رفیق کو چھوڑا لیا ایک پہلوان کو اُنکے سامنے مارا میان عیوق کو بھی للکارا یہ گھبر لگئے گڑگڑانے لگے
مختصر یہ کہ مکر سے رفاقت کی بیہوشی دیکے پکڑ لیا وہ لوگ تو صاحب اقبال ہین تاجدار یکہ سوار اپنا ہم نام سب
اُنکی ملاقات کو آیا بلا وجہ اُسنے ایرج کا ساتھ دیا قید سے چھڑا لیا اب حضور لڑائی ہو رہی ہی پہلوان صاحب
بھاگے بھاگے پھرتے ہین اب تو یقین ہی قتل ہوگئے ہونگے صاف تو یہ ہی ہم لوگون کا سپر نہ جم سکا زخمی ہوکر
بھاگ آئے وہ جوان بڑا صف شکن تیغ زن عالی ہمت صاحب جلالت حسین و جمیل شیر بیشۂ ریاست آفتاب
عالمتاب آسمان امارت اس زور شور سے لڑا کہ صفون کو درہم و برہم کردیا ہمنے ایسا حسین نہین دیکھا یہ سُنکر
سُراب جادو نے کہا لو صاحبو سامری و جمشید نے کیا مژدہ سُنایا مین حیران تھی کہ طلسم ہوش ربا مین کیا لیکر جاؤن
دربار شہنشاہ مین کیونکر بار پاؤن گی یا سامری و جمشید تمھارے صدقے یہ خوب تحفہ ہاتھ آیا اب ملا مین شہنشاہ
کے سامنے یہ عرض کرونگی حضور مین براے مدد خداوند لقا گئی وہان سے اس جوان کو پکڑ لائی سب نے
کہا حضور حقیقت مین آپ صاحب اقبال ہین جلد سوار ہو جیسے سُراب جادو اک طاؤس پر سوار ہوئی نفیر
سحر بجی اہالیان لشکر سے کہا تم تیار ہوکر آنا بلا کیا ضرورت ہی یہ کہکر طاؤس بلند کیا مثل طائر وہم و خیال

ساحرون کی نگاہ سے طاؤس مخفی ہوا چشم زدن مین اُس راستے کو طی کر گئی ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری نگاہ اُٹھا کے دیکھا ہنگامہ گیر ودار بلندی تاجدار یکہ سوار کو پہچانا عیوق کوہ پیکر کو دیکھا زخمی گینڈے پر سوار اُسکی صورت سے بھی نگاہ آشنا ہی کہ اِسی حوالی کا یہ بھی رہنے والا ہی ایک جانب جو پھر نگاہ کو دوڑایا دیکھا ایک جوان آفتاب جمال رستم خصال آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری صاحب جاہ و تمکین خوشخو خوش آئین خوبصورت خوش مزاج مردان عالم کے سرتاج نظم مسدس

دام دلہائے حسین حلقۂ موئے خمدار
طرہ چھوٹا ہوا اور سر پہ بھی بانکی دستار
تار مو لعبت ہندو کے لیے تھے زنار
جسم النور ہین قبا صاف مرصع زرکار
صاف پیشانی سے تھے بخت بلندی پیدا
چاند تھا ماتھا تو سجدے کا نشان تھا تارا

ابروؤن مین جو بل جائے نصیب اعدا
کوٹ کر آنکھ مین اللہ نے بھردی ہی حیا
قوس کا تیغ ہلال آکے اُتارے چلا
آنکھ جب بت پہ پڑی اُسکو مسخر ہی کیا
شیر سے بھی نہین زنہار جھپکتی ہی پلک
ہر دم چشم کو رستم سے رہی ہی چشمک

ناک کے وصف کے اظہار سے ہو خوبینی
منھ پہ وصف دہن آئے تو ہو نکتہ چینی
خودستائی نہین مومن کو کم از بیدینی
شیرین لب چاٹ لے باتون مین ہی وہ شیرینی
طور کا نور ہی دندان منور سے عیان
معجزۂ عیسیٰ مریم ہی لبون مین پنہان

جمال بیمثال ایرج نوجوان کو دیکھکر سُراب جادو نے سینے پر آہ کر کے ہاتھ رکھدیا گل چینی گلشن جمال کی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگی اِس عرصے مین ایرج نوجوان لڑتے بھڑتے قریب عیوق کوہ پیکر کے آیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج غصے مین تھا بار بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈالدیا فاش زمین سے اُٹھایا دست زبردست پر تول کر طرف آسمان کے پھینکا گرتے گرتے چور ہوا سُراب اُچھل پڑی خود بخود تعریفین کرنے لگی یہان عیوق کا مارا جانا تھا لشکر فوج کا گھبرانا مدد لے الامان بلند ہوئی رو بائی سے ہاتھ باندھکر افسر سلامتے ایرج کے آئے ایرج نے اُنکی خطا معاف کر کے کلمۂ طیبہ زبان سے فرمایا

سب بصدق دل مسلمان ہوئے شاہزادہ گھوڑے سے اترا تاجدار یکہ سوار نے بھی قدمون کو بوسہ دیا
یہ تو صدق دل سے مطیع ہو چکا تھا ایرج کو بڑی خوشی حاصل ہوئی تاجدار کو برادر کہکے گلے سے
لگالیا اور شاپور سے فرمایا لشکر فروکش ہو اسی طرح چلے چلو اہالیان لشکر ہمارے پریشان ہین تاجدار
نے عرض کی ایک پہر بھر کے واسطے بارگاہ مین تشریف لیچلیے مین اپنے زخمیون کو اٹھوالون پھر حضور جہان
چلینگے ہمراہ ہون عمر بھر زیر سایہ دامن دولت بسر کرونگا ایرج نے سر جھکالیا کہا اے برادر باعث تردد یہ ہی کہ ہم اپنے
سردار کے چھوڑ انکو چلے آئے تھوڑی دور پر چار لاکھ سوار و پیدل فروکش ہین سب گھبراتے ہونگے بلکہ ہمین
تلاش کرتے آتے ہونگے تاجدار نے کہا مین ابھی انتظام کرتا ہون یہ کہکے زخمیون کے اٹھوانے مین مصروف ہوا
ایرج نوجوان نے شاپور سے کہا تم بھی شراکت کرو شاپور بھی جاکر انتظام کرنے لگا ایرج نوجوان زیر
سایہ نخل ٹہل رہے ہین میعاد بھی اپنے کو درست کر رہا ہے سراب جادو بیقرار ہوئی گر مکر ایرج پر گری
پنجہ کمر مین دیکر لے اڑی لشکر مین ہاہو ہوا سراب چشم زدن مین غائب ہوگئی لشکر مین ہنگامہ ہوا تاجدار نے پلٹ کر
دیکھا شاہزادہ کھڑے کھڑے غائب ہوگیا سر پیٹتا ہوا دوڑا میعاد نے گریبان پھاڑ ڈالا کہ یارو یہ کون دشمن تھا
کہ جو شاہزادے کو لیگیا ہمکو داغ دیگیا کبھی کہتا ہے یارو کوئی نامرد تھا سامنے آتا تو مثل کرپاس کہنہ چیر کر
پھینکتا بنا دشمن تھا کہ جو شاہزادے کو لیگیا شاپور کے ہوش اڑ گئے اتنا تو اسنے کہا کہ یارو کسی ساحرہ کا
کام ہے آپ لوگ اسی مقام پر رہین مین برلے تلاش جاتا ہون ہائے کیا غضب کا مقام ہے ملک ملکات ان
شیرون کا نام ہے جا بجا انکے دشمن موجود ہین حافظ حقیقی حفاظت کرے میعاد نے کہا اے شاپور مین بھی ساتھ چلون
شاپور نے کہا تمھارا کام نہین ہے یہ کہکر بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے طرف صحرا کے بھاگا میعاد وغیرہ
کھڑے ہوئے رو رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی شاہزادہ صیقل آئینہ وار بعد اسکے ملکہ انجم ماہ رخسار وغیرہ
آکر پہونچے آتے ہی یہ حال مصیبت مآل سنا ملکہ انجم ماہ رخسار گھبرا گئین میعاد نے تمام کیفیت بیان کی کہ
شاہزادے نے لڑائی فتح کی محکوم رہا کیا ابھی ابھی کوئی شاہزادے کو اٹھا کر لیگیا یہ ذکر تھا کہ نقارے پر چوب پڑی
ملکہ شیشہ می نوش بعد جوش و خروش آکر پہونچین دیکھا سب سردار کھڑے ہوئے رو رہے ہین شیشہ می نوش نے پوچھا
یارو خیر تو ہے صیقل نے عرض کی حضور ابھی ابھی کوئی انکو اٹھا کر لیگیا حقیقت مین کسی ساحر یا ساحرہ کا کام ہے غلام
پھر جاتا ہے لشکر کو حضور اسی مقام پر روکین ایسا نہو لشکر مین کمی ہو مزاج مین سردارون کے برہمی ہو اکثر اس حوالی کے
قلعہ جات کا بھی نام جانتا ہون بعض بعض کو پہچانتا بھی ہون اس حوالی مین صرف ایک قلعہ ساحرہ کا ہے

سُراب جادو وہانکی حاکم و ناظم ہر یہان کا خراج اکثر ہمارے طلسم اسکندریہ مین آیا ہے پہلے مین اسی قید
جاؤنگا جہانتک ہوسکیگا پتہ لگاؤنگا شیشہ مرنوش کی آنکھونسے آنسو جاری ہوئے کہا بھیا بدنصیب
کیا سمجھاتے ہو کیون مجھ ہجران دیدہ کو بہلاتے ہو جبدن سے اُسپر مائل ہوئی ایک دن چین نپایا
سالہا سال قید رہی خدا نے فضل کیا تھا کہ طلسم فتح ہوا اگرچہ مقدمہ سفر تھا مگر شب کو ایک مقام پر
ہوتے تھے ایسا نہو اُنکو کوئی قتل کرڈالے اُس بیقرار کی ہین یہ اشعار مصیبت آمیز پڑھنے لگی نظم

هرگز بدان بوصل تو بیجا گریستم
رفتم برون لشهر و بصحرا گریستم
چون چشمه چشم من نشد از گریه بهره مند
گاهے نشد بیاد تو تنها گریستم
کردم زبسکه بر سخن ابلهان عمل
در بر کشیده تنگ من اورا گریستم

امروز بر جدائی فردا گریستم
کشت محبتم نشد از آب دیده سبز
روزانه گریه کردم و شبها گریستم
چون نخل آید بدیده زیاران بباغ دهر
آخر بحرف مردم دانا گریستم

از پرده ما برون نه فتد راز عشق دوست
گویا چو ابر بر سر دریا گریستم
یک خلق را بگریه در آوردگریه ام
بارش نبود از همه اعضا گریستم
سوداو مال ... عمرے بہ دست داد

ملکہ انجم ماہ رخسار قدمون سے ملکہ کے لپٹ گئی کہا حضور بخوبی آگاہ ہین
یہ کنیز بھی عاشق جمال بےمثال شاہزادہ والا قدر ہے لیکن آپنے بڑی مصیبتین اُٹھائین مگر برائے خدا صبر
دل پر جبر کیجیے ورنہ لشکر آپکے گھبرانے سے تباہ ہوجائیگا ملکہ شیشہ مرنوش تخت سے اُتری تاجدارنے
لاکر ملکہ کو داخل بارگاہ کیا صیقل آئینہ دار ملکہ انجم ماہ رخسار تلاش کرتے ہوئے چلے مگر سراب خانہ خراب
جب ایرج کو لیکر اڑی شاہزادہ متموج ہوا سے بیہوش ہوگیا سراپا کو شاہزادے کے دیکھکر بلائین لینے لگی
جی مین کہتی ہے اے سُراب جادو کیسا افراسیاب کہان طلسم ہوش ربا اس یوسف ثانی کو لیجاکر اُس گرگ کے
حوالے کرون وہ دشمن رہزن ہے کا خون بہائیگا مین خود اپنی جان اسپر نثار کرونگی زور و طاقت مین بےنظیر ہے
اسکو سحر و ساحری سکھاؤنگی شعلۂ جوالہ بناؤنگی لیکن اسکی تو آنکھون مین سحر ہے اسقدر وصل کی خواہش ہے دل سے
کہتی ہے اسی صحرا مین کہین ٹھہر کر وصل حاصل کرون جوان صاحب ذوق و شوق ہے فوراً قبول کریگا لیکن قرار دیا فرور
ہے یہ دلسے باتین کرتی ہوئی جاتی تھی کہ دیکھا کہ اہالیان لشکر آتے ہین ساتھ والون نے لستے حصے مین بارگاہ خیمے
لدوا لئے نوبت نقارے بجاتے ہوئے آئے سب نے اپنی مالکہ کو دیکھا اک جوان کو نیچے مین دبائے ہوئے آتی ہین
فوراً اپرے باندھکر سلام کیا سُراب جادو اُترپڑی کہا جلد بارگاہ استادہ کرو اب مجکو احوال معلوم ہوا ایرج
نوجوان اسکا نام ہے نبیرۂ خداوند عالی مقام ہے اسکا قتل کرنا باعث خرابی ہوگا مین تنہا اسکو سمجھاکے خداوند لقا

کو سجدہ کراؤن ملازمون نے جھٹ پٹ بارگاہ استناد کی اسباب عیش و نشاط آراستہ کردیا لشکر اسی مقام پر اتر پڑا
سُراب ایرج کو لیکر اندر بارگاہ کے آئی ایرج کو مسند پر بٹھلایا لیکن ابھی ہوشیار نہین کیا آپ بناو کرنے لگی
بھاری جوڑا نکالکر پہنا رو سیاہ نے مسّی بھی لگائی عطر لگانے لگی ایسی اترائی دلہن بنی گھونگھٹ نکالا شراب و
کباب قریب کھ لیے پہلو مین سر جھکا کر بیٹھی ایرج کو ہوشیار کیا ایرج کی آنکھ کھلی دیکھا اک بارگاہ نہایت آراستہ
و پیراستہ یون پلٹ کے دیکھا ایک جادوگرنی سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہی گھونگھٹ نکالا ہی کنکھیون سے دیکھ رہی ہی کبھی
مسکراتی ہی کبھی سر جھکاتی ہی ایرج حیران کہ خداوندا یہ کیا مقام ہی چاہا اٹھین پاؤن سحر سے بیکار تھے اور
زیادہ گھبرایا آخر کہا نیکبخت تو کون ہی سُراب جادو نے ناز سے مسکرا کر کہا صاحب مین خود حیران ہون تم میری
بارگاہ مین کیونکر چلے آئے مین شرم سے مری جاتی ہون تمھارے تیور دیکھکر گھبراتی ہون لیکن اگر چلے آئے کیا مضائقہ
ہی ہمارے مہمان عزیز ہو شراب و کباب حاضر ہی مین کیا کسی بات سے انکار کرونگی مہمان نوازی کی ہمارے مذہب مین
بڑی تاکید ہی ایرج نے کہا ارے یہ تو بتلا مجکو یہان کون لایا مین تو لشکر عیوق کوہ پیکر سے لڑ رہا تھا
اُسکو قتل کیا اہالیان لشکر اُسکے مطیع ہوئے اتنا یاد ہی کسی نے کمر مین پنجہ دیا مین بیہوش ہو گیا اب جو آنکھ
کھلی اپنے کو اس مقام پر پایا بفصاحت و بلاغت ایرج نوجوان نے جو گہر ریزی زبان معجز بیان سے کی
سُراب جادو تڑپ گئی بیقراری مین گھونگھٹ الٹ دیا کہا اے جوان مین کاہیکو چھپاؤن صاف یہ ہی کہ ملکہ سُراب
جادو اس ملک کی شاہزادی ہون تیری خبر سُنکر قتل کرنے گئی تھی لیکن تیرے خنجر ابرو سے گھائل ہوئی شکر کر کہ
مجھ ایسی شاہزادی تیرے اوپر مائل ہوئی اب دن عید رات شب برات ہی میری صحبت مین بہت رضا مند ہوگا اپنے
ملک کی مالک صاحب اختیار ہون جو چاہون کرون کوئی میرا روکنے والا نہین ہی یہ سُنکر ایرج نوجوان کو
غصہ آیا کہا او بیحیا یہ تو نے کیا کہا اپنے نزدیک بڑا کام کیا سحر کرکے اُٹھا لائی بس بہتر یہ ہی کہ سامری و جمشید پر
لعنت کر مطیع اسلام ہو تجکو اپنے لشکر کا افسر کرونگا سُراب قہقہہ مار کر ہنسی کہا اے جوان مین خود چاہتی ہون
تجکو سمجھاؤن خداوند کا نواسہ ہو کر اُسنسے برگشتہ ہو بڑے تاسف کی بات ہی کہ خداوند زادی کے
بطن سے پیدا ہوئے مذہب خالی نا دیدہ کے شیدا ہوئے مین چلکر تیری خطا معاف کرادونگی قدرت
کچھ نہ کہینگے افراسیاب جو تیرا دشمن ہی وہان نہ لیجاؤنگی ابھی تو برس دو برس یہان رہو عیش کرو کسی زمانے مین
لیجاؤنگی تمکو تخت پر بٹھاؤنگی سحر و ساحری سکھاؤنگی ایرج نوجوان کو ان باتون مین بہت غصہ آتا ہی کلمات
سخت و سُست کہہ رہا ہی سُراب جادو منت خوشامد کر رہی ہی جب شاہزادہ نہین مانتا تو جھلا کر پنجہ کھینچتی ہی ملازم

اُسکے دروازے پر حیران کھڑے ہین آپسمین چرچے کر رہے ہین کیون بارو تنہائی ہین قیدی سے کیا باتین ہو رہی ہین کوئی
کہتا ہے عاشق ہوگئی ہے کوئی کہتا ہے خداوند کی تصویر کو سجدہ کرا رہی ہین کہ سب نے دیکھا ایک جادوگر لشکر مین آیا
پوچھتا پھرتا ہے یہ کن صاحب کا لشکر ہے لوگون نے نام بتایا کہ ملکہ سُراب جادو حاکم قلعہ سراسیمہ یہان اُتری ہین
نبیرہ حمزہ کو گرفتار کرکے لائی ہین تنہائی مین کچھ سمجھا رہی ہین مگر ظاہرا معلوم ہوتا ہے وہ شخص بڑا سرکش ہے مفصل
حال معلوم نہین ہوتا کہ کیا گذری اُس جادوگر نے کہا کہ جاکر ملکہ عالم سے کہدو کہ شہنشاہ طلسم ہوشربا
نے نامہ بھیجا ہے ہمکو جلد اپنے پاس طلب کرین ورنہ ابھی قیامت برپا ہوگی شہنشاہ تم لوگون کے بھروسے پر
سلطنت نہین کرتے ہین ہزارون کوس کی خبرین طائران سحر پہونچاتے ہین یہ سنکر جادوگر تھرائے دو مصاحب
خاص اندر بارگاہ کے آئے دیکھا عجیب طرح کا جلسہ ہے وہ قیدی تو گالیان دے رہا ہے ملکہ منتین کرتی ہین اُن
ساحرون نے کہا حضور کچھ آپ کو خبر ہے شہنشاہ نے نامہ بھیجا ہے سُراب جادو گھبرا گئی چونکہ ایرج سے عشق تھا
ہے فراق گوارہ نہین ہوا لگی بیتابی مین چارہ نہین جلد باہر نکل آئی دیکھا ساحر سیہ فام کھڑا اٹھل رہا ہے لوگون نے
جو کہا ملکہ عالم خود تشریف لائین ساحر نے جھککر سلام کیا کہا شہنشاہ طلسم ہوشربا نے کتاب سامری مین دیکھا
کہ ملکہ سُراب جادو نے نبیرہ حمزہ کو گرفتار کیا ہے حکم ہوا جلد جاکر اُسکو لے آؤ خداوند کے نواسے کو ہم اگر
سمجھا لینگے نہ مانیگا تو سزا دینگے سُراب جادو نے سر جھکا لیا سوچنے لگی بڑا غضب ہوا اسکی جدائی مین کیونکر
زندگی بسر کرونگی تڑپ تڑپ کے مرونگی جادوگر نے نامہ مُہری شہنشاہ کا جھولی مین سے نکالا کہا ذرا
اِسے ملاحظہ فرمائیے نامہ دیکھا سُراب اور زیادہ گھبرائی کہا اچھا میان ساحر صاحب گھڑی دو گھڑی ٹھہرو
ہم تمھارے واسطے خلعت وغیرہ منگائین ہمکو تردد یہ ہے کہ اسکے مددگار بہت ہین تم اتنی دور لیکے جا نہ سکوگے
ہم لشکر سمیت لیکر آئینگے ساحر نے کہا اچھا خوشی آپکی بارگاہ مین چلیے ہم بھی ذرا اُس قیدی کو دیکھین آپکے
مطلب کو بھی ہم سمجھے وہ مطلب بھی ہماری خوشی سے نکل آئیگا سُراب نے کہا میان ساحر صاحب ہمارا مطلب
کیا ہے ساحر نے کہا اب اِس بات کو نہ پوچھیے ہمنے اک زمانے کو دیکھا ہے آپ کی صورت دیکھکر پہچان گئے ہین
یہ کہکر چپکے سے کان مین کہا ملکہ عالم آپ نبیرہ حمزہ پر عاشق ہوئی ہین کیا مضائقہ ہے ہم اسکی تدبیر کر دینگے
شاہزادیان ایسا ہی کرتی ہین ہماری ملکہ حیرت جادو کی بہن ملکہ بہار جادو بادشاہ لشکر اسلام پر عاشق ہین
ملکہ مخمور سرخ چشم شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان پر دلدادہ و فریفتہ ہین ملکہ حیرت جادو
کے کئی آشنا ہین راتون کو چھپکر آتے ہین ہم لوگ بالا لاتے ہین اسمین کیا نقصان ہے بلکہ آپ قدردانی کرینگی

ہم یہین رہجائینگے شہنشاہ کو عرضی لکھ بھیجینگے کہ ہم بیمار ہوگئے وہ خبر جھوٹ ہی نبیرہ حمزہ گرفتار نہین ہوا
ہم لوگ سب طرح پر بات بنا سکتے ہین صُراب جادو نہال ہوگئی کہا بھائی صاحب تمھارا کیا نام ہی کہا ہمکو
ساحر دلنواز شعبدہ باز عشوہ ساز کہتے ہین ہماری قدر ملکہ حیرت جادو بہت کرتی ہین حضور جہان ہمکو
نے کسی جوان کو دیکھا اشارہ کردیا بس پھر ہم ڈھونڈھ کے پکڑ لے آتے ہین اسوجہ سے ہمارا دلنواز شعبدہ باز عشوہ ساز
نام ہی دل ملانا ہمارا کام ہی دیکھئے تو ہمنے ابھی اسکو نہین دیکھا مگر کل کیفیت تبلادین آپکے چہرے سے یہ سب باتین
ظاہر ہوتی ہین یعنی آپ تو اسپر عاشق ہوئی ہین وہ نہین مانتا کلمات سخت و سست سناتا ہی صُراب جادو بیچین ہوگئی دل سے
کہتی ہی یہ تو غیب دان ہی کہا میان دلنواز تم گویا اِس صحبت مین شریک تھے دلنواز نے کہا ایسے ایسے ہزار ہا معاملے
دیکھے ہین بشرہ شناس ہوگئے صُراب جادو نے دلنواز کا ہاتھ تھام لیا دلنواز نے کہا اور سب کو باہر ٹھہرایئے
ہمکو تنہا لیچلیے صُراب جادو نے سب کو منع کیا انکو لیکر اندر آئی دلنواز نے ایرج کو جھکر سلام کیا
ہاتھ باندھکر کہا واہ میان جوان ظاہر مین یہ شوکت و شان ایسی معشوقہ حسین جمیل کمسن ابھی ڈیڑھ سو
برس سے زیادہ سن نہین آیا ہی ابھی دنیا کا کیا دیکھا ہی لسنے انکار کرتے ہو بہتر یہ ہی کہ قدمون پر انکے سر رکھو سامان
وصل مہیا ہو جوانی کے مزے اُڑاؤ بھائی صاحب چاہنے والا کسکو ملتا ہی ایرج نوجوان نے بقہر و غضب تامل نہ کیا
او میان ساحر کچھ دیوانہ ہوا ہی خبردار ایسی بات کہیگا تو تو جانیگا سحر سے رہائی پاؤنگا تو سر کھینچکر پھینکدونگا
دلنواز نے صُراب کا ہاتھ پکڑ کے کہا ملکہ ایسے ناقدر کو منھ نہ لگاؤ ہم تم بیٹھکر عیش کرین اور کان مین کہا اس جوان
رعنا کے مزاج کو مین پہچان گیا اِسکے مزاج مین غرور ہی جب ہم تم بیٹھکر شراب پئینگے وصل کے چرچے ہونگے
تب یہ لہرائیگا کہیگا مجھے بھی صحبت مین شریک کرو صُراب جادو نے کہا میان دلنواز بہت اچھا تمھاری
تابعدار ہون دلنواز نے اشارے سے کہا اب مین اسکو تمھارے قدمون پر گرواؤنگا ناک رگڑے تو سہی مجھکو نا
بھی آتا ہی جب تو ملکہ حیرت جادو ہمکو عزیز رکھتی ہین صُراب جادو نے شراب منگائی میان دلنواز نے
الٹ پلٹ کے پہلے تو گنگنا کر یہ غزل گائی خوب مزے مین تان اُڑائی

غزل زبانی دلنواز

بلبل کو ہی بہار مین گلزار پر گھمنڈ
کیونکر مجھے نہو دلِ بیمار پہ گھمنڈ
وہ سخت جان ہون مجھکو بھی ہی مار ...
ناحق ہی تجھکو رونق گلزار پہ گھمنڈ

مجکو ہی یار کے گل رخسار پر گھمنڈ
بھاگینگے سامنے سے مرے ہو نہو
قاتل کو ہی جو خنجر خونخوار پہ گھمنڈ
اک وار مین نہ تن سے مرا سر جدا ہوا

دیتا یہی ہی ساتھ مرا ہجر مین
تمکو عبث ہی مجمع اغیار پر گھمنڈ
دن آگئے خزان کے خبر عندلیب لے
بیفائدہ ہی آپ کو تلوار پر گھمنڈ

سب عاشقون کو اپنے اگر جان پہ ناز ہی
ای دل تجھے ہی ایسے خریدار پر گھمنڈ
جب انکی چال سے شعرا نے مثال دی
خورشید کو ہی گرمی بازار پر گھمنڈ
سب مال چھوڑ جائیگا دنیا مین ہی ذلیل
تمکو اگر ہی چاند سے رخسار پر گھمنڈ

اُس بت کو ہی جو رشتۂ زنار پر گھمنڈ
گر زلف یار کو ہی سیاہی پہ اپنے ناز
کیک دری کو ہو گیا رفتار پر گھمنڈ
نکلا خطِ سیاہ گئی رخ کی سادگی
بیفائدہ ہی دولتِ بیکار پر گھمنڈ

بوسہ تو کیا وہ مفت بھی لیتا نہین کبھی
عاشق کو بھی ہی اپنی شب تار پر گھمنڈ
ٹھنٹ معاف کرینگے داغ جگر کو دکھا کے ہم
باقی ہی آجتک تمھین ای یار پر گھمنڈ
خورشید داغ دل پہ ہی سطوت کو فخر دنا

دلنواز نے اس غزل کو خوب تیا تیا کے گایا گھمنڈ کی لفظ کو ایسا ایسا بتایا ایرج نوجوان بہت جھلایا دلنواز کہتے جاتے ہین میان اس پہلے چمڑے پر گھمنڈ نہ کرو اب یہ مہر کی شوخی ہی تمکو قید کرکے طرف طلسم ہوش ربا کے روانہ کریگی یہ کہتے کہتے دلنواز نے جام لبریز کیا کہا ملکہ ہمارے ہاتھ سے پیو ہم تم چلکر چھپر کھٹ پر آرام کرین انکو جلائین سُراب جادو خوشی خوشی جام پی گئی پیتے ہی گھبرا کر کہا میان دلنواز مجکو تو کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی دلنواز نے کہا ذرا اُٹھکر ٹہلیے نشہ اُتر جائیگا سُراب گھبرا کر اُٹھی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گری میان دلنواز نے نعرہ کیا منم فرزند دلبند عاقل کامل مہتر شاہ شیر دل ایک طرارہ و فراہی لپیٹ کر خنجر مارا سُراب کا شکم چاک قصہ پاک اندھیرا ہوا بارگاہ جلنے لگی ایرج نوجوان سحر سے رہا ہوئے شاپور نے کہا ای شہریار بتعجیل نکل چلیے دس بارہ ہزار ساحران غدار بیرون بارگاہ ہین اسی اندھیرے مین نکل چلیے ایرج نے سپر شمشیر اپنی اُٹھائی شاپور نے بڑھکر سراپچہ چاک کیا ایرج و شاپور اُسی اندھیرے مین نکلے لیکن سرداران سُراب گھبرا کر دوڑے یہ کیا غضب ہوا آواز مہیب آئی زمین تھرائی بیرون نے آواز دی کشتی مرا نام من سُراب جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و طالب خون سیاہی حریہ ہاے سحر لیکر دوڑے اندر آکر دیکھا لاشہ سُراب کا تڑپ رہا ہی نہ وہ قیدی ہی نہ وہ ساحرہ فسر ستادہ افراسیاب بیقرار و بیتاب ہوکر غل مچانے لگے یارو غضب ہوا ملکہ کو ہماری قیدی نے قتل کیا دور سے ساحرون نے دیکھا وہ قیدی تلوار کھینچے ہوے جاتا ہی لینا لینا کہکر دوڑے شاپور نے حقۂ آتشبازی مارا دو چار کے منھ جلے ساحرون مین ہنگامہ ہوا ارے یارو ان دونون نے ملکہ بلکہ عالم کو مارا خبردار جانے نہ پائین ایک انمین بڑا جادوگر ہی آگ برساتا ہی وہ آگ سحر سے بھی دفع نہین ہوتی بارہ ہزار ساحر اسباب سحر لیکر دوڑے شاپور نے چاہا کہ پھر کر نکل جائین مگر ایرج نوجوان بھاگنے کو عیب جانتے ہین اسی مقام پر ڈٹ گئے ساحرون سے لڑنے لگے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے ہر چند شاپور کہتا ہی ای شہریار یہ ساحر ہین انکو جرات

دکھانا کیا ضروری ہے براے خدا نکلیے اب نہ ٹھہریے یہ کب مانتے ہین شاپور بھی ناچار ہو کر پلٹ پڑا کسی کو
کمند سے مارا کسی کو حباب بیہوشی مار دیا دو چار رقعہ ہاے آتشبازی لگے دو چار ایرج کے ہاتھ سے قتل ہوئے
انکا سحر جو چلا شاپور و ایرج کے پانون زمین نے تھام لیے ساحر بلوہ کر کے چلے کہ دونون کا سر کاٹ لین شاپور
نے اسوقت بیقرار ہو کر دعا کی آسمان پر برق چمکی دیکھا شاہزادہ صیقل آئینہ دار و ملکہ انجم ماہ رخسار آ کر پہونچین اپنے
آقا و شاپور کو مجمع ساحران مین دیکھا صیقل تڑپ کر آ گرا گرتے گولہ مارا ملکہ انجم ماہ رخسار آتے ہی مسکرائی ساحرون کو
برق گرائی ایک جانب سے گرد اوڑی نیلم زنگی و فیلم زنگی و عنطر صبادم و غوجان دریا باری و سام بن غوجان
وغیرہ آ کر پہونچے ایک سمت سے کئی سو نقارون پر چوب پڑی ملکہ شیشہ و نوش مع کل لشکر ظفر اثر و ساحران
نامور آ کر پہونچین ملازمان سہراب کچھ گھبرا گئے صیقل نے اتنی دیر مین صفائی کر دی کئی ہزار ساحر مارے انجم کے
سحر سے دشمنون کے ستارے گردش مین آئے ساحر کیا لڑسکتے دوہائی دینے لگے چادر رہائی ایرج نوجوان نے
شعلہ صیقل آئینہ دار کو منع کیا ای برادر بس وہ پناہ مانگتے ہین سینے ہاتھ روکے تاجدار بکہ سوار و سجاد
بھی آ کر پہونچے ملازمان سہراب نے بدل و جان اطاعت کی مال و اسباب سہراب کا قبضے مین آیا ملازمان سہراب
نے عرض کی قلعہ سہرابیہ مین تشریف لیچلیے تاجدار بکہ سوار نے گزارش کی غلام کے کاشانے کو نور قدوم
میمنت لزوم سے منور و روشن فرمائیے اہالیان قلعہ بھی مشرف بدین اسلام ہون سایہ دامن دولت
پڑے اہالیان سہرابیہ نے عرض کی پہلے قلعہ سہرابیہ مین چلنا واجب و لازم ہے یہان سب ساحر رہتے ہین فوراً
باغی ہو کر خرابی کرینگے صیقل نے بھی کہا حقیقت مین پہلے اسی قلعے مین چلیے کل لشکر کو تیار کر وہ بہ فر فریدونی
و بہ شمت جمشیدی طرف قلعہ سہرابیہ کے چلے تاجدار بکہ سوار نے عرض کی مین اپنے وزیر باتدبیر نیار کے
کو چھوڑے جاتا ہون مین پہلے جا کر داخلہ کرون حضور کے تشریف آوری کی اہالیان قلعہ کو خبر دون حضور
ضرور بعد تسخیر قلعہ سہرابیہ تشریف لائین ایرج نے وعدہ کیا تاجدار بکہ سوار وزیر کو چھوڑ کر مع پانچ ہزار
سوار پیدل طرف اپنے قلعے کے چلا ایرج نوجوان قلعہ سہرابیہ مین داخل ہوئے اہالیان قلعہ براے
استقبال آئے بشوکت تمام و بتکلف مالاکلام ملکہ شیشہ و نوش داخل دارالامارہ شاہی ہوئین ایرج
نوجوان نے فرمایا ای شاپور صبح کو مرکب تیار رکھنا ہم براے ملاقات تاجدار بکہ سوار جائینگے اُس سے
وعدہ کیا ہے مرد راسخ الاعتقاد ہے ایسا نہو وہ مسلمان ہو گیا ہے کچھ اہالیان قلعہ فتور کرین پس ہمارا جانا
واجب لازم ہے صیقل و انجم نے عرض کی کل لشکر تیار ہے ایرج نوجوان نے فرمایا وہ قلعہ یہان سے دس بارہ کوس ہے

سب وہان غیر ساحر رہتے ہین بنابرین اسے وزیر ہمراہ ہی سہیری کرکے لیجائیگا حضرت شاپور کو ساتھ لیکر
جاؤنگا آپ لشکر کو تیار رکھین سامان سفر درست رہے آتے ہی طرف طلسم ہوش ربا کے کوچ کرینگے سب خاموش
ہو رہے بوقت سحر ایرج نامور پشت کرہ ابن اشقر پر سوار ہوئے تاجدار کا وزیر و شاپور شیر دل ساتھ ہوے
میعاد وغیرہ نے عرض کی حضور ہم تو ہمراہ چلین ایرج نے فرمایا کسی سے مقابلہ کرنے جاتا ہون مجھے سفر کی جلدی
ہے ایک ایک لمحہ مجھپر برابر سال کے گذرتا ہے انشاء اللہ دوہی دن مین واپس آؤنگا کسی کے ہمراہ ہونیکی کیا ضرورت
ہے صیقل نے زبردستی پچاس سوار ہمراہ کردیے ایرج نوجوان سوار ہوکر چلے لیکن عیوق کوہ پیکر جو مارا گیا
ملازم اُسکے اُسکی لاش لیکر روتے پیٹتے بھاگے رات ہوگئی تھی ایک صحرا مین ٹھہرے صبح کو لاشہ اُٹھایا قصد ہوا
کہ چلین یکایک صحرا سے گرد اُڑی سفاک کوہ پیکر مع چالیس ہزار سوار و پیدل کے گینڈے پر سوار آتا ہے عیوق
کوہ پیکر کا یہ بڑا بھائی ہے ملازمان عیوق نے بڑھکر فریاد کی اے شہریار آپکے برادر بیجان برابر کو تاجدار یکہ سوار
نے قتل کرایا یہ خود چلا تھا قہر و غضب مین کانپنے لگا ملازمون سے تمام کیفیت دریافت کی سب نے ابتدا سے
کیفیت میعاد سے تا بہ ایرج اور آنا تاجدار کا لفظ بلفظ ظاہر کیا سفاک نے کہا یہ قدرت ہے [illegible]
کی کہ ہماری حوالی مین اگر نبیرۂ حمزہ سرکشی کرے بھائی میرا ایسا نہ تھا کہ کسی ایسے ویسے سے مارا جاتا دس بیس
جوانون نے ملکر اُسکو مارا ہوگا اب نبیرۂ حمزہ کہان گیا سب نے عرض کی حضور ہم تو لاشہ لیکر چلے آئے
ہمین نہین معلوم وہ لوگ کہان گئے سفاک اُسی مقام پر اُترپڑا لاش کو تو گلے مین [illegible] کر دیا مین
چھوڑ دیا ہرکارون کو حکم ہوا دریافت تو کرو نبیرۂ حمزہ کہان گیا ساتھ والون نے کہا جبتک نبیرۂ حمزہ کی خبر
تاجدار یکہ سوار کو سزا دیجیے اُنکے عزیز و اقارب کو قتل کرین نبیرۂ حمزہ کا بھی حال دریافت ہوجائیگا سفاک
کوہ پیکر کو یہ بات بہت پسند آئی اُسیوقت گینڈے پر سوار ہوا فوج کو تیار کیا طرف قلعہ تاجدار یکہ سوار کے
لیکن غم مین قوت بازو کے بیقرار تھا سکبار گریان نالان ناچ راگ و رنگ و شراب و کباب موقوف کردیا ہے برادر کی
جاتا ہے نہایت ہی یاد مین بھائی کے کلیجہ شق لیکن تاجدار یکہ سوار خدمت شاہزادہ والا قدرت سے
رخصت ہوکر قلعے مین آتے ہی سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوکر تمام رئیسان سلطنت و وزیران ابہت کو جمع کیا
پکار کر آواز دی کہ صاحبو مین نے اطاعت دل و جان سے شاہزادہ ایرج نوجوان کی کی مذہب جد و آبا ترک کیا
آج تک کوئی ہادی [illegible] ملا تھا شکر ہے کہ ظلمات کفر سے نکلے باغ اسلام کی سیر حاصل ہوئی شاہزادے سے وعدہ
کرکے آیا ہون وہ اپنے غلام کو سرفراز کرینگے غریب پرور بہادر دون کے افسر نوز نگاہ حمزۂ نامور اُنکی عنایت سے

اب قلعے مین رونق ہوگی جن صاحبون کو دین اسلام منظور ہو رہین ورنہ قلعے سے نکلجائین سب نے عرض کی ای
شہنشاہ گیتی ستان آپنے جو کچھ کہا نیک و بد کو سمجھ لیا نمکخوارون کو کیا عذر ہی تاجدار نے سبکو کلمہ پڑھایا بعض بصدق
مسلمان ہوئے بعض نے دنیاداری کی آپسمین کہا جان بچاؤ سمجھا جائیگا تاجدار نے انتظام کرلیا ہی کہ ہرکارے
دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا سفاک کوہ پیکر برادر عیوق کوہ پیکر ساٹھ ہزار فوج سے
برائے بربادی قلعہ حضور آتا ہی راہ مین اُسنے خبر پائی اول مین تو خواہان تھا کہ قاتل کو مارون مگر چونکہ اُنکا پتہ کہین نہین ملا
بڑے قہر و غضب مین اسطرف رخ کیا فوج کو حکم دیا ہی کہ چلتے ہی قتل عام کرو جانور بھی زندہ نہ بچے قلعہ پامال ہو یہ سنکر
تاجدار یکہ سوار گھبرا گیا تلوار ٹیک کر اُٹھا کہا اُسکی کیا مجال ہی اُسکا بھائی بھی مغرور تھا اُسکو بھی بڑا گھمنڈ ہی
میدان کارزار مین سمجھا جائیگا جلد لشکر تیار کرو وزرا نے عرض کی جلد ایک نامہ ار خدمت مین ایرج عالی وقار کے
روانہ کیجیے یہان کوئی سفاک کے مقابلے کے لائق نہین ہی تاجدار نے کہا غیرت کا مقام ہی ابھی ہمنے اُنکی اطاعت کی
کیا ہمسے نفع ملا کہ جو ہم اُنکو برائے مدد بلائین وہ تو کچھ نہ کہینگے لیکن ساتھ والے ضرور چشمک کرینگے کہ کیا ہمارے
بھروسے پر سلطنت کرتے تھے مین ہرگز تحریر نہ کرونگا آپ لوگ کنارے بیٹھیے مین خود مقابلہ کرونگا میری
غیرت تقاضا نہین کرتی سرداران لشکر نے عرض کی براہ خیرخواہی عرض کیا جانبازی کو حاضر ہین کیا اُن بچیاؤن
سے مُنھ پھیرینگے بسم اللہ حضور سوار ہون تاجدار یکہ سوار پشت مرکب پر سوار ہوا فوج اُسکے پاس حقیقت مین
کم ہی بارہ ہزار سوار لیکر تین کوس قلعے سے آگے بڑھا بارگاہین استادہ کرائین بازار مین درست ہونے لگین
تاجدار کھڑا ہوا ٹہل رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی سفاک کوہ پیکر گینڈے پر سوار جھومتا ہوا بھائی کے غم مین کلیجے
سے شعلے نکل رہے ہین آتش فراق قوت بازو مین استخوان جل رہے ہین ساٹھ ہزار فوج پشت پر علم ہائے زرنگار کے
پھریرے کھلے ہوئے دریائے سلاح مین سوار و پیدل غوطے مارے ہوئے بڑے کر و فر سے لشکر لیکر سفاک
کوہ پیکر آیا تاجدار کے لشکر کو دیکھکر آنکھون مین خون اُترا ساتھ والون سے کہا خداوند لات و منات
کی قدرت ہی کہ یہان تاجدار بدولت کے مقابل ہین آئے ہین قصاص دامنگیر ہی خون برادر بالا بالا نہ جائیگا
تمام اہالیان قلعے کو قتل کرونگا یہ کہکے اُتر پڑا حکم دیا طبل بجے دونون لشکرون مین نقارہ رزمی گڑگڑایا
دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین لیکن ماہ زمان تاجدار کو بڑا ہراس ہی فوج بھی کم پہلوان بھی کوئی
لائق مقابلہ سفاک نہین ہی چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی اُدھر سے سفاک کوہ پیکر اِدھر سے
تاجدار نامور میدان کارزار مین آکر دونون لشکر جمے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر چکے تھے سفاک نے

گینڈا اڑھایا میدان کارزار میں آیا تاجدار کو للکارا تاجدار نے خود گھوڑا بڑھایا ہرچند کہ جی سب کے چھوٹے ہوئے
لیکن بروقت نکلنے تاجدار کے افسران لشکر قدموں سے لپٹ گئے عرض کی ای شہریار ہم اپنے سامنے آپکو جانے دینگے
خیر خواہان دولت جاکر اس دیو بدمست سے مقابلہ کرکے جان دینگے تاجدار نے نہ مانا سب کو روک کر مقابلہ
سفاک میں آیا سفاک لاف و گزاف کرنے لگا مثل ابر گرجا برنگ برق غم میں بھائی کے تڑپا نیزے کا وار لیا
تاجدار و سفاک سے نیزہ چلنے لگا آخر نیزے بیکار ہوئے قبضوں پر ہاتھ پڑ گئے برق شمشیر چمکی لیکن سفاک
نہایت زبردست ہو کمر کو تباکے سر پہ ہاتھ مارا تاجدار نے گردہ سپر کا اٹھایا لیکن سپر کٹی خود کاٹا تیغہ
تا دوابرو پہونچا تاجدار نے دستانہ مارا تیغہ تو نکل گیا چادر خون کی چہرے پر آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا قریب
تھا غش کھاکے گرے مگر اپنے کو سنبھالکر جواب میں ہاتھ مارا اُس نامرد نے گینڈا اٹھا لیا دار جو خالی آیا تاجدار
کا سر جھکا غش آگیا سفاک نے چاہا سر کاٹ لوں اہالیان فوج تاجدار دوڑ پڑے اپنے مالک کو بچایا اٹھا
ہوادار پر ڈال لیا لڑنے لگے آخر فوج بے سردار کیا لڑ سکتی تھی سفاک نے خون کے دریا بہا دیے علم نوح کو
قلم کیا آخر ملازمان تاجدار شکست خوردہ طرف قلعے کے بھاگے تڑا و لٹ گیا فوج سفاک نے پیچھا کیا ملازمان
تاجدار گھبرا کر قلعے میں گھس آئے خندق کو پر آب کیا پل تختہ اٹھا لیا بالاے قلعہ آئے دو تین توپیں فیر کیں باقی
ملازمان سفاک خونخوار مارے گئے سفاک نے حکم دیا چہار طرف سے قلعے کو گھیر لو آب و دانہ اہالیان قلعہ
پر بند کرو رسد نہ پہونچنے پاے قلعہ چہار جانب سے گھر گیا سفاک بل کرتا ہوا بارگاہ میں آیا کہا یہ لوگ کیا
سمجھکر قلعے میں گئے ہیں ایسے ایسے گھروندے میں نے بہت سے بگاڑ ڈالے کل صبح سر سواری قلعے کو [illegible]
ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر لباس تبدیل کیا دنگل پر آکر بیٹھا شراب پینے لگا نشے میں حکم دیا طبل جنگ
پر چوب پڑے تاجدار کو خبر پہونچی گھبرا گیا ساتھ والوں نے عرض کی حضور آپنے بڑا غضب کیا اپنے
گھر میں بیٹھے چین کرتے تھے یہ کیا ضرورت تھی جاکر ایک مسلمان کی اطاعت کی وہ قلعے سر اپنے پر فروکش ہیں خبر بھی
ہماری نہ لی اب صبح کو سب قتل ہو جائینگے آپنے ایک نامہ تو لکھا ہوتا کہ تمھارے واسطے مارے جاتے ہیں اگر عیوق آپکی
وجہ سے نہ قتل ہوتا سفاک کو دشمنی کا کیا باعث تھا ہمیشہ آپسمیں نامہ پیام رہتے تھے مذہب ایک تھا ایک
شادی و غمی کی شراکت تھی یکایک یہ مصیبت اب میاں ایرج نوجوان کہاں ہیں انکو بلا لیجئے کہ آکر جان بچائیں
تاجدار نے جواب دیا کہ صاحبو طعن و تشنیع بیکار ہے پروردگار مالک و مختار ہے اگر قضا آچکی کون بچائیگا اُنکے
نہ آنیکا یہ باعث ہے ابھی قلعہ کو تسخیر کیا ہے ہزارہا ساحر رہتے ہیں کسی نے بغاوت کی ہوگی کوئی مائل بسرکشی ہوگا

یا شمر اب جادو کے عزیزون نے لشکر کشی کا سامان کیا ہوگا وہ لیسے نہین ہین کہ ہماری خبر نہ لیتے صاحب ہمت
والیاقت جری سخی صف شکن تیغ زن اگر نہ آئے بعد ہمارے ہمارے خون کا معاوضہ لینگے سفاک زندہ بچیگا
سب نے جواب دیا داہ سبحان اللہ حضور نے خوب فرمایا بعد ہمارے اگر قبر پہ میلے رہے تو کیا فائدہ ہم تو
قبر مین اکیلے رہے اہل و عیال سامنے آنکھون کے قتل ہونگے تباہی بربادی نامرادی کسی کام کے نہ رہے ناحق
کو ظلم سہے تاجدار نے غصے مین جواب دیا مین نے اسی واسطے کسی صاحب کو میدان کارزار مین جانے کی
اجازت نہ دی جو مجھپر گذری وہ گذری اب آپ لوگ قلعے سے نکلجایئے مجکو مجبور نہ کیجیے جاکر سفاک کی شراکت
کرکے اپنے اہل و عیال کو بچایئے مین سمجھ لونگا صبح کو پھاٹک کھولکر نکلونگا لڑ بھڑکے جان دونگا آپ لوگون کو اپنے
اپنے فعل کا اختیار ہو سردارون نے سر جھکا لیے عرض کی ہم اپنی جان کے واسطے نہین کہتے صرف رات
کی مہلت ہو اگر مناسب وقت ہو مصالحہ کیجیے کسی طرح جان بچے تاجدار نے کہا مجکو زندگی منظور نہین کوئی صاحب
میرے مقدمے مین دخل نہ دین اپنی فکر کرین سردار خاموش ہورہے بعض اشارے کرتے ہین یار وہمارے
نزدیک تو یہ مناسب ہو کہ بادشاہ کی مشکین باندھکر سفاک کے حوالے کردین وہ ہمسے خوش ہوجائیگا
بعض دانت کے نیچے انگلی دباتے ہین کہ بار دار اسکا نمک کھایا ہو اپنے آقا کو گرفتار کرین دشمن کے حوالے کرین
اسی ہنگامے مین شب بسر ہوئی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا تاجدار کفن پہنکر بالاے قلعہ آیا ساتھ والے
بھی آمادۂ مرگ وہماسے قضا گرد آکر تاجدار کے جمع ہوئے سفاک کوہ پیکر گینڈے پر سوار ہوا فوج بارہ جوق
کو لیکر میدان کارزار مین آیا نگاہ اُٹھاکر قلعے کو دیکھا حقیقت مین قلعہ خوب آراستہ ہو تاجدار کا تیغے کے
قبضے پر ہاتھ سپر پشت پر بالاے قلعہ ٹہل رہا ہو یہی قول ہو کہ جب وہ یہانتک آئیگا گولون کو روک کے قریب قلعہ
پہونچیگا سپر پائون کے نیچے دیکر کود پڑونگا اسنا مردسے لڑونگا سفاک نے طرف اہالیان فوج کے دیکھا پوچھا
یار و کیا ارادہ ہو سب نے عرض کی آپ کے حکم کی دیر ہو ابھی قلعہ فتح کرینگے جانین لڑا دینگے سفاک نے اشارہ کیا
اہالیان فوج بلوہ کرکے چلے گھوڑے بڑھاے پیادون نے یورش کیا لیکن خاک اُڑاتے ہوے تیر ے چمکاتے ہوے
چلے تاجدار نے دیکھا فوج نے یورش کیا دیدہ بانون نے عرض کی کہ حضور فوج آتی ہو دھاوا ہوگیا تاجدار نے
اشارہ کیا گولندازون نے شست باندھی توپین فیر ہوئین تمام میدان دھوان دھار ہوگیا جو جلد باز
آگے بڑھے تھے زد سے گولے کی اُڑگئے پتہ بھی نہ ملا نشان بھی نہ معلوم ہوا باقی سب بھاگے تین کوس ہٹ کر
ٹھہرے جہان تاجدار نے کہا ذرا ٹھہر جاؤ دیکھو کہ کی گو نہ قضا کا پڑا یا ہمارا وار بالکل خالی گیا گولندازون نے ہاتھ

ٹھہرا یا توپ رُکی دھوان ہٹا ابر دود پھٹا سب نے دیکھا ملازمان سفاک دور جا کر کھڑے ہوئے ہین لشکر
مین صداے فریاد و الغیاث بلند لیکن سفاک بیباک چست و چالاک اسباب قلعہ گیری ذات پر آراستہ کر رہا ہی
ساتھ والون سے کہتا ہی نابدولت کو بدنام کیا مین یکہ و تنہا جا کر قلعہ لیتا ہون فوراً شکست دیتا ہون یہ کہکر
گینڈا بڑھایا گرز فولادی اُٹھایا گینڈے کو مہمیز کرکے یکہ و تنہا چلا اہالیان قلعہ نے عرض کی ای شہریار عالیمقدار
وہ خونخوار اکیلا آتا ہی تاجدار نے کہا یارو براے خدا پھاٹک کھولو مجھے بھی یکہ و تنہا جانے دو جا کر اس
بیحیا سے لڑونگا اول مقابلے مین میرا سر زخمی ہوا اس سر سے آگاہ نہ تھا کہ شکست فاش ہوگی قلعہ بند ہو
کی تلاش ہوگی انشاء اللہ دیکھنا باقبال ایرج نوجوان اس بے ایمان سے کیونکر مقابلہ کرتا ہون ابھی
ولولہ باقی ہی سردار لپٹ گئے کہا حضور کو ہم اکیلا نہ جانے دینگے مرگ انبوہ جشنے دارد جب یہ سب اہل قلعہ
کے آ جائینگے جرأت و شوکت دکھائینگے تاجدار مجبور ہوگیا گولندازون نے توپین پھر فیر کین لیکن سفاک
مغرور گولون کو رد کرتا ہوا آتا ہی گینڈے کو کاوے پر لگائے ہوئے بڑی شد و مد سے آتا ہی یکایک
نعرے کی آواز آئی باشندہ اہالیان قلعہ کیون مال خراب کرتے ہو قلعہ مین نے لے لیا سردارون نے
سفاک مثل فیل مست قریب خندق کھڑا ہوا جھوم رہا ہی قصد ہی گینڈا اُڑا اون قریب پھاٹک جاؤن اب
اہالیان قلعہ نہایت بیقرار ہوئے تاجدار نے مجبور ہوکر تاج سر سے اُتارا پکار اُٹھا ای کس بیکسان
ای کارساز دو جہان ای چارہ ساز بیچارگان ای معین و مددگار افتادگان اس قلعے مین سب نو مسلم ہین ابھی
تیرے اوصاف سے بخوبی آگاہ نہین پاے اعتقاد مین اُنکے فتور آتا ہی قدرت کا ظہور ہو قلب کو سرور ہو
ظلمت کفر کافور ہو سپیدۂ سحر امید ہم ناامیدون کو چہرۂ زیبا دکھائے مراد دلی بر آئے بقدرت سبحان اللہ
ایرج بنا کے لیے وزیر کو ساتھ لیکر جو چلے تھے پانچ کوس قلعہ شہر اپنے سے بڑھے تھے کہ توپ کی آواز
کان مین آئی فرمایا وزیر اعظم یہ توپ کی آواز کہان سے آتی ہی زمین تھراتی ہی جنگی توپ کی آواز ہی کہین لڑائی کا آغاز
ہی رنگ کسے وزیر متغیر ہوگیا دست بستہ عرض کی اس حوالی مین اور قلعہ نہین ہی ہمارے ملک کی جانب سے
آواز آتی ہی خدانخواستہ کسی نے ہمارے بادشاہ کو گھیر لیا ایرج نے کہا تاجدار کا کوئی ہمسر ہی وزیر نے عرض کی
عقل سے عرض کرتا ہون عبوق کو وہ پیارا جو حضور کے ہاتھ سے مارا گیا سفاک کو وہ پیارا اُسکا بھائی نہایت
زبردست ہی شاید وہ خبر سنکر چڑھ آیا ہو ہمارے بادشاہ کے پاس فوج بہت کم ہی یہ سنکر شاہزادہ بیقرار ہوگیا
گھوڑے کو مہمیز کیا تازیانہ اُٹھایا وہ مرکب بادرفتار عکس تازیانہ کو کوڑا سمجھتا ہی راکب کے دل کا اشارہ پہچانتا ہی

کنوتیاں بدلیں دہانہ چبانے لگا جگر طرارہ بھرا باد صرصر ٹھوکریں کھانے لگی کڑکڑکی سُم مرکب کے آواز آنے لگی یال کے بال ہوا سے اُڑتے ہوئے راکب شہسوار معقول مرکب صبادم آہو کی رم جست وخیز کرتا ہوا چلا شاپور شیر دل ہر چند چاہتا ہے ساتھ دوں ممکن نہیں ہوتا آخر رکاب سے جدا ہوا نیاک اسے بھی پیچھے رہگیا جس مقام سے شاہزادے نے خیال کیا کہ توپ کی آواز آنا موقوف ہوئی اور زیادہ گھبرایا یقین کامل ہے قلعہ پر دشمن کا قبضہ ہوگیا ای ایرج باعث بدنامی بخت کی ناکامی فلک نے کیا شعبدہ بازی کی اگر خدانخواستہ تاجدار قتل ہوگیا منہ دکھانے کے لائق نہ رہے اہالیان قلعہ کیسے بیقرار ہونگے تاجدار کو تشنیع دیتے ہونگے اس خیال میں سرپٹ اُڑائے ہوئے اُس وقت ایرج پہونچے کہ سفاک قریب قلعہ پہونچ چکا تھا قریب تھا خندق کو فراکے ایرج نوجوان نے وہیں سے نعرہ کیا نعرہ ایرج ملک ایرج آں آفتاب منیر کہ صاحبقران اعظم آفاق گیر او پہلوان کہاں جاتا ہے تیرے بھائی کا میں قاتل ہوں ان بیچاروں نے کیا خطا کی یہ فرما کر طرف سفاک کے چلے تاجدار نے جو شاہزادہ والاقدر کو دیکھا ساتھ والوں سے کہا کیوں صاحبو تم کہتے تھے وہ خبر نہ لینگے میرے آقاے نامدار مولاے قدرشناس جری بہادر فلک اساس وہ آپہونچے جلد پھاٹک کھولدو اہالیان قلعہ خوش ہوگئے خوشی کے نقارے بجانے لگے صداے مبارک مبارک بلند ہوئی سفاک نے جو یہ ہنگامہ دیکھا غصے میں آواز دی کہا اس صعلوک کے آنے کی خوشی کرتے ہو ما بدولت نے خود ہرکارے روانہ کیے تھے کہ میرے بھائی کے قاتل کو تلاش کرو ڈھونڈھ کے مارونگا اجل اُسکو کھینچ لائی اسکو قتل کرکے تم سبکو قتل کرونگا ایک ایک کے خون سے ہاتھ بھرونگا لیکن مالازمان تاجدار نے پھاٹک قلعے کا کھولا پل تختہ پڑگیا ایرج نوجوان مرکب اُڑا کر قریب سفاک بیباک پہونچے آتے ہی تگاور زن ہوئے سفاک کو گرد برد کردیا پانچ قدم گینڈا سفاک کا ہٹا تین قدم کرہ بن شہقر مرکب ایرج نامور ہٹا سفاک نے نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا اہالیان فوج سفاک پرے جما کر قریب آگئے تاجدار یکہ سوار بھی مرکب باد رفتار پر سوار ہو کر مسلح و مکمل پرے جمانے لگا نگاہیں سبکی لڑی ہوئی ہیں دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایرج نے ایک مقام پر سفاک کی مشت کو سست پایا گانٹھ کر نیزے کو تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے اُس سرکش کے نکلگیا صداے احسنت و آفرین بلند ہوئی اہالیان لشکر سفاک کہتے ہیں کہ بارے ظاہر میں تو یہ جوان معشوق وضع ہے مگر فنون سپاہ گری میں بے مثل و بے نظیر چہرہ رشک ماہ منیر قاتل عیوق کوہ پیکر بیشک صف شکن و صفدر ہے دیکھیے میاں سفاک کی کیونکر جان بچتی ہے وہ تو آتے کے ساتھ ہی چھا گیا دیکھو نیزہ ہاتھ سے نکالدیا اب نیاک اسے وزیر بھی آ کر پہونچا تاجدار سے عرض کررہا ہے ای شہریار انکی

رفاقت کرے ان ایسے شیرون کی محبت کا دم بھرے جس مقام سے توپ کی آواز سنی بیقرار ہوگئے مجھسے پوچھا
یہ توپ کی آواز کہانسے آتی ہے مین نے ظاہر کیا سولے ہمارے قلعے کے دوسرا قلعہ یہان نہین ہے ہمارے ہی
قلعے پر کسی نے بلوہ کیا ہوگا وہین سے گھوڑے کو مہمیز کیا چاہتے تھے پر پرواز پیدا کرون اڑکر پہونچون جنہ
مین نے چاہا کہ ساتھ دون نہوسکا آخر رہگیا یہان تو یہ باتین ہین لیکن سفاک کوہ پیکر نیزہ نکلنے سے
بہت شرمایا ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی آواز دی او نبیرہ حمزہ تو نے غضب کیا دونون لشکر دیکھ رہے ہین
نیزے کو میرے ہوائی کیا لیکن یہ کھیل ہے مردان عالم کا یہ تیغہ برق تاب اگر پہاڑ پر مارون تو پنجہ تک کاٹون اسکا
وار کبھی نہین خالی جاتا خبردار کہکے تیغہ نیام انتقام سے کھینچا ظاہر ہوا کہ اژدہا غار سے نکل کر آیا ہوا انکا یاد دواہ دل
مطلوبان ایرج نوجوان نے گرد اسپر کا سر پر کھینچا لیکن جیسون تلوار کی باڑھ سے لڑی ہوئی ابرو پر شکن
پڑی ہوئی جبتک تیغہ دور تھا قریب سر آکر جھکا ایرج نے باڑھ بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ ہاتھ مروڑ کے تلوار
چھین لون کہ سفاک نے گریبان مین ہاتھ ڈالا دونون جوان لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی دونون لشکر
تنگ ان سب پہلوان بصورت آئینہ حیران آپسمین یہی اشارے ہین یارو دیکھو ایک پشہ پیل دمان سے لڑرہا ہے سفاک
کا یہ قد و قامت وہ جوان حسین نیک سیرت خوبصورت زور جسم مین کوٹ کوٹ کر بھرا ہے کس لطف سے کشتی
لڑرہا ہے حقیقت مین بے مثل و بے نظیر ہے بعض کہتے ہین ایسا نہوتا تو طرف طلسم ہوش ربا کے جانیکا
کیون قصد کرتا طلسم ہوش ربا پر کبھی کسی نے لشکر کشی کی ہے ایک انہین کا عزیز دس بارس سے طلسم ہوش ربا
مین لڑرہا ہے افراسیاب کو عاجز کردیا ہے لاکھون ساحر مارے گئے لوگ کہتے ہین چند عرصے مین طلسم ہوش ربا
فتح ہوجائیگا بعض کہتے ہین یارو طلسم ہوش ربا کون فتح کرسکتا ہے وہانکا بادشاہ افراسیاب خود ساحر
لاجواب ہے کل فنون مین طاق شہرہ آفاق استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے تین پہر کامل سفاک کوہ پیکر
و ایرج نامور سے کشتی ہوئی پہرون رہے سفاک نے ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ او جوان ایک زور آخر
کرتا ہون ایرج نے فرمایا بسم اللہ شاہزادے کو ریل کرکے دوڑا سات آٹھ قدم پر لاکر ہکہ مارا پایان
گھٹنہ شاہزادے کا آشنائے زمین ہوا سفاک اوپر آکر چھاپا کمر مین ہاتھ ڈالکر ایک زور ایسا کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا
اسمین بھی جنبش آجاتی لیکن اس کوہ وقار کے لنگر مین جسم حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ اٹھالیا کہا اے جوان
تیرے زور کا مشتاق ہون ایرج نوجوان اپنے مقام سے مثل شیر غضبناک اٹھا دونون مونڈھے سفاک
کوہ پیکر کے تھام کرکے دوڑا سفاک نے چاہا بائین قدم پر رکون داہنے بازو کا ہکہ مارا طبقہ زمین کا سفاک کے

پانون کے نیچے سے نکلگیا اس طرح پر شاہزادہ ریلے ہوئے اُسکو لاتا ہی جسطرح پتہ باد تند مین اُڑے
پتھرہ اٹھارہ قدم ریل لائے وہان پر آکر لیقوت صاحبقرانی ہکہ بارا دونون گھٹنے سفاک کے آشنا زمین
ہوئے چاہا تڑپکر لنگر قائم کرے حریف زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہی بہ تعجیل تمام کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر
نعرہ کوہ شگاف کیا سفاک کو اُٹھا لیا پہلے زور مین تابہ گھٹنہ دوسرے زور مین تابہ سینہ تیسرے زور مین
اُس مغرور خود سر کو سر سے بلند کیا کچھ زور مین فرق نہ آیا سفاک نے چاہا بغلون مین پیر اڑا کر دھر اُڑا اُون
ایرج نے داہنا قدم آگے بایان پیچھے بڑھا کر چرخ دیا مثل طاؤس آتشبازی کے چرخ کھانے لگا
زمین پر مارا اُسنے چاہا مونڈھے کی کھاکر سنبھلون ایرج نے ایک ٹھوکر ماری گردبرد وہ جوانمرد چار دن
شانے چت ایرج نے کود کر کُندہ زانو سینے پر رکھا کمر زنجیر کھولی اہالیان لشکر دوڑ پڑے ایرج نے
شاپور کو اشارہ شاپور نے جھپٹ کر حباب بیہوشی مارا بیہوش کرکے پشتارہ باندھکر بھاگا ایرج نے قبضے
پر ہاتھ ڈالا کرہ بن شقر پر سوار ہوئے نعرہ کرکے لشکر پر جا پڑے تاجدار بھی مع لشکر آکر حملہ آور ہوا بیت

دو لشکر ز رشکر درآمیختہ | قیامت زگیتی شد انگیختہ | ہزارون زرہ پوش خنجر گزار
نیستان سے بھی بڑھکے کچھ نیزہ دار | وہ رستم لڑائی بھڑائی مین تھے | وہ سہراب جنگ آزمائی مین تھے
ہوا سامنا تیر چلنے لگے | نیاموں سے خنجر نکلنے لگے | لیکن ایرج نوجوان بصد شوکت

وشان لڑتا بھڑتا قریب علمدار پہونچا فوج کا علم مع علمدار قلم کیا اب تو لشکر مین سفاک کے بھگدڑ پڑ گئی
شکست اول یہ ہوئی کہ افسر گرفتار ہوا علم فوج بھی قلم ہوا کس نشان پر لڑین آخر بھاگے شام ہوتے ہوتے
فتح ہو گئی اہالیان لشکر سفاک بھاگ گئے ایرج نوجوان لُغت و فیروزی پلٹے بارگاہین وغیرہ سب قبضے مین
آئین اور تاجدار نے انتظام معقول کیا شاہزادہ میدان کارزار سے پلٹا قلعے مین آکے داخل ہوئے تہنیت سیان
شہر برائے استقبال آئے ہر گلی کوچے مین ہنگامہ ہمارے بادشاہ نے جسکی رفاقت کی ہی وہ شیر دلیر شہر لیے
لاتا ہی کیا وقت پر آئے سفاک ایسے پہلوان کو زیر کیا دو کانون مین مجمع عام کو ٹھونہر امیر و رئیس مشتاق
جمال باکمال شاہزادہ دونون ہاتھون سے جھکے سلام لیتا ہوا تاجدار ایکہ سوار کمر باندھے ہوئے
چوب چماق ہاتھ مین انتظام بانٹ بات مین زر نثار کرتا ہوا اس کروفر سے لاکر داخل دارالامارہ شاہی کیا
تخت جواہر نگار آراستہ تھا عرض کی بسم اللہ تخت پر قدم رنجہ فرمایئے ایرج نے کہا ای شاہ عالیوقار ہمکو
پروردگار نے برائے تاج بخشی خلق فرمایا ہی ہم اک مرد سپاہی ہین یہ فرماکر تاجدار کو تخت پر بٹھایا آپ نگلن رہین

جلوہ فرما ہوئے شاپور شیر دل پشت پر آکر ٹھہر انا جدار نے صحبت عیش و نشاط آراستہ کی نازنینان مہجبین و رقاصان پری طلعت حور پیکر خوبصورت آکر حاضر ہوئین ناچ شروع ہوا ٹھمریان گانے لگین شاپور طرح سے بخوبی آگاہ ہی اُس نازنین عاشق کش سے اشارہ کیا کوئی غزل گاؤ جانتا ہی شاہزادہ ہجر محبوب مطلوب مین مبتلا ہی اُس مہ جبین طناز نے بصد عشوہ و ناز یہ غزل آغاز کی

غزل

جب سے کہ شیفتہ ہین ہوا قد یار کا
جیسے کہ حال ہوتا ہی زخمی شکار کا
ظاہر ہین میرے اُنکے صفائی بھی ہوگئی
آئنا ٹھہر کہ دیکھ لون چہرہ مین یار کا
عبرت کی جا ہی تھے جو زمانے مین نامور
لو میکشو پھر آتا ہی موسم بہار کا
اب بھی نمود آبلہ پائی ہی قیس کی
جب سے کہ مل گیا مجھے گوشہ مزار کا
تیغ زبان کسی کی نہ ہر گز کرے گی کام

ہر روز سامنا مجھے رہتا ہی دار کا
مرغوب ہی جو حسن کسی گلعذار کا
مشکل ہی دور ہونا دلون سے غبار کا
ڈھونڈھا لحد مین آکے نکیرین نے مگر
اب تو نشان بھی نہین اُنکے مزار کا
دونگا خدا کو عشق بتان کا جواب کیا
صحرا مین رنگ سرخ ہی سر نوک خار کا
ایسا ہی تھا شوق دید کہ چشم کباب نے
سطوت غلام ہون ہین شہ ذوالفقار کا

عالم یہ عشق مین ہی دل بیقرار کا
بدلا ہوا ہی رنگ دل بیقرار کا
ای موت بند کر نہ مری آنکھ وقت نزع
لیکن پتہ ملا نہ مرے جسم زار کا
آراستہ ہوئے ہین زمانے کے بیکدے
دھڑکا ہی دل کو پرسش روز شمار کا
دنیا کی آفتون سے بچائین ہزار بار
سرمہ لگایا خاک کف پای یار کا

یہ اشعار عاشقانہ جو رقاصہ نے گائے ایرج چوٹ کھائے ہوئے مبتلائے درد فراق معشوق کا اشتیاق آنکھون سے آنسو جاری ہوئے ہاتھ کلیجے پہ رکھ لیا فرمایا ای شاپور اب جلسہ برخاست ہو یہ فرما کر اُٹھے خوابگاہ مین تشریف لائے تنہائی جو ہوئی طبیعت بھر آئی خاصہ بھی نہ نوش کیا یاد مین ملکہ بران شمشیر زن کے یہ اشعار مصیبت آثار مخفی زبان پر جاری ہوئے نظم

تا بہ غم ہمدم شدم از محنت و غم فارغم
ہیچو مجنون از بد و نیک دو عالم فارغم
بنشو کم گر دید قسمت چون بدیوان ازل
محنھا صد شکر کز شکوے مادم فارغم

با مصیبت تا گرفتم خو ز ماتم فارغم
با پریشانی و نادانی قناعت کردہ ام
با توکل پیشگان از بیش و از کم فارغم

بس صبر با گرفتاری و آزادی مصیبت
از چنین در ہم کشید ہائے جانم فارغم
گریہ و زاری مظلومان ندارد چون اثر

تڑپ تڑپ کر جو یہ اشعار پڑھے آنکھون سے آنسو جاری ہوئے شاپور قدمون سے لپٹ گیا عرض کی ای شہریار دیکھین یہ غم کیا دکھاتا ہی آٹھ پہر آپ کو ملکہ عالم کی یاد ہی ہر گھڑی شور و فریاد ہی ایسا نہو دشمنون کی جان جاتی ہے صبر واجب لازم ہی ایرج نے فرمایا ای خیر خواہ بخدا کسی طرح دل نہین مانتا بڑا افسوس یہ ہی کہ ملکہ عالم صاحب اختیار ہین جسوقت چاہین آکر ملاقات کر جائین لیکن معلوم یہ ہوتا ہی کہ ہماری

یاد گوشۂ خاطر سے فراموش ہوئی دوسرا ایک یہ بھی مقدمہ ہے کہ ہوش ربا مین قیامت بپا ہے زبانی ساحرون کے
سنا تھا کہ ہمارے روح روان قوت بازو اسد خوشخو قید سے رہا ہوے افراسیاب کو کد و کاوش ہے کہ پھر
اسد نامدار کو گرفتار کرے ن مہرخ وغیرہ کو شکست دون ہنگامۂ عظیم برپا ہے ایک ساحر کی زبانی خبر
پائی تھی کہ ہفت حجرۂ بلا کھلنے کو ہے نہین معلوم وہ بلائین کیا چیز ہین ساحران ہوش ربا کہتے تھے کہ اُن بلاؤن کو
کوئی ٹال نہین سکتا خدانخواستہ اس زمانے مین کوئی لڑائی سخت پڑی طلسم اسکندریہ تک ملکہ نے خبر لی اب
نہ آسکین اے برجال ملکہ تران شمشیرزن باپ انکا ہمہ دان ہمہ گیر علم نجوم و نیرنگ مین بےنظیر اُدھر خوف
افراسیاب کیونکر یہانتک آسکین ہمارا باپ سے جنجولنگ زندگی سے تنگ کئی مہینے ہوئے جنگلون مین مارے مارے
پھرتے ہین اب قصہ کامل تھا ان جھگڑون مین پھنس گئے اب جو یہان سے مہلت حاصل ہو دو منزلہ سہ منزلہ کرو
جسطرح بنے اپنے کو تا بہ سرحد ہوش ربا پہونچاؤ شاپور عقیل و فہیم ندیم قدیم تسکین دینے لگا کہ حضور ایک
ہفتے مین تا بہ سرحد طلسم ہوش ربا پہونچ جائینگے وہ شب فراق انہین باتون مین کٹی ہنگام نماز سحر پڑھی
بارگاہ مین آئے تاجدار سے فرمایا سفاک کوہ پیکر کو بلاؤ دربار اُسکا سمجھا جائے زنجیرون مین بندھا ہوا
سفاک دربار مین آیا لیکن سر جھکائے ہوے عرق حجاب پیشانی پر ایرج نے جو اُسکو پریشان پایا بغل سے اُٹھے
زنگل آہنی منگوا کر سفاک کو جگہ دی بفصاحت و بلاغت فرمایا کیون ای برادر ریحان سرابای پہلوان نامور کیا قیدخانے
مین کچھ تکلیف تو نہین پہونچی سفاک نے دست بستہ عرض کی آپ کی عنایت سے بڑی عیش مین بسر ہوئی
ایرج نے فرمایا ای برادر مقام افسوس ہے جس پروردگار خالق لیل و نہار نے تمکو یہ زور و قوت مرحمت فرمایا
شہر کا بادشاہ کیا اُسکو نہین پہچانتے پونے دو سو خداؤن کو سجدہ کرتے ہو معاذاللہ پیدا کرنیوالا وحدہ لا شریک
ہے یہی اعتقاد ٹھیک ہے اس کیفیت سے ایرج نوجوان نے اُس گم گشتۂ وادی مذہب کو سمجھایا زنگ کفر آئینۂ
قلب سے دور ہوا قدمون سے لپٹ گیا عرض کی ہین تو حضور کا عاشق صادق ہون آج مجکو دولت دین
ملی کلی آرزو کی کھلی ایرج نے خوش ہوکر قید آہن اُسکے جسم سے دور کرا کے خلعت فاخرہ منگوا کر دیا عقائد
دین حق تعلیم فرمائے اہالیان لشکر اُسکے جو بھاگ کر درہ ہاے کوہ مین چھپے تھے وہ بھی آکر حاضر ہوئے سب نے
حلقۂ اطاعت گوش جان مین ڈالا شاہزادے نے فرمایا ای تاجدار جلد سامان سفر تیار ہو آج ہی قلعۂ سنبلیہ
پر پہونچین کل وہان سے کوچ کرین تاجدار و سفاک نے عرض کی غلامان جانباز بھی اب دولت نہ چھوڑینگے
حضور کے ساتھ چلینگے ایرج نوجوان نے فرمایا ای خیرخواہان دولت ای صاحبان سطوت و صولت ہمارا مقصد

دور دوراز ہے رہبر کامل کی عنایت پر ناز ہے ہمارا ساتھ دینا بہتر نہیں ہے تاجدار نے عرض کی میں دامن دولت
نہیں چھوڑونگا حضور کے ساتھ چلونگا ایرج نوجوان نے فرمایا بسم اللہ تیاری کرو اسی وقت لشکر آراستہ
ہوا بائیس ہزار سوار و پیدل یہ بھی ہمراہ ہوئے یہاں قلعہ سرابیہ پر شاہزادہ صیقل آئینہ دار کو بڑا انتظار تھا
دل تردد منزل ملکہ انجم ماہ رخسار بیقرار تھا کہ شاہزادے کو کئی دن گذرے ابھی تک تشریف نہیں لائے
نیلم و فیلم وغیرہ نے قصد کیا تھا کہ ہم واسطے خبر کے جائیں کہ ہرکارے آکر پہونچے ہاتھ اٹھا کر دعائے بادشاہ
بجا لائے عرض کی شاہزادہ والاقدر بڑے جاہ و حشم سے تشریف لاتے ہیں وہاں بھی جا کر مقابلہ پڑا ایک بڑے
پہلوان کو زیر کر کے لائے ہیں صیقل آئینہ دار نے فرمایا بخدا ہمارا آقائے نامدار بڑا صاحب اقبال ہے نیلم زنگی و
فیلم زنگی وغیرہ واسطے استقبال کے اٹھے سب سے پہلے ملکہ انجم ماہ رخسار مع چند کنیزوں کے سوار ہو کر
استقبال بیرون قلعہ آکر ٹھہریں سردار دو کوس آگے بڑھ گئے ایرج نے جو اپنے سرداروں کو آتے ہوئے دیکھا
مرکب سے کود پڑے سفاک کوہ پیکر کو نیلم وغیرہ سے بغلگیر کرایا ایک ایک برادر بجان برابر لپکے ملاقات ہوئی
گلو دیکھ کر سفاک حیران ہو گیا ایک ایک سے پوچھتا ہے کیوں بھائی تمکو بھی آقائے نامدار نے زیر کیا ہر ایک
جواب دیتا ہے ہماری کیا حقیقت ہے ہم ایسے بہت سے چاکران کمترین حاضر خدمت فیضدرجت ہیں
اور تمنے ابھی لشکر آقائے نامدار کو کہاں دیکھا ہے لوگ جریدہ تعقب میں ہمراہ شاہزادے کے چلے آئے
کئی سو سردار پہلوانان نامدار ہم سے بہتر و برتر نگینہ داد اجان کے لشکر میں موجود ہیں سفاک خوش ہوا
دل سے کہتا ہے حقیقت میں دولت کونین حاصل ہوئی ایسا آقائے قدردان صاحب زور و لیاقت جمیل
غریبا کا کفیل کسکو ملتا ہے اگر کلاہ فخر تا بہ عرش اعلیٰ پہونچائیں تو بجا ہے سب سے باتیں کرتا ہوا ایرج آگے
قریب قلعہ پہونچے دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار انتظار میں کھڑی ہیں دیکھتے ہی ملکہ انجم ماہ رخسار مثل
ادب برائے تسلیم خم ہوئیں شاہزادہ بھی مسکرایا آپس میں از و نیاز کے اشارے ہوئے ان سب
لیکر داخل قلعہ سرابیہ ہوئے ملکہ شگفتہ مے نوش مشتاق جمال شاہزادہ والاقدر تھیں بیقرار ہو کر
دربارگاہ پر نکل آئیں شاہزادے کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہو گئیں ایرج بھی برائے دلدہی قریب آئے
اب سب سردار داخل دارالامارہ شاہی ہوئے ملکہ شگفتہ مے نوش سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوئیں تاجدار
کیکسوار اور سفاک نامدار نے ملکہ عالم کو نذر دی ایرج نوجوان نے ان دونوں سرداروں کی کیفیت
ملکہ سے کہی بیان کی سب کو خوشی حاصل ہوئی ملکہ انجم نے فوراً ساقیان سیمین تن ماہ رخسار کو حکم دیا جام

ہو ار غوانی گردش مین آیا لیکن سب نے دیکھا کہ شاہزادہ نہایت مکدر ہی صیقل آئینہ دار نے دست بستہ عرض کیا
عنایت سے پروردگار کے بڑی فتح نصیب ہوئی لیکن حضور کو مین پریشان پاتا ہون ایرج نے ملکہ پران کا
ذکر نہ کیا یہ کہا یہ راز تو دل ترد و منزل مین مخفی ہی مگر فرمایا ای برادر اب ہم اسمانا بدار کے بہت مشتاق ہین براہ
مہربانی جلد تیاری سفر کی کرو ہمارے معشوق عاشق خصال اسد غازی صاحب جاہ و جلال سے ملاؤ
بتعجیل تمام سرحد ہوش ربا مین پہونچاؤ ایک ایک لمحہ برابر ایک سال کے گذرتا ہی صیقل نے عرض کی آپ کے
اقبال سے سب سامان تیار ہی کل بوقت سحر بعد کروفر کوچ کیجیے شکار کھیلتے ہوئے چلیے راہ مین اکثر جگہ
ملینگے ضرور مقابلے پڑینگے ایرج نے فرمایا اسکا کیا تردد ہی شب اسی ذکر مین بسر ہوئی بوقت سحر بعد کروفر
چار لاکھ جوان کا لشکر چار سو سرداران نامور ساحر و غیر ساحر مسلح و مکمل ہو کر سامنے آئے ملکہ شمشیر مو
تخت پر سوار ہوئین اور صیقل نے بڑھکر ساحرون کا انتظام کیا سفا کہ کوہ پیکر و نیلم و فیلم و غیرہ مرکبون پر سوار ہو کر
آگے بڑھے غیر ساحر و نکا مجمع انکے عقب مین بعدہ صاحبقران ثانی شاہزادہ یوسف ثانی نقادِ روح روان تمام
عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان زیر سایہ علم شیر پیکر اس جاہ و جلال سے لشکر ظفر اثر نے طرف
طلسم ہوش ربا کے کوچ کیا انکو تو راہ مین چھوڑیے حال انکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان حجرۂ سوم بلا کہ جسکا حاکم و ناظم خنقاف جادو ہی روانہ ہونا افراسیاب کا تلاش مقام خنقاف بہدایت زال جادو اور راہ مین روک ٹوک طرف سے ملازم کوکب یعنی فرعون جادو سے لڑنا افراسیاب کا بصد کروفر اور قتل ہونا فرعون کا از دست افراسیاب ساقی نامہ

شراب ای مرے پیارے ساقی پلا
بہت سی نہ گر دے ذرا سی پلا
تجھے دانۂ پرنمک کی قسم
تجھے نشۂ مل کی سوگند ہی
قسم ہی تجھے عالم آب کی
قسم تجکو مستون کے مستی کی ہی
قسم تجکو واعظ کے دستار کی
مٹا شیخی زاہد کی ہو ہو کے مست

قرابے مین جو کچھ ہو باقی پلا
قسم تجکو مستان مبہوش کی
نمکدان و نقل و گزک کی قسم
تجھے عشق بنت العنب کی قسم
قسم تجکو جوشِ مۓ ناب کی
قسم تجکو زاہد کے پرہیز کی
قسم تجکو مستیِ میخوار کی
گرا آنکھون کو جام مۓ لالہ فام

نہ خالص اگر ہو تو ر اسی پلا
قسم تجکو رندان بیہوش کی
تجھے بانگ قلقل کی سوگند ہی
تجھے دور آب طرب کی قسم
قسم تجکو صہبا پرستی کی ہی
قسم تیزیِ بادۂ تند کی
وضو توبہ شیخ کا کر شکست
بنا دے مجھے مردم چشم عام

قرابون کو لبریز کرکے دے
جد صحر دیکھیے عالم آب ہو
لب جام مے کا وظیفہ پڑھے
فدا رند پر داخت انگور ہو
وہ مے دے کہ اک ساقی نامہ لکھون
عجب شے ہے دنیا مین صہبا نہ پوچھ
ہر اک رند کو آب حیوان ہے یہ
ہین سب چاہ مین اسکے پانی کیطرح
یہ ہے آفتاب سپہر سرور
یہ ہے دختر اک قاضی ہند کی
رسے ہے جوانون کی مستی پسند
نکلتی ہے یہ جیسے شیشے سے آگ
دکھائے جو اعجاز صہبائے ناب
ہرن نشہ کردے یہ ضرغام کا
بہم ہون کباب و مئے لالہ فام
انھین سب سے ٹھون کا میلا ہو آج
ہو ہر ہاتھ مین قمقمہ جام کا
ملین چہرۂ مردتک پہ گلال
ملے ہولی خم رند بیباک سے
ہین آب خجالت سے سرشار یان
عروسان تاکستان ہین ہولیان
صنم پہ طرفہ ٹھٹھولی کا ہے
صفا مین کی ہولی قلم گا چمکا

سبو پر سبو خم پہ خم بھر کے دے
بہار ست بے مے حرام ست زیست
قرابے کو چھے گھڑے کی چڑھے
ہو جامے سے باہر مئے لالہ فام
پہنکر ظہوری کا جامہ لکھون
یہ مے جسمین انگور کی روح ہے
جو ہین بادہ خوار انکا ایمان ہے یہ
ہے گنجینہ و ساغر آفاق مین
یہ ہے نور مہتاب جام بلور
حسینون کی خلوت مین دھاک اسکی ہے
پری بنکے ہوتی ہے شیشے مین بند
پس دفن زندہ نکلتی ہے یہ
نظر آئے مہتاب مین آفتاب
بس اب کر نہ دیر ایک دو جام دے
نمک دان سبو نقل خم شیشہ جام
کرین رند بھٹی پہ منجوار یان
بنے رنگ صہبائے گلفام کا
پلائے سبو جام مے کی شراب
بغلگیر ہو دختر تاک سے
گلال اپنا منھ پر جتا ہی رنگ
چھپاتی ہین سکی ہوئی چولیان
جسے دیکھیے ہے وہ ساغر بدست
ورق قسمت نظم چمکا چمکا

زمانے مین دور مئے ناب ہو
برا حوال زہاد باید گریست
جو بوتل ہو وہ شیشے مین چور ہو
پکڑ کر چلین ہاتھ رندون کے جام
کچھ اے ساقی عہد پیماں پوچھ
بنے کشتی میکدہ نوح ہے
قلم پر یہ نازان ہے مانی کی طرح
یہ ہے شیشے کی اخگر آفاق مین
یہ ہے ناخدا کشتی رند کی
شب وصل مین سبکو تاک اسکی ہے
جو بوتل کا ساقی اڑاتا ہے کاگ
زمانے مین بے بالون چلتی ہے یہ
جو چکھے فرا اسکے اک جام کا
بہار آئی صہبائے گلفام لے
انھین کا زمانے مین میلا ہو آج
قلم چھوڑے صبا کی پچکاریان
جو آنکھین ہو صبا کی نشے مین لال
یہ تشبیح ہولی جلائین کباب
حسینو نیہ چھٹتی ہین پچکاریان
عبیر آنہ کے چہرے پہ لاتا ہے رنگ
غرض کچھ عجب لطف ہولی کا ہے
جسے دیکھیے ہے وہ صہبا پرست

چہرہ نہندگان دریائے زخار جلبان

وشناوران بحر ناپیدا کنار سرفرازی طوفان بیان مین کشتی مضامین کو بصد عز و تمکین بدستیاری کلک فصاحت
آئین بہ امید باد مراد یون روان کرتے ہین شعر جو ہین زبدۂ زمرۂ داستان ، وہ لکھتے ہین اس طرح
یہ داستان ، جب تاریک شکل کش قتل ہوئی افراسیاب بصد پیچ و تاب حیرت جادو کو مع لشکر
بصد کر و فر طرف ملکہ مہرخ کے روانہ کرکے خود طرف قلعۂ تخت الشعاع کے یکہ و تنہا چلا زال جادو کو
جو خبر قتل تاریک شکل کش ہوئی قلعۂ تخت الشعاع مین ماتم برپا ہے کل سامری پرستون نے سوگ کھایا ہے
گھر گھر یہی چرچا ہے کہ سرپرست سامری پرستان افسر ساحران جہان کا انتقال ہوا ہر ایک کے قلب پر ہجوم غم
و ملال ہوا اور زال جادو کہتا ہے یارو اب بچنا طلسم ہوش ربا کا دشوار ہے دل تہ و دمنزل بیقرار ہے بڑا
مقام تعجب ہے کہ تاریک شکل کش کو کسنے قتل کیا کیونکر اسیر پنجۂ قابض ہوا یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے
آکر عرض کی شہنشاہ طلسم ہوش ربا تشریف لاتے ہین زال جادو نے منھ پیٹ لیا کہا یارو اب شہنشاہ آٹھ پہر
حجرہ ہاے بلا کی فکر مین ہین اگر ایسا سمجھا مشتعل جادو کا نشان نہ بتلایا مع حیات مشتعل کا گل ہونا ہم تیرہ بختون کا
سر پر ہاتھ رکھکر رونا یقین ہے کہ اب تیسرے حجرے کی تلاش ہو شہنشاہ کو اختیار ہے یہ حقیر مجبور و ناچار
ہے روتا ہوا براے استقبال چلا دیکھا شہنشاہ تخت آراتے ہوے تشریف لاتے ہین جاکر پایۂ تخت پر ہاتھ
رکھا بہ اعزاز و اکرام دار الامارۂ شاہی مین لائے بیٹھتے ہی افراسیاب نے کہا اے خیرخواہ دولت اے
رازدار سامری و جمشید جلد بتلاؤ کہ تیسرے حجرے کا کون مالک ہے اس منزل بلا کا کون سالک ہے زال
جادو نے سر جھکا لیا عرض کی اختقاق جادو سامری کا زینت پہلو صاحب جاہ و حشم حاکم
نقارۂ جمشیدی ہے جسکی صداے مہیب سے زمین و زمان تھرا جاے ساحران جلیل کو غش آجاے
اس تک جانا حضور کا نہایت مشکل ہے بڑی سخت منزل ہے تب افراسیاب جادو نے کہا ما بدولت کسی کی مدد
نہین چاہتے خود تشریف لیجائینگے تم ہدایت کرو نشان و مقام مفصل بتادو جسطرح بنےگا جاؤنگا
اختقاق جادو کو لاؤنگا زال نے عرض کی غلام عرض کرتا ہے بگوش ہوش سماعت فرمائیے اک صحراے
ہیبتناک مین سامری و جمشید نے اسکا مقام قرار دیا لیکن راہ مین فرعون جادو ساحر زبردست
ملازم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر رہتا ہے اسنے عرصۂ دراز سے بندوبست کیا ہے کوئی
اسطرف نہین جاسکتا حضور مخفی ہوکر جائین فرعون کو خبر نہوا اگر آگاہ ہوگا جانباز سرفروش نمک حلال صاحب
اقبال ضرور سرکار دولت مدار کو روکیگا خیرخواہ کو بڑا تردد ہے کہ یکہ و تنہا جانا حضور کا دشوار ہوگا فوج کا

بھی ہمراہ ہونا ناممکن ایک سال توقف فرمایئے اسی قلعہ تخت الشعاع پر ولادت سامری کا جشن ہوتا ہے ضرور اختقاق جادو بھی آئیگا حضور تشریف لائیں اُسکو آمادہ کیا جائے جانے ہی خاتمہ کر دیگا لاشہ ہائے باغبان سے کوہ و دشت بھر دیگا افراسیاب جادو نے کہا ای برادر سال بھر میں نہیں معلوم مسلمان کیا کیا فتنے برپا کرینگے سار بان زادہ آٹھ پہر جستجوے لوح مین مصروف ہے تمام عالم میں مشہور ہے کہ لوح طلسمی کو توڑ ڈالا باغبان و بہار اس خبر کو سُنکر ہنستے ہین حیرت جادو پر آوازے کستے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے لوح کا توڑنا ناممکن قبل از آمد تا ریک شکل کش باغبان نے صلاح دی تھی کہ طلسم کشا کو ہمراہ لیکر طرف دریاے نیل کے کوچ کیجیے یہ خبر سُنکر مین گھبرا گیا والی امان کو لاکر اڑا دیا لیکن انکو بھی دشمنوں نے قتل کیا مین ضرور جاؤنگا اختقاق کو سمجھا کر لاؤنگا ای زال جادو تو آگاہ نہین ہوا کہ ما بدولت کو کیا منظور ہے کسی کی یاد مین قلب ناصبور ہے زال جادو نے کہا مین اس بھید کو نہین سمجھا کسی قدر آگاہ فرمایئے افراسیاب نے کہا حاکمان حجرہ پنجم دختران ملک اخضر گوہر پوش ملکہ یاقوت سخندان و لعل سخندان کا مشتاق ہون سابق مین ملک اخضر چاہتا تھا کہ ما بدولت کے ساتھ شادی کرے مین نے خیال نہ کیا اب اُنکو خواہش ہے کہ خود شہنشاہ تشریف لائیں تب ہم قبول کرین حجرہ ہاے بلا کی ترتیب ہے جب تک یہ دونون حجرے طے نہ ہون وہانتک جانا دشوار ہے یاد جمال یاقوت سخندان مین دل بیقرار ہے مشہور ہے کہ اُسکے خواب مین سامری و جمشید تشریف لاتے ہین خود تعلیم فرماتے ہین اس سبب سے زیادہ کد و کاوش ہے آٹھ پہر یہ کوشش ہے کہ ملکہ حقیقی سے ملاقات کرون دامن مدعا در مراد سے بھرون زال نے سر جھکا لیا افراسیاب جادو نے اُسی وقت سحر سے ایک ابر تیرہ و تار تیار کیا آفتاب بنکر اُس ابر سحر مین چھپا لیکن لحوظ خاطر ناظرین سے ہے چونکہ زال جادو نے ذکر فرعون سامنے افراسیاب کے کر دیا بر وقت روانگی افراسیاب نے ایک نامہ معرفت طائر کوہ پردۂ ظلمات کے روانہ کر دیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ نانی امان مین طرف ملک فرعونیہ کے جاتا ہون اگر مین فرعون جادو سے مقابلہ پڑیگا کسی ملازم کو اپنے ضرور روانہ کیجیے گا وقت پر میرے پاس پہونچے یہ نامہ دائن بطور رند کو رچلا لیکن شہنشاہ کوکب و شمشیر رخصت ہو کر خواجہ عمرو سے قصر جمشیدی مین آیا طائران سحر کو ہر طرف روانہ کر دیا ایک طائر نے آکر خبر دی ای شہنشاہ افراسیاب طرف قلعہ تخت الشعاع کے گیا تلاش مین اختقاق جادو کے قصد ہے کہ تیسرا حجرہ بھی کھولون کوکب نے خورشید روشن رائے وزیر اعظم کو بلایا کہا ای برادر تو نے سُنا افراسیاب خانہ خراب بصد قہر و عتاب تلاش اختقاق میں

گیا ہے لیکن مجھکو خیال ہے کہ راہ مین ملازم ہیرا فرعون جادو ساحر زبردست رہتا ہے اُسکو فوراً ایک نامہ لکھو
کہ خبردار افراسیاب جادو کو اپنی سرحد سے نہ جانے دینا مین اس تدبیر مین ہون کہ سامان لشکر کشی
کرکے اسد غازی کو طرف دریاے نیل کے روانہ کرون ہرچند کہ عمرو بھی غافل نہین ہے مگر ہمکو زیادہ فکر ہے
ہرچند کہ نشان نہین ملا لیکن رازدار طلسم یہی کہتے ہین کہ افراسیاب نے لوح طلسمی طرف دریاے نیل کے
روانہ کی نہین معلوم کسکے پاس ہے خود جاکر دریافت کرونگا اب تو اس حجرے کی بڑی فکر ہے اوصاف اُسکے
زبان سے نور افشان جادو کے سُن چکا ہون خورشید روشن راے نے اُسی وقت نامہ لکھا ساحر
تیز رو کو دیا ساحر طرف فرعونیہ کے روانہ ہوا ادھر نامہ کوکب روشن ضمیر نے براے اطلاع حال خواجہ عمرو
کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ عیاری و اے شاہباز اوج طراری آپ کو آگاہ کرتا ہون کہ افراسیاب جادو
بجستجوے اشتقاق حاکم حجرہ سوم گیا ہے مین نے بھی فکر کی شاید نہ آسکے مگر آپ ارسطو فطرت لقمان حکمت ہین
تدبیر واجب اللازم ہے خواجہ عمرو بعد فراغ مقدمۂ تاریک دربار مین جلوہ فرما تھے خیرخواہان دولت نے عرض کی
کہ ابھی لشکر حیرت آپکے مقابلے مین نہین آیا ہے بجستجوے لوح طرف دریاے نیل کے کوچ کر دیجیے شاید کسی طرح
پتہ ملے عمرو نے حکم دیا ہے کہ لشکر کو تیار کرو کہ اُسی وقت طائر سحر نے آکر نامہ خواجہ عمرو کو دیا عمرو نے
پڑھا ہوش و حواس باختہ ہوے مہرخ و بہار و باغبان وغیرہ کو لیکر عمرو تخلیہ مین آیا تمام کیفیت
بیان کی ملکہ مہرخ کے منہ پر ہوائیان اُڑنے لگین کہا خواجہ اگر اشتقاق جادو آگیا کوئی اُسکے ہاتھ سے
زندہ نہ بچیگا [illegible] نقارۂ جمشیدی پر چوب لگائیگا ہر ساحر و غیر ساحر کو غش آجائیگا بارہ ہزار جلاد
صاحبان ظلم و بیداد اُسکے ہمراہ رہتے ہین بڑھکر دشمن کو قتل کر ڈالتے ہین عمرو نے کہا اب سفر تو موقوف رہے
اسد غازی کو کسی حیلے سے براے شکار روانہ کرو یقین ہے لشکر لیکر حیرت جادو بھی آتی ہوگی جہانتک
ہوسکے اپنے کو مقابلے سے بچاؤ مین بھی فکر مین جاتا ہون یہ کہکر عمرو نے اُسی وقت بانہاے عیاری
ذات پر آراستہ کرکے طرف فرعونیہ کے چلنے کا ارادہ کیا برق تڑپکر سامنے آیا کہا اُستاد مین بھی ہمراہ چلون
عمرو نے کہا مین کسی کو ساتھ اپنے نہین لیجاتا وقت پر جہان تلاش کرینگے وہان پاؤگے برق نے کہا بہت خوب
ایک جانب خواجہ عمرو ایک سمت برق نامور بجستجوے افراسیاب مین جاتے ہین وقت پر انکا بھی ذکر ہوگا
مگر نامہ دار کوکب عالی وقار ملک فرعونیہ پر پہونچا مشیران سلطنت موجود تھے اُنسے حال فرعون جادو
پوچھا سب نے کہا ہمارے شہنشاہ ہمیشہ شکار مین مصروف رہتے ہین تاہم ہم آپکی خدمت مین روانہ کر دینگے

قاصد پلٹ گیا لیکن فرعون جادو حقیقت مین نہایت شکار دوست ہی صحراے پرفضا مین بارگاہ آسمان
چار لاکھ ساحران نامی وگرامی فروکش ہین بوقت سحر بیرون بارگاہ یہ ناموران کل زرین پر جلوہ فرما ہی گر
اسوقت وزرا امرا یہی ذکر کر رہے ہین کہ آج کل ہمارے شہنشاہ کو بڑا تردد ہی افراسیاب ایسے بادشاہ عالیجاہ
مقابلہ ہر وقت کی لڑائی آٹھ پہر لشکر کشی اسوقت مین چلکر شراکت شہنشاہ کوکب روشنضمیر واجب و لازم ہی
فرعون نے جواب دیا آج کی شب تو اس مقام پر بسر کرون کل انشاء اللہ قلعۂ فرعونیہ پر چلکر اسباب جنگ
و جدال مہیا کرون جاکر خدمت مین اپنے شہنشاہ کے حاضر ہون حقیقت مین خیرخواہان دولت ہمپر طعن کرینگے
شہنشاہ پر وقت سخت ہی اسوقت مین جو شراکت نہ کرے بدبخت ہی کل ساحر یہی جواب دیتے ہین اے شہنشاہ
با اقبال کوکب روشنضمیر چلکر صفین الٹ دینگے افراسیاب کے باپ سے مقابلہ کرینگے افراسیاب بڑی
بڑی تدبیرین کرچکا طلسم نور افشان کا فتاح منازل عجائب وغرائب کا سیاح ڈھونڈھکر لایا ہمارے
شہنشاہ نے بڑے بڑے صدمے اٹھائے لیکن آخر مین پھر صاحبقران زمان تشریف لائے وہ
نوجوان فرزند دلبند صاحبقران تھا اسکو زیر کر کے لیگئے اہالیان طلسم نور افشان اس بدعت
بچے ہم بھی چلکر اسکے ملک کو برباد کرین فرعون جادو جھوم رہا ہی جوش جرأت مین قبضۂ شمشیر چوم رہا ہی
یکایک ملازمون نے سر اٹھا کر دیکھا غیر فصل مین ایک ابر تیرہ و تار پہلوے کوہسار سے پیدا ہوا سبنے
عرض کی حضور ابر گرندہ بہار بڑے دھوم سے اٹھا ہی آفتاب کبھی چمک جاتا ہی اسوقت ابر بڑی کیفیت دکھاتا ہی
فرعون بھی دیکھنے لگا چونکہ ساحر زبردست ہی آتا کلمہ منہ سے نکلا یارو یہ ابر ابر نہین ہی کسی نے سحر
بنایا ہی یہ ذکر تھا کہ قلعہ فرعونیہ کی طرف سے ایک ساحر دوڑا ہوا آیا فرمان شہنشاہ کوکب ہاتھ مین فرعون
جادو کے دیا فرعون پڑھتے ہی گھبرا کے اٹھا کہا یارو [illegible] ہی فوراً جھولی سے
ایک گولہ نکالا اسپر اسم سحر دم کیا زیر ابر آکر نعرہ کیا ابر مین کون جاتا ہی یہ سرحد شہنشاہ کوکب روشنضمیر کی ہی اس طرف
رخ کرنا اپنے جان کے دینے کی تدبیر ہی ہرچند فرعون نے آوازین دین لیکن افراسیاب آفتاب بنا ہوا
چھپا ہی کچھ جواب نہ دیا چاہا ابر کو آڑا کر نکلجاؤن بر وقت واپسی سمجھ لونگا اتفاق ساتھ ہوگا اسکو بھی
شکست دونگا یہ سوچکر ابر کو اور بلند کیا ابر کو زور دیکر لیچلا فرعون جادو نے جب دیکھا کچھ آواز نہ نکلی ابر اونچا ہوا
گولہ اٹھا کر ابر پر مارا ٹوٹتا ہوا گولے نے ابر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اب سبنے دیکھا افراسیاب جادو کو کاٹتا ہوا
جسطرح شہباز سدرہ پر جاتا ہی اسطرح لیمد کر و فر ظاہر ہوا لشکر مین غلغلہ پڑگیا یارو افراسیاب جاتا ہی چار لاکھ ساحران

نامی نے گولے ترنج نارنج گچھے پیکان کے افراسیاب پر مارے اور ٹکڑے ٹکڑے ہونے پر بھی افراسیاب کا یہی
قصد تھا کہ تڑپ کر نکل جاؤں لیکن سحر جو پڑے لڑکھڑا کر زمین پر گرا اٹھ بھی چوٹ لگی اس حال میں فرعون نے
کارد سحر بھی پھینکا وہی شانہ افراسیاب کا نشانہ ہوا قہر و غضب میں آکر تلوار کھینچی افراسیاب جو سحر کرنے لگا
طبقے زمین کے ہلا دیے کبھی مثل برق چمک کر آسمان پر جاتا ہے آگ برساتا ہے کبھی زمین پر مثل شیر غضبناک
صفوں میں ساحروں کے گھس پڑتا ہے بخوف ایک ایک سے لڑتا ہے چند عرصے میں پچاس ساٹھ ہزار ساحر
اس خود سر نے مارے لیکن یہ خبر قلعہ فرعونیہ پر پہونچی کہ افراسیاب کو ہمارے شہنشاہ نے میدان میں گھیرا ہے
لیکن اس پر کچھ قابو نہیں ہوتا ارغول و مرغول دونوں سپہ سالار فرعون جو اس ملک میں برائے حفاظت موجود
رہتے ہیں سنتے ہی غل مچانے لگے کہ یارو برائے مدد شہنشاہ چلو افراسیاب سے مقابلہ پڑ گیا وہ شہنشاہ
طلسم ہوش ربا ہے اس ملعون کا قتل ہونا بہت دشوار ہے لیکن یارو چلکر بلوہ کر کے مار لیں نامرد کو
للکار لیں کئی لاکھ ساحر رئیسان سلطنت و مشیران باشوکت یہ آوازیں سنکر اپنے اپنے گھروں سے
مسلح و مکمل ہو کر چلے یہاں وہ وقت ہے کہ افراسیاب نے ستھراؤ کر دیا بجلی کا خواص رکھتا ہے خرابی یہ پڑی
ہے کہ حربہ ہائے سحر تاثیر نہیں کرتے ورنہ ملازمان فرعون جانبازی کر رہے ہیں افراسیاب کسی کو نہیں
مانتا ہے یکایک ارغول و مرغول کا نعرہ ہوا یہ دونوں سپہ سالار ساحران نامدار جہاندیدہ کار آزمودہ
آتے ہی حکم دیدیا یارو چہار طرف سے اس نامرد کو گھیر لو کمندوں میں زنجیروں میں گرفتار کرو دور سے
تیروں کی بوچھار کرو یہ تدبیر جو ارغول مرغول نے کی زنجیریں لیکر چہار جانب سے ساحر و غیر ساحر چلے
افراسیاب پر وار پرنے لگے تدبیر سے لڑنے لگے اب افراسیاب جادو گھبرایا لباس پارہ پارہ تاج سر کا ندارد
کئی مرتبہ منہ کے بل زمین پر آیا قلب تھرایا ایسا ہی زبردست تھا کہ بچا ورنہ سبھوں نے چاہا تھا چہار طرف سے
ٹوٹ پڑیں مشکیں باندھ لیں افراسیاب کو جب کچھ بن نہ پڑا تڑپ کر ہاتھ ہلائے زنجیر توڑ کے غرق زمین ہو گیا پھر نعرہ
کر کے نکلا فرعون جادو نے اس ہنگامے میں قریب آکر خنجر تلوار برسائے کئی زخم افراسیاب نے کھائے
اور بہت پریشان ہوا نانی دادی کا نام لیکر پکارنے لگا کبھی کہتا ہے میں نے نانی امان کو نامہ لکھا تھا افسوس
میری خبر نہ لی دیکھیے میں کیونکر بچتا ہوں بھاگتے نہیں بنتی غیرت دامنگیر ہوتا ہوں تو صاف ظاہر ہے کہ قتل کی تدبیر ہو گئی ہے
اب افراسیاب جادو بیقرار تھا کہ طرف سے پردۂ ظلمات کے لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا قریب آکر ابر پھٹا دو
غلامان ماہیان زہرہ پوش نہنگ و پتنگ مع بارہ ہزار ساحران پردۂ ظلمات کالی کالی صورتیں

برے بڑے قد تر سول وغیرہ ہاتھ مین وقت پر آکر پہونچے افراسیاب کو اس حال پر ملال مین دیکھا نعرے کر کے آگرے افراسیاب کی کمر مضبوط ہوئی جھپٹ جھپٹ کے لڑنے لگا اب تو ملازمان فرعون کو جان بچانا دشوار ہوا مددگار آگئے سب سے پہلے ارغول و مرغول پر جا پڑا یہ دونون جانباز و سرفروش خوب لڑے بڑے بڑے سحر کیے افراسیاب کو سنبھلنا دشوار کیا فوج مین تہلکہ ڈالدیا ایک مقام پر ارغول نے قریب افراسیاب آکر ہاتھ تلوار کا مارا یہ بیچارہ مرنے سے بیخوف ہے خوب جانتا ہے کہ سوائے طلسم کشا کے کوئی مجکو قتل نہین کر سکتا کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ارغول کی تلوار چھین لی اُسی تلوار سے اُس سرفروش کو مارا مرغول نے جو بھائی کا لاشہ دیکھا ہاے قوت بازو کہکر جا پڑا کئی وار افراسیاب پر کیے کئی سو ساحر مارے لیکن آنکھون مین اندھیرا آگیا ہے برابر کے بھائی کا لاشہ دیکھ رہا ہے افراسیاب نے جو مرغول کی سرکشی دیکھی ایک ساحر کی جھولی اُٹھا کر اُسمین سے گولہ لیکر مار دیا سینے پر اُس بہادر کے پڑا الپشت کو توڑ کر پار گذر گیا دونون سپہ سالارون کے مرنے کی جو آواز آئی فرعون جادو نے گریبان پھاڑ ڈالا کہا یارو لطف زندگی نہ رہا یاران قدیم آنکھون کے سامنے قتل ہوئے صحبت کے بیٹھنے والے باقی نہ رہے تنہا جیے تو کیا لطف اب لڑ بھڑ کر جان اپنی دینگے بے یاران ہمدم زندگی بیکار ہے خود بخود دل محجوب و شرمسار ہے نظم

اے جوش نالہ کاوش ہر دم کہانتلک
اے آہ سینہ سوزی ہمدم کہانتلک
اس زندگی سے میرا دم آیا ہے ناک مین
پیٹینگے اپنی جان کو یون ہم کہانتلک
یون موت سے شکایت پیہم کہانتلک
سینے کے سارے آبلے ناسور ہو گئے
آخر تحمل قلق و غم کہا تلک
جل جل کے میرے دل کی طرح خاک ہو گیا
اے دست عیش وصل کا ماتم کہانتلک
اللہ سینہ کوبیون سے ہاتھ تھک گئے

ایسے اشعار عبرت آمیز پڑھکر بہت رویا سمجھا کہ موت قریب آگئی تیغ خونریز کھینچکر فوج افراسیاب پر جا پڑا کئی سو بیچارے قتل کیے افراسیاب نے جو دور سے فرعون جادو کو لڑتے ہوئے دیکھا ہو ہو کرتا ہوا قریب پہونچا نعرہ کیا او فرعون مجھسے مقابلہ کر ان گولون سے کیا اُڑتا ہے تجھ ایسے لاکھون قتل کیے کوکب و شقشقیر کے ملک مابدولت کے ہاتھ سے برباد ہوگئے آج تیری بھی میرے ہاتھ سے قضا ہے دیکھون تو کیسا مین چلاتا ہے فرعون نے جو افراسیاب کی آواز سنی زندگی سے بیزار مجبور و ناچار جانتا تھا مین اسکا کچھ نہ کر سکونگا لیکن جوش جرأت مین جا پڑا افراسیاب سے تلوار چلنے لگی فوج فرعون بیدل ہو چکی غلامان ماہیان زمرد پوش نہنگ و تینک بلا کے ساحر ہین فنون سحر سے بخوبی ماہر ہین ہر طرف لڑتے پھرتے ہین فوج فرعون پسپا ہو چکی ہے بہت سے بھاگ کر طرف شہر کے گئے بعض نے صحرا کی راہ لی وجا ادھر فرعون نے افراسیاب پر کیے ایک مقام پر اس جلاد نے سحر کیا فرعون خاموش ہو گیا ہاتھ پانون مین

رعشہ آیا اُسی حال پُرملال مین افراسیاب نے ہاتھ مارا فرعون جادو کے دو ٹکڑے ہوے اندھیرا چھا گیا
فریاد والغیاث کی صدا آئی بعد عرصہ دراز کے روشنی ہوئی بیرون نے غل مچایا کشتی مرا نام من فرعون جادو
بود افراسیاب نے پکار کر آواز دی یارو کیون جان دیتے ہو ملازمان فرعون نے اطاعت تونہ کی
غیرت آئی طرف صحرا کے نکلگئے افراسیاب جادو و نہنگ و تیتنگ کو ہمراہ لیکر مع تین ہزار جادو گرون کے قلعہ
فرعونیہ مین داخل ہوا رعایا کے لوگ مجبور و ناچار دل نہ چاہتا تھا مگر حاضر ہوئے کیونکہ افراسیاب زخمی بھی ہوا تھا
تین دن مقام کیا خیمے بارگاہین سب دستیاب ہوئین نہنگ و تیتنگ کو ہمراہ لیکر قلعہ فرعونیہ سے نکلا زیر دیوار
قلعہ سے راستہ تھا زال جادو نے جو ہدایت کی تھی اور نشان بتلا دیے تھے بعد قلعہ فرعونیہ وہ مقامات
ملنے لگے پانچوین دن اک صحرائے ہول خیز مین پہونچا دور سے ایک کوہ فلک شکوہ دیکھا گرد اُس پہاڑ کے بارہ ہزار
جوان سیاہ رو تیرہ درون فروکش ہین کچھ چھوٹے چھوٹے خیمے بھی جابجا استادہ ہین ایک درۂ کلان کے سامنے بیٹھے ہو
زور دینے مین سحر کے مصروف ہین افراسیاب جادو کو جاتے ہوے اُن سب نے دیکھا چند ساحر بڑھے
آواز دی کون آتا ہی یہ مقام ادب صحرائے پُرغضب مقام سکونت مصاحب سامری شہنشاہ اقلیم
افسونگری خوش شرو خوشخو اختقاق جادو ہی افراسیاب نے جواب دیا اے مصاحبان والا قدر اے پہلو نشینان
شہریار ملک غدر عرض کر دو جا کر افراسیاب جادو شہنشاہ طلسم ہوش ربا برائے قدمبوسی حاضر ہوا ہی راہ
کی بڑی بڑی سختیان اُٹھائین بمشکل یہانتک پہونچے شرف زیارت سے مشرف ہون یہ سنکر وہ ساحر گھبرا کر اندر
درۂ کوہ کے گئے جا کر اختقاق سے حال آمد افراسیاب بیان کیا اختقاق سنبھل بیٹھا کہا حقیقت مین
سامری و جمشید ہمکو خبر دیگئے تھے زمانہ اخیر مین شہنشاہ طلسم ہوش ربا صحرائے ہول خیز مین آئیگا بابا لو بدولت
بھی اُسکے مشتاق ہین وہی ملازم واپس آئے افراسیاب سے کہا چلیے افراسیاب اندر درۂ کوہ کے آیا ایک ساحر
سیہ فام کریہ منظر خوک پیکر ایک تختۂ سنگ پر بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی ایک جانب تخت یاقوت نگار اُسپر ایک نقارہ
پہلو مین نقارے کے چوب طلائی بصد رعنائی آراستہ و پیراستہ افراسیاب واسطے سلام کے جھکا اختقاق
نے کہا بعشق سامری اے بادشاہ عالیجاہ آئیے تشریف لائیے ہم تو آپ کو یاد کرتے تھے مصاحبون سے
فرمایا تھا کہ طلسم ہوش ربا مین غدر پڑگیا شہنشاہ طلسم ہوش ربا تشریف لائینگے فتح جنگ دست زبردست
مابدولت پر موقوف ہی جو کرامات سامری سے انکار کرے بیوقوف ہی لیکن اے افراسیاب جادو مابدولت کا وقت
شراب خواری ہی خوب نشے مین گزک کھاؤ افراسیاب کو زال جادو ہدایت کر چکا تھا بخوف افراسیاب نے

کارد کمر سے نکالی ران سے ایک بوٹی کاٹی منقل آتش پر کباب کرکے بطور نذر حاضر کی اختقاق نے قہقہہ مارا [illegible]
اور کہا اُس بوٹی کو کھا گیا کہا یار و آج شراب کے ساتھ کباب کا مزا ملا لیکن درد سے رنگ روے افراسیاب
متغیر ہوگیا حیران ہے کہ ران سے خون جاری ہے اختقاق نے لعاب دہن لیکر زخم پر افراسیاب کے مل دیا فوراً زخم
خشک ہوگیا درد بھی موقوف ہوا اب افراسیاب اختقاق سے باتین ہونے لگین اختقاق نے ہنس کر
پوچھا ای افراسیاب شہنشاہ لاچین پر کیا گذری تم کیونکر بادشاہ ہوئے افراسیاب بد نے کہا لاچین نے
انتقال کیا اپنی زندگی مین مجکو ولیعہد کر گیا تھا مین نے طلسم پر بعد اُنکے بڑے زور شور سے قبضہ کیا اب کئی برس
ہوے ایک شخص اسد غازی نامے نبیرۂ حمزہ بہ ارادہ طلسم کشائی آیا اُسکے آتے ہی رنگ طلسم دگرگون ہوگیا اکثر
سردار طلسم کے رازدار اُسکے شریک ہوگئے کوکب روشن ضمیر بادشاہ طلسم نور افشان بھی دین قدیم سے
پھر گیا صدہا ملک میرے قبضے سے نکل گئے شہنشاہ مشعل فنا ریاب جاکر لڑے آخر قتل ہوے مابدولت آپکی
خدمت مین حاضر ہوے اختقاق نے کہا مشعل بیچارہ کیا جانتا تھا سامری کے سامنے چراغ جلایا کرتا تھا [illegible]
نے مشعل نام رکھدیا تاریک بیچارہ کس شمار و کس قطار مین تھی در دولت سامری کی جاروب کش
خدمتگزار کچھ جنگلون کا انتظام کچھ بدعت کا کام اُنکے حوالے کردیا گیا تھا مابدولت نمونہ قہر سامری [illegible]
جمشید صاحب از روے ناز لشکر کے آگے نقارہ نواز اگر دو سوار و پیدل ساحر بے بدل سامنے میرے آکر ٹھہرین جب
ایک چوب لگاؤن سحر بھولین دوسری چوب مین تھرائین تیسری چوب مین سب کو غش آجائین یہ بارہ ہزار جانباز
صاحبان ظلم و بیداد چشم زدن مین کرور کو قتل کرین قتل کرنے سے بندگان سامری کے اُنکے دل زہر [illegible]
دل مین قدرت نے نہین پیدا کیا ای افراسیاب تو نے نعمت کھلائی بڑی کیفیت حاصل ہوئی جلد تیاری کر
مابدولت چلین گے لیکن راہ مین قلعہ فرعونیہ ہے وہ سرحد ہالیان طلسم نور افشان ہے اُس راہ کا انتظام کر
افراسیاب بد نے جواب دیا اُن سب کا کام تمام کیا قلعہ پر چلکر فروکش ہجیے زال جادو بھی اسی مقام پر آئیگا اختقاق
نے نیت پر افراسیاب کے ہاتھ پھیرا شب کو اُسی مقام پر رہے بوقت سحر تخت یاقوت نگار پر سوار ہوا [illegible]
آگے رکھلیا بارہ ہزار جلاد گرد آگئے افراسیاب مرکب پر سوار ہوا منزل بمنزل اختقاق کو لیچلا ہر منزل پر خبر [illegible]
افراسیاب آنے لگے چوتھے دن دامن صحراے قلعہ فرعونیہ مین پہونچے کئی لاکھ ساحر جمع ہوچکے تھے
ایک بلندی پر افراسیاب نے بارگاہ استادہ کرائی اختقاق آکر تخت پر بیٹھا افراسیاب دنگل زرین پر
اور گرد مصاحبان نامور اختقاق بیٹھا شراب پی رہا ہے ہنگامۂ عیش و نشاط برپا ایک نازنین حور طلعت [illegible]

افراسیاب و اختقاق کے یہ غزل گا رہی ہے غزل

جواب دیکھیے کب لیکے نامہ بر آئے
کہ آج نامہ میں پارۂ جگر آئے
نشان پڑ گئے ایڑی میں پیک کے بوسون کے
کمال جبکہ درستی پہ بال و پر آئے
دعا قریب اثر تھی تمہارے کہنے سے
کہ جس گلی سے ہزاروں بریدہ سر آئے

دھڑک رہا ہے مرا دل کہ کیا خبر لائے
شب فراق بھی نالان تھے اہل خاموش
کہ دونوں صفحۂ رخسار پر ابھر آئے
تمہارا عقدۂ کاکل کسی سے کیا سلجھے
فراز عرش سے نالے مرے اُتر آئے
نسیم لطف سخن آپ پر تمام ہوا

دیا قضا نے ہمیں مژدۂ فراغ حیات
کہیں بھی جی نہ لگا آہ ہم جدھر آئے
ہوائے سیر چمن میں قفس نصیب ہوا
کہ پیچ کھا کے جہاں حلقۂ نظر آئے
وہاں مجھے لیے جاتا ہے اور دل بیتاب
کہے وہ شعر کہ شہرت جہاں میں کر آئے

افراسیاب کا بھی دماغ تر ہے ایک نازنین اختقاق کے پہلو میں بیٹھی ہنس ہنس کے اُس سے باتیں کر رہا ہے اِسی عیش عیش میں افراسیاب و اختقاق نے نگاہ اُٹھا کر سمت صحرائے اخضری دیکھا نام کو صحرا لیکن سراپا ہرا ہر مقام پر پھولوں کے انبار نخل قطار در قطار ہیں ہمت جوش بہار عندلیبان خوش نوا کی زمزمہ سرائی گل کو بچے کی رعنائی و زیبائی نسیم اٹکھیلیاں کر رہی ہے ہر غنچہ شرماتی ہے ایسا تو جھونکا تیز چلے عارض گل پر صدمہ پہنچے ہر غنچہ خاموش بحر سکوت کا جوش ہم صورت دہن معشوق کی کم سخنی شیرین دہنی گل کی نازک بدنی پنکھڑی کا پھول کی گویا عقیق یمنی قمریوں کی کو کو معشوق سرو قد کی جستجو نرگس شہلا کا چوانان چمن سے آنکھیں لڑاتا سنبل کا زلفین عنبرین کو بنانا اس باغ پُربہار میں صیاد و باغبان و گل چین کا نشان نہیں اگر صیاد خاکِ گرفتاری عندلیب خوش نوا میں آئے آتے ہی دام رگ گل میں خود پھنس جائے گل چین بار رنگین دیکھکر راستہ بھولے بہار کو دیکھکر ایسا پھولے نہروں میں جوش و خروش حباب اشک چشم حسینان موجۂ آب غیرت ابروے مہ جبینان **نظم**

شجر و گل ہوے سب نقش و نگار
خاک لیلیٰ سے بنفشہ نکلا
طائر رنگ چمن اُڑ نہ سکے
عام ہے گلشن ہستی کی فضا
گل ہر اک جا پہ نیا پھولا ہے
خار میں چوب تو گل لقا را
نوبت نغمۂ بلبل ہے آج

فرش قالی سے بنا گل پھولا
خوف فرہاد سے برگ سیاوش
تار بارش کا بندھا ہے ایسا
پھول بھی پھولے سماتے ہیں آج
ہے عجب رنگ کی باغوں میں فضا
جھانجھ سے کم نہیں گل کے اوراق
کوس شادی کی چمن میں ہے صدا

قیس کی قبر سے بید مجنون
قبر شیرین سے ہے جل نیم اُگا
سبز ہے سبزۂ بیگانہ بھی
غنچے خوبوں کے دہن ہیں گویا
جلترنگ آب روان کا ہے شور
غنچۂ گل ہے مثال شہنا
بلبلیں مست ہیں صیاد خموش

ہم صفیرون کی یہ دلکش ہی صدا
گل کہین جامے سے اپنے باہر
کچھ بھی بلبل کو نہین پاس حیا
ہوگئی زندہ گلستان کی زمین
باغ مین ناز سے بن بن کے صبا
کھولے بیٹھے ہین عنادل منقار
شاخ ہی پھل کے لیے اک جھولا
صحن گلشن مین ہی کیسی دلکش
قمریون کا وہ لب جو نالا
فرش قالی ہوا گلکاری سے
زور جوبن پہ ابھی ہی سبزا
کشت امید ہی دہقان کی سبز
گرم رہتی ہی بغل صبح و مسا

کہین غنچون کی صبا سے صحبت
چاک ہر اک کا ہی دامان قبا
گل عنادل کے گلے کے ہین ہار
باغبان معجزہ باران دیکھا
سرو سے جا کے لپٹ جاتی ہی
کان مین گل کے یہ جا کر پھونکا
نکہت گل نے بسائے یہ دماغ
جا بجا مرغ غزل خوان کی صدا
ہی نظارت سے کہین مد نظر
نقش از رنگ ہی اک اک تختا
واہ کس دھوم سے آئی ہی بہار
فارغ البال ہین عالم سرجا

شاخ ہی دست و گریبان صبا
کیسی بیٹھی ہی دبوچے گل کو
باغ عالم مین نیا گل پھولا
کیسی اترائی ہوئی پھرتی ہی
نکہت گل کہین لاتی ہی اڑا
نخل بھی جھومتے ہین مستانہ
حقہ عطر ہی باغ دنیا
کوک کوئل کی پپیہے کی ہوک
بحر اخضر ہی کہ دشت خضرا
چمن دہر کی ہی سرسبزی
عام ہی عیش جہان مین ہر جا
عاشقون کو ہی وصال معشوق

اُس صحراے سبزہ زار کی کیفیت دیکھکر افراسیاب و اختقاق ز
مطلق ہین سبکی اُسی جانب نگاہ ہی کسی کی زبان پر آہ کسی کے لب پر واہ ہی صفت باغبان قضا و قدر مین مصروف ہین عیش و راحت کے مزے ایسے صحراے پر بہار کی سیر پر موقوف ہین یکایک گوشۂ صحراے کے آواز دلکش آئی سب اُسی جانب دیکھنے لگے سب کی نگاہ پڑی ایک طفل حسین مہ جبین گوری گوری صورت چاند کا ٹکڑا سن بارہ یا چودہ برس کا لباس فاخرہ زیب جسم کلاہ زرین سر پر ڈھلکی ہوئی گیسوے عنبرین پر غبار رہگذر آئینہ رخسار گریبان چاک چالاک و بیباک اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا چہار جانب دوڑتا پھرتا کبھی اپنے سائے سے رم کرتا ہی کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی کبھی ہنسا کبھی رویا کبھی اُٹھا کبھی پکارا یا سامری کبھی نام لیا ای خداے تا وید کبھی کسی مقام پر بیٹھ گیا خاک منہ پر ملنے لگا صاف طریقے سے ظاہر ہی کہ دیوانہ ہی جیسے ہی نگاہ افراسیاب و اختقاق اُس سرو باغ خوبی غنچہ گلزار محبوبی پر پڑی پہلے اختقاق ہی نے گھبرا کر کہا ای شہنشاہ کوئی رئیس زادہ یا تاجر بچہ سڑی ہوگیا ہی نہین معلوم گھر سے کیونکر نکل آیا پرورش یافتہ مہد ناز و نعم آسودہ رنج و غم ارے یارو اپنے ہوش مین نہین ہی دیکھو چاہتا ہی کنوئین مین گر پڑون حقیقت مین اگر کنوئین کے قریب پہونچا تھا اک طا

جو اُڑا اُسکو پکڑنے کو دوڑ پڑا جب طائر کو نہ پایا لڑکھڑا اگر اختناق نے کہا یارو دوڑو اسکو سنبھالو کرسیان تک ٹیا لاؤ
افراسیاب کا بھی دل ٹکڑے ہو گیا ہر ایک صاحب اولاد نے کلیجے پر ہاتھ رکھلیا چار پانچ جادوگر دوڑ پڑے
افراسیاب نے پکار کر کہا دیکھو یارو ہلاک نہو جاوے مین بھی آتا ہون بہت عقلمندی کا کام ہے دیکھو فلک کج رفتار
کیا کیا شعبدے دکھاتا ہے ایسے ماہ رخسارون کو دیوانہ بناتا ہے یہ کہکر افراسیاب چلا جادوگر آگے بڑھ گئے تھے
اُنھون نے جا کر چہار جانب سے گھیرا وہ اُنکو دیکھکر رونے لگا ڈھیلے اُٹھا کر مارتا ہے کبھی ہاتھ باندھکر کہتا ہے
یہان نہ آؤ دیکھو تلوار چل رہی ہے یارو رات تھوڑی باقی ہے مین کھانا کھا چکا ہون پانی ہونگا پیادہ پائی مشکل ہے
یارو یہ پہلی منزل ہے دیکھو کسی نے آگ لگا دی سارا گاؤن جل گیا شیران صحرا و فیلان جنگی سے لڑائی پڑی ہے
ہاتھیون نے ہاتھون ہاتھ شکست دی ہے ان باتون کو سنکر وہ لوگ رونے لگے قریب اس خوف سے نہیں جاتے تھے کہ
ڈھیلے مارتا ہے اپنا سر کہیں پتھر پر دے مارے یا کنوئین مین کود پڑے یہ تو وہ رہے صاحبزادے صاحبزادے
کہہ رہے ہین کہ افراسیاب تاج پہنے ہوئے لباس بہت بھاری دوڑا ہوا آیا پکار کر کہا صاحبزادے نہ گھبراؤ
دیکھو ڈھیلے نہ پھینکو اُس لڑکے نے بہ نگاہ غور طرف افراسیاب کے دیکھا سراپا کو دیکھ دیکھکر چہرہ در آئینہ
بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان رہا یکایک منھ بنایا چیخ مار کر رو دیا کہا آبا جان کہان تھے ہمکو اماں
چھوڑ کر چلے گئے افراسیاب یہ کہکر دوڑا ہان بیٹا مین راستہ بھول گیا تھا آؤ گھر چلو امان جان تمھاری
روتی ہین امان جان کا نام سنکر وہ لڑکا خوب ہنسا ناچنے لگا سر ہلا کے گنگنایا معلوم ہوتا ہے پڑھا لکھا
بھی ہے یہ تو صاف لباس سے ظاہر ہے کہ کسی رئیس کا لڑکا ہے ناچتے ناچتے یہ اشعار گانے لگا نظم

ہے نگاہ لطف دشمن پر تو بندہ جلے ہے
تھامتا ہون پر یہ دل ہاتھون سے نکلا جائے ہے
جان کھا وصل عدو سچ ہے سہی پر کیا کرون
اب تلک کوئی نہ بگڑے حال بگڑا جائے ہے
حسن روز افزون پہ یہ غرا کسلیے ای ماہ رو
داغ میرے خون کا دامن سے چھوٹا جائے ہے
تاب و طاقت صبر راحت جان ایمان عقل و ہوش
آب گوہر کے لیے آنکھون سے دریا جائے ہے
یہ ستم ای بیمروت کس سے دیکھا جائے ہے
حال دل کیونکر کہون کس سے بولا جائے ہے
جب گلہ کرتا ہون ہمدم وہ قسم کھا جائے ہے
تلخکام عشق شیرین لب جیسے تو کیا ہوا
یون ہی گھٹتا جائیگا جتنا کہ بڑھتا جائے ہے
غیر کے ہمراہ وہ آتا ہے مین حیران ہون
ہائے کیا کہیے کہ دل کے ساتھ کیا کیا جائے ہے
خاک مین ملجائے یارب بیکسی کی آبرو
سامنے سے جب وہ شوخ دلربا آ جائے ہے
اُٹھے وہ بالین سے کیا کچھ دل ہی بیٹھا جائے ہے
رشک دشمن نے بنا دی جان پر ای بیوفا
شور بختی سے مزا ہی زندگی کا جائے ہے
پونچھے آنسو ارشد کے کیا کرون لب ہائے نا
کسکے استقبال کو جی تن سے میرا جائے ہے
رو رہا ہون خندۂ دندان نما کی یاد مین
غیر میری لاش کے ہمراہ روتا جائے ہے

اب تو سرجانا بھی مشکل ہے ترے بیمار کو | ضعف کے باعث کہان تنہا اٹھا جاتا ہے | اسپند گو اب تو ہی فرما کسکو سودا
اور کی سنتا نہین اپنی ہی بکا جاتا ہے

ان اشعار کو سنکر افراسیاب پھڑک گیا ساحرون سے کہا یارو پڑا...

ہے کیا اچھا لکھا کا ملی کرولی جن بھوت کا اسپر سایہ ہے ہر بات پر افراسیاب ہان ہان کرتا ہوا بہ مشکل قریب اس
حسین کے آیا اسنے ہاتھ بڑھائے افراسیاب نے گود مین اٹھا لیا اسنے ریش پر افراسیاب کی ہاتھ ڈالا
ہمارا گھوڑا دوڑتا ہوا پہلے افراسیاب نے اسپر بھی کچھ خیال نہ کیا جلدی جلدی طرف بارگاہ کے چلا آتا ہے
ہلاتا جاتا ہے کہتا ہے اپنے ٹٹو کو پکڑتا ہون تمام سرداران اختقاق گرد افراسیاب ہنستے ہوے چلے آتے ہین
بعض کہتے ہین یارو کیا بہشت ہو دہشت کا مقام ہے ہاے ماں باپ کا کیا حال ہوگا صاف ظاہر ہے کہ رات
نکل کر گھر سے بھاگا نہین معلوم اس جنگل مین کیونکر آگیا شیر بھیڑیے سے کسطرح بچا دیکھیے یہ سایہ اسکے سر سے
دور ہوگا مان باپ اسکے کیسے سٹر کرتے ہونگے گھر مین کہرام برپا ہوگا افراسیاب نے لاکر بارگاہ مین پہنچایا
گود سے افراسیاب کی کودکر طرف اختقاق جادو کے چلا کہا نانا جان تمنے بھی ہمکو تلاش نہ کیا اختقاق نے
ہاتھ پھیلا دیے لڑکا تخت پر چڑھ گیا اختقاق کی داڑھی نوچنے لگا اختقاق کو غصہ آیا افراسیاب نے کہا
حضور وہ اپنے ہوش مین نہین ہے آپ بچہ پر نگاہ کیجیے غصہ نہ فرمایئے اگر اسکی جان بچ جائے کوئی اہلکار
اتا ہے اپنا فرزند بناؤن ساحر کیا اون وحید عصر بناؤن حسن جمال تو دیکھو چاند کا ٹکڑا ہے سونے چاندی کے کھلونے
منگوا کر تخت پر رکھدیے لڑکا ان کھلونون سے کھیلنے لگا ایک سمت بارگاہ مین آئینہ قد آدم رکھا ہوا تھا کھیلتے
کھیلتے پلٹا آئینہ کو معائنہ کیا ایک چیخ ماری ارے یارو دوڑو میرا بھائی قید ہوگیا یہ کہکر طرف آئینے کے دوڑا ایک
ماری سر سے لڑکے کے خون جاری ہوا آئینہ ٹوٹ گیا اپنے کو گرا دیا مچلنے لگا ہاے بھائی ہاے بھائی کہکر روتا ہے کبھی
بناتا ہے کبھی پچھاڑین کھاتا ہے اب وہ آئینہ جو اٹھا کر پھینکا ایا گیا اسکے پیچھے دوڑا یہ کہتا ہوا کہ ارے یارو میرے بھائی کی
لاش لیے جاتے ہین اب ہر چند یہ کہنے والے روکتے ہین اب لڑکا نہین کتا افراسیاب کہتا ہے ارے یارو اسکی جان بچا دو کسی
قرینہ نہین آنے دیتا باہر بارگاہ کے نکل آیا چاہتا ہے بلندی سے کود پڑون ساحر لپٹے ہوے ہین نہین مانتا اب تو
ایک ہنگامہ برپا ہے افراسیاب کہتا ہے یارو کیونکر روکون جو کوئی گود مین اٹھالیتا ہے اسکو گالیان دیتا ہے جب زور نہین چلتا
اپنے بال نوچتا ہے سٹکر گرتا ہے ہوا سے لڑتا ہے افراسیاب و اختقاق بیرون بارگاہ آگئے ہین افراسیاب
کہتا ہے یارو میرے طلسم ہوش ربا مین تو سب طرح کے لوگ ہین کسی ملا سیانے کو بلاؤ وہ اس آسیب کو اتار
ایسا نہو یہ تڑپکر مر جائے لوگ ہر طرف دوڑے دوڑے پھرتے ہین یہ آکر یہ ہنگامہ ہو رہا ہے لڑکا چیخین مارکر دریا

اب یہی ضد ہے کہ ہائے بھائی کو مار ڈالا میرے بھائی کو لاؤ کسنے قید کیا آخر صید کیا خبردار میرے پاس کوئی
نہ آئے گرد سب ساحر ہیں بیچ میں لڑکا خاک منہ پر مل رہا ہے مثل شیر غضبناک آنکھیں سرخ چہرہ تمتمایا ہوا بڑے
بڑے نکتہ شناس دور سے دیکھکر کہتے ہیں یارو ہمنے پہچانا یہ جن کی علامت ہے ایک نے کہا دیوانے ہو پری کا
سایہ ہے عاشق ہو چکی ہے اب نہ جائیگی ہمارے پروس میں اسی طرح ایک لڑکے پر پری عاشق ہوئی تھی اُڑا کر
لیگئی ابھی حیران کر رہی ہے یہ باتیں ہو رہی ہیں افراسیاب دور سے کہہ رہا ہے آپ کون صاحب ہیں نام بتائیے بکرہ
منگواؤں لوبان جلاؤں لیئے قالب کو آپ کیوں حیران کرتے ہیں دیکھیے اُس بچارے کے سر سے خون جاری لڑکے
نے میلی میلی آنکھیں کر کے جواب دیا ہم تجکو نام نہ بتائینگے دل سے ہم اسکے طالب ہیں اسکو پرستان میں لیجائینگے تم لوگون
نے کیوں گھیرا ہے افراسیاب نے کہا غصہ نہ کیجیے غریب لڑکے کو چھوڑ دیجیے لڑکا سر ہلا رہا ہے ہر ایک پر آنکھیں
نکالتا ہے اب سارے لشکر میں ہنگامہ ہے چار پانچ لاکھ ساحر جمع ہو چکے ہیں ساحرون نے دیکھا گانون کی
جانب سے ایک مولوی صاحب کتاب بغل میں دبائے ہوئے چلے آتے ہیں افراسیاب تو کہہ رہا تھا کہ یارو کسی
ملا کو بلاؤ ایک ساحر نے بڑھکر سلام کیا کہا مولوی صاحب آپ کہاں سے آتے ہیں مولوی صاحب تو
بھرے ہوئے تھے اُبل پڑے کہا اے بھائی دنیا میں اب مکر و غدر کا چرچا ہے سچا آدمی مارا جاتا ہے گانون میں
زمیندار کی بیٹی پر آسیب جن آتا تھا میں بیچارہ تو کچھ نہیں جانتا ایک جاہل آدمی ہوں جا کر کچھ جھاڑ پھونک کی اچھا کیا
بانو زمیندار صاحب کہتے تھے آدھا گانوں دونگا سرفراز کرونگا آج جب فرصت حاصل ہوئی دو بیگھے زمین
کا پٹہ گلے میں ڈالدیا گویا کتا بنایا لیکن خیر ہمنے شیشہ جنگل میں دفن کیا ہے اُسمین جن کو بند کر دیا جا کر شیشہ توڑ دونگا
ابکی وہ آنکے گھر بھر کو کھا جائیگا یہ مولوی صاحب نے جو کہا اور بڑبڑاتے ہوئے چلے ساحر نے دوڑ کر افراسیاب
سے عرض کی افراسیاب نے کہا جلد بلاؤ ساحر دوڑے مولوی صاحب آئے تھے ملازمان افراسیاب نے
کہا مولوی صاحب یہ بادشاہ طلسم ہوشربا ہیں نہال کر دیگا بمشکل بڑے میاں پلٹے افراسیاب نے بھی دیکھا
مولوی صاحب کی اگلے لوگوں کی وضع شنیو کا دوپٹہ سر پر بندھا ہوا انگرکھا زیب جسم شرعی پائجامہ کفش پہنے ہوئے
جیسے قریب آکر پہونچے لڑکے سے آنکھ ملائی آواز دی کیوں بے ناہنجار بدکردار خونخوار یہاں کہاں آیا دیکھو
تمھارے باپ بھی آپہونچے یہ جو مولوی صاحب نے چلا کر کہا تو لڑکا مثل شیر غضبناک بیٹھا ہوا جھوم رہا تھا اُٹھکر
بھاگا بارگاہ میں گھس گیا زیر تخت اختفاق چھپا وہاں سے پکارتا ہے یارو اس مولوی کو مارو یہاں آنے دو اسکی
آنکھوں سے ڈرتا ہوں اب تو سب نے مولوی صاحب کو گھیر لیا افراسیاب نے کہا مولانا جو مانگیے گا وہ دونگا

مولوی صاحب نے کہا شہنشاہ صاحب یہ سحر و ساحری نہین یہ غضب کے مقام ہین میرے اٹھارہ بیٹے جوان مر
اِس فن کو کر کے سبب پچتایا اور یہ بیچارہ کیا ہی خوب طبیعت مطمئین ہی بے پڑھا جن ہی لاہور سے بھاگا ہین ہان بھی
پہونچا تھا اب یہان تشریف لائے ہین کئی مرتبہ انکی گردن ناپ چکا ہون بد وضع ہی دو ٹھوکرون مین بھاگ جائیگا
لیکن آج سختی پڑ گئی افراسیاب نے کہا اندر تشریف لیچلیے حقیقت مین آپ کو دیکھتے ہی بھاگا زیر تخت جا کر چھپا
ہی سر ڈالے پڑا ہی مثل بید کانپ رہا ہی سب مولوی صاحب کو گھیرے ہوے مولوی صاحب اندر بارگاہ
کے آئے سب سردار گھیرے ہوے مولوی صاحب نے کہا غل نہ کرو بارگاہ کے پردے چھوڑ دو خاص
لوگ اندر آئین عام باہر ٹھہرین صاحبو الگ رہو ایسا نہو اِسکو چھوڑ کر تمپر چڑھ بیٹھے اب تو لوگ بھاگے پردے
بارگاہ کے چھوڑ دیے افراسیاب و اختقاق چالیس سرداران جلیل صرف اندر رہگئے مگر سب الگ الگ بیٹھے ہین
افراسیاب بھی خاموش لیکن اژدر کا تخت کے نیچے سے نہین نکلتا افراسیاب نے کہا کیون مولوی صاحب
یہ آپ کے قریب کیونکر آئے یہ تو ظاہر ہی کہ غل شور نہین کرتا مولوی صاحب نے کہا سوا من سونا منگوایئے
لوبان گوگل فلفل سیاہ کالا دانہ کوڑی بد صنی دو پھولون کے ہار کسی قدر جواہر بھی رکھدیجیے سونے چاندی
کی مجھکو ضرورت نہین ہی بعد تھوڑی دیر کے اپنی سب چیزین اُٹھا لیجیے گا مجھے جو ہاتھ اُٹھا کر دیجیے گا وہ حلال ہی ورنہ
یہ کیا مال ہی ایسی دولت پر تھوک ہی سب خون خوک ہی افراسیاب نے کہا سب کچھ حاضر ہی اشرفیون کے ڈھیر لگا دیے
اشیاے مذکور حاضر ہوے باہر والون کو بڑا اشتیاق ہی دیکھین اندر کیا ہوتا ہی روزن سے جھانکتے ہین
مولوی صاحب نے کہا جو جو صاحبین روزن خیمے سے جھانکتے ہین دیکھیے ای شہنشاہ سزا پائینگے سب اندھے
ہو جائینگے اب تو لوگ بھاگے ایک نے ایک سے کہا بھائی ہٹو مولوی صاحب چار فتیلے لکھ رہے ہین افراسیاب
بھی خاموش اختقاق کو بھی حیرت کا جوش افراسیاب سے کہتا ہی ای افراسیاب یہ مولوی صاحب بڑے
کامل و اکمل ہین اژدر کا چھپا ہوا بیٹھا ہی انسے آنکھ نہین ملاتا لیکن مولوی صاحب نے چار فتیلے لکھے چارون کونون
بارگاہ کے رکھے چار شمعین منگائین وہ بیچ مین رکھی گئین چالیس سردار و افراسیاب و اختقاق سے کہا
آپ لوگ ایک ہی مقام پر غنچہ کر کے بیٹھین اب دیکھیے قیامت برپا ہوتی ہی جن سے لڑائی پڑے گی افراسیاب
نے گھبرا کر کہا مین باہر چلا جاؤن مولوی صاحب ہنس پڑے کہا شہنشاہ دیکھیے کیا مجال آپ لوگون پر ترچھی نگاہ
ڈال سکے میرے اسکے لڑائی ہی مین سمجھ لونگا سب نے دیکھا فتیلے و شمع اُسی طرح رکھی ہین ابھی مولوی صاحب
نے روشن نہین کین جب سامان مہیا کر چکے مولوی صاحب نے آواز دی او جاہل اِدھر آ کب تک تخت کے نیچے چھپیگا

لڑکے نے دانت نکال دیے ہاتھ جوڑے مولوی صاحب نے چند دانے رائی کے پھینکے لڑکا زیر تخت سے نڑ کے
نکلا جھومتا ہوا قریب مولوی صاحب کے آیا لیکن آنکھیں سرخ جھومتا ہوا مولوی صاحب نے کہا بیٹھ جا لڑکا بیٹھ گیا
مولوی صاحب نے ایک دستک دی کہا بتلا تیرا نام کیا ہے لڑکے نے کہا او کٹھ ملّا نام تو نہ بتلاونگا تجکو بھی
کھا جاونگا مولوی صاحب نے گوگل کی دھونی دی لڑکا کھیلنے لگا دو ہتھڑ زمین میں مارتا ہے کبھی مولوی کو للکارتا
ہے کھیلتے کھیلتے مولوی کو لپٹ گیا مولوی نے لڑکا دھکے دے مارا ایک طمانچہ دیا کہا او بیچا نام بتا آج بے تجکو جلائے
نہ چھوڑونگا اب شیشے میں نہ بند کرونگا کئی مرتبہ میں نے دھوکا کھایا ہزاروں منزلیں طے کرکے یہاں آیا لڑکا
کانپنے لگا منہ سے کف جاری ہوا کہا مولوی صاحب میرا نام قمقام خونخوار ہے پردۂ چہارم قاف میں رہتا ہوں
یہ لڑکا میرا قالب ہے دل اسکا طالب ہے اسکو پردۂ قاف میں لیجاونگا میں مدت سے اسپر مائل ہوں ہرگز سر سے اسکے نہ
اترونگا زیادہ بولوگے تو تمپر بھی چڑھ بیٹھونگا بس مولوی جھلا کر اٹھے کہا بھلا بے قمقام بدانجام دیکھ تو کیا کرتا ہوں
دوڑ کر چاروں شمعیں روشن کیں چاروں فلیتوں میں آگ دی کچھ مٹی سے شمعوں پر مارا اب تو اسقدر دھواں بلند ہوا
سارے خیمے میں بھر گیا لڑکا بھی رونے لگا یکایک افراسیاب اختقاق و چالیسوں سردار گھبرا کر اٹھے کہا
مولوی صاحب ہمپر بھی جن چڑھا کوئی طرف آسمان کے لیے جاتا ہے ہمکو روکیے جن و پریزادوں کا یہاں مجمع ہے دیو
بھی آگئے اختقاق نے پکارا ارے مولوی مجکو بچا دیو نے منہ کھولا کئی سردار کھیلنے لگے پکارتے ہیں ای مولوی ہمکو
بچانا بڑے بڑے لوگ آئے ہیں لو آگ کا دریا آگیا افراسیاب نے کہا پانی چڑھ آیا اختقاق نے کہا میں تو
گھٹنوں تک غرق ہوگیا افراسیاب نے کہا نہ گھبرائیے میں پیراک ہوں میرے کاندھے پر ہاتھ رکھیے ناک اپنی
پکڑ لیجیے اختقاق نے جلدی ناک پکڑی کاندھے پر افراسیاب کے ہاتھ رکھا کہا بیٹا جلد نکل چلو دیکھو کشتیاں
جہاز ڈوب رہے ہیں ارے گھڑیال آگیا گھنٹہ بھر میں نگل جائیگا لو نہنگ لاڈلا بھی پہونچا منہ کھولدیا کیونکر بچیں گے
ہائے ہوش سنتے تھے وہی ہوا مثل مشہور ہے قطرے کا جو کا گھوڑا ڈھلکائے تو کیا ہوتا ہے جوش دریا دم بدم زیادہ ہے
کنارے تک پہونچنے کا ارادہ ہے افراسیاب نے کہا میں جان پر کھیلتا ہوں ابھی اس دریاے قہار کو جھیلتا ہوں
یہ کہکے پیچھے ہٹا سر جھکا کر گویا غوطہ مارا افراسیاب و اختقاق دونوں گرے غرق دریاے لعنت ہوے وہ
چالیسوں بھی گر کر بیہوش ہوے لڑکے نے نعرہ کیا منم مہتر مہتران و بہتر بہتران سرہنگ سرہنگان بساط بلاد
بنی آدم مولانا ے معظم و مکرم جامع الفضل والکرم زوندۂ بیدرنگ قلعہ گیرے جنگ مرد نرا سرہنگ نامدار از
پالہنگ صاحب قنطورہ و زنگ رفیق قدیم زلزلہ قاف ثانی سلیمان نامی نامور خواجہ عمرو نظم

عمر کہ کلہ از سر قیصر ببرم	رنگ از رخ نجتک بداختر ببرم	در مجلس خسروان چو گردم ساقی	ریغ دسپر و سبو و ساغر ببرم

مولوی بھی تڑپا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی منم برق رفتار و خنجر گذار منم یکہ لیکن گران بر ہزار ہ کیون
اُستاد کیسا مولوی بنا عمرو نے ایک دھول لگائی کہا اب بے تجھے عمر بھر عیاری نہ آئیگی پاجی بیحیا بے غیرت
سوا من سونا منگایا ہے نے پانچ من کہا تھا یہ کہکر جال مارا وہ سونا وغیرہ اُٹھا کر نذر زنبیل کیا برق نے کہا اُستاد
جلدی کرو افراسیاب تو قتل نہ ہوگا لیکن اختقاق کو تو مار لو صبح سے سُن چکے ہین جب یہ نامرد نقارہ بجائیگا
سرداران نامی کو غش آجائیگا بھلا خواجہ کب مانتے ہین اسباب محفل کا اُٹھانے لگے برق تڑپکر قریب اختقاق
کے پہونچا عمرو نے کہا ارے کیا کرتا ہے ایسا نہو کچھ فتور پڑے مین سکو اُٹھا کر زنبیل مین رکھلون نقارہ اور دو
بھی لیلون بھلا برق کب مانتا ہے ایک خنجر اختقاق کے مارہی دیا خنجر تو جھن سے اُڑ گیا زمین شق ہوئی ایک پتلا فولاد
زمین سے یہ کہتا ہوا نکلا ارے تو کون ہے جو صاحب سامری کو قتل کرتا ہے نکلتے نکلتے پتلے نے ہاتھ سے اشارہ
کیا برق دھم سے لڑکھڑا کے گرا خواجہ عمرو ساحرون کے کپڑے اُتار رہے تھے طمع مین اپنے جامے سے باہر
لیکن برق نے گرتے گرتے آواز دی اُستاد دیکھا گو مین گرفتار ہوا عمرو نے جو پلٹ کر دیکھا پتلے نے برق کو گرا
میری طرف آتا ہے عمرو نے گھبرا کر تیغچہ کا قصد ہوا گلیم اوڑھون یا جست کرکے نکلجاؤن لیکن پتلے نے آنکھ ملتے ہی
دو پتھر زمین پر مارا سامری و جمشید کا نام لیا عمرو بھی زمین پر گرا شل لوٹن کبوتر کے تڑپنے لگا یہ پتلا جب
دونون کو بیکار کر چکا برابر اختقاق کے آکر چھینٹا پانی کا مارا آواز دی او مصاحب سامری اب
سوئے بس اب ہوشیار ہو جیسے عمرو و برق آپکو قتل کرتے تھے نقارہ نواز لشکر سامری کو یہ غفلت اور افراسیاب
نوروز ہو نیان کھاتا ہے بار ریخ و الم اُٹھاتا ہے اسکی عقل پر پتھر پڑے ہین اختقاق کی آنکھ کھلی نہ وہ مولوی
ہین نہ لڑکا آسیب زدہ ایک انگریز دوسرا دُبلا پتلا تانتیا دونون زمین پر بیکار پڑے ہین پتلہ کھڑا ہوا
خوائیش کر رہا ہے بس اختقاق نے اُٹھتے ہی افراسیاب کو ہوشیار کیا کہا واہ شہنشاہ ہمکو اسی واسطے لائے
کہ عیارون کے ہاتھ سے ذلیل و رسوا ہون افراسیاب کانپنے لگا پتلہ بھی افراسیاب پر طعن و تشنیع کرنے لگا
کہا او شہنشاہ مین اگر اپنے آقا کی نگہبانی نہ کرتا خاتمہ ہوا تھا بس اب ہمارے شہنشاہ آپکے ساتھ نہ جائینگے
سیکڑون مرتبہ عمرو آپ پر عیاری کر چکا لیکن آپ نہین پہچانتے افراسیاب غصے مین کانپنے لگا کہا او بیادب
ہمارے مقدمات مین تجھکو کیا دخل ہے چند باغی جمع ہین جب ان نابدولت کا جی چاہیگا خلل حیات اُنکا ظلم کرینگے
پتلے نے آنکھ ملا کر کہا اسپر غلط ہے کچھ نہین ہو سکتا دشمنون کے ہاتھ سے آپ بھاگے بھاگے پھرتے ہین کچھ بھی آجتک

نہو سکا جب تو ہمارے شہنشاہ کی خوشامد کی یہ کلمات سخت جو تپلے نے افراسیاب سے کہے یہ آتشخو شعلہ مزاج
غصے مین اُٹھا کہا بس او زبان دراز خاموش ہو ورنہ ابھی سزائے مقول دونگا آتش قہر و غضب مین پھونکدونگا
تپلے نے کہا واہ واہ دشمنون پر تو زور نہین چلتا ہمپر آنکھین نکالتے ہین مین کیا کچھ آپکا تابعدار ہون شہنشاہ ختقاق
کا ادنیٰ خدمتگذار ہون افراسیاب نے غصے مین کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ تپلہ جلکر خاک ہوا خاک سے
ایک طائر پیدا ہوا اُسنے آواز دی افسوس صد ہزار افسوس علامت کامل ظاہر ہوئی اب طلسم ہوش ربا نہ بچیگا یہ
سُنکر طائر نے بھی اک آہ کی افسوس صد ہیہات کہکر جلگیا اختقاق نے کہا اے افراسیاب یہ تو نے کیا کیا میرے
غلام نگہبان خیرخواہ کو مارا اب کوئی آفت آئیگی تو تجھکو کون بچائیگا افراسیاب نے کہا اسوقت آپ کچھ نہ فرمایئے
آپ کے لاکھون نگہبان پاسبان ہین مرنے سے تپلے کے عمرو و برق کا سحر اُترا چاہتے تھے لوٹ مار کرتے تھین افراسیاب
نے کہا بس سارہ بان زادے اسی مقام پر پڑارہ اُٹھنے کا قصد نہ کرنا یہ کہکر کچھ اشارہ کیا اُٹھتے اُٹھتے
دونون پھر لڑتے ہنگامہ جو ہوا چالیس سوار بھی ہوشیار ہوئے باہر نکلے دیکھا سپاہ الیان فوج دور جا کر کھڑے ہو
ہین ہرچند انکو بلاتے ہین وہ کہتے ہین ہم نہ آئینگے اندھے ہوجائینگے جب اُن سبھون نے پکار کر کہا او نامردو کیا
اندھا لولا ہونا جلد آؤ شہنشاہ بلاتے ہین دونون عیار تھے ہم سب بچگئے شکر سامری و جمشید بجا لاؤ جب
بہت چیخے چلائے تب وہ لوگ بمشکل قریب آئے پردہ بارگاہ کا اُٹھا اب تو سب نے دیکھا اختقاق خاموش
غم مین اپنے نگہبان کے تخت پر سر جھکائے بیٹھا ہے افراسیاب بھی غصے مین کانپ رہا ہے دونون عیار مثل گنہگار
سامنے افراسیاب کے سر جھکائے بیٹھے ہین ہوش سب کے اُڑ گئے آپسمین کہتے ہین یارو ان عیارون نے
ساحرون کے بھی کان کاٹے کیونکر انکو کوئی پہچانے ایک مولوی بنکر آیا ایک لڑکا بن گیا کیا دونون نے جال
پھیلائے اتنے بڑے ساحرون کے سامنے عیاری کرگذرے کچھ خوف نہ آیا کلیجے بخوف ہین بعض نے کہا
افراسیاب نے منہ چڑھایا ہے ہر مرتبہ گرفتار کرکے قید کرتا ہے اگر قتل کرڈالتا اب تک یہ جھگڑا نہ رہتا وہ لوگ جسکو
پاتے ہین فوراً قتل کر ڈالتے ہین نہین معلوم شہنشاہ کو کسکا خوف ہے آخر یہانتک نوبت بہم پہونچی صدہا ملک قبضے
سے نکل گئے قوت بازو زینت پہلو دشمنون کے شریک ہوئے ہوش رُبا ایسا طلسم برباد ہو رہا ہے کچھ نہین ہوسکتا
جب عاجز و ناچار ہوئے اختقاق جادو کو بلا کر لائے یہ لوگ مصاحبان سامری گوشہ نشین صاحبان
جاہ و تمکین انکو لڑنے بھڑنے سے کیا کام صرف بانیان طلسم ہوش ربا نے جہان او تکلفات درست کیے حجرہ ہائے
بلا بھی بنائے اگر انپر کوئی مصیبت پڑی روح سامری کو تکلیف ہوئی بعض نے کہا اب آج تو شہنشاہ نے

بڑی ذلت اُٹھائی ہی ضرور عمرو و برق کو قتل کرینگے ایک نے کہا ہمنے سُنا ہی عمرو کو موت ہی نہین ہی جہان
قید ہوا اُس زمین کو ویران کیا آپسمین ساحرون کے یہ چرچے ہین لیکن افراسیاب جادو بیلے کو مارے غصہ مین
کانپ رہا ہی اختفاق نے کہا کہ ای شہنشاہ میرے غلام نے زبان درازی کی اب ان دشمنون کو قتل کا حکم
دوا افراسیاب نے کہا بڑے افسوس کی بات ہی آپ مصاحب ساحری ہین لیکن راز و نیاز طلسم سے
اسقدر نابلد عمرو کے قتل کرنے مین یہ کد صاف صاف لکھا ہی جمشید نامے کا فقرہ ہی کہ عمرو کا خون جس مقام پر گرے گا
وہ سرزمین آباد نہوگی علاوہ ازین طلسم کشا سر پر موجود ہی لوح کی تلاش ہو رہی ہی بڑے بڑے سال اور عقیل
فہیم ناچار اصلاح تلاش لوح مین آٹھ پہر مصروف ہین کوکب روشن ضمیر کو بڑی فکر ہی آٹھ پہر یہی ذکر ہی لیکن ایسے
مقام پر قید کرون کہ طائر وہم و خیال بھی نہ پہونچ سکے اور آپ یہان سے تشریف لیچلین طلسم کشا کو مٹا دین عمرو
کا سر مجھسے لین اب عمرو رہائی نہ پائینگے اُستاد شاگرد تڑپکر مرجائینگے مدت سے ایک قیدی وہان مقید ہی کوئی
بھی آجتک وہان نہ پہونچا اُسی مقام پر انکو بھی بھیجدونگا قید خانے مین ایسے عاجز ہون ہتھکڑی بیڑی سے
سر ٹکراکر خود مرجائین میرے ہاتھ سے مہلت نہ پائین بس عمرو بول اُٹھا ہنسکر کہا میان اختفاق تمہاری
تو شامت آئی ہی قضا یہان لائی ہی ہم شہنشاہ کے پُرانے رفیق ہین ہمارے مہربان شفیق ہین اسوقت سہو کیا
خطا ہوگئی گھڑی دو گھڑی نظر بند کرینگے پھر سرفراز فرمائینگے ہم انکے خدمتگار ہین یہ ہمارے سردار ہین کمال
ہمکو کھانا منظور تھا برق نے جلدی کی ورنہ مین تمکو زنبیل کی سیر کراتا تو کری ڈھوتے ڈھوتے مرجاتے بہت
تمہارے بھائی بند قید ہین تمہاری کیا حقیقت ہی ہمارے قتل کی ترغیب دیتا ہی تمہارا کاغذ زندگی کا چاک
کر ڈالا گیا بیحیائی سے جیتے ہو شہنشاہ سے ہمسے راز و نیاز ہین سالہا سال ہوئے خدمت مین شہنشاہ
کے حاضر ہوے اپنے مالک سے اُڑتے بھی ہین پھر ملجاتے ہین ان باتون پر اختفاق جھلایا افراسیاب مسکرایا
عمرو نے جو افراسیاب کو ذرا مہربان پایا کہا ای شہنشاہ اب تو میری جان پر بنی ہی خطا میری معاف کیجیے
صرصر سے شادی کردیجیے یہ کہکے گنگنایا یہ اشعار عشق آمیز گانا شروع کیے نظم

دایم اسیر درد گردون دل من است
وصلت مراست لیلی و مجنون دل من است
هر کس شنید نالهٔ زارم زهوش رفت
بیگانهٔ شکایت و افسون دل من است

در بزم غم پیالهٔ پر خون دل من است
خون دلم گذشت ز جیحون و کم نشد
فریاد عشق بادهٔ گلگون دل من است

از جستجو نشان وصالت نیافتم
از صد محیط قطرهٔ افزون دل من است
مخفی دلم به نغمهٔ شوق آشنا نشد

برق فرنگی نے جو دیکھا کہ اُستاد نے رنگ جمایا یہ بھی گنگنایا کہا اُستاد

دیکھیے نئی غزل نسیم دہلوی کی میں نے یاد کی ہے دھن بھیروین کی رکھی ہے یہ کہکے اس غزل کو یہ بھی گانے لگا غزل

آئینہ بنکر رہوں ہر وقت پیش روئے دوست
بے تامل منھ سے نکلا ہائے لطفِ کوئے دوست
آہ دل سے کھینچتا ہوں دیکھکر ہر سرو کو
نور تن کیا نگین ہے قابل بازوئے دوست
عشق وہ شے ہے کہ پتھر میں بھی کرتا ہے اثر
کوئی شور وے جانان کی محو کوئے دوست
ہے ترا معشوق بھی عاشق کہیں اے عندلیب
ہم ہیں یا ہم پہلو ہجران دل ہے ہم پہلوئے دوست
ہر طرف تیر نگاہ ناز کرتی ہے شکار
ہے بعید از شرط الفت رنجش بازوئے دوست
چاہیے قاتل زبان چاک تن اتنا لحاظ
چشم مصروف نظارہ سر نثار زانوئے دوست
ہاں خدارا اے اجل اتنا توقف چاہیے

وہ مجھے دیکھا کرے دیکھا کروں میں روئے دوست
بدر کو دیکھا تو سمجھا عارض تابان یار
کیسا کیسا یاد آتا ہے قد دلجوئے دوست
ماہ بدلے میری عادت کا بدلنا ہے محال
جائے دل سینے میں ہے در بخت گیسوئے دوست
حسرت دیدار میں کیا کیا نہ تڑپی عندلیب
شوگھ لے پھر دامن گل سا کہ رہا ہے کوئے دوست
دل فریبی ہو چکی اب کیا خوش الطاف ہے
صید کیا صیاد انگشت ہوگئے آہوئے دوست
خاکساروں کی نشست آرزو درکار ہے
یہ وہ پہلو ہے کہ جو ہوتا تھا ہم پہلوئے دوست
فتنہ ہائے چشم سحر آلود کی ہیں شہرتیں
چلتے چلتے کی نظر پھر دیکھ لیں ہم روئے دوست

سیر جنت خوب ہے رضوان مجھے دکھلا چکا
جب ہلال آیا نظر جانا کہ ہے ابروئے دوست
واسطے بہتر روشنی یاقوت و گوہر نہیں
چاند کوئی ہو مگر میں دیکھتا ہوں روئے دوست
کچھ نہ کچھ ہر شخص کو اس سے تعلق ضرور ہے
تا قفس لائی صبا جس دم چمن کی بوئے دوست
قسمت اپنی اپنی ہے کیا کسی کا اختیار
ہے زمین تکیہ بجائے تکیہ پہلوئے دوست
کاٹ لیں ہم آپ سر اپنا تو قصہ کیا ضرور
عرش سے بہتر سمجھتا ہوں میں کوئے دوست
سچ تو یہ ہے مرگ عاشق کے تصدق جائیے
کس طرف کس جا نہیں افسانہ جادوئے دوست
اس رنگ میں برق نے بھی یہ غزل

گائی افراسیاب تو تڑپ گیا عمرو نے اور چار پانچ شعر گائے استاد شاگرد دونوں میں تکرار ہونے لگی تانیں لیتی ہیں خوب لڑیں اب تو اتفاق جادو بھی ان کلمات کو سنکر مست ہو گیا افراسیاب نے کہا اے عمرو کیا کہوں تیری حرکتیں نہیں چھوٹتیں نہیں تجکو تعویذ بازو بناؤں کیسا صاحب تقاولی ہے ہنسنے کو ہنستا آتا ہے کیا کیا کہتا ہے عمرو نے کہا شہنشاہ آج میں بہت ذلیل ہوا توبہ کرتا ہوں اب کبھی ایسی حرکت نہ کرونگا اب یہ آرزو ہے کہ بقیہ عمر زیر قدم شہنشاہی بسر کروں [illegible] ہم یہاں مصیبت میں پھنسے کوئی خبر لینے نہ آیا جب یہاں سے جائینگے تو سب صاحب پوچھینگے کہ کیوں خواجہ کسی مسافر وغیرہ کو مارا کچھ مال لائے لوح تلاش کی جلدی طلسم فتح کرا دیجئے افراسیاب کو پکڑ لا دیجئے کسی صاحب کے منہ سے نہ نکلیگا کہ تم پر کیا گذری کس مصیبت میں تھے کچھ کھایا یا نہیں مرتے ہو یا جیتے ہو اب میں بہت عاجز ہو چکا بس شہنشاہ سر آنکھوں پر میرے پاؤں ٹوٹے جاتے ہیں لیکن میں صاف عرض کروں اس پر بھی

قتل کیجیے یہ قوم کا انگریزہ ہی بڑا فتنہ انگیز ہی برق نے کہا نہین استاد مین بھی توبہ کرتا ہون عمرو نے کہا بھئی دل صاف
اب کوئی جھگڑا باقی نہ رہے بڑے بڑے ظلم سہے دل مین ناسور پڑ گئے یہ بھی ہمکو یقین ہوگیا کہ یہ طلسم فتح ہوگا
بس ہم کیون لطف زندگی کھوئین نکحرامون کی جان کو روئین تخم بغض و حسد کشت عداوت مین بوئین
آپ کی مصاحبت مین رہین چین سے پاؤن پھیلا کے سوئین افراسیاب تو خاموش ہی لیکن اختقاق نے
کہا ای افراسیاب عمرو رونا ہی اپنی حرکات پر شرمندہ ہوتا ہی اسکو نوکر رکھ لو شب کو خوب مزے سے گاتا ہی
افراسیاب نے کہا اسکی باتون کا مجکو یقین نہین آتا ورنہ اسکے کمالات بہت پسند ہین مرتبے بھی اسکے بلند ہین
ملکہ طاس گلگون پوش کو عیاریان کر کے مجھسے لڑوا دیا ہین ایسا صاحب اختیار نہوتا تو غضب کیا تھا
کوہ ہفت رنگ پر چڑھگیا تھا بڑے بڑے فتور کیے نہین معلوم کمبخت کے کان مین کیا پھونک دیا تھا مرتے دم
اسی کا دم بھرتا تھا عمرو نے کہا ای شہنشاہ مین وہ بات ایسی کہدونگا وہ بڑی ایک عمدہ چیز ہی ہر اہل دل کو
عزیز ہی اب افراسیاب و اختقاق سے خواجہ عمرو کھل ملکر باتین کر رہے ہین کبھی گاتے ہین کبھی میٹھی باتین
سناتے ہین کبھی کہتے ہین حضور اب رہا کیجیے ہین اٹھون ساہری و جمشید کو سجدہ کرون کوئی عیاری ہو
اسد کو پکڑا لاؤن اختقاق صاحب کو تکلیف نہو یکایک آسمان پر ایک ابر تیرہ و تار اٹھا سب اسی جانب
دیکھنے لگے اُسی مقام پر آکر وہ ابر شق ہوا سب نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام لیکن تاج سر پر بھاری لباس
پہنے ہوے چالیس ساحر ہمراہ تخت آکر اترا افراسیاب کو جھککر سلام کیا افراسیاب نے ہنسکر کہا ای شہاب
گلگون پوش اسوقت کہان سے آتے ہو عرض کی صرف حضور کی قدمبوسی کو حاضر ہوا ہین برائے زیارت ملکہ
ماہیان زرد پوش پردہ ظلمات مین گیا تھا عرصہ دراز تک خدمت فیضدرجت مین حاضر رہا وہ قیدی حضور کا جو
ہمارے قبضے مین ہی اُسکا حال ملکہ عالم نے پوچھا مین نے کہا حضور نوبت بجان و کارد براستخوان امروز فردا مین خاتمہ
ہوجائیگا ملکہ عالم نے یہ فرمایا ای خیرخواہ دولت ای صاحب لیاقت ہماری نجوم خبر دیتی ہی اس زمانے مین وہ قیدی
اسکی ذات سے بڑی خرابی ہوگی مین نے دست بستہ عرض کی کہ حضور اسکی رہائی میری زندگی مین غیر ممکن
کون آسکتا ہی یکایک ملکہ عالم نے فرمایا لو اور مزا دیکھیے عمرو و برق نے اختقاق پر عیاری کی دونون گرفتار
ہوے اب شہنشاہ سے صفائی ہو رہی ہی ای شہاب جلد جاؤ خبردار خبردار افراسیاب کا کہنا نہ مانا
دونون عیارون کو لیکر اپنے مقام پر چلے جاؤ بہ احتیاط قید کرو وہین تڑپ تڑپ کر مر جائینگے افراسیاب
سفلہ مزاج بیوقوفون کے سر کا تاج ذرا سی بات مین پھسل جاتا ہی جو عمرو کا گا نا سُنے گا باعث خرابی ہی اسکا یہی ہی

دام علم موسیقی مین پھنسا لیتا ہی چشم زدن مین دھوکا دیتا ہی حضور غلام حاضر ہوا لائیے اِن دونون عیارون
کو میرے حوالے کیجیے لیجا کر قید کرون میرا قیدی تا قید حیات رہا نہین ہوتا اکثر حضور نے شاہان مغضوب میرے
حوالے کیے میرے قید خانے مین تڑپ تڑپکے مرے افراسیاب کو سناٹا آگیا سب سے زیادہ ختناق
کو رنج ہی کہا ای افراسیاب مین اسکو اپنا مصاحب خاص بناؤن افراسیاب نے کہا حکم مین آپکے دم نہین مار سکتا
اور حقیقت مین یہ کبھی دوست نہوگا لیجانے دیجیے لو خواجہ اب تمھاری موت آئی عمرو منتین کرنے لگا شہاب
کا غصے مین چہرہ سُرخ ہوگیا کہا او ساربان زادے بس خاموش رہ شہنشاہ کو دھوکا دیا ہوتا اب تم زندہ
نہ بچوگے اُسی قید خانے مین تڑپ تڑپکر مروگے عمرو بہت حیران ہی کہ ہمارے لشکر کا تو کوئی سردار قید نہین ہی یہ کسی
قیدی کا ذکر کرتا ہی لیکن یہ رہ سی آنکھین جوش و خروش مین آئین طرف شہاب کے پلٹے کہا او نا ہنجار بد کردار
کیون بیہودہ بکتا ہی اس وقت کی بات لکھ رکھ اگر ہمکو لینے آیا ہی تیری قضا بہت قریب ہی ہم فقط شہنشاہ سے
دبتے ہین تجھ ایسے ہزارون مار ڈلے ملک عنطلی آباد و چاہ ماران دام الجبال و زبرجد نگار و ملک فرعونیہ
ہزار شکل چرخ گردان اِن سب مقامات کے ساحرون کو کتے کی موت مارا جس دن سے طلسم ہوش ربا
مین آیا اتنے ساحر مارے کہ شمار نا ممکن ہی عنایت پروردگار کی دل مطمئن ہی اگر اپنی زندگی درکار ہی
ہمارے مقدمے مین دخل نہ دے یہان سے چلا جا کیون شامت آئی ہی شہنشاہ ہمارے مالک ہین ہم اُنکے نمک خوار
اُنپر عیاری مکاری جو جی چاہتا ہی کرتے ہین یہ ہمارے قدر دان ہم اِنکے رتبہ شناس یہ رئیس جلیل ہم فلک اساس
یہ سردار ہم عیار دوسرے کی کیا مجال کہ ہمسے آنکھ ملا سکے شہاب تیرا نام ہی یہ رنگ دھوپ مین اُڑ جاتا ہی
ابھی سے دیکھ تیرے چہرے پر سیاہی ہی ہمارے قتل کا خیال باعث تباہی ہی ہمنے بہت سے رنگ دنیا دیکھے
تجھ ایسون سے کب ڈرتے ہین جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر شہاب گلگون پوش کا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا
کہا ای شہنشاہ آپنے اسکو بہت منھ لگایا ہی دیکھون تو میری قید سے کیونکر چھوٹتا ہی اسیر دانہ بھی بند کر دونگا
یہ کہکر عمرو اور برق کو اپنے سحر مین مسحور کیا افراسیاب نے اپنا سحر اُتار لیا ہر چند کہ اسی وقت عمرو قیامت کی
عیاری کر چکا تھا لیکن سب کو سناٹا آگیا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یارو ہر چند کہ عمرو سب ساحرون کا دشمن ہی لیکن
علم و کمال مین اپنا مثل نہین رکھتا کس مزے سے اسوقت گایا عاشق مزاجون کا دل بھر آیا لیکن شہاب تنتنا ہوا
اُٹھا اُچھلکر تخت پر آیا عمرو و برق کو اُسی تخت پر ڈال لیا چالیسون جادوگر گرد آگئے وہی ابر تیرہ و تار اُڑتا ہوا ایک
جانب نکل گیا اختقاف نے کہا ای افراسیاب مجھے بڑا قلق ہوا افسوس عمرو کا گانا دل کھولکر نہ سنا افراسیاب نے

کہا ای شہنشاہ آپ ابھی حالات عمرو سے ماہر نہین ہین یہ بلاے روزگار ہی اب مجکو اطمینان کامل ہوا شہاب
گلگون پوش جہان عمرو کو لیگیا وہان کا قیدی کبھی رہا نہین ہوا اختقاق خاموش ہو رہا افراسیاب
جادو نے ایک نامہ ملکہ حیرت جادو کو لکھا مضمون یہ تھا کہ تیاری کرو مین اختقاق جادو حاکم حجرہ
سوم کو لیکر آتا ہون عمرو و برق نے آکر یہان عیاری کی ہین نے دونون کو قید کرکے سمت کوہ سماپیہ روانہ کر دیا
لیکن اس خبر کو مشہور نہ کرنا یہ نامہ نامہ دار کو دیا ساحر تیزرو نامہ لیکر چلا افراسیاب نے اختقاق کو مع
نقارۂ جمشیدی تخت پر سوار کیا منزل بمنزل چلا لیکن حال لشکر ملکہ مہرخ سماعت فرمایئے کہ آج کئی دن کا
زمانہ گذرا خواجہ عمرو و برق پلٹ کر نہ آئے حیرت جادو مع لشکر ساحرون کے مقابلے مین اُتری بیٹھے بیٹھے ملکہ
مہرخ گھبرائین مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو بارگاہ مین حاضر ہی جانسوز و ضرغام و مہتر قران والا مقام
بھی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین کہ ملکہ مہرخ نے چالاک سے کہا ای مہتر والا گہر ای عیار نامور بڑے تعجب کی بات ہی کہ
کئی دن سے لشکر حیرت ہمارے مقابلے مین آیا کیا باعث ہی کہ حیرت نے طبل جنگی نہین بجوایا شاید افراسیاب کا
انتظار ہی برائے خواجہ عمرو دل بیقرار ہی فکر مین گئے تھے واپس نہین آئے کل ہالیان ہوش ربا انکے دشمن ہین
ذرا جاکر خبر لاؤ شاید لشکر حیرت مین کچھ کیفیت معلوم ہو چالاک نے کہا مین خود قبلہ و کعبہ کے واسطے بیقرار ہون
شب کو خواب پریشان دیکھا خدا خیر کرے یہ کہکر چالاک اُٹھا لشکر مہرخ سے نکلا جب قریب لشکر حیرت پہونچا
اک خدمتگار کی صورت بنائی لشکر مین حیرت کے پھرتا ہوا آیا بلا تکلف دربارگاہ پر آکے ٹھہرا حاضر جام کہکے
پردہ اُٹھایا اندر آیا پشت حیرت پر آکے ٹھہرا دربار جمع ہوا ہی مصور و صورت نگار وغیرہ اپنے اپنے
مقام پر بیٹھے ہین حیرت جادو کہہ رہی ہی شہنشاہ قریب حجرہ سوم پہونچ گئے ہونگے دشمنون نے قصد کیا تھا
کہ شہنشاہ کو روکین یہ تو مین نے سنا طائر سحر نے خبر دی کئی لاکھ ساحرون کو قتل کیا قلعۂ فرعونیہ کو لوٹ لیا اب
واپس ہوے ہونگے ای سرما ے برف انداز و ای ابریق کوہ شگاف کوئی ساحر تیزرو جلد روانہ کرو کہ حال مفصل دریافت ہو
ہر مرتبہ جی چاہتا ہی طبل جنگی بجواؤن بی بہار کو گھس کر قتل کرون بوانے بہت سر اُٹھایا ہی مین ہر مرتبہ لڑائی ہین ٹالتی ہون
وہ میرے ہی مُنہ چڑھتی ہین بہت پچھتائینگی سرما و ابریق نے قصد کیا عرضی واسطے افراسیاب جادو کے
تحریر کرین کہ برق آسمان پر چمکی ایک ساحر اُترتا ہوا آیا نامہ ہاتھ مین ملکہ حیرت کے دیکر چلا گیا اتنا چلتے چلتے کہدیا
کہ حضور اسکے مضمون سے کسی کو آگاہ نہ کرین یہ پکارکر عرض کرتا ہون کہ اختقاق جادو آتا ہی اسی ہفتے مین شہنشاہ
پہونچ جائینگے وہ تو غائب ہوا حیرت جادو نے نامہ کھولا بعد القاب حال عمرو و برق لکھا تھا کہ سارہ بان ادے

نے طور کی عیاری کی برق بھی ساتھ تھا بدولت نے دونون کو گرفتار کیا لیکن قید کر دیا پشت پر چالاک کھڑا ہوا انگشت رانی کر رہا ہی جھک جھک کے پڑھتا جاتا ہی یہ حال مصیبت مآل جو دیکھا کہ خواجہ و برق قید ہو گئے آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا قریب تھا کہ چیخ مار کے روئے لیکن ضبط کیا ہر چند کہ تاب ضبط نہ تھی یہ بھی تو خوف ہی کہ کوئی پہچان نہ لے مگر روتا ہوا نکلا بیرون بارگاہ آیا دیکھا ایک مقام پر جہتر قران ساحر بنے کھڑے ہین قران نے چالاک کو غمگین دیکھا قریب آکے حال پوچھا کہا خلیفہ لشکر مین چلو یہان عیار پہچان پھرتی ہین حیرت آمادہ فساد ہر ایک ساحر کو ہمسے بغض و عناد جلد نکل چلیے قران سمجھ گئے کوئی افتاد پڑی چالاک کے ساتھ لشکر حیرت سے باہر نکلے یہان مہرخ وغیرہ گوش بر آواز تھین کہ چالاک و قران آکر پہونچے مہرخ نے گھبرا کر پوچھا کیون ای چالاک خیر تو ہی بہت جلد واپس آئے چالاک نے سر پیٹ لیا کہا حضور قبلہ و کعبہ برق کو ساتھ لیکر تا بہ سرحد فرعونیہ پہونچے نامہ کا ہے کو کتاب بھی ایک جز مین حال عیاری لکھا تھا اخنفاق و افراسیاب وغیرہ کو بیہوش کیا لیکن قتل نہ کر سکے آخر گرفتار ہوے نہین معلوم کہ ظالم نے کہان قید کر کے بھیجا یا نشان مقام قید تحریر نہ تھا اخنفاق جادو کو بھی افراسیاب لایا اسی ہفتے کے اندر آجائیگا مہرخ نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا جو کوئی آئیگا دیکھا جائیگا جسکے ہاتھ سے قضا ہی قتل ہونگے اسکا کیا خوف ہی مگر خواجہ عمرو کا قید ہونا بڑا غضب ہوا چالاک و قران نے کہا ہم جاتے ہین یا اپنی جان دینگے یا پتا لگائینگے ملکہ مہرخ نے کہا ای چالاک کیونکر کہین کہ تم بھی برائے تلاش جاؤ جب نشان اور مقام دریافت نہوا کیونکر پتا ملیگا طلسم بہت وسیع ہی صدہا مقامات ایسے ہین کہ ہم اس طلسم مین پیدا ہوے آج تک کبھی وہان گذر نہین ہوا اکثر مقامات اسطرح کے پُر ہول ہین کہ خود افراسیاب بھی وہان نہین گیا صرف اسکے کمال کے خوف سے خراج آجاتا ہی نام سے اُس جلاد کے ہر کس و ناکس تھرّاتا ہی ابھی جو یہ شہرہ فیلسر آیا تھا اتنی دور اسکا مقام ہی کہ سالہا سال اُسکو اپنے بھائی کے قتل کا حال نہ معلوم ہوا گرفتاری لاچین کی کیفیت نہ ظاہر ہوئی چونکہ خیرخواہ دولت تھا سنتے ہی دوڑ پڑا آخر مارا گیا پس ہم تمکو کیونکر کہین بدون دریافت مقام و نشان آوارہ ہو کر جاؤ قران نے سر جھکا کر جواب دیا ملکہ ہمارے واسطے یہ بھی بدنامی ہی کہنے والے کہین گے اُستاد قید ہو گئے شاگرد تنتے پھرتے ہین کچھ خیال نہین قلب پر ملال نہین لہذا ہمین رخصت کیجیے رہبر کامل خضر راہبر ہوگا دریافت ہو جائیگا اُسوقت دربار مین اک غریو بلند ہوا باغبان نے کہا ای عیاران نامی مین تمھارے ساتھ چلون شاید غنچہ آرزو کھلے نشان پتہ ملے چالاک نے کہا تمکو کیونکر ساتھ لیجائین اتنا بڑا بھیا آتا ہی تمھارے ہونے سے ہزار طرح کی بہتری ہی تدبیرین بتاؤ گے مصیبت مین سردارون کو بچاؤ گے ملکہ مہرخ نے بھی کہا

باغبان تمہارا جانا بہتر نہین ہی باغبان خاموش ہو رہا سوچا کہ مین جسقدر اصرار کرونگا سب صاحب
مانع ہونگے کسی طرح نکلجاؤنگا وقتاً فوقتاً تدبیر ہوگی خاموش ہو رہا لیکن چالاک و قران اُسی وقت بانہاے عیاری
سے آراستہ ہو کر لشکر سے نکلے سردار روتے ہوے ساتھ مین قران نے منع کیا کہ اب آپ لوگ واپس جائین
ورنہ مشہور ہو جائیگا کہ آج مہتر قران و چالاک براے تلاش خواجہ عمرو گئے ہین ایسا نہو حیرت جادو کسی
ساحر کو ہمارے روکنے کے واسطے بھیجے راہ مین رُک جائین اور زیادہ باعث خرابی ہو سب سردار روتے ہوے
پلٹے جب دونون عیار لشکر سے باہر نکلے مہتر قران نے کہا اے چالاک ساتھ چلنا مناسب نہین ہی الگ
الگ ہو کر تلاش کرو چالاک نے کہا بہت مناسب ہی دونون عیاران طرار بیقرار اشکبار بانہاے عیاری سے آراستہ
پیراستہ الگ الگ جستجوے خواجہ عمرو و برق مین راہی ہوے قران نے پھر چالاک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا اے مہتر
والا گہر تمکو سمجھانا بموجب مثل لقمان را حکمت آموختن کا مضمون ہی لیکن براہ محبت دل نہین مانتا خبردار جب تک
نشان و مقام دریافت نہو کسی ساحر و غیر ساحر پر دست انداز نہونا ہمکو اس سفر مین بہت بڑے خیالات ہین
یقین کامل ہی افراسیاب نے ایسے مقام پر بھیجا ہو کہ نشان ملنا دشوار ہوگا ایسا نہو کچھ اور خرابی پڑ جاے
چالاک نے کہا آپ کی عنایت سے و بہ مدد پروردگار بہت سمجھ کے عیاری کیجائیگی بخوبی آپسمین صلاحین کر کے
ایک طرف مشرق کے دوسرا بہ سمت مغرب جستجو کرتے ہوے روانہ ہوے انکو راہ مین چھوڑ دو وقت پر حال انکا تحریر کیا جاوے

دو کلمہ داستان حیرت عنوان مہتران خواجہ عمرو و برق فرنگی کہ قید کر کے افراسیاب نے شہر فرعونیہ سے بدست شہاب گلگون پوش روانہ کیا ہی اور نشان ملنا ملک احول مربع نشین کا عجب داستان رنگین و سحر آگین لائق ملاحظہ ناظرین نازک خیال ہی

نہ پاؤن فصل بہاری کا کیا نشان صیاد ... نہ دیکھا ایک نظر مین نے بوستان صیاد
لے آیا طفلی ہی مین مجکو تو یہان صیاد ... کھُلی ہی کنج قفس مین مری زبان صیاد
مین ماجراے چمن کیا کرون بیان صیاد

چلو چمن سے اب اے بلبلو براے خدا ... جیے تو کھائینگے اگلے برس چمن کی ہوا
قیام خوب نہین ہی کہ مین نے آپ سُنا ... مین کھینچون دام مین بلبل تو آشیانہ جلا
یہم یہ مشورہ کرتے ہین باغبان صیاد

یہ مین نے مانا کہ نفرت تجھے ہوئی مجھسے ... ملیگا ہاتھون کو پچھتائیگا تو رو رو کے

ہین جب تلک ہون یہان کچھ نہین ہی فکر تجھے — کریگا یاد مرے زمزمون کو بعد مرے

ہون چند روز ترے گھر مین میہمان صیاد

ہوا بہار مین گلشن تو روبرو پامال — ہی ہمصفیرون کی دوری کا اور سخت ملال
شفیق ہو کے اگر پوچھے تو مرا احوال — سناؤن واقعہ اپنا تجھے تمام و کمال

جو کان دھر کے سُنے میری داستان صیاد

خدا کا خوف کراتا نہین ہی ظلم روا — کہ آب و دانہ کئی روز سے نہین پایا
یہ بے زبان ہین قیامت نہ ہو کہین برپا — ستم زیادہ نہ کر حکم دے رہائی کا

پکارتے ہین گرفتار الامان صیاد

فصیح سیکڑون میرے بیان پہ ہین مفتون — بھرے ہین دل مین ہزارون ہی سحر کے مضمون
مرے کلام مین سو سو طرح کے ہین افسون — نہونگا بند قفس مین جو بھی مین وہ بلبل ہون

ہزار تجکو سناؤنگا داستان صیاد

مین ہمصفیرون کو بھی اب نہین بلاؤنگا — اور آشیانہ بھی اپنا قفس مین چھاؤنگا
کُھلا کتا دور ہی پر تک نہین ہلاؤنگا — در قفس بھی کھلیگا تو اب نجاؤنگا

یقین نہ ہووے تو کر میرا امتحان صیاد

کیے ہین تو نے کرم مجھپہ بار ہا جو جو — وہ نقش سنگ کی صورت ہین لیہ نقش ابتو
اسیر دام محبت ہون اب تو جو کچھ ہو — رہا بھی ہو کے نہ بھولونگا حق خدمت کو

ادا سے شکر کرونگا مین ہر زمان صیاد

بچھے ہین باغ مین ہر ایک سمت دام بلا — ہر اک درخت مین پھندے لگے ہین جا بجا
بہار تک ہی جو صیاد کا یہی شیوا — چمن مین بلبل و قمری کا پر نہ چھوڑیگا

رہیگا آٹھ پہر گھات مین نہان صیاد

تمام قید کے دن رنج و فکر مین کاٹے — ہزار رنج سہے اور لاکھ صدمے سہے
خدا کا شکر ہی سختی کے دن ہوے پورے — قفس پہ اب تو لگا رکھے ہار پھولون کے

ہزار شکر ہوا مجھپہ مہربان صیاد

پھنسایا مجکو فقط حیلہ وبہانے نے
سبک کیا ہی مجھے رنج کے اُٹھانے نے
ستایا سخت مجھے گردش زمانے نے
دکھایا کنج قفس مجکو آب و دانے نے
وگرنہ دام کہان مین کہان کہان صیاد

ہی آشکار جو بلبل کو گل سے الفت ہی
یہ مست ناز ہی الفت مین اُسکو وحشت ہی
لگا کے کان ذرا سُن جو تجکو فرصت ہی
عجیب قصۂ دلچسپ اک حکایت ہی
سُناؤنگا گل وبلبل کی داستان صیاد

جو سر پہ ہلاؤن تو پانی مجھے پلاتا ہی
جو سر کو پٹکون تو دانہ معا منگاتا ہی
ملول پا کے گلون سے قفس کو چھاتا ہی
اُداس دیکھکے مجکو چمن دکھاتا ہی
کئی برس مین ہوا ہی مزاج دان صیاد

بہار عمر کے سب دن تو قید ہی مین کٹے
نہ ہمصفیر ہی کوئی جو پھڑکون اُسکے لیے
نہ اب وہ دل ہی کہ شوق چمن ذرا لگو جیسے
رہے نہ قابل پرواز بال و پر میرے
قفس سے اُڑکے مین اب جاؤنگا کہان صیاد

تڑپ تڑپ کے یقین تھا کہ جان جائیگی
اگر قفس مین جو قسمت نے یاوری بخشی
یہ میری باتون نے تاثیر دل مین پیدا کی
عزیز رکھتا ہی کرتا ہی خاطرین میری
ملا ہی خوبی قسمت سے قدردان صیاد

بنا کے پہلے تو بربادی آسمان نے کی
چمن سے پھینک دیا ایک دن قفس کو بھی
خدا ہی جانے کہ رکھتا تھا دشمنی کیسی
چمن مین رکھا نہ بلبل کا نام تک باقی
خدا کرے یونہین ہو جائے بے نشان صیاد

کمر یہ مین نے اطاعت پہ باندھی ہی اپنو
پھڑکتا بھی نہین کنج قفس مین یارو
خیال اپنے نگہبان کا ہو تو ایسا ہو
مین جھانکتا نہین چاک قفس سے بھی گل کو
نہوگے تا مری جانب سے بدگمان صیاد

ہین صاف دام سے معمور سب گل و سنبل
بنا ہی خانہ زندان چمن تو اب بالکل
یہ ہمصفیرون کا دیوار باغ پر ہی غل
نکالیو نہ قدم آشیان سے او بلبل

لگائے بیٹھے ہین پھندے جہان نہان صیاد

نہ ہمصفیرون کی فرقت کا غم نہ قید کا ڈر
نہین ہی اپنے غم و رنج پر بھی مجکو نظر
ہین اسمین رہتا ہون حیران و ششدر آٹھ پہر
الٰہی دیکھیے صحبت برا د ہو کیونکر

زبان دراز ہون مین اور بدزبان صیاد

کوئی بھی چھاتی پہ بسمل کے سنگ دھرتا ہی
کوئی بھی کرکے ستم اس طرح مکرتا ہی
قفس کو باندھ گر ایسا ہی شک گذرتا ہی
پرون کو کھولدے ظالم جو قید کرتا ہی

قفس کو لیکے مین اُڑ جاونگا کہان صیاد

مین ایک گلشن جنت کا ہون ہزار اے رند
نہین بھی صحبت گل مجکو ناگوار اے رند
کبھین مین پڑ سکے تمھارے عنا سے ہوشیار اے رند
فریب دانہ نہ کھاتا مین زینہار اے رند

نہ کرتا دام کو گر خاک مین نہان صیاد

شعر سخن سنج و غواص دریاے ہوش بچنین ریخت گوہر بدامان گوش ہر عروس داستان حیرت بیان کو برائے نظارہ مشتاقان والا مقام مشاطگی نظم و نثر سے یون آراستہ کرتے ہین کہ جب شہاب گلگون پوش بصد جوش و خروش خواجہ عمرو و برق کو لیکر بلند ہوا ہرچند عمرو نے چاہا ہوشیار رہون برق پر بھی تاکید کی کہ بیٹا راستہ تو دیکھتے ہوئے چلو یہ بیچیا ہمکو کہان لیے جاتا ہی شاید رسم و راہ سے آگاہی ہو مقامات تو خیال مین رہین لیکن تموج ہوا سے بیہوش ہوگئے نہ یہ ثابت ہوا کہ کس راستے سے لیکر چلا بعد عرصۂ دراز بصد سوز و گداز جو آنکھ کھلی خواجہ نے اپنے کو ہتھکڑیون بیڑیون مین جکڑا ہوا ایک مکان تنگ و تاریک مین پایا لیکن ہاتھ پانون قابو مین دیکھ بات یہ ظاہر ہی کہ ہنوز سحر نہین ہی لیکن وہ مکان اسقدر تنگ و تاریک کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہین سوجھتا تاریکی شب ہجر مات ہی نمونہ پردۂ ظلمات ہی یا بخت سیاہ کا سامنا ہوا دل عمرو کا گھبرانے لگا بیقرار ہوکر چاہا نے لگا یہ یقین کامل تھا کہ برق ہمارے ساتھ قید ہی بعد عرصہ دراز نگاہ اُٹھا کر چہار جانب دیکھا برق کو اپنے قریب نہ پایا اب خواجہ بہت گھبرائے واسطے اپنے یار وفادار کے تڑپے اندھیرے مکان مین یہ نہین معلوم ہوتا دن ہی کہ رات ہی نہین معلوم کسقدر زمانہ گذرا دروازہ کھلا ایک زنگن سیاہ رو کلموہی نیلے کپڑے پہنے ہوئے ایک نان خشک ایک آبخورہ پانی کا لیکر سامنے عمرو کے آئی رکھکر چلی گئی عمرو نے کہا بوا یہ کیا مقام ہی تمھارا کیا نام ہی اُسنے کچھ جواب بھی نہ دیا نان و آب رکھکر چلی گئی جب کئی دن عمرو کو اسی طرح گذرے کہ وہ زن زنگن آتی ہی

کھانا رکھکے چلی جاتی ہی عمرو گھبرایا کہ یہ ملعونہ آتی ہی نام تک نہین بتاتی ای خواجہ کچھ تدبیر کرو کسی طرح اس ملعون
تنگ و تاریک سے نکلو کیا جان دوگے یہ سوچکر سنبھل بیٹھے آج جو وہ عورت آئی روٹی رکھکر چاہا چلی جائے
عمرو نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اُسنے کہا او نگوڑے میرا ہاتھ چھوڑ دے عمرو نے کہا بوا ذرا بیٹھ جاؤ ہم گنہگار قیدی ہین
ایک بات تم سے پوچھینگے تمھارے قبضے مین ہین ساحری جمشید سے ڈر ایسا نہو غضب خداوند لقا مین پھنسو کہین
تم بھی قید ہو جاؤ یہ سنکر اُس عورت نے کہا ای شخص تجکو ساحری و جمشید سے کیا کام خداوند لقا سے کیا مطلب
عمرو نے کہا بندہ کیسا مین لقا کا دوست صادق بچپن کا یار غار ہون ساحری و جمشید کو بھی پہچانتا ہون جسنے
تمکو پیدا کیا اُسنے ہمکو بھی پیدا کیا جو تمکو رزق دیتا ہی وہی ہمارا بھی رزاق مطلق معبود برحق ہی اُس عورت نے کہا
ای شخص یہ بڑے تعجب کی بات ہی ہمکو تو یہ حکم ہوا تھا کہ ایک مرد مسلمان اس قید خانے مین قید ہی اُسکو روٹی پانی
پہونچا دینا کبھی بات نہ کرنا عمرو نے کہا بی بی جب رئیس خفا ہوتے ہین بڑے بڑے بیبس ہوتے ہین مین تو اپنا حال تم سے
کہہ چکا کہ پہلے دوست خدا کے حال سے بخوبی آگاہ ہون اسوقت برباد و تباہ ہون یہ سنکر وہ عورت بیٹھ گئی عمرو نے
کہا کچھ یہ بھی معلوم ہی کہ ہمارے مقدمے مین کیا حکم ہوا عورت نے کہا ہماری جو مالک ملکہ گلشن جادو ہین انھون نے
کل یہ ذکر کیا تھا کہ اس قیدی کے مقدمے مین افراسیاب کو عرضی لکھی ہی دو دن مین وہان سے جواب آجائیگا ان شاء اللہ تجکو
قتل کرینگے یہ سنکر عمرو رونے لگا کہا بی بی مین ایک شقی آدمی ہون خیر ایک خطا ہو گئی اب بادشاہ کو اختیار ہی
میرے پاس کچھ دو چار پیسے کا اسباب ہی وہ تم لیلو نام پر ساحری کے لٹا دینا شاید اُسی کی وجہ سے چھوٹ جاؤن
اس مصیبت سے نجات پاؤن عورت نے کہا تیرے پاس کیا چیز ہی عمرو نے کہا روپے اشرفیان کچھ جھوٹے تھے دو چار نگینے
رکھتی ہین سب ہی کچھ آدمی کے پاس ہوتا ہی کون ایسا مُردہ آدمی ہوگا جسکے پاس دس پانچ ہزار کا نقد و جنس نہو نگینے
کہا مین ابھی جاکر برہمن کھلوا دونگی فیض بڑی چیز ہی بیشک کچھ تعجب نہین کہ تیری رہائی ہو جائے مین ملکہ عالم سے
تیری سفارش کرونگی قید سے چھڑوا دونگی لیکن تجھے خطا کیا ہوئی عمرو نے کہا قوم کا فراش ہون گل کترتا تھا
قالین ولایتی جلگیا اُسپر یہ مصیبت ہوئی عورت نے کہا یہ تو کچھ بڑی بات نہین ہی مین ضرور کہونگی عمرو نے کہا
ملکہ گلشن جادو کون صاحب ہین عورت نے کہا اس قلعہ کی حاکم معشوقہ شہاب گلگون پوش عمرو نے کہا
میان شہاب اور کہین رہتے ہین عورت نے کہا یہ مجکو معلوم نہین ہی شب کو یہان روز تشریف لاتے ہین ملکہ گلشن
کے ساتھ مزے اُڑاتے ہین صبح کو چلے جاتے ہین مین ملکہ گلشن کی کنیز ہون اُنکو دل سے عزیز ہون لاؤ اشرفیان
نکالو مین ابھی جاکر سفارش کرون منت خوشامد سے گذارش کرون عمرو نے کہا ذرا ٹھہرو ابھی نکال دیتے ہین ہاتھ

ہون تو مال نکالون زنگن سوچی کہان بھاگ کے جائیگا ہتھکڑیان ہاتھ سے عمرو کے کاٹین عمرو نے کمر سے کچھ
روپیہ کچھ اشرفیان نکالین عورت خوش ہوگئی گننے لگی کہا میان فراش صاحب اسی قدر ہین عمرو نے کہا نہین
ابھی بہت باقی ہین یہ کہکر کھڑے ہوگئے پائجامہ کھول دیا جیسے ہی پائجامہ زمین مین گرا عورت نے منھ پھیر لیا کہا
بڑا بیباک ہے عمرو نے کہا مال لنگوٹ مین بندھا ہے تم منھ پھیرے بیٹھی رہو مین سب تدبیر کیے لیتا ہون سب مال تمکو دیتا ہون
عورت منھ پھیرے بیٹھی رہی عمرو نے کچھ روپیے کھنکھنائے عورت آواز سنکر خوش ہورہی ہے دل سے کہتی ہے روپے
نکال رہا ہے نگوڑا فراش بڑا مالدار ہے اتنے عرصے مین عمرو نے بیڑیون کی بھی کیلین نکالین اُسی طرح منھ پھیرے بیٹھی ہے
بیڑیون کی جھنکار کو روپیے کی جھنکار سمجھی عمرو نے باطمینان حلقہ ہاے کمند اُسکے گلے مین ڈالدیے کہا کیون بوا
مال ملا اُسنے گھبراکر چاہا پلٹون عمرو نے بیہوشی منھ مین مل دی عورت بیہوش ہوکے گری خواجہ عمرو نے اُسکو اپنی
صورت بنایا آپ اُسکی صورت بنکر تیار ہوے گلے مین اُسکے گیند ٹھونس دیا کہ جسمین غل نہ مچائے اُسی طرح ہتھکڑیان
بیڑیان پہنا کے ڈالدیا آپ اُسکی صورت بنکر باہر نکلے اب خیال آیا کہ خواجہ سب کچھ کیا اسکا نام نہ پوچھ لیا خیر سمجھا جائیگا
تھوڑی دور چلے تھے اور دو چار کنیزین ملین اُنھون نے دیکھکے پکارا کیون شگفتہ قیدی کیسا ہے عمرو نے کہا نگوڑا مر گیا میری پاپوش جانے
مین روٹی اور آبخورہ پانی ڈال کے چلی آئی ہون تم سب صاحبون کو ہنسی کی بڑی عادت ہے یہ باتین کرتے ہوے آگے
بڑھے دیکھا وہ قصر وسیع دریچے بہت بنے ہوے ہین جابجا چوبدارنیان اور کنیزین وغیرہ موجود ہین ایک سے عمرو
نے پوچھا ملکہ عالم کہان ہین اُسنے کہا آج اُنکے آشنا صاحب دن سے آئے ہوے ہین صحبت آراستہ شراب چل رہی ہے
عمرو نے پوچھا کس مکان مین ایک نے کہا سامنے والی بارہ دری مین تو چلی جا دیکھ لے ہنگامہ گرم ہے آواز سارنگی
وغیرہ کی آتی ہے عمرو صداے ساز پہ چلا قریب بارہ دری پہونچا پردہ اُٹھا کے دیکھا وہی جادوگر شہاب گلگون پوش
مسند پہ بصد کبر و نخوت پہلو مین ایک جادوگرنی ایک طائفہ سامنے بیٹھا ہوا گا رہا ہے عمرو اندر آیا شہاب
اپنی معشوقہ گلشن سے باتون مین مصروف تھا کچھ چپکے چپکے اُس سے کہہ رہا تھا عمرو نے باتون کا خیال نہین کیا یہ بھی نہین سنا
کہ عاشق معشوق کیا باتین کر رہے ہین عمرو گوشے مین جا کر کھڑا ہو رہا اس فکر مین کہ کوئی ساقی بچہ الگ آئے
اُسکو بیہوش کرکے شراب مین بیہوشی ملاؤن دونون کو پاکر مارون اس سوچ مین ستون کی آڑ پکڑے ہوے
کھڑے تھے اب احوال برق فرنگی کا سنیے کہ اُسکی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک صحنچی مین قید بیٹھا ہون ہتھکڑیان بیڑیان ہاتھ
پانون مین ایک عورت اسکو بھی کھانا دینے آئی اسنے بھی دم دیکر اُسکو بیہوش کیا لیکن نام پوچھ لیا تھا نسرین عذار
اُسکا نام تھا اُسی کی شکل بنکر برق نکلا اُسکو اپنی صورت پر وہان ڈالدیا لیکن خواجہ حقیر کنیز کی شکل بنے ہین کنیز

حسین کی صورت بنکر آیا ہی دربار مین پہونچا پہونچتے ہی اُسنے دیکھا ایک نازنین گلابی لیے جاتی ہی اُسنے کہا ارے خیالا
ٹھہر جا وہ ٹھہری برق نے کنارے لیجا کر اسکو بھی بیہوش کیا آپ اسکی صورت بنکر گلابی ہاتھ مین لیا محفل کی طرف
چلا پکارتا ہوا حاضر ہوئی حاضر ہوئی خواجہ عمرو جو ستون کی آڑ پکڑے ہوے کھڑے تھے اسی فکر مین کہ کسی
معقول کو بیہوش کرون اُسکی صورت بنکے جاؤن برق کو جو دیکھا پشت تھی نہ پہچانا پکار کر کہا ای جانے والی
ذرا ٹھہر جاؤ ہماری بھی ایک بات سن لو برق پلٹا اب عمرو نے پہچانا کہ بھیس بدلا ہی جلد گوشے سے نکل آئے کہا کیون
تو اُ مجھے پہچانا برق نے آنکھین دیکھتے ہی مسکرا کے کہا اُستاد انکو ہم ہزارون مین پہچان لین اشارون مین باتین ہوئین
اپنے اپنے حال کہے برق کے ساتھ خواجہ بھی چلے خواجہ تو آکر اک گوشے مین بیٹھ گئے برق محفل مین آیا جلد
جام لبریز کیا بیہوشی ابھی نہین ملائی عمرو نے منع کیا تھا کہ بیٹا رنگ محفل دیکھکر کام کرنا جب ہم بھی شریک ہو جائینگے
سمجھ لینگے جلدی کیا ہی اُس بلا سے نجات پائی اب انکو لیتے ہین برق نے جام دیا شہاب نے جو اُٹھا کر اپنی
معشوقہ گلشن کو پلایا برق نے شراب کے مضمون کے اشعار پڑھنا شروع کیے اِس لطف سے اشعار
پڑھے شہاب کا چہرہ خوشی سے سُرخ ہو گیا کہا لالہ عذار اسوقت بیٹھکر ذرا ہمارے سامنے گاؤ گلشن نے
کہا ملکہ تمنے سُنا لالہ عذار کیا خوش آواز ہی گلشن مسکرا چپلا کر بولی تمکو سب کا گانا پسند آتا ہی اچھا لالہ عذار تم کچھ گاؤ
ایک آدھ چیز گاؤ برق نے اِدھر اُدھر دیکھا بایان اپنے آگے رکھ لیا لطف سے گانے لگی لیکن بایان چھیڑنے مین بے سری
ہو جاتی ہی گلشن نے کہا بایان کسی اور کو دو بایان بجانے مین بگڑتی ہو برق نے طرف خواجہ کے دیکھا کہا ادہر سے بایان
آؤ سید صاحب ٹھیکہ چھیڑے جاؤ خواجہ بہت خوب کہکے اُٹھے گلشن نے کہا بنفشہ بایان کیا بجاوی گی برق نے کہا
حضور یہ ساتھ خوب دیتی ہی شہاب نے کہا ملکہ تمھاری صحبت مین یہی چرچا رہتا ہی گانے بجانے مین سب کو دخل ہو گیا ہی خواجہ
بنفشہ قریب آئے بایان آگے بڑھایا لنگڑے باندھنا شروع کیے برق چہک چہک کے گانے لگا جوش مین یہ غزل فرقت کی غزل

دکھا دینگے چمکنا آفتاب داغ فرقت کا
قیامت ہی کہین تختہ اُلٹ جائے نہ تربت کا
کیا ہی کسنے منع انتظار فصل گل کیسا
نہین کچھ دل لگی قابو مین آجانا طبیعت کا
برنگ گل تری فرقت مین داغ دل شگفتہ ہین
مزہ آتا تھا آنکھون مین ہماری خواب راحت کا

خدا چاہے تو مُنہ پھر جائے خورشید قیامت کا
شب فرقت مین پردا ہی جو بین نہین رکھتا
دل ویران مین جیسی چاہیے آگھر ہی وحشت کا
خدا آنکھون سے سمجھے دلکو بھی ساتھ اپنے لیے ڈوبین
ہین ہنسکر کاٹنے والا ہون ایام مصیبت کا
فلک منصف ہو تو یہی رنج فرقت مجھسے اُٹھینگے

ہماری قبر پہ تو لیکے بیٹھا ہی رقیبون کو
کبھی چہرہ نہ دیکھون وسیہ اُس ہمدم کا
گئی بھی اب جو فصل گل تو کسکو ہوش ہی
نہین تو یار تھا بیڑا غریق بحر الفت کا
نہ بھولیگا وہ تیری چال کا عالم
سمجھکر بوجھ دے پالا ہوا ہون نازنین کا

بہار مسکنی ہو مسکنی کر چلا کے گلشن میں
تمھیں سپید سحر جو ہنسے بل نکلتا مایہ تبسم کا
جلال زار نے کوئے بتاں میں جان دی آخر

یہ چھینٹے مجھکو دیتا ہے ترشح ابر حسرت کا
بتوں نے دل تک رہو گیا اپنا دم آخر
خدا بخشے کیا اُس باوفا نے کام حسرت کا

تمھاری برہمی آشفتہ مثل زلف کھتی ہے
لگا دامن میں مرتے وقت یہ دھبا قیامت کا
اِس طرح غزل برق نے تڑپکر گائی

آنکھوں میں سب کے بجلی چمک گئی شہاب بھی خوش ہو رہا ہے گلشن بھی تعریفیں کر رہی ہے بلکہ کہتی ہے لالہ عذار نے باغ اگا دیا دلوں پر داغ پڑ گئے بنفشہ بھی علاج کر رہی ہے اسمین گلشن نے کہا ارے یہ سب حرامزادیاں مر گئیں لالہ عذار جو یہاں گانے میں پھنسی شراب لانا موقوف کر دیا جلد شراب لاؤ ایک کنیز دوڑ کے شراب لائی برق نے گلابی اُسکے ہاتھ سے لیلی عمرو نوابھی اشارہ کرتا ہے برق کو بھلا کب تاب ہے گھائی سے پڑیہ بیہوشی کی دی جام لبریز کرکے شہاب کے سامنے پیش کیا شہاب اسقدر بیقرار ہے برق سے اشارے کر رہا ہے منظور یہ ہے کہ شبکو اسے قبضے میں کرونگا برق بھی مسکراتا جاتا ہے اُسی رنگ میں جلدی جام دیدیا جیسے ہی شہاب نے ہاتھ میں لیا رنگ دگرگوں ہوا چاہتا تھا پیے شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا ایک شعلہ بھڑکا اُسنے آواز دی او شہاب کیسا غافل بیٹھا ہے عمرو و برق سامنے گا بجا رہے ہیں آنکھوں سے تجکو نہیں سوجھتا ادھر تو شہاب غصے میں آکر اُٹھا برق تڑپکر بھاگا عمرو نے ایک جادوگرنی کو خنجر مارا برق نے بھی ایک آدھ کو لیا گلشن کو پیٹنے لگی ہے ہے میری کنیزوں کو کیا ہوا میں نے اپنا خون جگر پلا کے پرورش کیا ہے یہ کسنے دھوکا دیا کیا ہو گیا محفل میں عجب قیامت برپا ہوگئی لاشے جادوگرنیوں کے گرے شہاب دوڑا عمرو و برق دیواریں کود کر اُس مکان سے باہر نکلے شہاب پیچھے پیچھے چلا آتا ہے برق نے ایک مقام پر حسبت کی شہاب نے سحر کیا برق لڑکھڑا کر گرا جادوگروں نے گرفتار کرلیا عمرو نے گلیم اوڑھ لی ہلڑ ہوا ارے یارو دیکھو عمرو کہاں گیا چار جانب جادوگر ڈھونڈھتے پھرتے ہیں کہیں نشان نہیں ملتا شہاب نے کہا میرے قلعے سے نکل کے جا نہ سکیگا شہر میں ڈھنڈورا پٹوا دو محلے محلے مشتہر ہوا اپنے گھر میں کوئی غیر کو جگہ نہ دے برق کو تو گرفتار کرکے پلٹا قید خانوں میں آکر دیکھا کنیزیں بندھی پڑی ہیں اُنھوں نے سب حال بیان کیا برق کو تو پھر قید کیا شہاب نے کہا ملکہ غضب ہو عمرو آنکھوں کے سامنے غائب ہو گیا میں نے چاہا تھا سحر کروں پھر جو پلٹ کے دیکھا اُس ظالم کو سامنے آنکھوں کے نہ پایا چھلاوہ تھا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے صاحب ذرا ہوشیار رہنا میرے قلعے سے نکل نہ سکیگا یہاں تو یہ تیار یاں ہیں صدہا جادوگر تلاش میں خواجہ عمرو کے نکلے برق قید خانے میں تڑپ رہا ہے مگر گلشن کہتی ہے کیا کمبخت نے غزلیں گائی ہیں اسوقت تک کانوں میں آواز بھری ہے شہاب نے کہا افراسیاب نے کہدیا تھا خبردار انکا گانا سننا سیکر

مرتبہ شہنشاہ کو دھوکے دیے ہین عیارون کے نام سے شہنشاہ گھبراتے ہین مگر یہ قلعہ گلگون نگار ہی یہان اگر کوئی بھی
فتحیاب نہین ہوا ہی جلد جاؤ تلاش کرو کوتوالون سے اقرار نامے لیے گئے ہین حصاریون کو تھانہ دارون نے بلایا
گھر گھر کی تلاشی ہونے لگی مگر خواجہ عمرو جو کونے کونے بھاگے گلیم اوڑھے ہوئے ایک کوچے مین اترے گلیم سے
اتاری ساحر کی صورت بنکے دروازہ قلعہ کا پوچھتے ہوئے چلے لوگون نے بتلا دیا کہ سامنے چلے جاؤ اتنی دور
جاکر دروازہ ملیگا تھوڑی دیر مین خواجہ سامنے پھاٹک کے پہونچے دیکھا دروازہ کھلا ہی نگہبان بیٹھے ہین آیندہ روند
کی روک ٹوک نہین یہ تو ہر مقام پر ہنگامہ سُنتے چلے آتے ہین کہ ساحر تلاش کرتے ہین ہر شخص کی زبان پر یہی ذکر ہی
جو عمرو کو گرفتار کرکے لیجائیگا خلعت و انعام جاگیر پائیگا یارو بڑا غضب کر گیا قید خانے سے نکلا سامنے شہنشاہ کے
بڑی دیر تک بیٹھا رہا کیسے ساحر ہین پہچان نہ سکے یہ باتین تو سُن ہی چکے تھے اب جو دروازہ شہر کا دیکھا خیال مین آیا
نکل چلو اور کچھ تدبیر کرکے آئینگے سامنے دروازے کے پہونچے دیکھا قریب پھاٹک کے ایک نخل سایہ دار ہی اسپر ایک طائر
برابر زاغ کے بیٹھا ہی ہر آیندہ و روند کو دیکھ رہا ہی جیسے ہی خواجہ سامنے پھاٹک کے پہونچے طائر درخت سے
اُڑا اور پکار کر آواز دی یارو یہ جو ساحر آتا ہی اسکو پکڑ لو یہ عمرو عیار ہی بڑا مکار و غدار ہی یہ سنتے ہی ساحر ہر طرف
کے دوڑے عمرو الٹا شہر کی طرف بھاگا ہر کوچہ و برزن مین ہلڑ ہوا عمرو جاتا ہی پکڑ لو دوکاندار بھی دوڑے عمرو
مین بھاگا صورت تو بدلی ہوئی ہی ایک کوچے مین جو آکر پہونچا دیکھا ایک عورت قوم کی بہشتن اپنے شوہر کے انتظار مین
کھڑی کہہ رہی ہی آج میان نہین آئے پانی بھرنے سے ابھی مہلت نہین ملی سامری و جمشید انکی ملنے مین آبرو بچائین
شہر مین ہلڑ ہی عمرو نے برابر آکے بہشتن پر حباب مارا وہ بیہوش ہوئی عمرو نے اُسکو گود مین اٹھالیا اندر مکان کے
آئے اُسکی صورت بنکر تیار ہوئے اب یقین کامل ہوا شہر سے نکلنا دشوار ہی دو چار روز یون بسر کرو دیکھو
پروردگار پردۂ غیب سے کیا ظاہر کرتا ہی بہشتن کی شکل بنکر دروازہ تو بند کر لیا چار پائی پر پاؤن پھیلا کر
بیٹھے گرستون کی طرح گٹھڑی مٹھری کھولی تاگا بٹ کر سینے لگے کسی مین پیوند لگایا کسی پائجامے کو اُدھیڑ کلیان نکال ڈالین
نئے پائنچے چڑھائے سارے گھر کو تو بخوبی دیکھ چکے زیور سب پہنے ہوئے ہین کوٹھڑی مین اناج بھرا ہوا تھا بہت سا
زنبیل مین رکھ لیا تھوڑا تھوڑا پڑا رہنے دیا دو چار دن کے موافق سمجھ لیا بعد تھوڑی دیر کے بہشتی آیا چاندی کے کڑے
ہاتھ مین پہنے تھا اُچھل کر لپٹ گئی میان شکر ہی سامری و جمشید کا تم زندہ گھر مین آگئے شہر کا تو حال کہو بہشتی نے کہا
حقیقت مین بی بی قیامت برپا ہی عمرو عیار قید خانے سے نکل گیا گھر گھر ڈھونڈھیا ہی راہ مین مجھکو بھی کوتوال نے
روکا تھا مین نے کہا صاحب ہم پانی بھرنے والے ہین سقے آبرو دار کٹورون کی جھنکار چوکین ہماری ذات سے کہاں

اسپر بھی کوتوال نے منھ دھلایا پتا و نام و نشان لکھکر فرمایا خبردار اپنے گھر مین کسی غیر کو نہ آنے دینا خالا کا بیٹا مہمان
آتا تھا مین نے اُسکو منع کر دیا کہ بھیا آج مہمان نہ آؤ بیچارہ رنجیدہ پلٹ گیا عمرو نے کہا صاحب یہ کپڑے تو اُتار کے
مجھے دیدو گھر مین قفل لگاؤ چپکے بیٹھو پانی مین آگ لگاؤ دو چار پیسے کی جو گرہستی ہے بیچ بیچ کے کھاؤ کہین اللہ مین ظالم
جلاد سارا بن زادہ نہ لیجائے چاندی کے واسطے ہاتھ کاٹ لے بہشتی نے جلدی کپڑے اُتار کر بی بی کو دیدیے سمجھا
بی بی کا بڑا احسان ہے اب ضعیفی مین جورو شکل مادر مہربان ہے بی بی نے کہا جاکر چولھے کے نیچے گاڑ دون کہا صاحب
تم جانو بیشک ابیا مین گھر سے نہ نکلونگا تمھارا کہنا کرونگا لیکن جسکے یہان پانی نہ پہونچیگا وہ گالیان دیگا پیاسا
رہیگا عمرو نے کہا آگ لگے طعن تشنیع کو اس پیشے ہی کو چھوڑ دینگے ہم چرخہ کات کے تمھین کھلائینگے بہشتی نے دروازے
مین قفل لگا دیا جورو سے بیٹھے باتین کر رہے ہین کہتے ہین صاحب کچھ پکاؤ عمرو نے کہا صاحب میرے گورے گورے
ہاتھ جلجائینگے میرا کلیجہ دھڑک رہا ہے آج مجھسے کھانا نہین پکیگا بہشتی بیچارہ ناچار ہوکر اُٹھا کونڈے مین آٹا
نکالکر لایا ہنڈیا مین دال چڑھادی پیٹ کو لگی ہے آگ بھوک رہا ہے خواجہ چارپائی پر بیٹھے ترکیب بتا رہے ہین
یون لکڑی لگاؤ دیکھو دال اُبلتی ہے اپنے اڑھائی چانول نہ گلاؤ ہماری کچی روٹی ہے دو پڑے مین نے چھپائے ہین خشکی نہ
اُترا ہاہکا پھلکا پکانا بہشتی کا یہ حال کہ بی بی کی باتون پر پھولا جاتا ہے خوشی خوشی کام کر رہا ہے لیکن قضائے کار
نگشن نے ایک نامہ افراسیاب کو لکھا تھا اُسکا جواب نہین آیا جب یہ معرکہ گذرا تو شہاب گلگون پوش نے
افراسیاب کو اسی مضمون کی عرضی لکھی کہ عمرو قید خانے سے نکل گیا قلعہ سے تو باہر نہین جا سکتا لیکن بڑا
تردد ہے اگر حکم دیجیے برق کو قتل کرون عمرو کی جستجو مین مصروف ہون سرہنگ جادو مصاحب کو نامہ دیا
کہا اے برادر ملک فرعونیہ سے شہنشاہ نے کوچ کیا ہوگا راہ مین ملاقات ہوگی یہ نامہ ہاتھ مین شہنشاہ کے دینا
فوراً جواب لینا اب مجکو بڑے تردد و انتشار ہین سرہنگ اُسی وقت چلا چالاک کو تین شبانہ روز پھرتے پھرتے
صحرا مین گذر گئے ہین ایک نخل کے سائے مین کھڑا رو رہا ہے اپنی حسرت پر کلیجہ منھ کو آتا ہے یکایک دیکھا صحرا سے
گرد اُڑی ایک جادوگر کو دیکھا بھاگا چلا آتا ہے چالاک کو یقین ہوا یہ کسی کا نامہ دار ہے جب تو اسقدر تیز رفتار ہے
فوراً کنارے آیا رنگ روغن عیاری کا لگاکر بصورت ملکہ صرصر شمشیر زن بنا رہا جب وہ جادوگر قریب آیا آواز دی
او جانے والے کون ہے کہان جاتا ہے سرہنگ نے پلٹ کر دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن کو پہچانا ہوش ربا کے ہواخواہ
کو سب پہچانتے ہین اسکی ہوا بندی ہے بخوبی جانتے ہین سرہنگ پلٹ پڑا کہا ملکہ صرصر مزاج تو اچھا ہے مین پہچانا
صرصر نے کہا صاحب مین کسکو پہچانون مین کیا جانون تم کون بلا ہو آتے ہی گھورنے لگے نگاہ تو نیچی کرو کمبخت ابھی

جوان ہو اپنے شباب پر بڑا گمان ہی ہین نے جو پکارا بس بھول گئے صاحب مین افسر اخبار نویسون کی ہون اسوقت
پکارا کون ہو کہان جاتے ہو کہان سے آتے ہو سر ہنگ نے کہا بادشاہ ہمارے شہاب گلگون
جہان عمرو و برق قید ہین یہ عرضی خدمت مین شہنشاہ کے پہونچانا منظور ہی تباؤ شہنشاہ کس مقام پر ہین اب تو چالاک
کے کان کھڑے ہوے مسکرا کے ہاتھ تھام لیا کہا دیکھو بھیا خفا نہو نا ہم تم ایک تھیلی کے چٹے بٹے
دل کو تمھاری بات پسند آئی اس طرح کی باتین کین اتنے چالاک نے سب حال مفصل پوچھا قلعہ کا نشان عمرو
نکلجانے کا سبب جب سر ہنگ سب بیان کر چکا کہا چلو شہنشاہ کے پاس پہونچا دین لیکن راہ مین سناٹا ہم
ہاتھ نہ لگا نا تنہائی مین نہ ستانا نہین ہم غل مچائینگے راہگیرون کو بلائینگے یہ کہتا ہوا چالاک لگا لیجلا ایک
آ کر کمند ماری گرتے گرتے حباب مار دیا نامہ جھولی سے نکالکر خنجر کھینچا چاہا سر کاٹ لون کہ ایکطرف
آئی او نادان کیا کرتا ہی چالاک نے پلٹ کے دیکھا مہتر قران چلے آتے ہین جھپٹ کے ہاتھ چالاک
کہا طریقے سے مجکو معلوم ہوا کہ یہ کسی کا نامہ دار ہی اسکی شکل بنکے جانا منظور ہی تو اسکو قتل نہ کر شاید وہان
اسکی علامت ہو سمین فرق آجائے تو کیسی خرابی پڑے چالاک نے کان پکڑا کہا آپ بجا فرماتے ہین تمام کیفیت
سامنے مہتر قران کے بیان کی کہ کوئی بادشاہ شہاب گلگون پوش ہی اُسکے قلعہ مین جا کر قبلۂ کعبہ
نکل گئے ہین لیکن دستیاب نہین ہوے یہ نامہ خدمت مین افراسیاب کی جاتا تھا مین نے گرفتار کیا مہتر قران
وہ نامہ دیکھا طرف سے افراسیاب کے جواب لکھا کہ برق کو قتل کرو عمرو کی جستجو مین مصروف رہو ہم کسی
بھی روانہ کرینگے وہ آتے ہی تلاش کر دیگا نامہ تو چالاک کو دیا سر ہنگ کے دماغ پر بیہوشی کی
گوشے مین ڈالدیا اب چالاک کو خوب سمجھا یا کہ جو کچھ کرنا بخوبی سمجھ لینا مقام سخت ہی جب تو اُستاد
قران ایک جانب گئے چالاک حبت و خیز کرتا ہوا چلا قریب قلعہ دریافت کرتا ہوا آیا دیکھا دروازہ
ہی خلقت کی آمد و رفت کوئی کسی سے متعرض نہین ہوتا چالاک بیخوف چلا نگہبانون نے دیکھا سر ہنگ آتے ہین
ساحرنے آواز دی بھائی سر ہنگ کہان گئے تھے چالاک یہ کیفیت جانتا تھا جواب دیا بھائی نامہ لیکر گئے
قتل برق لائے خواجہ عمرو کا پتا بھی ملجائیگا چالاک نے خوشی خوشی اندر دروازے کے قدم رکھا خیال
کہ جانے کے ساتھ ہی مارونگا برق اپنے بھائی کو رہا کرونگا جیسے ہی اندر دروازے کے آیا نخل کا سایہ
پڑا وہی طائر بیٹھا ہوا ہی گل آیندہ و روند کو دیکھ رہا ہی پرون کو ہلایا منقار کھولی چالاک غافل
فاتک اُنھین نگہبانون سے پوچھتا ہوا جاتا ہی بھائیو شہنشاہ کس مکان مین ہین ایک نے کہا ای سر ہنگ

گھر گھر تلاشی ہو رہی ہی اہالیان شہر کی جان و آبرو پر بنی ہی تمام رعایاے شہر اپنی اپنی جان سے بہ تنگ ہے بڑے بڑے رئیسون کے گھر مین تلاشی ہو گئی کسی نے خبر نہ لی چالاک نے کہا اب یہ مصیبت برطرف ہو جائیگی ہم آئے دیکھو تو کیا رنگ ہوتا ہی یہ کہتا ہوا قصد ہی کہ سایہ نخل سے بڑھے طائر نے پروانکی مثل انسانون کے آواز دی ای نگہبانان قلعہ اس شخص کو پکڑ لو یہ سرہنگ جادو نہین ہی عمرو کا بیٹا ہی چالاک اسکا نام ہی چالاک تو برابر ہی موجود ہی کہان بھاگے کہان چھپے جس جادوگر سے باتین کر رہے تھے اسی جادوگر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چالاک نے خنجر مارا نعرہ کیا نعرۂ چالاک

بعیاری من آنم چست و چالاک
خلیفہ اولم چالاک نامم
بچشم دشمن اندازم کف خاک
نہ آید باد گرد تیز گامم

چالاک سمجھ پھینکر اڑنے لگا حقہ آتشبازی کا ماردیا چاہا جست کرکے پھاٹک کے باہر نکل جاؤن دروازہ نظرون سے نابود ہو گیا اب یقین مرگ ہوا ای چالاک اب کدھر جاؤن یہی بہتر ہی کہ لڑ بھڑ کے مرجاؤن کسی پر حلقۂ کمند مارا کسی پر چاب مار دیا کبھی لوٹ ماری جست کرکے دو قدم نکل گیا ہر طرف سے ساحر لینا لینا کہکے دوڑے چالیس پچاس جادوگر چالاک نے مارے آخر کسی جادوگر نے آگ کی آواز دی کہین نے پانوئن تھام لیے چالاک لڑکھڑا کے گرا جبراً قہراً ساحرون نے گرفتار کرلیا کشان کشان ایک طرف یہان شہاب جادو بیچارے گلشن مین بیٹھا ہی ناچ گانا سب موقوف جستجوے عمرو مین مصروف کوتوال خبرین اگر سناتے ہین کہ فلان محلے مین تلاشی لی سار بان کے ادے کا پتا نہین ملتا حضور شہر مین غدر ہی تمام لوگ فریاد کرتے ہین کہ ہم تلاشی اپنے مکان کی نہ دینگے شہاب جادو نے کہا کسی کا عذر نہ مانو ضرور تلاشی لو یکایک ہاؤ ہو اٹھا شہاب نے پوچھا ارے خیر تو ہی کیا معرکہ گذرا کون قتل ہوا کسکا گھر لٹ گیا بڑھ کے ایک ساحر نے عرض کی حضور اب ہالیان قلعہ کی کیونکر جان بچیگی آپ عمرو کو کیون قید کرکے لائے عیاران لشکر اسلام کا تانتا بندھ گیا آپنے سرہنگ جادو کو بخدمت شہنشاہ نامہ دیکر روانہ کیا تھا لیکن نہین معلوم اُس بیچارے پر کیا گذری بیٹا عمرو کا چالاک اُسکی صورت بنکے قلعہ مین آیا آپ نے اگر طائر سحر نہ مقرر کیا ہوتا غضب ہوا تھا جب سایہ نخل مین آیا طائر نے آواز دی ہمنے قصد کیا گرفتار کرین وہ لڑا پچاس ساحرون کو اُسنے قتل کیا بمشکل گرفتار کیا ملازمان شاہی اُسکو لاتے ہین لیکن ای شہریار بہتر یہ ہی کہ راستہ کھولدیجیے کہ جہان کہین عمرو ہو نکل جاے برق و چالاک کو بھی رہا کر دیجیے واسطہ سامری و جمشید کا انکے قتل کرنے کا قصد نہ فرمائیے ہم سنتے ہین کہ ان عیارون کا جہان قدم نامبارک گیا وہ ملک ویران ہوا اب ہم سب کی جان بچائیے شہاب کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا کہا کیا بیہودہ بکتا ہی بھلا مین عمرو کو قلعہ سے نکلنے دونگا مین اپنے ساحرون کا انتظام دیکھتا تھا مین خود ابھی نقشہ تیار کرتا ہون بتا دیگا

کہ عمرو فلان مقام پر ہے یہ ذکر تھا کہ چالاک کو لیکر سامنے آئے شہاب نے کہا کیون او چالاک تجکو کچھ خوف نہ آیا میرے نامہ دار کو تو نے کیا کیا چالاک نے ہنسکر کہا اُس قاصد کو مار ڈالا آخر قلعہ مین کیونکر آتے اگر ہمکو طائر کا حال معلوم ہوتا اسکی بھی فکر کر لیتے دانہ ڈال کے جال مین پھنساتے لیکن افسوس ہے کہ آگاہ نہ تھے اب کیا نقصان ہے ہان اسکی قضا تھی اُسکو مارا تمکو کیا زندہ چھوڑینگے بہتر اسی مین ہے کہ ہمکو قید سے چھوڑ دو ہمارے قید و کعبہ کو نکل جانے کی تدبیر بتاؤ ورنہ سارے قلعہ کو برباد کرینگے خوب تصور کر لو کہ جہان ہم صاحبون کا قدم آیا ساحرون کی شامت آئی دریافت کرو کہ تمہارے شہنشاہ پر کیا گذری اپنی دائی امان کو الٹے وہ کہان گئین مشعل کی روشنی مٹی اب یہان اختفاق نقارہ نواز آتے ہین اُنکے بھی مرنے کی نوبت بجے گی انکی بھی تدبیرین ہو رہی ہین مثل مشہور ہے ڈھول کے اندر پول نقارہ نواز کا اب نشان نہ رہیگا حجرہ ہفت بلا کیا چیز ہے خود تمھارا بد تمیزی تمھارے خداوند سامری و جمشید کتابون مین لکھ گئے ہین کہ اسد نامدار جرأت و شوکت مین یکتا ہے فتح طلسم ہوشربا ہے حکم سے اپنے خداوندون کے نہین ڈرتے ہو ایسے شہریار کے قتل مین کوشش کرتے ہو لی تاریک شکل کش بھی تو اسد غازی کو کھا گئی تھین بھائی ضرغام شیردل نے کس طرح سے بچایا تو شتی تاریک پیش آیا واصل جہنم ہوئی صحبت بدعت پر یہ ہم ہوئی اس طرح کی باتین چالاک نے چار آنکھین کر کے اس جلسہ ساحران مین کئین جادوگرنیان تھرانے لگین غصے سے رنگ شہاب جادو متغیر ہوا کہا صاحبو دیکھو تین روپیہ کا پیادہ کسطرح مجھسے کلام کرتا ہے گلشن جادو اسکی معشوقہ رونے لگی کہا صاحب باتین تو اسنے سب سچ کہین ذرا فرق نہین مین نے سامری نامے مین دیکھا صاف صاف لکھا ہے اسد غازی نامدار نبیرۂ امیر حمزۂ عالیوقار طلسم ہوشربا فتح کریگا علاوہ اسکے باب چہارم بدعت سامری مین صاف صاف مرقوم ہے جسکا یہ مفہوم ہے اسد نوجوان لاجواب قاتل افراسیاب جادو ہے تصویر تک کھنچی ہوئی ہے جو یہ عیار کہتا ہے بسر و چشم قبول کرو قید سے اسکو رہا کرو ہم چلکر کسی گوشۂ عافیت مین چھپ رہین ظلم و بدعت عیاران نہ سہین شہاب گلگون پوش نے کہا عورت کی عقل ناقص ہوتی ہے بے وجہ بلک بلک کر روتی ہے سامری نے یہ باتین نہین لکھی ہین نجومیون نے اپنا کمال دکھایا ہے ہر سال نیا نخرا لکھتے ہین مین ابھی اُن احکامات کو مٹاتا ہون چالاک و برق فرنگی کو ابھی دار پر چڑھاتا ہون یہ کہکے برق فرنگی کو بھی قید خانے سے بلایا برق فرنگی جو بارگاہ شہاب گلگون پوش مین آئے دیکھا مرشد زادے بندھے کھڑے ہین لیکن تیورون پہ بل ہے ایک ایک کو گھور رہے ہین برق فرنگی سمجھا یہان چالاک سے تکرار ہوئی آتے ہی پکار کر آواز دی ای سامری و جمشید پر تو سلام ہمارا اور ان

ای شہاب گلگون پوش ہم محبت مین ملکہ مہرخ کی برباد و تباہ ہین شہنشاہ ہوش ربا کے خیرخواہ ہین آج
خواجہ عمرو کے بیٹے کو ہمنے قید مین دیکھا جو دل مین تھا وہ ظاہر کیا ای شہریار خبردار اسکی باتون پر نہ جانا جلد
اسکو قتل کرو ہمکو رہا کرو ابھی چلکے عمرو کو تلاش کر دینگے کہین فقیر بنا پھرتا ہوگا لاکھون جادوگر جائینگے
مگر اُسکو پہچان سکینگے چالاک نے کہا بھلا او مکار فتنہ انگیز آج کینہ دیرینہ ظاہر کیا ہم ہمیشہ قبلہ و کعبہ سے
کہا کرتے تھے یہ بادہ مکر و غدر سے مست ہی دل و جان سے لات و منات پرست ہی جس دن
قابو پائیگا پلٹ جائیگا ہمارا کہا نہ مانا خیر ہم تو قتل ہونگے ہمارے بھائی تمکو زندہ نہ چھوڑینگے طلسم
ہوش ربا مین گھس آئینگے خون کا بدلا لینگے برق فرنگی نے کہا میان چالاک چپ رہو یہ بارگاہ ملکہ مہرخ و
بہار نہین ہی بہت نہ بڑاؤ آج ہمارے ہم مذہبون کا سامنا ہوا ہم اسی دن کے جویا تھے کہ ہمکو کوئی سردار
معقول ملے تو اپنا مذہب ظاہر کرین چالاک نے منھ پر برق کے زور سے ایک مکہ مارا برق فرنگی نے
بھی ہتھکڑی ہلائی آپس ہی مین لات مکے چلنے لگے برق غل مچاتا ہی کہ حضور میری ہتھکڑیان کاٹ دیجیے مین
چھاتی پر چڑھکر اسکا سر کاٹ لون آپ لوگ کیسے ہم مذہب ہین میری مدد نہین کرتے یہ تو کھا کھا کر خوب مسٹنڈا
ہوا ہی مین بیچارہ دبلا پتلا برق فرنگی جو اس طرح تڑپا چالاک نے ایک ہتھکڑی ماری برق فرنگی کے سر سے
خون بھی جاری ہوا گلشن جادو معشوقہ شہاب گلگون پوش ہان ہان کہکے اٹھکھڑی ہوئی برق فرنگی کی
طرفداری کرنے لگی چالاک کو جھڑکا کہا کیون او قیدی ہمارے ہم مذہب کو مارتا ہی برق نے کہا قبلہ عالم
میری ہتھکڑی نکالیے مین ابھی اسکا سر کاٹ لون حضور عمرو کو بھی تلاش کر دون آج ہی کل کا خاتمہ ہو اسد غازی کا
بھی سر کاٹ لادونگا ایک دن مین لشکر مہرخ کا خاتمہ کرونگا گلشن جادو نے شہاب گلگون پوش کے
آگے ہاتھ جوڑے کہا صاحب سامری و جمشید کی قدرت نمائی ہی کہ ایسا عیار ہمارا طرفدار ہوا جاتا ہی
تمام اہالیان دربار بھی شہاب گلگون پوش کو سمجھانے لگے حضور اتنا بڑا واقف کار عیار طرار آپ کے
شریک ہوتا ہی حقیقت مین خواجہ عمرو کو بھی گرفتار کرادیگا کیسی عیاریان کرتا ہی یہ تو عیاری مین
عمرو پہ غالب ہی آپکی مدد کا طالب ہی یہ سنکر شہاب گلگون پوش بھی خوش ہوگیا حکم دیا آہنگرون کو بلاؤ
برق فرنگی کی قید کاٹ دو ای برق ہم تیرا بڑا مرتبہ کرینگے برق نے کہا حضور مین تو اسی وقت خدمتگاری کرونگا
خیرخواہی ظاہر ہو جائیگی سارے شہر والے خوش ہونگے یہ خبر فرحت اثر تا بہ شہنشاہ جائیگی شہاب گلگون پوش
نے ہتھکڑیان بیڑیان برق کی کٹوادین برق قید سے چھوٹتے ہی تڑپنے لگا اُچھلا کودا غل مچاتا تھا وہ مارا چالاک کو

گلے پر تلوار رکھ دی کہا حضور انکو قتل کرون گلشن شہاب نے کہا بھیا برق تمھین اختیار ہے برق فرنگی نے
تلوار روک لی دوڑتا ہوا شہاب گلگون پوش کے پاس آیا کان مین جھک کر کہا حضور ابھی عمرو گرفتار
نہین ہوا اُسکے پاس گلیم ہے بڑا فہیم ہے نقشے مین دیکھیے کیا کر رہا ہے اگر اُسکا بیٹا مارا جائیگا رات کو گلیم اُوڑھ کے
سب کو قتل کریگا اُسکو بھی تلاش کرکے پکڑ لائین پھر دونون کو ساتھ قتل کرین اب مین سب نامبرین حضور کو
بتاؤنگا لشکر اسد غازی و ملکہ مہرخ آپ کے ہاتھ سے تباہ کراؤنگا میرے برابر ان سب کا حال کون جانتا ہے
آپ صرف نشان بتلا دیجیے مین جاکے گرفتار کرلاؤن گلشن جادو نے کہا صاحب سچ کہتا ہے شہاب
گلگون پوش نے نقشہ نجوم اُٹھایا ملاحظہ کرنے لگا خوب قہقہہ مار کر ہنسا کہا اے برق فرنگی کوتوال
ساتھ لیکر جاؤ فلان محلے مین خواجہ عمرو بہشتن بنا بیٹھا ہے بہشتی سے ہنس ہنسکر باتین کر رہا ہے برق نے کہا حضور
بہت خوب کوتوال تو ساتھ چلینگے ذرا آپ چلکر ملاحظہ کیجیے لیکن جب مقابلہ ہو میرے اُسکے لڑائی مین کوئی دخل
نہ دے بفنون عیاری گرفتار کرونگا گلشن جادو نے بھی کہا صاحب چلو اُستاد شاگرد کا تماشا دیکھین
دونون مین کیا گذرتی ہے گلشن جادو و شہاب گلگون پوش مصاحبان نامدار برق عیار کے ساتھ ہوے
چالاک ہر چند نگہبان قرار دیے کوتوال محلہ کا پتا بتانے کو آگے بڑھا شہر مین غلغلہ ہوا برق عیار شاگرد
خواجہ عمرو نامدار ہمارے آقاے عالی وقار کے شریک ہوا اُستاد کو اپنے گرفتار کرانے جاتا ہے جس گلی سے
نکلے غول کے غول ساحرون کے ساتھ ہولیے یہ تو سب جاتے ہین انکا حال وقت پر کہا جائیگا لیکن
مہتر قران عیار صحرا مین ٹھہرے ہوے چالاک کا انتظار کر رہے تھے جب عرصہ دراز گذرا سوچے چالاک پر
کچھ نہ کچھ افتاد پڑی یہ سوچکر ایک جادوگر کی صورت بنکر تیار ہوے سر سنگ جو درہ کوہ مین بیہوش پڑا تھا
اُسکو آکے ہوشیار کیا سر سنگ گھبرا کر اُٹھا ایک ساحر کو اپنے قریب پایا گھبرایا ہوا تھا مہتر قران نے
کہا اے برادر تم کون ہو ہم اس راہ سے جاتے تھے ملازم شہنشاہ ہوش ربا ہین تمکو دیکھکر بہت افسوس
آیا کہ بندہ سامری و جمشید اس مصیبت مین مبتلا ہے تمکو بیدار کیا شاید کسی قزاق نے تمکو دھوکا دیا کیا
کچھ مال پاس تھا سر سنگ نے کہا بھائی تمھارا نام کیا ہے مہتر قران نے کہا سب پہچانتے ہین ہم فرود شن
جادو ہمارا نام ہے اس صحرا کی نگہبانی کرنا ہمارا کام ہے سر سنگ نے کہا تمنے بڑا احسان کیا شہاب گلگون پوش
کا نامہ دار ہون مال تو میرے پاس کچھ نہ تھا تقدیر کا لکھا پورا ہوا خط کسی نے لیلیا مہتر قران نے
کہا بھائی خیر جان تو بچی زندگی ہے تو حرف نہین آیا سر سنگ نے کہا میرے بادشاہ مجھکو خفا ہونگے اب میں

ساتھ چلیے سامنے شاہ کے گواہی دیجیے گا کہ انکو ہمین نے بچا لیا ہین انعام دلواؤنگا مہتر قران نے
یہی سوچ کے بیدار کیا تھا سر سنگ جادو کے ساتھ ہو لیے دل مین سوچتے ہوے کہ چلکر وہان عیاری کرینگے
نہین معلوم اُستاد پر کیا گذری چالاک بھی شاید کسی بلا مین پھنسا ایسا نہ تھا کہ وہ رہ جاتا سر سنگ جادو
سے پوچھتے ہوے کہ خواجہ عمرو و برق فرنگی وہان قید ہین وہ کہتا ہے بھائی مین نے اتنا سُنا تھا کہ کچھ
عیار قید ہو کر آئے ہین پھر نہین معلوم انپر کیا گذری مین تمھارے لیے شہنشاہ سے بہت سفارش کرونگا مہتر
قران نے کہا مجھے انعام واکرام کی ضرورت نہین ہے اس حیلے سے تمسے ملاقات ہوئی تمھارے شہنشاہ سے
بھی رسم رہیگا کچھ مطلب بھی نکلیگا مہتر قران تو سر سنگ جادو کے ساتھ جاتے ہین اسکو تسخیر کرتے ہوے
پتے و نشان دریافت کر رہے ہین لیکن کوتوال نے اُس محلے مین پہونچکر وہ مکان بتلایا کہا حضور بہشتی اسی مکان
مین رہتا ہے برق فرنگی نے کہا غل نہ کرو وہ ساربان زادہ بڑا ہوشیار و عقلمند ہے تم سبھون کی آواز
سُنتے ہی بھاگ جائیگا پھر کسی کے ہاتھ نہ آئیگا آپ کنارے ٹھہریے تماشا دیکھیے کس تدبیر سے گرفتار
کرتا ہون شہاب گلگون پوش و گلشن جادو و تمام اہالیان شہر کنارے ٹھہرے برق فرنگی دیوار پر
مکان کی آیا دیکھا اُستاد جی ایک عورت کی شکل بنے ہوے شوہر سے اُسکے باتین کر رہے ہین برق فرنگی
نے دیکھتے ہی ڈانٹا کہا او ساربان زادے منم برق فرنگی رفیق شہنشاہ شہاب گلگون پوش ارے
ہم قوم کے انگریز ہین بڑے فتنہ انگیز ہین ملکر مارتے ہین اسی واسطے مدتون تیرے پاس رہے اب قابو
پایا قدردان بھی مل گیا بہشتی نے جو دیکھا ایک انگریز دیوار پر کھڑا ہے غل مچانے لگا خواجہ عمرو نے سر
اُٹھا کر دیکھا میان برق فرنگی کھڑے للکار رہے ہین نیمچہ کھینچکر اُٹھے بہشتی سے کہا ابے ہٹ تیری جورو میکے
گئی ہے آٹھ دن کے بعد آئیگی یہ کہکر خواجہ عمرو و برق فرنگی پر جا پڑے برق نے اشارہ بھی کیا تھا کہ
اُستاد آپ چپکے چلے آئیے مین رنگ جما چکا ہون خواجہ عمرو سمجھ گئے برق فرنگی دیوار سے کودا خواجہ عمرو
بھی باہر آئے صورت اصلی ہو کر نعرہ کیا برق فرنگی سے نیمچہ چلنے لگا لیکن بہشتی دوہائی دیتا ہوا باہر آیا کہا
اے شہنشاہ مین لٹ گیا اپنی پرانی جورو سے چھٹ گیا بارہ برس کے سن مین بیاہ کے گودیون مین اسکو
پالا کیسی دل سے خیر خواہ تھی گرم روٹی پکا کے کھلاتی تھی کپڑے سی کے پہناتی تھی ہائے مین کدھر جاؤن
یہ میری جورو کی کیسی صورت ہو گئی ابھی تو مجھسے گھل مل کے باتین کر رہی تھی پلک جھپکنے مین کیا ہو گیا شہاب
گلگون پوش خفا ہوتا ہے ارے غل نہ مچا یہ عمرو عیار ہے جورو تیری اسی کے پاس ہو گی دیوانہ بنکے نہ گھبرا وہ بھلا

کب مانتا ہی آخر کوتوال نے گرفتار کیا سپاہیون کے سپرد کردیا لیکن خواجہ عمرو و برق فرنگی
نیچہ چلنے لگا جب ساحر بڑھتے ہین برق فرنگی منع کرتا ہی دیکھو صاحبو کچھ دخل نہ دو میری عیاری
آئیگا بڑے غیرت کی بات ہی مین اُٹھ کر کے اسکی مشکین باندھتا ہون علاوہ اسکے اُستاد شاگردون کی باتین
کی گھاتین لڑائی مین بھی اشارے ہو رہے ہین ظاہر مین غل مچاتے ہین برق فرنگی نے نعرہ کیا اور
اسپے کو بچا دیکھ پالٹ کا ہاتھ چل گیا ارے روکتا وہ طمانچہ پڑا مگر خالی گئی جھوٹ کی گھاتی چلی خواجہ عمرو
آواز دیتے ہین او بے بچو رہیے انگریز دیکھ جا کی کا ہاتھ مارتا ہون ناک اُڑ جائیگی ابے جب تیری ناک
کٹے گی تب کان ہونگے برق نے کہا کیا مجال ہی آج اُستاد بناؤنگا اب ہمنے نوکری کر لی اب لشکر ملکہ
اور ملکہ بہار پر بھی عیاری کرونگا تمھارے صاحبزادے چالاک کی مشکین باندھ کر بٹھا آیا ہون
باپ بیٹیون کو ساتھ قتل کرونگا آج عیاری کے مزے ہونگے کہنے والے کہینگے کہ برق عیار بے نظیر
حقیقت مین صاحب تدبیر قدردان کے ساتھ جانبازی کرینگے رازدار نکے ہاتھ سے کہان چھپینا
مدت خدمت صاحبقران مین رہے آٹھ پہر طلسم سے ملکون مین نام کیا آخر کیا انجام ہوا اس قدردان
کی تمام دنیا مین عملداری کرائینگے نا قدرون کو مٹائینگے خواجہ عمرو کہتے ہین تجھ ایسے سیکڑون
چھوڑ دیے یہان بھی ذلیل کرونگا لڑتے ہوئے یہ دونون بیچ بازار مین پہونچے ہین لوگ کوٹھون پر سے
تماشا دیکھ رہے ہین یکایک مہتر قران سرسنگ جادو کے ساتھ باتین کرتے ہوئے اندر قلعہ کے
اُس طائر سحر نے آواز دی ارے یارو دوڑو سرسنگ جادو کے ساتھ مہتر قران عیار طرار آیا ہی
سرسنگ جادو گھبرا گیا مہتر قران نے بدحواس ہو کر ایک ساحر کو بغدا مارا اُسکا سر پھٹا ساحر لپٹا
کے دوڑے ہر چند سرسنگ جادو پکارتا ہی یار والے تم لوگ نہ بولو یہ میرے جان بخش محسن ہین
ساحر آواز دیتے ہین ارے او دیوانے بچیا ابھی تیری شکل بنا کر چالاک آیا تھا سو سوا سو ساحر
مارے گئے اب تو مہتر قران کو اپنے ہمراہ لایا عیارون نے غدر ڈال رکھا چلے ہی آتے ہین مہتر قران نے
چار جادوگرون کو مار کر ایک جانب بھاگا جب کوئی ساحر قریب آگیا پلٹ کر مہتر قران نے بغدہ مارا
اُسکا سر پھٹا اندھیرا ہوا یہ پھر بھاگے مگر ساحر پیچھا نہین چھوڑتے چلے ہی آتے ہین ایک بلندی پر چڑھ کر
مہتر قران نے دیکھا بازار مین ہنگامہ ہو رہا ہی اہالیان شہر جمع ہین افسران فوج ایک جانب بیچ مین خواجہ عمرو
و برق سے تیغ چل رہی ہی مہتر قران حیران کہ خداوندا یہ کیا معرکہ ہی اتنا تو سمجھ گئے کہ استاد شاگرد نے

کچھ حال کھلا اہی لیکن حیران و پریشان کہ ہین کدھر جاؤن کیونکر جان بچاؤن وہ تو عیاران دشمن شعبدہ ساز
اگر قید بھی ہوتے تو کسی تدبیر و حیلہ سے بچ جاتے مگر میرے واسطے تو بزرگان دین کی قید ہی کہ جسدن ہاتھ بندھا
وہی سلسلہ قطع رشتہ حیات ہی اب کون صورت نجات ہی لیکن دلمین آیا استاد کو آواز دون تو شاید وہ یہ سنکر قران نے
ایک نعرہ کوہ شگاف کیا آواز دی ای شہنشاہ اقلیم عیاری ای نہنگ قلزم طراری یہ غلام قدیم بھی یہانتک
پہونچا لیکن مبتلاے بلاے ناگہانی ہوا عمرو نے پلٹ کے دیکھا کہ قران نامدار مضطر و بیقرار مجمع ساحران
غدار مین گھرا ہی نیمچہ کھینچا ہوا اُڑ رہا ہی عمرو قران کو اس حال مین دیکھکر بہت گھبرایا ادھر برق فرنگی برس رہا ہی
عمرو کو دم سنبھلنے لینے دیتا حلقہاے کمند چل رہے ہین کبھی بچ جاتا کبھی حباب ہاے بیہوشی مارے باتون مین عیاریان
اشارون مین طراریان لیکن مہتر قران جب ایک بلندی پر آیا ایک ساحر نے سحر کیا زمین نے پاؤن قران
کے تھام لیے لڑکھڑا کے گرا گھٹنے زمین پر ٹیکدیے وہ ساحر جھپٹ کے قریب آیا چاہا گردن قران کو تھام لون
ہاتھ قران کا قابو مین تھا جھکتے ہی ایک نیمچہ مارا یا سر اسکا پھٹ گیا ساحر کے مرنے سے اندھیرا ہو گیا
اس تاریکی مین قران بلندی سے کودا ایک ویرانے کے جانب بھاگا تاریکی مین ساحران غدار اودھر ادھر دوڑے
قران ایک غار مین چھپا اندر پڑا لیکن اندر سے غار کے سنا ساحر غل کرتے ہوئے جاتے ہین کہ یارو دیکھو وہ
حبشی کدھر گیا ایک نے کہا اس غار مین نہ چھپا ہو قران کو خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو کوئی اس غار مین جھک کے
دیکھے ایک طرف نیمچہ مار انقب کھودتا ہوا چلا لیکن عجب حال زندگی وبال جان و آبرو کا ڈر تاریکی قبر سے
وہ مقام بدتر اندھیر لحد کا یاد آتا ہی قلب حزین تھراتا ہی تھوڑی دور جا کر گھبرایا خیال مین آیا اب مین سے نکلو
طبقہ توڑا دیکھا ایک مکان مین نکلا وہ مکان وسیع بقدرت پروردگار خالی پڑا ہی قران کو کسی قدر اطمینان ہوا
جان کو غنیمت جانا اُس مقام ویران کو جاے سکونت قرار دیا گرد و غبار سے جسم کو پاک کیا لیکن دلکو
انتشار ہی کہ یہ کیا معرکہ درپیش ہی کہ خواجہ و برق آپسمین لڑ رہے تھے ایک مقام پر مجمع عام نہین معلوم
انجام کیا ہوا یہ تو عقل سے دریافت ہوتا ہی کہ برق اور اُستاد سے تلوار چل رہی ہی خدا انجام بخیر کرے مگر افسوس
اُس مجمع مین پہونچے عیاری سے محروم رہے قران نامدار اُس قصر ویران مین داخل ہی دیکھیے اسپر کیا گذرتی ہی
ساحر جو انکے تعاقب مین آئے تھے تلاش کر کے چلے گئے سب آپسمین کہتے ہوئے یارو یہ عیار برق جہندہ ہی
کس درشور سے اٹھکر نکلگیا اب کہان تلاش کرین اُسکو زمین کھا گئی یا آسمان پر پہونچا یہان خواجہ و برق
سامنے شہاب گلگون پوش و ملکہ وغیرہ کے لڑ رہے ہین ان دونون کی لڑائی مین ناظرین کو بڑا لطف ملتا ہی

شہاب گاگون پوش برق کی تعریفین کررہا ہی کبھی کہتا ہی ای مہتر دلا لگہر ای برق نامور سیار بان زا ہست سے
اسنے کہ بجا حکم دے مین ایک سحر کرون ہاتھ پانون اسکے بیکار ہو جائین مشکین باندھ دے ایسا نہو کہ زخم پہونچے
مجکو بڑا ملال ہوگا برق جواب دیتا ہی ای شہنشاہ ساحران وای قدردان غمخواران واسطہ ساقی جمشید کا
اس مقدمہ مین دخل نہ دیجیے زمرۂ عیاران مین بدنام ہونگا افراسیاب کو کیا مُنہ دکھاؤنگا شہاب
پھر رک جاتا ہی ساتھ والون سے پوچھتا ہی وہ جو عیار حبشی آیا تھا اُسکو گرفتار کیا چند ساحرون نے
عرض کی حضور وہ دس بیس کو قتل کرکے نکلگیا اُسکا پتا بھی نہ ملا شہاب کہتا ہی اب میرا عیار برق نامدار
رفیق خیر خواہ سب انتظام کرلیگا اسکے سامنے کوئی عیاری کا نام نہ لے سکیگا ایک دن مین مہرخ وغیرہ کا
خاتمہ کردیگا دیکھو صاحبو کس مزے سے لڑ رہا ہی حقیقت مین عمرو و برق سے چھوٹ کے ہاتھ چل رہے ہین
عجب ہنگامۂ عظیم برپا ہی ساحر کہتے ہین یار و سردار ہین یہ دونون کیونکہ بچتے ہین گویا بلبلین گتھی ہوئی ہین دونون کامل
فنون عیاری مین طاق شہرۂ آفاق ایک شاگرد ایک استاد دیکھین کون غالب آتا ہی ایک مقام پر خواجہ عمرو نے
بڑھکر تیغچہ مارا برق کا سر زخمی ہوا شہاب گاگون پوش بیقرار ہوگیا کہا ای برق اب مین نہ مانونگا جادو
تیز زمین پر گرا میرا ابھی اتنا ہی خون خشک ہوگیا مین سحر کرتا ہون برق نے قسم دی کہا حضور دیکھین شہ زخمی ہوکر
بھرتا ہی پھر وار کرتا ہی یہ کہکے گھس کر تلوار ایسی مارنے لگا خون زخم کا پونچھتا جاتا ہی لڑنے مین پکار کر کہا ہان او ساحر خود
سر کاٹ لے مین نے حکم دیا عمرو گھبرا کر پلٹا برق نے حلقے کمند کے مارے کہا او عمرو یہ فقرہ یاد رکھنا
دیکھ یون گرفتار کرتے ہین گرگ باران دیدہ کو فقرہ دیا بڑے بڑے پرانے عیار کو بچپا انساب کہان جائیگا
حقیقت مین وہ حلقہ ہاے کمند گردن مین عمرو کے پڑے پر ادھو کا کھایا لیکن یہ عمرو عیار ہی سبک ہو کر
جست کی حلقہاے کمند سے یون نکلا جیسے شرارہ سنگ سے یا ہوائی گنج سے یا عینک سے نگاہ یا دل عاشق
سے آہ قضاے کار وہان پر اک نخل تھا اُسکے شاخ کی سر عمرو دین ٹھوکر لگی لڑکھڑا کر گرا برق چھپٹ
بار پڑا اتراف سے حباب بیہوشی مارا عمرو بیہوش ہوگیا ایسی سر کی کھائی کچھ تدبیر نہ بن پڑی برق نے چھاتی پر
چڑھ کے مشکین باندھین ساحر دوڑے کہ عمرو کو مارین برق نے کہا یارو ہاتھ نہ لگاؤ میرا اُستاد ہی اب دیکھو
کوئی صاحب ہمارے مقدمہ مین دخل نہ دین جو مناسب جانینگے وہ کرینگے شہاب نے منع کیا خبردار کوئی
نہ جاے برق کو سب طرح کا اختیار ہی خواہ قتل کرے خواہ بخشے برق نے کمندون سے مشکین باندھین چھینٹا
کا مارا ہوشیار کیا کہا کیون خواجہ ہماری جرأت دیکھی عمرو نے سر جھکا لیا جواب نہ دیا کشان کشان طرف

بارگاہ کے لیکر چلے سارے شہر میں یہی ہلڑ ہے برق فرنگی ہمارے مالک کے شریک ہوا عمرو کو گرفتار کیا اب مہرخ و بہار وغیرہ بھی قتل ہو جائینگی برق کے ہاتھ سے امان نہ پائینگی ہمارے آقا کی عملداری ہو جائیگی طلسم ہوش ربا کی حکومت ملیگی سب دارخوش ہیں برق نے سر زنجیر عمرو اک ساحر کے ہاتھ میں دی آپ چلکر سامنے شہاب گلگون پوش کے آیا جھککر سلام کیا کہا آپ صاحب اقبال ہیں افراسیاب اس ہوس میں مرتا ہے کبھی عمرو کو نہ پاسکا آپ کے اقبال سے سب کام ہو گیا اب لشکر کشی کر کے چلیے مہرخ وغیرہ کو بھی گرفتار کر دوں شہنشاہ سے بھی نیابت لکھوا لیجیے گا ہوشربا پر آپکا قبضہ ہو لے حیرت بھی دخل نہ دیں گوشہ عافیت میں جا کر بیٹھیں پھر آپ کو طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے لیچلینگے وہاں کیفیت دیکھیے فرزندان عمرو سے لڑائیاں ٹھیریں عیاران عمرو ایک لاکھ چوبیس ہزار وہاں عیار ہیں وہ سب میرے نام سے ڈرتے ہیں کوئی سامنا نہ کریگا جب سنینگے مہتر برق فرنگی جری بہادر جنگی شریک ہو گیا سوراخ مور و مار میں چھپینگے خود صاحبقران گھبرا جائینگے بادشاہ اسلام سعدین قباد ہمکو پیغام دینگے ہمارا تو یہ قول ہے جو پوئے دو سو خداوندوں کو سجدہ کرے ہمارا دست جانی ہے بس یہی دل میں ٹھانی ہے خدائے نادیدہ کا پرستار پردۂ دنیا میں باقی نہ رہے مذہب قدیم کو رونق ہو شہاب گلگون پوش نے کہا تمہاری رائے پرکار بند ہیں ہم تو جرأت پسند ہیں کل امورات میں تمہیں کو اختیار ہے یہ باتیں کرتے ہوئے خوشی خوشی بارگاہ میں آئے چالاک جو قید میں بیٹھا ہے اُسنے دیکھا قبلہ و کعبہ بھی گرفتار ہو گئے رونے لگا کہا کیوں بھائی برق یہ کیا سلوک کیا قبلہ و کعبہ کی مشکیں باندھیں کچھ افسوس نہ آیا او برق خدا سے ڈر اسقدر ظلم و بدعت نہ کر قبلہ و کعبہ تیرے بھی اُستاد ہیں تو تو جلاد بنگیا برق نے کہا اب دم بھر میں میری جلادی ظاہر ہوگا شہاب گلشن پوش تخت پر آکے بیٹھے ہزارہا ساحران غدار بڑے بڑے سردار رئیسان عالی وقار افسر تاجدار گرد آکر بیٹھے برق کو بہت بھاری خلعت ملا ہاتھ لگیا سامنے شہاب گلشن پوش کے باادب کھڑا ہو کر خوشی خوشی بہ لحان یہ اشعار آبدار پڑھنا شروع کیے نظم

باہم بلند و پست ہیں کیوں شراب کے
کیا کیا ہیں اوج و پست ہیں رنگ آفتاب کے
ساقی انڈیل جام صبوحی کی خیر ہو
گل ہو گئے چراغ مہ و آفتاب کے
دھوئے شراب سے مرے انگور زخم کو
ڈالیگی شام منہ پہ نقاب آفتاب کے

آنکھوں میں ہیں طلوع و غروب آفتاب کے
برسوں سے ڈھونڈھتا ہے مہ [illegible] کے
مشتاق کب سے ہیں لب آفتاب کے
لکھوں جو اُن کے چہرۂ روشن کا وصف میں
تا جلوہ بخشیں زخم کہیں آفتاب کے
خالی کداں فلک ستم روزگار سے

پیتے ہیں سرخ و زرد پیالے شراب کے
گردوں اُلٹ رہا ہے ورق آفتاب کے
اُٹھے وہ دود دل کہ فلک ہو گیا سیاہ
پیدا کروں زبان و دہن آفتاب کے
کھو دیگا دود آہ فلک کی برہنگی
رکھتا ہے دل پہ داغ مہ آفتاب کے

جانے تو دو فلک پہ مرے نالۂ جنون
یاد آگئے ہمین بھی زمانے شباب کے
محروم آرزو ہین صدمے شکست مین
شب بھر کے واسطے یہ تماشے ہین حباب کے

پرزے اڑینگے ورق آفتاب کے
پائی ہے ہم نے زخم سے تعلیم خامشی
رہ رہ گئے ابھر کے پھپھولے حباب کے

او چرخ پیر دیکھ لین ٹھٹھولیان تری
گویا لب سکوت دہن ہین جواب کے
کس اعتبار مین نفس چند اہر نسیم

اس رنگ مین برق نے یہ شعر پڑھے تمام اہالیان دربار تڑپ گئے

خواجہ عمرو کھڑے دیکھ رہے ہین خاموش چالاک بھی سکوت مین گلشن تعریف برق کی کر رہی ہے شہاب سے کہتی ہے صاحب حقیقت مین برق بڑا عیار نامدار ہے برق دعائین دینے لگا اسی وقت اشعار نظم کیے ذہانت بھی دکھائی دونون ہاتھ اٹھا کر عرض کی اشعار دعائیہ

ہر شرابی کہ در خم انشاء است
از نم خامۂ تو جیحون باد
شست و شوے لباس گیتی را

بہ لب خامہ تو مقرون باد
علم بر فطرت تو مفتون است
عدل تربیت گر تو صابون باد

ہر شرابے کہ در جہان عطا است
لوح محفوظ نیز مفتون باد
الہی الہی خوشامدین برق [illegible]

کر رہی شہاب گلشن وجد مین ہین جب برق کو بھاری خلعت موتیون کا مالا وغیرہ مل چکا برق زار زار نے کھڑے ہین جھوم رہے ہین شہاب نے کہا کیون اے رفیق شفیق اب کیا قصد ہے برق نے [illegible] و چالاک سے پوچھیے اگر سامری و جمشید کو سجدہ کرین سرفرازی حاصل ہو ورنہ پھر تو یہ ہے بقول بزرگان مثل مرغ سر بریدہ بانگ بنبد بد * دشمن کے لیے یہی مناسب ہے یہ کہکے شہاب کے قریب آیا ان کان مین کہا حضور عمرو خاموش ہے عیاری سے جو پکڑا گیا نہایت شرمندہ ہے آپ سوال کیجیے مین کہونگا تو چھلا [illegible] حقیقت مین شرم کی بات ہے میرے ہاتھ سے زیر ہوا کبھی کوئی عیار اسپر غالب نہین آیا مجکو تو بھی کسی نے زیر کیا تھا آج تو حضور کا اقبال تھا یہ عیار جہان دیدہ اسطرح زیر ہوا اگر حضور کی اطاعت کرے تمام عالم مین نشان یکتائی بلند ہو لشکر دردمند ہو شہاب نے پکار کر آواز دی کیون خواجہ صاحب اب کیا ارادہ ہے ہمارے رفیق نے کس ورد و شور سے زیر کیا کچھ مقام تردد نہین ہے آپ کا شاگرد رشید فرزند سعید غالب آیا آپ ہی نے تعلیم کیا خوشی کیجیے لائق فائق ہوا گلشن بھی اشارہ سے برق کے بول اٹھی خواجہ شہنشاہ کیا فرماتے ہین جواب دو اطاعت کرو خلاف کروگے قتل ہو جاؤگے یہ جو گلشن نے کہا خواجہ چیخین مار کے رونے لگے اسقدر روئے آستین و گریبان تر ہو گیا یقین تھا روح جسم سے نکلجائے آہ آتشناک سے قفس جسم جلجلے تمام اہالیان دربار گھبرا گئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہین عمرو کا دم نہ نکلجائے بوقت [illegible]

بڑی ندامت ہے عیار صاحب کو غیرت ہے بعض کہتے ہیں دربار میں صاحبقران کے بڑی آبرو ہے زلزلہ قاف کا زینت بہا ہے بعض نے کہا انکا برادر خوشنخو قوت بازو ہے فرزندان حمزہ عم نامدار ہوتے صاحبقران کے دربار عالی تبار کہتے ہیں اسکو جو سر دربار سر بازار ایسی ذلت ہوئی اسی وجہ سے بیقرار ہے ایک نے کہا یارو خوف جان سے روتا ہے اسکو زندگی کی بڑی ہوس ہے علاوہ ازین حسرت پر اپنی روتا ہے خود نبید برابر کا فرزند فیدا اپنے آقا سے چھوٹا اتنا بڑا شاگرد رشید سامری پرست ہوگیا اُسکا رونا کیا بیجا ہے اُسپر حسرت کا فلک ٹوٹ پڑا عزت و آبرو میں اسکی فرق آیا شہاب نے بھی دیکھا عمرو کا عجب رنگ ہے حقیقت میں ظاہر ہوتا ہے اپنی زندگی سے تنگ ہے برق بھی رونے پر تڑپ گیا دوڑ کے عمرو کے قدموں سے لپٹ گیا کہا استاد نہ روئیے سامنے اب قدردان صاحب شوکت و شان موجود ہے جو آپ کو ملے منظور ہو ارشاد فرمائیے اسقدر نہ گھبرائیے اگر تو میرے سامنے نہ جائیگا آئینہ قلب کو صاف کیجیے خود ہی انصاف کیجیے میں آپکا غلام ہوں اگر میں نے آپ کو زیر کیا تسکین باندھیں اسکا افسوس بیکار ہے بروقت تعلیم ہزار مرتبہ آپکو زیر کیا آپ خون پیچ کے توڑ بتلاتے تھے زیر ہو جاتے تھے آج کیا نئی بات ہے ہمارا عطا پاش خطا پوش حق نیوش رحم دل عاقل کامل آپ ہی خطا معاف کردیگا اسطرح جو برق نے قدموں سے لپٹ کے کہا اور زیادہ جوش گریہ ہوا طرف فلک کے دیکھکر یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

دل لیا عشق میں دیوانہ بنایا افسوس
تو نے اغیار کو پاس اپنے بٹھایا افسوس
چھوڑ کر یار مقدر سے مرے آیا تھا
ایسا نظروں سے مجھے تو نے گرایا افسوس
کبھی ہنس ہنس کے نہ کہیں آپنے دو دو باتیں
زلف میں اسکی عبث دلکو پھنسایا افسوس
استخوان کوئی سگ یار کے قابل نہ رہا
بعد مردن بھی وہ تربت پہ نہ آیا افسوس

ہائے اُس پر بھی تجھے رحم نہ آیا افسوس
دل دیا اسکو کہ بیرحم بھی ناقدر بھی ہے
حال دل کچھ اُسے اپنا نہ سنایا افسوس
کمسنی تھی تو غش آیا اسے پوچھتا تھا میں
عمر بھر مجھکو محبت میں رلایا افسوس
اب جو بیٹھے ہو پچھتاتے ہو کیا ہوتا ہے
آتش عشق نے اسدرجہ جلایا افسوس

کیا غلط مجھسے ہوئی تھی کہ جلانے کو مرے
بیٹھے بٹھلائے یہ کیا جی میں سمایا افسوس
محفل میں تری آنے کے قابل نہ رہا
ہائے کیوں زخم جگر میں نے دکھایا افسوس
ہائے الجھن ہے شب و روز پریشانی ہے
ان حسینوں سے نہ کیوں دلکو بچایا افسوس
قبر میں بھی یہی ارمان سدا ہے سطوت

یہ اشعار عاشقانہ اس شان سے پڑھے سننے والوں کے کلیجہ منھ کو آگئے سب رونے لگے عمرو شکریوں سے ڈر گیا تھا صاف ظاہر ہے قصد کرتا ہے کہ میرا دم نکل جائے جب شہاب و ملکہ گلشن نے یہ حال پر ملال عمرو دیکھا سب عذر کرنے لگے کہ خواجہ ہم تمھیں قتل نہ کرینگے سامری جمشید کو سجدہ کرو جسطرح لشکر مہرخ میں تھے اسی طرح استاد بنا رہو لیکن اپنے شاگرد کو اپنا افسر جانو آخر تمھارے

دلمین کیا ہی بیان کرو جو کہو گے ہم قبول کرینگے قتل کا نام نہ لینگے مراد گریہ ظاہر کرو دیکھو ای بندۂ ساحر
دم نکلجائیگا حجاب کرنے سے کیا ہاتھ آئیگا یہ جوان سب نے بہ منت و خوشامد کہا خواجہ کو اور زیادہ رو
آیا بلبلائے تھرائے ہونٹوں پر خشکی کلیجہ تھام کر یہ مسدس رعنا ندامت عشق مین پڑھنا شروع کیا مسدس

عشق دوزخ کے دھوئین دم مین اُڑا دیتا ہی — برق سان خرمن ہستی کو جلا دیتا ہی
خاک مین عالم و آدم کو ملا دیتا ہی — جلوہ خورشید کا ذرے مین دکھا دیتا ہی
نار دوزخ کا ہی بس ایک شرارا اسکا
آئین عیسیٰ بھی تو بچتا نہین مارا اسکا

عشق وہ سم ہی مرے یار جو لے اسکا نام — اژدہا دیکھے تو ہو جاے وہین کام تمام
اسکی تاثیر کو سب جانتے ہین خاص و عام — اسکا آغاز ہی انسان کا جو ہی انجام
خون سیاہی دم تحریر تعشق نظر آے
خاک کا غذ ہو قلم سوکھ کے کانٹا بنجاے

گاہ دریا مین نظر آتا ہی وہ بنکے بھنور — موج بنکر کبھی قلزم مین یہ آتا ہی نظر
کشمکش جزر و مد شوق سے ہی آٹھ پہر — کبھی طوفان کی طرح جاتا ہی یہ سر سے گذر
ہو وہین ناکام دم تشنہ دہانی عشاق
ایسا ترسائین نہ مانگین کبھی پانی عشاق

بیقرار اسنے ہی سیماب کو کر ڈالا ہی — سم کا الماس مین قاتل نے اثر ڈالا ہی
اشک نیسان کو بنا اسنے گہر ڈالا ہی — سینۂ سنگ مین آتش کا شرر ڈالا ہی
ہی یہی کاہ ربا اور اثر مقناطیس
ورنہ ہی کون سلیمان کہان کی بلقیس

چاشنی قند مین اپنی کبھی دکھلاتا ہی — اور کبھی زہر ہلاہل مین یہ کر دا تا ہی
گہ نمک مین نمکین شور یہ بنجاتا ہی — ذائقہ بنکے ہر اک چیز مین در آتا ہی
مشک مین عطر مین گل مین یہی بو دیتا ہی
بنکے خنجر کبھی عاشق کا لہو پیتا ہی

راگ مین سحر کی دکھلاتا ہی گاہے تاثیر
طوق بنتا ہی گلے کا کبھی پا کی زنجیر
دام کا کل مین یہ دلکو کبھی کرتا ہی اسیر
تیر مژگان سے کبھی کرتا ہی ظالم نخچیر
گاہ صورت کبھی سیرت مین یہ درآتا ہی
دل عشاق کو ہر طرح سے لے جاتا ہی

مہر تابان ہی کبھی چرخ پہ گہ ماہ تمام
کہکشان گاہ کبھی عقد ثریا خود کام
گاہ ثابت ہی کبھی اختر سیارہ نام
شب کبھی روز کبھی گاہ سحر گاہے شام
دلمین اگر نہین ممکن ہی نکلنا اسکا
ہی زمانے کی طرح رنگ بدلنا اسکا

عالم آشوب ہین اس عشق کے اسرار نہان
تارہ عشق سے آگاہ ہو ہر پیر و جوان
چاہتا ہون کہ کرون چاہ کا احوال عیان
دل یہ کہتا ہی کہ ہی عشق عیان را چہ بیان
ابتدا دھوم ہی انجام کو بربادی ہی
شادی و مرگ اسی عشق مین لشادی ہی

سوتے فتنے کو یہ کمبخت جگا دیتا ہی
خون دل دیدۂ عاشق سے بہا دیتا ہی
سرد سینون کو یہ دلسوز جلا دیتا ہی
چاہ مین چاہ فرشتون کو جھنکا دیتا ہی
زندہ مردے کو کرے معجز عیسے دکھاے
مردہ زندے کو کرے پھر اُسے زندہ فرماے

دام مین لاتا ہی یہ طائر دل کو دم مین
ملک دل کرتا ہی تاراج یہ فرط غم مین
اس سے آخر کو زوال آتا ہی جاہ جم مین
ننگ و ناموس کو چھوڑا ہی کہین عالم مین
اس سے بدتر نہین دنیا مین کوئی بیماری
ہین مسیحا اسی آزار کے اب آزاری

عشق جادو ہی کہ ہی سحر طلسم و نیرنگ
پانی ہوجاتا ہی اس عشق کی تاثیر سے سنگ
اسکو اعجاز مسیحا بھی ہی اب دیکھ کے دنگ
عجب انداز ہین اور اسکے نرالے ہین ڈھنگ
عرش سے فرش پہ چاہ فرشتے کو جھنکاے

فرش سے عرش پہ انسان کو چاہے پہونچانے

اس بیقراری میں یہ بند پڑھے سننے والے کلیجے تھام نے لگے لیکن کوئی مطلب اصلی نہ سمجھا کہ اس مذہب عشق سے اس مقام پر کیا مراد ہے لیکن شہاب گلگون پوش نے کہا ای جہتر برق فرنگی عیاری کرنیکے تمھارے استاد ہیں تم کچھ اس مطلب کو سمجھے برق نے کہا اور تو میں کچھ نہیں جانتا اتنا واقف ہوں کہ جسدن سے طلسم ہوشربا میں تشریف لائے ہیں بلکہ صرصر شمشیر زن پر مائل ہیں اکثر بیقرار و بیآرام ہوتے ہیں لیکن کچھ انجام نہوا اکثر انہوں نے کو اشعار عاشقانہ پڑھا کرتے تھے شاید اسی معشوق کا خیال آگیا شہاب نے کہا خواجہ صاحب اگر آپ کو صرصر کا خیال ہے مجھسے صاف صاف فرمایئے میں اسکی بھی تدبیر کرسکتا ہوں افراسیاب کے گھر کا مجکو سب طرح سے اختیار ہے کوئی مقام پردہ نہیں نام صرصر سنکر خواجہ اور زیادہ بیقرار ہوئے تڑپکر یہ اشعار مخمس پڑھنے لگے اشعار

بسکہ الفت گریہ را با چشم خونبار من است	ریختن بر خاک رہ خون جگر کار من است	باوجود آنکہ آزارم ز سر تا پا ہنوز
گردش گردون وفن زفکر آزار من است	نیست در بازار راحت گرچہ یک جنس ہم	شکر اللہ محنت عالم خریدار من است
بار منت می نہد بیہودہ بر گلزار ابر	رونق این بوستان از چشم گوہر بار من است	فتنہ ہر جا بر آرد سر ز آغوش فلک
جستجویم دارد و در فکر آزار من است	کردہ ام تا طوق گردن رشتہ زنار را	عقدہائے تسبیح را در دل ز زنار من است
غنچہ یا زنہار خود بینی و خود رائی مکن	کین پریشانی من از رشتہ زنار من است	اشعار عبرت آثار کے تار

باندھ دیے بحر رقت کا جوش کبھی گریان کبھی خاموش عجب حال پر ملال میں خواجہ کو اسوقت دیکھنے والے دیکھتے ہیں ہر کس ناکس کا یہی قول ہے کہ صاحبو اگر یہی حال ہے قلب پر اسقدر غم و ملال ہے عمرو زندہ نہ بچیگا تڑپ تڑپکر جان دیدیگا مگر سبب گریہ نہیں کھلتا آخر شہاب گلگون پوش نے انتہا کا عذر کیا کہا خواجہ جسکو تم عزیز رکھتے ہو اُسکے سر کی قسم تمکو دیتے ہیں حال دل کہو بے وجہ اپنی جان نہ دو ہم سب طرح پر تمھارے ساتھ محبت صرف کرینگے جو مانگو وہ دینے کو موجود ہیں صرف مذہب کی تکرار ہے برق بھی فدا ہوں مگر اتنے غم بمشکل ضبط کیا ظاہر میں سب نے دیکھ لیا کہ تاب ضبط نہ تھی مگر یہ بھی جرأت تھی کہ اپنے کو رد کا کہا بادشاہ عالیجاہ اسوقت مجکو کئی باتوں پر رونا آیا ایک تو یہ خیال آیا کہ افسوس ہم نے عمر اپنی ناقدردانی کے ساتھ بسر کی یعنے حمزہ مجاور زادہ مکہ جسدن سے اُسکے ساتھ رہے جہاں کہیں وہ قید ہوے ہم عیاری کرکے چھڑا لائے سرکشان ہر کو انکے واسطے زیر و زبر کیا لیکن کوئی پھل نہ پایا اتنی وجہ سے زیادہ کبھی نصیب نہوا اسوقت برق نے تمھاری اطاعت کی نہیں معلوم جھوٹا ہی یا سچا مجکو پکڑ لایا تم نے کئی ہزار کا خلعت اُسے دیا حمزہ نے کے

لشکر میں ہماری عمر گذری بی مہرخ کے ساتھ بڑی بڑی جانبازی کی اُنسے بھی کبھی ایسا خلعت نہ ملا تمھاری
قدردانی پر ہمکو وجد ہو گیا دوسرے گرفتار ہو کر آئے یہ بھی خیال ہوا کہ زندہ نہ بچینگے خوف جان میں روئے
اس قتال عالم کی بھی تصویر آنکھوں کے آگے پھری یعنے ماہ صرصر شمشیر زن معشوقہ پر مفت سالہا سال اُسکی محبت
میں گذرے وہ آہوے وحشی رام ہوا ایک دن وصل کا انجام ہوا بس اب ہمارا جان دینا ہی بہتر ہے اور
اے شہریار حال مذہب ہمارا نہ دریافت کیجیے اصل میں ہم لقا پرست ہیں انھیں خیالات میں مست ہیں
سامری جمشید کو کم مانتے ہیں لقا کا چھوٹا بھائی جانتے ہیں انھیں خیالات میں مدت عشق پر بھی توجہ
ہوئی یا وصرصر میں اشعار عاشقانہ پڑھے لشکر حمزہ میں رہتے تھے کہدیا یزدان پرست ہیں یہ سنکر شہاب
گلگون پوش خوش ہو گیا کہا خواجہ ہمارا اعتقاد مذہب قریب ہے ہم بھی خداوند لقا کو جانتے ہیں جونکا خداوند
جانتے ہیں کہ یہ خداوند زندہ ہے سامری جمشید وغیرہ دنیا سے چلے گئے ہیں کل انتظام ذات پر خداوند لقا
کے موقوف ہے جو انکو خداوند نہ جانے وہ بڑا بے وقوف ہے میں تمھاری قدردانی کرونگا کیوں جان دیتے ہو
ہر چند کہ برق اسوقت تم پر غالب آیا لیکن عہدۂ افسری عیاران تمھارے نام ہوگا عمرو نے کہا
میری قدردانی یہ ہے گزی گاڑھا پہناؤ اور جوار باجرا کھاؤ ہم خود کماؤ پوت ہیں مٹی میں سے پیسا پیدا
کرتے ہیں ایک قرار پر میں آپکی اطاعت کرتا ہوں صرصر کے ساتھ میری شادی افراسیاب سے کہکر کرا دیجیے
تو حضور جان و مال سب آپ پر نثار آپ کے غلاموں کا تابعدار ہوں اب راتیں ہجر کی نہیں کٹتی ہیں تڑپ
تڑپ کے بسر کرتا ہوں نہ جیتا ہوں نہ مرتا ہوں یہ اقرار کیجیے تصویر سامری و جمشید لائیے میں سجدہ کرونگا
ورنہ جلاد بیدرد کو حکم دیجیے ابھی مجھکو قتل کیجیے خون سے مجھ بے گناہ کے ہاتھ بھریے زندگی کی ہوس اب
باقی نہیں ہے شہاب گلگون پوش نے کہا اے شہنشاہ اقلیم عیاری اے ہنرمند شست طراری جو جو کچھ آپ نے فرمایا
سب منظور ہے حقیقت میں حمزہ بڑا نا قدر ہے اُسکے لشکر میں بڑا غدر ہے تجھ ایسے جانباز سرفروش کی یہ لیاقت
مخبران اخبار سخنوری و محرران کتب انشاگری نے بصد رشد و ہدا جابجا تحریر فرمایا ہے کہ عظم و شان حمزہ
بسبب خواجہ عمرو بن اُمیہ نامدار کے ہے اگر عمرو ایسا عیار ہمراہ حمزۂ نامدار نہوتا نہ رہا مقام پر کفن پوش
ہوئے ہوتے زندہ نہ بچتے ملک مصر میں بیچارہ مُردہ بنا مُردہ بنکر زندوں کو در گور کیا وہ عیاری نہیں
کرامات تھی میں نے دفتروں کو دیکھا ہے ممالک ساحران سب آپکی ذات سے ختم ہوئے کیسے کیسوں نے
شکستیں کھائیں پیارے فرزندان حمزہ سینہ سپر ہے بڑے بڑے شہروں میں گذر رہے اس ہوشربا میں بچ کہا گیا

کام کیے کیسے نام کیے عشاق سبزہ رنگ کو مارا بڑے بڑے ساحرون کو للکارا افراسیاب سے
ہوے ہمکو تو آپ کی جرأت پر بڑے ناز ہے عہدہ وزارت لیجیے مجھے سرفراز کیجیے کل امورات کا
ہے یہ سمجھیے کہ شہاب میرا خدمتگزار ہے عمرو نے سر جھکا کر کہا اگر ایسا کروگے تمھارے لیے بہتر یہی ہے
بادشاہ ہفت اقلیم بنادونگا خیرخواہی کا مزہ چکھادونگا مگر مقدمہ صرصر مین کیا جواب دیا شہاب نے کہا
خواجہ وہ بدل وجان آپ کو قبول کریگی مشکین باندھکر لاؤنگا بڑی دھوم سے تمھاری شادی کردونگا
کی مجال ہے کہ میرا کہنا نہ مانے عمرو نے چپکے سے کہا اے شہنشاہ اسوقت زیادہ کہنا بیکار ہے یہ حقیر محجوب ہو
اگر القا کی مہربانی ہوگی شاید تخت سلطنت ہوش ربا پر آپ جلوہ فرما ہون کل طلسم زیرنگین ہوجائیگا
بھی قلب کو تسکین ہو شہاب پھول گیا رنگ چہرے کا سرخ ہوا جلد قید کٹوائی کہا اپنے فرزند کو بھی
عمرو نے کہا وہ میرا نور نظر پارہ جگر ہے جلد قید کٹوا دیجیے ہم جسکے دوست ہوے وہ بھی تابعداری کریگا
عیار ہے چند عرصے مین جب یہ خبر مشہور ہوگی کہ خواجہ عمرو نے شہنشاہ شہاب کی اطاعت کی سب عیار
مقام پر چلے آئینگے آپنے دفتر امیر حمزہ نامہ مین پڑھا ہوگا جب حمزہ سے اور مجھسے بگاڑ ہوا سب عیار
ہمراہ چلے آئے اپنے اپنے افسرون کی مشکین باندھ لائے جب مجھسے اصلاح ہوئی وہ بھی سب
وہ تو سب میرے مطیع ہین اب آپ مطمئن رہین جو کچھ ہوگا وہ ظاہر ہوجائیگا سب کام ہوگئے
ہوے چند عرصے مین کوئی آپ کو نہ پہچانیگا بعد اختتام لشکر مہرخ و بہار و بعد قتل اسد نامدار
ایک دن افراسیاب کو بھی پکڑ لینگے تمھین تخت پر بٹھا دینگے یہ سامان سن سنکر شہاب وجد مین آیا واسطے
خواجہ کے بھاری خلعت منگایا چالاک کو بھی رہا کیا تینون عیار محفل مین آکر بیٹھے برق نے شہاب سے
اشارہ کیا اسوقت تو خواجہ گانے کیا تھے روتے تھے اب دل بحال ہے اور طرح کا خیال ہے اب مزے سے
گائینگے ہم بایان بجائینگے چالاک بھی موجود ہے اک ساز انکو دیجیے پھر کیفیت دیکھیے ہم ساقی گری کرینگے
بڑے مزے ہونگے شہاب نے خواجہ سے کہا اے دوست صادق اے محب واثق آپ کے گانے کے سب
مشتاق ہین یہ بھی بخوبی ہین آگاہ ہون کہ آپ مبتلاے درد فراق ہین عمرو نے کہا اے قدرشناس حقیقت مین
میرا بھی دل چاہتا ہے کچھ اشعار عاشقانہ پڑھون دلکو غم سے خالی کرون ساز مدے خواجہ کے گرد آئے ایک ساز
چالاک نے بھی اٹھا لیا برق انتظام شراب مین مصروف ہوا خواجہ نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل

رہی ہمیشہ اسیری کے اختیار مین روح	چھٹی بدن سے پھنسی دام زلف یار مین روح
بدل رہی ہے جنازے پہ گردشین لاشہ	

پس فنا ہی تری یاد جسم زار مین روح

کہین اجازت رفتار دے نزاکت یار
کہ اپنا جسم ہوا ہی تن مزار مین روح

دکھادے جلوۂ آخر کہ وقت ہی آخر
بہار سی ہی ابھی تک اُسی خمار مین روح

عجب نہین جو پکارے تجھے مری آغوش
اُسی سرور مین دل ہی اُسی خمار مین روح

خیال کاکل برہم سے حال ہی برہم
کنار قبر مین ہی رحمت فشار مین روح

ملال تمکو ہی تم ہو دل مکدر مین
کہ راہ تکتی ہی آغوش انتظار مین روح

نہ زندگی سے خوشی ہو نہ موت سے راضی
ہی میہمان نفس چند جسم زار مین روح

خیال گل کبھی خاطر سے کم نہو بلبل
ترا خیال ہوا ہی مری کنار مین روح

بہار داغ جگر سے ہوا مزاج نہ سیر
بھٹکتی ہوئی ہی عجب دام انتشار مین روح

خوش آئی عادت طفلی بس فنا بھی نسیم
غبار روح مین ہی یا کہ ہی غبار مین روح

فنائے عشق مین کیا برگزیدگی ہی ہمین
نہ اختیار مین دل ہی نہ اختیار مین روح

نہین ہین کم ترے مستون کی مستیان پس مرگ
بہار یہ ہی کہ نکلے اسی بہار مین روح

پیا ہی بادۂ الفت کا ساغر لبریز
تمام عمر رہی سبز لالہ زار مین روح

عدم ہوا ہی بدن کاہش محبت سے
کہ لوٹتی ہی مری دامن مزار مین روح

خواجہ گا رہے ہین اہالیان محفل کو رجھا رہے ہین مہتر برق فرنگی منتظم میخانہ گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی قاعدے سے محفل مین رکھ رہا ہی مرغ زرین بنا ہوا پھر رہا ہی خواجہ کی تعریفین ہو رہی ہین استاد شاگرد مین اشارے کنائے کبھی خواجہ پکار کر فرماتے ہین بیٹا برق جلد شراب محفل مین لاؤ اپنا کام کرو اور یہی ضرور ہی شہنشاہ کو اپنے ساتھ لیکر چلین شہنشاہ افراسیاب جادو سے ملاقات کرین اختفاق نے نہین معلوم کیا کیا قریب لشکر بلکہ مہرخ پہونچ گئے ہونگے ہم چاہتے ہین اب کسی کو تکلیف نہو بارکوہ جنگ وجدال ہم اُٹھالین ہمارے شہنشاہ کا نام ہوجاے بیٹا بہت جلد کام ہوجاے برق جواب دیتا ہی اُستاد سب سامان تیار ہی آپکی ہر ایک بات کرامات ہی ابھی ابتدا کی رات ہی صبح ہوتے ہوتے صبح ہوگی کیا جلدی ہی چالاک سر ہلا رہے ہین کبھی اُٹھکر ہاتھ سے برق کے گلابی لے لیتے ہین فرماتے ہین بھائی قرابہ اسطرف لاؤ بہت نہ گھبراؤ برق تڑپتے پھرتے ہین لیکن اب حال مہتر قران سنیے تحریر کرچکا ہون ایک مکان کہنہ مین جاکر مہتر قران ٹھہرے تڑپ تڑپ کے دن کاٹا اندھیری رات کا سامنا ہوا شب تیرہ و تار مکان سنسان مدت سے ویران پڑا ہی دل پر خوف طاری انتہا کی بیقراری آخر ناچار ہوکر دروازہ مکان کا کھولا دیکھا کوچہ تنگ و تاریک ہی اسطرف سے کوئی گذر نہین کرتا ڈرتے ڈرتے مہتر قران نکلے سر کوچہ سے بڑھے ہین کہ آواز آئی ارے کوئی مزدور ہی ہمارے پاس آوے یہ پتیلا شراب کا تھوڑی دور پہونچادے منہ مانگی مزدوری ملیگی خیال مین گذرا کہ ای مہتر قران

اسی حیلہ سے تو سیر کرین کچھ حال بھی دریافت ہو اُستاد والا نژاد پر کیا گذری برق نے کیا کارگزاری
کی یقین ہے محفل مین رنگ جمایا ہو بھو ریہ بڑے قیامت کا ہے ہم بھی بیکار نہ رہین کوئی تو کام کرین
یہ سوچکر رنگ روغن عیاری کا نکالا اک شہدے کی شکل بنکر تیار ہوے گاڑھے کی عرقی سر پر نہ کوچے
سے کہتے ہوے نکلے ہارتے ہارتے جی چھوٹ گیا رنگ باز کی شامت ہے آج ایسا داؤن ہارے عمر بھر
اب نہ جیتینگے جسدن کا پتین ہمارا رنگ کھیلجائیگی سلطنت جیت لینگے بڑے بڑے مہاجنون کو لنگوٹی
بند ہوا دینگے ہمین کیا پروا شہدے جواری اسی شوق مین گھر بار چھوٹا چوبدار نے جو یہ آواز سُنی صدا دی میان
شہدے صاحب مزدوری کروگے قران نے جواب دیا کیا حضور کوئی مُردہ اُٹھانا ہے یا کسی کو نہلانا ہے چوبدار نے کہا
نہین بھائی یہ پتیلہ شراب کا اُٹھالو تھوڑی دور چلو وہانتک پہونچادو جو کہو وہ دینگے قران نے کہا
چار گنڈے لینگے صبح لو اسی سے داؤن بدینگے ٹکے کی پوریان کھاکے پڑ رہینگے یہ کہکے قران نے پتیلہ
اُٹھا کے دوش پر رکھا چوبدار سے باتین کرتے ہوے چلے دمبدم یہی پھڑ کا ذکر ہے باتون مین بھی کھیلنے کی
فکر ہے چوبدار نے پوچھا میان شہدے بہت ہارے قران نے کہا حضور ہمارے ساتھ چلیے تو کیفیت معلوم ہو
ہر وقت پریان ناچا کرتی ہین ہم تو میان صاحب رنگ باز ہین ایک داؤن پر جان بدین سلطنت جیت لین
داؤن سے انکار نہ کرین آجکل چورون نے بہت مال پایا ہے سب جوے گلزار مین روپیہ لٹ رہا ہے مگر
میان صاحب کس قیدخانہ پر چلیے گا ہم رات کو عالم باغ تک نہ جائینگے رات کو بہت سناٹا ہوتا ہے
گولی ماری ہوتی اپنی جان بچانا ضرور ہے ایسے مقام پر جانا سراسر قصور ہے حسین الدولہ کے
امام بارہ تک چلسکتے ہین یہان بیچارے قرض دار لوگ قید مین ہین تم شہر کا بھی کنارہ ہے چوبدار نے کہا ان
مقام پر جانا منظور نہین سامنے قریب زیر گنج اک بادشاہ قید ہے چند نگہبان وہان ہمارے مالک نے
مقرر کیے ہین انکے لیے یہ شراب جاتی ہے مہتر قران نے کہا کیون میان صاحب یہ کیسا قیدی ہے کہ
جیلخانہ سے الگ قید کیا گیا چوبدار نے کہا میان شہدے صاحب تمھین ان باتون سے کیا غرض تم
پہونچادو اپنی مزدوری لو سیدھے گھر چلے جاؤ باتین نہ بناؤ مہتر قران نے کہا حضور ہم بھی اسی شہر کے
رہنے والے ہین بڑے بڑے جھگڑے فساد دیکھ چکے ہین آپ سے صاف صاف کہیے ہم یہین بیٹھ
چلے جائینگے پھر نہ آئینگے تب آپکو قدر ہوگی چوبدار نے دیکھا کہ شہدہ چھچھلا معلوم ہوتا ہے ایسا نہو
رکھکے چلا جاے اور دو چار صلواتین سنائے اچھا نہوگا شراب کا پہونچانا بھی وقت پر ضرور ہے یہ سوچکر کہا

بھائی یہ ایک شخص شہنشاہ ہوش ربا کا گنہگار یہان بھیجا گیا ہی ہمارے شاہ نے الگ ایک مکان مین
بہ حفاظت قید کیا وہ قیدی بڑا صاحب آبرو ہی قیدخانے مین چور اُچکّے قید ہوتے ہین یہ بڑے شریف
شہنشاہ سے لڑ کر گنہگار قرار پایا مہتر قران نے کہا بس آپ نے صاف صاف کہدیا ہمکو بھی تسکین ہو گئی
لیکن اُس قیدی کا نام کیا ہی چوبدار نے کہا مین نام نہین جانتا یہ سن چکا ہون طلسم نور افشان کے رہنے والا
طرف دار کوکب روشن ضمیر صاحب عقل و تدبیر عقیل فہیم نور افشان کا ندیم یہ مشہور ہوا تھا ہمکو بھی معلوم ہو مہتر قران
خاموش ہو رہا دل سے کہتا ہی ای مہتر قران ہمارے لشکر سے سوائے ان تین عیارون کے اس ملک مین
کوئی نہین آیا کون بزرگ قید ہی چلتے چلتے بر آن کو یہ خیر و عافیت چھوڑا ہی جمشید بھی لشکر مین موجود ہی
مقام حیرت ہی پھر یہ قیدی کون صاحب لیاقت ہی دل سے سوچتے ہوئے بازارون کو طی کرکے سامنے
ایک مکان کے پہونچے افسر وہان کا ریحان جادو مع پانچ سو ساحرون کے بیٹھا ہوا پہرا دے رہا ہی
دیکھتے ہی آواز دی کون آتا ہی چوبدار نے کہا ملازم شہنشاہ ای ریحان جادو تم سب کے واسطے شراب
لیکر آئے ہین ریحان جادو بہت خفا ہوا کہا کیون شراب لیکر آئے کیا احتیاج تھی دو پہر رات گذر چکی نشے مین
پڑے تڑپ رہے ہین جماہیان لے رہے ہین صبح کو شہنشاہ سے عرض کرینگے سال بھر ہمکو گذر گیا مصیبت
اُٹھاتے ہوئے گھربار چھوٹا گھڑی بھر کی مہلت نہین ملتی اب ہمارے بدلے اور کوئی نگہبان ہو ہماری
بدلی کرادین قیدی وہ سخت جان ہی اب دو چار دن کا مہمان ہو رہا ہو تا غیر ممکن تا قید حیات یہان کا
قیدی رہا نہین ہوتا کہین جلدی مرجائے ہمکو فراغت ملے لاش اُٹھا کر دریا مین پھینکدین چوبدار نے کہا
یہ ہم سب کچھ عرض کرینگے تمکو معلوم ہی کہ شہر مین کیا ہنگامہ بڑا ہی عیار آئے لڑے بھڑے اب دربار کا حال
مفصل نہین معلوم کم بخت مارے گئے یا اطاعت کی نہین معلوم کیا انجام ہوا مہتر قران نے بھی پوچھا کیون
چوبدار صاحب عمرو عیار قتل ہوا برق کو شاید چھوڑ دیا چوبدار نے کہا دربار تک ہماری رسائی نہین ہی اتنا
سنا تھا کہ عیار آئے شاہ سے معاملہ ہوا صبح کو دریافت ہوگا مہتر قران خاموش ہو رہا تھیلیہ لاکر دہان کھولا
سب ساحر دوڑے چوبدار تو انعام لیکر چلا گیا مہتر قران وہین بیٹھ گئے ساحرون نے پوچھا میان مردک
کیون تم سر جھکائے بیٹھے ہو قران نے کہا حضور رتوندی آتی ہی اپنے مکان نہین جا سکتا یہین پڑا رہونگا
حضور کو حقہ بھر دون یہ کہکے پیادے کے ہاتھ سے چلم لے لی آگ پھونکنے لگے چلمین بھر بھر کے پیادون کو پلائین
سب خوش ہوئے کہا بھائی کیا حرج ہی بیٹھو شام سے ہم لوگون نے شراب نہین پی ہی بدمزاج ہو رہے ہین

پتیلے کا مُنھ کھولو شراب بوتلون مین بھرو مہتر قران بہت خوب کہکے بڑھے شراب بوتلون مین بھرنے لگا
نمک بھی ملاتے جاتے ہین یہ تو بخوبی سُن چکے کہ کوئی طرفدار کوکب روشن ضمیر کا ہے وہ قیدی ہے لہذا اچھا ناگہ بیہوش
اِن سبکو مارو اُس قیدی کو چھڑاؤ اب ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ عمرو و برق و چالاک دربار مین بیہوش
کرنے کی تدبیر کر چکے ہین مہتر قران یہان سب کو شراب پلا رہے ہین دیکھیے اسکا انجام کیا ہو وقت تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان افراسیاب وقت سر کتاب سامری کا دیکھنا اور دریافت ہونا حال دربار شہاب کا کو
اور روانہ کرنا شرر جادو کا اُسکا آکر عمرو وغیرہ کو گرفتار کرنا اور رہائی ملک احول مربع نشین از دست

چار دن کیا عمر بھر گر ہو میسر چاندنی — ہجر مین ہے تاب آتش کے برابر چاندنی
بے ترے بھاتی نہین اے ماہ انور چاندنی — دھوپ بہتر ہے شب فرقت کی بدتر چاندنی
صاعقہ کی طرح سے گرتی ہے مجھ پر چاندنی

دیکھیے اُجلی دکھائے کب مقدر چاندنی — آئے کب رشک قمر کب ہو منور چاندنی
صاف ہو لی مثل فرش سنگ مرمر چاندنی — خوب روؤن اے شب غم ہے مکدر چاندنی
بعد بارش صاف ہو جاتی ہے اکثر چاندنی

ابر غم مین مدتون سے کب نظر آتا ہے چاند — ماہتابی سے کہان چہرے کو دکھاتا ہے چاند
بے ترے اے شمع رو مجھسے یہ شرماتا ہے چاند — میرے گھر کی راہ کترا کر نکل جاتا ہے چاند
رہتی ہے فرقت کی شب باہر ہی باہر چاندنی

کب وہ جامے مین سمائے ہو سوا جسکو عروج — کیون نہ اِترائے جہا مین ہو نیا جسکو عروج
ذرہ پرور چاہیے ہو مہ لقا جسکو عروج — خاکساری وہ نہ چھوڑے دے خدا جسکو عروج
آسمان پر ماہ تابان ہے زمین پر چاندنی

چاند سا چہرہ ذرا رشک قمر دکھلا کبھی — ماہتابی سے دکھا جلوہ ہلال آسا کبھی
ہو چکا غرہ قدم رنجہ کہین فرما کبھی — بھول کر اے چاند کے ٹکڑے اِدھر آجا کبھی
میرے ویرانے مین بھی ہو جائے دم بھر چاندنی

وصل کے سامان ہیں سارے شب بھر ہین مجھے — لطف بھی حاصل شب مہ کے مقرر ہین مجھے
شکر یا رب عشرتین ابتو برابر ہین سب مجھے — ایک ہفتہ سے ہم ساتون میسر ہین مجھے

دشت و دریا سبزہ ساقی شیشہ ساغر چاندنی

سینہ ہے پر داغ کیون بیکار جاؤن باغ کو
حیف ہے بے غیرت گلزار جاؤن باغ کو
دیکھکر کیون گل کو کھاؤن خار جاؤن باغ کو
کیا شب مہتاب مین بے یار جاؤن باغ کو

سارے تنون کو بنا دیتی ہے خنجر چاندنی

راہ الفت مین مجھے رہ رہ کے ترپاتی ہے رات
کونسا سامان دیکھون مجھکو دکھلاتی ہے رات
ہجر رشک ماہ مین تاریک کب بھاتی ہے رات
دشت غربت مین ہو جب اسباب ور آتی ہے رات

جلد اے گردون بچھا دے بہر بستر چاندنی

وصل کیا برسون نظر آتا نہین ہے خواب وصل
ہوگئے پنہان نظر سے دفعتہً اسباب وصل
اور جو قسمت سے کبھی ہمپر کھلا بھی باب وصل
کر یک شب تاب تھی گویا شب مہتاب وصل

چھپ گئی کیا دور سے صورت دکھا کر چاندنی

مظہر اعجاز ہین یہ ماہر ویان حسین
دیکھکر زلف سیہ کو صاف ہوتا ہے یقین
فی الحقیقت کچھ کرامت رکھتے ہین یہ جبین
نقرئی ہو بات اُس کافر کی چوٹی ہین نہین

یہ وہ شب ہے جسنے کرلی ہے مسخر چاندنی

روز و شب شام و سحر تاریک سایہ کی طرح
صحن بے رشک قمر تاریک سایہ کی طرح
مہروش بے تیرے گھر تاریک سایہ کی طرح
دھوپ آتی ہے نظر تاریک سایہ کی طرح

میرے گھر مین ہے اندھیرے کے برابر چاندنی

راست ہے واللہ رونق ہے مکان کی تا مکین
قتل رعنا پر کمر باندھے ہے یہ چرخ برین
گھر کے ہوتے ہین اُجالے ماہرویان حسین
غیر تاریکی شب فرقت مین اے نا سنج نہین

ہان اگر زخمی ہون تو نکلے مقدر چاندنی

چہرہ گوہر آبدار سخن کو زیب گوش سامعین حق نیوش کرتے ہین دامن مدعا کو گل مراد سے بھرتے ہین شعر
مرصع خیال دسخن آفرین × سخن را بہ کرسی نشاند این چنین × سابق مین تحریر ہوا کہ افراسیاب خانہ خراب
بصد پیچ و تاب و بلطف و اشفاق شہنشاہ اخنقاق کو لیے طرف لشکر ملکہ حیرت کے جاتا ہے جب شہر
وغونیہ سے گذر کر قریب تخت الشعاع پہونچا زال جادو حال سُنکر واسطے استقبال کے آیا

سامان دعوت ہمراہ لایا اختقاق سے آکر پایۂ تخت افراسیاب کو بوسہ دیا اختقاق تخت پر بیٹھا ہر
نقارۂ جمشیدی پہلو مین رکھا ہے زال جادو نے افراسیاب سے پوچھا ای شہنشاہ راہ مین بڑی تکلیف
اٹھائی افراسیاب نے کہا ملک فرعونیہ پر بڑی لڑائی پڑی لاکھون مین مابدولت یکہ وتنہا تھے نہنگ و
پلنگ غلامان ملکہ ماہیان زمردپوش وقت پر پہونچے فرعون کو مارا قلعہ پر قبضہ کیا خدمت مین صاحب
سامری کے پہونچا آپ نے ایسی عنایت فرمائی فوراً تشریف لائے کچھ انکار نہین کیا راہ مین بڑے صدمے
اٹھائے عمرو برق نے آکر عیاری کی آپ کو تو وہ کیا قتل کرتا قصد کیا تھا غلام سامری پہونچ گئے
اُنسے بچالیا وہ دونون گرفتار ہوے عمرو کا نام سنکر زال جادو خوش ہوا کہا ای شہنشاہ پھر عمرو کو کیا
قتل ہوا نذر سامری کرون صاف صاف سامری نامہ مین لکھا ہے عمرو عیار بے مثل و یکتا ہے اگر اسکو مارا
کچھ کسی کی احتیاج نہین اب غلام بھی لشکر کشی کریگا مہرخ وغیرہ کو گرفتار کر لیگا اپنے بوڑھے غلام کے تو تیر دیکھیے
مین آجتک عمرو ہی کے ڈر سے آپکے لشکر مین نہین آیا افراسیاب نے کہا اُسکے قتل کا حکم نہین ہے جہان پر
اُسکا خون گریگا وہ سرزمین ویران ہو جائیگی بلکہ اُس زمین پر گھاس جمیگی شہاب خیرخواہ قدیم وقت پر آگیا
برق و عمرو کو قید کر کے اپنے قلعہ مین لیگیا زال نے سر پیٹ لیا کہا حضور وہ تو میرا بھتیجا ہے جب سے باپ اُسکا
مرا مین نے اُسکو پرورش کیا سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق یہ سب کچھ ہے لیکن آپ نے میرے فرزند کو قتل
کرایا قلعہ بھی برباد ہوا ہاے مین نے بڑی مشقت سے وہ قلعہ آباد کیا تھا ہاے وہ برباد ہو جائیگا
عمرو کس حسرت و یاس سے اُسکو قتل کریگا افراسیاب نے کہا ای زال جادو بوڑھے ہوے اب تک تمکو کسی
بات مین لیاقت نہین وہ بے سمجھی باتین کرتے ہو ملازمان مہرخ سن لین تو اُنکو ناز ہو کہین کہ ہمارے عیارون
سے سب ڈرتے ہین شہاب کے برابر کوئی لئیق نہین ہے اُسکے قلعہ پر کسکی مجال ہے جو بہ نگاہ کج دیکھے اُسنے اتنا
بڑا کام کیا کہ کسی سے نہو سکتا جسدن اسد غازی رہا ہوا ملک احول مربع نشین پر بھائی کوکب کا
بڑے زور و شور سے آیا سردارون کو رہا کر کے لیگیا جبکہ مجھکو خبر معلوم ہوئی بصد جوش و خروش پہونچا
جا کر اُس سے مقابلہ کیا اتنا بڑا زبردست ہے کہ مابدولت اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوے اُسی غصہ مین بیٹھ
سحر بند جسکو مار دیا کشتہ سحر ہوا قید کر کے اُسکو شہاب کے حوالے کیا پتلہ ماش کے آٹے کا بنا کر ڈالدیا اُس زر
اور ضرور نہین درپیش تھین زیادہ نہ ٹھہر سکا ملک کوکب پر چڑھ گیا اسدن بڑے ہنگامے تھے یہ سب
حالات بخوبی مشہور ہین آجتک اُسنے ملک احول مربع نشین کو اِس حفاظت سے رکھا ہوا کو بھی وہان کا حال

معلوم نہین ہوا اور نہ نور افشان و کوکب جاتے جسطرح بنتا توڑ لاتے جسنے اتنا بڑا کام کیا راز
شہنشاہی چھپایا عمرو و برق کی کیا حقیقت ہے وہان سے ہاتھ نہ پاسکینگے وہ خیر خواہ دولت صاحب
حشمت و لیاقت تڑپا تڑپا کے ماریگا مین نے بخوبی سمجھا دیا تھا آب و دانہ بند کرنا اپنی موت سے مرین خود
نہ قتل کرین وہ وہ تو ن تڑپ تڑپ کے مر بھی گئے ہونگے ابھی تقدیر کو ایک ہفتہ گذرا آٹھ دن کو آج ہوگا
یا بارہ سنا ہے زال نے کہا حضور ملک احوال ظاہر ہین آپکے نسبت مارا گیا پردہ راز نہ اٹھا یہ عیار مکار
جہان جائین ہم بھر مین آفت مچائین قید مین بیٹھے بیٹھے فکر لیتے ہین بڑے فسادی بات بات مین
فتور یا نیا عیش و سرور مین نہ مانونگا اوراق سامری منگوا کر بارگاہ شہاب کا حال ملاحظہ فرمائیے عقدت
سے ہر بیکار ہے غلام کو نہایت انتشار ہے افراسیاب نے کہا اب لڑنے کو کیا ضرورت ہے تمہاری طرف سے مصاحب
سامری کی دھونی تمنے بیٹھے بیٹھے یہ جھگڑا نکالا زال نے کہا اگر حضور توجہ نہ فرمائینگے غلام خود جائیگا جبتک
اپنی آنکھ سے نہ دیکھ آئیگا آب و دانہ حرام ہے دیکھیے کلیجہ میرا دھڑک رہا ہے ابھی وہ نوجوان ہے یہ مکار غدار نہین معلوم
کس بلا مین اسکو پھنسائین دام مکر و حیلہ بچھائین یہ کہکے طرف مصاحبون کے پلٹا کہا جلد ہماری سواری
تیار کرو ہم اپنے بھتیجے کو دیکھنے جائینگے افراسیاب نے کہا اے زال کیون دیوانہ ہوا ہے یہ کہکر ہاتھ تھام لیا کہا بیٹھو
مین اوراق ملاحظہ کرتا ہون ابھی تمکو تسکین ہو جائیگی یہ کہکے جیب سے اوراق نکالے منتشر اوراق دیکھکر زال نے
کہا حضور کتاب سامری کیا ہوئی افراسیاب نے زانو پر ہاتھ مارا کہا ساربان زادے نے شہر داؤد یہ
مین خداوند داؤد جادو بنکر سامری پرستون کی آبرو لی کتاب دھو ڈالی یہ اوراق پریشان نانی اماں سے
مانگ لیے برائے ضرورت پاس رہتے ہین جب خیال کتاب آتا ہے دل تھرا جاتا ہے خیر جو مرضی سامری یہ کہکے
افراسیاب آنکھون مین آنسو بھر لایا زال نے کہا اے شہنشاہ جو ایسا ظالم عیار ہے کہ خداوند داؤد بنگیا
کتاب سامری دھو ڈالی حضور سے کچھ نہو سکا اسکو قید کرکے میرے بھتیجے کے ملک مین بھیجا نہین
معلوم کمبخت نے کیا فتور کیا ہوگا شہر بھر کو ہلا دیا ہوگا افراسیاب نے کہنے سے زال کے اوراق حشمتی
کو ملاحظہ کیا زال نے دیکھا شہنشاہ نے منہ بنایا تیور بدلے چھاتی پیٹنے لگے گھبرا کر کھڑے ہو گئے زال نے
کہا اے شہنشاہ جلد کہیے خیر تو ہے میرا بھتیجا زندہ ہے یا مارا گیا افراسیاب نے کہا ابھی تک تو زندہ ہے مگر
سامان قتل ہو چکا ارے برق و چالاک عمرو دربار مین شہاب کے بیٹھے ہوئے گا رہے ہین بیان
برق سب کو شراب پلا رہے ہین دم بھر مین سب بیہوش ہوا چاہتے ہین احمق نے ان سبکو قید سے

کیون چھوڑا لیا جامے سے باہر ہوا دشمنون کو خلعت دیا زال سر پیٹنے لگا افراسیاب نے کہا مین
ابھی انتظام کرتا ہون یہ کہکر آواز دی ای شہر پر جادو لینا جلد اپنے کو پہونچا جاتے ہی تینون عیارون کو
پکڑ لینا اپنے سامنے قتل کرانا سر لیکر خدمت مین مابدولت کی آنا مگر وقت چالاکی ہی مخل ہیا کی ہی عیار
گئے دھوکے مین نہ آجانا جاتے جاتے سحر کرنا شہاب سے سب کیفیت بیان کر دینا کہ شہنشاہ نے اور
جمشیدی دیکھکر تجھکو بھیجا ہے مین صرف برائے حفاظت آیا ہون پیام شہنشاہ لایا ہون شہر پر جادو
اسی وقت پر پرواز پیدا کر کے چلا زال بہت بیتاب تھا کہ مین بھی جاؤن افراسیاب نے ہاتھ تھام لیا
کہا اختقاف جادو رنجیدہ ہونگے یہی فرمائینگے بموجب مصرعہ طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت
مین نے شہر پر جادو ایسے ظالم کو بھیجا ہی وہ جاتے ہی آفت برپا کر دیگا تمھارے جانے کی کیا ضرورت
ساحر نامی و نامدار ہے ہمارے حکم کے سامنے کسی کا کہنا نہ مانیگا بمشکل افراسیاب نے زال کو روکا یہان کی
کیفیت ہے کہ قلعہ تحت الشعاع پر دعوت اختقاف مین زال و افراسیاب مصروف ہین حیرت جادو کو
نامہ لکھ بھیجا کہ حاکم حجرہ سوم کو لیکر ہم آتے ہین لشکر مہرخ مین قیامت برپا ہی چالاک تغیر بھی ابھی
نہین آئے اسوجہ سے زیادہ تردد و انتشار ہے مہرخ فرماتی ہین کسکو بھیجون کیونکر خبر منگاؤن ہمارے
عیارون پر کیا گذری جانسوز سے پوچھا تمھارے والد نامدار کہان ہین وہ بھی نظرون سے نہان ہین
جانسوز نے کہا یہ مجکو بخوبی معلوم ہے کہ چالاک کو ہمراہ لیکر تشریف لیگئے ہین وہ بیکار نہونگے لیکن
برائے تلاش جاتا ہون ضرغام نے کہا مین بھی خبر لاتا ہون فوراً حال دریافت ہوگا لشکر حیرت مین
جاؤن شاید وہان نشان پاؤن جانسوز نے کہا وہان کی کیفیت بخوبی معلوم ہو چکی ہے حیرت
پاس نامہ افراسیاب آگیا اختقاف جادو کو لیکر آتا ہون تدبیر استقبال مین سب مصروف ہین ملکہ بہار
نے سنکر پیٹ لیا کہا صاحبو وہ بے حیا نقارہ نواز جلاد شعبدہ باز ہے اسکے سامنے کوئی ہوشمند نہ
جسوقت اُسنے نقارہ بجا دیا سحر فراموش دریائے حیرت کا جوش جب اپنے ہوش مین نہ رہے فرمایئے
کیا کر سکینگے لشکر حیرت مین خوشی فوج مہرخ مین بیتابی بد حوالی حیران و پریشان اسد کے چھپانے کی تدبیر
کو بھاگنے کی تقریرات حال خیریت مآل برق نامدار و خواجہ عالی وقار و چالاک طرار تحریر ہوتا ہے خوش
بیٹھے ہوے دربار شہاب مین گا رہے ہین میان چالاک ساز بجا رہے ہین برق منتظم میخانہ تڑپے
پھرتے ہین شراب کو خوب خراب کیا بیہوشی ملائی جام چل رہا ہے خواجہ تانین مار رہے ہین بنا دربار

خوب انعام ملا خواجہ کی فرمائشین اپنی اپنی عیاری کی آزمائشین کبھی برق آواز دیتا ہے ارے بھائی چالاک کی
کلابی میرے ہاتھ سے لو محفل میں پہونچا چالاک بھی اٹھ کھڑے ہوے ساقی بچے بھی مست ساغر بدست
رہے اپنے کام مین یعنون عیار کامل کیا عیاری مین بڑی خوش طبیعت تھی آخر مین خواجہ نے یہ غزل پڑھی غزل

سیاہ مین اسکو ترحم ہین لئے بٹھا لیا
بہتر ہوا کہ پہلے خدا نے بلا لیا
پوچھا شہید خنجر ابرو کا جب گناہ
دل لیکے ہاتھ ملتے تھے یہ منہ نے کہہ لیا
ملتا نہیں وہ ڈھونڈھتی پھرتی ہے چشم شوق
لائی نہ تاب گو رنے سیاہ بٹھا لیا
یون آرزوے قتل مین ہم پاؤن پر گرے
کیا عجیب جانتے ہم کو دبا لیا
رکھا نہ اپنا سبھی بال تر جال لیا

کیون ای اجل ہمین نہ جلانے اٹھا لیا
کچھ اختیار ہم کو بھی ہے ضبط آہ پر
قاتل نے کچھ نہ منہ سے کہا سر جھکا لیا
میر النشان مٹا کے ہوا ناموس چرخ
شاید کسی نے یار کو دل میں چھپا لیا
وہ تھی جو یاد مین لب شیرین سنے جان
قاتل نے سر اٹھا کے گلے سے لگا لیا
آزردہ ہو کے تم سے پھر آیا ادھر کو دل
جو کچھ دیا خدا نے اٹھا یاد پا لیا

ہوتی نہ ہوگی ترحم بتان مین طلب مری
کیون درد دل فراق کی شب آنے لیا
روز ازل ہی سمجھے تھے ہم اسکو جان کا
مجھکو اگر بگاڑ دیا کیا بنا لیا
عالم ہے سوز دل کا ہمارے یہ اے جگر
اعضا کو چوٹیون نے لپیٹ کر کھا لیا
اللہ رے فشار لحد کی زیادتی
ہم نے کھا ہے روٹھے ہوے کو منا لیا
یہ غزل خواجہ نے گائی شراب

بیہوشی کی سب کو پہونچ چلی تھی رنگ محفل دگرگون ہوا کسی کا اکثر مین دل بیٹھا کوئی گھبرایا کوئی د
کوئی قہقہہ مار کے ہنسا کسی نے کسی کا منہ چڑھا دیا کسی نے قمقمہ پر ہاتھ ڈالا کسی نے گرز فولادی
جھولی سے نکالا کہ ایک نے کہا اگر یہ گولہ مار دون آسمان کو توڑ کر نکل جائے ایک نے کہا اگر اف کر دون تو دو
جل جائے ملکہ گلشن ہجو کرو شہابہ ان کی کیفیتین پر چپتیان کہہ رہی ہے وہ بھی پیا ہی جواب دیکے منہ
چڑھا دیتی ہین گلشن نے ایک کو کہا ارے تیرے منہ پر سیاہی کیون ٹپکتی ہے جس نے کہا زہر دہ تو مجھکو لیتے
تن من کی خبر نہین ہوتی کو مار لونگی ایک نے گھبرا کر کہا دیکھیے حضور دربارگاہ سے اژدہا منہ پھیلائے
ہوے آتا ہے اب کدھر بھاگ کے جائین سوراخ مور و مار مین چھپین ایک نے کہا تو اب کی سال برسات
بہت ہوئی ندی بہت چڑھی لوگون کے مکان ڈوبنے لگے دریا نے ہوش مارا وہ موج بلند ہوتی ہے
منہ پھیلایا ایک نے کہا صاف صاف ماہیت نہیں بیان کرا ری بھونچال شل شہر ہے لکڑی ہین گھڑیال
کہتا ہے کیفیت یہ ہے بارگاہ مین دریا آگیا دیکھیے ہم کیونکر بچین ایک نے کہا میں تیری ابرو دار ہون ایک غوطہ
مار کر اس پار سے اس پار نکل جاؤنگی سیکڑون گھوڑے پار اتارے تجکو ناحق حیرانی ہے کشتی حیات غیرون کی

طوفانی ہے ہو بموجب مثل چو آب از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ یکدست تم سمجھ لینگے دیکھیے تجھل ٹرا کہا ہے لگا
دھوئیں دیسے نکل رہے ہین دیکھو دودی جہاز چل رہے ہین یہ کہکے دس بارہ کنیزین پانچ سنبھال سکے
دوڑین دربار آتیجھ کے پاس ساحری کہکے پچھاڑ پڑین گرتے ہی بیہوش ہوئین اتنا دیکھنا تھا کہ ایک اٹھنے لگا اپنے مقام
کی اُٹھا جہان سے اُٹھا گلشن جھنجلانے لگی کہا دیکھو صاحبو لونڈیان ایسی گستاخ ہین دوڑی دوڑی پھر
نشے کے جوش مین لڑکھڑا لڑکھڑا کے گرتی ہین انکو منع کرو ذرا اپنے صاحبون کو تو دیکھو ناگ ڈسے کیسے
ہین کمبخت ان صاحب مجھے گھورتے ہین آنکھین نکال لونگی اس دیدہ بازی کی سزا دونگی آنکھین پھرا
دیکھو اسکی آنکھین پتھرائین ہمسے کیون نگاہین ملائین یہ دیکھ ہوے قلب پر پیچ و غم ڈالے ہوے یہ کہ
کوٹر الیکر اُٹھی دو قدم پر جاکر تھرائی دھم سے گری بیہوش ہوئی ہان ہان کہکے مہتاب بعد جوش خرد
اپنے مقام سے اُٹھا چاہا معشوقہ کو سنبھالون گود مین اُٹھالون کچھ نہو سکا یہ بھی گرکے بیہوش ہوا اسکا
بیہوش ہونا تمام اہالیان دربار بر لب فرش ہوے خواجہ عمرو بل کرکے اپنے مقام سے اُٹھے برق نے
تڑپاکے چھری کھینچی کہ قتل کرنا شروع کرون عمرو نے ہاتھ تھام لیا ایک طمانچہ مارا کہا او نالائق کام سمجھکے کرنا چاہیے
آج بہت ہی بھولے ہو اپنے نزدیک بڑا ہی کام کیا ابے بے حیا تجکو کبھی عیاری نہ آئیگی ایسی بری طرح
گرفتار کیا بہت بری طرح اگر شراب پلانے مین اتنی دیر بس اب آپ الگ کھڑے رہیے کسی شے مین
مجھے آپکا اعتبار نہین ہے بلکہ باہر جاکر ٹھیریے ہمکو آپکی صورت سے نفرت ہے برق نے کہا استاد
تو آج وہ عیاری کی لائق قدر دانی ہے عمرو نے کہا اب تشریف رکھیں چلکر فائدہ ہوگی آپ تو جلدی کرچ کھینچکے
آمادہ ہوے اچھا اک کام کرو پہلے سب کے کپڑے اتارو لیکن سونے چاندی کی چیزین مین سب
کنیزون کا زیور میری نگاہ مین ہے ہمین سے جو ایک چیز کم ہوگی تو مین آپکو بہت ذلیل کرونگا مٹھائی
بخشش دونگا بیٹا چوری بری چیز ہے برکت نہین ہوتی چور ہاتھ کے خراب رہتے ہین اسوقت اگر تم ایک
چورا لیا گے چار پیسے کا نقصان ہوگا پھر کیا فائدہ ہمکو راضی رکھو عیش مین بسر کرو ان باتون پر
سمجھا آیا کہا قبلہ و کعبہ جلد انکو قتل کرکے نکل چلیے ایسا نہو کوئی آفت آجاے سب اہالیان شہر ساحرین
اگر بلوہ کرکے اندر چلے آئین فرمائیے کیونکر جان بچائین جلد افسر کو قتل کرکے دربار سے نکلیے خدا نے اپنا
فضل شہریار کا حال کیا عمرو نے کہا آپ الگ رہیے آپ یہان کیون آے گھسنے کیا یا تمام ہم تھے ہمارا یار وفادار
برق نامدار صلاح کرکے عیاری کرلیتے آپ کنارے رہیے کسی بات مین دخل نہ دیجیے جو ہمارے مزاج مین

آئیگا کرینگے چالاک نے سر جھکا لیا کہا حضور کو اختیار ہے یہ بخوبی جانتے ہین اگر کوئی آفت آجائیگی
نکلنا یہان سے دشوار ہوگا خواجہ نے کہا آپ بچائیگا پہلے ہی بھاگ جائیے یہ فرما کر سبکے کپڑے اتارنے لگے
برق بھی سر جھکائے ہوے انگوٹھی چھلّے لونڈیون کے اتارتا ہے سو دو سو کے لباس اتارے ابھی کسی کو
قتل نہین کرنے پائے تھے بلکہ خواجہ نے فرمایا اے چالاک میرا یہ ارادہ ہے کہ شہاب کو اُٹھا کے نذر زنبیل کرون
اسکی صورت بنکر شہر کو تسخیر کرینگے کیا عجب ہے شہاب بھی اطاعت کرے ساحر زبردست ہے چلکر لشکر کی
خبر لین چالاک نے کہا بہت مناسب ہے خواجہ عمرو طرف شہاب کے چلے اس ارادے پر کہ اسکو اٹھا کر زنبیل مین
رکھ لون یکایک آسمان پر برق چمکی شر سر جادو آکر پہونچا آسمان سے اُسنے دیکھا سب اہالیان دربار بیہوش
پڑے ہین صد ہا ننگ خاندان برہنہ پڑے ہین تینون عیار فکر قتل شہاب مین پڑے ہین بس وہین سے اُسنے
نعرہ کیا او ساربان زادے خبردار آگے قدم نہ بڑھانا شہاب کو ہاتھ نہ لگانا مین آپہونچا منم شر سر جادو
فرستادہ افراسیاب سر اٹھا کر عمرو و برق و چالاک نے دیکھا ایک ساحر مثل بلاے آسمانی آپہونچا برق نے تو
سر پیٹ لیا کہا اُستاد غضب ہوا افراسیاب نے کسی کو بھیجدیا اب جلدی گلیم اوڑھ کے نکلجائیے عمرو نے
قصد کیا گلیم اوڑھلون مگر شر سر نے بہ تعجیل سحر کیا عمرو و برق و چالاک زمین پر گرے ہاتھ پانون بیکار ہوے
شر سر زمین پر آیا حال دربار دیکھکر سر پیٹنے لگا قریب شہاب کے پہونچا پانی کا چھینٹا دیکر ہوشیار کیا
ایک ہاتھ سے اشارہ کردیا دریا دلی دکھائی یاران سحر پر سایا سب ہوشیار ہوے شہاب نے جو منھ کر یہ
معاملہ دیکھا ہوش اُڑ گئے گھبرا گیا شر سر نے کہا اے شہاب نہ گھبراؤ تمنے غضب کیا ان عیارون کو اپنا دوست
سمجھا گھر بار وغیرہ کا اختیار دیا شہاب بہت جھلّایا کہا اے شر سر جادو میرے ملک مین کبھی یہ غدر نہوا تھا
جسدن سے عمرو و برق کو گرفتار کرکے لایا آب و دانہ حرام ہوگیا آٹھ پہر اسی جھگڑے مین ہون سامری
و جمشید نے جان بچائی شہنشاہ کو کیونکر خبر ہوئی شر سر نے کہا تمھارے چچا صاحب زال جادو بیٹھے بیٹھے
گھبرائے انھون نے شہنشاہ سے کہا شہنشاہ نے اوراق سامری مین دیکھا سب احوال دریافت ہوگیا
مین بڑی مشقت کرکے آیا شکر ہے خداوند سامری و جمشید کا کہ وقت پر پہونچا اگر گھڑی بھر زیادہ گذرجاتی
پھر تم زندہ نہ ملتے یہ ظالم نیچے کھینچ چکے تھے لیکن حکم شہنشاہ ہے کہ اب انکو قتل کرو سر ہمین دو خدمت شہنشاہ مین
لیجائین تمھارے چچا صاحب زال جادو بہت بیتاب ہین سر دیکھکر انکو اطمینان ہوگا شہاب نے کہا
بہتر ہے مین بھی اپنی جان سے عاجز ہو چکا ہون خوب جانتا ہون اگر یہ زندہ بچے مجھکو زندہ نہ چھوڑینگے

بربادی شہر سے منہ نہ موڑینگے مین بھی تمھارے ساتھ برائے ملاقات عمر نامدار چلونگا سب اہالیان دربار ہوشیار ہوے دروازہ بارگاہ کا کھلا باہر سے ساحر اندر آئے یہ قیامت دیکھی گلشن تو سر پیٹ رہی ہی کہتی ہی میرے وارث کو سامری جمشید نے بچالیا راج سہاگ لٹ گیا ہوتا خوب وقت پر شہنشاہ نے مدد کی قلیل رات باقی تھی جسوقت شربر جادو آیا عیار گرفتار ہوے انکو مسلسل و مطوق کیا شہاب نے سردارون کو حکم دیا بیرون بارگاہ میدان خونی کی تیاری کرو جادوون کو بلاؤ داربن استادہ ہون فوراً میدان خونی کی تیاری ہونے لگی ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ ستارہ سحری چمک چکا آفتاب عالمتاب قصر مشرق سے زرہ بکتر زیب جسم کرکے تیغ شعاع بدست توسن چرخ نیلی پر سوار ہوا یہان میدان خونی کی تیاری ہوئی شہاب بیرون بارگاہ آیا شہر مین بڑی عیارون نے غضب کیا یارو وہ سراسر مکر تھا ظاہر مین برق خوب اڑا گیا ہمارے آقا کو فقرہ دیا کوئی اسکی بات نہ سمجھا اپنے اُستاد کو بھی گرفتار کرالایا عمرو نے رو پیٹ کر اپنا رنگ جمایا شہنشاہ نے بڑی عنایت فرمائی کسی جادوگر کو بھیجا اُسنے آکر عیارون کو پکڑ لیا سامان قتل ہو رہا ہی ساحر ہر گلی کوچے سے خیل خیل چلے آتے ہین شہاب بیرون بارگاہ تخت پر بیٹھا ہی شربر جادو ٹہلرہا کہ رہا ہی اے شہاب جلد انکو قتل کرو مجھے تابہ قلعہ تخت الشعاع جانا ہی انتظام دعوت اختقاق جادو ہورہا مین بھی منتظم ہون ایسا ہی تمھارا خیال تھا کہ چلا آیا ورنہ بہت سے کام میرے سپرد ہین اے برادر افراسیاب بڑا صاحب اقبال ہی صاحب سامری نقارہ نواز ساحرون مین سرفراز کہنے سے افراسیاب کے چلا آیا ہر وقت اسکو بھی فکر ہی کہ شہنشاہ جلد جلین مین لڑائی ختم کرکے پلٹ جاؤن اسکو وہی صحرا ہولخیز گئی سو برس سے ویرانہ مسکن مقام آبادی کو دیکھکر گھبراتا ہی شہاب نے کہا اب کیا دیر ہی جلاد آگئے شہاب نے اشارہ کیا عمرو و چالاک و برق کو زنجیر پکڑ کر کھینچا چبوترے پر ریت کے بٹھایا گردنون پر کوئلے کے خط دیے تیغہ کھینچکر للکارنے لگے اے شہنشاہ مقدمہ قتل عیاران نامدار ہی سمجھ بوجھ کے حکم دیجیے گا ایسا نہو کوئی دامن گیر ہو ہم قوم کے جلاد صاحب بیداد قتل کرنا ہمارا کام جلانا ہمارا کام نہین شہاب نے پکار کر آواز دی یہ گنہگاران شہنشاہ طلسم ہوشربا ہین سامری جمشید انکے نام سے بیزار تھے لکھ گئے ہین یہ بھی شہنشاہ کا اقبال ہی کہ یہ لوگ اس ذلت و رسوائی سے گرفتار ہوے اسطرح مجبور و ناچار ہوے اگر مہرخ و بہار وغیرہ کو ابھی خبر ہو انکے واسطے جان دین بڑی خیر یہ ہی کہ یہان کا حال کسی کو معلوم نہین ورنہ صدہا سردار آگئے ہوتے باغیان قدرت ایسا وزیر اعظم شریک ہو چکا ہی شہنشاہ

ساتھ دشمنی کررہا ہی بہار ایسی ساحرۂ نامدار مخمور عالی وقار اسی طرح کے چار سو سرداران زبردست
شریک طلسم کشا ہوگئے اُنسے کون مقابلہ کرسکتا ہی افراسیاب ایسا بادشاہ اُنکا بار سحر اُٹھاتا ہی لیکن
اُنکی قضا ہی دامنگیر تھی موت کشان کشان یہان لائی دعوے دار انکے خون کے بہت لوگ ہین ہمارا
کوئی کیا کرسکتا ہی نام سے ہمارے بہرام فلک کو سکتا ہی یہ کہکر جلادون کو حکم دیا حکم اول جلادون کو ملگیا
شانگین لگانے لگے تلوارین برہنہ دکھاکر دھمکانے لگے عمرو نے جو پہلا بین اپنے فرزند نوجوان چالاک کو دیکھا کلیجہ
منھ کو آگیا فرمایا ای فرزند تیری گرفتاری بہت شاق ہوئی ہمیشہ ہمارا یہی قول تھا عمدہ بنا ہنگو سنبھالیگا
جب لشکر اسلام سے چلے تھے تمکو اپنا جانشین کر آئے تھے تمکو تقاضا ہے اب و دانہ نے طلسم ہوشربا
مین پہونچایا یہی تقدیر مین لکھا تھا کہ داغ تمھارا اُٹھائین خاک ہماری اس قلعے کی تھی کھینچکر لائی انا للہ وانا الیہ
چالاک بھی رونے لگا برق تو اب بھی خاموش نہین رہتا شہاب سے کہہ رہا ہی حضور عمرو و چالاک کو
قتل کیجیے مین نے کیا خطا کی مجھپر کیون غصہ ہی مین نے تو عمرو کو پکڑ لیا تھا آپ نے کیون چھوڑ دیا مین اُسی طرح
تابعدار ہون آپ مجبور نہ کیجیے مین اپنے ہاتھ سے عمرو و چالاک کو قتل کردون ٹرے ٹرے بیٹے دلنشان بناون
کل کی سب باتین آپ بھول گئے آخر مین نے کیا خطا کی عمرو نے سبکو بیہوش کیا مین تو منع کرتا تھا میرا
کہنا نہ مانا مین ناحق کو گنہگار ہوا آپ بادشاہ عقیل و فہیم ہین مجھکو قتل کرکے پچھتائیگا مجھ ایسا رفیق نہ ملیگا
نہ ہوگا یون آپکو اختیار ہی شہاب نے منھ پھیر لیا کہا تم سب دشمن خاندان ساحران ہو تمھارا زندہ رہنا بہتر
نہین تم کسی کے ساتھ دوستی نہ کروگے ذراسی غفلت پاکر مٹادوگے برق گالیان دینے لگا کہا او نالائق
تیری کیا مجال ہی جو ہمکو قتل کرے خبردار اُستاد کو ہاتھ نہ لگانا ٹیڑھی آنکھ نہ دکھانا دیکھ ابھی ہمارا خدا
فضل کرتا ہی کوئی سبب غیب سے پیدا ہوجائیگا کوئی تو ہماری مدد کو آئیگا اگر تو دشمن ہی تو کیا غم ہو جب مصرعہ
مصرعہ دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی ترست ۔ اسی طرح خواجہ عمرو بھی ڈراتے ہین دھمکاتے ہین لیکن
ملک الموت سر پر تلوار کھینچے جلاد کھڑا ہی دوسرے تیسرے حکم کا منتظر لاکھون ساحر جمع ہوگئے شہاب
قصد کررہا ہی کہ تیسرا حکم دون خواجہ و برق و چالاک اپنے کارساز سے دعائین مانگ رہے ہین اب
دو کلمہ داستان رنگین بیان مہتر قران نامدار تحریر ہوتے ہین کہ شہدے کی شکل بنے ہوے حقے بھر بھر کے سبکو
پلارہے ہین کام تو ہر ایک کو عزیز ہوتا ہی پہلے کو بھی انھون نے گھولا ہی بیہوشی ملاچکے سب نگہبان پکار رہے
ہین کسی نے کہا میان شہدے صاحب پیسے کے سینک کے کباب لاؤ دوسرے نے کہا

ہمارے لیے کابلی مٹر لیتے آو کسی نے دال موٹھ کی فرمایش کی شہدے صاحب بازار دوڑ جاتے
ہین سب کے واسطے الگ الگ لاتے ہین ریحان جادو جو سب کا افسر ہے وہ کہہ رہا ہے میان شہدے صاحب
تم ہمین رہا کرو ہم سب ملکر تمہارا کچھ مقرر کر دینگے پانچ سو جوان یہان نگہبان ہین اپنا خزانے سے تنخواہ بھی
تمھین لا یا کرو فی کس ایک ایک پیسا ملیگا تمھارے پیٹ کو بہت ہے شہدے صاحب قہقہہ مار کے ہنسے
کہا حضور پیٹ کی کیا پروا ہے ٹکے کی پوریان بہت ہین جوا کھیلنے کو مال چاہیے سبھون کی تنخواہ لینے جاونگا
اگر راہ مین کوئی پھڑ ملگئی یا تو دونے کر لاونگا یا ہار دونگا پھر شکایت نہو ایک نے کہا بھائی جوا چھوڑ دو کہا
حضور ہمسے جوا نہ چھوٹیگا اسی واسطے گھر بار چھوٹا شہدون مین شریک ہوے پریون کا ناچ دیکھنے بیٹھے
یہ ممکن نہین کہ یہ مزہ ترک ہو قران یہ کہتے ہوے قریب ریحان جادو کے آئے کہا حضور ایک دم حقہ کا لگائیے
یہ تو صاف صاف بتائیے کہ اس قید خانے مین کونسا گنہگار قید ہے کیا وجہ قید ہے ریحان نے کہا
ہمارے شہنشاہ کی منادی ہے کہ کسی کو نام نہ بتاو یہ بڑا شخص جلیل ہے یہ ظاہر ہے مہرخ و بہار کا کفیل ہے
قران نے کہا کیا یہان شہنشاہ بیٹھے ہین اجی حضور ہمین نام بتا دیجیے ہمارے دلمین درد نہین ہے
ابھی اندر جا کے گردن مروڑون دو کل مار کر ہڈیان توڑون پہر بھر مین تڑپ کے مرجاے اب تو ہمارے
آپکے یارانہ ہوا تو بڑے بڑے نفع ہونگے کام تو ہم ابھی کر چکے ہین شراب آپ کو پلا رہے ہین جو خدمت
کہیے کرین ریحان جادو نے نشہ مین کہا یار ایسا کرو تو بڑا احسان ہو شہنشاہ کا حکم ہے قتل نہ کرو تڑپ
تڑپ کے مرجاے قران نے کہا جو صبح کو زندہ نکلے ہمکو شہدہ نہ کہنا حضور سیکڑون کی ہڈیان توڑ دیں
نالے کھو دئے ہین بیسیون کو مارا ہم لوگ شہدے ہین چوری نہین کرتے دباو کر لیتے ہین راہ مین اکے
دکے کی خیر منانے ہین جا کر کسی گوشے مین ٹھہر رہے جب کوئی شخص نکلا اک لٹھ مار دیا کپڑے اتار لیے
بعضون کے پاس اشرفیان بھی نکل آتی ہین ہار کی چھل ہین سب کچھ کر گذرتے ہین آپ نام تو بتائیے ریحان
نے کہا دیکھو بھائی کسی سے ذکر نہ کرنا ملک احول مربع نشین اسکا نام ہے کوکب کا پیر بھائی شہنشاہ کو بڑی
ذلت دی تھی شہنشاہ سے مقابلہ پڑا انھون نے غصے مین نتیجہ سحر بند مار دیا قید کر کے اسکو یہان بھیجا
صورت کا اسکی پتلہ وہان ڈالدیا مدت سے یہ سخت جان یہان قید ہے قران نے کہا لو یار ہم سمجھ گئے اب کام
کرینگے جو کچھ ہوگا ظاہر ہو جائیگا ہم یار شاطر ہین یار خاطر نہین ہین ہماری دوستی کا ابھی پھل ملجائیگا ریحان
بہت خوش ہوا اب تو مہتر قران حقے بھر بھر کے سب کو پلانے لگے دوڑ کر ایک دو آنے کے کباب

لائے انھین بیہوشی ملائی کہا یارو ہماری طرف سے یہ گزک ہی دیکھو تو اُس مضمون کا شعر پڑھتا ہون شعر
لخت تر دانۂ دل گذر دہر کہ بپیشم ٭ من قاش فروش دل صد پارۂ خویشم ٭ اس الحان سے قران
نے اس شعر کو پڑھا سب تعریفین کرنے لگے کہا کہ میان شہدے بڑے خوش آواز ہین بھائی کوئی
غزل گاؤ قران نے گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

غزل

ذرا کٹ انکی انکھین کہو نہ دے گہر کی طرح
جہان مزاج مین آ گئے رہین وہ گہر کی طرح
پس فنا بھی وہ صدمے دیئے فنا نے مجھے
بھٹک نہ جائے کہین آہ بے اثر کی طرح
غزال چشم سخن گو ہے یار کو دیکھو
کسی کو خود نظر آتے نہین نظر کی طرح
ہزار ناز کہے شاخ گل ٹرھے ای یار
بھر گیا دل دیوانہ شیر نر کی طرح
ہمین بھی عشق نے غافل کیا ہی او غافل
کہ ایک جا نہ تو پہلو مین ہو سپر کی طرح

چھپا نہ رکھے لطافت کہین نظر کی طرح
بس آ چکے خبر یار لیکے حضرت دل
زمین قبر کی شق ہو گئی جگر کی طرح
تمہارے حلقۂ گیسو مین ہم بھی داخل ہین
کہ باتین کرنے لگا جانور بشر کی طرح
نہ بند ہوتے ہین آنسو نہ آہ رکتی ہی
مگر لچک نہ سکیگی تری کمر کی طرح
یہ اضطراب جدائی کا خانہ ویران ہے
ہمیشہ رہتی ہی بند آنکھ تیرے در کی طرح
جلال صاحب دولت کرے خدا جسکو

سجے سجائے ہین حاضر مکان دیدۂ دل
انھین بھی صبر کیا ہمنے نامہ بر کی طرح
خدا ہی جو دعا کو در قبول ہین لے
پڑا رہے یہ سخن کان مین گہر کی طرح
وہ سبکو دیکھتے ہین عجب تماشا ہی
کلیجے مین بھی ہی ناسور چشم تر کی طرح
جہان کہین نظر آیا وہ شوخ آئینہ چشم
لحد مین بھی ہے راحت نہین سفر کی طرح
رکھا اپنے دور مین یون ہی بخت گردان
جھکے ہر ایک سے وہ نخل بارور کی طرح

سب خوش ہو گئے کہا بھئی اس غزل نے بیتاب کر دیا کیا مزے دار ہو ہم اپنے بادشاہ کے پاس تمھین لیجائینگے
قران نے کہا ہم آپ ہی چلے جائینگے یا خود وہ ہمکو بلائینگے اب ضرور دربار شاہی مین رسائی ہوگی ریحان نے
کہا ہم اپنے ساتھ لے چلینگے قران نے کہا ہم تمہارے ساتھ نہین جائینگے جو لوگے تو گالا دبا دینگے ریحان نے
کہا میان شہدے یہ کیا کہا قران نے کہا تو شہدہ تیرا باپ شہدہ کسی مرد آدمی کو پہچانا بھی چاہا کہ بیٹھے ریحان نے
قبضے پر ہاتھ ڈالا قران نے کہا اُٹھ تو ریحان نشے مین بلبلا کر اٹھنے لگا بھلا اب کیا اٹھ سکتا تھا بیہوشی
کام کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا ساتھ والے دوڑے وہ بھی گر کے بیہوش ہوئے قران نے قصد کیا انکو قتل
کرون پھر خیال آیا ہنگامہ برپا ہوگا صدا کے گبردار آئینگی زمین تھرائیگی اہالیان شہر کو خبر ہو جائیگی یہ
سوچکر ان سبکو اسی حال مین چھوڑا سر دست انکے قتل سے منھ موڑا قفل مکان کا کاٹا اب ستارۂ سحری یہان
چمک چکا ہی دروازے مکانون کے کھلنے لگے مہتر قران دروازہ کھولکر اندر مکان کے آیا ملکہ احوال

مربع نشین کو دیکھا کل عارض مرجھائے ہوئے بڑے بڑے آنکھوں میں حلقے کمر میں خم خنجر ابرو میں خم ہو دم
قاسم و باغ حسن تھا مثل شاخ گل خمیدہ ہوا اُداس عالم یاس سر کو جھکائے ہوئے آنکھوں سے اشک حسرت جاری
کف افسوس مل رہا ہے کبھی آہ کرتا ہے کبھی سر زنجیر سے سر پٹکتا ہے کبھی ٹٹپتا ہے کبھی پھڑکتا ہے کبھی اُٹھتا کبھی بیٹھتا خانہ زنجیر
میں غل قید ہونے کا دور تسلسل اسوقت بیقراری میں پکار رہا ہے ای رب بے نیاز ای خالق کارساز بیتاب

شاہا ز کریمی و رحیمی و غفور
ہر حال من خستہ و دل ریش نگر

دست ما گیر کہ درماندہ و بے بال و پریم
ہر چند نیم لائق بخشایش تو

شاہا ز کرم بر من درویش
بر من منگر بر کرم خویش

ای سامع الدعوات ای رفیع الدرجات اِس بیکسی و بےبسی میں کون معین و مددگار ہے سوا تیرے کون فریادرس
ہے کبھی کہتا ہے افسوس صد افسوس جنکا ہمنے ساتھ دیا اُنھون نے ہماری خبر بھی نہ لی برادر بجان برابر
ہمکو بالکل فراموش کیا کسی نے تلاش نہ کی لیکن ای احول مربع نشین شکایت بیکار ہے اپنے بخت نارسا
طالع نگون نے یہ دن دکھایا اب رہائی غیر ممکن ہے اسی قید خانے میں تڑپ تڑپ کے مر جائے
والے کو یاد کرتے ہیں مالک حقیقی سے فریاد کرتے ہیں وہ سمیع و علیم ہے بصیر و حکیم ہے قران کا دل بیقرار
ہوگیا قریب آکر آواز دی ای احول مربع نشین ای جوان خوش آئین گھبراؤ خدا نے تدارکی اپنی عنایت
بلا رد کی حقیقت میں یہاں انسان کیا ہوا پری بھی نہ آسکتی تھی رہبر کامل نے رہنمائی کی مشکلات
عالم نے مشکل کشائی کی مہتر قران شاگرد خواجہ عمرو طرفدار کوکب نامور ملک احول نے سر اٹھایا
میں سوزن تھا حسرت سے دیکھنے لگا اشارہ کیا اگر دوست صادق و محب صادق ہے برای خدا
جلد زبان سے سوزن نکال اب دم نکلنے کو ہے روح قفس جسم میں پھڑک رہی ہے مہتر قران نے بتعجیل
اُس خوش انجام کی زبان سے سوزن نکالا ملک احول لڑکھڑا کر گرا غش آگیا قران نے چھینٹا پانی
دیا احول نے آنکھ کھولی مہتر قران کے گلے میں ہاتھ ڈالکے رونے لگا کہا ای مہتر قران عالی وقار
کیونکر سوجھے اِس قلعے میں کیونکر آئے کسنے نشان بتایا مہتر قران نے کہا ای ملک احول بحکم الغیب
رہبری ہوئی تمہارا حال سب میں مشہور ہے کہ ہاتھ سے افراسیاب کے قتل ہوئے کوکب نے
سالہا قصر جمشیدی کے دفن کیا حقیقت میں کبھی ذکر بھی نہیں آیا کوکب نے سالہا سال
رکھا یہیں کوئی سمجھا کہ کشتہ سحر ہوئے ملک احول نے جب دیکھا زبان قابو میں ہوئی ہر چند
طاقت باقی نہیں لیکن زنجیر ہائے آہنی کو مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالا بل کرکے اُٹھا مہتر قران نے

بیان کی کہ استاد یہان ہوکر آئے چالاک اُسی سلسلہ سے یہان پہونچا لیکن دروازے پر ایک نخل ہی اُسپر ایک طائر بیٹھا رہتا ہی وہ ہر شخص کا نام لیکر پکارتا ہی مین وہان سے بھاگا گرتا پڑتا یہان پہونچا نہین معلوم دربار مین استاد پر کیا گذری برق نے دام تزویر بچھایا تھا لیکن نہین معلوم کیا انجام ہوا ملکہ احول نے کہا سب کیفیت ظاہر ہو جائیگی ای مہتر قران کیا کار نمایان کیا سُنتے تھے کہ عیار بے نظیر ہکنین کی تدبیر سے ہوشربا فتح ہوسکتا ہی وہ آج ہمکو معلوم ہوا حقیقت مین آپ لوگ بڑے جانباز و سرفروش ہین جرأت کے دلون مین جوش ہین مگر ای مہتر قران نگہبانون کو کیا کیا ہمارا نگہبان بڑا جلاد صاحب ظلم و بیداد ریحان ہی مہتر قران نے کہا وہ بیہوش پڑا ہی کہتے کی ہوت قتل کردو مگر ای احول دربار شہاب مین جلد جلوہ صبح ہو چکی ہی اگر استاد کی عیاری پوری ہوئی ہوتی ہمارے شہر کو لوٹ لیتے ایک کو زندہ نہ چھوڑتے مہاجنون کو طلب فرماتے اُنسے کہتے مال لاؤ دونا کر دینگے اشرفیون سے خزانے بھر دینگے شہر مین اور طرح کا ہنگامہ ہوتا جب تک مین نے سب کو بیہوش نہین کیا تھا جنگسن کہتے ہوے جاتے تھے کہ عیارون نے غضب کیا ہمارے بادشاہ کو قتل کیا ہوتا ساحری جمشید نے بچا لیا اگر افراسیاب نے کسی جادوگر کو بھیجدیا دو گھڑی رات رہے مین نے یہ باتین سنین تھین اب نہین معلوم کیا کیفیت گذری احول باہر نکلا دیکھا سب ساحر بیہوش پڑے ہین ہوش اُڑ گئے کہ کیا نے انتون کو کیونکر بیہوش کیا قران نے کہا انکی کیا حقیقت ہی ہمارے استاد لاکھون پر دست انداز ہوتے ہین ہماری بیہوشی دیے ہوے مثل مردے کے سوتے ہین احول نے کہا انکو ہوشیار کرو مجھے اس ریحان پر بڑا غصہ ہی اسنے بڑی بڑی مجھپر بدعتین کین آب و دانہ بند رہا اس قید خانے مین برسون دردمند رہا قران نے کہا آپ بیدار کیجیے بدعت کا بدلا لیجیے مین الگ کھڑا ہون احول نے سحر کرکے باران سحر برسایا یکایک ریحان جادو کو ہوش آیا دیکھا ملکہ احول مربع نشین کھڑا ہوا للکار رہا ہی او نامرد اٹھ سحر اجو کچھ ہوسکے زور دکھا ریحان جادو چھلا کر اٹھا للکار کر کہا تجھے کسنے رہا کیا ملکہ احول نے ملک الموت کے جانب اشارہ کیا کہا انکو سجان لو یا ملک الموت ساحران انکا نام ہی تم ایسون کو قتل کرنا انکا کام ہی ریحان نے تیغہ کھینچا چلا احول نے کہا ای ریحان تو نے مجھپر بڑی بڑی بدعتین کی ہین مجبور و ناچار تھا اب زبر اختیار کرونگا انکے قدمون کو بوسہ دے اسی مین اپنا خیر دیکھ اطاعت کر سحر کا ہمارے سامنے نام نہ لے تم سب ہزارون کے جوڑے باپ ہین افراسیاب جادو اُنسے بھی مقابلہ کر چکے اس ملعون نے آخر تاج طلسمی منگایا

تب مین مجبور ہوا اسطرح مارا گیا تیری کیا حقیقت ہی ریحان نے نہ مانا قران کی طرف چلا اخول کود کر
بیچ مین آگیا کہا اودھر کہان جاتا ہی وہ فقط ارواح قبض کرینگے ساحرون سے لڑنا نہین جانتے ہین
ریحان نے وہی تیغۂ سحر اخول پر لگایا اخول نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کے پھینک دی
ایک طمانچہ مارا ریحان کا سر اڑگیا لاشہ زمین پر تڑپا آواز آئی کشتی مرا نام من ریحان جادو بود اور
ساحر غلغلہ کرکے چلے اخول نے تھوڑی خاک اٹھا کر پھینک دی سب اندھے ہوگئے ٹٹولنے لگے اخول
ان سبکو اندھا کرکے سحر کرنے لگا بازوون پر پر پرواز پیدا کرکے کہا ای قران تم الگ لگ آؤ مین دربار شہاب
مین جاتا ہون دیکھون وہان کیا رنگ ہی یہ کہکر عقاب پر سوار ہوا طرف بارگاہ شہاب کے چلا قران
ایک ساحر کی صورت بنکر چلے یہان وہ وقت ہی برلے قتل خواجہ عمرو شہاب حکم دے چکا ہی جلاد نے
قصد کیا کہ قتل کردن کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم ملک اخول مربع نشین او شہاب دیکھ میرے خدا نے
آج مجکو رہا کیا تیرے قتل کا حکم ملا مین آپہونچا اب جان بچاؤ شہاب نے جو ملک اخول کو عقاب پر سوار دیکھا
ہوش اڑ گئے اخول نے دیکھا جلاد عمرو کو تلوار مارا چاہتا ہی ہاتھ ہلا دیا برق چمککر گری تینون جلاد
ہوگئے دو دو ٹکڑے ہوے عیارون پر سے سحر اتار دیے عمرو نے جو دیکھا بیڑیان کٹین جلاد مرا اٹھے نعرہ
کیا منم سنگ سحر طراری منم ہنر پردشت عیاری آفتاب عالمتاب آسمان مکاری نجم تابان برج ہوشیاری
طرار فرار خواجہ عمرو نامدار برق تڑپکر اٹھا چالاک نے لٹھتے لٹھتے حقہ آتشبازی داغ دیا برق نے
کسی پر کچ ماردی خواجہ بھی جھلا کر لڑنے لگے ملک اخول زمین پر آیا عقاب سحر سے اترا شہاب شہر یار
جادو و ملکہ گلشن کئی سو ساحر بڑے بڑے سردار ملک اخول پر سحر کرنے لگے گولے ترنج ونارنج
مارے اخول انکے سحر کو کاٹتا ہی یہ ہنر پردشت فسونگری ابلیسون کو روباہ جانتا ہی کسیکی گردن پکڑ لی مروڑ دی
کسی کو پکڑ کر چیر ڈالا کسی کو آتش سحر سے جلا دیا کسی کو خاک مین ملا دیا ہنگامہ گیرودار بلند ہی تمام ساحران خود پسند
بیقرار ودرد مند الامان الامان کہتے پھرتے ہین اٹھ اٹھ کے گرتے ہین شہر یار جادو کہ اسکو اپنی شرارت پر ناز
افسون شعبدہ بازی سحر کرتا ہوا طرف اخول کے چلا ایک سمت سے مہتر قران بھی جادوگر بنے ہوے آئے
دیکھا استاد کے چھیٹے پڑ رہے ہین لوٹ مین مصروف ہین انھون نے بھی آکر نعرہ کیا قران

سریع السیر چون باد بہاری
جہان سر ہنگ در خنجر گذاری
بہ ہیندان اژدر آتش فشانم
منم مہتر قران شیر زیانم
او بچیاؤ تم سبکی قضا دامنگیر ہوئی ساحرون کے جہنم واصل ہونے کی تدبیر ہوئی

احول نے جو دیکھا مہتر قران بغدہ کھینچکر چار اڑا شیر پر ایسا سحر کر رہا ہی ایسا نہو قران پر چشم زخم پہونچے
آواز دی ای شیر بیشۂ جرأت ای یکہ تاز میدان جلالت اسکے سامنے نہ جاوہ بڑا زبردست ساحر ہی
فنون افسونگری سے خوب ماہر ہی قران نے کہا ای احول تم دخل نہ دو مین اسی سے لڑونگا یہ کہکے للکارا
جیسے ہی شیر پر ادھر پلٹا قران نے جھپٹ کر دونون پانون اسکے کاندھے پر رکھدیے بغدہ مارا سر اسکا پھٹا
مغز قران کود کر الگ ہوے عمرو نے جلدی دوڑ کر اسکا تاج اُٹھالیا برق انگوٹھیان اُتارنے لگا
اندھیرا ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام من شیر جادو بود شہاب نے پلٹکر دیکھا شیر جادو کا لاشہ تڑپ رہا
ہی اتنے عرصہ مین احول نے کئی ہزار ساحر مارے عیار بھی بیخوف لڑ رہے ہین برق نے تڑپ تڑپ کے
بہت سے جادوگر مارے قران کا بغدہ چل رہا ہی آسمان سے خون برسنے لگا صدہا مکان گرے ہزارہا
ساحر دبگئے احول نے سحر سے دور باندھدیا میدان کارزار کو سحر بند کیا کہ کوئی ساحر بھاگ کر نہ نکل سکے
بھاگ کے کہان جائین موت دامنگیر اگر بھاگ کر نکلے کنارے کنارے عیار پھر رہے ہین جو جمع سے
نکلا انکا حصہ ہوا یہ انجام ہوگیا دم مین قصہ تمام ہوگیا لیکن مالک احول مربع نشین اُٹھا بھرتا سامنے
شہاب کے پہونچا دور سے پکار پکار کے سمجھایا اسکے خیال مین نہ آیا سحر کرنے لگا احول پر برفین گرین
سحر سے تلوارین برسین خنجر چلے آتش بھڑکی احول نے سب چیزون کو دفع کیا جب برابر پہونچ گیا
شہاب نے چاہا نکلجاؤن احول نے نعرہ کیا او نامرد پشت دکھاتا ہی شرم نہین آئی شہاب کو بڑی
غیرت آئی بھاگتے بھاگتے پلٹ پڑا تیغہ سحر کمر سے کھینچا احول نے ہنسکر کہا ارے اس تیغہ گلی سے
کیا ہوگا خاک مطلب حاصل ہوگا دیکھ تو تیرے ہاتھ مین کیا ہی کیا خوب تلوار نکالی نہ خم نہ دم نہ کاٹ نہ
گھاٹ یہ تو گھاٹ کریگی اب جو شہاب نے دیکھا مٹی کی تلوار میرے ہاتھ مین ہی مالک احول جو ہر شناس سینہ چاک
قتل کی گھات مین ہی ہوش اُڑ گئے خنجر کمر سے نکالا چاہا مارون احول نے صرف اشارہ کیا خنجر بھی
ہاتھ سے چھوٹ گیا سحر کرتا ہوا شہاب دوڑ پڑا چہرہ سرخ ہاتھ پانون مین رعشہ طاقت پرواز تھا لپٹنے لگا
احول نے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا کوٹے پر لاد کر مارا شہاب کے استخوان چور چور ہوے غصے مین ہاتھ
جھٹکا یا شعلۂ آتش گرا لاشہ بھی اُس ناری کا جلکر خاک ہوا چشم زدن مین قصہ پاک ہوا آواز آئی کشتی مرا
نام من شہاب گلگون پوش بود بیر غل مچانے لگے کچھ تدبیر نہ پڑتی تھی ملکہ گلشن نے جو یہ دیکھا
گل سا چہرہ کمھلا گیا ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا کنیزون نے آواز دی حضور جان بچایئے شہاب

اسی لائق تھا اپنے نزدیک ساحرون پر فائق تھا ملک احول پر کچھ زور نہ چلا کس ذلت سے مارا گیا یہ
گلشن نے رومال سے ہاتھ باندھے فریاد کرتی ہوئی دوڑی آواز دی مین اطاعت کرتی ہون مدتون
خدمت مین ملکہ حیرت کے رہی ہون وہ بھی میری خطا معاف کرینگی احول نے ہاتھ روک لیا ساحرون
نے چادر ہلائی گلشن آکر قدمون پر گری احول نے خواجہ کی جانب اشارہ کیا کہا معاف وغیرہ کا
خواجہ کو اختیار ہے یہ حقیر انکا تابعدار ہے گلشن طرف خواجہ کے پلٹی خواجہ بشرہ شناس فلک اساس
دوست و دشمن کو پہچان لیتے ہین فرمایا حقیقت مین اسکو ہماری جانب توجہ ہے چارون عیار
آئے احول نے چاہا خواجہ کو تخت پر سوار کرون خواجہ نے انکار کیا گلشن کو تخت پر بٹھایا احول
بادرفتار پر سوار ہوا ساٹھ ہزار ساحر مطیع الاسلام ہوئے نوبت نقارے بجاتے ہوئے دارالامارۃ
شاہی مین پہونچے گلشن نے فوراً بارگاہ کو آراستہ کیا سامان عیش و نشاط مہیا ہوا ساقیان گلعذار جام بادہ
لیکر حاضر ہوئے اب ملک احول طرف خواجہ کے متوجہ ہوا کہا امیدوار ہون بعد میرے کیا معرکہ گذرا عمرو نے
تمام کیفیت جنگ صنعت سحر ساز اور حجرہ ہائے بلا کا کھلنا بیان کیا کہا اب افراسیاب جادو احتقاق
نقارہ نواز کو لیکر چلا ہے یقین ہے قریب لشکر حیرت پہونچا ہوگا ہم یہان آکے بلا مین پھنسے اب دیکھئے تقدیر
کیا دکھائے نام نقارہ نواز سنکر رنگت فق ملک احول متغیر ہوا سر جھکا کر کہا اے شہنشاہ اقلیم عیاری
اب تامل و تساہل بیجا ہے جلد تیاری کیجیے اسکا قتل ہونا ناممکن ہے ایک چوب نقارے پر
لگا دیگا ہر خرد و کلان کو سحر بھلا دیگا دوسری آواز مین لہر آجائینگے تیسری آواز مین سب بیہوش
ہو جائینگے استاد نور افشان کی کیا کیفیت ہے مہتر قران نے کہا نور افشان نے ایسے ایسے کام کیے
تاریک شکل کش انھین کی تدبیر سے قتل ہوئی ابھی آٹھ پہر مصروف اعانت ہین صاحب شوکت و لیاقت
ہین کوکب روشن ضمیر نے جان و مال عزیز نہین کیا ہر مقام پر آنکر یہ کیفیت و بہ جرات لڑا بڑا ان سپہ لشکر
اسلام ہے وہ وہ کارہائے نمایان کیے کہ جسکا بیان ناممکن ہے جمشید بن کوکب بطور چہار دست بستہ
خیرخواہی لشکر ظفر اثر مین آٹھ پہر سینہ سپر ہین مگر احتقاق کو اب افراسیاب لایا ہے دیکھین فلک کیا
دکھاتا ہے نام احتقاق سنکر ملک احول سر جھکا لیتا ہے جواب نہین دیتا ہے عمرو کو اس امر کی فکر دامنگیر ہے کہ یہ کیا
سبب ہے افراسیاب کا نام سنکر احول اسی طرح بل کرتا ہے ہر ایک کے نام پر اکل پڑتا ہے یہ کیا باعث ہے آخر عمرو
اسقدر زرد ہوا ملک احول کے قریب آکر پوچھا اے شیر بیشہ جرأت اے گوہر دریائے ہمت بخدا ر

رہائی اسد غازی جو تمنے کارِ نمایان کیا کہ سحر افراسیاب مین گھس پڑے اپنی جان کا خیال نہ کیا سرادقِ
کو نکالکر لیگئے سبکے جان بخش ہو لیکن اسوقت جو خیال کرتا ہون ذکر سے احتقاق جادو کے رنگ
تمہارا متغیر ہوتا ہے یہ کیا کوئی مقدمہ رازونیاز ہے یہ احتقاق کیا افراسیاب سے زیادہ شعبدہ باز
ہے ملک احول نے کہا کہ خواجہ یہ مقدمہ ایسا ہے کہ جسکو مین بیان نہین کرسکتا انشاء اللہ تعالیٰ بروقت
میدان داری آپ پر ظاہر ہو جائیگا اتنا نکتہ عرض کرنا کافی ہے کہ ہم جان نثار لشکر ظفر اثر مین شکر ہے
جانبازون کے افسر ہین کئی سال اس قید مین گذرے بڑے بڑے صدمے اٹھائے خیر شکر ہے کہ وقت پر
رہا ہوئے سب حالات ظاہر ہونگے اب عرصہ مناسب نہین ہے بسم اللہ جلد سوار ہو جیے جسقدر لشکر
ہو سکے ہمراہ لیجیے اب تعجیل مناسب ہے دیر کرنے مین بہت برائی ہے یہ جان نثار سر فروش عاشق نام صاحبقران
مطیع مذہب اسد نوجوان آپکے ساتھ ہے ابتا روز قیامت دامن دولت صاحبقران اور اسی خطا کار کا
ہاتھ ہے عمرو کو کلمات حسرت آیات احول سے اک عبرت حاصل ہوئی یہی خیال ہے کہ دیکھیے جنگ احتقاق
کا کیا انجام ہو اسی وقت مہتر قران کو حکم دیا کہ لشکر تیار ہو ملکہ گلشن جادو نے عرض کی کہ کنیز
بھی ساتھ چلیگی خواجہ نے ہر چند کہا اے ملکہ گلشن قلعہ خالی رہیگا تم یہان انتظام کرو کسی محل موقع پر
آجانا اگر شریک ہونا ملکہ مہرخ وغیرہ تمہاری بہت خاطر کرینگی اے گلشن عنایت باغبان قضا و قدر
سے باغ لشکر اسلام بہار پر ہے گلعذاران پری پیکر ماہ رخساران حور منظر جمع ہو گئی ہین ایک ایک حسین
مہ جبین آفتاب طلعت چہرے جنکے رشک خورشید قیامت ناز و ادا و کرشمہ ہر دم انکے ہمراہ ایک ایک
ملک خوبی کے شہنشاہ گلشن نے عرض کی حضور مین سب حالات سن چکی ہون مدت سے مشتاق تھی
کنیز ضرور چلیگی حضور کچھ نہ فرمائین ایک پہر بھر مین گلشن نے بارہ ہزار ساحر چار سو جادوگر یان حسین
و جمیل آراستہ کرائین حاضر خدمت خواجہ ہوئی ایک عقاب بلند پرواز سحر پر ملک احول نامور سوار ہوا
ایک تخت پر ملکہ گلشن ایک تخت پر عمرو چالاک و برق و قران پشت پر لشکر ساحران نوجوان اس مقصوم
طرف لشکر ملکہ مہرخ کے ان جانثارون نے کوچ کیا انکو راہ مین چھوڑیے ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا

و دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر ظفر اثر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران و مقابلہ مشلول کوہی و دیگر حالات متعلق داستان ہذا خمسہ

نیم بسمل سے وہ کیا آنکھ چراتے جاتے	زخم کاری مرے کیونکر نہ لگاتے جاتے

تھی شکایت نہ اگر خون بہاتے جاتے
سانس دیکھی تن بسمل مین جو آتے جاتے
اور جلاد نے چرکا دیا جاتے جاتے

گلشن حسن نے کیا کیا نہ دکھائے نیرنگ
جلوہ گر فصل بہاران مین خزان کا ہے ڈھنگ
دیکھنے والے تھے جس غیرت گلزار کے دنگ
خط نے اُس عارض گلگون پہ کیا عرصہ تنگ
خار ہین صحن گلستان کو دباتے جاتے

شعلۂ شوق سے اب جلتا ہے دلکا خرمن
کیون آتشکدہ سینے کو مین اب یا گلشن
ایک تو ہجر مین مین داغ بنا ہون ہمہ تن
آتش شوق پہ کرتے ہین یہ کار روغن
اشک گرم اور بھی ہین آگ لگاتے جاتے

نہین ممکن ہی ہے زمانے مین کسی کی مشکل
کشتی آخر کو پہونچی ہے قریب ساحل
واہ کیا بخت رسا نے ہے دکھائی منزل
ہوئی دربان تلک اُسکے رسائی حاصل
رفتہ رفتہ تجھے اُس کوچے مین آتے جاتے

عُمر بھر یون تو رہا خیر تمھین مجھ سے حجاب
ہر دم نزع جمال اپنا دکھانا تھا ثواب
حشر مین روز جزا کیا مجھے تم دو گے جواب
نزع مین بھی تھا تمھین منھ سے اُٹھانا تھا نقاب
آخری وقت تو دیدار دکھاتے جاتے

رہے اک عمر ترے عشق مین ہم خاک بسر
بھول جائین تجھے ممکن ہے بھلا اے رشک قمر
نقش خاطر خط تقدیر ہے یان آٹھ پہر
یک بیک دل سے مٹے نقش محبت کیونکر
لالہ رو داغ ترا جائیگا جلتے جاتے

رخ روشن تجھے دکھلائیگا قاصد نہ تڑپ
جلد تشریف یہان لائیگا قاصد نہ تڑپ
آن کی آن مین آجائیگا قاصد نہ تڑپ
دل بیتاب شتاب آئیگا قاصد نہ تڑپ
راہ مین دیر لگی ہے فقط آتے جاتے

گر وہی آئے تو آنے کا مزاحم ہے کون
مین بلاؤن تو بلانے کا مزاحم ہے کون
اسطرف پانون اُٹھانے کا مزاحم ہے کون
کوچۂ یار مین جانے کا مزاحم ہے کون
خود خضر رکتا ہون اُس راہ مین آتے جاتے

ساتھ تم میرے جنازے کے آئے نہ سہی
قم باذنی کے لیے لب نہ ہلائے نہ سہی
اشک سو چار نہ آنکھوں سے بہائے نہ سہی
شمع و گل تربت عاشق پہ نہ لائے نہ سہی
فاتحہ کے لیے تو ہاتھ اُٹھاتے جاتے

زندہ در گور رہا ہجر میں کیا خاک جیا
ہچکیاں آتی رہیں نزع کی کھینچی ایذا
دم الجھتا تھا بہت حبس نفس تھا بخدا
ہجر کی شب تپ فرقت نے یہ دم بند کیا
سانس بھی رُکنے لگی سینہ میں گھٹتے جاتے

چاہ کا نام کبھی ہرگز نہیں لیتے ہشیار
دشمن دین و دل و جان ہیں بتان عیار
دیکھ پچھتاؤ گے رعنا کی طرح آخر کار
چاہنا ترک کرو یا نہ کرو ہو مختار
نیک و بد ہم ہیں تمھیں رہ بتلاتے جاتے

چہرہ سیاحان دست بسیر خوف معانی و طے کنندگان منازل پرخار سخندانی مرحلہ سخت و صعب بیابان کو یون طے کرتے ہیں شہر بساط آرائے بازار معانی سخن آرو متاع نکتہ دانی ہدیہ ضمیر لے ناظرین والا مقام ہو کہ فرزند شاہ باختری نے نامہ بامید کفالت افراسیاب کو تحریر کیا ہے ابھی کسی ساحر کو افراسیاب نے نہیں روانہ کیا لیکن زلزلہ قاف ثانی سلیمان صاحبقران امیر گیتی ستان بارگاہ سلیمانی میں جلوہ فرما ہیں تمام سرداران نامی پہلوانان گرامی غازیان دیندار و مجاہدان شور شعار و پہلوانان عالی وقار اپنے اپنے مقام متمکن ہیں مرقعہ دربار تصویر سرداران سے معمور صحبت عیش و سرور ہے سوقت صاحبقران محلات میں تشریف لیگئے ہیں بادشاہ جمجاہ تخت سلیمانی پر بیٹھے ہیں ناگاہ داروغہ باغبان حاضر ہوا گلدستہ ہائے معقول خدمت میں لیکر آیا ایسے وہ گلدستے گلہائے رنگین سے آراستہ کیے تھے کہ بادشاہ جمجاہ نے بے اختیار اپنے ہاتھ میں لیلیے پھولوں پر جو نگاہ پڑی گل رخسار بہار گلعذار یاد آگیا آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے گلدستے ہاتھ سے رکھدیے خیال بہار گلعذار میں بے اختیار یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

ہمارا نہ دیکھا کوئی قاتل کے برابر
خون گر کے لگا لوٹنے بسمل کے برابر
دل متصل کوچہ محبوب ہوا گم
رندان قدح نوش کی محفل کے برابر

شرم آنکھ میں پائی نہ گئی تل کے برابر
دشمن کوئی اے یار مرا اور ترا دوست
لٹتا تھا ہو نجانے مجھے منزل کے برابر
ہم پہنچے جو اشک فریب مژہ آیا

اس ناز سے تیر آسنے نکالا ہے کہ ترکش
ہو گا نہ زمانے میں سیاہی دل کے برابر
کم بختی واعظ ہے کہ ہو وعظ کی صحبت
کشتی ہوئی جب غرق تو ساحل کے برابر

ساقی تری محفل سے جو بیدل گئے تو گیا
سینے پہ جگہ دونگا نہ قاتل کے برابر
پردہ نہ اٹھا قیس نے لیلے کو نہ دیکھا
اب کبھو غریب سکو مرے دل کے برابر
گھر تک نہ رہا ناز سے جلال آئے تو کیونکر

دیدے کوئی بوتل ہی جو بیدل کے برابر
آہوں کے شرر گر نہیں داغ جگر کے
جھونکا بھی نہ آیا کوئی محمل کے برابر
مقتل میں یہ حسرت رہی ضعف سے پہنچے
ایک ایک قدم ہی کئی منزل کے برابر

آئیگی قضا جو رہی بنکر جو دم فرج
تابندہ ہیں اختر مہ کامل کے برابر
پیکان مرے سینے سے نکالا ہی لوا
پہونچے نہ تڑپکر کسی بسمل کے برابر

یہ اشعار پڑھکر رو ال آنکھوں پر رکھ لیا تاجداران جلیل جو گردا گرد حاضر ہیں سب نے دست بستہ عرض کی اسوقت بلا وجہ آئینۂ رخسار پر گرد ملال پاتے ہیں خیر خواہان دولت بہت گھبراتے ہیں امیدوار ہیں کہ باعث انتشار ارشاد ہو بادشاہ نے فرمایا نہیں معلوم کیا خیال آیا کوئی سبب نہیں ہے اس مقام پر لڑتے ہوئے عرصہ دراز گذرا یہی خیال ہیں اسی سبب سے قلب پر ہجوم غم وملال ہے ہر چند تاجداران جلیل نے پوچھا بادشاہ نے کچھ سبب نہ فرمایا ملکہ شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان عاشق زار مجمو سمجھ گیا قریب بادشاہ کے آکر بیٹھ گیا عرض کی اے شہنشاہ سواے صبر کے کیا چارہ ہے غلام بخوبی مطلب سرکاری کو سمجھا کیا گذارش کریں جو کچھ طبیعت پر گذرتی ہے پردے میں عرض کرتا ہوں حضور سمجھ جائینگے اسوقت اسد غازی کی یاد آئی حقیقت میں اس شیر کو مدت ہوئی نہیں معلوم کیا گذری غلام کے بھی قلب کا یہ حال ہے ان اشعار مصیبت آثار سے ظاہر حالی ہوگا یہ کہکر نور الدہر بدیع الزمان نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی یہ اشعار پڑھے نظم

زجور اہل ستم دوستان چہ چارہ کنم
کہ از میان جفا پیشگان کنارہ کنم
ز توبہ چون بہ عوض تا بہ پشیمانی است
چو غیبت محرم رازے چہ آشکارہ کنم
زمانہ بر سر آزار ماست اے مخفی

بغیر آنکہ گریبان صبر پارہ کنم
خمار بادۂ مستی و چشم خواب آلود
بہ عزم توبہ چہ حاجت کہ استخارہ کنم
شب فراق تو از بس بخاک ریزم اشک
بیا کہ خانۂ دل را ز سنگ پارہ کنم

کجاست جذبۂ دیوانگی و ماہوئی
بہ بزم بادہ کشان تا بہ کی نظارہ کنم
میان مردم بیگانہ راز پنہان را
تمام روے زمین را پر از ستارہ کنم

بادشاہ نے فرمایا اے شاہزادے حقیقت میں ہم تمہارے مطلب اصلی کو سمجھے بلکہ ہمیں جو اشعار یاد آگئے پڑھ دیے تمنے یہ اشعار آبدار زیب النسا مخفی کے بڑے لطف سے موقع پر پڑھے اب آپ سب صاحب ملکہ جدہ عالی تبار کو ترغیب دیں کہ اب لڑتے بھڑتے طرف طلسم ہوش ربا کے چلیں دیکھیں اسد نامدار کس کیفیت میں ہے دقت بد میں شریک ہوں نہیں معلوم کیا قیامت ہے کہ اب عرصہ دراز گذر گیا کوئی وہاں سے نہیں آیا ہے

نورالدہر نے کہا حضور ملکہ مخمور و بہار ضرور تشریف لائین لیکن نہین معلوم کیا قیامت نازل ہے کہ وہ گو
نہین آسکتے بھلا یہ رکنے والی تھین اگر دریاے آتش بیچ مین ہوتا اُسکو بھی جھیلتین جان پر کھیلتین
لیکن لشکر اسلام کی ضرور خبر لیتے آتین یہ ذکر درپیش تھا بادشاہ اور نورالدہر کو پاس ہی بیٹھا تھا شاہزادہ
نامدار قاسم بارگاہ مین تشریف لائے براے تسلیم خم ہوے پایۂ تخت شہنشاہی کو بوسہ دیا بادشاہ جمجاہ
نے قاسم کو سینے سے لگالیا پیشانی پر بوسہ دیا قاسم اپنے دنگل پر آکر بیٹھ گئے یکایک دنگل پر اپنے نور نظر
کے نگاہ پڑی کہ اُسطرف غاشیہ پڑا ہے بیقرار ہوگئے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا قیماس خان خاوری نے
عرض کی کیون اے شہریار باعث انتشار کیا ہے قاسم نے کہا ماموں جان کلیجے پر چھریان چل رہی ہین نہین معلوم
ہمارے فرزند نوجوان ایرج عالیشان پر کیا گذری کچھ خبر نہ معلوم ہوئی لیکن یہ بخوبی ہم جانتے ہین کہ
وہ اسد کا عاشق صادق ہے عالم کفر مین بھی اُسکا پاس کرتا تھا ساتھ دشمن کے دم محبت کا بھرتا تھا اسی
جوش مین وہ طرف طلسم ہوشربا کے گیا خدا اُسکا معین و مددگار ہے شیر بیشۂ صاحبقران نامدار ہے لیکن افسوس
یہ ہے کہ کچھ کمبخت بدنصیب کو لکھا ہوتا کہ اے والد نامدار مین طرف طلسم ہوشربا کے جاتا ہون مجھ اپنی کسی سے
ذکر نہ کیا کہ وہ تنہا نکل جاتا خدمت کرتا ہوا ہمراہ ہوتا نیک و بد سمجھاتا ہے مزاج مین جہالت ہے اُسکا بڑا خیال ہے
جوش جرأت مین نیک و بد کا اُسکو خیال نہین رہتا ہرچند کہ عیار نامی اُسکا مہتر شاپور شیر دل نہایت عقیل و
فہیم ہمراہ ہے بچپن کا یار عاشق زار لیکن اُسکی اُنکے سامنے کیا چلتی ہے اگر کچھ اُسنے کہا بیچارے کو جھڑک دیا میرے
ساتھ ہونے سے نہایت لطف ہوتا فتح طلسم ہوشربا کی کیا حقیقت ہے ایک بادشاہ کا قتل کرنا ایسے
دشوار ہوگیا یہ شیر جاتے ہی قتل کریگا آنکھ ملتے ہی چھاتی پر چڑھ بیٹھیگا طبقۂ زمین طلسم ہوشربا ہلا دیگا
سرکشون کو خاک مین ملا دیگا یقین کامل ہوا کہ اب غم طلسم ہوشربا تمام ہوئی ایرج خالی نہ پلٹیگا لیکن ہمارے
کلیجے پر داغ پڑا لطف زندگی اُٹھ گیا آٹھ پہر اُنکی یاد مین روتے ہین شب کو اُنکی مادر مہربان ملکہ گیتی فروز
بیقرار تھین فرمایا کہ کیون صاحب ہمارے نور نظر کی کچھ خبر نہ ملی آپنے بھی تلاش نہ کیا ہم نے اُنکو براے
تسکین یہ جواب دیدیا کہ خبر دریافت ہوئی اسی ہفتہ عشرے مین آئینگے صاحبو ہم تو ہر دم مین یاران ہمدم مین
بیٹھکر غم و الم کو دل سے بھلاتے ہین وہ گوشہ نشین کس سے حال دل کہین کیونکر ضبط کرین خدا اُنکو صبر دے
یہ جو بیتاب ہوکر قاسم نے کہا قیماس خان وغیرہ رونے لگے بادشاہ کی بھی آنکھون سے آنسو جاری
نورالدہر کو بیقراری لشکر ہوئی چیخ مارکر روئے کہا اے شیر بیشۂ رستم غم بدیع الزمان نے دل مین

ناسور ڈالدیا تمھارے فرزند کے نہونے سے بارگاہ مین سناٹا ہوگیا حقیقت مین جو کچھ تم کہتے ہو سب
بجا ہی خدا تمھارے نور نظر کو تمسے جلد ملائے ہم سبکی مراد دلی برآئے کل سردار اشک حسرت بہانے
لگے کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران بارگاہ مین تشریف لائے دیکھا سب رو رہے ہین
صاحبقران نے فرمایا خیر تو ہی لندھور نے تمام کیفیت ظاہر کی کہ حضور اسوقت ایرج و بدیع الزمان
و اسد کی جدائی کا ذکر آیا ان شیرون کی یاد مین رو رہے ہین اب حضور جی چاہتا ہی کہ پر پرواز پیدا کرین یا
ہوش ربا مین تلوار چلے افراسیاب کو بھی معلوم ہو کہ عاشقان اسد و بزرگان بدیع الزمان آپہونچے
انشاء اللہ نعرہ شیران دشت نبرد سے زمین طلسم ہوشربا تھرا ہیگی الامان الامان کی دشت و در سے
آواز آئیگی اسطرح سب سردارون نے جو صاحبقران سے کہا صاحبقران نے جواہر بن عمرو کو حکم
دیا دربار لقا کی خبر لاؤ عرصہ دراز سے اُسنے طبل جنگی نہین بجوایا حقیقت مین اب مجھکو جدائی اسد
شیر دل کی بہت شاق ہی دیدۂ دل زیارت جمال بیمثال کا مشتاق ہی انشاء اللہ ایکی ایسی لڑائی لڑے
کہ لقا کو شکست دو یہ کمینہ باغ بینا مین نہ جانے پائے جواہر بن عمرو چلا دربار مین یہی ذکر ہو رہا
کے داخلے کی فکر ہی جواہر بن عمرو بصورت مبدل دربار لقا مین پہونچا بشکل خدمتگار کھڑا ہوا ہی لیکن کان
بر آواز سلیمان عنبرین موے کوہی نے کہا یا خداوند میرے نام طبل جنگی بجوا دیجیے مسلمان طعن کرتے ہین
کہ ساحرہی کے بھروسے پر لڑتے ہین غلام کہانتک صبر کرے بختیارک نے کہا اے سلیمان ہمکو ابھی
خبر ملی ہی کہ صاحبقران بگڑے ہوے ہین قصد کرتے ہین کہ طلسم ہوشربا مین جائین لیکن مجبور ہین
انکے مذہب مین پیشدستی جائز نہین ہی ورنہ ابھی طبل جنگی بجوا کر بارگاہ مین گھس آتے قدرتی ہے
مزاج مین رحم ہی کبھی تقدیر معقول نہین کرتے ہر مرتبہ تقدیر شکست ہوتی ہی صدہا ساحر بالازم افراسیاب
یہان آکر مارے گئے تمھارے بھائی بھتیجے بڑے بڑے پہلوان قتل ہوے فقط تمھاری ذات سے اس زمین
قیام ہی ہمارا کہنا مانو طبل جنگی نہ بجواؤ ایک نامہ اور طرف طلسم ہوشربا کے روانہ کرو کوئی ساحر آجائے
تو دل تردد منزل تسکین پائے یہ ذکر تھا کہ وسواس و خناس و خوش آمد و برآمد چارون آکر
حاضر ہوے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر لقا کو دعا دی قطعہ

ای سرت سبز تا خزان بہ چمن	شکست طبل تا سگان بہ درند
سر بہ سر تو ہمو کلاہان بہ ز نشد	گرز آتش ہزار رنگ

بختیارک نے آواز دی بیش باد کھو یارو کیا خوشخبری لائے

ہرکارون نے عرض کی پہلوان دوران گرشاسپ جہان یادگار رستم و سفندیار پہلوان نامدار مشاول کوہی تین لاکھ فوج کی جمعیت سے برائے مدد خداوند آتا ہی لیکن سب کو ہون کا حال سن چکا ہی پس اُسکا یہ ارادہ ہی کہ اگر طبل جنگی نہ بجوائیے وہین سے یلغر کرتا ہوا آئے اگر شب کو پہونچے تو اُسی وقت لشکر حمزہ پر جا پڑے فرماتے ہین بدون قتل حمزہ کمر نہ کھولونگا قدرت کو تا بہ فیلول پہونچا دونگا ملک باختر آباد کر دونگا قدرت سے طرہ پیغمبری لونگا بختیارک نے کہا ای سلیمان عنبرین مو کوہی کسی سردار کو یہان سے بھیجو یہ خیال خام تصور نا تمام ہر یا طمینان یہان آ گیا تھمرین ہماری لے پر اُٹھین سلیمان نے کہا وہ بڑا جاہل ہی جو کہتا ہی وہی کرتا ہی قتل دشمن کے نام پر مرتا ہی وہ میرا کہنا مانیگا جو کہا ہی وہی کریگا بلکہ یہ لفظ لکھ رکھو مشلول کے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا آتے ہی آفت برپا کر دیگا بیشک حمزہ کو ٹوک کر ماریگا ایک ایک زبردست کو للکاریگا سب طرح کے اخبار سُن چکا ہی آتے ہی سب کو گھیر لیگا اُسکی لڑائی کا عجب ڈھنگ ہی ایکدن گزیاڑے کے ملک کے جنگل مین گھس گیا ہاتھیون کو مار کے نکال دیا بڑے بڑے فیلان مست مارے اُس بیشے کو آباد کر لیا شیر اُسکی حوالی مین نہین رہتے اُسکا روکنا بہت نہین ہی اُدھر سے وہ آئیگا اِدھر سے ہم جا پڑینگے چار پہر مین لڑائی فتح ہو جائیگی فوج اسلام شکست کھائیگی بختیارک نے کہا آپ کو اختیار ہی ہم خوب سمجھتے ہین اُنکی قضا دامنگیر ہی یہ جلد مرنے کی تدبیر ہی سلیمان نے جھلا کر جواب دیا اُسکے نزدیک حمزہ و سرداران حمزہ سے کوئی زیادہ زبردست نہین ہی اب ملاحظہ فرمائیے گا لندھور و مالک و بہرام کو بھاگنے کا راستہ نہ ملیگا قد و قامت مین دیو ہی اُس سے کوئی کیا مقابلہ کریگا بختیارک خاموش ہو رہا جو ادھر کھڑا سُن رہا تھا یہ خبر لیکر بھاگا جلد خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا آتے ہی زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعا دی نظم

دورهٔ روزگار دولت تو
زخم و خون باد و خواب افیون باد
مفرح دشمنت بہ شرط وفات
قائم صبح رشتہ اکسون باد

جسم و جان باد و لفظ و مضمون باد
لاشهٔ حاسدت بعد حیات
صدر ایوان ربع مسکون باد
روح خصمت کہ زندہ در گور است

فتنہ و حادثات و دشمن تو
طعمهٔ گرگ سان گردون باد
گر ز ظل تو ابر داش باشد
در تہ پای فتنہ مدفون باد

شہریار عالم کی عمر دراز ہو اسوقت دربار مین لقا کے جو یہ جان نثار گیا ابھی خبر آئی ہی کہ کوئی جوان مغرور متکبر موسوم بہ مشلول کوہی بہ ارادہ فاسد لشکر شہنشاہی پر آتا ہی ظاہر اور دریافت ہوا

کہ اگر شبخون مارے سلیمان عنبر بن موے کو بھی اُسکی جرأت کی تعریفین کر رہا ہے صاحبقران
نے فرمایا اگر رات کو آ گرا ہزار ہا بندگان خدا ابخیطا غفلت مین قتل ہونگے نہین معلوم کیا انجام ہو
اسکی تدبیر کرنا چاہیے مشیران سلطنت و وزیران اُبہت نے دست بستہ عرض کی غلامون کے
نزدیک یہ بہتر ہے کہ وہ یہان تلک آنے پائے کوئی سردار جرار نامدار یہان سے لشکر لیکر چلا
راہ مین اُس سرکش کو روکے حقیقت مین رات کی لڑائی مین مشکل پڑتی ہے یہان عالم غفلت وہ
ہوشیار آمادہ حرب وپیکار ضرور خون ریزی ہوگی صاحبقران کو بھی یہ راے بہت پسند آئی
ارشاد ہوا مقبل کو بلاؤ مقبل حاضر آیا صاحبقران نے فرمایا ایک چوکی لا کر بیچ مین بارگاہ کے رکھو
مقبل نے بموجب قاعدہ قدیم چوکی سنگ مرمر کی اُسپر خلعت سلیمانی سپر شمشیر تیرہ بان کا جام شربت
لاکر رکھدیا صاحبقران نے پکار کر آواز دی اے سرداران نیکو نہاد اے غازیان ارجمند حال آمد مشلول آپ
سب صاحبون نے سُنا چاہتا ہون ایک شیر دلیر اسی وقت روانہ ہوجاے جا کے اُس بیحیا کو راہ مین روکے
یہانتک نہ آنے دے اگر کوئی افتاد پڑے اور سردار برلے مدد روانہ کرینگے تمام ہیبت مشلول
کو ہی زبانی جواہر کے سب صاحب سُن چکے تھے کسی نے جواب نہ دیا بعض نے سر جھکا لیا اگر تہا
یہی خیال ہے مشلول کو ہی اتنی دور سے آتا ہے کچھ تو اپنے دل مین سمجھ لیا اتنا بڑا ارادہ کر کے چلا ہے نہایت
مشکل پڑیگی فوج کوہستان بڑے زور و شور سے لڑیگی پہاڑیے سخت بھی ہوتے ہین جنگلیون سے
مقابلہ نہین معلوم کیا ہوگا جواب دینے کا مقام نہین ہے جب عرصہ گذرا کسی نے جواب با صواب
نہ دیا صاحبقران زمان نے آواز دی ایہا الحاضرین اے صاحبان دین و آئین اسی دن کے
واسطے حمزہ تخت پر نہین بیٹھا زمرہ سرداران مین اپنا شرف جانا بلکہ تین روپیہ کے پیادے جو
کرتے ہین اُسکو اپنا شرف جانتا ہون وہی سب میرے بھائی ہین عنایت ربّ اکبر سے بزور
شمشیر برق نظیر ممالک تسخیر کیے نوشیروان ایسے بادشاہ کو شکست دی قبضے سے لقا کے شہر
نکال لیا نہیب شمشیر مردان عالم سے بھاگتا ہوا تابہ کوہستان آیا پس مین خود روکنے کو اُس
بے حیا کے جاؤنگا ایک آواز اور دیتا ہون پھر صدا نہ دونگا خود جام نوش کرونگا اپنے بادشاہ
جمجاہ کی طرف سے جا کر اُس گنوار کو روکونگا مگر یہ مقدمہ بھی آپ سب صاحبون کے باعث
ہتک ہوگا کافرون کو شک ہوگا اپنے مقام پر کہینگے کہ حمزہ اس مہم حقیر پر آیا کیا کوئی سردار

اس لائق نہ تھا کہ جاکر مشلول کوہی کو روکتا یہ فرماکر صاحبقران نے قبضۂ تیغۂ عقرب سلیمانی پر
ہاتھ ڈالا زلفون پر پیچ و تاب آیا چہرہ غصے سے سرخ ہوا خال سبز و رگہاے ہاشمی جوش و خروش
مین ابروے خمدار ہلنے لگے آنکھین ابل آئین قریب تھا کہ جھپٹ کر تلوار کو اپنے مقام سے اٹھین یہ رنگ
صاحبقران نے جو دیکھا اپنے دنگل شوکت سے داراے ہند لندھور بن سعدان جانشین حمزہ
صاحبقران حاکم اقلیم ہندوستان صاحب عظم و شان تیغۂ دودم ہندی کو ٹیک کر اٹھے بڑھ کر جام
نوش کیا پکار کر آواز دی یہ کام آپکا غلام بجا لائیگا صاحبقران خوش ہو گئے لندھور کو گلے سے
لگایا فرمایا اے جانشین من اے قوت بازو اے زینت پہلو اے رونق لشکر اسلام اے سردار خوش انجام تجدا
اپنے جلنے سے تمھارے جانے کو بہتر جانتا ہون لیکن یہ خیال رہے فتح و شکست پروردگار کے
اختیار مین ہے اگر کوئی افتاد پڑے فوراً اطلاع دینا مین فوراً آؤنگا لندھور نے عرض کی دعا حضور کی
اقبال شہنشاہ جمجاہ ہر مقام پر ساتھ ہے یہ فرماکر لندھور باہر نکلے دونون بیٹے ارشیون پریزاد و
فرہاد خان یکہ جری باہر آئے لندھور نے منع کیا فرمایا تمھارا یہین رہنا بہتر ہے شاید لقاسے مقابلہ
پڑے مین بہت جلد جاؤنگا دونون فرزند پلٹ گئے صرف گوہر بلاک نے گھنی کو حکم دیا بارہ ہزار ہندی
تیار کر لو الیاس ہندی کو ہمراہ لیا فیل میمونہ مبارک پر سوار ہوے اٹھارہ سو من کا گرز خردی
و مردی پرچہ کوہ کاندھے پر رکھا بارہ ہزار سواران ہندوستانی نے چہار جانب سے ہاتھی کو گھیر لیا
اُسی وقت روانہ ہو گئے صاحبقران نے جواہر بن عمرو سے فرمایا ہرکارے براے خبر لندھور بن سعدان
روانہ کرو دم بدم کی ہمکو خبر ملے جواہر نے دست بستہ عرض کی ایسا ہی ہوگا سب طرح کی خبر دریافت کر کے
عرض کرونگا یہان تو یہ باتین ہین لیکن مشلول کوہی حقیقت مین نہایت مغرور ہے کوہستان کے جو حالات
اُسنے سُنے کہ فرزندان حمزہ نے ہزارہا کوہی مارے تین لاکھ فوج لیکر اس ارادے پر چلا ہے کہ جاتے ہی
سبکو قتل کرونگا لاشون سے میدان بھر دونگا بارہ کوس پر مقام کیا اس فکر مین ہے کہ یہان سے
جو چلون فوج اسلام پر جا پڑون کہتا ہے بے فتح کمر نہ کھولونگا قدرت کو تا بہ اختر تہ پہونچاؤنگا اپنے
مقام پر بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہے بارگاہ صحراے سبزہ زار مین استاد تین لاکھ کوہی فروکش براے
کمربندی حکم دے رہا ہے بیرون بارگاہ آکر ٹھہرا گرد سرداران کوہی گھیرے ہوے کہ رہے ہین کہ حضور
آپسے کون مقابلہ کر سکیگا حمزہ اگر قدمون پر گریگا نہین معلوم آپکے بھائی ہند کیونکر مارے گئے

کبھی کسی نے ملک کوہستان کا ارادہ نہ کیا تھا اُس ہلنے کے نفاق نے یہ تباہی کرائی ایک کو ایک سے
رشک پیدا ہوا بھائی کا بھائی دشمن ہو گیا راہبر برائے مسافر رہزن ہو گیا کچھ لوگ جا کر اہل اسلام سے
ملے پتے نشان بتلائے آپ ہی کے عزیز اقارب شاہزادہ تورج بن بدیع الزمان کو اپنے ساتھ
لیکر تا بہ طلسم ہزار برج پہونچے جب تو نبیرۂ حمزہ غالب آیا طلسم فتح کر لیا کُل ملک قبضے میں آئے مشلول
نے کہا اِن سبکو سزا دونگا دشمنوں سے پیشتر گھر کے بھیدیوں کو قتل کرونگا یہ کہہ رہا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑتی
مشلول دیکھنے لگا کہا شاید ہمارے بھائی صاحب سلیمان عنبر بن موے کو بھی کو خبر ہو گئی کچھ فوج
برائے مدد روانہ کی ہے مجھے یہ بہت شاق ہے میں کسی کی مدد قبول نہ کرونگا اپنی فوج کیا کم ہے سرداروں
نے کہا حضور آپکے ساتھ بڑے بڑے بہادر ہیں ایک ایک جوان سو سو سے منھ نہ پھیریگا کسی
کی مدد کی کیا احتیاج ہے آپکے نام سے سکہ جرأت کا رواج ہے خوشامد کی باتوں سے مشلول اور زیادہ
پھولا جاتا ہے نگاہ گرد کی جانب ہے کہ یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے بارہ علم نشان بارہ ہزار
فوج کا ہر ایک علم کے پھریرے پر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی بہ خط جلی تحریر انکے گذر جانے کے
بعد ایک جوان کو دیکھا کہ چہرہ آفتاب عالمتاب جرأت و قوت میں لاجواب فیل سفید پر سوار
بارہ ہزار جوانان ماہ رخسار ہر کیہاے پری پیکر پر سوار پڑیاں جمی ہوئیں نیزے ہاتھ میں ولایتیاں
حائل خود و زرہ ندارد سینہ سپر کرنے کی کد کیسے کیسے جوانان شیر دل رستم خصال حسین جمیل اپنے ادب کے کفیل
اِس شد و مد سے آ کر پہونچے مشلول نے ہرکاروں کو حکم دیا دیکھو تو یہ کون جوان ہے اسطرف آنے کا کیا
باعث ہوا یہ تو ظاہر ہے کہ لقا پرست نہیں ہے لیکن سب دلیر معلوم ہوتے ہیں خود و زرہ سے بالکل نفرت
کیا صاحبان لیاقت ہیں صاف ظاہر ہے کہ تلوار کے دھنی ہیں جوہی ہمتنی جرأت کا جوش سب سر فروش
ہیں میں نے اس لشکر قلیل کو بہت پسند کیا لندھور نے تو جب لشکر مشلول کو دیکھا
روک لیا فوج کو اُترنے کا حکم دیا لیکن ہرکارے مشلول کو ہی کے گئے نام لندھور دریافت
ہوا عرض کی آپ کی خبر سنکر صاحبقران نے لندھور بن سعدان اپنے جانشین کو روانہ کیا ہے
یہ جوان آپکے مقابلہ کو آیا ہے مشلول بہت ہنسا کہا ان لوگوں کی قضا آئی ہے موت اِن سبکو کھینچ
لائی ہے میں کُل لشکر پر چلا تھا بھلا یہ مجھکو کیا روکیگا یہ کہتا ہوا بارگاہ میں آیا ناگاہ آفتاب عالمتاب
لرزاں و ترساں بارنگ زرد کاشانۂ مغرب میں جا کر چھپا آمد آمد شاہ انجم سپاہ کی شروع ہوئی

چشم زدن مین مع فوج ثابت و سیارگان چرخ نیلی پہ جلوہ فرما ہوا اشتول نے نشے مین شراب کے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے اُسی وقت نقارۂ رزمی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کردہ وقت آیا نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور
بہت گرم خو اور روشن نگاہ
کیا دیدۂ خلق پر آشکار
اُڑا آشیانے سے طاؤس نور
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا
کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ
نشان آگے آگے خط صبح کا

لشکرون مین تیاریان ہونے لگین اُدھر سے مشتول گرگدن مست پر سوار ہو آٹھ لاکھ فوج لیکر چلا اُدھر سے لندھور بن سعدان اُس فوج قلیل کو بوجہ احسن آراستہ کرکے فیل پر سوار ہوئے چشم زدن مین وارد میدان کارزار ہوئے صفین جمنے لگین مشتول کو یہی کہتا ہے یہ ہندی بڑے گستاخ ہین اس فوج قلیل سے باید ولت کے سامنے آئے دیکھو تو کیا حال کرتا ہون نقیبون کو اشارہ ہوا نقیبون نے میدان کارزار مین آکر بڑے زور و شور سے یہ اشعار غیرت آثار بہ خوش الحانی پڑھے اشعار

رشتۂ الفت کہے دیتا ہون اے دل نہ توڑ
اور دم بھر تو ذرا دم لے اے بسمل نہ توڑ
سخت جان ہون ہین گلا کٹتا بہت دشوار ہے
دیکھو او بے رحم کہتے ہین ہمارا دل نہ توڑ
دور ہے ملک عدم پھر کسطرح پہونچونگا مین
رحم کرکے ایک بوسہ دے دل سائل نہ توڑ
اب چمن اسکو دکھا دے آئی ہے فصل بہار
بے ادب ہو کے بند پردۂ محمل نہ توڑ
جوڑنا اسکا بہت ہو جائیگا مشکل نہ توڑ
کسطرح جوڑیگا تو شیشے سے نازک ہے سوا
کچھ قصور اسکا نہین خنجر کا اے قاتل نہ توڑ
رشتۂ جان جڑنے کا ناحق جوڑنا ہے اے صنم
منتین کرتا ہون تیرے پانون اے مشکل نہ توڑ
باوفا ہے دل ہمارا وقت پر کام آئیگا
دیکھ اے صیاد بلبل کا ذرا سا دل نہ توڑ
کب تلک انکار اب تو وصل کا اقرار کر
دیکھ لین گے ہم بھی ہان رحم سے آئے صدا
سخت باتون سے ہمارا لو مت اے قاتل نہ توڑ
شیشے سے نازک ہے کیونکر بھیلتا ہے بار بار
مین کہا کرتا تھا اکثر دیکھ میرا دل نہ توڑ
کوئی اس عاشق کو سمجھا دے خدا کیواسطے
اے ستمگر پاس رکھنے کے یہ ہے قابل نہ توڑ
آہ مجنون کی ہوا سے ہے یہ لیلی کہہ رہی
او بت بیدادگر عاشق کا تیرا دل نہ توڑ

نقیبون نے بھیروین کے سُر مین جو یہ اشعار پڑھے بہادر جھومنے لگے ایک طرف سے کڑیت پکار رہے ہین اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید یہ وقت جانبازی ہے سر میدان جان دینے مین مرد کی سرفرازی ہے شعر روز جنگ ہست جنگ باید کرد بکوشش نام و ننگ باید کرد وہ کہان ہین رستم و سام کدھر گئے پہلوانان عالی مقام سہراب بیکس پر کیا گذری بریان پیوند خاک ہوا ہر یک بہادر کا چشم زدن مین قصہ پاک ہوا

کون بہادر ہی کہ اس میدان کارزار مین نام اپنا روشن کرے نام رستم و اسفندیار مثل حرف غلط
مٹادے خوشی مین آکر مشلول بڑھا میدان مین آکر خوب سلح شوری کھائی گینڈے کو دوڑایا ذرا
پسینے مین تر ہوا گینڈا ابھی عرق کرلایا گینڈے کو روکا پکار کر آواز دی ہی مرزبان ہندوستان مین کسکا
مقابلے کا مشتاق ہون لندھور نے ہاتھی کو بھیرا ساتھ والے پہلوانون نے چاہا کہ ہم میدان کارزار مین
جائین لندھور نے بشیرین زبانی بفصاحت بیانی روکا کہا وہ میرا طالب ہی آپ لوگ تامل فرمائیے
سمجھا کر فیل کو بڑھایا فیل میمونہ مبارک جھک کے چاچشم زدن مین میدان کارزار مین پہونچا مشلول
اُسپر کا لپکر بڑھا تھا وہ رزن ہوے پانچ قدم گینڈا اسکا ہٹا ہاتھی اُسی مقام پر جھومنے لگا اب مشلول
سراپا ے لندھور کو دیکھا سطوت و قبولت دیکھکر مثل آئینہ حیران دلسے کہتا ہی کیا جوان حسین جمیل
لیئق معلوم ہوتا ہی حمزہ کا یہی بڑا رفیق ہی سوچ سوچکر کہا اے دارا اے ہند صاحبقران
قدر نہوئی باید دولت کے مقابلے مین بھیجد یا لندھور نے ہنسکر کہا او مغرور کیون نشہ غرور مین
چور ہی تیری قضا میرے ہاتھ سے ضرور ہی اور کون تیرے مقابلے مین آتا یہ میدان کارزار
بیکار ہی نیزے تلوار سے کام لے زبان درازی موقوف کر یہ سُنتے ہی مشلول جھلّایا نیزہ اُٹھایا
سے اور بائین بغل سے پیچ و تاب دیتا ہوا مثل آہ عاشقان کاکل معشوقان تاک کر سینۂ بے کینہ لندھور پر
نیزہ مارا لندھور نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر نگران حقیقت مین دونون
جوان برابر کے ایک طور پر لڑ رہے ہین دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایک مقام پر لندھور نے نیزہ کا
تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے مشلول کے نکلگیا غصے مین مثل ابر گرجا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا
خبردار کہکر ہاتھ مارا لندھور نے بڑھ بڑھکے کلائی پر ہاتھ ڈالا مشلول لپٹ پڑا دونون جوان
زمین پر کود ے کشتی ہونے لگی اب مشلول کے ہوش و حواس پراگندہ دلسے کہتا ہی بڑے زبردست
مقابلہ پڑا دیکھیے کیا ہوتا ہی لیکن جان دیے ہوے لڑ رہا ہی کئی مقام پر لندھور اُسکو پکڑ لائے مشلول
نکلا جب وہ لندھور کو پکڑ لایا لندھور مثل برق تڑپ کر نکل گئے صاحب طاقت بہت تھکیت
پھکیت مشلول کو عاجز کردیا مثل برق تڑپ رہا ہی تمین پہر اسی رنگ مین گذرے مشلول
کانپ رہا ہی ہانپ رہا ہی لندھور اُسی تیور سے لڑائی مین مصروف ہین ایک مقام پر لندھور پل
لے دوڑے چاہتا ہی کون حریف زبردست کب تھمنے دیتا ہی کئی مقام پر مشلول نے لنگر مارا لندھور

لنگر بھی اُکھڑ اقتضاے کار اوباش کوہی اُسکے لشکر کا سپہ سالار کھڑا ہوا یہ معرکہ دیکھ رہا ہی خود
سپاہ ان کی کیفیت سے ماہر ہوا کہ اب مشلول شل ہوگیا بیشک جانشین حمزہ زیر کرلیگا اپنے
مالک کو بچاؤ جرأت دکھاؤ یہ بے حیا گینڈے سے کودا تیغہ کھینچکر چھپا پشت پر آکے لندھور کی نعرہ کیا
خبردار او جوان کیا بے ادبی کرتا ہی دور سے گوچر ملک دکھنی نے دیکھا لندھور پر وار کیا چاہتا ہی
وہین سے نعرہ کیا او بے حیا خبردار پھر آوازدی ای آقاے نامدار ہوشیار ہو جائیے اپنے کو اس نامرد
سے بچائیے لندھور اُسکو چھوڑکر پلٹ پڑے مشلول کو تو دھکا دیا وہ چند قدم ہٹ گیا لیکن
اوباش کا ہاتھ چلگیا سر لندھور کے تلوار پڑی بہ اطمینان اُسنے ہاتھ مارا تھا تلوار نے خوب
کاٹا سر پر سینہ تک آ پہونچے تیغہ اُس نامرد کا تا دوابروے لندھور کے پہونچا لندھور نے دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکلگیا چادر
خون کی چہرے پر آئی اِدھر سے اہالیان فوج لندھور دوڑ پڑے مشلول بھی گینڈے پر سوار ہوا
سب کوہی ایسے لپٹا کے آ پڑے لیکن لندھور نے اوباش بدقماش کو ہٹنے کی مہلت نہ دی اتنا
بڑا زخم کھا کے لپٹ پڑے کوٹے پر لادکر بار اچھالی پر چڑھکر سر کھینچ لیا لیکن نکان سے غش ہونے لگے
تھے سر اُٹھانے چاہا تلوار ٹپک گر کون تھرا کر گرے غش ہوگئے الیاس ہندی نے پلٹکر دیکھا سوار دوڑے
لیجا یارو آقا تمھارے غش ہو گئے سوار گھوڑون سے کودے لندھور کو اُٹھاکر ہوا پر ڈالا تین لاکھ
کوہی لیکر مشلول فوج لندھور پر آ پڑا یہ بارہ ہزار وہ تین لاکھ بڑی خرابی یہ کہ افسر زخمی ہو چکا مثل
مشہور ہی لشکر بے میر گلہ بے فقیر فقیر بے پیر ترکش بے تیر بیکار ہی ہرچند جوانان ہندی جری بہادر
صف شکن تیغ زن لڑے بھرے کٹے بچھے خانہ جنگیان جھیلے ہوے کوہیون سے خوب لڑے
لیکن لوہے کی دیوارین آراستہ ہوگئین اگر ایک کو مارا دس سے مقابلہ پڑا انکے دس قتل ہوے فوج مین
کمی ہوئی انکے دو کے مارے جانے سے لشکر مین برہمی ہوگئی ہرچند چاہا کہ قدم نہ ہٹائین مثل
نقش پا مٹ جائین لیکن جب گوچر ملک دکھنی بھی زخمی ہوا اُسوقت الیاس ہندی نے پکار کر
آوازدی یارو افسر کو بچاؤ اب نکل چلو ایسا نہو کوہی آقاے نامدار کو بلوہ کرکے گرفتار کرلین پھر
بڑی مشکل ہوگی جوانان صف شکن نے آوازدی کیا مجال ہی کہ ہماری زندگی مین ہمارے افسر پر
کوئی ہاتھ ڈالے یہ کہکر جوانان صف شکن نے کمان ہاے کیانی کاندھون سے اُتارین تیرون کی
بوچھار کرنے لگے کوہی پیچھے ہٹے اِس طور سے لڑتے بھڑتے اپنے آقا کو لیکر طرف صحرا کے چلے جب کوہی

زیادہ بلوہ کرتے ہین دس بیس جوان سرفروش جام بادۂ جرأت کا جوش صف سے نکلکر آگے بڑھتے
ہین کوہیون کو روکا اڑنے لگے ساتھ والون سے آواز دی آقا کو لیکر بڑھا اور جمکر لڑے دس بیس نے
سو دو سو کو مارا سنان ہاے نیزے نے سینے ملا دیے رسالے کے رسالے بھگا دیے اپنی جان دی
کوہیون کو آگے نہ بڑھنے دیا کوہیون نے جب دیکھا لندھور کو نہ پاسکینگے پردۂ شب بھی بیچ مین حائل ہوا
چادر ظلمانی نے اِن شکست خوردہ کی پردہ پوشی کی شب تیرہ و تار مین ایک جانب نکلگئے خیمے خرگاہ چھٹے
مال و اسباب رہگیا نقد جان کو غنیمت جانا الیاس ہندی عیار گوجریاک وقعی سردار لندھور
کو عالم غش مین لیے ہوے اک صحراے پُر ہول مین پہونچے سایۂ نخلستان مین اُتر پڑے مگر حیرانی و پریشانی
اور بے سامانی نہ بارگاہ نہ خیمہ کچھ کمل وغیرہ تان لیے لندھور کو اُس مقام پر اُتارا اپنے ہاتھ سے
بٹھکر زخم دوزی کی بڑی رات گئے لندھور کی آنکھ کھلی دیکھا ساتھ والے زخمدار بیقرار اشکبار
اپنے کو اِس حال پُر ملال مین پایا غصے مین کانپنے لگے ہونٹ کاٹ لیے کہا اے الیاس ہندی
تم مجکو لیکر کیون بھاگ آئے اِسی وقت میرے ہاتھی پر مجکو سوار کرو سامنے لشکر دشمن لیجا کر چھوڑ دو گھسکر بارگاہ
مین اُس بے حیا کو مارونگا یا اپنی جان دونگا ذلت گوارا نہ کرونگا الیاس ہندی نے عرض کی
انشاء اللہ آپ شب کو تامل فرمایئے بوقت سحر جو کچھ راے اقدس مین آئے اسطرح کاربند ہوجیے اور
نہ دردمند ہوجیے اتفاق ہے اکثر صاحبقران نے شکست کھائی انتہا کی پریشانی اٹھائی انشاء اللہ اگر
وہ بے حیا اُسی مقام پر ٹھہرا چلکر مقابلہ کیجیے اگر طرف لشکر لقا کے گیا آپکا حریف ہے آپ ہی اُس سے
مقابلہ کرینگے الیاس ہندی نے یہ چرب زبانی کی لندھور کو سمجھایا غصہ جو کیا غش آگیا یہان تو
یہ کیفیت ہے لیکن مشاول کو بھی لڑائی کو فتح کرکے بہت خوش ہوا ساتھ والون سے کہا اسی وقت
کوچ کرو بس لشکر حمزہ مین یہی ایک سردار تھا وہ مارا گیا ہندی لاشہ لیکر بھاگ گئے [illegible]
اب جا کر لشکر حمزہ کو اِسی طرح تباہ کرونگا شمار کرو کسقدر لوگ مارے گیے دریافت ہوا کہ پچیس ہزار
کو ہی ہاتھ سے ہندیون کے واصل جہنم ہوے الامان کہکر سوار ہوا طرف لشکر صاحبقران کے
چلا یہی خیال ہے کہ جاتے ہی لشکر حمزہ کو مٹا دونگا فتح کرکے قدرت سے ملونگا بھائی صاحب
سلیمان عنبرین ہوے کوہی سے بھی کہونگا کہ ان لوگون سے آپ سالہا سال سے لڑ رہے تھے
یہ کہکر سوار ہوا رات ہی کو طرف لشکر صاحبقران کے چلا یہان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان

بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرما تھے جواہر بن عمرو نے پرچہ اخبار ہاتھ مین دیا مضمون یہ تھا کہ ابھی خبر
دریافت ہوئی لندھور نے ہاتھ سے مشلول کے شکست کھائی ہیدن علوم ہندی شکست کھا کے کسی طرف
نکل گئے یہ پرچہ پڑھ کے صاحبقران بہت گھبرائے مقبل سے فرمایا خدا خیر کرے میرے جانشین پر کوئی
افتاد پڑی جلد اشقر تیار کرو مین خبر کو لندھور کی جاؤنگا یہ فرما کے پشت اشقر پر سوار ہوئے بہرام گرد
بن خاقان چین کو ہمراہ لیا جواہر بن عمرو نے رکاب پر ہاتھ ڈالا بادشاہ سے کہدیا کہ حضور مین برائے
خبر لندھور جاتا ہون لشکر سے ہوشیار رہیے گا لقا ہر وقت درپے آزار ہے فوج سلیمان بے شمار ہے ہر چند
اور سردارون نے عرض کی ہم بھی ساتھ چلین صاحبقران نے نہ قبول کیا صرف بہرام کو مع بارہ ہزار جوانون
کے ساتھ لیا رواروی کر کے چلے اتفاقات قضا و قدر اُدھر سے مشلول کو بھی آتا ہے لندھور نے
اُس صحرائے ہول خیز مین تڑپ تڑپ کے رات کاٹی جیسے ہی ستارہ سحری آسمان پر چمکا لندھور نے ہتھیار لگائے
بارہ ہزار مین سے دو ہزار جوان سیارہ گلشن جنان ہوئے باقی سب زخم دار بیقرار شب کو فاقہ کیا لیکن لندھور
کے کہنے سے اُسی حال پُرملال مین کمرین باندھین لندھور ہاتھی پر سوار ہوا کہا یارو یہ بیحیا جانے پائیگا
اُسی مقام پر جا کر مارونگا یا مجھکو قضا لیے جاتی ہے ساتھ والے بھی انتہا کے پریشان کہتے ہین کہ دیکھین
فلک کیا دکھاتا ہے عجیب حال پُرملال مین آقا نے قصد کیا ہے خدا اہالیان ہندوستان کی آبرو رکھے
اِن نامردون کے مکر و غدر سے بچائے سر کٹ جائے لیکن جرأت مین فرق نہ آئے لندھور نے کجک ماری
فیل ہمونہ تڑپ کر چلا اب حال مشلول کو بھی سنیے رات بھر شراب خواری کرتا ہوا منزل مین کہین مقام نہ ٹھہرا
صبح کو اُسی صحرا مین آ کر پہونچا گینڈے سے کود پڑا سیر صحرائے پر بہار دیکھنے لگا کہ سامنے سے گرد اُٹھی صاحبقران
زمان مع بہرام با فوج قلیل تلاش مین لندھور کی تشریف لائے مشلول کی جو دور سے جمال آفتاب
مثال صاحبقران پر نگاہ پڑی شاطر سے کہا دیکھ تو یہ کون جوان ہین کہان جاتے ہین اسطرف آنے کا
کیا باعث ہوا شاطر بڑھا آگے خبر دی کہ صاحبقران زمان داماد نوشیروان اپنے جانشین کی خبر سنکر نکلے
تلاش کرتے ہوئے آئے ہین ادھر شاطر نے صاحبقران کو خبر دی کہ حضور لندھور کا تو حال دریافت نہین
کہ اُنپر کیا گذری لیکن مشلول مع فوج بیشمار وہ سامنے کھڑا ہوا اُٹھل رہا ہے لیکن غلام نے بارگاہ
لندھور اور اسباب وغیرہ اُسکے ہمراہ دیکھا معلوم ہوتا ہے اُنکو شکست دے کے آیا ہے صاحبقران تو یہ
سنکر ٹھہر گئے اُدھر مشلول نام صاحبقران سنکر چلایا فوراً گینڈے پر سوار ہوا فوجون کے پرے جم گئے

تمام کوہی اپنے اپنے مقام پر تھم گئے مشلول نے یہ کہکر گینڈا ابر بڑھایا کہ یاروان سبکو بھی اسی صحرا مین مارلو
ایک ایک کو للکار تو یہ کہتا ہوا میدان کارزار مین آ کر للکارا اے فرقہ خدا پرستان مین نے لندھور سے
پہلوان کو ٹوک کر سر میدان مارا مال و اسباب سب لوٹ لیا تم مین سے جسے تمنا مرگ کی ہو مقابلے مین آمادہ البتہ
کیے آئے فن سپاہ گری دکھائے صاحبقران نے قصد کیا کہ مین مقابلے مین مشلول کوہی کے
جاؤن بہرام گرد رفیق قدیم صاحبقران عاشق نام لندھور یہ کلمات حسرت آیات سنکر بیقرار ہو گیا
گھوڑے کو بڑھایا صاحبقران زبان سے عرض کی حضور نہین معلوم ہمارے برادر پر کیا گذری
یہ بے حیا کہتا ہے کہ مینے سر میدان ٹوک کر مارا لندھور ایسا جوان تھا نہین معلوم کیا معرکہ گذرا لیکن حقیقت
مین بارگاہ لندھور اسکے ساتھ ہی اسوقت غلام کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا ابھی جا کے سر اڑا دیتا ہون
عوض سر کشی لیتا ہون صاحبقران حال لندھور سنکر ایسے بد حواس ہین بہرام کو جواب دیا آنکھون مین آنسو بھر آئے
بہرام نے مرکب بڑھا دیا صاحبقران تماشا دیکھنے لگے چند کس ملازم بہرام پشت پر جمے ہوئے ہین ہر ایک کا
یہی قول کہ صاحب اگر خدانخواستہ لندھور مارا گیا چراغ ہندوستان گل ہوا بارگاہ سلیمانی مین سناٹا ہو گیا
اُسکے مثل کا سردار کوئی لشکر ظفر اثر مین نہین ہے ظاہرا معلوم ہوتا ہے ملعونہ کہ ان بے حیاؤن نے
اُس شیر دلیر کو مارا یہان بہرام سامنے مشلول کے پہونچا مشلول لاف و گزاف کر رہا تھا بہرام نے
نعرہ کیا او نامرد زبان کو بند کر تیری کیا مجال تھی جو خسرو بلاد ہندوستان پر دست انداز ہوتا سن ملعون
اُس جری پر کیا افتاد پڑی ہین اک ادنی غلام صاحبقران ہون مجھسے مقابلہ کر او بدبخت اپنے ہوش مین آ
سر میدان کچھ فنون سپاہ گری کھلا مشلول نے نیزہ مارا بہرام غم لندھور مین بیقرار تھا سنان نیزہ کو کار
چھر پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا نیزہ مشلول کا ٹوٹا نامرد کا جی چھوٹا قبضے پر ہاتھ ڈالا بہرام کو بڑا غصہ تھا
منظور ہے لپٹ پڑون کمر مین ہاتھ دیکے اٹھا لون اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا بہرام نے اسی ارادے سے مرکب بڑھایا
وہان پر ہوش خانہ تھا مرکب بہرام نے سکندری کھائی مشلول کی تلوار سر پر گری سر بہرام زخمی ہوا
بہرام نے داستانہ مارا تیغہ کٹ گیا لیکن دریائے خون مین نہایا جی داری کر کے ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے خالی
دیا سر بہرام جھکا چاہا سر کاٹ لون صاحبقران کو تاب نہ باقی رہی وہین سے جھلا کر نعرہ کیا او نامرد
کیا کرتا ہے خبردار صید زبون پر ہاتھ نہ ڈالنا سر اسر مردی کے خلاف ہے زخمی پر ہاتھ اٹھانا مین آپہونچا نعرہ صاحبقران

ہشتم اختر برج عز و جلال	ہشتم ماہتاب سپہر کمال	سمندون بہ بیشم فراری شدہ

ہم عفریت از تیغ عیاری شد ہمہ شہر آباد اسلام شد	ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف کہ صاحبقران در جہان نام شد	سلیمان کو جب لقب شد بہ قاف نعرۂ صاحبقران سے زمین

ٹھہرائی مشلول رکا صاحبقران نے بیچ مین مرکب ڈالدیا بہرام کو ہٹایا سامنے مشلول کے سینہ سپر کردیا فرمایا او مشلول سچ بتا کہ میرے جانشین پر کیا گذری مشلول نے کہا یا صاحبقران اپنی جان بچائیے سامنے سے ما بدولت کے ہٹ جائیے مین نے سر سیدان لندھور کو مارا ملازم تیکے ہندی لاشہ لیکر طرف صحرا کے بھاگے ہین پیچھا نہ کیا اب چلا تھا کہ جاکر آپ کے لشکر کو تباہ کرون قدرت کی قدمبوسی حاصل ہو تو نگو تا با خبر ہو بچاؤن مگر قضا آپ کی دامنگیر تھی کشان کشان میرے سامنے لائی حال لندھور سنکر آنکھون کے نیچے صاحبقران کی اندھیرا آگیا فرمایا او بے حیا دور ہو سامنے سے نہین معلوم تو نے کسطرح گھیر کر لندھور کو مارا لیخدا اگر لندھور پر یہی گذری جو تو کہتا ہے اگر سپوۂ دنیا مین ایک کو ہی باقی رہجاے مجکو صاحبقران زبان کہنا لندھور کے خون کے بہت دعوے دار ہین تجکو مہلت نہ ملیگی مشلول کہ رہا ہے کہ یا صاحبقران مجھے آپ پر رحم آتا ہے آپ بڑے من چلے ہین کہ مجھ ایسے دلیر کے مقابلے مین آئے لیکن درگذر کرتا ہون جسطرف جی چاہے نکلجائیے مین تعرض نہ کرونگا اگر ہوس سلطنت ہے میری اطاعت کیجیے اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا علاوہ لشکر کے اب تو اپنے ملک سے کوچ کر کے چلا آیا ملک گیری کرونگا ہر مقام کی سلطنت آپ ہی کو دونگا تجھ ایسا بادشاہ مجھ ایسا سپہ سالار ہو تمام عالم مین کھلبلی پڑجاے کوئی مقابلہ نہ کر سکے صاحبقران ان باتون پر بہت ناخوش ہوے فرمایا کہ او بے حیا کیون بیہودہ بکتا ہے مقابلہ کر یاوہ گوئی سے کیا فائدہ ہین قوت بازو کے قائل کی اطاعت کرون شرم نہین آتی تجھ ایسے ہزار ہا غلامان حلقہ بگوش لشکر مین موجود ہین فوجین مور و ملخ سے افزود ہین جو ہو سکے قصور نہ کر جب تو مشلول کو ہی تیغہ کھینچے ہوے بڑھا کہا اس تلوار نے لندھور و بہرام کے خون کا مزا چکھا ہے اب تمھارے قتل مین کوتاہی نہ کریگی مدت سے پیاسی ہے شکم خالی خون سے بھر لیگی خبردار خبردار کیکے ہاتھ مارا صاحبقران کو آنکھون سے سوجھتا نہ تھا آنکھون پر غم لندھور مین پردۂ غفلت کلمات سخت و سست سنکر جوش دریاے جرأت مین باڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا دوسرا دست حق پرست بڑھایا کمر زنجیر مین ڈالکر نعرہ کوہ شگاف کیا قاش زین سے مشلول کو ہی کو اٹھالیا سر سے بلند کیا تین لاکھ کو ہی دوڑ پڑے صاحبقران کو سنبھلنے نہ دیا چار طرف سے تلوارین

پڑنے لگین بہرام نے بھی زخم کو باندھا فوج ظلیل کو ساتھ لیکر جھپٹا صاحبقران نے ہرچند چاہا گھوڑے
سے کود دون مشلول کی مشکین باندھون مگر نہوا چار طرف سے کوہی ٹوٹ پڑے صاحبقران زخمی
بھی ہوے کمر زنجیر مشلول ہاتھ سے چھوٹی زمین پر گرا چہار طرف سے کوہی ٹوٹ پڑے ہاتھون ہاتھ
اٹھا لیا چونکہ نامرد زخمی ہوا تھا پھر گینڈے پر سوار ہوا لڑنے لگا صاحبقران یہان شیرانہ نہنگانہ پلنگانہ جنگ
مین مصروف ہین ہنگامہ گیرودار بلند لیکن لشکر کوہیان بے حد ہے وہ ہی صاحبقران پر بہرام زخمی ہو چکا
ساتھ والے جابجا گھر گئے صاحبقران ہرچند کد و کوشش کرتے ہین لیکن تا بہ مشلول کوہی نہین ہوتے
نہایت پریشان ہین ہمراہیان بہرام کئی سو جوان خشم زدہ مین سیار گلشن جہان ہوے صاحبقران انتہا کے
حیران و پریشان ہوے ساتھ والون کو بچائین کہ اپنے بچانے کی فکر کرین متردد و متوحش بہرام دیکھتے ہین
زخمداری مین لڑ رہا ہے انتہا کا زخمی ہوا ہے لیکن لڑائی سے منھ نہین پھیرتا کوہیون پر شیرانہ جا پڑتا ہے صاحبقران
اسی انتشار مین تھے کہ صحرا سے گرد اڑی سامنے آگرد امن گردش گافتہ ہوا خسرو بلاد ہندوستان جانشین
صاحبقران لندھور بن سعدان فیل میمونہ مبارک پر سوار ساتھ والے زخمدار بیقرار لیکن اپنے آقا کے ساتھ
چلے آتے ہین صاحبقران لندھور کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوگئے آواز دی ای جانشین من صدائی
ہم تمھارے غم مین بہت بیقرار تھے یہ بے حیا کہتا تھا کہ قتل کر کے آیا ہون یہ سُنکر لندھور نے ڈپٹ کر
نعرہ کیا نعرہ بلا جزیرہ ہاے دریا را اگر قسم تا بہ ہندوستان بہ اگر نام منے دانی منم لندھور بن سعدان
او مشلول کوہی خالو پرست بدمست جسکو تو نے قتل کیا تھا وہ آپہونچا انشاء اللہ ہمارا مردہ بھی تجھ پر بھاری
مقابلے سے مردان عالم کے عاری ہوگا مشلول نے جو لندھور کو آتے ہوے دیکھا گھبرا گیا کہا یار بڑا
سخت جان ہے مین سمجھا تھا مار اگیا نہین معلوم کیونکر بچا لندھور ہندیون کو لیکر آگرا برق شمشیر ہندیان چمکی
ندی خون کی بہی صدا لے الامان بلند ہوئی لیکن خرابی یہ ہے کہ ساتھ والے لندھور کے بھی زخمدار صحرا
آب و دانہ ممکن نہین ہوا لیکن سب شیر خشم صاحب قہر و خشم لندھور نے گرز خردی مروی اٹھایا جس پر وار
مرکب و راکب ملگئے سوائے خون کے نشان کے کچھ اور نہ معلوم ہوتا تھا آسمان سے خون برستا ہے
نعرہ جوانمردان برق شمشیر کی چمک کمانون کی کڑک طائران تیر اُڑتے پھرتے ہین مثل مور و ملخ گرتے ہین کشتے
پھڑک رہے ہین سوار جو مارے گئے ہزار ہا مرکب قتل پیادے بیکل قریب پھکری ہر نقارون پر چوب ٹھنکی
صاف ظاہر ہے شمشیر زنی سے صاحبقران کی کوہی پریشان علمون نے بال کھولدیے ہین یا سرو قد تعظیم کو اٹھے ہین

لندھور لڑتا بھڑتا قریب مشلول پہونچا مشلول نے جو لندھور کو آتے دیکھا پلٹ پڑا لیکن بیچ میں دو
چار ہزار کوہی آ گئے اُنسے تلوار چلنے لگی لندھور چاہتا ہے دریائے فوج کو جھیلوں جان پر کھیلوں
اس نامرد کو جھپٹ کر ماروں کوہی نہیں ہٹتے دل کے دل بادل کے بادل فوج کی پلٹنیں سامنے سے
اسی مقام پر ہجوم کیا صاحبقران بھی لڑتے ہوے اسی جانب آتے ہیں مجمع فوج سے مہلت نہیں ملتی
ساتھ والے لندھور کے بھی جابجا گھر گئے ہیں یکایک صحرا سے گرد اڑی اقران کوہی بیٹا مشلول کا
برائے شکار صحرا میں آیا تھا اُسنے خبر پائی کہ میرے باپ نے لندھور کو مارا لشکر کشی کر کے
بر سر لشکر اسلام گیا ہے ساٹھ ہزار فوج لیکر چڑھ دوڑا اُسوقت آکر پہونچا دور سے دیکھا باپ میرا
لڑ رہا ہے فوج کوہیوں کی بے حساب دو جوانان صف شکن بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہیں اقران
کوہی نے وہیں سے نعرہ کیا اے والد نامدار نہ گھبرایئے بابدولت بھی آ پہونچے اِس بے حیا کی آمد دیکھکر
صاحبقران زیادہ گھبرائے حقیقت میں افراط عدو آ کر گرا ہمراہیان صاحبقران پر بڑی بھیڑ پڑی
جابجا متفرق ہوے کہیں دو گھرے پانچ ہزار میں کہیں بیس بیس ہزاروں کا مجمع یہاں فوج قلیل اس طرف
کوہیان ذلیل نے مردان عالم کو گھیر لیا ہے چار چار کوہیوں نے ملکر ہر ایک جوان کو مارا اب صاحبقران
و لندھور بہت پریشان ہوے دور سے صاحبقران نے دیکھا ٹانکے زخم لندھور کے ٹوٹ گئے سر سے
خون جاری ہے لیکن جھوم جھوم رہا ہے قبضہ شمشیر ہندی چوم رہا ہے اس حال میں بھی جس غول پر جا پڑا لاش پر لاش گرا دی ہیں
ہلادی یہ حال دیکھکر طرف آسمان کے نگہ کی دعا کی اے مالک زمین و زمان اے خالق دو جہان اے حکیم و علیم
اے سمیع و بصیر تیرے بندوں کو بچا لے اس جنگ میں فتح نصیب ہو لندھور بھی دعا مانگ رہا ہے سب
ہندی بیقرار ہر طرف سے صدائے یا رب یا مستغیث بلند ہے ہر شخص اپنی زندگی سے ناامید ہے یہ بھی خوب یقین ہے
اگر ان نامردوں کے ہاتھ مارے گئے بہشت بریں مقام ہوا دنیا میں نام ہوا اگر بچ گئے غازیان دیندار و مجاہدان
تہور شعار کی فرد میں نام مرقوم ہوگا لیکن زندگی سے مایوس تھے موت کا سامنا کوہیوں کا انبوہ اقران نے آکر قیامت
برپا کر دی ہزارہا بندگان خدا قتل ہوے صاحبقران نے جو بلک کر دعا کی مجاہد راہ خدا کا در اجابت
وا تھا فوراً دعا قبول ہوئی سعادت حصول ہوئی آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی زمین کا [illegible]
نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش برائے شکار جاتا تھا فوج دیوان خونخوار ہمراہ تخت یاقوت نگار پر
سوار پہلو میں عیار طرار پھریرے علمہائے زنگاری کے کھلے ہوے بیرق ہائے زرافشانی دیوزادوں کے

ہاتھ مین سائبان زر دوزی کئی ہزار گز کا چوڑا مثل ابر گہربار سر پر نقابدار کے کھنچا ہوا باز سفید سر پر
سایہ فگن مثل برق چمکتا ہاتھ کاندھون پر دیوزادون کے سواران نقابدار سوار ایک بہادر جرار
نامی نامدار جوانان عالی وقار قضائے کار ہنگامہ گیر ودار کی صدا کان مین نقابدار کے پہونچی جھوکا
یہ سانحہ عبرت خیز دیکھا عیار نے سر پیٹ لیا کہا ای صاحبقران عصر دیکھیے غضب ہوا صاحبقران اعظم
لشکر کا قران مین گھرے ہین لیکن ماشاء اللہ کس جرأت وشوکت سے لڑ رہے ہین نقابدار کی جو نگاہ
پڑی گھبرا گیا فوج دیوان کو اشارہ کیا جلد سامنے سے ہٹ جاؤ مرکب ہوا از زمین پر اتارو دیوزاد درندے
ایک چشم زدن مین جوانان صف شکن کو کاندھے سے اتار مرکب آنکھ سامنے کیے آپ بھاگ کر طرف صحرا کے
گئے یکا یک تیرہ وتار تھا کہ چمک کر سامنے سے نکل گیا نقابدار بھی بہ تعجیل تمام پشت مرکب سے جستی ہو سوار ہوا
تیغہ برق مثال کو بنام انتقام سے لیا بارہ ہزار سواران جرار نے نعرہ کرکے آگے بڑھ آواز دی باشید
ای کفاران بے حیا وای نابکاران پر دغا ہر کہ داند داند وہر کہ نہ داند بشناسد منم نقابدار زرین پوش
صاحبقران عصر تسخیر کن بحر وبر کشندہ دیوان قاف ہزیمت مصاف ایسے کلمات جرات آیات کہکر
کوہیان مین دھنسا شمشیر زنی کرنے لگا ساتھ والے بارہ ہزار کس لطف سے لڑے جابجا تہلکے پڑ
صدائے الامان آنے لگی صد ہا علم قلم کیے عیار نقابدار الشتابی کرتا ہوا اڑ رہا ہے سر پر نقابدار کے
باز سفید جنگ مین بھی سایہ فگن ہے مثل عاشق جانباز دیکھ رہا ہے چشم زدن مین نقابدار نے فوج کو تار تار
کردیا سب سے زیادہ اقران کو ہی ملتا ہوا پھرتا تھا نقابدار نے ایک مقام پر ڈھٹا آواز دی ار
نامرد تجھکو افسوس نہ آیا تیرے باپ کی فوج کیا کم تھی کہ تو بھی آکر شریک ہوا صاحبقران دور سے جنگ
نقابدار کو ملاحظہ فرما رہے ہین فرماتے ہین ای جواہر بن عمرو ایسے وقت پر اس نقابدار نے
مدد کی کہ دل سے فتح کی امید اٹھ گئی تھی ہر مقام پر صبد گرد فر آیا جاہ وجلال دکھایا جرأت وشوکت
مین بھی بے نظیر ہے زیر نقاب چہرہ زیبا رشک ماہ منیر طور صف شکنی طریقہ شمشیر زنی دنیا سے نرالا معلوم
ہوتا ہے بڑے بڑے معرکے جھیل چکا ہے لیکن مقام حسرت یہ ہے کہ یہ جوان دوست بھی دشمن بھی راہبر بھی
رہزن بھی مگر خون رگون مین جوش مارتا ہے جی چاہتا ہے جا کر گلے لپٹا لون ہر ضرب پر تحسین وآفرین کہتا
میرے دل کو اس جوان صف شکن سے محبت ہے یکہ تاز میدان جلالت ہے وہ دیکھو صفون کو درہم برہم کرتا
ہوا سامنے اقران کے پہونچا اقران بھی جوان زبردست ہے خدا اس شیر صولت کو بچائے اس

جرأت کو روز سیاہ نہ دکھائے یہ فرما کر خود بھی لڑتے بھڑتے اُسی جانب چلے اُدھر سے نقابدار زرین پوش نے بھی دیکھا کہ صاحبقران اعظم بصد کر و فر بصد جاہ و حشم لڑتے بھڑتے اسی جانب آتے ہیں اب تو اقران کوہی سر چاڑ اور وہ بھی بے حیا پلٹا تلوار چلنے لگی کئی ہاتھ اقران نے نقابدار پر لگائے نقابدار اُسکے تیغہ گرانبار کو مثل پھول کے روک لیتا ہے اُسی طرح جواب دیتا ہے ایک مقام پر کسنے ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر کانٹھا صاف معلوم ہوا دو برقین آپس میں لپٹ گئیں لیکن نقابدار نے الجھاوے سے ہاتھ کو نکالا خبردار خبردار کہکے چار پہر مرکب کو گدگدایا مرکب سہ حشمی نے دونوں ٹاپین سر پر اُسکے گینڈے کے رکھدین اب نقابدار نے دست حق پرست بلند کیا نعرۂ تکبیر کرکے ہاتھ مارا برق شمشیر تڑپ کر گری سپر کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے سر پر گری خود کو کاٹا مع مرکب زاکب چار ٹکڑے ہوئے فوج کوہیان میں ہنگامہ ہوا ساتھ والوں کے رنگ کٹ گئے آواز الامان الامان آنے لگی دور سے مشلول کوہی نے دیکھا پارۂ جگر کے دو ٹکڑے ہوئے آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا مثل رعد گرجا قصد ہوا جاکر نقابدار پر برس پڑوں قاتل کو اپنے فرزند کے مہلت نہ دوں للکارتا ہوا چلا ادھر سے نقابدار نے مرکب بڑھایا دور سے یہ معرکہ لندھور بن سعدان نے دیکھا کہ افران کوہی کو نقابدار نے مارا اب مشلول پر جاتا ہے فیل ہیونہ مبارک کو بڑھایا مشلول کو ڈانٹا او نامرد ازلی و ابدی مجکو تو نے قتل ہی کیا ہوتا مجھسے آکر مقابلہ کر وہ جوان ملک الموت جان کا فران ہے اپنے زمانے کا صاحبقران ہے مشلول ادھر پلٹا بیچ میں صفین تھین لندھور نے اُن صفوں کو بہ صفائی توڑا کئی کمیدان رسالداروں کو مارا اب مشلول و لندھور سے مقابلہ پڑا ایک طرف سے صاحبقران لڑتے ہوئے آئے ایک طرف سے نقابدار بھی پہونچا اگر کسی ور کوہی نے قصد کیا لندھور کو روکین کسی کو صاحبقران نے مارا کسی کو نقابدار بہادر نے للکارا خوب اس مقام پر کشت و خون ہوا ہزارہا لاشے زمین پر تڑپ رہے ہیں ان شیروں کے وہ چھوٹے کے ہاتھ چلے کوہیوں کے جی چھوٹ گئے بھاگتے راستہ نہیں ملتا گھبرا رہے ہیں کبھی پونے دو سو خداؤن کو پکارتے ہیں بدحواس عالم یاس نام نقابدار سے تھرآتے ہیں کبھی کہتے ہیں یارو یہ برقع پوش کہاں سے آیا ان لوگوں کی مدد آسمان سے بھی آتی ہے ظالم نے اقران ایسے قوی بازو کو کس زور و شور سے مارا اب بھی شمشیر زنی کر رہا ہے صفوں کو درہم و برہم کر دیا افسروں کو تاک تاک کے مارا یہی باعث

شکست ہو اُسکی فوج مین بند و بست ہو اس عرصے مین لندھور قریب مشلول کے پہونچ گیا صاحبقران
اعظم کو بھی یہی منظور ہو کہ اسکے ہاتھ سے میرے جانشین نے شکست کھائی تھی خدا لندھور کو اسپر غالب
کرے غم و الم لندھور کا ہر طرف ہو مشلول نے بڑھکر لندھور کو ہاتھ مارا لندھور کو انتہا کا غصہ
تھا قطرات خون بھی سر سے ٹپک رہے تھے آنکھون کے نیچے اندھیرا جان دیگر ہاتھ بڑھا دیا بقدرت
پروردگار کلائی پر اُسکی ہاتھ پڑا لندھور نے چاہا تلوار چھین کر پھینکدون اُسنے زرہ پر ہاتھ ڈالدیا
اُسوقت نقابدار و صاحبقران یمین و یسار لندھور تیغ جنگ کر رہے ہین کسی کو ہی کو نہین آفریندہ
اُڑتے پھرتے دونون زمین پر کودے کشتی ہونے لگی مشلول لپیکر بھی افسر نامور کو لی کسی مقام سے نہین گرا
سامنے کے داو پیچ ہو رہے ہین دستیان ساتھ زبردستی کے چل رہی ہین یہ بڑا فرق ہو کہ سر لندھور
زخمی وہ تازہ دم کوئی زخم ابھی تک نہین کھایا جب لندھور کو ریل کر وہ لے دوڑتا ہو صاحبقران
پریشان ہو کر آواز دیتے ہین ای لندھور بن سعدان ای خسرو بادہ ہندوستان دیکھو بھی حریف زیادتی
کرتا ہو اپنے کو سنبھالو اب پیچھے نہ ہٹو ان کلمات پر نقابدار آواز دیتا ہو یا صاحبقران اعظم دل چال
لندھور دو دن سے بے آب و دانہ ہے زخمی حواس مین اختلاف لیکن ابھی تو سے خدا آپ کے جانشین کی
اگر خلاف مزاج نہو مین کود کر گھوڑے سے مقابلہ کرون اس جنگی کوہی کو سزا دون صاحبقران اعظم
فرماتے ہین ای نقابدار بہادر ہمارے قاعدے کے سراسر خلاف ہو ایک سے دو ملکر کیونکر لڑین
اب دعا کرو خدا میرے جانشین کی آبرو رکھے نقابدار رطب اللسان تعریفین کر رہا ہو کہتا ہو دیکھا
نے آپکا بڑا مرتبہ دیا کیا رفیقان جانباز ملے لیکن اب یہ سب ہمارے قبضے مین ہونگے بانہاے
صاحبقرانی حضور سے لونگا صاحبقران نے ہنسکر فرمایا ای نقابدار بہادر آو ایک طرف ہمارے
تمہارے کشتی ہو نیزہ چلے تلوار کھنچے آج ہی فیصلہ ہو جاے بانہاے صاحبقرانی یون نہ ملینگے مقابلہ
کہتا ہو بھلا حضور اسوقت کیا موقع ہو لشکر دشمن دباؤ ڈالیگا صاحبقران فرماتے ہین کیسا دوست و
دشمن جب شیر بھرے پھرتے ہین رکتے نقابدار نے سر جھکا لیا کہا حضور بانے تو ضرور لونگا لیکن
چاہتا ہون حضور سے نہ لڑون آپ کے لشکر مین جو سب سے زبردست ہو اُس سے لڑا دیجیے
آپ تماشا دیکھیے اگر میدان غالب آؤن جرأت دکھاؤن بانہاے صاحبقرانی حضور سے پاؤن
ورنہ جا کسی گوشہ عافیت مین بیٹھ رہون پھر ایسے کلمات مہملات زبان پر نہ لاؤن صاحبقران

اعظم نے فرمایا ای بہادر مجھے تو اپنے قوت بازو پر ناز ہی مین خود حاضر ہون نقابدار خاموش ہو رہا
اشارے مین عیار سے کہتا ہی دیکھو بڑھاپے مین یہ غصہ ہی ٹیڑھی بات نہین سُن سکتے اسی وقت موجود
ہین عیار نے چپکے سے کہا خدا انکو سلامت رکھے دین اسلام کی آبرو ہین فراش راہ دین اسلام
صاحبقران عالی مقام سرکوب کافران قاتل دیوان داماد نوشیروان حقیقت مین انکا مثل
نہین ہی حضور بڑی مشکل سے بانے ملینگے طبقے زمین کے ہلینگے لڑائی کو ملاحظہ فرمائیے ایسا نہو لندھور
پر کوئی اور آپڑے گرہون نے پھر مجمع کیا سب افسر ملکر آتے ہین ڈرانے کو باجے بجاتے ہین دیکھیے سب
بڑھے چلے آتے ہین نقابدار نے کہا کیا مجال خود صاحبقران زمان سامنے موجود ہین یہان لندھور
ومشلول سے کشتی ہو رہی ہی ایک مقام پر مشلول لندھور کو لے دوڑا سات قدم پر آکر لندھور نے
لنگر مارا مشلول اوپر آکر چھایا بڑے بڑے زور کیے لنگر مین لندھور کے حرکت نہوئی کانپنے لگا
لندھور اپنے مقام سے مثل شیر غضبناک اُٹھے ریل کرتے دوڑے مشلول چاہتا ہی تھمون نہین تھم سکتا
یون آتا ہی جیسے تپا باد تند مین اُڑتے اکیس قدم لندھور ریل کر مشلول کو لائے دیکھنے والون کے
ہوش اُڑ گئے ہر دوست و دشمن کا یہی قول ہی کہ بار و لندھور جانشین صاحبقران بادشاہ
ہندوستان جنگ دیدہ کار آزمودہ آٹھ پہر سے بے آب ودانہ ہی اسپر یہ کیفیت واہ ری
جرأت گرگ لندھور مشلول کو ہی پر چھا گیا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا صدائے تکبیر بلند کی پہلے زور مین
تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین اُس خود سر کو سر سے بلند کیا ساری سرکشی
بھولا چاہا دھر لندھور کا آڑا دون لندھور نے داہنا قدم آگے بڑھایا بایان پیچھے مشلول کو چرخ دیا زمین پر
مارا اُسنے قصد کیا مونڈھے کی کھا کر سنبھلون لندھور نے دوڑ کر ٹھوکر ماری گرد برد چارون شانے
چت لندھور کود کر چھاتی پر اُس حال مین فرمایا کہ شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی مشلول نے جواب
سخت دیا لندھور سُنتے ہی غصے مین اُٹھا ایک پانون اُسکا دونون پانون سے دبایا ایک کو تھام کر جھٹکا
مارا مثل کرباس کہنہ چیر کر پھینک دیا لیکن بہ سبب خمداری کے آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا لہرا کر
گرا بیہوش ہو گیا ہندی دوڑ پڑے ہاتھون ہاتھ لندھور کو اُٹھایا فیل میمون مبارک پر ڈالدیا
کوہیون مین غلو بلند ہوا یارو ہمارا افسر مارا گیا لڑ بھڑ کر ان سب کو مار لو فوجون نے بلوہ کیا چاہا
لندھور کو چھین لین ہاتھی کے قریب آئے صاحبقران نعرہ کرکے پہونچے ہاتھی کو پشت پر لیا

سینہ سپر کردیا ایک طرف سے نقابدار آ کے گرا لشکر بے سردار کیا اڑ سکتا تھا شمشیر زنی نقابدار کی سردار
بھی بڑے لطف سے لڑ رہے ہیں عیار نے سیکڑوں کو حقہ آتشبازی سے جلا دیا آخر تاب نہ لا سکے
لاشہ مشلول مع اقران کا اٹھا لیا اس صحرا کو مقام پردہ پوشی سمجھ کر بھاگے صاحبقران نے
پیچھا کیا نقابدار بھی دور تک آیا صاحبقران نے آواز دی بس بھاگنے والوں کا پیچھا نہیں کرتے
صاحبقران کے رکنے سے سب ٹھہر گئے لیکن نقابدار مرکب اڑاتا ہوا سامنے صاحبقران
کے آیا عرض کی یہ جان نثار رخصت ہوتا ہے صاحبقران نے فرمایا اب کہاں جائیگا
بانہارے صاحبقرانی تو لیتے جائیے اب میرے ساتھ چلیے کوہ عقیق پر مجمع عالم انبوہ خلائق ہے
بڑے بڑے پہلوان گردن کش موجود ہیں سب تماشا دیکھینگے انصاف ہو جائیگا قلب
تسکین پائیگا روز کا جھگڑا مٹے آپکو خیال جرأت مجکو ملال شوکت یوں فیصلہ ہوگا نقابدار نے
دست بستہ عرض کی اگر حضور کو یہی منظور ہے حاضر ہونگا اب تو سر دست مجکو ضرورت ہے
ایک مقام کی مہم درپیش ہے پھر کسی وقت آؤنگا صاحبقران نے فرمایا اے نقابدار بہادر یہ تو
ظاہر ہے کہ تم ہمارے محسن ہو بڑے بڑے مقامات پر مدد کی ہے ممنون و مشکور ہوں لیکن چاہتا ہوں
اپنے کو ظاہر کرو نام نامی اسم گرامی کیا ہے کس گلستان بے خزاں کے گل ہو کس آسمان شجاعت کے
ماہ کامل کس پایہ جرأت کے نہنگ کس بیشے کے پلنگ ہو ہمیں تمہارا بڑا اشتیاق ہے پردۂ قاف کے
بھی حالات سنے کہ اکثر قہقہہ حبشی کی فوج سے لڑے کرتب کو شکست دی اکثر دیوان قاف نے جرأت
و شوکت تمہاری بیان کی امتحان ہمارے تمہارے ضرور ہوگا ہم تو چاہتے تھے ہمارے ساتھ تشریف
لے چلیے مقابلہ ہو جائے مدت سے یہ امر یوں ہی معطل چلا آتا ہے یہ کیفیت فیصلہ ہو جائے نقابدار
سر جھکائے کھڑا رہا جو کچھ صاحبقران نے فرمایا بگوش ہوش سنا عرصہ تک سر دھنا سوچ سوچ کر
جواب دیا اے شہریار ہوس تو مجکو بھی یہی ہے کہ میرے آپکے فیصلہ ہو جائے یہ جھگڑا انجام پائے
لیکن فی الحال ناممکن ہے میں وقت پر حاضر ہونگا ایسا ہی مقام پر مقابلہ ہوگا کہ عالم عالم دنیا
دنیا دیکھے اور نام اپنا تو میں ابھی ظاہر نہیں کر سکتا اس سے معاف فرمائیے اس مقدمہ میں تو کچھ کہیے
آپ نے محسن فرمایا یہ بندہ نوازی ذرہ پروری ہے میری کیا مجال ہے کہ میں حضور پر احسان کروں وقت پر
حاضر ہوا جان نثاری خدمتگزاری جہاں تک ہو سکی بجا لایا بندگان عالی کا یہی کام ہے یہ ارشاد

حضور کا مجکو ممنون و مشکور کرتا ہی یہ کہکر لقا بدار پلٹا کہا اب مین رخصت ہوتا ہون یہ کہکر پشت
مرکب پر سوار ہوا فوج کو آراستہ کیا عیار نے آواز دی دیوان قاف حاضر ہوے اُسی طرح جوانون کو
اپنے کاندھے پر سوار کیا تخت یاقوت نگار پر لقا بدار سائبان زر لفتی کھینچا بار پھی باز نہ آیا اُس
نقاب اوج جرأت کے سر پر سایہ فگن ہوا اُس عظم و شان سے لقا بدار عالی مقدار نوبت نقارے
بجاتا ہوا روانہ ہو گیا لندھور بن سعدان بیہوش تھا شام قریب تھی صاحبقران نے بہرام کو
حکم دیا اسی وقت بارگاہ استاد کرو شب اسی مقام پر بسر ہو لندھور کی زخم دوزی کرنا واجب لازم ہی
شکر ہی کہ مین نے اسکو صحیح و سالم پایا ملازمان لندھور و بہرام نے بارگاہ استاد کی یہ دونون ہی
جو مارے گئے مال بھی بہت کچھ دستیاب ہوا سب ہندی چینی تھکے ماندے زخمی اپنے اپنے مقام پر آکر
فروکش ہوے علاج ہونے لگے صاحبقران نے آکر زخمون مین لندھور کے ٹانکے دیے بعد فراغ
امور ضروری آرام فرمانے کا قصد ہوا کہ صاحبقران کو یاد آیا فوراً جواہر بن عمرو کو بلایا کہا اے
جواہر ہم لشکر سے چلے آئے ایسا نہو بادشاہ جمجاہ انتشار مین سوار ہو بیٹھین تم جاکر اس فتح کی خبر دو
انشاء اللہ ہم بوقت سحر بعنایت رب اکبر ان سب زخمیون کو لیکر لشکر ظفر اثر مین آئینگے جواہر نے عرض کی
حضور میرے سوا لشکر مین کوئی عیار نہین ہی ایسا نہو کوئی عیار مکار غدار دشمن سرکار کچھ آکر فتور
کرے تو بڑی خرابی ہوگی صاحبقران نے فرمایا اب مقابلے مین ہمارے کوئی حریف نہین ہی
علاوہ ازین حافظ حقیقی مالک تحقیقی حفاظت کرنے والا ہی انتشار و تردد بیجا ہی جواہر نے سر جھکا لیا
بموجب حکم صاحبقران سمت لشکر ظفر اثر روانہ ہوا افلاک کجرفتار گردون غدار کو کجروی کا بہانا
ہوا قضاے کار اتفاقات روزگار عنتر صبا دم عیار مشلول کو جو ہی لشکر کے ساتھ تھا جب
دونون باپ بیٹے مارے گئے کوہیون نے بمشکل دونون کے لاشے اُٹھائے روتے پیٹتے سمت
قلعہ حدیبہ جہان کا حاکم عدیل کوہی باپ مشلول کا ہی صلاح کرکے روانہ ہوئے لیکن عنتر صبا دم فقیر
بنکر لشکر مین پھرنے لگا جب لیلاے شب نے زلف عنبرین کھولی کوتوال باہتمام فوج ثابت
و سیارگان ہمراہ لیکر براے طلایہ پھرنے لگا دزد شب کمینگاہ مین عنتر نے دیکھا دو پہر سے
شب گذری پھرتا ہوا پشت بارگاہ لندھور پر آیا دلمین سوچ لیا ہی کہ اے عنتر اگر عدیل کے
سامنے جائیگا وہ بہت ملال پائیگا میرا بیٹا و پوتا مارا گیا تجھسے کچھ نہو سکا اگر بن پڑے تو اوف لشکر

صاحبقران نامور کو چرا کر لیچلین عدیل کو بھی ہمکو قتل کر کے دل اپنا ٹھنڈا کرے یہ سوچ کر دیبار
قریب بارگاہ آیا سراپچہ چاک کیا دیکھا ایک جانب لندہور ایک سمت صاحبقران آرام فرما رہے
ہین خدمتگار چپی پر حاضر ہین عنتر نے پروانہ ہائے بیہوشی شمع ہائے کافوری پر پھینکے دود بیہوشی بلند ہوا
خدمتگار بیہوش ہوئے عنتر چھپتا قریب صاحبقران کے آیا پہلے تو قصد تھا دونون کو
پھر سوچا کہ منزل جانے کا قصد ہے بعد عظیم ہے دونون کو نہ لیجا سکونگا پس اسنے علی کو لون بس
صاحبقران زمان کو اس بے حیا نے بیہوش کیا پشتارہ پشت پر لگایا آج اہالیان لشکر سب غافل
تھے قیامت کی تلوار چلی جنگ عظیم واقع ہوئی اسوجہ سے کوئی بیہوش کوئی بوجہ زخمداری بیقرار
بعض نے کھانا بھی نہین کھایا اپنے اپنے بستر پر گرتے ہی سو گئے بہ اطمینان تمام یہ بدانجام پشتارہ
صاحبقران عالی مقام کا لیکر نکل گیا یہ تو طرف قلعہ حدیبیہ کے جاتا ہے وقت پر ذکر تحریر ہوگا یہان
بوقت سحر مقبل صاحبقران کو جگانے آیا دیکھا خدمتگار بیہوش پڑے ہین چھپرکھٹ صاحبقران
خالی سراپچہ چاک پتہ کسی عیار کا ثابت ہوتا ہے اسنے گھبرا کر لندہور کو جگایا ہلڑ سنکر بہرام
مقبل رو رہا ہے معلوم ہوا صاحبقران کو کوئی چرا لیگیا اب تو لشکر مین ہلڑ ہوا بہرام
بڑے غضب کی بات ہے نہین معلوم کون آکر ہمارے آقائے نامدار کو لیگیا اب کیا تدبیر کریں
عیار ہوتا تو اس معاملے کو سمجھتا کہ یہ کیا معرکہ ہوا اسی پریشانی مین تھے وہان شب
جواہر خدمت بادشاہ مین پہونچا سب کیفیت ظاہر کی بادشاہ نے فوراً فرمایا تم
اپنے سامنے صاحبقران کو سوار کرا کے لاؤ صحرا مین ٹھہرنا بہتر نہین ہے میری جانب سے عرض
حضور کے ہزارہا دشمن ہین اگر حضور تامل فرمائینگے مین خود آتا ہون جواہر رات ہی کو
صبح کو آکر پہونچا یہان یہ ہنگامہ برپا تھا جواہر سے بہرام و لندہور نے سب کیفیت بیان کی
جواہر نے منہہ پیٹ لیا کہا مین اسی واسطے نہ جاتا تھا مگر صاحبقران نے میرا کہنا نہ مانا جو
خوف تھا وہی ہوا صاف ظاہر ہے کہ کوئی عیار کسی کو ہی کار کر گیا شب کو صاحبقران کو بیہوش
کر کے لیگیا لیکن اب میری صلاح یہ ہے کہ آپ سب صاحب لشکر مین تشریف لیجائین بادشاہ
کو مطمئن کرین مین تلاش مین اپنے آقائے نامدار کی جاتا ہون انشاء اللہ ضرور پتا لگاؤنگا
لندہور وغیرہ گریان و نالان طرف لشکر ظفر اثر کے روانہ ہوئے جواہر بن عمرو تلاش

ہین صاحبقران زمان سے چالاتول ذکر قلعۂ حاربیہ کا واجب و لازم ہے کہ عدیل کوہی اس قلعہ کا حاکم
وناظم ہے جب اسنے خبر سُنی کہ میر ابنیا اور یونا برلے مدد خداوندلقا گیا ہے اپنے وزرا امراسے صلاح
کرکے کہا یارو مشلول و افران ابھی کم سن مجھسے دونون نے ذکر بھی نہ کیا ورنہ اس مہم پر مین جاتا
جاتے ہی قدرت کوتابہ باختر پہونچاتا پہلوانون نے عرض کی حضور آپ کے فرزند دلبند یکہ تاز
میدان شجاعت افسر لشکر جرأت لئیق فہیم صاحب زور و طاقت ہین انکا کون مقابلہ کرسکیگا دیکھیے خبر فتح
آیا چاہتی ہے یہ ذکر تھا کہ صدا رونے پیٹنے کی بلند ہوئی لاشہ مشلول و افران سامنے عدیل کے رکھدیا
تمام کیفیت بیان کی عدیل نے سر پے مار کہا یارو جو کچھ مین کہتا تھا آخر وہی ہوا یہ دونون جنگ
نادیدہ جا کر پھنس گئے خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب لشکر حمزہ کی تباہی ہے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا
جلد تیاری کرو ماہدولت خود جائینگے حمزہ سے مقابلہ کرینگے سبکو گرفتار کرکے قدرت کے حوالے کردونگا
یہ کہکر سبکو حکم دیا بہت جلد تیاری کرو فوراً کوچ کرون مسلمانون نے ماہدولت کو جرأت دکھائی
یہ تو بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہے لیکن عنتر صبا دم پشتارہ صاحبقران دوش پر اُٹھا ہوا چلا آتا ہے خوشی
مین پھولا ہوا یعنے مین نے اپنے آقا کا بدلا لیا افسر لشکر مسلمانان کو گرفتار کر لایا عدیل بہت خوش
ہوگا ایک دن اور ایک رات اسی طرح رہروی کرتا ہوا چلا آیا جب سرحد قلعہ حاربیہ مین پہونچا
یعنے قلعہ پانچ کوس پر رہگیا تھا تھکا ماندہ ایک نہر پہ آکر ٹھہرا پشتارہ صاحبقران کا ایک تختہ
سنگ پر رکھدیا ہاتھ منہ دھونے لگا یہ نہ جانتا تھا زندگی سے ہاتھ دھونا پڑیگا آبرو بچنا دشوار
ہوگی نیرنگی فلک کجرفتار سے آگاہ نہین بقول شاعر شعر ہر دم از این باغ برے میرسد تازہ تر از تازہ
ترے میرسد گھڑا اٹھل رہا ہے چاہتا ہے کہ چاق و چوبند ہوکر طرف قلعہ کے روانہ ہون اس فکر مین کھڑا تھا
کہ صحرا سے گرد اُٹھی اک نقابدار بادلہ پوش بصد جوش و خروش ماہ پایان مشکین پرند پر سوار نیزۂ خطی ہاتھ
مین تیغ ہلالی زیب کمر پشت پر سپر بادیان طرارے بھرتی ہوئی باز بلند پرواز ہاتھ مین شکار کھیلتا ہوا
نقابدار عالی مقدار پشت پر چالیس سوار اُن سبکے چہرون پر نقاب پردہ ابر تنک مین آفتاب
نگاہ نقابدار کی عنتر پر پڑی عنتر اب بخوف ٹہل رہا ہے اس خیال سے کہ اپنے مالک کی عملداری
مین آگیا یہان کون آنکھ ملا سکتا ہے نام سے عدیل کوہی کے سرکشان دہر تھراتے ہین شیر بھی
اسکے بیشے مین نہین آتے ہین لیکن نقابدار گھوڑے کو کوقدمی لگائے ہوے اسطرف آنکلا

عرض کر گیا ہون عنتر نے پشتارہ تختہ سنگ پر رکھدیا ہی چہرہ کھولدیا اس خیال سے کہ آٹھ پہر بیہوشی
مین گذرے ایسا نہو پھڑک کر طائر روح قفس جسم خاکی سے نکلجاے نگاہ نقابدار کی جمال بیمثال
حمزہ صاحبقران پر پڑی ایک جوان ماہ طلعت مہر صولت ہر چند کہ بیہوش ہی لیکن دبدبہ و شوکت
چہرے سے آشکار عارض انور رشک گل گلزار زلفین جالیلی پر غبار پڑا ہوا پریشانی ظاہر ہی اسپیچ و خم
کے راز سے باریک مین بخوبی ماہر ہین حلقہ ہاے گیسوے خمدار مین دل تردد منزل نقابدار پھنسا سینے پر
ہاتھ رکھ لیا بیساختہ منھہ سے آہ نکلگئی نیزہ ہلاتا ہوا قریب عنتر کے آیا کہا او سفاک بیباک تو کون ہی کیسی
بیگناہ پر دست انداز ہوا کیون کمندون مین اسکو باندھا اس جابل رئیس نے کیا خطا کی عنتر نے
کہا یہ پہلوان دوران گرشاسپ جہان عادیل کوہی کا گنہگار ہی مشاول کوہی افراز کوہی زنان
باپ بیٹے اس شخص کے ہاتھ سے مارے گئے میرا نام مہتر عنتر اسی جرم مین گرفتار کر لایا ہون قلعہ جادو
مین جاؤنگا یہ جوان قابل دار ہی ہمارے مالک کا گنہگار ہی نقابدار نے کہا یہ کہانکا بادشاہ زادہ خوش
ہی اس رستم خصال کا کیا نام ہی اُن دونون کو اسنے کیونکر قتل کیا صاف صاف ظاہر کر عنتر نے کہا
یہ وہ جوان ہی جسکا لواے شوکت از پردہ دنیا تا بہ قاف پہونچا سرکشان قاف کو زیر و زبر کیا
اسی وجہ سے اسکا لقب تمام عالم مین مشہور ہی گشندہ جفت سیمرغ بروزہ صاف حمزہ بن عبد المطلب
بن ہاشم بن عبد مناف ثانی سلیمان داماد نوشیروان اقبال ہمارے بادشاہ کا تھا کہ کس شیر بیشہ
جرأت پر میرا پنجہ قابض ہوا اب لیکر خدمت مین شہنشاہ کی جاؤنگا مقابلے کو آپنے فرمایا سر میدان
لڑائی ہوتی تھی بہ جرأت و شوکت بفنون سپاہ گری اسنے اُنکو قتل کیا اسی وجہ سے ہاتھ اسکے قلم ہو
ویسے شیرون کو مار ڈالا یہ سنکر نقابدار کو غصہ آیا کہا او بے حیا نامرد اُن نالائقون کو منع کیا کیا
لڑائی مین ہاں بھول بیٹھے ہین اتنے بڑے قد و قامت کے جوان حقیقت مین دیو تھے اس شیر صولت
ہاتھ سے مارے گئے اسمین شکایت و حکایت کیا پشتارہ چھوڑ دے اپنی راہ لے عنتر نے کہا اے نقابدار
ایسا خیال نہ کرنا یہ بڑے بہادر کا گنہگار ہی آپ اسی حوالی مین رہتے ہین ایسے کلمات کہتے ہین عادیل
کوہی قیامت برپا کریگا جس راہ سے آپ آئے ہین یہ کیفیت چلے جائیے ورنہ بڑی خرابی ہوگی مین
اُنکا عیار ہون صاف صاف جاکر کہدونگا اس ملک مین رہنا مشکل ہوگا یہ سنکر نقابدار آگے بڑھا
کہا او بے حیا ہمکو ڈراتا ہی ہم تجھکو زندہ کاہے کو جانے دینگے ایک ہاتھ مین فیصلہ کرینگے عنتر نے کہا

کسی کی کیا مجال ہے کہ پشتارہ مجھسے لے سکے نقابدار نے کمان کیانی دوش سے اتاری عنبر
طرف پشتارے کے چلا کہ پشت سے سپیر کمان کا کڑکا آواز آئی او خطا کار آگے نہ بڑھنا ورنہ
تودۂ تیر ملامت ہوگا او پابند دام جہالت طرف پشتارے کے نہ جا عنبر ٹھٹکے دیکھا نقابدار
نے تیر بحر کمان میں پیوست کیا عنبر گھبرایا کہا او نقابدار کیا ظاہر دیکھ میں چلا آتا ہوں کچھ غل مچاتا ہوں
نقابدار تیر انداز تھا کہ چست و چالاک تیر مار دیا کچھ خوف نہ کیا عنبر نے جست کی ورنہ سینہ پر کینہ پر پڑتا
مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذرتا لیکن نشانہ ملعون کا نشانہ ہوا اب تو بھاگا شانے سے خون بہتا ہوا لیکن
پھر پھر کے دیکھتا ہے نقابدار نے دوسرا تیر ترکش سے نکالا آواز دی خبردار اگر ادھر پلٹا ابکی بچیگا عنبر
نے جان کو غنیمت جانا سر پر پانوں رکھکر بھاگا نقابدار گھوڑے سے کودا ساتھ والوں سے کہا صاحبو
بڑی بدنامی کی بات ہے سب صاحبوں نے سنا یہ جوان داماد نوشیروان جسکے ہمارے بزرگ خراج گذار رہے
کسطرح کہیں شاہ ہفت کشور راضی ہوں کہ داماد ہمارا مارا جاے بیٹی نہ بیوہ ہوجائیگی اسوجہ سے
ہمنے بچا لیا دوسرے یہ بڑا اعتراض ہے خطا کیسی لڑائی ہوئی یہ مارے گئے یہ البتہ سراسر خطا ہے کہ اک
صاحب جرأت و شوکت کو ایک مکار عیار شب تیرہ و تار میں گرفتار کرے پھر دم جرأت کا بھرے اسکو
اٹھا کر ہمارے باغ میں لیچلو دو دن مہمان رہیگا ایک مرکب مع سلاح دیدینگے دعائیں دیتا ہوا چلا جائیگا
مجمع بہادران میں جاکر ہمارے احسان کا ذکر کریگا نام کے واسطے ہر شخص ہر ایک کام کرتا ہے بہادر جری لیاقت پر
مرتا ہے ساتھ والوں نے کہا بہت بجا ارشاد ہوا وہ چار نے ملکر پشتارہ صاحبقران کا ایک مرکب پہ
رکھ لیا نقابدار برابر اُسی مرکب کے کبھی ہاتھ تھام لیا کبھی غبار چہرۂ پر نور سے جھاڑا اس کیفیت سے
لیکر صاحبقران کو نقابدار اپنے باغ میں آیا اوّل دروازے کا بندوبست کیا بارہ دری میں
لاکر صاحبقران کو مسند پر بٹھلایا کمندیں کاٹ دیں نشان کمندوں کے جسم اقدس پر پڑگئے تھے
نقابدار نے ہر ایک نشان پر آنکھیں ملیں کہا دیکھو صاحبو کیا ظالم تھا ایسے رئیس کو کس بدعنت سے
باندھا اب ساتھ والوں سے کہا گلاب کیوڑا اب بیدمشک لاؤ چھڑک کر ہوشیار کرو میں ذرا سامنے
سے ہٹ جاؤں تم لوگ باتیں کرنا مناسب ہوگا تو میں بھی چلی آؤنگی ناظرین پر واضح ہو کہ یہ مہ جبین
دختر بلند اختر عدیل کوہی ہے نام اسکا ملکہ سہیل سمن عذار ہے حقیقت میں گلعذار ہے ماہ رخسار ہے
برای شکار گئی تھی صاحبقران کو دیکھکر خود شکار ہوئی لیکن حیران و پریشان کہ اب کیا کروں آخر

کچھ سوچکر ستون کی آڑ مین کھڑی ہوئی کنیزون کو بخوبی سمجھا دیا کنیزون نے فوراً شیشے گلاب کے
ہاتھ مین لیے یہ بھی سب جمال جہان آرا سے صاحبقران کو دیکھکر پسی جاتی ہین آپس مین اشارہ
کنایہ ہو رہے ہین ایک کہتی ہے ملکہ عاشق ہوئین ایک کہتی ہے وہ رحم دل ہین وہ کیا عاشق ہونگی خود آسمان خیال
کی ماہ کامل ہین ایک کہتی ہے خیال تجھے کیا مالک کو اپنے فعل کا اختیار ہے ایک کہتی ہے انکے باپ کا گنہگار
چوٹیان کاٹی جائینگی جو کوئی افتاد پڑے کیا جواب دوگی ایک نے کہا ہوا ہماری بلا جانے وہ نادان
نہین ہین نیک و بد سمجھ لینگی آگ جانے لہار جانے دھونکنے والے کی بلا جانے ایک نے کہا پکار
نہ کرو ایک بیچارہ غریب مسافر غش مین پڑا ہے ایسا نہو اُسکا دم نکلجائے ایک نے بڑھکر گلاب کا
منھ پر چھینٹا دیا ایک نے نتھنے سہلائے ایک اسی حیلے سے لپٹی جاتی ہے ملکہ دور سے دیکھ رہی ہے کہ
صاحبقران نے آنکھ کھولی چہار جانب دیکھنے لگے اول مقبل کو آواز دی جب صدا ے مقبل نہ
آئی گھبرا کر اٹھ بیٹھے دیکھا سامنے اک باغ رشک ارم چمن ہاے طولانی ہر مقام لاثانی طائران خوشنوا
درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین ہر ایک سرو رشک قد محبوب نخل ہاے خوش اسلوب نرگس
دیدہ و بازی کر رہی ہے قمری عشق کا دم بھر رہی ہے ایک جانب طاؤسان طناز سرگرم خرام ناز قمریون کا
گلو طوق محبت بگلو بلبل زار بہلوے گل مین پھولی ہوئی بیٹھی ہے جدا ہو تا گل سے بار پھول خود اسکا
ہر برگ و بار سے صنعت باغبان قضا و قدر پیدا ہر رنگ سے اسی کی یکتائی ہویدا زیر نخل پھولون کا انبار
ہر درخت سایہ دار ہولے سر عیسیٰ و مسیح نفس چل رہی ہے حقیقت مین نسیم سحری نشۂ بادۂ محبت سے اٹھلاتی
ہر برگ ہاے شجر سے سر ٹکراتی ہے ہر گل کا کٹورا شراب شبنم سے معمور جوانان چمن مصروف عیش و سرور شادان

چلی ہے گلشن عالم مین ایسی باد بہار
کہ جسکے فیض سے نار خلیل ہے گلزار
زمین ہوئی ہے یہ سر سبز باغ عالم کی
بتون کے سبزۂ خط کو ہے جسکے شک سے خار
چمن کی خاک ہے خاک شفا بھی ہے بیکار
کہ باغ دہر مین نرگس تلک نہین بیمار
ہر اک گیاہ خاک شفا ہو کہ خاک ہو تریاق
چمن مین کھاد کی جا ڈالتے ہین ہم الفاس
ہے سبزہ ابر بہاری سے آتش زر تشت
نظر مین سبکی ہین انگشت صورت گلنار
ہے شش جہت کا چمن ہفت خلد پر فائق
عیان ہے سبزۂ بیگانہ سے ارم کی بہار
ہو راستی کے نہالان خلد ہون داعی
تو سرو باغ جہان اُنکے حق مین ہین سر دار
ہر ایک گلبن ہے دلکش و تاج کہکشان
ہے جسکے سامنے کافور نافۂ تاتار
عجب روش سے اب آراستہ ہے باغ جہان
کہ جسطرح ہو کسی بادشاہ کا دربار
ثمر سے جھکی ہے نہالون کی عشق پیچ سے
گلون کے سر پہ جوانان باغ کی دستار
ہین ہر شجر پہ نوا سنج خوش خیال سے

مغنیان چمن ہیں عندلیب ہزار
ترانہ سنجیوں ہین لطف ہی ترانے کا
الاپتے ہین عنادل جو سُر گلگون صبا
سواد گلشن عالم ہین اب یہ ہی تنویر

گہر ہے صدف گل ہین قطرۂ شبنم
چمک ہے انکی برنگ صدف ہے سو قطار
یہ خوشنما ہی رخ گل پہ قطرۂ شبنم
بیاض صبح کی صورت ہی مطلع انوار

اُگی ہے سو نیا نیسان ہی اب یہ گوہر بار
قرار ہوش و خرد کو ہی وجہ خصوصیات
کہ دیکھکر اسے غرق عرق ہی روئے نگار
صاحبقران زمان حیران حیران

اُس باغ بہشت آئین کو دیکھ رہے ہین چند نازنینان ماہ پیکر کو دیکھا کہ سامنے دست بستہ حاضر ہین حمزۂ صاحبقران نے حیران ہوکر فرمایا ای نازنینان گلعذار و ای حسینان ماہ رخسار یہ کیا مقام ہی یہان کے حاکم کا کیا نام ہی ہمین اس مقام پر کون لایا اُن پری زادان ماہوش نے شرما کر سر جھکائے ایک اُنمین نہایت شوخ و شنگ تھی مُنھ چراکے جواب دیا صاحب آپ نے نہین معلوم کیا خطا کی تھی ایک مکار عیار بلاے روزگار آپکا پشتارہ باندھے ہوے لیے جاتا تھا ہماری ملکۂ عالم رحم دل برای شکار تشریف لیگئی تھین آپکا حال زار دیکھکر رحم آیا اُس مکار کو مار کے نکال دیا آپکو چھین لیا اس باغ مین لیکر آئین صاحبقران نے فرمایا تمھاری ملکۂ عالم کہان ہین اگر سرفراز فرمایا جان بچائی تو سامنے تشریف لائین مشتاق کو روے زیبا دکھائین ملکہ ان باتون کو سنکر بھڑک گئی لیکن ستون کے پیچھے چھپی کھڑی مسکرا رہی ہی سنبل نامے اک کنیز پیچ و تاب کھاکر آگے بڑھی کہا میان سپاہی صاحب اُس عیار کی زبانی یہ تو ثابت ہوا کہ آپ بڑے زبردست یہان مین مشغول کوہی و اقران کوہی کو ٹوک کر سر میدان مارا وہ عیار مکار کہتا تھین پہلوانون کا تھا جو آپ کو گرفتار کرکے یہان لایا ملکہ کو رحم آیا آپکو بچایا وہ سامنے کاہے کو تشریف لائینگی ہان رئیس جلیل مسافرون کی کفیل گھوڑا وغیرہ آپکو سرکار سے ملیگا اور جو طلب فرمایئے گا ملیگا ٹھنڈے ٹھنڈے تشریف لیجائیے آج سے توبہ کیجیے تلوار باندھنا چھوڑ دیجیے کسی کا خون کرنا بری بات ہی باعث قہر و غضب لات و منات ہی آخر فوراً مبتلاے بلا ہوے عزیز و اقارب اُسکے دعوے دار خون رہے جس مقام پر پائینگے دشمنون کو خون مین نہلائینگے یہ سنکر صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا فرمایا نیکبخت اپنی زبان سنبھال کسی چاہنے والے سے یہ ناز نخرے ظاہر کر ہم کسی سے کلام کرنا اپنا طریقہ نہین مہملات کا جواب دینا طریقۂ مردان عالم سے خلاف ہی اگر تمھاری ملکہ نے بچایا بڑا احسان ہوا آخر وہ لیکر ہمکو کہان جاتا وہان ہمکو بھیجو وا اپنے جرم و خطا کا کلام کرینگے ترک سپاہ گری بہت دشوار ہی یہ عبد ذلیل مجاہد راہ پروردگار ہی لات و منات کون جانور ہین جنکے

قہر وغضب سے ہم مبتلاے بلا ہوے وہ پہلے اپنے کو قہر آلہی سے بچائین تب دوسرے پر غصہ کرین تمہارے بڑے خداوند زمرد شاہ باختری ہاتھ سے ہمارے بھاگے بھاگے پھرتے ہین جب کہ شہرون مین کسی نے دامن پناہ نہ دیا کوہستان مین بھاگکر آئے یہ فرماکر صاحبقران لاحول پڑھتے ہوے اپنے مقام سے اُٹھے ملکہ سہیل عاشق جمال صاحبقران ہو چکی ہے ان باتون نے اور زیادہ بیقرار کیا دل نے کہا یہ شہریار باتون سے کنیزون کی رنجیدہ ہوکر جاتا ہے اپنے مہمان عزیز کو روکنا واجب لازم ہے گھبراکر ستون کی آڑ سے نکل آئی ضبط نہو سکا بڑھکر فرمایا صاحب آپ ہمارے مہمان عزیز ہین غصہ نہ کیجیے ہم آپکے حال سے بخوبی آگاہ ہوے اسکا شلنے کو قدوم میمنت لزوم سے منور فرمایئے چونکہ صاحب لیاقت ہے یہ شعر برجستہ زبان سے نکلگیا شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ٭ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ٭ یہ صداے فرحت انگیز جو کان مین صاحبقران کے آئی بیتاب ہوکر پلٹ پڑے دیکھا اک چاند کا ٹکڑا لوٹا سا قد کلعذار ماہ رخسار قد سرو باغ رعنائی ہونٹھون مین مسیحائی غنچہ دہن سیم تن گلبدن رشک چمن سینے پر ابھار دو قمقمہ نور کہون یا جوش مین حباب لب دریاے جمال ان دون حسن

قد ہے مصرع تو جبین حسن کا مطلع گویا
بیت ابرو کی ہے تضمین مسجع ایسا

شعر کا کل سے ہوا ملکے متانت خم سا
نہ رہا سبع معلق کو ذرا بھی رتبا

ہاتھ میرے جو بیاض آئے تو ڈھونڈھون مضمون
شعر باریک کرون موے کمر کا موزون

قامت راست کو شمشاد کہون دلبر کے
الف نور لکھا ہے ید قدرت نے فرکے

یا کہ دون سرو کی تشبیہ قد جانان سے
قامت یار کو زیبا ہے قیامت کہیے

فاختہ سرو روان سکے پکاری کو کو
بول حق سرہ قمری یہ ہو گویا جادو

راتون سوچے ہین شب تار مین ہین مضمون
تیری بختی جو گئی کفر مین کیا اسکو لکھون

جیسے لیلی کے تصور مین ہو حیران مجنون
تیرہ اس سودے مین جل بل کے ہوا میرا درون

الف لیلا کے بھی ظلمات مین کاٹے ہین چلے
مثل موسے کے پریشان عدم مین بھٹکے

عجب حور خصال پر نظر پڑی آنکھیں دیدۂ غزال کو آنکھیں کھلنے والی نرگس کو سامنے ان چشم فسون ساز کے سکتا ہے سنبل کو زلفون سے پریشانی آئینہ حلب کو روبروے رخسار صاف و شفاف حیرانی سب اعضا اپنے اپنے مقام پر موزون سرو قد خورشید باد جمال حور تمثال بقول میر حسن نظم

جہاں راستی چاہیے راستی
کجی جس جگہ چاہیے وان کجی
تبسم حیا ناز و شوخی غرور
ہر اک اپنے موقع سے وقت ضرور

سراپا کو دیکھکر صاحبقران مثل تصویر بتصویر خاموش دل مین بحر الفت و محبت کا جوش اُدھر اُس مہ جبین نے سر جھکایا پیشانی انور آگین پر پسینہ آیا ادھر صاحبقران مضطر و بیقرار خواہش دل کو کاہش ہجر سمجھکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا ملکہ سہیل نے دانت کے نیچے انگلی دبائی آنکھ سے اشارہ کیا ہان ہان یہ کیا دیکھو سب کنیزین سامنے کھڑی ہین اسطرح جو ملکہ نے اشارہ کیا ہر چند کہ صاحبقران رستم صولت سہراب جرات ہین لیکن عب حُسن و جمال سے ڈر گئے ہاتھ چھوڑدیا ملکہ بر حکم مسند پر بیٹھی اشارے سے کہا بیٹھ جائیے کنیزون کی باتون سے آزردہ نہ ہوجیے صاحبقران پہلو مین آکر بیٹھے لیکن خاموش ملکہ بھی سر جھکائے ہوئے کنیزین بھی حیران و پریشان مگر شمع رخسار وزیرزادی حلیمہ بول اُٹھی ای ملکہ آپ نے فرمایا تھا کہ انکا حسب و نسب دریافت کرو حکم ہو تو مین پوچھون ملکہ نے طرف صاحبقران کے دیکھکر کہا ہان صاحب وہ عیار آپکو قاتل مشاول و اقوان بتلاتا تھا خیر کسی وجہ سے ہمنے رہا کر لیا کسی پر احسان جتانا منظور نہین لیکن آپ اپنا نام و نسب اپنی زبان معجز بیان سے فرمائیے ان کوہیون سے کیون مقابلہ ہوا باعث فساد کیا تھا امیر نے جو پہلو کلام کرنے کا پایا سنبھل بیٹھے فرمایا ای سرو روان باغ رعنائی و ای مہر سپہر یکتائی نام ہمارا مثل آفتاب کے روشن ہے اس عبد ذلیل کو صاحبقران اعظم کہتے ہین پونے دو سو خداؤن کے پرستار ہمیشہ ہمارے دشمن رہتے ہین قریب کو عقیق نگار سلیمانی لقا سے مقابلہ ہے اُسی کی مدد کو یہ کوہی گئے تھے ایک صحرا مین مقابلہ پڑا اُنکی قضا بھی میرے ہاتھ سے تھی مارے گئے ملکہ نے مسکراکر کہا آپکو کچھ تو شیروان سے بھی واسطہ ہے ہمارے احسان کرنے کا یہی سبب ہوا ای امیر نے فرمایا مین اُنکا ملازم تھا لیکن دشمنون نے لڑوا دیا مین اب تک اُس خاندان کا خیرخواہ ہون ملکہ نے منھ پھیر کر کہا رشتہ داری کا ذکر کیجیے صاحبقران نے جواب دیا وہ شہنشاہ عالی جاہ مین ایک مرد سپاہی مجاور خانہ کعبہ رشتہ داری کا کیا باعث یہ البتہ سرفرازی حاصل ہوئی فتح مہم ہندوستان کے وعدے پر اپنی دختر بلند اختر کو مجھسے منسوب کیا یہ قصہ طول و طویل ہے اُس صاحب

عصمت و عفت نے براے حفاظت آبرو اپنی جان دی دوسری صاحبزادی شاہ کی میرے عقد میں
ہے ملکہ اِن باتون کو سُنکر ہنسی کہا ہمنے تو سُنا نہ کرون مین لکھا دیکھا کہ آپ نے زبردستی ملکہ مہر نگار پر قبضہ کیا اور
شاہ کی سلطنت چھین لی شاہ نے غیرت مین اپنی جان دے دی دوسری صاحبزادی بھی خود ہی نکل کے
چلی آئین امیر نے فرمایا ملکہ تمکو خوب احوال معلوم ہے مگر مفصل کتابون مین نہین پڑھا یہ دختر بلند اختر نوشیروان
عالی وقار ملکہ مہر گہر تاجدار بعد انتقال نوشیروان اسوجہ سے نکل آئین کہ ہرمز و فرامرز بہ اغواے
بختیارک گاو لنگی گاو سوار سے منسوب کیا اُس پردہ نشین صاحب عفت کو ناگوار ہوا اپنا گھر چھوڑ کے
چلی آئین انھین کا بھانجہ میرے لشکر کا بادشاہ ہے حقیقت مین اُنسے بھی عقد ہوا اُنھین کا بھانجہ سعد
بن قباد بادشاہ لشکر اسلام ہے اِن باتون کو سُنکر ملکہ بچین ہوئی شمع رخسار و فریزادی پھر
نے عرض کی حضور اِس کہانی سے کیا فائدہ مہمان کی خاطر واجب و لازم ہے یہ کہکے چند گلابیان شراب
کی کشتیان کباب کی لاکر آراستہ کردین ایک جام لبریز کرکے سامنے ملکہ کے رکھدیا کہا حضور آپکے
مہمان صاحب قید ہوکر آئے آٹھ پہر سے بھوکے پیاسے ہین اب تقریب آب و خورش ضرور ہے ایک
دو جام پینا باعث سرور ہے ملکہ نے جام اُٹھا لیا کہا آپ داماد نوشیروان ہین ہمین خاطر کرنا آپکی واجب
و لازم ہوئی امیر نے ہنسکر جام پر ہاتھ رکھدیا فرمایا ہم تو آپ کے ممنون و مشکور ہین کہ دشمن کی قید سے
چھڑا لیا ہمارے تمھارے مذہب مین فرق ہے پہلے دو سو خداؤن پر لعنت کرو وحدہٗ لاشریک کو
اپنا پیدا کرنے والا جانو ملکہ نے مسکرا کر کلمہ پڑھا مع حاضرین وقت دل و جان سے اعتقاد دین حق
کیا اب جام گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی عاشق و معشوق کے
اشارے دیکھکر نرگس شہلا شرمائی لیکن عین گرمی صحبت مین ملکہ سہیل کو کچھ خیال آیا آنکھون سے
اشک حسرت ٹپکے امیر نے دامن سے پاک کیے گھبرا کر فرمایا کیون ملکہ خیر تو ہے سہیل نے کہا اے شہریار اصل یہ ہے
میرے باغ سے قلعہ حدیبیہ پانچ کوس پر ہے عادی کوہی نہایت پہلوان زبردست ہے اگر یہ خبر سُن پائیگا
مین تو اپنی جان کو آپ پر نثار کرتی ہون لیکن آپکی دشمنی مین وہ قیامت برپا کریگا
و اقران کی اُسکے سامنے کیا حقیقت ہے بڑے بڑے پہلوان عالی وقار فخر رستم و اسفندیار اُسکے
ساتھ سر اطاعت جھکاتے ہین جابجا سے نذر و خراج آتے ہین لہذا مین آپکو یاد دلاتی ہون
خیر تقدیر مین یہی داغ لکھا تھا جسطرح بنیگا صبر کرینگے جئینگے یا مرینگے آپ آج ہی شب کو

چلے جایئے لیکن ناشہ پیام سے یاد فرمایئے گا شاید کسی وجہ سے کبھی ملاقات بھی ہو جاے بقول زیب النسا مخفی نظم

وہ چہ خوش باشد کہ بینم بار دیگر روی دوست
تخۂ یک ذرہ ہم چون شانہ در گیسوی دوست
غنچۂ دل بشگفد در سینہ چون گل در چمن
تا بکام دل نشینم ساعتے پہلوی دوست

در سجود دایم بمحراب خم ابروی دوست
دیدۂ یعقوب اگر روشن شود نبود عجب
مژدۂ وصلے کہ آرد قاصدے از سوی دوست
جوی خون آرد بجا تیشۂ مخفی کوہکن

ہر نفس از رشتۂ کارم کشاید صد گرہ
دیدہ و دل را کند روشن نسیم کوی دوست
بادہ را لبریز کن ساقی و محبت بر شکن
تشنہ در بیستون گر تشنہ از بوی دوست

صاحبقران زمان نے سر سینے سے لگایا فرمایا اے ملکہ عالم انشاء اللہ اب اس حوالی میں میرا گذر ہوا کیا عادیل کوہی سے مقابلہ پڑیگا میں ضرور اُسکے قلعہ میں جاونگا یا اپنی جان دونگا یا اسکو زیر کرکے حلقۂ اطاعت کان میں ڈالونگا ملکہ نے ٹھہر کر کہا اے شہریار برائے خدا یہ کلمات زبان سے نہ نکالیے بہرام فلک بھی اُسکے نام سے تھراتا ہے شیروں کو اُسکے ذکر سے غش آتا ہے میں کبھی اس جانب آپکو نہ جانے دونگی جفاے فراق نہ سہونگی لیکن آپ دل شب میں نکل جایئے اپنے لشکر میں جاکر کوئی انتظام کیجیے گا یہ حاکم مثل نوشیروان نہیں ہے اپنے زور بازو پر اُسکو بڑا ناز ہے پہلوانان کوہستان میں سرفراز ہے یہ کہکر بے اختیار رونے لگی صاحبقران نے دیکھا اس وقت معشوق کو بیدل کرنا عقل سے خلاف ہے فرمایا اے ملکۂ عالم اچھا خوشی تمھاری ہم چھپکے چلے جائینگے بلکہ تمھاری خوشی ہو ابھی جائیں تمھارا حکم بجالائیں جدائی بھی ناگوار ہے کہا اے شہریار اسقدر جلدی کیا ضرور اسی باغ میں دو چار دن تشریف رکھیے جس شب کو موقع ہوگا ہم سمجھا دینگے لباس شب دزدی پہنکر نکل جایئے گا امیر نے کہا بہت بہتر حکم تمھارا بسر و چشم قبول کرینگے امیر تو یہاں ساتھ ملکہ سہیل یمن عذار کے باغ میں مصروف عیش و نشاط ہیں اب حال عدیل ذلیل تحریر کیا جاتا ہے کہ عدیل نے سرداروں کو حکم دیا لشکر تیار ہونے لگا کہ سامنے سے دیکھا عنتر بیقرار و مضطر زخم دار شانے سے خون بہتا ہوا دربارگاہ سے آکر پہونچا عادیل کوہی نے کہا اے عنتر تم کہاں تھے ہمارا بیٹا اور پوتا ہاتھ سے اہل اسلام کے قتل ہو گیا عنتر نے فریاد کی کہا حضور میں سایہ ساں اُن شیروں کے ساتھ تھا حضور سے فریاد کرتا ہوں جلد میری داد کو پہونچیے کبھی ایسا اتفاق نہوا تھا جب آپ کے شیر قتل ہوے حضور آگاہ ہیں کہ میں اُنکا عاشق صادق تھا فقیر بنکر لشکر حمزہ میں رہ گیا رات کو میں نے عیاری کی اپنے آقا کے خونی کو گرفتار کیا صحیح و سلامت لے نکلا ایک رات اور ایک دن میں راہ خارستان کو طے کیا آب و دانہ تک ترک رہا ہر وقت یہی خیال تھا کہ کوئی ملازم حمزہ کا چھپانہ کرے حضور بڑے غضب کی بات ہے آٹھ پہر کسی مقام پر نہ ٹھہرا گرمی کا زمانہ لو کا چلنا لیکن میں نے اپنی جان کو نام پر اپنے آقا کے نثار کیا یہی خیال تھا کہ اس قاتل کو قلعہ حدید میں

لیجاؤن اسکو قتل کرون کہ کلیجہ ٹھنڈا ہو آج بوقت سحر زیر دیوار قلعہ یہان سے پانچ کوس پر قریب فلان
ٹھہرا پشتارہ حمزہ کا رکھ دیا منھ ہاتھ دھویا ٹہلنے لگا ایک نقابدار بادلہ پوش آکر پہونچا دیکھتے ہی حمزہ
وہ تو آگ ہوگیا تیر سے مجکو زخمی بھی کیا اگر زیادہ بولتا قتل کرنے پر آمادہ تھا جان کو غنیمت جان
زیر قنات گھس گیا جلد اسکا انتظام کیجیے اُس نقابدار کو تلاش کرنا واجب و لازم ہے ہرچند مین نے اسکا
اُسنے سماعت نہ کی دشمن کو لیکر چلا گیا یہ ضرور عرض کرتا ہون اہالیان لشکر حمزہ سے کوئی پیچھے نہین آیا
خاص اسی واسطے راہ کوہستان و خارستان کو اختیار کیا یہ سنکر عدیل کو بھی ہنسنا چاہا کہا اے عنتر
اقلیم مین کیا مجال کہ جو کوئی میرے دشمن کو رکھ سکے مجھے تیرے کہنے کا یقین نہین آتا سو سو کوس تک سکہ
میرا جاری ہے ایک غلام میرا لاکھون پر بھاری ہے عنتر نے عرض کی گردن از مو باریک کیا مجال جو حضور
کے سامنے خلاف کہون اقران کو بھی کو مین نے گودیون مین پالا تھا اس قدر مجبور و ناچار ہوا تھا
ہوا جب نوجوان پیکر عیاری کی ورنہ حمزہ وہ جوان ہے کہ جسنے ملک باختر پر لڑ بھڑ کر قبضہ کرلیا سلطنت نوشیروان
چھین لی گنجاب کو شکست دی عراق و اصفہان بھی قبضے مین کیا علاوہ سرداران نامدار کے سنتا ہون ایک
لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ بھی ملازم ہے لیکن غلام نے جوش محبت مین شاہزادون کی سی بات کا خیال
ہوا عیاری کر کے لے نکلا خوب جانتا ہون جسوقت اُسکے لشکر مین خبر پہونچیگی تلاش مین صدہا عیار نکلینگے
ایسی بات حضور کے سامنے خلاف عرض کرنا تصور ہے ان شاہزادون کی میری آنکھون کے سامنے
پھر رہی ہین لیکن اُس نقابدار نے غضب کیا میری فریاد نہ سنی قیدی کو چھین لیا مین آپکا نام لیتا تھا وہ جواب
سخت دیتا تھا مین یکہ و تنہا کیا کرتا چالیس جوان اُسکے ساتھ تھے مین نے یہ بھی قصد کیا کسی جھاڑی جھنڈی مین
چھپ رہون دیکھون یہ کہان جاتا ہے مقام و نشان دیکھکر پلٹون لیکن وہ ظالم ایسا ہوشیار تھا کھڑا دیکھا کیا اور
حکم دیا کہ اگر پلٹ کر دیکھیگا ابکی مرتبہ سر کاٹ لونگا مین مجبور چلا آیا عدیل نے پکار کر کہا اے سرداران کوہستان تم
اس بیحیا کی بات کا یقین آتا ہے نہین معلوم کہان سے شانہ زخمی کر کے چلا آیا پانچ کوس پر قلعہ سے میرا نام لیتا وہ نقابدار
مغلوب کر امان نہ دیتا شیران شش میرے نام سے بھاگتے پھرتے ہین یہ کوئی نقابدار ایسا زبردست تھا کہ ہمارے
نام کا پاس کیا اس بے ادب نے پشتارہ دشمن کا چھین لیا سب نے کہا اے شہریار سراسر غلط معلوم ہوتا ہے اسکا
عملداری کے علاوہ اکثر شکار کھیلتے ہوئے دور نکل گئے جہان کسی لحاظ یا خوف سے آپکا نام لے دیا کہ ہم شہنشاہ عدیل کے
تابعدار ہین رات بھر اُن سے عزت سے خدمت کی ایسے مین یہ کہا کیے کہ اگر انکا کچھ نقصان ہوجائیگا عدیل کوہی گرہ مار

علاقے کو پھوک دیگا نہ کہ پانچ کوس پر نقابدار نے خوف نہ کیا عیار اک فقرہ بنا کے لایا شاید وہان جنگ مین زخمی ہو گیا سرداروں نے جو اس طرح کی باتین کین عنتر بہت گھبرایا عدیل نے کہا اچھا تم جاسوس عیار ہمارے لشکر کے خبردار ہو تلاش کر کے ہمکو بتلا دو کہ وہ نقابدار آگ کے دریا مین بیٹھا ہے اگر وہین سے گھسکر نہ لائین تو عدیل ہے عدیل نہ کہنا یا تو یہ بتلا دے کہ وہ دس کرور کے بیچ مین ہے دیکھ لو کیونکر جاتے ہین اگر اسکے خلاف ہوا عوض مین اپنے فرزندوں کے تجکو تیرباران کرونگا او نامرد اس فریب کی کیا ضرورت تھی یہی آکر خبر پہنچا دیتا کہ وہ دونون شیر دلیر مارے گئے ہین سمجھ لیتا اور اب کیا نہ سمجھونگا اسی ہفتہ عشرہ مین نام مسلمانان باقی رہیگا جا کر خداوند کا بھی دامن پکڑونگا یا گریبان مین ہاتھ ڈالدونگا بے سمجھے بوجھے ایسی تقدیر کر دی اسطرح کے جوان مارے گئے کہ جنکا مشرق و مغرب مین مثل نہ تھا دو آفتاب چرخ جرأت غروب ہوئے اب تو پہلے تیرے فریب کا حال دریافت کرنا ضرور ہے کہ تو نے یہ کیون میرے سامنے بیان کیا اُس نقابدار کو پیدا کر ورنہ ابھی تیرے قتل کا حکم دونگا اہل و عیال پر بھی زوال آئیگا عنتر کو اب کچھ نہین بن پڑتا دست بستہ عرض کی غلام تلاش کرتا ہے یقین کامل ہے کہ وہ نقابدار اسی حوالی کا رہنے والا ہے زمین کھود ڈالونگا عدیل نے کہا اسمین تیرے واسطے خیر ہے یا تو عنتر کا ارادہ تھا کہ اب ہمکو انعام ملیگا غنچہ آرزو کھلیگا شلنے پر زخم موجود آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے بیرون بارگاہ آیا کئی سو اُسکے شاگرد ہین سب نے چہار جانب سے گھیر لیا پوچھا اُستاد یہ آپنے کیا کیا عدیل کے مزاج سے آگاہ تھے ایسا امر دروغ بے فروغ بادشاہون کے سامنے بلا تکلف عرض کرنا آپکی لیاقت سے خلاف تھا لیکن آپنے جو مناسب جانا وہ کیا اب غلامون سے حکم دیجیے کوئی نقابدار بنا کے لے آئین یہ تو ممکن ہے کسی غریب کو لالچ دیکر نقابدار بنا دین لیکن حمزہ کو کہانسے لائین عنتر نے سر پیٹ لیا کہا یارو تم بھی مجکو چھیڑا جانتے ہو مجھے کیا ضرورت تھی کہ ایسا فقرہ بنا کر لاتا میری مشقت خاک مین ملی بقول ذوق دہلوی حسرت دامنگیر ہوئی **نظم**

جو برنگ رنج ماتم کا یہان نمود ہوتا
دل سخت کاش کافر حجر الیہود ہوتا
لب نازکی اُسکا کیونکر کہو بار حرف اٹھائے
تو پھر ایک عرصہ گاہ عدم و وجود ہوتا
وہ ہین کیا جو زر بکف ہین ہمیشہ بکف ہین

تو زمین نہ زیر ہوتی نہ فلک کبود ہوتا
تری بزم مین بھی جلتا کہ تجھے بھی ہو تجلی
کہ جو صدمہ تبسم سے بھی ہر کبود ہوتا
جو حسد کسی کو تجھ پر ہو تو ہے تری ہی خوبی
ترے جانثار کا سا نہیں ہست و بود ہوتا

کسی رنج کش کو دیتا تو کچھ اسکو سود ہوتا
جو یہ نہین تھا دل کو جلنا تو بلا سے عود ہوتا
یہ حیات چند روزہ جو نہ سد راہ ہوتی
کہ جو تو نہ خوب ہوتا تو وہ کیون حسود ہوتا
تری در کی جبہہ سائی اگر اشک اپنے گرتے

ہر قطرہ قطرہ پر اک اثر سجود ہوتا	کوئی زہر نوش مجھسا نہیں پہنچا ورنہ ذوق شجر زقوم دوزخ میں بھی خشک درخت

یہ اشعار پڑھکر عنتر خوب رویا کہا یارو مین نے اپنی جان دیکر یہ کام کیا عیاران لشکر اسلام کے سامنے
کون عیاری کر سکتا ہے مین محبت مین مشغول و آقران کی فقیر بن کر بھوکا پیاسا پڑا رہا صاحبقران کو پکڑ کے
لایا زیر قنات شہنشاہی لوٹا گیا ہمارے شہنشاہ کیا خوب عدالت فرماتے ہین اپنے خیر خواہ دولت کو جھوٹا جانتے
ہین شاگردون نے سر جھکا لیا آپسمین اشارے ہوئے استاد ہمسے بھی یہی کہتے ہین عنتر نے اُن سبھون کے
جو تیور دیکھے پہچانا عیار جہاندیدہ بشرہ شناس اپنا منھ پیٹنے لگا کہا یارو تم بھی مجھکو جھوٹا جانتے ہو سب نے
کہا استاد جو آپ کہتے ہین یہی ہوگا عنتر نے کہا خیر یارو اسکا ظہور ہوگا اب تو مین جاتا ہون نقابدار کا پتہ
لگاتا ہون یا اسی تجویز مین اپنی جان دونگا یا اُس جادوگر کو تلاش کرونگا وہین کھڑے کھڑے اُسنے اپنا زخم باندھا کر ہمت
مضبوط باندھکر تلاش مین نکلا عادیل اپنے مقام پر پلپلا رہا ہے وزیرون سے کہتا ہے یارو عنتر کی قضا میرے
ہاتھ سے ہے اُسنے میرے سفر مین خلل ڈالا خوب بیٹھے بیٹھے جھگڑا نکالا آپ لوگ فکر مین ہین جلد لاکر ہمکو خبر سنائین
ایسا نہو کہین بھاگ جائے سب نے عرض کی حضور صاحب عیال ہے کہان چھپیگا ہم لوگ اُسپر تاکید کرینگے یہان تو
ذکر ہے عنتر صبا دم قلعہ سے نکلا دیہات قریات چھانتا پھرتا ہے نہایت انتشار بیقرار اشکبار کہین پتا نہ پایا
ایک دن خیال مین آیا عرصے سے ملکہ باغ مین داخل ہے چلکر اُنکے باغ مین بھی تلاش کرون یہ سوچ کر دن کو قریب باغ
ملکہ سہیل آیا چوبدار وغیرہ دروازے پر حاضر تھے اُن سب نے پوچھا میان عنتر صاحب کئی دن سے
ملکہ کی طبیعت علیل ہے دروازہ باغ کا بند رہتا ہے کوئی جانے آنے نہین پاتا ہم لوگون کو حکم ملا ہے کوئی غیر یہان
نہ آنے پائے تم اگر ملازم قدیم نہوتے تو ہم تمکو بھی منع کرتے یہ سنکر عنتر کا ماتھا ٹھنکا لیکن خاموش ہو رہا صحرا مین
جاکر ٹھہرا جب مہر انور غروب ہوا پردہ شب حائل ہوگیا تو طرہ زربفتی سے آراستہ ہوکر بہ باغی جستجوے
سرو خرامان گلشن جرأت مین نکلا کمند مار کر دیوار پر آیا اب جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا آراستگی باغ نہایت تکلف سے
چاندنی دیکھے کا سامان ہے مخمل بادلہ پوش نازنینان مہجبین کا جابجا خروش وسط باغ مین مسند جواہر نگار پر ملکہ
سہیل جلوہ فرما پہلو مین زلزلہ قاف ثانی سلیمان اسوقت یہ ذکر ہے صاحبقران فرما رہے ہین آج مجھکو کوئی دل
اِس مقام پر گذرے اہالیان لشکر ہمارے بیقرار ہونگے مین دربار مین عادیل کو ہی سکے جاؤنگا انشاء اللہ
اُس سے مقابلہ ہو لیکن دل بہت سمجھاؤنگا کہ وہ ہمارا بزرگ ہوا اگر نمانیگا اسطور کا کلام کیا جائیگا یا لڑکر
اپنی جان دونگا اب یہان سے اسطرح جانا ممکن نہین ہے بیٹھے مین شیر کا قدم آگئے شکا نہو ملکہ عالم دورہی ہین

دامن صاحبقران نے تھام لیا اور کہتی ہین ہین آپکو نہ جانے دونگی مین آپ کے ساتھ ہون اپنے لشکر کو چلیے یا پ میرا اسپ یہین ہے بڑے بڑے پہلوان اُسنے مارے ہین اُس سے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا ہے کبھی رو رو کر صاحبقران کے سامنے یہ اشعار پڑھتی ہے قطعہ

ہوش یہ رہ گئی دل ہین کہ مدعا نہ ملا
گلہ عبث ہے اگر وہ ملا ملا نہ ملا
نہ دے تو ہاتھ سے ہو صحبت مین رنگ حنا
اُڑا اُڑا کے ہمین خاک مین صبا نہ ملا
غریق بحر ستم عمر کی ہوئی کشتی
یہ سب ملے ہمین پر یار با وفا نہ ملا
چھپے ہزار تمنا سے کیون نہ لے کھٹکے
پر اپنے بلبل دل کو نسیم سا نہ ملا

بہت جہان مین ڈھونڈھا پر آشنا نہ ملا
عجیب قسمت بد تھی شب فراق مین ہم
ہوائے شوق فنا مین جہان اُڑا یا
وہ کشتۂ نگہ قہر تھا کہ محشر مین
بہت سا ہمنے پکارا پہ ناخدا نہ ملا
عجیب جوش جنون مین ہوئی تھی پامالی
کہ خار کو کوئی ہمسا برہنہ پا نہ ملا

ہوا ہے کون سا معشوق با وفا اے دل
کمال ڈھونڈھ پھرے خانۂ قضا اللہ
جواب دیگی بھلا روز باز پرس تو کیا
مرے جانے کو احکام دلربا نہ ملا
کمال عیش جوانی و ماکو سال و طرب
کہ ایک آیا نہ تا کوئی دستدار پا نہ ملا
بہت سی کرتے رہے باغ دہر مین گلگشت

کبھی ناز کبھی نیاز صاحبقران زبان دامن سے اشک پاک کرکے فرمانے

ہین ملکہ تمھاری حکایت و شکایت بالکل بیکار ہے یہ حقیر پر تقصیر اس مقدمے مین مجبور ہونا چاہے سو چو تو کہ ہمارے لشکر مین کیا گذرتی ہوگی عیار و سردار و تاجدار انتشار مین ہونگے لقا ایسے حریف سے مقابلہ خدا نخواستہ قصد شبخون کرے کچھ ناموس پر فساد پڑے ہزار طرح کا خیال میرے جانے کے بعد پھر تمکو صدمہ رہیگا انشاء اللہ پروردگار مدد کریگا تسن لوگی کہ یا عدیل مسلمان ہوا یا مارا گیا ہم مثل آفتاب عالمتاب مین مخفی ہوکر مس نہین رہ سکتے اگر یہان بھی رہینگے دو چار دن مین حال کھل جائیگا بس ہمارا یہان سے نکلنا ہی مناسب ہے اور تمکو ہمراہ لیکر مثل چورون کے بھاگین تمام عالم مین اپنے کو بدنام کرین دوست دشمن مطعون کرینگے جا بجا یہی چرچا ہوگا صاحبقران عدیل کی بیٹی کو لیکر مثل چورون کے بھاگے مجکو غیرت مین جان دینا پڑیگی کس کس کے سامنے یہ سب بیان کرتا پھرونگا ملکہ نے نہ مانا تمام ملکون مین خبر پہونچ جائیگی جب ملکہ کو بہت بیقرار پایا صاحبقران نے فرمایا اچھا ہم بھاگینگے دل مین مصمم ارادہ کرلیا جب یہ سو جائیگی رات ہی کو مرکب پر سوار ہوکے نکل جائینگے صبح ہوتے ہوتے قلعہ عدیہ مین پہونچینگے معشوق کو رنجیدہ کرنا کیا ضرور یہ جو صاحبقران نے فرمایا ہم نہ جائینگے ملکہ خوش ہوگئی باتین راز و نیاز کی ہونے لگین لیکن عنتر نے جو یہ راز و نیاز دیکھا آتش رشک و حسد سے جل گیا یہ بھی ملکہ کی زبانی سن چکا کہ مین نقابدار بنی ہوئی تھی عنتر عیار کو زخمی کرکے آپ کو چھین لائی غصے مین دیوارے کو دا دل مین سوچتا ہوا کہ چل کر میان عدیل صاحب کو لاؤن انکو یہ تماشہ دکھاؤن کہ آپکی صاحبزادی صاحبہ نقابدار بنکر جنگلون مین پھرتی ہین

آپ کے فرزندون کے قاتل کو ہم نے پہلو مین بیٹھی ہین جب بخوبی یقین کامل ہوگا خوش ہو جائینگے یہ سوچتا ہوا لوٹ آیا
بھاگا ہوا جاتا ہی صاحبقران نے فرمایا ہم ملکہ اب رات زیادہ آگئی چلو آرام کرو ملکہ خوش ہوگئی صاحبقران نے
اسی واسطے ملکہ کو ایک دو جام شراب بھی پلادیے کنیزون کو بھی حکم پینے کا دیا اسی واسطے کہ سب سو جائیں صاحبقران
بارہ دری مین آئے آتے ہی ملکہ نے آرام فرمایا کنیزین بھی جاگی ہوئی تھین سو رہین صاحبقران اُٹھے سلاح
ذات پر آراستہ کیے ایک مرکب عربی اصطبل سے ملکہ کے لیا اُسکو بھی آراستہ کیا پشت باغ کا دروازہ کھولا
صاحبقران نامدار شب تیرہ و تار مین باغ پر بہار سے نکلے باتون باتون مین ملکہ سے نشان دریافت کیا
تھا سمت قلعہ ناکور روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑ رہیے وقت پر ذکر تحریر ہوگا مگر عمر صبا دم اُڑا ہوا
ہی اندر قلعہ کے آکر پہونچا راہ مین ہاتیان طلایہ ملے کوتوال سے ملاقات ہوئی پوچھا عمر صاحب کہان سے
آتے ہو اسوقت بہت خوش ہو لیجے پتا پایا بادشاہ نے ہمکو حکم دیا تھا عمر کے مکان کی حفاظت کرو عورتون کو
لیکر مین بھاگ نہ جائے عمر نے کہا کوتوال صاحب کیا مین نے کسیکی چوری کی ہی آج حال کھل جائیگا مارا
گیا لیکن نے بیٹھے بیٹھے قیامت برپا کی میان عدیل صاحب آپ تو رنڈیان نوکر رکھتے ہین صاحبزادی
اُسنے بھی معشوق تلاش کر لیا ہم پر ناحق غصہ آیا بیگناہ کا خون بہایا دیکھیے تو آج کیا مزے ہوتے ہین کوتوال
عمر مفصل تو بیان کر عمر بھاگا یہ کہتا ہوا کہ کوتوال صاحب مجھے فرصت نہین ہی دوڑتا ہوا در دولت
پر پہونچا محلدار سے کہا جا کر شہنشاہ کو جگا دو عرض کیجیے فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا جان نثار عمر عیار در دولت
حاضر ہی آپکے فرزندون کے قاتل کا پتا مل گیا محلدار نے کہا او دیوانے دو پہر سے شب تھا وہ کہیں یہ
آرام مین ہین میری یہ مجال ہی کہ جا کر بیدار کرون عمر نے کہا لی محلدار صاحب وقت ٹل جائیگا دشمن قبضے سے
نکل جائیگا مین صبح کو صاف صاف کہدونگا تمھاری ناک چوٹی کاٹی جائیگی تم زبردستی جا کر شاہ کو جگا دو
نام لو اتنا کہدینا کہ عمر کہتا ہی جلد باہر تشریف لائیے ورنہ آپ کے فرزندون کا قاتل بھاگ جائیگا مجبور
محلدار اندر آئی ڈرتے ڈرتے شاہ کے قدمون پر ہاتھ رکھا عدیل نے آنکھ کھولی غصے مین پوچھا کیا ہی محلدار
نے زبانی عمر کی سب کیفیت عرض کی عدیل غصے مین اُٹھا ہتھیار لگائے چنگھارتا ہوا مثل فیل مست باہر آیا
جھک کر سلام کیا کہا حضور جلد سوار ہون دشمن کا پتہ لگا یا ہی جن صاحب نے مجکو زخمی کیا تھا اُنکو آنکھون
دیکھ آیا عدیل نے کہا وہ کون سرکش و بیباک ہی جسنے ہمارے گنہگار کو اپنے گھر مین رکھا عمر نے دست بستہ
عرض کی غلام نے جلدی مین نام نہین دریافت کیا صورت بخوبی پہچان لی حضور جلد سوار ہون ورنہ شکار

ہاتھ سے نکل جائیگا بادشاہ کا خلاف وقت تشریف لانا روسا امرا وزرا خبر سنکر دوڑے لشکر میں کمر بندیان ہونے لگی چارسو افسر کمیدان رسالدار وغیرہ مسلح ہوکر سامنے آئے دیکھا عدیل کوہی گینڈے پر سوار ہوا ہے عنبر بہت کچھ عرض کر رہا ہے عدیل قبضے پر ہاتھ ڈال کر کہتا ہے ایک فی حیات کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ سنکر افسرون نے عرض کی کہ اے پہلوان وران اے رستم کوہستان اس شب تیرہ و تار میں کہان جائیگا ارادہ ہے عدیل نے کہا عنبر سے نام نہیں دریافت کیا جس نے حمزہ کو چھین لیا ہے اسکا مقام دیکھ آیا ہے یارو بڑا تعجب ہے کہ آپ کوہستان کا رہنے والا بادولت کا نام سنے ہمارے خولی کو چھین لے اس وقت تک مجکو یقین نہیں آتا عنبر کہتا ہے میں آنکھون سے دکھادونگا عرض کی کیا احتیاج ہے عدیل بدمزاج قبضے پر ہاتھ ہلاتا ہوا گینڈے کو بڑھا چلا پشت پر چارسو افسر بارہ ہزار کوہیان خود سر اس کروفر سے بیرون قلعہ آئے عدیل نے عنبر سے کہا کیا کوئی قلعہ دار ہے یا بادشاہ عالی وقار ہے دو چار لاکھ فوج کا حاکم ہے کئی شہرون کا ناظم ہے عنبر نے کہا حضور ابھی نام نہیں بتاؤنگا مقام خاص پر پہونچا دونگا وہان باغ میں یکایک ملکہ کی آنکھ کھلی پہلو میں صاحبقران کو نہ پایا کنیزون کو آواز دی مصاحبان خاص دوڑی ہوئی آئیں ملکہ نے کہا دیکھو تو صاحبقران کہان ہیں ایک کنیز نے عرض کی اصطبل میں ایک مرکب بھی نہیں ہے پشت باغ کا دروازہ کھلا ہے ملکہ نے منہ پیٹ لیا کہا لو صاحب غضب ہوا صاحبقران طرف قلعہ حدیبیہ کے گئے ہیں صاحبو وہ یکہ و تنہا وہان مجمع عالم ایک سے ایک دغاباز حیلہ ساز خدا اُنکی جان بچائے ہائے کسکو بھیجون کون خبر لائے رات کو جب میں نے کہا تھا اُسی وقت اُنکے تیور سے معلوم ہوتا تھا کہ مجکو بہلاتے ہیں ہائے اے گلعذار دل کی کیا کیفیت کہون القول زیب النسا مخفی نظم

راز لیست مرا گفتنی نیست
کان راز نہان شگفتنی نیست
فصدم چہ کنی کہ خون ناحق
وین درد دلست رفتنی نیست دیگر
شربت وصل کجائی کہ ازین بیش مرا
صد عزیز است بہر شہر خریدارم نیست
در تہ سنگ ملامت شدم از عشق ہنوز
میوۂ تازہ نثر از بار گرانبارم نیست

وین راز زکس نہفتنی نیست
پژمردہ چو گشت غنچۂ دل
پنہان شدنی نہفتنی نیست
وحشت پرور جنونم سر بیکارم نیست
طاقت تشنہ لبی با دل بیمارم نیست
مجمع زلف پریشان مکن از بہر دلم
نیست سنگے کہ درین راہ طلبگارم نیست
گر دلم گشتہ گرہ راز تو مخفی چہ کنم

زان پنبۂ غفلتم بگوش ست
از آب و ہوا شگفتنی نیست
مخفی چو جرس بنالہ خود کن
زہر آشام فراقم لب وطن کارم نیست
یوسف مصر چو برگشتہ م ز دامن ہنری
کہ پریشانی زلف تو چو دستارم نیست
نخل اندیشہ ام و بار نفلہ م دارم
کہ زبان در دہنم محرم اسرارم نیست

ان اشعار آبدار کو پڑھکے اِس طرح بلک کر ملکہ سہیل گلعذار روئی ستارہ ہائے اشک باہ رخسار پر چمکنے لگے ہچکی لگ گئی گلعذار نے عرض کی برائے خدا صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے مین ابھی خبر منگاتی ہون کہیے تو خود جاؤں اپنی آنکھون سے دیکھ آؤن اتنا تو ضرور عرض کرتی ہون وہ اپنے زمانے کے صاحبقران ہین جو فرمائینگے وہی کرینگے بیشک بارگاہ مین عاریل کی گھس جائینگے جب آپ لیکر صاحبقران کو آئی تھین ہمنے جب ہی سمجھایا تھا کہ اِس کمبخت عشق و عاشقی کے کوچے مین قدم رکھنا بہتر نہین آٹھ پہر کی مصیبت صدہا تشویش فرقت اس خانہ خراب نے کس کس کو نہین رُولایا کیسے کیسے جوانون کو خاک مین ملایا ہو جب قتل رعنا نظم ...

ہر فلک صفحہ ہر اک نخل قلم گر ہو جائے
آب ظلمات سیاہی لب کوثر ہو جائے
گذرے گر نوح کی بھی عمر میسر ہو جائے
عشق کا حرف بھی لکھے تو وہ دفتر ہو جائے

حضرت عشق کی القصہ ہے آخر تقدیر
عشق وہ چیز ہے سب کہتے ہین جسکو تاثیر

کوئی شے عشق سے خالی نہین ہرگز واللہ
مومن و کافر و درویش سے لیکر تا شاہ
کون سی شے ہے کہ جسمین نہین اس عشق کو راہ
ذرّے سے مہر تلک مہر سے لیکر تا ماہ

اسنے عالم مین عجب اپنا دکھایا جلوہ
کون سی چیز ہے جسنے نہین پایا جلوہ

عشق اور حسن ہین آپسمین نہایت مانوس
عشق اگر شمع ہے تو حسن پری ہے فانوس
بتکدہ عشق ہے اور حسن صنم ہے ناقوس
ہے فریب دل عاشق کو بڑا جالینوس

ہر طرح سے دل انسان کو لبھا لیتا ہے
ہر بہانے سے یہ عاشق کو پھنسا لیتا ہے

عشق ہوتا نہ جہان مین تو نہوتی الفت
قیس کو لیلی سے زنہار نہوتی رغبت
ہوتی گلرویون سے کب باغ جہان کو زینت
شوق وصل اور غم ہجر سے ہوتی فرحت

لطف کیا زیست کا انسان کو حاصل ہوتا
ایک گر ایک پہ دنیا مین نہ مائل ہوتا

فاختہ اشک سے اپنا نہ کبھی منھ دھوتی
حلقۂ طوق سے قمری کو نہ زینت ہوتی

صحن گلشن مین نہ گل کے لیے بلبل روتی ۔۔۔ کبک گر قطع نظر بدر سے شبکو سوتی

صاف پروانون سے ہر شمع کا دامن ہوتا
شہر خاموش بہاران مین بھی گلشن ہوتا

قیس کیون نجد مین سرگشتہ و ویران ہوتا ۔۔۔ سنگدل شیرین کا فرہاد نہ خواہان ہوتا
نہ کبھی مائل بلقیس سلیمان ہوتا ۔۔۔ مصر کے تخت پہ کیونکر مہ کنعان ہوتا

عشق ہر چیز مین اک شان دکھا دیتا ہی
ذرہ خاک کو خورشید بنا دیتا ہی

گلعذار نے جو یہ بند مسدس کے پڑھے ولولہ جنون نے اور زیادتی کی آب نصیحت نے آتش عشق نہ بجھائی شعلہ ہاے فرقت نے سر کھینچا ساتھ آہ کے منھ سے دھوان نکلنے لگا ہر ایک اعضاے جسمی جلنے لگا ملکہ تو اس حال مصیبت مآل مین رو رہی ہی آخر مین یہی صلاح ٹھہری کہ ایک کنیز کو واسطے خبر کے روانہ کرین ادھر عدیل کوہی جب تین کوس شہر سے نکل چکا خیال ہو گیا عنبر طرف باغ ملکہ سہیل کے لیے جاتا ہی عدیل نے گھبرا کے کہا ای عنبر یہان کوئی قلعہ یا قریہ قریب نہین ہی اب صاف بیان کر مجھکو کہان لیے جاتا ہی کیون راز اصلی چھپاتا ہی آخر وہ کون سا سر کش ہی جسنے پشتارہ میرے دشمن کا چھین لیا میرے فرزندون کے قاتل کو گھر مین بٹھایا عنبر کو ضبط کی طاقت باقی نہ رہی کہا حضور مین کیا عرض کرون غصے سے حضور کے زبان ہو صاف صاف نہ کہتا جب حضور آنکھون سے دیکھتے تب لطف حاصل ہوتا اب ضبط نہین ہو سکتا ہی مجبور ہون مصرع جو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی بداے شہنشاہ گیتی ستان آپ کی صاحبزادی صاحب ملکہ سہیل فنون سپاہ گری مین طاق ہوئین نیزہ بازی استبازی مین شہرہ آفاق ہوئین نقاب چہرے پر ڈال کر براے شکار جاتی ہین یہ انھین کا کام ہی مجھکو زخمی کیا پشتارہ چھین لیا باغ مین باغی کو لیگئین پہلو مین بٹھایا وہ تو اپنے زمانے کا صاحبقران ہی کہتا ہی جا کر عدیل کوہی سے لڑون وہ دامن تھامے رو رہی ہین فرماتی ہین مجھے لیکر نکل چلو وہ کہتا ہی میری جرأت سے خلاف ہی یہ فرماتی ہین مجھکو اکیلا چھوڑے جاتے ہو یہ کیا انصاف ہی وہ جلسہ دیکھنے کے لائق ہی یہ سنکر عدیل کوہی مثل شعلہ جوالہ بھڑکا مثل ابر گرجا کہا او نامعقول سچ بتلا یہ تجھسے کسنے خبر کہی عنبر نے کہا کہنا کیسا مین اپنی آنکھون سے دیکھ آیا ہون اسی واسطے آپ کو شب کو تکلیف دی کہ اس جلسہ عاشق و معشوق کو آنکھون سے ملاحظہ فرمایئے تب غلام کی جانبازی کی قدر ہوگی عدیل نے کہا

ای عنبر اگر یہ حقیقت بین مقدمہ اسی طرح ہے پہلے اُس گیسو بریدہ کو قتل کرونگا بعد اُس سرکش کو سزا دونگا اگر تو نے
یہ خبر سنکر میری بیٹی کو بدنام کیا تو لات و منات کی قسم کھاتا ہون کہ چھاتی پر چڑھ کر تیرا خون پی لونگا دوسرے برس
او بیحیا اگر تو مجھسے صاف صاف قلعہ بین کہدیتا کہ یکہ و تنہا آتا سردارون کو ساتھ نہ لاتا عنبر نے کہا حضور مجکو بھی تو
سب طرح کا خوف ہے اگر آپ یکہ و تنہا آتے وہ آپ کے خوف سے بھاگ کر نکل جاتا آپ پہلے چہار جانب سے باغ کو
گھیر لیجیے مین آپ کے ہمراہ ہون باغ مین گھس چلیے صاحبزادی صاحب اُسکو پہلو مین لیے بیٹھی ہونگی ملاحظہ فرما لیجیے گا
خواہ انعام یا سزا دیجیے گا یہ کہکے عنبر نے اہالیان فوج کو آواز دی باغ کو ملکہ کے جاکر چہار جانب سے گھیر لو خبردار
کوئی مرد عورت باہر نکلنے نہ پائے عادیل کو انتہا کا حجاب فرط قہر و غضب سے بیتاب افسران فوج آپسمین کہتے ہوے
کہ یہ عنبر نے کیا حکم دیا کیا ملکہ کے باغ مین صاحبقران چھپے ہین بعض نے کہا کسی لونڈی باندی کی وجہ سے باغ مین
پہونچ گیا ہوگا ایک نے کہا یہ غیر ممکن ہے اتنا بڑا شخص داماد نوشیروان کنیزون کی وجہ سے چھپے یہ کام کسی ٹچے
آدمی کا ہے ایک نے کہا تمھین ان جھگڑون سے کیا کام ہے باغ کو چل کر گھیر لو ہمین یقین ہے آج نیا گل پھولیگا دیکھین کسکی
جان پر آفت آتی ہے بہار کیا رنگ لاتی ہے اب اِس عرصہ مین ستارہ سحری بھی چمک چکا افسرون نے
چہار جانب سے باغ کو گھیرا ملکہ نے جب حال اپنا غم مین صاحبقران کے بہت ابتر کیا صنوبر نامے ایک کنیز
اُٹھی کہا حضور سیدھی طرف قلعہ کے جاتی ہون خبر مفصل لیکر فوراً آتی ہون ملکہ نے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا
میری اچھی بوا جلدی جاؤ اگر راہ مین ملجائین میرے سر کی قسم دینا کہ جھٹ پٹ چلیے ورنہ ملکہ اپنی جان دیدیگی
اُنکو میرے نام سے محبت ہے ضرور چلے آئینگے پھر مین سمجھا لونگی میرے سامنے مجال نہین ہے خلاف میرے
حکم کے کر سکین صنوبر نے کہا حضور مین واپس لاؤنگی قدمون سے لپٹ جاؤنگی میرا کہنا بہت مانتے ہین
ضرور چلے آئینگے آگے آگے صنوبر پیچھے پیچھے ملکہ سہیل پیغام ختم نہین ہوتا دور دور کر صنوبر کا ہاتھ تھام لیتی ہین
فرماتی ہین صنوبر قسمین دلانا میری جانب سے ہاتھ جوڑنا جسطرح بنے پھیری لانا بہ مشکل صنوبر در باغ سے
نکلی اب جو اُسنے دیکھا ہزارہا سوار پیدل گرد باغ کے کھڑے ہوے نیزے ہار رہے ہین گھبرا گئی یکایک دیکھا سامنے
عادیل کو ہی جو عنبر سے کچھ باتین کرتا ہوا سامنے ہویدا ہوا صنوبر الٹے پاؤن پلٹی ملکہ سہیل بیچ باغ مین
دعائین مانگ رہی ہے کہ صنوبر گھبرائی ہوئی آئی کہا ملکہ آپ کے والد نامدار تشریف لاتے ہین بارہ ہزار فوج
نے چہار جانب سے باغ کو گھیر لیا یہ سُنکر ملکہ کانپنے لگی کہا صنوبر تمنے اپنی آنکھون سے دیکھا عرض کیا ہان دیکھا
کیسا دیکھے تو تتق گرد بلند ہے سوار پیدل سب آ گئے ملکہ جب بہت گھبرائی گلعذار نے عرض کی آپ کیون

گھبراتی ہیں خدا نے اپنا فضل شریک کیا وہ سرو روان بوستان صاحبقرانی پہلے ہی باغ سے نکل گیا اب کوئی کیا کر سکتا ہے افشان پیشانی سے چھڑائیے در باغ تک لے استقبال آئیے دیکھیے مسبب الاسباب نے کیا سبب پیدا کیا لیکن خدا صاحبقران کی جان بچائے ملکہ نے افشان وغیرہ چھڑائی سپید مجھومی کی چادر منگا کر اوڑھی در باغ پر آ کر ٹھہریں عدیل کوہی در باغ پر آ کر اترا چوبدار وغیرہ یہاں جو رہتے ہیں سب نے سلام کیا عدیل نے دیکھا دروازہ باغ کا کھلا ہوا عنبر سے کہا کیوں بے تو تو کہتا تھا دروازہ بند رہتا ہے عنبر کا چہرہ زرد ہو گیا عدیل قبضے پر ہاتھ ڈالے ہوئے اندر باغ کے آیا عنبر بھی ساتھ ہے اپنی بیٹی کو دیکھا چادر سپید اوڑھے ہوئے کھڑی ہے برائے تسلیم خم ہوئی جوش محبت سے عدیل بیقرار ہو گیا ضبط کر کے کہا کیوں سہیل تو تعاقب ارژنگ پر آ شکار جاتی ہے ملکہ نے دست بستہ عرض کی ہیں اکثر حضور کے ساتھ بھی اسی طرح گئی ہوں سب فنون سپاہ گری حضور نے سکھائے ہیں بیشک میں اکثر جاتی ہوں کیا خطا ہوئی اس طرح ڈر کر ملکہ نے یہ باتیں کہیں عدیل کا دل بیقرار ہوا کہا معاف صاف بتا صاحبقران کو تو باغ میں لائی ہے ملکہ نے کہا صاحبقران کسی پھول کا نام ہے میں نے تو آج کل کوئی نیا درخت بھی نہیں لگایا مدت کا ذخیرہ ہے فصل برسات میں درخت بوئے جاتے ہیں یہاں بھی وہی وتیرہ ہے عدیل کوہی نے پلٹ کر عنبر سے کہا تو نے سنا وہ بیچاری نام بھی نہیں جانتی کہتی ہے کس پھول کا صاحبقران نام ہے عنبر نے کہا حضور میں تو اپنی آنکھوں سے دیکھ گیا تھا عدیل پھر طرف سہیل کے متوجہ ہوا کہا اے نور نظر گھبراؤ نہیں صاحبقران داماد نوشیروان ایک آدمی کا نام ہے عنبر عیار ہمارا اسکو چرا کر لایا تھا تم نے چھین لیا باغ میں لا کر بٹھایا تم کہتی تھیں میں تیرے ساتھ نکل چلوں وہ کہتا تھا میری تباہی ہے یہ سنکر دل تو ملکہ کا بھر آیا تصویر صاحبقران کی آنکھوں کے سامنے پھری باپ کو کچھ جواب دیا سر جھکا کر رونے لگی صاف ظاہر تھا کہ صدف کا منہ کھل گیا گوہر آبدار اشک نکلنے لگے اعضا سوز فرقت سے جلنے لگے ہچکی لگ گئی لیکن گلعذار نے بڑھ کر عرض کی واہ حضور آپ ہماری بھولی ملکہ کو ناحق رلاتے ہیں وہ کیا جانیں صاحبقران کون نوشیروان کس جانور کا نام ہے باغ سارا موجود ہے تلاش کر لیجیے ورنہ تو آپ کی نور نظر ہیں ہم سب کو سزا دیجیے حضور یہ وہ باغ ہے سبزہ بیگانہ تک کا نام نہیں حکم ہے کہ نخل مردانہ ہمارے باغ میں نصب کرو کیا مجال یہاں کوئی عشق عاشقی کا نام لے بلبل نام گل سے بیزار ہے برائے قمری ذکر سرو شمشاد کیا مجال آواز کوکو سنا دے عشق و عاشقی کا نام لب تک آئے نہ کسی غیر شخص کو باغ میں آنے دیں اگر ایسا ہوتا ہم خود جا کر حضور سے اطلاع کرتے ناچ گانے کی صحبت رہتی ہے سب ہم کنیزیں سوانگ بنتی ہیں رات کو باون سجا کا ناچ تھا میں جوگن بنی

ملکہ نے کسی کو شاہزادہ نہ بنایا فرمایا مردانے کپڑے پہنکر کوئی ہمارے سامنے نہ آئے ہمکو بڑی شرم آتی ہی
نام سے مرد کے طبیعت گھبراتی ہی یا ون سمجھا کا تماشا سونا رہا شاہزادہ نہ بنایا گیا عدیل کو ہی غصے مین
کانپا غنتر کا ہاتھ پکڑ اکہا او بدزبان بے ایمان بتلا وہ جوان کہان ہی غنتر کے ہوش اُڑ گئے تمام باغ کو چھانا اس
گل باغ جرأت کی دماغ مین بو نہ آئی اب اندر سے کھینچتا ہوا عدیل غنتر کو بیرون باغ لایا افسران فوج قریب
آئے عدیل نے پکار کر کہا تمنے صاحبو کچھ سنا پہلے وہ فقرہ بنا کے لایا کہ مین حمزہ کو پکڑ لایا تھا کسی نے چھین لیا
اب رات کو جاکر مجھے جگایا اتنی بڑی تہمت میری دختر بلند اختر پر لگائی کہ حمزہ کو باغ مین جگہ دی ہی کہتا تھا وہ پہلو مین
اُسکو لیے بیٹھی ہی صاحبو پوچھو اس سے صاحبقران کہان ہین غنتر پر جوتیان پڑنے لگین غنتر کہتا ہی مین کس
مصیبت مین پڑا ثواب کا عذاب ہوا کیا بولے تمام افسران فوج کاؤن کاؤن کر رہے ہین کوئی کہتا ہی اسے
دار پر کھینچو کوئی کہتا ہی اسکی بوٹیان کاٹو غضب کیا بیحیا نے الہی صاحب عصمت و عفت پر یہ تہمت وہ بیچاری ان
باتون کو کیا جانے ابھی چار دن سے پردہ ہوا ہی ورنہ بارگاہ مین آتی تھین ہم سب نے گودیون مین پالا ہی
روکے مانگتی تھین جا زمین بھرنے والیون کے یہ کام ہوتے ہین یہ شاہزادیان گوشہ نشین ان معاملات کو
کیا جانین عدیل نے غصہ مین آکر کہا کہ او مکار تو کچھ جواب نہین دیتا کیا ہم تجھسے پوچھتے ہین صاف نہین بتاتا
غنتر نے کہا حضور مین تو اپنی آنکھون سے دیکھ گیا تھا حمزہ صاحبقران داماد نوشیروان اسی باغ مین بیٹھے
تلوار پر سار رہے تھے اب نہین معلوم کیا ہوا سب کنیزون نے مل کر کہین چھپا دیا عدیل نے غصے مین ایک ہاتھ تلوار کا
مارا غنتر کے دو ٹکڑے ہوے کہا لاش اس بیحیا کی کھینچکر پھینکدو ناحق لستے مجکو کئی دن روکا اتنک تو مین تا بہ
لشکر صاحبقران پہونچ گیا ہوتا اپنے فرزندون کے خون کا بدلا لیتا واجب لازم ہی اب اسی طرح روا روی
کرکے تا بہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی جاؤنگا قدرت سے کہکر طبل جنگی بجواؤنگا سر میدان حمزہ کو ٹوکونگا سامنے
قدرت کے لڑونگا سب نے عرض کی نیت مناسب ہی ہر ایک جان نثار زیارت خداوند قدرت کا طالب ہی
وہان کی سرفروشی مین بڑا نام ہی اگر وہان قتل ہوے قدرت زندہ بھی کرسکتے ہین آج مجکو بڑا قلق ہوا کہ اس بیحیا نے
مجھے بدنام کیا اپنی جان دی اب لشکر سے جھٹ پٹ سامان لاؤ بارگاہ وغیرہ مع خزانہ ہم اسی مقام پر ٹھہرے
ہین بیرکے قریب دروازہ باغ ملکہ آتر پڑا چند افسر واسطے لینے بارگاہ و خزانے کے چلے یہان ملکہ سہیل کا عجب حال ہی
ہر چند کہ یہ خبر پہونچی وہ مفسد مارا گیا واصل جہنم ہوا ایک دشمن تو کم ہوا بارہ دری مین آکر بیٹھی کنیزون سے
کہا کہو صاحبو اب مین کیا کرون فلک نے نیا سامان دکھلایا نہین معلوم وہ کدھر نکل گئے خدا انکی جان بچائے

دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہی ایسا نہو وہ بھٹک کر اِس طرف آجائین تو غضب ہو ہماری جان پر بڑی مصیبت ہی افسوس صد ہزار افسوس غربت مین کہان مارے مارے پھرتے ہونگے دشمن ہزار ہون وست کا نام نہین وہ کسی مقام پر اپنے کو مخفی نہ کر سکینگے والدنا مدار دروازے ہی پر اُتر پڑے اب چاہا کے رو بھی نہین سکتی تلاش انکی تلاش مین کسی کو بھیج بھی نہین سکتی ای گلعذار پروردگار اُنکو خیر و عافیت سے اُنکے لشکر مین پہونچائے اب دیکھو بڈّا ایسکا سر مین خلل پیدا ہوا انجام نے ہذیان مین دخل کر لیا ہی نظم

آنکھوں کا عشق تھا مجھے آزار کچھ نہ تھا
دیکھا جو آنکھ کھول کے یکبار کچھ نہ تھا
سب عاشقوں سے پہلے مجھے قتل کرتے آپ
پایا مدد گھڑی کے وہ انکار کچھ نہ تھا
آئے تھے آپ نزع میں مشکل کو نزع کی
ہر یک نگاہ اور تو اقرار کچھ نہ تھا
پیدا ہوئے ہیں ساتھ ترے رنج و درد و غم
اپنا تو روز حشر بھی اظہار کچھ نہ تھا
برہم بھی بزم جاتے ہی ساقی کے اے جلال

مارا نگاہ یار نے بیمار کچھ نہ تھا
اُسکی گلی میں مجمع عشاق دیکھکر
مجرم تھا میں بڑا کہ گنہگار کچھ نہ تھا
ہر دل عزیز یار ہوتا اگر تو چھپ
آسان کمتے جیتے یہ دشوار کچھ نہ تھا
سنتا تھا تمھارے اُترتے ہی بام سے
ایذا سے پہلے خلق میں زنہار کچھ نہ تھا
دل لیکے انجمن میں تسی ہم نہ آئے تھے
مینا و جام بادہ گلنار کچھ نہ تھا

سامان بزم عیش شب وصل تھا کہ خواب
کہتے ہیں لوگ مصر کا بازار کچھ نہ تھا
جائینگے اب نہ بزم میں اُسکی کیا تھا عہد
جھگڑا میاں کا فرو دیندار کچھ نہ تھا
بوسے جو اُسنے بوسہ طلب دیکے دل کیا
میا لگا تھا یا مین لوار کچھ نہ تھا
قاتل کا نام لیتے بھی تھے تو دہان زخم
سچ ہے ہمارے سینے مین ای یار کچھ نہ تھا
گلعذار نے کہا واری اب کچھ زبان سے

نہ نکالیے عنبر پرانا عیار تھا ایسا نہو کوئی اُسکی محبت مین شاہ کو مقدمہ اصلی سے آگاہ کردے ابھی دروازے پر موجود ہین ہر چند کہ کوئی آپکا کچھ کر نہین سکتا صاحب معاملہ بیان نہین ہی کہنے سننے سے ضرور خیال ہوگا ہر چند کہ غصے مین اُسکو مار ڈالا ہر وقت یاد کرینگے بڑے کام کا عیار تھا بہت سے کام اُنکے سند رہینگے آپ خاموش رہین والد نامدار سفر کرکے جا لین تو ہم لوگ کچھ تدبیر کرینگے اُسی یوسف گم گشتہ کو تلاش کرکے لائینگے ضرور آپ سے ملائین گے کنیزون نے ملکہ کو بہت تسکین دی بخوف عدیل کوہی خاموش ہوئی سنگ صبر قلب پر رکھا موت کا مزا چکھا اب کیفیت صاحبقران زمان کی گزارش ہوتی ہی کہ اُس باغ بہشت آئین سے شب تیرہ و تار مین نکلے رسم و راہ سے اس حوالی کے آگاہ نہ تھے راستہ بھول گئے ایک بیشے مین آکر اُس شیر کو سحر ہوئی سر اٹھا کر دیکھا نشان کسی قلعہ کا نہ پایا سمجھے ہم راستہ بھول گئے گھوڑے سے اُترے نہر پر وضو کیا نماز سحر ادا کی اب اِس سوچ مین صاحبقران ٹہل رہے ہین کہ کوئی راہ گیر نکلے تو اُس سے راستہ دریافت

کرین تا بہ بارگاہ عادیل کوہی پہونچین ناگاہ صحرا سے گرد اُڑی صاحبقران نے دیکھا ایک جوان نوخیز
گینڈے پر سوار پشت پر بارہ ہزار جوان جرّار ہتھیار لگائے ہوئے گھوڑون پر مال و اسباب لدا ہوا دار و گیر
کرتے ہوئے آتے ہین چہار جانب دیکھتے ہوئے جیسے کوئی خائف و ترسان ہوا ایک کی نگاہ صاحبقران پر
پڑی اُسنے گھوڑے کو بڑھا کر افسر سے کہا حضور بڑی ساعت نیک سے نکلے تھے قافلہ بھی لوٹ لیا کوئی زخمی نہین
ہوا ایک اور سونے کی چڑیا دکھلائی دی یہ بھی للین بھون کھان کے کھائین گھوڑا ہم لینگے اُس افسر نے کہا وہ سامنے
جو جوان گھبرا رہا ہے یہ بڑا کوئی مالدار معلوم ہوتا ہے موتیون کے مالے گتھے یاقوت احمر کے دریاے جواہر مین غوطہ مارے
ہوے ہے ہتھیار معقول ہین جتنا مال ہمنے بیس کوس چلکر پایا اُس سے زیادہ قیمت مین اسکے پاس موجود ہے کہین سے
بھٹک کر نکل آیا تقدیر گردش مین آئی ہماری راہ پر آگیا ٹھہرا تم سب صاحب مال کرو مین خود جاتا ہون اُسکی جان بخش
کردونگا کیا لیکے قتل کرنے سے کیا فائدہ سب نے آپس مین اشارے کیے ہمارے افسر صاحب بڑے عقیل و فہیم ہین سمجھے
اور کوئی جا ئیگا جو ابھی چھپا دیگا ایک نے کہا افسری قزاقون کی کرنا کیا کھیل ہے ایسے جری بہادر ہین آج تک
دربار مین شاہون کے کوئی انکو قزاق نہین کہتا ہر ذکر آتا ہے کفیل تیغ زن بڑا بہادر ہے جس قافلے کو جا کر ہم لوگون
نے لوٹا چالیس ہزار آدمی تھے توپین بھی ساتھ تھی گولہ انداز کی تاب بھی نہ رکھ سکا ایک نے کہا مین سنے
منہ پر توپ کے جا کر سپر لگادی ایک نے کہا گولہ انداز میرے ہاتھ سے مارا گیا پھر تو بھگدڑ پڑ گئی بڑے لطف سے
قافلہ کو لوٹا کبھی جوانان زبردست ہمارے آقا پر آپڑے تھے بارہ جوانون کو بڑے زور و شور سے مارا ہم لوگ
قریب نہ پہونچ سکے کسیکو مدد کو بھی نہین پکارا اسطرح کی جرأت ہے ویسی ہی لیاقت بھی ہے آغاز و انجام خوب سمجھتے
ہین قزاقون مین تو یہ باتین ہونے لگین کفیل تیغ زن گینڈے کو بڑھا کر طرف صاحبقران کے چلا امیر سمجھے
وضع رنگی دیکھکر پہچان گئے ماشاء اللہ جہاندیدہ کارآزمودہ صاف ظاہر ہے کہ لٹیرے ہین افسر ہماری فکر مین
آتا ہے پشت مرکب پر سوار ہوے اُسی جانب چلے جدھر سے قزاق آتا ہے کفیل نے آواز دی ایجوان ٹھہر جا قدم آگے
نہ بڑھا سنکر کفیل تیغ زن صاحبقران نے مرکب روک لیا کفیل قریب پہونچا صورت کو دیکھکر حیران ہو گیا
تہور و شجاعت و لیاقت چہرے سے آشکار حسن مین ماہ رخسار کفیل نے سلام کیا کہا اے جوان اسطرف
آنیکا کیونکر اتفاق ہوا یہ مقام موسوم بہ بیشہ شیران ہے کسی نے اسطرف آنے کو منع نہین کیا اگر آگئے تو کیا نقصان
ہے مال و اسباب ہمکو حوالے کرو اپنی جان کو غنیمت جانو ہتھیار کھولدو مرکب سے اُترو اگر ہمارا کہنا مانوگے
پرتل کے ٹٹو ہمارے ساتھ ہین کوئی لولا لنگڑا ٹٹو حوالے کردینگے تم بھی رئیس زادے معلوم ہوتے ہو پیدل نہ جاؤ

اور جو ہمارے کہنے کے خلاف کروگے سواری کیسی غرق باندھکر جانا پڑیگا صاحبقران مسکرائے فرمایا تھا
کفیل تیغ زن نام ہی خوب کفالت کی یہ تو سراسر جہالت ہی ہمنے تمھاری کیا خطا کی ہی کفیل نے کہا قزاقون
کی کوئی خطا کیا کرتا ہی ہم مال کے دشمن ہین اگر وقت پر باپ بھی سامنے آجاے درگذر نہ کرین لوٹ لین
صاحبقران نے فرمایا اپنے باپ دادا کو جاکر لوٹو ہم تو مرد سپاہی ہین مال اسباب ہمارا جان کے ساتھ ہی یہ سنکر
کفیل کو غصہ آیا گینڈا اچمکایا کہا ای جوان تیری قضا ہی آئی ہی سیدھی انگلیون سے گھی نہین نکلتا ہمین کتنائی بندری
کرتا ہی تم ایسے سیکڑون ہزارون مارکر پہاڑون کی کھووَن مین ڈالدیے لاش کو سیار کھاگئے تم کیا کرو شرافت کا زمانہ ہی
نہین ہمین تو رحم آیا آج مال بھی بہت پایا ہمنے کہا تھا خیر اصطبل مین کا ناٹو ہی وہ دیدینگے تمھین پیدل ہی جانا
منظور ہی صاحبقران نے کہا ابھی مجبور ہونا چاہین خوشی سے مال نہین دیا جاتا کفیل نے کہا بہت خوب ہم جان لیکر
مال لینگے یہ کہکر جھپٹا نیزہ ہلاتا ہوا چلا صاحبقران نے بھی نیزہ اٹھایا وہ جوان ہمراہی بھی قریب آگئے
سب دیکھ رہے ہین نیزہ چلنے لگا قزاقون نے دیکھا یہ مسافر تو بڑا سرکش ہی دس بارہ ہاتھین ردوبدل
ہوچکین ایک طور سے لڑرہا ہی ہمارا آقا اس فن مین نہایت طاق ہی نیزہ خوب ہلاتا ہی اکیلا دس آدمیون کو قتل کرلیتا ہی
نیزہ دور کا سند لیا ہی حریف قریب نہین آسکتا ایک نے کہا مین پشت پر سے جاکے گوشہ پر اسکے نیزہ مارون
دوسرے نے کہا بہتر وہ سوار گھوڑا اڑاکر چلا صاحبقران کفیل سے لڑ رہے ہین لیکن ہمہ تن چشم ہر طرف نگاہ ہی
دیکھا پہلو پر سے ایک جوان بھالا سنبھالے آتا ہی سمجھ گئے ہماری فکر مین ہی جیسے اسنے قریب آکر نیزہ مارا
صاحبقران نے کفیل کے نیزے کو تہ ہوائی کیا اسکے نیزے پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا وہ قزاق منہ کے بل جھکا
اسی کا نیزہ چھین کر اسکے سینے پر مارا تو وہ پشت کو توڑ کر پار ہوگیا نیزہ امیر نے چھوڑدیا وہ قزاق زمین پر گرا تڑپ
تڑپ کر جان دی کفیل نے یہ جرأت جو دیکھی ہوش اڑ گئے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا او جوان تونے غضب کیا میرے قوت بازو
کو مارا یہ بارہ ہزار چیدہ منتخب جوان ہین ایک ایک انمین کا ہزارون سے لڑسکتا ہی امیر نے فرمایا ای کفیل خفا
کیون ہوتے ہو یہ تو سراسر نامردی تھی تم لڑ رہے تھے اسنے آکر کیون نیزہ مارا اپنی جان نہ بچاتے زخم کھاتے
کفیل نے کہا اب مین زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے بڑھکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کفیل لپٹ پڑا
گھوڑے سے کودے کشتی ہونے لگی قزاقون کے ہوش پراگندہ ہوے کہ یہ کیسے ہین کیا یارو یہ تو کوئی بڑا بہت
پلیہ ہی فنون سپہ گری مین کامل و اکمل ہی دوسرے نے کہا مین پشت پر جاکر مارلون ایسا نہو وہ زمین غالب
آجاے یہ کہکے درختون کی آڑ پکڑتا ہوا چلا جب قریب پہونچا تلوار کھینچکر دوڑا امیر نے حرکت تلوار کی دیکھی کفیل کے

سینہ پر ہاتھ رکھکر ایک دھکا دیا وہ تو پانچ قدم پیچھے ہٹ گیا اُسکی تلوار کو خالی دیا وہ مُنھ کے بل جھکا
صاحبقران نے ایک گھونسا مارا سر اُسکا پھٹ گیا پھر پلٹ کے کفیل پر جا پڑے نعرۂ شیرانہ کیا او کفیل
اِن حامیون کے بھروسے پر اُٹھا ہی کفیل کا قالب تھرا گیا لیکن غصے مین دوڑ پڑا قریب آگرا ایک ٹکر ماری سمجھا تھا
یہ جوان ٹکر سے گھبرائیگا اسکا سر پھٹ جائیگا صاحبقران نے سر آگے کر دیا کفیل کو خود ہنوز آگیا پیچھے
ہٹ آیا صاحبقران نے دوڑ کر پھر گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا میان کفیل ہٹے کہان جاتے ہو اور کسی قزاقی
بلاؤ او نامرد گل کو حکم دے دیکھ تو سہی کسطرح شکار کھیلتا ہون کفیل تھرا گیا کہا ای جوان قسم ہے تجھکو اپنے دین و
مذہب کی نام نامی اپنا ظاہر کر تو تو بلاے روزگار ہے امیر نے فرمایا پہلے لڑ لیجیے پھر نام پوچھیے گا نام ہمارا
یہ قزاقی تمسے ترک کرینگے کفیل نے نہ مانا کہا بے نام دریافت کیے مین مقابلہ نہ کرونگا قسم بھی دے رہا ہے صاحبقران
نے فرمایا ای کفیل تیغ زن یقین ہے تو نے نام سُنا ہوگا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان صاحبقران زمان داماد نوشیروان
سرکوب کافران جہان یہ سنکر کفیل کے ہوش اُڑ گئے گھبرا کر کہا آپ اسطرف کہان آ گئے صاحبقران زمان نے
فرمایا آب و دانہ نے یہان تک پہونچایا جو کچھ گذری ہے اطمینان مین حال بیان کرینگے اب مقابلہ کر دیکھو
سمجھا جائیگا کفیل دوڑ کر قدمون پر گرا عرض کی میری کیا مجال ہے کہ مین حضور سے مقابلہ کر سکون
دو چچا مدت مدید سے آپ کی خدمت مین ہین جنھون نے راستے بند کر دیے نوشیروان کی ارسال لوٹ لی
اُٹھا دیے عبد الجبار حلبی و عبد القہار حلبی دونون میرے چچا ہین مین نے سُنا تھا کہ وہ صاحبقران زمان کے
آوارہ ہوکر اسطرف آیا بیشہ بزرگان پر دست انداز ہوا آپ کے تصدق سے یہ بارہ ہزار جوانان صف شکن
ممکن ہوئے بڑے بڑے بادشاہ میرے دشمن ہین لشکر لیکر آئے مین لڑا ہر بار پٹا یا نکل گیا آج بھی بڑی دور گیا تھا
لاکھون کا مال لوٹ کر لایا ہون شکر ہے پروردگار کا کہ آپ کی خدمت مین پہونچا مدت سے یہی اشتیاق تھا اپنے بزرگون
کی خدمت مین پہونچون آپ کی قدمبوسی سے مشرف ہون آج امید بر آئی نجم بخت نے چمک دکھائی صاحبقران نے
سر اُٹھا کر کفیل کو سینے سے لگا لیا فرمایا تو ہمارا فرزند ہے چچا تیرے ہمارے رفیق قدیم بلکہ مشیر و ندیم خیرخواہان
سکندر کی فوج نے اُسطرف سے قصد کیا مجھکو خبر پہونچی مین نے اپنے فرزند علم شاہ و جانشین لندھور کو
روانہ کیا خوب خوب لڑائیان پڑین اب بھی عنایت پروردگار سے وہ لشکر ظفر اثر مین موجود رہتے ہین
حلب کا حال آئینہ ہے ناظم مقرر کر دیے ہمارے ساتھ جا بجا وہ شیر لڑے لیکن امر بطور اعتقاد جد و آبا پر ہے مسلمان
ہو کے نکلے تھے عرض کی حضور باپ نے کمسنی مین انتقال کیا مذہب کو سمجھنے نہ پایا دونون چچا ہوجہ تعلیم و تلقین

جوش جرأت مین ادھر نکل آیا تحقیق مذہب کا کچھ خیال نہین ہوا زور بازو پر ہمیشہ ناز رہا امیر نے کلمہ طیبہ زبان سے ارشاد فرمایا کفیل کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا ساتھ والون کو بُلا کر قدمون پر گرا دیا کہا یارو جنکا مین فکر کیا کرتا تھا ہمارے بزرگون کے آقائے نامدار صف شکن بہادر جرار کشندہ دیوان مسخر کن لشکر پریان سرکوب زمرد بے ایمان ہمارے حضور مین جلد بارگاہ استادہ کرو سامنے ایک پہار تھا اُسی مین مقام سکونت قرار دیا تھا قزاق جاکر بارگاہ خیمے سرا پردے لیکر آئے بارگاہ استادہ ہوئی صاحبقران کو لاکر مقام صدر پر جگہ دی آپ مثل چاکران کمترین مصروف خدمتگزاری ہوا اب اطمینان مین کفیل سے صاحبقران نے تمام کیفیت بیان کی صاف کہا فلان باغ مین میرا ناموس ہے دختر عدیل مین اُسی کے مقابلے کے واسطے چلا تھا راہ بھٹک کر اِس طرف چلا آیا اب مجھکو تا بہ قلعہ حدیبیہ پہونچانا پہلے چلکر ملکہ کو ہمراہ لیلین ایسا نہو اُسپر کوئی افتاد پڑ جائے کفیل نے کہا دونون مقام مین پہونچا سکتا ہون غلام یہان رہ گیا کریگا ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہونگا لشکر مین جاکر اپنے عم نامدار سے ملونگا بڑی مشکل مین پہچانینگے صاحبقران تو یہان مصروف عیش ہوے لیکن یہ قافلہ جو جاکر کفیل نے لوٹا زہیر بازارگان قلعہ حدیبیہ کا رہنے والا تھا عدیل کے سرحددار نے فرمان شاہی دیکھکر توپ ہمراہ کردی تھی کہ انکو بیشۂ قزاقان سے باہر پہونچادو زہیر لوٹا گیا اہالیان فوج سرحددار قتل ہوے زہیر اپنے گماشتون کو ساتھ لیکر روتا پیٹتا طرف قلعہ حدیبیہ کے چلا راہ مین خبر ملی کہ بادشاہ قریب باغ فروکش ہین اُسی جانب پلٹ پڑا لشکر مین اِسی حال پُر ملال سے آیا عدیل کو خبر ہوئی زہیر بازارگان تاج سر تاجران اِسی مقام پر لوٹا گیا فریادی آیا ہے گھبرا کے باہر بارگاہ سے نکل آیا زہیر دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا دُہائی سرکار کی ہے مین شہرون شہرون گیا جس جگہ آپکا فرمان دکھادیا کوئی مجھسے دست انداز نہوا مین نے کبھی محصول تک نہین دیا ابکی مرتبہ کئی لاکھ روپیے کا جواہر اور اسباب جمع کیا آپ سے رخصت ہوکر گیا راہ مین مجھکو خوف ہوا آپکے سرحددار سے کہا اُسنے توپ ساتھ کردی کفیل قزاق نے آکر لوٹا ہر چند داد فریاد کی دس بارہ ہزار آدمی مارے گئے ہملوگ بیچارے بنیے بقال تجارت کرنے والے خود ڈال بتادیا جو پاس تھا وہ بھی جو لے لیا لیکن مجھکو خود کفیل نے پکڑا تھا مین نے فرمان آپکا دکھلایا اُسنے پھاڑ پھینک دیا اور جو کلمات مغلظات زبان پر جاری کیے اُنکو ادب سے عرض نہین کرسکتا یہ سُنکر عدیل نے قہر غضب مین قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا کہا یہ کفیل ذلیل کئی حرکتین ناشایستہ کرچکا ہے سابق مین میرے تحصیلدار کو مار ڈالا خزانہ لوٹ لیا کئی گانون ہونکے زمیندارون کو لوٹا ہمنے تامل کیا کہ زیر سایہ دامن دولت رہتا ہے جب جی چاہیگا گوشمالی کرینگے یہ بڑا غضب کیا فرمان مابدولت کا پھاڑ ڈالا شاگردان عنبر کو بلایا حکم دیا خبر لاؤ اگر کوہ سلامیہ پر چڑھ گیا ہے تو البتہ

مشکل ہوگی اگر زیر کوہ ہی ابھی جا کر گھیر لونگا اب اس قزاق کو زندہ نہ چھوڑونگا مابدولت کو ای زہیر تمہارا رنج
لوٹنے کا بڑا غم ہوا تم جا کر آرام کرو نقصان تمہارا سرکار سے ملیگا کنفیل کی قضا دامنگیر ہے اب اسکے قتل کی
ہوئی ہے شاگردان عنبر واسطے خبر کے چلے آکر دیکھا کنفیل تیغ زن مثل بادشاہوں کے صحرائے پر فضا میں فروکش
لشکر میں گھوڑے کھنکتے ہیں بازار میں آراستہ طبلکے چلے آتے ہیں جشن کی تیاری ہے یہ سامان دیکھتے ہی بھاگے آپکے
ذکر کرتے ہوے آپکے قزاق نے زہیر کا اسقدر مال لوٹا کہ غنی ہوگیا مثل بادشاہوں کے جشن کی تیاریاں ہو رہی ہیں
ورنہ ہمیشہ بالاے کوہ سر اپنے رہتا تھا جب تو آج تک کوئی بادشاہ دست انداز نہو سکا اب آپکی ہوشیاری چاہئے
خبر کریں بھاگے ہوے آکے دربار میں پہونچے بعد دعا کے عرض کی ای شہریار بیامرکہ دیکھا کنفیل تیغ زن
مثل بادشاہوں کے صحراے سبزہ زار میں فروکش ہے سامان جشن مہیا بازار میں آراستہ دیہ اسمیں کل سامان
سلطنت ہے آج تو انکے لشکر میں بڑی کیفیت ہے جلد سرکار سوار ہوں ایسا نہو خبر سنکر بالاے کوہ سر اپنے چلا جاے
پھر کچھ نہو سکیگا یہ سنتے ہی عدیل کوہی نے تلوار اٹھائی قلعہ سے بھی فوج بلوائی لشکر میں قہر ہوئی ادھر ملکہ
سہیل فراق صاحبقران میں رو رہی ہے قرنا کی آواز سنکر فرمایا کیا والد نامدار سمت کوہ عقیق نگار سلیمانی جاتے
ہیں کنیزوں نے کہا ہم جا کر دریافت کریں یہ ذکر تھا کہ عدیل کوہی کمر باندھے ہوے خود ہی باغ میں
عجب حال ہے آنکھوں میں حلقے چہرے پر زردی ہونٹھ خشک سر فرخندہ پر ہجوم غم قلب پر ہجوم غم والم اٹھکر باپ کو
سلام کیا عدیل سمجھا یہ تہمت جو اسپر لگی صاحب غیرت ہے آمادہ ہلاکت ہے سر سینہ سے لگا لیا کہا ای
نور نظر پارۂ جگر تم کیوں ملول ہو اُس ملعون نے تہمت کی سزا پائی واصل جہنم ہوا ابھی کیوں ملال ہے کیا ای بات
خیال ہے مانا کے کچھ جواب دیا تصویر خیالی صاحبقران آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہے بے اختیار رونے لگی ہچکی لگ گئی عدیل نے
کہا بیٹا کیا میرا کہنا بھی ناگوار ہوتا ہے اب تم جوان ہوئیں بچپن کی ضدیں موقوف کرو ذرا سی بات پر جان دینے کو آمادہ
ہوگئیں اُس نمکحرام کو تو میں نے قتل کیا اب کیوں کبیدہ خاطر ہو ماہ نے کہا حضور یہ مجکو بڑا غم ہے آپ بڑے مقابلہ صاحبقران
جاتے ہیں سنا ہے کہ وہاں بڑے بڑے زبردست پہلوان ہیں ایسا نہو کوئی حضور کو چشم زخم پہونچے کنیز کا کون ہے بچپنے
ہی ماں نے بچپن میں انتقال کیا وہ بدنصیب ہوں کہ ہر روز غم والم کا سامنا ہے دل تردد منزل کیا کیا جفا سہتا
ہے عدیل نے کہا میں ابھی اُس طرف نہیں جاتا بی بی یا معرکہ در پیش ہے زہیر بازرگان کو کنفیل نامے قزاق نے
لوٹ لیا فرمان مابدولت کا چاک کیا اب اُسپر لشکر کشی کرکے جاتا ہوں بڑی بے ادبی اُس سے سرزد ہوئی اگر
کمین مابدولت نے تامل کیا اب مانونگا ملکہ سہیل کا دل تر غم صاحبقران میں بھر آیا ہو نیٹ کر اپنے رونے لگی

کہا والدہ نامدار آپ کیون اپنے کو کانٹون مین پھنساتے ہین سوداگر نے ناحق آنکر آتش افروزی کی آپ جواب
دیجیے کہ تم ہمیشہ قران مین کیون گئے یہ بات تو تمام دنیا مین مشہور ہے کہ کفیل قزاق بڑا زبردست ہے عدیل
ہنس پڑا سمجھا کہ بیٹی کو مجھسے بڑی محبت ہے کہا بیٹی بڑی نامردی ہے کہ سبسے فریاد کرے ہم آنکی داد کو نہ پہونچین یا کہین
بدعملی ہو جاے سرحد دار ملک ہاتھین ایک قزاق کے مارنے سے ہزارون پر عبرت ہوگی کوئی ایسی شرکسی آیندہ نہ
کریگا ہین جانتے ہی اسکو کچھ لونگا چورکی کیا حقیقت ہے نام سنکر بھاگے گا ہاتھ جوڑ کر دوڑا آئیگا ملکہ سہیل نے سر جھکا
لیا عدیل باہر باغ کے آیا گینڈے پر سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا ملکہ انتہا کی بیقرار ہوئی کہا کیون گلعذار
برائے پروردگار تو مجھکو بتاو آخر صاحبقران زمان کہان گئے نہ تا بہ قلعہ پہونچے نہ یہان تشریف لائے
کیونکر دل نہ گھبرائے گلعذار نے کہا واری آپ آزردہ نہون تو مین عرض کرون وہ اپنے زمانے کے صاحبقران
باشوکت وشان ماشاءاللہ حسین وجمیل جہان جاکر بیٹھینگے دوست و دشمن آنکی خاطر کریگا جسطرح یہان
تشریف لائے اسیطرح راہ مین کوئی اور چاہنے والا ملگیا وہان بیٹھ رہے آپکا خیال نہ رہا اگر انکو آپ کی
محبت ہوتی اسطرح چھپ کر نہ چلے جاتے اتنا بھی پاس نہ کیا کہ ہمارے چاہنے والی پر کیا گذریگی آپ بھی صبر کیجیے آئینگے
بسم اللہ انکا گھر ہے نہ آئین جو گذرا وہ گذرا ایسے معاملات بھی ہو جاتے ہین آپکے والد نامدار آپکو بہت
چاہتے ہین جا بجا سے حضور کی شادی کے پیغام آتے ہین کسی بڑے بادشاہ حسین جلیل کے ساتھ شادی ہو جائیگی
عصمت و عفت تو برقرار ہے ہمکو بھی بڑا خوف تھا صرف دیکھنے ہی کے حسین جمیل ہین اگرکسی لائق ہوتے تین تین
اسیطرح گذر تین لیں اب اس فکر کو نہ کیجیے ناچ راگ رنگ ملاحظہ فرمائیے گلعذار نے جو بطور طعن یہ کلمات کہے ملکہ
بیقرار ہوکر رونے لگی کہا ای وزیرزادی یہ تیرا خیال خام تصور نا تمام ہے انکو مجھسے بڑی محبت ہے سب سے زیادہ خیال
جرات وشوکت ہے یہ غیرممکن ہے کہ ہم کسی دوسرے مرد کے پہلو مین بیٹھین وہ ہمکو چھین یا نہ چھین ہم آنکے نام پر عمر بسر کرینگے
تڑپ تڑپ کے مرینگے معقد یہ راز و نیاز جو تو نے کہا خدا کی عنایت سے قمل آنکے بھیجا بکثیر العیال صاحب جاہ
وجلال مجھکو بھی اس معقدے کا خوف تھا بروقت تخلیہ مجھکو تسکین فرمائی ای ملکہ عالم ہمارے مذہب مین بدون
عقد و نکاح طرف فعل باطنی کے توجہ نہین کرتے جب پروردگار اپنا فضل شریک کریگا تمھارے باپ کو قتل کرین
یا دائرہ اسلام مین لائین بعد اسکے عقد و نکاح ہو تب انشاءاللہ تمھارے وصل سے مشرف ہونگے
علاوہ ازین ان مہملات کی مجھکو خواہش نہین مشتاق دیدار فرحت آثار ہون مثل ماہی بے آب بیتاب و بیقرار ہون نظم

دل اپنا کاوش مژگان یار کے قابل	یہ آبلہ خلش نوک خار کے قابل	دل اختیار مین ہوتا تو کوئی عہد بنا	

بتون کے عشق مین تھا اعتبار کے قابل
اثر عیان ہی مرے اضطراب کا پس مرگ
نگاہ ہی یہ شب انتظار کے قابل
نہ شیخ ہی نہ برہمن ہی ہمسے ملتا ہی
فلک نے ہمکو نہ رکھا فشار کے قابل
نگاہ کہتی ہی دل لائیے تھے قبول ہوا
نماز زاہد پرہیزگار کے قابل
جلال عہد جوانی ہی دم کے دل سوبار

پکارتا ہی جنون چل کے ہوش ند کرو
جگہ ٹھہرنی نہین ہی مزار کے قابل
گناہگار تو ہون اسقدر گناہ کرون
تمہارے ہوکے ہوے ننگ و عار کے قابل
کبھی تو صید گہ دل مین آئے تیر اسکا
تم اٹھ کھڑے تو نہین زخم یار کے قابل
ہمارے دل کو نہ رکھا کسی کے پہلو نے
ابھی کی تو نہ نہین اعتبار کے قابل

کہ ارمغان ہی یہ فصل بہار کے قابل
ابھی نہ جانب در آنکھ یاس سے دیکھے
لکھے جائین ٹھہرین شمار کے قابل
لپسے ہوون کو بھلا کیا زمین پیسے گی
بہت سی آرزوئین مین شکار کے قابل
اگرچہ رند ہی دامن مگر ہمارا ہی
سکون و صبر و شکیب و قرار کے قابل
یہ اشعار مصیبت خیز حسرت

عبرت انگیز پڑھ کر ملکہ کھڑی ہوگئی کہا اے گلعذار اب ہمسے ربط و ضبط غیر ممکن ہی تمنے اس وقت چھریان مارین کلیجے مین ناسور پڑگیا خوش ہو کہتی ہو کہ شادی ہو خانہ آبادی ہو اب پہلوے گور مین جاکر سوئینگے اپنی تقدیر کے لکھے ہوے کو تا بہ قیامت روئینگے اب ہم خود برائے جستجو صاحبقران جاتے ہین تمہارا خیال محال ہیکار ہی کہ انکے کسی بلا مین پھنسے یا راہ بھولے ہو وجہ یہ زمانہ نہین گذرا انکی ہر بات سے بوے صداقت آتی تھی دغاباز نہین ہین تمام عالم مین انکا شہرہ شاہان جلیل نے اپنی دختران بلند اختر بہ خواہش تمام اس عالی مقام سے منسوب کین ہم انکے نام کا رشتہ محبت توڑین یہ غیر ممکن ہاتھ کا اشارہ ہی گریبان چاک کر پاؤن چاہتے ہین کہ صحراے پرخار کی سیر ہو تلوے لپک رہے ہین آبلہ ہاے دل تپک رہے ہین آنکھین مشتاق جمال قلب پر ہجوم غم و ملال فرد جان کو درد بہ فسانہ ہی جسم کیا ہی کہ قید خانہ ہی بتاؤ گلعذار کس کس کو سمجھائین اعضا ہمارے دشمن ہوے راہبر رہزن ہوے اب کون سنبھالے اس بلا کو کون ٹالے جب ملکہ آمادہ ہوئی کہ مین خود برائے جستجو جاؤن گی ولولہ جنون دیکھ کر گلعذار گھبرائی فوراً صنوبر کو بلایا عرض کی حضور یہ کنیز باتمیز ابھی خود کے واسطے جائیگی فوراً واپس آئیگی حضور ایسا قصد نہ کرین صنوبر بھی قدمون سے لپٹ گئی کہا واری جاؤن نمک حرام عشق مار گیا رشتے مین میرا اچھا تھا اکثر اسنے رنگ روغن عیاری کے مجکو بتائے ہین ہر دانہ بھیس بدل کر کے سب جگہ جاسکتی ہون بوجہ احسن خبر لاؤن گی کسی مقام پر نہ رکونگی ہمارے ہوتے حضور دولتسرا سے نکلین تمام دنیا کی خاک چھانین جس مقام پر پا جائینگے حضور بخوبی آگاہ ہین اس کنیز نے حضور کی خدمت مین پرورش پائی ہی دو چار حرف بھی پڑھے ہین باتون مین نہ رہجاؤنگی اس طور سے سمجھاؤن گی کہ آپ

صاحبقران زمان اپنے چاہنے والے کا خیال نہ رکھنا شوکت ولیاقت سے سراسر خلاف ہے مقام عدل وانصاف ہے میرے ساتھ چلیے حضور مجل جاؤنگی انکو لیکر آؤنگی آپ کی وجہ سے میرا پاس کرینگے اسطرح جو صنوبر نے سمجھایا مردانے کپڑے پہنے صورت تبدیل کی ملکہ بے اختیار ہنس پڑی کہا صنوبر تو بڑی مکارہ ہے خوب صورت بدلی کہا حضور چچا میرے مہتر عیار ہیں تبایا کرتے تھے سب طرح کا سامان میرے پاس موجود ہے بخوبی ملکہ کو سمجھا کر ملکہ صنوبر لے جستجو ہے صاحبقران زمان چلی یہاں امیر عالی وقار کفیل قزاق کی بارگاہ میں جلوہ فرما ہیں ارشاد کرتے ہیں ای کفیل بے عدیل ای دوست صادق ای محب الفق اب تو دن کم رہگیا ہے بوقت سحر سامان سفر تیار رہے بہ مقابلہ عدیل کوہی جانا واجب لازم ہے نہیں معلوم ملکہ سہیل کا کیا حال ہوگا شب تیرہ وتار میں چھپ کر نکل آیا اس سے ذکر بھی نہ کیا بہت گھبرائی ہوگی مجھے بھی خیال ہے شب سحر کیونکر کٹے دن بھی پہاڑ ہوگیا یہ باتیں کر رہے تھے کہ صحرا سے گرد اُٹھی نوبت نقارے کی آواز آئی کفیل گھبرا کر بیرون بارگاہ آیا ہرکاروں سے کہا دیکھو کون آتا ہے لشکر کی آمد معلوم ہوتی ہے ہرکارے تیز صبا دم گئے چشم زدن میں واپس آکے عرض کی عدیل کوہی آپ کے مقابلے کو آتا ہے تاجر نے جاکر فریاد کی یہ سنکر کفیل سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی حضور کو تکلیف ہوگی اُٹھیے بر سر کوہ چلیے ساٹھ ہزار فوج سے عدیل کوہی آتا ہے جس تاجر کو میں نے لوٹ لیا تھا وہ اسی قلعہ کا رہنے والا ہے پہاڑ کو آکر گھیر لیگا سر پٹک کے چلا جائیگا صاحبقران نے فرمایا ای برادر یہ تو خدا نے آرزوے دلی پوری کی ہم تو تم سے ابھی کہ رہے تھے کہ ہمکو برائے مقابلہ عدیل کوہی لیچلو نہ کہ وہ خود اسی مقام پر آیا ہمکو تکلیف نہوئی بہ آسانی انشاء اللہ مقابلہ ہوگا ہمارا بزرگ ہے کسی قدر عذر بھی کرینگے یہ مجبوری مقابلہ پڑے ضرور ہے کفیل نے عرض کی حضور فوج بہت ساتھ لایا ہے ساٹھ ہزار جوانان کوہی بڑے بڑے قد وقامت دیو سے جنکو مثال ہے میرے پاس لشکر بہت کم ہے تدبیر یہ کرونگا حضور بالاے کوہ ٹھہریں ایک ہرکارے کو مقام ونشان بتا کر آپ کی فوج میں بھیجدیں کوئی سردار لاکھ فوج لیکر چلا آئے تب مقابلہ پڑیگا صاحبقران ہنس پڑے فرمایا خدا کی قدرت سے تم ہمکو ملے ورنہ ہم تو یکہ وتنہا اُسکے مقابلے کو چلے تھے ای کفیل یہ ہمارا طریقہ نہیں ہے طالب مدد اپنے پروردگار سے رہتے ہیں بادشاہ کو یہ لکھ بھیجیں کہ فوج روانہ کیجیے دیکھو تو یہ سامان مسبب الاسباب نے کردیا ہم یکہ وتنہا گرفتار ہوکر آئے ملکہ کے دل میں کسنے محبت ڈالی اُسنے بچالیا پنجہ دشمن سے چھڑا لیا اب اکیلے تھے تم سے ملاقات ہوئی ہزار فوج مل گئی ساٹھ ہزار کیا کرینگے ہمارے پاس ہیچ آمد عدیل کوہی کا ذکر بھی نہ کرو کفیل خاموش ایک طرف آکر بیٹھا یہ قوم کا قزاق اسطور سے

لڑنا بھڑنا کیا جانے یا پہاڑ پر چھپ گئے یا کسی جنگل میں جا کر بسر کی کبھی حریف پر شبخون مار دیا تردد میں بیٹھا
صاحبقران اپنے پاس سے اُٹھے نہیں تھے یہان عدیل کوہی آگر پہونچا دیکھا لشکر کفیل قزاق بصد
طمطراق فروکش ہے حیران ہوا کہ ہماری آمد سُنکر اسنے فرار پر قرار نہ کیا حکم ہوا بارگاہ استادہ ہوئی ڈیرا ہوا لشکر
میں آیا ساٹھ ہزار کا لشکر اُترا سرداران سے پوچھا کفیل اسی طرح سے فروکش ہے کچھ ہمارے آنے سے گھبرایا
سرداروں نے عرض کی اب اُسکے پاس فوج بھی زیادہ ہو گئی اپنے زور بازو پر گھمنڈ ہے صبح کو ساری شیخی
نکلجائیگی ناگاہ آفتاب عالمتاب غروب ہوا شہنشاہ ماہتابان بصد شوکت وشان مع پہلوانان ثابت وسیار
میدان چرخ نیلی میں جلوہ فگن ہوا تمام عالم ضیاء ماہتابان سے روشن ہوا عدیل کوہی شراب پی رہا
غصے میں آکر حکم دیا طبل جنگی بجے نقارہ گڑگڑایا ہرکارے کفیل قزاق کے موجود تھے خبریں لیکر بھاگے
سامنے صاحبقران کے حاضر ہوے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی کہ شہریار عالم کی عمر دراز ہو اور دشمن پامال ہو

وعدهٔ روزگار رہست تو	دلش از عمر کوتہی خون باد	ذات پاکت کہ دالی عالم ست
باج گیر از کمال اکنون باد	در تماشاے حسن دولت تو	لیلی روزگار مجنون باد

ای شہنشاہ گیتی ستان ای والی قاف ودنیا عدیل کوہی نے طبل جنگی بجوا دیا کل اُسکا ارادہ
معرکہ آراے نبرد ہو لیکن بڑا اُسکو تعجب ہے کہ کفیل قزاق نے قرار پر فرار نہ کیا بادولت کے مقابلہ میں ٹھہرا
ابھی تک اُسکو حضور کے تشریف رکھنے کی خبر معلوم نہیں صاحبقران نے فرمایا بوقت سحر ظاہر ہو جائیگا
کفیل تم بھی طبل جنگی بجواؤ کفیل گھبرایا ہوا نقارخانے میں آیا نوازش طبل کو حکم دیا جب صداے طبل بلند ہوئی
ہرکاروں نے جا کر عدیل سے کہا حضور ہمارے سامنے کفیل بیرون بارگاہ آیا طبل جنگی بجوایا آج تو پھولا سما
پھرتا ہے عدیل نے کہا جب چیونٹی کی قضا آتی ہے تب پر پیدا ہوتے ہیں بموجب مضمون مصرعہ صید را چون
اجل آید سوے صیاد رود بہ اسی طرح اسکی بھی قضا دامنگیر ہے مثل کر پاس کہنہ چیر کر پھینک دونگا ساری
سرکشی نکل جائیگی بلبلاتا ہوا اُٹھا خواب خرگوش میں مبتلا ہوا لشکروں میں تیاریاں کو ہیوں میں جا بجا ذکر ہے یارو
قزاقوں نے خوب سا لوٹ لوٹ کر مال جمع کیا ہے کل خوب لوٹیں گے قزاقوں کو قتل کرینگے اگر بالاے کوہ جا
میمنوں گھیرے رہتے وہ بڑا منتظم ہے غلہ بھی جمع رکھتا ہے جب تو بڑے بڑے رئیسوں کو لوٹ لیا تھا نے اُٹھا لئے
علاقوں پر قبضے کر لیے اب موت دامنگیر ہوئی ہمارے مالک سے اُلجھا جان بچانا دشوار ہے بعض کہتے ہیں وہ بھی
بہادر نامدار ہے بڑے کر وفر سے مقابلہ کریگا فنون سپاہگری خوب حاصل کیا ہے دو سو سے دو ہزار کو لوٹ لیا

لشکرونکو شکست دینا ہی بڑے مرے کے پڑینگے قتل اسکا آسان نہین ہی اُدھر قزاقون کو تردد ہوا آپسمین کہتے ہین یارو
ہم کبھی اسطرح سے نہین لڑے ہم لوگ قزاق ہین جنگ گریز کے مشتاق ہین ہلڑ ملڑ کرکے گھیر لیتے ہین کبھی دور سے
نیزہ مارا کبھی تیراندازی کرکے بھگا دیا یہ صفوف آرائی میدان داری بادشاہون کا کام ہی لیکن اب صاحبقران
تشریف لائے ہین میان کفیل صاحب کے بزرگون کے افسر نامی گرامی نامور انکو کون سمجھائے وہی لڑینگے
ساٹھ ہزار سے بارہ ہزار کہین لڑسکتے ہین افسر صاحب کو اختیار ہی ایک نے کہا کیا دیکھا نہین چکے صاحبقران
نے ہم سبکو کیونکر تسخیر کرلیا اکیلے نے پھرتی سے دو کو مارا کچھ تو سمجھ لیا ہی جو عدیل کوہی ایسے زبردست کے
مقابلے مین ٹھہرے ہین دوسرے نے کہا میان کفیل کی اطاعت کو نہ پوچھیے بزرگون کا نام سنکر
پھول گئے لڑنے اٹھنے قدمون پر گر پڑے تسخیر کسکو کیا زیر کون ہوا ایک نے کہا بھائیو ہم لٹیرے ہین
پاے مرا لنگ نیست ملک خدا تنگ نیست فتح مین شریک ہونگے شکست دیکھین گے چل دینگے اور کسی افسر
کو ڈھونڈ لین گے لشکرون مین ہنگامہ صدائے حاضرباش و ناظرباش بلند چار پہر رات اسی ہنگامے
مین گذری ستارہ سحری چمکا طائرون نے زمزمہ سرائی کی اپنی اپنی زبان مین عبادت پروردگار کرنے
لگے دم وحدانیت رب اکبر بھرنے لگے سبزہ خوابیدہ بھی بیدار ہوا ہر برگ دیار جھوم کر ہوشیار ہوا نسیم سحری چلی
غنچے چٹکے پھولون نے آنکھین کھولین لالہ بادل داغدار مصروف دید صنعت پروردگار ہوا اکھاڑے سے مشرق
کے پہلوان روز نیر گیتی افروز زنجیرہائے شعاع سے کمر باندھ کر نیزہ ضیا ہاتھ مین لیا رزمگاہ چرخ نیلی مین
آیا صاحبقران نماز سے فراغت حاصل کرکے سجادے اٹھے تسبیح کو بوسہ دیکر رکھا بخضوع و خشوع
دعا کی ای رب کارساز خالق بے نیاز مالک کارساز تونے بچپن سے میری نازبرداری کی ہر جنگ
مین مظفر و منصور رہا کبر و نخوت سے ہمیشہ دور رہا آج بھی مجھکو فتحیاب کرنا دامن آرزو گل مراد سے
بھرنا غریب الوطنی مین سوائے تیرے کون معین و مددگار ہی تو ستار و غفار ہی کفیل صندوق سلاح لیکر
آیا صاحبقران نے خود زرہ وغیرہ ذات پر آراستہ کیے بیرون بارگاہ تشریف لائے پشت مرکب
عربی پر سوار ہوئے پہلو مین کفیل قزاق جنگ کا مشتاق پشت پر بارہ ہزار جوان لیکن حیران پریشان بھاگنے
کی فکر جان بچانے کا ذکر اُدھر سے عدیل کوہی گینڈے کو مہمیز کرتا ہوا مع ساٹھ ہزار کوہیون کے
طرف میدان کارزار کے بصد غرور و تکبر چلا اقضائے کار صنوبر خواص ملکہ کی کنیز خاص جو برائے خبر
نکلی تھی مردانہ لباس پہنے ہوئے اولا بہ قلعہ گئی راہ مین کہین صاحبقران کو نہ پایا پلٹی ہوئی آتی تھی

نوبت نقارے کی آواز سنکر ادھر متوجہ ہوئی دو دیسے دیکھا ایک سمت سے عدیل کوہی بصد کر و فر
لشکر کوہسیان خود سر میدان کارزار مین جاتا ہی اُدھر سے ایک لشکر قلیل آتا ہی ایک نخل کی آڑ پکڑ کر ٹھہری تماشا
دیکھنے لگی اول وہ لشکر قلیل میدان کارزار مین پہونچا صنوبر نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا اُس لشکر قلیل سے
چالیس قدم آگے بڑھے ہوے زیر سایۂ علم شیر شکر صاحبقران زمان تشریف لاتے ہین حیران ہوئی
کہ یہ تو وہی داماد نوشیروان معلوم ہوتے ہین یہان فرافون کیونکر پہونچے اب تو آگے بڑھی بخوبی پہچانا
کہ حقیقت مین وہی شیر ہی دل سے کہتی ہی اس وقت کیونکر صاحبقران کے پاس جاؤن لشکر عدیل
کوہی بھی میدان مین پہونچ چکا میدان رزم آراستہ ہو رہا ہی تیر دار تیر داری کر چکے جو نخل حائل تھا
کاٹ کر پھینک دے ابر نے سقائی باد نے فراشی کی صنوبر گھبرا رہی ہی لیکن عدیل کوہی نے صاحبقران
کو کبھی نہ دیکھا تھا کفیل کو بخوبی پہچانتا ہی جمال بمثال صاحبقران زمان دیکھکر حیران ہو گیا یہ بھی
دیکھا کہ کفیل بطور ملازمان ذلیل اُس جلیل کے ہمراہ ہی وہ جوان خوش جمال بمثال شیر نر چالیس قدم آگے
بڑھا ہوا صفوف فرافان سے ٹھہر گیا گھبرا کر اُسنے ساتھ والون سے پوچھا یارو کفیل کو تو مین پہچانتا ہون
یہ کوئی جوان جلالت نشان ہی عقل میری حیران ہی کہ یہ تو صاحب سطوت و صولت جلالت و شوکت
ہی کسی ملک کا تاجدار ہی سب نے کہا حضور ہمنے کبھی اس شیر کو نہین دیکھا نہین معلوم شرکت فرافان
کیا باعث ہوا لشکر کوہسیان مین جو یہ ہزیمت ہوا جو لوگ جنگ مشغول و اقران مین شریک ہوے تھے
بڑھکر آگے آئے کہا حضور ہم بخوبی پہچانتے ہین اسی کے ہاتھ سے ہمنے شکست کھائی صاحبقران
زمان داماد نوشیروان ہین انہین کا لوائے شوکت ذکر لیاقت از پردۂ دنیا تا بہ قاف پہونچا
قاف کو مٹا دیا اپنا نام روشن کیا عدیل نے کہا بخوبی پہچانتے ہو بعض نے کہا ہم اس سے لڑے
اسی کے ہاتھ سے زخم کھائے بھاگ کر آپکے پاس آئے ہمسے زیادہ کون پہچانیگا نہین معلوم
کفیل کا کیون کفیل ہوا عدیل نے کہا یہ تو اور میری مراد برآئی یہان اسکو قتل کرونگا سبب بھی دریافت ہو جائیگا
اسی کے قتل کرنے سے طرۂ ناموری ملیگا یہ بھی پوچھونگا تجکو تو میرا عیار گرفتار کر لایا تھا وہ لفاہدار
کون تھا جسنے چھوڑا یا فرافون کے کیون شریک ہوا سب حال کھل جائیگا یہ کہکے نقیبون کو اشارہ ہوا
نقیبون نے میدان کارزار مین آکر اشعار عبرت آمیز پڑھے لڑنے والون کے دل بڑھے لیکن صنوبر نے جب دیکھا
عدیل کوہی اور صاحبقران سے مقابلہ ہوگا عورت عقل کی ناقص گھبرا گئی سوچی بڑا غضب ہو

صاحبقران زمان ہاتھ سے عدیل کے مارے جائینگے چلکر ملکہ سے اطلاع کرون وہ کوئی تدبیر کرین
اگر انکو بھگا لیجائین یہ سوچکر بھاگی افتان و خیزان لرزان و ترسان حیران و پریشان نفستر و بدحواس عالم
یاس باغ مین آکر پہونچی ملکہ مشتاق اپنے خبر در باغ پر کھڑی ہوئی تھی کہ صنوبر آکر پہونچی ملکہ نے پوچھا ای
صنوبر جلد بیان کر کچھ پتا ملا صنوبر نے کہا واری عجب معرکہ دیکھا عقل کو حیرانی فطرت کو سرگردانی صاحبقران
زمان کو مین نے دیکھا کفیل قزاق کے شریک جاکر ہوئے حضور میدان کارزار آراستہ ہوچکا تھا آپ کے
والد سے لوگون نے تمام بتلا دیا حال صاحبقران سمجھا دیا یقین ہے آپ کے والد میدان کارزار مین نکلے ہون
صاحبقران سینہ سپر کیے ٹھہرے تھے مین ان تک نہ پہونچ سکی لیکن عرض کرتی ہون کہ حضور چلین کوئی ایسی
تدبیر ہو دور سے اپنی صورت دکھا کر انکو الگ بلا لیجیے ہمراہ لیکر یہان بھاگ آئیے ورنہ ساٹھ ہزار فوج لیکر
آپ کے باپ گئے ہین ہان صرف بارہ ہزار قزاق ہین وہ سب جنگ و گریز کے مشتاق ہین لوٹ لینے مین طاق
ہین اسطرح کے مقابلے کے لائق نہین ہین جنگ کی بھیڑ انھین پر پڑے گی فوج قزاقان کیا لڑے گی یہ سنکر ملکہ
گھبرا گئی بیوقوف نے جو بیان کیا جوش محبت مین کہا اچھا مین چلتی ہون دور سے صورت دکھلا کے بلا لونگی
اس فقرے سے انکی جان بچا لونگی یہ بھی خیال نہ آیا صبح کا ذکر کرتی ہے پہر دن باقی رہگیا کیا جنگ نہوئی ہوگی
حضرت عشق نے سب کچھ بھلا دیا نقاب چہرے پر ڈالی بادپای تیزگام پر سوار ہوئی ہتھیار لگائے دو چار سو
کنیزین جنگ کی تعلیم کیا ہوئی وہ سب سوار ہوکر ساتھ ہوئین نقابین نگلین چہرون پر ڈالین صنوبر آگے بڑھی انکو لیکر چلی
نکل کر شام ہوگئی شب تیرہ و تار مین چلی جاتی ہین یہان میدان کارزار مین جب نقیب نقابت کر چکے
عدیل نے گینڈے کو صف سے نکالا چنگھاڑتا ہوا مثل دیو مہیب شکل عجیب و غریب میدان کارزار مین آیا
پکار کر آواز دی او کفیل قزاق کچھ بدولت کا خیال نہ کیا ہمارے تاجر کو لوٹ لیا وہ خطا تو لائق معاف
کرنے کے تھی یہ کیا غضب کیا ہمارے فرزندون کے قاتل کو اپنے گھر مین جگہ دی اب دیکھنا کیا قیامت برپا
کرونگا یہ کہکر آواز دی او حمزہ بے ادب تیرے مقدمے مین بڑا انتشار ہے قزاقون کا ساتھ دیا اب میدان کارزار مین آکر
مجھسے مقابلہ کر میرے فرزندون کو مارا کچھ خوف نہ آیا یہ سنتے ہی صاحبقران نے مرکب بادرفتار کو پھیرا
کفیل نے بڑھکر رکاب تھام لی دست بستہ عرض کی آپ ہمارے بزرگون کے سر پرست ہین پہلے ہمین اجازت
دیجیے جاکر اس بیحیا سے لڑون بعد میرے حضور کو اختیار ہے اگر میرے سامنے کچھ حضور پر افتاد پڑی مین منھ دکھانے کے
قابل نہ رہونگا صاحبقران نے سر کفیل کا سینے سے لگا لیا بہ فصاحت و بلاغت فرمایا اے کفیل تم ایسے ہی ہو

بیشہ جرأت کے شیر ہو اب اُسنے ہمارا نام لیکر للکارا ہمکو جانا واجب و لازم ہے تم ہمارے واسطے دعا کرو
ہر طرح صاحبقران نے کفیل کو روکا مرکب آگے بڑھایا اسپ باد رفتار طرارہ بھر کے چلا دم سے جو پور کرتا ہوا
صبا رفتاری کا دم بھرتا ہوا کوہ سیرت کوہ کفل گلے تیغ تیز سنتا ہیکل تین جھنکیون مین میدان کارزار مین پہونچ گیا
کوہی گرد اسپ کا لیکر بڑھا صاحبقران سے نگاور زن ہوا پانچ قدم اسکا گنبذ پیچھے ہٹا صاحبقران
مرکب تین قدم ہٹکے رکا اب عدیل نے بخوبی بطرپاے صاحبقران کو دیکھا حیران جمال محو دیدار قلبیسم مین
بیقرار ضبط کرکے کہا یا صاحبقران زمان آپکے بڑی بڑی دور نام ہین ان گیتون مین کہان آکر چھپے
سپہ عیار عنتر آپکو خبر کرکے لایا تھا وہ نقاب دار کون صاحب تھے جنہون نے ہمکو زخمی کرکے تمکو بچایا
کہان چھپے رہے اب کیون ظاہر ہوے اس معاملے مین کیا بھید ہے صاحبقران نے فرمایا اے عدیل
پروردگار نے ایک نگہبان کو اپنی قدرت سے بھیج دیا اُسنے بچا لیا یہ قزاق ہمارے رفیق کا فرزند
تمہارے مقابلے کو چلے تھے راہ مین کفیل نے روک لیا اب اپنے قلعہ پر جاؤ انشاءاللہ کہ وہ تمہا آئینگے
سمجھائینگے عدیل نے کہا پناہ نہ دونگا فرزندون کے خون کا بدلا لونگا حربہ کیجیے حوصلہ نکال لیجیے میرے
آپ ابھی آگاہ نہیں ہین وہ دونون طفل میرے تعلیم کردہ تھے جو تمہارے ہاتھ سے مارے گئے
تا بعد ابو جہ وہین انکے قتل پر ناز نہ کرنا نیزہ اُٹھاؤ تلوار کھینچو فنون جرأت دکھاؤ صاحبقران نے
سنو نہیں ہے تو حربہ کر تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا ہم بھی جواب دینگے عدیل کوہی نے نیزہ
امیر نے سپر طعن مین نیزہ عدیل کوہی کا ہوائی کیا عدیل نے غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا
تیغ نیزہ بازی کی ہم لوگ کچھ حقیقت نہین جانتے اس پر مغرور نہو تا بتیغہ سپہ ایک دم مین خاتمہ کرتا ہے
پہل مارے میرے حربے سے کبھی کوئی نہین بچا ایسے لاف و گذاف کرتا ہوا بڑھا سر صاحبقران
وار کیا صاحبقران زمان کو عدیل کوہی کا خیال بلکہ رنجیدہ ہونیکا ملال دل سے باتین کرتے
جہانتک ہوسکے یہ فنون سپاہ گری اسکو زیر کرون میرے ہاتھ سے قتل نہو لیس ہاتھ بچاکے کلائی پر ہاتھ
ڈال دیا عدیل کوہی لپٹ پڑا زمین پر کودے دونون جوانون مین کشتی ہونے لگی استادان سخن نے
فرمایا ہے کہ عدیل کوہی دو پہر برابر صاحبقران زمان سے لڑا کی زیادتی ثابت ہوئی بعد دو پہر
ہوا جلال زور صاحبقران بڑھا تڑپ تڑپ کے لڑنے لگے ہر مرتبہ عدیل کوہی کو پکڑ لاتے پیچ باندھ
مشکل کر دیا مالا زمان عدیل کوہی دیکھ کے گھبرانے لگے اپس مین کہتے ہین لو صاحبو آقاے نامدار

ہوا چاہتے ہیں حمزہ کیا غضب کے پیچ باندھ رہا ہے سپاہ عدیل کوہی تو ڑ بھی نہیں کر سکتے دیکھیے کیا ہوتا ہے
لیکن خاموش کھڑے ہیں کاشکے برائے مغلوبہ حکم دیں ہم سب مل کر جا پڑیں نیزہ ہائے طویل پر حمزہ کو اٹھا لیں سپر ان
سے سینہ مشبک کر دیں لاشہائے قزاقان سے میدان کارزار بھر دیں بعض کہتے ہیں قزاق کیا حلوا ہیں وہ بھی دل
کھول کر لڑینگے بڑے مرکے پڑینگے دانتوں پسینہ آئیگا نعرہ مردان عالم سے میدان کارزار بھر آئیگا صاحبقران
دو چار مرتبہ عدیل کوہی کو پکڑ لئے ناگاہ ایک مقام پر عدیل کوہی پٹ گرا صاحبقران اوپر آئے ایک ہاتھ کی
اندری چڑھا دی گردن پر ہاتھ رکھ کے ہکہ مارا اسکا زمین میں اتر گیا بہت گھبرایا کہا اے صاحبقران ذرا
ٹھہر جائیے میں کچھ آپ سے کہوں گا میرے سینے میں بڑی چوٹ لگی پسینہ آگیا شام بھی ہو چکی ہے صاحبقران
زمان قاعدے کے پابند ہیں عدیل کوہی نے جو گڑ گڑا کر کہا دل دکھ گیا رحم آیا فوراً چھوڑ دیا عدیل کوہی جھاڑ پونچھ کر
اٹھا کچھ دل ہی دل میں سوچ کر کہا یا صاحبقران میں کل آپ سے مقابلہ کروں گا اسوقت میرا دل نہیں چاہتا یہ بھی
ظاہر ہو کہ دن واسطے لڑائی کے شب برائے عیش و آرام صاحبقران نے فرمایا اے عدیل کوہی میں تو کبھی اسطرح
میدان کارزار سے نہیں ہٹا لیکن تمہاری خوشی آج اور کل کا کیا اعتراض ہے جو ہونا ہو آج ہی ہو جائے عدیل
نے کہا نہیں میرے سینے میں چوٹ لگی سینک ساک کر اپنے کو درست کرونگا چالاک و چست ہو کر بوقت سحر
مقابلہ آؤنگا ہنر سپاہگری آپ کو دکھاؤنگا صاحبقران نے کہا بہتر جو تمہاری خوشی عدیل کوہی بفریب
کھسک چلا گکفیل دوڑ پڑا صاحبقران کو بیچ میں رکھ لیا زر نثار کرتا ہوا بارگاہ میں لایا پوچھا اے شہریار آپ نے
عدیل کو کیوں چھوڑ دیا بعنایت رب اکبر سطرح غالب آچکے تھے اب کیا باقی تھا یہ پہلوان زبردست
بادہ کبر و مکر سے مست و مباز جلساز ایسا نہ ہو بھاگ جائے یا کچھ اور فتنہ کرے صاحبقران نے
فرمایا اے گکفیل اسنے عذر کیا ہمارا یہ طریقہ نہیں ہے کہ بہادر کو عاجز کرکے زیر کریں مجبور جب ہو ہمکو شمشیر کریں
اگر مکر کریگا وہ حافظ حقیقی مالک تحقیقی سر پرست ہے پیدا کرنیوالا سب سے زبردست ہے خالق دو جہاں ہے اگر وہ
ہوا ہے مکر کا گرگ ہے تو ہمارا بزرگ ہے یہ بھی خیال آگیا گکفیل نے کہا حضور بہتر ہوا اب میری گذارش ہے کہ مناسب
ہے کہ بالائے کوہ تشریف لیچلیے شب کو وہیں آرام فرمائیے شاید شبخون کا ارادہ کرے پس وہاں پہ نہ آسکیگا
امیر نے فرمایا وہ مجھسے وعدہ کر گیا ہے کہ کل پھر سر میدان مقابلہ کرونگا کوہی اپنے مقام پر گئے ہارے
خوف سے بالائے کوہ چلے گئے ہر چند گکفیل نے کہا صاحبقران نے نہ قبول کیا فرمایا کہ اے برادر رب اکبر پر تکیہ
کرکے آرام کرو گکفیل خاموش ہو رہا اتنا اسنے انتظام کیا کہ طلائے پر زیادہ قزاق مقرر کیے صاحبقران

بارگاہ مین آکر بیٹھے خاصہ نوش کیا اتنے بڑے پہلوان سے دن بھر کشتی لڑے پریشان ہو رہے تھے الگ جا کر پلنگ بچھوا کے تخلیہ مین تشریف لائے تصویر خیالی ملکہ شمسیل آنکھون کے سامنے آئی طبیعت گھبرائی اٹھ بیٹھے نیند نہین آئی دل سے باتین کر رہے ہین لب پر آہ سرد خود بخود دل مین درد بیقراری ملکہ یاد آ رہی دل سے فرماتے ہین نہین معلوم اُس عاشق صادق پر ہمارے کیا گذری جب وہ غزال صحرائے وفاداری بیدار ہوئی ہوگی آنکھ کھول کر دیکھا ہوگا اور پہلو مین ہکو نہ پایا ہوگا کیسی پریشان و مضطر ہو کر چار جانب تلاش کیا ہوگا صاحب عصمت و عفت دُر بے بہائے درج شوکت کنیزین بہلاتی ہونگی نہین معلوم پر کیا حال بیان آیا شاید کیسی رانداز شہلال کی ہوئے ایسے ایسے خیالات مین یہ اشعار بیقرار ہو کر صاحبقران پڑھنے لگے

نہ خوف آہ بتون کو نہ ڈر ہے نالون کا
ہے جہان مین شکستہ اپنے کالون کا
دو کون لوگ ہین دل توڑنے کی خو ہے جنہین
حضور ہان یہی باعث ہو ملالون کا
اٹھانے والون پہ تھی لاش کی بیماری کی
[illegible]زہ خوشبو لیگا رنگ گالون کا
چڑھی ہوئی ہے بلا ئے شوخ چشم کو
نہ باغبان کو کچھ اچھا تماشا نہالون کا
بلے بیچے ہوے کیونکر وہ شوخ جال کا

بڑا کلیجہ ہے ان دل کھانے والون کا
لحد مین مجھسے نکیرین کبھی جو پوچھین گے
ہتین تو کہونگا ہوتا ہے شاق چھاتی کا
کہان بہشت کہان حور اور کہان اپنا
مرے پہ آپ ہی گچھر نیاز و شالون کا
بہت سے دل ہین کہ آرام جا کے پاتے ہین
دماغ دشت مین ملتا نہین غزالون کا
شروع عشق ہی ہین ہے یہ حال جگر بیتاب
کلام ایسا ہی ہوتا ہے خستہ حالون کا

ہمیشہ جلوۂ رخ گیسوؤن [illegible]
یہی کہونگا کہ بندہ ہون [illegible]
نہ رحم کچھ ہے تجھے تیرے دل کو دیکھ [illegible]
عبث عبث تجھے سودا [illegible]
ہمارے منہ پہ نہ تو منہ کچھ کہے [illegible]
خدا دراز کرے سایہ انکے بالون [illegible]
چلایا آہ کی بجلی گرے کے بلبل [illegible]
ابھی سے حال یہ ہے [illegible]
صاحبقران زبان یاد [illegible]

بیقرار و شکیبا رحیران و مضطر طپش قلب ناصبور ترقی پر لیکن عادیل کوہی جو دم دیکر امیر کو میدان کارزار سے پا شکستہ و شکستہ تمام جسم مین درد رنگ سیاہ رو کارزار بارگاہ مین آکر پڑا آہ آہ کرنے لگا پہلوان شاگرد وغیرہ قریب آئے کہا کیون حضور خیر تو ہے آپ تو ابھی اکھاڑے مین بیس بیس پہلوانون کو زور دلواتے تھے کبھی حضور کو تردد نہوا تھا آج تو آئینہ رخسار پر گرد ملال ہے خیر خواہان دولت بھی آگاہ ہون کہ کیا ملال ہے وہ کہا میدان کارزار مین گذرا غلامون نے اپنی آنکھون سے دیکھا حمزہ کو حضور نے عاجز کر دیا تھا جان بچا کر چلا گیا خوب کیا آپ نے درگذر کی ایک شب کے واسطے پناہ دی یہ جو ساتھ والون نے کہا عادیل کوہی بیقرار ہو رہا تھا مقابلے مین صاحبقران سے جان پر بنی رات ہو تار و سیاہ گئے لیے غنیمت ہوا تھا ساتھ والون کو جواب دیا

بھائیو حمزہ کو مین ایسا نہ جانتا تھا وہ تو بڑا صاحب قوت و طاقت ہی نوشیروان کا بھار کیا ہوا ہی شاہ نے
لاکھون روپیہ کھایا کے شاہان ہفت اقلیم سے لڑا دیا بڑے بڑے پہلوانون سے لڑا ہین ایسا ہی زبردست تھا چپت
بکیت پھکیت کل فنون سپاہ گری سے ماہر تھا اتنا بڑا بادشاہ جابر و قاہر بڑی مشکل ہین مین نے اپنی جان بچالی
زیر ہونے مین کیا باقی تھا آج مجکو بہت عنتر یاد آیا وہ ہوتا تو حمزہ کو چورا لاتا دل تردد منزل تسکین پاتا نہین معلوم اُسنے
سچ کہا یا جھوٹ یہ نورا ستی تسلی طاہر ہوئی اگر وہ چورا کر نہین لایا تو اس حوالی مین حمزہ کیونکر آیا نہین معلوم اس قزاق
نے حمزہ کو کیونکر پایا اتنا بڑا بادشاہ جلیل ہو کر چور کی طرف سے لڑنے آیا سوا اے حمزہ کے مین تمام دنیا پر
غالب ہون اس بابیا کے مٹانے کا مین دل سے طالب ہون تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ رات کو جا کر حمزہ
کو مار ڈالے پھر مین سب سے سمجھ لونگا تا بہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا رفیق قدیم اسکا
شاطر کوہی ہمیشہ سے مکار و غدار ہی بلکہ عیاری مین شاگرد عنتر نابکار ہی یہ سنکر اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے شاہنشاہ
غلام آپکا مطلب دلی سمجھا جس سے آنکھ جھپک جاتی ہی مقابلے مین جبر و طبیعت گھبراتی ہی مین جا کر گرفتار کر لاؤنگا
قتل کرنے کا آپکو اختیار ہی استاد عنتر بیشک بے خطا قتل ہوے اُسوقت محل تحقیقات نہوا یہ غلام آپ کا ہمیشہ سے
ہم سر دار و ہم عیار ہی اکثر دنگلو ہین گیا پہلوانون کو مکر سے مارا جب تو تمام دنیا مین میرا نام ہی جرأت مین یہ غلام مشہور
خاص و عام ہی یہ سنکر عدیل کوہی خوش ہو گیا کہا اے یار وفادار اے جلالت شعار جتنے ملک میرے قبضے مین آئینگے تجھے سب جگہ
کا بادشاہ کرونگا دامن زر و گل مراد سے بھرونگا شاطر کوہی اُٹھا بانہ اے عیاری جسم پر آراستہ کر کے طرف لشکر کفیل
قزاق کے چلا دور سے دیکھا اُس لشکر مین صدا اے حاضر باش و ناظر باش بلند قزاق پھر رہے ہین سوچا کہ یون اُس
لشکر مین دشوار ہی ایک ایک قزاق جلالت شعار ہی یہ سوچ کر ایک گوشے مین آیا نخل کی آڑ پکڑ کر بارگاہ صاحبقران کو تاکا
پہلوان زبردست بادۂ مکر و غدار سے مست چوڑی خنجر کی نکالی نقب کھودتا ہوا چلا ذکر چکا ہون لنزلہ قاف
ثانی سلیمان یاد ملکہ سہیل مین اشکبار و بیقرار ہین اشعار عاشقانہ پڑھتے پڑھتے ابھی آرام فرمایا ہی شاطر کوہی نے
گوشۂ بارگاہ مین اگر مہرۂ نقب کا توڑا سر اُٹھا کر دیکھا صاحبقران آرام فرما رہے ہین خدمتگارون کو اسوجہ سے
رخصت کر دیا تھا کہ دل کو غم سے خالی کر رہے تھے فراق محبوب مطلوب مین ٹھنڈی سانسین بھر رہے تھے تڑپ
تڑپ کے سو گئے یہ مکار نقب سے نکلا قریب صاحبقران آیا دو شالہ چہرۂ بے نظیر سے ہٹا بلکہ لخلخہ مین بیہوشی رکھکر
برابر دماغ کے لایا صاحبقران نے سانس اوپر کی کھینچی بیہوش ہوے اس ملعون نے پشتارہ باندھا اُسی نقب سے
لے نکلا طرف لشکر عدیل کوہی کے چلا عدیل مشتاق بیٹھا ہی خیال محال صاحبقران مین کب نیند آتی ہی بڑا خیال ہی

صبح کو صاحبقران سے پھر لڑنا پڑیگا کہ زنگ کی آواز بلند ہوئی سر اُٹھا کر دیکھا شاطر کوہی پشتارا بدوش آیا
عدیل نے کہا ای خیر خواہ دولت ای صاحب جلالت وہمت دشمن کو لایا عرض کی وہان خوب تلوار چلی کئی قزاق
قتل کیے آپ کے اقبال سے لایا عدیل نے کہا ہوشیار کر عرض کی ای پہلوان دوران شیر کو دام مکر مین گرفتار کیا مگر
صرف کمندہای ریشمی سے باندھا ہی اُٹھتے ہی قیامت برپا کریگا آہنگر کو بلوایئے مسلسل مطوق کر لیجئے دوسرا انتظام
عرض کرتا ہون جلد فوج کو تیار کیجیے اِن قزاقان خونخوار کو شبخون مار کر شکست دیجیے عدیل کوہی کو یہ راے بہت
پسند آئی حکم ہوا کہ صاحبقران کو اسی بیہوشی مین ہتھکڑیان بیڑیان پہنا کر قیدخانے مین بھیجدو آپ گھوڑے پر سوار ہو
فوج مین قرنا ہوئی عدیل کوہی اسی شب تادمین فوج لیکر براے شبخون چلا کفیل قزاق کو شام سے فکر تھی یقین کامل تھا
کچھ فساد ضرور برپا ہوگا خوابگاہ مین تڑپ رہا تھا یکایک خودبخود دل کو بیقراری ہوئی قبضے پر ہاتھ ڈال کر اُٹھا
دیکھا خودبخود دل بیٹھا جاتا ہی یقین کامل ہوا کچھ افتاد پڑی بیرون بارگاہ آیا کسی قزاق کو آواز دی جواب دیا حاضر ہون
کہا ستارۂ سحری چمکا چاہتا ہی صاحبقران کی جا کر خبر لو براے نماز سحر بیدار کرو اور افسران فوج دوڑ سا دو
ان افسر خبر تو یہی کہا یارو میرا دل گھبراتا ہی میرے دو عم نامدار جلالت شعار بڑے صف شکن تیغ زن صاحبقران
کے رفیق قدیم ہین اتفاقات آب ودانہ سے صاحبقران کا اسطرف گذر ہوا اگر انکا ایک موے جسم بھی بیکا ہوا
مین منہہ دکھانے کے لائق نہ رہونگا جلد صاحبقران کی خبر لو میرا دل گھبراتا ہی چند قزاق دوڑ کر گئے پردہ اُٹھایا
دیکھا صاحبقران پلنگ پر نہین ہین اُس قزاق نے چیخ ماری کہا آقاے نامدار دوڑیے صاحبقران کا پتا
نہین ہین کفیل قزاق افتان وخیزان حیران وپریشان بارگاہ مین آیا دیکھا گوشے مین مہرۂ نقب ہی پڑا ہوا
کا صاف معلوم ہوتا ہی کہا لو یارو غضب ہوا کوئی آقاے نامدار کو چرا لیگیا داغ دے گیا گھبراتا ہوا باہر
آیا تردد وانتشار مین سب افسر دوڑتے ہوئے قریب کفیل کے آئے کہتا ہی یارو کوئی صلاح بتلاؤ اس نامرد
مکاری کی صاحبقران کو چرا منگایا مین شام ہی کو کہتا تھا صاحبقران نے میرا کہنا نہ مانا اُس بیحیا کو
چھوڑ کر اپنے سر آفت لی یہ ذکر تھا کہ سرکارے نے بڑھکر خبر دی حضور مین لشکر مین عدیل کے گیا تھا اُس کو
توقید کیا عدیل ذلیل لشکر لیکر آتا ہی کفیل گھبرا گیا قصد ہوا لشکر کو تیار کرون اب سختی پڑی بالاے کوہ چلا جاوے
تیر وتفنگ سے اُڑیں سب قزاقون کا یہی قول ہی حضور ہم میدان کارزار مین لڑنا کیا جانین علاوہ ازین
اُس ظالم کے پاس لشکر بیشمار ہماری فوج کم مزاج برہم کیونکر مقابلہ کرینگے جان بچانا دشوار ہوگی کبھی ایسے
مجبور وناچار نہوئے تھے یہ ذکر تھا کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا عدیل کوہی ساٹھ ہزار فوج سے آتا ہی آواز دیتا ہوا

اے قزاقان دیکھو کس ننگ سے میں آتا ہوں خود تو اسطرف چلا دس ہزار کوہیوں کو حکم دیا راستہ پہاڑ کا روک لو اگر قزاق سنگدل پہونچ جائینگے بڑی مشکل ہوگی اسی وجہ سے آج تک چور بچا ورنہ بادولت کی عملداری میں رہ سکتا ہے کفیل نے دیکھا پہاڑ کا راستہ بھی رک گیا ہے دس ہزار فوج گرد پہاڑ کے پہونچ گئی مجبور سوار ہوا آئی تو تدبیر کی افسرون کو آواز دی یارو ایک ایک حملہ کرکے نکل چلو جو خدا کو منظور ہوگا خاک کرینگے اب تو بلا نازل ہوئی دیکھیں تقدیر کیا دکھاتی ہے قزاق نیزے پکڑ لشکر عدیل کوہی پر جا پڑے لڑتے بھی جاتے ہیں ایک صحرا کا آپس میں عہدہ بدل لیا کہ جو نکلے اپنے کو اسی مقام پہ پہونچائے قزاقون نے وہی کیا جو گھر گیا قتل ہوا افسر لڑ بھڑ کر نکل گئے لیکن کفیل سب کی کفالت کر رہا ہے ایک ہی مقام پر جم گیا سب کا افسر کر چاہتا ہے سب نکل جائیں تب میں لڑتا بھڑتا نکلون کہ سامنے عدیل کوہی کا نعرہ ہوا کفیل سینہ سپر کرکے جا پڑا خوب تلوار چلی کوہیوں کو مار کر قریب عدیل کے پہونچا عدیل نے پہلے ہی ہاتھ مارا کفیل پر چہار طرف سے تلوار پڑ رہی تھی کئی وار روکے کئی خالی دیے عدیل کی تلوار سر پر پڑ گئی سر اس بہادر کا زخمی ہوا گھبرایا ایسا نہو گرفتار ہو جاؤن گھوڑے سے کود پڑا مدت سے پیشہ قزاقی کر رہا ہے جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ کودتے ہی اسکے گینڈے کے منہ پر ہاتھ تلوار کا مار دیا گینڈا تڑپا جست کی عدیل کود کر الگ ہوا گینڈا ایک جانب بھاگا کفیل جست کرکے اپنے مرکب پر آیا تلوار کھینچکر لڑتا ہوا شیرانہ ایک جانب نکل گیا کسی کی مجال نتھی کہ اسکو روکتا عدیل کوہی جبتک سوار ہو نگاہ اٹھا کر دیکھا قزاق مار پیٹ کر نکل گئے گرد بھی نہیں معلوم ہوئی بہت جھلایا خیمے وغیرہ لوٹ لیے فتح کرکے پلٹا بڑی خوشی حاصل ہوئی افسرون سے صلاح کرتا ہوا چلا کیون یارو اب کیا کرون خداوند تعالی نے تقدیر معقول کی بڑے لطف سے فتح ہوئی سب نے کہا ابھی چل کر حمزہ کو بھی قتل کیجیے سرلشکر خدمت لقا میں چلیے طرہ پیغمبری حاصل ہو تمام دنیا میں حضور کا نام ہو جاے حمزہ عرب کو مار اٹھے حریف کو للکارا عدیل کوہی ہنستا ہوا خوشی خوشی لشکر میں آیا ہر چند کہ کوہی اسکے بہت سے مارے گئے قزاق قتل کرکے نکل گئے لیکن عدیل کو کچھ خیال نہیں آتے ہی بر سر بارگاہ دنگل پر اپنے بیٹھا سیدان خونی کی تیاری کو فوراً حکم دیا آرکش تشنہ کش چشم کن جلادان پر فن آکر حاضر ہوے عدیل نے حکم دیا صاحبقران کو جلد لاؤ یہان صاحبقران قید خانے میں بیدار ہوے ہاتھ اٹھایا خانہ زنجیر میں غل ہوا آنکھیں کھول دیں دیکھا قید خانے میں بیٹھا ہون گرد کوہیون کا مجمع سمجھے عدیل نے مکر کیا عیاری کرکے گرفتار کرا منگایا فلک نے شعبدہ تو دکھایا صاف ثابت ہوتا ہے اس ملک میں قضا لیکر آئی دل سے یہ باتیں کر رہے تھے کہ داروغہ زندان خانہ آیا سر زنجیر کو تھام کر صاحبقران کو لے چلا ابھی آلڑ ہی آج بڑا جلیل قتل ہوتا ہے جس نے

سلطنت نوشیروان کو شایا اور بختک کو بھگایا اسی جوان کی بدعت نے خداوند لقا کو آوارہ کیا تا بہ کوہستان
آئے یارو بڑی خوشی کا مقام ہے کوہستان کا تمام عالم مین نام ہے ان ملکون سے کبھی کوئی بچ کر نہین گیا انکی بھی قضا
آئی صاحبقرانی مٹی چند اہل دل بھی موجود ہین انھون نے کہا یارو توبہ کرو کلمات غرور زبان سے نہ نکالو فلک سیکڑون
دکھاتا ہے عروج جلال زوال ماہ فلک کبھی بہ سر کمال کبھی بہ صورت ہلال باغ مین کبھی خزان کبھی بہار گل ہنستے ہین
عندلیب خوشنوا نالان ہزار سرو نے سرکشی کی آفت آرہ دل پر سہی غنچے چٹک کر گل ہوے رنگ بھی جمنے نہ پایا تھا
جھونکا باد خزان کا چلا مرجھا کر زمین پر گرا یا گلچین نے دست بدعت دراز کیا اپنی بدعت پر ناز کیا گلچین باغبان بھی
مبتلاے بلا ہوتے ہین چند ہی عرصے مین سر پر ہاتھ اپنے رکھ کے روتے ہین سکندر ایسا بادشاہ زبردست
فوج ولشکر حاکم بحر و بر اسقدر مقبول بارگاہ پروردگار تھا کہ حضرت خضر والیاس پیغمبران فلک اساس ہمراہ
تابہ چشمۂ حیوان لے گئے کچھ آبرو نہ بڑھی بموجب مضمون مصرع سکندر رہ گیا پیاسا پہونچ کر آب حیوان پر
انجام کیا ہوا خالی ہاتھ آیا وہی ہاتھ خالی دکھلاتا ہوا چلا گیا عقلمند سمجھ گئے راز دلی تھے اسکے آگاہ ہوے
یعنی وہ ہاتھ اشارہ کرتے تھے کہ اسوقت کون دستگیری کرے دنیاے ناپائدار مین آکر کیا پایا یہ انجام ہوا دنیا سے
حسرت و یاس لیکر چلا پس یارو خوف کرو عبرت کا مقام ہے یہ جوان عالی مقام مسخر کن بحر و بر قزاش راہ دین اسلام غازی
مجاہد مشہور خاص و عام تھا لیکن دام مکر مین پھنس گیا خوشی نہ کرو پیدا کرنے والے سے ڈرو ایسا نہو یہی تمہارا
نگاہ حقارت سے اس عیش کو نہ دیکھو لشکر عدیل کوہی مین ہائے غریو ایک ایک کوہی قد و قامت مین مثل ... صاحبقران
اسی طرح جھومتے ہوے بے خوف و ہراس سامنے عدیل کوہی کے پہونچے مثل اہل اسلام کے سلام کیا عدیل کوہی
ملبلانے لگا آواز دی کیون او حمزۂ عرب دیکھا تو نے خداوند لقا نے کیا برجستہ تقدیر کی اب میرے ہاتھ سے
کیونکر بچوگے کفیل قزاق جو تمہارا کفیل تھا اسکو بھی شکست دی مال و اسباب لوٹ لیا جان بچا کر بھاگ گیا
اسکو بھی تلاش کر کے مارونگا اب اگر جان بری چاہتے ہو خداوند لقا کو سجدہ کرو یہ سنکر صاحبقران
کو غصہ آیا فرمایا تو بڑا نامرد ہے مردان عالم کے پاپوش کی گرد ہے کلام کرتے غیرت نہین آتی دم دیکر میدان
بھاگا عیار سے مکاری کرائی اسیر بہ غرور جو تجھسے ہو سکے قصور و کوتاہی نہ کر لقا پر ہمیشہ مین لعنت
نام سے اس حقیر کے وہ تھراتا ہے تم ایسے نالائقون کا خداوند مغرور خود پسند عدیل کو تو حیلہ منظور تھا
حکم دیا جلد اسے قتل کرو جلاد طرف صاحبقران کے چلا لیکن چال ملکہ سہیل کا عرض کیا جاتا ہے جب صنوبر
جا کر کیفیت صاحبقران ... ماں کی بیان کی ملکہ نے جوش محبت صاحبقران مین نقاب چہرے پر ڈالی مع چارسو کنیزون

باغ سے باہر نکلے شب کا وقت تھا صحرا کا سناٹا کنیزیں بھی گھبرائیں کہا واری غضب کیا اس ویران جنگل میں آ گئیں گلعذار نے بڑھکر کہا حضور حقیقت میں بڑی خطا ہوئی صبح کو صنوبر نے بیان کیا تھا کہ صاحبقران زمان مقابلے میں آپکے والد نامدار کے ہیں سارا دن گذر اب نہیں معلوم وہاں کیا گذری ہو یہاں رات ہو گئی دیکھیے آپکی پریشانی پر ایسا شب نے زلف شب کھولدی مجنون روز سمت صحرا بڑھ گیا اندھیری رات چند کنیزوں کا ساتھ دیکھیے وہاں تک کیونکر پہنچیں اسوقت ہمارے خیال میں نہ آیا آپکو نہ سمجھایا کہ صحرائے ہول خیز کیونکر طے ہو اگر گرتے پڑتے صبح کو پہونچے صبح ہو گئی تو نہیں معلوم صاحبقران کہاں ہوں دشمن مغلوب ہوئے یا غالب آئے حضور ابھی باغ قریب ہے پلٹ چلیے صبح کو پھر صنوبر کو روانہ کرینگے وہ جائیگی معقول خبر لیکر آئیگی ایسا نہ ہو کوئی شیر بھیڑیا نکل آئے لونڈیوں کو حضور کی کھا جائے بقول شاعر شعر سمجھے جاوے تو خدا کی قسم نہ ادھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے ٭ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے جنگل میں کہاں کہاں مارے مارے پھرینگے یہ کالی رات جنگل کی وحشت کہاں آپکو ٹھہرائیں وزیرزادی نے جو اسطرح سمجھایا ملکہ نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی فرمایا تم سب صاحب پلٹ جاؤ اپنی جان بچاؤ مجھ بد نصیب کم بخت کو میرے حال پر چھوڑ دو دنیا کو بدنام سمجھاؤ دیوانہ جنون جوش پر ہے دنیا و مافیہا کی کسکو خبر ہے نظم

وہ رستے ہیں یہ جو عاشق کو دیوانہ عشق
دل کو تجویز کیا ساقی میخانہ عشق
جو گیا راہ نکلنے کی پھر اسکو نہ ملی
دیکھیں تاثیر بھی کہتا ہے کچھ افسانہ عشق
اُڑ کے آتا ہوں اُسی بزم میں او غیرت شمع
حشر تک ہوش میں آئیگا نہ دیوانہ عشق
شہر شوریدہ ہیں سودا ہے تری زلفوں کا
حسن آباد ہم تھا پہلے جو ویرانہ عشق
قبر مجنون پہ کہیں ہو نہ جلال وحشی
دربدر پھرتے ہیں آباد ہے خانہ عشق
چرخ سے ہم نے دی نشو نمائے دل زار
کیوں نہ ہو پھول پھلیاں نہیں دانہ عشق
طوق منت کے وہاں طوق گلوگیر یہاں
شوق پہنچے کے بنا دیتا ہے پروانہ عشق
جوش وحشت کے دن آئیں تو کہیں عاشق ہوں
بادہ عشق سے لبریز ہے پیمانہ عشق
پیشوا جانتے ہیں ہفتاد و دو ملت کا اسے
وہ ہیں بلتے ہیں جو گم ہو گئے ہیں دیوانہ عشق
جب تک چاہیے مے الفت سے چھلکا دے ہمکو
ایسا بیہوش کہ نہ سر ہو نہ ہوا دانہ عشق
ہم سنائینگے اُسے قصہ لیلیٰ مجنون
یار دیوانہ حسن اور ہیں دیوانہ عشق
دل والے دل کے یہی ہیں تو خدا حافظ ہے
فصل درکار ہے بونے کے لیے دانہ عشق
رونق افروز ہیں وہ جب سے ہمارے دل میں
کیا طریقہ ہی نرالا ہے مذہب ترانہ عشق

یہ اشعار پڑھکر بلکہ اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی ضبط کرکے یہ مشکل جواب دیا کہ صاحبو میں جاؤ محبت صاحبقران سے منہ نہ پھیرونگی جن صاحب کو اپنی جان عزیز ہو بسم اللہ پلٹ جائیں میں اسی صحرا میں اپنی جان دونگی تلوے کھجلاتے تھے اسی اہ

سرخط کا نشان بتاتے تھے اب صحرانوردی و دشت پیمائی کا وقت آگیا مجنون کا ال ہوتا یہ دشت کدہ ہوئیں قبر
قیس یاد کے جاکر فاتحہ پڑھیں مزار شیرین پر جاکے جان شیرین نام محبوب پر نثار کریں اسطرح یہ کلمات حسرت آیات
اُس آوارۂ دشت محنت و بلا نے کہے کنیزیں رونے لگیں گلعذار نے بڑھکر عرض کی واری برائے خدا ایسا لفظ
زبان سے نہ نکالیے بکھواروں کا کلیجہ پھٹتا ہے ہم سب آپ کے ساتھ ہیں جہان مزاج میں آئے تشریف لے چلیے ملکہ
کہا صنوبر سے کسی طرف لے چلے منزل ہراوتک پہونچ گئے جمال اُس شہریار کا اُس مشتاق کو دکھائے صنوبر آگے
بڑھی شب تیرہ و تار میں اُسی سمت کا رخ کیا کوہسار فتح نگارستان کا راستہ لیا رات پہاڑ ہو گئی آخر بصد مشقت
جا کے ہوا کنیزوں نے دیکھا رنگ رخ ملکہ سہیل متغیر ہو صاحبقران میں بات منھ سے نہیں نکلتی
اُترکے مرکب سے اُتریں کنیزیں ہاتھ منھ دھونے لگیں گلعذار نے کہا واری منھ تو دھو لیجیے یقین
مقام بھی قریب ہو ملکہ نے کہا ہم زندگی سے ہاتھ دھو چکے ہیں اپنی جان کو رو چکے ہیں صنوبر سے پوچھا
کہ اب وہ مقام کتنی دور ہے آپ سب صاحبوں نے بڑی دیر کی نہیں معلوم وہان میدان کارزار میں اس
صولت پر کیا گذری خدا دشمنوں سے انکی جان بچائے مکاروں سے سامنا کوہی سنگدل اب صنوبر آگے
بڑھکر خبر لائے جو کچھ گذرا ہو دیکھ آوے یہ سنکر صنوبر بڑھی فقط درۂ کوہ بیچ میں حائل تھا دیکھا تمام
آراستہ و پیراستہ ہے عدیل کوہی تنگل پر بیٹھا ہے صاحبقران زمان کو زیر تیغ دیکھا جلاد حکم
صنوبر یہ کیفیت دیکھ کے روتی ہوئی سامنے ملکہ سہیل کے آئی عرض کی واری بڑا غضب ہوا صاحبقران
کو میں نے زیر تیغ دیکھا انہیں معلوم مکاروں نے کیونکر گرفتار کر لیا یہ سنتے ہی ملکہ سہیل اپنے مقام سے بیتاب
ہو کر اٹھی کہا لو صاحبو دیکھا میرا دل گواہی دیتا تھا کہ انپر کوئی افتاد پڑی ہے میں تو جاکر جان دیدونگی
یہ جفائے فراق نہ سہونگی نقاب چہرے پر ڈالی فوراً پشت مرکب پر سوار ہوئی سب کنیزان خیرخواہ
ہمراہ ہیں یہان عدیل ظلم پیشہ نے حکم اول دیا جلاد نے گردن پر خط کھینچا قصد ہے کہ حکم ثانی دے کہ ہوں
کوہ سے گرد اُٹھی سب نے دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش بصد جوش و خروش مع چارسو جوان کے
پیدا ہوا وہیں سے تیراندازی کرتا ہوا بڑھا چارسو تیر ایک مرتبہ چلے چارسو خطاکار ایک مرتبہ گرے واصل
جہنم ہوے عدیل کوہی اُٹھا آواز دی یارو اس نقابدار مفلوک کو لینا یہ خبر سنتے تھے کہ مسلمانوں کی مدد کو
فرشتے آتے ہیں یہ برقع پوش کہاں آیا کچھ بادہ دولت کا خوف نہ کیا شاطر کوہی نے کہا کہ دیکھیے حضور استاد
قول کرسی نشین ہوا ہاے وہ بخیطا مارے گئے نقابدار بادلہ پوش کا پتہ دیتے تھے انکا کام ہمہ اتفاق انجام

نقشہ کھینچا ہوا ہے مگر افسوس با تحقیقات آپ نے انکو قتل کروا ڈالا دیکھیے نقابدار کیسا سفاک و بیباک ہے ایسا
چست و چالاک ہے اتنے بڑے لشکر پر خدنگ سے آنکھ اٹھا حضور کا بھی خوف نہ کیا آہ ان بیچارے عیاروں کی کیا حقیقت تھی
زخمی ہو کر آیا تھا کیسا تڑپ تڑپ کے اسنے جان کہا کسی نے سماعت نہ کی عدیل نے کہا جو گذرا وہ گذرا اب اسکو پھیر کر یار ہو
ہو بات نہ ہو چار جانب سے کوہی جانے نقابدار اپنے لگا پکار صاحبقران کو آواز دی ای شہریار دیدار آخر دیکھنے
کی ہوس تھی اب منظور ہے کہ زیر قدم جان دوں حضور کا بچانا دشوار ہے فوج کوہیان بیشمار ہے صاحبقران
حیران ہوے کہ یہ نقابدار بہادر کون ہے ہمارے واسطے اپنی جان دیتا ہے آواز دی ای نقابدار بہادر اپنی
جان بچاؤ کہ یہ سب مکار و غدار ہیں ہم اس قید زنجیر میں گرفتار ہیں شاطر کوہی جو صاحبقران کو گرفتار کر لایا تھا
آج تو وہ پڑے خواب میں عدیل کوہی سے کہا میں جا کر نقابدار کو مارون عدیل نے اشارہ کیا کھینچتا ہوا میرے
سامنے لا نقاب الٹ دینا کہ میں پہچان لوں کون سرکش ہے بے خوف چلا آتا ہے شاطر بہت خوب کہتا ہوا اڑتا
بچانے ملکہ پر ہاتھ مارا گھوڑا ملکہ کا چابک سے تلوار کی بیتاب ہوا طرارہ بھرا نکان جو ہوئی نقاب چہرہ سے بیخبر
الٹ گئی لکہ ابر سے ہٹا آفتاب عالمتاب نکل آیا عدیل کوہی نے اپنی بیٹی کو دیکھا پنجہ ہلالی ہاتھ میں سپر پشت پر کئی کوہی سامنے
عدیل کوہی کے مارے تھے کہ نقاب چہرے سے ہٹی جو کوئی نہ پہچانتے تھے انھوں نے کہا حضور دیکھیے کیا
معشوق پری پیکر ہے ایک نے کہا مجھے تو انکھڑیوں نے مارا ایک نے کہا میں خنجر ابرو سے ذبح ہوا ایک نے کہا میں اسکے
ساتھ شادی کرونگا ایک نے کہا میں عاشق ہوں مرا کرتا ہوں ایک نے کہا کمان خانہ ابرو سے تیر مژگان چلے
تو وہ دل پر لیے معشوق ہوے ایک پکار اٹھا ای جان جہان ہم ار مر دل مشتاقان ذرا چوالون سے آنکھ ملاؤ ہم تو
مر گئے عاشق ہیں ہتیلی پر رکھے گئے تمھاری محبت میں موت کا مزہ چکھ گئے عدیل کوہی جھلایا بہت شرمایا
کہا چپ بھی رہو ہلے ولے کرنے لگے پہچانتے بھی ہو کہ وہ کون ہے تمھاری مرشد زادی ہے نہیں معلوم یہاں
کیوں آئی جو لوگ پہچانتے تھے انھوں نے منھ میں طمانچے مارے توبہ کرنے لگے حضور معاف فرمائیے گا میں نے
کچھ نہیں کہا اچھی صورت دیکھ کر آہ نکل گئی ایک نے کہا وہی ہیں جنکو گودیوں میں کھلایا تھا اب دو چار
برس سے نہیں دیکھا بھول گئے بچپن میں یہ چلتی پیاری کہتے تھے حضور انکو حمزہ سے کیا کام حضور بدنام
ہوے اب گرفتار کر لیجیے قتل کا ارادہ نہ کریں گھر چل کے آنے کا سبب پوچھ لیں وہ ہمیشہ سے صاحب
عصمت و عفت ہیں یہ ناشایستہ کنیزوں کی حرکت ہے تماشا دیکھنے کو چلی آئیں یا آپ کے جوش محبت میں
قصد کیا بہر نوع وہ بے خطا ہونگی عدیل نے کہا او نامردو کیسے یہ باتیں کون پوچھتا ہے یہ تو بخوبی ظاہر ہوا

کہ اسی گیسوی بریدہ نے پشتارہ چھینا غضب الیسا خیر خواہ اسی کی وجہ سے بخطا مارا گیا اب کیون
باتین بناتے ہو جلے ہوے کو اور جلاتے ہو آبرو مین فرق آیا اسکو قتل کر دینا کیونکے گیسو احمد کا بالکل اور
خاندان کے تجھکو قتل کرتا ہون لیکن نقاب جو چہرہ بے نظیر سے اٹھی صاحبقران کی نگاہ پڑی
بکار کر فرمایا ملکہ تمنے غضب کیا ارے کوئی ملورہ اینچا طرف صاحبقران کے چلا کہا او گنہگار تجھے ملک
کیا کام ابھی سر کاٹے لیتا ہون یہ کہکے اسنے ہاتھ ملورہ پر مارا ملکہ پکار اٹھی ای شہریار اپنے کو بچائیے صاحبقران
دیکھا تلوار سر پر چمک چکی تھی کیا پان اٹھا دین بقدرت پروردگار تیغ آ کر اٹکی صاحبقران اپنے قید
اس شخص کی تلوار چھین لی بقہر و غضب تمام نعرہ کرکے اپنے مقام سے اٹھے نعرہ امیر عرب حمزہ شیر دل
سہراب ستم تحمل ہو چو تیغ ملی بر کشم از غلاف ٭ تزلزل فتاد درمیان مصاف ٭ عدیل نے پلٹ کر دیکھا حمزہ
مثل تار عنکبوت توڑ ڈالا اٹھے ہوے آتے ہین اکثر حقیر پر تقصیر نے تحریر کیا ہے کہ نعرہ صاحبقران
بارہ کوس تک جاتی ہے زمین میدان کا زرار تھرائی ہے کفیل قزاق زخمی ہو کر پانچ کوس پر ٹھہرا تھا
سے یہی کہا کہ یارو ہم تم سب جان بچا کر نکل آئے صاحبقران عالی شان لشکر دشمن مین قید مین الیاس
ہو جاتے ہین تجھ اٹھا غضب ہوا کلیجہ کانپ رہا ہے تڑپا بیا دریمع نامردان مین چھینا یارو جاکر
جاکر اپنی جان دونگا سر مر جانا زندگی سے بہتر ہے ہمارے بزرگون کا افسر خدا قزاق بولے
کہ نعرہ صاحبقرانی کی آواز آئی طائر گھبرا کر خشتون سے اٹھے کفیل نے کہا یارو معلوم ہوتا ہے کہ پھر آقاے نامدار
قید خانے مین پڑ گیا سن لو صاف آقاے نامدار کی آواز ہے وہ نعرہ تکبیر کیا جلد سوار ہو کفیل نے تو گھوڑا
ساتھ والے بھی چلے یہان صاحبقران نے سامنے آکر ملکہ کے سینہ سپر کر دیا ملکہ نے نقاب رستی کی
نے پلٹ کر فرمایا ملکہ تمنے غضب کیا یہان کیون چلی آئین ہم نہایت شرمندہ ہوے ملکہ نے بخوف صاحبقران
کچھ جواب نہ دیا عدیل کوہی کو صاحبقران نے للکار کر کہا او نامرد ادھر کہان جاتا ہے عورت پر ہاتھ
ہو عدیل کوہی ادھر پلٹا لیکن فوج بیشمار صاحبقران مان سر سینہ کا ناوند ار ور زخم کھار ہے ہین
زیادہ یہ مشکل ہے اگر کسی کوہی کو بر بھکر مارا کنیزان ملکہ پر کافر جا پڑے کسی کنیز کے سر پر زخم آیا بیقرار ہو کر چیخی
میان صاحبقران ہین تمہاری معشوقہ کے ساتھ ہون ہین نے صاحبزادی کو گود دیون مین پالا
ہاتھ کٹین تجھکو زخمی سر کر گیا اس ظالم کے ہاتھ مین کوڑ ہے کے اسکی اولاد کے سامنے آئے ذلیل ہو کر مارا جائے
بچھلا زخمی کیا ہین نے کسی کو نظر بھی نہین یارا گوشہ مین چھپی کھڑی ہون اب چلا کے کوسون گی صاحبقران نے

دیکھا اُس کوہی کو للکارا ایک نعرہ شیر دو پر کالے کیے یہ خوش ہوگئی پکار اُٹھی وہ دیکھا میاں خدا تمکو سدا
رکھے خوب نگوڑے کو مارا او نامرد میرے شیر کے سامنے تو آ او لے اپنے باپ سے یہیں لڑ تو مجھ کو بھی کوئی کیا
دیکھا کیا جلد بدالدامین نے کلیجہ کے کو ساتھا مجکو سب جانتے ہیں میں چھاری کا کاٹا ہوں مجھسے کوئی الجھے مہینوں
میں ابھی زخم اچھا ہوگا اسکی جورو بھی تڑپ تڑپ کر مرے گی بال بچے بھیک مانگتے ہیں ہائے کیا کروں میرا رستم
اکیلا ہے ماشاء اللہ کیا دریائے فوج کو جھیلا ہے نامردوں کا دیکھنے کا میلا ہے کنیزوں کی کانوں کانوں عورت کی چاؤں
چاؤں ملکہ ہرچند سبکو منع کرتی ہیں کون مانتا ہے لیکن صاحبقران حیران و پریشان ہیں کہ لڑائی کیونکر فتح ہو اپنا بیچاری
عورتوں کو بچاؤں کہ بڑھکر کوہیان پر دغا کو روکوں ایسا نہ ہو معشوق گرفتار ہو جائے عدیل بھی آواز دے رہا ہے
اس کمبخت کو مگر ساتھ والیوں کو بھی قتل کرو اُس وقت صاحبقران مضطر ہوئے جنگاہ یا اس طرف آسمان کے دیکھا
دل کو رجوع کیا باب اجابت وا تھا فوراً دعا قبول ہوئی صحرا سے گرد اُڑی کفیل قزاق بصد طمطراق پیدا ہوا دیکھے
دیکھا کہ صاحبقران لڑ رہے ہیں چند نقابدار مضطر و بیقرار انکے گرد پھر رہے ہیں یہ دیکھ کفیل نے نعرہ کیا
متم صفدر ہو صف شکن کفیل نعرہ زن لیکن حیران کہ یہ نقابدار کون ہیں جیسے ہی کفیل نے تلوار کھینچی صاحبقران نے
نے فرمایا ہے برادر لڑتے ہوئے اس طرف آؤ ان غریبوں کو بچاؤ بیگناہوں کے خون ہوتے ہیں ان بیچاروں
کی حشر برپا کر ان صحرا روتے ہیں کفیل مع قزاقوں کے شمشیر زنی کرتا ہوا آیا نقابداروں کو بچانے لگا قزاقوں
نے سینہ سپر کر دیا لاشہائے کوہیان سے میدان کارزار بھر دیا صاحبقران نے جو اتنی مہلت پائی اُسی حملہ کیا
میں لڑتے ہوئے قریب عدیل کوہی کے پہونچے عدیل ہی کو دیکھ کر دریائے حجاب میں غرق ہوا مطلب اصلی کو
دل میں سمجھ گیا صاحبقران پر غصے میں جا پڑا آتے ہی نگاور زن ہوا صاحبقران نے جھک کر سلام کیا کہا
کیوں حضور غصے کا کیا باعث مجھ سے کیا خطا ہوئی اپنے چھوٹے پر کوئی ہاتھ اٹھاتا ہے اگر روٹی کپڑا نہ دینا آپ کو اختیار
تھا آپ بزرگ ہیں میں تو ہاتھ نہ اٹھاؤنگا سرکشی کی ملکہ عالم کے ہاتھ سے سزا پاؤنگا عدیل کوہی جل گیا
کہا او حرامزدہ ان باتوں سے کیا فائدہ تلوار کھینچ لے قتل کیے نہ پلٹونگا ورنہ درازی زبان درازی کی سزا دونگا کہکر
ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے بڑھ کر بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا تلوار چھین لیں عدیل لپٹ پڑا کشاکش
کے زور ہونے لگے آخر زمین پر آئے کوہیوں نے قصد کیا صاحبقران کو ماریں قزاق بھی لڑتے ہوئے آئے
اس مقام پر خوب تلوار چلی کئی ہزار کا کھیت ہوا لاشے تڑپ رہے ہیں ملکہ نے جو دور سے دیکھا کہ صاحبقران اس حال
پر ملال میں عدیل ایسے پہلوان سے لڑ رہے ہیں بیقرار ہوگئی دعائیں مانگنے لگی اے پروردگار میرے وارث کو بچالیجیے

خدانخواستہ اگر انکی مرتبہ کچھ خرابی ہوئی یہ کوئی نام و زندہ نہ چھوڑینگے گلعذار تنہائی پر انکی مجکو رونا آتا ہی خیال ساتھ
لاکھون کا لشکر پانچ سات ہزار شاہان نامور پہلوانان خوش سیر ساتھ ہیں ہون وہ یکہ و تنہا نہ دوست نہ مونس
نہ ہمدم مجھ بدنصیب کے نکل آنیکا غم دیکھ سر سے خون بہ رہا کیسی مصیبت کا سامنا ہی گلعذار کہتی ہی واری آپ
سچ کہتی ہین میرا کلیجہ ٹکڑے ہوا جاتا ہی انکی غربت پر رونا آتا ہی خدا مشکل کو آسان کرے باغ مین جاکر جلسے ہون
ملکہ نے فرمایا ای گلعذار تیرے منہ مین گھی شکر غریب الوطنی کے واسطے دعا کی یقین ہی فوراً قبول ہوگی صاحبقران
زمان عدیل کوہی سے نہایت کیفیت سے کشتی لڑ رہے ہین قزاقون نے بھی جان لڑا دی ہی دشمنون کی زبان سے
صدائے حسنت و آفرین آتی ہی ایک مقام پر عدیل کوہی صاحبقران زمان کو ریل کے دور اپنے قدم
صاحبقران ہٹے غصہ جو آیا الٹ پلٹ بارہ چودہ قدم ریل کے لائے ہکا بکا دونون گھٹنے عدیل نے
زمین پر اٹھا ہوئے قصد کیا لنگر قائم کرون صاحبقران نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالدیا بہ قوت صاحبقرانی اٹھا سے
بلند کیا چرخ دیکر چاہا زمین پر مارون عدیل نے آواز دی الامان صاحبقران نے فوراً زمین پر رکھ دیا عدیل
سے لپٹ گیا اہالیان فوج کو آواز دی ہمراہیوں نے تو صاحبقران زمان کی اطاعت کی شرف کونین حاصل ہوا
سب کو ہمیون نے ہاتھ روک لیا صاحبقران نے پلٹ کر کفیل سے کہا ملکہ سے کہو اب تم جلد طرف باغ کے
چلی جاؤ یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہی ہرچند کہ ملکہ کو ناگوار ہوا لیکن بحکم صاحبقران زمان کنیزون کو ہمراہ لیکر
اپنے باغ کے چلین فرماتی ہین ای گلعذار ظاہر ہین تو پروردگار نے ہنا فضل شریک کیا لیکن انجام بخیر ہو گلعذار نے
کہا اب سب طرح خیر و عافیت ہی تردد نہ فرمائیے ملکہ باغ مین آئین عدیل کوہی نے عرض کی اب حضور میرے قلعہ
چلیے کہ گمشدگان وادی جہالت کو تلقین کرین کفیل نے بھی عرض کی بہت مناسب ہی لیکن اس شب کو نزول
ہونا چاہیے بوقت سحر کوچ ہو یہ رائے سبکو پسند آئی بارگاہ عدیل مین آکر داخل ہوئے کفیل نے اپنے ہاتھ
صاحبقران مین لگے دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین شب اسی مقام پر بسر ہوئی بوقت سحر بصد کر و فر عدیل
کوہی صاحبقران کو لیے ہوئے طرف قلعہ کے چلا اہالیان قلعہ کو خبر ہوئی برائے استقبال آئے بلغوار و ازدحام
کو لیکر قلعہ مین داخل ہوئے دار الامارۂ شاہی مین آکر عدیل کوہی نے دست بستہ عرض کی حضور تخت
قدم رنجہ فرمائین صاحبقران نے فرمایا تاج و تخت تمکو مبارک ہو ہمین اسلیے ہر رواج دین حق کی
آرزو ہی عدیل اگر تخت پر بیٹھا پایہ تخت چہارم برائے صاحبقران زنگل یاقوت نگار آراستہ کیا قریب امیر
کفیل اگر بیٹھا جب دربار معمور ہوچکا جام مرار غوانی گردش مین آیا نازنینان پریچہرہ سامنے آکر حاضر ہوئین

پڑ رہی ہین جو گائین سامنے صاحبقران زمان کے آئی آئینہ رخسار دیکھکر حیران ہو گئی ناز کرتی ہوئی دم محبت بھرتی ہوئی دامن صاحبقران کا تھام لیا بڑے لطف سے یہ غزل گانے لگی غزل

پیدا وہ گفتگو مین مزا اے زبان کر
پیدا نئی زمین نیا آسمان کر
شکوہ کرون جفا کا تری وہ نہین ہون مین
باد صبا نے پائی سبنہ خاک چھان کر
اے درد دل پڑا ہی ہون در پہ یار کے
دل مین ہی رہ گئے تھے جو کچھ دل مین ارمان کر

سنکر وہ درد دل کو کہے پھر بیان کر
کہتا ہے مجھسے پیر مغان کیا کہ تو بہ تو
خنجر تلے وفا کا مری امتحان کر
آئی نہین گھٹا تو نہ آئے پینگے مے
سایہ کو رشک ہو یہ مجھے ناتوان کر
الفت مین چاہتا ہی اگر کچھ بقائے نام

پروردگار دینی تھی راحت اگر مجھے
اللہ سے کہے کہ اسے پھر جوان کر
آوارہ مین وہ تھا کہ مری خاک بعد مرگ
کوچے مین مے فروش کے گل کو تان کر
جرأت پڑی نہ بات کی بھی رعب یار سے
مٹ جا جلال آپ کو تو بے نشان کر

یہان تو صاحبقران زمان مصروف صحبت عیش و نشاط ہین ملکہ سہیل جو بخوف صاحبقران پلٹ کر باغ مین آئی اکثر کنیزین زخمی بھی تھین اُنکی زخم دوزی کرائی آپ بارہ دری مین آکر جلوہ فرما ہوئین گلعذار نے آکر بلائین لین ترقی حسن و جمال کی دعائین دین کہا حضور مبارک ہو خدا نے بڑا فضل کیا کہ آپ بچ گئے واللہ بڑا سامان ہوے اب سنا ہی کہ بڑی دھوم سے صاحبقران کی دعوت کا انتظام ہی ملکون سے جاروب کشی کر رہے ہین صحبت کی رعنائی پر سبکو رشک ہی وزرا امرا سب دست بستہ موجود ہین انکو خیر خواہان دولت کہ انعام و خلعت ملین یہان ابھی باغ مین جلسہ آراستہ ہو ڈومنیان برلے مبارکباد حاضر ہین ملکہ یہ سنکر آنکھون مین آنسو بھر لائی کہا گلعذار مین کیا کرون ہر چند دل دردمند کو سمجھاتی ہون طپش قلب کو ترقی پر پاتی ہون اس عشق خانہ خراب مین عجب تاثیر دیکھی کسی طرح چین نہین اب تک اُنکی آوارگی کا خیال تھا جدائی کا ملال تھا اب اور طرح کا انتشار ہی یہ تو خوب ظاہر ہوا کہ وہ سیدھے مسلمان صاحب ایمان ہین اس زمانے کے مکر و حیلے سے ناآگاہ نہین دل مین انکے خوف کو راہ نہین اپنے خالق بے نیاز کی قوت پر انکو ناز ہی یہ بھی نہین جانتے کہ یہ فرقہ کیسا پُر دغاباز ہی ایسا نہو انکے ساتھ دشمن بہ بدی پیش آئین صرف یہ مناسب تھا کہ بعد فتح جنگ کو ہمیان فرمانے کہ ہم باغ مین ملکہ سہیل کے جاتینگے آپ یہان تشریف لانے مین سامنے نہ جاتی والد نامدار کو بھی یہان بلاتی مجمع عام مین جلوہ فرما ہین ابھی ہزار ہا کوہی اُنکے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا مجمع دشمنان درہم و برہم ہوا کیا غضب کی بات ہی کہ تنہا دشمنون مین جاکر بیٹھے ہین کوئی دوست یار وفادار مونس و غمگسار ہمراہ نہین کہی ہے رسم و راہ نہین دل کو خوف آتا ہی کلیجہ تھرآتا ہی ہاے کیونکر دل کو سمجھاؤن جی چاہتا ہی اُس دربار مین چلی جاؤن تاکہ

پکڑ کے کھینچ لاؤں غیرت دامنگیر ہے یہ بھی خلاف تدبیر ہے ہم حیران ہیں جو لوگ عاشق ہوتے ہیں اور
تخم محبت دل میں بوتے ہیں کیا کھاتے ہیں کیا پیتے ہیں مر مر کے جیتے ہیں حقیقت میں بدنام ہو
نہ جاگتے ہیں نہ سوتے ہیں اپنی پھوٹی تقدیر کو روتے ہیں **نظم**

یہ قسمت اپنی اپنی دل کو پیش یار رہنا تھا
صف مژگان تجھی کو میرا ماتم دار رہنا تھا
دل وارفتہ کھویا دیدہ دانستہ کہ غفلت
قیامت تک یہ غمخوار ورن کے دل میں خار رہنا تھا
ہزار اسکو مٹایا پر یہ کب مٹتا ہے سینے سے
تمھیں بھی ہے یہی ماتم کہ غم کا زار رہنا تھا
غبار دل جو مٹ جاتا وہ ہم سے کیوں جدا رہتے
سبک رہنا تھا نظروں میں تو پھر یار رہنا تھا
وہ بلوا بھیجا مقتل میں ہمکو یا نہ بلواتا
کلیم اللہ تمکو طالب دیدار رہنا تھا

ہمیں سر دے پٹکنے کو پس دیوار رہنا تھا
نہ اچھا کر سکا اپنے مرض کو وصل جاناں بھی
نگاہ مست سے انکی ہمیں ہشیار رہنا تھا
وہ آئینہ تو سینہ آنکھ اپنی وقت واپسیں ہوتی
گل داغ محبت کو گلے کا ہار رہنا تھا
انھوں کو مریضوں پر ہمارے رشک آتا ہے
کدورت کو تو بیچ میں دیوار رہنا تھا
رہے سر جا بجا ہے جدائی عمر بھر ہم تم
ہمیں سر پر کفن باندھے ہوئے تیار رہنا تھا
جلالی یار ہے شغلی ہیں جبھی تم کچھ [illegible]

اگر اُٹھے چشم جاناں نے تو دو آنسو [illegible]
وہی رہ گئی ہے تقدیر میں بیمار رہنا [illegible]
بہت سی سعی کی اکلی نہ [illegible]
کوئی پل وراں کمبخت کو بیدار [illegible]
ستانے کے لیے صاحب [illegible]
مسیحا بھی یہ کہتا ہے ہمیں بیمار [illegible]
اسی خاطر جگہ پائی تھی [illegible]
ہمیں پاس یار رہنا تھا [illegible]
جو ہم سے پوچھئے ہو تم اگر [illegible]
کہیں دل [illegible] لیجیے عبث بیمار [illegible]

گلعذار نے منہ پھیر لیا کہا حضور کیا کہیں کہ آپ کو سمجھاؤں سب مشکلیں حل ہوگئیں سب بنتی ہیں خدا نے کا [illegible]
غم اور بڑھ گیا جو فرمایئے وہ کریں بر لے خدا اپنے کو ہلاک کیجیے ملکہ نے کہا صنوبر کو دربار میں بھیجو دیکھ آئے [illegible]
کیا کیفیت ہے تب میرے دل کو صبر ہوگا صنوبر نے کہا حضور میں ابھی جاتی ہوں خبر لیکر آتی ہوں ملکہ [illegible]
صنوبر میں خالی خبر کی مشتاق نہیں ہوں جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھ آ آخر صاحبقران کیا کر رہے [illegible]
کے تیور دیکھنا کیسا مزاج ہے کچھ مکر و غدر کی تدبیر تو نہیں ہے یہ سوچنا کہ بارگاہ کی زمین چھوٹے [illegible]
نے کہا میں حضور کا مطلب سمجھ گئی سب طرح کی خبر لاؤں گی اپنی آنکھوں سے صاحبقران کو دیکھ آؤں [illegible]
کہ ملکہ صنوبر چلی تھوڑی دور گئی تھی کہ ملکہ یہ کہتی ہوئی دوڑی میری اچھی صنوبر ہماری بات پر کچھ [illegible]
ہو سکے تو اُنسے باتیں کرنا اپنی طرف سے میری کیفیت یہ بیان کرنا اگر مجھکو پوچھیں صرف اتنا کہنا کہ انکو [illegible]
بھی نہیں ہے اُنھوں نے مجھکو نہیں بھیجا اپنی خوشی سے یہاں چلی آئی ہوں یہ میری بیتابی بیقراری حیرانی پریشانی [illegible]
ظاہر نہ کرنا بھول جائیے گا خوب باتیں بنائینگے صنوبر نے دیکھا ملکہ کو بڑا جوش محبت ہے فوج غم و الم کی کثرت [illegible]

بلائین لیکر اطمینان کے روانہ ہوئی دربار مین آئی صبح کا وقت نور کا تڑکا بکھر رہا ہے جبینان حور پیکر کا بناؤ ایک
ایک رشک قمر کا نکھار رخ شمع سے زرد ہی چہرون پر حسینان ماہ رخسار کے اُداسی فرش مین جا بجا فشکی لگی ہین
پروانے جلے ہوئے پڑے ہین شمع انجمن نے شان حسرت بہا کر اپنا بھی کام تمام کیا عاشق و معشوق کا یہ انجام ہوا
ایک آتش عشق مین جلا دوسرے نے اپنے کو گھلایا جلا و عشق نے عاشق و معشوق دونون کو مٹایا اول
شمع کو پروانہ ہوئی انکھیون مین چربی چھائی شعلہ مزاجی دکھائی جب عاشق جلکر خاک ہوا گرمی عشق پروانے
نے انکو بھی جلایا جل جلکر شمع بھی سر محفل ستی ہو گئی عجب محفل کا رنگ ہے ہر طرف سناٹا ہے عدیل کوہ کا تخت
زرین پر صاحبقران زمان دنگل پر بیٹھے جھوم رہے ہین ایک جانب کفیل تعزین صنوبر ستون کی آڑ پکڑ کر
کھڑی دیکھ رہی ہے اس تردد مین کہ کیونکر یا بہ صاحبقران زمان جاؤن حال اُس سوختہ آتش دوری کا
سناؤن یکایک وزیر اعظم عدیل کوہ کی قریب آیا کچھ کان مین بادشاہ کے کہا عدیل نے پکار کر جواب دیا
اے وزیر خوش تدبیر بہت مناسب ہے وزیر پیچھے ہٹا تیغ خوشبوئی ہاتھ مین سینے پر صاحبقران کے
لگایا پکار کر آواز دی اے شہریار مبارک ہو ہمارے بادشاہ نے اپنی دختر بلند اختر ملکہ سہیل رشک قمر کو
حضور سے منسوب کیا ایک کنیز واسطے ہاتھ دھلانے کے خدمت فیض درجت مین حاضر ہے صاحبقران
کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا نذرین گذرنے لگین صدا ے مبارکباد بلند ہوئی صنوبر یہ خبر فرحت اثر لیکر بھاگی
ملکہ رنجیدہ و کبیدہ سر جھکائے بیٹھی ہے گرد مصاحبان ہمراز کنیزان اشفتہ ہاتر جمع ہین بیچ مین قمر ہے ماہتابان گرد ہین نجوم
سیارگان کہ صنوبر ہنستی ہوئی سامنے آئی بلائین لیکر کہا نو واری مبارک ہو صاحبقران زمان سے حضور کو
بادشاہ نے سر محفل منسوب کیا تیغ خوشبوئی وزیر نے سینے پر مارا اب تو حضور خوش ہون اب اس گل سے
چہرے پر سہرہ دیکھینگے جہیز مین ہم بھی ساتھ چلینگے کنیزین سب خوشیان کرنے لگین ہر ایک نے مبارک مبارک
جو کہا ملکہ کھسیانی ہوئی غصے مین جواب دیا تم سبکو مبارک سلامت ہو ایک شخص غریب الوطن آوارہ ہو کر نکل آیا
باپ نے منسوب کر دیا ماں باپ کی بیٹیان ہین بھاڑ مین ڈال دین چاہے جو لچے مین جھونکین مجھے کیا خوشی اپنا گھر بار
چھوٹا پرائی تابعدار ہوئی مجبور و ناچار ہوئی گاؤن گاؤن کرکے سیر اُس پر بھر لیا سب سے زیادہ لی گلعذار
پھولی ہین مستور اکڑ رہی ہے جیسے کچھ پڑا پایا میرے سامنے اگر یہ ذکر کوئی کریگا اپنا سر پھوڑ مارونگی بلغ سے
سبکو نکلوا کر اکیلی گوشے مین بیٹھونگی یہ کہکے کمرے مین جا بیٹھین دروازہ بند کر لیا تنہائی مین جا کے خوب کھلکھلا کے
ہنسین آئینہ دیکھ کے زلفین آراستہ کین گلعذار تو وزیرزادی ہے ملکہ سے گستاخ اندر گھس آئی کہا ہم حضور

کیا یہان نہین آسکتے ہم مبارک سلامت کا ذکر نہ کرینگے مگر لباس تبدیل فرمایئے غصے کو تھوک ڈالیے ملکہ نے کہا مجھ
نہ گھبراؤ ابا جان کو آنے دے صاحبقران کا رفیق کفیل قزاق اُسکے ساتھ تیری شادی کرادونگی اتنے باغ مین چہل
پہل ہو سبکا غنچہ خاطر شگفتہ ہوا باغ مین بہار آئی نرگس نے آنکھین کھولین سنبل نے زلفین عنبرین کو سنوارا
چمن اُگڑنے لگے فوارون کی بن پڑھی دل کے حوصلے نکلے صاحبقران نے دربار مین عدیل کوہی سے فرمایا
لشکر مین ہمارے سبکو انتشار ہوگا لقا ایسے مکار سے مقابلہ ہے اکثر ہمارے ہونے سے بڑے بڑے فتور
برپا کیے شبخون مارا اختیار کیا ایسا دشمن سلیمان عنبر بن میرے کوہی ایسا رہزن اور کسی طرح کے تردد مین
دیکھیے دو دفع ہوئی نور نگاہ کرب تیرین اسد صف شکن برلے فتح طلسم ہوشربا گیا ہے بہار انور نظر بدیع الزمان
نامور بھی وہان قید ہے کچھ ابتک حال نہ کھلا کہ ہوشربا مین کیا معرکہ گذرا اب ہمکو جلد حرکت کرنی لازم ہم روانہ
ہوجائین عدیل نے عرض کی غلام بھی اب دامن دولت نہین چھوڑیگا ملازمت کیمیا خاصیت سے منھ نہ موڑیگا
اُسی شب کو صاحبقران زمان کا ساتھ ملکہ کے عقد ہوا حجلہ عروسی مین تشریف لائے اُس صدف بحر حسن و خوبی سے
گوہر مراد حاصل کیا ایک شیر صولت سکندر حشمت اُس شاہزادی کے بطن سے پیدا ہوگا لال نامے مین اُسکا ذکر تحریر
جرأت کی تقریر ہے شاید یہ حقیر پُر تقصیر اُن قاتر کو ترجمہ کریگا ان شیرافگشت نورد کے حالات بخوبی واضح
وقت و ساعت پر یہ موقوف ہے اتنی بہ بہمہ دان تحریر و تسطیر طلسم ہوشربا مین مصروف ہے بوقت سحر صاحبقران
نامور بارگاہ مین تشریف لائے فرمایا لشکر تیار کرو عدیل نے ایک ہفتے کی مہلت طلب کی کہ لشکر تیار کرنے مین
تامل درکار ہے ابھی غلام مجبور و ناچار ہے لشکر جمع کر رہا ہون صاحبقران فرماتے ہین ایک ایک لمحہ مجھ پہ
دیدۂ دل انتظار و لشکر ظفر اثر کا مشتاق ہے یہ ذکر تھا کہ مرد ہے نے شرف عرض کی ایک عیار خنجر گذار دروازے
حاضر ہے صاحب جوہر دریائے فطرت کا گوہر چالاک بن عمرو نام بتاتا ہے یہ سنکر صاحبقران نے فرمایا جلد بلا لاؤ
عدیل دیکھو ہمارے لشکر کا شاطر افسر ہمکو تلاش کرتا ہوا آیا پروردگار خیر فرحت اثر سنائے کفیل قزاق باہر گیا چالاک
بن عمرو کو اندر لایا چالاک بن عمرو نے صاحبقران کو ڈنگل شوکت پر دیکھا دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا صاحبقران نے
فرمایا فرزند ای پیک استان خیر یار ہا گوید احوال گل بلبل بستان سرا گوید جلد بیان کر بادشاہ نامور سرداران خوش
خیر و عافیت سے ہین عرض کی جب حضور ہمراہی لندھور بن سعدان سے غالب ہوے لندھور گریان نالان لشکر مین
پہونچے اسوقت تک تو خیریت تھی بادشاہ جمجاہ نے مجکو روانہ کیا تلاش کرتا ہوا یہان تک پہونچا شکر ہے حضور کو صحت
و بہ عافیت پایا یہ تو حضور پر بخوبی ظاہر ہے لقا ہر وقت اسی فکر مین رہتا ہے بندگان عالی کو آزار پہونچا دن

سلامنے طبل جنگی نہین بجا کوئی ساحر طلسم ہوشربا سے برائے مدد لقا نہین آیا سب سرداران نامی پہلوانان گرامی
برائے دیدار فرحت آثار حضور بیقرار ہین حضور جلد چلین صاحبقران نے عدیل سے فرمایا ای برادر و ای پہلوان خوش [illegible]
سنا تمنے لشکر مین ہمارے تلاطم ہے دشمن کا سامنا ساحرون کا خوف تم بعد ہمارے آنا علاوہ ازین تمھارے
نہونے سے یہ قلعہ بھی خالی رہیگا شاید کوئی بادشاہ اس اقلیم کا بغاوت پر کمر باندھے کون مقابلہ کریگا ناموس
بھی ہمارا موجود ہے ہم تک خبر ہونچنا دشوار ہوگی بعد خرابی بسیار ناحق کو انتشار ہوگا عدیل نے کہا ای شہریار
مین اپنی جانب سے ناظم مقرر کر چکا کچھ مقام تردد نہین ہے یہ کہکر اٹھا لشکر مین قرنا بجی فوج مین کمر بندی ہونے لگی
صاحبقران برائے رخصت محل مین تشریف لائے ملکہ کو یقین تھا یہین رہینگے اب ہم جفائے شبہائے فراق
نہ سہینگے صاحبقران خود زرہ پہنے ہوئے جو آئے اور فرمایا ای ملکہ عالم خدا حافظ و ناصر ملکہ دامن تھام کر
رونے لگی کہا ای شہریار مین کل سے سنتی تھی کہ حضور آمادہ سفر ہین مجھے یقین نہ آتا تھا یہ کنیز تڑپ تڑپ کر
جان دیگی دل کو یقین نہ تھا افسوس صد ہزار افسوس یہ کیا ہوا قول میر حسن مغفور صادق آیا شعر مسافرت کوئی
بھی کرتا ہے پیت ؎ مثل سچ ہے جوگی ہوئے کسکے میت ؎ صاحبقران زمان نے سر سینے سے لگا لیا محبت فرمایا
ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان حسرت و یاس پر ہمارے ناموس اصلی کے نگاہ کرو سب صاحب شہر باختر مین
ہین ملکہ مہر نگار تاجدار دختر نوشیروان عالی وقار و ملکہ گردیہ بانو و ملکہ رابعہ زریفت و ملکہ اطلس پوش و ملکہ نور بانو
و ملکہ سرخ موے کاکل کشاد دختر ماہ اختر ملکہ رسیدہ شیر گیر بہو ہماری ملکہ گیتی افروز و جہان افروز و ملکہ گوہر
ملک و ملکہ خورشید خاوری وغیرہ سب ہم سے جدا ہین اگر کبھی بعد دو چار سال کے فلک نے مہلت دی
ان سب کو ایک نظر دیکھ کر چلے آتے ہین یہان ہر وقت جہاد راہ خدا درپیش ہے انشاء اللہ تمکو بلوائینگے بیقرار نہو نا
بات بات کے رونا حافظ حقیقی مالک تحقیقی کے سپرد کیا سر جھکا کر خاموش ہوئی صاحبقران بھی آنکھون
مین آنسو بھرے ہوئے باہر آئے بارہ ہزار قزاقان نامدار و بیس ہزار کوہیان جرار کمر باندھے ہوئے
حاضر تھے صاحبقران سوار ہوئے طرف کوہ عقیق کے کوچ کیا ایک جانب عادیل کوہی ایک سمت
کفیل تیغزن قطع منازل و طی مراحل کرتے ہوئے جب قریب کوہ عقیق پہونچے سب نے جا کر سرداران
کو خبر پہونچائی سرداران عالی وقار و تاجداران نامدار برائے استقبال آئے صاحبقران زمان بعد صولت و
شوکت داخل لشکر ظفر اثر ہوئے بختیارک و لقا کو یہ خبر پہونچی بختیارک سر پیٹنے لگا کہا کیون ای سلیمان اقبال
حمزہ کو دیکھا اکیلے غائب ہوئے تھے پچیس ہزار فوج لیکر آئے لقا نے غصے مین حکم دیا برائے افراسیاب نامہ [illegible]

ایک نامہ لکھو صاف صاف تحریر کرو کہ ای بیحیا ہم تجکو ہاتھ سے اسد کے قتل کرائینگے نام طلسم ہوش ربا
مثل حرف غلط مٹائینگے اگر اپنی بہتری چاہتا ہی کوئی ساحر زبردست ہر ایک خدمتگاری قدرت کا چاہیے
روانہ کرو ورنہ قدرت طرف کوہ ہفت زاد ہسل چلے جائینگے اسی وقت نامہ بنا رہا ہوا لیکن البطراقی قدیم نامہ
طرف ہوش ربا کے قاصد لیکر جاتا ہی انھین راہ مین چھوڑیے ان سب کا حال وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان پہونچنا اختقاق جادو کو لیکر افراسیاب کا بمقابلہ لشکر مہرخ
تباہی لشکر مہرخ اور روقت پر پہونچنا خواجہ عمرو کا مع ملک احمر

گذر کر چرخ سے کی مین نے سیر لامکان برسون — فقط مین ہی نہین بھٹکا پھرا ہی اک جہان برسون
نہ پایا خضر و عیسیٰ نے بھی کچھ اسکا نشان برسون — تلاش یار مین گرتی ہین پہ لسنے ایڑیان برسون
مری صورت سے حیران ہین رہا ہی آسمان برسون

تجھے مین منع کرتا تھا حسینون پر نہو مائل — کہین یہ کج ادا بھی دیکھتے ہین جانب بسمل
مرا نیرنگی افلاک سے جینا ہوا مشکل — گلابی اشک جو فرقت مین ٹپکے زرد گیا دل
ابھی تو خون رلوائیگا تجکو آسمان برسون

تلاش یار مین کس سے کہون کیا حال ہی دل کا — پھرا مین نجد سے جی تک نہ پایا کھوج محمل کا
ہوا وحشت مین برہم سلسلہ طوق و سلاسل کا — کہین ناقہ نظر آجائے اس لیلے شمائل کا
پھرا لیے سر پہ پھرا ہون مثل گرد کاروان برسون

نہ آتے ہو تمھین ہمکو بلاتے کبھی نہین اصلا — کیے وعدے بہت پر ایک بھی ہوتا نہین ایفا
جدائی مین گذاری عمر لیکن اب نہین یارا — ہمیشہ ہجر کا صدمہ کبھی ہمسے نہ اٹھے گا
وہی یہ غم اٹھائین جو رہے ہین تیغ دادان برسون

جگر پھٹتا ہی صدمون سے کلیجہ منھ کو آتا ہی — بڑا ہی سخت جان کیسی کڑی عاشق اٹھاتا ہی
نہ پوچھو درد فرقت جان کو کیسا ستاتا ہی — یہ غم ہوتا ہی نام ہجر سے دل کانپ جاتا ہی
شب فرقت مین گھٹ گھٹ کر رہی ہی میری جان برسون

دیا جب دل تو کیونکر پھر اٹھا سکتے ہین سر کو ہم — رضائے یار پر رہنا مناسب ہی ہزار رنج و غم
یہ طوق اور بیڑیان منت کی ہین انکا نہین کچھ غم — محبت مین یہ لازم ہی سر تسلیم رکھین خم

شکایت کیا جو پہنایا ہین طوق گران سر بون

نہ تھی حاضر جوابی سے غرض نہ خوش بیانی سے
بہ شکل ہو تو خموشی پوچھ لو رعنا کی جامی سے

بشر مجبور ہی لیکن قضاے آسمانی سے
مرا منہ کھل گیا ساح انکی بد زبانی سے

وگرنہ بند منہ مین مین نے رکھی ہی زبان سر بن

شعر بیا بشنو ای ہمدم راستان * کہ باز آمدم بر سر داستان * عروس داستان حیرت بیان کو برائے نظارہ مشتاقان والا مقام مشتاطگی نظم و نثر سے یون آراستہ کیا سابق مین تحریر ہو چکا ہی کہ افراسیاب جادو اختفاق بدخو کو بصد کرو فر ہمراہ لیکر سمت لشکر مہرخ نامور چلا یہان ملکہ حیرت جادو کو خبر پہونچ چکی ہی کہ حجرہ کھلا شاہنشاہ ہوشربا اُس ساحر یکتا کو لیکر آتے ہین لشکر مہرخ مین انتہا کا انتشار گرفتاری خواجہ و برق کی سنکر چالاک و قران بھی روانہ ہوے باعث تردد و انتشار یہ ہی کہ ابتک پلٹ کر نہ آئے یہ ذکر تھا کہ چرند و پرند نے آکر عرض کی کہ ملکہ حیرت جادو برائے استقبال افراسیاب اختفاق جاتی ہین وہ بھیجا قریب آگیا خواجہ نے جاکر بڑی قیامت کی عیاری کی برق بھی ساتھ تھا آخر گرفتار ہوے اب وہ بھیجا آپہونچا ملکہ مہرخ گھبرا کر بیرون بارگاہ نکل آئین بہار گلعذار باغبان قدرت و سر خمو سے کاکل کشا وغیرہ ہمراہ بیرون بارگاہ آکر کرسیان بچھ گئین جانسوز و ضرغام حاضر ہین ملکہ مہرخ نے فرمایا ای جانسوز و ضرغام ای جان نثاران لشکر اسلام بڑا غضب ہوا خواجہ عمرو گرفتار ہوے چالاک و برق بھی گئے نہین معلوم مقام قید ملا یا نہین بڑا دشمن آپہونچا ہر چند کہ اگر خواجہ ہوتے کیا کر سکتے تھے لیکن ہمارے قلب کو تسکین ہوتی انکی باتون کے راز سے کچھ کچھ آگاہ بھی ہوے برائے قتل صنعت جب تشریف لے گئے تھے اس تیور سے کام کیے صاف ظاہر ہوا تھا کہ ہم سبکے نام بیزار ہین انجام مین جان لڑا دی صنعت کو بڑے کروفر سے قتل کیا اب یہ امید تھی کہ وہ ارسطو فطرت لقمان حکمت خالی نہ بیٹھتے بدون صلاح زبان نہین ہلا سکتے اگر وہ موجود ہوتے اسد کو بیہوش کر کے زنبیل مین رکھ لیتے ہم لوگ ساحر ہین فنون افسون گری سے بخوبی ماہر ہین اگر کوئی وقت پڑے اُڑ کر نکل جائین اپنی جان بچائین انکو کہان چھپائین جری بہادر بات بات پر بگڑتے ہین ہمیچ ہولے سے اُڑتے ہین جب طبل جنگی بجے ہم تو قصد کرینگے کہ انسے چھپائین اگر انکو خبر ملی فرمائینگے ہم افسر لشکر ہین برائے مقابلہ افراسیاب جائینگے شیر بیشہ جرأت کو کون سمجھائے پروردگار دشمنون کے ہاتھ سے بچائے سب سردار اسی تردد اور انتشار مین ہین جانسوز و ضرغام نے قصد کیا کہ ہم برائے جستجوے عمرو و برق و چالاک و قران جائینگے

صحرا سے نوبت ونقارے کی آواز آئی سرداران نامی وپہلوانان گرامی نے سر اُٹھا کر دیکھا اندر
کے نشان ظاہر ہوئے لاکھوں ساحران غدار باز ربلا رسوار سامنے سے گذرے انکے گذر جانے کے بعد
دیکھا افراسیاب مرکب باد رفتار پر ملکہ حیرت لعبت عنائی اور زیبائی کے واسطے استقبال کے تشریف لیگئی
شاہزادیاں مصاحبان باکرشمہ وناز ایک کا نیا انداز اپنے حسن پر مغرور نشہ بادۂ حسن سے چور ایک جانب
پر ایک ساحر غدار سیاہ رو بد خو نقارہ اور چوب تخت پر رکھا ہوا گرد بارہ ہزار جلاد خونخوار تیغہائے برق
شلنگیں لگاتے ہوئے صورت مہیب دکھا کر ڈراتے ہوئے چلے آتے ہیں بلا زمان خنقاق اپنا جاہ وحشم دکھلاتے
افراسیاب برابر تخت خنقاق کے آیا ہاتھ اٹھا کر لشکر مہرخ کو دکھایا کہا اے مصاحب سامری وداماد شاہنشاہ
اقلیم افسونگری یہ سامنے لشکر باغیان ہے چند لونڈی غلام بادولت کے بگڑ گئے سامان سلطنت درست
کر لیے شہروں پر قبضہ کیا انھیں ظالموں کے ہاتھ سے بمدد نورافشاں کوکب روشن ضمیر والی امان قتل
اُس روز کی لڑائی میں قیامت برپا تھی بائیس لاکھ ساحر قتل ہوا بادولت نے طبقات زمین
آتش قہر وغضب میں لاکھوں باغی جلا دیے خاص نورافشاں نے تاریک کو قتل کرایا خود کم بادولت
مدد کو آیا اسی حسرت میں آپکو تکلیف دی ہے خنقاق ہنسا کہا اے افراسیاب تاریک بیچاری کو کیا
تھی بادولت نشان لشکر سامری وجمشید ہیں اس نقارے کے بجانے میں بڑے بھید ہیں
ایسے تھے کہ خداوند نے پیشتر و لشکر ضلالت اثر قرار دیا جس مقام پر بادولت کا گزر ہوا تین چوب
لگا دیں فوجیں بھگا دیں یہ بارہ ہزار جلاد اسی واسطے ہمراہ ہیں کہ بادولت کو قتل کرنے کی تکلیف نہو
پر یہ کافی ہیں قدرت نے انکو اسی واسطے پیدا کیا رحم انکے دل میں عطا نہیں فرمایا اُدھر ولیکن بادولت
بخوبی جانتے ہیں وہ سامنے باغیان قدرت جنکو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہا ہے جب ساحران
اہالیان کانو دیس سرکشی کرکے آتے تھے اس باغیان قدرت نے نقارہ نوازی بادولت کی دیکھی
چشم زدن میں روانہ کر دیا انھیں جلادوں نے لاشہائے ساحران سے چشم زدن میں میدان کارزار بھر دیا
بادولت برآمد ہوئے ہفت اقلیم میں تمہاری عملداری کرا دینگے باغیوں کو نمک حرامی کا مزا چکھا دینگے
لاف وگزاف کرتا ہوا داخل بارگاہ ہوا یہاں تو صحبت عیش وجشن آراستہ ہوئی ملکہ مہرخ مع بہار
کبید دانی بارگاہ میں تشریف لائیں جانسوز وضرغام سے کہا لو بھائیو اخنقاق آگیا اب تم لشکر
جانا اور ضرغام سے حکم دیا تخلیے میں ہمارے پاس آؤ جب ضرغام حاضر خدمت ہوا ملکہ مہرخ نے کان میں کہا

ضرغام خوش انجام اپنے آقا کا خیال رکھنا کسی حیلے سے اسد غازی کو لشکر ظفر اثر سے نکال لے جاؤ اس لڑائی
کی انکو خبر نہو دور لیجا کر بارگاہ استادہ کر دو کچھ بات بنانا یہ راز نہ سنانا شہر بھر جائیگا ہم سب آمادہ مرگ و مہیاے
قضا ہین جب خواجہ عمرو برائے خبر احتقاق چلے تھے ہم مانع ہوئے کہ لشکر سے نہ جایئے ہمارا کہنا نہ مانا آخر جاکر
دام بلا مین پھنسے چالاک و قران بھی درپیش آئے اب کس سے صلاح کرین سرپرست لشکر کا نہونا بڑی قباحت ہی
سر ہمارے کوہ مصیبت کیونکر یہ بار اٹھائین کدھر نکل جائین آفت مین مبتلا ہین رب اکبر بچائے تو بچین ضرغام
روتا ہوا بارگاہ مہرخ سے نکلا جس بارگاہ مین اسد نامدار تھے وہان آیا دیکھا یہ سپہر صولت صندلان
صندلی پوش سے یہی ذکر کر رہا ہے کہ کئی دن سے ملکہ مہرخ نے ہمکو بارگاہ مین نہین طلب کیا ارادہ تھا طرف دریا
نیل کے کوچ کرین آخر کیون دیر کی جاکر دریافت تو کرو صندلان اٹھا تھا کہ ضرغام سامنے آیا قدمون کو
بوسہ دیکر عرض کی حضور خواجہ عمرو برائے ملاقات کوکب نامور تشریف لیگئے ہین اسوجہ سے سفر مین تامل ہی حضور
اس مقام سے بارگاہ اٹھوائین سامنے کوہ فلک شکوہ ہے وہان چلکر جلوہ فرما ہون ملکہ مہرخ نے عرض کی ہے وقت
سحر لشکر ہم یہان تیار کرینگے حضور سردار لشکر ہین باغیان آنکو لیکر آگے بڑھیگا وقت پر تکلیف نہو اسد
غازی نے کہا اے ضرغام جلد ناہید سفر ہو اب ہمکو جدائی اپنے بزرگون کی بہت شاق ہے یہ دور افتادہ دیدار
فرحت آثار والدین کا بہت مشتاق ہے ہمکو آج بہت پریشان پاتا ہون چھوٹے نانا جان بھی تشریف نہین
اس وجہ سے گھبراتا ہون ضرغام نے کہا حضور سب طرح سے خیریت ہے قبلہ و کعبہ حبیب برائے ملاقات کوکب
جاتے ہین وہ بخاطر و مدارات پیش آتے ہین انکو بھی کوکب پر ان سے بڑی محبت ہے کوکب ہمیشہ سے خیرخواہ و دوست ہی
تشریف لاتے ہی سامان سفر ہوگا ضرغام نے بچرب بانی و بہ خوش بیانی اسد کو سمجھایا اور برداشت جرأت کی
باتون مین بہلایا اپنے ہمراہ لیکر قریب درہ کوہ آیا وہان بارگاہ استادہ کرائی صندلان کو اشارون مین سمجھا دیا
کہ احتقاق خونخوار آگیا اپنے آقائے نامدار کو برائے پروردگار بارگاہ ملکہ مہرخ مین تم نے دیا شکار وغیرہ
مین مصروف کرو مین معاملات پاکر آؤنگا اسد تو اس بارگاہ مین داخل ہوئے صندلان نے بھی دام مکر بچھایا اور
حالات جنگ ملک باختر پوچھنے لگا اسد کو جوش آگیا فرمایا ای برادر باختر مین عجب طرح کا معرکہ گذر رہا
زمانہ کمسنی کا تھا نانا جان سب سردارون کو ساتھ لیکر طرف پردۂ ظلمات کے چلے گئے ایرج نوجوان سے
ہمارے مقابلے رہتے تھے اسکے ساتھ لشکر بیشمار ہمارے ہمراہ اٹھارہ امیرزادے بارہ ہزار قزاق وہ بھی
زور و طاقت یہان فوج کی قلت کوئی سرپرست سر پر نہ رہا ایسے ایسے شبخون لشکر ایرج پر مارے تمام

ہمارے نظر آتا تھا صدہا مرتبہ فتحیاب ہوے عنایت پروردگار سے صحیح و سلامت چھوٹے ایرج حیران ہو
صندلان نے جو دیکھا اِس بیان سے اسکو کیفیت حاصل ہوتی ہے انھین باتون مین اُلجھا لیا مراد
کہ لشکر کا خیال نہ کرین بارگاہ مہرخ مین نہ جائین قصر غام بارگاہ مہرخ مین آیا تمام کیفیت بیان کی ملکہ
مہرخ کو اطمینان ہوا ناگاہ علم ضیاے فوج ماہتابان کھلا فوج ثابت و سیارگان آراستہ ہوئی نقارہ
لشکر ظفر اثر شاہنشاہ قمر بجا شاہنشاہ زرین پوش نے شکست کھائی قلعہ مغرب مین جاکر محصور ہوا
عالم روشنی ماہتابان سے پرنور ہوا افراسیاب جادو خاطر و مدارات مین اختقاق کے اہتمام کرتا ہی مغرور
دستگیر شراب پینے مین مصروف تھا نشے مین بلبلایا کہا ای افراسیاب طبل جنگی کو حکم دو نقارہ رزمی بجے
سحر ما بدولت میدان مین جاکر مقابلہ باغیان سے مہلت پائین طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جانب
افراسیاب نے سرہانے برف انداز کو حکم دیا اِسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی مشہور ہوا کل اختقاق جادو
مقابلہ کریگا چرند پرند ہرکارے لشکر اسلام کے بارے خبر حاضر تھے طرف بارگاہ ملکہ مہرخ کے چلے یہان ملکہ مہ جبین
الماس پوش تخت طاؤسی پر جلوہ فرما ہین قصر غام عرض کر رہا ہی آقاے نامدار کو بمشکل لشکر سے نکال لیگیا
کوہ بارگاہ استاد کرادی آپکی ملاقات کو آنے کا قصد تھا بین مانع ہوا ملکہ مہ جبین نے سر جھکا لیا کہا خدا
سلامت رکھے بڑے لطف سے تمنے انتظام کیا ذکر تھا کہ چرند و پرند مضطر و درد مند حاضر ہوے ہاتھ اٹھا کر

در دیار وجود دشمن تو	عاقبت را مزاج طاعون باد	مہر و ماہت بجاے لعل و گہر	سود ہ اندر میان مجون باد
دشمنت خستہ باد کو بعبت	جادوے یا ملس در افسون باد	حاسدت در مصیبت طالع	تا مبرگان نشستہ در خون باد

شہریار عالم کی عمر دراز ہو در فتح و ظفر باز ہو اختقاق نے طبل جنگی بجوادیا کل اسکا ارادہ ہے کہ نکل کر بندگان
عالی سے مقابلہ کرے افراسیاب نے بڑے سامان کیے ہین ملکہ مہ جبین نے گھبرا کر طرف ملکہ مہرخ کے دیکھا ملکہ
مہرخ نے بکشادہ پیشانی حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بتائید الٰہی طبل جنگی بجے جو مشیت پروردگار ہے
کیا اختیار فوراً نقارہ رزمی پر چوب پڑی لشکر مین تو تیاری ہونے لگی ملکہ مہ جبین الماس پوش صداے طبل جنگی سنکر
رونے لگی ملکہ بہار نے بلائین لین کہا ای گل باغ خوبی و ای رنگ و بوی حدیقہ محبوبی ای بہار باغ اسلام و ای
صدر راحت و آرام آپ رنجیدہ ہون کنیزان جان نثار حاضر ہین جان لڑا دینگی اختقاق ملعون کو میدان
سے بھگا دینگی آپ کی اِس کنیز کا اگر گلدستہ جل گیا حضور ملاحظہ کرینگی نقارہ بجانیکی بدبخت کو نوبت نہ آئیگی
باغبان قضا و قدر تنکے چننے سر دھنے کچھ تردد نہ فرمایئے باغبان قدرت نے بھی اِس طرح گل کلام کا رنگین بہار

کہا حضور انشاء اللہ اسی گلشن مین آمد بہار ہی دشمن خوار و زار ہی سرخ موے کاکل کشانے کہا وہ کیا نابکار ہی بال بال اُس خود سر کا گنہگار ہی ہلال سحر افگن بھی جھکی کیا حضور وہ مٹانے آفتاب لشکر اسلام کی کوشش مین ہی ہمکو خوب ثابت ہوگیا اُسکا ستارہ گردش مین ہی خورشید زرین سحر کو جلال آیا دست بستہ عرض کی حضور آفتاب بنکے چمکون وہ حرارت دکھاؤن ساری شرارت بھول جاے آتش سحر سے پھنکے ہم نقارہ کب بجانے دینگے پہلے ہی جا پڑینگے ملکہ مخمور سرخ چشم بصد قہر و خشم اپنے مقام سے اُٹھی کہا حضور وہ پیر مغان میکدۂ ضلالت ساقی خمخانۂ حماقت بدست شراب غرور ہی اور جان نثارون کے قلب کو خود بخود سرور ہی وہ نشیلی آنکھین دکھاؤن متوالون کی طرح جھوم جاے مُٹھی مین جا کر منہ کے بھل گرے سر ٹپک ٹپک کے مرے برق لامع بھی تڑپی کہا آپکے تصدق سے کڑک کے گردن خرمن ہستی بیباک و ناپاک کو جلادون سردارون نے اپنی اپنی جرأت کے ذکر کیے ملکہ مہ جبین کو کسی قدر تسکین ہوئی لیکن فرمایا صاحبو مین اپنے دل کو کیونکر سمجھاؤن کیا کہکے بھلاؤن وہ شہریار عالی وقار و نگل زرین پر جلوہ فرما رہتا تھا دل کو تسکین روح کو راحت آنکھون مین بصارت قلب کو قوت رہتی تھی اب مجھکو بارگاہ سنسان معلوم ہوتی ہی دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی دمبدم یہی خیال ہی بارگاہ مین اُنکو بلا بھیجون لیکن ڈرتی ہون سب اُنکی جان کے دشمن ہین ایسا نہو کوئی ساحر چلا آئے کوئی عیار اگر عیاری کرے سبطرح مشکل ہی کلیجہ پر چھریان پھر رہی ہین میرے نزدیک تو یہی مناسب ہی آپ سب صاحب اُنکو بلوا بھیجین ورنہ مجھکو تسکین نہوگی میرا تو بقول نسیم دہلوی یہ حال ہی شعر عجب عالم ہی اُس گل کی یاد مین دل کا + کہ نالہ منھ سے نکلا زمزمہ بنکر عنادل کا + یہ شعر مہ جبین نے رو رو کر پڑھا یا تو مخمور رنجور سمجھا رہی تھی یا انکا بھی دل بھر آیا تصویر نور الدہر بن بدیع الزمان آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی عرض کی حضور بجا فرماتی ہین حقیقت مین سودا زدون کو آرام کہان آنکھون کے نیچے اندھیرا آب و دانے سے نفرت ہر وقت غم و الم کی کثرت دریاے اشک کا جوش اگر راز دل کہنے کا ارادہ کرتے ہین ادیب عشق کہتا ہی خاموش کان مین عجب عجب طرح کی آوازین آتی ہین گوش ہوش کر دل بیتاب و مضطر تلوے کھجلاتے ہین دشت نوردی کی راہ بتلاتے ہین حضور نے جو ارشاد فرمایا ہمارے دل پر ان کلمات کی تاثیر ہوئی بلکہ حضور جو دل مین ہی زبان پر لانا ممکن نہین ارمان بہت مہلت قلیل اُنکے نکلنے کی کیا سبیل دل عجب عجب فرمائشین کرتا ہی باغ ساقی ماہوش فصل برسات پہلو مین دوست صادق اپنا چاہنے والا بات کا نباہنے والا رحم دل عاقل حسن مین ماہ کامل یہ سب سامان مہیا ہون کمبخت بدنصیب یہ کہتا ہی خوب کیفیت ہو تب لطف محبت ہو بی بی صاحبان نصیب کے واسطے یہ سامان مہیا

ہوتے ہونگے ہمین یقین کامل ہی محبت کرکے عاشق تن اپنے نصیبون کو روتے ہونگے مخمور نے جورو کر کہا عندلیب
خوشنواے باغ محبت قمری سروستان حدیقۂ مودت عاشق زار بہار کا بھی رنگ رو متغیر ہوا گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئی
براے خدا خاموش ہو کیون دل وجان کو جلاتی ہو آتش فراق شعلہ زن ہی ارے کمبخت ہڈیون مین جلن
نہین کفن ہی کیا سکو محبت کا یہی چلن ہی نہین معلوم بہار کسنے ہمارا نام رکھا چشم زدن مین چمن عمر خزان ہی
اپنی عیان ہی غنچۂ مخاطر ناشگفتہ آتش عشق کا نون سینے مین نہفتہ خواہش دل اگر سمت گلزار لیجاتی ہی عندلیب
روح قفس جسم مین گھبراتی ہی یہ کیفیت دیکھیے کیا رنگ دکھاتی ہی بہار نے جو یہ کلمات کہے جوش وخروش
سب اہالیان دربار رونے لگے ملکہ مہ جبین کے غم والم کو ترقی ہوئی فرمایا اے ملکہ بہار و مخمور اب لوگون کو
بیقرار ہونا مناسب نہین ہی وہ شیر دلیر زیر سایۂ دامن دولت اپنے بزرگون کے بعیش وآرام بکیفیت مالا کلام
کرتے ہین یہ خوف نہین کہ کوئی انکو کسی طرح قتل کرڈالے یا گرفتار کرے ایسے زبردست حمایتی موجود ہین اگر
جسم انکا میلا ہو صاحبقران زمان قیامتین برپا کرین یہ بیچارے بزرگون سے جدا ہو کر غیر اقلیم مین آئے نہ
نہ مددگار ہے نہ مونس نہ غمگسار ملک ساحران غدار جنکے ایک زبان ہلانے سے ساری زمین تھراتی ہی یہ
پتلے ذرا کسی نے ٹوک دیا جاڑے ہیبان مکر وحیلے کا کام جرأت کا نام بھی کوئی نہین لیتا اسوجہ سے اٹھ
کوئی ساحر نہ انکو دیکھے سات برس کامل گنبد نور پر مقید رہے کسی نے خبر لی خواجہ عمرو نے تدبیر کی وہ
سمجھے اگر ہم بھی فکر نہ کرین کیونکر انکی جان بچے سب طرح مجبور وناچار ہین اپنی آنکھون پر اختیار ہی رو رو کے دل
غم سے خالی کرتے ہین کشاکش محبت مین مبتلا نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین ملکہ بہار نے سر جھکا لیا مخمور سے
کہا سرکار کی باتین سنتی ہو ہمارے شہریار پر جو سختیان ہین اسکا کیا ذکر کرین بادشاہ جمجاہ ظل اللہ حاکم
کسن بحر وبر صاحبقران کے افسر نامی و نامور خلاصۂ دودمان نوشیروان زبدۂ خاندان کیانیان صاحب
وعلم محترم ومحتشم سب سے آگے بڑھ کر لڑتے ہین روز ساحر وغیر ساحر سے معرکے پڑتے ہین سب سردارون کے واسطے
سینہ سپر رہتے ہین کیا کیا مصیبتین سہتے ہین مخمور ہنس پڑی کہا درست ارشاد ہوا بادشاہ کی جرأت کیا
مغلوبہ کا داد ورسے لینا لینا کرتے ہین کوئی زخمی ہوا کوئی مارا گیا یہ خیر وعافیت سے بارگاہ مین آئے
خوش ہوئے یہ حکم دیا خزانے سے دس ہزار جورو کے مقرر کردو بڑا پرانا نمکخوار تھا سپاہیون کا جمعدار تھا
لشکر اسلام اس شخص کی وجہ سے روشن ہی جسکے لقب بابا گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان
برہم زن لشکر [illegible] صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان

کی ہیبت شمشیر سے میدان کا زہرہ بہراتا ہی دیوان قاف کو انکے نام سے بخار چڑھ آتا ہی اگر ذکر شمشیر زنی کرون ہر ایک
کو سنکر وجد ہو معلوم ہو تلوار چل رہی ہی دریاے خون کی طغیانی کشتی حیات کا فران طوفانی ہو انکی سی شوکت
یہ ہی کہ کئی مرتبہ لقا کو پکڑ لیا زنجیرون مین جکڑ لیا ایک بات مین مین قائل ہون بادشاہ کے سامنے بہت سردار
قتل ہوے مرد سے ہزارون دیکھے دل انکا بیشک بڑا سخت ہی جو ایسی سنگدلی کی صفت نکرے وہ بدبخت ہی
رنگ بہار متغیر ہو گیا کہا بوا مخمور تم ہمسے بات نہ کیا کرو یہ زبان درازی تمکو خراب کریگی کسی جلیل کی غیبت
کروگی اسکا صدمہ ہوگا بڑا بادشاہ جلیل اہل اسلام کا کفیل میان نورالدہر نوکر ہین خزانے سے انکے تنخواہ
پاتے ہین اور زیادہ ہین کیون کہون شرف اسکا مثل آفتاب عالمتاب کے تمام دنیا مین روشن ہی خیر
بہت اچھا جو کچھ آج آپ نے کہا ہی اسکو یاد رکھیے گا خدا ان بلاؤن سے نجات دے ہم آپ کو کوہ عقیق
گلزار سلیمانی پر لے چلینگے اس مقدمے کو سامنے صاحبقران کے پیش کیجیے گا وہ آپ کا منہ گھی شکر سے
بھر دینگے دونون صاحبون کے دادا جان ہین انصاف کر دینگے مین قائل ہو جاؤنگی ملکہ مہرخ نے
پلٹ کر دیکھا مخمور و بہار سے تکرار ہو رہی ہی بہار غصے مین سر جھکائے ہوے رو رہی ہی مہرخ نے بہار کو گلے
لگا یا چپکے سے کان مین کہا تم کیون اسقدر چڑھتی ہو دعا کرو خدا اپنا فضل شریک کرے طلسم ہوشربا فتح ہو
لشکر صاحبقران بصد عظمت و شان طلسم ہوشربا مین آئے جلالت و حقارت کھل جائیگی تم منظور نظر بادشاہ عالیجاہ
ہو سب صاحب جو کہ جھک کر تمکو سلام کرینگے جو اسکے خلاف کریگا نگاہون سے گر جائیگا بلکہ سزا پائیگا بہار کو تو
یون سمجھا یا ایک نے جا کر مخمور سے کہا بی بی تم بہار سے کیون زبان لڑاتی ہو مثل نورالدہر بن بدیع الزمان
عالم مین کون جوان ہی آج زمانے مین جسکا جی چاہے دیکھ لے صاحبقران سمت پردۂ ظلمات کے چلے گئے دیکھیے
اس شیر کے سبب سے پھر نام اسلام روشن ہوا ورنہ آرج نے کل اہالیان باختر کو آفتاب پست کر دیا تھا مخمور
کا خوشی سے چہرہ سرخ ہو گیا کہا نہین حضور ملکہ بہار میری مالک ہین مین انسے کیا تکرار کرونگی ماشاء اللہ حضور
ذی علم سمجھدار ہین ہم سب کی مالک و مختار ہین پڑھے لکھے کی چار آنکھین ہوتی ہین بی بہار ذرا ذرا سی بات
پر روتی ہین ملکہ مہجبین نے دربار برخاست کیا لشکرون مین تیاریان ہو رہی ہین اہالیان لشکر افراسیاب
کو بڑی خوشی ہی کہ صبح کو اتفاق لڑائی فتح کریگا مال لشکر اسلام کا لوٹینگے سرما و ابریق طلایہ دے رہے ہین
ابریق کوہ شگاف تا نصف شب انتظام طلایہ کرکے ایک نخل کے سایہ مین آیا لشکر اسلام کی جانب نگاہ ایسی خیال
سے کی کہ شاید لشکر حریف شبخون کا قصد نکرے کہ دیکھا سامنے سے ملکہ صبا رفتار گمنام از لشکر اسلام کی طرف

آتی ہی ابریق کو دیکھکر ٹھہری سلام کیا ابریق نے پوچھا ای صبا رفتار کہان سے آتی ہو صبا رفتار نے کہا
ای وزیر اعظم آج لشکر اسلام مین قیامت برپا ہی اہالیان لشکر مہرخ بھاگے جاتے ہین مقابلۂ احتقاق سے سب
جان چھپاتے ہین مین ابھی اُنکے لشکر مین گئی تھی ایک خوشخبری تمکو سناتی ہون اگر ہوسکے تو کچھ انتظام کرو میرا
تو نتیجہ قابض ہنوا تم ساحر زبردست ہو کوئی تدبیر کرو حضر عام شیردل نے سمجھا کر اسد غازی کو لشکر سے الگ
کر دیا تین کوس پر جو پہاڑ ہی وہان جاکر بارگاہ استادہ کرائی اسد غازی کا اُسی بارگاہ مین داخلہ ہوا وہان
اسوقت کوئی ساحر نہین ہی ایک جادوگر یہان سے جائے طلسم کشا کو باسانی وہان سے گرفتار کر لائے ابریق
نے کہا مین خود جاؤن حقیقت مین بڑا نام ہوگا انکو بخوف احتقاق وہان پہونچایا ہی صبح کو میدان کارزار مین
کبھی ہمراہ نہ لائینگے صبا رفتار نے کہا یہ سب صلاحین ہوگئین آپ نہ جائین کسی اور کو بھیجین ایسا نہو انتظام
طلایہ مین فرق پڑے یہ سنکر ابریق نے اپنے رفیق قدیم افراش جادو کو آواز دی افراش آیا ابریق نے تمام
کیفیت اس سے بیان کی کہا ای افراش زیر کوہ فلان مقام پر بارگاہ مین طلسم کشا آرام کر رہا ہی ساحر سب یہان ہین
جاکر طلسم کشا کو پکڑ لاؤ افراسیاب سرفراز کریگا جسنے اسد کو قتل کیا تمام اہالیان ہوشربا کو ہلاکت سے بچالیا
صاف صاف کتاب سامری مین تحریر ہی کہ اسد نامدار فتاح طلسم ہوشربا ہی افراش نے کہا مین ابھی لایا
یہ کہکے بجیا چلا چشم زدن مین قریب کوہ پہونچا پہر بھر رات باقی ہی بارگاہ کو تاک کر سحر کیا زمین شق ہوئی نقب
سحر دیتا ہوا چلا جس بارگاہ مین اسد نامدار آرام فرما رہے تھے اُسمین آکر نکلا دیکھا حقیقت مین اسد نامدار
آرام فرما رہا ہی چار خدمتگار چپّی پر حاضر ہین افراش نے سحر کیا چارون خدمتگار بیہوش ہوئے جھپٹ کر
قریب چھپر کھٹ آیا دو چار ورنے اسد پر مارے شاہزادہ سو رہا تھا ہاتھ پانون بیکار ہوئے کمر مین نیچہ دبا
اُسی نقب مین پھاند ائے نکلا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی قضائے کار ملکہ بہار کو باتون سے مخمور کی [illegible]
ہوا تھا جاکے چھپر کھٹ پر لیٹین نیند نہ آئی گھبرا کر اُٹھین دل بیقرار آنکھون مین آنسو بھرے ہوے رات کا
وقت لشکر مین سناٹا ٹہلتی ہوئی کنارے پر لشکر کے آئین خیال آیا ای بہار چلو بادشاہ سے ملاقات کر آئین پھر
دشمنون کے طعن کا خیال ہوا کہ سب سے پہلے بی مخمور بدنام کرینگی سرور بار کہینگی بی بہار جان بچا کر چلی گئین
یہ سوچتی ہوئی آگے بڑھین کوس بھر پہونچکر وہ سرو حدیقۂ رعنائی گل گلزار زیبائی خاموش کھڑی غیرت دامنگیر
وصال محبوب کی تدبیر نہ روے رفتن نہ جاے ماندن اگر قصد ہوتا ہی کہ بڑھون شرم آتی ہی پلٹنے کا قصد ہوتا ہی طبیعت
گھبراتی ہی دل کہتا ہی وہی تنہائی اُسی پلنگ کا سناٹا ہی پلنگ پنکھا جائیگا فراق یار مین کیونکر آرام آئیگا اس

مین نہایت بیقرار ہوئی اور یہ شعر پڑھا شعر یاد آن روز کہ در کوئے تو گریان رفتم + گلستان صفت ابر بہاران رفتم +
گوہر آمد ابر اشک صدف چشم سے عارض انور پر جاری ہوے خاموش کھڑی رو رہی ہی دیکھا ایک ساحر پشتارہ بدوش
طرف سے بارگاہ اسد کی آتا ہی بہار گھبرا گئی دل سے کہا خدا خیر کرے یہ کیا معرکہ ہی اپنے کو بہار نے پشت نخل پر مخفی کیا
ساحر آکر ایک چشمے پر بیٹھا سر اٹھا کر بہار کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہوا ہنسکر کہا ای ملکہ سنم افراش جادو ورفیق ابرق
کوہ شگاف طلسم کشا کو گرفتار کر لایا کل صبح کو قتل کر ڈالونگا حیرت جادو آپ کی ہمشیرہ نے ارشاد فرمایا تھا کہ
بہار کو خبر کر دا حقاق ایک کو زندہ نچھوڑیگا فوراً نقارہ بجا کر بیہوش کریگا جلادون کو حکم دیگا انکا بھی یہی کام ہی
سبکو دم بھر مین قتل کرینگے یہ کلمات مہملات سنکر غصے سے بہار کا چہرہ سرخ ہو گیا فرمایا او مکار ناہنجار بدکردار کیا مجھکو
سمجھاتا ہی خدا نے بڑا فضل کیا کہ مین اسوقت آگئی اب بھلا مین پشتارہ اسد غازی کا تجھکو لیجانے دونگی بہتر یہ ہی اپنی
جان بچا پشتارہ چھوڑ کر چلا جا اسی مین خیر ہی تمھارے وزیر صاحب بھی مزا اٹھا چکے مین جب تم اُنسے ہمارا ذکر کروگے
سیدھے آدمی ہین کچھ تمکو نہ کہینگے یہ سنکر افراش غصے مین بڑھا چاہا سحر کرون یہ سوچ کر کار د سحر پھینکی بہار نے چاہا
رد کرون نرگس کی شاخ پر پڑی چند قطرات خون ٹپکے آواز دی او بیحیا اب خون جوش مین آیا ہم اسی کے مشتاق
تھے بہار نے گورے گورے ہاتھ بڑھائے جسم سے قطرات خون لیکر دو گلہاے ساختہ افسون تر کر کے اُس بیحیا
کی جانب پھینکے آواز دی دیکھ بہار آئی جنگل مین منگل بلبل کا دل بکل یہ کہکر خاموش ہوئین پھول برسے نسیم سحری
چلی ہوا کی ہوا بندھی غنچے اُس غنچہ دہن کو دیکھکر مسکرائے نخل وجد مین آئے افراش خاموش ہوا دریاے حیرت
کا جوش ہوا ملکہ نے بہت جلد استارہ کیا دیکھا افراش چپ کھڑا ہی آواز دی کیون ای افراش مزاج کیسا ہی ہماری
بات کا جواب نہین دیتا ارے بہار آئی دیکھ عندلیبان خوش نوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین ہر گل کا کٹورا شراب شبنم
سے معمور ہی نرگس شہلا کو کیفیت انتظار مین سرور ہی افراش جادو مبہوت ہو چکا تھا پھول اٹھا کر سونگھنے لگا
بعد عرصہ دراز یہ جواب دیا شعر داغون سے باغ باغ ہی لہستان سراے دل + کیا بیخزان بہار ہی گلچین فضلے دل + جب
یہ شعر اُسنے پڑھا بہار نے فرمایا مبارک اب غنچہ آرزو کھلا آمد بہار کا مزا ملا افراش جادو آگے بڑھا کہا مین تو غلام
ہون براے گلچینی گلشن جمال آیا جو ارشاد ہو بجا لاون بہار نے کہا اب تم ایک کام کرو یہ پشتارہ تو یہین رہنے دو
ہم اسکو سزا دینگے چپکے چلے جاؤ اپنے وزیر کا سر لاؤ اس سر سے کسیکو آگاہ نکرنا خود سری کا دم نہ بھرنا ہم بارگاہ
استاد کرائینگے دولھن بنکر بیٹھین گے جب سر لیکر آؤ شادی ہو شاید کسی کی بربادی ہو یہ کہکر دو پھول اسکے ہاتھ
مین دیدیے افراش یہ کہکر چلا کہ ابھی سر لاتا ہون اُس بیحیا کی سرکشی مٹاتا ہون اب مجھکو معلوم ہوا وہ بیحیا

گلعذار کا دشمن ہی یہ کہکے سلام کیا تنتا ہوا چلا بہار نے قصد کیا کہ پشتارۂ اسد نامدار اٹھاؤن دیکھا سامنے سے
صندلان گھوڑا اڑائے ہوئے آتا ہی باعث یہ ہوا صندلان بھی پڑا سوتا تھا کچھ خواب دیکھا گھبرا کے اٹھا خوابگاہ
اسد مین آیا اپنے آقا کو نہ پایا سوار ہو کر چلا کہ جا کر مہرخ و بہار کو خبر کرون بہار نے جو صندلان کو بدحواس دیکھا
فرمایا ای بہادر نہ گھبراؤ تمہارے آقا کو افراش جادو لیچلا تھا مین وقت پر پہونچی وہ بھاگ گیا اپنے آقا کو لیجاؤ
براے خدا حفاظت مین تاخیر نہو تمام اہالیان ہوش ربا ساکنان اقلیم ظلم و جفا اس شہر کے دشمن ہین ذرا بھی
غفلت کروگے بہت پچھتاؤگے پروردگار نے مجھکو اس مقام پر پہونچایا صندلان نے شکریہ بہار کا ادا کیا
پشتارہ اسد کا لیکر سمت کوہ روانہ ہو گیا بہار جادو طرف لشکر کے واپس ہوئی دیکھا زلف لیلاے شب درہم برہم
علمداری ظلمات شب پردۂ دنیا سے اٹھی علم زرین آفتاب بصد قہر و عتاب بلند ہوا شاہنشاہ نیر اعظم بصد شوکت و
حشم تخت فلک چہارم پر جلوہ افروز ہوا فوج ضیاء نے اقلیم دنیا مین اپنا عمل کیا بہار اسوقت پہونچی مہرخ بارگاہ سے
برآمد ہوئین مہ جبین تخت طاؤسی پر گرد سرداران عالی وقار آمادۂ حرب و پیکار مہرخ نے دیکھا آمد بہار ہوئی
سر دہلی آگے آگے بہار مع کنیزان نامدار گلدستے سبکے ہاتھ مین بہار مثل شاخ گل براے تسلیم خم ہوئین مہ جبین
نے خالہ امان کہکر خم قد تعظیم کی بہار نے پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا مہرخ کی نگاہ پڑی شانہ بہار کا زخمی ہی مہرخ نے
گھبرا کے پوچھا کیون خیر تو ہی یہ زخم تمنے کہان کھایا کیا بارگاہ سے نکلتے نکلتے کسی سے سامنا پڑا بہار نے کہا
خدا نے بڑی خیر کی افراش اسد کو گرفتار کرکے لیچلا تھا بانی بناے گلشن عالم نے بہار کو پہونچایا افراش جلا
ہمراہ صندلان کے اپنے آقا کو روانہ کیا افراش کے سحر نے شانے کو بھی نشانہ کیا مہ جبین یہ حال سنکر گھبرا
کہا کیون صاحبو ہمارا انتشار بیکار ہی جب ہم روتے ہین تو بعض مصاحبین ہنستے ہین لوگ آوازے کستے ہین
تصدقات روانہ کیجیے خدا نے بچا لیا ہاے کہان چھپاؤن جی چاہتا ہی پردہ ہاے چشم مین مخفی کردن
گردون مہرخ نے کہا بی بی نگھبراؤ خدا نے فضل کیا بہار پہونچ گئین اسی طرح خدا اپنے بندون کی مدد کرتا ہی بلا کو
رد کرتا ہی وہ فتاح طلسم ہی شیر بیشۂ صاحبقرانی از کوہ عقیق تا بہ ہوش ربا کیونکر پہونچے گنبد نور سے رہا ہوئے
یہ ذکر کرتی ہوئی طرف میدان کارزار کے چلی افراسیاب خواب سے بیدار ہوا بیرون بارگاہ اختقاق نقارہ
جمشیدی تخت پر رکھے ہوئے چوب ہاتھ مین بارہ ہزار جلاد تخت اختقاق کو گھیرے ہوئے افراسیاب نے
سلام کیا اختقاق نے پشت پر ہاتھ پھیرا افراسیاب سوار ہوا ایک نقارے پر چوب پڑی ابرق
ہوا سامنے آیا افراسیاب کو سلام کیا کان مین کہا ای شہنشاہ مبارک سب غلام اگر قدمبوس ہونگے خطا معاف

نہ فرمائیے گا احتقاق کے ہاتھ سے خاتمہ کرا دیجیے افراسیاب نے کہا حال تو کھو شب کو زبانی صبا رفتار کے خبر ملی کہ اسد
فلان بارگاہ مین آرام فرما رہے ہین تم کیا خوشخبری لائے ابریق نے تمام کیفیت بیان کی کہ حضور مین نے افراش
جادو اپنے رفیق قدیم کو روانہ کیا کہ وہان کوئی ساحر نہین ہی افراش سر اسد لیکر آتا ہوگا افراسیاب چال اُسکی
بھول گیا حیرت سے پلٹ کر کہا لو ملکہ اب اسد قتل ہوا اب رفتہ رفتہ تمام لشکر حیرت مین خبر مشہور ہوئی کہ اسد کو
افراش رفیق ابریق نے قتل کیا ابریق بھی بہت خوش ہی کہ سامنے سے گرد اُٹھی سب نے دیکھا افراش جادو
مسکراتا ہوا پھولا ہوا کچھ اشعار پڑھتا ہوا آتا ہی ابریق نے کہا لو میرا یار وفادار آ پہونچا پکار کر آواز دی کیون
برادر وہ کام کر آئے افراش نے کہا سب کام ہوگیا قریب آ کر مفصل عرض کرونگا یہ کہکر قریب آیا ہاتھ تلوار کا ابریق
کے مارا سر ابریق زخمی ہوا افراش نے دو تین گولے ایسے مارے کہ کئی سو ملازمان ابریق سر ٹکرا کر مرے ابریق
الامان کہکر بھاگا افراسیاب نے دیکھا ابریق زخمدار بھاگے ہوئے آتے ہین افراش نے کئی ہزار ساحر قتل کیے
تعقب ابریق مین افراش اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا آیا ہی حیرت نے ہنسکر کہا لو نیا گل پھولا افراش عشق بہار
مین راہ رفاقت قدیمانہ بھولا وزیر صاحب کو بچائیے افراسیاب نے کہا کیون ای ابریق یہ کیا مضمون ہی رنگ
روے افراش دگرگون ہی ابریق نے کہا مین نے تو برائے قتل اسد بھیجا تھا نہین معلوم یہ کیا ہوا کس نے اُسکو
دیوانہ بنایا ابریق یہ کہتا ہوا قریب افراسیاب آیا افراش نے کہا او ملعون تو دشمن بہار ہی سر ترا ملکہ عالم
نے مانگا ہی یہ کہکے ہاتھ مارا ابریق تو ہٹ گیا افراسیاب نے سنگریزہ اُٹھا کر مار دیا افراش کا سر پھٹ گیا
آواز آئی کشتی مرا نام من افراش جادو بود لشکر افراسیاب مین عرصۂ دراز تک یہی چرچا رہا کہ آج وزیر
صاحب نے خوب انتظام کیا چاہ کندہ را چاہ درپیش کا معاملہ ہوا اب صفین جمین افراسیاب نے کہا ای سرما
تم سب کو سمجھاؤ کہ اب بدعت احتقاق سے کوئی نہ بچیگا سرما نفریرا افراسیاب سنکر بڑھا کنارے پر لشکر کے آیا
پکار کر آواز دی ای مخمور و بہار شاہنشاہ کو تمہاری حال پر رحم آیا تمھاری جان بخشی کی لشکر سے نکل آؤ شاہنشاہ
خطا معاف کرینگے وہی عہدے وہی ریاست وہی لیاقت عطا فرمائینگے کوئی شکایت نہ کریگا آج جان بچنا تم
سبکی دشوار ہی سحر احتقاق مین بڑا اسرار ہی باغبان قدرت بخوبی آگاہ ہی بی مہرخ صاحب جو تم سب کی پشت پناہ
ہین وہ حال بخوبی سن چکی ہین اسوقت تک خبر ہی عدم چشم زدن نشان بھی تم لوگون کو نہ معلوم ہوگا مرنے سے
اِسطرح جو سمجھایا بہار کو غصہ آیا مخمور کو بھی انتہا کا ملال ہوا دونون نے بڑھکر آواز دی جا کر افراسیاب سے
کہو ای شاہنشاہ جسطرح تمکو ہمارا پاس ہی ہمکو بھی تمھاری بربادی کا خیال صاف صا [illegible]

فتاح طلسم ہی جری بہادر لاجواب قاتل افراسیاب اسی واسطے ہم ادھر آکر شریک ہوئے کہ اس شہریار سے کہکر
شفاعت کرین ہاتھ سے طلسم کشا کے تمکو بچالین بعد حصول لوح سر پہ ہاتھ رکھکے روؤگے کیونکہ جسوقت تیغ
بیدریغ طلسم کشا کی مغفر پہ چلیگی آنکھ کھول کر دیکھوگے کوئی یار دوست قریب نہوگا یہ شعر آتش نامدار یاد
آجائیگا فرد وائے نادانی بوقت مرگ یہ ثابت ہوا + خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا سلطنت
بیکار ہوگی یہ تاج داران جلیل جو آج آپ کے معین و کفیل ہین یہ فریاد کی صدا دینگے طلسم کشا کے شریک ہوجا
بجز اعمال کوئی ہمراہ نہوگا لاش کو بھی کیا عجب ہے کہ دفن کفن نصیب نہو جس سر مین غرور ہے مثل کاسۂ گدائی
ٹھوکرین کھائیگا نخل بدعت سے ثمر نہ ہاتھ آئیگا یہ جو پکار کر مخمور و بہار نے بفصاحت و بلاغت کہا سرما کے ہاتھ
پانؤن ٹھنڈے ہوگئے پسینے پسینے دوڑتا ہوا سامنے افراسیاب کے آیا افراسیاب نے کہا کیون خیر تو ہے
بہار و مخمور راضی ہوگئین مین قسم کھاتا ہون کہ کچھ نہ کہونگا سرما نے کہا حضور سنیے تو اُن سرکشون نے ایسا
جواب دیا مین گھبرا گیا وہ کہتی ہین اسد غازی فتاح طلسم ہوش ربا ہے تمھارے بزرگون نے کتابون مین لکھا
یہان چلے آؤ ہم تمھاری خطا اسد غازی سے معاف کرادین افراسیاب نے کہا ان لکھنے والون نے غلط لکھا
ان نالائقون کا مین قاتل ہون فلک مجھسے آنکھ نہین ملاسکتا وہ دیوانہ مجھکو کیا قتل کریگا انکی بھی زندگی
یہ کہکے جھلاتا ہوا قریب تخت احتقاق آیا کہا اے زینت پہلوے سامری و جمشید مابدولت نے باغیون کو بہت
سمجھایا وہ نہین مانتے اب آپ کو اختیار ہے یہ سنکر احتقاق جادو نے تخت کو بڑھایا نقارہ آگے رکھا چوب
ہاتھ مین تخت سے کودا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے میدان کارزار مین سہو بجا جلادون نے بھی خنجر ہای
خنجر نیام سے نکالے آپسمین غلغلے کرتے تھے لو یارو آج بعد مدت بہت عمدہ شکار ملا لاکھون کو قتل کرینگے مدت
مدید سے خنجر ہمارے پیاسے ہین آج انکے پیٹ بھرینگے پیاسون کو سیراب کرینگے یہ کہتے ہوے بارہ ہزار جلاد
پرے جماکر کھڑے ہوئے احتقاق نے آواز دی اے فرقہ باغیان اے مجمع سرکشان مجھکو تاریک شکل کے
نہ سمجھو ایک ایک کو چیر پھاڑ کر کھاتی تھی نئے طور سے شعبدہ دکھاتی تھی میرا وہ طریقہ نہین ہے تین چوبین نقارے
پر لگاتا ہون لشکر کے لشکر مٹاتا ہون اب بھی بہتر ہے کہ اگر افراسیاب کی اطاعت کرو ورنہ کچھ نہو سکیگا
دل سے دور کرو افراسیاب کو اپنا بادشاہ جانو اگر یہ تمکو خیال ہے کہ افراسیاب کا جب جی چاہیگا بچالیگا
تین چوبین نقارے پر لگاوین وہ بے اختیار ہو جائیگا اُسکا کیا زور چلیگا مین بھی اگر چاہون کہ تم سب
بچالون یہ امر بہت غیر ممکن ہے اسوقت تک میرا بھی اختیار ہے یہ سحر سامری و جمشید ہے بدون میری قتل

اسکا دفع ہونا ناممکن ہی خوب سمجھ کر یہ بھی سامری و جمشید بلکہ گئے مابدولت کو کوئی قتل نہین کرسکتا سب طرح اطمینان ہی تمکو امان دینا یہ ہمارا احسان ہی دیکھو مہر و عنایت اور اسباب کو اول اپنے وزیر کو واسطے سمجھانیکے بھیجا تم لوگون نے نہ مانا چلتے چلتے مجھسے بھی ارشاد فرمایا مین نے ان سبکو خون جگر پلاکر پرورش کیا یہ سب سردار رونق طلسم ہوش ربا ہین اسوجہ سے سمجھاتا ہون کچھ خوف نکرو چلے چلو ہماری وجہ سے شہنشاہ کچھ نہ کہین گے پھر وہی عہدہ ہائے جلیل ملینگے عرصہ دراز تک اختقاق نے جو یہ سمجھایا ملکہ مہرخ کو غصہ آیا طاؤس زرین بال سے کو دین آگے بڑھکر آواز دی او اختقاق تو ہمکو کیون سمجھاتا ہی ہمنے سامری و جمشید پر لعنت کی راہ ضلالت سے بہ رہبری خضر حقیقت چشمۂ مراد پر پہونچے آبرو پائی اب ہمکو زندگی و موت دونون برابر ہین صاحبقران اعظم الیسا ہمارا افسر ہی اگر ہماری قضا آگئی کون بچا سکتا ہی وہ اگر ہمارے خون کا بدلا لینگے ساحران غدار کو شکست دینگے یہ ہم خوب جانتے ہین زمانہ انقلاب ہی سو مرتے ہین پچیس پیدا ہوتے ہین دس ہنستے ہین دو سو روتے ہین یہ چند بند خمسہ موافق حال زمانہ ہین بگوش ہوش سن لے خمسہ موافق مضمون مقام ہذا خمسہ

لالہ سان داغ زحسرت بجگر می بینم — جیب گل چاک زغم وقت سحر مے بینم
ہر کرا می نگرم خاک بسر مے بینم — این چہ شوریست کہ در دور قمر مے بینم
ہمہ آفاق پر از فتنہ و شر مے بینم

آرزو لاکھ کرین رہتے ہین سائل ناکام — نقد مقصود سے خالی ہی کف خاص و عام
شام سے تا بہ سحر اور سحر سے تا شام — ہمہ کس روز بہی مے طلبد از ایام
مشکل اینست کہ ہر روز بتر مے بینم

کارخانہ یہ جہان کا نظر آیا سر دست — عیب ہی آج ہنر اور ہنر عیب ہے پست
سفلہ پرور ہی فلک اسلیے اجلاف ہین مست — ابلہان را ہمہ شربت زگلاب و قند است
قوت دانا ہمہ از خون جگر مے بینم

کینہ و رنج و خصومت غضب و بغض و حسد — رائج اسدرجہ جہان مین ہین کہ جسکی نہین حد
جاے رقت ہی اقارب ہین اقارب سے بد — ہیچ الفت نہ برادر بہ برادر دارد
ہیچ مہرے نہ پدر را بہ پسر مے بینم

اس زمانے مین ہین دل موم دلون کے پتھر — حال اولاد کا برعکس اب آتا ہی نظر

کیا قیامت ہے کہ فریاد یہی ہے گھر گھر
دختران راہمہ جنگ ست و جدل با مادر
پسران راہمہ بدخواہ پدر مے بینم

جاے عبرت ہے یہ ہے قہر خدا بے سنان
گردش چرخ سے عالم مین ہے الٹا سامان
جنکے تن قابل خلعت ہون پھرین وہ عریان
اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان
طوق زرین ہمہ در گردن خرمے بینم

راست ہے بات مری لغو نہین ہے یہ سخن
منتخب شعر ہے رعنا یہ نہین بے سروبن
عافیت مد نظر ہے تو اسے غور سے سن
پند حافظ بشنو خواجہ برو نیکی کن
زانکہ این پند بہ از گنج گہر مے بینم

ملکہ مہرخ سحر چشم نے جو یہ اشعار حافظ نامدار زبدہ شد و مدار پڑھے اہالیان لشکر افراسیاب دنگ مضمون نے سر جھکا لیا نا منصفون کو ناگوار ہوا لیکن جسوقت ملکہ مہرخ نے دست حق پرست بڑھا کر یہ مصرع پڑھا کہ ع طوق زرین ہمہ در گردن خرمے بینم + اختقاق کو بہت ناگوار ہوا آج سرپہ سنکر میدان کارزار مین آیا تھا ظریف شاعر خوب قہقہے مار کر ہنسے کہا ملکہ مہرخ نے کیا پھبتی کہی ہے خوب اختقاق کو گدھا بنایا کیا لطف کا مصرع سنایا یار و اختقاق پر چھا گئی اختقاق نے جو یہ باتین سنین کیسا شرمایا غصے مین چوب لیکر طرف نقارے کے جھپٹا اور بقہر و غضب تمام اُس بدانجام نے نقارے پر چوب لگائی معاذ اللہ قیامت برپا ہوئی یا تو سرداران ملکہ مہرخ بہار و باغبان و سرخ موے کاکل کشا و ملکہ ہلال سحر افگن و رعد و برق و برق لامع و خورشید زرین سحر وغیرہ رعنائی و زیبائی بہ جرأت و شوکت سینہ سپر کیے کھڑے تھے یا نقارے کی آواز سنکر پریشان ہو گئے سب نے سر جھکایا کوئی تھرآیا کسی نے آہ کی کسی نے کلیجے پر ہاتھ رکھا کوئی لڑکھڑایا کسی کی آنکھون سے آنسو جاری کسی نے بہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھا ہنگامۂ عظیم برپا ہوا رنگ روے بہار متغیر مخمور سحر اختقاق مین مسحور آنکھون سے یہ ثابت تھا چشمے مین گویا حباب شناوری کر رہے ہین کئی ہزار سردار گرد تخت ملکہ مہ جبین ماہ رخسار تھے فخر اپنا جانکر یا تو تخت کو کاندھا دیا تھا یا کاندھی دینے لگے تخت کو زمین پر رکھدیا مراد یہ تھی کہ پہلی آواز سے سحر سبکو فراموش ہوا ہر چند سحر یاد کرتے تھے ایک لفظ یاد نہ آتا تھا اسی وجہ سے اُن نازنینان ماہ پیکر کا دل گھبراتا تھا حیران تھے کہ علم سحر صفحۂ سینے سے یکایک معدوم ہوا اب یقین آیا بخوبی معلوم ہوا کہ تاثیر سحر اختقاق ہے

نقارے کی آواز نے یہ حال کیا اختقاق کانپ رہا تھا پھر جھوم کر طرف نقارے کے چلا جلادون نے بھی اپنے مقام سے جنبش کی اہل اسلام نے گھبراکر ہاتھ طرف آسمان کے اٹھا دیے پکار اٹھے ای خالق بے نیاز رحیم کریم ہمکو بچائے سحر فراموش ہے دل گھبراتا ہے غش آیا چاہتا ہے اشعار دعائیہ

خداوندا ہی از عیب یکتا ے
برحمت کن ز غیب از عیب پاکم
ز بیدردی بجان دل را امان دہ
در گنجایش غم کو ہ تا کو د
ہر چند نیم لائق بخشایش تو

ز عیبم چشم دل بر غیب بکشاے
ز عیبے خود پسندی پاکیم دہ
دل غمگین دہ و منت بجان نہ
شاہا ز کرم برمن درویش نگر
برمن منگر بر کرم خویش نگر

بہر عیبے کہ باشد عیب ناکم
ز شادی جہان غمناکیم دہ
دل غمگین ز شادی شاد ز اندوہ
بر حال من خستہ و دلریش نگر

بیقرار ہوکر جوان سب نے دعا کی آسمان پہ برق چمکی نعرہ ہوا منم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر دیکھا سب نے کوکب والا گہر بصد کر و فر مرکب مشکین پرند پر سوار مثل برق جہندہ آکر کڑکا نعرہ کیا او اختقاق خبردار آگے نہ بڑھنا اگر تو صاحب سامری مشہور ہے کچھ شعبدہ سحر تازہ دکھا او نقارچی نقارہ نہ بجانا یہ کہکر فوراً زمین پر آیا تیغہ نیام انتقام سے لیا اختقاق نے سر اٹھایا یہ سطوت و صولت کوکب روشن ضمیر کو آتے ہوے دیکھا وہ نگاہ شیرانہ کوکب نے ڈالی اختقاق روباہ مزاج تھراکر بیٹھ گیا کوکب نے چاہا جاکر مقابلہ کرون افراسیاب نے آواز دی ای صاحب سامری وای اختقاق جادو سحر مین اس سے مقابلہ نکرنا یہ بادشاہ طلسم نور افشان عالی خاندان جوان خرد پسند طلسم بند ہے آواز نقارہ اسپر تاثیر نہ کریگی اختقاق پھر طرف نقارے کے چلا لیکن کوکب للکار رہا ہے سینہ سپر کیے میدان کارزار مین کھڑا ہے دوسری برق آسمان پر چمکی آواز مہیب آئی زمین میدان کارزار تھرائی دیکھا سب نے نور افشان جادو استاد کوکب نغو شغو للکارتا ہوا آتا ہے ای فرزند ارجمند وای نامی و نامدار کوکب عالی وقار صدائے نقارہ سے بچنا یہ کہکر نور افشان بھی آسمان پر تھرایا خوف صدائے نقارہ سے زمین پر نہ آیا مگر کوکب کو منع کر رہا ہے کانون مین انگلیان دیے ہوے وسط سما پر لہرا رہا ہے لیکن افراسیاب نے جو ترغیب دی کئی مرتبہ پکارا اختقاق جھوم کر قریب نقارہ پہونچ گیا چوب لگا ہی دی سرداران مہرخ کے کان مین وہ آوازین پہونچین وہ تو سب کر و گنگ ہوے کوکب تھرا گیا سحر فراموش ہوا اسوقت کی قیامت لشکر اسلام پر یہ مصیبت کوکب مبتلاے آفت افراسیاب کی بدعت جلادان خرس طینت میمون خصلت

کا اپنے مقام سے بڑھنا اُن گونگے بہرون کا طرف آسمان کے دیکھ کے غین غین کرنا مہ جبین کا سر پیٹنا جانسوز وخضر غام ایک پہاڑ پر کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے دونون نے بیقرار ہو کر سنگدلی پر افراسیاب کی پتھرون سے سر ٹکرایا پچھاڑین کھائین الغرض کامل ہوا جو صفت نقارے کی سنتے تھے آنکھون سے دیکھ لی ابکی آواز مین سرداران ملکہ مہرخ بیہوش ہو جائینگے گو کب گونگا بہرہ بنکر مارا جائیگا ہاے کیا غضب ہوا اسد غازی یہان سے پانچ سات کوس پر تشریف رکھتا ہے بربادی اس باغ پر بہار کی سنکر اُسکو تاب نہ آئیگی فوراً امر کب پر سوار ہو کر دوڑیگا لڑ بھڑ کر اپنی جان دیدیگا ہاے اس گلزار بیخزان پر جھونکا ہواے گرم کا چل گیا ای یاور غریبان وای دادرس بیکسان ای رب دوجہان جلد اس بلا کو دفع کر پہاڑ پر تو عیار تڑپ رہے ہین لشکر مین سب گونگے بہرے سواے سر پیٹنے کے چارہ نہین سب ایک حال مین ہین ایک کو ایک بہ نگاہ حسرت دیکھتا ہے بہار کا اشارہ کرنا کہ بہار عمر خزان ہوئی باغ عالم سے حسرت و یاس لیکر چلی مثل نخل چنار نہ پھولی نہ پھلی مخمور کے اشارون سے ظاہر تھا عین شباب مین قضا آئی ساقی بدعت عالم نے عوض جام شراب گلرنگ ساغر ہلاہل پلایا پیر مغان دہر کو مخمور کے حال زار پر رحم نہ آیا مہ جبین کی نگاہیں حسرت آلود چہار طرف گھبرا گھبرا کر دیکھتی ہے اُن نگاہون سے یہ ہویدا ہے کسی محبوب پر شیدا ہے بجاے اشک حسرت و یاس ٹپک رہی ہے کناے اشارون مین یہ اشعار مصیبت خیز ظاہر ہوے اشعار آبدار

بغارت دادم از غفلت متاع خانۂ خود را
بر آتش منیرنم امشب دل دیوانۂ خود را
گرفت الفت بہ تنہائی چنانم دل کہ معذورم
فغان دل خراش و گریۂ مستانۂ خود را
تسلسل باد ہشیاران شمارا دور می آخر
بیان کوتہ کنم دیگر من این افسانۂ خود را

بدست خود زدم آتش من آتش خانۂ خود را
ز بس مستغرق عشقم نمی جنبد ز جا دستم
بہ از باغ جہان گویم اگر ویرانۂ خود را
بجز من گاہ بر خنجر چو مرغ دانہ چین گشتم
ز بدمستی تہی من کردہ ام خمخانۂ خود را

ز سوز دل فتاد آتش چو فانوسم بہ پیراہن
کہ زنجیرے کنم در پا دل دیوانۂ خود را
بصد الحان داؤدی برابر گی کند عاشق
بغیر از دانۂ اشکے ندیدم دانۂ خود را
دو چشم مست پنداری بخواب آسودہ مخفی

ملکہ مہرخ کے منہ پر ہوائیان اڑ رہی ہین برق لامع کی تڑپن ہڈیون مین جلبن برق و رعد کی بدحواسی خورشید زرین سحر کے چہرے پر زردی نرگسی آنکھین ڈگڈگا رہی ہین رنگ مصیبت دکھا رہی ہین مزاج مین سحر مو کے پراگندگی ہلال سحر افگن کی کاہیدگی انگشت نمائی اگر فرداً فرداً کی بدحواسی لکھون دفتر ناتمام رہجاے اس تحریر مصیبت مین کلک سے اشک سیاہ نکل رہے ہین حرف صفحۂ قرطاس پر مثل مرغ بسمل پھڑک رہے ہین ہر کشش سنان نیزۂ مصیبت ہر ایک دائرہ خنجر بران

بدعت خاتمۂ لشکر اسلام قریب ہی احتقاق جادو تیسری چوب لگانے پر آمادہ ہو گیا اسوجہ سے عرصہ ہوا کہ
کوکب جو مبتلاے بلا ہو گیا احتقاق مضحکہ کر رہا ہی کہتا ہی کیون ای کوکب تمہارا بھی ستارہ گردش مین آیا ابھی
منہ پر دعوی سلطنت طلسم نور افشان تھا کچھ سحر کرو تلوار ہاتھ مین ہی خفت نہ کھینچو جوہر جرأت دکھاؤ ایسے
ایسے کلمات کہکر آتش کلام سے دل اُس بادشاہ عالیجاہ کا جلاتا ہی افراسیاب اپنے مقام سے غل مچاتا ہی
ای شہنشاہ ساحران اِسوقت اِن باتون کو موقوف کرو جوش مین نہ آؤ جلد نقارے پر چوب لگاؤ دیکھو چھپاؤ گے
شہکی کھاؤ گے اِن مسلمانون کا خداے نادیدہ بڑا زبردست ہی غیب سے مدد ہوتی ہی تم ہنستے ہو تقدیر
روتی ہی احتقاق نے پلٹ کر دیکھا جواب دیا کیون گھبراتا ہی اگر کرور در کرور ہون تو انکو پائمال کرون
اسوقت اگر سامری و جمشید آجائین تو انکا بھی یہی حال کرون زبان نہ ہلنے دون طنابین آسمان کی
کھینچ لون سر پیٹ رہا ہی افراسیاب کہ ای احتقاق غرور نہ کر خداوند لقا کو غرور بہت ناپسند ہی وہ جاگتی
جوت کا خداوند ہی ایسا نہو یہ غرور کی باتین سُن لین الٹی پلٹی تقدیر کر دین جتنے نامے وہان سے آئے سب
مین یہی لکھا تھا ہم کسی کا غرور پسند نہین کرتے مغرور کو مٹا دیتے ہین ارے وہی میرے طلسم کو مٹا رہے ہین
ہزارون ساحر وہان جا کر مارے گئے اِس غرور نے پائمال کیا طلسم کا یہ حال کیا اب جلدی کرو احتقاق
جھوم رہا ہی اہل اسلام بیقرار و اشکبار اپنی جان سے بیزار دعا مین مصروف جانتے ہین کہ یہ حل مشکلات ذات
پروردگار کے موقوف ہی یکایک آسمان پر برق چمکی آب رحمت ظاہر ہوا سب دیکھنے لگے ابر آکر شق ہوا
دیکھا سب نے تخت زرین پر خواجہ عمرو و مہتر برق فرنگی و مہتر قران نامدار و چالاک عالیوقار ایک تخت
پر بصد صولت و شوکت صاحب جاہ و تمکین ملک احول مربع نشین ایک تخت پر ملکہ گلشن ساحرۂ پُرفن نشست
پر بارہ ہزار کنیزان زرین پوش بصد جوش و خروش ہویدا ہوے حیرت جادو ملک احول کو دیکھکر
گھبرا گئی تخت سے کود جھپٹ کر دامن افراسیاب تھام لیا بیقراری مین سامری جمشید کا نام لیا پوچھا ای
شہنشاہ یہ کیا ماجرا ہی یہ تو ملک احول مربع نشین کوکب کا پیر بھائی ہی بہ وزر ہائی اسد سرداران مہرخ
کو بصد شدومد سحر سے نکال کر لیگیا تھا آپ جا کر لڑے برابر پہاڑ کے جا کر اسکو قتل کیا یہ مردہ کیونکر زندہ ہوا
افراسیاب نے حیران ہو کر کہا ای ملکہ حیرت کیا کہون اسوقت غرق دریاے حیرت ہون یہ بڑا ساحر
زبردست ہی جس زمانے مین کوکب سے میل تھا سحر یاد کرنا ہمارا کھیل تھا یہ بھی مکتب خانے مین آتا تھا بڑا
ساحر عالیوقار ہی یہ بھی ہوش ربا کا رازدار ہی مین نے غصے مین تیغۂ سحر مار دیا کشتۂ سحر کیا شہاب گلگون پوش

میرا رازدان تھا وہی قید کرکے لیگیا تیلا اسکی صورت کا پھیک دیا ہاے راہ شہر فرعونیہ مین عمرو وبرق
نے جاکر عیاری کی اختقاق وغیرہ کو بیہوش کیا یہ دونون مکار گرفتار ہوے اتفاق سے شہاب آگیا اپنی
باتون کا رنگ جمانے لگا زردرو نے کہا مین انکو لیجا کر اپنے قلعہ مین قید کرونگا میرا قیدی تا قید حیات نہین
چھوٹتا میرے دل کو تسکین تھی کہ اُس نے ملک احول کی خوب حفاظت کی عمرو وبرق کو بھی بڑے لطف
سے قید رکھیگا معلوم ہوتا ہی ان عیارون نے جاکر شہاب کا خون بہایا جور و اُسکی ساتھ آئی ہی اسوقت
اِس احول کا آنا بڑا غضب ہوا یہ کمبخت اختقاق غرور مین دیر کرتا ہی یہ کہکر حیرت سے دامن چھڑایا
اور اسباب توطرف میدان کارزار کے چلا مگر جیسے ہی ملک احول کا تخت نمایان ہوا انور افشان نے
آواز دی ای نور نظر جلد میرے پاس آؤ خدا نے تمکو قید سے چھڑایا بالیقین ہی خواجہ عمرو نے جانبازی کی ہوگی
قران وحیالاک وقت پر پہونچے لشکر اسلام کا خاتمہ ہی مجھکو بھی سحر فراموش ہی کوکب تمھارا بھائی بہوت
ہوچکا زندگی سے مایوس کف افسوس مل رہا ہی اگر ایکی اختقاق نے نقارے پر چوب لگادی کل اہل اسلام
بیہوش ہوجائینگے جلادون کے ہاتھ سے مہلت نہ پائینگے طلسم نور افشان کا بھی خاتمہ ہوتا ہی مین بھی اسوقت
اگر مجبور ہوا ای مرد مردانہ شیر فرزانہ یہ دنیا حباب سے بھی کم ہی ہر چند دریا دلی مین اگر صاحبان آبرو بصد
جستجو حباب لب دریا سے زندگی کو مثال دیتے ہین سراسر غلط بقول مصنف فرو فنا لگی ہی بے سر کشان ترو من
ابھر چلے تھے کہ بس خاک مین حباب ملے انسان کی لیاقت اِس سے بھی کم ہی غنچہ وگل سے بھی مثال کا رنگ نہین جمتا
نسیم سحری کہون آمد بہار سے مثال دون ای فرزند یہ سب سراسر حماقت ہی دنیا مقام سراے فانی ہی شہر عدم مقام
جاودانی ہی سرا مین اُتر کر دیکھا شام کو صدہا مسافر آئے مہتر مہترانیون نے خوب خاطر کی آب ودانہ مہیا
کیا جب رات کٹی مسافرون نے کمر باندھی کوئی مہتر مہترانی خلق سے نہین پیش آتا بلکہ جاروب کشی کرکے
خاک اُڑاتے ہین مسافر کو بھگاتے ہین اسی طرح خیال کرو جب لڑکا بطن مادر سے پیدا ہوا مان باپ کا
دل شیدا ہوا کوئی پیار کرتا ہی کوئی جانی پیارے کہتا ہی ہر وقت مہد راحت وآرام مین رہتا ہی جب شب
حیات بسر ہوئی سب نے منھ پھیرا حسرت و یاس نے آکر گھیرا وہی چاہنے والے کہتے ہین چلو اسکو پھیکو سب
عزیز و اقارب ساتھ ہوے مکان تنگ تاریک مین جاکر بند کردیا مان باپ کو بھی اتنا خیال نہ آیا کہ آج
ہمارا فرزند یہان تنہائی مین آرام کریگا آج کی شب اِسی جا بسر کرین شاید ہمارا فرزند ہمکو پکارے جواب
دین بہلا کر آغوش مین لین محبت قدیمانہ صرف کرین یہ نہین ہوتا تنہائی مین چھوڑ کر چلے آتے مین بھ

کوئی خبر لینے نہین آتا نہین معلوم اُسپر کیا گذری با عمال ساتھ رہتے نہین معلوم اُسنے آرام پایا یا ظلم سہے محبت عاشق
و معشوق کا دنیا مین فسانہ ہی مجنون نے عشق لیلی مین آرام دنیوی ترک کیا عمر بھر صحرا نورد رہا یہ عشق تمام
عالم مین مشہور ہی ہر اہل دل اسکا ذکر کرتا ہی لیکن قبر مین انمین بھی ایک سے ایک کا ساتھ نہ دیا اگر کسی
معشوق کا انتقال ہوا عاشق پہر دو پہر رو یا سمجھانے والون نے سمجھایا ای برادر کیون روتے ہو اُس
عاشق صادق نے جواب دیا ہمارا معشوق پہلو نشین مرگیا رو رو کر جان دینگے اہالیان دنیا نے سمجھایا
ای برادر جو خاک کا پیوند ہوا رشتۂ محبت شکست ہوگیا تمھارے رونے کی اُسکو خبر بھی نہوگی ناحق اپنی
جان دیتے ہو یہ عاشق بھی روتا پیٹتا تا بہ شہر خموشان گیا اپنے پہلو کے سونے والے کو اپنے ہاتھ سے قبر مین
اُتارا اُسی وقت قبر سے نکل آیا اس عاشق نے بھی وفاداری نہ کی قبر محبوب مطلوب کی نہ بیٹھا اُسی وقت
آکر کار دنیا مین مصروف ہوا بادشاہ ملک کا سبکو پیارا ہی اگر کہین جا کر کسی سے لڑے سرداران سرفروش
سینہ سپر کرتے ہین اپنے کو مثل نقش قدم مٹاتے ہین اپنے شہنشاہ کو زخم نیزہ و شمشیر سے بچاتے ہین لیکن
جب مرگیا اُسی طرح قصر قبر مین بند کر دیا بموجب مضمون مصرع مصرع حرمت شاہ و گدا زیر زمین یکسان ست
اُن سرداران جان نثار سے بھی یہ نہو سکا کہ قبر پر اپنے بادشاہ کی بیٹھین اپنے مالک کی خبر لین انتقال شاہ
و گدا کا ایک طور پر ہی ای ملک احول شیر صولت اسوقت فلک کجرفتار آمادۂ ظلم و بیداد ہی یہ نقارہ نواز تیری
چوب مین خاتمہ کریگا کوئی زندہ نہ بچیگا اسوقت تیرا ہی کام ہی اس سرفروشی مین تا روز قیامت نام ہی
آج اگر جان دی زندہ جاوید ہوے یہ سنکر احول مربع نشین کو جوش آیا آواز دی اُستاد والا نژاد مین
سمجھ گیا زندگی کو حباب وغیرہ سے کمتر جانتا ہون اب مجھکو شرف آخرت ملا انشاء اللہ غنچۂ آرزو کھلا ہے
شرف اور خیے فخر کہ تھوڑی سی مصیبت تا روز قیامت راحت یہ کہتا ہوا تخت سے جدا ہوا خواجہ وغیرہ
بھی روتے ہوے تخت سے کودے گلشن فوج لیکر ایک جانب ٹھہری احول مربع نشین اڑتا ہوا بر سر
نقارۂ جمشیدی آکر ٹھہر آیا آواز دی او اختقاق بچیا او نامرد خبردار کہان جاتا ہی تیری قضا میرے
ہاتھ سے ہی حافظ حقیقی و مالک تحقیقی کی بے نیازی و کارسازی دیکھ کئی سال قید رہا کس وقت پر چھوٹا
اب دام تعلق دنیاے ناپائدار سے بھی رہا ہوتا ہون یہ دنیاے زشت ہی میری تقدیر مین سیر ریاض
بہشت ہی شکر خداے کارساز و احسان رب بے نیاز اہل اسلام پر نثار ہوتا ہون تخم عمل نیک مزرعۂ آخرت
مین بوتا ہون ای شہنشاہ آج عیاری آپ سے کچھ عرض کرنا منظور ہی قلب کو سرور ہی عمرو و چالاک و برق

وقران روتے ہوئے لشکر سے نکلے سامنے ملک احول کے آئے احول اسی طرح سے وسط سما پر ٹھہرا ہا جب خواجہ
عمرو سامنے آئے ملک احول نے آواز دی ای ہزبر دشت طراری وای نہنگ بحر عیاری یہ غلام ناکام لشکر اسلام پر
نثار ہوتا ہی چند کلمات وصیت کرنا منظور ہین امیدوار ہون بگوش ہوش سماعت فرمائیے استاد نور افشان
نے وینائے دنی کی حقیقت ظاہر کردی دلکو تسکین ہوئی اگر بیمار ہوکر مرے یا لڑنے بھڑنے ہر طرح وقت
موت نہ ٹلے گا زر و جواہر بھی اس راہ مین کام نہین آتا خوب آگاہ ہون اگر قلعہ آہن مین چھپون قابض
ارواح وہان بھی پہونچے کتاب مین حال حسرت مآل جناب سلیمان بن داؤد پڑھا لکھا تھا کہ ایک قصر عالی
بنوایا تمام فوج کو حکم دیا میدان مین آکر بڑے دیوزادون کو در قصر پہ نگہبان کیا حکم محکم دیا خبردار
ہمارے پاس کوئی نہ آنے پائے فوجین آکر جمع ہوئین دیوزاد جنات و پریزاد و مور و مار انسان حیوان سب
کے بادشاہ تھے عصا دست مبارک مین لیکر فوج کو ملاحظہ کرنے لگے ہیبت سے آواز آئی السلام علیکم حضرت
سلیمان عالیمقام نے پلٹ کر ایک عرب کو دیکھا فرمایا ای شخص تو کون ہی میرے جاہ و جلال سے نہین ڈرا نگہبانون
نے نہ روکا اس قصر مین ہوا کا گذر دشوار ہی تو کیونکر آیا اسنے جواب دیا مین فرستادہ بادشاہ جبار و قہار ہون
جسکا حکم سب پر غالب ہی مین سوائے اسکے کسی کا حکم نہین مانتا دیوزاد مجھکو کیا روکتے مجال تھی کہ بڑھکر ٹوکتے
مین قاطع لذات جہان ہون نہ انسان ہون نہ حیوان ہون عورتون کو بیوہ کرتا ہون بچون کو یتیم بھائی
کو بھائی سے جدا کرون جہان مجمع عام ہو اسکو متفرق کردون یا حضرت اب لذت دنیا فوت ہی نام میرا ملک الموت
ہی جناب سلیمانؑ مثل بید تھرائے سر جھکا کر فرمایا رضینا بالقضا اتنی مہلت چاہتا ہون نظارہ فوج سے
مہلت پاؤن پھر اختیار ہی ملک الموت نے جواب دیا حکم بادشاہ عالیجاہ ہی اسی طرح آپ کی روح قبض ہو
ای شہنشاہ اوج عیاری اتنے بڑے پیغمبر برحق کو بیٹھنے کی مہلت نہ ملی کھڑے کھڑے روح قبض ہوئی پس
ہوس زیست بیکار ہی دنیائے دون مکار و غدار ہی مین اپنے بندگان خدا کے واسطے جان دیتا ہون یقین
کامل ہی پاک و صاف ہوکر دنیا سے اٹھون لیکن میرے جنازے کو اسد نوجوان نظر کردہ بزرگان کاندھا دین
اپنے دست حق پرست سے قبر مین اتارین دعائے مغفرت واجب و لازم ہی یہ مسافر سفر ملک عدم کا عازم
ہی اس لقارے کا لوٹنا مرنا اس ناہنجار کا میرے خون پر موقوف ہی یہ حقیر جانباز جان بچانے کی فکر مین
ان سب سرداروں کی مصروف ہی یہ کہکر ہاتھ طرف آسمان کے اٹھائے پکار اٹھا ای سمیع و علیم ای رحیم و کریم
صبر عطا کر اپنے ہاتھ سے اپنا سر قلم کردون ثابت قدم رہون ہاتھ نہ کانپے قالب تھرائے بجرأت اپنا گلا کاٹون

یہ کلمات حسرت آیات جو باآواز بلند اُس حق پسند نے کہے عمرو و برق قزاق و چالاک پچھاڑین کھانے لگے
مردان عالم کے قلب تھرا گئے بعضے غش مین آگئے بڑے بڑے بہادر جانباز سرفروش چیخین مار مار کر رونے لگے
کل سرداران ملکہ مہرخ بیقراری مین اشکون سے منہ دھوتے تھے غرض گریہ و زاری بلند دوست و دشمن دردمند
عمرو نے بیقرار ہوکر آواز دی ای احول نوجوان وای صاحب ایمان واللہ تیرے کلمات نے نیشتر کا کلیجہ
کو مشبک کر دیا ہم سب جان دین مارے جائین لیکن تو اپنے کو بچا میدان کارزار سے نکل جا احول نے کہا مین
آپ کو وصیت کر چکا اب میری ثابت قدمی کی دعا کیجیے آپ سب صاحبون کا خدا حافظ و ناصر ہو افراسیاب
دوڑا ہوا آتا ہی کلمات سخت کہکر چلاتا ہے کہ او احتقاق مغرور بیعزت دیکھ غضب ہوتا ہی اسکے گلا کاٹتے ہی
قیامت برپا ہوگی نقارہ ٹوٹ جائیگا تو بھی دم لینے کی مہلت نہ پائیگا جلد چوب لگا احتقاق مغرور کو بھی
ہوش آیا غیرت کا جوش آیا چوب لیکر طرف نقارے کے چلا لیکن ملک احول مربع نشین نامدار ثابت قدم
کوہ محبت شاہنشاہ اقلیم جلالت تھراتا ہوا طرف نقارے کے چلا خنجر برق مثال کھینچکر اپنے ہاتھ سے
گلے پر رکھا خنجر کو رگڑ دیا سر اس سردار کا کٹا اہرا کر نقارے پر خون گرا سب کو یہ معلوم ہوا تودہ بارود مین
کسی نے آگ رکھدی کئی تو مین ایک مرتبہ فیر کین نقارۂ جمشیدی مثل شکم ظالم شق ہوا احتقاق بیحیا
اس بیحیا کو یقین کامل نہ تھا کہ ملک احول اتنا بڑا کام کریگا اُسی نقارے سے ایک برق سبز چمکی سر پر
احتقاق کے پڑی اُس بیحیا کے دو ٹکڑے ہوئے لاشہ ناری کا جلنے لگا جلاد قریب آگئے تھے اُن سب کے
بھی سر پھٹ گئے ہزارہا آدمی لشکر افراسیاب کے بیہوش ہوکر گرے اہل اسلام کے ہوش درست ہوئے کمر
ہمت باندھی لڑائی پر چالاک و چست ہوئے کوکب و نور افشان کو سحر یاد آیا غم احول مین کوکب نے
گریبان چاک کیا تیغہ برق مثال کھینچکر فوج افراسیاب پر چلا لیکن زمین و آسمان مین اندھیرا فوج
رنج مصیبت نے لشکر افراسیاب کو گھیرا مرنے سے احتقاق کے آوازہاے مہیب آرہی ہین طائر
پہاڑون سے سر ٹکراتے ہین ہاے مصاحب سامری کہکر غل مچاتے ہین بعد عرصہ دراز صدا آئی کشتی
مرا نام من احتقاق جادو حاکم حجرۂ سوم بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم افراسیاب
دوڑتا پھرتا تھا کبھی منہ کے بھل گرتا تھا سرما وابرق بدحواس حیرت کو عالم یاس مہرخ و بہار وغیرہ
نے جو دیکھا روشنی ہوئی کوکب روشن ضمیر لشکر افراسیاب پر جا پڑا نور افشان بھی غصے مین بڑھا
یہان تو فوجین آپسمین مل گئین سحر ہونے لگے اب ناظرین والا مقام پر واضح ہو مقام مشعل و مقام

تاریک شکل کش پر مفصل تحریر کر چکا ہون کہ بالائے کوہ زبرجدی بارہ سو سنہری پتلیان کنیزان سامری جو ہمراہ
آفات چہار دست مین خبر آئندہ و گذشتہ بیان کرتی ہین بروز قتل مشتعل چار سو جلیین تین سو کا بروز اختتام
تاریک اسطرح خاتمہ ہوا اپنے گلے کاٹ کر مرین کچھ جلیین آج بھی آفات چہار دست اُسی طرح کوہ زبرجدی
مین تخت زرین پر بیٹھی ہی یکایک اسنے دیکھا رنگ کنیزان سامری متغیر ہوا دو مرتبہ آفات یہ قیامت دیکھ
چکی ہی گھبرا کر اُٹھی اتنا صرف منہ سے کہا یا سامری جمشید حجرۂ سوم کی خیر ہو قصد ہوا اسکو لیکر کمرے مین بند
کرون اجل سے کب مہلت ملتی ہی ایک شعلہ نکلا برق چمکی ایک کنیز کے سر پر گری جلنے لگی دوسری ہاے بولکہ
لپٹی وہ بھی جلنے لگی آفات پیٹتی پھرتی ہی گود مین اُٹھا اُٹھا کر کمرے مین پھینکتی ہی تین سو کو بمشکل بچایا
قفل بند کر کے پر پرواز پیدا کیے چیخنی پیٹتی چلی اُسوقت پہونچی کہ میدان کارزار مین قیامت برپا ہی سحر ہو رہا ہی
نخل صحرا جل رہے ہین زمین سے شعلۂ آتش نکل رہے ہین لاشۂ اختقاق تڑپ تڑپ کر سرد ہوا نقارہ
جمشیدی گردیر دہوا افراسیاب پر ہجوم ساحران مہرخ نے اتنی بڑی مصیبت اُٹھائی سحر فراموش ہو چکا تھا
خدا نے مفضل اپنا شریک حال کیا اُس جلیل نے اپنی جان دیکر سکو بچایا ایک سمت سے کوکب روشن ضمیر
ایک جانب سے نور افشان عالیشان سحر کرتا ہوا طرف افراسیاب کے جاتا ہی حیرت و بہار سے مقابلہ
پڑا بہار نے للکارا کیون بوا عنایت باغبان قضا و قدر کی ملاحظہ کی شاخ تمنا ہری ہوئی نخل بدعت
قلم ہوا اختقاق بیدم ہوا نقارہ نواز کیا ہوا نشان یکتائی مٹ گیا تمکو بھی کچھ الم ہوا مرنے کا اُس بیچارے
کے غم ہوا ملکہ حیرت غصے مین جا پڑی اسوقت آگ برس رہی ہی زمین و زمان متزلزل و متحرک ہنگامہ
گیر و دار بلند ملازمان افراسیاب دردمند آفات نے جو افراسیاب کو اس آفت مین دیکھا گھبرا گئی
ایک جانب سے سحر نور افشان ایک سمت سے کوکب ذیشان بہار کے گلدستون سے پھول برس
رہے ہین برق لامع بھی کڑک کر افراسیاب پر جاتی ہی اسوقت تو افراسیاب سب کو جواب دے رہا ہی
آفات نے نعرہ کیا اے نور افشان خبردار اے کوکب ہوشیار سنم ملکہ آفات چہار دست دلکھو مین آپہونچی
گر پڑے گرتے سحر کیا زمین تھرائی آفت برپا ہوئی بہار وغیرہ گھبرا گئین ہزار ہا کے سر کٹکر گرے کسی مقام پر زمین
شق ہوئی الامان لشکر مہرخ اُسمین سما گئے برق بھی چمکی رعد بھی گرجا پانی برسا غبار نے تمام عالم گھیر لیا
ساحر گھبرانے لگے آفات لڑتی بھڑتی قریب افراسیاب پہونچی کہا جرد ہاے بلا کھولے دیکھ کیا بلا نازل
ہوئی جان بچانا مشکل ہوئی ہمنے سمجھایا تھا کہ اختقاق جادو کو نہ بلاؤ اسی دن کے واسطے ملک احول

مربع نشین کو زندہ رکھا تھا ایک گنہگار کو قتل نہ کر سکا کوہ زبرجدی پر قیامت برپا ہے کنیزان سامری نے
جان دی چند کنیزون کو بمشکل بچایا بار مصیبت سر پر اٹھایا اب نکل چل اسوقت اس بڈھے کو بڑا غصہ ہے
سب فتور ذات سے نور افشان کے پیدا ہوتے ہین افراسیاب نے کہا دادی امان آج میدان کارزار
سے نہ ہلونگا ان سب کی جی چھڑا دونگا آفات نے افراسیاب سے چند باتین کین سحر کرتی جاتی ہے
لیکن ملکہ بہار جادو خوف آفات سے بھاگ کر سائے مین اک نخل کے ٹھہری مسرور جادو سپہ سالار لشکر
احتقاق تھا جب احتقاق کا سر پھٹ گیا داخل جہنم ہوا مسرور اک گوشے مین کھڑا رو رہا تھا کبھی
سر پیٹتا ہے کبھی پکار اٹھا اے شہنشاہ میری قدر کون کریگا آپ دربار سامری جمشید مین گئے غلام کو
ساتھ نہ لیا افراسیاب خانہ خراب ناقدر شناس حریف کا دشمن رفقا سے بدظن آخر کہان جاؤن
دیکایک پھولون کی خوشبو آئی سر اٹھایا ملکہ بہار کو دیکھا کہ ایک مہ جبین پھول برساتی چلی آتی ہے حسن و جمال
بہار کا دیکھکر گھبرا گیا کلیجے پہ ہاتھ رکھ لیا سحر مین تو اپنے نزدیک کامل و اکمل ہے جوش محبت مین پکار
اٹھا او مہ جبین گلابی پوش گلرو غنچہ دہن سرو قد مین تیرے گل رخسار کا بلبل ہون ادھر چلی آ عمر بھر خدمتگزاری
کرونگا بہار نے پلٹ کر دیکھا ایک ساحر زشت خو کمرو تجھکو بلاتا ہے ہنس پڑی کہا مین خود تجھے ڈھونڈھتی
پھرتی تھی تیرا کیا نام ہے ہمپر عاشق ہوا ہے یہ سنکر مسرور جادو گڑگڑانے لگا کہا ملک احتقاق کا سپہ سالار
ہون اس غلام کو مسرور جادو کہتے ہین ملکہ بہار نے اپنے قریب بلایا جب مسرور قریب آیا اک بدھنا اتار کر
مسرور کو پنہا دی چند پھول ہاتھ مین دیے کہا نخل عشق کے یہی ثمر ہین پھول سونگھتے ہی مسرور کو سرور
ہوا سحر بہار مین مسحور ہوا ہاتھ باندھ کر کہا کیا حکم ہوتا ہے بہار نے طرف آفات حیلہ دست کے اشارہ
کیا کہا وہ بڑھیا کٹنی سامنے کھڑی ہے اسی کے سبب سے ہمارے تمہارے کبھی میل نہو گا در انداز و شعبدہ باز ہے
اسکا سر کاٹ لاؤ مسرور یہ سنکر جوش عشق مین چلا آفات افراسیاب کو سمجھا رہی ہے یہ نہین جانتا مسرور
نے پشت آفات پر پہونچکر ہاتھ تلوار کا مارا غفلت مین سر آفات زخمی ہوا پلٹ کے جو دیکھا اک جادوگر
لر یہ منظر بدھی پہنے ہوے شعر عاشقانہ پڑھ رہا ہے ایک ہاتھ لگا چکا یہ کہکر بڑھا او بڑھیا کٹنی تیری
ناک کاٹونگا جس محلے مین جائیگی نکٹی کہلائیگی لڑکے پکارینگے نکٹی آتی ہے کبوتر بجاؤ افراسیاب یہ سنکر
گھبرا گیا کہ کون صاحب ہین اُس شخص کی دادی کی ناک کاٹنے آئے ہین بادشاہ کوہ زبرجدی کو کٹنی
بناتے ہین آفات نے تو زخمی ہو کر اک آہ کی کہا ارے تو کون ہے آواز دی منم مسرور جادو عاشق

ملکہ بہار یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

چھائین شراب نور کی آنکھوں مین مستیان
سینہ چھپا رہے سپر آفتاب سے
دیو شب فراق نے کسکا لہو پیا
مانگو دوا کے واسطے قرص آفتاب سے
نظارہ ہائے حسن سے سینہ ہی داغدار
یہ بیت یاد کی ورق آفتاب سے
نادیدہ دید بھی تری آفت سے کم نہ تھی
ٹپکی شراب شوق جگر کے کباب سے
سینہ کیا شگاف رلایا انھین بھی خوب
اٹکے گلے مین گھونٹ نہ خنجر کے آب سے
تاثیر جذب شوق نہ بیکار جائیگی
طفلی کو میری تنگ ہی شیب و شباب سے
میرا ہی دوست خود سبب دشمنی ہوا
حاصل کرینگے خاک در بوتراب سے
خالی نہین فلک بھی جنون کے عذاب سے
پیتے ہین بادہ ہم قدح آفتاب سے
رہتی نہین کسی کی ہمیشہ برہنگی
آتی ہی بوے خون قدح آفتاب سے
ہر وقت حسن و خنجر زر کی ہی ٹکٹکی
حاصل ہی آفتاب مجھے آفتاب سے
احسان نہ لونگا یہ فنا ناتوان وہ ہون
بے پردگی ہوئی مجھے طرز حجاب سے
آداب حسن مین مجھے لب بستگی رہی
دھوئین کدورتین جگر آب آب سے
زاہد کی کچھ پسند نہین برگزیدگی
مستی کو کھینچ لیگی حجاب شراب سے
کیا کیا زبان تیغ نے بخشین حلاوتین
آئین خرابیان دل خانہ خراب سے
پہنے ہی طوق دائرۂ آفتاب سے
اے چرخ تیرہ ہوا رخصت آشنا
پائی زمین نے جادۂ نور آفتاب سے
محو جمال ہون تپ دریرینہ ہی مجھے
آنکھین لڑی ہوئی مین مری آفتاب سے
ابرو کمان حسن مین پائی ہو انتخاب
شرمائیگی یہ لاش کفن کے حجاب سے
ساقی نگاہ مست تری کام کر گئی
نکلی نہ بات بھی دم جوش حجاب سے
قاتل ہمارے قتل مین تاخیر چاہیے
باہر ہو عشق کے ورق انتخاب سے
یہ لطف پھر کہان جو نہین لے نیاز یان
لبریز ہین دہان جراحت لعاب سے
ہان اے تسنیم اپنی شفاعت کے واسطے

یہ اشعار سنکر **افراسیاب** گھبرایا کہا جدہ ہٹو یہ سحر بہار مین مسحور ہی اسکے سامنے جانا مناسب نہین ہی یہ بیچارہ بے خطا ہی **آفات** جھلا کر جا پڑی کہا او بیحیا **افراسیاب** تو اسکے ناز اٹھاتا ہی مجھے اس چونچلے سے نفرت ہی مسرور تو مبہوت ہو رہا تھا اگر دریاے آتش ہوتا تو پھاند پڑتا آفات سے کب ڈرتا ہی آنکھوں کے نیچے تصویر خیالی بہار ماہ رخسار پھر رہی ہی چلتے وقت وعدہ کر کے آیا کہ سر لیکر آؤنگا وصل حاصل ہوگا اس جوش مین **افات** پر ہاتھ مارا وہ تلوار تو اسنے غفلت مین کھائی تھی اب الیسے کی وہ کیا حقیقت جانتی ہی کلائی پر ہاتھ ڈال کے تلوار چھین کر پھینکدی ایک طمانچہ مارا مسرور مسحور کا سر اڑگیا لاشہ زمین پر تڑپا آواز آئی کشتی مرا نام من مسرور بود اسی بیحیا کو مارکر **آفات** نے کمر افراسیاب مین پنجہ دیا اے **اژدر** حیرت کو آواز دی او کمبخت شوہر کی حفاظت کر دیکھ رہی ہی کہ تمام عالم دشمن ہی کوکب و نور افشان لونڈیان غلام دشمنان بد انجام ہین تیرے شوہر کو باغ سیب مین

لیے جاتی ہون خبردار اب تامل نکرنا یہ سنتے ہی حیرت جادو بھی لڑتی بھڑتی نکلی مصور جادو نے جورو کا ہاتھ
تھام لیا کہا بھاگو مانی و بہزاد نقاش قلم کش مصاحبان مصور کے بھی نقشے بگڑے سرہانے برق انداز کے ہاتھ
پانون ٹھنڈے ہوے ابریق کوہ شگاف کو بھاگتا پہاڑ ہوا سارے لشکر مین ہلکہ پڑگیا بھگدڑ ہوگئی خواجہ
عمرو نے جو دیکھا لشکر افراسیاب کے پانون اُٹھے لوٹ مار پر جھکے عصا ہاتھ مین لیا خزانے کے پاس آئے
ملکہ مہرخ نے چند نگہبان چھوڑے تھے خواجہ نے اگر حکم ہوچکا یا صاحبو یہان سے ہٹ جاؤ ملکہ مہرخ
نے فرمایا ہی فلان بارگاہ لدوا لاؤ نگہبانون نے مردے کو دیکھا کہ جو ہمیشہ در دولت سلطانی پر حاضر رہتا ہی
حکم قضا شیم ملکہ عالم لیکر آیا ہی فوراً اُس بارگاہ کے لدوانے کو چلے خواجہ پردہ اُٹھا کر اندر خزانے کے تشریف
لائے جال الیاسی زنبیل سے نکالا خزانے پر پھیلا مارا جال ہا سیدام کام کرون آواز دی ای جال جنجال ہوکر ٹرپو
تھوڑی خاک بھی یہان کی لینا نیاریون کے ہاتھ بک جائیگی جب کھینچا زمین مین گڑھا پڑگیا مال لیکر کنارے
ہوے وہ بیچارے نگہبان بارگاہ لیکر آئے دیکھا مال ندارد روتے پیٹتے سامنے ملکہ کے آئے کہا حضور یہ مرد
صاحب جو کھڑے ہین انھون نے جا کر حکم دیا ہم بارگاہ لینے کو گئے پلٹ کر جو آئے اُس مقام پر ایک خرمہرہ
بھی نہین ہی ملکہ نے بقہر وغضب تمام طرف چوبدار کے دیکھا فرمایا کیون او بدانجام یہ کیا حرکت کی وہ حق اور
مال غازیان تھا جو لڑتے بھڑتے جانین اپنی راہ دین اسلام مین نثار کین تو نے خزانہ کیون غائب کیا
چوبدار بیچارہ حیران ہوگیا عرض کی حضور کیسا خزانہ کیسی بارگاہ مین تو حضور کے پاس سے جدا نہین ہوا انتظام
خدمتگاری مین مصروف ہون اتنا بڑا خزانہ مین کہان لیجاتا برق قریب ملکہ مہرخ کے کھڑا تھا اُسنے کہا
ای ملکہ عالم یہ بڑے لوگون کا کام ہی اِس بیچارے غریب کی یہ حقیقت نہین ہی ملکہ نے کہا سمجھا کر کہو برق کا قصد
تھا کہ اُستاد کا نام بتاؤن کہ دیکھا سامنے سے خواجہ عمرو سر جھکائے ہوے مُنھ پھلائے ہوے تشریف لائے
برق تو تڑپ کر کنارے ہوا ملکہ مہرخ نے کہا ای شہنشاہ والا مقام آج لشکر افراسیاب مین خزانہ بالکل نہ تھا
عمرو نے کہا مین نے بھی سنا تھا کہ تنخواہ اہالیان لشکر کی چڑھی ہوئی ہی یہ کسکی مجال تھی کہ خواجہ عمرو سے
کہ سکے کہ خزانہ تمنے لوٹ لیا اِس فتح کی بڑی خوشی حاصل ہی لیکن کوکب خاک اُڑاتا ہوا سامنے ملکہ مہرخ
کے پہونچا کہا ملکہ جلد تدبیر دفن وکفن ملک احول مربع نشین کی واجب لازم ہی سب سردار رونے لگے
نور افشان بھی اگر پہونچے دیکھا خواجہ عمرو سامان کر رہے ہین ایک جانب سے مہتر قران نامدار
روتے ہوے قریب خواجہ حاضر ہوے اسباب دفن وکفن آراستہ ہونے لگے عمرو نے چالاک کو حکم دیا جب

وصیت احول اسد غازی کو خبر کرو آگر کاندھا دین مردو سپندار کے دفن مین شریک ہون بخدا ایسا کام
کر گیا کہ کسی سے نہو سکتا اسد نامدار حال مصیبت مآل سنکر تشریف لائے اب کیفیت ظاہر ہوئی اسد نامدار
کو انتہا کا صدمہ ہوا کہا نانا جان حجرۂ سوم بلا کھلا حضور نے ہمکو خبر نہ کی بہت سے سردار ہمارے قتل ہوے
بجاے احول ہم جان دیتے اپنے سرداروں کو بچاتے غیر شخص جان دے ہم طلسم کشا مشہور ہوکر زندہ
رہین سینہ سپر نہ کرین چھوٹے نانا جان ہمین آپ کا اتنا لحاظ ہی جملہ امورات کی ہمکو خبر دیجیے جب طبل جنگی بجے
ہمکو ضرور ہمراہ لیجیے ہم مرنے کو جان دینے کو طلسم ہوشربا مین آئے ہین جان بچانا کیسا آپنے ہمکو مخفی
کیا اب ایسا انتظام نہو مین خود اپنا گلا کاٹ کے جان دونگا نور افشان جادو نے جو یہ کلمات حسرت
آیات زبان معجز بیان اسد غازی سے سنے دوڑ کر قدمون کو بوسہ دیا کہا ای شہریار آپ ایسے ہی شیر دلیر
ہین آپ کا جان دینا بیکار تھا یہ نور نظر میرا طلسم ہوشربا کا رازدار تھا اگر ہزار آدمی جان دیتے نقارۂ شکست
نہوتا فتح جنگ کا سند و لبست نہوتا اسوجہ سے آپ کو خبر نہ کی کہ آپ کے پاس ابھی تک کوئی تحفہ ممکن نہین ہوا
کہ جس سے آپ سحر سے محفوظ رہین ان مقدمات کو رای پر نکوار ان جان نثار کے چھوڑیے انشاء اللہ وہ بھی وقت
آتا ہی کہ آپ لڑینگے مرحلہ جات پر وہ مہر کے پڑینگے کہ ہم مین سے کوئی آپکے سایے تک نہ پہونچ سکیگا یہ امورات
وقت پر موقوف ہین حضور کے غلام خیرخواہان دولت حل مقدمات سحر مین مصروف ہین نور افشان نے
بفصاحت و بلاغت بخوشامد و منت اسد شیر دل کو سمجھایا ورنہ خواجہ اسد شیر دل کو غصے مین دیکھکر گھبرا گئے تھے
مہرخ وغیرہ گرد پھرین لاشۂ احول مربع نشین بڑے دھوم سے اٹھایا بموجب وصیت اسد و عمرو و برق
قران وغیرہ نے کاندھا دیا بہ تکلف تمام اس صحراے سبزہ زار مین لاکر دفن کیا اسد نے خود قبر مین اُتارا شانہ
ہلایا تلقین پڑھی دعاے مغفرت کی جب دفن سے فارغ ہوے قبر تیار ہوئی چادر پھولون کی ڈالی عجب حسرت
و یاس قبر پر برستی تھی شوکت و جلالت قبر سے بھی آشکار تھی صاف ظاہر تھا کہ کسی مقبول بارگاہ پروردگار
کا مزار ہی صحیفہ خوان مقرر کیے گریان و نالان واپس ہوے نور افشان و کوکب روشن ضمیر ابھی موجود
مین خواجہ عمرو سے اشارہ کیا انجمن مشاورت منعقد کیجیے ہمین آپ سے صلاح کرنا ہی خواجہ نے اسد نامدار کو
الگ بارگاہ مین چھوڑا نور افشان و کوکب و خواجہ عمرو و مہرخ و بہار وغیرہ چند سرداران نامدار اُس محفل
خلد منزل مین آکر شریک ہوے نور افشان نے کہا ای خواجہ یہ مقدمہ میرے دلپر نقش تھا بطور ستارہ شناسی
آگاہ ہوا کہ وقت پر ملک احول نامور کو پروردگار پہونچایگا جانتا تھا کشتۂ سحر ہوا ہی پروردگار نے اسکا سبب

پیدا کیا لیکن اب بڑی مشکل ہی دلپر ہجوم غم و الم شہنا نواز بانی ستم مالک حجرۂ چہارم ہی ہمنے جو ازروے ستارہ
شناسی کے خیال کیا ثابت ہوتا ہی یہ پیروی آپ کی ذات بابرکات پر موقوف ہی عمرو نے سر جھکا لیا نور افشان
نے نشان بتلائے کہ فلان راہ سے افراسیاب جائیگا صحراے ہستی نمونہ نیستی اسکا لقب ہی اُسی سمت سے
آئیگا اُسی مقام پر کوئی تدبیر ہو اگر یہان پہونچ گیا کوئی زندہ نہ بچیگا مین اور کوکب بالکل بیکار ہون صداے
شہناسے گوش گردون کر ہونگے سرکشان عالم زیر و زبر ہونگے عمرو نے کہا خیر اسکی تدبیر تو ہوگی لیکن اے
نور افشان عالیمقام اے سردار خوش انجام مقام افسوس ہی کہ اتنا نہ ثابت ہوا کہ افراسیاب نے
لوح طلسمی کو کہان چھپایا دوسرے آجتک نہ معلوم ہوا کہ بدیع الزمان گردلشکر شکن فرزند حمزہ تیغزن زندہ ہی
یا مردہ افراسیاب تو یہی کہتا ہی کہ مین نے قتل کیا نور افشان نے کہا یہ تو سراسر غلط ہی اس مقدمہ سخت و دشوار
کی بھی تحقیقات آپ ہی کی ذات پر موقوف ہی ہم لوگ بالکل مجبور و ناچار ہین اے آفتاب عالمتاب عیاری
و اے نیر تابان برج چرخ خنجر گزاری اصل تو یہ ہی کہ اس طلسم ہوش ربا کے آپ ہی فتاح ہین منازل جادۂ
ہوش ربا کے سیاح ہین جو جو کہ مقدمات مشکل ہین حل انکا بانیان طلسم نے آپ ہی کی ذات والا صفات
پر موقوف رکھا ہی کوئی تدبیر ایسی ہو کہ آپ کے دام مکر مین افراسیاب پھنسے مقام لوح و حال قید
بدیع الزمان دریافت کیجیے عمرو نے کہا تم برانے ساحر حالات ہوش ربا سے بخوبی ماہر ہو وقت پر ایسے
نادان بنتے ہو نور افشان نے سر پر ہاتھ رکھدیا کہا سر ہمارا راہ دین اسلام مین حاضر ہی لیکن یہ عبد ذلیل
رب جلیل ان مقدمات مین بالکل قاصر ہی عمرو نے کہا پروردگار کو اختیار ہی مین فکر مین جاونگا ان
مقدمات کا پتا لگاؤنگا نور افشان نے کہا دیر نہ کیجیے آفات چہار دست افراسیاب کو باغ سیب
مین لیگئی وہ ضرور سمت صحراے ہستی جائیگا خواجہ اُسی وقت قران و برق کو ساتھ لیکر لشکر شہنا نواز
سمت صحراے ہستی روانہ ہوے نور افشان و کوکب سمت طلسم نور افشان گئے ملکہ مہرخ و ملکہ بہار وغیرہ آکر
داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئین عمرو نے اپنے مقام پر چالاک کو بخوبی سمجھا کر چھوڑا تھا یہ بھی سمجھا دیا تھا کہ اے
نور نظر ہمارا اعنونا لشکر مین اہالیان لشکر حیرت پر ثابت نہو چالاک نے اقرار کر لیا تھا ملکہ مہرخ نے بارگاہ
مین آکر جلسۂ عیش و نشاط آراستہ کیا گویا حیات تازہ حاصل ہوئی براے چندے تسکین دل ہوئی یہ سب
صاحب بعد قتل اختاق مصروف عیش و طیش ہین کہ انکا ذکر وقت و ساعت پر تحریر ہوگا خواجہ کو بھی راہ مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان حجرۂ چہارم کہ جسکا مالک شہنا نواز جادو ہی جانا افراسیاب کا طلی کرکے

صحرائے ہستی کو اور ہمراہ لیکر پلنگ خونریز کو واپس ہونا اور مین عیاری خواجہ عمرو بصورت خداوند جمشید عجب قیامت کی عیاری ہی و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ تصنیف مصنف

مرے ساقی سیمین تن نواز	پلا جام مے اور دکھا سوز و ساز	وہ دے پھول دلکو حلاوت ملے
مرا غنچۂ آرزو بھی کھلے	عمرو کی لکھون خوب عیاریان	جمائین نیا رنگ مکاریان
عبث دخت رز آپ ہی بیحجاب	مری بزم مین لا شراب و کباب	یہی تاک ہر وقت ساقی رہے
نہ حسرت کوئی دلمین باقی رہے	مئے بیخودی کا عجب حرف ہی	کہ پیر مغان صاف کم ظرف ہی
مرے حال پر رحم کر ساقیا	مئے سرخ سے جام بھر ساقیا	امنڈتی چلی آتی ہی کیا گھٹا
ترا دور ہی ساقی مہ لقا	منور رہے بزم رندان دہر	پیے دشمن میکدہ جام زہر
مجھے جلد ساقی پلا دے شراب	کہ ظاہر ہو کیفیت انقلاب	ترقی پہ ہی جوش دریائے نظم
پلا ساقیا جام صہبائے نظم	روانی پہ ہی بحر طبع روان	لکھون ای قمر سحر کی داستان
عیان نظم سے شان و شوکت رہے	عدو غرق دریائے حیرت رہے	عجب رنگ پر آگئی داستان
کہ ہی حجرۂ چار مین کا بیان	عبارات رنگین کی تقریر ہی	لڑی موتیون کی یہ تحریر ہی
لکھون آمد ساحران لطف سے	ہو تحریر یہ داستان لطف سے	جہرہ رہروان منازل رنج و مصیبت

و طی کنندگان مراحل صعوبت صحرائے پر بلائے داستان حیرت بیان کو یا پائے آبلہ دار مجنون وار یون طی کرتے ہین شعر سر سروران سخن پروران + چنین می نگارند این داستان + جب افراسیاب خانہ خراب بصد قہر و عتاب باغ سیب مین ہمراہ آفات چہار دست بدست داخل باغ سیب ہوا ملکہ حیرت و مصور وغیرہ شکست خوردہ ملول و حزین بھی آکر پہونچے مرنے کا احتقاق کے افراسیاب کو بڑا املال ہی آفات چہار دست نے گلے سے لگایا کہا ای افراسیاب بعد قتل تاریک تنکل کش ہمارے تیرے بخوبی صلاح ہو چکی اس رائے کو ہمنے دل سے پسند کیا کہ اس گدھے احتقاق نے غرور مین اپنی جان دی تین چوبین نقارے پر نہ لگا سکا سحر و ساحری مین ہونٹ نہ ہلا سکا لیکن کیون ای افراسیاب اس راز کی کتابون مین خبر تھی کہ قتل احتقاق و شکست نقارۂ جمشیدی جان دینے پر احول کے موقوف ہی تمنے اسکو کیون نہ قتل کر ڈالا اتنا بڑا دھوکا کھایا ایسے دشمن سخت و صعب کو قید رکھا افراسیاب نے زانوون پر ہاتھ مار کر ماجدہ کیا کہون احول مربع نشین میرا بھی پر بھائی تھا بچپن کی دوستی تھی ایک مکتب مین

ساتھ پڑھے نہین معلوم پران نے کیا سمجھا دیا کہ مجھسے آکر لڑا اسوقت تک میرے دل مین محبت تھی کہ اسکو مین نے کشتہ سحر کیا قید کرکے شہاب گلگون پوش کے سپرد کیا ہمیشہ یہی خیال رہا کہ قید خانے مین جاؤن اپنے بچپن کے دوست کو سمجھاؤن کوکب کی حماقتین بیان کرون زبردستی مجھسے لڑا میرے دشمن کو اپنے گھر مین جگہ دی مجھسے دشمنی کی وہ فوراً میری اطاعت کرتا میرا فوت بازو زینت پہلو سردار خوشخو تھا فوراً انتظام جنگ مین مصروف ہوتا لیکن مین وہانتک نہ جاسکا بحق سامری و جمشید مجھکو اسکا مرنا بہت ناگوار ہوا جب یاد آتا ہی دل مثل ماہی بے آب تڑپ جاتا ہی خیر جو ہوتا تھا وہ ہوا اب مین فوج ظفر موج ہمراہ لیکر برائے تلاش شہنانواز جادو جاتا ہون بحکم سامری و جمشید حاکم حجرۂ چہارم کو لاتا ہون جبکہ وہی مجھکو خیال ہی کہ نا بہ حجرۂ پنجم پہونچون جمال بیمثال ملکہ یاقوت سخندان سے مشرف ہون یقین کامل تو یہی ہی کہ شہنانواز اگر سامری و جمشید کے حکم سے سب کا خاتمہ کردیگا ورنہ حجرۂ پنجم پر ضرور خاتمہ ہی آفات نے کہا اہ افراسیاب یہ خیال خام و تصور ناتمام ہی شہنانواز کو سامری و جمشید بڑا پختہ کرگئے ہین کسی کے ہاتھ سے اسکی موت نہین ستارہ شناسان ہوش ربا نے بھی اس مقدمے مین طولانی تحریر کی عیار سردار کوئی اسکا قاتل نہین ہی مگر اہ افراسیاب جادو صحرا آہستی عجب مقام ویران ہی کوہستان و خارستان جابجا نخل چنار آب نایاب مسافر گذر نہین سکتا سامان معقول کرکے جانا ایسا نہو دشمن تیرے شدت عطش سے ہلاک ہوجائین افراسیاب نے کہا جدہ ضرور جاؤنگا جسطرح بنے گا شہنانواز کو تلاش کرکے لاؤنگا یہ کہکر افراسیاب نے آفات چہار دست کو رخصت کیا آپ طرف ملکہ حیرت کے متوجہ ہوا کہا اہ ملکہ عالم حقیقت مین اس صحرا کی کیفیت اکثر بزرگون سے سنی کبھی کسی بادشاہ عالیجاہ نے اس صحرا کو طی نہین کیا بڑے مقام سخت و صعب مین جاتا ہون دیکھون کیونکر پہونچتا ہون سلطنت طلسم ہوش ربا دشوار ہی سنتا ہون یہ صحرا کرۂ نار ہی حیرت نے دامن تھام لیا کہا اہ شہنشاہ اس سفر مین مجھکو بھی ہمراہ لیجیے ہمراہ شاہنشاہ رہونگی نگہبانی کرونگی اس سفر مین جدا ہونگی عمر دراز مین یہ سفر طی ہوگا مین بخوبی جانتی ہون سب سے زیادہ لوا بہار میری دشمن ہین ہر روز یہی چرچے ہوتے ہین جسطرح بنے حیرت کو گرفتار کرکے قتل کرو عیار آٹھ پہر اسی تدبیر مین رہتے ہین کہ کیونکر حیرت پر پنجہ قابض ہو اگر آپ کے آنے مین عرصہ ہوا یہ سب دشمن مجھکو گھیر لین گے اگر پا گئے تو گلے پر چھری پھیر دینگے مین زندہ نہ بچونگی یہ کہکر رونے لگی جوش محبت افراسیاب مین یہ اشعار نسیم دہلوی پڑھنے لگی نظم

لو دل کی رہی دل ہی مین حسرت نہ بر آئی	سنا غوزہ بھرا اتھا کہ اجل کی خبر آئی		لیے بردگی اب انکی مبارک ہو عدو کو

نظارہ لینے اپنی تو اجل پیشتر آئی
کیا خبر تھی نظارۂ حسن رخ جانان
پھر جوشش گریہ سے مری چشم تر آئی
بلبل کی تو قسمت مین وہی دام قفس ہی
نالون سے کٹی رات تو غم کی سحر آئی

اب عیش کا اور غم کا برابر ہوا رتبہ
حسید سبح گئی پھر کے نہ ہم تک نظر آئی
تیغ نظر یار سے مقتول ہی عالم
کیا فائدہ ہی باد بہاری اگر آئی

وان جام لبالب ہی یہان چشم بھر آئی
کچھ خبر نہین چرخ برین کی نظر آتی
معلوم نہ دی کچھ کہ کدھر تھی کدھر آئی
کیا پوچھتے ہو ہاے بسر ہوتی ہی کیونکر

اسقدر حیرت روئی کہ ہچکی لگ گئی افراسیاب نے بمحبت سمجھایا کہا اے ملکۂ عالم اس سفر مین تمھارا ساتھ چلنا کسی طرح مناسب نہین ہی مین بڑی مشکل سے وہان تک پہونچونگا تمھارا گذر نہوسکے گا تم مقابلۂ مہرخ مین لشکر لیکر جاؤ یہ بھی اُن لوگون کا دستور نہین ہی کہ تقدم کرین پہلے طبل جنگی نہین بجوائے مین کسی ساحر زبردست کو روانہ کرونگا وہ مقابلے مین معروف رہیگا مین اپنے کو بہت جلد پہونچاؤنگا میرے دل کو کب آرام ہوگا اے جان جہان وا اے آرام دل مشتاقان راتین ہجر کی مجھ پر بھی تڑپ تڑپ کر کٹینگی تم نہ گھبرانا بخوبی ملکہ حیرت کو سمجھا کر تخت پہ سوار کیا لشکر ساحران غدار فوج بے شمار ہمراہ کرکے برائے مقابلۂ مسلمانان روانہ کیا آپ یکہ و تنہا تخت پر سوار ہوا طرف قلعہ تخت الشعاع کے روانہ ہوا زال جادو کو خبر ہوئی کہ شاہنشاہ تشریف لاتے ہین سر پیٹ لیا کہا اے صاحبو مرگ نو مبارک باشد یقین کامل ہی کہ اتحقاق صاحب بھی واصل جہنم ہوئے یہ کہکر سردارون کو ساتھ لیا برائے استقبال قلعہ سے نکلا اہتمام سواری کرتا ہوا افراسیاب کو لیکر قلعہ مین آیا تخت پر بٹھایا جام شراب پیش کیا جب افراسیاب کو نشہ ہوا کہا اے خیر خواہ دولت اتحقاق تو ایک مرد دیوانہ تھا بیجانے غرور مین اپنی جان دی اب چاہتا ہون اے خیر خواہ دولت نشان حجرۂ چہارم تباعرض کی حضور وہ راہ پرخطر اس لائق نہین ہی کہ آپ طی کرسکین صحراے رنج و مصیبت براز دہشت مسکن غولان بیابانی مقام حیرانی و پریشانی بڑی مشکل سے گذر ہوگا یہ مصیبت آپ سے نہ اٹھیگی افراسیاب نے کہا یہ نکہو اگر دریاے آتش درمیان مین ہوگا اُسکو بھی جھیل کر جاؤنگا نہین معلوم مجھکو کیا خیال ہی اس راز و نیاز کی کسکو خبر ہی زال جادو نے کہا مین اُس راہ سے نابلد ہون جو بزرگون سے سنا ہی اُسی طرح رہبری کرونگا گوشۂ صحراے ہستی مین اک قصر تعمیر کیا ہی ایک ساحر موسوم بہ ساحر ہستی اُس بستی مین رہتا ہی وہ نگہبان صحراے ہولناک ہی گرم روی مین بہت چست و چالاک ہی وہ اگر قصد کرے آپ کے ہمراہ ہو تب یہ صحراے پرہول طی ہوگا ورنہ وہان جانا بہت دشوار ہی افراسیاب نے کہا جلد تیاری کرو پاس ساحر ہستی کے چلو بارہ ہزار ساحر و غیر ساحر زال جادو نے جمع کیے آبدارخانے کا بڑا اہتمام ہوا پکھالون مین پانی بھروایا

اونٹون پر پکھالین لدوائین مشکین بے شمار بہشتی آبرو دار مراد یہ تھی کہ غربا بھی سیراب ہین تشنگی کا تشنج نہ ہمین سامان راحت وعیش واسطے افراسیاب کے مہیا کیے گئے اس کر و فر سے سمت صحراے ہستی چلے بعد قطع منازل وطی مراحل اس راہ مین اکثر دیہ قریہ ملے بعد کئی دن کے قریب صحرا پہونچے ساحر ہستی اپنی بستی مین مع چند ساحرون کے بیٹھا تھا ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا آتے ہین یہ سنکر گھبرا گیا ساتھ والون سے کہا سامری و جمشید خیر کرین کہ افراسیاب ایسا ذی حشم مالک چتر و علم طرف اس صحراے مصیبت خیز وحشت انگیز کے کیون آیا ساحرون نے عرض کی آپ ساحر جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ ہین راز دنیا سے آگاہ ہونگے کہ اس مشقت کو شہنشاہ نے اپنے اوپر کیون گوارا کیا ساحر ہستی نے جواب دیا ہم سمجھ گئے خداوند سامری و جمشید لکھ گئے ہین کہ جس سال صحراے ہستی مین بادشاہ طلسم ہوش ربا آئیگا وہ سال آخر عمر طلسم ہوش ربا ہی صاف ظاہر ہوا کہ شہنشاہ نواز کی فکر مین آئے ہین تین چہرے مٹے چوتھے کی فکر ہوگی ہوش ربا مین غدر ہی جو نوشتۂ تقدیر ہی وہی پیش آئی ہی بیکار حیران و پریشانی ہی ساحر ہستی ملول و حزین اندوہگین دو ہزار ساحر ہمراہ لیکر سوار ہوا اُس ویران بستی سے باہر نکلا تھا دیکھا افراسیاب پشت مرکب پر سوار ایک جانب نزال ناہنجار دس ہزار ساحر ہمراہ ساحر ہستی نے بڑھکر سلام کیا رکاب افراسیاب کو بوسہ دیا افراسیاب نے سر اُٹھا کے دیکھا سامنے ایک قریہ ہی کچھ چھپر پڑے ہین چند مکانات خام کچھ کھنڈل زمین ناہموار نشیب و فراز زراعت کا نام نہین عجب ویران بستی ہی جی مین کہتا ہی کہ یہی مقام سکونت ساحر ہستی ہی نوبت نقارے جو بجے دس پانچ گنوار ایک عزقی باندھے ہوے ننگے لچے دو چار لڑکے کالے کالے دس بیس عورتین بیٹھے ہوے لنگے صورتین ہیبت ناک جست کی ہنسلیان پیتل کی بالیان گاڑھے کی کرتیان نہ چالاکی نہ پھرتیان پیٹ بڑے بڑے سر پر چھوٹے چھوٹے بال المنحت کریہ منظر بد افعال یہ سب تماشا دیکھنے کو نکلے ہین زبان سنگلاخ بدتمیز گستاخ مرد عورتین لڑکے چیختے غل مچاتے سامنے افراسیاب کے آکر کھڑے ہوگئے افراسیاب کو سب دیکھ دیکھ کے ہنس رہے ہین لڑکے مان باپ سے طرف افراسیاب کے اشارے کر رہے ہین وہ سب جو ہنسے قہقہے مارے ہوے بدو ماغ مین افراسیاب کے آئی طبیعت گھبرائی منہ پھیر لیا ساحر ہستی سے کہا ان کمبخت نالائقون کو سامنے سے ہٹاؤ یہ انسان ہین یا حیوان ساحر ہستی نے کہا حضور یہ سب ہمارے رفیق انیس ہین اس شہر ویران کے رئیس ہین خبر پائی کہ شہنشاہ تشریف لائے ہین آپ کی زیارت کو سب آئے ہین افراسیاب نے ملازمون سے اشارہ کیا وہ کوڑے لیکر بڑھے مار مار کر سب کو ہٹایا بارگاہ استادہ ہوئی ساحر ہستی نے

عرض کی آج میرے واسطے بڑا شرف حاصل ہوا حضور اس ویرانے مین تشریف لائے سرفراز ہوا امیدوار ہون
کہ جو کچھ نان و نمک ما حضر نمکخوار قدیم کو ممکن ہی آج نوش فرمائیے افراسیاب خاموش ہو رہا کہ سرحدّارون کا
یہی دستور ہی بارگاہ مین داخل ہوا میان ساحر ہستی دوڑے بہت جلد واپس آئے دس مٹی کے گھڑے شربت
کے جلد تیار کر لائے اک جام مین انڈیل کر افراسیاب کے سامنے پیش کیا افراسیاب نے صورت شربت کی
دیکھی گاڑھا گاڑھا سیاہ افراسیاب نے حیران ہو کر کہا ای خیرخواہ دولت یہ کیا ہی کہا حضور راب کا شربت
بڑا ٹھنڈا ہوتا ہی دولتیان پیجیے آپ دھوپ مین آئے ہین بڑی فرحت حاصل ہوگی افراسیاب نے
اُلٹا ہاتھ مارا وہ جام گلی زمین پر گرا ساحر ہستی نے سر جھکا لیا ملازمون کی جانب بلیاس نے انکار کیا
ساحر ہستی گھڑون کو اٹھوا کر باہر لایا اپنے ساتھ والون کو جو اشارہ کیا لوٹ پڑے چلو لگا کر وہ الو
آدھا آدھا گھڑا پی گئے افراسیاب کو بہت ناگوار ہوا غصے مین بیٹھا تھا کہ عرض ہوئی خاصہ حاضر ہی
افراسیاب نے کہا لاؤ ساحر ہستی نے سامنے افراسیاب کے چھوٹی جوار کی موٹی موٹی روٹیان بیلے
مین سگھتا ایک کابی مین میٹھے چانول وہ بھی گڑ کے کنکرون کی شرکت بے حلاوت دال مین نمک ندارد
ناچار تھا مگر چٹنی بھی پیاز کی لایا ہری مرچین کتری ہوئین کالا کالا سرکہ خانہ ساز ہر ایک نعمت مین
سوز و گداز اور سب اگلے تو باجرے کی روٹیان پیالون مین مٹھا چھاسٹھا سب کچھ موجود افراسیاب
غصے مین کانپنے لگا کھانے کے بدلے غم کھایا کہا اس بیحیا سے کھوا اٹھا لیجائے ساحر ہستی نے عرض کی حضور
آپ کی لونڈی نے پکایا ہی افراسیاب نے کچھ جواب نہ دیا ملازمون نے کھانا اٹھوا کر پھکوا دیا اُس شب کو
افراسیاب نے مع ساتھ والون کے فاقہ کیا بوقت سحر ملازمون نے بہ تعجیل تمام خاصہ تیار کیا افراسیاب نے
نوش کیا شربت پیا جب طبیعت درست ہوئی ساحر ہستی کو بلوا کر کہا برادر تمنے خوب دعوت کی مابدولت
کے ساتھ عداوت کی ساحر ہستی نے دست بستہ عرض کی ای شہنشاہ سوا آپ کے غلام کے یہان کوئی البسر
نہین کر سکتا وہ زمین حماقت قرین ہی کہ دانہ بھی برباد ہوتے والا ناشاد و نامراد اہالیان دیہ کی صورت آپنے
دیکھی مرتے ہین لیکن کہان جائین بمشکل غلام نے اسقدر آباد کیا ہی یہان انسان کہان حیوان کا نام تھا
اب حضور بدعا سے دلی ارشاد فرمائین کیون اسقدر تکلیف اٹھائی شاید شہنا نواز کی فکر مین آپ آئے ہین
ای شہنشاہ گردون پناہ بہیا نتک آبادی ہی آیندہ حضور کو بڑی تکلیف ہوگی غلام برائے خدمتگزاری حاضر ہی
یہ بھی عرض کرتا ہون شہنا نواز کو عرصہ دراز گذرا گوشہ نشین عابد زاہد تارک لذات دینوی غلام خاص جمشید

وسامری نہایت مغرور ہے وہ کبھی نہ آئیگا افراسیاب نے کہا گردن پکڑ کے لاؤنگا یہ بھی مجال ہے کہ ما بدولت جائین اور وہ انکار کرے تم تیاری کرو سوائے رہبری کے کسی مقدمہ خاص مین دخل نہ دو ساحر ہستی سر جھکا کر خاموش ہوا فوج شاہنشاہی کو حکم پہونچ گیا بوقت سحر شاہنشاہ نامور سفر کرینگے ناگاہ مسافر ماہتابان نے کمر ہمت چست باندھی قافلہ باختری نے صدائے الرحیل بلند کی مسافران ثابت وسیارگان آنکھین ملتے ہوئے اُٹھے ہمراہ سیر قافلہ آمادہ سفر ہوکر منازل فلکی کو طے کیا سرائے مغرب مین جاکر چھپے اشعار

علم آفتاب نکلا جب
رد لق تخت لاجورد ہوا
فوج انجم ہوئی گریزان سب
ہوا میدان چرخ سے اکبار
شہ خاور سپہر گرد ہوا
مہ انجم سپاہ روبہ فرار

افراسیاب پشت مرکب پر سوار ہوا ساحر ہستی بطور راہبری آگے بڑھا یکایک افراسیاب نے دیکھا ابر عظیم بلند ہوا ہے جھونکے ہوائے گرم کے چلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے صورت نخل سایہ دار اُس صحرائے خارزار مین معدوم اور اُس مرز بوم وشوم مین صدائے بوم بھی نہین آتی مسکن غولان ویران بیابان مین وہ ہوا ایسے گرم چلی شاہنہائے نخل جل گئین تھے کا تیا نہین شاخین بار اُس صحرا مین کسی نخل نے پھل نہ پایا دریائے حدت کی طغیانی چشمون مین کھولتا ہوا پانی اگر کوئی مسافر بھٹک کر آجائے شدت تشنگی سے مرے اندھے کنوین دیکھے ٹھنڈی سانسین بھرے کانٹون کا جنگل خاک اُڑنے سے صحرا مین ہلچل دریائے ریگ روان کا جوش جابجا سراب چشمہ آب نایاب گرمی کی شدت آفتاب کی حدت صحرائے ہول خیز نمونہ صحرائے قیامت انگیز اُف اُف کی صدا ہر زبان سے بلند ہر خرد وکلان ورد مند گھبرا کر پکھالین اُتارین کھول کر پانی خشک ہوگیا برف خانہ گرم گرمی بازار آتش مزاجان سرد تمام صحرا گرد وبرد اتنے بڑے بادشاہ کی تعظیم کون کرے چونکہ بادشاہ طلسم ہوشربا ہے بونڈے گرد کے چرخ مار کر برائے تعظیم افراسیاب اُٹھتے ہین بیتھر چٹک رہے ہین شاید جسنحانہ مژگان سے طائر نگاہ نکلا گرمی سے جل کر کباب ہوا افراسیاب گھبرایا پسینے پسینے ہر چند کہ چتر زر کا سایہ ہے وہ چتر آگ کی انگیٹھی بن گیا شدت تشنگی سے کلیجہ جھن گیا ساتھ والے کئی ہزار آدمی ہلاک ہوئے گھوڑون نے منھ کھول دیئے زبانین نکال دین جابجا گرمی سے ٹھنڈے ہوئے ساحر ہستی نے جو افراسیاب کو بیتاب دیکھا گھبرا کر قریب آیا عرض کی خیر خواہان دولت اسی واسطے منع کرتے تھے کبھی اس صحرائے آتشناک مین انسان کا گذر نہین ہوا یہ منزل سخت ہے کئی ہزار بندگان عالی تڑپ تڑپ کر مرگئے افراسیاب خاموش کچھ جواب نہین دیتا جب ساحر ہستی نے بہت کہا افراسیاب نے جواب دیا آخر مراد کیا ہے مین تڑپ تڑپ کر اپنی جان دونگا والیس

نہو نگا وعدہ کرکے آیا ہون حاکم حجرۂ چہارم کو ساتھ لیکر آؤنگا اگر بلیٹون لوگ کہین گے شاہنشاہ سے سختی نہ اٹھائی گئی واپس آئے مابدولت کو حجاب ہوگا سلطنت کے بچنے کے لیے یہ سب انتظام ہین حقیقت مین ایسا صحرا کبھی نگاہ سے نہین گذرا ذرہ ہاے ریگ بیابان چنگاریون سے زیادہ تابش رکھتے ہین سب ملازم افراسیاب کو گھیرے ہوے آہ آہ کر رہے ہین چہرے سبکے سیاہ گرمی سے حال تباہ گھبرا کے ہیک نگاہ کو دوڑاتے ہین انجام اس صحراے آتش خیز کا نہین معلوم ہوتا وقت زوال ہی لیکن نیر اعظم کا وہی جلال ہی نظم مصنف

وہ صحراے پرہول و وحشت فزا	نمونہ وہ دشت جہنم کا تھا	اڑاتی تھی باد صبا سر پہ خاک
گریبان دشت جفا غم سے چاک	وہ سنسان ویران مصیبت کا گھر	تڑپتے تھے پیاسے پڑے جانور
یہ خشکی مین دریاے وحشت بڑھے	کہین غار تھے اور کہیں گڑھے	عجب وادی وحشت آباد تھا
ہر اک بوند لاغم سے برباد تھا	تپش سے دل راہرو ناصبور	ہر اک غار حدت سے رشک تنور

بڑی مصیبت سے اس صحراے آتشناک کو دن بھر مین افراسیاب نے طی کیا اُسی ویرانے مین ایک مقام پر اُتر پڑے شب ہوئی ہواے گرم کا چلنا موقوف ہوا شکوبھی پہاڑون سے دھوان نکل رہا ہی افراسیاب گھبرا کر کبھی بارگاہ مین جاتا ہی کبھی گھبرا کے نکل آتا ہی آسمان پر اندھیرا ماہ تابان مثل تابۂ آہنی سیاہ ہر ایک اختر خال چہرۂ زنگی چہار جانب سناٹا جب لبون پر جان آئی شب مصیبت و بلا کٹی اک دشت مین اکر ساحرہستی نے آواز دی اے سپہ سالار شہنشاہ نواز و اے ساحر شعبدہ باز اے پلنگ خونریز شاہنشاہ طلسم ہوش ربا تشریف لائے ہین سبنے دیکھا ایک جانب سے گرد اُڑی ایک ساحر کرگدن پر سوار قوی تن قوی من بلند بالا سیاہرو تیرہ درون سامنے سے نمایان ہوا آتے ہی قدم کو افراسیاب کے بوسہ دیا حیرت مین اکر پوچھا اے شہنشاہ گردون بارگاہ اس سفر سخت و صعب کو کیون گوارا کیا چہرہ سرکار کا تمتما گیا افراسیاب نے بخوشامد بصد شدومد پلنگ خونریز کو گلے سے لگا لیا کہا اے برادر ہم تمھاری ملاقات کے بہت مشتاق تھے خاص تمھاری ملاقات کی ہوس مین ہر سہ حجرہ ہاے بلا نیاز کرائے اے شہنشاہ نواز کو لینے آئے ہین پلنگ خونریز نے سر جھکا لیا کہا حضور وہ فقیر بیرزمین گیر تارک دنیا ولی مصاحب خاص جمشید و سامری کسی سے ملاقات نہین کرتے ہین بعد چھ مہینے کے ایک مرتبہ بمشکل زیارت سے مشرف ہوتا ہون آپ سے ملاقات ہونا غیر ممکن جو حکم دیجیے پیغام پہونچاؤن جواب باصواب لاؤن افراسیاب نے کہا مابدولت خاص ملاقات کے طالب ہین یہ تو سب صاحبون پر روشن ہی کہ مابدولت کل ساحران طلسم ہوش ربا پر سحر و ساحری مین غالب ہین قواعد طلسم سے مجبور و ناچار ہوے یہ مصیبت اٹھائی بدون ملاقات واپس نہونگے

پلنگ خونریز نے بارگاہ مین اُسی مقام پر استادکرائین لشکر فروکش ہوا افراسیاب کو ساتھ لیا طرف ایک درۂ کوہ کے لیکر چلا جب قریب اس درہ کوہ کے پہونچے افراسیاب کے کان مین منتر جنتر پڑھنے کی آواز آئی افراسیاب درۂ کوہ کے اندر آیا دیکھا ایک ساحر مہیب بشکل عجیب وغریب چھریان تمام جسم مین پڑی ہوئین بسبب کبر سنی کے کمر مین خم تصویر ٹھاکر کی سامنے رکھی ہوئی ادہراج کا مالا ہاتھ مین گھنٹی ہلا رہا ہے ٹھاکر جی کو بھجن گا کے رجھا رہا ہے افراسیاب عرصہ دراز تک کھڑا رہا اُس مغرور نے سر اُٹھا کر بھی نہ دیکھا پلنگ خونریز نے آواز دی ای شہنشاہ اقلیم افسونگری ای یکہ تاز میدان ساحری شاہنشاہ افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا ساحر خوشخو نگاہ روبرو تب اُس مغرور نے سر اُٹھایا نگاہ حسرت طرف افراسیاب کے دیکھکر پوچھا ای سپہ سالار دار ای پلنگ خونریز یہ کون شخص ہے کیا تم بادشاہ طلسم ہوشربا کو نہین پہچانتے شہنشاہ لاچین خوش آئین ہمارا خدمتگزار افسر ساحران نامدار سالہا سال اُس سے صحبت رہی اُسی کی وجہ سے ہم گوشہ نشین ہوے یہ کہکر وہ تو خاموش ہوا افراسیاب نے بڑھکر جواب دیا مابدولت کو آپنے نہین پہچانا شہنشاہ لاچین کے سامنے بھی کل امورات مالی و ملکی کا منتظم تھا اُنکو سامری و جمشید نے طلب فرمایا بہشت کی سیر کر رہے ہونگے بیس برس گذرے مجھکو سلطنت کرتے آپ کی جاگیرین مین نے بحال رکھین اب آرزو ہوئی کہ قدم بوسی سے مشرف ہون شہنانواز خوب قہقہا مار کر ہنسا کہا ای افراسیاب ہمارے خواب مین سامری و جمشید آتے ہین حال نشیب و فراز عالم بتا جاتے ہین لیکن وہ مقدمات راز خداوند ہین زبان سے کہنا مناسب نہین جو کچھ تمنے کیا خوب کیا روح سامری کو محجوب کیا چراغ حیات مشعل گل ہوا تاریک شکل کش کا قتل ہوا نقارۂ جمشیدی شکست قتل اتفاق کا بندوبست بوجہ احسن ہوا طلسم کشا کی سرکشی اہالیان طلسم نور افشان کی لشکر کشی اب ہمین لینے آئے ہو کیا تحفہ لائے ہو یہ کہکر شہنانواز نے جام شراب پیا افراسیاب نے فوراً جسم سے بوٹی کاٹی کباب بنا کر اپنے ہاتھ سے شہنانواز کو کھلائے شہنانواز کباب کھاکر بہت خوش ہوا کہا ای شیر بیشۂ طلسم ہوشربا ای بانی بنای ارکین ظلم وجفا مابدولت کو بڑا لطف ملا تو نے گزک کھلائی اب تیری مراد دلی بر آئی سب دشمن پامال ہونگے تجھکو خوشی اُنکو ملال ہونگے ای شہنشاہ ساحران وای مددگار سامری پرستان مابدولت کو عبادت سامری مین وہ لطف ملا ہے کہ اُسکو بیان نہین کر سکتا یہ پلنگ نوجوان ہمارا قدیم رازدان کافی ہے یہ تمھارے ساتھ جائیگا جسوقت شہنائے جمشیدی بجائیگا مقابلہ کرنے والے کا سر پھٹ جائیگا موت سے مہلت نہ پائیگا زمان انقلاب ہے دل کو اضطراب ہے شاید کوئی افتاد پڑے اسوقت مین گوشۂ عافیت سے قدم باہر نکالونگا ایسا نہو قصر طلسم ہوشربا کی بربادی ہو مابدولت پھر بھی تجویز

کر سکتے ہین اگر مین تمھارے ساتھ گیا شاید کوئی خرابی ہوئی تو چشم زدن مین طلسم ہوش ربا برباد ہو جائیگا ہمارا نہ جانا مناسب ہی اسطرح افراسیاب کو سمجھایا کہ اُسکے ذہن مین آگیا اور یہ بھی شہنا نواز نے کہا ای افراسیاب وہ تحفہ ساختۂ سامری ہی کہ جسکی صفت ناممکن تیغۂ آبدار ہی جسکے ہاتھ مین ہو اُسی کے ہاتھ سے کام کریگا اتنا کرنا کہ عیارون سے پلنگ و شہنا کو بچانا اگر کہین اُسپر دشمنون کا قبضہ ہوا ہمکو جان بچانا دشوار ہوگا افراسیاب نے کہا کسی کی کیا مجال کہ اسکو نگاہ کج و یکھے مین خود حفاظت کرونگا ایک لمحہ پلنگ کو تنہا نہ چھوڑونگا شہنا نواز نے عرصہ دراز تک شہنا کے اوصاف بیان کیے پلنگ کو مکرر سمجھایا شہنائے جمشیدی اُٹھائی ہاتھ مین پلنگ خونریز کے دی کہا ای پلنگ یہ جان لے کہ جان اپنی تیرے سپرد کی بہت احتیاط سے کام کرنا شہنشاہ کی محبت و شفقت پر ناز نکرنا تین حجرہ ہاے بلامٹا کے تشریف لائے ہین کیا کہین ایسی نعمت کھلائی ما بدولت کو شرم آئی پلنگ نے عرض کی غلام بہت ہوشیار رہیگا اب افراسیاب و پلنگ شہنا نواز سے رخصت ہو کر بیرون درہ کوہ آئے ایک مقام معقول پر بارگاہ استادہ ہوئی ساحر ہیتی و زال جادو مع لشکر آگر ہو پہنچے پلنگ نے بڑی کیفیت سے سامان دعوت افراسیاب مہیا کیا کہا ای شہنشاہ یہ وہ مقام ویران ہی کہ جہان طائر تک نہین آتا اگر اس وادی وحشت ناک مین شیر آجاے عطش و حرارت تشنگی سے جگر آب ہو حقیقت مین آپنے بڑی جرأت کی ان منازل سخت کو طی کیا اب واپس ہونے مین بھر وہی مصیبت ہی اور راہ سے آپ کو لیچلونگا شاید کچھ کمی ہو اُس شب کو اُسی صحرا مین رہے بوقت سحر پلنگ نے سامان سفر آراستہ کروایا پلنگ رہبری کر کے لیچلا کبھی شب کو سفر کرتے ہین کبھی دن کو صورت قطع منازل ہوتی ہی مگر آرام ان منزلون مین نایاب افراسیاب مثل ماہی بے آب بیتاب استادان سخنور نے اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرمایا ہی کہ افراسیاب جس منزل مین شب کو اترتا ہی شب بھر تڑپ تڑپ کے بسر کرتا ہی دن کو حدت آفتاب شبکو یہ اضطراب ساتھ والے صدہا ہلاک ہوے تیسری منزل مین افراسیاب نے بیقرار ہو کر کہا کہ کہین ای پلنگ خونریز اب کی منزلین باقی ہین دیکھیے زندگی مین کوئی صحرا سبزہ زار ملیگا یا اسی گرمی مین جان جائیگی کسطرح صورت فرحت نظر آئیگی پلنگ نے کہا ای شہنشاہ آج شبکو مقام کوہستان ملیگا شب وہان بسر ہوگی منازل کوہستان مین بھی سختی ہی اسکے بعد صحراہاے سبزہ زار ضرور ملینگے ایک بستی کی مصیبت اور باقی ہی نہایت سامری راہ سخت طی ہوئی دو راتون کی مصیبت اور باقی ہی اُس منزل کو بمشکل طی کیا ایک مقام پر آکے فروکش ہوے افراسیاب نے دیکھا حقیقت مین بڑے بڑے پہاڑ مثل دل کافران اجاڑ دن کی دھوپ جو پڑی پتھر چٹک کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہین شام ہوئی لیکن سیاہ و

چنگاریان نکل رہی ہین افراسیاب گھبرایا ہوا اندر بارگاہ کے آیا چھپر کھٹ پر آکے گرا نہ کھانے کا ہوش نہ پانی کا جوش اف اف کر رہا ہی زال و پلنگ و ساحر ہستی حاضر ہوے دیکھا کہ افراسیاب بیہوش پڑا ہی بمشکل اُٹھایا کھانا کھلایا سب اپنے اپنے مقام پر گئے افراسیاب کو نیند نہین آتی دل سے باتین کرتا ہی اگر ایسا جانتا کبھی شہتنا لینے نہ آتا دیکھیے زندگی مین اپنے محبوب جانی یار جاودانی سے ملون یا نہ ملون تصویر حیرت جادو آنکھون کے سامنے آئی بیقرار ہوکے چھپر کھٹ سے اُٹھا ٹہلنے لگا اسی بیقراری مین یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

آتش ہی تری گرمی بازار محبت
کس منہ سے کرونگا مین پھر اظہار محبت
کیونکر نہ کراہے وہ بھلا ناصح بیدرد
بچتے ہی نہ دیکھا کبھی بیمار محبت

کیا لیگا بجز داغ خریدار محبت
کرتے ہین اسیر قفس و دام بھی فریاد
حبس دم مین کھٹکتا ہی بڑا خار محبت
قاصر ہی زبان شکر مین قاتل کے ہماری

کیون مجھکو نہ مارا غم دوری نے تری آہ
لے سکتے نہین سانس گرفتار محبت
دعوی مری صحت پہ مسیحا کو غلط ہی
آسان نہین آسان نہین دشوار محبت

افراسیاب یاد مین حیرت کے یہ اشعار پڑھ رہا ہی تکلیف بھی دن کو انتہا کی اُٹھائی شبکو بھی راحت نہین جب بچھونا لگا ہواے گرم کا چلا مُنہ پھنک گیا بہت نادم ہوا کہ اس جنگل مین کیون آیا دیکھیے آج کی رات کیونکر بسر ہو جان نہ بچیگی یہ بلاے سیاہ شب مصیبت و الم مجھکو کھا جائیگی یہ کہکر چھپر کھٹ پر اُٹھ بیٹھا یہ بڑا خیال ہی کہ سحر کو صبح ہو جائیگی یہ منزل مصیبت و آفت کیونکر کٹیگی افراسیاب تڑپ رہا ہی یکایک کراہنے کی آواز کان مین آئی پھر رونے کی صدا بلند ہوئی وہ آواز دردناک ہی کہ کلیجے کو برماتی ہی افراسیاب کے کلیجے پر تیر پڑنے لگے گھبرا کر باہر نکل آیا سر اُٹھا کر دیکھا صداے جگر خراش جس سے دل پاش پاش ہو بالاے کوہ سے آتی ہی لیکن مہ دانہ اندھیرا ہی لشکر ظلمات نے تمام کوہ و صحرا کو گھیرا ہی اپنا ہاتھ اپنے کو نہین معلوم ہوتا مگر صدا رہ رہ کے آتی ہی کبھی نحیف کبھی ضعیف کبھی دردآمیز کبھی وحشت انگیز کبھی یہ معلوم ہوتا ہی کچھ چنگاریان نکلتی ہین کسی گنہگار کی ہڈیان جلتی ہین کبھی آواز آئی او گنہگار بیکار تو نے دو سو خداؤن کو چھوڑا خداے نادیدہ کو قبول کیا مصاحب صاعقہ مری کو شل نقش قدم مٹایا او بیباک سفاک تجھکو خوف نہ آیا اب تو سو برس ہین رہ جفاے سنگین سہ ابھی نرک کنڈ کہان یہ اُسکے صحرا کا اک نمونہ ہی بعد عرصۂ دراز یہ حال کھلیگا شدائد عذاب خداوندی ابھی نہین دیکھے جب یہ آواز بقہر و غضب آتی ہی تب صداے نحیف بعجز و منت بلند ہوتی ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی گنہگار توبہ کرتا ہی بلک بلک کر روتا ہی نظم

کردم ز شراب ناب توبہ
در لفظ شراب چون بود آب

وز گفتۂ ناصواب توبہ
با تشنہ لبے ز آب توبہ

میساختمش بباده ممزوج
در وصف پیادہ چون شریک است

بے خستگی از گلاب توبہ
صد بار ز شهد ناب توبہ

مستانہ رود اگر سمندم	باغم کند از رکاب توبہ	گر عرض کنم زبان مستی	از نشہ کند شراب توبہ
گر در دندانم بہ سنجد	زاسیب کند عذاب توبہ	تا بادہ بخواب ہم نہ بینم	شاید کہ کنم زخواب توبہ
می دیدم و پیچ و تاب خوردم	از خوردن پیچ و تاب توبہ	چون دیدہ زتوبہ لذتم کرد	از راہ زبے شراب توبہ
ہر دم زنتائج گناہم	صد برہ کند کباب توبہ	دل توبہ کنان و نفس گویا	از توبۂ ناصواب توبہ
در عہد شباب توبہ کردم	با وا زمئے شباب توبہ	در کشور ہند عشرت انگیز	کردیدہ کسے بخواب توبہ
سیلہ بفغان و شیون اوست	و آہنگ نی و رباب توبہ	لب زہر ترانہ چند ریزد	از زیرش این لعاب توبہ

اسطرح توبہ توبہ کی آواز آتی ہی کہ زمین تھراتی ہی افراسیاب گھبرا کر خیمے مین چلا آیا پردہ چھوڑ دیا روزن مین سے دیکھنے لگا چنگاریان نکل رہی ہین صاف معلوم ہوتا ہی کہ کسی پر کوڑے پڑ رہے ہین صدائے گنہگار کے معنی تو سمجھ مین آئے ہین وہ جو آواز قہر و غضب ہی نہین معلوم کونسی زبان ہی افراسیاب گھبرا کے بیٹھ گیا پھر اُٹھا دل بیٹھا جاتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی کانپ رہا ہی خوف سے ہانپ رہا ہی کبھی پکارتا ہی یا سامری و جمشید خیر کرنا یہ کیا ماجرا ہی دل پر ہجوم غم و الم ہی شاید یہ گوشہ وادی جہنم ہی کسی پر عذاب ہو رہا ہی گنہگار بلک بلک کے رو رہا ہی لیکن بڑے دو سو خداوندون کا گنہگار ہی تقریر سے ثابت ہوتا ہی کہ بہت مجبور رونا چار ہی افراسیاب اسی اضطراب مین بیتاب ہی کہ گنہگار نے آواز دی ارے یارو مجھکو نہ مارو دہائی ہی افراسیاب جادو کی ای بھائی میری مدد کو پہونچو اس عذاب عظیم سے بچاؤ ہائے کیا غضب ہوا منہ سب چھپا ہے منھ پھیر بقول مومن دہلوی مطلع اگر غفلت سے باز آیا جفا کی + تلافی کی بھی او ظالم تو کیا کی + اپنے نام کی دہائی سنکر افراسیاب کچھ خوش ہوا کچھ ڈرا کہ ایک بعد عرصۂ دراز کے قیدی زندان مغرب یعنی آفتاب عالمتاب بخیر اسے شعاع مین جکڑا ہوا فوج ضیا مین گھرا ہوا لرزان و ترسان بارنگ زرد میدان چرخ نیلی پر برائے محنت و مشقت لبصد مصیبت نمایان ہوا افراسیاب گوشۂ باغ مین چھپا ہوا بیٹھا ہی صبح ہوتے ہی وہ صداہائے قہر و غضب موقوف ہوئین کراہنے کی آواز باقی ہی کہ زال جادو و ملنگ خونریز و ساحر ہستی وغیرہ خدمت مین افراسیاب کی آئے دیکھا افراسیاب بیٹھا کانپ رہا ہی پسینے پسینے رنجیدہ کبیدہ ہاتھ پانؤن مین رعشہ رنگ چہرے کا اُڑا ہوا زال وغیرہ نے پوچھا ای شہنشاہ خیر تو ہی آج ہمنے سامان سفر تیار نہین کیا پہاڑون کی منزل سختی مین کٹتی ہی افراسیاب نے کہا ای ملنگ خونریز قریب ہی کہ روح میری قالب سے نکل جائے سامنے پہاڑ پر شاید کوئی گنہگار مقید ہی رات بھر اُسپر عذاب ہوا میرے دل کو پیچ و تاب رہا کوئی گنہگار رابدولت کی دہائی دیتا تھا نام سامری و جمشید لیکر واسطہ بزرگان دین دیتا تھا مین رات بھر ۲۰

سنا کیا پلنگ نے جواب دیا ای شہنشاہ یہ تو مین نے بزرگون سے سنا ہی کہ یہی صحراے ہوش ربا ہی مقام نزول سامری و
جمشید یہ بھی معلوم ہوا ہو نے دو سو خداوند اس صحرا مین بصورت عجیب و غریب تشریف لاتے ہین بعض کو زیارت بھی ہوئی
برن بدل لیتے ہین صدائین مہیب تو اکثر مین نے بھی سنی ہین میری عقل مین یہ آتا ہی آپ کے لوگ جا کر اب شریک
مسلمانان ہوے محبت خدا سے نادیدہ مین مارے بھی گئے انھین سے کسی پر عذاب ہوتا ہوگا اسوجہ سے آپکا نام لیکر
دوہائی دی افراسیاب نے کہا چلکر دیکھو شاید کچھ نشان باقی ہو گوش ہوش سنو کراہنے کی آواز آتی ہی وہ ٹھنڈی
سانس بھری سنتے کہا تشریف لیچلیے افراسیاب آگے آگے پشت پر تمام ساحر لیکن بہان افراسیاب سے لرزان
و ترسان بیرون بارگاہ آئے سب نے کراہنے کی آواز سنی کہ کوئی غریب بیچارہ آہ آہ کرتا ہی افراسیاب نے سر اٹھا کر
دیکھا اک کوہ بلند فلک شکوہ انتہا کا بلند و مرتفع اگر دیکھنے والا سر اٹھاے کلاہ سر سے گر جاے اچھی طرح طائر نگاہ
شاخ کوہ پر نہین پہونچتا بڑے عرصے مین افراسیاب نے نگاہ ڈالی دیکھا اک تصویر سنگ سیاہ کی قلۂ کوہ پر رکھی ہی دہن
تصویر کھلا ہوا صداے آہ آتی ہی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہین آنکھون کو بھی گردش ہی یہ دیکھکر افراسیاب
نے کہا یارو فرشتگان عذاب چلے گئے گنہگار پتھر بنا کھڑا ہی لیکن اس صورت سے کسی قدر نگاہ آشنا ہی اب لشکر مین
ہلڑ ہوا سب نے بنگاہ غور دیکھا حقیقت مین تصویر پتھر کی رو رہی ہی جسم بالکل سیاہ جابجا سے دھوان نکل رہا ہی
صاف ظاہر ہی کہ حرارت گناہ سے ہر ایک عضو جل رہا ہی تمام اہالیان لشکر دوڑے اس درد سے وہ تصویر
سنگ روتی ہی کہ سننے والون کے کلیجے پھٹے جاتے ہین جب لشکر مین غلغلہ ہوا سب صدائین دینے لگے یا سامری
و جمشید یا لات و منات اپنے گناہ ہاے گذشتہ سے توبہ کرتے ہین الامان الامان افراسیاب نے کہا یارو رات
کو اگر تم سب عذاب ہوتا دیکھتے کلیجے پھٹ جاتے فرشتگان عذاب کی صداہاے مہیب کہ وہ زبان سمجھ مین نہین آتی
اس گنہگار کا بلکنا توبہ کرنا مین نے بخوبی سنا ایک مرتبہ یہ بھی کہا تھا دہائی ہی افراسیاب کی سب کانپنے لگے کہا
ای شہنشاہ یہ معرکہ کبھی نہین دیکھا افراسیاب نے کہا بارگاہ مین اکھڑو لیون پر دم ہی حقیقت مین یہ وادی جہنم ہی
یہ تو خوب ظاہر ہوا کہ ہمارے لشکر کا کوئی گنہگار ہی مسلمان ہو کر مرا عذاب مین مبتلا ہوا دیکھو یارو شرف مذہب
سامری و جمشید مثل آفتاب عالمتاب کے روشن ہی اس کرامت کی خبر جا کر مشہور کرو کتابون مین لکھین جسکا جی
چاہے یہان آکر دیکھ جاے مگر یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی یہ کہکر افراسیاب نے چاہا واپس ہو وہان سے
پلٹے کہ اس تصویر نے بہ حسرت آواز دی ای شہنشاہ عالیجاہ ای حاکم گردون بارگاہ ای مقبول سرکار سامری و جمشید
ای راز دار خداوند لقا ای اطاعت گزار یکتا واسطہ سامری و جمشید کا چند ساعت ٹھہر جا اس گنہگار رلیے دیار

کی مصیبت کو سن لے ای شہنشاہ رحم کر ای حاکم عادل ای نہنگ بحر شہنشاہی ای آبروے دریاے طلسم ہوش ربا ای ناخداے کشتی ساحران میری کشتی غرق ہونے سے بچالے گرداب محیط مصیبت مین پھنسا ہون دوسرا افسوس یہ ہی کہ اپنے غلام قدیم کو نہین پہچانا جان نثار سر فروش نمکخوار نے اسی گھر کے تصدق مین عزت و آبرو پائی شامت اعمال نے یہ مصیبت دکھائی آپ نے نہین پہچانا اب افراسیاب نے اچھی طرح جو خیال کیا طرز کلام و صورت تصویر سے ثابت ہوا کہ ملک احول مربع نشین ہی افراسیاب ٹھہر گیا کہا میری نگاہ نے خطا کی ای احول ساتھ کھیل کر پرورش پائی یہ کیا مصیبت اُٹھائی محبت مسلمانون مین کیا کیفیت ہوئی اب مین نے بخوبی پہچانا اسوقت تک نہ سمجھا تھا ارے رات کو تجھپر عذاب ہوتا تھا احول نے اک آہ کی کہ دھوان مُنھ سے نکلا تڑپا پتھر کا مجبوب ہوکر سر جھکا لیا کہا ای شہنشاہ مسلمان بدبختون کا نام نہ لیجیے خداے نادیدہ کہان ہی لونے دو سو خدا وندون کا جاہ و جلال عیان ہی ای شہنشاہ گردون بارگاہ میری مصیبت کو بگوش ہوش سماعت فرمائیے چند ساعت تکلیف اٹھائیے افراسیاب کی آنکھون مین آنسو بھر آے پتھر کی تصویر وہ بھی سیاہ حال تباہ ہر کلام مین آگ کی تابش و حرارت آفتاب جون جون بڑھتی ہی بیچین ہوکر پتھرون سے سر ٹپکتا ہی کلیجے مین خار الم کھٹکتا ہی افراسیاب نے تھرا کر کہا او بدبخت جلد اپنا حال مصیبت مآل بیان کر احول نے اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی یہ اشعار مصیبت خیز پڑھنے لگا نظم

گر سموے وزد زباغ ولم	ثمرات جنان خراب شود	گر شرر آہم کنند در دامن	منبر الانس و جان خراب شود
ہمتم گر بسیا ما بر چیند	کشور لامکان خراب شود	گر من از گفتگو بیا سایم	دار ملک زبان خراب شود
دل و طبعم اگر نہ عطسہ زند	عنبر و ریاد و کان خراب شود	من کجا جنبش روزگار کجا	خانۂ آسمان خراب شود
چند گویم کہ گر زباد اُفتم	بشکند این و آن خراب شود	شیشۂ آسمان بہ تہ سنگ	گر بخفتم جہان خراب شود

ابتدا سے کیفیت عرض کرتا ہون جب مجھکو کوکب باغی نے نامہ لکھا کہ افراسیاب زبردستی میرا ملک چھینے لیتا ہی مین وہان سے آیا باغ بر آن مین پہونچا بران بدنصیب رو رہی تھی میرے قدمون پر گر پڑی کہ شہنشاہ کے دوستون کو افراسیاب قید کر کے بارگاہ مین لیے جاتا ہی بوجہ سرکشی دکھاتا ہی مذہب کا کچھ ذکر نہ کیا اصل مطلب فساد نہ بتایا اُس نالائق کو مین نے گودیون مین پالا تھا اسطرح رولی کہ دل بیچین ہو گیا جا کر سردارون کو اُس بارگاہ سے نکالا ای شہنشاہ تیرے سر کی قسم اُسوقت تک مین مذہب سے آگاہ نہ تھا آپ جب میرے مقابلے مین آئے یاد کیجیے آپنے بھی کچھ ذکر مذہب نہ کیا کشتہ سحر کر کے

قیدخانے مین شہاب گلگون پوش کے بھیجدیا مین غصے مین سر ٹکراتا تھا یہی دل مین کہ ہاے افراسیاب کا
پیر بھائی ہون میرے واسطے یہ طولانی قید کئی برس قید رہا کسی نے خبر نہ لی عمرو و برق وغیرہ نے رہا کیا وہ
عیاران مکار ایسے سحر بیان ہین باتو نمین میرا قلب الٹ دیا حقیقت مین مین نے سامری وجمشید کو برا کہا اُنکے
ہمراہ ہوا جھوٹ بات منھ سے نہ کہونگا ساربان زادے سے عہد کرلیا کہ تمھاری جانب سے لڑونگا میدان کارزار
مین اُسوقت پہونچا کہ اختقاق نے سب کا جی چھڑوا دیا تھا نور افشان ایسا چرب زبان ہی اُسنے کسطور سے سمجھایا
مجھ بدنصیب کے خیال مین نہ آیا کہ مصاحب سامری کو مٹاتا ہون اپنے شہنشاہ کو سرکشی دکھاتا ہون المختصر جوش محبت
نور افشان مین اپنا گلا کاٹا نقارہ پھٹا اختقاق مرا میری روح بھی قالب خاکی سے نکلی چند ساعت بیہوش رہا
اب جو آنکھین کھول کر دیکھا الشکل تصویر سنگ اس پہاڑ پر بیٹھا ہون پونے دو سو خداوند جلوہ فرما ہین اختقاق
کو سامری وجمشید نے اپنے پہلو مین بٹھایا خلعت فاخرہ پہنایا بہ محبت فرماتے ہین ای مصاحب قدیم ای مشیر ندیم دنیا
مین تو گھبراتا تھا ہمنے تجھکو بلا بھیجا اب ہمارے ساتھ بہشت مین چلو سیر کیا کرو دنیا کے جھگڑون سے چھوٹے اب ملک
عدم کی سیر کرو یہان غم والم کا نام نہین مصیبت سے کام نہین عیش جاوید ہر ذرہ یہان کا خورشید نعمتہاے
بہشت کھانا کاہے ما ہے ہماری صحبت مین بھی آنا ای شہنشاہ اختقاق کو شگفتہ پایا اپنے کو زار و نزار مصیبت
سخت مین گرفتار دیکھا سامری وجمشید نے کہا کیون او نالائق بدکار بدسرشت تیرا خدا ہے نادیدہ کہان ہی ان
اسکو مار و سو برس کا مجھپر عذاب مقرر کیا ای شہنشاہ کالی کالی صورت کے فرشتے آئے مجھکو کوڑے مارتے تھے
دمبدم یہی کہکر للکارتے تھے او احول ساربان زادے کو بلا وہ تجھکو بچا ئیگا پونے دو سو خداوند ہنستے کھیلتے
اختقاق کو ساتھ لے کر چلے گئے اب آٹھ پہر مجھپر عذاب ہی رات کو آکر فرشتے صور ہاے مہیب کھاتے مین گرز ہاے
آتشین مار کر جلاتے ہین پھر پتلہ بناتے ہین شب بھر وہ عذاب دن کو حدت آفتاب اکثر فرشتون نے آکر یہ بھی
طعن کی مسلمانون نے آکر تیری خبر نہ لی ای شہنشاہ تیرا خطاوار ہون راتون کو تیرا نام لیکر دہائی دیتا ہون کوئی
نہین سنتا اب میری مدد کر خطاوار مجبور وناچار اگر زندگی حاصل ہوتی تیری خاک پا کا توتیا ے چشم بناتا سر فرو شی
دکھاتا اب اس صحراے مصیبت مین پڑا ہون واسطہ سامری وجمشید کا بچائیے اگر آپ کی دعا سے زندہ ہو جاؤن
عمر بھر قدم نہ چھوڑون اگر آپ خطا معاف کرین کیا عجب ہی کہ سامری وجمشید اس عذاب سے نجات دین زندہ
ہونا تو دشوار ہی مگر بخدمت خداوندون مین رہونگا یہ جفاے عذاب نہ سہونگا آپ کے یہان بڑے مرتبے ہین
بڑے بڑے آپ کے لیے باغ بناے گئے ہین جو جو آپکی محبت مین مرے اُن باغون مین اُنکو جگہ ملی اگر زندہ

کی کھلی جو پرستار غدائے نادیدہ مرے انکا حال کیا کیا گیا مجھسے بدتر مصیبت مین گرفتار ہین آٹھ پہر روتے ہین
ان کمبختون پر عذاب شدید ہوتے ہین آپ اگر یہان ٹھہر کر پوجا سامری کا کرین دکار کرین ای پوے دو سو خداوند
مین نے اسکی خطا معاف کی کیا عجب ہو نجات پاوین کسی باغ مین جگہ ملے اسطرح پر جو اس تصویر سنگی ملک احول نے یہ
حالات مصیبت آیات بیان کیے سب ہمراہیان افراسیاب تھرا گئے بعضے یا خداوند کہکر بیہوش ہوے بعضے توبہ توبہ
کرتے تھے بعضے قدمون سے افراسیاب کے لپٹ گئے کہتے تھے ای شہنشاہ دنیا و عقبی مین تیری ہی سلطنت ہی تو مقبول
بارگاہ قدرت ہی زال جادو و پلنگ خونریز نے کہا ای شہنشاہ ہر چند کہ یہ گنہگار ہی مگر آپ کا قدیم نمکخوار ہی جو کچھ
اسنے کیا اسکا خیال نفرمائیے از خردان خطا واز بزرگان عطا جلد سامان عبادت مہیا ہو عبادت سامری کیجیے
گناہ اسکا بخشدیجیے یقین کامل ہی یہ بیچارہ اس مصیبت سے نجات پالے عمر بھر سامری پرست رہا ہر اسے جنہے
خدائے نادیدہ کو سجدہ کیا خوب مصیبت مین پھنسا اب سب لونڈیان غلام حال اس عذاب کا سنکر تائب ہو جائینگے
نام خدا ان پرستی زبان پر نہ لائینگے افراسیاب کو بھی عبرت ہوئی اسی مقام پر زیر کوہ چھوٹا سا خیمہ استادہ کرایا سامان
عبادت موافق مذہب سامری پرستی مہیا ہوا کتابین ہاتھ مین لیکر افراسیاب بیٹھا سامری نامہ پڑھکر پکارنے لگا یا سامری
و جمشید یا لات و منات ای خداوند دم خبیثہ ای لوٹک لوما جھوٹک جھوٹا ازمل ازمل خیراڈیا مین نے دل سے
خطائے احول معاف کی عذاب سے یہ بیچارہ نجات پائے اگر مناسب مشیت ہو زندہ ہو جائے یا خداوند
تمھاری قدرت روشن ہوئی یہ جو زندہ ہوکر ساتھ چلے تمام عالم سامری پرست ہو جائے افراسیاب نے
دیر تک دعا کی پہر دن باقی تھا سب ملازمان افراسیاب مع زال و پلنگ و ساحر ہستی طرف پہاڑ کے
دیکھ رہے ہین دھوپ جو پڑی احول زیادہ بیقرار ہوا جسم سنگی سے چنگاریان نکلتی تھین جسم سے چٹک چٹک کے
ٹکڑے پتھر کے الگ گرتے تھے احول ہائے وائے کہکے چیخ رہا تھا جب افراسیاب نے کئی مرتبہ دعا کرنے مین
کہا یا خداوندمین نے اسکی خطا معاف کی آپ بھی معاف فرمائیے یکایک وہ تصویر سنگی اپنے مقام سے اٹھی گویا سنگین
خول جسم پر تھا بیچ سے وہ خول چٹکر گرا اندر سے اس خول کے ملک احول برہنہ نشین نمایاں ہوا جو لباس پہنے نکلا
اور اپنے کو ہلاک کیا گلا کاٹا وہی لباس لیکن میلا کچیلا چہرے پر بڑے بڑے آبلے پڑے ہوے جسم سیاہ حال
تباہ لشکر مین ہلڑ ہوا ای شہنشاہ برون بارگاہ آئیے تصویر سنگی میں اندر سے گنہگار پیدا ہوا ارے یار دشمن ہاہ
تو سیاہی بھی چہرے کی دفع ہوئی آبلے بھی بھوٹے چہرے پر بحالی آئی رعنائی زیبائی بڑھتی ہی عذاب سے
چھوٹا اب تو خاصہ نوجوان لباس پہنے کھڑا ہی یا روتا تھا یا ہنس رہا ہی افراسیاب خیمے سے نکلا پکار کر پوچھا

کیون بھائی احول کیا کیفیت ہی احول نے کہا سامری و جمشید تجھکو سلامت رکھین دعا تیری قبول ہوئی اس گنہگار کو سعادت حصول ہوئی ابھی فرشتے نے آکر تصویر سنگی سے نکالا یہ مژدہ سنایا دیکھ بتصدق شہنشاہ سے تیری خطا معاف ہوئی اب تو چھوٹا باغ رہنے کو ملا ابھی سو برس نظر بند رہیگا لیکن عذاب سے چھوٹا اگر شہنشاہ دنیا مین آنے کا حکم سنوا فرشتے نے خبر دی تو خام طبع ہی اگر دنیا مین جائیگا پھر مصیبت اٹھائیگا مین نے خود انکار کیا دنیا مقام زشت ہی بعد تھوڑے دنون کے سیر بہشت ہی لیکن ای شہنشاہ تیرے صدقے تیرے قربان دل یہی چاہتا ہی کہ تیرے ساتھ چلون لڑ بھڑ کر لڑائی فتح کرون کوکب و نور افشان کی بوٹیان کاٹ کاٹ کر کھاؤن برآن کو چیر کر پھینکدون اُسی ناہنجار بدکردار نے مجھکو برگشتہ کیا خداوند سامری و جمشید نالائقون سے سمجھین گے مین مجبور و ناچار ہون دنیا مین آنے کا حکم نہ ملا ورنہ تماشا دکھلاتا لیکن

ای شہنشاہ تو نے عذاب الیم سے بچایا کیا شکریہ ادا کرون اشعار

اگر ہر موے من گردد زبانے
نہ توانم بہ ہر یک داستانے
بیارم گوہر شکر تو سفتن
سر موے ز احسان تو گفتن

اک ایک خیر خواہی کرتا ہون بخوبی یاد رکھیے یہان سے دو کوس پر ایک جنگل ہے کہ اُسکو صحرائے مشک بیز کہتے ہین وہان اک نخل ہی عجیب و غریب نمونۂ قدرت خداوندی وہان ہمیشہ بونے دو بو خداوند آتے ہین گھڑی دو گھڑی ٹھہر کر چلے جاتے ہین بیخ نخل یعنی تنۂ درخت کو قدرت سے خالی کیا ہی خداوند جمشید ہر وقت اُسی درخت مین تشریف رکھتے ہین حقیقت مین یہ بڑا خداوند سب کا افسر ہر ایک سے بہتر و برتر جاکے قریب نخل فریاد کرنا کہ یا خداوند جمشید مجھکو میرے ملازمون نے تباہ کیا ہزار ہا بندے تیرے قتل ہوے خوب فریاد کرنا جہانتک ہوسکے اُس مقام پر بخورات روشن ہو تیری دعا ہر وقت قبول ہی خداوند جمشید بڑی تیری صفت فرماتے ہین فوراً وہ تنۂ درخت کھیلگا تخت یاقوتی پر خداوند جمشید جلوہ فرما ہونگے ای شہنشاہ عالیجاہ قدمون سے لپٹ جانا کہنا میرے ساتھ چلیے اگر قدرت مان گئے تو پھر کیسے مسلمان کیسے کوکب و نور افشان ایک ہی دن مین سب کا خاتمہ ہی قدرت کے سامنے کون سرکشی کرسکتا ہی سحر و ساحری کیسی چشم زدن مین جو چاہین کرین تمام عالم مین عملداری کرے عمر بڑھوائے حسن و جمال مانگنا جہانتک ہوسکے دولت عزت خزانہ جاہ و جلال معشوقان پریوش کا وصال مانگے ہی جانا تیری خواہش اُنکی عنایت اب تو میری آنکھون سے پردہ ہائے غفلت اُٹھے تو نے خطا معاف کی عجب نیرنگ دیکھ رہا ہون فرشتے جا بجا پھر رہے ہین اور کیا کیا بیان کرون تیری عنایت سے سب کچھ ملا لے جاتا ہون افراسیاب نے آواز دی

ای بھائی ٹھہر جاؤ صحرائے مشک بیز کا پختہ نشان بتاؤ احول نے منھ پھیر اکہا او نادان جو کہدیا وہ کہدیا اب
کلام کرنے کی کسکو مہلت ہی آنکھون مین بصارت روح کو راحت ہی اپنے باغ دلکشا مین جاتا ہون یہ کہکر جست کر کے
دس قدم بلند ہوا غائب ہو گیا اُسوقت لشکر افراسیاب مین یا سامری و یا جمشید کا غل تھا بعضے اوندھے
پڑے ہوئے صفت سامری و جمشید زبان پر جاری بعضے وجد مین ناچ رہے تھے بھجن سامری و جمشید کے گاتے تھے
ہوش کسی کے درست نہ تھے افراسیاب بھی وجد مین تھا زال و پلنگ و ساحر ہستی دامن افراسیاب
سے لپٹے ہوئے کہتے تھے ای مقبول بارگاہ سامری ای شاہنشاہ اقلیم افسونگری آج تیرا مرتبہ ہمپر ظاہر ہوا
جب تو خداوند نے تجھکو بادشاہ طلسم ہوشربا کیا یہ جو انقلاب ہوا یہ بھی راز و نیاز قدرت ہی تجھسے کیا
کوئی لڑسکیگا جب قدرت تیری تعریف کرتے ہین اور کسی کی کیا حقیقت ہی بی مہرخ و بہار کو اب حال
کھلیگا پلنگ خونریز نے کہا جلد طرف صحرائے مشک بیز کے چلیے زیارت سے قدرت کی مشرف ہون جمشید سے
ملین ملک احول بڑی دوستی کر گیا مقام سکونت قدرت بتا دیا عمر بھر ڈھونڈھتے بیاتے صحرائے مشکبیز
کبھی نام بھی نہ سنا تھا اب دیر نہ کیجیے ہم سب دیدار قدرت کے مشتاق ہین افراسیاب پھولون نہین سماتا
بند قبا ٹوٹ گئے سب تعریفین کر رہے ہین قدمون کو بوسے دیتے ہین بلائین لیتے ہین کوئی گرد پھرا کوئی
تصدق نثار ہوا افراسیاب نے تاج کج کر کے کہا منم شہنشاہ طلسم ہوشربا بانی جور و جفا اگر قصد کرون
طبقات زمین الٹ دون آسمان کو زمین پر کھینچ لون پونے دو سو خداوندون مین ایک مین بھی ہون
آپ لوگ مجھکو انسان نہ جانیے خداوند کہا کیجیے سب نے کہا بیشک تو غزنیدار خداوند ہی تیرا مرتبہ عالی بہت
بلند ہی احول کہہ گیا قدرت کہتے ہین افراسیاب ہمارا دوست صادق محب واثق ہی وہی سلطنت طلسم ہوشربا
کے لائق ہی افراسیاب کہتا ہی مجھے بڑا افسوس ہی احول دام عذاب سے چھوٹا زندہ نہوا سب نے کہا مشیت
مین دخل نہ دیجیے جو مناسب جانا وہ کیا قدرت کسی کو مرنے کے بعد زندہ کرتے ہین عدالت مین فرق آتا
لاکھون جا کر لوٹٹ پڑتے کہتے ہمارے فرزندون کو زندہ کر دیجیے پھر قدرت کو مشکل پڑتی کیا جلد آپکی
دعا قبول ہوئی چشم زدن مین احول کو سعادت حصول ہوئی ہنستا ہوا اپنے باغ مین گیا کہتا تھا ابھی چھوٹا
باغ ملا ہی لیکن یارو وہان کا چھوٹا بھی بڑا ہوگا اس صحرائے ہولناک سے تو بہتر ہی کمبخت پریان کو عذاب
دن کو حدت آفتاب اب دیر نہو چلیے افراسیاب فوراً البیت مرکب پر سوار ہوا سب ساتھ ہوے خوشی مین
حدت آفتاب بھی نہین معلوم ہوئی سب پیدل دوڑے ہوے چلے آتے ہین دو کوس راستہ طی کیا تھا دور سے

صحرائے سبزہ زار دکھائی دیا خوشبو بھی دماغ مین آئی سب نے کہا اے شہنشاہ نشان صحرائے مشک بیز تابت ہوتا ہے دیکھیے ہوائے سرد آئی روح کو تازگی حاصل ہوئی خود بخود تسکین دل ہوئی افراسیاب نے نگاہ اٹھا کر دیکھا صنعت باغبان قضا و قدر کا نمونہ نگاہ مین پھر گیا بہار باغ کا رنگ نگاہون مین کھب گیا صحرائے سبزہ زار ہے حقیقت مین اُس مقام مینو سواد کی کنیز بہار ہے جوانان چمن اکڑ رہے ہین زلف سنبل کو پیچ و تاب نرگس کی آنکھ مین حجاب کہین لالہ یاقوت رمانی مزا دکھاتا ہے انیار رنگ جماتا ہے عندلیبان خوش نوا پھولی ہوئین پہلوے گل مین ہر شاخ پر شادان و فرحان صنعت باغبان قضا و قدر کے اشعار پڑھ رہی ہین فاختہ کو کوکو کی فکر نہین فراق گل و بلبل کا ذکر نہین ہے جابجا نہرین جوش مین سبزۂ خوابیدہ ہوش مین اشعار

گلون کے جام شراب سرور سے سرشار
نہ باغبان کا ڈر ہے نہ خوف گلچین ہے
چمن کا آج زر گل سے گرم ہے بازار
زمین باغ جہان سبز کی منو ہے آج
بجا ہے سبز کرے کھیت اپنا گر تلوار
جو باغبان نہ تراشے تو برگ کاہ چمن
گلون کی طرح شگفتہ ہین کوزۂ عطار
حلاوت ایسی ہے اب آب و گل مین گلشن کے
گلگون سے غیرت قالین صفحۂ گلزار

سوا ہین حق عنادل مین گل سے غنچۂ گل
نہ خواب مین کسی صیاد کو نصیب گزار
موافقت کا ہے دور اور مخالفت ہے وداع
کہ حرف نشو و نما کو ہوا ہے یان قرار
قلم کی شاخ سے بھی شاخسانے پیدا ہین
اثر سے بڑھتے ہو روئیدگی شاخ خیار
اگے ہین مدد آب و گل ظروف مین گل
کہ تخم ترش سے شاخ نبات کا ہوا اکبار

روش روش مین جوانان باغ بیخود و مست
ہین شوخ و شنگ و شریر و ستمگر و عیار
جوان باغ اڑاتے ہین گل سے گلچھرے
گلے کا ہار عنادل کا ہے گل بیخار
روا ہے پھول سہرے کے اگر سرے ہو جائین
قوائے نامیہ کا مین کرون اگر اظہار
دکان چمن کا ہے تختہ لفظ مین ونو
بنفشہ گاؤزبان کاسنی و تخم خیار
تمام روئے زمین صاف فرش مخمل ہے

افراسیاب یہ سامان عیش و فرحت و سرور دیکھکر وجد مین آیا کہتا تھا کیون اے زال جادو تم سرجہان گرد ہو چشیدۂ گرم و سرد ہو بڑے بڑے مقام اس ہوش ربا مین کیسے کیسے صحرائے پرفضا آراستہ کر لئے لیکن حقیقت مین یہ صحرا قدرت صنعت ساحری و جمشید ہے اب تخل قدرت تلاش کرو دیکھو خوشی مین سب نے بند قبا کھولدئے ہوا معتدل ہے سب ساحرون نے کہنے سے افراسیاب کے چہار جانب ہیک نگاہ کو دوڑایا کچھ ساحر ہر ایک جانب دوڑ گئے ایک ایک نخل رونق مین مثل تخل وادی ایمن ہے ایک ایک گوشۂ صحرا فخر باغ گلشن ہے کس تخل پر گمان تخل قدرت کرین ہر ایک کا یہی قول ہے اے شہنشاہ بڑا دھوکا کھایا اجول سے اتنا کہتے کہ تمکو سپردہ دنیا مین آنے کی اجازت نہین ملی لیکن ہمارے ساتھ چلکر نشان تخل قدرت بتادو افراسیاب نے کہا دعائے مابدولت کی تاثیر تھی کہ مردے نے باتین کین ورنہ کبھی کسی نے

سنا ہے مردہ کلام کرسکتا ہے وہ بعید جو ساب عذاب مین مبتلا تھا احسان ہوا اسقدر اُسنے تعلیم کی نشان تو سب ٹھیک ہین نخل قدرت کا کیونکر پتا ملے کدھر جائین کس سے پوچھین یہ خبر کیونکر دریافت ہو سب حیران حیران اُسی دشت فرحت افزا مین کھڑے ہین افراسیاب کہتا ہے عمر بھر اس صحرا سے نجاؤنگا بارگاہ استادہ کرو ملکہ حیرت کو نامہ لکھو یہ صحرا اسی لائق ہے چندے یہ بعیش و راحت بسر کرین معشوقان خوبرو پہلو مین ہون دور جام بے اندیشۂ انجام چلے صحبت مین غیر کو دخل نہو پلنگ خونریز کہتا ہے شہنشاہ نے بجا ارشاد فرمایا غلام کا بھی یہی دل چاہتا ہے قصد ہے افراسیاب کا کہ بارگاہ مین استادہ کرنیکا حکم دون آج اسی مقام پہ فروکش ہون پتا نخل قدرت کا ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا اسی فکر مین تھا کہ یکایک کان مین آواز آئی کوئی بہ الحان یہ غزل گا رہا ہے دل کو لبھا رہا ہے غزل

جنون کا جوش یہی ہے تو حال کیا ہوگا
کسی کا میری جدائی مین حال کیا ہوگا
ملائیگی تری رفتار خاک مین کسکو
اب اس سے بڑھکے بھلا انفعال کیا ہوگا
ذرا جو شاد کبھی دل ہوا ابھی زیر فلک
درخت چھانٹ کے ظالم نہال کیا ہوگا
حسین دولت دل الہی مین عزیز نہین
یقین ہے طول کھنچے انفصال کیا ہوگا
اگر یہی ہے برین یہ خاک مین ملا

پھر آیا موسم گل اب کی سال کیا ہوگا
شب وصال بھی گذری کمال الجھن مین
پسا ہوا ہے جو خود پائمال کیا ہوگا
لحد مین ہمکو نکیرین بھی نہ پوچھینگے
ڈرا کیا ہون کہ اسکا مآل کیا ہوگا
مریض ہجر بھلے ہے کبھی کہین سنبھلے ہین
ضرر ہو جائگا جسسے وہ مال کیا ہوگا
شروع عشق مین جاتے ہین ہوش پر نالے
مٹے ہوون کا فروغ کمال کیا ہوگا

تمہارے دل کو بھلا یہ خیال کیا ہوگا
یہی تھی فکر کہ صبح وصال کیا ہوگا
پیا جو قطرۂ صہبا گھڑون عرق آیا
غریب کا کوئی پرسان حال کیا ہوگا
پڑیگا صبر عنادل کا باغبان یہ ضرور
مزاج برہم عاشق بحال کیا ہوگا
ہمارا آپکا جھگڑا وہ ہے کہ حشر مین بھی
اس ابتدا کا الٰہی مآل کیا ہوگا
اسطرح سے یہ اشعار کوئی گاتا ہے کہ کلیجہ

منہ کو آتا ہے افراسیاب نے کہا یہ گانے کی آواز کہان سے آتی بیچین ہوکے صدا پر کان لگائے ہوئے چلا پرکس دیکھا کس گوش بر آواز تھا افراسیاب نے ایک نخل سرسبز و شاداب دیکھا شاخین ہری بھری برگ زمرد ریحانی کا رنگ مٹاتے تھے شاخون کا خم مثل ہلال شب اول سر ہر شاخ پہ نرم نرم کوپل جانور بھی سب اُس درخت پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین دور بیخ نخل مین اسقدر ہے کہ اگر دس آدمی ہاتھ سے ہاتھ ملا کر کولی مین لین ناممکن بیچ مین ایک لکیر پڑی ہوئی ہے اندر سے بیخ نخل کے صدا بے دلکش آتی ہے اُس صدا کو سنکر طایران نخل وجد مین ہین سر جھکائے ہوئے سن رہے ہین افراسیاب نے کہا او صاحب ظہور نخل قدرت ہم پہچان گئے اب قدرت ہمسے کیا چھپینگے پھٹ جاؤ مین دعا کرون ساحر گرد نخل آ گئے چار جانب سے گھیر لیا نگاہ اُسی جانب لگی ہے افراسیاب نے قریب آکر خاک دھانکی

انکھون سے ملی بیخ نخل پر ہاتھ رکھا پکار کر آواز دی یا خداوند جمشید فریاد ہے مین نے مقام مسکن دریافت کر لیا
تقدیر نے میری مجھکو اس مقام پر پہونچایا اب مجھسے پردہ نہ کیجیے مہرخ وغیرہ نے تمام طلسم ہوشربا برباد کیا شہر آکے
اباد لوٹ لیے آپکے بندے تباہ و برباد ہو رہے ہین مصاحب آپکے قتل ہوے مشعل و تاریک واشتقاق
مار ڈالے گئے ہاتھ سے دشمنون کے مہلت نپائی دشمنون کی بن آئی درد دولت پر جان دونگا قدم اقدس چھوڑونگا
جمال بیمثال دکھائیے اپنے بندون سے نہ منھ چھپائیے اس صداے دلفریب نے بیقرار کر دیا سامری کی قسم دیتا ہون اب
طالب دیدار کو نہ ترسائیے پردہ دوئی بیچ مین سے ہٹائیے پلک پلک کے جو افراسیاب رو یا دعا کے واسطے ہاتھ
اٹھا دیے اک کڑاکا ہوا مثل دروازے کے دو پٹ ہٹے نگاہ پڑی افراسیاب کی اک تخت یاقوت احمر اندرون
تنۂ درخت بچھا ہے جسمین جواہر لاجواب نصب چار طاؤس الماس نگار چارون کونون پر بیچ مین کوئی شخص
نہین معلوم مرد یا عورت سر سے پاتک برقع سرخ اوڑھے ہوے ہار پھولون مین لدا ہوا چہرہ چھپا ہوا دہ بوے
خوش آتی ہے طبیعت لطف اٹھاتی ہے دماغ جان معطر و معنبر افراسیاب پایۂ تخت سے لپٹ گیا آواز آئی اے
افراسیاب ہٹ جا کیون بے ادبی کرتا ہے ایسا نہو قدرت کا سایہ پڑ جاے برداشت نہ کرسکے جل بھن کر خاک
ہو جاے لیکن جمال دیکھ افراسیاب اور حاضرین وقت نے سجدے سے سر اٹھایا ایک جانب سے برقع ہٹا اک
جوان حسین کو دیکھا بڑی بڑی مونچھین کھڑی ہوئین تیغہ کمر مین حمائل فرولی لگی ہوئی سنہر افیتہ مثل کہکشان فلک
تارون مین نیر اعظم کی چمک ایک آنکھ دیکھی ہے رشک چشم غزال ڈورے نشۂ وحشت کے لال لال گوری گوری صورت
ہیبت و صولت آشکار فوراً صورت دکھا کر بند نقاب درست کیا دوسری جانب سے گوشۂ نقاب ہٹا یا دیکھا اک
نازنین پری پیکر سرمہ آنکھو مین دیا ہوا نتھنی ناک مین عارض زیبا رنگ گل کو مٹاتا ہے پیشانی نور آگین ابروے
خمدار کو کیونکر تلوار کہون یا خنجر برہنہ سے مثال دون یا ہلال شب اول کہکشان فلک جسکی شان کو دیکھکر بیکل
حسن دلفریب کو دیکھکر افراسیاب کو غش آنے لگا قلب ہر کس و ناکس کا تھرانے لگا ہر ایک کی آنکھون کے نیچے
برق چمک گئی غل ہوا یا خداوند جمشید تیرے صدقے تیرے قربان اپنے بندون پر احسان کیا آج جمال جہان آرا
دیکھا سیندور سے بھری ہوئی مانگ ہے صورت خداوند یا دھانگ کا سوانگ ہے ایسی صورت زیبا کبھی نہ دیکھی تھی
جوان حسین معشوق مہ جبین مرد شیر صولت زن خوبصورت گھنٹ وغیرہ لیکر ملازمان افراسیاب دوڑ سے
باجے بجے ہار پھول ڈھیر ہوگئے افراسیاب جب بہت منتین کرنے لگا بقہر و غضب تمام آواز آئی او بندۂ خاطی
تجھکو شرم نہ آئی ہمارے صدہا بندون کو قتل کرایا تجھکو خوف نہ آیا اپنے ملازمون پر وہ بدعتی کہ تیرا ساتھ

چھوڑکر نکل گئے غیر مذہب والون کے شریک ہوے ہمارے مصاحبان پہلونشین جوانان خوش آئین تیری بدعت
سے قتل ہوے تاریک شکل کش ایسی صاحب کمال تیری بدعت سے اُسکی صورت مٹی تونے توبہ نہکی یہان کا
نشان تجھے احول مربع نشین نے بتادیا اب ہمارے سامنے فیل کرتا ہی بس جمال دیکھ چکا چلا جا افراسیاب نے
کہا اب قدرت کے قدم نچھوڑونگا اپنے ہمراہ لیچلونگا قدرت چلین بندگان باغی کو تسخیر کردین خواہ قتل کرین
جو مناسب وقت ہو بندون کو کیا دخل ہی بے قدرت کے چلے اب یہ لڑائی فتح نہوگی مین اپنی جان دیکر تابہ
شہنا نواز پہونچا اُسنے پلنگ خونریز کو ساتھ کردیا آپنے مجھ گنہگار کے کہنے سے احول کی خطا معاف کی
وادی جہنم سے نکلکر بہشت نصیب ہوا زیر سایۂ دامن دولت پہونچا یہ آرزو بھی ضرور قبول ہو سعادت ابدی
حصول ہو غدر طلسم ہوشربا مٹجاے تمام دنیا میری دشمن ہی دوستون نے ساتھ چھوڑا اسار یان زادے
نے کیا کیا رنج و ملال پہونچایا بہار و مخمور کے نکل جانے کا قلب ناصبور پہ قلق ہی تو خداے برحق ہی اگر پلنگ
خونریز جائیگا شہنا آپکی بجائیگا سب خاص و عام پامال ہوجائینگے غلام چاہتا ہی چھ عیار ایک سردار اسد نامدار قتل
ہون میرے سرداران قدیم اگر خدمت مین حاضر ہون خطائین اُنکی معاف کرون عہدہ ہاے جلیل دون باغبان
الیاس وزیر اعظم رازدار طلسم ہوشربا شریک ہوا امیر اساتھ چھوڑا خداوند چلکر تصفیہ و تادیب کرین یہ انتظام
کسی سے ممکن نہوگا دلون سے اُنکے قفل کھولیے میری اطاعت کی ہدایت ہو نام عمرو سے اُنکو نفرت ہو آپکے نیاز مند
سے محبت ہو بہار و مخمور ہاتھ باندھے چلی آئین مابدولت سے خطا معاف کرائین تب اُنکو تسکین ہو یہ بھی غلام کو
معلوم ہوا سب خداوند میرے دشمن ہوے ہین آپ بچاتے ہین لقا آٹھ پہر یہی تقریر کرتا ہی کہ طلسم ہوشربا برباد
ہو جاے افراسیاب شکست کھاے کئی برس میری حوالی مین ائے ہو چکے آپ کے نام کی تسبیح جپتا ہون اُنکی ملاقات
کرائیے تک نہین گیا اب تو بخوبی ثابت ہوا کہ یہ سب آپکے کارندے ہین زمین و آسمان آپنے بنایا طلسم عالم کو آراستہ
کیا جب افراسیاب نے اسطرح منت کی آواز آئی کہ ہٹو مابدولت تشریف باہر لاتے ہین تیری خاطر قدرت کو
منظور نظر ہی اے افراسیاب تجھکو کارخانہ خدائی کی کیا خبر ہی روز تیرے واسطے سب سے لڑتا ہون ہر ایک کی یہی
تدبیر ہی یہی تقدیر ہی کہ افراسیاب کو شاد و بنیا بادشاہ کرو لات و منات کا حکم ہی اہل اسلام کی عملداری ہوجاے
لشکر ساحران شکست کھاے سحر کرنے والے نہ باقی رہین جادو کا کوئی نام نہ لے مابدولت فرماتے ہین یہ ہرگز نہوگا
ساحرون کے دم سے ہمارا نام ہی افراسیاب بادشاہ خوش انجام ہی دل سے ہماری یاد کرتا ہی ہم اُسکو آباد رکھینگے
پیر اسے نہ تھی کہ تیرے ہمراہ جائین قصد تھا الگ تقدیر کرین وہ سب کیا کر سکتے ہین لیکن آج تونے

ایسے کلمات عجز آمیز کہے قدرت کو رحم آگیا ضرور تیرے ساتھ چلینگے ہٹو آنکھیں بند کرو قدرت مع بارگاہ تشریف لاتے ہین تمہارے خیمے بارگاہ مین بجنس ہین سب نے آنکھیں بند کین پیچھے ہٹے اک سناٹا ہوا بعد چشم زدن افراسیاب نے آنکھیں کھول کر دیکھا اک بارگاہ استادہ ہی چار سو سنہرے کلس شمسہ مثل نیر اعظم چمک رہا ہی طنابین رشک گیسو نازنینان مہ جبین سراپا آراستہ و پیراستہ خوشبو مشک و عنبر آرہی ہی پردہ اٹھا ہوا اُس بارگاہ مین قدرت جلوہ فرما ہین افراسیاب و زال و پلنگ و ساحر ہستی اندر آئے دیکھا منہ دنگل کر سیان افراسیاب کو بیٹھنے کا حکم ملا جب یہ چارون ساحران زبردست بیٹھے اب جو خیال کیا سحر بالکل فراموش افراسیاب متردد ہوا خداوند جمشید نے آواز دی او گدھے کیا سوچتا ہی ہم بانی بنائے سحر و ساحری ہین کلید خزانہ افسونگری ہین ہمارے پہلو مین آکر بیٹھا اب سحر کیسا باہر جا سحر پھر یاد آجائیگا چارون گھبراکر باہر آئے سحر یاد آگیا اور زیادہ اعجاز کے قائل ہوے بزرگی پر قدرت کی مائل ہوے قدرت جب آواز دیتے ہین زمین تھرا جاتی ہی صدا دی او پلنگ خونریز بائین جانب صحرا مین جاکر آواز دی ای ملک الموت قدرت خداوند جمشید تجھکو یاد فرماتے ہین وقت قبض روح دشمنان آگیا پلنگ کو یہ حکم دیا زال سے کہا او پیر زمین گیر داہنی طرف صحرا کے جاکر بصد لطف و محبت پکارا ای فرشتۂ رحمت خداوند جمشید نے یاد فرمایا ہی پلنگ خونریز و زال جادو چلے دونون نے دونون جانب آکر آوازین لگائین بائین جانب سے شعلہ ہاے آتش بھڑکے پلنگ نے دیکھا بیشے سے ایک شخص بصورت مہیب کالی کالی صورت سرخ بال تیغہ برق تاب ہاتھ مین کھینچا ہوا آنکھیں اُبلی ہوئین منہ سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین سامنے آتے ہی آواز دی منم ملک الموت قدرت خداوند جمشید پلنگ خونریز بڑا شیر دل تھا صورت ہیبت ناک دیکھکر ہاے کہکر گر پڑا دانت بیٹھ گئے ایڑیان رگڑنے لگا ملک الموت قریب آئے کہا کیون ڈرتا ہی تیرے باپ دادا پردادا کی روح قبض کی تیری بھی روح قبض کرینگے لیکن ابھی وقت دور ہی اٹھ پلنگ سے اٹھا نہین جاتا تھا ہاتھ پکڑکے اٹھایا کھینچتے ہوے لیکر چلے ادھر زال نے جاکر آواز دی نال کی آواز پڑ دال ہی کہ فرشتۂ رحمت کو لینے آیا جیسے ہی آنکھ پکارا ای فرشتۂ رحمت صداے خوش آہنگ آئی حاضر ہوا حاضر ہوا قدرت کے صدقے آواز دینے والے پر نثار میرا پیدا کرنے والا یکتا ہی باب رحمت وا ہی یہ صداے دلفریب آئی زال دیکھنے لگا صحرا سے ایک جوان حسین چہرہ رشک آفتاب زلفون کو پیچ و تاب دو رباقوت احمر کے بازوون پر بصد کرو فر درست ہین رواروی مین چالاک و چست مین زال حیران دیدار محو جمال ہوکر سراپا دیکھتا ہی ہر اعضا سانچے مین ڈھلا ہوا خوش خو خوش رو خوش آواز آواز مین سوز و گداز زال جادو نے جھک کر سلام کیا فرشتۂ رحمت مسکرایا برق چمکی خرمن

ہوش و حواس کو جلا دیا فرشتۂ رحمت ہمراہ نشاط و وجد مین یہ غزل گاتا ہوا چلا غزل

کبھی ہوتا ہون ظاہر جلوۂ حسن نکو ہو کر
کبھی کثرت سے رک جاتا ہون شیشے کا گلو ہو کر
سکوت سے بہت بڑھکر ہی میری خانہ بردوشی
چھلک جاتا ہون بے تکلیف ساقی مین سبو ہو کر
نہین چلتی کوئی تدبیر کیا کیا فکر کرتے ہین
پھرا یا عمر بھر عالم مین تیری جستجو ہو کر
نہین ممکن کبھی تردامنی مین فرق کچھ آ جائے
دماغون مین رہا کرتا ہون مین گیسو کی بو ہو کر
خراش زخم سینہ تو نکا دور کرتا ہون
کبھی ابرو بھی بن جاتا ہون قصر ابرو ہو کر
بھلی کو بھی سمجھتا ہون بری ہر دوست دشمن کی
جلاتا ہون دلونکو یاد یار شمع رو ہو کر

کبھی خاطر مین چھپ جاتا ہون تیری آرزو ہو کر
سر اٹھا لیتا ہون اکثر ربط یار پاکدامن سے
رہا کرتا ہون ہر خاطر مین تیری جستجو ہو کر
سکھائی ہی نئی تدبیر مجھکو میری خاطر نے
مین کر دیتا ہون قائل سب کو تیری گفتگو ہو کر
نہ کیونکر شور ہو عالم مین میری فکر خاطر کا
بہا کرتے ہین اشک چشم میرے آب جو ہو کر
کبھی ملک حلب مین ہون کبھی شہر ختن مین ہون
لپٹ جاتا ہون جب شانے سے زلف مشکبو ہو کر
اٹھا لیتا ہون جو آئے مصیبت اپنے سر پر مین
نہین قابو مین رہتا ہون مزاج جنگ جو ہو کر
لہو سے پیرہن تر دیکھکر یارون نے فرمایا

کبھی گم ہو کے شرماتا ہون مثل قطرہ ساغر مین
لپٹ جاتا ہون دست و پا سے مین آب وضو ہو کر
نہین ہی احتیاج غیر وقت جوش بیتابی
پسند آتا ہون دشمن کو بھی تیری گفتگو ہو کر
تقاضائے تمنا سے نہ یکجا دو گھڑی بیٹھے
دلونکو کھینچ لیتا ہون تمہارا رنگ رو ہو کر
فسان کیا پوچھتے ہو بے نشانون کے ٹھکانونکا
نہین رہتا تری شہرت کی صورت یکسو ہو کر
کمی مین بھی مری ہستی کی ہستی اور پیدا ہی
سہا کرتا ہون ظلم دلربا عاشق کی خو ہو کر
مرے سوز درون مین سو طرح کے لطف حاصل ہین
نسیم آیا ہی کوئے یار سے کیا سرخرو ہو کر

اس لطف سے یہ غزل فرشتۂ رحمت نے گائی ملازمان افراسیاب صدائے فرحت انگیز سنکر دوڑے زال جادو جھومتا ہوا نصف راہ فرشتۂ رحمت نے طی کی ہی کہ دوسری جانب سے ملک الموت قدرت بصد ہیبت شکلنگین لگاتا ہوا آتا ہی جب وہ گھر وکا مارا ہاتھ پانون مین سبکے تھرتھری پڑی فرشتۂ رحمت نے پکار کر آواز دی ای قہر و غضب جمشید کیا بندگان قدرت کو ڈرا ڈرا کے ہلاک کروگے تلوار نیام مین کرو ہیبت کو نہ صرف کرو یہ سب مقبول بارگاہ جمشید ہین ہارے تمہارے ظاہر ہونے مین بڑے بڑے بھید ہین افراسیاب کو جو خبر ہوئی کہ فرشتۂ رحمت و ملک الموت قدرت تشریف لاتے ہین دوڑ کر باہر بارگاہ کے آیا ملک الموت کو دیکھکر یقین تھا غش آجاے گر کر گڑ گڑانے لگا فرشتۂ رحمت کو دیکھکر باغ باغ ہو گیا اسی طرح یہ دونون فرشتے آگے آگے سب سر جھکاے ہوے عقب مین فرشتۂ رحمت ہنستا ہوا ملک الموت کی پیشانی پر بل پڑا ہوا صورت خونخوار صاف ظاہر ہی کہ کبھی ہنسا نہوگا اس شوکت و شان سے دونون فرشتے بارگاہ خداوند جمشید مین پہونچے دیکھا قدرت بالاے تخت جلوہ فرما ہین ایک جانب ملک الموت اگر بیٹھا ایک جانب فرشتۂ رحمت بیٹھتے ہی فرشتۂ رحمت نے آواز دی ای بندگان مقبول بارگاہ

خداوند جمشید قدرت نے اپنے کو ظاہر کر دیا ابتک کچھ نذر و نیاز نہ گذری بڑے نالائق ہو زال سے اشارہ کیا
در دولت پر سب حاضر ہون اپنی اپنی مرادین مانگین ہار پھول چڑھاوین دو مٹکے پانی کے بھر کر دروازے
پر رکھو اسمین گیت دان دوین خبردار کسی کو ظاہر نہو اب تم سبھون کے بڑے مرتبے ہوے ارے یارو جو چاہے
مانگ لو زندۂ جاوید ہو اولادین لو سلطنت کی ہوس کر و کیا روز سعید ہے آج ہفت آسمان پر روز عید ہے فرشتون مین
شور بلند ہے کہ قدرت جا کر زمین پہ ظاہر ہوے کئی کرور فرشتے زمین پر بھی آگئے اگر ظاہر ہو جائین تم سبھون کے
کلیجے پھٹ جائین یہ سنکر دروازے پر ہجوم عام انبوہ خلائق ہو گیا دیہات و قریات والے دوڑے مٹکے پانی کے
بھر کر رکھ دیے گئے اسمین اشرفیان روپے جواہرات انگوٹھی چھلے پڑنے لگے کیا مجال ایک سے ایک اپنا حال کہے جب
افراسیاب بارگاہ قدرت سے نکل آتا ہے زمیندار تعلقدار قدمون سے لپٹ جاتے ہین کہتے ہین ای شہنشاہ دیدار قدرت
کے مشتاق ہین جا کر عرض کیجیے ہم بھی گندے بندے ہین افراسیاب نے جا کر عرض کی حکم ہوا جا کر ہمارے بندون سے
کہدو کہ بوقت سحر در دولت پر امیر و غریب فقیر حاضر ہون سب کو قدرت جمال دکھائینگے ایک ایک فقیر کو بادشاہ بنائینگے
صاحب رتبہ مرتبے بڑھائینگے دشمنون کو مثل نقش قدم مٹائینگے افراسیاب نے جا کر یہ حکم پہونچایا سب کو یقین کامل ہوا
کہ خورشید جمال قدرت کی صبح کو زیارت کرینگے افراسیاب دمبدم باہر جاتا ہی خوشی خوشی اندر آتا ہی جاہا اسباب عیش
و نشاط مہیا کرون شراب و کباب لاؤن ملک الموت نے کہا او بیحیا قدرت کھانا کھاتے ہین پانی پیتے ہین سب
نعمتین دنیا کی اپنے بندون کے واسطے مہیا کردین کھاؤ پیو مزے اڑاؤ دنیا کا گانا سننے کی کیا احتیاج ہے فرشتۂ رحمت
اہالیان علم موسیقی کے سر کا تاج ہے خود قدرت سب کمالون مین کامل و اکمل ہین اعتقاد نکرنے والے جاہل و اجہل
ہین افراسیاب خاموش ہو رہا جب قدرت کو منظور ہوا طرف فرشتۂ رحمت کے نگاہ محبت دیکھا وہ گنگنا کے تانین
مارنے لگا اگر کسی مقام پر بگڑا علم کے خلاف گایا قدرت نے گنگنا کے وہ تان ماری کہ سب بیقرار ہو گئے فرشتۂ رحمت
نے قدمون کو بوسہ دیا کہا خداوند میری کیا مجال ہے ہر ایک کمال کو آپنے خود بنایا ہمین بھی سکھایا اسوقت غلام امیدوار ہے
کہ کچھ اپنی زبان سے ارشاد فرمایئے دو چار اشعار گایئے بندون نے آپکے اس علم کو عبادت مین داخل کیا کیا
کیا ثواب عظیم حاصل کیا بعض کلاونت کہلائے سب مشتاق ہین یہ کہکر فرشتۂ رحمت طرف افراسیاب کے متوجہ
ہوا کہ آپ بھی عرض کرین مین تو تعلیم کردہ ہون اصلی علم سماعت فرمایئے جیسی چاہتے ہین آواز بنا لیتے ہین
جسطرف چاہتے ہین راگ دھن کو پھیر دیتے ہین بنانے والے کے سامنے کون منھ کھولے جسطرح چاہا خلق کیا
لیکن خوبصورت خوش آوازی کا لطف ملے قلب ٹھہرائے صاحبان لذت کا کلیجہ منھ کو آئے افراسیاب نے

دست بستہ عرض کی قدرت نے گانے مین فرشتۂ رحمت کے جا بجا دخل دیا کوئی لفظ آپکی زبان معجز بیان سے
نہ سُنا سُننے والون کا دل نہ بھرا ایک غزل عاشقانہ اپنی زبان سے گائیے اسکی حقیقت سمجھائیے اُسی طرح آپ کے
بندون کو تعلیم کرین عبادت مین یہ لطف شرکت ہو یہ کمال نمک صحبت ہو جمشید بھی خوش بیٹھے تھے کہا او بندۂ خاطی
تونے قدرت کو بہت ستایا اپنے ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا مگر تونے ایسے طور سے عبادت کی قدرت کو بہت پسند آئی
تجھکو راضی کر ناصر وری کیا یاد کریگا کبھی اپنے خداوندون کو دیکھا تھا افراسیاب نے کہا اب قدرت کو طلسم ہوشربا
مین رہنا پڑیگا اسکا تو جمشید نے کچھ جواب نہ دیا لیکن بغل مین سے نَے نکالی دہن پر رکھکر دم پھونکی آواز نَے کی
پُرسوز و گداز بلند ہوئی بیرون بارگاہ لکھ در لکھ مشتاق جمع ہین یہ اشعار عاشقانہ صدائے نَے سے ظاہر ہوتے ہین لگے

موت ہی سے کچھ علاج درد فرقت ہو تو ہو
عشق غارتگر اگر دنیا سے غارت ہو تو ہو
گر پڑے ہے آگ مین پروانہ سا کرم ضعیف
مردمک آنکھون مین کہان ہو دل حسرت ہو تو ہو
انبیا بن یہ کبھی آتا نہین الفت کا نام
ذوق یہ تیری ہی دستار فضیلت ہو تو ہو

غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو
کہتے ہین شور قیامت جسکو وہ اک چشم یار
آدمی سے کیا نہو لیکن محبت ہو تو ہو
آدمیت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ
اگلے مکتوبون مین کچھ رسم کتابت ہو تو ہو

ہو تو ہو آباد کیونکر یہ خراب آباد دل
تیرے مستونکی صفیر خواب غفلت ہو تو ہو
انتظار یار مین جو چشم ہو جاے سفید
پست ہمت یہ نہو اور پست قامت ہو تو ہو
آج اک بگڑی ہوئی تھی ہکید مین ہم

اِس رنگ سے یہ غزل خداوند جمشید نے گائی کوئی رویا کوئی بیتاب ہوا بعضون
کو غش آگئے بعضے نے گریبان پھاڑ ڈالے بعضے خاموش کہتے تھے یارو یہ بیشک خداوند ہے صدائے نَے سے دل مین
سوراخ پڑ گئے کانٹے محبت کے دل مین گڑ گئے پلنگ خونریز جو پہلو مین بیٹھا ہے شہنا اُسکے ہاتھ مین رہتی ہے پوچھا کیون
بے غیرت یہ کیا ہے لڑکون کا سا کھلونا لیے پھرتا ہے لڑکپن ابھی مزاج سے نہین گیا نام تو اسکا بتا یہ کیا چیز ہے تو تو
بالکل نا چیز ہے پلنگ نے دست بستہ عرض کی یا خداوند آپکا غلام قدیم شہنا نواز جادو حاکم حجرۂ چہارم گوشۂ کوہ
مین آپکی صحبت مین بیٹھا ہے یہ شرف آپنے اسکو دیا تھا سپاہ سالار لشکر ظفر اثر کیا تھا اس تحفے پر اسکو ناز ہے
شہنشاہ ہوشربا بر اے جنگ مہرخ وغیرہ اسکو لینے گئے تھے وہ آپکے بادۂ محبت سے چور ہے آپکا عاشق ناصبور ہے
مقام عبادت سے نہ اُٹھا یہ شہنا دیکر روانہ کیا اسی وجہ مین شہنشاہ کا اسطرف گذر ہوا اسکی آٹھ پہر حفاظت کرتا ہو
قدرت نے کہا اے احمق حیوان مطلق قدرت خود چلتے ہین جسطور سے منظور ہوگا بندون کو سمجھا ئینگے اب اس شہنا
کا کیا کام ہے آٹھ پہر لیے لیے پھرتا ہے لا تخت پر رکھدے آرام سے سو یکر افراسیاب نے بھی کہا قدرت سچ فرماتے ہین
اُسنے شہنا تخت پر رکھدی قدرت نے ہاتھ مین اُٹھالی فرشتۂ رحمت کو مرحمت ہوئی اُسنے بطور قرولی کمر مین لگالی

ہوا سامان سفر تیار ہو قدرت اپنی بارگاہ سمیت چلینگے اپنے ہی تخت پر سوار ہونگے **افراسیاب** خوشی خوشی باہر نکلا
سبھون سے کہتا ہی دیکھو صاحبو قدرت کی یہ شان ہی داؤ امان آئین خوراک دیتے دیتے جان پر بن گئی **مشعل** بچیا
امرد پرست ہزارون من شراب پی گیا میکدے خالی کر دیئے جلاد و آملی ہضم ہوا ورنہ ایک قطرہ شراب کسیکو نہ ملتی شراب لینہ کیسا
ہو جاتی داؤ امان نے اسقدر آدمی کھائے کہ بدنام ہو گیا استحقاق تاج کانے پر مائل تھا قدرت کے تشریف لے چلنے میں کوئی
حرف نہیں فرمائش کا حرف نہیں اپنی بارگاہ اپنا تخت شراب و کباب کا کیا معقول جواب دیا گانے بجانے میں وہ خود
کامل ہیں ہماری خوشی کی ذی بجائی پلنگ اور زلال کہتے ہیں ای شہنشاہ طلسم ہوشربا تو بڑا صاحب اقبال ہی آجتک
کسی نے خداوند کو نہیں دیکھا صدہا برس سے یہ مذہب جاری ہی کسی نے یہ ظہور دیکھا تھا نہیں معلوم آپ پردے میں
کون سی عبادت کرتے ہیں دل آپ کا صاف و شفاف ہی حقیقت میں یہی انصاف ہی قدرت کے ظاہر ہونے میں اگر نقصان
ہو تو قدرت کیسے یہ کہکر فوراً سامان سفر تیار ہوا سبھون نے دیکھا قدرت کا تخت ہوا پر بلند ہوا یا تو وہ بارگاہ زربفتی تھی
اب اک چھوٹی سی چتر مثل چتر زرین تخت پر سایہ فگن تخت خرامان خرامان بالائے ہوا جاتا ہی گرد لاکھون آدمی صدائے
یا خداوند یا خداوند دیتے ہوئے چلے آتے ہیں باجے سطرح کے بج رہے ہیں عجب ہنگامہ برپا ہی افراسیاب نے اسی وقت
ایک نامہ بنام ملکہ حیرت تحریر کیا مضمون یہ تھا ای ملکۂ عالم اقبال مابدولت کی ہر شخص قسم کھائے تا بہ حجرۂ چہارم بھی پہنچا
شہنشاہ نواز تو نہ آیا مگر پلنگ کو ہمراہ کر دیا راہ میں ظہور قدرت خداوند جمشید ہوا مفصل اگر زبانی بیان کرونگا اصل
یہ ہی کہ مقام خداوند جمشید بڑی جستجو سے دستیاب ہوا صحرائے مشک بیز میں خداوند ملے خداوند جمشید کو ہمراہ لیے حجرے
آتا ہون حجرہ ہائے بلا کیا چیز ہیں ساحران ہوشربا سب بدتمیز ہیں اب مہرخ و بہار پر وہ بلا نازل ہو گی بھاگتے رستہ
نہ ملیگا جو جو مقدمات گذرے ہیں اگر انکو تحریر کرون کتاب طولانی ہو جائے مضمون ظہور قدرت ختم ہو خوب ثابت ہو گیا
سوائے خداوند جمشید لات و منات وغیرہ سب مکار ہیں ہان البتہ انکی سرکار کے کارگزار ہیں یہ نامہ تمام کر کے شتر سوار
کو دیا وہ لیکر روانہ ہوا یہان ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ اپنے دربار میں نہایت حیران و پریشان ہیں یہی ذکر ہی کہ خواجہ عمرو
واپس نہیں آئے نہیں معلوم وہان کیا گذری چالاک بن عمرو کا یہ دستور ہی دن بھر میں چار مرتبہ صورت عمرو کی بنکر
سارے لشکر میں پھرتا ہی صرصر و صبا رفتار نے بھی اکثر دور سے دیکھا سبکو یہی معلوم ہی کہ خواجہ عمرو لشکر میں ہیں ملکہ
مہرخ تنہائی میں آئین چالاک کو بلایا کہا ای چالاک عرصہ دراز گذرا تمھارے والد نامدار واپس نہیں آئے لشکر حیرت
سے خبر لاؤ شاید کچھ آمد شہنشاہ نواز کی کیفیت ظاہر ہو چالاک صورت بدلکر بارگاہ حیرت میں آیا تمام دربار حیرت کا
آراستہ و پیراستہ ہی حیرت رنجیدہ بیٹھی ہی یہی ذکر کر رہی ہی کہ ہمارے شہنشاہ ایسے مقام پر گئے ہیں دیکھیے کب تشریف

لائین اُس صحراے پُر آشوب کا کتابون مین ذکر ہی آٹھ پہر مجھکو یہی فکر ہی خداوند سامری و جمشید انکو خیر و عافیت سے لائین اگر صحراے ہستی کو طی کیا بڑا کمال ہوا کبھی کسی نے اُس صحراے مصیبت کو طی نہین کیا صدہا قافلے تاجرون کے اُس جنگل مین جاکر ہلاک ہوے پلٹ نہ سکے شہنشاہ پر آجکل بڑی مصیبت ہی مین نے ہرچند کہا مجھکو ساتھ نہ لیا مجھ کمبخت کا کہنا نہ مانا اِس مصیبت مین شریک رہتی مین بھی صدمۂ حدت آفتاب سہتی ہو زیر نادیان سمجھا رہی ہین کہ شتر سوار آکر بہو بجا ہاتھ مین حیرت کے نامہ دیا صرصر و صبا رفتار وغیرہ عیار بچیان موجود مین حیرت نے باآواز بلند نامہ پڑھا خوشی ہوکر کہا لو صاحبو شہنشاہ خداوند جمشید کو ہمراہ لیکر آتے ہین راہ مین بڑے بڑے ظہور قدرت خداوند ہوے مفصل تحریر نہین فرمایا جلد تیاری کرو کوئی مقام صحراے مشک بیز ہی وہان قدرت ملے شہنشاہ کے ساتھ ہوے منزل بمنزل تشریف لاتے ہین اِس دربار مین اُسوقت بڑے بڑے نامی ساحر جمع ہین آپسمین کہنے لگے کیون یارو کبھی نام صحراے مشک بیز سنا تھا نام سے بوے جلالت ظاہر ہی دماغ جان معنبر و معطر ہی صرصر بے اختیار بول اُٹھی بی بی خداوند لقا خیر کرے ساربان زادے نے کچھ فتور نہ کیا ہو صبا رفتار نے جواب دیا اُستانی صاحب مین ابھی خواجہ عمرو کو لشکر مین دیکھکر آئی ہون بازارون کا انتظام کر رہا تھا صرصر نے کہا یہ مقام تعجب ہی ساحرون نے کہا صرصر زبان بند کرو قدرت کے مقدمے مین ایسی باتین نہ کہو جنگل ہی کا وہ نام سنا کہ قلب کو تقویت ہوگئی صرصر نے کہا خیر احوال معلوم ہوجائیگا طوطی کی آواز نقار خانے مین کون سنتا ہی بی صبا رفتار نے پہلے ہی لقمہ دیا کہ ہم عمرو کو دیکھ آئے ہین ہے ہے ساحرون نے جواب دیا اِی صرصر ہمنے بھی عمرو کو دیکھا کل تکو طلاے پر موجود تھا کلیہ قفل لشکر اسلام ہی اگر بہروپیہ لشکر مین ہو اسلام مین فرق آجاے کیا ہم سب جھوٹے ہین اندھے تھے عمرو کو نہین پہچانتے خداوند کی قدرت مین دخل دیتی ہو اپنی گردن پر عذاب لیتی ہو ایسا سب نے صرصر کو آڑے ہاتھون لیا جھلا کے بارگاہ سے نکل گئی مگر صبا رفتار سے کہتی ہی مجھکو خداوند جمشید کا یقین نہین آتا کوئی فتور ہی شہنشاہ کی عقل کا قصور ہی چالاک یہ خبر لیکر بھاگا آتے ہی بارگاہ مین تخلیہ کیا مہرخ سے کہا ابھی خبر آئی ہی کہ شمنا لواز نے پلنگ خونریز کو ہمراہ کر دیا خود نہین آیا خداوند جمشید ہمراہ آتے ہین ملکہ مہرخ نے کہا یہ خوشی کا ہیکی وہ بھی کوئی ساحر زبردست ہوگا چالاک نے کہا مجھکو یہ خیال ہی کہ قبلہ و کعبہ پہنچے شاید خداوند جمشید سے مہرخ نے کہا ای چالاک یہ غیر ممکن ہی ہمکو اپنے بخت واژگون سے یہ امید نہین ہی کہ صورت عیش و سرور انکھون سے دیکھین زال جادو ایسا بڈھا افراسیاب پر ہزارون عیاریان ہو چکین کیا کوئی بات باقی ہی جو منظور پروردگار ہو چالاک نے کہا یہ خبر سنکر میرے تو قلب کو قوت ہوئی کیا کہون بصورت قبلہ و کعبہ لشکر مین پھرا کرتا ہون جو فرما گئے اُنکا انتظام واجب و لازم ہی ورنہ برا سے خبر جاتا چند دیر مین

بڑھکر عرض کی حضور ابھی خبر آئی ہی کل بوقت سحر افراسیاب بلعبد گرو فرمع خداوند جمشید داخل لشکر حیرت ہوگا تیاری ہو رہی ہی رات ہی کو ملکہ حیرت سوار ہوگی صرصر وغیرہ بھی ہمراہ جائینگی صرصر نے کچھ شکوک کے کلام کیے حیرت نے بہت غصہ کیا سب ساحرون کو ناگوار ہوا صرصر نے بھی بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے ہین چالاک نے کہا خدا مالک ہی قبلہ و کعبہ کی شفقت کو ای معبود برحق ضائع نہ کرنا میرے دل کو اب بہت بیقراری ہی برق و قران تو واپس آتے کل حال سناتے اُنکے نہ آنے سے یہ دل کو یقین ہوتا ہی کہ کوئی عیاری ہوئی مگر عقل مین نہین آئی خدا قبلہ و کعبہ کو سلامت رکھے دشمنون کی نگاہون سے بچاے اگر ہزار برس کوئی فکر کرے طلسم ہوش ربا کے راز و نیاز سے آگاہ نہو قبلہ و کعبہ نے بڑے بڑے کام کیے خوب نام کیے اتنا عرض کیے دیتا ہون علاوہ دفع بلاے حجرۂ بلا قبلہ و کعبہ کو لوح کی بڑی فکر ہی بدیع الزمان نامدار کا بھی حال دریافت کرنا منظور ہی شاید کوئی فکر پوری ہوئی ہو لیکن عقل نہین پہونچتی طائر وہم خیال کے پر جلتے ہین ایک مضمون فرحت مشحون نامے مین مرقوم تھا کہ ظہور خداوند جمشید ہوا شاید کوئی مُردہ ملا نہین معلوم زندہ ہوا یا مردہ ملا مہرخ نے کہا ای مہتر دالا گھر خدا اپنا فضل شریک کرے ہم لوگ تو بہت مایوس ہین شہنشاے جمشیدی آتی ہی نہین معلوم یہ خداوند کون بلا ہی دل دھڑک رہا ہی تمھارے کہنے سے کسی قدر اطمینان ہوتا ہی قالب واسطے خواجہ کے روتا ہی چالاک و مہرخ خیمے سے باہر آے چالاک بشکل عمرو لشکر مین پھر رہا ہی بطور جھلا وہ کبھی یہان کبھی خیمے مین چلا گیا کبھی اُسی طرح بڑبڑاتا ہوا باہر آیا کسی پر تاکید کی کسی پر غصہ کیا صرصر کئی مرتبہ لشکر مین آئی کفیری نبکر ہر ایک مقام پر ٹھہری دور سے دیکھا عمرو پھر رہا ہی نزدیک تو خوف سے نہ جاسکی دیکھ رہی ہی وہی طریقہ وہی چال وہی باتین عیاری کی گھاتین ایک ایک پر تاکید انتظام ہو رہی کہ کبھی آواز دیکر اندر بارگاہ کے جاتا ہی ایک ایک کو سناتا ہی صاحبو بوقت سحر لشکر تیار رہے کل افراسیاب حاکم حجرۂ چہارم کو لیکر آئیگا آمادۂ حرب و پیکار رہو وردیان تقسیم ہو جائین اس شب کو افسر آرام نہ کرین ہر چند صرصر نے جا بجا مین نگاہ دیکھون چالاک کہین لمحہ بھر نہین ٹھہرتا حکم دیتا بتعجیل بارگاہ مین چلا گیا صرصر واپس آئی حیرت نے پوچھا ای صرصر کہان گئی تھی کہا حضور جس وقت سے مین نے آمد خداوند جمشید سنی مین تو بد اعتقاد ہون نہین معلوم دل مین کیا کیا آتا ہی لشکر مہرخ مین گئی تھی حقیقت مین عمرو انتظام کر رہا ہی اپنی آنکھون سے دیکھ آئی بیشک عمرو موجود ہی دیکھیے اب کیا ہوتا ہی حیرت نے کہا تو ناحق گھبراتی ہی شہنشاہ کیا نادان ہین سب کچھ سمجھتے ہین اس نامے مین ایسا کچھ لکھا ہی کہ کئی طرح پر ظہور قدرت جمشید ہوا کرامتین ظاہر ہین اسلیے دینوی

سے قدرت کو بالکل نفرت صرصر خاموش ہو گئی حیرت جادو سوار ہوئی برائے استقبال چلی ملکہ مہرخ نے یہان
لشکر کو آراستہ کیا بیرون بارگاہ تخت ملکہ مہ جبین آگر بچھا ساری رات اسی تیاری مین بسر ہوئی طائر زرین بال
آفتاب شاخ نخل مشرق سے اڑا گلشن فلک چہارم پر آکر زمزمہ سرائی کرنے لگا ظلمت شب کافور ہوئی سیاہی بالکل
دور ہوئی طائران صبح النغمہ سرائی کرنے لگے دم باغبان حقیقی کی محبت کا بھرنے لگے سبزون کو بھی محبت باری تعا
بحر و بر کا جوش ہوا نرگس شہلا کو نظارہ بازی کا ہوش ہوا ملکہ مہ جبین الماس پوش تخت زرین پر جلوہ فرما
ہوئین دلگل شوکت پر اسد نامدار گرد سرداران عالی وقار نازنینان ماہ رخسار ملکہ بہار گلعذار سبکی نگاہین لگی
ہوئی ہین چالاک اُسی طرح بشکل خواجہ عمرو پہلوے اسد نامور مین کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہین ذکر آمد
افراسیاب ہو رہا ہی مگر حیرت رات ہی کو سوار ہوئی پانچون عیار پہچان پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے
یہ لشکر جا کر اک صحرائے سبزہ زار مین پہونچا جالسوز بن قران کو چالاک نے روانہ کر دیا ہی ایک گوشہ
مین یہ بھی کھڑا دیکھ رہا ہی صحرا سے گرد اٹھی اسقدر باجے بجے کہ گوش گردون کر ہوا صدائین یا خداوند جمشید
کی بلند ہوئین ملکہ حیرت تخت سے اُتری پہلو مین عیار پہچان آج مثل حواس خمسہ پانچون ساتھ ہین نگاہین
لڑی ہوئی دیکھا لاکھون گنوار دفلیان ڈھولک جھانجھ بجاتے ہوئے وجد مین سامنے سے گذرے انکے
بعد دیکھا افراسیاب مرکب اڑائے ہوئے آتا ہی خوشی سے چہرہ سرخ سامنے حیرت کے آکر گھوڑے سے
کودا کہا ملکہ اب صفین جماؤ خداوند جمشید آیا ہو مجے ساحر ہستی و زوال و پلنگ کو چھوڑ کر آیا ہون صرصر نے
بڑھکر دامن تھام لیا کہا ای شہنشاہ خداوند جمشید کہان ملے بصورت انسان ہین یا بشکل حیوان بن گیا ہی
افراسیاب نے کہا ای صرصر اطمینان سے بیٹھکر حال کہونگا جتنے مسلمان مرے سب جہنم مین پھینکے گئے بخوبی مجھکو
ثابت ہوا مین نے سبکو آگ مین جلتے ہوئے دیکھا میان احول جو گلا کاٹ کر مرے تھے کوڑے پڑ رہے تھے جب
مین نے خطا معاف کی تب کوئی باغ رہنے کو ملا اُسی کی زبانی خداوند کا پتا ملا صحرائے مشک بیز مین پہونچا اب
اسوقت مجھکو بات کرنے کی فرصت نہین ہی مختصر یہ کہ خداوند جمشید تشریف لاتے ہین صرصر نے سر جھکا لیا افراسیاب
تو پھر بھاگا صرصر نے صبا رفتار سے کہا ای صبا رفتار کیا کہون ہوش اڑے جاتے ہین شہنشاہ ہمارے جہنم
بھی دیکھ آئے باغ بھی دیکھا گنہگار جیسے معلوم ہوے انکے معاف کرنے پر احول کو فرحت ہوئی جنت نصیب
ہوئی جیسے شہد سے دعا دیتے ہین کروٹ کروٹ جنت ہو یہ کیا معرکہ ہی صبا رفتار نے کہا استانی چپ رہو کیا
خداوندون مین قدرت نہین ہی ہمکو تمکو سب کو پیدا کیا اسمین قدرت ظہور نہین ہی صرصر نے کہا ارے بیوقوف

قدرت کو کیا غرض تھی جو وہ آتے پانچ پانچ سو برس کے ساحر موجود ہین عبادت کرتے کرتے دیوانے ہو گئے کسی نے بھی قدرت کو دیکھا یکایک خداوند جمشید آگئے صبار قمار نے کہا میری بلا جانے آلیس ہین یہی چرچے ہین صرصر پہلو سے حیرت مین کھڑی ہوئی آمد ساحران دیکھ رہی ہے خوجین گذرین اب تخت خداوندی نمایان ہوا زمین سے دس گز بلند سر پر سایۂ چتر زر ایک پہلو مین ملک الموت ایک جانب فرشتۂ رحمت بصد صولت بیچ مین خداوند جمشید پردۂ برقع گلنار مین نہان چہرے کی اُس پردۂ برقع سے عیان سب سجدے کے واسطے جھکے افراسیاب پایۂ تخت سے لپٹا ہوا ایک سمت پلنگ خونریز و ساحر ہستی و زال جادو و صدہا تاجران جلیل پا پیادہ تخت کے ساتھ ہین کئی سو نقارے بج رہے ہین گنوارون کا ہجوم یا خداوند یا خداوندی کی دھوم جیسے ہی حیرت سجدے کے لیے جھکی صرصر بھی خم ہوئی مگر کنکھیون سے دیکھ رہی ہے قدرت نے بقہر و غضب آواز دی او حیرت سر سجدے سے اٹھا یہ مکارہ جو تیرے ساتھ ہے اِسکے دل مین ہمارا اعتقاد نہین جوتیان اسکو مار و مجمع سے نکال دو صرصر مار پڑنے لگی اُسنے دہائی دی یا خداوند جمشید الامان الامان معاف فرمائیے ملک الموت نے بقہر و غضب آواز دی ابھی روح قبض کرون او نالائق قدرت نے ہمکو الہام خبر دی کہ صرصر ہمکو عمرو کہتی ہے دیکھ ہم عمرو ہین جاتے ہین افراسیاب پایۂ تخت سے لپٹ گیا کہا اے ملک الموت غصہ نکرو صرصر بیچاری کو لوگ کھینچے ہوئے لائے لباس پارہ پارہ منہ سوجا ہوا زیرپا دیوان نے قدمون پر گروا دیا صرصر نے بھی توبہ کی گھبرا گئی دل مین کہتی ہے صرصر عقل کو سراسر زوال ہے اگر عیاری ہے تو بڑا کمال ہے خداوند جمشید پھر ہنسے کہا کیون ری بداعتقاد دل مین کیا کہتی ہے عیاری کا ذکر ہے مکاری کی فکر ہے خبردار دل کو صاف کر ابھی جہنم مین بھجوا دونگا اب تو صرصر کے بھی ہوش اڑ گئے کہ دل کے راز سے آگاہ ہو گئے کرامات کہتی ہوئی گرد تخت کے پھری صبار قمار وغیرہ تو ہاتھ باندھے کھڑی ہین تخت ابر کیطرح فر سے چلا و مبدم جماو بڑھتا جاتا ہے تمام تعلقہ زمیندار راجہ بابو خبرین سنکر چلے آتے ہین دیکھنے والون کے ہوش اڑے جاتے ہین جانسوز یہ خبرین لیکر ہوا کا خدمت مین ملکہ مہرخ کی پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہا بھائی چالاک صرصر کو بڑی جوتیان پڑین چالاک نے کہا خداوند میرے قول کو کرسی نشین کرنا جانسوز نے کہا تمھارا خیال بالکل باطل ہے یہ استاد نہین ہے کوئی ساحر کامل ہے دل کے حالات بتاتا ہے کئی مرتبہ صرصر کے دل کی کیفیت بیان کی ایک سمت ملک الموت ایک جانب فرشتۂ رحمت صولت و شوکت کا کیا ذکر کرون بھائی چالاک مین تو سخت حیران ہون اب سب سمت صحرائے گران مین کر و فر سے آمد ہوئی سب طرح کے باجے بج رہے ہین تخت پر چالاک کی نگاہ پڑی خداوند پردۂ نقاب مین پنہان ہین ملک الموت و فرشتۂ رحمت مگس پرانی کر رہے ہین دھوم ہے کہ قدرت کی سواری

آتی ہی قدرت احکام لگاتے ہوے خرامان خرامان بڑی دہوم سے سواری پہونچی ایک مقام پر تخت ٹھہرا وہ جو چتر زر تھا
مثل خیمے کے آراستہ ہوگیا تخت اُسی خیمے مین داخل ہوگیا اُس بارگاہ کو چہار جانب سے تاجداران جلیل نے گھیر لیا
افراسیاب ملکہ حیرت کے ساتھ اپنی بارگاہ مین آیا حیرت نے کہا مین نے میخانہ سامان عیش و عشرت براے قدرت
تیار کیا ہی پیشکش کرون افراسیاب نے کہا ای حیرت قدرت نے مجھکو کوئی تکلیف نہین دی شراب تک نہین پی
کیا بجا ارشاد فرمایا نعمت ہاے دنیوی واسطے بندون کے خلق فرمائی ہین ایک ہفتہ گذرا قدرت نے نہ کچھ کھایا نہ پیا
فرشتگان رحمت و جلالت بھی نعمتہاے دنیا سے محروم ہین نعمتین بہشت کی کھاتے ہونگے مزے اڑاتے ہونگے اشیاے
دنیوی بالکل ناپسند ہین ای حیرت دیکھو مشعل و تاریک شکل کش و اختفاق نے روپیہ بھی صرف کرایا تمام عالم مین
ظاہر مشہور ہوا قدرت کی آمد مین ایک حبہ بھی نہین صرف ہوا اپنے تخت پر جلوہ فرما ہین بارگاہ کرامت بندون پر سب طرح
سے نگاہ رحمت مراد مند مرادین مانگتے ہین راہ مین مریضون نے صحت پائی مراد مندون کی مراد بر آئی اول مین نے احول
مربع نشین کو مبتلاے عذاب دیکھا دعا کرکے خطا معاف کی اُسی خیر خواہ نے صحراے مشک بیز کا نام بتایا وہان جاکر جستجو سے
تمام قدرت کو پایا بڑے کرو فر سے لیکر آیا اب کل سکو کیفیت معلوم ہوگی پلنگ خونریز سے شہنا لیلی بہت درست فرمایا کہ اب
ہم خود چلتے ہین شہنا بجانے کی کیا ضرورت ہی پلنگ ہر وقت خدمت مین حاضر رہتا ہی ای حیرت اب بہار کو کسی طرح
ہاتھ آئے لشکر مین بلائے ملک الموت قدرت کے ہمراہ ہی چشم زدن مین روح قبض کریگا ای حیرت بجاہ و جلال خداوند جمشید
مجھے اُن سردارون کا بڑا پاس ہی اب سبکی زندگی سے یاس ہی بمقدمہ صرصر آنکھون سے دیکھا بداعتقادی کی کیا ہوا الٹی
جو اُسنے دل مین کہا قدرت نے بتلا دیا ای خاتون محل اگر مصیبت احول کو دیکھتین عبرت سے روح تڑپ کر قالب
خاکی سے نکل جاتی رات بھر فرشتے عذاب کرتے تھے دن بھر حدت آفتاب مثل ماہی بے آب پھڑکتا تھا ہزارہا فرشتگان عذاب
آنکھون سے دیکھے اُسنے مجھسے فریاد کی مجھکو رحم آیا قلب تھرایا مین نے دعا کی خطا معاف ہوئی بیقرار و اشکبار تھا ہنستا ہوا
طرف باغ کے روانہ ہوا جہنم بھی دیکھا بہشت بھی دیکھی دیر و کنشت کا لطف کھلا حیرت یہ حالات کرامات خداوند سنکر
خاموش ہوئی صرصر چپکی کھڑی ہی بخوف افراسیاب منہ سے نہین بول سکتی آخر تاب نہ آئی کہا کیون شہنشاہ یہ سبب
آپنے اپنی آنکھون سے دیکھا افراسیاب نے جھلاکر جواب دیا اسکی گردن مین ہاتھ دو ابھی تک بداعتقادی چلی جاتی ہے
جوتیان کھا چکی اب ہمسے پوچھتی ہی آنکھون سے دیکھا ہمپر سارا معرکہ گزرا اری مجھپر کیا موقوف ہی یہ اہالیان فوج و لشکر
سے دریافت کر دیکھ کیا کہتے ہین مقام سکونت خداوند صحراے مشک بیز فرحت انگیز ہوا معتدل طائران زمزمہ سرا
عندلیبان خوشنوا نرگس شہلا کی دیدہ بازی قمریون کی کارسازی کس شیکی تعریف کرین وہی نمونہ بہشت عنبر سرشت ہی

باغ سیب مین نے کس لطف سے آراستہ کرایا ہی کرورہا روپیہ صرف کر کے بنوایا جو اُس صحراے دلفزا کو دیکھے کبھی اِس
باغ کی جانب توجہ نکرے ہر ایک کی یہ کیفیت تھی دل بلغ باغ غم والم سے فراغ جب اسطرح کے اوصاف افراسیاب
بالانصاف نے بیان کیے صرصر نے کہا جب حضور نے سب آنکھون سے دیکھا مین کیا عرض کرون خداوند کا تشریف لانا
مبارک ہو میرے دل کو نہین قرار آتا افراسیاب نے مُنہ پھیر لیا حیرت سے کہا جلوز یارت خداوند جمشید سے مشرف
ہو یہ دن کبھی کسی کو کاہیکو نصیب ہوا اب زمان فتح وظفر قریب آیا ملکہ حیرت اُٹھ کھڑی ہوئی انیسان دمساز و مصاحبان
ہمراز اشتیاق مین ہمراہ افراسیاب طرف بارگاہ خداوندی کے چلین راہ مین افراسیاب نے حیرت سے کہا ای زینت
پہلو ای معشوق خوشخو کس کس کرامت خداوندی کو ظاہر کرون بیرون بارگاہ سحر بخوبی یاد ہی جب اندر گئے فراموش
بیہوشی کا جوش ہر چند یاد کرتے ہین ایک لفظ نہین یاد آتا قدرت نے سبب فرمایا ہم بانی سحر و ساحری ہین جوہر خزانہ
افسونگری ہین ہمارے سامنے سحر کی کیا حقیقت ہی جو چاہا بنایا جو قصد کیا مٹا دیا تم بھی سحر یاد کرنا مگر ادب خداوندی
کا خیال رکھنا حیرت بہت خوب بہت خوب عرض کرتی ہوئی بارگاہ مین آئی دیکھا خداوند برقع پوش بصد جوش و خروش
خروش تخت طاؤسی پر جلوہ فرما ہین ایک جانب ملک الموت قدرت بصد ہیبت ایک طرف فرشتہ رحمت و زوال و
چانگ وغیرہ چند سردار سر جھکائے ہوے بیٹھے ہین ملکہ حیرت نے آکر سجدہ کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا گرد پھری ہاتھ
باندھکر سامنے کھڑی ہوئی قدرت ہنسے کہا کیون ای خاتون محل شہنشاہ اسوقت جورو خصم مین خوب باتین ہوئین ہی
شرط کہ تجھکو سنگ سیاہ کردون تیرے شوہر نے سب کچھ دیکھا مطلب صاف سنوا حیرت تھراکر گر پڑی فریاد فریاد کی صدا
بلند کی یا خداوند الامان الامان ہم سب بندگان گنہگار ہین ہمارے عیب چھپائیے شہنشاہ کے امورات پر خیال
نہ فرمایئے ایسے ایسے رنج وملال اُٹھاے حواس خمسہ مین فرق پڑگئے غیر مذہب والون کے اقلیم ساحران مین جھنڈے
گڑگئے وہ ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ مکار جعلساز شعبدہ باز کیا کیا فتنے نہین برپا کرتا ہی مکاری غداری کا
دم بھرتا ہی آپ کے مصاحبان نامدار عابدان خدمتگزار کس حسرت و یاس سے مارے گئے طلسم ہوشربا مین جابجا
قیامت برپا ہی اب قدرت رحم فرمائین ہماری حماقت پر خیال نہ کرین ارشاد ہوا بیٹھ جا ای دختر بلند اختر حیات جاودو
دائم زینت پہلوے افراسیاب خوشخواب تمھاری سلطنت تا روز قیامت قائم رہیگی اب رنج وملال نہ سہیگی حیرت نے
دست بستہ عرض کی میری ہمشیر حقیقی بہار گلعذار شریک لشکر مسلمانان بدکردار ہوئی کنیز چاہتی ہی بہار پر کوئی زوال
نہ آئے اُسنے بڑے بڑے صدمات ہو کھائے ایک پیٹ مین ہم دونون نے پیر پھیلائے اب وہ ہمارے دربار مین
اپنے فعل کی مختار ہین خداوند جمشید نے جواب دیا اب ان مقدمات مین کسی کو دخل نہین ہی جو مناسب مشیت ہوگا پیش

آئیگا بس اب طبل جنگی بجواؤ قدرت کو زیادہ تکلیف نہو تمام عالم کا بندوبست ہی ملک الموت پہلو مین موجود ہی لیکن استظام سے خالی نہین ہی کوئی مشرق مین کوئی مغرب مین کوئی جنوب وشمال مین فوت ہوا ہر ایک پر قبضہ ملک الموت ہم قدرت سب ملاحظہ فرمارہے ہین افراسیاب نے اُسی وقت حکم دیا نقارہ رزمی پر چوب پڑی تمام لشکر افراسیاب مین ہلڑ ہوا قدرت نے طبل بجوایا دیکھیے ابکل کیا ہو ہرکارے لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم کے موجود تھے خبرین لیکر چلے

دو کلمہ داستان شوکت بیان بہ مرتبۂ اول طبل جنگی بجوانا خداوند جمشید کا و مقابلہ ملک الموت سے ملکہ بہار و باغبان قدرت و ملکہ مخمورہ کا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا خمسہ

ناخدا ترس نہین تجھکو خیال بلبل
دل پھٹا جاتا ہی سُن سنکے مقال بلبل
ہو نہ دیکھ نہ پڑجاے وبال بلبل
غیر ہی حسرت گلزار سے حال بلبل
دیکھیون کن آنکھون سے صیاد ملال بلبل

دیکھکر غیر کا غم ہوتا ہون مین بھی غمگین
منع گل توڑنے سے مین تجھے کرتا تو نہین
صدمہ گذرا کبھی دیکھا جو کسی دلکو حزین
مین چلا جاؤن تو گل توڑیو تو اے گلچین
تجھسے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل

گل کے اوراق تو گلشن مین کرونگا مین بہم
جمع کر لونگا سر دست مین سامان رقم
ہوگا لالے کی سیاہی مین بھی آب شبنم
شاخ گل ہاتھ لگے گی تو تراشونگا قلم
آج لکھنی ہی مجھے صورت حال بلبل

گل مین شبنم ہی کہ مے سے ہی بھرا ساغر جم
آتی جاتی ہی نسیم سحری بڑدہ بہ لی
رنگ دکھلاتی ہی اپنا ہی گلستا نمین جو شر
فصل گل آئی ہی کیا بھولی ہوئی بیٹھی ہی
دیکھنا و بدبۂ جاہ و جلال بلبل

جسطرف دیکھو سراسر ہی گلستان تاراج
مرگ عاشق کو ہی معشوق کے آگے معراج
زلف سنبل ہی پریشان نہین قابو مین مزاج
گل ہین مصروف عزاداری مین بھول ہین آج
ہوگیا سنتے ہین گلشن مین وصال بلبل

گر نہین شکل مین صورت مین بشر [illegible]
مین نے خود محکمۂ عشق مین [illegible]
قیس و فرہاد کے لکھا ہی برابر جلسا
داخل طبلق عشاق ہی چہرہ اسکا

لکھے ہین دفتر گل مین خط و خال بلبل

ایک مدت سے تری قید مین وہ ہی غمگین
شب ہر روز بر تو ذرا رحم کیا کر بیدین
اکثر آآگئی ہی ہونٹھون پہ بھی جان خرین
کچھ خبر ہی تجھے صیاد ستمگر کہ نہین

جھڑ گئے کنج قفس مین پر و بال بلبل

برگ گل اُڑ گئے صرصر کا ہوا یہ طوفان
ہم صفیرون کی ہی اب نغمہ سرائی وہ کہان
غنچے پژمردہ ہین اشجار ہین سارے عریان
باغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خزان

آگئے آگئے ایام زوال بلبل

قول رعنا ہی جو الفت مین پڑے رہتے ہین رند
دمبدم اشک مرے آنکھو نسے کیون بہتے ہین رند
روتے ہین رنج بھی ہر طور کے اب سہتے ہین رند
عشق کیا چیز ہی معشوق کسے کہتے ہین رند

نہ تصور مجھے گل کا نہ خیال بلبل

شعر تہمتن توان ستم واستان + چنین داد رخش سخن راعنان + ملکہ مہرخ نامدار مع کل سرداران عالیوقار بارگاہ آسمان جاہ مین جلوہ فرما ہین حالات خداوند جمشید جانسوز دفعر عام دیکھکر آئے چالاک سے سب کیفیت بیان کی اب چالاک کے بھی ہوش اُڑے سر جھکا لیا ملکہ مہرخ نے فرمایا کیون ای مہتر والا گہر اسوقت تمکو متردد و متوحش پاتے ہین چالاک نے کہا مین کیا عرض کرون ہرچند کہ طفلی سے فنون عیاری پر دست انداز ہوا جب مجھکو معلوم ہوا کہ مین خواجہ عمرو کا بیٹا ہون میری مادر مہربان دختر زمیندار ہین اُس طرف و الد نامدار کا گذر ہوا ہمارے نانا جان نے ایک دیوار پر سات کٹوریان پیتل کی سکھدین تھین اور شرط کی جو کوئی ان ساتون کٹوریون کو سات تیرون سے اُڑا دے اُسکے ساتھ بیٹی کی شادی کرون قبلہ و کعبہ نے جاکر تیر لگایا سب کٹوریان گر پڑین نانا صاحب نے خواجہ کی مشکین باندھین ارادہ ہوا کہ قتل کرین صاحبقران زمان اپنے رفیق کو تلاش کرتے ہوئے آئے اِس مصیبت مین انکو دیکھکر شرط پوری کی کٹوریان اُڑا دین شرط جیتی ہمارے قبلہ و کعبہ کا عقد ہوا قبلہ و کعبہ کا یہی دستور ہی جورو کی کبھی خبر نہین لیتے روٹی کپڑا نہین دیتے جب مین پیدا ہوا فنون عیاری حاصل کیے مان سے پوچھکر طرف لشکر ظفر اثر کے روانہ ہوا راہ مین صحرائے ہولناک ملا شدت تشنگی سے بیہوش ہو کے گرا موجب روایت دفتر حضرت خضر پیغمبر میرے خواب مین آئے نظر کرم کیا کچھ راز تعلیم فرمائے کمر ہمت چست ہوئی اُٹھکر روانہ ہوا یہان وہ زمانہ تھا کہ فرامرز بن قارن عدلی نے مکر سے صاحبقران کو پکڑ لیا

اور قفس مین بند کیا چوب عقابین پر پنجرہ نصب کر دیا تھا قبلہ و کعبہ دن بھر سرداروں کو خط پہونچاتے تھے
شب کو عیاری کر کے قریب قفس پہونچتے تھے صاحبقران کو کھانا کھلاتے تھے بختک وزیر نوشیروان نے یہ ظلم کیا
کہ صاحبقران کی کچلیان برما کر تارون سے دانت بندھوا دیے تین دن سے خواجہ عیاری کر کے جاتے تھے کہ
آقا کو کھانا کھلاؤن صاحبقران بول نہ سکتے تھے یہ روتے پیٹتے پلٹ آتے تھے تین فاقے کل سرداران نامی پر
گذرے چوتھی شب کو خواجہ صاحب قفس صاحبقران سے لپٹے کھڑے رو رہے تھے کہ مین پہونچا مجھکو حضرت خضر
تعلیم کر چکے تھے کہ صاحبقران کے دانت تارون سے بندھے ہین تار کاٹ کر کھانا کھلا تجھکو خدا مرتبۂ عالی عطا
کریگا مین نے خواجہ سے شرط بد کر تار کاٹے کھانا کھلا کر نکل گیا اُسدن سے لشکر مین میری آبرو ہوئی سردار عیاران
لشکر اسلام کہلاتا ہون بڑے بڑے مقامات عالی دیکھے سردار بھی بہت مارے اب اِس مقدمے مین میری عقل حیران
ہر اول مجھکو خیال تھا کہ شاید قبلہ و کعبہ پہونچ گئے اب مین نہین کہ سکتا نہین معلوم کیا معرکہ ہی یہ خداوند جمشید بھی کوئی
بلا ہی دیکھین کیا ہوتا ہی چالاک کے کہنے سے ملکہ مہرخ وغیرہ گھبرا گئین کہ چالاک ایسا عیار فرزند خواجۂ امدار
اسطرح کہتا ہی کیونکر دل کو تسکین ہو خداوندا خیر کیجیو زیادہ باعث بیتابی یہ ہی کہ اسد نامدار بھی جلوہ فرما ہین کوئی فکر
انکے ہٹانے کی بہلانے کی نہین ہو سکتی یہ ذکر تھا کہ جوڑیان ہرکارون کی آکر پہونچین ہاتھ اُٹھا کر دعا دی اشعار

مطربے را کہ دشنہ مضراب است	سینۂ دشمن تو قانون باد	ہر کجا ابر فطرتش بارد
قطرہ محسود در مکنون باد	ہوش را تکیہ گاہ دانش او	خسک بستر فلاطون باد
آفرین باد بر طبیعت تو	روے فیض تو نیز گلگون باد	ای شہنشاہ گیتی ستان بحکم خداوند جمشید

طبل جنگی بجا دیکھیے طریقۂ جنگ کیا ہو کون زندہ رہے کون فنا ہو ملکہ مہرخ نے بنگاہ حسرت طرف چالاک کے دیکھا
چالاک نے جانسوز سے پوچھا کیون بھائی جب تم بارگاہ افراسیاب مین گئے تھے وہ جو خداوند جمشید ہین شراب
پیتے مین کباب کھاتے ہین جانسوز نے کہا مین نے بخوبی دریافت کیا نہ کھاتے ہین نہ پیتے ہین اشیاے عیش
جمشید کی بالکل ممانعت ہی اگر افراسیاب نے قصد کیا کہ مین سامان مہیا کرون یہ جواب دیا کہ اشیاے دنیوی
واسطے بندون کے خلق فرمائے ہین قدرت کو کھانے پینے سے کون کام چالاک نے زانوون پہ ہاتھ مار کہا اگر قبلہ
و کعبہ ہوتے اور یہ اختیار حاصل ہوا ہوتا اب تک سب کو چٹ پٹ کر دیتے سارے لشکر کو لوٹ لیتے اِسقدر تساہل کیا
دیکھیے پلنگ خونریز لڑے شہناے جمشیدی بجے پالمیان جمشید خود میدان کارزار مین آئین شعبدہ بازی و سحر
دکھائین چرند و پرند نے کہا اب جمشید کے سامنے کوئی سحر نکریگا سنا ہی کہ ملک الموت سے سامنا پڑیگا وہی شخص

سیہ فام اڑیگا ملکہ مہرخ نے فرمایا جو مرضی پروردگار کہ وہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی وتائید ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی صدائے طبل جنگ بلند ہوئی لشکر مین مشہور ہوا کل خداوند جمشید سے مقابلہ ہے چالاک نے جو کلمات حسرت آیات کہے سب سردار گھبرا گئے جانتے ہین چالاک سے زیادہ کون رازدار ہے خواجہ کا فرزند نامدار ہے ملکہ مہ جبین نے ملکہ مہرخ سے اشارہ کیا کوئی تدبیر ایسی کیجیے یہ شیر بیشہ صاحبقرانی صبحکو میدان کارزار مین نجائین انکو آپ کہین چھپائین ملکہ مہرخ نے اسد غازی سے کہا حضور یہان سے تین کوس پر کیا عمدہ صحرائے سبزہ زار ہے وہان متعدد شکار ہے صندلان صندلی پوش کو ہمراہ لیکر بوقت سحر شکار کھیلیے اسد نے قبضے پر ہاتھ رکھکر فرمایا آپ لوگ چاہتے ہین اپنے ہمچشمون مین مین بدنام ہون اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ کر مرون دعوی طلسم کشائی کر کے آیا آپ لوگون نے کئی مرتبہ مجھکو چھپایا مقابلہ ساحران سے بھگایا اب اگر آپ لوگ کوئی خبر مجھسے مخفی کرینگے میرا خون آپ سبکی گردن پر ہوگا فوراً جان دونگا یہ ذلت چھپنے کی گوارا نہ کرونگا یہ مین نے سنا کہ دشمن نے طبل جنگی بجوادیا صبحکو مقابلہ دشمن کا ہم شکار کھیلین گے ایسی زندگی بیکار ہے کہ ہمارے ساتھ والے مبتلائے مصیبت ہون ہم مشغول عیش وراحت ہون ہمارے نانا جان کا یہ طریقہ نہین سب پر سینہ سپر کرینگے آپ لوگون سے پہلے مرینگے اگر کوئی ایسا ارادہ کریگا بہت پچھتائیگا یہ فرماکر صندلان صندلی پوش کو حکم دیا رات سے لشکر تیار رہے سب سے پہلے میدان کارزار مین چلینگے دیکھین تو جمشید کون مسخرا ہے کیا کرتا ہے ملکہ مہ جبین نے گھبرا کر دامن اسد کا تھام لیا عرض کی ای شہریار آپ جہالت کرتے ہین آتنا ٹرا کوئی ساحر ہے کہ افراسیاب اُسکو سجدہ کرتا ہے میدان کارزار مین اگر شعبدے دکھائیگا آپ کا وہان کیا کام ہے اب برائے شکار تشریف لیجائیے جو کچھ گذریگی ساحران نامی وسرداران گرامی جواب دینگے اگر سحر مین نہ غالب ہونگے طائر بنکر بھاگ سکتے ہین غرق زمین ہوکر چھپین موقع نہو طبل امان بجوادین لقول مخفی مجھ بدنصیب کو سب طرح کی مشکل ہے اشعار

منم از زخم غم خوردن خراشیدن نمیدانم
ز استیلای عشق او خروشیدن نمیدانم
مگو راز دلت با من که من از ساده لوحیها
که در راه طلب آئین کوشیدن نمیدانم

بجز خونابهٔ دل جام نوشیدن نمیدانم
زمانه جامهٔ محنت دہد زانم که میدانند
چو طفلان راز دل از غیر پوشیدن نمیدانم

من آن پروانهٔ عشقم که گر سوزد مرا شمعم
لباس عافیت را طرز پوشیدن نمیدانم
نبرده ره بمقصودی درین وادی از آن مخفی

یہ اشعار پڑھکر ملکہ مہ جبین الماس پوش رونے لگین اسد غازی نے دامن سے اشک پاک کیے فرمایا ملکہ ان مقدمات مین دخل ندو ورنہ ہمارے تمہارے نہ بنے گی یہ ممکن نہین کہ ہم میدان کارزار مین نہ جائین ہمارے واسطے بدنامی ہے یہ نہ سمجھو کہ خبر مشہور نہین ہوتی وقائع نگار ایک ایک لفظ لکھتے ہین تمام

عالم مین یہ پرچے پہونچتے ہین ضرور لشکر صاحبقران مین خبر جاتی ہوگی ہر چند کہ میرا برادر یجان برابر زینت لشکر ظفر اثر شاہزادہ ایرج نامور عاشق صادق ہے لیکن بقدمہ جرأت مین دشمن رہزن ذرا سی ہتک سن پائے تمام عالم مین مشہور کرے بارگاہ مین بیٹھکر ہنسے سردار دست راست میرے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان پر آوازے پھینکین بارگاہ مین بیٹھنا مشکل ہو بڑی خیر یہ ہوئی کہ مین اس طلسم مین اکیلا آیا ہون اگر وہ سب صاحب آجاتے ایک ہفتے مین طلسم فتح ہوتا مین یا اپنی جان دیتا یا گھس کر سر افراسیاب کو لیتا اب آپ سب صاحبون کے حکم کا پابند ہون یہ ناممکن کہ سینہ سپر نہ کرون افراسیاب کے سامنے بچاؤن اس غصے سے اسد نامدار نے قبضے پر ہاتھ رکھکر یہ کلمات حسرت آیات فرمائے سب کانپنے لگے ملکہ مہ جبین نے دامن جھٹک دیا رونے لگین کہا آپکو اختیار ہے یہ کنیز مجبور و ناچار ہے یہ کہکر اسد نامدار اٹھے دربار برخاست ہوا ضرغام ہمراہ اسد نامدار صندل لان بھی مع جوانان صف شکن ہمراہ ہے جب یہ داخل بارگاہ ہوئے صندل لان یا لشکر مین کمر بندی کا حکم دیکر بارگاہ ملکہ گوہر جادو مین آیا گوہر کو جو کنیزون نے خبر دی ہے کہ کل اسد نامدار میدان کارزار مین ضرور جائینگے ملکہ مہ جبین کو آج جھڑک دیا کوئی سمجھا نہ سکا واسطے صندل لان کے بیقرار ہے کہ صندل لان اگر پہونچا ملکہ گوہر کھڑی ہوگئی کہا کیون ای صف شکن ای پہلوان تیغزن تمھارے سردار صاحب کیسے سخن ناشنو ہین خیرخواہان دولت کی بات نہین مانتے جمشید میدان کارزار مین آئیگا نور خدائی دکھائیگا نہین معلوم کون ساحر قبضے مین ہے قبض روح کا دعوی کرتا ہے نام برخدائی کے مرتا ہے علاوہ اسکے پلنگ خونریز حاکم شہنا سے جمشیدی اگر اسنے شہنا بجائی ہزارہا کے سر پھٹ جائینگے سیکڑون بیہوش ہوکر ایڑیان رگڑینگے ایسے مقام پر غیر ساحر کا ہونا کیسا باعث خرابی ہے اسی وجہ سے ای شیر بیشۂ جرأت ہم سبھون کے دلکو بیتابی ہے صندل لان نے جواب دیا ای ملکۂ عالم مین تمھاری بات کا کیا جواب دون اسد نامدار بجا ارشاد فرماتے ہین شیر کہین روباہون سے ڈرتے ہین جب برق شمشیر مردان عالم چمکی سب ساحر بھاگ جائینگے ملکہ گوہر جادو نے بحسرت و یاس طرف صندل لان کے نگاہ کی تڑپ کے آہ کی یہ اشعار مصیبت آثار پڑھنے لگی

نظم

مرتے ہین ترے پیار سے ہم اور زیادہ	تو لطف مین کرتا ہے ستم اور زیادہ	ساتھ اپنے ہے اک فوج الم اور زیادہ
کرتو بھی بلند آہ علم اور زیادہ	ہر ذرہ نجف اب مری گریہ مین کہ اے چشم	بھڑکی ہے جو یون آتش غم اور زیادہ
مہمیز سر خار سے نکلا سر صحرا	کچھ توسن وحشت کا قدم اور زیادہ	صید دل عاشق مین ہے مصروف وہ کافر
پھوٹے ہین اب صید حرم اور زیادہ	ای خنجر خونخوار نہ برش مین کمی کر	ہان تجھکو مرے سر کی قسم اور زیادہ

چالیس قدم ساتھ وہ تابوت کے آئے
اُس شہ کے دو دم مین ہوے دم اور زیادہ
کہتا ہے کٹ لگ کے سرے وہ دم خنجر
گرمی سے ہے آنکھون مین ورم اور زیادہ

کیا ہو جو بڑھین چند قدم اور زیادہ
کیون مین نے کہا تجھسا خدائی مین نہین اور
دے عشق کا بھر اُسکے تو دم اور زیادہ
رگڑے سر بستر پہ پڑا پاؤن کہانتک

کہتا ہے مرا شوق جراحت کہ صد افسوس
مغرور ہوا اب وہ صنم اور زیادہ
اُس عاشق بیچارہ کا ہے اور برا حال
بس پاؤن نہ پھیلا شب غم اور زیادہ

ــہ نہ دلان صندلی پوش نے ملکہ گوہر کو گلے سے لگا لیا کہا ملکہ عالم اسقدر بیقرار نہو جس طلسم کی تم حاکم تھین اُس طلسم کے فتح ہونے کی کب امید تھی پروردگار نے فضل کیا کیا جلد فتح ہوا اسی طرح طلسم ہوشربا بھی پامال ہوگا میرے مقدمے مین دخل نہ دو مین جان نثار اسد نامدار مشہور ہون چند قدم اُنسے آگے بڑھنا چاہیے سینہ سپر رہون اُنسے پہلے جان دون جاکر لشکر کا انتظام کرو خبردار خبردار میرا خیال میدان کارزار مین نہ رکھنا نمک شہنشاہی کے خیال مین موت کا مزا چکھنا آقاے نامدار کی فکر رہے ایسا نہو اُنپر کوئی ساحر سحر کرے تم سب سے پہلے اپنے کو پہونچانا گوہر جادو نام آبرو مین تمھارا نام زینت گوش نازنینان مہوش ہو ملکہ کیون خاموش ہو یہ عاشق و معشوق باہم کئی دن تڑپتے رہے ہین لشکرون مین تیاریان افراسیاب کے لشکر مین لکھ در لکھ مراد مند جمع ہین رات کو بھی صدائین یا خداوند جمشید کی بلند ہین لڑنے والے ساحران غدار اپنے اپنے منترون پر سحر تیار کر رہے ہین یہی خیال ہے کہ کل لشکر مہرخ کا خاتمہ کرینگے ہم سب غالب آئینگے ملازمان مہرخ بھاگ جائینگے کل طلسم کشا بھی قتل ہوجائیگا جو آگے بڑھنے کا مال لوٹیگا سحر تیار کر رہے ہین ناگاہ خداوند خلقت ملک چہارم کرامات ضیاء و شعاع دکھاتا ہوا تخت فلک زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا نوبت نقارے بجے ملازمان افراسیاب کمر باندھنے لگے اول افراسیاب نے حیرت و پلنگ خونریز و زال جادو و چند رفیقان سلطنت حاضر بارگاہ خداوند جمشید ہوے سجدہ کرنے کا ارادہ کیا فرشتۂ رحمت نے کہا شکو قدرت نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے بندگان موافق سے منع کرو کہ ہمکو سجدہ نہ کرین جب مخالفون سے سجدہ کرا لینگے بندگان قدیم قدرت سے تسخیر ہین پس کیا ضرورت ہے عوض سجدہ و سجود قدمبوسی کا حکم ہوا افراسیاب و حیرت نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا حکم دیا قدرت بھی چلتے ہین افراسیاب باہر آیا مرکب بادرفتار پر سوار ہوا ملکہ حیرت اپنی کنیزون کو ساتھ لیکر تخت پر متمکن ہوئی سب اُسی جانب دیکھ رہے ہین دیکھا تخت خداوندی اُترتا ہوا آتا ہے ایک سمت ملک الموت بصد ہیبت ایک جانب فرشتۂ رحمت جسکے چہرے سے آثار جلالت ظاہر ہین خداوند برقع پوش پر چتر زر کا سایہ پلنگ خونریز کو قریب اپنے بلایا وہ پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر فوج دریا موج ساحران غدار طلسم ہوشربا کے تاجدار یہ خبرین سنکر بڑی بڑی دودرے

آئے وہ جب دہ میں افراسیاب کے گرد پھرتے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے کہ اے شہنشاہ ہوشربا تو بڑا با اقبال ہے
عبادتیں کرتے ہزاروں عابد زاہد مرگئے حسرت ہی ایکبار پردۂ دنیا سے اٹھے دیدار خداوندی نصیب ہوا قدرت آپ کے
ساتھ تشریف لائے مہرخ و بہار وغیرہ کیا سرکش ہیں پیدا کرنے والے نہیں ڈرتیں دیکھو آمد لشکر کے نشان ہویدا ہو
ملکہ مہ جبین تخت زرین پر ایک جانب ملکہ مہرخ نامور و بہار رنگین پوش و ہلال سحر افگن و ملکہ سرخ مو وغیرہ
تخت کو گھیرے ہوئے افراسیاب کی نگاہ لڑی ہوئی ایک سمت سے گرد عظیم بلند ہوئی سب نے دیکھا شیر بیشۂ جرائت و
نہنگ بحر زخار جلالت آفتاب عالمتاب ریاست ماہ آسمان شوکت برہم زن لشکر کافران نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
عاقل و کامل اسد شیر دل پشت مرکب باد رفتار پر بیٹھے ہوئے ضرغام شیر دل رکاب سے لپٹا ہوا ایک جانب
شاہزادہ صندلان صندلی پوش ساٹھ ستر ہزار جوانان غیر ساحر علوم صف شکنی سے ماہر زرہ پوش پہلو بہلو دوش
بدوش پرے جمے ہوئے علمہائے زرنگار کے پھریرے کھلے ہوئے اس جاہ و جلال سے یہ شیر صولت وارد میدان کارزار
ہوا آمد سے زمین تھرائی ملکہ مہ جبین کی نگاہ جمال بیمثال پر پڑی ملکہ مہرخ سے کہا نانی اماں آپ اس جرائت کو خیال
فرمایئے رات کو سب نے سمجھایا انکے خیال میں نہ آیا میدان کارزار میں آئے جدھر افراسیاب کھڑا ہے اسی جانب دیکھ
رہے ہیں پلک نہیں جھپکاتے چاہیے ہٹ کر کھڑے ہوں اپنے کو بچائیں نگاہ دشمن سے مخفی رہیں مہرخ نے کہا بی بی
خدا تیرے راج سہاگ کو رکھے دشمنوں سے یہ شیر دل بچے پہلو میں چالاک بصورت خواجہ عمرو کھڑا ہے ملکہ مہرخ
نے جھک کر پوچھا کیوں اے سہترا والا گہر خداوند و فرشتۂ رحمت و عذاب کو دیکھا اب بتلاؤ کیا رائے ہے چالاک نے
کہا ہمارے قبلہ و کعبہ کا یہ طریقہ نہیں ہے اسقدر انکا اعتقاد ہوتا رات ہی کو شراب پلا کر لوٹ مار کر شروع کر دیتے
وہاں تو شراب کی ممانعت ہے وہ منزلیں طے کر کے ہمراہ کیوں آتے انکی عیاری کا پہر دوپہر میں خاتمہ ہے ہمنون
کی عیاری سینے اس رنگ میں قبلہ و کعبہ کو نہیں دیکھا ہم لوگ اگر عیاری کرکے کبھی انکے ساتھ کسی محفل میں گئے
ہم تدبیر کرتے رہے انھوں نے جھٹ پٹ بیہوشی پلادی یا زمین رکھکر اڑادی بیہوش کیا لوٹنے لگے اس عیاری
میں نہ صرف شراب نہ خواہش کباب خداوند اگر سنتے تمام خزانہ لیکر زنبیل میں رکھ لیتے رات ہی کو افراسیاب
کو زہر دیتے یہ حقیر ناامید ہے نہیں معلوم اسمیں کیا بھید ہے چالاک سے یہ سنکر ملکہ مہرخ کے منہ پر ہوائیاں اڑنے
لگیں سرداروں میں کھلبلی لیکن خاموش صفیں جمیں میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ درست ساحران
افراسیاب و مہرخ نے میدان کارزار کو درست کیا نقیبوں نے بڑھکر آوازیں لگائیں اشعار عبرت خیز
حسرت انگیز پڑھکر دکیت نقیب بھی میدان کارزار سے ہٹے اب مضمون یہ سناتا ہوا افراسیاب گھوڑا اڑا کے

قریب تخت خداوند جمشید آیا دست بستہ عرض کی پلنگ خونریز کو شہنا مرحمت ہو یہ میدان کارزار مین جائے قدرت
نے جھڑک دیا کہا تجھے اس مقدمات مین کیا دخل ہے یہ فرماکر طرف ملک الموت قدرت کے متوجہ ہوے کہا ای قہر خفضب
خداوند تم میدان کارزار مین جاؤ بہار و باغبان و مخمور کو پکڑ لاؤ اگر اطاعت کی فبہا ورنہ جہنم مین بھجوا دونگا
ہڈیان تک جلا دونگا وہ جوان سیہ فام ہیبت انجام بہ قہر و غضب تمام تخت سے کود اشلنگین لگاتا ہوا میدان کارزار
مین آیا زمین تھرانے لگی اک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ ای فرقہ سرکشان وای جمع مسلمانان ایسے بیخوف ہوے قدرت کے
مقابلے مین آئے بہتر یہ ہی کہ اگر سجدہ کرو شہنشاہ طلسم ہوش ربا افراسیاب جادو مقبول بارگاہ خداوند جمشید
تمہارا افسر ہی اسکی اطاعت کرو کیون قضا آئی ہی جلد جواب دو اب جانبری غیر ممکن ہی مین ہر روز مخفی ہوکر سب کے
مکانون مین آتا ہون آواز لگاتا ہون ای اہالیان دنیا آگاہ ہوجاؤ قضا بہت قریب ہی جو اسکو بھولا وہ بدنصیب ہی
گھر کے گھر خالی کردیے دل اہالیان دنیا کے حسرت و یاس سے بھر دیے مگر اہالیان دنیا وہ غافل ہین موت کو بالکل فراموش
کیا مرنا یاد نرہا دام دنیاے مکار مین گرفتار ہین نہ غافل نہ ہوشیار ہین اب حکم خداوندی ہوچکا ابھی تک خیر ہی خداوند
معاف کر دینگے تخت عدالت پر متمکن ہین انصاف کرینگے یہان سرداران نامدار نے گھوڑے چمکائے کلیجے پر پتھر رکھ لیا
آواز دی خداوند جمشید پر لعنت کرتے ہین ہم سپاہی سر فروش جانبازی پر مرتے ہین اُس جوان نے آواز دی بی بہار
کو بھیجو جو سبکو تنکے چنوادیتی ہین مجھکو بھی دیوانہ بنائین رنگ سحر و ساحری دکھائین لشکر مین غل ہوا طاؤس زرین بال
سے بہار کودی قریب تخت ملکہ مہ جبین آکر عرض کی حضور اجازت میدان کارزار مرحمت ہو وہ مجھکو بلاتا ہی ملکہ
مہ جبین نے سر اٹھاکر دیکھا بہار کا گل سا چہرہ کملایا ہوا آنکھون مین آنسو ملکہ مہ جبین نے تخت رکھوا دیا خالہ
امان کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے باغبان بھی روتا ہوا قریب آیا کہا ای بہار ہم تم رازداران طلسم ہوش ربا ہین
بڑے بڑے عجائب و غرائب اس طلسم کے دیکھے لیکن ملک الموت قدرت و فرشتہ رحمت و خداوند جمشید بد طینت
نہ کسی کتاب مین لکھا دیکھا نہ یہ تماشا نظر آیا دل تھرا رہا ہی نہین معلوم یہ سیہ فام اسکا ملک الموت لقب ہی کوئی ساحر بے ادب
ہی یا غیر ساحر شعبدہ باز نیرنگ ساز کسطرح پہچانین تم ایسی ساحرہ کو پکارتا ہی ای بہار مین مقابلے مین جاؤنگا تم
قصد نکرو بہار نے روکر جواب دیا ای باغبان قدرت ای صاحب شوکت ولیاقت موت آنکھون کے سامنے
پھر رہی ہی جان کے ساتھ آبرو بھی دین قاعدے مین اپنے آقاے نامدار کے فرق ڈالین اس لشکر ظفر اثر مین
حکم عام ہی جو جسکا نام لیکر پکارے وہی جاے مقابلہ کرے جیسے یا مرے سامنے طلسم کشا موجود ہین مین کسی کا
کہنا نہ مانونگی بحکم قضا و قدر اس جوان کو دیوانہ بناکر حکم دونگی کہ جاکر جمشید کا سر کاٹ لا اگر یہ چل گیا تو مثل شعلہ

جوالہ جاپڑیگا افراسیاب وجمشید سے لڑیگا اگر ہمارے سحر نے جواب دیا مجبور وناچار ہین جو تقدیر مین لکھا ہی وہی ہوگا اب غدر کو جانے دو بڑی مشکل سے سردارون نے رخصت دی بہار گلشن پشا سے نکلی جسکی نگاہ اُسوقت جمال ہمثال ملکہ بہار گلعذار پر پڑی ہرچند ضبط کیا نہو سکا کنیزان بہار نے دف و دائرے بجا لئے باغ کا باغ پڑھا مثل نسرین و نسترن و غنچہ دہن و شمشاد و گلعذار وغیرہ روتی تھین رنج فراق بہار مین یہ خمسہ پڑھنے لگین خمسہ

گر صبا آصف ہی تو گلشن ہی دیوان بہار ۔ آئینگے بلقیس اب بن بنکے مہمان بہار
کیون نہو گلزار عالم مین یہ سامان بہار ۔ حکم رانی پر ہوا حکم سلیمان بہار
عشق پیچان بن گیا طغرائے فرمان بہار

دشمن جان ہین مرے مرغ خوش الحان بہار ۔ دامن گل ہی نظر مین چاک دامان بہار
بے صنم ہی شاق یہ ناز عروسان بہار ۔ زخم خندان یار بھی ہی روے خندان بہار
تیر باران بلا ہی مجھکو باران بہار

ہی بہار اک شکل زیبا دیکھکر پہچانیے ۔ دل مین چہرے کی عوض سورج مکھی کو ٹھانیے
غنچہ ہی گویا دہن اور سرو ہی قد مانیے ۔ زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے
نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار

دھوپ سے مرجھائین جھونکے سے جھکین سرتا بپا ۔ قطرۂ شبنم سے اور باد بہاری سے ہون وا
اور کیا پھبتی کہے اٹنبر مرا ذہن رسا ۔ شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ثابت ہوا
نو سواران چمن ہین مرد میدان بہار

باغ عالم مین تو ہی مہمان نوازی کا چلن ۔ خندہ پیشانی سے پیش آتے ہین ارباب وطن
لائے ہین ناخواندہ مہمان جان ملتے ہر شکن ۔ کیا سمجھکر روندتے ہین مجھکو سیار چمن
سبزۂ بیگانہ ہون لیکن ہون مہمان بہار

راز حکمت دلمین بلبل کے ہزارون ہین نہان ۔ باغ عالم مین ارسطو سے ہی بڑھکر بیگمان
قول آتش کب ہی قول بوعلی سے کم بیان ۔ آب جو لی ہین صفا سے سینۂ اشراقیان
ہر گل خوشبو ہی افلاطون یونان بہار

گر بہار گلشن خلاق عالم ہی نظر ۔ دیکھیے باغ جہانمین کیسے کیسے ہین شجر

چشم بینا چاہیے قدرت ہی اُسکی جلوہ گر — روشنی ہوے جو آنکھون مین تو سیر باغ کر

لالۂ آتش زبان ہی شمع ایوان بہار

ناپسند خلق ہون برق غضب ہون قہر مین — گردش تقدیر ہون گرداب بنکر نہر مین

قول رعنا ٹھیک ہی مشہور ہر اک شہر مین — نخل ماتم کی طرح ہون بوستان دہر مین

نی سزاوار چمن آتش نہ سامان بہار

کنیزان ملکہ بہار نے جو یہ اشعار بہاریہ پڑھے غل بلند ہوا ہر گلعذار کی آنکھون سے اشک گہر رشک جاری نگاہ حسرت سے دیکھکر رہ گئے چشمہ چشم سے دریا بہ گئے لیکن ملکہ بہار گلعذار مطیع لشکر صاحبقران نامدار یا تو طاؤس زرین بال پر سوار تھی اُس ساحر کو جو بیدل دیکھا طاؤس سے کود پڑی غیرت دامنگیر ہوئی گلدستہ ہاتھ مین لیکر بڑھی یہ تو ناظرین پر واضح ہی کہ تقدم طرف سے مطیع اسلام کے جائز نہین جب حریف حربہ کر لیتا ہی تب یہ جواب دیتے ہین گلدستہ بہار کے ہاتھ مین ہی اسی گھات مین ہی کہ جب اسکا حربہ دفع کر لونگی تب سحر پڑھونگی دیوانہ بناؤنگی آج رنگ سحر کامل دکھاؤنگی جب قریب ملک الموت پہونچی آواز دی ہان حربہ کر تو ساحر ہی یا غیر ساحر اُس جوان نے قہقہا مارا کہا اری نادان بیوقوف ہم قابض ارواح ہین مشرق و مغرب و جنوب و شمال کے سیاح ہین سحر کیسا تلوار کیا خبر ہی اشارہ ہمارا کافی ہی ہاتھ ہلا دین طبقات زمین کو آسمان پر پہونچا دین گردش نگاہ سے انقلاب عالم ہو چشم زدن مین ساحر ہو یا غیر ساحر بیدم ہو تیری کیا مراد ہی چلکر قدمون پر شاہنشاہ کے گر اب نہ جان بچیگی وہ نعرۂ شیرانہ کیا بہار تھرا گئی ضبط کر کے جواب دیا بس یا وہ گوئی موقوف کر جنگ سحر مین مصروف ہو دیکھ تو کیا حال کرتی ہون ابھی سمند سحر سے پامال کرتی ہون لیکن ہم مطیع صاحبقران اعظم ہین تقدم ہمارے یہان جائز نہین تو سحر کر یا تلوار لگا ہر طرح سینہ سپر ہین یہ سنتے ہی اُس جوان نے جیب مین ہاتھ ڈالا کہا ہمارا حربہ قہر جمشید ہی دیکھ اس رنگ مین کیا بھید ہی ہاتھ بڑھاؤن روح قبض کرون رگین کھچنے لگین موت کی ہچکی آئے ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہون بہار پر خوف غالب زبان سے کچھ جواب نہ دیا حیران کہ دیکھون کیونکر وار کرتا ہی خداوندا خیر کرنا قبض روح کا دم بھرتا ہی ملک الموت نے چند پھول ہاتھ مین لیے کہا دیکھ تیرے واسطے یہی کافی ہی یہ کہکر بہار پر پھول کھینچ مارے وہ پھول منھ پر بہار کے پڑے لہرائی دھم سے گر کر بیہوش ہوئی فوراً ملک الموت نے زبان مین سوزن دیا مشکین باندھکر کھینچتا ہوا سامنے خداوند جمشید کے لایا مثل مردے کے ڈالدیا پھر جست کر کے میدان مین آیا نعرہ کیا ارے تم سبھون کی آنکھین کھلین شور گریہ و زاری لشکر مورخ مین بلند ہوا کنیزون نے گریبان چاک کیے خاک منھ پر

ملی ملک الموت نے آواز دی اب کیون روتی ہو بہار کی بہار عمر خزان ہوئی باغبان کو بھیجو باغبان بجد آ
گھوڑے سے کود ا تیغہ کھینچکر دوڑا امیر حمزہ نے ہان ہان کی آواز دی کہا اے باغبان قدرت ہم مصیبت زدون سے
رخصت تو ہو لے وہان جا کر کچھ نہ بن پڑیگا بہار کا حال دیکھا سحر نکر سکی کھینچا لے گیا نہ سحر کا حال کھلا نہ شعبدہ
ثابت ہوا عجب رنگ ہے عقل و فطرت مین جنگ ہے باغبان نے پلٹ کر جواب دیا جب گلشن لشکر مین بہار نہو
باغبان بیکار ہے امیدوار رخصت حرب و پیکار ہے کلیجے پر چھریان پھر چکین دل داغدار ہوا کلیجہ فگار ہوا یہ کہتا
ہوا باغبان جھپٹا ملک الموت نے بھی تلوار کھینچی نعرہ کیا او باغی ہم پر تلوار قابض ارواح سے گیر و دار یہ کہا جھپٹا
تلوار چمکائی سپر کو گردش دی پھولون سے سپر کے باغبان کے دماغ مین خوشبو آئی آہ کر کے گرا بیہوش ہوا ملک الموت
نے اسکے بھی زبان مین سوزن دیا مشکین باندھلین کھینچتا ہوا سامنے تخت خداوندی کے لایا اسکو چھوڑ کر قصد
کیا کہ پھر جا پڑون افراسیاب گھبرا گیا پیشانی پر پسینہ آگیا گھوڑے سے کود کر تھراتا ہوا سامنے تخت خداوندی
کے آیا کہا یا خداوند براے مسلمانان چشم نمائی تو ہو چکی اب طبل بازگشت بجے کل سمجھا جائیگا جمشید نے بقہر غضب
آواز دی مشیت قدرت مین دخل دیتا ہے تیری خاطر منظور نظر ہے سامری پرستو تمہارا افسر ہے بہار و باغبان کے
مقدمے مین حکم ہوا انکو کشان کشان لیچلو جب ان دونون کی آنکھین کھلین ہوشیار ہوے آپسمین اشارے
کرنے لگے کہ ہم کیونکر گرفتار ہوے سحر بھی نکر سکے یہ سیہ فام بڑا ظالم ہے افراسیاب طبل بازگشت بجوا کے پلٹا ادھر
اہل اسلام گریان و نالان غم بہار مین خاک اڑاتے ہوے براے بہار و باغبان بلبلاتے ہوے امیر حمزہ
نے چالاک سے پوچھا کہو مہتر صاحب طرز جنگ دیکھا چالاک نے کہا صاحب میرے ذہن مین نہین آتا مخفی
مخفی سحر کیا بہت سے مقامات ایسے دیکھے دمامہ جادو نے زبرجد شاہ کو بنایا تھا زبرجد شاہ
سحر کا ایک حرف نہ جانتا تھا اک گوہر شبچراغ بمشقت تمام دمامہ نے آراستہ کر کے زبرجد کو دیا تھا نقاب چہرے
پہ ڈال کر خدائی کرتا تھا جب کوئی نمیز بہ اُس بیحیا کے سامنے آیا نقاب اُلٹ دی روے نحس اُسکا دیکھا
ہر کس و ناکس سجدہ کرتا تھا ظاہر مین مشہور ہوا دیدار خداوندی دیکھکر اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانتا ہے
یہ باعث نہ تھا صرف شعبدہ بازی مین رنگ جمایا اُسی گوہر بے بہا مین تاثیر سحر دمامہ تھی کمال اُسکا مشہور ہوا
اُسی طرح یہ جو جمشید آیا ہے بیشک ساحر زبردست ہے بات بن پڑی خداوند بن بیٹھا روے نحس نہین دکھاتا ہے
منھ چھپاتا ہے اُسنے بیٹھے بیٹھے سحر کیا یا جسکا نام ملک الموت رکھا ہے یہ بھی ساحر ہوگا عیاری نہین ہے عیاری کے
رنگ ڈھنگ اور ہین یہ سب سحر کے طور ہین افسوس یہ ہے کہ نہین معلوم قبلہ و کعبہ پر کیا گذری برق و قران بھی داب لیے

نہ آئے اسی فکر مین ہونگے اب دیکھیے باغبان و بہار پر کیا گذرتی ہی یہ کہکر چالاک برائے خبر چلا یہان افراسیاب
اس فکر مین ہی کہ باغبان و بہار کو مین قید کرونگا دربار سمجھونگا جب قریب بارگاہ خداوندی پہونچے افراسیاب
نے بڑھکر عرض کی یہ گنہگار رحمت ہون بعد اختتام لشکر دربار انکا سمجھا جائیگا بقہر و غضب خداوندنے آواز دی
کہ زمین ہل گئی کہا کیون او خاطی مشیت قدرت مین پھر دخل دیا صحبت عمرو مین رہکر ان سبکے قلب سیاہ ہوگئے
نصیحت اثر نہین کرتی بقول سعدی مصرع تربیت نااہل را چون گردگان بر گنبد است + تجھسے مقابلہ کرکے ان
سبکے حوصلے بڑھے مزاج انکے برہم ہین لائق جہنم ہین وہی حجرِ زرین مثل بارگاہ آراستہ ہوگیا باغبان و
بہار اپنی بوٹیان کاٹ رہے ہین سحر یاد ہین چاہتے ہین زبان سے سوزن نکلے اب بھی لڑ بھڑکے نکلجائین
ہاے ارمان دلکے دل ہی مین رہے سحر نہ کرنے پاے یہ تو اس تردد مین ہین ملک الموت سر زنجیر تھامے ہوے
قدرت اسی طرح تخت پر سوار داخل بارگاہ ہوے افراسیاب و ملکہ حیرت نے چاہا براے شفاعت بہار ہم
بھی اندر بارگاہ کے جائین فرشتہ رحمت مانع ہوا کہا ای شہنشاہ ٹھہر جائیے اسوقت فرشتگان جہنم حاضر ہوے ہین
آپ کا اندر آنا مناسب نہین ہی افراسیاب و حیرت ٹھہرے قدرت مع فرشتگان رحمت و عذاب مع بہار و
باغبان لاجواب اندر بارگاہ کے گئے چند ساعت کے بعد افراسیاب و حیرت کو طلب فرمایا اندر آکے دیکھا قدرت
تخت پر دو فرشتے حاضر ہین بہار و باغبان قدرت کا گلشن بارگاہ مین نشان نہین افراسیاب تو کانپ گیا حیرت
سے ضبط نہو سکا خون عزیزی نے جوش مارا بے اختیار رونے لگی پایۂ تخت سے لپٹ گئی عرض کی یا خداوند بہار کو
حضور نے کیا کیا وہ میری بہن ہی ہر چند کہ باغی ہوی یہی گمان تھا جب گرفتار ہوگی صدمے اٹھائیگی راہ پر آجائیگی
حضور نے امان بھیجدیا والد نامدار حیات جادو آپکے مصاحب قدیم انکی مین بیٹی ہون یہ میری ہمشیرہ حقیقی ہی
حضور مجھکو مرحمت فرمائین بمقدمۂ باغبان اختیار ہی اسکو مین خدمت مین والد کے روانہ کردونگی وہ بخوبی
سمجھا لینگے یہ جو حیرت نے رو رو کر کہا افراسیاب بھی کسی قدر بیقرار ہوا جمشید نے بقہر و غضب تمام آواز دی
او افراسیاب خانہ خراب او بیحیا احمق نادان سارے طلسم ہوشربا کو تو نے برباد کیا مقربان درگاہ ملبد دولت
کو مٹایا تاریک شکل کش الیسی ساحرہ غدارہ ہمہ دان ہمہ گیر قدرت نے علوم سحر رگ و ریشے مین اسکے بھر دیے تھے
مشعل کو روشنی بخش سحر بنایا اسکو بھی گل کرایا ساری تیری خطا ہی گنہگارون کو مجھسے طلب کرتا ہی وہ لائق
جہنم تھے فرشتگان عذاب لے گئے جس حال مین تو نے احول کو دیکھا تھا اسی حال مین یہ گنہگار بھی مبتلا ہین
عذاب شدید ہو رہا ہی انھین کے پاس تمکو بھی روانہ کردین ای ملکہ حیرت بہن سے جاکر جہنم مین ملو اسی حکم دلی پر

طلسم ہوش ربا کو برباد کیا یا رعب و دبدبۂ سلطنت باقی نہ رہا یہ سنکر حیرت رونے لگی کہا یا خداوند مجھے اُس سے
بڑی محبت ہی گھر کی رونق باغ کی زینت باپ کے قلب کی قوت مجھ بدنصیب کے روح کی راحت مین بدون دیکھے
تڑپ تڑپ کے مرجاؤنگی جب حیرت بہت تڑپی پھڑکی افراسیاب بھی منتین کرنے لگا قدرت کو رحم آگیا
ہنسکر فرمایا کہ ای افراسیاب و حیرت گنہگار جہنم سے جاکر نہین نکلتا جلا دیا جاتا ہی لیکن مطمئن رہو اسوقت تیرے
رونے سے رحم آگیا خاک جمع کرکے پھر پتلہ بنائینگے بعد اختتام جنگ مسلمانان جسم مین روح پھونک دینگے جسم بھی
نیا روح قدیم قلب کی سیاہی مٹی ہوئی بہار فصل بہار مین اگر تجسے ملیگی کلی تیری آرزو کی کھلیگی حیرت جادو مثل گل
شگفتہ ہوگئی تصدق نثار ہوئی خوشی مین کنٹھا یاقوت احمر کا ہاتھ پر رکھکر نذر دیا قدرت نے اُٹھا کر جیب مین رکھا
بعد چشم زدن ویسے ہی دو کنٹھے جیب سے نکالے حیرت کو دیدیے ہنسکر فرمایا ای حیرت جادو ای خاتون محل
شہنشاہ خوش خو تمنے اسوقت وہ کام کیا جیسے اہالیان دنیا کو راضی کرتے ہین قدرت کو لاکھ کا کنٹھا دیکر خوش کیا
یہ کنکر پتھر قدرت نے بنائے جواہر کو یہ مرتبہ عطا کیا کہ تاج سر شاہان ہوا قدرت کی نگاہ مین وہی کنکر پتھر ہین تم ان دونو کو
بطور تبرک صندوق مین بند کردو ایک تمہارا دوسرا قدرت نے بنایا ہوا فرشتگان قدرت کا تمکو رحمت کیا چالاک
ایک گوشے مین چھپا ہوا یہ حرکات سکنات دیکھ رہا تھا ہوش اڑگئے دلسے کہتا ہو ای چالاک یہ بڑا کوئی ساحر ہی علم
نیرنجات سے خوب ماہر ہی بہار و باغبان کو بھی یہین غائب کردیا روتا ہوا الٹا خدمت ملکہ مہرخ مین آیا کہا
حضور یہ قبلہ و کعبہ نہین ہین بڑا کوئی ساحر مکار و غدار ہی قبلہ و کعبہ کنٹھا یاقوت احمر کا واپس دیتے بہار و باغبان کو سحر
کرکے کہین چھپایا نیا شعبدہ دکھایا کہتا ہی وہ تو جلا دیے گئے خاک جمع کرکے پتلہ بناؤنگا روح پھونکدونگا ہمارے دلکو
کب ان مہملات کا اعتقاد آتا ہی علم سحر و شعبدے مین بےمثل و بےنظیر ہی اسیر عیاری بھی نہو سکیگی بیان سے چالاک
کے لشکر مین غریو بلند ہوا سب سردار رہاے باغبان و بہار اسقدر روئے کہ چشمۂ چشم سے قلزم محیط موج زن قلب
پر ہجوم لشکر رنج و محن اسد نامدار کو بارگاہ سے سمجھا کر بہلا کر صندلان صندلی پوش اور خیمے مین لیگیا یہان تو یہ
کیفیت ہی لیکن حیرت و افراسیاب بخدمت خداوند لاجواب مین دریاے اعتقاد مین افراسیاب ڈوبا ہوا حیرت
وجد کر رہی ہی ملنگ خونریز و ساحر ہستی و زال جادو اسی طرح کے چند سردار افراسیاب کے رازدار دربار
قدرت مین حاضر ہین یہ تو ذکر رہ عرض کرچکا کہ سحر سبکو فراموش ہی جب باہر نکلتے ہین سحر یاد آجاتا ہی عین گرمی صحبت
مین خداوند جمشید نے فرمایا ای افراسیاب قدرت انتظام عالم کرنے مین مصروف ہین طلسم ہوش ربا کے انتظام
تیری راے پر موقوف ہین حسرتین اپنی بیان کر کیا کیا چاہتا ہی باغ طلسم ہوش ربا مین کانٹے بہت ہین سہا لہا

سال تیرے دام سے الجھین گے آرام وچین نہ ملینگے فساد تا روز قیامت رہا ہمنے انتظام کیا ہی فرشتے جہنم سے طلب
فرمائے ہین فرداً فرداً مقابلہ بیکار ہی ایکدن سبکا خاتمہ کرنا منظور ہی زیادہ تیرا کون دشمن ہی حیرت بول اٹھی
یا خداوند ساربان زادہ عمرو عیار بڑا ظالم ہی اول اسکی تدبیر کیجیے اگر اسد غازی قتل بھی ہوا وہ فکر کریگا جا کر
کوہ عقیق گلزار سلیمانی سے اپنے آقاے عالیوقار صاحبقران کو لائیگا سنتی ہون حمزہ و فرزندان حمزہ نے
صدہا طلسمات فتح کیے اگر وہ لوگ طلسم مین آگئے بیشک ہنگامۂ عظیم ہوگا حمزہ کو آپکا نام بھی ایسا یاد ہی کہ سحر اسپر تاثیر
نہین کرتا بڑے بڑے ساحر اسکے ہاتھ سے مارے گئے اگر وہ آیا وہی نام پڑھکر شہنشاہ سے لڑیگا انتہا کا معرکہ پڑیگا
اپنے نواسے کے خون کا دعویدار ہو سالہا سال حرب وپیکار ہو اسکی تدبیر بوجہ احسن فرمایئے عمرو کو جہنم مین بھجوایئے
یہ سنکر قدرت نے ملک الموت سے فرمایا عمرو کو گرفتار کرکے لاؤ خاتون محل شہنشاہ کا دل راضی کروا سنے بڑی معقول
بات کہی صاحب فہم وفراست لائق سلطنت ہی یہ سنتے ہی ملک الموت اٹھا شلنگین لگاتا ہوا بارگاہ سے چلا بعد چند
ساعت سبنے دیکھا ملک الموت ٹانگ مین عمرو کی رسی باندھے ہوے عمرو بیہوش و مدہوش وہی نمدے کا کرتا وہی
وضع وقطع خال خط مین فرق نہین سامنے لاکر ڈالدیا قدرت نے کہا کیون ملک الموت اسکو جہنم مین نہ پھینکدیا
یہ کہکر خود تخت سے اٹھے آواز دی آنکھین بند کرلو فرشتگان جہنم آگئے سب نے گھبرا کر آنکھین بند کرلین یہ آواز سنی کہ قدرت
فرماتے ہین اس ساربان زادے کو جہنم مین لیجاؤ حبس قصر آتش مین باغبان وبہار بند ہین اسی مکان مین چھوڑدو
اسیر گرز آتشین پڑین ہر روز ستر مرتبہ جلانا پھر پتلا بنانا اسطرح اسیر عذاب ہو کہ اپنی بدعت کو یاد کرے یہ فرماکر
قدرت تخت پر آئے سبنے آنکھین کھولین دیکھا عمرو ندارد قدرت تخت پر جلوہ فرما ہین فرمایا صرصر بداعتقاد کو بلاؤ
صرصر کانپتی ہوئی سامنے آئی کہا کیون او مکارہ ایک ہفتے سے عمرو لشکر مین نہین ہی چالاک اسکا بیٹا بصورت
عمرو لشکر مین پھرتا ہی رنگ اسکا جما ہوا ہی تو نہ پہچان سکی یا اس عیار کا حال چھپاتی ہی قدرت کا حال سنکر
جنگلون مین بھاگا بھاگا پھرتا تھا آج اسکو ملک الموت پکڑ لایا جہنم مین بھجوا دیا صرصر کانپنے لگی عرض کی یا خداوند
حقیقت مین لونڈی نے نہین پہچانا آج شام کو صبا رفتار نے بیشک خبر دی تھی کہ عمرو لشکر مین نہین ہی چالاک
بشکل عمرو لشکر مین پھرتا ہی رنگ اسکا جما ہوا ہی قدرت کے نثار بہت بجا ارشاد ہوا یہ عیار ایسی صورت بدلتے ہین
پہچاننا دشوار ہوتا ہی قدرت نے سبکو بنایا ہی ہماری کیا حقیقت ہی کہ سامنے قدرت کے زبان کھولین آج صرصر
کا بھی اعتقاد درست ہوا پایۂ تخت سے لپٹ گئی قدمونکو بوسے دیتی تھی گرد پھر پھر کر بلائین لیتی تھی قدرت نے
ہنسکر فرمایا آج اس مکارہ کا دل صاف ہوا بیٹھو مشورے مین شریک ہو افراسیاب حقیقت مین حمزہ

کو ہمارا نام کتابون مین مل گیا اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا جو شرف جس بندے کو عطا فرمایا اُسکا واپس لینا خلاف
شان قدرت ہی بندون پہ نزول رحمت کرنا نشان قدرت ہی حقیقت مین جب حمزہ طلسم ہوشربا مین آئیگا
اپنے نواسے اور عمرو کے خون کا دعویدار ہوگا ہمارا سپہ سالار قدرت ہی ہمیشہ اُسپر نزول رحمت ہی لوح تلاش کریگا
طلسم فتح کریگا کیون او نادان احمق تین چیزون کو مٹانا چاہیے اول لوح طلسمی دوم لاچین بادشاہ سابق
طلسم کا قتل کرنا سوم خون بدیع الزمان فرزند صاحبقران سے ہاتھ بھرنا واجب و لازم ہی سچ بتلا کہ تونے
لوح کہان رکھی کیون چھپائی لوح ہم بالائے عرش اعلی لیجائینگے کسی کنگرے مین لٹکا دینگے قید لاچین و بدیع کا ہم
نشان بتائین یا تو صاف صاف کہیگا آجتک اُنکو کیون قید رکھا کانٹون کا باغ طلسم مین رکھنا عین حماقت ہی
ایسے قہر و غضب سے قدرت نے یہ فرمایا حاضرین وقت افراسیاب کو سمجھانے لگے کہ بہت بجا ارشاد ہوا ای شہنشاہ
لوح طلسمی قدرت کے سپرد کیجیے لاچین و بدیع کا بھی قتل کرنا واجب و لازم ہی صرصر نے بھی یہی صلاح دی ظہور
عیاری چالاک پر دل سے مطیع ہوئی ہی پلٹ کر جواب دیا ای شہنشاہ اُٹھیے قدرت سے درد دل بیان کیجیے
بیشک اسوقت دریائے رحمت خداوندی جوش مین ہی کنیز مطلب مشیت خداوند کو سمجھ گئی ابن افراسیاب ڈر کے مارے
کانپتا ہوا اُٹھا کر دیہرا عرض کی قدرت نے راحت و فرحت ہمیشگی کی فکر کی غلام بھی مطلب اصلی پر پہونچا صاف صاف
یہ ہی کہ جب دوبارہ لوح مین نے پائی دو مرتبہ دھوکا کھا چکا تھا قدرت پر ظاہر ہی کہ اول لوح باغ سیماب مین تھی جب
اسد و عمرو وہان پہونچے مین لوح لیکر خدمت خداوند داؤد مین پہونچا عمرو و داؤد بنکر پہونچگیا تھا لوح لی پھر
مجھکو دستیاب ہوئی مین نے شکم گاؤ آتشبار مین رکھی عمرو نے طلسم صندل وغیرہ فتح کیا اسد نے جاکر گاؤ آتشبار کو
مارا مکار جادو و دم دیکر اسد سے لوح لایا تب مین نے زہیر بر جادو کو دریائے نیل سے طلب کیا سر مین اُسکے مہرہ طلسمی ہی
لوح اُسکے شکم مین رکھی تاکید کردی کہ آپ قعر دریائے نیل مین رہنا دریا کے باہر نہ آنا بدون طلب بدولت شادی و غمی
مین بھی شریک نہونا اگر حیرت جادو بھی جاکر پکارے بے میری صورت دیکھے وہ دریا سے باہر نہ آئیگا حقیقت مین مجھسے بڑی
خطا ہوئی کہ لاچین و بدیع الزمان کو مین نے زندان خانۂ طلسمی مین قید کیا جسکا حاکم شہنشاہ توسن ہی بڑا ساحر پرفن ہی
خیر خواہ ما بدولت صاحب لیاقت و شوکت دونون اُسی قید خانے مین قید ہین یہ سُنکر خداوند جمشید نے افراسیاب کے
کان پکڑ کر تین مرتبہ اُٹھایا بٹھایا حاضرین وقت سے کہا کیون ای بندگان من اسکے برابر کوئی دنیا مین نادان ہی اپنی حماقت
سے حیران و پریشان ہی اب کل انتظام ملتوی رہینگے یہ باغی جو سامنے فروکش ہین غم بہار و باغبان و عمرو مین مشغول
ہین انکو اسی حال مین چھوڑو لشکر ہائے جلیل آراستہ ہون اول دریائے نیل پر چلو قدرت بھی ہمراہ چلینگے زہیر بر کو

دریاے نیل سے بلاؤ لوح و مہرہ ہمارے حوالے کرو بالاے آسمان رکھوادین وہان سے پلٹ کر قلعہ نوسن حصار پر
چلین میدان خونی کی تیاری کرین بدیع و لاچین کو سب کے سامنے دار پر کھنچین وہان سے واپس ہو کر ان سب باغیون
کی روحین قبض کرین یا تمسے ملادین اسد کو آتش قہر مین جلادین پھر تمسے کوئی آنکھ نہ ملاسکے اگر حمزہ بھی آئے تو لوح
نہ پائے لڑائیان اُس سے پڑینگی اُسوقت جیسا مناسب مشیت ہوگا تقدیر کیجائیگی اگر قدرت نے انتظام عالم سے مہلت
پائی ان سبکے فیصلے کے بعد بساعت سعید طرف کوہ عقیق کے بھی رجوع فرمائینگے تجھکو کیفیت حمزہ دکھائینگے دنکو ہمارے نام پر
لعنت کرتا ہی شبکو اک قصر تنہائی مین جاکر الٹا لٹکتا ہی تڑپتا ہی پھڑکتا ہی نہ جیتا ہی نہ مرتا ہی توبہ توبہ کرتا ہی چار پہر کی خطا قدرت
معاف کر دیتے ہین یہ سب تجھکو معاملات باطنی بچشم دکھائینگے افراسیاب درست دیکھا کیا رہا ہی اس انتظام پر بھولا ہوا ہی
خوشی مین بند قبا ٹوٹ گئے گرد پھرنے لگا سب مشیران سلطنت حاضرین وقت مع صرصر و صبا رفتار وجد مین تھے
عرض کی یا خداوند کیا تدبیر معقول تجویز ہوئی ہی واسطے اپنے جاہ و جلال کا لوح طلسمی بالاے آسمان لیجا کیے ہم سبکی
آنکھون پر پردے پڑگئے کیا غضب کیا جسکی سلطنت لی ہوش ربا ایسا طلسم چھین لیا برسون لڑائیان پڑین لاکھون
آدمی قتل ہوے اُس بادشاہ یعنی شہنشاہ لاچین کو زندہ رکھا سراسر عقل کے خلاف کیا کسی طرح یہ مناسب نہ تھا بدیع الزمان
کو ناحق زندہ رکھا اگر بدیع قتل ہو جاتا اسد غازی براے فتاحی طلسم کیون آتا شرارہ جادو نے ظاہر مین قتل کیا
پتلہ ماش کے آٹے کا بناکر ڈالدیا جب وہ لاشہ سامنے حمزہ کے پہونچا اُسنے اسم اعظم پڑھا ثابت ہوا کہ ماش کے آٹے کا
پتلہ ہی عمرو واسطے فکر کے نکلا شرارہ جادو کو آتش عیاری سے جلادیا بدیع الزمان کو چھڑایا دختر شرارہ ملکہ
تصویر بدیع پر عاشق تھی اسکے باغ مین آگئے تالاب سے عفریت طلسمی نکلا تیر و کمان طلسمی سے تصویر نے قتل کرایا
اژدر طلسمی بدیع کو اُٹھاکر طلسم ہوشربا مین لایا شہنشاہ نے زندانخانۂ طلسمی مین بھیجدیا آجتک وہین قید ہی
لاچین و بدیع و تصویر اُسی قیدخانے مین موجود ہین قدرت نے بجا ارشاد فرمایا بقول سعدی شعر دانی کہ چہ گفت
زال با رستم گرد + دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد + عقل پر شہنشاہ کی پتھر پڑے جسکا ملک و مال لیا اُسکو زندہ رکھا ایسے ہی
حمزہ کو زندہ رکھنا کیا ضرور تھا ان لوگون کا قدم جس مقام پر گیا اُس مقام پر تباہی آگئی سب فرزندان حمزہ و سرداران
حمزہ فتاح طلسمات ایک کا ایک معین و مددگار دیکھو اسد کے عقب مین پانچون عیار گیا جلد آگر پہونچے مہرخ شریک ہوئی
پشتۂ زنگین حصار سے لڑائی شروع ہوئی صدہا ملک اُنکے قبضے مین آگئے اگر دربندہاے طلسم ہوشربا سخت و صعب
نہوتے شہنشاہ سر پہ ہاتھ رکھکر روتے ہر سردار کا کروفر سے داخلہ ہوتا خود حمزۂ عرب آتا ایک لاکھ چوراسی ہزار
پیک بچہ پانچ سو چھپن سردار فرزندان حمزۂ عالیوقار سب صاحبان عظم و شان ایک دن مین خاک طلسم ہوشربا کی

اُڑا دیتے اس حماقت کا بدلا لیتے جس روز خبر قید بدیع الزمان آئی تھی اُسی دن سرکاٹ کے پاس خداوند لقا کے روانہ کردیا ہوتا وہ جاگتی جوت کا خداوند ہی ظاہر مین خود پسندہی لقا کا جو سرداروں نے نام لیا خداوند جمشید کو غصہ آیا فرمایا ارے کمبخت لقا کون گدا ہے دعوی خدائی اُسکو کب زیبندہ ہی ہمارا اک گندہ بندہ ہی ہمارے سپہ سالار قدرت کے ہاتھ سے ہمیشہ جوتیان کھائین جس عمرو کو ہمنے ابھی جہنم مین بھجوادیا اسی ساربان زادے نے قیطول پر جاکر اُس بےغیرت کی ڈاڑھی مونڈ ڈالی اخبارات مین چھپ گیا زبانی عمرو کے یہ فقرہ مشہور ہی بریش لقا شاشیدم و تراشیدم شاعروں نے اور زیادہ زور دیا اخبار والون نے پرچون مین اور دھجیان اُڑائین اب تباہ ہوکر کوہ عقیق پر آیا ہمیشہ یہی لکھتا ہی طلسم ہوش ربا کو برباد کردونگا اُس بچیا کو چل کر سب کے سامنے سزا دونگا سمجھاؤنگا خبردار کبھی نام خدائی نہ لینا اُسکو بھی جہنم کا تماشا دکھاؤنگا خود توبہ کریگا یہ سب سفہاے عظیم قدرت کو درپیش ہین حماقت پر افراسیاب کی بہت لبس و پیش ہین ویسے ہماری عبادت کرتا ہی اسوجہ سے قدرت کو رحم آگیا بے تکلف ساتھ چلے آئے اب انتظام بھی بخوبی کردینگے عدالت و انصاف سے طلسم ہوش ربا کو بھر دینگے لطف یہ ہی کہ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیے ظالم کا نشان نہ رہے مظلوم پر بیداد نہو غریب فقیر مائل فریاد نہو بادشاہ مثل ہمارے خداوند روے زمین رہے رعایا کا خیال رکھے مصروف عیش نہو راتون کو یکہ و تنہا فقیر بنکر غریبون کی خبر لے بوقت سحر تخت پر آکر انصاف کرے ملک کو اپنے ظلم و بدعت سے صاف کرے بموجب مضمون مصرع مصرع رعیت چو بیخ است سلطان درخت اے افراسیاب مابدولت نے جو کچھ ارشاد فرمایا تیرے واسطے ہمیشہ کے لیے نصیحت ہی دشمن کو ہمیشہ پائمال کرے دوست کو سرفرازی ہو رعیت بادشاہ سے راضی ہو ہمیشہ سلطنت قایم رہیگی دیکھ چند سے مین کیا انقلاب ہوا سردار بگڑ گئے ملک قبضے مین نہ رہے اگر قدرت نہ آتے یہ پلنگ خونریز بھی مارا جاتا جو تیرے دل مین ہی قدرت پر بخوبی روشن ہی تیرا قصد یہ ہی کہ چار دن جیے برباد ہون ملکہ لعل سخندان و یاقوت سخندان کے ساتھ شادی کرون ملک اخضر کا داماد بنون وہ دونون نازنینان پر جبین مقبول بارگاہ ہابت ہین حقیقت مین بہت خوبصورت ہین انکے دامن عصمت تک تیرا ہاتھ نہ پہونچیگا یہ فقرہ سنکر افراسیاب بیچین ہوگیا حیرت جادو کے کان مین کہا راز دل سے مابدولت کے کوئی آگاہ نہ تھا قدرت روشن ضمیر ہین سب کچھ جانتے ہین مین نے یہ صلاح جدہ سے کی تھی انھون نے بھی اس راے کو پسند فرمایا کہ لعل و یاقوت اگر سب باغیون کا خون بہا دینگی اخضر بھی بلاے روزگار ہی اشارون مین اسکے سب مٹ جائینگے لمحہ بھر مہلت نہ پائینگے قدرت نے صاف صاف کہدیا مین دل و جان سے معتقد ہوا حیرت نے کہا یہ خداوند حقیقی ہین دل کے حال کو خوب جانتے ہین جو صلاحین

بتائین باعث بہبودی مین دشمن کا قید رکھنا کیا ضرور تھا توسن ذیلم کی عقل کا قصور تھا انھین کے کہنے سے لاچین قید
رہا ہمنے کئی مرتبہ کہا اُسنے جھڑک دیا اب چل کر قدرت خود قتل کرینگے توسن حصار پر میدان خونی کی تیاری ہو لاچین
دتصویر و بدیع کو قتل کرین لوح لیکر قدرت بالاے عرش اعلی بھیجدین ہم لوگ بخوبی مطمئن ہو جائین المختصر یہ صلاح
خداوند جمشید کی سب کو پسند آئی سبنے زبان احسنت آفرین کھولی یہی صلاح قرار پائی کہ افراسیاب نے اٹھکر کہا قدرت کو
ساتھ لیچلنا ہی تین دن کی مجھکو مہلت ملے اس عرصہ مین سب سامان تیار ہوگا سفر عظیم ہی تا بہ دریاے نیل جانا وہان سے
توسن حصار پر آنا حاکمان در بند بھی استقبال کو آئینگے بہت جماؤ ہو جائینگے غلے کی گرانی ہوگی ساتھ والون کو پریشانی
ہوگی سب ملکون پر نامے لکھون ہر ایک تاجدار اپنی اپنی سرحد کا انتظام کرے غلہ جا بجا موجود رہے قدرت نے تین روز
کی مہلت دی جنگ مسلمانون سے موقوف رہی یہ فرمادیا کہ ان دونون مقدمات سے مہلت کرکے آتے ہی چشم زدن مین ان
باغیون کا انتظام کیا جائیگا کیسکی سفارش قدرت نمانینگے یہ حکم مشہور کرو کہ مہرخ وغیرہ آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہین
اب قدرت اول براے تدبیر لوح طلسمی سمت دریاے نیل جاتے ہین وہان سے توسن حصار پر جاکر لاچین بدیع الزمان
دتصویر کو قتل کرینگے ان مقدمات سے مہلت پاکر باغیون کا دربار سمجھا جائیگا آپسمین صلاح کرکے اطاعت افراسیاب کی فکر
کرین بروقت تشریف آوری پھر سماعت ہوگی اُسی وقت شبکو ڈھنڈورا پٹا چرندو پرندنے یہ سب خبرین اگر ملکہ مہرخ
کو سنائین چالاک قہقہا مار کر ہنسا ملکہ مہرخ سے کہا اب مین مراد اپنے قبلہ وکعبہ کی سمجھ گیا لو صاحبو مژدہ باد اسی عیاری
پر قبلہ وکعبہ کو اختتام منظور ہی انشاء اللہ لوح بھی لی بادشاہ سابق کو رہا کرتے جاتے ہین بدیع الزمان کا بھی پتا لگا
لیا ملکہ مہ جبین نے پوچھا ای شہر والا گہر تصویر کسکا نام ہی چالاک نے کہا دہنہ طلسم ہوش ربا کی شرارہ جادو حاکم تھی
اول اُسنے بدیع الزمان کو شکار مین قتل کیا آتشخو نے اپنا خون اپنی گردن پر لیا قبلہ وکعبہ نے جاکر اُسکو مارا اُسکی دختر
ملکہ تصویر بدیع پر عاشق ہوئی اژدر طلسمی عاشق ومعشوق کو اٹھا لایا اُس شاہزادے کے ساتھ وہ بھی قید ہوگئی
اشتہار مین صاف صاف لکھا ہی اس عیاری کو قبلہ وکعبہ کی ثبات ہی اس عیاری کی کیا بات ہی یہ عیاری نہین کرامات
ہی ایک ہی مرتبہ لوح لینگے اسد غازی کو لا کر دینگے لاچین جب بادشاہ سابق چھوٹیگا افراسیاب کو مشکل پڑ جائیگی
آخر وہ بھی تو بادشاہ عالیجاہ ہی مہرخ نے کہا ای چالاک تمھارے قول کو خدا کرسی نشین کرے جو ہمارے حضور نے ارادہ
کیا ہی وہ پورا ہو لوح دستیاب ہو حقیقت مین لاچین اپنی جان نثار کریگا افراسیاب پر جا پڑیگا اب لوگ بھی آمادۂ
حرب وپیکار رہین ڈھنڈورا پٹوادین کہ ہم خود توسن حصار پر جا پڑینگے بروز قتل بدیع الزمان جانین لڑائینگے
دریاے نیل تک افراسیاب کو جانا مشکل ہوگا جب بوقت سحر لشکر افراسیاب مین سامان سفر آراستہ ہوا آپ بھی بر

جہاد دین بالاعلان فرمائین ہم اسی دشت مین دریاے خون بہائینگے لڑتے بھڑتے ساتھ افراسیاب کے تابہ دریاے نیل چلینگے واضح رہے ناظرین والاامقام ہو کہ لشکر اسلام مین یہ تیاریان لشکر افراسیاب مین آراستگی سفر بحکم خداوند ہمشیہ ہو رہی ہے ان دونون لشکرون کو اسی حال حسرت مآل مین چھوڑیے وقت پر ذکر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت و شان بذکر آفات چہار دست بدست حاکم کوہ زبرجدی زبانی کنیزان سامری کے آگاہ ہونا عیاری عمرو سے آفات کا واقف کرنا ملکہ ماہیان زمردپوش کو اور ماہیان کا روانہ ہونا پردہ ظلمات سے برای گرفتاری خواجہ عمرو راہ مین آکر روکنا ملکہ مشتری ستارہ طلعت نانی کوکب روشن ضمیر کا و الٹنا ان کا مقابلہ و زخمی ہو کر ماہیان کا پلٹنا بیان ہوتے ہین خمسہ

غسل میت مجھے جانان نے دیا میرے بعد
فرض کیا کیا نہ ادا اسنے کیا میرے بعد
اور جنازے کے بھی ہمراہ رہا میرے بعد
قبر پہ یار نے قرآن پڑھا میرے بعد
شرط الفت کی ملی مجھکو جزا میرے بعد

تھا حسینون کے اک انداز کا مضمون عالم
قدردان مجھسا گیا جبکہ سوے ملک عدم
میرے دم تک چمن دہر رہا رشک ارم
ہوگیا سلسلۂ مہر و محبت برہم
نازنین بھول گئے ناز و ادا میرے بعد

خواب مین بھی کبھی عاشق نہ نظر آئینگے
کجروی ہفت فلک پھر کسے دکھلائینگے
ہاتھون کو حسین دیکھنا پچھتائینگے
یاس و حرمان و غم و درد نہ بڑھ جائینگے
بیکسی کا نہین لگنے کا پتا میرے بعد

شور بلبل کے عوض زاغون کی آئیگی صدا
نخل سوکھین گے وہ صرصر کا چلیگا جھونکا
خاک اڑیگی عوض بارش شبنم ہر جا
رنگ رخسارہ گل و لالہ دگرگون ہوگا
نہ رہیگی یہ گلستان کی ہوا میرے بعد

سخت مشکل ہے سرانجامی کار الفت
مجھپہ باری نے مگر رکھا مدار الفت
بے مرے کون اٹھا سکتا ہے بار الفت
مین نہونگا تو نہوئیگا خمار الفت
کوئی بدنے کا نہین شرط وفا میرے بعد

کہ اجل سے ہوے جانبر ہین بشر کی آتش
مثل رعنا کے ہو یہ مرحلۂ طی آتش

کرو عا اس سے ہی بہتر نہ کوئی شی آتش | قبر پہ فاتحہ کو آئے وہ شوخ اے آتش

نیک توفیق دے اُس بت کو خدا میرے بعد

شعر فروزندۂ شمع این انجمن ٭ منور چنین کرد بزم سخن ٭ چہرہ غواصان دریاے سخنوری و شناوران بحر بیکنار ہنر پروری اس داستان رنگین بیان کو بصد جوش و خروش یون تحریر فرماتے ہین اسطرح اپنی موج مین دریا دلی دکھاتے ہین کہ شہنشاہ کوکب روشن ضمیر جان نثار لشکر خواجہ عمرو عاشق صادق یار موافق خیر خواہ بلا اشتباہ جب مقدمۂ احتقاق سے فارغ ہوکر قصر جمشیدی مین گیا نور افشان خواجہ کو ہدایت کر گئے تھے کہ اے خواجہ عمرو اگر شہنشاہ نواز آگیا کوئی اُسکے سحر سے نہ بچیگا بہت جلد تدبیر ٹھکر کیجیے اسی وجہ سے خواجہ بسمت صحراے ہستی روانہ ہوے تم بھی صفائی قاب سے داخل قصر مرات ہو آئینہ جمشیدی کو دمبدم دیکھو اگر عمرو کسی بلا مین پھنسے برآمد جانا چاہیے بموجب ہدایت نور افشان کوکب عالیشان آئینہ لیکر بیٹھا پہلو مین براتن شمشیرزن و خورشید روشن رائے آئینہ دیکھکر یکایک کوکب خوش ہوا کہا اے براتن عمرو نے بشکل احول افراسیاب کو دھوکا دیا افراسیاب بہت ہوا کیا قیامت کی عمرو نے عیاری کی خداوند جمشید بنا افراسیاب کے ساتھ جاتا ہے پھر ایک دن کوکب نے کہا شہنشاہ عمرو نے اپنے قبضے مین کر لی اب کیون خداوند بنا ہوا بیٹھا ہے جو جو معاملات گذرے کوکب پر سب آئینہ ہر بران کو خبر دیتا ہے تمام عالم پر نگاہ ہے حفاظت مین عمرو کی مصروف ہے لیکن دو کلمہ داستان کو زبر جدی کے تحریر ہوتے ہین اکثر یہ حال لکھ چکا ہون کہ آفات چہار دست کے پاس بارہ ہزار پتلیان سنہری ملقب بہ کنیزان سامری ہر وقت موجود ہین خبر آئندہ و گذشتہ سناتی ہین اسی وجہ سے اکثر آفات چہار دست براے مدد افراسیاب آئی تین حجرہ ہاے بلا نوسو جلکر خاک ہوئین تین سو باقی ہین اب آفات آٹھ پہر اُنکی خدمتگزاری مین مصروف رہتی ہے بے خطا بندگان خدا کو پکڑ بلاتی ہے خون اُنکا جام مین بھر کر بجاے شراب پلاتی ہے پتلیان خوش ہو جاتی ہین پہلوے آفات مین بیٹھکر باتین بناتی ہین جس زمانے مین عمرو احول بنا افراسیاب کو دام مکر مین پھنسایا بوقت سحر آفات خود سر تخت پر بیٹھی ہے ہاتھ مین ورق روزنامچہ خبر آئندہ و گذشتہ کنیزان سامری سے پوچھ رہی ہے جو کچھ وہ کہتی ہین لکھ لیتی ہے یکایک ایک پتلی جو سب مین طرار و فرار ہے قہقہا مار کر ہنسی کہا اے عمرو تیرا کیا کہنا آفات نے پوچھا بی بی کیا ہوا اُس ملعونہ نے کہا اے جدۂ نامدار افراسیاب کے برابر کوئی بیوقوف نہین ہے صحراے مشک بیز مین خداوند ملے یہ مین نہین کہہ سکتی کہ عمرو عیار ہے خداوند جمشید آتے ہین آپ عقلمند ہین اسکا انتظام کیجیے آفات گھبرا گئی کہا شہزادی عقل سے افراسیاب کی پتھر پڑے ہین پونے دو سو خدا اوندون کی خدائی سے سب آگاہ ہین ہمنے اُنکو خدا بنایا سامری و جمشید

کے ساتھ جانب بازیان کین شہر بشہر پھرے سحر سے مردے زندہ کیے تمام عالم کے ساحر مطیع ہوے مین کیونکر کہون کہ
اصل مین خداوند جمشید ہین ہمیشہ سے کرامات سامری و جمشید سے نا امید ہین تم سب صاحبون نے احسان کیا کہ
غیب کا حال ظاہر کر دیا یقین کامل ہوا کہ عیاری ہی عمرو ساربان زادہ شہنشاہ اقلیم مکاری ہی یہ بھی اسنے شعبدہ
بنایا بصورت احول دام مکر بچھایا افراسیاب گدھا معتقد ہوگیا صحراے مشک بیز سے خداوند جمشید کو ساتھ لیا اب
دیکھیے کیا ہوتا ہی یہ کہکر ماہیان زمرد پوش کو اک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ یوالتو حالکم اوراق جمشیدی ہی اب فی الحال
خداوند جمشید لشکر افراسیاب مین آگئے باغبان دبہار و عمرو کو جہنم مین بھنکوا دیا اب افراسیاب کی جان لینے کا
ارادہ ہوگا اوراق مین دیکھ کہ یہ خداوند جمشید کون ہی جا کر افراسیاب کو آگاہ کر ساربان زادے کو گرفتار کرنا لیکن
بخوبی سمجھ لینا بے سمجھے نہ جا لپٹنا ملک الموت و فرشتۂ رحمت بھی موجود ہین منہ نہ کھولنا کہ وہ روح قبض کرین بہت طولانی
نامہ لکھا ایک ساحر تیز رو کو دیا کہ پردۂ ظلمات مین اپنے کو پہونچا ہاتھ مین لوا کے یہ نامہ دینا جو کچھ زبانی کنیزان سامری
کے سنا ہی وہ بھی بیان کرنا میری جانب سے تاکید ہو کہ جلد جا کر اپنے نواسے کی خبر لے ایسا نہو افراسیاب معتقد ہو کر
لوح طلسمی دیدے لاچین کو قید سے رہا کرے غضب ہو جائیگا یا افراسیاب کو عمرو پکڑ لے دشمنون کے کان بہرے
زنبیل کی سیر کرا سے ٹوکری ڈھونا پڑے پھر ہماری تمھاری کد و کاوش بیکار ہوگی اس گدھے بیوقوف کو ہمیشہ سمجھاتے ہین
اسکے خیال مین نہین آتا شہنا خداوند کے قبضے مین جا چکی ساحر نامہ لیکر چلا ماہیان زمرد پوش پردۂ ظلمات مین
تخت پر بیٹھی ہی گرد مصاحبان خاص انیسان با اخلاص حاضر ہین ماہیان کہہ رہی ہی میرا بچہ اس گرمی مین براے
تلاش شہنا نواز سمت صحراے ہستی گیا ہی وہ صحراے آتشناک جہان رات و دن آگ برستی ہی اسی جنگل کا نام صحراے ہستی
ہی اجاڑ ویران بستی ہی کچھ حال نہ معلوم ہوا شہنا نواز بڑا مغرور ہی نشۂ بادۂ محبت سامری مین چور ہی ظاہر مین عابد
زاہد لیکن بڑا مکار و غدار ہی اپنے مطلب کا یار ہی شفقت افراسیاب کی ضائع ہوگی وہ کبھی نہ آیگا کچھ سمجھا دیگا
کوئی کنیز واسطے خبر کے جائے افراسیاب کو دیکھ آئے یا مین خود جاؤن شائد میرے جانے سے شہنا نواز چلا آئے
شفقت اسکی برباد نہو اس فصل مین قلب کانپتا ہی وہان رات دن آتش ریزی دن کو دھوپ کی تیزی پتھر
چٹکتے ہین اس سے طائر پھڑکتے ہین صدہا قافلے ویران ہوے بیچارے آفت کے مارے پیاس سے تڑپ تڑپ کے
مرے قطرۂ آب اُس صحرا مین نایاب یہ میرا بچہ پروردۂ مہد ناز و نعم گل عارض کمھلا گیا ہوگا گورا گورا چہرہ
سنولا ہو گیا ہوگا وہان کے خیال سے دل مین شعلے اٹھتے ہین طائر وہم و خیال جلتا ہی یخ کو مے سے شعلہ
نکلتا ہی ماہیان یہ کہہ رہی تھی کہ ساحر فرستادہ آفات آگر پہونچا ماہیان کے ہاتھ مین نامہ دیا ماہیان نے پڑھا آگے

کہا او صاحبو غضب ہوا خداوند جمشید کیسے کوئی عیاری ہوئی ارے ورق جمشیدی لاؤ اوراق مین ماہیان نے دیکھ کر منھ پیٹ لیا کہا شہنا تو ہاتھ سے گئی اب اُسکی جان جائیگی عمرو شراب پلا کر بیہوش کریگا باغبان وبہار کو قبضے مین کر چکا ہے وہ دونون بیباک سحر مین چالاک عمرو کو تدبیر گرفتاری افراسیاب بتائینگے بیشک گرفتار ہو جائیگا مین خود جاتی ہون مکاری عیاری مٹاتی ہون یہ کہکر وہ بدسیر طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی پردۂ ظلمات سے چلی یہان بادشاہ بےنظیر کوکب روشن ضمیر آئینہ دیکھ رہا ہے بران وخورشید روشن راے قریب بیٹھے ہین یکایک کوکب گھبرا کر اُٹھا کہا او صاحبو غضب ہوا عمرو کی عیاری مٹا چاہتی ہے کیا قیامت کی عیاری کی تھی اسی عیاری پر خاتمہ تھا حال لوح بھی پوچھ چکا قید بدیع و لاچین بھی دریافت ہو چکی تھی آفات نے ماہیان کو خبر دی ماہیان پردۂ ظلمات سے چل چکی مین جا کر ماہیان کو راہ مین روکون بران نے کہا والد نامدار مین جا کر مقابلہ کرون خورشید نے کہا کہ مین جا کر اپنی روشنی دکھاؤن ماہیان کو دریاے صحرا مین روک لون بڑھنے نہ دون کوکب نے کہا تمھارے روکنے سے وہ نہ رکیگی رکن طلسم ہوش ربا ہے سحر و ساحری مین بےمثل ویکتا ہے عمرو وہان اپنا رنگ جماے بیٹھا ہے ایک اکیلا کیا کیا فکر کرے اس غیب کی خبر کی اُسکو کیا کیفیت معلوم یہ ساحران ہوش ربا منزلون کا حال دیکھ لیتے ہین کنیزان سامری نے خبر سنائی تین حجرے تمام ہو چکے اب بھی تین سو پتلیان باقی ہین اسی کرامات پر آفات کو ناز ہے ساحران ہوش ربا مین سرفراز ہے کیا ناز اُسکا بیجا ہے ہوش ربا مین کسکو ایسا مرتبہ حاصل ہے کہ آٹھ پہر خبر آیندہ وگذشتہ ملے بیٹھے بیٹھے تمام ہوش ربا کا انتظام کرے یہ کہکے پھر آئینہ دیکھا یا تو قبضہ پر ہاتھ ڈالا تھا پھر سنبھالی تھی یا مجوب ہو کر اشیاے سحر رکھدیے کہا مجھے چند ساعتین سخت ہین اگر جاؤنگا ماہیان کے ہاتھ سے شکست کھاؤنگا بران نے پھر کہا مجھکو جانے دیجیے جاتے ہی وہ سحر کرون کہ عمر بھر یاد کرے دیوار آہن بنادونگی راستہ ملیگا بھٹک بھٹک کر پلٹ جائیگی کوکب نے کہا کچھ نہ بن پڑیگا اسی واسطے تو مین نہین جاتا ہون مددگار میرا برہمن روئین تن تاریک شکل کش سے لڑکر ایسا بیکار ہوا فرش خواب پر پڑا رہتا ہے نحیف وضعیف ہو گیا کاش کے وہ صحبت ہوتا اُس قوت بازو کو ساتھ لیکر جاتا اور کوئی اس لائق نہین ہے کہ ماہیان کو روک سکے یہ ذکر تھا کہ آسمان سے لکۂ ابر ہوا پیدا ہوا قصر جمشیدی پر آکر برسا ایسا شور ہوا کوکب نے دیکھا ملکہ مشتری ستارہ طلعت نانی کوکب کی بڑے کرّ وفر سے آکر پہونچی کوکب کو جو منتشر پایا شفقت مادری بلائین لین ترقی عمر و دولت کی دعائین دین کہا کیون نور نظر افراسیاب ایسے بادشاہ سے مقابلے پڑے ہے ہمکو آجتک خبر نہ کی حجرۂ بلا اتھارا کس دن کے واسطے ہے ارکان وحشی کو لاتے افراسیاب کو دیوانہ بناتے ملکہ جیحون سبز پوش زبان دراز وارکان وحشی منتظران حجرہ بلاے طلسم نور افشان ہمیشہ سے میرے مطیع ہین جسوقت چاہون لڑوا دون اپنا شرف جانین آکر افراسیاب سے بعد شدہ لڑین اگر اُسکے گھر مین حجرۂ

ہفت بلا ہی یہان ایکہی سہی انشاء اللہ سب پر غالب آئیگا حال کھلجائیگا اسوقت بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا تم تو کبھی
برسون ہمارے پاس نہین آتے صورت زیبا نہین دکھاتے ہماری بہو کو بھی تمنے چھوڑا ملکہ ناہید مرصع پوش زوجۂ خاص
تمھاری مادر براتن و جمشید اسی امید مین رہتی ہی کہ شوہر کبھی سرفراز کرے ایسی زوجہ صاحب لیاقت سحر و ساحری مین
بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر صاحب جاہ و حشم اسکو یون ترک کرکے بیٹھے داغ دیے حنا سے گلگون پوش کو لیکر بیٹھے
ہمسے وہ شکایت کرتی تھی صاحب اختیار ہی تمھارے جان و مال کی مختار ہی اگر بگڑ جائے تمھاری سلطنت مین خلل پڑجائے
اس لڑائی مین اگر وہ شریک ہوتی لشکر افراسیاب مین حیرت بادشاہ تھی تم بھی یہان اپنی زوجہ کو تخت نشین کرتے
حیرت اس سے لڑسکتی تھی مشکین باندھکر لیجاتی حاکمان قلعہ مرصع نگار بڑے بڑے ساحران نامدار بخوشی اگر شریک ہوتے
درویشان طلسم اُسیکے قبضے مین ہین اُنکی دعا سے فتح و ظفر حاصل ہوتی تمنے بیٹا ایسا غضب کیا زوجۂ اصلی کو بالکل
چھوڑا اسوقت کیون ملول و حزین ہو کس وجہ سے غمگین ہو مجھسے بیان کرو مین اپنا جان و مال نثار کرون کس ناز و نعم
سے تمکو پرورش کیا اپنے چاہنے والون سے تمنے یکایک منھ پھیر لیا کوکب کا ان کلمات محبت آیات سے دل بھر آیا
کہا نانی اماں کیا عرض کرون مجھے اسقدر مذہب اسلام سے محبت ہوئی کہ آٹھ پہر اسی فکر مین رہتا ہون آپ بھی ذرا
آئینے مین معائنہ فرمایئے خواجہ عمرو نے بڑی دھوم کی عیاری کی لشکر حیرت مین خداوند جمشید بنے بیٹھے ہین نیمتاج
جمشیدی قبضے مین کی اُس بہادر کا قصد ہی کہ لوح طلسمی حاصل کرون لاچین و بدیع دلقصویر کو زندانخانہ طلسم
سے رہا کرون ماہیان زمرد پوش براے گرفتاری عمرو فلان صحرا سے جاتی ہی میرا قصد ہوا کہ اُسکو روکون ثابت
ہوا کہ ستارہ گردش مین ہی اسی تردد مین بیقرار ہون کہ شقت عمرو ٹلتی ہی جرے کا تو اُسنے خاتمہ کیا لوح کی فکر مین
تھا اُسمین خلل پڑا ایسا نہو گرفتار ہوجاے اُسکی گرفتاری باعث بربادی کل لشکر ہی سب ساحرون کا افسر ہی بڑی بڑی مشکلین
اُسکی ذات سے حل ہوئین ملکہ مشتری نے فرمایا تو نہ گھبرا مین خود جاتی ہون ماہیان کو تا بہ عمرو نہ جانے دونگی انشاء اللہ
روک لونگی کوکب ہان ہان کرتا رہا ملکہ مشتری ستارہ طلعت طاؤس پر سوار ہوکر فکر مین ملکہ ماہیان کے چل نکلین
دیکھیے کس مقام پر مقابلہ پڑے ماہیان زمرد پوش بصد جوش و خروش راہ طے کرتی ہوئی جاتی ہی اک پہاڑ پر آکر جھکی
طاؤس کو بڑھایا سر کوہ سے الگ ہوئی قصد ہوا آج شبکو لڑک کر کل لشکر پر جا پڑون مہرخ وغیرہ کو پامال کرون تب جاکر
عمرو کو پکڑون اب مقام تردد نہین ہی یہ سوچکر چاہتی ہی کہ بڑھے صحراے خارستان سے نکلے کہ سامنے سے برق چمکی نعرہ ہوا
او ماہیان کہان جاتی ہی انقلاب زمانہ نے یہ لیاقت تمھاری بیم پہونچائی کہ اب سب سے مقابلہ کرتی ہو ماہیان نے
جو ملکہ مشتری کو آتے ہوے دیکھا تھرا گئی جواب دیا ملکہ مشتری افسوس ہی کہ آپ بھی براے مقابلہ آئین کوکب کو ۱۰

نہ سمجھا کہ عمرو کا ساتھ افراسیاب سے ملجائے کیون طلسم نورافشان کی تباہی کے پیچھے پڑا ہی افراسیاب اتنا بڑا بادشاہ جلیل ہی کہ آجتک کوئی اُس سے نہ لڑسکا اِس لڑائی کو طول اسی وجہ سے ہوا کہ لونڈیان غلام جو شریک عمرو ہوئے اُنکی وجہ سے افراسیاب نے تامل کیا جسدن جی چاہیگا قتل کرڈالیگا مین جاکر ابھی انتظام کرتی ہون ملکہ مشتری نے کہا اپنی جان کی خیر منا طرف پردۂ ظلمات کے پلٹ جا یا حربہ کر ماہیان نے پیچھے ہٹ کر ایک گولہ مارا ملکہ مشتری نے سحر پڑھکر دفع کیا پھر بھر کاٹل آپسمین سحر چلے ماہیان پنجہ کھینچکر غصے مین جا پڑی للکار الو ملکہ مشتری آج تمھاری موت خریداری کریگی بازار قضا گرم ہی مشتری نے بھی پنجہ کھینچا دونون مین پنجہ چلنے لگا شعلے بھڑکے جنگل کے صدہا نخل جلے شیر بھاگے کالک کے جنگل سے ہاتھیون نے دیکھا اپنے مقام چھوڑکر بھاگے مسکن کا خیال نر ہا شیرون سے کچھار چھوٹے طائر آشیانون سے اڑ چلے کسی کو آرام نہ تھا عصفور کا قصد ہوا آشیانے مین باز کے چھپے روباہ شیر کے سامنے جانے کا قصد رکھتا تھا ہوش درست نہ تھے شیر اپنی زندگی سے سیر تھا سوچتا تھا کہان بھاگون سرحد دنیا سے نکل جاؤن یہ ہنگامہ شعلہ ہائے آتش کی بھڑک نہ دیکھون دلمین جلن پیدا ہوتی ہی کدھر نکلجاؤن راحت سے کچھار کی باز آؤن تمام درند و گزند جنگل کے بھاگ گئے زمین تھرا رہی ہی مشتری کے سحر نے آگ لگادی ماہیان کے افسون نے زمین ہلا دی دونون کامل و اکمل ماہیان رکن طلسم ہوشربا یہ روح روان طلسم نورافشان عرصہ دراز تک دونون مین سحر چلے دونون مست ہوکر پنجہ ہائے سحر سے لڑین ماہیان نے پنجہ مارا ملکہ مشتری نے روکا برق چمک کر سر پر گری سر زخمی ہوا مشتری نے جواب مین گھسکر پنجہ مارا سر ماہیان بھی زخمی ہوا پہلے لڑکھڑا کر ملکہ مشتری گرین بیہوش ہوگئین ماہیان چلی کہ سر کاٹ لون زمین شق ہوئی اک جوان پیدا ہوا ماہیان کو گھر کا کہا بیہوشی مین ہماری مالکہ کو قتل کرنے کا قصد کرتی ہی خبردار الگ رہ قریب نہ آنا یہ کہکر اُس جوان نے ملکہ مشتری کی کمر مین پنجہ دیا طرف طلسم نورافشان کے لے بھاگا ماہیان جھپٹی کہ نہ جانے دون اِس جوان کو روکون مشتری کو چھین لون صدمہ زخم سے غش آیا تھرا کر گری بیہوش ہوگئی جنید کنیزین اُسکے عقب مین آئین تھین اُٹھاکر اُسکو طرف پردۂ ظلمات کے لیگئین کو کبے جب یہ معرکہ دیکھا کہ ملکہ مشتری زخمی ہوکر یہان آئین ایک پرچا لکھا ہوا پر اُڑا دیا مراد یہ تھی کہ خواجہ کے پاس پہونچے اطلاع ہوجاے کہ آنکی عیاری کی خبر ماہیان کو ہوچکی جو کام کرنا ہو جلد کیجیے اب یہ عیاری قائم نہ رہیگی پردہ اُٹھا چاہتا ہی حال کھلا چاہتا ہی خواجہ عمرو کسی ضرورت کو باہر نکلے تھے کہ وہ پرچہ گود مین آگرا خواجہ نے تنہائی مین اُسکو پڑھا قران و برق کو بھی آگاہ کیا قران نے اُستاد جو فکر آپنے کی ہی یہ تو تدبیر پہر دو پہر مین نہین ہوسکتی یہ تو مہینون کا کام ہی عمرو نے کہا تم اتنا خیال رکھنا پلنگ خونریز کو اپنے قبضے سے نکلنے دینا اُٹھنا تو میرے پاس ہی قران نے کہا مین سمجھ لونگا عمرو نے

اُسی وقت افراسیاب کو بلایا فرمایا بابدولت بوقت سحر طرف دریاے نیل کے جائینگے لوح زمرد سے لیکر بدست فرشتگان مقرب بالاے آسمان بھیجینگے تم طرف قلعہ توسن کے جاؤ بدیع و تصویر و لاچین کو یہین لے آؤ تب مطلب دلی حاصل ہوگا دیر کرنے مین خرابی ہی افراسیاب نے رات ہی کو حکم دیدیا ناگاہ ماہ تابان کی فوج کو شکست ہوئی تاریکی شب دفع ہوئی نور آفتاب عالمتاب سے تمام دنیا کو روشن کیا مہر گیتی افروز کی عملداری ہوئی ناظران ضیاء نے تحصیل شروع کی دونگا کی فوج جابجا مقرر ہوئی خواجہ عمرو تخت زبرجدی پر سوار ہوے بارگاہ دانیالی کا سر پر سایہ ایک سمت قران ایک جانب برق قران نے پہلو مین اپنے پلنگ خونریز کو بٹھالیا ہاتھ تھامے ہوے باتین کررہے ہین تخت زمین سے کئی سوگز بلند زیر تخت تمام عالم جمع ہی حیرت تخت پر افراسیاب کب پرند مشکین پر سوار غلغلہ یا خداوند بغیر بالیش کسبیان ناچ رہی ہین سازبج رہے ہین غزلین ٹھمریان گائی جاتی ہین ریتی مین ستارے چمک رہے ہین ہزارہا نازنینان مہجبین و مہ جبینان ہمرنگین لباس پہنے ہوے زمین پر ناچ رہی ہین ایک نازنین شوخ و شنگ خوش آواز گلے باز یہ غزل نسیم دہلوی کی گا رہی ہی غزل

بزم غم کو دیکھکر دل خوش ہوا جلاد کا
غیر ممکن جمع ہونا نکہت برباد کا
ہاتھ آنا غیر ممکن طائر آزاد کا
یہ نیا ایجاد ہی میرے ستم ایجاد کا
پانون جنت مین کہان تھا کہ نکلی تن سے روح
سہل سمجھے شاد کرنا وہ دل ناشاد کا
وصل کی کیفیتین فرقت مین دکھلا دیجیے
آج اپنے جی مین ہی منھ چومیے فرہاد کا
کہتے کہتے رہ گئے ہنگام استفسار حشر
دیکھیے ایجاد کب تک اس ستم ایجاد کا
باوفا ہون بیوفائی کا نہین آتا خیال
شوق تیرا لوز دل ہی کور مادر زاد کا
حسرت دیدار الفت زرد لے ہے دم بھر کم نہین
آگئی شرم و حیا منھ دیکھکر صیاد کا

شور ہاے تم کیا ترانہ تھا مبارکباد کا
خود فراموشی اثر ہی اس پریکی یاد کا
دیکھنا ہی دور سے قابو نہین صیاد کا
واہ کیا رعب جنون ہی اے صنم جائیے
بیکسی نے رو دیا منھ دیکھکر شداد کا
یاد آئین بیڑیان اور وہ گرانی طوق کی
وہ دہن چومے مرا مین بوسہ لون فرہاد کا
جب چھٹا تیر نظر آیا مرے دلکی طرف
کچھ محبت آگئی منھ دیکھکر جلاد کا
مجھکو بھی تجدید عادت مین رہا کرتی ہی فکر
رحم کا طالب نہین ہون آشنا بیداد کا
کیون نہ خنجر ٹوٹ جائے آگے تیرے تھے نہین
اسپہ اے زاہد ارادہ ہی خدا کی یاد کا
حق خدمت چاہتا ہی جلکے ہے اے نسیم

قید مین آنا بہت دشوار ہی آزاد کا
دل دکھانا خاص شیوہ ہی سپہری فریاد کا
قبر پر آیا ہی دینے کو مبارکباد مرگ
ہاتھ کیسا کانپتا ہی سہم بھی فساد کا
ایک کیا دو چار بوسے دن تو خوش کرلین مجھے
کم ہوا سودا مرا منھ دیکھکر حداد کا
اسکے کانون تک گئی ہمسون حسیات ہم
تھر تھر ہوتا ہی نشان بھی خانۂ آباد کا
روز جور تازہ سہنے کی نہین طاقت کہان
جسطرح پہلو بدلتا ہی ترے بیداد کا
دیکھ لیتا ہی جو اتنے آنکھ سے دیکھا نہین
حسن کی گرمی سے کشتہ ہوگیا فولاد کا
بعد آزادی بھی مدت تک نہ چھوڑا اپنے گھر
مدتون سے آہ ویران ہی قفس صیاد کا

افراسیاب نے سرطاق بہت انداز و ابریق کو وشگاف کو حکم دیا ہی انکو منع کرو کہ ناچ موقوف کرین قدرت کو ان
اشیا پر توجہ نہین ہی ہر ایک نعمت دنیا کی لذت فوت ہی انکے ہمراہ خود ملک الموت ہی ناچ گانے والے نہین مانتے سعادت
دارین جانتے ہین چاہتے ہین ہم گائین قدرت کو رجھائین خوش ہو کر قدرت عمر بڑھائین اولاد عطا فرمائین کوئی نہین
مانتا ہنگامۂ عظیم برپا ہی واضح ہو کہ ماہیان جو زخمی ہو کر پلٹ آئی رات بھر درد زخم مین تڑپی صبحکو اُس بے گناہ نے
اوراق جمشیدی منگا کر دیکھے منھ پیٹ لیا کہا لو غضب ہوا شہنا کو آگ لگے شہنا نواز کو موت آئے عمرو نے دوسرا سامان
کیا ارے افراسیاب کو طرف دریائے نیل کے لیے جاتا ہی کنیزون نے پوچھا دریائے نیل مین کیا ہی ماہیان نے کہا
دریا مین لوح طلسمی شلغم زمہریرین اور سر مین اُسکے مہرہ اگر کہین عمرو زمہریر کو پا گیا ٹکڑے ٹکڑے کریگا رازداران طلسم
اُسکے ساتھ ہین وہ بتلا دینگے اسکو قتل کر کے لوح و مہرہ لیجیے افراسیاب کو شکست دیجیے دوسرا معاملہ سینے بدنصیب نے
نشان قید لاچین و بدیع بھی بتلا دیا عمرو نے بڑی قیامت کی عیاری کی مین ابھی جاتی ہون جا کر لنگوٹیکا رنگ
سٹاتی ہون کل تو راہ مین بی مشتری کے بازار سحر کی سیر ہوئی سبطرح خیر ہوئی آج بھی وہی سودا ہی دیکھون کون روکنے
آوے کس سے مقابلہ پڑے یہ کہکے پر پرواز پیدا کیے طرف لشکر افراسیاب کے چلی ملحوظ خاطر ہو یہان وہ وقت ہی ادھر تو
مہرخ نے لشکر تیار کیا کہ ہم سد راہ ہون لڑتے بھڑتے تا بہ دریائے نیل جائین اُدھر افراسیاب پرے باندھے ہو
زیر تخت خداوند جمشید حاضر ہی سرما و ابریق پیش رو لشکر آگے بڑھے سترہ سو نقارہ بج رہا ہی گھنٹ و ناقوس
جھانجھ و ڈھولک کی صداؤن نے گوش گردون کو کر کیا ہی افراسیاب مشتاق ہی کہ تخت خداوندی بڑھے
تو مین بھی چلون لشکر مثل مور و ملخ جمع ہی حیرت جادو تخت پر ایک جانب مصور بدیع سیر مانی و بہزاد نقاش و قلمکش
مصاحبان مصور ملکہ صورت نگار اپنے نزدیک قدرت کی عزیزدار زیور و لباس سے آراستہ ٹہل رہی ہی ساتھ والون
سے کہ رہی ہی ہمارے خیرہ گون کو دیکھا ہین سبطرح کا اختیار ہی زندگی موت ہمارے قبضے مین ہی ہمارے خسر صاحب نے
اگر سب انتظام کر دیا جرہ ہاے بلا بیکار ہوے عزیزداران سامری و جمشید نامی و نامدار ہوے جسکو چاہین زندہ
رکھین جسکو قصد کرین مٹا دین ہمارا کون ہمسر ہی ہمارے شوہر کے یہ نانا دادا ہین داؤد کچھ نہ تھا ناحق اُسنے دعوی
خدائی کیا مین نے آخر اُسکو مارا کس ذلت سے قتل کیا افراسیاب ہر مرتبہ آواز دیتا ہی یا خداوند منزل کھوٹی ہوتی ہی
نیر اعظم بلند ہوا کئی ہزار کوس کا راستہ طی کرنا ہی سوائے ما بدولت کے ہمراہ تخت قدرت کوئی نہ پہونچ سکیگا دریائے نیل
کی منزلین پچاس پچاس کوس کی ہین کوہ ہفت رنگ بھی راہ مین ملیگا امیر ہفت رنگ برائے استقبال آئیگا
وہ بھیرۂ قدرت ہی اُسکی دعوت قبول کرنا پڑیگی ایک شب وہان رہنا ہوگا عمرو سفید مہرے مین آواز دیتا ہی کہ

زمین تھرا جاتی ہی مراد یہ ہی کہ قدرت کسی کی دعوت قبول نکرینگے آیندہ جو تیری خوشی تیری خوشی سے قدرت نے یہ مصائب
قبول کیے متزلزل در منزل جلینگے ورنہ ابھی کھولتا ہین زمین کی کھینچ دین دریاے نیل اسی مقام پر آجاے
افسوس یہ ہی حصہ ہا ملک ڈوب جائینگے بندے تباہ ہونگے قدرت اپنی ذات پر تکلیف اٹھائینگے اپنے بندون کی
تکلیف نہ قبول کرینگے انھین بندون کے واسطے یہ تکلیف گوارا کی افسوس یہ ہی کہ دلسے عبادت نہین کرتے لہو لعب
مین رہتے ہین جب تو جناب ستے ہین کسی اہل ہند نے کیا خوب دوہرہ کہا ہی دوہرہ دکھ مین سب ہر کو بھجین سکھ مین بھجے
نہ کوے جو سکھ مین ہر کو بھجین تو دکھ کا ہیکو ہوے + اسوقت لشکر افراسیاب مین عجب طرح کا ہنگامہ ہی خواجہ
افراسیاب کو لیکر طرف دریاے نیل کے جایا ہی چاہتے ہین یہ تو ظاہر ہی کہ بہار و باغبان زنبیل مین موجود ہین
یہ بھی خواجہ نے دیکھا کہ لشکر مہرخ تیار کھڑا ہی آمادہ جنگ وجدل ہی اسد نامدار بھی چالیس قدم سب سے آگے بڑھا ہوا
جوانان شیر دل ساتھ قبضے پر ہاتھ قصد کر رہا ہی کہ افراسیاب پر جا پڑون اسی تردد مین عمرو تخت نہین بڑھاتا کہ ایسا
نہو یہ سب بل کر روکین ہاتھ سے افراسیاب کے اسد مارا جاے برق وقران سے فرمایا ارے ان کمبختون کو پرے ہٹکر
سمجھاؤ کہ سامنے سے ہٹ جاؤ خواجہ بشکل خداوند جمشید موجود ہین برق بصورت فرشتہ رحمت بڑھکے تخت سے کودا
افراسیاب سے کہا اے شہنشاہ قدرت فرماتے ہین مین بڑھکر ان سبھون کو سمجھا دون کہ اے ملازمان شہنشاہ تم کیون
جان دیتے ہو مثل باغبان وبہار جہنم مین پھینکے جاؤگے امان نہ پاؤگے بغیر اطاعت افراسیاب افراسیاب
نے کہا آپ سمجھائیے میرا کہنا نہ مانینگے برق نے کہا مین چلا یہ کہکے جست وخیز کرتا ہوا چلا سامنے صف لشکر مہرخ کے
آیا آواز دی بی مہرخ صاحب تخت پر بیٹھ گئین تاج پہن لیا نشیب وفراز کی کچھ فکر نہین ہم فرشتہ رحمت خداوند جمشید
ذرا میرے پاس آئیے مین بخوبی سمجھا دون راہ راست دکھا دون ملکہ مہرخ تخت سے کود کر ڈرتی ہوئی کہ ایسا نہو فرشتہ
رحمت مجھکو پکڑ لے گرفتار کرکے سامنے جمشید کے لیجاے برق کہ رہا ہی قریب آؤ قریب آؤ جب مہرخ بمشکل قریب آئین برق
نے چپکے سے کہا اے مہرخ استاد نامدار خداوند جمشید بنے ہوے بیٹھے ہین براے خدا لشکر ہٹا لو طرف دریاے نیل کے
جاتے ہین خدا جا ہیگا تو لوح لیکر آتے ہین استاد کو بھی اسی عیاری پر خاتمہ منظور ہی شہنا قبضے مین اجلی پلنگ خونریز
بھی اختیار مین ہی کہین جا نہین سکتا اسوقت کی تمھاری لشکر کشی نے بڑا ہرج کیا اب تک سو دو سو کوس نکل جاتے
یہ خبر حسرت اثر تمام عالم مین مشہور ہو چکی ایسا نہو ماہیان زرد پوش یا آفات مدہوش کسی کو بھیجین یا خود آپڑین
ساری عیاری خاک مین ملجائیگی یہ مژدۂ فرحت افزا سنکر ملکہ مہرخ نامور مثل گل شگفتہ ہو گئین ہنستی ہوئی
پلٹین برق تیز تکبر قریب افراسیاب کے آیا کہا اے شہنشاہ مہرخ کو سمجھا دیا نمونہ بہشت بھی دکھا دیا دیکھیے

اب لشکر کو وہ ہٹالینگی آپ کو نہ رکنینگی حقیقت مین مہرخ نے جاکر اسد وغیرہ کو سمجھادیا اسد نے مرکب پھیرا اپنی اپنی
بارگاہ مین چلے آئے افراسیاب وجد کرنے لگا کہ کیا تاثیر فرشتۂ رحمت کی زبان مین ہی ایسے سخن ناشنو قائل ہو کر
ہٹ گئے سب کے خیال پلٹ گئے مہرخ اپنی بارگاہ مین چلی گیئن اسد بھی پلٹ گئے اب عمرو نے برق کو اپنے پہلو مین بٹھایا
عرض کرچکا ہون پلنگ کو مصاحب قرار دیکر اپنے تخت زبرجدی پر بٹھالیا ہی آواز دی ای افراسیاب مرکب بڑھا
منزل کھوٹی ہوتی ہی نیر اعظم برآمد ہوا افراسیاب نے پودھی پر ہاتھ ڈالا فوج مین باجے بجے علمہاے زرنگاری
کے پھریرے کھلے عمرو نے قصد کیا تخت بڑھاؤن کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او ساربان زادے مین آپہونچی
سنم ملکہ ماہیان زمرد پوش او افراسیاب خانہ خراب عمرو عیاری کرکے خداوند بنا بے غیرت سجدہ بھی کرچکا ایک ہفتہ
تیرے لشکر مین گذرا اور تو نہ پہچان سکا کبھی اوراق جمشیدی نہین دیکھتا آٹھ پہر مصروف عیش و عشرت رہتا ہی
ارے ظالم شہنشاے جمشیدی کہان ہی پلنگ کیون آنکھون سے نہان ہی کیا شہنشا ساربان زادے کو دیدی ہائے
شہنا نواز کی بھی جان لی عمرو نے جو دیکھا ماہیان زمرد پوش بصد جوش و خروش مثل برق جہندہ تڑپتی ہوئی
آتی ہی وہین سے پکارکر افراسیاب کو بھی آگاہ کیا کلمات سخت و سست کہتی آتی ہی کہ عمرو کے تخت پر گردن اور اس
مکار ساربان زادے کے دو ٹکڑے کرون تمام اہالیان لشکر افراسیاب طرف تخت عمرو کے جھپٹے عمرو نے سفیدمہرہ
بجایا اُسمین نعرہ کیا نعرۂ عمرو و عمرم کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم + رنگ از رخ نحتنک بداختر بہ برم + در مجلس خسروان جو
گردم ساقی + تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ برم + او ماہیان تیرے شہنشاے لی اگر ایک دن تو غفلت کرتی لوح طلسم بھی
لیتا لاچین و بدیع کو قید سے رہائی دیتا ایک دن مین طلسم ہوش ربا درہم و برہم ہوتا اُسوقت تجھ پر ہجوم غم و
الم ہوتا پلنگ خونریز نے چاہا اپنے کو تخت سے گرا دون مہتر قران قریب تھے نعرہ کیا نعرۂ قران سریع السیر چون
باد بہاری + جہان سرہنگ و رخنجر گزاری + بمیدان اژدر آتش فشانم + منم مہتر قران شیر ژیانم + پلنگ کا ہاتھ پکڑ لیا
کود کے چھاتی پر چڑھ بیٹھے عمرو نے بارگاہ دانیالی کو مثل سائبان کھینچا اُسکے سائے مین تخت زبرجدی اڑتا ہوا چلا
اس تخت کا حال جا بجا تحریر کر چکا ہون کہ دمامہ جادو نے حکماے اشراقین سے واسطے زبرجد شاہ اپنے معشوق کے
بنوایا تھا وہ اس تخت پر سوار ہو کر اپنے قصر معلق سے بارگاہ مین آتا تھا جاہ و جلال خداوندی دکھاتا تھا جب
خواجہ نے یہ تخت حاصل کیا کلین لگی ہوئی پائین ظاہر ہوا کہ سحر کا نہین ہی حکمانے کلون کے زور سے یہ تدبیر
کردی ہی کہ جاہین بلند کرین جس مقام پر چاہین ٹھہرادین سب طرح کا اختیار رہی اب جو عمرو نے تخت اڑایا
نعرہ بھی کیا ماہیان کو تو افراسیاب لپٹ گیا کہ نانی جان وہان نجاؤ ساربان زادے نے کچھ جال

پھیلا رکھا ہوگا ایسا نہو کہ تم پھنسو افراسیاب نے ماہیان کو تو چھوڑا جادوگر واسطے خیر خواہی دکھانے کے لیے اٹھ
کھڑے بلند ہوئے جیسے طناب پر ہاتھ ڈالی قصد کیا عمرو کی ٹانگ پکڑ کے کھینچون بارگاہ کرامات بزرگان دین ہی کر
مین ہاتھ دیکر کسی نے الٹا لٹکا دیا سر تلے ٹانگین اوپر ہزارون اُلٹے لٹک گئے زنبیل سے عمرو نے باغبان و بہار
کو نکالا یا تو زنبیل مین عمرو کی سیر دیکھا کر رہے تھے یا باہر آکر دیکھا عمرو نے برقع چہرے سے اُتارا صورت اصلی
بنکر دروازہ پر بیٹھا ہزارون جادوگر سحر کرتے ہوئے آتے ہین قریب آکر بارگاہ دانیال مین لٹک جاتے ہین قران
چھاتی پر پلنگ خونریزی پر سوار ہین برق سونٹا پکڑے ہوئے ہٹو ہٹو کر رہا ہے باغبان و بہار تصدق ہوئے
کہا اے خواجہ کیا کہنا عمرو نے باغبان کو بھی اک سونٹا دیا کہا ان ساحرون کو مارو نالائق غل مچاتے ہین کمال
افسونگری دکھاتے ہین باغبان نے بھی سونٹا ہاتھ مین لیا جادوگر اسطرح گر رہے ہین جیسے شمع پر پروانے یا قطرات
باران زراعت پر یا فوج ملخ چہار جانب سے اُمڈی ہے عمرو مطمئن خوف وہراس کا نام نہین ایک سمت سے افراسیاب نے
آگ برسائی بارگاہ کو خبر بھی نہین ہوئی اُس آتش سحر نے انھین کے لشکر کو جلایا ساحرانے سحر کیا برف کے پہاڑ گرنے لگے
انھین کے ساتھ والے ٹھنڈے ہوئے ابر بلق نے پتھر برسائے پہاڑ سحر سے اُٹھائے وہ بھی سب بلا لشکر افراسیاب پر
نازل ہے کسی کا سر پھٹا کوئی سنگدل ہوکر ساحر پکارتے ہین سخت مصیبت ہے ماہیان و افراسیاب دور سے شعبدہ
سحر دکھاتے ہین بخوف قریب نہین آتے ہین ساحرون کے مرنے کی صدا بلند ادھر حیرت و پری نے بڑھکر ملکہ مہرخ کو
خبر کی کہ استاد کی عیاری کھل گئی ماہیان نے وقت پر آکے قیامت برپا کی اب خدا انکی جان بچائے مہرخ و سرخ مو
وغیرہ سب بارگاہ سے نکل آئے بنگاہ غور دیکھا بارگاہ عمرو پر ابر سحر ساحران چھائے ہوئے ہین آب و آتش کی بارش
ہے قتل عمرو کی کوشش ہے مگر کوئی کچھ نہین کر سکتا افراسیاب سحر کرتا ہوا آتا ہے ایک جانب ماہیان کو عمرو للکارتا ہے
کہ اری تو بھی آ بارگاہ مین لٹک جا جب یہ غصہ کر کے جھپٹتی ہے افراسیاب لپٹ جاتا ہے کہتا ہے نانی امان دیکھو ہزارون
ساحر عمرو نے مار ڈالے لاشے زمین پر گر رہے ہین لاکھون گنوار برائے زیارت جمع ہوگئے تھے اب بھاگے جاتے ہین
کاندھون سے چادرین گر پڑین دھوتیان کھلی جاتی ہین دمبدم غل مچاتے ہین یا خداوند سامری و جمشید مدد کو آئیے ساحران د
کی بدعت سے بچائیے لاکھ ترپا پھر کا مہتر قران نے پلنگ کو نہین چھوڑا اشکین باندھکر ڈالدیا سحر فراموش شکین بندھی ہوئین
دانت نکالے ہوئے توبہ توبہ کر رہا ہے عمرو نے زنبیل سے دس پانچ گرگے نکالے کالی کالی صورتین سونٹے ہاتھ مین نکلتے ہی
ساحرون کو قتل کرنے لگے جب سر پر سونٹا مارا کڑاکے کی آواز آئی سر پھٹا اندھیرا ہوگیا علامت ساحرون کے مرنے کی
ظاہر ہوئی غل مچا رہے ہین کشتی مرا کشتی مرا کی صدائین آتی ہین حیرت جادو سر پیٹ رہی ہے کہتی ہے شہنشاہ نے بڑا کام

کیا خداوند جمشید کو صحرا سے شبک بہت ڈھونڈھکر لائے ساربان زادے نے نئے شعبدے دکھائے سب نے سجدے کیے وہ خود
کہتا تھا مجھے سجدہ نکرو سب اعتقاد میں چور تھے ادھر یارو اپنے کو بچاؤ کمبخت بارگاہ کے پاس نجاؤ کیا ساحرون کی مٹی خراب
ہوئی کیا صورت انقلاب ہوئی مصور نے لکھا ملکہ ہاے نامدار نے بڑی خیر کی اگر یہ سپاہیان نہ آجاتے میں ساربان زادہ اسکو
لیکر بسر دریاے نیل جاتا شہنشاہ زمہریر کو طلب فرماتے لوح و مہرہ اگر دستیاب ہو جاتا پھر طلسم کشا کے ہاتھ سے کون مہلت
پاتا مہرخ نے بھی حکم دیا سردارون کو اپنے سرپرست خواجہ عمرو کو بچاؤ برق لامع چیخ مار کر بلند ہوئی تڑپ کر مثل برق
آسمان میں ڈوبی رعد و برق بھی چلے بڑھکر رعد نے چیخ ماری کئی سو کے سر پھٹ گئے برق کڑک کر گری ساحرون کے
سر اڑا دیے برق لامع نے دشمنون اٹھا دیے طبقے زمین کے ہلا دیے آڑی ترچھی گرنے لگی جس صف پر جا گری پامال کر دیا نقیب
دولت ہر ایک غول میں کھڑے ہیں حکم افراسیاب کے منتظر ہیں جب دونون لشکر آپس میں مل گئے بقول شاعر فرد دو لشکر بہم
درآمیختہ قیامت بگیتی شد انگیختہ گیر و دار کی صدائیں آنے لگیں ملکہ مہرخ نے گولون کی بوچھار کی خورشید زرین سحر
نہایت زبردست ہے آفتاب عالمتاب بنکر چمکا وہ حدت دکھائی ساحرون کے بھیجے پگھل کر نکل گئے دماغون میں سب کے جوش قتل
اسد غازی بھری ہے خورشید چمک چمک کے گرنے لگا سیکڑون کو جلایا سرخ ہوے کامل کشا نے لٹ کھولی اندھیرا ہوا اس
تاریکی میں سیکڑون کو مارا ایک جانب ہلال سحر افگن کا ہلال زرین چل رہا ہے باغبان قدرت مثل فیل مست ساحرون
کو کچل رہا ہے نقیبون نے بڑھکر یہ مطلع مصنف پڑھا مطلع جسے کہتا ہے تو غافل یہ میرا ہے یہ میرا ہے + یہ جسکا ہے اُسیکا ہے نہ تیرا ہے
نہ میرا ہے + اے جوانان شیر دل واے صف شکنان کامل یہ وقت جانبازی ہے سر دینے میں سرفرازی ہے آج نام کرلو دامن
مراد گوہر انعام و اکرام سے بھر لو افراسیاب ایک ایک کو نہال کردیگا افسریان ملینگی وقت جرأت ہے یہی شیوہ بہت ہے عمرو
کو نہ جانے دو ارے یارو گھیر کر پکڑ لو تخت عمرو قریب لشکر مہرخ پہونچا ہے ہزارون جادوگر مار کر گرا دیے خواجہ عمرو مہرہ بجا رہے ہیں
اُس مہرے کی آواز سنکر ہاتھی گھوڑے بھاگتے ہیں یہ وہ مہرہ ہے کہ جو صاحبقران زمان نے کوہ قاف سے لاکے دیے تھے اسکی ہیبت
سے دیو بھاگتا ہے ساحرون کے کلیجے پھٹے جاتے ہیں سحر جب تاثیر نہیں کرتا کیا کرین اپنا زور دکھاتے ہیں تا بتخت عمرو
جانے میں جب اُلٹے لٹک گئے پھڑک پھڑک کر مرے دھڑا دھڑ لاشے اور سر ساحرون کے زمین پر گرتے ہیں ہزار ہا لاشہ پڑا ہوا ہے
لیکن افراسیاب و ماہیان زمرد پوش کی آوازیں آتی ہیں خبردار یارو قدم پیچھے نہ ہٹے ساحر عمرو پر جھوم جھوم کر جاتے ہیں
مجبور ہیں کہ سحر تاثیر نہیں کرتا وہانتک گئے اور جلا میں پھنسے چیختے ہیں اور غل مچاتے ہیں ادہر شہنشاہ طلسم ہوشربا اپنے
ملازمون کو بچانے ساربان زادے کے پرے کے پرے صاف کر دیے علمہاے زرنگاری زمین پر کٹے پڑے ہیں صاف
ظاہر ہوتا ہے کہ مردے کفن میں ہیں علم پنج مصیبت فوج افراسیاب پر گرا شکست کا نشان ظاہر ہے مہرخ وغیرہ نے دیکھا سحر

کرکے افراسیاب نے لوہے کی دیوار بنادی کہ عمرو اس پار بجا سکے عمرو دیوار آہن کو دیکھکر گھبرایا کہ اب طرف مہرخ کے
کیونکر جاؤن ایسا نہو کوئی گرفتار کرے افراسیاب چلا آتا ہی دونون لشکرون کے ہزارہا ساحر مارے گئے بنگاہ
حسرت ملکہ مہرخ باشوکت تخت عمرو کو دیکھ رہی ہی یہ دعا وردِ زبان ہی کہ ای خالق مطلق و ای کارساز برحق عمرو کو امن امان سے
بچائے ہمسے اگر ملے یا کوئی ایسا زبردست آئے کہ جس سے افراسیاب و ماہیان سے مقابلہ ہو وہ بادشاہ طلسم ہوش ربا
سحر و ساحری مین یکتا ہی جسنے ہلادی ہزارون کو پامال کرڈالا ہمارا خاص یہ اعتقاد ہی مصرع کسی کامل کا یاد ہی مصرع
دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است + اس بیکسی و بے بسی مین سوائے تیرے کون معین و مددگار ہی بیقرار ہو کر ملکہ
مہرخ وغیرہ نے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا آسمان پر نعرہ ہوا منجم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر اُستادان سخنور نے
تحریر کیا ہی کہ کوکب نے جو مراۃ واقعہ مین یہ سانحہ دیکھا فوراً ابر لے مقابلہ افراسیاب چلا اسوقت آکر پہونچا کہ عمرو
تخت اڑائے ہوئے جاتا ہی افراسیاب نے لوہے کی دیوار بنا کر تیار کی کہ عمرو بجا سکے بارگاہ دانیال سر پر سے ہٹ جائے
عمرو کو ماریون ماہیان بھی اس سحر مین شریک ہی کوکب نے آتے ہی اول دیوار آہن کو توڑا یعنی اک گولہ جھولی سے
نکال کر اس دیوار آہن پر مارا دیوار تھرائی دنا لٹے کی آواز آئی دوسرے حربے مین دیوار بھر اکر گری کئی ہزار سردارو
ملازمان افراسیاب مارے گئے افراسیاب نے کہا دیکھو وہ ظالم آپہونچا دیوار سحر میری گرائی ہائے شہنا بھی ہاتھ سے
گئی مشقت میری ضائع ہوئی گرمی مین مینہ وہ منزلین سخت کین کہ پتھر چٹکتے تھے دھوپ سے شعلے بھڑکتے تھے آ
کیا جانتا تھا یہ افتاد پڑیگی اب وہان سب رازداران طلسم جمع تھے پلنگ خونریز گرفتار ہو گیا اگر شہنا لیکر میدان
مین لڑتا تو ایک زندہ نہ بچتا حیرت جادو نے ڈھارس تسکین دی کہا شہنشاہ اسقدر نہ گھبرائیے شہنا مین آگ لگے
پلنگ خونریز بھاڑ مین پڑے آپ سلامت رہین ہزارون تاجداران طلسم ہوش ربا باقی ہین در بند بندے ہو مین
شہنشاہ حلیم نے لکھا اپنے وزیر مواج بن گرداب آدم خوار کو بھیجونگا چالیس لاکھ لشکر لیکر کوہ نیلم سے اتریگا لشکر
مہرخ کیا تاب لاسکیگا سب مارے جائینگے اب اسوقت آپ کوکب سے نہ مقابلہ کیجیے بڑے سامان لیکر آیا ہی افراسیاب
نے کہا مین نہ مانونگا آج کوکب کا سر کاٹ لونگا ملکہ حیرت افراسیاب کے دامن سے لپٹ گئی کہا ای شہنشاہ سخن شنیدن
بیخ دولت میرے کہنے کا خیال کیجیے بیوہ ہونے سے مجھکو بچائیے حیرت سے افراسیاب نے دامن چھڑایا چاہا تیغ
کھینچکر جا پڑون حیرت نے سرما و ابریق کو پکارا ارے آکر شہنشاہ کو روکو سرما و ابریق دوڑے افراسیاب کو
روکا افراسیاب کو بڑا غصہ تھا دونون کو جھڑک دیا ادھر سے کوکب لڑتا ہوا آتا تھا افراسیاب نے گولہ مارا
کوکب نے انگلی اٹھائی اسم سحر پڑھکر اشارہ کیا گولہ پلٹ کر فوج افراسیاب پر پھٹا کئی ہزار ساحر مرے

دہائی دینے لگے ایسے دو چار سحر افراسیاب و کوکب مین ہوے کئی لاکھ ساحر مارے گئے تلوار کھینچکر کوکب افراسیاب
پر جا پڑا اتنی مہلت جو عمرو نے پائی تخت کو زمین پر لایا مہتر قران نے پلنگ کو بیہوش کرلیا جب تخت عمرو کا زمین
پر آیا جانسوز و ضرغام پلنگ خونریز کو کشان کشان لیگئے قید خانے مین جا کر زنجیرین پہنائین کئی ہزار نگہبان
مقرر کیے پلنگ تو قید ہوا کوکب و افراسیاب سے خوب تلوار چلی عمرو نے تخت سے اُترکر گلیم اوڑھ لی تخت و
بارگاہ زنبیل مین رکھی اب بصورت ساحر لشکروں مین گھسا ہمیانیان مردون کی کمر سے کھولین سیکڑون کے
لباس اُتار لیے مردے ننگے پڑے عمرو اُسوقت پہونچا کہ کوکب سحر افراسیاب سے زخمی ہو چکا تھا مہرخ و بہار نے
بڑے بڑے سحر کیے اُنکے سحر کو وہ کب مانتا ہے اثناء ون مین دفع کیے کوکب کو سایے مین تلوار کے لیے ہوے چاہتا ہے
کہ ہاتھ مارون اسکا سر اُڑ جاے کوکب ہٹتا چلا آتا ہے کہ پہلو سے افراسیاب کے آواز آئی اے شہنشاہ کیا کرتا دشمن
کو مار لیا تیرا کون ہمسر دہر ہے تیری افسونخوانی سے کوکب گرد برد ہے افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا اس ہنگامہ عظیم مین
صرصر شمشیر زن گرتی پڑتی آئی افراسیاب نے کہا اے صرصر اسوقت تو نے ہوا کا کام کیا یہانتک کیونکر آئی سحر
سے تل رکھنے کی جگہ نہین صرصر نے کہا آپکا اقبال شریک حال ہے دیکھیے دشمن بچنے نہ پائے افراسیاب نے
پلٹ کر طرف کوکب کے دیکھا صرصر نے نعرہ کیا او مغرور دیکھا تو نے حلقہ ہاے کمند گلے مین افراسیاب کے ڈالے
جھٹکا مار کر حباب بیہوشی مار دیا افراسیاب گر کر بیہوش ہوا عمرو نے آواز دی اے کوکب لینا کوکب جھپٹا کہ
مین افراسیاب پر ہاتھ تلوار کا مارون سر اسکا اُڑ جاے زمین شق ہوئی تیلہ فولادی ہان ہان کرتا ہوا نکلا
کہا خبردار خبردار او کوکب کیا کرتا ہے شہنشاہ طلسم ہوشربا پر یہ بدعت یہ کہکر تیلے نے ماہیان زمردپوش کو بھی پکارا
ملکہ عالم دوڑیے شہنشاہ کو سب مل کر قتل کرتے ہین عمرو نے بیہوش کیا یہ کہکے تیلہ گرجنے لگا یہ نگہبان جان افراسیاب
ہین غلامان سامری خیرخواہی مین لاجواب ہین یہ سنکر ماہیان بھی دوڑی خواجہ تو ٹھہر نہ سکے گلیم اوڑھکر بھاگے
ماہیان نے تیلے سے اشارہ کیا اُسنے افراسیاب کو اٹھا لیا لیکر طرف باغ سیب کے روانہ ہو گیا کوکب نے
چاہا کہ تیلے کو روکون یہ جوانان طلسمی کب رکتے ہین ماہیان نے پلٹ کر حیرت کو حکم دیا کہ اے حیرت جو ہونا تھا
وہ ہوا اب کد و کاوش بیکار ہے مفت مین بندگان سامری و جمشید قتل ہوتے ہین شتاب دہ پلٹے کی لیجانے والا
لیگیا ہمکو تمکو سبکو داغ دے گیا مین بھی برائے حفاظت افراسیاب جاتی ہون تم طبل امان بجوا کر پلٹ جاؤ
لڑائی سے کنارہ کرو ماہیان اُدھر گئی حیرت جادو نے دیکھا بہار وغیرہ نے اور دباو ڈالا گلدستے چلے
باغبان قدرت بھی جھومتا ہوا چلا سب جانبازو سرفروش بادۂ جرأت سے مدہوش مرنا جینا یکسان جانتے

چہرون سے عیان یہان سب بھاگنے والے بلا زبان افراسیاب لرزان وترسان حیران وپریشان ہٹتے ہی افراسیاب کے
فرار پر قرار ہوا حیرت نے طبل امان بجوادیا شکست فاش کا اظہار ہوا اگر بڑا لکمیت پڑا کئی لاکھ ساحر افراسیاب کے ٹڑکر
واصل جہنم ہوے خواجہ عمرو تمام لشکر کو اپنے ساتھ لیکر پلٹے حیرت جادو شکست خوردہ اپنی بارگاہ مین آئی مصور
نے کہا آپنے کیون طبل بازگشت بجوادیا لڑنے والے بڑے جانبازی حاضر تھے حیرت نے کہا مرشدزادے کلیجے مین
آبلے پڑ گئے جس جانبازی سے وہ لوگ لڑتے ہین بخوف جا پڑتے ہین ادھر والے اب جان بچاتے ہین ذرا سے
دباو مین بھاگ جاتے ہین مرنے والے سے ڈرنا چاہیے دیکھیے تو ساربان زادہ کہان جا کر ہو بچا مردے کی شکل
بنکر کتنا بڑا دھوکا دیا دام تزویر بچھایا افراسیاب سے ایسے طائر زیرک کو پھنسایا یہ کیسے خیر ہوئی ہم سب دربار مین اسکے
حاضر رہے جنکی صورت بنا تھا اُنھون نے مرد کی شراب کا چرچا موقوف ہوا جب چاہتا شراب پلا کر بیہوش کرلیتا صرصر
نے ذرا شک کیا تھا اُسکو بھی معتقد کرلیا جبدن سے نگوڑا عمرو گرفتار ہو کر آیا کسی گنوار کو بشکل عمرو قران پکڑ لایا
صرصر کے جی چھوٹ گئے خود ہمکو ترغیب دیتی تھی مرشدزادے ساعت نیک تھی یہ عجب طرح کی عیاری ہوئی عیاری اُسکا
نام ہو دھوکا دیکھیے مہینون ہمارے گھر مین بیٹھا رہا کسی نے نہ پہچانا ہم لوگ بچ گئے خداوند تعالی کی قدرت نرالی ہو وہ
بھی ہمیشہ خفا رہتے ہین مگر پھر بندون پر رحم آگیا صرصر کو بلا کر براے خبر روانہ کردیں مین براطلاعات افراسیاب
جاتی ہون دیکھون باغ سیب مین پہونچے یا پردہ ظلمات مین گئے خبر لینا واجب ولازم ہو یہ کہکر حیرت جادو تخت پر
سوار ہوئی صرصر براے خبر طرف لشکر عمرو چلی یہان ملکہ مہرخ جو پلٹ کر آئین بہار و باغبان حاضر ہوے خواجہ عمرو
نے حکم دیا پلنگ خونریز کو لاؤ جب پلنگ بندھا ہوا سامنے آیا خواجہ عمرو نے فرمایا ای پہلوان بینظیر وای ساحر بدبیر
اپنے مذہب کی برزگی کو دیکھا ہمنے خود احتیاط کی سجدہ نکرنے دیا اپنے پیدا کرنے والے سے خائف ہوے سجدہ خاص
نشان عبدیت معبود کا ہی جس سے پہچانا جاے کہ یہ بندہ اور وہ معبود پیدا کرنے والا اور کسی کے واسطے سجدہ زیبندہ
وسزاوار نہین اگر کوئی اعتراض کرے کہ حضرت آدم ابو البشر کے واسطے حکم رب اکبر ہوا کہ ساتون آسمانون کے
فرشتے اُنکو سجدہ کرین شیطان نے انکار کیا مغضوب درگاہ پروردگار ہوا معلم الملکوت لقب تھا یا ذلیل وخوار ہوا
بال وپر جل گئے رتبہ وشیلنت ملا اجتک غنچہ آرزو نہ کھلا تا روز قیامت خارستان نافرمانی مین پھنسا رہیگا
صورت باغ مراد نظر نہ آئیگی اور سب فرشتے حکم بے نیاز بجا لاے سجدے کیے یہ سجدۂ تعظیم تھا اپنا معبود نہین جانا
اسی طرح شکر ہو کہ مین نے اپنے کو خطاے فاحش سے بچایا تیرے چہرے سے جرأت وجلالت آشکار ہی یہ مقدمہ
دین وآئین ہی انسان کو بخوبی غور کرنا لازم ہی پروردگار اکیلا ہی معاذ اللہ بولے دو سوا اگر دو بھی ہوتے انتظام

خدائی مین ہمیشہ خلل رہتا وہ وحدہٗ لاشریک ہی صاحبان معرفت کا یہی اعتقاد ٹھیک ہی اسطرح عمرو نے پلنگ خونریز کو سمجھایا زنگ کفر آئینۂ قلب سے دور ہوا دل کو صیقل کلام ہدایت انجام خواجہ سے سرور ہوا قدمون سے خواجہ عمرو کے لپٹ گیا کہا مین خوب سمجھا شکر ہی راہ ضلالت سے نکلا چشمۂ ہدایت پر پہونچا آپنے رہبری فرمائی مین اطاعت کو حاضر ہون شہنا نوازی کا کام مجھسے سر میدان لیجیے انشاء اللہ افراسیاب کو بھاگتے ہوے راستہ نہ ملیگا جو سامنے آئیگا شکست فاش اُٹھائیگا مارا جائیگا عمرو نے پلنگ خونریز کو گلے سے لگا لیا مہرخ نے چپکے سے پوچھا کیون خواجہ آپ تو بشرہ شناس فلک اساس ہین یہ کچھ آپ کو ثابت ہوا مگر تو نہین کرتا عمرو نے کہا پیشانی تو صاف روشن ہی یقین کامل ہوا کہ لات پرستون سے بدظن ہی آیندہ پروردگار جانے بدین مضمون مصرع مصرع حال غیبی کس نمیداند بجز پروردگار عمرو نے شہنائے حبشی زنبیل سے نکالی پلنگ خونریز کے سپرد کی حضر یہ سب کیفیتین دیکھ رہی ہی بشکل کنیز مہرخ اک گوشے مین کھڑی ہی شہنا جو عمرو نے پلنگ کو دی باغبان قدرت کو بہت شاق ہوا زوجہ اپنی ملکہ گلچین سے کہا آج ثابت ہوا کہ عمرو جوہر شناس لیاقت مردان عالم نہین ہی ہمنے بدل وجان خدمت کی عہدۂ وزارت چھوڑ کے چلے آئے کیسے کیسے رنج وملال اُٹھائے مہینون قید رہے مگر جادۂ اطاعت سے قدم نہ ہٹایا خواجہ کو ہمارا خیال نہ آیا ایسی شی صاحب تاثیر بیا سردار جسکا امتحان بھی نہین ہوا دوست ہی یا دشمن کیا معلوم اُسکو حوالے کی ہم سمجھے تھے یہ عہدۂ جلیل ہمکو ملیگا گلچین نے منع کیا خاموش رہو خدا انجام بخیر کرے شکایت وحکایت کر لینا آج تو خواجہ عمرو نے وہ کام کیا تمام طلسم ہوشربا مین نام کیا یہ قصد ہوا تھا کہ اسی عیاری پر خاتمہ کر دون لیکن فلک کجرفتار گردون غدار برائے مجاہدان دیندار ہر وقت برسر گردش ہی مٹانے مین صاحبان لیاقت کے محو کوشش ہی ایکدن ماہیان زمرد پوش آگاہ ہوتی لوح طلسمی دستیاب ہوجاتی خود افراسیاب زمرد پوش کو قتل کرتا لوح ومہرہ اپنا شرف جانکر خدمت مین حاضر کر دیتا بنا ہوا کام بگڑ گیا اب خدا انجام بخیر کرے زن وشوہر یہ کلام کرکے خاموش ہوے دلمین باغبان قدرت کے ملال رہا اسکا ذکر بھی تحریر ہوگا یہ حقیر بدون مطلب کوئی فقرہ تحریر نہین کرتا اس فقرے سے داستان شوکت بیان کا لطف ملیگا حضر تو یہ خبر لیکر پلٹی عمرو نے اسد غازی کو بلا کر گلے سے لگایا فرمایا ای نور نظر ای راحت جان کرب نامور بڑی خوشی کی بات ہی زبان سے افراسیاب نابہنجار کے سنا کہ بدیع الزمان وملکہ تصویر زندہ ہین انشاء اللہ جب قلعۂ توسن حصار فتح ہوگا یا وہ مسبب الاسباب اپنی قدرت کاملہ سے کوئی سبب پیدا کریگا جسطرح تمکو گنبد نور سے بعد سات برس کے رہا کیا اسی طرح انشاء اللہ سرو خرامان حدیقۂ صاحبقرانی سے ملینگے ضرور غنچۂ آرزو کھلینگے اسد کو بھی بڑی خوشی حاصل ہوئی مہرخ وبہار وغیرہ نے بھی خوش ہوکر کہا حقیقت مین خواجہ ہمیشہ افراسیاب یہی

کہتا تھا مین نے بدیع الزمان کو قتل کیا یا خود اپنی زبان سے اُسنے کہا اے شہنشاہ عیاران بخدا ہم لوگ اسقدر ہزار
آپکی خدمت مین حاضر ہین کوئی راز قید لاچین سے آگاہ نہ تھا ایسا افراسیاب معتقد ہوا کہ اس راز کو بھی کہدیا
انشاءاللہ کیا عیاری کی پلنگ خونریز کہہ رہا ہے اب آپ طبل جنگی بجوایئے اس نومسلم کی جانبازی ملاحظہ فرمایئے یہان
تو یہ ذکر ہین جو اجشن عالی لشکر خواجہ مین ترتیب ہوا خبر سلامتی بدیع الزمان سے یہ خوشی حاصل ہوئی گویا
بدیع الزمان کو رہا کرلیا ہر شخص خوشی خوشی کہتا پھرتا ہے شکر ہے خدا کا کہ صاحبقران نامدار کا فرزند اتبک زندہ ہے
خواجہ عمرو نے پوچھ لیا یہان تو یہ کیفیت ہے ماہیان زمرد پوش افراسیاب کو لیکر باغ سیب مین آئی تمیچہ ہوا سے
بیہوش ہوگیا تھا ماہیان نے کیوڑا گلاب چھڑکا ہوشیار کیا حیرت بھی آکر پہونچی افراسیاب سر پیٹنے لگا کہا اے
نانی امان غضب ہوا سارا بان زادہ شہنائے جمشیدی مع پلنگ خونریز کے لیگیا آپ مجھکو یہان کیون لائی ہین
الٹھہر کے مرتا عمرو کا تعقب چھوڑتا کیون نانی امان اب جو پلنگ میدان کارزار مین آیگا شہنائے جمشیدی بجائیگا
اُس بار کو کون روکیگا یہی اُسکا شیوہ ہے شہنا بجا کے بیہوش کرتا ہے انتہا کا جوان طاقتدار ہے چیر کے پھینکدیتا ہے
ماہیان نے کہا پلنگ طاعت نہین کریگا یہ ذکر تھا کہ صرصر آکے پہونچی افراسیاب نے کہا کیون بی ہوا صاحب
کہان سے آتی ہو عیاری دیکھی عیاری کا نام لینا سامنے عمرو کے بیکار ہے تمام روے زمین کے عیارون کا وہ سردار ہے
کیا قیامت کی بات تھی یہ عیاری تھی کہ کرامات تھی کہو کیا خبر لائین اور جتنے عیار ہین وہ ہرکارے ہین خبر لاتے ہین
عیار عمرو ہے کیا کمبخت نے غضب کیا پہلے احول مربع نشین بنکر میرا قالب اُلٹ دیا رات بھر کمبخت چیخا پیٹا فرشتون
کے طور کی آوازین سنائین بوقت سحر دیکھکر اُسکو گھبرا گیا خون محبت نے جوش مارا اس خیال سے کہ یہ میرا بھائی ہے
دعا کی اُسکا جسم سنگی سے نکلنا اور ہدایت صحراے مشک بیز کرنا اگر خود ارسطو اس مقام پر ہوتا دام مکر مین پھنستا آخر
مین روتا اُسوقت ہنستا ماہیان نے کہا اے افراسیاب عمرو کا مثل نہین ہے صرصر بڑا کمال کرتی ہے کہ اُن لوگون کے
منھ چڑھتی ہے اسنے بھی برابر عیاریان کین کسی مقام پر کم نہین رہی صرصر نے قدمون کو ماہیان کے بوسہ دیا کہا
حضور میرے سامنے پلنگ خونریز مطیع اسلام ہوا شہنا عمرو نے اُسی کے سپرد کی وہ متقاضی تھا کہ جلد طبل جنگی
بجوایئے میدان مین نکلکر افراسیاب کو للکارون شہنا بجا کے بیہوش کرون مثل کر پاس کھینچ کر پھینکدون
اے شہنشاہ اب ملکہ حیرت کو جلد لشکر مین روانہ کیجیے اور آپ بھی تشریف لیچلیے کیا عجب ہے کہ عیاری ہو جائے
ماہیان کو ناگوار ہوا ہے بہت شاکی ہے کہ شہنا ہمین کیون نہ دی کیا ہم اس عہدے کے لائق نہ تھے اسی بات
سے کوئی تدبیر نکل آئیگی افراسیاب آمادہ ہوا ماہیان نے کہا آفرین صد آفرین خیرخواہان دولت کو یہی مناسب ہے

اسوقت تو نے بڑی لیاقت کی بات کہی صورت سے باغبان کی پہچانا کہ اُسکو ملال ہوا تیرا ابھی روشن بدر کمال ہوا
عمرو کے پاس تحفہ جات بزرگان دین ہین جیسا تخت اُسنے پایا ہم لوگ سو دو سو سال مشقت کرین تو تیار نہو سکے
اُسنے عیاری کرکے ملک زریجد سے لیا بارگاہ دانیال کی پاس ہے جسپر سحر تاثیر نہین کرتا یہ دن کسکو نصیب ہے گلیم عیاری
پاس موجود جسوقت قصد کیا غائب ہوگیا تو علاوہ اُن تحفہ جات کے عیاری کرتی ہے اے صرصر اگر شہنا ے
جمشیدی لائی تو اہالیان ہوش ربا کو زندہ کیا ورنہ عمرو یہ سوچیگا شہنا نواز کو سپہ سالار لشکر کرون لوح کا مقام
معلوم ہوگیا بدیع الزمان ولاچین کی خبر سن چکا کہیگا شہنا بجاتے ہوے لڑتے بھڑتے چلو جو کوئی مقابلے
پر آئے شہنا بجاکے اُسکو بیہوش کرو اسی طرح تا بہ دریاے نیل پہونچو زمہریر کو مار کر لوح و مہرہ لو اسی تدبیر سے
تا بہ توسن حصار جائیگا بدیع ولاچین کو قید سے چھڑائیگا افراسیاب نے بگڑ کر جواب دیا نانی امان بس خاموش
رہو تا ولایت نکرو مین آپ جا کے کوشش کرونگا گھسکر پلنگ کو مارونگا وہ مسلمان ہو کر بیٹھے ہین چین لینے دونگا
کہ وہ بیچیا میدان کارزار مین آئے شہنا بجائے بقول شخصے اُلٹی آنتین گلے پڑین صرصر بھی عیاری کریگی مین
الگ فکر کرونگا بیٹھے لشکر مہرخ مین پلنگ کو نہ رہنے دونگا یہ باتین ہو رہی ہین کہ آسمان پر برق چمکی ساحر نے آکر نامہ لقا کا
افراسیاب کو دیا افراسیاب نے ابریق سے کہا پڑھو جاگتی جوت کے خداوند کیا تحریر فرماتے ہین ابریق نے پڑھا ہر لفظ
سے قہر و غضب ظاہر تھا کہ او افراسیاب خانہ خراب تو بڑا مغرور ہے سراسر تیری عقل کا قصور ہے براے قدمبوسی قدرت
نہ آیا غرور نے تیرے تجھکو مٹایا اسد و عمرو کو ہمنے بھیجا ہے بدون فتح طلسم ہوش ربا وہ لوگ واپس نہونگے تو جاہل ہے
اسد تیرا قاتل ہے عمرو ہمارا بندہ خاص الخاص عبادت گزار ہے اُسپر کون ہاتھ ڈال سکتا ہے اُسکو ہمنے ملک الموت ساحران خطاب
دیا ہے اب قدرت بہت تنگ ہین تیرے طلسم مین آگ لگائینگے طرف ہفت کوہ زلازل کے چلے جائینگے اُسوقت تجھکو کیفیت
معلوم ہوگی سپہ سالار قدرت میرا صاحبقران زمان مع اپنے سرداران تہمتن و فرزندان صف شکن کے پہونچیگا ایک کو زندہ
نہ چھوڑیگا اسی مین خیر ہے کہ آکر قدمبوسی کر ساحر بھی بھیجنا موقوف کیے ایسے عیش مین مصروف ہوے بہت نامہ طول و طویل
تھا ابریق نے چہارم پڑھا افراسیاب نے کہا نانی جان یہ مضمون سنا جاگتی جوت کے خداوند کو کون سمجھاے زور تقدیر
تو کرتے ہین اپنے بندون کے مٹانے پہ مرتے ہین جس خداوند نے ضد مین اپنا مقام موروثی چھوڑ دیا اُس سے ڈرنا چاہے
برا یا گھر مٹاتے کیا رنج ہوتا ہے نصف ہوش ربا خاک مین مل چکا قدرت کا غصہ نہین کم ہوا کیون نانی امان مین کسطرح
براے ملاقات خداوند جاؤن ماہیان نے کہا اے افراسیاب لقا کا اعتقاد تو بالکل بیکار ہے صرف مکار و غدار ہے اپنا
ملک موروثی نہ سنبھال سکا بھاگ کر یہان آیا ہمارے واسطے تقدیرین بگھارتا ہے اپنی پشت کی خبر نہین رکھتا کسی

ساحر کو روانہ کرو ے اسکا جواب لکھ تحریر کر دے مین نہین آسکتا مین بادشاہ طلسم ہوش ربا ہون اکیلا کیونکر آؤن جاہ و
جلال مین فرق آجائیگا اگر لشکر لے آؤن گا تو زمین تھرائے آب و دانہ ممکن نہو کسی موقع پر آؤنگا ایک ہی دن مین سب کو
ہٹا دونگا افراسیاب نے جواب لکھوایا سرمایے برف انداز کو بلایا کہا تم کوہ بوقلمون پر جاؤ پہاڑ پر کھڑے ہو کر آواز دو
ای سرمست ابلیس پرست بدمست پتھر سے اک ساحر پیدا ہوگا اُسکو ہمارا پیام پہونچانا کہنا ای سرمست شیطان پرستی
بہت کی اب جا کر خداوند لقا کو سجدہ کرو وہان بختیارک ایسا شیطان بھی موجود ہی بڑی تمہاری خاطر کریگا
دشمنون کو اُنکے قتل کر کے تابہ باختر لیجاؤ شیر قدرت بنکر بیٹھو پھر ہوش ربا مین پلٹ کر نہ آؤ گے ملک باختر بہت
آباد ہی ایک نامہ سرمانے لکھا جواب نامہ لقا اِس ساحر کو دیا کہ اسکو خدمت مین قدرت کی روانہ کر دینا وہ ساحر تو چلا گیا
سرمایے برف انداز بالائے کوہ بوقلمون پہونچا نام سرمست لیکر آواز دی زمین سنگلاخ تھرائی آواز آئی حاضر ہوا اک
ساحر مہیب پہاڑ سے نکلا قد و قامت مین پہاڑ تھا قرابہ شراب کا ہاتھ مین تصویر شیطان گلے مین پیغام افراسیاب
سنکر بہت ہنسا کہا ای وزیر اعظم خداوند لقا کا شیطان بھی ہی سرمانے بختیارک کی صفتین بیان کین سرمست خوش ہو گیا
کہا مین ابھی جاتا ہون جاتے ہی زمین ہلا دونگا قدرت کو تابہ باختر پہونچا دونگا کیا ملازمان حمزہ بڑے ساحر ہین سرما
نے کہا جادوگر نہین ہین عیار قیامت کے ہین پہونچتے پہونچتے تمہارے عیاری کرینگے ہوش ربا مین صرف چھ عیار آئے ہین
وہان ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ موجود ہی اُنسے بچنا شیطان بڑے بڑے مسخرے پن کرتا ہی اُسکی باتون مین نہ آنا اگر
عیارون سے بچے فتح و ظفر حاصل ہوگی ورنہ پھر زندہ رہنا وہان دشوار ہی علاوہ ازین غرور سے اپنے کو بچانا
قدرت کو غرور پسند نہین ہی صدہا ساحر جا کر غرور مین مارا گیا سرمست نے کہا ای وزیر اعظم قدرت کے سامنے ہم کب غرور
کر سکتے ہین ابھی تمہارے سامنے فوج بلاتا ہون فوراً جاتا ہون یہ کہکر پہاڑ سے کود آواز دی ای نمکخواران مدد لیت
جلد حاضر ہو سرمانے دیکھا درختون سے طائر اُترے زمین مین لوٹے پرون سے خاک اُڑائی جنگل مین اندھیرا ہو گیا
بعد عرصہ دراز پھر سرمست نے اک چیخ ماری اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی سرمانے دیکھا سرمست اک عقاب بلند پرواز
پر سوار ہوا الپشت پر ساحران غدار طاؤس وغیرہ پر سوار ہین نہین معلوم فوج کہان سے جمع ہو گئی بارگاہین بھی اژدرون پر
لدی ہین غلے وغیرہ کے چھکڑے لدوائے سب سامان سفر تیار ہی فقط روانہ ہونیکی دیر ہی سرما حیران ہو گیا دل مین کہتا ہی
ہوش ربا کی سب باتین ہوش ربا ہین کیا کیا ساحران یکتا ہین گوشون مین چھپے پڑے ہین شہنشاہ سبکو جانتے ہین ہمنے آجتک
اسکو نہ دیکھا تھا ایسے طلسم پر یکایک یہ بلا نازل ہوئی مقام افسوس ہی گلشن نیخزان مین جھونکا ہوائے گرم کا چل گیا
کیسا کیسا نخل تر و تازہ جل گیا سرمایے برف انداز کھڑا دیکھا کیا سرمست عقاب اُڑا کر مع فوج روانہ ہوا سر طرف افراسیاب چلے

دو کلمہ داستان شوکت بیان لشکر لقا و صاحبقران پہونچنا سرمست ابلیس پرست کا و حالات جنگ سحر و دیگر حالات عیاران و قتل سرمست ابلیس پرست بیان ہوتے ہین خمسہ

در رہ عشق کہ اول رہ بیگانہ زدند
بانگ بر خلق کہ از مشرب رندانہ زدند
آتش شمع گرفتند بہ پروانہ زدند
دوش دیدم کہ ملایک در میخانہ زدند
گل آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند

کوے جانان مین ملا جبسے کہ جہرے پہ بہبوت
کل سے حیرت سی ہے اسواسطے ہے مجھکو سکوت
خاکساری مری معراج ہے بہر لاہوت
ساکنان حرم سر عفاف ملکوت
بامن خاک نشین ساغر مستانہ زدند

پہلے اک عمر جو منظور رہا اُسکو فساد
دن پھرے میرے تو پھر اُسنے کیا مجھکو یاد
خانۂ عیش رہا اسلیے میرا برباد
شکر ایزد کہ میان من و او صلح فتاد
حوریان رقص کنان ساغر مستانہ زدند

ایسا الصاف ہے عالم مین نہ دیدا ور نہ شنید
سب چھپے جان کے دشوار جو امر توحید
ساق افلاک سے ہے تا بزمین فرق بعید
آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

ابرو بے اثری مین کبھی رکھتا نہین دمع
کیون نہو عاشق صادق کے لیے خاطر جمع
بوالہوس کو نہین حاصل ہے جہان مین جز قمع
آتش آن نیست کہ بر شعلۂ او خندد شمع
آتش آنست کہ بر خرمن پروانہ زدند

گرچہ رعنا کا نہین آج زمانے مین جواب
پر یہ الصاف کی ہر بات فہیمون کے حساب
لاجواب اُسکو کہون مین تو یہ ہے عین صواب
کس چو حافظ نکشید از رخ اندیشہ نقاب
تا سر زلف عروسان سخن شانہ زدند

چہرہ ساحران خونخوار و افسونگران مکار و غدار ہوم خانے مین بٹھکر اسم سحر کو تحریر و تقریر مین یون آراستہ کرتے ہین اشعار

نویسندگان سخن پروران | بہ تسطیر اوراق این داستان | مضامین رنگین بہم کردہ اند | سطور مرصع رقم کردہ اند

بر سر کوہ عقیق گلزار سلیمانی لشکر لقا و لشکر صاحبقران زمان مقابلے مین فرو کش ہین کئی مرتبہ سلیمان عنبرین موے

گوہی نے لقا سے عرض کی خداوند طبل جنگی بجوائیے حمزہ سے مقابلہ کرون بختیارک نے منع کیا ای پہلوان دوران وای
گرشاسب جہان نام طرف طلسم ہوش ربا کے گیا ہی کوئی ساحر آجاوے تو طبل جنگی بجے سلیمان کہتا ہی ملک جی اب کو
ساحر پر بڑا اعتقاد ہی ہم لوگ بالکل بیکار ہوے آپ طبل جنگی بجوائیے ہم مقابلہ کرینگے ہمارے واسطے بدنامی ہوتی ہی حمزہ
اپنے مقام پر کہتا ہوگا سلیمان کا بڑا نام سنا تھا میدان کارزار مین برائے مقابلہ نہین آتا ہمارے واسطے بدنامی ہی
بختیارک کہتا ہی ای شہنشاہ مین ہرگز طبل جنگی بجنے کو حکم ندونگا ساحر کوئی آنے دیجیے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے
ہوے آئے عرض کی یا خداوند ایک ساحر سیہ فام عقاب سوار مع ساٹھ ہزار ساحران غدار قریب کوہ عقیق اگر
پہونچا عقاب سے اترا فوج کے تو اسکے پرے جمائے سب سر جھکائے کھڑے ہین وہ افسر سجدے کرتا ہوا آتا ہی
اگرچہ کسی نے منع بھی کیا تو اسنے جواب دیا اس زمین پر قدرت نے پاؤن رکھے نقش قدم خداوند پر سجدہ کرنا
واجب و لازم ہی باواز بلند پکارتا ہی یارو گواہ رہو میرے دل مین غرور بالکل نہین ہی برائے خدمتگاری خداوند
آیا ہون فرمان شہنشاہ طلسم ہوش ربا لایا ہون بختیارک ہنسا بیچین ہوگیا کہا صاحب یہ بڑے صاحب ادب ہین
دو کوس سے سجدے کرتے ہوے آتے ہین حکم دیا پردے بارگاہ کے اٹھادو ایسے بندۂ مقبول کو ہم بھی دیکھین کسطرح
تشریف لاتے ہین نقش غرور صفحۂ قلب سے مٹاتے ہین یہ انکا عجز و انکسار بالکل بیکار ہی یہ خداوند لقا کی سرکار ہی
یہان گنہگار و بیخطا دونون ایک کون بد ہین کون نیک لیئق کی یہان خرابی ہی نالائقون کا دخل ہی اگر ایک سرہو
کوئی خطا کرے سرکاٹنے کا حکم ہو اس دربار مین بسر کرنا دشوار ہی ہروقت خطاوار ہی ہنسا اپنی جان کو رو یا جورو یا آئی
کو دریاے اشک مین ڈبویا کہا تنک احتیاط کرینگے ملازمون نے بڑھکر پردۂ بارگاہ اٹھایا دیکھا سرمست فریاد کرتا ہوا گرتا
اہا کیان فوج لقا کا جماؤ یہی غلغلہ ہی آج بڑا بندۂ خاکسار آیا لاکھون سجدے کیے نہین معلوم درگاہ خداوندی مین
کوئی سجدہ قبول بھی ہوا بعض کہتے ہین ای برادر سرمست یہان کا عجز و سرکشی دونون برابر ہین شیطان صاحب کو رضامند
کرو وہ تقدیرات قدرت مین دخل دیتے ہین بختیارک یہ سنکر دوڑا قریب آکر دامن تھام لیا کہا میان ساحر صاحب کیون
اسقدر عجز کرتے ہو قدرت تمھارے مشتاق ہین چل کے قدمبوسی کرو دشمنان قدرت کو مٹاؤ قدرت کو تابہ باخبر ہو بجا
یہ کام خداوند کو پسند ہی غرور کرنے والا دردمند ہی جہانتک ہوسکے اپنے کو غرور سے بچاؤ سرمست نے کہا آپ اپنا نام فرمایئے
مین شیطان صاحب کا مشتاق ہون انھین کی زیارت کے اشتیاق مین یہانتک آیا ساحر سرمست مشہور ہی کہ ابلیس سرمست
ہون بختیارک نے کہا اس حقیر کو شیطان درگاہ خداوندی کہتے ہین مجھکو سجدہ کرو میری راہ پر کام کرنا غالب آیگا
ورنہ بہت پچھتاؤگے سرمست اٹھا بختیارک کے گرد پھرا کہا ملک جی مین تمھاری رائے پر کار بند ہون جسطرح فرمایئے

اسی طرح مقابلہ کرون بختیارک نے کہا کچھ حال طلسم ہوش ربا تو بیان کرو کہ میان افراسیاب پر کیا گذری نہ حاضر ہونے کا کچھ پھل پایا بھنے بیٹھنے سے بیٹھے بیٹھے طلسم ہوش ربا کو مٹایا سرمست توبہ توبہ کرنے لگا کہا اے شیطان درگاہ خداوندی حقیقت یہ ہے طلسم ہوش ربا مرض زوال مین ہے مشعل الیاس کا پلٹ مارا گیا تاریک شکل کش قتل ہوئی اور احتقاق کا سرپیا نقارہ جمشیدی ٹوٹا اب شہنا نواز کی باری ہے یقین ہے لڑائی پڑی ہو اب تو کل اہالیان شور ربا کو یہ بڑی خوشی ہے کہ ملک اخضر گوہر پوش تشریف لائے پانچوان حجرہ کھلے ملکہ لعل سخندان و یاقوت سخندان معشوقان سامری و جمشید حاکمان حجرۂ پنجم خروج کرکے آئین وہ سب مسلمانون کو مٹائین افراسیاب سے کچھ نہین ہو سکتا آٹھ پہر سر پیٹتا ہے وہ بھی اسی فکر مین ہے کہ ملکہ یاقوت کے ساتھ شادی کرون طلسم کشا کو لوح نہین مل سکتی عمرو بڑی بڑی جستجو کر رہا ہے ابھی چند دن ہوے خداوند جمشید بنا تھا شہنا لے گیا کسی کے کیے کچھ نہو سکا اسنے تو تدبیر کی تھی کہ اسی عیاری مین لوح طلسم بھی لیلون لا چین بادشاہ سابق طلسم کو رہا کرون افراسیاب سے لڑوائون وقت پر ماہیان ہو گئی عمرو بھاگ کر نکل گیا بختیارک نے کہا اے سرمست وہ مرشد کامل ہادی رہنما کسی مقام پر رکنے والے ہین وہ بیدون فتح طلسم ہوش ربا واپس نہونگے اب تم اپنی خیر مناؤ طبل جنگی بجواؤ جو ہم کہین وہ کرو قدرت بالکل بیوقوف ہین تمام کارخانۂ خدائی ہماری رائے پر موقوف ہین سرمست بختیارک کے گرد پھرا کہا مین آپ ہی کا طالب تھا مدتون آپکا نام جپا بہت عبادت کی افراسیاب نے مجھکو تکلیف دی عبادتخانے سے نکلا دیکھیے آپکی تصویر گلے مین پڑی ہے ملک جی بھی جوب سرمست سے لپٹے کان مین کہا ہمارے مذہب مین عیاری مکاری ضرور کرے راتون کو جا کر سرداران حمزہ کو گرفتار کرو میدان مین نہ لڑو عیارون سے اپنے کو بچاؤ غالب آؤ گے اسکے خلاف کروگے مارے جاؤ گے سرمست نے کہا مین آپکے حکم کے خلاف قدم نہ رکھونگا بختیارک سمجھاتا ہوا سرمست کو لیکر سامنے لقا کے آیا سرمست نے لقا کو سجدہ نہ کیا لقا نے کہا او بندۂ مغضوب سجدہ نہین کرتا ہے شرط کہ سنگ سیاہ کر دون سرمست نے کہا دیکھیے منہ سنبھالیے وہ شخص شیطان کا پرستار ہے آپکی گیدڑ بھبکی بیکار ہے لقا نے کہا اسکو جوتیان مار و بارگاہ سے نکالدو لوگ اٹھے تھے کہ بختیارک نے منع کیا کہا یا خداوند یہ ہمارا اگندہ بندہ ہے اسکے ہاتھ سے کام لینا منظور ہے مسلمانون کو پناہ نہ ملیگی بختیارک تو کلید عقل لقا ہے خاموش ہو رہا سرمست اگر کرسی پر بیٹھا دن گذرا شام کو بختیارک نے کہا اے سرمست بطور عیارون کے لشکر اسلام مین جاؤ جو سب مین بڑا سردار ہو اسکو گرفتار کر لاؤ سرمست نے کہا اے ممونۂ قدرت خداوند ابلیس کیا مین سحر مین مجبور و ناچار ہون کہ عیاری کرون آپ طبل جنگی بجوائیے ہمکو میدان کارزار مین تماشا دیکھیے ملک جی نے کہا ہماری رائے کے خلاف کرتے ہو سرمست نے کہا ابھی جاتا ہون جو سبکا سردار ہوگا اسکو لاتا ہون

بختیارک نے کہا صاحبقران پر نہ ہاتھ ڈالنا وہ صاحب اسم اعظم ہین اُنپر سحر تاثیر نکریگا نام تمکو بتلا دون شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان و علمشاہ نوجوان ولندھور بن سعدان و مالک اژدر و ہاشم تیغزن و خورشید بن
ہاشم و لوترج بن بدیع الزمان ان سردارون مین جسکو پاؤ گرفتار کر لاؤ یہ سب نام سرمست نے یاد کیے اپنے مقام سے
اُٹھا ٹہلتا ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا الغرض راستہ طی کیا تھا اتفاق سے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع اُجلی شب
طلائے پر تھے مرکب بڑھا کر لشکر سے آگے بڑھے ہوئے کھڑے ہین کہ سرمست پہونچا نورالدہر نے آواز دی کون آتا ہی
سرمست نے جواب نہ دیا ماش کا دانہ مارا شاہزادہ گھوڑے سے لڑکھڑا کر گرا سرمست نے بغل مین دبا لے اُڑا انکے
لشکر مین بلڑ ہوا کوئی نورالدہر کو اُٹھا لیگیا عیاران لشکر اسلام دوڑے سرمست کانپتا ہوا سامنے بختیارک کے
نورالدہر کو لایا بختیارک نے کہا اپنے خیمے مین لیجاؤ قید رکھو ہم تدبیر بتائین گے اُسی طرح سردارون کو گرفتار کرکے
لایا کرو لیکن رات کو ہوشیار رہنا سرمست نورالدہر کو لیکر طرف اپنی بارگاہ کے چلا بختیارک یہان بیٹھا ہنس رہا ہی
کہتا ہی یا خداوند بڑے بڑے سوار آئے کبھی ایسا گدھا نہ آیا تھا آج کی رات اِنکا بچنا دشوار ہی مگر وسواس خناس
سے کہا تم بر سر بارگاہ سرمست موجود رہو عیارون سے اِسکو بچانا بیوقوف ہی اِسکے ہاتھ سے خوب کام بن پڑینگے دونون
عیاران لقابر لے حفاظت چلے سرمست نے نورالدہر کو لاکر بارگاہ مین قید کیا ٹہل رہا ہی کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی
بختیارک آتے ہین بے اختیار سرمست بارگاہ سے نکل آیا دیکھا بختیارک آگے آگے ایک خدمتگار لالٹین لیے ہوے
پشت پر چار خدمتگار اِسی جانب آتے ہین سرمست نے جھک کر سلام کیا کہا ای ہم شبیہ خداوند ابلیس اسوقت کیون تکلیف
فرمائی بختیارک نقلی نے کہا تم ہر چند کہ گدھے ہو مگر ہمارے بندے ہو ہم خود تمھاری حفاظت کرینگے سرمست خوش ہوگیا
کہا ملک جی شعر گر بر سر و چشم من نشینی + نازت بکشم کہ نازنینی + اپنے بندے کو سرفراز کیا آپکی محبت پر ناز کیا ساتھ لیکر
طرف بارگاہ کے چلا وسواس و خناس کو بختیارک نے برائے حفاظت مقرر کیا تھا وہ بھی لشکر مین پھر رہے ہین
ابھی بختیارک کو خیمے مین پہونچا کر آئے ہین اک ساحر سے جو سنا کہ ملک جی یہان آئے ہین بے اختیار دوڑے اُسوقت
پہونچے کہ سرمست اُنکو لیکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا چاہتا ہی ان دونون نے دور سے آواز دی ای سردار نامدار و
ای ساحران عالیوقار یہ سب عیاران لشکر اسلام ہین ملک بختیارک کے ساتھ سے ہم ابھی آئے ہین سرمست نے پلٹ کے
دیکھا جواہر بن عمرو بختیارک بنا ہوا تھا سامنے سے بھاگا ساتھ اِسکے شعبان خنجر گذار بھی تھا ایک ساحر کو اُسنے
خنجر مارا ابوالفتح اصفہانی و کلباد عراقی و گلباد عراقی و مہتر ترک خطائی و مہتر مسخرہ بلخی وغیرہ ساتھ تھے کسی نے
حلقہ ہاے کمند سے ساحر کو مارا کسی نے حباب بیہوشی مارا شعبان خنجر گذار نے حقۂ آتشبازی داغ دیا دس بیچ دو گردن

کو مار کر یہ تو سب بھاگے لشکر مین غل ہوا بختیارک بھی اپنے خیمے سے نکلا یہ بھی سنا کہ تیری شکل پر عیار آئے تھے اُسوقت
پہونچا کہ سرمست حیران و پریشان کھڑا ہی دس بارہ لاشے لوٹ رہے ہین بختیارک کو دیکھکر سرمست رکا بختیارک نے
بڑھکر ہاتھ تھام لیا کہا گھبراؤ نہین سرمست نے ایک طمانچہ دیا کہا کیون مکار پھر وہی حرکت کی دھکا دینے آیا ہی بختیارک
کے دانتون سے خون بہنے لگا زمین پر گر کر تڑپنے لگا جھلا کر کہا ابے نالایق یہ تو نے کیا کیا سرمست نے کہا مین کیونکر پہچانون
جب بھی تو آپ ہی تھے بختیارک نے کہا وہ سب تمھارے باپ تھے اُنکا کچھ نہ کر سکے ہمپر ہاتھ صاف کیا دیکھ تو حرامزادے
کس ذلت سے تجھکو قتل کراتا ہون سرمست کانپ گیا ہاتھ پکڑ کے ملک جی کو اُٹھایا کہا معاف کیجیے آپ بددعا نہ کیجیے
بختیارک نے کہا مین جاتا ہون ذرا ہوشیار رہنا جس جوان کو تمنے گرفتار کیا ہی یہ منظور نظر صاحبقران ہی یہ کہکے
بختیارک طرف اپنے خیمے کے چلا قریب اپنی بارگاہ کے پہونچا تھا کہ ایک مردہا دوڑا ہوا آیا آواز دی ملک جی صاحب
ٹھہریے ہرمزد فرامرز نے ناچ دیکھا کسبیون کو انعام دلوایا ہی جلد اک توڑا دیجیے کسبیان غل مچا رہی ہین یہان زندون
سے کون زبان لڑائے بختیارک پردہ اُٹھا کر اپنے خیمے مین پہونچا غلامون سے کہا چوبدار سے کہدو خزانہ بند ہو چکا
صبحکو روپیہ ملیگا غلامان بختیارک نے مردہے سے کہا مردہے نے کہا آپ لوگ ہٹ جائیے ہم ملک جی سے بات
کر لینگے کسبیان ہمارا پیچھا چھوڑینگی یہ کہکر مردہا اندر پہونچا ملک جی رفیدہ اُتار کر مسند پر بیٹھے تھے کہ چوبدار نے آکر
سلام کیا کہا آداب و تسلیمات اپنے چھوٹون کے ساتھ آپکو یہ مناسب نہین ہی قبلہ و کعبہ آپ سے فرما گئے تھے کہ ہمارے
لڑکون کا خیال رکھنا خوب آپنے محبت فرمائی بختیارک کانپا جواہر بن عمرو خنجر بکف گھٹنہ ٹیک کر بیٹھ گیا کہا کیون جی
ہماری عیاری کو تمنے خاک مین ملایا وسواس و خناس سے ہم سمجھ لیتے آپ سے ہمین بڑی شکایت ہی اب ہمارے ساتھ
چلیے نور الدہر کا قید ہونا چھوٹی بات ہی تمام سردار آمادہ ہین ایسا نہو لشکر پر آپڑین ساحرون کے ہاتھ سے صدمات اُٹھائین
مین وعدہ کرکے آیا ہون کہ صاحب تامل کرین مین نور الدہر کو لاتا ہون آپ میرا عہدہ چھینوائیے گا مقام ہی خواجہ صاحب
کے بیٹا ہون نائب اُنکا کہلاتا ہون اگر ہمکو تنخواہ سرکار سے نہ ملتی آپ قبلہ و کعبہ کے پُرانے دوست ہین کیا آپ
کفالت ہماری نکرتے جسطرح سے بنتا ہی بسر اوقات کرتے ہین آپکو نہین ستاتے آپ اُلٹی مہربانی فرماتے ہین بختیارک
حیران ہو گیا جواب نہین دے سکتا کہ پشت سے خیمے کے سرکچہ چاک ہوا دیکھا شعبان خنجر گزار بھی خدمتگار بنا ہوا اندر
آیا کہتا ہوا کہ بھائی صاحب انکو چھوڑیے گا نہین آج سارا فساد انھین کی ذات کا ہی شعبان کی پشت سے ابوالفتح
اصفہانی بھانجہ خواجہ عمرو کا آیا تینون گھیر کر بیٹھے ابوالفتح کہتا ہی ماموں صاحب چلیے فرزندان عمرو چچا بلاتے ہین
بختیارک کہتا ہی صاحبزادو مجھکو کیون گنہگار کرتے ہو مین تمھارے بزرگون کا غلام ہون چچا ماموں نہ کہو جواہر نے

کہا آج چچا ہی بنا کے چھوڑینگے ابوالفتح کہتا ہی ماموں جان کا سر کٹلین گے بختیارک نے کہا مرشد زادو جو کہو وہ کر دون کہا ہمین سرمست کے پاس پہونچا دیجیے آپ بھی ساتھ چلیے اپنے لڑکون کے لیے بزرگ تکلیف اٹھاتے ہین آپ ہی ہمکو عیاری سکھائینگے بختیارک نے کہا چلیے مین ہمراہ ہون جواہر نے کہا ایک بات کا خیال آپ کو رہے اگر راہ مین کسی کو آگاہ کیا کہ فرزندان عمرو میرے ساتھ ہین یا سرمست کے سامنے جا کر کچھ شیطنت کی تو آج ہم آپ کو مار ہی ڈالین گے یہ حرکتین آپ کو قبلہ و کعبہ کے ساتھ زیبندہ ہین بختیارک کی جان پر بنی ہی بہت خوب بہت خوب کہے جاتا ہی کبھی پکار کر آواز دیتا ہی ارے سب مر گئے کوئی میری خبر نہین لیتا شعبان نے ناک پر خنجر رکھدیا کہا آپ پردہ کر کے نہ پکاریے صاف کہکر بلائیے ہم بھی تو آپ ہی کے تعلیم کردہ ہین قبلہ و کعبہ سب کچھ بتلا گئے ہین بسم اللہ لباس پہنیے ایک نے لا کر جامہ پہنایا ایک نے رفیدہ سر پر رکھا ایک نے کمر باندھ دی آپ خدمتگار بنکر تیار ہوے ایک نے قلمدان ملک جی کا اٹھایا ایک نے عصا ہاتھ مین لیا ایک نے لپٹا مگر پہلو سے ملک جی کے لپٹے ہوے کہ جہان اشارہ بھی کرین خنجر مار دو انکا کام ہو باقی جو گذریگی جھیلین گے بختیارک سر جھکائے ہوے جاتا ہی کہ راہ مین طلایہ دار لشکر لقا ملا بختیارک کو دیکھکر سلام کیا کہا ملک جی اتنی رات گئے کہان چلے یہ کون لوگ ساتھ ہین بختیارک نے ٹھنڈھی سانس کھینچی کہا بھائی جو تقدیر مین لکھا تھا وہ ہوا یہ تینون تو پرانے نوکر ہین ہمارے باپ کے وقت کے ملازم ہین شعبان خنجر گزار نے برابر آ کر کہا اب زیادہ باتین نہ بنائیے چلیے دیر ہوتی ہی میر طلایہ نے پھر پوچھا ملک جی تو کچھ عاجز ناچار سے ہو رہے ہین بختیارک نے کہا پھر آپ کو کیا ملک الموت کے سامنے کوئی کلام کر سکتا ہی ابوالفتح نے خنجر کو کمر سے ملا دیا ذرا سی نوک اتاری چپکے سے کہا ماموں جان کہدیجیے آپ کا تو مین خاتمہ کرتا ہون بختیارک نے بلبلا کر میر طلایہ سے کہا صاحب جائیے کیا میری جان لیجیے گا میر طلایہ دل مین کہتا ہی بڑا حرامزادہ ہی ہم کیا پوچھتے ہین عجب طرح کی باتین کرتا ہی پیادون کو ساتھ لیکر بڑھ گیا بختیارک پاس سے دیکھتا رہ گیا جواہر نے کہا چچا جان اب چلیے شعبان نے اک دھول ماری کہ اپنے جلدی چل راہ مین مچل گیا تو نے تو پردے مین کہدیا میر طلایہ نہین سمجھا بختیارک نے کہا اس لشکر مین سب احمق رہتے ہین ان باتون کو کیا سمجھین گے مرشد زادو مین تمھارے ساتھ ہون کام کر کے ساتھ چھوڑونگا جواہر نے کہا کیا کام کریگا ہمکو گرفتار کرائیگا یہان لطف زندگی فوت ہی شیطنت کی تو آج تمھاری موت ہی رکتا رکتا بختیارک تا بہ بارگاہ سرمست آیا سرمست کو خدمتگارون نے خبر دی شیطان پھر آتا ہی تین خدمتگار ساتھ ہین سرمست بیرون بارگاہ آیا دیکھا حقیقت مین ملک جی چلے آتے ہین جھک کر سلام کیا بختیارک نے کہا ابھی سوے نہین موت نہین آئی سرمست

حیران ہوا کہ یہ شیطان کیسی باتین کرتا ہی کہا حضور غصے کا کیا باعث بختیارک نے کہا خیمے مین چلیے مین تو مصیبت مین پھنسا ہون تم باتین بناتے ہو سرمست اپنی بارگاہ مین آیا شعبان نے کہا بھائی جواہر یہ بچیا تو ایسی ہی جا ہی کہ یقین ہی ہمکو تمکو پھنسائیگا جواہر نے کہا ملک جی چلتے ہی شراب پلاکر بیہوش کرو دیر ہوگی تو ہم تمھارا کام تمام کر دینگے کہ دور سے دیکھا وسواس وخناس آتے ہین جواہر نے کہا ملک جی انکو توڑھکر منع کرو صاف کہدو کہ یہان نہ آؤ دربارگاہ خداوند پر جاؤ بختیارک نے کہا بہت خوب دس قدم بڑھکر آواز دی ای وسواس وخناس اسوقت یہان نہ آؤ دردولت خداوندی پر جاکر پہرہ دو وہ بھی وہین سے پلٹے بختیارک نے کہا ارے نالائقو کیا جلد حکم مان گئے وسواس وخناس دل مین کہتے ہین عجب حرامزادہ ہی نہ مانتے تو شکایت کرتے اب مان لیا تو یہ کہتے ہین وہ بھی بھاگے بختیارک یہ کہتا ہوا پلٹا ساعت بد ہی انکے خداے نادیدہ کی مدد ہی سرمست پکار رہا ہی کہ شیطان صاحب آئیے کیا حکم ہی تینون خدمتگار اندر گئے کہا ای سرمست یہ شیطان ہی اسکی باتون پر نہ جاؤ آٹھ پہر سب کو بہکاتا ہی بندگان خدا کا دشمن رہروان راہ دین کا رہزن جلدی شراب لگاؤ صرف اسوقت وہ شراب ہی پینے کو آیا ہی لاؤ ہم لگا بیان درست کردین یہ کہکر جھٹ قرابے اٹھائے بیہوشیان ملادین جام بھرکے بیٹھے بختیارک جو اندر آیا دیکھا ایک صاحب جام لیے بیٹھے مین ایک صاحب بابان چھیڑ رہے ہین ایک صاحب گنگنا کے یہ غزل گا رہے ہیں

غزل

عاشق گیسو و قد تیرے گنہگار ہین سب
تیرے بیمار محبت کے بد اثار ہین سب
اب یہ صورت ہی محبت مین تمھاری ای جان
ہم اسیران قفس تازہ گرفتار ہین سب
ایک بھی بات نہ دل لیکے بنا ہین گے حضور
قائل اس آبلہ پائی کے مری خار ہین سب
اسمین طاؤس حسین ہو کوئی یا کبک دری
خانۂ دل کی خرابی کے یہ آثار ہین سب
یہی انصاف ترے عہد مین ہی ای شہ حسن
رحم دل انمین نہین ایک ستمگار ہین سب
کچھ انھین قدر نہین نقد دل عاشق کی

مستحق دار کے پھانسی کے سزاوار ہین سب
دلبری کے بھی نہین طرز سے واقف اصلا
اپنے بیگانے مری شکل سے بیزار ہین سب
حسن یکتا ہے دو عالم ہی ترا ہی ای دوست
یہ زبانی ہی فقط آپ کے اقرار ہین سب
نہ ٹڑ و فکر دہان کمر یار مین تم
ای پریزاد ترے کشتۂ رفتار ہین سب
قیس و فرہاد کو سودا تھا ترا عشق نہ تھا
واجب القتل محبت کے گنہگار ہین سب
بات کسطرح دم شکوہ ہو سرسبز اپنی
یہ حسینان جہان زر کے طلبگار ہین سب

یاس اطبا کو ہی مایوس پرستار ہین سب
یہ حسینان جہان نام کو دلدار ہین سب
ظلم صیاد سہا جاے یکایک کیونکر
تیری وحدت کے مقر کافر و دیندار ہین سب
بیزبانی سے ہین مجبور نہین ہین سنیے
کوئی واقف نہین یہ غیب کے اسرار ہین سب
بارش گریہ کے ہی ساتھ ہوا آہون کی
ترے دیوانۂ جان باختہ ہشیار ہین سب
ان بتون سے نہین امید خدا ترسی کی
ایک اپنا نہین وان انکے طرفدار ہین سب
کس توقع پہ کوئی باغ و مکان بنوائے

قبر پر ایک نہ کام آئیگا بیکار ہین سب
فکر ایذا مین مری کچھ نہین تنہا ہی شوخ
منتخب کرنیکے قابل مرے اشعار ہین سب
بھولے ہین گردش مینا بے فلک کا نیرنگ
دشمن جان ہر خواہان جفا کار ہین سب

ان دل آزارونکے الطاف پہ اے دل تو نہ بھول
ناز و انداز و ادا در پے آزار ہین سب
تجھسا خوش وضع خوش آواز نہ دیکھا ابتک
اہل زر جتنے ہین مست مئے پندار ہین سب

رنج کل دینگے یہی آج جو غمخوار ہین سب
چیدہ معشوقونکے اوصاف کیے ہین موزون
یون تو معشوق زمانیکے طرحدار ہین سب
دوستی کرکے قلق اسنے بہت پچھتایا

سرمست تعریفین کر رہا ہے شیطان صاحب کے خدمتگار ہو کیا خوب غزل گائی خدمتگار سر جھکا کر کہتا ہے ہم تو شیطان پر لعنت کرتے ہین بختیارک آتے ہی بیٹھ گیا جواہر بن عمرو نے جام شراب بھرا ہوا ہاتھ مین ملک جی کے دیا کہا یہ آپ پیجیے یا اپنے دوست کو دیجیے جواہر طرف سرمست کے متوجہ ہوا کہا میان سرمست صاحب ملک جی کو جیسی تمسے محبت ہے ہزارون ساحر آئے کسی کو منھ نہین لگایا خود بخود اپنے خیمے مین بیٹھے بیٹھے فرمایا کہ اپنے دوست کے خیمے مین چلکر اسوقت شراب پین گے دیکھو جام لیے بیٹھے ہین پیتے نہین تم مرا انکے ہاتھ سے چھینکر پی لو بختیارک نے ہاتھ بڑھا کر کہا لو یہ جام پیو اب عمر بھر کو چھٹی ہے کبھی شراب کی خواہش نہوگی سرمست یہ بھی نہ سمجھا جام ہاتھ سے بختیارک کے لیکر پی گیا بختیارک نے کہا وہ مارا اسی منھ پر دعوی سرداری ہوش ربا سے کوچ کرکے آئے تھے افسوس تمہارا کمال بھی نہ دیکھا سرمست نے نشے مین کہا اے شیطان کیا بکتا ہے جواہر نے کہا میان سرمست دل مین تمکو گالیان دیتا ہے یہ بڑا بد زبان پورا شیطان ہے اسکی باتون سے خدا بچائے اور دو چار مصاحب جو سرمست کے حاضر تھے خدمتگارون نے قسمین دیکر انکو بھی جام پلائے ابو الفتح نے ملک جی کو بھی دیا کہا تھوڑی سے تو پیجیے بختیارک نے ہاتھ باندھے کہا بجائے صاحب مجھکو تو معاف فرمائیے ابھی مین نے جلاب لیا ہے ضعف و نقاہت ہے حکیم کی ممانعت ہے یہ کہکے سرمست سے کہا ذرا اٹھو ٹہلو جو ہونا تھا وہ ہوا سرمست پر بیہوشی تاثیر کر چکی تھی تیغہ ٹیک کر اٹھا دھم سے لڑکھڑا کر گرا ساتھ والے بھی بیہوش ہوے عیارون نے پلٹ کر دیکھا بختیارک چل دیا سراپچہ چاک کرکے نکل گیا جواہر نے سرمست کا تو سر کاٹ ڈالا نور الدہر بیہوش پڑے تھے انکو ہوشیار کیا کہا جلد اٹھیے جوگی کا گھوڑا سرمست کا دروازے پر تیار ہے سوار ہو کر نکل جائیے بختیارک جو نکل گیا ساحرون کو سرمست کے جگایا کہا یارو دوڑو سنو تمہارے آقا کے قتل کی آواز آتی ہے عیاران اسلام نے مارا ادھر سے جادوگر چلے ادھر جاکر سلیمان عنبر بن موے کو بھی جگایا لقا کو ہوشیار کیا کہا یا خداوند اٹھیے سرمست مارا گیا لقا نے کہا من چہ تقدیر کردم قدرت نے یہی تقدیر لوے ہزار برس پیشتر کی تھی کہ سرمست عیارون کے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ کہکے بارگاہ سے نکلا بختیارک نے دوڑ کے سب سردارون کو جگایا یہان نور الدہر بن بدیع الزمان مع ان عیارون کے بارگاہ سرمست سے نکلے مرکب پر سوار ہوے دیکھا چہار جانب سے

فوجین چلی آتی ہین جواہر نے کہا اے شہریار ہوشیار ہو جائیے بختیارک نے جا کر سبکو بھیجا ہوشیار کر دیا اب لڑ بھڑ کے نکلیے
وہان طلائے پر سے جو نور الدہر غائب ہوے لشکر مین ہلڑ ہوا انکے سردار ہر زیر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن
وصفدر طہماسپ بن عنقویل دیو پرور وصدران ماہ منظر و دراج دُر در گوش و اشکاش کشیدہ رو و زہاب خان
و بیجن خان و کیوان انجم سپاہ و سہیل ستارہ چشم وغیرہ شبرنگ عیاران سب سرداروں کو لیکر تلاش نور الدہر
مین طرف لشکر لقا کے چلا لشکر لقا مین ہنگامہ ہوا صدائے نعرۂ شاہزادہ نور الدہر آئی نعرۂ نور الدہر

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الاماں خوانند
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہمتش

دیگر

ظفر بر یلان عرب یافتم
ز طفلی بجرأت ہنر داشتم
شہ نوجوانان لقب یافتم
لقا را بیکدست برداشتم

اپنے سردار کے نعرے کی صدا سنکر
جھپٹے جا کر دیکھا نور الدہر بلوۂ فوج لقا مین گھرے ہین جواہر بن عمرو و شعبان خنجر گذار و مہتر ابو الفتح اصفہانی یہ
تینون عیار رکاب سے شاہزادے کے لپٹے ہوے ساحرون پر حقہ ہاے آتشبازی مار رہے ہین کوہیون نے
نور الدہر کو گھیرا سرداران مذکور شاہزادے کے آکر شریک جنگ ہوے سلیمان عنبر مو سے کوہی گینڈہ بڑھا کر
شب تیرہ و تار مین قریب شاہزادۂ نور الدہر کے پہونچا اندھیرے مین روسیاہ نے ہاتھ مارا سر شاہزادۂ والا قدر کا
زخمی ہوا نور الدہر نے داستانہ مارا تیغہ سر سے نکلا چادر خون چہرے پر آئی لیکن تیغۂ خاراشگاف سلیمانی کو چمکا کر ہاتھ
مارا سلیمان کا گینڈا کام آیا دو ٹکڑے گینڈے پر کوہیون نے اسکو سوار کیا پھر لڑنے لگا سرداران نور الدہر نے
صف لشکر کوہیان کو درہم و برہم کیا نسیب شمشیر مردان عالم سے سپر شب کٹی گریبان سحر چاک ہوا ستارۂ سحری چمکا
عملداری ظلمت شب کی اٹھی علم زرنگاری شہنشاہ زرین پوش کا پھریرا کھلا سب پر احوال روشن ہوا طائرون نے
زمزمہ سرائی کی اپنی اپنی زبانون مین عبادت خدا کرنے لگے سرداران نور الدہر بھی جا بجا گھرے فوج کوہیان بیشمار
چند سردار جوش جرأت مین آپڑے اُس فوج شکستہ موج مین پھنسے ایک ایک سردار دس دس ہزار سوار و پیدل مین
لڑ رہا ہے کہ طرف سے لشکر اسلام کے گرد اڑی نعرہ ہوا منم رستم پلٹن و پلٹن گشتندہ و قویل ہندی و دویل ہندی و کشتندۂ
کپتیان فرنگی و برہم زن ملک فرنگستان فرزند رشید صاحبقران سرکوب کافران شاہزادۂ علمشاہ نوجوان نعرۂ رستم

ارشد اولاد امیر عرب
کیست علمشاہ چو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور

دیگر

کہ بر تخت مرزوق انگندہ شور
یل صف شکن رستم دیو قار
گل باغ صاحبقران نامدار

علمشاہ کے آتے ہی طنبور گڑگڑایا گورون کی پلٹنین ساتھ بگل بجتا ہوا آلا گرد فرنگی و مالا گرد فرنگی سپہ سالاران

لشکر علمشاہ دم کٹے گھوڑون کی پشت پر سوار آگے آگے بڑھے ہوئے کرچین ہاتھ مین کھنچی ہوئین اپنے آقا کو دیکھا غول
پر کو ہیون کے جاکر گرے شمشیر زنی کرنے لگے گورون نے سنگینین چڑھائین ادھے شراب کے کمر سے نکالے کاگ
کھولا غٹ غٹ پی گئے نشے مین صف دشمن پر جا پڑے سنگینین مارین اٹھا کر زمین پر مارا حریف کے استخوان چور چور
ہو گئے بگل بجا ہاہر دھاوا کرو دھاوا کرو ولڑو مرو کہ دوسری گرد اڑی نعرہ ہوا دارا ے صاحب اے سواد اعظم
ملک ہندوستان و رکن سلطنت صاحبقران خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان نولاکھ ہندی پشت پر لندھور
فیل میمونۂ مبارک پر سوار گرز خردی مردی پرجہ کوہ اٹھارہ سومن کا دونون ہاتھون سے اٹھائے ہوئے آتے ہی
فوجون کو تہ و بالا کر دیا ہندیون نے تلوارون کے نیچے دھر لیا لڑے بھڑے جانباز و سرفروش فنون سپاہگری مین
کامل جسکے ہاتھ مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے لندھور نے جسکو گرز مارا پر اٹھا ہو کر رہگیا مرکب و راکب کا نشان نہ ملا
دوسری جانب سے مالک اژدر صاحب نیزہ دوسر غلام نبی و جاکر حیدر اسی ہزار نیزہ داران عرب کو لیکر پہونچا
فوج لقا پر جا پڑا ایک طرف سے نعرہ ہوا منم خاقان ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین ایک جانب
سے آواز آئی شعر جمہور جہان سوز شہنشاہ تیرزن + نامم شدہ در سلک جوانان تہمتن + دوسرا نعرہ ہوا منم
رستم سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی یہ سردار فرداً فرداً پہونچے کہ زمین تھرائی طبل سکندری پر چوب پڑی
صاحبقران زمان نے بڑھکر نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

منم اختر برج عز و جلال	منم ماہتاب سپہر کمال	سمندون بہ پیتیم فراری شدہ
ہم عفریت از تیغم عاری شدہ	ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کو چک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد	کہ صاحبقران در جہان نام شد	اب تو جابہ سرداران تہمتن و غازیان

صف شکن بصد صولت و شوکت لشکر لقا پر جا پڑے شعر دو لشکر ز لشکر در آمیختہ + قیامت ز گیتی شد انگیختہ + نظم

ہزارون زرہ پوش خنجر گزار	نیستان سے بھی بڑھکے کچھ نیزہ دار	وہ رستم لڑائی بھڑائی مین تھے
وہ سہراب جنگ آزمائی مین تھے	ہوا سامنا تیر چلنے لگے	نیامون سے خنجر نکلنے لگے
فلک کا ہوا پر غبار آئنہ	تھا حیرت کے عالم مین جار آئنہ	سوارون کے اک سمت ہلے ہوے
پیادون سے کٹے بہ کٹے ہوئے	دیے سر کے بال اپنے علمون نے کھول	لگے پیٹنے سر دمامے و ڈھول

عین غلوبہ مین شاہزادہ نور الدہر کے سر سے اسقدر خون جاری ہوا کہ غش آنے لگا گردن مین مرکب کے
ہاتھ ڈالدیے تلوار نیام مین کی مرکب نے جو اپنے راکب کو سست پایا مرکب اصیل اپنے آقا کو میدان کارزار سے

ے نکلا صدا اے ہاہو کان مین بھری ہوئی تھان پر نہ جاسکا آخر بے زبان تھا طرف صحرا کے منہ اٹھ گیا مرکب تو نور الدہر کو نکال لیگیا حال خیریت مآل تحریر ہوگا یہان وہ بہر کامل تلوار جلی سلیمان عنبر بین ہوے کوہی اسکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہے ممالک کوہستان مین سرفراز ہے صاحبقران پر جا پڑا صاحبقران تلاش مین نور الدہر کی صفون مین لڑتے بھرتے ہین نہیب شمشیر مردان عالم سے سر کوہیان مثل برگ خزان دیدہ گرتے ہین سلیمان نے للکارا صاحبقران تیغۂ عقرب کھینچے ہوے قریب سلیمان آئے ٹھہرنا اُسنے مشکل کر دیا جلدی مین ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے تلوار کو تیغۂ عقرب سلیمانی پہ گانٹھا الجھاوے مین ہاتھ نکال کر خبردار کہکے ہاتھ مارا سلیمان نے سپر کو چہرے کی بنیاد کیا سامنے برق شمشیر کے ابر سپر کی کیا حقیقت تھی دو ٹکرے ہوے کیا سحر کی شب تھی کہ نہ کٹتی دست زبر دست صاحبقران خود کو کالکتا دو ابرو ہو بچا تیغۂ عقرب سلیمانی بھی کاٹ مین بے نظیر خون کافرون کا بہت پیا شکم خالی ہی رہا دھیا خون کا نہ آیا سلیمان نے داستانہ مارا وہ شمشیر برق نظیر تڑپ کے سر گردن پہ گری اسکی بھی خرمن حیات پھک گئی سلیمان گینڈے سے گرا کوہی لوٹ پڑے صدہا نے جان دی سلیمان عنبر بین موے کوہی کو بچایا ہوا خواہون نے ہوا دار پر ڈال لیا ادھر بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد لڑتے ہوے قریب تخت لقا پہونچے آج لقا بھی لڑ رہا تھا ساحرون کو صاحبقران نے بھگا دیا وہ تو لاشۂ سرمست لیکر طرف طلسم ہوش ربا کے بھاگے حیران پریشان افتان و خیزان کہتے تھے ہمارے آقا سرمست جام بادۂ موت سے ایسے بدمست ہوے آنکھ نہین کھولتے ایک کہتا تھا مخمور ہین ایک کہتا تھا نشۂ پرخماری مین چور ہین آئے تھے خداوند کی مدد کو اس بلا مین پھنسے ہاے رات بھی نہ گذری ارمان دل کے دل ہی مین رہے لقا نے جو بادشاہ کو آتے دیکھا آواز دی اے بندگان من یہ بندۂ خوابی مجھ تک نہ آنے پاے ورنہ سبکو سنگ سیاہ کر دونگا سنجانی باختری تو دل سے معتقد ہین یہ بھی جانتے ہین کہ اسکے دم سے ہماری آبرو ہے پہلوانان باختری بادشاہ پر جا پڑے جسطرح شمع پر پروانے گرتے ہین جس پہلوان نے ہاتھ مارا بادشاہ نے تیغۂ تمقام پر روکا نعرہ تکبیر کر کے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکرے ہوے ایک کی کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا چرخ دیکر پہلوان پر مارا دونون پر اٹھا ہو کر گرے زیر سم اسپان پامال ہوے یہ کوہیون کے حال ہوے چالیس پہلوان بادشاہ کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوے لقا بھی ترغیب دیتا ہوا بڑھتا آتا ہے بختیارک منع کرتا ہے یا خداوند سنبھلو تقدیر تمھاری پھوٹی ہے یہ بادشاہ اسلام قباد عالیمقام کا فرزند ہے مثل تمھارے مرغ زرین نہین ہے دیکھو صفون کو درہم و برہم کر رہا ہے اپنی جان بچاؤ سامنے شیر کے بچا دیکھیر بھاڑ کر پھینک دیگا اس شیر سے کون بدلا لیگا لقا کہتا ہوا من چہ تقدیر کردم قریب ہو بچا پشت پہ سے بادشاہ کو ہاتھ مارا دور سے رستم پیلتن علمشاہ نے دیکھا استرہ الاکبو دیر کوڑا کیا گھوڑا طرارہ بھر کے

جا پڑا لقا کا سامنا کیا بادشاہ کو آواز دی حضور بچیے بادشاہ ضیغم خون آشام پر جا پڑے اہالیان باختر سے
خوب لڑے لقا نے علمشاہ پہ ہاتھ مارا علمشاہ نے بار تھ بچا کے کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا لقا نے غل مچایا او بندۂ بے ادب
بد قدرت پہ ہاتھ ڈالتا ہی ابھی سنگ سیاہ کر دونگا علمشاہ غصے مین بھتے اسکی یا وہ گوئی پہ ہنس پڑے تلوار چھین کر
پھینک دی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر بقوت صاحبقرانی اٹھا لیا سارے لشکر نے دیکھا تمام کوہی ٹوٹ پڑے
خوب اس مقام پر تلوار چلی لقا بھی ہاتھ پر علمشاہ کے تڑپا چیخا غل بھی مچایا اسقدر تلوارین پڑین پشت وپہلو
لقا کی زخمی ہوئی آخر کمر زنجیر کٹی لقا زمین پر گرا زخمداری مین لوٹ مار کر بھاگا ہر چند علمشاہ نے تعقب
کیا اس بھگوڑے کو نہ پایا صد ہا پہلوان بیچ مین آگئے لقا کو بچا لیگئے ملک جی نے حکم دیا طبل بازگشت بجا
صاحبقران واپس ہوے علمشاہ کو بہت بھاری خلعت ملا مگر دیکھا سب پلٹ کر آئے نور الدہر کا نشان نہ ملا
صاحبقران نہایت پریشان ہوئے جواہر بن عمرو نے عرض کی ای شہریار ہمارے سامنے شاہزادہ زخمی ہوا تھا
زخمداری مین گھوڑا نکال لیگیا لاشون مین بہت تلاش کیا کہین نشان نہ پایا کہین نیزہ کہین خنجر نور الدہر کا
پایا اسی وقت امیر با توقیر نے جواہر بن عمرو کو حکم دیا جلد جاکر تلاش کرو ہر گھڑی داغ تازہ دلبر ثریا ہی مہر جوار
کی بڑی تعریف کی خلعت ملا جواہر اسی وقت با نہاے عیاری سے آراستہ ہو کر براے تلاش شاہزادہ نور الدہر بن
بدیع الزمان روانہ ہوا اب حال خیریت مآل نور الدہر بن بدیع الزمان تحریر ہوتا ہی کہ گھوڑا انکو لیکر نکلا راتبھر
اڑا ہوا چلا آیا بوقت سحر قریب اک جھیل کے پہونچا پانی پیا بدن کو جنبش دی ماہ اوج امیر عرب خانۂ زین سے
بر روے زمین گرا گھوڑے نے گھٹنے ٹیک دیے زخمون کو چاٹتا ہی جب شاہزادے کو ہوش نہ آیا بیزبان چرتا ہوا
آگے بڑھ گیا جب نپے آقا کو یاد کرتا ہی وہان سے دوڑتا ہوا قریب آتا ہی گرد پھرتا ہی پھر چرائی مین مصروف
ہوجاتا ہی اس حوالی مین ایک قلعہ ہی کہ اسکو قلعہ نگارستان کہتے ہین مصباح کوہی پہلوان زبردست قلعۂ
نگارستان کا حاکم ہی نہایت بدمزاج آتشخو اسکو ہرکارون نے خبر دی کہ خداوند لقا سلیمان کے ملک مین تشریف
لائے ہین مدت سے معرکے پڑے ہین صدہا کوہی ہاتھ سے صاحبقران و فرزندان صاحبقران کے مارے گئے بہت
سے عزیز تمھارے مسلمان ہوے لڑائی کا وہی رنگ ہی سلیمان عنبرین موے کوہی بہت تنگ ہی مصباح کوہی
تین لاکھ فوج جمع کرکے یہ کہکر سوار ہوا کہ جاتے ہی لڑائی فتح کرونگا قدرت کو تا بہ باختر پہونچا دونگا اپنی جانب
سے مفتاح تیغزن اپنی بھائی کو حاکم قلعہ کیا یہ تو لشکر لیکر روانہ ہوگیا مفتاح تیغزن جری بہادر خوشخو
خوشرو بوقت قریب سے حفاظت رہا یا قلعہ سے باہر آتا ہی شکار دوست بھی ہی شکار کھیلتا ہوا آتا ہی کہ مرکب پر

نگاہ پڑی کہا یارو کسی کا گھوڑا پھر رہا ہی باگین کٹی ہوئی زین ڈھلکا ہوا ظاہر ہوتا ہی اسکے سوار کو قزاقون نے مار ڈالا مرکب نہایت معقول ہی یہ کہکر مفتاح نے خود گھوڑا بڑھایا مرکب نور الدہر نے جو سوار کو اپنے عقب مین دیکھا بھاگ کر اپنے آقا کے قریب آیا مفتاح کی شمع جمال نور الدہر پر نگاہ پڑی کہ اک جوان ماہ رخسار انتہا کا زخم دار لاکھون روپئے کا جواہر جسم پر آراستہ قبضہ ہاتھ مین جا ہوا بیہوش پڑا ہی گھوڑا گرد پھر رہا ہی خود بہادر ہی تحسین ہو گیا ساتھ والون کو آواز دی لو یارو مین بدنام ہوا بھائی صاحب فرمائینگے میرے نہونے سے مسافر اس حوالی مین مارا گیا قزاقون نے اس شیر دلیر کو گھیر اصاف ظاہر ہوتا ہی کہ خوب لڑا زخمون سے چور چور ہوا مال اپنا نہین دیا آخر کو غش کھا کے گر پڑا وہ نامرد بھاگ گئے ہائے کیا جوان مارا گیا یہ کہتا ہوا قریب آیا آمد و شد نفس کی صدا سنکر کہا یارو شکر ہی خداوند لقا کا کہ زندہ ہی کہین سے چار پائی لاؤ اُٹھا کر لیچلو مین اپنی جان لگا دونگا بر وقت ہوشیار ہونے کے اس سے حال پوچھونگا بیخ تک قزاقون کی اکھیڑ کر پھینک دونگا ہماری عملداری مین یہ بدعت کچھ نامردون کو خیال نہ آیا سوار گھوڑے دوڑا کر گئے گاؤن سے چار پائی لائے مفتاح نے اس شمع بزم جرأت کو گود مین اٹھایا چار پائی پر لٹا کر ہمراہیون سے اشارہ کیا دل سے اسکو محبت ہوئی ایک پائے پر خود ہاتھ ڈالدیا اب تو سب پاہی لپٹ گئے ہاتھون ہاتھ چار پائی اُٹھائی مرکب کو بھی ساتھ لیا قلعہ نگارستان مین لیکر آیا اپنے قصر مین لا کر چار پائی کو رکھا جراحون کو بلایا کئی ہزار روپے جراحون کے سامنے رکھدئے کہا بھائیو اگر یہ جوان مر گیا مین اپنے کو ہلاک کر دونگا اگر اسکو صحت دی جو مانگو گے وہ دونگا جراحون نے زخم دیکھے شراب سے دھوئے کہا نہ گھبرائیے زخم تو بڑے قیامت کے ہین مگر کوئی رگ پٹھا نہین کٹنے پایا بہت جلد صحت ہوگی یہ کہکے مرہم کی پٹیان چڑھائین زخم باندھے جراح تو رخصت ہوئے مفتاح تیغزن پروانہ شمع جمال نور الدہر خود کرسی بچھا کر بیٹھا رومال ہاتھ مین مگس پرانی کر رہا ہی خدمتگار ون پر نہین چھوڑتا دمبدم یہی ذکر ہی کہ یارو یہ ہوشیار ہو حال جنگ پوچھون تو دل کو قرار ہو بعد دو پہر کے شاہزادے کو ہوش آیا اپنے کو عمدہ مکان مین پایا قریب پلنگ کے اک جوان ہتھیار لگائے ہوئے بمحبت مگس پرانی کر رہا ہی جیسے ہی نور الدہر نے آنکھ کھولی مفتاح نے آواز دی ارے یخنی لاؤ پیالہ یخنی کا اپنے ہاتھ مین لیکر نور الدہر کے ہونٹھون سے ملا دیا نور الدہر اُٹھنے لگے مفتاح نے کہا اے شمع دودمان جرأت واے چراغ بزم شوکت ابھی اُٹھنے کا ارادہ نہ کیجیے نور الدہر نے فرمایا مجھ مین قوت باقی ہی آپ نہ گھبرائیے لیکن اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے کہ یہ آوارۂ دشت ادبار یہانتک کیونکر پہونچا مفتاح نے ہنسکر کہا اے جوان سپاہی کا سپاہی دوست ہی مفتاح تیغزن میرا نام ہی مصباح کوہی بھائی میرا برائے مدد خداوند لقا گیا ہی اس زمانے مین مین حاکم ہون تمکو صحرا مین پڑے ہوئے دیکھا برائے خدمتگزاری

اٹھالایا آپ کا مرکب وہتھیار وزیور وغیرہ سب موجود ہین لیکن ای جوان زر کے واسطے جان دیدی کتنے قزاق تھے جنسے مقابلہ
پڑا مین بہت مشتاق ہون یہ زخم سر کسکے ہاتھ کا ہی تمھارے قریب کوئی لاش نہتھی کوئی تمھارے ہاتھ سے نہ مارا گیا قزاق
سب صحیح وسالم نکل گئے ای جوان رعنا افسر کو تو لیا ہوتا نور الدہر ہنسے فرمایا کہ ای بہادر چورون کی یہ مجال ہی کہ مردان عالم
پر ہاتھ ڈالین تمنے ضرور ذکر سنا ہوگا نام ہمارا مثل آفتاب عالمتاب کے تمام عالم مین روشن ہی ہر ایک پہلوان کو ہی ہمارے
نام کا دشمن ہی میرے جد عالی تبار صاحبقران نامدار قبلہ وکعبہ ہمارے بدیع الزمان گرد لشکر شکن اس حقیر کو نور الدہر
بن بدیع الزمان کہتے ہین لشکر لقا مین تلوار چلی سلیمان سے مقابلہ ہوا اسکے ہاتھ سے مین نے زخم کھایا زخم کھاکر ہاتھ
مارا اتنا تو مجھے بخوبی یاد ہی کہ وہ بھی زخمی ہوا اسی زخمداری مین فوج کو ہیان سے لڑا سر پر زخم تھا نہ سنبھل سکا
بیہوش ہوا مرکب اصیل اسطرف نکال لایا یہ سنکر مفتاح تیغزن کو سناٹا آگیا مصاحبون خدمتگارون کو پاس سے
ہٹایا کہا ای شاہزادہ والا قدر سلیمان عنبرین موے کوہی کے ہم لوگ خراج گزار ہین اب یہ نام نہ لینا یہان والے
دشمنی کرینگے مین بہادر کا دشمن نہین ہون چاہتا ہون تمکو صحت ہوئے خیر وعافیت کے ساتھ لشکر صاحبقران مین
پہونچا دون آپ کے بزرگون کے حالات جرأت بخوبی سنے ہین طہماس بن عنقویل دیو پرور آپ ہی کا رفیق ہی
نور الدہر نے فرمایا میرا مہربان شفیق ہی مفتاح نے کہا آپ نے طہماس کو زیر کیا نور الدہر نے فرمایا وہ میرا عاشق صادق
یار موافق ہی حقیقت مین بہرام فلک اس سے آنکھ نہین ملا سکتا تھا بمحبت میری رفاقت اختیار کی میرے کل
سردارون کا افسر ہی مفتاح تیغزن بہت خوش ہوا کہا ای شہریار مجھپر احسان کیجیے اپنا نام اصلی کسی کے سامنے
نہ لیجیے گا مین چاہتا ہون اس بیشۂ شیران دشت نبرد مین جب آپ صحت پاکر جائین مجھ حقیر کا بھی ذکر ہو لاکھ کوئی
پوچھے یہ راز نہ کہیے گا نور الدہر نے فرمایا ای برادر ہمکو جھوٹ بولنے کی عادت نہین ہی اگر کوئی ہمسے نہ پوچھے گا
کیا کچھ بڑی شوکت ہی ہمکو کیا ضرورت ہی کہ بہ فخر کہین کہ سلیمان عنبرین موے کوہی کو زخمی کیا اگر کوئی پوچھے گا تو
ہم نہ چھپائینگے مفتاح کا ان باتون سے دل روشن ہوگیا خدمتگاری مین مصروف ہی جراحون کو بہت کچھ دیا
اپنے دل مین بڑی خوشی کرتا ہی کہ یہ جوان بے نظیر جب اپنے دادا کے لشکر مین جائیگا ہمارے احسان کا ذکر کریگا
یہ تو بہادر لوگ سمجھینگے کہ مفتاح تیغزن بھی بہادر ہی نام کے واسطے انسان سب کچھ کرتا ہی ہفت اقلیم کے بہادران
وہان جمع ہین افسوس مین بھائی صاحب کے ساتھ نگیا بڑا لطف اٹھتا صاحبقران زمان لندھور بن سعدان
وغیرہ سے مقابلہ ہوتے بھائی صاحب خوب شکار کھیل رہے ہونگے خداوند لقا یہ تقدیر کرین کہ بھائی صاحب
دوچار وہان کے بہادران زیر کرین اپنا رفیق بناکے یہان لائین ان جوانان صف شکن سے صحبت ہو شہرون

کے ذکر پوچھین اپنے بھی حالات کہین ٹری کیفیت ہواب تواس جوان کو جلد صحت ہواپنے لشکر مین خیر و عافیت سے
پہونچے یہ بھی سمجھا دونگا کہ بھائی صاحب کو نہ خبر معلوم ہو کہ ہم زخمی ہو کے شہر نگارستان مین پہونچے وہ تو کچھ
نکہین گے خداوند لقا کو ناگوار ہوگا کہ ہمارے دشمن کو اپنے گھر مین کیون جگہ دی مقام خوف ہی کچھ اُلٹی پلٹی تقدیرین
کردین دل مین خوش ہی کبھی ملول ہوتا ہی ایک ایک سے یہی فرمایش ہی جراحون پر یہ تاکید ہی کہ جلد علاج کرو
یہ جوان صحت پائے جو مانگوگے وہی دونگا ایک ایک کو نہال کردونگا میرے مہمان کو اذیت نہو ہر وقت اسی فکر مین
رہتا ہی بقدرت پروردگار بعد ایک ہفتے کے شاہزادے نے غسل صحت کیا مفتاح نے اُسدن روشنی کرائی
طائفے بلائے سامان عیش و نشاط مہیا کیا نورالدہر کو لاکر مسند پر بٹھایا طائفے آئے مجرا ہونے لگا داروغۂ ارباب
نشاط سے تاکید ہی جو جیدہ منتخب گانے والیان ہون انکو لاؤ بہت کچھ آج صرف کرونگا یار و یہ شخص بڑا جلیل ہی آج
اپنے لشکر مین ہوتا خوشی مین صحت کی اسکے بزرگ لاکھون روپئے صرف کرتے داروغۂ ارباب نشاط چھانٹ کر
اک طائفہ لایا ایک نازنین موسوم بہ لذت بخش گانے مین کامل حسین خوش رفتار طوطی گفتار سرو قد غنچہ دہن
سمن عذار کرشمہ و ناز ہمراہ دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے مفتاح تیغزن نے پہلے ہی کہدیا تھا کہ نہال کردونگا
بی لذت بخش ہمارے مہمان کو راضی کرو بڑے بڑے عمدہ گانے والون کو انھون نے سنا ہی صاحب جاہ و جلال تاجدارون
کے تاجدار پہلوان عالیوقار مالدار سب صفتین میرے مہمان مین موجود ہین قدرت خداوند لقا ایسا شخص میرا
مہمان ہی خداوند لقا کا احسان ہی بی لذت بخش آج تو جان لڑادو لذت بخش نے کہا میان مفتاح صاحب
آپ روشنی انجمن جرأت ہین ہم آفتاب آسمان بزم زینت ہین میان کو دیوانہ کردون وہ غزلین سناؤن ٹھیکر بتاؤن
تمھارے قدمون پر گرین کہ بی لذت بخش کو بلاؤ ہم حیلہ کرین کہ ہمکو فرصت نہین ہی اور جگہہ مجرے مین جانے کو
ہین کہو تو تنکے چنین ابھی قدمون پر گرین پروانہ وار گرد پھرین خوب آپ آگاہ ہین سیکڑون نام برمرے کئی
جوانون نے سنکھیا کھائی کئی نے گلے کاٹے اُنکی سرکار مین مقدمے دائرہ ہو چکے مین نے کہدیا میری بلا پوش سے
مرگئے اپنے مہمان کی خیر منائیے زیادہ نہ مجھکو سمجھائیے یہ کہکر بی لذت بخش اندر آئین نگاہ جمال ہیئال نورالدہر
پر پڑی نگاہ سے نگاہ لڑی دیکھا فرد شوکت جرأت وجلالت چہرۂ بے نظیر سے ہویدا و آشکار چاند کے ٹکڑے
دونون رخسار پیشانی نور آگین فتح و ظفر دست بستہ خدمت مین حاضر ہین سپر و شمشیر آگے رکھی ہوئی ہی شیر
بیشۂ حسن و جمال مسند پر بیٹھا جھوم رہا ہی بی لذت بخش کی جان پر بن گئی جی چاہا دوڑکر بلائین لون پروانہ وار
گرد شمع جمال پھرون اپنے حسن و جمال کو بھول گئی گل رخسار دیکھکر بھول گئی ناچ گانا سب فراموش دریائے حیرت

کا جوش قریب تھا کہ بیہوش ہو کر گرے سارنگی بجانے والے کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر اپنے کو سنبھالا عرصۂ دراز تک گلچینی گلشن جمال ہنیال کرتی رہی وہ آتشخو ٹھنڈی سانسین بھرتی رہی بڑی دیر مین گت شروع کی نظم

ناچی گت اسطرح وہ ماہ لقا	وجد کرنے لگا تدرو ادا	سر پہ رکھا اُلٹ کے جب آنچل
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل	جسکی جانب بتا کے سسکی لی	جان اُسنے سسک سسک کردی

عرصۂ دراز تک گت ناچی اہل محفل کی بری گت کردی جیب توڑ لیا واقف کارون کا سر پھر گیا گت ناچ کر ٹھہری اشرفیون کے توڑے مفتاح تیغزن نے دیے اب بی لذت بخش نے گنگنا کر نور الدہر سے آنکھ ملائی اور یہ غزل گائی غزل

وہ تکی لیتا ہی ہر معشوقہ پرواز کچھ آج
مہربان ہی فلک تفرقہ پرداز کچھ آج
کشتۂ دید کا شاید اُسے منظور ہی قتل
اِس گلستان مین ہوا چلتی ہی ناز ساز کچھ آج
روز اول سے بتونکو ہی خدائی دعویٰ
اُبلی پڑتی ہی وہ شمشیر سر انداز کچھ آج
دیکھیے ڈھاتی ہین کیا قہر وہ ترچھی نظرین
مستعد بحث پہ ہین سارے ہم آواز کچھ آج
دستِ قاتل مین نظر آتی ہی عریان ملبوس
کانین غیب سے آتی ہی یہ آواز کچھ آج
امتحان کا اُسے پھر شوق ہوا ہی شاید
کیا یہ معشوق اُٹھائے ہین سرِ ناز کچھ آج
دم رفتار قیامت ہوئی برپا ہر گام
بیرخی کرتا ہی تیرِ قدر انداز کچھ آج
جذبِ اُلفت ہی یہ کس تیر فگن کا دلکش
دم بخود ڈر سے بیٹھے ہین جو غماز کچھ آج
[illegible] غبار سنبھل اُٹھی تعلق

شاید اُس طفلِ مغنّی سے کیا ساز کچھ آج
میری سنتا نہین پھر وہ بت طناز کچھ آج
چشم کمین کرتی ہی بے سبب نگہِ ناز کچھ آج
پیر دمساز نے کیا جان غمِ ہجر مین دی
بے نیازی یہ انھین اپنی نہین ناز کچھ آج
فکر شاید ہی انھین خانہ بر اندازی کی
کج ہی اُس شوخ کی جیسے نگہِ ناز کچھ آج
جان ابھی دیتا ہون اس شوق مین اے جانِ جہان
فتنہ برپا نکرے تیغ سر انداز کچھ آج
بے سبب یہ نہین سرگوشی اربابِ فساد
مجتمع مین درِ جلاد پہ جانباز کچھ آج
بر سرِ حرف ہی جیسے جو وہ شوخ کم گو
صور سے کم نہین خلخال کی آواز کچھ آج
ٹالتے ہین مجھے ہر روز یہ کہکر دمِ وصل
اور دن کے ہی سوا طاقتِ پرواز کچھ آج
تھوڑی ذلت دی ابجائینگے وہ لاکھ بلائینگ
صحبتِ یار کا بیطور ہی انداز کچھ آج

وہ مرے گھر مین چلے آے خدا ساز کچھ آج
کان مین پھونک گئے مفسدہ پرداز کچھ آج
دل پہ داغ مین لائی ہین نیا رنگ آہین
زاری دل کی نہین آتی ہی آواز کچھ آج
کسکی آئی ہی قضا جو کمرِ قاتل سے
جمع ہین پھر لبِ دیوار در انداز کچھ آج
گل کھلایا کوئی اس زمزمہ سنجی نے مری
عیسیٰ لب ترے دکھلائین گر اعجاز کچھ آج
فکرِ مضمون نکرو ہی دہن اُنکا معدوم
عشق صادق کا مرے آئینہ کھلا راز کچھ آج
بے نیازی کی بدولت ہون ہمیشہ سے عزیز
بات بھی کر نہین سکتے ہین سخن ساز کچھ آج
مرغ دل سے نگہِ ناز پھری ہی بیوجہ
گل سے افزون ہی طبیعت مری ناساز کچھ آج
میری غیبت پہ اُنھین یار نے جھڑکا شاید
کل کچھ اعزاز سوا ہونگے سرفراز کچھ آج
شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان

جوان شوقین عاشق مزاج حسینون کے سر کے تاج گانے پر دل سے متوجہ ہین موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر دیا
یہ جبین مثل ہلال شب اول برائے تسلیم خم ہوئی مفتاح تیغزن نے کئی توڑے اشرفیون کے قریب نورالدہر
رکھدیے تھے یحییٰ فیاض چشم زدن مین تقسیم کردیے جب وہ ختم ہوگئے موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر دیا کسی بلاے
روزگار بھیکا جو اُسنے بتانا شروع کیا دامن دولت شاہزادے کا تھام لیا مچلنے لگی ایک ایک لفظ کو دس دس
طرح بتاتی ہے غزل عاشقانہ تصنیف کردہ قمر شروع کردی مطلع سودے مین اتبری کے چلن آے جاتے ہین +
سر مین خیال زلف صنم پائے جاتے ہین + لفظ سودا کو اسطرح بتایا بھبوت چہرے پر مل لیا بال پریشان کردیے
دیوالون کی قطع چہرہ اُداس اس اسطرح اس سودے کو بتایا تمام اہالیان محفل دنگ ہوگئے شاہزادہ نورالدہر
بھی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگے بعد عرصہ دراز دوسرے اشعار پڑھے اشعار اس راہ سے گیا ہے مرا شہسوار حسن +
نقش سم فرس کے نشان پاے جاتے ہین + اے عندلیب سوز دروی کو ضبط کر بگل نالہاے گرم سے کمہلے
جاتے ہین ان اشعار آبدار کو اس طور سے بتایا پھولون کو بتلایا باغ بناکے دکھادیا عندلیبان خوشنوا کی صورت
دکھائی شاہزادہ نورالدہر نے سپر طلسمی جسپر جال موتیون کا پڑا ہوا اُٹھاکر حوالے کردی جب پھر اُسنے دامن
تھاما تیغہ خونخوار اشگاف سلیمانی کمان کیانی حوالے کردی مفتاح سے جاکر مصاحبون نے کہا تمام اشیاے آپکے
مہمان نے بی لذت بخش کو دیدیے بیقرار ہوکے دوڑا ناگاہ کو کئی ہزار روپیے دیکر سپر و شمشیر و کمان وغیرہ لیکے
خدمت مین شاہزادہ کی لاکر حاضر کی نورالدہر نے کہا اے برادر یہ تو ہم دے چکے عرض کی اے شہریار یہ تحفہ جات
دینے کے لائق نہین ہین مین نے اُسکو روپیہ دیا راضی کرکے لیا آپ اسکو اپنے پاس رکھیے لشکر مین اپنے جاکر قیمت
بھیجدیجیے گا کیا خوب میرے واسطے نیکنامی ہے کہ اپنے مہمان کو لٹوادیا نورالدہر نے کہا کہ مین نادان نہین ہون مین نے
بخوشی دیے مفتاح نے تمام پہلو مین وہ اشیا رکھدیے اور کئی توڑے لاکر حاضر کیے کہ حضور نقدی دیجیے آپکے تصدق
سے سب کچھ حاضر ہے اگلی شب یہ پہلوان بیقرار ہے دل سے کہتا ہے شکر خداوند لقا کہ اس جوان نے صحت پائی اب بخیر و عافیت
اپنے لشکر مین جائے دل تردد منزل اطمینان پالے کہ اُس مجمع سپہ سالاران عالیمقام مین ہمارا بھی ذکر ہوگا صلابت
ظرف ہین ہمارا احسان فراموش نکرینگے بہت کچھ اس رات کو سامان مذکور مین مفتاح نے صرف کیا صبحکو جب جلسہ
برخاست ہوا احباب سے کہہ نہ سکا دست بستہ عرض کی میری آرزو پروردگار نے پوری کی آپنے بخیر و عافیت صحت
پائی لشکر مین اب آپ کے واسطے تردد ہوگا نورالدہر نے کہا اے برادر ہمارے رہنے سے گھبراتے ہو ہمین تو تم سے
محبت ہوگئی دل نہین چاہتا ہے کہ جائین ورنہ قبل غسل صحت ہمنے قصد کیا تھا کہ تمسے رخصت ہون تمہاری محبت نے

دامن تھام لیا کل انشاءاللہ تم سے رخصت ہونگے مفتاح نے دست بستہ عرض کی ای شہریار کیا عرض کرون میرا
بھی دل نہین چاہتا کہ حضور سے جدائی ہو بسبب بھائی صاحب کے ہونے کے انتظام کا پابند ہون ورنہ
ہمراہ سرکار کے چلتا نور الدہر نے ہنسکر فرمایا ہمارے تمھارے درمیان سے پروردگار پردہ دوئی اٹھائے
تمنے بہت آرام سے ہمکو رکھا بہت کچھ صرف ہوا معاوضہ اسکا غیر ممکن مفتاح نے عرض کی ایک نگاہ محبت
کیمیاے خاصیت اسکا بدلا ہی حضور نے ایسی پرورش خاوندانہ فرمائی مجھ ایسے حقیر کو زبان سے برادر فرماتے ہین
مین بہت سرفراز ہوا کل حضور کی روانگی کا سامان کردونگا نور الدہر نے کہا ای برادر سپاہی کے لیے کیسا بڑا سامان
ایک سپر ایک شمشیر مرکب بھی موجود ہی عرض کی مین دو چار خدمتگار ہمراہ کردون ایسا نہو حضور راستہ فراموش
کرین جنگل مین بھٹکتے پھرین بندگان عالی کو تکلیف ہو اس شب بھر مفتاح نے پکوان وغیرہ پکوایا جملہ اشیا مکمن
کیے بڑی خوشی ہی کہ کل مہمان میرا رخصت ہوگا بوقت سحر نور الدہر نماز سحر سے فراغت حاصل کرکے مسند پر
جلوہ فرما ہوے بھورے بھورے بالون مین عطر لگایا جب کمر باندھنے لگے چند خدمتگار جو حاضر خدمت رہتے تھے
وہ رونے لگے عرض کی ای شہریار آپکے تصدق سے ہمکو بہت ملا روز حضور سرفراز فرماتے تھے آپکے جانے کا ہمکو
بڑا قلق ہوا نور الدہر نے کہا ہمارے ساتھ چلو جو کچھ یہان ملتا ہی اُسکا دونا ملیگا خدمت مین صاحبقران زمان
کی حاضر رہنا بادشاہ جمجاہ کی خدمت مین مقرر کرادینگے انشاءاللہ چندے مین ہزار ہا روپے پیدا کرکے لاؤگے
خدمتگار قدمون سے لپٹ گئے عرض کی خدا آپ کو سلامت رکھے یہان کے رہنے والے ہین صاحب اہل وعیال
کبھی وطن سے نکلنے کا اتفاق نہین ہوا اسوجہ سے نہین دل چاہتا گھر مین بھی کوئی ہمارے سوا مردون مین
نہین ہی جب کبھی پریشان ہونگے پتہ ونشان حضور نے تبلادیا گرتے پڑتے چلے آئینگے آپ کا نام پوچھ لینگے نور الدہر
نے کہا کنارۂ لشکر پر جس سے پوچھوگے نور الدہر بن بدیع الزمان نبیرۂ صاحبقران ہر کس وناکس ہمارے
پاس پہونچا دیگا ایک خدمتگار نے کہا ای شہریار اس ملک کا نگارستان لقب ہی گلستان کوہستان بھی کہتے ہین
آپ اتنے دنون یہان رہے نہ یہان کے باغات دیکھے نہ مکانات ملاحظہ کیے قلعہ سے نکل کر صحراہاے سبزہ زار
نواح دلکشا طائران زمزمہ سرا شکار متعدد اہالیان شہر خلیق خوش پوشاک رتبہ شناس فلک اساس شکار تو
اس حوالی مین ضرور کھیلیے بہت لطف حاصل ہوگا غلامون کو ہمراہ لے لیجیے ہر مقام کا نشان بتائینگے باغات
کی سیر کرائینگے خدمتگارون نے جو رو رو کر اسطرح کہا یہ نبیرہ صاحبقران رحم دل عاقل کامل کمر کھول ڈالی
فرمایا اچھا ای برادر آج نہ جائینگے بوستان کوہستان کی بھی سیر کرلین خدمتگار بلائین لینے لگے زہے ذرہ نوازی

دغا باز وہی ہمارے کہنے سے حضور رُک گئے مگر ہمارے افسر سے نہ کہیگا وہ چاہتے ہین حضور جلد چلے جائین
آپکی سپاہگری سے وہ بہت خائف ہین کہ ایسا نہو کسی سے فساد ہوجاے نور الدہر نے کہا ہم اُنسے نہ کہین گے کمر
کھولکر شاہزادہ بیٹھا مفتاح تیغزن پکوان وغیرہ لیکر حاضر ہوا دیکھا تو شاہزادہ بہ اطمینان بیٹھا ہی عرض کی کہ
کیا آج حضور تشریف نہیجائینگے نور الدہر نے کہا ای پہلوان دوران تمکو ہمارا رہنا بہت شاق ہی ہم ابھی چلے جائین
ہمین تمسے بڑی شکایت ہی اس قلعہ کا بوستان کوہستان لقب ہی ہمکو یہان کی سیر بھی نکرائی وہ سمجھ گیا خدمتگارون
نے اوصاف بیان کردیے کہا حضور آپ سالہا سال تشریف رکھیے خانہ مفتاح کے آپ کا باغ ہین آپکے رہنے
سے دل سکے باغ باغ ہین سیر و شکار یہان کیا ہی بسم اللہ جب جی چاہے شکار کھیلیے اپنے ملک کی سب
صفتین کرتے ہین یہان کے رہنے والون نے یہ نام رکھدیا کئی سو ملک کوہستان آباد ہین ایک سے ایک بہتر
و بہتر ہی مگر البتہ شکار اس حوالی مین جیسا ہی وہ کسی ملک مین نہین ہی نور الدہر نے کہا کہ ای برادر سامان شکار
تیار کراؤ کل بوقت سحر واسطے شکار کے چلینگے پس فردا تمسے رخصت ہونگے یہ کہکے مفتاح نے اپنے قراول وغیرہ
بلاے انکو حکم دیا بوقت سحر حاضر ہو ہمارے مہمان کو شکار کھلاؤ سب کو خوش کرونگا شب کو نور الدہر نے آرام کیا
نماز پڑھکر باہر آئے دیکھا مفتاح بھی مسلح حاضر ہی بہلیے میر شکار کتون کی جوڑیان چیتون کی چار پائیان باز بحری
جرہ وغیرہ لیے ہوے سب حاضر ہین شاہزادے کا مرکب بھی تیار ہوکے آیا نور الدہر سوار ہوے مفتاح تیغزن
بھی ہمراہ ہوا مع سامان شکار طرف صحرا کے چلے دروازے پر قلعہ کے عقلاے کوہی دربان قلعہ ہی بوقت سحر
دروازہ ابھی بند ہی باہر کے لوگ باہر جنکو اندر سے جانا منظور ہی وہ بھی ٹھہرے ہین باہر سے ہیزم فروش غل کررہے ہین
ای پہلوان دوران دروازہ کھول دیجیے ہم غریبون کا ہرج ہوتا ہی چار پانچ کوس سے لکڑیان کاٹ لائے ہین بازار
شہر مین سویرے سے پہونچین بیچ کھوچ کر پلٹ جائین شام کو بمشکل اپنے مکان پر پہونچتے ہین عقلاے کوہی بیٹھا ہوا
ڈاڑھی مین کنگھی کر رہا ہی جواب نہین دیتا گھوڑے بڑھائے ہوے نور الدہر پہونچے اور بھی سوار پیدل کھڑے تھے
نور الدہر نے گھوڑا بڑھا کر کہا پہلوان صاحب برائے مہربانی دروازہ کھول دیجیے مسافرون کی منزل کھوٹی ہوتی ہی
یہ دربان بدمزاج نور الدہر نے کہا ای شخص ہمنے تجھسے بہ خوشامد کہا تو نے جواب بھی نہ دیا عقلاے کوہی جھلا کر اپنے
مقام سے اُٹھا کہا کیا آپ اکیلے سوار ہین اور بھی بہت سے کھڑے ہین آج کل ہمارا بادشاہ نہین ہی جب دھوپ
نکل لیتی ہی تب دروازہ کھلتا ہی ای جوان ہٹ کر ٹھہر ما بدولت کو ابھی فرصت نہین کہ مصباح تیغزن اگر پہونچا
نور الدہر عقلا کی جانب بڑھے تھے کہ مفتاح نے پکار کر آواز دی ای عقلاے کوہی ہم واسطے شکار کے جاتے ہین

یہ جوان شیردل ہمارا مہمان ہی دروازہ کھولدو عقلاے کوہی نے کہا ہم ہرگز دروازہ نہ کھولینگے نور الدہر
برابر پہونچ چکے تھے جنمین کنجی پڑی تھی نور الدہر نے ہاتھ بڑھا کر کہا کنجی لیلون عقلا نے اُلٹا ہاتھ مارا نور الدہر
کی کلائی پر جو اُسکا ہاتھ پڑا قہر و غضب مین ایک طمانچہ مارا عقلا نے چرخ کھایا لڑکھڑا کر گرا دربانون کو آواز دی
یارو دیکھتے ہو اس جوان کو مارتے نہین سرکاٹ لو دو ڈھائی سو دربان لینا لینا کرکے اُٹھے مفتاح غل مچاتا ہی
ارے یارو یہ میرا مہمان ہی خبردار اسپر ہاتھ نہ اُٹھانا نور الدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغۂ خارا شگاف سلیمانی شکل
برق جہندہ نیام انتقام سے نکلا معلوم ہوا ناگنی نے کیچلی جھاڑی یا آہ دل مظلومان یا خندۂ دندان نماے
معشوق یا ابرے محبوب یا لیلی فتح و ظفر جسپر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے عقلاے کوہی اُٹھکر گینڈے پر سوار ہوا
مفتاح شیرزن بیچ مین آگیا کہا او ظالم کیا لڑتا ہی مصلح کے ہونے سے کنجی پر قفل کی فساد کرتا ہی اچھی چاکر
نام کاٹ دونگا بھائی صاحب مجھکو اختیار دے گئے ہین خبردار مہمان پر ہیر سے دست انداز ہونا عقلاے
کوہی نے مفتاح پر ہاتھ تلوار کا مارا یہ تو بے خبر سمجھا رہا تھا گھبرا کر گرد اسپر کا اُٹھا دیا عقلا جوان زبردست بادۂ کبر
و نخوت سے مست تیغۂ جو اُسکے ہاتھ کا گرا اسپر کٹی خود کو کاٹ کرتا دو ابرو تیغۂ سیو بچا مفتاح شیرزن نے دستانہ
مارا وہ تیغۂ جھنا کر نکل گیا لیکن آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا چاہا جواب مین وار کرون ہاتھ نے دستگیری نہ کی
سر جھک گیا عقلا بڑھا کہ سر کاٹ لون اُسوقت مفتاح گھبرا کے پکار اُٹھا ای شہریار مجھکو بچائیے مین نثار ہوا زخم
کھا کر بیکار ہوا اب نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا مفتاح کو زیر تیغ پایا جلدی مین گھوڑ ایسے کود پڑے للکارا او نامرد
کیا کرتا ہی اب نہ ہاتھ لگانا کیسا مرد ہی صید زبون پر ہاتھ ڈالتا ہی تیرا حاکم ہو اس قلعہ کا ناظم ہی او نمکحرام بدانجام
تامل کر جست کر کے بیچ مین آگئے باگ پکڑکر مفتاح کے مرکب کو جھٹکا مارا اپنا سینہ سپر کر دیا عقلا نے نور الدہر
کو جو بیدل پایا ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے خالی دیا غصے مین فرمایا او نامرد تجھپر کیا تلوار کا وار کرون
جھپٹ کر زیر شکم کر گدن پہونچے دو بالون گینڈے کے تھامے سر پر بار اُٹھایا زور کیا مع گینڈے عقلا کو
اُٹھا لیا مفتاح نے آنکھین کھولکر دیکھا عقلا ایسے پہلوان کو مع گینڈے اُٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا عقلا
کود کر الگ ہوا استخوان گینڈے کے چور چور کوہی تھرا گئے عقلا کود کر پھر سامنے آیا بیدل دیکھکر دلیر ہوا ہاتھ
تلوار کا مارا اب کی مرتبہ نور الدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی وہ لپٹ پڑا شاہزادے
نے کوسے پر لادکر مارا اپٹ گرا نور الدہر نے جھپٹ کر اک ٹھوکر ماری وہ نامرد گرد برد چارون شانے چت
کود کر چھاتی پر کندۂ زانو دبا کر فرمایا حالا در شناختن پروردگار چہ میگوی عقلا نے غل مچایا یارو یہ مسلمان ہی

یہ بھی یاد رکھنا مفتاح صاحب کا مہمان ہی نور الدہر کو جواب دیا او جوان لالہ جان میری نام پر خداوند لقا کے نثار ہی
نور الدہر غصے مین اُٹھے عقلاے کوہی کو چیر کر پھینک دیا جتنے دربان تھے ہاتھ باندھ کر سامنے مفتاح تیغ کج آئے کہا آپ
ہمارے مالک ہین افسر نے ہمارے سراسر خلاف کیا اُس بدانجام نمکحرام کا یہ انجام ہوا آپکے مہمان کے ہاتھ سے راہی ملک عدم ہوا
ہم تابعدار ہین سر آنکھون سے دروازہ کھولدین یہ کہکر سبھون نے بڑھکر دروازہ کھولا نور الدہر دریاے خون مین نہائے ہوئے
بیرون قلعہ آئے مفتاح زخمدار قریب آیا عرض کی ای شہریار مین تو اب شکار کے لائق نرہا نور الدہر نے فرمایا ہم تو براے شکار
ضرور جائینگے شام تک پلٹ آئینگے عرض کی ای شہریار آپ کے مزاج سے مین خائف ہون قریات و دیہات مین بڑے بڑے
کوہیان سرکش رہتے ہین ایسا نہو حضور سے کوئی فساد کرے نور الدہر نے کہا ای مفتاح ہم مروت کے بندے ہین جہان ڈر وہان
ہمارا گھر ہم فساد سے نہین ڈرتے مفتاح قدمون سے لپٹ گیا کہ بیشک میری جان بخشی کی اس کوہ پیکر کے ہاتھ سے غلام کو
بچالیا آپنے خردماغی دیکھی میرا بھائی اصل مین یہان کا بادشاہ مجھکو یہان کا حاکم کرکے برآمد خداوند لقا گیا ہی اسیر اس
ملعون نے حکم نہ مانا آپ ایسے صاحب قوت و طاقت نہوتے تو مین ضرور اُسکے ہاتھ سے مارا جاتا مین تو بندہ بے زر ہون یہی
آرزو ہی کہ حضور بصحت و عافیت اپنے لشکر مین پہونچ جائین براے خدا دور شکار کو نہ جائیے گا اسی کوس دو کوس کے گرد مین
شکار کھیل کے واپس آئیے بوقت سحر بخیر و خوبی طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہو جائیے مین جاؤنگا مجھکو دولت
کونین حاصل ہوئی نور الدہر نے کہا ہم تو بہت جلد واپس آئینگے تمہارے ساتھ کھانا کھائینگے مفتاح نے ساتھ والون کو
بخوبی سمجھا دیا کہ دیکھو یارو اگر میرے مہمان کا ایک رگ جسم میلا ہوا سب صاحبون سے سمجھونگا خدمتگارون پر بھی غصہ کیا کہ
تمنے ذکر کرکے شیر دلیر کو روک لیا دیکھا کیا آفت برپا ہوئی مرتے مرتے اُسنے پکار دیا کہ یہ مرد مسلمان ہی اسوقت سب
ڈرے ہوے تھے اب یہان سے وقائع نگار پرچۂ اخبار مین لکھینگے یہ پرچہ بھائی صاحب تک پہونچیگا دیکھیے وہ کیا
فرمائین میرے مہمان کا انجام بخیر ہو اپنی جان کا مجکو خوف نہین ہی نہ خواہش حکومت و سلطنت نہ دعوی ریاست
و امارت اگر اپنے مہمان کے ساتھ چلا جاؤن عہدہ ہاے جلیل سے سرفراز ہون نور الدہر نے فرمایا دس ہزار سوار و پیدل
کا تمکو افسر کرونگا اگر میرے ساتھ چلو دین حق قبول کرو اپنی آنکھون سے چلکر لقا کو دیکھو ہمارے ہاتھ سے بھاگا بھاگا
پھرتا ہی کیا اچھا خداوند ہی بندون کے ہاتھ سے داد مند ہی آپ لوگون کو خداوند کہتے شرم نہین آتی یہ سنکر مفتاح نے
انگلی دانت کے نیچے دبائی کہا حضور کل امور وقت پر موقوف ہین مین تو خوب سمجھ گیا از روز قیامت دامن دولت
نہ چھوڑونگا میرے واسطے آپنے جان دی ہوتی قبضے سے اُس جلاد کے بچالیا اب حضور واسطے شکار کے جائین
غلام کو غش آیا چاہتا ہی سر پر غلام کے زخم کاری ہی یہی باعث بیقراری ہی نور الدہر نے اپنے ہاتھ سے

زخم اُسکا باندھا مفتاح کو رخصت کیا مفتاح پلٹ پلٹ کے دیکھ رہا ہی دعائین کرتا ہی کہ ای خدا اسے نادیدہ مین نے بڑی خدائی کا اعتقاد کیا مین اپنے مہمان کو صحیح وسالم پاؤن خیر و عافیت سے اپنے لشکر تک پہونچ جائے گویا مین نے دولت کونین پائی دعائین کرتا ہوا مفتاح اپنے قصر مین آیا لیکن متردد و متوحش شہر مین ہنگامہ ہی جابجا یہی ذکر ہو رہا ہی آج عقلاے کوہی کو مفتاح تیغزن کے مہمان نے مار ڈالا نہین معلوم کس بات پر تکرار ہوئی یارو یہ دریافت ہوا کہ وہ جوان کون ہی مفتاح صاحب نے لاکر اپنے گھر مین ایسے سرکش کو بسایا ہی مفتاح نے چراغ خانہ بنایا ہی اسکو بہت چاہتے ہین اب وہ بر اسے شکار گیا ہی دیکھیے کسکو شکار کرے خداوند تعالی ایسے ہاتھ چھٹ کے ہاتھ سے بچائین بڑا جوان صاحب طاقت و قوت ہی یہ بھی سنا ہی عقلاے کوہی کو مع گنبد کے اُٹھا لیا پھر کر اُسکو پھینکدیا کچھ خوف نہ آیا یہان تو شہر مین یہ چرچے ہین لیکن شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان فرحان و شادان صحرا ہاے سبزہ زار جو دیکھے مثل گل شگفتہ ہوے شکار کھیلنے لگے وہ دونون خدمتگار ساتھ ہین نور الدہر نے کہا کہ تمھاری ہدایت سے یہ مقامات دیکھے کسی باغ کی سیر کراؤ جو مقامات عمدہ ہون اُنکا تماشا دکھاؤ خدمتگار نے عرض کی کوس بھر یہان سے آگے بڑھیے اک باغ ہی کہ جسکو باغ نگارین کہتے ہین مصباح کوہی کی دختر بلند اختر ملکہ نگار ہمسن بر جنکے حسن جہان سوز کا تمام عالم مین شہرہ ہی انہین کے نام سے باغ تیار ہوا ہی اگر ملکہ وہان تشریف رکھتی ہونگی تو اندر باغ کے لیچلین گے مگر شاہزادی نہایت بد مزاج ہین شخص مرد کے نام سے بیزار چالیس شاہزادے بڑے بڑے پہلوان سوداے عشق مین مارے گیے باعث یہ ہوا کہ مصباح کوہی اپنے سامنے کسی کو موجود نہین جانتا جب بیٹی پیدا ہوئی تلوار لیکر محل مین گھس گیا کہ بیٹی کو مار ڈالون اگر یہ زندہ رہیگی تو میری آنکھ جھپکے گی کسی کے ساتھ شادی کرونگا سسر کہلاؤنگا وزرا نے سمجھایا معصوم کا خون نہ کیجیے تامل فرمائیے جب دس بارہ برس خیر و عافیت سے گذر ینگے تب لائق شادی ہوگی ابھی سے یہ کیا ضرور ہی درمیان مین بچے کے لیے ہزارون مصیبتین ہین اگر کچھ عارضہ ہو خود ہی ہلاک ہو جاے آپ خون ناحق مین مبتلا نہون وزیرون کے کہنے سے خاموش ہو رہا اتفاق سے سب عارضون سے بچی ماہ حسن کمال پر آیا تاجر تصویر لیکر ملکون ملکون گئے شاہ و شہریار لاکھون عاشق ہوے پیغام آنے لگے تب وہ مغرور جھلایا وزیرون سے کہا تمنے دیکھا جو مجکو خوف تھا وہی انجام ہوا اب کس کس کو جواب دون ایسی تدبیر کرون کہ یہ عاشق تن مجبور و ناچار ہون یہ کہکر ایک فیل آہنی کئی ہزار من کا ٹھوس بنوایا ایک تالاب پر کہ گوشہ شہر مین واقع ہی قصر ہاے عمدہ بنوا دیے کئی لاکھ روپیہ کا اسباب جہیز اُن مکانون مین رکھوایا ایک طرف فیل آہن رکھوا دیا ایک نقارہ شرطی مقرر کیا کہ جو نگار ہمسن بر کا عاشق ہو نقارہ بجائے خلقت جمع ہو اُسکو دولھا بناؤ اسباب جہیز بھی نکلواؤ لیکن شرط یہ کہ اس فیل آہن کو اُٹھا کر پانچ قدم ہو بجالے تب شادی ہے

کامیاب ہو ورنہ اسی وقت وہ قتل کیا جائے شہریار عاشق تن آنے لگے مصباح نے یہ کام کیا تھا خود آپ آٹھ پہلوانون
کو اپنے ساتھ لیکر اُس فیل کوہ پیکر کو اٹھایا جب نوجوانون سے نہ اُٹھ سکا تب یہ شرط مقرر کی جو پہلوان شہزادہ آیا اس
عظیم اٹھانے سے مجبور ہوا آخر اُسکو قتل کیا تب اُس سفاک کو خیال آیا کہ یہ مقتول ہمارا داماد مشہور ہوا اُسکی قبر اسی
مقام پر بناؤ فرداً فرداً کرکے چالیس قبرین تیار ہوگئین اب اس مقام کو مزار عاشقان کہتے ہین عاشق ملکہ کے سیج پر رہتے ہین
مگر بخوف جان کے نام عاشقی کا نہین لیتے نور الدہر نے یہ سب ماجرا خدمتگارون سے سُنا خاموش ہو رہے مگر نام
نگار سمن بر کا سنکر دل بیقرار ہوگیا دل سے کہا نہ گھبرا کیا عجب ہے کہ دیدار سے اُس محبوب کے کامیاب ہون دل
سے باتین کر رہے تھے کہ دیکھا سامنے سے ایک آہو چرتا ہوا اسکو ٹیان شل زلف محبوبان لپٹت پر اک سفید

نکیر مثل گلستان کھنکرو پیرہن میں چھپے ہوئے نظم
جل زربفت بہشت سے اوپر
واہ رے آہو سے پری پیکر
رم محبوب اس سے عاری تھا
دل لگے رہنے کا وہ شکاری تھا

نور الدہر نے خدمتگارون کو پاس
سے ہٹایا کہا یہ آہو وحشی نہین ہے کسی شوقین کا پالو آہو ہے آنکھون کی گردش سے ثابت ہے کہ لیل و نہار کو
آنکھ دکھاتی ہے چشم محبوب کی یاد آتی ہے یہ کہکر اپنا گھوڑا بڑھایا وہ آہو بھاگا نور الدہر نے پیچھا کیا گھوڑا طرارہ
بھر کر چلا ہے مقام پر یہی ارادہ ہے اسکو کمند سے گرفتار کرون تیر نہ مارون جب وہ جست وخیز مین قریب نہ آیا تب
شاہزادے کو ناگوار ہوا گھوڑے پر کوڑا کیا آہو بھاگتا ہوا قریب ایک دیوار باغ کے آیا جست کرکے دیوار کو
پھاند گیا نور الدہر نے گھوڑے کو رانون مین مسلا مرکب پریوش طرارہ بھر کے دیوار کو اُڑ گیا آہو جا کے چمن مین گرا
برابر ہی مرکب بھی پہونچا آہو بھاگا نور الدہر نے تیر مارا آہو گرا گھوڑے سے کود کر دوڑے چمنستان کو پامال
کرتے ہوئے زرعہ ہائے نخلستان سے نکلے ناگاہ کان مین آواز آئی حضور غضب ہوا کسی صیاد صاحب بیداد نے
آپکے آہو کو تیر مارا قضائے کار ملکہ نگار سمن بر یہ باغ مین واسطے سیر کے آئی ہے کرسی پر جلوہ فرما ہے گرد مصاحبان
ہمراز انیسان دمساز اپنے آہو کو جو دریائے خون مین نہائے دیکھا گھبرا کے اپنے مقام سے اُٹھین آہو تو آگے گرا
تڑپ تڑپ کے جان دی کنیزین کوسنے لگین اب جو ملکہ نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا ایک جوان خوش جمال شیر بیشۂ
جرأت صاحب شوکت و لیاقت خود گوہر نگار سر پر زرہ زیب جسم پسینے پسینے تعقب مین آہو کے آتا ہے کنیزین
غل مچانے لگین ارے کیا غضب ہے یہ ظالم کون ہے ہماری ملکہ کے پالو آہو کو مارا باغ مین زبردستی گھس آیا
ارے باہر سے مردودون کو بلاؤ آہو کے بدلے اسکا بھی خون بہائین مشکین باندھکر پاس قلعہ دار کے لیجائین
وہ دار پر کھینچے یہ گنہگار زندہ نہ بچے جن ہاتھون سے تیر مارا ہاتھ کٹوائین گے بڑی خطا کی تیر مارا بڑی سرکشی

ہوئی بھاگ کر گوشہ مین چھپے گا چلا کے بھاگے گا آخر کہان گوشہ گیر ہوگا ہاہا جو ہوا نور الدہر یا تو فکر مین آہو کے تھے سر اُٹھا کر دیکھا گرد ہجوم سیارگان بیچ مین ایک ماہتابان حسین خوشرو خوشخو کمسن رشک چمن دہن غنچہ باغ خوبی قد زیبا سرو گلزار محبوبی زلفون کو پیچ و تاب عارض پر لہرا رہی ہین ملک تاتار و حلب مل رہے ہین یا گیسو عارض الور پر مل رہے ہین آنکھین چار ہوگئین پلکین آمادۂ خونریزی نگاہین تیر دلدوز تیر مژگان تودۂ دلبر ٹپ سے شاہزادہ آہو کو شکار کر کے خود شکار ہوا رعنائی زیبائی پر نگاہ ایسا حسن بیمثال کبھی نگاہ سے نہ گذرا تھا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا نظم

رستم دل و آشنا طبیعت
مریم صفت و قبول صورت
سارا کی سی اسکی شان ساری
بلقیس کی آن بان ساری
خورشید لقا پری شمائل
مہ پیکر و ہاجرہ خصائل
معدوم دہن کمر کی صورت
چہرہ روشن قمر کی صورت
قد فتنۂ حشر قہر کی چال
لٹکے ہوئے ایڑیون تلک بال
ہنسنے مین جو دیکھ لین وہ دندان
غنچے بھولے سے ہون نہ خندان
پہونچے جو شمیم زلف میگون
نافے مین ہو مشک کا جگر خون
شرمیلی بڑی رسیلی آنکھین
پیاری پیاری نشیلی آنکھین
دن رات نثار چاند سورج
ہین دونون عذار چاند سورج
گالون ہی مین کچھ نہین منیا ہے
جو عضو ہے چھوٹ دے رہا ہے
آنکھین جو شاہزادے سے چار ہوگئین

رعب حسن و جمال سے تاب نہ لایا لڑکھڑا کر گرے غش آیا نگار سمن بر بھی کشتہ تیغ ابرو اسیر طرۂ گیسو ہے آہ کر کے بیٹھ گئی کنیزین جو کوس رہی تھین انکو منع کیا ارے کمبختو چپ رہو جانور کے واسطے انسان کو کوستی ہو دیکھو وہ بیچارہ خوف کے مارے بیہوش ہو کر گر پڑا ہے کیا صدمہ پہونچا ایڑیان رگڑ رہا ہے تمہارے کہنے سے اب ضد ہوئی آہو کو اسپر نثار کیا اس غریب کا علاج کرونگی گلاب کیوڑا لاؤ جب کنیزین گلاب کیوڑا نہ لائین مست مے محبت قریب آئے بیمار کے بیٹھ گئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھ لیا اسطرح جو کبھی کسی کو غش مین نہ دیکھا تھا آنکھون سے آنسو برابر جاری ہوئے سر جھکا کر آواز دی ای شخص نہ گھبرا اپنے آہو کو تجھپر نثار کیا تیر مارنے کی خطا معاف ہوئی ہم کچھ نہ کہینگے ان سبکو بکنے دو اسی دن کے لیے آہو کو پرورش کیا تھا یہ سب بدزبانین خطاوار ہین گلے سے آہو کے کیون رسّی کھولی تھی اشک گرم جو عارض پر نور الدہر کے ٹپکے بوے زلف مشکین جو دماغ مین پہونچی لخلخے کی تاثیر حاصل ہوئی آنکھ کھولدی زیر سر تکیۂ زانوے محبوب پایا دماغ کو عرش اعلی پر پہونچایا اُٹھ بیٹھے حیران حیران آئینۂ رخسار پر نگاہ کی ملکہ شرما کے اُٹھی پشت پھیر کر طرف بارہ دری کے چلی آب روان کا دوپٹہ سر سے ڈھلکا ہوا اور

کھجوری چوٹی گندھی ہوئی بموجب مضمون مطلع چوٹی نہین ہی پشت پہ اُس نونہال کے + دو سانپ گتھ گئے ہین زبانین نکال کے + نور الدہر نے دوڑ کر ہاتھ تھام لیا کہا ای مسیحائے زمان اپنے مریض کا علاج تو کیجیے اس گنہگار کو بھی ساتھ لیجیے ذرا پلٹ کر ملاحظہ تو فرمائیے یہ اشعار پڑھتا ہوا شاہزادہ ملکہ کے ساتھ چلا آتش

دیکھ او قاتل بسر کرتے ہین کس مشکل سے ہم
چارہ گر سے درد نالان درد دل لیسے ہم
ہائے کیا بخود کیا ہی غفلت امید نے
حال دل کہتے ہین اپنا پھر اُسی قاتل سے ہم

اشک حسرت یہ اشعار آبدار پڑھکر جاری ہوئے اسی بیقراری مین یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل

اونچی ہو کر نگہ ناز ہوئی جب نیچی
کبھی آئینہ بنا لو کبھی شانا ہوجائے
آرزو اب تو ہی دل مین ترے پیکان کی
اشک کو آنکھ مین دشوار سمانا ہوجائے
بے کلیجے تو سب آج گہ یار مین ہین
جا ہین آنکھین کہین انکا بھی ٹھکانا ہوجائے
آنکھ اسکی نہ پھرے اور یہ سب کچھ منظور
خلق مین پھر و دین حسین کیون نہ یگانا ہوجائے

کاش خود ہی سے اُسے منظور رلانا ہوجائے
پھر تمھین کیا تہ و بالا جو زمانا ہوجائے
ہائے پوچھی شب غم اور کوئی آ کے نہ بات
کہ وہ ناصور ہی جو زخم پرانا ہوجائے
سر تو آپ ہی پڑھ جائین وہ آ کر میری
سنبھلا ہی وہی پڑھکر جو نشانا ہوجائے
مجھسے روپوش ہون اگر جو وہ میرے گھر مین
بخت پھر جائے کہ برگشتہ زمانا ہوجائے

دل بھر آتا ہی رونے کا بہانہ ہوجائے
دل تمھین دینگے جب اُسمین یہ صفت ہوئیگی
پند ناصح ہمین دلچسپ فسانا ہوجائے
آہ کھینچون تو فلک پر اُسے جانا مشکل
حظ نہین جسکو کوئی لے کے روانا ہوجائے
دل تو اہی منتظری کو چہ جانان مین گیا
یہ تو آنا وہی دل مین مرے آنا ہوجائے
آئینہ شرم سے جب سامنے آئے نہ جلال

ملکہ نے مسکرا کر فرمایا مین کمبخت کو لے کی بیٹھنے والی ان شعر و سخن کو کیا جانون آپ کو تو کسی کا دیوان یاد ہی خطا کر کے یہ دلیری ابھی باہر کہلا بھیجون ملازم اگر تیر مارنے کی خطا پر سزا دین ہمارے مزاج مین رحم ہی اتنی بڑی خطا معاف کی بچہ آہو لیکر پالا آپنے اُسکو تیر مارا ہمنے اسکا خیال نہ کیا اب تلک پری نور الدہر نے شرما کر سر جھکا لیا کہا ای ملکۂ عالم گستاخی معاف فرمائیے دامن صبر دست استقلال سے چھوٹ گیا شیشہ دل بدعت سنگ محبت سے ٹوٹ گیا آفتاب جمال دیکھکر تاب نہ آئی ہم اپنی گستاخی پر نادم ہین سزا دیجیے مطلع مصنف زلف کو سونگھ لیا اتنی خطا میری ہی + بیڑیان پاؤن مین ڈالو یہ سزا میری ہی + دیگر اشعار

عشق سودا جنونم باز دامن گیر شد
ہمت یاران کہ دل را کار از تدبیر شد
مژدہ دہ باد صبا از ما بارباب نشاط
کز فراق وبدن روئے جوانی پیر شد

رشتۂ سودا نایم در پائے من زنجیر شد
بس بحیرانی نہادم روئے بر دیوار غم
گز سر شک ماز مین ہند چون کشمیر شد
شب گرد بر وم باغبان از دل تنگ جرس

قطرۂ خون بود دل در سینہ ام آب شد
پیکر من ثانی آئینہ رخ تصویر شد
شد جنان کوتاہ عمر عافیت در دور ما
ہر کہ پہلویم نشست از نالہ ام دلگیر شد

نیست امید رہائی تا بہ فرد رستخیز   خاک غربت ہر کرا در عہد دامنگیر شد   ملکہ مسکراتی ہوئی بارہ دری مین مسند
پر آکر بیٹھ گئی کنیزون نے کہا حضور یہ صبح کو در قلعہ پر فساد برپا کر چکے ہین عقلاے کوہی انھین کے ہاتھ سے مارا گیا
یہ خبر سنی ہی کہ مقتاح تیغزن آپکے چچا جان کے یہ مہمان ہین اہالیان شہر مین چرچے ہو رہے ہین انکا اب ٹھہرانا
بہتر نہین ہی ملکہ نے گھبرا کر پوچھا کیون صاحب یہ کیا معرکہ ہوا اب تو مجھے دریافت کرنا واجب و لازم ہوا ہمارے
چچا جان کے آپ کسوجہ سے مہمان ہوے نام نامی مقام سکونت سے بھی آگاہ فرمایئے حال مفصل معلوم ہوا ایسا نہو ہم اہالیان
عقلاے کوہی تلاش کرتے ہوے یہان آئین یہ اشعار عشق آمیز جو آپنے پڑھے ہین ان باتون سے آگاہ نہین ہون
مجھ بدنصیب سے محبت کرنا بالکل بیکار ہی خدا اُسکو غارت کرے جسنے بندگان خدا کے قتل کی تدبیر کی چالیس جوانان
صف شکن شاہزادے اپنے شہر کے رئیس بچارے قتل ہوے اس پہاڑ کو کون اُٹھا سکے گا باباجان صاحب نے
خود پہلوان زبردست اور ساتھ لیے جب وہ پہاڑ نہ اُٹھا تب غیرون کے لیے شرط قرار دی گئی پس مجھ بدنصیب کے
سامنے جو آپنے یہ اشعار پڑھے ہین پڑھی لکھی ہون بخوبی سمجھ گئی کہ آپ عاشق ہوے نورالدہر نے قبضہ پر ہاتھ
ڈال کر فرمایا ای ملکہ عالم وہ کوئی نامرد ہونگے اپنے کو دار پر کھنچوا دیا لڑ بھڑ کے مرتے اُس قتل کرنے والے کو قتل کرتے
اگر وصل تمھارا اُس شرط پر موقوف ہی تو ابھی جاتے ہین انشاء اللہ بحول قوت الٰہی اس بار عظیم کو اُٹھاتے ہین اگر
قضا لیکر آئی ہی زمرہ عاشقان ثابت قدم مین ہمارا بھی نام لکھا جائیگا لیکن اپنے کشتہ تیغ ابرو کا خیال رہے
گا ہے ماہے مزار غریبان پر قدم رنجہ فرمایئے گا روح کو شاد کیجیے گا جو بھولے سے کبھی ہچکی آئے نام لیکر یاد کیجیے گا
یہ کہکر شہزادہ قبضہ پر ہاتھ ڈالکر اُٹھا ملکہ نے جلدی سے دامن تھام لیا آنکھون مین آنسو بھر کر کہا حضور تامل فرمایئے
ہمنے نام و نشان پوچھا اُسکا جواب نہ ملا شرط ادا کرنے پر آمادہ ہو گئے اُس بار عظیم کا اُٹھانا کیا آسان ہی ذرا اور
ٹھہر جایئے نام و نسب بتایئے وقت بیقراری نام لیکر دل کو قرار دینگے نورالدہر بیٹھ گئے فرمایا ای ملکہ عالم نام
ہمارا مثل آفتاب عالمتاب تمام عالم مین روشن ہی مرجع عالم ہمارا مسکن ہی نام سنا ہوگا زلزلۂ قاف ثانی
سلیمان مین انکا پوتا ہون نورالدہر بن بدیع الزمان نانا ہمارے گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان دیو شش
ہشت سو ملک کے حاکم خداے زمرد شاہ باختری کے ناظم مادر مہربان ملکہ گوہر ملک مسکن و ماوا ہمارا
قلعۂ کعبہ سنجان و ماخر جاگیر بر سر کوہ عقیق گلزار سلیمانی سلیمان عنبرین موے کوہی کے ہاتھ سے زخمی ہو
اسرار الملک آئے مقتاح تیغزن جری بہادر صف شکن بہ محبت اُٹھا لایا ہم اُسکے ممنون و مشکور ہین اسطرف
برائے شکار آئے تمھارے دام زلف عنبرین مین گرفتار ہوے اب رہائی غیر ممکن بس اب ہمکو رخصت فرمایئے

جاکر شرط کو پورا کرین باطمینان آنکر بٹھین برات آراستہ کرکے طرف کوہ عقیق کے لیے چلین ملکہ یہ سنکر بے اختیار
رونے لگی فرمایا ای شہریار عالیوقار اُس شرط کو کیا اپنے کھیل سمجھا ہو وہ بار عظیم ہو وہ جو لوگ آئے بڑے بڑے
پہلوانان نامی و نامآور ہزارون کے افسر تھے آپ کا غم مجھکو زندہ نہ چھوڑیگا ابھی یہ کیفیت ہی نظم

از عشق تو در سینہ چہ غمہا کہ ندیدیم
در راہ تو از گریہ چہ گلہا کہ نچیدیم
از گریہ ز دوری تو چون شیشۂ پری
سر تا بقدم خون شدہ از دیدہ چکیدیم
غم نیست کہ دل را غم سینہ چو خبر نیست
ہر چند ازین واقعہ گفتیم و شنیدیم
ہر کس کہ در غمکدہ کردند مسیحا
مستانہ و مردانہ گرفتیم و کشیدیم
صد زخم ز نیش خار چو گل خوردیم و آخر
چون غنچہ بتن پیرہن صبر دریدیم
مخفی نہ گرفتیم عبث دامن غم را
جان دادہ غم دوست ز ایام خریدیم
دیگر تشنۂ بادۂ عشقم ز دل آسان نرود
بلکہ این تشنہ ز دل با تو دم جان نرود
گل سود آتو از سر جفای نشود
جوہر تیغ نمایندان سوہان نرود
از پریشانی دل جمع نگردد ہرگز
ہر کہ از سلسلۂ عشق پریشان نرود
از دل غمزدہ جز نالہ تراوش نکند
اشک بیواسطہ از دیدۂ گریان نرود
غنچۂ گلشن یعقوب نگردد خندان
تا نسیم سحر از مصر بہ کنعان نرود
خط کہ افتاد پے حسن تو دارد غمضے
خضر بیہودہ پے چشمۂ حیوان نرود

ہماری زندگی کی صورت بتاتے جایئے کیا کہکے دلکو سمجھائینگے شب ہجر کیونکر کٹے گی کون سمجھائیگا دل کو کیونکر بہلائین
ابھی سے بیقراری ہی نور الدہر نے اشک گہر رنگ جو صدف چشم ملکہ سے جاری تھے دامن سے پاک کیے فرمایا
ملکہ دعا کرو کہ یہ خوف ٹلجائے پروردگار قوت ایسی عطا کرے کہ شرط پوری ہو سوار کرکے تمکو برسر کوہ عقیق
لیچلین جو مقدمہ شرط ہے ہم اُسمین تامل کرنا کیا ضرور ہی ملکہ تم نگھبراؤ مین انشاءاللہ ابھی واپس آتا ہون
ہر چند نور الدہر نے بہت سمجھایا نگار سمن بر کے چشمہ چشم سے قلزم محیط موج زن دامن تھامے ہوے
رورہی ہی ہچکی لگ گئی چہرہ سرخ ہوگیا آنکھین اُبل آئین بات نہین کرسکتی نور الدہر نے سر سینے سے لگالیا
فرمایا ملکہ جو اسقدر بیقرار ہوگی خیال ادہر بٹے گا ہمارے زور بازو مین فرق آئیگا یہ کہکر شاہزادہ اٹھا ملکہ
روتی ہوئی ساتھ جب در باغ پر پہونچی یہ پشت مرکب پر سوار ہوے ملکہ نے رکاب سے آنکھین ملین
کہا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی برای خدا آبرو بچایئے اُس تالاب کمبخت پر نہ جایئے جہان سے اپنی جان سے
صحیح و سالم رہیے خیر کبھی ملاقات بھی ہوجائیگی وہین کے نگہبانان جنکو ملازمان جہیز قرار دیا ہی وہی پکڑکر
دار پر کھینچ دیتے ہین مفتاح کوہی نے یہ دام پھیلایا وہ بار نہ اٹھیگا نور الدہر نے خدا حافظ کہکر دامن
چھوڑایا گھوڑے کو بڑھایا یہ حریق آتش اشتیاق غریق لجۂ فراق ذبیح خنجر ابروے خمدار دام گیسوئی کو گرفتار

تڑپ کے رہگئی نورالدہر صحرا مین آئے خدمتگار و بیلیے وغیرہ ڈھونڈھ رہے تھے اُنھون نے شاہزادے کو عجب
حال پر ملال مین دیکھا چہرہ زرد ٹھنڈھی سانسین بھرتے ہوے مبہوت لب پر مہر سکوت سب حیران ہوگئے کہ
کہ شاہزادے پر کیا گذری خدمتگار واقف کار کا ہاتھ تھام لیا طرف شہر کے چلے خدمتگار نے راہ مین پوچھا
کیون شہریار اب شکار سے دل سیر ہوا فرمایا ہمکو اُس تالاب پر لیچلو خدمتگار رونے لگا کہا وہان جانا بہتر
نہین ہے مفتاح کو ہی پر گالی چڑھتی ہے نورالدہر نے کہا تم فقط مقام ہمکو بتلا دو زیادہ نہ سمجھاؤ شاہزادہ
شہر مین آیا گلی کوچے کو طے کرکے سنگ بجر جرات قریب تالاب کے پہونچا دیکھا عمارتین بہت سی بنی ہوئی ہین
گوشہ تالاب پر ایک نقارہ کلان ہے نورالدہر جب نقارہ کی جانب چلے سپاہیون نے دور سے آواز دی او
شخص ادھر کہان جاتا ہے یہ نقارہ شرطی ہے اسکو نہ بجانا شاہ کا گنہگار ہوگا دیکھ کیا ضرور ہے نورالدہر نے کسی کا
کہنا نہ سُنا پلٹ کر آگی جانب نہ دیکھا چوب اُٹھا کر نقارہ پر اس زور سے لگائی کہ نقارے کے دو ٹکڑے ہوے
اہالیان شہر گوش بر آواز رہتے ہین ہر گلی کوچے مین ہلڑ ہوا کوئی اور عاشق آیا یہان ملکہ نے بیقرار ہوکے
ایک کنیز کو عقب مین شاہزادے کے روانہ کردیا تھا ملکہ جو بیقرار ہوتی تھی بلک بلک کے روتی تھی کنیزین
کہتی تھین حضور وہ نادان سنین مین ہین شرط سنکر جی چھوٹ گیا بھاگ کر کہین چھپین گے یکایک نقارے
کی آواز کان مین آئی ملکہ نے کہا لو صاحبو اس شیر نے جاکر نقارہ بجایا برائے خدا ایک کنیز اور جائے میری طرف سے
اُنکو سمجھائے سپاہیون کو لاکھ دو لاکھ دیکر راضی کرینگے ابھی تک خیر ہے ہاتھی کو ہاتھ نہ لگانا یہان چند عرصہ
مین ہزارہا اہالیان شہر کا جماؤ ہوگیا کمیدان اُٹھکر قریب شاہزادے آیا بھولی بھولی صورت دیکھکر بیقرار
ہوگیا کہا ای جوان بھاگ جا ہم مشہور کردینگے ایک مرد دیوانہ تھا نقارہ توڑکر چلا گیا ہمکو تیرے حال پر رحم
آتا ہے مہاجن شہر کے بیتاب ہوکر کہتے تھے ای ماہ آسمان حسن ہم سپاہیون کو روپیہ دیکر راضی کرینگے ہماری
دُکان مین چلکر چھپ رہ شاہزادہ سب کو جواب دیتا ہے صاحبو کیا ہم چور ہین جو تمھارے گھر مین چھپین
شرط پوری کرینگے بار نہ اُٹھیگا اپنی جان دینگے ہمنے سمجھکے چوب لگائی ہے آپ لوگ کیون گھبراتے ہین ہم
خدا کی عنایت سے اُٹھائینگے جب تو کمیدان نے کہا یارو یہ جوان سخن ناشنو ہے اب اسکو دولہا بناؤ شاہزادہ
خود اُنکے ساتھ حمام مین آیا ملازم موجود تھے اُنھون نے بڑے اعزاز و اکرام سے نہلانا شروع کیا یہان قریب
تالاب اتنے عرصہ مین میلا جم گیا خدمتگار روتا ہوا بخدمت مفتاح تیغزن پہونچا یہ اپنے قصر مین بیٹھا ہوا گھبرا
رہا تھا کہتا تھا ابھی تک میرا مہمان واپس ہوکر شکارگاہ سے نہین آیا راہ مین کسی سے جھگڑا نہوا ہو اُسکو

شعلہ مزاج ہی حقیقت یہ ہی کہ دون کے سرکا تاج ہی ذرا سی بات مین بگڑتا ہی ہوا سے لڑتا ہی کہ خدمتگار سامنے
سے روتا ہوا آیا عرض کی ای شہریار غضب ہوا وہ جوان آپکا مہمان کنارے تالاب کے پہونچا اس زور سے
چوب لگائی نقارہ ٹوٹ گیا اب حمام مین لے گئے ہین بس یہ سنکر مفتاح تیغزن اٹھا گھوڑے پر سوار ہوا روتا
ہوا چلا ساتھ والون سے کہتا ہی یارو بڑا غضب ہوا مین نے جسکے واسطے خدمت کی اُس زخم مہلک سے صحت
دی کہ یہ اپنے لشکر مین جائیگا دربار مین صاحبقران کے میرا بھی ذکر آئیگا وہ صرف و مصارف سب بیکار ہوا مین نہین
معلوم تالاب کا نشان کسنے بتایا ملکہ کو اسنے کہان دیکھا وہ ہاتھی تو رستم سے بھی نہ اُٹھیگا ہاتھی ہی یا پہاڑ ہی
میری تقدیر کا لکھا ہی یہ کہتا ہوا بر سر تالاب آیا اتنے عرصہ مین میلا جم گیا امیر رئیس مہاجن سب جمع مین پوچھا
وہ جوان کہان ہی لوگون نے کہا جامہ خانے مین لے گئے ہین اب دولھا بنا رہے ہین مفتاح نے کہا مین ہرگز
دولھا نہ بنانے دونگا ہاتھی نہ اٹھانے دونگا چونکہ قلعہ دار ہی سب اسکا پاس کرتے ہین سپاہی سوار دوڑکر
حاضر ہوے کہا ای افسر ہم خود چاہتے ہین یہ جوان بھاگ جاے وہ نہین مانتا خوشی خوشی مہندی لگا رہا ہی جانتا ہی
دولھا بنکے شادی کرینگے یہ نہین واقف کہ جان جائیگی مفتاح اُسوقت اندر آیا شاہزادے کے ہاتھ
پانؤن مین مہندی لگا رہے ہین کارگزار اپنا رنگ جما رہے ہین مفتاح نے کہا ای شہریار آپ نے یہ کیا کیا کسنے
یہان کا راستہ بتایا مجھ بدنصیب کو بدنام کیا یہ کیا انجام ہوا چلیے اٹھیے مین سبکو سمجھا لونگا نورالدہر نے کہا
ہم شرط پوری کرینگے ای برادر یہ تو شرط عام ہی اسمین کیا تردد اگر ہاتھی اٹھایا شادی ہوئی ورنہ تمکو قتل کا اختیار ہی
مفتاح تیغزن نے منھ پیٹ لیا کہا حضور انسان پہاڑ کو اٹھا سکتا ہی تو پہلوانون نے ملکر اٹھایا جنبش
نہین ہوئی تب اُس ظالم سفاک نے شرط مقرر کی ایسا وہ ہاتھی نہین ہی جسکو آپ اٹھائینگے اور جسکے عشق مین
آپ مبہوت ہین اُسکو کہان دیکھا نورالدہر نے کہا ہم باغ نگارین مین گئے تھے ملکہ سے وعدہ کرکے آئے ہین اگر شرط
نہ پوری کی پھر کیا منھ دکھائینگے مردان عالم مین مطعون ہو جائینگے معشوق کی نگاہ مین گرکر دل سے اتر جائینگے
مفتاح نے کہا حضور مین [illegible] نورالدہر نے کہا تم ہمارے محسن جان بخش ہو اس مقدمے مین خلل
نہ ڈالو اس شرط کے نہ کرنے مین بڑی بدنامی ہی اتنے عرصہ مین ملازمون نے لاکر سر پر پیاری سہرا باندھ دیا
خلعت پہنایا دولھا بنے ہوے جامہ خانے سے باہر نکلے مفتاح تیغزن پیچھے پیچھے روتا ہوا چلا آتا ہی سپاہیون
کے سامنے ہاتھ جوڑ رہا ہی یارو میری آبرو بچاؤ اس جوان کو سمجھاؤ کمیدان رسالدار نے کہا ای پہلوان دوران
آپکی کچھ منت و خوشامد کی ضرورت نہین ہی ہم سب خود بھی چاہتے ہین کہ انکی جان بچے ہم سب حاضر ہین آپ خود

سنبھالے مفتاح آگے بڑھا دامن تھام لیا کہا اے شہریار برائے خدا اپنے کو سنبھالیے اب آپ کہاں جاتے ہین وہ س
قنات کے اندر ہاتھی رکھا ہی سامنے چالیس قبرین بنی ہوئی ہین اپنے زمانے کے رستم و اسفندیار تھے یہان آپکا ہو
تہ بار نہ اٹھا انھین سپاہیون نے سر کاٹ لیا مفتاح نے حکم دیا یہ لوگ ہمارے داماد مشہور ہوئے بہ احتیاط انکو دف
کردو دیکھیے قبرون پہ کیا حسرت برستی ہی بقول مرزا محمد رضا صاحب برق فرد ابر رحمت اگر نہین اے برق بیکسی
پہ برستی ہی + یہ چالیسون جوانان ماہرو خوش رو خوشخو کس ذلت سے مارے گئے آجتک قبرون سے دھوئین نکلتے
آتش عشق سے استخوان جلتے ہین مفت مین جان گنوائی جوانی برباد ہوئی گھر لٹا قبر آباد ہوئی معشوق سر کش
نے بھی نہ پوچھا کون مرا کون قتل ہوا البتہ معشوق عاشق کش پر عاشق ہونا سراسر عقل کے خلاف ہی ابھی تک
انتظام میرے ہاتھ مین ہی یہ سب میرے قبضے مین ہین یہ سب میرے تابعدار ہین جب قنات ہٹی ہاتھی کو ہاتھ لگا
پھر کوئی میرا کہنا نہ مانیگا نور الدہر نے کہا اے دوست صادق اے محب واثق اب نہ سمجھاؤ پانی سر سے گذر چکا نقارہ بجا
سب مین مشہور ہوا یہ جوان عاشق ملکہ نگار سمن بر ہی اب جان ہی دینا بہتر ہی ہمارے دوست ہو ہمارے لیے دعا کرو
مفتاح کو بھی سر جھکا کر ایک طرف کھڑا ہوا رو رہا ہی سب خاموش ہوئے نور الدہر نے آکر قنات کو ہٹایا دیکھا اک
ہاتھی لوہے کا کھڑا ہوا ہی کاریگرون نے روغن پھیرا ہی صاف ظاہر ہوتا ہی اصلی ہاتھی ماتھا رنگا ہوا کھڑا ہوا ہی نور الد
نے کہا اسطرف اسکو ہٹا کر لاؤ دست بستہ کہا جو ہم اٹھانے کے لائق ہوتے یہ لاکھون روپیہ کا جہیز و معشوق خوبرو نصیب
کرتے مصباح کو بھی کے داماد مشہور ہوتے نور الدہر گھوڑے سے اترے اب ہزار جوان ہمراہ ہین سوار پیدل کمیدان
رسالدار جمعدار صفین کھینچے ہوئے کھڑے ہین ایک جانب دار بھی استادہ ہی جلاد بھی موجود ہو گئے اسباب جہیز نکلوایا گیا
اونٹون پر لدوایا صندوق پٹارے سب سامان جہیز مہیا ہی چاندی سونیکے چھپر کھٹ مسہریان پلنگ چاندی کے اور
سونیکے برتن تانبے کی دیگین مٹکے چینی کے ظروف کوئی شی ایسی نہین ہی کہ نہو جانتے ہین کہ یہ اسباب کسی کو لیجانا آج تک
نصیب نہین ہوا کوٹھون سے نکالا ہی پھر اسی طرح بند کر دینگے ناظر بجکانے شملے باندھے ہوئے اونچی کمرین بندھی ہوئین
کوڑے ہاتھ مین لیے ٹہل رہے ہین وہان ملکہ کو کنیزون نے خبر دی شاہزادہ دولہا بنکر قریب ہاتھی کے موجود ہی دو
پر کھڑی بیٹھ رہی ہی چاہتی ہی اپنے کو کوٹھے سے گرادون کنیزین خاموش آپس مین کہتی ہین یہ مسافر ملکہ کو بہت
بھا گیا ایک کہتی ہی وہ جوان بھی ایسا ہی ہی لیکن کمبخت جان دینے آیا تھا جب تو ملکہ اپنے ہوش مین نہین ہی
ایک ایک کے آگے ملکہ ہاتھ جوڑتی ہی اسے صاحبو جا کر میرے سر کی قسم دو انکو سمجھاؤ کہنا ملکہ منع کرتی ہین یہان
نور الدہر ہاتھی کو دیکھ کر گھوڑے سے اترے افسرون سے کہا بھائیو ہم دو رکعت نماز پڑھ لین سب نے کہا اگر آپ کو

کچھ فائدہ ہو بسم اللہ کون منع کرتا ہی دو رکعت نہین چار رکعت پڑھیے نور الدہر نے دو رکعت نماز حاجت ادا کی
ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھا دیے پکار اُٹھے شعر شاہا کریمی و رحیمی و غفور + دست دگیر کہ درماندہ دلی بال
و پریم + ای رحیم و کریم ای قوی و توانا بازوؤن مین قوت عطا فرمانا اس بار کو بآسانی اُٹھاؤن اپنے معشوقہ
تک پہونچ جاؤن تیرے نزدیک سب آسان ہی اِس بار کی کیا حقیقت ہی سوائے تیرے اسوقت کس سے
عرض کرون اِدھر تو شاہزادے نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا باب اجابت وا تھا نماز پڑھکر اُٹھا دامن
گردان کے آستینین چڑھائین دیکھنے والے دیکھ رہے ہین کاریگرون نے شکم مین فیل کے دو موٹھین اُٹھانیکے
واسطے بنا دی ہین کہ اُٹھانے والا ہاتھ ڈال کے اُٹھائے نور الدہر نے بسم اللہ کہکر اُن موٹھون پر ہاتھ ڈالا
نعرہ شیرانہ کرکے زور کیا پہلے زور مین جنبش ہوئی دوسرے زور مین زمین چھوڑائی تیسرے زور مین اُٹھا لیا
سات قدم شاہزادہ آیا واہ واہ کے غل کی جو آواز ہوئی ہزارون آدمی چیخنے لگا اہالیان شہر کے ہوش اڑ گئے
کہتے ہین ایک بیٹے نے پہاڑ اُٹھایا اِس ہنگامہ کی آواز وہان تک پہونچی ملکہ نے چاہا اپنے کو قصر سے گرا دون
کنیزون نے پکڑ لیا کہا مفصل خبر لاؤ کیا معرکہ گذرا ایک کنیز واسطے خبر کے گئی یہان وہ وقت ہی کہ شاہزادے نے
وہ باز عظیم اُٹھایا سات قدم پر لاکر اُسکو رکھدیا کنیز اسوقت پہونچی کہ یہان سب نے اطاعت کی ہی کمیدان سالار
کہہ رہے ہین ہم آپ کے ساتھ ہین آپنے بیشک شرط پوری کی برات آراستہ کرکے چلیے دولھن کو سوار کر لیجیے
اب آپکو اختیار ہی ہزار ہا اہالیان شہر بھی ہمراہ ہو گئے مفتاح تیغزن خاموش کہ مین اب کیا کرون اگر
منع کرتا ہون کل اہالیان شہر و افسران فوج بوجہ انصاف اُس شخص کی جانب ہو گئے یہ سب فساد برپا کرینگے
اگر نہ روکون مصباح ایسا آتشخو شعلہ مزاج حاکم کر گیا ہی انھین لوگون سے برائے مقابلہ سفر دور و دراز اختیار
کیا پہلوان زبردست ہی کچھ فیل نہ لائے محل نہ جائے کہ غیر شخص کو تمنے کیون قریب شہر جانے دیا اسی خیال مین یہ بھی
ساتھ ہی زبان سے کچھ نہین کہتا لیکن انتہا کا بیتاب دل ہی دل مین پیچ و تاب یہان سامان برات آراستہ
ہو گیا نقارے بجے شہنا نواز سہرے گانے لگے فرد دہ بلبلون کی آواز آتی صدا + وہ گانا کہ اچھا بنا لاڈلا + شاہزادہ
گھوڑے پر سوار بہاری سہرا بندھا ہوا پھولون کے سہرے پر سہرہ زرتار ہاتھ پاؤن مین مہندی لگی ہوئی
کنگنا ہاتھ مین بندھا ہوا روپیہ لٹتا ہوا شہدے پکار رہے ہین کہ ارے دلتون کا مال رکھا ہوا لیے جاتا ہی
جان دینے کو اور بچے نرے اُٹھانے کو یہ کون آیا روپے کے جھڑاٹے پڑ رہے ہین اس دھوم دھام سے
برات جاتی ہی برانا متصدی فرد فہرست اسباب ہاتھ مین قریب مرکب آکر عرض کرتا ہی حضور یہ فہرست

ملاحظہ کر لین اسباب پر اپنا قبضہ کیجیے نور الدہر نے فرمایا ابھی ہم کسی شی پر قبضہ نہین کرتے جو جسکے پاس ہر
وہی ذمے دار ہی سب صاحبون کو حکم پہونچا دیجیے آپکو سمجھانا پڑیگا لالہ صاحب پلٹ گئے مرزنت مردہے کے سب
کو حکم پہونچا دیا کہ کل چیزون پر اپنا اپنا قبضہ رکھو دولہا صاحب ابھی نہین سمجھتے کوئی اُنکے ساتھ کارگزار نہین ہی
سب خاموش ہورہے کئی ہزار روپیہ جو لٹانیکا تھا وہ لٹا یا گیا خواص پلٹی ملکہ کو جو حالت بیقراری مین دیکھا
دوڑی ہوئی آتی ہر وہین سے غل مچاتی ہوئی حضور مبارک ہو برات آپہونچی سب شہر والے اُنکے ساتھ ہوگئے ہین
مفتاح تیغزن جل رہا ہر منھ پھلائے ہوئے چلا آتا ہر میان بھی تیاری کیجیے فرش بچھوائیے ساتھ والیون
نے مبارک مبارک جو کہنا شروع کیا ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا ادے کمبختو چپ رہو بات تو
پوچھنے دو ہان بوا سوسن ہاتھی کا تو حال بیان کرو سوسن نے کہا حضور وہ ہاتھی یا تو گوشے مین کھڑا تھا
اب کنارے پر تالاب کے رکھا ہی جسکا جی چاہے جا کر دیکھ آوے دولہا میان کیسر سامنے اُٹھا کر لائے ماشاءاللہ
تیور پر بل نہین آیا چلنے کی تیاری کیجیے برات ٹھہرانے کا ارادہ نہین ہی اسی وقت رخصت ہوگی یہ تو خبر طلبہ برات
باغ مین داخل ہوا روشن چوکی کی آواز آئی ملکہ نے پردہ اُٹھا کر دیکھا آگے آگے دولہا پیٹھ پر تمام سامان برات
نوبت نقارے بجتے ہوئے افسران فوج رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے شاہزادہ مسکرا مسکرا کر سبکو جواب دیتا جاتا ہر
اب تو کنیزون نے داخل کیا واری برات آپہونچی اپنی قدیم کھلائی کو ضرور ساتھ لیجایے گا یہ بڑھیا کہان ٹھوکرین
کھائیگی غنچہ دہن دوڑی یا خاموش تھی اب زبان کھولی کہتی ہر واری مین نیچ نواسی کو بھی اپنی چھوڑ اپنے حضور
کے ساتھ ضرور چلین گے شمشاد آکھڑی ہوئی نرگس نے بھی آنکھین نکالین شمع رخسار چلی باغ مین داخل ہی کہ برات
لیکر نور الدہر پہونچے محافہ بھی جسمین ملا ہر دروازے پر لگا دیا جب شاہزادہ دامن گردان کر اندر باغ کے
چلا تب مفتاح تیغزن تلوار کھینچکر بیچ دروازے مین آکھڑا ہوا نور الدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کیون
ای پہلوان وہ ہان کیا ارادہ ہر ہم سبطرح موجود ہین شرط ہمنے پوری کی مفتاح قدمون سے لپٹ گیا
عرض کی ای شمع دودمان صاحبقرانی ای چراغ بزم کشورستانی غلام کے تو آپ جان بخش ہین میری کیا مجال
جو اس مقدمے مین دخل دون مین تو پروانہ شمع جمال حضور ہون انصاف کیجیے مین سراسر بقصور ہون
آج کل مالک شہر نہین ہر آپنے بڑی شد و مد سے شرط پوری کی تمام اہالیان انصاف آپ کے ہمراہ ہین سپاہی
شریک ہوگئے لیکن یہ کل بار میری گردن پر ہر مجھکو بدنامی سے بچائیے ابھی اندر نہ جائیے ملکہ نے سنا کہ مفتاح
تیغزن بیچ مین شعلہ خوئی دکھاتا ہر شاہزادے کو اندر نہین آنے دیتا خواصون نے کوسنا شروع کیا صاحب

کوئی مفتاح کا قتل کرنے والا نہین ہی چالیس جوان بےخطا قتل کیے کسی نے دخل نہ دیا اب جو شرط پوری ہوئی تو اپنا گلا کاٹتے ہین ملکہ پائنچے سنبھالے سوار ہونے کو تیار تھین اب رک گئین آنکھون مین آنسو بھر کر سوسن سے کہا ارے انکو نہ آیا نتک تو بلالے پوچھون کیا جھگڑا ہی خدا کے واسطے کسی سے لڑین نہین وہ غریب الوطن یکہ و تنہا یہان مسٹنڈے سے کوہی جمع ہین نور الدہر نے مفتاح کے قریب آکر کہا ای پہلوان تیرا ہمپر احسان ہی بطور انصاف جو کچھ کہو ہم بدل و جان اُسکو قبول کرین مفتاح نے کہا مین ہر طرح تابعدار ہون نور الدہر نے کہا ناموس کو تو اپنے اب ہم نہ چھوڑینگے اگر آمادہ جنگ ہو ہم امید نیام سے لو ورنہ ہٹ جاؤ ہم ملکہ کو سوار کرائین مفتاح نے کہا مین صرف اتنا چاہتا ہون کہ حضور باغ مین نہ جائین ملکہ کے جمال بے مثال پر نگاہ نہ ڈالین شرط آپنے بصد جرأت و شوکت اسطرح ادا کی کہ تمام اہالیان شہر گواہ ہین افسرون نے حلقہ اطاعت آپ کا کان مین ڈالا خیر خواہ آپ کے ہمراہ ہی آمین کیا کہہ سکتا ہون اگر وہ خود یہان موجود ہوتے وہ بھی آپ کے زور و طاقت کا اعتراف کرتے لیکن چونکہ وہ یہان موجود نہین ہین ملکہ کو آپ سوار کرالین محافہ پر میرا قبضہ رہے مین اک عرضی روانہ کرتا ہون اُسکا نمکخوار ہون اگر اُسنے لکھا کہ لڑو آپ سے کیا لڑونگا سر کاٹکر قدم پر ڈالدونگا اگر اُسنے لکھا شرط پوری ہوگئی لیجائے مین بھی غلامی مین حاضر ہون ہمیشہ زیر قدوم میمنت لزوم رہونگا جہان اور ہزار ہا ملازم نمکخوار ہین ایک یہ بھی حقیر جان نثار دربارون مین در دولت کے منسوب رہیگا نور الدہر نے فرمایا تم ہمارے محسن و جان بخش ہو جسطرح کہو ہمیں قبول ہی اگر یہ جرأت ای بہادر تمام عالم ایک طرف ہو تو اپنی ہی کرین ہزار تلوارین کھینچ جائین تو منھ نہ پھیرین آرے سر پر چلین تو سر ہلائین یہ فرما کر شاہزادہ ہٹ آیا مفتاح نے فوراً عرضی لکھی شتر سوار کو دی کہا لشکر مین خداوند لقا کے جاؤ ہاتھ مین اپنے افسر کے دینا شتر سوار عرضی مفتاح لیکر چلا یہان ملکہ محافے مین خوشی خوشی سوار ہوئین ملازمان مفتاح نے چہار جانب سے محافہ گھیر لیا مفتاح نے پایہ محافے کے ہاتھ رکھا اسی طرح برات سجی سجائی چلی یہی قول ہی کہ میرا قبضہ رہے آئندہ مالک کو اختیار ہی مین حضور ہی کا خیرخواہ ہون مطیع بھی ہو چکا آپ کے مذہب کا اعتقاد ہوا ہو کلمہ داستان مصباح کوہی کے بیان ہوتے ہین کہ یہ بعد قطع منازل و طی مراحل لشکر لقا مین پہونچا سلیمان عنبرین موے کوہی استقبال کرکے لے گیا مجمل حال اسکا گذارش ہوتا ہی کہ اُسنے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان کارزار مین آیا صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین مصباح بھی میدان مین نکلا ادھر سے بہرام گرد بن خاقان چین نے مقابلہ کیا بہرام زخمی ہوا چار جرار نکلے مصباح کے ہاتھ سے زخم دار ہوے اسی طرح اُسنے چار میدان داریان کین پانچوین شب کو بجھنیار کے

کہا ملک جی حمزہ کے بہت پہلوان ہین فرداً فرداً کہانتک لڑونگا کل میرا ارادہ ہی کہ حمزہ کو للکارون بختیارک نے
کہا خبردار ای مصباح کوہی کلید فتح و ظفر حمزہ کے ہاتھہ مین ہی اُس سے مقابلہ نہ کرنا وہ کشندۂ دیوان قاف ہی
مشکین باندھکر لیجائیگا مصباح بہت جھلایا کہا جب بس شیطان سے بات کرو ایسی بیہودہ باتین کرتا ہی
گویا حمزہ کے چار ہاتھہ ہین مین چاہتا ہون جلد لڑائی فتح کرون قدرت کو تابہ باخبر ہو بجاؤن طرۂ بیغمبری
یون بختیارک نے کہا اِس ہوس مین بہت سے مارے گئے قدرت کے مزاج سے آپ آگاہ نہین کبھی تواہ کبھی
ماشہ حمزہ آنکا سپہ سالار قدرت ہی اُسکی ذلت گوارا نہ کرینگے نہین معلوم تمہارے واسطے کیا ہو ہم سچی بات کہتے ہین ہمکو
جو امعلوم ہوتا ہی مصباح نے نہ مانا طبل جنگی بجوایا بوقت سحر میدان کارزار مین آیا بعد سلحشوری آواز دی کہ
صاحبقران زمان کا مشتاق ہون امیر نے فرمایا میدان کو قرق کرو گھوڑے سے کود ے بادشاہ نے تخت بڑھایا آگے
بڑھکر صاحبقران نے سلام کیا سب سردار قدمون سے لپٹ گئے عرض کی سب غلامان جان نثار حاضر ہین
صاحبقران نے فرمایا میرے قانون مین فرق آئیگا آپ لوگ واقف ہو کر ایسا فرماتے ہین سات برس کے سن سے
جہاد پر کمر باندھی عنایت سے پروردگار کی کافر کو پشت نہین دکھائی جامہ کلاہ عفریت مرحمت ہوا اکتش کرکے
عادی کو دیا آپ پشت اشقر پر سوار ہوے شعبان خنجر گزار نے رکاب پر ہاتھہ رکھا ملحوظ خاطر ناظرین رہے
کہ جواہر بن عمرو برائے تلاش شاہزادہ نور الدہر گیا ہوا ہی اسوجہ سے شعبان ہمراہ رکاب صاحبقران ہوا
مرکب طرارہ بھر کے چلا مصباح کوہی دیکھہ رہا ہی کہ آفتاب آسمان عربستان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان بصد شوکت
وشان نمایان ہوے گرد اسیر کا پکڑ کر جا پڑا او جھڑ مین سپر کی گرد برد ہو گیا سات قدم اسکا گھنڈا آٹھ قدم اشقر
دیوزاد ہٹا مصبلح جمال جہان آرائے صاحبقران کو دیکھکر دنگ ہو گیا کہا یا امیر یا لو قرآنہے قدرت کو بڑے
بڑے ملال ہو بجائے قدرت کی رحم دلی کہ غضب اپنا نازل نہین کرتے چلیے مین خطا معاف کرادون ورنہ میرے
ہاتھہ سے بچنا محال ہی آپ نے نمونہ جنگ مابدولت کا دیکھا بیس پہلوان آپ کے زخمی کرچکا آج آپکی باری ہی یہ سنکر
صاحبقران نے فرمایا یہ میدان کارزار ہی اپنے خداوند کا حال نہ پوچھیے اگر تم لوگون کی چشم بینا ہوتی ایسے کندہ ناتراش
کا ساتھہ ہوتے باخبر سے بھاگتا ہوا نا بہ کوہستان آیا بڑے بڑے پہلوان آئے لڑے بھڑے مقابلے پڑے تمہارے ہاتھ سے
بھی خدا ہمکو بچائیگا مصبلح نے غصے مین آکر کہا او حمزہ قدرت کو ایسا کلمہ سخت کہتا ہی زبان سنان نیزہ مین چھید
لونگا زبان درازی کی سزا دونگا صاحبقران نے نیزے کو نیزے کی تھان پر لیا نیزہ چلنے لگا سترھوین طعن
مین صاحبقران نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے ہاتھہ تلوار کا مارا صاحبقران نے بارٹھہ بچا کر کلائی پر ہاتھہ ڈالدیا اُسنے

گریبان مین ہاتھ ڈالا گھوڑا اور گینڈا اسپ بٹ کے بھل زمین پر بیٹھ گئے دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی ٹھیک دوپہر کا وقت تھا مصباح کوہی ہانپ رہا ہی کانپ رہا ہی دونون لشکر نگران بختیارک کہتا ہی کیون ای سلیمان دیکھو تمہارے بھائی صاحب پر کیا گذر رہی ہی اپنی جان سے بیزار ہین الجھا الجھ کے لڑ رہے ہین پہر دو پہر مین حمزہ زیر کر لیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ اک شتر سوار اونٹ کو دوڑائے ہوے آتا ہی مصباح کو مشغول جنگ دیکھکر کو دیڑا پکار کر آواز دی ای پہلوان دوران مین قلعہ نگارستان سے آپکے بھائی مفتاح کا نامہ لیکر آیا ہون پہلے اسکو ملاحظہ فرمائیے پھر مقابلہ کیجیے صاحبقران نے مصباح کو چھوڑ دیا فرمایا ای پہلوان دوران تمہارے ملک سے نامہ آیا ہی پہلے اسکو پڑھ لو کوئی تو ایسی ضرورت ہی کہ شتر سوار نے سر میدان کاغذ دیا صاحبقران چھوڑ کر الگ ہوے منھ پھیر لیا اس خیال سے کہ کسی کی تحریر دیکھنا کیا ضرور ہی خلاف تہذیب عقل کا قصور ہی مصباح نے نامہ کھولا پڑھتا جاتا ہی چہرے پر غصہ ہاتھ پائون مین رعشہ زبان سے یہ کہتا ہی واہ واہ یہ شرط کو سپون کے واسطے مقرر کی تھی یار لیے مسلمانان اُس طفل کی شامت آئی ہی سارا نامہ پڑھکے غصہ مین پھاڑ ڈالا سپر شمشیر اُٹھائی گینڈے پر سوار ہوا پلٹ کر صاحبقران سے کہا آپ اپنے لشکر مین جائیے مجھے اک کار ضروری درپیش ہی اسوجہ سے پس و پیش ہی پلٹ کر آپ سے سمجھونگا مجھکو بڑی ضرورت ہی صاحبقران نے کہا بسم اللہ سمجھنے کا حال تو آپکا دل خوب جانتا ہوگا مصباح نے کچھ جواب نہ دیا گینڈے کو بڑھا کر چلا لشکر اسکا الگ ہوا سپہ سالار وغیرہ گھوڑے دوڑائے اور پکارتے ہوے چلے کہ آقائے نامدار آپ کہان تشریف لیے جاتے ہین ملازمون کو تو ہمراہ لیجیے یہ حال دیکھکر بختیارک تو بیچین ہو گیا ہر ایک سے پوچھتا ہی تمہارے آقا کہان جاتے ہین حمزہ سے لڑتے لڑتے نوک دم بھاگے اُسکے لشکر والے جواب دیتے ہین ملک جی ہمکو نہین معلوم جب صدہا سوار پیدل یہی کہتے ہوے بڑھ گئے اسرار کوہی اسکا عیار پیچھے تھا بختیارک نے اسکا دامن پکڑ لیا کہا میان عیار صاحب ٹھہر جائیے بتلائیے تو کیا قلعہ پر کوئی حریف چڑھ آیا ہی قلعہ نگارستان لٹ گیا ہمنے تو دور سے دیکھا قریب ہونے پر دریافت کیے نہ جانے دیتے لیکن نامے مین کچھ اچھا مضمون نہ تھا غصے مین چاک کر ڈالا کچھ ابر و پر بنی ہی اسرار نے کہا ملک جی آپ شیطان درگاہ خداوندی ہین غیب کی خبر بھی آپ کو ملتی ہوگی مین اُنکا عیار ہون لیکن مین نہین سمجھتا نہین معلوم کیا امر کہ گذرا شاید کوئی قلعہ پر چڑھ آیا ہوگا ہمارے آقا کا کوئی حریف نہین ہی سب اُنسے دبتے ہین کبھی کوئی قلعہ نگارستان پر چڑھکر نہین آیا اُنھون نے جا کر اکثر قلعہ جات فتح کیے بختیارک نے کہا کوئی بیٹی جوان اُنکی شہر مین ہی یا نہین اسرار کوہی نے کہا اس سے کیا مطلب بختیارک نے کہا جو پوچھین تم وہ بتاؤ ہمسے بات نہ چھپاؤ اسوقت کوئی سانحہ عظیم گذرا بڑے غصے مین

گئے ہین ہم بھی انکی مدد کو چلین یہ کہکر بختیارک نے کہا اے سلیمان عنبرین مو سے کوہی تمہارے بھائی صاحب پر
کوئی وقت پڑا شہر مین کچھ غدر ہوا چاہکر خبر لو قدرت بھی چلین گے اسطور سے بختیارک نے کہا سلیمان عنبرین مو کو
کوہی مع فوج چلا بختیارک نے ترغیب دی لقا نے بھی تخت بڑھایا تمام سجانی باختری مشتری حصاری ساتھ
ہوئے تتق گرد ملبند کئی سو لونت نقارے بجتے ہوئے تمام صحرا پر غبار لشکر لقا کا چلنا صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آندھی
سیاہ اٹھی جنگلون مین اندھیرا چھا گیا کچھار مین شیرون کا کلیجہ تھرا گیا یہان صاحبقران پلٹ کر خدمت مین
بادشاہ کی آئے سب سردارون نے کہا اے شہریار یہ کیا معرکہ گزرا الٹے لڑتے کہان بھاگ گیا صاحبقران نے
فرمایا اسکو بھاگنا نہین کہتے ہین اسکے ملک سے نامہ آیا نہین معلوم ہمین کیا لکھا تھا چاہکر اسکو پھینکدیا مجھسے کہا
مین جاتا ہون پلٹ کر آپ سے سمجھونگا مین نے روکنا مناسب نہ جانا کہ اسکو کوئی کار ضروری ہوگا ہرکارون نے
عرض کی کہ حضور لقا بھی مع لشکر گیا اب صاحبقران کو تردد ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھے مگر بیچین بیقرار فرماتے ہین
کہ اے آقا اے دارائے ہند یہ معاملہ کیونکر دریافت ہو یہ سب کہان گئے یہ ذکر تھا کہ جواہر بن عمرو پسینے پسینے آگر
سیوبہا بعد دعا کے عرض کی کہ اے شہریار جلد سوار ہو جیسے نورالدہر پر بہت بڑی چڑھائی ہے مین دیکھکر آیا ہون ملک
مین صباح کوہی کے جاکر کوئی شرط تھی وہ پوری کی اسکی بیٹی کو لیکر آتے ہین دولہا بنے ہوے یہ ساری لشکرکشی
اسکی شاہزادے پر ہے جیسے ہی یہ جواہر نے خبر کہی سب سے بیشتر ہزبر بیشۂ کلنگان صاحب سطوت گران حیف فکن
وصف طہماس بن عنقویل دیو پرور عاشق صادق شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان اٹھا شہبرنگ
بن عمرو کو ساتھ لیا اب تو سردارون کا تانتا بندھ گیا صمدران ماہ منظر دراج درّ درگوش اشکاغش
کشیدہ رو رزہاب خان و محسن خان وغیرہ سب پہلے پہونچے بعد ان سبھون کے دارائے ہند لندھور بن سعدان
و مالک وغیرہ صاحبقران زمان خود اٹھے بادشاہ بھی سوار ہوئے یہان شاہزادہ نورالدہر دولہا بنے ہوے
روشن چوکی بجتی ہوئی مفتاح تیغزن پائے پر محافے کے ہاتھ رکھے ہوے دیکھا کہ پہلے گرد اڑی اک جوان
دیو خصال کو دیکھا گردان مست پر سوار سترہ سو من کا عمود طرار کاندھے پر پشت پر چار سو سردار ہزارہا پیدل سوار
یکجانب سے عیار طرار خنجر گزار طہماس نے آتے ہی مفتاح کا ہاتھ پکڑ کے جھٹکا مارا کہا ہماری شاہزادی کے
محافے کے پاس سے ہٹ جاؤ شہبرنگ بن عمرو نے پردہ اٹھاکر مسہری کے اندر ڈالا کہا حضور مین دولہا
میان کا عیار ہون ناحق کا قصہ ہے وزیرزادی میرا حصہ ہے غنچہ دہن وزیرزادی جو پہلو مین تھی اسنے
سر پر میان شہبرنگ کے اک چپت ماری کہا او موئے صحرائی کے بچے اپنی صورت تو دیکھ یہان آ بیسین قیصر طلک

چلنے لگا ہم اسیان مفتاح دبے جاتے ہین کسی نے چھپر کھٹ پر قبضہ کیا کوئی برابر مسہری کے ہو بیٹھا مفتاح نے کہا
ای شہریار دیکھیے تلوار چلا چاہتی ہی طہماس بھرا ہوا ہی کہتا ہی ہماری شاہزادی کے محافے کے پاس سے ہٹجاؤ تم لوگ
کون ہو ہم زبانی جواہر کے سنکر آئے ہین کہ ملکہ کو شرط مین جیت لائے ہین مفتاح غل مچاتا ہی نور الدہر نے طہماس
وغیرہ کو منع کیا فرمایا کہ ای طہماس یہ ہمارا جان بخش ہی اُسنے ہمارا علاج کیا ہی دو مہینے اسی کے مکان مین رہے ہے
اسی کی رائے پر کاربند ہو اسباب کی فہرست لے لو محافے پر قبضہ نہ کرو جب نور الدہر نے سمجھایا سرداران نور الدہر
رُکے ورنہ امادہ تھے کہ مار کر ڈالدینگے سمجھے تھے ہمارے آقا کو اکیلا جانکر دبا ڈالا ہی نور الدہر نے کہا کہ ای شیران دشت
نبرد ہمنے تم سبکی آنکھین دیکھی ہین تمھاری صحبت مین رہتے ہین سب ہاتھ باندھنے لگے کہ آقا آپ ہی کے تصدق سے
ہماری جرأت ہمت ہی خدا آپ کو سلامت رکھے مفتاح ان سردارون کو دیکھکر حیران ہو رہا ہی کہ یہ سب اسی شیر کے
ملازم ہین میری کیا حقیقت ہی لیکن دعائین مانگ رہا ہی کہ ای رب بے نیاز اب مجھکو قدمون سے اس شاہزادے کے
دور نہ کرنا اس گلشن سرداران مین مین بھی لسون ملازم نور الدہر مشہور ہون خاموش ایک جانب کھڑا ہی نور الدہر نے
منع بھی کیا لیکن سردارون نے کل اشیا پر قبضہ کر لیا کہ صحرا سے گرد اُٹھی مصباح کوہی مثل شعلہ جوالہ گینڈے کو اُڑائے
ہوے آتا ہی نور الدہر کو جو دو لٹاتے ہوئے دیکھا کہ اسباب جہیز ہمراہ ہی جل گیا گینڈے کو ٹھکرا کر میدان مین آیا للکار کر
آواز دی او پسر حمزہ مین نے یہ شرط واسطے کوہیون کے مقرر کی تھی تو نے میرے شہر مین جا کر فساد برپا کیا ملکہ غنچہ دہن سے
باتین کر رہی تھین کہتی تھین کہ غنچہ دہن تو پردہ اُٹھا کر دیکھ تو شاہزادے کے ہزارون ملازم ہین کیا کیا سرداران نامی
ہین شہرنگ انکا عیار ہی تجھپر عاشق ہوا غنچہ دہن کہتی ہی فوج واری ہین تو اُس سے لوٹا بھی نہ اُٹھواؤنگی لنگوٹے کی صورت
تو دیکھو موش صحرائی کا بچہ معلوم ہوتا ہی ملکہ نے کہا ای غنچہ دہن تم واقف نہین ہو مین کتابون مین تمکو دکھا دونگی یہ فرزندان
عمرو سب عیارون کے افسر ہین فرزندان صاحبقران کے بھائی کہلاتے ہین بڑے نام عیار ہین جان لشکر صاحبقران نامدار ہین
یہ ذکر تھا کہ مصباح کوہی کے نعرے کی آواز جو آئی ملکہ نے کہا لو غضب ہوا وہ جلاد کہتا ہوا آتا ہی کہ مین شرط کو کبھی نہ مانونگا
غنچہ دہن مین تو زندہ پلٹ کر نہ جاؤنگی خنجر مار لونگی دیکھو شاہزادیکو مقابلے مین بلاتا ہی غنچہ دہن نے کہا واری وہ کیا کسی سے
کم ہین خیال تو کیجیے مصباح کوہی نے آٹھ سیلوانون کو ساتھ لیکر ہاتھی کو اُٹھایا اُنسے نہ اُٹھا ماشاء اللہ انھون نے اکیلے اُٹھایا
زور مین بھی غالب ہین ملازم انکے بڑے بڑے کھڑے ہین وہ لنگوٹے کی گردن توڑینگے بھلا زندہ چھوڑینگے لیکن مصباح کوہی نے
میدان مین گینڈا دوڑایا نور الدہر کا نام لیکر پکارا طہماس نے چاہا جاؤن نور الدہر نے کہا ای طہماس ہمارے واسطے حقارت ہی
وہ جانیگا ان سیلوانون کے بھروسے پر یہ حرکت کی ہمارے سر کی قسم تامل کرو مین جا کر جواب دیتا ہون طہماس کا نور الدہر نے کمر کٹ بٹھایا

ملکہ نے کہا لو غنچہ دہن غضب ہوا بڑی شاہزادی کے مزاج میں جہالت ہے خود ہی مقابلے کو جاتی ہیں ملازموں کو سر کی قسم دیکر روکا دیا
ہے قد کا جوان نہ مانتا تھا غنچہ دہن نے کہا خدا کو یاد کیجیے نور الدہر نے گھوڑے کو دوڑایا بہاری سہرا سر پہ لپیٹ لیا کنگنا مثل
ستارۂ سحری کلائی میں بندھا ہوا رومال منھ پر رکھے ہوئے مصباح کو جھک کر سلام کیا مصباح نے کہا او نبیرۂ حمزہ تو نے میرے
شہر میں جا کر فساد برپا کیا قبضہ پہ ہاتھ رکھ مفتاح کی شمع حیات گل کر دونگا ساری آتش افروزی اسی کی ہے اپنے گھر میں رکھا دشمن
کا علاج کیا سب خبریں میں سن چکا نور الدہر نے کہا حضور یہ کیا خفا ہے داماد پر آپ تلوار کھینچتے ہیں ابھی تو جیسے اب سے ملاقات
بھی نہیں پڑا روٹی کپڑا نہ دو دن تو گنہگار اگر مجھے قتل کیجیے گا بیٹی کو بیوہ ہونیکا کچھ غم نہو گا مشہور ہوگا بیٹی دیکر داماد کو قتل کیا
آپ کے مذہب میں بھی داماد کا لحاظ کرتے ہونگے نور الدہر یہ آشتی کلام کر رہے ہیں مصباح ہر مرتبہ قبضہ پر ہاتھ رکھکر کہتا ہے بس زیادہ
باتیں نہ بنا مقابلہ کر نور الدہر کہتے ہیں میں بزرگ پر ہاتھ نہ اٹھاؤنگا اگر شاید آپ میرے ہاتھ سے زخمی ہو تو ملکہ عالم کو کیا منھ دکھاؤنگا
فرمائینگی محل سے باہر جاؤ میرے باپ کیوں لڑے پھر میں رات کو کہاں رہونگا تنہائی کی خفا ہونگی یہاں مصباح جانتا ہے
مجھسے دب گیا اور زیادہ بلبلا رہا ہے تلوار کھینچے کھڑا ہے کہ دوسری گرد عظیم بلند ہوئی سلیمان عنبرین مو سے کوہی چار لاکھ
فوج سے آیا زمرد شاہ باختری تیس لاکھ فوج سے پہونچا نور الدہر نے کہا اب تمہارے حمایتی آگئے ان سے کہو حکم دو اسباب
جہیز لوٹ لیں ملکہ کو نہ جانے دونگا وہ اب میرا ناموس ہے بختیارک نے جو یہ ہنگامہ دیکھا ناچنے لگا پکار کر آواز دی میاں
مصباح سبحان اللہ جوان بیٹی کو گھر میں چھوڑ آئے ہم تو چار چار رنڈیاں نوکر رکھتے ہیں وہ بیچاری کہاں تک صبر کرے
کیا داماد ملا ہے حسین خوبصورت صاحب شوکت و لیاقت کیوں غصہ کرتے ہو صاحبقران کے سمدھی کہلاؤگے بیٹی کی سسرال
میں رہنا جب کوئی تم سے مقابلہ کرے کہنا اپنے داماد کو بھیجوں اب اپنی آبرو بچاؤ وہ جوان سچ کہتا ہے کیا روٹی کپڑا نہیں
ملا ابھی کوئی رات بھی تو نہیں گذری شاہزادہ نور الدہر خدا انکو سلامت رکھے ہیں تو آپ محتاجوں کا دعاگو ہوں دولہن
مبارک ہو سینڈیاں ہمیں بھی کھلوائیےگا شربت پلائی میں شریک ہونگے وہاں آپ کی شادی کی ہم محروم رہے یہاں دوبارہ
صحبت ہو لطف ہماری معرفت بلوائیے گا کھانیکا انتظام بھی میں کرونگا برات بڑی دھوم سے بیاہیں گے افسوس جہیز
بہت کم ملا کیا اقرار نہ کیا تھا حسب و نسب میں بھی آپ بہتر ہیں بیٹی والے جھکتی کو ہی آپ فرزند بدیع الزمان گرد لشکر شکن
جو لقا کی بیٹی جہان افروز کو نکال لے گئے تھے یہ جو بختیارک نے ہار مچایا مصباح گالیاں دینے لگا کہا ابے او
شیطان تجھسے کون باتیں کرتا ہے بختیارک نے کہا غصہ نہ کیجیے ہم بیٹے والوں کی طرف میں لڑ لڑکے جہیز لینگے کس دن گھر پہ
برات اتاروگے مصباح جھلا رہا ہے کبھی بختیارک کو گالیاں دیتا ہے کبھی نور الدہر سے کہتا ہے اے جوان قبضے پہ ہاتھ رکھ
فوج لقا خلل مور و ملخ جمع ہو گئی کہ صحرا سے گرد اٹھی بلند ہوئی بن سعد ان و صاحبقران زمان بادشاہ عالیشان

بصد شوکت وشان آکر پہونچے صاحبقران نے دور سے دیکھا نور الدہر سہرا باندھے ہوئے سر جھکائے ہوئے کھڑا ہی مصباح کوہی
بلبلا رہا ہی اب جو فوجین بحسب آئین طبل سکندری پر چوب پڑی نقارخانہ سلیمانی گڑگڑایا غنچہ دہن نے کہا لیجیے مبارک انکے دادا
جان آگئے جلیبین دیکھیے پرے کے پرے جمے ہوئے چلے آتے ہین صاحبقران گھوڑے کو اڑا کر قریب مصباح کوہی آئے پہلے تو نور الدہر
کو جھڑکا صاحبقران کے مزاج مین بھی مضحکہ ہی فصیح شاعر کہا کیون ای نور نظر یہ کیا حرکت کی ای مصباح یہ لڑکا نہایت نالائق ہی کر
تمھاری بیٹی کو نکال لایا میرے مزاج مین انصاف ہی مفصل حال بیان کرو مین کان پکڑ کے اسکا تمھارے ساتھ کردونگا یہ کیسی
شادی کہ ماں باپ کو خبر نہین برات لے آئے جہیز کسنے دیا یہ سامان کیونکر مہیا ہوا مصباح نے جھلا کر کہا یا صاحبقران مینے
شرط مقرر کی تھی جو فیل آہنی کو اٹھائے اسکے ساتھ شادی کرون چالیس جوان حسین عاشق ہوکر آئے فیل نہ اٹھا سکے مینے
انکو قتل کیا لیکن یہ شرط کوہی سونچ کے واسطے مقرر کی تھی آپ لوگ مسلمان ہین مین اس شرط کے ادا کرنے کو نہ مانونگا محافہ مع جہیز
پھیر کر لیجاؤنگا امیر نے فرمایا کیون ای نور الدہر وہ اشتہار شرط کہان ہی دیکھین اسمین قید مذہب بھی درج ہی یا شرط عام ہی
نور الدہر نے جیب سے نکال کر اشتہار دیا صاحبقران نے پڑھا اسمین مذہب غیر مذہب کا ذکر بھی نہ تھا جب تو صاحبقران نے
فرمایا کیون ای مصباح تم اپنا زور و قوت دکھاتے ہو تلوار کھینچکر داماد کو ڈراتے ہو کیا یہ پیشہ پایہ کچھ کار رکھتا ہی بھی نور الدہر
معلوم ہوتا ہی انکو ہیون مین یہی شرط ہوگی کہ جب سر پر غالب ہو تب اسکی بیٹی پائے جیسے ہوسکے مقابلہ کرو نہ
پھیر دو صاحبقران زمان نے جو یہ فرمایا نور الدہر نے گھوڑا چمکایا قبضہ تیغہ خاراشگاف پر ہاتھ ڈالا کہا ای مصباح وار کر
دادا جان آپ ہٹ جائیے مین اسسے سمجھ لونگا آپ کے تصدق سے یہ بھی شرط پوری کردونگا اب جو نور الدہر نے گھوڑا چمکایا تیور بدلی
پڑا تیغہ برق مثال چمکا مصباح کوہی گھبرایا آمد مین فوجون کی دن بھی کم رہگیا تھا مصباح نے کہا ای نور الدہر جا کر
طبل جنگی بجوا دو دن اب قلیل باقی ہی صبح کو میرے تمھارے مقابلہ ہوگا لیکن یا صاحبقران یہ انصاف کیجیے محافہ میرے قبضے مین ہے
ادھر صاحبقران سمجھے کہ یہ جان بچاتا ہی فرمایا تم پلٹ جاؤ انکو ہم پھیر لیجائینگے ملکہ کی اب صورت نہ دیکھوگے اگر تم غصہ مین قتل
کر ڈالو تو ہم کیا کرین اسی صحرا مین بارگاہ استادہ ہوتی ہی نور الدہر کو وہان نہ جانے دینگے ہمارے سردارونکا چوکی پہرہ رہیگا مرد کیسے
ناظر بچہ لانے بھی اندر نہ جائینگے مستورات کا انتظام رہیگا جب تمسے فیصلہ ہوجائیگا تب ہمکو اختیار ہی اول تو ہم عقد کرینگے بدون عقد
و نکاح ہمارے مذہب مین [illegible] ناجائز ہین مصباح کوہی جھلاتا ہوا پلٹا صاحبقران نے نور الدہر کو ساتھ لیا مصباح
نے پلٹ کر مفتاح سے کہا ای پدر تم کیون انکے ساتھ کھڑے ہو سارا فساد پیدا کیا شرط پوری کی اپنے گھر مین زخمی کو رکھا اگر
تم علاج نہ کرتے تڑپ تڑپ کے مرجاتا یہ خرابی کاہیکو ہوتی اب چلے آؤ مین کل صبح کو میدان مین قیامت برپا کرونگا مجھے
دختر کا نہ جانے دونگا مفتاح نے قدمون کو صاحبقران کے بوسہ دیکر کہا حضور کلمہ طیبہ ارشاد فرمائیے اپنا غلام حلقہ بگوش

بنائیے مین نے لقا پر لعنت کی مین اس شیر کا تابعدار ہون شرف کونین حاصل ہوا نورالدہر نے صاحبقران سے سفارش کی کہا
ای حیدر عالی تبار اس جوان نے اپنا لاکھون روپیہ میرے واسطے صرف کیا مین اسکا ممنون و مشکور ہون صاحبقران نے
مقتاح کو گلے سے لگا لیا فرمایا ای مقتاح تمھارا ہم سب پر احسان ہے پھر مقتاح قدمون سے لپٹ گیا صاحبقران نے کلمہ
طیبہ زبان سے ارشاد فرمایا مقتاح تیغ زن کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا مصباح کو جواب دیا تو نامرد ہے مجھے اپنے
پاس کہان بلاتا ہے مین نے لقا پر لعنت کی چالیس جوانون کو قتل کیا اب جو شرط پوری ہوئی فیل مچاتے ہو صاحبقران
زمان کے انصاف کے تصدق ورنہ بموجب تمھاری شرط کے مالک ہو چکے مگر فرماتے ہین کہ ہم نورالدہر کو خیمہ مین لگارسمن بر
کے نہ جانے دینگے مصباح غصے مین پلٹا اسی صحرا مین بارگاہ لقا بھی استادہ ہوئی جب یہ بارگاہ لقا مین آیا بختیارک
نے پھر چلانا شروع کیا کہا میان مصباح یہ کیا کیا اب کل کیا ہوگا نورالدہر پر غالب نہ آؤگے وہ تمھاری مشکین
باندھکر لیجائیگا تم کیا سوچے ہو مصباح نے کہا ملک جی رگڑکے مار ڈالونگا بختیارک نے کہا یہ خیال خام تصور ناتمام ہے
نورالدہر وہ بلاے روزگار ہے خداوند جو ہمارے بیٹھے ہین انکی کمر مین ہاتھ ڈالکے میدان قلعہ مرصع حصار مین اٹھا لیا کئی
سو کوس تک چرخ دیتا ہوا لیگیا طہماس ایسے جوان کو گنبد دھڑکا کر دیا تم تو طہماس کے بھی ہم نبرد نہین ہو طہماس
ایسا ایسا لڑا دو بیٹے صاحبقران کے قتل کیے فرخ شہسوار قلندر کو زرائل پر مار از برآذر کوہ شیرویہ کو قتل کیا لیکن
تمھارے داماد صاحب نے اگر زیر کر لیا اس دن سے پروانہ شمع جمال نورالدہر مشہور ہین اس شیر سے مقابلہ کرنا تمھاری عقل
کا قصور ہے کوئی تدبیر کرو یا رات ہی رات اپنے شہر کو چلے جاؤ بہتر حسب تمھاری بگڑی الجھی ایسی طرح بختیارک نے
سمجھایا مصباح کو ہی کے بھی خیال مین آیا کہ اگر مین زیر ہوا نہین معلوم کیا قیامت ہوگی کہا پھر ملک جی مین
کیا کرون کوئی صلاح معقول بتاؤ بختیارک نے کہا یہ تمھارا عیار اسرار کوہی کس کام کا ہے اس سے کہو رات کو
جاکر نورالدہر کو پکڑ لاوے لاتے ہی قتل کر ڈالو بیٹی کو بھی جبروا اسکا نا جوان لوگون پر غالب ہوا ملک سے مطلب نکلا جرأت
مین یہ سب یکتا ہین اسرار کو بلاؤ دباؤ ڈالو روپیہ کا لالچ دو یہ بھی کہو اگر نورالدہر کو نہ لاؤگے قتل کرونگا اپنی
جان کے خوف سے جائیگا آج صحرا مین ہنگامہ بھی ہے انتظام معقول نہین ہوا کیا عجب ہے کہ نتیجہ قابض ہو مصباح کی
بھی عقل مین آیا اسرار عیار کو بلایا ڈرایا دھمکایا لالچ دیا کہا جاکر نورالدہر کو پکڑ لا پھر رات گئے اسرار کوہی بانئے
عیاری سے آراستہ ہوکر طرف لشکر صاحبقران کے چلا بصورت فقیر بے پیر لشکر مین آیا صحرا مین آکر لشکر فرودکش
ہوا ہے دور دور خیمے استادہ ہین صاحبقران نے لشکر بارگاہ سلیمانی مین خاطر سے نورالدہر کے شام ہی سے دربار
برخاست کر دیا کہ یہ منزلون کے تھکے ماندے آئے ہین مگر منع کر دیا کہ خیمے مین ملکہ لگار سمن بر کے نہ جانا نورالدہر نے

سرجھکا لیا کچھ جواب نہ دیگا طرف اپنی بارگاہ گوہر نگار کے چلے اسرار نے دیکھا پہچان کر پیچھا کیا ایک خدمتگار پیچھے پیچھے
جاتا تھا اسرار نے کہا بابا مین بھوکا ہون خدمتگار نے پلٹ کر پیسا دیا اسرار کوہی نے خدمتگار کو حباب بیہوشی مار کر
بیہوش کیا اسکو تو کنارے ڈالدیا آپ خدمتگار کی شکل بنکر ساتھ ہولیا جب شاہزادہ بارگاہ مین آیا جمعدار نے چار خدمتگار
واسطے چپی کے چھانٹے اسنے بھی قریب جاکر کہا حضور آج میری نوکری ہی جمعدار نے نام لکھ لیا شاہزادہ خاصہ کھاکر چھپر کھٹ
پر آیا سردار رخصت ہوئے لیکن شبرنگ ابن عمرو کے شاگردون نے خبر دی تھی کہ بختیارک و مصباح سے کچھ چپکے چپکے صلاح
ہوئی وہ خبر ہمکو نہین ملی شبرنگ کو خیال تھا پلنگ کے نیچے شاہزادے کے آکر لیٹ رہا جب شاہزادے نے آرام کیا اسرار
نے گلوریان کھلاکر تینون خدمتگارون کو بیہوش کیا چھپر کھٹ سے اُترا خنجر کھینچکر قریب آیا منظور ہی سر کاٹ لون کانٹے سے
دوشالا ہٹایا شبرنگ جو زیر پلنگ سو رہا تھا کھٹکا جو ہوا آنکھ کھل گئی دیکھا اک سیاہ پوش خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے
شاہزادیکو قتل کیا چاہتا ہی بدحواس ہوکر آواز دی او ناہنجار بدکردار تو کون ہی اسرار نے شبرنگ پر خنجر مارا شبرنگ کے
زخم ہوا سر و گردن کو بچایا ران پر پڑا تا باستخوان پہونچا اتنا منہ سے نکلا ای شہریار غلام نثار ہوا اسرار تو خنجر مار کر
شبرنگ کو بھاگا نورالدہر کی جو آنکھ کھلی دیکھا شبرنگ دریائے خون مین غوطے مار رہا ہی ایک سیاہ پوش پردہ اٹھاکے
نکلا اپنے یار وفادار کو اس حال پہ ملال مین دیکھکر نورالدہر کی آنکھون کے نیچے اندھیرا چھا گیا نعرہ کیا او بھیا کہان
جاتا ہی بخدا تو جہان جائیگا اپنے عیار کے خون کا بدلا لونگا زندہ نہ چھوڑونگا اسرار تو عیار تھا جست و خیز کرتا ہوا نکل گیا
باعث بیقراری نورالدہر یہ ہی کہ یہ سمجھے میرا عیار مارا گیا مرکب پر سوار ہوکر چلے نعرے کی جو شاہزادے کے آواز بلند
ہوئی الماس وغیرہ بیدار ہوئے آنکھین ملتے ہوئے نکلے دور ہی سے دیکھا شاہزادہ غصے مین گھوڑے پر کوڑے مارتا ہوا
بتعجیل چلا جاتا ہی دور اک سیاہ پوش معلوم ہوتا ہی اول جھنے آکر شبرنگ کو اٹھایا دیکھا بقدرت پروردگار یہ صحیح اور سالم ہی
زخم کو باندھا جب شبرنگ ہوشیار ہوا حال پوچھا شبرنگ نے کہا کوئی عیار تھا شاہزادے پر خنجر کھینچکر چلا مین نے
سینہ سپر کردیا ران پر خنجر پڑا آقا بچے اب اسکے پیچھے گئے ہین الماس وغیرہ بھی سوار ہو جستجو مین اپنے آقا کی چلے یہان مصباح
کوہی اپنے عیار کے انتظار مین دربار لقا مین بیٹھا ہی بختیارک کہہ رہا ہی اگر آپکا عیار نورالدہر کو گرفتار کرکے لائے فوراً
پردہ شب مین قتل کر ڈالیے گا یہ ذکر تھا کہ اسرار کوہی بدحواس بدن پر خون کی چھینٹین پڑی ہوئی خنجر برہنہ ہاتھ مین کلاہ
سر برہنہ دوڑا بھاگا ہوا آیا ایسا بدحواس تھا منہ سے بات نہ نکلتی تھی بختیارک نے کہا خیر تو ہی اتنا اسرار کوہی نے کہا مین نے
اسکو مار ڈالا لیکن زبان مین لکنت جوش عبرت مین کہتا ہی کچھ زبان سے اور کچھ نکلتا ہی مصباح نے کہا ای خیر خواہ کیون
گھبرایا ہوا ہی کیا نورالدہر کو مارا یہ بھی کہے جاتا ہی اسکو قتل کیا دیکھیے خنجر سے خون ٹپک رہا ہی بختیارک کہتا ہی نورالدہر

گو کیا مارتا کسی خادم خدمتگار کو مارا ہوگا خون سر پر ہیچیا کے سوار ہی زبان سے پوری بات نہیں نکلتی یہ کیا خاک عیاری کرینگے ہمارے یہان عیار سردار سب نامرد ہین فرزندان حمزہ سے دعوے کرتے ہین ناحق لڑنے پر مرتے ہین ارے کمبخت صاف صاف بیان کر یہ خوف کے مارے کانپ رہا ہی تھا کہ ایک پردہ بارگاہ کا اٹھا بختیارک نے دیکھا شاہزادہ نورالدہر ابن بدیع الزمان مع مرکب بارگاہ مین گھس آئے عیار کو جو کھڑے ہوئے دیکھا گھوڑے سے کود پڑے کہا کیون او نامرد تونے میرے عیار پر خنجر مارا اسرار نے جو نورالدہر کو قریب پایا اپنا دربار بھی ہی سمجھا میرا کوئی کیا کریگا نورالدہر پر خنجر پلٹ کر مارا نورالدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا خنجر چھین کے پھینکا ایک طمانچہ مارا اسرار عیار کا سر اڑ گیا نورالدہر نے سر اٹھا کر شکاربند سے باندھا مصباح نے جو یہ معرکہ دیکھا تھرا گیا بختیارک نے کہا اے مصباح تمھاری جرأت پر لعنت ہی تمھارے سامنے عیار کا سر کاٹ لیا شاہزادہ گھوڑے پر سوار بھی ہو چکا تمسے کچھ نہو سکا مصباح کو بھی غصہ آیا جب نورالدہر باہر جانے لگا لینا لینا کہکے اٹھا تمام کوہی تیار ہوئے شاہزادہ عین دربارگاہ پر گھرا تلوار چلنے لگی مصباح بھی نکلکر گینڈے پر سوار ہوا کہ طہماس وغیرہ بھی آگئے پہونچے سب نے سینے سپر کردیے مجمع کو ہیان مین لڑنے لگے طہماس کا ساطور چلا صد ہا کے سر اڑ گئے اُس مغلوبہ مین شاہزادے نے طہماس سے پوچھا اے برادر میرا عیار زندہ ہی طہماس نے کہا الحمد للہ صرف ران اسکی زخمی ہوئی مین زخم باندھکر آیا ہون اب نورالدہر بہ اطمینان لڑنے لگے لقا بھی سوار ہوا چہار جانب سے یہی غل تھا نورالدہر کو مار لو نورالدہر مصباح کی فکر مین ہر مرتبہ صف سے گھوڑا بڑھاتے ہین یہ ملعون ہٹتا ہی منہ پر نہین آتا بختیارک طعن کر رہا ہی واہ میان مصباح داماد کے سامنے سے بھاگتے ہو کیا بے غیرت ہو طبل جنگی بجوا کر میدان مین کیونکر لڑتے جو تدبیر ہمنے بتائی تمھاری تقدیر بُری تھی عیار بھی مارا گیا اب داماد کو قتل کرو کیون وعدہ کیا تھا انجام کا خیال نہ آیا بیٹی خوبصورت کیون گھر مین رکھی کیا عمدہ جوڑا ہی بہت عمدہ بچے ہونگے اول تو بیٹی پیدا ہی نہین ہوتی حمزہ کے چالیس پچاس محل ہین اٹھارہ فرزندان نامدار ایک ایک زبردست روزگار شیر شکار نامی و نامدار صرف دو بیٹیان ہین ایک ملکہ قریشہ سلطان نواسی شمیال بن شہرخ بادشاہ پریان بطن سے ملکہ آسمان پری کے دختر دیگر ہمشیرہ شاہزادہ بدیع الزمان جنھون نے چار فرزندان گنجاب کی مشکین باندھین اگر بیٹی ہی ہی تو فخر مردان عالم محترم محتشم اسکا فرزند اسد نامدار برائے فتاحی طلسم ہوشربا گیا ہی تمھارے یہان بھی نواسہ ہوگا ملک ملک لڑتا پھریگا مشہور ہوگا مصباح کو ہی کا نواسہ فتاح ملک فلان سنکے کیسے خوش ہوگے ناحق کو لڑتے ہو داماد کے قدمون پر گر پڑو بڑے نام ہونگے نیک انجام ہونگے ایسا بختیارک نے مصباح کو گھبرا دیا کہ بیچارا نامرد بہت شرمایا نورالدہر پر جا پڑا کہا او شیطان دیکھا بھی سر کاٹ کے لاتا ہون تمھاری دلی کا مزا چکھاتا ہون قریب نورالدہر پہونچکر ہاتھ تلوار کا مارا

نور الدہر کو منظور ہے اسکو زندہ گرفتار کرو سامنے ملکہ کے لیچلو ہر چند عاشق صادق ہے باپ کے مرنے کا ضرور رنج ہوگا یہ سوچکے مرکب بڑھایا کہ زیر بغل وار اسکا گا نٹھون کلائی مروڑ کے تلوار چھین لون وہان پر موشخانہ تھا مرکب نے سکندری کھائی سپر سر سے ہٹی سر شاہزادے کا زخمی ہوا غش آنے لگا ہر چند سنبھلے مگر بقول شخصے سر کی چوٹ بائین ہاتھ سے زخم سر کو پکڑا بمشکل وار کیا اُسنے وار کو خالی دیا لگان مین سر جھکا مصباح نے چاہا سر کاٹ لون پہلو سے دھڑوکے کی شیر کے آواز آئی نعرہ ہوا او نامرد کیا کرتا ہے زخمداری مین آنا پروانہ کر نامنم ہزبر بیشہ کا ننگان طہماس بن عنقویل دیو پرور اسقدر طہماس گھبرایا تھا کہ گنبد سے کود پڑا سر آگے کر دیا مصباح نے تیغہ مارا طہماس نے سر چرایا تیغہ اُسکا خالی گیا طہماس نے جھٹک دونون پیر گنبد کے تھام کے زور کیا مصباح کو بھی کو لے اُٹھا اور اٹھا کر چرخ دیا مصباح کو بھی کود کر الگ ہوا طہماس نے گنبد ازمین پر مارا استخوان کر گدن ریزہ ریزہ ہوگئے مصباح نے پشت پر سے طہماس کو ہاتھ مارا طہماس پلٹ کر لپٹ پڑا کولے پر لادکے دے مارا دھم سے لٹھے کا لٹھا گرا طہماس نے چھاتی پر چڑھ کے ایک ہاتھ زیر سر ایک ٹھوڑی پر چرخ دیکر ہکہ مارا مع نرخرا گردن گھسیٹ لی لاشہ مصباح تڑپا کوہیون مین غریو برپا ہوا صاحبقران زمان بھی آکر پہونچے لقانے بھی شکست فاش کھائی بھاگ کر باغ مینا مین گھس گیا سردارون نے چاہا پھاٹک توڑ کر گھسجائین خندق آج لاشون سے پٹ گیا لقا دوہائی دینے لگا صاحبقران زمان نے سردارون کو روکا تلوار کو نیام انتقام مین کیا سب تلوارین نیام مین ہوگئین صاحبقران سب سردارون کو ہمراہ لیکر بفتح وظفر واپس ہوے نور الدہر انتہا کے زخمی تھے ہوادار پر سوار ہوکے آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے لقانے ایک نامہ بڑی شدومد کا افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کیون او بیحیا تو نے سرمست بدست ابلیس پرست کو بھیجا اُس مغرور نے ہمکو سجدہ بھی نہ کیا ہمنے اُسکو جہنم مین بھیجدیا کسی معقول ساحر کو جلد روانہ کر قدرت قلعہ بند ہین آج کل بہت دردمند ہین جلد کسی کو روانہ کرورنہ سبکو سنگ سیاہ کر دونگا نامہ اسی طور سے روانہ ہوا صاحبقران مصروف عیش ہین ان سب کا ذکر وقت و ساعت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان طلسم ہوشربا طبل جنگی بجوانا پلنگ خونریز کا اور افراسیاب کا جانا لشکر جمشید مین جا کر مارنا پلنگ کو و دیگر حالات بمقدمۂ شہنا نواز یعنی اپنا گلا کاٹ کر سبکو بچانا عجب حیرت انگیز بیان ہے حمسہ

قدرت خدا جو دیتا تو ہم کمال کرتے
کافر کا جی جلاتے بت پائمال کرتے

دیوار و در سے جا کر ناحق سوال کرتے
نالے کا بتکدے مین ہم کیا خیال کرتے

تنہا تھا کون کس سے اظہار حال کرتے

جو جی سے ہارے اُنکا کیون ہو خیال کرتے
موٹا امیر حمزہ کر عقد حلال کرتے

دعواے مہر اسپر پھر اگلے سال کرتے ۔ آتے ہی عید قربان خنجر کو لال کرتے
دنبے کے بدلے فربہ عاشق حلال کرتے

بوسون کا ہم نہ اسدم ہرگز سوال کرتے ۔ بے شبہ ضبط کرتے بیشک کمال کرتے
پردے کے پاس رہتے دل سے خیال کرتے ۔ ہنسکر کلام ہمسے یوسف جمال کرتے
کالون کو آشنا کے فرخندہ فال کرتے

کیا کہیے کیا ہی جوبن رخسار یار کا ہے ۔ گلزار مین بھی شہرہ رخ نگار کا ہے
مانند گل گریبان ٹکڑے ہزار کا ہے ۔ حسن شباب انکا موسم بہار کا ہے
بوٹا سا قد دکھاتے جسکو نہال کرتے

موزون کرینگے مصرع سو دل خراش شاعر ۔ اس راز کا کرینگے پردہ نہ فاش شاعر
مضمون بیخودی مین بندھجا کاش شاعر ۔ حیران کار ہوتے معنی تلاش شاعر
صورت جو تم دکھا کر محو جمال کرتے

ہر وقت کا ستم ہے ہر وقت کی جفا ہے ۔ آتی ہے سانس رک کر سینے مین دل خفا ہے
اک ایک آشنا سے ہردم یہ التجا ہے ۔ آزردہ دل سے جان ہے دل جان سے رکا ہے
تم درمیان مین پڑکر رفع ملال کرتے

دندان قریب لب مین موتی ہین یا عدن مین ۔ باریکیان ہین لاکھون عیار کے سخن مین
کیا منہ بحث جو کرتا کوئی اس انجمن مین ۔ منظور ہوتی ہمکو حجت جو اس دہن مین
اندیشے کو نہ سوجھین وہ احتمال کرتے

آنکھون سے ساتھ اسکے ہر اک پیادہ چلتا ۔ جو دیکھتا وہ اسکے تلوون سے آنکھین ملتا
انسان کا ذکر کیا ہے وحشی کا دل بہلتا ۔ ہودارزہ جو تیرے خالون کا جا نکلتا
قربان مشک نافے اسیر غزال کرتے

خورشید گر نہ ہوتا ہر گال اس حسین کا ۔ عنبر فشان گیسو رکھتے نہ پھیر جبین کا
روشن ہوا اسی سے سارا طبق زمین کا ۔ رخ یار کا نہ ہوتا گر چاند چودھوین کا
اندھیرا ابروون کے دونون ہلال کرتے

سرمہ لگاکے جادو دکھلاتی ہین وہ آنکھین
آفت ہین یہ نہ جانو شرماتی ہین وہ آنکھین
راتون کو نیند اڑاکر تڑپاتی ہین وہ آنکھین
سودازدہ سے اپنے بھر جاتی ہین وہ آنکھین
مجنون سے بھی ہین وحشت شہری غزال کرتے

پنہان ہی گیسوؤن مین گالون کا انکے جوبن
دنیا مین سب سے پنہان رہتے ہین پاکدامن
دیکھے نگاہ بد سے تا پھر نہ کوئی دشمن
ہوتا ہی یہ نقاب یوسف سے ہکو روشن
ناقص ہین آشکارا اپنا کمال کرتے

آتے اگر غزال ملک تتار و چینی
کامل سے چھوٹے کیونکر حسن نشانہ بینی
ہوتے شکار تیرے آنکھون کے وہ یقینی
ہمپایہ ہی دونالی بندوق سے وہ بینی
چہرون کا کام روے قاتل کے خال کرتے

آتے جو تم چمن مین بلبل کو داغ ہوتا
محنت سے باغبان کو بالکل فراغ ہوتا
شبو کا شب کو روشن ہر سو چراغ ہوتا
فصل بہار آتی سرسبز باغ ہوتا
ظاہر شگوفے اپنے اپنے نہال کرتے

تکتا ہی تمکو پیہم آئینہ سامنے سے
اٹھتا ہی شب کو بھی کم آئینہ سامنے سے
سرکالین کسطرح ہم آئینہ سامنے سے
ہٹتا نہین ہی اکدم آئینہ سامنے سے
اپنی طرف ہو تم بھی اب تو خیال کرتے

دشوار ہی لبون تک شکوہ کی بات آنی
پانی کو ہم سمجھتے صہباے ارغوانی
میری زبان نہین ہی آگاہ لن ترانی
کافی تھی بہر ستی ساقی کی مہربانی
دنیا جو دُرد بھی تو شکر زلال کرتے

ای اختلاج تجھسے اب ہون مین سخت عاری
کیا کیجیے کہ جس سے کم ہو یہ آہ و زاری
ہر وقت یہ تڑپنا یہ جوشش بیقراری
فرقت کی شب مین سنتا باتین جو دل ہماری
یادش بخیر ذکر رو رو ملال کرتے

کب دوڑ دھوپ تمکو بیکار چاہیے تھی
تکلیف آتے جاتے سو بار چاہیے تھی
پہلے سے فکر قبر بیمار چاہیے تھی
تربت پہ اپنی مشق رفتار چاہیے تھی

ہم پائمال ہوتے ہم پائمال کرتے

ہین بزبان زرکی کو الفت کے حرف آتش
کس رنج وغم سے مین نے کی عمر صرف آتش

گرمی سخن کی تیرے کرتی ہے برف آتش
ہے سے زیادہ پیدا کرتا وہ ظرف آتش

مٹی ہے جو میری صرف ظرف کلال کرتے

سابق مین تحریر ہوا کہ خواجہ عمرو نے شہنا پلنگ خونریز کو دی یہ بدل مطیع ہوا جوش محبت اسد نامدار مین شام کو امیر جوان نے
کہا اے ملکہ مہرخ میرے نام پر طبل جنگی بجوا لیجئے صبح کو جو میرے مقابلے مین آئیگا اپنے نام کی تاثیر دکھاونگا چیر چیر کر پھینک دونگا
اگر افراسیاب آئے وہ بھی آواز شہنا سے بیہوش ہو اسکا بھی یہی حال کرون ملکہ مہرخ نے کہا تقدم ہمارے مذہب مین
جائز نہین ہے پلنگ نے کہا طبل جنگی مین بجواتا ہون مین مقابلہ بھی کرونگا میری عرض قبول ہونا واجب ولازم ہے مین
دل وجان سے اس مذہب کا عاشق صادق ہوا اسد قبول نہ کرتے تھے لیکن پلنگ نے اپنے نام پر طبل جنگی
بجوادیا ادھر افراسیاب بارگاہ مین ملکہ بیٹھا ہے کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے بعد دعا کے عرض کی کہ پلنگ
خونریز کو بڑی جلدی ہے شہنا لیکر مبہوت ہوا اسنے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا ہے کل سر میدان مقابلہ کریگا حضور کا
بھی نام آیا تھا اسنے کہا یہی شہنشاہ کا بھی حال ہوگا چرخ کھاکر گرینگے مین پکڑکے چیر ڈالونگا کہتا ہے اسی وجہ سے
شہنا نواز نے میرا نام نامی پلنگ خونریز رکھا ہے ہزارون نے میرے ہاتھ سے موت کا مزا چکھا ہے یہ خبر وحشت اثر
سنکر افراسیاب سن ہوگیا گھبراکر کہا یار وہ سچ کہتا ہے اگر خداوند سامری آئین تو صداے شہنا سے بیہوش
ہوجائین میری کیا حقیقت ہے خیر مین تدبیر کرونگا سحر کو صبح ہوجائیگی فوج کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا افراسیاب
نے جو بفخر یہ کہا حیرت جادو رونے لگی کہا سامری جمشید نمکحرامون کو غارت کرین کیا جلد جاکر دوست
بنجاتے ہین جبتک ہماری جانب رہے یہ شورش نہ تھی ملکہ مہرخ نے طبل جنگی نہ بجوایا ہوگا یہ صرف پلنگ کی
بغاوت ہے اب اپنا نام کرنا چاہتا ہے کیون شہنشاہ کیا ہوگا افراسیاب نے کان مین حیرت کے کہا چپ رہو
اس بات کو مشہور نہ کرو مین شکو خود جاؤنگا جسطرح سے بنتا ہے شہنا لاتا ہون یہ کہکر افراسیاب نے تیغہ سحر ہاتھ
مین لیا دولون پالون زمین مین مارے کاٹتا ہوا زمین کو طرف لشکر مہرخ کے چلا یہان جب دربار برخاست
ہوا عمرو نے ایک بارگاہ براے پلنگ خونریز استاد کرائی گرد بارگاہ ہزار ساحرون کا پہرہ مقرر کیا اپنے
سامنے پلنگ کو کھانا کھلایا کہا اے پلنگ ہوشیار رہنا گرد ساحر بھی موجود ہین تمکو جگاتے رہینگے مین بھی
وقتاً فوقتاً آونگا میری آواز پہ آواز دینا اب پلنگ خونریز بارگاہ مین یکہ وتنہا بیٹھا ہے شراب پی رہا ہے شہنا

جمشیدی سامنے رکھی ہی بیرون بارگاہ سے سرداران نامدار ساحران عالی وقار پکار رہے ہین ای شیر بیشہ جرأت
ای پلنگ باشوکت ہوشیار رہنا غفلت کی شب مین ہی لیکن عمرو کو کب چین پڑتا ہی فکر مین پھرتے پھرتے خیال آیا شعر
کار خود را خود کنم تا خوب آید گشت من + کس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من + آج کی شب افراسیاب جادو
فکر پلنگ خونریز مین آئیگا پس حفاظت خود کرنا واجب و لازم ہی یہ بیچارے جگانے والے کیا کر سکتے ہین سوائے
غل مچانے کے انسے کیا ہوگا پلنگ خونریز بھی عیار نہین ہی سردار ہی کیا اپنی حفاظت کر سکتا ہی یہ سوچ کر گوشۂ
بارگاہ پلنگ مین آکر ستون کی آڑ مین کھڑا ہو رہا افراسیاب کا حال سماعت فرمائیے نقب سحر لگاتا ہوا نشان
پوچھ لیا تھا گوشۂ بارگاہ مین آکر اس ظالم نے سر نکالا دیکھا پلنگ خونریز بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی شہنا سامنے
رکھی ہی افراسیاب کو غصہ آیا بسہولیت نقب سے نکلا ارادہ کرتا ہی پلنگ خونریز پر جا پڑون خوف یہ ہی ایسا نہو
شہنا اٹھاکر بجا دے بیہوش ہوکر گر پڑونگا کچھ بن نہ پڑیگا شہنا سے اسکو کیونکر دور کرون عرصہ دراز تک یہی
سوچا کیا آخر سر کو ہتھیلی پہ رکھا دل مین یہ خیال ہی کہ بوقت سحر ذلت ہوگی اسکے سامنے سے بھاگنا پڑیگا یہ بڑے زور
شور سے لڑیگا صداے شہنا سے کان کے پردے پھٹ جائینگے اسکا دفعیہ ممکن نہین ہی ایسے ایسے خیالات مین
افراسیاب نے کھڑے کھڑے ایک سحر کیا شہنا نواز پر نیند غالب ہوئی روح راحت کی طالب ہوئی ذرا آنکھ بند کی ہی
افراسیاب تیغہ کھینچکر جا پڑا ایک دو تھڑ مارا زمین کانپ گئی پلنگ خونریز چند قدم شہنا سے ہٹ گیا لیکن
اس بہادر نے افراسیاب کو دیکھکر تیغہ کمر سے کھینچا افراسیاب پر ہاتھ مارا شہنا زمین پر پڑی ہی افراسیاب نے
وار پلنگ کا تیغہ سحر پر کاٹا وار کو رد کرکے تیغہ مارا پلنگ کے دو ٹکڑے ہوے مرنے کی جو اسکے صدا بلند ہوئی تمام
ساحر دروازے پر جو بعہدۂ نگہبانی تھے اندر گھس آئے افراسیاب پر سحر کرنے لگے افراسیاب ہر مرتبہ چاہتا ہی
شہنا اٹھا لون جب کوئی ساحر مرتا ہی اندھیرا ہو جاتا ہی اس ہنگامے مین عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا کہ افراسیاب لڑ رہا ہی
شہنا زمین مین پڑی ہی لاشہ پلنگ تڑپکر سرد ہوا عمرو نے جال الیاسی لگا لا اور ساحرون پر نعرہ کیا ہان یارو
افراسیاب کو جانے نہ دینا گھیر کر تم سب اسکو مار لو افراسیاب تو ساحرون سے مصروف جنگ ہوا مگر اپنی جان
سے بہ تنگ عمرو نے جال مارا شہنا کھینچکر اپنے ہاتھ مین لی اب اپنے کو ظاہر کیا نعرہ کیا او افراسیاب خانہ خراب
منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار عمرو نامدار اب جو افراسیاب نے دیکھا شہناے
جمشیدی عمرو کے ہاتھ مین او صاف تو سن چکا ہی شہنا کو عمرو نے دہن سے ملایا افراسیاب کانون مین انگلیان
دیکر بھاگا عمرو کہتا ہوا دوڑا ای شہنشاہ ٹھہریے یہ پیپے کی آواز تو سن لیجیے افراسیاب بھاگا جاتا ہی عمرو

دوڑا افراسیاب بارگاہ پلنگ سے باہر نکلا اژدر جو ہوا مرغ و بہار و باغبان وغیرہ لینا لینا کہکر دوڑے افراسیاب تو پر پرواز پیدا کرکے نکل گیا ان سبنے پلٹ کر دیکھا پلنگ خونریز کو قتل کر گیا شہنا عمرو کے ہاتھ مین ہر جا رہا تھے افراسیاب کئی ہزار ساحرون کو پامال کر گیا صبح ہو چکی لاشہ پلنگ سبنے ملکر اٹھایا اب سب سردار مشتاق ہین دیکھین خواجہ شہنا کسکو عنایت فرماوین یہ عہدہ جلیل کسکو ملے یہان افراسیاب جادو روتا پیٹتا بارگاہ مین آیا ملکہ حیرت رات بھر جاگی ہی دیکھا شہنشاہ افتان و خیزان لباس خون پلنگ سے رنگین اگر سہو بچے صرصر بھی موجود تھی حیرت نے حال پوچھا افراسیاب نے کل کیفیت بیان کی کہا پلنگ کو تو مین نے مارا عمرو بارگاہ کے گوشہ مین چھپا کھڑا تھا شاید اسنے شہنا اٹھالیجانے کا قصد کیا مین ناچار ہوکر بھاگا آخر کیا کرتا حیرت رونے لگی کہا شہنشاہ تمھاری جان بچ گئی شہنا کو آگ لگے اس جھگڑے مین بڑی بڑی مصیبتین اٹھائین ہمارا بان زادے نے بڑے بڑے کام کیے کیون ای صرصر تجسے کچھ نہین ہو سکتا ہنا و مین مصروف رہتی ہو آرسی مین صورت دیکھا کرتی ہو ہر وقت کنگھی چوٹی درست رہتی ہی یہ بھی فکر ہی کہ ہمارا ملک و مال برباد ہوتا ہی دیکھو عمرو کبھی شب کو بھی غفلت نہین کرتا اگر وہ نہوتا شہنشاہ نے کام کر لیا تھا ارے کچھ تو کام کر اب شہنا اور کوئی بچا لیگا ہمکو تو جان کی پڑی ہی صرصر نے کہا واری جو مین نے فکر کی ہی اگر وہ بن پڑی تو آج شہنا لاؤنگی یا اپنی جان مٹاؤنگی مین عیاری سوچ رہی ہون حیرت نے کہا ای صرصر تم سوچ مین رہوگی یہان گھر برباد ہوتا ہی اور مطلق تمکو خیال نہین بقول شاعر اپنی یہ کیفیت ہی نظم

شعلہ انگیز جو یہ شعلہ جگر رہتا ہی
دل مین انکا اسی رستے سے گذر رہتا ہی
سانپ کے کاٹنے کی سی لہر اک آتی ہی
صورت ریگ روان روز سفر رہتا ہی
جو کتا ہی نہین یہ تیر فشانہ اپنا
عمر بھر آدمی کے ساتھ سفر رہتا ہی
دل جہان آگیا جاتا ہی وہ پھر جان کے ساتھ
کس کشاکش مین ترا ہوکے کمر رہتا ہی
مہ جبینون کو کیا ہی جو زمین کا پیوند
شور و شر اٹھتا ایک اکثر سیر رہتا ہی

خانۂ دل مین مجھے آگ کا ڈر رہتا ہی
برہمن بتکدہ مین شیخ حرم کعبے مین
زہر گیسو کا بھی تا زیست اثر رہتا ہی
وحشت عشق نے دی تیغ حوادث سے نجات
آہ دل خستہ کا پروانہ اثر رہتا ہی
بخت بیدار مرے اوج پہ ہین ان روزون
عمر بھر سحر محبت کا اثر رہتا ہی
یہ بھی ممکن ہی سنو قدر ہنر کی لیکن
آسمان انکے لیے خاک بسر رہتا ہی

اسلیے بار در چاک جگر رہتا ہی
جسکے جویا ہین وہ پاس آٹھ پہر رہتا ہی
خاک کو بھی مری صحرا طلبی مین ہی لگی
داغ دل آٹھ پہر سینہ سپر رہتا ہی
چاہیے ایسی وفاداری سے الفت کرنا
تکیۂ زانوے دلبر تہ سر رہتا ہی
کوئی کہتا ہی رگ جان کوئی تار رگ گل
عیب نخوت سے جدا اہل ہنر رہتا ہی
کوچۂ یار مین روز الجھین قلق کس کس سے

اس حسرت سے یہ اشعار حیرت جادو نے پڑھے صرصر و صبا رفتار دست ...

صرصر نے کہا حضور آپ کے کلمات حسرت آیات نے کلیجہ ٹکڑے کر دیا خانۂ دل کو غم والم سے بھر دیا اب اپنی جان عزیز نہ کرون کنیزون سے جاتے ہی جو مین نے سوچا ہی اگر وہی ہوا تو بحکم سامری شہنا لیکر آئی یا آپ کو خبر گذریگی نمکخوار قدیم قتل ہوگئی یہ کہکر اُسی وقت صرصر نے اپنے کو بانہاے عیاری سے آراستہ کیا حیرت کے قدمون کو بوسہ دیکر خوب روئی اُسوقت دربار مین اک تلاطم تھا صرصر کا یہ کہکر رخصت ہونا کہ لونڈی جان دینے جاتی ہی حسن جمال صرصر کو دیکھکر سب زار زار روتے تھے ہر ایک کا یہی قول تھا حضور آج صرصر کو بڑا قلق ہی آج سامری جمشید اسکی جان بچالین سب روتے پیٹتے رہ گئے صرصر مثل باد صرصر حسبت و خیز کرتی ہوئی روانہ ہوئی یہان بعد دفن پلنگ خواجہ پلٹ کر دربار مین آئے ہر شخص کی نگاہ لگی ہوئی ہی کہ عہدۂ شہنا نوازی ملے لشکر افراسیاب کو مٹا ئین طلسم ہوشربا مین نام ہو سب سے زیادہ باغبان قدرت و آفات جادو شوہر ملکہ ہلال سحرافگن کو اشتیاق تھا جب خواجہ بیٹھے باغبان کو تاب نہ رہی عرض کی ای شہنشاہ اوج عیاری ہمکو جانبازی کرتے ہوئے عرصہ دراز گذرا آج تک کوئی خطا سرزد نہین ہوئی جانبازی مین مصروف رہے افراسیاب کے بڑے بڑے ظلم سے اُس کور باطن نے ہمکو اندھا کیا بعنایت پروردگار اس حال مین بھی دیدۂ دل روشن ہی چشم نمائی کو افراسیاب کی نمانا ہی چشم داشت رہی کہ عین قیامت پر خواجہ ہمکو آکر رہا کرینگے آپ نے بھی ایسا ہی کیا بڑے بڑے ساحرون کو مارا ہمکو رہا کیا شکر ہی کسی مقام پر ہمارے قدم نہین ڈگے کل حضور نے شہنا پلنگ خونریز کے حوالے کی ہمکو بڑا ملال ہوا اسواسطے شکایت کرتے ہین کہ آئینہ دل تردد منزل پر حضور کی جانب سے غبار نہ رہے صورت فتح و ظفر نظر آئے اب اس عہدہ جلیل کا غلام مستحق ہی ملکہ مہرخ و بہار نے بھی سفارش کی عمرو نے کہا یارو مین کیا کہون باغبان کی طرف سے میرے دل مین جگہ تھی ایسے جانباز سرفروش جری بہادر ثابت قدم کو سے محبت صاحب شوکت و لیاقت کسے ممکن ہوتے ہین لیکن جب قصد کرتا ہون کہ شہنا تمھارے سپرد کرون دل دھڑکتا ہی شاید ابھی کوئی افتاد پڑیگی خدا انجام بخیر کرے یہ شہنا حاضر ہی بسم اللہ اپنے قبضے مین کرو لیکن ای برادر اسکی حفاظت واجب و لازم ہی کل بھی میرا دل دھڑکا تھا اگر شہنا تمکو دیتا یہی تمھارا ابھی حال ہوتا افراسیاب درپی آزار ہی اسوقت بھی دل کو انتشار ہی باغبان نے کہا غلام لینے اوپر خواب و خور حرام کردیگا شب بھر اپنے خیمے مین جاگو نگا زن و شوہر ملکر حفاظت کرینگے بیرون بارگا سب ملازم حاضر ہین یہ کہکر باغبان بارگاہ ملکہ مہرخ سے اُٹھا ملکہ مہ جبین نے فرمایا ای باغبان ابھی توقف کرو خواجہ سلامت آپ توقف نہ فرمائیے جلد طبل جنگی بجوائیے سب سرداروں نے متفق ہوکر یہی کہا کہ خواجہ آپ تساہل بیکار ہی سب لشکر آمادہ حرب و پیکار ہی کمربندی کا حکم دیجیے کل اسی طرح سے لڑتے ہوسے شہنا بجانے لگے

لشکر افراسیاب کو بھگاتے ہوے تا بہ دریاے نیل چلین وہان امتحان طلسم کشا ہو شہر یہ کو مار کر لوح دہر لین
ہمارے آقاے نامدار اسد عالیوقار بحکم لوح طلسم مین جائین ہم لوگ لڑتے ہوے تا بہ قلعہ توسن حصار ہو پہنچین
شہنشاہ لاچین و بدیع الزمان کو بھی رہا کر لین گل مراد سے دامن آرزو بھر لین لاچین کے رہا ہوتے ہی
افراسیاب گھبرائیگا اصلاح کا پیغام دیگا بھاگتا پھریگا اپنے مالک سے کیا مقابلہ کریگا جسدن بدیع الزمان رہا ہوکر
لشکر مین عید ہو صاحبقران زمان کو عوضیان لکھین آپ کے فرزند کو رہا کر لیا اسد غازی نے جو مژدہ رہائی بدیع الزمان
سنا کہا یار و ابھی تک میرے نزدیک شکست ہے اب رہائی کا ماموجان کی سند و لیست ہے شکر ہے کہ آج نشان تو ملا کہ عنایت
سے پروردگار کی زندہ ہین اُس بےحیا نے مشہور کیا تھا کہ مین نے قتل کر ڈالا شکر ہے سراسر خلاف تھا آرزو ہے کہ
ماموں جان کو ساتھ لیکر پڑے نانا جان سے ملوں بطور نذر ماموجان کو پیش کرون نانا جان بخوشی فرمائین اسد
نے بڑا کام کیا میرے فرزند کو رہا کر کے لایا دولت کونین حصول ہو پروردگار میری دعا جلد قبول ہو اُسی وقت حکم ملا
نقارہ زرعی پر چوب پڑی میدان جدال و قتال آواز سے نقارے کی گونج اٹھا قطعہ بزد طبل را انچنان طبل زن

کہ در رفت سیت ز ہیبت کفن	دہل زن دہل زن کہ تحسین او	بہ بین دین او دین او دین او

تمام لشکر مین خبر ہوئی لشکر ماہرخ مین طبل جنگی بجا ہرکارون نے افراسیاب کو خبر دی مجبوری اُسنے بھی طبل جنگی
بجوایا یہان باغبان قدرت شہنا لیے ہوے دربار سے اٹھا اپنے خیمہ مین آیا کنیزون سے پوچھا ملکہ گلچین کہان
ہین انکو مژدہ خوشخبری سناؤ کہ عہدہ شہنا نوازی حاصل ہوا بعنایت خدا تمھارے نام پر فتح ہوگی کنیزون نے
عرض کی آج صبح سے ملکہ عالم کی طبیعت بے لطف ہے اس عہدے کے لیے وہ بھی پریشان تھین کل انکو
بڑا اِملال ہوا اس مقدمے کا نہایت خیال ہوا شام سے آرام فرما رہی ہین باغبان خوشی خوشی اپنی بارگاہ
مین آیا دیکھا ملکہ گلچین آرام فرما رہی ہین قریب آکر ملکہ گلچین کو بیدار کیا کہا لو صاحب اٹھو خواجہ نے
ہمکو سرفراز کیا عہدہ شہنا نوازی مرحمت فرمایا اب صبح کو تمھارے ہاتھ سے لشکر افراسیاب شکست کھائیگا
بعنایت پروردگار کیا مین پلنگ خونریز سے کم ہون کفار کو چیر کر پھینک دونگا افراسیاب کو شکست
دونگا گلچین ہنستی ہوئی اٹھی شہنا کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوگئی کہا صاحب مجھکو بڑا قلق تھا خواجہ عمرو پر ہمارا
حق تھا اب مناسب ہے ہم تم ملکر حفاظت کرین اپنے ہاتھ مین اسکو رکھا کوئی کنیز بھی اندر نہ آنے پائے ہم تم ٹھیک آج
کیفیت سے شب بسر کرینگے بوقت سحر میدان کارزار مین چلینگے لشکرون مین تیاریان ہورہی ہین ابھی سے لشکر
افراسیاب مین بھگدڑ پڑی ہے انشاءاللہ پھر کر آبرو بڑھائینگے تا بدریاے نیل جائینگے لوح طلسمی بھی حاصل ہوگی

تابہ توسن حصار ہو بخچین لاچین کو ساتھ لیکر پلٹین دونون زن و شوہر خوشیان کر رہے ہین باغبان نے دیکھا گلچین کو بڑی خوشی حاصل ہوئی سب کنیزون کو حکم دیا باہر جاکر ٹھہرو آپ نے شوہر کو ساتھ لیکر بارگاہ مین بیٹھی پردے چھوڑدیے زن و شوہر کے راز و نیاز ظاہر مین باتین ہو رہی ہین گلچین شگفتہ باغبان فرحناک کنیزین باہر ایک کنیز کو بلاکر حکم دیا خبردار کوئی اندر نہ آنے پائے خوشی مین گلچین نے سامنے باغبان کے کھلکھلا کر یہ غزل عاشقانہ پڑھنا شروع کی نظم

آیا مرے گھر شب کو جو وہ رشک قمر آج
قابو مین نہ دل ہی نہ سنبھلتا ہی جگر آج
اُٹھ اُٹھ کے غبار اپنا جو ہوتا ہی تصدق
قاتل کو مرا قتل ہی کیا مد نظر آج
کل تک تو کیا وعدۂ وصل آپنے مجھسے
زانو پہ رہا انکے جو شب بھر مرا سر آج
وہ آئے عیادت کو دم نزع تو بولے
جلتے ہین کچھ اسطرح مرے داغ جگر آج
کیا دل پہ اثر کچھ مرے نالو نے کیا ہی
باندھی ہی مرے قتل پہ قاتل نے کمر آج
شاید مری آہون نے کیا دل پہ اثر آج
یا غیر کو یا مجھکو کہین گھر سے نکالو
کیا گور غریبان مین ہوا اسکا گذر آج
کیا خانۂ دل مین مرے حسرت ہوئی مرد
بھڑکا دیا کسنے کہ ہی بے طور نظر آج
ہم سینہ سپر تجھکو ہین صبح سے بیٹھے
ہی حور کی خواہش جو عدم کا ہی سفر آج
اک سیب زنخدان کا جو بوسہ دیا اسنے
بتلائیے ای مشفق من آئے کدھر آج
کچھ ساز ہوا بخت سیہ سے مرے شاید
سیلو مرا خالی ہی گیا یار کدھر آج
بس کہدو وہی تمکو جو ہو مد نظر آج
کیون دیکھ کے خنجر کو مجھے غیظ سے دیکھا
کیون پیک نفس نے مجھے دی آکے خبر آج
معلوم ہوا خواب مین مجھکو ہوئی معراج
چلتی نہین قاتل تری شمشیر نظر آج
خورشید جہانتاب مین سوزش یہ نہوگی
لایا ہی ثمر کیا مری الفت کا شجر آج
ہوجائے مہم سر یہ ارادہ ہو جو پورا
سطوت نہین ہوتی شب وقت کی سحر آج

باغبان خوش محظوظ بیٹھا ہی گلچین نے آج خوشی مین خوب خوب اشعار پڑھے خواجہ عمرو نے برق کو حکم دیا ہی ای نور نظر باغبان کو شہنادی ہی دل مین مرے ہوک اٹھ رہی ہی دمبدم یہی دل کہتا ہی کوئی افتاد پڑیگی بعد گھڑی گھڑی کے قریب بارگاہ جایا کرو یہ مخفی فکر رکھو شام کو صرصر شمشیر زن استانی تمھاری فقیرنی لشکر مین پھر رہی تھین ابھی مجھکو دیکھکر بھاگ گئین یقین ہی فکر باغبان مین آئی ہون مین بھی تدبیر مین ہون تمکو بھی واقف کردیا چالاک وغیرہ سے بھی کہدو برا افراسیاب آج شب قیامت ہی دیکھو ساحران افراسیاب بھاگے جاتے ہین ہر جگہ یہی چرچا ہی کہ کل باغبان کے ہاتھ سے نہ بچین گے صدمے اُٹھنا صور اسرافیل ہی پروردگار ہمارا کفیل ہی کیا اقبال طلسم کشا ہی انکا تحفہ ہمکو ملا آج رات بھر افراسیاب جاگا ہی بارگاہ مین اپنی سنتا ہون بیٹھا ہوا ہی جاسوسون نے مجھکو خبر دی تھی صرصر کا نام جپ رہا ہی برق نے کہا استاد مین جاتا ہون ایکجانب برق گیا ایک سمت خواجہ چلے یہان گلچین نے خوب اشعار پڑھے باغبان خوشی مین بیٹھا ہی کہ بارہ بجے گلچین نے کہا لو صاحب آدھی رات تو خیر سے کٹی اک جام نوش کرو یہ کہکے جام

بھرا باغبان نے کہا آج کی شب شراب کا پینا اچھا نہین ہے گلچین نے کہا تم ہو مین نہ پیونگی بخوبی ہوشیار رہونگی ناچار ہوکر باغبان نے جام شراب پیا پیتے ہی ہوش اڑگئے زبان مین لکنت سحر فراموش گھبراکر کہا صاحب شراب نے بہت نشہ کیا گلچین نے کہا بیرون بارگاہ نکلکر ہوا کھاؤ کھڑے ہوکر ٹہلو ابھی نشہ کم ہوجائیگا تمھاری عقلمندی سے بعید ہے شراب نوشیدہ ہے باغبان گھبراکر اٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا باغبان لڑکھڑاکر گرا گلچین نے نعرہ کیا منم ملکہ صرصر شمشیرزن صورت یہ ہوئی تھی کہ شام کو صرصر لشکر مین آئی پہلے اک کنیز گلچین کو پکڑا اُسکی صورت بنکر خیمۂ گلچین مین آئی گلچین کو الگ بلایا باتون مین لگاکر گلوریون مین بیہوشی کھلائی گلچین کو بیہوش کرکے صندوق مین بند کردیا آپ بشکل گلچین بنی پلنگ پر سورہی اسطرح باغبان کو بیہوش کیا شہنال سراچہ چاک کرکے بھاگی دروازہ پر گلچین کے جو کنیزین بیٹھی تھین اُنھون نے دیکھا پشت سے کوئی سیاہ پوش جاتا ہے آواز دی کون ہے کچھ صرصر نے جواب نہ دیا کنیزین گھبراکر بارگاہ مین آئین دیکھا باغبان بیہوش پڑا ہے گلچین ندارد کنیزون نے ہوشیار کیا باغبان گھبراکر اٹھا کنیزون نے کہا حضور شہنا کیا کی دیکھیے سراچہ بھی چاک ہے ملکہ گلچین کہان گئین باغبان بیقرار ہوگیا کہا صاحبو غضب ہوا زوجہ کے لیے بہت بیقرار ہوا خیمے مین تلاش کرنے لگا کنیزون نے صندوق کھولا اُسمین گلچین کو بیہوش پایا ہوشیار کیا پوچھا صاحب یہ کیا معاملہ ہوا شہنا مجھسے کوئی لیگیا لو صاحب مین منھ دکھلانیکے لایق نہ رہا مین نے تقاضا کرکے شہنا خواجہ سے لی یہ کہکر باغبان نے تلوار کھینچی کہ اپنا گلا کاٹ لون گلچین لپٹ گئی کنیزین پیٹنے لگین خواجہ عمرو پھرتے ہوے آئے دیکھا باغبان کے خیمے مین بڑا ہلڑ ہے اندر جو آئے تو یہ معرکہ دیکھا کہ باغبان گلا کاٹنے پر آمادہ ہے گلچین لپٹی ہوئی رو رہی ہے کہتی ہے صاحب برائے خدا اپنے ہاتھ سے اپنی جان دیتے ہو خواجہ عمرو کو خدا سلامت رکھے وہ کچھ نہ کہین گے مگر بیشک اب سبکی موت آگئی عمرو نے آتے کے ساتھ ہی ہاتھ تھام لیا کہا اے باغبان یہ حرکت نہ کر جس پروردگار نے جب سامان کردیا تھا وہ اب بھی رحم کریگا یہ کہکر باغبان کو مطمئن کیا گلے سے لگایا کہا فوراً لشکر تیار کرو مین تلاش مین صرصر کے جاتا ہون تا بہ بارگاہ افراسیاب جاؤنگا لشکر مین تیاری ہونے لگی باغبان کہتا ہے خواجہ نے مجھکو سمجھایا کچھ نہین فرمایا مجھے بڑی ندامت ہے صاحب غیرت کی خرابی ہے ملکہ مہرخ وغیرہ کو کیونکر منھ دکھلاؤنگا خواجہ تو بالکل غیب دان ہین فرماتے تھے کوئی افتاد پڑ گئی ہین نے اُنسے زبردستی شہنا کو لیا فلک نے گردش دکھائی مین جاکر افراسیاب سے لڑونگا مہرخ و بہار بھی نکلین آفات جادو شوہر ہلال سحر افگن آیا اُسنے حال پوچھا معلوم ہوا خواجہ تعقب مین گئے یہ بھی چلا ایک جانب سے سرخ موسے کاکل کشا اسد نامدار بھی یہ خبر وحشت اثر سنکر سوار ہوے کئی سو نقارے بجے علمہاے زرنگاری کے پھریرے کھلے سب سردار چلے

لیکن افراسیاب نے جب صرصر کو روانہ کیا تھا آپ اک گوشہ مین صحرا کے اگر ٹھہرا تھا لشکر مین بھی حکم دے آیا تھا کہ تیار رہنا حیرت لشکر کو لیے تیار رہے ساحرون کی کمربندی کرا رہی ہے ساحرون مین یہی غلغلہ ہے صرصر برے عیاری گئی ہے اگر شہنا لائی تو خیر ہوئی ورنہ صبح کو ایک زندہ نہ بچیگا لیکن صرصر بھاگی ہوئی جاتی ہے آخر رات فراش نور ماہ تابان نے فرش چاندنی بچھایا ذرہ ہاے ریگ بیابان مثل ثابت وسیارگان چمک رہے ہین چہار جانب سناٹا اُس دشت ویران مین صرصر بھاگی ہوئی چلی آتی ہے کہ پشت پر سے آواز آئی اے جان جہان آرام دل مشتاقان اے معشوق سرکش اے مہوش کہان جاتی ہے ذرا ٹھہر جا عاشقون کو صورت دکھلا دے دل بیتاب ہے ہجر مین فرقت کے راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کر گذرتی ہین نظم

مین دل کی طرح آنکو پہلو سے لگائے ہون
ناسور ہر دل مین رہ رہ گئے منھ کر کے
کسواسطے سرخ ہو کر گھبرائے ہو کیون اشنا
کیون صبح کے دامن مین منھ چھپ گئے اختر کے

ارمان نکل جائین کچھ عاشق مضطر کے
سب زخم ہین حسرت آمین قاتل ترے خنجر کے
کہدیتے ہو باتون مین جو حال گذرتا ہے
دو باتین ہین عاشق کی قصے نہین دفتر کے
پڑتی ہے نظر جسجا خالی نہین روزن سے

آنسو نہ مرے پونچھو رہنے دو جی بھر کے
دیکھے جو غضب تیر کچھ کہ نہ سکے ظالم
پڑھ لیتے ہو تم اتنے الفاظ مقدر کے
کچھ سیکھ لیا شاید انداز تمھارا اب
عاشق کے بھی دل مین ہین انداز ستمگر کے

یہ اشعار بلطف عمرو نے پڑھے صرصر نے پلٹ کر دیکھا عمرو چھپٹا ہوا چلا آتا ہے سمجھ گئی ٹھہر گئی شہنا بغل مین چھپا لی کہا اے عمرو میرا کیون پیچھا کرتا ہے شہناے جمشیدی غمیمہ براقب زن لیگئی وہ بارگاہ مین پہونچی ہوگی عمرو نے کہا آج تمکو جانے نہ دونگا اور باتون کا بھی ارادہ ہے کہنا تسک ترسون نہین تو شہنا پھینک دے مین ان فقرون کو نہ مانونگا بہتر اسی مین ہے شہنا نہ لیجانے دونگا صرصر نے پیچھے کھینچا عمرو بھی چلا دس پانچ قدم کا آپس مین فاصلہ ہے کہ درہ کوہ مین سے آواز آئی اُستانی تسلیم عرض ہے پلٹ کے صرصر نے دیکھا مہتر قران بغدہ پکڑے ہوئے آتا ہے سمجھی کہ اے صرصر غضب ہوا یہ کالیا بیدڈھب ہے بغدہ ماریگا پانون ٹوٹ جائیگا کون دستگیری کریگا افراسیاب ناقدر خبر بھی نہ لیگا مہتر قران چھپٹ کر چلا کہتا ہوا کہ اُستانی رحم کرو ایسا نہو ہمسے بے ادبی ہو جائے ہم تمھارے چھوٹے ہین چھوٹون کا منھ لگانا اچھا نہین صرصر نے شہنا بغل سے نکالی سامنے مہتر قران کے پھینکدی کہا لے نگوڑے لیجا اِدھر سب نامرد جمع ہین کوئی بھی ہماری مدد کو نہ آیا اُدھر سے جادوگر بھی چلے آتے ہین عیار بھی ہو نگے جانبازی اسکا نام ہے اپنی جان بچاؤ جیسے ہی صرصر نے شہنا پھینکی افراسیاب گوشہ صحرا سے دوڑا پکارتا ہوا اے صرصر مین آپہونچا نہ گھبرانا ایک طرف سے سرما دابرلق فوج لیے ہوے آتے تھے صرصر نے کہا اے شہنشاہ بڑی دیر لگائی میری جان پر بنی ہے مین نے شہنا پھینک دی عمرو نے دوڑ کر اٹھا لی کہ آفات جادو شوہر طلل

اگر یہو بچا عمرو نے کہا ای آفات لینا گریبان سحر چاک ہو چکا ہی آفات نے دوڑ کر شہنا کو لیا بجاتا ہوا بڑھا افراسیاب کانون مین انگلیان دیکر بھاگا جو ساحر آگے بڑھ آئے تھے وہ صدمہ شہنا سے بیہوش ہو کر گرے آفات نے ٹانگ پکڑ کر کسی کو چیر ڈالا اب مطمئن ہو کر بڑھا جب شہنا بجائی جسکے کان مین آواز گئی وہ بیہوش ہو کے گرا حیرت جادو نے غل مچایا ارے یارو بھاگو غضب ہوا آفات جادو کے ہاتھ مین شہناے جمشیدی ہی اب زیست سے سکو ناامیدی ہی بھاگ کر کہان جائین کیونکر جان بچائین افراسیاب بھی بھاگا ہوا جاتا ہی یہان باغبان قدرت صاحب غیرت یا تو بیتاب تھا دریاے حجاب مین غرق شرم سے کلام نہ کرتا تھا ٹھنڈی سانسین بھرتا تھا جب اسنے یہ بڑھکر دیکھا کہ شوہر ملال سحر افگن جوان صف شکن لڑتا بھڑتا جاتا ہی ایک جانب سے بہار کا گلدستہ چل رہا ہی ملکہ مہرخ نے بڑھکر گولے مارے باغبان نے بڑھکر خواجہ عمرو سے کہا غلام اپنے فعل پر بہت نادم و پشیمان ہی لیکن کچھ عرض کرونگا امیدوار ہون جو عرض کرون قبول ہو کل لشکر کو آراستہ کیجیے اب افراسیاب کو مہلت نہ دیجیے لڑتے بھڑتے جوش و خروش مین تا بہ دریاے نیل چلیے وہان چلکر زمرد کو قتل کرین لوح طلسمی حاصل کرین تا بہ طلسم باطن چلیے یہ تحفہ نایاب عنایت پروردگار سے ملا عمرو نے راے کو باغبان کی پسند کیا کل سردارون مین یہی چرچا ہوا کارگزارون کو ملکہ مہرخ نے حکم دیا مشیران سلطنت و وزیران انتہت کارگزاران خیرخواہ سرداران فلک اشتباہ ارادۂ سامان سفر پر مستعد ہوے بارگاہین لدگئین خیمے سراپردے سیحا نے تمام اسباب لدوایا گیا اسد نامدار پشت مرکب باد رفتار پر سوار ایک جانب صندلان صندلی پوش بصد جوش و خروش مع تمام جوانان صندلی پوشان علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے بخیال جنگ ہر دو ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ لشکر افراسیاب کو فرار پر قرار اٹھا بڑا بادشاہ عالیجاہ مجبور و ناچار پیدل بھاگا جاتا ہی حیرت تخت سحر پر سوار کہارون نے کاندھی دی سحر کرتی ہوئی بھاگی جاتی ہی سرماے برف انداز کے ہاتھ پاؤن ٹھنڈے برف برساتا ہوا ابریق کوہ شگاف پہاڑون سے سر ٹکراتا ہوا ایسی شکست کبھی لشکر افراسیاب پر واقع نہوئی تھی سارا لشکر افتان و خیزان ہر چند کہ افراسیاب بڑی بڑی جرائت کر رہا ہی ایک طور پر نہین بھاگا دو کوس جاکر ٹھہر جاتا ہی لشکر کو بدکتا ہی مثلاً بہار نے بڑھکر گلدستہ مارا دس بیس جوان دیوانے ہوے گریبان پھاڑے سر ٹکراتے ہوے لشکر افراسیاب پر جا پڑے افراسیاب نے پلٹ کر ٹنٹنا سحر آتار ابہار کو سامنے سے بھگایا کبھی باغبان پر جا پڑا کبھی رعد و برق سے لڑ بھان سردارون نے غل مچایا ای آفات جادو لینا یہ بھیجا پھر پلٹ پڑا

آفات شہنا بجاتا ہوا جھپٹا افراسیاب کانون مین انگلیان دیکر بھاگا منھ پیٹتا ہی کبھی قریب تخت حیرت
آیا دیکھا بال کھولے لڑرہی ہی سر پیٹتی ہی اور ساتھ والیان کہتی ہین واری آپ مجبور و ناچار نہین ہین طاوس
سحر بنائیے پر پرواز پیدا کرکے نکل جائیے باغ سیب مین کوئی نہ آسکے گا حیرت نے قصد کیا طاوس بنایا
جست کرکے طاوس سین بال پر آئی افراسیاب کا بھی دامن پکڑا کہا ای شہنشاہ میرے طاوس سحر پر سوار
ہو جیے ہزار پانچ سو کوس نکل چلیے بلکہ باغ سیب مین چلین وہان کون آسکیگا افراسیاب کہتا ہی ای حیرت
اگر مین پر پرواز پیدا کرکے بھاگون آفات جادو میرا تعقب کرے جہان جاکر ٹھہرون وہین یہ بلا پہونچے
آج باغ سیب مین بھی آسیب آے اور رہنے کا ٹھکانا نہ رہے وہ بھی مقام عیش و راحت ہی نظارہ باغ سیب سے دل کو
فرحت ہی باغ مین بڑا مال ہی بانیان طلسم نے باغ سیب کو خزانہ طلسم ہوش ربا قرار دیا ہی کتب خانہ جمشیدی
سلاح خانہ سامری سب طرح کے سامان وہان موجود ہین میرا تاج طلسمی زرہ طلسمی وغیرہ یہ سب اشیاے
نادرہ طلسم بند انھین کوٹھون مین ہین ایک تحفہ پاکر تو یہ لوگ مہلت نہین دیتے اگر وہ سب چیزین حاصل
ہونگی بہار باغبان مخمور ان اشیا کو قبضے مین کرین الٹی آنتین گلے مین پڑین شہنا کو لاکر کیسا پچھتایا
لبون پر دم آگیا بھاگتے بھاگتے ہوش پراگندہ ہوگئے مہلت نہین ملتی خبردار ایسا قصد نہ کرنا اسی طرح رفتہ
رفتہ چلی آؤ مین بھی پلٹ پلٹ لڑتا ہون اگرہ میری فوج کے لاکھ آدمی مارے گئے دس ہزار مین بھی قتل کیے
صرف آواز شہنا سے بھاگتا ہون اور کسی کی کیا حقیقت ہی دیکھو سب کو زخمی کیا تمھاری ہمشیرہ صاحب نے
بہت تنگ کیا ہی میان باغبان سپہ سالار بنے ہین اسد غازی بھی آج تو لڑرہے ہین شکیل جادو ہمراہ
رکاب سعادت انتساب اسد غازی موجود ہی جب کسی کے سحر مین وہ پھنسا وہ لوگ سینہ سپر کرکے سحر اتارتے ہین
صورخ نے زمین ہلادی برق لامع تڑپ رہی ہی رعد کی گرج نے ہزارون کے کلیجے ہلادیے خورشید زرین سحر
آفتاب عالمتاب ہوکر چمکتا ہی حدت نے زمین کو گرم کردیا تپ رہی ہی اس دھوپ مین بجلی کڑک رہی ہی
دریاے خون بہ گئے سمجھاتا ہوا حیرت کو افراسیاب چلا جاتا ہی اس جنگ عظیم کو جمیل سہا ہی جب چھیڑا
ہزار دو ہزار کو مارا جب دو پتھر مار دیا زمین تھرائی غار پڑ گئے سیکڑون بیچارے غرق زمین ہوے
یہ بدعتین کر رہا ہی جب آفات جادو سامنے آتا ہی ہاے ہاے کا نعرہ کرکے ہٹ جاتا ہی حیرت وزیرزادون
سے کہتی ہی کیون صاحبو یہ بلا کیونکر دفع ہوگی استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی انجام مین اس جنگ کے
شعبدہ افسونگری دکھایا ہی افراسیاب کو بھاگتے بھاگتے ایک دن ایک رات گذرا ایک صحراے سبزہ زار

مین اگر پہونچا پہاڑ پر ملکہ زمرد سبز پوش بیٹھی ہوئی تھی چار سو کنیزین ہمراہ مصروف عیش و نشاط صحبت فرحت
وانبساط دیکھا یک زمرد کے کان مین آواز جا دوگرون کے مرنے کی آئی زمین تھرائی سر اٹھاکر عجب معرکہ عظیم
دیکھا شہنشاہ سر برہنہ بھاگے چلے آتے ہین لشکر مہرخ منتحیاب فوج افراسیاب بیقرار و بیتاب ملکہ
حیرت کے بال کھلے ہوے روتی پیٹتی چلی آتی ہی زمرد جادو خراج گزار افراسیاب ہی کوہ سبز کی حاکم ہی
شہنشاہ کہکر تخت سے کودی افراسیاب کے قریب آئی کہا شہنشاہ یہ کیا معرکہ ہی آپ نے ہاتھ سے باغیون
کے شکست کھائی سنتی ہون آٹھ پہر سے آب و دانہ گذرے خاصہ تیار ہی مع ملکہ حیرت نوش فرمائیے کنیز بڑھکر
روکے مہرخ و بہار کی کیا حقیقت ہی ابھی قیامت برپا کرونگی بی بہار کو دیوانہ بناؤنگی آپ کے باغ سبب
مین اکثر امتحان ہوا ہی کبھی یہ کنیز کسی سے کم نہین رہی ہی آج مقابلے کا طور ہی مقام غور ہی حضور نے مجھکو
بھی تعلیم کیا ہی کیا مین کمی کرونگی یہ کہکے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے بہ تعجیل اک چاندنی بچھا کر کھانا
لاکے رکھا افراسیاب بیتاب ہوکر کھانے پر گرا جب دو چار نوالے کھاچکا کہا ای حیرت آؤ حیرت آنکھون
مین آنسو بھر لائی کہا شہنشاہ ابھی تو غلہ سستا ہی جب دو چار نوالے کھاچکے تب ہماری صلاح کرتے ہو
زمرد قدمون سے حیرت کے لپٹ گئی کہا ای ملکہ عالم مین نے حضور کے واسطے یہ سامان مہیا کیا آپ نوش کرین
مین خود فوج لیکر ابھی لڑتی ہون آپ کے اقبال سے شکست دونگی حیرت کا ہاتھ پکڑکے لاکر دسترخوان پر
بٹھایا حیرت خود بھوکی پیاسی تھی سیکڑون مصاحب بے بلائے بیٹھ گئے زمرد بڑھی چار سو کنیزون کو ساتھ
لیکر سحر کرنے لگی مہرخ موے کا کل کشا کو زخمی کیا ہلال سحر افگن نے بڑھکر ہلال زرین مارا پانچ چار
کنیزون کو قلم کیا زمرد نے ایک برگ سبز پھینکا ہلال نے اسکو آتش سحر سے جلا دیا سحر زمرد سبز بخت کا خاک
مین ملایا اس خاک سے اک برق چمکی سر پر ہلال کے گری سر ہلال زخمی ہوا زمرد پنجہ پکڑکے جا پہنچی
چاہا ہلال کا سر کاٹ لون اک غول مین آفات جادو لڑ رہا تھا کنیزان ہلال نے فریاد کی ای شہریار ادھر
ملاحظہ کیجیے ملکہ زخمی ہوئین فوج زمرد کا بلوہ ہی اب انکے دشمنون کا خاتمہ ہوا چاہتا ہی چار سو جادوگرنی
کو جواب دے رہی ہین آفات نے جو پلٹ کر زوجہ کو زخمی دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا نعرہ کرکے
جھپٹا غول مین زمرد جادو کے آکر اس زور سے شہنا بجائی زمین تھرائی زمرد دھم سے بیہوش ہوکر
گری ساتھ والیان بھی بیہوش ہوئین آفات نے جھپٹ کر زمرد کی ٹانگ پکڑی چیر کر پھینک دیا اسکا
مرنا تمام صحرا آتش بہار ہوگیا نخل جلنے لگے ہر برگ و بار سے شعلے نکلنے لگے طفلان غنچہ شاخون سے گرنے لگے

نرگس نے آنکھین بند کرلین ساری نظارہ بازی بھولی سنبل نے بال کھولدیے بلبلون نے غل مچایا پرون سے
سر پیٹتی تھین فاختہ کوکو بھولین نخل سرو بصورت دار غنچہ و گل بیقرار آنکھون سے نرگس کی آنسو بہتے تھے
آہ اے آتی کشتی مرا نام مین زمرد جادو بود پہاڑ بھر اکر گرا کئی سو کنیزین جل گئین ہنگامہ برپا ہوا یا تو افراسیاب
کھانا کھارہا تھا چند لقمے بھی نہ کھانے پایا تھا سیکڑون مصاحب بیٹھ گئے تھے غم کھانا پڑا لقمے ہاتھ مین لیکر
بھاگے فوج اسلام نے آکر وہان کا مال بھی لوٹ لیا لکھا ہے زمرد جو قتل ہوئی باغبان بڑھکر خوب لڑا برق
لامع کڑک کر گری آڑی ترچھی گر کر سیکڑون کے سر اڑا دیے پرے کے پرے خاک مین ملا دیے کسکا دل گردہ
تھا جو مہرخ کا گولہ روکتا ستر دسو نقارے بجے صحرا کی تاریکی پہاڑ کا گرنا سیکڑون کے سر پھٹ گئے بڑے بڑے
جوانمرد جان کے خوف سے میدان سے ہٹ گئے افراسیاب بھاگ کر تھوڑی دور آیا سرماد ابرلق نے قریب آکر
کہا دیکھیے کوہ زمرد کا مال لٹ گیا کیا ملک سرسبز و شاداب تھا خاک اڑنے لگی زمرد نے بڑے لطف سے بسایا تھا
یہ دن بربادی کا یاد نہ تھا رعایا بھی بھاگی جاتی ہے اے شہنشاہ اب تو بھاگتے ہوے شرم آتی ہے آخر کہانتک
بھاگین آپ کیا سوچے ہین کوئی مقام حفاظت تجویز کرلیا ہے غلامان جان نثار کی یہ صلاح ہے اب اسی مین فلاح ہے
کہ اسی مقام پر لڑ بھڑ کر مر جائین دس پہر گذرے بھاگتے ہوے مگر آپ بادشاہ طلسم ہوشربا ہین اگر کوئی مقام
محفوظ ذہن مین ہو نام بتلائیے فوج کو ہدایت کرین کہ دس منزل یا بیس منزل پر جا کر مہلت ملیگی دو دن بھاگین
دس دن بھاگین کہین انتہا بھی ہے آپ تو خاموش ہین کچھ تو فرمائیے سب رفیقون نے جو افراسیاب سے یہ کہا
اس مغرور نے آنکھون مین آنسو بھر کر جواب دیا ابھی تک کوئی مقام محفوظ میرے ذہن مین نہین ہے جہان مین
جاؤنگا یہ لوگ میرا پیچھا نہ چھوڑینگے ہرکارون نے مجھکو خبر دی کہ باغبان اسکو آمادہ کر چکا ہے کہ شہنا کے وسیلے
سے لوح طلسمی لو مہر یہ کو قتل کروا افسوس ہے کہ زندانخانہ طلسمی کا پتا دے چکا ساربان زادے سے
مین نے کہدیا زندانخانہ طلسمی متعلق توسن حصار ہے اسے رہائی لاچین بھی یہ لوگ ضرور جائینگے راے تم سب
صاحبون کی مین نے پسند کی بیشک فوج کو روکو جو ہونا ہو اسی مقام پر ہو جاے اب قدم نہ ہٹے مین بھی آج
طبقے زمین کے ہلا دونگا تم سب ملکر لڑائی کو روکو مین اسد کو پاکر مار ڈالون سب کے جی چھوٹ جائینگے بس اس سے
بہتر کوئی بات نہین ہے سب نے اس راے کو پسند کیا افراسیاب بلا طلسم سب سردار رک گئے تاجدارون نے بھی
پرے جمائے یہی صلاح قرار پائی کہ ہم سب ملکر فوج کو روکین شہنشاہ اسد غازی کو مار لین ورنہ یہ لوگ
نہ رکینگے یہ کہکر بڑھا کچھ سنگریزے اٹھائے فوج مہرخ پر مارے پتھر تمام برسنے لگے باغبان و بہار نے

بڑھکر اُس سحر کو دفع کیا لیکن برق تڑپتا ہوا قریب مہرخ و بہار آیا کہا حضور مین افراسیاب جادوگر نہا ہوا کھڑا تھا افراسیاب مع تمام سردار بھاگتے بھاگتے عاجز ہوے اب افراسیاب یہ کہکر ٹھہرا کہ سب سردار تاجدار ملکر فوج کو روکین مین پتھر برسا کر اسد نامدار پر جا پڑون اسد غازی کے پاس کوئی تحفہ نہین ہی بیشک اُنکے دشمنون کو پکڑ لیجائیگا اپنی جان سے عاجز ہی ابھی مار ڈالیگا سب لڑائی بیکار ہوجائیگی بے لڑے بھڑے فوج شکست کھائیگی آپ سب صاحب قریب مرکب طلسم کشا رہین اگر وہ آئے سب صاحب ملکر سحر کرین طلسم کشا تک نہ آنے دین آفات جادو سے کہو کہ شہناے جمشیدی لیکر آگے بڑھے افراسیاب جادو کو آپ کی فوج مین نہ آنے دے وہ اُسی کے سامنے سے بھاگیگا کسی کے سحر کو نہ مانیگا خدا نخواستہ اگر طلسم کشا کو گرفتار کرکے لے گیا تو غضب ہوا برق سے یہ خبر جو سبنے سُنی باغبان و بہار و مہرخ موے کافل شاہ و رعد و برق لامع و شاہزادہ خورشید زرین سحر وغیرہ چار سو سردار نامدار سینہ سپر کرکے روبرو مرکب اسد نامدار آکر ٹھہرے آفات جادو کو ترغیب دی ای شیر بیشۂ جرأت افراسیاب جادو نے یہ صلاح کی ہی اپنے آقاے نامدار طلسم کشا عالیوقار کی حفاظت کرو اب افراسیاب جادو عاجز ہوا ہی قصد ہی کہ طلسم کشا پر جا پڑے پتھر سنگ دل لئے برسائے ہزارون کے سر پھٹے صرف اسی کٹنے پر بنائے فتح و ظفر ہی دیکھین تقدیر تابہ دریاے نیل پہونچائے یا راہ مین فلک سامان شکست دکھائے آفات جادو شہناے جمشیدی ہاتھ مین تیغ کھینچے ہوے صف سے آگے بڑھا اب اس صحراے پرہول مین پہونچا ہی جنگ کے جم گئے اہالیان فوج افراسیاب جادو بھی بھاگتے بھاگتے تھم گئے ملحوظ خاطر ناظرین رہے ادھر فوج مہرخ ادھر فوج بیحساب افراسیاب خانہ خراب سب اُسکے ملازم بیقرار دیتاب آمادۂ مرگ و مہیاے قضا کچ مین پہ دن کے آکر آفات جادو نے شہنا بجائی دو چار ملازمان افراسیاب جادوگر سے آفات جادو نے بڑھکر اُنکو مارا کئی سردارون کو للکارا کئی کو چیر کر پھینک دیا اسی طرح شہناے جمشیدی بجاتا ہوا طرف افراسیاب جادو کے چلا افراسیاب جادو سامری جمشید کو گالیان دیتا تھا کبھی لقا کا بہ ذلت نام لیتا تھا پکارتا ہی کہ او لقا جسدن سے بیحیا میری عملداری مین آیا ہی ہزارون ساحر مارے گئے ملک برباد رعایا ناشاد آج تو شکست فاش حاصل ہوئی ارے ظالم تیرے کان پر جون نہین رینگی کیسا جاگتی جوت کا خدا دند ہی حیرت بولی وہ بیحیا خود پسند ہی خود بھاگا بھاگا پھرتا ہی وہ کیا مدد کریگا سامری و جمشید بہتر ہین لات و منات سبکے افسر مین دم خبیثہ کو پکار رہے وہ بند رہا شاید اجکتی کو دتی چلی آئے یا لات و منات کو شرم آجائے ہائے کسکو پکارون ان خداوندون سے تو ہزارون

اور کروڑون درجے ہمین بہتر ہین ہزارون کوس پر پرواز پیدا کرکے جاتے ہین اپنے ملازمون کو بچاتے ہین
یہ سب خداوند بہرے ہوگئے ہین حیرت نے بال سر کے کھولدیے دونون ہاتھون سے پیٹ رہی ہی افراسیاب
جادو کے دامن سے لپٹی ہوئی ہی کہتی ہی برائے سامری آگے نہ بڑھیے ای شہنشاہ کیا مجھکو بیوہ بنایئے گا وہ
نگوڑا کس زور سے شہنا بجا رہا ہی اسوقت لشکر مین افراسیاب کے عجب تلاطم ہی بڑے بڑے تاجداران
جلیل القدر و سرداران نامی و گرامی کو آفات جادو نے مار امنزلون تک کھیت پڑا از را عتین پامال
اب سامری پرستان پر ہجوم غم و ملال سب سر پیٹ رہے ہین یقین ہی کہ افراسیاب جادو پر اب آفات
جادو جا پڑے افراسیاب جادو ہٹا جاتا ہی منھ چھپاتا ہی یکایک آسمان پہ برق چمکی سب نے دیکھا کہ ایک
ساحر مہیب پیر زمین گیر کمر مین خم جسم مین جھریان پڑی ہوئی تنگ خاندان بالکل برہنہ آواز دیتا ہوا
کیون افراسیاب خانہ خراب یہ دن مجھکو یاد تھا مین شہنا نواز جادو آج تجھکو کون بچاتا اگر مین پہلے سے
آتا مثل پلنگ خونریز کے مارا جاتا مین جانتا تھا یہ اشیائے بزرگان دین ہین انکی حفاظت نہایت دشوار ہی
تیرے قبضے مین بمدرہ سکین گی مین نے اس خیال سے تجھسے نہ کہا وقت اختتام طلسم ہوش ربا آگیا
سامری و جمشید تحریر کر گئے ہین دو سو برس مین نے عبادت سامری کی گوشہ گیر رہا خداوند میرے خواب مین
آتے ہین اکثر فرماتے ہین افراسیاب کو بڑا غرور ہی اسکی عقل مین فتور ہی تجھکو کسنے صلاح دی کہ مشعل
جادو کو لا مشعل کے مرنے سے ہوش ربا مین اندھیر ہوگیا جب کایا پلٹ مارا گیا تاریک شکل کش ایسی
ساحرہ ماری گئی انکے مثل سامری و جمشید نے خلق نہین فرمائے آج مجھکو منظور ہی چراغ دین سامری روشن
کردون تو نے شمع حیات مشعل کو گل کردیا ہمکو شرم آئی ہم چراغ ہدایت مذہب سامری و جمشید ہین ہمارے
جان دینے مین بھی بھید ہین کل آہالیان ہوش ربا کی جان بچاتا ہون سرخ رو ہوکر خدمت سامری مین
جاتا ہون یہ کہکر شہنا نواز تھراتا ہوا قریب سر آفات جادو آیا للکارا کیون ای آفات جادو سامری
پرستون کو قتل کرکے تجھے افسوس نہ آیا تو نے بونے دو سو خداوندون کو چھوڑا ایک خدائے نادیدہ
کی پرستش کی اب قتل شہنشاہ طلسم ہوش ربا مین کوشش کی یہ کہکر اُس پیر زمین گیر نے خنجر بران کمر سے
کھینچا گلے پر اپنے پھیرا خون اپنا خود چلو مین لیکر شہنائے جمشیدی پر پھینک مارا شہنائے جمشیدی ٹکڑے
ٹکڑے ہوگئی وہ صدائے مہیب آئی کہ زمین صحرا سے پر ہول تھرائی اُسی شہنا سے ایک برق چمک کر مثل
شمشیر آبدار تڑپ کر سر پر آفات جادو کے گری یہ بہادر ستار گلشن جنان ہوا لاکھون صدائے مہیب سے

بیہوش ہوگئے وہان کوہ زبرجدی پر آفات چہار دست بدست بیٹھی ہوئی شراب خواری کررہی تھی یکایک آواز مہیب آئی کنیزان سامری پیٹنے لگین کسی کا سر پھٹ گیا کوئی ہائے کہکر گری سو پتلیون کے سر پھٹ گئے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوئین چارسو اب باقی رہین انکو آفات نے گود مین لیکر کمرے مین بند کیا بیٹھی ہوئی دوڑی اسوقت اُس صحرا مین پہونچی کہ آواز آرہی تھی کشتی مرا نام من شہنا نواز جادو بود منتظم حجرۂ چہارم افراسیاب خانہ خراب خاموش کھڑا رہا تھا اہل اسلام نے بعد اِس قیامت کے قصد کیا معاوضہ خون آفات لعین لشکر افراسیاب جادو پر جا پڑین افسوس یہ ہے کہ ہمارے افسر نامی و نامور صاحب شوکت دلیاقت جانباز سر فروش نے کس جرأت سے جان دی یکایک آسمان سے نعرہ ہوا منجم ملکہ آفات چہار دست باشید ای مسلمانان خون شہنا نواز ہوچکا فلک تخم بدعت کشت امید مین بوچکا ارے کیون قضا دامن گیر ہوئی ہے تم سکے مٹانیکی تدبیر ہوچکی ہے یہ کہکر آفات چہار دست گری افراسیاب و حیرت کو پنجے مین اٹھالیا سرباد ابریق کو آواز دی لشکر لیکر پلٹ جاؤ بادشاہ تمھارا فوج لیکر آئیگا ای مہرخ وغیرہ اپنی جان کو غنیمت جانو پلٹ جاؤ مہرخ وغیرہ نے دیکھا اندھیرا ہوگیا چلتے چلتے آفات سحر کرگئی سیکڑون پامال ہوے مہرخ وغیرہ نے پلٹ کر لاشہ اُس شیر کا اٹھایا یا تو خوشی خوشی کرتے ہوے جاتے تھے یا گریان و نالان واپس ہوئے ایک صحرائے معقول مین لاکر لشکر کو اُتارا اہل اسلام بعد دفن آفات شکر پروردگار مین مصروف ہوکے کہ پروردگار نے بڑی بلا سر سے ٹالی اگر یہ شہنا اسطرف سے بجتی تو شہنا نواز کا ہیکو آکر اپنا گلا کاٹتا خدا نے اپنا فضل شریک کیا اہل اسلام تو مصروف عیش و نشاط ہین کوکب روشن ضمیر کا نامہ بنام عمرو آیا اُسمین مبارکباد فتح حجرۂ چہارم تحریر تھی بہ تاکید لکھا تھا کہ خواجہ سلامت تمام ہونے پر حجرۂ چہارم اسقدر خوشی نہ کیجیے ہمارے پاس تشریف لائیے ہمین آپ سے صلاح کرنا ہے اب سامنا بلائے عظیم کا ہے اُس بلائے سخت و صعب سے خدا محفوظ رکھے خواجہ عمرو اُسی وقت طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوے ان سب کو تو اپنے اپنے حال مین چھوڑیے اب داستان دلستان سحر بیان حجرۂ پنجم کی تحریر ہوتی ہے ناظرین والا تمکین بنظر غور ملاحظہ فرمائینگے یقین ہے لطف کامل اُٹھائینگے بہت مسرور ہونگے کیونکہ اِس حجرے مین ایک لفظ بھی مصنف اول کا نہین ہے لفظاً لفظاً حقیر نے تحریر کیا باغ تحریر ین گلکاریان نئی نئی عیاریان بصد شد و مد اس حجرۂ اخیر مین تحریر ہونگی یہ بھی نشان دے چکا ہون کہ نام حجرۂ ہفت بلا ہے پانچ حجرے طلسم ظاہر مین اور دو حجرے طلسم باطن مین وہ بروقت دستیاب لوح کے مرحلہ جات طلسم باطن پر بیان ہونگے

دو کلمہ داستان سحر عنوان رنگین بیان حجرۂ بنجم بلاجسکا حاکم و ناظم ملک اخضر گوہر پوش و دختران اخضر ملکہ لعل سخنداں و یاقوت سخنداں ہین اول جانا افراسیاب کا برسر قلعۂ عقیق نگار اور ذلت اٹھانا ہاتھ سے کنیزان ساحری اسکے اور وہین پہونچکر عیاری خواجہ عمرو سامنے اخضر و لعل و یاقوت کے و دیگر حالات متعلق داستان ہذا لائق ملاحظۂ ناظرین والا تمکین ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا ساغر آفتاب
خبر لے کہ رندون مین ہی شور و شر
تواریخ ساقی خود کام سے
شکر میکدے کی خرابی مین کد
تنگ مہر کی ساقیا کر گیا
ہراک نقطہ ہی رشک شمس و قمر
ہراک سطر ہی غیرت کہکشان
سپیدی کاغذ بیاض سحر
قمر ہو رقم مہ جبینون کا حال
کہ کھلتا ہی اب حجرۂ پنجمین
فلک پر چمکتے ہین دو ماہ نو
دو سرو خرامان باغ کمال
سراپا کا انکے کرون کیا بیان
دہن غنچۂ گلشن امتیاز
فصاحت سخن مین یہ حسن قبول
اشارون سے ظاہر فسون ساز یان
ہراک بات مین عشوہ و دلبری
روان ساتھ ہر سین ہین باشد و مد
دل و جان سے مشتاق ہون ناظرین

ہی میخانۂ دہر مین انقلاب
عبث دشمن جان ہی پیر مغان
صدا آتی ہی یہ لب جام سے
تصور مین ہی ساقی ماہ رو
دماغ قمر آسمان پر گیا
ستارون کی منور رشک سے ماند ہی
منور ہین اوراق ای مہربان
زمین شعر کی غیرت طور ہی
بوجہ جسن لکھ حسینون کا حال
دو گوہر عیان ہونگے اک درج سے
دو نجم درخشان دکھاتے ہین ضو
در نظم کے ہین کہان جوہری
حسین مہ جبین قاتل عاشقان
وہ دندان پر نور سلک گہر
لبون کو مسیحا کا رتبہ حصول
وہ رخسار رشک شہ خاوری
شہنشاہ اقلیم افسونگری
بدہ ساقیا ساغر مشکبو
کہین ای قمر آفرین آفرین

مرے ساقی حور وش بیخبر
ہی میخوارون کی تاک مین بیگمان
بدہ جام گل رنگ باشد و مد
شراب مضامین کی ہی جستجو
ہوا آفتاب بیان جلوہ گر
ہراک دائرہ حرف کا چاند ہی
ہراک نون ہی رشک دور قمر
تو قرطاس نور اسعلے النور ہی
شش و پنج ہی ہل رہی ہی زمین
مہ و مہر طالع ہون اک برج سے
بہار گلستان جاہ و جلال
کہ ہی داستان لعل و یاقوت کی
قد ش سرو گلزار راز و نیاز
زبان ماہی بحر قند و شکر
نگاہون مین ہین شعبدہ بازیان
مہ و مہر بھی جھکے ہین مشتری
ہوئی جوشش دریا مین مجھکو جو کد
اب اس داستان کی ہوئی جستجو
چہرہ ساقیان خمخانۂ افسونگری

وسرمستان بادۂ مروق سخن پروری مدہوشان ساغر صہبائے حسن وجمال وسرمستان شراب میکدۂ کلام فصاحت
مال ساقی قلم کا بصد چشم میخانۂ قرطاس میں دور ہی ای بادہ کشان میخانۂ سخنوری جائے غور ہی شعر
سخن سنج ودانائے شیرین مقال ÷ چنین می نگارد زکلک خیال ÷ بعد اختتام حجرۂ چہارم شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر باتدبیر مع نور افشان جادو قصر جمشیدی مین سرائت واقعہ ملاحظہ کرکے عیاریون پر عمرو
کی وجد کر رہا ہی جو معرکے یہان گذرے اُس روشن دل نے آئینہ مین معائنہ کیے خواجہ کو نامہ لکھا کہ میرے
پاس تشریف لائیے عمرو بعد فتح وظفر دربار مین آکر جلوہ فرما ہوے تھے بعد عرصہ دراز مقدمۂ شہنشاہ سے
مہلت کامل حاصل ہوئی ملکہ بہار کہہ رہی ہی خواجہ یہ نہ سمجھنا کہ اطمینان ہوا اب باری حجرۂ پنجم کی ہی ملک
اخضر گوہر پوش ہمزلف کوکب روشن ضمیر حاکم حجرۂ پنجم ہی مصاحب سامری دونون بیٹیان اُسکی شہنشاہ
اقلیم افسونگری بیمثل وبے نظیر حسن وجمال مین رشک ماہ منیر سحر وساحری مین طاق شہرہ آفاق افراسیاب
کا قصد تھا ملکہ یاقوت کے ساتھ شادی کرے حیرت کے ساتھ شادی ہوگئی وہ مقدمہ ملتوی رہا دوسرے یہ کہ
اخضر گوہر پوش کو یہ بھی ناز تھا کہ افراسیاب خود آئے ملکہ یاقوت کی خواستگاری کرے تب شادی کردن
افراسیاب نے اپنا جانا قبول نہ کیا اسوجہ مین یہ مقدمہ ملتوی رہا اب خود خواہش کریگا راضی کرکے اُنکو
لائیگا اگر وہ آئین زمین وآسمان تھرا جائیگا دو نہرین آب سحر کی اُنکے ساتھ رہتی ہین اُسی سے سب کچھ پیدا
ہوتا ہی پانی کے قطرون سے لڑنے والے جلتے ہین اُنھین نہرون سے در افسونگری نکلتے ہین اخضر گوہر پوش
کے پاس ایک گنبد بلوری ساختہ سامری ہی کہ جسمین تمام دنیا کا حال معلوم ہوتا ہی اُسپر کسکی مجال ہی جو عیاری
کرے جب آپ قصد کرینگے اُسکو ثابت ہو جائیگا کہ خواجہ فلان صورت پر میرے پاس آتے ہین پہلے ہی سے
سدّ باب عیاری فوراً ہو جائیگا عیار اُس تک پہونچنے بھی نہ پائیگا خواجہ عمرو فرماتے ہین ای بہار تم ایسا گھبرا
دیتی ہو کہ پہلے ہی سے ہوش اُڑ جائے ساری مکاری عیاری بھول جائے پروردگار کی قدرت کو یاد کرو چہار
حجرہ ہائے بلا کے فتح ہونے کی کسے امید تھی ہمارے سامنے حال نہ بیان کیا کرو وہ مالک بے نیاز رب کارساز
اپنا فضل شریک کریگا یہ مصرع ہر وقت باعتقاد کامل پڑھا کرو مصرع دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی ترا ست
فرمانے سے عمرو کے سب خاموش ہوے یکایک ایک ساحر تیز رو نامہ کوکب کا لیکر آیا زبانی بھی بیان کیا کہ
قصر جمشیدی مین کوکب ونور افشان تشریف رکھتے ہین آپکو بھی تکلیف دی ہی بمقدمۂ حجرۂ پنجم صلاح
ہو کہ صورت فلاح ہو عمرو اُسی وقت طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہوے کوکب ونور افشان مع مشیران سلطنت

و وزیران ابہت انتظار مین خواجہ کے صلاح کر رہے ہین کہ خواجہ بھی آگر پہونچے سب براے تعظیم اٹھے خواجہ آگر کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوے کوکب نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری مقدمہ طول وطویل مختصر کرکے عرض کرتا ہون دو شاہزادیان دختران شاہ جلیل ایک میری زوجہ ملکہ ناہید مرصع پوش و دیگر ملکہ اختر گلگون کو زوجہ ملک اخضر خضر میراہمزلف ہی بطن اختر سے لعل و یاقوت پیدا ہوئین میرے یہان از بطن ناہید جمشید و برادرین پیدا ہوے جب دونون نہنین آگسمین ملین جمشید کی نسبت ساتھ یاقوت کے قرار پائی لیکن درمیان مین پھر کچھ کلام نہوا یہی خیال تھا مقدمہ یک جہتی ہی جب مناسب ہوگا شادی کرلینگے اسی ہوس مین زوجہ اخضر نے انتقال کیا چونکہ زوجہ نے میری سنا کہ بہن کا انتقال ہوا اخضر سے نامہ و پیام شادی و غمی مین اپنی بہن کے موقوف کردیے مقدمے مین نسبت کے بھی کچھ کلام نہ آیا چونکہ اخضر بہت مغرور ہی درمیان مین اُسنے چاہا افراسیاب کو داماد بناؤن لیکن شرط سخت مقرر کی کہ افراسیاب خود آگر خواہش کرے افراسیاب کو یہ خیال تھا کہ مین بادشاہ طلسم ہوش ربا ہون وہ میرے ملک کے باشندے مثل رعایا بستے ہین خود پیغام نسبت نہ کرون وہ بطور ڈولے کے دین بہرنوع یہ مقدمہ بھی ملتوی رہا تمام عالم مین یہ مشہور ہوا کہ وہ دونون شاہزادیان منظور نظر سامری ہین اُنکے ساتھ کوئی شادی نہین کرسکتا مین نے آپ کی شراکت کی سامری پرستون کو میرے نام سے نفرت ہوئی مین نے بھی کچھ پروا نہ کی اب ضرور افراسیاب جادو بخواہش تمام براے خواستگاری یاقوت سخندان جائیگا ملک اخضر بدل وجان قبول کریگا جب اُنکو ظاہر ہوگا کہ ملک ومال ہمارا ہوا آگر مقابلہ کرینگی اب اُنکے حالات عرض کرنا غیر مناسب ہین خدا انجام بخیر کرے انتہاے سحر اُنکا یہ ہی کہ عفریت خونخوار اُنکے قبضے مین ہی جسوقت اُسکو طلب کرینگی اگر تمام عالم اُنکے مقابلے مین ہوگا وہ عفریت سب کو کھا جائیگا علاوہ عفریت طلسمی اور بڑے بڑے سحر ساختۂ سامری و جمشید اُنکے قبضے مین ہین اشارہ اُنکا سحر جال مین افسون لگا ہین پرخون اگر نہرون کو اشارہ کرین دریا بنکر لشکر حریف کو ڈبو دین اب میرے نزدیک بہتر یہ ہی کہ مین قبل جانے افراسیاب کے ایک ایلچی معقول بخواہش طلب نسبت بہ اقرار قدیم روانہ کردون اگر وہ جمشید کے ساتھ راضی ہوگیا افراسیاب کو سواے صلح کے کچھ نہ بن پڑیگا عمرو نے کہا اے بہت معقول ہی اسمین بھی اپنا مطلب حصول ہی ضرور ایلچی روانہ کیجیے نامہ بھی بخواہش تحریر فرمائیے مقدمات محبت قدیم یاد دلائیے یہ بھی لکھیے کہ قول مردان جان دارد و سخن مردان اعتبار آپ کی زوجہ مرحومہ اپنی ہمشیرہ سے اقرار کرکے مرین کہ یاقوت سخندان کی شادی ہمراہ جمشید بن کوکب ہو آجتک ہمنے امورات مالی وملکی سے فرصت نہ پائی اسوجہ سے یہ امر معطل رہا

اب ہم جمشید کو بفرزندی دیتے ہین ہمارا تمہارا مقدمہ واحد ہی اقرار قدیم شاہد ہی یقین کامل ہی ضرور قبول کرے
یہ سنکر کوکب نے نامہ حسب خواہش خواجہ عمرو تحریر کیا قصر جمشیدی کے پہلو مین چند صندوق رکھے ہین ایک صندوق
کھولا دیکھا اک تاجدار نوجوان ہاتھ سر کے نیچے رکھے سو رہا ہی کوکب نے آواز دی ای اسرار تاجدار بہت سوئے
اب بیدار ہو وہ جوان حاضر کھڑا اُٹھ بیٹھا عمرو یہ مقدمہ دیکھکر حیران ہوگیا کوکب نے کہا خواجہ اسرار تاجدار
اسکا نام ہی یہ قاعدہ دان حالات نامہ و پیام ہی بہت لطف سے جائیگا بفصاحت و بلاغت کلام کریگا خضر
کو پیام دیگا اور کوئی وزیر امیر وہان نہین جاسکتا وہ مقامات سحر بند ہین اسطرح کے لوگ رازداران طلسم
نور افشان چند کس ہین اسی طرح صندوق سے مین نے بلور چہار دست کو نکالا تھا وہ سردار یہ تاجدار
اسرار تاجدار نے اُٹھتے ہی تاج سر پر رکھا لباس شہنشاہی زیب جسم کیا چالیس مشیر و وزیر چند خدمتگار وہ
بھی معقول اپنے ساتھ لیے اپنے سحر سے اک تخت تیار کیا جب اُسپر سوار ہونے لگا تب عمرو نے کہا رخصت ہوتا ہون
کوکب نے کہا بسم اللہ اپنے لشکر کا بہت اچھی طرح انتظام کیجیے گا عمرو نے کہا اسی واسطے جاتا ہون جاکر کوئی
انتظام کرونگا یہ کہکر عمرو قصر جمشیدی سے کود کے سب نے دیکھا چند قدم جاکر غائب ہوگئے اسرار تاجدار بحکم
کوکب نامدار تخت پر سوار ہوا اور سحر سے اک ابر بھی بنایا وہ سر پر سایہ فگن چالیس مصاحب چار خدمتگاران
معقول اس گروہ سے اسرار تاجدار کوکب کا نامہ دار بنکر سمت قلعہ عقیق نگار برائے ملاقات ملک خضر
گوہر پوش روانہ ہوتا ہی کہ اسکا حال وقت پر لکھا جائیگا اب دو کلمہ داستان ذکر افراسیاب کہ آفات
چہار دست اُٹھا کر باغ سیب مین لائی ہی سنیے جسوقت افراسیاب مع ملکہ حیرت باغ مین آکر پہونچے حیرت
جادو سر پیٹنے لگی کہا شہنشاہ گھر برباد ہوا افراسیاب نے کہا کیون روتی ہو اپنے اوپر سوت قبول کرو سب
مشکلین حل ہوجائینگی آفات چہار دست نے حیرت کو گلے سے لگا لیا کہا ای حیرت اس دن کی آرزو تھی
کیون گھبراتی ہو ایسی سوت کسے ممکن ہوتی ہی شوق سامری و جمشید چرخ افسونگری کی خورشید انکا کون جواب
دے سکیگا ای حیرت جادو خداوند سامری و جمشید کی قدرت کے کوئی بھید نہین جانتا یہ چارون حجرے
تمام ہونے کی ہمکو امید نہ تھی افراسیاب نہایت عقیل ہی اُسنے ہمسے زمانے مین ملکہ تاریک شکل کے کہا تھا
کہ اسواسطے حجرے کھول رہا ہون کہ یاقوت کے ساتھ شادی کرون ہمین امید نہ تھی کہ یہ حجرے چارون
ایسے لڑینگے کہ معرکہ ہائے عظیم پڑینگے ایسے جلد فتح ہوے اب رنج و ملال کا خیال نہ کرو شوہر کو اپنے ہاتھ
سے دولہا بناؤ لیکن اب مقدمات کو طول ہوا ہے انکے جانے نہ بنیگا انکو دیکھکر ملک خضر کو لکھا آیا ملکہ یاقوت ولیعہد

کو ساتھ کر دیگا ملک اخضر تہ بھا قیامتین برپا کریگا اُسکے سامنے عمرو عیاری نہ کرسکیگا جب عیاری کا تصور کریگا اُسکے پاس گنبد بلورین ساختۂ سامری و جمشید ہی اُس سے اُسکو کیفیت آئندہ و گذشتہ کی ثابت ہوتی ہی صاف ہر اک بات بتلا دیگا حیرت نے اُسی وقت کوٹھا کھلوایا آفات کے سامنے افراسیاب کو لباسہاے فاخرہ پہنایا جو سب مین بھاری جوڑا تھا زیب جسم کیا تاج یاقوتی سر پر رکھا گوہر بے بہا اُسمین آراستہ کیے موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے جو جو لباس ہاے معقول خزانے مین تھے وہ سب نکلوائے ڈھیرے کر دو فرسے

افراسیاب جادو مثل دولہا کے آراستہ ہوا نظم مصنف

		وہ تاج مرصع ہوا زیب فرق
جواہر کے دریا مین گویا تھا غرق	لباس زری سے ہوا آراستہ	کیا خوب اپنے کو پیراستہ
وہ موتی کے مالے بصد آب و تاب	وہ کنٹھے تھے یاقوت کے لاجواب	نگاہون مین سب سحر کے رنگ ڈھنگ
قبائے زری جسم مین چست و تنگ	قریب اپنے رکھا اسباب سحر	قیامت کے سحر اور نایاب سحر
ہوا حکم داڑھی مین کرو خضاب	کہ لڑکی کے دل مین نہو پیچ و تاب	شہنشاہ نے اپنے ہاتھ سے وسمہ لگایا

سر سے دبنالہ دار آنکھون مین دیا ایسا گھبرایا ہی اپنے ہاتھ سے اُٹھا اُٹھا کر شیشیان عطر کی سر پر اُنڈیل رہا ہی کنیزین گرد بلائین لے رہی ہین دولہا کو دعائین دے رہی ہین حیرت ہر چند کہ ضبط و صبر کرتی ہی لیکن دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا جاتا ہی شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا جاتا ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے غصے مین کانپ رہی ہی کبھی کہتی ہی دادی جان کبھی دنیا مین ایسا مر کہ گذرا ہی جو رو خصم کو دولہا بنائے اب کچھ مجھکو بن نہین پڑتا جب وہ حرامزادیان آئینگی اپنے ناز و ادا دکھائینگی کیونکر مجھسے ربط و ضبط ہوگا ایسا نہو میرے اُنکے تکرار ہو انصاف کیجیے مین دختر شہنشاہ حیات وہ میری رعایا ہین اب اُنکو بخواہش بلایا جاتا ہی اُنکے دماغ آسمان پر ہونگے روز کی گھر مین لڑائی پیدا ہوئی خوب دانتا کلکل ہوگی مین اُنکو بپاپوش پر مارتی ہون صورتین اُنکی کیا چربی کی پتلیان ہین بھیکی صورتین مٹی کی مورتین سحر کیا وہ مجھسے زیادہ جانتی ہین یہ کہکر حیرت رونے لگی آفات نے بلائین لین کہا بی بی تیرا شوہر سلامت رہے ایسی ایسی بہت سی آئینگی ٹھوکرین کھا کر چلی جائینگی رہتا پانی رہجائیگا بہتا پانی بہ جائیگا تو تو محل شہنشاہی برج حسن و جمال کی ماہ ہی اُنکو کوئی اسقدر مُنھ نہ لگائیگا برادری والے بخوبی آگاہ ہین بیاہتا کا بڑا مرتبہ ہی وہ اُترھری اُنکو کون پوچھیگا اپنے دلکو بھاری نہ کر شوہر کو دولہا بنا افراسیاب تاج بدل بدل کے پہن رہا ہی ڈومنیان حاضر ہین گا رہی ہین تانین مار رہی ہین جب سہرا زرتار کا آیا اور بنا

نے سر جھکایا کنیزون نے مبارک مبارک کہکر سر پر باندھا بہاری سہرا دیکھکر افراسیاب پھول گیا سہرے
کو اٹھاکر پگڑی پر لپیٹا عطر ملے جاتا ہی آفات حیرت کو سمجھا رہی ہی ڈومنیون کے آوازے رومال ہاتھ مین
دیا کہا دولھا میان رومال منھ پر رکھنا سسرال مین ٹپر ٹپر باتین نہ کرنا شاید کھانا سامنے آئے ضد کرنا خسر
سے اک ملک مانگنا نوالے چھوٹے چھوٹے کھانا اپنا بھولاپن دکھانا مشہور ہو گا لڑکا بہت بھولا ہی تعریفین
ہونگی لونڈیان ساتھ چلیتین وہان کی ڈومنیون سے مقابلہ پڑتا یہ سہرا ہم گاتے سہرا کہو زہرہ سے گائے
آج بسم اللہ کا سہرا + سر محفل سنائے آج بسم اللہ کا سہرا + دوسری ڈومنی بڑی شوخ و شنگ تھی افراسیاب
کو شرمانے کے لیے یہ سہرا گانے لگی ناز و ادا کے ساتھ اپنا کمال دکھانے لگی سہرا

کیسا شادی کا مبارک ہی ترے سر سہرا
رشتۂ فکر مین گوندھینگے سخنور سہرا
صرف تار نظر عاشق صادق جو کرون
ایسے سہرے مین گوندھون ترا خوشتر سہرا
حسن یوسف کے چمن مین ہو زلیخا گلچین
عرق حور مین کر لائین معطر سہرا
رشتۂ کاہ کشان مین ہین پروئے انجم
باندھکر آیا ہی گویا شہ خاور سہرا
لعل و یاقوت ہین الماس و عقیق و گوہر
شکل آئینہ ہی لے دیکھ سکندر سہرا
اہل محفل کے دماغ آج بسے خوشبو سے
داد دینگے مجھے سن سنکے سخنور سہرا

راج کا یہ ہی ولی عہد کے سر پر سہرا
موتیے مین ہی کہین آب سوا موتی سے
دلسے دین داد مجھے دیکھ کے دلبر سہرا
پیر کنعان کا اگر رشتۂ الفت پاؤن
کبھی ایسا نہو پر اسکو میسر سہرا
کم نہین مردمک چشم عنادل سے گہر
پیر گردون نے یہ گوندھا ہی منور سہرا
عرش پر قدسیون نے گوندھ کے تیار کیا
کیسا انمول ہی شاہا ترا پر زر سہرا
آج شادی سے سماتا نہین پھولا عالم
عطر سے مشک سے گل سے ہی معطر سہرا
سر پہ نوشہ کے مبارک ہو یہ سہرا آمین

گل کترتے ہین مضامین کے سہرے کے لیے
اخترفی کے ہی کہین پھول سے پر زر سہرا
کہکشان سے نہ مجھے عقد ثریا سے غرض
گوندھون پھر سوزن عیسیٰ سے مقرر سہرا
گل جنت کہون غلمان کو نسے لائین فی الفور
رگ گل تار ہی کیا خوب ہی بہتر سہرا
رخ کے روشن ہی جو خورشید تو سہرا ہی شعاع
عقد پروین نہین قدرت کا ہی مظہر سہرا
ہفت اقلیم کا رکھتا ہی تماشا یہ طلسم
دیکھ پایا ہی جو پھولون کا سراسر سہرا
قدر دان پھولینگے پھولونکی طرح محفل مین
گائے قوالۂ افلاک یہ گھر گھر سہرا

ڈومنیون نے خوب دھوم مچائی افراسیاب کبھی خفا ہوتا ہی ڈومنیان کب مانتی ہین دولھا کو مسخرا جاتی ہین سب نے
ملکر افراسیاب کو بنالیا شبو ڈومنی پرائی کہتی ہی میان دولھا بات نہ کیجیے کنگنا باندھتی ہون دوشالہ منگوایئے
سہرو دکھاؤ جاتے ہو سسرال والے پسند کرین چاند سی دلھن لیکر آؤ گھر اباد ہو آٹھوین دن لڑکا کھلاؤ دولھن معشوقہ
سامری ہی کیا عجب ہی جلد لڑکا ہو رگ و ریشے مین افسونگری بھری ہی افراسیاب بہت جھلایا کہا شبو مین تجھکو باغ سے

نکلوا دو لگا یہ کہکر بارہ دری کے باہر آیا ابر ہفت رنگ کو بڑی دھوم سے آراستہ کیا ہر ایک ابر منقش مطلا سنہری رنگ آمیزی زرداروی مین ابرون کی تیزی منسوبات ممالک اُسمین تیار کیے نقشہ سکندر و دارا کیفیت فوج کیقباد و منوچہر کہین جمشید جم کہین ضحاک ماران تخت پر بیٹھا ہر ایک جانب سے آمد لشکر فریدون کہین کوہ و صحرا کہین دریاے جیحون نقشہ مثل سر بزیادان تصویر دریاے خون روان اُس رعنائی و زیبائی سے لکہ ہاے ابر ہفت رنگ کو آراستہ کیا وہ سر بر افراسیاب کے سایہ فگن ہوے چالیس رفیق وزیر سرماد ابرلق بارہ ہزار جوانان زرین پوش مصور و صورت نگار کو برائے سفارش ہمراہ لیا اس کروفر جاہ و حشم سے افراسیاب طرف قلعہ عقیق نگار کے چلا جو جو سحر نایاب ہین اُنکو زور دے رہا ہر ابر مرواریدی سر پر کبھی موتی برسے کبھی بلغ آراستہ ہوے کئی سو کوس جب راستہ طی کیا افراسیاب نے مصور کو اسواسطے ساتھ لیا ہر کہ یہ نبیرہ سامری و جمشید ہین یہ یہان کے حال سے واقف ہونگے یہ کبھی اسطرف تشریف نہین لائے بعد عرصہ دراز معلوم ہوا اک صحرا مین آگ لگی ہوئی ہر صاف ظاہر ہر کہ صحراے آتش بہار ہر افراسیاب نے گھبراکر پوچھا مر شدزادے یہ آتش کیسی شعلہ ور ہر یہ کونسا جنگل ہر بالکل آتش بہار معلوم ہوتا ہر مصور نے کہا مین اسطرف کبھی نہین آیا نانا دادا نے اسطرف کا حال کتابون مین بھی نہین لکھا نہین معلوم یہ کیا معرکہ ہر افراسیاب نے کچھ خوف نہ کیا تخت کو بڑھایا جب دس کوس راستہ طی کیا دیکھا وہ صحراے آتش بہار نہین ہر صحراے مرجان تمام نخل سرخ پوش و دور سے آتش بہار معلوم ہوتی تھی اب صاف ظاہر ہوا کہ مونگے کا جنگل ہر تمام صحرا اشجار مرجان سے معمور بصورت آتش نزدیک و دور افراسیاب نے بند قبا کھولدیے ہواے سرد آنے لگی نخل مونگے کے دیکھکر نہال ہو گیا کہا یہ نمونہ سواد کو محبوب ہر کیا صحراے خوش اسلوب ہر اور جوش مین تخت کو بڑھایا سواران زرین پوش گھوڑون کو اڑاتے ہوے آگے آگے نقیب آوازین لگاتے ہوے دور سے قلعہ سرخ معلوم ہوا دیکھا اک قلعہ یاقوت احمر بصد کرو فر تمام دیوار و در یاقوت کے پھاٹک بہت بلند شمسہ اسکا مثل آفتاب عالمتاب چمک رہا ہر کئی ہزار پتلیان سنہری دیوار قلعہ پر صف جمائے کھڑی ہین آمد افراسیاب دیکھکر ایک پتلی اُنمین سے بڑھی پکار کر آواز دی کون بے ادب آتا ہر قریب قلعہ عقیق نگار جاہ و حشم دکھاتا ہر یہ مقام ادب ہر قریب سوار کے آکر پتلی نے باگ پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا آواز دی ارے گھوڑون کو پھیرو خبردار آگے نہ بڑھو تم کون ہو جو اس بے ادبی سے چلے آتے ہو سوار زرین پوش ملازم افراسیاب غرور مین دماغ بھرا ہوا پتلی پر نیزہ مارا نیزہ ٹوٹ گیا پتلی نے اُچک کر اک طمانچہ مارا سوار کا سر اڑ گیا اب تو پتلی نے سوارون کو مارنا شروع کیا کسی کو طمانچہ مارا کسی کی ٹانگ پکڑ کر مثل

کر پاس کہنہ چیر ڈالا سواران رزین پوش مین صداے فریاد والغیاث بلند ہوئی افراسیاب نے سر اٹھاکر پوچھا ارے یہ کیا معرکہ ہی کمیدان نے بڑھکر عرض کی ایک پتلی سنہری آئی ہی وہ جانے کو منع کرتی ہی کئی سو سوار اُسنے مار ڈالے کسی کا حربہ اُسپر تاثیر نہین کرتا افراسیاب نے قہر و غضب مین دیکھا وہ پتلی لڑتی ہوئی سامنے افراسیاب کے پہونچی افراسیاب سے آنکھ ملائی تاج سر پر دیکھکر ہنسی کہا او بیحیا تو کون ہی جو تاج پہنے ہوئے سامنے قلعہ کے کھڑا ہی یہ صحراے مرجان گذرگاہ سامری و جمشید ہی یہان کے ہر ہر قدم مین بھید ہی سر سے تاج اُتار کلاہ پہن نام اپنا بتلا ہم جاکر لعل سخندان سے عرض کرین اگر حکم قضا شیم صادر ہوگا راہ دینگے ورنہ اِس مقام پر اِس بے ادبی سے کبھی کوئی نہین آیا یہ کہکر وہ پتلی ہنستی ہوئی سامنے آئی ہاتھ بڑھایا کہ سر افراسیاب سے تاج اُتار لون افراسیاب نے کلائی پر ہاتھ ڈال کر ایک طمانچہ مارا سر پتلی کا پھٹگیا سر سے خون جاری ہوا ایک چیخ ماری بڑی بوا دوڑو یہ بڑا کوئی ظالم آیا ہی مجھکو طمانچہ مارا میرا خون زمین پر گرا یہ جو پتلی نے آواز دی چالیس پتلیان سر دیوار قلعہ سے جدا ہوئین آکر لشکر افراسیاب پر گرین ہزارون کو مار ڈالا تاج افراسیاب نوچ کے پھینکدیا ہرچند افراسیاب سحر کرتا ہی وہ پتلیان قتل نہین ہوتین غصے مین آکر نعرہ کیا ارے کیا طلسم ہوش ربا فتح ہوگیا طلسم کشا کو لوح ملگئی حکماے طلسم مرگئے اری کندن جلد حاضر ہو یہ جو افراسیاب نے باواز بلند کہا زمین تھرائی آسمان سے حاضر حاضر کی آواز آئی ایک نازنین سنہرے کپڑے پہنے ہوے لچھا کنچیون کا ازار بند مین چہرہ آفتاب عالمتاب جبین پر عتاب دستبستہ عرض کی اے شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب نے کہا اے کندن اے خزانہ دار طلسمی تاج طلسمی جلد لا ان بیحیاؤن نے ہزار ہا ملازم میرے مار ڈالے اب مصاحبون کی نوبت ہی مجھکو بڑی حیرت ہی ابھی اسکے بدلا لون کندن بہت خوب کہکر آسمان پر چلی چشم زدن مین تاج طلسمی لیکر آئی سر پر افراسیاب کے تاج رکھدیا تاج سر پر پہنکر افراسیاب اُن پتلیون پر گرا جسپر عکس پڑگیا جلکر رہگئی کسی کو طمانچہ مارا کسی کی ٹانگ پکڑکر چیر ڈالا پچیس پتلیان افراسیاب نے قتل کین پانچ ہزار سوار و پیدل مارےگئے مرشدزادے مصور جادو اپنی جورو صورت نگار کا ہاتھ تھام کر دور کھڑے ہوے وہین سے خبردار خبردار کہ رہے ہین قریب نہین آتے ہین افراسیاب کہتا ہی مرشدزادے میرے پاس آؤ یہان کا راز بتلاؤ مصور جواب دیتا ہی مین اس مقام پر آرام سے ہون مین راز دنیا کیا جانون کبھی اس مقام تک نہین آیا تقدیر نے نیا شعبدہ دکھایا جب افراسیاب نے پچیس پتلیان قتل کین اب پتلیان بھاگین دیوار پر جاکر ٹھہرین دور سے غلغلہ کر رہی ہین قریب نہین آتین افراسیاب نے

پانچ ہزار سوار دس مصاحب نامدار واصل جہنم ہوئے جلودار بھی کم ہوئے افراسیاب تاج طلسمی پہنے ہوئے طرف اُس قلعہ سرخ کے چلا اُن تپلیون نے ہاے کا نعرہ کیا یکایک غبار بلند ہوا صحرا مین اندھیرا ہوگیا افراسیاب بھی تاریکی دیکھکر پیچھے ہٹا بعد دم بھر کے روشنی ہوئی اب افراسیاب نے دیکھا آگے قلعہ سرخ کے اک دیوار آہن بنکر تیار ہوئی اُس دیوار آہن مین ہزار ہا روزن ہر روزن سے ہر ایک پتلی جھانک رہی ہے آواز دیتی ہے ارے ظالم اب نہین آتا دیوار کو نہین ہٹاتا کنیزان سامری کو بے خطا مارا انز ملیگی افراسیاب نے غصے مین آکر اک گولہ دیوار پر مارا دناٹا ہوا دیوار تھرائی کان مین آواز آئی ارے بے وقوف یہ کیا کیا دیوار تو نہ گری تھرا کر رہگئی گولہ پھٹکر سر ملازمان افراسیاب پر گرا کئی افسر جل گئے تپلیون نے قہقہہ مارا آواز دی کیون ای خود پرست بدمست بس اسی قدر سحر آتا تھا کچھ اور شعبدہ دکھا دیوار کے اس پار آ بوٹیان کاٹکر کھائین سرکشی کا مزا چکھائین افراسیاب چاہتا تھا کہ گولہ لیکر بڑھے کہ قلعے کی طرف سے برق چمکی آواز آئی ای شہنشاہ بس یہ کیا حرکت ہے آپکے ملازمون کو بڑی حیرت ہے اگر کسی کے گھر مہمان جاتے ہین اسکو سرکشی دکھاتے ہین کیا نقصان تھا اگر آپ لمحہ بھر ٹھہر جاتے ہمکو خبر ہوتی ہم براے استقبال آتے افراسیاب نے دیکھا یہ کون آواز دیتا ہے اب جو نگاہ ڈالی برق جہندہ سے اک طاؤس زرین بال پیدا ہوا اُسپر اک بڈھا سوار تاج سر پر لباس زمردین پہنے ہوئے پکارتا ہوا آتا ہے مصوّر نے بڑھکر عرض کی ای شہنشاہ آپ اس بڈھے کو پہچانتے ہین افراسیاب نے کہا نہین معلوم کون نالائق ہے بیہودہ بکتا ہوا آتا ہے سرما ابریق نے دست بستہ عرض کی حضور لعل دریا قوت کے والد نامدار مصاحب سامری و جمشید ملک اخضر گوہر پوش یہی بزرگ آپ کے استقبال کو تشریف لائے ہین افراسیاب دریاے خون مین نہایا ہوا تھا یا تو دولہا بنکر آئے تھے یا عروس حسرت سے ہمکنار ہوئے تپلیون کا خون جسم پر پڑا ہوا غصے مین ابروون پر بل اشتیاق معشوقان طناز مین جی بے کل اخضر آکر افراسیاب سے لپٹ گیا کہا ای شہنشاہ مقام تعجب ہے یہ آپکا سرکشی کرنا بدون اطلاع تشریف لانا ہم لوگ دس کوس پیشتر براے استقبال آتے بہ اعزاز و اکرام لیجاتے کنیزان سامری نے بڑی تکلیف پہونچائی افراسیاب نے کہا سبکو کھا جاتا ان نالائقون نے ایسا پریشان کیا آخر تاج طلسمی طلب فرمایا آخر مارا چھبیس کنیزین قتل ہوئین اخضر نے کہا یہ باعث خرابی ہے آپ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہین آپ کے واسطے یہ امورات زیبندہ نہین ہین بڑا تعجب ہے کہ مرشدزادے ہمراہ تھے اُنھون نے بھی حضور کو نہ سمجھایا یہ ذکر تھا کہ نقارے پر چوب پڑی قلعے کا پھاٹک کھلا افراسیاب نے سر اُٹھا کر دیکھا تخت طاؤسی پر اک آفتاب محشر سوار گلعذار ماہ رخسار سیم تن غنچہ دہن

نرگسی چشم سرو قد خورشید خد بے نظیر بدر منیر نظم

وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا
ہر چین تھی موجۂ لطافت
دنبالہ کب انکھن سرمے کا تھا
شہباز نے واکیے تھے بازو

ایسا نہین حور کا سراپا
آنکھین استاد سامری تھین
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا

وہ صبح جبین تھی صبح جنت
نشّے مین شباب کے بھری تھین
بینی کے قریب کب تھے ابرو

افراسیاب حیران جمال محو دیدار آئینہ وار حیران و پریشان اخضر نے عرض کی دختر خرد احقر ملکہ لعل سخندان براے استقبال شہنشاہ تشریف لائی ہین و دختر کلان ملکہ یاقوت سخندان جنکے اشتیاق مین آپ تشریف لائے ہین وہ قلعۂ یاقوت نگار مین تشریف رکھتی ہین اب تو قلعۂ عقیق مین تشریف لیچلیے ملکہ سے اطلاع کیجائیگی یا وہ طلب کرینگی یا خود تشریف لائینگی افراسیاب اسی کے جمال کو دیکھکر بیتاب ہوگیا سراپا کو دیکھتا ہی ایک ایک عضو بدن نور کے سانچے مین ڈھلا ہی لعل نے آکر جھک کے سلام کیا مسکرا کر کلام کیا افراسیاب نے یہ اشعار اُس ماہ رخسار کی صفت مین پڑھے نظم

جہان مین کب کوئی تمسا حسین ہی
خدا کی شان ہی عرش برین ہی
سلیمان مین بھی اپنے وقت کا ہون
میرا محبوب ایسا نازنین ہی
حقیقت خاک اُلفت کی بتائین
یہ ملک ہند وہ اقلیم چین ہی
نہین تڑپایا تہ خنجر دم قتل
مقر ایک ہی وہ نکتہ چین ہی

ہلال ابرو مہ تابان جبین ہی
پڑا ہون مین یہان اور دل وہین ہی
پری رو آپ سا زیر نگین ہی
نہ جا کوچے مین اُسکے دیکھ زاہد
نہین جسکا فلک یہ وہ زمین ہی
اُگی جب قبر عاشق سے تو نرگس
دلا صد آفرین صد آفرین ہی

ترے کوچے کی جوائی جنت زمین ہی
الٰہی مین کہین ہون وہ کہین ہی
بدن پر بار ہی پھولون کا سایہ
وہ کافر رہزن ایمان و دین ہی
رخ روشن پہ خال اور زلف مین چین
یہ مردم خیز ایسی سرزمین ہی
لکھا رعنا نے وصف حال جانان

لعل نے مسکرا کر کہا درج دہن کو کھولا گوہر کلام فصاحت نظام بہ تقریر مسلسل یون پیشکش کیے کہ اے درۃ التاج شہریاری و اے کان جواہر زواہر کامگاری آپ کو تو دیوان کے دیوان یاد ہین آپنے مفت مین ذلت اٹھائی لونڈیون سے آنکھ ملائی یہ کنیزان سامری نہایت گستاخ ہین یہ کسی کو نہین مانتین کسی کے شرف کو نہین جانتین ایک نے جاکر مجھسے خبر کی کہ ایک بادشاہ آیا ہی بڑا مغرور متکبر ہر آمادۂ فساد صاحب ظلم و بیداد ہی حیران تھی کہ کون صاحب ہین آخر ثابت ہوا کہ سرکار دولت مدار تشریف لائے ہین کنیز براے استقبال حاضر ہوئی افراسیاب فصاحت بیان پر مرا جاتا ہی

بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہے باتون مین دلربائی ہونٹھون مین مسیحائی دو لہا بھائی کہکر ہاتھ تھام لیا کبھی مسکرا کر سامری کا نام لیا افراسیاب نے پہلو مین بٹھایا لعل سخندان نے آواز دی گرد کنیزان سرکش پشت پر نازنینان ماہوش علمہاے زرنگاری کے پھرہرے کھلے اس شوکت و شان سے شہنشاہ افراسیاب داخل قلعہ عقیق نگار ہوے دیکھا تمام شہر کی عمارتین عقیق سرخ کی تعمیر ہر گلی کوچہ بے نظیر دوکانین آراستہ دوکاندار بزاز صراف جوہری بیچے دوکانون مین جمع ہین ہر مقام پر یہی چرچا شہنشاہ طلسم ہوشربا براے خواستگاری ملکہ یاقوت سخندان تشریف لائے ہین افراسیاب حیران کہ تمام اہالیان شہر غیب دان ہین انکو کیونکر معلوم ہوا اس دھوم دھام سے لاکر قصر عقیق نگار مین افراسیاب کو داخل کیا افراسیاب اگر تخت عقیق نگار پر بیٹھا لعل سخندان نے اسی وقت ایک عرضی لکھکر خدمت مین ملکہ یاقوت سخندان کے روانہ کی افراسیاب کے واسطے سامان عیش و نشاط مہیا کیا افراسیاب نے دیکھا ساقی بچے کم سن نازنینان حور پیکر کا مجمع ہر کمرہ قصر اسباب معقول سے آراستہ شراب خواری کا نہایت تکلف سے سامان کیا ہے یکایک آسمان کی برق چمکی ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے آسمان سے اترے دو نہرین مملو از آب سحر ہوا سے اترکر زمین پر آئین طائرون نے زمزمہ سرائی کرکے آواز دی سب صاحب ہوشیار ہو جائین ملکہ یاقوت سخندان معشوقہ خداوند سامری تشریف لاتی ہین ملک اخضر گوہر پوش کھڑا ہو گیا لعل سخندان بھی اٹھی تمام کنیزان ماہر وصف باندھکر کھڑی ہوئین اک روشنی ہوئی ہاتھ پکڑکر لعل نے کہا بھیا ذرا کھڑے ہو جاؤ ہمشیرہ کلان تشریف لاتی ہین مقام ادب ہے خداوند انکا مرتبہ خوب پہچانتے ہین آپ انکو انسان جانتے ہین یہ نمونہ قدرت سامری ہین صدہا طائر سامنے سے نکل گئے نہرین زمین پر قائم ہوئین دونون نہرون کو جوش و خروش ہوا نازنینان مہ جبین نے سجدے کے واسطے سر جھکایا افراسیاب بھی جلدی جھک گیا اب جو سر اٹھایا دیکھا ایک ماہ طلعت رشک حور جنت چہرہ ماہ درخشان خال نظیر ثابت و سیارگان پتلے پتلے ہونٹھ پان سے لال یاقوت احمر کی مثال ہے دل خون ہوتا ہے تصور سے زلفون کے جنون ہوتا ہے قدِ دلجو کو شمشاد و صنوبر سے کیونکر مثال دون یہ قد قیامت ہے یا نخل نو رسیدہ و چوب ناتراشیدہ بقول محققی قطعہ

واے بر شاعران نادیدہ | غلطی را بجود پسندیدہ | سرو را قد یار می خندند
سرو چوبیست ناتراشیدہ | اس غلطی کو مصنف کیونکر قبول کرے قد کو کس چیز سے مثال دون

آہ دل عاشقان کہون رعنائی و زیبائی سے معمور سایۂ نخل طوبے کہنا زیبندہ ہے چال سے قیامت آشکار

گردش چشم سے گردش لیل و نہار اظہار حسینان جہان کی سردار کی بات فقار نظم مسدس

ہین کمان ابروے خمدار نہین شک اصلا — قاب قوسین سے بھی بڑھکے ہی انکا رتبا
برق سان جنبش ابروے صنم ہی گویا — چلہ کش گوشۂ خاطر سے بھلائین کیا کیا
وہ کمان ہی تو نگہ ناوک صید افگن ہی
لب معشوق ہوا اس تیر کو یہ قدغن ہی

آہوے ناز لعینہ ہی وہ چشم جادو — لوگ کہتے ہین اسے ابلق ایام ہی تو
تازیانہ ہوا دنبالۂ سرمہ ہی سو — سرمگین آنکھین ہین آہو تو وہ شاخ آہو
مردمو شیشے مین اتری ہی لعینہ وہ پری
چشم بد دور ہی یا مردمک چشم انکی

معجز فکر ہی یا معجزۂ پیغمبر — طشت از بام ہی یہ مخبر صادق سے خبر
شق کیا آپ نے انگشت مبارک سے قمر — یہ وہی مظہر اعجاز ہی روے انور
ماہ ذو ہفتہ دو حصہ ہی وہ چہرہ الحق
درمیان بینی ہی انگشت ہوا جس سے شق

گورے گورے سے وہ رخسار ہین نازک از بس — عمر بھر بوسۂ دلچسپ کی ہو جسکے ہوس
مفت ہی جان کے عوض بھی جو میسر ہو مس — بل بے مدہ ٹپکا ہی پڑتا ہی جوانی کا رس
دیکھکر کہتے ہین صورت کو ملک صل علی
رخ سے رخ چھوٹ گئے حور کے حاشا کلا

لعل سے دینگے نہ تشبیہ لب جانان کو — ہی کہان اسمین یہ لطف اور تبسم دیکھو
دونون لب کوثر و حیوان سے بھی بڑھکر ہین جو — دانت کھٹے ہوے فرہاد کے شیرین سے کہو
لب بلب ہون تو مزا قند مکرر کا آے
جان بلب ہون تو وہ لب معجز عیسیٰ دکھلاے

لب مین اعجاز مسیحا ہی خواص عیسیٰ — واہ کیا خوب تبسم ہی یہ مضمون ذکی
بو ہی غنچے مین نہان یا ہی یہ ہونٹھون مین ہنسی — ہی حیا آنکھ مین پابند ہی شیشے مین پری

لب مین جو بات ہی کب قہقہہ زیوار مین ہی
بوے خوش ایسی کہان غنچۂ گلزار مین ہی

ہی عجب نکتۂ موہوم یہ بیود کا دہن
برگ گل لب مین دہن ہی جو برگ برگ سمن

بالیقین غنچہ ہی گویا دہن رشک چمن
قافیہ تنگ ہی خاموش نہین جاے سخن

کب سکندر کو ملا قطرۂ آب ظلمات
خضر رہ خضر ہوا ہاتھ نہ آیا ہیہات

گال مین انکے قیامت وہ گلوری کا ابھار
پان کا نازسے پھر منھ مین چبانا ہربار

شان اللہ کی معراج مین حسن رخسار
پھر اگال انکا نہ دنیا دہ دم بوس وکنار

رنگ پان پہ دل عالم تو ہوا ایسکے حنا
اک زمانے کو ہوا رنگ مسی پہ سودا

گوری گردن ہی کہ بلور ہی سانچے مین ڈھلا
موتی مانند صراحی ہی سے گلے کا منکا

گل تر چہرہ گلو شاخ گل اور قد طوبیٰ
عاشقون کو ہی یہی تار نفس دم دھاگا

غنچہ ہاے دل عشاق مین گردن کے ہار
عشق مین اسکے مجھے پھانسی ہی تار زنار

سخت حیرت ہی مجھے بلکہ عجب کا ہی مقام
حسن محبوب جو کعبہ ہی تو وہ کفر و ظلام

گردن اور بازو یہ رشتہ ہی بندھا نیلی فام
کفر کعبے سے جو اٹھے تو کہان پھر اسلام

ہی تعصب مجھے مین اسپہ چلاؤن گنڈا
کفر و اسلام کا اس ننگ سے توڑون رشتا

سراپا مرغوب نازنین خوش اسلوب طرحدار حسین مہ جبین گلفام نازک اندام افراسیاب جادو صورت ہر
آگین دیکھکر سحر و ساحری بھولا بھولا سے عارض دیکھکر بنا گل بھولا تھا پانؤن مین رعشہ ہو گیا حلق خشک ہو
قلب سے دھوان نکلنے لگا قریب تھا غش کھا کے گرے ملکہ اخضر نے ہاتھ تھام لیا لعل سخندان نے کہا
بھائی سنبھلیے افراسیاب نے جو گھور گھور کے دیکھا یاقوت نے شرما کر سر جھکا لیا خرامان خرامان آکر
تخت یاقوتی پر جلوہ فرما ہوئی افراسیاب بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہی ملکہ اخضر نے شانہ ہلا کر کہا اے شہنشاہ

ذرا ہوش مین آئیے کسواسطے تشریف لانیکا اتفاق ہوا کچھ باتین کیجے افراسیاب نے بے ساختہ آہ کی
کہا اباجان کیا کہون ہوش مین نہین ہون کیا دل کی کیفیت بیان کرون یہ حال ہی قلب پر ہجوم لشکر
غم و ملال ہی ان چند اشعار سے میری کیفیت ظاہر ہوگی بگوش ہوش تصور فرمایئے نظم

بجلی سی کوندھ اٹھے جو کھلین سوتین کے پانون
قاتل نے کاٹے پہلے ہی مجھ خستہ تن کے پانون
مدفن کو چشم مور ملی مجھ حقیر کے
جائیگا کوے یار مین سر مرا انکے پانون
باغ جہان مین ڈھونڈھتا پھرتا ہی یار کو

خورشید کے ہی چومے اس گلبدن کے پانون
ہو پیک وہم سے بھی مین وحشی سبک خرام
کنج مزار مین بھی نہ پھیلائے تنکے پانون
مشاطہ دیکھ لو تو نہ لگا بیٹھنا کہین
تھکتے نہین نسیم خجستہ سخن کے پانون

جی کیا لگے کہ صحبت زنجیر بھی نہین
پہنچین جو مجھ تک ایسے کہان ہین ہنر کے پانون
پاس ادب سے گروہ نہین ہی مقام پا
مہندی کہان کہان مر غنچہ دہن کے پانون
یاقوت نے تو کچھ جواب نہ دیا مگر

لعل سخندان نے لب لعلین کھولے کہا بھیا ذرا ہوش مین آؤ سمجھ کے بات کرو مراد دل اپنی سامنے اباجان کے
بیان کرو جواب معقول ملیگا تمہارا ابھی بہت بڑا مرتبہ ہی بادشاہ طلسم ہوش ربا ہو ہمشیرہ صاحبہ کی رتبہ شناسی کرو
سمجھ کے کلام کرنا عقلمندون کا کام ہی گھبرانا مناسب نہین ہی یہ بھی تو آپ کا گھر ہی ناحق کا درد سر ہی افراسیاب نے پھر
ٹھنڈھی سانس کھینچی کہا ای شاہزادی کیا کہون حقیقت مین مقام ادب ہی دل تردد منزل کو قدمبوسی کی طلب ہی نظم

من آن پروانۂ عشقم کہ در آتش وطن دارم
نہان در زیر ہر حرف گلستان سخن دارم
بہ محشر گر بپرسندم چہ آوردی ہمین گویم
بحمد اللہ کہ بارے گوشۂ بیت الحزن دارم

چو فانوس آتش دل را بزیر پیرہن دارم
نہ پنداری کہ در ہجرت مرا صبر است و آرامے
شہید خنجر عشقم گواہ خود کفن دارم

دلم بلبل صفت از عشق تا گفت و شنود دارد
ز افغان داغہا بر داغ مرغان چمن دارم
اگر در گلشن عشرت ندارم راہ ام مخفی

اس طور سے یہ اشعار افراسیاب نے پڑھے آنکھون سے آنسو بھی نکل آئے

ملکہ اخضر نے دامن سے اشک حسرت افراسیاب پاک کیے کہا ای شہنشاہ اپنے کو سنبھالیے ہم تو صاف صاف
کہتے ہین مطلب دلی ارشاد فرمایئے اسی وجہ سے شراب و کباب کا سامان نہین کیا افراسیاب جادو مضمون
خواہش شادی لکھکر لایا تھا وہ کاغذ اخضر کے ہاتھ مین دے دیا کہا یہ آرزوے دل ہی اخضر نے پڑھا
افراسیاب نے بہت عجز و انکسار سے لکھا تھا کہ ای شہنشاہ مجھکو فرزندی قبول فرمائیے مجھے دشمنون نے بہت
حیران و پریشان کیا چاہتا ہون ملک و مال جاہ و جلال ممالک طلسم ہوش ربا آپ کی صاحبزادی کے سپرد
کرون مین فقیر بنکر قبر سامری پہ جا بیٹھون اب تباہی طلسم ہوش ربا و قتل نازنینان حور مثال دیکھا نہین جاتا
ایسی ایسی تصویرین مٹتین کہ جنکا جواب پردۂ دنیا مین ممکن نہوگا بہار و مخمور ایسی شاہزادیان دشمن

جان ہوکر شریک عمرو ہوئین اُنکی جدائی بہت ناگوار ہی آٹھ پہر دل بیقرار ہی کوئی وقت راحت باقی نہ رہا عیارون
نے ناک مین دم کر دیا اسد غازی بیشک تاج طلسم ہی گنبد نور سے رہائی پائی ماران زمین کن و اسرار جادو
شریک ہوگئین عمرو کو تا بہ گنبد نور پہونچایا اسد و مہ جبین کو رہا کر لیا مہ جبین ایسی دختر بلند اختر پروردہ
مہد ناز و نعم اسیر رہی بڑے بڑے ستم کیے لیکن محبت سے اسد کی اُسنے ہاتھ نہ اُٹھایا سات برس کی قید سہی
ثابت قدم کوسے محبت رہی ایک طرح کا رنج و ملال ہو تو بیان کرون ایک سرہزار سودے بس قہر سامری
پر بیٹھنا بہتر ہی اگر مناسب ہو کل طلسم پر قبضہ کیجیے نہین تو مذہب سامری مٹتا ہی ایسے خداوند مگر خود پسند
ہین کبھی مدد نہ کی کوئی بلا رد نہ کی عمرو نے اُنکی مرتبہ خاتمہ کر دیا مقام لوح و نشان قید شہنشاہ لاچین
دبدیع پوچھ لیا اب آٹھ پہر اُن لوگون کا یہی ارادہ ہی کہ اپنے کو تا در دریاے نیل پہونچائین واقف کاران
طلسم اُنکے ہمراہ ہین اگر اسد لوح پا گیا بڑا صاحب جرأت ہی یکہ تاز میدان جلالت بہادر خوبصورت نیک
سیرت لاکھون سے نہ رکیگا یہ مجھکو بڑا خوف ہی جسدن لوح اُسنے پائی دن دہاڑے میری بارگاہ مین گھس
پڑیگا افسوس ہی کہ مین غیر ساحر کے سامنے سے بھاگون بہتر یہی ہی کہ ترک سلطنت کرون ملک اخضر نے بڑھکر
افراسیاب کو گلے سے لگا لیا کہا ای شہنشاہ آپ اسقدر کیون بدحواس ہین فتح و ظفر سے بالکل یاس ہی
ایک دن مین یہ صاحبزادیان اور یہ پیر زمین گیر لاکھون کرورون کا خاتمہ کر دیگا اگر وہ قصد کرین کہ ہم
بھاگ جائین تو راستہ نہ ملے اگر خطا معاف کرائین ہم قبول نہ کرین عاجز کر کے مارین اسد کیا عمرو عیار کی
کیا حقیقت ہی جیسے ہی اخضر نے عمرو کا نام لیا افراسیاب نے منہ پیٹ لیا کہا برا سے سامری اُس ظالم کا نام
نہ لیجیے نجمتیار ک شیطان درگاہ خداوند ایک شب کو میرے طلسم مین آیا تھا بخوبی سمجھا گیا ہی کہ جو کوئی پہلی
مرتبہ عمرو کا نام لیتا ہی عمرو کہین ہو اُسکو خبر ہو جاتی ہی کہ فلان محفل مین ہمارا ذکر ہوا جہان دو بارہ نام
لیا گیا اُس محفل کی جانب وہ منہ کر کے بیٹھتا ہی جہان سہ بارہ نام لیا اُس محفل مین وہ ظالم آجاتا ہی
اُسکا محفل مین آنا نمونہ قہر سامری ہی کسی پر جوتیان پڑتی ہین کوئی اُلٹا لٹکایا جاتا ہی محفل درہم و برہم
کر دیتا ہی حاضرین محفل کو ذلت ہوتی ہی اہل عجم نے اُسکی شان مین ایک قطعہ کہا ہی **قطعہ**

درزولیست کہ زہر از دہن مار بدزدد	خال از رخ زنگی بہ شب تار بدزدد
نعل از قدم اشتر رہوار بدزدد	با پوش بدار د زپے پیکے ونندہ

یہ مضمون اُسکی شان مین بہت صادق ہی اخضر نے ہنسکر کہا ای شہنشاہ
کچھ دیوانے ہو تو اس خرابی سے تشریف لائے کہ ہمارے بادشاہ ہو وہ سازبان زیادہ بیان کیونکر آسکتا ہی

مین تو ہزار مرتبہ نام لونگا دیکھون تو یہان کیونکر آتا ہی لعل نے بھی کہا عمرو کی کیا حقیقت ہی کئیر ون نے بھی
کہا نگوڑا عمرو آئے تو اسکی بوٹیان کاٹ کے کھائین افراسیاب نے کہا یارو چپ رہو اس ظالم کا نام لو
بیشک وہ آجائیگا اسکا آنا اور بلا کا نازل کا ہونا خداوند لقا اسکے یار وفادار ہین جو کہتا ہی وہی تقدیر کہتی ہی
میان شیطان صاحب اسکے نام سے ڈرتے ہین سامری جمشید کو بھی اسکا پاس ہی میرا کیا بچارا ہی ملک
اخضر نے کہا ہم تو سو مرتبہ نام لیچکے ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ کیون نہ آیا آپ اسکے بڑے ثنا خوان
ہین ذکر کیا سو مرتبہ ہزار مرتبہ اسکا نام لیا گیا اب تک نہ آیا افراسیاب نے کہا بختیارک شیطان کا تو
یہی قول ہی کہ اسکا نام تاثیر دکھاتا ہی فوراً اس محفل مین آتا ہی اخضر نے کہا تم ایسون کی محفل مین آتا یہان
آئے تو گردن مروڑی جائے کمرون مین تصویرین طائران طلسم کی مصوران خیال نے کھینچی ہین یہان کسی کا
نقشہ نہین جم سکتا دشمن لمحہ بھر نہین تھم سکتا آپ کے طلسم مین عذر ہی ای شہنشاہ یہ مقام صدر ہی ہمکو خوب
ثابت ہوا عمرو کے نام سے ڈرا اڈرا کر آپ جی چھڑوا دیتے ہین ساحر گھبرا جاتا ہی ہم ڈرنے والے نہین ہین یہان
مصور یہ بات مین گواہی دیتے ہین فرماتے ہین ای مصاحب سامری ای کلید خزانہ افسونگری حقیقت مین ایسے
مقام پر عمرو آیا ہی کہ یقین نہ تھا ساحر بھی وہان نہین پہونچ سکتا تھا جہان یہ ساربان زادہ پہونچا ہمارے
نانا دادا اسکے معین و مددگار ہین جو چاہتا ہی وہی تقدیر ہوتی ہی اخضر نے کہا مرشد زادے آپ بزرگ زادے ہین
ہم نکان دین آپ کے عزیز ہین آپ نہ کچھ فرمائیے ہم افراسیاب سے شرط جیت لینگے جو انہون نے فرمایا ہی
اسکا ظہور دکھلائین افراسیاب نے پکار کر آواز دی ای خواجہ عمرو تم نمونۂ قدرت خداوند سامری ہو مین آج
ذلیل ہوتا ہون لمحہ بھر کے واسطے یہان آؤ ملک اخضر کو شعبدۂ عیاری دکھاؤ اخضر نے کہا یہ یاوہ گوئی موقوف
کرو عیش و نشاط مین مصروف ہو جو آپکی خواہش کی بدل و جان قبول ہوئی ای شہنشاہ آپ کو سعادت
دارین حصول ہوئی ہمنے تمکو بہ دامادی قبول کیا یاقوت نے سر ہلایا لعل نے اشارہ کیا ایک نازنین گلنار
پوش شعلہ جوالہ آفت کا پرکالہ ترنج خوشبوئی ہاتھ مین لیکر آئی سینے پہ افراسیاب کے وہ ترنج خوشبوئی
لگا یا چہرۂ افراسیاب سرخ ہو گیا افراسیاب بھول گیا جھومنے لگا مست مے محبت یاقوت سخن ادا کی آنکھون
کو دیکھکر نشہ آگیا تاج کو کج کیا مبارک مبارک کی صدائین بلند ہوئین نذرین گذرنے لگین نازنینان مہ جبین
حور تمکین جو بارہ دری مین جمع تھین غول کے غول کمرون سے نکلین خوشیان کرنے لگین رنگ کی پچکاریان
چلین اخضر نذرین لے رہا ہی کنیزان یاقوت کو خلعت کا حکم دیا ہی افراسیاب کہتا ہی سب کے جوڑے مین بھیجوا

ایک ایک مصاحب و کنیز کو نہال کر دونگا اخضر کہتا ہی ای شہنشاہ یہان بھی سب تمھارا ہی ہی سب کچھ موجود ہی جو جسکو چاہو دو افراسیاب و اخضر ان باتون مین مصروف ہین لعل و یاقوت مسکرا رہی ہین کہ ایک چوبدار نے بڑھکر عرض کی حضور اسرار تاجدار نامہ دار کوکب نامدار صحرائے مرجان مین آکر ٹھہرا ہی کہتا ہی نامہ آپ کے بھائی صاحب کا لایا ہون امید ہی کہ قدمبوسی حاصل ہو کنیزان سامری نے اسکو روک لیا وہ رُکا نگہبانان در دولت نے اطلاع کی اب جیسا ارشاد ہو ملکہ یاقوت نے مسکرا کر کہا صاحب جوادب قاعدے سے آیا کیون ہوا لعل وہ کیون روکا گیا آج مدت کے بعد خالو صاحب نے نامہ بھیجا ہم لوگون کو یاد کیا افراسیاب نے کہا ای ملکہ خالو صاحب اکیلے ہمارے دشمن ہین انھین کی مدد سے مشعل و تاریک و احتقاق و شہنا لوز قتل ہوے چار چرے مٹے جب کبھی ہم مسلمانون پر دباؤ ڈالتے ہین وہ مدد کو آتے ہین دائی امان نے تو برہمن کو بیکار کر دیا تڑپ تڑپ کے مرگیا ہوگا مین جو آیا اُنھون نے بھی نامہ بھیجا ہمارے دشمن کے ایلچی کو نہ بلائیے یاقوت نے کہا ای شہنشاہ کیا آپ کی شراکت کر کے اپنے عزیزون کو چھوڑ دینگے برّان و جمشید سے ہمارا خون ملا ہی اگر نامہ لکھا تو کیا عیب ہوا انکی خاطر انکے طور سے ہوگی یہ بھی ہمارے دل کو بخوبی تسکین ہی کہ جب ہم برائے مقابلہ لشکر مرّیخ جائینگے برّان و جمشید و کوکب و نور افشان وغیرہ کل اہالیان نور افشان مدد مسلمانان سے ہاتھ اُٹھائینگے اگر لڑے دبی کی وہ بھی دشمن ہین نور افشان کی تباہی ہوگی اول تو ہمارے سمجھانے سے وہ مان جائینگے برائے مدد مسلمانان نہ آئینگے یہ فرماکر حکم دیا جلد ایلچی کو بلاؤ شاہزادیان واسطے استقبال کے جائین آمد اسرار تاجدار ہی وہ سردار اہل ملک کا رازدار ہی کئی سو شاہزادیان نازنینان گلنار پوش بصد جوش و خروش برائے استقبال نامہ دار کوکب چلین لیکن اسرار تاجدار وہان رکا ہوا تھا جب یہ شاہزادیان پہونچین اسرار بڑھا سب سے بہ لطف بغلگیر ہوا اپنے مصاحبون چار دان خدمتگارون کو ساتھ لے لیا داخل قلعہ ہوا جب اس دربار دُربار مین داخل ہوا مصاحب و خادم بارہ دری مین ٹھہرے اسرار مجرا گاہ پر آیا قاعدے سے سلام کیا افراسیاب کو دیکھکر تیور پر بل پڑ گیا افراسیاب کو سلام نہ کیا افراسیاب بہت جلا کچھ کہہ نہ سکا ملکہ یاقوت سے اشارہ کیا دیکھیے ہمکو سلام نہ کیا ملکہ یاقوت نے مسکرا کر کہا ای شہنشاہ آپ بالکل نادان ہین ایک ایلچی نے اگر آپ کو سلام نہ کیا کیا آپکا مرتبہ گھٹ گیا اسرار تاجدار کو کرسی ملی اسرار نے بیٹھتے بیٹھتے نامہ کوکب ہاتھون پر رکھکر بطور نذر پیشکش کیا اخضر نے وہ نامہ لیا محبت سے آنکھون پر رکھ لیا لعل و یاقوت بھی اپنی مان کو یاد کر کے رونے لگین کہا کیون بابا جان خالو صاحب نے بالکل ہمکو فراموش کر دیا کئی سال کے بعد نامہ لکھا ہماری مادر مہربان زندہ

ہوتین تو اس رسم کا لطف تھا ہم بہت شکایت کرینگے جواب مین ضرور لکھینگے یہ کہکر لعل نے وہ نامہ اپنے ہاتھ مین لیا کھولکر پڑھنا شروع کیا ملکہ یاقوت بھی بخوبی سن رہی ہین ملک اخضر بگوش ہوش متوجہ ہین پہلے لفقرہ

الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم نظم
سلطان سریر ملک ہستی

طغراست بنام بادشاہی
بنیاد تہ بلند و پستی

کو راست چو عرش بارگاہی
خالق کون و مکان رب جہان

ستار العیوب مسبب الاسباب کریم رحیم سمیع علیم حکیم مطلق و کارساز برحق جسنے ایک کلمۂ کن مین تمام اشیاے موجودہ کو پیدا کیا ثابت و سیارگان بہشت و دوزخ آفتاب و مہتاب کس تکلف سے خلق فرمائے اگر صنعت کو اسکی خیال کرے وجد مین آئے اسکی قدرت ہر برگ و بار سے ظاہر ہے دونون کے حال سے بخوبی ماہر ہے پیغمبران مرسل براے ہدایت گم گشتگان وادی ضلالت بھیجے جسنے انکے حکم کی پیروی کی پابند احکام رب العزت ہوا اگر انکے حکم خلاف کیا دشمن خدا مشہور رہا اسکے بعد القاب ملک اخضر لکھا تھا اے برادر بجان برابر اے یادگار سامری و جمشید اے ماہر حال سیاہ و سفید اے کلید خزانۂ سحر و ساحری مسند نشین محفل سامری کیا تمھاری صفت مرقوم ہو مدت سے سد باب نامہ و پیام آمد و رفت بھی بالکل معطل ہوئی محبت قدیمانہ کا خیال نہ رہا ملکہ اختر جہان افروز والدۂ ماجدۂ لعل و یاقوت نے روز پیدایش شاہزادۂ جمشید سے ملکہ یاقوت سخندان کو منسوب کیا اب تک کچھ اسکا ظہور نہوا لہذا تصدیع دہ ہون کہ جمشید فرزند ہمارے کو بہ فرزندی قبول فرمایئے کوئی رسم پختگی درمیان مین ہوجاے تاریخ و ماہ شادی قرار دیا جائیگا یہ حقیر برات لیکر در دولت پر آئیگا یہ تمھارا نور نظر ملکہ یاقوت میری پارۂ جگر بلکہ نور بصر زیادہ تحریر کی ضرورت نہین ہے اس نسبت کے خیال مین دل اندوہگین ہے ورنہ ملکہ ناہید مرصع پوش مادر جمشید و مرآن خود تشریف لائینگی اس تقریب کو ہم ترک نہ کرینگے دونون ایک ساعت پیدا ہوے بر وقت نال کٹنے کے نسبت قرار پائی ملکہ اختر جہان افروز مرحومہ نے اپنی کنار ملاطفت مین جمشید کو لیا یاقوت سخندان کو گود مین ناہید کی دیا دونون بہنون نے آپسمین عہد و پیمان پختہ کیا ہم اس عہد کے پابند ہین ہمیشہ سے انصاف پسند ہین جمشید کے بڑے بڑے پیغام آے شاہان عالی مقام خواہان ہوئے ہمنے سب کو یہی جواب دیے یہ شاہزادہ منسوب ہے ملکہ یاقوت سخندان اسکی منسوبہ خوش اسلوب ہے بموجب عہد قدیم جواب باصواب سے سرفراز فرمایئے اخضر یہ نامہ محبت آگین جب سن چکا سن ہوگیا زانو پر ہاتھ مارکر کہا بڑی غلطی ہوئی اے نور نظر لعل تمھاری مادر مہربان یہ نسبت پختہ کرکے راہی ملک عدم ہوئین اب بڑی مشکل ہے ہمنے شہنشاہ سے نسبت پختہ کی انکو کیا جواب لکھین یاقوت نے

غصے مین جواب دیا اے والد نامدار آجتک خالو صاحب سوتے تھے اب شہنشاہ سے رسم نسبت پختہ ہوگئی اب جواب صاف تحریر فرمائیے یہی لکھدیجیے کہ دو پہر پیشتر تمھارا نامہ آتا عہد قدیم کا ظہور ہوتا اب یہ تقریب ناممکن ہے علاوہ ازین یہ بھی تحریر فرمائیے کہ آپ مسلمان ہوے اب سامری پرستون سے کیا کام اُسی مذہب مین شادی بھی کیجیے کیسی بے ادبی کی ہمارے نامے مین تعریف خداے نادیدہ لکھی یہ سنکر افراسیاب اپنے آپ سے باہر ہوگیا موچھون پر تاو پھیرنے لگا مصور سے کہا مرشد زادے یہ معشوقۂ دلفریب با بدولت پر مائل ہوئی کیا معقول جواب دیا بڈھا تو گھبرا گیا تھا مصور نے کہا آپ جسکی خواہش کرین سلطنت طلسم ہوشربا کی بیجا ہوس ہے آپ خود تشریف لائیے رعایا کو اپنی سرفراز کیا معشوق نے بھی اس مہرو وفا پر ناز کیا اخضر نے قلم اٹھا کر یہی جواب مذکور لکھدیا اسرار سے زبانی بھی کہا بھائی صاحب سے کہدینا آپ نے دیر کی یہ بڑا غضب کیا کہ صورت خداے نادیدہ ہمارے قصر مین پڑھی گئی یہ وہ مقام ہے کہ ہر شب کو سامری و جمشید نزول اجلال فرماتے ہین اکثر تونے دو سو خدا بھی آتے ہین پہلے مذہب سے توبہ کرو مذہب جد و آبا کے پیرو رہو شاید افراسیاب سے کچھ شروط مین خلاف ہوگا تو ہم تمھاری جانب توجہ کرینگے اول اپنا اعتقاد درست کرو دادا پردادا سب ہمہ وقت پرستش سامری و جمشید مین مصروف تھے آپنے بزرگون پر لعنت کی ہم خلاف حکم سامری و جمشید نہین کرسکتے اسرار نے یہ نامہ لیکر کمر مین رکھ لیا لعل و یاقوت نے حکم دیا خالو صاحب کے ایلچی کی خاطر کرو خلعت لاکر دو ساقیان مہ رخسار کو اشارہ ہوا گلابیان لیکر اپنے اپنے مقام سے چلین ایک نازنین گلنار پوش پرکالۂ آتش شعلۂ سرکش نوجوان کمسن اک گلابی لیکر ہاتھ مین بارہ دری سے سب کے آگے نکلی گاتی ہوئی نظم

کاش مرجاتے کسی کوچے مین ہم فرقت نصیب

تھا بہت مشتاق ان جلوون کا اک آفت نصیب

شکر کراے دل کسے ملتا ہے داغ عشق دوست

دل ملا حیرت نصیب آنکھین ملین حسرت نصیب

تفرقہ پردازیون کی داد دینے کو تجھے

فخر کی جا ہے کسے ہوتی ہے یہ ذلت نصیب

پوچھتے ہو نام کیا سودائی گیسو کا تم

یہ بھی دور افتادہ تم بھی نارسا فرقت نصیب

یاد تو کرتا کوئی کہکر کبھی جنت نصیب

واہ ری تقدیر اسکی یار جسکو رنج دے

خوش نصیبون کو ہوا کرتی ہے یہ دولت نصیب

شر کی باتین اُس سے دل کرتا ہے یارب خیر ہو

اے فلک کیا رہ گئے تھے اک ہمین آفت نصیب

کام اپنا کر چلا آئینہ آکر پیش یار

تیرہ بخت آشفتہ دل شوریدہ سر وحشت نصیب

شوخیے برپا کرین فتنے تری اٹکھیلیان

عاشقون مین بھی نکل آئینگے کچھ آفت نصیب

وائے ناکامی کسی کے عاشق ناکام کی

وصل مین بھی کچھ نہ آفت لائے یہ آفت نصیب

سامنے تو مین کھڑے ہین بزم مین گو اُس سے دور

اور تو دیکھا کیا او دیدۂ حیرت نصیب

نقش پائے یار خضر راہ کیا ہوگا جلال

اس دھوم سے اُس ماہ پیکر سیمین بر نے یہ غزل عاشقانہ گائی کہ بھی مشہور ہے

کہ ملکہ لعل کے قصر مین آٹھ پہر علم موسیقی کا چرچا رہتا ہی ایک ایک کنیز واقف راز علم موسیقی ہی ملکہ لعل سخندان ان سب کی افسر ہین بڑے بڑے کامل جمع رہتے ہین اخضر نے بیقرار ہوکر دیکھا پوچھا ای بی بی لعل سخندان اس کنیز کو تمنے خوب تعلیم کیا اس خوشرو کا کیا نام ہی کمبخت نے دل بیقرار کردیا کس لطف سے جلال کی غزل گائی لعل نے کہا یہ شراب پلانے والیون کی افسر ہی نام اسکا مدہوش حور پیکر ہی یہ کہکر ملکہ لعل نے سر اٹھایا اشارہ کیا ای مدہوش باباجان و شہنشاہ طلسم ہوشربا کو مدہوش کردے اپنے ہاتھ سے شراب پلا کل جو غزل تعلیم مین یاد کی ہی تصنیف کردۂ میان قمر صاحب اُسکے چند اشعار گا ناہمارے شہنشاہ کو اشعار آبدار سنانا مدہوش بہت خوب کہکر براے تسلیم خم ہوئی افراسیاب سے آنکھ ملائی افراسیاب نشیلی آنکھین دیکھکر بیتاب ہوگیا مدہوش نے انگلی دانتون کے نیچے دبائی کہا شہنشاہ یہ صحبت رقص و سرود ہی یہ چند اشعار سماعت فرمایئے عمدہ عمدہ غزلین گاتی ہون میان قمر ایسے روشن طبع کی غزل یاد کی ہی یہ کہکر گنگنائی منھ پھیر کر مسکرائی بڑے ناز سے

یہ غزل گائی غزل مصنف

سیر اخمیر بادۂ انگور سے بنا
ساقی اخیر کردیا دور اشراب کا
اس شعلہ رو بغیر کہان لطف میکشی
پتلا وہ آگ کا ہی مین پتلا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر

آنکھون کو جانتے ہین پیالا شراب کا
گھٹی مین میری پڑگیا قطرا شراب کا
کس لطف سے گذرتی ہی مستونکی آجکل
پہلو نہ گرم ہو تو مزا کیا شراب کا
طفلی سے تابہ مرگ رہا دور جام مے
دکھلائے ٹکڑے کردیا شیشا شراب کا

مستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا
ہونے دیا سرور نہ مجھ بادہ خوار کو
پہلو مین یار ہاتھ مین شیشا شراب کا
آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار
عاشق کا جسم بنگیا پتلا شراب کا
ملک اخضر بھی جھومنے لگا افراسیاب

نگاہ ملائے ہوے بیقرار ملکہ لعل سے کہتا ہی کیا کیا کنیزین مہ جبین آپ نے جمع کی ہین ایک ایک خوش آواز صاحبان کرشمہ و ناز مدہوش حور پیکر حقیقت مین سب کی افسر ہی مدہوش نے یہ غزل گاکر گلابی اُٹھائی پیچ نگارین خورشید سا جام آفتاب ہاتھ پر رکھکر طرف افراسیاب کے بڑھی ساتھ والیان ساز بجانے لگین جام لیے ہوے آتی ہی کبھی تیوری پر بل کبھی افراسیاب کو دیکھکر مسکراتی ہی تنکر جو تانین مارین نشیلی آنکھون مین لال لال ڈورے پڑگئے میخوارون کے کلیجون مین تیر گڑگئے مصور ہاتھ پھیلا پھیلا کر فرماتے ہین ای مدہوش پہلے جام مجھے دینا لعل مسکرا کر کہتی ہی ای مدہوش سب کو مدہوش کردینا تیری ساقی گری کی دھوم ہی اس قاتل کے سامنے سے کوئی بچ سکتا ہی اسکی چال ڈھال دیکھکر فلک شعبدہ باز کو سکتا ہی ابروے خمدار بل کر رہے ہین صف مژگان مائل خونریزی شمشیر ابرو مین تیزی حبب مسکرائی بجلی چمک گئی عرصۂ دراز مین جام لیکر قریب

مصور پہونچی مصور نے ہاتھ پھیلا دیے جام لیکر پی لیا انجام نہ سمجھا دو قدح تک نہ کی دوسرا جام مدہوش نے بلٹ کر پھیرا افراسیاب سے آنکھ ملائی کہا یہ شہنشاہ تم بھی جام پیو ہم بھی آج خوب شراب پینگے خوب دور چلینگے بموجب اشعار آبدار غزل نسیم

جی مین آتا ہی دکھائین مستیان پیکر شراب
[illegible] ساقی [illegible] کیونکر شراب
آرزو کیا پوچھتا ہی رند ساغر نوش کی
پی چکے محفل مین تیری اور پی پی کر شراب
[illegible] مژدہ آمد کسی می نوش کا
[illegible] ساقی ہمین جو [illegible] شراب
بن گیا ہی جنت دل ٹکڑے جگر کے ہین کباب

جلد لا ساقی برنگ لالہ احمر شراب
ابر ہی اٹھا ہوا گل ور رہے ہین نگہتین
یہ تمنا ہی ہین قاتل تہ خنجر شراب
بے تعلق ہو نہین سکتے تعلق آشنا
ڈھونڈھتا ہی آج پھر میرا دل مضطر شراب
اسطرف بھی آج بدل مہربانی چاہیے
گر میان کرتی ہی ہمسے صورت دلبر شراب

دور رکھ شیشہ نظر سے سرنگون کر جام کو
آجکی شب ہوا جدا ہمسے تو ای دلبر شراب
لے خدا حافظ چلے مسرور ہو کر اپنے گھر
غیر ممکن ہی رہے بے شیشہ و ساغر شراب
وعدہ دیروز کا کچھ پاس کرنا چاہیے
ساتھ غیرونکے تو ای جان پی چکے اکثر شراب

اس دھوم سے یہ اشعار مدہوش نے آنکھ ملا کر افراسیاب سے پڑھے افراسیاب بے پیے مست ہوگیا ہاتھ بڑھا کر جام لیا پی ہی گیا اس مہ جبین نے تیسرا جام لبریز کیا چمک کر سامنے ملک اخضر کے آئی اس نوجوان پری پیکر نے بڈھے میان سے بھی نگاہ ملائی کہا شہنشاہ یہ لونڈی حضور کی کنیز ہی مدت سے قدم بوسی کی آرزو تھی آج تو میرے ہاتھ سے جام نوش فرمائیے یہ کہکے آنکھ سے اشارہ بھی کیا جس سے صاف ظاہر تھا کہ وعدہ کرتی ہی بیچین ہوگیا رال ٹپکنے لگی بے اختیار پکار اٹھا ای مدہوش تیرے صدقے روز میری صحبت مین آیا کر تو ہی شراب پلایا کر اخضر نے بھی ہاتھ بڑھا کر جام لیا لعل توگا ناستے کی دھن مین مبہوت ہی یاقوت کے لبون پر مہر سکوت ہی کمرون مین جو تصویرین ہین انکو بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی جیسے ہی اخضر نے جام شراب ہاتھ مین لیا ایک تصویر طوطی زرین بال کی کاغذ پر کھنچی ہوئی دیوار مین چسپان تھی یکایک اس طوطی زرین بال نے پر تولے منقار کھولی اک جھکارہ مارا جیسے ہی طوطی زرین بال نے منقار کھولی یاقوت نے کہا بابا جان یہ جام آپ نہ نوش کیجیے مدہوش کو دے دیجیے یہ کہکر آواز دی او مدہوش او مکار مین نے پہچانا واہ مرشدزادے واہ شہنشاہ خبردار یہ عیار جانے نہ پائے جیسے ہی یاقوت نے ہاتھ اٹھایا عمرو نے جست کی زمین پر آیا گلیم نکالی اودھ چکا تھا یاقوت کے منہ سے لفظ گیر نکل گئی تدبیر گرفتاری ہوگئی پائون زمین نے تھام لیے گلیم تو عمرو اوڑھ چکا تھا سب کی نظرون سے غائب ہوا اخضر نے جو پلٹ کر دیکھا مرشدزادے اوندھے پڑے ہین افراسیاب کا تاج

ڈھلکا کرسی پہ سر رکھکر بیہوش ہوگئے خراٹے لینے لگے یاقوت نے کہا باباجان مین نے سارا ان زادیکو
بکٹ لفظ اگر میری زبان سے نکل گئی مجال تھی کہ زمین پانوٗن نہ تھامتی یہ زمین قصر لعل سخندان ہر یہ زمین
نام مسلمانان کی دشمن ہر یہ کہکر ہاتھ ہلادیا چند طائرون نے آکر سر افراسیاب و مصور پہ سایہ کیا
زمزمہ سرائی کی سب ہوشیار ہوے افراسیاب نے اُٹھکر ملک اخضر کو سلام کیا کہا والد نامدار آداب و تسلیمات
عرض کرتا ہون ای عمرو تیرے صدقے تو نے میری بات رکھ لی لعل نے کہا دولھا بھائی اب زیادہ عمرو کی
تعریف نہ کرو وہ آنکھون کے سامنے سے غائب ہوگیا اسکا کیا سبب ہر افراسیاب نے کہا میرے یار
وفادار نے گلیم اوڑھلی ہوگی خواجہ کہان ہو جواب تو دو ایک کنیز کھڑی تھی اُسکے پہلو سے آواز آئی پیرومرشد غلام
حاضر ہر مگر پانوٗن میرے ٹوٹے جاتے ہین مین اپنے شاہ کے ساتھ آیا میرا شہنشاہ شادی کرنے آیا پر آنا میرا تو
نہ آنا سہرے کون گاتا وہ کنیز چیخ مار کر بھاگی دوڑ کر ملکہ لعل سخندان کے قدمون سے لپٹ گئی کہا واری
میرے پہلو مین آواز آئی کچھ معلوم نہین ہوتا اخضر تو خاموش ہوگیا شرم سے جواب نہین دیتا افراسیاب نے
کہا ای ملک اخضر وای ملکہ یاقوت سخندان عمر بھر سب تلاش کرینگے مگر عمرو نہ ملیگا عہد کرو تو وہ اپنے کو
ظاہر کرے آواز آئی شہنشاہ مین فقط تمسے ڈرتا ہون ایسے پیرزمین گیر کی کیا حقیقت ہر انکو فقرون مین
اڑادونگا جس گنبد مین سب کمال ہر اُسکو گنبد دھڑ کا کر دونگا اگر مجھکو امان نہ دینگے یہ قصر عقیق نگار لاشہ ہاے
ساحران سے بھر دونگا ملکہ یاقوت سخندان نے کہا ای شہنشاہ تم تو خواجہ عمرو کے بڑے معتقد ہوا افراسیاب نے
کہا ای ملکہ عالم میرے کلام کی صداقت ہوئی مین نے کلام شیطان کا یہ ترجمہ کیا تھا ظہور بھی خوب دیکھ چکا ہون
پہلے مرشدزادے ہی کی گردن لی مین نے تو سمجھ کے جام پیا شرط جیت لینا منظور تھا ملک اخضر صاحب کو تمسے
بچالیا طائر نے چہکارہ مار کر ہوش اڑادیے کہنے سے افراسیاب جادو کے ملکہ یاقوت نے آواز دی خواجہ
ہم بھی تمھاری صورت زیبا طلعت جہان آرا کے مشتاق ہین حقیقت مین فن عیاری مین آپ بہت مشاق
ہین آواز آئی آپ کی عنایت و بندہ نوازی ہین اک حقیر ذلیل بندۂ رب جلیل مگر اپنے شہنشاہ کا تابعدار ہون
جہان تشریف لیجائینگے وہان ضرور جاوٗنگا آپ سحر اُتار لیے تو مین اپنی صورت مبارک دکھاوٗن لعل نے کہا
ارے صاحبو مدہوش حور پیکر کی تو خبر لو اسکی شکل بنکر یہ ظالم آیا اُسکے اوپر کیا گذری کنیزون نے جاکر
دیکھا کہین اسکا نشان نہ پایا اسکی بہنین مان روتی پیٹتی آئین کہ حضور آپ کی کنیز کا بارہ دری مین
کہین پتہ معلوم نہین ہوتا افراسیاب جادو نے کہا میرے دوست کی زنبیل مین ہوگی کیون خواجہ مدہوش

کوکیا کیا خواجہ عمرو نے آواز دی بچھو کاٹتا کھا گیا اُسکی مان پیٹنے لگی ملکہ یاقوت نے کہا کیون مری جاتی ہر
مدہوش جو ہے یکے واسطے زمین و آسمان ملا دو نگی اب تو مین نے دھوکا کھایا ہماری کنیز کو کوئی دُکھ سکتا ہر
خیر خواجہ عمرو صاحب اب تو جو کچھ ہوا سو ہوا حقیقت مین آپ بڑے عیار ہین مین سحر اُتارتی ہون تشریف
لا یئے یہ کہکر یاقوت سخندان مسکرائی خواجہ عمرو کے جو پانون زمین تھامے ہوئے تھی گویا سحر اُترا ہنسی ہوگئی
چھوٹتے ہی خواجہ عمرو نے گلیم سر سے اُتاری سب نے دیکھا بیچ مین بارگاہ کے اک تاجدار جلیل تاج یاقوتی بر سر
لباس پر تکلف جو زر عقد ملکہ آسمان پری پایا تھا وہ خلعت زیب جسم انور ایک جامہ زیب جسم ہر رنگ بدل رہا ہر
کبھی سرخ کبھی سبز کبھی زرد چند قدم چلی دیگر بلند ہوئے آوازی نعرہ عمرو

عمرو دم کہ کلہ از سر قیصر بہ برم
رنگ از رخ نجنک بدا اختر بہ برم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ برم

سب نے دیکھا آسمان سے عمرو اُترتا ہوا چلا آتا ہر افراسیاب جادو کھڑا ہو گیا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آئیے
سب آپکے مشتاق ہین عمرو حاضر حاضر کہکر ایک کرسی پر آکر بیٹھا گلیم عیاری کاندھے پر حلقے کمند آصفاے باصفا
کے بازوون پر خنجر اٹھارہ من کا زیب کمر سب کو جھک کر سلام کیا یاقوت سخندان نے قدمون کو بوسہ دیا کہا
حضور آپ ہماری افسر مین غلامون پر غصہ مناسب نہین ہر غلام کسی شی کا طالب نہین ہر اک نئی غزل آپ کو
سناؤن یہ کہکر عمرو گنگنا یا کنیزین ترچھی نگاہون سے عمرو کو دیکھ رہی ہین عمرو نے اشارہ کیا صاحبو تم تو
مجھکو آنکھون مین کھائے جاتی ہو مجھسے دور رہو ہوش درست ہونے دو ساز ملاؤ ملکہ لعل نے کہا خواجہ ہماری
مدہوش کو تو دیجیے عمرو نے کہا ایکہ ہوے جسم اگر مدہوش کا میلا ہو سزا دیجیے گا زیور تو البتہ اُسکا بک گیا لباس
ابھی باقی ہر اُسی کے بدلے یہ بنیاز مند ساقی ہر چند اشعار اس غزل عاشقانہ کے سماعت فرمایئے جو آپ حکم
دینگی بجا لاؤنگا افراسیاب جادو نے کہا اے ملکہ لعل سخندان واہ ملکہ یاقوت سخندان حقیقت مین علم موسیقی
مین یہ شخص طاق ہر جملہ فنون مین شہرہ آفاق ہر عمرو افراسیاب جادو کی تعریفین کر رہا ہر کہا یہ بادشاہ
قدر دان ہین ہم اکثر عیاری کرتے ہین بھوکے ہوتے ہین تاج اُتار کر لیجاتے ہین یہ اُسپر بھی قدر دانی فرماتے ہین
ہمارے دل مین بڑا قلق تھا کہ ہمارے شہنشاہ بر دکھاؤ سسرال مین گئے ہین اُس جلسے مین ہم نہ ہوئے خیر
ملکہ حیرت جادو کی سوت کو نہ دیکھین ملکہ یاقوت سخندان نے کہا خواجہ بس بہت باتین نہ بناؤ شہنشاہ کو
تمنے خوب بنا لیا خوشامد پسند ہین نہ نیک کو سمجھین نہ بد کو اگر ایسے سفوے زمین طلسم ہوشربا مین تخم بدعت
کیون بوتے ہمنے بھی ذکر سنا ہر عیاری ہمارے سامنے کون شخص کر سکتا ہر واللہ نامدار دس دن بیشتر کی بات سے

آگاہ ہوجاتے ہین یہ گنبد بلورین جو بابا جان کے ہاتھ مین ہے سامری و جمشید نے بناکر عنایت فرمایا ہے تمام عالم کا اسمین معرکہ تحریر ہے کتاب سامری سے بہتر ہے جو جسکے دل مین ہوتا ہے حال ظاہر ہوجاتا ہے ملاحظہ کرنا ضرور ہے اب گانا سنائیے عمرو نے کہا حاضر اسیجگہ بیچ مین محفل کے بیٹھا کنیزون نے ساز ملائے عمرو نے کہا صاحبو عطائی ہین آپلوگ کیسی ہین ذرا ہمارا خیال رکھیے گا گھٹ بڑھ ہمکو دھوکا نہ دیجیے گا جہان کہین بگڑین سنبھال لیجیے گا عمرو نے زنبیل سے ذی نکالی نئے طور سے خواجہ عمرو اُس جلسے مین یہ غزل گانے لگے ہر اک سمجھانے لگے سب متوجہ ہین غزل

اے فلک رہنے دے چند سے مہمان کوسے دوست
دیدہ و دل فرش راہ رہروان کوسے دوست
خاک اڑاتی تھی بیابان تک جستجوے یار مین
جسطرف کی راہ لینگے ساکنان کوسے دوست
دیکھتا ہون سننے والے دل سے سنتے ہین کہے
کہکشانمین بیشتر پاتا ہون نشان کوسے دوست
جب چھپایا نوک مارا تیر سینے پر مرے
دیدنی ہے عالم پیر و جوان کوسے دوست
یہ جگہ اک قبر کی دیگی نہ وہ دو گز کفن
ہم نہین مٹتے یہ مٹتا ہے نشان کوسے دوست

زیست کے دن کور کر لین سیل گلستان کوسے دوست
کعبہ کیسا دیر کیسا مجھکو بہکاتے ہین لوگ
ایک ہوجاتے زمین و آسمان کوسے دوست
مین نے دیکر لیلیا مکتوب لیکن نامہ بر
چھیڑے واعظ ذکر جنت مین بیان کوسے دوست
سن لیا ہے جب سے یہ رہتا ہے وہ نزدیک تر
رات کو بنکر صبا نے پاسبان کوسے دوست
میری محفل مین نہ سمجھو مجھکو از خود رفتہ ہون
لیے مروت ہین زمین و آسمان کوسے دوست
خار بھی اسکا لقب دشمنان ہے از جلال

سر نثار اسیر ہمارا ہے وہان جو نقش پا
ٹھیک بتلاتا ہمین کوئی نشان کوسے دوست
خلد سے کیا کام ہمکو ڈھونڈھ لین جنت مین
مٹ گیا اسیر کہ بتلا دو نشان کوسے دوست
اسکی تارونمین چمک ہے نقش پا یار کی
ہر رگ گردن یہ ہے مجھکو گمان کوسے دوست
صبح کیفیت پر اپنی شام اپنے رنگ پر
دوستو جاکر مجھے ڈھونڈھو میان کوسے دوست
گنبد مدفن فلک ڈھانے پر اتنا سوچ لے
سیر نیرنگ بہار بیخزان کوسے دوست

اس الحان مین عمرو نے یہ غزل گائی ملکہ لعل دریا قوت بھی واقف کاران علم موسیقی مین دنگ ہوگئین تمام اہالیان محفل سکوت مین تھے ملک الخضر خاموش ہر اک کو حیرت کا جوش عمرو نے وہ وہ اشعار پڑھے ہاتھ اُٹھاکر اسطرح بتایا ہر اک واقف کار کا کلیجہ منھ کو آیا لعل نے موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر خواجہ کو دیا خواجہ نے طرف افراسیاب کے دیکھا پوچھا کیون شہنشاہ آپ کی سالی صاحب دیتی ہین آپ دینے والے مجھے کیا حکم ہین کہیے لون کہیے پھیردون افراسیاب جادو نے چاہا کچھ جواب دے خواجہ نے مسکراکر کہا ہماری سرکار کی سسرال سے جو ملا وہ تحفہ ہے اسکو آنکھون پر رکھو نگا یہ کہکر وہ مالا جیب مین رکھ لیا ملکہ ہوش کی مان دوڑ کر عمرو کے قدمون پر گر پڑی کہا خواجہ یہ زیور حاضر ہے مین نے عمر بھر مین جمع کیا ہے آپ کی نذر کرتی ہون میری بیٹی کو یہ صحت و سلامتی رحمت فرمائیے عمرو نے کہا بی بی صاف صاف کہون یا کچھ مکر کرون اُسنے کہا نہین صاف صاف فرمائیے عمرو نے کہا صاف تو یہ

که مین بھوکا تھا اُسے نگل گیا لیکن ابھی ہضم نہین ہوئی زیور تو گل گیا لباس بوسیدہ ہوا اب وہ بھی ہضم ہونے کو ہی لیکن مین قرضدار تھا اک مہاجن نے چھین لیا مین اسکا قرضدار ہون قرضہ ادا کیجیے اپنی بیٹی کو لیجیے مدہوش کی ماں نے دانت نکال کے طرف ملکہ لعل سخندان کے دیکھا ملکہ لعل نے کہا خواجہ جو کچھ کہو ہم دینے کو موجود ہین عمرو نے کہا لاکھ روپیہ کا قرضدار ہون سود کا ابھی حساب نہین کیا دو روپیہ سیکڑے کا سود ہی سوائی پر فیصلہ ہو جائیگا شہنشاہ افراسیاب جادو بیٹھے ہنس رہے ہین سر ہلاتے ہین عمرو کی ہان مین ہان ملاتے ہین ملکہ لعل سخندان نے کہا سوا لاکھ روپیہ حاضر ہی خواجہ عمرو نے کہا اب مین صاف کہون مجھکو خوف پیدا ہوا ہین مدہوش کو دیدون آپ روپیہ نہ دین یا مجھکو قید کرلین تو مین کیا کرون ایک تدبیر کیجیے بیرون قلعہ تشریف لیجایے ایک نخل کے پاس آپ توڑے روپیہ کے رکھیے ایک نخل کے سایہ مین مین مدہوش کو لا کر رکھدون آپ مدہوش حور پیکر کو لیکر قلعے مین آئین مین روپیہ لیکر بھاگ جاؤن ملکہ لعل سخندان نے کہا ہمین سب طرح قبول ہی یہ کہکر ملکہ لعل سخندان اُٹھی کئی ہزار کنیزین ہمراہ روپیہ کے توڑے کاندھون پر رکھے ہوے بیرون قلعہ آئین سب نے دیکھا عمرو سایہ مین اک نخل کے گیا اک قالین کہنہ نکالکر بچھایا مدہوش کو اُسپر لا کر لٹایا مان نے جو اسکو دور سے دیکھا بیقرار ہوکر چاہا دوڑے افراسیاب جادو تو خواجہ عمرو کی مدد کر رہے ہین اسکو ڈرایا کہا خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ معاملہ بگڑ جائیگا خواجہ عمرو کے عجائب و غرائب کوئی نہین سمجھا ہم بخوبی ماہر ہین عمرو نے پکار کر کہا ابھی کوئی میرے پاس نہ آئے روپیہ رکھکر آپ لوگ اِدھر آئے مین اُدھر جاؤن ملکہ لعل نے کہا کہ آئیے ملکہ یاقوت بالا سے قلعے سے یہ تمام معاملے دیکھ رہی ہی غصے مین ہونٹھ چباتی ہی عمرو نے جاکر اُس مال پر جال مارا گلیم اوڑھ کر بھاگا یہان مدہوش کی مان جو گھبرا کر دوڑی میری بچی کہکر مدہوش سے لپٹ گئی پیٹ پر جو ہاتھ رکھا پیٹ مین ہاتھ آگیا ساتھ والیان کسی کے ہاتھ کسی کے پانون تھا مدہوش کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے غل ہوا مدہوش گل گئی افراسیاب نے قہقہہ مارا کہا کیون بی لعل و میان اخضر صاحب ہمارے یار وفادار عیار طرار عمرو نامدار کو دیکھ چلے کیا کام کر گیا ملکہ یاقوت سخندان نے جو یہ غلغلہ سُنا ملکہ لعل سے پکار کر پوچھا بہن کیا ہوا لعل سر پیٹنے لگی کہا بہن ماش کے آٹے کا پتلا دیکر چلا گیا سوا لاکھ روپیہ لیگیا یہ سنتے ہی یاقوت کا غصہ سے چہرہ سرخ ہوگیا دونون نہرین جو سامنے تھین بہ نگاہ قہر اک حباب پر نظر ڈالی حباب پھٹا اُسمین سے اک شعلۂ آتش نکلا بھڑک کر آسمان پر غائب ہوا خواجہ عمرو بھاگے ہوے جاتے تھے دس کوس پر جاکر خواجہ عمرو نے گلیم سر سے اُتاری پسینہ پسینہ اک نخل کے سایہ مین ٹھہرا کہ ذرا ہوش درست ہولین تو آگے بڑھون دیکھا نخل کی بیچ شق ہوئی شیر پیدا ہوا

غش کرکے عمرو پر چلا عمرو جست کرکے بھاگا جس طرف اگر جاتا ہی معلوم ہوتا ہی ہزارہا شیر میرے اوپر چلے آتے ہین
جب قلعۂ عقیق نگار کی طرف جاتا ہی تب کوئی شیر قریب نہین آتا صرف ایک شیر بھگاتا ہوا خواجہ عمرو کو چلا آتا ہی
یہان یاقوت سخندان و ملکہ لعل سخندان و افراسیاب جادو و ملک اخضر مع ہزارہا عورتین و مرد در قلعہ
پر کھڑے تھے کہ سب نے دیکھا عمرو بدحواس بھاگا ہوا آتا ہی پکارتا ہوا دُہائی ہی ملکہ یاقوت سخندان کی اے شہنشاہ
افراسیاب جادو مجھکو شیر صحرائی سے بچائیے اگرچہ عمرو قصد کرتا ہی گلیم اوڑھلون گلیم تک ہاتھ نہین جاتا جان کے
خوف مین ہوش و حواس پراگندہ آکر افراسیاب جادو سے لپٹ گیا ملکہ یاقوت نے کہا کیون خواجہ تمنے اتنا
بڑا دھوکا دیا ہمنے کچھ نہ کہا آپ بہت چل نکلے بہتر اسی مین ہی کہ مدہوش کو حوالے کردو اسی مین خیر ہی ورنہ بہت
بُری طرح پیش آؤنگی اخضر بھی بلبلانے لگا عمرو نے کہا اب آپ کچھ نہ فرمایئے اب تو مین شعبدۂ سحر مین پھنس گیا
مدہوش کو مجھسے لیجیے جب آگر طبل جنگی بجوائیے گا سرمیدان عیاری کرونگا جہانتک آپ سے حفاظت ہوسکے
گنبد کو بچائیے گا اخضر نے کہا خواجہ کیا مجال عمرو نے کہا اسوقت تو مین آپ کے اختیار مین ہون جو کچھ فرمائے
درست و بجا ہی لیکن مصرع خیر زندہ ہین اگر یار تو صحبت باقی + ابھی تو بڑے بڑے معاملات پڑے ہین آپ
برائے مقابلہ لشکر مرخ تشریف لیجائینگے وہان سمجھا جائیگا افراسیاب سے کہا اے شہنشاہ مین نے آپ کی بات
رکھنے کو یہ عیاری کی آپ میرے ساتھ پھر کوئی فساد نہ کرین مین مدہوش کو دیتا ہون آپ ضامن ہوجایئے
افراسیاب نے کہا نہین خواجہ اصلی مدہوش کو دیدو ملکہ قسم کھاتی ہین خواجہ عمرو نے کہنے سے افراسیاب
جادو کے مدہوش اصلی کو زنبیل سے نکالا سب نے دیکھا زیور و اسباب ندارد میلی سی ساری باندھے ہوئے
ہوش و حواس پراگندہ حضور حضور کہکر ملکہ لعل سخندان کے قدمون سے لپٹ گئی مان نے مدہوش کی
بڑھکر بلائین لین کہا کیون بی بی خیر تو ہی مدہوش کہتی ہی مین تو بجرے پر سوار ہوگئی تو اُلٹا کھیلونگی مچھلی کا
شکار ہوگا سب شاہزادیان مجھکو بلاتی ہین کالی کالی لونڈیان ڈراتی ہین عمرو کی بڑی دور تک عملداری ہی
تو قلعے کے اوپر لڑائی ہوگئی سپاہ ان کشتی الٹ رہے ہین مال و اسباب جابجا رکھا ہی باغات کے دروازے کھلے ہین
ہم بھی سیر کو جائینگے الٰہ فصل بہار ہی آپ بھی میرے ساتھ چلیے دیکھیے لونڈی سوختہ لیکر آگئی زیور مین نے اُتار دیا
کپڑے بھی اُتار لیے مگر پیچھا چھوڑا یاقوت سخندان نے فرمایا یہ مدہوش کیا نشے مین شراب کے ہی اپنے
نام کی تاثیر دکھاتی ہی افراسیاب جادو نے خواجہ عمرو سے اشارہ کیا آپ تو رخصت ہو جیسے ہم اُسکے باتین
کرینگے ہنسکے کچھ اشارہ کیا شیر تو غائب ہوا اسرار تاجدار نے ہاتھ پکڑ کر اپنے تخت پر خواجہ عمرو کو بٹھا لیا کہا

خواجہ اب چلیے آپ نے غضب کیا اب تو اصلی کنیز دیدی خواجہ عمرو نے کہا تمہاری وجہ سے گھبرا گیا اُسی کو دیدیا
بلاے روزگار ہی شیرون نے مجھکو صحرا مین گھیر لیا آخر اِدھر ہی آیا جدھر جاتا جان بچتی چیر پھاڑ کھا جاتے
آخر اسی خوف مین مدہوش کو حوالے کیا نہایت نازنین خوبصورت تھی جب لشکر صاحبقران مین جاتا سرداران
صف شکن نقد جان و دیگر خرید لیتے دس ہزار کا نقصان ہوا اسرار تاجدار کہتا ہی خواجہ مین تمہاری باتین
دیکھکر کانپ رہا تھا آپ یہان کیونکر آئے خواجہ نے کہا تمہارے ہی ساتھ چلے آئے چار خدمتگار تھے ایک کو
بیہوش کر کے زنبیل مین رکھ لیا اُسی کی شکل بنکر تمہارے ساتھ پہونچے حقیقت مین خدا اہل اسلام کی جان و
آبرو بچائے خواجہ تو ساتھ اسرار تاجدار کے طرف قصر جمشیدی کے جاتے ہین انکا ذکر کیا جائیگا لیکن ملکہ یاقوت
سخندان مدہوش کو ساتھ لیکر قصر عقیق نگار مین داخل ہوئی ملک اخضر پہ بہت غصہ کیا کہا قبلہ و کعبہ
یہ مین پہونچا ایسا تحفۂ نایاب آپ کے پاس موجود ہی جو ہر شی کی خبر دیتا ہی اُسکو ملاحظہ نہ کیا ساربان زادے
کے سامنے ذلیل ہوے ہمارے شہنشاہ کو تو عمرو نے بنا لیا ہی ذرا خوشامد مین کیسے بھول گئے آپ ہر وقت گنبد کو
ملاحظہ کیجیے گا وہ ساربان زادہ بڑی بلا ہو گیا ہی کہ سر میدان گینہ چھین لونگا ملک اخضر نے کہا کیا مجال
مدہوش اپنی مان سے لپٹی ہوئی رو رہی ہی کہتی ہی ارے مجھے بچاؤ دیکھو بحر ذخار دریا مین ڈوبا جاتا ہی نہنگ
نگلا چاہتا دم ماردیگا کشتی حیات طوفانی ہوئی اب پناہ پانی مشکل ہی یا سامری آبرو بچالو مادر مدہوش
رونے لگی سامنے یاقوت کے آئی کہا حضور آپ کی لونڈی کا عجب حال ہی عجیب طرح کے کلام کرتی ہی خوف کے
مارے بیتاب کردیا افراسیاب نے کہا ہمسے سنو زنبیل مین عمرو کی بڑے بڑے عجائب و غرائب ہین وہ
دیکھکر ڈر گئی میرے سامنے بلاؤ ملکہ یاقوت سخندان نے کہا آپ سب باتون کے رازدار ہین گویا عمرو کے
یار وفادار ہین افراسیاب نے کہا یہ سب مصیبتین جھیل چکا ہون ملکہ حیرت جادو و خاتون محل ماہ دولت بھی
چند ساعت زنبیل مین عمرو کی گئی تھی کئی دن بد حواس رہی تمام عالم کے اشیا اُس ظالم کی زنبیل مین موجود
ہین مادر مدہوش مدہوش کو سامنے افراسیاب کے لائی افراسیاب نے کہا اے مدہوش اب گھبرا
تو اپنی بی بی کے قصر مین آگئی یہان دریا وغیرہ نہین ہی دیکھ سب تیری ساتھ والیان موجود ہین حال تو بیان کر
کہ تجھپر کیا گذری کیونکر عمرو کے قبضے مین آئی افراسیاب نے جو تسکین دی مدہوش گویا ہوش مین آگئی کہا
بی بی جب ایلچی آپ کے خالو صاحب کے تشریف لائے مین بارہ دری مین انتظام شراب مین مصروف تھی
ایک خدمتگار نے مجھسے آکر کہا دیکھو بیرون بارہ دری باغ مین نیولا اور سانپ لڑ رہا ہی مین کمبخت اشتیاق

مین دوڑ پڑی پھر مجھکو نہین معلوم کہ کیا معرکہ گذرا یہ آواز میرے کان مین آئی ارے یہ لونڈی آتی ہو اسکو
کارخانے مین داخل کرو زیور و لباس احتیاط سے رکھنا اب جو میری آنکھ کھلی دیکھا اک صحراے لق و دق وادی
بے کنار اسمین ہزارہا عمارت پختہ بنی ہوئی ہو کئی ہزار مزدور ٹوکریان سر پر رکھے ہوے ذلیل حقیر افسر کے ہاتھ
مین سونٹا سب کو مارتا پیٹتا لیے جاتا ہو ایک پشتہ کنارے دریا کے ہو سُنا کہ عمر بھر سے بن رہا ہو دن بھر مٹی پڑتی ہو
رات کو موج دریا بہالیجاتا ہو اسی سوچ مین بیٹھی تھی کہ دس بیس لونڈیان کالی کالی گاڑھے کی صدریان سوسی کے
پائجامے پھوے پھوے گال موٹے موٹے ہونٹھ سونٹے لیے ہوے آئین کوئی تو کہتی ہو اسکو باورچی خانہ مین لیچلو آگ
سلگانے کی خدمت کریگی تصرفی کھانا پکایا کریگی ایک کہتی تھی بیت الخلا کے دروازے پر اسے مقرر کرو کوے
ہکایا کریگی ایک کہتی تھی اسکو گدڑی بازار مین بھیجدو بھٹیارا جو اُستاد لوٹ مار کے بھیجتے ہین پیوند لگا لگا
بیچا کریگی ایک کہتی تھی لو آیہ بہت خوبصورت ہو اُستاد عمرو کسی رئیس کے ہاتھ بیچ ڈالینگے اسکو تکلیف نہ دو
صورت بگڑ جائیگی ہمارے پیر و مرشد خواجہ کا نقصان ہوگا ایک کہتی تھی اسکو لیجاکر بازار مین بٹھاؤ دو روپیہ روز
کما لائیگی اُستاد کا نفع ہو حضور وہ کنیزین جاؤن جاؤن کاؤن کاؤن کر رہی تھین مین حیران حیران
ایک ایک کا منھ دیکھتی تھی ایک ایک کے آگے ہاتھ جوڑ رہی تھی ایک داروغہ ہٹو ہٹو کرتا ہوا آیا شملہ سر پہ
کوڑا ہاتھ مین اُسنے بے سمجھے دو چار کوڑے مارے وہ سب ہٹین وہ ظالم میرے پاس آیا کہا ارے زیور اُتار
ہم شہنشاہ اوج عیاری کے تحویلدار ہین ہمکو حساب سمجھانا پڑیگا اُسنے سب زیور اتروالیا ایک میلی ساری دیدی
کہا لباس بھی اُتار و مین نے حضور کپڑے اُتار دیے میلی ساری باندھ لی داروغہ نے کہا جا کر سیر کر مین بھاگی
جدھر جاتی تھی لڑکے غول کے غول تالیان بجاتے تھے ڈھیلے مارتے تھے بھاگی ہوئی مین قریب دریا کے پہونچی
بجرے پر شاہزادیان شکار ماہی مین مصروف تھین اک شاہزادی رحم دل مجھکو دیکھکر مہربان ہوئی اُسنے مجھکو
بجرے پر سوار کیا تسکین دی میرا نام پوچھا مین نے کہدیا کہ حضور لعل سخندان کی کنیز ہون اُس رحم دل
کو سامری سلامت رکھین اُسنے سب مجھکو قاعدے بتلائے مجھکو سمجھا دیا کہ جس مقام پر کوئی ستائے خواجہ عمرو کی
دہائی دینا یہان ظلم و بدعت کسی پر جائز نہین ہو خواجہ عمرو ایسے عادل کی عملداری ہو حضور مین اُس بجرے
پر سوار ہوکر شاہزادی کے ساتھ چلی ایک طرف سر اُٹھا کر دیکھا صدہا قلعے لڑ رہے ہین توپین چل رہی ہین
فوج والے یورش کیے ہوے جاتے ہین حاکم قلعہ پکارتا ہو دہائی ہو خواجہ عمرو کی اس سال بوجہ خشک سالی
خراج نہین دے سکا ادا کرونگا جو یلغر کیے ہوے جاتا ہو وہ پہلوان آواز دیتا ہو حکم خواجہ عمرو ہی خراج ادا کرد

ہر طرف عمرو ہی کا نام لیا جاتا ہے دوکاندار رعایا ہر مقام پر یہی ذکر ہے خواجہ عمرو بڑے عادل و منصف ہین
یکایک دریا مین باد مخالف چلی طوفان عظیم اُٹھا بجرہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا مین نے آنکھین بند کرلین دریا مین
ڈوب رہی تھی غوطے کھاتی تھی ایسا اِک غوطہ کھایا دریا مین ڈوب گئی اک نہنگ نے نگل لیا اندھیری کوٹھری
مین پڑی تڑپتی تھی نکلنے کی راہ نہ ملتی تھی یکایک آواز آئی اُس نئی کنیز کو لاؤ وہی کالی کالی لونڈیان کشان
کشان مجھکو دروازہ شہر تک پہونچا گئین خواجہ عمرو نے ہاتھ پکڑکر کھینچ لیا مین نے حضور کو دیکھا وہان کا نقشہ
میری آنکھون مین پھر رہا ہے ساحرون کو اِس ذلت و رسوائی سے دیکھا جسنے نام سامری لیا جوتیان پڑتی ہین
جب عمرو کے نام کی دہائی دو تب امان ملے اُسی ظالم کے نام کا گزو سکہ جاری ہے بڑی دور تک اُس ظالم کی
عملداری ہے دریا صحرا باغات تالاب زراعتین سرسبز شاداب ہین بڑے بڑے پہلوان اکھاڑے جابجا کھدے ہین
دنگلون مین ٹکٹ جاری ہین تماش بین چلے آتے ہین میرے سامنے بڑے پہلوان نے کشتی ماری ڈھول
بجاتا ہوا روپیہ لٹاتا ہوا بازارون مین پھر رہا تھا واری اتنے بڑے شہر مین گدائی صدا نہین ہر شخص مرفہ حال
رنج و ملال کا نام نہین سب روپیہ والے اُس بستی مین بستے ہین محتاج کو دیکھکر ہنستے ہین مین تو حضور سب جگہ
سیر نہین کرنے پائی برسون سے وہان عورتین قید ہین ہزار دن مرد کا نور و دلیس کے بنگالے شہر کے ساحرون
پر بڑی مصیبت ہے سڑک بناتے ہین دائم الحبس بھیجے جاتے ہین زراعت معقول زمیندار آباد رعایا دلشاد
ملکہ لعل سخندان نے کہا بس خاموش رہ شہنشاہ کو یہ قصہ پسند آتا ہے خواب کی باتین کرتی ہے کیسی شیل
کیسا شہر و دیار عمرو نے بیہوشی دی اُس بیہوشی مین یہ خواب دیکھے افراسیاب ہنسنے لگا کہا نہین ملکہ
مین حیرت کی زبانی سن چکا ہون اُسنے اور طور سے بیان کیا تھا ہر کس پر بنا سر کہ گذرتا ہے حیرت جادو
بھی کئی دن بدحواس رہی یاقوت نے کہا مین ایسے مہملات کو نہین مانتی بس خواب کی باتین خیال
مین رہین کوڑی کوڑی پر عمرو جان دیتا ہے ایسے اختیارات اُس ظالم کے ہوتے تو پاؤن زمین پر نہ رکھتا
ہان بوا لعل سخندان اب تیاری کرو چلکر سب کو دیکھین لعل سخندان اُٹھی ایک آواز مین ڈیڑھ لاکھ
نازنینان زری پوش اسباب سحر سے آراستہ ہوکر سامنے حاضر ہوئین تخت یاقوتی ہوا پر اُترتا ہوا آیا جس
تخت پر یاقوت سخندان سوار ہوئی افراسیاب کو پہلو مین جگہ دی دوسرے تخت پر لعل سخندان ایک
تخت پر ملک اخضر گوہر پوش چار لاکھ ساحر اسکی پشت پر ہزبر ہائے آتشین پر سوار کمیدان رسالدار
فوجون کے انتظام کرتے ہوئے ایک ابر گلنار سر پر سایہ فگن دو نہرین جوشان و خروشان سرحد لشکر سے ملی

ہوئیں اُن نہرون پر ہزارہا طائران خوش الحان زمزمہ سرائی کرتے ہوے اِس دھوم سے سواری ملکہ
یاقوت کی چلی نہرین بھی ساتھ چلی آتی ہین ہر منزل پر بصد کرّ و فر و کشش ہوے صبح کو پھر کوچ کیا دو کلمہ
داستان شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سنیے بعد ایلچی کے روانہ کرنے کے کوکب نور افشان کو ساتھ لیکر
قصر مرات مین آیا آئینہ جمشیدی کو معائنہ کرنے لگا جو بیان سرکہ گذرا خواجہ کی عیاری محفل لعل و یاقوت
مین ذی نوازی معاملہ مدہوش بچشم حقیقت مین ملاحظہ کیا کوکب اُچھل رہا ہے نور افشان سے کہتا ہے اُستاد
دیکھو خواجہ وہان پہونچ گئے مصور و افراسیاب کو بیہوش کیا ملک اخضر کو یاقوت نے بچا لیا اب اسرار
تاجدار کے ساتھ تشریف لاتے ہین نور افشان کو بھی عیاری خواجہ پر وجد ہے کہ رہا ہے عمرو نے آبروے اہل اسلام
کی رکھ لی کیون اے فرزند افراسیاب تو اس خرابی سے گیا کہ بارہ ہزار آدمی مارے گئے تب قلعہ مین گذر ہوا یہ
کیونکر پہونچے کوکب نے کہا اسرار تاجدار کے ہمراہ خدمتگار بنکر گئے مین سمجھ گیا تھا کہ قبل روانہ ہونے ایلچی کے
مجھسے رخصت ہوے بس کسی خدمتگار کو بیہوش کر کے تخت پر بیٹھ لیے میرا ایلچی تو قاعدہ وان ہی طریقے سے
گیا لعل و یاقوت نے بلوا لیا افراسیاب اپنے غرور مین ذلیل ہوا یہ ذکر تھا کہ کوکب و نور افشان نے
دیکھا اسرار تاجدار پہلو مین خواجہ عمرو نامدار تخت سحر اُڑائے ہوے چلے آتے ہین کوکب نے ہاتھ پھیلا دیے
خواجہ سے لپٹ گیا کہا خواجہ کیا کار نمایان کیا دربار لعل و یاقوت مین پہونچے خوب گالے ماشاء اللہ کیا
کیا شعبدے دکھائے عمرو نے کہا آپ کی مہربانی ہے کوکب نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری دباؤ تو آپ نے
ڈال دیا لیکن ایک خرابی بھی ہوئی اخضر ہوشیار ہو گیا وہ جو گینہ بلورین اُسکے پاس ہے اُس سے خبر آئندہ و
گذشتہ معلوم ہوتی ہے اگر وہ اُسکے پاس رہا بڑی خرابی ہو گی عیاری اُسپر غیر ممکن ہے مین اب ملکہ مشتری
سے کہکر اپنا بھی حجرۂ بلا کھولتا ہون ملکہ جیحون سبز پوش زبان دراز شاہزادی و ملکہ محبوب کاکل کشا
وزیرزادی اِن دونون کو روانہ کرونگا شاہزادۂ ارکان وحشی اور وقت کے واسطے ہے بران و اختر و مروارید
وغیرہ بھی سامان لشکر کشی مین مصروف ہین اب آپ جاکر اپنے لشکر کا انتظام کیجیے وہ آتے ہی دباؤ
ڈالینگی مین لشکرون کو روانہ کرتا ہون انشاء اللہ لشکرون سے میدان بھر جائین افراسیاب بھی
اپنے مقام پر کہے کہ اہالیان لشکر نور افشان بڑے کر و فر سے آئے لیکن اے شہنشاہ اوج عیاری گنبد
کیونکر ہو گے علاوہ خبر آئندہ و گذشتہ سحر بھی اُس گنبد سے بڑے بڑے پیدا ہوتے ہین اگر وہ اُسکے پاس
رہگیا بران و جمشید وغیرہ سب بیکار ہو جائینگے خواجہ عمرو نے سر جھکا لیا گلشن عیاری کی سیر کرنے لگے

نخلہاے موزون گلہاے پرمضمون غنچہ ہاے ناشگفتہ مکر و غدر نہرہاے صاف و شفاف جسمین ہزارون
گہرہاے عیاری صدف مکر مین موجود ہین بعد عرصۂ دراز تک ملاحظہ کرنے کے اُس باغ بیخزان سے نکلے
ظاہر ہوتا ہی کہ گل مراد دستیاب ہوا مثل گل شگفتہ بشکل غنچہ مسکرائے کہا ای نونہال باغ نور افشان ای رنگ
و بوے حدیقۂ عظم و شان ای برادر با توقیر ای کوکب روشن ضمیر اسوقت مین نے باغ عیاری کی سیر کی صبا کے
فہم و فراست نے گلہاے رنگارنگ کھلائے چمن فکر کو گلہاے مراد سے مملو پایا نہرہاے سلسبیل آساے فطرت
سے گوہر آرزو دستیاب ہوے انشاءاللہ بقوت باغبان قضا و قدر چیدن ملک اخضر طبل جنگی بجوائیگا
اور میدان کارزار مین آئیگا سر میدان گیند لے لونگا اس پیر نابالغ کو پکڑ لونگا میرے اُسکے تکرار ہو چکی
روبرو کہہ آیا ہون یہ تو خواجہ نے پکار کر کہا مگر کان مین چپکے سے کوکب کے کچھ سرگوشی ہوئی کوکب نے
کہا بچشم خواجہ دربارے کوکب کے اُٹھے طرف اپنے لشکر کے چلے کوکب نے خورشید روشن راے کو حکم دیا
گلزار نگارین مین جاکر گل گلدستۂ طلسم نور افشان سرو نوخاستہ حدیقۂ امتحان ملکہ پرّان شمشیر زن سے
کہدو کہ بی بی لشکر تیار کرو ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور شمشیر زن لشکر الگ آراستہ کرے ملکہ مروارید
گلنار پوش اپنا لشکر الگ درست کرے بلور چہار دست جمشید بن کوکب کو ہمراہ لیکر تیاری کرے ہماری لونڈی
ملکہ مجلس سے کہنا ای نور نظر دیکھین تو لعل و یاقوت سے کیسا مقابلہ کرتی ہو ای خورشید روشن راے
دروازے خزانے کے کھلوا دو اشیاے ضروری کا انتظام ہو ہمارے اہالیان لشکر کو کوئی تکلیف ہونے پائے
ایک عرضی خدمت مین نانی امان ملکہ مشتری ستارہ طلعت کے لکھوا دو کل مضمون حال آمد لعل و یاقوت
تحریر ہو بعد اُسکے مسلسل تقریر ہو کہ حجرۂ بلاے طلسم نور افشان کھولدیجیے صیحون و محبوب اپنے کو پاس
ملکہ پران وغیرہ کے پہونچائین لعل و یاقوت سے مقابلہ ہی ابھی ارکان وحشی کو حجرے سے نہ نکالین اُسکا
وقت اور ہی یہ مضمون لائق غور ہی ملکہ عالم سمجھ جائینگی صیحون و محبوب کو روانہ کر دینگی سب مطلب دلی
حاصل ہونگے خورشید روشن راے اُسی وقت اُٹھا سب کو حکم پہونچانے لگا عرضی ملکہ مشتری کو روانہ کی لیکن
دو کلمہ داستان حیرت بیان اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو مورد آلام و رنج
و محن ملکہ پرّان شمشیر زن بیان ہوتے ہین ملکہ پرّان باغ نگارین مین جلوہ فرما ہین قریب ملکہ شگوفہ سحر ساز وزیرزادی
حاضر ہی صبح کو جو ملکہ سو کر اُٹھین کنیز نے عرض کی منہ دھو ڈالیے غصے مین جواب دیا ہم زندگی سے ہاتھ
دھوئے بیٹھے ہین کسی شی کی خواہش نہ رہی افسوس باغ عالم سے گل مراد دستیاب نہوا پژمردہ نہ چلنے کو پیدا

ہوئی تھی جب تو دل کو قرار نہین سلطنت و ملک و مال سب خاک ہی زندگی کا قصہ پاک ہی یہ جو ملکہ نے بحسرت کہا شگوفہ نے اٹھکر بلائین لین درازگی عمر کی دعائین دین پوچھا کیون حضور آج مزاج کیسا ہی دشمن زندگی سے ہاتھ دھوئین آپ پر ہنسنے والے اپنی تقدیر کو روئین ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا ای شگوفہ دل مین ہزارون ارمان بھرے ہین لیکن یکبارہ انکا نکلنا دشوار ہی آج شب کو ہرکارے نے خبر دی حجرۂ پنجم کھلا چاہتا ہی لعل و یاقوت ہماری خالہ زاد بہنین اس حجرے کی حاکم ہین لیکن سحر و ساحری مین انکا مثل نہین قبلہ و کعبہ نے غفلت کی بھائی جمشید کی شادی اگر انکے ساتھ ہو گئی ہوتی آج یہ آفت نہوتی یہ بھی مین نے سنا کہ افراسیاب سے نسبت پختہ ہو گئی اسرار تاجدار کو جواب صاف دیا امر معقول کہا کہ ایسا غیر ممکن ہی آجتک کیا قبلہ و کعبہ سوتے تھے عین وقت پر نامہ لکھا شلم کو جو یہ خبر ملی دل پہلو مین سیماب وار بیقرار ہوا دیدۂ منتظر اشکبار ہوا شب ہجر تڑپ تڑپ کر کٹی نظم

وگرنہ کوچۂ گیسو مین راہ کی گردش
شبیہ شعلۂ جوالہ کھینچ دیتی ہی
ہمارے کوکب گم گشتہ راہ کی گردش
فراق یار مین ہمسے پھرا ہوا ہی جہان
دکھائیگی فلک کینہ خواہ کی گردش
جنون مین پھرتا ہی یون پھر کر گرد داغ جنون
کرے عدو سے نہ بخت سیاہ کی گردش
ہوا بادیہ گردی یہ ہی کہ رہگیے پانون
جو ناگوار ہنوا اتنی راہ کی گردش

کچھ احتیاج نہین دور جام کی ساقی
دم تلاش اثر میری آہ کی گردش
دل الٹے دیتی ہی برگشتہ پایکی تر مژگان
وہ روز و شب ہین وہ مہر و ماہ کی گردش
کھنچے ہوے چلے آتے ہین دل ہی بحر مین اشک
کہ جیسے چتر سر بادشاہ کی گردش
پھرے زمانہ مقدر پھرے فلک پھر جاے
مگر نہ سرکی گئی گاہ گاہ کی گردش

فقط ہی دل کیے یہ بخت سیاہ کی گردش
صف‌فین الٹتی ہی چشم سیاہ کی گردش
خلاف سبعۂ سیارہ آسمان پہ ہی
یہ کسکو تاب کہ دیکھے نگاہ کی گردش
ابھی تو کیا ہی دکھانا جو کچھ ہی وہ شب وصل
ملی ہی آنکھ کو دولاب چاہ کی گردش
جو انکی گردش چشم سیہ کی مجھ سے
خدا دکھائے نہ تیری نگاہ کی گردش
دل چھلال مین آنکھونکی راہ سے آئو

ای شگوفہ باغ شباب مین نیا گل پھولا گل شباب پژمردہ ہوا غنچۂ آرزد نہ کھلا کچھ کیفیت نہ معلوم ہوئی کہ اس شیر بیشۂ صاحبقران شاہزادۂ ایرج نوجوان پر کیا گذری کیونکر دریافت کرین یہان یہ ہنگامۂ عظیم وہ شیر بیشۂ جرائت بر سر راہ امید و بیم کسکو بھیجین کون جاکر سمجھائے کہ ای شہریار اس راہ پر خطر سے پلٹ جائیے ہوش ربا مین نہ آئیے دل مین تو یہ حسرت ہی نظم

درقتلگہ آئی و من روے تو بینم
نقش قدم خویش چو در کوے تو بینم

یک خلق مرا بیند و من سوے تو بینم
کو طالع بیدار کہ ہر صبح من از خواب

صد بار بر و پا بگذارم دم برگشت
تا چشم کشایم رخ نیکوے تو بینم

سر خواستش آئینہ بہ شمشیر چہ حاجت
سر را چو دہم نزع بہ زانوئے تو بینم
بخرام کہ خواہم سر شمشاد خدان را
تا کی بہ سر خود ستم از خوئے تو بینم

آرم بہ کف از جنبش ابروئے تو بینم
یکتا گرہ زلف کہ دلہاے تبانرا
پامال خرام قد دلجوئے تو بینم
گفتا کہ بود یاد ز من حرف تو سودا

سازم بہ چنین مرگ عوض عمر ابد را
تا حلقہ بگوش خم گیسوئے تو بینم
گفتم کہ من از عشق تو دلتنگم اے شوخ
ہان زود بکن قوت بازوئے تو بینم

اس بیقراری مین یہ اشعار اُس معشوق طرحدار نے پڑھے شگوفہ رونے لگی کہا حضور بس اب کلیجے مین سہنے کی تاب نہین ہے انشاءاللہ اس لڑائی کو بھی سر کرینگے خواجہ عمرو نے جا کر خاص قلعہ عقیق نگار مین عیاری کی ساری قلعۂ عقیق نگار مین کھلبلی ڈالدی فتح و ظفر خدا کے اختیار مین ہے وہ کیا کر سکتی ہین مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ہمیشہ خواجہ صاحب یہی مصرع پڑھا کرتے ہین ضرور فتح پائینگے اپنے پیدا کرنے والے کو دل سے ضرور یاد رکھے وہ مالک سب پر غالب ہے یہ ذکر تھا کہ کنیزون نے بڑھکر عرض کی خورشید روشن راے وزیر اعظم حاضر ہین حکم قضا شیم کوکب لیکر آئے ہین بران نے کہا چچا جان کو بلالو در باغ پر حکم محکم پہونچا دو کہ ان وزیر اعظم کو نہ روکا کرو یہ نفس ناطقہ شہنشاہ والاشان ہین کنیزین گئین خورشید کو لیکر سامنے ملکہ بران کے آئین خورشید نے سلام کیا بران واسطے تعظیم کے اُٹھی کہا عم نامدار خیر تو ہے خلاف وقت تشریف لانے کا کیا باعث ہوا خورشید نے زبانی کوکب کے حکم مذکور پہونچایا عرضی نام کی ملکہ مشتری کے دکھلائی کہا حضور اب ملکہ جیحون سبز پوش زباندراز و ملکہ محبوب کاکل کشا حجرۂ بلاے طلسم نور افشان سے نکلینگی خدمت مین ملکہ مشتری کے جاتا ہون ملکہ بران خوش ہو گئین کہا میرے والد کا نام کوکب روشن ضمیر ہے ماشاءاللہ کیا معقول تدبیر ہے جیحون بڑی ساحرۂ زبردست ہے وزیرزادی اُسکی محبوب طرحدار خوش اسلوب کل حالات کی رازدار ہے اب قلب کو قوت روح کو راحت حاصل ہوئی اس فکر پر تسکین دل ہوئی یہ کہکر خورشید روشن راے کو خلعت دیکر رخصت کیا ملکہ اختر و مروارید کو بلوا کر حکم دیا اپنا اپنا لشکر تیار کرو کل صبح کو سفر ہے ملکہ مجلس کو بھی تاکید ہوئی حال حجرۂ بلا سنکر ملکہ بران کو فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا شگوفہ سے کہا چلو اُنکا خالہ زاد بہنون سے مقابلہ ہے جسکو پروردگار غالب کرے بڑی قیامت کی لڑائی ہے انشاءاللہ نہرون پر اُنکو اپنی بڑا ناز ہے مثل دریاے خون رواں نہرون کی بھی آبرو نہ مٹائی تو مجھکو گوہر بے بہاے دریاے نور افشانی نہ کہنا اپنے اپنے مقام سے سب سوار ہوے بلور چہار دست لے جمشید کو تخت پر سوار کیا یہ گرد فر چلے یہان خواجہ عمرو لشکر مہرخ مین آئے خبر پہونچ چکی تھی کہ لعل سخندان و یاقوت سخندان کی آمد ہے

عیاری کا یہ جیئے اجبار گذرا ملکہ مہرخ پڑھ رہی ہین کہ خواجہ عمرو آگرہو بچے ملکہ مہ جبین نے تعظیم کی کہا نانا جان آپ نے غضب کیا قصر عقیق نگار مین تشریف لیگئے مین یہ خبر سنکر ہول کھا رہی تھی بہت گھبرا رہی تھی کیسے انجام کیا ہوا خواجہ نے فرمایا آپ کا اقبال ساتھ تھا ہان البتہ نقصان تو ہوا مگر بات رہگئی ملک اخضر گوسرپوش سے اک وعدہ ہوا ہی خدا اسکو پورا کرے برق تڑپ کر سامنے آیا پوچھا اُستاد مجھسے تو فرمایئے عمرو نے کہا آپ کنارے بیٹھیے تجھسے کیا کہین بات ہی بات ہی عیاری نہین کرامات ہی سر میدان وعدہ کیا ہی کہ اُس پیر بالغ کو پکڑ لیجائینگے وہ گرگ باران دیدہ سرد و گرم عالم چشیدہ پرانا کالا ناگ ہی اس ضعیفی مین آتشخو کا مزاج آگ ہی اور میان مصور تو ہمیشہ سے چھپے ہین شراب پینے پر مرتے ہین بہ تعجیل جیت ہٹ ہوگئے جور و صاحب بھی انکی بیہوش ہوگئین شہنشاہ بہار سے طرفدار ہوگئے بڑی مدد کی مین نے بھی انکی خوب تعریف کی یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے آکر خبر پہونچائی بوقت سحر ملکہ لعل سخندان و یاقوت سخندان کی آمد ہی ملکہ حیرت جادو خود تو تشریف نہین لیگئین وزیرزادیان بازارین وغیرہ لیکر گئین حکم محکم صادر ہوا ہی بازارین ازلشکر ملکہ حیرت جادو تا بہ صحراے نیلوفری آراستہ ہون خیمے بالین بارہ کوس تک استادہ ہوگئین بر سرکوہ نیلوفر سامان روشنی بھی ہو رہا ہی ملکہ مہرخ نے حکم دیا باغبان قدرت سے ارشاد ہوا فوراً باغبان نے بارگاہ زربفتی نکلوائی جو ہر ذرقتل صنعت لوٹ مین آئی تھی باغبان نے اُسے استادہ کرایا کنارے سے لشکر کے تا بارگاہ آسمان جاہ قریب قریب بارگاہین ملکہ بہار و مخمور و برق لامع و رعد و برق و خورشید زرین سحر وغیرہ درست ہوگئین اہلیان لشکر کو نئی وردیان تقسیم ہوئین شب بھر اسی تیاری مین بسر ہوئی ناگاہ شہنشاہ اقلیم اخضری حاکم صحراے نیلوفری ماہتاب عالم افروز منزل ہستی رفتہ کو طے کرکے داخل قلعہ مغرب ہوا شہنشاہ زرین پوش یعنے آفتاب عالمتاب تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا شقہ علم زر نگار کھل گیا نسیم سحری چلی بڑے بڑے تارے فلک نیلی پر جھلملا رہے ہین طائران زمزمہ سرا صفت معبود برحق مین ترانے گا رہے ہین ہر سمت جھونکے ٹھنڈے ٹھنڈے آرہے ہین

نظم

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت
خروس صبحدم آواز برداشت
عنادل لحن دلکش برکشیدند
لحاف غنچہ از رو درکشیدند
سمن از آب شبنم روے خود شست
بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست
کہ علم آفتاب نکلا جب
فوج انجم ہوئی گریزان سب
ہوا میدان چرخ سے اک بار
شہ خاور سپہر گرد ہوا
مہ انجم سپاہ رو بہ فرار
رونق تخت لاجورد ہوا
ملکہ مہ جبین تخت پر آکر جلوہ فرما

ہوئین دلگل یاقوت احمر پہ بزبر دوشت جرائت یکہ تاز میدان جلالت قرۂ باصرۂ حشمت و مکنت غرۂ ناصیۂ
امارت و ریاست شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی نور نگاہ صاحبقران مع سرداران تہمتن د
شور شعاران صف شکن اپنے اپنے مقام پہ دنگلہاے زرین پر آکر بیٹھے ایک جانب ملکہ بہار و باغبان
قدرت و ملکہ سنخ موے کاکل کشا و ہلال سحر افگن سپید لباس پہنے ہوے غم مین اپنے شوہر کے ملول و
حزین تحریر ہو چکا کہ شہنا بجانے کے سبب سے آفات جادو سیار گلشن جنان ہوا ہلال سحر افگن سر
جھکائے ہوے رو رہی تھی عمرو نے آکر گلے سے لگایا کہا اے ہلال تم عین شباب مین بیوہ ہوئین تمھارے
شوہر کے بڑے مراتب ہوے چرخ افسونگری کی ہلال تھین اب آسمان لیاقت کی بدر کامل ہو جاؤ نہین خدا
کی عنایت سے عاقل ہو صابر کے بڑے مرتبے ہین تمھارے واسطے دروازے بہشت عنبر سرشت کھلے ہین اے
ہلال قبر مین روشنی ہوگی اس مصیبت کی لذت اٹھاؤگی جب شوہر کو در بہشت پر پاؤگی پھول جاؤگی غنچۂ آرزو
کھلے گا رتبہ کامل ملیگا ہلال نے اشک پاک کیے عرض کی اے شہنشاہ اوج عیاری دس برس آپ نے
ہمارا راج و سہاگ قائم رکھا افراسیاب نے بے جرم قتل کیا ہوتا آپ الشکل ستی میری صورت بنکر رہا کرلائے تھے
آپ کے نام کا عاشق تھا اب بھی نام کر گیا عین جہاد مین لڑ بھڑ کر مر گیا ہلال کی باتین سنکر سب بخیدہ ہوے
اسد غازی نے بھی زبان معجز بیان سے کلمات تسکین فرمائے آبدیدہ بھی ہوے ہلال نے عرض کی غلامان
جانباز اسی دن کے واسطے تھے لونڈی بھی ان قدمون پر نثار ہو جائے دل کو صبر ہوا اب اسوقت سترہ سو
سرداران تاجداران جلیل اسد نامدار کے کفیل اس دربار دُربار مین جمع ہین مرقع دربار تصویر سرداران سے
معمور محفل عیش و سرور یہ خبر ملکہ حیرت کو پہونچی کہ بی مہ جبین بیرون بارگاہ مع سردارون کے جلوہ فرما
ہین لشکر کا اوج موج ہے بے انتہا فوج ہے باہر نکلکر تخت پر یہ بھی جلوہ فرما ہوئین آج بھاری جوڑا پہنا ہے
تاج جواہر نگار سر پر حسن مین بے مثال ابرو رشک ہلال گرد کئی سو شاہزادیان مثل آفتاب عالمتاب تخت
زبرجدی پر جلوہ فرما ہوئین صرصر و صبا رفتار براے خبر جاتی ہین پلٹ کر دمبدم آتی ہین خبر آمد لعل
دیا قوت کی سناتی ہین ادھر جاسوسان لشکر اسلام عیاران خوش انجام خبرین دے رہے ہین خواجہ لق
کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہین سب نے دیکھا کہ کئی سو نقارے بجے آمد لشکر ملکہ لعل و یاقوت ظاہر ہوئی
اول ہیور یا دلی دکھائی دو نہرین بصد جوش و خروش جوش مارتی ہوئی آتی ہین آب صاف و شفاف
جسکے سامنے آب گوہر آب آب ہزار ہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے مثل شیر و شکر وہ نہرین ایک مقام پر قائم

ہوئیین اب سامان جلوس سواری مثل بادبہاری نمایان ہوا ماہی و مراتب کوس سپہ قرق زنجیر فوجین گویا
دریا کی موجین نازنینان حورخصال بر سر طاؤسان زرین بال ایک ہرا یاقوتی سر پر کھنچا ہوا آگے تخت ملکہ خضر
باریش سفید تاج گوہرنگار سر پر قبائے قلمکار زیب جسم پشت پر چار لاکھ ساحران غدار یا خداوند جمشید و سامری
کی پکار کچھ ساحر اژدرہائے آتش فشان پر مار سیاہ کے کوڑے ہاتھ مین ہیبت بات بات مین کسی کی دسون
انگلیان مثل پنجتانے کے روشن شعلہ جوالہ ہمہ تن کوئی ہزبر آتشین پر کوئی ساحر محیل سحر کے فیل پر سوار
گجباک ہاتھ مین بڑھائے ہوئے ہاتھی کو زنجیر طلائی بھسونڈے مین لپٹی ہوئی یہ پرے کے پرے ظاہر ہوئے
حیرت جادو سے جو بہار کی نگاہ ملی اشارہ کیا لو بوا تمھاری سوت آتی ہر اب جوتیان پڑینگی حیرت نے اشارے
مین کہا ایسی سوت مجھکو قبول ہر تم سبھون کی گردن مروڑیگی ایک ایک کا سر توڑیگی افراسیاب گھوڑے کو دڑاتا
ہوا آیا گھبرا کر کہا اے ملکہ عالم برائے استقبال ملکہ یاقوت و لعل چلو نسبت میری پختہ ہوگئی دیکھو تو کیا نازنینان
ماہ پیکر ہین ایک کے ساتھ نسبت ہوئی دونون گھر مین ڈال لونگا حیرت نے ہنسکر کہا آپ کو غیرت نہین آتی
عمرو نے جاکر وہان بھی جوتہ لگایا افراسیاب نے کہا کوئی ذلیل ہوا تو مجھے کیا مین تو سچا ہوا خوب وقت پر پہنچا
بلکہ اسکی کیفیت بیان کرونگا حیرت جادو اپنے مقام سے اٹھی کہا مین تو مہمان سمجھکر جاتی ہون ورنہ میری
پاپوش استقبال کرتی یہ کہکر اشارہ ہوا کہاریون نے تخت اٹھایا افراسیاب اہتمام کرتا ہوا حیرت جادو
کے ہمراہ چلا خود زبان سے ہٹو ہٹو کہتا جاتا ہر ادھر تخت یاقوت ادھر سے تخت حیرت جادو بیچ لشکر مین سامنا ہوا
یاقوت سخندان بھی تخت سے اٹھی ملکہ خضر کو حیرت جادو نے سلام کیا یاقوت سخندان نے ملکہ حیرت جادو
کی تعظیم کی بوا آؤ کہکر اپنے تخت پر بٹھالیا افراسیاب جادو نے پایۂ تخت پر ہاتھ رکھ دیا گلچینی دونون کے
گلشن جمال کی کر رہا ہر یہ ماہتابان وہ مہر درخشان ایک درج مین دو گوہر آبدار ایک برج مین دو ستارہ تابدار
ایک حسین دوسری مہ جبین یہ شعلہ جوالہ وہ آفت کا پرکالہ یہ حاکم عشوہ و ناز وہ حسینون مین سرفراز یہ ماہ صورت وہ مہر
شوکت و حشمت افراسیاب کے بند قبا ٹوٹ گئے اپنے آپ مین نہین ہر پایۂ تخت سے لپٹا ہوا گرد وزرا امرا
ساحران طلسم ہوشربا حاکمان دربند ساحران خودپسند سرما و ابریق و مصور و صورت نگار ملکہ یاقوت نے
پوچھا بوا حیرت جادو دشمنون کا لشکر کہان ہر حیرت جادو نے انگلی سے اشارہ کیا اتفاق قضا و قدر ملکہ
لعل سخندان اہتمام لشکر کرتی ہوئی آگے بڑھ گئی ہر کنیزون سے جو اسنے پوچھا واقف کارون نے تخت ملکہ
مہ جبین کا اشارہ کیا لعل نے جمال بے مثال مہ جبین کو دیکھکر آہ کی بے اختیار واہ کی کہا یہ شاہزادی کون ہر

صرصر برابر موجود تھی اُسنے کہا ملکہ مہ جبین الماس پوش دختر شہنشاہ کو نہین پہچانا لعل نے دانتون کے نیچے اُنگلی دباکر کہا ہوا صرصر دختر شہنشاہ طلسم ہوشربا کو سلطنت لشکر باغیان کیون ملی صرصر نے کہا وہ سامنے دنگل شوکت پر جو شیر بیٹھا جھوم رہا ہی یہی فتاح طلسم ہوشربا ہی بی مہ جبین اُسکے ساتھ نکل گئین سب لشکر کی افسر ہین معشوقۂ اسد دلاور ہین اُدھر سے جو لعل نے نگاہ پھیری جمال جہان آرائے اسد نامدار پر نگاہ پڑی دیکھا اک جوان صف شکن تہور شعار جلالت آثار چہرہ آفتاب عالمتاب آنکھین رشک دیدۂ غزال جبین انور ماہ آسمان کمال سطوت وصولت چہرۂ زیبا سے آشکار جوان نامی و نامدار اسد نے بھی دیکھا ایک نازنین گلنار پوش اس جانب دیکھ رہی ہی ضرغام شیردل پہلو مین کھڑا تھا اُسنے کہا حضور ذرا اِسکو دیکھیے لعل سخندان آپ کو دیکھ رہی ہی اسد غازی نے کہنے سے ضرغام کے ذرا مونچھون پر تاؤ پھیرا خود زرین کو کج کیا نگاہ حجاب ہو گئی اب تو چھریان چل گئین صف مژگان آمادۂ حرب و پیکار ہوئین سراپا پر اسد نے نگاہ ڈالی دیکھا ایک ماہ پارہ گلگون پوش آنکھین رشک نرگس شہلا خوبصورت نقشہ سراپا مین افسونگری نگاہون مین ساحری ابرو سے خمدار کھنچی ہوئی تلوار بادۂ شباب سے مست و سرشار دونون نے کلیجون پر ہاتھ رکھ لیے لڑکھڑاتی ہوئی جو لعل سخندان پلٹی صرصر تو بلاے روزگار ہی تیور کو دیکھکر کچھ سمجھی کہا کیون ملکہ مہ جبین کیا خوش نصیب ہی کیا شوہر بلا مرتبہ ہی کہ نبیرۂ حمزۂ صاحبقران نذر کردۂ بزرگان صف شکن تیغ زن لاکھون مین اکیلا لڑے پرے درہم و برہم کرے وہ دوسرا جوان لباس صندلی رنگ پہنے جو پہلو مین بیٹھا ہی صندلان صندلی پوش لقب ہی جرأت مین اپنا مثل نہ رکھتا تھا طلسم کشا نے جاکر اُسکو زیر کیا جو پہلوان آیا اسد غازی غالب ہوا مقدمات سحر و ساحری سے ناچار ہی ورنہ اگر تخت افراسیاب اُلٹ دیتا ان لشکرون کی حقیقت جانتا ہی لعل سخندان نے سر جھکاکر کہا ہان ہوگا ہمین کیا مطلب بی مہ جبین کو مبارک ہو ہم تو اُنکے لڑنے آئے ہین صرصر نے کہا عاشق مزاج بھی ہی حسینون کے سر کا تاج بھی ہی یہان ملکہ مہ جبین کو قبضے مین کیا ملکہ لالان خونقبا دختر خداوند داؤد نے عاشق ہوکر ملک داؤد یہ ویران کرایا کارخانۂ خدائی کو مٹایا اب دو معشوقہ اس جوان کے قبضے مین ہین دونون بے مثل و بے نظیر ہین ایک شب اس بارگاہ مین ایک شب اُس بارگاہ لالان خونقبا مین دونون معشوقان طناز عاشق جمال طلسم کشا ہین خدمتگذاری مین مصروف رہتی ہین لعل سخندان دل مین سمجھکر خاموش ہو رہی صرصر کو کچھ جواب نہ دیا دل مین پیچ و تاب کہ اے لعل اس محبت کا کیا انجام ہوگا کنارے پر لشکر کے جو زیادہ ٹھہری یاقوت نے کہلا بھیجا واسطے

لشکر کے مقام تجویز کرو لعل سخندان نے سامنے کوہ نیلوفری ہی اُسی کے دامن مین لاکر لشکر اُتارا ملکہ یاقوت
سخندان وملکہ لعل سخندان وملک اخضر کے واسطے بارگاہ استادہ ہوئی حیرت جادو پہونچا کر الٹی طرف اپنی
بارگاہ کے چلی ابروؤن پر بل پڑے ہوے غصے مین بھری ہوئی افراسیاب جادو تو وہین ٹھہر گیا برا
ملکہ یاقوت سامان طلب کرتا ہی صرصر وصبا رفتار وسرباد ابریق وغیرہ نے کل سامان کر دیے شراب ناب
عمدہ سے میخانے بھر دیے ہندوستان سے طائفے بلوائے ہین اُنکو حکم دیا جا کر مصروف رقص وسرود ہو
یہان حیرت جادو جو بارگاہ مین آئی اپنے چھپر کھٹ پر لیٹ رہی افراسیاب کا ٹھہرنا ناگوار ہوا کہ صرصر
ہنستی ہوئی آئی حیرت جادو نے کہا تو اے صرصر آج بہت ہنستی ہو کیا کچھ پڑا پایا عرض کی واری اک نیا گل
بھولا چاہتا ہی کوئی راستہ بھولا چاہتا ہی مین نے بھی آگ لگا دی اسطرح صرصر نے جو کہا ملکہ چھپر کھٹ
سے اُٹھ بیٹھی کہا تو اے صرصر مجھسے تو بیان کر وہ عرض کی اسوقت کی لونڈی کی بات یاد رکھیے گا بی لعل سخندان
اسد غازی پر پھسلی ہین حیرت نے کہا تو اے صرصر ایسا نہین ہوسکتا وہ بھی گھر مین افراسیاب جادو کے
بیٹھیگی میری سوت بنیگی صرصر نے کہا ملاحظہ کیجیے گا اسی وقت اُسکے تیور اور ہو گئے مین نے بھی اسد غازی
کی خوب تعریفین کر دین کہدیا جوان عاشق مزاج ہی سیکڑون شاہزادیان اُسپر مرتی ہین بی مہ جبین نے
اٹھارہ سو ملک پر لات ماری اب باپ سے مقابلہ کر رہی ہین لالان خولنقیا کا بھی حال سنا دیا کہ
خدائی مٹا کر آئین لوح بھی دلوائی تھی پھر قبضے سے نکل گئی دیکھیے مین جا کر خبر لاؤنگی مفصل خبر سناؤنگی
یہ تو ظاہر ہی کہ اسد غازی نے بھی پسند کیا نشۂ شراب شباب مین وہ بھی مست ہی اگر اپنے عیار ضرغام
سے کہیگا وہ عیار ہی گرفتار کر کے لیجائیگا حیرت نے کہا ساحری ہمیشہ ایسا کرتی ہین میری بہن پر طعن وتشنیع
کرتی ہین تو اسپار نے سبکو بہت بدنام کیا آج اشارے کنایے مین ڈراتی تھین مین نے بھی جواب دیا کہ
تمھارے سر توڑنے کے لیے سوت کو بلایا ہی کیون صرصر میرا کیا نقصان ہی اگر یاقوت کے ساتھ شادی
ہو گئی ہی مجھسے بے اعتنائی کرینگے اپنے میکے چلی جاؤنگی باپ میرا حیات جادو بادشاہ جلیل صاحب سامری کی
کئی مرتبہ انھون نے نامے لکھے کہ بیٹا مین آکر دشمنون کو مٹا دون مین نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا افراسیاب
مصروف ہی آپکے ساتھ اچھی طرح اگر نہ پیش آیا مجھے ملال ہوگا باپ کی دلشکنی کا ضرور خیال ہوگا ان
سحرون کی کیا حقیقت ہی وہ ان سب پر سحر مین غالب ہین مدت سے مدد کرنے کے طالب ہین اس خردماغ
کے مزاج سے ڈرتی ہون میرے بھائی مارے گئے لیکن اُس سنگ دل نے مجھکو پرسا بھی نہ دیا ایک دن یہ بھی

نے کہا کہ نیرنگ و گیرنگ کا مجھکو قلق ہر دائی امان سوسن زباندراز کے قتل ہونے پر خوش ہوا کہتا ہر
مین کسی کی مدد کا طلبگار نہین ہون میری جوتی کو کیا غرض کہ مین اپنے باپ کو بلواؤن اگر ملکہ حیجون آکر
قیامت بپا کرین صرصر نے کہا اب تو حجرۂ نجم کو ملاحظہ کرو دیکھیے کسطرح کے معرکے پڑتے ہین مجھکو خبر ملی ہر
اہالیان لشکر طلسم نور افشان نے بھی لشکر کشی کی صبح سے آمد شروع ہو جائیگی کوکب نے بھی حجرۂ بلا کھولا
ملکہ حیجون سبز پوش زباندراز شاہزادی محبوب کاکل کشا وزیر زادی اٹالا بارگاہ حیجون کا لیکر
آگے بڑھ چلی ہر وہ لوگ بھی وقت پر آئینگے سب تدبیرین ہو رہی ہین حیرت تو منھ لپیٹ کر لیٹ رہی
صرصر برائے حفاظت لشکر نکلی یہان اسد غازی کو بھی لعل کا خیال اندر بارگاہ کے جلسہ آراستہ ہوا
خواجہ عمرو بھی تیور کو اسد غازی کے دیکھ رہے ہین پوچھا کیون ای شیر دل مزاج کیسا ہر اسد نے کہا
میرے انتشار کا باعث ظاہر ہر ایسے ایسے دشمن آئے ہین خدا ہمارے سرداران نامی و ساحران گرامی کو
ان دشمنون کے ہاتھ سے بچائے حقیقت مین ایسے سحر کبھی نہ دیکھے تھے دو نہرین ساتھ آئی ہین ہزارہا طائر
دم بدم زمزمہ سرائی کرتے ہین ایسی جادوگرنیان حاکم مالکہ عجائب و غرائب نگاہ سے نہ گذری تھین عمرو
نے کہا در اس زمانے مین عاشق مزاجی کو کام نہ فرمائیے گا چھنے آئے ہین سب تمھاری جان کے دشمن
ہین مین نے دیکھا تھا آپ لعل سخندان سے آنکھین لڑا رہے تھے یہ جادوگرنیان صورت ظاہر سے آراستہ
ہین باطن ان سبھون کے خراب ہین تم بہ نگاہ محبت دیکھ رہے تھے وہ خونخوار بہ نگاہ دشمنی ایسا نہو وعدہ کر کے
چلے جاؤ تنہائی مین ملاقات ہو سر تمھارا کاٹ کے پھینک دیگی مین ابھی جا کر مہ جبین سے اور لالان خونقبا
سے کہتا ہون کہ یہ خیمے سے نکلنے نہ پائین اسد نے کہا نانا جان یہ آپ کو ناحق کے خیالات مین پھنسو رہے
مجھکو شکار گاہ مین چھوڑا لشکر مین آنا موقوف کر دیا اب پھر آپ یہی چاہتے ہین مین بارگاہ سے نکلنا
موقوف کر دون مین اتنا بھی نہین جانتا لعل سخندان کون ہر اور یاقوت سخندان کون ہر عمرو
نے کہا ہمنے سمجھا دیا اب آیندہ تم جانو ان ظالمون سے دل لگانے مین سراسر جان کا نقصان ہر اسد غازی
نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا یہان دربار مین ملکہ یاقوت سخندان کے اوراسیاب جادو مثل جاگران کمترین
حاضر ہر گلشن جمال معشوق کی گلچینی کر رہا ہر اپنے ہاتھ سے کام کرنے مین مصروف ہر نازنینان مہ جبین کو
آواز دے رہا ہر کہتا ہر فلان طائفہ لاؤ ساقی بچون کو بلاؤ طائفان ہند سامنے ملکہ یاقوت کے رقص
کر رہے ہین ایک حوروش خوش آواز عقیل فہیم دمساز آکر سامنے کھڑی ہوئی یہ غزل تعریف مین یاقوت

کے گانے لگی غزل

دل صد چاک حافظ ہی خط رخسار روشن کا
حقیقت مین بہت ہی گھونٹ کر وا آب آہن کا
کریگا قیس مجھسے بادیہ گردی کا کیا دعوے
قدم ٹکتا نہین روز زمین پر میرے توسن کا
اجیرن کسقدر تھا قتل عاشق میرے قاتل کو
لبس مرون خم صحرا ہو گنبد میرے مدفن کا
اڑا تا ہو نہین پر جیب کے جب یاد آتا ہی
قلق جی چھوٹ جاتا رستم و زال و تہمتن کا

لکھا مضمون اُس شکر حسین کے روے روشن کا
کتان کو کسنے دیکھا ہی نگہبان مہ کے خرمن کا
گلے مین دیکھکر طوق طلائی شک ہوا مجھکو
ازل سے ناز پرورده ہو نہین صحرا کے دامن کا
مئے گلگون سے ہوتا ہی چراغ چشم دل روشن
اتارا سر مرا کیا بوجھ اتارا اپنی گردن کا
وہ جوبن ہی مرا ای حور عالم کے مرقع مین
دم گلگشت اٹھا کر ناز سے چلنا وہ دامن کا

ہوا دیوان پر نے اشک سیاض صبح گلشن کا
سوا میرے گلا کون اسکی تیغ تیز پر رکھتا
کہ ماہ نو ہی پروانہ تمھاری شمع گردن کا
فلک سیر اسکو کہنا زیب ہی اللہ ری شوخی
یہ وہ پانی ہی جو کرتا ہی اکثر کار روغن کا
ہوا ہون مین کسی کی چشم میگون کی محبت مین
کوئی لقشہ نہ دیکھا آجتک اس نگھرے روغن کا
کسی دن پہلوان عشق سے پالا اگر پڑتا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی چہرۂ بےنظیر یاقوت سخندان پر نقاب حجاب و شرم ہی افراسیاب جادو طرف ملک اخضر کے متوجہ ہوا ملک اخضر نے بلبلا کر کہا ای فرزند طبل جنگی بجواؤ افراسیاب جادو خوش ہو گیا فوراً صرصر کو بلا کر حکم دیا ملکہ حیرت سے جا کر عرض کرو طبل جنگی بجوا دیجیے صبح کو دشمنون کا خاتمہ ہی صرصر نے جا کر دیکھا ملکہ حیرت منھ لپیٹے ہوے پڑی ہی صرصر نے حکم پہونچایا حیرت نے کہا جا کر کہدو طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی چرند و پرند خدمت مین ملکہ مہ جبین کی حاضر ہوے بعد دعا و ثنا خبر نوازش طبل جنگی پہونچائی عمرو نے فرمایا تعجب کی بات ہی طبل جنگی بجگیا بُران وغیرہ نہین پہونچین کوکب نے ہمسے کہا تھا کہ ہمنے سب کو فردا فردا روانہ کیا ہمارے واسطے اسنے حجرۂ بلا بھی اپنا کھولا کچھ انجام نہوا مین جا کر تحقیق کرون مہ جبین سے کہکر عمرو نے طبل جنگی تو بجوا دیا لیکن رات ہی کو طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہوا یہان چار پہر رات تیاری ہی جبکہ یاقوت رمانی آفتاب عالمتاب بصد رعب و داب بدخشان مغرب سے برآمد ہو کر خزانہ چرخ نیلی مین داخل ہوا جوہری چرخ کنتھا شعاع کا دیکھکر جوہر شناسی کرنے لگا کوہ و دشت و بیابان گلنار ہو گیا ملکہ یاقوت سخندان طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر بیرون بارگاہ آئی نہرون نے جوش مارا ملکہ لعل نے صفین آراستہ کین افراسیاب جادو نے جا کر حیرت کو بیدار کیا حیرت بصد حیرت و عبرت تخت پر سوار ہوکے قلب لشکر مین ٹھہری افراسیاب جادو مع وزیران سلطنت و مشیران اتہبت صف سے آگے بڑھا ابھی نقیب نقابت نہین کرنے پائے میدان کارزار آراستہ نہین ہوا ملکہ مہرخ پایۂ تخت مہ جبین پر ہاتھ رکھے ہوے آمد لشکر افراسیاب جادو و یاقوت سخندان وغیرہ کو ملاحظہ کر رہی ہین ایک جانب بہار صف آرا ہی

کنیزان بہار نوجوان کم سن صاحبان ناز وکرشمہ موسوم بہ گلشن وگلستان ونسترین ونسترن وشمشاد وغنچہ دہن و
نازک اندام وگل پیرہن اپنے اپنے مقام پر صف آرا ہیں پشت پر بہار کے باغ پر بہار ایک جانب ملکہ مخمور نامدار
سب حیرت میں ہیں کہ کیونکر مقابلہ ہوگا مہرخ کو خواجہ کا انتظار کہ انکی رائے سے میدانداری ہوتی بہار سینہ سپر
کیے کھڑی ہے اسد غازی پشت مرکب باد رفتار پر مع سرداران نامی وپہلوانان گرامی چالیس قدم لشکر سے آگے
بڑھے ہوئے بعہدۂ سپہ سالاری زیر سایۂ علم شیر پیکر جلوہ فرما ہیں کہ ناگاہ آسمان پر نوبت نقارے کی صدا آئی
اور صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی ابر سیابی آسمان پر تڑپتا ہوا سامنے آکر شق ہوا ابر سیابی کا اضطرار موقوف ہوگیا
اب سب نے دیکھا ایک جوان خوش رو بلند و بالا شیر دشت نبرد جلالت چہرے سے آشکار تہور شعار گردن پر فیل مست
کی سوار چتر علم زرنگار کی بغل میں دبی ہوئی شقۂ علم زرنگاری کھلا ہوا اسپر تعریف کوکب روشن ضمیر وحمد مالک تقدیر
ونعت رسول کبیر بخط جلی تحریر پشت پر دو لاکھ ساحران نامی ونامدار مرکب ہائے پرند پر سوار چلے آتے ہیں شان و
شوکت دکھاتے ہیں معلوم ہوا الصید جاہ وحشم شہنشاہ پر جبیں زرین علم آپہونچا افراسیاب جادو دیکھکر جل گیا
ملکہ یاقوت سے بڑھکر کہا آپ کے خالو صاحب کا پیش رو لشکر یہ کروفر آگیا ادھر سے باغبان قدرت برائے
استقبال شہنشاہ پر جبیں زرین علم پہونچا پر جبیں اختر طالع ہاتھی سے اترا لشکر کو ایک جانب ٹھہرایا اژدران
آتش فشان پر بار گاہیں لدی تھیں جابجا استادہ ہونے لگیں پر جبیں ٹھہرنے نہ پایا تھا لشکر کو جما رہا ہے
کہ ابر گلنار آسمان سے ظاہر ہوا سب دیکھنے لگے دیکھا ہزارہا نازنینان زرین پوش بصد جوش وخروش
طائران زرین بال پر سوار ایک ایک حور پیکر ماہ رخسار بیچ میں تخت پر ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور شمشیر زن
پرفن تخت زرین پر سوار پشت پر ہزارہا جلو دار اس شوکت وشان سے اختر جگمگی آکر مہرخ کو سلام کیا
سرخ موے کاکل کشا وغیرہ برائے استقبال پر جبین ملکہ اختر کا لشکر پر جبیں زرین علم کی فوج سے ملگیا
غنچۂ آرزوے پر جبین کھل گیا ٹھیک دوپہر کا وقت ہے یہ دونوں لشکر جم رہے ہیں ملکہ اختر نے آتے ہی قصد کیا
کہ لشکر دشمن پر جا پڑوں مہرخ نے گلے سے لگا یا فرمایا اے اختر برج صف شکنی اے ماہ آسمان جانبازی ابھی
نقابت وغیرہ نہیں ہونے پائی یہ کلام تھا کہ تیسرا ابر مروارید نگار پہلوے کوہ سے بصد شکوہ اٹھا
اس ابر گوہر نگار میں چشمک زنی برق از جنوب تا بہ شرق ظاہر ہی سب نے دیکھا دوسری بھتیجی کوکب کی
ملکہ مروارید گلنار پوش بڑی دھوم سے آکر پہونچی بہار نے بڑھکر تعظیم کی ملکہ مہ جبین کو آکر سلام کیا اسد
غازی کے قدموں کو بوسہ دیا پہر دن پچھلا باقی تھا کہ آسمان سے ایک ٹکڑا ابر مختصر کس دھوم سے اٹھا

اُس ابر سے گانے کی آواز صدائے نوبت و ساز بلند ہی وہ ابر دھوندھکار بصد شوکت و وقار قریب لشکر
مہرخ نامدار آکر شق ہوا سبنے دیکھا کہ مجلس جادو اک تخت پر سوار دو پلڑی کلاہ سر پر گرنا آب روان
کا زیب جسم الونہ مشروع کا پائجامہ زنبہ پائی زردوزی کی منڈھیان گندھی ہوئین نازنین خوشرو طوق
طلا زیب گلو ہیکل مرصع کار گرد بارہ سو نازنینان کم سن لڑکیان تخت کو گھیرے ہوئے تخت پر اک مختصر سی
برات آراستہ گڑیان مسند پر دلھن بنی ہوئی برات آکر اُتری ہی دولھا کے سر پر سہرا بندھا ہوا دال
منھ پر رکھے ہوئے شربت پلائی ہو رہی ہی دوانیان جوانیان کھٹا کھن گر رہی ہین اس شان و شوکت سے
ملکہ مجلس اُس جلسے مین آکر پہونچی خبر دی ہی ملکہ بران بھی آتی ہین مجلس نے آکر انتظام لشکر کیا کنیزون نے
پرے باندھے ملکہ مجلس لشکر افراسیاب جادو پر نظر ڈال رہی ہی یہی مقصد ہی کہ لشکر دشمن پر جا پڑون ملکہ
مہرخ سمجھا کر روک رہی ہین کہ بی بی ابھی تامل کرو ملکہ بران بھی آجائین تمھاری جانب سے پیشقدمی جائز
نہین ہی تب مجلس جادوگری قریب شام اک آفتاب عالمتاب آسمان پر چمکا ابر زعفرانی مین ماہ تابان
کا فروغ ہزارہا ستارے چمکتے ہوئے لکہ ہائے ابر کڑکتے ہوئے ہزارہا برقین لوٹ کر زمین پر گرین رعد گرجا دل
ساحرون کا ہلنے لگا اُس ابر کو دیکھکر دل پر دشمنون کے ابر الم چھا گیا قلب طلازیان افراسیاب جادو کا
ٹھرا گیا وہ ابر کا ایک رنگ اسنے دیکھا صفدر وصف شکن ملکہ بران شمشیر زن بصد رعنائی و زیبائی ابر پر
سوار پہلو مین شگوفہ سحرساز وزیرزادی پشت پہ فوج ظفر موج ہنس زمین پر اُترا سبنے تعظیم کی ملکہ مہرخ
نے بڑھکر گلے سے لگا لیا پوچھا خواجہ عمرو آپکے قصر جمشیدی مین ہین ملکہ برآن نے جواب دیا والد نامدار
سے کلام ہو رہے ہین انجمن مشاورت منعقد ہی گلشن مشورے کی بہار دیکھ رہے ہین مقابلے مین کیا دیر ہی ملکہ
مہرخ نے فرمایا شب کو طبل جنگی بجا تھا آپ لوگون کی آمد مین لڑائی معطل رہی اب لشکر واپس ہونگے افراسیاب
جادو نے جو دیکھا کہ شام ہو گئی ملکہ یاقوت نے اپنے لشکر کو پھیرا ادھر لشکر مہرخ پلٹا ملکہ برآن نے
الگ بارگاہ استادہ کرائی ملکہ اختر و مروارید و برجیس ملکہ کو گھیرے ہوئے جاتی ہین کہ ہزارہا نوبت
نقارے بجنے کی نوبت آئی اتنی بڑی گرد اُٹھی کہ تمام صحرا تاریک ہو گیا شعر از دامن دشت کوہ اورنگ
گردے برخاست تو تیار نگ + دیکھا سبنے آگے آگے بلور چہار دست جام صہبائے جرأت سے
مست مرکب بادرفتار پر سوار چارہ ہاتھ دو کی مٹھیان بند ایک مین سپر ایک مین شمشیر دست صولت و
شوکت کا شیر شاہزادہ جمشید بن کوکب روشن ضمیر تخت زرین پر سوار ہین لاکھ فوج ہمراہ ملکہ بران وغیرہ

برائے استقبال جمشید بن کوکب روشن ضمیر پلٹ پڑین جمشید کو سے بیچ مین لیا مصاحبان سرفروش سایہ مین
تلوارون کے لیے ہوئے آکر داخل بارگاہ زربفتی ہوئے بیچ سے قناتین ہٹادین بارگاہ مہ جبین سے بارگاہ
فلک اشتباہ بر آن ملکر استادہ ہوئی بارگاہ بران مین شاہزادہ جمشید تخت پر جلوہ فرما ہوئے گرد تمام شاہزادے
مصاحبان ذیجاہ فلک جرائت کی ماہ اپنے اپنے مقام پر کرسیون پر متمکن ہین ادھر ملکہ مہ جبین الماس گوہر
تخت طاؤسی پر پہلوئے تخت مین دلگل اسد نامدار مہرخ عالی وقار و بہار گلعذار و مخمور بادہ حسن سے
سرشار و رعد و برق و برق لامع سترہ سو سردار روح روان طلسم ہوشربا باجبان قدرت و ملکہ
اسرار دماران زرین کن وغیرہ بصد جاہ و جلال چالیس مشیر چالیس وزیر اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما
ہوئے لیکن یاقوت سخندان جو واپس آئی ملکہ حیرت اپنی بارگاہ مین پلٹ گئی افراسیاب جادو ہمراہ
ملکہ یاقوت سخندان کے آیا اخفر سے کہا آپ ان سب کو عزیز دار جانتے ہین دیکھیے برائے مقابلہ سب صاحب
تشریف لائے ہین کس زور و شور سے لشکر کشی ہوئی ہران تو ہر وقت آمادہ حرب و پیکار ہین دریائے
خون رواں پر بڑے زور و شور سے لڑین بڑی بڑی تکلیفین ان لوگون نے ہمکو پہونچائین اگر انکا قدم درمیان
مین ہوتا اہل اسلام نہ تھم سکتے مہرخ وغیرہ بھاگ جاتین بلا وجہ یہ ساریان زادہ طلسم نور افشان ہین
گیا شہنشاہ کوکب نے ہمارے رنج دینے کو اس حقیر ذلیل کو بڑی آبرو دی استقبال کیا لی برآن برائے
خاطرداری موجود رہین یہان صنعت نے اک سحر کیا میرا بھی شعبدہ شریک تھا یہان کوکب نے بطور
چہار دست کو روانہ کیا پہلی مدد یہی ہے بطور چہار دست نے کچھ ہمارا پاس نہ کیا مہرخ وغیرہ کو چھڑا لیا
اب آپ سے تو خون شریک ہین دیکھیے فرداً فرداً لشکر آئے ہین شہنشاہ برجیس زرین علم علمدار نامدار
خاص لشکر کوکب کے سپہ سالار بصد شوکت آئے صرف اب کوکب و نور افشان کا آنا باقی ہے جسوقت کوئی
مصیبت آپ پر پڑیگی دونون استاد شاگرد سپٹ پکڑے ہوئے دوڑے آئینگے نور افشان کے حرکات
پر کلیجے مین ناسور پڑ گئے جب مشعل کو عمرو پکڑ لیگیا تو مین جا پڑا جس خیمے مین عمرو نے لیجا کر لاشے ہائے
سرداران مردہ رکھے تھے خیال مین آیا انکو جیتے لون جلا دون میان نور افشان سامنے آکر
میرے کھڑے ہوئے مجھ سے آنکھ ملائی شرم نہ آئی بالاعلان فرمایا افراسیاب اگر ایکی گولہ مارے گا
تو تیرے سر پر پڑیگا مین نے اُستادی کا پاس کیا پلٹ آیا وہ اپنے نزدیک سمجھے افراسیاب دب گیا
ہر مقام پر مدد کی نیرنگ و گیرنگ برادران ملکہ حیرت کو قتل کرایا کیا کیا شکایت کرون ملکہ یاقوت سخندان

نے کہا ہم ابھی رفع حجت کیے لیتے ہین یا تو بی برآن دیگر چلی جائین ہمارے مقابلے مین نہ آئین یا مثل مہرخ وغیرہ اُنکو بھی اِنھین نہرون مین ڈبو دونگی خالو صاحب کا پاس نہ کرونگی یہ کہکر اپنے ہاتھ سے نامہ لکھا مضمون یہ تھا ہمشیرہ بران صاحبہ براے چند ساعت ہمکو سرفراز کیجیے ہمارے آپکے بعد جنگ صلاح ہونا واجب و لازم ہی مہران نامے اک کنیز تھی اُسکو نامہ دیا کہا ہاتھ مین جاکر برآن کے دینا کہنا آپکو بلایا ہی اگر آپکو آنے مین عذر ہو ہم آپکی بارگاہ مین آئین مہران نامہ لیکر چلی یہان وہ وقت ہی کہ دربار ملکہ برآن اوج پر ہی خواجہ عمرو بھی ایک جانب جلوہ گر ہین شگوفہ نے بڑھکر عرض کی ملکہ برآن سے کہ در دولت پر مہران کنیز فرستادہ ملکہ یاقوت نامہ لیکر آئی ہی ملکہ برآن نے حکم دیا بلالو مہران نے اندر آکر بارگاہ فلک اشتباہ کو دیکھا ایک جانب ملکہ مہ جبین تخت پر گرد سرداران نامور ایک ایک شیر دلیر صف شکن تیغزن تاجداران جلیل ایک جانب تخت پر شاہزادہ جمشید بن کوکب اُنکے گرد ملکہ بران و اختر دمرواریہ و بلور چہار دست وغیرہ اپنے اپنے مقام پر اشلیے سحر ہاتھ مین ذکر لشکر ملکہ یاقوت سخندان کر رہے ہین مہران نے سلام کیا شاہزادہ جمشید و ملکہ برآن کی بلائین لین ترقی عمر و دولت کی دعائین دین ملکہ بران نے پوچھا مہران اچھی ہی یہ تو سب آئیں مین واقفکار ہین مہران نے عرض کی داری فلک نے ایسا انقلاب دکھایا آپ لوگون سے ہمارے مالک سے فساد درپیش ہی آپکو ملکہ عالم نے بلایا ہی براے ساری صورت اصلاح حل کر لیجیے فساد ہونے مین بڑی بڑی خرابیان ہین یہ کہکے نامہ دیا ملکہ بران نے شگوفہ کو دیا شگوفہ سحرساز نے باواز بلند نامہ پڑھا مضمون مذکور سنکر ملکہ بران نے جواب لکھا اپنی بارگاہ مین تخلیہ کیجیے ہمارے دشمن افراسیاب کو جگہ نہ دیجیے ہم ضرور آئینگے جیسا ارشاد ہوگا اُسکا جواب دینگے یہ لکھکر مہران کو نامہ دیا مہران نامہ لیکر چلی کنارے پر لشکر کے پہونچی تھی کہ دیکھا ملکہ برآن کی کھلائی شعلۂ حسن زیر نخل کھڑی ہوئی رو رہی ہی مہران نے کہا کیون شعلۂ حسن کیون روتی ہو شعلۂ حسن کی اور رقت زیادہ ہوگئی مہران شعلہ کو بخوبی پہچانتی تھی دوڑ کر اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای مہران نقارخانے مین طوطی کی آواز کون سنتا ہی ہم دو دن سے ملکہ بران کو سمجھا رہے ہین کہ بی بی غیرون کے واسطے اپنون سے نہ مقابلہ کرو اُنکے کان پر جون بھی نہین رینگتی وہ سرکشی کا جواب دیتی ہین کہ کلیجہ پھٹا جاتا ہی فرماتی ہین مثل دریاے خون روان کے ان نہرون کو بھی خشک کرونگی اگر کسی وقت اُنھون نے کسی بات کو مانا ساربان زادہ بھڑکا دیتا ہی وہ چاہتا ہی فساد ہو یہ سب ویران ہون

آباد ہو اُسوقت جو تم نامہ دیکر پلٹین مین نے غصے مین سمجھایا دیکھو تمھاری بہنین عذر کرتی ہین بی بی مل جاؤ نگوڑے
مسلمانون کا ساتھ چھوڑ دو نگوڑے عمرو فسادی نے مجھکو گردن پکڑکے نکلوا دیا اسواسطے روتی ہون کہ ملکہ بران کو
گودیون مین پالا اب ہاتھ سے ملکہ لعل سخندان و ملکہ یاقوت سخندان کے قتل ہو جائینگی اِس بڑھاپے
مین کدھر جاؤن رو رو کے جان دونگی کہانتک سمجھاؤن یہ کہکر خوب بلک کر روئی کہا ای لو مہران تجھکو اپنے
ساتھ لیتی چلو ملکہ یاقوت سخندان کے قدمون پر گروا دو مین طرف سے چھوکری کے سفارش کرونگی کہ واسطہ
سامری کا اور سب کو قتل کرو بران کی جان چھوڑ دو مہران نے کہا نہین ای شعلہ حسن تم تو میرے ساتھ
چلو لیکن ملکہ یاقوت سخندان کو بران کا بڑا پاس ہی بلا بھیجا ہی اسی واسطے جسمین مصالحہ ہو جائے شعلہ حسن
مہران کے ساتھ چلی جب جنگل مین پہونچی شعلہ حسن نے کہا دیکھو لو اور کنیزین آتی ہین مہران نے منھ پھیرا شعلہ حسن
نقلی نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے نعرہ کیا منم مہتر برق فرنگی حباب مار کر بیہوش کیا اک درہ کوہ مین ڈالدیا
آپ بصورت مہران بنکر تیار ہوا نامہ ساتھ مین لیکر دوڑتا ہوا آیا سنا کہ افراسیاب جادو بھی موجود ہی گھبرا گیا
کلیجے پر پتھر رکھکر اندر آیا یاقوت کو سلام کیا نامہ دیا یاقوت سخندان نے پڑھکر کہا کیا مضائقہ ہی ای شہنشاہ
طلسم ہوش ربا آپ اپنے سردارون کو لیکر چلے جائیے ہمین تخلیہ منظور ہی ملکہ بران وغیرہ کو قتل کرنا سراسر عقل کا
قصور ہی ہمارے اُنکے خون ملا ہی حقیقت مین اِس صحبت مین غیر کا ہونا مناسب نہین ہی افراسیاب وغیرہ چلے گئے
برق فرنگی نے پاندان کھینچا گلوری بناکر سامنے ملکہ یاقوت سخندان کے لایا ملکہ یاقوت نے کہا لو مہران
اسوقت ہمارا دل نہین چاہتا برق فرنگی نے وہ گلوری ملکہ لعل سخندان کو دی ملکہ لعل نے اُس گلوری کو
لیکر اُگالدان مین ڈالدیا ملکہ یاقوت نے کہا ای مہران اپنے مقام پر جاکر بیٹھو جب ہم بلائین تب آنا اب
برق مجبور ہوکر صحنچی مین آبیٹھا اخضر نے کہا کیون ای ملکہ یاقوت اب تمھاری کنیز مہران بڑی بدتمیز
ہو گئی ہی ہمارے واسطے گلوری نہ لائی ملکہ یاقوت نے ہنسکر کہا ای بابا جان ذرا ہوش مین آئیے اِسوقت
مہران کے ہاتھ کی گلوری نہ کھائیے اخضر نے کہا آخر کیا باعث یاقوت سخندان نے کہا آپ نے آنکھین سامری
و جمشید کی دیکھین لیاقت نہ آئی حال آپ کو کھل جائیگا ملکہ بران کو آلینے دیجیے سب کیفیت آپ پر ظاہر
ہو جائیگی یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین برق فرنگی بیٹھا گلوریان لگا رہا ہی وہان ملکہ بران نے خواجہ عمرو
سے صلاح کی کہ آپکا کیا حکم ہی مین برائے کلام پاس یاقوت کے جاؤن یا نہ جاؤن خواجہ عمرو نے کہا بسم اللہ
تم ماشاء اللہ عقیل و فہیم ہو مگر بی بی کلام دیگر نہ کرنا ملکہ بران نے کہا طلسم کشا کا اقبال ساتھ ہی کیونکر

ملکہ بران طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی طرف لشکر ملکہ لعل و یاقوت کے چلی خواجہ عمرو نے کہا ملکہ مین بھی
چلون ملکہ بران نے کہا بسم اللہ خواجہ عمرو بشکل شگوفہ سحر ساز بصد ناز و انداز ملکہ بران کے ساتھ ہولیے ملکہ یاقوت
سخندان کو کنیزون نے خبر دی ملکہ بران و شگوفہ سحر ساز تشریف لاتی ہین ملکہ یاقوت سخندان نے بخوبی انتظام کیا ملکہ بران
اندر آئین برق فرنگی صحنچی مین بیٹھا دیکھ رہا ہے دیکھا اُسنے کہ استاد بھی ملکہ بران کے ساتھ آئے سوچا کہ ای برق تیرے ہاتھ کی گلوریان
ملکہ یاقوت سخندان نے نہین کھائین کچھ سمجھ گئی گلزار نامے اک کنیز دوسری صحنچی مین بیٹھی تھی برق فرنگی چھپکر اُسکی صحنچی مین آیا اُس
کہا لو تمھین کچھ حال معلوم ہے آج تیر ملکہ کو بہت غصہ ہے ایسا نہو قید کا حکم دین مجھے تمسے محبت ہے میرا لباس
تم پہن لو اپنا لباس مجھے دو میری صحنچی مین جا بیٹھو جب ملکہ مہران کہکر پکارین خاصدان لیکر چلی جانا
تمھاری جو آفت ہوگی وہ مجھپر ہوگی مجھکو بدل و جان گوارا ہے گلزار کو سمجھا کر برق نے بصورت مہران بنایا
آپ بصورت گلزار اُسکی صحنچی مین جا بیٹھا ملکہ یاقوت سخندان و ملکہ لعل سخندان نے ملکہ بران کا استقبال
کیا ملکہ بران تشریف لائین مقام صدر پر جگہ دی ملکہ یاقوت سخندان نے کہا ای ہمشیرہ ہم تو ملکہ مہرخ وغیرہ
سے لڑنے آئے تمنے ہمپر کیون لشکر کشی کی تمنے کیا ہمکو سمجھا ہے دریاے خون بہ جائینگے دل کے حوصلے دل ہی
مین رہجائینگے آپ کو عیارون پر بڑا ناز ہے ایک صاحب کا سر تو لیتی جائیے میان برق فرنگی صاحب جو بڑے
تیز مشہور ہین ہمنے تو مہران کو نامہ دیکر بھیجا اُنھون نے بڑی تیزی دکھائی مہران کو بیہوش کیا اُسکی شکل
بنکر ہمین گلوری کھلاتے تھے خواجہ عمرو نے جو یہ بات سنی دیکھا صحنچی مین مہران کنیز بیٹھی گلوریان لگا رہی ہے
خواجہ عمرو نے ہرچند اشارے کیے مہران اپنے مقام سے نہ اُٹھی عمرو تو حیلے سے رفع حاجت کے نکل گیا سمجھا
کہ یاقوت نے تمھین بھی پہچان لیا ہوگا ملکہ بران نے کہا کیون بہن برق کہان ہے کہا ابھی بلاتی ہون
ہمشیرہ صاحب سر لیتی جانا یہ کہکے آواز دی اری مہران گلوریان لا گلزار بیچاری آفت کی ماری برق فرنگی
سمجھا چکا تھا حاضر حاضر کہکر دوڑی جیسے سامنے یاقوت سخندان کے آئی یاقوت سخندان غصے مین بیٹھی
ہورہی تھی مسکرائی اک برق چمک کر مہران پر گری مہران کے دو ٹکڑے ہوے آواز آئی کشتی مرا نام من
گلزار جادو بود برق فرنگی تو بشکل گلزار کود کر بھاگا بران تو بدحواس ہوگئی کہا او یاقوت یہ کیا کیا
عیارون کو کوئی قتل کرتا ہے ان لوگون کو چشم نمائی کیجاتی ہے اب جو یاقوت سخندان نے دیکھا میری کنیز
قدیم گلزار جادو کا لاشہ ہے کیا گل پھولا گلزار کے باغ حیات پر خزان آئی لعل سخندان بیقرار ہوکر دوڑی
کہا لو امیری چھو چھو نے کیا خطا کی تھی یہ تمھاری خدمتگزاری کرتی تھی گلزار جادو شگفتہ مزاج سرو قد غنچہ دہن

تھی منتظم باغات ہین شباب مین قتل کیا یاقوت سخندان چپ ہوگئی بران آمادۂ حرب وپیکار ہوئی تھین لیکن
جب دیکھا کہ برق نہین ہی گلزار جادو کا لاشہ پھڑک رہا ہی لعل سخندان اپنی کنیز کے واسطے رو رہی ہی
یاقوت سخندان دریاے حجاب مین غرق اب اُسکو بھی قاعدۂ سحر سے معلوم ہوا کہ برق فرنگی بصورت
گلزار جادو نکل گیا ملکہ بران مسکرائین یاقوت سخندان نے کہا تم تو بہت خوش ہوئین یہ شعبدہ بہت
پسند آیا دیکھو ہم ابھی سب عیارون کو بلائے لیتے ہین برق کا شعبدہ ہم سمجھ گئے یہ کہکے قہر وغضب مین جھوٹی سے
اک کاغذ نکالا چھ مرکب کاٹے زمین مین ڈالدیے کہا اے سحر سامری عیارون کو اپنے اوپر سوار کرکے جلد لاؤ بران
بہت خوش ہو رہی ہین وہ کاغذ زمین سے غائب ہوگئے اول حال برق سنیے خواجہ بشکل شگوفہ گئے تھے
حال برق سنکر بھاگ آئے جنگل مین چالاک سے باتین کر رہے ہین فرماتے ہین اے چالاک یہ پھوریکی
جان لیگا عیاری کرنے پر مرتا ہی بشکل مہران بارگاہ یاقوت مین گیا ہی وہ پہچان چکی ہی خدا اُسکی جان
بچائے یہ باتین کر رہے تھے خواجہ کہ برق کو دیکھا بھاگا ہوا چلا آتا ہی عمرو نے پکار کر پوچھا ارے برق
کیونکر بچا خیر تو ہی برق فرنگی نے کہا اُستاد آپ کے اقبال سے گلزار جادو کو قتل کرایا اپنی جان بچا کے
حاضر ہوا لیکن اب کوئی آفت آیا چاہتی ہی خواجہ عمرو و برق و چالاک کھڑے باتین کر رہے تھے دیکھا جانسوز
و ضرغام بھی آتے ہین اُستاد کو دیکھکر ٹھہر گئے یہ پانچون عیار کھڑے باتین کر رہے ہین دیکھا پانچ مرکب
باساز و یراق مرصع کار کسے کسائے زین ولجام سے آراستہ بھاگے ہوے اِس جانب آتے ہین عمرو نے
کہا کسی رئیس کے گھوڑے چھوٹ گئے انکو پکڑ لو لشکر مین چلکر بیچ لینگے ایک دُبلا پتلا دُگا ہڈے نکلے ہوے
قریب خواجہ عمرو کے آیا خواجہ نے جیسے ہی باگ پر ہاتھ ڈالا وہ گھوڑا اسمٹ کے جھپکا جسطرح بنا خواجہ کو
اپنی پشت پر سوار کرلیا پلٹ کے عمرو نے دیکھا برق و چالاک و جانسوز و ضرغام بھی ایک ایک
گھوڑے کی پشت پر سوار ہوگئے خواجہ عمرو نے چاہا کود پڑون ممکن نہوا جسم مرکب سے جسم اپنا جزو اعظم
ہوگیا ناچار ہوکر لودھے پر ہاتھ ڈالا ہٹو بچو کرتے ہوے چلے صاحب بندۂ گران نظر کردۂ یزدان
درۂ کوہ مین بیٹھے تھے عبادت کر رہے تھے دیکھا اک گھوڑا کسا کسایا آیا قران اُس مرکب کو دیکھکر تاڑ
سمجھ گئے کسی نے سحر کیا جہان عنتر قران بھاگ کر جاتے ہین مثل ہمزاد گھوڑا ہمراہ ہی آخر گھبرا کر اک درخت
پر چڑھ گئے دیکھا اسیامرکب شائستہ ہی خوش قدم صبا شمیم شاخون پر دوڑا دوڑا پھر رہا ہی عنتر قران
نخل سے بھی کودکر بھاگے پہر پھر کاہل بھاگتے پھرے جہان یہ گئے مرکب بھی پہونچا جب قران نے دیکھا کہین

مہلت نہین ملتی اک مقام پر آکر مجبور ہوکر ٹھہرے قریب بیخ نخل دو بندے مارے طبقہ زمین کا پھٹا اک غار
سا نبگیا اُسمین قران کود پڑے اپنے کو اُس غار تنگ و تاریک مین مخفی کیا قلیل سا روزن حال مرکب دیکھنے کو
رکھ لیا لیکن گھوڑا گرد اُس غار کے حرخ مار رہا ہی ہوش مہتر قران کے اُڑ گئے جی مین کہتا ہی کہ ای مہتر قران
کیا بلا کا سحر ہی اِن ساحرون سے خدا آبرو بچاے اِسی خیال مین اُس غار مین چھپے ہوے ہین کہ کان مین ہٹو
بچو کی آواز آئی دیکھا کہ خواجہ عمرو و برق و چالاک و جانسوز و ضرغام پانچون عیاران لشکر اسلام سوار
گھوڑے اُڑائے ہوے جاتے ہین چہرے پانچون کے اُداس گھبرائے ہوے منھ سے آواز نہین نکلتی مہتر
قران دُعائین مانگنے لگا خداوندا ان سب کو شر سے ساحرون کے بچا نا یقین کامل ہوا انھین مین کا گھوڑا اُسکو
بھی لینے آیا ہی ابھی تک تو حافظ حقیقی نے بچایا ہی یہان یاقوت سخندان جب ان مرکبون کو روانہ کر چکی تو بران
سے کہا کہ کیون ہمشیرہ صاحبہ تمنے کسی بادشاہ جلیل کی شراکت نہ کی عیارون کے واسطے بادشاہ طلسم ہوش ربا
سے بگاڑی اِن عیارون کی کیا حقیقت ہی ایک اشارے مین قتل ہوتے ہین ابھی مین نے پکڑ دابلایا ہی آتے
ہونگے ملکہ بران نے کہا گرفتار ہونا جوہر عیاری ہی جب یہ قید ہوے دوسرے کو مارا ملکہ یاقوت سخندان
نے پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیا ملکہ بران نے دیکھا خواجہ عمرو وغیرہ گھوڑون پر سوار مجبور و ناچار چلے آتے مین
ملکہ یاقوت نے کہا کیون بوا بس انھین کے بھروسے پر ملک کی تباہی کی فکر کی ابھی کہو انکو قتل کر ڈالین
ملکہ بران نے کہا ای یاقوت سخندان اس گرفتاری کا اعتبار نہین اگر خواجہ عمرو کو خبر ہو جاتی تمھارا سحر
تلاش کرتے کرتے تھک جاتا انکی گرد پاپوش کو نہ پاتا یاقوت سخندان نے پانچون عیارونکو گھوڑون
سے اُتارا عمرو سے پوچھا چھٹا عیار مہتر قران شاگرد رشید آپ کا کہان ہی عمرو نے کہا اُسکو بہرام فلک
بھی گرفتار نہین کر سکتا ہین منظور تھا تمھاری ملاقات کرین زیارت سے مشرف ہون گھوڑے سواری کے واسطے
پائے سیر کرتے چلے آئے ہمارا کیا ہرج ہوا ملکہ اخضر نے کہا خواجہ جسوقت ہمارا جی چاہیگا اِسی طرح گرفتار کرینگے
تمھارا برق فرنگی عیار آیا تھا ہمکو معلوم ہوگیا مگر ایسا طرار تھا زبردستی گلوریان لگا لگا کر دیتا ہی یاقوت
سخندان نے کہا کیون میان برق فرنگی تمنے ہماری کنیز گلزار جادو کو قتل کرایا اب اُسکی سزا دین پہلو نشین
گلزار جادو کر دین برق فرنگی نے کہا آپ رئیس جلیل ہین ہم عیار مکار ذلیل ہین ہمسے کیا بدلا لیجیے گا بی
بران صاحب کو قید کیجیے ملکہ مہرخ سے بدلا لیجیے مگر انصاف فرمائیے یہ غلام آپکا کیا مزے سے تڑپ کر
نکل گیا خلعت ملنا چاہیے ملکہ یاقوت سخندان نے کہا خیر اِسوقت میرے مکان پر آئے ہو تو بوا بران تشریف

رکھتی ہین جسطرح گرفتار کیا جاؤ اب ہم تم سب کو آزاد کرتے ہین خبردار کبھی ہمارے لشکر مین نہ آنا اور تو کوئی نہ بولا برق تڑپ کر بول اٹھا کہا حضور یہ قید نہ لگائیے ہم ہرکارے ہین ہزار مرتبہ لشکر مین برائے خبر آئینگے جسوقت موقع پائینگے عیاری کر گذرینگے ملک اخضر نے کہا ای فرزند جسوقت یہ لشکر مین آئینگے مین گنبد بلورین دیکھا کرتا ہون مین یہین سے بیٹھے بیٹھے بتلاؤنگا فلان عیار فلان صورت سے لشکر مین آتا ہی جان بچانا انکو دشوار ہوگی اب تو عمرو بول اٹھا کہا بڑے میان ذرا اپنی زبان سنبھالیے گنبد کو آپ کے تاک چکا ہون سر میدان انشاءاللہ لونگا اخضر نے کہا کیا مجال خواجہ نے کہا مصرع خیر زندہ ہین اگر یار تو صحبت باقی + گنبد کیسا اپنی خیر منائیے بلا وجہ ہم غریبون کو آپ نے ستایا بارگاہ مین پکڑ وا بلایا ہم خاموش ہین یہ کہکر پانچون عیار طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوے ملکہ لعل نے وہ مرکب بھی طلب کر لیا جو فکر مین مہتر قران کے گیا تھا ملکہ برّان سے کلام اصلاح کا انجام سنو ملکہ یاقوت سخندان نے کہا لو صاف صاف جواب دو اب تو افراسیاب جادو سے ہماری نسبت پختہ ہو گئی خالو صاحب نے دیر کی ایلچی دیر مین پہونچا ہم عہد واثق کر چکے ملکہ برّان نے کہا اب ہمکو خواہش بھی نہین ہی ہم آپکو صاف جواب دیتے ہین جو آپ سے ہو سکے قصور نہ کیجیے خوب سخت گفتگو ہوئی جو ملکہ یاقوت سخندان نے سوال کیا ملکہ برّان نے جواب سخت دیا آخر صحبت اصلاح برخاست ہوئی ملکہ برّان سوار ہو کر اپنی بارگاہ مین آئین ناگاہ جوہری ماہتابان جواہر ثابت و سیارگان کو لیکر بازار فلک نیلی پر آکر بیٹھا بازار خرید و فروخت گرم ہوئی لیلاے شب نے زلف عنبرین کھولی فرش چاندنی زمین پر بچھا مجنون روز با جگر سوز پر سوز طرف صحراے نجد مغرب کے گیا ملکہ یاقوت سخندان کو نہایت ملال تھا باپ سے کہ رہی تھی واسطہ سامری کا ہوشیار رہیے گا مجھے عیارون سے بڑا خوف ہی نہایت گستاخ ہین افراسیاب نے سب کو خوب سر چڑھایا ہر مقام پر دھوکا کھایا ہین لعل طبل جنگی بجوا دو کل صبح کو ان سبھون کو ڈبو دونگی حال کھل جائیگا خالو صاحب بیٹھے بیٹھے آئینگے مین نے محبت قدیمانہ صرف کی ہوا ملکہ برّان کو ان مکارون عیارون پر بڑا ناز ہی لشکر لعل سخندان مین صداے طبل جنگ بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے بغرض جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر چلے یہان دربار شہنشاہی بہ فیوض نا متناہی کریم کارساز نہایت لطف سے آراستہ ہی خواجہ عمرو تو برائے ملاقات کوکب روشن ضمیر تشریف لیگئے ملکہ برّان ملکہ مجلس جادو سے کہ رہی ہین بیٹا بگڑی سی الجھ گئی اگر یہ نہرین قائم رہین کسی کی آبرو نہ بچیگی اسکی فکر واجب و لازم ہی ملکہ مجلس نے سر ہلایا لونڈی سمجھ گئی جو انتظام کیجیے گا برائے

خدمتگزاری حاضر ہون ملکہ مہ جبین کو بڑا انتشار ہی بہار سے پوچھ رہی ہی کیون خالہ امان کس طور سے
جنگ آغاز ہوگی ملکہ بہار فرماتی ہین بی بی انشاء اللہ انکو بھی تنکے چبوا دینگے رنگ بہار سحر دکھا دینگے
خدا تمھارے وارث کو ہر آفت سے بچائے کہ ہر کارے آکر ہاتھ اٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجالائے

جاے ادب پر دست بستہ آئے قطعہ	الٰہی بخت تو بیدار بادا	ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دائم شگفتہ	بچشم دشمنانت خار بادا	حضور کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز

و گداز ہو ملکہ یاقوت نے غصے مین طبل جنگی بجوایا کل اسکا ارادہ ہی کہ میدان کارزار مین مقابلہ کرے
جمشید بن کوکب روشن ضمیر نے شگفتہ ہوکر فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بعنایت رب اکبر طبل جنگی بجے
یہان بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی سب سردارون کو خبر دریافت ہوئی کہ طبل جنگی بج گیا کل لشکر
دشمن سے مقابلہ ہی دیکھین گردون دون و انقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھتا ہی
موت کا مزا کون چکھتا ہی ظاہر ہی کہ کل کسی کے لیے تخت حکومت کسی کے واسطے خاک مذلت ہوم خانے
جابجا لشکر ملکہ بران مین آراستہ ہوے بڑی بڑی شاہزادیان سحر تیار کر رہی ہین ملکہ مرواریدِ گلنار گوش
دختر سہیل روشن ضمیر کہ جسنے بڑے بڑے سحر کیے یقین ہی محرر ہر چہار جلد کو یہ داستان ملکہ سہیل دختر
کوکب ممکن نہوئی ہوا سوجہ سے اُن داستانون کا پتا نہین تحریر کرتا اتنا البتہ واضح رہے کہ کوکب
روشن ضمیر کے کئی بھائی ہین ایک بھائی کا پتا تو کسی موقع پر انشاء اللہ تحریر کرونگا بروقت ملاحظہ
سامعین وجد فرماینگے ایک سہیلان روشن ضمیر جسکی دختر بلند اختر ملکہ اختر بن سہیلان ساتھ ملکہ
بران کے آئی ہی اس بھائی نے انتقال کیا بیٹی مطیع کوکب روشن ضمیر ہی ایک بھائی سہیل روشن ضمیر
جس زمانے مین ملکہ بران شمشیر زن پل بر نزادان کو توڑ کر گشتہ سحر عشاق ہوئی تھین اُسی زمانے
مین یہ شاہزادی ملکہ مروارید دختر سہیل براے رہائی ملکہ بران آئی ہی یہ سب داستانین اس شاہزادی
کی تصنیف کردہ حقیر طولانی ہین مگر مضمون مین لاثانی ہین آخر مین سہیل نے افراسیاب جادو سے
ملجانے کا قصد کیا کوکب نے سہیل کو قصر جمشیدی مین اس جرم پر قید کر لیا ہی اُسکی رہائی وقت پر بیان
کرونگا تب مفصل حال ناظرین پر واضح ہوگا مراد یہ ہی کہ ملکہ مروارید دختر سہیل آکر ہوم خانے مین
داخل ہوئی اک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا موتی برس رہے ہین گرد بارگاہ بہار باغ سحر درست ہین
گرد بارگاہ سحر ہوے کا کل کشا تخلہاے سنبل پیچان رشک گیسوان محبوبان یا عشق پیچان یا جابجا

ماران سیاہ یا اژدران خونخوار بھرے ہین بارگاہ خورشید زرین سحر سر شب کو آفتاب عالمتاب ساطع و
لامع ہی گرد بارگاہ باغبان قدرت چمن ہاے طولانی گلشن لاثانی شب کو ٹہل رہا ہی باغ سحر کو زور کرا ہی
زوجہ اسکی ملکہ گلچین گلہاے رنگا رنگ دامن مین بھرے ہوے چمنہاے شگفتہ مین مثل سرو چمن خرامان
خیمہ بہار پر پھول برس رہے ہین آج کی شب عیاران اسلام لشکر افراسیاب جادو مین گھسے ہوے ہین
جانتے ہین کسی طرح اپنے کو تا بہ ملکہ یاقوت سخندان پہونچائین لیکن دیکھتے ہین شب کو دریاے
سحر حائل ہین کوئی قریب بارگاہ ملکہ یاقوت سخندان دختر ملک اخضر جا نہین سکتا نہنگان خون آشام
قریب اُس دریاے زخار کے منہ لگاے بیٹھے ہین کہین گھڑیال کہین سوس مگر کنارے پر بصد کر و فر دریا
جوش مار رہا ہی اتنا بڑا دریا ہی کہ آسمان جسمین مثل حباب معلوم ہوتا ہی مچھلیان تڑپ رہی ہین اُس
ماہیت سے کون آگاہ ہی بر وقت مقابلہ حال کماہی تحریر ہوگا از ماہ تا بماہی وہی دریا جوش مار رہا ہی عیار
جاتے ہین اور پلٹ آتے ہین برق فرنگی تڑپ رہا ہی راہ مین برق و چالاک سے ملاقات ہوئی چالاک
نے کہا اے برق کچھ خبر بھی ہی قبلہ و کعبہ کی بات مین فرق آیا جاتا ہی بدنامی ہوگی وعدہ کیا تھا کہ ملک اخضر
کو پکڑ لیجاؤنگا گیند چھین لونگا سو وہ قریب ہی کچھ ہنوسکا برق فرنگی کہتا ہی مرشد زادے اگر لشکر مین جانے پاتا
ملک اخضر کی مشکین باندھ لاتا دریا تک جانا دشوار ہی نہنگان سیاہ سد راہ بارگاہون کے ہین گرد ساحران
خوک ہیکل چرخ مار رہے ہین آیند و روند کو للکار رہے ہین پھر حضور کیونکر جائین بیشک اُستاد کی بات مین فرق
آیا چالاک بن عمرو نے کہا اے برق فرنگی قبلہ و کعبہ ضعیف ہوے اُنکی عقل مین بھی ضعف آیا جو چاہا فرمایا
برق فرنگی نے کہا مین اُستاد کی باتین پوری کرتا رہتا ہون گلزار جادو کو قتل کرا دیا مین نے تو یہ کام
کیا یہی عیاری ہی ملک اخضر نہ گرفتار ہوا یہ باتین کرتے تھے کہ لشکر شہنشاہ انجم سیاہ نے شکست کھائی
داخل قلعہ مغرب ہوا اقلیم شرق سے نشان علم زرنگاری نمایان ہوا تخت زبرجدی پر شہنشاہ زرین پوش
بصد جوش و خروش جلوہ فرما ہوا صفوف فوج ضیاء و شعاع آراستہ ہوئین اب افراسیاب جادو
بارگاہ سے بصد عزت و جاہ نکلا ملکہ حیرت جادو نے بھی آج دریاے جواہر مین غوطہ مارا نازنین حور پیکر
سیمبر تاج یاقوتی جسمین ایک سال کا خراج طلسم ہوشربا صرف ہوا آج ہی کے لیے آراستہ کرایا تھا
وہ زیب سر لباس دلفریبی زیب جسم پُرنور جھمکا یاقوت احمر کا زیور سب یاقوت و الماس نگار کا گرد کنیزان
گلعذار سرو قد ماہ رخسار پہلو مین چالیس وزیرزادیان اس کر و فر جاہ و حشم سے بارگاہ سے برآمد ہوئیتا

افراسیاب جادو نے اگر تخت پر سوار کرایا حیرت جادو بات نہین کرتی آج تو افراسیاب جادو جمال
بیمثال دیکھکر بیقرار ہوگیا اب دربارگاہ ملکہ یاقوت سخندان پر آیا صرصر وصبا رفتار کو بھی بڑا ملال ہے
دمبدم یہی خیال ہے اگر ان لوگون کے ہاتھ سے لڑائی فتح ہوئی ہماری بی بی حیرت جادو کا مرتبہ کم ہوجائیگا
دعائین مانگ رہی ہین کہ یہ ملک اخضر بدجفا مارا جاے ہماری بی بی کا مرتبہ بلند ہو یاقوت سخندان طاؤس
زرین بال پر سوار ہوئی ملکہ لعل سخندان اہتمام لشکر کرتی ہوئی آگے بڑھی افراسیاب جادو خود اہتمام
کرتا ہوا علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے بائیس لاکھ کا لشکر بڑے بڑے ساحران نامور اپنے
اپنے مقام پر اپنے کو سامری و جمشید جانتے ہین ملک اخضر گوہر پوش چونکہ افسر ہے لعل و ملکہ یاقوت کا
باپ تخت پر سوار ہوا سب سے اونچا تخت کو کرکے وسط سما پر ٹھہرا لشکر جم رہے ہین میمنہ و میسرہ صفین
آراستہ ہو رہی ہین ایک ساحر نے پڑھکر سحر کیا ابر سیاہ آسمان پر آیا برستا ہوا نکل گیا چھڑکاو ہوا ایک نے
پڑھکر دستک دی ہواے تند چلی خس و خاشاک کو اڑا دیا ایک سنگدل نے تبر برسائے جو جو نخل سامنے
تھے کٹکر گر گئے میدان مثل آئینہ کے تیار ہے نقیبان خوش آواز گوتون کے لڑکے سرون مین ڈوبے ہوے
اول تو سرود چھیڑے گنگنا کر ان ماہ رخساران خوش گلو نے یہ اشعار شروع کیے **اشعار** بہ شہر خموشان گذر کردمے

بحال غریبان نظر کردمے
لحد تنگ و تاریک با رنج و غم
کہ جمشید رفت از جہان دردمند
چو آمد مرا یاد آن شہریار
عدالت کند نام نیکت بلند
تمر طول چون کرد طور سخن
زسعدی ہمین یک سخن یاد دار

چو دیدیم قبر شہ چین ورے
وزیران لشکر نہ جاہ و حشم
روایت کند راوی خوش بیان
شدم بر مزارش زغم اشکبار
بگو اے شہنشاہ فیروز بخت
ندا آمد اے یار غمخوار من

یکے گفت این قبر کاوس کے
کجا ہست ضحاک بدعت پسند
چو رفتیم بر قبر نوشیروان
بگفتم کہ افسوس اے ارجمند
بملک عدم یافتے تاج و تخت
منہ دل برین دہر ناپائدار

قبر نوشیروان سے یہ حسرت کی صدا آئی اے بھائی **مصرع** حرمت شاہ
وگدا از زیر زمین یکسانست + تاج و تخت کہان وہ عارض انور جنپر پھول کا سایہ بار تھا انکو کیڑون نے
کھالیا بالش کے عوض خشت ہے بستر کے عوض خاک ہے جسم کی پوشاک ہزارون من ہمارے اوپر خس و
خاشاک تاریکی قبر مین گھبراتے ہین دنیا مین یہ شعر سنا تھا لیکن افسوس اسکے مضمون کے پابند نہوے
فرد مصنف زمین قبر ہر اک کو یہ دے رہی ہے صدا + چراغ لاؤ وہان سے یہان اندھیرا ہے + چراغ مرقد

تاریک کیا ہی دنیا مین شیوۂ فیض و سخا ساتھ بندگان خدا کے حرف مہر و وفا برہنہ کو پوشاک نہ پہنائی عیش و عشرت مین بسر کی غریبان رعایا کی خبر نہ لی آجتک اسی حساب و کتاب مین ہون دربار قہار و جبار سے پرسش ہی فرشتگان عذاب کو عذاب کرنے مین کوشش ہی نامۂ اعمال طوق گردن رگہا ہے جسم ماران سیاہ نے گھین ہڈیان ضرب نیشہاے عقرب سے چھن گئین قول سعدی یاد رکھنا واجب و لازم کوئی وزیر امیر ساتھ نہ آیا حشم و خدم دنیا دنیا ہی مین رہا اعمال ساتھ ہین ہمارا گریبان مظلومون کے ہاتھ مین ہی پس دنیا سے دل لگانا بڑی شامت ہی اب اپنے حال پر عبرت ہی لیکن بیکار اب پلٹ کر دنیا مین نہ آئینگے عقلمند کو چاہیے ہر وقت اس شعر کو پڑھا کرے شعر دنیا عجب مقام ہی اور جاے سیر ہی خیریت اسی کی جسے دست خیر ہی جسنے یہ نہ کیا بہت پچھتائیگا کف افسوس ملیگا قبر تاریک مین کچھ زور نہ چلیگا گٹھری بار گناہ کی سر پر ہی جسم کیونکر بار اٹھائے کوئی حال پوچھنے نہ آیا بقول قمر نظم

ناسازی زمانہ کیسے کہان کہانتک | بیزار ہو گئی ہی جسم حزین سے جانتک | رکھکر لحد مین مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا
خویش و عزیز سارے بس تھے فقط یہانتک

نقیبان خوش آواز آگے جو یہ اشعار عبرت آثار پڑھتے یا تو طبل و بوق بج رہے تھے زمین متزلزل و متحرک تھی یکایک سناٹا صفون پر آیا جا بجین کے پرے کے پرے خاموش دریاے جرأت کا جوش ہر ایک کا یہی قصد ہی کہ میدان کارزار مین لگین اپنی جان دین دنیا سے سرخرو ہو کر اٹھین اس نمک حلالی سے قبر مین روشنی ہو کیا گرہ بند قمر صاحب کا پڑھا گیا شعر یہ شیخ سعدی کے کیا مصرع لگائے قلب تھرا گئے کلیجے منھ کو آگئے ای رب اکبر حسرت و یاس لیکر دنیا سے نہ اٹھین احکام ہدایت انجام کے تیرے پابند رہین کنج مزار مین جا کر جفا مین نہ ہمین تحریر کر چکا ہون کہ ملک اخضر گوہر پوش کا تخت نہایت بلند ہی دماغ آسمان پر پھولا ہوا تخت پر بیٹھا ہی گنبد بلورین جیب مین بوجہ کبر و نخوت اسکو نہین دیکھتا جانتا ہی مٹی لڑیگی سب کو شکست دیگی نہرون مین سب کو ڈبو دیگی مجھکو سحر بھی نہ کرنا پڑے گا یا افراسیاب اپنی زوجہ کے سامنے لڑیگا سب کی نگاہ تخت اخضر سے لڑی ہوئی ہی یکایک سب نے دیکھا طرف سے طلسم نور افشان کے ابر فیروزئی پیدا زیر ابر تخت روان پر کوکب روشن ضمیر دریاے جواہر مین غرق تاج یاقوتی بفرق بڑے دھوم سے آتا ہی جیسے ہی اخضر نے کوکب کو آتے ہوئے دیکھا منھ پھیر کر متوجہ ہوا کوکب نے وہین سے آواز دی بھائی صاحب سبحان اللہ کیا کہنا اسی دن کے لیے سحر سیکھا تھا کہ ہمارے کلیجے پر چھری پھیرو اس بڑھاپے مین کلیجہ پتھر کا نہ بنا یا کیون او جلاد صاحب بیداد اگر آج

سالی میری ملکہ اختر جہان افروز مادر یاقوت ولعل صاحب حسن وجمال زندہ ہوتی تو اسطرح لشکر کشی
کرکے بمقابلہ بیران وجمشید آنا تیری صورت سے بیزار ہوتین اسکا قول تھا کہ جمشید وبران میری نور نظر
ہین لعل ویاقوت تمہارے پارہ جگر ہین کیونکر تیرے دل نے گوارا کیا جمشید وبران کے مقابلہ مین کھڑا ہو
تیرے دل مین بالکل رحم نہین یہ مین خوب جانتا ہون یاقوت سخندان سے کوئی نہین لڑسکتا یاقوت
کا سحر دریاے خون بہائیگا یہ نہرین دریا بنجائینگی بیران وجمشید غوطے کھاکر مرینگے بس لاشہاے جمشید و
بیران تو ہی اٹھانا مین جلاد نہین ہون یا شاید بیران غالب آئے لعل یا یاقوت قتل ہوجائے اسکا لاشہ
بھی تجھی کو خدا دکھائے مین فرزندان اختر جہان افروز کو خون مین غوطہ مارتے دیکھون میرا کلیجہ
پھٹ جائیگا اسقدر غرور نے تجھکو گھیرا ہمارے نانے کو بیقرار بھیر تجھکو اپنی بیٹیون کا اختیار ہی افراسیاب
کیا بازار مین کمرہ لیکر بیٹھے بڑا مال ملیگا میان صاحب کہلاؤگے ایک ہی ہفتے مین امیر ہوجاؤگے کوکب یہ کہتا
ہوا تخت کو بڑھائے ہوئے قریب اخضر آتا ہی اخضر نے بھی تخت اسی طرف بڑھایا جواب دیا بھائی صاحب
ہمنے بیران کو بلا بھیجا تھا اسنے ہمکو جواب صاف دیا عمرو کی عیاری پر مغرور ہی نشہ سحر مین چور ہی کوکب
نے کہا او بےغیرت تیرے نزدیک بیران کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ اصلاح وغیر اصلاح کو سمجھے چارون
کی بات ہی تو اسکو گود مین کھلاتا تھا مین لعل ویاقوت کو گہوارے مین جھولاتا تھا ان بچون کو لیاقت
کلام کجا مین تو اپنی جان دینے آیا ہون لعل ویاقوت وبیران وجمشید میرے جنازے کو کاندھا دین
روح میری شاد ہو تو عاقبت کے بوریے سمیٹنا ان چارون کے لاشے تو ہی اٹھانا مجھے یہ دن خدا نہ دکھائے
کہ ان چارون مین سے ایک کو بھی مردہ دیکھون لعل ویاقوت کو بیران وجمشید سے زیادہ سمجھتا ہون
تیری طرح جلاد نہین ہون میرا دل بہت نرم ہی مشہور ہی کوکب صاحب حجاب وشرم ہی اب تخت اخضر قریب
تخت کوکب پہونچا ہی کوکب نے تلوار نیام سے کھینچی کہا دیکھ مین اپنا گلا کاٹے ڈالتا ہون تجھکو عزیزون کے
خون دیکھنے کی بڑی خوشی ہی سب سے پہلے مین اپنے کو ہلاک کرون اپنا قصہ پاک کرون سرخرو دنیا سے
اٹھ جاؤن تو لاشے لعل ویاقوت کے اٹھانا جمشید وبیران کو تھا کہ مین غرانا جب کوکب نے تلوار
کھینچی اور کہا مین جان دینے آیا ہون اخضر نے گھبراکر تخت اپنا تخت کوکب سے ملادیا گھبراکر کہا بھائی
صاحب مین ابھی لشکر پھیرے لیے جاتا ہون جمشید کو بہ فرزندی قبول کرونگا کوکب نے کہا او جلاد
تیرے دل مین رحم بالکل نہین اب تو سب کلیجون کے ٹکڑون کے لاشے اٹھا اہا صاحبت سامری کے

سحر دکھانا یہ تجھکو کیونکر معلوم ہوا کہ مین یزدان پرست ہو گیا ہون دو سو خدا اون پر لعنت کی سراسر
جھوٹھ افترا تہمت بہتان ہونے دو سو زیادہ ہوتے ہین یا ایک ارے بیوقوف مین کیا تیری طرح
نادان ہون تیرے بھروسے پر سلطنت طلسم نور افشان کرتا ہون سات سو ملک کی سلطنت انتظام
عجائب و غرائب طلسمات تو آکر کرتا ہی ایک حجرے کا حاکم ہو کر ایسا مدہوش ہوا اختر جہان افروز
کی وصیت کو فراموش کیا ابھی تو اُس بی بی کا کفن بھی میلا نہوا ہوگا سنا مین نے کہ لونڈیون کو اپنے
پہلو مین بٹھاتا ہی جس بی بی نے تجھکو خاک سے پاک کیا اُسی کے تصدق سے یہ سلطنت ملی حاکم حجرۂ
نجم کہلایا اُسکی بہن کی اولاد کو قتل کرے اب مین نہ مانونگا مردانہ وار سر میدان جان دونگا یہ کہکر
کوکب نے وہ تیغہ برق مثال اپنے گلے پر رکھا اخضر نے تخت اپنا تخت کوکب سے ملا دیا ہاتھ بڑھائے
کہ تیغہ چھین لون کوکب نے جھڑک دیا ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو زمین سے سو گز کی بلندی
پر یہ معاملہ درپیش ہی حیرت وا افراسیاب کیسے تمام عالم دیکھ رہا ہی ہر شخص کا یہی قول ہی کہ کوکب
بڑا صاحب غیرت ہی لعل و یاقوت بھی خالو ابا خالو ابا کہکر پکارتی ہین لعل نے آواز دی حضور
واسطہ سامری کا تلوار گلے سے ہٹائیے یاقوت نے اخضر کو پکارا ابا جان خالو صاحب کے ہاتھ سے
تلوار چھین لیجیے خدا انکو سلامت رکھے ہمسے بڑی محبت کرتے ہین ہمکو گودیون مین پالا ہم اُنکے حکم
کے خلاف نہ کرینگے شادی مین آگ لگے ہی ہی چراغ طلسم نور افشان گل ہوتا ہی کیا صدمۂ عظیم اُنکے
قلب پر پہونچا اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹے ڈالتے ہین جو کچھ فرمایا اُنکی محبت ظاہر ہی اُنکی لیاقت سے
ہر کس و ناکس ماہر ہی ہماری مان انکی چھوٹی سالی تھین اُنکو بھی گودیون مین پالا سنتے ہین روز
شادی خالو صاحب کی زوجہ ہماری خالہ امان ہماری مادر مہربان کو گود مین لیکر محافے مین سوار
ہوئی تھین روز دیکھنے آتی تھین جب ہمارا حمل رہا ہر ایک دیر مین جا کر سجدے کرتی تھین روز پیدائش
ہمارے بڑا جشن کیا کھچڑی دھوم سے لائین چھٹی کی چلّے نہلائے ہر نہان مین لاکھون روپے صرف
کیے حقیقت مین آج امان جان کی روح بیتاب ہو گی یہان زمین پر تو قیامت ہی وہان کوکب
نے تیغہ گلے پر رکھا اخضر نے چاہا لپٹ جاؤن کوکب نے کہا دور ہو او جلاد مین زندہ رہکر کیا کرون
افراسیاب میرا دشمن تو پکارا نزن مین قتل یاقوت و لعل نہ دیکھون میرے بعد بران پڑا
لیگی خون کے دریا بہا دیگی جھڑکنے سے کوکب کے اخضر رکا کوکب نے تیغہ کھینچا تیغہ برق مثال

تھا صرف لشمہ نگار ہگیا گلا کٹا لاشہ کوکب لہرایا اخضر ہائے کہکے لاشے سے لپٹ گیا خون گلوے تازہ رگون سے مثل فوارے کے اڑا وہ فوارہ خون کا منھ پر اخضر کے پڑا اخضر ہائے کہکر لڑکھڑایا جہان سے کوکب کا سر کٹا تھا وہ سراسر چھوٹا سا پیدا ہوا آواز دی لاشہ کوکب نے یا شیدائی کفاران بیحیا وای ناپکاران بیدو غا منم ہزبر دشت طراری ونہنگ دریاے رخشار عیاری اسیر سرہنگان لبساط بلاد بنی ادم مولائے معظم و مکرم جامع الفضل والکرم دوندۂ بید رنگ قلعہ گیر بیجنگ مردان راسرہنگ و نامردان را پالہنگ صاحب قنطورہ و زنگ عیار جہانگیر عالم محترم و محتشم زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان عیار طرار مکار غدار خنجر گذار خواجہ عمرو

بن امیہ ضمری کا نامدار نعرہ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

مرے مکر سے کانپتا ہے جہان — تراشندۂ ریش کفار ہون
سیرا تیز رفتار گر ہو قدم — صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو — دوندہ جہانگرد و طرار ہون

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑاؤن صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

یہ نعرہ کرکے مردے نے زندہ کو پشت پر لاد انعرہ کرتا ہوا تخت کو بھگایا کوکب قصر جمشیدی سے مرات واقعہ مین دیکھ رہا ہے کہ عمرو نے ملک اخضر کو پکڑا تخت اڑا کرلے بھاگا اور سحر شہنشاہ کوکب کا بنایا ہوا تھا اور تخت کو آغوش مین لیا یون چمک کر نکل گیا کہ جیسے برق چمک کر نکل جاتی ہے ملکہ لعل سخندان و ملکہ یاقوت سخندان وافراسیاب جادو ارے ارے کرتے رہگئے بات نہ منھ سے نکال سکے ہونٹھ نہ کوئی ہلا سکا مثل برق و باد تڑپکر تخت آیا اخضر کو اٹھا کر عمرو لیگیا نعرے کی آواز تو ابرے آئی کوئی سمجھ نہ سکا کیونکر آیا کیونکر نکل گیا ابر کڑکتا ہوا بر سر قصر جمشیدی پہونچا کوکب اٹھ کھڑا ہوا دوڑ کے خواجہ سے لپٹ گیا کہا خواجہ مین دیکھ رہا تھا کیا کار نمایان کیا گیند جیب سے نکال لیا وہ تو کوکب نے اپنے خزانے مین رکھا کہا خواجہ یہ گیند وقت پر کام آئیگا ملک اخضر کو تم لیجاؤ مگر خواجہ بڑی آفت برپا ہوگی عمرو نے کہا روز ہی آفتین برپا ہوا کرتی ہین ذرا یہ بڈھا زنبیل کی تو سیر کرے یہ کہکر عمرو نے اخضر کو زنبیل مین داخل کیا بیٹے سے پکار کرا تنا کہدیا ارے دینا اسکا ملک اخضر نام ہے اسکے سر پر ٹوپی نہ رکھنا تمھارے ساتھ رہیگا حساب و کتاب اسی سے لکھوانا پڑھا لکھا ہے زنبیل مین اخضر کو رکھکر خواجہ عمرو طرف لشکر کے روانہ ہوے کوکب نے وہ گیند اپنے قبضے مین کیا جب

خواجہ ملک اخضر کو گرفتار کرکے چلے آئے کوئی میدان مین نہین نکلا میدانداری معطل رہی ملکہ مہرخ اپنے
لشکر کو پھیر کر لیگئی یاقوت سخندان رنجیدہ و کبیدہ ہوکر پلٹ آئی صرصر بہت خوشیان کرتی ہوئی
حیرت سے کہتی تھی خوب بڑھا بگڑا گیا واہ رے عمرو دیوانہ کر دیا اب تو بی یاقوت کے منہ پر ہوائیان
اڑ رہی ہین دونون کا کلیجہ خون ہوا واری آپ رنج نہ کیجیے اسی طرح ان دونون کو بھی ایک دن عمرو
مار ڈالیگا اسکا کوئی کیا کر سکیگا دیکھا آپ نے کس زور و شور سے آیا کوکب نے ابر سحر ساختہ کر دیا تھا
تخت زبرجدی پر سوار تھا بجلی کی طرح آیا ہوا کی طرح نکل گیا دیکھیے تو کیا قیامت کرتا ہے کوئی اسکو
روک بھی نہ سکا آپ کا غم و الم بالکل بیکار ہے مسلمانون کی مدد غیب سے ہوتی ہے یہ بھی قتل ہوجائینگی کوئی
نہ کوئی تدبیر نکل آئیگی حضور احتقاق و شہنا نواز تو ہماری نگاہ مین بھی نہین جچے تاریک کا البتہ قتل
ہونا آجتک آنکھون مین پھرتا ہے ایسی ساحرہ زبردست جو بیہوشی کو یہ کہے کہ نسخہ تلخی شراب ہے لیکن
واہ رے عمرو اسکے بھی عیاریان کیسی کبھی نہ رکا کوکب بنکر آیا نور افشان نے تیغہ نور افشانی دیدیا
ہر نوع جو یہان آیا پھر پلٹ کر نہ گیا یہ بھی قتل ہونگی اب چین سے خاصہ نوش فرمائیے یہ بہار شہنشاہ
کا دو چار دن کے واسطے ہے حیرت نے کہا مجھے بڑا ملال اسکا ہے کہ جب عمرو ملک اخضر کو پکڑے گیا
یاقوت طبل بازگشت بجواکر پلٹی شہنشاہ گھبرائے ہوئے اسکے پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے اسکی بارگاہ مین
تشریف لیگئے ہمکو پلٹنے کا بھی حکم نہ دیا آج کل ہمروت کو کلام کرنا ناگوار ہے صرصر نے کہا واری دو چار دن
خاموش رہیے سارا جاہ بہار نکل جائیگا میری بات یاد رکھیے لعل ضرور نکل جائینگی جب اسد غازی
میدان مین آتا ہی لگا ہین لڑائی ہین کبھی شرماتی ہین کبھی تنکر جوبن کا ابھار دکھاتی ہین بخوف یاقوت
ضبط کر رہی ہین فراق اسد مین مر رہی ہین ایک دن گھبرا کے نکل جائینگی اکیلی یاقوت کیا کر سکیگی کوئی
تدبیر نکل آئیگی حیرت کو صرصر سمجھا رہی ہے رات کو حیرت نے کھانا نہ کھایا تھا صرصر نے سمجھا کر کھانا کھلوایا
یہان یاقوت کس غصے مین پلٹی ہے کانپتی ہوئی افراسیاب جادو سے بھی کلام نہین کیا جب تخت پر
آکر بیٹھی افراسیاب جادو خوشامد کر رہا ہے کہا ملکہ عالم نہ گھبرائیے مین انکو رہا کروا دونگا عمرو کی مشکین باندھکر
لاؤنگا یاقوت نے کہا ای شہنشاہ مین آپ کے بھروسے پر نہین آئی ہون کل ہی قیامتین برپا کرونگی ایسے
کو گرفتار کرون کہ عمرو بیقرار ہوکر کہے کہ ملک اخضر کو لے لیجیے اس سردار کو ہمین دے دیجیے یہ کہکر غصے
مین ملکہ لعل سے کہا بجواؤ طبل جنگی بجواؤ طبل قہاری پر چوب پڑی بہ عہد غضب تمام طبل جنگی بجوایا ملکہ مہرخ

جو پلٹین سب سے پہلے ہنستا ہوا برق آیا چالاک نے کہا کیون بھائی برق قبلہ وکعبہ کی عیاری دیکھی برق نے کہا استاد قدرت پروردگار ہین یہ عیاری نہ تھی معجزہ تھا کس کروفر سے تشریف لائے کیا کام کیا کس مزے سے کلام کیا کیا مزے سے گلا کاٹا ایسے گرگ باران دیدہ کو کیا دھوکا دیا خوب دام مکر مین پھنسایا قبلہ وکعبہ جو کہینگے وہی کرینگے ای برق اسی وجہ سے ہماری کچھ حقیقت وہ نہین جانتے ہین یہ عیاری بابِ فرشتون کے بھی تو خیال مین نہ تھی ذہن بھی نہین پہونچتا کیا مزے کی بات کی یہ ذکر تھا بارگاہ مین سب وجد کر رہے ہین سب کے دماغ تر ہین صحبت عیش کو ملکہ مہ جبین نے حکم دیا ہی اسد تعریفین کر رہے ہین ہر شخص کا یہی قول ہی کہ خواجہ عمرو فتاح طلسم ہوشربا ہین فن عیاری مین بے مثل و یکتا ہین سب کے دلون کو تقویت ہوگئی ناگاہ آواز زنگ کی بلند ہوئی سب نے دیکھا خواجہ منہ لٹکائے ہوے بارگاہ مین تشریف لائے اپنی کرسی پر بیٹھے ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ کیا کہنا اخضر کو کہان قید لیا عمرو نے کہا آپ کے کیا کہنا کو اوڑھون یا بچھاؤن جو ہم پر گذری وہ بھی کسی کو خبر ہی کس آفت مین مبتلا ہوے دو صندوقچے ایک مہاجن نے دیے تھے اُسمین زیور جواہرات کا تھا جب مین اخضر کو لیکر بھاگا جلدی مین دونون صندوقچے گر گئے اگر پلٹ کے اُنکو اٹھاتا گرفتار ہوجاتا آخر بھاگا چلا گیا نہ پلٹ سکا اب صبح سے تقاضا ہی مہاجنون کا بلوہ ہی شب کو کھانا بھی نہین کھایا ملکہ مہ جبین نے حکم دیا ای سرداران نامی وای ساحران گرامی ہمارے نانا جان کا نقصان ہوا سب صاحب موافق اپنی حقیقت کے دین بیس ہزار روپیہ ہماری جانب سے لاؤ عمرو نے اٹھکر مہ جبین کی بلائین لین کہا تو شاہزادی والا قدر ہی دختر افراسیاب عالی جناب تیرے قدم کی برکت سے طلسم فتح ہوگا سچ کا بیڑا پار ہی لیکن ایک بات کا افسوس ہی مجاور زادہ خانہ کعبہ کے نواسے پر وہ عاشق ہوئی خلاف حسب ونسب دیکھو کیسا بھولا بیٹھا ہی یہ چھوٹے منہ سے نہین کہتا ہمارے خزانے سے پانچ صندوقچے جواہرات کے لاکر دے دو اسد نمازی نے کہا نانا جان یہ خزانہ حق ومال غازیون کا ہی عمرو نے کہا غازی سب تھان پر شہنشاہ ہینہ انگو دانہ گھاس دیجیے تمہارے نانا نے کیا لگا دیا جو تم دوگے تمہین نصیب کیا ہی ہمیشہ قزاقی پر اوقات رہی یہان مہ جبین کے صدقے سے شاہزادے کہلاتے ہو سب آپ کا حسب ونسب ابھی کھولدونگا اسد نے کہا میرا حسب ونسب یہی ہی کہ آپ میرے نانا جان ہین آپ کے میرے بزرگون پر احسان ہین عمرو نے کہا اُن احسانون کو تہ کر رکھیے مین آپ سے بات نہین کرتا ایک دن آپ کی مشکین باندھکر

افراسیاب کے حوالے کردونگا ساری طلسم کشائی نکل جائیگی وہ میرا بڑا دوست ہے قصر عقیق نگار پر میری تعریفین کرتا تھا وہی میرا قرضہ بھی ادا کر دیگا آپ کے لشکر مین اب مین نہ رہونگا یہ کہکے اٹھے مہ جبین نے دامن پکڑلیا کہا نانا جان انکنے آپ کو کیا کام ہے برا سعد مشکزاری مین تو حاضر ہون سراسر مجھپر احسان ہین عمرو نے کہا تیری وجہ سے مین لشکر مین ہون لیکن آپ کا خلق تالیف نہین ہے وہ توڑے ابتک نہ آئے مہ جبین نے کہا ابھی حاضر ہوتے ہین باغبان کے نام حکم ہوا کہ جلد لاؤ باغبان اٹھا ہنسا کہا استاد آج تو کچھ ہمکو بھی ملیگا عمرو نے کہا تم وزیر اعظم افراسیاب ہو بیس کے چالیس لاؤ گے کچھ اپنے خزانے سے بھی لاؤ گے ہمین خوب یاد ہے جب کبھی بادشاہ نے ایک پیسا دلوایا تم نے دو پیسے دیے سب وزیرون کو آمادہ کرو سب کا روپیہ آپ کی معرفت جمع ہو کچھ تمکو بھی ملیگا بہت جلد دینگے بعد فتح طلسم ہوش ربا ہمارا آقا صاحبقران لڑتا بھڑتا آئیگا تمہاری سفارش کرینگے یہ خلعت تحسین کو دلوائینگے اسکی بھی نذر لیتے آئے ایک سو ایک تختی الماس کی صاحبقران کو نذر دیجاتی ہے سب سردارون نے اشرفیان روپے منگوائے خواجہ نے چادر بارگاہ مین پھیلا دیا توڑے گر رہے ہین مہ جبین نے کچھ زیور بھی دیا بارگاہ مین آج خوشیان قہقہے چہچہے ہین ان سب کو اس خوشی مین چھوڑ دونگا ذکر وقت پر کیا جائیگا

اب دو کلمہ داستان حیرت بیان بہ غیظ و غضب تمام طبل جنگی بجوانا ملکہ یاقوت سخندان اور مقابلۂ بہار و گرفتار ہونا بہار کا سحر یاقوت سے و پیغام مہرخ از حکم خواجہ کہ اخضر کو ہم سے لے لو بہار کو رہا کر دو و عیاری خواجہ بمقدمہ اخضر یعنے عوض مین ملک اخضر کے ایک گنہگار کو دینا یاقوت کا کل لشکر پر سحر کرنا اور اخضر اصلی کو لینا بقوت سحر بیان ہوتے ہین خمسہ

غنچہ لب ہین نہ اب سمن بر ہین
رنج و غم کے زبسکہ خوگر ہین
نہ تو گل ہین نہ ہم صنوبر ہین
لالہ سان اب تو داغ دل بر ہین
مثل شبنم بدیدۂ تر ہین

سرو قد کیون نہ آہ غیرت سے
کیون ڈرین ہم نہ طوق عبرت سے
قمریان پا بہ گل ہون حیرت سے
باغ عالم مین اب تو حسرت سے
چشم نرگس کی طرح ششدر ہین

گلشن حسن مین ہمین تو ذرا — نہ تو کھٹکا ہی خار و گلچین کا
تم تو ہو اس خوشی سے نغمہ سرا — ای ہوا خواہو اب کرین ہم کیا

رات دن جیون اسیر بے پر ہین

ہم تو ہین ہر طرف سے قید فرنگ — بلبلو جی کی جی ہی مین ہی امنگ
نہ ہی ساقی پیالۂ گل رنگ — گل ہین پر اب تو غنچہ سان دلتنگ

چاک داماں و خاک بر سر ہین

سوز کا اپنے محفلون مین ہی غل — روتے ہین ہمکو دیکھ ساغر و مل
عمر حسرت مین کٹ گئی بالکل — شمع سان کیون جلین نہ ہم گھل گھل

لاکھ پروانے صدقے ہم پر ہین

کوہ قاف اب یہ گھر نہ کیون سمجھین — دیو ہین وہ کہ جنکے ہین بس مین
شکل انسان کی کہان دیکھین — ہین پری ہم یہ کسطرح سے اڑین

شیشے مین بند یان جو بے پر ہین

ہمکو سر اپنا پاپھر و غمگین — بخدا دوستو کرو یہ یقین
کافر اب سمجھو یا کہو بیدین — ہم تو دنیا و دین کہین کے نہین

بت بنے بیٹھے گھر مین پتھر ہین

ہون وہ شیرین کہ مجھ پہ اتنی لو — نہین قابض ہوا کوئی خسرو
صبر کر یہ تو اپنی جان نہ کھو — کوہکن خط مین کیا لکھون تجھکو

یان نہین نامہ بر کبوتر ہین

تمکو ہی ضبط ہمکو ضبط جنون — تم ہو سودائی ہم ہین ٹک محزون
نہین سوزش ہمین ہی درد فزون — گو کہ لیلی ہین ہم یہ ای مجنون

کلبۂ غم مین تجھسے بدتر ہین

نہ تو الفت کسی کی ہمکو نہ غم — نہ وفا پیشہ ہین نہ اہل ستم
کیا کہین تجھسے ہم کہ کیا ہین ہم — پاک دامن ہین پارسا ہین ہم

بیان

نہ دل آزار ہین نہ دلبر ہین

چہرہ سحر سازان سامری فن وجادوگران نیرنگماے شعبدۂ سخن ہوم خانۂ قرطاس ہین قلم سحر طراز باز آشتگی افسونگری خونریزی مین مصروف ہین **شعر مصنف** سخن سنج ودانا ے شیرین مقال جبین مے نگار وزکلک خیال + بارگاہ آسمان جاہ مین خواجہ عمرو کی خاطرین ہورہی ہین ملکہ مہرخ وبہار وغیرہ فرماتی ہین ای شہنشاہ اوج عیاری ای قطب فلک خنجر گذاری حقیقت مین اس عیاری کا مثل نہ تھا آپ نے جو وعدہ کیا تھا وہ کردکھایا اتنا حضور کو خیال رہے کہ اسطرح عیاری مین وعدہ نہ کیا کیجیے یہ ساحران شعبدہ باز حیلہ ساز جو کام کرتے ہین مکر کو شریک کرلیتے ہین دیکھیے کیسے کیسے دھوکے دیتے ہین خود افراسیاب جادو نے اپنی زبان سے کہا تھا مجھکو بخوبی یاد ہی کہ یہ گینہ ساختہ سامری وجمشید ہی جسوقت ملک اخضر کے ہاتھ سے اسکے سحر جلینگے طبقے زمین کے ہلینگے جس آفت بچے وہی غنیمت ہی رفتہ رفتہ اس لائق تو ہوے کہ اہالیان حجرۂ پنجم سے مقابلے پڑ رہے ہین خواجہ فرماتے ہین کہ یارو انجام بخیر ہو میرے بھی دل کو یقین ہی کہ ملکہ یاقوت سخندان بڑی کدو کاوش کریگی پروردگار مالک ہی مین اس بڈھے کو زندہ نہ چھوڑونگا تحفہ تو دستیاب ہوا وہ خزانے مین شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کے داخل ہی کوکب نے فرمایا ہی کہ اس سے بھی مراد حاصل ہی جب اس گینہ سے سحر ہوگا یاقوت وغیرہ کو مشکل ہوگی دیکھیے اب یاقوت کیا انتظام کرتی ہی باپ اسکا گرفتار ہوا دیکھیے کیا بلا نازل کرتی ہی یہ ذکر تھا کہ چرندو پرند ہرکارے لشکر اسلام کے حاضر ہوے ہاتھ اٹھاکر دعا وثناے بادشاہی بجالاے عرض کی آفتاب عالمتاب اقبال حضور ہمیشہ تابان ودرخشان ہے رباعی

خورشید ہو اک روز جہان مین نوروز ||| اور تجھسے جہان روز مسرت اندوز ||| ہی تجھکو زمانے مین شرف دوازدہ ماہ

اور ہی مہر جہانتات کو اک ماہ اک روز

شہریار عالم کی عمر دراز رہے آفتاب دولت واقبال تابان ودرخشان ہو

دوست شاد دشمن پامال آج یاقوت سخندان کو بڑا قہر وغضب ہو اُس خونخوار جادوۂ فلک نے طبل جنگی بجوایا کل الیقین کامل ہی کہ خود مقابلہ کرے ملکہ مہ جبین نے عرض کی ناناجان تائید رب اکبر آپ بھی طبل بجنے کا حکم دیجیے باغبان قدرت بصد صولت وشوکت نقارخانے مین آیا گنگا جمنی چوب اٹھاکر اپنے ہاتھ سے نقارۂ کلان سرکاری لقارچیون نے سترہ سو نقارہ بجایا تمام لشکر مین مشہور ہوا یارو خدا خیر کرے خواجہ نے ملکہ یاقوت کے باپ کو گرفتار کرلیا وہ کل میدان مین آئیگی شعبدۂ سحر دکھائیگی سنتے ہین سحر د

ساحری مین بے مثل و بے نظیر ہین تمام شاہزادیان بارگاہ سے اٹھکر اپنے اپنے خیمون مین آئین ملکہ
بہار نے اپنے خیمے مین آتے ہی حوض سنگ مرمر سپید کا کہ آب مروارید سے مملو ہے اُسمین غسل کیا اسوقت
ملکہ بہار کی رعنائی صاف ثابت ہوتا تھا کہ برج آبی سے آفتاب برآمد ہوا بالون سے قطرات آب ٹپکتے
ہوئے ظاہر تھا کہ ابر سیاہ سے موتی برس رہے ہین ایک ساری آب روان کی آدھی باندھی آدھی اوڑھی
پھولون کے بیچ مین چوکی بچھائی گلدستے کھلے رنگارنگ کے بنائے تار نگاہ سے باندھے پھول مثل
ستارون کے روشن تھے تا رشعاع نیر اعظم صرف کیے شب بھر بہار نے انتہائی مشقت کی باغ سحر کے
گلدستے کھلائے بحساب گلدستے بنائے تمام لشکر مین تیاریان رہین لشکر افراسیاب جادو مین ہنگامہ
اِس لڑائی مین غدر پڑ گیا ہے جو جدھر نکلا مارا گیا کوئی پوچھنے والا نہین رات کو بھی سحر چل رہے ہین جنگل
صحرا سحرہای آتشین سے جل رہے ہین تپے بشکل کنول پھول شعلہ جوالہ عجیب ہنگامہ ہے بہار نے باغ سحر کو
رونق دیا چار پہر رات گذر کر گل صد برگ آفتاب جیسن چرخ نیلوفری مین پھولا شاخ کہکشان مرجھائی گلہای
ثابت و سیارگان پر خزان آئی اسوقت سحر لشکرون مین کمر بندی ہونے لگی ملکہ مہ جبین بھی فوراً تخت
زرین پر سوار ہوئین وزرا امرا نے گھیر لیا تخت شاہنشاہی بیرون بارگاہ آیا سب سے پہلے بڑھکر
ملکہ بہار نے سلام کیا دیکھا ملکہ مہ جبین نے آج بہار پھولون مین لدی ہوئی ہے بدھیان پھولون
کی آڑی ترچھی زیب گلو جھپکا موتیے کا سر پر آراستہ ایک تخت پر صدہا گلدستے چنے ہوئے کنیزین
اُس تخت کو کاندھے پر اٹھائے ہوئے اِس بہار سے بہار نے آکر پایہ تخت کو بوسہ دیا ملکہ مہ جبین
کا غنچہ خاطر شگفتہ ہوا ملکہ مہرخ نے بھی آکر سلام کیا ایک جانب سے صدا نوبت نقارے کی آئی شہسوار
عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی مع سرداران صف شکن آکر پہونچے برای تسلیم خم ہوئے ملکہ
مہ جبین نے مسکرا کر سینے پر ہاتھ رکھا اشارہ تھا کہ جگہ آپکی ہمارے دل مین ہے مہرو وفا آب وگل
مین ہے اُنکے بعد سرداران نامی آنے لگے مثل رعد و برق و برق لامع و ملکہ سرخ مو و باغبان قدرت
عہد صولت و شوکت آکر پہونچے بادشاہ کے گرد پھر اسد غازی کے قدمون کو بوسہ دیا ملکہ گلچین جادو
زوجہ باغبان بڑے تکلف سے آگے پہونچی پھر تو سردارون کا تانتا بندھ گیا ہلال سحر افگن و خورشید
زرین سحر و شکیل صف شکن و ماران زمین کن و اسرار بر فن وغیرہ گرد تخت ملکہ مہ جبین اس
دھوم سے سواری مثل باد بہاری سمت میدان کارزار چلی ابھی میدان مین نہ پہونچنے پائی تھی دیکھا آمد آمد لشکر

افراسیاب جادو یاقوت بصد پیچ وتاب غصّے مین طاؤس پر بھی سوار نہین ہوئی باپ کے گرفتار ہونے کا بڑا ملال ہی دونون نہرین جوش مارتی ہوئی غرّاتے اٹھے کی صدا بلند سرخ جانور زمزمہ سرائی کرتے ہوے اس تکلف سے میدان کارزار مین پہونچی میدان بدستور آراستہ ہوا نقیبون نے نقابت کی کڑکیت لڑکا کھڑکے نکل گئے یاقوت نے بھی دور سے دیکھا آج ملکہ بہار بڑے زور وشور سے آئی ہین صدہا گلدستے ساتھ لائی ہین پہلو مین اک کنیز کھڑی ہی سمن عذار گلگون پوشش اسکا نام ملکہ لعل نے مقصد کیا تھا ملکہ یاقوت مانع ہوئی کہا بوا تمھارے مقابلے کے لائق کوئی نہین ہی مین ان سبھون کی تدبیر کر چکی بڑے سرکش ہین اب تک اصلاح کا کسی نے نام نہین لیا یہ کہکر آواز دی اے سمن بر گلگون پوشش باغ حسن کی بہار دکھا میدان کارزار مین جا بی بہار کو اپنے مقابلہ مین بلا سمن بر یہ سنکر صف سے نکلی گلگشت میدان آکر کھڑی ہوئی از سرتا پا یہ بھی بخوبی پھولون مین لدی ہوئی مسکرا کر غنچہ دہن نے اکبار رنگینی کلام کی دکھائی پکار کر آواز دی اے ملکہ بہار مین تمھاری مشتاق ہون یہ سنتے ہی بہار طاؤس سے کودی خرامان خرامان مثل نسیم سحری قریب تخت مہ جبین آئی مثل شاخ گل براے تسلیم خم ہوئی دست بستہ عرض کی باغبان قضا وقدر گلشن جمال مین کبھی خزان نہ لائے لونڈی رخصت ہوتی ہی ملکہ مہ جبین نے تخت رکھوا دیا بہار کا سب پاس کرتے ہین حیرت جادو کی ہمشیرہ سالی افراسیاب کی صاحب حسب ونسب عاشق بادشاہ اسلام بڑی شگفتگی یہ ہی کہ بہار نام ملکہ مہ جبین نے فرمایا حسن آراے عالم کے تمکو سپرد کیا ملکہ بہار طرف میدان کارزار کے چلی جس تخت پر گلدستے تھے اُس تخت کو کنیزون نے بڑھایا بہار نے چند گلدستے اُٹھا لئے مشرق ومغرب وجنوب وشمال کی طرف پھینکے ہواے سرد چلی نخل وجد مین آئے طائرون نے زمزمہ سرائی کی افراسیاب نے دیکھا باغ بے در بنکر تیار ہوا نہرہاے آب روان باغ ساختہ بہار ہر نخل سر سبز وشاداب تمام عالم کے پھول پیدا نخل جھوم رہے ہین ہر شاخ مثل کہکشان پھول مثل ثابت وسیارگان نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن کی زبان درازی سرو وصنوبر کا اکڑنا قمریون کا عشق سرو مین کوکو کرنا سنبل نے زلف عنبرین کو پیچ وتاب دیا گل نسرین ونسترن پر جوبن گل صد برگ کی رعنائی چمنستان کی زیبائی عروسان چمن کا بناؤ جوانان گلشن کے نکھار اُس باغ مین جوش بہار یاقوت سخندان بھی وجد کرنے لگی سمن بر شہزادہ ملکہ یاقوت سخندان باہر اُس باغ کے کھڑی ہی سحر رنگین بہار کو ملاحظہ کر رہی تھی ہواے سرد جو چلی یہ بھی ہنس رہی ہی یکایک ملکہ بہار گلعذار نے اُس چمن لالہ زار کی

جانب بہ نگاہ محبت دیکھا پھولون نے آنکھین کھولدین غنچے مسکرائے ایک نگاہ مہر بہار سے جوانان چمن وجد مین آئے عندلیبان خوشنوا پر و دن کو تول کر اُڑین منقارین کھول کر یہ اشعار بہاریہ گانے لگین مخمسہ

بہر سیر آئے ہین سب مشتاق و خواہان بہار — سب سے بڑھکر آجکل ہی شوکت و شان بہار
جمع ہین سب ساز و سامان جو شایان بہار — گل کھلے ہین موسم گل مین ہی سامان بہار
عندلیبون کو ہی لازم شکر احسان بہار

اب گئی فصل خزان تھا جسکے ہاتھون دل دو نیم — موسم گل نے کیا گلزار کو باغ نعیم
فیض یہ ہے جس سے کیا خاطر مین اُسکے خوف و بیم — چاہیے غنچے بلائین لین تصدق ہو نسیم
طشت گل مین دھوئے شبنم پائے مہمان بہار

آئی ہی فصل بہاری ہر چمن ہی میکدہ — سرو ہین یا شیشہ ہائے مے دھرے ہین جابجا
غنچہ ہی مثل سبو اسمین نہین ہی شک ذرا — گل ہی ساغر بادہ ہی شبنم تو ساقی ہی صبا
میکدہ ہی صحن گلشن ہی بہرستان بہار

فصل گل آئی بڑھا جوش جنون کیونکر نہو — ہوگیا حد سے سوا جوش جنون کیونکر نہو
بڑھتے بڑھتے بڑھ گیا جوش جنون کیونکر نہو — جوش مستی سے سوا جوش جنون کیونکر نہو
نشتر فصاد کانٹے بہر مرغان بہار

فصل گل ہی مظہر انوار صنعت ہی چمن — نام غم جس جا نہین وہ جائے عشرت ہی چمن
لائق نظارۂ اہل بصیرت ہی چمن — رقص کبک و نغمۂ بلبل سے جنت ہی چمن
نرگس و گل کا لقب ہی حور و غلمان بہار

وضع عیارانہ ہی بیگانہ ہین اور دلربا — وہ گل رعنا ہین یہ جنمین نہین بوئے وفا
اپنے آشفتہ کی خاطر تک نہین اُنکو ذرا — چٹکیون مین بلبلون کو غنچے دیتے ہین اُڑا
ہین غضب طرار و شوخ و شنگ طفلان بہار

فصل گل ہی شک نہین شمشاد کے جوبن مین آج — کیا بیان ہو جو ادا سے ہی گل سوسن مین آج
گل شگفتہ کیون نہون زر رکھتے ہین دامن مین آج — دور ہی باد صبا کا ہر روش گلشن مین آج
تختۂ گلشن بنا ہی تخت سلطان بہار

باغ سے صحرا تلک صحرا سے لے تا کوہسار
برگ گل تک سبز باغ دہر مین ہین تا بہ خار
رحمت عالم ہوئی کیا سر و ہر باد بہار
آج کل فصل بہاری نے دیا ہی اشتہار
پھول پھل کیا خار تک ہی زیر فرمان بہار

کثرت گل سے بڑھا باد بہاری کا غرور
دامن دست قیامت بھی کرے اب تو قصور
راستہ ملتا نہین صحن چمن کا دور دور
خرمن گل ہر روش ہی اور وہ پھر بھی وفور
حرص کا دامن بنا ہی آج دامان بہار

خوف بیگانہ نہین اور ہی نہ کچھ رشک رقیب
مثل جنت باغ مین باہم ہین عشاق و حبیب
بلبلون کے واسطے یہ فصل گل بھی ہی عجیب
عندلیبون کو گلون سے ہی ہم آغوشی نصیب
وصل اب بیواسطہ ہی بہر مرغان بہار

کوچ گلشن سے خزان کا ہی چمن مین جابجا
ہی مبارکباد کی مرغان گلشن مین صدا
چہچہانا عندلیبون کا نہین بیفائدا
مژدۂ فصل بہاری لایا ہی پیک صبا
بول بالا ہی چمن مین شور مرغان بہار

توبۂ بیوقت سے ہی ناک مین رعنا کا دم
نزم حیرت ہی جہان اب مجھکو بے روئے صنم
جان و ایمان پر کیا ہی سخت ترا سنے ستم
فصل گل مین توبہ ہی سے ہی رعنا کو الم
ہون اسی خوف و رجا مین ایک مین حیران بہار

اسطرح طائرون نے زمزمہ سرائی کی قمریون نے کوکو فاختہ قلندر مشرب نے حق سرہ سمن کی نگاہ جو طائرون سے مل گئی ہوش اڑے بے اختیار تھراتی ہوئی لہراتی ہوئی طرف بہار کے چلی بے اختیار یکبار اٹھی **نظم**

ڈھونڈھتے ہین بے نشان بے نشان ملتا نہین
خر شکیب و صبر کوئی پاسبان ملتا نہین
باسہ رفعت لقصدق روز ہی ہر صبح و شام
ڈوب مرنیکو زنخدان سا کنوان ملتا نہین
روز مجھ ہی بیگنہ پر تیز ہوتی ہی چھری

ہون وہ واماندہ نشان ہمرہان ملتا نہین
جان جسپر دی ہی وہ جان جہان ملتا نہین
آپ کے گھر قدم رنجہ کیا کرتے ہین ہان
کون کہتا ہی زمین سے آسمان ملتا نہین
جوش گل سے دل ہین کیا گلشن مین جا باقی نہین
بوالہوس کیا تمکو پھر امتحان ملتا نہین

کاروان کیسا غبار کاروان ملتا نہین
عشق لایا ہی جو شبخون غارت دل کے لیے
عذر بھی معقول کچھ اے مہربان ملتا نہین
جان شیرین کا مجھے دینا بہت آسان تھا
عندلیبون کو مقام آشیان ملتا نہین
دھیر سے آتا ہی ناحق خاکسار کی ہا

خاک کھائیگا کہ نام استخوان ملتا نہین
دشت وحشت مین ہون اک ہمدم کے سرگرم تلاش
کہکے چھپاتے ہین رعنا سا جوان ملتا نہین
دختر رز پر جو فصل گل مین ہی رنگ شباب
جسمین یوسف ہو مراوہ کاروان ملتا نہین
اب مزاج حضرت پیر مغان ملتا نہین
واہ ری قسمت کھلے قاتل کو جوہر بعد مرگ

یہ اشعار پڑھکر طرف بہار کے چلی ہاتھ باندھے ہوے عذر کے کلام ہر فقرہ نصیحت انجام بہار نے بڑھکر چاہا اُسکے گلے مین بدھی جلدی سے ڈالون بخوبی بھول جائے منظور ہی یاقوت سے لڑوادون یاقوت نے جو سمن بر کو اِس حال مین دیکھا گھبرا گئی جوش بہار کی یہ کیفیت ہی پھولون کی بو جو پھیلی جسنے بو سونگھی سودا ہو گیا لشکر مین افراسیاب کے جابجا تلوار چلنے لگی سبت سی کنیزان یاقوت نے گریبان چاک کیے خاک مُنھ پہ ملی پہاڑون سے جاکر سر ٹکرانے لگین پھر یاقوت نے جو یہ حال دیکھا سمن بر کو للکارا او کنیز بے تمیز کہان جاتی ہو دیکھ ہوش مین آیہ کہکے کان سے اک موتی نکالا نہر مین پھینک مارا وہ موتی شعلۂ جوالہ بنکر نہر آب سے نکلا وہی شعلہ جاکر بہار جادو کے باغ پر گرا مہتابے طلائی جلنے لگے ہر برگ وبار سے شعلے نکلنے لگے چشم زدن مین تمام وکمال اُس شعلہ جوالہ نے سارے باغ پر بہار کو جلا دیا وہی شعلہ بھڑک کر سر بہار پہ جھپکا بہار غش کھاکر گری پھر وہی شعلہ موتی بنکر سمن بر پر آگر ٹوٹا اُس سے کچھ دھوان نکلا سمن بر ہوش مین آئی یاقوت نے سمن بر کو آواز دی بہار کو اُٹھالے سمن بر نے بہار کو اُٹھا لیا برآن نے جھلاکر اپنے ہنس کو بڑھایا پکار کر آواز دی واہ لوا یاقوت کیا سحر کیا خوب پردے مین اپنے مصاحب کی مدد کی آپ الگ رہین میدان مین خود کیون نہ آئین بہار تنکے چنوا دیتی کیا ہم مدد نہ کر سکتے تھے ہمین سحر نہین آتا قاعدے کے خلاف کیا بہار کا بیجا ناسب کو ناگوار ہوا عمرو نے بڑھکر کہا ای برآن یاقوت کو پیغام دو کہو کہ اُس بڈھے پیر نابالغ کو ہمسے لیلو بہار کو ہمین دیدو برآن نے بڑھکر آواز دی ای ملکہ یاقوت سخندان کچھ معاملہ کر دو گی یاقوت نے پلٹ کر کہا فرمائیے برآن نے بڑھکر کہا ملک اخضر کو لیلو ہماری بہار گلعذار کو دیدو یاقوت نے فوراً بہار کو ہوشیار کر دیا کہا لو لوا لیجاؤ والد کو ہمارے تخت پر سوار کر کے بھیجدو برآن نے اک تخت منگوایا خواجہ نے زنبیل مین ہاتھ ڈال کر اخضر کو نکالا اُس تخت پر سوار کر دیا کنیزان یاقوت نے آکر تخت گھیر لیا جب لشکر مین تخت آیا لعل و یاقوت نے بڑھکر سلام کیا اخضر نے توجہ بھی نہ کی دعاے جان درازنہ دی لعل و یاقوت خاموش ہو رہین سمجھین بابا جان ہمسے خفا ہین گرد سردار گھیرے ہوے ہر چند شہنشاہ شہنشاہ کہتے ہین ملک اخضر کسی کو

جواب بھی نہین دیتے مُنہ پھلائے تخت پر بیٹھے ہین نہ کسی کا سلام لیتے ہین نہ بات کا جواب دیتے ہین
جب ایسے حال پر ملال سے بارگاہ مین آکر پہونچے یاقوت نے بڑھکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا قبلہ و کعبہ
آپ ہمسے کیون خفا ہین ہم تو سراسر بیخطا ہین آپ اپنی حماقت سے گرفتار ہوے تحفۂ سامری آپ کے
پاس تھا اُسے کیون نہ دیکھا اتنا بڑا دھوکا کھایا ہمسے آپ ناحق خفا ہین پہلے حضور آپ کو چھڑا لیا
اب تو ہوشیار رہیے گا لعل و یاقوت دونون لپٹی ہوئی ایسی ایسی باتین کر رہی ہین اخضر کچھ
نہین بولتا جب سردارون نے بہت کہا اے شہنشاہ اخضر بات کا جواب دیجیے بیٹیون کو گلے سے
لگا لیجے دیکھیے کیسی بلک بلک کے رو رہی ہین آپ کے نہونے سے لشکر مین سناٹا رہا کسی نے
کھانا نہین کھایا مطبخ سرد پڑا رہا بیٹیون کو سمجھا کے کھانا کھلائیے جہان قید تھے وہان کا حال
بتلائیے ملک اخضر نے جھلا کر جواب دیا کیسا بادشاہ کیسی بیٹیان میری بیٹی تو منکو رہا اپنی جان سے
بیزار ہون لودھیانے کا کلوار ہون بیلو مین گانؤن کے مکان ہی بھولا میرا نام ہی یہ سنکر یاقوت
نے جھلا کر اک لات ماری سر پہ ہاتھ رکھدیا اُس شخص نے ایک آہ کی رنگ روغن عیاری اڑ گیا
سب نے دیکھا اک گنوار توندیلا دھوتی گاڑھے کی باندھے ہوے کالی کالی صورت ناک بہتی ہوئی
بدحواس گاڑھے کی مرزائی گستیان کر رہا ہی کبھی پکارتا ہی ارے بٹیا منکو رہا کہان ہی گانؤن
سے گنوار بلاؤ مجھکو ان گوریون نے گھیرا ہی لپٹی جاتی ہین میری کبیلا کو خبر کر دو ٹھاکر سے کہو لعل نے
ایک طمانچہ مارا کلوار کا سر اڑ گیا غصے مین کہا اب انکی سب کی شامتین آئی ہین میرے ساتھ بھی عمرو
نے فریب کیا ابھی جاکر لاتی ہون یہ کہکر اٹھی قریب نہرون کے آئی اک چیخ ماری اک طائر سرخ رنگ
نہر سے نکلا یاقوت سخندان نے ہاتھ مین لیا اُسکو ذبح کیا خون اُسکا چلو مین لیکر طرف لشکر اسلام
کے پھینکا کان سے اک بجلی اتاری اُسکو بھی آسمان پر پھینکا ملکہ مہرخ و مرآن وغیرہ بہار کو
ساتھ لیکر بارگاہ مین آئی ہین خواجہ عمرو بھی ساتھ آئے ہین اسوقت کل عیار بارگاہ مین ہین
خود بخود زمین تھرائی دناٹے کی آواز آئی بارگاہ مین تمام اندھیرا ہو گیا سپاہی آپسمین سر
ٹکرانے لگے نہرون کا پانی کھولنے لگا ہزار ہا خیمے گر پڑے ہاتھی گھوڑے چھوٹ گئے ہر ذیحیات کو
پامال کرتے پھرتے تھے جابجا سے زمین شق ہوئی دھوان نکلا جسکی آنکھ مین دھوان لگا نابینا
ہو گیا ملکہ مرآن نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ سب اہالیان دربار نابینا ہو گئے آنکھون سے بالکل نہین سوجھتا

اختر مروارید جوڑے سے نکالا اپنی آنکھون کے آگے چمکایا تب کسی قدر معلوم ہوا اسی اختر کو ہاتھ
مین لیکر ملکہ براآن کرٹکین توڑکر بارگاہ کو نکلین بر سر بارگاہ آکر دیکھا یاقوت سخندان کا چہرہ سرخ
کھڑی ہوئی لشکر اسلام پر سحر کررہی ہی براآن نے آکر ہاتھ پکڑلیا کہا کیون اِی یاقوت کوئی ایسا
کام کرتا ہی میدان مین لوٹک کرلڑو تو احوال معلوم ہو سب صاحب تمسے لڑنے کو موجود ہین کوئی تمسے
منھ نہ پھیریگا جسطرح جی چاہے سمجھ لو یہ سحر دفع کرو میدان مین طبل جنگی بجواکر آؤ اول تو تمنے بڑا دھوکا
کھایا کہ میدان مین کنیز کو لڑوایا بہار پر تمنے خود سحر کیا مکر سے گرفتار کرلیا یہ شیوہ صاحبان کسب و
کمال نہین ہی سب اندھیرے مین بھٹک رہے ہین جلد سحر اُتار دو یاقوت نے کہا اس ساربان زادے
نے مجھکو کیا دھوکا دیا بہار کو لیلیا لو دھیانے کا کلوار حوالے کیا جلد ملک اخضر کو دیدو اسی مین
بہتر ہی ورنہ اندھیرے مین گھونٹ کر مارڈالونگی تمھارے فرمانے کا مجھکو بڑا پاس ہی اسوقت نمونہ سحر
دکھلایا نہرون کو حکم دون کرور دو کرور کو غرق کردین یہ نہرین نہین سمندر سحر ہی دس منزل تک
انکی تاثیر جاسکتی ہی براان نے ہاتھ پکڑلیا کہا ہماری بارگاہ مین چلو ابھی اخضر کو دلوا دیتے ہین
عیارون کی بات پر غصہ کرنا سراسر حماقت ہی انکا یہی کام ہی مکر و حیلے مین انکا نام ہی انشاء اللہ کل
سر میدان ہم تمسے مقابلہ کرینگے نہرون کا بھی حال کھلجائیگا براان یاقوت کو سمجھاکر بمشکل اپنی
بارگاہ مین لائین جواہر نگار کرسی پر جگہ دی خواجہ سے کہا اِی شہنشاہ اوج عیاری اسوقت سبکی
جان بچائیے اخضر کو دیدیجیے دیکھیے تو اسد کا کیا حال ہی مہ جبین بیہوش پڑی ہی اور کان
مین چپکے سے کہا خواجہ براے خدا سب کی جان ابرو بچاؤ سارا لشکر نابینا ہوگیا اسی ڈرکا ہمکو خوف
تھا عمرو نے کہا مین تو نہ دونگا براان نے کہا ایک زندہ نہ بچیگا مین بمشکل یہان لائی ہون اب
اسی مین بات رہتی ہی بخوشی دیدیجیے ورنہ بگڑ جائیگی مجھے یقین نہ تھا کہ میرا کہنا مانیگی اُسنے بڑا پاس
کیا عمرو نے زبردستی بمشکل اخضر کو زنبیل سے نکالا لیکن ننگا لچا میلی دھوتی باندھے ہوے
گھبرایا ہوا ابیٹی کو دیکھکر لپٹ گیا یاقوت نے کہا خواجہ وہ گیند اور لباس بھی دیجیے اب تو عمرو گلیم
نکال چکا ہی پنجہ ٹیک کر سیدھا ہوا کہا اِی ملکہ یاقوت اب سکوت فرمائیے مین نے کبھی زنبیل کا قیدی
کسی کو نہین دیا یہ آپ کا بڑا پاس کیا براان کے کہنے نے بیقرار کردیا اب لباس اور گیند نہین دونگا
اخضر بیٹی سے لپٹ گیا کہا بی بی وہ چیزین تمھارا اسر صدقہ گئین میری ٹوکری ڈھوتے ڈھوتے جان جاتی تھی

ایک کملی و شجرفی کرتا فقط ملا تھا کنارے دریا کے اسقدر برف پڑتی ہی سیکڑون قیدی اکڑ کر مرگئے وہان
وہ فصل ہی کہ دروازے بند ہوجاتے ہین خونی برف پڑتی ہی وہان کے باشندے منقلہائے آتشین لوہے
کی زنجیرین گلے مین ڈالے پھرتے ہین چار مہینے کوئی گھر سے نہین نکلتا بس بی بی تکرار نہ کرو گھر چلو تین
دن سے بھوکا ہون جوار بھانکتے پھانکتے پیٹ مین درد اٹھ گیا جب دو چار جلاب لونگا تب طبیعت
درست ہوگی یاقوت اپنے باپ کی باتون پر رونے لگی اخضر یاقوت کی بغلون مین منھ ڈالے دیتا ہی
عمرو کی صورت دیکھ کر کانپ رہا ہی کہتا ہی یا سامری جمشید عمرو کی قید بدتر از قید فرنگ ہی کال کوٹھری
اس سے بہتر بڑے بڑے ظالم ٹھگ قزاق وہان قید ہین توبہ کرتے ہین رہائی نہین ملتی بہت سے
دائم الحبس ہین سب کارخانے قید خانے مین جاری ہین زراعت بہت ہوتی ہی یاقوت نے کہا بابا جان
چپ رہیے ملکہ براّن صاحب ہنستی ہین یاقوت نے یہ کہکر دونون ہاتھ ہلائے اندھیرا دفع ہوا لشکر
نے بلائے ناگہانی سے نجات پائی یاقوت اخضر کو تخت پر سوار کر کے لشکر مین آئی افراسیاب جادو
گھبرا رہا تھا اسوقت اسکو پرچۂ اخبار گذرا کہ ملکہ مشتری ستارہ طلعت نے حجرۂ بلا کھولا ملکہ جیحون
سبز پوش زبان دراز حجرے سے نکلی سب کے آگے بڑھی ہوئی ملکہ محبوب کاکل کشا وزیرزادی جیحون
کی رازدار طلسم نور افشان اٹالا بارگاہ کا لیے ہوے آتی ہی لکھا ہی جسوقت یہ پرچہ افراسیاب کو
گذرا تو افراسیاب بارگاہ حیرت مین تھا حیرت سے سب افراسیاب نے حال کہا اور کسی کو اس راز سے
اگاہ نہین کیا ایک پرچہ لکھکر ہوا پر اڑا دیا سوائے حیرت کے کوئی نہین سمجھا کہ یہ کیا معرکہ ہی پرچہ کیون
لکھا گیا خبر آئی کہا حیرت اس مقدمہ کی رازدار خاص رہو اس حال کو وقت پر تحریر کرونگا یاقوت
سخندان نے افراسیاب کو بلا بھیجا اخضر جب سے بارگاہ مین آیا ہی بدحواس دوڑا دوڑا پھر رہا ہی
کبھی کہتا ہی ہماری ٹوکری لادو دوپہر پر دو بجگئے اپنے کام پر جائین گنتی کا وقت آگیا غیر حاضری ہوگی
پھر چھٹا نہ ملیگا مزدور پر سید پڑ جاتے ہین جو تڑ کھول کھول کر سب کو دکھلاتا ہی اور کہتا ہی پہلے دن
چلی پر بھیجا گیا آٹا اچھا نہ پیسا داروغہ نے ایک درجن کا حکم دیا کیتون کہتی ہین حضور آپ یہ کیا بکنے
مین خاموش رہیے کیسی گنتی کیسا چھٹا آپ تو بادشاہ ہین اخضر کہتا ہی وہان کی بدعت سے کوئی
نہ بچائیگا کبھی یاقوت کے لپٹ جاتا ہی کہتا ہی بیٹا گھر چلو اپنے قلعہ یاقوت نگار مین چلکر بیٹھ رہو اب
مقابلہ نہ کرو یاقوت جھلا کر کہتی ہی بابا جان ہوش مین آئیے کیا کسی کی مجال جو آپ سے آنکھ ملا سکے

کل سب کو ڈبو دونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی عمرو کی بوٹیان کاٹ کر کھاجاؤنگی دیکھیے تو کیسا بدلا لیتی ہون
یہ کہکر حکم دیا بوالعل طبل جنگی بجواؤ لعل عشق مین اسد کے بیقرار ابتک ضبط کر رہی ہی ہرکارے خبرین
لیکر بارگاہ اسد مین آئے بعد دعا کے عرض کی حضور یاقوت کو بڑا غصہ ہی طبل جنگی بج گیا اسد نے
حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجے بران مجلس اپنے کام مین مصروف ہین یہ راز ناظرین پر ظاہر ہوگا
چار پہر رات گذر کر پہلوان آفتاب تابان اکھاڑے مین چرخ نیلی کے آیا اپنی ضیاء سے تمام عالم کو
روشن کردیا دونون لشکر بصدکر و فر میدان جنگ مین آکر جمے یاقوت کا ارادہ ہی نہرون کا سحر
کرون آج ہی سب کو ڈبو دون لعل سخندان میر لشکر یاقوت طاؤس زرین بال پر سوار نخل کے
سایہ مین کھڑی ہوئی جمال بیمثال اسد نامدار کو دیکھ رہی ہی اسد غازی کی پشت پر ساٹھ ہزار صندلی
پوش چند پہلوانان صف شکن قریب قریب گھوڑون پر شاہزادہ صندلان صندلی پوش نے شقۂ
علم زرنگار سر اسد نامدار پر کھولا شوکت شان طلسم کشا دیکھکر افراسیاب جل گیا یاقوت
کھڑی ہوئی اسم سحر پڑھ رہی ہی جانبین سے کوئی میدان مین نہین نکلا افراسیاب کہ رہا ہی جی چاہتا ہی
میدان مین نکلون اسد کو لڑکون مرد سپاہی ہی ضرور میرے مقابلے مین آئیگا چیر پھاڑ کر پھینک دون
ساری طلسم کشائی بھول جائے اور سب کو یاقوت نہرون مین ڈبوئیگی یہ سوچکر کئی مرتبہ پودھے پر
ہاتھ ڈالا سرماد ابریق رکاب سے لپٹ گئے کہا کیون شہنشاہ آپ کی نانی جان و دادی جان
ہمیشہ منع کرتی ہین کہ افراسیاب اپنے ہاتھ سے کسی کو قتل نہ کرے عمر گھٹتی ہی آپ بدنام ہوجائینگے
طلسم کشا ساحر نہین ہی لیکن وہ ضرور آپ کے مقابلے مین آئیگا وہ شیر بیشۂ جرات نہ رکیگا سب ساحر
اپنے کو مٹا دینگے آپ پر لوٹ پڑینگے یہ سنکر افراسیاب خاموش ہوا کہ صحرا سے گرد اٹھی سب دیکھنے
لگے آگے آگے سو علم نشان لاکھ سوار کا ہر ایک علم کے پھریرے پر تعریف لات و منات علمدار
اسی جانب بڑھے چلے آتے ہین بعد علمدارون کے دیکھا ایک جوان دیو خصال کرگدن مست پر سوار
مثل نخل چنار سنانین و بنائین مثل زبان افعی چمکتی ہوئین جوڑا تیغہ کمر مین فولادی سپر پشت
پر چہرہ سیاہ پشت پر لاکھ سوار چلتہ پوش چار آئینہ بند دوش بدوش رکاب سے رکاب
پرے سے پرا ملائے ہوے بڑے زور شور سے یہ پہلوان آیا افراسیاب کو آکر سلام کیا قدمون
کو بوسہ دیا افراسیاب نے کہا اے اقوال جرم پوش کیونکر آنیکا اتفاق ہوا اقوال نے عرض کی حضور ۱۸

نے ایسے ملک میرے سپرد کیے کہ جنمین ہمیشہ لڑائی رہتی ہی درندہ اژدریہ پر لڑرہا تھا کہ برچۂ اخبار گذرا طلسم ہوش ربا مین کوئی نبیرۂ حمزہ بڑا جری بہادر بہ دعواے طلسم کشائی آیا ہی غلام کو اشتیاق ہوا کہ مین بھی جاکر اس پہلوان کو دیکھون آپ کے اقبال سے شیران صحرا و نہنگان دریا میرے خوف سے چھپتے ہین شیرون نے دامن صحرا مین پناہ لی نہنگان دریانے چادر آب منھ پر ڈالی ورنہ یہ جانوران درندہ سر بازار آتے بندگان لات و منات کو کھا جاتے مین نے دشت و جبل صاف کر دیے لاشہ ہاے سرکشان سے میدان بھر دیے میرے اقلیم مین قزاق کا نام نہین مسافرون کے واسطے اُن جنگلون مین کنوین کھدوا دیے تھانے مقرر کیے تاجر لوگ سونا اُچھالتے چلے جاتے ہین اگر شاذ کسی قزاق نے قصد کیا تاجرون نے میرا نام لیا فوراً غلام کا نام سنتے ہی اپنا بھی مال چھوڑ کر قزاق بھاگ جاتے ہین بڑے افسوس کی بات ہی کہ مجھ ایسا آپکا نمکخوار موجود ہو اور طلسم ہوش ربا مین کوئی آکر دعواے پہلوانی کرے غلام کو حضور نے طلب نہ فرمایا مین نے بھی ذکر سنا ہی کہ فرزندان حمزہ نے اپنے نام کے جھنڈے گاڑ دیے اُنکے خوشامد والون نے کتابین لکھی ہین اُسمین لکھدیا ہی دیوزادون کو مارا اہالیان دنیا نے دیوزادون کا نام سنا ہوگا صورت نہ دیکھی ہوگی میرے ساتھ والون سے دریافت کیجیے قسم دیکر پوچھ لیجیے میری اقلیم مین ایک دیو رہتا تھا مین نے جاکر اُسکو مارا سو گز کا اُسکا قد تھا اگر مجھکو آپ تحریر نہ فرماتے اسقدر لڑائی کو کیون طول ہوتا اتنا غلام عرض کرتا ہی سحر و ساحری نہونے پائے زور سپاہگری صرف ہو مین اکیلا لاکھون مین لڑتا ہون ابھی جاکر طلسم کشا کو للکارون چیر پھاڑ کر پھینک دون ذرا اُس سرکش کی صورت تو مجھے دکھلائیے کیا دیو سے بھی قد و قامت مین زیادہ ہی سرمانے طرف اسد کے اشارہ کیا اقوال نے سر اُٹھا کر دیکھا اک شیر ببر کو پشت مرکب پر پایا حسین و جمیل رعب و دبدبہ چہرے سے آشکار ہی چہرہ کہتا ہی بیشک یہ جوان شیر شکار ہی اقوال بہت ہنسا کہا حضور یہ تو معشوق ہی گود مین اُٹھا لاؤن اپنے پہلو مین بٹھاؤن شراب مجھکو پلایا کرے حضور خوب جانتے ہین ہمیشہ سے پہلوانون مین زبردست ہون کسی قدر حسن پرست ہون میری صحبت مین بہت خوش رہیگا اپنے لشکر کا بادشاہ بناؤنگا فنون سپاہگری سکھاؤنگا سرما دابریق نے کہا اے اقوال چرم پوش اسقدر لاف و گزاف نہ کر دیہ جوان نبیرۂ دلاور قاف ثانی سلیمان ہی دیکھو پہلو مین اُس جوان کے صندل لان صندلی پوش کھڑا ہی جوالی

طلسم صندل مین اسکو زیر کیا اور اکثر پہلوان جو اُسکے مقابلے مین آئے اس جوان کے ہاتھ سے مارے گئے
لاکھون مین یکتا جوان ہی یہ نگاہ حقارت اُسکو نہ دیکھو اقوال نے سرمابرق کو جھڑک دیا کہا آپ لوگ
ساحر مین فنون جرأت سے کب ماہر ہین اگر تلوار اُٹھا کر رکھدون نہ دکنا تو بڑی چیز ہی شیر کی کلائیان ٹوٹ
جائین اگر نعرہ کرون زمین تھرائے دیو سامنے ہو تو اُسکو غش آجائے شہنشاہ نے دہ اقلیم خارستان
مجھکو عنایت فرمائی بارہ برس سے لڑ رہا ہون فرقۂ آدم خواران کو گھس گھس کے مارا ملک کے جنگل
مین تن تنہا جاکر فیلان مست کو للکارا میری عملداری مین شیر و روباہ ایک گھاٹ پانی پیتے ہین
قزاق نہ مرتے ہین نہ جیتے ہین اگر ایک مسافر مارا گیا دو ہزار لٹیرے قتل کیے تب عملداری بیٹھی بارہ برس
اسی رنگ مین گذرے ابھی تک چین نہین ملا اُس طرف کے لوگ ایسے سرکش ہین بے لڑے بھڑے
خراج نہین ملتا جتنے پہلوان مین نے مارے اگر نام لون تو ایک کتاب طولانی ہو جائے علاوہ ازین
ابھی ملاحظہ کیجیے اجازت میدان کارزار دیجیے دیکھتا ہون ادھر بھی بڑے بڑے ساحر کھڑے ہین کوئی
سحر نہ کرنے پائے آپ بھی سحر نہ کیجیے گا افراسیاب نے کہا سب میری لونڈیان غلام ہین کسکی مجال ہی
جو میرے سامنے سحر کرسکے طلسم کشا بھی اپنے اوپر یہ ننگ قبول نہ کریگا ہمیشہ متلاشی رہتا ہی کوئی پہلوان
آئے تو اُس سے مقابلہ کرون اقوال نے کہا غلام اُنکی خدمت کے واسطے آگیا حضور لڑنا کیسا تلوار نہ
کھینچونگا گھوڑے کے ساتھ دوڑاتا ہوا لاؤنگا آپ کے قدمون پر گرادونگا کہیے ہاتھ پانون توڑ
ڈالون کہیے زندہ لاؤن جو فرمائیے اُس طور سے لڑون سب کچھ ممکن ہی اسقدر اقوال چرم پوش
بلبلایا کہ افراسیاب کو بھی ناگوار ہوا کہا ای اقوال بس اسقدر یاوہ گوئی نہ کرو طلسم کشا حلوا
نہین ہی لاکھون مین اکیلا لڑتا ہی اگرچہ ملک ساحران سنو تا جرأت ہین کوئی طلسم کشا سے مقابلہ نہ کرسکتا
چونکہ مقدمۂ طلسم ہی اسقدر لڑائی نے طول کھینچا ان لوگون کے اوصاف جنگ و جدل مین ملا فیضی
و میر خسرو دہلوی وغیرہ نے سات دفتر طولانی تحریر فرمائے ہین یہ جوان بچپن سے جری بہادر ہی
بڑے بڑے پہلوانون کو اسنے مارا روز اول جب شہر ناپرسان مین آیا اکیلا نے شہر ناپرسان مین کھلبلی
ڈالدی بڑی بات یہ تھی کہ اُس روز ملکہ حیرت جادو برسر گنبد نور موجود تھین جیبہ کوتوال مارا گیا
القصہ نامے بڑا جوان زبردست تھا اسد نے اُسکو چیر کر پھینکدیا کئی سو بیادون کو مارا ملکہ
حیرت نے فولادی پتلہ بھیجکر اُسکو گرفتار کرایا تم ایسا حقیر جانتے ہو اقوال نے عرض کی ابھی نول

غلام کا کرسی نشین ہو جائیگا مین قسم کھا کر چلا ہون کہ طلسم کشا کی مشکین باندھکر شہنشاہ کے سپرد کرونگا
بہ عنایت لات و منات ایسے وقت پر آیا کہ میدان جنگ تیار ہی یہ آپکا نمکخوار بھی آمادہ حرب و پیکار ہی
یہ کہکر گینڈے سے کود اور افراسیاب کے قدمون کو بوسہ دیا اجازت طلب کی ہرچند افراسیاب
نے کہا آج روز مقابلہ ملکہ یاقوت ہی تمہارا سیدان مین جانا مناسب نہین ہی اقوال کو اسقدر غرور ہی
نشئہ بادہ یاوہ گوئی مین چور ہی تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی کہا حضور اگر مجھکو اجازت نہ دینگے قدمون پر
نثار ہو جاؤنگا سر ماوا برق نے ہاتھ تھام لیا کہا ای اقوال ایسا نہ کرو اپنا خون اپنی گردن پر نہ لو
ای شہنشاہ انکو اجازت دیجیے ایسے پہلوان خیر خواہ صاحبان طاقت و قوت کسکو ملتے ہین طلسم کشا کی
مشکین باندھکر لائینگے ہم لوگ بھی مشتاق ہین سوائے سحر کے آج تک کوئی فرزندان حمزہ پر زور
مین غالب نہین آیا دفترون مین بھی ہمنے یہی دیکھا کسی نے ان لوگون کی پشت زمین سے نہین لگائی
یہ نبیرہ صاحبقران کو ساقی بنائینگے گھوڑے کے ساتھ دوڑاتے ہوے لائینگے الفاظ طعن سنکر اقوال
نے بھالا سنبھالا کہا ای وزیران باتدبیر اگر یہ نیزہ دل کوہ پر مارون ٹکڑے ٹکڑے اڑا دون اگر زمین پر
گاڑ دون قلب گاؤ زمین تھرائے نعرہ کرون تو دیو کا کلیجہ پھٹ جائے اب لشکر بھر مین یہ باتین مشہور
ہوئین چرند پرند ہرکارے لشکر اسلام کے یہ خبرین لیکر خدمت اسد نامدار مین آئے کیفیت آمد اقوال
چرم پوش ظاہر کی کہا حضور بڑا مغرور ہی یہ بھی ظاہر ہی کہ دیو خصال ہی اسکے کلمات غرور افراسیاب کو
بھی ناگوار گذرے ہین اجازت مانگ رہا ہی اسد نامدار کا چہرہ سرخ ہو گیا گھوڑے کو صف سے بڑھا دیا
تیزے کے ہاتھ نکالنا شروع کیے لیکن یہ گرفتار بلا اسیر قفس رنج و غم پامال ستم اسپان مصیبت و الم
عاشق بے سروسامان ملکہ لعل خندان کنارہ لشکر پر کھڑی ہوئی انتظام لشکر کر رہی تھی کبھی گلچینی
گلشن جمال اسد نامدار کرتی تھی کبھی فلک کی جانب دیکھکر ٹھنڈی سانسین بھرتی تھی چونکہ وصل اسد
سے ناامید تھی سامنے جمگھٹے طولانی جابجا عندلیبان خوشنوا کنیزین قریب موجود ہین کہا دیکھو صاحبو
عشق گل مین بلبل کسقدر بیقرار ہی آٹھ پہر نالان و زار ہی بقول شاعر نظم

خلد جا ہو چکی ہی اسد کے کمال بلبل
گل ہی ساغر تو سبو غنچہ ہی مے ہی شبنم
ہمصفیرو مجھے آتا ہی خیال بلبل

موسم گل ہی اگر عہد کمال بلبل
آج کیا گل سے ہی سامان وصال بلبل
گفتگو آج ہی کچھ وصل کی شاید گلچین

ہو گیا وصل کی حسرت مین زوال بلبل
باغبان فضل خزان مین ہی زوال بلبل
وصل ہوتا ہی میسر جو کبھی اُس گل سے
کان مین گل کے صبا کہتی ہی حال بلبل

باغبان ہی نہین صیاد ہوا گلچین ہو
سنوا کسکو بھی مرگ ملال بلبل
دخل صیاد ہو جنت مین نہ گلچین کا گذر
دیکھی گلچین نے گلستان مین جو غفلت بلبل
کیسے ناکام گئے باغ جہان سے ہیہات
چشم ہو وہ ہی کیا جاہ و جلال بلبل
ورنہ یہ خاک کرین دونون ہین گلچین صیاد
گل کو معشوق سے عاشق سے مثال بلبل
سب یہ پڑجائیگا گلشن مین وبال بلبل
مانع وصل رہا گل کو مگر حسن و غرور
ہو کا محشر مین یہ رضوان سے سوال بلبل
باغ مین اسکے مزاحم نہو گلچین سے کہو
مجھکو رہ رہ کے یہ آتا ہی خیال بلبل
داغ لالہ کو عبث سمجھے سنگ اسود
باغبان پڑتا ہی یون دیکھ وبال بلبل
پھول پھولو نہ کبھی باد صبا نے ماتم
مرگئی پر نہوا گل سے وصال بلبل
نکلا پھر اگلی برس قرعہ بنام صیاد
دخل بے حکم کرے کسکی یہ مجال بلبل
حیف گل سر پہ ہی اور تختۂ گلشن پہ چکور
کعبہ گلشن ہی یہ ہی خام خیال بلبل
گلشن دہر مین رعنا شہرا دیتے ہین

کنیزین کہتی ہین حضور جہان باغ مین ہزارون جانور ہین ویسے ہی ایک بلبل بھی ہی شعرا نے یہ باتین بنائی ہین لعل سخندان نے کہا صاحبو یہ کوئی بات نہین بتا تا موافق مضمون مصرع مصرع تا نہ باشد چیزکے مردم نگویند چیزہا + دیکھو کیسی پھول پھول کر شاخ گل پہ بیٹھی ہی خزان مین بے سرو پا جا بجا ماری ماری پھرتی ہی عاشق کو بڑی مشکل ہی ضبط عشق بہت دشوار ہی یہ ذکر تھا کہ اسد نامدار نے جوصف سے گھوڑا اڑھایا اور نیزہ ہلایا مسکراکر کہا میان طلسم کشا صاحب کیون اچل پڑے یہ میدان سحر و ساحری ہی آپ کیون گھوڑا اچکا رہے ہین یہ کہکے جو پلٹی دیکھا فریب افراسیاب کے ایک پہلوان زنجیرہا ے آہنی سے کمر باندھے ہوے اسد کو دیکھکر اکڑ رہا ہی لعل نے کہا یہ نگوڑا مسٹنڈا کون ہی قضائی کا سا کتا خوب پھولا ہی کنیزون نے کہا بر اے مقابلۂ طلسم کشا آیا ہی افراسیاب سے اجازت مانگ رہا ہی بڑا مغرور ہی اپنی تعریفین خود کر رہا ہی ملکہ لعل نے کہا نامرد ہوگا طلسم کشا کے ہاتھ سے گرد برد ہوگا جو اپنی صفت آپ کرتا ہی وہ ذلیل و رسوا ہوتا ہی بقول صائب فرد ستاے خود بخود گفتن نے زیبد تراصائب چو زن پستان خود مالد حظوظ النفس کی یابد + لیکن حقیقت مین بڑا زبردست ہی کسقدر نامرد پھولا ہی یہ کہتی ہوئی فریب اقوال حرم پوش آئی کہا اے افراسیاب آج تو ہمکو میدان مین بھیجیے برا کیون بند ہی لڑائی شروع ہو آفتاب سحر کا طلوع ہو آج بی بہار سے ہم مقابلہ کرین نہرون کا جوش و خروش ملاحظہ فرمائیے کیون دیر کی ہی شب بھر مین سحر تیار کیے ہم تو اب حکم کے منتظر ہین افراسیاب نے کہا اے ملکہ لعل سخندان بارہ برس ہوے طلسم کشا کو ہمارے طلسم مین لڑتے ہوے ہمارے خیر خواہ صاحب کو آج خبر ہوئی آج ہوا کے گھوڑے پر سوا رہین کہتے ہین طلسم کشا کے کان پکڑکر کھینچتا ہوا لاؤنگا مثل کر توکو

مچلے ہوئے ہین کہ مجھکو میدان مین جانے دیجیے آج ہی لڑائی کا خاتمہ کر دونگا ہمنے کہا آج تامل کرو کل
شب کو طبل جنگی بجواؤ طلسم کشا دبنے والا نہین ہی تمسے ضرور مقابلہ کریگا یہ فرماتے ہین مین قسم کھاکر
چلا ہون کہ جاتے ہی طلسم کشا کو قتل کر دونگا لعل نے کہا یہ بیچارے کیا لڑینگے دیکھیے اسی طلسم سے
اس طلسم کشا نے کیسے کیسے رفیق پیدا کیے صندلان صندلی پوش سرحد طلسم صندل مین اسکی جرات کا
شہرہ تھا طلسم کشا نے اپنا رفیق بنا لیا اُسکے تو منھ پر مردنی چھائی ہی قصّہ انکو کشتان کشان یہان لائی ہی
یہ سنکر اقوال جرم پوش بہت بگڑا کہا حضور اب تو مجھکو اور زیادہ کد ہوئی یہ عورت کون ہی جو ایسے
کلمات ناشایستہ کہتی ہی افراسیاب نے کہا خاموش یہ شاہزادی حاکم حجرۂ پنجم ہی کل انکی بہن نے اک
ادنے سا سحر کیا تھا چشم زدن مین سارے لشکر کو نابینا کر دیا تھا کسی سے کچھ نہو سکا انھون نے خود
اُس سحر کو اُتارا سب دشمن ٹٹولتے پھرتے تھے لڑکھڑا لڑکھڑا کر گرتے تھے اقوال نے کہا انکی باتون
سے ثابت ہوتا ہی کہ طلسم کشا سے محبت قلبی رکھتی ہین غصے سے لعل کا چہرہ سرخ ہو گیا بگڑکر جواب دیا
او بدزبان ہمین طلسم کشا سے کیا کام لیکن طریقے سے کہتے ہین کہ طلسم کشا ایسا بہادر ہی اتنے بڑے
طلسم ہوشربا پر چڑھ آیا اپنے بزرگون کو ہمدرد نہ لایا تم بھی کسی ملک پر چڑھ گئے اگر یہ دعوے ہی
فرمان لو سر کوہ عقیق گلزار سلیمانی جاؤ صاحبقران کو گرفتار کرکے لاؤ طلسم کشا کو جو حسین و جمیل ابا ہی
سُنا ہی کہ اُسکے رگ و ریشے مین زور بھرا ہی شیر دل رستم صولت سہراب ہمت نریمان طاقت حاتم سخاوت
یہ سب اوصاف طلسم کشا مین موجود ہین کتابین دیکھین جابجا حالات جرأت ان لوگون کے تحریر
ہین شہنشاہ بھی سن چکے ہین ای شہنشاہ اب انکو رخصت دیجیے اچھا ہی مقابلہ ہو جائے اُسکا خدا سے
نادیدہ اسکی مدد کریگا اس بلا کو بھی رد کریگا صرف اسنے خبر سنی ہی دیکھیے مرکب چمکا رہا ہی بڑی دیر سے
نیزہ ہلا رہا ہی یہ سنکر اقوال جرم پوش مثل ابر گرگڑا یا زنجیر دن سے کسکر کمر باندھی نیزے کو ہاتھ مین
لیا حسبت کرکے گینڈے پر سوار ہوا افراسیاب سے کہا ای شہنشاہ غلام رخصت ہوتا ہی چپکے سے
لعل نے کہا جہنم واصل کنیزدن نے سنکر کہا حضور آپ کو کیا فائدہ کہا وہ شریف ولئیق ہی یہ بیچیا
کنندۂ جہنم مثل کتے کے بھولا ہی طلسم کشا سے کیا مقابلہ کریگا اب سب نے دیکھا اقوال جرم پوش
مثل دیو کے چنگھاڑتا ہوا میدان کارزار مین آیا اسپ تازی چوگان بازی دکھلانے لگا نیزہ ہلانے
لگا میدان مین خوب گینڈا دوڑایا جب انتہا کا عرق عرق ہوا دونون سپرون سے یون سینہ ٹپکا

جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین گینڈے کو رو کا نیزے کو گاڑ دیا ایک پانون رکاب مین ایک فاش زین پر بہ نظر تیز سرداران طلسم کشا کو دیکھنے لگا لعل سخندان حیران و پریشان بیتاب و بیقرار ملول و اشکبار ایک مقام پر آکے ٹھہری کہا صاحبو دعا مانگو طلسم کشا اس دیو خصال پر غالب آئے حقیقت مین اُسوقت میرے منھ سے جو کلمات نکل گئے ہین اگر کوئی سنتے تو طلسم کشا کا طرفدار بتائے مجھے کیا واسطہ اب اسوقت تو بات کا خیال ہے جی چاہتا ہے چپکے چپکے سحر کرون لیکن افراسیاب پہچان لیگا ورنہ اس سگ صحرائی کا زور گھٹاتی اُس شیر کی قوت بڑھاتی کنیزون نے کہا پہلے یہ تو دیکھیے طلسم کشا خود نکلتا ہے یا رفقا کو بھیجتا ہے لعل نے کہا وہ صاحب ہمت ہے کیا اُنکے بھروسے پر طلسم کشائی کرنے آیا ہے کبھی غیر کا مقابلہ وہ قبول نہ کریگا یہان یہ باتین تھین اقوال نے نعرہ کیا ای فرقۂ خدا پرستان و ای زبردستان مین طلسم کشا کا مشتاق ہو کر آیا ہون ایک بات کا بڑا خیال رہے طلسم کشا صاحب میرے مقابلے کو آئین کوئی صاحب سحر نہ کرین ورنہ شہنشاہ طلسم ہوشربا موجود ہین سزا دینگے سحر کرنے والے کو پہچان لینگے یہ سنتے ہی اسد نے گھوڑے کو پھیرا طرف تخت ملکہ مہ جبین کے چلے ضرغام نے پکار کر آواز دی ای اقوال اپنے قول پر ثابت رہنا اپنے شہنشاہ کو منع کر دے کہ کوئی سحر نہ کرے ہمارے آقائے نامدار کو نام سے سحر کے نفرت ہے جب سے تو آیا ہے سر پھرا ہوا ہے اسد نام ہے شکار کرنا کافرون کا کام ہے بڑے بڑے دلیر مارے شیران دشت نبرد میرے آقا کے سامنے گرد برد ہین ہیبت سے اُس شیر کی رنگ آفتاب پوجنے والون کے زرد ہین تامل کر شاہزادہ آتا ہے لعل سخندان بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہے اسد قریب تخت مہ جبین پہونچے مرکب سے کود کے عرض کی ای ماہ شاہ لشکر اسلام ای شاہ خوش انجام اجازت میدان کارزار مرحمت ہو سر فروشون کی جانبازی ملاحظہ فرمائیے ملکہ مہ جبین کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ای شہنشاہ ایک ایک ذلیل اسی طرح میدان مین آئیگا آپ کو پکاریگا آپ ہر کس و ناکس کے مقابلے مین جائیے گا اگر یہ خیال ہے کہ وہ غیر ساحر ہے آپ کے رفقا کیسے کیسے دلیر دشت جرأت کے شیر کھڑے ہوئے جھوم رہے ہین دیکھیے نشۂ شجاعت مین مست ہین بڑے بڑے زبردست ہین اُنکو روانہ کیجیے اسد نے کہا ملکہ یہ دستور نہین ہے ہمارے نانا جان نے یہی قانون جاری کیا ہے جو جسکا نام لیکر پکارے وہی اُس سے مقابلہ کرے رفقا کا کیا بھروسہ ہے تکیہ اپنا رب اکبر پر ہے ملکہ مہ جبین نے سر جھکا کر کہا بسم اللہ خدا آپکو مظفر و منصور کرے اس خرس پیکر کی شر سے بچائے سب سرداروں نے ہاتھ اُٹھا کر دعائین دین

اسد دوبارہ پشت مرکب پر سوار ہوئے **فرد** چو شیرے کہ گیرد برآہو کمین + بجست از زمین و برآمد بزین + یودھے پر مرکب کے ہاتھ ڈالا مرکب نے جو اپنے آقا کو آمادۂ حرب و پیکار پایا کنوتیان بدلین طرارہ بھرتا ہوا چلا باد صبا سے کہتا تھا مجھسے بڑھکر نہ چلنا پامال ہوجائے گی تیزروی کی سزا پائیگی صفت مرکب لمولفہ

قمر وصف توسن رقم کیا کرون	کہ شبدیز خامے کا پالنگ ہے	ملا ہے عجب رنگ مشکین اسے
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہے	ترٹپتا ہے میدان مین سیماب وار	صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہے
ہر اک نعل ہے پنجہ بیمثال	قدم با قدم مائل جنگ ہے	قدم کی روانی کو دریا لکھون
وہ کوہ گران ہے یہ پاسنگ ہے	نہ کاوے کا محتاج ہو کسطرح	کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہے
دیگر وہ چہ مرکب چو برق یا بادے	طرفہ دیوانہ و پریزادے	خوش خرامے ز آب نازک تر
تیز گامے ز برق چابک تر	نرمی گوش و نرمی کاکل	دستہ بید و دستہ سنبل

اس زور شور سے طلسم کشا نے گھوڑا اڑایا لعل سخندان بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہے جون جون گھوڑا طلسم کشا کا قریب جاتا ہے کلیجے کی ڈھرکن بڑھتی جاتی ہے چہرے پر ہوائیان ہونٹون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری دل مین برائیان آتی ہین کہ دیکھیے اس دیوپیکر کے ہاتھ سے یہ چاند کا ٹکرا کیونکر بچے اقوال نے جو اسد کو آتے ہوے دیکھا گرداسپر کا اٹھایا اسد نے بھی علی ہند مین سپر کے ہاتھ ڈالا دونون جوان تگاور زن ہوے ملکہ لعل نے کلیجہ پکڑ لیا سب نے دیکھا کہ طلسم کشا تگاور زن ہوا گلہاے سپر مثل گل آتشبازی شرر افشان طلسم کشا نے تگاوری مین گرد برد کر دیا پانچ قدم اسکا گینڈا تین قدم مرکب اسد نامدار پیچھے ہٹا لعل کے منھ سے بے اختیار نکل گیا وہ مارا صرصر شمشیر زن فریب ملکہ حیرت پر فن استاد ہے تو بلاے روزگار نگاہ لعل سخندان دیکھ رہی ہے کہا ملکہ حیرت ملاحظہ فرمایئے مین نے جو کہا تھا وہ اب ظاہر ہوتا ہے مین نے عرض کیا تھا لعل سخندان اسد دلاور پر مائل ہوئی اسوقت دیکھیے وہ تگاور زن ہوا لعل کا چہرہ زرد ہوگیا انتشار ظاہر ہے حال دل سے کون ماہر ہے یہان اقوال نے کہا او طلسم کشا **فرد** بیا ارنجہ داری زمردی نشان + کمان کیانی و گرز گران + اسد نے کہا اپنا یہ دستور نہین **فرد** تو اول برآور تمناے خویش + کہ من خصم را میدہم دست پیش + لو پہلے حربہ کر جب تیرے حربے سے پروردگار بچائے گا ہم بھی جواب دینگے یہان صرصر کے کہنے سے حیرت نے نگاہ اٹھائی دیکھا حقیقت مین لعل سخندان بصورت آئینہ حیران بشکل گیسو پریشان بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہے جب اسد نے یہ کہا

کہ تو پہلے حملہ کر ساتھ والیون سے کہا افسوس طلسم کشا بڑا بیوقوف ہی حریف سے کہتا ہی حملہ کر اس ڈیوکے
حربے سے کیونکر بچیگا کبھی آگے بڑھتی ہی کبھی پیچھے ہٹتی ہی چہرہ اُداس عالم یاس گویا خود دشمن کے
مقابلے مین کھڑی ہی اقوال نے نیزہ اٹھایا داہنی بغل سے اور بائین بغل سے نیزے کو پیچ و تاب دیتا ہوا
مثل آہ عاشقان و کاکل معشوقان ناک کر سینہ بے کینہ اسد پر مارا لعل نے کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا بے اختیار
پکار اٹھی یا سامری یا جمشید اس ہمارے مسافر کو دشمن قوی کے ہاتھ سے بچالے اسد نے نیزے کو نیزے
کی سنان پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی بقول شاعر فرد دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر + تو گوئی کہ بودند دو
نرہ شیر + گھوڑے دوڑ رہے ہین برج خاکی بنکر تیار ہوا اُس برج خاکی سے سنان ہائے نیزہ مثل ستارے
کے چمک جاتی ہین اسد نامدار شیرانہ رستمانہ نیزہ بازی کر رہا ہی دم جرأت کا بھر رہا ہی ہر مقام پر فرماتا جاتا ہی
او اقوال ہوشیار ہو جاو دیکھ سینہ خالی ہی بغل کو بچا کمر کی چوٹ سے بچ الجھ الجھ کے نہ لڑ نگاہ بھی لڑی
رہے پلک نہ جھپکنے پائے لعل کنیزون سے کہ رہی ہی اور غضب دیکھیے دشمن کو ہوشیار کر رہے ہین
چاہیے جہان مقام خالی ملے نیزہ مار دین دشمن کی پسلیان توڑ کر نکل جائے بالکل جاہل اجہل ہی اسکی
حماقت پر دل میرا بیکل ہی اگر قریب جاتی سمجھا دیتی کہ ارے جسطرح بنے دشمن کو مارے خبردار ہوشیار کہنا
کیسا کنیزین کہتی ہین حضور طلسم کشا کے تیور دیکھیے کیا بیباک لڑ رہا ہی دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایک مقام
پر اسد نے بند صاحبقرانی کا نٹھا گھوڑے کو اڑا دیا اقوال کے ہاتھ سے نیزہ نکل کر آسمان پر چمکا زمین
مین گرا سرداران اسد نے غلغلہ کیا سبحان اللہ حسنت و آفرین کی دشمنون سے صدا آنے لگی نعرۂ
شیر سے زمین تھرانے لگی لعل ہنس پڑی کہا کیون سمن و یاسمن اس گھمنڈ پر ہوشیار کرتا تھا ماشاء اللہ
فنون سپاہگری مین طاق فن جرأت مین شہرۂ آفاق کیا مزے سے نیزہ چلا کس لطف سے ہوا کیا کیا تعریف
کرون بیان اقوال چرم پوش نے تیغۂ بیدریغ کے قبضے پر ہاتھ ڈالا لرزہ کیا او طلسم کشا نیزہ بازی کھیل ہی
مردان عالم کا یہ شمشیر برق نظیر وہ ہی کہ جسمین جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیتا ہی اگر بیار ٹیر ہاتھ مارون تا
بہ ہیچ کالوٹن اسد نے جواب دیا لاف و گزاف نہ کر لیکن تیغۂ اقوال جو کھینچا یہ معلوم ہوا غار سے اژدہا
بل کرتا ہوا نکلا لعل کی آنکھون مین اندھیرا آگیا کہا لو صاحبو بڑا غضب ہوا اس تلوار سے اگر یہ جوان بچا
دوبارہ زندگی ہوئی اری سمن و یاسمن مجھکو بہت ناگوار ہی اگر اس نامرد نے اس شیر کے دشمنون کو مار
لیا میرے دل کو تاب نہ آئیگی للکار کر جا پڑونگی اس سرکش کو چیر کر پھینکدونگی کوئی انصاف کرنیوالا نہین ہی

اِس بیچا کو منع کرے اتنا بڑا تیغہ لیکر اُس شیر صولت سے لڑتا ہے اقوال نے خبردار کہکر ہاتھ تلوار
کا مارا اسد شیر دل نے گرد اسپر کا سر پر کھینچا گھوڑے کو گدگدایا جیتون تلوار کی باڑھ سے لگی ہوئی ہر
ارادہ ہے کہ لپٹ پڑون بھڑ جاؤن لعل نے کہا لو اور غضب دیکھیے نئی بات ہے چاہیے تھا پیچھے ہٹتے وہ
تلوار کے منھ پر چلے آتے ہین دم شمشیر پر گلا رکھے دیتے ہین یہان تیغہ جبتک دور تھا جب قریب تیر
جھکا اسد نے سپر کو گردش دی تلوار اُس تیرہ بخت کی بیٹھ ٹیری پنجہ ہلالی خورشید نما کو دراز کیا کھنکی ماری
باڑھ بچاکر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا تلوار قریب گلوے اسد جھکی لعل نے کہا لو غضب ہوا تلوار سے لپٹ گیا
گلوے نازک کو اُسکے اُسکا خدا لے رنا دیدہ دم شمشیر سے بچائے اسد نے چاہا تلوار چھینکر پھینکدون
اقوال نے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا اسد نے جھٹکا مارا گینڈا اقوال کا زمین پر پیٹ کے بھل بیٹھ گیا
دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے لعل نے کہا اور خرابی دیکھو دیو سے یہان کُشتی لڑینگے دیکھیے اب کیا
ہوتا ہے اقوال نے اسد کے ٹکر ماری اسد نے سر سامنے کر دیا لعل نے اپنا سر پکڑ لیا اُف منھ سے نکل گئی
اب سامنے کے داؤ پیچ ہونے لگے دستیان ساتھ زبردستی کے چلنے لگین اقوال نے جو پیچ باندھا
اسد نے توڑ کیا جب اسد تڑپکر نکل جاتا ہے لعل اچھل پڑتی ہے کہتی ہے کیون سمن و یاسمن دیکھا کیا
مزے سے نکلا ہے برق جھندہ ہے لو بیچا دیو ہانپنے لگا کانپنے لگا چہرے پر زردی آئی طلسم کشا بحال ہوتا
جاتا ہے اے سمن و یاسمن اب یقین کامل ہوا زور و قوت مین بھی غالب ہے اتنے بڑے دیو پر اکھیڑ مارینگا
طالب ہے وہ اقوال نے گلو بند باندھا شیر نے کیا مزے سے توڑ کیا اقوال شاہزادے کو لے دوڑا اسد
دم کے بھروسے پر قدم کے شمار پر سات قدم ہٹ آیا اقوال نے ہکہ مارا بایان گھٹنہ اسد کا زمین سے
آشنا ہوا اقوال اوپر آکر چھایا لعل نے کہا دیکھو صاحبو ماہتابان برج عقرب مین آیا ہے کس کس
طرح کے زور کر رہا ہے لنگر مین اُس شیر دلیر کے حس و حرکت نہین کیا لنگر جمایا ہے واہ رے شیر تیری
جرأت و طاقت کے تصدق تیور پر میل نہین کس کشادہ پیشانی سے جما ہوا بیٹھا ہے اقوال سے جب لنگر
نہ اکھڑ سکا تھک کر ہاتھ ہٹا لیے اسد غازی اپنے مقام سے جھومتا ہوا اُٹھا اقوال کے دونون مونڈھے
تھام کرکے دوڑا جھٹ سے کرلایا اقوال نے زمین پکڑی لعل نے کہا مرحبا گیا بیچا زمین کا نقش بنگیا
طلسم کشا سے کوئی کہدے اُسکی آنکھ پھوڑ ڈال بیچا ٹکر ٹکر دیکھ رہا ہے کس نگاہ سے شیر کو گھورتا ہے اسد نے
دو تین گھسے مارے زرہ پارہ پارہ لباس خاک آلود پیشانی سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہین اسد

شیر انہ لنگوٹ مین ہاتھ ڈالکر چند قدم کھینچ لاتا ہی جب گھسا مار اسر اُس خودسر کا زمین مین اُتر جاتا ہی انتشار
مین چہار جانب دیکھتا ہی اُس جال پر ملال مین افراسیاب سے آنکھ مل گئی اشاروں سے کہتا ہی ای شہنشاہ
سحر کیجیے مجھے ظالم کے پنجۂ بدعت سے بچا لیجیے افراسیاب نے غصے مین مُنھ پھیر لیا اُسکے ساتھ والے جو کھڑے
تھے اُنکنے کہا تمھارے افسر پہ کیا گذری اشارے کر رہے ہین کہ سحر کیجیے مین کبھی خلاف عہد نہ کرونگا اگر مین
ہونٹھ ہلاؤن اُدھر والے ابھی آپڑین بران واختر مرواریدو غیرہ سب میری ہی جانب دیکھ رہی ہین
افسران اقوال نے کہا اگر آپ حکم دین ہم جا پڑین اپنے افسر کو بچالین افراسیاب نے کہا اُسکے سردار
بھی آمادۂ حرب و پیکار ہین بڑے بڑے ہوشیار ہین صندلان صندلی پوش جہاندیدہ کار آزمودہ
گھوڑے کو بڑھاتا ہوا چلا آتا ہی تم لوگون کو پاس اسد کے نہ آنے دیگا راہ مین روک لیگا تلوار چلیگی
مارے جاؤگے ذلت اُٹھاؤگے اسد کے ہمراہی سب سرفروش ہین سب کو بادۂ جرأت و دلاوری
کے جوش مین ایسا قصد نہ کرنا مطعون ہوجاؤگے درمراد نہ پاؤگے ساتھ والے رُکے شام تک
اقوال جرم پوش بصد جوش خروش خوب لڑا یکایک نہیب شمشیر اسد شیردل سے آفتاب
تاباں بارنگ زرد لرزان وترسان اپنے آشیانۂ مغرب مین جاکر چھپا شاہ زنگبار با فوج ثابت
و سیارگان تخت سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا نظم

ذرا انجم بھی نکلے اندر سے
ماہ نے موتیون کو راکھ کیا
مشعل نور ہاتھ مین لیکر
کہکشان پر ہوا وہ جلوہ گر
شاہ خاور چلا سان پر سے
اور بھبوت اُسکا اپنے مُنہ پہ ملا

اقوال جرم پوش اسد ذیشوکت
کو روک کر کھڑا ہوا کہا ای جوان شیردل تو مجھسے خوب لڑا دن واسطے لڑائی کے شب واسطے عیش وآرام
کے اب جاکر آرام کریں کل پھر مقابلہ ہوگا اسد نے کہا ای بہادر چار پہر مین مطلب حاصل نہوا اسی طرح
یہ جھگڑا اُلجھا رہیگا برسون فیصلہ نہوگا یا تم ہمکو زیر کرکے پلٹتا یا شاید یہ حقیر ہی غالب ہوجاوے
یا تم ہماری اطاعت کرتا یا ہم تمھاری اطاعت کرینگے اقوال نے کہا ای جوان دن بھر ہمکو تجھکو
دونون کو بھوکے پیاسے گذرا علاوہ اِسکے ہم تم شب کو جانبازی کرینگے شب تیرہ وتار مین کون
انصاف کریگا اسد فرماتے ہین بادشاہ اولوالعزم کو رات کا دن کرنا کیا مشکل ہی روشنی کا حکم دو
دن سے بہتر ہوجائیگا دیکھنے والے دیکھین گے کہا نہین منگا کر نوش کرو یہ کہکر اسد نے طرف
ملکہ مہرخ کے دیکھا آواز دی حضور لڑائی اُلجھ گئی روشنی بھیجیے ملکہ لعل سخندان وجد کرنے لگی دوڑی

ہوئی قریب افراسیاب کے آئی تاب نہ باقی رہی کہا حضور اب آپ کے پہلوان کی جان پر بنی ہو روشنی
کرائیے اندھیرا ہوا جاہتا ہو طلسم کشا نے جی چھوڑ وادیا ایسا مزور کبھی ہماری نگاہ سے نہیں گذرا نعرہ در
زبان دراز طلسم کشا کی منتین کر رہا ہو کہ کل مقابلہ کیجیے گا اُس شیر دلیر نے خوب سمجھا لیا اندھیر کا
عذر کیا اُسنے روشنی کو حکم دیا بھوکے کے واسطے کھانا بھیجیے افراسیاب جھلایا ہوا کھڑا ہو کہا کیون ملکہ
عالم طلسم کشا کے غالب ہونے پر تم بہت خوش ہو لعل سخندان شرمائی سوچی جوش مین مین نے کیا کہا
بات کو دہن سے پلٹا کہا حضور اُسکے غرور کے کلام سے ناگوار ہوتا ہو بیچا کسقدر بلبلاتا تھا میدان مین
جاکر کچھ بھی نہ کرسکا کل فنون مین طلسم کشا سے کم رہا اب کشتی مین بھی جی چھوٹے افراسیاب نے فوراً روشنی
کو حکم دیا اُدھر سے ملکہ صورخ وبہار نے سحر کیے سنہری تیلی مشعل لیے ہوئے پیدا ہوئی بہار نے پھولون کی
بدھیان پھینکین تمام نخل بیابان مثل جھاڑون کے روشن ہوگئے ہر ایک پھول چراغ کی روشنی دکھلاتا تھا
روغن آہ بلبل سے روشن تھا ہر غنچہ فانوس شاخین بصورت مردنگ ہر سرو بشکل شمع محفل تابان ودرختان
گل مہتاب کی روشنی سے فرش چاندنی گستردہ تھا افراسیاب کے سحر نے تمام صحرا وبیابان روشن کردیے یاقوت
نے طائرون کو اشارہ کیا منقارین کھولکر زمزمہ سرائی کرتے تھے ہر ایک کے دہن سے چنگاریان مثل ثابت وسیارگان
چھٹ جاتی تھین خواجہ عمرو نے الگ بڑھکر روشنی کا سامان کیا فوراً ٹھاٹھر بندی کرادی جھاڑ سلیمانی زنبیل سے
نکالے درختون مین لٹکا دیے دیکھنے بہتر ہوگیا اقوال نے پلٹ کر شاگردون سے اشارہ کیا کاسے دودھ کے خوان
میوے کے آئے اقوال نے دو تین کاسے دودھ کے پیے میوے کے پھنکے لگائے اسد شیر دل ٹہل رہا ہو اقوال نے کہا
ای جوان اگر تیرے لشکر سے کھانا نہین آیا یہ حاضر ہو نوش فرمائیے اسد نے کہا ہمین عادت نہین ہو لڑائی مین سبکبار
رہنا بہتر ہو تم پیٹ بھر خوب لادلو بوجھل ہو جاؤ انشاء اللہ ہم لنگر اُٹھائینگے اقوال کو بہت شرم آئی کاسہ دودھ
کا پھینک دیا کہا ای جوان لے مین بھی نہ کھاؤنگا بھوکا پیاسا لڑ مرونگا اسد نے کہا بھائی کمینے پیٹ بھرے سے
ڈرنا چاہیے پیٹ بھر کے کھالو ہمارا خیال نہ کرو ہم تمسے ڈرتے ہین کہ تم شکم سیر ہوے تم بھی ہمسے ڈرو کہ ہم بھوکے
مردادمی ہین جھلاکر اقوال لپٹ پڑا ذرا کھا بیکر آسودہ بھی ہوا تھا پھر اُسی طرح کشتی ہونے لگی کس لطف سے اسد
نمازی لڑ رہا ہو کہ آسمان بھی باین پیرانہ سالی بیک چشمۂ ماہتاب کو آنکھ پر رکھ کر برائے تماشائے کشتی اسد نامدار
میدان جہان مین جلوہ فرما ہو ستارے نہین فرشتون نے آسمان مین روزن کرلیے ہین ہنگامۂ کشتی کو دیکھ رہے ہین
لعل سخندان مسکراتی ہوئی ایک سمت کھڑی دیکھ رہی ہو چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی عابد شب زندہ دار ماہ نخشب

تسبیح انجم کو سجادۂ فلک پر رکھا براے وظیفہ خوانی کفیہ مغرب مین داخل ہوا آفتاب عالم افروز برج چہارم پر آکر تماشا دیکھنے لگا اب صبح کو اسد نے زیادتی کرنا شروع کی جب پکڑ لایا اقوال کو دو دو گھڑی رگڑا دو پہر اور ٹلے اقوال نے کہا اے جوان دس پہر گذرے دونون لشکر بجوز و خواب ہین میرے ساتھ والے بھی بیتاب ہین الغرض آخر کرنا ہونکی اسکی برداشت دشوار ہوگی اسد نے کہا وہ زور کیا کسی گٹھری مین باندھ رکھا تھا بسم اللہ اُس جا بڈا دکھلا لیجے غصہ تھوک ڈالیے اقوال نے کہا زور میرے جسم مین موجود ہے لیکن وقت پر موقوف ہے یہ کہکر دونون مونڈھے اُسکے تھامے سینے مین سر اڑا یا ریل کرے دوڑا اُسوقت لعل سخندان چہرۂ اسد نامدار دیکھ رہی ہے دعا مین مصروف ہے آسمان کی جانب سر اُٹھاتی ہے کہتی ہے اے آسمان کے خداے نادیدہ اگر تو برحق ہے اسد شیر دل کو اس کوہ پیکر سے بچالے اسد نامدار چار قدم تک ہٹا زور کرکے پلٹ پڑا اقوال کو لے دوڑا لعل نے کہا سبحان اللہ دیکھو پشہ فیل مست کو ریلے لیے جاتا ہے طلسم کشا کیا سرکشی دکھاتا ہے دل سے کہتی ہے خدا بھی اسکا برحق ہے وہی خالق مطلق ہے مین نے دل مین کہا اُسنے سن لیا سامری جمشید کو پکارو گونگے بہرے نہ سنتے ہین نہ بولتے ہین حقیقت مین یہ مالک حقیقی خداے حقیقی ہے میرے دل کو اعتقاد کامل ہوا اسد غازی سترہ اٹھارہ قدم اقوال کو ریل کر لایا دونون مونڈھے تھام کر یکبار اقوال کے دونون گھٹنے آشنا بزمین ہوے اقوال نے چاہا اٹھکر لنگر قائم کرون حریف زبردست کب لنگر جمنے دیتا ہے صید زبون کو کب تھمنے دیتا ہے دونون ہاتھ ستون کیے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر بلند نعرۂ تکبیر جگر سے کھینچا نعرۂ اسم

اسد صف شکن شاہ عالیجناب | سن آئیم سرکوب افراسیاب
یل پیلتن نامور نامدار | تنظر کردہ شیر پروردگار

ہزبر دمان و ہزبر آزما | جری صف شکن شیر دشت وغا
تہمتن فارس عرصۂ کارزار | گل گلشن حمزۂ نامدار

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ | بدرزم دل شیر و جرم پلنگ
شہنشاہ نام آور و کامران | اسد شیر دل ابن صاحبقران

پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین اُٹھا خود سر کو سر سے بلند کیا الامان فوج اقوال نے جو یہ معرکہ دیکھا لینا لینا کہکر دوڑے لاکھ سوار پیدل بیشمار ہر چند افراسیاب نے منع کیا کہ لاتقولوا کیا کرتے ہو افسرون نے یہ کہا اے شہنشاہ آپ دخل نہ دیجیے ہمارے افسر کو لیے جاتا ہے اسد نے اتنے عرصے مین چاہا زمین پر مارون چہار جانب سے نیزہ و تیر و تفنگ پڑنے لگے اقوال ہاتھ سے چھوٹا ساتھ والون نے بڑھکر اُٹھا لیا گینڈے پر اُسکو سوار کیا تلوار ہاتھ مین لیکر لڑنے لگا لعل سخندان نے افراسیاب کو تشنیع دیا کہا دیکھیے شہنشاہ کیا بیغیرت پہلوان ہے اسقدر ذلیل ہوا پھر لڑ رہا ہے غیرت نہین آتی ساحرون کے پرے جمے ہوے دیکھ رہے ہین ادہر سے صندلان صندلی پوش ساٹھ ہزار جوانان شیر دل سے برائے مدد

اسد غازی ہوپہنچا شیران دشت نبرد شکار کھیلنے لگے ہنگامۂ گیرودار بلند ہی صدہا کے لاشے گر گئے دریاے خون بہ گیا سب دیکھ رہے ہین کئی مرتبہ ملکہ یاقوت سخندان نے قصد کیا افراسیاب مانع ہوا کہا ملکہ تماشا دیکھو اس بہیانے لڑائی کا مزا مٹا دیا دریاے سحر کا جوش نہ دیکھنے پائے ملکہ یاقوت نے کہا اے شہنشاہ یہی قصد تھا کہ آج خاتمہ کرون اس نامرد کو کیون آنے دیا زنگ سحر و ساحری خراب ہوا مین نے شب بھر مشقت کی نہر ہاے آب سحر کو جوش دیا دیکھیے طائر پر تول رہے ہین منقارین کھول رہے ہین مین رنگ مسلمانان کو دیکھ رہی ہون اگر منظور ہوگا عفریت طلسمی کو طلب کرونگی سب کو چشم زدن مین کہا جائے بہرام فلک مہلت نہ پائے افراسیاب خاموش ہو رہا یاقوت کو بہت غصہ ہی کبھی کہتی ہی جواہر زواہر سحر و ساحری درج دہن مین مخفی رہا بروقت سحر لعل اگلتی اہا لیان لشکر مہرخ بھاگ نہ سکتے لعل سخندان خاموش دریاے محبت اسد غازی کا جوش جب کوئی جوان تلوار کھینچکر طرف اسد غازی کے جاتا ہی بلک جاتی ہی محبت سے طبیعت گھبراتی ہی اس جوان نے اسد پر وار کیا اسد نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر اس جوان کو اٹھایا طرف آسمان کے پھینکا چو رنگ ہوائی قلم کیا ضرغام شیر دل عیار کامل پہلوے اسد نامدار مین لڑ رہا ہی کبھی پکار اٹھتا ہی اے شہریار سبحان اللہ کیا لطف سے شمشیر زنی کی کیا تیغ مین کاٹ ہی کیا باڑھ ہی کیا گھاٹ ہی معشوق شعلہ خو کیون آبداری مین بے نظیر آتشخو لی حسن

نظم مصنف

براگندہ کن جم غفیر
سر بسر شان تیغ کی تعریف نہیں ہو سکتی
ایک اک جز کے برابر ہے ہو جیسے جابر

تیغ وہ تیغ جسے دیکھکے حاسد کٹجائین
پڑگئی پیکر دشمن پہ اگر یہ اکبار

وار چلنے کی تو نوبت بھی نہ ہوا بر جوار
واہ رے کاٹ کہ جو رنگ عناصر کو کیا

اے شہریار سبحان اللہ حقیقت مین اسد غازی کس دھوم سے لڑ رہا ہی دوست و دشمن کی زبان سے صداے احسنت و آفرین بلند لشکر دشمن دردمند کمانون نے اپنے کو اسکے بازوے تہمتن پر قربان کیا کیا عجب ہی زبان تیر و کلۂ عمود سے صداے احسنت و آفرین بلند ہو

ترکش خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین
نیستان سے بھی بڑھ کے کچھ نیزہ دار
ہوا سامنا تیر چلنے لگے

زرہ ما دمیدہ بگفت آفرین صد آفرین دگر ہزارون زرہ پوش خنجر گذار

وہ رستم لڑائی بھرائی مین تھے
نیامون سے خنجر نکلنے لگے

وہ سہراب جنگ آزمائی مین تھے
پہر بھر کامل تلوار چلی زوال آفتاب

ہو چکا ہی اقوال کوچہ ہر طرف سے طعن و تشنیع ہوئی شرم مین اسد غازی پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مار اٹھا شہنگانہ پلنگانہ لڑ رہا ہی نشۂ بادۂ جرأت سے چور خانہاے زرہ خون سے معمور خون کی قطرے گنتی سے

گر رہے ہین گرد جوانان شمشیر زن شور شعار جلالت آثار خوب اُس مقام پر تلوار چلی اقوال نے بڑے زور و
شور سے ہاتھ مارا اسد نے تیغہ خون چکان کو سامنے کر دیا جھنّاٹے کی صدا بلند ہوئی تلوارون مین دندانے
پڑ گئے اُلجھا ہی ہیسے اسد نے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکر بہ قہر و غضب وار کیا برق شمشیر چمک کر گری اول اُس
برق جہندہ نے ابر سپر کے ٹکڑے اُڑا دیے حباب خود کو کاٹا خرمن حیات کو جلایا قبہ سپر پہ چمکی تھی یا زیر تنگ
بوسہ دیا ہر طرف سے صداے الامان الامان بلند ہونے لگی فوج اقوال نے شکست فاش کھائی غازیان
دلیر و مجاہدان شور شعار شکست خوردون کو بھگاتے چلے جاتے ہین افراسیاب کے لشکر مین آنکا ٹھہ
نہ پایا طرف صحرا کے لاشہ اقوال کا لیکر بھاگے اسد نے تلوار نیام مین کی آواز دی ای مردان عالم بس بھاگے کا
پیچھا نہین کرتے جرأت و عدالت یہ تھی سب سردار رکگئے اگر حریف حریفی کی چھاتی پر چڑھ گیا تھا دیکھا آکا نے
امان دی سارنگانہ کاٹا نیم بسمل کو چھوڑ دیا ملکہ مہ جبین نے تخت بڑھایا ملکہ مہرخ وغیرہ نے آکر گھیر لیا نوبت
نقارے بجاتے ہوے طرف اپنی بارگاہ آسمان جاہ کے بصد دلیری واپس ہوا ملکہ لعل خندان قریب
ملکہ یاقوت کے آئین لیکن رنگ روے لعل متغیر یاقوت نے کہا بہن مین تمکو بہت پریشان پاتی ہون
کیون مزاج کیسا ہے لعل نے کہا ایسے ہی نامرد دشمنون کا حوصلہ بڑھاتے ہین شب بھر مشقت کر کے ہمنے آپکے
سحر تیار کیے سب معطل رہے لیکن ہمشیرہ میرے سر کی قسم انصاف کیجیے کس زور و شور سے طلسم کشا لڑا یاقوت
نے سر جھکا کر کہا ہوا اگر ایسا بہادر نہین ہے تو اتنے بڑے طلسم پر کیونکر چڑھ آیا عمرو سچ کہتا ہے میان کی
جوتی میان کا سر اسی طلسم کے سردار ہین کے سب تاجدار صرف چھ عیار ایک سردار اتنے بڑے طلسم
مین آئے یہ فوجین جمع کر لین گویا ملازمان افراسیاب انتظار مین تھے کہ کوئی حریف پیدا ہو تو طلسم
ہوشربا کو برباد کرین بہار جادو و ملکہ حیرت جادو کی ہمشیرہ حقیقی شہنشاہ کی معشوقہ دلنواز
مصاحبوں مین سرفراز وہ جاکر یون شریک ہو جائین باغیان قدرت ایسا وزیر ساحر بے نظیر
عہدہ جلیل چھوڑ کر شریک باغیان ہوا ہوا یہ بھی مین نے سنا کہ شہنشاہ نے بدزبانی پر کمر باندھی ہے
بہت سے سردار خوشخو براے حفاظت جان و آبرو جاکر عمرو کے شریک ہوے ایک بات سوچتی ہون
کہ ابکی جو طبل جنگی بجے تو کل کا خاتمہ کردنگی بی ہیرا تن سینہ سپر کیے ہوے موجود ہین مین نے سبکو
نابینا کیا وہ دوڑی آئین آکر ہاتھ تھام لیا مجھے بھی شرم آگئی اب مین نہر دن کا سحر کرون یا انجام
دکھاؤن عفریت طلسمی کو طلب کرون وہ سب کو کھا جائے میدان کارزار کیسا ایک مین سارے

طلسم نوزافشان کی گردش کریگا تابہ کوہ عقیق جانا کتنی بڑی بات ہی سامری و جمشید نے اس بلا کو خود
بنایا یہی قرار دیا کہ عفریت طلسمی کو کوئی مار نہ سکے اے الیاس طلسم ہوش ربا کیون دیتے ہین
اسی عفریت طلسمی کا خوف ہی لعل نے کہا ہمشیرہ مجھکو مقابلہ کہیار کا بڑا اشتیاق ہی ایکدن مین لڑکون
پھر آپ کو اختیار ہی یاقوت نے کہا بوا اب سحر کامل ہوگا ان لوگون کے حوصلے نہ بڑھاؤ دو دن مین
اڑبھڑ کے اپنے ملک کو چلو افراسیاب بھی یہ باتین سنتا چلا آتا ہی حیرت اپنے مصاحبون کو لیکر اپنی بارگاہ
مین گئی افراسیاب ہمراہ لعل و یاقوت اُنکی بارگاہ مین آیا یاقوت نے کہا شہنشاہ اب آپ جاکر آرام
فرمایے تردد و انتشار کو دل مین جگہ نہ دیجیے دو روز توقف کیجیے ہم آپ کا ملک باغیون سے صاف کیے
دیتے ہین ہمکو کوکب کا خیال ہی شاید آخر مین شکایت و حکایت ہو اسوجہ سے دو روز کی مہلت دی ہے
پہلوان خوک پیکر کہان سے آیا تھا اپنے آپے سے باہر ہوا طلسم کشا بڑا جری و بہادر ہی لعل نے کہا ہمشیرہ
بڑی منصف ہین یہ ذکر تھا کہ افراسیاب سے بڑھکر مرد ہے نے عرض کی ہفت در بند سے نامہ خداوند لقا
کا آیا ہی افراسیاب نے کہا بلالو ملکہ یاقوت نے کہا ای شہنشاہ کون خداوند افراسیاب نے کہا اُس زمانے
مین جاگتی جوت کے خداوند زہرہ شاہ باختری ہین ہماری سرحد مین آگئے سلیمان عنبرین موے کوہی
نے دامن پناہ دیا طلسم کشا کا نانا حمزۂ صاحبقران مع پانچہزار پانچ سو چھپن سردارون کے ہمارے
خراج گزار سے لڑ رہا ہی قدرت کے خلاف یہ ہوا بارہ برس انکو تشریف لائے گذرے مین نے ہزارہا
ساحر برائے مدد بھیجے وہان عمرو کے بیٹے پوتے شاگرد موجود ہین وہ عیاری کرکے مار لیتے ہین قدرت
غصے مین تقدیرین بھی الٹی پلٹی کرتے ہین مین برائے قدمبوسی نہین جاسکتا یاقوت نے کہا ہمنے سارا
سامری نامہ پڑھا یہ نام نہین لکھا دیکھا بالائی خداوند ہین بڑے عجب کی بات ہی کہ بندون کے ہاتھ سے
سے دردمند ہین بھاگتے بھاگتے کوہستان مین آئے نامہ پڑھوا کیسے ذرا ہم بھی سنین قدرت کے اوصاف
سے آگاہ ہون افراسیاب جادو نے نامہ کھولا پہلے القاب افراسیاب جادو تحریر تھا بعد اُسکے
لکھا تھا او بندۂ بے ادب مورد قہر و غضب ہمنے تجھکو ہمیشہ تاکید کی ایسا تو مغرور ہی سراسر جرم و قصور ہی
او خوابیدہ بخت بیدار نہین ہوتا آجتک برائے قدمبوسی نہین آیا قدرت سے تیرے طلسم مین غدر
ڈالدیا عمرو ہمارا بندۂ خاص الخاص ہی اُسی کے ہاتھ سے تجھکو ذلت دلوائینگے اسد نبیرۂ سپہ سالار
قدرت صاحب شوکت و لیاقت فاتح طلسم ہوش ربا ہی تیرا غرور سب بیجا ہی قدرت یاد مین ملک

سورو ٹی کے تڑپتے ہین جب تک قدرت بالاے قیطول نہ پہونچین گے فتح نصیب ہنوگی آرزو ہر کہ قدرت
بالاے قیطول جائین قفس قیطول مین بیٹھکر جیکاری مارین تقدیرات رنگارنگ کرین کسی ایسے کو بھیج کہ وہ غرور
نہ کرے مسلمانون سے بہ انکسار لڑے تب مظفر و منصور ہو قدرت کو بالاے قیطول جانا واجب و لازم ہر
تیرے ملک کو تباہ کرکے کوہ ہفت زلازل پر چلے جائین گے تزلزل بن ازلال کو بادشاہ سامری پرستان
بنائین گے قدرت کو ثابت ہوا اب تیری موت قریب ہر بڑا بدنصیب ہر خیال تو کر ملک باختر سے
قدرت لڑتے بھڑتے تیری اقلیم مین آئے راہ مین صدہا ملک برباد کرائے تو آج تک زیارت سے قدرت
کی مشرف نہین ہوا یہ مضمون جگرخراش سُنکر ملکہ یاقوت غصّے مین کانپنے لگی کہا اے شہنشاہ یہ خداوند ہمکو
ہی کوئی مرد یا وہ گو ہر بندون کے ہاتھ سے بھاگتا پھرتا ہر افراسیاب نے کہا ملکہ توبہ کرو ابھی بلا نازل
ہو گی وہ جاگتی جوت کا خداوند ہر یہ تو بخوبی ظاہر ہر کہ خود پسند ہر بُری بات کو جلد قبول فرماتے ہین
اچھی بات کو ساعت نہین فرماتے ہین یاقوت نے کہا یہ خداوند بلائی ہر خوب مذہب کی رُسوائی ہر
مسلمان انھین باتون پر ہنستے ہونگے افراسیاب نے کہا ملکہ عالم بڑے بڑے ساحر وہان گئے عیاران
اسلام کے ہاتھ سے جاکر قتل ہوئے خرابی یہ ہر کہ جو ساحر یہان سے جاتا ہر جہان اُسنے دو چار لڑائیان
فتح کین غرور کرتا ہر قدرت تقدیر برعکس کردیتے ہین یاقوت نے کہا آپ اتنے بڑے بادشاہ عالیجاہ
کوئی ساحر ایسا ممکن نہین ہر کہ جاتے ہی آفت برپا کردے آپ یہان سے بیٹھے بیٹھے نگاہداشت کرین
جس بلا مین وہ پھنسے آپ یہین سے مدد کرین یہ نہین ہوسکتا افراسیاب نے کہا سب کچھ کرچکا اب
صرف قدمبوسی باقی ہر پھر مین براے قدمبوسی خداوند کیونکر جاؤن اگر مع لشکر جاؤن آب و دانہ
ممکن ہنو دریا خشک ہوجائین غلّے کی گرانی رعایا کو پریشانی اگر یکہ و تنہا جاؤن لیاقت مین فرق آتا ہر
ایسی ایسی وجہین سوچکر زیارت سے محروم ہون قدرت کا غصہ بڑھتا جاتا ہر یہ تو ظاہر ہر کہ طلسم
درہم و برہم ہو رہا ہر یاقوت نے کہا بہت خوب اُس لڑائی کو بھی فتح کرائے دیتے ہین قدرت کو
قیطول پر پہونچائے دیتے ہین یہ کہکر آواز دی ہماری مشاطہ کو بلاؤ اے شہنشاہ یہ ساحرہ کامل نہین ہر
صرف براے آرائش خدمت مین آتی ہر چوٹی گوندھکے چلی جاتی ہر جو اُسپر اُفتاد پڑیگی ہم یہین سے
بیٹھے بیٹھے انتظام کرلین گے افراسیاب نے دیکھا ایک کالی جادوگرنی سُرخ جوڑا اپنے ہوئے سامنے
آئی یاقوت کے قدمون کو بوسہ دیا بال جو اُلجھے ہوئے تھے اُنمین شانہ کرنے لگی یاقوت کی چوٹی گوندھی

زلفون کو سنوار انا گنون کو غصہ مین کردیا پیچ وتاب دیگر زلفین عنبرین کو عارض یاقوت پر چھوڑ دیا صبح وشام کو ملا دیا ملک حلب وتاتار کا تماشا دکھا دیا جب زلفین آراستہ کر چکی یاقوت نے کہا اے گلگو نہ جادو لڑائی پر جاؤگی کچھ سحر یاد ہے عرض کی حضور مین سحر کیا جانون زلفین حضور کی بناتی ہون شب ہجر کو بڑھاتی ہون اندھیر مچادونگی میرے دیکھنے سے فلک کو پریشانی ہوتی ہے مجمع دشمن کو ابتر کردون لمحہ بھر مین لاکھون کو تباہ کردون میرا دشمن سر ٹکرا ٹکرا کر مرے فرق نہ پڑے لیکن واری اکیلی سحر کرتی ہون تباہ کرنے پر مرتی ہون کہان بھیجے گا بڑے بڑے ساحر وہان ہین لاکھ دو لاکھ سے مقابلہ پڑیگا یاقوت نے کہا وہان کوئی ساحر نہین ہے خداوند بالائی کی جاکر زیارت کرو اُسکے دشمنون سے لڑو عیار وہان بہت ہین گلگونہ نے کہا حضور عیار کسے کہتے ہین یاقوت نے کہا صورت بدلکر مار لیتے ہین بڑے دھوکے دیتے ہین گلگونہ نے کہا واری مین مشاطۂ گیسوے حضور ہون میرے سامنے کوئی مکر کیا کریگا پیر زال دہر کی نانی مکر وحیلے مین لاثانی فلک میرے سامنے طفل مکتب ہے دنیا کا مکر میرا ہی عضب ہے زن وشوہر کو آپس سے جدا کرون مجمع برادران کو متفرق کردون جس صحبت مین بیٹھون فساد اُٹھے باغ مین جاؤن گل وبلبل مین جدائی ہو پتے زرد ہوکر نخل سے گر پڑین گلچین وباغبان آپس مین لڑین طائران صحرا صیاد پر بیداد کرین ذرہ ہاے ریگ بیابان دم افسونگری کا بھرین اگر قصد کرون پہاڑ پتھرون سے سر ٹکرائین اژدہے دیوانے ہوجائین روز روشن مثل شب تیرہ وتار ہو میرے مکر سے فلک کو بخار ہو قمری محبت سرو کا دم نہ بھرے شاخین سیدھی ہوجائین بھلا کوئی میرے سامنے کیا مکر کریگا یاقوت ہنس پڑی کہا شہنشاہ ہماری مشاطہ کی باتین سنین یہ جو کچھ کہتی ہے کر دکھائیگی عیارون کی مشکین باندھکر لائیگی صدہا گھر اسنے خراب کردیے نیک بختون کو آوارہ کیا بدبختون کو بازار مین بٹھایا تمام دنیا کی ہیسوائین اگر پیدا ہی سے سکیتی ہین افراسیاب نے کہا اندھاتب ہیتا ہے جب آنکھین پاے یہانسے سب یہی کہکر جاتے ہین وہان جاکر سب کچھ بھول جاتے ہین غرور کیا اور مارے گئے بی گلگونہ حمزہ کے اسم اعظم سے بھی بچنا گلگونہ نے کہا مین جاتے ہی اسم اعظم بند کرلونگی حمزہ کو ہونٹھ نہ ہلانے دونگی اسم اعظم بند کرکے آپ کی خدمت مین روانہ کردونگی حفاظت کرنا آپ کا کام ہے افراسیاب نے کہا اے گلگونہ اگر تو جاکر قدرت کو بالاے قیطول پہونچا دے نائب قدرت قرار پائے طرہ خیمری ملے شاخ تمنا پھلے بی گلگونہ تمہارے دماغ نہ ملین گے قدرت نہال کردینگے گلگونہ نے کہا مین چلی

افراسیاب نے گلگونہ کو خلعت دیا جھومتی ہوئی یہ باہر نکلی سفارش نامہ افراسیاب سے لیلیا اسباب
سحر جھولی مین رکھا طاؤس پر سوار ہوکر اُڑی قضنائے کار مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو براے خبر بارگاہ
یاقوت مین آیا تھا دیکھا اسنے گلگونہ جادو دعوی کرکے چلی اسکا تو طاؤس اُڑا چالاک بھی جست وخیز
کرتا ہُوا بھاگا دل سے کہتا ہی اسکو تاکوہ عقیق بنجانے دون جاتے ہی یہ مکارہ قیامت برپا کریگی کوہ ودشت
وبیابان طی کرتا ہوا ایک دشت سبزہ زار مین پہونچا پلٹ کے دیکھا تھکر ہی مین اُس سے آگے نکل آیا یہان
افراسیاب سے یاقوت باتین کررہی ہی منبر پر چند طائر بیٹھے ہین یاقوت انگوٹھی دیکھ رہی ہی کبھی کہتی ہی
اى طائران جمشیدی ہماری گلگونہ کے حال کا خیال رکھنا وہ طائر سر ہلاکر رہجاتے ہین چالاک نے جب
دیکھا مین آگے نکل آیا رنگ وروغن عیاری کا نکالا صرصر کی شکل بنکر تیار ہوا نیچہ ہاتھ مین لیکر
ٹہلنے لگا دور سے دیکھا گلگونہ اُڑتی ہوئی آتی ہی چالاک نے پکارا اى مشاطہ یاقوت ذرا ٹھہر جاؤ گلگونہ
نے سر جھکاکر صرصر کو دیکھا دربار مین افراسیاب کے دیکھ چکی ہی طاؤس کو فوراً روکا پوچھا کیون بُوا
صرصر خیر تو ہی چالاک نے کہا طاؤس سے اُترو ذرا نیچے آؤ گلگونہ ہنس پڑی کہا بی صرصر مزاج مین
ظرافت بہت ہی کہو تو یہانتک کیونکر آئین کوئی حکم تازہ لائین صرصر نے کہا جب آپ چل چکین شہنشاہ
نے فرمایا اى صرصر یہ سحر لیجاؤ جسطرح سے بنے گلگونہ کو تعلیم کردو کہ جاتے ہی مسلمانون پر غالب آئے مین نے
عرض کی حضور وہ ہوا کے گھوڑے پر سوار ہوکر گئی ہین مین کیونکر پہونچونگی شہنشاہ نے طلسمی پتلے کو
حکم دیا وہ مجھکو یہانتک پہونچاکر چلا گیا لو یہ سحر تیار کرلو یہ کہکے جھولی سے ایک سنہری پتلی نکالی کہا بی گلگونہ
اسکے منھ سے منھ ملاؤ یہ شبیہ سامری ہی افسونگری سے بھری ہی کلام کرکے تعلیم کریگی گلگونہ نے منھ بڑھایا
چالاک نے پتلی کو اُسکے منھ کے برابر کرکے شکم کو دبایا پتلی نے مُنھ کھولا گلگونہ نے منھ بڑھایا پتلی کے
منھ سے دھوان نکلا دماغ پر پہونچا وہ بیہوشی تھی گلگونہ بیہوش ہوئی چالاک نے نعرہ کیا نعرۂ چالاک

بعیاری من انگم چست وچالاک
خلیفہ اولم چالاک نامم
بہ چشم دشمن انداز کف خاک
نہ آید زو بیاد گرد تیز گامم

خنجر کھینچکر چھاتی پر رکھا قصد کیا سر کاٹ کے پھینک دون یہان
افراسیاب ویاقوت بیٹھے ہین منبر پر چینی کے جانور رکھے ہین ایک طائر نے جھنکار ا مارا ہی گلگونہ
کہکر پرون سے سر پیٹنے لگا یاقوت نے کہا اى طائر ساحری کیا ہوا دوسرے طائر نے کہا مفصل عرض
کرون راہ مین چالاک نے گلگونہ کو بیہوش کیا فلان جنگل مین چھاتی پر چڑھا بیٹھا ہی سر اُس خود سر کا

کاٹا چاہتا ہی افراسیاب نے قہقہہ مارا اتفاق سے اسوقت ملکہ حیرت بھی دربار مین آئی ہی حیرت نے ہنسکر کہا چالاک بلا کا عیار ہی یاقوت نے کہا کیا مجال عیار مکار کی یہ کہکر آواز دی ای شبدیز جادو جلد طرارہ بھر فلان صحرا مین اپنے کو پہونچا چالاک کو گرفتار کرے گلگونہ کو بچا یہ سنتے ہی شبدیز نے کنوتی بدلی طرارہ بھر کے چلا چالاک نے خنجر گلے پر رکھکر گلگونہ کے قصد کیا کہ حلقوم تن سے برج سر کو جدا کرون کہ آواز آئی اونا عیار خبردار ستم شبدیز جادو کیا کرتا ہی چالاک نے قصد کیا جست کرکے نکل جاؤن شبدیز نے وہین سے سحر کیا چالاک کے ہاتھ پانوٗن بیکار ہوے شبدیز نے آتے ہی ایک پنجہ کمر مین چالاک کے دوسرا کمر مین گلگونہ کے دیکر لے اڑا کہ اسی طرح سے سامنے ملکہ کے لیجاؤن سن سن اڑا ہوا چلا آتا ہی یہان یاقوت نے طائرون سے پوچھا ارے شبدیز نے کیا کیا ایک طائر نے کہا چالاک و گلگونہ کو شبدیز لاتا ہی یاقوت نے کہا کیون شہنشاہ انتظام ہمارا دیکھا افراسیاب نے کہا جب یہان خیر و عافیت سے پہونچ جائے تب مجھے تسکین ہو یاقوت نے منھ پھیر لیا کہا آپ تو عیارون سے ایسے ڈرتے ہین انھین کے اوصاف بیان کرتے ہین افراسیاب و یاقوت مین تکرار ہونے لگی وہان شبدیز قدم بقدم چلا آتا ہی قریب ایک پہاڑ کے پہونچا کہ کان مین آواز آئی یا سامری یا جمشید شبدیز نے دل مین سوچا یہ آواز کہان سے آئی سمند نگاہ کو دوڑایا دیکھا برسر کوہ فلک شکوہ ایک مہنت سیاہ فام دھونی لگائے بیٹھا ہی ڈنکلی ہاتھ مین بھجن سامری و جمشید کے گا رہا ہی سامنے مورت رکھی ہی ٹھاکر صاحب کو رجھا رہا ہی چند نخل گیندے کے زرد زرد پھول کھلے ہوے کبھی نعرے مارتا ہی یا سامری یا جمشید پہاڑ ہل جاتا ہی جی مین کہتا ہی ای شبدیز یہ لوگ مقبول بارگاہ سامری ہین تنہائی مین بسر کرتے ہین انکی زیارت زیارت سامری و جمشید ہی یہ مہنت آسمان جمشید کا خورشید ہی یہ سوچکر پہاڑ سے اترا چالاک و گلگونہ کو اک نخل کے سائے مین ڈالدیا ٹہلتا ہوا سامنے آیا دور سے سلام کیا مہنت سونٹا لیکر دوڑا آواز دی او بچیا تو کون ہی اس مقام تک کیونکر آیا یہ مقام گذرگاہ سامری و جمشید ہی اس پہاڑ پر پونے دو سو خداوند آتے ہین خبردار قریب نہ آنا نام بتا کچھ مکار سا معلوم ہوتا ہی شبدیز نے کہا مین ملازم ہون ملکہ یاقوت سخندان کا گلگونہ مشاطۂ ملکہ برائے مدد خداوند لقا چلی تھی راہ مین چالاک نے عیاری کی مین نے آتے ہی بحکم ملکہ چالاک کو گرفتار کیا گلگونہ کو بھی بچا لایا آپ کی آواز سنی ہوس ہوئی کہ زیارت سے مشرف ہون گروجی دعا دیجیے مہنت نے کہا اُس مشاطہ کو تو ہمارے سامنے لاؤ کیسی مشاطہ ہی کہ عیار سے دھوکا کھایا دوڑکر شبدیز نے گلگونہ کو ہشیار کیا کہا اہ گلگونہ جلدی چلو

مہنت جی تمھین بلاتے ہین گلگونہ آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی پوچھتی ہی صرصر کہان گئی شبدیز نے کہا وہ عیار طرار فرزند عمرو صرصر بنکر آیا تھا تمکو بیہوش کیا مین نے آکر بچایا چالاک وہ بڑا ہی اس پہاڑ پر مہنت جی رہتے ہین چلکر قدمبوسی کرو اس پہاڑ پر پونے دو سو خداوند آتے ہین مہنت مقبول بارگاہ خداوند بڑی مشکل سے ملاقات پر راضی ہوئے ورنہ گالیان دیتے تھے اُنکی گالیان دعاؤن سے بہتر ہین فوج سامری کے افسر ہین گلگونہ شبدیز کے ساتھ چلی مہنت کو دیکھکر مبہوت ہوگئی جیسے ہی قریب آئی مہنت نے کہا ارے او کمبخت سامنے خداوند بیٹھے ہین سجدہ تو کرو دونون نے کہا خداوند کہان ہین مہنت نے کہا تم اندھے ہو جلد سجدہ کرو یہ کہکر مہنت قریب آیا کہا شانے سے شانہ ملاکر کھڑے ہو دیکھو زیر نخل تخت بچھا ہی کوئی تخت پر بیٹھا ہی دونون شانے ملاکر جلد کھڑے ہوئے جیسے ہی طرف نخل کے پلٹے مہنت پہلو مین کھڑا تھا کہا آنکھین بند کرو کیا ظاہر مین دیکھنا چاہتے ہو آنکھین بند کرنے سے دیدۂ دل کھلین گے دونون نے آنکھین بند کین مہنت نے دو پھانسیان دونون کے گلے مین ڈالدین پوچھا خداوند کو دیکھا دونون نے کہا نہین مہنت نے جھٹکا مارا کہا اب دیکھو دونون لڑکھڑاکر گرے نعرہ ہوا منم صاحب بغدۂ گران نظر کردۂ بزرگان نعرۂ قران

سریع السیر چون باد بہاری
جہان سرہنگ در خنجر گذاری
بہ میدان اژدر آتش فشانم
منم مہتر قران شیر ژیانم

لپک کے بغدہ مارا دونون کا سر پھٹا چالاک ہوشیار ہوا مہتر قران

و چالاک پہاڑ سے کود کر بھاگے یہان یاقوت بارگاہ مین بیٹھی ہی کہ دو طائر جلکر خاک ہوئے افراسیاب نے کہا وہ مارا یاقوت غصے مین اُٹھی کہا فلان پہاڑ پر قران نے گلگونہ و شبدیز کو مارا ابھی جاکر پکڑے لاتی ہون افراسیاب نے دامن تھام لیا کہا ملکہ تم نہ جاؤ یہ سب کمبخت آپسمین صلاح کرکے نکلتے ہین ایک گرفتار ہوا دوسرے نے مار لیا ایسا نہو تمپر کوئی افتاد پڑے کسی دام مین جاکر پھنسو حیرت نے بھی سمجھایا کہا بُوا نہ جاؤ یاقوت سنخ ہو کر رہگئی جادوگر بھیجے لاشہ گلگونہ و شبدیز اُٹھاکر لے آئے افراسیاب نے کہا کیون ملکہ تمنے دیکھا بات کرنا دشوار ہی ہر وقت عیار موجود رہتے ہین کہ سامنے سے ملکہ صرصر آئی یاقوت نے کہا کیون او صرصر آٹھ پہر بناؤ کیے ہوئے اِتنی پھرتی ہی شاگردان عمرو کیا کیا کام کرتے ہین ابھی دونون نے ملکر گلگونہ و شبدیز کو مارا تجسے کچھ نہین ہوسکتا صرصر نے کہا حضور یہان کا انتظام بڑا ہی ہم جسکو پکڑ کر لاتے ہین اُنکے بھائی بند چھڑا کر لیجاتے ہین وہ عیار صاحب اختیار ہین جسکو چاہین قتل کرین کوئی پوچھنے والا نہین یاقوت نے کہا تو جسکو گرفتار

کرکے لائیگی ہم فوراً قتل کرینگے شہنشاہ کو ہمارے امورات مین دخل نہین سار بان نادے کو گرفتار کرکے لاؤ بوٹیان کاٹ کے نگوڑے کی کھاجاؤن مین نے تو ایک ہی سحر مین کل لشکر کو نابینا کردیا تھا بی بران سینہ سپر ہوئین مجھکو کچھ نہ بن پڑا ایکی طبل جنگی مین خاتمہ ہی نہرین سبکو ڈھونڈھونگی صرصر نے کہا مین ابھی جاتی ہون عمرو کو گرفتار کرکے لاتی ہون لیکن ایک اچھا جادوگر اپنا مصاحب خاص رتبے مین گلگونہ و شبدیز سے بہتر میرے ساتھ کردیجیے جہان پر مین بتلادون وہ سحر کرکے عمرو کو پکڑلے کوئی مددگار بھی تو چاہیے عمرو چھلاوا ہی مجھسے لڑ بھڑ کے بھاگ جاویگا ساحر ہوگا وہ فوراً گرفتار کریگا یاقوت نے کہا سچ کہتی ہی منصرم جادو کو بلاؤ صرصر کے ساتھ جائے یاقوت نے جو پکار کر آواز دی خزانے کی کوٹھری مین سے ایک جادوگر سیہ فام بدانجام موٹا خنگا موتیون کے مالے پہنے ہوئے اکہ لوز تن بازوون پہ باندھے ہوئے حاضر حاضر کہکر سامنے آیا ملکہ یاقوت نے کہا اے منصرم جادو تنے سنا عیارون نے ہمکو بڑا ملال دیا گلگونہ و شبدیز کو قتل کیا تم بھی صرصر کے ساتھ جاؤ جسکو یہ بتلادین اسکو پکڑ و اگر عمرو ملجائے سر ہی کاٹ ڈالنا زندہ نہ چھوڑنا منصرم نے کہا حضور آتش قہر و غضب مین پھوک رہونگا مین عمرو کے نام سے جلتا ہون ابھی کتاب سامری پڑھ رہا تھا جا بجا یہی لکھا ہی عمرو کشندۂ ساحران ہی عمرو کی موت کسی کے ہاتھ سے نہین ہی جی چاہتا تھا اوراق سامری پھاڑ ڈالون اپنے بندون کے واسطے یہ بلا چھوڑ گئے عمرو کو جلاد ساحران بنایا ہم لوگون کو مجبور و ناچار کیا لیکن آج احکام سامری مٹادونگا عمرو کو قتل کرونگا صرف بی صرصر مجھکو بتلادین اگر آسمان پہ ہوگا پکڑ لاؤنگا میرے سامنے سے بھاگ کر کہان جاسکتا ہی صرصر نے کہا چلیے مین بتلادون منصرم جادو کے ساتھ ساتھ صرصر چلی راہ مین کہتی ہوئی میان منصرم ذرا ہوشیار رہنا سحر تیار رکھو جہان پر مین ہان کہون گولہ پھینک مارنا عمرو کو للکار لینا وہ بھی ہوا ہی میرے عشق کا دم بھرتا ہی بوالہوس مطعون و بدنام کرتا ہی مین تو تمکو دیکھکر بیقرار ہوگئی مرد ایسا صاحب شوکت و لیاقت ہو جیسے تم ہو یہ سنکر منصرم موچھون پر تاؤ پھیرنے لگا کہا ملکہ صرصر تمھاری مہربانی مین تو ایک ادنی حقیر ہون صرصر نے کہا چاند کے ٹکرے ہو مین تو حیلے سے تمکو نکال لائی ہون چلو کسی سبزہ زار مین بیٹھین دل بہلائین باتین کرین بقول کسی شاعر

قطعہ

که گل پنج روز است در بوستان　　چمن را تر و تازه آراستند

غنیمت شمر صحبت دوستان　　چو شبنم نشستند و برخاستند

کیسے کیسے حسین پیوند خاک ہوئے سرداران نامی کی قبر دن کے نشان نہین ملتے صاحبان طبل وعلم
حاکمان فوج وجاہ وحشم کیا ہوئے گھڑی دو گھڑی ہم تم بیٹھکر باتین کرین پھر عمرو کو بھی بتلا دینگے
ابھی گرفتار کرا لائین گے منصرم ہنستا ہوا خوشی خوشی ساتھ صرصر کے چلا جب جنگل مین آکر پہونچے
صرصر نے جامدانی کی دلائی اطلس کی گوٹ لگی ہوئی اُتار کر بچھا دی کہا آؤ بیٹھو کہین سے ایک گلابی
شراب کی لاؤ یا ہمین جا کر لائین ایسے مورکھ سے سابقہ پڑا سب کچھ بتلانا پڑیگا منصرم بھولا جاتا ہی
میخانے کی طرف دوڑا ابھی ٹلی سے جا کر ایک آنے کا ٹھرا خریدا ایک پیسے کے آلو کے کچالو تھوڑے کابلی مٹر
دو تین ہری مرچین نمک کی کنکریان لیکر دوڑا ہوا آیا کہا لو ملکہ سامان میخواری حاضر ہی صرصر
ہنس پڑی سر تھام کر کہا اچھے گنوار کے ساتھ تقدیر پھوٹی یہ کہکے جام لبریز کیا کہا لے بیچارے تجھے عمرو
سے لڑنا پڑیگا ایک جام تو پی لے انجام بخیر ہو۔ دو قدح نہ کرنا جیسے ہی صرصر نے ہنسکر جام دیا
منصرم جادو نے خوشی خوشی لیا اشعار پڑھکر پی لیا صرصر نے کہا زہر مار زہر مار منصرم نے کہا ملکہ
بڑی تیز شراب ہی رگ و ریشے مین دوڑتی دوڑتی پھرتی ہی مجھکو تو کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی بولنے
دو سو خداوندون کا جلوہ نظر آتا ہی صرصر نے کہا دوڑ کر اُکی ٹانگ لو منصرم جادو دوڑا دو قدم
چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا نعرہ ہوا منم سترِ برق فرنگی نعرۂ برق فرنگی سے منم برق رفتار و خنجر
گذار + منم یکہ لیکن گران بر ہزار + یہ کہکے سر کاٹ لیا رومال مین سر لیکر بھاگا کہتا ہوا مین بھی حصہ
پایا جنگل مین گیر و دار کی صدا بلند ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من منصرم جادو بود یہان یاقوت
اور حیرت باتین کر رہی ہین کہ صرصر اکیلی ٹہلتی ہوئی آئی یاقوت نے کہا ای صرصر کہو تمنے کیا کیا
ہمارا مصاحب کہان گیا صرصر نے کہا حضور کیسا مصاحب یاقوت نے کہا ہمنے منصرم کو تمھارے
ساتھ کیا تھا تم دعوی کر کے گئی تھین کہ عمرو کو گرفتار کرا لاؤنگی صرصر نے کہا مجھ غریب پر تہمت
نہ لیجیے مین تو آج کئی دن کے بعد بارگاہ مین آئی حیرت نے کہا لو ملکہ یاقوت غضب ہوا یہ بھی
کوئی عیار تھا آنکھون مین خاک جھونک کر سامنے سے منصرم کو لگا کے لیگیا یاقوت نے کہا ملکہ تمنے
پہلے نہ کہا حیرت نے کہا مین کیا شہنشاہ بھی تو بیٹھے ہین کسی نے خیال نہ کیا چالاک و قران
نے عیاری کی مجھ پر یہ بھی برابری پر چالاک کی مرتا ہی گھر مین سے آکے ساحر کو بلا کے لیگیا یاقوت
نے پلٹ کر طرف میز کے دیکھا عقاب جو بنا ہوا رکھا تھا اُسنے آہ کی اور جلکر رہگیا آواز آئی میرا مالک مارا گیا

لشکر کا انتظام اسی کے سپرد تھا کچھ جادوگر جو پھرتے ہوئے جنگل مین گئے دیکھا منصرم کا سر کٹا ہوا لاش پڑا ہوا ہے اٹھا کر سامنے یاقوت کے لائے شور گریہ وزاری بلند ہوا یاقوت نے کہا ای شہنشاہ اب آپ جا کر اپنی بارگاہ مین بیٹھیے ہم اپنی رائے پر انتقام کرینگے اگلی مرتبہ کی میدان داری مین نخروسن کا سحر آبدار دشمن کش اس جوش و خروش سے ہوگا کہ دشمن اپنی جان سے بیزار ہو جائین دیکھون بی بران کیا کرتی ہین ملکہ یاقوت اپنے لشکر مین مصروف انتظام سحر بہر افراسیاب جادو بارگاہ مین آکر بیٹھنے نہین پایا ہی کہ کوہ عقیق سے دوسرا نامہ آکر پہونچا درشند توسن حصار سے ہوتا ہوا آیا ہے نامہ افراسیاب نے لیا وہی لقا کا سوال کہ کسی جادوگر کو نہین بھیجا افراسیاب اٹھ کھڑا ہوا ایک دستک دی بہ قہر و غضب تمام پکارا اٹھا ای معذور آدم خوار مع فوج حاضر ہو حیرت نے دیکھا زمین شق ہوئی ایک ساحر مہیب الشکل عجیب و غریب ایک جوان کو پنجے مین پکڑے ہوئے اژدر پر سوار زمین سے نکلا وہ جوان پنجے مین پھڑک رہا ہی یہ اسکا گوشت نوچ نوچ کر کھا رہا ہے آکر افراسیاب کو سلام کیا کہا ای شہنشاہ کیا حکم ہوتا ہے افراسیاب نے کہا ای معذور آدم خوار خدمت خداوند لقا مین جاؤ دشمنان قدرت کو چیر پھاڑ کر کھا جاؤ عیارون کا خیال رکھنا حمزہ صاحب اسم اعظم ہے اس سے اپنے بچانا جہانتک ہو سکیگا ہم اور مدد بھی روانہ کرینگے معذور نے عرض کی غلام کو عذر کیا میری فوج کیا کم ہے ابھی فوج طلب کرون حضور کے سامنے انتظام ہو جائے یہ کہکر ایک چیخ زور سے ماری دیکھا زمین شق ہوئی بارہ ہزار اژدر سوار پیدا ہوئے سب نے معذور آدم خوار کو گھیر لیا معذور کو افراسیاب نے نامہ دیا زبانی بھی کہا قدرت سے عرض کرنا غلام برائے قدمبوسی حاضر ہوگا لیکن ای معذور خبردار غرور نہ کرنا انکسار پر کمر باندھنا بہت احتیاط سے لڑنا اگر قدرت کو تنے بالائے قیطول پہونچا دیا بڑا مرتبہ پاؤگے مشیر قدرت کہلاؤگے عرض کی حضور ملاحظہ کرینگے یہ کہکر اژدر کو اڑایا طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوا اسکو راہ مین چھوڑو وقت پر حال تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان کوہ عقیق گلزار سلیمانی حال لشکر لقا و صاحبقران پہونچنا معذور کا عین گرمی جنگ مین بر سر کوہ عقیق و آمد لقا بدار زرین پوش و دیگر حالات متعلق داستان خمسہ

پالے صیاد کے اللہ نہ ڈالے بلبل	دشمنون کو نہ کرے اسکے حوالے بلبل
گل کا گر لطف اٹھانا ہی اٹھالے بلبل	دید گل کے تجھے پڑ جائین گے لالے بلبل

پڑگئی گر کسی صیاد کے پالے بلبل

نہین معلوم یہان جی بھی لگے یا نہ لگے
بخدا جان کے پڑجاتے ہین لالے پیچھے
ہی خزان فصل بہاری سے چمن مین پہلے
پہلے گلشن کی ہوا دیکھ لے رکھے چندے

آشیان کی تو ابھی طرح نہ ڈالے بلبل

جانا لازم نہین جبتک نہ مکان مین ہو مکین
مین تو گلگشت کرون رشک سے وہ ہو غمگین
مجھکو زنہار گوارا نہین بلبل ہو حزین
بے اجازت مین قدم باغ مین دیکھے گا نہین

مجھسے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل

فصل گل مین جو عنادل کو کریگا غمگین
پاس خاطر تجھے لازم ہی مناسب یہ نہین
ہمصفیران چمن تجھکو کرینگے نفرین
دست انداز نہو گل پہ ابھی اے گلچین

صبر کر صبر ذرا باغ سے جالے بلبل

ایک مدت سے ہی گلزار مین بے سر البتر
مجھکو افسوس ہی اس بات کا ہو نہین ششدر
صحبت گل بھی میسر ہی تجھے آٹھ پہر
کس طرف جائیگی برداشتہ خاطر ہوکر

باغ کیون کرتی ہی گلچین کے حوالے بلبل

قید بے رحم سے کر شکر رہائی پائی
بخبر انکی دعا تجھکو یہانتک لائی
ہمصفیرون سے نہ کر شکوۂ بے پروائی
باغ تک خانۂ صیاد سے اُڑکر آئی

بارے پھر تو نے پر و بال سنبھالے بلبل

پھرتے ہین گھات مین صیاد کئی دربدر
ہمصفیرونکی نہین بند سے بہتر کوئی شی
شکر کر ہو رہ گلزار اگر خیر سے طی
دام مین پھنسکے نکلنا ترا ناممکن ہی

تا بمقدور پر و بال ہلالے بلبل

حق بجانب ہی نہین قول یہ رعنا کا فضول
طوطی ہند ہی وہ بات مین جھڑتے ہین پھول
مختصر کہدیا بہتر نہین اس بات کا طول
جیتے جی رنج کریگا تو ابھی جائیگی بھول

کہدے گلچین کہ زبان اپنی سنبھالے بلبل

چہرہ رہروان منازل جانبازی دھول لنندگان جادۂ صحرائے خارستان سرفرازی راہ جنگ وجدل کو

سرفروشان جانباز سرسے طی کرتے ہین شعر مرصع خیال سخن آفرین ؎ سخن را بہ کرسی نشانند ہمچنین ؎ استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے مصنف لکھ چکا کہ لقا نے ایسی شکست فاش کھائی تھی کہ دروازہ باغ مینا کا بند کر لیا کئی دن باغ سے لقا نہ نکلا صاحبقران زمان نے قلعہ کو گھیر لیا لیکن آب و دانہ نہین بند کیا جب کئی دن اِس رنج و ملال مین گذرے سلیمان عنبرین موے کوہی جھلایا کہا یا خداوند در باغ سے باہر تشریف لیچلیے بارگاہ جہان نما استاد ہو بختیارک نے کہا اے پہلوان دوران اہل اسلام جھلائے ہوئے ہین ایسا نہو قدرت پر دست انداز ہون قدرت کو وہ سندے سبت عزیز ہین قدرت تقدیر برباد ی اہل اسلام نہ کرینگے جفا اُٹھائین گے قلعہ بند رہینگے مقابلہ کرنے والا کوئی آجائے تو بارگاہ جہان نما استاد ہو سلیمان نے کہا میرے نام پر طبل جنگی بجوائے اب مین نہ مانونگا مجھے بڑا ملال ہے کیسے کیسے بھائی میرے مارے گئے عزیزدار قتل ہوئے مین نے قدرت کے حکم کی تعمیل کی جب سلیمان نے بہت کہا بختیارک نے دروازہ کھلوایا بارگاہ گیتی نما استاد ہوئی لقا اگر تخت نخوت پر بیٹھا ذرا جو آرام ملا یکبار اُٹھا مسن جبہ تقدیر کردم قدرت دیگر ہین مگر سخت گیر ہین قدرت نے تقدیر کی کہ کل سب باغی ہاتھ سے سلیمان عنبرین موے کوہی کے مارے جائین ہاتھ سے پہلوان قدرت کے امان نہ پائین یہ کہکر طبل جنگی بجوایا سلیمان عنبرین موے کوہی تو بھول گیا کہ قدرت نے تقدیر مضبوط کی بختیارک نے کہا اے سلیمان قدرت کی تقدیر پر نہ بھولنا تقدیر قدرت و تدبیر ما بدولت جب موافق ہو تب کام چلے مین تدبیر نہین کرتا کوئی اہل اسلام نہین مارا جائیگا لیکن میری کتاب نذی مین نکلا ہے کہ کل ہنگامہ عظیم برپا ہوگا صدمۂ عظیم اہل اسلام کو پہونچیگا انجام اُسکا شکست قدرت کی تقدیر گر زیر بختیارک پر بہت خفا ہوا گالیان دینے لگا کہا تجھے تقدیر قدرت مین کیا دخل ہے بختیارک نے کہا میرے دخل کا حال آپ کا دل خوب جانتا ہے جو کہتا ہون وہی ہوتا ہے لیکن اِس لشکر کے لوگ ایسے نالائق ہین کہ معقول نہین ہوتے آخر مین سر پر ہاتھ دھر کر روتے ہین جواسیسان لشکر اسلام نے جو خبر طبل جنگی کی پائی خبرین لیکر چلے یہان بادشاہ جمجاہ بارگاہ سلیمانی مین مع سرداران تہمتن جلوہ فرما ہین صاحبقران زمان فرما رہے ہین کہ یارو کچھ حال طلسم ہوشربا دریافت ہوا اب تو ساحرون کا آنا بھی موقوف ہوگیا بالکل خبر نہین ملتی جواہر نے کہا حضور جب وہ ساحر آیا تھا سرمست نام اُسکی زبانی معلوم ہوا تھا کہ خواجہ عمر و لوح کی تلاش مین سرگردان ہین حجرۂ ہفت بلا کھلا ہے ساحران بے نظیر سے مقابلہ ہے

روز جنگ تازہ آفت و مصیبت کا سامنا ہی مگر قبلہ و کعبہ ثابت قدم ہین کہ اتنے بڑے بادشاہ سے لڑ رہے ہین پلک نہین جھپکاتے تیور پر بل نہین ہر وقت لڑائی مین کہہ یہ بلا بھی رد ہو اب حضور جو کوئی آئیگا پہلے اسی خبر کو دریافت کرینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر موجود ہوے ہاتھ اُٹھاکر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے قطعہ

که تا سبزه روئیده باشد بباغ
گل سرخ تابد چو روشن چراغ
نگین سعادت بنام تو باد
همه کار عالم بکام تو باد

آج بعد کئی دن کے زمرد شاہ باختری داخل بارگاہ گیتی نما ہوا سلیمان عنبرین موے کوہی نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا کل اُسکا ارادہ ہی کہ معرکہ آراے نبرد ہو ہوشربا کی خبر حضور نہین ملتی اتنا دریافت ہوا کہ پانچوان حجرہ کھلا ہی استاد نے یہ دریافت کرلیا کہ بدیع الزمان زندہ ہین صاحبقران نے فرمایا خدا میرے یار وفادار کی آبرو ساحرون کے ہاتھ سے بچائے جس ہنگامے مین جاکر اسد غازی پڑ گیا ہی ایسا معرکہ کبھی ہمکو درپیش نہوا خدا اُسکی جان بچائے بارہ برس کے بعد عمرو نے دریافت کیا کہ بدیع الزمان زندہ ہین یاد خیال کرو کہ ایسا بڑا طلسم وسیع ہی عمرو ایسا ڈھونڈھنے والا اُسکو بارہ برس کے بعد پتا ملا قید خانہ دریافت نہین ہوتا ورنہ اتنک عمرو رہا کرلیتا بعید عظیم ہی رسائی وہانتک دشوار ایرج نوجوان گئے اُنکا کچھ حال دریافت نہوا اتنا تو تاجرون کی زبانی سنا تھا کہ راہ مین ایرج نے کئی ملک فتح کیے بڑی شوکت و شان سے جاتا ہی وہ اسد کا عاشق صادق ہی اسی جواہر نقار خانۂ سکندری مین حکم دو نقارۂ رزمی بجے جواہر بن عمرو نقار خانۂ سکندری مین آیا قلایۂ چینی و کبایۂ چینی داروغۂ نقار خانہ نذرین لیکر سامنے جواہر کے آئے جواہر نے نذرون پر ہاتھ رکھا چوب اُٹھاکر لگائی نظم

ز ناہید مریخ کرد این سوال
بگفتا کہ نا طبل اسکندر است
جہان را اگر روز آخر رسید
کز آواز او گوش گردون کر است
چو بر طبل اسکندر آمد دوال
سرافیل صور قیامت دمید
طبل جنگ بید رنگ بجا لشکر ظفر

اثر مین مشہور ہوا کل کوہیان پُر دغا سے مقابلہ ہی سلیمان عنبرین موے کوہی نے ارادہ کیا ہی دیکھین کل فلک کیا رنگ دکھاے غازیون نے کہا یار و کوہی نامرد بودے ہمارے ہاتھون کی شکستین کھائے ہوے صدہا مرتبہ بھاگ چکے اور میان سلیمان عنبرین موے کوہی کیا کرینگے انشاءاللہ یہان کے جوانان شیر دل جا پڑینگے دل مین امنگ ہر اک کو آرزوے جنگ ہی چار پہر رات تیاری مین گذری جبکہ آفتاب عالمتاب بصد رعب و داب چرخ اخضری پر برآمد ہوا اپنے نور سے تمام عالم کو پر نور کیا

لشکر خیل خیل ذیل ذیل قشون قشون طرف میدان کارزار کے چلا صاحبقران مسجد گرباس مین تشریف لائے نماز سحر سے فراغت حاصل کر کے دست دعا بلند کیے عرض کی اے خالق بے نیاز اے رحیم کارساز دشمنون پر مظفر و منصور کرنا آنکھون سے صاحبقران کے آنسو جاری رجوع قلب سے دعا مانگتے ہین ہر مرتبہ یہی دعا ہے کہ تو خالق کبریا ہے راہ جہاد مین ثابت قدم رہون کفاران پر دغا کو پشت نہ دکھاؤن زخم کھانے سے لذت ملے غنچۂ آرزو کھلے تیری راہ کی مصیبت مین بلغ باغ رہون خوشی خوشی ہر داغ سہون اِس اثنا مین مقبل وفادار غلام صاحبقران عالی وقار حاضر ہوا قدمبوسی کر کے عرض کی بادشاہ جمجاہ برآمد ہوا چاہتے ہین حضور تشریف لیچلین صاحبقران نے گنٹھے کو بوسہ دیکر سجادے پر رکھا مقبل نے سجادہ لپیٹا صندوق سلاح لایا امیر نے پیراہن بزرگان دین زیب جسم کیا خود حضرت ہود سر پر رکھا زرہ حضرت داؤد کی زیب جسم کی تیغہ صمصام و قمقام نیمچۂ سہراب یل تیغۂ عقرب سلیمانی سپر گرشاسپ نوجوان خنجر رستم گرز سام بن نریمان سلاح جنگی ذات پر آراستہ کر کے برآمد ہوئے سرداران صف شکن ساتھ ہو لیے جلوخانۂ شہنشاہی مین آئے عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخیون پر کھنچا آمد سلطان گیتی ستان کی ہوئی اول چند طفلان ماہ طلعت مہرصورت لگنے کے لوٹے ہاتھ مین لیے ہوے عودسوز عنبرسوز روشن سامنے سے گذرے اُنکے بعد کہاریان حور پیکر سمن بر غنچہ دہن کبک رفتار شیرین گفتار تخت شہنشاہی لیے ہوے برآمد ہوئین اول مجرا صاحبقران کا ہوا نقیب نے آواز دی قبلۂ عالم سلامت صاحبقران زمان تشریف لاتے ہین بادشاہ جمجاہ نے بہ خندہ پیشانی سینے پر ہاتھ رکھا امیر کے بعد لندھور و مالک و بہرام و جمہور و فرامرز وغیرہ مجرے سے مشرف ہوے شہنشاہ کو گھیر لیا اس جاہ و حشم سے فردوس دشت شہ کی سواری چلی کہیے تو کہ باد بہاری چلی نقارخانۂ سکندری و نقارخانۂ سلیمانی بجتا ہوا روشن چوکی کی صدا بلند بھیرون کے سرون مین تانین مارے ہوئے اشعار دعائیہ گاتے بجاتے صاحبقران میدان کارزار مین تشریف لائے تخت شہنشاہی قلب سپاہ مین مانند دل کے قائم ہوا صاحبقران چالیس قدم آگے بڑھ کر بہ مرتبۂ صاحبقرانی زیر سایہ علم اژدہا پیکر جلوہ فرما ہوے صفین جمنے لگین اُدھر سے لشکر لقا و سلیمان عنبرین موے کوہی اونچی بنا ہوا گینڈے پر سوار کوہ بالاے کوہ تمام لشکر کو ہیان اُبلا ہوا ہر شخص اپنے دور کا بے گھوڑون پر سوار گینڈون کو اڑاتے ہوے نشان کفر و ضلالت سیاہ شتہ ہاے علم دونون لشکر میدان

کارزار مین پہونچے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین بلیچہ کارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا
تبرداروں نے نخل کاٹے جھاڑیان جھنڈیان صاف کین نقیبون نے نقابت کی سلیمان عنبرین موے
کوہی نے گنبدہ صف سے نکالا لقا کو آکر سجدہ کیا دست بستہ عرض کی یا خداوندا اجازت میدان بختیارک
نے کہا اے پہلوان تمہارا میدان مین جانا تو بہت شاق ہے تمہاری وجہ سے قدرت نے یہان رہنے کا ارادہ
کیا جتنے عرصے تک قدرت یہان رہے اتنا کسی زمین کو سرفراز نہین کیا جس ملک مین گئے ہفتے دو ہفتے
مین اسکو تباہ و برباد کیا چلے آئے تمہارے یہان سے اسقدر محبت ہوئی سالہا سال گذرے اب
تمہاری خواہش ہے کہ قدرت چلے جائین جب تو تمنے قصد میدان کارزار کیا اور پہلوانون کو بھیجو
تم میدان کارزار مین نہ جاؤ اندھے کی ایک ہی لاٹھی ہے سلیمان نے جھلا کر کہا ملک جی مین کیا کسی
بابہ کمی کا رکھتا ہون آجتک تمنے مجھکو ایسی ایسی باتین کرکے روکا ابتک لڑتا بھڑتا دشمنون کا خاتمہ
ہوجاتا بختیارک نے کہا ہمین دعا دیجیے ہمنے آپ کو روک روک بچایا ورنہ ابتک بہشت نصیب
ہوتے یا مسلمانون کے قریب ہوتے سلیمان عنبرین موے کوہی نے غصے مین جواب دیا کہ مین آج
ہی لڑائی کا خاتمہ کیے دیتا ہون صاحبقران کو للکارونگا ٹوک کر انھین کو مارونگا بختیارک
پیٹنے لگا کہا اے سلیمان خبردار ایسا ارادہ نہ کرنا اور ہر ایک سے مقابلہ کرو حمزہ ستیزندہ ناگزیندہ
لقب ہے بڑا بندۂ بے ادب ہے اسکے سامنے سے زندہ پلٹنا دشوار ہوگا سلیمان نے کہا ملک جی کیا
حمزہ کے چار ہاتھ ہین جب افسر کو مار لڑائی فتح ہوگئی پھر کوئی منھ پہ نہ چڑھے گا مقابلے کو نہ بڑھے گا
بختیارک سر پیٹتا رہا سلیمان غصے مین ابروون پر بل بہ قہر و غضب تمام میدان کارزار مین
پہونچا بختیارک یہان باتین بنا رہا ہے کہتا ہے یارو آج سلیمان نے بڑا قصد کیا ہے کہ ہیو
نذرین مانو خداوندون کو پکارو کہ تمہارا افسر زندہ واپس آئے حمزہ گشتندۂ دلیران قاف ہے
جب اسکی تلوار کھنچی میدان صاف ہے کسی نے آج تک اسکی پشت زمین سے نہین لگائی فنون سپاہگری
مین طاق شہرۂ آفاق یکہ تاز میدان جلالت شہسوار عرصۂ صولت و شوکت کوہی بختیارک
کو گالیان دے رہے ہین کہتے ہین عجب منافق دورنگی ہے فال بد منہ سے نکالتا ہے ہمارے آقا
کے زور و ضرب سے ابھی آگاہ نہین ہے اتنے بڑے ملک کوہستان کا بادشاہ برسون لڑکر گر موسکہ اپنے
نام کا جاری کیا کیسے کیسے سرکشون کو مار العجب افسر کہتے ہین بختیارک بھی سچ کہتا ہے حقیقت مین

آج تک حمزہ کو کسی سے مغلوب ہوتے نہین دیکھا جس سے لڑا غالب آیا ہمارے آقا نے جو کہا ہر
وہی کرینگے ضرور حمزۂ عرب سے لڑینگے سلیمان عنبرین موے کوہی نے فنون سپاہگری دکھا کر آواز
دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو مجھسے نکلکر مقابلہ کرے خود صاحبقران زمان نکلین
تو احوال معلوم ہویا تو لندھور و مالک وغیرہ پودھون پہ ہاتھ ڈالے کھڑے تھے کہ جاکر سلیمان
سے مقابلہ کرین اب سبھون نے سر جھکا لیے سلیمان عنبرین موے کو ہی نام صاحبقران لیکر للکار رہا ہی
امیر نے جواہر بن عمرو سے کہا میدان کو قرق کرو جواہر نے بلندی پر آکر آواز دی ای سرداران
شمشیر زن و ای غازیان صف شکن صاحبقران زمان میدان کارزار مین تشریف لیجائینگے جواہر نے
بھی آواز دی تمام سردار پیدل ہوے صاحبقران کو گھیر لیا صاحبقران سامنے تخت شہنشاہی کے
آئے سعد بن قباد والا نژاد نے تخت رکھوا دیا عرش کی حد عالی تبار عنایت پروردگار سے آپکے
سرداران جانباز و غازیان سرفراز آمادۂ حرب و پیکار ہین آپ نہ تکلیف فرمائیے صاحبقران نے فرمایا
ای شہنشاہ لشکر اسلام آپ تو میرے قرینے سے آگاہ ہین وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی اجازت میدان
کارزار عنایت فرمائیے تمھارے والد نامدار قباد شہریار نہایت کمسن تھے مغربیون سے مقابلہ پڑا اسکندر
بن ہیکلان عاد مغربی کا بیٹا خلف عاد اسکا نام تھا نہایت پہلوان زبردست بختیارک نے
اُسکو بہکایا اُسنے یہ کہکر طبل جنگی بجوایا کہ قباد سے مقابلہ کرونگا تمھاری حد انتہا کی بیقرار تھین
کل اہالیان لشکر میرے قانون کو بُرا کہتے تھے کہ یہ قانون کیون مقرر کیا ایک ذلیل بادشاہ جلیل کو
پکارے کیونکر وہ لڑے لیکن اُس جنت آرامگاہ نے میرے قانون کو برقرار رکھا اُس دیو خصال کے
مقابلہ مین گئے بہ قوت پروردگار اُس نابکار کو جہنم واصل کیا پس مین کیونکر جو کون مین قانون جاری
کر چکا سب تو پابند ہون مین اپنے حکم کو ترک کردون بادشاہ نے مجبور ہو کر جام کلاہ عفریت مرحمت
فرمایا صاحبقران نے نوش کر کے عادی کو دیا آپ بسم اللہ کر کے پشت اشقر پہ سوار ہوے کل لشکر
کے علم جلوہ گری پر آئے طبل سکندری پر چوب پڑی نقارخانۂ سلیمانی بجا شقہ ہاے علم اژدہا پیکر کھلے
اس شوکت شان سے صاحبقران طرف میدان کارزار کے چلے اشقر طرارے بھرتا ہوا دم سے
جنور کرتا ہوا مثل باد صرصر جاتا ہی فرد غل طائرون مین ہی کہ عجب راہوار ہی + تخت ہوا پر آج سلیمان
سوار ہی دیگر شبدیز فکر بھول گیا ڈھنگ چال کا ہی باگ کہکشان کی دہانہ ہلال کا +

راکب نے سانس لی کہ وہ کوسون روانہ تھا + تار نفس بھی اُسکے لیے تازیانہ تھا + سلیمان سے اگر
لگا ور زن ہوے سلیمان عنبرین موے کوہی جوان دیو حضال رستم جدال فنون سپاہگری مین طاق
شہرہ آفاق نیزہ اُٹھاکر جا پڑا امیر سے نیزہ چلنے لگا برج خاکی سے ستارے چلبلا رہے ہین گھوڑون
کی گشت سے زمین تھرآرہی ہی پہر بھر کامل نیزہ چلا آخر صاحبقران نے بند صاحبقرانی کا نمٹا ہلہ مارکر
گھوڑا اڑایا سلیمان کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا مثل خط شعاع آسمان پر چمکا مثل تیر شہاب زمین پر آیا
چار جانب سے احسنت و آفرین کی صدائین بلند ہوئین سلیمان عنبرین موے کوہی نے تیغ برق
تاب کھینچا بہ تعجیل ہاتھ مارا صاحبقران نے مرکب کو گدگدایا منظور ہوا زیر بغل جاکر تلوار کو رد کردن
بن پڑے تو لپٹ پڑون تلوار چھین کر پھینک دون کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھالون ولولۂ جرأت مین
جو مرکب بڑھایا وہان پر موشخانہ تھا گھوڑے نے سکندری کھائی گرد اسپر کا سر سے ہٹا خود سر سے
گرا سر برہنہ پر سلیمان عنبرین موے کوہی کا ہاتھ پڑا قریب تھا صاحبقران کے دو ٹکڑے ہون
جلدی مین دستانہ مارا زخم کاری سر پر آیا اتنا بڑا زخم کاری کھاکر صاحبقران نے ہاتھ تیغۂ عقرب
سلیمانی کا مارا سلیمان نے گرد اسپر کا اُٹھا دیا سپر کے دو ٹکڑے ہوے وہان سے تلوار گری خود دو مغفر
کاٹ کر سر پر جھکی اسی قدر زخم سر پر سلیمان کے بھی آیا سلیمان نے بھی دستانہ مارا سر سے تو تیغہ
نکل گیا لیکن اِس زور مین جاتا تھا کہ تڑپ کر تلوار گردن کرگدن پر گری گینڈے کی گردن قلم
ہوئی لبس کوہیون نے جانا ہمارا افسر مارا گیا سلیمان شہسوار تھا گینڈا تو زمین پر گرا یہ کود کر الگ
ہوا کوہیون نے گھوڑے بڑھا دیے ہر چند سلیمان نے پکار کر کہا یارو قصد مغلوبہ نہ کرو دوسری سواری
کو گینڈا بھیجو ستر لاکھ فوج جمی کھڑی تھی کسی نے نہ سُنا بلوہ کرکے جا پڑی صاحبقران نے شدۂ تحت الحنک
سے زخم سر کو باندھا گھٹا کفر کی جو آتے ہوئے دیکھی نعرہ کرکے تیغۂ ہلالی کھینچکر جا پڑے نعرۂ صاحبقران
ع امیر عرب ضیغم روزگار + بحکم خدا بستہ شمشیر چار + یکے تیغ صمصام و قمقام نام + یکے تیغ عقرب
یکے ذوالحجام + بین کافران از جہان پاک کرد + سر سرکشان جملہ در خاک کرد + اِدھر سے
دارائے ہند لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران فوج ہندوستان ساتھ لیکر
بڑھے ہندیان جلالت شعار سرداران نامدار تلوارین کھینچکر جا پڑے لندھور نے بھی نعرہ کیا ع
جزیرہ ہاے دریا اگر فتحم تا بہندستان + اگر نامم نمی دانی منم لندھور بن سعدان + انکے سردار جلالت آثار

دونون فرزندان نامدار ارشیون پر نیزاد و فرہاد خان یک ضربی پہلوانان زبردست ہمعصر لند ہو کر تلوارین کھینچکر لشکر کوہیان پر جا پڑے ہندیون کی لڑائی شمشیر زنی مین بیباک لڑائی مین جیت و چالاک ململ کے انگرکھون پر تلوارین کھارہے ہین جرأت جلالت دکھا رہے ہین منھ پر تلوار کے جا پڑے ہنس ہنس کے لڑ رہے ہین دوسری جانب سے سپہ سالار دست چپ کا نعرہ ہوا منم مالک اژدر و صاحب نیزۂ دو سر غلام نبی و چاکر حیدر نعرۂ مالک ؎ منم مالک اژدر خشمگین + سپہدار در لشکر اہل دین + تمام عرب خود و زرہ سے آراستہ جوانان عالیوقار اسی ہزار نیزہ دار گھوڑون پر جا پڑے نیزے چلنے لگے ایک جانب سے طنبور گڑگڑا یا بگل بجا نعرہ ہوا منم رستم پلیتن و پلکن کشندۂ قوی ہیکل ہندی علمشاہ نوجوان فرزند رشید صاحبقران نعرۂ رستم ؎ علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بخت عدو و اقگند شور + گورون کی پلٹنین قواعد سے آگاہ جمی ہوئی سپاہی وردیان عمدہ پہنے ہوئے جا پڑے لیکن قواعد سے اپنے لڑ رہے ہین جب تیر چلے افسر نے بولی بولی سب لیٹ گئے وار کو دشمن کے یون خالی دیا اب جو اٹھے سنگینین پکڑکر جا پڑے ہزارون کو مارا ایک طرف سے شہنشاہ چین و ماچین اسی ہزار چینیون سے جا پڑا نعرہ کیا نعرۂ بہرام ؎ منم گرد بہرام خاقان چین + کہ از ہیبت من بلرزد زمین + یہ بھی لڑنے لگے دست چپ کی طرف سے شاہزادہ ملک طرطوس جمہور تیر زن نعرہ کر کے جا پڑا نعرۂ جمہور ؎ نامم شدہ در سلک جوانان تہمتن + جمہور جہان سوز شہنشاہ تیر زن + ایک طرف سے نعرہ ہوا منم صفدر وصف شکن شاہزادۂ ہاشم تیغ زن نعرۂ ہاشم ؎ منم شیر صولت پل صف شکن + شہ نامور ہاشم تیغ زن + ایک جانب سے چراغ بزم صاحبقرانی اسفندیار گیلانی نے نعرہ کیا نعرۂ اسفندیار ؎ چو اسفندیارم شہ نامدار + شدہ در جہان نامم اسفندیار + ایک جانب سے رستم سرزمین مغرب فرامرز بن عاد مغربی نے نعرہ کیا بڑے زور و شور سے میدان مین آیا ؎

جہان پہلوانم یل نامدار
بسر خواندۂ شاہ اشقر سوار
بمیدان جنگاہ رستم نژاد
شہنشاہ مغرب فرامرز عاد

یہ سب سردار نعرے کر کے جا پڑے کہ طبل سکندری پر چوب پڑی نقارۂ سلیمانی بجا بادشاہ لشکر اسلام کا نعرہ ہوا نعرۂ سعد بن قباد ؎

منم شاہ شاہان فریدون حشم
بہار گلستان کاؤس و جم
چراغ شبستان صاحبقران
فروزندۂ تاج و تخت کیان
منم سعد فرزند قب بادشاہ
شہنشاہ اسلام عالم پناہ

دونون لشکر خوب لڑے ہزارہا

لاشہ گرا امیر زخمی ہوے سلیمان عنبر بین موے کوہی بھی زخمی ہوکر بیہوش ہوگیا کوہیون نے ہوادار
پر سوار کر لیا دو سپہ سالار اُسکے منصور زاغ چشم خرس دندان و ناصر زاغ چشم خرس دندان فوجون
کو لڑوا رہے ہین فوج لقا سنجانی و باختری یہ تو ہمیشہ دور سے لیا لیا کرتے ہین جان کے بچانے
پر مرتے ہین بھاگنے کی شرم نہین جانبازی پر گرم نہین بلوہ کرتے ہین جہان کوئی سردار اسلام انکی صف
پر آیا یا خداوند یا خداوند کہتے ہوے ہٹ آتے ہین ہر طرح جان بچاتے ہین لیکن صاحبقران زمان
اُسی زخمداری ہین دریاے خون مین نہائے ہوے سر دشت جنگ ہین دریاے لشکر مین غوطہ مارا نہنگانہ و
پلنگانہ لڑ رہے ہین پرے کے پرے درہم و برہم کر دیے بادشاہ جمجاہ نے آتے ہی سات سو نامدار گرد بڑی
صولت و شوکت سے لشکر لقا پر آ پڑے جب وار کیے سات سو نامدار کی تلوار چلی سات سو سر اڑا خون
کا ایک مرتبہ بلند ہوا سات سو لقا پرست ایک مرتبہ واصل جہنم ہوے پرے کے پرے درہم و برہم ہوے فوج
لقا نے شکست کھائی بادشاہ طرف تخت لقا کے بڑھے اُسکے تخت کے آگے پہلوان جمے ہوے لڑ رہے تھے
بادشاہ نے آکر ضیغم خون آشام کو لوٹا ضیغم ہمیشہ کا زخم نصیب نام سے لڑائی کے ڈرتا ہے لیکن بختیارک
نے آواز دی اے خالو سے قدرت قدرت تقدیر فرماتے ہین بادشاہ کو قتل کر ضیغم بھروسے پر تقدیر کے
جا پڑا بادشاہ پر ہاتھ مارا بادشاہ نے تیغہ صمصام پر وار اُسکا کاٹا جواب مین ہاتھ مارا ادھر ضیغم
زخمی ہوا ادھر باوصف زخم کھاکر بھاگا لقا کو برا بھلا کہتا ہوا کمبخت ہمیشہ میرے واسطے برائی چاہتا ہے
تقدیر شکست کرتا ہے ضیغم کا زخمی ہونا پر الٹا باختریون کا جی چھوٹا بادشاہ لڑتے ہوے قریب تخت لقا
پہونچے لقا نے آواز دی اے بندۂ مغضوب خبردار قدرت کے قریب نہ آنا بادشاہ غصے مین تھے مگر
سنس ٹرپے قریب پہونچے پہونچے لقا نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے خالی دیا سر اُس خود سر کا جھکا اوپر
سے بادشاہ نے ہاتھ مارا فرق قدرت شگافتہ ہوا غل مچانے لگا اے بندگان من دیدی قدرت مرا قدرت
کو بچاؤ یہ بندہ بے ادب نہین مانتا بہت سے پہلوان آ پڑے فیلبان نے ہاتھی ہٹایا اُدھر لندھور
و مالک نے منصور کوہی کو زخمی کیا لشکر لقا نے فرار برقرار کیا کوہی بھی بھاگے بادشاہ تعقب لقا
کرتے ہوے جاتے ہین اس خیال سے کہ آج اس بھگوڑے کو پکڑ لون ایک جانب سے نعرۂ شیر کی
آواز آئی گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ لشکر زہر دبے ایمان
صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان مع اپنے سرداران نامی لڑتے

ہوے آمنے تھے وہین سے نعرہ کیا نعرہ نور الدہر سے نظیر حمزہ صاحبقران بہ خشم و بہ قہر + شہ ستارہ
حشم شاہزادہ نور الدہر + ایک جانب سے سرداران نور الدہر بڑھے ہزبر بیشۂ کلنگان صاحب سالور
گران صف شکن و صفدر طہماس بن عقول دیو پرور وصبہ ران ماہ منظر و دراج دُرّ دُرج گوہر
وزرہاب خان و سہیل ستارہ حشم و کیوان انجم سپاہ ان سرداروں نے جو اس مقام پر جم کر
شمشیر زنی کی لقا دریاے خون مین نہایا ہوا ہاتھی سے کود پڑا پیدل بھاگا غل مچاتا ہوا اے بندگان
من قدرت کو بچاؤ کوہیون نے بڑھکر دم شمشیر سے گلے ملا دیے سرداران صاحبقران نے طبقے
زمین کے ہلا دیے لقا کا قصد ہوا باغ مینا مین بھاگ جاؤن سرداران نور الدہر آکر خندق پر
جم گئے کہ اگر ادہر آئے تو بچیا کو پکڑ لین اب لقا مثل صید خائف نہ روے رفتن نہ راہ ماندن کبھی بھاگتا ہے
کبھی پہلوانون کو پکارتا ہے یارو دوڑو قدرت کو بچاؤ اسوقت جانبازی نہ کروگے تو قدرت سبکو سنگ سیاہ
کر دیگی بختیارک نعرہ دوڑتا پھرتا ہے پہلوانون کے نام لیکر پکار رہا ہے ارے یارو اسوقت قدرت
بدحواس ہین اگر سینہ سپر کرو قدرت کے سبب سے تم سبکی آبرو ہے ورنہ گلی گلی کی ٹھوکرین کھاؤگے
ایک ہی لڑائی مین ہاتھ سے فرزندان حمزہ کے مارے جاؤگے کبھی تیراندازون کو لاتا ہے گوشہ پکڑ کر انکو
لڑواتا ہے جب کوئی سردار آپڑا تیرانداز تبلا کے بھاگے سہم گئے گوشہ گیر ہونے پر مرتے ہین تیر سے زیادہ
بھاگتے ہین لشکر لقا کی یہ کیفیت ہے اہل اسلام کی صف شکنی صفدری آج لاکھون لقا پرست مار گیا ہے شکست
فاش ہے بھاگنے کی تلاش ہے یکایک آسمان پر ایک ابر سیاہ اُٹھا اُس ابر سے رعد کی گرج برق کی چمک
صداہاے مہیب آنے لگین وہ ابر قریب لشکر لقا آکر شق ہوا دیکھا سب نے ایک ساحر سیہ فام بدانجام
تخت پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار ساحران نمدار وہ پکار پکار پوچھتا ہے یارو جاگتی جوت کے خداوند کہان
ہین مین معذور آدم خوار طلسم ہوش رباسے آیا ہون فرمان شہنشاہ طلسم لایا ہون بختیارک نے بہ تعجیل
تمام لقا کو ایک گھوڑے پر سوار کیا سوار اُس مرکب کا مارا گیا تھا گھوڑا ابھی ٹٹوگا ہڈے مو تھڑے
نکلے ہوئے سب عیوب سے معمور شب کور کنہ لنگ اپنی زندگی سے تنگ اگر کسی درخت کے نیچے بندھا پڑا
دیکھا اُس مقام پر بیٹھ گیا دانے کا کبھی نام نہین سنا نیم بخت کو گھانس کہان نصیب تیز رفتاری سے
دور بدنصیبی سے قریب لقا نے غنیمت جانا اُسی پر سوار ہو بیٹھا بختیارک نے تاج بھی سر پر رکھدیا
کہا قدرت گھوڑے کو مہمیز کرو اسوقت تو تقدیر معقول ہوئی ہوش ربا سے ساحر آگیا لقا کو آرا سے آکر کہ

بختیارک دوڑا معذور آدم خوار کے پاس آیا کہا کیون ای معذور بڑے بے ادب ہو قدرت نے تقدیر کر کے اپنی خوشی سے شکست کھائی آخر جسواسطے آئے ہو وہ کام نہین کرتے مسلمانون کو مار لو سحر کرو معذور نے کہا صرف اتنا عذر ہے کہ جمال قدرت دیکھون زیارت سے مشرف ہون بختیارک نے کہا اسوقت قدرت کو انتشار ہے زیارت بیکار ہے فرق قدرت زخمی ہو چکا قدرت کا خون زمین پر گرا لشکر مسلمانان کو شکست دو طرۂ پیغمبری دلوائین گے قدرت سے باآبرو ملوائین گے یہ سنتے ہی معذور آدم خوار نے ساحرون کو آواز دی ہان یارو سحر کرو دشمنون کو مار لو اب تو یہ بیچیا جست کر کے اک غول مین آیا اک جوان نے اسکو نیزہ مارا اسنے سحر کیا اس جوان کے ہاتھ پانوٗن بیکار ہوے اس جلاد نے ٹانگین پکڑکر چیر ڈالا گوشت کو کھانے لگا ساتھ والون نے گوے ترنج نارنج سنبھالے سحر جو بڑھ بڑھکر کیے لشکر اسلام مین ہنگامہ ہوا کئی ہزار آدمی بیہوش ہوکر گرے ساحرون نے آتش سحر سے ہزارون کو جلا دیا لشکر صاحقران درہم و برہم ہجوم لشکر غم و الم عیاران اسلام نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ لشکر ساحران آپڑا جواہر بن عمرو نے نفیل بجائی ایک لاکھ چوراسی ہزار بیک بجہ نفیل پر اپنے افسر کی ہر مقام سے دوڑ پڑے مرشد زادے مرشد زادے کہتے ہوے سامنے آئے جواہر نے آواز دی یارو غضب ہوا عین گرمی جنگ مین لشکر ساحران آگیا افسر انکا ساحر ناہنجار بدکردار آدم خوار ہے کئی کو چیر پھاڑ کر کھا چکا بلانوش ہے اُسکا پیٹ نہین بھرتا یہ وقت جانبازی و سرفروشی ہے لشکر ساحران کو تلوٗن روکو یہ کہکر جواہر نے حقۂ آتشبازی کمر سے نکالا کسی نے چرخی نکالی کسی نے جنگی بان پر ہاتھ ڈالا کسی نے چھچھوندر چھوڑی کسی نے انار داغ کر پھینک مارا لشکر ساحران پر آگ برسادی کئی سو بیک بجہ بھی سحر مین پھنسکر مارا گیا عیارون نے یہ تدبیر کی ہے ایک عیار نے بڑھکر ساحر کو ٹوکا اگر اسکا حقہ چل گیا تو آنکھ ملتے ملتے مار لیا اگر سحر ساحر کا تقدم ہوا عیار بیچارا لڑکھڑا کر گر پڑا دوسرے عیار نے لپٹ کے اسکو خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک وہ زمین پر تڑپا یہ جست کر کے ایک جانب نکل گیا دو ہزار عیار قتل ہوے آٹھ ہزار جادوگر جلا دیے کسی کو حلقۂ کمند سے مارا کہین حباب بیہوشی چل گیا پنجے کے ہاتھ چل رہے ہین برق جہندہ بنکر عیار لڑ رہے ہین لیکن معذور آدم خوار نے پرے کے پرے درہم و برہم کر دیے کئی سردارون کو چیر کر کھا گیا لشکر اسلام کے پیر اُٹھ گئے جب یہ بیچیا گولہ پھینکتا ہے دو دو ہزار ایک ایک سحر مین بیکار ہوتے ہین غازیان دلاور اپنی مجبوری پر گریہ و زاری کرتے ہین مگر تلوار کی لڑائی کے دھنی ہین بھلا

یہ سحر کا کیونکر جواب دے سکتے ہین جب ساحر سامنے آیا اُسنے چاہا سحر کرون یہ دوڑ کے لپٹ پڑے
اکھیڑکر مارا استخوان اُسکے ٹکڑے ٹکڑے ہوے چھاتی پر چڑھکر سر کھینچ لیا صاحبقران زمان جو کہ سیون
سے لڑے اسقدر زخمی ہوے تلوار قبضے سے نکلی جاتی ہی اُس ہنگامے مین **مقبل** دوڑا بدحواس قریب
صاحبقران آیا دیکھا صاحبقران اشقر پر سوار انتہا کے زخمدار آنکھین بند دل دردمند جھوم رہے ہین
مقبل نے شانہ پکڑکے ہلایا صاحبقران نے آنکھین کھولدین **مقبل** نے عرض کی اے شہریار ایک ساحر غدار
فرستادہ **افراسیاب** ناہنجار عین وقت پر آیا لشکر حضور کا ہٹ آیا جلد اسم اعظم پڑھیے آج تو **لقا**
کو شکست فاش دی تھی تقدیر پلٹ گئی عین وقت پر ساحر پہونچے حضور نکر لڑائی بگڑ گئی **لقا** کی تقدیر
لڑگئی صاحبقران نے ٹھنڈھی سانس بھرکر فرمایا اے **مقبل** کیا کہون زبان مین لکنت ہی کیونکر اسم اعظم
پڑھون مرکب تیز رفتاری نہین کرتا اسپر بھی صدہا تیر پڑے ہین مثل خار صحرا جسم مین بھی ایسی بے زبان
کے گڑے ہین قبضے سے تلوار نکلی جاتی ہی فرط زخمداری سے طبیعت گھبراتی ہی جو منظور خدا کیا چارہ رضینا
بالقضا اگر موت قریب آگئی کون بچائیگا وہی معین و مددگار کام آئیگا یہ کہکر سر اُٹھایا دیکھا اہالیان لشکر
ہمارے پراگندہ خاطر گھوڑے بدلگامیان کر رہے ہین سب درہم و برہم پیادے سوار بیدل اپنی جان سے
بیکل کوتل گھوڑے مارے مارے پھرتے ہین بوجہ سحر ساحران جابجا گرتے ہین **معذور** آدم خوار نے
جب دیکھا کہ آٹھ ہزار جادوگر مارے جا چکے لرزہ کرکے چار ہزار کو اپنی پشت پر لیا سحر کرتا ہوا چلا اب لشکر **لقا**
بھی دلیر ہوا اپنے تلوارین پکڑکے جا پڑے جن لوگون کے ہاتھ پاؤن بیکار ہوگئے تھے اُن بیکسون کو
بہ بدعت قتل کرتے ہین اُنکے ہاتھ پاؤن سحر سے بیکار ملازمان **لقا** مغرور ناہنجار سنگدل جاہل قابو پرست
نشہ تکبر و نخوت سے مست قابو جو پا گئے چڑھتے چلے جاتے ہین کنارے تک لشکر صاحبقران کے آٹھ ہزار ایک
بہادر جانبازی کرکے ساحرون سے لڑا جب ہاتھ پاؤن بیکار ہوے مجبور و ناچار ہوے ہٹتے چلے آتے ہین
اُسپر بھی جرأت دکھاتے ہین ذرا بھی ہاتھ پاؤن مین طاقت پائی ساحر پر جا پڑے خنجر سے مارا یا لپٹ
گئے عوض تلوار کے گھونسا چل رہا ہی قرولیان کھنچ گئین جب **معذور** نے بڑھکر سحر کیا گھوڑے لیکر
بھاگے مرکبون پر کوڑا کرتے ہین گھوڑا بھی ناچار زمین تپ رہی ہی سُم جلے جاتے ہین یہ حال پر ملال
جو صاحبقران نے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا بہ مشکل اسم اعظم کو پڑھکر دو چار ساحرون کو
بڑھکر مارا **معذور** آدم خوار نے **افراسیاب** سے سُنا تھا کہ حمزہ مالک اسم اعظم الٰہی مورد فیوض

ناتمنا ہی ہر اب جو اُسنے دیکھا کہ سحر سیرے بیکار ہوے سمجھا یہ وہی جوان ہی فوراً گینڈے سے کود
جھولی سے ایک چراغدان نکالا چار بتیان روشن کردین اُسکی ضو سے صدہا بیہوش ہوکے گرے صاحبقران
کی زبان مین زیادہ لکنت ہوئی اسم اعظم فراموش دریاے حیرت کا جوش سر سر نے زمین پر رکھدیا غش
آنے لگا قلب تڑپا دل پھڑکا معذور ہ چراغ روش کرکے لپکارتا ہوا بڑھا لو یارو مین نے چراغ جمشیدی
روشن کردیا چراغ عقل مسلمانان گل ہوا شمع حیات سبکی جھلملا رہی ہی اب بڑھکر سبکو مارلو ملازمان حمزہ
بے قابو ہین یہ صدا اُسنکر کوہی نیزے لیکر بڑھے باختریون کے بھی پرے جم گئے بادشاہ لشکر و افسران فوج
نے جو یہ قیامت دیکھی یقین مرگ ہوا بادشاہ نے تاج سر سے اُتار احتیاج بدرگاہ قاضی الحاجات ہوکر پکار
اُٹھے ای دادرس بیکسان ای کریم کارساز اسوقت بیکسی و بیبسی مین سواے تیرے کون معین و مددگار
بلاے سحر ساحران سے بچالے فرد بادشاہا تو کریمی و رحیمی و غفور + دست ما گیر کہ درماندہ بے بال و پریم
آج گلزار ابراہیم پر خزان آئی اہل حیات سب کے قلم ہوتے ہین گلون نے گریبان چاک کیے طفلان غنچہ
مرجھائے ایک جھونکے نے باد خزان کے یہ رنگ دکھلائے ۔ قطعہ

شاہا ز کرم برمن درویش نگر
بر حال من خستہ و دل ریش نگر
ہر چند نیم لائق بخشایش تو
بر من منگر بر کرم خویش نگر

ملک کے جو سرداران نامی نے دعائی نمازی پاک طینت مجاہد شہور شعار نماز گزار پابند امر پروردگار فور انیر
دعا ہدف مراد پر پہونچا دعا قبول ہوئی سعادت حصول ہوئی آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی
اتفاق قضا و قدر بحکم حاکم بحر و بر لقا بدار زرین پوش تخت پر سوار فوج دیوان ہمراہ بصد عز و جاہ
براے شکار جاتا تھا باز سفید سر پر سایہ فگن گرد سرداران صف شکن ناگاہ عیار کی نگاہ پڑی صداے
ہاے ہوے دلیران بلند ہی ہر ایک لقا پرست خوشنود و خرسند ہی عرض کی ای صاحبقران زمان ذرا مصیبت
صاحبقران اعظم کو ملاحظہ فرمائیے تمام لشکر پامال ہو رہا ہی دل اُنکی مصیبت پر رو رہا ہی لقا بدار نے جو ملاحظہ
کیا کہ صاحبقران اعظم کو بوجہ زخمداری جان نثاران لشکر نے ہوادار پر سوار کر لیا ہی بادشاہ جمجاہ دریاے
خون مین نہائے ہوے پشت مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر گردن نامداران نامور لاشے ہزارہا تڑپ رہے ہین
لشکر لقا سے صداے بگیر و بہ بند بلند ہی ایک ساحر خوک پیکر اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوئے چار ہزار ساحر
پشت پر سحر کرتا ہوا آتا ہی زمین و زمان پر آشوب گولے پڑ رہے ہین دریاے سحر جوش مین ہر ہوشمند
ہوش مین ہی لقا ایک گینڈے پر سوار تیغہ برق تاب چمکاتا پھرتا ہی آواز دے رہا ہی ای بندگان من

دیدی قدرت مرا من چہ تقدیر کردم نقابدار زرین پوش یہ رنگ دیکھکر بد حواس ہو گیا بہ تعجیل تمام پشت مرکب سہ چشمی پر سوار ہوا باز سفید بڑھکر سر پر آیا مثل عاشق صادق صورت نقابدار کی دیکھتا ہی پروانہ وار گرد شمع جمال نقابدار عالی مقدار پھر رہا ہی نئی بات ہی طائر کو یہ محبت دیکھ کر ہوش اڑتے ہین طائر وہم و خیال کو بھی یہ محبت نہو گی منقار کھولے ہوے کبھی پرون کا سایہ کرتا ہی کبھی گرد پھر کر دم محبت کا بھرتا ہی نقابدار نے فوراً فوج دیوان کو اشارہ کیا خبردار تم مین سے کوئی شریک جنگ نہو اکثر تحریر ہوا ہی دیو زادون کا یہ طریقہ ہی سرداران نقابدار کو کاندھے پر سوار کیے رہتے ہین مرکب اُن سردارون کے زیر بغل جب وقت آیا دیو زادون نے مرکب بغل سے زمین پر رکھا سردار کاندھے سے اُچک کر پشت مرکب پر آیا دیو طرف صحرا کے بھاگا سردار شریک جنگ ہوا نقابدار مرکب سہ چشمی پر سوار ہو کر نعرہ کر کے گرا مجمع ساحران پر جا پڑا بادشاہ نے دیکھا نقابدار زرین پوش اسم اعظم الٰہی پڑھ رہا ہی جس کسی نے نقابدار پر سحر کیا وہ سحر اُلٹا پلٹ کر اُسی پر پڑتا ہی باز عجب طرح کے کام کر رہا ہی لڑائی مین بھی خیر خواہی سے باز نہین آتا ہی ہر ایک ساحر پر عکس ڈالتا پھرتا ہی اُسکے عکس سے ساحر کو سحر فراموش ہوتا ہی سحر کے حربے ہاتھ سے گر کر جاتے ہین بادشاہ کو تعجب ہی فرماتے ہین نقابدار کا باز بھی برائے شکار طائران روح ساحران صیاد ہی صاحب بیداد ہی دیکھو عکس ڈالتا پھرتا ہی نقابدار کو بچاتا ہی جو حربہ سحر کا نقابدار پر آیا باز نے بڑھ کر روکا اُسپر پر مار دیا گولہ شکست ہو جاتا ہی اور رائی سرسون کے دانے جل جاتے ہین صف ساحران مین ہنگامہ پڑ گیا فریاد فریاد کی صدائین دینے لگے معذور آدم خوار بڑے قدو قامت کا انسان ہی صاف ظاہر ہی کہ دیو مہیب کرگدن مست پر سوار ہاتھ مین تیغۂ آبدار جسکو قتل کیا دانتون سے اُسکا گوشت نوچنے لگا کسی کو تیغہ مارا کسی کو زبانی للکارا صدہا پر سحر کرتا ہی نقابدار نے دور سے للکارا کہ او بچیا آدم خوار مردان عالم سے آنکھ چار کر ہمپر آ کر وار کر معذور آدم خوار پلٹا دور سے گولہ سحر کا مارا نقابدار نے اسم اعظم پڑھا باز نے اپنا سایہ ڈالا گولہ پھٹکر زمین مین گرا معذور گھبرا گیا کہ مجھکو سحر نے بھی معذور کیا خداوند سامری نے کچھ قصور کیا یہ سوچکر بہت سے ماش کے دانے اُس بد معاش نے پھینکے نقابدار دانائے روزگار فوراً اسم اعظم پڑھنے لگا ماش کے دانے گرد تصدق ہو کر گرے جو فروش گندم نما کا مکر نہ چلا تیغہ کھینچکر دوڑا للکار کر نعرہ کیا او نقابدار تو بھی کوئی شعبدہ باز ہی ظاہر ہوا بڑا سحر ساز ہی یہ تیغہ سحر ساختۂ سامری ہی اسکے جوہرون مین افسونگری بھری ہی اسکی باڑھ سے دریا گھستا ہی

اسی کی آبداری سے دن کٹتا ہی اگر پہاڑ پر ماردون تا بہ بیخ کاٹون لاف وگزاف کرتا ہوا قریب نقابدار
پہونچا پہلے تیغہ چمکایا نقابدار نے با آواز بلند اسم اعظم الٰہی پڑھا اس فصاحت وبلاغت سے الفاظ ادا کیے
طائران صحرا مست ہوگئے عرب جھومنے لگے کہتے تھے صاحبو فصاحت کا اسکی زبان پر خاتمہ ہی ہر ایک
الفاظ کسقدر صحیح ہر بیشک بلیغ وفصیح ہی جب معذور نے تیغہ چمکایا ہزارہا شعلۂ آتش بھڑک کر نقابدار پر آئے
اس دریا دل پر آگ سے تاثیر نہ کی آبرو دار نے شعلہ ہاے آتش کو بجھا دیا کئی مرتبہ معذور نے تیغہ چمکایا
یہی قصد ہی کہ دور سے جوہر دکھاؤن قریب نقابدار نجاؤن نقابدار نے مرکب سہ چشمی کو جھپکایا لغزہ کیا
او نامرد دور سے تیغہ چمکاتا ہی جوہر نامردی دکھاتا ہی منھ پر مردان عالم کے نہین آتا ہم تو سامنے تیر سے
سینہ سپر ہین معذور نے کئی سحر پڑھے خبردار خبردار کہکر تیغۂ سحر کا وار کیا نقابدار نے تیغۂ برق مثال
پہ گانٹھا صدہا چھریان کٹاریان گرین نقابدار پر بوجہ اسم اعظم کے تاثیر نہوئی اب نقابدار نے وار روککر
آواز دی او شعبدہ باز او نیرنگ ساز **فرد** تو ضربے زدی ضرب من نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن +
یہ کہکے مرکب چمکایا گھوڑے نے دونون ٹاپین مستک پر گینڈے کے رکھدین بقوت تمام نقابدار نے تیغۂ برق
مثال کا ہاتھ مارا معذور مغرور نے گرد اسپر کا چہرے کی پناہ کیا تیغۂ برق مثال جو تڑپ کر گرا سپر سر کے
دو ٹکڑے ہوئے چاہا سحر کرکے بھاگ جاؤن اجل دامنگیر مرنے کی اپنے خود تدبیر کی سر کو بڑھا دیا جانتا تھا
میرے سر پر تلوار تاثیر نکریگی روئین تن بھی ہی وہ تیغہ خارا شگاف جو گرا سراسر کٹے اور جبڑے کو کاٹا تڑپکر
صندوق سینہ سے نکل گیا سوار کو کاٹ کر زین کو تراشتا مع گینڈے چار ٹکڑے ہوئے معذور آدم خوار
کام آنا کہ آندھی سیاہ اٹھی تمام صحرا تاریک ہوگیا آوازہاے مہیب آنے لگین پریون نے بہت تدبیر کی کچھ
نہوسکا آواز دی کشتی مرا نام من معذور آدم خوار بود ساحران غدار پہ نقابدار جا پڑا جادوگرون نے
دیکھا ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا باز نے جھپٹ جھپٹکر سب کے ہوش اڑا دیے عکس ڈالکر صدہا ساحر جلا دیے
پرون سے چنگاریان نکل رہی ہین آخر ساحرون نے ناچار ہوکر لاشۂ معذور آدم خوار اٹھایا
روتے پیٹتے طرف طلسم ہوشربا کے بھاگے اب نقابدار طرف لشکر لقا کے پلٹا یہان لندھور و
مالک وغیرہ نے جو سحر سے نجات پائی لغزہ کرکے بڑھے کوہیون پر جا پڑے بختیارک نے آواز دی
یا خداوند یہ تقدیر کو کہان سے ہوئی لقا نے کہا آدم خوار کا رکھنا قدرت نے مناسب نجانا ہمارے
سامنے ہمارے بندون کا گوشت کھا گیا قدرت کو بھی غصہ آگیا نقابدار بھی ہمارا بندۂ خاص ہی

اسکو بڑا پر قوت کیا بختیارک نے کہا اب تقدیر گریز کیجیے ورنہ نقابدار کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی حمزہ نامدار کو آپ کے حال پر رحم آجاتا ہی اس جوان کے تیور بد ہین آتے ہی قتل کریگا لقا نے کہا قدرت نے نوے برس پیشتر یہی تقدیر کی تھی طبل بازگشت بجے اس نقابدار سے قدرت مقابلہ نکریگی فرشتون سے کہکر جہنم مین بھجوا دینگے طبل بازگشت پر چوب پڑی نقابدار نے تلوار روکی لقا شکست خوردہ پلٹا نقابدار ٹھہر گیا اپنے ایالیان لشکر کو حکم دیا لشکر صاحبقران کے زخمیون کو اٹھوایا اپنے ہاتھ سے ٹانکے دیے اسباب لشکر لقا لوٹا پکار کر مقبل کو حکم دیا اے مقبل یہ مال اٹھوا لیجاؤ تمہارے لشکر کے سپاہیون کا حق ہی جب تنہا کا ہنگامہ ہوا صاحبقران نے آنکھ کھولی نقابدار زرین پوش نے آکر سلام کیا صاحبقران نے دعاے جان درازی نقابدار گھوڑے سے کود پڑا ہوادار کے ہمراہ پیدل چلا صاحبقران نے فرمایا اے نقابدار زرین پوش مجھکو تکلیف ہوئی ہی نقابدار نے بہ فصاحت جواب دیا میری سعادت ہی ماشاء اللہ حضور جرأت کا جامہ آپ کے جسم کے واسطے قطع ہوا کس زخمداری مین آپ لڑے صاحبقران نے فرمایا بھائی تمہارا احسان ہوا غرض کی احسان کمیا آج مجھکو سعادت دارین حاصل ہوئی قتل کافران سے تسکین دل ہوئی صاحبقران کے ساتھ ساتھ بارگاہ سلیمانی مین آیا اپنے ہاتھ سے سر صاحبقران مین ٹانکے لگائے صاحبقران اٹھ کر اورنگ شوکت پر جلوہ فرما ہوے پہلو مین نقابدار کو جگہ دی اسباب عیش و نشاط مہیا ہوا رقاصان پری چہرہ آکر حاضر ہوئین رقص شروع ہوا آفتاب عیش و عشرت کا طلوع ہوا اُس مہ جبین نے یہ غزل گائی غزل بموجب مقام ہذا

آنکھین تری آفت کی ہین اے غنچہ دہن شوخ
گھونگھٹ ہی مین ہو جاتی ہی معلوم دلھن شوخ
در پردہ مین بہت ہاتھ نہین لگتی ہی لیکن
اے وحشت دل شہر مین اطفال وطن شوخ
خوشرنگ ہین جیسے وہ عقیق لب رنگین
آہوے فلک سے بھی سوا ہین یہ ہرن شوخ
اُس سرو خرامان کی اُڑاتے ہین بہت چال
اے طفل ہین تجھسے بھی زیادہ یہ ہرن شوخ
ان شعلہ رخون کا ہی ہر اک عضو بدن شوخ
کچھ پڑھکے نہین لیتے غزالان ختن شوخ
د نقرہ نہین کرتی ہی مری لاکھو کہے پہ جبین
پیری مین جوانون کی طرح سے ہی یہ زن شوخ
دل لینے مین سو طرح کی کرتے ہین شرارت
رنگت تری کیا ایسی ہی اے لعل یمن شوخ
کس کسکو خراب اسکی لگاوٹ نے کیا ہی
گستاخ ہر اک کبک ہی طاؤس چمن شوخ
اشعار سناتا ہون قلق ایسے مین رنگین
کیونکر نہ یہ بجلی کی طرح ہون ہمہ تن شوخ
شیشے سے عیان دختر رز کی ہی شرارت
ان شوخ بیانون کا ہی انداز سخن شوخ
یاد آتی ہین غربت مین بہت شوخیان انکی
آفت کے حسین تجھسے ہین اے مشفق من شوخ
آنکھون سے تری چوکڑی اسکی بھی بھلائی
کب بنت عنب سے ہی زیادہ کوئی زن شوخ
کر جاتا ہی رم دل سے خیال آنکھون کا تیرے
کہتے ہین طبیعت کو مری اہل سخن شوخ

جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا نقابدار بھی بے شرم ہوا صاحبقران زمان کی جانب متوجہ ہوکر عرض کی اب
تو مجھکو بانہاے صاحبقرانی ملین مجھسے اور حضور سے سر میدان امتحان نہو صاحبقران نے فرمایا ای بہادر
یہی بارگاہ موجود ہی ابھی تخلیہ کردین ہمارے تمھارے زور آزمائی ہوجائے نہین کہو بانہاے صاحبقرانی
اشیاے لاثانی چل کر بیچ میدان مین رکھدین یا تم اُٹھاؤ گے یا ہم لے آوینگے جسکو خداوند دلوا دے
وہ لے ای بہادر یہ اشیائے نادرہ میرے سر کے ساتھ ہین جو مجھکو زیر کرے یا میرے خون سے ہاتھ بھرے
تب اُنکو پائیگا مین آپکو اکثر جواب صاف دیچکا آپ نے اسوقت احسان کیا پھر وہی ذکر چھیڑا آپ آج
فیصلہ ہی کرکے جائیے اُنکو بھی یہ خیال ہی میرے قلب پر بھی ملال ہی مین صاف کہچکا کہ بدون لڑے بھڑے
بانہاے صاحبقرانی نہ دونگا جسطرح آپ سے ہوسکے لے لیجیے نقابدار نے سر جھکالیا عرض کی مین
گستاخی نہین کرسکتا کوئی صورت ایسی بتائیے کہ میرے آپکے سر میدان مقابلہ نہو کسی طلسم کی فتاحی پر
بناؤ کیجیے یا اور کسی سے لڑا دیئے نشان دیجیے میرے آپکے مقابلہ ہونا مناسب نہین ہی صاحبقران نے
فرمایا طلسم کشائی تائید رب اکبر پر موقوف ہی میرے فرزندون نے صدہا طلسمات فتح کیے طلسم توڑنا کیا فخر ہی
سواے سر میدان کے مقابلے کے اور کوئی صورت آپکو پانے ملنے کی نہین ہی مین ابھی تخلیہ کرا دون اسی
بارگاہ مین میرے آپکے امتحان ہوجائے جب مجھے زیر کیجیے گا مین کل بانہاے صاحبقرانی حوالے
کردونگا شاید یہ پیر زمین گیر غالب آئے نقابدار نے کہا مین گستاخی نکرونگا نشانہاے صاحبقرانی پوچھیے
تسخیر پردۂ قاف مین کلام کیجیے صاحب اسم اعظم ہون پردۂ قاف مین جابجا لڑا ستره لاکھ دیو مطیع ہی
تمام مقامات عرض نہین کرسکتا ملکہ آسمان پری سے دریافت کرائیے کئی مرتبہ قہقہہ سے حبشی کو شکست
دی لڑتا ہوا تا بہ پردۂ تاریک گیا پردۂ قاف مین طلسم شمشیر مار سلیمانی کو فتح کیا اس طلسم مین بڑے
بڑے جادوگر تھے آپکے تصدق سے سب مارے گئے لوح اس طلسم کی معدوم تھی بلکہ آپ اپنے
فرزند دلبند بدیع الزمان سے اس طلسم کا حال پوچھیے گا دو مرتبہ اُنکا گذر اس طلسم پر ہوا علامت
اس طلسم کی یہ تھی راہگیرون پر تلوار برستی تھی جو اُس راہ سے نکلا مارا گیا اس عبد ذلیل نے اُسکا
اصلی راستہ پیدا کیا لوح دستیاب ہوئی ایک سال کامل یہ نیازمند اُس طلسم پر لڑا آخر فتح کیا اب
اس طلسم مین سکہ نام سعد بن قباد کا جاری ہی یہ سنکر صاحبقران زمان بہت خوش ہوے فرمایا کہ
ای شیر بیشۂ جرائت تمنے سکہ اپنا کیون نہین جاری کیا نقابدار نے عرض کی مجھکو دعوے صاحبقرانی ہی

مرد سپاہی ہون انشاء اللہ اگر حضور بالنے مجھکو دینگے بادشاہ بھی رہینگے جملہ حضور کے سردار عیاران نامدار انتظام مین مصروف رہینگے انشاء اللہ ایک ہفتے مین لقا کو مار ڈالونگا خدا نے چاہا تو حضور پر سطوت وصولت کھل جائیگی مجھے انتظام مذہب اسلام منظور ہی آپ کے فرزندان نامدار عالی وقار اس زمانے مین آپ کی اطاعت سے گردن تابیان کر رہے ہین ایرج و نور الدہر کا دم بھر رہے ہین اُسکا انتظام بھی واجب ولازم ہی بدون حکم ان دونون صاحبو نکے پتہ نہین ملتا ہین سب انتظام کرلونگا صاحبقران نے فرمایا اے نقابدار بہادر میرے گھر کے انتظام مین تمکو کیا دخل ہی ایرج و نور الدہر میری روح روان جان لشکر ہین دست راست و دست چپ کے دونون افسر ہین سردارون کو اُنسے بہت محبت ہی اس ہجشمی مین بڑے مطلب نکلتے ہین ایک کی ضد مین ایک کو نام پیدا کرنے کی خواہش ہی ہمیشہ ملک فتح ہوتے ہین کفار سر پہ ہاتھ رکھ کے روتے ہین آج نقابدار و صاحبقران سے عرصۂ دراز تک کلام ہوا جب تقریر کو طول ہوا نقابدار ملول ہوا اپنے مقام سے اُٹھا کہا یہ حقیر رخصت ہوتا ہی مین نشاء کلام حضور سمجھا جو کچھ انجام ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا صاحبقران نے فرمایا کہ اب مقابلے کا آپ کب وعدہ کرتے ہین مجبور ہوکر نقابدار نے کہا مہلت پاکر حاضر ہونگا یہ کہکر نقابدار باہر آیا اپنے تخت پر سوار ہوا فوج دیوان اگر حاضر ہوئی اسی کر و فر جاہ و حشم سے روانہ ہوگیا صاحبقران مصروف عیش ہوئے لقا نے نامۂ شکایت و حکایت طرف طلسم ہوش ربا کے روانہ کیا ان سبکو اس حال مین چھوڑے وقت پر احوال ان سب کا تحریر ہوگا

داستان حیرت بیان طلسم ہوش ربا و مقابلہ یاقوت سخندان و سحر ملکۂ بران و مجلس وعشق لعل سخندان از اسد نامدار و دیگر حالات یعنی آمد ملکہ جیحون سبز پوش زباندراز مالک حجرۂ بلائے کوکب و تلاش ملکہ محبوب کاکل کشا وزیر زادی و عیاری چالاک یعنی دریافت کرنا ملکہ حیرت سے حال گرفتاری محبوب اور جانا برائے رہائی محبوب چالاک و مخمور کا عجب داستان

حیرت بیان ہی ساقی نامۂ مصنف

بیا ساقی آن بادہ در جام کن	کہ باشد مرا مست و بدنام کن	بدہ ساغر چند و دیوانہ ساز
بہر مرز و ہر بوم افسانہ ساز	کہ از خویش بیرون کند رخت من	شود بر سر دار پا تخت من
ازان مَی کہ گردد تماشاے خلق	کند مست و بدنام و رسواے خلق	دلم سخت بگرفتہ در شہر تن
رود از خود آباد سازد کفن	بیا مطرب آن نغمہ را ساز کن	بہ چنگ و دف و بربط آواز کن

کہ یاران غنیمت بود یک دوروز
بگیر ند از وصل ہسم انبساط
چو فردا پریشان شود انجمن
نہ ابر بہاران کند سہمنی
بماند دگر لب گزیدن بجا
کند دست و پا سرخ از خون شوے
بگوید بآواز طبل بلند
حنا بود در پاے بوسی من
شود گر بکام کسے یک دوروز
بگوید دہل روز و شب بر سرش
بیک جلوہ صد فتنہ برپا کند
اگرچہ بود دلکش و جامہ زیب
مکن مکر چشم سیاہش بخواب
دل خویشتن را کہ یابی گزند
سیہ میکند دیدہ از بخت ما
کہ صبح مرا میکند شست و شو
منت گفتم ای نوجوان سادہ دل
بکن داستان جلالت رقم

نشینند باہم بہ ساز و بسوز
کہ فصل جوانی چو فصل گل ست
نہ این بادہ ماند نہ ساقی نہ من
نہ این جام ماند نہ ساقی نہ بزم
گریبان طاقت دریدن بجا
چو از خون شوہر کند یادگار
کہ ای تاج داران شاہد پسند
من از خون او رنگ کردم قبا
نشانند بیسے سال و ماہش بسوز
وگر زہر ریزد کسے را بجام
جہان را پر از شور و غوغا کند
بہ خالش مبین و بر خسار لب
کہ شد خانۂ مردمان زو خراب
خیال قد و قامت او مکن
زند در خم نیل چون رخت ما
ہمین است آغاز و انجام او
کہ بگریز ازین بیوفا جان گسل

بجوشید و نوشید جام نشاط
دو شاہد مرا سنبل و کاکل است
نہ شمع لگن را بود روشنی
چو فردا شود گرم بازار عزم
عروس جہان نیست آرام جوے
کند شاہد دیگرا اندر کنار
زخون سرش در عروسی من
کہ ماند عروسی من با بجا
زند کوس او بار ابر درش
کند صبح نور نور او تیرہ شام
مخور زان عروس دل آرا فریب
کہ باشد پے قتل عاشق سبب
بگیسو و زلف سیاہش مبند
کہ صد سر و را کندہ از بیخ و بن
زخون عزیزان شود سرخ رو
بلند است ازین کارہا نام او
قلم تا کجا این شکایت کنم

چہرہ شناوران دریاے بیکنار سحر و ساحری و غریقان لجۂ بحر افسونگری آشنایان بحر مواج کرامت و زورق نشینان لطمۂ گرداب سعادت زبان حال کو باب و تاب تمام آب گوہر مضامین سے دھو کر گوہر آبدار سخن کو رشتۂ تحریر مین پرو کر ورق سرابگاہ پر یون قطرہ زن ہین فرد مصنف شنگان دریاے جرات نشان + حبان غوطہ زد دریم داستان + یہان طلسم ہوش ربا مین ہنگامۂ عظیم برپا ہے یاقوت نے ریخ بر ریخ اٹھائے گلگونہ و شبدیز قتل ہوئین فہر و غضب مین آکر افراسیاب سے کہا شہنشاہ آپ جاکر طبل جنگی بجوائیے مین کل کو مٹا دونگی الکہ زندہ

ندیگا نفرین سلکو ڈبو دینگی افراسیاب نے خوشی خوشی طبل جنگی بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے چرندو پرند جو حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے دربار مین ملکہ مہرخ کے حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعاو ثنا سے

بادشاہی بجا لاسے اور نظم
این جام کہ از راے منیر تو فلک ساخت

ای داشتہ در سایۂ ہم تیغ و قلم را
زہد آگہ کند غنچۂ گل شہرت جم را

وی ساختہ آرائش ہم فضل و کرم را
پروردگار ہمیشہ حضور کو بہ او

شمر رکھے دوستون کو شادی دشمنون کو نامرادی یا فرست نے طبل جنگی بجوادیا کل انکا ارادہ ہے کہ جوش وخروش دکھائے دریاے سحر کو زور دے ملکہ براں وسہ مہین نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بعنایت رب اکبر طبل جنگی بجے لیکن اتفاق قضا و قدر جب طبل جنگی بج چکا شکیل جادو فرزند مہرخ خدمت اسد مین حاضر ہوا عرض کی جو حضور نے قاعدہ قرار دیا ہے بموجب اس قاعدے کے آج حضور کو طلاے کا گشت پھرنا چاہیے سال بھر مین ایک دن حضور کا بھی نام نکلتا ہے صنت لال صندلی پوش نے کہا اے شکیل ہم عوض مین اپنے آقا کے یہ خدمت بجا لائینگے اسد نے کہا اے برادر ہم بخوبی جانتے ہین کہ تم ہمارے عاشق صادق ہو لیکن یہ طریقہ ہمارے نانا جان کے لشکر مین جاری ہے ایکدن سال مین ہمارے نانا جان اس خدمت کو بجا لاتے ہین لہذا یہ خدمت سرداران فوج وحفاظت لشکر ظفر اثر براے افسر سعادت دارین ہے یہ فرماکر ضرغام کو حکم دیا سر شام خاصہ نوش کرکے براے انتظام طلایہ لشکر جائینگے یہ کہکر دربار مہرخ سے اٹھے سر شام اس خوش انجام نے خاصہ نوش کیا ضرغام کو ساتھ لیا چند سردار چارسو سوار ہمراہ ہوگئے بازارون کا اگر انتظام کیا ہر ایک بازار مین پانچ پانچ سوار چھوڑے ہر برے مین اگر صداے حاضر باش وناظر باش دیتے ہین رسالدار کمیدان آواز اسد نامدار کی سنکر خیمون سے نکل آتے ہین براے دعا ہاتھ اٹھاتے ہین اسد فرماتے ہین آپ لوگ جاکر اپنی بارگاہ مین بیٹھین شب بھر مجھے یہی کام کرنا ہے آپ لوگون کی حفاظت ہے میرے واسطے یہی سعادت ہے تمام لشکر والے اسد غازی کو دعائین دیتے ہین کہ خدا ہمارے افسر کو سلامت رکھے سپاہی دوست قدردان رتبہ شناس فلک اساس مرحمی بہادر شکر ہے کہ ہم ایسے سردار کے تابعدار ہین ساحرون مین باعنبان قدرت طلاے یہ ہے اسد نامدار دوپہر رات گئے تک سب بازارون مین پھرے سردارون کو سپاہیون کو جابجا چھوڑ دیا اب صرف ضرغام ہمراہ ہے فرمایا بھی ضرغام اتنی رات کیونکر کٹے لشکر افراسیاب مین ہنگامہ ہے ایسا نہو کوئی شبخون آنے کا قصد کرے براے سیر طلایہ باعث بدنامی افسر کی ناکامی ایسے مقام پر چلا کہ جہین لشکر کی حفاظت بھی کرین شب ساتھ لطف کے بسر ہو بخیر وخوبی سحر ہو ضرغام نے کنارے پر لشکر اسلام کے ایک مقام

تجویز کیا زین پوش بچھایا مسند آراستہ کری اسد کو وہان بٹھایا قبور مین سے گلابی نکالی شاہزادے کے سامنے مودب ہوکر بیٹھا کہا حضور ایک جام نوش کرین مین چند اشعار گاؤن اسطرح حضور کا دل بہلاؤن اسد نے جام نوش کیا ضرغام نے چنگ مرصعی نکالا اسکو چھیڑا گانا شروع کیا جانتا ہی کہ اسد غازی عاشق مزاج حسینون کے سر کا تاج ہین غزل عاشقانہ شروع کی غزل

آنکھ اپنی آنکھ ہے ہر روزن دیوار کی / لطف نظارہ سے آتی ہے تیر آنکھوں کے نگاہ
بعد مردن بھی گئی دل سے نہ اپنے آرزو / جام کی ساقی کی مے کی یار کی گلزار کی
تار گیسو بنگئی گردن ترے بیمار کی / رابطہ باہم کا بھی رشتہ رہا تک دشت مین
کسقدر لذت تھی خون بیگناہی مین مرے / خنجر قاتل نے سبیل کر حلق پر تکرار کی
بعد مردن بھی نہ جھپکی آنکھ مجھ بیمار کی / فضل حق سے ہر جگہ موجود ہین اپنے شفیق
خوب سے گو گردن مینا لگا کر ہم گلے / جسکا کہی ساقی نے رخصت لینے تکرار کی
آگئی آزردگی سے ہمسے بنے ساغر کی / کیا مثال اسکی بھلا جو چیز دکھلائی نہ دے
فضل حق سے یسکو ہین شاگرد مومن پر تسلیم / دھوم ہے سارے زمانے مین ترے اشعار کی

بسکہ ہے دل مین ہوس نظارۂ یار کی
خال بنکر رہ گئی دلدار کے رخسار کی
کر دیا آخر خیال زلف نے الیسا ضعیف
نوک جو ٹوٹی نہ نکلی آبلے سے خار کی
خندۂ زخم جگر سے قبر مین آئی نہ نیند
دشت کی ہے سیر عنایت آبلون پر خار کی
تم تو کب آتے تھے لیکن مرگ بھی آتی نہین
ناتوان وہ ہون نہین تشبیہ جسم زار کی
اسد نامدار کا داغ تر ضرغام

ایسا رفیق حاضر ہے لشکر دشمن پر بھی نگاہ کبھی واہ کبھی آہ یہان لشکر افراسیاب و یاقوت مین بھی تیاریان ہو رہی ہین ہر خیمے سے دھوئین اٹھ رہے ہین بڑے بڑے ساحر گوگل وغیرہ جلا رہے ہین بیرون کو جگاتے ہین جوگے دے رہے ہین خون خوک سے سحرون کی تیاری ہر ایک یہی چاہتا ہی صبح کو میدان مین نام کرین سب سے بڑھ کر کام کرین یاقوت سخندان نے جب دربار برخاست کیا بیرون بارگاہ آئی دیکھا لشکرون مین ہنگامہ ہے آتشبازیان چھوٹ رہی ہین لشکر بران و مہرخ کے ساحر ہر مرتبہ بڑھ آتے ہین لشکر افراسیاب مین سرما و ابریق جو طلائے ہین انکے مقابلے ہو جاتے ہین کئی مرتبہ باغبان بڑھ آیا ایسے سحر کیے سرما کے ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہو گئے ابریق ہٹ آیا ملکہ یاقوت قریب نہرون کے آئین موتیون کے مالے گلے سے اتارے نہرون مین موتی پھینکے جوش و خروش نہرون کا اور زیادہ ہوا موجہ بلند ہونے لگا گرد آ محیط ہوئے نہنگ اچھلنے لگے لعل کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہی یاقوت نے کہا بوا سرکشی اہل اسلام کی دیکھ رہی ہی ہر مرتبہ اہالیان طلایہ بڑھ آتے ہین سرکشی دکھاتے ہین ملازمان افراسیاب نامرد جان بچاتے ہین باغبان کس زور شور سے طلایہ دے رہا ہے لشکر بران سے بھی صدائے مہیب آتی ہے نہین معلوم وہان میر طلایہ کون ہی کہکر

سر اٹھا کر دیکھنے لگی دیکھا اک جوان خوش رو پشت مرکب پر سوار لشکر یاقوت پر آتش کے دانے پھینک رہا ہے حب شعلہ بھڑک کے گرا دس پانچ ساحر جل گئے وہ جوان گھوڑا بڑھا کر ہٹ گیا یاقوت نے کہا او لعل یہ کون جوان تھا لعل نے کہا علمدار لشکر ظفر اثر کوکب روشن ضمیر صاحب شوکت و حشم شہنشاہ سحر جبیں زرین علم عاشق صادق بہاران بہاران و جمشید کو گود مین پالا دیکھیے سینہ سپر کیے ہوئے پھر رہا ہے یاقوت نے کہا شب بھر مین لشکر پامال ہو جائیگا ہمشیرہ آج تم حفاظت کرو وہ آگ بھڑکا رہا ہے تم باران سحر برساؤ اپنے لشکر والون کو اس طرح بچاؤ مین کیا زبان ہلاؤن دوپہر کے یہ لوگ اور مہمان ہین صبح کو دیکھ لینا نہ لشکر ہے نہ یہ سامان ہے تا بہ طلسم نور افشان تاثیر پہونچے گی ہزار ہا قصر جل جائینگے دریا ابلین گے مثل حباب سر دشمنون کے بہتے پھرینگے موجۂ آب تیغ برق تاب بنے گا تشنگان خون آشام ہزارون کو کھا جائینگے گھڑیال گھڑی گھڑی سرکشی دکھائینگے دوپہر کی تکلیف گوارا کرو یہ کہکر یاقوت تو پلٹی لعل سخندان اسیر طرۂ گیسو فریج خنجر ابرو مست شراب محبت ساقی میخانہ مودت عشق اسد نامدار مین بیقرار ہے جو یاقوت سے سنا کہ کل سب ڈوب ڈوب کے مرینگے دل دھڑک رہا ہے قلب پھڑک رہا ہے یہ اشعار عبرت آثار زیب النسا مخفی زبان پر جاری ہین اشعار

بریدن از وطن الفت بہ غربت زاں گرفتم خو	محبت تا بہ وادی جنونم رہنما باشد	دلم در قید زنجیر سر زلف دوتا باشد
اگر بوئے زپیراہن بہمراہ صبا باشد	کہ در تنہائی غربت خیالت آشنا باشد	کشاید دیدۂ گل را بہ بیند نالۂ بلبل
مکن اندیشۂ ماضی مشو در فکر مستقبل	ز ناکامی بہ درد دل نہ تنہا من گرفتم خو	بعالم ہر کرا بینی بدردے مبتلا باشد
اسیر فکر غم مخفی کسے چندیں چرا باشد	غنیمت دان ہمیں ہم را کہ ہر دم کیمیا باشد	چو تو پیرے خداوندی برون از حد بیت

چند کنیزین ساتھ ہین چاہتی ہین انکو کیونکر ستاؤن دل کو غم سے خالی کرون کنیزون کو جا بجا برائے انتظام مقرر کیا آپ یکہ و تنہا رنجیدہ کبیدہ حیران و مضطر بیقرار و ششدر کنارے اپنے لشکر کے سحر بر جبیں زرین علم کا دفعیہ بھی کر رہی ہے ٹھنڈی سانسیں بھر رہی ہے اس فکر مین لعل سخندان حیران کھڑی ہے کہ طلسم کشا تک کیونکر جاؤن اپنا درد ہجر اس مغرور حسن وجمال کو کیونکر سناؤن ناگاہ عشق شعبدہ باز نے اک صورت نئی نکالی گانے کی آواز کان مین آئی کوئی چنگ مرصع بجا کر یہ غزل عاشقانہ بسوز و گداز گا رہا ہے

غزل

		جب سے تیری طالب دیدار آنکھیں ہو گئیں
شکل نرگس صاحب آزار آنکھیں ہو گئیں	وصل ہین پر بھی نہین موقوف ہوتی تاک جھانک	انکو گویا روزن دیوار آنکھیں ہو گئیں
دونون رخسارون پہ دو ناسور رونے سے پڑے	اب تو کچھ دیکھنے کو چار آنکھیں ہو گئیں	تمسے ہم کہتے تھے یہ چشمک زنی اچھی نہین

لگ گئی آخر نظر بیمار آنکھیں ہو گئیں
جسطرف چاہا لگا کر لیگئیں دل کو ادھر
آؤ دیکھو زخم دامن دار آنکھیں ہو گئیں
سامنا کیا کر سکیگا چشم جانان سے ہرن
کان کھڑے ہو گئے بیکار آنکھیں ہو گئیں
شوخ چشمون سے بیان کب معرکہ ہوتے نہین
تھا یہی باعث جو گل خونبار آنکھیں ہو گئیں

ہو گیا ہجر بتان یاد الٰہی کا سبب
ہو گئے مجبور ہم مختار آنکھیں ہو گئیں
دانۂ اشک سے تو قیر انکی بڑھ گئی
جو کڑی تھی ہو گیا جسدم چار آنکھیں ہو گئیں
قتل کرتی ہے صف مژگان غضب کی حکم سے
جسکو دیکھا لڑنے کو تیار آنکھیں ہو گئیں

نیند کب آتی ہے شب بیدار آنکھیں ہو گئیں
انسو چادر خون کی ہر وقت بہتی ہے رواں
قصر مردار دیدۂ یار آنکھیں ہو گئیں
گل نے کیا ایسا ستایا نرگس نے دیکھا ایسا کیا
لشکر خونریز کی سردار آنکھیں ہو گئیں
دل لہو سینے کے اندر ہو گیا تھا جلا

یہ صدا سے دلفریب جو کان میں آئی مست مے محبت گھبرا گئی گویا تشنہ

تار علم موسیقی یا لونوں کی زنجیر ہوا گلستان کستان اپنی صدا پر کھینچا اسکی صدا کی مشتاق ہو کر چلی جون جون قریب جاتی ہے طپش قلب مضطر زیادہ پاتی ہے نخلستان سے نکل کر دیکھا زیر سایۂ نخل مسند شاہانہ بچھی ہے اسد نامدار تاج زرین سر پر زرہ یاقوتی زیب جسم انور دریائے سلاح میں غوطہ مارے ہوئے اس رعب و جلال سے بیٹھا ہے بخوبی سراپا کو لعل نے دیکھا شوکت و لیاقت دست بستہ رعب و دبدبہ مثل چاکر

کمترین گرد حاضر ہیں نظم مصنف
جبین منور سے ظاہر جلال
تہمتن جضال و نبرد آزما
ہزبر دمان شیر نر ذیوقار
فروزندۂ بزم جرأت نشان
نہال گلستان جود و سخا

تہمتن توان رستم کارزار
وہ عارض ہیں خورشید چرخ کمال
وہ ہے یوسف شاہ کنعان حسن
شجاعت کے اقلیم کا تاجدار
سراپا سے ظاہر جلال و حشم
شہنشاہ اقلیم مہر و وفا

دلیر و قوی پنجۂ اژدر شکار
بہ بحر جلالت در بے بہا
بوجہ حسن شیر دل جان حسن
چراغ شبستان صاحبقران
بہ ہیبت نریمان و رستم حشیم
اسد نامدار نے جو سر اٹھایا

ایک نازنین گلنار پوش حسین جمیل کرشمہ ناز کو دیکھا حیرت زدہ استاد ہے فن دلربائی میں استاد ہے نظم مصنف

اشارون سے آپس میں باتیں ہوئیں
نگہ باز خونریز ترچھی نظر
وہ چشم سیہ مائل دلبری
یہ اسرار عاشق کو معلوم ہے
لکھوں قد موزون کو سرو سہی

محبت کی دونوں میں گھاتیں ہوئیں
رخ صاف آئینۂ حسن و ناز
اشارون سے ثابت ہے جادوگری
ہے باریک مضمون موے کمر
وہ پستان نکیلی ہیں سیب و بہی

یہ معشوق غنچہ دہن سیمبر
بلاسے جہان گیسوے سرفراز
کمر کا تو مضمون معدوم ہے
نگہباز کہتے ہیں تار نظر
یہ پستان حباب یم نور میں

تو عارض چراغ سحر ہین | اسد غازی بیقرار ہو گیا دل تڑپنے لگا آنکھون مین تری ہونٹھون پہ خشکی چہرے پر ہوائیان حضرت عشق کی نشانیان ہاتھ بڑھے کہ گریبان چاک کرین یا بلائین چہرۂ محبوب کی لین

نظم مصنف

جو عاشق نے میا خستہ آہ کی
ہوئی تیر مژگان کی ظاہر کھٹک
ہر اک آہ دل دوز نشتر بنی
جنون تخم وحشت کو بونے لگا
بدن بید کی طرح تھرا گیا
زمین پر رگڑنے لگا ایڑیان
اٹھا سر کو زانو کے اوپر رکھا

ہوا دل پہ فوج الم کا ہجوم
تو معشوق مطلوب نے واہ کی
چلی قلب پر ابروون کی چھری
دکھایا تڑپ نے غم جانکنی
ہوے خشک لب چشم تر ہو گئی
چھٹا دامن ضبط غش آگیا
جو لعل سخندان نے دیکھا یہ حال
ہوئی غم سے بیتاب وہ مہ لقا

چلی باغ عشرت مین غم کی سموم
دھڑک دل مین پیدا ہوئی یک بیک
کلیجے پہ شمشیر غم کی پھری
رخ رشک گل زرد ہونے لگا
مہم عشق سرکش کی سر ہو گئی
پڑین پاؤن مین عشق کی بیڑیان
بڑھی ہوکے بیتاب وہ خوشخصال
اسد غازی جو آہ کرکے غش ہوا

لعل کے دل کو تاب نہ رہی جوش محبت مین بیٹھ گئی اپنے بیمار کا سر اٹھا کر اُس مسیحاے زمان نے زانو پر رکھ لیا آنکھون سے اشک حسرت ٹپکائے صدف چشم سے جو مروارید بے بہا عارض پر اُس مہ لقا کے گرے بوے زلف معنبر دماغ مین پہونچی اشکون نے کار گلاب کیا بوے زلف عنبرین لخلخہ بنگئی اسد نے آنکھ کھول دی دماغ کو اپنے عرش اعلے پر پایا زیر سر تکیۂ زانوے محبوب تھا دل سے کہا ہمارا بیہوش ہونا خوب تھا ضرغام نے بھی قریب آکر تلوے سہلائے اسد غازی محجوب ہو کر اٹھ بیٹھے لعل کا ہاتھ تھام لیا کہا صاحب آؤ یہ صحبت بے تکلف ہی لعل سر جھکائے ہوے آئی مسند پر بیٹھی مگر شرمائی ہوئی کنکھیون سے نظارۂ جمال اسد نامدار کر رہی ہی اپنی جوہر شناسی پر ناز ہی دل سے کہتی ہی ہزارون مین جوان سرفراز ہی کیا شوکت پروردگار نے عطا کی حسن وجمال بندۂ درگاہ ہی جو یوسف سے اُسکو مثال دین وہ گمراہ ہین ضرغام بھی چپکا بیٹھا ہی لعل نے کہا کہ کیون صاحب ہم مخل صحبت ہوے آپ اپنے رفیق کا گانا سن رہے تھے ہم بھی اشتیاق مین چلے آئے آپ کی صحبت مین ہمارے آنے سے سناٹا ہو گیا میان عیار صاحب گائیے ضرغام نے کہا باتین کریجے مین تو حاضر ہون یہ کہکر ضرغام نے اسد کو اشارہ کیا جام شراب بھر کر رکھ دیا اسد نے ملکہ لعل کو دینے کا قصد کیا کہا اے شہریار موقع شراب وکباب کا نہین ہی چونکہ عرصہ دراز سے آپ سے کلام

کرنیکی مشتاق تھی اسوقت حماقت ہماری کہ چلی آئی اول تو یہ فرمائیے کہ بی ہرآن نے آپکی جان بچانے کی کیا تدبیر کی ہے اسد نے کہا جان ہماری پروردگار بچائیگا ہر ان کو کیا لیاقت ہے لعل نے جام اپنے ہاتھ مین اٹھا لیا کہا اگر خلاف نہو تو ہمارے ہاتھ سے نوش فرمائیے اسد نے جام پر ہاتھ رکھ دیا لعل نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا مین بخوبی آگاہ ہون کہ آپ منظور نظر دختر افراسیاب ہین انھون نے قسمین لین ہونگی مجھسے اور طرح کا خیال نفرمائیے آمد سخن مین یہ بھی اتفاق ہوا کوچۂ عشق و عاشقی سے ہم ماہر نہین ہین یہ کہکر اشک حسرت آنکھون سے ٹپکائے دامن اسد تھام کر یہ شعر پڑھا شعر

ہم نہین واقف کہ کیا الفت کی رسم و راہ ہے	رحم لازم ہے کہ ظالم اپنی پہلی چاہ ہے

کبھی کوچۂ عشق مین قدم نہین رکھا نمک طعام عشق خانہ خراب کا مزا نہین چکھا اب دیکھیے فلک کیا دکھائے اسد نامدار نے دامن سے اشک پاک کیے کہا ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی ہم لوگون کا یہ طریقہ نہین کسی کے حکم کی پابندی نہین لیکن ہمارے تمھارے مذہب مین اختلاف ہے اول سامری و جمشید پر لعنت کرو اعتقاد وحدانیت رب اکبر دل سے بجالاؤ تمھاری کنیزون کے ہاتھ سے شراب پیین خیال تو کرو سامری و جمشید مثل تمھارے ساحر تھے علوم مکاری سے بخوبی ماہر تھے انکو خدا جانتی ہے اپنے مالک کو نہین پہچانتی ہو اس فصاحت و بلاغت سے اسد نامدار نے صفت وحدانیت رب اکبر بیان کی کہ لعل کے قلب کو سرور ہوا زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا عرض کی مین نے اطاعت دین اسلام قبول کی اسد نے جام لیکر نوش کیا دوسرا جام اپنے ہاتھ سے بھر کر لعل کو دیا لعل نے انکار مناسب نجانا سوچی کہ دل شکنی ہوگی دو چار گھونٹ شراب کے پیے آنکھون مین لال ڈورے نشۂ وحشت کے پڑے قلب کو سرور ہوا حجاب پاس سے دور ہوا دونون عاشق و معشوق مسند پر بیٹھے ضرغام دل مین خوش ہو رہا ہے دل سے کہتا ہے ماشاء اللہ مسند پر قران السعدین ہے ایک برج مین اجماع نیرین ہے دونون حسین و جمیل وہ یوسف ہے تو یہ زلیخا وہ قیس مجنون یہ لیلی جگر خون وہ فرہاد تمکین یہ رشک شیرین لعل نے کہا صاحب ہم جسواسطے آئے وہ لطف موقوف ہوگیا کیون بھائی ضرغام ہمارے سامنے گانے سے شرماتے ہو تمکو منظور ہے کہ ہم چلے جائین تو اکیلے بیٹھ کر اپنے آقا سے راز و نیاز کی باتین کرین ضرغام نے دست بستہ عرض کی مین ابھی گاتا ہون وہ آقا ہین تو آپ مالک ہین آپکا ارشاد ابھی بجالاتا ہون یہ کہکے چنگ مرصعی اٹھایا یہ غزل عشرت خیز عشق انگیز شروع کی غزل

آنسو نہیں ہے یہ مژۂ اشکبار پر
کب اختیار ہے دل بے اختیار پر
تائب ہوں مدتوں سے سمجھنا نہ اور کچھ
نام خدا لبوں کی مسی ہے بہار پر
گلچین ہے باغ میں فغان عندلیب کی
نالے بھی آ سکے نہ زبان ہزار پر
کرامتحان حق وفا عاشقوں کا کچھ
بیٹھے ہوئے ہیں آمد فصل بہار پر
برستی ہے اشکبار جو شب بھر وہ میری طرح
افشان چمک رہی ہے جو گیسوے یار پر
کھائے ہیں داغ میں نے یہاں تک کہ اے نسیم
گویا نمود آبلہ ہے نوک خار پر
افعی کا شک ہوا کبھی زنجیر ناز کا
تم سو رہو بس آج مرے اعتبار پر
کس طرح آئے چین مجھے ہجر یار میں
دکھو خزاں کے ہوتے ہیں فصل بہار پر
رہنے دے کوے یار میں خرد ضعیف ہوں
صیاد عندلیب کے کھول ایک بار پر
جلوے دکھا رہے ہیں جگر میں ہجوم داغ
ہنستی ہے صبح گریۂ شمع مزار پر
مدت کے بعد چند نفس چین آگیا
دھوکا ہے گلستان کا دل داغدار پر
تا صبح تکیہ سبز نشین لبس معاف رکھو
کیا کیا گمان نہیں ہمیں گیسوے یار پر
جلوے دکھا رہی ہے عجب رنگ سوسنی
بجلی گری ہے غم کی دل بیقرار پر
کیسی یہ باد گل تھی کہ خاموش کر دیا
احسان کر اے صبا مری مشت غبار پر
امید وار جوش جنون چند روز سے
جوبن ہے آج کل تو مرے لالہ زار پر
تارے بھرے ہیں دامن شب نے یہ ہے گمان
رکھا ہے یا نون کسنے ہمارے مزار پر

اس سوز و گداز سے ضرغام نے یہ غزل گائی لعل سخندان سہت روئی ہچکی لگ گئی کہا بھائی ضرغام تمکو خدا سلامت رکھے دل بیقرار کر دیا خانۂ جسم کو غم و الم سے بھر دیا لیکن ہمکو جو شعر و سخن کا ذوق ہوا تو صاحب عصمت و عفت گوشہ نشین پردۂ حشمت ملکہ زیب النسا مخفی کا دیوان اکثر دیکھا اور جملہ شاہزادیاں انکے کلام کو اکثر ملاحظہ فرماتی ہیں پڑھ کر ہر شعر وجد میں آتی ہیں اس عقیلہ کا کلام عشق کے رنگ میں ڈوبا ہوا ہے انکی کوئی غزل یاد ہو تو گاؤ ضرغام فوراً گیا یہ غزل گائی

غزل مخفی

ز گرمی تم آتش بدست خویشتن گیرد
مکن بیطاقتی چندے تحمل کن تو پروانہ
کہ چون برقی جہد از شیشہ اندر کوہکن گیرد
سر جنگ است با مجنون ان اہل تعصب را
رہ آمد شدن نظارہ را بر مرد و زن گیرد
زبان در کام کش مخفی کہ یا صبر و دامن
انان نخم نمی سینہ طبیب من کہ می داند
کہ شمع از چہ افروزی بساط انجمن گیرد
بگوش از تربت مجنون رسد یا حسرتا لیلی
کہ در درس محبت نکتہ ما ہر سخن گیرد
تو خواہی در فغان باشی می خواہی بستہ لب ایلی
کہ آخر پنجۂ شاہ ولایت دست من گیرد
طبیب عشق غم و نر سم طبیب ار نبض من گیرد
کہ از سوز جگر آتش سر آید پیرہن گیرد
ز آہم می جہد برقی ز سوز سینہ می ترسم
شہید عشق کی آرام در گور و کفن گیرد
تنگ ظرفے بود ورنہ شرار سینۂ آہم
خیال است این کہ گل را باغبان اندر سخن گیرد

ملکہ لعل سخندان تو گرفتار دام محبت اسیر قفس مودت بیتاب و بیقرار دو دو جام آگیں میں نوش کیے اسد تازی الیاس شیر فصیح و

ملبغ پہلو مین ضرغام شیردل عیار کامل نئی نئی غزلین گا رہا ہی کمال علم موسیقی دکھا رہا ہی سامنے صحرائے سبزہ زار ناگاہ مرغ سحر نے آواز دی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بزم عاشق و معشوق مین صدائے الفراق بلند ہوئی شمع انجمن لہرائی پروانون نے جان دی نسیم سحری چلی طائران نغمہ سرا آشیانون سے نکلنے لگے یاد الٰہی مین چہکارے مارے قمری حق سرہ کہکر شاخ گل پر آبیٹھی سجادۂ برگ بچھا دیا یاد مین رب اکبر کے وجد کر رہی ہی تسبیح ورد زبان لعل گھبراکر اٹھی کہا لو صاحب خدا حافظ اگر زندہ ہین تو پھر ملینگے ورنہ دیدار ما و شما بقیامت افتاد ضرغام تو عیار نامدار ہی آنکھین خواجہ عمرو کی دیکھین خانۂ مکر و غدر مین پرورش پائی کہا کیون اے ملکہ لعل سخندان یہ تمنے کیا کلمہ کہا کہ قیامت مین ملاقات ہوگی لعل نے بے اختیار آہ کی کہا اے ضرغام نیک انجام ہمشیرۂ یاقوت نے رات بھر نہرون پر سحر کیا ہی لہذا تمھارے لشکر کی کیونکر آبرو بچیگی رونا یہ ہی کہ اسد نامدار نے طلسم کشائی طلسم ہوش ربا پر کمر باندھی ہی کوئی تحفہ ایسا پاس نہ رکھا کہ بر وقت سحر و ساحری جان کی تو حفاظت ہو دختر افراسیاب قبضے مین گھر سے نکل آئین کوئی تحفہ نہ لیتی آئین بی لالان خوشقباد ختر خداوند طلسم ہوش ربا دو لفظین بھی سحر کی نہین جانتین دونون عاشق صادق ہین آج تک کوئی تدبیر نہ کی کہ اپنے وارث کی جان بچاینگی کوئی فکر کرین اس قیامت کا سحر اس طرف سے ہوگا کہ بی مہرخ و بہار گھبرا جائینگی لیکن وہ سب ساحر نامی و نامدار ہین اپنی جان بچا کر بھاگین گی طائر بنکر نکل جائینگی انکے حال پر ملال پر افسوس آیا کہ یہ کیونکر بچین گے قدم ہٹانے سے ننگ و عار جرأت و شوکت انکے خاندان کا شعار سحر مین زور کیا چلے گا لیکن یہ کنیز بے تمیز ایک تحفہ حقیر اپنے سحر کا بنایا ہوا حاضر لائی ہی یہ نذر کرتی ہون یہ کہکر بازو سے اکسا کھولا بازو پر اسد نامدار کے باندھ دیا کہا اے ضرغام تم عیار ہو اسکا خیال رکھنا یہ ہر وقت انکے پاس رہے خدا چاہیگا تو ہر کس و ناکس کا سحر ان پر تاثیر نہ کریگا اسد نے کہا ملکہ مین تو تکیہ نام رب اکبر پہ رکھتا ہون نام حافظ حقیقی ہر وقت ورد زبان ہی یہ جوشن بزرگ ہر وقت پاس موجود ہی یہی ہمارا مقصود ہی لعل نے عرض کی جہالت نہ فرمائیے اسکے لینے مین انکار نہ کیجیے کل زمین و آسمان تھرائینگے بی براتن وغیرہ کو غش آئینگے مین حیران ہون ہمشیر ملکے سحر کا کون جواب دیگا اسد نے کہا اے شہنشاہ اقلیم حسن و جمال اے حاکم تاج و تخت جاہ و جلال تاریک غشکل کش سے زیادہ کون نیرنگ باز و شعبدہ ساز ہوگا جو صد ہا سرداروں کو چیر پھاڑ کر کھا گئی اس دافع بلیات نے وہ بھی بلا دفع کی کتنے کی موت

قتل ہوگی مشعل نے کیا روشنی دکھائی احتقاق وشمنا نواز نے کیا کیا زور دکھائے خدا خواجہ عمرو کو
سلامت رکھے خداوند جمشید سنکر شمنا لے لی اس شمنا کا یہ انجام ہوا شوہر ہلال سحر افگن نے ہزارون کو
چیر کر پھینک دیا اسی طرح وہ مسبب الاسباب کوئی سامان پیدا کریگا بران شمشیر زن گوہر آبدار
صدف دریاے سحر و ساحری ہی جسنے دریاے خون روان خشک کیا پل بر بزادان توڑا خواجہ عمرو
کو دریا سے نکالا وہ نہرون کی بھی تدبیر کر چکی ہی لعل نے کہا صاحب خدا ایسا کرے ہم تو خیرخواہ دولت
مین لیکن مجبور و ناچار ہمشیرہ صاحبہ مالک حجرۂ بلا ہین عفریت طلسم انکے قبضۂ اختیار مین ہی انکے سحر
مین دخل نہین دے سکتی زوال آپ کا دیکھونگی رو رو کے مرونگی مین ہمسر ہمشیرہ کی نہین ہون الکہ تو لعل
نے بجبر بازو پر اسد کے باندھ دیا روتی ہوئی طرف اپنے لشکر کے چلی پھر پھر کر دیکھتی جاتی ہی اسد
نے بھی کئی مرتبہ بڑھکر دامن تھاما کہا ملکہ ہم تو مجبور و ناچار ہین پھر کسی طور سے ملاقات کو آنا بارگاہ مین
سرفراز فرمانا لعل نے کہا جہانتک ہوسکیگا دل کھینچ لائیگا ہم اپنے قابو مین اب نہین ہین اسد نے
کہا ای ملکہ اب تم مطیع الاسلام ہوئین ہمارے لشکر مین چلو کوئی کیا کر سکیگا افراسیاب نے مخمور
و بہار کے واسطے کیا کیا خاک اڑائی آخر کیا کر لیا دامن عصمت کو انکے ہاتھ نہ لگا سکا ایسے ایسے
مقدمات بہت سے پیش آچکے بلا کا انجام رد ہونا انشاء اللہ بی یاقوت کو بھی موت لیکر آئی ہی
لعل نے کہا میرا رہنا مناسب نہین ہی یاقوت آفت برپا کریگی مجھکو زندہ نہ چھوڑے گی شائد کسی وقت
کام آؤن یہ کہکر لعل سخندان طرف اپنے لشکر کے گئی اسد پشت مرکب پر سوار ہوے ضرغام نے
رکاب پر ہاتھ رکھا سردار انکے تلاش کرتے پھرتے تھے صندلان کو بھر رات رہے سے جستجو تھی کہ آقاے
نامدار کہان گئے فوج لیے آتا تھا دیکھا اسد نامدار صحرا سے تشریف لاتے ہین گھوڑے سے کود پڑا اسلام
کیا کہا آقا کہان شب بسر کی فرمایا ای خیرخواہ حفاظت لشکر مین مصروف تھے اسی صحرا مین شب بسر کی
وہان ملکہ مہ جبین تخت پر سوار ہو کر جلوخانے مین تشریف لائین ملکہ مہرخ و باغبان و بہار وغیرہ
کا سلام ہوا بران بھی مع اپنے سردارون کے حاضر ہوئین ملکہ مہ جبین ہر طرف پیک نگاہ کو دوڑاتی ہین
اسد نامدار کو اس مجمع مین نہین پاتی ہین آخر گھبرا کر باغبان سے پوچھا کہ ای وزیر اعظم تمہارے
آقاے نامدار تمہارے ساتھ براے انتظام طلایہ لشکر گئے تھے ہمنے خبر سنی ماشاء اللہ تمنے آج کی شب بڑا
انتظام کیا سرما و ابرق کو بھگایا کیا نام کیا لیکن طلسم کشا صاحب کہان ہین دن نکل آیا ہی ابھی تک

واپس نہین ہوے باغبان نے کہا حضور مین نے شب کو پھر نہین دیکھا انتظام انکا بھی معقول ہوا کسی
دوکان مین چوری نہین ہونے پائی ہر ایک بازار مین سوار پیدل مقرر فرمائے خود بھی براے حفاظت موجود
رہے پہر رات رہے تک مین نے خبر پائی تشریف لاتے ہونگے ملکہ مہ جبین پریشان ایک ایک سے پوچھ رہی ہین
کبھی فرماتی ہین ناناجان کو تو بلا لو خواجہ عمرو کہان تشریف رکھتے ہین اپنے فرزند کی خبر لین ہمارے کہنے سے
وہ خفا ہوتے ہین تمام ساحر انکے نام کے دشمن ہین مہرخ و بہار عرض کر رہی ہین حضور نہ گھبرائین تشریف
لاتے ہونگے تخت ملکہ مہ جبین جلوخانے سے نکل چکا ہے کہ سامنے سے اسد نامدار ظاہر ہوے شب کے
جاگے ہوے آنکھین اُبلی ہوئین چولی مسکی ہوئی جسم سے عطر سہاگ کی خوشبو زلفون پر اکثر افشان مثل جگنو
چہرہ سرخ پریشان پریشان آکر پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا صندل لان صندلی پوش فوج غیر ساحران لیکر آیا طلسم
کو چہار جانب سے گھیر لیا اس جاہ و حشم سے لشکر طرف میدان کارزار کے چلا لیکن بموجب مضمون مصرع دل
را بدل رہیست درین گنبد سپہر اسب سے زیادہ ملکہ مہ جبین کو بیقراری تھی اس کیفیت مین جو اسد غازی
کو دیکھا خودبخود دل دھڑکنے لگا یقین کامل ہوا آج شب کو اسد نامدار کسی جلسے مین گئے تھے تخت کے تو
قریب تھے مسکرا کر پوچھا کیون شہریار مزاج کیسا ہے آئینۂ رخسار پر گرد ملال پائی جاتی ہے ہم تو خیر خواہ جان
و مال ہین آئینہ لیکر چہرے کو ملاحظہ کیجیے ابھی تک شب گیسو مین ستارے چمک رہے ہین اسد غازی کو خیال
آگیا کہا نہین ملکۂ عالم صندل لان صندلی پوش جوان شوقین ہے ملکہ گوہر جادو افشان چنکر پیشانی پر
براے حفاظت صندل لان آئی تھین جھککر سلام کیا مین نے سر انکا سینے سے لگا لیا وہی ذرہ ہاے
افشان رہ گئے ہونگے اور کسی طرح کا خیال نہ کرنا مثل تمھارے نہ کسی کا مرتبہ ہے نہوگا مہ جبین نے آنکھون
مین آنسو بھر کر کہا شہریار مین کیا کہون میرا دل خبر وحشت دیتا ہے اتنا خوب خیال رکھیے گا جتنے ہمراہیان
و اسباب ہین انکی جان و آبرو کے دشمن ہین آپ تو سیدھے سپاہی ہین کسی کے دھوکے مین آجائیے گا
یہان تو عاشق و معشوق مین یہ باتین ہو رہی ہین اسد عذر کرتے ہین مہ جبین کا دل خبر دیتا ہے کہ کہین
اور دل اُلجھا لیا بطور قدیم آج ولد ہی نہین ہے ظاہر کی خوشامد ہے کہ اُس طرف سے لشکر یاقوت بڑے زور
شور سے آکر ہو کیا دونون نہرین سحر یاقوت کی میدان کارزار مین آکر بڑے جوش و خروش سے
قائم ہوئین ہزارون مچھلیان اُنمین تڑپ رہی ہین مثل برق جہندہ بلند ہوکر اُٹھین نہرون مین
گرتی ہین حباب آنکھین نکال رہے ہین آپس مین براے بربادی لشکر اسلام چشمک ہے یا براے چشم نہر آ

سحر عینک ہی یا تماشا دیکھنے کے واسطے نہرون نے دوربین لگائی سحر کی آبرو بڑھائی ہی قصد ہی یاقوت کا کہ نقابت ہوئے تب نہرون کو اشارہ کرون کہ سب نے دیکھا ملکہ بران شمشیر زن طاؤس اُڑا کر صف لشکر سے اپنے نکلین پکار کر آواز دی لو یا یاقوت ہوشیار ہو جاؤ سب نے دیکھا آج مجلس اس جلسے مین نہین ہی وسط آسمان پر ایک قصر اُڑتا ہوا معلوم ہوتا ہی اُس قصر سے چشمک زنی برق کی دھوان اسقدر نکلا ہی کہ قصر کو گھیرے ہوئے ہی لیکن بران نے نعرہ کر کے اختر مروارید جوڑے سے نکالا سب نے دیکھا اُس ماہ تابان کے ہاتھ مین ستارۂ سحری چمکا مگر بران نے اختر کو ہاتھ مین لیکر آج نیا سحر کیا غنچہ سا دہن کھولا ٹھنڈھی سانس کھینچی آتش مزاجی دکھائی کہ منھ سے دھوان نکلنے لگا مگر افراسیاب بھی نگران ہی یاقوت مثل آئینہ حیران ہی اسقدر دھوان دہن سے بران کے نکلا لکۂ ابر بنکر تیار ہوا بران برق بنکر اُس ابر مین مخفی ہوئی کڑکتی ہوئی طرف آسمان کے چلی بران قریب قصر کے پہونچی قصر سحر مین مجلس بیٹھی سحر کر رہی تھی بران برق بنکر اُس قصر کے قریب پہونچی آواز دی ای مجلس نہرین یاقوت کی میدان مین آگئین مہرخ دبہار نے دیکھا مجلس قصر سے نکلی ایک دستک دی مینڈھیان کھول دین ایک حوض آسمان سے چرخ مارتا ہوا قریب مجلس کے آیا بران نے مجلس پر سحر کیا مجلس ایک ماہی یاقوت رنگ بنکر وہ حوض طلائی جو آسمان سے اُترا تھا تڑپ کر اُس حوض مین گری مگر حوض مین پانی نہین ہی مثل ماہی بے آب تڑپ رہی ہی وہ حوض طرف نہرون کے چلا بران نے سحر کیا چودھوین رات کا چاند بنکر تیار ہوئی اُس حوض پر عکس ڈالا حوض چرخ مارتا ہوا بالاے سر نہر آبہاے سحر یاقوت آکر قائم ہوا ایک چاند کا عکس نہرون مین پڑا پانی گرم ہونے لگا نیا شعبدہ ہی کہ پانی سے دھوان نکلنے لگا نہرون مین کھولن ظاہر ہوئی پانی کو بنیاد پانی مشکل ہوگئی موجہ بلند ہوا تمام آب نہر جوش مار کر حوض مین آیا نہرین خشک ہونے لگین اب وہ چاند ٹوٹا گرمی آفتاب کی پیدا ہوئی نہرون مین تو خاک اُڑنے لگی چاند کے ٹکڑون کے بیچ مین سے بران ظاہر ہو کر بصورت برق چمکی حوض کے ٹکڑے اُڑا دیے حوض ٹوٹتے ہی ماہی یاقوت رنگ مجلس جادو تھی بران کے پہلو مین آکر مچھلیون پر سحر کیا اس ماہیت سے کوئی آگاہ نہوا اب حال کماہی ظاہر ہوتا ہی وہ ماہی یاقوت رنگ یہ شنگ بحر افسونگری دونون نے مل کر مچھلیون پر سحر کیا وہ ماہیان لیے آب بیتاب ہو کر لشکر افراسیاب و یاقوت پر گرین جسکے سینے پر جو مچھلی گری سینے کو توڑ کر نکل گئی لشکر افراسیاب کے اور لشکر یاقوت کے لاکھ آدمی جہنم واصل ہوئے آسمان سے نعرہ ہوا منم ملکہ بران شمشیر زن مجلس نے

قہقہہ مارکر نعرہ کیا ای یاقوت بحو لعل تو مسکرا رہی ہو مگر یہ سحر دیکھ کر یاقوت کا چہرہ غصے سے سرخ مچھلیان
لشکر کو تباہ کر رہی ہین اسوقت یاقوت نے بالی مین سے ایک موتی نکالا آواز دی لو ابر آن غرور نکر دیہ
بھی سحر ہے قہر ہارے گھر کا ہی دیکھو یہ الٹا ہوتا ہی یہ کہکر وہ موتی طرف صحرا کے پھینکا آواز دی ہان غلامان
سامری لینا دوسرا موتی نکال کر برآن پر مارا سب نے دیکھا آسمان سے ایک حباب شیشے کا چیخ مارتا ہوا
بران و مجلس پر گرا بہار و باغبان کو تاب نہ رہی دونون سحر کر کے بلند ہوے بہار نے آواز دی برآن
بچنا حباب سحر آتے ہین سحر گوہر نایاب بھی مشہور ہی برآن نے دوڑ کر اس حباب پر ٹکر ماری حباب شیشے کے
کی حقیقت کیا تھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا لیکن اس حباب مین پانی مثل خاک شیشہ ساعت بھرا ہوا تھا تیرا تا
ہوا کچھ قطرات آب جسم بران پر چند جسم مجلس پر چند جسم باغبان و بہار پر گرے چارون نے آہ کا نعرہ
کیا جسم سے آگ نکلنے لگی تمام جسم بران کا آبلہ بنگیا لڑکھڑا کر چلی ساتھ ہی اسکے مجلس نے بھی غلطک کھائی
باغبان و بہار بھی الٹ گئے صداے آہ آہ بلند تھی ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور شمشیر زن جو طاؤس
زرین بال پر موجود تھی پشت طاؤس سے جدا ہو کر بلند ہوئی بران کو گود مین لیا مرواریدِ گلنارپوش
نے بلند ہو کر مجلس کو سنبھالا سرخ مو و ہلال نے باغبان و بہار کو لیا لکھا ہی کہ ان سبکے جسم مین آبلے
پڑگئے ان سب کو لیکر ایک تخت پر ڈالا ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ بران و مجلس و اختر و مروارید و باغبان
و بہار چھ کس جان لشکر اسلام تخت پر پڑے ہوے کراہ رہے ہین تمام جسم آبلہ دار بیتاب و بیقرار ایک
موتی نے تو یہ آبرو دکھائی دوسرا موتی جو طرف صحرا کے پھینکا تھا اسکا یہ انجام ہوا کہ درہ کوہ سے چند
پتلے سنہرے سوا سوا بالشت کے سنہرے جال ہاتھون مین لیے ہوے حاضر ہو کر ظاہر ہوے یاقوت
نے آواز دی ای پتلہ ہاے زرین ان مچھلیون نے آبرو سحر کی مٹا دی انکو لینا تمہاری خوراک مین صاف
و پاک ہین یہ سنتے ہی وہ پتلے جال لیکر ان مچھلیون پر آپڑے ہزارون کو جلا دیا لاکھون کو زخمی کیا
افراسیاب حیرت نے سپر ہاے فولادی بنا کر اپنے کو بچایا جس پر اس سپر کا سایہ پڑا وہ جلکر خاک سیاہ
ہوئی اسی طرح ناتی سا اپنے کو بچا رہے ہین مگر وہ پتلے جال لیکر گرے جب جال مارا دس بیس
مچھلیان جال مین بھر گئین وہ پتلہ کھینچتا ہوا بر سر لشکر اسلام آیا عجب طور کا فعل شروع کیا کہ
جھٹ ہی نکالی ایک مچھلی کو جال سے لیا صف لشکر اسلام پر ذبح کیا خون اہالیان فوج پر پھینک مارا
جس پر قطرہ پڑا گویا بارود مین چنگاری آگ کی گری مثل ہیمۂ خشک جلکر خاک ہوا کئی سو پتلے مچھلیون

کو ذبح کرتے پھرتے ہین اب لشکر مہرخ مین تلاطم ہوا مہرخ و جمشید و بلور چہار دست وغیرہ ہزار ہا گولے مار رہے ہین وہ پتلے نہین جلتے اُسی طرح مچھلیون کو ذبح کرتے پھرتے ہین سر لشکر افراسیاب سے پکڑ لیگئے صف لشکر اسلام پر بِکھرا رہے ہین جال مین مچھلیان تڑپ رہی ہین چھری سے ہزار ہا کو ذبح کیا خون آسمان سے برس رہا ہی ساحرون کے مرنے کی صدا بلند مہرخ و جمشید نے بڑے بڑے سحر کیے یاقوت دور سے دیکھ رہی ہی کہ سب قطرات خون گرتے ہین اسد نامدار کے قریب جب قطرہ خون کا جاتا ہی اسد بازو کھول دیتا ہی جب عکس اُسکا پڑا وہ قطرہ خون کا زمین پر گر کر جذب ہو جاتا ہی پتلے بھی قریب سر اسد نہین آتے یاقوت سخندان گھبرا گئی کہ کیا معرکہ ہی جب لشکر ملکہ مہرخ کے پاؤن اُٹھنے لگے اُسوقت بلور چہار دست بیقرار ہوا گھوڑے سے کودا دونون مٹھیان جو بند تھین یا شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کہکر کھولین سنہرے پتلے مٹھیون سے نکلے جست کرکے طرف آسمان کے چلے جن پتلون کے ہاتھ مین جال تھے اُنسے لڑنے لگے پتلے نے بلور کے جس پتلے کو پکڑا تھا مگر تھام کر چھرا اُٹا مارا چیر کر تو بلاشک پھینک دیا مگر خون جو جسم سے نکلا اُسنے وہی شعلہ جوالہ کا کام کیا کئی ہزار جل گئے بلور نے پلٹ کر دیکھا پتلون نے جاکر کام تو کیا مگر لشکر تباہ ہوا جاتا ہی یاقوت نے قہقہا مار کر آواز دی میان بلور چہار دست ذرا ہوش درست کرو غلامان کوکب کو روکو ورنہ سارا لشکر خاک ہو جائیگا بلور نے دیکھا حقیقت مین بڑی خرابی ہی مین خود باعث بربادی لشکر ہوا اپنے پتلون کو روکا پتلے مجبور و ناچار پلٹ آئے بلور نے اپنے سر پر بھی سپر سحر قائم کی گھڑی دو گھڑی دونون طرف کے پتلون مین خوب تلوار چلی وہ پتلے طلب کردہ یاقوت سخندان اپنا کام کر رہے ہین مگر جمشید نے بڑھکر ایک کام کیا کہ جس تخت پر ملکہ بران شمشیر زن و مجلس و بہار و باغبان قدرت و مرواریدو اختر تڑپ رہے تھے آہ آہ کی صدا بلند تھی یقین تھا استخوان جلین آبلے پھوٹین جمشید نے بڑھکر سحر کیا ایک ابر نے آکر چھؤن پر سایہ کیا قطرے پانی کے گرے کسی قدر جسم کو خنکی حاصل ہوئی آہ آہ کرنا موقوف ہوا جب ابر سے آب ریزی رکتی ہی بیقراری بڑھ جاتی ہی اب ملکہ مہرخ پریشان ہوئین بلور چہار دست نے پکار کے کہا ملکہ مہرخ لشکر کو ہٹائیے اس سحر خونخوار سے بچنا دشوار ہی میرے پتلے پلٹ آئے صدہا قتل بھی کر لئے وہ جو سنتے تھے کہ حجرہ پنجم مین بڑی قیامتین ہین اُسکا نمونہ ظاہر ہوا اہل اسلام ہٹے پتلے آسمان پر بکھرا رہے ہین للکھا ہی پڑاؤ سے تین کوس ہٹ آئے پتلے یاقوت سخندان کے ساتھ نہین چھوڑتے مچھلیون کو ذبح کرتے چلے آتے ہین ملکہ مہرخ وغیرہ نے بیتاب ہوکر دعا کی صحرا سے گرد اُٹھی سب نے دیکھا ملکہ جیحون سبز پوش

زباندراز تخت سحر پہ سوار پشت پر ساٹھ ہزار نازنینان زرین پوش علمہاے زمرد نگار کے پھرہرے کھلے ہوے
یہ تباہی لشکر اسلام کی دیکھکر سر پیٹ لیا بران وغیرہ کو اک تخت پر اس مصیبت مین دیکھا پکار کے
آواز دی ای ملکہ مہرخ ہماری وزیرزادی ملکہ محبوب کا کل کشتا نہین پہونچی یہ کیا ستم برپا ہوا مہرخ نے
بڑھکر ملکہ حیحون سے تمام کیفیت بیان کی اور کہا محبوب تو یہانتک نہین پہونچی مگر ملکہ بران نے نہردن
کو خشک کیا اسنے یہ سحر کیا ملکہ حیحون نے کہا اس بلا کو تو مین روکتی ہون لیکن نہین معلوم میری وزیرزادی
کس بلا مین پھنسی ہین بھیجی تھی وہ جاکر مصروف جنگ ہوئی ہوگی یاقوت اسکے سحر سے بہ تنگ ہوئی ہوگی
بران نے غضب کیا اپنے کو بلا مین پھنسایا مین ان پتلون کو تو روکتی ہون یہ کہکر جیب مین ہاتھ ڈالا وہی
گیند بلورین جو خواجہ عمرو نے اخضر سے لیا تھا کوکب نے حیحون کو دیدیا تھا ملکہ حیحون نے وہی گیند نکال کر
اسم سحر پڑھا طرف آسمان کے پھینک مارا جھونکا ہواے گرم کا چلا وہ حرارت و تابش پیدا ہوئی پتلے یاقوت
سخندان کے گرمی سے جلنے لگے جسم سے ان خونخوارون کے شعلے نکلنے لگے چیختے ہوے طرف لشکر یاقوت
کے بھاگے یا تو لشکر افراسیاب کی فتح تھی اہل اسلام ہٹتے جاتے تھے ملازمان افراسیاب کئی کوس بڑھ
آئے تھے کئی سو پتلون نے پلٹ کر آہ کا نعرہ کیا یاقوت گالیان دینے لگے مچھلیون کو نکال کر سر لشکر افراسیاب
پر ذبح کیا لکھا ہی کہ لاکھ جادوگر اور جل گیا اسوقت غصے مین افراسیاب نے دستک دی چار سو پتلے
فولادی پیدا ہوے پتلہ ہاے فولادی نے آکر پتلہ ہاے یاقوت کی مشکین باندھین جال جھینکر پھینک
دیے مچھلیان گرتے گرتے غرق زمین ہوئین یاقوت کے پتلون کی مشکین باندھکر لے گئے استادان
سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ دو شبانہ روز یہ قیامتین برپا رہین یاقوت نے غصے مین طبل بازگشت
بجوایا پکارکر آواز دی بی حیحون اب مجھے شیوہ جلادی اختیار کرنا پڑا عفریت طلسم کو بلاکر سب کو مٹا دونگی
تم تو اس راز سے بخوبی آگاہ ہو ہمارا سحر صرف کرکے جان بچائی کیا کمال کیا خیر اب آج تو پلٹ جاؤ خالو صاحب
کا پاس ہی ایک ہفتے کی مہلت دی شہنشاہ کو عرضی لکھو یہی تحریر کرنا کہ آپ کی کنیز یاقوت نے آج سب پر
رحم کیا آٹھوین روز عفریت طلسم سب کو کھا جائیگا بی بران و مجلس تو بیکار ہوئین انکو تو زندہ دفن
کرو ایسے ایسے کلمات سخت کہتی ہوئی پلٹی ملکہ لعل سخندان کا ہاتھ تھام لیا محبت سے گلے مین ہاتھ
ڈالدیے کہا کیون بوالعل اسد غازی قطرات خون سے کیون بچا غیر ساحر تھا جل نہ گیا کیا خبر اسکے
پاس ہی جب قطرہ خون کا اسکے قریب پہونچا زمین مین گر کر خاک ہوا مجھسے نہ چھپاؤ مین کئی دن سے

دیکھ رہی ہون رنگ رو تمہارا متغیر ہی وقت آب و خورش مین فرق آگیا ملکہ لعل یہ سنکر گھبرا گئی کہا حضور کو کب نے کوئی تدبیر برائے طلسم کشا کر رکھی ہوگی یاقوت سخندان نے کہا یہ تو کوئی سحر ہمارے گھر کا تھا لعل سخندان نے کہا ہوگا مین کیا عرض کرون بڑے بڑے ملازمان افراسیاب طلسم کشا کے ساتھ ہین ان سب صاحبون نے طلسم کشا کے جان بچانے کی تدبیر نہ کی ہوگی یاقوت نے کہا لو ہمارا مطلب یہ تھا مسلمانون نے بہت سرکشی کی افراسیاب تو بالکل گدھا ہی بیوقوف نے الٹا ہمارا سحر دفع کیا غلامون کو ہمارے قید کرایا مجھے کچھ ملال نہین ہوا یہ مختصر سحر تھے عفریت طلسم اگر سب کو کھا جائیگا اگر تم حال دل مجھسے کہہ دو جسپر رغبت ہو اسکو مستثنے کر دون بچا لون ملکہ لعل رونے لگی کہا لو انمعار اگمان باطل ہی مین خوب آگاہ ہون یہ لڑائی فتح کرنے سے حکومت طلسم ہوش ربا ہمارے قبضے مین آئیگی حیرت تخت سلطنت سے اُتار دیجائیگی آپ کا سراسر خیال خام و تصور ناتمام ہی ان لوگون کے بچنے سے مجھے کیا فائدہ آپ آج ہی عفریت طلسم کو بلائیے سب کو مٹا دیجیے سرکشون کو خاک مین ملا دیجیے یاقوت خاموش ہو رہی لشکر بلیٹے افراسیاب اپنی بارگاہ مین آیا یاقوت سخندان خاموش آکر تخت پر بیٹھی ملکہ لعل کے قلب پر بیقراری کا ہجوم ہوا کنیزون کو ساتھ لیکر اپنے خیمے مین آکر بیٹھی ادھر ملکہ حیحون سبز پوش زبان دراز نے آکر ملکہ مہ جبین الماس پوش کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا اسد غازی کی بلائین لین سب سردار خستہ شکستہ حیران و پریشان پلٹ کر بارگاہ مین آئے ملکہ بران کا تخت جو اندر آیا ملکہ حیحون یہ حال پر ملال دیکھکر رونے لگی پانچون شہزادیان جھٹا باغبان قدرت اسطرح تڑپتے اور کراہتے ہین کہ دل سنگ آب ہوتا ہی صدائین انکی سُنکر دشمن بھی روتا ہی ملکہ حیحون نے بیٹھکر بہت سحر کیے گرد گلدستے رکھے کہ ہوائے سرد چلی خوشبو اُن سب کے دماغ مین پہونچی لخلخے کے لوٹے روشن کر دیے پیشانی پر نشتر مار کر اپنا خون نکالا جسم پر سب کے چھینٹے دیے کچھ تاثیر نہوئی آبلے نہ مٹے کسی قدر کراہنا کم ہوا سب سردار بیٹھے رو رہے ہین کہ خواجہ عمرو و چالاک و برق و قران و جانسوز و ضرغام جھٹون اندر بارگاہ کے آئے بران سے خواجہ لپٹ کر رونے لگے تڑپن ملکہ بہار کی دیکھی نہین جاتی مخمور بیلوے بہار مین بیٹھی رو رہی ہی ہچکیان لگی ہوئی ہین عمرو جو بیتاب ہوکر رویا ملکہ حیحون نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ اپنے کو سنبھالین مقدمہ عظیم درپیش ہی مجھکو بڑا پس و پیش ہی آپ تشریف رکھین انجمن مشاورت منعقد ہو میری وزیرزادی کا برائے خدا پتا لگائیے ورنہ اگر مرتبہ جو یاقوت سخندان طبل جنگی بجوائیگی ضرور عفریت طلسم کو بلائیگی اس طرح

اُٹھا کر سب کو کھا جائیگا کہ گویا کوئی پیدا نہوا تھا اگر سن نے تڑپھ کر جان دی کیا فائدہ اُسی وقت خواجہ نے
تخلیہ کیا چند سردار جیبون عیار بیٹھکر صلاح کرنے لگے ملکہ جیحون نے کہا ایک ہفتہ مجھسے پیشتر محبوب
روانہ ہوئی مین جس منزل پر آئی نشان اُسکے قدم کش ہوئے کا مجھکو دریافت ہوا فلان صحرا مین جو پہونچی
وہان کے زمینداروں سے سنا شب کو اک لشکر یہان آیا تھا صبح کو غائب ہو گیا الیقین کامل ہے افراسیاب نے
کسی کو بھیجکر قید کرالیا آپ عیار ہین کسی طور سے اسکو دریافت کر لیجیے اگر محبوب کاکل کشا کا آنا نہوا عفریت
طلسم کسی کے روکے نہ رُکے گا خواجہ نے کہا آخر کس سے دریافت ہو ملکہ جیحون نے کہا افراسیاب اس راز
سے ماہر ہوگا حیرت کو ضرور آگاہ کیا ہوگا حیرت کا جو نام آیا چالاک تڑپ گیا کہا مین جا کر دریافت کرتا ہون
عمرو نے ہاتھ پکڑ لیا کہا او نالائق جلاد کے سامنے جائیگا کیونکر زندہ واپس آئیگا نام حیرت سُنا اور چلا
کیونکر اُس تک پہونچیگا چالاک نے کہا آپ ناحق غصہ کرتے ہین آپ ہی نے تو طعن و تشنیع کر کے مجھکو بدنام
کیا جب تو خواجہ کوڑا لیکر اُٹھے کہا کیون ای جوانا مرگ ہمنے کہا تھا کہ جا کر حیرت پر عاشق ہو کوہ و کاہ
ذرہ و ماہ کی مثال ہے اگر افراسیاب سن پائے کیا تمہارا حال کرے چالاک نے کہا وہ میرا کیا کر سکتا ہے
یہ کہکر چالاک چلا بیرون بارگاہ آیا برق فرنگی ملا کہا مرشدزادے کہان چلے مین بھی ہمراہ چلون چالاک
نے کہا کچھ آپ کی ضرورت نہین ہے یہ کہکر لشکر حیرت مین آیا حیرت کی یہ کیفیت ہے کہ ملول و حزین و اندوگین
اپنی بارگاہ مین مُنھ لپیٹے پڑی رہتی ہے افراسیاب حال نہین پوچھتا محبت مین یاقوت کی سرگردان
آٹھ پہر وہین موجود رہتا ہے انیسین جلیسین تباہ چالاک در دولت بارگاہ حیرت جادو پر آیا دیکھا
کنیزان حیرت آپس مین باتین کر رہی ہین چالاک ایک کنیز کی شکل بنکر اُنمین ملا ایک نے کہا بوا ملکہ
حیرت آج صبح سے نہین اُٹھین چل کے جگاؤ ایک نے کہا مجھے کیا غرض ہے کہ مین جا کر جھڑکیان کھاؤن
کل سے افراسیاب نے بارگاہ مین آرام نہین فرمایا بیتاب ہین کھانا بھی نہین کھایا اُنپر تو زور نہین چلتا
ہم لوگون پر غصہ اُتارتی ہین ایک نے کہا آج صبح سے گلوری بھی نہین نوش کی مُنھ ہاتھ نہین دھویا
سب نے مل کر چالاک سے کہا بوا گلشن تم بہت شگفتہ ہو ملکہ نے تمکو پرورش فرمایا مُنھ زوری بھی کرتی ہو
تم جا کے جگاؤ چالاک نے کہا مین ابھی جاتی ہون تم ڈرو مین نے کیا کسی کی چوری کی ہے علاوہ ازین
نمکخواری سے سراسر خلاف ہے مالک رنج و ملال مین ہو ایسے وقت مین دلدہی واجب و لازم ہے حقیقت مین
افراسیاب سفلہ مزاج ہے ایسی شاہد رعنا اُسکے لائق تھی یہ کہکے چالاک نے پردہ اُٹھایا سب سے

کہا لو اب تم کوئی اندر نہ آنا مین شیشے کے منہ مین جاتی ہون جو کچھ گذرے گی جھیلون گی یہ بھی اُنکے مزاج کا طریقہ ہر دس پانچ کو دیکھکر اُبل پڑتی ہین سلامتی سے ہوا سے لڑتی ہین مجھسے کچھ نہ کہین گی مین شیشے مین اُتار لونگی سب ٹھہرین چالاک اندر آیا حیرت جادو چھپرکھٹ پر آرام کر رہی تھی جوانی کی نیند ساق بلورین کھلی ہوئی عارض الور پر زلف عنبرین پریشان ناگنیان آئینہ رخسار پر لہرا رہی ہین چالاک بیقرار ہو گیا ڈرتے ڈرتے قریب آیا دونون پانون اُٹھا کر گود مین رکھے خود پامال ہو رہا ہے عجب نازی پانون دبانے لگا حیرت نے آنکھ کھولدی گلشن اپنی کنیز کو دیکھا پانون دبا رہی ہے چالاک نے آنکھ کھلتے ہی بلائین لین آنکھین تلوون پر ملین پوچھا کیون حضور مزاج کیسا ہے حیرت نے کہا گلشن کیا کہون ایک سر ہزار سودے شوہر ایسا ہرجائی ملا اب جو یہ سوت آئی ہے آٹھ پہر اُسی کی خدمتگذاری مین مصروف ہے ہمارا عیش و آرام جان دینے پر موقوف ہے دوسرا صدمہ عظیم بوا بہار کی خبر ملی آنکھون سے بھی دیکھا جلتی ہوئی آگ مین پھاند پڑین غنچہ آرزو نہ کھلا مثل برگ گل کمھلا گئین ہمارا سحر سمجھی تھین ہم قوت پر رعایت کرتے مین جب دیکھا اُنکا گلدستہ جلا صرف سحر دفع کیا کبھی اُنپر سحر سخت نہ کیا یاقوت سخندان بلا سے روزگار ہے سب کا خاتمہ کر دیا تھا بی جیجون نے آکر اُسی کے گھر سے بچا لیا ادھر شہنشاہ کو ناگوار ہوا تیاون کو اُنھون نے قید کرکے زندان خانہ طلسمی مین بھیجدیا جان سبکی بچ گئی لیکن سنتی ہون کہ بوا بہار گھبرا رہی ہین بی جیجون نے کچھ سحر کرکے کسی قدر تسکین دی ہے آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہی ہین اپنے نصیبون کو رو رہی ہین یاقوت سچ کہتی ہے ایک ہفتے کو زہر اُگلے گی ناگن بنکے سب کو ڈسے گی اُسکو سلطنت ہوشربا کی خوشی ہے نہین معلوم کیا خیال آیا کہ اُسنے ایک ہفتے کی مہلت دی اُسی وقت وہ عفریت طلسم کو بلا سکتی تھی سب کو مٹا سکتی تھی بوا گلشن بہار کے لیے بیقرار ہون کیونکر اُسکو سمجھاؤن سب ایسے غافل ہین محبوب کاکل کشا راہ سے غائب ہو گئی کسی کو فکر نہین اس مقدمے مین جو کچھ مطالب اصلی نکلے گا اُسی کی ذات پر موقوف ہے شہنشاہ نے کمال کیا پہلے ہی اُسکی تدبیر کر لی وہ بیچاری قید ہو گئی اُس تک کوئی پہونچ بھی نہ سکے گا رہا کرنا تو دشوار ہے چالاک نے کہا کیون بی بی آخر محبوب کاکل کشا کہان پر قید ہے اُسکی رہائی کی کیا صورت ہے عمرو تو عیار بافطرت ہے جہان کہین قید ہو گی پہونچ جائیگا ضرور چھوڑا لائیگا ملکہ حیرت نے کہا یہ مقام ایسا نہین ہے کہ جہان عمرو جا سکے سوائے میرے اور افراسیاب کے کوئی اس راز سے آگاہ نہین ہے کیا کہون جو کچھ دل مین آتا ہے چالاک

نے کہا واری آپ بھی سوت کے مٹانے کی تدبیر کیجیے ابھی سے اُنکی لونڈیان پھولی ہین آپس مین کہتی ہین
ہم سب سلطنت لینگے بی حیرت کو طلسم سے نکال دینگے اگر کہین اُسکے ہاتھ سے لڑائی فتح ہوگئی پھر ہمکو
کون پوچھے گا اُسکی کنیز بن کیا کیا جبر و ظلم کرینگی بی یاقوت آپ کی حقیقت نہ سمجھین گی آپ بھی دشمن
کو مٹایئے فتح کی ہزار صورتین نکل آئینگی ملکہ ماہیان زمرد پوش الیسی نانی آفات چہار دست
الیسی دادی جسدن قصد کرینگی فتح ہوگی آپ کے ہاتھ سے جو فتح ہوگی آپ کو اختیار ہی جسکی چاہیے
جان بخشی کیجیے جسکو چاہیے سزا دیجیے بی یاقوت آپکے عزیزون کو چُن چُن کے قتل کرینگی آپ کو
اختیار نہ دینگی یہانتک تو سنا ہی کہ افراسیاب سے کہتی تھین پرانا عملہ سب موقوف نئی بھرتی ہو سوداگر
بلاؤ کنیزین نئی خریدی جائین ہمارے طور پر تعلیم پائین جب حضور لونڈیون سے یہ حسد ہی ہم تو مصاحبان
حضور مشہور ہین ہمکو تو حکم ہوگا کہ اقلیم سے نکل جاؤ مین تو واری کل سے ٹوٹکے کر رہی ہون ابھی ڈھونڈھکر
دیوالی کی کلھیا لائی اُسمین خاک بھر کر دیوار مین گاڑ دی کہ دشمن کا مُنھ بند رہے ایک مُلّا پاس بھی
گئی تھی تعویذ وہان سے لائی اُنکے دروازے پر گاڑ آئی بیمار تو ضرور ہو جائینگی ایک اگھوری سفلی عمل
خوب کرتا ہی وہ بھی بیر بھیجے گا بی یاقوت پر وہ چڑھے گا بے بکرا لیے نکھوڑیگا شہنشاہ دوڑے دوڑے
پھرینگے مین تو حضور بہت خاک چھان رہی ہون نذرین مان رہی ہون اُنکے باورچی خانے مین دخل
پاؤن الیسی سوت کو سنکھیا کھلاؤن شہنشاہ نے بڑے بڑے نگہبان مقرر کیے ہین آج صبح سے
جو جو باتین سنین مین اُنکو عرض نہین کر سکتی دلدہی کر کے چالاک نے جو یہ بیان کیا حیرت جادو
اُٹھ بیٹھی چالاک نے جو آج بعد مدت تخلیہ پایا حضور حضور کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے مُنھ پر مُنھ
رکھدیا حیرت کا بھی دل بھرا ہوا تھا میری گلشن کہکر لپٹ گئی چپکے سے کہا گلشن اس ٹوٹکے
ٹامڑے سے کچھ نہوگا وہ خود بلا ہی بھوت پلید کا پوجا کرتی ہی اگھوری اُسکا کیا کر سکے گا ایک کام کر
تو مراد بر آئے مین بھی تیرے کہنے سے جانپر کھیلتی ہون اگر کھل گیا تو جان و آبرو کا نقصان ہی
اور اگر بات بن پڑی تو بی یاقوت کو جان بچانا مشکل ہوگی چالاک نے بغلون مین مُنھ ڈال دیا
کہا مین صدقے مین قربان اِس لونڈی کی جان تک کام آئے تو حاضر ہی ملکہ حیرت نے کہا تو نے
کو لشکر اسلام مین پہونچا عمرو کا بیٹا چالاک ملجائے تو اُسکو بلا لا لیکن میرا نام نہ لینا وہ باجی مجل
جائیگا کمبخت جا بجا پکارتا پھرتا ہی کہ مین حیرت پر عاشق ہون جسدن افراسیاب سُن پائے گا

بدنصیب کی ٹانگین چیر کر پھینک دیگا چالاک نے کہا واری مین ابھی جاتی ہون چالاک کو ڈھونڈھ کے لاتی ہون یہ کہکر چالاک اُٹھا سامنے ملکہ حیرت کے باہر نکل گیا بعد دم بھر کے حیرت جادو نے دیکھا گوشۂ بارگاہ سے چالاک کلاہ زرین پہنے ہوے عطر سوہاگ ملے ہوے لباس فاخرہ زیب جسم تنتا ہوا چلا آتا ہی حیرت نے دیکھتے ہی مُنھ پھیر لیا ہاتھ اُٹھا کر کہا ارے تو کہان چالاک تو ایک بیباک ہر کہا حضور نے بلوایا مین حاضر ہوا ملکہ حیرت نے کہا میری پاپوش بلواتی ابھی اگر افراسیاب چلا آئے تو کیا ہو چالاک نے کہا ہوئے کیا کہدینگے تیری جورو نے بلوایا چلے آئے تو کون ہی ہم دروازہ پر پہرہ مقرر کرینگے کہ افراسیاب نہ آنے پائے حیرت جادو خفا ہوتی رہی چالاک برابر چھپر کھٹ کے بیٹھ گیا بعد مدت یہ دن نصیب ہوا بلائین لیتا تھا قدمون کو بوسے دیتا تھا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا کہا اے شہنشاہ خوبی و اے گل گلزار محبوبی مین جان نثار تابعدار ہون ارشاد تو فرمائیے مزاج کیسا ہی یہ کہکر حیرت کا دامن پکڑ لیا اور رو کر یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

لیتا نہین ہر درد بھی اکجا قرار آج
سینے کو کسقدر وہ چھپاتے ہین وصل مین
بولے وہ بہت بھی کچھ ہرے پر درد گار آج
سوجھے نہ دشمنان کو کہ ہم تم ہین ایک جگہ
سوتا ہون مین جو جبین سے زیر مزار آج
احسان ترا اسے بھی اگر ساتھ لے نکل
بھرتی ہر لب پہ ہنستی ہوئی جان زار آج
مقبول ہونے والی ہر شاید دعاے وصل
آنسو ٹپک پڑے مرے بے اختیار آج

ایفاے وعدہ یار ہی کرتا ہر یا اجل
کتنی مری نگاہ ہر بے اعتبار آج
کیونکر بسر کرین شب تنہائی فراق
چھا جائے یون دلون سے نکلکر غبار آج
دیکھا نہ اسکو حشر کا ہنگامہ ہو چکا
پیکان یار حسرت دلکو اُبھار آج
روز سیہ کی صبح قیامت کی شام ہر
حد سے گذر گیا ہی مرا اضطرار آج

دل کی تڑپ کو پوچھ نہ اے غمگسار آج
یا ہم تمام ہوتے ہین یا انتظار آج
روز جزا ہی نالہ کرونین کہ چپ ہون
ناصح کو یاد کرتے ہین ہم بار بار آج
ٹھوکر یہ کسنے آکے لگائی تھی قبر پہ
سمجھائین کیا امید کو امیدوار آج
شاید پیام مرگ دیا ہی فراق نے
کیا ہوگا دیکھتا ہون مین انجام کار آج
مجبوری جلال یہ اُسن بت کی بزم مین

یہ کہکر چالاک تصدق ہوا حیرت نے شرما کے سر جھکا لیا کہا او نابہار بے ادب کنارے بیٹھ جس واسطے بلایا ہی تمھارا مطلب ہر چالاک ہاتھ باندھکر سامنے بیٹھا حیرت نے کہا اے چالاک گوش ہوش سے سُن بیہودہ باتین موقوف کر ورنہ مین ابھی افراسیاب کو بلا بھیجونگی چالاک نے کہا مین افراسیاب کے باپ سے نہین ڈرتا آپ کا غلام وفادار ہون جو حکم فرمائیے آنکھون سے بجالاؤن حیرت جادو نے کہا اے چالاک مین اپنے دل کو کیا کرون بہار

کی جان کے واسطے یہ ساری تدبیرین ہین جسوقت سے سنا ہی کہ اُسکا آب و دانہ بند ہی تکلیف سحر یا قوت
سے دردمند ہی دل تڑپ رہا ہی مین نے اُس بدنصیب کو گودیون مین پالا پڑھایا لکھایا عزت و آبرو
بڑھائی طلسم ہوشربا مین اپنے ساتھ لیکر آئی اُنکو ہمارا بالکل خیال نہین ہمارا گھر مٹانے کے درپے
ہین چالاک نے کہا حضور از خردان خطا و از بزرگان عطا وہ بھی ہمیشہ آپ کی سلامتی کی دعا
کرتی ہین ظاہر مین لڑتی ہین جب کسی سے تکرار ہوئی یہی فرمایا میری بہن ملکہ حیرت کو خدا سلامت
رکھے میری خطا اور عدم خطا برابر ہی جب جی چاہے چلی جاؤن تکلف کیا میرا گھر ہی مجھکو کون روک
سکتا ہی آج کوئی چوتھا دن ہی ہمارے والد نامدار نے کچھ کلام کیا ملکہ بہار نے جھڑک دیا اور کہا خواجہ
مین ابھی چلی جاؤنگی میری وہ بہن نہین مادر مہربان ہی جانتے ہی میرا وہی مرتبہ ہوگا خواجہ خاموش
ہو رہے حضور فرمائین مین سنتا ہون حیرت نے کہا ای چالاک طرف مشرق کے جانا جب بارہ کوس
راستہ طی کر چکے گا صحرائے سبزہ زار ملیگا اُسی مقام پر ایک دریائے تہار و زخار ہی کیا مجال کسی کی
جو دریا مین قدم رکھے لیکن افراسیاب نے مجھکو رازدار کیا یہ کہکر حیرت جادو نے اپنے پاس
سے ایک گولہ آہنی نکالا کہا یہ گولہ دریا کی آبرو مٹا دیگا یا سامری کہکر دریا پر پھینک مارنا دریا خشک
ہو جائیگا پار دریا کے قلعہ ہی اُسکو قلعہ عجائب نگار کہتے ہین عجائب زعفران پوش وہان کی
حاکم و ناظم ہی جس طرح بنے اپنے کو اُس قلعہ مین پہونچاؤ ملکہ محبوب کاکل کشا کو ملکہ عجائب زعفران
پوش نے مع لشکر قید کر لیا ہی عجائب قتل ہو تو محبوب رہائی پائے اصل تو یہ ہی کہ مین نے زبانی
افراسیاب کے سُنا کہ اگر محبوب رہائی پاکر آئی دفع سحر عفریت طلسم وہ جانتی ہی کوئی تو تدبیر ہوگی
چالاک نے گولہ لیکر اپنے تھیلے مین رکھا قدمون کو حیرت کے بوسہ دیا بصورت اصلی چلا حیرت نے
ہاتھ پکڑ لیا کہا ارے صورت بدل کر جا بڑا کمبخت گستاخ ہی چالاک پھر تصدق ہوا قدمون سے لپٹنے لگا
ملکہ حیرت نے ایک ٹھوکر ماری کہ جا دور ہو چالاک نے رنگ روغن عیاری کا نکالا کنیز کی شکل بنکر
باہر نکلا خوشی مین بھاگا دل سے کہتا ہوا کہ کسی سے خبر نہ کرو چلتے ہی دریا خشک کرکے قلعہ عجائب نگار
مین داخلہ ہو عجائب زعفران پوش کو مار و محبوب کو رہا کرکے لاؤ قبلہ و کعبہ بھی کہین کہ عیاری اسکا
نام ہی چالاک تو اسطرف سے جاتا ہی اپنے لشکر کا راستہ بھی ترک کیا دو کلمہ مخمور مہجور بیان ہوتے ہین مخمور
نے جو بہار کا یہ حال دیکھا سب سرداروں نے اپنے اپنے سحر قائم کیے ہین کہ بہار و باغبان وغیرہ کا ور دونو

ہو مخمور برائے عیادت بہار آئی سرہانے آکر بیٹھی برف برسائی کچھ پھول رکھے تلون پر ہاتھ پھیرا بہار کو تسکین جو ہوئی آنکھ کھولدی اس ہمراز دار ہمدرد کو قریب پایا کہا کیون مخمور مزاج کیسا ہی مخمور نے سر سے پا تک بلائین لین ترقی حسن وجمال کی دعائین دین اسماء سحر پڑھکر بدن پر بہار کے ہاتھ پھیرا بہار کو اور تسکین ہوئی اُٹھ بیٹھی مخمور نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ زار زار رونے لگین بیقراری مین بہار کے آنسو جاری ہوے کہا ای مخمور اب ہمکو زندگی کی امید نہین ہی اسد نے یاقوت کا کلیجہ پھونک دیا ہڈیون سے دھوان نکل رہا ہی ہر اعضا مثل شمع کافوری جل رہا ہی عشق نے اب اپنا رنگ جمایا سوزش نے ترقی کی آتش سحر کی گرمی پر آتش عشق غالب ہی دل موت کا طالب ہی اپنی تو اب یہ کیفیت ہی بقول زیب النسا مخفی نظم

کسے کہ آتش عشق تو اختیار کند
مرا کہ دیدہ گل اشک در کنار کند
بجای غنچہ بر آرد سر از زمین پیکان
کہ پیش غیر شکایت ز روزگار کند
تو میروی و بہمراہی تو میخواہد
کہ نالہ از میان درد دل تو کار کند

سزد کہ خانۂ در سینۂ چنار کند
بیاد گلشن رویت بسان مرغ چمن
بہر زمین کہ خدنگ غمت شکار کند
گذشت آنکہ نگاہم ز رشک اشکم را
کہ نور مردمک از دیدہ ام فرار کند
غلام حلقہ بگوش تو گشت تا مخفی

ببلاغ رفتن وگل چیدن از مروت نیست
درون سینہ دلم نالہ ہاے زار کند
زبان حوصلہ باد ابریدہ آن کس را
بسان قطرۂ سیماب بیقرار کند
ہزار نالہ مرا در دل است می ترسم
بہ کائنات ازین فخر افتخار کند

یہ اشعار پڑھکر بہار اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی مخمور گلے سے لپٹ گئی کہا ای بہار بس دشمنون کا دم نہ نکلجاے براے خدا صبر کرو دلپر جبر کرو یہ بلا بہت جلد دفع ہوگی مین خود یاقوت سے نکلکر مقابلہ کرونگی اپنے کو تیر نثار کرونگی اپنا بھی تو یہی حال ہی قلب پر ہجوم غم وملال ہی بقول جلال غزل

تڑپ مین آ کے ... مین سر پٹک کر رہگیا
آج مین کنج قفس مین کیا پھڑک کر رہگیا
آہ کھینچا چاہتا تھا ضبط نے روکا مجھے
چشم سے ایک آدھ آنسو ٹپک کر رہگیا
نہ نکلے گیسو سے نکلنے کی نہ پائی کوئی راہ
یہ بھی چلکر بجھگئی وہ بھی جھلک کر رہگیا

راہ کھوئی کی اُنھون نے دم اٹک کر رہگیا
کیا کوئی لخت دل نزار اور باقی ہی ابھی
سینۂ پرسوز مین اک شعلہ بھڑک کر رہگیا
لیگیا میخانۂ عرفان مین ہمکو خضر شوق
کوچہ تاریک تھا آخر بھٹک کر رہگیا
کس جگہ مجھکو دغا دی طاقت پرواز نے

مار ڈالا ذکر گلشن چھیڑ کر صیاد نے
خار سا کچھ چشم گریان مین کھٹک کر رہگیا
دل بھر آیا رو سکے لیکن نہ بزم یار مین
زاہد گمراہ مسجد مین بہک کر رہگیا
شمع کام آئی شب تاریک فرقت مین نہ ...
دو قدم پہ تھا در گلشن کہ تھک کر رہگیا

کی بہت تونے کمی اے اضطراب دست شوق
کیا یہ غنچے نے صدا دی کیون چٹک کر رہگیا
آج اگر دامن نہوتا روکتے کیون خار دشت
خیر مین بھی دیکھتا ہون کون تھک کر رہگیا

اُنکے سینے سے دوپٹہ کچھ سرک کر رہگیا
پھر ذرا ہنس کے لہو روتے یہ میرے زخم کے
قیس عریان دور پہونچا مین اٹک کر رہگیا
کار دانی ضعف نے مجھکو چھڑایا اے جلال

تو ہی کھول اس راز سربستہ کو اے مرغ چمن
کیا نمک اکبار اے قاتل چھڑک کر رہگیا
وہ نہین ہون گردش گہ دوران مجھے عاجز کرے
نقش پاے رفتگان پر سر ٹپک کر رہگیا

دونون مہجور معشوقون سے دور غم والم سے قریب بے نصیب لپٹ لپٹ کے خوب روئین جب مخمور نے بہت سمجھایا بہار نے کہا اے مخمور اگر ہماری زندگی چاہتی ہو ہم تو بیکار ہوے بالکل مجبور و ناچار ہوے جسطرح بنے اپنے کو تا بہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی پہونچا دو اُس مسیحاے زمان بادشاہ جمجاہ سے جاکر ہمارا حال زار بیان کرو اور یہ بھی کہنا کہ ایک سرفراز نامہ مرحمت فرمایئے اگر اُنکے دست حق پرست کا نامہ لکھا ہوا آجاے ہمارا زخم جگر کا ہوا ابھی زخم جگر اندمال پائے فوراً صحت ہو جائے مخمور نے کہا مین ابھی جاتی ہون بعنایت کاتب تقدیر نامہ دست حق پرست سے تحریر کراکے لاتی ہون یہ کہکر مخمور اُٹھی بارگاہ ملکہ مہرخ مین نگئی کہ خواجہ وغیرہ پوچھین گے اور یہ بھی دیکھا کہ بہار کو جو مین نے تسکین دی دل مین جو درد تھا وہ موقوف ہوگیا مخمور سوچی عاشق کا یہی علاج ہے بیشک بادشاہ بڑے لطف سے نامہ لکھین گے بہار رنگ و بوے باغ لشکر اسلام ہے بادشاہ بھی خوش ہونگے علاوہ ازین اپنے دل تردد منزل کو بھی تسکین دینگے نورالدہر سے بھی ملاقات ہوگی دل سے کہتی ہے اے مخمور مہجور خدا جفاے عشق سے بچائے عشق روسیاہ کسی کو نہ اپنی صورت دکھائے اسکے نام سے دل گھبراتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے یہ اشعار آبدار موافق حال عاشقان ہین نظم

چمن سے ہوش سلامت لیے نکلجاتے
سنبھال لیتے یہ دونون تو ہم سنبھل جاتے
نگاہ پھیر لی ہمسے شباب نے کیا جلد
بھرے نہ تھے ترے پستول ورنہ چلجاتے
ہماری لاش کو یون تونے پائمال کیا
جو شیر چھوڑتا اژدر ہمین نگل جاتے
نگاہ کج سے اُدھر دیکھتا فلک اکدن
اُسی کے سائے مین وہ آکے غیر پلجاتے

جو دن بہار کے اُنکی خبر ٹل جاتے
برستے چرخ سے پتھر جو کشتہ حسرت پر
حسین بھی تو نہین آنکھ یون بدلجاتے
کہان چمکتے سر داغونکی قبل شام چلی
عدو بھی دیکھنے آتے تو ہاتھ مل جاتے
امید وصل نہ بر آئی کی دعا برسون
کہ بل جو یار کی بھون مین تھے نکلجاتے
مسافران عدم کتنے بے مروت ہین

بڑا گلہ ہے ہمین تاب تو اسکی ہجر مین ہے
تگرگ وار مری آہ سے پگھل جاتے
لگاکے گیسوؤنکو ہاتھ جان ہی دی تھی
تامل اتنا تو کرتی چراغ جلجاتے
نگاہ قہر سے بچتے تو کھینچتین زلفین
درخت بے ثمر اتنا یقین ہے پھل جاتے
عزیز کرتی اگر عاشقون کے دل کو وہ زلف
ٹھہرتے آج تو ساتھ اُنکے ہم بھی کل جاتے

نگاہ یار ہو وضع جہان نشین ای دل
ذرا جو ای ملک الموت آپ ٹلجاتے
جلال پاؤن بڑھاتا تمھارا شوق مین یون

بدلتی یہ تو زمین آسمان بدلجاتے
کیا نہ قتل کسی سخت جان کو ای قاتل
کہ اپنے سایے سے بھی آگے ہم نکل جاتے

جھلک وہ پردہ نشین تیغ مین دکھا دیتا
تمام بل تری تلوار کے نکل جاتے
سوائے ذلت و رسوائی کے اس

کوچے مین کیا ہی قیس کا نام مجنون رکھا گیا عزیز و اقارب مین مطعون ہوا عاشقون مین نام پایا ایسی ناموری کو آگ لگے خدا کسی کو کسی پر عاشق نہ کرے میان فرہاد نے سختی اُٹھائی کوہکنی کی شیرین نے جان شیرین دی یہ بھی بدنام وہ بھی ناکام کیا خوب انجام ہی دلکو بہلاتی ہوئی اپنی بارگاہ مین آئی اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ کیا کنیزون نے پوچھا کیون حضور کیا ارادہ ہی مخمور نے کہا صحرا مین اک باغ ہی وہان سحر تیار کرنے جاتی ہون خواجہ اگر پوچھین یا ملکہ مہرخ طلب فرمائین کہدینا حاضر ہین شام تک آجاؤنگی کنیزون کو سمجھا کر مخمور بارگاہ سے نکلی طاؤس سحر پر سوار ہو کر چلی بڑے زور و شور مین اُڑتی ہوئی جاتی ہی تصویر خیالی نور الدہر کی آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی تین کوس راستہ طی کیا تھا کہ صحرا کی طرف سے بونڈلا گرد کا اُڑا مخمور نے پلٹ کر دیکھا مہترین مہتر چالاک بن عمرو گرد و غبار مین اٹا ہوا اچھا گا ہوا آتا ہی مخمور نے آواز دی ای مہتر والا گہر ٹھہر جاؤ کہان جاتے ہو جس صحرا مین چاہتے ہو چلے جاتے ہو یہ کہکر مخمور ہوا سے اُتری چالاک ایسا گھبرایا ہوا ہی کہتا ہی میرا دامن چھوڑ دیجیے اسوقت مجھسے بات نکیجیے مین بڑی ضرورت مین ہون مخمور نے کہا مجھسے تو حال بیان کرو اس صحرا مین آئے ہو پہلو مین اسکے صحراے سحر ہی لشکر مین وہ ظالم تمھارے ہوش گم حال پوچھتے ہین ظاہر نہین کرتے ہو سو قدم دست چپ کو اور چلے جاتے گرفتار بلا ہوتے اپنے نصیبون کو روتے مفصل کہو کہ کس کیفیت مین ہو کیا ضرورت ہی دشمنون پر کیا مصیبت ہی ہم تمھارے بدل و جان شریک ہین چالاک نے کہا ایسا سنو آپ والدسے کہدین مین اسوقت اپنی جان پر کھیل کر خدمت مین حیرت کی گیا تھا ملکہ محبوب کاکل کشا جو قید ہو گئی اُسکا نشان دریافت کیا یہ سُنکر ملکہ مخمور خوش ہو گئی پوچھا کسنے قید کیا چالاک نے کہا فلان مقام پر قلعہ عجائب نگار ہی عجائب زعفران پوش وہان کی حاکم و ناظم ہی وہ بحکم افراسیاب محبوب کو گرفتار کر کے مع لشکر اپنے قلعہ مین لیگئی ملکہ حیرت نے کہا کسی تدبیر سے اپنے کو قلعہ مین پہونچاؤ عیاری کر کے عجائب کو قتل کرو تب محبوب رہا ہو اسی فکر مین جاتا ہون مخمور نے نام قلعہ عجائب نگار سنکر کہا ای مہتر والا گہر وہ قلعہ نگاہ مردم سے مخفی رہتا ہی مین وہان کا حال بخوبی جانتی ہون عجائب زعفران پوش کو پہچانتی ہون بڑے غضب کی ساحرہ ہی اس تک جانا دشوار

ہوگا چالاک نے کہا آپ کنارے کنارے آئیے میرے مقدمے مین دخل نہ دیجیے مین راستہ پیدا کر لونگا
مخمور نے کہا کوئی بات ہمسے نہ چھپاؤ ہر چند مخمور نے پوچھا چالاک نے گولے کا حال نہ بتلایا مخمور خاموش
ہوئی کہا چلو مین تمھارے ساتھ ہون مگر ای مہتر والا گہر دریا کے ہٹنے کی کیفیت ظاہر نہوئی مفصل حال بتلا دو
چالاک نے کہا کوئی مفصل حال نہین ہی آپ صرف میرے ساتھ آئیے کسی بات مین دخل نہ دیجیے مین شناوری
کرکے نکل جاؤنگا دریا خود راستہ دیگا قلعہ بھی ملیگا مین جاکر عیاری کرکے اسکو مار لونگا اگر کسی آفت مین
پھنسون شریک ہونا ورنہ کوئی ضرورت نہین ہی مخمور و چالاک باتین کرتے ہوے چلے بعد عرصہ کے
صحرا سبزہ زار ملا چالاک نے کہا ای مخمور نشان جادۂ مراد ظاہر ہوا اسی صحرا کا پتہ ملکہ حیرت نے دیا تھا
ملکہ مخمور نے کہا مین بھی پہچانتی ہون کان لگاکر سنو غرّاٹے کی دریا کے آواز آتی ہی چالاک نے بڑھکر دیکھا
حقیقت مین اک دریاے قہار مواج تلاطم سنج آفت زا کہ آسمان بھی جسمین مثل حباب معلوم ہوتا ہی سمندر
کی آبرو کھوتا ہی چالاک نے کہا ملکہ مخمور ہٹو دریا دلی دکھاتا ہون اس بحر مواج مین جاتا ہون مخمور نے
کہا ارے ظالم یہ دریاے سحر ہی شناوری بیکار ہوگی چالاک نے کہا آپ اسمین دخل نہ دیجیے مخمور پر پرواز
پیدا کرکے اک نخل پر آئی لیکن نگاہ لڑی ہوئی ہی کہ دیکھون یہ کیا کرتا ہی جیسے ہی چالاک قریب دریا آیا
دریا نے جوش مارا ہزار ہا مچھلیان اچھلین نہنگان خون آشام نے منھ کھولا حباب آنکھین نکالنے لگے
موجہاے دریا [illegible] ان ننگے ہو گئے گرداب بے سیر تاب عجب طرح کا تلاطم ہوا مخمور کو تاب نہ آئی آواز دی ای
مہتر چالاک اپنی جان بچاؤ کنارے سے ہٹ آؤ چالاک کب مانتا ہی مخمور نے دیکھا چالاک نے جیب سے
اک گولہ فولادی نکالا مخمور سمجھ گئی یہ گولہ بی حیرت نے اسکو دیا ہی کمبخت آغاز و انجام سے ماہر نہین جوش
و خروش دریا کا حال ظاہر نہین کئی مرتبہ مخمور نے پکارا ای چالاک ٹھہر جا گولہ نہ پھینکنا بلا مین گرفتار ہوگا
چالاک کب مانتا ہی اپنی چالاکی پہ مغرور جہالت سے قریب عقل سے دور یا سامری کہکر گولہ پھینک مارا
بس جیسے ہی وہ گولہ دریا مین گرا مچھلیان نہنگ گھڑیال جلنے لگے موج آب سے شعلے نکلنے لگے دم بھر
مین دریا خشک ہوگیا نگاہ اٹھاکر چالاک نے دیکھا پار دریا کے اک قلعہ سر بفلک کشیدہ دروازے پہ
قلعہ کے ہزار ہا جادوگر بیٹھے تھے جیسے ہی دریا مین تلاطم ہوا وہ ساحر لینا لینا کہکر دوڑے مچھلیون نے
بلند ہوکر آواز دی چالاک بیٹا عمرو کا آیا ملکہ عجائب زعفران پوش کو خبر کرو یہ کہکے مچھلیان
جلین ساحرون نے آکر چالاک کو گھیر لیا چالاک نے تیغ کھینچی حقہ آتشبازی کا نکالکر مارا دو چار کو

نیچے سے قتل کیا کسی پر حلقۂ کمند مارا یا کسی پر حباب لگایا مخمور بیقرار ہو گئی سر پیٹنے لگی کسی جادوگر نے
سحر کیا چالاک لڑکھڑائے زمین پر گرا اب تو مخمور بیقرار ہو کر کودی نعرہ کرکے مجمع ساحران پر جا پڑی نارنج
ترنج مارنے لگی کئی سو جادوگر مارے چالاک کو نیچے مین دبایا چاہتی ہی کہ چالاک کو لیکر نکلجاؤن ساحرون نے
گھیر لیا مخمور نے کئی ہزار ساحر مارے اندر سے قلعہ کے ہزارہا جادوگر چلے آتے ہین کنیزون نے جا کر عجائب سے
خبر کی یہ تخت پر بیٹھی تھی جب مچھلیون نے غلغلہ کیا تھا جبھی اسنے ہنسکر کہا لو صاحبو کوئی بلا نازل ہوئی دریا
ہی نے مٹایا آبرو کو خاک مین ملایا قید ہونا بی محبوب کا کل کشا کا سزاوار ہوا مگر مقام افسوس ہی اس
راز سے سوائے شہنشاہ و زوجۂ شہنشاہ کے کوئی آگاہ نہین ہی دریائے سحر کا کسنے نشان دیا کہ کنیزین
پہونچین عرض کی ای ملکۂ عالم چالاک بیٹا عمرو کا اول آیا اسنے اک گولہ مارا دریا خشک ہوا ہملوگون نے
گھیرا کئی جادوگر اس عیار نے مارے آخر اسکو گرفتار کیا دام سحر مین پھنسایا بی مخمور صاحب نہین معلوم کہان
چھپی بیٹھی تھین آپڑین معشوقۂ شہنشاہ طلسم ہوش ربا ہین سحر و ساحری مین بے نظیر دیکھتا ہین ہم لوگ
سحر انکا نہ روک سکے کئی ہزار جادوگر مارے گئے جلد چلیے ورنہ چالاک کو لیکر نکل جائینگی عجائب کا چہرہ غصے سے
سرخ ہو گیا کہا بی مخمور کو اب یہ لیاقت ہوئی ہمارے سحر مین دخل دیا ساتھ والیون سے کہتی ہوئی چلی افسوس
صد ہزار افسوس تمام عالم مین انقلاب ہی مثل زلف دلکو پیچ و تاب ہی کیونکر یہ راز ظاہر ہوا کوئی غیر تو نہین
ماہر ہوا مخمور و چالاک کو کسنے یہانتک پہونچایا کون راہبر تھا ابھی تک تو کسی کو خبر نہ تھی صاف ظاہر
ہوتا ہی کہ وقت بربادی طلسم ہوش ربا آگیا ارشاد فیض بنیاد سامری جمشید کرسی نشین ہوگا کون شہنشاہ
کو سمجھائے طلسم کشا سے میل کیجیے بی مہرخ صاحبہ کا دماغ عرش علی پر ہی وہ اب اصلاح کا ہیکو کرینگی دم جرأت
کا بھرینگی جو راز و نیاز کہ درمیان مین زن و شوہر کے تھا وہ نہ مخفی رہ سکا اور اسرارات راز و نیاز کیونکر
چھپین گے مار آستین گرگ بغل پیدا ہو جائینگے یہ کہکر اٹھی کہ ابھی جا کر گرفتار کرتی ہون غصے مین
چلی اسوقت آکر پہونچی کہ مخمور لڑبھڑ کر خندق کے پار اتر چکی ہی چالاک کی وجہ سے ناچار ہی لڑائی مین مصروف
ہی کہ عجائب زعفران پوش کا نعرہ ہوا آواز آئی او مخمور کہان جاتی ہی دشمن ملکہ عجائب زعفران
پوش مخمور پلٹ پڑی چالاک کو نیچے مین دبا لیے ہوئے پھر لڑنے لگی زخم بھی کھا چکی ہی ہزارہا ساحر
سحر کر رہا ہی کس کسکو جواب دے بڑا افسوس یہ ہی کہ ایسا نہو چالاک رہ جائے خواجہ عمرو فرمائینگے
کیون مخمور ہمارے فرزند کو دشمنون مین چھوڑ دیا لیکن عجائب سحر کرتی ہوئی سامنے مخمور کے پہونچی

مخمور نے سحر کیا عجائب نے ہنسکر دفع کیا موتیون کے مالے سے اک موتی نکالا اسم سحر پڑھکر مخمور پر پھینکا مخمور نے ہاتھ ہلایا برق چمکائی مروارید سحر جلا کچھ خاک اڑی اک شعلہ چمکا مخمورہ کی آنکھون مین اندھیرا آگیا لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوگئی عجائب نے قریب آکر زبان مین مخمور کی سوزن دیا چالاک کو مسلسل و مطوق کیا دونون کو گرفتار کرکے قلعہ مین لائی جادوگرون سے کہا ان دونون کو قید خانے مین لیجاؤ مخمور و چالاک قید ہوے مخمور نے کہا کیون چالاک تمنے گوے کا حال ہمسے چھپایا آخر یہ خرابی ہوئی اگر تم ہمسے کہدیتے کہ ملکہ حیرت نے ہمکو گولہ دیا ہی ہم اسکی تدبیر بتلاتے چالاک نے کہا ای ملکہ عالم آپ تو عشق پیشہ ہین کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہی وہ مطلع مجھے یاد ہی فرد میان عاشق و معشوق رمزیست + کراماً کاتبین را ہم خبر نیست + مین اپنے معشوق مطلوب کا حال کیونکر کہتا مخمور نے کہا ای چالاک یہ جواب باصواب نہین کو چہ سحر و ساحری سے آپ لوگ نابلد ہین اب بڑا غضب ہوگا ہم اس گوے کو چھپاتے اور تدبیر سے دریا کو سٹاتے یہ مقدمہ راز و نیاز تھا تمھاری معشوقہ پر بڑی آفت آئیگی عجائب لکھیچے کی عمرو کے بیٹے نے گولہ کیونکر پایا یہان اگر دریا مٹا یا کیا جواب دیگی چالاک نے کہا اگر قضا لیکر آئی ہی تو ہم مجبور ہین اگر ہماری وجہ سے معشوقہ بدنام ہوئی اور افراسیاب نے بہ نگاہ کج دیکھا آنکھین پھوڑ ڈالونگا مخمور خاموش ہورہی سمجھی کہ یہ عیار عقلمند بھی بڑے ہین وقت پر جہالت کرتے ہین مین اسکو کیا جواب دون ای مخمور کیا سوچکر چلے تھے کہان کا قصد تھا کہان آکے پھنسے دیدار محبوب مطلوب سے محروم رہے اب اپنی تو یہ کیفیت ہی بقول جلال غزل

اک دل ہی اسمین بہت ارمان ہزارون
صحرائے قیامت سے ہین میدان ہزارون
بھولیگا نہ اس زلف کا عارض پہ بکھرنا
رکھتی ہی عدو عشق مین اک جان ہزارون
اس بت کی جو ابرو کا ہوا کچھ بھی اشارہ
ساقی نے یونہین توڑ دیے ہین پیمان ہزارون
اٹھتا نہین سر فکر کے سجدے کیسے کسی طرح
اک خواب تھے وہ وصل کے سامان ہزارون
میلا ہی لبس دفن جلال اپنی لحد پہ

اک غمکدہ تنگ ہی مہمان ہزارون
ہی کوچۂ محبوب ابھی اسنے بہت دور
یون خواب تے دیکھے ہین پریشان ہزارون
سودا ہی گلون کو تری گلپیرہنی کا
پھر جائینگے کعبے سے مسلمان ہزارون
الفت مین تباہی سے خدا دلکو بچائے
گردن پہ پڑی ہین ترے احسان ہزارون
اک نالہ نہ سنتا وہ بت بیخبر اپنا
تابوت کے ساتھ آئے ہین ارمان ہزارون

پوچھے کوئی وسعت نہ مرے دشت جنون کی
طے کر گئے گو خضر بیابان ہزارون
ابرو و مژہ ناز و ادا غمزہ و عشوہ
پھٹتے ہین گلستان مین گریبان ہزارون
پیمانہ ہی جیسے کوئی بزم مین ٹوٹے
کشتی تو ہی اک اٹھتے ہین طوفان ہزارون
دیکھا نہ دم صبح شب وصل جو کچھ تھا
خالق نے دیے ہوتے اگر کان ہزارون
قید خانے مین دونون تڑپ

رہے ہین لیکن عجائب زعفران پوش بصد جوش و خروش پلٹ کر بارگاہ مین آئی مصاحبین آکر جمع ہوئین عجائب نے کہا مصاحبو یہ مقدمہ عجائب و غرائب ہے عقل اڑاؤ میری بات کا جواب باصواب دو شہنشاہ نے مجکو نامہ لکھا کہ محبوب کاکل کشا وزیرزادی ملکہ حیحون کی تمہاری سرحد سے جاتی ہے مخفی سحر کرکے پکڑ لو اپنے قلعہ مین قید رکھو یہ دریائے سحر شہنشاہ کا تھا خود ہی تشریف لائے دریائے سحر بنا گئے مجھسے کہا تمہارے قلعہ کو کوئی نہ دیکھ سکیگا دریا مثل نگہبان ہے سوائے میری زوجہ کے کوئی راز سے ماہر نہین ہے بس شہنشاہ نے آپ ہی حفاظت کی خود ہی دریا کو برباد کرایا یہ گولہ حیرت نے دیا یا افراسیاب نے ظلم کیا میرا نامہ لیکر خدمت شہنشاہ مین جاؤ اب تک تو یہ گمان تھا کہ دریا نگہبان ہے قلعہ مین کوئی نہ آسکیگا اب راستہ کھل گیا دریا خشک ہوا عیار سرداران لشکر عمرو بی مہرخ و بہار وغیرہ لشکر کشتی کرکے مجھپر آئینگے مین اسی وجہ سے قید محبوب کا رکھنا قبول نہ کرتی تھی کنیزون نے کہا حضور ظاہر ہے کہ یہ گولہ ملکہ حیرت نے چالاک کو دیکر روانہ کیا نگہبانان دریا کو تیر بدعت کا نشانہ کیا فوراً نامہ تحریر فرمایئے بی حیرت کو ذلیل کرایئے عجائب نے اسی وقت ایک عرضی برائے افراسیاب بصد پیچ و تاب تحریر کی مضمون یہ تھا کہ گولہ سحر کا چالاک بن عمرو لیکر آیا دریا کو مٹایا بی مخمور مددگار بنکر آئین دریا تو بیشک مٹ گیا مین نے دونون کو گرفتار کیا مفصل تحریر فرمایئے یہ گولہ چالاک کو اپنے دیا یا آپ کی زوجہ صاحبہ نے اور کسی پر یہ حال ظاہر نہ تھا کوئی اس کیفیت معدوم سے ماہر نہ تھا پکار کر آواز دی کوئی ساحر یہ عرضی لیکر جائے فوراً جواب لائے عبیر جادو مصاحب خاص خدمتگزار باختصاص عرضی ملکہ عجائب کی لیکر چلا دو کلمہ داستان مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجرگزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار گزارش ہوتے ہین عمرو نے عرصہ دراز تک چالاک کا انتظار کیا شب گذری چالاک واپس نہ آیا بوقت سحر عمرو گھبرایا سوچا اس لونڈے نے کچھ نشان پایا جستجو مین گیا جوتیان کھائیگا کچھ نہ بن آئیگا کچھ غصہ کچھ ملال فرزند کا بھی خیال بارگاہ سے باہر نکلے راہ مین برق سے ملاقات ہوئی پوچھا میان برق تمھارے چالاک کہان ہین حال قید محبوب دریافت کرنے گئے تھے پلٹ کر نہین تشریف لائے برق نے کہا حضور چالاک بیباک کا مثل کا ہے کل برائے ملاقات ملکہ حیرت تشریف لے گئے تخلیے مین خوب مزے اڑائے بعد چند ساعت واپس آئے یہ فرما کر گئے تھے کہ بھائی برق لشکر سے ہوشیار رہنا محبوب کو رہا کرنے جاتا ہون رہا کرکے آئینگے عمرو نے کہا آپ ساتھ تشریف نہین لیگئے برق نے کہا وہ یکہ و تنہا عیاری کرتے مین آتے ہونگے

عمرو نے برق کی گردن مین ہاتھ دیا کہا ابے تو نے میرے فرزند کو بھی آوارہ کیا وہ پلٹ کر نہین آیا کسی
بلا مین پھنسا برق نے کہا وہ کسی مقام پر پھنسنے والے نہین ہین اگر پھنسے ہونگے قیدخانے مین عیاری کرینگے
محبوب کو لیکر آئینگے عمرو تو غم مین فرزند کے بیتاب تھا برق کو حباب مارکر بیہوش کیا اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا
طرف صحرا کے چلے دل سے باتین کرتے ہوے کہ ای عمرو چالاک پر کوئی افتاد ضرور پڑی صحرا مین آکر ایک
چشمے پر ٹھہرے ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوے جو مسافر نکلا اُسکو قزاق بنکر مار اکپڑے اُتار لیے اُسکی ٹانگ
گھسیٹ کر کنوین مین ڈالدیا مسافرون پر غصہ اُتار رہے ہین راہگیرون کو مار رہے ہین کہ ایک ساحر کو دیکھا
آسمان سے اُڑا ہوا آتا ہی لیکن یہ ظاہر ہوتا ہی کہ تھکا ہوا ہی چشمۂ آب دیکھکر منھ مین پانی بھر آیا کندے باندھکر
زمین پر اُتر آیا چاہا چشمے سے پانی پیوں عمرو نے آواز دی او نابکار او اجل رسیدہ خبردار پانی نہ پینا یہ وہی
عبیر جادو ہی جو نامۂ عجائب لیکر چلا تھا عمرو نے ہزارون گالیان دینا شروع کین عبیر نے کہا ذرا زبان
سنبھالیے عمرو نے کہا او بے غیرت تو کون ہی ہم تو ملازم افراسیاب ہین چشمے کے پانی پینے کی ممانعت ہی اسمین
کف مار پڑا ہی اژدہا اسمین رہتا ہی اسی وجہ سے منع کیا پانی پیتے ہی خاک ہو جاتے اسی واسطے کلمات سخت کہے
کہ پانی نہ پیو ورنہ جسم پانی ہو کر بہ جاتا اب تو عبیر جادو منت کرنے لگا بھائی بھائی کہکر لپٹ گیا کہا ای برادر
تمنے بڑا احسان کیا مین قلعۂ عجائب نگار سے آتا ہون خدمت افراسیاب مین نامہ لیکر جاتا ہون عمرو نے
کہا قلعۂ عجائب نگار پر کیا معرکہ گذرا ہی عبیر نے کہا ای محسن اصل معاملہ یہ ہی محبوب وزیرزادی ملکہ جیحون
کی لشکر لیے ہوے جاتی تھی شہنشاہ نے نامہ لکھا ملکہ عجائب نے محبوب کو مع لشکر قید کر لیا اس راز
سے سوا ے شہنشاہ و حیرت کے کوئی آگاہ نہ تھا چالاک بیٹا عمرو کا گولہ فولادی لیکر ہوبجا دریاے
قہار خشک کیا مخمور بھی ساتھ تھین وہ لڑین ہزارہا ساحر مارے گئے عجائب نے سحر کر کے مخمور و چالاک
کو قید کیا ہی شہنشاہ کو نامہ بطور طعن و تشنیع تحریر کیا ہی کہ یہ گولہ چالاک کو کیونکر ملا یقین ہی سوت کی
جھل مین حیرت نے یہ کام کیا ہو گا اب حال کھل جائیگا شہنشاہ سے یہ بھی حکم لینا ہی کہ چالاک و مخمور
کو قتل کرین یا قید رکھین عمرو نے کہا بھائی مین تمکو لا کر آب سرد پلاؤن اس چشمے کا پانی سم قاتل ہی
سیکڑون مسافر پانی ہو کر بہ گئے یہ کہکے درۂ کوہ مین گئے آب سرد لا کر عبیر کو پلایا عبیر بیہوش ہوا عمرو نے
عبیر کو تو اک درۂ کوہ مین ڈالدیا نشان پتہ بخوبی پوچھ لیا تھا آپ بصورت عبیر بنکر تیار ہوے
برق کو زنبیل سے نکالا سب حال کہا کہ تمھارے مرشدزادے وہان قید ہو گئے صرصر کی شکل بنو

برق فوراً بصورت صرصر شمشیر زن آراستہ ہوا عمرو نے نامہ عیر سے لیلیا تھا اُسکی پشت پر طرف سے
افراسیاب کے جواب لکھا مہر افراسیاب بناکر ثبت کی خواجہ بصورت عیر برق بصورت صرصر راہ مین
برق کو سمجھاتے ہوئے کہ بیٹا جلدی نہ کرنا محبوب مخمور کو رہا کرنا ہی جہالت یا قوت قریب ہی یقین ہی دو دن
کے بعد طبل جنگی بجے برق کہتا ہی اُستاد مین سمجھ لونگا بعد قطع منازل و طی مراحل سامنے قلعہ عجائب کے آکر پہونچے
نگہبانان قلعہ نے عیر کو دیکھا اُٹھکر سلام کیا کہا کیون اے افسر شہنشاہ سے ملاقات کی عیار کو گولہ کیونکہ ملا
خواجہ نے کہا سب احوال ظاہر ہو جائیگا اسی واسطے شہنشاہ نے صرصر کو ساتھ کر دیا ہی یہ باتین کرتے ہوئے
اندر آئے دیکھا خواجہ نے شہر آباد رعایا دلشاد دوکاندار مالدار سجا سجایا بازار تماشا دیکھتے ہوئے قریب
دار الامارۂ شاہی پہونچے ملکہ عجائب کو خبر ہوئی کہ عیر کے ساتھ شہنشاہ نے صرصر کو بھیجا ہی حکم دیا بلالو
صرصر ہزار مرتبہ آئی ہین ہوا کو کیون روکا بی صرصر تو کلید عقل شہنشاہ ہین چوبدار آکر دونون کو بلا لیگیا
عمرو نے دیکھا ملکہ عجائب تخت پر جلوہ فرما ہین گرد تخت کے نازنینان مہ جبین مہ جبینان مہر تمکین کنیزان
ماہ پیکر خدمتگزاران سپہر دربار نہایت تکلف سے آراستہ برق تو تڑپ رہا ہی بڑھکر ملکہ عجائب کو سلام کیا
سرسے پا تک بلائین لین کہا واری دنیا سے محبت اُٹھ گئی بزرگ جو کہ گئے تھے کہ محبت دنیا سے اُٹھ جائیگی
بھائی کا بھائی دشمن زن برا شوہر رہزن ذرا کنارے چلیے مین کچھ عرض کرون آپ کی حیرت بہت چلبلی ہی
اب کسی کی ناک چوٹی کاٹی جائیگی کوئی گدہے پر سوار کرکے تشہیر کیا جائیگا آپنے خوب گل کھلایا کیا فقرہ لکھ بھیجا
زن و شوہر مین خوب فساد پڑا عجائب نے حیران ہوکر کہا ای صرصر کیا ہوا برق نے کہا مین نے تو سب کچھ کہدیا
حضور نہ سمجھین تو مین مجبور ہون بیہودہ بات سر دربار کیا بیان کرون ذرا کنارے چلیے لحہ بھر کو تکلیف
فرمائیے عجائب نے عیر سے پوچھا ای مصاحب خاص تمکو کیا جواب ملا برق نے کہا سب باتین مجھسے دریافت
کیجیے گا غیر شخص سے شہنشاہ کیا کہتے آج بڑی چوری پکڑی گئی عجائب اشتیاق مین اُٹھ کھڑی ہوئی برق
ایک کمرے مین لیکر آیا کہا حضور بی حیرت نے اپنے طلسم کے مٹانے کا قصد کیا گولہ سحر سامری کا چالاک
کو دیدیا آپ کا نامہ پہونچتے ہی افراسیاب نے بلاکر حیرت سے پوچھا وہ گولہ جو ہمنے بنایا تھا وہ کیا کیا ملکہ
حیرت گھبرا گئی گولہ کہان تھا جو دیتی اب شہنشاہ نے قید کیا ہی مین نے جو آپسے عرض کی انھین کی ناک
چوٹی کاٹی جائیگی افراسیاب کہتا ہی جورو دشمن ہو گئی اُسکو تشہیر کرکے نکالدونگا آپکے مقدمے مین فرمائے تھے
عجائب بڑی خیر خواہ ہر کس مزے سے محبوب کو قید کیا اس زمانے مین چلکر ملاقات کیجیے سلطنت

ہوش ربا آپ کو ملے مہرخ وبہار نوبت بجان وکار دبراستخوان ہین یاقوت سخندان طبل جنگی بجوائیگی
عفریت طلسم کو بلائیگی سنتے ہین وہ عفریت آکرسب کو کھا جائیگا ان باتون مین عجائب کا خوب دل لگا
برق کا باتین بنانا تڑپ دکھانا باتین کرتے کرتے صرصر نے ادھر اُدھر دیکھا عجائب نے پوچھا کیون صرصر
کس چیز کی تلاش ہی کہا حضور اک جام شراب کی خواہش ہی عجائب نے میز سے گلابی اُٹھا کے دی
صرصر نے جام لبریز کیا کہا واری نصف آپ نوش کیجیے جھوٹی شراب آپکی لونڈی پیے گی عجائب نے
مُنھ لگا دیا چند قطرے حلق سے اُترے گھبرا کر کہا اس شراب نے آگ لگا دی کہا حضور فصل بھی تو خلاف ہے
عجائب گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھی بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کے گری برق نے عجائب کو اُٹھا کر چارپائی
کے نیچے ڈالدیا لباس اسکا اُتار لیا عجائب کی شکل بنکر کمرے سے ہنستا ہوا نکلا خواجہ انتظار کر رہے ہین کہ
دیکھون یہ لونڈا کیا کرتا ہی ایسا نہو عیاری کو خراب کرے کہ ملکہ عجائب باہر تشریف لائین تخت پر بیٹھتے ہی
حکم دیا ملکہ محبوب کاکل کشا ومخمور رعنا وچالاک عیار کو جلد دربار مین لاؤ خواجہ سمجھ گئے برق نے اپنا
کام کیا داروغہ محبس گیا محبوب ومخمور وچالاک کو سر زنجیر تھام کر سر دربار لایا برق نے عبیر سے کہا اک
مصاحب خاص انکو سمجھاؤ حکم شہنشاہ آگیا مین کسی کا پاس نہ کرونگی ابھی برائے قتل حکم دونگی عبیر جادو
ٹہلتے ہوے پاس مخمور کے آئے بائین آنکھ کا تل دکھایا مخمور نہال ہوگئی پلٹ کے محبوب سے مخمور نے
کہا اُستاد آگئے چالاک بھی سمجھ گیا مگر بڑا قلق ہوا اب چالاک نے برق کو بھی پہچانا برق کا تو حکم اِدھر کا
جاری ہو رہا ہی عبیر جادو نے خزانہ دار کو بلایا کہا جسقدر جواہر ہمارے خزانے مین ہی کشتیون مین لگا کر کمرے
مین رکھو خزانہ دار نے فوراً حاضر کیا خواجہ کمرے مین تشریف لیگئے جواہر سب اُٹھا کے نذر زنبیل کیا یہان محبوب
ومخمور نے عرض کی حضور ہم سامری وجمشید کو سجدہ کرینگے برق نے جھپٹ کر دونون کی زبان سے سونٹ
لیا چالاک کی ہتھکڑیان بیڑیان کٹوائین خواجہ تو گھر بھر کی تلاشی لیتے پھرتے ہین قضائے کار چند
کنیزین کسی کار ضروری کو اُس کمرے مین گئین جہان عجائب بیہوش پڑی ہی یہان محبوب مخمور پہلو مین
آکر بیٹھین چالاک مگس پرانی کرنے لگا کنیزون نے عجائب کو زیر چھپر کھٹ پایا دیکھا بی بی برہنہ
پڑی ہین کنیزین سر پیٹنے لگین کسی نے پانی کا چھینٹا دیا عجائب نے آنکھین کھولین کنیزون نے
عرض کی واری جلدی اُٹھیے آپ کی شکل کی ایک عجائب تخت پر جا کر بیٹھی ہین محبوب ومخمور کو
رہا کر دیا چالاک کی ہتھکڑیان کٹوا دین حکم ہی فوج محبوب کو قید خانے سے لاؤ آپ کو یہان کون

ڈال گیا عجائب نے کہا دنیا مین آگ لگی ہی جورو نے شہنشاہ کی دریا میں ڈبوایا عیار بچی نے مجھکو بیہوش
کیا پرانی نمکخوار ہو کر یہ حرکت کی کنیزون نے عرض کی حضور صرصر کا تو کہین نشان بھی نہین معلوم ہوتا
ہوا کو کون دیکھ سکتا ہی خیر خواہان دولت کو اسی وجہ سے سکتہ ہی عجائب نے کہا سب چال کُھل جائیگا وہ
کوئی عیار ہوگا مین ابھی چلکر سمجھے لیتی ہون یہ کہکر لباس پہنا اپنے مقام سے اُٹھی اسباب سحر ہاتھ مین لیکر
چلی یہان برق سکو رہا کر چکا خواجہ مکان مین دوڑے دوڑے پھر رہے ہین برق تخت پر بیٹھا ہی محبوب
کاکل کشا و مخمور کہہ رہی ہین کہ اب نکل چلو یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی کہ پہلو سے نعرہ ہوا سنو ملکہ عجائب
زعفران پوش ارے صرصر شمشیر زن کہان گئی مجھکو بیہوش کر کے بھاگی برق تو تخت سے کود کر بھاگا
ملکہ محبوب نے نعرہ کیا ای ملکہ عجائب دھوکے سے پکڑا لائی تھین اب برسر منزل تھی تم نے جا کر سحر کیا اب
حال کھلیگا عجائب محبوب پر جا پڑی عجائب کے مصاحب حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہی برق نے
اشارہ کر دیا ارے اسکو مار لو یہ کون میری صورت پر آئی ہی اسکے مصاحب اسی پر سحر کرنے لگے عجائب نے
ساتھ والون کو قتل کیا ہزارون لاشے بارگاہ مین پھڑکنے لگے یہ بھی ملحوظ خاطر ناظرین ہو یہ قلعہ
عجائب نگار متعلق سرحد ظلمات ہی عجائب خاص خراج گزار ملکہ ماہیان زمرد پوش ہی یہ بھی اکثر
تحریر ہوا حقیر نے تو کسی مقام پر نشان نہین دیا اب واضح کرتا ہون کہ ہفت برق طلسم ہوشربا جو سر
قلعہ ظلمات مین رہتی ہین برق لامع مسلمان ہوئی رعد و برق بھی شریک ہوئے برق نگاہ اُن جلد
کی داستانون مین قتل ہوئی برق خاطف و برق خندان و برق بلا خوار یہ تین بر قین باقی ہین
برق بلا خوار اپنے قلعہ مین بیٹھی ہی کہ کنیزون نے خبر دی حضور معجزہ پنجم کھل گیا ملکہ یاقوت خندان
و لعل خندان لڑ رہی ہین برق بلا خوار تڑپ گئی کہا صاحبو یہ کیسا انقلاب ہی ایسی خبر وحشت
اثر سنکر دل بیتاب ہی جو گیا وہ پلٹ کر نہ آیا کیا عمر و کھلا دنیا ہی سب اسی کی محبت کا دم بھرتے ہین
تاریک شکل کش کیونکر قتل ہوئی احتقاق و شہنا نواز ایسے تھے کہ اسقدر جلد مارے گئے یہ کہکر
کنیزون کو حکم دیا جلد جا کر خبر لاؤ چند کنیزین واسطے خبر کے چلین یہان بارگاہ عجائب مین ہنگامہ
گیر و دار بلند ہی عجائب و مخمور و محبوب سے لڑائی ہو رہی ہی جب عجائب نے دیکھا مین غالب
نہ آؤنگی میرے ساحر مجھی پر سحر کر رہے ہین کس کس سے لڑون کس کس کو جواب دون اُسنے گھبرا کر
ڈبیا خاک قبر جمشیدی کی کھولدی اُس خاک کا اڑنا محبوب و مخمور و دیگر چار سو ساحر اُسکی تاثیر سے

بیہوش ہوکر گرے عجائب پنجہ کھینچکر چلی کہ محبوب و مخمور کو قتل کرون پہلو سے عبیر جادو پیدا ہوا عجائب
نے آواز دی کیون ای عبیر صرصر کو کہان سے ساتھ لایا تھا وہ تو شریک مسلمانان ہوگئی مجھکو بیہوش کرکے
ڈال گئی میری شکل بنکر تخت پہ بیٹھی محبوب و مخمور کو قید سے رہا کردیا مجھ ایسی ساحرہ ہوشیار نہوتی تو
اُن سبھون کے ہاتھ سے قتل ہوجاتی کیا تو بھی شریک ہوا عبیر نے دست بستہ عرض کی مین غلام
قدیم آپ کا مشیر و ندیم آپنے مجھکو خاک سے پاک کیا مرتبۂ اعلی پر پہونچایا اپنا مصاحب خاص بنایا میری
خیر خواہی ملاحظہ فرمائیے اب تکلیف نہ کیجیے مخمور کا مین سر کاٹونگا بی حیرت نے میرے ساتھ صرصر کو کردیا تھا
مین کیا جانون یہ کیا مکر کہ ہوا اب سب حال مکر و غدر کھل جائیگا یہ کہتا ہوا قریب ملکہ عجائب کے آیا کہا
آپکو قسم ہے سامری و جمشید کی اپنی تلوار کو خون مخمور سے رنگین نہ کیجیے اس ظالم کا سر مین کاٹونگا یہ کہکے
بت کی قریب آیا عجائب سے کہا دیکھیے وہ کونے مین صرصر کھڑی ہی کہ سحر کیجیے یہ بھاگنے پائے ہوا کا انتظام
واجب و لازم ہے کہ دم بھر مین غائب ہوجائیگی جیسے ہی عجائب اسطرف پلٹی عبیر نقلی نے حلقہ اسکے کمند کے
مین عجائب کے ڈالدیے نعرہ کیا صرصر کو دیکھا جھٹکا مارا عجائب منہ کے بھل گری گرتے گرتے لپٹ کر
خنجر مارا شکم چاک شعلہ پاک مرنے سے عجائب کے مقامات قلعہ کے جلنے لگے آواز آئی کشتی مرا نام من
عجائب زعفران پوش بود صدہا مکان گرا باغات اسکے سحر کے جلے محبوب و مخمور نے سحر اور کردیا
اہالیان فوج محبوب کو رہا کرچکے تھے اُن سبنے کو دبرزن مین آگ لگادی آخر اہالیان شہر نے
پناہ مانگی جادو رہائی رئیس و امیر شہر و وزیر و والی سے ہاتھ باندھکر مخمور کے سامنے آئے محبوب
و مخمور نے سحر رد کا لڑائی موقوف ہوئی رئیسان شہر مطیع اسلام ہوے گز و سکہ نام کا ملکہ مہ جبین کے
جاری ہوا خواجہ ظاہر ہوے محبوب نے شکریہ ادا کیا خواجہ نے محبوب کو تخت پر بٹھایا مخمور کرسی
جواہر نگار پہ چالاک و برق و خواجہ اب موجود ہین عمرو نے اسی وقت حکم دیا خزانے لدوائے بارگاہین
درست ہوئین اسباب سفر تیار ہوا دو لاکھ ساحران غدار ہمراہ قلعہ مین کسی کو مقرر کردیا بیرون قلعہ عجائب
لشکر آگرہ فرود کش ہوا کنیزان برق بلا خوار جو برائے خبر چلی تھین اسوقت پہونچین کہ عجائب کے
مرنے کی صدائین بلند مکان ہزارون جل رہے تھے یہ ہنگامہ دیکھکر آسمان سے اتر آئین شہر
مین آکر سب حال دریافت کیا معلوم ہوا ملکہ مہ جبین کی یہان بھی عملداری ہوگئی مخمور و محبوب نے
عجائب کو مارا سارا قلعہ اسلام آباد ہوا یہ خبر وحشت اثر لیکر پلٹین برق سے آکر اطلاع کی

عرض کی حضور عجائب کو مسلمانون نے قتل کیا مخمور و محبوب مع فوج ساحران بیرون قلعہ فروکش
ہین یہ سنکر برق بہ قہر و غضب تمام اٹھی کہا مخمور کو اب یہ لیاقت ہوئی سرحد پردۂ ظلمات مین آکر دخل دیا
ابھی جاکر سب کو جلا دونگی یہ کہکر تڑپی آواز دی ساٹھ ہزار کنیزان زرین پوش آکر موجود ہوئین
برق نے کہا عقب مین آؤ برق طاؤس پر بیٹھکر کڑکی اور چلی دور سے ظاہر ہوتا تھا ایک لچھا برق
کا کڑکتا ہوا جاتا ہی ساٹھ ہزار کنیزین باز بط فرفرے وغیرہ پر سوار ہوکر بصد جوش و خروش چلین نوبت
نقارے بجتے ہوے اس جاہ و حشم سے یہ سب آتے ہین خبر مفصل دریافت ہوئی کہ قلعۂ عجائب نگار
پر قیامتین برپا ہین برق پر انتہا کا شاق ہی جنگ مخمور کی دل و جان سے مشتاق ہی گوشۂ پردۂ
ظلمات سے لشکر لیکر نکلی تھی اک صحراے سبزہ زار مین پہونچی وہانکی بہار دیکھکر دل فرحناک ہوا کنیزون
نے دست بستہ عرض کی حضور کیا صحراے معقول ہی سرور تازہ قلب کو حصول ہی اسی مقام پر فروکش
ہوجیے برق نے کہا تمھین کیا معلوم کہ طلسم مین کیا انقلاب ہی کیسے کیسے ساحران جلیل افراسیاب
کے کفیل مثل نقش قدم مٹ رہے ہین روح کو بیچینی ہی کنیزون کے کہنے سے ملکہ چند ساعت اسی صحرا مین
اُترین ٹہل رہی ہین ہواے سرد عیسی دم مسیح نفس چل رہی ہی طائران خوش الحان مصروف زمزمہ سرائی
صحراے مینو سواد کی رعنائی برق نے جو نرگس شہلا کو دیکھا جوانان چمن پر آنکھین نکالتی ہی عشق
گل و بلبل کے جھگڑے اشارون مین ٹالتی ہی سرو کا قد موزون صنوبر خواص کی خوش رفتاری عاشقان
چمن کی بیقراری باد صبا کی اٹکھیلیان چشمہ ہاے آب روان ہر ایک گرداب مثل مہر درخشان اُسوقت برق
کو وہ صحرا ایسا پسند آیا بے اختیار منھ سے نکل گیا کیا مقام جنت نشان ہی دل چاہتا ہی آنکھون کو فرش
کرین سبزۂ خوابیدہ کی محبت کا دم بھرین یہ باتین تھین یا تو صحرا کی وہ رعنائی زیبائی یا دیکھا سنبل نے
بالون کو پریشان کر دیا نرگس کی آنکھین پھرین قمریون نے عوض کوکو کے ہے ہے سر کو پیٹا سرو چمن پا بہ گل
ہر نخل مضمحل چشمونکو دیکھکر جوش دریاے مصیبت ہر ایک حباب چشم حیرت غبار زرد اٹھا خود زمین تھرائی
عندلیبان خوشنوا نے زمزمہ سرائی موقوف کی ہر گوشۂ صحرا سے وادریغا و احسرتا کی صدا بلند ہوئی برق
اس مصیبت کو دیکھکر درد مند ہوئی تڑپ گئی ساتھ والیون سے کہتی ہی ارے صاحبو رنگ روے گل کیون
متغیر ہوا آئینہ چشمۂ صاف و شفاف کیون مکدر ہوا اُسوقت نئی بات پیدا ہوئی بحر غم و الم کی طغیانی دمبدم
ترقی پر حیرانی کیا بلا نازل ہوئی کون قتل ہوا ارے کسکا گھر لٹا افراسیاب کی خبر لاؤ میرا دم گھبراتا ہی کلیجہ منھ

کو آتا ہی جی چاہتا ہی تڑپ تڑپ کے گردن سارے جنگل مین آگ لگا دون دیکھو دیکھتے دیکھتے تغیر ظاہر ہوا
کسی نے ابتک مجھسے مفصل حال نہ کہا کنیزین یا دست بستہ سامنے عرض کرہی ہین واری ہملوگ کیا عرض کرین
ظاہر مین تو کوئی سانحہ درپیش نہین ہی باطن کا حال سامری و جمشید جانین یہ کل آشوب خداوند لقا کی قدرت نے
دکھائے وہی ہوگا جو خداوند لقا کو منظور ہی برق نے کہا اُس بھگوڑے کا نام نہ لو اُسنے شرف مذہب سامری و جمشید
مٹا یا مین حیران ہون کہ آقلیم طلسم ہوش ربا مین کیون آیا دیکھین کیونکر جان بچتی ہی یہ لفظ برق کے منھ سے
نکلا ہی کہ ایک طائر آسمان سے روتا ہوا ظاہر ہوا برق نے گھبراکر پوچھا ای طائر ساختۂ سامری خیر تو ہی اُس
طائر نے زفیل مارکر آواز دی ای برق تنے دیر کی بڑا غضب ہوا ملکہ عجائب قتل ہوگئی یہ کہکر وہ طائر جل گیا
برق تڑپکر سوار ہوئی روا روی کرکے چلی وقت پر اسکا حال تحریر ہوگا یہان شب کو محبوب نے بارگاہ مین
جلسہ آراستہ کیا رات بھر ناچ رہا صبحکو آرام کیا حکم دیا پہر دن چڑھے لشکر چلیگا مخمور و محبوب سورہی ہین
سرداران لشکر اپنے اپنے بستر پر مائل خواب تمام لشکر مین کمر بندی ہورہی ہی بارگاہ لد چلی ہی کہ آسمان سے
نعرہ ہوا باشید ای اہالیان شہر عجائب غضب کیا اپنے بادشاہ کو قتل کرایا مخمور و محبوب کی اطاعت
کی حق شہنشاہ فراموش ہوا منہ ملکہ برق بلا خوار تڑپ تڑپ کر سبکو جلادو نگی اسطرح تڑپکر گری
کئی سو کے سر کاٹ کر چمکی ساٹھ ہزار کنیزین آگ گرین گولے نارنج ترنج جو چلے پچاس ساٹھ ہزار ساحر مارے گئے
بلٹہ ہوا محبوب و مخمور آنکھین ملتی ہوئی اُٹھین گھبرائی ہوئی کہ یہ کیا معرکہ ہی بیرون بارگاہ آکر دیکھا
ہزار ہا لاشہ پڑا پھڑک رہا ہی برق نے ستھراؤ کر دیا مخمور بڑھی تھی کہ برق سر پر گری سر زخمی ہوا ایک
لمحہ برق کا محبوب پر گرا صورت اصلی اُسکی دکھائی نہین دیتی کہین برق بنکر گری کبھی تلوار بنکر
چمکی کبھی آگ برسائی کہین آگ لگائی سنبھلنا دشوار کر دیا عمرو و چالاک و برق بھاگ کر الگ کھڑے
ہوے چاہتے ہین کچھ عیاری کرین برق کی چشمک زنی سے نگاہ قائم نہین ہوتی یہ نہین ثابت ہوتا
کہ کون لڑ رہا ہی اسقدر اندھیرا ہی اپنا ہاتھ آپ نہین معلوم ہوتا تمام جنگل دھوان دھار ہو رہا ہی عمرو
ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کسی کی شکل بنکر بڑھون برق کو مارون کبھی معلوم ہوتا ہی تلوار چمکی کبھی بجلی تڑپتی ہی
ہر مقام پر گرتی ہی جہان گری سو دو سو کو جلا دیا ہزار دو ہزار کو خاک مین ملا دیا صدائے فریاد و الغیاث
بلند محبوب و مخمور گھبرائین کہان بھاگ کر جائین اس برق جہانتاب سے کیونکر جان بچائین
برق و عمرو و چالاک اسوجہ سے حیران ہین صورت ظاہر ہو تو عیاری کرین برق چمک رہی ہی

اندھیرا ہو رہا ہی ثابت نہین ہوتا کہ عورت ہی یا مرد کس پر عیاری کرین اب سب دعا کرنے لگے
دو کلمہ داستان مقام دیگر سنیے ابھی تک اس حقیر نے اس حال کو نہین لکھا تھا چارون جلدون مین اس
داستان کا پتہ ہی یعنی شاہزادہ غضنفر بن اسد نامدار فرزند طلسم کشا اس طلسم مین مدت سے داخل ہی
دو معشوقان پری چہرہ ہمراہ ہین ملکہ نسیم جالندری و ملکہ قمر طلعت ساٹھ ہزار جادوگر و اسی ہزار قزاق
تیار کیے بڑے بڑے قریات طلسم لوٹتے پھرتے ہین غضنفر نے صدہا قریہ بے چراغ کر دیا نسیم جالندری عاشق
جمال غضنفر ہی جانتی ہی کہ مرد دیوانہ اگر افراسیاب کا حال سن پائیگا جا پڑیگا اسکے ہاتھ سے مارا جائیگا چھپائی
پھرتی ہی کوہ و دشت بیابان مین مسکن کیا یہ ناظرین آگاہ ہین غضنفر کے پاس تحفہ جات موجود ہین اسپ
باد پا تیغہ روئین غلاف و انگشتر مہر و ماہ ایرج نامے مین ان تحفہ جات کا مفصل ذکر ہوا ہی یہ اشیاے
نادرہ طلسم بند ساحر شمشش نے براے فرعون شاہ تیار کیے تھے معشوقہ فرعون شاہ ملکہ ناہید یعنی نقاب بر
قنطورہ پوش شاہزادہ خورشید بن ہاشم پر عاشق ہوئی یہ مرکب اور تیغہ و انگشتر جوش محبت مین خورشید
کو دیے خورشید سے غضنفر نے لیے اسکے بڑے بڑے جھگڑے رہے مگر غضنفر نے پھر یہ تحفہ جات واپس
نہ دیے یہ مرد قزاق ہی شہر لیکر دینا کیسا ہر چہار جلد مین لڑائیان غضنفر کی بیان ہو چکی ہین اکثر جادوگر
اسکے ہاتھ سے مارے گئے لشکر لیے ہوے اک صحرا مین اترا تھا نسیم پر غصہ کیا ہمین مکان افراسیاب
تباہ و مین جا کر اس بیحیا کو مارون اسی شرم مین آجتک باپ سے نہین ملا کہ کیا تحفہ لیکر براے
نذر جاؤن سر افراسیاب جا کر نذر کر دون یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوا تیغہ روئین غلاف قبضے
مین انگشتر مہر و ماہ پہنے ہوے واضح ہو مرکب مین یہ تاثیر ہی اگر کوئی ساحر دریاے سحر آگ کا یا پانی
کا تیار کرے یہ مرکب جھیل کر نکل جائیگا انگشتر مہر و ماہ پر کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا تیغہ روئین غلاف
وہ چیز ہی کہ اگر کوئی ساحر اپنے کو روئین تن بھی بنائے یہ تیغہ نہ رکیگا فوراً دو پرکالے کریگا پس یہ
تحفہ جات سب غضنفر کے پاس ہین اپنے قزاقون کو ساتھ لیے ہوے نسیم جالندری و ملکہ قمر لیکر دونون
معشوقان سیمبر تخت پر سوار ساٹھ ہزار ساحران غدار اسی ہزار قزاق پشت پر یہ ہنگامہ عظیم جو
گرم دیکھا نسیم نے ملکہ مخمور کو پہچانا کہا ای شہریار طریقے سے معلوم ہوتا ہی ملکہ مخمور کو کہ شریک
لشکر مہرخ مین برق نے گھیرا ہی یہ مقام پردۂ ظلمات کا ڈانڈا ہی اہل اسلام کو شکست ہی برق
بلا خوار کو قتل مخمور سرخ چشم کا بندوبست ہی مدد کرنا واجب و لازم ہی یہ سنکر غضنفر نامدار نے

قبضۂ تیغۂ روئین شگاف پر ہاتھ ڈالا بوق ترکی کمر سے نکالا ہزار ہا بوق بجا معلوم ہوا صور اسرافیل
پھکا صحرا تھرایا کچھار مین شیرون کو غش آیا گھوڑے چراغ پا ہوے آواز بوق سے بدلگامیان
کرنے لگے سوارون کو ٹک ٹک کے بھاگے غضنفر تیغہ کھینچکر فوج برق بلاخوار پر جا پڑا گولے ترنج نارنج
پڑ رہے ہین غضنفر انگشتر مہر و ماہ کو چمکا دیتا ہی سحر ساحران کو اُسکی ضو دکھا کر مٹا دیتا ہی ساحرون
کے سحر سے دریاے آب و آتش جوش مار رہے تھے اُن دریاہاے سحر کو اسپ باد پا طے کرتا ہی جسپر
غضنفر جا پڑا تیغہ روئین شگاف کا ہاتھ مارا اگر اُس ساحر نے اپنے کو سحر سے روئین تن بھی بنایا
تیغے نے دو ٹکڑے کیئے ساحر جہنم واصل ہوا شجر بغض و حسد سے یہ ثمر حاصل ہوا ہزارون کو دم بھر مین
پامال کیا ساحرون کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا قزاقون نے اسطرح گھیرا گھوڑون کو دوڑا رہے ہین
عجب ترکیب سے قزاق ساحرون سے لڑتے ہین ایک نے ساحر کو نیزہ دکھایا اُسنے سحر کیا یہ بیچارہ مبتلاے
سحر ہوا دوسرے نے لپٹکر خنجر مارا اُسکا شکم چاک قصہ پاک ہوا اس ڈھنگ سے قزاق لڑے ساحرون
کے جی چھوٹ گئے سحر کرنا بھولے جاتے ہین جھولیان شانون سے گر گئین کلوا کا نام لیتے ہین نارسنگھ
یاد آتا ہی رنگ سحر و ساحری مٹا جاتا ہی برق بلاخوار ایک طاوس آتشین پر سوار تڑپ تڑپ کر
گر رہی تھی صف محبوب پامال مخمور و محبوب زخمی ہو چکین یہ مثل شعلۂ جوالہ کبھی ظاہر کبھی نابود
ایک نخل کے سائے مین اگر تماشا دیکھنے لگی نگاہ برق بلاخوار جمال بیمثال غضنفر نامدار پر پڑی
دیکھا ایک طفل دوازدہ سالہ سبزہ عارض انور پر آغاز ہوا ہی دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے
معشوق وضع شیر بیشۂ نبرد جرأت و دلاوری مین فرد جس ساحر نے قصد کیا یا للکارا فوراً اُسپر
جا پڑا اُسنے سحر کیا سحر اُسکا بیکار ہوا غضنفر نے کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھایا طرف آسمان کے پھینکا چونگ
ہوائی قلم کیا ساتھ والے قزاق تعریفین کر رہے ہین ای شہریار ماشاء اللہ کیا مزے سے ساحر کو مارا
کس دھوم سے کافر کو للکارا قزاق بھی بلاے روزگار ہین نسیم جالندری سحر کر رہی ہی برق بلاخوار
کی جو نگاہ اس شیر دل رستم خصال آفتاب عالمتاب آسمان جاہ و جلال شیر بیشۂ جرأت نہنگ بحر [illegible]
دلیاقت پر پڑی صورت زیبا دیکھکر مر گئی پکار اُٹھی ارے مجھکو قتل کر تو تلوار کیون کھینچتا ہی تیرے
خنجر ابرو نے دلکو زخمی کیا نگاہون کی چھریان سینے پر چل رہی ہین تلوارین ابروے خمدار کی نیام
انتقام سے نکل رہی ہین دور سے بلائین لیتی ہوئی چلی غضنفر نے دیکھا ایک ساحرہ تمام جسم شعلۂ آتش

اپنے کو اسنے ظاہر کیا سحر سے خوبصورت بنی بتعجیل بھاری لباس پہن لیا دوپٹہ آب روان کا اوڑھا زیور بھی پہن لیا پکارتی ہی ارے کیون تکلیف کرتا ہی کلائیون پر ورم آجائیگا غضنفر تیغہ رویین خنگاف کھینچے ہوے کہنی سے خون ٹپکتا ہوا غانہ ہاے زرہ خون سے معمور میدان جنگ مین قلب کو سر در چہرہ آفتاب تابان عارض انور رشک ماہ درخشان حسین جمیل گسن شکیل اس آن بان سے تیغہ کھینچے ہوے چلا برق بلاخوار بلائین لیتی ہوئی آتی ہی غضنفر نے جولعرہ کیا او ملعونہ کیا بکتی ہی درج دہن جو کھلا لڑی ہوتیونکی ظاہر ہوئی دندان مثل برق چمکے خرمن ہوش و حواس کو برق کے جلا دیا مسکرانے سے مجھی اسنے مجھکو پسند کیا یہ کہتی ہوئی بڑھی ارے مین تجھکو عالمگیر بناؤنگی سحر سکھاؤنگی کوئی دنیا مین تجھسے مقابلہ نکر سکیگا پردہ ظلمات مین لیچلون تیرے لیے تاج و تخت آراستہ کرون دولھا بنکے تخت پر بٹھاؤن بڑے بڑے ساحر تیری خدمت مین حاضر رہین گے کوئی تجھسے مقابلہ نکر سکے گا غضنفر نے جواب دیا او ملعونہ کیا بکتی ہی ہوشیار ہو جا حربہ سحر کرو رنہ پچھتائیگی برق بلاخوار نے کہا ارے کیٹین وہ ہاتھ جنسے تجھپر سحر کرون اور پھوٹین وہ آنکھین جو تجھ ایسے معشوق کو نگاہ بد سے دیکھین جب غضنفر نے ان باتون کو نمانا تیغہ کھینچے ہوے قریب آیا تب برق نے ڈرانے کو غضنفر کے چند دانے ماش کے پھینکے وہ شعلہ بنکر غضنفر پر گرے غضنفر نے انگشتر مہر و ماہ کو چمکایا وہ شعلہ ہاے آتش نابود ہوے برق بلاخوار خوب قہقہا مار کر ہنسی کہا ارے ظالم یہ تو بڑی بات ہی تھوڑا بہت تجھکو بھی سحر یاد ہی مین بخوبی کامل کرونگی یہ کہکر پھر ہاتھ ہلایا برق چمکائی اُسکی بھی تاثیر نہوئی جب تو برق بلاخوار خوب قہقہا مار کر ہنسی کہا ارے سحر مین بھی کامل ہی مین تو سمجھتی تھی کہ بالکل جاہل ہی فسکر ساحری و جمشید کہ ملے معشوق کچھ سحر سے بھی آگاہ ہی اگر تجھکو حسرت ہی کہ وار کرون سر حاضر ہی جسطرح جی چاہے کاٹ لے مین سر نہ ہلاؤنگی لیکن تیری قوت کا امتحان منظور ہی تیری بدعت سے بھی قلب کو سرور ہی یہ کہکر چٹکی خاک کی اُٹھائی اپنے سر پر ڈالی گویا رویین تن ہی اپنے نزدیک وہ سحر کیا کہ سر فولاد کا ہو گیا اب کیسی تلوار نہ کاٹ سکیگی اپنے دل مین ہیر معشوق محجوب ہوگا غضنفر نے تیغہ اُٹھایا برق بلاخوار نے بجاے سپر سر بڑھایا غضنفر نے کہا ارے سپر تو ہاتھ مین لے برق بلاخوار نے کہا او خودسر یہی سر سپر ہی ہر چند غضنفر نے کہا لیکن اپنے سحر پر اسکو ناز ہی جانتی ہی اگر سر پر میرے کوئی آرہ بھی چلائیگا تو بے جسم میرا کم نہو سکیگا برق بلاخوار نام سر کسی انجام غضنفر نے تیغہ تو لکر گھات سے مارا تیغہ رویین شگاف جوان زبردست اسد شیر دل کا فرزند نبیرہ حمزہ ارجمند تیغہ رویین شگاف تڑپ کر گرا جیسے صابون کی ٹکیہ سے تار گذر تا ہی ہار اسر سر کے دو ٹکڑے ہوے صراحی گردن سے مثل قطرہ آب صندوق سینے سے مثل سیماب تیغہ گذرا مع طاؤس برق بلاخوار کے چار ٹکڑے ہوے شعلہ بھڑک کر گرا لاشہ اس ملعونہ کا جلنے لگا برق طلسمی کا گرنا ابر دھوان دھار گھر کر آیا ہزارون برق چمکین

اندھیرا چھا گیا پانی برسا شعلہ ہائے آتش بجھ گئے بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من برق بلاخوار بود افسوس مردیم وجان دادیم وبمطلب خود نرسیدیم جادوگرنیون نے جو لاشہ برق بلاخوار دیکھا غضنفر اُسی آن بان شوکت وشان سے لشکر ساحران پر جا پڑے قزاقون نے فوج کے ٹکڑے اُڑا دیے خیمے بارگاہین لوٹ لین ہزارہا خیمہ جلا دیا قزاق کپڑے لوٹ کے عادی توڑے اُٹھا اُٹھا کر گھوڑون پر رکھے اسباب لادے عمرو غضنفر کو دیکھکر دوڑا مخمور نے گھبرا کر پوچھا ای خواجہ یہ شیر دل کون ہی سراپا سے شان اسد نامدار ظاہر ہی ماشاءاللہ فنون سپاہگری سے بخوبی ماہر ہی عمرو نے کہا ای مخمور یہ دیوانہ مجہول فرزند اسد نامور ہی خدا نے اسکو یہ تحفے عطا فرمائے تیغہ رویمن شگاف ہاتھ مین ساختہ ساحر شمشم قبضے مین تیغہ سرکش اسب بادپا زیر ران صاحب شوکت وشان ہنین معلوم یہ کب طلسم مین آیا مخمور نے کہا ہمنے آمد کی خبر سنی تھی آپ سے اطلاع نہین کی گئی ملک انھون نے فتح کیے دیو کو مارا ہم نے اسوجہ سے آپ سے ذکر نہ کیا آپ جوش محبت مین گھبرا جائینگے یہ جوان دیوانہ مزاج شہرون شہرون لڑتا پھرتا ہی ہم تو حیران تھے کہ آپکے سرداران لشکر علم سحر سے آگاہ نہین ہین پس فرزند طلسم کشا کیونکر ہاتھ سے ساحرون کے بچا عمرو نے کہا یہ ہمیشہ سے ساحر کش ہی سرحد باختر مین بڑے بڑے ساحر مارے خورشید بن ہاشم تیغزن نبیرہ حمزہ صف شکن یہ تحفہ جات معشوقہ فرعون سے لایا تھا جبراً قہراً اسنے خورشید سے لیے پھر واپس دیے ایک مقام پر خورشید زخمی ہوگیا تھا ایک ساحرہ نے آکر اُسکے لشکر کو سحر سے تباہ کر دیا یہ تو بڑا فطرتی ہی خورشید سے عالم کفر مین بھائی چارہ کیا ان تحفہ جات کو تاکے ہوے تھا اُس علالت مین جو اُسکا لشکر تباہ ہونے لگا خود صاحب فراش تھا اُس سے بلا کر اسنے کہا بھائی مین تو اُٹھ نہین سکتا تم یہ تحفہ جات لو جاکر ساحرہ کو مار دو یہ تو اس بات کے جویا تھے اسب بادپا پر سوار ہوے تیغہ رویمن شگاف کے قبضے پر ہاتھ ڈالا انگشتر مہر وماہ زیب انگشت کی بڑے جاہ وجلال سے جاکر اُس ساحرہ کو مارا خورشید کے لشکر نے سحر سے رہائی پائی وہ سمجھا میرے تحفہ جات پھیر کر لائینگے یہ بھلا پھر کب ٹھہرتے تھے بوق ترکی بجاتے طرف صحرا کے نکل گئے خورشید بیچارہ سر پیٹتا رہ گیا آخر مین وہ صاحبقران سے لڑ کر زیر ہوا یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ نبیرہ صاحبقران ہی خورشید نے صاحبقران سے فریاد کی میری انگشتر مہر وماہ تیغہ رویمن شگاف اسب بادپا غضنفر سے دلوا دیجیے صاحبقران نے بھی بہت کہا اس دیوانے نے لشکر مین آنا چھوڑ دیا کسیطرح یہ تحفہ جات نہ دیے جبسے اسکے پاس موجود ہین برائے تصریح مقدمہ تحفہ جات یہ ذکر مجمل تحریر کیا لیکن غضنفر بن اسد بعد شد و مد برق بلاخوار کو مار کر لشکر ساحران کو پامال کرتا ہوا طرف صحرا کے چلا قزاقون کو آواز دی ای قزاقان بدررروید سب قزاق یا تو لڑ رہے تھے یا گھوڑے چمکاتے ہوے نیزے ہلاتے ہوے طرف صحرا کے چلے ہر چند عمرو چیخا پیٹا ای غضنفر ٹھہر جا

بیٹا مین تجھکو گلے سے تو لگالون اسد تیرے ہجر مین بیقرار ہی غضنفر نے پلٹ کر آواز دی نانا جان سطرح نہ آؤنگا باپ کو نذر مین کیا دونگا اگر سر افراسیاب پاؤن تب برائے ملاقات قبلہ و کعبہ آؤن مخمور نے آواز دی غضنفر نے پلٹ کر جواب بھی ندیا مثل دریاے قہار آگر گرا کشتی حیات ساحران کو طوفانی کرکے مثل سیل بلا نکل گیا اب ملکہ مخمور و محبوب نے ساحرون کو بھگا دیا اپنے ساتھ والون کو بچایا پچاس ساٹھ ہزار ساحر ساتھ برق بلا خوار کے قتل ہوے ہمراہیان قہر سے کوئی بچکر نہ گیا مخمور نے لشکر کو جمع کیا تین دن اسی مقام پر گذرے خواجہ نے کہا ای مخمور پا قوت سخندان نے جو مہلت دی تھی وہ گذر اچاہتی ہے اب دیر کرنا مناسب نہین ہے مخمور نے تیسرے دن محبوب کاکل کشا کو تخت پر سوار کیا آپ بطور سپہ سالار لشکر کو آراستہ کرکے خواجہ کو ہمراہ لیا برق و چالاک بھی ہمراہ ہوے نقارے پر چوب پڑی اس گروہ سے خواجہ ان سبکو لیکر طرف لشکر مہرخ کے چلے ان سبکو راہ مین چھوڑیے وقت پر انکا ذکر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان سحر بیان ذکر عشق ملکہ لعل سخندان و کیفیت شب ہجر دہ برائے ملاقات اسد مدار جانا و عیاری ملکہ صرصر یعنی گرفتار کرنا اسد غازی کو عین لشکر افراسیاب مین و عیاری قران یعنی ہوشیار کرنا اسد نامدار کو و کیفیت مغلوبہ واسباب سحر کا تاثیر نہ کرنا بالسبب الکہ لعل سخندان و دیگر حالات متعلق داستان ہذا خمسہ

تار زلف عنبرین ساری حرارت لیگئے
لوٹ کر سر سنگ یہ دل کی بضاعت لیگئے
گال گورے گورے یہ دل کی لبابت لیگئے
آنکھ پڑتے ہی قرار و صبر و طاقت لیگئے
خال مشکین دلبری مین گوے سبقت لیگئے

ہمدمو ایسی کو بربادی بھی ہی عین مراد
کیا ہی اس وحشت کدے مین ہم ہین گھر مین دلشاد
ساتھ اپنے رکھا تھا دشت غربت مین نہ زاد
خاک چھانی ہم سبک روحون نے مثل گردباد
وادی پر خار سے لوے سلامت لیگئے

باوفا ہون بامروت آشنا ہون دیکھنا
جستجوے دوست مین ہر دم فنا ہون دیکھنا
مین سبیل عشق مین معجز نما ہون دیکھنا
زہر کھا کر اک شکر لب پر فدا ہون دیکھنا
قبر پر دشمن کٹورے بھر بھر کے شربت لیگئے

قبر بھی ملتی نہ زیر گنبد چرخ کہن
پائی ہی لیکن بڑے زورون سے پھر خاک وطن
ای زمین نازان ہو اپنی بخت پر مین خستہ تن
عالم اسباب مین حاصل ہوا آخر کفن

چلتے چلتے آسمان سے ہم بھی خلعت لیگئے

جان جان فرقت مین تیری یکدم راحت نہ تھی — مر گیا اچھا ہوا کچھ زیست کی لذت نہ تھی
سختیان ایسی اٹھائین تھی کہ اب حالت نہ تھی — ناتوانی سے فشار قبر کی طاقت نہ تھی

گور مین بھی تیرے عاشق کو امانت لیگئے

بلبلون نے فاتحہ خوانی کا جب غل کر دیا — قبر پر عاشق کی فرش چادر گل کر دیا
ہاے پروانون کو بھی مایوس بالکل کر دیا — تیرہ بختی کے اثر نے شام سے گل کر دیا

صبح کو کوے اٹھا کر شمع تربت لیگئے

کس نے پایا چین دور چرخ بے اسلوب مین — کچھ تمیز اسکو نہین نا حال بد مین خوب مین
گرچہ دوری تھی بہت طالب نہین اور مطلوب مین — دیدۂ دل نے گھسیٹا کوچۂ محبوب مین

کھینچکر مجھکو فرشتے سوے جنت لیگئے

نخل بند گلشن ایجاد کا بھرتے ہین دم — پھر بہار آجائیگی فصل خزان کرلے ستم
عارضی باتون کا کچھ صدمہ نہین کرتے ہین ہم — باغ عالم مین ہے نافہمون کو بیدردی کا غم

سبز تھے اس چمن سے زرد صورت لیگئے

کون سا دیدار فاضل یار کا مفتون نہین — صفحۂ رخ پر ہے جدول کاکل شبگون نہین
کون حافظ ہے کہ جو میری طرح مجنون نہین — مصحف رخسار کے مضمون سوا مضمون نہین

سب کے مضمون پر مرے مضمون فضیلت لیگئے

فرد تیرہ وہ اعضا کی تباہی بعد مرگ — قہر کرتی ہے سیاہی پر سیاہی بعد مرگ
کام آجاتا ہے کچھ سینہ صفا ہی بعد مرگ — کوئی مومن ہو نہ گل در گل الٰہی بعد مرگ

واے بر حال انکے جو دلمین کدورت لیگئے

الحق ایام جنون کھینچکے لایا دشت مین — شام غربت کا سمان دن کو دکھایا دشت مین
سرمگین آنکھون کا انکی دھیان آیا دشت مین — گردش چشم غزالان نے پھرایا دشت مین

ساتھ اپنے ہر جگہ ہم اپنی قسمت لیگئے

خال ہندو کی محبت کا ہوا دل مین ورود — حرف معبد خاک بھی کرینگے سب میری نمود

دشمن اسلام تھے اللہ رے بغض و حسود	دیکھ سکتے تھے کہان کافر مسلمان کی نمود
کھود کر بت ساز آتش سنگ تربت لے گئے	

چہرہ سوختگان آتش فراق و دلداختگان بوتہ اشتیاق اسیران طرۂ گیسوے تابدار و ذبیحان خنجر ابروے آبدار شب تاریک فراق محبوب و مطلوب مین داستان عشق انگیز کو یون تڑپ تڑپ کے بسر کرتے ہین اشعار کمیت قلم را بجولان دہم * سخن را سر برگ سامان کنم * نویسم یکے داستان ز عشق * بہار محبت خزان ز عشق * کیفیت حال شب ہجر عاشقان مہ ناختہ یون تحریر ہوتی ہی کہ حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اوگرفتار مجبور و ناچار بیقرار و اشکبار نالان و گریان ملکہ لعل سخندان فراق اسد نامدار مین بیقرار ہوئی آخر دامن صبر سست استقلال سے چھوٹا اور شیشۂ دل بدعت سنگ محبت اسد نامدار سے ٹوٹا گذارش کرچکا ہون جب شب کو صحرا مین اسد غازی سے ملاقات ہوئی جوش محبت مین آکے بازو سے کھولکر اسد کو دیدیا دوسری شب کو اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھی گرد انیس جلیس مین ہمدم ہمراز ہین گھیر کر بیٹھین سب نے دیکھا ملکہ حیران و پریشان آب و دانہ ترک دن کو بھی آج خاصہ نہین نوش کیا وزیرزادی ملکہ لعل کی حاضر ہوئی سر سے پانتک بلائین لین عرض کی ہین کئی دن سے حضور کو بہت بیقرار پاتی ہون ہر وقت گھبرائی ہون مزاج اقدس کیسا ہی اپنی کنیز سے راز دل ظاہر کیجیے ملکہ لعل نے کہا نرگس تو دیکھتی ہی کیا آفت برپا ہی ادھر ہمشیرہ یاقوت ادھر ہران و جمشید دہ بھی تو ہمارے خون ہین ہمشیرۂ یاقوت کے مزاج مین خونریزی ہر وقت آگ لگتی ہین اپنے آتش سحر مین آپ جلتی ہین مزاج مین جلادی ہاے بوا ہران پر سحر کردیا اسکے جسم مین آبلے پڑ گئے شب کو مین طلائے برجی اُسکے کراہنے کی آواز آتی تھی زمین تھراتی تھی اے نرگس کیا کہون ہران کی صداے دردناک مین سوز و گداز ہی برچھی ہی کہ آواز ہی ہران کسی پر مائل ہی کسی کی تیغ ابرو کی گھائل ہی اس درد سے آواز عبرت خیز آتی تھی مین نے جو کان لگا کر سنا یہ اشعار عاشقانہ عبرت خیز و حسرت انگیز پڑھ رہی تھی

نظم

اثر پیدا کیا ہی پیرہن نے جسم بیجان کا
مجھے کیا چاک ہین ٹکڑے ہوے گریبان کا
مجھے آسائش داماں مادر سے تعلق کیا
پڑا ہی جلوہ رخسار کس ماہ درخشان کا
لحد مین بھی نہ پھیلا پانؤن تک احسان ظالم سے
نہ دیکھا شمع نے منہ بھی شب غریبان کا

نہین دیتا ہونک زخم نو چاک گریبان کا
جنون کی فصل فرخندہ چاک پیراہن کا دیتی ہی
کہ پروردہ ہون مین طفلی سے آغوش بیابان کا
کسی صورت کو استقلال دم بھر بھی نہین رہتا
ہزار انجشا ہزار رنگ نے آغوش زندان کا
الدور سے تعلق کیا انھین ہو پابند زندان مین

جنون کی پیردستی سے نہ فرق آیا کچھ عصمت مین
گلے ملنے کو آیا اسلیے حلقہ گریبان کا
گلون کے زخم ہونے لگے اٹھ باغبان جلدی
اثر باقی ہی آنکھون مین ابھی خواب پریشان کا
کسی کو بھی گوارا صحبت مفلس نہین ہوتی
نہین ممکن جو الجھے خار سے دامن بیابان کا

جو آزادِ ازل ہین قید سے انکو تنفر ہی
اثر ہی دعاوہ دلدار مین خواب پریشان کا
نہ کیونکر بلبلین چہکین فو ر گریہ سے میری

جدھر سے چاہیے موجود ہی رستہ بیابان کا
نظر آتا ہون ندمر کے اک طفل پریزیر
نسیم اب دامن شگین ہین عالم ہر گلستان کا

بجز امید باطل اور کچھ حاصل نہین ہوتا
اثر بخشا ہی مجھکو عشق نے خواب پریشان کا
ای نرگس مین ٹہلتی ہوئی قریبا گاہ

ہر آن پہونچی ملکہ ہران تیشر کی زبان سے جو یہ اشعار سُنتے کلیجہ پھٹ گیا افسوس آیا کہ اس عاشق پیشہ پر مصیبت عاشق کے تلوون مین آبلے ہوتے ہین وہ حال ہر اپنے دیوانے کے پھوٹ پھوٹ روتے ہین اس مہجور کا تمام جسم آبلہ دار اسی سبب سے مضطر و بیقرار رہی ہین اس خیال سے اسکے خیمے مین نہ گئی اُڑا ئینگی کہینگی کہ دشمنون سے کیون ملین ادھر اہل اسلام فکر مین ہین کہ ملکہ یاقوت کو قتل کرین اگر اُنپر زوال آیا گھر بار جاہ و جلال مٹا اگر جمشید و بہران ہار بیٹھے گئے ہماری مان کی نشانی ہین ملکہ اختر جہان فروز ہم سے زیادہ بہن انکو چاہتی تھین راتون کو فرمایا کرتی تھین میری آن جو میرے پہلو مین سوتی ہی کلیجہ ٹھنڈا ہو جاتا ہی لعل دریا یاقوت کو اپنی بھانجی پر سے نثار کرون میری بہن کے بیٹی بیٹیان مجھکو بہت پیارے ہین آج کل روح مادر مہربان تڑپتی ہوگی نرگس اسوقت تونے دلدہی کر کے حال ہمارا پوچھا کیا اپنی کیفیت بیان کرین کھانا کھانے کو دل نہین چاہتا صحبت سے کنیزون کی نفرت ہی اپنی زندگی سے عبرت ہی کاش کہ ہم مر جائین یہ رنج عظیم نہ دیکھین اثنا ئے عرصے مین بوا یاقوت کے دور اندیش در باقی ہین آج بھی پوچھا کرتی تھین مجھسے فرمایا مین جا کر عفریت طلسمی کو لاؤنگی کل مسلمانون کو کھا جاوے گی نرگس دیکھ لینا دہن مین عفریت طلسمی کے سبب سے پہلے مین پھاند پڑونگی خالہ امان کے گھر کو برباد ہوتے نہ دیکھون لشکر اسلام بھی اک گلشن بے خزان ہی کیسے کیسے سرداران عالی وقار جمع ہین ملکہ بہار و ملکہ سرخ موے کاکل کشا و ملکہ مخمور سرخ چشم طُرّہ پُرفن ماران زرین کمین کس کس کی صفت بیان کرون یہ باغ بے خزان پر یہ بدعت کرتی ہین بڑی قیامت ہو گی نرگس مین اسی واسطے چاہتی ہون ایک کا جلال ایک کا زوال نہ دیکھون جنگ مین ایک کی شکست ایک کی فتح ضرور ہو گی مجھے شکست کسی کی گوارا نہین ہی اسی واسطے مین نے تین دن سے آب و دانہ ترک کیا کہ جب ہمشیرہ عفریت طلسمی کو بلائین ہمکو زندہ نہ پائین نرگس جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ سیکڑون مرتبہ باغ مین بہار و خزان کو آتے دیکھا ہزار ہا بلبلین صیاد نے گرفتار کین قفس مین پھڑکتے دیکھا گلچین و باغبان کو سر پٹکتے دیکھا لعل کی باتین سُنکر کچھ رو دی کچھ ہنسی عرض کی واری مین نے کچھ پوچھا آپنے اور ہی جھگڑا بیان کیا کئی دن سے آپکا آب و دانہ ترک ہی مین نے بچپن سے ساتھ کھیل کر پرورش پائی کل امورات سے آپکے بخوبی ماہر ہون انکو کئی دن سے ہر مقدمے مین آپکو متردد و متوحش پاتی ہون مجھسے مفصل حال دل فرمایئے نرگس میرا نام ہی جو انان چمن سے آنکھ لڑانا ہمارا کام ہی مجھسے نہ چھپایئے حال دل صاف صاف فرمایئے یہ کہکر

قدمون سے لپٹ گئی کہا واری مجھسے خوف نہ کیجیے مین خیر خواہ ذات ہون اگر میرے لائق انتظام ہو جان و دل سے کوشش کرونگی یہ وہ مقدمہ ہی کہ اسمین سیکڑون کی جان گئی بڑے بڑے عقلمندون کو خراب ہوتے دیکھا اس کوچہ مین آکر کوئی پھولا نہ پھلا حسرت و یاس لیکر باغ عالم سے گیا کسی نے سر پھوڑا کسی نے دشت نوردی کی کسی نے جان دی کوئی تڑپ تڑپ کے مرا کسی نے ضبط کیا کوئی شل دریا کے ابل پڑا کسی نے آبرو گنوائی کوئی شمع سان گھل گھل کے تمام ہوا پروانے کو پروا نہوئی فرہاد نے تیشہ سر پر مار لیا شیرین کی جان شیرین گئی قیس نے عمر بھر دشت نوردی کی اور لیلی گوشہ نشین رہی مطلب دو دن کا نہ نکلا ناشاد و نامراد دنیا سے اٹھے ہنسنے والے ہنستے ہین آخر آوازہ کستے ہین مسدس

عالم آشوب ہین اس عشق کے اسرار نہان
تا رہ عشق سے آگاہ ہو ہر پیر و جوان
چاہتی ہون کہ کرون چاہ کا احوال عیان
دل یہ کہتا ہی کہ ہی عشق عیان را چہ بیان
ابتدا دھوم ہی انجام کو بربادی ہی
شادی و مرگ اسی عشق مین دل شادی ہی

عشق صادق ہی عجب ہی اثر جذب قلوب
عاشقون کو بھی مگر چاہیے صبر ایوب
کیون نہو جذب محبت سے مسخر محبوب
ہی رہ عشق مین اظہار محبت معیوب
جلوہ دکھلاتا ہی گہ طور پہ محبوب کی طرح
دل کو لیجاتا ہی گاہے وہ رخ خوب کی طرح

عرش پر حضرت انسان کو دکھائی معراج
ہی یہی عشق کی سرکار مین مدت سے رواج
وصل بلقیس کا ہو جائے سلیمان محتاج
دین و ایمان دل و جان سب ہین شہ حسن کے باج
چاہ انسان کی چاہت مین فرشتون کو جھکائے
چاہ مین لا کے کبھی یوسف مصری کو گرائے

سہل ہو عشق کی تاثیر سے کار سنگین
نجد سے قیس کرے شوق مین طی حرم کی زمین
کوہکن کوہ سے لائے کبھی جوئے شیرین
درد فرقت سے زلیخا کو معاً ہو تسکین
صبر عشاق کو کیا کیا نہ کرشمے دکھلائے
حور کو چاہیے تو جنت سے زمین پر آجائے

ملکہ نے فرمایا اے نرگس بسم تجھکو بت عقلمند سمجھے تھے ہمارا گمان غلط تھا تو نے عشق کی ہو بہو مذمت بیان کی مجھے

عشق و عاشقی سے کیا کام مجھے تو غم و الم ہے دونون کی بہتری چاہتی ہون اسی غم مین مری جاتی ہون دل قابو مین نہین ہوش و حواس پراگندہ ہین آخر کیا کرون خود بخود دل گھبراتا ہے اتنا مین بھی جانتی ہون کہ محبت بری چیز ہے چاہنے والا کبھی چین سے نہین رہتا ہے آٹھ پہر رنج و الم سہتا ہے عاشق کے واسطے یہ انجام ہین

مخمس

شب ہجر چون اژدہا بر سرش / کند در دل نشو و نما بر سرش
فتد در دلِ شب جفا بر سرش / رسد صبحدم فتنہ ہا بر سرش
بلا بر سرش صد بلا بر سرش

شود ہر کہ رسوا و بدنام عشق / خورد خون و شیرین شود کام عشق
کند روشن از شمع دل شام عشق / گوارا شود ہر کرا جام عشق
اجل میرسد ناشنا بر سرش

کسے کز محبت شود بہرہ مند / دلش زآتش عشق گردد سپند
خورد خنجر و تیغ و نیش و گزند / علاج مسیحش مدان سودمند
سزد تیغ مشکل کشا بر سرش

نبویم گل ای باغبان زین سپس / بحق نمک نیستم بوالہوس
من و زانوے غم بکنج قفس / ندارد دلم سیر بستان ہوس
کہ زخمی است ہر خوشنما بر سرش

کسے کو کند بوے گل عشق را / شود ہمزبان بلبل عشق را
پریشان کند سنبل عشق را / شود شانہ کش کاکل عشق را
زند بوسے گل دشنہا بر سرش

برد ہر کہ نام محبت بدہر / دو چارش شود درد و آزار و قہر
خورد طعنہ و سنگ از اہل شہر / شود عیش و شادی مبدل بزہر
بلاے جانزاست جا بر سرش

دلم شد گرفتار کافر پسر / شد اکنون سراسیمہ و دربدر
بہ عزم من و خویش بستہ کمر / کند گریہ چون شمع شب تا سحر

نہ دانم کہ آمد چہا بر سرش

چو با عشق افتاد در دو بدل
بہ ملک تن آمد ز ہر سو خلل

دل و دین و دنیا بشد در سطل
کند جان نثار رہش ای اجل

تو سنت گذاری چرا بر سرش

یہ خمسہ پڑھکر اسقدر بیقرار ہوئی لڑکھڑاتی ہوئی اپنے مقام سے اٹھی میز پر کتابیں رکھی تھیں دیوان زیب النسا مخفی اٹھالیا نرگس کو سناکر یہ غزل پڑھی اشعار

بر سینۂ من درد غم ہجر جفا کرد
ای ہجر چہ گویم کہ بہ من ہجر چہا کرد
بلبل بہ چمن نالۂ حسرت زدہ دارد
در باغ دلم باد صبا را کہ خبر کرد
یا جور و جفا بود دلم را ہمہ لطفت
با شرم کہ این گفت وحیا را کہ خبر کرد
من بودم و اندیشۂ اقلیم قناعت
یا درد چہ کس گفت بلا را کہ خبر کرد

از نالہ فرو ماند دل و ترک وفا کرد
در راہ طلب ہم رہ ما کس نتوانا
گل باز نگر دست در آغوش صبا کرد
بخت سیہ ام بود نہان از نظر خلق
زین واقعہ ارباب وفا را کہ خبر کرد
از روے ریائی کہ جفاے تو مرا بود
کہ عرض بہ شہ کرد گدا را کہ خبر کرد

شب دیدہ بدل قطرۂ خونی نگذارد
غم بدرقہ و غصۂ قضا رہبر ما کرد
دیگر از درد دلم مرغ ہوا را کہ خبر کرد
خسپ را کہ نشان داد غذا را کہ خبر کرد
برہم شدن زلف تو جمعیت دل بود
غماز کہ شد روے ریا را کہ خبر کرد
مخفی تو در خواب نمودند بود اسے

یہ اشعار عبرت آمیز پڑھ کر اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی گر کر بیہوش ہوئی

نرگس نے جو یہ کیفیت دیکھی سب کنیزوں کو ہٹا دیا مہر لعل سخندان کا اپنے زانو پر رکھا گلاب کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا دست بستہ عرض کی ضبط کی حد ہو چکی اب لونڈی کو مفصل آگاہ کیجیے اور جسقدر یہ کنیز قدیم سمجھی ہے وہ عرض کر سکتی ہے میں نے خیال کر کے دیکھا کہ آپ کو طلسم کشا سے محبت ہے ایک شب کو آپ سے آنسے صحرا میں ملاقات بھی ہوئی یہ خیر خواہ بخوبی اس حال سے آگاہ ہے عاشق و معشوق کا راز افشا کرنے والا گمراہ ہے غمخوار کو دردانہ بجانے میں حال میں شراکت کرونگی اب لعل سے ضبط نہو سکا کہا ای خیر خواہ ای ہمدم ای مونس تنہائی ای باعث صبر و شکیبائی نظم

دریاست بیکران سفر غیر موسم است
ای دیدہ ہمتے کہ دل از سینہ عازم است
مخفی فریب گریہ مخور دیدہ باز کن

کشتی ما شکستہ و طوفان معلم است
ای اشک ہمتے کہ دریوزہ عازمیست
محرم بہ نکتۂ ز مقالات محرم است

در جستجوے شاد روانی بملک غم
مفلس ہمیشہ منتظر خوان حاتم است

آہ نرگس اصل میں یہی ہوا کہ میں اس دشمن پر مائل ہوئی فلاں شب کو طلاے گئے پر تھی وہ بھی بڑے اہتمام لشکر آیا معز و رحسن و جمال صاحب جاہ و جلال

وہ سہی قد زیر سایۂ نخل سا تھا اپنے عیار کے میخواری کر رہا تھا عیار طرار اُسکا ضرغام شیر دل علم موسیقی میں کامل چنگ مرصعی بجا کر گا رہا تھا اپنے آقا کا دل لبھا رہا تھا مجھ بد نصیب کے کان میں آواز آئی دل خانہ خراب کھنچ لے گیا آخر ملاقات ہوئی وہ شہریار اس خلق و مروت سے پیش آیا ایسے کلام کیے کہ دل میں ناسور پڑ گیا تیر دلدوز مژگان جگر میں گڑ گیا اب کچھ بن نہیں پڑتا آج بہت گھبراتی ہوں ای نرگس اس راز کو چھپا نا کسیکے سامنے زبان پر نہ لانا میں برائے ملاقات اُس شہریار کے جاتی ہوں اگر آج دیدار فرحت آثار سے مشرف نہوئی تو شب ہجر بسر نہوگی تا روز قیامت سحر نہوگی دیکھ تو آج شب کو ہر چند کہ بارگاہ میں روشنی ہی لیکن آنکھوں کے نیچے اندھیرا ہی لشکر غم و الم نے گھیرا ہی تو خوشی سے رخصت دے تو جاؤں ایک نظر دیکھ کر چلی آؤں نرگس نے عرض کی لونڈی کی زبان قلم ہو جو کبھی یہ ذکر کردن آپ جائیے لیکن ملاقات کر کے فوراً چلی آئیے بڑے بڑے ساحری و جمشید رہجانے کا ارادہ نہ کیجیے گا یاقوت قبا تین برپا کرگئی جاسوس چہار جانب پھر رہے ہیں اپنے کو دشمنوں سے بچائیے ہو سکے تو دل کو بھی سمجھائیے ملکہ نے کہا ای نرگس سمجھانے کا موقع اب نہیں ہی میں نے دل خانہ خراب کو بہت سمجھایا میرے قابو میں نہیں بقول مصنف اشعار

کیا کہوں آپ سے کیسی ہے یہ بیماری دل	درد سے بھی نہیں ہو سکتی ہے غمخواری دل	تیر مژگان نے نہیں توڑ کے مارا اسکو
کیسلیے دن سے نہوئی آہ سپرداری دل	تو میرے حال زار پر رحم کر میرے جانے آنے کا خیال رکھنا نرگس نے	

سمجھانا موقوف کیا یہی ترغیب دی کہ جا کر ملاقات کر آئیے خائف ہوئی کہ نوجوان کم سن ایسا نہو تڑپکر دم نکل جائے آتش عشق سے تمام جسم جلجائے چہرہ اُداس تھر تھر کانپ رہی ہی نرگس سے رخصت ہو کر ملکہ لعل سخندان پر پرواز پیدا کر کے طرف لشکر اسد نامدار کے چلیں اب وکلا اسد نامدار تحریر ہوتے ہیں جس روز سے یہ لعل سے ملاقات کر کے آئے دن بیقراری راتیں اختر شماری میں بسر ہوئی ہیں آج شام سے شہزادہ بارگاہ مہرخ سے چلا آیا اک خیمے میں آکر بیٹھا ضرغام مثل ہمزاد ساتھ ہی صندلان بھی ساتھ نہیں چھوڑتا جب اسد اس بارگاہ میں آئے مسند پر سر جھکا کر بیٹھے ضرغام سے کہا ای دوست صادق تو ہمارا رازدار ہی آج دل بہت بیقرار ہی لعل نے ہماری خبر نہ لی اُس مغرور حسن و جمال کو یاد بھی نہوگی ہمیں گوشۂ خاطر سے فراموش کیا ہم تو عاشق وفادار ہیں یہ معشوقان خوش رفتار بھول جاتے ہیں کسیطرح خبر لاؤ ہماری بیقراری کی کیفیت سناؤ یا کسی ڈھنگ سے ہمکو لیچلو اگر سامنا ہو جائے عرض کریں کیوں صاحب اپنے عاشق کو اسیطرح تڑپاتے ہیں آتش ہجر میں جلاتے ہیں یقین ہی حال ہمارا سنکر اسکو رحم آجائے ضرغام نے کہا وہاں تک جانا بہت مشکل ہی آپکو ہمراہ لیکر کیونکر جاؤں ہزاروں دشمن لاکھوں رہزن عیار پچھان پر فن پھر اکرتی ہیں اگر کوئی دیکھ پائے افراسیاب کو خبر پہونچائے قبلہ و کعبہ کہیں آقا کو جا کر پھنسا دیا ای شہریار سب سے

زیادہ یہ خرابی ہی دل کو بیتابی ہی مین نے دربار مین افراسیاب کے سنا کہ وہ بیجا کہتا تھا مین نے بڑی خطا کی طلسم کشا
کو کیون قید رکھا اب اگر لمحہ بھر کو پاجاؤن فوراً قتل کرون زندہ نچھوڑون اگر طلسم کشا قتل ہوجاے دل تردد سے ا
تسکین پاے ہر ایک کا یہی قول ہی اسد غازی طلسم ہوشربا کا فتاح کل مرحلہ جات کا سیاح ہی بادشاہ ہوشربا
کا قاتل فن جرأت مین کامل ہی شہریار یہ بڑا خوف ہی اگر کسی وجہ سے افراسیاب پا گیا دشمنان حضور کو فوراً قتل
کریگا بہار و باغبان وغیرہ چہ سردار بالکل بیکار ہین سحر یاقوت مین گرفتار ہین بہار کو آرام نہین اسی رابطۂ وضابط
مین آٹھ پہر روتی ہی ہردم اشکون سے منھ دھوتی ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی آپکا بارگاہ سے نکلنا کسیطرح مناسب نہین ہی
غلام خیرخواہ یہ صلاح نہ دیگا حضور وہ بھی مجبور و ناچار ہی باپ کے حکم کی پابند افراسیاب خود پسند یاقوت نے سب انتظام لشکر
انہین کے سپرد کیا ہی مین نے دیکھا آٹھ پہر کاروبار مین مصروف رہتی ہین حضور تامل فرمائین مین صورت بدل کر انکی بارگاہ
مین جاتا ہون اگر ملاقات کرسکا موقع کلام کا پایا ضرور پیغام حضور پہونچاؤنگا اسد کو سمجھا کر ضرغام چلا ایک ساحر
کی صورت بنکر لشکر سے نکلا ریگستان مین آکر پہونچا شب تیرہ و تار چہار جانب سناٹا لشکر افراسیاب مین پہرا و بند تا الق
بعدہ طلایہ پھر رہے ہین ہر طرف سحر کے شعلے بھڑک رہے ہین کہین لکہاے ابر کڑکتے ہین ضرغام سوچ مین کھڑا ہی
کہ کسطرح صحبت مین لعل کی جاؤن پیغام اسد نامدار کا پہونچاؤن دل سے کہتا ہی ای ضرغام اب آتش عشق
انتہا زیادہ والا قدر شعلہ ور ہوگی بیقراری بڑھیگی یہ ضرور اپنے کو وہانتک پہونچائینگے تسکین کی کیا تدبیر کرون ملیٹے
کیا تدبیر کرون ملکہ لعل جو اڑی ہوئی آتی تھی اسنے دیکھا جنگل مین ایک ساحر یکہ و تنہا کھڑا ہی بیقراری مین خیال کیا
ای لعل لشکر اسد مین صدہا بارگاہین ہین کسطرح نشان انکا ملیگا یقین ہی کہ یہ ساحر مہرخ کا ملازم ہو اس سے پتہ تو
پوچھ لین یہ سوچ کر اتر آئی ضرغام نے دیکھا ملکہ لعل حیران و پریشان آسمان سے آتری گھبرا کر کہا میان ساحر صاحب کسکے
ملازم ہو اس شب تیرہ و تار مین کہان کے عازم ہو ضرغام نے ہنسکر کہا آپ ہی کی جستجو مین نکلے ہین آپ ہی کے ملازم
تابعدار حضور نے اپنے نیازمند کو نہین پہچانا لعل نے کہا ای شخص نام بتلا ضرغام نے رنگ و روغن چہرے سے پونچھا
صورت اصلی دکھائی لعل نے ضرغام کو پہچانا شرما کے سر جھکا لیا کہا کیون بھائی اس شب تیرہ و تار مین کہان چلے
ضرغام نے کہا ملکۂ عالم دستور ہی اپنے زخمی کا علاج کرتے ہین آپنے ہمارے آقا کو نیم بسمل چھوڑا محبت سے منھ موڑا
وہ گھائل تیغ ابرو ہو گرفتار طرۂ گیسو تڑپ رہے ہین اسوقت جو زیادہ بیقرار ہوے مجھے حال دل کہا مین چلا تھا کہ اپنے
کسی تدبیر سے آپکی بارگاہ مین پہونچاؤن بیمار عشق کی خبر مسیحا سے کہون مگر میرا آقا بڑا خوش نصیب ہی مین حیران تھا کہ بارگاہ
تک کیونکر پہونچونگا اگر بدون حصول ملاقات پلٹونگا غصہ فرمائینگے بیتاب ہو کر خود چلے آئینگے ای شہنشاہ خوبی واہ ی

سر ہائے محبوبی خدا اُنکی جان بچالے ایک جان کے لاکھون دشمن ہین افراسیاب ہر وقت اسی فکر مین حیرت اسی ذکر مین کہ کسی طرح اسد غازی کو قید کرنے پائین دشمنون کو اُنکے قتل کرین آپنے سُنا ہوگا کہ تاریک نے خاتمہ کر دیا تھا مگر یہ غلام اسی تدبیر مین تھا پہلے ہی اک کافر کو گرفتار کیا اسنے آقا کی شکل بنا کر بٹھلا دیا تاریک اُسکو اسد جانکر چیر پھاڑ کر کھا گئی حضور اُسدن لشکر مین قیامت برپا تھی ملکہ مہ جبین و ملکہ لالان خونقبائی باتین سنی نجاتی تھین ہم سے اُن بیبیون کے کلیجے پھٹتے تھے افراسیاب خوشی خوشی پھر رہا تھا کئی مہینے سب کو یہی گمان رہا اسد کو تاریک کھا گئی اس غلام نے جب دیکھا لوگ اپنی جان دیے دیتے ہین تب مین نے قبلہ و کعبہ سے کہدیا بس جس شخص کے لاکھون دشمن ہون اُسکو حافظ حقیقی بچاتا ہی اب آپ میرے ہمراہ چلیے اُنکے دل کو تسکین دیجیے میری رائے تو یہ ہی کہ اب لشکر ہی مین رہیے پلٹ کے نجائیے ورنہ اسد کے واسطے خرابی ہی مزاج مین اُنکے ہمیشہ سے وحشت دیوانہ مزاج جا بجا لون کے سر کے تاج جو نیکی اُنکو سمجھاؤ نکرین اپنی ہی بات کے پابند مزاج جرأت پسند اگر کہین وہ ولولہ محبت مین اپنی بارگاہ سے نکل آئے واپس ہو کے گھر جانا مشکل پڑجائیگا لعل جگر کباب ہوئے آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے ساتھ ضرغام کے چلی ہر بات کا یہی جواب ہی ضرغام بس جگہ نہ بانی ہوتو کر ہمارے حال سے بالکل بیخبر ہو وہ چار مصاحبون سے راز دل کہکر دل کو غم سے خالی کر لیتے ہین ہم گوشہ تنہائی ساتھ والیان در پے آزار کوئی مونس نہ غمگسار اگر افراسیاب کو خبر ہو جائے قیامت برپا کرے باپ نے جوان نے بیٹی ہی کی بیماری کی وہ جان کا دشمن اگر کوئی کہدے فوراً قتل کرے ہمشیرہ یاقوت سخندان خبر دار ہین کہ بادشاہ طلسم ہوشربا کی ہو رہی ہون جلد اہل اسلام کا فیصلہ کرون آج شام سے غائب ہین عفریت طلسمی کے لانے کی طالب ہین اگر وہ عفریت طلسم پر آنکا قبضہ ہی ظالم نے لاکھون بندۂ خدا کھا لئے گوشت انسان کسے سکی پرورش آئی اٹھ پہر یہی کوشش کہ ہر کان تنگ و تاریک سے نکلون طلسم یاقوت پاؤن تمام دنیا کو انسان سے خالی کر دون ای ضرغام جسوقت سے مین نے سنا ہی کہ ہمشیرہ گئی ہوئی ہین کیا کہون جو دل کی کیفیت ہی خدا تم سبکی جان بچائے ضرغام نے کہا ای ملکہ جان ہر کس و ناکس کی قبضۂ قدرت رب اکبر مین ہی خدا کوئی سامان پیدا کریگا یہان اسد گھبرا کر بارگاہ سے نکل آئے دروازے پر ٹہل رہے ہین کہ ضرغام کی آواز سنی بیقرار ہو کر آواز دی ای ضرغام کدھر شیر یا روباہ ضرغام نے ملکہ سے اشارہ کیا آپ بیقراری دیکھتی ہین در بارگاہ پر ٹہل رہے ہین ضرغام نے جواب دیا حضور کے غلام ہمیشہ شیر رہتے ہین روباہ ملازمان افراسیاب ہین اسد نے جو دوسرے کو ضرغام کے ساتھ دیکھا جھپٹ کے آگے بڑھے لعل سخندان کو جو دیکھا اُداس سر جھکائے ہوئے منھ کو چھپاتی ہی شرم سے

پیچھے ہٹتی جاتی ہی اسد نے ہاتھ تھام لیا استقبال کر کے بارگاہ مین لائے چاہتے تھے پلکون سے جاروب کشی کرون پردہ ہاے چشم کا فرش بچھاؤن قصر دل مین جگہ دون ضرغام نے عاشق و معشوق کو جو بیقرار دیکھا یہ تو ہٹ آیا صندلان بھی کسی حیلے سے چلا گیا دونون مہجور رنجور شب فرقت کی مصیبت جھیلے ہوے جانبر کھیلے ہوے ہو چکے دیتنا ہوے اسد کو جوش و خروش لعل سخندان مثل تصویر تصویر خاموش ادھر سے راز ادھر سے نیاز انکو خواہش انکو کاہش اسکے دل مین درد اسکا خوف سے چہرہ زرد اسکو حیرت اُسکو عبرت جب عرصۂ دراز اسی حال مین گذرا اسد نے دیکھا ملکہ کچھ کلام نہین کرتین چاہا گلے مین ہاتھ ڈال دون ملکہ لعل چونکہ انتہائی خائف و ترسان ہی بے اختیار رونے لگی کہا اے شہریار ان لذات سے ہمکو آگاہ نہ کیجیے صرف یک نظرے خوش گذرے کافی ہی ہمارا دم بدم آنا بہت دشوار ہی یہ کنیز مجبور و ناچار ہی اپنا یہ حال ہی بقول قلق غزل ہو موافق مضمون مقام

یہ محو بیخودی دل ذی ہوش ہو گیا
ہر داغ دل کے جام کا سرپوش ہو گیا
زاہد جو داغ بڑھ گئے سودائے زلف کے
اسنے سنبھالا ہوش مین بیہوش ہو گیا
باندھی ہوا یہ چرب زبانی نے یار کی
پانند کیف بادۂ سر جوش ہو گیا
سرگوشی اُس سے کرتا ہی سر وقت قتل زلف
ہر شعر سامعین کا دُرِ گوش ہو گیا

دونون جہان کا لطف فراموش ہو گیا
اُلفت مین چشم مست کی خود رفتہ دل ہوا
کعبہ ہمارے دل کا سیہ پوش ہو گیا
تزئین کے وقت دیکھکے نور عذار صاف
شب کو چراغ بزم بھی خاموش ہو گیا
چپ عشق خط لب مین ہی دل چندر روز سے
اپنا رقیب خال بناگوش ہو گیا

وحشت سے عیب ہستی عصیان ڈھلے مرے
کمظرف ایک جام مین بیہوش ہو گیا
جوبن نکالا یار نے دل غش ہوا مرا
آئینہ جوہرون سے زرہ پوش ہو گیا
الفت مین چشم مست صنم کی یہ زند بھی
طوطی یہ بولتا ہوا خاموش ہو گیا
جب نظم وصف گوہر دندان کیے قلق

یہ اشعار پڑھ کر ملکہ لعل سخندان اسقدر روئین کہ ہچکی لگ گئی قریب تھا کہ روح قالب سے نکل جائے اسد نامدار نے اشک دامن سے پاک کیے سمجھا کر بمشکل ایک جام شراب پلایا قضائے کار دگر گردش فلک کجرفتار واجب لازم ہی ہمیشہ یہ فلک کجباز شعبدہ باز عاشقون کو جلاتا ہی نئے رنگ دکھاتا ہی گھڑی بھر جو یہ دونون شیدائے یکدیگر ملکر نہ بیٹھے فلک کو رشک ہوا فوراً سنگ تفرقہ پھینکا کہ صرصر لشکر مین پھرتے پھرتے خدمت ملکہ حیرت مین آئی حیرت کو دیکھا منہ لپیٹے پڑی ہین ہر وقت افراسیاب کی شکایت اٹھ پہر یہی حکایت صرصر کو دیکھکر کہا کہان سے آتی ہی صرصر نے کہا حضور نگہبانی مین لشکر کے مصروف تھی سب سے زیادہ حیرت کو آٹھ پہر چالاک کو گولہ دبنے کا ملال ہی یہی خیال ہی کہ وہ عیار بیباک چست و چالاک جاتے ہی دریا دلی دکھائیگا جوش مین گولہ پھینک مارے گا فوراً دریا خشک ہو جائیگا عجائب زعفران پوش

کہے گی یہ گولہ تو حیرت جادو کے پاس تھا عیار نے کیونکر پایا ایسا نہو افراسیاب کو لکھ بھیجے ای حیرت جان
وآبرو دونون گئین تمام طلسم ہوشربا مین مشہور ہوگا زوجہ نے شوہر کا گھر برباد کیا یاقوت کو قتل کرایا کیا
جواب دوگی یہی پڑی سوچ رہی تھی کہ صرصر جو آگئی حیرت بستر خواب سے اُٹھ بیٹھی کہا ای صرصر ایک ہمارا
کام کردے صرصر نے کہا ارشاد حیرت نے کہا مین نے سنا تھا چالاک فرزند عمرو تدبیر رہائی محبوب کا کل کشا
مین گیا ہی کچھ احوال نہ معلوم ہوا نہین معلوم محبوب کو کس نے قید کیا ہی یہ بھی نہین معلوم وہ عیار ہی شاید اُسکو
خبر لگ گئی ہو تم اتنا دریافت کر آؤ کہ چالاک لشکر مین ہی یا نہین اسطرح بیقرار ہو کر حیرت نے کہا کہ صرصر نے قدمون
کو بوسہ دیا کر دہری عرض کی اسوقت حضور کو مین بہت پریشان پاتی ہون ابھی جاکر مفصل خبر لاتی ہون
اپنی آنکھون سے دیکھکر آؤنگی حیرت نے صرصر کو انعام بھی دیا وعدہ بھی کیا صرصر بصورت مبدل لشکر اسلام مین
آئی کنیز بنکر پھرنے لگی ہر مقام پر ٹھہری یہی خبر دریافت کرتی ہی کہ چالاک کہان ہی جب کسی سے دریافت
نہوا اسلئے مین ایک نخل کے ٹھہری دیکھا سامنے سے ضرغام آتا ہی صرصر دیکھکر چھپ گئی ضرغام صندلان
سے باتین کرتا ہوا آتا تھا اُسوقت یہی کلام تھا کہ ای سردار ہمارے آقائے نامدار کو خدا بچائے لعل سخندان
پر عاشق تھے آج وہ بیقرار ہو کر چلی آئی فرزندان صاحبقران بڑے خوش نصیب ہین لعل ایسی معشوقہ ملی اسی وجہ
سے مین تمکو ہٹا لایا دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ تنہائی مین گھڑی بھر ملکر بیٹھین یہ بھی صرصر نے سنا ضرغام
صندلان کے ساتھ چلا گیا صرصر طرف بارگاہ اسد کے چلی پشت پر آکر پہونچی سر نیچا کیا دیکھا ملکہ لعل خرم و
خندان پہلوے اسد مین بیٹھی ہی اسد نے سمجھا کر جام پلایا گزک لبان شیرین کی چل رہی ہی دونون سرمست بادۂ
محبت مدہوش صہباے مودت بخلوت باتین کر رہے ہین صرصر جل گئی لیکن دیکھا کی دل سے کہتی ہی ابن گشتہ بریدہ
نے غضب کیا دھگڑے کے واسطے نکل آئی بہن کا خیال نکیا اگر بن پڑے تو اسوقت کچھ کام کر دیہ سوچکر گوشے مین
چھپی یکایک اسد غازی اپنے مقام سے اُٹھے چوکی پر آئے صرصر نے بیچا کیا جیسے ہی یہ چوکی پر سے اُٹھے صرصر
نے جان پکر حلقہ ہاے کمند مارے اسد نامدار ارے کہکر پلٹے اسنے عباب مارکر بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر چلی
طرف لشکر افراسیاب کے روانہ ہوئی یہان ملکہ لعل سخندان انتظار مین سر جھکائے بیٹھی ہی قضاے کار جان نثار
بن قران پھرتا ہوا قریب بارگاہ اسد غازی آیا دروازے پر ضرغام شیردل کو پایا پکارا کہ مین حاضر ہون
ملکہ لعل سخندان نے حجاب سے جواب ندیا جانسوز اندر آیا ملکہ لعل سخندان کو دیکھکر سلام کیا ملکہ لعل
ڈر گئی کہ کوئی در انداز ہو جانسوز نے کہا ملکہ عالم نہ گھبراؤ مین بھی اسد نامدار کا غلام ہون شہیار

کہان گئے ملکہ لعل نے سر جھکا کر جواب دیا عرصہ دراز سے چوکی پر تشریف لیگئے ہین جانسوز گھبرا کر اُس مقام پر
آیا تیشہ باندھنے کا نشان پایا روتا ہوا نکلا کہا او ملکہ غضب ہو گیا تیرہ صرصر کا پایا جاتا ہی آپکو خبر بھی ہوئی
وہ گرفتار کر کے اسد کو لیگئی ملکہ لعل کے ہوش اُڑ گئے کہا اے جانسوز مین سبز قدمی ہون بد نصیب میرے
آتے ہی فلک نے یہ کیا سامان دکھایا جانسوز نے کہا اب کلام کرنے کا موقع نہین ہے استانی کو ابھی جا کر راہ مین
لیتا ہون یہ کہکر جانسوز بارگاہ اسد سے غل مچاتا ہوا نکلا ضرغام بھی پلٹ کر آیا ضرغام نے پوچھا بھائی
کیا ہوا جانسوز نے کہا ایسے بیخبر ہو تمہارے آقا کو صرصر گرفتار کر کے لیگئی ضرغام بھی بھاگا ایک سمت جانسوز
چلا راہ مین مہتر قران سے ملاقات ہوئی شب ماہ تھی درہ کوہ سے نکل آئے پکار کر آواز دی یارو کہان جاتے ہو ضرغام
نے پلٹ کر کہا خلیفہ بڑا غضب ہوا طلسم کشا کو استانی گرفتار کر کے لیگئین مہتر قران بھی لغدہ ٹیک کر چلے سب آگے
ہی نکل گئے لیکن صرصر شمشیر زن تیشہ گاہ اسد دوش پر بھاگی ہوئی جاتی ہی پلٹ پلٹ کے پیچھے دیکھتی ہی یہان
ملکہ لعل بعد جانے جانسوز کے عرصہ دراز تک روئی پھر دل سے کہتی ہی اگر قید سا منے ہمشیرہ یا افراسیاب کے پہونچ
گئی تمہارا بھی حال ظاہر ہو جائیگا اب پردہ پوشی غیر ممکن چلکر لڑو پھر طو سینہ سپر کرو سامری جمشید پر لعنت کرو
یہ کہکر سحر کر کے بلند ہوئی سناٹا بھر کر چلی صرصر جب کنارے لشکر افراسیاب کے پہونچی ابرلق کوہ شگاف
میر طلایہ کھڑا ہوا ٹہل رہا تھا پکار کر آواز دی کون آتا ہی صرصر نے کہا اے وزیر اعظم مین ہون صرصر جانبازی
کر کے طلسم کشا کو لائی میری مدد کرو عیار تعاقب مین آتے ہونگے حقیقت مین یہان لشکر مین ہلڑ ہو گیا ملکہ مہرخ
چلین رعد و ابرق و برق لامع یہ تینون کڑک کڑک کر دوڑین ملکہ باران زمین کن و اسرار جادو و ملکہ سرخ مو سے
خوشخو سب سردار روانہ ہوئے اور جس نے سنا دوڑا ملکہ مہ جبین الماس پوش بارگاہ سے نکل آئین
ایک ایک سے پوچھتی ہین صاحبو یہ کیا ہوا کل سے مین دیکھتی تھی کہ شاہزادہ ملول تھے رنگ رو متغیر ہے مین نے
جب پوچھا احوال دل نہ بتلایا مجھکو تو دشمن جانتے ہین ارے یار و آشنا تو بتلاؤ صرصر نے کہان پایا دیکھو
تو مجھ بد نصیب کو فلک کیا دکھلاتا ہی روز نئی آفت ہی ارے ضرغام کہان تھا اُسنے بھی حفاظت نہ کی
خواجہ عمرو بھی لشکر مین نہین ہین فلک نے ہمکو خوب پیسا بقول زیب النسا مخفی نظم

بسینہ ز آتش عشقت چہ داغہاست کہ نیست	بدل زناوک جور تو چہ زخمہاست کہ نیست	فراق کوی تو ہر جا نہ کہ باید ہمت
ہمین نوشتہ دلان حرف مدعاست کہ نیست	ز ہر چہ یاد نمایم بعد تو پیداست	زدور حسن تو پیدا ہمین وفاست کہ نیست
بسے ز محرم و بیگانہ با تو شد ہمراز	ولیک محرم راز تو آشناست کہ نیست	بزیر خاک نہانی رہ تو خواہم دید

بچشم اہل نظر سر رہ حیاست کہ نیست	فسانۂ غم مجنون بدہر مشہور است	دگرنہ در خم زلف وے کجاست کہ نیست
زپائمال حوادث شد گلے نشد خندان	بباغ عیش تو مخفی رہ حیاست کہ نیست	تمام مصاحب گرد آگئے کہا حضور گھبرائیے

شاہزادہ شکیل ہیدیل قریب آیا کہا ہمشیرہ نہ گھبراؤ ہمارے آقائے نامدار کو کوئی روک سکتا ہی آپکا غلام ابھی
جاتا ہی کیا مجال جو ہمارے آقائے نامدار پر نگاہ کج ڈالے خون کے دریا بہا دین طبقات زمین ہلادین ہر چند
مہ جبین دریافت کرتی ہین سبب گرفتاری و مقام گرفتاری نہین ثابت ہوتا ملکہ لالان خونقبا اپنی بارگاہ مین سے باہر
سنکر نکل آئین ملکہ مہ جبین کو جو روتے دیکھا ہمشیرہ کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے پوچھا کیون خیر تو ہی مہ جبین نے
کہا آج طلسم کشا آپکی بارگاہ مین نہ تھے لالان خونقبا نے کہا آج کئی دن سے مجھکو سرفراز نہین فرمایا مین آج
منتظر رہی سمجھی کہ آپکے خیمے مین ہونگے مہ جبین نے کہا یہ بڑا ستم ہی آخر کہان تشریف رکھتے تھے صرصر کہان پا گئی
نگہبان پاسبان مرگئے ملکہ لالان خونقبا نے کہا حضور دریافت ہوجائیگا ہمارے آپکے علاوہ اب اور کہین دل
لگایا ہی یہ فرزندان حمزہ ہین خدا انکی بدعت سے بچائے مین نے نوشیروان نامے مین لکھا دیکھا کہ ملکہ آسمان
پری صاحبقران زمان پر عاشق ہوئین کیا کیا بدعتین کین اٹھارہ برس صاحبقران کو پردۂ قاف کی خاک
چھنوائی اسی جوش محبت مین کہ یہ ہم کو چھوڑکر پردۂ دنیا کو نجائین صاحبقران نے اسکا بدلا یہ کیا کہ ملکہ ریحان مسی
وقمر چہرہ پری پر عاشق ہوئے خاص چھپر کھٹ پر ملکہ آسمان پری کے ان دونون معشوقون سے وصل کیا آسمان
پری سر پٹکتی رہین کچھ بھی ہو سکا یہ بھی انہین کے نواسے ہین دیکھیے کیا کیا بدعتین کرتے ہین یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا
ہوا سب نے دیکھا ملکہ لعل سخندان طاؤس زرین بال پر سوار اڑتی ہوئی جاتی ہین رنگ متغیر بدحواس بدنامی
کا پاس دوپٹہ ڈھلکا ہوا شیلے سحر ہاتھ مین مثل شعلۂ جوالہ اڑتی ہوئی جاتی ہی سب نے ملکہ لعل سخندان کو دیکھا ملکہ
مہ جبین الماس پوش و ملکہ لالان خونقبا نے کہا دیکھو یہ نیا گل پھولا میل کرکے گرفتار کرادیا اب جاتی ہین
دربارگاہ ملکہ مہ جبین پر تو یہ ہنگامہ ہی جو سردار یہان آیا ملکہ مہ جبین نے اس سے ذکر گرفتاری اسد غازی
کیا اسنے حربۂ سحر ہاتھ مین لیا اور طرف لشکر افراسیاب کے چلا یہان ابریق کوہ شگاف نے جب صرصر کو
پکارا صرصر شمشیرزن نے صاف کہدیا کہ مین طلسم کشا کو لیے جاتی ہون اے وزیر اعظم میری مدد کرو ابریق جھپٹکر
قریب آیا صرصر کا ہاتھ پکڑ لیا کہا پشتارہ رکھدے تو جاکر شہنشاہ کو خبر کر ہم اسد کو لیے آئینگے ابریق نے اس
زور سے ہاتھ صرصر کا پکڑا صرصر سمجھی کلائی ٹوٹ گئی سر اٹھا کر آنکھ ملائی دیکھا کلائی میری پنجۂ شیر مین ہی
آنکھون سے پہچانا صاحب نعرۂ گران نظر کردۂ بزرگان مہتر قران بشکل ابریق ہاتھ پکڑے صرصر کا کھڑے ہین

دبار ہے مین اُستانی تمھاری قضا آئی ہی صرصر نے گھبرا کر لشتارہ زمین پر ڈال دیا مہتر قران نے چاہا لشتارہ اٹھا کر لڑانا پہونچ گئے تھے پہلے ابرلیق کو بیہوش کرکے اک نخل کے سائے مین ڈال دیا تھا اُسکی شکل بنکر کھڑے انتظار صرصر کر رہے تھے لیکن صرصر لشتارہ چھوڑکر بھاگی غل مچاتی ہوئی چلی ارے یار دوڑو طلسم کشا کو گرفتار کرلائی تھی قران بشکل ابرلیق کھڑا ہی لشتارہ مجھسے چھین لیا جو کچھ ہوسکے وہ کرو ہزار ہا جادوگر دوڑے اور ایک ساحر قران کے برابر کھڑا تھا اسنے کہا ای قران نامدار شیر بیشۂ جرأت کو ہوشیار تو کردو یہ کہکے جھکا اسد نامدار کی کمند کاٹ ہی تھی ضرغام شیر دل لکلخہ جباب داروے بیہوشی ماردیا اسد ہوشیار ہوا مگر صرصر نے جو غل مچایا ہزار ہا ساحر قریب آگئے ابرلیق یعنی مہتر قران کی جانب چلے قران نے نعرہ کرکے بغدہ کھینچا ایک ساحر کو قریب آکر جانسوز نے مارا ایک کو ضرغام نے قتل کیا کئی جادوگر جو مارے گئے اندھیرا ہوا اتنے عرصے مین اسد کے ہوش و حواس درست ہوئے حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہی ضرغام نے بڑھ کر سمجھایا کہ آقا آپ کو صرصر گرفتار کرلائی تھی عیاران نے چھڑایا بہت جلد لشت مرکب پر سوار ہوجیے اسد نے بڑھکر اک ساحر کو مارا اُسکے مرکب پر سوار ہوئے نعرہ کیا نعرۂ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ	بدرّم دل شیر و چرم پلنگ	شہنشاہ نام آورد کامران
اسد شیر دل ابن صاحبقران	چو شمشیر کین برکشم از غلاف	تزلزل فتد در میان مصاف
اگر تیغ بر کوہ خارا زنم	زگاو زمین شاخ او برکنم	مہتر قران بھی نعرہ کرکے جا پڑے

عیار تو اپنی تدبیر سے لڑ رہے ہین کبھی مخفی ہوئے کبھی اپنے کو کسی غار مین گرادیا کبھی عقب نخل چھپے صورت بدلکر سامنے آئے للکارا اور قتل کیا مگر اسد شیر دل یگانہ فوج ساحران پر جا پڑا چہار طرف سے سحر اثر ہونے لگے لیکن سحر اثر تاثیر نہین کرتا جو گولہ آیا بھٹک کر پڑا جسنے شعلہ ہائے آتش بھڑکائے وہ شعلہ ہائے آتش عکس سے اسکے قطرات آب بنکر زمین مین غرق ہوگئے ساحر اسوجہ سے حیران ہین شمشیر زنی مین کیا مقابلہ کرسکتے ہین اگر کسی ساحر نے بڑا کمال کیا تیغۂ سحر کمر سے کھینچا چمکا کر ہاتھ اسد غازی پر مارا اسد نامدار نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر تلوار چھین لی اُسی کی تلوار سے اُسکو قتل کیا تر سول بسول چہار جانب سے مارتے ہین بعضے دور سے للکارتے ہین کسی طرح فتحیاب نہین ہوتے اسد غازی نے کئی ہزار ساحر مار ڈالے صرصر بھاگی ایک نخل کے سائے مین دیکھا وزیراعظم ابرلیق کوہ شگاف بیہوش چت پڑے ہین قران نے بیہوش کرکے ڈال دیا تھا آپ اُسکی شکل بنکر اسد نامدار کو بچایا صرصر نے آکر ایک در ہہر مار پانی سے منہ دھولایا ابرلیق نے آنکھ کھول دی صرصر نے کہا ای وزیراعظم بڑے نالایق ہو جلد جاؤ اسد کو قتل کرڈالو آج تو نئی بات ہی اسد پر

سحر نہین تاثیر کرتا ابرلیق نے کہا پھر مین جاکر کیا کرون ای صرصر تو نے مجھکو ناحق ہوشیار کیا اب اگر نہ لڑون
بدنام ہو جاؤن لڑون تو اسد پر سحر نہین تاثیر کرتا میرے آرام مین تو نے خلل ڈالا چین سے پڑا سو رہا تھا
خواب مین بھی یہی دیکھ رہا تھا کہ اسد نامدار نے ہزارون ساحر قتل کیے صرصر نے کہا واہ خواب آپکا عین بیداری
تھی تم بڑے ساحر ہو جاکر دریافت کرو ملکہ مہرخ وغیرہ نے کوئی مالا وغیرہ بناکر گلے مین اسد کے ڈال دیا ہوگا
یا بی بی جیحون و دریادل آئی ہین انھون نے کوئی تحفہ دیا ہوگا یا بی بی لعل سخندان عاشق اسد نوجوان پہلو مین بیٹھی
رو رہی تھین ابرلیق نے کہا ای صرصر اُس صاحب عصمت و عفت کا نام نہ لے اُن شاہزادیون کے خواب
مین خداوند سامری و جمشید آتے ہین صرصر نے کہا بڑے سامری و جمشید وہ اسد پر عاشق ہو گئین دیکھنا
دریافت ہو جائیگا اُسی نے کوئی تحفہ دیا ہوگا آپ جاکر مقابلہ کرین مین شہنشاہ کو خبر کرتی ہون کسی کا تحفہ ہوگا
وہ باطل کر دینگے ابرلیق تو اس طرف چلا دور ہی سے سحر کر رہا ہے قریب نہین جاتا صرصر بارگاہ افراسیاب
مین پہونچی قدمون پر شہنشاہ کے ہاتھ رکھا افراسیاب بیدار ہوا پوچھا صرصر کیا ہے صرصر نے تمام کیفیت بیان
کی افراسیاب نے بھی نعرہ اسد کی صدا سُنی تاج پہنکر قبضے پر ہاتھ ڈالا بر آن بارگاہ آیا گھوڑے پر سوار ہوا دور سے
دیکھا ہزارون ساحرون مین اسد نامدار لڑ رہا ہے کئی ہزار لاشے پڑے تڑپ رہے ہین ابرلیق کوہ شگاف
دور سے لینا لینا کر رہا ہے قریب نہین جاتا اسد غازی نے دیکھا دور سے ابرلیق سحر کر رہا ہے مرکب چمکا کر جا پڑے
ابرلیق نے ہاتھ تیغۂ سحر کا مارا لہرا رہا شعلے بھڑکے اسد پر تاثیر نہوئی اسد غازی نے تیغۂ برق مثال چمکا کر
ہاتھ مارا ابرلیق نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا برق شمشیر تڑپ کر گری ابر سپر کے ٹکڑے اُڑا دیے سر پر گری
مندیل وزارت کٹی تا دو ابرو تیغہ پہونچا ابرلیق نے ہائے کہکر اپنے کو گرا دیا لوٹ مار کر بھاگا پکارتا ہوا یا رد
شیر کے سامنے بچاؤ کہ پہلو سے نعرہ ہوا انتم شہنشاہ طلسم ہوش ربا ادا اسد تلوار پھینک دے ما بدولت آ پہونچے یا تو ساحر
دور سے لینا لینا کر رہے تھے افراسیاب کو دیکھا گرمائے بعض شیر نے سحر کرتے ہوئے بڑھے افراسیاب نگاہ غور
دیکھ رہا ہے گوئے ترنج نارنج گچھے پیکان کے آتش کے دانے رائی کے دانے سب اسد پر پڑ رہے ہین اسد شیرانہ جدھر
جھپٹا ساحر بھاگتے ہین جسنے جیداری کی مارا گیا کس خوبصورتی سے اسد غازی لڑ رہا ہے فرد ترک خنجر دار گردون
ہر دم از چرخ برین در رزم او سید یدو سیلگفت آفرین صد آفرین کیا عجب ہے زبان تیر کمان عمود سے صدائے
احسنت و آفرین بلند ہو نیزے سر و قد تعظیم کو اُٹھے کمانون نے اپنے کو اُسکے بازوے تہمتن پر قربان کیا
طائران تیر سہمے ہوے خانۂ ترکش مین مخفی ہین خنجرون مین خم تلوارین بیدم سپرین روسیاہ الشتی ابی نہین کرتین

سر پیٹ رہے ہین چھانجھ کف افسوس ملتے ہین تشنہ کا دم بند قرنا درد مند اس شیر کی لڑائی نے سب کے حواس
خمسہ کھو دیے جہاز حیات کے دریاے خون مین ڈبو دیے ہزار ہا سر مثل کاسۂ گدائی کے ٹھوکرین کھا رہے ہین بقول شاعر
فرد کاسۂ چینی یہ ای منعم نہ کر اتنا غرور ہم نے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو نقیب آوازین لگاتے
پھرتے ہین ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید شعر روز جنگ است جنگ آ ید کرد کوشش نام و ننگ باید کرد
مرنے والے جانباز و سر فروش جواب دیتے ہین فرد آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من آن دین منم کاندر
میان خاک و خون بینی سرے نقیبون نے مردنبا دیا کڑکیتون نے ترغیب دیکر لڑوا دیا یہ قطعہ پڑھ رہے ہین قطعہ

کل پانون ایک کاسۂ سر پر جو پڑ گیا
یکسر وہ استخوان شکستہ سے چور تھا
آئی صدا کہ دیکھ کے چل راہ بیخبر
مین بھی کبھی کسیکا سر پر غرور تھا

ایک سردار مغرور و متکبر گھوڑے پر سوار غرور سر مین اسد سے لڑون
حقارت حریف نظر مین سامنے اسد کے آیا اسقدر مغرور تھا اپنے کو بناتا ہوا نیزے کو چمکاتا ہوا اگر گردا ڑکر دامن
پر پڑی دامن جھاڑ دیا وہ سر جو پناہ خود مین تھا پلک جھپکتے جھپکتے گود مین تھا یا دامن پر گرد پڑنا ناگوار تھا یا دم
مین لاشہ خاک و خون مین تڑپا لباس ناز وادا پر آفت آئی حسرت دیا س نے صورت دکھائی افراسیاب
نے جو یہ ہنگامہ دیکھا ابرق زخمی ہو کر بھاگا آواز دی ای وزیر لعنت ہی ایک گولا بڑھکر مار دے کہ اسد کا سر پھٹ
جائے سر اسر زخم کھا کر بھاگا ابرق نہین آتی ارے سرخرو ہوا زخمی ہونا جوہر جرأت ہی آج اسد نابدولت کا شکار ہی
یا تو مقابلے مین جاؤ یا ہٹو ساحر عاجز ہو رہے تھے پکار اٹھے ای شہنشاہ آیئے افراسیاب ہٹو ہٹو کرتا ہوا
بڑھا تیغہ سحر کھینچے ہوے تاج کو درست کرتا ہوا کچھ ہونٹھ ہلاتا ہوا سحر پڑھتا جاتا ہی آواز دی او طلسم کشا بڑا جری ہی کہ رگ
ریشے مین قوت بھری ہی ما بدولت سے دو چار کر مجھسے آنکھ چار کر اسد شیر بیشۂ صاحبقرانی شیر کو ٹوکا فوراً الٹ
پڑا آواز دی او نامرد جب مردان عالم کی تلوار کھینچی ایک اور لا کچھ سب برابر ہین آخر کو بھاگے گا ابھی خواب
غفلت مین ہی زخم کھا کر جاگے گا افراسیاب منم منم کرتا ہوا گرد اسپر کا ہاتھ مین لیکر بڑھا دل مین یہ ہی
کہ ادھر شیر کی مار دون یہ گھوڑے سے گرے گھوڑا اسکے جسم پر دوڑا دون پامال کر کے نکل جاؤن
جیسے ہی برابر اسد کے پہونچا تگاور زن ہوا پانچ قدم گھوڑا افراسیاب کا پیچھے ہٹا تین قدم مرکب اسد بڑھا
افراسیاب او جھڑ مین سپر کی پٹھون پر مرکب کے جا رہا اپنے کو بمشکل سنبھالا ہاتھ تلوار کا مارا اسد کے بازو پر آ کے پلکہ
لعل کا بندھا ہی اسی ہاتھ مین تیغۂ خون آلود سپر کو نہ اٹھایا اسی ہاتھ کو بلند کیا اگہ مثل ستارۂ سحری چمکا تلوار پر
گانٹھا چھنا ٹے کی آواز آئی نعرہ اسد شیر دل سے گاو زمین تھرائی نعرہ کیا او افراسیاب خانہ خراب نمرود ان ظالم

روک غیرت ہی تو سپر منھ پر نہ لینا یہ کہکر ہاتھ مارا افراسیاب نے سپر کو اُٹھا دیا تیغہ برق تاب نے سپر کو کاٹا سپر کو کاٹکر
تلوار گری تاج شہنشاہ کا کاٹا سر پر زخم کاری آیا اس سر سے افراسیاب آگاہ نہ تھا اسر سر خطا کی خود سر زخمی
ہوکر پیچھے ہٹا جادوگرون نے جو اپنے افسر کو زخمی دیکھا بیچ مین ٹوٹ پڑے چاہا بلوہ کرکے اسد کو مار لین یہ
شیر دل مجمع روباہان سے کب ڈرتا ہی جسکو ہاتھ مارا جہنم داخل ہوا شجر بغض و حسد سے کافر کو یہ ثمر حاصل ہوا
کوئی بھاگا کوئی زخمی ہوا کسی نے جان دی افراسیاب جو زخمی ہوکر پیچھے ہٹا قصد کیا زخم سر باندھ کر بڑھون
کہ حیرت گھبرائی ہوئی بارگاہ سے نکلی افراسیاب کو زخمی دیکھکر پیٹنے لگی دوڑکر رکاب سے لپٹ گئی کہا اسکے مری
و جمشید کا اس خونخوار کے سامنے نجائیے اپنے کو دست زبردست جلاد سے بچائیے بی جیجون نے اسد کو سحر
کیا ہوگا یہ ذکر تھا افراسیاب نہ مانتا تھا ملکہ حیرت مرکب بڑھنے نہین دیتی کہتی ہی دور سے سحر کرو حیرت جادو
کے نکلنے سے لاکھون جادوگر دوڑے مصور جادو ساتھ اپنی جورو صورت نگار کے آنکھین ملتے ہوے نکلا مانی و
بہزاد و نقاش و قلم کش ہمصاحبان مصور جادو قریب آگئے مرشدزادے کو گھیر لیا اسنے بھی خوب خوب سحر کیے
تاثیر نہوئی گرفتاری اسد کی تدبیر نہوئی فوج لیکر مصور جادو بڑھا چاہتا ہی کہ اسد بن کرب غازی بر
جا پڑون کہ زمین شق ہوئی رعد جادو نکلا دونون کانون پر ہاتھ رکھکر چیخ ماری ہزارہا ساحر بیہوش ہوکر
گرے برق جادو اسکی مان آسمان سے کڑک کر گری کئی سو کے سر کاٹ کر چمکی ایک طرف سے برق لامع
کا نعرہ ہوا لشکر مصور جادو پر گری پلٹ ہوا وہ برق گری وہ برق گری لشکر مصور جادو مین آگ لگی ایک
طرف سے نعرہ ہوا منم ملکہ ماران زمین کن ایک طرف سے اسمر جادو ایک جانب سے شاہزادہ شکیل
بعدیل پسر ملکہ مہرخ سحر چشم بارہ ہزار جوانون سے پہونچا ان ساحرون نے آگ لگادی اسد نامدار کو بیچ
مین لیا حیرت کو افراسیاب خفا ہو رہا ہی ارے مجھے چھوڑدے طلسم کشا کو سب لیے جاتے ہین مین بڑھکر روکونگا
حیرت نے کہا اے شہنشاہ ہرچند کہ آپ بادشاہ طلسم ہوشربا مین سحر و ساحری مین یکتا ہین لیکن یہ تصور فرمایئے
آپنے سحر کیا اسد پر تاثیر نہوئی اسکا سبب تو دریافت فرمائیے کہ کیا باعث ہوا کونسا تحفہ اسد کے پاس ہی
آج تو شیرانہ لڑ رہا ہی ہزارون ساحر مارے وزیر اعظم کو زخمی کیا خود شہنشاہ نے زخم کھایا سمجھ کے بات کیجیے عقل
کو ہاتھ سے نہ دیجیے یہ سب کام اہالیان طلسم نورافشان کے ہین ان سب صاحبون کو بڑی کد ہی کوئی تحفہ لاکر
نورافشان نے دیا ہوگا بروز قتل تاریک شکل کش تیغہ نورافشانی قران کو دیا آپ دام جمشیدی لیکر
آیا آج بھی کچھ ایسا ہی ہوا آپ دریافت کیجیے یا مجھے حکم دیجیے افراسیاب گھوڑے سے اُترا ہاتھ چمکایا

کچھ نعرہ کیا ساحری جمشید کا نام لیا تیور پر بل پڑے یکایک اک شعلہ چمکا اُسنے آواز دی ای شہنشاہ کیا ہی جو
ارشاد ہو عرض کرون افراسیاب نے کہا ای سحر ساحری وای بانی بنائے افسونگری آج اسد پر سحر کیون نہین تاثیر
کرتا بیر گھبراتے ہین اُسکے سامنے سے بھاگے جاتے ہین یا بدولت زخمی ہوئے تیغۂ سحر خالی گیا سپر سحر کٹی رسوائی
حاصل ہوئی شعلے نے بھڑک کر آواز دی ای شہنشاہ شاہزادی جہرۂ انجم ملکہ لعل سخندان ہمشیرہ یاقوت
سخندان معشوقۂ ساحری اسد غازی پر مائل ہوئی اپنے بازو کا اُکہ بازو پر اسد شیر دل کے باندھ دیا کسطرح سحر
تاثیر کرے بیر تحفۂ ساختۂ ساحری و جمشید سے حجاب کرتے ہین اُسیکے سبب سے ٹھرتے ہین جبتک کہ اسد کے پاس ہے
سحر تاثیر نہ کریگا یہ سنکر افراسیاب نے اک چیخ ماری ملکہ حیرت جادو کی تو خوب بن پڑی کہا شہنشاہ آداب و تسلیمات
عرض ہے لونڈی کا عرض کرنا فرض ہے مدتون سے اپنے حجرے مین بند تھین شہر سے نہ نکل سکتی تھین گھُٹے ہین
بیٹھی جوانون کو تکتی تھین اب جو یہان آئین اسد ایسے حسین کو دیکھا رکئین صاحبزادی نے گھر ڈبویا جنکے ساتھ
شادی کرتے تھے انکی بہن صاحبہ نے یہ لٹو یا صرصر نے مجھسے کہا تھا مجھے یقین نہین آیا اسکو جھڑک دیا وہ روز اول سے
کہتی تھی کہ لعل اسد نوجوان پر مائل ہے بہ نگاہ محبت دیکھتی ہے عصمت داری ہمارا کام تمام ملکون مین پھرتے ہین کیسے
کیسے جوان سامنے آتے ہین کبھی کسیکو نگاہ اُٹھا کے بھی نہین دیکھا تمھاری مہر و وفا کے پابند ہین حقیقت مین اسد بہت
حسین ہے دل مین راز و نیاز ہین دھگڑے کو ہاتھ دیدیا ساحری جمشید سے نہ ڈرین بہن کا بھی پاس نہ کیا یاقوت
سخندان کو حکم دو بی لعل سخندان کی ناک چوٹی کاٹین گدھے پر سوار کرکے تشہیر کرین ہر ایک کو عبرت ہو بی
بہ جبین جوان حسین کو دیکھکر پھسل پڑین اٹھارہ سو ملک کی سلطنت چھوڑی اسد کے ساتھ بھاگین سات برس
قید رہین بی لالان خونقبا نے خداوند کے گھر مین آگ لگائی بی لعل سخندان نے یہ خون اُگلا ہزارون کو قتل
کرایا افراسیاب نے کہا اس سے بڑھکر اسکو سزا ہو گی اکہ مین ابھی چھینے لیتا ہون سر اران اسد کو ابھی سزا دیتا
ہون یہ کہکر افراسیاب گھوڑے کو للکارتا ہوا طرف اسد کے چلا اسد غازی پابند ہے قواعد کا افراسیاب کو
جو پیدل دیکھا شیر بھی گھوڑے سے کود پڑا دل مین خیال تھا شاید افراسیاب غصے مین کشتی لڑے یا طعن کرے
کہ تم سوار ہو مین پیدل ہون یہ سوچکر للکارا او افراسیاب نخرا دور ہے کیا الینا الینا کرتا ہے سامنے آ مرد ہو تو سامنے آ
ملا افراسیاب نے اک شکی آواز دی ای ستیاب زنگی غلام یکرنگی جلد حاضر ہو دیکھا سامنے اک جوان حبشی
قوی تن قوی ہیکل زمین سے نکلا حاضر حاضر کہتا ہوا سامنے افراسیاب کے آیا افراسیاب نے کہا ای خیرخواہ
قدیم خدمتگزار ساحری اسد غازی سے مقابلہ کر بازو پر اسکے اکہ ہے چھین لے لیکر نکل جا خزانہ ساحری مین

جا کر داخل کر یہ سنکر وہ بیباہر وحشت ہوتا ہوا طرف اسد نامدار کے چلا للکارا او طلسم کشا سُن غلام ساحری و جمشید
ہم لوگ جان نثار موجود ہین شہنشاہ تجھ الیسون سے کیون مقابلہ کرین یہ کہکر جست کر کے سامنے اسد کے آیا خم
مار کر جھومنے لگا بیتپ سے بدلتا تھا اسد غازی بڑھے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا اسد نامدار سمجھ چکے تھے کہ یہ شاید
کشتی گیر ہی جس فن کا جو قصد کرے ہمارے جد عالی تبار کا یہی طریقہ ہی اُسی فن مین اُسکو جواب دیتے ہین تب
صاحبقران لقب پایا لواے شوکت از سر دہ دنیا تا بہ قاف پہونچا دیوان قاف نے اطاعت کی خدا نے
صاحبقرانی کی لیاقت دی یہ سوچکر زنگی کی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈال دیا اسد نامدار
نے غصے مین گردن پر ہاتھ رکھکر ایک مارا سر اُس خود سر کا زمین سے مل گیا لیکن اُس بیحیا نے ہاتھ بڑھا کر ڈوری
پر اسکے کی ہاتھ ڈالا جھٹکا مارا ڈورا ٹوٹا اور اسکے ہاتھ مین آیا اسد غازی نے غصے مین ایک طمانچہ مارا غش
کھا کر زمین پر گرا اسد نے چاہا چھاتی پر چڑھ بیٹھون اور اسکے ہاتھ سے چھین لون پہلو مین افراسیاب کے
ایک جادوگر کھڑا تھا کہ نام اُسکا کیوان اژدر در ہی مغرور و خود سر ہی افراسیاب نے کہا ای کیوان آگے لیلے
کیوان نے جھپٹ کر سحر کیا زنگی بھی اُٹھا کیوان اژدر در اور لیکر بھاگا اب زنگی جست کرتا ہوا پہلو مین کیوان کے آ
تعریفین کرتا ہوا کہ ای غلام ساحری کیا خوب کام کیا اسد نے جو یہ معرکہ دیکھا چپٹ کر چاہا کیوان اژدر در پر
جا پڑون اُس بیحیا نے پلٹ کر سحر کیا اسد غازی لڑکھڑا کر گرے کیوان نے چاہا سر اسد نامدار کا کاٹ لون
زنگی سے کہا تو نہ ٹھہر اور خدمت شہنشاہ مین پہونچا ٹھہرنا تیرا مناسب نہین ہی یہ مقام ملحوظ خاطر ناظرین خوش انجام
ہو کہ سرداران اسد غازی مثل رعد و برق و برق لامع ملکہ ملدان زمین کن ملکہ اسرار جادو و شکیل خوشخو وغیرہ
لشکر افراسیاب سے لڑ رہے ہین ستارہ سحری بلند ہو چکا ہی ہمراہیان اسد نے کئی ہزار ساحر اپنے قتل کرا
لاکھون ساحر ملازمان افراسیاب مارے ہنگامہ سحر و ساحری گرم ہی زمین سے شعلے نکل رہے ہین آسمان سے
آگ برستی ہی انتہا کا جو ہنگامہ ہوا ملکہ یاقوت سخندان آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی کنیزون سے پوچھا ارے
یہ کیا ہنگامۂ عظیم برپا ہی کنیزون نے عرض کی باہر چلکر ملاحظہ فرمائیے مسلمان لشکر افراسیاب پر آپڑے
بڑے زور و شور سے لڑے سنتے ہین آج شہنشاہ بھی زخمی ہوے ملکہ یاقوت سخندان بد مزاج غصے
سے چہرہ سرخ ہو گیا اُٹھی ہی ابروے خم دار ملتے ہوے آنکھون مین نشہ ڈوبا ڈھلکا ہوا چھری یاقوت احمر کی
ہاتھ مین پائنچون کو سنبھالے ہوئے بیچ مین پٹہ ہٹا بالون کا گرد ہجوم سیارگان بیرون بارگاہ آئی اپنی آنکھون
سے دیکھا ایک ساحر نے طلسم کشا پر سحر کیا اسد غازی نے گھٹنے ٹیک دیے تلوار کو ٹیک کر چاہتا ہی کہ اُٹھون مبتلائے

دام سحر و ساحری ہوا وہ ساحر تیغہ کھینچے ہوے اسد غازی کے قتل کرنے کو آتا ہی ایک زنگی سیاہ ہر و تیرہ درون اُسکے ہاتھ مین لیے ہوے طرف افراسیاب کے جاتا ہی دس پانچ قدم کا افراسیاب سے مفاصلہ ہی افراسیاب زخمی کھڑا ہی گرد مشیران سلطنت و وزیران آہت سرداران اسد نے طبقے زمین کے ہلا دیے دریاے خون بہا دیے قیامتین برپا ہین افراسیاب ہاتھ بڑھا کر کہتا ہی اے غلام ساحری یہ آگ لیکر جلا جا ملکہ کنشدن سے ہمارا سلام کہنا وہ داروغہ خزانہ ساحری و جمشید امین بھی کچھ قدرت کا بھید ہی آسکے سپرد کر دینا یہ تحفہ جات بزرگان دین یون تباہ ہوے زنگی کہتا ہی اپنا فرمان دیجیے ملکہ کنشدن کو ٹھیا کھولنا قبول نکرینگی اُنکی اُنتخوئی اور شعلہ مزاجی سے آپ آگاہ ہین افراسیاب نے غصے مین جواب دیا ایسا کہ مجھ تئین کیا کسیکی کوشش کا محتاج ہون خود صاحب تخت و تاج ہون اپنے وزیر اعظم کے ہاتھ بھیجونگا ادھر تو زنگی نے ہاتھ بڑھایا ادھر سے کیوان اژدر در نے تیغہ اُٹھایا اسد بیکسی سے تپش مین پکار اُٹھا قطعہ

تنہا از کرم ہر من درویش نگر بر من منگر بکرم خویش نگر	بر حال من خستہ و دلریش نگر افزا تنہا ز کریمی و رحیمی و غفور	ہر چند نیم لائق بخشایش تو دست ما گیر کہ از لطف وہ بالی تو یم

تو را تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ملکہ لعل سخندان طاؤس زرین بال پر سوار وسط آسمان پر آ کر چمکی یہ کیفیت دیکھی کہ اسد غازی زمین پر پڑے ہین ایک ساحر قتل کیا چاہتا ہی اسکے لینے کو افراسیاب نے ہاتھ بڑھایا ہی کلیجہ تھرایا وہین سے نعرہ کیا ہشیم ملکہ لعل سخندان گرنے گیت ایک گولہ کیوان اژدر در پر مارا اُسکا سر پھٹا برق جہندہ بنکر زنگی سیاہ ہر و پر گری اُسکے بھی دو ٹکڑے ہوے اُسکے ہاتھ مین لیا بجلی کان سے نکال کر افراسیاب پر پھینک ماری اچھا برق کا افراسیاب پر گرا افراسیاب سحر دفع کرنے لگا اتنے عرصے مین ملکہ لعل سخندان نے جھپٹ کر اسد غازی کی کمر مین پنجہ دیا اپنے طاؤس پر ڈالکر لے اُڑین آواز دی اے رفیقان طلسم کشا لڑا بھڑ کر نکل آو سرداران لڑتے بھڑتے چلے ملازمان افراسیاب بیدل ہو رہے تھے خود راستہ دیدیا آسمین فرکہو رعد و برق کو کون روکے برق لامع کو کون ٹوکے نکل جانے دو میدان سمجھ لینگے آخر کہان جائینگے افراسیاب پر ہزار برقین گرین عرصہ دراز مین افراسیاب نے سحر کو دفع کیا اتنے عرصے مین سرداران نامی و افسران گرامی لڑا بھڑا کر نکل گئے کوئی نہ روک سکا سب آمادہ مرگ میلے قضا ہو کر آگے تھے مرنے والے کو کون روکے لیکن یہ حالات جنگ جدل بی یاقوت سخندان نے اپنی آنکھ سے دیکھے غصے سے کلپنے لگی اس زور و شور سے آکر ملکہ لعل سخندان گری کہ غلام زنگی کے دو ٹکڑے کیے کیوان جادو

کو جلا دیا ہزارہا برقین چمکا گئی چلتے چلتے دھمکا گئی اُس سحر سے کئی سو کے سر پھٹے کئی سو جلے عرصۂ دراز تک
اُسکی تاثیر رہی لشکر یاقوت سخندان بھی خوب پامال ہوا حیرت جادو تو بھری ہوئی تھی ملکہ یاقوت کو آگے
جھک کر سلام کیا کہا مین آداب و تسلیمات عرض کرتی ہون جب منظور نظر سامری و جمشید سے یہ حرکات سرزد
ہون تو اب اس مذہب مین کوئی پاک دامن نرہا جوش محبت اسد غازی کو آپنے ملاحظہ کیا شہنشاہ نے
سحر کیے اگر اُسکے بازو سے جدا کیا خوب آپنے سحر مین کمال کر دیا غلام خداوند کو بھی مارا کیوان کو پھونک دیا
مجھپر بھی سحر کیا کیون بی یاقوت صاحب اب کیا تدبیر ہوگی آجتک اسد غازی کے نام سے ساحرون کے
مختفی ہوتا تھا اب سینہ سپر کرکے لڑے گا خواجہ عمر و خداوند جمشید بنکر جب آئے تھے مقام لوح و مقام قید
بدیع الزمان و شہنشاہ لاچین بہ تصریح پوچھ گئے اب یہی قصد کرینگے کہ لڑتے بھڑتے تابہ دریاے نیل چلو ملکہ
یاقوت نے غصے مین آکر کہا ای خاتون محل شہنشاہ مجھپر طعن و تشنیع نہ کیجیے مین بی لعل سخندان کو لشکر مسلمانان مین بھیجکے دو
ابھی بلالوئی اُس گیسو بریدہ کی ہارے گو ٹردن کے کھال گرا دونگی آتش قہر و غضب مین جلا دونگی اب مجھکو صبر آئیگا کہ
بیٹھوے اسد مین خوش ہو کر بیٹھین لشکر لیکر میرے مقابلے مین آئین یہ کلیجہ خداوند جمشید نے آپکو اور شہنشاہ کو عطا فرمایا
ہے کیا خوب ربط و ضبط ہے بی مہ جبین تخت پر سوار ہو کر میدان کارزار مین آتی ہین آپ لوگ آنکھون سے دیکھتے ہین
یہین دیکھ سکونگی آج ہی تدبیر کرونگی ملکہ حیرت نے کہا آپ کو اختیار ہے بارہ برس ہمکو لڑتے ہوے گذرے
آجتک ہمنے یہی دیکھا جو یہان سے نکل گیا پھر پلٹ کے نہ آیا نہ قتل ہوا بی بہار و مخمور جب نکل گئین شہنشاہ
نے بڑی کد و کاوش کی نہایت کوشش کی کچھ بھی نہوا اب اسوقت آپ جا کر آرام فرمائین غصہ تھوک
ڈالین لشکر اسلام مین جانیکا نام نہ لین اسد غازی شمشیر برہنہ جری بہادر صف شکن آج تو شہنشاہ کو زخمی
کر گیا خانۂ دل غم و الم سے بھر گیا حیرت جادو نے سمجھا کر یاقوت سخندان کو پھرا یہ کہکے پلٹی کہ کسی کے سمجھانے
سے میرا دل نہ مانیگا دو کنیزون کو حکم دیا جسطرح بنے صورت تبدیل کرکے لشکر اسلام مین جاؤ خبر مفصل
لاؤ کہ ہمشیرہ صاحبہ لشکر اسد مین کیا کر رہی ہین اُنھون نے تو ہماری محبت کو ترک کیا ہمارے دل مین محبت
ہے یہ کہکر خوب روئی ملکہ اخضر نے گلے سے لگا لیا کہا بیٹا خاموش رہو صبر کرو دلپر جبر کرو لعل سخندان
نے کلیجہ پتھر کا کر لیا ملکہ یاقوت نے کہا دیکھیے باباجان مین کیا رنگ لاتی ہون ذرا خبر آنے دیجیے بی بہار
نکل گئین مخمور نے اہل اسلام کا ساتھ دیا بی مہ جبین الماس پوش بادشاہ بنکر بیٹھین شہنشاہ اپنی آنکھون
سے دیکھتے مین اُنکے حال پر رنجیدہ ہوتے ہین بہار کے جسم مین آبلے پڑے وہ پھوٹ پھوٹ کے

روتے ہین مجھے یہ اُمورات بہت ناگوار ہین مجھسے صبر نہو سکیگا لیکن ہین اُسوقت برائے خبر چلین یہان کل لشکر مین
انتشار تھا ملکہ مہ جبین ولالان خونابہ بار رو رہی تھین کہ سب نے دیکھا سامنے سے ابر گلنار چرخ مارتا ہوا
نمایان ہوا دیکھا سبنے ملکہ لعل سخندان اسد نوجوان کو پنجے مین دبائے ہوے دریائے خون مین نہائی ہوئی
چہرے پر عتاب حسن مین لاجواب آنکھین خشمگین صاحب جاہ و تمکین بصد زور و شور آکر پہونچین ابر گلنار ایک
جانب قائم ہوا اسد نامدار کو بارگاہ مین لاکر ہوشیار کیا اکسیر بازو پر باندھ دیا اُسوقت تو لشکر مین بڑی خوشی ہوئی
مہ جبین نے تصدقات اُتروائے ملکہ لعل سخندان کو پہلوے تخت مہ جبین مین فرنگل زرین ملا اسد غازی ہوشیار
ہوے لیکن مہ جبین بادشاہ لشکر اسلام ہین فرمایا ہمارے سردار نامی و افسران گرامی رعد و برق و برق لامع
وغیرہ واپس نہین آئے اُنکی خبر لینا واجب و لازم ہے ملکہ لعل نے جواب دیا آپ تردد نفرمائین جب مین
طلسم کشا کو پنجے مین دابکر لیچلی تھی سب صاحبون کو آگاہ کردیا تھا کہ اب لڑنا بیکار ہے مین طلسم کشا کو
لیے جاتی ہون سب صاحب پلٹ آئین میرے سامنے وہ سب صاحب لڑتے بھڑتے بخیر و عافیت نکلے تھے یہ ذکر
تھا کہ رعد و برق و برق لامع و شاہزادہ شکیل وغیرہ دریائے خون مین نہائے ہوے آکر پہونچے
سبنے ملکہ لعل کی بڑی تعریف کی کہا حضور آپنے بڑا کمال کیا سامنے سے افراسیاب کے اسد غازی
کو اُٹھا لیا ملکہ لعل نے سر جھکا لیا کہا آپ سب صاحب قدر افزائی فرماتے ہین ورنہ من آنم کہ من دانم
ہوسکتا تھا کہ اس شیر بیشہ جرأت کو ہماری زندگی مین افراسیاب قید کرے سب سردار شکریہ ملکہ لعل ادا
کررہے ہین ملکہ لعل سخندان سر جھکائے ہوے کہ رہی ہین مین نے محبت مین طلسم کشا کی گھربار چھوڑا
رشتہ محبت یاقوت سخندان توڑا آپ سب صاحب دعا کرین کہ انجام بخیر ہو یہ ذکر تھا کہ چیرہ دار و چوبدار حاضر ہوے
عرض کی خواجہ عمرو تشریف لاتے ہین چالاک و برق بھی ساتھ ہین سب سردار خوشی مین برائے استقبال
نکل آئے خواجہ نے اندر بارگاہ کے آکر یہ ہنگامہ دیکھا کہ ملکہ لعل فرنگل زرین پر جلوہ فرما ہین سب سردار زخمدار
ایک ایک کو انتشار زخم دوزی سکی ہو رہی ہے عمرو نے حال پوچھا جانسوز و ضرغام شیر دل نے سب کیفیت
ظاہر کی حال سفر پوچھا عمرو نے ملکہ جیحون کو مبارکباد دی کہ مبارک ہو ملکہ محبوب کا کل کشا کو رہا کیا
محبوب و مخمور مع لشکر ظفر اثر کل انشاءاللہ بخیر و خوبی داخلہ کرینگی یہ تینون عیار آگے بڑھ آئے جیحون نے
سب حال خواجہ سے پوچھا عمرو کیفیت گرفتاری محبوب از سحر عجائب و چالاک کا جانا اور گرفتار ہونا پھر اپنی
عیاری سب حال لفظاً لفظاً بیان کیا جیحون بہت خوش ہوئی یہ ذکر تھا کہ کراہنے کی آواز آئی لعل نے گھبرا کر کہا

پر کلیجہ منھ کو آتا ہی یہ آہ آہ کون کرتا ہی مہ جبین رونے لگین کہا ہمارے لشکر کی افسر جان لشکر روح اہل اسلام روح روان طلسم نور افشان ملکہ بران شمشیرزن و مجلس جلا دود بہار و باغبان وغیرہ سحر ملکہ یاقوت مین مبتلا ہین وہی گراہ رہے ہین جسم سبکے آبلہ دار ایک ہفتے سے آب و دانہ بند دل دردمند جیجون نے اتنا کیا کہ سحر کرکے سبکو تسکین دی آبلہ ہاے جسم نہین دفع ہوتے سب سردار اپنے اپنے طور پر سحر کرچکے بران تو گھبراکر یہ فرماتی ہین کہ اب ہڈیان جل جائینگی روحین سبکے جسم سے نکل جائینگی یہ سنکر لعل اپنے مقام سے اُٹھی سب سردار ساتھ ہین خواجہ عمرو و برق و چالاک و جانسوز و ضرغام سب اشتیاق مین ہمراہ ہوے اُس بارگاہ مین آئے جہان یہ مبتلاے سحر پڑے تڑپ رہے تھے جیجون نے ابر سحران سبکے سر پر آراستہ کیا ہی کسی نے گلدستے رکھے ہین کسی نے پھول برسائے کسی نے ہواے سرد اپنے سحر سے بنائی سب سے زیادہ ملکہ بہار بیقرار ہین بران تڑپ رہی ہین مجلس بھڑک رہی ہی جسم آبلہ دار چہرے اُداس صاف ظاہر ہی کہ روحین جسم سے نکل جائینگی ہڈیان جل جائینگی ہر چند کہ بہار کا یہ حال ہی اس بیقراری مین بادشاہ جہاہ کا خیال ہی اسوقت بیقراری و اشکباری مین یہ غزل عاشقانہ بحال بیتابانہ پڑھ رہی ہین غزل

مانا نہ غش کو طالب دیدار ہی رہا
یارون کے واسطے پس دیوار ہی رہا
بندہ تھا مین خدا کا نکیرین سے کہو
مر بھی گیا تو منتظر یار ہی رہا
اُڑ بھاگے ہمصفیر قفس توڑ توڑ کر
اب وہ ہمین رہے نہ کوئی یار ہی رہا
ٹھوکر سے خیر گنبد مدفن گرا گرا
مجھکو سوال وصل سے انکار ہی رہا
اچھا مجھے نہ عیسی لب کر سکے جلا

ہوسلی تو چپ ہوے مجھے اسرار ہی رہا
دیکھی نہ تیری شکل قیامت بھی ہوگئی
اُس بت کی بندگی کا بھی اقرار ہی رہا
اللہ نے بھی بخش دیے جرم روز حشر
مین ناتوان بلا مین گرفتار ہی رہا
ہاتھ ایک دے لیے ایک جگہ پر رہا تو
چلیے یہی سہی مین سبکبار ہی رہا
جھپکی پلک نہ وصل کی شب شوق دید مین
مین عشق چشم یار مین بیمار ہی رہا

تنہا بہشت مین بھی نہ رکھا گیا قدم
ای یار ہمسے وعدۂ دیدار ہی رہا
آنکھین مزار مین بھی اسیطرح وا رہین
عاشق مگر بتون کا گنہگار ہی رہا
فرہاد و قیس تک تھے ہمارے بھی بولے
کچھ بھی کیا نہ خلق مین بیکار ہی رہا
دل اُسکے آگے آپ تڑپکر نکل گیا
سویا کیا وہ شوخ مین بیدار ہی رہا

ملکہ لعل سخندان نے جو یہ حال پُر ملال اُن گرفتاران دام سحر کا دیکھا خود بھی تو نو گرفتار دام عشق ہی بہت روئی کہا آپ سب صاحب نہ گھبرائین مین اپنی جان مٹادونگی مگر ان سب صاحبون کا علاج ابھی کرتی ہون ہر چند کہ یہ سحر یاقوت سخندان ہی اسکا رفع ہونا دشوار ہی لیکن مالک پروردگار ہی وہ قوت توانائی عطا کریگا یہ کہکر کہا سب صاحب اتنی مہربانی

کہین اپنے اپنے سحر ہٹالین تو مین اپنا سحر قائم کردون ملکہ جیجون نے ابر سحر ہٹایا برف برسنا موقوف ہوئی رعد
وبرق و برق لامع نے برق چمکانا موقوف کیا شکیل نے پھول سحر کے ہٹائے گلدستے جدا کیے اب کل
سردار اسوقت اسی بارگاہ مین جمع ہین سحر لعل سخندان پر نگاہ سب کامل و اکمل جانباز و سرفروش علاوہ ازین خود
جیجون موجود ہی لیکن علاج سے جواب دے چکی کہتی ہی دفع ہونا اس سحر کا مشکل ہی پانچون عیار بھی دیکھ رہے ہین
لعل نے بڑھکر ان سب صاحبون کے جسم پر پہلے ہاتھ پھرا ہاتھ لگاتے ہی اور بیقرار ہی سبکی بڑھی باغبان نے
آہ کی کہا کسنے ہم مصیبت زدون کے جسم پر ہاتھ رکھدیا ہڈیون پر پہاڑ ٹوٹ پڑا جسم نازک سے یہ بار اُٹھیگا
برائے خدا ہمارے پاس سے آپ سب صاحب ہٹ جائین آپ لوگ محبت کرتے ہین ہمپر یہ لگا ہین برق بنکر
گر رہی ہین قالب پر تاثیر ہوتی ہی لیکن ملکہ لعل نے جیب سے اک نشتر نکالا پیشانی پر مارا چند قطرات خون اپنے ہاتھ
مین لیے کچھ اسم سحر پڑھکر ان سب پر چھینٹا مارا بہار پر زیادہ توجہ تھی دیکھا آبلہ ہائے جسم بہار پھوٹے اُن
آبلون سے نیلا نیلا پانی نکلا بہار اُٹھ بیٹھی سبنے دیکھا شگفتہ ہوگئی جسم پاک و صاف چہرے پر رعنائی زیبائی
اب طرف باغبان کے ملکہ لعل متوجہ ہوئین قضائے کار دو کنیزین جو یاقوت نے برائے خبر بھیجی تھین وہ
کنیزون مین ملی ہوئی یہ معاملہ حیرت افزا دیکھ رہی تھین صرف ملکہ لعل نے بہار کو صحت دی ہی باغبان
پر سحر کرنے کا ارادہ ہی یہ دونون کنیزین بھاگین یاقوت سخندان خیمے مین ملک اخضر سے حکایت و شکایت
کر رہی ہی حیرت نے کچھ میوہ کشتیون مین لگا کر معرفت صرصر پاس یاقوت کے بھیجا صرصر نے وہ کشتیان
لاکر سامنے یاقوت کے رکھین اور حیرت کی طرف سے پیغام دیا صرصر کہ رہی ہی ملکۂ عالم نے عذر کیا ہی کہ
ہمارے طعن و تشنیع کا خیال نکرنا جو کچھ ہمنے کہا آمد سخن مین نکل گیا معاف فرمائیے گا ہمکو دشمن نہ جانیے گا آجتک
ہمنے مقابلۂ مسلمانان مین بڑی بڑی مصیبتین اُٹھائین آپ بھی صبر کیجیے ہم تدبیر کرکے لعل کو ملوا لینگے صرصر نے
جو یاقوت سے یہ بیان کیا یاقوت نے کہا اے صرصر مین کسی سے کم نہین ہون ابھی سب کچھ کر سکتی ہون الہی
کہو تو لشکر مسلمانان مین آگ لگا دون سبکو خاک مین ملا دون صرصر نے کہا یہ تو مین وعدہ کرتی ہون کہ ملکہ
حیرت فرما چکی ہین مین لعل سخندان کو آپ تک پہونچا دونگی روکنا سمجھانا آپ کا کام ہی یاقوت نے صرصر کے
کہنے سے دو چار دانے میوے کے اُٹھا کر کھائے تھے کہ آسمان پر برق چمکی دونون کنیزین گھبرائی ہوئی سامنے
یاقوت کے آئین کہا داری ہم بارگاہ اسد غازی مین گئے تھے بی لعل سخندان کی بڑی خاطرین ہو رہی ہین
حضور انھون نے بُلا کر بہار جادو کا سحر اُتارا اب باغبان قدرت و ملکہ بران کی تدبیر کر رہی ہین بہار نے

توصحت کامل پائی شگفتہ ہوگئیں گلشن حیات میں بہار آئی وہان توحضور سب عاشق مزاج ہین بی بہار اُس
حال مین بھی غزلین عاشقانہ پڑھتی تھین نہین معلوم بی ہران کس پر عاشق ہین ہزارون اشعار پڑھے دیوان
کے دیوان یاد کرلیے مشہور یہ ہی کہ بی بُرّان صاحب عصمت وعفت شوکت ولیاقت نے اُنکے نام سے ولچ
پایا ہی کوئی یہ نہین پوچھتا کہ شعر کسکی یاد مین پڑھتی ہوپہ تو ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ بہار کو صحت کامل حاصل
ہوئی ملکہ یاقوت نے پوچھا سحر کیا کیا کہا حضور اپنا خون کاٹ کاٹ کر پھینک رہی ہین چہرہ آداس صاف
معلوم ہوتا ہی کہ اب چہرے پر خون باقی نہین رہا شوکت نمائی منظور ہی سر دار تعریفین کرکے اپنا مطلب نکال
رہے ہین بی جھجون نے بھی جواب دیا تھا انھون نے بیڑا اُٹھایا یقین ہی باغبان بھی صحت پاگیا ہو بران
کی بھی تدبیر ہوجائیگی یہ سنکر ملکہ یاقوت سخندان غصے مین اُٹھی میوہ جو کشتی مین کھانے کو اٹھایا تھا آدہ کرکے پھینک دیا
کہا صاحبو کیسا کھانا ملکہ حیرت جادو نے کلمات طعن وتشنیع سے دل کو مشبک کردیا تمام جسم کو ناسور بنایا ایسے
ایسے کلمات کہے جو ہمارے سُننے کے نہ تھے مگر مجبور وناچار سُنے اب اسوقت کیفیت کھل جائیگی یہ کہکر اپنے مقام سے
اُٹھی دولون پائون زمین پر مار کر غرق زمین ہوئی نقب سحر کاٹتی ہوئی چلی یہان وہ وقت ہی کہ ملکہ لعل سخندان نے بعد
صحت بہار باغبان پر چھینٹا خون کا مارا پہلے تو باغبان قدرت بیہوش ہوگیا آبلے پھوٹے تمام جسم مثل آئینہ
صاف وشفاف ہوگیا خوشی کے نقارے بجے ملکہ مہرخ سحر چشم نے ملکہ لعل سخندان کے ہاتھ چوم لیے کہا آج
ملکہ لعل ماشاء اللہ کیا کہنا سحر اسی کا نام ہی عنایت سے پروردگار کی تمھارا نیک انجام ہی ابھی ہزارون جھگڑے
پڑے ہین لڑائی دریاے نیل کی لوح کا حاصل ہونا ملکہ لعل سخندان نے کہا آپکی خدا سب مشکلین آسان کریگا بعد
یاقوت سخندان سے خدا بچائے دیکھیے عفریت طلسمی سے کیونکر جان بچے مجھے اسکا خیال ہی یہ کہکر پھر نشتر
پیشانی پر مارا بران ومجلس پر خون پھینک دیا یہ بھی دونون کلمہ پڑھکر اُٹھ بیٹھین مگر اثر کچھ کسل باقی ہی ملکہ
لعل اُسکو بھی دفع کر رہی ہین یکایک زمین کا نچلا طبقہ زمین کا ٹوٹا یاقوت سخندان مثل برق جہندہ زمین
سے نکلی بہار جادو وباغبان وبرّان ومجلس اُٹھکر بیٹھے ہین اچھی طرح صحت حاصل نہین ہوئی کہ نعرہ ہوا
واہ ہمشیرہ ہمنے تمنے ایک پیٹ مین پیر پھیلائے اسی دن کے لیے تمکو سحر سکھلایا تھا دشمنون پر یہ مہر عنایت
ہمارے سحر کو آثار اسامری وجمشید کا مذہب ترک کیا ملکہ لعل نے جو یاقوت کو دیکھا فوراً ایک دہتڑ زمین پر مارا
یاقوت لڑکھڑائی اپنے کو سنبھالا آواز دی او گیسو بریدہ او ننگ خاندان تمام عالم مین تونے ہمکو بدنام کیا یہ کہکر منھ
سے اُف کی وہین سے اُس شعلہ مزاج کے دھوان نکلنے لگا جسکی آنکھون تک دھوان پہونچا اندھا ہوگیا غصے مین

یاقوت نے کمر مین ملکہ لعل کی پنجہ دیا زور کرکے لے اُڑی اِس شد و مد سے ہاتھ مارا کہ ملکہ لعل تموج ہوا سے
بیہوش ہوگئی یاقوت لیکر چلی بہار نے جھپٹ کر گلدستہ مارا یاقوت نے ہنسکر جلا دیا برق لامع نے چاہا کہ کٹ لون
یاقوت نے مسکرا کر برق گرائی سر پر برق لامع کے گری اسکا سر پھٹ گیا باغبان دیکھکر خاموش ہوا الفاظ
سحر یاد نہ آئے چشم زدن مین یاقوت نکل گئی اسد نامدار تیغہ پکڑ کر اُٹھے کہا لو صاحبو غضب ہوا اگر لعل سخندان کو
لیگئی جاتے ہی قتل کرڈالیگی مین جاکر جان دونگا یا اُسکو رہا کرونگا ملکہ مہرخ نے کہا ہم بھی چلتے ہین رعد و برق
و برق لامع آمادہ ہوے سب سرداروں نے جھولیان سحر کی اُٹھائین قصد کیا کہ فلان مقام پر چلکر روکین لعل سخندان
کو ے نہ جانے دین عمرو نے کہا صاحبو ایسا غضب نہ کرنا یاقوت بلائے روزگار ہے سب کا یہی حال کریگی باغبان
و بران کو چلتے چلتے پھر اندھا بنا گئی جبتک مین پلٹ کر نہ آؤن خبردار کوئی نکلنے کا ارادہ نکرے بیٹا برق بڑھکر
خبر لو ے جیسے ہی برق کو اشارہ کیا اُستاد بہت اچھا کہکر تڑپتا ہوا اچھلا چالاک ایک جانب روانہ ہوے
باہر آکر پکارا بھائی برق مین بھی آتا ہون برق نے پلٹ کر کہا مرشدزادے میرے ساتھ نہ آئیے بڑی مشکل
کی عیاری ہے سب کے بعد خواجہ عمرو اسد غازی کو تسکین دیکر چلے اسد نے اتنا کہا چھوٹے نانا جان اتنا خیال
ضرور رہے ملکہ لعل نے میری جان بخشی کی سامنے سے افراسیاب کے اُٹھا لائی جان کا اُسنے خوف نکیا
اگر یاقوت اُسکو اپنے لشکر مین لیگئی مین اپنی جان دونگا عمرو نے کہا خبردار بارگاہ سے قدم نہ نکالنا افراسیاب
اپنے مقام پر کہتا تھا کہ مین نے بڑا اندھیر کیا اسد کو بالائے گنبد نور کیون قید رکھا پردۂ ظلمات مین کیون
نہ بھیجدیا وہان کا قیدی کبھی رہائی نہین پاتا راستہ اُسطرف کا مدت سے بند ہے پردۂ ظلمات مین کوئی نہین جا سکتا
ایسا نہو خدانخواستہ پردۂ ظلمات کا کوئی ساحر لیجائے یہ کہکر عمرو نے آواز دی اے مہرخ نامدار و اے سرداران
عالیوقار اپنے آقا کو لشکر سے نہ نکلنے دینا یہ کہکر عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر صورت تبدیل کی ایک کنیز
کی شکل بنکر چلے یاقوت سخندان لعل سخندان کو پنجے مین دبائے ہوے صحرا مین پہونچی دیکھا اک نخل کے سایے
مین صرصر کھڑی ٹہل رہی ہے آواز دی اے ملکۂ عالم شہنشاہ خفا ہوتے ہین کہ آپ لشکر مہرخ مین کیون گئین
لعل کو مین چھڑا لاؤنگی یاقوت نے کہا مین کیا کسیکی محتاج ہون مین لعل سخندان کو پکڑ لائی کسی کا حوصلہ نہ پڑا کہ
مجھکو روکے یہ بھی ملحوظ رہے کہ جب یاقوت غصے مین چلی تھی اسکے لشکر کا ایک سالار سموم جادو بارہ سو
ساحر لیکر چلی نکلا تھا اپنے مالک کو تلاش کرتا ہوا آتا ہے یہان صرصر و یاقوت سے جو باتین ہوئین صرصر نے
کہا ذرا میرے پاس آئیے بی لعل سخندان کو مین تو دیکھون اپنے ہاتھ سے سزا دون مجھے بڑا اشتیاق ہے کہ

اُنسے پوچھون اپنے بہن کا پاس نہ کیا اسد سے آشنائی کرکے نکل گئین یاقوت لعل کو نیچے ہین بانگ
آنسر پڑھی جیسے ہی زمین پر پانون قائم ہوے صرصر نے قریب آکر بلائین لین کہا حضور بڑا کام کیا انکی زبان
مین سوزن تو دیدیجیے ایسا تہو ہوشیار ہوکر نکل جائین وہ دیکھیے شہنشاہ بھی آتے ہین انکو بڑا قلق تھا آپکی
محبت مین راتون کو روتے ہین یاقوت ملتی صرصر نقلی نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالے نعرہ کیا نعرہ برق
منم برق رفتار و خنجر گذار ہو منم یکہ لیکن گران بر ہزار ہو اب تڑپ کے کہان جائیگی حلقے کمند کے مارے یاقوت
ارے کہکر پلٹی منہ پر حباب بیہوشی مارا یاقوت لڑکھڑا کے گری ملکہ لعل ہاتھ سے یاقوت کے چھوٹی مگر
سحر مین یاقوت کے تھی بیہوش پڑی ہی برق فرنگی نے خنجر کھینچا چاہا یاقوت سخندان کا سر کاٹ لون زمین
شق ہوئی اک سنہری تیلی نکلی اُسنے برق کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون نگوڑے ہماری بی بی کو قتل کرتا ہی
برق نے ہر چند چاہا ہاتھ چھڑا لون تیلی نے نہ چھوڑا برق کو یقین تھا کلائی ٹوٹ جائیگی اُس تیلی نے یاقوت
کو ہوشیار کردیا برق کے منہ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن اُڑ گیا یاقوت کی آنکھ کھلی دیکھا برق فرنگی کو تیلی پکڑے
کھڑی ہی کہہ رہی ہی یہ حضور کو قتل کرتا تھا مین نے دشمن کو پکڑ لیا ابھی تو یہ عورت بنا ہوا تھا یہ تو مرد وا معلوم
ہوتا ہی بڑا اتمکار و غدار ہی ہوا کی صورت بنکر آیا یہ سنتے ہی یاقوت نے خنجر کھینچا کہ برق کو قتل کرون تیلی تو ہاتھ
مین ہاتھ دیکر غائب ہو گئی یاقوت چھاتی پر برق کی چڑھ بیٹھی برق منتیں کرتا ہی ملکہ مین غلام ہون تابعدار ہون
خبردار ہون ہرکارے کو کوئی قتل نہین کرتا خبر لینے آیا تھا آپکی بہن کو بچاتا تھا اسوقت آپ غصے مین قتل کرینگی
کل کلیجہ پکڑ کر روئینگی مجھکو پاس افراسیاب کے لیچلیے وہ خود آپ کو سمجھا دینگے ہماری کیفیت بتلا دینگے شہنشاہ ہماری قدر
کرتے ہین ہملوگ عیار آزاد ہین آپ بڑی جلاد ہین جب خوشامد کو یاقوت نے نمانا برق نے کہا بی یاقوت
تمھاری قضا قریب ہی میر اُستاد عمرو نامدار تمکو گھس کر مارے گا گلیم اوڑھ کر قتل کریگا انکا کیا کر سکوگی شہریار عالم
شہنشاہ جہان نظر کردہ پیغمبران اُنکے شاگرد کو قتل کرتی ہی مجھ غریب بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھرتی ہی صرف تجھکو
بیہوش کیا شہنشاہ کا تو اگر ہمنے تاج اُتار لیا کبھی کچھ نہ فرمایا بلکہ ہمیشہ خلعت دیتے ہین انکا حلم ہی نئی عیاری کر دانصاف
کیجیے کس طور سے آیا آپ آسمان پر اُڑی جاتی تھین مین نے نیچے بلایا اُس تیلی نے آکر یہ آفت برپا کی مجھے تو خود منظور
تھا کہ آپکو ہوشیار کرکے انعام مانگونگا ہم کسیکو قتل نہین کرتے ہم جلاد نہین ہین یاقوت سخندان یہ باتین
سنکر اور زیادہ جھلائی کہا افراسیاب سفلہ مزاج ہی بیوقوفون کے سر کا تاج ہی اُسنے منہ لگا کر سب کا حوصلہ
بڑھا دیا مین جسکو پاؤنگی قتل کر ڈالونگی اور لعل سخندان کو آج لیجاکر سزا دونگی اُسنے مذہب سامری جمشید کو

بدنام کیا برق نے کہا اور کسی بات کا خیال نہ کیجیے شیشۂ ننگ و ناموس سالم ہی دریافت کر لیجیے گا مین اس بات کا ضامن ہون ہم لوگ جھوٹ نہین بولتے شہنشاہ سب ہمارے اوصاف بیان کر دینگے یاقوت سخندان نے نمانا خنجر بران حلق پر برق کے رکھا پشت سے آواز آئی خبردار ملکہ کیا کرتی ہو شہنشاہ خفا ہونگے عیار غدار لقا کے پیارے بندے ہین یاقوت نے دیکھا صبا رفتار کمند انداز پکارتی ہوئی آتی ہی قتل نکرنا قتل نکرنا دیکھیے نامہ لائی ہون دوڑی ہوئی آئی ہون اسے پہلے ملاحظہ کر لیجیے یاقوت کو شک ہوا کہ یہ بھی کوئی عیار نہو جیسے ہی صبا رفتار قریب پہونچی یاقوت نے مسکرا کر آواز دی خبردار او عیار ہوشیار یہ کہکر ہاتھ جھکایا برق چمک کر صبا رفتار پر گری رنگ روغن اڑ گیا دیکھا مہتر ین مہتر چالاک بن عمرو ہی یاقوت نے اسکو بھی سحر مین مبتلا کیا چالاک زمین پر گر کر تڑپنے لگا اب یاقوت کو منظور ہوا چالاک و برق کو قتل کرے لعل کی زبان مین سوزن ہی ملکہ یاقوت نے خنجر کھینچا قصد ہوا چالاک کو بھی قریب برق لاؤن دونون کا خون بہاؤن یکایک اکمہ رخت سے کھڑکھڑ کی آواز آئی یاقوت نے سر اٹھا کر دیکھا ملکہ حیرت جادو زوجۂ شہنشاہ درخت سے اترتی چلی آتی ہی صاف ظاہر ہی کہ آسمان سے ابھی اتری ہی جیسے ہی یاقوت سے چار آنکھ ہوئی ہان ہان کرکے دانت کے نیچے انگلی دبائی یاقوت سخندان نے کہا ملکۂ عالم آپنے سنا برق و چالاک نے مجھے دیوانہ بنایا مین ایسی ہوشیا نہوتی مار لیا ہوتا ملکہ حیرت جادو دھم سے کود پڑی لپکا کہکر ہاتھ پکڑ لیا کہا یہ تین سپچیے ہے بہادر انکو تم اپنے ہاتھ سے قتل کرو بڑے افسوس کی بات ہی علاوہ ازین کتاب سامری مین صاف صاف لکھا ہی جو عیار کو قتل کریگا شجر عمر سے پھل نہ پائیگا ذلیل و حقیر ہو کر مارا جائیگا اکثر شہنشاہ نے انکو گرفتار کیا انکے قتل پر وہ قادر نہ تھے جسوقت چاہتے قتل کر ڈالتے لیکن قید کرنا مناسب ہی انکی تیز زبان لکھنے کے لائق ہین خداوند لقا نے انکو منہ لگا کے گستاخ کیا انکے پیارے بندے ہین کتاب مین لکھا ہی کہ عمرو کہتا پھرتا ہی بر ریش لقا لعنت شدیدم و ترا شیدم سنا ہی قدرت سنکر خوش ہوتے ہین اگر قدرت کو منظور ہو تپھر کا بنا دین جہنم مین بھجوا دین سب کچھ انکے قبضے مین ہی لیکن ہمیشہ انپر رحم کرتے ہین ملکہ یاقوت سخندان نے کہا مین تو نمانون گی مجھے بڑا رنج دیا ہی مین ابھی قتل کرونگی ملکہ حیرت جادو نے ہاتھ چھوڑ کر کہا بوا یاقوت تمھین اختیار ہی مجھے کیا مطلب ہی لیکن انجام بخیر نہوگا یہ کہکے حیرت نے ہاتھ چھوڑ دیا یاقوت طرف چالاک کے چلی حیرت نے قریب آکر حلقہ ہاے کمند مارے نرغہ کیا

عمرم که کلاه از سر قیصر به برم | زنگ از رخ نجنک بد اختر به برم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی | تیغ و سپر و سبو و ساغر به برم

یاقوت سخندان نے منہ پھیرا خواجہ عمرو نے حباب بیہوشی مارا

یاقوت لڑکھڑا کر گری عمرو نے خنجر کھینچا ملکہ لعل سخندان کی آنکھ کھل گئی لعل نے دیکھا چالاک و برق پڑے تڑپ رہے ہین خواجہ نے یاقوت کو بیہوش کیا خنجر کھینچکر قتل کرنے چلے ہین ملکہ لعل سخندان نے اشارہ کیا خواجہ کیا کرتے ہو یاقوت قتل نہوگی ابھی ابھی گرفتار ہو جاؤ گے میری زبان سے سوزن نکالو اسکو مقید کرکے لیچلین عمرو نے ملکہ لعل کی زبان سے سوزن نکالا لعل سخندان اٹھی چالاک و برق پر سے سحر اتارا یہ دونون اٹھتے ہی بھاگے ملکہ لعل نے خواجہ سے کہا تم بھی نکل جاؤ خواجہ نے کہا مین نجاؤنگا لعل سخندان نے قصد کیا کہ یاقوت کو اٹھا لین سامنے سے افراسیاب کا نعرہ ہوا خبردار لعل کیا کرتی ہو لعل نے پلٹ کر افراسیاب پر گولہ مارا افراسیاب سحر دفع کرنے لگا ملکہ لعل نے دونون پانوٴن مارے غرق زمین ہو کر غائب ہوئی افراسیاب نے دور سے باران سحر برسایا قطرہ پانی کا یاقوت پر گرا آنکھ کھلی سموم جادو فوج لیے ہوے آتا تھا عقب مین خواجہ کے بہار چلی تھی راہ مین برق و چالاک سے ملاقات ہوئی بہار جادو سے سب کیفیت چالاک نے کہی کہا وہ تو بڑی ہوشیار ہے برق عیاری کرکے سب معاملہ خراب کردیتا ہے مجھکو اسنے پاس نہ آنے دیا دور ہی سے سحر کیہ دیا قبلہ و کعبہ اب پہنچے ہین بہار نے کہا غضب کیا یاقوت کا قتل ہونا دشوار ہے حاکم حجرہ نجم ساحرہ زبردست ہے دربار گھس آئی ملکہ لعل کو گرفتار کرکے لیگئی جانتی تھی پھر کوئی کچھ نہین کرسکتا ایسا نہو استاد گرفتار ہو جائین برق و چالاک کو رخصت کرکے بہار بڑھی ادھر سموم جادو مع بارہ ہزار جوانون کے آتا تھا بہار کو دیکھکر جھپٹا چاہا گرفتار کرلون بہار نے غصے مین جاکر گلدستہ مار دیا انکا سحر تو مشہور ہے معشوقہ سرو قد گلعذار غنچہ دہن رشک چمن عندلیب گلشن رعنائی نخل سرسبز چمن زیبائی ہنسکر جو گلدستہ مارا پھول برسنے لگے سموم کو ہوا لگی جھومنے لگا بہار کے گل عارض دیکھکر بھول گیا دین و دنیا بھول گیا آگے بڑھکر ہاتھ باندھے عرض کی ملکہ عالم مین تو غلام ہون آپکے نظارہ جمال بے مثال کا مشتاق تھا آج سعادت دارین حاصل ہوئی گل سا چہرہ دیکھکر تسکین دل ہوئی ملکہ بہار گلعذار نے بدھی اتار کر گلے مین سموم کے ڈالدی ابتو بالکل ہوا بدل گئی ملکہ بہار نے کہا اے سموم یاقوت سخندان کو جانتے ہو عرض کی حضور نام تو سنا ہے بہار نے کہا حاکم حجرہ نجم افراسیاب کی مہمان اسوقت صحرا مین برائے سیر آئی ہے جاکر اسکا سر لاؤ خیال رکھنا افراسیاب بھی ہمارا دشمن ہے ان دونون کا سر لاؤ ہمارے ساتھ شادی کرو اے سموم ہم مدت سے تمھارے ہوا خواہ ہین تمھاری ہوا ہے جستجو مین مدت سے تباہ ہین دیر نہ کرنا جلد تشریف لائیے گا سموم جادو سلام کرکے ملکہ بہار کو بعد جوش و خروش مع فوج چلا جھومتا ہوا اشعار عاشقانہ زبان پر یہان افراسیاب ملکہ یاقوت سخندان کو سمجھا رہا ہے کہتا ہے

ای ملکۂ عالم غصے کو کام نہ فرمائیے لشکر مین پلٹ جائیے عیارون نے ہر ایک کے ساتھ بے اعتدالی کی سوائے
صبر کے چارہ نہین یاقوت نہین مانتی کہتی ہے ای شہنشاہ اب میرے اوپر کوئی عیاری نہین کر سکے گا ایک
مرتبہ سب دہوکا کھاتے ہین اب مین اپنے سامنے کسی غیر کو آنے ہی نہ دونگی ملکہ لعل کو پھر گرفتار کر کے
لاؤنگی میری بہن ہو کر لشکر مسلمانان مین رہے بڑی غیرت کی بات ہے مین عین لشکر سے لے آؤنگی ہزار تو انکے
منہ دیکھکر رہگئے بی چیچون تو بالکل ہونٹھ نہ ہلا سکین عیارون نے آکر آفت برپا کی ہے مین انکو پہچان گئی
چالاک کو مین نے پاس نہ آنے دیا دور ہی سے سحر کر دیا معلوم ہوتا ہے عمرو نے میرے قتل کا ارادہ نہین کیا
لعل سخندان کو ہوشیار کر کے سحر اتروا کر لے گیا ابھی عیار بھی لشکر مین نہ پہونچے ہونگے مین پہونچتے پہونچتے
گرفتار کر لاؤنگی افراسیاب نے جو یاقوت سخندان کو صحرائے دلکش مین تنہا پایا مدت سے عاشق ہی تھا گلے مین
ہاتھ ڈالدیئے کہا ملکہ مین تمکو نہ جانے دونگا اسوقت میرا کہنا مانو مین صرصر سے کہکر لعل سخندان کو بلوا دونگا
یہ ذکر تھا کہ طرف سے لشکر کے گرد اڑی یاقوت سخندان نے دیکھا سموم جادو مع بارہ سو ساحرون کے جھپٹا
ہوا آتا ہے آنکھین سرخ اسباب سحر ہاتھ مین غضب ہے بات بات مین سب ساتھ والے غزلین گاتے ہوئے تانین اڑاتے ہوئے
یاقوت نے کہا دیکھیے ہمارا پرانا رفیق ندیم و شفیق ہماری جستجو مین نکل آیا اگر آپ نہ بھی پہونچتے یہ تا بہ لشکر اسلام
جاتا تمام سردارون کو پکڑ لاتا نہایت ساحر زبردست ہے ہمارے والد کا سردار ہے بڑا ساحر ہوشیار ہے یہ سنکر
افراسیاب نے کہا خداوند لقا خیر کرین مجھکو تو معلوم ہوتا ہے میان سموم کو بھی ہوا لگی یہ ہار کیسا گلے مین پہنے
ہین ملکہ یاقوت نے کہا یہ ہمیشہ سے شوقین ہے جوان تماش بین ہے افراسیاب نے کہا شاید کہین بہار سے ملاقات
ہو گئی اسکا گلدستہ چل گیا سب پھولے ہوئے آتے ہین کان لگا کر سنو اشعار رنگین گاتے ہین یاقوت نے کہا
آپ سموم کو کیا سمجھے ہین وہ الدنا مدار کا تعلیم کردہ قدیم بردہ اس سے کوئی برائی کی امید نہین ہے افراسیاب نے
کہا آپ جانیے میرے نزدیک قریب آنا اسکا بہتر نہین ہے دور ہی سے اسکو رد کرو اس عرصے مین سموم قریب
آگیا افراسیاب تو چھپے ہوئے ہے ایسے ایسے کھیل کھیلے ہوئے ہے دور ہی سے آواز دی کیون شموم مزاج کیسا ہے
سموم نے ہنسکر کہا آپکی ترقی جاہ و حشم کی دعا مین مصروف رہتا ہون ملکہ یاقوت کا غلام تابعدار جان نثار
ہون مگر آج کچھ عرض کرنا منظور ہے افراسیاب نے کہا آئیے جو دل مین فرمائیے یاقوت کو پہچانا سموم نے کہا
خوب پہچانتے ہین یہ کہکر جست کر کے قریب آیا ساتھ والون سے آواز دی بھائیو شادی کر لیا ہے اپنا اپنا
کام کرو معشوق کے ملنے کی یہی تدبیر ہے جرأت و جلالت مین تو قہر ہے اتنا جو سموم نے کہا ہوا بدل گئی بارہ سو

ساحرون نے گوتے برنج نکالے پہلے سموم نے گولہ مارا اور نعرہ کیا منم عاشق گل رخسار بہار و گلچین گلستان معشوق گلعذار نظم

بس عشق بتان خاک جنون بر سر ریخت
بر آتش دل آب دو چشم تر ما ریخت
صد غوطہ بدریا چو زنم پاک نگردد
تا چند توان خار برین بستر ما ریخت
ساقی ز تو ہنگامہ کہ مخفی ز تو مینا
دل قطرۂ خون گشت ز چشم تر ما ریخت
بر تربت ما روشنی شمع محال است
بس گرد نحوست بسر اختر ما ریخت
ما بلبل عشقیم کہ در عالم پرواز
خوشا دل را ہمہ رسا غ ما ریخت
البتہ بسے بادہ گشتیم و لیکن
پروانہ ز بس بر سر خاکستر ما ریخت
مجروح شدہ بخت مرا پہلوئے آہیں
بالبر فتہ ہوا و ہمہ بال و پر ما ریخت

افراسیاب نے کہا مبارک ہو

اسقدر گولے پڑے کہ یاقوت سخندان آتش سحر مین چھپ گئی افراسیاب جادو نے سنگریزے اُٹھا کر مارنا شروع کیے جس پر سنگریزہ پڑا اُسکا سر پھٹ گیا یاقوت برق بنکر چمکی غل مچا رہی ہے شہنشاہ یہ سب میرے پرانے نوکر ہین افراسیاب کے سحر سے سبکو بچاتی جاتی ہے افراسیاب نے گھبرا کر کہا او بدبخت یہ زندگی بھر تجھ مین نہ آئینگے بہار کا سحر رنگین ہے سٹر ملا کر مر بنیلے یاقوت ایک نخل کے سائے مین ٹھہری سموم نے جو پلٹ کر دیکھا کہا او بجیا مین تیری فکر مین آیا تھا تیری چوٹی پکڑ کر سامنے ملکہ بہار کے لیجاؤنگا وہان وہ دُلھن بنی بیٹھی ہے مین دولھا ہونگا بھاری سہرہ سر پر باندھا جائیگا تو اس مقدمے مین دراندازی بیکار شعبدہ بازی ہے تیری وجہ سے شادی نہین ہوتی تو نے ہماری سسرال مین کہلا بھیجا لڑکا کماؤ نہین ہے چانڈو پیتا ہے چار پیسے نہین پیدا کر کیون رہی ہم ایسے ہین تیرے گھر مین مدت سے نوکری کی کیسے وضع دار ہین کون ایسا مرد آدمی ہوگا جو اپنے پاس دس پانچ روپیے نہ رکھے اب بھی ہمیانی کمر مین بندھی ہے ہمنے اپنی معشوقہ سے خود اقرار کیا تنخواہ ہمیشہ اُسی کے ہاتھ مین دینگے وہ ہمسے راضی ہے تو کیا قاضی ہے تو کیون دراندازی کرتی ہے افراسیاب نے قہقہہ مار کر کہا ہان بھائی سموم انہون نے تمہاری برائیان کین ہم تو تمہارے خیرخواہ ہین بہار کے عشق مین ہزارون تباہ و برباد ہین یاقوت نے یہ کلمات سنکر غصے مین سموم کو للکارا کہا کیا بیہودہ بکتا ہے کیسی سسرال کیسی شادی دیکھ ایک گولہ مارونگی سر پھٹ جائیگا سموم تیغہ کھینچکر جا پڑا کہا دیکھون تو تیرا کیسا گودہ ہے یہ کہکے تیغہ مارا یاقوت نے پھکی ماردی تیغہ ہاتھ سے سموم کے نکل گیا سموم نے گھبرا کر ہاتھ بڑھایا کہ چوٹی پکڑ کر کھینچتا ہوا لیجاوے یاقوت کو افسوس آتا ہے کہ سردار قدیم باباجان کا ندیم دہ آزردہ ہونگے اسکے سحر دفع کرتی ہے اپنا سحر نہین کرتی جب اُسنے ہاتھ بڑھایا یاقوت نے صرف ہاتھ سے اشارہ کیا برق چمک کر گری سر زخمی ہوا خون چہرے پر آیا سموم چیخین مار کر رونے لگا کہا ملکہ یاقوت تمنے غضب کیا دولھا کا خون بہایا سر جھکا دین تمہارا

سر کاٹ کر لیجاؤن شادی کرون دلھن میری بیٹھی ہی انتظار کر رہی ہی میرے اقرار مین فرق آتا ہی یہ درد ہ کے
دل گھبراتا ہی چاہتا ہی یاقوت کو لپٹ جاؤن اب تو یاقوت کو غصہ آیا کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ
مار دیا سر سموم کا مثل برگ خزان ویدہ دھڑ سے زمین پر گرا آواز آئی کشتی ہر انام من سموم جادو بود اور
سب ساحرون کو افراسیاب نے مارا ہنگامہ بلند دریا سے خون جاری ملک اخضر بھی گھبرا کر دوڑا ایلیان فہیم
نے سنا ملکہ یاقوت سخندان نے بہن کا غصہ اپنے ملازمون پر آتارا سموم جادو کو مارا ملک اخضر آکر پہونچا
لاشہ سموم دیکھکر غصہ کرنے لگا کہا کیون بیٹا اسنے کیا خطا کی یاقوت نے کہا والد نامدار اپنے حجرے سے
نکل کر وہ صدمے اُٹھائے لائق بیان نہین سموم بیخطا مارا گیا سحر مین بہار کے مبتلا تھا مین نے بہت ٹالا اُسکی
قضا ہی دامنگیر ہوئی شہنشاہ نے پہلے ہی سمجھایا تھا میرے خیال مین نہ آیا لیکن اب مسلمانون نے بہت تنگ
کیا کل ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی حیرت جادو بھی یہ سنکر آئی سمجھا کر سب نے یاقوت کو پھیرا ورنہ کہتی تھی
لعل سخندان کو لشکر مسلمانان مین نہ رہنے دونگی اخضر نے بھی سمجھایا کہ ای فرزند گھڑی گھڑی لشکر دشمن
مین جانا بہتر نہین ہی وہان بھی بڑے بڑے کاملو اکمل جمع ہین تمھارا اقبال تھا کہ عین بارگاہ سے لعل سخندان کو
لے آئین کوئی دم نہ مار سکا جیحون سبز پوش زبان دراز بڑی ساحرہ ہی یاقوت نے کہا مین نے سب خبر پائین
لعل نے جا کر سبکو صحت دی بموجب مثل گھر کا بھیدی لنکا ڈھاوے راز سے آگاہ تھین سحر دفع ہوا اب کل
بران سے مقابلہ ہی دیکھیے کیا رنگ ہوتا ہی اخضر نے کہا رات خیر و عافیت سے گذرے تو بڑی بات ہی
مین راتون کو جاگ کر بسر کرتا ہون تڑپ تڑپ کے سحر کرتا ہون جب عمرو کی زنبیل کا خیال آتا ہی قلب
تھرا جاتا ہی سامری و جمشید نے اُس ظالم کو یہ نعمت عطا کر دی کیونکر ناز نہ کرے حقیقت مین عمرو کا کوئی ہمسر
نہین ہی یاقوت نے کہا بابا جان ذکر زنبیل عمرو نہ کیجیے جو گذرا وہ گذرا افراسیاب نے سمجھا کر یاقوت تخت سوار
کیا لشکر مین لائے ملکہ حیرت بہت خوش ہی ساتھ والیون سے کہتی ہی اسد نے خوب دھبا لگایا کس کس معشوق کو
لے گیا ہمارے گھر سے بی مہ جبین و ملکہ خوبصورت نکل گئین بھلا مہ جبین تو پہلوے اسد مین بیٹھی سلطنت
ہو تیرا ملی سب اُسکے تابعدار ہین طلسم کشا بھی ہمراہ رکاب ہوتا ہی بی خوبصورت شکیل کے ساتھ نکلین
کیا آبروریزی لالان خونقبا خدائی داؤد کی برباد کرا کے گھر مین اسد کے آئین بی لعل سخندان نے تو
بڑا ہی کام کیا سامری و جمشید کو بدنام کیا مذہب مین دھبا لگایا یہ لاکھ ٹربی پھر گئی ہین لعل کو خیال بھی نہو گا
لشکر مسلمانان وہ باغ بیخزان ہی وہان سب تمہاری اشاگرد شاہزادیان حسین و جمیل سحر و ساحری مین بےنظیر و بےعدیل

موجود ہین کیونکر وہان دل نہ لگے بہار نے ہمکو داغ دیا صرصر برابر حیرت کے آتی ہی حیرت نے آنکھون مین
آنسو بھر کر کہا ای صرصر تمنے یہ ہنگامے دیکھے مجھکو یہ بڑا خیال ہی اب یاقوت اپنے ہوش مین نہین ہی آج رات
کو یہ جائیگی عفریت طلسم کو پیغام دے گی مین نے بھی بزرگون سے سنا ہی وہ عفریت آدم خوار کسیکے پھیرے
نہ پھریگا اگر ہوسکے اپنے کو تا بہ بہار پہونچا کہنا ای بہن تمھاری ہمشیرہ بیقرار ہین کل عفریت طلسم آئیگا تم نے
یہ غضب کیا یاقوت کو اپنا دشمن بنایا سموم پر کیون سحر کیا واسطہ سامری وجمشید کا کہین بھاگ جا اگر مجھکو
دشمن جانتی ہی خدمت مین والد نامدار کے چلی جا وہ محبت مین کچھ نہ کہین گے ای صرصر یہ بھی گوش زد کر دینا
کہ نیرنگ وگیرنگ کے مرنے کی خبر والد نامدار کو پہونچ گئی ہی پرچہ اخبار آیا تھا اُنھون نے سامان سفر تیار کیا ہی
تم بھی اُنکے سحر سے آگاہ ہو کیا اُنکے قبضے مین ہی مصاحب سامری شہنشاہ اقلیم افسونگری سامری وجمشید
کے ساتھ رہے اُنکی خدائی کو روشن کیا اپنے تحفہ جات خداوندون نے اُنکو مرحمت فرمائے اپنی جان بچانے
کی تدبیر کر اری بلا سے واسطے دو چار دن کے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے چلی جا ہر چند کہ عفریت
تمام عالم کی گشت کرے گا جس مقام پر مسلمانون کو پائیگا چن چن کے کھا جائیگا صرصر نے کہا حضور وہ میرے
باپ کا بھی کہنا نہ مانینگی جب مین کبھی گئی اول تو اُن تک رسائی دشوار اگر عیاری کرکے پہونچی تخلیہ نصیب
ہوا اور اُن کو سمجھایا وہ اُلٹا مجھکو سمجھاتی ہین فرماتی ہین عمرو کے ساتھ شادی کیجیے عمرو تجھپر عاشق ہی ہم سبکی
افسر کہلائیگی بھلا مین اُنکو کیا سمجھاؤن اُنکا یہی اعتقاد ہی کہ طلسم ہوش ربا ضرور فتح ہوگا جو مطیع الاسلام ہوگا
آبرو پائیگا ورنہ مارا جائیگا ایسے کو کیا سمجھاؤن حیرت خاموش ہو رہی یاقوت اپنی بارگاہ مین داخل ہوئی بلکہ درہم
وبرہم شراب وغیرہ بھی نہ پی افراسیاب سے کہا آپ جاکر طبل جنگی بجوائیے مین جاتی ہون عفریت طلسمی کو
آمادہ کراؤن بوقت سحر اُسکو لیکر آؤنگی میرے آنیکا خیال نہ کیجیے گا میدان کارزار مین لشکر لیجائیگا وقت پر
پہونچونگی یہ کہکر یاقوت سخندان نے لباس تبدیل کیا جوڑا بھاری پہنا دریا سے جواہر مین غوطہ مارا اسباب
سحر اُٹھا کر جھولی مین رکھا شعلہ جوالہ بنکر اُٹھی افراسیاب اُس آن بان کو دیکھکر مر گیا حقیقت مین پرکالہ آتش ہی
آنکھین رشک غزال قد سرو باغ حسن و خوبی بات بات مین رعنائی زیبائی ہونٹھون مین اعجاز مسیحائی بوٹا سا قد
دونون رخسار چاند کے ٹکڑے ابروے خمدار بل رہے ہین غصے مین چہرہ سُرخ رنگت ٹپک رہی ہی اُس عیاری مین
بڑا صدمہ اُٹھایا کہتی ہی اب کوئی زندہ نہ بچیگا دستک دی اک طاؤس زرین بال اُڑتا ہوا آیا کاٹھی اُسپر کسی
ہوئی یودھا آراستہ کیا جست کرکے طاؤس پر سوار ہوئی باپ سے پلٹ کر کہا آپکے مزاج مین بڑی ہی

میدان کارزار مین نکلنے کا ارادہ نہ کیجیے گا دہ شعلہ جو آفت جہان ملکہ لعل سخندان سر میدان بھی نکل کر مقابلہ کریگی شکل ہے سامری و جمشید کا کہ عفریت کے بھید سے وہ نہین آگاہ ہین صرف اتنی حقیقت تھی رو رو کر سحر سبد کا آثار امیدان کارزار مین مزا اٹھائینگی پہلے انہین کی فکر ہوگی دیکھنا تو کیسی ناچار ہوتی ہین سر پہ ہاتھ رکھکے روتی ہین قدمون پر گرینگی مین اب انکی خطا معاف نہ کرونگی بڑا صدمۂ عظیم دیا ملک اخضر نے کہا لی بی میرے دل سے پوچھو کس ناز و نعم سے مین نے اس کمبخت کو پرورش کیا یہ دن یاد نہ تھا کہ جوان ہو کر نکل جائیگی ہمکو دیوانہ وحشی بنائیگی دشمنون کی شراکت کر لی کچھ خوف نہ آیا آخر مین میدان مین نہ نکلونگا یاقوت سخندان بخوبی باپ کو سمجھا کر اسی طاؤس سحر پہ سوار ہوئی مثل برق آسمان پر جا کر چمکی آنکھون سے سب کے نہان ہوئی اسکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان طبل جنگی بجوانا افراسیاب کا عین معرکہ جنگ مین پہونچنا یاقوت سخندان کا مع عفریت آدم خوار طلسمی و تباہی لشکر اسلام عین وقت پر پہونچنا محبوب کاکل کشا کا اور اپنی جان دیکر بچانا لشکر اسلام کو بدعت عفریت آدم خوار سے و قتل ملکہ یاقوت و ملک اخضر و شکست لشکر افراسیاب باقی حالات متعلق داستان ہذا

عجب داستان قیامت اثر تحریر ہوتی ہے ساقی نامہ مصنف

کدھر ہے مرے ساقی گلعذار
دکھا آج باغ سخن کی بہار
شگفتہ رہین عندلیبان باغ
سلامت رہین سب حسینان باغ
بہم بلبل و گل مین بھی وصل ہے
بہار مضامین کی یہ فصل ہے
صبا صحن گلشن مین اترا گئی
بہار آگئی لو بہار آگئی
صبا کی ہین گلشن مین اٹکھیلیان
پپیہے کا کہنا کہ پی ہے کہان
اٹھی سرو گلشن کے دل مین جو ہوک
عجب لطف دیتی ہے کوئل کی کوک
اٹھا ابر بارش کے سامان ہوے
کہ طاؤس گلزار رقصان ہوے
ہر اک غنچۂ گل نے کھولا دہن
چہکنے لگے طائران چمن
جوانان گلشن جو ہین باغ باغ
جلانے ہین لالے نے گھی کے چراغ
جو صیاد نے قصد بلبل کیا
تو دام رگ گل مین آکر پھنسا
جو نہرون مین فوارے چھٹنے لگے
خزانے زر گل کے لٹنے لگے
طیوران گلزار کے چہچہے
اڑاتے ہین کبک دری قہقہے
ہنسی کی ہے سوسن کے لب پہ دھڑی
جوانان گلشن سے دھوکا دھڑی
جو نرگس اشارون مین سرگرم ہے
نگہ بازیون مین یہ بے شرم ہے
الا ای خردمند فرخ نہاد
نصیحت قمر کی رہے دل سے یاد
قمر ہے نصیحت سنیے دوستان
که گل پنج روز ست در بوستان
قمر قول سعدی بھی یاد آگیا

دلِ غمزدہ غم سے تھم گیا	نہ دل بریں دہر ناپائدار	ز سعدی ہمیں یک سخن یاد دار

چہرہ تہور شعاران میدان جان بازی و سرفروشان بازار سرفرازی کلک اعجاز رقم سے اس داستان سحر بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر نہنگان دریاے جرأت نشان ؎ چنان غوطہ زد در یم داستان ۔ ملکہ یاقوت سخندان کا تو احوال تحریر کیا عفریت طلسم کو لینے گئی ہی دیکھیے اس آتشخوئی کا کیا انجام ہو مگر افراسیاب خانہ خراب بصد پیچ و تاب بارگاہ ملکہ حیرت مین آیا آکر تخت پر بیٹھا ملکہ حیرت سے کہا ای ملکہ عالم لو مبارک ہو ملکہ یاقوت سخندان بصد قہر و غضب عفریت طلسم کو لینے گئی ہی بر وقت میدان داری عفریت کو لیکر آئیگی آج اُسکو انتہا کا غصہ تھا اب طبل جنگی کو حکم دو حیرت جادو نے غصے مین جواب نہ دیا سر سے اشارہ کیا ہان صاحب معشوقہ شہنشاہ زوجہ خاص عفریت کو لینے گئی ہین جن سردارون کو خون جگر پلا کر پرورش کیا وہ دیو آکر سبکو کھا جائیگا ہمارا پتھر کا کلیجہ نہین ہی جسوقت بہار کو اُٹھا کر وہ بیجا نوالہ کریگا ہم بھی اُسکے منہ مین پھاندپڑینگے حکم شہنشاہ ہی طبل جنگی بجوا دو افراسیاب نے کہا ای وزیر اعظم آج کل نقارخانون مین حکم دو ستّرہ سو نقارون پر چوب پڑے طبل قہاری بجے سرمانے اُسیوقت حکم دیا نقارخانون مین طبل جنگی پر چوب پڑی پہاڑ ہل گئے زمین تھرائی جو اسیسان لشکر اسلام چرند و پرند خوش انجام ہر وقت براے خبر حاضر رہتے ہین یہ خبر وحشت اثر لیکر بھاگے یہان وہ وقت ہی ملکہ لعل سخندان کو جو یاقوت اُٹھا کر لیگئی تھی لشکر مین قیامت برپا تھی اسد نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ضرغام سے کہا مرکب تیار کرو ملکہ مہ جبین نے دامن تھام لیا کہا آپ کہان جاتے ہین یاقوت ایسی ہی جس سے آپ مقابلہ کرین ملکہ جنجون بھی اُٹھین دست بستہ عرض کی حضور قصد نکرین کنیز جاتی ہی یا جان دیگی یا انشاءاللہ ملکہ لعل کو رہا کرکے لائیگی ملکہ بران و مجلس کہ ابھی سحر سے یاقوت کے مہلت پائی ہی سحر رفتہ قابو مین نہین آیا ملکہ اختر و ملکہ مروارید یہ کہکر اُٹھین کہ حضور تساہل کرین ہم لوگ جاتے ہین یہ کہکر ملکہ اختر نے قصد کیا کہ طاؤس پر سوار ہون ملکہ مہرخ نے یہ کہکر سبکو روکا کہا صاحبو جو ہمارے سرپرست آٹھ پہر سر اپنا ہتھیلی پر لیے پھرتے ہین ہر آفت مین سینہ سپر کرتے ہین یعنی خواجہ عمرو وہ یہ فرما کر تشریف لیگئے کہ جبتک مین واپس نہ آؤن بارگہ سے قدم باہر نہ نکالنا ناحق کا ہنگامہ ہی بدون حکم خواجہ عمرو مین کسی صاحب کو تا بلشکر افراسیاب نہ جانے دونگی جب وہ آکر جواب صاف دینگے کہ ہم سے کچھ نہ ہوسکا اُسوقت مین دیکھا جائیگا اُنکی راے کے خلاف کوئی کام نہوگا کیا ہم مرنے کو ڈرتے ہین آٹھ پہر سینہ سپر کرتے ہین یہ ذکر تھا کہ ملکہ لعل آکر بیٹھین سب خوش ہوگئے ملکہ مہ جبین نے پوچھا کیون ہمشیرہ کیا گذری اُس ظالم کے پنجے سے کیونکر

نجات پائی ملکہ لعل نے کہا صاحب ہم سب بیکار ہین جان لشکر عیار ہین اسنے عرصے مین برق نے اپنا کام
کیا چالاک نے بڑا نام کیا خواجہ بصورت حیرت ہو پہنچے بہار نے سموم کی ہوا بگاڑ ہی بی یاقوت نے
اپنے قدیم سردار کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا عین وقت پر افراسیاب آ گیا ورنہ خواجہ نے یاقوت کو گرفتار کر لیا
تھا میری زبان سے سوزن نکالا مین تو نکل آئی نتیجہ بدعت ظالم سے نجات پائی عیارون کی خبر لینا واجب و لازم
ہی ایسا نہوا افراسیاب نے انکو گرفتار کر لیا ہو یہ ذکر تھا پھولون کی لپٹین آئین سب نے دیکھا ملکہ بہار پسینے
پسینے بدھیان گلے کی مرجھائی ہوئین آ کر بیٹھ گئین برق و چالاک بھی آ گئے ملکہ مہرخ نے کہا ای مہتران
والا گہر لعل تمھاری جانبازی کی تعریفین کر رہی ہین تمھارے اُستاد کہان ہین برق نے کہا حضور تعریف کیسی
ہماری عیاری بگڑ گئی قصد تھا کہ آج یاقوت کو مار ڈالین زمین سے اسکے نگہبان پیدا ہوتے ہین ایسے مقام پر
کیا کرین چالاک نے کہا بھائی برق تم معاملہ بگاڑ دیتے ہو مجھکو تو اسنے پاس بھی نہ آنے دیا دور ہی سے
سحر کر دیا برق نے کہا آپ مرشد زادے ہین آپکی کیا بات ہے عیاری نہین کرامات ہے ماشاء اللہ کیا جلدی پہونچے
خفا نہو تو عرض کرون صبا رفتار بنکر آنا کیا ضرور تھا بصورت افراسیاب آئے ہوتے صورت دیکھ کر ڈر
جاتی دور ہی سے پکارتے ہوئے آئے وہ پہچان گئی چالاک نے کہا تمھاری ایسی عقل کہان سے لاؤن دونون
آپس مین جاؤن جاؤن ہونے لگی برق نے کہا مین نے خوب عیاری کی چالاک نے کہا بھائی برق
تمھین کبھی عیاری نہ آئیگی ناحق بگڑتے ہو بات بات پر لڑتے ہو ملکہ مہرخ نے دونون کو خلعت دیا اب
دونون خوش ہوئے مرغ زرین بنکر بیٹھے کہ آواز زنگ کی بلند ہوئی سب نے دیکھا عقاب اوج عیاری ہنر پرور شست
طراری ماہ آسمان خنجر گذاری خواجہ عمرو نامدار جست و خیز کرتے ہوئے آتے ہین لیکن بہت غصے مین آتے ہین چالاک
و برق سے کہا خلعت اُتارو سرکار سے جو تحفہ ملے اُسکو احتیاط سے رکھتے ہین ملکہ مہ جبین نے کہا چھوٹے
نانا جان ان دونون نے بڑے کام کیے یاقوت سخندان کے سامنے جا کر عیاری کی خواجہ نے کہا پھر
عیاری کا کیا انجام ہوا مرے پڑے ہوئے تھے مین بشکل حیرت پہونچا ملکہ لعل کو رہا کیا انکی بھی جان بچائی
لیکن لُٹ گیا حیرت کی شکل بنکر درخت سے کودا کمر مین صندوقچہ جواہرات کا تھا مہاجنون مین اعتبار رہی
کئی لاکھ کا زیور اُسنے دیا تھا کہ اپنے لشکر مین بکوا دیجیے خیال مین آیا زمانہ انقلاب ہے نکا روپیہ بچ جائیگا اُسکا
یہ انجام ہوا انکو کس بات کا خلعت ملے یہ کہکر طرف اسد کے پلٹے کہا میان طلسم کشا صاحب ذرا آنکھین کھولیے مرا
مال جاتا رہا آپکی معشوقہ کو رہا کیا انعام تو کبھی آپ سے نصیب نہین ہوتا میرا نقصان دلوائیے مہاجن مع سود لیگا

آپکو سب بنا پڑیگا اسد نے کہا نانا جان یہ خزانہ حق و مال غازیون کا ہی عمرو نے کہا آپکے غازی بطور تازی بھانپ بھنبھنا رہے ہین بستر دل پر آگ بنا کرتے ہین ناحق کو بھر رکھا ہی ایک مہینے کی تنخواہ نہ لینگے تو کیا ہوگا یہ مین خوب جانتا ہون کہ آپ بہت کم ہمت ہین ای لعل سخندان تیری تقدیر پھوٹ گئی مجاور زادہ خانہ کعبہ کے نواسے گھر مین آئی تو بڑی سخی و فیاض ہی مجھے یقین کامل ہی تیری وجہ سے ایک پیسے کا نقصان ہوا دو پیسے ملینگے لعل تو مزاج سے خواجہ کے آگاہ نہین ہی کنٹھا یاقوت احمر کا گلے سے اتار بطور نذر ہاتھ پر رکھکر پیش کیا کہا آپ کا مجھپر احسان ہی اگر خدا نے فضل کیا اور یاقوت سخندان سے جان بچی ایک کوٹھا کہ جسمین جواہر کے کھلونے بھرے ہوے ہین حاضر کرونگی عمرو نے لعل کو گلے سے لگا لیا مہ جبین سے کہا یہ تمھاری افسر ہی ساحرون مین سب سے بہتر ہی تقدیر بیچاری کی پھوٹ گئی ایسے کے گھر مین آئی مجھکو بڑا افسوس ہی حمزہ اسکی قدر کریگا ملکہ مہ جبین نے کہا آپکی پرورش ہی انہین کو تاج و تخت مرحمت فرمائیے مجھے تو آپکی کنیزی کا دعوی ہی آپنے مجھکو بادشاہ بنایا ہی عمرو نے کہا تم دختر افراسیاب ہو بادشاہ لشکر صاحب لیاقت اسد کی حرکات پر بجا نا لعل نے ایک کنٹھا دیا تم دو منگوا کر مرحمت کرو اپنی بات کا خیال رکھو مہ جبین نے طرف اسد کے دیکھا اسد نے اشارہ کیا ہرگز کچھ نہ دینا انکو لاکھون روپے دوگی تب بھی یہ اسی طرح فرمائینگے یہ فرضداری سے کبھی حیلت بنا ئینگے خواجہ بہت جھلائے بارگاہ مین چہل پہل خوشیان ہو رہی ہین مرقع دربار تصویر سرداران سے معمور قلب کو تراخ کے سرور ملکہ جیحون و ملکہ بران و ملکہ مجلس و ملکہ اختر بن سہیلان وغیرہ سب یکسان ہی مقام پر جلوہ فرما ہین کہ ہرکارے آکر حاضر ہوے آتے ہی زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنا بجا لا کے قطعہ

شمسۂ افلاک باد قدر ترا زیر چرخ | ابلق ایام باد حکم ترا زیر زین | در ہمہ حالت ظفر باد قرین و یمین
در ہمہ کارت خدا باد نصیر و معین

شہریار عالم کی عمر دراز ہو یاقوت سخندان طاؤس پر سوار ہو کر کہین گئی افراسیاب کو حکم دے گئی تھی افراسیاب نے طبل جنگی بجوا دیا مشہور ہی کل صبح کو عفریت طلسمی کو ساتھ لیکر آئیگی جسکا دفعیہ بالکل ناممکن افراسیاب لاف و گزاف کر رہا ہی یہ خبر وحشت اثر سنکر ملکہ مہ جبین نے تو حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی بجے لیکن یہ خبر سنکر ملکہ لعل سخندان کا رنگ متغیر ہو گیا آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری یہ یاقوت سخندان کا سحر آخر ہی ہر بس نا کس پر ظاہر ہی کہ عفریت طلسمی ہر دن فتح جنگ واپس نہو گا نہین معلوم اسکے پیٹ مین کیا بلا سمائی ہی جسقدر آدمیون کو کھا جاتا ہی بھیا کی ہوس بڑھتی ہی کیون خواجہ سکا بھی کچھ دفعیہ سوچا ہی عمرو نے کہا

ای ملکۂ عالم ای صاحب شوکت وحشم مین کیا تدبیر سوچون پروردگار ہر ایک مشکل کو آسان کرتا ہی ملکہ لعل نے کہا ذرا تخلیے مین چلیے کچھ عرض کرونگی جب خواجہ تنہائی مین ساتھ ملکہ لعل کے آئے ملکہ لعل خواجہ کے گلے مین ہاتھ ڈالکر بے اختیار رونی لگی کہا ای مہتر مہتران مین خوب جانتی ہون کہ قضا مجھکو یہان لیکر آئی ہی اب اور کوئی صورت بچنے کی نہین ہی سب سے پہلے وہ مجھپر اور اسد دلاور پر حملہ کریگی بڑے افسوس کا مقام ہی اسد نامدار نے اتنے بڑے طلسم کی فتاحی پر ہاتھ ڈالا چند لفظین بھی سحر کی نہین آتین ہیر اسحر ایک دم وا دفع کریگا مین یاقوت کے ہمسر نہین ہون حجرۂ پنجم کو شرف اسی کے نام سے ہی سامری اسی کے خواب مین آتے ہین مین نے انجام نہ سوچا جوش محبت طلسم کشا مین بیقرار ہوئی صدمۂ شب فراق نہ اٹھ سکا مین تو لڑ بھڑ کر اپنی جان بچاؤنگی جب کچھ نہ بن پڑیگا بھاگ کر نکل جاؤنگی شہریار کو کیونکر بچاؤن میری صلاح یہ ہی کہ اسد کو سمجھا کر برائے شکار روانہ کر دیجیے عمرو نے کہا طبل جنگی بج چکا ہی وہ ہرگز قدم نہ ہٹائیگا نورنگاہ حمزۂ صاحبقران صاحب شوکت وشان لشکر افراسیاب سے لڑ بھی چکا مجھکو ڈر ہی کہ وہ افراسیاب پر جا پڑیگا اگر تمہاری حفاظت نہ کریگا ملکہ لعل سخندان نے کہا یاقوت کے سامنے اسکی کیا حقیقت ہی ایک سحر کریگی صدہا طائر پیدا ہونگے عقاب آئیگا بازو سے اٹھا لیکر لیجائیگا افراسیاب کو دیر ہوئی وہ چشم زدن مین آکر جدا کرنگی اس راز سے آگاہ ہو چکی ہی اس روز مین جان دیکر جا پڑی سامنے افراسیاب کے غلام زنگی کو مار الیون کو للکارا یاقوت کھڑی دیکھا کی اگر وہ دخل دیتی مین نکل نہ سکتی زمین پانون تھام لیتی آپکو یاد ہی ایک دن اسنے سحر کیا تھا سارے لشکر کو ایک ہی سحر مین نابینا کر دیا تھا اسکے سب سحر بے مثل و بے نظیر ہین مجھسے دفعیہ ممکن نہوگا مجھپر کیا موقوف ہی جسقدر یہ ساحر آپکے یہان جمع ہین ایک ایک وحید عصر ہی خدانخواستہ جسوقت عفریت طلسم آئیگا اپنی اپنی جان کی سبکو پڑ جائیگی میری رائے یہی ہی کہ طلسم کشا کو ہٹا دیجیے عمرو نے کہا یہ امر تو ناممکن ہی وہ شیر بعنایت رب اکبر مطمئن ہی اگر ایک روز پیشتر سے اسکی خبر ہوتی کچھ تدبیر ہو سکتی تھی فقرہ دیکر شکارگاہ مین بھیجدیتے اب طبل جنگی بج چکا جب ملکہ لعل نے دیکھا کہ خواجہ نے صاف کہا اسد نامدار ضرور میدان کارزار مین جائیگا رو رو کر یہ اشعار پڑھے نظم

اثر تڑپ کا جو ہم دلفگار دیکھینگے ۔ بغل مین غیر انہین بیقرار دیکھینگے ۔ جرس اٹھی زنگ کی ناقوس کی ہو دن کی
جو بسملی سنتا ہی اسکو پکار دیکھینگے ۔ قدم پہ لوٹ گیا تیرے کس کا سر قاتل ۔ نثار کون ہوا جان نثار دیکھینگے
وہ آنکھ ہی نہین انکو لی کہ حضرت شیخ ۔ بتون مین قدرت پروردگار دیکھینگے ۔ یہ جانتے ہین کہ چھوٹینگے بعد وسم گل

خزان چمن مین قفس مین بہار دیکھینگے
کسی نے وعدہ کیا ہی نہ دیکھیے دشمن بھی
نہ دل ہٹے گا اگر لاکھ بار دیکھینگے
ضرور آکے ٹھہر جائیگا دم آنکھون مین
جب آنکھ سے وہ مرا اضطرار دیکھینگے
کہین جواب بھی پائین جلال طالب دید

یہ التفات کہ کہتے ہین سینہ چاک کرو
کہ ہم جو آج شب انتظار دیکھینگے
شروع عشق مین کیا گھاؤ دل مین ڈالے ہین
تمھاری راہ دم احتضار دیکھینگے
اگرچہ حشر مین بھی ہوچکی تھی دید سے بس
کسی کے طور پہ بھی اب پکار دیکھینگے

یہ دلبری کہ دل داغدار دیکھینگے
جب آنکھ نے تمھین دیکھا ہی اسکو سودا ہی
اس آرزو کا ہم انجام کار دیکھینگے
پھر اختیار مین اپنے رہین تو جانونگا
امید کہتی ہی امیدوار دیکھینگے

عمرو نے اشک ملکہ لعل کے پاک کیے کہا ملکہ جس مقدمے مین عقل کو دخل نہوا اپنے انتظام سے باہر ہوجاے اُسکو پروردگار کے سپرد کردو جو مناسب مشیئت ربّ اکبر ہوگا ظاہر ہوجائیگا دل تردد منزل تسکین پائیگا یہ بلا بھی رد ہوگی طرف سے بے نیاز کی مدد ہوگی لشکر ملکہ مہرخ مین بھی طبل جنگی بج گیا تیاریان ہونے لگین لشکر افراسیاب مین تلاطم ہی ان سبکے ہوش گم لشکر افراسیاب مین یہ خوشی ہی کہ کل لڑائی فتح کرینگے سرداران ملکہ مہرخ کا قول ہی لڑینگے مرینگے ملکہ حیرت نے دربار برخاست کیا سب سے زیادہ ملکہ بران کو انتشار ہی یہ اس مقدمۂ خاص کی راز دا ہی نور افشان نے کہدیا تھا ای نور نظر جہانتک ہوسکے اپنے کو عفریت طلسم سے بچانا اُس بجیا آدم خوار کے سامنے نجانا بارگاہ ملکہ مہرخ سے اُٹھین اپنی بارگاہ مین آکر تیاری مین سحر کی مصروف ہوئین ملکہ اختر اپنے مقام پر ملکہ مجلس بھی بصد کر و فر نئے نئے طور کے سحر تیار کر رہی ہین سب سے زیادہ بہار اپنی بارگاہ مین آکر بیقرار ہوئین گرد کنیزین بیچ مین چوکی بچھوائی صدہا گلدستہ بنوایا پھول سحر کے تیار ہو رہے ہین غنچہ دہن وزیرزادی اسباب سحر حاضر کر رہی ہی بہار جادو نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا ای بی غنچہ دہن ہم سے افراسیاب کو بڑی کد ہی یاقوت سخندان کے سردار پر آج سحر کیا اُسنے اُسکو مار ڈالا میرے نام سے جل رہی ہی ہرکارون سے کہتی تھی پہلے بہار کو قتل کرونگی افسوس صد افسوس ایسی جگہ عاشق ہوے جہان برسون جا نہین سکتے یہ کہکر اشعار مخفی یاد آگئے نظم

باز امشب آتش شوق تو داغم کردہ است
دوش گویا رہگذر بر طرف باغم کردہ است
آشنائے با غم جانان مرا امروز نیست
آتش غم ہر نفس صد بار داغم کردہ است

بادۂ عشق تو از خود در ایاغم کردہ است
بیم تاریکی ندارم در شب یلدائے غم
در عدم این بادہ از غم در ایاغم کردہ است

بوے سودائے جنون می آید از باد صبا
کاتش عشق بتان شغل چراغم کردہ است
بر تنم بیداغ غم مخفی سر موئے نماند

غنچہ دہن نے سمجھایا کہا واری اس غم نے آپ کو گھلا دیا ایسا سانحہ

کسی کے لیے در پیش ہوگا ایسا کسی کو پیش ہوگا روز مرنا جینا ہر روز ایک بلاے تازہ کا سامنا ہی فی التحقیق مین نے سنا ہی کہ اسکا عفریت طلسمی جس معرکے مین گیا فتح کر کے آیا کسی مقام پر یاقوت نے آجتک شکست نہین کھائی جہان گئی لاکھون کو کھوا لیا جب تو افراسیاب کو ناز ہی شادی پر آمادہ ہوگیا ملکہ بہار نے کہا اگر ہماری موت قریب ہی یہ ہجران دیدہ و آفت کشیدہ بے نصیب ہی اور یاقوت کے ہاتھ سے فتح ہوئی بی حیرت و یاقوت سے عمر بھر جوتی پیزار رہیگی حیرت جادو کو چین نہ لیگا یاقوت بڑی مغرور ہی بڑے ناز و نخرے کریگی سلطنت نکال لیگی سلطنت کے نام پر مرتی ہی خدا اسکی آرزو پوری نہ کرے بہار غنچہ دہن سے باتین کر رہی ہی کہ کان مین رونے کی آواز آئی گھبرا کر بہار اٹھی کہا ارے یہ کون ہجران کشیدہ روتا ہی بارگاہ سے نکل کر جو دیکھا ملکہ لالان خونقبا کی بارگاہ سے صداے گریہ آرہی ہی ملکہ بہار اندر گئین جا کے دیکھا بیچ مین لالان خونقبا گرد کنیزان پارسا منہ ڈھانک کے رو رہی ہی بہار جادو جا کر لپٹ گئی کہا کیون ملکہ عالم خیر تو ہی لالان خونقبا نے رو کر جواب دیا ای بہار کیا پوچھتی ہو بقول عرفی نظم

عادت عشاق چیست مجلس غم داشتن
حلقهٔ شیون زدن ماتم ہم داشتن
بر سر عمان درد موج جلادت زدن
بر در میدان دل فوج ستم داشتن
نغمهٔ داؤد را از لب شیون زدن
آتش نمرود را باغ ارم داشتن
با خط آزادگی بندگی آموختن
با دل بے آرزو چشم کرم داشتن
از ابدی ذوق غم روے زبان تافتن
در ازلی بیع درد سود و سلم داشتن
حسن عبادات را بر رقع آسمان زدن
رشتی اعمال را لوح و قلم داشتن
در رگ دوزخ ز شوق جرعهٔ کوثر زدن
بر لب کوثر ز حسرت نم داشتن
آئینهٔ دیده را صیقل حیرت زدن
زاویهٔ سینه را مخزن غم داشتن
ہم ز غبار کنشت عطر کفن ساختن
ہم بہ ترازوے دیر سنگ حرم داشتن
در دہن بخت عیش ناوک لا ریختن
در کمر ورس عشق دست نعم داشتن
تا بہ سر آب چشم از پئے ہم ریختن
تا بہ فلک داغ دل بر سر ہم داشتن
در جگر اشتہا آب ہوس سوختن
در اثر استلا در دو شکم داشتن

ای بہار گلعذار ہمارا حال پر ملال نہ پوچھو آٹھ پہر یہ جو اشعار مصیبت آثار ہیتھے تمکو سناے عرفی نے ہمارے حال مین تصنیف فرماے ہین عاشق کے واسطے یہ رنج و مصیبت ہی نہ وصل مین آرام مین دل ناکام گھر بار انکی محبت مین چھوڑا بقول شخصے خدائی سے منہ موڑا یہان آکر یہ آفت دیکھی روز بلا پر بلا نازل ہی دیکھیے کل کیا ہوتا ہی شہریار کے نام کے سبب دشمن ہین ہم مجبور رونا چار سحر و ساحری سے بالکل نا واقف کیونکر جا کر سینہ سپر ہین لعل سخندان حاکم حجرۂ پنجم معشوقہ تو بڑے راز و نیاز سے تشریف لائین آج کل انکی خاطرداری ہمارے نے

دل کو بہت ناگوار ہی اپنا کیا اختیار ہی ملکہ مہ جبین سے تو قلبی محبت ہوگئی اُس بی بی کا حال بھی لائق رونیکے
ہی باپ اُسکا صاحب اختیار یہ سحر و ساحری مین مجبور و ناچار کیا کیا اُسنے مصیبتین اُٹھائین طائر وہم و خیال
کے پر ٹوٹتے ہین دلیرون کے جی چھوٹتے ہین سات برس کامل گنبد نور پر قید رہی محبت سے اسد غازی
کی منھ نہ موڑا اُنہون نے یہ احسان کیا کہ ادل مجھکو لاکر اُسکے سر پر بٹھا دیا اب یہ آفت برپا کی بی لعل سخندان
سے محبت ہوئی ہمکو تو اُنکی جان کا خیال ہی سوت کے نام کا کس کو ملال ہی اپنی جانسے اچھے رہین کبھی ہم بھی دیکھ
لینگے جس روز سے بی لعل تشریف لائی ہین مجھ بدنصیب کے خیمے مین بالکل آنا چھوڑ دیا کل مین نے بوا سے پوچھا
تھا اُنہون نے بھی یہی کہا کہ سرے خیمے مین بھی نہین آتے دیکھئے تقدیر کیا دکھاتی ہی بقول مخفی اشعار

دردلم تاکی خیال خام دنیا بگذرد
شعلۂ آہ دلم بر سقف مینا بگذرد
شب شود دہر روز با امید فردا روز من
تاکی عمر گرامی در تمنا بگذرد

بر سرم تا چند این آشوب سودا بگذرد
بر محبت مے فزاید در سر بازار عشق
حیف زین عمرے کہ بر امید فردا بگذرد

بگذر و ہر گہ خیال عاقبت در خاطرم
بر سر عاشق زر رسوائی چو غوغا بگذرد
بعد ازین مخفی من و یاس و الم و غم

بہار کا کلیجہ ہل گیا کہا حضور بس آپکے کلمات نے کلیجے کو مشبک کر دیا
خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا مین اپنا بھی غم بھولی اسوقت مین بھی اسی یاد مین مبتلا تھی میرا حال پُرملال لائق
حسرت ہی عجب اسطرح کی محبت ہی معشوق سرکش بادشاہ عالیجاہ ہمارا حال دمبدم تباہ وہ یہان آنہین سکتے ہم
وہان جا نہین سکتے لیکن آپ کا درد سنکر اپنا غم فراموش ہوا اسوقت اور زیادہ جوش ہوا لالان خونقبا
نے کہا اے بہار اب دام مصیبت سے چھوٹنا بہت دشوار ہی فلک درپے آزار ہی جب خیال کرتے ہین ہوش
اُڑ جاتے ہین کہ لوح طلسمی کیونکر حاصل ہوگی طلسم ہوشربا کیونکر فتح ہوگا ایسا طلسم وسیع جسمین لاکھون ساحر
رہتا ہی آجتک ساحران دربند نے اپنے مقام سے جنبش نہین کی مدد افراسیاب کی کوشش نہین کی زوائد کے
جادوگر لڑ رہے ہین ایک شہنشاہ نیلم سات سو ملک کا مالک ہی ملکہ بران نے خبر دی تھی کہ اُسکا وزیر اعظم معراج
بن گرداب آدم خوار کوہ نیلم سے چالیس لاکھ فوج لیکر اُترا ہی افراسیاب کو لکھا تھا کہ آتے ہی سبکو ڈبو
دون افراسیاب عرصہ دراز سے حجرہ ہائے بلا کے ناز مین ہی یہی جواب لکھا کہ حجرہ ہائے بلا کو لڑوا
دون تو تمکو طلب کرون چالیس لاکھ فوج لیکر جسدن آئیگا کون اُسکی فوج کا بار اُٹھائیگا ایسے سے
کون لڑسکے گا ایسے ایسے اور کئی بادشاہ ہین بہار نے کہا حضور یہ خیال خام و تصور ناتمام ہی دیکھئے اسد غازی
اکیلے آئے تھے اب اسوقت بائیس لاکھ لشکر ساتھ ہی یاقوت سخندان کی آفت سے کل خدا بچائے وہ سب

ملک فتح ہوجائینگے خواجہ عمرو انکو بھگا دینگے عرصۂ دراز مین بہار نے لالان خو لقبا کو تسکین دی اسیطرح
باٹ کر اپنی بارگاہ مین آئی بیٹھکر سحر تیار کرنے لگی لعل سخندان ایک خیمہ الگ استادہ کراکے اسمین آکر بیٹھی
چارسو کنیزین اسباب سحر لیکر حاضر ہوئین لعل نے بھی جو کا دیا سحر تیار کرنے لگی کنیزون سے کہہ رہی ہی کیون
صبا جو کل یاقوت عفریت طلسمی کو لیکر آئیگی کیونکہ وہ سحر دفع ہوگا سب سے زیادہ مجھکو خیال طلسم کشا ہی وہ مرد
مردانہ شیر فرزانہ سینہ سپر کرتے ہین ایسے شعبدون سے کب ڈرتے ہین ہمنے خواجہ عمرو کو سمجھایا انہون نے ہمارا کہنا
نمانا سمجھا کے برائے تسکار روانہ کر دیتے اگر خدا فتح عطا کرتا بلا لیتے انہون نے مناسب جانا دیکھئے کیا تدبیر ہوتی ہی ہم تو
ہنستے ہو ہماری تقدیر روتی ہی کس بلا مین اپنے کو پھنسایا عشق کرکے کیا ہاتھ آیا یہ اشعار ہمارے حسب حال ہین نظم

اگر ہمدم ہمارے اُس نصیحت گر کو سمجھائے
کہانتک روکتے اشکونکو چشم تر کو سمجھانے
جو ہم ہوتے تو ہانیچ دلمین اور دلبر مین
حقیقت تیرے جلوہ کی ترے ششدر کو سمجھانے
اشارے ہوتے ہین کیا اپنے دلمین چشم ساقی سے
اگر ہم ہوش مین ہوتے تو آہن گر کو سمجھانے
نمانا بدگمانی نے کہ ساتھ احباب کے کر دون
اگر جبریل آکر ہیر سے پیغمبر کو سمجھانے
جو مجھ تک بھیجدینے مین جلال انکو تامل تھا

تو فرصت پاکے ہم بھی کچھ دل مضطر کو سمجھاتے
جگانا تو ہمین اُسوقت جب وہ حشر مین آئین
کچھ اس خود رائے سے کہتے کچھ اس خودسر کو سمجھاتے
اگر دم بھر کو ملجاتا یہ پہلے ذبح ہونے سے
یہ رمز ہائے کیونکر شیشہ و ساغر کو سمجھانے
نقاب اُٹھنا ہی بہتر تھی حقیقت کھلگئی سبکو
خدا جانے الگ لیجا کے کیا دلبر کو سمجھاتے
بتون کے عشق نے دلکو ہمارے دل مین رکھا
وہی کچھ میری جانب سے دل مضطر کو سمجھاتے

نمانا ہمکو تیری بزم مین رسوا کیا آخر
کہین ملتا تو اتنا فتنۂ محشر کو سمجھاتے
وہ خود ہی عالم حیرت مین تھے کیا حضرت موسے
گلے سے لون لپٹے ہین ترے خنجر کو سمجھاتے
ہر اک کی آنکھ حلقون کو سلاسل کے بناتا تھا
وہ کبتک دیر رو پوشی زمانے بھر کو سمجھاتے
خدا اُس بت کو یہ جب بھی کہے جاتا نہ باز آتا
نصیحت نفع کرتی خاک کیا پتھر کو سمجھاتے

کنیزون نے سمجھایا عرض کی حضور یہان
تو روز یہی رنگ ہی اتنے بڑے بادشاہ جلیل سے مقابلہ اسکے صدہا معین و مددگار بڑے بڑے تاجدار لڑ
کو آئے ہین جو آیا اُسنے زمین ہلادی لیکن ایک بات ہم دیکھتے ہین آخر مین فتح ملازمان ملکہ مہرخ سحر چشم ہاتھ
ہین ہرچار مجرہ بلاکش قیامت کے کھلے بدعت تاریک شکل کشش دیکھی جب میدان مین آتی تھی زمین ہلا دیتی
تھی ہر شخص کو یہی یقین ہوتا تھا کہ ہمین کو کھا جائیگی اللہ کی عنایت سے سب بچ جاتے تھے آخر کو وہی
ظالم کتے کی موت قتل ہوئی خواجہ عمرو نے شہنشاہ نواز کے زمانے مین خاتمہ کر دیا تھا خداوند
جمشید بنکر آئے ہمیشہ اسد غازی فرماتے تھے کہ میرا لڑنا بالکل بیکار رہا کہ مین نے اپنے ماموں جان کا تیا
پانچا خواجہ عمرو نے افراسیاب سے پوچھ لیا یہ بھی ہر خرد و بزرگ کو ثابت ہوگیا کہ شہنشاہ لاچین بادشاہ

سابق طلسم ہوش ربا نذرانخانہ طلسمی مین قید ہے توسن جادو وہان کا حاکم و ناظم ہے یہانتک قصد ہوا تھا کہ
اپنے ہمراہ افراسیاب کو لیجائین زمہریر جادو کو دریاے نیل سے نکالین لوح دھرہ اُس سے لین علین و
بہرحال عیاری کھلا خواجہ عمرو شہنا کو لیکر نکل آئے ایک دن اور کوئی خبر نہوتا تو خواجہ افراسیاب کو لیکر تا
دریاے نیل پہونچ جاتے پھر شہنا پر افتادین پڑین اسی طرح کل بھی خدا مشکل آسان کریگا خواجہ نے بخوبی سمجھا
یہ مصرع دلچسپ براے اطمینان یاد کرا دیا ہے مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ؛ مقدم اسی بات کو جانیے
ہمنے بڑی مصیبتین دیکھین آخر مین آسان ہوتی ہین حلال مہمات عالم بہت جلد کوئی سبب پیدا کریگا یہان لشکر
افراسیاب مین جب افراسیاب طبل جنگی بجوا کر اپنی بارگاہ مین گیا حیرت جادو بیٹھکر رونے لگی کنیزون نے
کہا کیون واری خیر تو ہے حیرت جادو نے کہا مجھے ملکہ بہار کا بڑا غم ہے کوئی کسی کا نہین ہمنے صرصر شمشیر زن
سے سمجھا کر کہا اُنسے نہو سکا کہ جا کر بہار کا عذر سے ہمارا پیام پہونچائین ہم تو اپنی طرف سے سبکدوش ہون
آیندہ اُنکی سرکشی حیات جادو تو ہم کو طعن و تشنیع نہ کرینگے یہ نہ فرمائینگے تمنے نہ سمجھایا بہن کو نہ بچایا سمنبر نام
اک کنیز بہت طرار و فرار ہے اُسنے کہا حضور مین جاؤن ملکہ حیرت جادو نے کہا اے سمنبر تیرا احسان ہوگا بہار
سے یہ کہنا اری بدنصیب میرے پاس نہ آ کہین اور چلی جا کل کے دن لشکر مین نہ رہ کل کی لڑائی قیامت کی ہے
ملکہ یاقوت آگ لگا دیگی کہکر گئی ہے عفریت طلسم کو لیکر آئیگی مینے شہنشاہ کی زبانی سنا کہ وہ بے فتح کیے
نہ پلٹیگا سمنبر اُٹھی طرف لشکر ماہرخ کے چلی جب کنارے لشکر کے پہونچی حیران ہوئی کہ کس سے پوچھون ملکہ بہار
کس بارگاہ مین ہین یہ کہتی کھڑی تھی ناگاہ دیکھا ایک خدمتگار آتا ہے سمنبر نے پوچھا میان جانے والے ملکہ
بہار جادو کس بارگاہ مین رہتی ہین خدمتگار نے کہا آپ کا کیا مطلب ہے یہ عورت ناقص العقل کہہ بیٹھی کہ
مجھکو ملکہ حیرت جادو نے بھیجا ہے ملکہ بہار کو سمجھانے آئی ہون سمجھا کر لیجاؤنگی خدمتگار نے کہا چلو ہم بتا دین
خدمتگار سمنبر کے ساتھ ہوا قریب بارگاہ ملکہ بہار آ کر کہا تم کھڑی رہو ہم اُنسے اطلاع کر دین سمنبر ٹھہر گئی خدمتگار
نے دم بھر کے بعد کہا دیکھو بی سمنبر وہ سامنے ملکہ بہار کھڑی ہین جیسے ہی سمنبر پلٹی حلقے کمند کے گلے مین
پڑے نعرہ ہوا انم چالاک بن عمرو سمنبر کو تو کنارے ڈال دیا اب چالاک رنگ روغن عیاری کا لگا کر بصورت
سمنبر تیار ہوا خیال مین گذرا کہ چلکر ملکہ حیرت جادو کو پکڑ لائین لا کر قید کرین بر وقت تباہی لشکر کچھ معاملہ
ہو جائیگا افراسیاب بھی دبا دکھائیگا یہ سوچکر لشکر افراسیاب مین آیا بارگاہ مین ملکہ حیرت کی پہونچا
[illegible] او [illegible] خود تخلیہ کر رکھا تھا کہ شاید سمنبر کوئی پیغام معقول لائے کہ سمنبر نقلی پہونچی

ملکہ حیرت نے پوچھا کیون سمنبر کیا کیا عرض کی حضور ملکہ بہار انتظار کر رہی تھین کہ آج میری بہن مجھکو [illegible] سارا عشق و عاشقی بھول گئین کیا جاکر بولے سے ہاتھ جوڑنا اور کہنا کہ مین تو تابعدار ہون ہمشیرہ صاحبہ میری جان بچالو مجھکو کنیزون نے بھڑکا کر تمسے جدا کیا افراسیاب سے ڈرتی ہین کہتی ہین ملکہ مخمور کو سر دربار کوڑے مارے تھے ایسا نہو مجھکو بھی سزا ملے ملکہ حیرت نے کہا اُنکا خیال خام و تصور ناتمام ہی وہ گھر کی نوکر تھی اسکو وہ سزا ملی اُنکو بہت زیروزبر کرنا منظور رہا چار گھڑیان دیدین میرے سامنے افراسیاب کی یہ مجال نہین ہی کہ میری بہن کو کچھ کہہ سکین خطا کی تو میری خطا کی وہ سزا دینے والے کون ہین لیکن تو ساتھ کیون نہ لے آئی سمنبر نے کہا وہ تو میرے ساتھ آئی ہین کنارہ لشکر پر خوف کے مارے ٹھہر گئین ناز کرتی ہین کہ بلوا کر مجھکو لیجائین مین یون نجاؤنگی ملکہ حیرت خوشی مین اُٹھ کھڑی ہوئی چالاک لگا کر لیچلا کنارے پر لشکر کے کہا کہ بہانہ سناٹا دیکھا کہا دیکھیے سامنے نخل کے کھڑی رو رہی ہین ملکہ حیرت پلٹی چالاک نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مار کر بیہوش کیا چاہا پشتارہ باندھون کہ زمین شق ہوئی ایک پتلہ فولادی نکلا چالاک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون او ظالم ہماری مالک کا پشتارہ باندھنے کا قصد کرتا ہی چالاک نے ہر چند چاہا ہاتھ چھڑوالے پتلے نے ملکہ حیرت کو ہوشیار کر دیا حیرت جادو جو اُٹھی دیکھا پتلا فولادی چالاک کو پکڑے کھڑا ہی منھ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن اُڑ گیا جب تو حیرت بہت جھلائی کہا کیون باجی تو مجھکو لگا کر یہان لایا اب صبحکو افراسیاب تیرا کیا حال کریگا چالاک نے کہا مین نے اپنے کو خود گرفتار کرایا خاص اسی واسطے آیا جب آپ نے مجھکو گولا سحر کا دیا تھا مین نے جا کر دریا اُٹھایا عجائب زعفران پوش نے نامہ لکھا تھا اور مجھسے بھی پوچھتی تھی کہ سچ بتلا یہ گولہ کہان سے لایا ہی مجھپر بار بھی بڑی قید ہوا لیکن مین نے آپکا راز چھپایا وہ نامہ قبلہ و کعبہ نے تا بہ افراسیاب نہ آنے دیا راہ مین نامہ دار کو مارا اُسکی شکل نبکر عجائب زعفران پوش کو قتل کیا برق بلا خوار قتل ہوئی ان حالات کی آپکو خبر نہین ہی آپ مجھے گرفتار کرکے لیچلیے مین افراسیاب سے کہونگا حیرت جادو سے اور مجھسے آشنائی ہی مین روز شب کو آتا ہون مجھپر مرتی ہین جان دیتی ہین گولا فولادی مجھکو دیا تھا اگر آشنائی نہوتی اتنا بڑا سحر کیون دیدیتین ملکہ حیرت یہ مضمون سنکر کانپ گئی کہا کیون او باجی تو بہار کی محبت مین تجھکو تدبیر بتلادی تو ہم کو بدنام کرے گا چالاک نے کہا حضور مرتا کیا نکرتا جب جان پر بنیگی سب طرح پر آپ کی آشنائی کا ثبوت دونگا حیرت جادو نے گھبرا کر پوچھا محبوب کا کل کشا رہا ہوئی چالاک نے کہا مع لشکر و فوج سبکو رہا کر لیا اسی مین خیر ہی کہ مجھکو چھوڑ دو ورنہ بہت بدنام ہوگی حیرت جادو نے

گھبراکر چالاک پر سے سحر اُتار لیا چالاک رومال سے ہاتھ باندھ کر قدمون پر گر پڑا کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مین غلام ہون تابعدار ہون ایک نگاہ محبت سے تجھکو دیکھ لیتا ہون یہی باعث زندگی ہی اگر کوئی میری بوٹیان بھی کاٹ ڈالے تو بھی راز نہ کہون یہ بھی تو مجھکو یقین ہی فرد دل را بدل رہیست در ین گنبد سپہر ازسوے کینہ کینہ وزسوی مہر مہر ؀ ملکہ حیرت نے شرما کر سر جھکا لیا چالاک نے قدمون پر بوسے دیے گرد پھرا ملکہ حیرت نے جھلا کر کہا دور ہو سامنے سے اب جو کبھی میرے لشکر مین آیا تیری بوٹیان کاٹکر چیل کوون کو دونگی چالاک تسلیم کرکے بھاگا ملکہ حیرت جھلائی ہوئی بارگاہ مین آئی ناگاہ پارۂ یاقوت آفتاب تابان بدخشان مشرق سے بازار فلک نیلی پر آکے قائم ہوا جوہر ثابت وسیارگان چھپ گئے خزانہ جوہری ماہتابان کا لٹا بازار سحری گرم ہوئی شعاع نیر اعظم نے عالم ظلماتی کو روشن کیا مرغ سحر نے آواز دی نظم

یکایک ہوا دان سحر کا ظہور	اڑا آشیانے سے طاؤس نور	وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ
بہت گرم خوا ور روشن نگاہ	سپہ کی علامت سپیدا ہوا	نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار	کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار	لشکرون مین کمربندی ہونے لگی

صبح کی وردی بجی لشکر افراسیاب بھی آراستہ ہوا افراسیاب پشت مرکب پر سوار ہو کر مع ایلیل کے فوج کے سمت میدان کارزار چلا یہان مہتر چالاک بن عمر ولمپٹ کرکنارے لشکر کے پہونچے تھے کہ برق سے ملاقات ہوئی دیکھا آج تو مرشدزادے ہنستے ہوے چٹکیان بجاتے ہوے اشعار عاشقانہ گاتے ہوے کلاہ زرین سر پر کج کیے ہوے عطر سوہاگ کی جسم سے بو آتی ہی مست مے محبت اڑکھڑاتے ہوے آتے ہین یہ دیکھکر برق نے پوچھا مرشدزادے آج تو آپ بہت خوش معلوم ہوتے ہین چالاک نے کہا بھائی برق تم تو ہماری خبر بھی نہین لیتے ہم گرفتار ہوے دو چار طمانچے بھی پڑے دیکھو چہرہ سرخ ہی وہ ہاتھ سلامت رہین جنسے طمانچے کھائے ایسی گرفتاری روز ہو برق نے بہت بہت پوچھا چالاک نے راز نہ کہا بلکہ یہ جواب یا فرد میان عاشق ومعشوق رمزیست ؀ کراماً کاتبین را ہم خبر نیست ؀ برق سمجھ کے خاموش ہو رہا دیکھا لشکرون کی آمد ہی دربارگاہ ملکہ مہ جبین پر سرداران نامدار جمع ہوتے جاتے ہین ایکجانب سے مہر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمر و نامدار با نہاے عیاری سے آراستہ آکر دولت مہ جبین پر ٹھہرے جلہ سرداران جلوخانے مین جمع ہین خواجہ نے آکر محلدار سے پوچھا برآمد ہونے مین ملکہ عالم کے کیا دیر ہی عرض کی جاء خانے مین تشریف رکھتی ہین برآمد ہوا چاہتی ہین یہ ذکر تمام نہوا تھا کہ پردہ اٹھا آمد ملکہ مہ جبین کی شروع ہوئی بارہ ہزار

نازنینان زرین پوش گلدستے ہاتھون مین لیے ہوے آکر ٹھہرین عطر فتنہ ملے ہوے جوڑے زرق برق زیب جسم نسرین و نسترن و غنچہ دہن و شمشاد و صنوبر وراحت روح و گلشن زعفران پوش و زعفران گیسو دراز بارہ ہزار کنیزان شاہی اس سج دھج سے آکر قائم ہوئین باغ روان آکر تھم گیا مہ جبینان زرین پوش کا پرا جمگیا اسکے بعد چوبدارنیان کہاریان اُگالدان خاصدان چوگھڑے چنگیر عطردان پاندان ہاتھون مین لیے ہوے تسلیمین چہلین کرتی ہوئین آکر ٹھہرین سب نے دیکھا تخت شہنشاہی بصد شوکت نمایان ہوا تخت طاؤسی پر ملکہ مہ جبین تاج یاقوتی زیب سر دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے چہرہ رشک ماہ تابان جلالت و شوکت رعب و دبدبہ چہرے سے عیان سب سے پہلے بڑھکر خواجہ نے سلام کیا ملکہ مہ جبین نے خوش ہوکر تعظیم کی عیارون کا سلام لیکر طرف شاہزادیون کے متوجہ ہوئین چار سو شہزادیان براے تسلیم بصد ادب خم ہوئین باغبان قدرت بعدہٗ وزارت پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے بہار نے بھی آکر سلام کیا گرد ملکہ بہار کے نازنینان گلعذار باغ پُر بہار ایک ایک حسین نازک بدن رشک چمن زیور مین پھولون کے لدی ہوئی پچکاریان رنگ کی سب کے ہاتھ مین اس رنگ ڈھنگ سے یہ پرے کا پرا ہمراہ تخت ملکہ مہ جبین ہولیا یکایک ملکہ بران کی آمد ہوئی ہنس پر سوار تاج سر پر ہر چند سحر آترا لیکن گل سا چہرہ کمھلایا ہو پہلو مین ملکہ مجلس ایک جانب ملکہ اختر شاہزادہ جمشید بن کوکب کو تخت پر سوار کیا ہی بلور چہار دست سپہ سالار فوج علمدار لشکر شہنشاہ مہر جبیں زرین علم بصد شوکت و حشم آگے سب کے بڑھا ہوا شقہ علم سر پر ملکہ بران کے کھولا ملکہ مہ جبین کو بران نے صف باندھکر سلام کیا ملکہ مہ جبین نے بہ محبت ہاتھ پھیلا دیے بران نے چاہا قدمون کو بوسہ دے ملکہ مہ جبین نے بصد شفقت سر سینے سے لگالیا دعاے جان درازی کل سردارون نے پایۂ تخت شہنشاہی کو بوسہ دیا اپنے بادشاہ کو گھیر لیا اس جاہ و حشم سے سواری شل باد بہاری جلو خانے سے نکلی خواجہ نے ہاتھ اُٹھاکر ملکہ جبین کو دعا دی پروردگار جاہ و جلال کو تمھارے بڑھائے اس باغ مین کبھی خزان نہ آئے نظم

تا صبح نوعروس زمرد حجاب را | ہر روز جلوہ از شتق خاوران دہد

باد اعروس بخت ترا زینتے کہ بخت | ہر ساعتش بروے نما صد جہان دہد

سب نے صداے آمین بلند کی دیکھا پہلوے لشکر اسلام سے گرد عظیم اٹھی سب نے دیکھا ہر بر دشت جرأت دریلے شوکت آفتاب آسمان جلالت بدر کامل چرخ سخاوت جوان حجازی اسد بن کرب غازی پشت مرکب باد رفتار پر سوار پہلو مین شاہزادۂ صندلان صندلی پوش و دیگر جوانان ذیہوش پشت پر سترہ ہزار جوان جیلتہ پوش و وش بدوش پرا جمائے ہوے نوبت نقارہ بجتا ہوا اس دھوم سے

سواری اسد نامدار کی پہونچی ملکہ لعل سخندان و ملکہ جہجون ایک تخت سحر پر دونون سوار صلاحین کرتی ہوئی آتی ہین دریاے لشکر جہجون جوش پر افراسیاب لشکر لیکر میدان کارزار مین پہونچ چکا ہی اخضر تخت پر سوار ہو کر کل فوج اسکی پشت پر میدان مین آکر ٹھہرا ہی افراسیاب نے بڑھکر خضر کو سلام کیا اخضر نے فرزند کہکر گلے سے لگالیا آمد فوج مہرخ و اسد نامدار دیکھکر افراسیاب جل گیا کہا والد نامدار جسقدر مین ان باغیون کے مٹانے کا ارادہ کرتا ہون دمبدم انکا جاہ و جلال بڑھتا جاتا ہی دیکھیے آپکی صاحبزادی صاحب جہجون سے سرگوشی کر رہی ہین اخضر نے کہا ای فرزند یہ سب صلاحین بیکار ہین آج شام تک لشکر و فوج کا نام بھی نرہیگا ساری سرکشی سب بھول جائینگے میری صاحبزادی آتی ہوگی پہر رات رہے مجھکو کنیز دن نے خبر دی کہ شب بھر یاقوت نے درحجرہ بلاے عفریت طلسم پر پوجا پاٹ کرکے تسخیر کیا پختہ وعدہ ہوگیا صبح ہوتے ہوتے روانہ ہوچکی ہی جبتک وہ چار ساحرون کو لڑنے کا حکم دیجیے انکے آنے پر تو پھر خاتمہ ہی بابدولت بھی سحر کرینگے ای افراسیاب تو تو بادشاہ طلسم ہوشربا ہی سب طرح کے سحر کتب ہاے پارینہ مین تحریر ہین مگر مین سحر جدید کرونگا سحر کے ایجاد کرنیکا مجھکو خداوند نے اختیار دیا اب افراسیاب نے اشارہ کیا ساحر بڑھے میدان آراستہ ہونے لگا میدان کارزار ساحرون سے بھرا ہوا ہی ہر شخص کا یہی ارادہ ہی لڑین بھڑین نام کرین دھوپ میدان مین پھیلتی جاتی ہی تاثیر سحر ساحران سے کبھی جھونکا ہواے گرم کا چلا کبھی ہوا ٹھنڈی آئی ساحرون نے چشم زدن مین میدان آراستہ و پیراستہ کیا نقیبان خوش آواز جابجا سے نکلے اشعار عبرت آثار پڑھنے لگے ایک طفل نقیب خجستہ برو خوشخو خوش آواز پرے مین سے بڑھا سرود نواز نے سرود چھیڑا اُس طفل خوش آواز نے اہالیان لشکر سے آنکھین ملا کر یہ اشعار مصنف بصد سوز و گداز پڑھنا شروع کیے نظم مصنف

شبکو جا نکلا تھا اکدن مین مزار دوست پر
اس جہت سے مثل ابر آنکھین مری خونبار ہین
قبر پر الحمد پڑھکر دوست سے مین نے کہا
ہم گریبان چاک ماتم مین ترے ای یار ہین
شاد ہی کچھ تو بھی زیر خاک ای نازک بدن
شمع روشن ہی گلو نکلے قبر پر انبار ہین
کیا ہوا مرنیکے بعد ای راہی ملک عدم
لوگ کیسے ہین وہانکے اور کیا اطوار ہین
ہمنشین نزدیک ہین یا دور ہین کیا حال ہی
راہ مین کچھ بستیان ہین شہر ہین بازار ہین
جس محل مین جاکے تو اترا ہی ای رنگین ادا
کسطرح کا قصر ہی کیسے در و دیوار ہین
چھت منقش ہی کہ سادی فرش رنگین یا سپید
تخت کیسے ہین منبت یا مرصع کار ہین
پھول ہین کس رنگ کے پتے ہین کس انداز کے
مرغ زرین بال ہین یا عنبرین منقار ہین
اہل صحبت کون ہین کیا گفتگو کا طرز ہی
خوش بیان خوشرو فصیح یا کج فہم و بدگفتار ہین
وعدہ تین بھیجین فقط یا آپ ہی آئے کبھی
اپنے اپنے شغل مین رہتے ہین یا بیکار ہین
بات کرنیکی صدا اصلا نہین آتی کبھی

کسطرح کے لوگ ہین سوتے ہین یا بیدار ہین
پھول کیسے باغ کیسا حال ہی تیری کہان
آج خاک قبر سے اُسپر منون کے بار ہین

قبر سے آئی صدا ای دوست بس خاموش رہ
کنج تنہائی ہی اور افعی گلے کے ہار ہین
اب یادہ بات کر سکتے نہین گھر کو جا

ہم اکیلے ہین یہان احباب نی اغیار ہین
وہ ہمارا پیکر نازک جو تمکو یاد ہو
ولمین آزردہ نہو ناکیا کرین ناچار ہین

بھیروین کی دھن مین جو یہ اشعار عبرت آثار لقیسون نے پڑھے دل سبکے بھر آئے اپنے اپنے دوستون کو یاد کرکے رونے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا یارو مقام حسرت ہی کس سے پوچھین کہ رہروان ملک عدم پر کیا گذری کس شغل مین ہین ہاے کبھی خواب مین بھی نہین آتے وہ دوستان صادق وہ محبان واثق ہماری محبت کا دم بھرتے تھے اگر ایک دن ملاقات نہوتی تھی گھر پر آکر بیقراری مین آواز دیتے تھے کہ ای برادر اپنی آواز ہمکو سناؤ صورت دکھاؤ کل سے ہماری صحبت مین نہین آئے ہم گھر سے نکل کر اُنکے لپٹ جاتے تھے آپس کی حکایت و شکایت ختم نہوئی تھی یا سالہا سال گذر رہے ملاقات کیسی آواز بھی کان مین نہین آتی آٹھ پہر انکو یاد کرتے ہین نام لیکر فریاد کرتے ہین انمین سے کوئی ہمارے پاس نہین آتا اپنا حال صاف صاف نہین سناتا بموجب مضمون رباعی

راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری
کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس
کس سے پوچھین کہ تم پہ کیا کیا گذری

مضمون پر سناٹا آگیا ہر شخص کی آنکھون کے آگے موت پھرنے لگی یہی آرزو تھی کہ اڑین پھر نہین نام پیدا کرین دنیا کے جھگڑون سے چھوٹ جائین اسی جوش و خروش مین افراسیاب نے طرف اپنے لشکر کے دیکھا مصاحبان حیرت سے گلشن جہان افروز اک شاہزادی طاؤس زرین بال کو اُڑا کر سامنے افراسیاب کے آئی گلشن پر افراسیاب کی نگاہ پڑی بیتاب ہو گیا حسن مین ملاحت جمال مین صباحت قد موزون رشک سرو گلشن غنچہ دہن آرام جان روشنی بخش دیدۂ مشتاقان افراسیاب نے کہا کیون ای گلشن کیا ارادہ ہی عرض کی حضور جسقدر آپ کے ملک خراب ہوتے ہین خیر خواہان دولت سر پر ہاتھ رکھکر روتے ہین آج لونڈی کا ارادہ ہی کہ بی بہار سے مقابلہ کرون مشہور ہی کہ وہ تنکے چنوا دیتی ہین اگر کنیز کا سحر چل گیا وہی حال اگر ملکہ بہار کا نکیا تو نام اپنا گلشن نہ پایا افراسیاب نے کہا ای گلشن یون میدان مین جاؤ مقابلہ کرو بہار کے مقابلے کی ہوس دل سے نکالو بہار نے سیکڑون گھر برباد کیے نام فقط بہار ہی مشہور یہ بات ہی برباد کن خانۂ حیات ہی گلشن نے عرض کی لونڈی نے بارہ برس ملکہ حیرت کی خدمت کی آپ دیکھین گے کیا کیا سحر ہوتے ہین افراسیاب نے گلشن کو بمشکل اجازت دی گلشن پھول اچھالتی ہوئی میدان مین آئی بوٹا سا قد بلاغ میدان مین آکر للکاری بی بہار کہان ہین آکر مجھسے مقابلہ کرین یہ سنتے ہی بہار نے طاؤس اپنا صف سے نکالا

ملکہ مہ جبین سے اجازت لی ملکہ مہ جبین نے کہا ای بہار بہار پیرایۂ باغ عالم کے تمکو سپرد کیا کبھی گلشن جمال مین خزان نہ آئے بہار سلام کرکے طرف گلشن کے چلی ملکہ حیرت نے دیکھا جسطرح کنیزان بہار جمع کر عقب بہار کھڑی ہوتی ہین اُسی طرح پندرہ ہزار کنیزان گلشن ایک ایک رشک چمن عقب مین گلشن کے شاخہاے نخل ہاتھ مین لیکر چھڑیان پھولون کی بصد رعنائی و زیبائی سب کے ہاتھون مین میدان مین آکر جمین بہار و گلشن سے سحر چلنے لگا دونون نے خوب پھول برسائے کبھی سحر بہار کے پھول کھلے گلشن تڑپ کے گری ہوا ے گرم چلی باغ سحر بہار پامال ہوا کبھی گلشن نے چمن تر و تازہ بنا کر تیار کیا بہار نے منھ کھولا دھوان منھ سے نکلا وہ چمن بھی جل گیا کسی کا رنگ سحر جمنے نہین پاتا دونون کے سحر برابر چل رہے ہین بہر کمال اسی طرح دونون لڑتین دیکھنے والون کے رنگ دستغیر بلبلون کی زمزمہ سرائی ہزاردن طائر اُڑتے پھرتے ہین پروانہ دار شمع جمال پر گرتے ہین بہار نے صدہا طائر مارے ایک مقام پر گلشن نے اک عندلیب خوشنوا کو حلقہ ہاے دام زلف عنبرین مین پھنسایا پکڑ کر اُسکو شمشیر ابرو سے ذبح کیا خون بلبل بہار پر پھینکا راچند آبلے جسم مین بہار کے پڑگئے چہرہ اُداس ہاتھ مین رعشہ سب دیکھ رہے ہین کہ لشکر حسرت ویاس نے بہار کو گھیر لیا گلشن اُسی طرح تڑپ رہی ہی برق چمکاتی ہی کبھی آگے بڑھ جاتی ہی گرتے گرتے بہار نے اپنے کو سنبھالا مسکرا کر آواز دی ای بلبل بے نوا ہمارے بہار حسن کی تو سیر نہ کریگی اور یہ اشعار اُس غنچہ دہن نے پڑھے

نظم

نوبہار آمد کہ افشانت چو حسن یار گل
کرد بے عزت بہار آخر بہ بازار گل
سایہ گرد موج زن بے جنبش گل از نسیم
از چہ میناز و بہشت و رہم دو دنیار گل
مغز عالم را معطر کرد گویا میکند
چون وصال یار ریزد ہر خس و ہر خار گل
بسکہ طبع کائنات از خرمی آبستن است
چون کند با این رطوبت سایہ دیوار گل
از نہال قامت خوبان رین ہو سم رواست
از شمیم خلق داور شمعۂ اظہار گل
گل فروشی بود مخصوص دل افگار را
برہ ماند یاد آہ مجرمان بردار گل
گر ہمی داند کہ تاراج خزانی در پی است
گر بجاے عشوہ ریزد در دم رفتار گل

یہ اشعار پڑھکر جو بہار نے آواز دی سب نے دیکھا اک طائر ہفت رنگ منقش اُڑتا ہوا کاندھے پر بہار کے آکر بیٹھا منقار کھولکر زمزمہ سرائی کرنے لگا بہار نے کہا ای طائر وحشی بی گلشن نے عندلیب بے نوا کا خون کیا اپنے ہمسر کے خون کا معاوضہ لے جا یہ سنکر وہ طائر ہفت رنگ آمادۂ جنگ سامنے گلشن جہان فروز کے آیا آنکھ ملا کر یہ غزل پڑھی

غزل

غیرت دیوانگی بخشی مجھے تقدیر نے
جان پروانے نے دی لو سے لیے گلگیر نے
طوق نے کی بندگی چومے قدم زنجیر نے
مدتین گذرین کہ اطمینان اُٹھا کر دیا
دونون عاشق شمع کے اور دونون قسمت ہین جلے
نالۂ بے سود نے فریاد بے تاثیر نے

ہر زبان خاموش کر دیتا ہی راز دوستی
کہدیا کچھ شمع نے کچھ سن لیا گلگیر نے

کچھ نہ حال دل کہا میرا زبان تر نے
آبرو رکھ لی گنہگاری کی گو ہم مر گئے

کھل سکین کیا عاشق و معشوق کی سرگوشیان
منہ نہ کھلوایا سوال بخشش تقصیر نے

یہ اشعار جو اس طائر ہفت رنگ نے گلشن سے آنکھ ملا کر پڑھے طائر ہوش و حواس گلشن کے اڑ گئے لیکن وہ طائر ہفت رنگ زمزمہ سرائی کرتا ہوا سر پر گلشن کے آکر ٹھہرا مثل انسان کے آواز دی کیون گلشن تو نے عندلیب نوا کا خون بہایا اب ثمر نخل بدعت سے ملیگا غنچۂ آرزو عمر بھر نہ کھلے گا یہ کہکر طائر نے ایک آہ کی منہ سے شعلہ نکلا جلکر خاک ہوا وہ خاک گلشن جہان افروز پر گری خاک سحر یاد نہ رہا بر باد ہوئی جھومنے لگی طرف ملکہ بہار گلعذار کے آہ آہ کرتی ہوئی دوڑی ہر مرتبہ یہی پکارتی تھی نظم

دیکھی دل دیکے قدردانی
کہنی ہی بہت بڑی کہانی
سونا ہی گوشۂ لحد مین
آنکھون نے کی ہی پاسبانی
مستانہ سری نسیم کب تک

بس بندہ نواز مہربانی
شعلے اٹھتے ہین استخوان سے
ہان ہان وہ رات بھی ہی آنی
آئی پیری پیام رخصت
آخر آخر ہی نوجوانی

ہوتی ہی بازپرس اعمال
اللہ ری سوزش نہانی
او وعدہ خلاف سالہا سال
بڑھتی جاتی ہی بدگمانی

بہار نے آواز دی ای گلشن حسن و خوبی ہوش مین آ جانور کا خون کر کے کیا مزا ملا دیکھ آبلے بھی اچھے ہو گئے طائر ہفت رنگ نے تمھارے ہوش اڑا دیے تنہا کیون آتی ہی گلشن کے ساتھ چمن بھی ہو پھول ہون نخل سرسبز شاداب ساتھ والیون کو پکارے گلشن ملیٹی صاف ظاہر تھا کہ موج ہوائے سحر بہار زنجیر نکہت پانون مین گلشن کے پڑ گئی طوق اطاعت بہ گلو قمری وار کو کو کر رہی ہی دم حکم بہار کا بھر رہی ہی پندرہ ہزار ساتھ والیون کو آواز دی ارے جلد حاضر ہو ملکہ عالم یاد فرماتی ہین پندرہ ہزار کنیزین جمع کر حربہ ہاے سحر ہاتھ مین لیے ہوے پشت پر گلشن کے آئین گلشن نے پکار کر کہا بی بہار کیا حکم ہوتا ہی بہار نے کہا ای گلشن تمکو ہماری کچھ خبر ہی کیسی گلشن ہو بہار کے بچانے کی فکر کرو ہمارے دشمنون کا ذکر کرو گلشن نے دست بستہ عرض کی آپ کے دشمنون کو خاک مین ملاؤن نخل حیات عدوے بہار قلم کردن تمھارے دشمن کے لیے صیاد ہون بصورت گلچین صاحب ظلم و بیداد ہون بہار نے کہا ای گلشن کیا تمھاری آنکھین پھوٹ گئین افراسیاب و حیرت و اخضر ہم پر لشکر کشی کر کے آئے ہین چاہتے ہین فصل بہار کو مٹائین آج ہمین یہ لوگ زندہ نہ چھوڑینگے اسی واسطے ہم نے تمکو میدان مین طلب کیا ہمارے دشمنون پر جا پڑو اخضر و حیرت کا سر لاؤ گلشن کو بہار کا پاس ضرور ہی گلشن نے کہا

ابھی جاکران سب کا سر لاتی ہون میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے تینون کے سر مجھے لیجیے بہار نے کہا کیا
کہا حضور ابھی جاتی ہون اُن باغیون کے سر لاتی ہون یہ کہکر طرف کنیزون کے پلٹی کہا صاحبو تمنے کچھ سنا
شہنشاہ طلسم ہوشربا نے ملکہ بہار کے ساتھ دشمنی کی چلکر بدلا لو بہار کا ساتھ دو بہار کے زندہ رہنے سے
ہم بھی پھولین پھلینگے اگر فصل بہار نہ رہی ہمارا تمھارا کہان ٹھکانا ہی کہان جاکر چھپین ہمیشہ تباہ و برباد
رہینگے سب نے کہا حضور ہم آپ کے تابعدار ہین ملکہ بہار کے خدمتگزار ہین دیر نہ کیجیے ہم چلتے ہین آپکے
ہمراہ ہین گلشن نے کہا حرپہ اے سحر سنبھالو باتین نہ بناؤ جلد سر حیرت لاؤ اخضر سبز قدم نہ بچے جلد سر کاٹ لاؤ
یہ کہکر جھومتی ہوئی گلشن آگے بڑھی پندرہ ہزار کنیزین پھولون کی چھڑیان ہاتھ مین جوش و خروش بات بات مین
عشق ہین ملکہ بہار کے محبت لب پر مہر سکوت لشکر حیرت و افراسیاب پر جا پڑین بہار تو پلٹ کر اپنی صف
پر آئی ملکہ حیرت نے کہا ای بہار کیا کیا بہار نے جھک کر سلام کیا مہ جبین نے خلعت تحسین و آفرین دیا مگر
گلشن پے جاتی ہی سحر کیا کنیزون نے جسکو چھڑی ماردی ہزار سکا پھٹ گیا جس پر پتہ پڑا کف افسوس ملتا تھا جسم
پھول گلزار رنگ و اُسی خو کا متغیر ہوا ہوش و حواس پراگندہ گلشن طرف حیرت کے جاتی ہی پکارتی ہوئی
کیون او حیرت تو ہماری بی بی ملکہ بہار کی دشمن ہوئی یہ کہکر گلدستہ مارا پندرہ ہزار نے ایک مرتبہ سحر کیے
لشکر مین تلاطم طلاطم افراسیاب کے ہوش گم بھگدڑ پڑ گئی اخضر نے کہا ای افراسیاب بہار نے غضب کیا
افراسیاب غصے مین جھوم کر بڑھا اللہ اللہ او گلشن خبردار کہان جاتی ہی طرف حیرت نجانا پھر آواز دی کہ خداوند
محل مین گلشن کو مار لو آج تمھاری ہوا نے نیا رنگ کھایا صدمہ عظیم پہونچایا اپنے کو بچا ان کمبختون کے
سامنے نجا لیکن گلشن حیرت پر سحر کرتی ہوئی بڑھی ہی کہ ایک کنیز نے بڑھکر کہا کہ اس بیچاری عورت کو
کیا مارین چلیے اخضر کو للکارین گلشن نے کہا ہوا تو نے بڑا احسان کیا مین اخضر گمراہ کا نام بھول گئی تھی چلو
اُسکو گھیرین یہ کہکر گلشن ساتھ والیون کو ہمراہ لیکر لشکر اخضر پر گری پہلے ہی حملے مین دس ہزار جادوگر اخضر کے
مارے اخضر گھبرا کر پکار اُٹھا یا خداوند سامری تمھاری معشوقہ کا باپ ہون خواب مین اُس بیچاری کے
آتے تھے نیرنگ دکھاتے تھے آج ہم کو فراموش کیا سب خدمتگزار تمھارے قتل ہو رہے ہین اسوقت اگر
مدد کرو ہونے دو سو خدا ایک جگہ ہو جاؤ سب بھائی بھتیجون کو ساتھ لاؤ خداوند جمشید سامری کے بڑے بھائی
میرے لشکر کی تباہی ہو رہی تمھاری معشوقہ عفریت طلسم کو لینے گئی ہے یہان باغیون نے قیامت برپا کی گلشن
کو جلد غارت کر دیجیے خداوند ہو بندون کی جان جاتی ہی تم کیا بہرے ہو گئے کہا تنگ چیخین گلشن نے جھومکر

دوسرا حملہ کیا ابکی حملے مین اور دس ہزار آدمی مارے اب تو اخضر ٹھٹکنے لگا سر زمین پر دے مارا افراسیاب نے کئی مرتبہ دو چار سنگریزے اُٹھا کر مارے گلشن نے بڑھکر اُن سنگریزون کو بھی روک لیا حیرت نے کہا اے شہنشاہ آج نئے رنگ کا سحر ہے تو غضب ہوا آپکا سحر خونی خالی گیا سنگریزون کو اسنے روک لیا کیسیکا ہو جسم بھی میلا ہوا حقیقت مین گلشن کا یہ حال ہے چہرہ سُرخ آنکھین اُبلی ہوئی مین ایسا جیسے کوئی عاشق صادق پکارتی ہے کہان بھاگتے ہو نظم

غبار کوچۂ جانان ہون وہ غبار ہون مین
گناہ ڈر کے کیے ہین گناہگار ہون مین
ہوئی جو روز جزا عاشقون سے کچھ پرسش
صدا یہ کانون مین آئی کہ انتظار ہون مین
صنم بھی کہتے ہین اللہ ہی تسلی دے
پھر اکبار ہو محشر امیدوار ہون مین
پھر اتحاد ہی ہے بیخودی ہوئی جسدن
نہ بیٹھا مرے پہلو مین بیقرار ہون مین
شباب حسن بتان مین بہم یہ جھگڑا ہے
ٹھکانے کی تو کہون جب کہ ہوشیار ہون مین
یوسف نگاہ عزیز سے پوچھو وہی بتا دیگی
حلال توبہ رندان بادہ خوار ہون مین

مٹا ہوا ہون مگر نقش پائے یار ہون مین
وہ ناتوان و گران جان ہجر ہون اے دوست
بتون کا عشق پکارا گناہگار ہون مین
پکارتا ہے دل مردہ فاتحہ پڑھیے
وہ اضطراب ہے مجھکو وہ بیقرار ہون مین
گلی ہوا ہے فلک لُٹ گئی کہ یار کا کوچہ
جدا ہون یار سے جبتک کہ ہوشیار ہون مین
ہوا کرین جو یہ ابرو کمان مین تیر انداز
کہ بے ثبات ہے تو یا کم اعتبار ہون مین
اندھیری گور مین تنہا ہے داغ دل تو جلا
کہ بے گناہ ہون مین یا گناہگار ہون مین

تمھاری شان کریمی سے شرمسار ہون مین
سبک ہون آنکھون مین سب کی دلون پہ بار ہون مین
کہان نیند کا آنکھون مین تھا شب وعدہ
کبھی گھر آرزوؤن کا تھا اب مزار ہون مین
نہ نکلی حسرت دل روز بازپرس اے یار
اُٹھا جہان سے بیٹھا وہان غبار ہون مین
معاف بے ادبی اے خدنگ غمزۂ ناز
بچا رہونگا قضا کا اگر شکار ہون مین
کسے بتاتا ہون کیا جانے دل یہ ہے کیسے
سر مزار چراغان نہ مزار ہون مین
جدھر اشارہ کیا شوق دل نے ٹوٹ پڑا

صاف اسکے تیور سے ظاہر ہے کہ کسی کی عاشق صادق ہو گئی ہے جان جا منہ پر خاک ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہے زبان پر ہے ہم کنیز بہار سب کنیزین آواز دیتی ہین ہم بھی باغ بہار کے گلچین ہین گلشن نے چاہا اخضر کی گردن یون یہ تخت سے کود کے بھاگا افراسیاب نے پکار کر کہا بھی بابا جان سحر کرو اس باغیہ کو قتل کر ڈالو اخضر نے کہا اسپر سحر تاثیر نہین کرتا سحر بہار کے عجب رنگ کی تاثیر ہے اسکے قتل کی کیا تدبیر ہے افراسیاب غصے مین بڑھا اُدھر سے حیرت نے بھی دباد ڈالا صرصر و ابرلق بھی بڑھے صرصر نے برف برسائی خاک تاثیر نہوئی اُسی کے ملازم ٹھنڈے ہوے ابرلق نے پتھر برسائے گلشن نے سحر کیا وہ پتھر پلٹ کر اُنھین سنگدیون پر گرے کئی ہزار کے سر پھٹے برق سر اخضر پر گری سر زخمی ہوا اب تو بیقرار ہو کر پکارا نام پر جمشید و سامری کے لعنت ہے مدد کو نہین آتے اخضر نے بیقرار ہو کر جو چیخ ماری آسمان پر ایک ابر گلنار پیدا ہوا

سب نے دیکھا یاقوت سخندان دریاے سحر مین غوطہ مارے ہوئے تاج یاقوت نگار سر پر لباس فاخرہ زیب جسم انور
چہرہ غصے سے سرخ طاؤس کو اڑاتے ہوئے آتی ہی دیکھا میرے لشکر مین دریاے خون جاری اخضر کا سر
زخمی چیخ رہا ہی اب تو خداوندون کو برا کہنے لگا وہین سے ملکہ یاقوت نے نعرہ کیا بابا جان بس زبان کو روکیے
خداوندون کے مقدمے مین بے ادبی نہ کیجیے اسی اعتقاد نے سامری پرستون کو خاک مین ملایا ذراسی سختی
پڑی خداوندون کو برا کہنے لگے سلمان دیکھو کیسے ثابت قدم ہین اپنے اعتقاد کے پابند حق پسند لاکھ مصیبت ہو
اپنے مذہب سے منہ نہین پھیرتے آپ قدرت کو برا کہتے ہین سامری وجمشید نے کیا کیا سحر بہار مین مبتلا ہو کر
آئی ہی سحر اتارو یہ کہکر طاؤس سے کود پڑی گلشن کو للکارا او گیسو بریدہ کہان جاتی ہی ہمارے بابا جان کے
ساتھ یہ بے ادبی گلشن مبہوت ہو رہی ہی پلٹ پڑی للکارا او شغل تو کون ہی تیری کیا حقیقت اور تیرے
باپ کی کیا لیاقت ہی غول صحرائی ہی یاقوت جست کرکے برابر گلشن کے پہونچی گلشن نے پھولون کی چھڑی ماری
یاقوت نے اسم سحر پڑھکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا غصے مین ایک طمانچہ مارا گلشن کا سر اڑ گیا آواز آئی گلشن نام
من گلشن جہان افروز تو کنیزون نے جو یہ معرکہ دیکھا یاقوت کو چار طرف سے گھیر لیا ایک کہتی ہی اسکی
ناک کاٹ لو ایک کہتی ہی چوٹی پکڑ کر گھسیٹتی ہوئی لیچلو خدمت مین اپنی بی ملکہ بہار کے پہونچاؤ ایک کہتی ہی ملعونہ
بڑی جاہل ہی ہماری بی بی گلشن کی قاتل ہی اسقدر گولے مارے کہ یاقوت آتش سحر مین چھپ گئی برق بنکر
تڑپی آسمان پر پہونچی وہان سے کڑک کر گری کئی کنیزون کے دو ٹکڑے کیے چمک چمک کے گرنے لگی کنیزین بچاری
بھاگین پکارتی ہین ملکہ بہار دوڑیے یہ کون ہی ہمارے مالک کو قتل کیا یاقوت لڑتی ہوئی چلی لشکر نے اشارہ
کیا او نامردو کیسا دیکھ رہے ہو گھیر کر مسلمانون کو مار لو یہ جو آئے کہا بائیس لاکھ کا لشکر اپنے مقام سے بڑھا ادھر
ملکہ مہ جبین نے تخت بڑھایا باغبان مخمینہ سر کیا ملکہ تبران و اختر و مروارید و مجلس وغیرہ اسباب سحر لیکر
لشکر اور اسباب پر گرین مجلس تڑپ کر گری تخت پر برات گڑیا کی آراستہ تھی گڈا دولھا بنا بیٹھا تھا دولھا
کی ٹانگ پکڑ کر مجلس نے چرخ دیا چھر اٹھا مار کر چیر ڈالا دو سو نہرے نیچے پیدا ہوے جادوگرون کی ٹانگون مین
لپٹ گئے کئی ہزار کی ٹانگین چیر ڈالین تبران نے بڑھکر اختر مروارید مارا کئی ہزار کے سینون کو توڑ کر
نکل گیا ملکہ اختر چمک کر گری موتیون کا مالا گلے سے تار زمین پر ار دیا جتنے موتی ٹوٹے اتنے ہی ساحر دن کے
پھٹے مروارید نے بڑھکر آگ برسائی کئی ہزار ساحر جل گئے کنیزان گلشن بھی شریک ہین بڑھی ہوئی لڑ
رہی ہین یاقوت پر چلا پڑتی ہین چاہتی ہین کہ اسکو پکڑ لین یاقوت شعلہ جوالہ بنی ہوئی لڑ رہی ہی جس کنیز نے ہاتھ بڑھایا

یاقوت نے کسی کو طمانچہ مارا کسی پر نگاہ سے بجلی گرائی کسی پر برق چمکائی کسی کو ہنسکر جلا دیا جب غنچہ دہن وا کیا
دھوان نکلا سیکڑون نابینا ہوگئے لیکن ہمراہیان ملکہ مہرخ نے لشکر اخضر و افراسیاب کو تہ و بالا کر دیا میدان
لاشون سے بھر دیا رعد و برق و برق لامع و باغبان و ملکہ سرخ مو و شاہزادہ خورشید زرین سحر نے آفتاب
سحر چمکا یا وہ حدت دکھائی ساحرون کے بھیجے ناک سے بہکر نکل گئے سرخ مو نے کاکل کھولی اندھیرے
مین سیکڑون کو مارا برق لامع جھپک کر سامنے یاقوت کے آئی یاقوت نے چاہا برق لامع پر سحر کرے ان
زمین سے بلند ہوئی یکایک زمین شق ہوئی رعد جادو نے سر نکالا نعرہ رعد جادو کہکر چیخ ماری یاقوت
اُلٹ گئی اوپر سے برق لامع کڑک کر گری چاہا سر کا ٹکڑا نکل جاوے یاقوت نے اپنے کو بچایا لیکن سر پر زخم
کاری آیا خون اس ملعونہ کا زمین پر گرا جتنے قطرے زمین پر گرے اُتنے ہی ساحران مہرخ جل گئے ڈوپٹہ
پھاڑ کر اُسنے زخم سر کو باندھا سب نے دیکھا یاقوت کے سر سے خون ٹپکتا ہوا نیچے سنبھالکر طرف پہاڑ کے
بھاگی لعل سخندان نے بلند ہوکر آواز دی یار و بجواب یاقوت سخندان عفریت طلسم کو بلاتی ہے طرف کوہ نیلک
شکوہ کے جاتی ہے یاقوت نے پہاڑ پر جاکر ایک ٹکر ماری پہاڑ تھرا گیا یکایک پہاڑ پھٹا دل کوہ سے ایک
کوہ پیکر دیو مہیب بڑے بڑے ہاتھ پاؤن سر گنبد سا کان کشتہ ہاتھ پاؤن ٹھنے نخل چنار کے سینہ صحرائے
ویران ہوے جسم مثل نشتر کوہ پیکر فوراً چیخ مار کر سامنے آیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہو گیا کہا ای معشوقہ خداوند
خیر تو ہے یاقوت نے کہا ای عفریت خونخوار باغیون نے اسقدر عاجز کیا خون ہمارا زمین پر گرایا ان سبکو کھانے
یہ سنتے ہی عفریت نے دست نحس کو بڑھایا چار ہزار کنیزان گلشن کی سب سے آگے بڑھی ہوئی لڑ رہی تھین
ہاتھ مارا دو سو نازنینان حور وش اسکے پنجہ بدعت مین آگئین اُٹھا کر پھانک گیا مع استخوان کر کر چبانے لگا
تین چنگل مارے ان چار ہزار کا خاتمہ کر کے طرف لشکر اسلام کے بڑھا لعل سخندان چیخ رہی ہے ارے یار و
بھاگو اس ظالم خونخوار آدم خوار سے جان بچاؤ دیکھو چشم زدن مین چار ہزار کنیزان گلشن کو کھا گیا ایک قطرہ
خون بھی زمین پر نہ گرا اسی وقت کا ہمکو خوف تھا وہ وقت تباہی آگیا ملکہ لعل نے جو اس طرح آواز دی ہمراہی
بھاگے لیکن بھاگ کر کہان جائین دو دو کوس تک سکا ہاتھ جاتا ہے پانچ کوس پر اسکا قدم پڑتا ہے جب اس
بھیا نے چنگل مارا جیسے کوئی انسان کھیلون کے پھینکے مارتا ہے اسی طرح دو سو کو اُٹھایا پھنکا مار گیا چبا تا بھی
نہین سب نے دیکھا کہ حقیقت مین یہ بلاے طلسمی ہے پیٹ ہے کہ قعر جہنم دس ہزار کو دم بھر مین کھا گیا اہل اسلام
بھاگے جاتے مین باغبان نے آکر اسد پر سحر کیا انکا گھوڑا انکو لیکر بھاگا ہر چند یہ کوڑے مارتے

ہین رانون مین دبائے ہین تاشیر سحر باغبان سے گھوڑا نہین رکتا منزلون لیکر اسد کو نکل گیا ملکہ کو ہمیشہ سلطان
کو بھگانے لیے جاتی ہی صاحب خدا کے واسطے اپنے آقا کو لیکر جہانتک بنے بھاگ جاؤ دیکھتے ہو کیا قیامت ہی
بیجیا کا شکم ہی کہ غار آفت ہی لاکھون کو کھا گیا ملعون بلا خوار کا شکم نہین بھرتا سُہران و اختر و مرواریدو مجلس بہار
و باغبان وغیرہ نے مل ملکر عفریت پر گولے مارے پتھر برسائے آگ کے دریا بہائے لیکن کسی کا سحر اُسکے
جسم پر تاثیر نہین کرتا جسنے گولہ مارا پھٹکر گر پڑا اتر بخ پڑا جسم پر اُسکے دھبا بھی نہ آیا آگ برسی شعلہ خو کو خبر
بھی نہوئی دریا نے آب موج مار کر آیا چلو لگا کر پی گیا جب سحر کرنے سے عاجز ہوتے ہین یہ سرداران تہمتن
چیخین مار کر روتے ہین پر پرواز پیدا کر کے بھاگتے ہین اپنے نزدیک بہت بھاگے دس کوس پر آ سکے تھے
پلٹ کر دیکھا اُسکو سر پر پایا ایک قدم اُسکا پانچ کوس پر پڑتا ہی کہانتک بھاگنے والا بھاگے یہ پھر بھر مین
دس بیس کوس آئے وہ تین ڈگ بڑھا کر وہین آ گیا چنگل مار اسود و سو کو کھا گیا بڑے بڑے سحر کیے بران
نے کئی مرتبہ اختر و مروارید مارا جب اسکے سینے پر پڑا سیاہ ہو گیا گھبرا کر بران اختر کو لیکر بھاگتی ہین اپنا خون
ڈالکر روشن کیا اختر خاک کام کرے ستارہ سبکا گردش مین فلک کجرفتار مٹانے کی کوشش مین اُستادان
سخنور نے اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرمایا ہی کہ ملکہ لعل برق سی چمک چمک کر سر پر عفریت کے گزر
گرز لگا لگر شانے پر مارا خنجر سحر شکم پر لگایا لیکن وہ ملعون فولاد صاحب بیداد تلوار و تیر و شیر و خنجر کا خطرہ بھی نہین
پڑتا جم کر ملکہ لعل نے دو گھڑی کامل سحر کیا آگ کا دریا بہایا عفریت عمداً اُس آگ مین پھاند پڑا راہ
مین اک چشمہ ملا ملکہ لعل نے قریب چشمے کے جا کر چشمے پر نگاہ قہر ڈالی چشمہ اُبل کر دریا بنگیا عفریت نے آواز
دی ای معشوقہ خوبرو مین دیر سے پیاسا تھا پانی بیکر غذا کو ہضم کرون یہ کہکر کنارے دریا کے کھڑا ہو گیا دو
آنو چلو بھر بھر کر پینے لگا دریا کی کیچڑ تک چاٹ گیا ہر چند کہ وہ دریائے سحر تھا پانی مین شمشیر آبدار کی روانی تھی
اسکو کچھ نہ معلوم ہوا نہنگان خونخوار اُس دریائے قہار سے نکلے منہ کھولکر عفریت پر گرے یہ اُنکو بھی چبا
پھاڑ کر کھا گیا ایک جنگل مین مچھلیون کو لیا دل کر اُنکو بھی کھا گیا ملکہ لعل روتی ہوئی سامنے ملکہ مہرخ کے
آئی مہرخ نے بہت تعریف کی کہ ای لعل کیا خوب سحر کیا لعل نے کہا حضور سب بیکار ہوا یہ نہنگان دریائے
خونخوار ایسے قیامت کے مین نے بنائے تھے لاکھون کو کھا جاتے راہ ملک عدم دکھاتے مگر وہ بیجیا اُنکو بھی
کھا گیا اب مین کیا کرون برائے خدا امہ جبین و اسد کو لیکر بھاگ جائیے ایک دن ایک رات بھاگتے ہوئے
گذر چکا یہ مقدمہ بھی ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ افراسیاب و یاقوت و اخضر منزلون پیچھے رہگئے ہین جب

مقام پر عفریت جم جاتا ہی کسی کے سحر سے تھم جاتا ہی بعد عرصہ دراز افراسیاب یاقوت اخضر ہونچنے مین
یاقوت پھر نمود کردیتی اور عفریت کیون ٹھہرا اہل اسلام بھاگ کر نہ جانے پائین بہ ڈگ بڑھا کر پھر
اُن تک پہونچ جاتا ہی افراسیاب کے ساتھ سب طرح کا سامان موجود ہی اُس رواروی مین بھی مغنّی گاتے
ساتھ ہین ساقی نیچے شراب پلاتے ہوئے چلے آتے ہین باورچی خانے ہمراہ جب عفریت آگے بڑھ جاتا ہی
یہ سب کسی صحرا مین ٹھہرے ملازمون نے فوراً فرش لاکر بچھا دیا خاصہ لاکر آراستہ کیا افراسیاب آکر بیٹھا
سب مصاحب شریک ہوے ہاتھ پڑنے لگے جب کھا پیکر سیر ہوے دو چار جام شراب پیے پھر تعقب مین
چلے ایک مقام پر ملازمون نے آواز دی ای شہنشاہ خاصہ تیار ہی افراسیاب نے اشارہ کیا فرش قالین
بچھا خاصہ لاکر رکھا حیرت آکر بیٹھی چاہتی ہی نوالہ اُٹھائے کہ صرصر شمشیر زن روتی ہوئی سامنے آئی ملکہ
حیرت نے کہا خیر تو ہی صرصر نے کہا حضور آج تین دن تین راتین مسلمانون کو بھاگتے ہوے گذری ہین آج
راہ مین ایک قلعہ ملا اُس قلعہ مین مہرخ کا خراج گذار تھا وہ سب کو بھوکا پیاسا دیکھکر کھانا تیار کرکے لایا
دسترخوان بچھا تھا آپکی ہمشیرہ بہار انتہا کی پیاسی تھین بہشتی ساتھ آئے تھے اُس جوش مین بھوک کے ایک
نوالہ منہہ مین ڈالا العطش کہکر چلو لگایا چاہا کہ بہشتی سے لیکر پانی پیوین حضور عفریت کا نعرہ ہوا بہار
بھاگی پیاس سے اُسکی زبان منہہ سے نکل آئی تھی بھوک سے شکم دل پشت ایک ہی شدت تشنگی سے ہونٹھون پر
پپڑیان جم گئی تھین اُس گلعذار نے اپنے کو بیتاب دیکھکر چشمے مین گرا دیا عفریت وہان بھی پہونچا کبوتر بہار کو
لیکر بھاگین مین نے جو یہ حال پر ملال دیکھا میرا تو کلیجہ پھٹ گیا اب آج تیسرا دن ہی مسلمانون کا حال دیکھا نہین
جاتا لیکن ایسے سخت ہین شراکت کا نام نہین لیتے اطاعت کا ذکر نہین جان بچانے کی فکر نہین حیرت
بے اختیار رونے لگی پکار اُٹھی ہائے بہار بہنے تجھکو اس ناز و نعم سے پالا اب میری بہار جنگل کے کانٹون
سے فگار ہو کیونکر میرا کلیجہ نہ پھٹے صرصر نے کہا اسوقت مین چلکر دستگیری کیجیے بہار کو دیو کے ہاتھ سے
بچا لیجیے حیرت نے کہا ای صرصر مین تجھکو حکم دیتی ہون اگر افراسیاب نمانیگا مین اُسکے گھر سے نکل جاؤنگی تو
جاکر بہار کو بلا لا میری جانب سے کہنا تمہاری بہن نے خطا معاف کی شہنشاہ تم سے رضامند ہین آ کمبخت
تیرے واسطے ہم بہت دردمند ہین شاید بدبخت چلی آئے اسوقت بات سن ے صرصر نے کہا مجھے یقین
نہین آتا لیکن موجب آپکے حکم کے جاتی ہون اسوقت مین سمجھاتی ہون ادھر تو صرصر مثل باد صرصر چلی وہان
اہل اسلام کو ایک خارستان مین صبح ہوئی پراگندہ خاطر حیران و پریشان مضطر و بیقرار انتہا کا انتشار اس جنگل مین سب

ٹھہر گئے ملکہ مہرخ نے کہا یارو اب ہمسے نہین بھاگا جاتا اسی مقام پر جان دینگے اب نہ پیچھے قدم ہٹائین گے لطف دنیا سے دو دن خوب اُٹھایا پاٶن سوج گئے اب ایک قدم بھی ہٹانا دشوار ہے مہرخ نے دیکھا کہ ملکہ لالان خونقبا سر برہنہ پابیادہ بارہ ہزار کنیزین ہمراہ سر پیٹتی ہوئی نکل آئی ہین کانٹون سے پاے نازک فگار تلوے آبلہ دار پھوٹ پھوٹ کر انکے حال پر روتے ہین یہ فرماتی ہوئی آتی ہین عشق نے رتبہ مجنون عطا فرمایا کانٹون کے جنگل مین کیلا پھرایا یارو دشت نجد کہان ہے اُستاد جی کی قبر کی زیارت کرلین فاتحہ پڑھ لین نظم

خدارا لیچلو یارو مجھے اُس شوخ پرفن تک — یہ حالت اتبو پہونچی ہے کہ رد دیتے ہین دشمن تک
وہ مطلب ہون کہ جسکو تم زبان پر لا نہین سکتے — وہ خواہش ہون کہ پوشیدہ پہونچ جاتا ہون دشمن تک
خم پیری کے احسان سے جھکی ہے اسقدر گردن — کہ آجاتا ہے اب میرا گریبان میری گردن تک
وہ ہون دیوانہ مفلس سلاسل جسکے ٹوٹی ہے — میسر مجھکو ہو سکتا نہین پیوند آہن تک
پھر آئے میرے نالے بد دماغی دیکھ گلچین کی — کہا غیرت نے مرکر بھی نہین جائینگے گلشن تک
مرے آنسو بھی لطف بے نیازی سے نہین خالی — وہ گوہر زیب دامن ہین نہین رکھتے جو روزن تک
نہین ہے یاد کچھ طول گرفتاری سے سب بھولا — ہزارون بار پھر آتا ہون جاکر مین نشیمن تک
نیا ہون بادہ ہر ساعت مجھے آغوش حاصل ہے — کبھی ساغر کے قالب مین کبھی شیشے کی گردن تک
بشکل ابر ممسک مجھکو بخل آب ریزی ہے — بھرے ہین آنکھ مین آنسو نہین آتے ہین دامن تک
ندامت کیا ہوئی ایسی کہ رخصت سبکو کرتے ہو — ڈھلا آتا ہے مثل اشک رخسارون سے جوبن تک
تسلیم اک اور بھی لکھو غزل جولان طبیعت ہے — بڑھا آتا ہے جوش نور مضمون فکر روشن تک

جسنے صورت لالان خونقبا کی دیکھی کلیجہ پھٹ گیا مہرخ نے مہ جبین کا ساتھ چھوڑا دوڑ کر لالان خونقبا کو گود مین اُٹھا لیا کہا بی بی سنبھلو لالان نے گھبرا کر کہا اے ملکہ مہرخ برائے خدا بتلاؤ میرا وارث کہان ہے تین روز سے ہم بھاگے چلے آتے ہین وہ شیر دل آنکھون سے نہان ہے مجھ بدنصیب کو چھوڑ دو عفریت طلسمی کھا جائے جھگڑا پاک ہو جان لشکر کو بچاؤ وہ زندہ رہین گے ہم ایسی کنیزین بہت جمع ہو جائینگی اگر خدا نخواستہ انکا ہوے جسم میلا ہوا اُس کے ہجوم سے لشکر قائم رہیگا مہرخ نے لالان خونقبا کو ہوادار پر سوار کر لیا کنیزون سے کہا خبردار ہمارا خیال نہ کرنا بی بی کو لیکر نکل جاؤ جہانتک بھاگا جائے بھاگو ہم بھی تم تک پہونچ جائینگے اور راستے مین پھیری ہے منزل سبکی ایک ہے سب ایک ہی سر زمین فرو کش ہونگے شکم عفریت سبکا مقام ہے اُسکی خوراک ہے

لیے پیدا ہوئی تھی رازق مطلق نے ہمکو اسکا رزق بنایا تھا پھر عذر کیا لالان خو نقبا پیٹ رہی ہین فرماتی ہین ای
مہرخ مین نجاؤنگی مجھکو میرے وارث کی صورت دکھاؤ مجھکو اپنی جان عزیز نہین ہی اُنکی محبت مین گھربار
چھوڑا القول مخفی اشعار موافق مضمون بقلم ہذا نظم

بسکہ دارم سوز دل خود را بآذر میزنم
دوستان معذور گر مستانہ ساغر میزنم
آفتاب آسمان ہمتم ابر سحاب
تا بچشم آرزوے خویش نشتر میزنم
نیست گر بال و پر پروانہ در کنج قفس
بر امید شعلۂ شب تا سحر پر میزنم
دوستی با دشمن آل پیمبر چون کنم
در گدائی طعنہ بر شاہ قیصر میزنم

سینہ را بر شعلۂ دل چون سمندر میزنم
بحر آب زندگانی کی روم دنبال خضر
بر غلط از شرق الماس خود سر میزنم
نقد صرافان معنی را رواج دیگر است
دست حسرت چون مگس بیہودہ بر سر میزنم
بر نیاید از درون حلقہ آوازے بردن
منکہ لاف دوستی با آل حیدر میزنم

شد بہار عمر و دفع خمار من نشد
بسکہ استغنا بر آب عوض کوثر میزنم
در لباس فقر دارم تاج سلطانی بسر
تا در اقلیم سخن من سکۂ زر میزنم
پیش فانوس خیال حسن تو پروانہ وار
عمرہا شد من برین در حلقہ بر در میزنم
بگذری یکسر اگر مخفی از ین در ہمچو من

ان کلمات حسرت آیات لالان پر قیامت برپا ہوئی لیکن کنیزان خیرخواہ

باحال تباہ لیکر بھاگین ملکہ مہ جبین تخت سے کود پڑی کہا ہمشیرہ اتنو بھاگنا بہت شاق ہی خوشی سے دل
موت کا مشتاق ہی دونون شاہزادیاں ملکر رونے لگین ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ہمارے وارث پر کیا
گذری ناگاہ سبنے دیکھا کہ باغبان قدرت اسد غازی کے مرکب پر سحر کرتا ہوا بھگائے ہوئے لاتا ہی
ایک جانب صندلان صندلی پوش مع ساٹھ ہزار جوانان صف شکن لشت پر گوہر جادو سحر کرتی ہوئی
آتی ہی مراد اس سحر سے یہ ہی کہ مرکب ان جوانون کے نہ ٹھہرین عفریت طلسمی نہ پاسکے اسد غازی کو مہ
جبین و لالان نے آتے ہوئے دیکھا یا تو جسم بے روح تھے قلب مجروح تھے یا جان آگئی دونون شاہزادیان
نگاہ یاس سے تکنے لگین اسد غازی قریب تخت مہ جبین آکر ٹھہرا ملکہ مہ جبین تخت سے کود پڑین لالان
خو نقبا کو اسد نے دیکھا ماتھے سے خون جاری ہی پاے نازک فگار اشکبار بیقرار آنکھون سے آنسو جاری اسد
کا کلیجہ منھ کو آگیا باغبان سے کہا کیون ای باغبان آج تمنے ہمکو ایسا مجبور کیا کہ ہمین ان شاہزادیون
کا یہ حال دیکھنا پڑا ہماری زندگی پر خاک ہی اب مین یہان سے ایک قدم نہ بڑھاؤنگا اگر سحر کروگے مجھکو زندہ
نہ پاؤگے مین اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ ڈالونگا یہ کہکر اسد گھوڑے سے کودا قبضے پر ہاتھ ڈالا سینہ سپر
کرکے کھڑے ہوے صندلان نے جو یہ دیکھا یہ گوہر جادو پر خفا ہونے لگا کہا اب سحر نکرنا یلغار آقا ٹھہر گیا یہ کہکر صندلان

بھی کو دپٹرا اسد نے کہا انشاء اللہ اس عفریت طلسمی کو چیر کر پھینک نہ دیا تو مجھکو نبیرۂ صاحبقران نکہنا مین
کئی مرتبہ پردۂ قاف مین جاکر لڑ آیا سب فرزندان صاحبقران دیو بند و دیو کش ہین مین ہوادار نور الدہر
ہون صف دست راست مین ذکر ہوگا کہ اسد شیر دل ایک دیو کے ہاتھ سے تین دن تین رات تک بھاگے
دست چپ والے آوا سے کسین گے سالاران دست راست ہمیشہ دست چپیون پر غالب رہے ماموں جان
شاہزادہ بدیع الزمان سے قاسم ہمچشمی کرتے تھے لیکن کبھی ہم نبرد نہو سکے اب ایرج نوجوان فرزند
قاسم عالیشان کہ سرگروہ دست چپیان ہی نور الدہر کے ایسے نام ہین ہمیشہ سرداران دست چپ مغلوب
رہتے ہین ذلتین اُٹھاتے ہین بھائی نور الدہر نے زمرد شاہ باختری کی کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھایا اُس
قلعہ مشتری حصار تا بہ قلعہ سام و ثر دپانچ فرسخ کا فاصلہ تھا دست حق پرست پر لقا ایسے دیو خصال کو
بلند کرکے چرخ دیتے ہوئے از مقام مذکور تا بہ قلعہ مسطور لیگئے فوج اُسکی تعاقب کیے ہوے آتی تھی بھائی نور الدہر
نیلم پوش بنے تھے مین لقا بدار گلگون پوش بنا ہوا تھا کل فوج کو بڑھ بڑھ کر اکیلا روکتا تھا آخر ہالیان فوج
لقا ہمیر غالب نہ آئے لقا کو لیجا کر قلعہ مین قید کیا مین اُس تیسر کا ہوا خواہ ہون آج یون مجبور و ناچار ہون
بس اب آپ لوگ دخل ندین باغبان حیران حیران منہ دیکھنے لگا اسد نے قبضے پر ہاتھ ڈالا سپر
فولادی کو سنبھالا صندلان پہلو مین آیا اُسنے بھی گوہر جادو کو جھڑک دیا کہ ملکہ میرے پاس تو
بر طلسم کشا اگر اسوقت تمنے سحر کیا اور میرا قدم پیچھے ہٹا یا مرکب لیکر بھاگا پھر مجھکو زندہ نپاؤ گی
اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ ڈونگا اپنے آقا کا ساتھ نچھوڑونگا ایسے بشیر کے ساتھ ساٹھ ہزار
تو مرین ایک جگہ سب بشیر فن کے لاشے پڑے ہون باغبان و مہرخ وغیرہ انکے منہ دیکھکر رو رہی
ہین مہرخ کو دعوی بزرگی ہی اسد انکو مانتے بھی ہین مہرخ نے بڑھ کر بلائین لین کہا ای شیر بیشۂ
صاحبقرانی ای شمع دودمان اورنگ جہانبانی آپ لشکر لقا کا ذکر کرتے ہین وہ مقدمہ غیر ساحران
تھا یہ مقدمۂ سحر سازی شعبدہ بازی سحر بھی وہ کہ اگر پلٹ پڑے تو افراسیاب کو بھی سوا ے بھاگنے
کے کچھ نہ بن آئے بزرگون کی زبان سے نام عفریت طلسمی سنتے تھے ہماری تقدیر مین یہ لکھا تھا کہ
طعمۂ عفریت طلسم ہون آپ دیو بند و دیو کش ہین یہ وہ دیو نہین ہی یہ دیو سحر ساختۂ سامری و جمشید ہی
اسکے دفع ہوتے مین پھیر ہی آپکا زور نہ چلیگا ہمکو برباد نہ کیجیے ایسے مین نکل چلیے یہ ذکر تھا کہ بہار جادو
ہانپتی ہوئی آیک طرف آکر ٹھہری صرصر ایک کنیز کی شکل بنی ہوئی آئی بہار کا ہاتھ تھام لیا کہا مین کچھ عرض

کروگی بہار نے دیکھا یاسمن میری کنیز ہی کہا ہوا یاسمن کیا کہوگی کیا کہنے سُننے کا وقت ہی موت قریب جرأت سے بے نصیب آقاجان دینے پر آمادہ بدعت افراسیاب زیادہ عرض کی ذرا حضور کنارے آئین ملکہ بہار کنارے گئی صرصر ہاتھ جوڑ کر قدمون پر گر پڑی کہا حضور مین ہون صرصر ملکہ حیرت آپکی بہن نے بھیجا ہی فرمایا ہی مین نے تیری خطا معاف کی اپنی جوانی پر رحم کر میرے پاس چلی آ آخر کہانتک بھاگوگی یہ عفریت اسیطرح تابہ کوہ عقیق جائیگا جہان ایک بھی دشمن ہوگا اسی طرح اسکو کھائیگا آج افراسیاب کسیکا پاس نکریگا ہمیشہ تمہارے واسطے روتا تھا آج کہتا ہی پہلے بہار ہی کو کھلوا لونگا علاوہ ازین ملکہ انصاف تو کیجیے آپنے تو بڑی بڑی بدعت کی آج بھی ہاتھ سے گلشن کے باغ لشکر افراسیاب پامال کرایا یہی رنگ دیکھکر یاقوت کو زیادہ غصہ آیا صرصر نے بہت طراری فراری کے ساتھ ملکہ بہار کو سمجھایا بہار نے غصے مین جواب دیا کیون بی صرصر مجھکو راہ راست سے بھٹکاتی ہی جہنم کی راہ بتاتی ہی بواسے کہنا تمھین سلطنت مبارک اب ہم چین سے گوشۂ قبر مین آرام کرینگے تم سلطنت کرو بقول شاعر نظم موافق مضمون مقام ہذا

صد شکر بجھ گئی تری تلوار کی ہوس
تا حشر ترے سایۂ دیوار کی ہوس
رضوان کہان یہ خلد و ارم لو رمین کہان
رہنے بھی دے جو خانۂ خمار کی ہوس
مانع ہی ضبط چرخ پھُنکے کیونکر اپنی جلا

قاتل یہی تھی تیرے گنہگار کی ہوس
سو بار آئے غش ارنی ہی کہونگا مین
لائی تھی کھلکے کوچۂ دلدار کی ہوس
صیاد جب قفس سے نکالا تھا بہر ذبح
کسطرح نکلے آہ شرربار کی ہوس

مرُدے کو بھی مزار مین لینے نہ دیگی چین
ہوسی نہین کہ پھر ہو نہ دیدار کی ہوس
مسجد مین اعتکاف کی نیت تو ہی مگر
پوچھی تو ہوتی مرغ گرفتار کی ہوس

ای صرصر کہدینا کہ ہمشیرہ ہمارے قتل سے تمھارا دل ٹھنڈا ہوا ہمارے دلون مین ارمان رہے تمھاری تو ہوس پوری ہوئی ہماری بہن ہوا اتنا کرنا بہار کی قبر پر چار پھول چڑھاتا کبھی کبھی مزار غریبان پر آنا جو ہمارے دفن و کفن کرنیوالے ہین وہ تو سب ایک ہی مقام پر سوئینگے بعد شکم دیو آدم خوار مین پیر پھیلا کر سوئینگے مگر ای صرصر کہدینا کہ ای حیرت یہ خون ہم یزدان پرستونکا بالا بالا انجائیگا یہ خون ضرور ایک دن رنگ لائیگا جسوقت قتل کی خبر ہمارے آقاے نامور صاحبقران زمان کو پہونچے گی میرا تاجدار عالی وقار سعد شہریار اس جادہ خشم سے آئیگا کہ تمھین بھاگنے کا رستہ نہ ملیگا ای صرصر تو یہ احسان کرنا ایک مقام پر ہماری قبر کا نشان بنا دینا مین تجھکو سمجھاتی ہون اس حیلے سے اپنی جان بچا لینا بادشاہ کو ہماری قبر کا پتہ بتانا کہنا

اے حضور یہ نشان قبر کشتۂ حسرت ہے پاس ہی بیان فاتحہ پڑھیے قبر سے فوراً آواز آئیگی فرد اے شہسوار گور غریبان یہ آنکل ٭ اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین ٭ اگر اُنھون نے قبر پر ہاتھ رکھدیا روح تڑپ جائیگی وہ آہ کرون کہ تختے قبر کے جلین روح پروانہ بنکر گرد شمع جمال شہریار پھرے اُنکو جب بھی پروانہ ہوگی اس سوز و گداز سے بہار نے اس مضمون دل خراش کو ادا کیا صرصر بے اختیار رونے لگی کہا حضور بس ان کلمات حسرت آیات کے سننے کی قلب مین طاقت نہین مین اس وقت دل سے دعا کرتی ہون کہ اس بلا کو پروردگار آپ کے سر سے دفع کرے دعائین دیکر صرصر تو چلی گئی بہار اب مجمع عام مین آئی دیکھا قیامت برپا ہے سب سردار اسد کو لپٹے ہوے رو رہے ہین یہی سمجھاتے ہین کہ اے شہریار بڑہ چلیے لعل سخندان بھی عقاب بنی ہوئی آئی زمین پر گر کر بصورت اصلی بنی یہ ہنگامہ دیکھکر قدمون سے اسد کے لپٹ گئی کہا اے شہریار واسطے خدا کے جلد بھاگیے عفریت طلسمی آتا ہے راہ مین کچھ فوج رہگئی تھی انکو ملکار ہا ہے سرکشی دکھا رہا ہے افراسیاب یہان سے دس کوس پر ہے نوبت نقارے بجاتا ہوا آتا ہے بی یاقوت و اخضر فوج مشعل آج تو لکھو ور لکھو دیہاتی قریاتی بھی شریک ہین جس قریہ کی طرف سے گذرتا ہے وہان کا ناظم حاکم نذر لیکر آتا ہے لاکھون عوتین کھاتے ہوے آتے ہین راہ مین بھی مین نے بڑے بڑے سحر کیے اُس خونخوار پر تاثیر نہین ہوتی زخم نہین جسم پر پڑتا ایسے ایسے گولے مین نے مارے کہ اگر پہاڑ پر لگاتی تیھرون کے پرزے اُڑا دیتی اس ملعون پر کچھ اثر نہوا ناچار عقاب بنکر بھاگی اتنا تو ہوسکا کہ نکل آئی آپ کا اگر سامنا ہوگیا قدم اُٹھانا مشکل ہوگا اسد نے کہا کیون اے لعل یہ شاہزادیان ملکہ مہ جبین الماس پوش و ملکہ لالان خونقبا شوکت و جلال و حسن و جمال مین یکتا پا برہنہ بھاگی بھاگی پھرین مین آنکھون سے دیکھون کاشکے مین نابینا پیدا ہوتا اپنی آنکھون سے یہ حال پُر ملال نہ دیکھتا یہ شعر بالکل میرے حال کے موافق ہے فرد چہ خوش بودے اگر مادر نزادے ٭ بجاے شیر مادر زہر دادے ٭ اب اسوقت تو یہ حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے فرد ہوتے شدہ ام ز ناتوانی ٭ سو بر تن من کند گرانی ٭ رگ ہاے جسم چھریان ہنگئین آہ بھی تاثیر نہین دکھاتی آہ شرر ریز کھینچون جل کر خاک ہوجاؤن اس کشاکش سے مہلت پاؤن لیکن ایسا سخت جان ہون بقول شاعر نظم موافق مضمون ہذا

یہ کیسے غم ہوے خانہ باغ یار مین ہم ٭ تمام رات رہے اپنے انتظار مین ہم

کہ چار پھولون کو ترسا کیے مزار مین ہم ٭ بیان کیجیے کیا لطف آخر شب وصل

نشہ آگئے ہوش مین تا صبح وصل یار مین ہم ٭ عجب سرور اُٹھایا کیے خمار مین ہم

بہت بناؤ نہ بیخود ہمین خدا کے لیے
وہ ذرے ہین کہ نہ اُٹھکر ملے غبار مین ہم
برابر آنسوؤن کا ضبط سے تقاضا ہے
پڑے ہین چپکے خدا جانے کس شمار مین ہم
ذبیح جسکا تماشا نگاہ یار کو دے
کمی نہ کیجیے حاضر ہین احتضار مین ہم
اسیر آکے ہوے سارے ہمصفیر جلال
نہین ہین نہ تمھارے بھی اختیار مین ہم
دعا وصال کی مانگی کہ وصل کی شب ہجر
بہت کھٹکتے ہین اب چشم اشکبار مین ہم
جنون ہی خار کو گل سے سوا کہ اک اک سے
وہ داغ ڈھونڈھتے ہین جسم داغدار مین ہم
ہمارے سینے کے پتھر کو دل کی بیتابی
قفس کو خوب ہلاتے ہین موسم بہار مین ہم
فلک نے قافلے سے راہ بھر جدا رکھا
پکارے کیا نہین معلوم اضطرار مین ہم
خیال نزع مین روز حساب کا کیسا
الجھتے دیکھتے ہین بیٹھے بار مین ہم
جو امتحان ہو باقی کوئی تو دیکھے مرین
ذرا ہٹا دے کہ کروٹ تو لین مزار مین ہم
اسد کی ضد پہ سب اقرار رو رہے ہے

ہین کوئی قدمون سے لپٹا ہی کوئی گرد پھرتا ہی کوئی کہتا ہی ہاے اس جوان کا شباب کوئی کہتا ہی ہاے جرات مین لاجواب ہاے یہ تصویر اب آنکھون سے چھپ جائیگی اگر ما در زمانہ ہزار سال چرخ مارے گی ایسا فرزند نرینہ ممکن نہو گا مان باپ کی کیا حالت ہوگی یہ ذکر تھا کہ عمرو و چالاک و برق و جانسوز و ضرغام و قران چھون عیار بیقرار اشکبار لباس تار تار گرد مین اٹے ہوئے لباس پھٹے ہوے بھاگتے ہوے آکر پہونچے ملکہ چھون نے بڑھ کر خواجہ سے پوچھا کیون ای شہنشاہ ادج عیاری آپ نے محبوب کو رہا کیا ابتک کیون نہین پہونچی کیا راہ مین پھر کسی بلا مین پھنس گئی عمرو نے کہا ہمنے تو لشکر کو بڑے اوج پر چھوڑا نہین معلوم کیا سبب ہوا مخمور بھی انکے ساتھ ہی دونون عاقل کامل ہر کس و ناکس انکو روک نہین سکتا مہرخ نے خواجہ سے اشارہ کیا اسد کو بیہوش کر کے زنبیل مین رکھ لیجیے اگر مزاج مین آئے تو انکی کنیز قدیم مہ جبین کو بھی بچائیے ان دونون کو لیکر نکل جائیے عمرو نے کہا ای مہرخ یہ کچھ بڑی بات نہین ہی لیکن اسد جب ہوشیار ہوگا دیوانہ مزاج جاہلون کے سرکا تاج کسی کی نہ سنیگا اپنے ہاتھ سے اپنے کو ذبح کر ڈالیگا میرے آقا کے مزاج کے بھی خلاف ہوگا وہ خود فرمائینگے کہ زنبیل اسواسطے نہین ہی کہ بروقت مصیبت ہر ایک کو اسمین بند کر کے لے بھاگا پابند مشیت پروردگار رہو یہ باتین تھین کہ دس کوس سے عفریت طلسمی کا سر معلوم ہوا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ایک برج کلان ظاہر ہوا اسی جانب چلا آتا ہی ہلہلا ہوا ای خواجہ سردارون کو بھگاؤ وہ عفریت طلسم دکھلائی دیا سب سے زیادہ یہ خرابی ہی بسبب اسد نامدار و مہرخ عالیوقار سب اسی مقام پر جمع ہوگئے ہین ہر ان و اختر بھی اسی مقام پر ہین سب کو یہی خیال ہی کہ اسد ہٹین تو ہم بھی بھاگین اسد نے اور یہ غضب کیا عفریت ابھی دس کوس پر ہی ہی اُس خود سر کا ظاہر ہوا عمرو

نے کلاہ سر سے آتاری کہا یاروا پنے معبود سے دعا کرو دافع البلیات سامع الدعوات کے نزدیک یہ کیا بلا ہی گویا سب سونے سے جاگے تاج سبھون نے سر سے آتار بیقرار ہو کر سب پکار اٹھے پروردگار اس بلا کو دفع کر اب بھاگ کر کہان جائین کیونکر جان بچائین نظم

خداوندا سن نا یافتہ راہ
تماشائی سرور پیچ و تابی
مہیا درد و رنج و حسرت و آہ
چو شد برباد دیگر نیست باکم
مجرد کو شود از خود برآید
و گر دیوانہ گردم سنگ و زنجیر
تو پندار این ہمہ تشویش دارم
اے خالق کارساز میرے
عصیان کے حجاب سے ہون مضطر

شنیدم از زبان خلق افواہ
غبارے مشت خاکی استخوانے
تمنا آرزوہاے جگرگاہ
میان جان و جانان تن حجاب است
بہ خلوت گاہ روحانی درآید
ندانم راہ خلوت خانہ یار
عجب ہنگامۂ در پیش دارم
اے مالک بے نیاز میرے
عصیان کے حجاب سے نغر دے

بہشتی دوزخی اجری عذابی
کجا یابد ازین عالم نشانے
نشانے تا بود از مشت خاکم
ازان رو روح دایم در عذاب است
اگر فرزانہ ماتم فکر و تدبیر
ندانم در حریم جا جنبش راہ
اشعار دیگر مصنف
مجھ عاجز و خستہ کی مدد کر
دامن گل آرزو سے بھر دے

بیقرار ہو کر سب نے دعا کی وقت خضوع و خشوع جان کا خوف آبرو کا خیال ایک کو دوسرے کا ملال اسب تاجداران جلیل مذہب حق کے کفیل تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا جیسے ہی عفریت طلسمی سامنے آیا آسمان سے نعرہ ہوا منم کوکب روشن ضمیر نور افشان باتوقیر جیسے ہی نور افشان نے ان سبھون کو دیکھا لکار کر آواز دی خواجہ تمھاری عقل سے بعید ہی یہ ملعون عفریت پلید ہی ہم بھی غیرت مین جان دینے آئے ہین صرف اس خیال سے کہ اگر ہم زندہ رہے تمام عالم یہ کہیگا بڑے بے غیرت ہین طلسم کشا کو کھوا دیا ایسے کچھ نہو سکا واے ذلت و رسوائی آپ بھاگ جائیے سب سردارون کو لیکر نکل جائیے مار تو ہم اسکو کیا سکینگے گھڑی دو گھڑی اسی مقام پر روک لینگے دور سے ہماری جانبازی کا تماشا بھی دیکھیے ہر چند کہ اسکے ہاتھ سے بھاگ کر کہان جاؤگے پانچ کوس پر جسکا ایک قدم پڑتا ہی خدا صاحبقران زمان کے لشکر کو اس عفریت کے ہاتھ سے بچائے آپ سب صاحب بھاگے ہوئے جائیے دور و نزدیک اپنے کو وہان پہونچائیے صاحبقران سے اطلاع کیجیے تمام تحفجات پیغمبران اپنے جسم پر آراستہ کرین اسم اعظم بھی دمبدم پڑھین بارگاہ سلیمانی کے اندر بیٹھین یہ سب تاکہ جب ایک مقام پر ہون شاید بہ برکت اسم اعظم الٰہی اس بلا کا باعث تباہی ہوا نہ ہم سکے ٹلتے

سے بالکل نا امید ہین عمرو نے اسد سے کہا بیٹا یہ تمھارا خیر خواہ رازدار طلسم ہوش ربا و رازدار طلسم نور افشان
کہن سال صاحب اقبال اگر اسکا قدم نہوتا تاریک شکل کش نہ قتل ہوتی دیکھیے تو کہ دونون کے چہرون کا
کیا حال ہے رنگ و متغیر متردد متحیر ہوش و حواس پراگندہ کوکب نے کبھی جھولی گلے مین نہ ڈالی تھی آج جھولی بھی ساتھ
لایا ہے نور افشان برائے حفاظت ہمراہ آیا ہے اسد نے کہا مین قدم نہ ہٹاؤنگا سیرے دل کا حوصلہ نکلجاتے
انشاء اللہ اسکو چیر کر پھینکدونگا یہ کہکر چاہا مرکب کو بڑھائین لعل سخندان رکاب سے لپٹ گئی سحر کیا گھوڑا اسد کا
بدلگامی کرنے لگا چند قدم پیچھے ہٹا تھا کہ اسد نے تلوار کھینچکر گلے پر رکھی کہا ملکہ اتبو سحر کرو ایک قدم اگر گھوڑا پیچھے
ہٹے گا بسر جسم سے جدا کردونگا یہی زمین ہمارا مقتل و مشہد ہے ہمکو اب جان دینے مین کد ہے یہ ہنگامہ ہے کہ افراسیاب
و یاقوت سخندان و اخضر بے ایمان آگے بڑھے ہوئے پشت پر لشکر بے حساب یاقوت پکارتی ہوئی ای
عفریت خونخوار یہ عمدہ دسترخوان سامنے چنا ہوا ہے ہمنے تمھاری دعوت کا سامان کیا ہے نوش کر و کلمہ گرم ہو
تم تو ہمیشہ سے بیشرم ہو سامری جمشید نے اسیواسطے تمکو پیدا کیا دیو نے چنگل اٹھایا چاہا سو دوسو کو اٹھالو
کہ اتنے مین کوکب نے لپٹ کر تیغہ مارا کلائی پر تیغہ برق تاب پڑا چھناٹے کی آواز آئی جیسے گھڑیال پر گرہ
پڑتی ہے کلائی پر اس بیحیا کی خط بھی نہ پڑا نور افشان نے گرتے گرتے گولہ مارا اُس گولے نے اتنا کام کیا کہ وہ
پہاڑ پانچ قدم پیچھے ہٹ گیا پھر جھٹپٹکر بڑھا اب نور افشان نے یہی اختیار کیا جب عفریت طلسمی بڑھا جھٹکے
گولا مارا پانچ قدم پیچھے ہٹا دیا کوکب نے یاقوت کو للکارا کہ او نالائق خود نہین آگے بڑھتی اسی کے بھروسے پر
گھر سے آئی ہے نور افشان نے افراسیاب کو ڈانٹا آواز دی او افراسیاب آج تو میرے تیرے دو چار سحر طلین
کچھ ہمنے اٹھین دیکھنے والے کہین یہ کون سے سحر ہین تیرے گھر مین تو کتب خانہ جمشیدی ہے مین علم سفیہ رکھتا
ہون بڑا ہیرے تیرے فرق ہے تیرے نگہبان محافظ موجود ہین نانی والا دادی والا ہمارا تکیہ پروردگار ہے جو
دنیا مین مددگار ہمارا اسد نامور ہے یہ نہوگا کہ اپنے سامنے مین ایک سپاہی کو بھی ضایع ہونے دون پہلے مجھکو
کھاے تب عفریت آگے بڑھے افراسیاب نے غصے مین قصد کیا کہ نور افشان پر جا پڑے دن آج اسی ٹکڑے سے
سر سیدان لڑے دن حیرت نے دامن تھام لیا یاقوت نے بھی منع کیا کہ ای شہنشاہ جہالت سے کیا فائدہ یہ
عفریت نور افشان ایسے ہزار کو کھالیگا دو چار سحر کائنات کر کے عاجز ہوجائیگا یہ گولے عفریت کا کیا
کر سکتے ہین اُسکے جسم پر خط بھی نہ پڑیگا خود عاجز ہو کر بھاگیگا دیکھیے اب مین عفریت کو گرفتار کراتی ہون یہ کہکر
یاقوت نے آگے بڑھ کر ایک دانہ گوہر منہ سے نکالا عفریت کی پشت پر کھینچ مارا آواز دی او بیحیا یہ دونون کیا چیز ہے

رشتے دار ہین اُٹھ کے کھا جا اب گرباکر عفریت طلسمی طرف نور افشان و کوکب کے چلا اُسوقت نور افشان جادو نے
جیب سے ایک گولہ فولاد کا نکالا زبان کاٹکر اپنا خون ڈالا پھینک کر زمین پر مارا زمین سے ایک اژدہا سیاہ منہ کو مثل
قعر بلا کے کھولے ہوے طرف عفریت طلسمی کے چلا نور افشان نے پھر مہلت پائی پلٹ کر آواز دی خواجہ لبستن
خلتے کا سحر ہی تھوڑی دور نکل جانے کی مہلت ہی اسکو غنیمت جانیے برائے خدا نکل جائیے اب ٹھہرنا مناسب
نہین دیکھا سب نے اُس اژدر سیاہ نے عفریت پر جاکر چرخ دیکر دم ماری سڑاکے کی آواز ہوئی عفریت
کی پشت پر نشان بن گیا مثل بید تھرایا اب اژدر نے منہ کھول کر قصد کیا دہن مین عفریت کو نگل جاوے
یاقوت نے آواز دی ارے موذی رسن سحر سے ڈرتا ہی یہ بھی تیرا ایک لقمہ ہی بس عفریت نے دونون گلے
اژدر کے تھام لیے یا سامری کہکر چیر پھاڑ ڈالا گوشت اُسکا مزے سے کھانے لگا دونون ٹکڑون کے دو لقمے
تھے انکو کھا کر ایک ڈکار لی اب پھر طرف نور افشان و کوکب کے چلا کوکب نور افشان نے عفریت پر آگ
برسائی لکہ ہاے ابر سیاہ سحر سے بناکر عفریت پر گرائے ہر مرتبہ ابر دھوان دھار مین عفریت چھپ جاتا تھا
ہر مرتبہ یا سامری کا نعرہ کرکے مثل کوہ اُس ابر سیاہ سے نکلتا تھا آگ سے سوے جسم بھی نہ جلتا تھا جب
نور افشان نے آگ برسائی تمام جسم اپنا غربال کرکے خون پھینک مارا عفریت کے جسم پر کچھ دھبے پڑگئے اُسکا
کچھ نقصان نہوا اُسیطرح جوشان وخروشان کھیلنگین لگاتا تھا اگر چنگل پڑگیا دس بیس آدمی ہاتھ مین آئے
اُنکا پھنکا مار لیا نور افشان و کوکب اپنے کو بچاتے ہین و سیدم غل مچاتے ہین ای اسد نامدار ای مہرخ عالیمقدار
اے پروردگار بھاگو جہانتک ہو سکے نکل جاؤ ورنہ ہم اپنی جان دینگے اب ہمارے سحر کا اختتام ہی اس سینہ
کرنیکا بدانجام ہی اب جو نور افشان نے یہ کہا جب دیکھا یہ لوگ نہین بھاگتے اسد کے ساتھ جمے کھڑے
ہین ہر کسی کی یہی آرزو ہی کہ پہلے ہم جان دین بہار و رعد و برق و لعل سخندان وغیرہ سب اپنے اپنے
سحر کا امتحان کر رہے ہین دریاے سحر بہائے انکو وہ پیے جاتا ہی ہر سحر مین سرکشی دکھاتا ہی باغبان نے
دوڑ کر تلوار اپنے گلے پر رکھی اسد کو گود مین اُٹھایا کہا جو حضور میرا کہنا نمانین گے پہلے اپنا سر قدم پر نثار کردونگا
مجھے اپنی جان کا خیال نہین ہی جب اسد کو لیکر باغبان بھاگا سب ساحر الامان الامان کہتے ہوے عقب مین
اسد کے بھاگے نور افشان و کوکب قدم قدم پیچھے ہٹتے ہین سحر اپنا کیے جاتے ہین جسم نور افشان بالکل
غربال کوکب کا عجیب حال چہرہ اُداس عالم یاس بدحواس ہوش پراگندہ روتے پیٹتے چلے آتے ہین یاقوت
نے عفریت کو اور للکار دیا یہ اُسی طرح کھاتا پیتا چلا آتا ہی کبھی چند ساعت سحر نور افشان سے

رک جاتا ہی چند قدم رُکا پھر بڑھا تمام لشکر اسلام پامال ہوگیا تیسرا دن ہی بھاگتے ہوئے حدت نیر اعظم پاؤن سے آبلہ دار بقرار اشکبار حیران پریشان نوبت بجان رسید کار رہا خوان اسد نے دیکھا باغبان مجھکو نہین چھوڑتا ہی تڑپ کے اُسکی گود سے اپنے کو گرایا گرتے گرتے سر سجدے مین رکھا ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکار اُٹھے اے کارساز عالم اے رب کریم اب تو مصیبت نہین اُٹھائی جاتی ملک الموت کو حکم دے با آبرو ہماری قبض ارواح کرے یا اس بلاکو دفع کر دے اُسی مقام پر ٹھہر گئے اب ملحوظ خاطر ہو کہ افراسیاب وغیرہ تو پیچھے رہگئے یا قوت کہ رہی ہی نور افشان و کوکب کو عفریت نے دکھایا ہوگا ایکی مرتبہ مین نے بہت زور دیدیا ہی یہان اسد نے سربسجود اپنے معبود سے بلک کر دعا کی یارب بچالے اس بلا سے نجات دے تیری صفت ہم کیا کر سکتے ہین مشت خاک قطرۂ منجمد اعصاب بے حرکت وحس تو نے آفتاب عالمتاب کو شہنشاہ روز کیا ماہتابان کو تو نے نور دیا ستارون سے آسمان کو زینت دی نظم موافق مضمون مقام نظم

قصب باف عروسان بہاری قیام آموز سرو جویباری بلندی بخش ہر ہمت بلندی
بہ پستی افگن ہر خود پسندے گنہ آمرز رندان قدح خوار بہ طاعت گیرہ پیران رہ کار
انیس خلوت شب زندہ داران رفیق روز در محنت گذاران سوائے تیرے کون مشکل کا آسان

کرنیوالا ہی اس حقیر و ذلیل کو بچپن سے تو نے مہد ناز و نعم مین پالا ہی تیرے در دولت کے خدمتگزار کا نواسا ہون جس نے ہمیشہ راہ خدا مین جہاد کیا حرمت حرم اُنکے دم سے قرار دیگئی یہودیون نے اکثر قصد کیا خانہ کعبہ کو گرا دین تیرے مکان کی حرمت مٹا دین میرے جد نے بہ جد و کد رئیسان خانہ کعبہ کی مدد کی سینہ اپنا سپر کیا اُنکو بھگایا تو نے آبرو عطا فرمائی اب یہ غلام ذلیل ہوکر مرتا ہی بزرگون کا نام مٹا فرار پر قرار کیا تیری رحیمی کو بھولا ساحرون نے مجھکو ذلیل کرایا دشمن کے آگے سے بھگایا اب تیری ذات پر تکیہ ہی اس مقام سے قدم نہ ہٹاؤنگا جب تک بلا نہ دفع ہوگی سر سجدے سے نہ اُٹھاؤن گا یکایک کوکب و نور افشان بھاگے ہوئے پہونچے دیکھا ایک صحرائے ہول خیز مین پھر آکر سب ٹھہرے اسد سجدے مین مشغول ہی ہر خرد و کلان ملول ہی عمرو پچھاڑین کھا رہا ہی نور افشان نے پکار کر کہا خواجہ عفریت آتا ہی جسنے تمام جسم کا خون صرف کیا اگر قلعۂ آہن ہوتا ٹکڑے اُڑ جاتا مگر اس بیچارے پر تاثیر نہین ہوتی یہ کہکر دونون رُکے کوکب و نور افشان نے قصد کیا ایک برج بنائین اُسمین سرداران باقی ماندہ کو چھپائین عمرو نے آواز دی ای نور افشان اسد کے مقدمے مین ذلیل ہوا اسوقت وہ خضوع و خشوع سے اپنے معبود کے گریہ و زاری کر رہا ہی

ہی کہ دعا قبول ہو سعادت حصول ہو دفعتہً دیکھا کہ صحرا سے گرد غبار بلند ہوا گرد عظیم اٹھی عمرو نے پلٹ کے
دیکھا تخت پر ملکہ محبوب کاکل کشا پہلو مین مخمور سرخ چشم پشت پر لشکر ظفر اثر جیسے ہی محبوب نے یہ ہیر کر
دیکھا تڑپ کر سامنے لشکر کے آئی پکار کر آواز دی یار دیکیا معرکہ ہی ملکہ جیجون نے بڑھ کر گریبان چاک کیا کہا
ہی ملکہ تم آگئین ایک نگاہ لشکر کو دیکھ لو یہ باغ بجز ان مٹتا ہی نہ گل ہین نہ بوٹے لاکھون بندگان خدا کو
عفریت کھا گیا وہ دیکھو آتا ہی یہ سنتے ہی ملکہ محبوب کاکل کشا خاموش ہوگئی نور افشان جادو نے
جو محبوب کو دیکھا کلیجہ تھام لیا پکار کر آواز دی ای محبوب میرے پاس آ پڑے وقت پر تو آئی دنیا عجب مقام ہی
تصور کر کے دیکھ لے بقول سعدی فرد ہر کہ آمد عمارت نو ساخت ؛ رفت و منزل بدیگرے پرداخت ؛
یہ دنیا اپنے مقام پر قائم ہی طالب اسکا ہمیشہ خراب و خستہ رہتا ہی جفائین دنیا کی سہتا ہی تجھکو یاد ہوگا کہ
احوال مربع نشین نے ظاہر اہین سب کے جان دی باطن مین حیات جاوید پائی باغ ہاے بہشت کی سیر کرتا
ہوگا بڑے بڑے شاہان جلیل اسکے مرتبے پر رشک کرتے ہونگے اس مرنے پر بڑے بڑے مرتے ہونگے
یہ مرتبہ اسکے واسطے نصیب ہو جو رحمت خدا سے قریب ہو تجھکو القاب ساحری یاد ہی سواے تیرے اس لشکر مین
یہ مرتبہ کسیکا نہین ہی کتبہاے پارینہ مین مرقوم ہی تجھکو بھی یہ حال نجوبی معلوم ہی ستارہ شناسان قدیم نے تحریر
کیا ہی اس تحریر دلپذیر کو بہت طول دیا ہی کہ اگر عفریت طلسمی حجرۂ بلاے نیجم سے نکل آئے بندگان خدا کو کھا جانیکا
قصد کرے جو حسین مہ جبین کم سن ہو خوبصورت نیک سیرت القاب ساحری ورد زبان کرکے اپنا گلا کاٹے
دل و گردے اپنے عفریت طلسمی کو کھلا دے تب وہ لشکر حریف پر پلٹے گا اسی طرح لشکر کو کھائیگا یہی آفت
لشکر دشمن پر بھی ہوگی اسکا بھی خاتمہ ہو جائیگا بادشاہ ہوش ربا شکست فاش کھائیگا ای محبوب یہ وقت
جرأت ہی صورت زیست تا روز قیامت ہی جو پیدا ہوا ضرور ایک دن مریگا کوئی تا قیامت زندہ نہ رہیگا آخر
فنا آخر فنا اس امر سے نیکنامی تا روز قیامت رہیگی تھوڑی سی جفا سہیگی اشعار موافق مضمون مقام نظم

چار دن دیکھ لے تو لطف گلستان جہان
کیسے کیسے گل خندان ہوے آنکھو سے نہان
فلک تفرقہ پرداز کی کج بازی سے
رات دن پیش نظر ہین وہ لب و چشم و دہان
ہے ہر ایک رہگذر مین تن آغشتہ بخاک

پھر نواسنجی مرغان خوش آہنگ کہان
جنسے اکدم کی جدائی نہ گوارا تھی ہمین
وہ جدا ہوگئے فرقت کا نہ تھا جنکی گمان
حیف وہ لب جو نہ خالی تھے تبسم سے کبھی
نہ وہ ہے ناوک مژگان نہ وہ ابرو کی کمان

یاد کر جیسے تو پیدا ہوا کیا کیا دیکھا
ایسے بچھڑے کہ نہین صفحہ ہستی پہ نشان
سامنے چشم تصور کے ہین وہ تصویرین
مسکراہٹ کا اب تار نہین انپہ عیان
نہ کسی خیر کی پروا نہ وہ شوخی نہ وہ ناز

نہ وہ تہہ خانہ کسی کے لیے فریاد و فغان	کبھی ہو جاتی تھی گل شمع تو گھبراتے تھے	ہائے کیا قبر کی تاریکی میں ہوگا خفقان
یہ جہان پرتو خورشید نہ تحریک صبا	نہ جہان اختر تابندہ نہ ماہ تابان	نہ غم شادی دنیا نہ تمیز بد و نیک
بستر نرم کی خواہش نہ تلاش لب نان	کوئی مونس نہیں ہمدم نہیں ہمراز نہیں	طاقت نطق کہان سانس بھی در نہیں

یہ سنکر ملکہ محبوب کاکل کشا نے ایک انگڑائی لی پکار کر آواز دی اے شاہ والا نژاد یہ کنیز خوب سمجھتی ہے اسوقت آپنے دیدۂ دل روشن کر دیا کب تک دنیا مین آرام و چین اٹھاؤنگی مین خوب سمجھتی ہون دنیا بالکل ناپائدار ہے اسکی خواہش کرنیوالا ہمیشہ ذلیل و خوار ہے لونڈی حاضر ہے ابھی جان دیتی ہون لیکن اسد نامدار کو پکار کر کہا اے شہریار اٹھیے آپکی دعا قبول ہوئی وقت حل مشکل قریب آیا ایک ماہ پیکر جان دیتی ہے مثال حور مربع نشین حیات جاودان کی خواہان ہے اسد غازی نے گھبرا کر سجدے سے سر اٹھایا اسکی نگاہ جمال بمثال محبوب کاکل کشا پر پڑی دیکھا ایک حور طلعت کمسن محبوب مرغوب مطلوب اعضا چالاک و چست پیشانی بدر آسمان کمال ابرو رشک کمان دیا بصورت ہلال عارض انور ماہتابان دہن غنچہ نگل زلفین عنبرین رشک سنبل قد موزون سرو لب جو سلسے روتی ہے اسوقت سب سرداروں کے کلیجے پھٹ گئے سر آن واختر پچھاڑین کھاتی تھین ہر ایک کا یہی قول تھا ہم اپنی جان اسپر نثار کرین لیکن محبوب کاکل کشا مردانہ وار بیتاب نہ بیقرار خوشی مین جان دینے کی جہپو گلنار سامنے اسد نامدار کے آئی گرد پھری تصدق ہوئی کہا اے شہریار یہ لونڈی نثار ہوتی ہے جان دینے کے خیال مین نہین روتی ہے اعمال گذشتہ کا بڑا خیال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے خدا حضور کا انجام بخیر کرے تا دور گردش گردون دون آپ کا گرہ و سکہ جاری رہے کنیزون کو سرفراز کیجیے گا میرے جنازے کو کاندھا دیجیے گا قبر پہ فاتحہ پڑھیے گا یہ سب سردار جنازے کے ساتھ ہونگے یہی کنیز کی شادی ہے خانہ آبادی ہے کہ ملکہ و ملکہ زادگان خدا پر نثار ہوتی ہون اسد غازی نے یہ کلمات حسرت آیات سنکر تلوار کھینچ کر اپنے گلے رکھ لی کہا اے نور افشان ان قواعد طلسمی مین آگ لگے سبکا مین افسر ہون اگر مین اپنی جان دون تو زیبا و سزاوار ہے قافلہ سالار کو چاہیے اپنے کاروان سے آگے رہے اپنے ساتھ والون کے واسطے جفا سہے یہ کیسا ستم ہے کہ عذار ماہر خسار اپنی جان دیتی ہے نور افشان نے کہا اے شہریار بانیان طلسم جو قاعدہ مقرر کر گئے اسکی تبدیلی غیر ممکن اگر حضور اپنی جان دینگے بالکل بیکار عفریت طلسمی اور زیادہ زور پکڑیگا علاوہ لشکر حضور کے یہ بلا تا کوہ عقیق جائیگی گلزار ابراہیمی پر خزان آئیگی اسم اعظم صاحبقران نہ پڑھ سکین گے

یہ بھیجا پہونچتے پہونچتے اسم اعظم صاحبقرانی بند کریگا سارے لشکر کو شکست دیگا وہ غازیان دین دار
و مجاہدان تہور شعار قدم ہٹانا کیا جانین تلوارین کھینچکر اس پر جا پڑین گے دیو سمجھکر لڑین گے ایک جنگل مین
یہ اپنا کام کریگا تمام عالم آپکو بدنام کریگا کہ خوب طلسم کشائی کو گئے اپنی بھی جان دی بزرگون کی بھی جان
لی وہان والون نے کچھ انتظام نکیا اس بلاے جانکاہ کو نہ روکا اب اس وقت صبر کیجیے یہ کہکر کوکب و
نور افشان روتے ہوے قریب محبوب آے کہا ای محبوب جسوقت تک ہوش ربا مین عملداری صاحبقران
رہیگی تیرا نام لیکر سب غازی روئین گے تخم وفا تیرا کشت قلب مین بوئین گے شاہزادیان ملکہ گردیہ بانو
و ملکہ مہر گوہر تاجدار و ملکہ رابعہ زر لقت اطلس پوش مادر اسد نامدار و ملکہ زبیدہ شیر گیر یہ سب شاہزادیان
تیرے لیے دعاے نجات کرینگی نذر تیری خانہ کعبہ مین ہوگی اب دیر نکر تیری باتون سے کلیجہ پھٹتا ہی خنجر
بدعت سے گلا کٹتا ہی کار از دست رفتہ تیر از کمان جستہ پھر واپس نہ آئیگا ایسا نہو کوئی اور انقلاب ہو جاے
یاقوت و افراسیاب ابھی دور ہین ظالمون کے قلب کو سرور مین دم بھر مین آجائینگے شاید بانیان
طلسم نے کچھ اور بھی اسکا وقعہ مقرر کیا ہو کچھ نہ بن پڑیگا یہ سنکر محبوب کا گل کشتا بڑھی جیحون بہاو مین
بحران وغیرہ بیٹھتی ہوئین سب شاہزادیون نے ہوے ستگین زلفین عنبرین غم مین محبوب کے کھولدین ایک
سیاہ پوش بحر غم و الم کا جوش محبوب ماہر رخسار نے نیمچہ ہلالی کمر سے کھینچا اپنے ہاتھ سے اپنے گلے پر نیمچہ رکھا
کچھ الفاظ پڑھکر نیمچہ کھینچا ستارہ سحری ٹوٹکر اکر زمین پر گرا جیحون نے بڑھکر خون اسکا اک جام مین لیا
شکم چاک کرکے دل و گردے نکالے تھیلی پر رکھکر طرف عفریت طلسمی کے دوڑی آواز دی و بھیا آدم آیا
دیکھ تو یہ کیا تحفہ ہی تیرے بنانے والون کی یہی ہدایت ہی دل و گردے پر محبوب کے جو عفریت کی نگاہ پڑی
وجد مین آیا دیر تک ناچا خوب کودا جام خون محبوب پی گیا دل گردے کھاکر ڈکار لی ہاتھ باندھکر جیحون
کے سامنے کھڑا ہوا کہا ای ملکہ جیحون جس دن سے پیدا ہوا اس نعمت عظمے کے نام پر شیدا ہوا کیا نعمت
کھلائی کلیجے مین خنکی پہونچی تا روز قیامت پیٹ نہ بھرتا نعمت عظمے سے دل بھر گیا کچھ حکم دیجیے اس غلام
جگر خوار سے کچھ کام لیجیے جیحون نے کہا جسکا تو نے کلیجہ کھایا انکے دشمنون کو جاکر کھاے خوب پیٹ بھرنا
خبردار تامل نکرنا یہ سنکر وہ دیو خونخوار بہت خوب کہکر پلٹا یہان ملک اخضر گوہر پوش سب سے آگے بڑھا ہوا تیرا
بیٹھا ہوا اگرچہ ہزارون غلام ایک طرف یاقوت سخندان خرم و خندان عقب مین افراسیاب بالشتہ
ہر لشکر [illegible] اخضر کہتا ہی کیون ای یاقوت ابھی بہت منزل بین

ں کرتا ہین کو تحقیق کیسا تا بہ خانۂ کعبہ چلنا پڑیگا سامان سفر تو ساتھ تیار ہی اور بارداری کو حکم دو بارگاہین
ہین سفر عظیم ہی یاقوت کتنی ہی جلد چلیے نہین معلوم اتنے عرصے مین عفریت نے کیا کیا نور افشان
دکوکب کو کھائے تب میرے دل کو چین آئے یقین ہی طلسم کشا کو کھا گیا ہوگا یہ ذکر تھا کہ دیکھا سامنے
سے عفریت طلسمی خاموش چلا آتا ہی سر جھکائے ہوے کچھ ہنستا ہوا چہرے سے خوشی آشکار نہ مجبور
نہ ناچار اخضر نے بڑھکر آواز دی او حبیا کہان پلٹ آیا سونٹا آبنوس کا ہاتھ مین تھا لیکر اخضر دوڑے
کہا حبیا نامرد اتنے سونٹے مارونگا کہ ہڈیان ٹوٹ جائینگی دیو کچھ منھ سے نہین بولتا ملک اخضر نے
دوڑ کر ایک سونٹا تڑاک سے مارا کہا جا کر مسلمانون کو اپنی خوراک جانکر کھا جا سونٹا کھا کر دیو نے ایک
چنگل مارا ملک اخضر کی گردن پکڑ کر اٹھا لیا جیسے چھپکلی کو کوئی اٹھاتا ہی یاقوت نے آواز دی
او حبیا کیا کرتا ہی خبردار بے ادبی نہ کرنا یہ ملک اخضر میرا باپ ہی مصاحب سامری خزانہ دار خزانۂ
افسونگری دیو نے کچھ جواب نہ دیا اخضر کو منھ مین رکھ لیا دانتون سے چبا گیا آواز دی تم کہان
جاتی ہو میرے مالک نے مجھے نعمت عظمیٰ کھلائی حکم دیا ہی کہ یاقوت کو بھی کھا جاؤ مین تجھکو نہ چھوڑونگا
اس بے ادب نے مجھکو سونٹا مارا ہم منونہر سامری ہین خداوندی علم لکھے گئے تھے کہ محبوب کا دل و
جگر اگر نصیب ہو کھلانیوالے کی اطاعت کرنا یہ کہکر چنگل بڑھایا یاقوت چیخ مار کر بھاگی عقاب نبکر اڑی
جسکا قدم پانچ کوس پر پڑتا ہو اس سے کوئی کہان بھاگ کر جا سکے ہاتھ بڑھا کر عقاب کی دم لی پھر تو
یاقوت بہت تڑپی پھڑکی پنجے سے ملک الموت کے کیونکر رہائی ہو اسکو بھی اٹھا کر منھ مین ڈال لیا
قضائے کار جسوقت اخضر و یاقوت کو عفریت طلسمی نے کھایا چارون حجرہ ہاے گذشتہ مین تحریر
کر چکا ہون کہ کنیزان سامری متعلق آفات چہاردست ان حجرہ ہاے بلا کے ساتھ زندگی انکی
قرار دی گئی تھی بارہ سو پتلیان تھین جو آفات کو خبر آئندہ و گذشتہ تبلایا کرتی تھین سات سو جل گئی
تھین پانچ سو باقی تھین بی آفات چہاردست بادۂ کبر و نخوت سے مست بر سر کوہ زبرجدی
تخت یاقوتی پر بیٹھی ہوئی پتلیون سے باتین کر رہی تھی جسوقت عفریت نے یاقوت کو کھایا
صداے گیر و دار بلند ہوئی آفات نے ابر تیرہ و تار کو دیکھا کہ آسمان پر اٹھا اس ابر مین رعد کی گرج
برق کی چمک ہزارہا طائران خوش الحان پرون سے سر پیٹتے ہوے آواز دیتے تھے ہاے یاقوت
سخندان تیرا شباب یاد کرین یا رعنائی زیبائی آج سامری و جمشید کا پہلو خالی ہو گیا

اُن پانچ سو تپلیون نے جو طائرون کو سر پیٹتے دیکھا پکار کر آواز دی لو جدہ تمھین شیطان کے سپرد کیا
اب ہم خدمت خداوندین جاتے ہین مدتون تمھاری خدمت کی کچھ پھل نہ پایا لیکن اوراق روزنامچہ
اُٹھا حکم آخر کے چند فقرے لکھے ہے اس سال مین افراسیاب مارا جائیگا شہنشاہ لاچین بادشاہ
سابق طلسم ہوش ربا رہائی پائیگا اب یہ ملک عدالت سے معمور ہوگا دوست پامال دشمنون کو سر
ہوگا مذہب یزدان پرستی رواج پائیگا افراسیاب غارت ہوجائیگا یہ کہکر وہ پانچ سو تپلیان
اُٹھین ان طائرون پر جا پڑین چاہتی تھین انکو پکڑلین لیکن جو تپلی جس طائر کے پاس پہونچی طائر
نے پر کا سایہ ڈالا تپلی جلکر خاک ہوئی تپلیون کو جلا کر طائر نکل گئے اُنھون نے بھی آسمان سے
یہی آواز دی ای آفات چہاردست آج ہمنے بھی قفس سحر یاقوت سے نجات پائی جنگلون کی
سیر کرین گے سامری و جمشید ہم کو قید کر گئے تھے مدتون قید رہے ہے قفس بلا کے ظلم سہاب
طلسم ہوش ربا فتح ہوجائیگا جاکر افراسیاب خانہ خراب کی تو خبر لے تدبیر کر اُس ظالم
کی جان پر بنی ہوگی عفریت طلسمی بگڑ گیا افراسیاب بھاگتا پھرتا ہوگا اسطرح کی خبرین کہکر سب تپلیان
جل گئین آفات سر پیٹتی ہوئی اٹھی کہتی تھی یا سامری جمشید افراسیاب کو آرام نہ ملے جیسا حجرہ
ہائے بلا کو تباہ کرکے میرا شرف کھویا اب اخبار آئندہ و گذشتہ کیونکر پاؤنگی کیسی گھبراؤن کی آفات
چہاردست کا شوہر نیرنگ جادو وزیر کوہ زمرد جلدی لشکر لیے ہوئے آترا تھا ہنگامہ سنکر دوڑا
بالاے کوہ آیا دیکھا تپلیان جلکر خاک ہوئین آفات بیٹھ رہی ہی نیرنگ نے کہا کیون روتی ہو
افراسیاب دیوانہ ہی نالایق نے حجرہ ہاے بلا کھولدیے اپنے طلسم کا شرف خاک مین ملایا نام سے ان
حجرہ ہاے بلا کے رعب طلسم ہوش ربا تھا سب پر حال کھل گیا مشہور ہوا ملکہ مہرخ وغیرہ نے حجرہ ہاے بلا مٹائے
تم جاکر افراسیاب کی خبر لو اگر حقیقت مین عفریت طلسمی بگڑ گیا ہی افراسیاب کو جان بچانا مشکل ہوگی
لیکن ہم تمکو خبر دیتے ہین کہ عفریت طلسمی کو مسلمانون نے بھوگ دیکر پھیرا ہوگا تو جلد جاکر کوہ مقناطیس
پر زور سے محیط جادو کہکر پکارنا اُسکو حکم سامری و جمشید ہی کہ جب بادشاہ طلسم ہوش ربا پر کوئی
بلا نازل ہو اپنا سینہ سپر کرنا طلسم ہوش ربا تمام عجائب و غرائب ہی سامری و جمشید
بڑی مشقت سے اس طلسم کو تیار کر گئے ہین حکماے اشراقین جمع ہوے علم نیرنج و شعبدے سے
ارکین قصور طلسم تیار کیے سالہا سال مشقتین ہوئین پہلے جلد جاکر افراسیاب کو بچاؤ قریب کوہ مقناطیس جادو اگر

خلاف کروگی افراسیاب کو زندہ نہ پاؤگی آفات چہار دست لٹھیا ہاتھ مین لیکر چلی کف منہ سے
جاری آنکھون مین آنسو بھرے ہوے افراسیاب کو کوستی ہوئی یہان جسوقت یاقوت و اخضر کو
عفریت خونخوار کھا گیا اور میدان مین اندھیرا ہو گیا عقب سے جیحون سبز پوش آکر پہونچی اور یہ
للکارا او عفریت احسان کا معاوضہ کیا کیا یہ لشکر افراسیاب سامنے تیری خوراک ہی دو حملون مین
قصہ پاک ہی بڑے بڑے شہرون مین تجھکو لے چلین گے اچھی طرح پیٹ بھرینگے یہ سنتے ہی عفریت نے
لشکر افراسیاب پر چنگل مار اپھینکے ارنے لگا دو دو سو کو مٹھی مین لیکر ڈالتا ہی جب افراسیاب
پر چلا افراسیاب نے آواز دی ای غلامان سامری لینا اس بچیا کو یہ کہتے ہی افراسیاب کے
چالیس تیلے فولادی زمین سے پیدا ہوے عفریت پر پنجے پکڑ کے جا پڑے اسقدر پنجے مارے کہ پنجون
مین دندانے پڑ گئے جسنے پنجہ مارا جھناٹے کی آواز ہوئی پنجہ ٹوٹ گیا تیلے کا جی چھوٹ گیا بھاگا اور
جاکر تیغہ لایا سپر بھر کاہل وہ چالیسون تیلے عفریت سے لڑے بڑے بڑے معرکے پڑے لیکن
عفریت کا کچھ نقصان نہوا کوئی اعضا نہ بگڑا نہ ہاتھ پانون کٹا جوش و خروش بڑھتا جاتا ہی بعد عرصہ
دراز کے تیلے شست ہوے بہ نگاہ حسرت افراسیاب کو دیکھنے لگے افراسیاب نے پھر اپنی
ران پر خنجر مارا چلو مین خون لیکر ان تیلہ ہاے خود سر کو پلایا پھر وہ گرما کر جا پڑے پلٹ پلٹ کے
افراسیاب سے کہتے تھے ای شہنشاہ ہم مجبور و ناچار ہین ہمارا حربہ تاثیر نہین کرتا جان ہماری حاضر
ہی یہ کہکر سامنے عفریت کے گر پڑے عفریت نے انکو بھی اٹھا کر کھا لیا فولاد کو اسطرح
چبایا جسطرح کوئی گوشت کو کھاتا ہی جب یہ تیلے مارے گئے تب افراسیاب گھبرایا پیچھے ہٹا اسقدر
سحر کیے زمین تھرا گئی آسمان سے پہر بھر کامل آگ برسی عفریت اسمین چھپ گیا دھوان سے نکلے
نکلا لشکر پر افراسیاب کے گرا اسی ہزار کو کھا گیا حیرت بھاگی جاتی ہی مصور صورت لگا
ایک جانب گریزان ہوئے ملازم افراسیاب حیران و پریشان ہوے یہ عفریت طلسمی
اسی طرح لشکر کو پامال کر رہا ہی یہان تک ملازمان افراسیاب بھاگے جس راہ کو تین شبانہ روز مین
طی کیا تھا اس راہ کو دو پہر مین طی اور کر کے قدیم پڑاو پر پہونچے عفریت نے وہان بھی پڑنے ندیا
اسی زور و شور سے آپڑا خیمے بارگاہین اکھڑ کر پھینکدین خزانے پر اہل اسلام نے قبضہ کیا وہ مقام بھی
افراسیاب سے چھوٹا بدحواس بھاگا جاتا ہی یکایک آسمان پر برق چمکی آفات چہار دست کا نعرہ آیا

افراسیاب کو جو اس حال پر ملال مین دیکھا پکار کر آواز دی کیون افراسیاب تونے ہمارا کہنا نہ مانا تجربہ بلا کھولے آخر یہ بلا تجھپر نازل ہوئی نہ گھبرانا مین محیط جادو کو لاتی ہون تیرے دادا نے ہدایت کردی محافظ جان بادشاہ طلسم ہوش ربا اُسکا لقب ہی اسوقت مین اگر محافظت نہ کرے تو بڑا غضب ہی لاکھون بندگان سامری پامال ہوے تیری آنکھین نہین کھلی کوہ مقناطیس کا نام نہین جانتا کتاب مین صاف صاف لکھا ہی سو جگہ تونے پڑھا ہوگا محیط جادو رہنے والا کوہ مقناطیس کا خیر خواہ دولت ہوش ربا رازدار خداوندی مین بے مثل و یکتا ہی ساحر جلیل سلطنت کا کفیل چند ساعت اپنے کو بچا مین ابھی لیکر آتی ہون یہ کہکر آفات کڑکی کوہ مقناطیس پر جا کر چمکی اُس پریشانی مین آواز دی ای محیط جادو بادشاہ طلسم ہوش ربا پر وقت پڑا عفریت طلسمی بگڑ گیا یہ کہتے ہی پہاڑ شق ہوا زمین کانپی پہلے کچھ شعلے نکلے بعد چند ساعت اک ساحر غدار بخت ضعیف رنگین بدن کی نکلی ہوئی معلوم ہوتا تھا وہ رنگین نہین ہین ماران سیاہ جسم مین لپٹے ہوے ہین بال سر کے بڑھے ہوے ہین وبال جان حیران و پریشان آواز دی حاضر ہوا کیون ملکہ عالم خیر تو ہی یہ کہتا ہوا آفات کے قریب آیا آفات نے کہا ای محیط جلد چل عفریت طلسمی کو روک محیط نے پوچھا کیا آفت آئی کیا بلا نازل ہوئی کہ افراسیاب کو تسکین قلب نہ حاصل ہوئی کیون جدہ تمنے نہ سمجھایا کہ تجربہ ہاے بلا نہ کھول بلا کے ساتھ بلا نازل ہوتی ہی وہ شہنشاہ ہی تقدیر روتی ہی عمر طلسم تمام ہو چکی اسکا بھی خیال نہ کیا ہم قاعدے کے پابند ہین ای آفات خوب یاد رکھ اب سال نہ گذریگا بہت اچھی بات ہی کہ ہم زوال دولت افراسیاب نہ دیکھین شب کو مین نے اوراق سامری ملاحظہ کیے صاف امین تحریر تھا کہ بدیع الزمان کے ساتھ لاچین بھی چھوٹیگا اپنے دشمنون کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے ماریگا توسن حصار کی بربادی و قتل فیروزہ پوش و بربادی دخان سیاہ رو و قتل زمرد و بربادی کوہ نیلم مجھسے نہ دیکھی جائیگی مین نے ان سبکو خون جگر پلا کر پرورش کیا افراسیاب نمک حرام کا ساتھ دیا جدہ وہ زمانہ مجھے یاد ہی کہ جب افراسیاب نے اس طلسم پر قبضہ کیا اور شہنشاہ لاچین بھاگ کر قلعہ قلم کوہ مین چھپا افراسیاب لشکر کشی کر کے چڑھ گیا آب و دانہ لاچین پر بند کر دیا ہم لاچین کے ساتھ تھے جب فاقے مین دو دو دن گذرتی تھین غصے مین شیر نرہ وہ بہادر نکل آتا تھا ہزارون کو قتل کر کے غلہ لیجاتا تھا جب افراسیاب کا نامہ ہم سبھون کے پاس پہونچا کہ یارو تم سبکو سرفراز کرونگا مین اس حال مین بھی لاچین سے نہین لڑ سکتا جب [illegible] نکل آتا ہی اور نمکحرام کہکر للکارتا ہی مجھے سواے

بھاگنے کے کچھ نہین سوجھتا سب سحر بھول جاتا ہون یہ آپ کا حقیر و شہنشاہ نیلم و توسن و فیروزۂ فیروزہ
پوش و دخان سیاہ رو و زمہر یرچالیس وزیر نمک حرامی پر ایک دل ہوے رات کو سوتے مین لاچین کو
قید کیا زبان مین سوزن دیا صبح کو سامنے افراسیاب کے لیکر آئے افراسیاب نے شہنشاہ لاچین کو
قید کر کے زندان طلسمی مین روانہ کیا وہ ملک توسن جادو کو دیا شہنشاہ توسن خطاب ہوا نیلم کے شہنشاہ
نیلم ہوے ہمکو سلطنت کوہ مقناطیس ملی قواعد مین حفاظت جان شہنشاہ ہوشربا ہمارے نام
لکھی گئی ہے ہمنے اس جفا کو قبول کیا اگر زندہ رہتے ہاتھ سے لاچین کے جفائین سہتے رہا ہوتے ہی لاچین
ان سب پر دست انداز ہوگا مہرخ و بہار و آفت کاران قدیم طلسم کشا کے مشیر و ندیم ایک ایک کا نام
تبائین گی قرقیان ضبطیان جاری ہونگی ایک ایک پر مصیبت ساحران جلبل پر آفت یہ ہمسے نہ دیکھا جاتا
آفات چہاردست نے کہا ای محیط یہ قصے کہانی تو بیان نہ کرو اتنے عرصے مین دہ لاکھ دو لاکھ کو کھا گیا
ہوگا ایسا ہو افراسیاب پر دست انداز ہو محیط نے کہا افراسیاب کو سوا اسد کے کوئی قتل
نہین کر سکتا صاف قواعد مین لکھا ہی کہ طلسم کشا کے گلے مین لوح طلسمی ہو ہاتھ مین مہرۂ طلسمی قبضے مین تیغ
نور افشانی تب افراسیاب قتل ہو اس زمانے مین کوئی افراسیاب کو قتل نہین کر سکتا صاف لکھا ہی
کہ اسد نامدار اُسکا قاتل ہی ستارہ شناسان طلسم کے قول سے جو انکار کرے وہ جاہل ہی یہ کہکر تخت پر سوار
ہوا چوڑا تیغہ ہاتھ مین لیا ایک کتاب بغل مین دبائی اُسوقت پہونچا کہ افراسیاب قریب صحراے ریحان نیم
پہونچا ہی بلکہ ریحان جادو اپنے قلعہ مین بیٹھی تھی یکایک ہرکارون نے خبر دی شہنشاہ طلسم ہوشربا
شکست خوردہ آتے ہین سنا ہی آج چھ شبین گذرین شہنشاہ بھاگتے ہوے یہان تک پہونچے ہین مین
شب فتح رہی اب شکست ہی شہنشاہ کی بربادی کا بندوبست ہی ریحان جادو بارہ ہزار ساحر
لیکر نکلی دیکھا رعد و برق و برق لامع نعرے کرتے ہوے چلے آتے ہین حیرت جادو اُفتان و خیزان
اُن فوجون پر تو افراسیاب جا پڑتا ہی جہان عفریت طلسمی آیا سر پر پاؤن رکھکر بھاگتا ہی ریحان
جادو نے دیکھا افراسیاب نے گھسکر فوج مہرخ مین دو چار سحر اسطرح کے کیے زمین کو ہلا دیا کئی ہزار
ساحر جلائے کہ نعرہ ہوا سنم جیحون سبز پوش زبان دراز ریحان جادو سمجھی یہ بھی کوئی افسر لشکر
مہرخ ہی جیحون کی طرف متوجہ ہوئی ایک جانب سے دیکھا ایک پہاڑ جنبش کرتا ہوا چلا آتا ہی خیال کر کے
دیکھا اُس پہاڑ مین ہاتھ پاؤن سر آنکھین ابرو دو نہرین بہتی ہوئی معلوم ہوتی ہین آنکھین دو نقارۂ خونی

سمجھی کسی نے سحر مہیب بنایا ساتھ والون سے کہا اس دیو کو مار دمہرخ وغیرہ نے ہمارے ڈرانے کو یہ سحر بنایا ہی ہم بھی اتنا بڑا آدمی بنا سکتے ہین مجبور و ناچار نہین ہین بارہ ہزار جادوگر ریحان کے ریحان سب کے آگے بارہ ہزار نے اُس دیو پر گولے ترنج نارنج مارے دیو خاموش کھڑا رہا یکایک ہاتھ اُٹھا کر اک خنگل مار دو پھنکون مین بارہ ہزار کو کھا گیا میدان صاف ہوا طرف افراسیاب کے جلا ریحان جادو کے جو چند ساحر بچے تھے وہ حیران ہین کہ برے کا پڑا کیا ہوا اس پہاڑ مین سب چھپ گئے تھے خطرناک کے دیکھ کر کہتے تھے پہاڑ مین درے بھی ہین ہماری ملکہ ساحرون کو لیکر درہ ہاے کوہ مین چھپ گئین افراسیاب بیقرار ہو کر ٹھہرا سامری جمشید کا نام لیکر پکارنے لگا آسمان پر سناٹا ہوا آواز آئی کیون ای افراسیاب یہ دن یاد نہ تھا مثل مشہور ہی اگر منتر سانپ کا نہ جانے بل مین کیون انگلی ڈالے دیکھا تو نے کیا ذلت اُٹھائی کبھی ہمارے پاس صلاح کو نہ آئے جان دینے کو ہمکو بلایا ہم حاضر ہین بیٹھا ابھی جان دیکر تجھکو بچائین گے وہ دن یاد ہی جس دن لاچین کو پکڑا تھا اور اُسنے بیقرار ہو کر کہا او افراسیاب مین نے تجھکو گھر بار کا مالک کیا تو نے مجھکو قید کر لیا اسکا انجام بد ہوگا بلا مین پھنسیگا ای ساکنان طلسم ہوش ربا سنو محیط جادو مین وہ شخص ہون کہ مین نے کافل نمکحرامی کی شہنشاہ لاچین کو گرفتار کرایا افراسیاب کا جاہ و جلال بڑھایا اسی سال مین افراسیاب قتل ہو جائیگا ہاتھ سے اسد نامدار کے مہلت نہ پائیگا لاشہ بھی اُسکا کوئی نہ اُٹھائیگا کاسہ سر رہرون کی ٹھوکرین کھائیگا انجام نمکحرامی بد ہی اسوقت مجھکو اسکی جان بچانے کی کد ہی جو طلسم کشا کا ساتھ دیگا آرام و چین پائیگا ورنہ ذلیل و رسوا ہو کر مارا جائیگا دنیا مقام انقلاب کبھی روز روشن کبھی کالی رات کا سامنا بعد عیش مصیبت ہی بعد مصیبت راحت اب ضرور شہنشاہ لاچین رہائی پائیگا یہ سال سامری پرستون پر خیر سے نہ گذریگا مین تو آمادہ سفر عدم ہون بموجب مضمون اشعار

نظم

گلا گھونٹی ہی ہوس ای دل ناشاد عبث
نالہ بیفائدہ ہی شورش فریاد عبث
سخت جانی نہین دیتی کی کبھی پھڑک
دام مین طوق و سلاسل کے ہین جلاد عبث

ہی ہوائے چمن عالم ایجاد عبث
ناتوان وہ ہون تصور سے گرانی ہی مجھے
سر کو رکھتے ہین تہ خنجر بیداد عبث
دوستی رکھتے ہین اُس سے جو محبت رکھے

سنگدل موم نہونگے یہ ہوس بیجا ہی
مجھپہ ایجاد ستم ای ستم ایجاد عبث
زور بازوے جنون سے مجھے بچنا مشکل
اُس ستم پیشہ کی ای دل ہی تجھے یاد عبث

کیا ہوا امید وفا ایسے ستمگر سے بھلا
خار ہین کیون تری ہمنے ستم ایجاد عبث
توتیا چشم فلک کا ہین جو ہونگے عزیز
تھی بے کوہ کنی محنت فرہاد عبث
خوبرویون سے تمنائے وفا حیف نسیم

حال سنکر مرا کہتا ہی وہ جلاد عبث
کیا غرض ہی اُسے دیوانہ سری سے میری
ای صبا خاک مری کرتی ہی برباد عبث
تا گلو تیغ نہ آئیگی کہ مرجاؤ نگا
دل لگایا ہی تو اب شکوہ بیداد عبث

رحم آیا نہ کبھی عاشق شیدا پہ تجھے
دیکھ ای دل ہوس طرۂ پر بیداد عبث
قسمت بد سے میسر ہوا وصل حبیب
زور بازو نہ مجھے دکھلاتا ہی جلاد عبث
یارو یہ بھی سُن لو افراسیاب

کسی کے ساتھ وفا نہ کریگا اپنے خیر خواہون پر جفا کریگا باتین محیط کی سنکر افراسیاب بہت جھنجھلایا آواز دی کیا بیہودہ بکتا ہی مین نے سبکو سرفراز کیا تم سب بھیک مانگتے تھے دربار مین لاچین کے بارہ بانے تھے ایک ایک خدمتگار کو سلطنت دی کیا مین اکیلا خطاوار ہون سب نے نمکحرامی کی مین نہین حفاظت چاہتا ورنہ آفات نے آکر منہ پر افراسیاب کے ہاتھ رکھدیا کہا ای بیوقوف اسوقت مین اُسکو بدظن کرتا ہی اگر یہ چلا جائے تو آج ہی طلسم ہوش ربا فتح ہوجائے باغبان الیاس رازدان تو اپنی زبان سے مقام قید لاچین بتا چکا کوئی ایسا دھوکا کھاتا ہی یہ کہکر آفات پھر قریب محیط آئی کہا ای محیط تم بزرگ ہو لڑکے کے کہنے کا بُرا نہ مانو تم اپنا کام کرو ہوش ربا مین نام کرو آفات نے محیط کو بہت بہلایا ورنہ اُسنے قصد کیا تھا کہ پلٹ جاؤن نور افشان نے کئی مرتبہ محیط سے آنکھ ملائی اشارہ کیا کیون اپنی جان دیتا ہی تو ہمارے طلسم نور افشان مین چلا آ ملک آباد کی سلطنت دینگے لاچین سے تیری خطا معاف کرائینگے کوئی کچھ نہ کہیگا محیط کو گمان غالب ہی کہ لاچین میری خطا معاف کریگا آفات نے اُسکو دام مکر مین لیا جیسے ہی عفریت خونخوار بڑھا محیط نے تیغہ کھینچکر گلے پر رکھا گلا کاٹ کر اپنے کو سر عفریت پر گرا دیا جیسے ہی یہ لاشہ سر عفریت پر گرا عفریت نے ایک ایک چیخ ماری منہ سے شعلۂ آتش نکلا سر و چراغان بنکر جلنے لگا ادھر مرنا محیط کا جلنا عفریت خونخوار کا یہ معلوم ہوا ایک پہاڑ جل رہا ہی تمام صحرا آتش بہار ہوگیا جنگل لالہ زار ہوگیا پھر تو اُن شعلہ ہای آتش سے ہزارون جادوگر جلے آندھی سیاہ اُٹھی افراسیاب اسقدر گھبرایا اُف اُف کرکے اپنے کو بچاتا تھا اندھیرے مین دوڑ کر حیرت کو گود مین اُٹھایا آفات نے دیکھا افراسیاب بدحواس ہی کڑک کر گری نیچہ کمر مین افراسیاب کی دیا دام جمشیدی کو کاندھے سے اُتارا افسرون پر مارا اُس دام مین سرما و ابرلق و مصور و صورت نگار وغیرہ بارہ ہزار

سردار و تاجدار بند ہوئے اُس وام کو کاندھے پر ڈالا نیچے مین افراسیاب و حیرت جال
مین یہ سب سرداران باشوکت طرف باغ سیب کے روانہ ہوئی تمام لشکر پراگندہ ہو گیا
اس حال پر ملال مین افراسیاب کو لاکر آفات نے باغ سیب مین اُتارا کنیزین تمام
دوڑ پڑین مصاحبون نے آکر شہنشاہ کو ہوشیار کیا تخت آراستہ ہوا حیرت آکر تخت پر بیٹھی
آفات چہاردست نے کہا کیون ای افراسیاب اب کیا ستطور ہی یہ خبر بردۂ ظلمات
مین پہونچی حال قتل یاقوت سنکر ملکہ ماہیان زمرد پوشس بھی روتی پیٹتی آئی افراسیاب
کو قتل یاقوت کا بڑا قلق ہی کہ یہ اُسکے جمال پر عاشق بھی ہو اتھا یاد مین اُس سرو قد
کی آنکھون سے آنسو نہین تھمتے آفات چہاردست نے کہا اے افراسیاب کیون اسقدر
گریہ وزاری کرتا ہی یاقوت مین کیا فخر تھا جہان تیرے اور خراج گزار ہین وہ بھی ایک بادشاہ
تھی قتل ہو گئی پاپوش سے افراسیاب نے کہا ای دادی جان یاد مین اُس محبوب کی برسون
نیند نہ آئیگی میرا یہ پاس کیا کہ جاتے ہی لشوہری قبول کر لیا اس خلق و مروت سے ملی کو کب
اپنے عزیز دار خاص کو جواب صاف دیا قرابت قریبہ کا پاس نہ کیا عمرو نے جاکر اُسکے
قلب نازک پر صدمہ پہونچایا افسوس ہی وہ ماہتابان طلعۂ دہن عفریت خونخوار ہوئی ماہیان
زمرد پوش نے جواب دیا گذشتہ کا یاد رکھنا حماقت ہی ابھی وقت تو چل بیچ مین تو کھڑا
ہو جا آفات چہاردست ایک جانب ایک طرف مین سحر کرون ہم تینون کے بار سحر کو کون
اٹھا سکے گا آفات چہاردست نے کہا ای ماہیان زمرد پوشس میرے بھی دل
مین یہی آرزو ہی مین تو کسی کام کی نہ رہی وہ جو شرف کوہ زبرجدی مشہور تھا جنسے آٹھ پہر
خبر آیندہ و گذشتہ ملتی تھی اُسکا سدباب ہوا اُسی حجرۂ بلا کے ہمراہ کنیزان سامری کی جان
تھی کیسی جل جل کر مرین ای ماہیان زمرد پوشس وای افراسیاب مرتے مرتے وہ
حکم لگا گئین کہ اس سال مین طلسم ہوشربا نہ بچے گا اسد نامدار لوح پائیگا دربند شکست ہو جائینگے
لاچین و بدیع رہائی پائینگے اگر حقیقت مین بادشاہ سابق نے رہائی پائی ہم سب کو جان بچانا
مشکل ہو گی پہلے وہ یہی قصد کریگا کہ کوہ زبرجدی پر لشکر کشی کرون محیط بھی یہی حکم لگا کر مرا افراسیاب
نے کہا دونون نے نمک حرام محیط حرامزادہ یا وہ گو تھا اپنی جان دیکر مرا مجھپر احسان کیا کیا مجال جو کوئی

لوح طلسمی پاسکے دریاے نیل ایسی چیز ہی کہ اسد جاکر زہر بر کو مار لیگا اُس دریاے زخار پر ہوا بھی ٹھہرا کے جاتی ہی انسان کا گذر غیر ممکن کل احکام سامری و جمشید خلاف ہوے اس مہملات کا مجھکو یقین نہین آتا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی طائران سحر نے آکر خبر پہونچائی حجرہ نجم کی ٹٹنے کی خبر تا بہ کوہ نیلم پہونچی شہنشاہ نیلم کو بہت ناگوار ہوا فرماتے تھے ہمکو شہنشاہ نے نالایق تصور کیا آج تک ہمکو نہ لکھا ایک پرچہ تیار دیکر چلا گیا صرف اتنا مرقوم تھا کہ ہمنے حجرہ نجم کھولا اُسنے اپنے وزیر اعظم کو حکم دیا مواج بن گرداب آدم خوار چالیس لاکھ فوج لیکر کوہ نیلم سے آتا ہی بارہ کوس کوہ نیلم سے بڑھکر بارگاہ استادہ کرائی ہی مع لشکر گران فروکش ہوا اب آپکے اشارے کا مشتاق ہی ہمنے لیے کانون سے سنا وزیر اعظم نے ارشاد فرمایا ہم جانتے ہین سب کو ڈبو دینگے طبل جنگی نہ بجوائینگے سب بیٹے بھتیجے بھانجے ہمراہ لیکر آتا ہی یہ سنکر افراسیاب نے تاج کو کج کیا کہا لو جبہ اب مسلمانون کا خاتمہ ہوا مواج بن گرداب آدم خوار زوجہ اُسکی جیحون جادو فرزند نوجوان لطمہ صد گوش دریانوش سرخاب وحباب مصاحب بط و خوطہ زن و ہر نجالی سحر سب سامان دریا اُسکے ساتھ ہی ساحران غدار آبرو دار مزاج مین جوش موج مین انہی آیا ہی جسوقت اُسکے دریا کا غراٹا پڑیگا کشتی حیات مسلمانان طوفانی ایک ایک کو طرفہ پریشانی حاصل ہوگی ایک ایک غرق دریاے سحر ہوگا اُسکا دریا کبھی آج تک پلٹا نہین زمانے مین شہنشاہ لاچین کے لڑا تھا کئی لاکھ سامری پرستون کو ایک اشارے مین ڈبو دیا کوئی اُسکا مقابلہ نہ کرسکا مصاحبان لاچین نے اسی کے ہاتھ سے شکست کھائی تھی ساحران بنگالہ سے لڑا تا بہ کا نور دیس گیا ساحر جہاندیدہ صدہا سفر کیے اُس پر عیاری بھی سیکھی ہوگی بڑا عقلمند ہی غرض اگر کوئی اُسکے لشکر مین جائیگا فوراً اُسکو قتل کر ڈالیگا کیا مجال ہی جو عیار اُسکے لشکر مین جاے ای ملکہ حیرت تم لشکر اپنا بمقابلہ مسلمانان مین جاؤ مین نامہ اُسکو روانہ کرتا ہون بڑے انتظام سے آئیگا اُسکی راے مین دخل نہ دینا جسطرح مناسب جانیگا لڑیگا مسلمانون سے کہلا بھیجا کہ اب سوراخ مور و مار تلاش کرو دریاے مواج سے جان بچاؤ کسی جا نہین جاکر چھپو حیرت اسوقت تخت پر سوار ہوئی کہا ای شہنشاہ لشکر تباہ ہوا افراسیاب نے کہا سب سامان پہونچ جائیگا شاہان دربند آئینگے تمکو بہ اعزاز و اکرام لیجائینگے سب سامان مہیا ہوگا حیرت جادو مصور وغیرہ کو ہمراہ لیکر مع سرما و ابریق چلی اُنکا ذکر وقت پر ہوگا اہل اسلام نے جو اس معرکہ عظیم سے مہلت پائی ایک صحرا

سبزہ زار مین لاکر لشکر کو اُتارا بارگاہین استادہ ہوئین کوکب روشن ضمیر لعل سخندان سے بڑے خلق سے ملے فرمایا بیٹا تمنے بڑے احسان کیے خدا مبارک کرے ملکہ لعل کے واسطے بارہ ہزار کنیزین خریدی گئین اہل اسلام مصروف عیش و نشاط ہوے نور افشان و کوکب و برآن وغیرہ طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوے ملکہ بران ملکہ مہرخ سے کہ گئی ہین کنیز کو واسطے خبر کے روانہ کرونگی جو معرکہ گذرے اُسیوقت آپ ہمکو مفصل تحریر فرمائیے گا ملکہ مہرخ نے کہا انشاءاللہ اگر ایک ہفتہ کوئی ہمارے مقابلے مین نہ آئے تو طرف دریاے نیل کے کوچ کرین لوح کی فکر واجب و لازم ہے ملکہ بران نے کہا انتظار کیسا آپ تیاری کرین ہم بھی لشکر لیکر آتے ہین راہ مین آپ کو ملجائینگے پہلے حاکم دریاے ہفت رنگ ضرور راہ مین روکیگا اول صرصر ہفت رنگ سے مقابلہ پڑیگا اسیطرح لڑتے بھڑتے تا بہ دریاے نیل پہونچینگے فکر لوح واجب و لازم ہے اس بات کو بران کی سب نے پسند کیا باغبان قدرت کو حکم ہوا سفر کی تیاری کر باغبان قدرت نے ایک ہفتہ کی مہلت لی اہالیان طلسم نور افشان طرف قصر جمشیدی کے گئے باغبان تیاری سفر مین مصروف ہوا اہالیان لشکر اسلام اس سامان مین مصروف حیرت لشکر لیے آتی ہے مواج بن گرداب آدم خوار با فوج قاہرہ کوہ نیلم سے اُتر چکا ملکہ بران باغ نگارین مین پہونچین لیکن گوش بر آواز ہین کہ نامہ آئے فوراً کوچ کرین اب سب کا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان کہ طلسم اسکندریہ فتح کرکے راہ مین بھی مقابلہ پڑا چند قلعے فتح کرکے بہ رہبری صیقل آئینہ دار طرف طلسم ہوشربا کے روانہ ہوے ہین خمسہ

ہزار رنگ سے ہر دل فگار راہ مین ہے	ترے ہی نام کی ساقی پکار راہ مین ہے
ہر ایک رند بے انتظار راہ مین ہے	برائے دورِ مئے خوشگوار راہ مین ہے

خزان چمن سے ہے جاتی بہار راہ مین ہے

ہر ایک ذرہ جواہر نگار راہ مین ہے	زمین نقش قدم تاجدار راہ مین ہے
جلوس باد بہاری نثار راہ مین ہے	گدا نواز کوئی شہسوار راہ مین ہے

بلند آج نہایت غبار راہ مین ہے

کمان وہ پورے جوان ہین جو ہو غم طفلی	دم بہار جوانی گیا دم طفلی

ابھی تو رنگ دکھاتا ہی موسم طفلی شباب تک نہین پہونچا ہی عالم طفلی
ہنوز حسن جوانی یار راہ مین ہی

خیال کچھ نہین آیا فراز و پستی مین نہ دل لگا نا بہت اس آجاڑ لبستی مین
تمام عمر نہ کٹ جاے جوش مستی مین عدم کے کوچ کی لازم ہی فکر ہستی مین
نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ مین ہی

جو کچھ بشر کہے اُس قول کا نباہ ہی شرط یہ ٹی ہین سارے بکھیڑے دلون مین راہ ہی شرط
قدم قدم پہ سہارا خدا گواہ ہی شرط طریق عشق مین ای دل عصاے آہ ہی شرط
کہین چڑھاو کسی جا اُتار راہ مین ہی

اُکھاڑ نخل عداوت کو رکھ نہ بیخ نہ بُن چمن کی سیر ہی منظور خار راہ نہ چن
اُسی کا نام ہی حافظ لگا اُسی کی دُھن سبیل عشق کا سالک ہی داغطونکی نہ سن
ٹھگون کے کہنے کا کیا اعتبار راہ مین ہی

خبر تو لانے کی ہوگی مقرر اسکو بھی ملا دے نقش قدم کے برابر اسکو بھی
کیا تھا تو نے محبت کا خوگر اسکو بھی جگہ ہی رحم کی یار ایک ٹھوکر اسکو بھی
شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہی

روا روی کے لیے ہی جہان مین پیدائش کسی جگہ نہ توقف نہ زیب و آرائش
قدم قدم پہ ہی چالاکیون کی افزائش سمند عمر کو اللہ رے شوق آسائش
عنان گسستہ و بے اختیار راہ مین ہی

نہ چاہ قبر مین ہوگا غریق ساتھ اپنے کسی کوے کے چلین کس طریق ساتھ اپنے
نہ زاد راہ نہ کوئی شفیق ساتھ اپنے نہ بدرقہ ہی نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے
فقط عنایت پروردگار راہ مین ہی

بُرا ہو ساتھ ہمارے نہ کوئی اچھا ساتھ دوئی کی چھوڑ دین راہین تو چلیے کیسا ساتھ
حسد کو چھوڑ دو یا روح بس ہی تنہا ساتھ تلاش یار مین کیا ڈھونڈھیے کسیکا ساتھ
ہمارا سایہ ہمین ناگوار راہ مین ہی

بتاؤن فقر کے آثار نا یہ کی قاصد
تمام حسرت عالم کا ڈھیر ہی قاصد
غرض یہ راہ ہے الجھر ہوگی طی قاصد
تپا یہ کوچۂ قاتل کا سن رکھ ای قاصد
بجاے سنگ نشان اک مزار راہ مین ہی

بنا کے ابرو و مژگان کو گاہ گاہ وہ ترک
شکار کھیلیگا ماہی سے تا بہ ماہ وہ ترک
غضب کے ناز سے طی کر رہا ہی راہ وہ ترک
چلا ہی تیر و کمان لیکے صیدگاہ وہ ترک
خوشا نصیب کہ جو جو شکار راہ مین ہی

تمام روز کی ہی یہ صدمہ دلکش
قریب شام ہی منزل وہان ہی وہ مہوش
ہزار آبلے ہون لاکھ بار آئے غش
تھکین جو پاؤن تو چل سر کے بھل نہ تھم آتش
گل مراد ہی منزل یہ خار راہ مین ہی

چہرہ رہروان منازل پر آفت طلسم ہوشربا طی کنندگان مراحل صعوبت و مصیبت و بلا راہ افسونگری کو پاے آبلہ دار سے بہ جد و جہد بسیار یون طی کرتے ہین اشعار مصنف

سخن سنج دانای این داستان
چنین مے نگارد بصد عظم و شان
کمیت قلم را بجولان دہم
سخن را سر و برگ و سامان کنم

اُستادان سخنور نے اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرمایا ہی کہ صاحب چتر و علم حاکم اقلیم جاہ و حشم یکتاز شبدیز جلالت رستم میدان جرأت نقد روح روان قاسم عالی شان شاہزادہ ایرج نوجوان بہ بدرقہ شاہزادہ صیقل آئینہ دار راہ پرخار صحرا کو طی کرتا ہوا طرف ہوشربا کے جاتا ہی اک صحراے پربہار مین آ کر لشکر فروکش ہوا ملکہ انجم ماہر خسار و صیقل آئینہ دار نے لشکر ساحران کو بہ انتظام آراستہ کیا اور لشکر ایرج شیلم زنگی و فیلم زنگی وغیرہ نے لشکر ساحران ترتیب دیا ہی بیچ مین بارگاہ ایرج ایک سمت ساحران عالی شان دوسری جانب سرداران نوجوان صاحبان شوکت و شان فروکش ہوے کئی منزلون مین صحراہاے ویران ملے آج بعد کئی دن کے اس منزل مین فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا تخت پر ملکہ شیشہ بلبوش ایک جانب ملکہ انجم ماہر خسار و شاہزادہ صیقل آئینہ دار پایۂ چہارم تخت پر اسکا دنگل ہی ایرج نوجوان دنگل یاقوت نگار پر جلوہ فرما شاپور الیاس عیار خنجر گذار فرزند عمرو نامدار منتظم لشکر ہر وقت خبرگیری مین مصروف رہتا ہی ایرج نوجوان نے آج صیقل آئینہ دار سے پوچھا کیون ای برادر اب طلسم ہوشربا کتنی

دور ہی صیقل نے عرض کی حضور یہ صحراے دور و دراز منازل سوز و گداز پروردگار طی کرائے تیرے نزدیک بعد چالیس دن کے نشان ہوشربا ملینگے ساحرون سے لڑائی شروع ہو جائیگی جلسۂ عیش و نشاط جو آراستہ ہوا شیشہ ہنوش کو تخت پر دیکھا انجم ماہر خسار پہلو مین بَران شمشیر زن کی یاد آئی انتہا کی طبیعت گھبرائی شاپور نے جو شاہزادے کو متردد و متوحش دیکھا سمجھ گیا فوراً چنگ مرصعی ہاتھ مین لیا دل بہلانے کو شاہزادے کے یہ غزل عاشقانہ نسیم دہلوی کی ساتھ ناز و ادا کے شروع کی غزل

قربان ہو رہی ہے مری جان ادھر ادھر
ہوتے ہین ساتھ عاشق نالان ادھر ادھر
ہنگامہ جنون سے جو دونون سے ہین بپا
لہراتے ہین افعی پیچان ادھر ادھر
یا دشمنون سے قطع ہو یا مجھ سے ربط ترک
ہوتے ہین کل سے عیش کے سامان ادھر ادھر
وہ اپنی ہٹ پہ ہین مجھے اپنے کہے کی ضد
پھیلے ہوے ہین اس مژگان ادھر ادھر
وہ چاہتے ہین آئنے مین کتنا ہون آپ چار ون
کس طرح کے ولین ہین ارمان ادھر ادھر
ہین پہلوون مین داغ جو دونون طرح نسیم

وان رخ پہ ہی جو زلف پریشان ادھر ادھر
ہی لخت دل کہین تو کہین پارۂ جگر
دامن ادھر ادھر ہی گریبان ادھر ادھر
دیکھا انھون نے مردہ مجھے مین نے اشکبار
کیون دل کو کر رہے ہو مری جان ادھر ادھر
کیونکر کرون مین بات چھپے راست بایک
سمجھا رہے ہین دونون کو انسان ادھر ادھر
وہ بت ہی مین ہون حب صنادین بہر فیصلہ
کس لطف پر ہی رغبت انسان ادھر ادھر
منظور ہی جو رنجش سابق کا فیصلہ
جلوے دکھا رہے ہین گلستان ادھر ادھر

جاتے ہین جب وہ سوے چمن سیر کے لیے
رہتے ہین پیش چشم گلستان ادھر ادھر
زلفین چھٹی ہوئی ہین جو چہرے پہ دو طرف
آئے نظر ہین خواب پریشان ادھر ادھر
مطرب ہان ہین جمع نواساز اس طرف
رہتے ہین ساتھ ساتھ نگہبان ادھر ادھر
آنکھون پہ سائبان ہین مژہ دید کے ہون کیا
ہوتے ہین جمع گبر و مسلمان ادھر ادھر
مالان و اقربا سے مین ہون مجروح تنگ
ہر روز جمع ہوتے ہین مہمان ادھر ادھر

اسیطرح نوجوان نے فرمایا ای شاپور ہمارے دل کو کیا بہلاتے ہو دل تردد منزل قابو مین نہین ہے دیکھین کوسے محبوب مین کس دن ہوتی ہین جو تقدیر رسائی کرے زمانے مین جہانگیر کے گئے پلٹ آئے کوکب روشنضمیر کی تاکید تھی کہ بَران کو حکم تھا نقاب ڈالکر بارگاہ مین آؤ کچھ ہم سے نہ بن پڑا دادا جان کے ساتھ چلے آئے ابکی اگر رسائی ہوئی جاتے ہی کوکب سے سوال کرینگے صیقل آئینہ دار نے عرض کی ای شہریار اس مشکل کو غلام حل کریگا آپ لطف سے کوکب سے تقریر کرین اور عرض کرین کہ ایسے پیوند کسکو نصیب ہوتے ہین ای کوکب غنیمت جانو فرزند قاسم نوجوان نبیرۂ صاحبقران صف شکن تیغ زن صاحبقران اعظم کے سمدھی مشہور ہوگے یہ خواہش قبول کریگا ایرج نے کہا یہ باتین ہجر کی کیونکر کٹین ہر شب تڑپ تڑپ کر بسر کرتا ہون

تمھین کہو کہ شب فراق یار و دلدار مین بیقرار کو کسطرح چین آئے بقول قلق غزل

روٹھا رہا وہ ماہ منور تمام رات
روشن رہا مثال سحر گھر تمام رات
بے یار پھاڑے کھایا کیا گھر تمام رات
سونگھا کیا مین شوق مین بستر تمام رات
اُس شعلہ رو کے دلکو جو اک لو لگی رہی
تکیہ ھرا رہا وہی دل پر تمام رات

راحت ہوئی نصیب نہ دم بھر تمام رات
ایسے تھے ساتھ سونے کے خوگر تمام رات
ہر در رہا نگاہ مین اژدر تمام رات
مدت کے بعد وصل جو اُسکا ہوا نصیب
مانند شمع کاٹی ہی رو رو کر تمام رات
ابکی نکالیو دل کے سب ارمان اے قلق

تھا جلوہ گر وہ مہر منور تمام رات
تجھکو جدا نہ کرتے تھے دم بھر تمام رات
نیند اُڑ گئی مری تری خوشبوے جسم سے
سویا لپٹ لپٹ کے مین دن بھر تمام رات
سر رکھکے سو گئے تھے کل انکے جانب ہم
صحبت جو یار سے ہو میسر تمام رات

یہ اشعار پڑھکر شاہزادہ اسقدر رنجیدہ ہوا یا تو سب سردار اس صحراے سبزہ زار مین آکر نہایت خوش و خرم ہوے تھے یا بارگاہ مین سناٹا پڑ گیا ہر ایک کو یہی خیال ہی کہ ہمارے آقاے نامدار کے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی انجم ماہر خسار خاموش شیشۂ مینوش کو محبت کا جوش صیقل نے بہت بہت سمجھایا اتنا بڑا لشکر جو آگرا انتہا کی روشنی ہوئی قضاے کار اس حوالی مین ایک قلعہ ہی کہ اُس قلعے کو آفتاب نجا کہتے ہین آفتاب شعلہ خوار جادو افراسیاب جادو کا خراج گزار در بند دخانیہ جہان کا حاکم دخان سیہ رو آفتاب شعلہ خوار کا خراج خدمت مین دخان سیہ رو کے جاتاہی وہ خدمت مین افراسیاب کے پہونچاتاہی آفتاب نہایت صاحب جاہ و جلال سحر و ساحری مین بیمثال قلعۂ آفتاب نما مین تخت پر بیٹھا ہی گرد بڑے بڑے جادوگر سیہ فام کرمینظر وزیر امیر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین مصروف عیش و نشاط کہ چند ساحر دوڑے ہوے آئے عرض کی اے بادشاہ عالیجاہ نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان ایرج نوجوان بالشکر قاہرہ طرف طلسم ہوشربا کے جاتاہی آج لشکر آکر صحراے سبزہ زار مین اُترا ہی بارگاہ سے نکلکر ملاحظہ فرمائیے اسقدر روشنی ہوئی ہی کہ تمام صحرا آتش بہار معلوم ہوتاہی آفتاب شعلہ خوار تخت سے اُٹھا بیرون بارگاہ آیا کوٹھے پر سے آکر لشکر ایرج نوجوان دیکھکر جل گیا جہانتک نگاہ نے کام کیا لشکر ہی لشکر نظر آیا بارگاہین خیمے سراپردے منزلون تک استادہ ہین لشکر باعیش و آرام فروکش ہی آفتاب غصے مین کانپتا ہوا کوٹھے سے اُترا بارگاہ مین اکساحرہ بیٹھی ہی کہ آتشبار جادو نام ہی گرم خو شعلہ مزاج سحر مین شعلۂ جوالہ علم دیا اے آتشبار تونے کچھ حال بھی سنا بدولت کو کتنی مدت سے خبرین ملتی تھین کہ مسلمان شہنشاہ سے لڑ رہے ہین مجھے تعجب ہوتا تھا اب یہ بدعت یہ قیامت کہ بدولت کی سرحد مین یون دلیرانہ آکر اتر پڑے نہ بدولت سے پرستش نہ معافی

خطا کی کوشش برائے گھر مین آنا یون جاہ وجلال دکھانا بڑے گستاخ ہین جا کے آگ برسا دے سب کو
جلا دے خبردار ایک زندہ نہ بچے یہ سنتے ہی آتشبار جادو بھی بھڑک کر اٹھی سحر کر کے بلند ہوئی کچھ رات
باقی تھی اک کوہ بلند پر آ کر ٹھہری جھولی سے منقل آتشین نکالی روشن کر کے گرم خوئی دکھانے لگی لیکن
جب دستک دی ہی شعلہ بھڑک کر آسمان پر بلند ہوا لشکر ایرج پر ابر آتش فشان محیط ہونے لگا ایک
دو گھڑی کے بعد اُس ابر آتش نے سارے لشکر کو گھیرا اب اس نے دستک دی اُس ابر سے آگ برسنے لگی
لشکر ایرج مین قیامت برپا ہوئی خیمے جلنے لگے ہر برگ و بار سے شعلے نکلنے لگے کئی ہزار بندگان خدا ساحر
وغیر ساحر جلے خیمے سرنگون ہوے وہ وقت ہی کہ شعلۂ جوالہ آفتاب عالمتاب آتش کدۂ مغرب سے نکلکر چرخ نیلی پر
چمکا لشکر ایرج مین صدائے فریاد و الغیاث بلند ہوئی بارگاہ ایرج نوجوان مین شب بھر جلسہ آراستہ
رہا جب رات کم باقی رہی تب جا کر آرام فرمایا یہ ہنگامہ جو ہوا شاہزادۂ ایرج نوجوان سر برہنہ پا پیادہ
خیمے سے نکل آیا دیکھا لشکر پر آسمان سے برق مثال آگ برس رہی ہی بلائے آسمانی فلک سے
بجائے آب شعلہ فشان لشکر بھاگنے لگا شاہزادہ صیقل آئینہ دار ہنگامہ سنکر باہر آیا دیکھا
ایرج نوجوان حیران و پریشان دربارگاہ پر کھڑے ہین آتے ہی صیقل نے عرض کی آقا یہ آتش سحر ہی
کسی ساحر نے مخفی ہو کر سحر کیا یہ کہکر اک ابر کا ٹکڑا بنایا سر پر ایرج کے قائم کیا کہا حضور برائے خدا
آپ اسکے سایہ مین رہیے گا ورنہ یہ آتش سحر جلا دیگی یہ کہکر انجم ماہر خسار کو آواز دی ملکہ انجم
بھی گھبرا کر خیمے سے نکل آئی اس سحر کو دیکھکر ہنسی کہا اے صیقل تم شاہزادے کے پاس رہو مین
ابھی اسکی فکر کرتی ہون مین سمجھ بھی گئی یہان سے قریب قلعہ آفتاب نما ہی بڑے بڑے جادوگر
وہان رہتے ہین خراج گزار ان افراسیاب تکاری ہین لاجواب مین پہچان چکی ہون ان لوگون سے
صحبتین رہتی تھین تم لشکر کو بچاؤ مین ابھی آئی یہ کہکر انجم ماہر خسار طاؤس پر بیٹھکر بلند ہوئی
صیقل نے روئی کے گالے جھولی سے نکالے اُسپر قطرات آب ڈالکر سحر کیا لکۂ ابر سیاہ بنکر تیار ہوا یہ
ابر سیاہ اُس ابر آتش فشان پر جا پڑا جسطرح دو فیل مست لڑتے ہین ٹکرین چلین دھڑاکے کی
آواز آئی ابر آبی ابر آتشی پر غالب آیا ابر آتش فشان ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پلٹا انجم ماہر خسار ابر کو توڑ کر
نکل گئی نشان پر آتش کے چلی دیکھا ایک جانب سے شعلے بھڑک کر آتے ہین ابر آتش فشان کو زور
دیتے ہین صیقل نے وہ دریا دلی دکھائی ابر آتش فشان پلٹ گیا آتشبار جادو بر سر کوہ غصے مین بیٹھی

سحر کر رہی تھی یا تو شعلہ ہاے آتش جلاتے تھے ابر آتش فشان کا زور بڑھاتے تھے یا یکایک ابر پلٹ پڑا
اسی کے سر پر آکر ٹھہرا قریب ہی کہ اسی کو جلا دے آتشبار جادو گھبرائی اپنے کو بچاتی ہی شعلے اسی پر گرتے ہین
انگارے آگ کے اسی کے گرد پھرتے ہین دفعۃً سحر صیقل آئینہ دار نے کیا پکار کر آواز دی سحر گر ہیولا
اپنی آگ مین آپ جلے گرم مزاجی کا مزا ملے اسی وجہ سے وہ شعلہ ہاے آتش اسی پر گر رہے ہین کبھی گھڑی
ہو جاتی ہی کبھی یا سامری یا سامری پکارتی ہی کبھی یزدان کو للکارتی ہی گھبرا کر منقل آتش کو زمین پر
دے مارا دریاے آتش موج زن ہوا بھڑک کر لشکر اسلام پر آیا شاپور شیر دل نے بڑھکر صیقل آئینہ دار
کو خبر دی ای شہریار آسمان سے تو آگ برسنا موقوف ہوئی دریاے آتش صحرا سے آیا کئی خیمے جل بھی گئے
ساحر اس دریاے آتش مین غرق ہو گئے دمبدم دریاے آتش موج زن ہی یہ گرما گرم خبر سنکر صیقل
جھپٹا کنارے پر آکر دو گولے اسطرح کے مارے کہ شعلہ ہاے آتش و دریاے سرکش چیخ مار کر اٹھا اور ایک بار
وہ دریا بھی پہاڑ پر آکر جمکا آتشبار گھبرا کر پھر سحر کرنے لگی کہ آسمان سے نعرہ ہوا ای آتشبار یہ گرم مزاجی
ہمارے ساتھ منم ملکہ انجم ماہر خسار آتشبار جادو پلٹنے سے آتش سحر کے گھبرائی ہوئی تھی انجم کو جو دیکھا
پکارنے لگی تو اتم سے کیا کام آؤ میری شریک ہو جاؤ ہم تو مسلمانون کو جلانے آئے ہین تم میرے
سحر سے کیون جلتی ہو آپ ہی آپ الجھتی ہو انجم نے آواز دی او نار یہ یہ ہمارا لشکر ہی یہ کنیز بے تمیز ملکہ مہ رو
صاحبقران کے لشکر ظفر اثر کی افسر ہی جادو ر ہو بھاگ جا اپنے حاکم کو لیکر آ سر میدان مقابلہ ہو لطف سحر و
ساحری ملے تو نے غفلت مین چند بندگان خداے بے خطا جلا دیے اب کیا تو بچیگی یہ سنکر آتشبار بہت بھڑکی
جھولی سے گولہ نکالکر انجم ماہر خسار پر مارا انجم نے اسم سحر کا پڑھ کر گولے کو آہن کے رد کیا گولا فولاد
کا ہاتھ مین روک لیا اسی گولے پر اسم سحر پڑھکر آواز دی اب اپنے کو بچا یہ کہکر بہ قہر و غضب تمام گولا
مارا آتشبار کی پیشانی پر پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے رہبر دراہ عدم وہ شعلہ افروز نار جہنم ہوئی آتش
سحر درہم و برہم ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من آتشبار جادو بود انجم ماہر خسار نے ٹانگ مین رسن
سحر باندھی کھینچتی ہوئی لیکر لشکر مین آئی ایرج کے سامنے لاکر لاشہ ڈالدیا کہا یہ گنہگار حاضر ہی جو جو جل گئے
تھے کشتہ سحر تھے سب نے حیات تازہ پائی خوشی کے نقارے بجنے لگے ایرج نے خلعت ملکہ انجم
ماہر خسار کو دیا صیقل بھی ہنستا ہوا اٹھا لیکن آفتاب شعلہ خوار بیٹھا ہوا کہ رہا ہی کیون یارو
اس لشکر سرکش کا خاتمہ ہوا آتشبار کے لیے خلعت لاؤ پھر دم بھر مین سب کو جلا دیوے گی

شہنشاہ افراسیاب جادو نے آج تک ہماری خبر بھی نہ کی غیر ساحر کا مار لینا کتنی بڑی بات ہی ہمارا کون ہمسر ہی
یکایک چند ساحر دوڑے ہوئے آئے عرض کی حضور ہم دور سے دیکھ رہے تھے ملکہ آتشبار نے
جاتے ہی آگ لگادی ہزارون جلے یکایک ہم نے دیکھا ایسا پانی برسا ابر آتش فشان پھٹنے لگا پھر
ایک ساحرہ تاجدار ماہر خسار طرار و فرار بر سر کوہ پہونچی ملکہ آتشبار جادو کو مار لاشہ کھینچتی ہوئی لیگئی
یا تو اُس لشکر مین رونے پیٹنے کی صدائین بلند تھین اب تو نوبت نقارے بج رہے ہین یہ بھی غلامون
نے دیکھا بڑے بڑے ساحر ساتھ ہین پہلوانان صف شکن ساحران شعبدہ باز کارگذاران سرفراز
دو یا ڈھائی لاکھ کا لشکر ہی یہ بھی خبر دریافت ہوئی کہ راہ مین قلعہ جات فتح کرتے ہوئے آئے ہین
اُس جوان نے جو سب کا افسر ہی ایرج نوجوان نام بہادر خوش انجام بڑے بڑے پہلوانون کو مارا
ہی چہار جانب سے بڑے بڑے رستم اُسکے مقابلہ مین نہین آتے قصہ ہو اسی طرح لڑتا بھڑتا تا بہ طلسم ہوشربا
جائے یہ خبر وحشت اثر سنکر آفتاب شعلہ خوار زرد ہو گیا پہلو مین دریا بار جادو بیٹھی ہی کہا اے دریا بار جادو
ان سرکشون کو لینا مین بھی لشکر تیار کر کے آؤنگا دریا بار نے کہا مین ابھی جاتی ہون آپ تکلیف
نہ کرین اتنا تو دریافت کیجیے کہ یہ ساحرہ کون تھی جس نے آتشبار جادو کو مارا ہرکارون نے کہا اُسنے
یہ کہکر نعرہ کیا تھا انم ملکہ انجم ماہر خسار ہم پہچانتے ہین قلعہ انجم حصار کی حاکم بادشاہ طلسم سکندریہ کی
ناظم مشہور ہی کہ ایرج نوجوان پر عاشق ہی انہین سب نے ملک طلسم اسکندریہ فتح کرایا اب لیکر ایرج کو طرف
ہوشربا کے جاتی ہین بڑے بڑے سرکش ہمراہ ہین کہنے ابھی جاتی ہون یہ کہکر دریا بار بڑے جوش و خروش
سے اُٹھی رنڈی کے گالے جھولی سے نکالتی ہوئی بڑبڑاتی ہوئی قلعے کے باہر آئی اسکے ساتھ کے دس
ہزار جادوگر تھے یہ افسر ہی وہ [illegible] دوڑ پڑے آفتاب شعلہ خوار نے بھی کہا خبردار جاکر بلوہ کر دو
سب کی مشکین باندھ لاؤ انجم کو کشتان کشان اُسکے عاشق کے ساتھ گرفتار کر کے خدمت مین بادولت
کی حاضر کر دین ان سبکو خدمت مین اوخان کی روانہ کر دینگا وہ ہمارا افسر ہی جو مناسب جانیگا وہ کریگا یہان
ایرج نوجوان دربار مین آکر بیٹھے انجم ماہر خسار کرسی پر جلوہ فرما ہی لیکن صیقل آئینہ دار نے عرض
کی ملکہ انجم تم تو مطمئن ہو کر بیٹھی ہو بادشاہ قلعہ آفتاب نمانے یہ سرکشی کی جادوگرنی کو بھیجا یہ آفت
برپا کرائی عنایت خدا سے تم نے اُسکو قتل کیا جس نے بلا وجہ ہم سے خصومت کی وہ کیا باز رہیگا
ضرور یہان فساد عظیم ہوگا ہمارے نزدیک تو یہ مناسب ہی کہ جو اُس بے حیا نے کہا ہم خود لشکر تیار

کرکے اُسکے قلعے پر جا پڑین اگر فساد سے ڈرینگے تا بہ طلسم ہوشربا کیونکر پہونچینگے جسوقت جبن و رہند کے قریب
پہونچینگے وہ ضرور رد کیگا اور ہر مقام پر لڑائی پڑیگی انجم نے کہا اسکا کیا ڈر ہی بسم اللہ اُٹھیے لشکر کی کیا احتیاج
ہی ہم آپ چلین آفتاب شعلہ خوار کی شکین باندھ لائین صیقل آئینہ دار اُٹھا انجم ماہر خسار نے اسلحہ
سحر جسم پر آراستہ کیا چند ساحر رفیق جانباز و سرفروش اپنے اپنے مقام سے اُٹھے کہا ہم اپنے افسرون کو
اکیلا نہ جانے دینگے قلعے مین لاکھون جادوگر ہونگے خیر خواہان دولت کا ہمراہ لینا واجب و لازم ہی وہ بجیا
بر سر پرخاش ہی بلا وجہ ہمارے لشکر کے ٹلانے کی تلاش ہی ضرور لشکر تیار ہونگے ہر چند صیقل نے منع
کیا مصاحبون نے نمانا ایرج کو جھککر سلام کیا ایرج نے شاپور سے کہا ہمارا مرکب تیار کرو صیقل
آئینہ دار نے کہا آپ کا وہان کیا کام ہی سحر و ساحری کا مقدمہ ہم سمجھ لینگے ایرج نے کہا ای صیقل
یہ مجھ سے کبھی نہو سکیگا کہ تم جاکر سہرے واسطے جانبازی کرو مین مصروف عیش و نشاط رہون انجم
ماہر خسار نے بھی ہاتھ باندھ کر عرض کی حضور ہم ابھی واپس آتے ہین حضور کیون گھبراتے ہین آفتاب
شعلہ خوار جسکا نام ہی بڑا ساحر مکار و غدار ہی اس قلعے مین اکثر ناظم آئے نہین تھم سکے اس طرف کی رعایا
بہت سخت ہی اُسنے آکر دیہات و قریات آباد کیے باج و خراج لیا بڑے بڑے ساحر جمع کر لیے یہ ذکر تھا
کہ لشکر مین یکایک تلاطم ہوا ساحر دوڑے ہوے آئے کہا ای شہریار اک دریاے قہار و مواج
صحرا سے ظاہر ہوا ہی کئی ہزار بندگان خدا ڈوبے آپ کے ملازمون نے سحر بھی کیے جوش دریا کم نہین
ہوتا نہنگان خون آشام دریا سے نکل نکلکر بندگان خدا کو کھا گئے مچھلیان تڑپ رہی ہین جسپر گرین آگ سے
جلا دیا بہت سے خیمے ڈوبے صیقل آئینہ دار نے کہا کیون شہریار آپ نے دیکھا اتنا تو پلٹ کر انجم
و صیقل نے کہا کہ براے خدا حضور تکلیف نہ کرین پھر ہم سے کچھ نہو سکیگا ایرج نے نہ مانا پشت کرہ
بن اشقر پر سوار ہوے شاپور شیر دل بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر ایک جانب بھاگا صیقل
آتے ہی سحر کرنے لگا انجم ماہر خسار نے پہونچتے ہی مچھلیون کا انتظام کیا موتیون کا مالا دریا مین پھینکا
فوراً گوہر وارید بے بہا چنگاریان بنگئے جس مچھلی پر شعلہ پڑا جل گئی صیقل آئینہ دار نے جاکر ایک نہنگ کو
چیر کر پھینکا یا جم کر دو چار گولے آہنی مارے دریا مین جنبش ہوئی مچھلیون کو تہ آب چھپنے کی کوشش
ہوئی نہنگان خون آشام بھاگے مگر لڑنے سے کنارہ نہ کرتے تھے دریا بار جادو گوشہ صحرا مین کھڑی ہوئی
دس ہزار جادوگر ساتھ مین بڑے جوش و خروش مین سحر کر رہی ہی یکایک اسنے دیکھا دریا پلٹا اسکے ساحر

دریا کو دیکھکر بھاگے دریا نے اسکے ساتھ والون سے آشنائی کی موجہ بلند ہوا کئی سو اُسکے ساتھ کے ڈوبے ایسے ڈوبے کہ پھر نہ اُبھرے ہزارون غوطے کھائے دریا بار جادو گھبرا گئی جھولی سے بہت سے ماش کے دانے نکالے اسم سحر پڑھکر دریا کو پھر جوش دیا پھر جوش مار کر چلا ساتھ والون کو بھی بچانے لگی لیکن پڑتی پھرتی ہی کبھی سایۂ نخل مین ٹھہری کبھی جست کر کے شکل طائر وحشی کسی شاخ پر جا بیٹھی کبھی کسی ساتھ والے کو جو دیکھا کہ دریا مین ڈوب رہا ہی عقاب بنکر گری کمر مین پنجہ دیکر اُٹھا لائی کبھی بھاگ ریتی کے میدان مین پہونچی مگر دریا کو اُسنے سحر کر کے پھر پلٹا دیا ساتھ والے اسکے کئی ہزار ڈوبے سامری و جمشید کو پکار رہے ہین چاہتے ہین بھاگ کر چلے جائین دامن صحرا سے منھ کو چھپا دین دریا بار جادو ایک کنیز کو اپنی دریا سے نکالکر لائی کہ وہ ڈوبی جاتی تھی اُسکو اک نخل کے سایہ مین ٹھہرایا پشت پر ہاتھ پھیرا کہا دیکھ ہوشیار ہو وہ ہچکیان لے رہی تھی کہ کان مین رونے کی آواز آئی صداے نحیف و ضعیف کوئی یہ کہکر روتا ہی یا سامری و جمشید یالات و منات ان مسلمانون پر اپنا غضب نازل کرو پونے دو سو خداوندون کا نام مٹا جاتا ہی آپ کو حجاب نہین آتا ہی بندگان سامری و جمشید پر یہ مصیبت دریا بار بیقرار ہو گئی اُس صدا کی جانب متوجہ ہوئی دور سے اک جھاڑی مین سے رونے کی آواز آتی ہی دریا بار جادو قریب پہونچی دیکھا اک نازنین ماہ پیکر پلنگ پوش اوڑھے ہوے سجدے مین پڑی ہوئی دعا کر رہی ہی جاتے دریا بار جادو نے ہاتھ پکڑ کر اُٹھایا کہا ارے تو کون ہی نیک بخت ذرا سر تو اُٹھا تیری صدا سے دل مین درد ہوتا ہی اُس عورت نے سر اُٹھایا دریا بار جادو نے دیکھا اک نازنین مہ جبین کم سن سبزہ رنگ لیکن اُداس عالم یاس ناک سے قطرات خون گر رہے ہین چہرہ سارا خون آلود لختے خون کے سینے پر جمے ہوے ہچکیان لے رہی ہی دریا بار جادو یہ حال مصیبت مآل دیکھکر بیتاب ہو گئی کہا کیون بی بی یہ کیا معرکہ ہی اُس نازنین نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کیا حال پوچھتی ہو فرد

چہ گویم از سر و سامان خود کہ ہمچو گل
نسیختیم پریشان روزگارم خانہ بر دوشم

غزل

پروانہ صفت ز آتش دل بال و پرم سوخت
چون شمع شب ہجر ز پا تا بہ سرم سوخت
بس آتش سوداے تو سر زد بدماغم
کز بوے گل تازہ ز آہ سحرم سوخت
در بزم وصالت دلم از ساغر حیرت
در آب روان مردم چشم ترم سوخت
مخفی ز شرر بودہ مگر بادہ ات امشب
نوشید شرابے کہ ز گرمی جگرم سوخت
بلبل رہ خود گیر کہ در گلشن امید
کز شعلۂ آن مشت خس خشک و ترم سوخت

کیا حال زار اپنا کہون ای ہونس وہمدم سامنے جو قریہ ہی راجہ کی دختر بلند اختر ہون لشکر یہ جو آکر اترا بڑی
بیوقوف قوم ہی کہتی ہی ہمارا خدا لے نادیدہ اکیلا ہی آسمان پر رہتا ہی کوئی اُسے دیکھ نہین سکتا ایک
رسالہ دار اُدھر سے گذرا مین بدنصیب نہا کر کوٹھے پر کھڑی ہوئی تھی آنکھ اُس سے چار ہوگئی دور سے
منتین کرنے لگا ٹھنڈھی سانسین بھرنے لگا مین پریشان ہو کر کوٹھے سے اُتر گئی اُس رسالہ دار نے
جاکر اپنے افسر سے اپنا حال کہا اُسکا ایرج نوجوان نام ہی قتل کرنا ساحری پرستون کو اُسکا کام ہی
آخر اُس افسر ظالم نے ہمارے باپ کے پاس پیغام بھیجا اپنی بیٹی کی شادی ہمارے رسالہ دار کے ساتھ
کردو مذہب بھی ہمارا اختیار کرو باپ نے ہمارے انجام نہ سوچا جواب صاف دے دیا کہ ہم اپنے
مذہب قدیم کو نہ چھوڑینگے اپنی بیٹی کی شادی مسلمان کے ساتھ نہ کرینگے سنتے ہی وہ جوان جل گیا سوار
ہو کر آپڑا والد ہمارے خوب لڑے اُسکے ساتھ جادوگر بھی تھے اُنھون نے سحر سے گانوُن مین آگ
لگادی قصبہ لٹنے لگا مین یکہ و تنہا نکل بھاگی ایک سپاہی نے مجھکو پکڑا نقد آبرو کو تو مین نے بچایا زیور
اُس نے سب لے لیا یہ قوم مسلمانان جلاد صاحب ظلم و بیداد ہی ہر چند مین نے چاہا زیور اُتار کے دیدون
اُس ظالم نے کان نوچ لیے ناک سے نتھ کھینچی تمام اعضا زخمی ہوے آج دو دن گذرے مین سخت
بدنصیب اس ویرانے مین پڑی ہون شیر بھیڑیے نے بھی نہ پوچھا اب دعا مانگ رہی ہون کہ یا سامری
جمشید مجھکو بلاؤ اس مصیبت سے بچاؤ ای لوا نام کو تمنے دو سو مین ایک بھی مدد کو نہین آتا مسلمانون
کا اکیلا خدا لو نے دو سو خداوندون پر غالب ہوا تم احسان کرو میرا سر کاٹ لو کشاکش سے چھڑا دو اگر
زندہ رہونگی مان باپ کا نام بدنام ہوگا سب مارے گئے مان باپ قتل ہوے غربت مین پڑی ہون
دریا بار جادو نے گلے سے لگایا کہا نیک بخت تیری باتون سے کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا مین نے
انھین ظالمون پر سحر کیا ہی تیری آہ نے تاثیر کی مین نے معقول تدبیر کی ہی ہزارون کو ڈبو دیا لیکن
وہان بھی ساحران زبردست ہین سحر میرا دفع کرتے ہوئے آتے ہین میرے دریاے سحر کو ہٹاتے
ہین اُس نازنین نے گھبرا کر کہا جادوگرنی صاحب سامری و جمشید تمھین سلامت رکھین ظالمون کے
ہاتھ سے بچائیے ہاے غضب ہوا وہی رسالہ دار آتا ہی دریا بار جادو نے پوچھا کہان نازنین نے
ہاتھ اُٹھایا کہ دیکھو وہ آتا ہی دریا بار جادو کہان کہکر مڑی برابر تو نازنین کھڑی تھی حلقہ ہاے کمند
گلے مین ڈالکر کہا یہ آیا دریا بار نے چاہا ملپٹون نعرہ ہوا منم شاپور شیردل لپٹ کے خنجر مارا شکم

چاک دریابار جادو کا قصہ پاک آبرو خاک مین ملی بناہ ملنی مشکل ہوئی اور جادوگر جو ساتھ والے اسکے لڑرہے تھے جنگل سے اونکے کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من دریابار جادو بود شاپور شیر دل اوسکا سر لیکر دریابار کا بھاگا یہان ملکہ انجم و صیقل آئینہ دار نے دیکھا دریا غائب ہے اجبان وہ دریائے قہار تھا خاک اوڑنے لگی کہ سامنے سے شاپور شیر دل سر لیے ہوی دریابار جادو کا آیا قدمون پر اپنے آقا کے سر دریابار جادو کا ڈال دیا صیقل آئینہ دار و انجم ماہر جنسار نے کہا ای مہتر والاگہر ای فرزند عمرو نامور اسکو کہان پاگئے شاپور شیر دل نے حال کہا صیقل آئینہ دار و انجم ماہ رخسار نے کہا اب رکنا بہتر نہین ہے آفتاب شعلہ خوار بہت بڑا ساحر زبردست ہے فساد برپا کریگا یہ کہکر صیقل و انجم طرف قلعے کے چلے سرداران امیر حمزہ نوجوان نیلم و فیلم وغیرہ اپنے آقا کے ہمراہ صیقل آئینہ دار و انجم ماہر جنسار آگے بڑھے ہوئے آگے آگے لشکر ساحران پشت پر پرے غیر ساحرون کے نوبت نقارے بجاتے ہوئے طرف قلعہ کے چلے یہان آفتاب شعلہ خوار غصے مین بیٹھا ہے خبرین پوچھ رہا ہی دریابار نے کیا کیا ہرکارے خبر دے رہے ہین حضور دریابار جادو نے ہزارونکو ڈبو دیا آفتاب شعلہ خوار کہہ رہا ہی دریابار بڑے غضب کی ساحرہ ہے تعلیم یافتہ دخان سیہ رو برسون طلسم ہوشربا مین بھی رہی ایسی ہوشیار ہے اوسکا نام دریابار جادو رکھا گیا یکایک وینکی صدا آئی گھبراکر آفتاب بارگاہ سے باہر نکل آیا دیکھا ہمراہیان دریابار جادو دہائی دے رہے ہین لاشہ بے سر لیکر آئے ہین پوچھا کیا ہوا عرض کی حضور کچھ ہماری سمجھ مین نہین آتا پہلے جاتے ہی ساتھ جوش و خروش کے دریا سحر بنایا ہزارون مسلمان ڈوبے ہم لوگ بھی سحر کر رہے تھے اودھر سے صیقل آئینہ دار و انجم ماہر جنسار نے دریا کو پلٹا دیا مگر ملکہ دریابار جادو نے کسی مقام پر کمی نہین کی سحر کرتی ہوئی جنگل مین گئی مرنیکی آواز آئی جاکر دیکھا کوئی سر کاٹکر لیگیا یہ خبر وحشت اثر سنکر آفتاب شعلہ خوار ٹھر کا جلال آیا اپنے مقام سے تیغہ ٹیک کر اوٹھا حکم دیا لشکر تیار کرو اب مسلمانونکی شامت آئی دو لاکھ ساحران غدار اژدران آتش فشان پر سوار ہوی یہان صیقل آئینہ دار و انجم ماہر جنسار مع ساٹھ ہزار ساحران نامی پشت پر پہلوانان گرامی دور سے دیکھا قلعۂ آفتاب نما کا پھاٹک کھلا آفتاب شعلہ خوار کرگدن مست پر سوار پشت پر لاکھون ساحر باز و بط و قرقرے وغیرہ پر سوار آفتاب شعلہ خوار نے جو آمد لشکر مسلمانان دیکھی کرگدن کو جمکایا کڑک کڑک کے گرنے لگا دونون لشکر آپسمین ملگئے صیقل آئینہ دار نے

دیکھا لشکر تباہ ہوا جاتا ہے آفتاب چمک کر وسط سما پر آیا اسقدر گرمی ہوئی ہزارون ساحر وغیر ساحر
پسینے پسینے ہوکر گرے بیہوش ہوے آفتاب سے شعلے بھڑک کر گرتے ہین جلا رہے ہین صیقل آئینہ دار
نے انجم ماہر جسنار سے اشارہ کیا ملکہ لشکر کو بچاؤ مین اسکی فکر کرتا ہون انجم نے باران سحر برسایا
کچھہ سپرین فولادی بناکر سرون پر قایم کردین کہ جو شعلہ سحر گرے سپر سحر روک لے باران سحر جو برسا
ہوا سرد چلی گرمی کم ہوئی صیقل آئینہ دار کو سب نے دیکھا اپنے مرکب سے چرخ مارتا ہوا بلند ہوا
قریب اوسکے آفتاب کے پہونچا گولہ مارا روشنی آفتاب کی کم ہوئی آفتاب شعلہ خوار ظاہر ہوا
صیقل آئینہ دار سے تلوار چلنے لگی آفتاب شعلہ خوار نے تیغہ سحر مارا صیقل آئینہ دار نے سپر
سحر پر کاٹا زمین سے ہزارون گز کی بلندی پر دونون مین تلوار چل رہی ہے شعلہاے آتش بھڑک کر
گرتے ہین ان شعلہاے آتش سے ہزارہا ساحر جلے جاتے ہین غیر ساحر غل مچاتے ہین صیقل نے ملکا
کر تیغہ سحر کو اپنے آراستہ کیا خون اپنا دم شمشیر پر لگایا کچھہ سحر پڑھکر تیغہ مارا آفتاب نے سپر سحر کو چہرے
کی پناہ کیا تیغہ صیقل نے سپر کو کاٹا سر آفتاب کا زخمی ہوا چیخین مارتا ہوا بھاگا چاہا کہ قلعے مین
بھاگ کر جاے ملکہ انجم ماہر جسنار نے بڑھکر قلعہ پر اپنا قبضہ کیا آفتاب نے ہمراہیان فوج
بیقرار جنگل کا راستہ لیا صیقل آئینہ دار نے کہا او آفتاب شعلہ خوار کہان بھاگا جاتا ہے پلٹ کر
آفتاب نے آواز دی اب تم سبھونکی قضا قریب ہے نہ گھبراؤ میرے تعاقب مین چلے آؤ یہ کہتا ہوا بھاگا
جاتا ہے تین کوس راستہ طے ہوا تھا جنگل مین سب نے دیکھا صحراے ریگستان گرد نخل خرما بیچ مین گنبد
کہنہ آفتاب جاکر گنبد مین گھس گیا تمام ساحر اسکے ساتھہ والے اوسی گنبد مین داخل ہوے صیقل
آئینہ دار نے بڑھکر گنبد پر گولہ مارا گنبد پھٹا دیکھا اندر گنبد کے ہزارون پتلیان فولاد کی صف جمائے
کھڑی ہین فوج آفتاب اون پتلیونکی پشت پر ایک پتلی جو سب مین کلان ہے اوسکے سامنے آفتاب
شعلہ خوار ہاتھہ باندھکر کھڑا ہے پکار رہا ہے اے تصویر سامری اس وقت بیکسی مین میری مدد کیجیے آپ کی
خدمتگزار دریابار کو بیکسون نے بےبس کرکے قتل کیا قلعہ مجھسے چھوٹا ہے فریاد آیا ہون وہ پتلی کلان قہقہہ
مارکر ہنسی کہا او دیوانے تو نے ان لوگونسے کیون بگاڑی اونجہائی ہوشربا کی خبر نہین دریافت کی اوسی
قوم نے ہمارے بھائیونکو مارا ملکہ تاریک ایسی ساحرہ ان سبکے ہاتھہ سے قتل ہوئی لیکن تو فریاد کرتا ہے
سامنے سے ہٹ جا یہ کہکر اوس پتلی ایک چیخ ماری آواز دی او کنیزان سامری ان سرکشونکو سزا دے

معقول ہلے پہلے انجم و صیقل کو لینا افسر کو بھی اونکی پکڑ لاؤ مذہب خداوند کا نام مٹتا ہی یہ کہکر وہ
تیلی اپنے مقام سے اوٹھی بارہ ہی تیلیاں فولاد کی گنبد سے نعرہ کرکے نکلیں صیقل و انجم نے دیکھا
وہ کیا اوٹھیں فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا درختوں مین جنگل کے آگ لگ گئی موجہ ریگ روان دریائے
قہار بنکر جوش مارنے لگا ہزاروں تیلیاں لشکر پر گرین رقص کرتی تھیں اونکا ناچ دیکھکر ہزارہا دیوانے ہوگئے
جو دیوانہ ہوا تیلی نے طرف گنبد کے اشارہ کیا جو گنبد مین گیا غائب ہوگیا صیقل نے پڑھ پڑھکر ان
تیلیوں پر بڑے بڑے سحر کیے لیکن تیلیاں معدوم نہین ہوتین ایک تیلی بڑھکر سامنے صیقل کے آئی
مسکرا کر اشارہ کیا کیوں ای صیقل سامری و جمشید کو تمنے چھوڑ دیا چل ملکہ عالم بلاتی ہین اس گنبد مین
خداوند سامری کا ظہور ہی تو نے بڑی بےادبی کی اس مین یہ خون ساحران کرایا صیقل تیلی کے ساتھ چلا انجم
نے دیکھا کہ صیقل بھی مسحور ہوا بڑھکر آواز دی ای صیقل کہان جاتا ہی یہ تیلی کا سحر ہے کیا تو تیلی
کا تماشا سمجھا ہی آواز سے انجم کی صیقل نے منہ پھیرا دوسری تیلی جھپک کر سامنے انجم کے آئی کہا
کیوں ای انجم تو بھی تو سامری پرست تھی خداوندوں مین کیا برائی دیکھی قدرت تجھکو یاد فرماتی
ہین مین تیرے لینے کو آئی ہوں آنکھیں تیری کھلجائینگی پردہ غفلت آنکھوں سے اوٹھا یہ سنتے ہی
انجم ماہر خسار نے اک آہ کی تیلی سی آنکھ ملا کر ساتھ بیتابی و بیقراری کی یہ اشعار مخفی پڑھنے لگی اشعار

بہ سینہ آتش شوق تو تا وطن دارد	دلم ز داغ محبت چمن چمن دارد	ز تیغ غمزۂ جانان درون سینہ نہان
چہ غم جفا کہ دل ناتوان سخن دارد	ز دست جور حوادث دلم چو غنچۂ گل	ہزار خاک بہر طرف پیرہن دارد
بزیر خاک بہ نعشم چہ حاجت کفن است	شہید تیغ محبت ز خون کفن دارد	دماغ جان بسخن تازہ میکند مخفی
بیان لعل سخن نافۂ ختن دارد		

یہ اشعار پڑھکر انجم ماہ رخسار نے ساتھ والیوں کو آواز دی یارو

سامری کو چلو دیکھنے بڑا غضب کیا مذہب قدیم ترک ہوا بارہ ہزار کنیزوں ماہر خسارہ سات ہزار
ساحران صیقل آئینہ دار یہ دونوں افسروں کے ساتھ رقص کرتے ہوئے دیوانہ وار وحشی مثال
در گنبد پر پہونچے تیلی نے آواز دی ای انجم و صیقل وہ دیکھو سامنے باغ آراستہ ہی انجم و صیقل
نے پلٹ کر دیکھا حقیقت مین گنبد ویران نہین ہی دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا بوے
خوش آرہی ہی نہرین موجزن سر سبز و شاداب چمن ہمشکل بے نظیر گلشن وسط باغ ایک چبوترہ بلور کا اوسپر
شامیانہ بہت معقول استادہ فرش نہایت عمدہ بچھا ہی مسند پر ایک شاہزادی تاج سر پر رکھے ہوئے ملکہ انجم

وصیقل آئینہ دار کو بلا رہی ہے تیلیون نے رہبری کی انجم ماہر جنسار وصیقل آئینہ دار مع
اپنی فوج کے اوس باغ مین داخل ہوے اب ایک تیلی اوسیطرح رقص کرتی ہوئی طرف ایرج نوجوان
کے چلی شاپور نے جو یہ معاملہ دیکھا ایک جانب بھاگا ایک غار مین اپنے کو گرا دیا اوس غار سے یہ
معاملہ دیکھ رہا ہے کہ ایرج نوجوان گھوڑے سے کودا اوس تیلی پر ہاتھ تلوار کا مارا تیلی کے دو ٹکڑے
ہوے فوارہ خون کا جسم سے تیلی کے نکلا جس سردار پر قطرہ پڑا سنہرا پنجہ پیدا ہوا کمر مین سردار کی لپٹ گیا
اوٹھا کر اوسی باغ مین پھینکدیا در گنبد بند ہوگیا نہ ثابت ہوا کہ آفتاب شعلہ خوار کہان گیا پھر
مین شاپور نے دیکھا جنگلمین ہزارون لاشے پڑے ہین ہر ایک ساحر و غیر ساحر کو پنجے اوٹھا کر لیگئے بارگاہین
خیمے پڑے رہگئے ہو کا میدان معلوم ہوتا ہے نہ انسان نہ حیوان کف دست میدان جنگل ویران ہوا
تند چل رہی ہے گنبد کا دروازہ بند دروازہ باغ کا بھی بند ہے نہ در گنبد ویران پر انسان کا نشان در
باغ بھی سنسان جو ساحر و غیر ساحر بھاگ کر جا بجا چھپے تھے اگر ظاہر ہوکر نکلے پنجہ پیدا ہوا اوٹھا کر
لیگیا لاشے ہزارون از قلعہ آفتاب نما تا در صحراے ہول خیز اپنے بیگانونکے پڑے ہین ساحران آفتاب
کے بھی لاشے کسی نے نہ اوٹھائے لشکر ایرج کے لاشے اوٹھانیوالے مبتلا ہوے نہ معلوم ہوا کیا ہوا شام
تک شاپور شیر دل وسی غار مین پڑا رہا سر ٹکرا رہا ہے آخر جب اوسنے دیکھا کہ مہر عالم افروز گنبد مغرب مین
داخل ہوا لیلائے شب نے زلف عنبرین کھولی مجنون روز بصد سوز طرف دشت نجد کے گیا شاپور شیر دل
گریان و نالان اوس غار سے نکلا فرزند عمرو ہے یہ بھی آنکھونسے دیکھ چکا کہ جو ساحر غیر ساحر لڑائی سے بھاگ
کر گوشون مین چھپے تھے جب وہ نکلے پنجہ ہاے سحر نے دوبارہ اونکی دستگیری کی اوٹھا کر لے گئے شاپور
سوچا بصورت اصلی رہنا مناسب نہین ہے یہ سوچکر رنگ و روغن عیاری کا نکالا صورت اپنی تبدیل
کی ایک نازنین پری پیکر کی شکل بنکر تیار ہوا کپڑے تو میلے جسم مین لیکن رعنائی و زیبائی سے معمور
چہرۂ رشک حور سراپا بے قصور عارض انور نور علی نور یہ صورت بنکر غار سے نکلا دیکھا بڑے بڑے
جادوگرونکی لاشے پڑے ہین ایک ساحر خود زرین اوسکے سر پر لباس بھی عمدہ زیب جسم سن رسیدہ
مرا ہوا پڑا ہے شاپور اوس لاشے پر بیٹھکر چیخین مار کر رونے لگا پکارتا ہے ہاے نانا جان جس بیجیا کے ساتھ
تمنے جان دی اوس نا قدر نے لاش بھی تمھاری نہ اوٹھائی مین بد نصیب ست و پا شکستہ کیا تدبیر کرون
کیونکر ارتھی بناؤن سامان دفن و کفن کہان سے لاؤن ہاے سب بھاگ گئے کا شکے وہی ہوا نہین بھیک

رہ گئی تمہاری لاش دھوم سے اوٹھائی نہ یہان دوست ہے نہ دشمن درختون سے فریاد کرون کیا کہکر تمکو
یاد کرون مجھکو تنہا چھوڑ گئے مین تو لڑائی مین بھی موجود رہی ایسی سخت جان تھی کہ دشمنون نے بھی مجھکو
قتل نہ کیا اب کدھر جاؤن جنگل کی ٹھوکرین کھاؤن خوب چیخین مارکر شاپور رویا یکایک پہلو سے گنبد
کے اک روشنی ظاہر ہوئی دیکھا ایک جادوگر فتیلہ ہاتھہ مین لیے ہوئے آتا ہے جوان کیا اس جا چھپا بیٹھے
ہو دیا تو فتیلہ ہاتھہ مین لاشون کو دیکھتا پھرتا تھا سہمکے شاپور سنکر اس طرف متوجہ ہوا شاپور
نے جو ساحر کو آتے ہوئے دیکھا اوس لاش سے لپٹ گیا خون اوسکے جسم کا لیکر منھہ پہ ملا خوب پیٹا
بال نوچے وہ ساحر قریب آیا صورت زیبا کو دیکھکر بیقرار ہوگیا کہا کیون محبوب جانی اے آرام جان
اے راحت دل مشتاقان اس صحراے ویران مین کیون رو رہی ہے ایسا نہو کوئی درندہ گزند آئے تجھکو
صدمہ پہونچا شاپور نے غصے مین پلٹ کر جواب دیا او اندھے ہمکو مرنے کا کیا ڈر ہے نانا ہمارا رشتہ جلیل
میان آفتاب کا کفیل ہاتھہ سے مسلمانون کے مارا گیا اس بیچارا قدر نے لاش بھی اوٹھوائی مین بد نصیب
روتی پیٹتی یہان آگئی آخر کدھر جاؤن ساحر نے سمجھ لیا گرین کوئی شیر بھیڑیا آئی مجھہ سوختہ بخت
کو کھاجاے سب عزیز واقارب مارے گئے اوس جادوگر نے کہا اس سردار کا کیا نام تھا شاپور سوچا ایسا
نہو نام مین اختلاف ہو کہا تم نہین پہچانتے آفتاب کا وزیر اعظم تھا مجھہ بدنصیب کو گلرو کہتی
ہین ماں باپ نے نام گلرو تو رکھا ہمارے نوشتہ تقدیر کو نہ دیکھا کہ گلرو کا مقام ایکدن جنگل ہوگا یہان
عیش مین خزان آئی اسطرح سے لاکر شاپور نے باتین کین قنطور نے کہا مین ملازم سبیل سحر ہون جسکے سحر نے
یہ قیامتین برپا کین سب ساحرونکو چشم زدن مین دیوانہ کر دیا اب سبکی قید لیکر طرف طلسم ہوشربا کے
جائینگے قنطور جادو میرا نام ہے میرے ساتھہ چلو آنکھون مین رکھونگا خدمتگزاری کرونگا کل دن کو
ساحرونکو ساتھہ لیکر تمہارے نانا کی لاش اوٹھالاؤنگا تمکو خاتون محل بناؤنگا یہ سنکر شاپور شیر دل رونے
لگا کہا اے سنگر قنطور مین چاہتی تھی پہلے لاشہ نانا جان کا دفن ہوجاے مین مثل کنیزونکی خدمت مین حاضر
ہونگی کوئی بزرگ سر پہ نہ رہا تمھین کو اپنا بزرگ جانونگی اس لڑائی مین سب مارے گئے کوئی سرپرست نہ رہا
اسوقت مین تمنے خبر لی دلدہی کی ہم احسان فراموش نہین ہین یہ کہکر ابا جان کہکے لپٹ گیا منھہ پر
منھہ رکھنے لگا کہا ابا جان مجھے گود مین لیلے تو نانا جان مجھکو قدم زمین مین نہ رکھنے دیتے تھے مینے ناز و نعم مین
پرورش پائی قنطور نے یہ بھولی باتین سنکر ایک تخت سحر تیار کیا کہا جان جہان مین تمکو بیدل لیکر چلونگا

زیب قدم نازک آنکھیں فرش کرتا رہونگا اب شاپور کو تخت پر سوار کیا قنطور تخت اڑاتا ہوا چلا
دور تک تو وہی صحرائے ہولناک تھا اب دور سے ایک شہر معلوم ہوا شاپور نے دیکھا بڑا شہر عظیم ہے قلعۂ
آفتاب نما کی کیا حقیقت ہے بیابک پر شمسہ مثل آفتاب کے چمک رہا ہے ہزاروں ساحر در قلعہ پر فروکش ہیں
قنطور تخت اڑاتا ہوا داخل قلعہ ہوا بڑے بڑے قصر عالی عمارات عمدہ گلی کوچے آباد ہر مکان سے
دھواں نکل رہا ہے جابجا گویا گل جل رہا ہے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس شہر میں سب ساحر رہتے ہیں ایک
مکان میں لاکر قنطور نے تخت اوتارا دیکھا ایک مکان مختصر ایک دالان کوٹھری چھوٹا سا صحن ایک
سمت چوکا تخت کا بچھا ہے ایک پلنگ معقول آراستہ قنطور نے کنجیاں نکالکر سامنے ڈالدیں کہا آ
ملکہ عالم اس مکان کو اپنا گھر جانو دو پہر سے شب گذر چکی میرے پہرا دینے کا وقت ہے میں صبح کو آؤنگا کوٹھری میں
آٹا دال چاول نمک گھی سب موجود ہے جو چاہنا پکانا اوس شخص کی ماں تھی وہ مرگئی اب تمکو سب طرح کا اختیار
ہے خود صاحب سلیقہ ہو جو مزاج میں آئے کھانا میرے واسطے بھی رکھنا میں بوقت سحر آؤنگا پھر دن بھر صحبت
ہے آج کل مسلمان جو آکر قید ہوے ہیں چوکی پہرہ سخت دینا پڑتا ہے وقت پر گنتی ہوتی ہے جائزہ بھی لیا
جاتا ہے یہ کہکر قنطور تو چلا گیا باہر نکلکر کما زنجیر بند کر گیا شاپور نے مکان بند کیا کوٹھری کا قفل کھولا دیکھا
تمام اشیا موجود ہیں خیال میں آیا کہ رات کا وقت ہے آرام کرو بوقت سحر سمجھا جائیگا یہ سوچکر چھپر کھٹ
پر آکر آرام کیا صبح کو اوٹھکے مثل گرہستوں کے جھاڑو دی چوکے پر فرش لگایا کھچڑی نکالی چولھے پر
چڑھائی نمک اپنے پاس سے ملایا جب کھچڑی تیار ہوئی پلیٹ میں نکالکر دسترخوان میں لپیٹی دسترخوان
تخت پر رکھا چٹنی پیس کے رکھدی جس مٹیا میں گھی تھا تخت پر رکھکر لوٹا پانی کا اسپر کٹورہ سب
سامان سلیقے سے مہیا کر کے منہ ہاتھ دھویا پلنگ پر آکر بیٹھ رہی بوقت سحر قنطور نے آواز دی شاپور
نے اوٹھکر زنجیر کھولی قنطور نے دیکھا چولھے میں خاک اڑ رہی ہے کہا کیوں صاحب کچھ پکایا کھایا
نہیں شاپور نے مسکراکر اشارہ کیا قنطور نے مکان کو خوب آراستہ کیا ہوا پایا جی میں کہتا ہے کیا قدرت
ساحری ہے معشوق خوبرو خوشخو وضعدار سلیقہ شعار کس مزے سے کھانا رکھدیا ہے آتے ہی تخت پر
بیٹھا رات بھر کا بھوکا خوب پیٹ بھر کے کھچڑی کھائی جب کھا چکا ایک کٹورہ پانی کا پیا پیاس اور
زیادہ ہوئی جسقدر پانی پیتا ہے پیاس بڑھتی جاتی ہے سارا لوٹا پیکر گھڑے کے پاس آیا پیاس پیاس
کہہ رہا ہے پورا گھڑا پی گیا پیاس نہیں بجھتی بدن میں آگ لگی ہوئی ہے اب جو ڈکار لیتا ہے پانی منھ

ے نکلتا ہی پیاس سے کلیجہ جلتا ہی گھبرا کر کہا صاحب پیاس سے دم نکلتا ہی اور کچھہ مجھکو کھلاؤ کوئی دو ٹھنڈھی پلاؤ کلیجے کی آگ بجھے شاپور اپنے مقام سے اوٹھا روتا ہوا قریب آیا کہا صاحب مین تو کہتی تھی مجھے گھر مین نہ بیچاؤ میری تقدیر پھوٹی ہی ایک وارث پیدا کیا وہ بھی مرتا ہی ہائے مین کہان سے دوا لاؤن کیونکر اپنے وارث کو ٹھنڈھا کرون رات کو تمنے شراب پی ہوگی اسی کی گرمی چڑھی ہوگی کنوئین کے پاس چلکر بٹھیو مین پانی بھر کے نہلاؤن گرمی دماغ سے اوترے ہائے تم مر گئے تو مین کہان جاؤنگی اتنا تو بتلا عہد تمھارا پھر اکس مقام پر ہے کیا عہد ہی ارے بدنصیب مسلمان کہان قید ہین تونے اونکو ستایا ہوگا ہای ان سب نے بلاکر میری وارث کو بد دعا دی یہ کہتا ہوا قریب آیا ہاتھہ پکڑ کے کنوئین کے پاس لایا قنطور کنوئین مین پانون لٹکا کے بیٹھا شاپور نے دو تین ڈول بھر کر کنوئین سے سر پر ڈالے قنطور نے کہا صاحب پانی پڑنے سے جان آئی ہی شاپور نے قریب آکر کہا صاحب کنوئین مین اوترجاؤ جان تو بچے یہ کہکر ڈھکیل دیا قنطور کنوئین مین گرا چاہ کا مزا حاصل ہوا شاپور نے اوپر سے پتھر ڈھکیلا وہ تڑپ تڑپ کر کنوئین مین ٹھنڈھا ہوا قنطور جو مرا کنوئین سے آواز آنے لگی کشتی مرا نام تھا قنطور جادو بود مکان مین گیرودار کی صدا بلند ہوئی پہلو مین مکان تھا کچھہ عورتین کوٹھے پر چڑھ آئین اونھون نے دیکھا کنوئین سے دھوان نکلا ہای ایک نازنین کھڑی پیٹ رہی ہی پکار کر اون عورتون نے پوچھا اری نیکبخت تیری یہ کیا کیفیت ہی تیرے گھر والے کو کیا ہوا شاپور نے کہا بی بیو مجھسی لڑکے جوش مین آکر کنوئین مین کود پڑے کل ہی مجھکو لیکر آئے تھے ایک رات کی گنہگار ہون بلڑا ہوا کہ قنطور کنوئین مین گر کر مر گیا محلے کے لوگ دوڑے کوتوال کو خبر ہوئی دروازے پر بلڑا ہوا ارے دروازہ کھولو کوتوال صاحب آئے ہین تحقیقات ہوگی اگر وہ آپسے گرا تو کوئی خطا نہین اگر کسی نے گرادیا اوسکو سزا ہوگی شاپور نے گھبرا کر دروازہ کھولدیا کوتوال اندر گھس گیا سپاہیون نے شاپور کو گھیر لیا لیکن شاپور شیر دل بنا گھونگھٹ نکالکر ایک کونے مین بیٹھ گیا روتا ہی غل مچاتا ہے صاحبو اس شہر مین کیسا اندھیر ہے ہمارا وارث مر گیا ہمارا گھر لوٹے لیتے ہین کوتوال نے لاش قنطور کی نکلوائی ایک چارپائی کے اوپر لادی شاپور شیردل کے لیے ڈولی منگائی کہا دربار مین بادشاہ کے لیچلو جو کچھہ حکم ہوگا ویسا کیا جائیگا شاپور شیردل روتا پیٹتا ڈولی مین سوار ہوا دہائی دیتا ہی صاحبو میرا شوہر مجھہ سے لڑکر کنوئین مین گر پڑا مجھکو زبردستی پکڑے لیے جاتے ہین محلے والو میری مدد کرو

محلے والی بھی ساتھ ہوئی بعض کہتے ہین وہ ہمیشہ سے بدمزاج تھا غصے مین کنوئین مین کود پڑا کل شب کو اس عورت کو لایا آج یہ آفت برپا ہوئی شاپور شیر دل ڈولی کے پردے سے دیکھ رہا ہی کوتوال کی نگاہ پڑی شاپور شیر دل نے اشارہ کیا قریب بلایا کوتوال نے جو جمال جہان آرائے شاپور دیکھا بیقرار ہوگیا نوجوان کم سن سیمبر سرو قد خوش مزاج حسینون کے سر کا تاج سرو قد مین ثمر بھی آچکا ہی سینے پر ابھار رہا ہر رخسار گلعذار شاپور نے چپکے سے کہا کوتوال صاحب مین فلان تاجر کی دختر بلند اختر ہون قنطور مجھکو بجبر اوٹھا لایا مین چونکہ بیزار تھی اب تک شیشہ ناموس بالکل سالم ہی غنچہ مراد ناشگفتہ راز اصلی نہفتہ میرا اب کوئی والی وارث نہین ہی مال بھی گھر مین قنطور کے بیحساب ہی دل کو شل زلف پیچ و تاب ہی دربار شاہی مین مسطورہ کا جانا باعث خرابی ہی اسی وجہ سے دل کو بیتابی ہی کسی مکان مین مجھکو ٹھہرائیے سب کیفیت ظاہر کرونگی یہ معاملہ بہت نازک ہی یہ ظالم مرنے والا اس ظلم و ستم سے میرے ساتھ پیش آیا لات و منات نے بچہ بعصمت ظالم سے بچایا اب دیکھیے انجام کیا ہووے فراق والدین غم و الم سے دل بیچین میری کسی بات کا اعتبار نکرنا میرے ہوش و حواس درست نہین آپ جسوقت سے تشریف لائے جمال جہان آرا پہ نگاہ پڑی نظر لڑی برچھی غم و الم کی دلمین گڑی آپکے مزاج سی اپنے مزاج کو موافق پاتی ہون اس باعث سے اپنا حال دل سناتی ہون بقول مخفی نظم

درس عشقت را بیان دیگرست
با فلک ہر دم قران دیگرست
از شراب عشق میسوز د جگر
طالب حق را مکان دیگرست
ہمچو خورشید جہان ہر ذرہ را
ہر کسی از کاروان دیگرست
در نیاید ہر کسے اسرار عشق
مخفیا از آسمان دیگرست

این مدرس را زبان دیگرست
تا بکے سرگرم کار اینجہان
نقل این مے از مکان دیگرست
رہرو راہ طلب را ہر قدم
با غمت راز نہان دیگرست
در نیاید غیر چشم حق شناس
این معلم را زبان دیگرست

اختر اختر شناسان ترا
اینجہان را ہم جہان دیگرست
درمیان خلق می جویند و نیست
ہمرہی با کاروان دیگرست
کس نمی داند کہ منزل در کجاست
مرو میدان را نشان دیگرست
پرتو اقبال صاحب ہمتان

مثل گرستون کے آپکی اطاعت کرونگی مرونگی بھرونگی اے شہنشاہ اقلیم حسن و جمال اب آپ کیون طول کرتے ہین لاشہ اوس ظالم کا جلوا دیجیے کنیز کو اپنے ساتھ لیجیے مال بر قنطور کے قبضہ کیجیے جائداد منقولہ و غیر منقولہ دونون دستیاب ہوتی ہین ایسے مقام پر چوکتے ہو

چوکتی ہو کوتوال صاحب بیقرار ہوگئے محلے والون کو جھڑکیان دیتے ہین سی لاشہ قنطور کا پلٹا یا کہا
صاحبو غریب کا مردہ خراب کرتے ہو لیجا کر اسکو جلاؤ پھو کو اپنے سپاہی ساتھ کرکے مرگھٹ پر بھیجا ڈولی لشکر
لیے خوشی خوشی ایک مکان مین لاکر ڈولی اوتروائی خوشی آپ بھی اندر آئے شاپور کو دیکھا تنا ہوا
بیٹھا ہی سراپا کو دیکھکر مرگیا آج شاپور شیر دل تن تن کے صورت دکھلا رہا ہی کوتوال صاحب کے جی مین
شجر حسن سے ثمر وصل حاصل کرون تسکین دل کرون فرش باہر سے منگا کر بچھوایا اسباب عیش و نشاط مہیا کیا
شاپور بھی بن ٹھنکے پہلو مین بیٹھتا ہی گنگناتا جاتا ہی ٹھمریان غزلین سناتا ہی کوتوال بیقرار کہ معشوق خوبرو
خوش گلو خوش فعل ندانہ سراپا کرشمہ و ناز شاپور نے گلابی اوٹھائی فوراً جام لبریز کیا باتون باتون مین پوچھا کوتو
صاحب یہ مسلمان کس مکان مین آکر قید ہوئے ہین کوتوال نے کہا اسی مکان کے پہلو مین ایک قصر ہی گرد بارہ
ہزار ساحر مقرر ہوئے ہین سب دشمنون کو ایک مقام پر قید کیا حکم ہی ملکہ سہیل جوالہ زن طرف طلسم ہوشربا کے
سبکو لیجائینگی خدمت مین شہنشاہ طلسم ہوشربا کے پہونچائینگی شاپور نے کہا کیون کوتوال صاحب آفتاب
شعلہ خوار قلعہ آفتاب نجاب کا حاکم ہی ملکہ سہیل جوالہ زن کون صاحب ہین کوتوال نے کہا کہ ای جان جہان
ملکہ سہیل جوالہ زن ساحرہ پرفن معشوقہ دخان سیہ رو ہی یہ ملک انھین کی جاگیر مین دیا گیا ہی حکومت
قلعہ آفتاب نما آفتاب جادو کو ظاہر مین دیگئی ہی جنگل مین جو گنبد کہنہ ہی ملکہ سہیل جوالہ زن ذی عجائب
سحر سے اوس گنبد کو معمور کیا ہی اگر لاکھ دو لاکھ اوسنے آکر لڑین اور بڑے بڑے ساحران عذار ہون وہ
پتلیان سحر کی انکو پکڑ لینگی یہ سحر اپنی وزیرزادی ماہ عالم افروز کے سپرد کیا ہی وہ گاہے گاہے صحبت
مین آتی ہی جب تک دوپہر زوال آئیگا پتلیونکا زور نہ گھٹے گا شاپور نے کہا ماہ عالم افروز کیونکر قتل ہو
کوتوال نے کہا وہ ہمہ دان ہمہ گیر صاحب تدبیر ایک مقام ہی اس قلعہ مین کہ اوسکو دیر پریزادان کہتے ہین
دوسی معشوقان طناز اوس دیر مین واسطے گانے بجانیکے مقرر ہین ایک ایک کمال علم موسیقی سے معمور تمام عالم
چنکر نازنینان مہ جبین کو کمال رقص و سرود سکھایا ہی مہینے مین ایکدن ملکہ ماہ عالم افروز دیر پریزادان
مین آتی ہین شب بھر وہان مصروف عیش و نشاط رہکر بہ ہزار نشاط گنبد کہنہ چلی جاتی ہین وہی نگہبان
و پاسبان ہین آفتاب جادو شکست کھاکر بھاگا گنبد کہنہ سے ماہ عالم افروز نے سحر کیا پتلیونکو
بھیجکر سبکو گرفتار کرالیا سوائے دیر پریزادان کے ملکہ ماہ عالم افروز سے ملاقات غیر ممکن ہی یہ پوچھکر شاپور
نے جام شراب بیہوشی کوتوال کو دیا یہ پیتے ہی بیہوش ہوا کوتوال کو چٹائی مین لپیٹ کر کونے مین کھڑا

کردیا کو توال کی شکل بنکر بیرون قصر آیا سپاہی در دولت پر حاضر تھے سپاہیون سے کہا اس مکان مین قفل
لگا دو خبردار اس مکان کو کوئی نہ کھولے تم لوگ برای انتظام بازارون مین جاؤ ہم بھی گشت کو جاتے ہین
سپاہیون نے عرض کی آج کی شب حضور کو انتظام دیر پر یزادان واجب ولازم ہے ملکہ ماہ عالم افروز
تشریف لائینگی ملکہ سہیل جوالہ زن بھی آئینگی دیر پر یزادان مین شب بھر جلسہ ہیگا صبحکو آفتاب
شعلہ خوار سب قیدیونکو لیکر طرف طلسم ہوشربا کے روانہ ہو جائیگا اسی سبب سے دیر پر یزادان مین جلسہ
قرار پایا ہے سپاہیون سے یہ سنکر شاپور نے سبکو رخصت کیا آپ یکہ و تنہا نشان دیر پر یزادان دریافت
کرکے اوسی جانب بشکل کو توال چلا نکلکر شہر کو دیکھا نہایت آباد زر ریز زمین حسن خیز کمرون پر نازنینان
مہ جبین لباس زرق برق زیب جسم کیے ہوے مجرے کر رہی ہین دریافت کرنیسے معلوم ہوا کہ اس شہر مین
ناچ گانیکی بڑی قدر ہے ایک کمرے پر دیکھا ایک نازنین مجرا کر رہی ہے عاشق تن جمع کو توال کیصورت بنا ہوا
کمرے پر چڑھگیا رنڈی مجرا کر رہی تھی نایکانے جو کو توال کو آتے دیکھا کہا تشریف لائیے کو توال نے نایکا
سے کہا صاحب تمھاری صاحبزادی کا کیا نام ہے کہا حضور آگاہ ہین آپکی لونڈی کو یاقوت گلگون پوش
کہتے ہین ہم سب تیار بیٹھے ہین دیر پر یزادان مین جانا ہوگا ملکہ ماہ عالم افروز علم موسیقی مین ایسی کامل
ہین لاکھ ہم لوگ اونکو کمال دکھاتے ہین وہ ضرور ایک نہ ایک عیب لگا دیتی ہین اور مقام انصاف یہ ہے وہ
اس علم کی عالم ہین اونکے سامنے ہر ایک شخص منہ نہین کھول سکتا خود ایسا ناچتی ہین دیکھنے والونکی
بری گت ہوتی ہے گانا نہین خوش آواز صورت مین بینظیر چہرہ رشک ماہ منیر گانا بتانا ناچنا ایسا حاصل کیا ہے
کوئی اونکے سامنے کمال کا نام نہین لے سکتا ایکی مہینے مین مینے ہزار ہا روپیے صرف کیے بڑے بڑے گوئیے بلوائے
آپکی یہ کنیز بھی نہایت ذہین ہے یقین یہ ہے کہ آج اسکو سنکر سرفراز کرین خلعت و انعام ملے دیکھیے بیٹھیے دو
ایک چیزین سنیے کو توال نے کہا ذرا اپنی صاحبزادی کو حکم دیجیے تخلیہ مین ہمارے ساتھ چلین ہم قاعدہ نشست
برخاست اوس بارگاہ کا بخوبی سمجھا دین آجکی شب ہنگامۂ عظیم ہے کبھی ایسا جلسہ دیر پر یزادان مین نہین ہوا ملکہ
سہیل جوالہ زن و ملکہ ماہ عالم افروز کا ملین شہر پرستان ملک آفتاب شعلہ خوار سب اس جلسے مین ہونگے
نایکا نے کہا آپ خیر خواہی نکرینگے تو کون کریگا اری یاقوت گلگون پوش ادھر کمرے مین آ و دیکھو کو توال
صاحب کیا فرماتے ہین وہ نازنین مسکراتی ہوئی اوٹھی شاپور بلا تکلف یاقوت کا ہاتھ تھام کر تنہائی مین آیا کہا
اے یاقوت آج کمال دکھاؤگی تو لاکھون دیاؤگی ایسا جلسہ شہر مین کبھی ہوا ہے نہ ہوگا دیر پر یزادان

کی آراستگی ہو رہی ہی یہ کہکر باتین کرتے کرتے ادہر اودہر چوکنا ہوکر دیکھا یاقوت نے پوچھا کیون کوتوال
صاحب خیر تو ہی کہا فصل سردی کی ہی گھر سے شراب پیکر چلے نشہ اوتر گیا ایک جام شراب کی خواہش ہی یہ کہکر جیب سے پانچ
اشرفیان نکالکر یاقوت کو دین یاقوت نے کہا حضور اسکی کیا احتیاج ہی میرے گلابی اوٹھائی جام بلورین لبریز کرکے
کوتوال صاحب کو دیا شاپور نے مسکرا کے کہا ملکہ یاقوت شراب جہوٹی پلاؤ نشہ نہین ہوتا یاقوت نے نہین نہین کرکے
نصف جام پیکر واپس دیا حلق سے شراب کے اوترتے ہی گھبرا کے اوٹھی بیہوش ہوئی شاپور نے اسکو تو ایک صندوق مین
بند کیا اسکا لباس و زیور اسی کی صورت بنکر ہنستا ہوا کمرے سے نکلا نائکا نے پوچھا کوتوال کہان گئے یاقوت گلگون پوش
نے ہنسکر کہا بیہودہ چورونکا سرکار ہمکو دم دیتا تھا نہین معلوم کیا کیا کہا مین انکے فقرون مین کب آتی ہون آخر آزردہ
ہوکر چلے گئے چور اوچکے جواری پر دباؤ ڈالین ہمارا کیا کر سکتے ہین شاپور بیٹھکر سب سے باتین کرنے لگا رقاصہ درخشان
عیش خانہ مغرب مین داخل ہوا صحبت ماہ تابان مین سازندگان ثابت و سیارگان جمع ہوئے روشنی جابجا ہونے لگی
شاپور حیران ہی کہ دیکھین تا بہ دیر پریزادان کیونکر پہونچین کہ کنیزون نے عرض کی داروغہ ارباب نشاط تشریف
لائے ہین شاپور نے دیکھا ایک جوان سبزہ رنگ شملہ سر پر کوڑا ہاتھ مین کہا بی بی یاقوت چلو جلد سوار ہو دیر
پریزادان مین حضور کا حکم ہی مین سب طایفون کو خبر کرنے جاتا ہون یہ کہکر داروغہ چلا گیا نائکا نے صندوقچہ
زیور کا نکالا دست بقچہ پیشواز کا ساتھ کیا کنیزونکو حکم ہوا بی بی کے ساتھ چلو شاپور باہر نکلے جو پہلے تیار تھے
نائکا کو ساتھ لیا سازندے بھی ساتھ ہوئے طرف دیر پریزادان کے چلے راہ مین دیکھا انتہا کی روشنی ہی حیران
ہی کہ دیکھون دیر پریزادان کیا چیز ہے خدا جان و آبرو بچائے تو بڑی بات ہی صدہا سواریان گانیوالیونکی
چلی جاتی ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہی آج دیر پریزادان مین بڑا جلسہ ہے کسبیان ڈولیون مین سوار خادم
و خدمتگار ہمراہ مکانون پر جابجا روشنی شاپور تماشا دیکھتا ہوا چلا قریب ایک باغ کے آکر سواری پہونچی
دروازے پر باغ کے سب ڈولیان کسبیونکی رکھی ہین داروغہ ارباب نشاط انتظام کر رہے ہین وہان یاقوت
بھی جا کر اوترین جسکی نگاہ پڑی شاپور کا ناز و کرشمہ کسیکو انگوٹھا دکھا دیا کسی کو منہ چڑھا دیا کسی سے اشارون
مین وعدہ کیا کسیکو جلایا کسیکو ٹھنڈا کیا ایک دروازہ باغ کا کھلا چند کنیزان ماہرو باہر آئین کہا چلو
سب طایفونکو طلب کیا ہی شاپور سبکے بیچ مین جھرمٹ پریزادونکا مجمع حوروشون کا ایک ایک شوخ و شنگ
ناز و کرشمے سے معمور صورتین عمدہ جوڑے بھاری زیور معقول باغ مین جو شاپور نے قدم رکھا دیکھا حقیقت مین
باغ نمونہ جنت ہی درخت سبز و شاداب نہرون کا پانی رشک گلاب فوارے چھوٹ رہے ہین صناعان

جا بجا ب دست ذی جواہر کے نخل بنائے ہین مثلاً شاخین الماس کی پتے زمرد ریحانی کی پھل یاقوت حمرا کے پھول ہفت رنگ جس شے کا پھول بنایا اوسیکا عطر اوس مین داخل کیا جب جھونکا ہوا کا آیا دماغ جان معطر و معنبر ہو گیا نظم

پڑکھڑاتی پھرتی ہی بلبل بہار ہر طرف
اک طرف کیلے بشکل حلہ پوشان جنان
طرفہ سرسبزی کی ہی ہر طرف سے سرکشی
ہوا کے سبب باغ مہکا ہوا

نکہت گل نے ہر اک جا ہی کھولے عطردان
دار بستو نسے عیان ہے چرخ اخضر کی بہار
ہی زمین فیروزہ گون ہی لاجوردی آسمان
درختون نے ہر گونکی کھولے ورق

دیگر

وہ حد کے عالم مین صف باندھے کھڑی ہین جھومتی
ناک کے خوشنویہ ہی عقد ثریا کا گمان
چمن آتش گل سے دہکا ہوا
کہ لین طوطیان بوستان کا سبق

روش پٹریان آراستہ ہر ایک چمن وسیع باغ دلکشا عمارتین رفیع روشنی کا سامان ہزار ہا نازنینان مہ جبین باغ مین پھر رہی ہین باغ پر گلزار جنان کا کیون نہ دھوکا ہو حوران بہشت کو بھی موجود ہین ہر چمن اکڑ رہے ہین صبا و باغبان سایہ کی اس گلشن کے ہو نہین کھاتے گلچین اگر دست درازی کرے سر سست ہاتھ قلم ہو صیاد اگر آئے عندلیبان خوشنوا ہنس ہنس کے دیوانہ کردین دام رگ گل مین خود گرفتار ہو موج ہوا زنجیر بنکر باغبان کے گلے کا ہار ہو جوانان چمن کی اٹکھیلیان شاپور سکے ساتھ کسیکے گلے مین ہاتھ ڈالدے اری خیلا کہان چلی کہکر سینے پر ہاتھ رکھدیا وہ سسکی لیکر پیچھے ہٹی کہا بی یاقوت آج بہت سرخرو ہوئین کمال مین حال کھلیگا شاپور نے کہا چلو آج ملکہ ماہ عالم افروز کو سنینگے ایک نے کہا پہلے وہی گائینگی سبکو اپنا کمال دکھائینگی اونکے بعد جسکی نوبت آتی ہی اوسکی جان پر بنجاتی ہی شاپور کہتا ہی ہوا دیکھا جائیگا یہ علم موسیقی ہی بقول شاعر مصرع ہر گلے را رنگ و بوی دیگر است شاپور دیکھتا ہی ایک ایک نازنین شعلہ جوالہ جمع ہی اگر اس چبوترے پر ہمراہ اون مہ جبینون کے شاپور بھی بیٹھا مشہور ہے کہ یاقوت خوب گاتی ہی بیچ مین ایک تخت زبرجدی بچھا ہی تخت کے داہنے بائین دو کرسیان جواہر نگار ناگاہ چند ساحر دوڑے ہوی آئے کہا شہنشاہ آفتاب شعلہ خوار آتی ہین سب نازنینان مہ جبین واسطے استقبال کے اٹھین شاپور بھی سبکے ساتھ اوٹھا چند قدم بڑھی تھین کہ دیکھا گرد آفتاب کے چند ساحران خوش طینت میمون خصلت اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہو آفتاب تاج پہنے ہوے آکر بیٹھا داہنے پر جو کرسی تھی اوسپر بیٹھا کہ آسمان سے ایک لکہ ابر چمکا اوس ابر مین صدہا ہلال چمکتے ہوے بیچ مین پورا چاند گرد ہزارون ستارے ضو سے اوس چاند اور ستارونکے تمام باغ روشن ہو گیا وہ ابر لہرایا چاند یکایک تڑپا سبکی آنکھین بند ہو گئین بعد ایک لمحہ شاپور نے آنکھین کھولکر دیکھا ایک نازنین چہاردہ سالہ دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے نہایت مغرور گرد صدہا نازنینان حور پیکر آفتاب جادو اوسی مقام

سے اوٹھا کہا ملکہ ماہ عالم افروز آئیے دوسری کرسی جو تخت کے پہلو مین تھی اوسپر آکر ماہ عالم افروز بیٹھی چند ساعت کے بعد ایک ابر سیاہ آسمان پر چمکا ست کہکر اوٹھے کہ ہماری بادشاہ عالیجاہ ملکہ سہیل جوالہ زن تشریف لاتی ہین ایک جوان پہلوی باغ سے پیدا ہوا اوسکے ہاتھ مین نقارہ تھا یہ کہکر نقارے پر چوب لگائی اے حاضرین دیر پزیر دان ہوشیار ہو جاؤ شہنشاہ عالیجاہ مقبول بارگاہ سامری ساحرہ پرفن ملکہ سہیل جوالہ زن تشریف لاتی ہین جو کوئی غیر اس باغ مین ہو نکل جائے ورنہ باغی قرار پائیگا سزای معقول ملیگی چوب لگاکر وہ جوان غائب ہوا ابر شق ہوا شاپور نے دیکھا ایک جادوگرنی نوجوان گرد چار جادوگرنیا کمسن نوجوان چہار جانب سے گھیرے ہوے اوس ابر سے برآمد ہوئین تخت پر آکر ملکہ سہیل بیٹھی بیٹھتے ہی طرف ملکہ ماہ عالم افروز کے متوجہ ہوئی پوچھا اے عابدہ زاہدہ تیرے قدم سے حوالی قلعہ آفتاب نما کی رونق ہے جلسہ تمہارے واسطے قرار دیا مینے بھی آج تکلیف کی تمسے ملاقات منظور تھی صلاح بھی کرنا ضرور ہے قیدیون مین کچھ ساحر بھی ہین نبیرہ حمزہ کو کہان قید کیا تو صاحب تاثیر ہے سنا کہ نبیرہ حمزہ کے کچھ ساحر شریک ہو گئے ہین کیونکہ اے آفتاب شعلہ خوار ہمنے سنا کہ تمہاری حماقت سے یہ بلا نازل ہوئی ماہ عالم افروز نے یہ حواس باختہ حضور انکا سراسر قصور ہے وہ لوگ راہ راہ جاتے تھے اونھون نے آتش بار جادو و دریا بار جادو کو روانہ کرکے اونکو ستایا اونکا تو ساحر کشی کام ہے دونون جادوگر بھی مارے گئے لاکھون بندگان سامری قتل ہوے آخر یہ بھاگ گئے گنبد ویران کے سامنے آئے مینے عمر بھر پوجا پاٹ کیا ہمیشہ بھوگ دیتی ہون خدمت مین کنیزان سامری کے مصروف رہتی ہون جفائین سہتی ہون اکثر لڑائیان پڑین ملک و مال کی حکومت کرکے ناممکن ہے کہ لڑائی اور فساد نہوئے اکثر لڑی کبھی کنیزان سامری کو تکلیف نہین دی انہون نے بڑی بے ادبی کی زخم دار بیقرار ہوکر بھاگ گنبد ویران مین گھس آئے وہ بیبیان شاہزادیان خدمتگزاریان سامری بلا تکلف بیٹھی تھین مین پوجا پاٹ مین مصروف تھی اوس حال مین اونھون نے فریاد کی مینے کئی سحر کیے جب تاثیر نہوئی خاص کنیزان سامری کے خاصے کا وقت تھا اونکو تکلیف دی پھر وہ تو قہر خداوند سامری و جمشید مین جاتی ہے سبکو دیوانہ کر دیا آج تین شبانہ روز گذرے مین ہر چند عمدہ عمدہ کھانے پکواتی ہون بہ منت و خوشامد اونکے سامنے لیکر جاتی ہون کسینے کھانا نہین کھایا کلان پتلی جو سبکی افسر ہے جسکو ہمیشہ سامری کہتے ہین اور بزرگون نے نشان دیا کہ یہ خاص تصویر سامری ہے نئی بات یہ ہے کہ اوسکی آنکھون سے آنسو جاری ہین حضرت مینے کئی آدمی لاکر ذبح کیے بھوگ دیا خون انسان سے نہلایا نیا معاملہ یہ درپیش ہوا جب مینے اوٹھا کر نہلایا انہون

کے نیچے سے اوسکے ایک کاغذ پایا مین لیتی آئی ہون اوسکو ملاحظہ کیجیے اوس کاغذ کی پیشانی پر تحریر کیا ہے
ترجمۂ احکام سامری مینے اسوقت تک نہین پڑھا آپکی خدمت مین لائی ہون اوسکو ملاحظہ کیجیے قید یان
بلا کو بھی بلایا ہی یہ کہکر سہیل حوالہ زن کے ہاتھ مین وہ پرچہ دیا سہیل نے آفتاب شعلہ خوار کو دیا کہا
اسکو پڑھیے آپ ہی نے یہ بس بویا آفتاب بہت بگڑا کہا ملکہ عالم بڑے غضب کی بات ہی مجھکو شہنشاہ
دخان سیہ رو نے قلعہ آفتاب نما کا حاکم کیا ہرکارون نے مجھکو خبر دی کہ ہمرکشتی مسلمانان سے حد گذری ہر حد
قلعہ آفتاب نما مین آکر بلا تکلف اوترپڑے مابدولت کو بہت ناگوار ہوا آخر فساد شروع ہوا آفت کیا مشکل ہے
سب پر غالب آئی ساحر و غیر ساحر سب گرفتار ہوے مضمون اس کاغذ کا اب سماعت فرمائیے یہ کہکر آفتاب اپنے مقام سے
اوٹھا مودب کھڑے ہوکر پکار کر کہا اے حاضرین جلسہ دیر پر پیرا دان بگوش ہوش سنو یہ ترجمۂ احکام سامری
و جمشید ہی بندونکے واسطے ہدایت ہی سہیل نے کہا صاحب پڑھو سب سن رہی ہیں گوش بر آواز ہین آفتاب
نے باواز بلند پڑھا طرفہ سامری کے لکھا ہی اے بندگان من قدرت نے تمھارے واسطے سامان
عیش و نشاط مہیا کیے زمانہ آخر مین ایک جوان پیدا ہوگا جبشہ عرب سے وہ شیر خروج کریگا ابو العلائے
مکی صاحبقران زمان لقب ہوگا بڑے بڑے جلیل اوسکے ہاتھ سے شکست کھائینگے فرزند اوسکا
بدیع الزمان طلسم ہوشربا مین آکر قید ہوگا حمزہ کا نواسہ اسد نامدار برائے طلسم کشائی آئیگا بڑی
بڑی لڑائیان پڑینگی حجرہ ہفت بلا پر بلا نازل ہوگی جس تاریخ یاقوت سخندان معشوقہ ہماری لقمۂ دہن
عفریت آدم خوار ہوا اوس دنسے سب بندے ہمارے ہوشیار ہو جائین کہ وقت بربادی طلسم قریب آگیا
طلسم ہوشربا بچیگا زندانخانہ طلسمی ٹوٹیگا بادشاہ سابق شہنشاہ لاجین قید سے چھوٹیگا قریب قلعہ
آفتاب نما بڑی لڑائی پڑیگی نبیرہ حمزہ کا ادھر گذر ہوگا پس مناسب ہی ہمارے بندونکو کہ عبادت
مین ہماری مصروف ہون یہ سب علامتین ہین ہمارے مذہب کے مٹنے کی پس اے بندگان من عبادت سے ہماری
ہاتھ نہ اوٹھانا مذہب قدیم کو بچانا ان بندونکی قضا ہی ساحرونکے ہاتھ سے مفر نہین کی سہیل جوان اور
ز آفتاب کے ہاتھ سے وہ کاغذ لیلیا پھاڑ کر اوگالدان مین ڈالدیا کہا یہ کسی ہمارے دشمن نے لکھا ہی اور طرف
ماہ عالم افروز کے بیٹی کہا کیون صاحب خوب شعبدہ بناکے لائین ساحر کیون نگھبرائین بس جلسہ
دیکھو قیدی کسکے قبضے مین ہین آفتاب شعلہ خوار نے کہا جو داروغہ زندانخانہ ہی اقوال آتش زیر
اوسکے سب سپرد کردیے ہین لیکن ماہ عالم افروز کو سہیل نے کلمات سخت کہے کہ تم یہ کاغذ دربار

کیون لائین سب سامری پرست گھیر لینگے مسلمانونکے شریک ہوجائینگے سنو بی ماہ عالم افروز مین کسی
کی پروا نہین رکھتی مینے اپنے بھروسے پر اس ملک کو آباد کیا تمکو کنیزان سامری کا منتظم کیا یہ پرچہ جتنے
کہانسے پایا اکثر پنڈت برہمن ستارہ شناس نجومی کاہن اپنے علم کا زور دکھاتی ہین ایسی ایسی بیہودہ باتین بناتے
ہین سب اونکا لکھنا خلاف ہی مین آج ہی سبکو قتل کرونگی ماہ عالم افروز نے عرض کی آپ مجھکو بوجہ
گنہگار بناتی ہین سر دربار کلمات سخت سناتی ہین یہ کاغذ مدت مدید سے پہلو مین کلان تیلی کے پڑا تھا
خودبخود ظاہر ہوا خداوند حکم لکھ گئے ہین سہیل نے کہا کہ اگر تمھارے نزدیک یہ حکم تصدیق ہی تو یہ بھی تحقیق
ہی کہ افراسیاب قتل ہوگا طلسم ہوشربا مٹ جائیگا ہمارا یہ قول ہی کہ اگر تمام عالم ایک طرف ہوجائے
تو بھی طلسم ہوشربا نہ فتح ہوا افراسیاب سے کون لڑ سکتا ہے صاف ظاہر ہے کہ جتنے ہمارے ڈرانے
کو یہ شعبدہ بنایا مین اس احکام کو ابھی مٹاتی ہون دیکھون یہ مسلمان کیونکر بچتے ہین اے آفتاب اقوال
آتش ریز سے کہو قیدیونکو ہمارے دربار مین لائے شب بھر جلسہ ہو شراب خواری کرین بوقت سحر جو
جوان سب کا افسر کلان ہی یعنے ایرج نوجوان سب کے پہلے اوسکو قتل کرینگے کباب اوسکے تیار ہون ایک
ایک کباب نشے مین سب صاحب نوش فرمائین تمھاری شعبدہ بازی کھلجائے ماہ عالم افروز آنکھو مین
آنسو بھر کر خاموش ہو رہی کہا حضور مجھکو یقین نہین یہ نوجوان قتل ہو طلسم ہوشربا کی خبرین کہ اسد
غازی سات برس گنبد نور مین قید رہا کوئی قتل نکر سکا افراسیاب نادان تھا سب طرح کے انتظام ممکن تھے
مشہور ہی کہ شب قتل اسد بی ماران زمین کن واسرار جادو شریک ہوئین اسد کو چھوڑ لیا اسی طرح ہزارون
فساد برپا ہونگے اس نوجوان کا قتل ہونا دشوار ہی سہیل نے کہا افراسیاب بادشاہ عالیجاہ عیش پسند
انتظام نکر سکا ہم ایسے نادان نہین ہین صبح ہوتے ہوتے پہلے نبیرۂ حمزہ کو قتل کرینگے گرما گرم کباب تمکو بھی
کھلائینگے ماہ عالم افروز نے عرض کی آدم خواری آپکو مبارک ہو مین آدمی کے کباب کھاؤنگی سہیل
نے کہا تم کیا دین سامری سے برگشت ہو سامری و جمشید جو تمھارے خداوند تھے اکثر جنس انسان کا بھوگ دیتے
تھے اوسکے کباب لگا کر کھاتے تھے ماہ عالم افروز نے کہا خداوند نے کچھ مناسب جانکر کھائی ہونگی ہمین
کراہیت ہے سہیل نے حکم دیا جلد اقوال کو بلاؤ کہو سب قیدیونکو ہمارے سامنے لائے آفتاب نے ایک جادوگر
کو حکم دیا شاپور یہ سب باتین سن رہا ہی حیران ہی کہ دیکھیے کیا ہو تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ ایک جادوگر کوہ پیکر
سیہ فام بصورت مہیب سر زنجیر تھامے ہوئے ایرج نوجوان مسلسل و مطوق صیقل آئینہ دار کی

زبان میں سوزن پہلو میں ملکہ انجم ماہر خسار چار سو افسران نامدار ایک زنجیر میں بندھی ہوئی اقوال آتش ریز لیکر آیا شاپور نے جو اپنے آقا کو اس حال پر ملال میں دیکھا بیقرار ہو گیا یہی تردد تھا کہ ہای کیا کروں میرا آقا کس مصیبت میں ہے لیکن ایرج زنجیر ہلاتا ہوا جیسے ہی دربار کفر مدار میں پہونچا کڑک آواز دی سلام من درین مجلس بر کسی باد کہ بداند و نشناسد کہ خدا یکیست و دین پیغمبر خدا برحق شاہزادہ صیقل آئینہ دار نے سلام ایرج نوجوان کا جواب دیا ملکہ ماہ عالم افروز نے سر اوٹھا کر جمال ہمنا صیقل آئینہ دار کو دیکھا ایک جوان خوشرو شیر صولت رستم ہیبت **نظم**

زرخسار او ماه و خور تابناک
ازو مانده شرمنده چین و فرنگ
زمستوری نرگسش فتنہ مست
دل از دین و دنیا بران گرد رفت
بہ پیشانیش دست صنع آفرین

زلعلش گل اندر چمن سینہ چاک
خم و پیچ رفتار موج حیات
بلا بر سر و تیغ خنجر بدست
جبین نور و جبین جبین موج نور
نوشت از ازل آفرین آفرین

نہال ارم از قد او خجل
چو جنبد لبش ریزد آب حیات
ز مژگان برگشتہ برگشتہ بخت
کہ نور علی نور گرد د و فور
ادھر صیقل نے نگاہ اوٹھا کر

جمال ہمنا ماہ عالم افروز کو دیکھا ایک آفت جان پر نگاہ پڑی نہایت حسین و جمیل پلکیں خونریز شمشیر ابرو نیز سینے پرا و بجار حسن پر بہار **نظم**

انار بہشتی دو پستان او
بہر نقشہا آفت بید رنگ
بہر گردش چشم صد انقلاب
تبسم چو میکرد خون می فگند
رخش سورہ والشمس و اللیل موی

خوشا گو کند سیر پستان او
حنا دست پروردہ دست او
دل و جان عاشق کباب و خراب
تکلم ز اعجاز دم مے زدی
تعالی قدش سرو بالا جو سے

بلا بر بلا قامت بید رنگ
حیا بندہ نرگس مست او
لبش شہد و شکر برون می فگند
دہن گرچہ دم از عدم میزدے
شاہزادہ صیقل آئینہ دار

گرفتار طوق و زنجیر تھا مقید سلسلہ گیسو ہوا ذبیح خنجر ابرو ماہ عالم افروز نے بھی آہ کی سینے پر ہاتھ رکھہ لیا لیکن سہیل جوالہ زن سلام کرنے پر بہت بگڑی کہا او نبیرہ حمزہ تیری قضا آئی ہی بس بہتر یہ ہی کہ سامری و جمشید کو سجدہ کر تدبیر تمھاری بوجہ احسن ہو چکی شب بھر شراب پیین گے صبحکو تمھارے گوشت کے کباب کھائے جاوینگے میرے ہاتھ سے رہائی دشوار ہے ایرج نوجوان نے جواب دیا کیا بکتی ہی اقول شعلہ ریز داروغہ زندانخانے کو بھی دنگل ملایہ بھی قریب آفتاب شعلہ خوار کے بیٹھا چہرے سے ظاہر ہی بدخو

کبر و نخوت صورت سے آشکار مغرور مکار بیٹھکر دنگل پر جھومنے لگا ملکہ سہیل نے اقوال کو خلعت دیا کہا ای اقوال تمکو بڑی تکلیف ہوئی تمنے خوب حفاظت کی آفتاب صاحب نے کچھ خاک گرمی نہ دکھائی ان ذلیلون کے ہاتھ سے شکست کھائی قلعہ چھوڑکر بھاگے تمنے بڑی جانبازی کی آندھی تمھارے سحر کی اٹھی ادھی ہوا سے بیقرار ہوئی تھے اقوال نے کہا حضور ہم خیر خواہ دولت ہین اگر آگ برسے تو قدم نہ ہٹائین قلعہ آہن ہو تو اوسمین گھس جائین بھاگنا کیسا سپاہی مرنیسے نہین ڈرتے ہین اقوال نے موچھونپر تاؤ دیکر یہ کہا آفتاب کو بہت ناگوار ہوا خاموش ہو رہا سہیل نے بھاری خلعت منگوا کر اقوال کو دیا اقوال مرغ زرین بنکر دنگل پر بیٹھا جھوم رہا ہی قبضہ شمشیر دمبدم چوم رہا ہی سہیل نے کہا ای اقوال ان قیدیون کو ایکطرف بٹھلاؤ سبکو بھی تمکو تکلیف ہوگی اپنے ہاتھ سے ان سبھونکو قتل کرنا اقوال نے کہا ہم حضور کے حکم کے پابند ہین جسکو حکم دیجیے اوسکو قتل کرین دریا خون بہا دین اقوال نے ایک گوشہ مین لیکر ایرج وغیرہ کو بٹھا دیا سہیل نے جو صیقل آئینہ دار کو دیکھا کہا کیون میان صیقل تمنے بھی دین جدو آبا کو ترک کیا تمکو شرم نہ آئی ہمارے سامنے سرکشی دکھاتے ہو توبہ کرو ہم تمکو الگ کرلین تمھاری ملک کی تمکو سلطنت دین صیقل نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہے مردان عالم نے خوب سمجھ لیا مرنیکا کیا خوف ہے آقای نامدار بر ہمان مال شتابر زبان ہے سوزن نکلیا ہی تو تجھکو مزا دکھاؤن تجھکو کسنے بادشاہ بنایا خوب ہمکو یاد ہے جب خشکسالی ہوئی تھی ہزارون کنگلے آئے تھے پانچ سیر غلے پر تجھکو ساحرون نے خریدا اب اپنی کو بڑا بادشاہ عالیجاہ جانتی ہے مرتبہ کو آقای نامدار کے نہین پہچانتی تخت سے اوتھکر قدمبوسی کر ورنہ کتے کی موت ماری جائیگی ہمارا پروردگار مدد کریگا انشاء اللہ اسی باغ مین دریا خون بہائینگے اسطرح لڑتے بھڑتے تا بہ ہوشربا جائینگے اسد پہلوان لاجواب کو با فراسیاب کی خدمت مین ہمکو خدا پہونچائیگا سہیل یہ سنکر بہت جھلائی طرف انجم ماہر خسار کے متوجہ ہوئی کہا ای انجم تمنے حکومت انجم حصار کو کیون چھوڑا تمھاری بزرگون سی ہمسے رسم و مراسم رہا اگر دین قدیم پر قایم ہو تمکو قید سے رہا کرون اپنا مصاحب خاص قرار دون انجم نے بھی سخت جواب دیا ماہ عالم افروز نے اپنی کنیزون سے کہا دیکھو شاہزادہ صیقل کیا دلیر ہے بشیشہ جرات کا شیر ہے بی بی سہیل کے خوف سے کھولی بیغیرتی سے کلام کرتی ہین اپنی آبرو مٹاتی ہے ماہ عالم افروز نے نگاہ محبت صیقل آئینہ دار کو دیکھا رہی ہے آپسمین دونون مین اشارے ہو رہے ہین بیقرار ہو جاتی ہے رہائی دون

نظم

حیا رفت بر طاق نسیان نشست
کہ تیر غمش تا بہ پیکان نشست
بچشمش بیکبارگی نشستہ غبار
کہ چشمے بد بداز قضا فتنہ بار

زتن ہوش شد یک بیک در ہوا	کہ دید آفت دین و دل برملا	ادھر صیقل بھی انتہا کا بیقرار

گلچینی گلشن جمال ماہ عالم افروز کر رہا ہے ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہے مضطر و بیقرار حیران ناشکیبا

قید ہین مجبور و ناچار نظم

رخ ارغوانیش شد لالہ گون	زتن روح پرواز کردن گرفت	دلش بیخودی ساز کردن گرفت
چو فانوس بی شمع تن بیروان	دلش خون و جانش ز تن شد برون	جگر پارہ پارہ زچشمش روان
زحیرت شد آئینہ روے او	زیجر بن چشمش گہر لعل رنگ	بداماں او جمع شد بید رنگ
بخود دشمن و با صنم یار شد	مقابل بیکدم بزانوے او	دو چشمش چو با چشم او چار شد
	خرو شد و افتاد و بیہوش شد	چو شمع دم صبح خاموش شد

یہ دونون آپس مین نگہبازیان کر رہے ہین سہیل نے داروغہ ارباب نشاط سے کہا آجکل بی یاقوت گلگون پوش کی بڑی دھوم ہے اوسی سے کچھ شروع کرے داروغہ نے حکم دیا شاپور اپنے مقام سے چمک کر اوٹھا ساز ملے گت شروع ہوئی توڑے لینے لگا آنکھ ملا کر آفتاب سے گت ناچی کبھی اقوال پر نگاہ ڈالی اقوال نے آن بان دیکھکر کلیجہ تھام لیا آفتاب نے بھی آہ کرکے سامری کا نام لیا شاپور دونون پر نگاہ ڈالتا جاتا ہے آفتاب کو انگوٹھا دکھایا اقوال کا منہ چڑھا دیا دونون مرے جاتے ہین دو گھنٹے کامل گت ناچا تمام اہل محفل تعریفین کر رہے ہین سہیل جوالہ زن بھی تعریفین کر رہی ہے گت کو ختم کرکے تنکر سامنے کھڑا ہوا دونون سے نگاہ ملائی گنگنا کے یہ غزل بصد ناز و کرشمہ گائی غزل

تیغ ادا کو دیکھو دل کی سپر کو دیکھو	تیر نگہ کو دیکھو میرے جگر کو دیکھو	دیکھو نہ آئینے مین اپنی نظر کو دیکھو
حالت ہے کیا ہماری ہیلے ادھر کو دیکھو	نالے پکارتے ہین عاشق کے صور بنکر	اسیر نہین وہ سنتا اوس بے خبر کو دیکھو
ہے تو جہاں مین عنقا لیکن نظر سے پنہان	اپنے دہن سے پوچھو اپنی کمر کو دیکھو	حال اوسکا کس سے پوچھین کس [illegible]
وہ آنکھ ہی نہین ہے جس نامہ بر کو دیکھو	اپنا ہی گھر جلایا آہ شرر فشان نے	قلب حزین کو پھوکا اوس کے اثر کو دیکھو
اک گردباد بنکر ساتھ آپ نے ہو لیا ہے	صحرا مین بھی نہ چھوڑا کمبخت گھر کو دیکھو	فرقت کے روز شب کی [illegible]
کیسے بکھر رہے ہین شمس و قمر کو دیکھو	کیا گریہ بے اثر ہے خندان ہے جبہہ عالم	ہنسوا رہی ہے سب کو اس چشم تر کو دیکھو
کہتی ہے اوسکی سج دھج بانکی ادا ستم ہے	سرمے کا ہے اشارہ ترچھی نظر کو دیکھو	روز سیہ سے میرے انسان پناہ مانگے
بدتر ہے شام غم سے رنگ سحر کو دیکھو	آؤ بھی میر گھر مین جب بھی نہ ہو توجہ	میری طرف نہ دیکھو دیوار و در کو دیکھو
کیا کیا جلال ہر فرقت مین صدمے گذرے	اُف تک نہ منہ سے نکلی میرے جگر کو دیکھو	اس لطف سے یہ غزل شاپور نے گائی

اہالیان محفل ذبح ہوگئے آفتاب و اقوال کے کلیجون پر تو چھریان چل ہی ہین شاپور ناچتے ناچتے آفتاب نے جو اشارہ کیا بیٹھہ گیا دامن آفتاب کا تھام لیا بتانے لگا مچل رہا تھا کلیجے پر عاشقون کے خنجر چل رہا تھا آفتاب کا دامن تھاما اقوال سے آنکھہ ملائی یہ اشعار عبرت آمیز پڑھکر بتانے لگا نظم

بدزبانی ہی سہی لطف سخن پیدا ہو
غیب سے یار کا گم گشتہ دہن پیدا ہو
ابھی ابر آئی تو بھٹی پہ چلین نار سے
ڈھانکے عیبونکو الٰہی وہ کفن پیدا ہو
تا بسینے کو مرے سوز جدائی کی نہین
فلک تازہ نہ یہ چرخ کہن پیدا ہو
یار کی چشم سخن گو کیطرح بات کرے
جوش بھی تجھہ مین جو ہی چاہ ذقن پیدا ہو
طور کیطرح جلے کوہ غم و ہجر جلال

گالیونمین تری بیساختہ پن پیدا ہو
سیر گلشن کا ارادہ ہے تو بس سمجھے کہیے
دلمین وہ ولولۂ توبہ شکن پیدا ہو
دو بستر کانٹونکو جو غربت مین ن بمنزل کہو اونبھی
یہ گوارا ہے کہ دوزخ کی جلن پیدا ہو
ہون مرے تار نگہ گرد رخ یار اگر
دشت وحشت مین کہان سے وہ ہرن پیدا ہو
سوے سر چہرہ پہ بکھرا کے دکھا جلوۂ چشم
آہ سے وہ شرر برق فگن پیدا ہو

وصل مین تو وہ مرے منھہ مین زبان ہو یارب
گل وہ کھاؤن کہ ابھی تازہ چمن پیدا ہو
خاک ڈالے وہ مرے اعمال پہ وہ گور نلے
بیوفائی احباب وطن پیدا ہو
گرد غم اتنی بھری ہے جو نکالون دل سے
نئی خورشید درخشان کی کرن پیدا ہو
ایسا ڈوبا ہے مرا دل کہ نہ اوبھرے ہرگز
زلف کی چین سے آہوے ختن پیدا ہو
اس لطف سے ان غزلون کو شاپور

نے گایا سامنے بیٹھکر آفتاب کے بتایا دونون ذبح ہوگئے آفتاب نے موتیون کا مالا گلے سے اوتار کر دیا اقوال نے کنٹھا یاقوت احمر کا کھولا ہاتھہ بڑھایا شاپور ذرا رکا اقوال کے بے اختیار منھہ سے نکل گیا ای جان جہان ای روح روان عاشقان میری جانب گردن بڑھاؤ اپنے ہاتھہ سے کنٹھا گلے مین پہنا دون یہ دانۂ یاقوت احمر کے نہین ہین پارۂ جگر ہین شاپور نے مسکرا کر طرف آفتاب کے دیکھا یہ کہکر ہاتھہ بڑھایا کہ کنٹھا گلے مین ڈالدون آفتاب کو جلال آیا کہا ای اقوال یہ دربار بادشاہ ہے سر دربار یہ بیہودہ پن کیسا خبردار یاقوت گلگون پوش پر نگاہ محبت مت ڈالنا مین مدت سے اسکو چاہتا ہون اقوال نے کہا میری خود جلی جاتی ہے ہاتھہ لگاؤ گے تو سزا پاؤ گے آفتاب نے کہا او یاقوت آ میری گود مین بیٹھہ جا شاپور نے گنگنا کر یہ شعر پڑھا شعر غم صیاد فکر باغبان ہے * دو عملے مین ہمارا آشیان ہے * آفتاب سے آنکھہ ملا کر اشارہ کیا مین تو تجھپر مرتی ہون اقوال سے مسکرا کر کہا میری تجھپر جان جاتی ہے اس ظالم کے ہاتھہ سے بچا لو اقوال نے قبضے پر ہاتھہ ڈالا آفتاب نے گولا سنبھالا اقوال نے کہا دیکھو یہان آفتاب شامت نہ آئے یہ جاہ و جلال اپنا کسی بودے کو کھاؤ مین آپکی گیدڑ بھبکیون سے نہین ڈرونگا مین خود مرد بیٹا ہے

ہون آفتاب نے کہا تیری کیا حقیقت ہی دونون مین تکرار ہو رہی تھی شاپور کھڑے آنکھین جھپکا رہے ہین
مسکرا رہے ہین دونونکو لبھا رہے ہین کبھی تو آفتاب سے کہتے ہین صاحب جانے دو مین جھکیر تمہارے گھر جاؤنگی
کبھی اقوال سی کہا اس آتشخو آفتاب سے آنکھ نہ ملاؤ مین تو تمسے راضی ہون دونون اور زیادہ گرما گرم ہو جاتے
ہین سہیل نے پلٹ کر آفتاب و اقوال ہین آنکھین ملنے لگین ایک کے ہاتھ مین فولادی گولا ایک نے تیغہ برہنہ
کھینچا آفتاب یہ ہمارے سامنے بے ادبی آفتاب نے کہا حضور اقوال کو منع کیجیے مین بادشاہ عالیجاہ
ہون آفتاب شعلہ خوار لقب ہی یہ جھلملانے کا داروغہ ٹرا بے ادب ہی ہماری معشوقہ پر نگاہ ڈالتا ہی ملکہ
سہیل ہان ہان کرتی رہین دونون اپنے مقام سے اوٹھی شاپور دونون کو گرما جاتا ہی کہتا ہی جو جرأت مین
زیادہ ہو مین اوسی سے راضی ہون کبھی تو کہتا ہی میان آفتاب صاحب جلال مین کبھی کہتا ہی میان
اقوال صاحب صاحب کمال ہین آفتاب کو دعوی سلطنت ہی اسنے ہاتھ تلوار کا مارا اقوال نے سحر کو دفع کیا
آفتاب نے سحر کرکے ہاتھ مارا اقوال کے دو ٹکڑے ہوے اتنے بڑے جادوگر کا مرنا اندھیرا ہو گیا شاپور
شیردل تیور کو ماہ عالم افروز کے دیکھ رہا تھا کہ صیقل کو یہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہی اوس اندھیرے مین
جھپٹ کر زبان سے صیقل کے سوزن نکالا کہا شہریار دیکھیے سہیل جوالہ زن نے دیکھا کہ پہلے تو یا قوت
گلگون پوش نے گرما کر آفتاب و اقوال کو لڑوا دیا اب یہ صیقل پہونچی سوزن زبان سی نکالدیا آواز
بلند کہا اے شہریار دیکھیے تم مہتر شاپور شیردل صیقل نے اوٹھتے اوٹھتے ملکہ انجم ماہ رخسار کو رلا کیا سہیل
جوالہ زن غصے مین اٹھی طرف آفتاب شعلہ خوار کے متوجہ ہو کر کہا کیون او بیحیا تونے یہ کیا فساد برپا کیا
اتنے بڑے سردار کو قتل کر ڈالا کچھ ہمارا خیال نہ آیا ارے دیکھ جسپر تو عاشق ہوا وہ عیار ہی صیقل نے اوٹھتے
اوٹھتے قیامت برپا کی آفتاب نے جو پلٹ کر دیکھا میری معشوقہ خنجر کھینچے ہوئے پہلو مین صیقل کے کھڑی
ہو گئی جادوگرنیون کو مارا گھبرا گیا صیقل پر جا پڑا وہی تیغہ خون آلود لیکر قریب پہونچا وہ صیقل مین
اپنی معشوقہ کو لونگا یہ کہکر ہاتھ مارا شاپور نے حباب مارا منھ پر پڑا چرخ کھا کے لڑکھڑا یا صیقل مین
اپنی معشوقہ کو لونگا یہ کہکر ہاتھ مارا شاپور کو چاہا پکڑے شاپور نے حباب مارا منھ پر پڑا چرخ کھا کی لڑکھڑایا
صیقل نے ایک طمانچہ مارا سر اوسکا اڑ گیا آواز آئی کشتی مرا نام مین آفتاب شعلہ خوار بود ملکہ ماہ عالم افروز
نے دیکھا صیقل آئینہ دار نے سحر سے زمین ہلادی جسپر جا پڑا کسی کو طمانچہ مارا آفتاب کی تلوار اوٹھالی

ایرج کی بھی قید کو توڑا ایرج نعرہ کر کے اوٹھا نعرہ ایرج | ملک ایرج آن آفتاب منیر

کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر	چو تیغ یلی برکشم از غلاف	ترلزل فتد در میان مصاف	اگر تیغ بر کوہ خارا زنم
زگاو زمین بیخ او برکنم	تیغۂ دودم سکندری نیام انتقام سے لیا ایک پہلو مین ملکہ انجم ماہ رخسار بصفت		

پر ملکہ شیشہ مینوش بصد جوش و خروش حفاظت مین شاہزادیکے مصروف ایک سمت سے نیلم زنگی و فیلم زنگی
و غنظر صبا دادوجان دریاباری و سام بن غوجان دریاباری مع میعاد دعا درشک درازگردن
وغیرہ قید سے رہا ہوکر ساحرونپر جا پڑے لیکن سہیل جوالہ زن جو اپنے مقام سے اوٹھی قیامت برپا کردی
جسپر جا پڑی اوسکو زخمی کیا پلٹ کر ماہ عالم افروز کو دیکھا اور کہا ارے تو بیٹھی دیکھ رہی ہے جاکر دروازے گو گنبد
ویران کے کھولدے کنیزان سامری کو بلا ان سکو دیوانہ کرکے پکڑلے ماہ عالم افروز کچھ جواب نہین دیتی
عجب کشش و پنج مین ملکہ اسی رنج مین کہ یہ کیا غضب ہوا معشوق قتل ہوتا ہے حیران و پریشان سحر کرتی ہے
تھم تھم کے کبھی کنیزان سہیل پر کبھی انجم ماہ رخسار پر انتہا کی اس باغ مین تلوار چلی صیقل نے لاشون کے
انبار لگادیے انجم سے اتنا تو پلٹ کر کہا کہ آقاے نامدار سے ہوشیار رہنا وہ ساحر و غیر ساحر کو نہین سمجھتے
نشہ جرات مین مست ہین حقیقت مین زبردست ہین مجمع ساحران مین ایسا نہو دشمن پھر گرفتار ہوجائین
انجم جواب دیتی ہے اے شیر بیشہ جرات جب تک میرے جسم مین جان ہے کیا مجال کہ کوئی اونپر نگاہ دشمنی
ڈال سکے میرا سینہ سپر ہے خدا اوس افسر کو سر پر سلامت رکھے شاہ پور نے کیا کار نمایان کیا وہ باغ سرسبز
وشاداب نہرین پر آب وقت سحر گل صدبرگ آفتاب گلشن چرخ نیلی مین کھل چکا ہے بہار پہ تابان پر خزان
آچکی گل و غنچہ و ثابت و سیارگان مرجھا ؤ شاخ کہکشان سے یہ پھول کمھلا کے گر چکے وقت زمزمہ سرائی
عندلیبان چمن تماشا شاخہای نخل حیات ساحران جو قلم ہوئی بلبلین پرون سے سر پیٹ رہی ہین نہرون مین
خون جوش مارنے لگا چشمونکی آنکھین کور تھین حباب کی عینک لگائی موجونکو پیچ و تاب ہر ایک حوض
مین تلاطم طایرونکے رنگ اوڑے اور ہوئی قمریان کو کو بھولین ہر سرو چمن بصورت آہ تھا حال باغ کا تباہ تھا
چمنستان پامال بہار باغ پر زوال چشم زدن مین انقلاب ہوا زلف سنبل کو پیچ و تاب ہوا نرگس کی
آنکھو نیرورم طفلان غنچہ بیدم درخت کو شاخین بار تھین ٹہنیان آہ آتشناک تھی بلبلون کے گلے کا ہار
تھین لیکن سہیل جوالہ زن سحر کرتی ہوئی پہلے تو اسنے انجم ماہ رخسار کو زخمی کیا انجم کا ستارہ گردش مین
آیا شیشہ مینوش کو بھی زخمی کیا ایک گولا اوٹھا کر زمین پر مارا زمین تھرائی جابجا سے شق ہوئی غار
مثل زمین اژدر پیدا ہوے سرداران ایرج تھرتھرا کر اون غارون مین گرے ایرج کے پانون زمین سے

تھام لیے سپر نے پشتیبانی نہ کی تلوار قبضے سے نکل گئی جوہر جرات مین فرق آیا خم کمان زنجیر مسلسل بنگیا تیر ترکش سے نکلکر بھاگے خوف سحر سہیل سے گوشونمین جا جا کر چھپے سنانہا نیزہ آہ جانستان چھریرا مثل جسم مدقوق کانپتی تھین خنجر بیدم تلوارون مین خم ہنگامۂ عظیم برپا ہی سہیل جوالہ زن نے قصد کیا صیقل آئینہ دار پر جا پڑے دن صیقل سے خوب خوب سحر ہوئے سحر آخر مین سہیل جوالہ زن غالب آئی کارد سحر شانی پر صیقل کے پڑی شانہ صیقل کا زخمی ہوا زخم کھا کر گولہ مارا سہیل جوالہ زن نے اس گولی کو روک لیا اپنا خون اسپر ڈالکر اسی ورمین گولہ مارا صیقل نے کاٹا اوس گولے سے برق نکلی وہ سر پر پڑی سر اسر سے اس افسر کا زخمی ہوا چرخ ایا زمین پر گرا سہیل جوالہ زن خیمہ پکڑ کر یہ کہتی دوڑی کیون سرکشو سحر بند ہو دیکھا کنیزونکو بھی آواز دی ان سبھونکا سر کاٹ لو ملازمان ایرج ہمراہیان صیقل اہالیان فوج انجم و کنیزان شیشہ بیہوش سب زمین پر پڑی تڑپ رہی ہین کنیزون نے قتل کرنا شروع کرنا شروع کیا جب کوئی کنیز طرف ایرج کے جاتی ہی سب سرداران ایرج سینہ سپر کرکے اپنی جان دیتے ہین اپنے آقا کو بچا لیتے ہین اوسوقت ایک عجب غلغلہ بلند ہوا ہر خرد و کلان دردمند سہیل غصے مین طرف ماہ عالم افروز کے تیکھی کہا کیون او گیسو بریدہ تو کھڑی دیکھا کی اب بھی جا کر دروازہ گنبد حیران کا نہیں کھولتی میرے سحر کو تو نے دیکھا مین کیا تیرے بھروسے پر سلطنت کرتی تھی دو چار ہزار جادوگر جو سحر سے سہیل کے محفوظ رہے ہین وہ اب لڑائی مین مصروف ہین ہرچند کہ سہیل پر انکا سحر تاثیر نہیں کرتا لیکن جان دینے پر آمادہ ہین جس طرح شمع پر پروانے گرتے ہین اسطرح اپنے افسرون کے گرد پھرتے ہین کوئی ٹپھلکا ایرج کو بچاتا ہی کوئی جھپٹ کر قریب صیقل آتا ہی بعض آواز دیتے ہین ای شیر بیشۂ جرات ہوشیار رہیے اپنے کو سنبھالیے صیقل کی آنکھون مین اندھیرا آیا سر پر زخم کاری کھایا شانہ بھی نشانہ ہوا تھا سہیل کے بتلا سا خون کے گھنے سے سر اوٹھایا ماہ عالم افروز سے نگاہ مل گئی یاس سے نگاہ ملا کر ایک آہ کی بیتابی مین یہ اشعار زبان سے نکل گئے

نظم

سحر سے کو تا بگویم قصۂ آن مکارہ نیست
در جنون رسوا شدم محرم مرا بیچارہ نیست
در دل گل گر ندارد نالۂ بلبل اثر
ہر دم از بیخ نگہ پامال بان بیچارہ نیست

باعث جنبیدن شمع پر ہمانان و ارہ چیست
گر نباشد ذوق معشوق و عاشق بیچارہ چیست
در چمن این سرخی رخسار جیب پارہ چیست

میر باید جذبۂ عشق تو دل از کف
خوبرویان را کسے عاشق نظارہ چیست
گر نہ ترک نازو تشنہ خون محفی است

ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان تم سے ہمکنار ہین اپنی غربت پر روتے ہین گرفتار طرہ گیسو ذبیح خنجر ابرو ہو کر جان دی دامن وصل تک تمھارے ہاتھ نہ پہونچا کیا تیرے

…ال کی صفت کرین تصحیح ل تا عرظلم	خوشبو ہی تراز نکہت گل پیرہن است	تار رگ گل جعدہ راہ چمن است
…ضار تو آئینہ روشن گہر است	روشن گہ صبح آئینہ دار بدن است	در شام غم خویش پریشان شدہ عالم
…وقوف تا بیش صبح وطن بست	از صاف دلان فیض طلب کن دل شب	یک نافہ آہوے خطا و ختن است
…فیکہ نیاید بدہن ہا سخن ما ست	حرفیکہ بود در ورز با بنہا سخن است	تا غنچہ نگردد نشود جمیع حواسم
این فتنہ و آشوب کہ در انجمن است	خضر رہ گم گشتہ عشاق جہان است	آن خال کہ سرچشمہ چاہ ذقن است

اس حسرت سے یہ اشعار آبدار صیقل آئینہ دار نے ماہ عالم افروز سے آنکھ ملا کر پڑھے عاشق تو ہو ہی چکی تھی کلیجہ پھٹ گیا یا تو آغاز و انجام سوچ رہی تھی یا بیقرار ہو کر یہ کہکر بھاگی ای سہیل جوالہ زن نہ گھبراؤ مین ابھی قیامت برپا کرتی ہون صیقل آئینہ دار نے دیکھا کہ ماہ عالم افروز برق بنکر آسمان پر چمکی بعد چشم زدن پھر زمین پر گرتے گرتے یہ آواز دی ای کنیزان سامری جلد حاضر ہو ایرج و شاپور وغیرہ نے دیکھا وہی پتلیاں جنھون نے آ کر سامنے گنبد ویران کے سبکو دیوانہ کر دیا تھا وہ تڑپکے زمین پر آئین ماہ عالم افروز سے نگاہ ملا کر پوچھا کیون حضور آپ کا دشمن کون ہی ماہ عالم افروز نے بالاعلان پکار کر آواز دی سہیل جوالہ زن کو لینا اور یہ جوان شیر دل جو زخمی پڑا ہی جلد اسکو سنبھالو ایک پتلی جھپٹ کر قریب صیقل آئی بازو تھام کر سر پر دست شفقت پھیرا زخم نے اندمال پایا خون جو سر سے بہ رہا تھا موقوف ہو گیا صیقل آئینہ دار جھومکر اوٹھا چند پتلیون نے جا کر ایرج نوجوان کو سنبھالا ملکہ ماہ عالم افروز نے ظاہر مین سحر کرنا شروع کیا جسپر جا پڑی کسی پر تیوڑ ڈالے کسیکو بنگاہ قہر و غضب دیکھا کوئی جل گیا کسیکے جسم سے چنگاریان نکلین کسیکو طمانچہ مارا سرداران ایرج پر باران سحر برسا دیا جس سردار پر قطرہ پڑا ہوشیار ہوا اوٹھتے ہی تلوار پکڑکے جا پڑا ملکہ انجم کے ہوش و حواس درست ہوے ساتھ والے بھی چالاک و چست ہے ملکہ انجم ماہر شعار نے جو دیکھا صیقل آئینہ دار بصد قہر و غضب تیغ برق مثال کھینچکر جا پڑا اون پتلیون نے ہزارہا کنیزان سہیل کو چیر کر پھینک دیا سہیل نے جو یہ انقلاب دیکھا پیٹنے لگی ماہ عالم افروز کو للکارا کہ او چھوکری یہ تو نے کیا کیا ماہ عالم افروز نے کہا مینے تجھکو پرچہ ترجمہ احکام سامری دیا تو نے ہمکو شعبدہ باز بنایا دیکھا تو نے خداے نادیدہ کیسا زبردست ہی اقوال کو آفتاب نے مارا آفتاب ہاتھ سے صیقل کے واصل جہنم ہوا دیکھ ملعونہ اقبال نبیرۂ صاحبقران سے چند ساعت مین تیرا لشکر درہم و برہم ہوا اب اپنی جان بچانیکی تدبیر کر مینے کنیزی نبیرۂ صاحبقران کی اختیار کی لوٹے دوست خدا دن کو چھوڑا طلسم

ہوشربا کی خبر جن سنتے ہین بہار جادو ہمشیرۂ حیرت شریک طلسم کشا ہو گئی وہ کیسی عقیل و فہیم تعلیم یافتہ
حیات جادو نور افشان ایسا مرد ضعیف نحیف جسنے آنکھین سامری و جمشید کی دیکھین ان ازل
پونے دوسے خداؤن کو چھوڑا خدای نادیدہ کی اطاعت کی مجھکو بھی آج دل سے نفرت ہوئی انسان
کو واجب و لازم ہے اپنے انجام کی فکر کرے دنیا حباب لب دریا ہے اسکا اعتبار کیا ہے ملک عدم جسکو
ملک بقا کہتے ہین جو گیا واپس نہ آیا کوئی تو ایسی لذت ملی کہ اس منزل فرح افزا کا نام لیا شکر ہے کہ مجھے
حقیقت کا مجھکو اعتقاد ہوا سہیل جوالہ زن یہ سنکر کانپ گئی غصے مین تیلیون پر سحر کرنے لگی کہا بھلا ای
ماہ عالم افروز صاحب ہم سمجھ گئے تم صیقل پر عاشق ہوئین دھگڑے کی محبت مین دین مذہب کا خیال
نہ رہا یہ کتیران سامری کیا ہین دیکھ سبکو مٹاتی ہون یہ کہکر پلٹی جھولی سے ایک نشتر نکالا پیشانی کا
خون چلو مین لیا ایک تیلی جھپٹ کر اسکے سامنے آئی سہیل نے وہی خون پھینک مارا دیکھا تیلی جلکر خاک
ہوئی اس طرح اپنے تیلیونکو مٹایا کسی کو جلایا کسیکو تلوار سے مارا کسی پر گولہ ماردیا چالیس تیلیان قتل ہوئین
صدائے گیرو دار بلند آسمان سے صدائے مہیب آتی تھی زمین باغ تھراتی تھی ہر ایک کہتا آج کا دن
نمونہ روز قیامت ہے دیکھیے کیونکر بچتے ہین سہیل جوالہ زن چیخ مار رہی ہے برق جہندہ ہے جسپر جاری
اوسکی پلک جھپکی اپنے جیر کر پھینک دیا جب چالیس تیلیان جل گئین اور پھر لشکر ایرج کا اپنے وہی
حال کیا صیقل کو پھر دوبارہ زخمی کیا انجم ماہ رخسار بھی لڑکھڑا کر گری سرداران ایرج غیر ساحر سر
ٹکراتے پھراتے ہین تاثیر سحر سہیل سے منہ کے بھل گرتے ہین اب ماہ عالم افروز پر سحر کرتی ہوئی چلی
دونون مین خوب سحر ہوے کہ زمین باغ تھرا گئی سہیل جوالہ زن ہر مرتبہ چاہتی ہے صیقل آئینہ دار کا
سر کاٹ لون یا ایرج کو قتل کرون ماہ عالم افروز نے بھی آگ برسا دی ہے جب چمکی ضو سے اسکی کنیزان
سہیل نابینا ہو گئین جب گولا مار اگئی ہے کے سر پھٹے گئے کبھی جھولی سے ہاتھ ڈالکر سینگین نکالین
سینگ کی ادسی کا تیر مار اگئی سے کلیجے کو برما کر وہ تیر نکل گیا وہی تیر سہیل نے ہاتھ چمکایا برق گری تیر
کو جلایا کمان کو کاٹا ماہ ماہ عالم افروز کے ہاتھ سے کمان گری سہیل نے زمین پر ایک دوہتڑ
مارا دیکھا زمین شق ہوئی ایک جوان اژدر سوار پیدا ہوا سہیل نے آواز دی ای اژدر سوار ماہ
عالم افروز کو کھالے اژدہے کو زور دے وہ سوار بڑھا ماہ عالم افروز نے آواز دی دیکھ سہیل
نے سحر سازی دغابازی ہمارے ساتھ یہ کہکر موے زلف پر ہاتھ ڈالا ایک تار توڑ کر سحر کیا مار سیاہ

بنکر تیار ہوا اوس کوڑے کو ہاتھ مین لیکر اژدر سوار پر پھینک مارا مار سیاہ نے سامنے اژدر کے زہر اگلا آنکھ ملائی اژدر نے چیخ ماری جسم سے اژدر کے آگ نکلی جلنے لگا وہ جوان جو اژدر پر سوار تھا آتش سحر کی تاب نہ لاسکا پشت اژدر سے کود پڑا ماہ عالم افروز نے دوسرا تار زلف عنبرین کا توڑ کر مار سیاہ بنایا اژدر سوار پر پھینکا اوس مار سیاہ نے ایک پھنکار ماری اژدر سوار کا سر پھٹ گیا پانی ہوکر بہ گیا خاک کا ڈھیر تھا آندھی سیاہ اوٹھی آواز آئی کشتی مرا نام مس اژدر سوار جادو سہیل جوالہ زن نے جو یہ آفت دیکھی غصے مین آئی دونون پیر مار کر غرق زمین ہوئی ماہ عالم افروز نے نعرہ کیا مکارہ کہان جاتی ہی کسیکو ثابت نہ ہوا کہ سہیل جوالہ زن کہان گئی بعد چند ساعت زمین سے نکلی ایک نیمچہ ہلالی ہاتھ مین مثل شعلہ جوالہ جھپٹ کر ماہ عالم افروز پر جا پڑی للکار کر کہا یہ سحر تور کو اب تو ہمکو ٹوکو ماہ عالم افروز بھی نیمچہ کھینچکر جا پڑی دونون مین خوب نیمچہ چلا سپر ہائے سحر کے ٹکڑے اوڑ گئے پھول سپر کے کمھلائے دونون نے سپرین پھینک دین سحر کرتے کرتے سست ہوگئین سہیل جوالہ زن نے نیمچے کے سایے مین ماہ عالم افروز کو لیا آواز دی خبردار ہو جا اس وار سے نہ بچیگی یہ نیمچہ سحر و ساحری ہی اسکے جوہر و مین تاثیر بھری ہی یہ کہکر نیمچہ مارا ماہ عالم افروز نے سپر سحر کو چہرہ کی پناہ کیا وہ نیمچہ سحر نور کا سپر کے دو ٹکڑے ہوے نیمچہ جھک کر سر پر گیا سر ماہ عالم افروز سراسر زخمی ہوا بمشکل ماہ عالم افروز نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا چادر خون کی بلبلا کر چہرہ پر نور پر آئی ادھر تو سر ماہ عالم افروز زخمی ہوا سہیل جوالہ زن نے چیخ ماری آواز دی اری گلرو کیا مر گئی جلد آکر اپنا رنگ جما دے ماہ عالم افروز زخم سر باندھ رہی ہی چاہتی ہی سجرات پھر لڑون یہ تو عرض کیا کہ صیقل آئینہ دار مجبور و ناچار انجم ماہر خسار زمرد آسا برج وغیرہ سحر مین گرفتار کسی مین حس و حرکت باقی نہین ہے ملکہ ماہ عالم افروز سبکی جان بچا رہی تھی دو ہزار کنیزین بھی اسکی وجہ سے زخمی ہوئین مصاحبون نے بھی لوسکے جانبازی کی کنیزون نے جو اپنے مالک کو زخمی دیکھا سحر کرتی ہوئین قریب آئین اپنے مالک کو سنبھالا ماہ عالم افروز نے گھبرا کر کہا صاحبو ہمسے کچھ نہ ہوسکا حسرت و ارمان لیکر دنیا سے چلے سہیل بڑی قیامت کی ساحرہ ہی اب تم سب اپنے کو بچاؤ اوسنے گلرو کو آواز دی ہی وہ بھی بتعجیل آیا چاہتی ہے مراد اوسکی مین سمجھ گئی دیوانہ کر کے قتل کریگی سبکے خون سے پھر پھر مین ہاتھ بھریگی افسوس صد ہزار افسوس دیکھو بیچارہ صیقل آئینہ دار قتل ہوتا ہی تقدیر ہی میری بری ہے

اب کیا تدبیر کیجاوے قلب پر ہجوم غم وملال ہین یہ اشعار ہمارے حسب حال ہین **نظم**

مر گئے افسوس ای بلبل نکیون سر توڑ کر
حکم ہلا دون فلک سے یا ر اختر توڑ کر
بعد مردن چاہیے صیاد کچھ الطاف بھی
رنج بلبل کو نہ دے گلچین گل تر توڑ کر
سخت جانی کا ہوا ہو یار کو صدمہ نہ دے
حیرتی فصاد ہین نشتر یہ نشتر توڑ کر

کر دیا قید قفس صیاد نی پر توڑ کر
خون کا قطرہ نہ نکلا خشک تھا سارا بدن
قبر پر بلبل کی رکھدینا گل تر توڑ کر
دیکھنا رخسارۂ مصفا کی ہے جو بیکر روشنی
باندھکر شمشیر آتے ہین وہ خنجر توڑ کر
اوسکے کوچے تک رسائی کسطرح ہو ای نسیم

کیون مکدر ہو کہو کیا ہے تمھین بلبل نہین
منفعل کیا کیا ہوا فصاد نشتر توڑ کر
خستہ جا تو نہ ایسا ظلم کرنا چاہیے
پھینک دیتا یار آئینہ سکندر توڑ کر
ایکقطرہ خون کا نکلا نہ جسم خشک سے
کوئی بڑھ سکتا نہین حد مقدر توڑ کر

اسطرح ملکہ گریہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہی تھی مصاحبین رونے لگین کہا حضور آپکی حسرت پر کلیجہ پھٹتا ہی آپ نے انجام نہ سمجھا اتنی بڑی ساحرہ سے مقابلہ کیا غالب آئین جسکے واسطے یہ جستجو کی وہ بھی سب بیکار ہوئی مشہور تھا کہ یہ لوگ جہان جاتے ہین لڑائی فتح کرتے ہین ظاہر مین جرات کے دم بھرتی ہین کچھ بھی نہین سکا دیکھیے سب بیکار مجبور ناچار زعمدار حیران و پریشان مضطر و دلگیر کھڑے ہین کوئی گر پڑا کوئی جھوم رہا ہی لیکن صیقل آئینہ دار کیا بہادر ہی اتنا زخمی ہوا اب بھی قبضہ شمشیر چوم رہا ہی لیکن سحر نے سہیل کے مبہوت کر دیا نہین معلوم وہ نگوڑا عیار کہان گیا کسی کی شکل بنکر چلا آیا فساد برپا کر کے بھاگ گیا یہ ذکر تھا کہ سہیل ایک شاخ نخل کو پکڑ ہلایا گلرو گلرو کہکر پکارا بیخ نخل سے ایک جوان نکلا نازنین گلگون پوش کو دیکھا گلدستہ ہاتھ مین ہنستی ہوئی ظاہر ہوئی سہیل سے کہا ملکہ عالم اپنے سالہا سال ہماری خدمت کی کیا ارشاد ہوتا ہی یہ باغی کون لوگ ہین ابھی سبکو دیوانہ کر دون لاشہ ہائے باغیان سے باغ و چمن بھر دون حال دل تو کہیے سہیل نے کہا ای گلرو وہ رفیق کامل ہماری رفاقت مین سب مارے گئے آفتاب شعلہ خوار و اقبال نامدار آپس مین لڑکے کمبختون نے جان دی کوئی مراد حاصل نہ ہوئی بی ملکہ ماہ عالم افروز بربادی ملک کے درپے ہین انکو لینا یہ سب دشمن سامنے موجود ہین یہ کہتے ہی گلرو بصد جستجو گلدستہ ہاتھ مین لیکر پڑھی رقص کرتی ہوئی چلی جس طرف سے گذری بو پھولونکی دماغ مین پہونچی مست ہو کر اشعار عاشقانہ ہر شخص پڑھنے لگا کسی نے اپنا گلا آپ کاٹ لیا کسی نے تلوار کھینچی کوئی سر پھوڑتا تھا ملکہ انجم ماہ رخسار بہت اپنے کو بچا رہی تھی جیسے ہی بو پھولونکی دماغ مین پہونچی قہقہہ مار کر ہنسی بیقراری مین ضبط نہ ہو سکا مثل غنچہ گل مسکرائی شگفتہ ہو کر یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگی **نظم**

جسطرح آہو نہ آئی دشت ایجان چھوڑ کر
جا نہین سکتا پریشا نکو پریشان چھوڑ کر
صاحبا سلام ہین ای عشق ہمسی ہی محال
کس طرح جا ہی مرا حال پریشان چھوڑ کر
ہے اب سنتی ہین عریانی کی ای دشت جنون
چاک کر سب پیرہن لیکن گریبان چھوڑ کر
اتحاد تا قیامت ہی فراق اسکو محال
کبھی بلبل بھی کہ جاتی ہی گلستان چھوڑ کر
ربط باہم مثل روح و تن ہی کیونکر جا سکے
ای کہ ہم آئے ہین دنیا کا سامان چھوڑ کر
اونون تیری جستجو مین پھرتی ہین در در تنہا
بیکسی جاتی نہین گور غریبان چھوڑ کر

جا نہین سکتا ہی دیوانہ بیابان چھوڑ کر
تنگ خاطر رحم کے قابل ہی چند یا سبان
کیجیے یاد صنم آیات قرآن چھوڑ کر
مرتبہ بہتر ہی کچھ آغاز سے انجام کا
کیون ندامت تو نے دی تار گریبان چھوڑ کر
کچھ دنون مین خاک ہو کر خاک مین ملجائیگا
جائیگی حسرت کہان گور غریبان چھوڑ کر
نام بھی لیتا نہین کوئی کسیکا بعد مرگ
صبح ماتم دامن شام غریبان چھوڑ کر
وصل کامل کی جدائی فکر ناخن سے محال
دیر ہندو چھوڑ کر کعبہ مسلمان چھوڑ کر
بیرحم اوس سے کیلیے رہتے ہو عاشق ای صنم

غیر ممکن ہی کہ مجھسے ترک عشق زلف ہو
مین ابھی آیا ہون زندان مین بیابان چھوڑ کر
رہتے رہتے بیکسی کو بھی محبت ہو گئی
ہاتھ دامن کیطرف دوڑا گریبان چھوڑ کر
دیکھنے کو کچھ نشان رہنے دی یہ جوش جنون
کب بھلا جاتا ہون مین کوچہ جانان چھوڑ کر
داغ دل کے لطف یاد آئینگے ایجان حیف ہے
منفعل کیسی ہوئی ہی جسم کو جان چھوڑ کر
میہمان ہین کچھ تو خاطر کر کہ تیر ...
بخیہ کیا جائیگا پیوند گریبان چھوڑ کر
بعد مردن بھی وہی دغدغا کا پابن ہے
وہ کہان جائیگا مستا ماہ کنعان چھوڑ کر

کل ہمراہیان ملکہ انجم و صیقل و ملکہ ماہ عالم افروز صورت دیکھکر گلرو کی دیوانی ہوگئے صاف ظاہر تھا کہ پھول پر بلبلون نے نگاہ ڈالی نالان و زار ہین سب اپنے اپنے حال مین بیقرار ہین اوسوقت سہیل جوالہ زن نے آواز دی بیان صیقل و ای ماہ عالم افروز اپنے کو بچاؤ دیوانی کیون ہوگئی ہو کیون گریبان پھاڑتی ہو او گلرو ان سبکو حکم دے اپنے کو ہلاک کرین جلد قصہ پاک کرین تجھکو تکلیف ہوتی ہی باغ کو سنسان کر کے آئی ہے اپنا رنگ جما کر چلی جا تیرے ہوا ہی وصل مین سب دیوانے ہوے خود کہتے ہین ہم جان دینگے جلد دریاے خون بہے ایک ان مین سے زندہ نرہے حاکم کے ساتھ یہ بے ادبی کی اپنے خداسے نادیدہ کو پکارین یہ جو سہیل نے کہا وہ گلرو نالے کے بیچ مین کھڑی ہوگئی نیمچہ کھینچکر اپنے گلے پر رکھا پکار کر آواز دی ای عاشقان صادق اگر میرے عاشق ہو تلوارین کھینچو مین تمپر جان دیتی ہون معشوق کا ساتھ دو سب نے تلوارین کھینچکر اپنے اپنے گلے پر رکھ لین اب گلرو کے گلا کاٹنے کی دیر ہے سہیل جوالہ زن ایک نخل کے سایے مین کھڑی ہوئی سحر کو زور دے رہی ہی ماہ عالم افروز نے بہت بہت اپنے کو سنبھالا بوے گل نے مست کر دیا اسنے بھی نیمچہ کھینچا پکارا اوٹھی افسوس صد ہزار افسوس کس باغ پر خزان آئی تقدیر نے

کیا رنگ دکھایا باغ عالم مین آکر پھولے نہ پھلے مثل بوی گل حسرت لیکر پردہٴ دنیا سے چلے اوس وقت ایک
عجب ہنگامہ تھا دیوانون کا غل مچانا تلوارین چمکانا سہیل جوالہ زن کے گرد کنیزین کھڑی ہین ایک
کنیز گھبرائی ہوئی قریب آئی کہا اے ملکہ عالم کیا کہنا باغ سحر کا رنگ دکھایا سب باغیونکو دیوانہ بنایا لیکن
اپنی جان بچائیے دیکھیے صیقل ہوش مین ہے تلوار چمکاتا ہے ابھی سرکشی دکھاتا ہے سہیل نے کہا شمشاد تو کچھ
دیوانی ہوئی ہے مین مثل افراسیاب کے نادان نہین ہون سنا کہ لاکھون جادوگر اونکے مارےگئے باغیون کو
پامال نہین کرتے ہین بی بہار کے حسن ظاہری پر مرتے ہین دیکھہ ابھی سب جان دینگے کنیز نے کہا دیکھیے
صیقل آتا ہے تلوار چمکاتا ہے آپکو کلمہ سخت کہا بڑا ساحر زبردست ہے وہ تو قریب آپہونچا غفلت نہ کیجیے
اسکو بھی دیوانہ بنائیے سہیل جوالہ زن پلٹی منہہ پھیرنا تھا کہ بجلی چمکی شمشاد نے اکڑ کر حلقے کمند کے
گلے مین ڈالدیے نعرہ کیا او قحبہ کہان جاتی ہے منم مہتر شاپور شیر دل پیدا کرنیوالے کو تشفع دیتی ہے ذرا سا
سحر کر کے ایسی بھولی پیدا کرنے والے کو بھولی دیکھہ ملک الموت آگیا سہیل نے چاہا پلٹے زبان ہلانا دشوار
ہے سارا سحر بیکار ہوا شاپور گھبرایا ہوا تھا ایک ہاتھ سے حلقہ کمند کا گلے مین ڈالا دوسرے ہاتھ سے
لپٹ کر خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک سہیل جوالہ زن چیخ مار کر گری شاپور نے سر کاٹ ڈالا ایک
شعلہ بھڑک کر گلہ و پیکر اوہ بھی مثل سرو چراغان جلنے لگی آندھی سیاہ اوٹھی صدائین مہیب آئین
دیوارین باغ کی گھرائین صیقل وغیرہ کو ہوش آیا ایرج نوجوان نے قبضے پر ہاتھہ ڈالا ملکہ ماہ
عالم افروز نے نعرہ کیا اے عیار طرار مرحبا صد مرحبا کیا کار نمایان کیا میدان اس ملعونہ کا مارا ایک
جانب سے صیقل نے سحر کیا ملکہ انجم ماہر خسار چمک کر اوٹھی سحر کرنے لگی ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا
جادوگرون کو جان بچانا مشکل کر دیا بعد عرصہ دراز روشنی ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من
سہیل جوالہ زن بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم چادر ہلنے لگی ساحران
قلعہ آفتاب نما و ساکنان دیر بیزادان نے امان مانگی ماہ عالم افروز نے سبکو اپنی پشت پر
بیا سامنے ایرج نوجوان کے لیکر آئی عرض کی ای شہریار سب عذر کرتے ہین سرکشی انکی معاف فرمائیے
صیقل نے بھی سحر کرنا موقوف کیا سب ساحر مطیع الاسلام ہوے ماہ عالم افروز نے عرض کی
قلعہ آفتاب نما کو چلکر اپنے قدوم میمنت لزوم سے منور و روشن فرمائے سب آپکی قدمبوسی کے
مشتاق ہین ایرج نوجوان پشت مرکب پر سوار ہوے صیقل آئینہ دار و ملکہ انجم ماہ رخسار

و ملکہ شیشہ مے نوش کو تخت پر سوار کیا ماہ عالم افروز نے پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا نوبت نقارے بجاتے
ہوئے داخل قلعۂ آفتاب نما ہوئے دارالامارۂ شاہی مین پہونچے ملکہ شیشۂ مے نوش تخت پر جلوہ فرما
ہوئین اہالیان شہر حاضر ہوئے ایرج نوجوان نے عہدے تقسیم کیے گز و سکہ نام پر سعد بن قباد بادشاہ
لشکر اسلام کے جاری کیا قصد ہوا کہ صیقل کی شادی کرین صیقل نے عرض کی اس سے زیادہ امید ہے
لیکن شادی کرنے مین ابھی بھید ہے جب حضور اسی طرح لڑتے بھڑتے تا بہ طلسم ہوشربا پہونچین جامع المتفرقین
پردۂ حجاب میان سے اوٹھائے ہمراہ بران شمشیر زن حضور کی شادی ہوتے غلام کی بھی خانہ آبادی
ہو یہ بھی ایک کنیز سر فروش ہے ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہیگی نام بران شمشیر زن سنکر ایرج
نوجوان کی آنکھون مین آنسو بھر آئے فرمایا ای برادر اپنے بخت واژگون و طالع نگون سے یہ
امید نہین ہے کہ وصل سے اوس محبوب جانی و یار جاودانی کے شاد ہون دیکھون تقدیر کیا
دکھاتی ہے رسائی تا بہ طلسم ہوش ربا مشکل ہو گئی ماہ عالم افروز نے جو یہ ذکر سنا کہا حضور
راہ طلسم ہوش ربا مین بڑے بڑے کانٹے ہین کنیز بھی رہبری کریگی لیکن پہونچنا بہت دشوار ہے
ایرج نے کہا رہبر کامل ہو دور ہے ایک ہفتے بھر اوسی مقام پہ مقام رہا بعد ہفتے کے بڑے جاہ و حشم
سے بطرف طلسم ہوش ربا کے کوچ ہوا وقت پر انکا پھر ذکر تحریر ہوگا انکو راہ مین چھوڑ

دو کلمہ داستان رنگین و فصاحت آئین حال حسران آل افراسیاب و ملکہ مہرخ
و ذکر آمد ہواج بن گرداب آدمخوار و کیفیت ملکہ شعلہ حسن کنیزبران و یاقوت جادو
وزیرزادی ملکہ حیرت انکا مقابلہ زبانی شعلہ حسن خبر ہونا لشکر اسلام مین آمد ہواج کی و فردا
فردا روانہ ہونا عیاروں کا و عیاری خواجہ عمرو و دیگر حالات متعلق داستان ساقینامہ مصنف

نکہ ساقی بے خبر بے رحی
کہ مواج آتا ہے بھر مدد
قلم فکر طبع رسا کو ہے جوش
کہ چند ساعت ہے یہ شور و شر
تجھے ایک ساغر یہ ناز ہے
لکھون داستان جا بالت شعار

دکھا دے مجھے آج دریا دلی
تلاطم ہے مینخانے مین سر بسر
وہ مے دے کہ سالم رہین عقل و ہوش
نہ مینا نہ ساغر کا مشتاق ہون
کبھی سوز ہے اور کبھی ساز ہے
کہین شعلۂ حسن گرمی دکھائے

چلے کشتی مے بعد سشد و مد
ہے دریائے سحر روان جوش پر
گلابی اوٹھا ساقی سیمبر
فقط وصل دلبر کا مشتاق ہون
پلا جلد جام مے خوشگوار
کہین رنگ یاقوت اپنا جمائے

کہین ذکر برق سبک خیز ہو
طرارے بھرے پھر کمیت قلم
مری طبع دریائے قہار ہے
خزانے لٹاتی ہے طبع رسا
ہر اک دائرہ رشک گرداب ہے
ہزارون ہین جسمین دُرِ بے بہا
خزانہ سخن کا لٹاتا ہون مین
ہمیشہ سے تو جیت و چالاک ہے
دیا جام ساقی خود کام نے

کہین فکر ضرغام کی تیز ہو
تو بحر طبع روان کو ہو جوشش
تو یہ کلک موج گہر بار ہے
مسلسل ہر اک سطر ہے موجزن
یم فکر دریائے نایاب ہے
کہان ہین در نظم کے جوہری
عجب قصۂ نو سناتا ہون مین
دکھا آج اپنی سبک خیزیان
مضامین نو آ گئے سامنے

عمرو کی جو چالاکیان ہون رقم
مری فکر عالی دکھاوے خروش
ہر اک حرف ہے گوہر بے بہا
و یا زلف محبوب شیرین سخن
وہ بحر روان ہے یہ طبع رسا
کدھر اس جواہر کے ہین مشتری
ہے تو سن کلک فرخندہ پے
چھلاوے کی چلنے مین ہون تیزیان
جہرہ شناوران قلزم مضامین

حیرت انگین ملاحان کشتی دریائے فصاحت آہن گرداب محیط سخنوری مین یون شناوری کرتی ہین نظم مصنف

خداوندان اخبار حیرت رقم
چنین می نگارند این داستان
جو اسیس حالات اندوہ و غم
خبر دادہ از راوی راستان

سابق مین تحریر ہوا کہ افراسیاب شکست کھا کر داخل باغ سیب ہوا

آفات چہار دست یہ کہکر رخصت ہوئی کہ مین اپنے شوہر نیرنگ جادو کو فوج کوہ زبرجدی لیے براے تسخیر قلعہ جات روانہ کرونگی افراسیاب تردد مین تھا کہ طایران سحر نے خبر پہونچائی کہ مواج بن گرداب آدم خوار وزیر شہنشاہ نیلم کوہ نیلم سے چالیس لاکھ فوج ہمراہ لیکر اوتر آیا مشتاق ہے کہ آکر مسلمانون کو ڈبو دے افراسیاب نے حیرت کو حکم دیا مواج کا نام سنکر جوش مین آیا کہا ملکہ تم لشکر لیکر مقابلہ مسلمانان مین جاؤ لیکن لڑائی کا رنگ دریا دلی پر مواج کی رہے جس طرح چاہے لڑے تم کسی مقدمے مین اسکے دخل نہ دینا حیرت جادو با لشکر گران مقابلہ مسلمانان مین آکر اوتری ملکہ مہرخ سمجھین جسطرح ہمیشہ مقابلے مین آتی ہے اوسیطرح اب بھی لشکر لیکر ملکہ حیرت آئی ہے عمرو نے کہا ظاہر معلوم ہوتا ہے افراسیاب جو کہا کرتا تھا کہ آفات و ماہیان لڑینگی اب اس طرح مقابلہ ہوگا ملکہ لعل سخنتدان کل امورات کی واقف کار ہے اوسنے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری اس بات سے مطمین ہیے کہ کبھی افراسیاب و آفات و ماہیان ایک مقام پر ہو کے نہ لڑینگے کتب خانہ سامری جیسا ہمارے خزانے مین تھا کسی ملک مین نہین ہے اکثر افراسیاب نے ہمارے یہان سے کتابین منگائی ہین

مین نے وہ کتاب کہ جو خاص سامری و جمشید کے ہاتھہ کا مسودہ کیا ہوا ہی اکثر جا بجا سے مشکوک
بھی ہی خاص اوس کتاب کو دیکھا سامری و جمشید تو بڑے کامل و اکمل تھے اسنے ماضی کا حال تو صاف
صاف لکھہ گئے ہین مینے یہ مضمون خود پڑھا کہ بعد افتاد پڑنے حجرۂ بابائے نجم کے کچھہ آفت اہالیان کوہ
نیلم پر بھی آئیگی اور بے لڑے بھڑے شہنشاہ نیلم بھی مارا جائیگا بنام افراسیاب صاف صاف ہدایت
ہی کہ خود نہ کبھی لڑے اور نہ بہت جلد زوال دولت ہوگا ذرا خبر دریافت کرائیے کہ حیرت کس
بھروسے پر آئی ہی چرند و پرند حاضر تھے اونھون نے عرض کی ہمنے دریافت کیا مشہور ہی نیرنگ جادو
شوہر آفات چہار دست کوہ زبرجدی سے فوج بیحساب لیکر ادہر آتا ہی حیرت جادو وہان جائیگی
وہ قلعہ جات پر جنگ کریگا اوسکے سحر پر بڑا ناز ہے اور حقیقت مین وہ ایسا ہی ہی کہ موت اوسکی آپ
لوگون کے ہاتھہ سے نہین ہے ملحوظ خاطر رہے کہ اسوقت کل عیار دربار مین موجود ہین اپنی اپنی عقل کے
موافق سبنے جواب دیا خواجہ عمرو نے فرمایا جو کچھہ ہوگا ظاہر ہو جائیگا تردد کیا ہی اگر حیرت جادو
دو چار روز طبل جنگی نہ بجوائے باغبان قدرت نے ایک ہفتے کی مہلت لی ہی اتالیہ بارگاہ کا
لدے جلد طلسم کشا کو ساتھہ لیکر طرف دریائے نیل کے کوچ کیجیے لڑتے بھڑتے چلیے دیکھین پردۂ
غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی یہان دربار مین یہ ذکر ہے لیکن ملکہ حیرت جادو نے کسی سے آمد مواج
کا ذکر نہین کیا ایک نامہ لکھا بنام مواج بن گرداب آدم خوار ملکہ یاقوت جادو وزیرزادی کو
دیا کہا اے یاقوت راہ مین کہین نہ ٹھہرنا یہ نامہ جا کر ہاتھہ مین مواج کے دینا اور زبانی بھی کہنا کہ ہم
تمھاری آمد کے بہت مشتاق ہین جسطرح پر آنا منظور ہو صاف صاف تحریر کرو مقابلہ مسلمانان کی
تدبیر کرو ہم اوسی طرح کا انتظام کرین یاقوت جادو بحکم حیرت خوشخو نامہ لیکر چلی اسکو تو راہ مین
چھوڑیے دربار مہرخ مین سب جمع ہین حیرت اپنی بارگاہ مین ہی آبِ دو کلک داستان اوس حریق آتش
اشتیاق غریق لجۂ بحر فراق اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو صفدر صف شکن ملکہ بران شمشیر زن کی گذارش
ہوتی ہین کہ یہ جب اس لڑائی سے واپس ہوئین باغ نگارین مین آکر مقام کیا ملکہ شگوفہ سحر ساز
وزیرزادی ہمراز مصاحب دمساز خدمت مین حاضر ہی شب کو بیٹھے بیٹھے گھبرائین خاصہ نوش کرتے
کرتے ہاتھہ کھینچ دیا کہ میرا خود بخود دل گھبراتا ہی کلیجہ منہ کو آتا ہی کیون اے شگوفہ عرصہ دراز گذرا کچھہ
احوال اوس شیر بیشہ صاحبقرانی کا نہ معلوم ہوا شگوفہ نے کہا حضور ہر چند کہ بعد فتح طلسم

سکندریہ بہ ہدایت صیقل اونھون نے قصد طلسم ہوشربا کیا لیکن تا بہ ہوش ربا آنا بہت دشوار ہی بران نے کہا ہی باعث انتشار ہے مزاج مین انکے جرات وجہالت ہی جو کہتے ہین وہی کرتے ہین ای شگوفہ کیا کہون تصویر اونکی آنکھونکے سامنے پھر رہی ہی طلسم اسکندریہ مین کیا کیا مصیبتین اوٹھائین لیکن اوسکی فتاحی سے منھہ نہ پھیرا خیر مجھکو خبر پہونچ گئی اب راہ مین جابجا روکے جاینگے کس کس سے لڑینگے راہ طلسم ہوش ربا خارستان وکوہستان ہی ساحران زبردست ایک صیقل بیچارہ کس کس کو روکیگا وہ کیا واقف کار ہے ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جائین ہمکو تو آٹھہ پہر انھین کا خیال ہے بموجب مضمون آبدار آتش ہجران دیدہ آفت کشیدہ کے قلب پر ہجوم غم وملال سے

نظم

عضو تن میرے دہکتے رہے اخگر ہو کر
تیغ ملتی ہے گلے سے مرے خنجر ہو کر
کیسا پایا قفس تنگ آکے تیرے تو یہ
رہ گئے زخم جگر حد سے مقدر ہو کر
یہ تمنا ہے کہ وہ بھی مری آغوش مین ہون
رنج دیتی ہے اجل طعنۂ دلبر ہو کر
خواہش وصل سے خط پڑھنے کی قابل نہ رہا
صاف پھر جاؤنگا مین وعدۂ دلبر ہو کر
منتین کرتے ہین آتی نہین اللہ اللہ
روح نکلی بدن زار سے شہپر ہو کر
کسقدر حسرت آغوش نے بالیدہ کیا
زہر گھلتا ہے دہن مین مرے شکر ہو کر
مضطرب تھا دم تحریر مصور صانع
گھور دیے روئے قضا دیدۂ جوہر ہو کر
سر کٹا کر تجھے دکھلائینگے ہم جوہر قاتل
تسکل غم مثل سبو صورت ساغر ہو کر

پرورش روح نے پائی ہے سمندر ہو کر
مختصر ہو کے کھلا لطف درازی الف
طایر روح رہا جسم مین بے پر ہو کر
روح بھی کوئی دہن تھی کہ مرے قالب سے
جی مین ہے خلق کو لون دامن محشر ہو کر
پڑ گئی چھینٹ تو اتنا نہ خفا ہو واعظ
لپٹے الفاظ سے الفاظ مکرر ہو کر
آب شمشیر سے محروم نہ رکھا ہی قاتل
نیند بھی بار ہوئی آنکھ سے باہر ہو کر
درد پیچیدہ جو اوٹھے تھے مرے آنگے ہو
اشک ٹپکا مرے دامن سے سمندر ہو کر
سر کے ہٹ کرتے ہین دیکھو تو کے مد سفر ہی
رہ گیا مصرع ابرو جو مکرر ہو کر
لوہے گر ہمنے لیے ہین تو دیے بھی ہمکو
تیغ بنوائینگے ہم قامت دلبر ہو کر

اتو بدخواہ بھی پیش آتے ہین کمتر ہو کر
میری آغوش مین آجا شب محشر ہو کر
ہاتھ بڑھ بڑھ کے پڑے پر نہ بڑھے قاتل
منہ چھپائے ہوئے نکلی تہ خنجر ہو کر
غیرت آتی ہے شب ہجر مین مرنے سے مجھے
مے رہیگی تری آغوش مین دختر ہو کر
موت شرمائیگی کیونکر مجھے بد عہدی سے
سوکھے پانی مین لب خم مرے تر ہو کر
کسقدر حسرت پرواز بھری ہے دل مین
مدتون چرخ سے لپٹے رہے اژدر ہو کر
کیا اثر ہے لب شیرین جو تیرے جو سے کھے
حشر تک قبر سے اوٹھتا نہین بستر ہو کر
ذبح کے بعد بھی کم حسرت دیدار نہو
چھٹ گئے اپکے احسان سے برابر ہو کر
کبھی خالی کبھی لبریز بسر کی ہے نسیم

یہ اشعار اس سوز و گداز سے ملکہ تران شمشیر زن نے پڑھے

چشم حق بین سے اشک جاری ہوئے شگوفہ گھبرا گئی کہا واری ہائے کون ساعت تھی کہ یہ روگ ایکے دشمنونکو لگا آرام مین آٹھ پہر کاٹ گیا میرے نزدیک تو یہ ہوا گا آپ فرماتی ہین واکے اونکی خوشدامن صاحبہ ملکہ خنظل جادو طلسم سکندریہ مین شریک رہین وہ سمجھا کر پھیر لیگئی ہونگی اتنا بڑا سفر کوئی قبول نکریگا سیکڑون ساحر صاحبقران کے مطیع ہین اونکو روانہ کرکے بلوالیا ہوگا خود جاکر اونکے والد پھیر لائینگے وہ نہ آسکینگے صاحبقران نہایت محبت کرتے ہین بران نے کہا اے شگوفہ تم انکے مزاج سے آگاہ نہین ہو ایسے ضدی ہین جو کہتے ہین وہی کرتے ہین ہائے مین دلکو کیونکر سمجھاؤن آٹھ پہر یہی خیال ہے ایسا نہو کوئی ملازم افراسیاب اہ مین اونکے ساتھ فساد کرے دشمن گرفتار ہوجاین وہ قید کرکے اسطرف روانہ کردے افراسیاب ونکے نام کا دشمن ہے کیا کہکر اونکو سمجھاؤن اصل تو یہ ہے نظم

آتشے کو کہ بدل سوز دگر تازہ کنم
بر سر داغ اگر داغ دگر تازہ کنم
باعث گریۂ شام و سحری نیست مرا
بر لب جوے نظر سنبل تر تازہ کنم
مخفیا چند ز جور فلک شعبدہ باز

این کہن داغ جنون را بہ جگر تازہ کنم
ہر شب از نالہ بگلزار چو مرغان چمن
کہ ز خونناب جگر باغ نظر تازہ کنم
ترسم از گریۂ من قیمت گوہر شکند
ہمچو یعقوب بدل داغ پسر تازہ کنم

سینکہ سودا زدۂ عشق جنونم چہ عجب
مژدۂ آمدن باد سحر تازہ کنم
چند بر یاد سر زلف تو از شبنم اشک
ورنہ از خون جگر رنگ گہر تازہ کنم
یہی ذکر کرتے کرتے مثل شمع ساری

رات روتے ہی مین ملکہ بُران کو بسر ہوئی بوقت سحر شگوفہ نے کہا حضور ملکہ نرگس جادو ہمشیرہ سرخ مو وشاہزادہ گلریز لشکر اسلام ہین گئے تھے وہانسے لڑ بھڑ کر آتے اگر فرمائیے تو شعلہ حسن آپکی کنیز کو طرف لشکر اسلام کے روانہ کرین شعلہ حسن نہایت سلیس فصیح و بلیغ پڑھی لکھی ہے کسی حیلے سے ملکہ نرگس سے پوچھہ لیگی کہ جب آپ لشکر اسلام مین گئین کچھہ حال ایرج نوجوان بھی دریافت ہوا مفصل کیفیت معلوم ہوجائیگی بُران کو بھی یہ بات پسند آئی شعلہ حسن کو بلایا شگوفہ سے بخوبی سمجھایا کہ لشکر مہرخ مین جاؤ کسی حیلے سے ملکہ نرگس سے ملاقات کرکے دریافت کرنا کہ تم لشکر اسلام مین گئین تھین کچھہ حال اونکے پروتی شاہزادہ ایرج نوجوان کا بھی سنا کہ بعد فتح طلسم اسکندریہ لشکر مین آئے یا نہین آئے یہ بھی مشہور ہے کہ شاہزادہ گلریز اپنی زوجہ کی تلاش مین اول طلسم آئینہ مین پہونچے تھے ملکہ خنظل جادو کو اپنے ساتھ لیکر لشکر صاحبقران مین گئے پس بخوبی حال دریافت ہوجائیگا شعلہ حسن نے کہا حضور مین بوجہ احسن دریافت کرلونگی ملکہ بُران نے گھبرا کر کہا اے شعلہ حسن پہلے سیدھی بارگاہ مین جانا خواجہ عمرو کو

آداب و تسلیمات عرض کرنا کہنا ملکہ بران نے اسواسطے بھیجا ہی اگر آپکا سفر کا ارادہ طرف دریائے نیل
کے ہی ملکہ بران نے کہا ہمکو بھی خبر دیجیے کہ ہم آپکے ہمراہ چلیں راہ دریائے نیل مین اول کوہ ہفت رنگ
ضرور ملیگا صراط ہفت رنگ ضرور روکیگا لہذا ہمارا بھی ہونا ضرور ہے ملکہ نرگس سے کسی حیلے سے
ملاقات کرنا شعلہ حسن نے دست بستہ عرض کی لونڈی سمجھ گئی حضور پر ظاہر ہو جائیگا مفصل خبر
ملیگی یہ کہکر شعلہ حسن کنیز ملکہ بران اسباب سحر سے آراستہ ہو کر طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی طرف
لشکر خواجہ کے چلی تحریر کر چکا ہون کہ یاقوت جادو وزیرزادی حیرت کی نامہ لیکر چلی تھی ایک
مقام پر چلی گئی سایے مین نخل کے ٹھہری ٹہل رہی تھی کہ اسنے دیکھا آسمان پر برق چمکی ایک مہ جبین
نہایت حسین طاؤس زرین بال پر سوار اوڑتی ہوئی آتی ہی شعلہ حسن نے یاقوت کو نہین دیکھا اوس
مقام پر چشمۂ آب بھی تھا شعلہ حسن نے طاؤس بر سر چشمۂ آب وتارا پانی پیا اپنے کو آراستہ کرنے لگی
یاقوت نے جو شعلہ حسن کو اس سج دھج سے دیکھا پکار کر پوچھا بوا تمھارا کیا نام ہی کیا اس صحرا
کی شاہزادی ہو ملازم شہنشاہ طلسم ہوشربا ہو بوقت سحر پوجا کرنے کو نکلی ہو دیر مین جاتی ہو
شعلہ حسن اس بات کو سنکر بھڑکی آتش خو شعلہ مزاج نے کہا کیسا افراسیاب کیسا پوجا پاٹ
مین خواص خاص ملکہ بران شمشیرزن کی ہون طرف لشکر اسلام کے جاتی ہون سامری و جمشید پر
مدت سے لعنت کی یہ سنکر یاقوت کو بہت غصہ آیا چہرہ سرخ ہو گیا کہا کیون او زبان دراز ہمارے
خداوندونکو کلمہ سخت کہتی ہی زبان کاٹ لون سزا دون شعلہ حسن نے مسکرا کر کہا کچھ دیوانی ہی کیا بیہودہ بکتی
ہی تو کیا سزا دیگی اپنی جان بچا سامنے سے ہمارے ہٹ جا اب عنایت سے پروردگار کے سامان لشکر کشی
مہیا ہو چکا طلسم نور افشان سے کوچ کر کے بر سر دریائے نیل جائینگے نوح طلسمی حاصل ہو گی افراسیاب
مارا جائیگا تم لوگون کو بھیک مانگے نہ ملیگی حیرت کی ناک کاٹی جائیگی یہ سنتے ہی یاقوت نے جھولی
سے گولہ نکالکر شعلہ حسن پر مارا شعلہ جوالہ بنکر گولہ چلا شعلہ حسن نے سحر کر کے گولے کو موم کر دیا آپ بھی
سحر جلنے لگا شعلہ حسن تعلیم کردہ بران مثل شعلہ جوالہ تڑپ رہی ہی جو سحر یاقوت نے کیا ہنسکر دفع
کر دیا دس پانچ سحر آپس مین چلے نخل صحرا جلے آوازین مہیب آئین یاقوت گھبرا رہی ہی دل سے
کہتی ہی کہ یہ تو جھاڑ کا کانٹا ہی دامن سے اولجھ گئی جان بچانا مشکل ہوئی چاہتی ہی کسی طرح جان بچا کے
نکلجاؤن شعلہ حسن کہتی ہی او یاقوت اب جوتیان مارنے تجھکو نہ چھوڑونگی تو ناحق مجھسے الجھی اب

میرے ہاتھہ سے بچنا دشوار ہی خدا ملکہ تران کو سلامت رکھے آٹھہ پہر طریقہ سحر تعلیم فرماتی
ہین یہی خیال ہی کہ ہماری لونڈیان خراج گذاران افراسیاب سی مقابلہ کرین نہ دبین ارے تجھکو
یاد ہوگا جب وہ نمک حرام صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش نیمچہ قتل تران لیکر شریک
افراسیاب ہوا اور نامرد نے طبل جنگی بجوایا خواجہ عمرو نے تران کو زنبیل مین چھپا لیا تھا اونکی
شکل ایک کنیز کو بنا کر بٹھلا دیا جب جنگ مغلوبہ ہوئی پہلے مین صمصام نمکحرام پر جا پڑی وسکو زخمی
کیا تمھاری بی بی حیرت سے بھی لڑ چکی ہون اونکے بھی سحر دیکھے تیزی کیا حقیقت ہی یہ کہکر لڑتی لڑتی
شعلہ حسن آگے بڑھی مسکرا کر ایک دستک دی ہاتھون مین مہندی لگی ہوئی تھی اوس سرخی سے ایک شعلہ
نکلا آنکھون کے سامنے یاقوت کی چمکا یاقوت گرمی سحر شعلہ حسن سے گھبرائی لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑی آنکھین
تو کھلی ہوئی ہین زبان بند دل دردمند شعلہ حسن نے جوتی پکڑ کے پانون سے جوتی اوتاری بی یاقوت
کو تڑا تڑ مارنے لگی یاقوت ہرچند چاہتی ہی اپنے کو بچاؤن شعلہ حسن گرمی دکھا رہی ہی کبھی جوتی ماری
کبھی تھپڑ مار دیا اس مصیبت مین یاقوت گرفتار ہی سحر یاد نہین آتا مجبور و ناچار ہی قضا ہی کار اوسوقت
صبا رفتار کمند انداز برے آبالا دوی نکلی تھی صحرا مین جاتی تھی کان مین آواز آئی پلٹ کے دیکھا
یاقوت جادو وزیرزادی کو ایک جادوگرنی مار رہی ہی سمجھی یہ ساحرہ ملازم ملکہ مہرخ ہی راہ مین مقابلہ
پڑ گیا یاقوت سحر مین اوسکے پھنسی بچانا چاہیے کنارے آکر برق فرنگی کی صورت بنکر تیار ہوئی
ہان ہان کرتی ہوئی دوڑی شعلہ حسن نے جو مہتر برق کو دیکھا کہا میان برق آؤ اسکی مشکین باندھ کو
یہ بی ملکہ حیرت کی وزیرزادی ہی مین شعلہ حسن کنیز تران ناحق اسنے مجھکو روکا مین طرف تمھارے
لشکر کے جاتی تھی بعنایت پروردگار اسیر غالب آئی اب اسکی مشکین باندھکر لیچلو ملکہ مہرخ کو اختیار
ہے جو اسکے حق مین مناسب جانینگی وہ کرینگی صبا رفتار اچھا اچھا کرتی ہوئی دوڑی قریب
آکر شعلہ حسن کو حباب بیہوشی مار دیا کمند کے حلقے گلے مین ڈالدیے شعلہ حسن ارے کہکر بیہوش ہوئی
یاقوت نے صبا رفتار کو اشارہ کیا چشمے سے پانی لیکر پہلے میرا منہہ دھلا دے کہ سحر مجھکو یاد آئے
یا اسکا سر کاٹ لے کہ سحر اوترے مین سحر کامل مین اسکے مبتلا ہون صبا رفتار نے نیمچہ کھینچا جھپٹی
کہ شعلہ حسن کو قتل کرون قضاے کار حباب کی بیہوشی تھی مثل حباب لب دریا ناپائدار تھی ہوا
جو چلی شعلہ حسن کو ہوش آگیا اسنے دیکھا یاقوت تو پڑی ہی صبا رفتار مجھکو قتل کیا چاہتی ہے

سوچی کہ نکل چلون یہ سوچکر سحر کیا بلند ہوئی جان بچا کر نکل گئی طرف لشکر اسلام کے چلی یہان
صبار فتار نے دیکھا یاقوت اوسی طرح بیکار سحر مین شعلہ حسن کے گرفتار اچھی طرح سحر نہین
کر سکتی اٹھنے سے مجبور صبار فتار نے پوچھا آپ کہان چلین بتین یاقوت نے اشارہ کیا مین لشکر
مواج مین جاتی ہون نامہ میرے پاس موجود ہی لیکن سحر نہین اتر سکتا میرا اشارہ لیکر لشکر مین مواج
سحر اوتار دیگا صحت پاؤنگی صبار فتار نے بھی کیا اشارہ یاقوت کا باندھ لیا طرف لشکر مواج جادو
کے لیچلی لیکن شعلہ حسن اوسی طرح کمندین گلے مین پڑی ہوئین بارگاہ مہرخ مین آئی خواجہ عمرو بھی
موجود ہین ملکہ مہرخ نے جو شعلہ حسن کو اس حال پر ملال مین دیکھا سب اسکو پہچانتے ہین پوچھا کیون
شعلہ حسن خیر ہے تو ہی یہ کمندین کسنے گلے مین ڈالین شعلہ حسن نے کہا آپ بالکل غافل ہین مواج بن گرد
آدم خوار کوہ نیلم سے چالیس لاکھ فوج لیکر آیا یاقوت جادو نامہ لیکر گئی ہی راہ مین مجھسے مقابلہ پڑا آپکی
عنایت سے غالب آئی خوب ہی اونکی خدمت کی صبار فتار نے بشکل برق مجھکو بیہوش کیا مین جان
اودھر نکل آئی اب مواج بڑے زور و شور سے آیگا جلد اسکی فکر کیجیے ملکہ مہرخ نے شعلہ حسن کے گلے سے
کمندین نکالین منھ دھلوایا خلعت منگا کر دیا لیکن نام مواج سنکر سب گھبرا گئے بہار نے کہا وہ تو وزیر اعظم
شہنشاہ نیلم ہی ساحران خاص شہنشاہ نیلم کے اردلی کے اوسکے ہمراہ رہتے ہین سحر مین بھی زبردست اوسکے
شر سے پروردگار بچائے دریا سے اوسکے نجات دشوار ہوگی خدا آبرو بچائے اوسکے دریائے قہار سحر مین بڑے
بڑے ساحر ڈوبے کسی نے آج تک کنارہ نپایا عمرو نے کہا اسکے ساتھ کون کون ہے ملکہ بہار و مہرخ نے کہا
یہ ساحر نہایت صاحب لیاقت ہی کہ کوئی آج تک کنارے دریائے نیل کے جاکر فتحیاب نہین ہوا بلکہ وہان
افراسیاب بھی جاکر سحر بھول جاتا ہی عمرو نے پوچھا وہان کے رہنے والے کیونکر سحر کرتے ہین یہ سنکر
ملکہ مخمور اوٹھہ کھڑی ہوئی کہا اے شہنشاہ اوج عیاری بگوش ہوش سماعت فرمائیے مین بخوبی اوسکے
حال سے ماہر ہون متعلق دریائے نیلم سات دربند ہین دربند اول کا حاکم نیلم جادو ہی اور نام دربند
کا کوہ نیلم ہی وہان سبکو سحر یاد رہتا ہی دربند دوم کوہ لاجورد ہی وہانکا ناظم کبود اژدرچشم بڑے بڑے
ساحران نامی حاکمان گرامی وہان رہتے ہین مگر آب ہوا اوس طرف کی خلاف ہی جو نیا ساحر وہان
جاکر رہے ہزارہا بیماریان پیدا ہوتی ہین ہوا وہانکی گرم باشندے اوس دربند کے بے شرم
بدن مین آبلے پڑ جاتے ہین اور کبود اژدرچشم اگر کسی کو بہ نگاہ قہر دیکھے نہایت صاحب خشم

دھر ہے اس بحیا کی نگاہ مین زہر ہے ساحر پانی ہو کر بہ جاتا ہی وہانپر ساحران جہان کا مسکن ہے
تیسرا دربند فیروزہ کوہ ہی حاکم وہانکی ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش مصاحب اوسکے بڑے زبردست
ایک ایک سامری عہد اپنے زمانیکا جمشید جو تھا دربند نیلم کوہ ہی مقام تختگاہ شہنشاہ لاچین
تھا جب شہنشاہ لاچین کو گرفتار کیا افراسیاب کا قصد ہوا اس ملک کو برباد کردون ساحر یہان
رہین ملک مراد شاہ غیر ساحر کو وہانکا حاکم کیا اس شہر مین کوئی ساحر نہین ہی پانچوان دربند کوہ
دخانیہ ہے کہ جسکا حاکم ساحر بدخو دخان سیاہ ہر وہانسے آگے کوئی نہین بڑھ سکتا منزلین سخت
وہان دو عملہ ہے مغرب جنوب مین عمل کوکب مشرق و شمال مین سرحد افراسیاب دربند ششم دریاے
ہفت رنگ ہی وہانکا شہزادہ جادو عزیزدار شہنشاہ نیلم کا رہتا ہی ساتوان دربند دریاے نیل کے متعلق
ہین وہانسے شہنشاہ نیلم کوس بھر الگ رہتا ہی کہ وہ جزیرہ ماران ہی دو کوس تک دریاے نیل تسخیر کرکے
اور اون بلاہاے مذکور سے بچے تب جزیرہ ماران تک پہونچے تو سحر یاد آئے وہانتک ساحر سحر بھولا رہیگا پس
کسکی حقیقت ہی کہ ان مقامات کو طے کرے راہ مین بچنا دشوار ہی یہ سنکر خواجہ عمرو نے اپنے مقام سے اوٹھ کر
کہا انشاء اللہ بعنایت رب اکبر ان سب مقامات کی سیر کرینگے راہ مین مواج کو بھی دیکھتے بھالتے جائینگے
ہرچند مخمور و بہار نے کہا خواجہ اوس حد مین جانیکا قصد نکرنا دربند ہفتم کا ذکر ہمنے نہین کیا جہانکا
حاکم شہنشاہ نوسن ہی زندانخانہ طلسمی اوسکے قبضے مین ہی افراسیاب جادو نے جہان آپ کو
نشان دیا تھا اوسی زندانخانہ طلسمی مین شہنشاہ لاچین بادشاہ سابق طلسم قید ہی نوسن
خود انتظام کرتا ہے آجتک اوسنے کسیکو رستہ زندانخانہ طلسمی کا نہین بتایا عمرو نے کہا پہلے تو مین
ٹہلتا ہوا لشکر مواج مین جاؤنگا مقامات مذکور تک بھی خدا پہونچا دیگا اب مجھکو تردد ہی لوح ملنے
کی کوئی تدبیر نہین ہوئی ان حجرہ ہاے بانے پریشان کردیا آپ لوگ میرا انتظار نہ کیجیے گا علاوہ ازین اے
مہرخ جیسا موقع ہو وہ کرنا دیکھیے مین کب واپس ہوون سفر عظیم درپیش ہی مجھکو انتہا کا پس پیش ہے ہرچند
مہرخ و بہار نے سمجھایا خواجہ نے نمانا بانہاے عیاری سے آراستہ ہوے چالاک سے فرمایا اے نور نظر لشکر کا
خیال رہے تمکو اپنے مقام پر چھوڑے جاتا ہون چالاک قدمون سے لپٹ گیا کہا قبلہ و کعبہ غلام سے بار نیابت
نہ اوٹھیگا مجھکو بھی اپنے ساتھ لیجیے یہ تو میری کیا مجال ہی کہ آپکے سامنے عیاری کرون لیکن خدمتگذاری کرتا
ہوا چلونگا اوسوقت عمرو کا سبب رخصت ناصحون کا ظاہر تھا جیسے کسی نوجوان کا جنازہ جاتا ہی مہ جبین روتی ہوئی

خواجہ عمرو کے گلے مین ہاتھہ ڈالدیے کہا نانا جان آپکا لشکر مین نہونا نہین معلوم بعد آپکے افراسیاب کیا آفتین نازل کریگا عمرو نے کہا اے نور نظر مین اپنا حال کیا کہون جدائی مین اپنے آقاے نامدار کی راتونکو تڑپتا ہون مین عاشق صادق حمزہ صاحبقران ہون یہ چند اشعار میرے حسب حال ہین **نظم**

نیست محراب قلم را جز خم ابروے دوست
میکنم عمر گرامی صرف جستجوے دوست
در شکنج زلف مرغ دل چسان گیرد قرار
باشدت یک جو سید لطف اگر از سوے دوست
ہر کسی را قبلہ باشد قبلۂ ما روے دوست
گوش کن با دل ز من حرفے دریں گوش کن
کم نسیم غمزہ گرداند پریشان موے دوست
مطلب دیگر ندارم عمر ماند و شد در چمن
قوت روح آمد شنیدن حرف گفتگوے دوست
گر بریزد خلق عالم از تو مخفی باک نیست

اس بیقراری سے یہ اشعار پڑھے اسد نے بھی ملکہ مہرخ سے کہا اے ملکہ مہرخ حقیقت مین خواجہ عمرو نے کسی حال مین کبھی صاحبقران سے جدائی نہین کی ایک زمانہ ایسا آیا کہ خواجہ عمرو وحمد ناموریمن فساد ہوا دادا جان ہمیشہ درپے آزار رہے غلامونکو انکے جابجا قتل کیا لیکن یہ فساد مین بھی اطاعت صاحبقرانی کرتے رہے ایک خدمتگار کو بھی آزار نہین پہونچا صرف ظاہر مین رنج دینا منظور تھا کا دون کو گرفتار کرکے اونکے سردارونکی شکل بناتے تھے میدان مین اونکو عیاری سے بلاتے تھے صدمۂ ظاہری دینے کو کافرونکو قتل کیا کئی سال فساد عظیم رہا جسوقت ملاپ ہوا دادہ فرماتے تھے اے یار وفادار یہ عرض کرتے تھے آقاے نامدار وہ کہتے تھے بچھڑا ہوا معشوق ملا یہ عرض کرتے تھے بعد مدت مدید غنچۂ آرزو کھلا دیکھنے والے روتے تھے کہ عاشق و معشوق ایسے ہوتے ہین آقا و رفیق گلے مل مل کے روتے ہین میرے حال پر باعث پرورش یہ ہے کہ میرے قبلہ و کعبہ کرب نامدار کو بفرزندی پرورش کیا دختر صاحبقران کے ساتھہ شادی کی دربار مین صاحبقران کی آبرو دی مجھکو بھی پرورش فرمایا رتبہ بڑھایا اتنے عرصے کی جدائی انھین کا کام تھا شاہزادہ گلریز نامہ صاحبقران کوہ عقیق سے لیکر آئے تھے اس نامۂ اشتیاقیہ مین کیسے کیسے اشعار عبرت خیز لکھے تھے صاف ظاہر تھا کہ عاشق صادق نے معشوق بیوفا کو لکھا ہے خدا انجام بخیر کرے طلسم ہوشربا فتح ہوے جاکر صاحبقران زمان سے ملین انکے اوسدن ہوش درست ہونگے آج نہایت جوش مین ہین اسوقت نہ روکیے اشک رکین گے یادمین اپنے آقاے نامدار کی بہت بیقرار ہین سب سردارون نے خواجہ عمرو کو دعائین دین سبکو سمجھاکر خواجہ عمرو نامدار بسمت لشکر مواج چلے ایک طرف سے مہتر برق فرنگی تڑپ کر نکلا ایک جانب سے ضرغام شیردل آپس مین اشارے ہوے ضرغام نے پوچھا کیون بھائی برق کیا ارادہ ہے برق نے کہا اے

ضرغام جی چاہتا ہی اوستاد سے پیشتر لشکر مواج مین پہونچین بیان سے معرخ کے بخوبی ثابت ہوا
کہ بڑا ساحر ہوشیار ہے ایسے پر عیاری کرنا واجب لازم ہی ضرغام نے کہا ہم بھی چلینگے برق نے کہا
استاد کئی دن مین پہونچینگے یہ ممکن نہین کہ راہ مین اونکو مسافر ملے وہ اوسکی خبر نہ سنائین وہ لوٹتے
مارتے جائینگے ہم تم الگ الگ چلین ساتھ چلنا بہتر نہین ہی لیکن آپسمین عہد رہا جس مقام پر کسی پر مصیبت
ہو ایک دوسرے کی مدد کرے عین وقت پر پہونچے ضرغام نے کہا جہان یاد کروگے ہمکو اوسی مقام پر پاؤگے
آپسمین وعدے کرکے ایک جانب برق فرنگی چلا ضرغام بھی روانہ ہوا ان تینون عیارون کا ذکر وقت
پر تحریر ہوگا اب دو کلمہ داستان صبا رفتار کمند انداز کے تحریر ہوتے ہین یہ پشتارہ لیکر ملکہ یاقوت
جادو کا راہ کو طی کرکے لشکر مواج مین پہونچی دیکھا منزلون تک لشکر اوترا ہے چالیس لاکھ کا لشکر
بڑے بڑے سرداران نامور پیدل فوج کے دل کے دل سحر ہو رہے ہین چند ساحر بطور طلایہ کنارے
کنارے لشکر کے پھر رہے ہین جیسے ہی صبا رفتار کو آتے ہوئے دیکھا ساحرون نے غل مچایا لو
صاحبو عیارونکی آمد شروع ہوگئی کوئی عیار بشکل صبا رفتار کسیکا پشتارہ لیے آتا ہے یہ کہکر
صبا رفتار کو جادوگرون نے گھیر لیا یہ ہر چند کہتی ہے مین کنیز شہنشاہ طلسم ہوشربا ملکہ یاقوت
وزیرزادی کو لیکر آئی ہون جادوگر کہتے ہین تو بڑا مکار و غدار ہے لشکر اسلام کا عیار ہی آخر یہ صلاح
ہوئی اسکو خدمت مین مواج کے لیچلو وہ جو مناسب جانینگے وہ کرینگے صبا رفتار اپنی جان سے بیزار
جی مین کہتی ہی مین کس بلا مین پھنسی ساحر بر سر آزار ہین اونسے کہتی ہی جب عیار آئینگے کوئی نہ
پہچانیگا ہمارے شہنشاہ کے ملازم اپنی ساتھ والون پر خوب عت کرنا جانتے ہین عیارون کو کب
پہچانتے ہین گرد صبا رفتار کے ہزارون جادوگر جمع ہوگئے بعض قریب آکر کہتے ہین دیکھو بھائی کیا
صورت بنائی ہی حیرت کی وزیرزادی کو لیکر آئی ہی خوب فقرہ بنایا ہی بعض کہتی ہین مرد ہوکر عورت کیونکر
بنا بعض کہتے ہین ان عیارون نے گھر کے گھر تباہ کردیے انکا پہچاننا بہت مشکل ہی سنتے ہین سیاہ زبان زادہ
خداوند بنکر کئی دن لشکر افراسیاب مین رہا کوئی نہ پہچان سکا ماہیان زمرد پوش نے آکر وہ رنگ
مٹایا شہنشاہ جمشیدی اونھین جھگڑون مین گئی مرد و عورت بننے کا کیا استعجاب ہی ایک ایک انمین
عیار لاجواب ہی اسی طرح سب گھیرے ہوئے دربار مین مواج کے لیکر آئے مواج تخت پر بیٹھا ہے
وزرا امرا سرداران کا دورہ بڑھکر ساحرون نے مواج سے عرض کی وہ جو حضور کو خیال

تھا دہی پیش آیا عیار لوگ آنے لگے ایک بی صبار فتار صاحب آئی ہین یا قوت جادو کو
بھی لائی ہین ہم آپکے سامنے لائے ہین اب حضور پہچان لین ہم لوگ نہین پہچان سکتے ان مقدمات
مین علامونکی ہوش اڑتے ہین جس روز سے یہان آکر اوترے کسی غیر کو لشکر مین آنے نہین دیا اسپر
بھی عیاری ہوجاے تو مجبور و ناچار ہین مواج نے پوچھا کیون بی صبار فتار صاحب کیا معرکہ ہے صبار فتار
نے عرض کی حضور جس طرح چاہین تحقیق کرین مین کنیز شہنشاہ ہون ملکہ یا قوت سحر مین مبتلا ہین انپر
سے سحر اوتاریے اونسے دریافت کیجیے مواج نے کہا اے صبار فتار سنو احتیاط شرط ہے جس
عیار یمین ہزارون جادوگر مارے گئے تمھارے پاس کوئی نشان ایسا ہے کہ جس سے ہم تمکو پہچانین
کہ تم عیار لشکر عمرو نہین ہو اور ملازم افراسیاب ہو اسکی کیا شناخت ہے صبار فتار نے کہا حضور
ہم ملکون ملکون پھرتے ہین حکم پہونچاتے ہین ہمارے بلانے پر تاجدار آتے جاتے ہین مواج نے کہا
تمھاری شکل عیار بن سکتے ہین یا نہین صبار فتار نے کہا یہ کچھ بڑی بات نہین ہے ہم اونکی صورت
بنتے ہین وہ ہماری صورت بنتے ہین مواج نے کہا پھر کیسی خرابی کی بات ہے چاہیے یہ ہے کہ تم لوگون
کی کوئی وردی کوئی رقعہ کوئی مہر کوئی نشانی کوئی فرمان کہ جس سے عیاران اسلام ناخبر ہین تمھارے
پاس وہ نشانی ہو اور عیاران اسلام اوس نشانی کو بنا سکین اگر یہ بات نہوگی تو کچھ بن پڑیگا آخر تمکو کیونکر
پہچانین کہ تم عیار نہین ہو صبار فتار ہو صورت بدلنے کا تم خود اقرار کرتی ہو پس صورت کا کیا اعتبار رہا
صبار فتار نے ناچار ہوکر جواب دیا اے جو حضور کے خیال مین آئے وہ انتظام کرین مواج نے کہا ہم
مجبور و ناچار نہین ہین اسیواسطے ہم صحرا مین آکر اوترے ہین یہی منظور ہے کہ پہلے عیارونکا انتظام کرلین
تب آگے بڑھین ایکدن خاتمہ لشکر ماہرخ کر دینگے اونڈی غلامونکا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہے یہ کہکر حکم
دیا بوتیمار جادو ہمارے ملازم کو بلاؤ جب بوتیمار حاضر ہوا صبار فتار سے کہا یا قوت کو تو یہان
چھوڑو ہم سحر اوتار دینگے لیکن اے بوتیمار بی صبار فتار کو اپنے ساتھ لیجاؤ راہ مین اونسے جدا
نہونا یہ لوگ چھلاوہ ہین ملکہ حیرت جادو سے ہماری جانب سے عرض کرنا کہ حضور کا انتظام بہت
خراب ہے ایک رقعہ اپنی مہر و نشانی سے پانچون عیارچیون کو دیجیے ورنہ جو عیارچی آپکی ہمارے
لشکر مین آئیگی ہم قتل کر ڈالینگے شکایت نہ کیجیے گا اور وہ مہر اور رقعہ جو پاس ہوگا آپکے ملازم کو
اوس رقعہ کو پہچانینگے عیار جو کوئی انکی شکل بنکر آئیگا اوسکے پاس وہ رقعہ نشانی کا نہوگا اگر اونکی

صورت بنکر آئیگا کیا نشع پائیگا فوراً دھر لیا جائیگا وہانسے نشانی لیکر صبا رفتار کو ہم تاکتا نا
راہ مین سمجھو نا ہوشیار رہنا بوتیمار نے کہا حضور کیا مجال شل ہمزاد انکے ہمراہ رہونگا نشانی معقول
دلواکے لاؤنگا وہان بھی انکو پہونچاؤنگا آج ہی سب ظاہر ہوجائیگا صبا رفتار نے یاقوت کو یہان
چھوڑا امواج نے سحر اُتارا یاقوت نے بھی گواہی دی کہ ہان یہ صبا رفتار ہے مواج نے کہا صاحب
تم کہا کرو مین قاعدے کا پابند ہون انکے پاس کیا نشان ہے کہ جس سے مین پہچانون کہ یہ صبا رفتار
ہین ابھی انتظام ہوا جاتا ہے آپ یہین ٹھہرین یاقوت نے کہا میرے پاس بھی نامہ موجود ہے مواج
نے نامہ یاقوت سے لیکر وہ خط بھی بوتیمار کو دیا کہا اسکو بھی تصدیق کرنا بوتیمار نے تخت سحر تیار کرکے
صبا رفتار کو اوسپر سوار کیا طرف لشکر حیرت کے لیکر چلا حیرت دربار مین تھی کہ بوتیمار لیکر
صبا رفتار کو آیا تمام حال بیان کیا حیرت جادو نے کہا دیکھو صاحبو وزیر شہنشاہ نیلم نے کیا
اچھی تدبیر نکالی اب عیارونکی عیاری نہو سکیگی یہ کہکر سامنے بوتیمار کے پانچ رقعہ اپنی مہر سے لکھے
ایک صبا رفتار کو دیا چار رقعے مضمون واحد کے چارون عیار بچیون کو دیے کہا اے بوتیمار یہ رقعہ
نشان خاص ہے جسکے پاس یہ رقعہ نہو عیار بچی کا نام لے بلا تکلف اوسے قتل کر ڈالنا ہمین تمہارا
انتظام بہت پسند آیا بوتیمار نے صبا رفتار کو تخت پہ سوار کیا اسی طرح پھر لیکر چلا پانچ کوس آہستہ
طے کیا تھا کہ بوتیمار کو رفع حاجت کی ضرورت ہوئی صبا رفتار سے کہا تم ایک مقام پر ٹھہرو لیکن
خوف ہے کہ بھاگ نجاؤ ہم ایک حصار سحر بنائے دیتے ہین تم اوسمین بیٹھو ایسا نہو بھاگ جاؤ صبا رفتار
نے کہا او دیوانے مین کیا چور ہون کہ بھاگ جاؤنگی لیکن تیری خوشی تمہارے شہنشاہ کے مزاج مین بڑا
شک ہے جلد مارے جائینگے بوتیمار نے کہا کیا مجال ہے جو ہمارے لشکر مین کوئی عیار جاسکے ہمارے شہنشاہ کا
بہت عمدہ انتظام ہے شہنشاہ نیلم سات سو ملک کا حاکم ہے مواج کی رائے پر انتظام ہوتا ہے انتہا کا کارگزار ہے
بہت ہوشیار ہے صبا رفتار خاموش ہوئی بوتیمار نے صبا رفتار کو صحرا مین بٹھلا دیا گرد ایک لکیر
کھینچائی یعنے حصار سحر کیا کہا اب تم اسکے اندر سے نہ نکل سکوگی صبا رفتار نے کہا اگر جانور آکر مجھکو
مار ڈالے مین بھاگ نہ سکونگی بوتیمار نے کہا یعنے اسکا سحر بھی کر دیا ہے جو کوئی اس لکیر کے اندر آئیگا
گر پڑیگا نکل نسکیگا یہ کہکر طرف صحرا کے چلا گیا قضائے کار میان برق نامدار پھرتے پھراتے بصورت اصلی
اسی جنگل مین آنکلے دور سے دیکھا صبا رفتار بیچ جنگل مین بیٹھی ہے حیران ہوئے یہ کیا معرکہ ہے چلو اوسکو

گرفتار کرین یہ کہتے ہوے سامنے آئے صبا رفتار تو جانتی تھی حصار مین آکر بیکار ہو جائیگا للکارا اے
برق کہان جاتا ہی برق نے کہا دیوانی ہی مین تیری گرفتاری کی فکر مین ہون صبا رفتار نے کہا
میرے پاس تو آ اتنے نیچے مارون کہ ساری عیّاری بھول جاے برق فرنگی ہاتھہ مین کمند لیکر بہونچا تھا جیسے
ہی اسنے حلقے کمند کے مارے صبا رفتار نے آڑے ہو کر حلقے خالی دیے برق کا پانون لکیر پر
پڑ گیا دھم سے گر پڑا اب ہر چند چاہتا ہے کہ اوٹھون ممکن نہین پانون زمین نے تھام لیے برق
نے کہا خلیفا ئن آج کیا تمنے سحر سیکھا صبا رفتار نے کہا بوتیمار مجھکو یہان بٹھا گیا ہے اوسی کا حصار
سحر ہے اب دم بھر مین واپس آئیگا تمھارا سر کاٹ لیگا مواج کا حکم ہے جس عیار کو پاؤ مار ڈالو بڑا منتظم ہی
مین صبح سے اسی بلا مین مبتلا ہون وہ میرا ساتھ نہین چھوڑتا اب تو برق نے صبا رفتار کے
ہاتھہ پکڑ لیے حصار مین سنبھلکر بیٹھا صبا رفتار نے کہا اے برق تو گھڑی بھر کا اور مہمان ہی اتنی دیر
کے لیے چاہیے ہاتھہ پکڑے رہ جسقدر چاہے ستا لے موت تیری قریب ہی مواج نے حکم قطعی دیدیا ہی
نشانی کے رقعے سکو ملے اونکے لشکر مین عیاری نہو سکیگی اب برق گھبرایا کہ بڑی مصیبت ہوئی اے
برق بڑے بیوقوف ہو حصار سحر مین گھس پڑے آج تو بے طرح پھنسے اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ دور سے
دیکھا ضرغام شیر دل جست و خیز کرتے ہوے آتے ہین برق نے پکارا اے بھائی ضرغام ذرا یہان
آؤ آج بڑی مصیبت مین ہین ضرغام نے پلٹ کر دیکھا میان برق صبا رفتار کے ہاتھہ پکڑے
ہوے بیٹھے ہین حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی کیا برق صبا رفتار سے بھی کمزور ہے وہ بھی عیار ہی بلاے
روزگار ہے لڑ بھڑ کے نکل نہ گئی یہ سوچتا ہوا ضرغام قریب آیا پوچھا کیون بھائی برق یہ کیا معرکہ ہی
برق نے کہا اے ضرغام اب لشکر مواج مین بڑے لطف سے گذر ہو جائیگا مین تو خلیفائن کو
پکڑے بیٹھا ہون تم صبا رفتار کی شکل بنکر جاؤ بوتیمار کو قتل کرو تب یہ حصار ٹوٹے نشانی کا رقعہ
بھی انکے پاس موجود ہی چلکر میان مواج کی گردن لین ضرغام نے اوسیوقت رنگ و روغن عیاری
کا نکالا سامنے برق و صبا رفتار کے صبا رفتار کی شکل بنکر طیار ہے برق سے پوچھتے جاتے ہین
کیون بھائی کوئی صورت خلاف تو نہین ہی برق بتلاتے جاتے ہین عارض پہ خال بنا و ابرو دونو
کو خم دو ذرا جھکے ہوے جانا لباس اور تبدیل کرو دوپٹہ گلنار اوڑھو دیکھو زیور بھی سمجھ کر پہنو برق
فرنگی کا سمجھانا میان ضرغام کی ذہانت صبا رفتار پر مصیبت برق فرنگی نے خوب مضبوط

ہاتھ مقام لیے ضرغام نے بھی کہدیا انکو چھوڑنا نہین مین ابھی سر بوتیمار کا لاتا ہون یہ کہکر ضرغام
جست خیز کرتا ہوا چلا صبارفتار بدحواس کہ بڑی مصیبت مین جان پڑی ہائے اب یہ جاکر بوتیمار کو
شکار کریگا ضرغام نے جنگل مین آکر پکارنا شروع کیا بھیّا بوتیمار جلدی آؤ دیر نکرو دھونڈھتی ہی بوتیمار
تالاب کے کنارے امورات ضروری سے نہالت کرکے ٹھہرا تھا دیکھا صبارفتار مجھکو پکار رہی ہی حیران ہوا
میرے حصار سحر سے کیونکر نکلی سوچا عیار بچیان بھی ساحر ہین فنون افسونگری سے بخوبی ماہر ہین آواز
دی ملکہ آتا ہون ضرغام نے دیکھا سامنے سے ایک ساحر سیہ فام دھوتی باندھتا ہوا آتا ہی جب قریب
آیا تب یہ بوتیمار نے کہا ای صبارفتار میرے حصار سحر سے کیونکر نکلی کیا سحر بھی تو جانتی ہی ضرغام نے
کہا ای بوتیمار تو بڑا مور کھ ہی ارے احمق اگر ہم سحر نجانتے ہوتے تو ملکون ملکون کیا تیرے بھروسے پر پھرتے
ہین تیری خاطر سے گھڑی دو گھڑی دھوپ مین بیٹھی ہی جب دل گھبرایا چلی آئی لیکن بوتیمار تو
بڑا بیمروت ہی کیون نگوڑے جلاد ہمین جنگل مین چھوڑکے چلا آیا اگر شیر بھیڑیا آتا ہمکو کھا جاتا تم عین وقت
پر ضرورت کے لیے بھاگے بموجب مثل شکار کے وقت پر کتیا ہگاسی ہم تمھاری شکایت مواجہے سے کرینگے
اب جلدی چلو کسی مقام پر ہٹکر تسے دو دو باتین کرین لیکن خبردار ہمکو ہاتھ نہ لگانا اکیلا پاکر نہ ستانا
بوتیمار مرگیا تنے لگا سمجھا صبارفتار مجھپر مرتی ہی ہاتھ جوڑنے لگا کہا ملکہ مجھسے بڑی خطا ہوئی سامری
و جمشید نے تمکو جانورون سے بچایا مین جھپٹ کے ایک گلابی شراب کی لاؤن درہ کوہ مین بیٹھکر
ہم تم پیین ضرغام نے جھپٹے پکڑکر ایک طمانچہ مارا کہا کیون رے دیوانے ہمنے اپنے دل کی جو بات
کہی بھول گئے مین تمھین قتل کرونگی یہ کہکر تیغچہ کھینچا کہا سر تو جھکا مین تیرا سر کاٹون بوتیمار نے
سر جھکا دیا کہا یہ سر تمھارے قدمون پر نثار ہے ضرغام نے کہا کاٹ لون بوتیمار نے کہا مین
تو غلام ہون ہین ہین کرکے جھکایا ضرغام نے بلا تکلف ایک ہاتھ مارا بوتیمار کا سر کٹکر زمین مین
گرا آواز دی کشتی مرا نام مین بوتیمار جادو بود ضرغام سر بوتیمار کا لیکر بھاگا یہان میان برق
فرنگی عیار صبارفتار سے لپٹے بیٹھے ہین وہ لاکھہ تڑپی پھڑکی برق نے نچھوڑا دیکھا سامنے
ضرغام سر بوتیمار کا لیے ہوے آتے ہین ضرغام و برق نے ملکہ صبارفتار کو پکڑا کہا لاؤ
وہ رقعہ ہمکو دو تم چند عرصے اسی جنگل کی سیر کرو صبارفتار نے کہا میرے پاس رقعہ نہین ہی برق
نے کہا بھائی ضرغام یہ پہلے اقرار کر چکی ہی اب چھپاتی ہی ضرغام نے کہا ای صبارفتار

ہمارے خلیفہ کی منظور نظر ہو ہم تمکو اپنا بزرگ جانتے ہین اب ہمسے بے ادبی نکراؤ ورنہ تلاشی لینگے رقعہ نجھوڑینگے ایسا معقول عیاری کا طریقہ ہاتھہ لگا اب التباہل کیسا صبا رفتار سمجھی یہ دونون میری جان لینگے مجبور ناچار وہی رقعہ جسپر حیرت جادو کی مہر ہے جھولی سے نکالکر دیدیا کہا لو تم جاؤ مجھے دو برق نے کہا نہین بھائی ضرغام یہ جانے نہ پائین جاکر آفت برپا کرینگی حیرت جادو سے کہدینگی وہ فوراً پہونچیگی عیاری ہماری خراب ہو گی ہر چند صبا رفتار نے منتین کین یہ بھلا کب مانتے ہین صبا رفتار کو بیہوش کیا درہ کوہ مین لیکر آئے صبا رفتار کو ایک درخت سے باندھدیا پٹی داروے بیہوشی کی دماغ پر چڑھائی برق بصورت صبا رفتار و ضرغام بشکل بوتیمار رقعہ بطور سند پاس دونون جستین کرتے ہوے طرف لشکر مواج کے چلے آپس مین صلاحین کرتین دن قلیل باقی تھا کہ لشکر مواج مین آکر پہونچے لشکر مین غلغلہ ہوا بوتیمار تو یہان کا سردار ہے جادوگرون نے جھک جھک کر سلام کیا کہا میان بوتیمار آج بڑی تکلیف اوٹھائی ضرغام نے کہا تکلیف تو ہوئی مقدمہ عیاری کا صاف ہو گیا اب کچھہ کھٹکا نہین رہا یہ باتین کرتے ہوے بارگاہ مواج مین آئے برق و ضرغام نے دیکھا سات سو سرداران زبردست بشکل ہاے آہنی پر تخت پر مواج بن گرداب آدم خوار پہلوے بارگاہ مین ایک خیمہ استادہ ہے اسمین بیٹا اسکا نوجوان لطمہ صد کوس دریا نوش گرگ جوان جوان مصاحب جلسے مین ساز بجا رہا ہے برق نے بڑھکر مواج کو سلام کیا مواج نے کہا کیون بوتیمار خیر تو ہے ضرغام نے کہا اے شہنشاہ سب طرح خیر گذری خوب صفائی ہوئی ملکہ صبا رفتار رقعہ پیش کر دیکھیے یہ نشانیان پانچون عیار بچیون کو دلوا دین ملکہ نے زبانی حکم دیا ہی جسکے پاس یہ رقعہ ہو بلا تکلف اوسے قتل کرو کوئی دامنگیر نہو گا آپ کے انتظام کی بڑی تعریف ہے ملکہ یا قوت کو اب رخصت کر دیجیے صبا رفتار کو یہان حاضر رہنے کا حکم ہے یہ عیارون کو بخوبی پہچان لیتی ہین مواج نے کہا کیا مضایقہ ہے لو ملکہ یا قوت اب تم تو جاؤ اب ہمین بخوبی اطمینان ہو گیا ملکہ عالم سے کہنا صبا رفتار کو ٹھہرا لیا ہم دریا تیار کر کے غفلت مین بر سر مسلمانان آئینگے جب آپکو خبر ملے کہ دس پانچ لاکھہ ساحر ڈوب گئے جہاز لشکر مہرخ طوفانی ہوا سمجھہ جائیے گا کہ ہمارا خیر خواہ آگیا پہر بھر مین سبکا خاتمہ کر دونگا وہ دریا تیار کرون کہ بی مہرخ کو جان بچانا مشکل ہو بھاگ نہ سکین لیکن پہر مین خطا معاف کر دونگا ایک ہی دن مین میدان صاف کر دونگا

یاقوت مواج سے رخصت ہوئی طرف لشکر حیرت کے گئی جاکر حیرت کو خبر پہونچائی کہا حضور بوتیمار و صبا رفتار میرے سامنے پہونچے مواج بڑا ہوشیار ہے صبا رفتار کو ٹھہرا لیا حیرت بہت خوش ہوئی کہا صبا جبھی وہ شہنشاہ بیگم کی وزارت کرتا ہے دیکھو یہ نشانی کی کیا معقول تدبیر نکالی یہ بات کسیکے ذہن میں نہ آئی اب کوئی عیار عیاری نکر سکیگا جو عیار غفلت میں جائیگا مواج نشانی بنائیگا فوراً قتل کرڈالیگا اب عیار بھی مارڈالے جاوینگے سرداران ماہرخ دم لینے کی مہلت نپاوینگے ملکہ حیرت تو یہ باتیں کررہی ہیں انتظار آمد مواج بن گرداب آدمخوار ہے اوسنے اپنے وزرا سے کہا سنو صبح مینے بڑی بیوقوفی کی حیرت سے حکم لیا اگرچہ غفلت میں مسلمانونکو قتل کیا سنتا ہوں بی بہار و مخمور پر شہنشاہ عاشق ہیں ہر ایک سردار سے یہی حکم ہوتا ہے سبکو قتل کرو بہار و مخمور کو بچالو بس دور دور تامل کرنا مناسب ہے طوفان قہر نگاہ اسکا وزیر اعظم بڑا ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست ساحر بدانجام طوفان قہر نگاہ نام کہا تم ہمارا نامہ لیکر خدمت میں شہنشاہ طلسم ہوشربا کی جاؤ باغ سیب میں ملاقات ہوگی جاکر یہ ہمارا نامہ دینا اور زبانی بھی عرض کرنا کہ غلام نے سدباب عیاری تو کرلیا عیاری مجھپر نہوسکیگی سرداروں کا انتظام سحر سے ہوگا حکم ناطق دیجیے کہ جاکر سبکو ڈبودون کسیکا پاس نکرون بخوبی پوچھہ لینا کوئی نکتہ رہ نجائے طوفان نے کہا حضور میں بخوبی دریافت کرکر آؤنگا لیکن جب تک میں حاضر ہوں جانیکا قصد نکیجیے گا مواج نے کہا اے طوفان اگر تم کہو گے تو دریاے سحر کا لطف کیا تمہاری ذات سے سب ڈوبینگے زور دینا دریا کا تمہارے اختیار میں ہے یا اہالیان دریا کی موت و زیست کا تمھیں کو اختیار ہے میں ضرور تمہارا انتظار کرونگا تمہارے سامنے دریاے سحر تیار ہو ہمارا سحر طوفان برپا کریگا ملکہ ماہرخ کی جانب سے پھر کوئی نہ بچ سکیگا طوفان قہر نگاہ بخوبی مواج سے وعدہ کرکے طرف باغ سیب کے روانہ ہوا اسکو بھی راہ میں چھوڑو وقت پر ذکر طوفان کا آئیگا لیکن برق و ضرغام دربار مواج میں حاضر ہیں برق بصورت صبا رفتار و ضرغام بشکل بوتیمار یہانکا واقف کار جاتے ہی مینجانے میں گھس گیا انتظام کرنا شروع کیا داروغہ سے کہا جلد جاؤ آج ہمکو حکم ملا ہے محفل عیش و سرور آراستہ ہوگی شراب قاعدے سے پہونچائی جائیگی آب درد کو دیکھیں صاف کو ہم بہت صفائی سے کام کرینگے بادشاہ کے واسطے گلابیاں الگ ہوں بڑے امرا وزرا قرابے سب کا سامان بوجہ احسن کرلینگے آج شراب باہر تقسیم ہوگی اہالیان لشکر چھوٹے بڑے سب

محروم رہتے ہین شکایتین ہوتی ہین سفر مین آئے ہین انتظام انکا واجب و لازم ہے اہالیان لشکر
کو بھتا ملتا ہی شراب بھی پہونچائی جائے چست و چالاک رہین دریا سحر تیار ہوگا سب اہالیان لشکر جوش
مین رہین شراب پیین آبرو بڑھے آج لشکر مین بڑے تماشے ہونگے ایسی باتین کہکے ضرغام نے میخانے
پر قبضہ کیا داروغہ بیچارہ باہر جا بیٹھا وہان سے ٹہلتے ہوے سامنے مواج کے آئے گھبرائے ہوے مواج
نے پوچھا کیون بو تیمار خیر تو ہی عرض کی حضور میخانے کا انتظام خراب تھا لشکر ساحران مین قحط شراب
تھا سفر مین سردار و سپاہی کیسا ہو جب سے بن پڑے وہ انتظام کرے غلام اپنے ہاتھ سے شراب پہونچائیگا
یہ بھی ہمنے سنا ہی کہ عیاران اسلام شراب کو آکر خراب کر دیتے ہین شراب بیہوشی کا دور محفل کے طور ہم سبکو
بخوبی پہچانتے ہین انتظام شراب کو بخوبی جانتے ہین غیر کو میخانے مین نہ آنے دینگے آج مشقت کرینگے
اگر آپکے دشمنون پر کوئی خرابی آئے ہمارا بھی آرام و چین مٹے گا اپنی جان کی حفاظت کرتے ہین
جینے کے نام پر مرتے ہین مواج بہت خوش ہوا برق سے آنکھ ملا کر کہا بی صبا رفتار میخانے کا آنکو
اختیار ہے آج اس محفل کو تم بھی روشن کرو ہم سن چکے ہین کہ زینت محفل افراسیاب ہو علم موسیقی
مین لاجواب ہو ہمارے شہنشاہ اس علم کے بڑے قدردان ہین سامنے خیمے مین فرزند ارجمند مواج
صاحب کے شاہزادہ لطمہ صدگوش دریا نوش ستار بجا رہے ہین خوب سمجھتے ہین دو چار
غزلین گاؤ وہ بھی محفل مین تشریف لائینگے برق سمجھا کہ ضرغام نے میخانے پر قبضہ کر لیا بیہوشی
پہونچ گئی ہوگی برق نے مسکرا کر مواج کے کاندھے پر ہاتھ رکھا کہ کیون اے وزیر اعظم آپ کو
بڑی تکلیف ہوئی کوہ پیما سے تکلیف کر کے آئے اب لشکر مسلمانان پر کب چڑھائی منظور ہے ابھی
لشکر مسلمانان بہت دور ہے اگر سامری و جمشید فتح نصیب کرین ہمکو فراموش نہ فرمائیے گا
شہنشاہ نے آپکے واسطے سلطنت طلسم ہوشربا تجویز فرمائی ہے سب آپ ہی کا اختیار ہوگا تمام
اہالیان دربند آپکی خدمت مین حاضر رہینگے ہم تو خدمتگار ہین محافظت جان ہمارے سپرد ہے
ایسی جانبازی کرین عیار کا دخل نہونے دین مقدم انتظام عیاران تھا وہ آپنے ایسے لطف سے
کیا کبھی آج تک ایسا انتظام نہ ہوا تھا نہ ہوگا اب عیار تڑپ تڑپ کر مرینگے آپکے سامنے کیا عیاری
کرینگے اس ناز سے باتین کین مواج نے سر اوٹھا کر جو دیکھا صبا رفتار با ہر خسار بابہنا عیاری سے
آراستہ قنطورہ زربفتی پہنے وہ سفرلاتی چست و چالاک بیباک طرار کمسن فرار مواج بیقرار ہو گیا ہنسکر

مواج یا اگر ہم بادشاہ طلسم ہونگی تمکو بھی سلطنت دینگے برق نے ٹھٹکی لیکر کہا ابھی بیٹھے جب تخت نشین ہوگے آنکھ بھی نہ ملاؤگے ہمکو بھول جاؤگے بیوفا بے مروت ہو اب محفل عیش و نشاط کی آراستہ کرنے کا حکم دو طایفے عمدہ طلب کرو شہنشاہ کی محفل میں آٹھ پہر یہی سامان رہتا ہے اذا اسباب بڑا عیش پسند ہے ہم تمہارے خیمہ تنہائی میں سجائینگے الگ خیمہ ہمکو مرحمت فرمائیے تمہاری آنکھوں سے ڈر معلوم ہوتا ہے نگاہ سے نہیں کھائے جاتے ہو ہنس ہنس کے باتیں بناتے ہو مواج نے اوسی وقت حکم دیا طایفے بلائے خیمہ میں سجا گیا صبا رفتار پھر عاشق ہوئی یہ جو پیرتا دیکھنے لگا حیران ہو کر آئینہ اوٹھالیا تاج کو سر پر درست کیا تھا خوشی کے مارے پھول گیا اپنے پہلو میں صبا رفتار نقلی کو کرسی دی میاں برق تکیہ لگا بیٹھے ناچ ہونے لگا گانیں گا رہی ہیں ناچنے والیاں بتا رہی ہیں محفل میں ہنگامہ عیش و نشاط برپا ہے طایفے رقص کر رہے ہیں لیکن مواج نے پلٹ کر دیکھا کہ صبا رفتار منہ لٹکائے بیٹھی ہیں نہ تعریف نہ توصیف نہ آہ نہ واہ مواج نے کہا اے صبا رفتار یہ طایفے سب مجرائی شہنشاہ نیلم کے ہیں بڑی بڑی تنخواہیں انکی مقرر ہیں تم کچھ انکی تعریف نہیں کرتیں برق نے کہا آپ کو اس علم میں دخل نہیں ہے یہ بازاریوں کی کیا تعریف کریں خیال کر کے سماعت فرمائیے سب بے ہنری ہیں ساز سے بالکل الگ ہیں آپکے صاحبزادے سمجھتے ہونگے گانیوں نے جو یہ سنا گاتے گاتے رک گئیں غصے سے کہا بی صبا رفتار صاحب یہ پیشہ عیاری نہیں ہے یہ علم موسیقی ہے برسوں میں ایک چیز یاد ہوتی ہے آپنے مالک کے سامنے ایسی مہمل بات کہدی کوئی چیز ہمارے سامنے گائیے اپنا بھی کمال دکھائیے تو احوال معلوم ہو مواج نے بھی کہا اے صبا رفتار یہ سب اس علم میں کامل ہیں تمہارے نزدیک بالکل مہمل ہیں لو تیار بھی سامنے تنتے ہوئے آئے کہا بی صبا رفتار سب سامان مہیا ہے ایک چیز تم بھی گاؤ پھر سب کام ہو جائیگا عرصہ تک وہ صبا رفتار اپنے مقام سے اوٹھی کسبیوں سے تکرار بھی کی کہا آئیے سنیے ہر چند کہ ہمارا پیشہ نہیں ہے لیکن سماعت فرمائیے پھر اعتراض بھی کیجیے گا بوتیمار نقلی نے لاکر گلابیاں آراستہ کیں برق تڑپ کر محفل میں بیٹھا مواج سے آنکھ ملائی کہا حضور عطائی کو سینے مواج تو اپنا عاشق جان چکا مسکرا کر کہا ہاں بی صبا رفتار ہم تمہارے بہت مشتاق ہیں برق شعلہ جوالہ بنکر تڑپنے لگا مواج کی طرف متوجہ ہو کر یہ اشعار آبدار پڑھنے لگا نظم

ہوتا ہے خلق غم بھی تو نہیں خوشی کے ساتھ ۔ آنسو بھر آئے دیکھے ہیں اکثر ہنسی کے ساتھ ۔ ایک اپنی آرزو ہو تو تبلاؤں اے فلک

جھگڑے لگے ہین ہزار آدمی کے ساتھ
آئی شب وصال مگر آرزو یہ ہے
سرگرم اختلاط رہے بیکسی کے ساتھ
کیا قتل ہوگا میری طرح ہر گناہگار
جاتے ہین اپنی گھر عجب اک بیدلی کے ساتھ
اوس شوخ کو نہ آنے دیا میرے پاس تک
یہ روگ جانیوالے نہین زندگی کے ساتھ
جب مژدۂ وصال کسی نے دیا جلال

باندھو کمر بری یہ دیا تھا دل اسلیے
جائے غم فراق بھی دلسے خوشی کے ساتھ
دیکھین ہم آن بان تری ای نگاہ یار
قاتل کیا کریگا مروت سبھی کے ساتھ
کیا جانے غیر مجھسے تو ملتا ہے کس طرح
مہندی بھی رنگ لاتی تھی گل تازگی کے ساتھ
کج خلقیان سہین مگر امیدوار ہون
نکلا وہ جھوٹ وہ بھی دہن ہم ہنسی کے ساتھ

نکلی کوئی کسی سے کری کیا کسی کے ساتھ
اچھی بسر ہوئی شب تنہائی فراق
الفت بناوٹی بھی یونہی کجی کے ساتھ
آئے تھے لاکھ دلسے تری انجمن مین ہم
سو رنگ کی ہین ستیان دشمنی کے ساتھ
سمجھے ہین لیکے جائینگے مرقد مین درد عشق
جور ستم مجھسے ہو وہ نہ دیکھون کسیکے ساتھ
اس رنگ پہ یہ برق نے یہ غزل

گائی تمام اہالیان دربار وجد مین تھے گانا بجانا ہزار طرح سے رنگ جمانا اہالیان محفل کا یہ قول ہے کہ صاحبو مقام انصاف ہے صبا رفتار کسکی تعریف کرے گانے مین بیمثل و بینظیر خوش لباس و خوش تقریر ہر آن وبان دلپذیر حسن مین رشک ماہ منیر دیکھو ایک غزل گا کے سب کا رنگ مٹا دیا کیا جلد اپنا رنگ جما دیا ملحوظ خاطر رہے کہ ضرغام بشکل بوتیمار متنظم شراب برق بشکل صبا رفتار گانے مین رنگ جما رہا ہے لطمۂ صد گوش دریا نوش یا توالگ خیمے مین بیٹھا ہوا ستار بجا رہا تھا صبا رفتار کی آواز سنکر یہ بھی محفل مین آبیٹھا تعریفین کر رہا ہے کہتا ہے بابا جان صبا رفتار کیا گانا گا رہی ہے یہ بیچاری بازاری کسبیان پیشہ ور بے ہنر اسکا کیا سامنا کر سکتی ہین دیکھیے سب دل لگا کر سن رہے ہین اسکے کمال پر سر دھن رہے ہین صبا رفتار جھک جھک کر سلام کرتی ہے کبھی معراج سے آنکھ ملائی کبھی لطمۂ صد گوش کا منہ چڑھا دیا دونون باپ بیٹے بیقرار ہین معراج کو یہ جوش ہے کہ لڑائی فتح کرکے افراسیاب سے صبا رفتار کو مانگ لونگا لطمۂ صد گوش خاموش اس فکر مین کہ آج ہی اسپر قبضہ کرون کئی موتیونکے مالے اوتار دیے برق کا ارادہ ہے کہ تقریب شراب کردن یکایک چوبدار نے بڑھکر معراج کو سلام کیا کہا حضور کے تشریف لانیکی خبر تمام شہر و نمین مشتہر ہوئی گانیین والے آئے ہین ایک پرانا گویا بڈھا کہتا ہے مین ہمیشہ خدمت سامری و جمشید مین رہا نام معراج کا سنکر آیا ہون امیدوار باریابی ہے برق و ضرغام کے کان کھڑے ہوئے سمجھے کہ اوستاد نامدار آگئے ضرغام نے بڑھکر عرض کی حضور کی سخاوت تمام عالم مین مشہور ہے ضرور طلب فرمایئے صبا رفتار نے

بھی کہا ہمارے شہنشاہ کی محفل مین بھی بڑے بڑے گانیوالے آتے ہین سرکار سے انعام واکرام بیحد پاتے
ہین اندر بلوائیے شاید ہم بھی پہچانین اس ملک کا کون ایسا رہنے والا ہے کہ جو خدمت مین ہمارے آقا کی
حاضر نہین ہوا ہم ایک ایک کو بخوبی پہچانتے ہین سب گوئیون کے بخوبی نام جانتے ہین چوبدار نے جا کر
حکم پہونچایا سب نے دیکھا ایک مرد ضعیف و نحیف مشروع کا پاجامہ اگلی وضع کا اوس مین سو سی کے
پیوند مفلسی سے دردمند آستین وان کا کرتا اوسمین نین سکھ کے پیوند چکن کی بوٹیان بنی ہوئین اتنا پرانا
ہے کہ بوٹیان کیڑے کھا گئے کمر مین خم موٹی موٹی رگین نکلی ہوئین گوری صورت سرخ دوپٹہ سر پر بندھا
ہوا تمبورہ کاندھے پر جوتا بھاری کام زردوزی اڑ گیا زردسوت نکلا ہوا جب بنا ہوگا دو اشرفی کا
تھا اب اوسکی خاک اوڑ کر سر تک پہونچی ہے آنے کے ساتھ ہی مواج کو آواز دی اعلیٰ اعلیٰ مراتب رہین
چراغ وزارت روشن رہے شہنشاہ نیلم کا بیار رہے دشمن سرکار کا ذلیل و خوار رہے مواج دیکھکر صورت
کو پریشان ہوا الطمہ صدگوش نے کہا بابا جان یہ اگلے لوگ ہین آواز مین تو قوت نہ ہوگی لیکن کمال
مین معمور ہین ایک چیز ضرور سماعت فرمائیے بڑے میان نے جو صبا رفتار کو بیٹھے دیکھا گھبرائے
برق نے دیکھا کہ اوستاد گھبرائے ہین اوٹھکر سلام کیا بھوی آنکھین دکھائین پوچھا بڑے میان صاحب
مزاج اچھا ہے کئی سال کے بعد آپ کو دیکھا دربار مین شہنشاہ کے تشریف لائے تھے کنیز کو اپنی پہچانا
اب تو بڑے میان نہال ہو گئے ہنس کر کہا بی صبا رفتار اچھی ہین ہمنے بخوبی تمکو پہچانا
دکھن چلے گئے تھے پھر اپنے ہوشربا مین آئے ہمنے دو چار چیزین تمکو بتائی تھین وہ بھی یاد ہین
صبا رفتار نے کہا آپکے تصدق سے سب کام ہو چکا خاصہ تیار ہے نوش کیجیے بوتیمار نے بھی سنا
کہ کوئی نئے گوئیے صاحب آئے ہین یہ قرابے شراب کے ہاتھ مین لیے ہوئے محفل مین آئے
دیکھا صبا رفتار ہنس ہنس کے بڑے میان سے باتین کر رہی ہے ضرغام بھی سمجھ گیا اپنے
جی مین کہتا ہے اب انکی کیا ضرورت تھی ہم تو سب کام کر چلے ہین قریب آکے جھک کر سلام کیا
کہا آپنے مجھکو بھی پہچانا بڑی بڑی آنکھین دیکھکر بڑے میان ہنسے کہا میان بوتیمار صاحب کیا کہنا
تم بھی اس سرکار مین نوکر ہو ضرغام نے کہا شراب پر ہمارا اختیار ہے بسم اللہ میٹھے بوتیمار و صبا رفتار
نے مواج سے عرض کی حضور یہ بڑے عمدہ گوئیے ہین بڑھاپے مین خوش آواز گانے مین
سوز و گداز بتانے مین بے نظیر کمال علم موسیقی سے معمور مواج نے پوچھا اے بوتیمار تمنے انکو کہان

دیکھا تھا عرض کی حضور یہ کئی مرتبہ خدمت مین شہنشاہ نیلم کے حاضر ہوئے آپکو یاد نہین ہی لطمۂ صندگوش نے پوچھا بڑے میان صاحب آپکا اسم شریف بڑے میان بہت ہنسے کہا حضور غلام کو جلال باکمال کہتے ہین مان باپ نے جینے کے واسطے تان توڑخان نام رکھا جب تان لگاؤن ستون بارگاہ ہل جائین اب تو بڑھاپا ہے جوانی مین لطف تھا استاد ونکا نام لیکر کما کھاتی ہین ہمیشہ بادشاہون کی صحبت مین جاتی ہین یہ سنکر صبا رفتار نے کہا اب زیادہ باتین نہ بنائیے سب سامان عیش و نشاط تیار ہے آپ ہی کی دیر تھی بڑے میان پالتی مار کر بیٹھے ہین صبا رفتار نے تنبورہ ملایا بوڑھے آدمی لیکن غزل جوانون کے گانے کی شروع کی جسکی ردیف صورت یہ اشعار شروع کیے نظم

یہ ہی افتادگان کوچۂ دلدار کی صورت
تماشا ہو گئی ہے طالب دیدار کی صورت
اوٹھایا اوس مسیحا نے جو اپنی بزم سے مجھکو
شب فرقت ہمارے دیدۂ بیدار کی صورت
رہے ہم قتل سے محروم گر آمادہ تھا قاتل
بنائی ہی تری لقو تیغ ماتم دار کی صورت
اگر زندہ ہی رکھتا ہی گھلا کر رنج ہجر ایسا
مصیبت کی الم کی رنج کی آزار کی صورت
تصور نے مژہ کے وہ جلال اک نشتر بارا

کہ جنبش تک نہیں ہے سایۂ دیوار کی صورت
تصور نے کیا پشت رخ آئینہ کو یکسان
اوٹھائین درد کی صورت گرا بیمار کی صورت
نہیں معلوم کیفیت ہے میخانہ میں کیا ہر
قضا کو تیغ دکھلا کی قضا تلوار کی صورت
گلو نہیں رشتہ اوس کی محبت کا پڑا ٹھنکر
نہ پہچانیں حنا عمر بھر مصحف زنار کی صورت
بہت چاہا نہ پیدا کر سکے آئینہ و شانہ
لہو روتا ہی دل بھی دیدۂ خونبار کی صورت

تمہارے دیکھنے والیکا ہی مشتاق اک عالم
نظر آتی ہی مجھکو دونون جہان یار کی صورت
فلک بند نہ ہو دیدۂ انجم کا کیا بھرے
وہان جھکتا ہی ٹھکر سر اپنے گور کی صورت
حقیقت میں سر ہو خم نہیں عاشق کے نکالنے
کہیں تسبیح کی صورت کہیں زنار کی صورت
دکھا دی کھینچکر نقاش ہجر یار نے مجھکو
تری حیرت زدہ تیرے جگر افگار کی صورت
اس لطف سے یہ غزل بڑے میان نے

گائی سب رنڈیان استاد استاد کہکر بلائین لینے لگین لطمۂ صندگوش دریا نوش نے موتیونکا مالا اپنے گلے سے اوتار دیا سب تعریفین کر رہے ہین کہتے ہین صاحب اس بڑھاپے مین یہ آواز گانا نہین سوز و گداز گلے مین ٹڈی نہین ہی چرخی پھرتی ہے صبا رفتار نقلی نے بڑھکر کہا بڑے میانصاحب مین تو آپکی کنیز ہون چند چیزین آپنے ایسی بتا دین کہ جس محفل مین گائی سرسبز ہوئی یہ دربار بھی بڑے قدردان کا ہے موج بہت کچھ دینگے آپکو تعویذ بازو بنا لینگے ہمکو یاد ہے آپنے دربار مین افراسیاب کے ساقی گری کی تھی وہ کمال یہان بھی دکھائیے سبکو دیوانہ بنائیے مواج نے پوچھا ساقی گری مین کیا کمال ہے صرف شراب دینا بلکہ پلانا میان صاحب بہت ہنسے کہا بی صبا رفتار صاحب امتحان کرتی ہین جوانی مین سب کام کرتے تھے

ساقی گری کے یہ معنے ہین پانون مین گھنگرو باندھین پشواز پہنین پہلے کھڑے ہوکر گت ناچین
جام بلورین لبریز کرکے سر پر رکھین اس طرح سر سے سب کو شراب پلائین یہ جوانی کے کام تھے اب پانون
مین طاقت نہین آنکھون مین بصارت نہین افراسیاب بادشاہ جلیل تھا اونکی صحبت مین یہ کام
کیا ایسا کچھ ملا بیٹونکی شادی کی برادری کو جمع کیا اب بہت دشوار ہے صبا رفتار نے کہا استاد
مین ہرگز نہ مانونگی یہ بھی بڑی صحبت ہے دیکھیے کیسے کیسے شاہزادے جمع ہین مواج کے صاحبزادے
بڑے قدردان ہین آپکے شاگرد ہونگے لاکھون روپے کی شیرینی تقسیم ہوگی تمام شہرون مین نام ہوگا
کہ فرزند وزیر اعظم بڑے میان صاحب کے شاگرد ہین بڑے بڑے گویئے آپکی خدمت مین حاضر رہین گے
میان بوتیمار و صبا رفتار قدمونسے بڑے میان کے لپٹ گئے منتین کر رہے ہین ساقی گری پر
بڑا اصرار ہے بڑے میان کو بسبب ضعف و نقاہت انکار ہے مواج نے کہا بڑے میان آپ کیون
اس قدر انکار کرتے ہین یہان سب قدردان جمع ہین اس علم مین سبکو دخل ہے بڑے میان
صاحب نے کہا حضور بڑی مشکل ہے ہماری ساقی گری مین بڑا صرف ہوتا ہے جب ہم ساقی ہون
کوئی باقی نہ رہے سارا میخانہ خرچ ہو جائیگا لشکر مین کوئی خرد و کلان ادنے و اعلے پیر و جوان
دکاندار باقی نہ رہے سبکو شراب پہونچے لطمہ صد گوش بہت مشتاق ہوا کہا بڑے میان صاحب
صرف تو ہمارا ہوگا آپ کیون تردد کرتے ہین میخانے مین ساٹھ ہزار تپلا تیار رکھا ہے بوتلین
قرابے گلابیان بے حساب ہین بخوف تقسیم کیجیے جسکو مزاج مین آئے دیجیے کون آپکا ہاتھ پکڑتا
ہے بوتیمار ناحق کو لڑتا ہے یہ سنکر بڑے میان آمادہ ہوے کہا بوتیمار و بی صبا رفتار نے بڑی
ہمکو تکلیف دی لیکن خوشی تمھاری اب ایک کام کیجیے تمام لشکر مین شراب پہونچائیے مین
بھی میخانے مین حاضر ہوتا ہون محفل مین شراب اپنے قاعدے سے لاؤنگا ضرغام نے کہا آپ
تکلیف نفرمائیے پہلے سے انتظام ہوگیا ہے لوگ حیران ہین کہ میان بوتیمار سے بڑے راز و نیاز
کی باتین ہوتی ہین صبا رفتار پر بہت مہربان ہین دربار افراسیاب کے احسان ہین اسکو بیٹا
بھی ہے صبا رفتار بھی کائل ہوگئی بڑے میان بوتیمار کے ساتھ میخانے مین آئے صبا رفتار
بھی جھپٹ کر آئی اوستاد و شاگرد ایک مقام پر ہوے ضرغام نے عرض کی مین سب شراب
مین بیہوشی ملا چکا اب تقسیم کرتا ہون آپ صحبت مین تشریف لیجائین خواجہ عمرو نے جا لیس

گلابیان اپنے قاعدے سے درست کین کنتر الماس نگار اوس مین شراب گلنار لگھرے اونکے
تمامی سے باندھے اس سلیقے سے شراب محفل مین آئی جسکی نگاہ کشتیون پر شراب کی پڑی دیکھکر
لوگ مست ہوگئے کہا صاحبو دیکھو بڑے میان کس سلیقے سے شراب لائے ہین زاہد صدسالہ
کی بھی رال ٹپک پڑے تائب توبہ شکنی کرے دل چاہتا ہی کہ شراب پیجیے جان و مال بنا بڑے
میان پر تصدق کیجیے اب میان گویے نے جو اسی گھنگرو پانو مین باندھے بھاری بیشواز جسم پر
آراستہ کی گت شروع ہوئی ساز مل گئے اس لطف سے بڑے میان نے گت ناچی تمام اہالیان محفل
کی بری گت تھی سب تعریفین کررہے تھے بڑے میان توڑے لیتے جاتے تھے اوسی جوش و خروش
مین جھک کر جام مے ارغوانی لبریز کیا سر پر رکھا اب ہلڑ ہوا بڑے میان کی آبرو مٹی انجام بخیر
نہ ہوگا جام مدور ردو قدح سر سے گر جائیگا بڑے میان نے سانس کو روکا جسم سادھا ٹھوکرین
لیتے ہوے چلے کیا مجال کہ ایک قطرہ بھی زمین مین گرے جب مواج کے سامنے پہونچی جھک کر
کہا ایسے قدردانون کو سر سے شراب پلانا چاہیے اس سر سے کون آگاہ ہے سراسر اسرار ہی یہ
کون جانتا ہے کہ یہ عیار نامدار ہے مواج نے دونون ہاتھ بڑھائے جام سر سے لیا بے اندیشہ انجام
پی گیا دوسرا پلٹ کر لطمۂ صدگوش دریانوش کو دیا تمام اہالیان دربار کو سکتا ہر ایک کا
یہی قول ہی صاحبو یہ کمال کبھی نہ دیکھا تھا بوتیمار و صبار فتار گلابیان قرابے ہاتھ مین لیے
ہوے حاضر ہین صبار فتار کہتی جاتی ہے حضور یہ آپ ہی کا کام ہی غیر دربار مین بلا تکلف بخوف و بیم
خدا آپ کو سلامت رکھے آپکی وجہ سے ہم سب کا نام ہی دور جام بے اندیشۂ انجام چل رہا ہی خواجہ طرار
و فرار خدمتگزاری کو دو عیار خوب رنگ جما چالیس لاکھ فوج مین شراب پہونچی پلٹن رسالہ خادم
خدمتگار حاجب دربان چوبدار دوکاندار کوئی باقی نہین رہا لشکر مین جو مفت کی شراب تقسیم ہوئی
جو نہ پیتے تھے اونھون نے بھی پی نمک سرکاری تاثیر کرنے لگا نشے مین کمیدان سالدار افسران
فوج کرسیون پر بیٹھے ہین دور شراب جو پیا پلیا لائے طرف اپنی فوج والون کے متوجہ ہوے پیادے
بیباک چست و چالاک نشے مین تر رہے ہین ایک پیادہ سونٹا لیکر اوٹھا کمیدان سے آنکھ
ملاکر کہا کمیدان صاحب اس سونٹے نے کئی افسرون کے سر پھاڑے ہماری تنخواہ مین کبھی تصرف
نہو ہم زمین مین بیٹھے ہین آپ کرسی پر احمق بنکر بیٹھے ہم پیادے شہزادے ہین ہم سے

ڈر دیے نیچے آپ کے کمیدان نے کہا وہ کمیدان اور ہونگے جو پیادوں سے دبین مین وہ کمیدان ہون
کبھی پیادوں سے نہین ڈرا ہزار سے لڑونگا پیادہ نشے مین تھا بلبلا کے اوٹھ کھڑا ہوا کمیدان تلوار
ٹیک کر اوٹھے دونوں لڑکھڑا کے گرے اور سب دوڑے جو اوٹھا جہان سے اوٹھا بر لب فرش
فرش ہوئے رسالدار نے جو دیکھا کہ کمیدان گرے اونھون نے فرمایا کمیدان بڑے بودے ہین مین
رسالے سے اپنے نہین ڈرتا سائیس سامنے بیٹھا تھا اوسنے بھی ایک جام پیا کہا رسالدار صاحب منھ زور ہی
نکلیے رسالدار نے کہا ابے ٹٹوے تو بھی بولتا ہی گھوڑا تو سخت ہو گیا تجھی پر سواری لونگا سائیس نے
میخ اوکھاڑی رسی لیکر دوڑا کہا آپکی اگاڑی پچھاڑی باندھونگا سائیسی علم دریاؤ ہی ہم کم خور منھ زور
شبکور نہین ہین سب بھونریوں سے پاک مثل مرکب چست و چالاک رہتے ہین رسالدار و سائیس سے لڑائی
ہونے لگی سوار بھی اوٹھے گھوڑے چھوٹ گئے سائیسوں مین ہنگامہ ہوا سب گر کر بیہوش ہونے
سارے لشکر مین یہی قیامت ہی جو جہان گرا بیہوش ہوا دوکاندار سجے سجائے اپنی دوکانوں پر
بیٹھے ہین حلوائی جلیبی داس شراب پیکے جو میٹھا پوری کچوری کھانیوالا جو لھا جل رہا ہی مشقت
پوری کرتا ہی صورت کا میٹھا مزاج کا کڑوا شراب کے نشے مین اوٹھا نوکر پر خفا ہوا اچھلا کر خود ہی
چولھے مین پھاند پڑا جورو نے دیکھا شوہر آگ مین گرا کہا مین بھی ستی ہو جاؤن یہ بھی پھاند پڑی
سارے لشکر مین تاثیر شراب نے کی سبکو خراب کیا بعض بڑے رابط و ضابطہ نشہ جو ہوا سوچے اپنی گھر
چلو بزرگوں کی فہمایش ہی اپنے گھر چلکر سو رہو ضبط کر کے اوٹھے گھر جانیکا قصد کیا لیکن مزاج کے
رنگین بڑے چلبلے کے رہنے والے خود بھی جوڑے چلبلے رنڈی کی گائی ہوئی ٹھمری یاد آئی نشے کی دھن مین
گنگنا کے تان لگائی گٹکری جو لی چیخ کھا کر دھم سے گر پڑے لیکن ٹھمری تمام کی بعض نے بیٹھے بیٹھے
کہا ارے بڑا غضب ہوا آبرو گئی ابکی برسات بڑی ہوئی ندی نالے چڑھے دریا بڑھے دیکھو دریا
جوش مارتا ہوا آپہونچا دوسرے نے کہا بھائی نہ گھبراؤ مین چست و چالاک ہون تیراک ہون
میرے کاندھے پر ہاتھ رکھو ایک غوطے مین اوس پار ہین اونھون نے اونکے کاندھے پر ہاتھ رکھا
اپنے ناک پکڑ کے غوطہ مارا دونوں غرق دریای لعنت ہوے لشکر مین تو یہ ہنگامہ ہی بارگاہ مین سبکو سزا
پہونچائی شمعہای مومی کافوری روشن ہین یوتیمار نقلی نے اشارہ کیا قبلہ و کعبہ جلدی کیجیے ستارہ سحری
چمکا صبح قریب ہے ساقی روز میکدۂ مغرب سے جام آفتاب لیکر برآمد ہوا چاہتا ہی جلدی شراب سبکو پہونچا

برق فرنگی بصورت صبار فتار ہنستا ہوا قریب مواج کے آیا کہا کیون جی ہمارے آپکے کیا وعدہ تھا چلو آرام کرین ساری رات یونہین کاٹی مواج نے کہا چلتا ہون ادھر لطمہ صدگوش کیجانب بلٹا کہا تم جوان ہو کچھ ہمتے اگ کہینگے لطمہ صدگوش کو بھی جوش آیا مواج نے جو صبار فتار کو جان جہان کہا لطمہ صدگوش نے جواب دیا بابا جان پچھتائیگا میری معشوقہ کے شجر حسن سے پھل نہ پائیگا مین اسیر بابل ہون مواج نے کہا اے نالائق تیری مان ہوئی لطمہ صدگوش نے کہا ہو یہ نگاہ ڈالتا ہے برق بیچ مین سے ہٹا کہا جو صاحب غالب آئین مین اوس سے راضی ہون آپسمین فیصلہ کرلو دونون باپ بیٹے بلبلاتے ہوے اوٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرے بادشاہ کا گرنا تمام اہالیان دربار لینا لینا کہکر اوٹھ جو اوٹھا جہان تھا اوٹھا عمرو نے نعرہ کیا نیمچہ کھینچکر جا پڑے پہلے مواج بن گرداب آدم خوار پر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوے لطمہ صدگوش کا سر کاٹا ہزارون کو قتل کرنا شروع کیا ہنگامہ گیرودار برپا ہوا آوازین ہیبت ناک آنے لگین کشتی مرا نام من فلان فلان بود زوجہ مواج جیحون جادو اپنے خیمے مین پڑی ہوئی سو رہی تھی اسکی آنکھ جو کھلی صحن مین نکل کر دیکھا آواز آرہی ہے کشتی مرا نام من مواج بن گرداب آدم خوار بود سر پیٹتی ہوئی دوڑی دیکھا بارگاہ مین آکر ایک بڈھا سب کو قتل کر رہا ہے لاشہ شوہر و فرزند خاک و خون مین غلطان سر اپنا پیٹ لیا عمرو نے جو جیحون کو دیکھا چاہا جست کرکے بارگاہ سے نکلجاوے جیحون نے سحر کیا آواز گیر دی خواجہ زمین مین گرے ضرغام جو بشکل بوتیمار تھا اسنے پہلو سے کمند ماری جیحون گری حباب مار کر بیہوش کیا اور برق کہ بشکل صبار فتار تھا چونکہ خواجہ سحر مین مشہور تھے اوٹھا لیا استاد کو اپنے کاندھے پر ڈالا جادوگرون نے جو آکر پکڑا برق نے کہا اونا لائقو دو ہمتن مار پیٹ کر بھاگ گئے اونکو نہ پکڑا مین عیار نہین جیرت کی ہون سند کا رقعہ میرے پاس موجود ہے مینے قاتل کو مواج کے پکڑا ہے بوتیمار نے جیحون کو بچایا ہے یہ کہکر رقعہ دکھایا جادوگرون نے برق کو چھوڑ دیا ضرغام پشت پر جیحون کو لادے ہوے برق اپنے استاد کو اوٹھائے ہوے جست و خیز کرتا ہوا چلا برق کو جو دل لگی سوجھی وہین سے نعرہ کیا اے ساحران غدار اے ملازمان مواج بن گرداب آدم خوار دیکھو تمھاری آنکھو نمین خاک ڈالکر اپنے استاد کو لیے جاتے ہین جیحون کو میرے بھائی ضرغام نے باندھا ہے اب سکو جاکر مار ڈالینگے جادوگر لینا لینا کہکر دوڑے عمرو نے کہا اے او برق یہ تو نے کیا کیا برق نے کہا اوستاد مجھے کوئی نپائیگا عمرو کے تو ہاتھ پانون بیکار ہین کاندھے پر

برق کے بیتاب و بیقرار لیدے ہین ضرغام نے کہا ادبرق تو نے یہ غضب کیا ارے ظالم نام بھی بتادیا
برق نے کہا بھاگو جیجون کو جلدی قتل کرو کہ استاد کے ہاتھ پانون مین قوت آئے اسی کے سحر مین
مبتلا ہین ضرغام جست کرتا ہوا بھاگا ایک جانب برق چلا لیکن کہتا جاتا ہی ای ضرغام جیجون
کو قتل کر ضرغام کہتا ہی ارے بیباک ٹھہر نیکی جو مہلت پاؤن تو قتل کرون ساحر چلے آتے ہین ذرا
رُک جاؤن وہ سحر کر کے پکڑ لین تیرے دوش پر والدنا مدار کا پشتارہ ہی کسی جانب بھاگ کر نکل چلو
جادوگرون نے زیادہ تعاقب کیا ضرغام کا کہ اوسکے پاس جیجون ہی مالک تو مارا گیا بی بی کو تو
اوسکی بچالین ضرغام بدحواس عالم یاس برق کو بُرا بھلا کہتا ہوا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی ساحر پیچھا
نہین چھوڑتے چلے ہی آتے ہین قریب ایک گاؤن کے پہونچا وقت سحر ایک حلوائی نے آگ سلگائی
کڑھاؤ مین من بھر گھی ڈالا گھی کڑکڑا رہا ہی حلوائی کا ارادہ ہی کہ پوریان پکائے ضرغام جست
کرتا ہوا قریب کڑھاؤ کے پہونچا گھبرایا ہوا کہ ایسا نہو ساحر سحر کرین مین گرفتار ہوجاؤن جیجون
کے سحر مین والدنا مدار مبتلا ہین برق بھی بھاگا ہوا آتا ہے جادوگرون نے غل جو مچایا گانون کے
گنوار بھی دوڑ پڑے ضرغام نے گھبرا کر جیجون کو اوسی کڑھاؤ مین ڈالدیا گھی کھول رہا تھا گرتے ہی
جیجون کباب بن گئی ایک زناٹا ہوا حلوائی تو بھاگا کہ یہ کیا آفت برپا ہوئی جیجون کے مرنے
سے اندھیرا ہوا خواجہ پر سے سحر اوترا کاندھے سے برق کے کودے دو طمانچے مارے کہا کیون بے
یہ کیا حرکت تھی برق نے کہا استاد عیاری کا یہی مزا ہے بلا سے ہوئے جی بہلتا ہی بھائی ضرغام نے
خوب کام کیا خواجہ کو ٹالیکر طرف برق کے دوڑے برق بھلا کب دستیاب ہوتا ہی ایک درہ کوہ مین
گھسکر بھاگا ضرغام ایک طرف گیا تینون عیار قہقہے مارتے ہوئے ہنسی خوشی طرف اپنے لشکر کے
چلے کہ انکا ذکر وقت پر کیا جائیگا اب دکھمہ داستان ذکر افراسیاب خانہ خراب جسے لازم ہی کہ یہ باغ سیب
مین مصروف عیش و نشاط ہی نازنینان مہ جبین خدمت مین حاضر ہین شرابخواری مین مصروف تمام
رنج و غم بھولا ہوا معشوقان گلعذار کو دیکھکر بھولا ہوا نشے مین کہتا ہی سواج کا دریا تیار ہوا ہوگا
مسلمانونکو ڈبو رہا ہوگا غضب کا اوسکا سحر ہے جب کبھی سواج لڑا بے فتح کیے نہین ہٹا وہ غفلت مین
بر سر لشکر اسلام آئیگا طبل جنگی نہین بجوائیگا یہ باتین کر رہا تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا طوفان
قہرنگاہ وزیر اعظم سواج مثل شعلہ جوالہ اوڑتا ہوا آتا ہے زمین پر اوترا افراسیاب کو سلام کیا پایہ تخت

کو بوسہ دیا عرضی مواج کی افراسیاب کو دی افراسیاب نے پڑھا یہی لکھا تھا کہ عیارونکا تو مینے انتظام کرلیا اب کوئی عیار میرے لشکر مین نہ آسکیگا جو آئیگا اوسکو پہچانکر مارڈالونگا لیکن مینے سنا ہے حضور باغیون کا قتل ہونا نہین چاہتے ہمیشہ یہی قصد رہتا ہے کہ یہ لوگ اطاعت کرین ملکہ حیرت کا تو حکم قطعی ملا قتل و غیر قتل کا تمکو اختیار ہے لیکن غلام آپ کے حکم قضا شیم کا امیدوار ہے میرے سحر کے جوش سے آپ آگاہ ہین جب دریا چڑھا کشتی حیات دشمن طوفانی دشمن کو حیرانی و پریشانی آپ اپنے ہاتھ سے مجھکو لکھ بھیجیے کہ مین بخوبی مطمئن ہوجاؤن مین بہار و مخمور کا پاس نکرونگا دشمنونکے خون سے ہاتھ بھرونگا ایسا نہو حضور کو ملال ہوا سو جہ سے وزیر اعظم کو اپنے روانہ کیا زبانی بھی عرض کریگا افراسیاب نے طوفان قہرنگاہ کو پہلو مین جگہ دی حال لشکر مواج پوچھا طوفان نے عرض کی ٹرے اوج پر لشکر مواج ہے وہ فوج ظفر موج لیکر کوہ نیلم سے اوترا شہنشاہ نیلم نے اپنے کل سردار ساتھ کردیے اونکا بار سحر کون اوٹھا سکیگا ایک ایک جہاندیدہ کار آزمودہ جلد مجھکو حکم دیجیے مین رخصت ہوکر جاؤن جب ملکہ حیرت کا حکم قطعی پہونچا مشیرون نے صلاح دی حکم شہنشاہ ضرور ہے غفلت کرنا سراسر عقل کا قصور ہے افراسیاب نے کہا اب شام ہوچکی ہے خیر خواہ دولت آج شب کو باغ سیب مین آرام کرو کل فرمان دیکر روانہ کرینگے چند پہر طوفان نے چاہا رات ہی کو چلا جاؤن افراسیاب نے تمام شب طوفان کو بھی مصروف عیش و نشاط رہا بوقت سحر عرض کی اے شہنشاہ ایک شب مجھکو راہ مین ایک شب یہان بسر ہوئی دو شبانہ روز گذرے ہین اپنے آقا سے جدا ہون اب حکم محکم مرحمت فرمائیے افراسیاب نے کہا اے طوفان قہرنگاہ شہنشاہ نیلم ہمارا قوت بازو مواج زینت پہلو حکم کیا مواج کو سب طرح اختیار دیا جسکو چاہے قتل کرے جسکی خطا معاف کردیگا ہم اوسکی جانبخشی کرینگے صاف صاف جاکر کہدینا کہ تمھارے حکم مین کوئی دخل نہ دیگا باغیونکو گرفتار کرو جس طرح مزاج مین آئے سامان جنگ ہو یہ کہکر طوفان کو خلعت فاخرہ دیا طوفان رخصت ہوکر طرف لشکر مواج کے چلا لیکن خود بخود دل دھڑک رہا ہے کلیجہ بیٹھ رہا ہے دل سے کہتا ہے اے طوفان مالک نے انتظام عیارون کا کیا میرے سامنے ہی آمد عیارونکی شروع ہوگئی تھی سامری و جمشید خیر کرین خود بخود مزاج برہم ہے دل پر ہجوم فوج غم و الم ہے ہر چند مواج مالک میرا بہت ہشیار ہے لشکر اسلام کا ایک ایک عیار بلاے روزگار ہے جن ظالمون نے تجربہ ہای بلاے پر عیاریان کین تاریک تشکل کش کے پاس گئے یا سامری و جمشید مین سکو جاکر خیر و عافیت سے

دیکھون بروقت روانگی شہنشاہ نیلم نے خاص مجھسے فرمایا تھا ای طوفان میرے وزیر اعظم پر سینہ سپر
رکھنا مین ناحق نامہ لیکر گیا دو دن دولت حدا رہا یہ دل سی باتین کرتا ہوا ٹھنڈھی سانسین بھرتا
ہوا آسمان پر چمکا سر اوٹھا کر دیکھا بارگاہین خیمے ہوا مین اڑتے پھرتے ہین سرنگون جابجا دریائے
خون لاشے ہزارون پڑے ہین ہائے آقا کہکر زمین پر گرا ایک ہی مقام پر لاشہ مواج و بطمہ صد گوش
پایا جیحون زوجۂ مواج کا نشان نہین ملتا ہزارہا سر کٹے پڑے ہین کچھ لوگ بھاگے ہوے چلے
جاتے ہین کچھ رو رہے ہین کوئی مرد ضعیف اپنے نوجوان بیٹے کی نعش پر رو رہا ہی کوئی پکارتا ہی ای
بھائی ہم تورات کو سو گئے شراب پی کے بیہوش ہو گئے تمکو کسنے قتل کیا ہم روز بیٹنے کو باقی رہے تمہاری
جدائی کے ظلم سہے طوفان نے پکار کر آواز دی ارے یارو یہ کیا معرکہ ہی اتنے بڑے لشکر قیامت اثر کو
کسنے تباہ کیا کیا مسلمان شبخون آئے تھے اونمین سے کوئی کشتہ سحر نہین ہی معلوم ہوتا ہی شل بکریون کے
کسینے ذبح کر ڈالا لاکھہ لاکھہ طوفان چیختا ہی جادوگر اسکی صورت دیکھکر بھاگنے لگے کوئی کہتا ہی یارو
بھاگو اب ملک الموت بصورت طوفان آیا جو بچا اپنی جان کو غنیمت جانے اس سے بات نکرو یہ بھی کوئی بلائے
نئی طرح کی افتاد ہی بھاگ کر کوہ نیلم پر چلو بعض کہتے ہین شہنشاہ نیلم کو کلہ اوڑیگا اپنے وزیر کا حال پوچھیگا
کیا حال بتائینگے اہالیان وطن کو کیا روی سیاہ دکھائینگے شہر نیلم حصار مین لاکھون عورتین بیوہ ہوتین
جب جائینگے وہ گھر وسے پیٹتی ہوئی نکل آئینگی اپنے اپنے وارث کا حال پوچھینگی کیون بھائیو کیا بتاؤ گے
قاتل مقتول کا نام بھی نہین جانتے برباد کرنیوالے کی صورت بھی نہین پہچانتے طوفان یہ حال پر ملال
دیکھکر دیوانہ ہو گیا اسکو دیکھکر ہزارون جادوگر بھاگ کر نکل گئے کوئی طایر بنکر اوڑا عنقا ہو گیا کسینے
فوراً سحر کرکے اپنے کو غرق زمین کیا آخر ایک جادوگر کو دوڑ کر طوفان نے پکڑا کہا ارے ذرا ٹھہر جا دو رات تین
مین لشکر مین نہین تھا دو دن ہین چالیس لاکھہ کا لشکر تباہ ہو گیا ارے جو ہونا تھا وہ ہو چکا مجھسے حال بتاؤ
مفصل کیفیت سناؤ کیا مسلمان شبخون آگرے یہان بھی تو لشکر بیشمار تھا میرا آقا مواج کامل اکمل دس
لاکھہ سے اکیلا لڑتا لطمہ صد گوش و ریا نوش اگر سحر کرتا دشمن کو پناہ پانی مشکل ہوتی یہ تو سے کی
موت مارے گئے کوئی ایسا ظالم آیا کہ ستمگین باندھکر مارا وہ جادوگر ہاتھہ جوڑنے لگا حال تو نہین بتاتا منتین
کرتا ہی مجھے چھوڑ دیجیے میرا جوان بھائی مارا گیا بیٹے کا پتہ نہین ملتا طوفان نے غصے مین ایک طمانچہ مارا کہا او
نامرد اب کیون ڈرتا ہی خوف سے مرتا ہی مجھے نہین پہچانتا ہم طوفان قہر نگاہ جملہ امورات کا مین منتظم تھا تیری

باتون سے یہ معلوم ہوتا ہی دو دن مین لشکر سے بیگانہ ہوا چالیس لاکھ کے لشکر کا حال افسانہ ہوا جب
طوفان اوسکے ہاتھہ باندھنے لگا تب وسنے گڑگڑا کر کہا اے وزیر اعظم آپکے سامنے صبا رفتار و بوتیمار آئے
تھے رات کو جلسہ آراستہ ہوا تمام لشکر مین شراب تقسیم ہوئی جو نہ پیتے تھے لالچ مین انھون نے بھی پی ہمنے احتیاط
کی ایک جام سیکر پڑ رہے لیکن اُس شراب مین یہ تاثیر تھی ہر خرد و کلان ایک چلو مین اور جام مین دیوانہ ہم تو سو گئے
یکایک آواز مین آئین منہم مہتر برق فرنگی منم ضرغام شیر دل منم خواجہ عمرو ملکہ جیحون کالاشہ گانون مین
حلوائی کی دوکان مین پڑا ہی ایک عیار اوسکا پشتارہ باندھکر لیگیا گھی کھول رہا تھا جیحون کو اوسمین
ڈالدیا اب یہ سننے مین آیا جو گویا بنکر آیا تھا وہ عمرو عیار تھا بوتیمار و صبا رفتار بھی عیار
تھے شراب پلا کر ایک رات مین سبکو بیہوش کیا پہلے مواج و لطمۂ صد گوش کو مارا ہم پڑے ہوے دیکھہ رہے
تھے عیار شکار کھیلتے پھرتے تھے ہم چپکے پڑے رہے کچھہ منہ سے نہین بولے جب تو بچے خیر گذری ہم تک
وہ عیار نہین آئے ہمین چھوڑ دیجیے ہم کوہ نیلم پر جا بیٹھینگے طوفان قہر نگاہ کی آنکھون سے دریاے اشک بہہ رہا
ہی اسیطرح دس پانچ جادوگرون کو پکڑ کے اُنسے حال پوچھا ہر شخص نے عمرو کا نام ضرور لیا چالیس لاکھہ
فوج کا پڑاو پانچ کوس کے گردے مین تھا پھرتے پھرتے دیوانہ ہوگیا زبانی اہالیان قریات یہ بخوبی
ظاہر ہوا کہ عمرو نے سبکو مارا ایسے مجمع عام مین وہی عیاری کرتا ہی اوسنے بڑے بڑے ساحرونکو مارا
عشاق سبزہ رنگ کہ افراسیاب کا استاد تھا علم نجوم و کہانت مین لاجواب تھا اپنے واسطے اوسنے
گنبد بنایا کہ اوس مین سے نہ نکلونگا عمرو نے حیرت بنکر اوسکو بھی مارا تھا یہ کام اوسی ساربان زادے
کا ہی اب طوفان قہر نگاہ کو جوش آیا دلمین کہتا ہی کہ مین شہنشاہ نیلم کو جاکر کیا جواب دونگا لطف
خیر خواہی یہ ہی کہ قاتل کو اپنے آقا کے گرفتار کرکے لیجاؤن ورنہ نیلم بادشاہ قہار و جبار ہی نہین معلوم
کیا قیامت برپا کریگا یہ سوچکر مجمع ساحران سے نکلا دس پانچ کو غصے مین قتل بھی کیا غصے مین عقاب سحر
پر سوار ہو کر چلا کوہ و دشت و بیابان کو طی کرتا ہوا جاتا ہی ہر ایک صحرا مین دیکھتا ہی لاکھون جادوگر پڑے
ہین ہماری ہی لشکر والے بھاگ کر آئے ہین ہزارون جا کر دیہات مین چھپے کچھہ جاکر درہ ہاے کوہ مین مخفی ہوے
جہانتک طوفان کی نگاہ کام کرتی ہی ساحر ہی ساحر بھاگے ہوے معلوم ہوتے ہین دیہات و قریات بھرے
ہوے ہین طوفان عقاب سے اوترا سوچا کسیسے دریافت کرکے تابہ لشکر اسلام جاؤن عمرو کو گرفتار کرنے
لے بھاگون تیغہ پکڑے ہوے جنگل مین دوڑا دوڑا پھر رہا ہی جو کوئی گنوار گانون سے نکلا عمرو جانکر اسکو گولا

مار دیا کسی کا سر کاٹ لیا گنوار دوڑے جب انہوں نے پوچھا معلوم ہوا اس مقتول کا بجلیا نام تھا کاشتکاری
کا کام تھا سوچا صدہا بیگناہ کے خون ہمیشہ ہاتھ سے ہوئے اسطرح عمرو نہ ملیگا کسی سے دریافت کرون مقام ساربان زادے
کا پوچھون تصور یہ تو عمرو کی لڑکے پاس ہی صورت خواجہ کی تمام عالم مین مشہور ہے یہ سوچتا ہوا دل سے جاتا ہے
قضائے کار مہتر برق نامدار ایک جادوگر کی صورت بنا ہوا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہے طوفان نے پکارا میان
ساحر صاحب ذرا ٹھہر جاؤ برق جست کرکے قریب آیا تو دیکھے صاف ظاہر ہوا کہ کیسی کی جستجو مین نکلا ہے ساحر
بھی بہت زبردست خیال مین آیا اے برق یہ بھی ایک شکار ملا اسکو نچھوڑو اسکا حال پوچھو طوفان
نے کہا میان ساحر صاحب کہان سے آتے ہو برق نے کہا آپ اپنا احوال فرمائیے آپ کہان جاتے ہین ہم تو
اسی گانؤن کے رہنے والے ہین طوفان جوش مین تھا ابل پڑا کہا بھائی ساحر ہمارا حال نہ پوچھو
ہمنے بڑی مصیبت اوٹھائی وہ کیفیت دیکھی ساہری و جمشید کسیکو نہ دکھائین فلک تفرقہ پرداز
گردون کجباز نے آوارۂ دشت ادبار کیا مصیبت مین گرفتار کیا ہم وہ ہین جو کبھی قصر سے نہ نکلے
تھے دھوپ کے نام سے جلتے تھے شہنشاہ نیلم بادشاہ محترم و محتشم افراسیاب کا قوت بازو سامری
و جمشید کا زینت دہ پہلو سات سو ملک کا حاکم عجائب طلسمات کا ناظم ہم اوسکے مصاحب نامدار اوسکا
وزیر دریا دل صاحب جاہ و وقار معراج بن گرداب آدم خوار چالیس لاکھ فوج لیکر کوہ نیلم سے براے
مقابلۂ مسلمانان اوترا افسوس ہے طبل جنگی بھی نہ بجوانے پایا دو راتون کے واسطے مین جدا ہوا
خدمت شہنشاہ ہوشربا مین گیا وہان سے جو پلٹ کے آیا دریاے لشکر مین طوفان بپا تھا
نہین معلوم کسنے سکو مار ڈالا مین نے خبر پائی عمرو عیار نے آکر مارا اب مین نکلا ہون کہ عمرو کو
تلاش کرون گرفتار کرکے اوسکو خدمت شہنشاہ نیلم مین لیجاؤن خالی ہاتھ کیا منھ دکھاؤن اے برادر
مجھکو ہوس ہو گئی کہ مین لشکر سے جدا کیون ہوا دن بھر گذرا جنگل مین مارا مارا پھرتا ہون سیکڑون بے گناہ
قتل کیے بلاوجہ میندارون سے فساد ہوا اگر مین ساحر زبردست نہ ہوتا گنوار زندہ نچھوڑتے بھائی تم بتلاؤ عمرو
کو کہان تلاش کرین صورت تو ساربان زادے کی بخوبی پہچانتا ہون طوفان قہر نگاہ میرا نام ہے
وزیر اعظم کا وزیر ہین بےنظیر بڑے غیرت کی بات ہے اپنے آقا کے قاتل کو سزا ندون برق نے یہ سنکر
کہا چلیے حضور ہم عمرو کو بتلا دین اگر دو گھڑی پیشتر آپ آتے عمرو کو اسی مقام پر پاتے وہ دزد مکار
ہے لالچی عیار ہے زمیندار کے لڑکے کا کرڑا اوتارا ہم سب نے بہت افسوس کیا ابھی دو چار کوس سے زیادہ

نہ گیا ہوگا ہم لوگون نے مارا پانون مین اوسکے چوٹ آئی لنگڑاتا ہوا گیا ہی طوفان قہرنگاہ
نے کہا بھائی اگر عمرو کو بتا دو یا گرفتار کرا دو اسقدر انعام واکرام دونگا بے نیاز ہو جاؤ گے شہنشاہ علیم
کے سامنے تمھاری آبرو ہوگی برق نے کہا جلدی بتیئن گرفتار کرا دونگا برق طوفان سے میٹھی میٹھی باتین
کرتا ہوا ساتھ چلا ایک درۂ کوہ کے قریب پہونچکر کہا حضور اسی مقام پر وہ ساربان زادہ ٹھہرا تھا ذرا
بیٹھ جائیے منھ ہاتھ دھو لیجیے پھر پلٹکے اسی مقام پر آئیگا اس درخت کے نیچے آکر بیٹھتا ہی مسافرون کو
پانی پلاکر پارتا ہی طوفان ٹھہرا برق نے کہا آپکا چہرہ اوداس ہی حضور کو شدت سے پیاس ہے لٹیا
لاؤن شربت بنا کے پلاؤن طوفان دھوکے کا مارا ہوا ایسے رفیق شفیق کا ساتھ کہا بھائی خوشی
تمھاری برق نے لٹیا نکالی لال شکر کا شربت بنایا چھلکاتا ہوا سامنے لایا طوفان نے جیب مین
ہاتھ ڈالکر ایک روپیہ نکالکر دیا برق نے کہا اسکی کیا ضرورت ہی ہمکو آپسے محبت ہی پھر کبھی لیلین گے
جو آپکے پاس نقد وجنس ہے وہ ہمارا ہی مال ہے دوستون سے تکلف کرنا کیا ضرور اب تو ہمارے
آپکے یارانہ ہوا آپکو خوب راضی کرینگے طوفان نے جوش تشنگی کے تشنع بھی ندیا شربت پیگیا
باتون کو بھی شربت کا گھونٹ سمجھا پیتے ہی گھبرایا جان شیرین پر حرف آیا برق نے پوچھا کیون
کیسا مزاج ہی بدن سنسناتا ہوگا گرمی سے دل گھبراتا ہوگا اوٹھکر ٹہلیے بدن مین ہوا لگے
ہوش درست ہون ہم بھی اپنا کام کرین دیر ہوتی ہی طوفان گھبرا کے اپنے مقام سے اوٹھا
بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا برق نے نعرہ کیا نعرہ برق منم برق رفتار خنجر گذار منم
یکہ لیکن گران سپہر ارہ تو ہمارے اوستاد کو مارنے چلا تھا کمر سے نیمچہ کھینچا لیکن برق بھی تو بلاے
روزگار ہی روپیے کی فکر مین رہتا ہی پہلے جیب سے اوسکی روپے نکالے گلے سے موتیون کے مالے اوتارے
اب قصد ہوا کہ قتل کر ڈالون یہ عرض کر چکا ہون کہ لاکھون ساحر لشکر مواج سے تباہ ہو کر بھاگے ہین
جنگل جنگل مارے مارے پھرتے ہین دس پانچ جادوگر اس طرف آنکلے دیکھا اونھون نے کہ ہمارے بادشاہ کا
وزیر باتدبیر طوفان قہرنگاہ بیہوش پڑا ہے ایک ساحر قتل کیا چاہتا ہے اون ساحرون نے دور سے آواز
دی او قزاق یہ کیا کرتا ہی وزیر کے خون سے ہاتھ بھرتا ہے یہ کہکر وہ جادوگر دوڑے برق قتل نکر سکا
کود کر بھاگا جان بچا کر نکل گیا لیکن خیال مین ہی چلکر اوستاد کو آگاہ کرون کہ آپکی فکر مین طوفان
قہرنگاہ آتا ہے یہ سوچتا ہوا طرف لشکر اسلام کے بھاگا یہان اون جادوگرون نے طوفان کو

ہوشیار کیا کہا ہاے وزیر اعظم ایک چور آپ کو قتل کرتا تھا جب ہمنے دور سے ڈانٹا بھاگ کر چلا گیا
آپ کہان سے آتے ہین طوفان نے سر پیٹ لیا کہا یارو مین آقا کے قاتل کی تلاش مین نکلا ہون
اس عیار نے مجھکو مارا ہوتا تمھاری وجہ سے بچ گیا لیکن خالی نہ پلٹونگا یہ کہکر بقہر و غضب تمام وہ
بدانجام طرف لشکر اسلام کے چلا یہان ملکہ مہرخ وغیرہ بعد جانے خواجہ عمرو کے نہایت پریشان
ہو رہی ہین اب تو چرند و پرند نے بھی خبر دی کہ ملکہ حیرت جادو ذکر کر رہی ہین کہ مواج بن گرداب
آدمخوار وزیر شلیم غدار چالیس لاکھ فوج لیکر کوہ نیلم سے اوترآیا حکم شہنشاہ کا مشتاق ہی حکم افراسیاب
پہونچے وہ مع دریاے قہار آوے اوسکو اپنے دریاے سحر پر نہایت ناز ہی مواج سرداران کوہ نیلم مین سرفراز
ہی دریاے سحر کا اوسکے شہرہ ہی جب وہ دن برابر گذرے ملکہ مہ جبین الماس پوش سریر جہانبانی
پر جلوہ فرما ہوئین اسد نامدار بہ سرد لگل شوکت صندلان صندلی پوش وغیرہ حاضر خدمت بہار و
باغبان وغیرہ اپنے مقام پر بیٹھے ہین یہی ذکر درپیش ہے سب سے زیادہ مخمور کو پیش پیش یہ ہر ایک
ساحر کی رازدار ہے کہتی ہی افسوس ہی کہ خواجہ برق و ضرغام دعوی کر کے گئے ابھی تک واپس
نہین آئے وہ نہایت منتظم ہی شہنشاہ نیلم کی سلطنت کا منصرم ہی وہان جاکر عیاری کا ہونا دشوار ہے
شاہزادی صاحب کسکو ہرا خبر روانہ کیجیے یہ ذکر تھا کہ مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو آیا اسنے کہا ای
برادر کتنے قبلہ و کعبہ کی بھی اپنے خبر لی آج تین شبانہ روز گذرے طرف لشکر مواج کے گئے تھے واپس
نہین آئے ذرا خبر دریافت کراو یا خود ہی جاؤ ای برادر اصل یہ ہی کہ وہ کل فنون مین یکتا ہین بخدا وہی
طلسم کشا ہین ہمنے جو کچھ کیا اونکی تدبیر سے کیا اپنی زنبیل مین ڈالکر تا بہ باغ سیماب لے گئے وہان بھی جابر
جمشیدی لڑھادی سحر ساحران سے بچایا خود بھی میرے ساتھ لڑے شہر داودیہ مین خداوندداؤد بنکر
لوح لی اب ہم حیران و مضطر تھے حال سے ماموبخان کے بالکل بیخبر تھے اونھونے خداوند جمشید بنکر حال
گرفتاری ماموبخان دریافت کیا قلب کو تسکین ہوئی ابتک یہی خیال تھا کہ یہ فتح نہین شکست ہی بیکار
سارا بند و بست ہے اگر طلسم ہوشربا فتح کیا اور ماموبخان کو زندہ نپایا تو نانا جان کو کیا منھ دکھاینگے
اب بھی جوش ہی کہ خدا اپنا جلد فضل کرے خواجہ عمرو بخیر و خوبی پلٹ کر آئین طرف دریاے نیل کے کوچ ہو
لوح کی فکر کیجیالئے کو تابہ توسن حصار پہونچائین وہان بھی لڑائی پڑے صورت رہائی ماموبخان پیدا
ہو دل کو تقویت حاصل ہو شاید وہ دن خدا دکھاے کہ ماموبخان میری بارگاہ مین جلوہ فرما ہون

بعہدۂ سپہ سالاری وہ تشریف رکھین امیر والدنامدار کا لشکر اسلام مین عہدہ داروغگی بارگاہ سلیمانی
ہی مین بھی بارگاہ ماموسنجان کی لیکر آگے بڑھون اونکے دست حق پرست سے طلسم کشائی ہو بہ تقویت
لوح مرحلہ جات طلسمی تک رسائی ہو اس بیقراری سے اسد نامدار نے ذکر اپنے ماموسنجان کا کیا سب ذرا
بیقرار ہوگئے آپس مین یہی شمارے تھے ان لوگون مین قلبی محبتین ہین اپنی زبان سے فرماتے ہین کہ ہین
بیشیر و لشکر قرار باؤن اپنے باپ کا بہ فخر ذکر کیا کہ داروغہ بارگاہ سلیمانی ہین حجاب سے یہ نہین
فرمایا خویش صاحبقران ہین ہمارے کہا بیٹے جاکر مرتبہ کرب نوجوان یہ دیکھا صاحبقران
کرب نوجوان کے ہاتھ آنکھون پر رکھکر فرماتے ہین کہ ہمارے لشکر کی زیارت ہی اسی شیر کے دم سے
کل لشکر مین برکت ہی علاوہ ازین بیٹے پوتے کئی ہین صاحبزادی ایک وہ بھی صاحب قوت و طاقت
مشہور ہے انکی والدہ ماجدہ جب خروج کرکے آئین صاحبقران کو کوئی عیار چرا لیگیا تھا ملک بربر پر
لشکر اوترا تھا چار بیٹے گنجاب کے دیو حضال پہلوانان زبردست ملک سنجان سے آئے طبل
جنگی بجواکر سردارون کو قتل کیا بادشاہ لشکر پریشان تھے سردار حیران تھے نقابدار زمرد پوش
بنکر انکی والدہ ماجدہ تشریف لائین پسران گنجاب سے لڑین اونکی مشکین باندھین مشکین باندھکر
بادشاہ کے سپرد کیا آپ لڑتی بھڑتی چلی گئین یہ شہریار نہایت صاحب حسب و نسب دخترزادۂ
صاحبقران نبیرۂ پہلوان عادی بادشاہ قلعہ تنگ رو احل امیر الدنامدار انکے کم سنی مین نظر کردۂ
بزرگان دین ہوی سکندر بن ہیکلان عاد مغربی جو ساٹھ لاکھ مغربیون سے برای مدد نوشیروان
آیا تھا سومنات مغرب سے کوچ کیا انکے والد نامدار نے بارہ ہزار قزاقون سے جو ساٹھ لاکھ مغربیون پر
شبخون مارا ہر روز جاکر لڑتے تھے اتنے بڑے لشکر سے لڑبھڑ کر نکل جاتے تھے مغربی بہت گھبراتے
تھے از سومنات مغرب تا چرن کوہ چالیس شبخون مارے گھوڑا سکندر کا ابرش گل اندام سکندری
سکندر سے لڑکر لیا تاج سر سے اوتارا اس طرح شریک لشکر اسلام ہوے بیشہ شیران مین بڑے نام
ہوی انکا ایسا مرتبہ ہی جرات کا بھی شہرہ ہی والدۂ ماجدہ مردم مردانہ باب شیر فرزانہ خود جرات مین
یگانہ مگر قصد یہ ہے کہ اگر ماموسنجان رہائی پائین تو اونکی بارگاہ لیکر چلون اسی نیت سے انکو خدا نے
سرفراز کیا ہی سردارون مین تو یہ ذکر ہے چالاک بن عمرو بیقرار ہوگیا اسد سے کہا حضور مین ابھی جاتا
ہون انشاء اللہ خبر لیکر آتا ہون برق و ضرغام اونکے ساتھ ہین تردد یہ ہی کہ وہ بھی دشمن سے الجھ

یہ ظاہر ہے کہ وہ جاتے گھس پڑینگے عیاری کی ہوگی خالی نہ پلٹینگے برق و ضرغام بھی ایسے ہین
یہ کہکر چالاک بابہا عیاری سے آراستہ ہوا اسد نے کہا ای چالاک پہلے لشکر حیرت مین جاؤ وہان کی
خبر دریافت کرو اگر خواجہ کی عیاری چل گئی تو اونکے مارے جانیکی خبر آئیگی اگر خدا نخواستہ پھنس گئے
تو بھی پاس حیرت کے ضرور نامہ آیا ہوگا مقام شرف مین مواج لکھیگا کہ مینے خواجہ کو گرفتار کیا
پھر ہم لوگون کو آکر خبر دو اگر قید لیکر آنا ہو راہ مین روکین قیدا ونکی چھین لین چالاک نے کہا
بہت بجا ارشاد ہوا حقیقت مین آج کل انقلاب ہے افراسیاب بڑی شکست فاش کھا گیا خبرین
وحشت ناک سنتا ہون یہ کہکر چالاک بصورت مبدل ہو کے دریافت خبر خواجہ عمرو سمت لشکر
حیرت چلا یہان آج شب کو طلایہ لشکر کی خدمت سرخ موی کاکل کشا و ملکہ ہلال سحر افگن
مقرر ہوئین تھین دونون طلایہ دیکر پلٹین کنارے پر لشکر کے ٹھہری ہین جو سرا اپنی بارگاہ سے نکلا
سرخ مو سے باتین کرنے لگا یہ بھی پوچھا کہ لشکر حیرت مین طبل جنگی نہین بجا سرخ مو جواب دیتی ہے
اب طبل جنگی کیسا مواج بن گرداب آدم خوار کی آمد ہے حیرت کو اوسکے بلا نہین بڑی کد ہے
سنا ہے وہ دریا بنا کر لائیگا انشاء اللہ اونکے بھی دریا کو دیکھ لینگے مواج بھی لڑینگے ملکہ مخمور سرخ چشم
مع اپنی کنیز دن کے ہمراہ تسلیم ملکہ مہ جبین جاتی تھی سرخ مو کو دیکھ کر ٹھہر گئی سرخ مو نے مخمور کو سلام
کیا بوجہ عشق شاہزادہ نور الدہر سب مخمور کو اپنا بڑا جانتے ہین مخمور نے سرخ مو کو دعا دی سرخ مو
سے سبکی خیر و عافیت پوچھی سرخ مو نے عرض کی آپکے اقبال سے سب طرح خیر و عافیت ہے سبکو
اوس سرمایہ برق انداز منظم طلایہ تھا کئی مرتبہ سامنا ہوا نامردی نے آنکھ ہہ ملائی مرد ہو کر غیرت
نہ آئی ہم تو آٹھ پہر سر کو ہتھیلی پر رکھتے ہین جو ٹوٹ کے اوس پر جا پڑین ای مخمور مہجور آپ مصاحبان
عالی مقام مین ہین اسد نامدار کو صلاح دیجیے طرف دریا کے نیل کوچ کیجیے لوح طلسمی حاصل ہو بندگان
عالی کو تسکین دل ہو مخمور نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا ای ملکہ سرخ مو خدا تمھاری آرزوئے دل پوری
کرے لوح طلسم ہوشربا ملنا بہت دشوار ہے دریاے نیل پر جا کر خون کے دریا بہینگے افراسیاب
اپنے مقام پر کہتا ہے کرور آدمی کی فوج غیر ساحر پہلوانان زبردست جری بہادر دریاے نیل پر مقرر
کرونگا ہم لوگ تو وہان بالکل بیکار ہونگے غیر ساحرونکی لڑائی خدا طلسم کشا کو فتح دے صرف سات ہزار
صندلی پوش ہمراہ ہین خدا قریب دریاے نیل جاکر آبرو رکھے اوس جنگ مین جو زندہ بچا گویا مان کے

پیٹ سے پیدا ہوا دنیا ناپایدار ہے یاد تو کرو کون کون صاحب ان لڑائیون مین مارے گئے آنکھون کے سامنے تیرین بنین یہ اشعار آبدار تصنیف کردہ نواب فدا حسین خانصاحب متخلص بہ فدا رئیس جلیل صاحب توقیر شاگرد منشی مظفر علی اسیر سی بقدر کے حسب حال ہین نظم

کون ہے وہ جو نہ با چشم پر آب آکے گیا
مجھ تلک بزم مین کب جام شراب آکے گیا
خاک دم بھر کو کرین گلشن ہستی مین نمود
آنکھین کہتی ہین جسے نشست حباب آکے گیا
آبلے پھوٹے تو گویا ہوئی خارونکی زبان
شیخ کی ریش پہ جب رنگ خضاب آکے گیا
اوسکی آمد ہو بیان کیا کہ تحمل کیا تھا
ہنس دیے وہ تو یہ سمجھے کہ عتاب آکے گیا
خط مین بیتابی دل کے جو رقم تھی مضمون
اشک ریزان فقط اکبار سحاب آکے گیا
یار کہتا ہے بہ ہستی ہر گلی مین وحشت
قلزم دہر مین مانند حباب آکے گیا
گھر بھی سنسان ہوا اوسے نہ گر کیصورت
آنکھ کھلنے بھی نپائی کہ حباب آکے گیا
خواب مین دیکھیے وہ صورت رخ جانکاہ تھا
پیاس مین کیا ہے یہ سیلاب آگیا
منھ پہ پھونکے وہ دم بانکی ہوا آیا
اوکرشان سے وہ رفتار آگیا
جسطرح باغ مین چلا ہوا اکا جھونکا
نامہ بر برق کے مانند شتاب آکے گیا
شمع فانوس کے باہر نکل آئی سر بزم
اسطرح سے جو فدا خانہ خراب آکے گیا
ہون وہ میکش کہ دم بادہ کشی اور طر
دلکی بستی ہے جو وہ خانہ خراب آکے گیا
پھر کہان نیچی نگاہین ہین کہیا ن شرم حیا
ہاتھ ملتا ہون کہ کیا ہاتھ شباب آکے گیا
شام فرقت سحر وصل کی امید رہی
فقط اک گل ہی باجان آکے گیا
طالع سے یہ چہرہ تو ہوا تھا گلگون
اوس طرح شل نفس شباب آکے گیا
ہون ہم پیاسونکی تربت پہ چھڑکتا پانی
سیلے پہ انھونے آیا تھا حجاب آکے گیا
چونکہ مخمور عاشق زار ہے ہر کلمہ

تیر ناوک کلام مین سوز و گداز شعر پڑھنے کا نیا انداز سبکی آنکھون مین آنسو بھر آئے سرخ ہوگئے کہا ملکہ مخمور خدا تمھاری محبت کا انجام بخیر کرے ربط و ضبط کو کام فرماؤ ہر وقت تمھاری باتون سے کلیجہ دکھتا ہے دنیا ایسا ہی مقام ہے ہر خرد و بزرگ ناکام ہے رنج ہر کا ایک انجام ہے خدا تمکو سلامت رکھے لشکر اسلام آوے صاحبقران بھی لڑتے بھڑتے یہان پہونچین ہم تمکو پہلو مین شاہزادہ نور الدہر دیکھین مرادین دلکی پوری ہون دوست شاد دشمن پامال ہون سامری پرستونکو ملال ہون مخمور کیوجہ سے خورشید زرین سحر و باغبان قدرت و رعد و برق و برق لامع وغیرہ وہ بھی ہمراز آکر اسی مقام پہ جمع ہوگئے مخمور کی باتین سنکر افسوس کرتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے اشعار

عشق آفات آسمانی ہے
میان مجنون نے اسکو پہنا ہے
برسون لوگون نے خاک چھانی ہے
گو کہ گذری نہین یہ سنتے ہین
طوق و زنجیر اسکا گہنا ہے
اسکے دیوانے تنکے چنتے ہین

یہ کرشمے اسی کے سارے ہین	کیسے کیسے جوان مارے ہین	خدا ہر شخص کو محفوظ رکھے ہمین

شباب مین مخمور رنجور اس بلا مین مبتلا ہوئی سودائے زلف عنبرین نور الدہر مین پریشان ہی خیال
آئینہ جبین مین حیران ہی آٹھ پہر اسی خیال مین رہتی ہی عیاری جبر ہتی ہی سب سرداریہی باتین کر رہی ہین
کہ دیکھا سامنے سے برق فرنگی بھاگا ہوا آتا ہی پسینے پسینے بدحواس حسبت و خیز کرتا ہوا سرداران کو ر کے
قریب آیا مخمور نے پوچھا ای برق خیر تو ہی شہنشاہ اوج عیاری کہان ہین ہم سب اونکے واسطے نہایت
پریشان ہین برق نے کہا بڑا غضب ہوا ہم تینون عیارون نے جا کر مواج بن گرداب آدم خوار کو مارا
اوستاد نے سارے لشکر کو تہ تیغ کیا خون کا دریا لشکر مواج مین بہا دیا اسقدر ساحر قتل کیے بازو شل ہو گئے
کئی طرح کی آفتین بھی وہان آئین خدا نے بچا لیا لیکن ایک بات کی خبر لینا چاہیے استاد میرے تعقب
مین آتے ہونگے طوفان قہر نگاہ لشکر مین مواج کے نہ تھا اسنے آکر تباہی لشکر دیکھی بڑی جوش
و خروش مین اوستاد کو تلاش کرتا ہوا آتا ہی راہ مین ہمنے اوسپر عیاری کی بیہوش کیا چند جادوگر آ گئے
ہین اونکو دیکھکر بھاگا طوفان آتا ہی خدا اوس سے استاد کو بچائے مخمور نے کہا چلکے تلاش کرین طوفان
قہر نگاہ بڑا ساحر زبردست ہی مواج کا وزیر صاحب تدبیر خدانخواستہ اگر استاد کو پا گیا فوراً قتل کریگا جلا
ہوا ہی برق نے کہا ہمنے جا بجا راہ مین دیکھا اوستاد کی ایسی بُری عادت ہی کسی مسافر کو لوٹ رہے
ہونگے مخمور نے کہا مین ابھی جاتی ہون اوستاد کو لا کر چھپاؤنگی اوس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤنگی اگر
طوفان نے اوس گوہر آبدار قلزم عیاری کو پایا تو پھر رہائی مشکل ہوگی ہلال کہتی ہی مین جاؤن
سرخ مو کا قول ہی اوستاد کو بچانا واجب لازم ہے ہر ایک سردار کا یہی قصد ہی کہ جا کر اوستاد کو تلاش
کرین لشکر مین یے آئین ابھی کوئی سردار اپنے مقام سے نہین گیا برق بھی کھڑا ہی اوستاد کے واسطے
تڑپ رہا ہی کہ سبنے دیکھا بونڈلا گرد کا بلند ہوا برق نے کہا شکر ہی استاد آتے ہین مگر بدحواس خون کی
چھینٹین جسم پر پڑی ہین مخمور نے آواز دی کہ ای استاد بہت جلد آئیے ہم سب آپکے انتظار مین کھڑی
ہین طوفان آپ کی فکر مین آتا ہی ابھی زبانی برق کے خبر ملی بارگاہ مین چلکر بیٹھیے برائے خداد و
چار دن لشکر سے نہ نکلیے عمرو نے وہین سے آواز دی لوگ مصاحبان ملکہ مہ جبین الماس پوش ہین
تنخواہین مقرر ہین بیچارے مزدور کیونکر لشکر سے نہ نکلونگا کس طرح چھپ سکونگا بقول شخصے روز کنوان
کھودنا اور پانی پینا مخمور نے کہا میرے خیمے مین مہمان رہیے مین خدمتگزاری کرونگی عمرو نے کہا نہین

کیا میسر ہی مین کسیکے یہان ٹکڑے توڑتے نہین جاتا مرد کو واجب لازم ہی جبتک ہاتھہ پانون قابو مین ہین مشقت کرکے کہائے یہ برق حرامخوار ہی لشکر مواج سی بہت کچھہ لوٹکر لایا آج مین اسکی کہال گرا دونگا میرا مال لوا و حیجون کو اسنے مارا اوسکے سر کا تاج کیا ہوا برق نے ہاتھہ باندھکر کہا استاد عورتین تاج نہین پہنتین وہ سر برہنہ تھی بہائی ضرغام نے اسکو راہ مین پھینک دیا عمرو نے کہا بیٹے دیکھا تھا کرتے تو نے اوسکے اوتار لیے یہ کہتے ہوئے خواجہ چلے آتے ہین سردار سب ہنسنے لگے مخمور نے کہا دیکھو استاد شاگرد مین کیا باتین ہوتی ہین مخمور نے کہا آج برق کو مار ڈالیگی برق نے کہا مین تو لشکر سے نکلجاؤن استاد کے کرتے لیے نچوڑینگے مین ایک حبہ نہ دونگا مین جو پاتا ہون تنگ گھر مین جمع کرتا جاتا ہون یہ کہکر برق بہاگا خواجہ کوڑا لیے ہوئے دوڑے پکارتے ہوئے ابے ٹھہر جا مین معاملہ کرلونگا ایک فرد تو لے ایک مجھے دے مین پہیانہ چھوڑونگا حیجون کے کرتے کئی ہزار روپے کے ہونگے خواجہ کوڑا لیے ہوئے دوڑے کہ پکڑون برق نے تڑپ کر جست کی جنگل مین استاد شاگرد دوڑے دوڑے پھر رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم طوفان قہر نگاہ پاش و ساربان زادے بغضب کیا دو راتون کے میرے تہ ہونے مین چالیس لاکھہ کا لشکر برباد کردیا زندہ نچھوڑونگا عمرو نے سر اوٹھا کر دیکھا طوفان بصد جوش و خروش کڑک کر گرا کمر مین عمرو کے پنجہ دیا خواجہ کو لے اوڑا شل برق گرا شل باد صرصر اڑا اتنی جلد بلند ہوا سردارونکی پلکین جھپک گئین اب جو آنکھین کھولکر دیکھا طوفان چشم زدن مین نظرون سے ناپدید ہوگیا سردارون مین غل ہوا خواجہ کو طوفان لیگیا غلغلہ جو برپا ہوا اسد نامدار و مہرخ عالی وقار و مہ جبین الماس پوش وغیرہ گھبراکر بارگاہ سے نکل آئین دیکھا سب سردار بیٹے رہے ہین عجب قیامت برپا ہی کوئی روتا ہی کوئی اشکون سے منہہ دھوتا ہی اسد نے آکر پوچھا یارو خیر تو ہی ملکہ مخمور نے کہا اے شہریار خواجہ و برق و ضرغام نے جاکر لشکر حیجون برباد کیا وزیر اوسکا طوفان بھی آیا طوفان برپا کیا خواجہ کو اوٹھا کر لیگیا اب یہ سیدھا طرف کوہ نیلم کے جائیگا راہ مین رکیگا مہ جبین بھی رونے لگی کہا صاحبو کوہ نیلم بہت دور ہے شہنشاہ نیلم بادشاہ قاہر جابر قوت بازو افراسیاب کہلاتا ہے ساحر نامی و نامدار صاحب اختیار اسکو نہین احتیاج ہی کہ افراسیاب سے کسی بات کو دریافت کرے دشمنون کو استاد کے فوراً قتل کرڈالیگا مخمور نے کہا مین جاؤن برق لامع تڑپی کہا مین جاکر کوہ نیلم پر گرکر سلطنت نیلم کو مٹا دون رعد و برق نے کہا ہم مان بیٹے جائینگے بہار گھبرائی ہوئی آئی حال گرفتاری

عمرو سنکر رونے لگی متوجہ ہو کر سرار و نے کہا بڑا غضب ہوا تمنے شہنشاہ نیلم کا جاہ و حشم دیکھا ہی اسکو بڑا اختیار
ہی بڑا غضب ہوا مین رکونگی تا بہ کوہ نیلم جاونگی اگر خواجہ وہان قید ہوے رہائی دشوار ہوگی یہ کہکر طاؤس پر
سوار ہونے لگی مہرخ نے دامن مہار کا تھام لیا کہا اے مہار کیا نادانی کرتی ہو تمھارے جاتے ہی ایک
ہزار نہ رکیگا شہنشاہ نیلم کیا موم کا ہی آ گیا ایک کو گرفتار کریگا بڑا رونا یہ ہی کہ کوہ نیلم سے ڈانڈا
ہفت در بند کا قریب ہی ایسا نہو ساحران ہفت در بند مثل دخان سیہ وغیرہ اپنے شہرون سی خروج
کرکے چلے آئین تو غضب ہو جائیگا گاو زمین بار نہ سنبھال سکیگی آب و آزوقہ ناممکن ہوگا اودھر کے ساحر
سب زبردست ہین ملک انکے ویران آتش ہوا خراب اگر شاید اوسنے اوسطرف خواجہ کو روانہ کردیا پھر عیاری
کرکے رہائی بھی پائی تو اس اقلیم مین آنا دشوار ہوگا مین راہ مین جاکر روکونگی ہفت دربند پر جا پڑونگی
بدون خواجہ سب تنبیہ بیرن بیکار ہین کون تدبیر کریگا سر پہ ہمارے سہرا سیت نہ رہا کلید عقل لشکر اسلام ہین دنیا
اونکے نام سے دبتا ہی ہر ایک سردار کا یہی قول ہی کہ خواجہ کے واسطے جان دینگے رعد و برق نے
کہا صاحبو بڑے غضب کی بات ہی جسپر کچھ مصیبت پڑی اور افراسیاب کے یہان جاکر قید ہوا
خواجہ فورا عیاری کرکے پہونچے ہر ایک خرد و کلان پر انکا احسان ہی وہ لوگ قید ہو جائین ہم لوگ
کیونکر آرام پائین صاحبو یہی وقت لشکر کشی ہی کوہ نیلم پر چڑھ چلو یہی خیال ہی کہ حیرت روکیگی تا بہ
کوہ نیلم نہ جانے دیگی لڑتے بھڑتے چلینگے اپنی جان دینگے حیرت کو بھگا دینگے لعل سخندان نے
کہا آپ سب صاحب تکلیف نفرمائین مجھکو رخصت دیجیے انشاء اللہ جاکر کوہ نیلم پر سامری محل مین
آگ لگا دونگی سامری محل مین نیلم رہتا ہی مہرخ نے کہا اے ملکہ لعل سخندان سمجھکے کلام کرو شہنشاہ
نیلم بہت بڑا جادوگر ہی شہنشاہ لاچین کا وزیر اعظم تھا اسی بیحیا نے نمکحرامی کرکے افراسیاب کو
بادشاہ بنا لیا لاچین کا خزانہ دار تھا جو تحفہ چاہا اپنے پاس رکھا جو دل مین آیا افراسیاب کو دیدیا
وہ سوا افراسیاب کے کسی سے نہین ڈرتا بڑے بڑے سحر اوسکے قبضے مین ہین جو کوئی بر سر کوہ نیلم جائیگا
شکست فاش کھائیگا ہم لوگ طلسم کشا کے ساتھ کوچ کرینگے ملکہ عالم انصاف تو کرو اگر سب سرداران
نامی طرف کوہ نیلم کے چلے گئے طلسم کشا کے نام کا افراسیاب دشمن ہی اگر وہ آکر لڑا یا حیرت ذی کد و کاوش
کی گرفتاری طلسم کشا کی کوشش کی یہ اوسکے قبضہ مین آگئے پھر مشکل پڑیگی آپ لوگون کے موجود ہونے
سے اطمینان ہی طلسم کشا پر سینہ سپر رہیے اکیلا انکو چھوڑنیکا قصد نہ کیجیے گا ملکہ مہرخ نے یہ کہکر

لعل سخندان کو طرف اسد کے اشارہ کیا کہا آپ لوگ دیکھتے ہین شیر کے تیور بگڑ گئے ایسا نہو تم لوگون
کے کہنے سے یہ قصد کر بیٹھین اگر انکے منہہ سے نکل گیا پھر تمام دنیا ایکطرف ہوگی یہ فوراً جا ئینگے خدا
نخواستہ اگر انکے دشمنونکو کوئی اُفتاد پڑے لشکر کا انتظام بگڑ جائیگا کچھہ نہ بن پڑیگا دو لہا کے ساتھہ
برات ہی انکا قایم رہنا لشکر مین پروردگار کی عنایت ہی لعل سوچی کہ ملکہ مہرخ سچ کہتی ہین لیکن سب
صاحب اسلئے عمرو کے بیقرار لشکر مین غزلوہی سب بیرون بارگاہ کھڑے ہوے یہی چرچے کر رہے ہین
کہ چالاک بن عمرو آکر پہونچا انقلاب لشکر دیکھکر گھبرا گیا پوچھا صاحبو خیر تو ہی ملکہ مہرخ نے تمام
کیفیت بیان کی کہ طوفان قہر نگاہ خواجہ کو سامنے سے ہم سبھونکے گرفتار کرکے لیگیا اب سرداروں کا
قصد ہی کہ کوہ نیلم پر جا پڑین چالاک نے پکار کر کہا جو مین عرض کرون سب صاحب گوش ہوش سے سماعت فرمائین
یہ لشکر کشی کا موقع نہین ہی حقیقت مین بقول مہرخ حفاظت طلسم کشا واجب و لازم ہی مین طرف کوہ نیلم
کے جاتا ہون جبتک واپس نہ آؤن کوئی صاحب لشکر سے قدم نہ نکالین سب انتظام بگڑ جائیگا اور
تو راہ مین جاکے طوفان کو روکونگا اگر بر سر کوہ نیلم پہونچ گیا تو تا بہ کوہ نیلم جاؤنگا بدون والد
نامدار واپس ہونگا آپ زیادہ تدارک نفرمائیے آپ سب صاحب جاکر بارگاہ مین بیٹھین غلام کو
اپنے رخصت کرین مین ضرور عیاری کرونگا اگر آپ لوگ لشکر کشی کرکے گئے وہ بیحیا جھلا کر والد نامدار
کو قتل کر ڈالیگا ساری لشکر کشی بیکار ہوگی پھر اگر تمام عالم کو مارا تو کیا نفع ہوا میرے واسطے بڑی نامی
ہی صاحبقران زمان منہہ نہ دیکھین گے فرمائینگے بیٹے نے باپ کی خبر نہ لی آخر ہمنے عیاری کسکے واسطے
سکھی ایک ایک کو چالاک نے بچرب زبانی سمجھایا سب سردارون کو ساتھہ لیکر بارگاہ مین آیا اسد
غازی کو دنگل شوکت پر بٹھایا قدمون سے لپٹ کر خوب رویا کہا اے نظر کردہ بزرگان قبلہ وکعبہ گرفتار
ہوے آپ اپنے مقام سے حرکت نفرمائین تمام عالم آپکے نام کا دشمن ہی آپ میری پشت پر ہاتھہ رکھین بخوشی
حکم دین انشاء اللہ یا تو حضور کو یہ دریافت ہوگا کہ چالاک نے اپنے باپ کے واسطے جان دی یا گھس کر شہنشاہ
نیلم کو مارا آپکے تصدق سے یہ عیاری یادگار رہیگی خواجہ نے بڑے بڑے نام کیے غلام نے ہوشربا مین آکر
کیا کیا کچھہ بھی مجھہ بدنصیب سے نہو سکا اسد نے چالاک کو گلے سے لگا لیا کہا ای برادر تمنے تو وہ عیاریان
کین اگر نانا جان یہان ہوتے بڑی قدردانی فرماتے علاوہ ازین لشکر مین بھی تمکو عہدہ نیابت خواجہ
عمرو ملا ہوشربا مین بھی تمھارا بخوبی نام ہی میرا خود ہی قول ہی کہ آج تک جو کچھہ طلسم ہوش ربا مین

کام ہوا خواجہ عمرو کی ذات سے لشکر تھا ورنہ کسکی مجال تھی جو افراسیاب سے آنکھ ملاتا ہر مقام پر
گھس پڑے انکا ہونا باعث بربادی ہے مین کیا طلسم کشائی کرونگا ملک ساحران غیر ساحر کا یہان نام نہین شمشیرزنی
کا کام نہین پس میرا کیا اختیار ہے یہ عبد ذلیل نہایت ناچار ہے اگر عملداری غیر ساحر کی ہوئی اب تک ہم موجب
قید رہتے جفاے زمانہ اٹھانہ سکتے یا ہم جان دیدیتے یا انکو چھوڑ لاتے چالاک نے کہا آپ قدر دانی فرماتے
ہین ہم محجوب ہوتے جاتے ہین اتنا کہنا غلام کا ضرور مانیے یہ مقدمہ میری راے پر چھوڑ دیجیے مین صرف
تنہا جاتا ہون جو کچھہ گذریگا آپکو معلوم ہو جائیگا برا ے خدا آپ لشکر سے قدم باہر نہ نکالیے گا یہ کہکر چالاک
سبکے سامنے بانہاے عیاری ذات پر اپنے آراستہ کیے سب طرحکا اسباب لیکر توبڑے مین رکھا کسوت
عیاری کو درست کیا اپنے کو بخوبی چالاک و چست کیا سب صاحبو ن سے رخصت ہوا اوسوقت کل سردار
چالاک کی تنہائی پر بیقرار و اشکبار تھے بہار و مخمور و باغبان وغیرہ نے ہر چند کہا کہ کوئی ساحر
نامی تو تمہارے ساتھہ رہے وقت بیوقت کام آئیگا چالاک نے کہا حافظ حقیقی ساتھہ ہے اوسی کا مین
اور میرا ہاتھہ ہے یہ کہکر بارگاہ سے نکلا مہرخ وغیرہ روتی ہوئی پیچھے پیچھے صاف ظاہر تھا کہ نوجوان کا
جنازہ جاتا ہے چہرے پر حسرت و یاس باپ کے غم مین اوداس کنارے تک لشکر کے سب صاحب آئے چالاک نے
کہا اب آپ سب صاحب رخصت ہون میری منزل کھوٹی ہوتی ہے سب صاحب روتے ہوے پلٹے چالاک جست
و خیز کرتا ہوا طرف صحرا کے روانہ ہوا اسکو راہ مین چھوڑو ملکہ حیرت جادو اپنی بارگاہ مین تھی کہ صرصر
شمشیرزن پریشان و حیران و مضطر سامنے آئی دست بستہ عرض کی حضور کو کچھہ لشکر مواج کی بھی
خبر ہے حیرت نے کہا مواج آتا ہوگا صرصر نے کہا مین ابھی لشکر اسلام مین موجود تھی ہوشیار جو صبا رفتار
کو لیکر آیا تھا اوسی کی وجہ سے کوئی عیاری ہوئی عمرو و ضرغام و برق لشکر مواج مین پہونچے جا کر
مواج کو مارا چالیس لاکھہ کا لشکر تباہ ہو گیا طوفان قہر نگاہ جوش و خروش مین آیا ابھی عمرو کو
پکڑ کے لیگیا چالاک فکر مین اپنے باپ کی گیا خبر تو منگوائیے حیرت نے سر پیٹ لیا کہا لو صاحب غضب
ہوا مواج ایسا ساحر بے لڑے بھڑے مارا گیا عیار قیامت کرتے ہین لیکن آخر صبا رفتار پر کیا گذری
ہوشیار تو اوسکو اپنے ساتھہ لیگیا تھا یہ ذکر تھا کہ آمد افراسیاب جادو ہوئی ابر ہفت رنگ ظاہر ہوا
حیرت جادو واسطے استقبال کے اوٹھی افراسیاب آکر تخت پر بیٹھا دیکھا حیرت کے بال کھلے ہوے بیقرار
ہوکر رو رہی ہے کہتی ہے اب طلسم ہوشربا گئی افراسیاب نے جھلا کر پوچھا ارے کیا غضب ہوا کیا بلا ہے

تازہ آئی ارے کون لٹ گیا کون قتل ہوا حیرت نے کہا ابھی صرصر خبر لائی ہے کہ مواج کو عیارون
نے جاکر مارا چالیس لاکھ کا لشکر بے لڑے بھڑے تباہ ہوگیا مینے صبا رفتار کو سند دیکر روانہ کیا تھا اوراق
جمشیدی مین دیکھیے اوسپر کیا گذری افراسیاب نے گھبرا کر اوراق سامری مین دیکھا کہا صبا رفتار
تو فلان درہ کوہ مین بندھی پڑی ہے چند ساحر روانہ کئے جا کر دیکھا صبا رفتار کمند انداز درہ کوہ مین
بیہوش پڑی ہے ہوشیار کر کے اوسکو اوٹھایا صبا رفتار روتی پیٹتی خدمت مین شہنشاہ کے آئی افراسیاب
نے پوچھا تجھکو لشکر مواج کی خبر ہے صبا رفتار نے کہا مین تا بہ لشکر مواج کہان پہونچی برق و ضرغام
نے مجھکو پکڑ لیا بوتیمار کو قتل کیا ایک بوتیمار کی ایک میری شکل بنکر گیا دونون اس صورت پر گئے تھے
عمرو کو بھی ساتھ لیلیا ہوگا بیشک سند دی ہوئی ملکہ حیرت کی اونکے پاس موجود تھی مواج نے ضرور دھوکا
کھایا ہوگا یہ ذکر تھا کہ اور چند ساحر آئے اونھون نے بھی سامنے افراسیاب کے یہی ظاہر کیا کہ مواج
مارا گیا لشکر بھی تباہ ہوا لاکھون اہالیان لشکر مواج جنگلون مین مارے مارے پھرتے ہین یہی جابجا ذکر
ہے کہ عیارون نے لشکر مواج تباہ کردیا لاشہ ہاے ساحران سے تمام جنگل بھر دیا جو زندہ رہے
وہ تباہ ہوئے بسبب غیرت کے طرف وطن کے نہ گئے دیہات و قریات مین اوتر پڑے ہین لیکن طوفان
بڑے جوش و خروش سے عمرو کو لیگیا چالاک بھی جستجو کیواسطے گیا افراسیاب نے کہا اے حیرت تو کیون روتی
ہے مواج ایسا کیا تھا کہ اوسکے مرنیسے طلسم ہوشربا تباہ ہوگیا سجدۂ شکر یہ سامری و جمشید کرو کہ عمرو
اب زندہ نہ بچیگا کوہ نیلم پر قید ہو کر گیا شہنشاہ نیلم اوسکو قتل کریگا یا خدمت مین اپنے بھائی توسن
کے بھیج دیگا وہانکا قیدی تا قید حیات رہا نہین ہوتا لاچین ایسا بادشاہ عالیجاہ قبضے مین توسن کے
ہے بدیع و تصویر بھی اوسی مقام پر قید ہین آج تک کسی نے نشان بھی نپایا بس مقام خوشی ہے کہ عمرو ایسا
عیار غارت ہوا اب اسد سے کچھ نہ ہوسکیگا حبیب قطب عمرو کے سب مایوس ہونگے سب تمھاری اگر قدمبوسی
کرینگے اب اصلاح ہوجائیگی لڑائی کا خاتمہ ہوا تمام امورات فتح طلسم وغیرہ و فکر لوح ذات پہ عمرو کی موقوف
تھی اب کسی سے کچھ نہ ہوسکیگا نامہ خداوند بھی آیا ہے ایک دن کیواسطے کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر جاؤنگا
مسلمانون کو قتل کر کے قدرت کو بالا قبطول پہونچا دونگا اے حیرت مواج کا غم نکرو بلکہ مقام
خوشی ہے دشمن سخت کو سامری و جمشید نے مٹایا اگر عمرو کا قدم درمیان مین نہوتا مہرخ و بہار
وغیرہ کبھی شریک نہوتے تین بہار کو کس زور و شور سے اونسے شریک کیا باغبان پر بھی اوسنے عیاریان

کین باغبان قدرت ایسا خیرخواہ دولت یون ملجاتا یہ سب کارگزاریان عمرو کی بغیں اب مہرخ وغیرہ
عمرو کے ملنے کی امید نکرین شہنشاہ نیلم اوسکا سر ہی روانہ کریگا افراسیاب نے حیرت کو بخوبی سمجھایا اس وقت
افراسیاب نے ایک نامہ بنام شہنشاہ نیلم لکھا مضمون یہ تھا ای محترم و محتشم اے سرکردہ ساحران عالم اے
قوت بازو و ای زینت پہلو ہمکو احوال معلوم ہوا مواج بن گرداب دم خوار تمھارا وزیر نامدار ہاتھ سے عیارون
کے مارا گیا لشکر بھی ایک شب مین تباہ ہوا طوفان قہرنگاہ مابدولت کی خدمت مین آیا تھا وہ گرفتار کرکے
عمرو کو لیگیا خبردار عمرو سے دھوکا نکھانا قتل کرنیکا تو اوسکے حکم نہین ہے سامری و جمشید صاف صاف
تحریر کرگئے کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ قضا نہین ہے لہذا پابندی احکام خداوندی پر ضرور
ہی خلاف کرنا عقل کا قصور ہے قید کو عمرو کی خدمت مین شہنشاہ نوس کے روانہ کردینا وہ مثل لاچین و بدیع
و لقصویر اس عیار مکار کو ہمراہ لاچین و بدیع و لقصویر قید کرے آب و دانہ بند رہے تڑپ تڑپکے مرجاے
بہت بڑا نامہ افراسیاب نے تحریر کیا مضمون زوائدات لکھنا مصنف کا طریقہ نہین ہر زبانی بھی بہت کچھ
کہدیا ساحر نامہ افراسیاب لیکر طرف کوہ نیلم کے چلا چلتے چلتے حیرت نے کہا میری زبانی شہنشاہ نیلم سے
کہنا ملکہ حیرت نے فرمایا ہی خبردار عمرو کو بہت احتیاط سے رکھنا فتح اس لڑائی کی تمھارے نام ہوگی
ہم لوگون نے بڑی بڑی کدوکاوش کی قتل عمرو مین نہایت کوشش کی یہ ظالم بچ گیا کل ہوش ربا کو
تمنے بچایا خبردار خبردار دھوکا نہ کھانا اس ظالم کو مثل نقش قدم مٹانا نامہ دار کو ساحران حیرت نے گھیر لیا
ہر کسی نے اپنا درد بیان کرتا ہی کوئی کہتا ہی عمرو نے میرے بھائی کو مارا کوئی کہتا ہی مال لوٹ لیگیا
افراسیاب نے کہا صاحبو بس تقریر بیجا ہوچکی نامہ دار کو جانے دو جا کر یہ حکم پہونچائی ایسا نہو شہنشاہ
نیلم اوس عیار مکار و غدار کو دو چار روز شہر نیلم حصار مین قید رکھے طوفان قہرنگاہ کے پہونچنے
سے نامہ پیشتر پہونچے کہ وہ اوسکے مضمون پر کاربند ہو خلعت رخصتی ملا وہ نامہ دار نامہ افراسیاب
لیکر طرف کوہ نیلم کے روانہ ہوا اسکو بھی راہ مین چھوڑ دیجیے دیکھیے کسوقت تابہ کوہ نیلم پہونچے مگر معتبرین مخبر
چالاک بن عمرو جب کئی کوس رستہ طی کرچکا خیال مین آیا ای چالاک شہر نیلم مین پہونچکر کیا کروگے پہلے
اوس مقام کو چلکر دیکھو جہان ساحرونکا کھیت پڑا ہی مواج وغیرہ مارے گئے شاید وہان کچھ نشان
ملے یا کوئی تدبیر نکل آئے شہر نیلم حصار شہر کلان ہی چالاک تو یہ سوچکر اس طرف پلٹا دیہات و قریات
مین دریافت کرتا ہوا اوسی طرف چلا لیکن طوفان قہرنگاہ خواجہ عمرو کو نیچے مین دبائے ہوے

طرف نیلم حصار کے چلا شہنشاہ نیلم بعد روانہ کرنے مواج کے سامری محل مین بیٹھا ہی تمام سرداران و ساحران
زبردست کا دورہ بندھا ہی یہی ذکر درپیش ہی کہ کچھہ احوال وزیر اعظم کا دریافت نہ ہوا نیلم کہتا ہی بدون
فتح وہ واپس نہوگا سب طرح کے ساحر جمع ہین وہ عرض کرتے ہین حضور ہمراہ ملکہ مہرخ بھی بڑے بڑے ساحران
زبردست جمع ہوگئی ہین از داران حالات طلسم ہوشربا باغبان و بہار وغیرہ رعد و برق و برق لامع
ان لوگون پر فتح پانا مشکل ہی افراسیاب سے برابر لڑتے ہین کسی مقام پر دبے نہین بس ہم کیونکر کہین کہ
مواج غالب آئیگا ہمراہیان مہرخ طبقے زمین کے ہلا دینگے کچھہ خبر تو منگوائیے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر
برق چمکی سب نے دیکھا طوفان قہر نگاہ حیران و پریشان مضطر و بیقرار نیچے مین ایک شخص عجیب الخلقہ
کو دبائے ہوئے آکر پہونچا نیلم طوفان کو دیکھکر گھبرا گیا پوچھا کیون ای وزیر با تدبیر خیر تو ہی طوفان
چیخین مار کر رونے لگا کہا ای شہنشاہ شہر نیلم حصار کی قوت کم ہوگئی آپکا قوت بازو اس ذلت و رسوائی
سے مارا گیا کہ حال اوسکا عرض کرتے افسوس آتا ہی جب لشکر قیامت اثر کو لیکر کوہ نیلم سے اوترے
طبقات زمین کے تھراتے تھے بڑے بڑے جنگ دیدہ کار آزمودہ یہی فرماتے تھے کہ یہ لشکر اگر قصد کرے
تمام عالم کو فتح کرلے ایسی آراستگی لشکر کبھی نگاہ سے نہین گذری سرداران نامدار و ساحران جان نثار
ایک ایک اپنے زمانہ کا سامری و جمشید تھا جب لشکر فرودکش ہوا مجھکو نامہ دیا کہ تم خدمت مین افراسیاب
کے جاؤ مین حضور دورا تونگے لیے لشکر سے جدا ہوا وہانسے آکر یہ دیکھا سب کے سر کٹے پڑے ہین خیمے
بارگاہ مین سرنگون صحرا مین جوش دریائے خون تھا حضور غلام کا کلیجہ پھٹ گیا آخر ضبط کیا سوائے ضبط
کے چارہ نہ تھا دریافت ہوا کہ عمرو نے گویا بنکر سارے لشکر کو تباہ کیا افسرون کو مارا ای شہنشاہ
آج تک غلام کو حجاب ہی مثل زلف دل کو پیچ و تاب ہی یہی رہ رہ کر خیال آتا ہی کہ مین لشکر سے کیون
جدا ہوا میرے جاتے ہی قیامت آگئی کس طرح یکایک عیار آگئے ہمارے آقا ایسے ہوشیار دریادلی
اونپر ختم تھی مزاج مین جوش و خروش صاحب مرتبہ ذیہوش کس طرح دام مکر مین پھنسے سحر تک نہ کرسکے تین
عیارون نے چالیس لاکھہ کا لشکر تباہ کردیا اگر اونکے سردار فرداً فرداً لڑتے سالہا سال معرکے پڑتے
لیکن کوئی لطف نپایا غلام کو شاق ہوا اپنے آقا کے قاتل کا مشتاق ہوا عین لشکر اسلام مین سے
گھس کر اس ساربان زادے کو گرفتار کیا بڑے بڑے ساحر جمع تھے میان باغبان و بلی سرحمنو
کاکل کشا وغیرہ کوئی بھی کچھہ نکرسکا اس شخص کو پکڑ لایا ای شہنشاہ یہ عیار جان لشکر اسلام ہے

دریافت کیا کہ یہ شخص بارہ برس سے شہنشاہ سے لڑرہا ہی اسی نے گنبد نور سے طلسم کشا کو رہا کیا یہی شہرداد دمین جاکر خداوند داؤد بنا وہ تدبیر کی کہ افراسیاب ایسے عقلمند نے لوح طلسمی اپنے ہاتھ سے دیدی پانچون حجرہ ہاے بابا ایسکی جستجو سے تمام ہوی غلام نے قصد کیا کہ اب سردارونکو مار ڈالون مجھے تو صرف قاتل مواج سے کام تھا اسیکو لیکر چلا آیا انہین سے کسی نے مجھسے مقابلہ نکیا اونکی حقیقت کیا ہی شہنشاہ جو اونسے لڑتے ہین رعایت کرکے سحر کرتے ہین اگر مجھکو حکم ہو تو ایکدن مین سبکو دیوانہ کرکے مارون طلسم کشا بھی موجود تھا وہ بھی ڈر کر رہگیا اپنے مقام سے نہ اوٹھا ورنہ مین گردن لیتا نیلم بہ نگاہ قہر عمرو کو دیکھ رہا ہی کہتا ہی اے طوفان اس بیچارے غریب پر طوفان لیتا ہی یہ کیا کسیکو قتل کریگا جھجھر ددن تو اوسکا دم نکلجاے طوفان نے کہا اسکو بہ نگاہ حقارت نہ دیکھیے افراسیاب کا قول ہی کہ عمرو عیار قاتل ساحران نامدار ہی صنعت سحر ساز کو دولہا بنکر مارا برات بنا کر لیگیا صنعت کو گھٹ کی موت مارا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی نامہ دارا افراسیاب بصد قہر و عتاب آکر پہونچا شہنشاہ نیلم کو سلام کیا نامہ ہاتھ مین دیا نیلم نے اوسکو پڑھوایا حالات مذکور مرقوم تھے ہر مقام پر تعریف عمرو عیار مرقوم ہی سب سے زیادہ یہ فقرہ لکھا ہی کہ اے شہنشاہ نیلم اس ظالم سے ہوشیار رہنا یہ کالا ناگ ہے دم بھر مین زہر اوگلتا ہی چالیس لاکھ کا لشکر مواج کا ایک شب مین تباہ کیا نیلم کے ہوش اوڑ گئے کہا طوفان اس دبلے پتلے نا تنیے مین یہ اوصاف ہین میری عقل کو حیرانی ہی یہ بیچارہ غریب محتاج کیا کر سکتا ہی عمرو نے کہا اے شہنشاہ فریادی ہین آپ لوگون کا غلام تابعدار شہنشاہ نے بیوجہ ایسے کلمات لکھے عمرو عیار اور کوئی ہوگا میرا نہ کوئی یار نہ کوئی دوست گا بجاکے دو چار پیسے مانگ کھاتا ہون میان طوفان قہر نگاہ نے دھوکا کھایا عمرو بیچارے غریب کو پکڑ لائے مین تو ساحری پرست ہون خداوند لقاے یارانہ قدرت کو بھی بیوجہ مجھپر غصہ آیا جاد ساحران لقب دیکر ہوشربا مین بھیجدیا تقدیر کردی کہ جاکر ساحرون کو قتل کرو آپ انصاف کیجیے اگر قدرت نہ بھیجتے قبض روح کا حکم نہ دیتے مین کیونکر مار سکتا تھا میرا تو یہ اعتقاد ہی مصرع کسی شاعر کا یاد ہی ع بے رضاے تو یکی برگ نہ جنبد ز درخت عدالت شرط ہی جب درخت بدون حکم خداوندی ہل نہین سکتا تو انسان کا قتل کرنا تو بڑی بات ہی عیاری ہی یا کرامات ہی کہان ملکہ صنعت کہان مین بیچارہ غریب وہ وزیر جلیل مین ایک فقیر ذلیل خود شہنشاہ نے صنعت کو قتل کیا ہوگا کہنے والے کہتے ہین دولہا بنکر آیا میرا ساٹھ برس کا سن ہوا

ہمیرا کنوارا بیٹھا ہی دل میں حسرت شادی ہی ماں باپ نے دولھا نہ بنایا کوئی آپ سے دولھا بنجاتا ہی
امیدوار ہوں مجھکو نوکر رکھیے کہیں شادی کرو دیجیے کہانیوالا ہوں دو چار طرح کے کام بھی جانتا ہوں شمع
ڈھالتا ہوں جب روشن کیجیے تماشا روشن ہو گل اوسکے دیکھ لیجیے پری نلیچ رہی ہو پیشہ رکابداری خوب
جانتا ہوں شیرینی بناؤں فصل بہار میں حلوا سوہن بناتا ہوں کچھ آئین باتیں شائین گاتا بھی ہوں
غزلیں دو رہون میں عیاری کیا جانوں تین روپیہ مہینہ دیجیے سب طرح کا کام لیجیے سازندوں کو بلوائیے
ایک غزل ایک ٹھمری سناؤں یہ باتیں سنکر نیلم کا دل نرم ہوا گانا سننے کی ہوس میں سرگرم ہوا طوفان
بول اوٹھا ای شہنشاہ آپ کیا غضب کرتی ہیں ایسا ہی ہم دیکھ اپنے مزاج کو مارا سارے نیلم حصار کو برباد
کرکے نکل جائیگا جس طرح شہنشاہ نے لکھا ہی اوسپر کاربند ہونا واجب لازم ہی اگر یہ سبکا افسر ہوتا میں
جان دیکر لشکر اسلام میں جاتا طلسم کشا کو نہ گرفتار کرکے لاتا حضور اسکے ہونے سے مہرخ و بہار کے چھوٹ
جائینگے شہنشاہ سے اصلاح کرینگی سب شہنشاہ کی لونڈیاں غلام اوسکے ساتھ ہوگئے یہ ظالم سحر بیان
ہے اسکی باتیں سماعت نہ فرمائیے نامہ بنام شہنشاہ قیوس تحریر کیجیے میں جاکر وہاں سپرد کر آؤں
اوسکے خلاف کیجیے گا تو شہنشاہ شکایت کرینگے انکا حکم ہے جسنے عمرو کو مارا اوسنے سارے طلسم
ہوشربا کو بچا لیا شہنشاہ نوبت بجوائیں دکار دو ستخوان ہو رہے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے عمرو فتاح
طلسم ہوشربا ہی اسنے بڑے بڑے کام کیے ہر معرکے میں نام کیے اسکو حقیر جانتے ہیں نیلم نے گھبرا کر کہا
قفس آہنی منگاؤ اوسکو بند کرو اپنے ساتھ ہی لے جاؤ جب تو عمرو کی زیرہ سی آنکھیں جوش و
خروش میں آئیں کہا او نیلم بہتر یہ ہی کہ مجھکو چھوڑ دے ورنہ تیری قضا آگئی میرا فرزند چالاک بن عمرو
تمکو قتل کریگا مہتر قران حبشی بندہ گران نظر کردہ بزرگان آکر ایک بندہ ماریگا کہ تمھارا سر گر کھا
پھر نگار رہے صنعت کیا چیز تھی میں نے بڑے بڑے ساحران غدار کو مارا زبرجد نگار میں خدائی زبرجد شاہ
کی شادی ماہ جادو کی میرے ہاتھ سے قضا آئی ہشمش کو دریاے قلزم میں گھسکر مارا طلسم ہوشربا میں
عشاق سبزہ رنگ ایسے بیبیا کو للکارا قید ہونا ہمارے واسطے بڑا فخر ہی جس ملک میں قید ہو کر گیا اوسی ملک
کو تباہ کیا وقت بربادی شہر نیلم قریب آگیا اب تو نیلم باتوں سی عمرو کی گھبرایا کہا ای طوفان یہ ساحر زبان
تو بڑا اثر ہی طوفان نے کہا حضور گھر کے گھر برباد کر دیے مکار عیار بے ادب فتاح طلسم ہوشربا لقب جبھی تو
شہنشاہ نے لکھا ہی کہ اگر یہ مارا گیا تو طلسم ہوشربا کوئی نہ فتح کرسکیگا خاص اسی کی ذات سی سارا فساد ہی

ہی مخمور بہار شہنشاہ سے رنجیدہ ہوکر نکل گئین کئی مرتبہ شہنشاہ نے پکڑوا بلوایا یہ عیاری کرکے چھڑا لیگیا جب سے سردارونکو غرور ہوگیا ہی ہر ایک کا یہی قول ہی کہ افراسیاب ہمکو قید نہین کرسکتا ہر طرح شہنشاہ زور ڈالتے ہین وہ لوگ کلام اصلاح درمیان مین نہین لاتے شہنشاہ ظلم نے کہا ای خیرخواہ اسکا جانا توسن حصاری پر مناسب ہے یہ کہکر قفس آہنی منگایا عمرو کو اسمین بند کیا اپنے ہاتھ سے قفل لگایا طوفان سے کہا تم ہی اسکی قید لیجاؤ ورنہ یہ ظالم راہ مین فساد برپا کریگا طوفان نے کہا فساد برپا کرنا کیسا جو کوئی اسکی قید لیجائیگا وہ اسکے ہاتھ سے مارا جائیگا صاحبقران تو کہتا ہی کہ قید ہونا ہمارے واسطے فخر ہے جس ملک مین قید ہو گئے اسکو خاک مین ملاتے ہین سوا میرے کوئی اسکی قید کو نہ لیجا سکیگا طوفان قہرنگاہ نے یہ کہکر قفس عمرو اوٹھالیا قید خواجہ کی لیکر طرف توسن حصار کے روانہ ہوا انکو بھی راہ مین چھوڑ دو ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان مصیبت بیان پہونچنا قید خواجہ عمرو کا زندان طلسم ہوشربا مین اور ملاقات ہونا بدیع الزمان و ملکہ تصویر و شہنشاد لاچین سے و حال اسد نامدار فراق خواجہ مین بے قرار ہوکر واسطے شکار کے جانا اور آوارہ ہوکر قید ہونا اور پہونچنا اسد کا تا بہ توسن حصار عجب داستان مصیبت خیز ہی ساقینامہ مصنف

ساقی دل غمزدہ ہے بیکل
میخانے مین مجھکو جلد لیچل
ہنگامۂ شور و شر عیان ہے
زندان طلسم کا بیان ہے
زندان طلسم ٹوٹتا ہے
قیدی سرسون کا چھوٹتا ہے
وہ قیدی مجلس مصیبت
سلطان لاچین پاک طینت
ساقی می بیخودی کا ہو دور
بنائے قلم کے اور ہی طور
اے شاہد طبع ناز دکھلا
غمزے بڑھ بڑھ کے آج کرنا
لکھنا ہے یہ داستان رنگین
بلبل بھی سنے بیان رنگین
گو بال کی کھال کھینچتا ہون
تصویر خیال کھینچتا ہون
صورت گر لفتۂ معانی
نقاش خیال خوش بیانی
بہزاد نگار خانۂ غم
تصویر کش فسانۂ غم
کرتے ہین رقم بحسن تدبیر
تقریر کی کھینچ رہی ہے تصویر
راوی خیال معتبر نے
کھینچے ہین بہ جستجو یہ نقشے
ساقی رندون مین نام ہو جائے
دشمن سے بھی انتقام ہو جائے
فوج مضمون پرے جمادے
ہان بارش ابر خون دکھا دے
گھنگھور گھٹا گھری ہوئی ہے
بجلی ہر بار کوندھتی ہے
رندو یہ وقت میکشی ہے
میخانۂ دہر مین خوشی ہے
کیا شغل شراب ناب ہوگا

دشمن کا جگر کباب ہوگا
ہر وقت سرور بادہ خواری
زندان طلسم کی خبر دے
اب لطف ملیگا سرکشی کا
پہلو کوئی قید کا نہ چھوٹے
رنگ مضمون کو ساتھ باندھون
صد شکر ہے وقت دفع کلفت

ہر بزم طرب کا دور ساقی
ساقی دل کو ہے بیقراری
لکھتا ہے قمر کو حال زندان
معدوم ہے ظلم شکل عنقت
کیا طایر فکر صید ہوگا
مین دزد حنا کے ہاتھ باندھون
ذکر غم و عیش بھی بہم ہو

اک جام سرور اور ساقی
ساقی دے جام نام کرلے
دشمن ہو ملول دوست شادان
محبس کا بھی سلسلہ نہ ٹوٹے
مضمون کا جو رقید ہوگا
اے طبع رسا دکھادے ہو دست
اس رنگ کی داستان رقم ہو

چہرہ مقیدان محبس اندوہ و مصیبت و بستگان سلسلۂ محنت و بدعت حال مصیبت مآل زندان طلسم ہوشربا سلسلۂ نظم و نثر مین یون منسلک فرماتے ہین شعر نگار ندۂ داستان فصیح :: رقم کرتے ہین یہ بیانِ فصیح :: گوہر آبدار سخن کو زیب گوش سامعان ذیہوش کرتے ہین کہ جب طوفان قہرنگاہ قفس مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار یکہ طرار کوہ نیلم سے لیکر بلند ہوا خواجہ نے نگاہ اوٹھا کر دیکھا جابجا جنگل ویران میدان سنسان صدا پہاڑ معلوم ہوتا ہے نام آبادی معدوم اوس صحراے ہول خیز مین صداے جغد و بوم بھی نہین آتی بونڈلے گرد کے اڈ رہے ہین درخت جابجا جلے ہوے شاخین بار ہے کف افسوس مل رہے ہین ریتی کا میدان انتہا کا ویران جو آجاتا قفس آہنی مین تڑپے جاتے ہین جب جھونکا ہوا کا چلا جسم پھنک گیا تمام بدن پر آبلے پڑے جھونکے ہوا کے آپسمین لڑتے ہین کسی جانب اگر نگاہ اوٹھ گئی تو دیکھا دریاے قہار موج مار رہا ہے مچھلیان گرمی کی شدت سے ریت مین لوٹ رہی ہین ریگ ماہی بنگئین طوفان دن بھر اڑا شام کو دور سے ایک قلعہ معلوم ہوا وہ قلعہ برنگ لاجورد جسکے سامنے رنگ لماس گرد برجون پر ہزارہا جادوگر پھر رہے ہین طوفان قفس لیکر زمین پر اوترا ساحران شہر دوڑ پڑے کبود دانۂ درچشیم کو خبر ہوئی کہ طوفان وزیر شہنشاہ نیلم ایک قفس لیکر آیا ہے واسطے استقبال کے بارگاہ سے نکلا دونون آپس مین گلے ملے کبود نے قفس کو دیکھکر کہا اے برادر یہ جل پانس کو کہان لے چلے طوفان نے کہا اے کبود اس ظالم نے ہزارہا گھر بے چراغ کردیے کتاب سامری مین پڑھا ہوگا عمرو عیار قاتل ساحران نامدار اسنے مواج کو مارا کبود طوفان کو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا مقام صدر پر جگہ دی کہا لاؤ اسکو قید خانے مین بھجوادن

طوفان نے کہا مین اسکو اپنی نگاہ سے اوجھل نکرونگا یہ وہ شخص ہے کہ شہنشاہ طلسم ہوشربا کا قول ہے
اگر اسکا قدم ہوشربا مین نہ آتا کسکی مجال تھی ساحران ہوشربا سے آنکھ ملاتا مقابلے مین شہنشاہ کے
اسنے بارہ لاکھ کا لشکر جمع کرلیا چار سے سرداران شہنشاہ اپنے شریک کرلیے مین ایسا ساحر زبردست
تھا کہ جو اس سکار کو گرفتار کرکے لایا مینے اپنے اوپر آب و خورش حرام کیا شب بھر جاگ کے بسر کرونگا قفس
لیے بیٹھا رہونگا کبود نے کہا اسقدر خوف ہے معین و مددگار رہو اسکا کوئی آ نہین سکتا طوفان نے
کہا اگر ارسطو ہو تو یہ اوسکو بھی ہوگا دے خواجہ قفس مین یہ معاملات سن رہے ہین سر
جھکائے بیٹھے ہین دل سے کہتے ہین اے خواجہ اس ظالم کے پنجہ بدعت سے کیونکر رہائی ہوگی ذرا بھی
یہ چوکے تو مین عیاری کرون یہان طوفان شب بھر جاگا قفس خواجہ کا اپنے ہاتھ مین بہوشیاری
لیے ہوے بیٹھا رہا بوقت سحر کبود سے رخصت ہوا پھر اسی طرح بلند ہوا دن بھر اوڑا شام کو قلعہ فیروز
نگار مین اوترا ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش کو خبر ہوئی طوفان کا آکر استقبال کیا اسنے بھی حیرت مین
آکر پوچھا تمھارے تکلیف فرما ہونیکا اے طوفان کیا باعث ہوا طوفان نے تمام کیفیت بیان کی
رات بھر جاگ کے بسر کی قفس عمرو کا ہاتھ سے نہین رکھا پھر صبحکو چلا شام کو دور سے ایک قلعہ دیکھا
پہلوے قلعہ مین آگ روشن ہے ابر دھوان دھار قلعہ پر چھایا ہوا حاکم یہان کا ساحر بدخو دخان سیہ رو
برای استقبال آیا اسیطرح طوفان نے چھ منزلین طے کین ساتوین دن دور سے ایک قلعہ معلوم ہوا
دو منزل کے گردے مین حصار قلعہ نہایت مضبوط و مستحکم لاکھون جادوگر کا پڑاو بیرون قلعہ جادوگرنیان
حسین خوش تصویر شہر آباد دوکانین پختہ عمارتہاے وسیع قصرہاے رفیع طوفان قفس لیے ہوے قلعہ مین
داخل ہوا عمرو نے قفس سے دیکھا تخت پر ایک ساحر تاج شہریاری بر سر لباس بھاری پہنے ہوے بہ کبر و
نخوت تمام وہ بدانجام تخت پر بیٹھا ہے دربار مین سات سے ساحر زبردست دنگل ہاے آہنی پر
بیٹھے ہین کسی کے دنگل مین شیر کا چہرہ کہ اصل مین وہ شیر منہ کھولے ہوے ڈکارین لے رہا ہے کسیکا
دنگل بصورت اژدر مہیب منہ سے اژدر کے قلابہ آتشین نکل رہے ہین تازیانے ماران سیاہ کے ہاتھ
مین صورتین انکی توا سیاہ لباس سیاہ دل بغض و حسد مین کامل اس دربار کو دیکھکر عمرو کے ہوش
اوڑ گئے کانپنے لگا طوفان نے توسن کو سلام کیا طوفان خیر تو ہے آپ لوگون نے بالکل ملاقات
ترک کردی شہنشاہ بیوجہ نامہ بھی نہین لکھتے طوفان نے نامہ شہنشاہ نیلم کا ہاتھ مین دیا توسن نے

پڑھا توسن منھہ کا ٹرا بول وہٹانی بات ہی جو بلائین میرے گھر مین ہین اونھین کی حفاظت نشوا تجھی
فرزند حمزہ کو کس لطف سے قید کیا آج تک خبر نہین پائی اب عمرو ایسے شخص کو میرے پاس بھیجا کیون آئے
طوفان شہنشاہ ہیلم کے گھر مین ایک آدمی کے قید کرنیکی جگہ نہتی تمکو بھی ناحق پریشان کیا یہ آ
دور و دراز تمکو طے کرنا پڑی اتنو موقع وہان نہین ہی کہ مین اس ظالم کو قید کردن طوفان نے کہا آپ کے
اعتبار کی شہرت ہی افراسیاب کا یہ قول ہی کہ اگر شہنشاہ توسن مجھسے میل نکرتا سلطنت طلسم
ہوشربا دستیاب ہوتی توسن نے کہا شہنشاہ کی مہربانی سلطنت سنبھل نہین سکتی چند لونڈی غلام بگڑ کر
اونپر غالب نہین ہو سکتے مینے سنا کہی سو ملک قبضے سے نکل گئے طوفان کو دنگل بیٹھنے کو دیا طوفان
نے کہا اے شہنشاہ صاف تو ہی یہ کہ ہم لوگون نے جبسے سنا ہی ہین شہنشاہ لاچین کو مٹایا اور قید کرایا اسکا او
لطف بنایا او سیدہ آن چین ملا ہر وقت خوف جان بربادی ایمان اوسی کا یہ باعث ہوا کہ چند کس
بگڑ گئے انکا سنبھالنا دشوار ہے کیون اے طوفان تنے بھی سنا حجرہ ہاے بلا ہٹے یا قوت سخندان
ایسی ساحرہ قتل ہو وے شمع حیات شعل گل ہو تاریک شکل کش ظلمات عدم کو جائے شہنا نواز
اپنے راگ سے بھنس جائے اختناق جادو بیمار ہو کر مرے یا قوت سخندان خون تھوک کے مرے
ایک یہ بدمانس طلسم ہوشربا پر غالب آئے لے طوفان تم قید عمرو کی لیجاؤ مین زندان خانہ طلسمی
مین اسکو نہ لیجاؤ نگا مین نے کتاب سامری مین دیکھا کہ ایکدن زندانخانے پر بھی تباہی آئیگی اوس
دن زمین توسن حصار تھرائیگی ہر چند کہ انتظام مابدولت کا ایسا ہی کہ آج تک کوئی نہین آگاہ ہوا
کہ راہ زندانخانہ طلسم کس طرف سے ہے بوزینہ ابلق سوار ساحر نامدار برائے حفاظت زندان طلسم قرار دیا
ہی اے طوفان عرصہ بیس برس کا گذرا کہ بوزینہ اپنے گھر نہین آیا اوسی مقام پر رہتا ہے جفائے
غریب الوطنی سہتا ہے کیا مجال کہ ہوا بھی اوس مقام تک جا سکے لے طوفان قہرگاہ مین آج تک
کسیکو زندانخانہ طلسمی مین اپنے ساتھ نہین لیلیا خود ہی جاتا ہون قیدیون کو دیکھہ آتا ہون طوفان
نے کہا اسی باعث سے تو افراسیاب نے یہ حکم دیا کہ اس ظالم کو خدمت مین شہنشاہ توسن کے لیجاؤ
ایسا معتبر کون ہی یہ شخص بھی اوسی قیدخانے مین تڑپ تڑپ کر مرگیا یہ حالات سن سنکر خواجہ کے
ہوش اڑے جاتے ہین طوفان نے قفس توسن کے ہاتھہ مین دیا طوفان توسن سے رخصت ہوا
اوس وقت عمرو کی بیقراری کہ جو قید ہماری لیکر آیا تھا وہ صحیح و سالم جاتا ہے بہت ہی ناگوار ہوا

عمرو نے بیقرار ہوکر کہا او طوفان تو تو جاتا ہے ہم یہین رہے جاتے ہین بڑا افسوس ہی کہ تو زندہ چلا
لیکن بے اطوفان یاد رکھنا مجکو علم نجوم مین بھی دخل ہی قید میری یہان بیوجہ نہین آئی ہی میان
توسن پر ضرور سواری گانٹھونگا دہانہ خاردار چڑھاؤنگا تازی بات ہی کہ منھہ زوری بھول جائینگے
قدم نہ اوٹھا سکینگے بگٹٹ بھاگینگے پوئی پر انکو لگاؤنگا دانہ گھاس کھلاؤنگا تھان کے ٹرے ہین
عمرو نے ضلع ذو معنی کا تار باندھ دیا ضلع جگت فصیحان عرب کی صحبت اوٹھائی ہی اکیدن ملکون
ملکون پھرا کوئی بات اوٹھا نہ رکھی توسن جادو یہ بات سنکر غصے مین آیا کانپنے لگا کہا او ساربان زادے
مجھکو افراسیاب شہ جاننا میری قید سے تا قید حیات رہائی نپائیگا تڑپ تڑپ کر مرجائیگا ایسے مقام پہ
قید کرون پردۂ ظلمات کو بھی بھول جائے دن اور رات کا تمیز نہو طائر روح قفس جسم خاکی مین پھڑکے
کھانا پینا کیسا عمرو نے کہا او توسن ٹٹوے تجھمین سب طرحکا عیب ہے حشری کمری کہنہ لنگ شبکور
ستارہ چشم ایسے جانورون کو راہون مین پہیکر مارتا ہون یہ سنکر توسن اوسیوقت اوٹھا قفس عمرو
کا ہاتھہ مین لیا کہا اچھا او ساربان زادے اب اس منھہ زوری کا مزا اوٹھاؤگے موت مانگیگا اور موت
نہ آئیگی طوفان کو تو خلعت دیکر رخصت کردیا توسن نے قفس اوٹھا کر پرپرواز پیدا کیے اوڑکر آسمان پر
گیا برابر کہکشان فلک کے پہونچا متوجہ ہوئے عمرو بیہوش ہوگیا نہین معلوم کہ توسن جادو زمین
پر رستہ چلا یا آسمان پر اوڑکر گیا بعد عرصۂ دراز کے جو عمرو کی آنکھہ کھلی دیکھا ایک مکان تنگ و تاریک
مثال مین پردۂ ظلمات ہی بلکہ تاریکی پردۂ ظلمات اوسکے سامنے مات ہے یہ نہین ثابت ہوتا کہ زمین ہی
یا آسمان اندھیرا دیکھکر عمرو اپنی زندگی سے حیران دیوار و در ثابت نہین ہوتے چھت سے مٹی گر رہی ہے
کروبان کڑکتی ہین عمرو گھبراگیا اندھیرے مین قلب ٹھراگیا قفس مین سر دیکے مارتا ہی چاہتا ہی طائر
روح قفس جسم خاکی سے نکل جائے کبھی سر ٹپکتا ہی کبھی چیختا ہے یہ شعر اس بیقراری مین پڑھتا ہی فرد اسکی
تقصیر نہین دشمن جان دل ٹھہرا ٭ مارنے کا ہیکو مارا یہی قاتل ٹھہرا کبھی پکارتا ہی ای رحیم ای کریم عمر بھر
تیری راہ مین جہاد کیا کس بلا مین آکر پھنسا ارے یاروسیان کوئی زندان بان بھی ہی مجھہ ایسے قیدی کا
نگہبان بھی ہی ارے نگہبانو آواز سناؤ یہ طایر وحشی تو گرفتار ہے بیتاب بیقرار انسان یا حیوان کی آواز کا
جویا ہی ایسا اندھیرا ہی کبھی نہ دیکھا تھا یہ تو آفتاب کبھی یہان کا ہیکو پڑا ہوگا شمع و چراغ کیسا ای داغ دل
تو ہی روشن ہوجا ای آہ دل روشنی دکھا ای حرارت قلب شعلہ چمکا ہاے کیا کرون عمر سے زیادہ تنگ ہو

تاریک ہی گور یہود سے مثال ٹھیک ہی کسقدر عمرو تڑپا چیخین مار مارکے رویا سر سے خون جاری ہوا آخر کو غش آگیا عرصہ دراز تک بیہوش رہا نہین معلوم کتنے عرصے کے بعد ہوش آیا آخر نگاہ قایم ہوئی آنکھین پھاڑ کر دیکھنے لگا موافق مضمون اس مطلع کے عمرو کا یہ حال تھا مطلع آنکھ جسپر پڑگیی دیوانہ و بیباک تھا ؛ پھاڑکر آنکھین جسے دیکھا گریبان چاک تھا ؛ اب جو عمرو کی نگاہ قایم ہوئی دیکھا اس قید خانہ مین سناٹا تین قفس اور لٹک رہے ہین ایک قفس کلان مین ایک تاجدار نحیف و ضعیف چہرے سے فرو شوکت و دبدبہ ظاہر تاج سر پہ ٹوٹا ہوا بال بڑھے ہوے رگین جسم کی نکلی ہوئی کمر مین خم پریشان و مضطر سر جھکائے ہوے قفس مین بیٹھا ہی اوسکے پہلو مین دوسرا قفس اوسمین ایک جوان رعنا حور شمایل چہرۂ آفتاب تاباں جیسے وقت زوال آفتاب کا رنگ زرد ہوتا ہی بال سر کے وبال جان آنکھون مین حلقے چہرے پر زردی ساغر چشم اشکو نسے لبریز صورت سے ثابت ہوتا ہی کہ بادشاہ جلیل و دوست مونس نہ کھنل لباس پارہ پارہ حیران و مضطر آگین جسم کی جان نگین سرخم بھوک پیاس سے بیدم تیسرے قفس مین ایک مہ جبین غنچہ دہن سیمتن رشک چمن کمسن بال پریشان ہاتھ مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان جس طرح وقت خزان ہوائے گرم سے پھول کمھلاتا ہی اس طرح چہرہ زرد آہ سرد دل پر درد سے کھینچتی ہے اوس مہ جبین نے اوس جوان سے کہا صاحب ذرا آنکھین کھولو بات کرو دل گھبراتا ہی آج اس زمان مصیبت مین اور کوئی گنہگار آکر قید ہوا اسکے صدمے سے دل ٹکڑے ہوتا ہی ہر ایک کی مصیبت پر دل روتا ہی اپنا حال موافق ان اشعار کے ہی نظم

جنون پھر ہمکو ایام بہاری کی خبر دیگا | بہار کیا دگل جیلے گریبان پھاڑ دیگا | ابھرا قاصد ونسے ہوکی مہت ہوای جلال اپنا
جو خود ہی بیخبر ہے دور کے وہ پھر کیا خبر دیگا | اس درد سے اوس مہ جبین نے یہ اشعار مصیبت خیز پڑھے اوس جوان نے

بہ مشکل سر اوٹھایا ایک آہ کی کہ زمین تھرا گئی جواب دیا اے صاحب کیا جواب دین کیا منہ سے بولین کس مصیبت مین فلک نے گرفتار کیا حال دل کس سے کہین تمکو کیا کہکر سمجھائین تمکو کیونکر تسکین دین اس قفس سے طایر وحشی ہنکر کیونکر تمکو لے اوڑین اپنی مصیبت تمھاری حسرت آٹھ پہر قلق کلیجہ مصیبت سے شق جی چاہتا ہی اس قفس مین سر ٹکرا کر جان دین دم نہین نکلتا روح قفس جسم مین گھبراتی ہی نہین معلوم کہ وہ کونسی ساعت تھی کہ دل تمھارا لیتے او سمجھا ہم تمھارے دام گیسو مین گرفتار ہوے ایکدن فلک نے چین نہ لینے دیا راتین ہجر کی ہزارون کاٹین روز وصال آج تک نصیب نہ ہوا قفس لیکر اس قفس مین آئی ہے زندہ نکلنا دشوار ہے جب روح قفس جسم خاکی سے نکلیگی تب اس قفس اصلی سے بھی رہائی پائینگے جنازہ

ہمارا کون اوٹھائیگا ہر چند کہ صاحب تم بخوبی واقف ہو پروردگار نے اس خاندان مین پیدا کیا کہ تمام دنیا کے لوگ بر آرے حل مشکلات اس دولت پر حاضر ہوتے ہمارے بزرگون نے جسکو جس مصیبت مین جہان پایا اوسکو قید مصیبت سے چھڑایا اس گرفتار مصیبت کی خبر لینے کوئی نہ آیا ہمارے نوشتہ تقدیر کو کسینے نہ پڑھا منشی تقدیر نے خط شکست مین ہمارا انجام لکھا کوئی اس نوشتہ تقدیر کو مٹا نسکا ع وائے بر ما و گرفتاری ما عمرو نگوش ہوش یہ کلمات دونون عاشق و معشوق کے سن رہا ہے دونون سر ٹکراتے ہین کلام سے ثابت ہے کہ دونون آپس مین عاشق شیدا ہین بال نہ مبتلا ہین ایک کو ایک سے رغبت ہے ایک ایک نگاہ محبت دیکھ دیکھکر سر ٹکراتا ہے اوس نازنین نے اس جوان حسین کا جواب مصیبت خیز سنکر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا صاحب اپنی تو یہ کیفیت ہے نظم

مجنون ترا خانہ بہ ویرانہ عشق است
گر محرم رازست کہ بیگانہ عشق ست
تسکین ندہد آب حرارت کش می را
در پردہ نہان بلبل و پروانہ عشق است
از سینہ برون آر و تہ خاک بر افگن

ہر جا کہ وطن ساخت جنون خانہ عشق است
گر زہر ہلاہل خورد آن آب حیات است
این شعلہ جانسوز ز خمخانہ عشق است
در انجمن شوق نیاید رہ مقصود
مخفی دل افسردہ کہ بیگانہ عشق است

ہر کس کہ تکلم لب از زہرہ بکشادہ
آنرا کہ بدل نشہ پیمانہ عشق است
ہر ذرہ موجود کہ در ملک وجود است
دیوانہ صفت ہر کہ بویرانہ عشق است

یہ اشعار پڑھکر وہ نازنین زہرہ جبین گرفتار دام مصیبت پابند سلسلہ مودت سر ٹکرا کر خوب روئی اور کہا اے شہریار ذرا سر اوٹھا کر ملاحظہ فرمائیے آج ایک قفس اور کسی مصیبت زدہ کا اس قید خانے مین آیا ہے وہ نوجوان مضطر و پریشان طرف قفس عمرو کے پلٹا پوچھا اے شخص تو نے کیا خطا کی جو اس زندان مصیبت مین آکر پابند ہوا یہانکے حاکم کا واسطے ملازم ہے کچھ بے اعتدالی ہوئی کہ زراعت عیش و راحت معرض پامالی ہوئی لیکن جو قیدی قید ہوگا اسکے واسطے ایک میعاد ہے ہماری میعاد تا قید حیات تیرے دوست احباب سفارش کرینگے اس زندان مصیبت مین نرہنے دینگے لیکن اے گرفتار دام مصیبت و اے پابند سلسلہ غم و محنت ہم مصیبت زدون پر بھی کچھ احسان کرنا خدا انجام بخیر کریگا دامن تیرا گوہر مراد سے بھر یگا اگر رہائی پانا ایسا نشان بتا دین کہ فوراً وہان پہونچ جائیگا ہمارے عزیز اقارب بھائی فرزند اس قدر رو دینگے کہ دامن آرزو تیرا بھر جائیگا پھر کبھی ہوس دنیا نہوگی یقین تو ہے کہ جسوقت تو اوس باغ لشکر مین پہونچیگا ہزارون آدمی تیرے جمال کے مشتاق ہوکر دوڑینگے پردہائے چشم مین جگہ دینگے جسوقت ہمارے بزرگون کو حال معلوم ہوگا کہ ہمارے فرزند کی خبر لایا ہے خلق سے پیش آئینگے بارگاہ سلیمانی مین اپنے ساتھ لیجائینگے

ہمارے قبلہ وکعبہ لرزۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان مسخر کن بحر وبر سرکوب
دیوان قاتل کافران یقین ہو ملک تجھکو جاگیر ہین دین قوت بازو ہمارا برادر یجان برابر شیر بیشۂ فرنگستان
صاحب عظم وشان ہزبر دشت جرات نہنگ دریائے ہمت رستم بیلتن کشندۂ فوئیل ہندی قاتل
کپتیان فرنگی خبر دریافت کرکے اوسیوقت جستجو مین نکلیں یخ شیم ہمارا آفتاب عالمتاب شوکت وقت لیا
ماہ برج آسمان جلالت شاہزادۂ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاور سپاہ صاحب عز وجاہ سنتے ہی اسی
ہوس مین نکلے کہ اپنے عم نامدار کو جاکر رہا کرون دشمنون کو مٹا دون نور نظر پارۂ جگر ہمارا گل گلزار
خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان وسلمانان برہم زن لشکر زمردۂ بے ایمان شاہزادۂ نور الدہر خود آ
قبضے پہ ہاتھ ڈالے جوش وخروش مین آگیا تو سن حصار مین قیامت برپا کرے اگر شاید یہ لوگ بعد آ
جانکر رک جائین تو اے شخص تو ایک کام کرنا روح لشکر جان لشکر کو دریافت کرنا ایک ایک سے پوچھنا کہ
آفتاب عالمتاب اوج عیاری وقطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو نامدار ہمارے عم عالی وقار
کو دریافت کرنا اونکا دامن تھام کر کہنا کہ عمرو نامدار آپکا غلام زندانخانہ توسن حصار مین پڑا ہے افسوس ہے
کہ آپنے بھی اوسکی خبر لی یہ کہکر وہ نوجوان قفس مین سر ٹپکنے لگا اور کہا کہ اے شخص وہ نیکا مقام ہی دنیا
مقام عبرت ہے نہ جائے عشرت جسکے ایسے خورد وبزرگ جہانگیر صاحبان تدبیر جرات مین بے نظیر صف شکن
تیغزن مسخر کن بحر وبر ہون وہ اپنے گم گشتہ وادی حرمان کی خبر نہ لین تقدیر مین ہمارے یہ مصیبت لکھی تھی
افسوس ہے کسی نے اتنا خیال نہ کیا کہ ایک نالائق غائب ہوگیا اوسکو تلاش کرین اے شخص برائے
خدا اگر ان سب صاحبون مین سے کوئی صاحب قصد نکرین تو قلعہ فردالامان حصار دریافت کرکے اوس در
دولت پر حاضر ہونا محلدار سے عرض کرنا کہ ملکہ گردیا بانو صاحبہ سے عرض کرو کہ آپکے غلام کی قیدکی
خبر لیکر ایک شخص آیا ہے دریائے مہر مادری جوش ماریگا یقین ہے کہ نقاب ڈالکر محل سے نکل آئین تجھسے حال
مصیبت پوچھکر صاحب جرات ولیاقت ہین تلاش مین خود نکلین اسطرح جو اوس نوجوان نے بیان کیا
عمرو کا قلب الٹ گیا غم سے کلیجہ پھٹ گیا کہا اے نوجوان اے پابند مصیبت گرفتار دام محنت اب تیرے
کلمات حسرت آیات کے سننے کی قلب مین طاقت نہیں ہے برائے خدا جلد آگاہ کر نام نامی ظاہر کردے کہ دل کو
تسکین ہو یہ ہو ر مثال کیون تیرے ساتھ قید ہوئی تو کیونکر اس بندہ ان پر آفت مین آیا ان سب صاحبون
سے کیا رشتہ ہے نگاہ میری بھی کسیقدر تیری صورت سے آشنا ہے لیکن یہان اس قدر اندھیرا ہے لشکر تاریکی وظلمت

نے گھیرا ہو کہ اچھی طرح نگاہ نہین جمتی یہ آواز بھی کبھی سنی ہی مجھہ بدنصیب کا نام تو اپنے بزرگون کے ضمن
مین لیگیا للہ جلد نام ظاہر کر تیری مصیبت دیکھکر اپنی حسرت کو بھی بھول گیا دل داغدار ہوا قلب بیقرار
ہوا عمرو نے چلاکر جو کلام کیا اوس جوان نے بلبلا کر کہا اے عم عالی وقار آپ شاید خواجہ عمرو نامدار ہین
افسوس گو دیون مین پالا شوکت و لیاقت عطا کی ہمارا یہ حال ہی کہ آپکو ہمارا پہچاننا محال ہی یہ تو
مفصل کہدیجیے کہ حقیقت مین مینے آواز کو پہچانا آپ قوت بازوے صاحبقران سر بریدہ جادوگران
باج ستانندہ ریش کافران قلعہ گیر بے جنگ خواجہ عمرو نامدار ہین مجھہ بدنصیب کا نام مقام افسوس ہے
کہ آپ دریافت کرین نشو و نما آپکی تمنا مین پائی عزت و آبرو مرحمت فرمائی بدیع الزمان میرا نام ہے
یہہ جبین مصیبت نصیب عیش و راحت سے دور غم و الم سے قریب ملکہ تصویر دختر شہزادہ حاکم
صحراے طلسمی ہے آپکے سامنے تالاب سے نکل کر اژدرا اوٹھا لایا تھا لشکر اسلام مین آپنے ایک ایک خدمتگار کی
مدد کی لیکن اپنے غلام کی خبر نہ لی یہ سنکر عمرو نے ایک آہ کی کہ دھوان منھہ سے نکلنے لگا سوز غم و الم سے
ہر ایک استخوان جلنے لگا کہا ہای بیٹا بدیع الزمان تو اس قیدخانے مین قید ہی ای تصویر تیرا کیا نقشہ
ہوا تیری باتون نے کلیجے کے ٹکڑے کر دیے ای نور نظر اے آرام جان ای فرزند بدیع الزمان بیٹا تم کیا
حکایت و شکایت کرتے ہو یہ نالائق جب تمھارے ساتھہ سے بچھڑا اور لشکر اسلام مین پہونچا حال مصیبت ناک
تمھارا بیان کیا باپ تمھارے سر ٹکراتے تھے بھائی جان دینے پر آمادہ تھے بیٹا تمھارا صاحب شوکت
و لیاقت نور الدہر چاہتا تھا اپنا گلا کاٹ ڈالون آخر بعد ہنگامۂ بسیار یعنی دوپہر تک کسیکے ہوش
درست نہ تھے آخر فرزندان بزرجمہر کو تمھارے باپ نے طلب کیا اون ستارہ شناسان کامل نے حکم لگایا کہ
بدیع الزمان قید ہو کر طرف طلسم ہوشربا کے گئے اب وہ بعد عرصہ دراز رہا ہونگے فتح طلسم نام پر
اسد غازی کے نکلتی ہے تم تو مزاج سے اوس دیوانی کے آگاہ ہو تمھارا ہمشیر زادہ اوسیوقت محل مین
گیا اپنی مان ملکہ زبیدہ شیرگیر سے رخصت ہو کہا مامونجان کی بحالی کو جاتا ہون تمھاری بہن نے جواب دیا
لے فرزند مینے تمکو اپنے بھائی پر نثار کیا جب واپس آنا تو بھائی کو ساتھہ لیکر آنا ورنہ مجھے منھہ نہ دکھانا
وہ شیر بیشۂ جرات اپنے قزاقون کو ساتھہ لیکر چل نکلا خواجہ زادہ نے کہا پانچ عیار ہمراہ اسد نامدار
جائین اے نور نظر مینے اپنے ساتھہ مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیردل و مہتر قران کو
ہمراہ لیا جستجوے طلسم ہوشربا مین نکلا اسد نامدار شہر نایرسان مین پہونچا راہ مین اوسکے قزاق آئے

اٹھارہ امیرزادے کسی مقام پر قید ہوگئے اونے جاکر شہر نا پرسان مین کھلبلی ڈالدی کوتوال شہر کو
مارا حیرت جادو زوجہ شہنشاہ طلسم کہ اوس شہر کی تھی اونے فولادی تپلا بھیجکر اسد کو گرفتار کرا منگایا
صحراے حیرت مین اس شیر کو قید کیا کیا اے فرزند ایسا ہوسکتا تھا کہ تم اس مصیبت مین پھنسو اور کوئی
خبر نہ لے بوجہ طلسمیت مجبور و ناچار ہوے یہ بھی تم بخوبی آگاہ ہو کہ صاحبقران ہمیشہ سے فکر قتل
لقا مین مصروف ہین لقا کو سلیمان عنبرین موے کوہی خراج گذار افراسیاب نے دامن پناہ دیا افراسیاب
کو نامہ لکھہ بھیجا ہوشربا سے ساحر گئے صاحبقران انکے مقابلے مین پھنسے اسد پر مہ جبین الماس پوش
دختر افراسیاب عاشق ہوئی صندل جادو حاکم صحراے حیرت کو قتل کرایا درد سر مٹایا اسد کو لے بھاگی
مین بھی لڑتا بھڑتا راہ مین عیاریان کرتا ہوا بعنایت پروردگار سرحد طلسم ہوشربا مین قریب شہر خمون یا
پہونچا ملکہ مہرخ سحر چشم نانی مہ جبین کی اول ہین آکر شریک ہوئی قریب پشتۂ رنگین حصار اس شکر
قیل کو لیکر مین فروکش ہوا افراسیاب کو خبر پہونچی اونے ساحر بھیجنا شروع کیے بعنایت پروردگار جاے
سرداران افراسیاب عیاری کرکے شریک کر لیے اسد نامدار کو افراسیاب نے مع مہ جبین گنبد نور
پر قید کیا سات برس وہ شیر قید رہا مین لڑتا رہا بعد سات برس کے اسد کو گنبد نور سے چھوڑایا تلاش
لوح طلسمی مین مصروف ہوا جاکر باغ سیماب فتح کیا گلدستون سے اسد نے چاہا کہ لوح کو لے افراسیاب
بادشاہ قاہر و جابر بڑا زبردست ساحر ہے لوح کو اوٹھا کر لیگیا مینے اسی غصے مین اسد کو کلمات سخت
و سست کہے وہ جان دینے پر آمادہ ہو قریب شہر داؤدیہ پہونچا خدا کی عنایت سے اسد نوجوان نظر کردۂ
بزرگان صاحب اقبال حسین و جمیل دختر داؤد جادو ملکہ لالان خونقبا اوٹھا کر اسکو اپنے باغ مین لیگئی
مین ڈھونڈھتا ہوا سرحد داؤدیہ مین پہونچا داؤد جادو خداوند طلسم ہوشربا تھا اوسکی صورت بنکر
لوح لی راہ مین کئی شہر فتح کیے ای نور نظر پھر لوح قبضے سے نکل گئی مینے حیرت جادو کی شکل بنکر افراسیاب سے
حال لوح دریافت کیا معلوم ہوا دربند مہر و ماہ پر لوح ہے ای فرزند لڑتا ہوا اسد کو زنبیل مین ڈالکر طلسم صندل
پر پہونچا اسکو بھی فتح کیا اس جاکا ہی سے اسد نے لوح پائی دربند مہر و ماہ فتح ہوا لیکن وہ لوح چند ساعت پاس اسد
کے رہی مکار جادو ملازم افراسیاب اسد کو دھوکا دیکر لوح لیگیا اسد کو افراسیاب نے پکڑوا بلایا باغ ملکہ
زلیو محمل نشین مین جاکر مصروف جنگ ہوا حجرہ ہاے باغ کھلے مشعل نے اپنی روشنی دکھائی اس ملعون کو بھی
تاریک شکل کش دایا افراسیاب کی آدم خوار ساحرہ عذار تھی اسکو بھی قتل کیا اہالیان طلسم نور افشان کو

نے ملالیا کوکب روشن ضمیر بادشاہ طلسم نور افشان اسکی دختر پریان شمشیر زن خوب خوب لڑی دریا خون رواں کو مٹایا حجرہ ہا بلا بھی عنایت سے پروردگار کی تمام ہوئی الحال سواج بن گرداب آدم خوار وزیر شہنشاہ نیلم کوہ نیلم سے اوترا مینے برق وضرغام سے جاکر اوس بہجیا کو شب مین مع لشکر قتل کیا طوفان قہر نگاہ وزیر سواج مجھکو لشکر سے پکڑ لایا کوہ نیلم پر میری قید پہونچی اوس نے بہجیا مجھکو قید کرکے یہاں روانہ کردیا ای نور نظر اسوقت روح کو راحت و قلب کو سرور ہوا کہ مین قید ہوکر تیرے پاس پہونچا آج بعد مدت دراز کے تجھکو دیکھا ای فرزند تیری جستجو مین بارہ سال گذری مگر اے شیر بیشہ جرات والدنا مدار تمھارے قوت بازو تمھارے بھائی وغیرہ فرزند دلبند تمھارا سنب مجبور و لاچار ہین طلسم ہوشربا مین نہین آسکتے مینے اب قید مین وہ مقامات دیکھے بڑی بڑی درندہ سبع بیچ مین حائل ہین لاکھون ساحران شہر و نمین ہتا ہی کوہ عقیق سے ہوا کا آنا بھی دشوار ہے ورنہ ابتک پانچہزار پانچ سو پچپن سردار سب طلسم ہوشربا مین ہوتی ای نور نظر یہ تیسرا قفس کس مرد مصیبت زدہ کا ہے اوسکا بھی حال سننا چاہتا ہون یہ سنکر وہ بادشاہ بینظیر چیخ مار کر رو دیا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری مجھ بدبخت کا نام ونشان نہ پوچھو آپنے درمیان مین ذکر تو کیا مین اپنا نام کہا تا ہون اپنی زندگی سے بیزار ہون نہایت مجبور و لاچار ہون جب مضمون ان اشعار آبدار کے حال مصیبت مال ظاہر ہوئیگا نظم

مین یونہی اعقوبت قاتل سے دل اچاٹ
قاتل ہوا تھا یہ باطل سے دل اچاٹ
کیونکر کٹینگی بعد عدم کی شقتین
کیونکر ہو کوئی تیری مقابل سے دل اوچاٹ
حسرت مری گلوی بریدہ کی کم نہین
عاشق نکیون ہو دور اثامل سے دل اچاٹ
مسکن کیا نگاہ نے رخسار صاف پر
ہو کیون ایسی کشت کے حاصل سے دل اوچاٹ
نفرت ہے اسقدر مجھے گھر کے نشان سے
ہو نیلگا ہجوم عنادل سے دل اچاٹ
کسکو دماغ ہے جو سنے شکوہ ہا گل
ہو جسطرح کوئی کسی مشکل سے دل اچاٹ
فرقت مین مجھکو آتش بید ودہی چمن
ہونے لگا محبت منزل سے دل وچاٹ
باہم ہے قصہ ہوگا ہونگے لطف سے مین
قاتل ذرا نہو ابھی بسمل سے دل اوچاٹ
اب ہم نہ آئینگے کبھی مثل شرار شمع
کیونکر ہو تجھسے حور شمایل سے دل اچاٹ
جاؤن کہان کہ ضعف سے اب تو یہ حال ہے
ہوتا ہے خانہ ہا سلاسل سے دل اچاٹ
ہر چمن میں ہیں ادب کے ہزار ڈھنگ
کیونکر نہو حشر عنادل سے دل اچاٹ
دی سخت جانیونے اجازت ذبح کی
ہوتا ہی نغمہ ہا عنادل سے دل اچاٹ
جب سامنے ہو آئینہ حسن ادیب ہی
افسردہ ہین مزاج ہو دل سے دل اچاٹ
تسبیح پارہ ہا جگر چاہیے او کئین
جاتے ہین ہو فاتری محفل سے دل اچاٹ
کیا دانہ ہا اشک ہی خرمن غم ہی فائدہ
راہی ہو جیسے بعد منازل سے دل اچاٹ
نازک دماغ ہون نہ سحر پر چڑھا دو گل
ہو کسطرح نہ صحبت جاہل سے دل اچاٹ
مشتاق مرگ ہون مجھے سر سے وبال وین

پھرتا ہو نہین تھا قتل قاتل سے ٹل جائے
خدمتگذاریون مین کمی کونسی ہوئی
او شمع وہ ہوا تری محفل سے ٹل جائے

پروانہ نثار اور کہین دل جلائینگے
کسواسطے عاشق ہو بیدل سے ٹل جائے

او شمع وہ ہوا تھی محفل سے ٹل جائے
ہی حسب حال مصرع اشرف نسیم کے

اس درد سے یہ اشعار اوس شہنشاہ عالی جاہ نے پڑھے عمرو بیقرار ہوکر رونے لگا کہا اے بزرگ تیری باتین تیر ہوکر دل پر پڑین مینے خداوند جمشید بنکر دو باتین افراسیاب سے پوچھین کبھی ہمیا مفصل نہ کہتا تھا یہی مشہور کیا تھا کہ بدیع الزمان و تصویر کو قتل کیا بادشاہ طلسم ہوشربا شہنشاہ لاچین کو بھی مارڈالا مگر راز و نیاز مین مجھسے حرامزادے نے کہدیا کہ لوح طلسم ہوشربا شکم زمہریر مین ہی وہ دریائے نیل مین رہتا ہی بدیع الزمان اور تصویر کو بھی کہہ دیا تھا کہ بدیع و تصویر و لاچین زندان مین قید ہین ای مرد بزرگ مین اس شہنشاہ عالیجاہ کی زیارت کا مشتاق ہون بڈھا چیخ مار کر رو یا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری وہ بدنصیب آفت کا مارا صحرائے مصیبت کا آوارہ قیدی زندان مصیبت مبتلائے بلا و محنت یہی حقیر پرتقصیر ہی تمام وزیران سلطنت مشیران ابت اس نمکحرام افراسیاب بدانجام کے شریک ہوئی طلسم ہوشربا پر قبضہ کرلیا اس توسن پرفن نے سوتے مین مجھکو گرفتار کیا ای ماہ آسمان عیاری جب ہوشربا میرے قبضے سے نکل گیا مین بھاگ کر قلم کوہ پر آیا سترہ برس یہان رہا جب جھلا کر نکل آتا تھا ہرچند کہ بیدست و پا تھا کوئی تحفہ میرے پاس نہ باقی رہا تھا نیلم جادو جسکا نام ہی اوس ہمیا کو شہنشاہ نیلم خطاب ملا اسنے خزانہ کا کل تحفہ جات طلسمی افراسیاب کو دیدیے تھے جب نعرہ کرتا تھا کہ او نمکحرام ہم شہنشاہ لاچین سب بھاگتے تھے خیمے لوٹ لاتا تھا غلہ بہم پہونچاتا تھا آخر سوائے قلعہ قلم کوہ کے کہان جاؤن قلعہ بند ہوتا تھا اوسکے پاس فوج بھیجا اب پھر لشکر کشی کرکے قلعہ کو گھیر لیتا تھا اس توسن بیباک نے شب کو مجھکو اور میری زوجہ کو گرفتار کیا اوس صاحب عصمت عفت کو نہین معلوم کہان قید کیا مین اس مقام پر مقید ہوا اول تو یہ مصیبت فراق محبوب مطلوب کا شکوے دم نکلجاے نظم

دل سے تنگ آئی ہین ہم جوش جنون کا کیسا
دیکھ ہی لیتے تو پھر ہوش مین آنا کیسا
اپنے بیمار کو جب شکل دکھا کر وہ چلین
لیکے مجمع کو وہ نکلینگا اکیلا کیسا

یون گریبان نہین کیا پھاڑ کے سودا کیسا
کوہ پر حضرت فرہاد کا جانا کیسا
پوچھ لے کوئی کہ تمنے اوسے دیکھا کیسا
انکے کوچے مین پڑے رہتے تھے یا گھر مین ہم

کیسی ہوگی نظر یار کا جلوہ کیسا
سر کی چوٹ اونکو اودھر لگی یہی دیکھا
حشر مین سینے کے دینگے دل بیتاب کا ساتھ
جب حجاب اوٹھ گئے دروازہ کا پردا کیسا

اپنا ہاتھ اپنی چھری اپنا گلا ہی اکدن	خنجر وبازوی قاتل کا بھروسا کیسا	سر کو ٹکراتی ہین دیوار وسنی اپنی وحشت دل
گھر بھی میدان ہوا جاتا ہی صحرا کیسا	اُسنے دیدی ہے زبان آج دہن مین کسکے	منھ کو رہ رہ کے یہ آتا ہے کلیجا کیسا
دیکھو ڈر جاؤ دم توڑ دی دیکھو مجھے	جانبر کھیلنے والیکا تماشا کیسا	آہین جی کھولکے کھینچینگے سر بزم ہم آج
دور آبیٹھے ہین اب اُس ہتھارا کیسا	روکتی اپنی طبیعت کو ہم اس فکر مین تھے	لو وہ آہی گئے آنیکا ارادہ کیسا
کہنے یون سینہ وبھارا ہی خبر ہمکو نہین	اوٹھا جو ہے ہر دست تمنا کیسا	یار محبوب کا احسان بھولیگا جلال
جب مین گھبراتا ہون سمجھاتے ہین گیسا کیسا	ملکہ بلقیس ثانی اپنی زوجہ کا نام لیکر لاچین بہت رویا کیا خواجہ کا تشکے	

ہم دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ معزول کردہ سلطنت گرفتار دام محنت و مصیبت ایک ہی مقام پر قید ہوتے وہ ہمکو سمجھاتین ہم اونکو بہلاتے بقول شاعر شعر قیس جنگل مین اکیلا ہے مجھے جانی دو ❊ خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو ❊ یہ بھی ہماری تقدیر مین نہ تھا اتنا بڑا افتراق کہ جسکا انجام ممکن نہین مگر ای شہنشاہ اوج عیاری اب نصف طلسم کی سیر سن چکے تا بہ دربند مہر وماہ گئے طلسم صندل فتح کیا باغ سیماب کی سیر کی سحاب جادو کو کشتہ کیا کہین یہ بھی سنا کہ زوجہ بادشاہ سابق طلسم یہان قید ہے عمرو نے کہا ای لاچین بخدا مین ایسے ایسے مقامات پر گیا کہ اونکا ذکر اگر کرون تو سالہا سال گذر جاتین سنیے خلاصہ بیان کیا بارہ برس مین ایسے ایسے ساحرون سے مقابلہ پڑا کہ جنکا عدیل و نظیر ممکن نہوگا افراسیاب کی کمر توڑ چکا ہون نہین معلوم اسمین کیا مصلحت ہے راز ونیاز پروردگار کا کون جانتا ہے کہ مجھکو طوفان یہان پکڑ لایا اس قیدخانہ مین قید ہوا کہ جہانسے امید رہائی نہین لاچین نے کہا خواجہ آپنے یہ بھی سنا کہ افراسیاب مجھسے کیون باغی ہوا بڑا باعث یہ ہوا کہ مین مقدمۂ مذہب مین ہمیشہ غور کرتا تھا خود ساحر ہون حالات سامری وجمشید سے بخوبی ماہر ہون سمجھتا تھا کہ سامری جمشید بھی انسان تھے زور سحر خدا بن بیٹھے ایکدن میرے منھ سے سر دربار نکل گیا کہ ہمارا مذہب بہت ضعیف ہے خود بخود دلکو اعتقاد ہوا کہ بیکار کی تشکیک ہے دین یزدان پرستی ٹھیک ہے یہ جو مینے سر دربار کہا یہ سب بھیا میرے دشمن ہوگئے افراسیاب نے ہر ایک کو یہ کہکر ملایا کہ یارو مذہب چھوڑا جاتا ہے سب نا مردا اوسکے شریک ہو جب ملک وبال میرے قبضے سے نکل گیا اور مین اس زندان طلسم مین آکر قید ہوا زوجہ بھی جدا ہوئی تب مینے پروردگار حقیقی کو یاد کیا یہ کہکر التجا کی کہ اے صانع ازل دل بیکل ہے کچھ ایسا ظہور ہو کہ قالب کو اس قید خانہ مین سرور

اب اوس معبود حقیقی کا شکر کرتا ہون کہ بزرگان دین میرے خواب مین آئے تسکین دی یہ مژدہ خوشخبری
سنایا کہ جب عمرو آکر یہان قید ہوگا تب اے لاچین تو بھی رہائی پائیگا لیکن نئی بات ہے بموجب مضمون
مقام مطلع جو طبیب اپنا تھا دل اوسکا کسی پر زار ہے : مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے : آپ خود
قید ہوکر آئے مجھے کیونکر چھوڑائینگے اس زندان مصیبت سے کیونکر امان پائینگے عمرو نے کہا اے شہنشاہ
لاچین وہ مسبب الاسباب ہے کوئی سبب ایسا پیدا کریگا رہائی حاصل ہوگی انشاء اللہ تسکین دل کی ہوگی
یہ مجھکو بڑا افسوس ہے اگر قوسن جادو اکیلات کے واسطے مجھکو اپنے قلعہ مین قید کرتا مین عیاری
کرکے نکل جاتا لیکن ارشاد بزرگان دین خالی از لطف مشیت الٰہی نہین ہے انشاء اللہ انجام اسکا بخیر
ہوگا کوئی تدبیر وہ پروردگار نکالیگا قدم مابدولت کا اس قیدخانے مین آیا اب زندان طلسم شکست
تمھاری رہائی کا بندوبست ہوگا کوئی صورت تو پروردگار کریگا بشارت بزرگان مین ضرور کوئی بھید ہے
اے لاچین رہائی کی امید ہے اوس زندان خانہ مین لاچین و بدیع و تصویر کا کلام حسرت انجام کرنا
کبھی رو دیتے ہین کبھی حسرت پر اشکون سے منہ دھوتے ہین کبھی قفس آہنی مین سر ٹپکتے ہین مثل طائر
نوگرفتار اوس قفس آہنی مین پھڑکتے ہین سب سے زیادہ تصویر کی بیقراری لیکن حالات ہوشربا سنکر
شہنشاہ لاچین دنگ ہوگیا بمقدمہ بربادی حجرۂ ہفت بلا کئی مرتبہ مکرر پوچھا کیون خواجہ تاریک
تشکل کش کیونکر قتل ہوئی کسی جام حجرہ بلانے ہمکو بھی پوچھا عمرو نے کہا زبانی زال جادو کے اتنا
دریافت ہوا تھا جب حجرہ اول پر افراسیاب پہونچا اور اپنے معشوق کو ذبح کرکے خون پلایا تو مشعل
نے پوچھا تھا کہ شہنشاہ لاچین کیا ہوا زال نے کہہ دیا اوسنے انتقال کیا لاچین نے کہا یہ افراسیاب
ہی کا کام تھا ہم اگر جیتے جاتے کیا مجال تھی کہ یہ قواعد ہمارے سامنے صرف کرتا انتہا یہ کہ بھوگ دیتے ایک
آدمی غلام خریدا ہوا حوالے کرتے نہ کہ معشوق افراسیاب جلاد ہے جب تو ہماری گرفتاری مین اسکو
افسوس ہوا اتنا برا امر اہم کر بیٹھا بیٹے اسکو گودیون مین پالا سحر سکھایا گھر بار کا اختیار دیا جب یہ
بیجا مجھکو گرفتار کرکے لیجا اپنے حقوق لینے یاد دلائے اس بیحیا جلاد طبیعت میمون خصلت نے منہہ
پھیر لیا جواب بھی نہ دیا خواجہ عمرو نے ذکر قتل مشعل جو کیا لاچین وجد کر رہا ہے بدیع الزمان
کہتے ہین کہ اے لاچین ملکہ تصویر ہم پر طعن و تشنیع کرتی تھین کہ تمھارے عزیز بڑے بڑے جلیل رئیس
تھے کسی نے خبر نہ لی آپنے سنا کہ جن دن سے ہم قید ہوے افراسیاب آرام سے بیٹھنے نہین

دیا اگر ہفت دربند درمیان مین نہوتے تو فرزند میرا نور الدہر فتاح طلسمات عالم ہی گیارہ برس کے
سن مین اوسنے بہت بڑا طلسم گوہر بار سلیمانی مکلل خان جادو کو مطیع کرلیا ہزارون ساحر قتل کیے علاوہ
اوس فرزند کے شاہزادہ ملک قاسم بھتیجا میرا کہ ساتھ میرے دعوی ہمچشمی رکھتا ہی اگر دریاے آتش ہوتا
وہ نہ رکتا بھائی رستم پیلتن علم شاہ نوجوان والد نامدار صاحبقران زمان یہ سب مین طلسم ہوشربا
ہلا دیتے آسمانکو زمین سے ملا دیتے یہ بھی اونکو خیال ہی کہ فتاح طلسم تو جا چکا قاتل افراسیاب اسد
نامدار ہی اے لاچین یہ بھی ایک دستور ہے جسکے نام پر فتاحی طلسم نکلتی ہی علاوہ اوسکے اگر کوئی جاتا ہے
مبتلاے بلا ہوتا ہی اسوجہ سے اور کوئی نہ اُسکا دربند بھی حایل ہین راہ نے بھی مجھکو مجبور کیا لیکن انشاءاللہ
اے لاچین افراسیاب آرام نہ پائیگا ہاتھ سے اسد کے مارا جائیگا اسد نوجوان میرا بھانجہ ہی مین بھی
حیران تھا کہ سب صاحبون نے میری محبت سے ہاتھ اوٹھایا لاچین نے کہا آج خواجہ کے آنے سے عید
ہوگئی جبدن سے مطیع الاسلام ہوا اور اس بلا مین پھنسا آپکی زیارت کا مشتاق تھا عمرو نے کہا
خدا نکرے تمھاری طرح کوئی مشتاق ہو آپ ہی کا اشتیاق مجھے قیدخانے مین لایا تصویر قفس مین پھڑک
رہی ہی کہ قفس سے نکلکر کیونکر خواجہ کے گرد پھرون حال عیاری خواجہ سے واقف بھی ہو چکی ہی ناظرین
کو خیال ہوگا کہ جلد اول مین پہلی ہی داستان ہی بدیع الزمان کا سر کاٹا جاتا ہے شکارگاہ سے
لاشہ آتا ہے خواجہ جاکر شرارہ جادو کو مارتے ہین بدیع الزمان کو رہا کرکے نکلتے ہین ملکہ تصویر کا
باغ راہ مین تھا اوسی باغ مین آکر یہ آفتین برپا ہوئین تھین اول عفریت طلسم تالاب سے نکلا تیر و کمان
سے اوسکو مارا جب تصویر کو ساتھ لیکر باغ سے نکلے تب اژدر طلسمی تالاب سے پیدا ہوا وہ تصویر بدیع الزمان
کو نگل گیا ظاہرا یہ کہ وہ کوئی ساحر تھا ہوشربا مین لیکر آیا پکار کر وہ اژدہا کہہ بھی گیا تھا کہ اے عمرو لو تو
انکے سامنے سے غائب ہوگیا بدیع الزمان کو لیے جاتا ہون اب تا روز قیامت انسے ملاقات
نہوگی پھر بھلا مجھکو کب آرام آتا تصویر باغ باغ ہی آج دل کو غم سے فراغ ہی کہتی ہی کیون اے شہنشاہ
لاچین ہمارے وارثونکو دیکھا ہر چند کہ ہم قید ہین لیکن افراسیاب کی جان پر بنی ہی ہم تمسے کہتے
تھے کہ اور کوئی جاے نہ آئے خواجہ عمرو ضرور جانبازی کرینگے سنا تمنے کہ افراسیاب کا
زوال دولت قریب ہی ہمارے نانا جان نے کیا کیا عیاریان کین حال تباہی حجرہ بلا سنکر لاچین
عالم وجد مین ہے عمرو نے کہا اے شہنشاہ مین اپنی زبان سے اپنا حال مفصل نہین بیان

کرنا خدا فضل کریگا زندان طلسم سے چھوٹو گے منشی احمد حسین قمر نے بڑی شد و مد سے لکھا ہے
مقامات جیرہ بلا پڑھکر ہوش درست نرہینگے پڑھنے والے آفرین آفرین کہینگے ایسی ایسی عیاریان ہوئین
کہ افراسیاب جسکے نام سے کانپتا ہی مجبور ہو گیا کہ میرا آقا اس طلسم مین نہ آسکا اسد کے پاس کوئی
تحفہ نہین ساحران غدار سے مقابلہ ایک ایک اپنے زمانے کا سامری و جمشید اتنا بڑا ساحر ہی کہ کوئی
اوسکو جواب نہین دیسکتا جس دن سے اوسکے مقابلے مین آئے دن کو مرے رات کو پھر جی اوٹھے
افراسیاب نے چاہ زمرد پر میلا کیا تھا کھڑے کھڑے لشکر اسلام کو شکست دی سب سردارون کو
دیوانہ کر کے بلا لیا مہرخ و بہار الامان الامان کرتی ہوئی لشکر سے نکل گئین افراسیاب کے سامنے
جا کر حاضر ہوئین ان سبکو افراسیاب نے قید کر لیا مجھے تلاش کرنے لگا اس روز مینے خداوند لقا بنکر
عیاری کی سب سردارون کو اپنے چھوڑا یا میلے کو لوٹ لیا افراسیاب جب آیا اور میلے کو پامال
دیکھا اپنے سردارون کا وہ حال دیکھا اے شہنشاہ لاچین اوس روز کا غصہ افراسیاب کا مجھکو
یاد آتا ہے سات شبانہ روز ہم بھاگتے پھرتے تھے افراسیاب اگر شکست دیتا تھا ساتوین دن
آخر ایک مقام پر جمکر عیاری کی افراسیاب کو دم دیکر پلٹا یا جہان بارگاہ تھی وہین لا کر استادہ کیا
اوس جھمیلے مین بڑی مشکل سے جان بچی صدہا مرتبہ ایسے ہی معاملے درپیش ہوے ہر مقام پر جان
کے لالے پڑے اوس حافظ حقیقی نے ہر جگہ بچایا انشاء اللہ اب تمکو بھی لیچلین گے اکیلے نجا ئینگے
لیکن کیون اے لاچین اس قید خانے مین کوئی آب و دانہ بھی پہونچانے آتا ہے کچھ تدبیر کرینگے
لاچین نے کہا اے خواجہ یہان کا بندوبست بہت سخت ہے خود ہی توسن اس قیدخانے مین آتا ہے
کلام بھی نہین کرتا عیاری کسپر کروگے آب و دانہ معرفت بوذینہ ابلق سوار کے پہونچتا ہے وہ بھیا
سنگدل کھڑے کھڑے آیا نکس و دو روٹیان ایک ایک آبخورہ پانی کا قفس مین رکھکر چلا جاتا ہے
کسپر عیاری کیجیے گا خواجہ یہان دال گلنا دشوار ہے عمرو نے کہا خیر انشاء اللہ اب تو قدم ہمارا آیا
بربادی توسن حصار ضرور ہو گی یہ غیر ممکن ہے کہ ہمارا قدم آئے اور یہ ملک آباد رہے ملکہ تصویر
آج بارہ برسکے بعد ہنسی خواجہ کے تسکین دینے سے مثل عندلیب خوشنوا پھولکر قفس مین بیٹھی یہ اشعار
نواب فدا حسین خان صاحب کے پڑھنے لگی اشعار موافق مضمون مقام

نظم

بہر نظارہ گل بلبل زار آئی ہے
ہو چکی دور خزان فصل بہار آئی ہے
پھر صبا باغ مین ہر سو یہ پکار آئی ہے

بلبلو تمکو مبارک ہو بہار آئی ہے | نخل سرسبز ہے پھولونسے بھرا ہے گلشن | شور بلبل ہی خدا فضل بہار آئی ہی

خواجہ کے سامنے ملکہ لقصویر کے چھپے مصیبت مین قید ہونے تھے زیادہ سبکے دل لگنے کا یہ باعث ہی خواجہ نے ابتداے طلسم ہوشربا شروع کردیا اپنی عیاریان برق کی مکاریان چالاک کی چالاکیان ضرغام کی بیباکیان مہتر قران کی سرہنگی سرداروں کے سحر عشق اسد بصید شدو مد داستان داستان بیان کرتے ہین جس مقام پر چھوڑ دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ آیندہ دیکھیے کیا ہوتا ہی لاچین کہتا ہی خواجہ اشتیاق مین نیند نہ آئیگی یہ جملہ تو ضرور بیان کر دیجیے خواجہ فرماتے ہین یہ پل بیزادن کی داستان ہی اسمین خلعت ملنا چاہیے لاچین عرض کرتا ہی یہان تو تحسین و آفرین حاضر ہے خواجہ فرماتے ہین اس سے میرا پیٹ نہین بھرتا کچھ نقد دلوایے لاچین نے عرض کی کہ اے شہنشاہ عیاریان اگر خدا نے اس قید سے رہا کرایا متعلق اسی قیدخانے کے ایک خزانہ کثیر ہے چالیس کوٹھے جواہر کے اسمین ہین سب آپکو دونگا خزانے پر پیل کے کھڑا کر دونگا عمرو نے جواب دیا مینے آپکو سلطنت طلسم ہوشربا دیدی ہفت اقلیم کا بادشاہ کیا اب تو آپ راضی ہوے لاچین جواب دیتا ہی خواجہ ہنستے گھر بستے ہین بڑی قید کی تکلیفین اوٹھا چکے ہر رنج کے بعد راحت ہے اوسکی عنایت پر دلکو قوت ہی اسوقت تو قصہ کہانی ہی پروردگار آنکھونسے دکھا دیگا حقیقت مین یہ خزانہ آپکی خدمت مین حاضر کرونگا خواجہ و لاچین ولقصویر و بدیع الزمان زندان طلسم مین انھین باتون مین مصروف ہین ان سبکو اس حال مین چھوڑیے انشاءاللہ صورت رہائی تحریر کرونگا

دو کلمہ داستان جلالت عنوان شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی فراق خواجہ مین بیقرار ہو کر براے شکار جانا اور قید ہو کر تا بہ توسن حصار پہونچنا و ذکر رہائی خواجہ و لاچین و بدیع ولقصویر دیگر حالات عیاری چالاک بر سر شہنشاہ نیلم حمزہ

پری پیکر سنواری شام کو گیسو نکلتے ہین | تماشا دیکھنے کیواسطے ہر سو نکلتے ہین
کہون کیا مین کہ جی دینے کو سو پہلو نکلتے ہین | سر بازار بن ٹھن کر جہان خوشرو نکلتے ہین

تڑپ جاتا ہے دل بیساختہ آنسو نکلتے ہین

حیا و شرم کی پردے مین جھل بل انکی ظاہر ہے | جو عاشق ہی وہی کچھ خوب اس سے پردہ ماہر ہے

اگر ناز و ادا پر کام اپنے دل کا آخر ہی
حجاب یار بھی اک شعبدہ عاشق کی خاطر ہی
کبھی تو ہاتھ پردے سے کبھی بازو نکلتے ہین

چمک مضمون مین ایسی ہے جیسی کہان ہے در غلطان مین
سمندر سے نہین ہی فرق اصلا میر دیوان مین
شرف جو طبع مین ہے کب بھلا ہی ابر نیسان مین
مسلسل ہو غزل کیونکر نہ یاد سلک دندان مین
ہزارون اس زمین کے شعر مین پہلو نکلتے ہین

رہین اس باغ مین ہم پاس بلبل کے نہین یارا
تلاش عارض گلگون مین اب ہوئے ہین آوارا
گریبان جیب گل کیطرح ہے صد چاک اسیارا
تمھاری دید بازی کی تمنا نے ہمین مارا
مگر ہم اس چمن سے اب برنگ بو نکلتے ہین

جگر پر یاد مژگان سے ہر اک دم تیر لگتا ہے
تڑپتا ہے جگر شوق شہادت دل مین پیدا ہے
نہین مین جھوٹھ یہ کہتا کہ سیر کے آگے کعبہ ہے
تمھاری راہ مین گر کشتہ ہونیکی تمنا ہے
ہتھیلی پر دھرے سر عاشق ابرو نکلتے ہین

سحر کیا آفتاب خم کو وقت شام دے ساقی
طبیعت کو ہی بے کیفیتی آرام دے ساقی
نہ ہے پھر رنگ نشے کا مے گلفام دے ساقی
برائے ساقی کوثر مجھے اک جام دے ساقی
جماہی آرہی ہے آنکھ سے آنسو نکلتے ہین

جو عاقل ہے اوسے کب اعتبار بزم دنیا ہے
یہان راحت کا عالم خواب ہی عشرت تماشا ہے
خیال آغاز مین انجام کا کچھ خوب ہوتا ہے
نہ خوش ہو اسقدر انجام غم شادی کا ہوتا ہے
ہنسی آتی جہان افراط سے آنسو نکلتے ہین

نہین ممکن کمی حاصل ہو کبھی جوش سودا کو
تلاش یار مین چھانون مین چلکر ساری دنیا کو
بگولے یاد دلواتے ہین اوسکے قد بالا کو
جو یاد زلف و چشم یار مین جاتا ہون صحرا کو
تو لیکر مشک نافے نذر کو آہو نکلتے ہین

ہر اک دم گیسوے حمدار پر افشان چمکتی ہے
مجھے حیرت ہے روی یار پر افشان چمکتی ہے
تصور سے در و دیوار پر افشان چمکتی ہے
تماشا ہے کہ زلف یار پر افشان چمکتی ہے
گھٹا آئی ہے جب برسات مین جگنو نکلتے ہین

پریشان خاطر و آوارہ کیا کیا الصبا ہو نہین
نہین ممکن کہ دام رنج و ایذا سے رہا ہون مین
ستم مین مبتلا افسوس ہو بعد از فنا ہو نہین
کسیکے لپٹے لپٹے گیسوون پر مر گیا ہون مین
جو بعد مرگ تربت پر گل سنبل نکلتے ہین

ہمیشہ یاد مین اوس رخ کی ہون آئینہ سان ششدر
پس از مردن بھی کہتا ہے یہی اپنا دل مضطر
نہین آرام کسصورت ہی کوئی خاک کے اندر
تمھاری زلف و ابرو نے غضب نازل کیا مجھپر
کبھی تو سانپ مرقد مین کبھی بچھو نکلتے ہین

کوئی جھوٹا جو ہوتی ہو آ کیا خاک زیبا ہے
تمھارا قول کیا آباد کو دلسے خوش آیا ہے
جو سچا ہے سو سچا ہے جو جھوٹا ہے سو جھوٹا ہے
بناوٹ سے پسینہ بھی نہین آنکھو نہین آتا ہے
جو دل مین درد ہوتا ہے تو نور آنسو نکلتے ہین

چہرہ نگار کنندگان طایر مضامین داستان رنگین و شہسواران سمند تیز گام قصص فصاحت آئین شعار
بلند پرواز کلک صحراے بر فضاے بیان مین آمادہ شکار ہے نظم

که ہو طایر فکر دم مین اسیر
چلون سوے صحرا برسم شکار
قمر آہوے فکر ہے تیز رو
بتائید خلاق لیل و نہار
عقاب قلم یون ہوا اوج گیر
سمند قلم ہے مراد ورو

جب عمرو بن امیہ ضمری کو طوفان قہر نگاہ لشکر سے اوٹھا کر لیگیا تمام اہالیان لشکر کو ایک داغ تازہ دیگیا مہرخ و بہار وغیرہ تو یہ کہکر روئین کہ فتاحی طلسم ہوشربا ذات پر خواجہ عمرو کے موقوف ہے اوسکا نہونا باعث بربادی لشکر ہوگا اب قلعہ طلسم کیونکر سر ہوگا مہ جبین الماس پوش بھی انتہا کی بیقرار ہوئی شب کو اسد نامدار جو بارگاہ مہ جبین مین تشریف لائے دیکھا گرد کنیزین بیچ مین ملکہ مہ جبین بیٹھی رو رہی ہین اسد نے آکر تسکین دی کہا ملکہ خیر تو ہے مہ جبین نے کہا اے شہریار خدا خدا کرکے یہ دن نصیب ہوا کہ حجرہ ہاے بلا یاقوت خونخوار خون تھوک کر مری طعمہ عفریت خونخوار ہوئی اب قصد ہوا تھا کہ سمت دریاے نیل کوچ ہوگا حضور کو لوح ملیگی یہان اوسکا بدلا یہ ہوا کہ خواجہ عمرو کو طوقان اوٹھا کر لیگیا صدہا ساحر واسطے خبر کے گئے ہر ایک نے آکر یہی جواب دیا کہ طوقان خواجہ کو لیکر شہر نیلم حصار مین گیا ہوگا اب اون تک پہونچنا دشوار ہے اسوجہ سے طبیعت انتہا کی بیقرار ہے ہر وقت مجھکو یہی خیال ہے کہ آپکو خدا دشمنون سے بچائے کوئی افتاد نہ پڑ جائے افراسیاب ظالم اظلم آٹھ پہر آپکی گرفتاری کی تدبیر مین حیرت اسی

فقیر ہمین مصروف کہ جو کوئی اسد کو گرفتار کر لائیگا انعام و اکرام پائیگا کئی مرتبہ بیٹے سنا صرصر و
صبا رفتار وغیرہ فقیر بنیان بنکر آٹھ پہر لشکر مین پھرتی ہین خدا اونکے شر سے محفوظ رکھے صاحب برے
خدا آپ سوے بارگاہ کے کہین تشریف نہ لیجائین آٹھ پہر ہول کھاتی ہون اسی خیال مین مری جاتی ہون
کئی مرتبہ صرصر نے عیاری کی مددگار اوسکا افراسیاب اگر کسی بڑے ساحر کو اوسکے ساتھ کردے وہ
دشمنونکو لیجائے پھر مین کدھر جاؤنگی تڑپ تڑپ کر مر جاؤنگی خواجہ عمرو کے ہونے سے بڑا اطمینان تھا دل مین
یہی گمان تھا جو کوئی ہمکو قید کریگا خواجہ عمرو جاکر چھوڑا لائینگے ہمکو کون قید کر سکیگا اونکا نہونا بڑی مصیبت
ہے سر پہ تازہ آفت ہے اس طرح بیقرار ہو کر ملکہ مہ جبین نے کہا کہ اسد تڑپ گیا کہا ملکہ گھبراؤ انشاء اللہ
مین اپنے ناناجان کو خود تلاش کرونگا مہ جبین نے دامن تھام لیا کہا ای شہریار ایسا نفرمایئے
اپنے کو نگاہ دشمن سے بچایئے ساحر وغیر ساحر سب آپکی فکر مین ہین دشمن اسی ذکر مین ہین کہ طلسم کشا
کو پائین دشمنونکو خاک مین ملائین ہر چند مہ جبین نے سمجھایا اسد نے رنج مین خاصہ نوش نہ کیا شب بھر
آہ آہ کرکے سحر کی صبح کو سب سردار برائے ملازمت حاضر ہوے بہار و باغبان نے جو دیکھا کہ گل سا
چہرہ اسد کا کھلایا ہوا ہتھیار لگائے ہوے بیٹھے ہین تیور پہ چہرے سے رنج و ملال ظاہر آنکھونمین آنسو بھر
ہوے بہار نے آتے ہی اسد کی بلائین لین پوچھا کیون حضور مزاج کیسا ہے آج آئینہ رخسار پر گرد ملال
ہے کیا خیال ہے باغبان نے دلدہی کرکے پوچھا دل تو اسد کا بھرا ہوا تھا آنکھونسے آنسو ٹپک پڑے
سب سردار گھبرا گئے کہا کیون شہریار خیر تو ہے آج بہت آپکو مکدر پاتے ہین ملکہ مہرخ سمجھین شاید ملکہ مہ جبین
سے کچھ تکرار ہوئی دست بستہ عرض کی اس کنیز بے تمیز کی باتون پر خیال نکیا کیجیے یہ کہکر مہ جبین کو
بنگاہ قہر دیکھا کیون بی بی وارث کی زندگی کو غنیمت نہین جانتی ہو ابھی تک تمھاری آنکھین
نہین سات برس گنبد نور مین قید رہین مزاج کی آئی نہین گئی مہ جبین رونے لگی کہا نانی اماں مین
تو آٹھ پہر انکی سلامتی کی نذر و نیاز کرتی ہون ہر وقت یہی خیال ہے انکو کوئی ملال نہو رات سے خاصہ نہین
نوش فرمایا فرماتے ہین ہم خواجہ عمرو کی تلاش مین جائینگے یہ سنکر سب سردار گھبرا گئے کہا ای شہریار براے
خدا یہ ارادہ نہ کیجیے وہ خواجہ کو تا بہ کوہ نیلم لیگیا ہوگا مخمور و رعد و برق و برق لامع و بہار چند
سردار اوٹھے کہا اے شہریار ہم چارون سردار برائے تلاش عمرو نامدار جاتے ہین راہ سے بھی واقف ہین
تا بہ کوہ نیلم جائینگے خواجہ کا پتہ لگائینگے لڑائی پڑیگی لڑینگے باغبان اوٹھا کہا ای ملکہ بہار ای رعد

وبرق وبرق لامع ہم بھی چلینگے اسد سے کہا آپ تکلیف نکرین ہم پانچون لشکر کے خواص خمسہ مین
ادس راستے کو اکثر طے بھی کیا ہے یہ رستہ بہت خراب ہی بڑے بڑے ساحران غدار رہتے ہین ملکہ فیروزہ
فیروزہ پوش دخان سیہ وغیرہ حاکمان دربند کی عملداری ہی انشاءاللہ تابہ توسن حصار
جائینگے جس مقام پر پہنچ پائینگے آپکے غمگسار خواجہ کو تلاش کرینگے یہ کہکر اوسیوقت یہ پانچون سرداران
مسطور طاوس زرین بال پر سوار ہوکر اسد ومہ جبین وغیرہ سے رخصت ہوکے تلاش مین خواجہ عمرو کی
روانہ ہوگئے مہرخ نے اسد سے کہا اب تو آپ کو تسکین ہوئی یہ پانچون سرداران لشکر آپکے نامی افسر گرے
واقفکار بھی ہین سحر مین بھی زبردست رسم وراہ سے بھی واقف تابہ توسن حصار تلاش کرینگے شاید
کسی دربند پر قید کیا ہو اور کوئی تلاش نہین کرسکتا اب آپ دربار مین تشریف لے چلین صبح سے بارگاہ
مین سناٹا ہے اسد نے کہا اے ملکہ مہرخ بڑے افسوس کی بات ہی کہ خواجہ نے ہمارے واسطے اپنے
معشوق ناناجان کا فراق گوارا کیا آٹھ پہر ہماری حفاظت مین مصروف ہین ادنپر افتاد پڑے ہمسے کچھ
نہو سکے چاہیے یہ ہے کہ اونکے واسطے کوہ ودشت وبیابان کی خاک چھانین لڑین بھڑین جان مٹائین
اونکو تلاش کرکے لائین اونکو بھی ثابت ہو کہ ہماری مصیبت مین ہمارا فرزند کام آیا دیکھیے چالاک
گیا واپس آیا وہ ضرور جاکر کوئی کام کریگا یہی فرمائینگے فرزند اپنا کام آیا اسد سے کچھ نہوسکا شرم کی
بات ہے اب سردارون نے آپسمین صلاح کی یہ بات ٹھہری کہ یہ ضدی پہلوان ہی جو کہیگا فی الفور وہی کریگا
شکار کے نام سے انکو جانے دو ضرغام کو سمجھاؤ کہ دور نہ جانے دے پہر دوپہر شکار کھلاکر واپس لائے ضرغام
کو مہرخ نے اشارون مین سمجھایا ضرغام نے کہا بہت مناسب ہے پہر ہے مین آگے نہ بڑھنے دونگا اسیوقت
سامان شکار تیار ہوا اسد نامدار اور ضرغام عیار چند سوار ہمراہ لیکر برائے شکار چلا صندلان صندلی پوش
خیمے سے نکل آیا رکاب پر ہاتھ رکھدیا کہا شہریار غلام ضرور ساتھ چلیگا اسد نے کہا تمھارے ساتھ بڑا جھگڑا
ہے گوہر جادو تمھاری عاشق صادق ہی تم چلوگے وہ بھی ساتھ ہوگی مجھکو ساحرون کا ساتھ رہنا
بہت ناگوار ہوتا ہے صندلان نے کہا اے شہریار کیا مین ملکہ گوہر کا تابعدار ہون حضور کے نام پہ
نثار ہون مین اونکو منع کردونگا شکار مین عورتون کا کیا کام ہے یہ کہکر صندلان سوار ہوا چند
صندلی پوش ہمراہ لیے گوہر جادو تڑپ کر نکل آئی صندلان نے کہا ملکہ شکار مین تمھارا کیا کام ہے
شام کو ہم شاہزادے کے ساتھ واپس آئینگے شب کا خاصہ یہین کھائینگے گوہر خاموش ہو رہی

اسد نامدار بصد شوکت و وقار بسمت صحرا برائے شکار چلے ضرغام ہمراہ رکاب سعادت انتساب حاضر
ہے لعل سخندان نے قصد کیا تھا عرض کرنیکا حوصلہ نہ پڑا مہرخ نے کہا گوہر جادو کے مقدمہ مین
وہ پہلے ہی اعتراض کر چلے ہین تمھارے کہنے سے اور آزردہ ہونگے کسیکا کچھہ زور نہ چلا کنارے ہی سے
لشکر کے سب سردار پلٹ آئے اسد غازی صحرا مین پہونچے فرمایا اے صندلان لشکر ساحران
مین آکر سب شغل ترک ہوئے صحرا مین آکر فرصت حاصل ہوئی شکار کا لطف ملیگا ساحر جانورون پر
سحر کرتے ہین تیراندازی کا لطف بھی جاتا رہتا ہے یہ کہکر اشارہ کیا باز بحری وغیرہ چھوٹے شکار ہاے
پرند ہونے لگا جب دن زیادہ چڑھا اسد نے فرمایا اے ضرغام کوئی آہو دستیاب ہوا ضرغام نے
کہا بیئے ہرکارے روانہ کیے ہین خبر آیا چاہتی ہے یہ ذکر تھا کہ ایک گنوار نے آکر عرض کی حضور دو
کوس پر دھانون کا کھیت ہے چند آہوان صحرا وہان چرتے ہین مصروف ہین اسد نے مرکب بڑھایا
صندلان وغیرہ ہمراہ دور سے دیکھا حقیقت مین چند مادہ آہو بیچ مین ایک آہوے کلان دھانون
کے کھیت مین چرانے مین مصروف ہی اسد نے کہا اور سب آہو ڈکا سب صاحبون کو اختیار ہے بیچ
مین جو آہوے کلان ہے اوسکو ہم شکار کرینگے یہ کہکر گھوڑے بڑھائے ان وحشیون نے جو صیاد دیکھے
جست کرکے بھاگے اسد نے اوس آہوے کلان پر گھوڑا ڈالا ضرغام بھی تعاقب مین جاتا ہے لیکن کب
صبا دم تیز رو وہ کنوتیان بدلے ہوئے طرارے بھرتا ہوا جاتا ہے اکثر پیٹھا آہو کا وتھوتھنے مین
بے بل جاتا ہے اسد چاہتے ہین نیزے سے شکار کرون کرچھال بھر کے آہو نکلجاتا ہے آخر تھک کر ضرغام
بھی رہگیا لیکن نشان کو گرد کے دیکھتا ہوا جاتا ہے تنہائی پر اپنے آقا کی گھبراتا ہے پہلے قراول
بھی افتان وخیزان چلے آئے ہین اسد نے پانچ کوس ہمروی کی آہو پر غصہ سے ایک مقام پر آب
تھی وہان آہو ٹھہرا چوکڑی بھولا اسد نے تیر مارا پٹھے کو توڑ کر پار گذرا آہو گرا اسد گھوڑے سے کودے
قرولی نکالی آہو کو ذبح کیا ضرغام بھی قریب آیا دور سے اسنے دیکھا آقا ٹہل رہے ہین اسد مشتاق
ہین کہ کوئی ساتھہ والا آئے آہو کو شکار بند سے باندھکر لیچلین عقب مین صندلان صندلی پوش بھی
جستجو مین اپنے آقا کی آتا ہے ضرغام قریب پہونچ چکا ہے کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا اسد شیر دل کو اوٹھا کر
لیگیا ضرغام ڈرا صندلان صندلی پوش گھوڑے سے کود پڑا آنکھون سے دیکھا اسد نامدار تھے
غائب ہے گھوڑا کوتل پھر رہا ہے آہو اوسی مقام پر پڑا ہے صندلان نے گریبان پھاڑ ڈالا ضرغام پھاڑین

کھانے لگا بہلیے قراول اسی مقام پر جمع ہوئے ضرغام تمام جنگل مین دوڑتا پھرا دو دو تین تین کوس گیا کہین نشان اپنے آقا کا نہ پایا آخر سبکی صلاح یہ ہوئی لشکر مین چلو ملکہ مہرخ سے اطلاع کرو یہان جنگل مین مارے مارے پھرنے سے کیا فائدہ ہوگا روتے پیٹتے خاک اوڑاتے پلٹے یہان ملکہ مہ جبین وغیرہ انتظار مین ہین کہ لشکر مین رونے پیٹنے کی صدا بلند ہوئی مہ جبین نے گھبرا کر پوچھا یارو خیر تو ہے کیا قیامت برپا ہوئی ضرغام و صندلان روتے پیٹتے بارگاہ مین آئے تمام کیفیت شکارگاہ کی عرض کی اپنے آقاے نامدار سے چھوٹ آنکھونکے سامنے سے کوئی اوٹھا کر لیگیا ہمسے کچھ نہو سکا آخر ناچار واپس آئے ملکہ مہ جبین نے تاج دے مارا کہا صاحبوات سے میرا کلیجہ دھڑک رہا تھا دل کہتا تھا کہ انکا لشکر سے نکلنا بہتر نہین ہی ہاے میرا کہنا نمانا تمام لشکر مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر خرد و کلان دردمند ہوا ہرکارے چلے بہت سے ساحر برائے جستجو باز و عقاب بنکر گئے قضاے کار ملکہ بران نے اپنی کنیز کو واسطے خبر کے بھیجا تھا کہ لشکر اسلام کی خبر لاؤ وہ کنیز اسوقت پہونچی کہ لشکر مین قیامت برپا تھی مہ جبین زن رہین ہیں اشعار زبان پر جاری نظم

گرہ ز کار چو بکشاد بیقراری ما
بہ پنجۂ عجبے داد بیقراری ما
جو بار بار شود یار یار ما دیگر
کہ نیست مصلحت وقت رستگاری ما

وگرچہ سود دلا از فغان و زاری ما
گل مراد بباغ امید ہا نشگفت
چہ احتیاج بود یار را بیاری ما

بہ بیقراری ما سوز دل قرار گرفت
قرار یاب بہ پاس این امیدوار ما
مکن تلاش رہائی ز قید غم مخفی

کنیز بران نے گھبرا کر عرض کی کیون حضور خیر تو ہے ملکہ مہ جبین نے کہا فلک نے ہمکو لوٹ لیا دو ہفتے گذرے خواجہ کو طوفان قہر نگاہ لشکر سے آکر لیگیا کسی سے کچھ نہ ہو سکا آج طلسم کشا صاحب واسطے شکار کے گئے تھے کوئی دشمن لگا ہوا تھا اوٹھا کر لیگیا کس سے فریاد کرین ملکہ بران سے کہنا بی بی فتح کی شکست ہوئی اب ہمکو امید فتاحی طلسم ہوشربا نہین ہے خواجہ عمرو کو بھی دشمنون نے قبضے مین کیا طلسم کشا کو بھی لیگیا اب کون صورت فتح کی ہے اپنی تو یہ کیفیت ہی شعر جو عاشق ہو تو کچھ سمجھے یہ نکتہ آشنائی کا ؛ ملا ہی حکم کیون سجدے مین ہمکو جبہہ سائی کا نظم دیگر

حیا بڑھنے نہین دیتی ارادہ ہی جوانی کا
مزا محفل مین تیرے لگیا میری کہانی کا
نگاہون سے سبک ہون اسکی بیجا کیون ظالم
نسیم اب تک کوئی عالم ہی اُنکو نکی روانی کا

اشارہ ہو کی رہجاتا ہی ہم پر مہربانی کا
خیال وعدہ ہی ایمرگ آنکھین بند کیا ہو نگی
لہو ملکا ہوا ایسا مزا دیتا ہی پانی کا

نہین سنتا الٰہی سلسلہ ٹوٹے دل لگا کر کوئی رغبت سے
نبھایگا لگا ہو نسے تعلق پاسبانی کا
خیال وعدہ دینا گو تسلی بخش ہی لیکن

صاحبو ہم رات سے سب صاحبون سے یہی کہتے تھے انکو لشکر سے نہ نکلنے دو

کسینے ہمارا کہنا نمانا شکار کے حیلے سے وہ نکل گئے کسی ساحر کو بھی ساتھ نہ لیا اب کون جستجو کرے باغبان وبہار پہلے ہی جا چکے یہ کیفیت مصیبت سنکر کنیز ہران روتی پیٹتی بھاگی یہان ملکہ ہران باغ نگارین مین جلوہ فرما تھین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ اب لشکر کشی طرف دریائے نیل کے ہوگی نہین معلوم مواج نے کیا کیا ہمنے کنیز کو بھیجا ہے خدا کرے خوشخبری لیکر آئے ہمارا لشکر بھی تیار ہی دریائے نیل پر چلکر لڑائی ٹرے راہ مین طرح ہفت رنگ ضرور روکیگا اول کوہ ہفت رنگ فتح ہو دریائے ہفت رنگ و قصر ہفت رنگ پر اگر قبضہ کیا پھر دریائے نیل کا لینا کیا مشکل ہی لیکن دریائے نیل کا افراسیاب بڑا انتظام کریگا وہان ساحر کا نام نہوگا تیر و تلوار کی لڑائی پڑیگی طلسم کشا کی جرات کا امتحان ہوگا شگوفہ نے عرض کی حضور اسد شیر دل جرات مین و حسد ہے شوکت مین جوان رشید ہی بڑے لطف سے لڑیگا لاکھو پر اکیلا جا پڑیگا سینہ سپر کردیگا خون کے دریا بہینگے ہران نے کہا اے شگوفہ اگر بادشاہ جمجاہ بھی مع اپنے سرداروں کے طلسم مین آجاتے تو دریائے نیل کی لڑائی کا لطف ملتا دوسری بات تو زبان سے کہہ نہین سکتی لاکھو مین لڑنا صفونکو درہم برہم کرنا امیر ح نوجوان کا کام ہے اگر وہ اگر اسد کے شریک ہوجاتے چشم زدن مین فتح پاتے اب تو مدت گذری ہمکو بالکل احوال دریافت نہوا کہ اودہر کیا گذری طرف طلسم ہوشربا کے قصد کیا تھا جنگلون مین حیران پھرتے ہونگے راہ طلسم ہوشربا ملنا دشوار ہی راہ مین بڑے بڑے ساحر ہین ہم اسی فکر مین مرتے ہین خبر بھی اب نہین ملتی کسکو بھیجین کون اون تک جا سکتا ہی ایسی تو یہ کیفیت ہی بقول مخفی

نظم

غم از حد گذشت آہ سحر افراختن دارد
سیاہ نالۂ آہم ہوائے تاختن دارد
اگر پروانہ را سوزد پر و بال عجب نبود
زبہر امتحان یکبار دیگر یافتن دارد

زہر آلودہ تیر نالۂ انداختن دارد
دل افسردہ ام تا کی درون سینہ ام باشد
درین آتش سراپا شمع جان بگداختن دارد
ترا صرف غم دنیا تمامی عمر شد مخفی

ستمگاران بسیدا اہم کرا غارت کند امشب
چو گل پژمردہ شد از دست خود انداختن دارد
بروے داد او اول ای فلک از من فنا ہی گرد
بکار آخرت ہم ساز و برداختن دارد

اس طرح کی باتین کرکے ہران بہت روئین شگوفہ سمجھانے لگی کہا حضور اونکا خدا حافظ ہی جس ملک مین قدم رکھینگے بہادر بےنظیر ہین فتح پا جائینگے لڑتے بھڑتے یہان بھی آئینگے یہ ذکر تھا کہ کنیز ہران روتی ہوئی سامنے آئی ہران ملول و غمگین ہوئی تھی کنیز کو جو بیقرار دیکھا گھبرا گئی کہا کیون جلد بیان کر کیا معرکہ ہی کنیز نے تمام کیفیت لشکر مواج بیان کی کہ خواجہ عمرو نے ایک رات مین چالیس لاکھ کا لشکر برباد کردیا طوفان قہر نگاہ آکر خواجہ کو گرفتار کرلیا آج اسد نامدار شکار مین غائب ہے لشکر اسلام مین تلاطم ہے ہوش و حواس ہر ایک کے

گم مہ جبین کے کلمات مصیبت آیات سنے نہین جاتے روتی ہر اونکے کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہے خواجہ کے نہ ہونے
سے اور زیادہ انتشار ہے ملکہ مہرخ نے دست بستہ عرض کی ہر کہ بی بی طلسم کشا اور عمر کی خبر لینا باغیان و
بہار رعد و برق و برق لامع و محمود بھی گئین ہین تابہ توسن حصار یہ لوگ جائینگے جہانتک ہو سکیگا
پتہ لگائینگے منہ سیٹے لیا کہا لو صاحب غضب ہوا کیا فکر تھی کیا ہوا قصد یہ تھا کہ لوح کی فکر ہو اب لوح کسکے
واسطے تلاش کیجائے طلسم کشا کو کوئی لیگیا اگر خدانخواستہ افراسیاب کے قبضے مین گئے دشمنکے کان بھرے فوراً
قتل کریگا اگر اور کوئی لیگیا ہی پتہ ملجائیگا ملکہ مہرخ و مہ جبین کے فرمانے پر کیا موقوف ہی میرا جان و مال اس کام
مین حاضر ہے خواجہ عمرو کو مین اپنا والد نامدار جانتی ہون سحر جانبخش مین تمام عالم موجود تھا عشاق جادو
کو اوسنے جا کر مارا کوئی وہان نہ پہونچا مردیکو زندہ کیا مین اونکے واسطے کوئی کوشش اوٹھا رکھونگی
فوراً جاونگی یہ کہکر اپنے مقام سے اوٹھی اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا مجلس نے کہا مین بھی ساتھ چلونگی ملکہ بران
کی آنکھون سے دریا اشکونکا جاری ہے ہچکی لگی ہوئی ہے بات منہ سے نہین نکلتی کہا بیٹیا تمہین اختیار ہے مجلس بھی
تیار ہوئی ملکہ بران و مجلس اسیوقت طرف توسن حصار کے چلین انکا بھی ذکر وقت پر تحریر ہوگا حال خیریت مآل
اسد نامدار تحریر ہوتا ہے جب وہ پنجہ کر مین پڑا اور لیکر بلند ہوا متوجہ ہوا سے آنکھہ بند ہوگئی بعد چند ساعت کے اوس
سپر بیشہ جرأت و شوکت و لیاقت کی آنکھہ کھلی دیکھا مین ایک صحرا مین بیٹھا ہون ایک دیو مہیب بشکل عجیب جثا
منہ پھاڑ کر بیٹھا ہوا ہنس رہا ہے کہتا ہے آج بعد مدت مدید و عہد بعید خداوند شیطان نے ایک لقمہ معقول پہونچایا
اے جوان مجھکو حال پر تیرے رحم آیا مین منہ پھیلا کر بیٹھا ہون میرے دہن مین کود پڑ دانت نہ لگاونگا تجھکو یونہین
نگل جاونگا اگر اسکے خلاف کریگا ہڈیان چبا چبا کر کھاونگا اسد تو ہم سردار و ہم عیار ہین بے اختیار ہنس پڑے
کہا تمسے زیادہ ہمارا کون دوست ہے منہ پھیلا کر بیٹھے ہم پھاند پڑین آپ نگل جائیے ہڈیان نہ چبائیے دیو خوش
ہوگیا کہ یہ آدمی بڑا معقول ہے بیچارے نے آنکھین بند کرلین منہ مثل قعر بلا کھولدیا اسد نے پہاڑ سے ایک سو من
کا پتھر اوٹھا کر دہن مین دیو خودسر کے پھینک مارا دو دانت اوسکے ٹوٹے پتھر حلق مین سنگدل کے پھنسا
گھبرا کر آنکھہ کھولدی کہا لقمہ انسان کا بہت سخت ہے اسد کو جو سامنے کھڑے دیکھا سمجھا کے دو دانت بھی
ٹوٹے خون منہ سے جاری چلو مین لیکر اپنا خون پینے لگا چیخ مار کر اپنے مقام سے اوٹھا آواز دی او
آدم زاد غضب کیا میرے دو دانت بھی توڑے اب تجھکو توڑ مروڑ کے کھاونگا یہ کہکر اسد پر چنگل مارا
اسد نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک گھونسا مارا دیو چیخنے لگا غل مچاتا تھا او آدمی چھوڑ دے مین تیرے

کھانے سے باز آیا یہ کہکر لپٹ پڑا اسد سے کشتی ہونے لگی اسد نے کولے پر لادکے مارا تھپکے کالٹھا زمین پر گرا کود کر اسد چھاتی پر سوار ہوا کہا کیون ہمیں پہچانا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی دیو نے گھبرا کے کہا اے جوان تیرا کیا نام ہے اسد نے کہا نبیرۂ کوہ جگ سلیمان یہ سنکر دیو نے ایک چیخ ماری کہا ارے او ظالم تیرے نانا کے ہاتھ سے شکست کھا کر پردہ قاف سے بھاگا اس صحرا مین آکر مسکن کیا مین اپنے خداوند کو نہ چھوڑونگا اسد غصے مین اوٹھا مثل شیر غضبناک ایک پانون دونون پاؤن پر دبایا ایک پانون دونون ہاتھون سے تھام کر زور کیا دیو خود سر کو چیر کر پھینک دیا جب اسد نے دیو کو مارا اب جو دیکھا تو وہ صحرا سنسان کف دست میدان نہ انسان نہ حیوان اسد نہایت گھبرایا معلوم ہوا یہ دیو مجھکو دور اوٹھا لایا نہین معلوم یہ کونسی سرحد ہے آخر مجبور سلاح ذات پر آراستہ ہین تیغ کے قبضے پر ہاتھ ڈالا توکلت علی اللہ ایک جانب چل نکلے پیدل چلنے کی عادت نہین لشکر سے جدا ہو فراق محبوب ہر ایک کا خیال یہ اشعار حسرت آمیز زیب النساء ورد زبان کیے نظم

ره بوادی جنون بادل پرخون رفتم
تشنه لب آخر کاز لب جیحون رفتم
نالۂ زار دلم چون باثر کار نه ساخت
سالها بر اثر بخت همایون رفتم
باش مخفی تو درین غار نه که از آتش دل

تا امید از در امید چو مجنون رفتم
ناخن سعی چو نگشاد گره از کارم
همچو فرهاد دل آزردهٔ مجنون رفتم
برنیایم من از اندیشه این از بر تن
من چو فانوس دم صبح به بیرون رفتم

دیده از اشک تهی گشت و دلم پاره شد
صد گره در دل ازین سلسله بیرون رفتم
برنیامد زلبیسی دو رخ فال مراد
کز پی سیر بیازار چنین چون رفتم
بیقرار و اشکبار تنہائی بادیہ پیمائی

نہ دوست نہ مونس نہ غمگسار تلوون مین آبلے پڑے خار صحرا پانون مین گڑے کبھی حضرت عشق لے یہ صحرائی دشت وحشت ملال دکھایا شکر ہے بھائی مجنون کا ورثہ پایا عشق مین پیروی حضرت مجنون کی واجب و لازم ہی دیکھیے منزل مراد کیونکر دستیاب ہو کاش تا بوادی نجد پہونچ جائین قبر مجنون پر جاکر فاتحہ پڑھین روح کو استاد نا دشاد کی شاد کرین انکی دشت پیمائی کو یاد کرین جب رستہ طے نہ ہوا جہانتک گذرگاہ کام کرتی تھی وہی وادی وحشت خیز حسرت انگیز آخر وہ سرو بوستان صاحبقرانی نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرا رو رو کر یہ اشعار پڑھنے لگا اشعار

فراق یار مین کیا زندگی جلاد سی کم ہی
جگر کی پھانس ہی ہمدرد لگا گھٹ ہمدم ہے
مری فریاد نے دونون جہا تو ہے چھپانے
رہے تا حشر جس سے زخم آلہ یہ وہ مرہم ہے

تپان ہون صورت بسمل دم خنجر جو دم ہے
فراق یار اور انکی ملاقات تو انکا ہی باعث
جہان تاثیر رہتی ہی وہ کوئی اور عالم ہے
کشیدہ ہین وہ تیغ ناز مجھپر کسطرح کھینچین

بہم پہونچا ہین غمخوار کیا کیا عشق مین ہمنے
مرا بخت سیہ ہی اور پہلوی شب غم ہی
ستم ہی عذر کرنا دلبہ خنجر مار کر ظالم
مقدر تو نہین سید ہاسر تسلیم گو خم ہے

وصال یار مین تباہی پانی می کی کیفیت
گنہگار آرزو دلکی دل سوزان جہنم ہے
مرے پہلو مین نشتر چھیدے دل سے کیا کرتے ہو سرگوشی
بتا دو مجھکو تم آئینہ کسکی چشم پرنم ہے
جلا اس باغ مین وہ عندلیب نوحہ گر مین ہون

جو دل خوش ہو تو مٹی کا پیالہ ساغر جم
دکھا کر اک جھلک شام جوانی ہوگئی غائب
ذرا مین بھی تو سن لون شور کیسا یہ ماتم ہے
کہ جسپر آشیان ہی نام اوسکا نخل ماتم ہے
کہ جسپر آشیان ہی نام وسکا نخل ماتم ہی

دکھا دی ہے تماشا کا عذاب دہر تری الفت
قیام اس بیوفا کا وصل کی شب بھی کچھ کم ہے
حقیقت کہدو شاید کسی دل صد چاک کا
وہ گیسو ہوگیا برہم مزاج دل جو برہم ہے
اسقدر شاہزادہ بیقرار و شکیبا رہے

قصد ہی کہ گلا کاٹ ڈالون ای اسد کدھر جاؤن اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ لون اس فکر مین کھڑا تھا کہ صحرا سی گرد اڑتی دیکھا آگے آگے دس علم نشان دس ہزار سواران جرار کا ایک بادشاہ بر تخت پر سوار تاج شہریاری بر سر لباس فاخرہ زیب جسم ناگاہ اوسکی نگاہ جمال اسد نامدار پر پڑی کہ سایہ نخل مین ایک جوان مثل ماہ تابان سرو قد سہی بالا بحر حسن و خوبی کا دُر یکتا زیر سایہ نخل مسلح استادہ ہی اس بادشاہ نی شاطر سے کہا دیکھ تو یہ جوان زیر نخل کون کھڑا ہی اس حوالی کا رہنے والا شاطر بڑھا قریب اسد غازی آیا فر و شوکت دیکھکر خاموش کھڑا ہی کلام نہین کر سکتا سراپا کو بحیرت دیکھتا ہی اسد نے خود پوچھا اے شاطر کسکی تلاش مین ہی شاطر نے دست بستہ عرض کی کہ ہمارا بادشاہ عالیجاہ ملک مراد شاہ حاکم قلعہ کوہ سر شکن ادہر سے نکلا ہی آپکا نام نامی دریافت کرنا چاہتا اسد نے جواب دیا ای شاطر جاکر کہدے کہ نام سے ہمارے سرزمین طلسم ہوشربا کے ذرے بھی آگاہ ہین سنکر نہ پہچانا مین تو نے ذکر سنا ہوگا شہسوار عرصہ یکتا ز می اسد بن کرب غازی بندہ حقیر رب الارباب سرکوب افراسیاب مشہور طلسم کشا اتفاق سے اس صحرائے ہولناک مین گذر ہوا ایک بیاد اٹھالایا عنایت سے پروردگار کی اوسکو ماہ اہالیان لشکر ماہرخ و بہار وغیرہ تلاش کرتے ہونگے جاکر اپنے بادشاہ سے کہدے یہ سنکر وہ شاطر بھاگا مراد شاہ سے تمام کیفیت بیان کی یہ سنکر مراد شاہ نے کہا یاروتمنے سنا یہ وہ جوان ہی جسکی تلاش مین ساحر ہوشربا افراسیاب کے ملک قبضے مین کرلیے افراسیاب نوبت بجانی کا رد بہ سنو اتفاق قدرت لات و منات ہی کہ یہ جوان یکہ و تنہا ملجائے اقبال افراسیاب کہکر فوج کو اشارہ کیا چہار جانب سے گھیر کراسے ان کو گرفتار کرلو یہ خبر مراد شاہ نے کہا ایک سوار گھوڑے کو گرم کرکے صف سے نکلا کہا ای بادشاہ ایک حقیر بیدل مسافرانہ جنگل مین کھڑا ہی اسکے واسطے فوج کی کیا ضرورت ہی اگر حکم ہو تو جاکر سنان نیزہ پر اوٹھالون مراد شاہ کے منہ سے نکلا ای خیر خواہ یہ جوان نبیرہ صاحبقران ہی بارہ برس سے افراسیاب سے لڑ رہا ہی یون یکا یک نہ مارا جایگا اگر کل فوج بلوہ کرکے گرفتار کرلے تو میرے نزدیک بڑی بات ہی اس جوان کی جرات نہین کرامات ہی اوسکے سر نے نمانا قوی تن قوی

تھا نیزہ ہلاتا ہوا چلا قریب اسد آیا پکار کر آواز دی اے جوان چل تجھکو ہمارے بادشاہ عالیجاہ ملک مراد شاہ
خراج گزار افراسیاب طلب فرماتے ہین اسد تو غصے مین کھڑا تھا جواب دیا کہ ہم کیا تمھارے بادشاہ کے نوکر ہین وہ
خود نہین ہے ہمارے قدمبوسی آتا بڑا مغرور ہے جا کر اوس سے کہدے کہ اگر قدمبوسی مین حاضر ہو ورنہ سزا پائیگا یہ سنکر اوس سے اس
نیزے کو تان دی تاک کر سینہ بے کینہ اسد نامدار پر نیزہ مارا اسد نے سنان کو بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈال دیا جس طرح
لڑکے کے ہاتھ سے شکر چھین لیتے ہین نیزہ لیکر پھینکدیا اوسنے ہاتھ تلوار کا مارا اسد نے بارہ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالکر
ایک جھٹکا دیا سوار منھہ کے بل زمین پر آیا اسد جست کر کے پشت مرکب پر سوار ہوا نعرہ کر کے خود لشکر مراد شاہ
پر جا پڑا صفونکو درہم و برہم کر دیا جسکے ہاتھ مارا اوسکے دو ٹکڑے تمام افسرونکو چشم زدن مین قتل کیا پرون مین
تہلکہ پڑ گیا سوار و پیدل درہم و برہم اسد نامدار شیر نہ نہنگانہ لڑتا ہوا قریب بادشاہ کے پہونچا مراد شاہ نے
ہاتھ تلوار کا مارا اسد نے تلوار چھینکر مراد شاہ کی پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر با آسانی اوٹھا لیا چاہا چرخ
دیکر مارون مراد شاہ نے آواز دی اے شہریار الامان اسد نے کہا اے مراد شاہ امان بشرط ایمان اسد نے
اوسی طرح تخت پر رکھدیا مراد شاہ اس خلق و مروت کو دیکھکر تخت سے کودا قدمون سے اسد کے لپٹ گیا عاشق
جمال محمود دیدار تھا شوکت و جرات پر بیقرار تھا خوش ہو کر کہا کلمہ طیبہ ارشاد فرمائیے اپنا غلام حلقہ بگوش بنائیے اسد
نے کلمہ پڑھایا مراد شاہ بصدق دل مسلمان ہوا عرض کی حضور نے اس خارستان کو قدوم میمنت لزوم سے کیونکر
منور و روشن فرمایا بائیس لاکھ فوج کے آپ حاکم بڑے بڑے سرداران عالیجاہ شہزادے بادشاہ آپ کے تابعدار
ہین یون یکہ و تنہا ایسے مقامات پر آنا اے شہریار اگر کوئی ساحر ملجائے تو کیا ہو کوئی کنیز غلام ساتھہ نہ آیا
اسد نے ہنسکر جواب دیا اے ملک مراد شاہ مین ساحر و غیر ساحر کا خوف نہین کرتا اپنے پیدا کرنیوالے پر تکیہ رکھتا
ہون وہ نگہبان ہر وقت ساتھ ہے لیکن اتفاق سے مین صحرا مین برائے شکار آیا ایک دیو خونخوار اس جنگل مین
رہتا تھا مجھکو شکار گاہ سے اوٹھا لایا بحکم پروردگار اوسکی موت قریب تھی میرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا ساتھہ والے
ڈھونڈھتے پھرتے ہونگے مراد شاہ نے بخواہش عرض کی یہانسے تین کوس پر میرا شہر ہے قلم کوہ اوسکا نام
ہے امیدوار ہون قلعہ مین تشریف لے چلیے مین حضور کے خود ہمراہ چلونگا وہان چلکر مہرخ وغیرہ سے بھی
قدمبوس ہونگا بخیر و عافیت بندگان عالی کو لشکر ظفر اثر مین پہونچا دونگا اسد مراد شاہ کے ہمراہ ہو
ساتھہ والون سے کہا اے شہریار حقیقت مین آپنے بڑی بلا دفع کی اس صحرا مین جو کوئی بھٹک کر آجاتا تھا وہ دیو
خونخوار کھا جاتا تھا آپنے اوسکو مارا صحرا پاک ہوا یہ باتین کرتے ہوئے سب ہمراہ یہان ملک مراد شاہ ومحبت آسد

نامدار بھرتے ہوئے داخل قلعہ قلم کوہ ہوے دیکھا شہر وسیع ملک آباد رعایا دل شاد بازارین آراستہ و پیراستہ شہر مین
مشہور ہوا ملک مراد شاہ طلسم کشائے عالیجاہ کو لیکر آتے ہین تمام اہالیان شہر بہر زیارت اسد نامدار بازارون
مین جمع ہوے اسد نامدار کے دونون ہاتھ دونون جانب چلے جاتے ہین ہر ایک کو جواب سلام دیتا خلق و مروت
تمام رئیسون سے ملتے ہوے داخل دار الامارہ شاہی ہوے مراد شاہ نے دست بستہ عرض کی تخت پر قدم رنجہ فرمائیے
اسد نے فرمایا اے ملک مراد شاہ پروردگار نے ہمکو تاج بخش بنایا ہے تاج گیر نہین ہین یہ کہکر مراد شاہ کو تخت پر بٹھایا
اہالیان دربار جمع ہوے سب رئیسون سے ملاقات ہوئی تمام اہالیان شہر خلق و جرات اسد نامدار دیکھکر وجد کر رہے ہین
ملک مراد شاہ نے سامان عیش و نشاط مہیا کیا ناچ سامنے ہو رہا ہے جام مے ارغوانی گردش مین صدا ہو ہو شاہ نوش
نوشا نوش بلند ہے نازنینان مہ جبین شوخ و طناز غزلین گا رہی ہین ایک ایک حسین پروانہ شمع جمال اسد نامدار
نین گرمی صحبت ہے اسد نامدار نے جو پلٹ کر دیکھا ملک مراد شاہ بیقرار اشکبار اس طرح رو رہا ہے رومال پر رومال
تر ہوا ہے ہچکی لگی ہوئی اسد نے طائفونکو منع کیا ناچ گانا موقوف ہوا اسد نے پلٹ کر ملک مراد شاہ کو گلے سے
لگایا فرمایا کیون اے بادشاہ عالیجاہ کیا باعث ہے ہمارا صحبت مین بیٹھنا شاق ہوا اس قدر رونے کا کیا سبب ہے
حجاب نکرو ہمسے صاف صاف کہو ملک مراد شاہ اور زیادہ رویا عرض کی اے شہریار آپ مصروف عیش و نشاط رہیے
مجھ بدنصیب کے حال مصیبت مآل کو نہ پوچھیے اسد نامدار نے قسم کھا کر کہا اے ملک مراد شاہ جبتک مفصل
حال نکہو گے مجھپر آب و دانہ حرام ہے ہم خود درد مند ہین سالہا سال گذرے والدین سے جدا ہوے سب طرح کر زندگ
موجود ہین جنکے سایۂ دامن دولت مین پرورش پائی اونسے یون جدا ہوے فلک نے سنگ تفرقہ پھینکا دیکھیے زندگی
مین پھر دیدار فرحت آثار والدین نصیب ہے یا عدم مین ملاقات ہو بس حال بتا ہمسے ضرور کہو مراد شاہ نے اشک
حسرت پاک کیے ضبط کرکے کہا اے شہریار مین اس شہر کا بادشاہ تھا عدالت و انصاف سے بسر کرتا تھا جب
افراسیاب نے لاچین کے ملک و مال پر قبضہ کیا لاچین بیچارہ شکست کھا کر اس قلعہ مین آیا آپنے سنا
ہوگا وزیر ونی گرفتار کرکے افراسیاب کو دیا زن و شوہر کو اونسے الگ الگ قید کیا اب افراسیاب
کو یہ منظور ہوا کہ سترہ برس برابر لاچین اس قلعہ مین لڑا ایسا نہو کچھ فساد برپا ہو یہان کوئی ساحر نرہے تمام
ساحرونکو یہانسے نکالدیا مجھکو بلاکر اس ملک مین بسایا حکم محکم دیدیا کہ سوائے غیر ساحر کے ساحر یہان نرہے غلام
یہ مجبوری اس کوہستان و خارستان مین بسر کرتا تھا پروردگار نے مجھکو ایک فرزند عطا کیا عصائے ضعیفی خوبصورت
صاحب شوکت و لیاقت جری بہادر صف شکن تیغ زن ایسا بہادر تھا جس طرف نکل گیا لوگ اوسکے نام سے

تھراتے تھے سلطنت ظالم کوہ کو اوسکی جرات سے زور ہوا چند کس یہان بستے تھے اوسنے شہر بخوبی آباد کیا
لیکن گردش فلک کجرفتار یہانسے پانچ کوس پر ایک صحراے سبزہ زار ہے اوس سبزہ زار مین ایک باغ نغز ہے
مشہور ہے کہ وہ باغ بھی جنت نظیر ہے بوقت سحر اٹھارہ امیرزادے جری بہادر شاہزادے معلوم ہوتے ہین کم سن
جلالت صولت انکے چہرون سے آشکار دیوار باغ کے قریب کھڑے ہوتے ہین دیوار زیادہ بلند نہین ہے بارہ
ہزار جوان اون اٹھارہ افسرونکی پشت پر سب ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے صحرا کو دیکھکر روتے ہین اگر کوئی
راہگیر سرنکالے پکار پکار کر آوازین دیتے ہین اے آیندہ و روندہ اگر تم مین سے کسیکا گذر خدمت مین آقاے نامدار
مولا قدر شناس کے ہو عرض کرنا آپکے رفیق غلامان بمخوار بندے یہان گرفتار ہین افسوس حضور نے ہماری
خبر نہ لی یہان پر اون جوانون کے کلیجہ پھٹتا ہے اگر کوئی مسافر بڑھ گیا اندر سے باغ کے ایک سہرا ابتلا نکل آتا
ہے اوسراہ گیر کو بھی اوٹھا لیجاتا ہے کسینے میرے بیٹے شمشاد قلم کوہی سے خبر کردی وہ جوان صاحب شوکت
ولیاقت بہادر اونکے قید کا حال سنکر نہایت پریشان ہوا اس صحرا مین گیا اون جوانونسے زیادہ کی تھی
طاقت و قوت زور بازو کے ناز پر جا پڑا وہی بتلا بلاے رونگا باغ سے نکلا کمر مین پنجہ ڈالکر اوٹھا لیگیا زمانہ
دو سال کا گذرا اوسکے فراق مین مان روتے روتے نابینا ہو گئی اسوقت حضور جو دربار مین باشوکت و شان
جلوہ فرما ہوے آپکے غلام کا نقشہ آنکھون کے نیچے پھر گیا دل بیقرار ہوا یاد آیا کہ اگر آپکا غلام موجود ہوتا آپکو دیکھکر
باغ باغ ہو جاتا بلکہ اوسنے جاروب کشی کرتا بہادر کے نام کا عاشق تھا یہ سنکر اسد نامدار چیخ مارکر رو دیا کہا اے ملک
مرادشاہ اسوقت میرا کلیجہ نکل گیا یہ فغان میرے رفیقان جانباز کا ہے اٹھارہ امیرزادے بارہ ہزار قزاق میرے
ساتھ چلے تھے ایک باغ مین آکر یہ بھول کھلائے چہرے پریزادونکے ان سبکو اوٹھا کرلے گئے بارہ سال گذرے
کہ مین طلسم ہوشربا مین آیا بڑے بڑے مقامات پر پھرا آتا بہ باغ سیاہ مجھ شہر داد و دیو طلسم صندل و دربند مہر و ماہ
پہونچا لیکن میرے رفیقونکا کسی مقام پر نشان نپایا تمہارے بیان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ میرے یاران ہمدم
رفیقان قدیم اوسی باغ مین قید ہین رفیق کیسے میرے ناناجان کے جانشین فرزند ہو دہ مالک انکے اٹھارہ
سرداروں کے یہ فرزند صاحبان حسب و نسب میرے ساتھ پیدا ہوے بچپن سے ساتھ پرورش پائی میرے ہی
ساتھ رہے مجھکو اپنا آقا جانا میرے بزرگون کا ساتھ نہ دیا اگر کبھی انکے بزرگون نے کہا بھی کہ ہمارا ساتھ
دو انھون نے جواب صاف دیا کہ ہمارا زندہ مردہ اسد نامدار کے ساتھ ہے اپنے بزرگونکا ساتھ چھوڑا میری رفاقت
مین سرگرم رہے میرے ہی محبت مین قید ہوے ہاے مینے آج تک انکی خبر نہ لی آج تمھاری زبان سے

اتنا نشان معلوم ہوا ہے ای خدا مقام چل کر مجھکو دکھا دیا تو مین اپنی جان دون یا اُن شیرون کو چھوڑا لاؤن ملک مرادشاہ
نے کہا ای شہریار مین تو ذکر کر کے شرمندہ ہوا اسد نے کہا علاوہ اپنے سردارون کے تمہارے فرزند کا بھی
خیال ہے ایسا شیر دلیر قید ہوا اُسکی فکر بھی واجب و لازم ہے آج بارہ برس کے بعد مین نے اپنے رفیقان شفیق کا
نشان پایا یہ رات مجھ پہاڑ ہو گئی چاہون اسیوقت پر پرواز پیدا کرون دور سے اِنکا جمال بیمثال تو دیکھون حال
دل اپنا ظاہر کرون اُنکی کیفیت پوچھون ہائے وہ جوان اپنے دلون مین کیا کہتے ہون گے کہ آقاے نامدار
نے ہماری خبر نہ لی اُن شیرون نے جان آبرو اپنی میرے نام پر نثار کی مجھ کمبخت سے کچھ نہ ہو سکا اب دربار
مین اسوقت شور گریہ و زاری بلند ہے بلکہ سب سرداران مرادشاہ مرادشاہ کو بُرا کہتے ہین کہ ایسے شیر کے
سامنے بیٹے کا کیون ذکر کیا اب وہ شیر بپھرا ہے ضرور جائیگا وہان ہم لوگ کے سامنے بڑے بڑے پہلوان طاقت
دار عقیل فہیم صاحبان علم و فضل گئے کچھ نہ ہو سکا وہی پتلا اُٹھا کر لیجاتا ہے بہر حال بھی نہین دریافت ہوتا لیجا کر
قتل کیا یا زندہ قید ہوا بڑے افسوس کی بات ہے خدا طلسم کشا کو اُس پتلے کے ہاتھ سے بچائے شب بھر
دربار مین یہی چرچا رہا بوقت سحر اسد نامدار نے ہتھیار لگائے ملک مرادشاہ سے کہا وہ مقام چلکر ہم کو بتا دو
انشاءاللہ تعالےٰ اِس پتلے کو چیر کر پھینک دونگا تمہارے فرزند کو چھوڑا لاؤنگا مرادشاہ نے ہر چند کہا اے
شہریار براے خدا یہ قصد نہ کیجیے وہان کسیکا زور نہین چلتا وہ پتلا قیامت کا پرکالا ہے ہم مدت سے دیکھتے
ہین مین نے اپنے فرزند کے واسطے بڑی بڑی پیروی کی جس نے جا کر وہان کی سبزی پر قدم رکھا وہ سبزہ
بیگانہ ہے پتلا نکل کر آتا ہے وہ جوان منع بھی کرتے ہین کہ اے آنیوالے اس طرف نہ آ لیکن جا کر واپس آنا ممکن
نہین اسد نے کہا انشاءاللہ اب دیکھ لینا جس ظالم نے یہ دام مکر پھیلایا ہے کوئی ساحر شعبدہ باز ہوگا
بندگان خدا کو بلا مین پھنساتا ہے ایسے ظالم کی خبر لینا عبث ہے بندگان خدا راہ گیر اس مصیبت سے
نجات پائینگے ہم ضرور جائینگے ناگاہ ایک ناظر خواجہ سرا دوڑا ہوا آیا نہایت بیقرار اشکبار کہا ای شہریار آپکی حسن و
جمال کے تعریف جرأت کی توصیف کی خبر محلات مین پہونچی والدہ اس سیدہ شاہزادہ تمثاد کی روتے روتے
نابینا ہو گئی ہین ارشاد فرمایا ہے اس شیر بیشہ جرأت کو ذرا یہان تک لاؤ کہ مین اس شیر کو سمجھاؤن کہ ہم ناشاد و
نامراد ہوے فرزند نوجوان کو کھو کر برباد ہوے تیرے مان باپ کا کلیجہ ٹھنڈا رہے ہم بیکسون کی دستگیری
بھی بہتر نہین ہے مرادشاہ رونیلگا کہا اے شہریار ذرا محل مین چلیے اُسکی مان ناشاد و مراد آپ کے آفتاب
جمال کو دیکھکر آنکھین اپنی روشن کرے اسد نامدار محل مین تشریف لائے دیکھا اک شاہزادی کی آنکھین زرد روتے روتے

سفید ہو گئی ہین کنیزین چہار جانب سے گھیرے ہوے دروازے پر محل کے انتظار مین کھڑی ہے اسد نے تو سر جھکا لیا وہ مصیبت زدہ بیقرار ہو کر اسد سے لپٹ کے بلائین لین کہا اے شیر بیشہ صاحبقرانی جو مصیبت مین مبتلا ہو دام رنج و الم مین پھنسا ہو اسکی دستگیری کرنا بڑائی ہے تمھارے والدین کا کچھ کلیجہ ٹھنڈا رہے اسے اپنی والدین کے نور نظر ہمارے حال پر رحم کرو اس ملک کو اپنے نور قدوم سے روشن رکھو تاج و تخت اپنے قبضے مین کرو ہم بڑھیا بڈھے ایک گوشے مین بیٹھکر عبادت پروردگار کرین تمھین دعا دین اسد بہت رو دیا کہا اے والدہ ماجدہ بس اب نہ کچھ فرمائیے میرا کلیجہ پھٹا ہے انشاءاللہ تعالی آپ کے فرزند کو لا کر ملاؤن آپ کی دعا سے مین بھی دیدار سے اپنی والدہ ماجدہ کے مشرف ہون بارہ سال گذرے کہ والدین سے جدا ہوا اس طلسم ہوشربا مین مارا پھرتا ہون اسوقت آپ کو دیکھکر دل مین ناسور پڑ گیا کہ یہی حال ہماری والدہ ماجدہ کا بھی ہوگا آٹھ پہر روتی ہونگی گوشہ نشین منھ سے نکال نہ سکتی ہونگی کہ میرا فرزند نہین آیا ہون جان ہمارے شاہزادہ بدیع الزمان اس طلسم مین قید ہین انکی والدہ اپنے فرزند کے غم مین بلکتی ہونگی زوجہ مراد شاہ بہت روئین کہ بیٹا آج تم نے داغ فرزند کو تازہ کر دیا خانہ دل کو غم و الم سے بھر دیا ہم زن و شوہر کو قتل کر کے جاتے ہو جسطرح پشت دکھائی اسیطرح پھر تمھارا روے زیبا دیکھین اب جب تک تم واپس نہ ہوگے ہمکو اسی دروازے پر بیٹھے ہوئے انتظار کرینگے مراد شاہ نے کہا صاحب ہم پلٹ کر ملک مین نہ آئینگے اگر پھر کوئی افتاد پڑی اہالیان شہر کو کیا منھ دکھائینگے رئیسان شہر شیران سلطنت وزیران امرا سب ہمکو برا کہتے ہین کہ انکے سامنے اپنے فرزند کا کیون ذکر کیا علاوہ میرے تمام اہالیان شہر کو انکا جانا ناگوار ہے اسد روتے ہوے محل سے نکلے زوجہ مراد شاہ کلیجہ تھام کر بیٹھ گئی محل محل ماتم تھا ہر خرد و کلان کو اسد کے جانیکا غم تھا اسد نامدار بصد شوکت و وقار مراد شاہ کو ساتھ لے کر قلعہ سے نکلے ہزارون اہالیان شہر ساتھ ہین اسد نے قلعہ سے باہر نکل کر رئیسان شہر سے کہا آپ سب صاحب رخصت ہون گھرون مین جا کر ہمارے واسطے دعا کیجیے اہالیان شہر نے کہا اے بہادر تیری خلق مروت نے ہم سب کو بندۂ بے زر بنایا پہلی سعادت تو یہ ہے کہ ہمکو راہ ضلالت سے نکالا چشمۂ ہدایت پر پہونچایا تمھاری ہدایت سے اصل پیدا کرنیوالے کو پہچانا آپ کے آفتاب جمال کی سارے شہر مین روشنی تھی ہمارا پلٹنے کو جی نہین چاہتا اس صحراے نامبارک تک ہم بھی ساتھ چلین گے اسد ناچار ہوا ملک مراد شاہ نے اہالیان شہر کے ہمراہ جب پانچ کوس راستہ طے کیا دیکھا سامنے ایک صحراے سبزہ زار نہایت سرسبز و شاداب طائر درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین نہرین آب شفاف سے مملو روشنی نہر قمریون کی کوکو سے صحراے پر فضا مین اک باغ

دروازہ باغ کا مثل آغوش کھلا ہوا اور باغ پر تو سناٹا لیکن دیوار کے اُس پار چونکہ دیوار چھوٹی ہے انسان جو کھڑا ہو تو ظاہر ہوتا ہے اٹھارہ جوان ماہ طلعت حسین جمیل نوجوان خوبصورت گرفتار دام مصیبت و محنت پشت پر بارہ ہزار جوان ہم سن ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوئے طوق آہنی گلو مین دیوار پر ہاتھ رکھے ہوئے رو رہے ہین جیسے ہی اسد نامدار نے گھوڑا بڑھایا ان اٹھارہ جوانون نے آواز دی اے آنیوالے ای شہسوار اے جوان نامدار برائے خدا اس سبزے پر صحرا کے قدم نہ رکھنا موت کا مزا چکھنا ہے یہ مقام پر خوف ہے یہ سبزہ نہین زہر ہے یہان قدم رکھنا قہر ہے موج ہوا یہان کی سانپ کی لہر ہے یہ نخل شمشیر آبدار ہین دیکھے شاخین بھی خنجر ہین یہ بار ہین پھل یہان کے انگارے غنچے چنگاریان لیکن اے جوان نامدار اے شہسوار پلٹ جا ایک پیام دیتے ہین برائے خدا اُس پیام کو ہمارے اگر آقای نامدار کو پہونچایگا ثواب عظیم پائیگا اگر تیرا گذر ہو خدمت مین ہمارے آقای نامدار مولائے قدرشناس فلک اساس ہنر پروشت جرأت یکہ تاز میدان جلالت سرکوب کافران جوان حجازی اسد غازی انسے عرض کرنا آپ کے غلام جو باغ مین آپ سے جدا ہوئے تھے مبتلائے دام مصیبت ہین گرفتار رنج و آفت ہین آپ کی جرأت و لیاقت سے بہت بعید ہے کہ اپنے غلامون کی خبر نہ لی اس قید مین بھی آپ کے جمال کے مشتاق ہین گرفتار دام فراق ہین

نظم

بیا کہ بادلم آن مے کند پریشانی
کہ بے تو مردم آنگہ چنین بہ آسانی
ترحمے نہ کند حسن بر دلم گوئی
نگاہ گرم تو تکلیف نامسلمانی
لب تو جرعہ دہ بادہ دل آشوبی
بہار عشوہ برزدہ چو رخ بپوشانی

کہ غمزۂ تو نکردہ است با مسلمانی
کسیکہ تشنہ لب ناز تست میداند
کہ در زمانہ یوسف بنو زندانی
متاع حسن تو سرمایۂ تہیدستی
نسیم تو شانہ کش طرۂ تن آسانی

ز دیدہ رفتی و کردم ہمان نفس فریاد
کہ موج آب حیات ست چین پیشانی
زہے وفائے تو ہمسایۂ پشیمانی
خیال زلف تو مجموعۂ پریشانی
گل کرشمہ نہ خندد وچو چشم باز کنی

یہ بھی عرض کرنا کہ آپکے بزرگون نے اور آپنے ہر مقام پر اسیرون کی قیدیون کی دستگیری کی غلامان خاص کو گوشۂ خاطر سے فراموش کیا لیکن ہمین یقین کہ ہمارے آقای نامدار نے جستجو کی ہوگی ہمارے تقدیر مین جو زمانہ قید کا قرار داد ہے وقت پر رہا ہون گے اب نوبت یہان تک پہونچی کہ کارد بر استخوان صدمات زندان مصیبت سہتے سہتے اب دانہ سے نفرت ہوگئی اور فور مرام ایسے ظالم کی قید مین ہین جسکو ہمارے حال پر رحم نہین آتا آٹھ پہر جفائین آب و دانے کی سہتے ہین زمانہ ناہنجار کی برہمی ایسے کلمات جوان جوانون نے کہے اسد نامدار نے چیخ مار کر رو دیا کہا ای بھائیو مین تم سے بہت شرمندہ ہون تمھاری رفاقت کا بندہ ہون مین وہی بدنصیب

ہون جنکو یاد کرتے ہین جس روز سے تمسے چھوٹا دام مصیبت مین پھنسا گئی مہینے صحرائے حیرت مین قید رہا سات برس گنبد نور مین مصیبت اُٹھائی خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے گنبد نور سے مجھکو رہا کیا بھائیو تمھارا ہی نشان سُنکر آیا ہون اسد نے بخوبی پہچانا کہ میرے سردار اٹھارہ امیرزادے لندھاوہ بن لندھور ابراہیم بن مالک علقمہ بن جمہور و عادان بن عادی پشت پر بارہ ہزار قزاق بچپن کے رفیق یاران شفیق اُسنے بھی اسد نامدار کو بخوبی پہچانا اسد نامدار گھوڑے کو چمکا کر چلا ساتھ والے تردد رکھتے ہین اب جو اسد نعرہ کرکے بڑھا ابراہیم وغیرہ بلبلانے لگے کہتے تھے اے شہریار برای پروردگار آگے قدم نہ بڑھائیے یہ صحرا ہے پُر آفت ہی جو آیا بلا مین پھنسا اسد نے کہا ای بھائیو میری جرأت و شوکت پر لعنت ہے کہ تم ایسے یاران ہمدم کو اس مصیبت عظیم مین مبتلا دیکھون تمھارے پاس نہ آؤن جہان تم ہو رفیق ہون یہ نالائق اگر تمسے ملاقی نہو تمھارے فراق مین ایسے صدمے اُٹھائے چند اشعار معنی حسب حال ہین اشعار

بسکہ شد خونِ جگر در زندگانی قوت من
تا بہ خورشید دارد دیدہ تو یاقوت من
بر نہ خیزد بعد مردن از زمین تابوت من
بعد مردن نعم محوز عشقی کہ در آئین عشق
اقتباس نور از خور کی کند این ماہتاب
بلبل و پروانہ گیر د پایۂ تابوت من

انشاء اللہ آپ بھیا کو آکر سزا دون جس نے تمکو اس مصیبت مین گرفتار کیا اگر کسی بلا مین پھنسون تمھاری صحبت مین پہونچون یہ قید خانہ مجھکو باغ سے بہتر ہوگا رفیقون کی صحبت مین افسر ہوگا ابراہیم وغیرہ چیخ رہے ہین اسد رُکتا ہوا بڑھا جب مرکب نے سبزے پر قدم رکھا حقیقت مین سبزہ بیگانہ تھا یا سبزۂ خوابیدہ تھا بیدار ہوا بدلے مرکب زہر مار ہوا بدلگامی کرنے لگا طرارے بھرنے لگا کبھی الف ہوکر چاہتا ہے سوار کو پشت سے گرا دوں رانون سے نکل جاؤن اسد نے مرکب کو رانون مین مسلا پسلیان مرکب کی کڑکنے لگین بہ مشکل ایک مقام پر تھما معلوم ہوا زمین مین گڑ گیا اب قدم نہین اٹھتا اسد نے کئی توڑے مارے ابھی یاران ہمدم کا فراق آگو ہو چاہتا ہے جلد جا کر ان سے ملون گھوڑا قدم نہین بڑھاتا مثل نقش قدم جم گیا ایک ہی مقام پر تھم گیا اسد نامدار نے دیکھا گھوڑا نہین بڑھتا غصے مین گھوڑے سے کود پڑا قبضے پر ہاتھ ڈالا پیدل راہ کو طے کرتا ہوا چلا بارہ ہزار قزاق اٹھارہ امیرزادے غل مچاتے ہین شہریار پلٹ جائیے اسد نے کہا بھائیو مجھکو نہ سمجھاؤ والیان شہر نے بہت سمجھایا اب تمھاری مصیبت دیکھکر رُک جاؤنگا واعظ و پند کی کیا احتیاج ہے مین فوراً آتا ہون موافق مضمون نظم

پاک ہے لذتِ عشرت سے زبانِ واعظ
جو بلا آگے آئی سو بجان واعظ
ہم نفس باغ جنان گھر ہی گنہگار وکا

ڈھونڈھ دوزخ مین کہین جا کی مقام واعظ
خود فراموش ہے کیا اور کو سمجھائیگا
قد خم گشتہ ہے گویا کہ کمانِ واعظ

خدمت رند قدح نوش مین ہے بے ادبی
راست بازی سرکجی پر ہے گمانِ واعظ

جی مین ہر کاٹیے دانتون سے زبان واعظ
کیون نہو تیرا اشارات سے عالم مجروح

اے بھائیو مجھکو سمجھانا بیکار ہے سو تمھاری ملاقات کا سر پر سوار ہے اسد

نے کسیقدر راستہ طے کیا تھا اندر سے باغ کے بجلی چمکی ایک پتلا فولادی پکارتا ہوا باغ سے نکلا او آنیوالے کہان آتا ہے کیون اپنی جان مٹاتا ہے اپنا آپ دشمن ہوا اس راہ مین آگر اپنا آپ رہزن ہوا اگر لاکھ جان لیکر آئیگا یہان سے زندہ بچ کر نجائیگا اسد اس پتلے کو دیکھکر ٹھہر گیا اُسنے جھپٹ کر اسد کی کمر مین پنجہ دیا چاہا کشان کشان لیجاؤن اسد کے بازو پر اکہ دیا ہوا ملکہ لعل سخندان کا موجود ہے اُسکی کمر مین ہاتھ ڈالا اسد نے اسکی گردن پکڑی پتلے نے چیخ ماری چاہتا ہی چھوڑا کر بھاگ جاؤن لیکر شیر کے نیچے سے کب چھوٹتا ہے اسد نے پتلے کو اٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھا مثل کرباس کہنہ فولادی پتلے کو چیر کر پھینک دیا اندھیرا ہوگیا اسد غازی پتلے کو مار کر تیغہ کھینچ ہوے بڑھا مراد شاہ وغیرہ نے یہ معرکہ دیکھا تمام رئیسان شہر کہتے ہین یا رو بیشک یہ جوان جرات مین یکتا ہے حقیقت مین طلسم کشا یہی ہے کسی سے آجتک یہ پتلا مارا نہ گیا تھا بیشک جا کر باغیون کو مارے گا جرات دکھائیگا ہماری شاہزادی کو بھی رہا کر کے لائیگا قریب ان کے فزاقون کے شمشاد بیٹا مراد شاہ کا کھڑا دیکھ رہا ہے بعد مدت اپنے باپ کو دیکھا باپ نے دور سے بیٹے پر نگاہ کی بے اختیار آہ کی پکارا اے نور نظر کیا تمھارے پاؤن قابو مین نہین ہے زنجیرین توڑ کر باغ سے نکل آو گل گلشن صاحبقرانی کا ساتھ دو شمشاد نے آواز دی اے والد نامدار ہاتھ پاؤن ہمارے قابو مین نہین ہین اس شیر نے بڑا کام کیا لیکن اس باغ مین ہزارون آفتین ہین خدا اس شیر کو بچائے ہم تک پہونچائے بڑے غضب کے یہان جادوگر رہتے ہین خدا اس ملعونہ کو غارت کرے آٹھ پہر ہم غریبون پر بدعت ہے قیدیان بلا تڑپ تڑپ کر مر جاتے ہین اپنے کو بدنامی سے بچاتی ہے کہ میرا قتل کرنا ظاہر نہو کبھی آب و دانہ بند کیا کبھی شمشیر زبان سے زخمی کرتی ہے کلیجے پر ناسور ہین مگر اے والد نامدار بہت مجبور ہین اسد نے پتلے کو مار کر نعرہ شیرانہ کیا ابھی دروازہ باغ کا دور ہے کہ اندر سے ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون تیغہ کھینچے ہوے للکارتا ہوا نکلا او جوان خبردار ہوشیار ہو جاتا باغ مین آنے کا قصد نہ کرنا یہ کہتا ہوا قریب اسد پہونچا ابراہیم وغیرہ دیکھ رہے ہین کہ اس زنگی نے بھی جاکر تیغہ مارا اسد نے بڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا وہ زنگی لپٹ پڑا کچھ بڑبڑاتا جاتا ہے کبھی سامری و جمشید کو پکارتا ہے لیکن کچھ کام نہین آتا ہونٹھ اُس بے حیا کے بند ہوے جاتے ہین بیرون کو پکارتا ہے وہ بھی مدد کو نہین آتے ہین جب وہ لپٹ پڑا اسد

نے گردن پر ہاتھ رکھکر ایک ہکہ مارا کہ سر زنگی کا زمین سے مل گیا ساری سرکشی بھول گیا اس افسر نے دونون
مونڈھے اُسکے تھامے ریل کرنے دوڑا اس قدم پر لا کر ہکہ مارا دونون گھٹنے زنگی کے آشنا بزمین ہوے اسد نے
کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا اچھا چھاتی پر چڑھکر ہکو بھی چیر ڈالون وہ زنگی تڑپ کر بھاگا
ایک چیخ ماری سب نے دیکھا شانون پر اس زنگی کے پر پیدا ہوے اُڑکر آسمان مین ڈوبا نظرون سے سب کی
غائب ہوگیا اندر سے باغ کے دس زنگی تلوارین کھینچے ہوے نکلے اسد پر آپڑے وار کرنے لگے اسد
اُن زنگیون مین شیر خشمناک جا پڑ جسکے سر پر ہاتھ مارا اِسکے دو ٹکڑے ہوے جسکی کمر گاہ پر ہاتھ مارا مثل خیار تر
قلم کیا کوئی لپٹ گیا اسکی گرمی کھینچ لی لیکن جو لاشہ زنگی کا زمین پر گرا ایک کے دو ہوکر تیار ہوے اسد
نے پانچ مارے پانچ کے دس ہوے اب یہ بے بس ہوئے جیون قتل کرتے ہین وہ بڑھتے جاتے ہین اُدہر ابرہیم
وغیرہ سر پیٹ رہے ہین اسد بیباک نہنگانہ شیرانہ لڑ رہا ہے کہ اسد کا بازو مثل ستارہ سحری چمکتا ہے
جس زنگی پر عکس پڑا ایک چھپکی اوپر سے ہاتھ پڑا اُسکے دو ٹکڑے ہوے پھر بھی کامل اسد نے شمشیر زنی کی
اب تو زنگیون سے وہ میدان بھر گیا اسد پر قابو نہین پاتے غل مچاتے ہین دو کلمہ داستان قلعہ توسن
حصار کے تحریر ہوتے ہین کہ توسن پُرفن عمرو کو قیدخانے مین بھیجکر دربار مین آیا سردارون سے کہا ہر
یار وافراسیاب نے بُرا کیا کہ قید کو عمرو کی یہان بھیجا ہے مین نے قید تو اسکو کیا آج رات کو خواب ہاے پریشان
دیکھے اُس خواب کی مُراد یہ ہے کہ مذہب سامری پر زوال ہے اہالیان توسن حصار کا گردن پر افراسیاب
کی وبال ہے یہ باتین کر رہا تھا کہ آسمان سے آواز رونیکی آئی دیکھا سب نے اک زنگی سیاہ رو بازون پر پرواز بصد
سوز دگداز آواز دیتا ہے اے شہنشاہ توسن مدد کر قریب باغ نوبہار اسد نامدار آگیا ہمارے افسر کو مارا ساتھ والون
نے ہمکو روکا ہے ہم آپ کو خبر کرنے آئے ہین وہ شیر کسیکو نہین مانتا زنگیان شیر دل کو روباہ جانتا ہے یہ سنکر
توسن نے سر پیٹ لیا کہا تو یار وغضب ہوا میری سرحد مین طلسم کشا آگیا نام اس جوان کا سنکر ٹھہر گیا
زنگی تو مرد ہے کر مخفی ہوا توسن جادو تاج کو کج کرکے اٹھا اسم سحر پڑھکر بلند ہوا چشم زدن مین آکر
قریب باغ چمکا دور سے دیکھا سب زنگی اسد کو گھیرے ہین کوئی قریب نہین جا سکتا اسد مثل شیر غضبناک
اُن روباہ صفتون سے لڑ رہا ہے چاہتا ہے انکو لڑکر ہٹاؤن باغ مین گھس جاؤن توسن پُرفن اُتر زنگیون
پر نعرہ مارا او نامرد ایک شخص کو گرفتار نہین کرسکتے اُن سب نے پلٹ کر جواب دیا اے حاکم ہم آپ کے
گنہگار ہین اس شیر دلیر کے سامنے ہم بالکل ناچار ہین ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا زبان مین لکنت ہے یہ سنکر

توسن نے ایک دستک دی ایک زنگی بیرو باغ سے نکلا توسن نے پوچھا کیا سبب ہے کہ تیرے ملازمون کا سحر تاثیر نہین کرتا کیا طلسم کشا لوح پاگیا کل تک خبر پائی ہے کہ دریاے نیل کا وہی جوش وخروش ہے کنارے دریاے نیل کے بھی طلسم کشا نہین پہونچا مفصل بیان کر اُس زنگی نے سر جھکایا آنکھ بند کر کے ہوا بعد تھوڑے عرصے کے آنکھ کھولی کہا اے شہنشاہ توسن مین نے دریافت کیا ملکہ لعل سخندان شاہزادی جمرہ پنجم نے اپنا اکہ اُسکے بازو پر باندھ دیا ہو وہی اکہ دستگیری کر رہا ہو وہ اکہ سحر سے مملو طلسم کشا کا قوت بازو ہو توسن نے کہا جا اکہ چھین لے مین گرفتار کیے لیتا ہون ابھی جاکر قتل کردون گا مین مثل افراسیاب کے دیوانہ نہین ہون طلسم کشا کو لیجا کر قید کرون پہونچتے ہی قتل کرون گا مین مثل افراسیاب کے روانہ کردون گا یہ سُنکر وہ زنگی جھومتا ہوا بڑھا اُن زنگیون کو للکارا کہا او نامردو ہٹ جاؤ اس لڑائی مین دخل مدو وہ سب زنگی ہٹ گئے یہ ملعون نیرنگ باز شعبدہ ساز خم مار کر سامنے اسد کے آیا للکارا اسد جا پڑا اُس بے حیا نے جھپٹکر چاہا گردن مین ہاتھ ڈالے اسد نے ایک طمانچہ مارا اس زنگی نے بازو پر ہاتھ ڈال کر اکہ توڑ لیا طرف توسن کے پھینکا توسن نے اس اکہ کو ہاتھ مین لیا جھپٹکر مثل شیر اسد کی کمر مین پنجہ دیا اب کون دستگیری کرے اسد کو لے اُڑا چشم زدن مین آنکھون سے سب کی ناپدید ہوا ملک مراد شاہ نے گریبان اپنا پھاڑ ڈالا چلتے چلتے توسن یہ آواز دیگیا خبردار آج سے یہ قیدی ہوا کھانے کو نہ نکلین کسی مکان تاریک مین بند رہین تڑپ تڑپ کر مرجائین ابراہیم وغیرہ غم مین اپنے آقا کے رو رہے تھے کہتے ہین لو یارو ہمارے واسطے آقا نے اُنکو گرفتار کیا بعد بارہ برس کے اپنے آقا کو دیکھا افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے سامنے مبتلا بلا ہوے اب ہمکو کون رہا کرے گا بقول ہوس مخمسہ

اے ہوس اب کیا کہون منھ مین زبان بیکار ہے
عندلیب گلشن حیرت لب اظہار ہے
چارہ جو مایوس ہے حاجت روا ناچار ہے
جو طبیب اپنا تھا دل اُسکا کسی پہ زار ہے
مژدہ باد ای مرگ عیسے آپ ہی بیمار ہے

روتے پیٹتے اُسی باغ مین غائب ہوے مراد شاہ نے دور سے دیکھا مثل بوے گل اُسی چمن مین چھپ گئے دروازہ باغ کا بند ہوگیا ملک مراد شاہ نے رئیسان شہر سے کہا اب شہر مین نجاؤنگا بارہ سو رفیقون سے صورت فقیرانہ بنا کر لباس شجرفی زیب جسم دامن مین اُس صحرا کے قریب آکر بیٹھا اسد کے لیے روتا تھا آنسوؤن سے منھ دھوتا تھا یہی قول تھا کہ یار مین نے اس گوہر بے بہا کو ہاتھ سے کھویا جسکا مثل و نظیر عالم مین نہین ہرگز ہر زفرزند

ہوتے اس صاحب شوکت کے ناخن پا پر نثار کرنا خاک نے مجھکو لوٹ لیا رئیسان شہر روتے پیٹتے طرف شہر کے
گئے ہمراہ شاہ فقیر ہنگریا واسد مین بیٹھا لیکن توسن جادو جو دربار سے اٹھا اہالیان دربار وزرا امرا حیران
آپس مین کہتے ہین کون معرکۂ عظیم درپیش ہوا کہ شہنشاہ کو اسقدر پس وپیش ہوا خود تکلیف فرمائی نہین معلوم
کہان گئے ہملوگ اسقدر ملازم موجود تھے کیکو روانہ نہ کیا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا توسن
جادو پسینے پسینے بدحواس اک جوان شیر اندام کو بغل مین دبائے ہوئے آکر پہونچا سب اٹھ کھڑے ہوئے
پوچھا اے شہریار یہ جوان کون ہے چہرے سے فرد شوکت آشکار کوئی بادشاہ عالی وقار ہے توسن نے
کہا یارو یہ جوان ہے کہ جسکے ہاتھ سے افراسیاب نوبت بجان وکار بر استخوان حیران وپریشان ومضطر
پھرتا ہے نیکنامی ہمارے نام پر لکھی تھی مین نے جاکر اسکو گرفتار کیا اسد شیر دل اسیکا نام ہے فتاح طلسم نام
لقب نبیرۂ صاحبقران سب کتابون مین صاف صاف تحریر ہے کہ اسد غازی قاتل افراسیاب جادو
ہے آج مین نے اسکو نہین پکڑا اسیر افراسیاب سے ملک الموت کو ہٹا دیا جان افراسیاب
کی بچالی کل اہالیان ہوشربا کا مین جان بخش ہوا مصاحبون نے عرض کی بہت بجا ارشاد ہوتا ہے
آپ ہمیشہ سے نگہبان طلسم ہوشربا ہین اگر شہنشاہ لاچین کو آپ نہ مقید کرتے کسکی مجال تھی کہ اسی طرح
نگہبانی کرتا آج تک ہوا کو بھی نہین خبر ہونے پائی توسن گھبرایا ہوا ہے کہتا ہے جلدی آہنگرون کو بلاؤ
اسکو مسلسل کرین جلاد کو حکم دو یارو بہت جلد اسکو قتل کرین اگر یہ نوجوان زندہ بچ گیا کوئی ساحر ہوشربا
کا ایسا نہ ہوگا جس کو آزار نہ پہونچے اور یہ جو تاجداران جلیل ہین افراسیاب کے کفیل جان نثار سرفروش امین
ہے تو ایک بھی نہ بچیگا یارو ایک خیال رکھنا اگر مین تامل بھی کرون تو یہ مقدمۂ قتل طلسم کشا میرا کہنا نہ ماننا حکم
اول مین قتل کیا جائے یہ ذکر تھا مصاحبون نے اسد کو مسلسل ومطوق کرایا توسن نے سحر اتارا اسد کی آنکھ
کھلی اُس دربار کفر مدار کو دیکھا اپنے کو پابند زنجیر آہنی پایا سمجھے کہ قید ہوئے بل کرکے شاہزادہ اٹھا خانۂ
زنجیر مین خلل ہوا اسد نے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی تمام اہالیان دربار گھبرا گئے توبہ توبہ کرنے لگے
کہا اے شہنشاہ ہمارے سامنے خدائے نادیدہ کا نام لیتا ہے ہمپر کفارہ واجب ہوا توسن نے کہا
وہ شخص آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہا ہے مردے کی بات کا برا ماننا بیکار ہے یہ کہکر حکم دیا جلاد کو بلاؤ
جلاد اگر حاضر ہوا توسن نے حکم دیا اسد نوجوان کو جلد قتل کر جلاد نے سر زنجیر کو پکڑ کر کھینچا چبوترہ ریت کا بنایا
بوریہ فلاکت اُسپر ڈالدیا بقول شاعر فرد نطع بہ انگند وبر وی ریگ ریخت ٭ دیو در دیوانگیش مے گریخت ٭

اسد کو اُسپر بٹھایا تیغہ کھینچا گردن پر کوے کا خط دیا جلاد نے آواز دی اے شہنشاہ توسن حصار حکم ادل ہے سمجھکر حکم دیجیے گا بموجب مضمون فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ٭ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست تیغہ باڑھ دار بازو قوت قتل کرنیکا مجھکو اختیار ہے انسان کے جلانے مین یہ حقیر مجبور ولاچار ہی توسن نے کہا ہزار حکمون کا ایک حکم دیا جلد قتل کرو دیر کریگا تو تیرے قتل کا حکم دونگا اُسوقت دربار مین ایک ہنگامہ جلاد برسر بیداد رئیسان شہر نے جو خبر سُنی طلسم کشا قید ہو کر آیا ہی زیارت کے مشتاق ہو کر دوڑ پڑے جس نے دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یارو اس قیدی کا نخل عمر قلم ہو گیا صورت زیبا ہے کیا طلعت جہان آرا ہے اس نوجوان کے والدین کے کلیجے پر منصف ہاتھ رکھین کہ اُنکے قلب پر کیا گذر رہی ہوگی افسوس کیا ماہتابان غروب ہوتا ہے لیکن اسکے مقدمے مین کون شفاعت کرے سنتے ہین اگر یہ بچ جائیگا تمام اہالیان طلسم ہوش ربا کو قتل کرے گا جو کوئی بچاے اپنے خون سے ہاتھ دھوے دل یہی چاہتا ہے کہ اسکو لیجا کر اپنے مکان مین چھپائین اس چاند کو غروب ہونے سے بچائین بعض نے بڑھکر عرض بھی کی اے شہنشاہ عالیوقار جو کچھ آپ کہتے ہین اسکی صورت پر وہ زیب نہین دیتا یہ کیا افراسیاب کو قتل کریگا مور ضعیف مشت استخوان افراسیاب پیل دمان اگر گھرک دے تو ان کا دم نکل جای ہمارے نزدیک تو یہ مناسب ہے کہ اس جوان کو ساحری پرستی پر ترغیب دیجیے اگر سامری جمشید کو سجدہ کرے اپنے مصاحبون مین مقرر کیجیے زینت محفل ہے آسمان حُسن و خوبی کا ماہ کامل ہے یہ بیچارہ کیا کسی کو قتل کریگا اسکی کیا حقیقت ہی توسن نے کہا یارو اسکو بہ نگاہ حقارت نہ دیکھو یہ وہ شیر ژیان ہے کہ جسکے نام سے اٹھارہ ہم ملک تاجدار کانپتے ہین بڑے بڑے دلیر مارے گئے بڑے بڑے پہلوانون کو اُسنے زیر کیا ہے میرے سامنے تو یہ معرکہ نہین گذرا لیکن اخبار سے جو پرچے نکلے ابتداے آمد سے اس جوان کے حال درج ہین بڑے بڑے معرکے پڑے سات برس گنبد نور پر قید رہا اسکی رہائی کے دن ہزارون جادوگر قتل ہوے ابھی شہر نیلم حصار سے مواج بن گرداب آدم خوار چالیس لاکھ فوج لیکر اترا تھا گویا اسی نے قتل کیا تین عیارون نے چالیس لاکھ کا لشکر مٹا دیا اتنے بڑے وزیر اعظم کو خاک مین ملادیا تم سب صاحب اسکو بہ نگاہ حقارت دیکھتے ہو مناسب یہ ہے کہ مجھکو ترغیب دو کہ جلد اسکو قتل کرین تمام شہر مین جو مشہور ہوا کہ طلسم کشا قید ہو کر آیا خود شہنشاہ توسن نے تکلیف کی کہی ہے کوہ گئے بڑے زور شور سے گرفتار کر کے لائی ہین زیر تیغ بٹھایا ناہید سیمتن دختر توسن پر فن نہایت ساحرہ زبردست ہے ایک اکیلی دختر بلند اختر صاحب جوہر کنیزون نے

بھی خبر دی ایک لونڈی دوڑی ہوئی آئی اُسنے کہا حضور آج آپ کے والد نامدار جلادون کا کام کر رہے ہین ایک جوان آفتاب جمال رستم جلال فرخندہ فال ماہ آسمان کمال اسکو کہین سے پکڑ کے لائے ہین شمع حسن سے اُسکے تمام بارگاہ منور و روشن ہے کل اہالیان شہر کف افسوس مل رہے ہین آپ کے والد نامدار کو ترس نہین آتا جلاد کو بلا کر حکم دیا ہے وہ اس بیچارے کو قتل کیا چاہتا ہے یہ سُنکر ناہید سیمتن اپنے مقام سے مثل طاؤس طنّاز بصد کرشمہ و ناز اُٹھی چند کنیزان ہمراز و مصاحبان دمساز ہمراہ ہوئین یہ کہتی ہوئی چلی کہ یہ بازاری عورتین دن بھر پھرتی ہین خوبصورت مردون کو دیکھا کرتی ہین اسوقت اس لونڈی نے اسطرح مردوے کی تعریف کی کہ گویا عاشق ہوکر آئی کبھی تو یہ کہتی ہے کہ بڑا خوبصورت ہے کبھی کہا نیک سیرت ہے اس نگوڑی کی باتون نے میرے بھی دل پر تاثیر کی بے اختیار دل چاہتا ہے کہ ایسے شخص کی صورت دیکھون لیکن یہ بھی سُنا ہے کہ وہ طلسم کشا ہے کئی شاہزادیان اُسپر مرتی ہین بے مہر جبین نے گھر افراسیاب کا چھوڑا بی لالان خونقبا نے خدائی خدائی سے منھ موڑا انور چلکیدہ قدرت کہلاتی تھین اب کوئی اس اعزاز سے نام نہین لیتا بیٹھے بیٹھے اپنے کو پھنسانا عقل سے سراسر بعید ہے اپنے بزرگون پر ظلم شدید ہے یہ باتین کرتی ہوئی قریب بارگاہ توسن پہونچی دیکھا اجماع عالم انبوہ خلائق ہے پوچھا کیا ہنگامہ ہے لوگون نے کہا طلسم کشا قتل کیا جاتا ہے ناہید نے کنیز سے کہا بڑھکر جلاد کو منع کر جب ہم نہ آلین قتل نہ کرے اُسکے بارے مین ہم بھی حکم دینگے کنیز نے بڑھکر منع کیا جلاد رکا مصاحبون نے پوچھا کیا ہے لوگون نے کہا شہنشاہ کی دختر بلند اختر ناہید سیمتن تشریف لاتی ہین انھون نے منع کیا جس روز سے انکو خبر پہونچی کہ چچا جان متواج مارے گئے آٹھ پہر دریا آنکھون سے بہاتی ہین توسن نے کہا اچھا ٹھہر جا درحقیقت مین متواج کو اس سے بڑی محبت تھی تحفہ جات وغیرہ کوہ نیلم سے بھیجا کرتا تھا ناگاہ ملکہ ناہید سیمتن قریب آکر پہونچی کنیزون نے لوگون کو ہٹایا جمال جہان آرائے اسد نامدار پر ناہید کی نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان آفتاب طلعت رستم صولت سکندر شان دارا دربان انجم سپاہ آسمان حشم کا ماہ مہر جبین حسن تمکین یوسف دوران شہنشاہ حسینان خنجر ابرو جوان خوش خو

نظم

ہر ابرو تیغ بازی کرد تعلیم
لبش امیدوار تسلیم خموشی
دہانش غنچہ بر گرد حسرت آب
ز آئینہ کہ مژگان شد پدیدار

چہ باشد عاشقان را غیر تسلیم
سپاہ غمزہ در تاراج دین بود
خریداران جو سیما بند و بیتاب

بمژگان کجش خنجر فروشی
ز چین جبہ چین زیر نگین بود
نگاہ نرگس زود دل راز

ہاہا ملکہ تشریف لائین اسد نے سر اُٹھاکر دیکھا ایک ماہ پیکر حور منظر

زہرہ جبین رشک شیرین لیلای عصر سلمای دہر سرو گلزار خوبی رنگ و بوی چمنستان محبوبی سمن عذار ماہ رخسار نظم

سمن بر شکر لب دل آرام بود
ہمیشہ ازو گرم بازار حسن
ز موشیر یاران شدہ یاد ازو
ز گوشش گل اندر چمن سینہ چاک
خم و پیچ رفتار موج حیات
بلا بر سر تیغ و خنجر بدست
جبین نور چین جبین موج نور
نوشت از ازل آفرین آفرین
بلا بر بلا قامت بے درنگ
حیا بندۂ نرگس مست او
لبش شیر و شکر بروں میفگند
دمے گرچہ دم از عدم میسزدے
صنعت دست کردگار است این

دو چشمش بعینہ چو بادام بود
مسلسل دو زنجیر از بہر دل
ز بویش بہاران شدہ یاد ازو
نہال ارم از قد او خجل
چو جنبد لبش ریزد آب حیات
ز مژگان برگشتہ برگشتہ بخت
کہ نور اعلےٰ نور گردد خور
انار بہشتی دو پستان او
بہر نقش پا آفت بے درنگ
بہر گردش چشم صد انقلاب
تبسم چو میکرد خون میفگند
رخش سورۃ الشمس واللیل موے
بارک اللہ چہ کار زار است این

نہال قدش سرو جو بار حسن
ز زلفین خود و داشت بر رو بحل
ز رخسار او ماہ خور تاب ناگ
از و ماندہ شرمندہ چین و چگل
ز مسطوری نرگسش فتنہ مست
دل از دین و دنیا برون کرد رخت
بہ پیشانی از دست صنع آفرین
خوشا کو کند بنر لبستان او
حنا دست پرور دۂ دست او
دل و جان عاشق کباب و غزا
تکلم ز اعجاز دم میزدے
تعالی قدش سرو بالاے جوے
اسد نے آہ کی اس مہ جبین نے

واہ کی اسد بیقرار ناہید اشکبار آنکھین چار ہوگئین جانبین سے تیر مژگان چلے دونون کے تودۂ دل پر پڑے کلیجے زخمدار دن کے سینے فگار ناہید قریب تخت توسن پہونچ چکی تھی اسطرح تھرائی جیسے سحری لہراتی ہے تھرا کر گود مین اپنے باپ کے گری بیہوش ہوگئی دانت بیٹھ گئے ایڑیان رگڑنے لگی توسن گھبرا گیا اہالیان دربار کو پسینہ آگیا کنیزین دوڑین شیشہ ہاے گلاب لائین چہرے پر اس رشک چمن کے چھڑکا بعد عرصہ دراز ہوش آیا مگر سہمی ہوئی لب پر مہر سکوت مثل تصویر خاموش دل مین محبت کا جوش توسن نے گھبرا کر پوچھا کیون بیٹا خیر تو ہے کنیزون نے کہا حضور آپ نے غضب کیا یہ پروردۂ مہد ناز و نعم اس قیدی کو جو اس رنج و غم مین دیکھا کہ زنجیرون مین جکڑا ہوا زیر تیغ بیٹھا ہے ہمیشہ سے نام خدا رحم دل ہین غش آگیا آپنے پہلے سے یہ نکیا کہ قیدی کو ہٹا دیتے بلکہ اس حال سے اسکو نہ ملاحظہ فرماتین ناہید کو پہلوے کلام نملا حیلہ ہاتھ آیا کہا ہو والد نامدار اسوقت مجھکو اپنے غم عالی وقار کا خیال آگیا کہ اس کی وجہ سے ایسا شیر دل

ساحر گتنے کی ہوت مارا گیا عزیز و اقارب یاد آئے کہ اسی کی وجہ سے بڑے بڑے ساحران نامی تاجداران
گرامی قتل ہوے آپ اسکو کہان سے گرفتار کرکے لائے توسن نے کہا بیٹا تمنے سنا ہوگا بعد قتل ہونے
چچا کے طوفان قہر نگاہ عمرو عیار کو پکڑکے لایا مین نے مقام محفوظ پر کیا نہین معلوم یہ کس طرح کا باغ بہارین
پہونچا صدہا غلام ملکہ سہیل سیاہ رو کے اِسکے ہاتھ سے مارے گئے دربان جادو نے مجھکو آکر خبر کی
اِسکے بازو پر اکہ لعل سخندان کا بندھا ہوا تھا اس وجہ سے اسپر سحر تاثیر نکرتا تھا مین جاکر پہونچا سحر کرکے
اکہ لیا اسکو گرفتار کرکے لایا ہُن چکا ہون کہ گنبد نور سے یہ چھوٹا بڑے بڑے ساحرون کو مارا مین نے حکم
قتل دیا ناہید نے پوچھا لعل سخندان نے اِسکو اپنا اِکہ کیون دیا توسن نے کہا اے نور نظر ان
شاہزادیون نے طلسم ہوش ربا کو برباد کیا اول بی مہ جبین باعث بربادی طلسم ہوشربا ہوئین وہ اس پر عاشق
ہوئین اسکو لیکر بھاگ گئین انکی محبت مین بی مہرخ صاحب شریک ہوئین پھر بی بہار کو ہوا لگی سیکڑون ساحر
افراسیاب کے دیوانے کرکے مارے شہر داؤدیہ مین بی لالان خونقبا نے عاشق ہوکر اپنے باپ
کی خدائی کو مٹایا اسیطرح بی لعل سخندان نے عاشق ہوکر اپنی بہن کا ساتھ چھوڑا اِسکے لشکر کی شریک
ہوئین جو تحفہ اُن کے پاس تھا اس جوان کو جوش محبت مین دیدیا اسی وجہ سے باغ بہارین پر سحر تاثیر نہوتا تھا
مین بہ مشقت گرفتار کرکے لایا پس اسکے قتل مین تامل مناسب نہین ہے ناہید نے کہا اے والد نامدار میرے
دل کو یہ قلق ہے کہ عمر نامدار اس حسرت سے قتل ہون اور ہزارہون ساحرون کا یہ شخص قاتل اور یون آسانی
سے قتل ہوجاے جی چاہتا ہی چُھری کٹاریون سے اسکو زخمی کرین اوپر سے نمک مرچ چھڑکین یہ خود موت کا
طالب ہو فریاد کرے واسطے دے کہ میرا سر کاٹو اور ہم اسکو قتل نکرین دو بیس آدمی اِسکے گرد ہون کوئی
چُھری سے زخمی کرے کوئی کٹاری مارے کوئی تیر کے وار کرے آٹھ پہر چھ پہر اس طرح تڑپے تب اُسکا
سر قلم کیا جاوے اس طرح کے قتل کرنے مین قید مصیبت سے رہائی پاتا ہی ٹراہ شخص نے سر اٹھایا گل اہالیان
طلسم ہوش ربا کو سنایا یہ کہکر پکار کر آواز دی کیون اے وزیران سلطنت و ای صلاح کاران ریاست یہ بات معقول
ہی یا نہین اسوقت ایک تلوار کا ہاتھ لگا اتر یا سر جدا ہوگیا کشاکش سے چھوٹا یہ کیا سزا ہی کسکی مجال ہے کہ مقدمے
مین ناہید ستمین کے دخل دے توسن کی لاڈلی بیٹی صاحب اختیار ساحرہ زبردست سب نے
بالتکلف کہا ملکہ عالم نے کیا معقول تجویز کی ایسے شخص پر یہی مناسب ہے کہ عذاب شدید اٹھا کہ مرے اس
قتل کرنے سے کچھ نفع نہین ہے ناہید نے کہا بابا جان جلاد کو منع کیجیے اس ظالم جلاد صاحب بیداد کو میرے

سپرد فرمائیے مین اپنے باغ مین لیجاؤن سیری جنبشین ترکنین دن بھر عذاب کرین طرح عرض کرچلی نیزہ
بھرے غربال کرین نمک مرچ اوپرسے چھڑکین بوقت سحر مین اپنے ہاتھ سے قتل کرکے سر خدمت
مین روانہ کرون لاشہ جنگل مین پھکوادون کہ وہ طعمۂ گرگ و پلنگ ہو سر کو خدمت مین افراسیاب کے
روانہ کیجیے گا کہ شہنشاہ مہرخ و بہار کو وہ سر دکھائین کہ وہ لوگ تڑپین پھڑکین اپنے سردار کا سر دیکھکر
جان دین تب یہان سے مجھکو حکم دیجیے مین لشکر کشی کرکے جاؤن اُس حالت مین طبلِ جنگی بجوا دون
ایک ایک کو للکار کے قتل کردن ایک دن مین لڑائی فتح ہوجاوے اُنکی عاشقانہ جانبازی مشہور ہین حسین
ہین لعل ستمدان سر دیکھ کر سر ٹکمین خون گلو سے اُسکے چہرے رنگین کرین سُنا ہی دل و جان سے عاشق ہین
بڑے بڑے چاہنے والے وہان موجود ہین سر دیکھنا کیسا خبر سُنکر جان دینگی یہ بات بہتر ہے کہ یقین ہے
سب نے کہا کیا خوب فرمایا لڑائی فتح ہونے کی حضور یہی صورت ہے کیا ملکہ عالم کے ذہن مین جودت ہے
توسن تو بیٹی پر جان دیتا ہے ملکہ عاشق زار ہے شباب جو زوردن پر ہے دل مین کہا کرتا ہون مین نے
کس ناز و نعم سے پالا یہ غیر کے قبضے مین جائیگی ایک دن اپنے عالمون سے مسئلہ بھی پوچھا کہ کیون صاحبو اگر کوئی
شخص درخت بوئے اُسمین پھل آئے بونے والا کھائے یا نہ کھائے اُن عالمون نے کہدیا حضور کیون نہ کھائے
اس فکر مین بھی یہ ملعون رہتا ہے کہ عالم تو حکم دے چکے تنہائی مین اسپر دست انداز ہون باتون پر ناہید
سیمین کے ہنس پڑا کہا ای فرزند جو تمھاری خوشی ملک و مال کا تمکو اختیار ہے قیدی کو لے جاؤ مگر یہ خیال
رہے کہ اسکے معین و مددگار بہت ہین ایسا نہو کوئی افتاد پڑے ناہید نے کہا افتاد تو جب پڑے کہ مین
غفلت کرون شب بھر جاگون گی یہی کھیل رہے گا بوقت سحر سر کاٹ کر خدمت مین روانہ کرونگی میرے
باغ مین ہاعی کا گذر نہین ہے ہزار ہا کنیزین اسپر مدعت کرین گی تڑپ تڑپ کر مرے اسکو بھی تو ثابت ہو
کہ ہمنے بڑے بڑے ظلم کیے لاکھون گھر ویران کیے اُسکا یہ پھل ملا یہ کہکر ناہید سیمتن اپنے مقام سے اُٹھی
کنیزون سے اشارہ کیا اس قیدی کو کشان کشان ہمارے باغ مین لے چلو خبردار راہ مین بھی اِسکو آرام
نملے ناہید دربار سے توسن کے اُٹھی کنیزون نے سر زنجیر کو تھام لیا دیکھا توسن نے کنیزون نے اسکو
گھیر لیا چاندون چاندون کرتی ہوئی بیچ مین یہ ماہتاب گرہ ہجوم سیارگان حقیقت مین ناہید پر عجب عالم ہے
حُسن مین بے مثال چہرۂ بدر آسمان کمال ماہ رخسار ناز و غمزہ جلوہ دار خرامان خرامان روانہ ہوئی بعد اسکے جاکر مین نے
کہا دیکھو صاحبو صاحبزادی کو طلسم کشا پر بڑا غصہ ہے مین بڑے مقابلہ مہرخ وغیرہ اسکو نہین جانے دونگا

خود جاکر لڑائی فتح کرونگا حقیقت مین جب اسکے مرنے کی خبر مہرخ وغیرہ سنین گی بدحواس ہوجائینگی اس
عالم مین جو لشکرکشی ہوگی بیشک وہ لوگ گھبرا جائینگے ایک ہی دن مین شکست کھائین گے سب نے کہا حضور
صاحبزادی آپکی بہت عقیل وفہیم ہین سحر وساحری مین بھی آپکی ہمسر ہم سبھون کی افسر ہیان تو یہ ذکر ہو
لیکن ناہید اسد کو راہ مین تو کشان کشان لیکر چلی دل بیقرار آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے یہی خیال ہے
کہ افسوس یہ ماہتابان مبتلاے طوق زنجیر جب باغ مین پہونچی اسد غازی نے دیکھا باغ نہایت سرسبز
وشاداب ہواے خوش چلی ہے طائر درختون پر زمزمہ سرا ایک ایک کنیز حسین وجمیل صاف ظاہر ہوتا ہے
کہ باغ بہشت مین حورون کا مجمع ہے بزم مین ماہتابان کے ستارون کا مرقع ہر جب بارہ دری مین پہونچی فوراً
ہتھکڑیان بیڑیان اسد کی کاٹ دین کنیزون کو اشارہ کیا دروازہ بند کرو کوئی درانداز نہ آنے پائے کنیزون
کو بھی سمجھا دیا ایک ایک کو دولت دنیا سے نہال کیا اسی وقت اسد غازی کو غسل کرایا لباس فاخرہ پہنایا
مسند پر آکر شاہزادہ جلوہ فرما ہوا صحبت عیش آراستہ ہوئی روی زیبا کو دیکھا تھا کہ زرد ہو رہا ہے دربانع پرچہ
اسد زنے لتے جسم پرخون کے لختے جمے ہوے زرہ تمام خون سے معمور اپنے ہاتھ سے خون
پاک کیا اسد خود دل وجان سے مائل ہوے تھے گلچینی گلشن جمال کی کرین ہین مصاحبون سے ناہید
نے کہا دیکھو صاحبو کوئی اس بات کا ذکر نہ کرے مین نے تم سبھون کی جان بخشی سب ساحر بیوقوف ہین
سب کتابون مین سامری جمشید لکھ گئے کہ یہ جوان طلسم کشا ہی پھر کیونکر قتل ہوسکتا ہے یہی کتاب
مین لکھا ہے جو طلسم کشا کا ساتھ دیگا عزت وآبرو پائیگا جو دشمنی کریگا ذلیل ہوکر مارا جائے اپنی جان کی
حفاظت واجب ولازم ہے بہار ومخمور افراسیاب نے کیا کیا دم بدم انکا اوج بڑھ رہا ہے کسیکو امید
تھی کہ ہجرے فتح ہو نگے پانچون ساحر نامی ونامدار صاحبان اختیار کس ذلت ورسوائی سے قتل ہوے ایک
شب مین لشکر متواج پر طوفان آیا سب غرق دریاے ذلت ہوے متواج کو بڑا ارمان تھا لڑنا نصیب نہوا
دل کی حسرت دل ہی مین لیگئے علاوہ اسکے سب نے نمکحرامی کی ہے اسکا یہی انجام ہوگا سب نمکحرام
سزا پائین گے کتے کی موت مارے جائین گے کنیزون کو سمجھا کو دریاے جواہر مین غوطہ مار اعروس شب
اول بنکر بارہ دری مین آئی اسد غازی رعب حسن وجمال سے براے تعظیم اٹھے یہ ماہتاب ان پہلو مین
اس مہر درخشان کے آکر جلوہ فرما ہوئی مسند پر قران السعدین اجتماع نیرین کنیزین دونون کو بلائین لیتی تھین
ترقی جاہ وجلال کی دعائین دیتی تھین کنیز نے جام مے ارغوانی لبریز کرکے ملکہ کو دیا کہا حضور ہمان کی خاطر ضرور ہے

ہم سب کے قلب کو سرور ہے خدا نے یہ دن دکھایا قریب شمع جمال پروانے کو پایا اُس گل سی چہرے کے واسطے بلبل ضرور اُنکی شرکت نکرنا سراسر عقل کا قصور ہے ملکہ نے وہ جام آفتاب خورشید نما پر رکھکر سامنے اسد کے پیش کیا اسد نے جام پر ہاتھ رکھکر دیا ملکہ کی آنکھوں مین آنسو بھر آئے کہا ای شہریار مین خوب سمجھتی ہون آپکے عاشقانہ صادق نے قسم لی ہوگی کسی کے ہاتھ سے شراب نہ پینا مجھے صرف آپ کی جان کی حفاظت منظور تھی مین عشق و عاشقی کی طالب نہین ہون جام کو نہ پینے سے دل شکنی ہے آیندہ آپ کو اختیار ہے اسد نے فرمایا ای ملکہ ہمارا یہ طریقہ نہین ہے کہ ہم کیسکی قسم کو مانین تمنے حقیقت مین ہماری جان بخشی کی قید شدید سے رہا کیا ہمارے تمہارے اعتقاد مین فرق ہے اگر ہمسے محبت ہے سامری جمشید پر لعنت کرو وحدہٗ لا شریک کو خدا جانو جس نے ایک کلمہ کن مین زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے سامری جمشید وغیرہ ساحران زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست تھے دام مکر پھیلا گئے بندگان خدا کو پھنسا گئے مبتلاے رنج و غم ہوئے کندۂ جہنم ہونگے اسطرح اسد نے اوصاف رب الکبیر و مذمت ساحران خود سر بیان کی کہ ناہید کے قلب کو سرور ہوا آئینہ قلب سے زنگ کفر دور ہوا اسکر اکر جواب دیا ہمین تو آپ کی خوشی منظور ہے بلکہ یہ قول ہے فرد کافرِ عشقم مسلمانی مرا در کار نیست ۔ ہر رگِ من تار گشتہ حاجت زنار نیست + اگر کلمہ پڑھون گی تاثیر سحر زبان سے جاتی رہیگی تصدیق قلب بہ اقرار زبان الطاعت دین اسلام کی شاید کسی وقت کام آئے تمام کنیزین مع ملکہ بخوشی مطیع اسلام ہوئین اب جام مے ارغوانی گردش مین آیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز سامنے حاضر ہوا صدائے ہو شا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی بڑے لطف سے جلسۂ باغ مین ملکہ ناہید کے آراستہ مسند پر عاشق و معشوق جلوہ فرما فراش ماہتابان نے فرش چاندنی باغ مین بچھایا ہے جب اسد کا دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا جوش جرأت مین قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ای ملکہ عالم تمنے تو احسان کیا ایسے وقت مین ہمسے دل لگایا کہ ہم آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہے ہین ہمارے معین و مددگار خواجہ عمرو نامدار کو طوفان قہر نگاہ قید کرکے لیگیا اب تک اُنکا نشان نہ ملا بس میرا خوش ہوکر اس مقام پہ بیٹھنا مصروف شرابخواری ہونا مروت و جرأت سے بہت بعید ہے مین بوقت سحر دربار توسن مین جاکر جان دونگا انشاء اللہ یا تو تخت الٹ دیا اگر قضا لیکر آئی ہے جان دونگا کیا چارہ ہے علاوہ ازین تمام لشکر مین قیامت برپا ہے آگہ مہرخ و بہار کو روتا پیٹتا چھوڑ کر نکلا چند سردار بھی برائے تلاش نکلے ہین نظم

چشمم بجا بست کہ آتش شرر اوست	خورشید جہان ذرہ از خاک در اوست	پروانہ کہ از آتش فانوس بسوزد

افروختہ صد شمع نہان زیر پر اوست
آزردہ مشو از ستم یار کہ از ناز
عمریست کہ دست ہوسم در کمر اوست

محمل نکشد غم بہ بیابان رہ مقصود
بیداد و آئین محبت ہنر اوست
جز خون نہ چکد اشک ز چشم تر مخفی

تا چند بہ سودائے جنون راہ بر اوست
یک سوز میان آتش بہ غم پیش بیاید
آ خنجر زبس زخم ہمہ در جگر اوست

ملکہ مین اپنا حال زار کیا کہون عجب مصیبت مین مبتلا ہون ظاہر مین آ ہوا باطن مین گرفتار دام محبت مصیبت ملکہ عنیال تو کردہم یہان آکر مصروف عیش و نشاط ہوے سردار ہمارے ہماری واسطے کیسے بیقرار ہونگے کچھ سردار تلاش مین نکلے ہین لہذا میرا دامن کھینچکر بیٹھنا مناسب نہین ہے یہ سنکر ناہید رونے لگی کنیز دل کیطرف متوجہ ہوکر کہا لو صاحبو یہ دلور مین توسن جادو کے جائینگے توسن سحر مین ہمسر افراسیاب ایک ایک ساحر اُسکی صحبت مین لاجواب اُنکے واسطے اُسکا غلام بھی کافی ہے مین بھی بدنام ہو جاؤنگی اہالیان دربار توسن کیا کہینگے مشہور ہوگا ناہید نے طلسم کشا کو چھڑوا دیا باغ سے نکلنا دشوار ہوگا اور خواجہ عمرو کا جو آپ نے ذکر کیا وہ ہمارے ملک مین آکر قید ہوے طوفان قہر نگاہ یہان لیکر آیا اُسی قید خانے مین شہنشاہ لاچین و فرزند حمزہ صاحبقران شاہزادہ بدیع الزمان و دختر شہزادہ ملکہ تصویر سب ایک ہی مقام پر قید ہین یہ سنکر اسد نے آہ کی کہا ای ملکہ عالم اب دربار توسن مین جانا واجب و لازم ہوا خواجہ عمرو بھی اسی مقام پر قید ہین ماموں جان کے واسطے مین آوارہ ہوکر نکلا تمام طلسم کی خاک چھانی خداوند جمشید نگر خواجہ نے افراسیاب سے پوچھا تھا تب اُسنے قید لاچین کا نشان دیا مجھے تو اپنے ماموں کا بڑا خیال ہے ملکہ تم نہ گھبراؤ جب تیغہ برق مثال کھینچا سب ساحر بھاگین مین نے اپنے کانون سے سنا تمنے بیان کیا کہ خواجہ عمرو زندان توسن حصار مین قید ہین مین اُنکی رہائی کو نجاؤن کیسی نامردی ہے اپنے دل مین کیا فرماتے ہونگے کہ اسد نے بھی ہمکو فراموش کیا بحول قوت الٰہی و بہ فیوض نامتناہی تخت توسن اُلٹ دونگا جان بڑی چیز ہے خود قید خانے سے سبکو بلوا دیگا جسوقت مین ماموں جان کو رہا کرون جانون کہ دولت کونین حاصل ہوئی ناہید نے کہا صاحب کوئی راستہ زندان طلسمی کا نہین جانتا سواے توسن کے کوئی وہان جا نہین سکتا اب تو دل کنیز کا اُٹھتا ہے آپ کا فراق ناگوار مین جاکر اپنی والدہ ماجدہ سے راستہ طلسم کا پوچھون گی جہانتک ہوسکیگا تدبیر رہائی خواجہ و لاچین و بدیع و تصویر کرون گی اس راہ مین اگر جان بھی جائے تو مجھکو گوارا ہے جبکہ سب باغ سے نکلنے کا ارادہ نہ کیجیے بھی ورنہ گرفتار ہونگی کہ توسن نے اسد سے آکے چھین کر لیا کیا وہ بھی اگر دستیاب ہو تو بھی نکلنا مناسب نہین توسن نے

آخر سحر کرکے کہ آپ سے چھین لیا گیا زور چلا ملکہ نے جو اسطرح سمجھایا کنیزون نے بھی شراکت کی ہر ایک نے یہی
کہا جو ملکہ فرماتی ہین لے شہریار اسی تدبیر پر کاربند ہوجیے اسد نے کہا خیر ملکہ ایک شب یا دو شب تمہاری
جستجو کا انتظار کرونگا مین جو کہتا ہون اسکے خلاف نہوگا مین ضرور دربار مین توسن کے تلوار کھینچکر جاؤنگا نہے
نانا جاؤنگا ناہید بے اختیار رونے لگی کنیزون کی طرف متوجہ ہوکر کہا صاحبو اس عشق کی ہم یہ افتاد نہ سمجھے
تھے براے خدا تم سب صاحب ان کو سمجھاؤ ہماری تو اب یہ کیفیت ہے موافق مضمون **نظم**

وہ شعلے ہین ہجوم آہ آتشناک سے پیدا
ہزارون آسمان ہین ایک مشت خاک سے پیدا
لگا ناشہ نہ اسکو قصد گستاخی مقرر ہے
کہ چشم آرزو ہے حلقۂ فتراک سے پیدا
ہوا ہے دولت منعم سہین ہے خاکساری کو
جو شانہ ہو ہماری پنجۂ ادراک سے پیدا
ڈرو انکار سے دیکھو ابھی ہو خیر یوسون کو
یہ دانہ خال کا ہو یار کس تریاک سے پیدا
نسیم اب سینے سے چمکا فروغ داغ مینا کا

صدائے الحذر ہو گنبد افلاک سے پیدا
جھلکے شیشی گل آغوش ساغر دخت رز چمکی
تمنا ہو زبان ریشۂ مسواک سے پیدا
بس مردن جو دیکھا اول و آخر برابر ہی
کہ ہر دم تازہ خلعت ہو لباس خاک سے پیدا
نہ پہونچی نکہت گل برق کو سون بچھڑ کے
نہ ہون کچھ اور تکلیفین دل بیباک سے پیدا
محیط موج خیز حسن مین ڈوبی ہین ملتا
طلوع مہر ہی صبح گریبان چاک سے پیدا

ہوے مضمون عالی میری طبع پاک سے پیدا
اٹھو مستو ہوا ہی آفتاب افلاک سے پیدا
بچانا آپکو دیکھو خلاف داب عصمت
وہی پھر خاک مین آیا ہوا جو خاک سے پیدا
نہ کیون ہو جلوہ ہا کو نو عروس لطف مضمون مین
وہ تیزی ہے تمہارے توسن چالاک سے پیدا
نگہ کی نوک سے آنکھو نمین کیفیت نشے کی ہے
کہ ساحل ہو سکتا کسی پیراک سے پیدا
یہ اشعار پڑھ کر ملکہ نے اختیار رونی

کنیزین سمجھانے لگین اسد نے دامن سے اشک پاک سے فرمایا ملکہ جو تمہاری خوشی ہوگی وہی کرونگا لیکن انصاف
کرو ماموں جان اور نانا جان کے قید کا حال سنون اور مین مصروف عیش رہون یہ مناسب ہے
یہ آوارۂ دشت ادبار جان دینے کا اسیوجہ سے طالب ہو ناہید نے کہا مین ابھی جاکر مان سے پوچھتی ہون
کہ راستہ زندان طلسمی کا کیونکر ملے اگر والدہ ماجدہ کو معلوم ہوگا بوجہ مہر مادری ضرور بتلا دیگی یہ کہکر اک طاؤس
زرین بال پر سوار ہوئی چلتے چلتے کنیزون سے کہگئی صاحبو اک کام کرو کسی گنوار کو گرفتار کرکے لاؤ پھر
سے اسکو شہریار کی شکل بناؤ اسکا سر کاٹ کے دربار مین توسن جادو کے بھیجا دو زبانی بھی کہدینا
کہ اسنے سہر مین طلسم کشتا کو بڑی بڑی تکلیفین پہونچائین تیغ و تبر سے خوب زخمی کیا جنون پر نمک پاشی کی لاش
جنگل مین پھکوادی سر اس افسر کا حاضر ہے کنیزین اسیوقت اک گنوار کو گرفتار کرکے لائین سحر سے اسکو
اسد غازی کی صورت بنایا اسکا سر کاٹ کر خوان مین رکھا چند کنیزین خوان لیکر دربار توسن مین پہونچین

توسن جادو تخت پر بیٹھا ہے یہی ذکر ہو رہا ہے کہ ابھی طلسم کشا کا سر نہین آیا کہ کنیزین آکر پہونچین توسن نے کہا صاحبو میری بیٹی مجھسے زیادہ اہل اسلام کی دشمن ہے کنیزون نے بھی عرض کی حضور بڑی تکلیف دیکر طلسم کشا کو قتل کیا فریاد کرتا تھا کہ جلد میرا سر کاٹ لو توسن نے اسیوقت طائر جادو سے کہا طلسم کشا کا خدمت مین شہنشاہ طلسم ہوش ربا کے لیجاؤ لیکن باغ مین جانا عرض کرنا لیجیے لڑائی فتح کردی خداوند سامری جمشید جھوٹے ہوئے جابجا لکھ گئے تھے کہ اسد جوان لاجواب قاتل افراسیاب ہے طائر جادو سر لے کر چلا طرف باغ سیب کے روانہ ہوا اس سر کو پھر ظاہر کرونگا لیکن یہان ناہید اپنی ماں ملکہ بادبان جادو کے پاس آئی بادبان جادو محل مین مسند پر بیٹھی ہے گرد انیسین جلیسین دائیان انائین حاضر ہین کہ کنیز نے خبر دی ملکہ عالم آتی ہین بادبان نے کہا چھوکری کو کھیل سے فرصت نہین ملتی آٹھ پہر مثل بوے گل باغ مین بستی ہے ساتھ والیان سب نوجوان کھیل کو دمین مصروف رہتی ہین یہ ذکر تھا کہ ناہید سامنے سے مثل طاوس طناز نشہ بادہ عشق پر چور ہیناے گردن شراب حسن سے معمور سامنے آکر پہونچی واسطے تسلیم کے خم ہوئی بادبان نے سر چھاتی سے لگالیا ناہید نے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا اماجان آپ نے سنا مین نے طلسم کشا کو عذاب الیم سے قتل کیا آٹھ پہر خوب ستایا تڑپ تڑپ کے موت مانگتا تھا آپ کے گھر سے فتاحی طلسم بھی فتح حاصل ہوئی سامرون کو تسکین دل ہوئی بادبان نے بلائین لین کہا بی بڑا کام کیا سلطنت ہوش ربا تمھارے گھر مین ہے ناہید نے کہا اماجان ایک بات مین مجھکو تردد ہے اگر کوئی قصد کرے کہ زندان خانہ طلسمی مین جاکے اور لاچین و بدیع و تصویر و عمرو کو چھوڑائے اسکی کیا تدبیر ہے یہ سنتے ہی بادبان غصے مین کانپنے لگی ایک طمانچہ ناہید کو مارا کہا او شوخ دیدہ گیسو بریدہ کیا اپنے باپ کی جان لینے کا قصد رکھتی ہے یہ وہ راز و نیاز کی بات ہے کہ برسون افراسیاب نے تیرے باپ کو راستہ تعلیم نہین کیا ایسی بات پوچھتی ہے کہ جس سے خوف جان و ایمان ہے یہ کس نے تجھکو بتایا ناہید کے طمانچہ جو پڑا پروردہ مہد ناز و نعم و ناز ہا کسا کوئی گھر کا تو ناگوار ہوتا ہی نہ کہ طمانچہ منہ پر پڑا انسے کو زمین مین گرا دیا بال نوچ ڈالے اڑیان رگڑنے لگی کنیزین ہان ہان کر کے دوڑین بادبان نے کہا رونے دو خبردار اسمین کوئی دخل نہ دے اس مقدمے مین مین کسی کا پاس نہ کرون گی ناہید نے سر پیٹ رہی ہے کہتی ہے مین اپنی جان دونگی مادر مہربان نے مجھکو دشمن جانا راز چھپایا مین نے تو آمد سخن مین پوچھا اب زندگی بیکار ہے محل مین غل ہوا قضاے کار توسن جادو دربار برخاست کر کے محل مین آیا دیکھا تو محل مین ہنگامہ ہے ناہید زمین مین لوٹ رہی ہے بادبان کو ڑالیکر

اٹھی ہے کنیزون نے بادبان کو روکا کہتی ہین کہ مین کیا چھوکری کو مار ڈالون گا توسن نے جو حال ناہید
کا ابتر دیکھا بیقرار ہوگیا دوڑ کر گود مین اُٹھا لیا کہا صاحب یہ کیا معرکہ ہے لڑکی نے کیا خطا کی بادبان نے
کہا صاحب سنو عجب طرح کی بات اس نے آج پوچھی زندان طلسمی کا راستہ پوچھتی ہے بیشک طمانچہ مارا صورت
رہائی لاچین و تصویر و بدیع و عمرو پوچھتی ہے ناہید نے توسن کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے
کہا ابا جان مین دشمن ہون مجھسے راز چھپایا مین نے آمد سخن مین پوچھا تھا مجھے طمانچہ کیون مارا مین اپنی
جان دونگی توسن نے گلے سے لگا لیا کہا بی بی تمھاری مان کو سودا ہو گیا ہے تم شب کو میرے پاس آنا
مین بتلا دونگا بخوبی سمجھا دونگا بادبان نے کہا دیکھو صاحب اس مقدمے مین گلا زنکرو بلکہ اس سے یہ پوچھو کہ تمنے
کیون پوچھا توسن تو اور ہی فکر مین تھا اشارہ کر کے کہا اب تو تم اپنے باغ مین جاؤ شب کو تنہائی مین آنا
کنیزون نے بھی ملکہ کو ہٹا دیا ناہید اُسی حال سے آنکھین سُرخ گال پر طمانچے کا نشان حیران و پریشان
باغ مین آئی اسد غازی مشتاق تھے کہ شاید کچھ نشان دریافت ہو ناہید نے تمام کیفیت بیان کی کہا
آج شب کو توسن کے پاس جاؤنگی صاحب اس مقدمے مین بڑی احتیاط ہے نام زندانخانہ طلسمی سُنکر
مادر مہربان بیقرار ہوگئین کبھی اسطرح مجھپر ہاتھ نہ اُٹھایا تھا اسد نے کہا ملکہ تم مجھکو جانے دو جب توسن پر
مصیبت پڑے گی خود رہا کر کے لے آئیگا ناہید نے کہا صاحب آپ کو سودا ہے توسن تک جانا ہی دشوار ہے
آج کی شب اور تامل فرمائیے کل پھر آپ کو اختیار ہے جب شام ہوئی ناہید نے اپنے کو مثل عروس شب اول
آراستہ کیا اسد سے رخصت ہو کر بصد عشوہ و ناز طرف دربار توسن کے چلی یہان توسن نے بوجہ آرزوے
وصل ناہید بارگاہ مین تخلیہ کر رکھا ہی شراب و کباب موجود ہے تنہا تخت پر بیٹھا ہے پہلو بدل رہا ہے تصویر
ناہید آنکھون کے سامنے مل رہی ہے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ناہید مثل ستارۂ سحری چمکتی ہوئی لباس
فاخرہ زیب جسم دُلھن بنی ہوئی زیور پھولون کا پہنے ہوے سامنے توسن کے آ کر اتری توسن نے کلیجے
پر ہاتھ رکھ لیا کہا بی بی مشتاق بیٹھا تھا ناہید نے ابا جان کہکر گلے مین ہاتھ ڈال دیئے بے اختیار
رونے لگی کہا کیون ابا جان ہم آپکی جان کے دشمن ہین مادر مہربان نے ہمکو غیر سمجھا ہم نے طلسم کشا
کو قتل کیا مین اپنے ہاتھ سے گلا کاٹونگی رو رو کے جان دونگی اگر آپ کو میری زندگی منظور ہے مفصل
صورت رہائی لاچین و راہ زندانخانہ طلسمی بتلاؤ ورنہ میری زندگی بیکار ہے دشمن کا زندہ رکھنا کیا
ضرور ہے توسن نے کہا بی بی نہ گھبراؤ اطمینان سے بیٹھو شراب پیو کباب کھاؤ تم دشمنی کروگی تو دوست

کون ہوگا مان تمھاری ہمیشہ سے بدمزاج ہین اُن کے کُٹنے کا خیال نہ کرو ای فرزند حقیقت مین یہ مقدمہ ایسا ہی نازک ہو اگر کہین لاچین رہائی پا جاے پہلے تلاش کرکے مجھکو مارےگا شہنشاہ نیلم و فیروزہ فیروزہ پوش سیاہ روز مہر پری سب دشمن کامل ہین صراط ہفت رنگ نیرد ساحری ہر لیکن وہ بھی گرفتاری لاچین مین شریک ہوا جب تو کوہ ہفت رنگ کی سلطنت ملی اٹھارہ سو قریات کا حاکم ہو وہی اسکی فوج ہو اگر افراسیاب سے بگڑ جاے افراسیاب اُسکا کچھ نہ کرسکے دیہات سو گیارہ آتی ہو زمین کھڑاتی ہو اگر پچاس لاکھ کا لشکر کوئی لیکر آے ایک حملے مین وہ گنوار اُس فوج کو پامال کرین اسی خیرخواہ مین عہدہ ملا ہین نے وباد ڈالا کر سات سے ملک پر قبضہ کرلیا میری سلطنت افراسیاب کو ناگوار ہو مگر سیر اکچھ کر نہین سکتا یہی اُسکو خوف رہتا ہو کہ ایسا نہو شہنشاہ لاچین کو قید سے چھوڑ دے زمین طلسم ہوشربا تھرا جاے نام لاچین سنکر افراسیاب کو غش آجاے ناہید نے کہا یہ قصے کہانی تو آپ بیان نہ کیجیے یا تو صاف صاف بتائیے یا انکار کیجیے ابھی مین اپنے کو ہلاک کرون توسن نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا ای فرزند تیری باتون سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ میری جان کی دریے ہے ناہید نے کہا مین تو عرض کرچکی کہ دشمن کا زندہ رہنا کیا ضرور ہے یہ کہکر خنجر ہاتھ کھینچا ملکہ نے گلے پر رکھنے کا قصد کیا توسن نے ہان ہان کہکر ہاتھ تھام لیا پیشانی پر بوسہ دیا سوس سوس کرکے گلے سے لگا لیا پہلو مین جگہ دی کہا ای نور نظر اپنی موت کا مقام بتلاتا ہون تمھاری محبت نے مجبور کیا نہین گوارا ہو کہ تمکو صدمہ پہونچے اگر کوئی شخص قصد کرے کہ شہنشاہ لاچین کی رہائی کی صورت ہو اول مجھکو بیہوش کرے زندان طلسمی کی میرے جوڑے مین کنجی ہے اُسکو اپنے پاس رکھے جس تخت پر مین بیٹھا ہون اس تخت کو اٹھا سکی چالیس پہلوان زبردست اس تخت کو جنبش دیتے ہین ایسا زبردست وزن ہے کہ اس تخت کو اٹھا کر فرش ہٹاے ایک تختہ سنگ نصیب ہے وہ سنگ مہرہ نقب ہے پتھر کو وہین نقب سے دور کرے کئی سو زینے تہ آراستہ و پیراستہ ہین اسمین اُتر جاے جب زینے تمام ہون آخر مین ایک دروازہ ملیگا اسکو کھولکر باہر جاے ایک صحرا ملیگا ویران سنسان اُسکو طے کرے سامنے مکان سیاہ لوہے کا بنا ہوا ہے اسے ناہید وہی زندان طلسمی ہے پہلو مین اُسکے بوزینہ ابلق سوار ساٹھ ہزار ساحرون سے فرو کش ہے جو کلید میرے جوڑے مین ہے نکالے اُسی سے قفل در زندان کھلیگا اے نور نظر اندر اُس مکان کے چار قفس لٹکے ہین قفس شہنشاہ لاچین و ربیع و تصویر و عمر و کبر ان مین قید ہین بیرون زندان خانہ طلسمی متعلق اسی قصر عالی کے کئی سو مکان مختصر آراستہ ہین اسمین بارہ سو شاہزادی و شہزادے جن لوگون نے ساتھ چھوڑا تھا لاے

کا ترک نہ کیا وہ اُن مکانون مین قید ہین انکو بھی یہ آکر ہی خود نکل کر لا چین اُن کو رہا کریگا یہ کہکر ٹھنڈی سانس کھینچی کہا ہی نور نظر مین نے اپنے موت کا حیلہ بتلا دیا دیکھو دل دھڑکنے لگا یہ کہکر جا پا گر مین ہاتھ ڈالون ناہید نے سر جھکا لیا سوچی کہ اس سے بہتر کوئی وقت نہ ملے گا یہ بیحیا بے شرم ہر مرتبہ دست اندازی کرنے کا قصد کرتا ہے ناہید کہتی ہے ای والد نامدار ذرا ہوش مین آیئے ایک جام شراب تو پی لیجیے توسن خوش ہوا دل مین کہتا ہے کہ یہ مجھسے راضی ہے عالمان مذہب سامری حکم دے چکے اب خوف کیا ہے لیکن ناہید نے شراب پلانا شروع کی جام پر جام دے رہی ہے اسقدر شراب پلائی کہ توسن مبہوت ہوا بقول شخصے توسن کہ جن چڑھا بدلگامی کرنے کا قصد کیا لیٹ پڑون ناہید نے کہا والد نامدار آپ بدلگام ہوے ہم مفت مین بدنام ہوے یہ تو بتلایے کہ وہ جو طلسم کشا سے چھپایا وہ کیا کیا توسن کے منھ سے نکل گیا پشت پر تخت کے جو صندوق ہے اسمین بند کر دیا ہے ناہید نے اور اک جام دیا اکی تو گھبرا کے توسن اٹھ کھڑا ہوا نشہ تو خوب ہو چکا تھا ناہید نے چپکے جیب سے سحر کیا توسن گر کر بیہوش ہوا ناہید نے اور بھی بیہوشی کی زیادہ پڑھا صندوق کھول کر اسکا پر پرواز پیدا کر کے طرف باغ کے چلے یہان اسد نامدار رنج مین بر دلیران باصفا فرما رہے ہین ملکہ ناہید نے ہماری بات کا اعتبار نہین کیا ہم بوقت سحر ضرور جا ہین گے کل تخت توسن اٹھا لینگے چاہتے تھے ملکہ سے ملاقات آخری ہو جاتی ہے تو ہمین یقین ہے کہ دربار توسن سے وہ جنازہ ہمارا اٹھائین گی لیکن ملاقات بھی ہونی ضرور تھی ہماری جانب سے یہ پیغام ملکہ عالم کو پہنچا دینا اور یہ اشعار نواب محمد علی خان عرف نبے صاحب تخلص نیر خلف نواب اعتقاد الدولہ رئیس با توقیر شاگرد رشید منشی مظفر علی اسیر زبانی ہمارے پڑھکر سنانا

نظم

جو ہاتھ آجاتا پیراہن کسیکا
ارادہ ہے سوئے گلشن کسی کا
پس مردن نہ کرنی تھی عداوت
بلا سے جل گیا خرمن کسی کا
صبا لاوے چمن سے نکہتِ گل
بجھاوے گا اسی دامن کسے کا

کفن ہوتا پس مردن کسی کا
گلون کی جیب مین خوشبو ہو گھٹا ہون
بگاڑا کیون صبا مدفن کسی کا
نہ ورڑانا سمن نازاے ترک
بسے گا آج پیراہن کسی کا
خجالت مہ کو ہے نیر جو دیکھا

نظارے بلبلِ دل کو بہار کے
تو یاد آتا ہے پیراہن کسی کا
چمکنے سے تجھے اے برق مطلب
میانِ راہ ہے مدفن ہے کسیکا
چراغِ زندگی کا کیا بھروسہ
پس پردہ رُخ روشن کسی کا

یہ اشعار اسد نامدار نے اس حسرت سے پڑھے اور یہ فرمایا کہ ہم خوب جانتے ہین کہ یہی اشعار ہماری

زندگی مین باقی ہے ہم کل نہ رگین گے با تیغ برہنہ بوقت سحر دربار توسن مین جون گے یہ ذکر تھا کہ ہمان سے
مثل ستارہ سحری ناہید پیدا ہوئی بدحواس گھبرائی ہوئی دوپٹہ ڈھلکا ہوا آتی ہے اسد کو سلام کیا شہریار سے جالیے
مین نے توسن کو بیہوش کیا سب حال صورت رہائی لاچین دریافت کیا کسی طرح نہ بتلاتا تھا بڑی
مشکل سے بتایا یہ ابھی حاضر ہے اسد کا خوشی سے چہرہ سُرخ ہو گیا اکہ بازو پر باندھا تخت پر سوار کر کے اسد
کو لے اُتری راہ مین سب سے نشیب و فراز سمجھاتی جاتی ہے کہتی ہے اے شہریار مین نے تو اپنا کام کیا اب
آپ کی جرأت و قوت کا امتحان ہے تخت آہنی اسقدر بھاری ہے چالیس پہلوان مل کر جسکو جنبش دیتے ہین لیکن
یہ بھی عرض کرتی ہون کہ جسقدر توسن نے بیان کیا اُسکو دل نہین قبول کرتی کچھ اُسنے چھپایا اسد نے کہا
ملکہ خضر راہ پروردگار ہے مکر و غدر تو بالکل بیکار ہے ہمین یہانتک پہونچنے کی کب امید تھی پروردگار نے رہبری
کی یہانتک پہونچا اُسی بے نیاز نے تمکو مہربان کرایا آگر بارگاہ مین یہ باتین کرتے ہوئے پہونچے دیکھا توسن
بیہوش پڑا ہے ناہید مثل بید کانپ رہی ہے اسد نے بسم اللہ کہکر تخت آہنی کو اٹھایا ناہید نے
فرش ہٹایا تختہ سنگ کو اُٹھا کر اسد نے پھینک دیا نقب تیرہ و تار ناہید نے فتیلہ سحر روشن کیا زینے
طے کرتے ہوئے چلے ایک مقام پر دیکھا کوچہ سا معلوم ہوتا ہے اسد نے جھانک کر دیکھا ایک دیو مہیب بیٹھا
شراب خواری کر رہا ہے اسد کی پرچھائین دیکھ کر آواز دی اے کون اسد نامدار منم اسد غازی کہکر کود پڑا
ناہید سحر کر کے بلند ہوئی دیو نے دار شمشاد اسد نامدار کو لگائی اس سر دار نے دار پر ہاتھ ڈال دیا دیو
لپٹ پڑا اسد نے اکھڑ کر مارا دھم دھم سے لپٹے کا لٹھا گرا توسن نے یہ حال نہ کہا تھا اس خیال سے کہ اگر
کوئی جانیوالا جائیگا اگر دس ہزار ہون گے تو دیو چیر پھاڑ کر پھینک دیگا خاص توسن کا نوکر ہے جب دیو گرا اسد
جست کر کے چھاتی پر آیا کہا شناخت مین پروردگار کے کیا کہتا ہے دیو نے ایک چیخ ماری آواز دی اے ملکہ ہلال سحر طراز
طلسم کشا آپہونچا اسد نے اتنے عرصہ مین سر کے نیچے ہاتھ لگا کر سر دیو کا کھینچ کر پھینک دیا ادھر تو دیو مرا
دیوار اُس مکان کی شق ہوئی اک ساحرہ مہیب نکلی لاشہ دیو کا دیکھ کر اک چیخ ماری میرے معشوق کو او ظالم تو نے
مارا اسد تیغہ پکڑ کر اس ساحرہ پر جا پڑا اکہ بازو پر بندھا تھا اُس نے سحر کیا سحر باطل ہوا اسد نے تیغہ مارا ہلال
سحر طراز کا سر زخمی ہوا اُس نے اپنے کو زمین پر گرایا جھٹک کر الگ ہوئے سر کا خون چلو مین لیا آواز دی کیا
باعث ہے کہ سحر اس جوان پر اثر نہین کرتا ہے سر نے آواز دی بازو پر اکہ ہے اُسکو جدا کر تب سحر تاثیر
کرے گا یہ سُنکر جادوگرنے کے یا سامری کہکر زمین پر دو تھپڑ مارا اک برق چمکی بازو سے اسد کے اکہ ٹوٹ کر

گرانگاہ سے اشارہ کیا اسد کے ہاتھ سے چھوٹ گیا وہی نیمچہ اٹھا کر ہلال سحر طراز دوڑی سر پٹکتی ہوئی کہ آئے
طلسم کشا کو یہانتک کشتے پہونچایا اسد تو بیکار ہوئے اکہ آگ برابر پانون زمین نے تمام لہو بہر ہوئے
جسم سے پسینہ جاری رگین جسم کی ماران سیاہ نگین ہڈیان جلنے لگین ہلال نیمچہ کھینچکر دوڑی ناہید
زونہ آسمان سے یہ معرکہ دیکھا کلیجہ پھٹ گیا سوچی بڑا غضب ہوا ان آفتونکا توسن نے ذکر نہ کیا تھا ابھی ہمیانے جلد مین
حال کہدیا جاتا تھا راہ مین آفتین ہین جانیوالے پہ مصیبتین ہین ہائے طلسم کشا قتل ہوتا ہے لے ناہید
تو زندہ بچ کر کہان جائیگی توسن ڈھونڈھکر ماریگا یہ سوچ کر نیمچہ سحر کمر سے نکالا خون اپنا ڈال کر نیمے کو خوب
تیز کیا مثل برق کڑک آسمان سے نعرہ کیا او ملعونہ خبردار کیا کرتی ہے منم ملکہ ناہید سمین اس زد سے
گری ہلال کی پلک جھپکی پیٹ کے نیچہ مارا ہلال سحر طراز کے دو ٹکڑے دوڑ کر ناہید نے کہا ای شہریار
توسن نے بڑا دھوکا دیا راہ مین خدا خیر کرے ابھی راستہ دور و دراز ہے اس حفاظت پر اسکو ناز ہے آگے
بڑھے تھے دروازہ اس مکان کا کھولا دیکھا اس مکان کے آگے اور مکان ہے ایک جادوگر بیٹھا شراب
پی رہا ہے ناہید آگے بڑھی اسد کو پشت پر لیا جیسے ہی اس جادوگر نے ناہید کو آتے دیکھا للکارا منم
مہر جادو کیون او ناہید ہلال سحر طراز کے ساتھ کیا کیا دیو تجھکو نہ کھا گیا ناہید نے گولا مارا اس نے جام شراب
پھینکا گولا پھٹا اسی گولے سے برق چمکی زنجیر طلائی گلے مین ناہید کے پڑ گئی ناہید زمین پر گری مہر جادو
چمک کر اٹھا چاہا سر کاٹ لون کہ پہلو سے نعرہ شیر کی آواز آئی او بے حیا خبردار منم شہسوار عرصہ یکہ تازی
اسد بن کرب غازی مہر جادو پلٹا ملک الموت سر پر پہونچ چکا تھا مہر نے ترسول مارا اسد نے تیغہ
برق تاب سے ترسول کو قلم کیا خبردار کہکر ہاتھ مارا مہر نے اپنی سحر کی زور مین سر کو بڑھا دیا کہ دیکھون او جوان تیری تلوار
مین کتنا کاٹ ہے مہر جادو رویین تن ہو جاتا تھا تلوار مجھپر کام نہ کریگی یہان بازو پر اکہ بندھا تھا چمک کے تیغہ
ادا مہر کے دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام مین مہر جادو بود ناہید سحر سے چھوٹی جھپٹ کر اسد
کی کمر مین نیمچہ دیا گھبرا کے سے اڑی کئی مکان طے کر کے اک قصر ویران مین اتری اب نشان ٹھیک پایا
بعد اس قصر ویران کے انجام کے دروازہ ملیگا ناہید نے بڑھکر دروازہ کھولا حقیقت مین صحرا ہے
ویران سنسان دور سے اک مکان سیاہ معلوم ہوتا ہے ناہید نے کہا حضور وہ سامنے زندانخانہ طلسمی ہے
جلد اپنے کو پہونچائیے صبح ہو چکی آفتاب ظاہر ہوا چاہتا ہے اسد غازی مردانہ وار خون کی چھینٹین جسم پر
پڑی ہوئی عقب مین ناہید بدحواس دوڑی آتی ہے جب قریب دروازہ زندان خانہ طلسمی پہونچی دیکھا

پہاٹک آہنی قفل برابر ان نشتر کے لگا ہے گرد اس مکان کلان کے چھوٹے چھوٹے قصر ہین انمین بیچارے قیدی بال بڑھے ہوئی ڈاڑھیان دراز کٹہرون سے منہ نکالے دیکھ رہے ہین اسد کو دیکھکر پکارنے لگے اے طلسم کشا خدا نے تجھکو یہانتک پہونچایا شب کو خواب بزرگان دین نے تسکین دی تھی کہ نہ گھبراؤ میعاد قید تمھاری پوری ہوئی صبح کو آکر طلسم کشا رہا کریگا اب غلامون کے ہاتھ پانون مین طاقت باقی نہین ہے اسد نے جواب دیا روو نہ گھبراؤ پہلے تمھارے آقا کو رہا کرون تم تک بھی آتا ہون عنایات سے خدا کے کوئی باقی نہ رہیگا وقت رہائی آگیا اسد نے قفل کھولا یہان وہ وقت ہے کہ لاچین جو آج بیدار ہوا خواجہ سے کہہ رہا ہے ای شہنشاہ اوج عیاری ابھی مین نے خواب مین دیکھا کہ اک جوان آفتاب مثال آیا اُس کے شعلے جمال سے یہ قصر سیاہ روشن ہوگیا وہ تمکو رہا کر رہا ہے عمرو نے کہا یہ سراپا اسد نامدار کا بیان کیا بیچارہ یہانتک کیونکر پہونچے گا بدیع و تصویر نے کہا ہمنے بھی یہی خواب دیکھا یکایک دروازہ کھلا لاچین اور عمرو نے دیکھا آفتاب عالمتاب آسمان جرأت ماہ برج جلالت صاحب جاہ و وقار اسد نامدار خون مین نہایا ہوا اندر قید خانے کے آیا ایک نازنین جادوگرنی نقیبہ سحر روشن کیے ہوئے سایہ سان ہمراہ ہے جیسے ہی عمرو نے اسد کو دیکھا آواز دی ارے نور نظر تمھارے ماموں جان بدیع الزمان گرفتار ممانی تمھاری ملکہ تصویر قفس ہاے آہنی مین قید ہین سامنے قفس مین لاچین جادو بادشاہ سابق طلسم ہے یہ حقیر بھی ہتھکڑیان بیڑیان پہنے بیٹھا ہے اسد نے ناہید سے اشارہ کیا کھینچکر صندلی رکھی اسد نامدار صندلی پر چڑھا پہلے قفس خواجہ کا اوتارا لاچین بنگاہ حسرت اسد کی صورت دیکھ رہا ہے عمرو کا قفس ناہید کو دیا سمت قفس بدیع الزمان بڑھے بدیع نے کہا ای نور نظر مروت شرط ہے یہ بادشاہ عالیجاہ بائیس سال سے قید مین ایسا نہو پھڑک کے دم نکل جاے اسی پہلے سب سے رہا کرو بیچارہ پیرزمین گیر صاحب اعتقاد و مطیع اسلام ہوچکا ہے اسد نے قفس لاچین اتارا خواجہ کو ناہید نے قفس سے نکالا ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین خواجہ رہا ہوتے ہین زندانخانہ طلسمی مین دوڑنے لگے جس مکان مین مال اسباب پایا جال مار کر کھینچ لیا جب اسد نے زبان سے لاچین کے سوزن نکالا آہ کرکے بیہوش ہوگیا بدیع و تصویر کی جو ہتھکڑیان بیڑیان کاٹنے لگے غار دار لٹو کے زخم پڑگئے تھے ملکہ تصویر نے آہ کی بدیع الزمان بیقرار ہوکر ڈر پڑے اسقدر نحیف و ضعیف ہین کہ قدم اٹھانا دشوار بدیع نے سر تصویر زانو پر رکھ لیا لاچین کو جو ہوش آیا کہا ای ناہید بیرون زندان خانہ طلسمی زینہ باقی سوار نگہبان ہین ہیرے

ہوش وحواس درست نہین ہین رفقا میرے مکان ہاے مختصر مین قید ہین ایسا نہو بوزینہ آپڑے
ناہید نے کہا طلسم کشا کا اقبال ہی کہ وہ رات ہی واسطے شکار کے چلا گیا اگر موجود ہوتا قفل نہ کھولنے دیتا
لاچین نے کہا انصاف شرط ہے بائیس برس گذرے سب سحر قبضے سے نکل گئے کوئی تحفہ طلسمی پاس نرہا
کلام کرنا دشوار ہی سحر وساحری تھوڑی چیز ہی دل مین خوف آیا کہ ایسا نہو بوزینہ آکر گھیرلے مین ایک
ہفتے کے واسطے خدمت سے جدا ہو جاؤنگا سحر تیار کر کے آؤنگا جا بجا میرے رفیق وشفیق بھی قید ہین انکو
بھی چھوڑاؤن واسطے طلسم کشا کے بارگاہ وغیرہ کی تدبیر کرون خواجہ نے کہا اے لاچین ابھی تامل کرو
ساتھ والے تمہارے رہا ہولین تب کہین جانیکا ارادہ کرنا لاچین یہ سنتے ہی باہر نکلا وہ سب قیدی
غل مچا رہی ہین ای شہنشاہ خدا نے یہ دن دکھایا طلسم کشا کا قدم آیا عمر اسی قید خانے مین گزری بائیس
برس کی جفا اٹھائی شکر ہی نہایت قدم کرے محبت رہیندگان دین نے عالم مین خواب و دولت عقبی بخشی
اسوقت لاچین بالو کمر مین خم تھا صاف نما ہر ہے کہ جوان ہوگیا چہرے پر بحالی گالون لالی دوڑا دوڑا
پھرتا ہے اپنے رفیقون کو خوشی خوشی رہا کر رہا ہی یا تو وہ سب مبتلاے مجلس حسرت ویاس تھے امید
رہائی نہ تھی خدا نے وقتاً فوقتاً یہ سامان دکھایا مکانون سے آہنگر بھی نکلے ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ رہے
ہین خواجہ اُن سبکو اٹھا کر زنبیل مین رکھ لیتے ہین لاچین سے فرماتے ہین اس قید خانے کے متعلق خزانہ
نہین تھا ناہید نے کہا فلان قصر جواہرات سے مملو ہے خواجہ نے کہا اے نور نظر چل کر دیکھو وہان تو خاک
اڑ رہی ہے اسد نے پلٹ کر دیکھا کہا نانا جان ذرا غازیون کا بھی خیال رکھا کیجیے عمرو نے کہا اے
لاچین یہ دیوانہ بڑا بیقید ہے سب صندوق خالی پڑے ہین ناہید سے کہکر خزانہ منگوا لیا ہوگا انکو اپنے
غازیون کا بڑا خیال ہے وہ سب تھان پر بندھے ہین پہر بھر کے عرصے مین بارہ ہزار قیدی رہا ہوے یہ سب
ملازمان قدیم شہنشاہ لاچین کے چھوٹتے ہی خدمت اسد مین حاضر ہوے ناہید کہتی ہے یہان سے
جلد نکل چلیے اب صبح ہوئی تو سن بیدار ہوگا یہ بھی خدا کی قدرت تھی کہ بوزینہ برلے شکار گیا ہوا ہے
ورنہ اسی مقام پر لڑائی پڑتی خدا اُسکے شر سے بچاے جلد نکل چلو لاچین نے کہا اے ناہید مین بالکل
بیکار ہون تم طلسم کشا اور اس فوج کو ساتھ لیکر بڑھو مین بھی جاتا ہون کہ جدا ہوتا میرا بہتر نہین ہی سحر تو
اپنا تیار کر لاؤن ایک مدت اسے قید مین گذری افراسیاب نے وہ بدعت کی کوئی تحفہ پاس نچھوڑا
بہ تعمیل تمام ناہید کو تخت پر سوار کیا اسد بعہدہ سپہ سالاری وہی بارہ ہزار جوانان قیدی حیران و پریشان

ہمراہ ہوے نقارہ پر چوب پڑی مقام زندان خانہ کو چھوڑا کوچ کرکے چلے ناہید کہتی ہی یارو پرواز پیدا
کرو اُڑکر اس سرحد سے نکل چلو یہ لوگ تو اسطرح جاتے ہین لاکھ ناہید جلدی کرتی ہو لیکن ساتھ والے
بھی مجبور و ناچار ہین اپنا سحر یاد کرتے ہین مگر یاد نہین آتا لاچین ہین پرواز پیدا کرکے چلا گیا یہ کہکر گیا کہ جا بجا
جو میرے ساتھ والے قید ہین انکو رہا کرونگا عالم سحر کو تازہ کرون سامان سلطنت آراستہ کرکے اُڑون گا
لیکن بوقت سحر ملکہ بادبان جادو محل مین بیٹھے گھبرائی ناظر سے کہا جا کر دیکھو شب کو شہنشاہ محل مین نہین
نہین آئے کیا باعث ہوا اسکو دربار مین رہا یا کچھ سامان لشکر کشی مین مصروف ہین ناظر دربارگاہ پر آیا دیکھا سب سردار دولت
پر جمع ہین پھاٹک اندر سے بند سردار آوازین دے رہے ہین کہتے ہین آج شہنشاہ صبح کو دربار نہ کرین گے ناظر نے
جا کر بادبان سے کہا کہ آج نئی طرح کی بات ہی شہنشاہ دروازہ بند کرکے بیٹھ رہے ہین سردار پکارتے ہین
جواب نہین دیتے بادبان یہ کہکر اُٹھی کہ سامری جمشید خیر کرین بلند ہوئی بارگاہ پر آکر کھڑا آئی سحر کرکے
قصر مین اتری دیکھا شہنشاہ اوندھے پڑے ہین پی بیہوشی کی دماغ پر تخت ایک جانب پڑا ہی فرش ہٹا ہوا
مہرہ نقب کا کھلا ہوا بادبان نے دیکھا یہ کیا تلاطم ہے کشتی انتظام مین طوفان آیا اسی جوش مین توسن
کی پشت پر ایک دو تھپڑ مارا کہا ای شہنشاہ اُٹھیے ٹپی بیہوشی کی اُتاری جب دو چار چھینٹے پانی کے دیے توسن
آنکھین ملتا ہوا اُٹھا پکارتا ہوا ای ناہید میرے گلے مین ہاتھ ڈال دے تمام سردار اندر آئے دیکھا شہنشاہ
ناہید ناہید کر رہے ہین بادبان نے بال کھول دیے کہا دیکھو صاحبو بیٹی کو ڈھونڈھتا ہے اس کی
نیت نے اسکو خراب کیا قریب آکر کہا ارے ناہید کہان ہے او بدبخت لخت سرنگون پڑا ہے مُہرہ نقب کا
کِسنے کھولا اب توسن کو ہوش آیا کہا صاحب ناہید نے آکر مجھکو اسقدر شراب پلائی کہ بیہوش ہوگیا
سب قید خانے کا حال مجھسے پوچھا بادبان نے کہا او بے حیا تیری نیت پر لعنت تھی بیٹی پر نگاہ ڈالی ارزو
پوری ہوئی ہم تو روز اول ہی سمجھے تھے جب اُسنے ہمسے پوچھا تھا تمنے نہ بتلایا بلکہ سزا دی تو بیٹی کھکرا اُٹھا
لایا جیسا ارادہ کیا ویسا مزا پایا صاف ظاہر ہے کہ زندان خانہ لوٹا لاچین چھوٹا توسن نے ساحرون کو
بھیجا چند ساحر گئے چشم زدن مین واپس آئے دیکھا جا بجا جادوگر مرے پڑے ہین دروازے سب کھلے
ہوے زندان خانہ سنسان خاک اُڑاتے ہوے آئے عرض کی حضور بی ناہید نے جا کر رازدارون کو مارا
دیو قتل ہوا قفل قید خانے کا ٹوٹا پڑا ہے تمام مکانات خالی پڑے ہین خبر پائی طلسم کشا کوچ کرکے نکل گیا توسن
نے کہا کہان جائینگے اسیوقت اُسنے نامے اہالیان دربند کو لکھے ساحرون کو روانہ کیا ہر ایک نامہ مین

یہی تاکید تھی طلسم کشا لاچین کو لیکر جاتا ہے جلد اپنے مقام سے کوچ کر در راہ مین وکوماید ولت بھی آتے ہین
بعد نامہ روانہ کرنے کے لشکر کی تیاری کا حکم دیا کہ ستر لاکھ فوج ساحران وغیرہ ساحران تیار کی بادبان
کو تخت پر سوار کیا توسن مرکب صبا رفتار پر سوار ہوا اس کروفر سے فوج دریا موج لے کر بجستجوے اسد
غازی چلا اسد نامدار بارہ ہزار قیدیون کو ساتھ لیے ہوے جاتے ہین پانچ کوس بھی راستہ طے نہ کیا تھا کہ صحرا کے
گرد اڑتی دیکھا سب نے بوزینہ ابلق سوار ساٹھ ہزار ساحران غدار کو ساتھ لیے ہوے شکارگاہ سے پلٹا
شکارگاہ مین اسکو ساحرون نے خبر دی تھی کہ آپ تو یہان چلے آئے طلسم کشا نے لاچین کو قید
سے چھوڑا لیا ہر ایک کو یہ تردد ہے کہ طلسم کشا تو مارا گیا یہ طلسم کشا کہان سے آیا توسن نے تبھی بادبان
سے کہا ارے طلسم کشا کیسا اُسکا تو سر مین نے خدمت مین افراسیاب کے روانہ کر دیا ناہید نے
جا کر لاچین کو رہا کیا ہوگا یہ بھی خبر سنی کہ باغ ناہید کا خالی پڑا ہے سب کنیزین بھی نکل گئین جب توسن نے
یہ کہا کہ مین طلسم کشا کو قتل کر چکا اب طلسم کشا کہان بادبان نے کہا او رمورکھ بیوقوف یہ اُس فتنہ انگیز
کا چیر تر تھا عاشق ہو کر طلسم کشا کو لیگئی تو گھر آ کہ سمجھا کسی اور کو اُسنے بصورت طلسم کشا بنا کر سر روانہ کر دیا
تو اس سر سے اب تک آگاہ نہوا افسر بنکر بیٹھا سراسر حماقت ہی بقول شخصے تریا چرتر جانے نا کو مار خصم مار کے
ستی ہووے اس فتنہ انگیز نے تجھ ایسے گرگ باران دیدہ کو دھوکا دیا نام تیرا توسن ہے مگر ٹٹو ہے عیبون
سے معمور توسن تو اسقدر شرمندہ ہوا کہ کسی سے آنکھ نہین چار کرتا لشکر لیے ہوے جاتا ہی وہان ملکہ ناہید نے
دیکھا کہ بوزینہ ابلق سوار شکارگاہ سے چلا دیکھا ناہید تخت پر سوار چلی آتی ہین سب قیدی بھی ہمراہ
ہین ایک جوان ماہ طلعت بعہدہ سپہ سالاری دیکھتے ہی بوزینہ نے آواز دی ان سب گنہگارون کو گرفتار
کرلو خود بھی اژدر سے کود پڑا جھپٹ کر گولا مارا ناہید نے گولا کاٹا اسد نعرہ کر کے لشکر بوزینہ پر جا پڑا شکار
کھیلنے لگا پرے ساحرون کے درہم و برہم سحر تو سب اکے کتے تاثیر نہین کرتا جس ساحر کو ہاتھ لگایا
اُسکے دو ٹکڑے ہوے جب کسی نے سحر کیا اسد کا آگ شل ستارہ سحری چمکا وہ حربہ پلٹ کر اُسی پر پڑا
کسیکا سر پھٹ گیا کسیکا ہاتھ ٹوٹا ناہید بھی چمک کر گری کان سے بجلی نکال کر پھینک ماری برقین تڑپ تڑپ
کر گرنے لگین کئی سو ساحران کے مر گئے اس برق جہندہ نے خرمن حیات ساحران کو جلایا ہزارون
کو خاک مین ملایا ہر اسیان اُس جوہ بچارے ابھی رہا ہوے سحر فراموش حیرت عبرت کا جوش حیران و مضطر
میدان ہی کی تلوارین کھینچکر ساحرون پر جا پڑے پہلے ہی حملے مین ہزار دو ہزار کو قتل کیا جب

جب ساحر سنبھلے اُن کے سحر نے پامال کیا ناہید سمتین سحر کر رہی ہو پلٹ پلٹ کے باران سحر برساتی ہر
ان بیچارون کو بھی بچاتی ہے اسد نامدار نے دریای خون بہا دیا شیر کے سامنے روباہ نہین آتی بھاگتے
پھرتی ہین جب اسد نے للکارا یا خوف سے مُنہ کے بھل گرتے ہین سحر جو اسد پر تاثیر نہین کرتا سامری و
جمشید کو بُرا کہ رہے ہین مفت قتل ہو رہے ہین اسد نامدار کا بلوے مین مرکب مارا گیا اسد غازی پیدل
جنگ کر رہا ہی بوزنیہ صفون مین اچکتا ہو دوڑے اُسنے دیکھا کہ طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین ہوتا بلوہ کرکے
ساحرون نے مرکب کو مارا اب پیدل اُسیطرح جنگ کر رہا ہی صدہا گولے ترنج نارنج پڑ رہی ہین جب
اسد بڑھتا ہی سحر اُلٹے پلٹتے ہین ساحرون کے گلے کٹتے ہین ناہید نے بھی سحر سے زمین ہلا دی پورے
سحر کر رہی بجلی پھینک ماری کہ برق چمکی کبھی موتیون کا الا مار دیا موتی ٹوٹے آبرو دار ساحر مارے گئے
بوزنیہ اچکتا ہوا سامنے ناہید کے پہونچا دوچار سحر ناہید و بوزنیہ کے چلے سحر آخر مین سر ناہید زخمی
ہوا ہر چند زخم دار ہوئی اُسپر بھی جانبازی کر رہی ہی اب بوزنیہ طرف اسد کے متوجہ ہوا چیخ مار کر آواز دی
ای سامری اتنے ہمارے ہوش اُڑتے ہین لے طائر سامری ہمکو خبر دے کہ کیا باعث ہی اس جوان پر
سحر تاثیر نہین کرتا دیکھا سب نے اک طائر اُڑتا ہوا قریب بوزنیہ آیا آواز دی اَرے اسکے بازو پر اک بندھا
ہوا ہی اسوجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا پہلے اُسکے کا انتظام کر غالب آئیگا ورنہ اس شیر دلیر کے ہاتھ سے مارا
جائیگا بوزنیہ قہقہہ مار کر ہنسا طائر سے متوجہ ہو کر کہا ای طائر سامری طائر کڑک کر طرف اسد کے
چلا نغمہ سرائی کرتا ہوا قریب سر اسد آیا ناہید نے جو دور سے دیکھا کہ طائر سحر قریب سر اسد غازی چرخ
مار رہا ہی بیقرار ہو کے جھپٹی اس عرصہ مین طائر کڑک کے بازو پر اسد کے گرا منقار ماری پنجے مین کے
کو لیا بلند ہونے لگا ناہید نے ایک موتی کا دانہ مارا طائر کے سینہ پر پڑا توڑ کر پشت کے پار گذرا طائر نے
آہ کا نعرہ کیا زمین پر گر کے جل گیا ناہید نے چاہا جھپٹ کر اُسکے اٹھالون بوزنیہ نے سحر کیا ناہید لڑکھڑا کر
گری گھٹنے زمین پر ٹیک دیے اسد غازی نے چاہا مین اُسکے لون بوزنیہ نے دوسرا سحر کیا اسد غازی بھی
زمین پر گرا اُسوقت ساحرون کا بلوہ ہوا کنیزان ناہید نے اُسوقت بڑی جانبازی کی ہزارون کو ڈھیر کین
فوج بوزنیہ سے جان دیکر لڑتین چند کنیزین گرد ناہید آگئین چند نے برابر اسد سینہ سپر کیا ہزارہا ساحر اُس
مقام پر مارا گیا کئی سو کنیزان ناہید قتل ہوئین بوزنیہ نے دیکھا کنیزان ناہید پیچھا نہین چھوڑتین اُسکے
پر کسیکا قبضہ نہین ہوتا طلسم کشا پر بھی زوال نہین آنے دیتین ناہید بچا رہی ہین آواز دی ارے

تم سب کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ میرے گنہگار کو بچاتی ہو ہٹ جاؤ ورنہ ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر
گولا مارا وہ گولا پھٹا اُسمین سے دھوان نکلا اُس دھوئین کی تاثیر سے کنیزین نابینا ہوگئین مُنھ کے بھل زمین
پر گرین اب بوزنیہ بہ اطمینان تمام برائے قتل اسد عالی وقار جھومتا ہوا چلا اُسوقت ناہید کا بلکنا کنیزون
کا تڑپنا ناہید پکار اٹھی اے مالک بے نیاز اے خالق کارساز مین نے تیرا مذہب جدید اختیار کیا افسر مسلمانان
قتل ہوا ہی بلکہ ہو ناہید نے دعا کی قیدی جو بچا رہے تھے رہا ہو کر چھوٹتے ہی آفت مین پھنسے وہ بہت بیقراری
سے دعا کر رہے ہین بوزنیہ چاہتا ہی کہ قریب اسد پہونچون اکہ اٹھالون اسد کو قتل کردون کہ پہلو کی
آواز آئی اے خیرخواہ دولت کیا کہنا سلطنت توسن حصار تجھکو دونگا توسن بہت نالائق ہے انتظام
قیدخانہ نکر سکا بیٹی نے اُسکی بغاوت کی اسی وجہ سے ہمنے سلطنت تجھکو دی اب توسن پر سواری گانٹھنا
دہانہ خاردار مُنھ مین دینا بدلگامی نکرنے پائے بڑا منحوس ہے بوزنیہ نے جو پلٹ کر دیکھا باغ باغ ہوگیا
شہنشاہ طلسم ہوشربا افراسیاب جادو تاج سر تیغ کھینچا ہوا ہاتھ مین معلوم ہوتا ہی ابھی آسمان سے اُتر کر
آیا ہی سینہ پیشانی کا بوجھ رہا ہی بوزنیہ نے جھک کر سلام کیا افراسیاب نے کہا اے اسی تلوار سے سر کاٹ
لے مابدولت کو تاب نہ آئی باغ سیب مین بیٹھے بیٹھے یہ کیفیت دیکھی فتح تیرے نام لکھی تھی بوزنیہ حضور
خداوند کہتا ہوا قریب آیا کہا حضور نے کیون تکلیف فرمائی غلام نے اکہ بازو سے جدا کردیا ناہید کو بیکار
کیا طلسم کشا پڑا تڑپ رہا ہی جو فرض عین تھا کنیزون کو اندھا کیا عین گرمی جنگ مین دیکھ بھال کر یہ پھر کیا
افراسیاب نے کہا تو نے سب کچھ کیا لاچین کہا حضور وہ تو بھاگ کر نکل گیا اپنے رفیقون کو رہا کر گیا ہوگا
اسکو بھی تلاش کر کے لاؤنگا حضور کی عنایت سے کار سلطنت توسن حصار خوب انجام ہوگا حضور کا طلسم
مین نام ہوگا افراسیاب نے کہا وہ لاچین آ پہونچا بڑھکر گولا دے بوزنیہ لپٹا تیغہ برق تابسے تو کھینچا
ہوا ہاتھ مین موجود تھا کمرگاہ پر ہاتھ مارا بوزنیہ ابلق سوار کے دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کشتی مرا اہن نام بوزنیہ
بود اسی اندھیرے مین نعرہ عمرو کی آواز آئی نعرہ عمرو در کزان اُستاد عیاران عالم سراپا دانش و عقل مجسم +
بباغ و دین زکرش آبیاری کرد جان سرہنگ در خنجر گذاری کرد سرکشو بلائی جان کفار ابو عمرو تاج عیاران +
بوزنیہ کا مرنا ناہید اٹھی اکہ اٹھا کر بازو پر اسد کے باندھا کنیزون نے آنکھین کھولین لشکر بوزنیہ پر جا پڑا
ناہید نے بلند ہو کر آواز دی کیون چھپے ہو قدسون کو طلسم کشا کے بوسہ دو وقت ہے فتاح طلسم ہوشربا آگیا
شہنشاہ سابق نے رہائی پائی اب کوئی زندہ نہ بچیگا تمام ساحرون نے الامان کی آواز دی شیخ الاسلام

ہوے ملکہ ناہید نے دیکھا بارہ ہزار ساحر تازہ شریک ہوے ناہید عمرو سے لپٹ گئی کہا قبلہ و کعبہ
بڑا کام کیا یہ بڑا ساحر زبردست تھا خدا کی قدرت سے مارا گیا توسن نے اسکو نگہبان قرار دیا تھا کیا خوب
سبب پیدا ہوا اگر یہ تنکار رکو نہ جاتا رہائی دشوار تھی لیکن اب جلدی کیجیے یہان کی سرحد سے نکل چلیے اسد نے
حکم دیا شب کو اس مقام پر اتر پڑو ہزار ہا بندگان خدا زخمی ہین انکی زخم دوزی کرنا واجب و لازم ہے عمرو نے
بھی مجبور و ناچار ہو کر حکم دیا بوزینہ جو اپنے ساتھ بارگاہ لایا تھا وہی بارگاہ استادہ ہوئی اسد نامدار مع ملکہ ناہید
و خواجہ بفتح ظفر داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوے ملازمان بوزینہ نے سامان عیش و نشاط مہیا کیا اسد
غازی تو مصروف عیش و نشاط ہوے دو کلمہ داستان افراسیاب خانہ خراب بیان ہوتے ہین کہ باغ
سیب مین بیٹھا ہوا ہی حاکمان دربند کو نامے روانہ کر رہا ہی مضمون ہے کہ بڑے زور و شور سے لشکر کشی کرو ہن سب
تا کم جمع ہو جائین شتر سوار و ساحران غدار فرمان افراسیاب لیکر روانہ ہوے افراسیاب متردد بیٹھا ہے
اسکو یہ بھی حکم مل چکی ہے کہ طلسم کشا تنکار رگاہ مین آوارہ ہوا صرصر نے خبر سو پہنچائی ہی کہ صندلان صندلی
پوش سوتا بیٹھا داخل لشکر ہوا افراسیاب خوشیان کرنے لگا کہا ای صرصر اسد اس سرحد مین غائب ہوا اسا
دربند گرفتار کر کے مار ڈالین اب طلسم کشا زندہ نہ بچیگا صرصر نے کہا حضور لشکر مین تلاطم ہے قیامت بپا ہے
عیار جستجو کرتے پھرتے ہین قران بھی گرد لگین ہے سرزد ار بھی برائے جستجو جائین افراسیاب نے کہا اس
حوالی مین اسد گم ہوا ہے کہ جہان انسان کا نام و نشان نہین وہ حوالی ہفت دربند ہے ملکہ فیروزہ فیروزہ
پوش و دو دمان سیاہ و رود بار دراز درچشم وغیرہ نہایت بیدار مغز ہین آٹھ پہر ان کے ساحر پھرا کرتے ہین
جب غیر شخص کو پائینگے گرفتار کر کے لیجائینگے ہر کس و ناکس پہچانتا ہی سابق مین اٹھارہ سے تصویرین اسد
کی ایک دن مین کھچوا لین کل شاہان طلسم کے پاس موجود ہین پہچان کر فوراً قتل کرینگے جب روز رہائی اسد
نامدار شاہان دربند آئے ہر ایک بادشاہ یہی شکایت کرتا تھا ایسے دشمن کو آپ نے قید کیون رکھا قتل کیون
نہ کیا بدولت شرمندہ ہوے وہ لوگ فوراً قتل کرینگے دشمن کے خون سے ہاتھ بھرینگے ان سبکو زندگی طلسم کشا
کی شاق ہے ہر ایک بادشاہ دربند طلسم کشا کے مٹا دینے کا مشتاق ہے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی
دیکھا ایک ساحر کشتی ہاتھ مین لیے ہوے آگر اترا جو بڑا گنار رہنا ہوا کہا شہنشاہ آج نونہال کر دیجیے دامن
مدعا گل آرزو سے بھر دیجیے وہ مژدہ لایا ہون جس سے گل اہالیان طلسم ہوش ربا کی جان بچی صرصر
بھی موجود ہی افراسیاب نے کہا جلد بیان کر ونا دیکہ توسن جادو اس ساحر نے پیش کیا کشتی سے تو وہ پوش

بنایا افراسیاب نے دیکھا سر اسد نامدار رگہای بریدہ سے خون تازہ جاری زلفین خلیلی عارض نور پر
پٹی ہوئی آنکھین حسرت آلودہ واچہرہ رشک آفتاب زرد ہونٹھون پر خشکی نگاہون سے حسرت افراسیاب
دیکھتے ہی خوش ہوا بند قبا ٹوٹ گئی کہا کہ ای صرصر ماہ دولت کے فرمانے کو دیکھا جو ارشاد فرمایا تھا قول ہمارا
کرسی نشین ہوا ہم کو ماہ دولت سلطنت کرتے ہین لطف سلطنت اور سب صاحبون کے واسطے مقرر ہوا
توسن وغیرہ کو بڑا قلق تھا گرفتار کرتے ہین توسن نے مارا ایک شب تامل کیا لیکن یہ نوجوان بڑا سرکش
تھا لڑتا بھڑتا تا بہ باغ ملکہ سہیل سیاہ رو پہونچا کئی غلام وہان مارے گئے توسن تو بہ اقوت بازو زینت [illegible]
اُسنے آئی ہی اسکو بھی چھین لیا گرفتار کرکے لیگیا قتل کرڈالا افراسیاب نے جو نامہ لفظاً لفظاً پڑھا اور سر اسد
نامدار ملکہ صرصر نے دیکھا سنا تھا آگیا قلب تڑپ گیا آنکھون مین آنسو بھر آئے منہ پھیر کر اشک حسرت پاک کیے
جی مین کہتی ہے کہ ای صرصر بڑا غضب ہوا جیسا ان سبکا عروج ہوا ویسا چشم زدن مین زوال مین آگیا
عمرو کو بھی کسی نے مار ڈالا ہوگا اگر قبضے مین شاہان ہفت در بند کے گیا تو یقین کامل ہے وہ زندہ
نہ چھوڑین گے وہ لوگ بڑے سخت مزاج ہین انکو یہ بھی تو خوف ہوگا اگر شہنشاہ لاچین رہا ہوگا پہلے
شاہان ہفت در بند کو قتل کریگا لیکن اے صرصر نمک حرامون کا انجام نیک ہوا جنھون نے باغ
لاچین سنایا وہ اچھی طرح پھولے پھلے عیال صاحب مال شان و شوکت زر و لیاقت اب اور زیادہ سلطنت
کو زور ہوگا لاچین کو بھی افراسیاب ضرور قتل کریگا صرصر کو انتہا کا قلق ہوا جی چاہتا ہے اسد و عمرو کا
نام لیکر چیخین مار مار کر روؤن یہ سوچتی ہوئی پیچھے ہٹی کہ صحرا مین جا کر دل کو غم سے خالی کرون افراسیاب
نے کہا ای صرصر ٹھہر جا سر اسد کو کنگرہ باغ سیب پر رکھوا اور تم نامہ لیکر حیرت جادو کو اس خبر سے مفصل آگاہ
کرنا لیکن یہ خبر مشتہر نہونے پائے یہ کہکر سر تو کنگرہ باغ سیب پر رکھوا دیا نامہ اپنے ہاتھ سے برائے حیرت تحریر
کیا مہر اپنی کرکے صرصر کو حوالے کر دیا تاکید کی کہ یہ خبر مشہور نہونے پائے صرصر نامہ لیکر چلی راہ مین آکر
خوب چیخین مار کر روئی یہ تو خوب ظاہر ہے کہ عمرو صرصر پر عاشق تھا روتے روتے خیال آیا کہ اے صرصر
جتنی کتابین ہین سامری جمشید کی تصنیف کردہ ان سب مین یہی تحریر ہے کہ اسد نامدار فتاح
طلسم ہوش ربا عمرو کو ساحر کے ہاتھ سے موت نہین بہرہ کیا ہوا اور جسقدر علما ہین تحریر کر گئے تھے ستارہ
شناسان فلکی نے اسقدر زور مارا اگر کسی مقام پر یہ نہین لکھا کہ طلسم کشا توسن حصار پر قتل ہو جائیگا لیکن
آنکھون سے کانکے مین نابینا پیدا ہوتی سر افسر کا اپنی آنکھون سے نہ دیکھتی ای عمرو کی خبر کس سے دریافت

کرون اگر خدانخواستہ عمرو پر بھی زوال آیا مہرخ و بہار کہان جائین اطاعت افراسیاب تو کوئی کرین گی ٹر بھر کر سب مرجائینگی افسوس اس گلزار پر یون خزان آتی روتی پیٹتی صرصر لشکر حیرت مین پہونچی حیرت جادو اپنی بارگاہ مین مع مصور و صورت نگار وغیرہ بنہایت تکلف سے دربار آراستہ برق فرنگی جس روز سے خواجہ غائب ہوے اسد برای شکار گئے ہر وقت لشکر حیرت مین رہتا ہی اس خیال سے کہ کچھ خبر دریافت ہو حیرت کی بارگاہ مین بشکل کنیز موجود ہے قریب سر اُگالدان لیے کھڑا ہے کہ صرصر پردہ اٹھا کر آئی محزون و مکدر غبار چہرے پر پڑا ہوا بال پریشان آنکھون مین اشک حیرت آئینہ رخسار پر گرد کلفت حیرت نے گھبرا کر پوچھا صرصر خیر تو ہے صرصر نے کہا حضور مبارک ہو دشمنون کا اب خاتمہ ہو جائیگا معاوضہ خون مواج مین شاہان ہفت دربند نے لشکر آراستہ کیے آیا چاہتے ہین گاؤ زمین بار نہ اٹھا سکیگی یہی خوشخبری سنانے حاضر ہوئی زبانی کہانتک عرض کرون یہ نامہ شہنشاہ حاضر ہے اسکو ملاحظہ فرمائیے اسمین سب بالتصریح لکھا ہے آنکھون سے تو صرصر کے آنسو ٹپک پڑے نامہ حیرت کے ہاتھ مین دیا حیرت نے نامہ ہاتھ مین لیکر کہا صرصر تو کیون گھبرائی ہوئی ہے مین تجھکو بہت اداس پاتی ہون تیری پریشانی پر گھبراتی ہون صرصر نے کہا مین راستہ چل کر آئی ہون صبح سے پھرتی رہی خدمت شہنشاہ مین حاضر تھی آپ نامہ ملاحظہ فرمائیے برق تو پریشانی صرصر دیکھکر تڑپ گیا اپنے کو نگاہ صرصر سے بچایا حیرت نے نامہ کھولا پڑھنے لگی یہ کیا جانے کہ کنیز بھی پڑھی پشت پر موجود ہے برق بھی پڑھتا جاتا ہی افراسیاب نے تو صاف صاف لکھ دیا ہی کہ اسد کو شہنشاہ توسن نے قتل کیا سر بادروت کے پاس آگیا اس خبر کو چھپانا چندے مین سب پر ظاہر ہو جائیگا توسن خود لشکر کشی کرکے آئیگا ہر چند کہ حیرت نے نامہ پڑھکر چاک کیا اُگالدان مین ڈال دیا برق فرنگی بارگاہ سے کترا کر نکل گیا صرصر نے دیکھا بھی مگر ٹال گئی جی مین کہتی ہے کہ ای صرصر اب لڑائی بھڑائی کیا ضرور ہے یہ سب آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہے ہین برق فرنگی جاتا ہی جاتا ہے، جادو دو آنکھون مین آنسو بھرے ہوی باہر نکلی اُدھر سے صبا رفتار کمند انداز آتی تھی اُسنے جو صرصر کو با حال پریشان دیکھا دوڑ کر لپٹ گئی پوچھا استانی کیسا مزاج ہے صرصر کا دل بھر ہوا تھا دلدہی کرکے پوچھا صرصر بے اختیار رونے لگی ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا **نظم**

یہ اشک حسرت جو گر پڑا ہی تمہارے آگے ابھی ٹپک کر
طلوع خورشید ہمکو دکھا دیا پر دے نے سرک کر

اسی ذرا آنکھون مین صبح کر دین بہت سی آتین ہین جھلک کر
تڑپ گئی جو پڑے تھے غش مین یہ دھوپ نکلی جو چمک کر

فراق دلبر مین چین کیسا خیال جانان نہ من حجاب کرکر کا
بیان کرتا ہے مجھ سے قاصد کہ ایک اک لفظ تھا یہ دلکش
یہان بھی دکھلادین ہم تماشا فراق کی بیقراریون کا
حواس ایسے ہین یہ کہ جائین تو حشر تک پھر کبھی نہ آئین
انھین جو اُٹھتے ہین دل سے شعلے شگفتہ بیٹھے ہین دشت تیرے
ہماری آوارگی کا عالم جنون مین دیکھا نہین ہوا ہے
وہ مشت ہون میری خاک سے بھی ضرور نکلیگی بو جو مستی
تڑپ کے دل مین تو وصل کی شب دکھائی صبح فراق جانا
نہ اشکباری کچھ ایسی مشکل نہ کار دشوار خونفشانی
صبا جو گلشن سے آج آئی وہ راہ منت کو بتائی
یہ طرفہ تھی گردش مقدر چلے جو بہر تلاش دلبر

ستم کیا قلب نے پھڑک کر غضب کیا آنکھ نے جھپک کر
کلیجہ آتا تھا منھ کو انکا وہ پڑھتے تھے خط اٹک اٹک کر
جو اہل محشر ذرا ذرا سا کھڑے ہون جیسے سرک سرک کر
رقیب کیا جانے ہوش کھونا کمان گئی بیخودی بہک کر
خلیل کو آتش محبت بہار دکھلاتی ہے بھڑک کر
اگر پھرے اپنے ساتھ اک دن تو گر پڑے آسمان تھک کر
ابھی کرے امتحان ساقی لحد پہ مٹی چھڑک چھڑک کر
اب آنکھ کا رنگ دیکھتے ہین کہ رنج دیتی ہے کیا پھڑک کر
کمال تو ہر مژہ کا یہ ہے کہ اب پیکان کرین ٹپک کر
کہ ایک کھڑکی نئی نکالی قفس مین بلبل نے سر پٹک کر
بٹھا دیا ایک اک قدم پر جلال کے ہین جو جھجک کر

یہ اشعار پڑھکر صرصر اسقدر روئی کہ صبا رفتار کا کلیجہ پھٹ گیا کہا اُستانی صاف صاف کہو تمھارے کلمات نے کلیجہ کو مشبک کردیا کیا معرکہ گذرا صرصر نے کہا ای صبا رفتار کیا کہون مُنھ سے نہین نکلتا کلیجے ٹکڑے ہو کر نکل رہے ہین سوزش غم و الم سے استخوان جل رہے ہین ابھی ہین ناسہ لیکر آئی ہین نے آنکھون سے سر اپنا دیکھا توسن مصار پر وہ جوان رعنا مارا گیا عمرو کا کچھ حال نہین معلوم ہوتا اگر عمرو زندہ ہے تو تو ہین حصار کی خاک بیاد فنا اُڑا دیگا میان توسن کے منھ زوری کچھ کام نہ آئیگی تھال کے ٹُرے ہین وہ شہسوار اسپ عیاری ہے یکہ تاز میدان مکاری اگر اُسپر بھی کوئی افتاد پڑی تو لڑائی کا خاتمہ ہوا صبا رفتار کا بھی رنگ رو متغیر ہو گیا کہا اُستانی جو کوئی عمرو کو قتل کریگا وہ زندہ نہ بچیگا اُسکا شاگرد رشید خبر بردشت جرأت یکہ تاز میدان جلالت ماہ آسمان شوکت آفتاب عالمتاب برج ہمت وسخاوت صاحب عظیم وشان مشہر قران گھسکر اسکو ماریگا صفین کی صفین پامال کردیگا سامری وجمشید اُسکے تغدرے سے بچائین اُستانی مجھے قتل اسد کا بھی یقین نہین آتا صرصر نے کہا اسین تو تامل نہین سر میرے سامنے آیا صبا رفتار نے کہا ساربان زادی ذکری یعنی عیاری نہ گئی ہو صرصر نے کہا ذرا زبان تو سنبھالو وہ صاحبقران زمان کا بھائی ہے بانی بنای عیاری صاحبقران عیار لاثانی اگر اُسکا قدم نہو تا صاحبقران ہزار مقام پر کفن پوش ہوے ہوتے یہان تو خیر چھپا دی کا حکم ہے

سمجھو یا کنیز بنا کر اٹھا کیا عجب ہے نامہ اُسنے پڑھ لیا ہو ابھی تڑپ کر گیا ہی صبا رفتار نے کہا مین برائے خبر باقی ہون یہان بارگاہ مہرخ مین سب سردار جمع ہین ملکہ مہ جبین سر ریحانہ بانی پر ذکر اسد و عمر ہو رہا ہے کہ لشکر مین رونے کی صدا بلند ہوئی ملکہ مہرخ نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہے لوگون نے کہا برق کچھ خبر وحشت اثر لیکر آیا ہی جس طرف سے گذرتا ہے شور گریہ وزاری بلند ہوتا ہی خود بھی روتا ہوا آتا ہے ملکہ مہرخ نے کہا خدا خیر کرے مہ جبین گھبرا گئین کہ برق بارگاہ مین پہونچا گریبان چاک چہرے پر خاک خراش ناخن غم جا بجا اپنے کو بارگاہ مین گرا دیا پکار کر آواز دی یارو آفتاب عالمتاب جہان صاحبقرانی غروب ہوا چراغ بزم جا بجا کرب نوجوان گو خاموش ہوا کوئی مقام ہے قلعہ توسن حصار وہان کا حاکم توسن جادو ہو اُسنے ہمارے آقا ے نامدار کو قتل کیا افراسیاب نے حیرت کو راز و نیاز مین تحریر کیا مین نے بھی اس نامے کو پڑھا تھا مہ جبین نے اپنے تخت سے گرا دیا لالان خونقبا بارگاہ سے سر برہنہ نکل پڑین لعل سخندان نے پچھاڑین کھائین ہر سردار بیقرار مہ جبین کے مین کلیجہ پھٹا پکارتی ہو آ میرا راج سہاگ لٹ گیا

نظم

غم دیا داغ دیا اور درد دیا کیا کیا نہ دیا — ایک ہان آپ نے لیکر دل شیدا نہ دیا — دین و ایمان دل و جان و جگر نذر کیے
یون بگڑ جاؤ مگر ہنسنے تمہین کیا مذیا

اسطرح گریہ وزاری کرتی ہو سننے والون کے کلیجے پھٹے جاتے ہین بارگاہ مین شور گریہ وزاری بلند ناگاہ مہتر قران یہ خبر سنکر آئے دیکھا بارگاہ مین قیامت برپا ہے قران نے آگے مہ جبین کو گود مین اٹھا یا ملکہ لالان خونقبا کو منع کیا سردارون کو بھی سمجھایا کہ ذرا ٹھہر جاؤ دیات تو سنئے وہ قران کے سمجھانے سے شور گریہ وزاری کم ہو تب برق نے حال قتل اسد کا بیان کیا قران نے سر جھکا لیا کہا یارو کیا کہون میرا دل نہین قبول کرتا انھین ملکون مین خواجہ بھی قید ہو کر گئے اسد کو توسن نے کیونکر قتل کیا اے ملکہ مہرخ آپ عقیل و فہیم ہین ذرا قلب پر ہاتھ رکھیے دل پر ہجوم غم و الم نہین ہے آپ لوگون نے تو آپ خبر ہی سے رفاقت اسد کی اختیار کی تمہارے سامنے انکی والدہ کی شادی تھی اسد کیسے بزرگون کو گودیون مین پالا چاہیے تھا کہ ہمارا کلیجہ پھٹ جاتا نجہ اول مین ہم نہین تم لوگون کو لیکر آ دنگا خدا نخواستہ اگر یہ مقدمہ فرمائین مین خود اُسی اقلیم کی طرف جاتا ہون خدا چاہے گا تو خبر لیکر آؤنگا خدا نخواستہ اگر یہ مقدمہ حقیقت مین ہے تو قلعہ توسن حصار مین آگ لگا دونگا توسن حصار کو اُلٹ دونگا آپ سن لینگے کہ کیا ہوا صاف ظاہر ہے کہ اُستاد نے کچھ عیاری کی اب جو قران نے اسطرح سے سمجھایا ہر کسی کے منہ سے یہی نکلا کہ اے مہتر قران عجب طرح کی بات کہی دل پر وفور غم و الم نہین ہے

لالان خونقبا نے مہتر قران کو گلے سے لگا لیا کہا اے مہتر قران اگر نظر کرو تو بزرگان حقیقت
مین دل پہ عیبیا چاہیے ویسا صدمہ ہمکو نہین ہے کہ تمہین برق کے قلب الٹ گیا سب صاحبون نے قران کے کلام
کو قبول کیا اسیوقت قران بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر سامنے مہ جبین کے آیا بزرگانہ کلمات فرمانے
برق سے بھی کہا اے برق جا تو فکر کر جس مقام پر کوئی خبر ملے لشکر مین پہونچا دو یہ کہکر قران روانہ
ہوگیا سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ بہار و باغبان و رعد و برق لامع و معمار قدرت
و چند سردار تلاش عمرو مین گئے واضح رہے ناظرین والا مقام ہو ایک صورت تو یہ ہے کہ تلاش عمرو
مین گئے دوسری صورت یہ ہے کہ خبر دہشت اثر سنکر اب یہ سب سردار گئے ہزاران اور مجلس بھی اب لیکن
کہ انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا و دگلہ داستان چالاک بن عمرو کے تحریر ہوتے ہین کہ اپنے والد نامدار کے
واسطے بیتاب و بیقرار کوہ و دشت بیابان کو طے کرتا ہوا جاتا ہے راہ مین خیال آیا کہ جس مقام پر گشت و خون
ہوا اور مہتر اوج مارا گیا اس مقام پر تو چل کر دیکھین شاید کوئی خبر دریافت ہو جاے یہ سوچ کر اہالیان قریہ کو
دریافت کیا مقام کا ذکر سنکر چالاک اس طرف متوجہ ہوے چاہتا ہے کیا تدبیر کرون کہ اپنے
قبلہ و کعبہ تک پہونچون طوفان قہر نگاہ غضب کر گیا بیچارہ راہ مین بھی کہین نہ ٹھہرا یہ باتین دل سے کرتا ہوا
اس مقام پہونچا دور سے دیکھا صد ہا خیمے پڑے ہین ہزار ہا لاشہ درندگر ند بھی مُردون پر منہ نہین
ڈالتے بڑے غضب کا رن پڑا چالاک ہر طرف دیکھتا پھرتا ہو دل سے یہ کہتا تھا کہ قبلہ و کعبہ کا کلیجہ ہے اتنے
بڑے لشکر کو ایک شب مین تباہ کر دیا امن مہر الاشہ ہاے ساحران سے بھر دیا کیا کمال کیا چالاک
جابجا دیکھتا پھرتا ہے ایک طرف سے کان مین رونے کی آواز آئی پلٹ کے چالاک نے دیکھا
ایک لاشہ کسی ساحر کا پڑا ہے اُس لاش کے پہلو مین ایک نازنین نہایت حسین شعلہ خو الٹر سن مین دوازدہ
سالہ بال کھولے ہوے اُس لاش پر رو رہی ہے چالاک حیران ہوا کہ یہ مہ جبین کون ہے دل سے
باتین کرتا ہوا کہ اے چالاک کیونکر دریافت کرون جلدی سے رنگ روغن عیاری کا نکالا
صرصر کی شکل بنکر تمامہ ہوا انہاے عیاری جسم پر آراستہ کر کے جھپٹ کر اسی طرف چلا اس نازنین نے
جو صرصر کو آتے دیکھا خود ہی پکاری اری صرصر کہان پھر رہی ہو ذرا ہمارے پاس آؤ چالاک
قریب آیا اس مہ جبین نے کہا اے صرصر تمنے مجھکو نہین پہچانا چالاک نے کہا اسوقت مجھے نام نہین یاد رہا
مہ جبین نے رو رو کر کہا بوا صرصر لیلا غوطہ زن مہراج کی نواسی ہمتین لوگون کی شکل بناکر عیار آتے

ایک شب مین لشکر تباہ ہوا میری دائی امان مرغابی سحر اس ہنگامے سے مجھکو لیکر بھاگین کئی دن رہ کوہ
مین چھپی رہی آج مین نے ناناجان کی لاش کو دیکھا مٹی رو رہی ہوئی دائی امان جنگل مین گئی ہین کچھ اسباب
سحر کی فکر مین اب مجھکو شہر نیلم مین لیجائینگی یہان تو سب عزیز و اقارب مارے گئے دائی امان سحر کر کے ہوا پر
تاکہ عیار مجھکو قتل نہ کر ڈالین کیا کہون بڑا عصر وہ شب ہولناک عیاران عمرو بیباک درہ کوہ مین دیکھتی
تھی وہ نگوڑے جلاد سب کو مارتے پھرتے تھے کبھی اندھیرا کبھی روشنی تھی خوف سے مجھ کمبخت کی جان پر بنی تھی
دائی امان تو بڑی ہوشیار ہین درہ کوہ بند کیا اپنی چھاتی کے نیچے مجھکو چھپایا کئی دن نکلنے نہ دیا چالاک
نے یہ جو سنا کہ یہ نازنین نواسی معراج بن گرداب آدم خوار کی ہے اور شہر نیلم حصار مین جائیگی پوچھا
کیون بی بی کبھی محل مین شہنشاہ نیلم کے بھی جانا ہوتا ہے بط غوطہ زن نے کہا سامری محل ہمارے مکان سے
قریب ہے ہم کھیلتے ہوئے محل مین جاتے ہین اکثر شہنشاہ بھی بلاتے ہین اب جب ہم جائینگے تو شہنشاہ ہمارا
کی خبر پوچھنے کو ضرور ہمکو بلائینگے ہمارے سب عزیز و اقارب مارے گئے زرارات کی تنخواہ کھیلی ہمارے ہی نام
تنخواہ آئیگی عزیزان قریب مین سوا سے مجھ سوختہ بخت کے کوئی باقی نہین رہا وہان گھر ویران پڑا ہوگا اب
دائی امان آکر ہمکو لیجائینگی چالاک نے فوراً ہنسکر کہا بی بی تمہارا منہ سوکھا ہوا ہے کیا پیاسی ہو پانی تمہارے
واسطے لاؤن بط غوطہ زن رونے لگی کہا بی بی صرصر آج کئی دن گذرے آب و دانہ کیسا زندگی دشوار ہے
چالاک نے دوڑ کر چشمے سے پانی بھر لا کر بط غوطہ زن کو پلایا پیتے ہی وہ بیہوش ہوئی چالاک نے
اسکو تو گود مین اٹھا کر درہ کوہ مین ڈال دیا آپ بط غوطہ زن کی شکل بنکر قریب لاش بیٹھ رہا یہ تو
یقین کامل ہوا کہ اب تا بہ شہر نیلم حصار پہونچ جائینگے اپنے قبلہ و کعبہ حیدر کا نشان پائینگے یہ دل سے باتین
کر رہا تھا کہ مرغابی سحر اسباب سحر لیکر آئی پکار کر آواز دی چھوکری کہانتک روئیگی بس بی بی اب
صبر کرو مرغابی سحر نے آکر بط غوطہ زن کو گلے سے لگایا فوراً تخت سحر تیار کیا چالاک بصورت بط
غوطہ زن مرغابی سحر کے ساتھ سوار ہوا تخت اڑتا ہوا چلا مرغابی سحر سے تخت کو اڑا رہی ہے
راہ مین بڑے بڑے جنگل پہاڑ بلند و مرتفع خارستان کوہستان جی مین کہتا ہے کہ اے چالاک پروردگار نے
یہ سب پیدا کیا اِن راستون مین تڑپ تڑپ کر مرتے راہ پر ہول کوہستان کو کیونکر طے کرتے دل سے باتین
کرتا ہوا مرغابی سحر سے تتلا تتلا کے باتین کر رہا ہے دن قلیل باقی تھا کہ ایک طرف روشنی معلوم ہوئی چالاک نے
گھبرا کر پوچھا کیون دائی امان یہ روشنی کیسی ہے مرغابی سحر نے کہا بی بی بھول گئین شہر نیلم حصار ہے یہ اسکا شمس

مثل آفتاب کے چمک رہا ہی عنایت سے سامری کی آپہونچے اب تھوڑی دیر مین داخل شہر ہونگے یہ کہکے تخت کو اور بلند کیا شہر نیلم حصار مین تخت داخل ہوا چالاک نے دیکھا بڑا شہر وسیع ہی بارہ کوس کے گرد مین دیوار شہر پناہ محلے آباد گھرون مین اپنے اپنے جادوگر جادوگرنیان بیٹھی ہین سحر ہو رہے ہین ہر مکان سے دھوان نکل رہا ہی بازار کھلی ہوئی دوکاندار بیع وشرا پر تلے ہوے کٹورہ جابجا کھنک رہا ہی گرم بازاریان مشتری کی خریداریان جوہری نیچے سرخ وسبز زرد کیاسی پگڑیان باندھے ہوے دوکانون پر بیٹھے ہین چالاک مقامات کو دیکھتا ہوا چلا ایک طرف ایک قصر بہت بلند دیکھا صدہا عمارتین اُسکے متعلق مرغابی سحر سے پوچھا یہ قصر عالی کسکا ہی اُس نے جواب دیا بی بی تم تو بالکل بھول گئین یہ قصر عالی شہنشاہ نیلم کے رہنے کا ہی اسی کو سامری محل کہتے ہین شہنشاہ نیلم اسی مین رہتے ہین چالاک نے سب راز و نیاز مرغابی سحر سے دریافت کیے اپنے مکان مین آکر تخت مرغابی نے اُتارا جیسے ہی مکان مین داخل ہوئین دیکھا مکان نہایت عمدہ بنا ہی انیسین جلیسین دوڑین غل مچاتی ہوئی بی بی سامری جمشید نے تمکو بچایا بط غوطہ زن کو سب نے گلے سے لگایا مرغابی سحر سبکو پرسا دیتی ہی مواج کا نام لیکر سب عورتین خوب روئین محلے مین بلوا ہوا مواج کی نواسی بط غوطہ زن کو لیکر مرغابی سحر دائی اُسکی آئی ہی ڈولیان اُتر نے لگین محل والی چلی آتی ہین جو آئی اُسنے منہ ڈھانکا مرغابی سحر ایک ایک کو تسکین دیتی ہی حال بیان کر رہی ہی تمام محلے بھر مین بلوا ہو گیا لیکن چالاک بشکل بط غوطہ زن ایک ایک سے لپٹ لپٹ کے روتا ہی تمام رات رونے پیٹنے مین گذری لیکن شہنشاہ نیلم اپنے قصر سامری مین داخل ہی کچھ لوگ بھاگ کر لشکر مواج سے آئے یہ تو سب نے کہا کہ ایک شب مین لشکر تباہ ہو گیا عیارون نے مواج کو مار ڈالا لڑائی نہین ہونے پائی نیلم کو آج تک یہ تردد ہی کہ حال مفصل ظاہر نہوا کہ میرے وزیر اعظم نے کس بات پر دھوکا کھایا کیا ایک دام عیاری مین پھنس گیا اپنے محل مین بیٹھا ہی کہ کچھ کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی شہنشاہ کل شبکو بط غوطہ زن نواسی مواج کی ہمراہ مرغابی سحر اپنی دائی کے گھر مین آکر پہونچی رات سے شور گریہ وزاری بلند ہی پرسا دینے کو عورتین چلی جاتی ہین جو کچھ مرکہ شب بھر مین گذرا بط غوطہ زن لفظاً لفظاً بیان کرتی ہی سب کچھ اُسنے اپنی آنکھون سے دیکھا مرغابی سحر اُسکو بچا کر نکال لائی یہ سنکر شہنشاہ نیلم بہت مشتاق ہوا چوبدار کو حکم دیا جا کر مرغابی سحر سے کہو لڑکی کو ساتھ لیکر آوے ہم احوال مفصل دریافت کرینگے مابدولت کو بڑا اشتیاق ہی اتنا بڑا وزیر اعظم ایک شب مین مارا گیا چالیس لاکھ کا لشکر تباہ ہوا حیرت کی بات ہی عیارون کی عیاری کیا گویا کرامات ہی

ہر ایک سے یہی سُنا کہ عیاروں نے آکر مار ڈالا سب جادوگرون کے ہاتھ مین مہندی لگی تھی سر جھکائے بیٹھے تھے کہ آؤ
ہمکو قتل کرو کسی نے سحر نکیا امواج کی بحر طبیعت نے جوش نہ مارا دریاے سحر تیار نہ کیا بڑا تعجب ہی کنیزون نے کہا وہ
چھوکری خوب تملا تملا کے بیان کرتی ہی چوبدار نے جا کر مرغابی سحر کو حکم سونچایا کہ شہنشاہ نے بط غوطہ زن کو مع مرغابی
سحر کے یاد فرمایا ہی مرغابی سحر نے کہا لو بی بی کل شہنشاہ کے سامنے چلنا ہوگا تب چالاک بہت خوش ہوا کہا دائی امان ہمارا
زیور نکال دو مرغابی سحر نے بھاری جوڑا نکالا چالاک نے دریاے جواہر مین غوطہ مارا مثل عروس شب اول بنکر تیار
ہوا مرغابی سحر اس دولھن کو اپنے ساتھ لیکر محافے مین سوار ہوئی اور طرف شہنشاہ نیلم کے چلی چالاک کے ناز و کرشمے
کہتا ہوا دائی امان دیکھو میرا کلیجہ دھڑکتا ہی مین غیر مرد سے کیونکر بات کرسکونگی تم میرے پاس بیٹھی رہنا
جو کچھ وہ مجھسے پوچھیگا مین تمسے کہدونگی تم اُس سے بیان کردینا مرغابی سحر کہتی ہی بی بی مین تو تمھارے
پاس رہونگی اب نام خدا تمھارا بارہ برس کا سن ہوا بچپن سے محل مین شہنشاہ کے جاتی ہو اکثر شہنشاہ نے
گود یون مین کھلایا ہی مثل امواج کے وہ بھی تمھارے نانا ہین اُنسے حجاب کیا زلفون کو پیچ و تاب کیا
گھبراؤ نہین بی بی آمین اور بھی ایک مطلب ہی شہنشاہ نیلم کے بہت سے محل ہین بادۂ سلطنت سے مست ہی
ہمیشہ سے حسن پرست ہی آج کل تم پر جوبن ہی دیکھتے ہی مرجائیگا اگر اُس نے محل کر لیا سابق مین گھر ہی کی وزارت
تھی اب سلطنت گھر مین آجائیگی چالاک کہتا ہی در گور اس نگوڑے کے ساتھ میری شادی ہو بوڑھا جھڑ دس
دیوث وہ تو میرا نانا دادا معلوم ہوتا ہی دائی نے کہا بی بی بادشاہ ہون کا سن نہین دیکھا جاتا اسوقت مین بھی
بڑے بڑے شاہان جلیل کو ہوس ہی کہ شہنشاہ نیلم پیغام کرین تو اپنی دختر بلند اختر کو دولھن بناکر بطور ڈولا
حاضر کرین چالاک خاموش ہو رہا راہ مین بھی کئی چوبدار آئے کہ شہنشاہ نے تخلیہ کیا ہی کہارون پر تاکید کی
جلد سواری لیچلو شہنشاہ انتظار کر رہے ہین کہارون نے سواری کو بڑھایا در دولت شہنشاہ نیلم پر آکر
سواری پہونچی مرغابی سحر نے کہا بی بی چلو وہ دیکھو سامنے شہنشاہ تخت پر بیٹھے ہین چالاک گھونگھٹ نکالے
ہوے محافے سے اترا حجاب سے پاؤن کانپتے ہوے مثل عروس شب اول آراستہ و پیراستہ نیلم نے تخلیہ کرادیا
ہی خود دیکھو تنہا تخت پر بیٹھا ہی مرغابی سحر نے بڑھ کر سلام کیا بط غوطہ زن کو سنبھالے ہوے کہا بی بی بڑھ کے
نانا جان کو سلام کرو چالاک نے سلیقے سے گھونگھٹ ہٹایا کانپتا ہوا آگے بڑھا پایۂ تخت کو بوسہ دیا مثل
ہلال شب اول برائے تسلیم خم ہوا گھونگھٹ بھی طریقے سے ہٹا دیا نیلم کی سراپا پر بط غوطہ زن کے نگاہ
پڑی دیکھا آنکھین ترساک دیدۂ غزال ہلکین مائل خونریزی خنجر ابروئین تیری یا ابروے خمدار کو ہلال

یا محراب سجدہ گاہ عاشقان جبین ماہتابان سینے پر ابھار جوبن پر بہار نور کی خوبی ناز و کرشمے مین محبوبی سراپا سے ظاہر دلربائی رعنائی زیبائی عشوہ غمزہ خانہ زاد ابرو مائل بیداد یا خنجر فولاد کہون آنکھون کو دیدہ غزال سے مثال ندون وہ جانور صحرائی ان آنکھون کے اشارون مین دلربائی قطعہ

چشم انصاف سے دیکھین جو تمہاری آنکھین
ڈھونڈھتی پھرتی ہین اس گل کو ہماری آنکھین
مارا تارا جدھر اک ترچھی نظر کی تمنے
خود نکل کر ہوئین اس سیل مین جاری آنکھین
شرم کو اب نہین ملتی کسی گوشے مین بھی جا
دیکھ لین پردہ نشینون کی سواری آنکھین
دیکھتے دیکھتے سامان شکست دل کے
گردش بخت دکھاتی ہین تمہاری آنکھین
آبلے پڑگئے ہین کچھ دل سوزان مین جلال

سیکڑون انکھڑیون مین تھین یہی پیاری آنکھین
باغ باغ انکے اشارون سے ہوا جاتا ہون
دیکھنے مین تو چھری ہین نرکٹاری آنکھین
تیرا جلوہ نظر آئے جو بتون کو دیکھون
قبضۂ شوخ نگاہی مین ہین پیاری آنکھین
جس جگہ جا ہو رہو آکے گھر اپنا کر لو
ٹوٹ آئینگی کسی روز ہماری آنکھین
شادی وصل ہوا عیش سے رنج فرقت
اسلیے پھوٹ کے روتی ہین ہماری آنکھین

چمن و انجمن و تخلیہ و خلوت مین
چل رہی ہین روش باد بہاری آنکھین
قلزم اشک حیا بونسے جو خالی دیکھا
دیئے حق مین مجھے ابر بہاری آنکھین
وہ مجالسے مین کوئی حور تھا آتا ہو
دل ہی تمسے ہمین پیارا ہے نہ پیاری آنکھین
یہ جو پھر جاتی ہین پھر جاتی ہے اک خلق
آجکل دونون پھڑکتی ہین ہماری آنکھین

سراپا دیکھکر نیلم نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا بیقرار ہوگیا ہاتھ تھام لیا کہا بی بی بیٹھو چالاک شرمایا ہوا سر جھکائے ہوے آنکھین جھپکاتا جاتا ہے ناز و کرشمے دکھلاتا ہے دام زلف عنبرین مین اسکے دل کو پھنسایا دام رعنائی پھیلایا نیلم نے پوچھا کیون بی بی نانا تمہارے کسطرح مارے گئے آجتک سیکڑون آدمی وہان سے آئے کسی نے مفصل حال ظاہر نکیا ہمکو حقیقت سے ماہر نہ کیا موآج وہ شخص تھا سارے شہر نیلم حصار مین اسکا نام تھا میری سلطنت مین اسی کا انتظام تھا کوئی فوج لشکر لیکر آیا لڑائی پڑی کیا سر گذرا چالاک نے سر جھکا کر کہا بڑے نانا جان فوج لشکر کا کہین نام بھی نہ تھا لشکر جمرغ سے کئی منزل کا فاصلہ تھا اول مین صبا رفتار یاقوت وزیرزادی کو لیکر آئی نانا جان نے پوتیار کو روانہ کیا کہا صبا رفتار کو قید کرکے لیجاؤ ملکہ حیرت سے کہو اپنی عیار بچیون کو کچھ نشانی دیجیے کہ جس نشانی سے ہم آپ کی عیار بچیون کو پہچانین بعد تھوڑے عرصے کے بی صبا رفتار بو تیمار آئے رات کو ایک گویا آیا دو پہر رات گئے تک جشن رہا یکایک کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من مواج بن گرداب آدم خوار بود پھر تو قیامت برپا تھی دائی امان مجھکو لیکر بھاگین درۂ کوہ سے مین دیکھ رہی تھی عیار قتل کرتے پھرتے تھے صبح کو دریاے خون جاری تھا نہ فوج نہ لشکر نہ سپاہی نہ افسر نہ تاج نہ تخت تین دن لونڈی بھوکی پیاسی درۂ کوہ مین

چھپی رہی سامری جمشید دائی اماں کو سلامت رکھین اُنھون نے میری بڑی حفاظت کی ایسے بُرے وقت مین کفالت کی میرے پاس سے نہ ہٹین مین صبح کو نانا جان کی لاش پہ جا بیٹھی بلک بلک کے روتی تھی یہی خیال تھا اس ویران جنگل مین کہان جاؤن دائی اماں مجھکو تخت پر بٹھا کر اُٹھا لائین جو کچھ لونڈی نے دیکھا تھا سامنے حضور کے بیان کیا مرغابی سحر کلام بط غوطہ زن کی تائید کر رہی ہی کہتی ہی ای شہنشاہ حقیقت مین وہ شب قیامت تھی بات کرنا مشکل ہو گئی عیارون نے دریاے خون بہایا مین نے چھوکری کو کلیجے کے نیچے چھپایا عیارون نے ضعیف جوان کمسن جو ملا اُسنے قتل کیا یہ مواج کی نواسی بچ گئی ساری رات روتے پیٹتے گذری ہی محلے والے چلے آتے ہین حضور بیان کرتے کرتے زبان دکھ گئی کس کس سے بیان کرین مرغابی سحر و بط غوطہ زن تو باتین کرتی ہین نیلم عشق مین بیقرار چالاک بھی آگاہ لڑ رہا ہی ناز و کرشمہ دکھا رہا ہی شہنشاہ نیلم نے کہا ای مرغابی سحراب تم صاحبزادی کو گھر لیجاؤ ہم کسیکو تمھارے پاس بھیجین گے جواب باصواب دینا خلعت منگوا کر مرغابی سحر کو دیا بط غوطہ زن کے ساتھ میوہ مٹھائی بہت سی کر دی دروازے تک پہونچانے آیا مرغابی سحر بط غوطہ زن کو گود مین لیکر سوار ہوئی مکان مین آکے اتری اُسی طرح عورتون کا مجمع ہی اک کنیز نے آکر مرغابی سحر کو خبر دی مصاحب شہنشاہ نیلم کا دروازے پر آیا ہی کچھ تمسے کہیگا مرغابی نے پردہ کر کے مصاحب کو اندر بلا لیا مصاحب نے کہا دائی جی صاحب تو شکر کرو سلطنت تمھارے گھر مین آئی شہنشاہ نے مواج کی نواسی کو پسند کیا کہتے ہین ہمارے ساتھ شادی کر دو مرغابی سحر نے کہا بھلا ہم غریبون سے اور شہنشاہ نیلم سے کیونکر بنے چھوکری کمسن رو کے روٹی مانگتی ہی نانا اسکا مارا گیا اگر شہنشاہ کو یہ منظور ہی سہرا باندھ کر میرے گھر پر آئین یہ کنیز حاضر ہی بیاہ کے لیجائین مصاحب نے جا کر نیلم سے کہا نیلم یاد مین بط غوطہ زن کے یہ اشعار آبدار پڑھتا تھا

اشعار موافق مضمون مقام نظم

رونق افزا بزم تن مین ہو جیسے دل کی طرح — بیٹھئے بستی مین آکر صدر محفل کی طرح
یاد ابرو مین سسکتا ہون مین بسمل کی طرح — کھنچ رہا ہی دم رگون سے تیغ قاتل کی طرح
کوچۂ قاتل مین بھی حسرت نہ نکلی قتل کی — رہگئی دل مین تڑپ کر جان بسمل کی طرح
ضعف ہی تو ہو پہونچ جائین گے کوے یار تک — بیٹھتے اُٹھتے ہوے ہم گرد منزل کی طرح
وہ قمر بھی میرے گھر آئے کسی شب ای فلک — وصل کا وعدہ ہو پورا ماہ کامل کی طرح

جان بھاری ہی ترے دیوانۂ رنجور کو
ناتوان وہ ہون کہ کھینچی جوشش غم سے آہ جب
خون کی پیاسی نظر آتی ہی تیغ اُس ترک کی
خال عارض کے تصور کو جگہ دیتے ہین ہم
میرے نالون سے زمین شق ہوتی ہی مثل جگر
ہم ٹھہرتے ہین تمھارے امتحان مین یار قیب
انجمن ہی اپنی بے رونق بغیر اُس ماہ کے
گھر گلون کے دل مین کرنا چاہیے تھا اے جلال

توڑتا ہی آج دم طوق سلاسل کی طرح
رہگئی آکر لبون پر موج ساحل کی طرح
گھورتے ہین مجھکو جوہر تیغ قاتل کی طرح
دل مین مانند سویدا آنکھ مین تل کی طرح
عرش ہلجاتا ہی میری آہ سے دل کی طرح
آزمالو ادعاے حق و باطل کی طرح
جل رہی ہی شمع محفل مین بجھے دل کی طرح
آشیان گلشن مین باندھا کیا عنادل کی طرح

مثل مرغ بسمل شہنشاہ نیلم تڑپ رہا ہی کسی پہلو چین نہین مصاحبون سے پوچھا کیا پیغام لاتے اُسنے عرض کی حضور آپکو سامری جمشید نے خداوند روے زمین بنایا ہی شاہان ہفت اقلیم آپ سے رشتے کی آرزو رکھتے ہین لیکن مرغابی سحر زن جہاندیدہ ہی اُسنے یہ کہا کہ شہنشاہ سہرا باندھ کر میرے گھر پر آئین بطور ڈولے کے نذر کی سہرا باندھ کر جانا آپ کی شان کے خلاف ہی جواب دیدیجیے کہ ہم سہرا باندھ کر نہ آئینگے آپ ہی ڈولا دینا قبول کر لیگی نیلم نے کہا میرا دل نہین مانتا شب ہجر کا ابھی سامنا نہین ہوا دیکھیے رات کیونکر کٹے عجب نازنین حسین وجمیل ہی اسکی باتون مین عجب لطف پایا جاتا ہی بموجب اشعار آبدار نواب ثنے صاحب موافق مضمون مقام نظم

گھر پہ آتے نہ تپ ہجر مین جلنے دیتے
کوئی ارمان نہین دل سے نکلنے دیتے
کاٹ دیتے ہین سخن غیر حضور جانان
شب فرقت بھی نہین دلکو بہلنے دیتے
نزع مین سنتے ہین جبدم وہ چلے آتے ہین
دلکو کیونکر ترے ہم ہجر مین جلنے دیتے

کوئی ارمان تو وہ دل کا نکلنے دیتے
درد دل درد جگر دونون ٹھہر کر شب ہجر
حرف مطلب نہین وہ منھہ سے نکلنے دیتے
رنج وغم کاہش جان اور فراق جانان
روح بھی تن سے نہین آہ نکلنے دیتے

غم واندوہ نے اب ایسی لگائی ہی بھیڑ
مجھکو کروٹ تو کسی پہلو پہ لینے دیتے
تارے گنتا ہون تو ابر آکے چھپا لیتے ہین
اِن بلاؤن کو نہین پاس سے ٹلنے دیتے
وعدہ پورا کیا گھر آکے مرے فرمایا

مصاحب نے عرض کی پھر حضور قبول کر لین وہ بھی وزیر کی نواسی ہی حسین وجمیل رتبہ بھی جلیل نیلم نے کہا جا کر کہہ آؤ ما بدولت اچھا پہنینگے زعفرانی جوڑا بھیجو مرغابی سحر نے عزیزدارون کو نامے لکھے سبکو جمع کیا بڑی دھوم سے مانجھے کا جوڑا بھیجا نیلم نے خوشی کے مارے وہ جوڑا زیب جسم کیا زرد ہوکر تخت پر بیٹھا گگنا ہاتھ مین باندھا شہر مین مشہور ہوا شہنشاہ نیلم کی معراج کی نواسی سے شادی ہی یار وہ

دنیا کیا برا سقام ہی مواج کا چالیسوان بھی نہین ہونے پایا شہنشاہ نے خوب قدردانی کی نواسی نے خوب
سوگ رکھا بعض نے کہا چھوکری کی دائی کو اختیار ہی اُس بڑھیا نے پڑا وار اب شہنشاہ کی ساس کہلائیگی
اسکی خوب بن پڑی عزیزون کو سرکار مین بھر دیگی اندر باہر اُنھین کا دخل ہوگا بی مرغابی سحر خوب شناوری
کرینگی دریاے خزانے مین غوطہ ماریگی شہر مین یہی ذکر ہوتے ہین چالاک حجلۂ عروسی مین بیٹھے روتے ہین
دل مین تو خوش ہی شان و شوکت نیلم کی سنکر گھبراتا ہی اس سقام پر قبلہ و کعبہ کا کام تھا باپ کا حال جو دریافت
کیا یہ ثابت ہوچکا کہ اُنکی قید طوفان قہر نگاہ طرف توسن حصار کے لیگیا یہان قید نہین رہی یہی خیال ہی
کہ شہنشاہ نیلم کو مارو کوئی صورت رہائی کی نکل آئیگی یہان تک تو خدا نے پہونچایا مگر اس طرح کے کام قبلہ و کعبہ
سے کرنے کے تھے اُنھین کا کلیجہ تھا ایک شب مین چالیس لاکھ کا لشکر تباہ کر دیا اتنے بڑے وزیر اعظم کو
کس جاہ و حشم سے مارا پروردگار دل مین قوت دے کہ یہ کام مجھسے بوجہ احسن ہو جائے قبلہ و کعبہ کو رہا کر دون
صبحت حنا بندی روز ساچق وغیرہ گذرا شہنشاہ نیلم نے بڑی دھوم سے تیاری کی شہنشاہ نے آتشبازی
جابجا گڑوادی روشنی ہوئی رئیس طلب ہوئے بڑی محفل اعلے قرار پائی جملہ وزرا امرا گرد دست ہاتھی اُسپر شہنشاہ نیلم
بھاری سہرا باندھ کر تیار ہوا گرد وزیران سلطنت مشیران اُبہت قلعہ ہاے آتشبازی جابجا چھٹ رہے ہین
اس دھوم سے دلہن کے مکان کی جانب برات چلی دُلہن کے مکان پر مہمان جمع ہین رؤسا کمر باندھے ہوے حاضر
حالات محفل عیش کے ناظر سبکو یہ بڑا خیال ہی کہ مواج کی نواسی کی شادی ہی شریک ہو کر اُسکی روح کو شاد کرین
سمدھنین جمع ہین حجلۂ عروسی مین دلھن رشک چمن پھولون کے دریا مین غوطہ مارے ہوے گلعذار ہر رخسار
گرد مصاحبین جمع ہین خبر جو ہوئی کہ برات آگئی کنیزین واسطے اہتمام کے دوڑین بی مرغابی سحر بوکھلے کرتی
پھرتی ہین پھولی نہین سماتی باہر نکل کر فیلبان کو آواز دی ٹھہر جا ابھی ہاتھی نہ بڑھانا اندر دوڑی ہوئی
گئی پانی کا طشت بھرا ہوا لائی ہاتھی کے پیٹ کے نیچے پھینک دیا مراد یہ تھی کہ دولھا ہمیشہ پانی بھرتا رہے
نیلم چونکہ عاشق زار ہی جو جو جسنے کہا سب قبول کیا خضاب لگا کر آئے ہین دولھا بنے ہوے ساتھ والون
نے بنا لیا یا سامری یا جمشید کی صدائین بلند مغرور و خود پسند آکر اُترے جو رسم سامری پرستون
اور جمشید پرستون کی تھی پنڈت برہمن جمع ہوے رسمین ادا کین محل مین ہلڑ ہوا لڑکا اندر آتا ہی نیلم
پھول گیا جی مین کہتا ہی سسرال مین آئے لڑکے تو کہلائے قریب حجلۂ عروسی پہونچا دولھن کو گود مین اُٹھایا
باغ باغ ہوگیا چالاک سر جھکائے ہوے پھسر پھسر رو رہے ہین جس سے لپٹا اسقدر رویا کہ جل تھل بھر دیے

نیلم سمجھا رہا ہو کہ صاحب کیا پیکا چھوٹ جائیگا دو دن سسرال مین رہو میکے مین مہینون رہنے کا اختیار ہی دولہن کو لا کے محافے مین سوار کیا بڑی دھوم سے برات لیکر چلا چالاک محافے مین سوار مرغابی سحر دائی اپنے گود مین لیے ہوئے محافے مین سمجھا رہی ہو بی بی شہنشاہ کو راضی کرنا عنایت سامری و جمشید ہوئی وزارت گھر سے گئی سلطنت گھر مین آئی محل کو نام خدا اولاد ہوگی اسکو تاج و تخت ملیگا بہت سے محل شاہ نیلم کے ہین سب نگوڑیان نچھوٹیان شیطان کی لنگوٹیان جمع ہین خراب خستہ نہایت بد ہین اسی وجہ سے لا ولد ہین شہنشاہ نیلم کو اولاد کی بڑی حسرت ہی مین دائیون کو ڈھونڈھ کر علاج کرونگی تمھارے بطن سے اولاد ہو پھر سے گھر آباد ہو یہ دائی پالنے والی سمجھا رہی ہو کہ شاد ہو اب زیادہ نرو بلو رہو مصاحب ساتھ ہو اُس سے کہتی ہو دیکھو جس دن سے لونڈیا نے مانجھا پہنا آدھی رہگئی نہ پیڑی کھائی نہ دودھ پیا رو رو کے اپنی جان دیتی ہو نانا کا مرنا مبارک ہوا شہنشاہ کی جورو کہلاؤ گی مین شہنشاہ نیلم اشارے کر رہا ہو برات بڑھائے چلو بہت خوش ہو لبط غوطہ زن کی چھل بل آنکھون کے آگے پھر رہی ہو ایک ہفتہ تڑپ تڑپ کر گذرا سامری محل مین آکر برات اتری تمام شاہزادیان وزیرزادیان در دولت پر حاضر ہین بڑے اعزاز و اکرام سے میان چالاک کو اتارا انتہا کی شرم ہی سر جھکائے ہوئے گھونگھٹ گھٹنون تک لٹکا ہوا لا کر ایک قصر عالی مین پہونچایا شاہزادیون نے گھیر لیا مرغابی سحر دائی قریب ہی ناگاہ عروس شب نے موئے مشکین کھولے نوشاہ ماہتاب مع ثابت و سیارگان برات لیکر قصر فلک نیلی پر جلوہ فرما ہوا ستارون کی افشان عروس شب نے ماتھے پر چنی جب پہر رات گذر گئی شہنشاہ نیلم بیتاب بیقرار تھا لیکایک محل مین ہلڑ ہوا دولہا آتا ہی چالاک نے دیکھا ہر کام کے حیلے سے ساتھ والیان ہٹنے لگین چالاک نے جب دیکھا دائی بھی چلی دامن تھام لیا مرغابی سحر نے کہا بی بی اب دولہا حجلۂ عروسی مین آتا ہو دیکھو خبردار ہماری باتون کو یاد رکھنا سات سو ملک کا بادشاہ رازدار طلسم ہوش ربا سحر و ساحری مین یکتا قوت بازوے افراسیاب افراسیاب اسکی رائے پر کاربند ہو بی حیرت بھی تتے جھک کر ملین گی شادی کی خبر سنکر ایک جالا افراسیاب کے یہان ہوگا بخوبی سمجھا کر مرغابی سحر نے بھی غوطہ مارا اب چالاک یکہ و تنہا رہگیا شہنشاہ نیلم جوش اشتیاق مین پہلو سے پہلو ملا کر بیٹھا اپنا اشتیاق بیان کر رہا ہی جوش محبت مین ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی گھونگھٹ ہٹایا چالاک نے طمانچہ مارا نیلم کا گال سہلا کر رہگیا ایک ہفتے سے عشق مین بیقرار تھا لپٹنے لگا چالاک نے شراب کا اشارہ کیا نیلم نے بہ تعجیل گلابی کھینچی جام لبریز کیا چالاک نے

بیہوشی کی پڑیا گھائی سے ملائی جھوٹا کر کے جام شہنشاہ نیلم کو دیا مگر قلب کانپ رہا ہی سترہ لاکھ فوج سلطان
غدار کی اس ملک مین موجود ہی چار سو سرداران نامی و نامدار ایک ایک ساحری و جمشید زمانے کا خوف
ہی کہ ای چالاک اگر خدانخواستہ عیاری خالی گئی یا کسی وجہ مین حال کھل گیا جلا کر خاک کر دینگے لیکن اب
جو کچھ ہو سو ہو کلیجہ تھپکا کر لیا ہاتھ بڑھا کر جام دیا نیلم نے بے اندیشہ جام لیکر پیا چالاک زہر مار زہر مار کہہ
رہا ہی نیلم نے کچھ ان لفظون کا بھی خیال نکیا پیتے ہی گھبرا گیا اُف اُف کرتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا طرف
چھپر کھٹ کے چلا چالاک نے وہ بیہوشی پلائی ہی اگر چھ ماشے دریا مین ڈال دین مچھلیان بلبلا کر نکل
آئین بیہوشی تاثیر کر چکی تھی پلنگ تک نہ پہونچ سکا لڑکھڑا کر گرا چالاک نے نعرہ کیا خنجر پکڑ کے چلا کہ قتل
کرون کلیجہ دھڑکا سوچا کہ ای چالاک غضب ہو جائیگا لاکھون جادوگر قصر جمع ہین نکلنا دشوار ہوگا
اتنا بڑا ساحر زبردست جو مرے گا علامت اسکے مرنے کی ظاہر ہوگی تمام ساحر گھس آئینگے جلا کر خاک
کر دینگے دوسری مصیبت یہ ہی کہ ابھی تک قید خانے کا پتہ نہین ملا کہ قبلہ و کعبہ کہان قید ہین اُنھین کی
رہائی کے واسطے یہ سب تدبیرین ہین قتل کرنا مناسب نہین ہی اسکی شکل بنکر بیٹھو شہر نیلم حصار کا انتظام کرو
صبح کو جب سرداران زبردست و وزیران خود پرست آئین گے اُنسے حال قید قبلہ و کعبہ دریافت کر کے دل
انکو رہا کرین بعد اسکے جناب قبلہ و کعبہ کی رائے مین جیسا آئیگا وہی کیا جائیگا اس رائے کو بخوبی دل مین
قائم کر کے چالاک نے نیلم کی زبان مین سوزن دیا اپنی بیہوشی کی دماغ پر چڑھائی ایک صندوق کلان
مین نیلم کو بند کر کے قفل لگا کنجی ازار بند مین باندھی رنگ روغن عیاری کا نکالا آئینہ سامنے رکھ کر
شہنشاہ نیلم کی صورت بنکر تیار ہوا اب چھپر کھٹ پر آکر پیر پھیلائے بہ اطمینان سویا اب بھی یہی فکر ہی قبلہ
و کعبہ نیلم حصار مین ہونگے انکی رہائی کی تدبیر بوجہ احسن ہو جائیگی یہ کام کر تو گذرا مگر تڑپ رہا ہی کہ ای چالاک
بہت بڑے بڑے جادوگریان جمع ہین ایسا نہو کوئی پہچان لے تو جان بچنا دشوار ہوگی شہر وسیع نہ کوئی مونس
نہ غمگسار کہان بھاگ کر چھپو گے تڑپ تڑپ کر چالاک نے شب بسر کی جبکہ جواہر زواہر آفتاب عالمتاب کیسۂ
مغرب سے بازار فلک نیلی مین رکھا گیا خریداران ضیا بدو شعاع موجود بہ نگاہ خریداری مجتمع چالاک
بن عمرو تیغہ ہاتھ مین ابروون پر بل حجلۂ عروسی سے نکلا دروازے مین قفل لگایا آج انیسین جلیسین شاہزادیان
حاضر ہین کہ شہنشاہ وصل سے کامیاب ہو کر برآمد ہونگے سبکو خلعت سرفرازی حاصل ہوگا جیسے ہی شہنشاہ
برآمد ہوے سب سے پہلے مرغالی سحر نے بڑھ کر بلائین لین پوچھا شہنشاہ لونڈی آپکی کیا کرتی ہی قفل

کیون بند کیا یہ سنتے ہی نیلم نقلی نے کنیزون کو اشارہ کیا اس بیچاری کے جھونٹے پکڑ کے کھینچتے ہوئے ہمارے
سامنے سے لیجاؤ یہ بیچاری ہے ہماری معشوقہ کا حال پوچھتی ہی ہم اپنی معشوقہ کی صورت کسیکو نہ دکھائینگے مرغابی کچھ
پر مار پیٹ ہونے لگی شہزادے کی دیر تھی کشان کشان کرکے اسکو نکال دیا ایک شاہزادی نے بڑھ کر پوچھا شہنشاہ
یہ قفل بند رہیگا بند و بست کا کیا باعث ہی چالاک نے ہاتھ تلوار کا مارا اس شاہزادی کے دو ٹکڑے ہوئے
پانچ چھ جادوگرنیان جو چالاک نے محل مین قتل کین ہنگامہ ہوگیا ایک نے ایک سے کہا شہنشاہ آج بہت
بدمزاج ہو رہے ہین کوئی کلام نہ کرے جس نے سلام کیا اسکو اس جرم پر قتل کیا کہ ہمین کیون سلام کیا
جسنے نہ سلام کیا اُسپر یہ جرم ہوا کہ بیچاری سلام بھی بھولی محل مین ہنگامۂ عظیم برپا ہی اب تو کنیزین مصاحبین گوشون
مین چھپنے لگین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ شہنشاہ دیوانہ ہوگیا بعض نے کہا ہوا نہ کلام کرو یہ جلاد باہر جائے
مشیر وزیر آئینگے سحری دیوانے کا علاج کرینگے چالاک وہی تیغہ خون آلود لیے ہوئے محل سے نکلا
عرض بیگی نے عرض کی دربار معمور ہی سرداران شاہی جمع ہین چالاک نے ہاتھ تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے
دیکھا سب نے شہنشاہ کے منھ سے کف جاری فرماتے ہین ہم سے کلام نکرو یہ لوگ کیا جانین جو ہمپر غم
والم ہی افراسیاب کی سلطنت مٹ رہی ہی ہمین آٹھ پہر اسکا خیال ہی اگر طلسم کشا ڈھاتا پھرتا ہمارے ملک پر
آجائے تو کیسی خرابی ہو یہ لوگ کلام کرکے ہمکو برہم کرتے ہین وزرا امرا نے جو خبر پائی کہ آج شہنشاہ نیلم
نے محل مین بھی دس بیس جادوگرنیون کو قتل کیا دروازے پر بھی کئی جادوگرون کو تہ ظلم مارا بربادی طلسم
ہوش ربا کا غم ہی وزرا امرا نے کہا بہت بجا ارشاد ہی اتنے بڑے بادشاہ جلیل ہین نام سب مین مشہور مہرخ
وغیرہ انھین کی فکر کرتی ہونگی نیلم کوہ پر ضرور لشکر کشی ہوگی چل کر شہنشاہ کو تسکین دین آپس مین صلاح
کرتے ستر ہ سو سردار وزیران نامدار ایک ایک ساحر بے نظیر سب کے آگے طوفان قہر نگاہ پرانا خیر خواہ آکر حاضر
ہوئے دیکھا شہنشاہ نے دروازے پر کئی ساحرون کو قتل کیا ہی لاشے انکے پھڑک رہے ہین ایک ہاتھ
مین تیغہ ایک ہاتھ مین فولاد کا گولا اگر کسی نے نگاہ ڈالی گولے کو چرخ دیا فرمایا سحر کرون زمین قلعہ نیلم الٹ
دون اس گولے کی تاثیر سارے شہر مین پہونچیگی سب اندھے ہو جائینگے ساحر کانپ جاتے ہین کہتے ہین کیا
مجال جو حضور کے سامنے سحر کرین ہم آپ کے ملازمان جانباز ہماری یہ مجال ہی کہ شہنشاہ سے آنکھ ملائین
یا سحر کرین یہ کہکر خاموش ہوئے چالاک نے اسطرح ڈرا ڈرا کر کئی ساحر قتل کیے کہ سامنے وزیران سلطنت
مشیران ابہت قدیم خیر خواہ طوفان قہر نگاہ آکر حاضر ہوا چہار جانب سے شہنشاہ کو گھیر لیا دست بستہ

عرض کی حضور باعث ملال خاطر ارشاد ہو غلام اُسکی تدبیر کرے چالاک نے کہا اس ساربان زادے کو
ہمارے سامنے حاضر لاؤ جسنے طلسم ہوش رُبا مین یہ آفت برپا کی طوفان نے بڑھ کر عرض کی حضور نے بجا ارشاد
فرمایا آپکے حکم سے اُس مفتری کو توسن حصار پر لیگیا آپ کے بھائی صاحب نے اُسکو زندان طلسم مین قید کیا
کئی مہینے کا زمانہ گذرا الیقین ہی تڑپ تڑپ کر مر گیا ہو یہ حضور بخوبی واقف ہین کہ وہان کا قیدی تا قید
حیات رہائی نہین پاتا شہنشاہ لاچین فرزند صاحبقران دختر شرارہ کئی سال سے اُسی مقام پر قید ہین
آج تک کوئی وہان کے حال سے آگاہ نہین ہوا یہ سنکر طائر ہوش چالاک قفس جسم خاکی مین تڑپنے لگا
بہت گھبرایا غصے مین حکم دیا ای سرداران نامی اس ہجیا کو ابھی قتل کرو ماہدولت نے حکم نہین دیا عمرو ایسے
شخص کو توسن حصار پر کیون پہونچایا تمام عالم مین مشہور ہی کہ عمرو جہان قید ہوتا ہی اُس ملک والون کی
جان پر بنتی ہی ایسا نہو قلعہ توسن حصار مین کچھ قیامت برپا کرے طوفان قہر نگاہ کو ساحر لپٹ گئے یہ ہر چند
فریاد کرتا ہی شہنشاہ میری کیا خطا ہی اشارہ کردیا خبردار ہمارے حکم مین تامل نہو اس زبان دراز کو قتل کرو
جلادنے فوراً طوفان قہر نگاہ کو قتل کیا اب تو تمام وزرا اُمرا گھبرائے کہ آج شہنشاہ کو بطور غصہ ہی سامری جمشید
خیر کرین چالاک طوفان قہر نگاہ کو قتل کرکے تخت پر آکے بیٹھا دل مین سوچتا ہی کہ مین کیا کر گذرا اسکا انجام
کیا ہوگا افسوس ہی کہ قبلہ وکعبہ دستیاب نہوے اس ملک مین پہونچے کہ جہان کی خبر بھی ملنا دشوار ہی سوچ
سوچکر حکم دیا کل فوج آراستہ ہو سامان سفر تیار کیا جاے ماہدولت بذات خود باغیون پر لشکر کشی کرینگے
سزاے بغاوت دینگے صاف ظاہر ہوا کہ افراسیاب سے انتظام طلسم ہوشربا نہین ہوسکتا ایسی انتظام واجب
ولازم ہی ساتھ والون نے عرض کی کہ ای شہنشاہ گیتی ستان مہرخ وبہار و باغبان آپ سے کیا لڑسکتے
ہین چلتے ہی قیامتین برپا کردینگے کوہ ودشت وبیابان لاشہ ہاے دشمنان سے بھر دینگے اُستادان
سخنور نے تحریر فرمایا ہی سترہ لاکھ فوج دریا موج تیار ہوئی علم ہاے زنگاری کے پھرہرے کھلے صندوق شہنشاہ
نیلم کو چالاک نے ایک چھکڑے پر بار کرالیا کہدیا کہ سحر نایاب ہمارا اسمین بند ہی جس مقام پر فروکش
ہون جس خیمے مین تشریف رکھین قریب ہمارے چھپر کھٹ کے یہ صندوق با احتیاط رہے کوئی اُسکو ہاتھ
نہ لگائے جو اسکے قریب جائیگا شعلہ ہاے آتش پیدا ہوکر اُسکو جلا دینگے ایسے ایسے بہت خوف چالاک نے
ساتھ والون کو دلائے چالاک یہ عیّاری تو کر گذرا لیکن ہوش نہین درست ہین کلیجے پر پتھر رکھکر تخت پر
سوار ہوا چار سو سرداران زبردست ساحران سامری عہد گرد تخت چالاک بن عمرو جب اُنکو دیکھتا ہی ہوش

اُڑ جاتے ہین دل سے کہتا ہی اے چالاک بن عمرو اگر یہ واقف ہو جائین کہ ہمارا آقا نہین ہی فرزند عمرو بصورت نیلم تخت پر سوار ہی کیا حال کرین وہ حافظ حقیقی مالک ہی بہر نوع اس کروفر اس جاہ وحشم سے لشکر گران لیکر چالاک بن عمرو بصورت شہنشاہ نیلم منزل بہ منزل چلا کہ ذکر اسکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر ظفر اسد نامدار و مقابلہ توسن جادو کہ آج لشکر ساطان چل چکا ہی و آمد اہالیان و ربند و جنگ عظیم واقع ہونا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا بیان کیے جاتے ہین ساقی نامہ مصنف

ساقی اب جنگ کا ہی سامان
رندون کے لیے ہی صاف خنجر
جھنڈا جرأت کا گڑ گیا ہی
ظاہر ہی کہ جنگ کا بیان ہی
سطرین ہین ورق پہ یا کہ فوجین
کام آئیگی یہ زبان درازی
میخانے مین ہو رہی تقریر
میخانے مین دخت رز لڑی ہی
حاصل کیا جنگ کے بیان سے
مضمون کسی سے کیا لڑینگے

ہی موج شراب تیغ بُران
ہی جنگ مین فکر بادہ نوشی
مضمون کسی سے لڑ گیا ہی
لشکر مضمون کے آرہے ہین
یا بحر جہاد کی ہین موجین
تحریر ہون سحر تو بصد شوق
ہی موج شراب یا کہ شمشیر
تو جنگ کا ذکر آگیا ہی
لڑ بھڑ کے نکل چلو بیان سے
مہر ساقی ہوئی قمر پہ

گردش مین نہین ہین آج ساغر
رندون کو ہی جوش سرفروشی
اے کلک یہ وقت امتحان ہی
فوجون کے پرے جما رہے ہین
کرتا ہی قلم بھی نیزہ بازی
ہوا بر فسون کو ابر پر فوق
رندون کو بھی آج گدبڑی ہی
ساغر آنکھین لڑا رہا ہی
اس لطف سے مصرعے پڑھینگے
ہی سایۂ آفتاب سر پر غزل

یون نہ قارون کے خزانے کا جو ہاتھ لگے
غیر ممکن ہی کہ اس بت کی کمر ہاتھ لگے
بےاثر ہو گئے ان روز دن ہمارے نالے
بعد مدت کے مجھے یہ گل تر ہاتھ لگے
زہر چڑھ جائے ہر اک عضو مین ناگن کاٹے
ذبح کر ڈالون اگر مرغ سحر ہاتھ لگے
للہ الحمد کہ اب آگیا سینے پہ ابھار

ہی دعا میری کہ وہ رشک قمر ہاتھ لگے
دست گستاخ بڑھایا تو خفا ہو کے کہا
مول لین جا کے اگر ہمکو ثمر ہاتھ لگے
اپنے جھوکون سے اڑا لاکر بسیر اوداغ
غیر کا گیسوے جانان مین اگر ہاتھ لگے
بیٹھا جاتا ہی بلبل کو پھنسانے صیاد
ہنجر قامت جانان کو ثمر ہاتھ لگے

چاہیے انسان تو عنقا کا بھی پر ہاتھ لگے
اب خبردار نہ یون بار دگر ہاتھ لگے
بوسے اُس گل نے دیے ہو بسے رخسار دنگے
بوے گیسو جو تجھے باد سحر ہاتھ لگے
وصل کی رات یہ پچھلے ہی سے بول اُٹھتا ہی
شرط بدتا ہون اگر ایک بھی پر ہاتھ لگے
دل تو تم لے چلے پھر جان کو کیون چھوڑ چلے

لیتے جاؤ نہ اسے رشک قمر ہاتھ لگے	جام مے اُسکا بناتا تو سفر ساقی	کسی میخوار کا گر کاسۂ سر ہاتھ لگے
ہے دعا اہو خدا سے یہی ہر دم نہیر	دولت ہے یہ ملے دنیا مین مرر ہاتھ لگے	چہرہ گوہر آبدار سخن کو زیب گوش

سامعان فہیم وش کرتے ہین شعر قصص خوانان بزم خوش بیانی ؛ خریداران کالائے معانی ؛ اس داستان حیرت بیان کو بعد رشد و ہدیٰ تحریر فرماتے ہین کہ لشکر شہسوار عرصہ یکتا تازی اسد بن کرب غازی بعد قتل بوزینہ ابلق سوار شب کو اُسی مقام پر فروکش ہوا خواجہ عمرو موجود ہین لیکن یہ صلاح ہو رہی ہے کہ یہ خبر لشکر مین پہونچ جائے اہلیان لشکر بیتاب ہونگے خواجہ عمرو کو طوفان قہر لگا دو اٹھا لایا اسد نامدار آوارۂ دشت ادبار ہوئے اہلیان لشکر نہایت پریشان و حیران ہونگے اسد نامدار نے بھی اس صلاح کو پسند کیا اپنے دست حق پرست سے نامہ لکھا تمام کیفیت درج کی یہ بھی لکھ دیا کہ فلان صحرا مین بفتح و ظفر فروکش ہین تردد و انتشار نکرنا اگر پروردگار اپنا فضل کرتا ہے تو بفتح و فیروزی تمسے آکر ملتے ہین اگر مناسب ہو تو تم اپنے کو ہم تک پہونچا دو چند فقرات تسکین آیات تحریر فرما کر کسی ساحر کو دیے وہ ساحر چاہتا ہے کہ نامہ لیکر چلے پہر دن باقی ہے کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا سب نے آگے آگے سترہ سو علم سیاہ نشان سترہ لاکھ فوج کا پشت پر پرے ساحرون کے بندھے ہوئے ناہید نے پہچانا تخت پر ملکہ بادبان جادو مرکب بادرفتار پر توسن سوار پشت پر سترہ لاکھ ساحران غدار دور سے جو لشکر اسد نامدار کو دیکھا جل گیا دیکھا بارگاہین استادہ ہین ایک جانب کھیت پڑا ہے لاشہ بوزینہ ابلق سوار تڑپ رہا ہے ساتھ والے اسکے جسقدر مارے گئے لاشے اُنکے بھی پڑے ہین لشکر اسد نہایت لطف سے آراستہ ہمراہیان بوزینہ ابلق سوار جو جابجا بھاگ کر چھپے تھے وہ بھی درہ ہائے کوہ سے نکل کر سامنے توسن کے آئے چیخین مار کر روتے تھے عرض کی اے شہنشاہ آپ کی صاحبزادی نے ہمارے عزیزون کو قتل کیا شہنشاہ طلسم ہوشربا نے آکر ہمارے افسر کو مارا ہم نے آنکھون سے دیکھا افسر ہمارا کسی بات مین کم نہ تھا ساحر زبردست جری بہادر بی ناہید کو بھی زخمی کیا طلسم کشا کے بازو پر کوئی تحفہ تھا وہ بھی لے لیا طلسم کشا بھی گر چکا تھا سر کاٹ لینا صرف باقی تھا یکایک ہمنے دیکھا شہنشاہ طلسم ہوشربا تشریف لائے کچھ کلام کیا نہین معلوم کیا خطا ہوئی ہاتھ تلوار کا مار دیا پھر فوج بے سردار کیا لڑسکتی تھی کچھ شریک ہو گئے ہمکو نام مسلمانان سے نفرت تھی یو نے دو خداؤن سے محبت تھی بھاگ کر درہ ہائے کوہ مین چھپے حضور کو دیکھکر چلے آئے حاضر ہوئے ہین ساری آگ آپ کی صاحبزادی

نے لگائی شہنشاہ لاچین اس لشکر مین نہین ہی یہ خبر سنکر توسن اور زیادہ جھلایا کہا ناہید کی بیرے
ہاتھ سے قضا ہی وہ پیر زمین گیر کہین بھاگ گیا تلاش کرکے مارونگا اس بڈھے کو اب سلطنت نصیب
نہو گی یہ کہکر حکم دیا لشکر فروکش ہوا بارگاہ استادہ ہوئی تمام جنگل مجمع ساحران سے بھر گیا توسن
بل کرتا ہوا داخل بارگاہ ہوا عمرو نے جو اس فوج دریا موج کو دیکھا ہوش اُڑ گئے جی مین کہتا ہی اس
فوج کا کون بار سنبھالے گا ناہید بھی پریشان عمرو نے دیکھا رنگ روے ناہید متغیر کر رہی ہی
کہ خواجہ بوزنیہ ابلق سوار کو تو مارا اس لشکر کا بار کون اٹھائیگا عمرو نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا جس
بے نیاز نے ہمین اس زندان تنگ و تاریک سے چھوڑایا وہی اس بلا سے بھی نجات دیگا ای ناہید یہ لشکر کیا
ہی جب ہم ابتدا مین لشتۂ رنگین حصار پر آئے صرف ملکہ مہرخ ساٹھ ہزار فوج سے ہمارے شریک ہوئی
تھین یہ تو خراج گذار افراسیاب ہی ہمتو مقابلہ افراسیاب مین اُترے تھے ہر مقام پر پروردگار نے
غالب کیا وہی یہان بھی نجات دیگا بارگاہ مین تو یہ ذکر ہی ادہان لشکر کو بھاگنے کی فکر ہی ہر مقام پر
یہی چرچا ہی کہ ملکہ ناہید نے برا کیا توسن جادو ایسے بادشاہ سے بگڑی صبح کو قیامت برپا کر دیگا طلسم کشا
کو قتل کریگا بی ناہید کیا عذر کرینگی سحر مین اُسپر غالب نہو سکین گی آخر ہاتھ باندھ کر قدمون پر گرینگی ناگاہ شہب
تیز گام ماہتابان میدان چرخ نیلی مین طرارے بھرنے لگا اپنے جلوۂ رخسار سے تمام عالم کو روشن کیا توسن
جادو نے غصے مین حکم دیا ہمارے لشکر مین طبل جنگی بجے فوراً نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارون نے آکر
سامنے اسد نامدار کے دعاے جان درازی شہریار عالم کی عمر دراز رہے دوست شاد دشمن پامال ترقی
پر جاہ و جلال ہو توسن جادو نے بہ قہر و غضب تمام طبل جنگی بجوایا کل اُسکا ارادہ ہی کہ سرکار سے مقابلہ کرے
بہت لاف و گزاف کر رہا ہی ناہید تو خاموش لیکن اسد غازی نے فرمایا حکم دو ہمارے لشکر مین بھی بہ
عنایت ربانی و بہ تائید ایزدی طبل جنگی بجے وہ بے نیاز مالک ہی دونون لشکرون مین تیاریان ہونے
لگین توسن جادو نہایت غصے مین سردارون سے کہہ رہا ہی جو کچھ خرابی ہوئی ذات سے بوزنیہ ابلق سوار کے ہوئی وہ
بیچیا قیدخانے کو تنہا چھوڑکر چلا گیا اسی رات بھر مین دشمنون نے اپنا کام کر لیا اگر وہ در زندانخانے پر موجود ہوتا
کیا ناہید سبکو قتل کر ڈالتی آخر سنا کہ اُسنے طلسم کشا کو بھی بیکار کیا ناہید زخمی ہوئی یہ سقدر حیرت خیز وحشت
انگیز ہی کہ شہنشاہ نے آکر بوزنیہ ابلق سوار کو مار شریک جنگ ہوئے سب نے کہا بوزنیہ کے مرتے ہی غائب
ہوگئے پھر پتا نہ لگا مگر سب چہار جانب آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھتے تھے کوئی افسر سر پرست نہ تھا آخر کس کے

بھروسے پر لڑتے مجبور ہو کر فرار بر قرار کیا توسن جادو کو نام افراسیاب سے حیرت ہی کہتا ہی یارو سمجھ کے کہو کوئی اپنے گھر کو آپ برباد کرتا ہی کوئی افسر ہوگا تم اُسکو افراسیاب سمجھے سرداروں نے عرض کی خداوند نعمت بڑی حیرت کی جاگہ ہی جسکے نمکخوار اسکو ہم نہین پہچانتے زیر سایۂ دامن دولت افراسیاب پرورش پائی لشکروں مین ساتھ رہے آج تک ہمنے صورت نہین پہچانی کیا بالکل اندھے ہین توسن کو بڑا تردد ہی بہرام شیر گیر سحر طراز وزیر اعظم توسن بولا اُٹھا ای شہنشاہ کچھ ہوگا لڑائی مین افراسیاب کی پاپوش کو کیا غرض پڑی تھی کہ آتا اگر اصل مین آیا کوئی تو امر بوزرنیہ ابلق سوار سے خلاف ہوا فتح کی شکست کرا کے چلا گیا آپ نامہ لکھین گے احوال کھل جائیگا اب سکا تردد کیا ہی پہلے صبح کو لڑائی فتح کیجیے اسد کا سر روانہ ہوا و رائسی نامے مین شکایت بھی تحریر ہوگی وہ سب لکھ بھیجین گے بادبان جادو تخت پر خاموش بیٹھی ہی بیٹی کے واسطے بیقرار توسن کہتا ہی بوٹیاں کاٹ کے پھینک دونگا اب یہ سوچتی ہی جا کر بیٹی کے شریک ہو جاؤن اسکو لیکر بھاگون جان کمبخت کی بچاؤن توسن کو کیا محبت ہی ہمنے تو نو مہینے پیٹ مین رکھا بارہ برس جفائین اُٹھائین اب یہ دن نصیب ہوا ہائے صبح کو وہ قتل ہو جائیگی اس تردد مین بادبان بیٹھی ہی یہان ناہید سر خم خوف سے باپ کے لبون پر دم اسد نامدار تسکین دے رہے ہین خواجہ خاموش بیٹھے ہین کہ دو بارہ ہرکارے آئے عرض کی ای شہریار دربار مین توسن کے یہی ذکر ہی کہ بوزرنیہ کو افراسیاب نے آکر مارا اسکو نہایت حیرت ہی یہ سنتے ہی عمرو اپنے مقام سے اُٹھا ناہید کو گلے سے لگایا کہا بی بی نہ گھبراؤ اگر پروردگار فضل کرتا ہی تو مین سر توسن لا کر حاضر کرتا ہون انشاء اللہ صبح ہونے پائیگی یہ سنکر ناہید مثل گل کے شگفتہ ہو گئی کہا جد عالی تبار سحر کی لڑائی مین کوئی توسن پر غالب نہ آئیگا نہایت سحر مین زبردست ہی یہی مجھکو تردد ہی اچھی جان تو مین نے شہریار پر نثار کی انکو خدا دشمنوں سے بچائے عمرو تسکین دیکر بارگاہ سے نکلا یہان توسن کے پہلو مین بہرام شیر گیر سحر طراز بلبلا رہا ہی کہتا ہی ای شہنشاہ آپ دخل نہ دیجیے بی ناہید کو چھونٹے پکڑ کے کھینچتا ہوا لاؤنگا اب آپکی وہ بیٹی نہین ہی سراسر دشمنی کی کل اہالیان ہوش ربا کی دشمن ہوئین یہ نہ خیال آیا کہ ماں باپ قتل ہو جائینگے مین خود قید ناہید و سر اسد لیکر خدمت مین افراسیاب کے جاؤنگا سبب قتل بوزرنیہ پوچھونگا وہ بادشاہ عادل ہی سبب دریافت ہوئیگا تب تردد حضور کا مٹے گا لیکن بدون سر اسد جانا مناسب نہین ہی کل غلام سر میدان مقابلہ کریگا اب ناہید طلسم کشا کو مجھسے بچیگی بی ناہید وہی صاحبزادی ہین کہ جنکو گودیون مین کھلایا سحر سکھایا ہمارے سامنے کیا زبان کھولینگی

جاتے ہی گرفتار کرونگا اب غلام نے سحر کرنے پر کمر باندھی اب ہنین کوئی بچ سکتا لڑائی کو طول ہنو سنے دونگا کل ہی خاتمہ لیجیے وزیر توسن بلبلا رہا ہی کہ لشکر مین ہلڑ ہوا شہنشاہ نامدار تشریف لاتے ہین وہ تخت ہویدا ہوا توسن نے سر اُٹھا کے دیکھا افراسیاب بصد جاہ و جلال تخت پر سوار اُترتا ہوا آتا ہی توسن مع اُمرا و وزرا برا ے تعظیم کھڑا ہوگیا پرا باندھ کر سب نے سلام کیا تخت افراسیاب گوشۂ بارگاہ مین اُترا افراسیاب نے کچھ اشارہ کیا تخت تو غائب ہوگیا افراسیاب اس تخت پہ آکر بیٹھا توسن کرسی پر متمکن ہوا بیٹھتے ہی توسن نے پوچھا ای شہنشاہ اسوقت کہان تکلیف فرمائی افراسیاب نے کہا ای توسن مجھکو آرام کہان آٹھ پہر اسیطرح پھرتا ہون آفتاب طلسم غروب ہوا چاہتا ہی بہرام قریب تھا بول اُٹھا کیون ای شہنشاہ بوزنیہ الملک سلور نے آپکی کیا خطا کی تھی جو قتل کیا اور آپ نے لڑائی فتح نہ کی بوزنیہ کو مار کر چلے گئے اہالیان لشکر اُسکے فریاد کرتے ہین یہ سنکر افراسیاب نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کیون او بچیا اُمور مملکت شہنشاہی مین دخل دیا ہی تو کیا جانے کہ ہمنے کیون قتل کیا ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ وہ نمک حرام ناہید پر نگاہ ڈالتا تھا ہاتھ باندھ رہا تھا منت کہتا تھا میرا وصل قبول کر یا نوہین برسے قتل اسے آیا تھا اُسی کو ہاتھ مار دیا بوزنیہ کی دو خطا ہین اول خطا یہ کہ نگہبان تھا شکار کو کیون گیا دوسری خطا ے فاش یہ کہ مرشدزادی پر نگاہ ڈالی یہ تو مجھکو یقین تھا کہ سپر قوت بازو ساحر بے فن شہنشاہ توسن اپنی سرحد سے طلسم کشا کو نہ نکلنے دیگا دم بھر مین قتل کریگا اسی وجہ سے بوزنیہ کو قتل کر کے چلا گیا کہ اسکے ساتھ والے شکست کھائین ہاتھ سے باغیون کے مارے جائین توسن قدمون سے لپٹ گیا کہا شہنشاہ آپنے خوب کیا نامرد نے یہ قصد کیا تھا افراسیاب نے کہا جو کچھ مین نے آنکھون سے دیکھا اسکو کیا بیان کرون تمکو ملال ہوگا سب اہالیان دربار خوش ہوگئے کہ شہنشاہ کو اپنے ملازمون کی آبرو کا بڑا پاس ہی افراسیاب نے کہا کہ ای توسن اسوقت تشریف لانے کا ابدولت کے یہ باعث ہوا کہ مین نے کتب طلسمی مین دیکھا کہ توسن و ہمراہیان توسن کا پیمانۂ عمر لبریز ہوا گھبرا کر باغ سامری مین گیا کتاب سے نقش جمشیدی نکالکر لایا جلد شراب منگاؤ حرف نقش جمشیدی اسمین دھو دیے جائین ایک ایک جام سب صاحب پئین کتاب مین صاف لکھا ہی جو اسطرح کی شراب پیے گا پانچ سو برس تک نہ مریگا یہ سنکر تمام اہالیان دربار قدمون سے لپٹ گئے کہا شہنشاہ آپکی پرورش کے قربان توسن نے کہا خدا جو ایسے قدردان پر جان نثار کرین کہ جسکو آٹھ پہر ہماری جان اور آبرو کا خیال ہو فوراً شیشۂ شراب کا منگایا سامنے تخت افراسیاب کے

رکھا افراسیاب نے کمر سے نقش جمشیدی نکالا پرچۂ کاغذ شراب مین ڈال دیا نقش پرآب تھا پانی ہوگیا افراسیاب نے دل اپنے ہاتھ سے جام لبریز کیا کہا پہلے مین اپنے بھائی کو پلاؤن اپنے قوت بازو کی عمر بڑھاؤن بہرام گر گرار ہا ہی شہنشاہ مین نے بھی خواب ہاے پریشان دیکھے ہین مجھکو بھی پلا دیئے افراسیاب نے کہا پہلے مین اپنے بھائی کو پلاؤنگا یہ کہکر جام سامنے توسن کے پیش کیا توسن نے بھی سلام کرکے جام لیا انجام سے تو جام کے آگاہ نہین ہی بدون رو و قدح چاہا کہ پیون ملحوظ خاطر رہے کہ بہرام شیر گیر سحر طراز قریب تخت افراسیاب گر گرار ہا ہی منتین کرتا ہی میری خطا معاف فرمایئے وہ جام مجھکو مرحمت ہون لیکن توسن نے قصد کیا کہ جام پیون جیسے ہی قریب منھ کے لایا سنہرا تیلہ بازو پر بندھا تھا گویا قوت بازو تھا بے اختیار پکار اٹھا ای شہنشاہ توسن شراب نہ پیجیے گا اگر ایک قطرہ حلق سے اتر گیا تمام اعضا پانی ہوکر بہ جائینگے یہ افراسیاب نہین ہی عمرو عیار بڑا مکار و غدار ہی شراب تو شعلہ بنکر اڑ گئی جام ٹوٹا توسن ارے کہکے پلٹا عمرو نے دیکھا کار از دست رفتہ و تیر از کمان جستہ عیاری نہوئی فلک نے گردش دکھائی توسن نوارے کہکر جھپٹا عمرو نے شیرانہ نعرہ کیا قصد ہوا جست کرکے نکل جاؤن بہرام قریب تھا عمرو نے خنجر کو کھ بہرام سے مار اشکم چاک قصہ پاک یہ بچیا تو گرا مرنے سے ساحر کے تاریکی ہوتی ہی اندھیرے مین عمرو نے سر توسن سے تاج لیا اک لات ماری آواز دی نعرہ عمرو دست عمرو کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم ؛ رنگ از رخ نجتاک بد اختر بہ برم در مجلس خسروان چو گردم ساقی ؛ تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ برم ؛ توسن تو منھ کے بھل گرا عمرو شیرانہ نعرہ کرکے نکلا الینا الینا کا ہلڑا ہوا عمرو نے فوراً گلیم اوڑھ لی یہان بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من بہرام شیر گیر سحر طراز بود جادو گرد ورڑے توسن کو اٹھایا دیکھا شہنشاہ سر برہنہ منھ کے بھل گرے دانتون سے خون جاری آہ آہ کر رہا ہی ساحرون پر جھلایا کہا تم لوگون نے گرفتار نہ کر لیا مصاحبون نے کہا حضور کے سر سے تاج اتار لائے ہاتھ نہ پکڑ لیا برق جہندہ کو کون گرفتار کرے جست کرتے ہی غائب ہوگیا لشکر والے ڈھونڈھتے پھرتے ہین ایسا بیباک چست و چالاک عیار غلامون کی نگاہ سے نہین گذرا اب ثابت ہوا بوزنیہ اسیطرح مارا گیا عمرو نے بہ صورت افراسیاب اس ساحر لاجواب کو سر میدان مارا حضور حفاظت کیجیے ایسا نہو پھر کسیکی صورت پر گھس آئے توسن نے اسیوقت ہوشیار ہوکر گرد لشکر حصار سحر کیا آگ روشن کردی یہان ملکہ ناہید طلا یہ دے رہی ہی کہ لشکر توسن مین ہنگامہ ہوا الینا کی آواز آئی ناہید سمجھی لشکر توسن شبخون آتا ہی آگے بڑھی دیکھا خواجہ بھاگے ہوئے آتے ہین دوڑکر لپٹ گئی کہا کیون نانا جان

خیر تو ہی عمرو نے کہا بیٹا توسن کی رسی دراز ہی مین نے چاہا تھا قتل کر دن لیکن بُرنا بیدار مغز ہی شمر بہ نپی سکا
بیر نے اُسکے تدبیر بتا دی ناہید نے کہا آپ نے غضب کیا وہ ساحر بڑا زبردست ہی بڑے بڑے ساحر اسکو یاد
ہین خدا نے آپکی جان بچائی عمرو نے کہا ہمارا بڑا نقصان ہوا ایک صندوقچہ کمر مین تھا بھاگتے ہین گر گیا اسد
بھی ہنگامہ سنکر باہر نکل آئے ہرکارے نے اسد کو خبر دی خواجہ نے جاکر عیاری کی تاج توسن لیا بہرام
شیر گیر کو قتل کیا خدا نے انکی جان بچائی اسد نے دیکھا خواجہ ناہید سے کہ رہے ہین میری کمر سے صندوقچہ
جواہرات کا گر گیا اسد نے کہا صندوقچہ تو گرا تاج توسن بہی تو لیا عمرو نے پلٹ کر کہا او دیوانے تو کیون
دخل دیتا ہی اسد نے کہا لشکر مین خزانہ نہین ہی آپ کو تو ہر وقت خواہش ہی مال ملنے کی کاہش ہی عمرو نے
کہا تمکو میسر کیا ہی تمنے کبھی کوئی ٹکا دیا یہ باتین تھین کہ شہنشاہ توسن سوار فلک نیلی آفتاب جہان گرد
بصد عظم و شان میدان فلک چہارم مین مصروف گشت ہوا ستارۂ سحری چمکا فوجین میدان کارزار
مین جانے لگین عمرو و ناہید کو تخت پر سوار کیا اسد پشت مرکب بادرفتار پر شاہزادہ بدیع الزمان گرد
لشکر شکن بیرون بارگاہ تشریف لائے برلب ملکہ تصویر بارگاہ عالی استادہ ہی دولت ملکہ تصویر سرکا دار
چوبدار بساول حاجب دربان بڑا سامان اسد دروازے پر ملکہ تصویر کے گیا ہی بدیع الزمان نے اسد
کو گلے سے لگایا دعاے جان درازی دی یہ بھی پشت مرکب پر سوار ہوئے اسد نامدار نے چاہا ماموں جانکو بعہدہ
سپہ سالاری آگے بڑھاؤن بدیع الزمان نے فرمایا ای فرزند مقام فخر ہی تم یہان کے سردار و افسر ہو اسم
طلسم کشائی تمہارے نام قرار پائی ہمارے واسطے بھی فخر ہی تمہارے لشکر کے ہم سپہ سالار ہین مقام
صاحبقرانی تمہارا عہدہ ہی یہ فرما کر اسد کو آگے بڑھایا ناہید نے قریب آکر بدیع الزمان کو سلام کیا
بدیع الزمان نے برخوردار کہکر سر ناہید سینے سے لگایا ناہید نے اپنے گلے سے موتیون کا مالا اُتار کر
زیب گلوے بدیع الزمان کیا کہا ماموں جان ہر ایک ساحر کا سحر تو آپ پر تاثیر نکریگا مقابلہ لشکر ساحران
ہی حفاظت رہے بدیع الزمان نے سر جھکا لیا پائیہ تخت پر ناہید کے ہاتھ رکھا کنیزان ناہید گرد آگئین اس
جاہ و حشم سے لشکر طرف میدان کارزار کے چلا خواجہ لشکر سے نکل گئے ہین صورت بدلے ہوئے بشکل ساحر
ایک گوشے مین کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہین کہ توسن لشکر قیامت اثر ہمراہ لیکر بڑے جاہ و جلال سے
وارد میدان کارزار ہوا یادبان زوجہ توسن تخت پر پشت پر ستر لاکھ ساحران غدار دونون لشکر
میدان کارزار مین جمے صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہہ رہے توسن کے

پلٹ کر طرف ساحرون کے دیکھا عقلاے جادو واژدر پہ سوار پہلو مین حاضر تھا اژدر آتش فشان کو بڑھایا توسن کو سلام کر کے کہا ابھی جا کر سب کے سر لاتا ہون ارشاد ہو تو طلسم کشا کو تو کوین پہلے افسر کا سر قلم کرون توسن نے کہا تمکو سامری و جمشید کے سپرد کیا عقلاے جادو میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی کہان ہی طلسم کشا میدان کارزار مین آئے تو احوال معلوم ہو ناہید کو منظور یہ تھا کہ اسد نامدار میدان کارزار مین نہ نکلین لیکن یہ شیر بیشہ صاحبقرانی جرأت مین لاثانی فوراً مرکب کو صف سے نکالا ناہید سے رخصت ہوے ناہید بیقرار ہو گئی عرض کی حضور کنیز جان دینے کو حاضر ہی یہ مقدمہ سحر و ساحری ہی اگر کوئی پہلوان ہوتا حضور میدان کارزار مین جاتے یہ توسن جادو کا مصاحب ہی اسد نے کہا ملکہ ممکن نہین کہ ہمارا نام لیکر پکارے اور ہم اُسکے مقابلے مین نجائین ناچار ہو کر ناہید نے عرض کی خدا کے سپرد کیا اسد نے بدیع الزمان کو بھی سلام کیا کہا یہ غلام رخصت ہوتا ہی بدیع الزمان نے کہا بابا یہ مقام تعجب ہی ہمارے سامنے تم میدان کارزار مین جاؤ اسد نے عرض کی غلام کا نام لیکر پکارتا ہی بدیع الزمان نے بازو پر ہاتھ رکھ کر دعاے فتح و ظفر پڑھی فرمایا بسم اللہ اب اسد نے پھری جانی نیزے کو گردش دی مرکب صبا رفتار نے کنوتیان بدلین طرارہ بھرتا ہوا چلا توسن نے نگاہ اُٹھا کے دیکھا کس شوکت و شان سے اسد نامدار مرکب کو اڑاے ہوے آتا ہی مرکب صبا دم طرارے بھر رہا ہی چاہتا ہی سبزۂ چرخ اخضری کو پامال کرون سرحد دنیا سے نکل جاؤن نظم

زشوخی نیست او را یک زمان تاب | بجاے آب گوئی خوردہ سیماب | بغیر او ندیدہ ہیچ کس گل
کہ در پرواز باشد ہمچو بلبل | گذارد بسکہ شوخی در نشاطش | نیاید بر زمین پاے رکابش
زشوخی ہست او در تاب غزاک | گریبان کردہ لعل از دست او چاک | چو صرصر سیر و دیا آنکہ صد جا
زمیخ نعل دارد خار در پا | مرکب باد رفتار سوار ماہر خسار مرکب دو در دو سوار ہین خوبیان سو سو

مرکب بلند پرواز سوار ہزارون مین سرفراز اہالیان فوج توسن شان و شوکت اسد نامدار دیکھ کر دنگ ہو گئے عقلاے جادو نے جو شاہزادۂ والا قدر کو آتے ہوے دیکھا اسم سحر پڑھ کر گولہ مارا گولہ بھٹکر زمین پر گرا عقلاے جادو نے ترنج مارا کہ چمکا وہ ترنج اُلٹا پلٹا عقلاے جادو کے اژدر کے سر پر پڑا اژدر ہی کا سر پھٹ گیا عقلاے جادو زمین پر گرا اسد نامدار قریب پہونچا کئی حربہ ہاے سحر اُسکے رد ہو چکے بڑھ کر نیزہ مارا عقلاے جادو نے اپنے سحر کے زور مین سینہ سپر کر دیا نیزہ سینہ پر کینہ پر اُس بیحیا کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا اسد نے تکان دیکر اُس بیحیا کو بلند کر کے چرخ دیا زمین پر مارا استخوان اُسکے چور چور صدا

آئی کشتی مرا نام من عقلاے جادو بود شدید بلند آواز طرف سے توسن کے جا پڑا توسن سے کہتا ہوا مثل
پہلوانون کے اس جوان سے مقابلہ کرونگا ہم ساحران قدیم سب طرح کے طریقے پر قادر ہین یہ کہکر قریب اسد
پہونچا لنگاوہ زنان ہوا ساتھ قدم گیندہ شدید کا تین قدم مرکب اس نابکار ہٹا خبردار کہکے اُسنے ہاتھ تلوار کا
مارچپکے چپکے سحر بھی کرتا جاتا ہی اسد نے تلوار کو تلوار پر گا تھا سحر نے تو بچایا کے تاثیر نہ کی اسد نے تیغہ برق را
کو چمکایا اُس روسیاہ نے سپر سحر کو اُٹھایا تیغہ جو تڑپ کر گرا سپر سحر کے دو ٹکڑے چاک کر تلوار گری مع گیندے
شدید کے چار ٹکڑے ہوے ضرب شدید پڑی آواز آئی کشتی مرا نام من شدید بلند آواز بود لکھا ہی
اسیطرح بارہ سردار ساحران غدار توسن نے براے مقابلہ اسد نابکار فرداً فرداً بھیجے دست حق پرست
طلسم کشا سے سب واصل جہنم ہوے توسن جھلایا ہالیان فوج نے بھی عرض کی حضور کوئی فرداً فرداً اس
شیر سے نہین لڑسکتا ہی سحر تاثیر نہین کرتا ساحر بیچارہ کیا کرے جرأت و فنون سپاہگری مین طلسم کشا کا کون
ہم نبرد ہی یکہ و تنہا لاکھون مین لڑے ایسے سے ساحر کیونکر لڑسکین کل فوج کو حکم دیجیے بلوہ کرکے جا پڑین
مغلوبہ کرکے گرفتار کرلین یہ سنتے ہی توسن نے سترہ لاکھ فوج کو اشارہ کیا دریاے فوج ساحران
مین تلاطم ہوا بدیع الزمان نے جو دیکھا گھٹا کفر کی ہمارے چاند پر آتی ہی بیتاب ہوکر گھوڑا بڑھایا شیرانہ
نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان سے مدیع الزمانم کہ در رزمگین ❊ تو انم کشم آسمان بر زمین ❊ ز تیغم بسے
ملک اسلام شد ❊ کہ سر فتنہ با ختر نام شد ❊ تیغہ برق مثال کھینچکر جا پڑے ناہید تخت سے اُٹھی
جوش دریاے لشکر دیکھکر گھبرا گئی کہتی ہی صاحبو لشکر بیحساب ہی دیکھیے اس مغلوبہ مین کیا ہوتا ہی بارہ
ہزار کنیزون کو لیکر جا پڑی چمک چمک کر سحر کرنے لگی جسپر گولہ مارا اُسکا سر پھٹ گیا کسی پر برق چمکائی
کبھی آگ برسائی لیکن توسن پُرفن جو مجمع ساحران پر آکر گرا اُسکے سحر کو کوئی نہین روک سکتا پرے کے
پرے درہم و برہم کردیے جب گولہ مارا دس بیس سر پھٹ گئے کبھی تلوار برسائی صدہا کے سر کٹ گئے چلتا ہی
ناہید پر جا پڑون اُسکو چیر کر پھینک دون لیکن باد بان جادو بوجہ مہرمادری ہر مرتبہ رک جاتی ہی
کنیزون کو بھی ناہید کے نہین قتل کیا بہ نگاہ حسرت جرأت طلسم کشا کو دیکھ رہی ہی کہ جیسے غول پر اسد
جا پڑے افسرون کو ٹوک ٹوک کے مار رسالے کو شکست دی پلٹن کو بھگایا ساتھ والیون سے کہتی ہی
صاحبو ناہید بڑی جوہر شناس ہی کیا نگینہ پرکھ کے قبضے مین کیا انصاف کرو صورت مین بے نظیر جلالت
شعار تہور آثار دریاے جرأت کا گوہر بے بہا شوکت و لیاقت مین جوان یکتا دیکھو کس زور شور سے

لڑ رہا ہی دریا ے لشکر کو جھیل رہا ہی شیر ہی رو باہ ہوں پھر شکار کھیل رہا ہی کوئی شعبدہ پڑھیں بڑھتا مقابلہ کرنے کو آگے نہیں بڑھتا
کنیزیں کہہ رہی ہیں حضور نے بہت درست ارشاد فرمایا حقیقت میں اپنے زمانے کا یوسف ہی ملکہ ناہید نے بہت سمجھکر
محبت کی جرأت میں بھی کوئی مقابل نہیں ہی بادبان کنیزوں سے کہتی ہی اس بدنصیب پر کیونکر ہاتھ اٹھاؤں
ہاے جی چاہتا ہی سینہ سپر کروں ساحروں سے بچاؤں دیکھو تو کمبخت کیسی نڈر ہی باپ سے چار آنکھیں
کرتی ہی جان کو نہیں ڈرتی ایسا نہو توسن کوئی کردے ہاتھ پاؤں بیکار ہوں ساحر ملکر قتل کر ڈالیں
کس مصیبت سے میں نے پالا عمر بھر کی کمائی برباد ہوتی ہی صاحبو میں آج لٹتی ہوں اپنے نور نظر سے چھٹتی
ہوں بادبان یہ کہہ رہی تھی کہ توسن کی نگاہ پڑی کہ ناہید نے صدہا جادوگروں کو مارا شل برق
چمک رہی ہی خرمن فوج میں آگ لگا دی صدہا کو مارا غصے میں کانپنے لگا مرکب سحر سے بلند ہوا اڑکر چلا
ناہید نے اک بڑے جادوگر کو مارا ہی اندھیرے میں کھڑی ماش کے دانے پھینک رہی ہی توسن
تڑپ کے گرا منہ سے شعلہ چھوڑا ناہید کی پلک جھپکی اتنے عرصے میں توسن نے ناہید کی کمر میں پنجہ دیا
نعرہ کرکے لے اڑا بال پکڑ لیے اس بیچاری نے شل چھپکلی کے لٹکا لیا دوپٹہ سر سے گر گیا پائنچے ہوا
سے اڑتے ہوے چہرہ خوف سے زرد عالم یاس ہر چند چاہتی ہی پنجۂ بدعت سے اسکے نکلوں توسن
ہوا پر لیکر آیا دو طمانچے بھی تڑاق تڑاق مارے پھول سے عارض سرخ ہوگئے بادبان نے جو تخت
سے یہ معرکہ دیکھا کہ توسن کو بیٹی کی ذلت کا بھی خیال نہ ہا اس ذلت سے لیے جاتا ہی کہتا ہی تجھے چیر کر
پھینک دونگا اسوقت ناہید کا گڑگڑانا اس جلاد کے آگے ہاتھ جوڑنا پریشانی میں منھ سے یہ نکالا ای
باپ میں بے خطا ہوں صرف مطیع الاسلام ہوئی ہی جو بدنام ہوئی میری خطا معاف کر اب کبھی ایسی خطا
نہوگی بادبان کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا وقت وہ ہی کہ سب کنیزیں ناہید کی قتل
ہو چکیں کوئی اس لائق نہیں کہ ناہید کو پنجۂ بدعت توسن سے بچائے اور اسکا ٹہنا پھر کتنا فوراً دریاے
مہر مادری نے جوش مارا تاب نہ باقی رہی تخت سے ہاے میری بچی کہکر اٹھی برق بنکر چمکی نعرہ کیا او بیحیا
میری بیٹی بیخطا ہی چھوڑ دے ورنہ سر میدان اپنی جان دونگی تجھ ایسا نامرد اگر سر پر ہوگا از صدقہ
پاپوش اب مجھکو بھی یقین کامل ہوا کہ دین طلسم کشا برحق ہی افراسیاب نمکحرام کا ساتھ چھوڑا
اطاعت مذہب طلسم کشا کی توسن نے جو زوجہ کو آتے دیکھا گھرک دیا دور ہو کیوں شامت آئی ہی
اسکو قتل کر یوں تو تجھکو بھی سزا دوں دیکھنے والے کہیں کہ ان ماں بیٹیوں کی ایک جگہ لاش ہی بادبان تو

دل مین بخوبی سوچ چکی گولہ فولادی تاک کر توسن کے ہاتھ پر مارا بقدرت پروردگار گولہ آہن کلائی پسر توسن کے پڑا کلائی تو نہ ٹوٹی کہ ساحر زبردست ہی آبلہ کلائی پر پڑ گیا ناہید اسکے ہاتھ سے چھوٹی توسن ایک مقام پر جاکر گرا اپنے کو بمشکل سنبھالا ناہید کو بادبان نے گود مین لیا متوجہ ہوا سے بیہوش ہوگئی تھی لیسبوت زمین پر اُتارا پانی کا چھینٹا دیا ناہید ہوشیار ہوئی اپنی مادر مہربان کو قریب پایا لپٹ کے رونے لگی کہا ای مادر مہربان اسوقت اگر آپ نے مجھکو بچایا تو اب میرا ساتھ دیجیے تصور فرمائیے مذہب یزدان پرستی دین حق ہی ہونے دو سو خداؤن کی خدائی بالکل باطل اسوجہ سے کہ سامری جمشید مثل ہمارے آپ کے انسان تھے سحر وساحری سے عجائب وغرائب مورات تیار کیے اسمین تاثیر ہوئی لاکھون بندگان خدا برگشت ہوے آخر کہان گئے کیسے خدا تھے کہ مرے اہل اسلام کا یہ قول ہی کہ ہمارا پروردگار ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہیگا اُسکی ذات اقدس کو زوال نہین اسطرح کے جو کلمات ناہید نے سامنے بادبان کے کیے تاثیر حقیقت تو قلب پر ہو چکی تھی بیٹی کو گلے سے لگا لیا کہا ای نور نظر مین جان ومال سے تمھاری شریک ہون یہ کہکر بادبان بھی سحر کرنے لگی توسن نے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا جل گیا بادبان کی طرف چلا کئی سحر ایسے کیے کہ بادبان کی کشتی حیات طوفانی ہونے کو ہوئی ناخداے عالم نے بچایا سر زخمی ہوا کبھی ناہید جا پڑی کبھی بادبان نے سحر کیا اسے نامدار قتل ساحران مین مصروف ہی جو قبل سے ساتھ تھے وہ تو سیار گلشن جنان ہوے لیکن بادبان کے شریک ہونے سے کئی ہزار ساحر کنیزان ہمدم بادبان بھی شریک ہوئین بھر جم کر لڑائی ہونے لگی لیکن فوج توسن بیحساب خود سحر مین لاجواب ہنگامہ گیر ودار بلند ہی مصاحبون نے توسن سے کہا حضور ملکہ ناہید کیا آپ سے اُٹھ سکتی ہین زوجہ بھی آپکی آپ پر غالب نہ آئین گی انتظام طلسم کشا کیجیے اُس شیر نے لشکر کو درہم وبرہم کر دیا ساحران نامی وپہلوانان زبردست اُسی کے ہاتھ سے قتل ہوے یہ کیا سبب ہی کہ اُسکے ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر قتل ہوے توسن سمجھا کہ سچ کہتے ہین کنارے آکر سحر کیا ایک شعلہ چمکا مثل طائر کے شعلے نے آواز دی ای شہنشاہ توسن خلاف وقت کیون غلام کو طلب کیا توسن نے پوچھا ای نمونہ سحر سامری یہ کیا ہنگامہ ہی طلسم کشا پر سحر کیون تاثیر نہین کرتا طائر نے آواز دی بازو پر اس جوان خوشخو کے لعل سخندان کا دیا ہوا بندھا ہی اسوجہ سے سحر قریب نہین جا سکتے یہ سنکر توسن ہنسا کہا صاحبو تمنے سنا طائر نے کیا کہا کیا مذہب سامری پر زوال ہی ملک اخضر گوہر پوش پہلو نشین سامری وجمشید تھا جرہ نجم کا حاکم جاوید تھا

اُسکی مٹی شریک طلسم کشا ہو بڑی غیرت کی بات ہے مذہب ساحری و جمشید ذلیل ہوا ہمارا سعین طلسم کشا کا کفیل ہوا ابھی اکر لیتا ہوں یہ کہکر توسن چلا سحر کرتا ہوا طلسم کشا پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا حقیقت مین تیغہ سحر تھا ہزاروں شعلہ ہاے آتش ماران سرکش طلسم کشا پر گرے ایک شعلہ بازو سے لپٹ گیا ڈورا کے کاجال اکر تو زمین پر گرا ہاتھ اسد کا جا سر توسن زخمی ہوا اب توسن نے سحر کیا اس نامدار کے ہاتھ سے تیغہ نکل گیا زمین سے پانون تھام لیے توسن نے چاہا قتل کرون اُسوقت لشکر مین غریو ناہید نے بڑھ کر کئی سحر کیے توسن نے ہٹاتا اور آگے بڑھا بادبان بھی جان دیکر جا پڑی ان دونون نے اتنا تو کیا کہ توسن کو اسد غازی کے قریب نہ آنے دیا کئی سو ساحر توسن نے اُس مقام پر قتل کیے کل اہل اسلام بیتاب ہوے کہ آسمان سے پھولون کی لپٹین آئین سب نے سر اُٹھا کے دیکھا ملکہ بہار گلعذار طاؤس زرین بال پر سوار عقب مین ملکہ مخمور سرخ چشم لیکن بہار تڑپ کر گری گرتے ہی گلدستہ مارا ہوا سے سر دجلی نخل وجد مین آئے عندلیبان خوشنوانے زمزمہ سرائی کی اور یہ غزل بہار یہ گائی

غزل

ہوا سرسبز پھر گلشن بہار آئی بہار آئی
ہے سب باغبان بدظن بہار آئی بہار آئی
جنون مین آتش گل کا سمان ہے خانۂ تن مین
پکار اُٹھے یہ مرد و زن بہار آئی بہار آئی
چمن مین بلبلین ہین گرد پھرتی شکل پروانہ
چلو اب دوستو گلشن بہار آئی بہار آئی
کھلے ہین گل ہزارون رنگ کے کیا اُسکی قدرت ہے
فدا ہے سرخ خون سے رن بہار آئی بہار آئی

بھرے پھولون سے پھر دامن بہار آئی بہار آئی
گیا جب سیر کو وہ گل پکار اُٹھی یہی بلبل
ہوا داغون سے دل روشن بہار آئی بہار آئی
لی مسی جو نعلین لب پہ آئے ہو گیا ظاہر
چراغ گل ہے کر روشن بہار آئی بہار آئی
دکھایا باغ کا عالم سراپا حسن نے اُنکے
بھرا ہے دشت کا دامن بہار آئی بہار آئی

عروس گل پہ ہے جوبن بہار آئی بہار آئی
وہ آیا غیرت گلشن بہار آئی بہار آئی
جو دیکھا بار ور اس یار کے باغ جوانی کو
کھلا ہے تختۂ سوسن بہار آئی بہار آئی
بہار لالہ و گل آج کل ہے دید کے قابل
کیا زیور جو زیب تن بہار آئی بہار آئی
بہار لالہ و گل کا گمان ہے اُسکے گشتون پر

دو ہزار ملازمان توسن دیوانے ہو گئے خاک منھ پر ملنے لگے گریبان چاک کیے بہار نے اشارہ کیا توسن کا سر کاٹ لو بہار نے جھپٹ کے اکر اٹھایا بازو پر اسد کے باندھا ناہید و بادبان کو بھی بچایا توسن نے ناچار ہو کر ان دو ہزار کو قتل کیا مخمور و بہار لڑ رہی ہین کہ زمین شق ہوئی رعد جادو نے سر نکالا ایک چیخ ماری کئی ہزار جوان چرخ کھا کر گرے ماں اُسکی برق جادو بیٹے کی آواز کی مشتاق رہتی ہے کڑک کر گری ان سب کے سر کاٹ کر چمکی اب تو توسن گھبرایا مجمع فوج کو رعد و برق و بہار و مخمور نے متفرق کر دیا پھر نعرہ ہوا سنو ملکہ برق لامع آتی ہے اڑتی تبرچھی کرنے لگی استادان

سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ تمام دن اُسی ہنگامے مین بسر ہوا جلاد آسمان نے خنجر ماہ ہاتھ مین لیا یہ جمعیت فوج ثابت وسیارگان مصروف کارزار ہوا پردہ شب حائل ہوا لیکن لڑنے والون کا پردہ نر ہا اسی طرح لشکر لمے ہوئے ہین توسن جب زیادہ گھبرایا صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا کبود اژدر چشم مالک وربند سوم طلسم ہوشربا سات لاکھ فوج سے برائے مدد توسن پہونچا آتے ہی شریک جنگ ہوا اب توسن کی کمر پھر مضبوط ہوئی کبود نے آتے ہی زمین تلے اوپر کردی بہار لشکر کبود پر جا پڑی کبود نے بہار کو پہچانا کہا ہا کہ بڑے غضب کی بات ہی تم ملکہ حیرت جادو کی بہن فخر حیات والا شان شریک لشکر باغیان ہو مین مجھے تمکو قتل کرتے ہوئے افسوس آتا ہی شہنشاہ حیات کو کیا جواب دونگا افراسیاب تمھارا عاشق زار تمنے کیون ساتھ چھوڑا بہار نے جواب دیا او خار بیابان ذلت وائے نمک پروردہ خوان حماقت تجھے ان امورات سے کیا کام یہ میدان کارزار ہی مقام گیر ودار ہی سحر گر کبود نے گولہ اُٹھا کر مارا بہار نے گولہ کاٹا اُس سے برق چمکی سر بہار زخمی ہوا یہ نشان خونریزی ہی بہار نے وہی خون گلدستے پر ڈالا سفید پھولون کو رنگین کیا اسم سحر پڑھ کر گلدستہ مار دیا کبود اژدر چشم جھوما پکارا کہ مین تو غلام ہون گلچین گلشن جمال عاشق باکمال یہ کہتا ہوا بڑھا تھا کہ بہار نے اشارہ کیا توسن کا سر کاٹ لے جب اس گلشن مین قدم دھرتا ہمکو بدنام کرنا تھا اب باغی کون ہی کبود سیاہر وسکراتا ہی دورسے بابائین سے رہا ہی ہونٹھ خشک چہرہ زرد لب پر آہ سرد دل مین درد پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم نظم

مرگ اغیار لب پہ لا نہ سکا
کبھی تمنا مگر اٹھا نہ سکا
بخل دیکھو تو میری تربت پر
مجھکو پہلو مین وہ بٹھا نہ سکا
حسن تیرا وہ ماہتاب ان تھا
کوئی اپنا قدم جما نہ سکا
جانتا تھا پڑے رہینگے وہین
ایسے بگڑے کہ پھر منا نہ سکا
کس طرح عرض مدعا کرتا
وہ ستم ہون کہ یار کھا نہ سکا
مرکے ٹھنڈا کہین ہو جائے
ایک آنسو بھی وہ گرا نہ سکا
تھا جو اشک عزیز خاطر مین
ابر گیسو جسے چھپا نہ سکا
نہ ملا کوئی وقت تنہائی
اسلیے یار گھر بتا نہ سکا
دیکھ کر بدنما غیان انکی
غیر کو پاس سے ہٹا نہ سکا
اسقدر ضعف تھا کہ تیرا ناز
اسلیے وہ مجھے جلا نہ سکا
اٹھ نہ جائے رقیب محفل سے
دیدۂ تر مجھے بہا نہ سکا
دار فانی مقام لغزش ہی
حال دل یار کو سنا نہ سکا
نہ ستا لڑکے وہ بہت چاہا
نامہ بر خط مرا پڑھا نہ سکا
آرزو مند رہگیا مجنون

میرے آگے فروغ پا نہ سکا
کیا ندامت ہوئی ہی قاتل سے
مین شگافِ جگر دکھا نہ سکا

کمینہ شوق رقیب تھا ای دوست
ناز خنجر گلو اُٹھا نہ سکا
ناتوان تھا نسیم اس درجہ

کہ طبیعت سے تیری جا نہ سکا
خوف تھا غش اُنھین نہ آجائے
کہ وہ زنجیر پا ہلا نہ سکا

شعر پڑھتا ہوا توسن پر جا پڑا رات قلیل باقی ہی کہ صحرا سے سپہر قرنا کی آواز آئی وقت وہ ہی کہ کبود اژدر
چشم فوج توسن کو پامال کر رہا ہی کئی ہزار نقارہ بجا قرنا پھکی آمد فوج ساحران ظاہر ہوئی دیکھا سب نے
دخان سیاہ رو نو لاکھ فوج سے حاکم دربند چہارم بڑے زور و شور سے آتا ہی توسن نے بڑھکر آواز دی
ای قوت بازو دیکھ کبود اژدر چشم نے کیا قیامت برپا کی ہی دخان سیاہ رو نے جو دور سے کبود اژدر
چشم کو اشعار عاشقانہ پڑھتے دیکھا پکار کر آواز دی ای برادر یہ وقت جنگ و جدل ہی عشق و عاشقی
کیسی توسن تمھارا بادشاہ ہی اُسکی فوج کو قتل کرتے ہو تمھین غیرت نہین آتی ہم سبھون نے ملکر بڑے
بھائی کو افسر بنایا تو کلمات سخت کہتا ہی کبود اژدر چشم نے جواب دیا او مردود تجھے کیا دخل ہی ہم بہار
جادو پر مائل ہوے اُسکی تیغ ابرو کے گھائل ہوئے توسن بھیا اُسیکا دشمن ہی ہم اسکا سر کاٹ لینگے
اسکے ساتھ اپنی شادی کرینگے کبود نے بڑھ کر گولہ مارا دخان سیاہ رو نے دفع کیا آخر کبود تلوار
کھینچکر دخان سیاہ رو پر محبت بہار مین جا پڑا آپس مین تلوار چلنے لگی بہار نے آواز دی مرحبا
صد مرحبا انگشت خرو ندان سگ دخان سیاہ رو آتش خو شعلہ مزاج گرمایا ہوا غصے مین آکر خون اپنا
دم تیغ پر لگایا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا ملکہ بہار نے پھول برسائے کبود اژدر چشم اور زیادہ مبہوت
ہوا جوش مین جا پڑا دخان سیاہ رو نے سحر کر کے سر کو تبا کر گرگاہ پر ہاتھ مارا کبود اژدر چشم کے دو ٹکڑے
ہوے آگ برسنے لگی آواز آئی لنتی مرا نام من کبود اژدر چشم بود توسن جادو نے کلیجے پر ہاتھ رکھ
لیا آواز دی ای دخان یہ کیا غضب کیا ایک دربند ویران ہو گیا دخان سیاہ رو نے کہا ما بدولت کو
بہت ناگوار گذرا آپ کو ہم اپنا بزرگ جانتے ہین مراتب آپ کے بخوبی پہچانتے ہین اسی غصے مین اسکو
قتل کیا ہم اسکے دربند پر قبضہ کرینگے کیا مجال انتظام مین فرق آئے یہ کہکر لڑنے لگا حقیقت مین دخان سیاہ رو
نے دھوئین اُڑا دیے چھکے زمین کے ہلا دیے چار پہر رات یہی بسر ہوئی سپر شب سپر طلسم کشا سے
کشی شاہ زرین آفتاب نے سپر زرین آفتاب کو پشت پر لگایا نیزہ خطوط شعاعی ہاتھ مین لیا تیغ
مہر کو حمائل کر کے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا نظم

روز دیگر کین جہان پُر غرور | یافت از سرچشمہ خورشید نور | ترک روز آخر باین زرین سپہر
ہندی شب را بہ تیغ افگندہ سر | احوال روشن ہوا اسیطرح فوجین ملی ہوئی ہین سحر چل رہے ہین نخل ہاے

صحرا مثل شمع کافوری جل رہے ہین توسن جادو بڑے زور و شور سے لڑا مخمور و بہار کے بھی بار تو سنبھالا ہر ایک کو جواب دیتا ہی برق لامع زخمدار رعد و برق بقرار بہار نے خوب پھول برسائے رنگ باغ سحر دکھائے لیکن کس کس کو جواب دے توسن دخان سیہ رو دونون ملے ہوے سحر کر رہے ہین کہ آسمان سے لکا یہ فیروزئی ظاہر ہوا توسن نے دیکھا ماکہ فیروزہ فیروزہ پوش بصد جوش و خروش مع تین لاکھ جادو گردن کے بڑے زور شور سے آکر پہونچی گرتے گرتے مصروف سحر ہوئی توسن سے کہا بھائی صاحب نہ گھبرایئے گا فیروزہ نے تو آگر زمین کو گلنار کر دیا برق لامع سے برابر لڑتی مخمور و بہار پر جا پڑی اب تین ساحران زبردست جو ایک مقام پر ہوے ناہید و بہار وغیرہ زخمدار ہو چکی ہین فوج بیحساب فیروزہ و دخان سیاہ رو و توسن ایک ایک ساحر کا جواب ہی استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ تین شبانہ روز یہ جنگ اسیطرح رہی تنا بُر اکھیت پڑا ہزارون تک صحرا گلنار ہو گیا درختون کے تھانے خون سے لبریز ہوا اس جنگل کی موجہ شمشیر بُران سے تیر ساحران توسن نے بہت جان لڑائی اس طرف بہار نے سیکڑون کے قالب الٹ دیے مخمور کو کئی مرتبہ توسن نے سحر سے بیہوش کر دیا بہار نے بڑھ کر آب دمیدۂ سحر چھڑک کے ہوشیار کر لیا چوتھے دن خنجر بران مہر آفتاب عالمتاب علم ہو چکا ہی نیزہ ہاے شعاع تنے ہوے آسمان سے آگ برس رہی ہی غازیون نے گھٹنے ٹیک دیے توسن جادو گھبرایا فیروزہ و دخان مصروف جنگ ہین جرأت و بہار و مخمور سے بہ تنگ ہین کہ آسمان پر سب نے دیکھا ون کو ماہتاباں چرخ مارتا ہوا برآمد ہوا یکبارگی شدید و مد لشکرون پر آکر چمکا اک دنّا ٹے کی آواز آئی چاند کے دو ٹکڑے ہوے اندر سے چاند کے مہر درخشان آسمان جرأت انجم برج شوکت ماہ آسمان جلالت صفدر صف شکن ملکہ بران شمشیر زن ہنس پر سوار پہلو مین مجلس جادو یہ ہنگامہ عظیم جو دیکھا بڑی خوشی کی بات ہی کہ اسد نامدار کو مرکب پر پایا مشہور ہوا تھا کہ اسد قتل ہوے گل باغ صاحبقرانی کو دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا نعرہ بران شمع دختر کوکب ذیوقار ؛ شمع صف شکن ذبحشم نامدار ؛ شمال جوانمرد لشکر شکن ؛ نقب گشت بُران شمشیر زن ؛ مجلس بھی نعرہ کر کے گری سحر مجلس سے زمین کانپی گرتے گرتے گڑیا کو ٹانگین پکڑ کے چھڑانا مار اسکے دو ٹکڑے ہوے کئی سو سنہرے پنجے ظاہر ہو کر ساحرون کو لپٹ گئے کئی سو کی ٹانگین پکڑ کے چیر ڈالا کئی سو جادوگر مارا گیا بران شمشیر زن کا اخر مروارید جادو دو چار جار سے بیٹنے کو توڑ کر پار گذر گیا

مثل ستارۂ سحری جو ٹوٹے سے نکلتا ہی جب پھینکا گویا توپ کے منہ سے گولہ چلتا ہی ملکہ بران ٹرتی پھرتی
سامنے دخان سیاہ رو کے پہونچین دخان نے جو ملکہ بران کو اُڑتے دیکھا کئی گولے مارے ملکہ بران نے
اختر مروارید کو سامنے کردیا جس پر ضرب پڑی وہ سحر باطل ہو کر زمین پر گرا جب کئی سحر دخان کے باطل ہوئے
گھبرا گیا چاہا بھاگون مجلس جادو نے کڑک کر سر پر گرزی سر اُسکا زخمی ہوا مجلس پر سحر کیا مجلس زمین پر گری
دخان نے چاہا بڑھ کر سر کاٹ لون بران کا قالب تھرایا جھپٹ کر نعرہ کیا اور مدد کیا کرتا ہی مجلس بھی سنبھلی
کارد سحر پھینک ماری شانے پر دخان سیاہ رو کے پڑی شانہ نشانہ ہوا بچا کہ موت کا بہانہ ہوا بران نے
اختر مروارید مار دیا سینے پر دخان کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا دخان کے مرنے سے آگ برسنے لگی سیاہ میدان
دھوان دھار بہیرون کی پکار آواز آئی کشتی مرا نام من دخان سیاہ ہرہ بود اب توسن گھبرایا فیروزہ نے
جو دو بھائیون کا لاشہ دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا بہار جادو پر جا پڑی بہار نے گلدستہ مارا فیروزہ
جھومی قریب تھا کہ اشعار عاشقانہ پڑھے توسن گھوڑے کو ٹھکرا کر چاہا باران سحر برسایا فیروزہ کو ہوش
آگیا پھر سحر کرنے لگی ادھر سے ٹرتا بھڑتا شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی آتا تھا توسن پر جا پڑا ادھر
پہنچ گئے بہیرون کی ادھر چلی توسن تے تھتے تھتے ہاتھ تیغہ سحر کا مارا اسد کو ناہید کا خیال ہوا کہ اگر یہ
قتل ہو گیا بیقرار ہو کر روئے گی جان و جگر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینکا ہی کمر مین ہاتھ ڈالکر
توسن کو گھوڑے سے اُٹھا لیا ناہید محبت مین باپ کی دوڑ پڑی بادبان نے بھی آواز دی ای توسن
اطاعت کر شہریار مروت شرط ہی اسد نے توسن کو ہاتھ سے رکھ دیا یہ فرمایا کہ ای توسن مسلمان ہو اطاعت
دین اسلام ملت بیضا قبول کر توسن نے پلٹ کر گولہ سحر کا بادبان پر کارد سحر ناہید پر تیغہ اسد پر چین دار
کیے اسد نے ہر چند اپنے کو بچایا شانہ زخمی ہوا سر ناہید و بادبان کا بھی زخمی ہوا جست کر کے فوج مین
بہار ہا زمین پر ایک دو پتھر مارا زمین شق ہوئی دو جوان ایک صندوق سر پر لیے ہوئے نکلے وہ صندوق
سامنے توسن کے رکھ دیا ازار بند مین توسن کے کنجی بندھی تھی قفل صندوق کا کھولا کئی سو پتلے فولادی
سپر شمشیر ہاتھ مین لیکر نکلے توسن نے اشارہ کیا خون اپنی ران کا کاٹ کر انپر چھڑکا معلوم ہوتا تھا جیتے ہو گئے
لڑکے دس دس برس کے کالی کالی صورتین چہرے ہیبت ناک سفاک جست و چالاک لشکر اسد پر جا پڑے
ہر چند اُنپر ساحر سحر کرتے ہین موم جسم اُنکا نہین میلا ہوتا جسکے ہاتھ مارتے ہین دو ٹکڑے ساحر و غیر ساحر
دونون اُنکے سامنے یکسان ہین جسکے قریب پہونچے ہاتھ مار دیا پرے کے پرے درہم و برہم ہوئے بران

ہمراہ

وبہار ومخمور وغیرہ نے آگ بھی برسائی دریائے سحر بنائے یہ بیچارے تیلے نہ جلے نہ ڈوبے اُسیطرح لڑ رہے ہین چاہتے ہین سرداران نامی کو قتل کرین توسن وفیروزہ نے وبا و ڈالا آگ برسنے لگی لشکر کے پانون اُٹھے اسد غازی نے قدم گاڑ دیا ایک طرف سے لڑتے ہوئے بدیع الزمان پہنچے علم فوج توسن قلم کیا علمدار کو مارا لیکن اپنی فوج اب نہین ٹھہرتی سرداران مذکور نے سینے سپر کردیے تیلے پیچھے ہلاتے چلے آتے ہین ناامید ہو بادہان شفاعت کرکے بہت شرمندہ ہوئین بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگین ای معبود بے نیاز خالق کائنات اس مصیبت سے بچالے ان تیلون پر کیونکر فتح حاصل ہوگی بیقرار ہوکر جو سب نے دعا کی تیر دعا ہدف اثر پر پہونچا سب نے دیکھا ابر رحمت آسمان پر نمایان ہوا توسن تیلون کو زور دے رہا تھا ابر سفید کو دیکھکر گھبرایا فیروزہ سے کہنے لگا وہ پھر زمین گیر آپہونچا لیکن تڑپا تڑپا کے مارونگا وہ ابر شق ہوا دیکھا شہنشاہ لاچین خوش آئین صاحب جاہ وتمکین تخت یاقوت نگار پر سوار تاج مرصع کا سر پر لباس فاخرہ زیب جسم نور بشت پر بارہ ہزار جوانان زرین پوش غلامان ذیہوش علم ہائے سرخ کے پھریرے کھلے ہوئے بدبخت توسن کو دیکھکر وہین سے نعرہ کیا نعرۂ شہنشاہ لاچین

منم حاکم مالک افسون گری		
شہنشاہ لاچین فرخ سیر	منم صف شکن شیر دل نامور	بنامم شدہ سکۂ ساحری

نکارا او نمک حرام بدانجام مین آپہونچا ہمارے غلامون کو تونے بلاکر لڑادیا اہالیان فوج توسن آئینہ وار حیران شوکت وجمال لاچین صد ہائیس اُسیر رعب دبدبہ دیکھکر غل مچانے لگے ای شہنشاہ فریاد ہی توسن نے زبردستی ہمکو اپنے ساتھ لیا سحر مین کم زور تھے اس نمک حرام کے شریک ہوئے ای شہنشاہ باقبال از خردان خطا واز بزرگان عطا لاچین نے کچھ جواب نہ دیا اُترتے اُترتے جوڑ سے ایک ڈبیا نکالی اسمین سے ایک طائر ہفت رنگ چہچہہ زن خوشنوا چہکارے مارتا ہوا نکلا لاچین نے آواز دی ای طائر سحر دشمنون کے ہوش اُڑادے نمک حرامون کو خاک مین ملادے دشمنی کا مزا چکھادے ان غلامون کو پہچانا کہ نہین طائر نے سر ہلایا زمزمہ سرائی مین آواز دی حضور خوب پہچانتا ہون انکا مقام سکونت جانتا ہون یہ کہکر طائر اُڑا تیلے طائر کو دیکھکر بھاگے طائر نے آواز دی کہان جاتے ہو صحرائے افسون گری کا سیاح ہون اوبچیا تمھارا طائر ارواح ہون اسوقت ملک الموت بنکر آیا ہون یہ کہکر جسکے سر پر بیٹھ گیا تیلے نے آہ کی شعلے شعلہ انکا مثل ہیزم خشک جل کر خاک ہوا ہر چند تیلون نے چاہا بھاگ کر نکل جائین طائر نے پیچھا نہ چھوڑا جو تیلہ جہان بھاگ کر گیا طائر مثل ملک الموت سر پر پہونچا کسی کو نیچا مار کر ہلاک کیا کسی پر ضرب سایہ ڈالا یا

کسی پر ہپارہ یا چالیس تپلے چشم زدن مین ہلاک ہوے توسن گھبرایا قصد ہوا کہ بھاگ کر نکل جاؤن فیروزہ
پی واری کرکے جا پڑی لاچین پر سحر کیا طائر تیلون کو جلا کر ملیپا لاچین کے کاندھے پر بیٹھ کر زمزمہ سرائی کرنے لگا
آواز دیتا تھا ای ساکنان قلعہ توسن حصار حق بر حق وار بیر سد شہنشاہ لاچین نے رہائی پائی اگر قدمبوسی
سے مشرف ہو جو شریک ہوگا جان بچیگی ورنہ ذلیل و رسوا ہوکر مارا جائیگا سزا نمک حرامی کی پائیگا فیروزہ
نے جو بڑھ کر سحر کیا لاچین نے سحر کا تو خیال بھی نہ کیا کلائی پر ہاتھ ڈال کے فیروزہ کے ایک طمانچہ مارا سر ملعون
خود سر کا چنبر گردن سے اڑ گیا اندھیرا ہوا توسن نے دیکھا فیروزہ بھی داخل جہنم ہوئی توسن اب بدحواس
ہوگیا اسد نامدار ایک مقام پر کھڑا ہوا مقابلہ کر رہا تھا طرف لاچین کے تو جانے کا حوصلہ نہ پڑا سوچا
کہ لاچین زندہ نچھوڑے گا اسد نامدار مرد جلیل ہی مطیع اسلام ہونے دے گا کفیل ہی ہاتھ رومال
سے باندھ کر فریاد کرتا ہوا طرف اسد غازی کے دوڑا یہی شعر ورد زبان تھا فرد سر بکف پیش تو ای ظل آ
آمدہ ایم ؛ سایہ رحمتی و ما بہ پناہ آمدہ ایم ؛ قدمون پر اسد کے گر پڑا پکارتا تھا ای شہریار الامان اسقدر رویا پاؤن
اسد نامدار کے تر کردیے کبھی ہاتھ باندھتا ہی کبھی ناہید سے اشارے کبھی زوجہ کی طرف گڑگڑایا پکارتا ہی صاحبو
میری شفاعت کرو مین بڑا گنہگار ہون ای شہریار حقیقت مین شہنشاہ لاچین کے ساتھ بڑی بے ادبی
کی گرفتار کرکے افراسیاب کو حوالہ کیا حقیقت مین منتقم حقیقی کو فراموش کیا اسد نامدار نے جو توسن کو
انتہا کا بیقرار پایا برادر کہکر گلے سے لگا لیا کہا ای توسن کیون گھبراتا ہی رحمت پروردگار کا دامن بہت دراز ہی
ہر ایک حقیر و ذلیل و گنہگار اسکی رحمت سے سرفراز ہی اگر گناہ تیرے مثل ذرہ ہاے ریگ بیابان ہون رحمت
اسکی قطرہ ہاے باران سے زیادہ ہی مین نے بخوشی خطا تیری معاف کی ناہید و بادبان اشارے کرتی
ہین ای شہریار آپ یہ کیا فرماتے ہین شہنشاہ لاچین اسکی خطا نہ معاف کریگا اس ظالم نے غضب کیا سوتے
مین لاچین کو بیہوش کیا بیہوشی مین زبان مین سوزن دیا افراسیاب کو حوالے کیا وہ کیونکر اسکی
خطا معاف کریگا توسن نے یہ تو پکار کر آواز دی خبردار اب کوئی جنگ نہ کرے مین نے طلسم کشا کی بدل و
جان اطاعت کی پردہ غفلت آنکھون سے اٹھے تمام ساحر رک گئے لڑائی موقوف ہوئی لاچین نے
جو دور سے یہ معاملہ دیکھا کہ توسن دست بستہ سامنے اسد کے کھڑا ہی بادبان و ناہید کے رنگ رو
متغیر اشارے کر رہی ہین اسکو امان نہ دیجیے اسد نے توسن کو گلے سے لگا لیا فرماتے ہین ای
توسن کیا منظور ہی توسن عرض کر رہا ہی مین نے دل و جان سے اطاعت دین اسلام قبول کی

سعادت دارین حصول کی لاچین کے ہوش پراگندہ ہوگئے کہ یہ کیا غضب ہوا شل فیروزہ اس ملعون کو بھی قتل کرتا اسنے بڑے نمک حرام کو گلے سے لگاتے ہین کلمات عنایت فرماتے ہین یہ کیا ہوا شاید توسن کو بچا نا منین ہین جاکر حال ظاہر کردون کہ یہ بجیا میر دشمن سخت ہی باعث بربادی تاج و تخت ہی یہ سوچتا ہوا جھپٹ کے قریب آیا اسد نے دست حق پرست پشت پر توسن کے رکھا یہ کلمہ فرمایا ہی کہ لاچین بھی تمھاری خطا معاف کرینگے توسن یہ سنکر باغ باغ ہوا لاچین کو انتہا کا ملال ہی کہ شاہزادے نے اسکو کیون دامن پناہ دیا جب سامنے لاچین کے آئے اسد نوجوان نے فرمایا ای شہنشاہ لاچین توسن کو گلے لگا تو خطا اسکی معاف کرو لاچین نے سر جھکا لیا پاس ادب سے جواب ندے سکا چہرے سے تغیر ظاہر تھا کنے سے اسد کے گلے بھی لگا لیا یہ خبر مشہور ہوئی کہ لاچین و اسد نے توسن کی خطا معاف کی جن سردارون کو خیال تھا کہ ہمنے لاچین سے مقابلہ کیا ہماری خطا نہ معاف ہوگی اب سبکو حوصلہ ہوا یا تو بھاگے جاتے تھے پلٹ پڑے کوئی آکر قدمون پر گرا کوئی گرد پھرا کوئی تصدق و نثار ہوا ہر ایک یہی عرض کرتا ہی ای شہریار ہمنے صرف افراسیاب کا ساتھ دیا شہنشاہ لاچین کی گرفتاری مین شریک نہ تھے مثل توسن شہنشاہ دست انداز ہمین ہوئے نوکری پیشہ تھے جسکا زمانہ ہوا اسکا روزگار کیا ہزار ہا سردار صدہا رئیسان نامدار آکر قدمبوس ہوئے جس نے کہا مین نے اطاعت کی اسد نے اسکی خطا معاف کی لاچین کو نہایت شاق ہوا ہی سب کی خطا معاف کی بہتر کیا لیکن توسن ملعون لائق معافی خطا نہ تھا بادبان و ناہید کو انتہا کا شاق ہی ہر خرد و کلان اسکے قتل کا مشتاق ہی جب دار الامارۂ شاہی مین آکر پہونچے اسد نامدار نے شہنشاہ لاچین سے اشارہ کیا بسم اللہ اسی طرح ایک دن تاج و تخت سلطنت طلسم ہوشربا بھی ملیگا عنایت سے باغبان قضا و قدر کی غنچۂ آرزو کھلیگا لاچین تخت پر نہ بیٹھتا تھا اسد نے اپنے سر کی قسم دلائی جب لاچین سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہو چکے فرمایا ای شہنشاہ لاچین بگوش سماعت کرو ہمارے ناناجان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان نے جب شہر عدن کو تسخیر کیا نوشیروان کو شکست دی ملک پر قبضہ ہوا قارن عدنی جو وہان کا بادشاہ تھا اسنے ہمارے ناناجان کو بہ مکر زخمی کیا تھا آمادۂ قتل ہوا حافظ حقیقی نے ناناجان کو بچایا انہین کے دست حق پرست سے اس مکار کو قتل کرایا جب شہر مین آئے ارشاد ہوا وارث سلطنت کو تلاش کرو قارن عدنی کا بیٹا فرامرز بن قارن عدنی سات برس کا تھا مان نے اسکی بوجہ خوف محل مین چھپایا صاحبقران نے خبر سنکر طلب فرمایا مان اسکی بیقرار ہوئی کہ شاید میرے فرزند کو بھی نہ قتل کرین بجوش محبت مادری

برقع اوڑھ کر فرامرز کا ہاتھ تھاما سامنے صاحبقران کے لاکر قدمون پر گر پڑی کہا باپ نے اُسکے خطاے فاش
کی سزا پائی یہ معصوم بے خطا خدمت مین حاضر ہی رونے لگی صاحبقران کو رحم آگیا با عزاز و اکرام اُسے محل
مین بھیجا فرامرز کو پسر خوانده کیا تاج و تخت مرحمت ہوا فنون سپاہگری تعلیم فرمائے ہالیان شہر سے
تاکید کی کہ اگر اسکو کوئی ستائیگا سزا ے کامل پائیگا اپنا فرزند ہمنے اسکو قرار دیا ایسی تاکید فرما کر تعاقب نوشیروان
مین چلے گئے بعد عرصۂ دراز جب قباد شہریار کا سر مہتر گلیم گوش نے کاٹا ملکہ مہر نگار نے اُسی غم مین جان
دی صاحبقران زمان فقیر ہو کر قبر قباد و مہر نگار پر جا بیٹھے کل لشکر کو رخصت کر دیا عمرو کو بھی اپنے
سے جدا فرمایا بطور فقرا قبر قباد و مہر نگار پر بسر کرنے لگے آٹھ پہر فراق محبوب و غم فرزند مین روتے تھے
یہ بھیا فرامرز بن فاران عدنی جسکو بیٹا کیا تاج و تخت دیا تھا اُسنے جب قوت پائی مرتد ہوا باغی ہو کر دین لات پرستی
اختیار کیا عالم فقر مین صاحبقران کو گرفتار کر کے لیگیا پنجرے مین بند کیا نو مہینے پنجرے مین قید رکھا بڑی
بڑی بدعتین کین بعد نو مہینے کے سرداران صاحبقران جمع ہوئے قفس سے چھوٹے فرامرز کو رستم پیلتن عالم شا
نوجوان نے گرفتار کیا سامنے صاحبقران کے لائے یہ بھیا مکر سے قدمون پر لپٹ گیا کہا میری خطا معاف
کیجیے چند نالائقون نے بہکا کر مجھسے یہ حرکت کرائی اب کبھی ایسی خطا نہوگی ہمارے نانا جان نے فرامرز بن فاران
عدنی کی خطا معاف کی کیون ای شہنشاہ لاچین سوا ے نانا جان کے کسکی طاقت تھی کہ ایسے گنہگار کی
خطا معاف کرے مین انکا نواسہ ہون تمکو بہت کمدر پاتا ہون دل سے توسن کی خطا معاف کرو اگر اُسنے
بغاوت کر کے سلطنت توسن حصار نہ لی ہوتی تو اسی مقام کی سلطنت اسکو دیتا اب اور ملک کی سلطنت دیجائیگی
تم مکدر نہو باد بان و ناہید نے تنہائی مین خواجہ سے کہا حضور توسن بڑا مکار ہی اسکی اطاعت کا کیا اعتبار
ہی عمرو نے بھی مکرر اسد سے کہا کہ اسکی پیشانی سیاہ ہی بیشک یہ تمہارا بدخواہ ہی اسد نے خواجہ کو بھی یہی
جواب دیا کہ حضور شرع ظاہر پر ہی باطن کا حال پروردگار جانتا ہی لاچین خاموش ہو رہا ناہید باد بان
و لاچین کو طرف سے توسن کے کھٹکا رہا توسن بھیا بھی مکر سے مطیع ہوا ہی آٹھ پہر اسی فکر مین ہی کہ کسی
تدبیر سے طلسم کشا کو مٹاؤن خدمت مین افراسیاب کی جاؤن

دو کلمے داستان افراسیاب کے بیان کیے جاتے ہین

افراسیاب جادو لشکر حیرت مین آیا ہی خبر سنی کہ بہار وغیرہ جستجوے اسد مین گئی مین افراسیاب نے
کہا ای حیرت مردے کی خبر لینے سب گئے ہین اب یہ سب تباہ ہو جائینگے اطاعت کی درخواست کرینگے عمرو و اسد

دونون مارے گئے یہ ذکر تھا کہ رونے پیٹنے کی صدا لشکر مین بلند ہوئی افراسیاب نے کہا یارو دیکھو خیر تو ہی خبر ہوئی کہ
ہزارون ساحر زخمدار بیقرار آئے ہین افراسیاب نے کہا سامنے بلاؤ جادوگر روتے پیٹتے آئے افراسیاب نے پوچھا
کہان سے آتے ہو عرض کی ای شہنشاہ توسن حصار فتح ہوا توسن مسلمان ہوگیا ناہید نے قیامتین برپا کین
اسد کو تابہ زندان طلسمی پہونچایا شہنشاہ لاچین نے رہائی پائی یوز نیہ ابلق سوار نگہبان زندان خانہ مارا گیا
شہنشاہ توسن سے چار شبانہ روز تلوار چلی آخر اہالیان دربند مدد کو آئے یہان سے بہار وغیرہ پہونچین
بران کا داخلہ ہوا فیروزہ فیروزہ پوش دوخان سیاہ رو وکبود اژدر چشم وغیرہ کل اہالیان دربند مارے گئے
توسن کو آکر لاچین نے گرفتار کیا بخوف جان وہ مطیع الاسلام ہوا اب لشکر گران لیکر اسد نامدار سرحد توسن
حصار مین فروکش ہین خبر رہائی لاچین سنکر بڑے بڑے ناظم شہرون کے حاکم بلا طلب چلے آتے ہین
توسن کی خطا معاف ہونے سے سبکو حوصلہ ہوا کہ شہنشاہ لاچین کسیکو سزا نہ دے سکیگا جو مطیع الاسلام ہوا
اسد نے اُسکو لاچین سے ملوایا اب خطا و عدم خطا کی باز پرس نہین ہی یہ حال پُر ملال سنکر افراسیاب کا
چہرہ زرد ہوگیا حیرت پیٹنے لگی افراسیاب نے کہا کیون بدحواس ہوتی ہی مین ابھی انتظام کرتا ہون مصور کو
بلایا کہا مرشدزادے اب تکلیف فرمائیے لاچین کے مقابلے مین جائیے آپ نبیرۂ سامری شہنشاہ ملک
افسون گری ہین سحر جو آپ کے باپ دادا نے بنائے وہ صرف کیجیے اُنکا کون جواب دیسکیگا آپ کے بزرگون
کے وقت مین ایک نقاش صندوق تصویر لیکر آتا تھا اُس سے وہ سحر کرتے تھے کوئی اُسکو رد نکر سکتا تھا وہی
سحر جاکر سامنے لاچین کے صرف کیجیے دوسرا انتظام یہ ہی قریب دریاے ہفت رنگ جاکر ببیران جادو کی
فوج ہمراہ لیجیے بارہ ہزار ببیر سے دریاے ہفت رنگ مین رہتے ہین سردار اُنکا ببیران جادو ہی وہ نکل کر
چشم زدن مین سبکو مٹا دینگے لشکرون مین آگ لگا دینگے سر بریدہ کے مقام سے ان ببیرون کے شعلۂ آتش نکلتے ہین
حریف چشم زدن مین جلتے ہین رد کرنا اسکا لاچین کو نہین معلوم ہی مصور نے کہا مین بخوبی سمجھ گیا اسیوقت تخت
پر سوار ہوا بارہ لاکھ فوج مصور کے ساتھ مصور پئے مقابلۂ شہنشاہ لاچین بڑے کروفر سے روانہ ہوا بعد
مصور افراسیاب نے سرما وابریق کو فوج بیحساب دیکر روانہ کیا یہ انتظام کرکے بیٹھا تھا کہ آسمان پر برق چمکی
ایک ساحر نے آکر افراسیاب کو نامہ دیا اُس نامے کو افراسیاب نے پڑھا طرف سے آفات چہار دست کے مرقوم
تھا ای نور نظر مین نے تباہی توسن حصار کی خبر سنی لیکن نہ گھبرانا تیرے دادا اپنے پہلو نشین نیرنگ جادو
مصاحب سامری کو مین نے روانہ کیا راہ مین قلعہ جات فتح کرتا ہوا آتا ہی حیرت جادو کو روانہ کر دو

بعہدۂ سپہ سالاری رہے حیرت کو تخت پر سوار کرکے اُڑتا بھرتا تابہ لشکر مہرخ پہونچیگا ان سبکا خاتمہ کرکے لاچین کی بھی گردن لیگا طلسم کشا کو گرفتار کریگا ایک ہفتے مین لڑائی فتح ہوجائیگی یہ سنکر افراسیاب خوش ہوگیا کہا ہو حیرت جادو جا دنیرنگ سے کوئی مقابلہ نہ کرسکیگا لاچین اسکے سامنے طفل مکتب ہی لشکر مہرخ مین کوئی اسکا ہم نبرد نہین اور ما بدولت بھی وقت پر آئینگے ایک انتظام اور افراسیاب نے مقرر کیا چونکہ خبر بربادی ہفت در بند سن چکا خوف ہوا کہ ایسا نہو کوہ عقیق سے صاحبقران بھی لڑتے بھڑتے چلے آئین ایک جادوگر نہایت زبردست کو بارہ لاکھ فوج سے حکم دیا کہ تم جاکر درمیان مین ممالک ہفت دربند کے فروکش رہو کوہ عقیق سے اگر خداوند تشریف لائین استقبال کرنا خدمتگزاری مین مصروف ہونا اگر لشکر حمزہ آنے کا قصد کرے ایکدن مین سبکو مٹا دینا اس طرف نہ آنے دینا وہ جادوگر موسوم بہ کلنگ آتشخوار فوج گران لیکر مقام مذکور پر جاکر مقیم ہوتا ہی اسکا حال بروقت آمد صاحبقران تحریر ہوگا ملکہ حیرت جادو فوج قاہرہ ساتھ لیکر اسیوقت طرف نیرنگ جادو کے روانہ ہوگئی افراسیاب جادو نے مطمئن کردیا کہ حیرت نہ گھبرانا وقت پر مین بھی آونگا افراسیاب طرف باغ سب کے گیا لیکن ملکہ مہرخ ملول و غمگین یاد مین خواجہ عمرو و اسد کے بیقرار بیٹھی ہین سہ حبین رو رہی ہین فراقی ہین ای مادر مہربان شہریار کا کچھ احوال نہ معلوم ہی بہار وغیرہ گئین وہ بھی واپس نہ آئین اپنا تو اب یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی کوئی خبر معقول لیکر نہ آیا نظم

صاف لکھ بھیجا جواب سننے مری تحریر کا
آئیگا روز شرف کب کوکب تقدیر کا
زیب ہی کیسے دم رنگین کلام یار اگر
سورچہ کھاتا نہ خرمن دانۂ زنجیر کا
میری رسوائی اگر میدان محشر مین ہوئی
نخل قد مین پھل لگا سفاک کی شمشیر کا
راہ کاٹی دیکھکر افتادہ اس گلپوش نے
بحر وصف تیر مژگان جب قلم ہو تیر کا

جو لفافہ کھل گیا سارا خط تقدیر کا
کٹ گئی عمر اس قمر کے عشق ابرو مین تمام
آشیان کنج دہن ہی طائر تقریر کا
بے لیاقت مدعی پہونچا سکیگا کیا ضرر
فائدہ کیا اسمین ہوگا کاتب تقدیر کا
کشور دشت مین اک پہلونشین دیوانہ تھا
ننگ ہوا مجھ ناتوان پر خار دامنگیر کا

ای منجم وصل ہوگا کسدن اس مہ پارہ سے
برج عقرب مین ہی کیا کوکب ہی تقدیر کا
پانو نسے مجھ وحشی لاغر کے گھستی نہین
کارگر کیا نیش ہوگا عقرب تصویر کا
بار ور اپنا نہال جان نثاری ہوگیا
قیس لنگر کیا اُٹھا سکتا تری زنجیر کا
تب ہر ہا اس کمان ابرو کا موزون ہو قلق

ملکہ مہرخ نے گلے سے لگایا کہا حضور کیا کہکر دل کو صبر دون وارث کی یہ خبر دہشت اثر مشہور ہی دشمنون کے قلب کو سرد ہی عیار دن مین چالاک گیا نہ ملٹا سردار ہمارے گئے وہ بھی نہ واپس آئے بقول مصحفی دل اپنا قابو مین نہین ہی نظم

چو بلبل ز رفغان ایم چو بیم بوستانش را
نہ خیزم از سر این رہ نگیرم تا عنانش را
گرفتم من کہ مرغ دل گرفتار قفس گردد
نشان چندانکہ می جویم نمی یابم نشانش را
ببلبل ہا دار زانی گل و گلشن کہن مصحفی

چو گل خندان شوم ہر جا کہ بینم باغبانش را
چو بند دپاسبانش در بر دیم رو نگردانم
چو خواہی کرد آخر شعلۂ آہ نہانش را
بزیر آب اگر دشمن چو پائے آستان گیرد
بہار زندگانی دیدہ ام فصل خزانش را

صبا از بوے پیراہن نگرد و چشم بار وشن
کشم جاروب از مژگان فضائے آستانش را
نگر شد عاقبت عنقا کہ از گردون ہمت
بسوز و شعلۂ آہ من آخر آستانش را
رونے سے مہ جبین کے بارگاہ مین

شور گریہ و زاری بلند ہے کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحر گلگون پوش بصد جوش آکر بارگاہ مین اترا نامہ ہاتھ پر رکھکر پیش کیا مہ جبین نے ملکہ مہرخ سے کہا اسے پڑھیے زبانی پوچھا اے قاصد خوش خرام سعادت انجام کہان سے آتا ہے قاصد نے عرض کی نظم

جلوہ گر شد مہ نو فال مبارک باشد
ہفتہ و روز و مہ و سال مبارک باشد

تخت فیروزی و اقبال مبارک باشد
یارب چو آفتاب بہر جا قدم زنی

ماہ نو بشیر و قافلہ امید است
گرد رہت چو صبح کند آشکار فتح

اے ملکہ عالم مین لشکر اسد نامدار سے آتا ہون مبارک ہو بشیر بشیرے صاحبقرانی نے قلعہ توسن حصار فتح کیا توسن مطیع اسلام ہوا ہفت دربند والے قتل ہوئے شہنشاہ لاچین و بدیع و لقصویر و خواجہ نے رہائی پائی اقلیم توسن حصار پر قبضہ ہوا ملکہ مہ جبین یہ خبر فرحت اثر سنکر مالا مال ہو گئین خوشی کے نقارے بجنے لگے خط مین بھی یہی مضمون لکھا تھا بہار وغیرہ نے آخر مین لکھ دیا کہ ہم لڑائی فتح کرکے حاضر خدمت ہوتے ہین انشاء اللہ آپکو ہمراہ لیکر طلسم کشا سے ملین گے غنچہ ہاے آرزو کھلین گے قاصد کو تو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا سرداروں نے اسقدر مال دیا کہ غنی ہو گیا ملکہ مہ جبین نے فرمایا نانی امان جلد سامان سفر تیار ہو چلکر لشکر طلسم کشا سے ملین کیون اے قاصد یہ سرکٹنے کا کیا باعث ہوا تھا قاصد نے کہا جب قیدی سامنے توسن جادو کے پہونچا اسنے چاہا قتل کرے بیٹی اسکی ناہید بہیتن عاشق ہو کر اپنے باغ مین لیگئی انکی صورت کا آدمی بناکر تہ تیغ سرکاٹ کے دے دیا انکو تا بہ قید خانہ پہونچایا اسنے جانبازی کرکے لاچین وغیرہ کو چھوڑا یا آپکی مہمانی امان ملکہ نصوتو کیا عاشق صادق ہین آپ کے ماموں جان بدیع الزمان کے ساتھ قید رہین فریاد نہین کی فراق سہین یہ قید رہائی سے بہتر ہے مین اپنے وارث کے ساتھ قید ہون تامن ناہید سنکر کسی قدر ملکہ مہرخ رنجیدہ ہوئین مہ جبین نے کہا نانی امان مین ایسی سوت پر سے اپنی جان نثار کرون میرے وارث کی جان بچائی اب لشکر تیار کیجیے تاب فراق باقی نہین ہے جملہ سرداران خیر خواہان دولت مشیران سلطنت وزیران آنبت تلوارین ٹیک ٹیک کر

اُٹھے روز عید سے وہ وقت بہتر تھا اسقدر زر و جواہر تصدق ہوا ایک ایک فقیر غنی ہوگیا لشکر مین گدا کی صدا نہ تھی قاصد کو تو رخصت کیا تیاری ہونے لگی کہ طرف دریاے ہفت رنگ کے کوچ کرین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے دست بستہ عرض کی مبارک ہو ملکہ بہار گلعذار صاحب شوکت و یاقوت و باغبان قدرت و رعد و برق و برق لامع و صفدر و صف شکن ملکہ بران شمشیر زن سب صاحب بخیر و عافیت تشریف لاتے ہین ملکہ مہ جبین براے استقبال اُٹھین خوشی مین ملکہ لالان خونقبا بھی بارگاہ سے نکل آئین گرد نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین چوبدارنیان قلماقنیان ترکنین حبشنین مصاحبان ستمتین نیسان غنچہ دہن ہمراہ ملکہ بہار و رعد و برق وغیرہ آکر سب کچھ مژدۂ رہائی شہنشاہ لاچین وغیرہ سنایا تمام کیفیت مفصل سامنے ملکہ مہ جبین کے ظاہر کی مہ جبین نے دیکھا سب سردار زخمدار آئے ہین ملکہ بہار کا گل سا چہرہ کمھلایا ہوا تمازت و حرارت آفتاب سے رنگ روے مخمور متغیر مگر بہ نہال ہین سب بحال ہین ان سب نے ذکر جنگ توسن ظاہر کیا باغبان نے کہا ایک باعث خرابی ہی کہ توسن جادو مکر سے مطیع اسلام ہوا ضرور فتور برپا کریگا ملکہ بہار کے آتے ہی تیاری سفر کی ہونے لگی ہر ایک کو یہی جوش ہی کہ خدمت مین اپنے آقاے نامدار کی پہونچین ملاقات لاچین سے مشرف ہون باغبان قدرت آمادہ ہی کہ اُٹھالا بارگاہ شہنشاہی کا لیکر آگے بڑھوں ممالک فتح کرتا ہوا جاؤن رعد و برق و برق لامع کہتے ہین انشاءاللہ دریاے ہفت رنگ مین آگ لگا دینگے ضرات ہفت رنگ کی آبرو لینگے وہ نبیرہ سامری و جمشید ہی اٹھارہ سو قریات کا حاکم دریاے ہفت رنگ کا ناظم قصر ہفت رنگ اسی کے قبضے مین ہی جابجا لڑائیان پڑینگی یہ ذکر تھا کہ چرند و پرند ہرکارے حاضر ہوے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعاے ثناے بادشاہی بجا لائے نظم

ای از ازل بقاست شمشیر نصرت	همچون غلاف آمده چسپان قباے فتح — آمد ز بحر لطف الٰہی بدر گہت
چون صبح سوی ساحل و فتح از قفاے فتح	ابھی غلاموں کو خبر دریافت ہوئی کہ ملکہ حیرت جادو لشکر لیکر طرف

کوہ زبرجدی کے گئی اُدھر نیز رنگ شوہر آفات آتا ہی قلعہ کی تسخیر کا قصد ہی دعوی کرکے کوہ زبرجدی سے اُترا ہی ساحر یکتا ہی ایک لاکھ فوج افراسیاب نے مصور کے ساتھ کرکے روانہ کیا کہ جاکر شہنشاہ لاچین سے مقابلہ کرو ایک طرف سے سرما و ابریق گئے ہین انکے ساتھ بھی فوج بحیاب و بیشمار ہی ملکہ مہرخ نے چاہا اس مقدمے مین کچھ کلام کرین باغبان و بہار و مخمور نے دست بستہ عرض کی حضور کچھ حکم نفرمائین اسوجہ سے کہ ہم ان زد و ندات مین نہ بیٹھین گے خدمت مین اپنے آقاے نامدار کی جانا ضرور ہی

اس راہ مین جو کوئی روکے گا اُس سے مقابلہ کرینگے ہم چاہتے ہین اور کسی سے ہمسے مقابلہ بھی نہو اپنے آقا کی
خدمت مین پہونچ جائین اس راہ مین اگر بہرام فلک بھی روکے نہ رکین جان اپنی گنواوین کیسے افسوس کی
بات ہی کہ آقا اُس مقام پر ہم دست و پا شکستہ یہان وہان چل کر لاچین کو تخت پر بٹھاوین ملازمان جلودار
سرفروشی کرتے ہوئے تا بہ دریاے ہفت رنگ پہونچین سبطرح کے جھگڑے اُسی مقام سے پیدا
ہونگے اگر دریاے ہفت رنگ کو فتح کیا ادھر ہی سے ڈھونڈہ دریاے نیل کا ہی لوح کی بھی فکر امتحان
اقبال طلسم کشا کا بھی ذکر قریب دریاے نیل ہوگا وہان سے فکر لوح بھی ہوگی سب سردارون نے
اس راے کو پسند کیا کہ باغبان بہت جاسے کہتا ہی اپنے آقا سے مل جانا بہت مناسب وقت ہی
لشکر تیار ہونے لگا کمر بندیان ہورہی ہین باغبان نے فوراً بارگاہ کو لدوا دیا سامان روانگی مین
مصروف ہی ملکہ سرخ موے کاکل کشا وغیرہ طاؤسان زرین بال پر سوار ہوکر چاہتی ہی کہ چلین
کہ سامنے سے اک شتر سوار پیدا ہوا آتے ہی ملکہ سرخ مو کو سلام کیا نامہ ہاتھ مین دیا ملکہ نے اسکو کھولکر
پڑھا حاکم قلعہ سرخ مویان ملکہ نرگس جادو زوجہ شاہزادہ گلریز نے تحریر فرمایا ہی کہ ہمشیرہ صاحبہ نیرنگ
جادو شوہر آفات چہار دست ساحر زبردست فوج بے انتہا ساتھ لیکر بڑے کر و فر سے قلعہ جات
فتح کرتا ہوا آتا ہی بار لشکر اسکا اُٹھانا بہت دشوار ہی ہمشیرہ تم آگاہ ہو کہ میرے پاس فوج قلیل ہی
بہنوئی صاحب تمھارے شاہزادہ گلریز آمادہ مرگ ہوکر بہ جمعیت ساٹھ ہزار فوج کے بیرون قلعہ
نکل آئے ہین بمشکل ایک ہفتے کی مہلت لی ہی اگر اس درمیان مین آپ نے ہماری مدد کی تو فبہا ورنہ
دیدار ہمارا اور تمھارا قیامت پر گیا ملکہ سرخ مو نے وہ نامہ تو مہرخ کو دیا اور کہا حضور کنیز نہین رک سکتی
شہر سرخ مویان لٹ جائیگا بہن بہنوئی قتل ہونگے نیرنگ شوہر آفات چہار دست صاحب سامری
مشہور ہی جہاندیدہ و کار آزمودہ ہر ایک اُس سے مقابلہ نہین کرسکتا لہذا کنیز تو جاتی ہی حضور اُسکا
انتظام ضرور کرین یہ کہکر ملکہ سرخ موے کاکل کشا مع ملکہ ہلال سحر افگن دس بارہ ہزار ساحرون
کو لیکر سمت شہر سرخ مویان روانہ ہوئی ملکہ مہرخ اسی مقام پر اُتر پڑین اب کیونکر طرف اسد کے کوچ
کرین یہی دل مین خیال ہی کہ اتنا بڑا ساحر زبردست آتا ہی دیکھیے کس طور سے مقابلہ پڑے خدا ہالیان
قلعہ کی عزت و آبرو بچائے جسوقت ہمکو خبر خرابی قلعہ سرخ مویان پہونچے یہان سے سردار واسطے
مدد کے جائین شاید فتح حاصل ہو تسکین دل ہو

دو کلمہ داستان شوکت بیان مصیبت عنوان آمد نیرنگ جادو شوہر آفات چہار دست بدست قادہ سرخ مویان بر مقابلہ ہاے جلیل و آمد شاہزادہ ارکان وحشی ہالاک حجرۂ بلاے طلسم نور افشان و آمد ملکہ مشتری ستارۂ طلعت ثانی کوکب کی عجب داستان مصیبت خیز و آفت انگیز ہی و دیگر حالات متعلق داستان

ہذا۔ ساقی نامہ

ساقیا وقت سر کشی آیا
رند میخانے سے نہ پست رہون
رند ہون اوستاد رستم و سام
خم کو یون اونڈ پیلتے دیکھون
نمکین دانہ گزگ ہون چنے
نشہ مو کرے ہر ایک سے زور
پہلوانی پہ ہی قلم کو گھمنڈ
حرف قرطاس پر بچھڑتے ہین
بلبلین گل کی نال اٹھاتی ہین
نخل جھک جھک کے پیلتے ہین ڈنڈ
قوت تن صبا دکھاتی ہی
بلبلا بیٹھکین لگاتا ہی
پاے گل باد نے اکھاڑ دیا
دانون کشتی کے ہو رہے ہین پیچ
تنکے چلتے ہین جب لنگوٹ کسے
زور اکے پہ آزماتے ہین
ایک گر کر زمین پکڑتا ہی
اپنی کشتی کے فن دکھاتے ہین
جنگ نیرنگ کا سمان دکھلا
جنگ مین ہو کبھی تو فتح و ظفر
سب کرین بانک کاٹے کا ملاگ
شیشے مگدر کی جوڑیان ہو جائین
نال دستار شیخ جی کے بنے
جام صہبا کو خاک پر ٹپکے
وقت تحریر پیلتا ہی ڈنڈ
فصل گل نے نشان گاڑے ہین
لیزمین شاخ کی ہلاتی ہین
لاکھ دیتی ہین قمریان ہرکا
مگدر اشجار کے ہلاتی ہی
بلبلین بڑھ بڑھ کے اپنے تھالون سے
سبزۂ باغ کو پچھاڑ دیا
پہلوان اپنے اپنے دنگل کے
دانون کشتی کے ہین دونون مین بسے
ڈنڈ کو جھک رہے ہین ٹھونک کے خم
دوسرے کا قدم اکھڑتا ہی
ایک عالم ہی بھر سیر ڈٹا
ایسا ساغر پلا کہ مست رہون
نشے مین کاٹ لون عدو کا سر
مجھکو صہبا انڈیلتے دیکھون
نقل اکھاڑے کی ریوڑیان ہو جائین
گھٹے تاب و توان رند کا شور
خم مے کو اٹھا کے دھر پٹکے
نئے مضمون کشتی لڑتے ہین
جھومون مین کھدے اکھاڑے ہین
سرو کو اپنے زور پر ہی گھمنڈ
نہین اٹھتا ہی سرو کا اگا
ٹکرین آب جو لڑاتا ہے
کشتیان لڑتی ہین نہالون سے
عشق پیچان دکھا رہا ہی پیچ
شیر ہین آدمی کے جنگل کے
جا کے دنگل مین نال اٹھاتے ہین
شور کرتی ہی جنبش لیزم
ہی استاد وقت پاتے ہین
ہر جگہ ہو رہا ہی بانک پٹا

سب زریان کی چال چلتے ہین
ییسے ہاتھون مین ہین بھری گدکا
ہین صدا ئمین یہ انتراے کمر
دیکھنے والے خط اُٹھاتے ہین

دبدم پیترے بدلتے ہین
مل کے آپس مین جھوٹ لڑتے ہین
یہ کر ک یہ انی یہ چیر یہ سر
مختصر کر افق یہ قصۂ طول

رنگ دکھلاتے ہین علی مدد کا
ہاتھ ہر اک کے مل کے پڑتے ہین
بانے اُستاد فن ہلاتے ہین
اب زیادہ ہی قیل و قال فضول

چہرہ نیرنگ بازان محکمۂ فسون سازی و سحر سازان ہوم خانۂ شعبدہ بازی اس داستان حیرت بیان کو بافسونگری کلک جواہر سلک یون زیب قرطاس فرماتے ہین شعر صفوف آراے جنگ خوش بیانی ؛؛ ہر مصروف جہاد قصہ خوانی ؛؛ اس داستان شوکت بیان کو اُستادان سخنور نے بصد کر و فر یون تحریر فرمایا ہی کہ نیرنگ جادو شوہر آفات بد خو تین لاکھ ساحران زبردست ہمراہ لیکر کوہ زبرجدی سے اُترا آفات نے بھی وعدہ کیا کہ وقت بر محل موقع ہوگا تو مین بھی آؤن گی تم اس طور سے جنگ کرنا کہ روبراہ تا یہ لشکر مہرخ بنجا نارہ مین جو قلعہ جات ملین انکو فتح کرنا خراج و باج نام کا افراسیاب کے سقر بہ ہو مہرخ نے یہ غصب کیا ہی کہ جن شہرون پر اُنکا قبضہ ہوا گزوسکہ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام کا جاری کیا ہی نیرنگ اس جنگ سے یہ مراد ہی کہ ممالک مقبوضہ مہرخ قبضے مین افراسیاب کے آجائین نیرنگ نے کہا ایسا ہی ہوگا مجھے تو تا بہ لاچین جانا ہی توسن حصار پر بھی قبضہ کراؤن مشہور ہی کہ توسن مطیع اسلام ہوا اتنا بڑا جادوگر راز دار سامری و جمشید مذہب سے منحرف ہو دل کو یقین نہین آتا ہی اُس کے قبضے مین ملک کراکے مہرخ وغیرہ سے سمجھون گا ایک مہینے مین سب انتظام کرونگا ایسے لاف و گذاف کرکے مع لشکر چلا لیکن آمد حیرت کا مشتاق تیسری منزل تھی کہ ہرکارون نے خبر دی خاتون محل شہنشاہ تشریف لاتی ہین نیرنگ واسطے استقبال کے اُٹھا کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہرا آمد لشکر حیرت شروع ہوئی عملدار وغیرہ نکل گئے نیرنگ کی نگاہ پڑی حیرت جادو تخت یاقوت نگار پر سوار گرد ہزارہا نازنینان مہجبین دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے زلفین ہر خسار پر بل کر رہی ہین عالم شباب زلفون کو پیچ و تاب شیرین گفتار کبک رفتار حور پیکر سیمن بر سرو باغ رعنائی غنچہ نو دمیدہ گلزار دلربائی نیرنگ صورت زیبا دیکھ کر بیقرار ہو گیا حیرت نے جو خیال کرکے دیکھا نیرنگ اپنے آپ سے باہر ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی چاہتا ہی لپٹ جاؤن حیرت جادو نے ہاتھ چھوڑا یا حکم دیا بارگاہ ہماری الگ استادہ ہو نیرنگ نے کہا ملکہ عالم الگ بارگاہ کی کیا ضرورت ہی بارگاہ زربفتی میرے ساتھ ہی

سب سامان آپکے واسطے آراستہ کیا ہی کئی ہزار کنیزین بھی براے خدمتگزاری حضور ساتھ لایا ہون آپکو
کوئی تکلیف نہوگی مین تو غلام تابعدار آپ کا جان نثار تمھارے ہی شوق مین اپنا عیش وآرام چھوڑا
آفات چہاردست ایسی محبوبہ سے منہ موڑا آپ بخوبی آگاہ ہین ملکہ آفات دم بھر جدائی میری
گوارا نہین کرتین حیرت جادو حیران کہ مین کس بلا مین پھنسی اس بیحیا سے کیونکر آبرو بچیگی چونکہ عقلمند ہی
اچھا اچھا کہکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوئی نیرنگ بھی ساتھ آیا پہلوے تخت حیرت مین اپنا دنگل بچھایا
کبھی ران پر ہاتھ رکھ دیتا ہی کبھی جام شراب لیکر بہ عجز ومنت حیرت کو پلاتا ہی حیرت بدمزاج ہورہی
ہی صرصر شمشیرزن بھی آئی ہوئی ہی حیرت نے صرصر سے اشارہ کیا ای صرصر تو اس بدبخت کی کیفیت
کو دیکھتی ہی یہ اپنے آپ سے باہر ہی کیا کرون کسی طرح اُسکو ٹال یہ بیحیا اپنی بارگاہ مین جاے صرصر نے
آتے ہی نیرنگ کا ہاتھ تھام لیا کہا شہنشاہ مین کچھ عرض کرونگی نیرنگ سمجھا حیرت راضی ہوئی صرصر کو
پیام وصل دونگا صرصر نے کنارے لاکر کہا ای شہنشاہ ملکہ کو بھی آپ سے محبت ہی افراسیاب جادو
آنے کو ہی ابھی تامل فرمایئے اسقدر نہ گھبرایئے بعد فتح جنگ مہرخ مطلب دلی آپ کا حاصل ہوگا ملکہ
تو اکثر آپ کی تعریفین کیا کرتی ہین نیرنگ پھول گیا خوشی خوشی اپنی بارگاہ مین آیا صبح کو لشکر تیار
ہوے نیرنگ خوشی خوشی ساتھ حیرت جادو کے چلا صرصر نے خبر دی آج کی منزل پر قلعہ سرخ مو یان ملیگا
ملکہ نرگس و شاہزادہ نگار نیز طرف سے ملکہ سرخ مو کے حاکم ہین وہ لوگ بے لڑے بھڑے قلعہ خالی کرینگے
نیرنگ نے اُسی وقت ایک نامہ لکھ کر ساحر کو دیا حکم ہوا جاکر نرگس کو دینا کہ حکم نیرنگ جادو وہی خدمت
مین بادولت کی آکر حاضر ہو ورنہ سر سواری قلعہ لونگا قتل عام کرونگا ساحر نے نامہ لاکر ملکہ نرگس کو
دیا نرگس نے جواب صاف لکھا جو تجھ سے ہوسکے اسمین قصور نہ کو تاہی نکر نامہ دار پلٹا ملکہ نرگس نے
افسران فوج کو بلاکر حکم دیا جلد لشکر تیار ہو آمادہ حرب وپیکار ہو شاہزادہ نگار نیز لشکر ساتھ ہزار
فوج سے بیرون قلعہ نکلا لشکر اتر رہا تھا کہ آمد فوج نیرنگ ہوئی نیرنگ نے دیکھا لشکر اتر رہا ہی بازارین
درست ہورہی ہین بارگاہین استادہ ہو ہیں یہ سامان دیکھ کر جل گیا ملکہ حیرت سے کہا سامری وجمشید
کی قدرت ہی ایسے ذلیل وحقیر بادولت کے مقابلے مین آئے ہین کھڑے کھڑے ان سب کو شکست
دونگا کل اسی قلعہ مین جاکر دعوت نوش فرمایئے یہ کہکر اُتر بڑبڑاتا ہوا بارگاہ مین آیا بیٹھتے ہی طبل جنگی
بجوا دیا نرگس کو خبر ملی اس نے بھی طبل جنگی بجوایا ایک مقدمہ ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ جب توسن جادو

مطیع اسلام ہوا لاچین نے انتظام کامل کیا تب خواجہ عمرو نے لاچین سے کہا اب جدا رہنا لشکر مہرخ سے مناسب نہین ہے اب یہ خبرین افراسیاب کو پہونچین گی لشکر مہرخ پر دھاوا ڈالیگا پس خواجہ ضرغام کو بخوبی سمجھا کر اسد سے رخصت ہوے طرف لشکر مہرخ کے روانہ ہو گئے بعد جانے خواجہ کے لاچین نے بھی تیاری لشکر کا حکم دیا لیکن بادشاہ عقیل و فہیم جانتا ہی کہ ہمارا ابھی پہونچنا تا بہ لشکر مہرخ دشوار ہی دو کوس سے زیادہ لشکر نہین چل سکتا اس وجہ سے ناچار ہی خواجہ تو راہ مین لوٹتے مارتے چلے آتے ہین یہان صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آ کر جمے نیرنگ خود میدان مین نکلا شاہزادہ نگار نیزہ نے جا کر مقابلہ کیا خوب خوب آپس مین سحر ہوے نیرنگ بارے روزگار ساحر جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ آخر کے سحر مین نگار نیزہ انتہا کا زخمی ہوا نیرنگ نے چاہا سر کاٹ لون نرگس کی آنکھون مین خون اتر آیا جوش محبت مین شوہر کے جا پڑی کئی گولے نیرنگ کو مارے شوہر کو بچایا آخر یہ بھی زخمی ہوئی نیرنگ کا سحر نہین رکتا تھا الیان فوج نے جو نرگس کو زخمی دیکھا بلوہ کر کے جا پڑے دونون لشکر مل گئے فوج نیرنگ بحساب حیرت بھی جا پڑی نرگس و نگار نیزہ زخمدار ہین ہٹتے چلے آتے ہین نیرنگ چاہتا ہی قلعہ لیاون دونون زن و شوہر جانبازی کر رہے ہین ہر مرتبہ فوج کے قدم ہٹتے ہین زن و شوہر سینہ سپر کر کے بڑھتے ہین نیرنگ چاہتا ہی قلعہ مین جا پڑون خندق لاشہ ہاے ملازمان نرگس سے بھر دون مگر جانباز قدم نہین ہٹاتے قریب تھا کہ نگار نیزہ نرگس گرفتار ہو جائین کہ آسمان پر لکہ ابر سیاہ ظاہر ہوا دفعتًہ ماہ سرخ موے کاکل کشا و ہلال سحر افگن آ کر پہونچین یہ ہنگامہ دیکھ کر سحر کرتی ہوئی شریک لشکر نرگس ہوئین سرخ مو و حیرت کا مقابلہ پڑا کئی سحر حیرت نے کیے سرخ مو نے جواب دیا حیرت نے غصے مین زمین پر دو تھپڑ مارا برق چمکی سر سرخ مو زخمی ہوا ہلال چمک کر حیرت پر گری نیرنگ نے ترنج اڑا دیا ہلال سحر افگن کا شانہ جھول پڑا اجارون افسر زخمی نیرنگ نے فوج کو اشارہ کیا بڑھ بڑھ کر حیرت پر سینہ سپر کرتا ہی عرض کرتا ہی ملکہ عالم آپ تکلیف نفرمائیے مین ابھی ان سبھون کا خاتمہ کرتا ہون حیرت کہتی ہی دادا جان اب آمد فوج مہرخ شروع ہو گئی ایک کے بعد ایک آئیگا اسی قلعہ پر جان اڑا دینگے قدم جما دینگے سر بھی کٹے گا قدم نہ ہٹائینگے نیرنگ کہتا ہی مین جلد خاتمہ کرونگا یہ کہہ کر جھپٹا قلب فوج پر گرا دل سرداروں کے ہلا دیے پرے کے پرے خاک مین ملا دیے پہر دن پچھلا باقی ہی سحر ہو رہے ہین میدان مین دریاے خون جاری ہی آسمان سے آگ برس رہی ہی نقیب آوازین لگا رہے ہین لڑنے والونکے دل بڑھا رہے

ہین نیرنگ جب سحر کرتا ہی آگ آسمان سے برستی ہی ہزار دو ہزار جلے سو دو سو کے سر سحر سے اڑ گئے کبھی ابر بنا کر گراتا ہی تلوارین برساتا ہی ساحر اسم با مسمے نیرنگ جادو نام ہی نیرنگ سازی سحر سے کام ہی قریب تھا سرخ مو وغیرہ شکست کھاکر قلعہ چھوڑ دین کہ آسمان سے برق چمکی باغبان قدرت بصد شوکت ولیاقت مع ساٹھ ہزار جوانان تیغ زن کے آکر مع ہو پہونچا نرگس وگلر نیز وہلال وسرخ مو کو زخمی پایا لشکر پامال فوج کا عجیب حال نیرنگ وحیرت کی فوج بیحساب سب جانباز گھر گئے ہین لیکن قدم نہین ہٹاتے باغبان قدرت نے نعرہ کیا او نیرنگ کہان جاتا ہی حیرت نے بڑھ کر کہا دادا جان آپ نے دیکھا آمد ساحران شروع ہوئی لشکر مہرخ کل آئیگا ایک ایک سردار اپنے کو شل نقش قدم مٹائیگا اول مین جب باغی جمع ہوے پہلے ہی قلعہ قبضے مین آیا تھا یہی مقام پشتہ رنگین حصار ہی بارہ برس سب اہل اسلام اسی مقام پر لڑے بڑے بڑے معرکے پڑے لیکن قلعہ نہین چھوڑا مہرخ سے کبھی پڑا و نہین چھوٹا نیرنگ نے کہا سبکو بھگاؤنگا یہ سب میرے سامنے طفلان مکتب ہین باغبان جو ساٹھ ہزار فوج سے آکر گرا تھلکہ ڈال دیا گیند چلنے لگے پھول برسے ساحران نیرنگ شدت تشنگی سے ترسے باغبان نے صحرا کو گرم کیا آگ کی آتشباری دفع کی انبار رنگ سحر جما یا اُترا ابھرتا قریب نیرنگ پہونچا نیرنگ سے تلوار چلی نیرنگ بلاے روزگار شوہر آفات ناہنجار کئی وار اُسکے باغبان نے روکے ایک مقام پر ہاتھ مارا مٹھی سے ایک جانور کو بھی چھوڑا جانور نے چیخ ماری جل کر خاک ہوا وہی خاک سر پر نیرنگ کے گری نیرنگ کی ذرا پلک جھپکی باغبان نے اس حالت مین تیغہ سحر مارا نیرنگ نے خون اپنا چلو مین لیکر پھینکنا شروع کیا جسپر قطرہ پڑا جل گیا دن بہت کم باقی ہی کہ آسمان سے بوے خوش آئی حیرت نے گھبرا کر کہا لو غضب ہوا بوا آتی ہین دیکھا سب نے بہار و گلعذار طاؤس زرین بال پر سوار گہنے مین پھولون کے لدی ہوئی مثل بوے گل پھولون مین بسی ہوئی باغبان کو جو زخمی دیکھا گلدستہ مارا حیرت سینہ سپر کر کے جا پڑی جیسے ہی حیرت نے سحر کیا بہار مسکرائی سحر کیا ہنسی تھی فوراً برق چمکی حیرت کا سر زخمی ہوا نیرنگ نے جو دیکھا کہ حیرت زخمی ہو کر ہٹی بہار نے باغبان کو سنبھالا باغبان بھی بہار کو دیکھکر پھر لڑنے کا سحر بہار دیکھکر سبکا دل باغ باغ ہو گیا گلدستے بہار نے ایسے مارے خوشبو سے پھولون کی ہزارون دیوانے ہوے سرد ہوے مارتے تھے ہاے بہار ہاے بہار کہکے للکارتے تھے ہر طرف یہ شور تھا نظم

نشان گل ہی نہ صوت ہزار باقی ہی
خزان کا دور ہی نام بہار باقی ہی
فراق یار مسیحا مین ہون قریب مرگ

بدن مین نام کو اب جان زار باقی ہی
گھٹائین جھوم کے اُٹھتی ہین مے پلا ساقی
ابھی تو حسن جوانی یار باقی ہی
ہزارون کھلتے ہین گل زرد باغ عالم مین
ابھی تو باغ مین فصل بہار باقی ہی
ابھی نہ سلسلۂ جام ترک کر ساقی
ہماری سمت سے دل مین غبار باقی ہی
اُٹھا کے آئینہ تو دیکھ کچھ خبر بھی ہی
بہار باغ دل داغدار باقی ہی
رہیگی یون ہی زمانے مین ہائے ولے خدا

جوانی ہو چکی آیا زمانہ پیری کا
ابھی تو موسم ابر بہار باقی ہی
ملایا خاک مین شاہون کو موت نے ایسا
بہار قدرت پروردگار باقی ہی
جو لوگ صاحب شوکت تھے مٹ گئے وہ سب
بہار دور مئے خوشگوار باقی ہی
اُتر گیا ہی امیرون کا نشۂ دولت
کہان وہ حسن ترا ای نگار باقی ہی
بقا نہین ہی کسیکو بھی باغ عالم مین
ہی حسن عشق تو یہ گیر ودار باقی ہی

خزان کی بھی کوئی دس دن بہار باقی ہی
کرون مین ترک ملاقات اس سے ای واعظ
نہ اب ہین وہ نہ نشان مزار باقی ہی
پلا دے جام مئے لالہ رنگ ای ساقی
کسیکا بھی نہین عز و وقار باقی ہی
ہوئی ہی خاک صفائی اس آئینہ رو سے
مگر کسی قدر اب بھی خمار باقی ہی
خزان کا دور ہی گلشن مین ای ہزار تو کہہ
ہمیشہ ذات تری کردگار باقی ہی
ہزارون نے اپنے گلے کاٹے

نیرنگ یہ سحر نیرنگ دیکھ کر گھبرایا چاہا بہار پر جا پڑون حیرت نے گھبرا کر طبل امان بجوا دیا اہل اسلام کو بہت غنیمت ہوا شکست فاش بھاگنے کی تلاش ہو چکی تھی بہار نے آکر لشکر کو سبنھال لیا نیرنگ کو بہت ناگوار ہوا حیرت سے کہا ای ملکہ عالم تمنے یہ کیا کیا مین بدون فتح ہرگز نہ واپس ہوتا دس دن تک اسی طور سے لڑتا حیرت نے کہا دادا جان یہی غنیمت ہی کہ شکست فاش نہین ہوئی کل تک لشکر مہرخ بھی آجائیگا سب آئین نگموڑا تا نعیتا نہ آئے نیرنگ نے کہا وہ کون ہی حیرت نے کہا اُسکا نام لینا مناسب نہین ہی نام لینے ہی پہونچتا ہی ہرچند نیرنگ نے پوچھا حیرت نے خواجہ کا نام نہ بتایا یہی کہا کہ ہوشیار رہیے نیرنگ جادو لشکر کو ساتھ لیکر پلٹا ہی لیکن حیرت پر ٹوٹا پڑتا ہی یہان باغبان و بہار لشکر کو لیکر واپس ہوئے باغبان نے زخمیون کو اُٹھوایا کشتون کو دفن کرایا یہان نیرنگ قہر و غضب مین حیرت سے باتین کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا بیٹھے بیٹھے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے کل ان سب کو قتل کرونگا صدائے نقارۂ رزمی بلند ہوئی ہرکارون نے آکر باغبان و بہار کو خبر دی کہ نیرنگ نے طبل جنگی بجوایا نہایت بیحیا کو غصہ ہی حیرت پر خفا ہوتا ہی کہ کیون طبل بازگشت بجوایا ملکہ بہار نے فرمایا اس بیحیا کو بڑا غرور ہی اُسی وقت نوازش طبل کو حکم دیا دو نامے اپنے ہاتھ سے لکھے ایک طرف طلسم نور افشان کے پاس کوکب کے روانہ کیا ایک خدمت مین ملکہ مہرخ کی جن کنیزون کو روانہ

کیا تاکید کردی کہ زبانی بھی ظاہر کرنا کہ نیرنگ جادو سے مقابلہ ہی جو آنکھون سے دیکھا ہی سب بیان کرنا کنیزان بہار دونون نامے لیکر چلین دو کلمہ داستان کوکب روشن ضمیر و بُرّان باتوقیر تحریر ہوتے ہین ملکہ بُران شمشیرزن مبتلاے دام محن ہر وقت یاد مین ایرج نوجوان کی آٹھ پہر بیقرار رہتی ہین جسوقت سے توسن حصار سے پلٹ کر آئین یہی فکر ہو کہ لشکر اسلام کی کیونکر خبر منگائین اسی رنج و ملال مین قصد ہوا کہ قصر جمشیدی مین چلون تخت زرین پر سوار ہو کر قصر جمشیدی مین آئین دیکھا شہنشاہ کوکب روشن ضمیر پریشان بیٹھے ہین خورشید روشن راے سے فرما رہے ہین دیکھین اب فلک کجرفتار گردون غدار کیا دکھاتا ہی بڑا ساحر جلیل مقابلہ اہل اسلام مین آتا ہی برہمن روئین تن پر ایسی افتاد پڑی حالات آیندہ و گذشتہ کس سے دریافت کرین جب کبھی براے عبادت جاتا ہون اُسی آفت مین مبتلا پاتا ہون سحر تاریک شکل کش سے کلیجہ جل گیا اُٹھنا بیٹھنا دشوار ہی کلام کس سے کرین بطور خود جو خیال کیا صاف ثابت ہوا کہ نیرنگ جادو کی سرداران فرخ کے ہاتھ سے قضا نہین ہو آج بھی طائران سحر نے خبر دی کہ ہزارہا بندگان خدا کو اُسنے قتل کیا بُرّان نے آکر سلام کیا کوکب نے تمام معرکہ نیرنگ کی لڑائی کا بُرّان سے بیان کیا بُرّان نے کہا قبلہ و کعبہ براے مدد بہار وغیرہ جانا ضرور ہی کوکب نے کہا بیٹیا مین اس فکر مین بیٹھا ہون کتب ستارہ شناسی کو دیکھا ثابت ہوا اُسکی موت تمھارے ہاتھ سے نہین ہی اہالیان لشکر فرخ پر بھی غالب آئیگا یہ تو میرے دل کو گوارا نہین ہی کہ مدد کو نہ جاؤن لشکر فرخ کی خبر نہ لون لیکن انجام بخیر ہو یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ مشتری ستارہ طلعت آکر پہونچین کوکب وغیرہ سب براے تعظیم اُٹھے مشتری نے کوکب کی بلائین لین فرمایا کیون نور نظر خیر تو ہی کوکب نے تمام کیفیت آمد نیرنگ جادو اور مجبوری اپنی سامنے ملکہ مشتری کی ظاہر کی ملکہ مشتری نے سُنکر فرمایا ای فرزند نہ گھبراؤ مین جا کر شاہزادہ ارکان وحشی کو روانہ کیے دیتی ہون وہ جاتے ہی زمین ہلا دیگا نیرنگ کو دیوانہ بنا کر ماریگا اگر افراسیاب کا بھی سامنا پڑیگا ہر چند کہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی ساحر یکتا ہی مگر قلب اُلٹ جائیگا اگر ارکان وحشی نے قصد کیا کسیکی کیا حقیقت ہی افراسیاب اپنا گلا کاٹ لے یہ فرما کر ملکہ مشتری اُسیوقت طرف قصر حجرہ کے روانہ ہوئین جب قریب پہونچین ملکہ جیحون کو خبر ہوئی کہ ملکہ مشتری تشریف لاتی ہین براے استقبال آئین ملکہ مشتری کو لاکر تخت پر بٹھایا پوچھا کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ملکہ مشتری نے

تمام کیفیت آمد نیرنگ جادو بیان کی جیحون نے کہا آپ کا پرورش کردہ آپ کے گھر کا بردہ صاحب
شوکت ولیاقت شاہزادۂ ارکان وحشی اسکی قوم بھر کو کافی ہی جب مین لڑائی سے پلٹ کر آئی ہر چند کہ
جوان دیوانہ مزاج ہی مردون کے سر کا تاج ہی مجھسے پوچھتا تھا کہ محبوب کاکل کشا نے اپنی جان دی اُس
لڑائی مین آپ نے ہمکو ہمراہ نہ لیا آرزو رکھتا ہی کہ افراسیاب سے سامنا کرون یہ کہکر جیحون اُٹھین در
باغ پر آواز دی ای شاہزادۂ خجستہ صولت ای رستم شوکت مادر مہربان تمھاری تشریف لائی ہین تمھین یاد
فرماتی ہین سب نے دیکھا ایک جوان خود زرین سر پر زرہ یاقوتی زیب جسم انور ماہر خسار ابر نقاب مین
پنہان شوکت وشان ودبدبہ وجاہ اندر سے نقاب کے عیان صاف ظاہر ہی کہ مہر عالمتاب حجاب ابر مین
مخفی ہی تیغہ ہلالی ہاتھ مین بارہ ہزار جوان ہمسن باغ سے برآمد ہوے جیحون نے آمد مشتری کی خبر دی اشتیاق
مین دوڑا آکر قدمون سے لپٹ گیا مادر مہربان کہکر گلے مین ہاتھ ڈال دیے ملکہ مشتری نے اس ارکان وحشی کو
بچپن سے پرورش کیا ہی کوکب سے زیادہ محبت کرتی ہین فرزند کہکر چھاتی سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا
فرمایا ای فرزند برائے جنگ نیرنگ چلوگے ارکان نے قبضے پر ہاتھ ڈال کر کہا اگر مادر مہربان کا حکم ہو
بہرام فلک پر جا پڑون اگر رستم ہو تو اُسکو بھی چیر کر پھینک دون نیرنگ بیچارا کون ہی مجھے تو ہوس مقابلۂ
افراسیاب ہی مدت سے سنتا ہون میرے بھائی کوکب کو بہت ستایا بھائی صاحب نے اپنے غلام کو
کیون نہ بلایا اب آپ نے ارشاد فرمایا مین بدل وجان حاضر ہون یہ کہکر سلاح خانے مین گھس گیا ہتھیار
لگا کے اکڑتا ہوا سامنے آیا لیکن حرکتین دیوانہ وار مزاج وحشی مثال خود کوچ کرتا ہی تیور بدل رہا ہی
آواز دی مرکب ہمارا جلد لاؤ ارکان وحشی جو آراستہ ہوا بارہ ہزار جوان اسکے ہمسن سلاح جنگ سے
آراستہ ہو کر صفین جمانے لگے مرکب ہاے باد رفتار سائیس لیکر آئے ارکان وحشی نے خانۂ زین کو مثل
خانۂ آفتاب کے روشن کیا بارہ ہزار جوان فوراً سوار ہوے ملکہ مشتری کو جھک کر سلام کیا کہا مادر
مہربان غلام رخصت ہوتا ہی ملکہ مشتری نے اُٹھ کر بلائین لین ترقی عمر کی دعائین دین اُسوقت
ایک نامہ کوکب کو لکھا کہ بطور چہار دست کو برائے رہبری ارکان وحشی فلان منزل پر مقرر کرو وہان
اس سے ملاقات کرے ہمراہ اسکو لیکر مہرخ کی مدد کو پہونچے مین بھی وقت پر آؤنگی میرے دل کو قرار نہ
پڑیگا یہ جاتے ہی لڑیگا اگر افراسیاب بھی سامنے آجائیگا یہی کیفیت اُسکی بھی ہوگی اپنے قتل پر
خود آمادہ ہوگا ادھر سے تو ارکان وحشی نے کوچ کیا نامہ کوکب کو پہونچا کوکب نے فوج تیار کر کے

بلور کو روانہ کیا ڈانڈے پر طلسم نور افشان کے بلور نے آکر ارکان وحشی کو لیا منزل بمنزل طی کرتا ہوا
تماشے کوہ و دشت و بیابان کے دکھاتا ہوا جاتا ہی کہ انکا ذکر وقت پر آئیگا یہان نیرنگ جادو نے
دوبارہ طبل جنگی بجوایا ملکہ بہار و باغبان نے بھی حکم دیا تیاریان ہوئین بوقت سحر دونون لشکر بڑے
زور و شور سے آکر میدان کارزار مین جمے نیرنگ آگے بڑھا ہوا دریاے سحر مین غوطہ مارے ہوے آکر
پہونچا بطور قاعدۂ قدیم صفوف قتال وجدال آراستہ ہوئی نیرنگ حیرت سے کہہ رہا ہی ملکہ عالم خبردار آج
طبل بازگشت نہ بجوانا اگر دس دن بھی گذر جائینگے مین بدون فتح واپس نہونگا اگر روک ٹوک مین لشکر مہرخ
کے مہینون گذرین تا بہ لشکر لاچین جانے مین سالہا سال چاہئین اس غفلت مین لشکر لاچین زور پکڑ لیگا
یہ بھی خبر مشہور ہی کہ لاچین کے رہا ہوتے ہی اکثر شاہان جلیل بدون طلب جاکر لشکر طلسم کشا سے ملے
عہدے تقسیم ہوئے پس وہان تک جانا بادولت کو بہت پُرضرور ہی عرصہ کرنا عقل کا قصور ہی کہ نقیبون
نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا لشکرون پر سناٹا آیا صداے طبل وبوق موقوف ہوئی نیرنگ جادو
کہ آج دریاے سحر مین غوطہ مار کے آیا ہی اژدر آتش فشان پر سوار اژدر سے کود کر سامنے حیرت جادو
کے آیا کہا ملکہ عالم اجازت میدان دو حیرت نے سر جھکا کر کہا دادا جان آپکو خداوند لقا کے سپرد
کیا نیرنگ پشت اژدر پر بیدرنگ سوار ہوا میدان کارزار مین آیا آتے ہی آواز دی ای بہار
و باغبان اپنے شباب پر رحم کرو رومال سے ہاتھ باندھ کر حاضر خدمت حیرت ہو ورنہ بہت پچھتاوگی
میرے ہاتھ سے سب مارے جاؤگے کسی کا حوصلہ نہین پڑتا کہ مقابلہ نیرنگ مین جائے ملکہ نرگس و گلریز
و سرخ مو و ہلال و باغبان کل کی لڑائی مین انتہا کے زخمی ہوئے افسران اعلے مارے گئے صرف ملکہ بہار
سینہ سپر کیے کھڑی ہی قصد ہوا کہ جا پڑون نرگس تخت سے کود پڑی کہا ای ملکہ بہار تمھاری وجہ سے باغ
اسلام مین رونق ہی نام سے تمھارے بیحیا جلتا ہی آج کنیز کو رخصت دیجیے انشاء اللہ آپ کے اقبال سے
وہ بھی دیکھے کہ نرگس کیسی لڑی کس کس پر نگاہ ٹھہر پڑی بہار نے کہا ای نرگس تمنے بڑا کار نمایان
کیا اتنے بڑے ساحر کو مع حیرت پہر بھر کامل روکا انتہا کی زخمی ہو مین اگر خدا نے فضل کیا اور گلدستہ
سحر چل گیا تو دیوانہ کرکے اس بیحیا کو بھی تنکے نہ چنوا دیے نہین تو بہار جادو نہ کہنا اور یہ تو ظاہر ہی کہ ساحر
زبردست شوہر آفات جبار دست بادۂ کبر و نخوت سے مست بیحیا سامری پرست پروردگار حافظ
ہی ای نرگس ہم تم کو نہ جانے دینگے میدان کارزار کے جانے ہین جو عرصہ ہوا نیرنگ نے پکار آواز دی

آج کوئی میرے مقابلے مین نہین آتا بدولت خود تکلیف کرین مغلوبہ کو حکم دین ملکہ بہار نے نرگس سے
دامن چھوڑایا فرمایا ہمشیرہ اُسکا غرور بڑھتا ہی نرگس و سرخ مو وغیرہ بے اختیار رونے لگین گلریز نے
کہا مقام افسوس ہی نامہ لکھکر بھیجا تھا اُسکا کچھ ظہور نہوا شہنشاہ کو کب بھی نامہ پڑھکر خاموش ہوے
اُستاد والا نژاد ہمارے شہنشاہ اوج عیاری لشکر مہرخ مین نہین ہین اگر وہ ہوتے اس سرکش کو عیاری
کرکے قتل کرتے پروردگار سرپرست ہی یہ جو سرداروں نے بیقرار ہوکر کہا ہر ایک دعا کرنے لگا پروردگار
ہماری مدد کر اس بیحیا کے مقابلے کے لائق ہم نہین ہین اے کارساز عالم اے حکیم و علیم اے کریم و رحیم ہر مقام پر
تو نے مدد کی یارو یاد کرو سوچو تو اول پشتہ رنگین حصار پر کیا کیا معرکے پڑے کس آن بان سے سرداران
نامی لڑے چند گس ادھر اُدھر ساحران بحر و بر روز اول خواجہ عمرو پاس ملکہ مہرخ کے پہونچے مگر ملکہ
کہتی تھین یہ عیار بیچارے کیا لڑینگے چشم زدن مین گرفتار ہو جائینگے دمبدم یہی ذکر تھا کیسے کیسے ساحر طرف
سے افراسیاب کے آئے خدا سلامت رکھے خواجہ عمرو نے جا جا کر عیاریان کین صبح کو انکو بھاگتے راستہ
نملتا تھا کبھی عیاری ہوئی کبھی سرداروں نے جانبازی کی بڑے بڑے ساحر نامی گرامی مارے گئے
عشاق سبزہ رنگ نے بڑا زور دکھایا ملکہ بران کو قتل کیا اپنے اُستاد کے قربان اتنے بڑے ساحر تک
پہونچے حیرت کی صورت بنے گھس کر ظالم کو مارا آج بھی پروردگار مدد کریگا ہر چند کہ یہ مردود دریاے
سحر مین غوطہ مارکے آیا ہی مگر جو اژدر سحر سے بنایا ہی دو دو سو کو یہ نگل جائیگا اسکا دفعیہ کون کرسکیگا مشہور ہی
کہ اژدر سحر نیرنگ قیامت کا پتلہ ہی میدان کارزار مین ضرور زہر اُگلیگا سب نے جو بیتاب ہوکر دعا کی
لکہ ہاے ابر گلنار و فیروزی و سیمابی آسمان پر نمایان ہوے سب دیکھنے لگے وہ ابرہاے متعدد دشق ہوے
سب نے دیکھا ملکہ مہرخ سحر چشم بصد قہر و خشم سریر جہانبانی پر پہلو مین ملکہ مہ جبین سیمبر چار سو سرداران
نامی تخت کو گھیرے ہوے کئی سو علم ہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے نوبت و نقارے بجتے ہوے
ملکہ مہرخ کا لشکر پہونچا ہرکاروں نے عرض کی اے ملکہ عالم آج میدان داری ہی کل نیرنگ کے
ہاتھ سے ہزارہا بندگان خدا سیار گلشن جنان ہوے اسوقت میدان مین آیا ہی کوئی لائق مقابلہ
اُسکے بہ سبب زخمداری کے نہین ہی بہار نے قصد کیا ہی سب سردار اپنی غربت پر رو رہے ہین
یہ سنکر ملکہ مہرخ نے طرف دست راست کے دیکھا ملکہ لعل شخندان طاوس زرین بال پر سوار
موجود تھین فوراً پایۂ تخت مہ جبین کو بوسہ دیا عرض کی شہنشاہ گیتی ستان اجازت میدان کی دیجیے

ملکہ مہ جبین نے سر جھکایا لعل سخندان سلام کرکے طاؤس کو اُڑا کر میدان کارزار مین آئین للکارا او بدانجام تجھکو بھی یہ لیاقت ہوئی نمک خواران طلسم کشا پر وبا ڈالتا ہی دیکھون تو کیسا ساحر ہی نیرنگ نے سر اُٹھا کر جو جمال بیمثال لعل سخندان کو دیکھا ایک معشوق پری پیکر سیمبر عارض ماہتابان دہن غنچۂ گلزار خوبی جبین انور آفتاب عالمتاب چرخ محبوبی خال عارض نجم درخشان برج دلربائی باتون مین مسیحائی سرو قد خورشید خد بصد شد و مد میدان کارزار مین مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہی نیرنگ نے بے اختیار آہ کی کہا اے ملکۂ عالم آپ پر سحر کرنا بڑی بے ادبی ہی آپ کے والد نامدار مصاحب سامری و جمشید مشہور تھے آپکو خداوندون نے پسند کیا آپکو نہین مناسب ہی کہ باغیون کا ساتھ دیجیے آپکے یہان کتابون مین ماہ دولت کا نام بھی مرقوم ہی تمام طلسم ہوشربا مین میرے اثر در سحر کی دھوم ہی اگر اشارہ کرون تمام عالم کو کھا جاے نعرہ کرون حریف کو غش آئے آپ اس طرف چلی آئیے اپنے لشکر کا بادشاہ کرون عمر بھر خدمتگزاری مین مصروف رہون جی چاہتا ہی تصدق و نثار ہون مین تو پروانۂ شمع رخسار ہون یہان فرد فرد کے اجزاے حیات منتشر ہونگے عبارت راحت کا نام نہوگا اب بخیر انجام نہوگا اُن لوگون کی زندگی پر حرف آیا یہ بھی ایک نکتہ ہی سب کے سر قطع ہونگے رباعی اربع عناصر کی تقطیع ہوگی ارکان سحر و ساحری متزلزل و متحرک ہونگے آج تک ماہ دولت نے قصد نہ کیا ہمارے جاننے والے ہمکو پہچانتے ہین ہمیشہ خدمت سامری و جمشید مین مشرف رہے کوئی تقریب برادری ایسی نہوتی تھی کہ بے ہمارے حاضر ہوے خداوند کوئی تقریب کرین ہمیشہ صلاح کار رہے باغی بیکار رہے اب قصد کیا مقام کوہ زبرجدی چھوٹا اب تک عیش و راحت کے پابند رہے اپنے کمال مین خود پسند رہے اب خالی و ایس نہونگے ہمارے واسطے بدنامی ہی خانۂ دل مین آپکو جگہ دینگے پردۂ چشم مین چھپائینگے پلکون سے جاروب کشی کرین آنکھین بچھائین آپ ایسی معشوقہ پر کیونکر سحر کرین ہمین پاس کرنا واجب و لازم ہی آپ کے والد نامدار ملک اخضر گوہر پوش اگر اس مقام پر ہوتے غلام کے کہنے کا حضور کو اعتقاد ہوتا وہ بھی مصاحبت مین رہے بڑے بڑے عجائب و غرائب دیکھے حضور ہمکو شرمندہ نکرین ایسا نہو کچھ بے ادبی ہو جاے ہر چند کہ معشوقون کو ہمیشہ عاشق سے نفرت ہی اپنی تو یہ کیفیت ہی غزل

کسیکا دل کبھی بھولے سے تم اگر لینا
ہمارے خون مین تم اپنے ہاتھ بھر لینا

ہماری مہر و وفا کو بھی یاد کر لینا
چھپانہ عالم فانی مین قتل ہندون سے

حنا ملے نہ اگر تمکو وقت آرایش
خدا کے سامنے سفاک تو نگر لینا

تمہارے کوچے سے جاتی ہے لاش عاشق کی
ہزارون کروٹین بستر پہ رات بھر لینا
وہ خوب یاد ہے بوسے کو دیکے وصل کی شب
گرون نشے مین جو ساقی مری خبر لینا
جو دفن کرکے چلے دوست مجھکو مین نے کہا
جو پھڑکون دام مین اگلی تو پر کتر لینا
سوار ہوکے چلو ساتھ میری میت کے
جہان وہ مل گئے دو دو کلام کر لینا
ہوے جہان مین ہین بیحد گناہ تیرے سبب

شریک ہو تو جنازے کے پھر سنور لینا
ستم اُٹھائے نہ صاحب کے جب کوئی عاشق
حیا سے آنکھون پہ ہاتھون کو اپنے دھر لینا
عدم کے کوچ مین افسوس خالی ہاتھ چلے
کبھی کبھی تو خدا کے لیے خبر لینا
یقین مرگ یہ تھا اُنسے مین نے شب کو کہا
لحد قریب رہے جب تو تم اُتر لینا
ہماری لاش پہ رونا نہ اپنی آنکھون سے
حسین حشر کے دن اُسکی تم خبر لینا

ترے فراق مین عاشق کو تیر سے کام ہے گر
تو اُس گھڑی ہمین بھولے سے یاد کر لینا
یہ دور بزم ہے ساقی رہے خیال ذرا
نہ ہمکو یاد رہا توشۂ سفر لینا
خدا کے واسطے مجھکو نہ ذبح کر صیاد
سحر کو آکے مسیحا مری خبر لینا
نہ ہمکو طور کی حاجت نہ عرش اعلے کی
کسی رقیب سے دم بھر کو چشم تر لینا
غصے سے ملکہ لعل کا چہرہ سرخ

ہوگیا کہا او نامردار سے یہ میدان کارزار ہے تجھکو ہمارے مرنے سے کیا کام ہے اب ہمنے سامری جمشید پر لعنت کی شکر ہے راہ ضلالت سے نکلے سیر گلستان دین حق مین مصروف ہین کیا تیری طرح بیوقوف ہین مجبور ہین کہ ہمارے وارث نے پیشدستی کا حکم نہین دیا ورنہ زبان درازی کا لطف ملتا سحر کرو ورنہ خلاف قاعدہ صاحبقران اگر پیش قدمی کرین نخل کفر کو جڑ سے اُکھیڑ کر پھینک دین وہ تمہاری جاگتی جوت کا خداوند طلسم کشا کے بزرگون کے ہاتھ سے دربدر خاک بسر مارا مارا پھرتا ہی کیا خوب تمہارا مذہب ہے شرم نہین آتی جب وقت کشاکش نفس آئیگا سارا حال کھل جائیگا داخل جہنم ہوگا طعمۂ اژدر شعلہ ہاے آتش دوزخ ہوگا بہت پچھتائیگا سردار لشکر ابلیس پرستان مشہور رہا سامری پرستون کی عقل کا قصور رہا غصے مین جو غنچہ دہن کو وا کیا نیرنگ دنگ ہوگیا فصاحت و بلاغت کو دیکھکر حیران تھا مار آتشین کا تازیانہ سر اژدر پر مار کر آواز دی لو ملکہ عالم سنبھلو اس آگ سے بچو سب نے دیکھا اژدہے نے اسقدر آگ منہ سے چھوڑی کہ ایک گنبد آتش بنکر تیار ہوا ملکہ لعل سخندان اُسمین چھپ گئی شعلہ ہاے آتش نے تا بہ آسمان سر کھینچا لشکرون مین شور ہوا نیرنگ نے ملکہ لعل سخندان کو قلعہ آتش مین گرفتار کیا نکلنا دشوار ہے نیرنگ بھی بلبلا کے پکار اٹھا ہاے اس محبوب جانی نے میرے کہنے کو نہ مانا اپنے کو بلا مین پھنسایا ہڈیان تک جل جائینگی یہ خاص آتش سحر سامری ہے ایک ایک شعلہ کرۂ نار افسونگری ہے سب نے دیکھا اُس گنبد آتشین کے اندر سے ایک برق جہان سوز چمکی برق

تڑپ کر بلند ہوئی تلکہ ابر آسمان پر آیا کڑکڑا کے برسا ملکہ لعل سخندان اُس گنبد آتش فشان سے باران سحر برساتی ہوئی نکلین سارا گنبد پانی ہوکر بہ گیا لعل سخندان کا یہ سحر دیکھکر سب گھبرائے نیرنگ نے اژدر پر دو تین منتر مارا اژدہے نے دم کھینچا ملکہ لعل طاؤس سے گرین سب نے دیکھا طرف دہن اژدر کے کھنچتی جاتی ہین اپنے کو روکتی ہین نہین رک سکتین اسوقت ایک غریو تھا کہ نیرنگ ساحر قدیم ہی رکن اعظم طلسم ہوش ربا ملکہ آفات کا ندیم ہے دیکھو کیا قیامت کا سحر کیا اب اژدر نگل جائیگا لیکن جب ملکہ لعل سخندان قریب دہن اژدر ہو گئین گھٹنے ٹیک کر اپنے کو سنبھالا وہ پنجۂ نگارین خورشید نگارون مین اژدر کے ڈال کر کھینچا رانیرنگ کود کر بھاگا الامان کہتا ہوا دور جا کر ٹھہرا ملکہ لعل سخندان نے اژدر کو چیر کر پھینک دیا تمام جسم پر خون کی چھینٹین پڑین وہ زور کیا کہ چہرہ سرخ ہو گیا اسوقت لشکر مین ایک غریو تھا ہر طرف سے احسنت و آفرین کی صدائین آتی تھین نیرنگ تیغ کھینچکر جا پڑا اس ماہتابان نے بھی کمر سے نیمچۂ ہلالی کھینچا نیرنگ نے کئی وار کیے ملکہ نے اُسی نیمچہ برق تاب پر تیغہ کو اُس نامرد کے گانٹھا سب نے دیکھا لڑتے لڑتے ملکہ لعل سخندان مسکرائین دہن سے ایک شعلہ نکلا آنکھون کے سامنے نیرنگ کے چمکا نیرنگ کی پلک جھپکی ملکہ نے خبردار کہکر نیمچہ مارا سر نیرنگ زخمی ہوا حیرت کے ہوش اُڑے پکار کر آواز دی اے یارو بربادکن خانمان ساحران عالم کو گھیر کر مارلو خود بھی کڑک کر جا پڑی ملکہ لعل پر سحر کیے فوج بیشمار جو پشت پر حیرت کے تھی وہ بلا زمان نیرنگ بیدرنگ آمادہ جنگ ہوئے حربہ ہائے سحر ہاتھ مین لیکر جا پٹے ادھر سے ملکہ مخمور سرخ چشم و رعد و برق و برق لامع و خورشید زرین سحر و ساحر بیدیل شاہزادہ شکیل وغیرہ لینا لینا کہکر جا پڑے ادھر سے بہار نے بڑھکر نرگس تخت سے کودی گلرنیر نے بڑھ کر سحر کیا دونون لشکر آپس مین مل گئے وہ سحر ہوئے آسمان سے آگ برس رہی ہی دریائے سحر جوش مار رہا ہی ہزارون بندگان خدا ڈوبے لیکن نیرنگ سر کے زخمی ہونے سے بہت شرمندہ ہوا سب نے دیکھا ایک نخل کے سایہ مین کھڑے ہو کر کچھ اسم سحر پڑھا ایک ساحرہ سیاہ رو تیرہ درون زمین سے پیدا ہوئی وہ تو یہ کہتی ہوئی نکلی منم ظلمات کنیز آفات لیکن نیرنگ نے اُسکو ایک ہاتھ تلوار کا مارا سر کٹ کر اُسکا زمین پر گرا اس بیحیا نے خون اُسکا ایک جام مین لیا اس خون سے سر کا علاج کیا پٹی بنا کر چڑھائی زخم فوراً اُبھر آیا اُسی خون سے منھ دھویا تمام جسم پر چھینٹے

دیے ساحر خونخوار سنکر جھپٹا لاشہ کنیز کا تڑپکر جل گیا اُس خاک کو بھی لیکر نیرنگ نے اُڑادیا اُس غبار سے
یہ تاثیر پیدا ہوئی ہزار ہا ماہ زبان مہرخ نابینا ہوکر گرے اُس عالم مین اُس بیچیانے اُن اندھون کو
قتل کیا برق لامع چمک کر بلند ہوئی آڑی ترچھی گرنے لگی کئی ہزار کے سر اُڑادیے رعد چنگھاڑ رہا
تھا ان اسکی برق جب کڑک کر گری سو دو سو کے سر کاٹ کر چمکی لیکن نیرنگ جادو نے جسوقت سے
وہ خون چہرے پر ملا ساحر غدار نابنجار بدکردار تھا اب خونخوار ہوا کسیکا سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا جس نے
سحر کیا اُسنے دستک دی وہ سحر اُلٹا پلٹا خاک اُڑ رہی ہے خاک سے ہزارون کے دل پر غبار آیا نازنینان
نرگسی چشم نابینا ہوئین اس حال مین اکثر کو قتل کیا اُس بیچیا نے بہار کو ٹوکا بہار نے کئی گلدستے
مارے رنگ سحر بہار نہ جما باغ سحر بہار پر خزان آتی ہوا بگڑ گئی گلدستے سے ایک برق چمک کر سرپر
گری بہار زخمدار چہرہ گلنار اُسی حال مین مخمور سامنے آگئی خنجر سے مخمور کو زخمی کیا برق پر دستک
دی برق لامع پر بھی بجلی گری برق لامع نے کئی زخم کھائے رعد کی آواز مین فرق آیا برق
کا چمکنا موقوف ہوا گولا اُٹھا کر اُس نے مارا تخت مہ جبین ٹوٹا اب لشکر اسلام پر شکست فاش
واقع ہوئی یا تو سرداران مہرخ نے آتے ہی لشکر نیرنگ کے پانون اُٹھادیے کئی لاکھ ساحر مارے گئے
لیکن جب سے نیرنگ نے سحر مذکور نئے رنگ سے کیا کوئی تاب نہین لاسکتا فریاد کی صدا بلند ہوئی
دوراتین اسی ہنگامے مین گذری مین ایکی مرتبہ حیرت نے قصد کیا طبل بازگشت بجواکے پلٹ جاؤن
نیرنگ نے کہا کہ اے ملکہ عالم یہ مناسب نہین ہے مین عہد کرچکا ہون بغیر فتح جنگ نہ پلٹونگا جان لڑادونگا
ان سب کی کیا حقیقت ہے یہ کہکر فوج کو بڑھایا نقیبون کو اشارہ کیا نقیبون نے آوازین لگائین ای
نمک خواران افراسیاب ای ساحران لاجواب فرد روز جنگ است جنگ باید کرد ٭ کوشش نام و
ننگ باید کرد ٭ دیگر رستم رہا نہین یہ نہ بہرام رہگیا ٭ مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا ٭ تمھارا سرپرست
افراسیاب لاجواب بادشاہ جلیل وفہیم وعقیل سامری پرستون کا کفیل فرقہ خداپرستان خوار و ذلیل انکا
الگ اس ملک مین نہین ہے کیا جانبازی کر رہے ہین تم بھی قدم جماؤ دشمن کو سامنے سے ہٹاؤ یہ
میدان کارزار ہے قدم ہٹانا مرد کے واسطے ننگ و عار ہے اس طرح کے اشعار و الفاظ عبرت آمیز و حیرت
خیز جو نقیبون نے کہے حیرت کے ساتھ والے بھاگے ہوئے پلٹ پڑے اب تو بیچیاؤن نے سینے سپر
کردیے مہرخ نے ہر چند کد و کاوش کی لڑائی مین جان لڑائی کوشش کی کچھ سود مند نہوا اُسوقت

کوئی نہین سنتا بھاگو بھاگو کی صدا ہی لیکن سرداران مہرخ نے ملکہ مہرخ دمہ جبین کو ہوادار پر سوار
فوراً کر لیا اپنے مالک کا ساتھ نہین چھوڑتے عالم شکست مین جانبازی سے منھ نہین موڑتے ملکہ مہرخ
نے جو سر اُٹھایا دیکھا سب سردار زخمی ہین لعل سخنداں نے کئی زخم کھائے اپنے کو علم سحر سے بہت بہت
بچایا سامنے نیرنگ کے کوئی علم کام نہ آیا لشکر بھاگتا ہٹا تین کوس ہٹکر پڑاؤ پر پہنچ آگئے نیرنگ نے
تعاقب نچھوڑا پڑاؤ پر بھی بلوہ کر کے آپہنچے بارگاہین لٹنے لگین نیرنگ نے ہزارہا خیمہ جلا دیا لاش
پر لاش گرادی سحر کر کے زمین ہلا دی اُسوقت مہرخ کی بدحواسی حیرانی پریشانی چہار جانب سر اُٹھا کر
دیکھتی ہی سب سردار تو مہرخ کی رائے کے پابند ہین مہرخ انتہا کی دردمند ہین فرمایا افسوس مین نے
تاج افسری ناحق قبول کیا لڑنے والے لڑتے ہین معرکہائے عظیم پڑتے ہین مشہور یہی ہوتا ہی
مین بدنصیب کیا کرون حقیقت مین سب کی افسر ہون وقت پر کون کیا کہنا مانتا ہی ہر کس و ناکس
یہی کہتا ہی کہ بڑا غضب ہوا بدنامی کی بات ہی ملکہ مہرخ نے شکست کھائی لہذا مجھکو جان دینا مناسب
ہی یہ کہکر آگے بڑھین سردارون سے کہا یارو بعد ہمارے تمکو اختیار ہی خواہ لڑو خواہ بھاگو مجھے
اب تاب ضبط نہین ہی دل نہایت اندوہگین ہی یہ کہکر نیرنگ کا سامنا کیا کئی گولے ایسے مارے ہر
گولے کی ضرب مین دو دو ہزار جادوگر مرے لیکن نیرنگ کا کچھ نقصان نہوا یہ بچا نیرنگ کا بڑھ کر
مہرخ پر گولہ مارا مہرخ نے گولہ کاٹا تلوار نکل کر گولے سے سر مہرخ پر پڑی سراسر مہرخ کا زخمی ہوا
جرأت مین فرق نہ آیا اُس حال مین بھی زخم باندھ کر چاہا نیرنگ پر جا پڑین بہار و مخمور و باغبان
لپٹ گئے کہا اے ملکہ یہ کیا سحر کیا سحر آپ کا آپکو جواب دیتا ہی ایک پر ایک کو غالب خدا نے پیدا کیا ہی
زبردستی جان دینا اپنا خون اپنی گردن پر لینا کام عقلمندون کا نہین ہی جب مہرخ نے نہ مانا باغبان
وغیرہ نے زخمداری مین مہرخ کو ہوادار پر سوار کیا پیچھے ہٹے پیر اُٹھ گئے اب قلعہ پر بلوہ ہوا اُسوقت
مہرخ نے گھبرا کر باغبان سے کہا تمھاری صلاح ہی کہ طبل ان بجوا دون تین شبانہ روز ایک حالت ابتلا
مین بسر ہوئے لڑنے والے کہانتک لڑین جوانان تیغ زن تھک گئے دیکھو گھٹنے ٹیک دیے سپرون
پر تکیہ کیے جھوم رہے ہین جوش جرأت مین قبضۂ شمشیر چوم رہے ہین باغبان تمھین احسان کرو
خواجہ عمرو کو ڈھونڈھ نکالو اگر وہ آجاتے رائے نیک بتاتے پہلو سے ایک کنیز نے آواز دی
حضور مین خواجہ عمرو کو بلا لاؤن ذرا مجھے آنکھ ملائیے اسقدر نہ گھبرائیے ملکہ مہرخ نے پلٹ کر دیکھا

خواجہ عمرو ایک کنیز کی شکل بنے کھڑے ہین فرما رہے ہین ای مہرخ بقول سعدی فرد نہ ہر جاے مرکب
توان تاختن ٭ کہ جاہا سپر باید انداختن ٭ تم سب صاحبون نے خوب جانبازی کی فوج ولد ہی نہین
کرتی نیرنگ بھی ساحر زبردست ہی بس طبل المان بجواؤ اپنی جان بچاؤ صبح ہوتے ہوتے مین اسکی
مشکین باندھ لاؤنگا مارے کوڑون کے کھال گرادونگا ملکہ مہرخ خواجہ عمرو کو دیکھکر باغ باغ ہوگئین
روح کو راحت آنکھون مین بصارت قلب کو قوت حاصل ہوئی فوراً طبل امان پر چوب پڑی لشکر جدا
ہوے حیرت نے اپنا ہاتھ روکا نیرنگ نہ مانتا تھا حیرت سے کہا ملکہ اب مسلمانون کو ان ندون اپنی
تدبیر سے لڑائی فتح کرونگا حیرت نے کہا داداجان آپ بجا ارشاد فرماتے ہین صدہا سال سے یہ قاعدہ
مقرر ہی کہ جب طبل امان بجتا ہی لشکر کے لوگ پلٹ جاتے ہین یہانتک قانون مین درج ہی کہ اگر حریف
حریف کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا ہو خنجر گلے پر رکھدیا ہو مناسب ہی اپنے دشمن کو قتل نکرے اکثر ہم بھی
طبل امان بجواتے ہین سرداران مہرخ پلٹ جاتے ہین آج انھون نے طبل امان بجوایا ہم نہ قبول کرین
قاعدے کے سراسر خلاف ہی کیا رات بھر مین وس گز کے ہو جائینگے کچھ بڑھ جائینگے گھیر کر مار لینگے حجت
باقی نہ رہے نیرنگ خاموش ہو رہا بفتح و فیروزی لشکر کو لیکر پلٹا ادھر ملکہ مہرخ و سرداران مذکور بقرار
زخمدار ساتھ لیکر پلٹین بارگاہ مین آئین خواجہ عمرو بھی ہمراہ ہین زخم دوزیان کرائین لیکن نہایت
انتشار ہی یہان نیرنگ جو پلٹ کر آیا اشتیاق وصل حیرت مین پھر بیقرار ہی چاہتا ہی جلد لڑائی فتح
کرون وصل حاصل ہو آتے ہی تخت پر بیٹھا دو چار جام شراب کے پیے بلبلا کر حکم دیا طبل جنگی بجے جو
لوگ لشکر ظفر اثر کی خبر لیکر بھاگے تھے بارگاہ مہرخ مین آکر پہونچے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنا بادشاہی بجا لائے نظم

الٰہی در جہان باشی بہ اقبال	جوان بخت و جوان دولت جوان سال	الٰہی مطلب احباب حاصل در جہان گردد
فلک چون جام مے با یکام دوستان گردد	شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن پامال و دوست سرفراز ہو نیرنگ نے	

پھر طبل جنگی بجوا دیا پلٹنا اسکو نہایت ناگوار ہوا حیرت پر غصہ کرتا تھا اُنے پرمرتا تھا اب کہتا ہی بے
فتح واپس نہونگا ملکہ مہرخ نے فرمایا بہ تائید رب اکبر یہان بھی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ رزمی
گڑگڑایا جب طبل جنگی بج چکا تو مہ جبین نے گڑگڑا کر خواجہ سے کہا اب آپ کچھ تدبیر کرین سرداران ہمارے
سب زخمی ہو چکے ہین کوئی لڑنے کے لائق نہین ہی سحر نیرنگ پر فائق نہین ہی عمرو نے کہا مجھسے
کیا ہو سکتا ہی بموجب مضمون مصرعہ ع پراگندہ روزی پراگندہ دل شعر کیا ہنسے کیا خاک کوئی رو سکے

جی ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے ؛ قرضدار در پئے آزار بارگاہ سے نکل بھی نہین سکتے مہرخ نے کہا خواجہ آپ نے کہکر طبل ان بجوایا اب آپ اس طرح فرماتے ہین عمرو نے کہا مین نے بُرا کیا اب کبھی ایسی خطا نہو گی یہ سنکر باغبان قدرت نہایت صاحب لیاقت ہی پکار کر آواز دی صاحبو ہمارے اُستاد کے قرضہ ادا کرنے کی تدبیر کرو نیرنگ کی بھی تدبیر ہو جائیگی کسی نے دو ہزار کسی نے چار ہزار کسی نے زیور رنگا رنگ سامنے خواجہ کے جمع کیا جب مبلغ خطیر جمع ہوے تو باغبان نے کہا اُستاد یہ قلیل تو حاضر ہی سود تو ادا کیجیے اصل کی بھی تدبیر ہو جائیگی خواجہ ہنسے فرمایا باغبان اب آپ بڑی ظریف ہو گئے ہین روپے دیکر میری جان لیتے ہین سبطرح مشکل اگر یون تو جان جاے نہ یون تو قرضدار کہین گے تو نے ملتا ہوا چھوڑ دیا ہمارا قرضہ ادا نکیا مجھے جان دینا منظور ہی تم سبھون کا بڑا خیال رہتا ہی یہ کہکر اُٹھے کہ روپیہ قبضے مین کرون باغبان نے کہا اُستاد یہ روپیہ ابھی نہین ملیگا ایک خیمے مین رہیگا جب آپ نیرنگ کو پکڑ لائینگے تب یہ رقم پائینگے خواجہ نے طرف باغبان کے بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا کہا بہت اچھا ہم جاتے ہین اپنے کو شل نقش پا مٹاتے ہین زبردستی کمبخت ہماری جان لیتے ہین بڑبڑاتے ہوے بارگاہ سے نکلے صورت بدل کر طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوئے لیکن نیرنگ جادو عاشق جمال حیرت بیقرار و پریشان طبل جنگی بجوا کر کنیز کو خدمت مین حیرت کے بھیجا کہ ملکہ عالم مین نے طبل جنگی بجوایا گھڑی دو گھڑی یہان آکر بیٹھیے حیرت نے جواب صاف کہلا بھیجا کہ مین تمہاری بارگاہ مین نہ آؤنگی نیرنگ نشے مین شراب کے بیٹھا تھا لڑکھڑاتا ہوا تخت سے اُٹھا آنکھون کے سامنے تصویر حیرت دل پر داغ مصیبت چھپرکھٹ پر آکر گرا کبھی اُٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی کبھی فلک کج رفتار کا شکوہ کرتا ہی ہاے اُس محبوب مطلوب کا دیدار پاؤن جان اپنی قدمون پر نثار کرون بہ درد و کرب یاد حیرت مین یہ اشعار پڑھنے لگا

اشعار موافق مضمون مقام نظم

یار تھا پردہ نشین [illegible] کبھی گھر پھرتا
ساتھ دو چار قدم [illegible] ٹھوکر پھرتا
بیٹھ رہتا تھا کہین [illegible] مجھے دیکھا [illegible]
تیغ کھنچتی نہ چھری چلتی نہ خنجر پھرتا

دل کے اندر تھی جگہ جسکی وہ باہر پھرتا
خبر یار کو دل جا کے سفر پھرتا
[illegible] مری گردش کا مقدر پھرتا
ڈھونڈھتا [illegible] تصور مین [illegible]

مین ہوں [illegible] ہاتھ اپنے جگر پر [illegible]
کبھی پھرتا کبھی [illegible] تو منہ [illegible]
سیر کرتی نگہ یاس وہ قاتل دم ذبح
دور کیا تھا کہ مرے ساتھ اگر [illegible]

لاکھ منہ پھیرے کوئی تجھسے بک بک سے ہم
نظر آجاے جو کوئی کہین مضطر پھرتا
خاک تا شیر تپاک کرنہ دکھاتے آنسو
جستجو مین تری پھرا در بدر کیونکر پھرتا
داد کو اپنی بھی پہونچا کوئی فریادی عشق
کبھی مین گرد کبھی میرا سقدر پھرتا
ساتھ ساتھ اپنے تصور کیجو آتا وہ بھی
غیر کا ہاتھ نہ وہ ہاتھ مین لیکر پھرتا

سر کسیکا نہین ملتین ناصح خود سر پھرتا
کو دکھاتا نہ فلک ساقی محفل کا سمان
آبرو پر تری پانی مژہ تر پھرتا
کوچہ یار کا قاصد ہی لگاتے جو پتا
پوچھتے اس سے جو ہنگامہ محشر پھرتا
خون عاشق کا نکرچلتی جو وہ تیغ نگاہ
دل کے اندر کوئی پھرتا کوئی باہر پھرتا

جاننا جلوہ گہ یار اسی کو قاصد
چشم و دل مین تو کوئی شیشہ کوئی ساغر پھرتا
دونون آنکھین تو تجھے چار طرف ڈھونڈھا کین
یون بھٹکتا ہوا کیون خضر ہمیر پھرتا
سر افتادہ کو میرے جو وہ ٹھکراتے
سو ل آیا ہوا پھر کیون کوئی خنجر پھرتا
دل جلا ال اپنا جو پامال ہوا خوب ہوا

جب نیرنگ بہت بیقرار ہوا مصاحبون نے آکر سمجھانا شروع کیا

کہا حضور حیرت نو خود آپ پر جان دیتی ہی فتح جنگ کا وعدہ ہی وہ کل پورا ہو جائیگا بدون فتح واپس نہونگے ہم وعدہ کرتے ہین کل حیرت کو آپ کے پہلو مین سلادینگے یہ باتین تھین نیرنگ جب بہت گھبرایا بارگاہ سے اپنی باہر آیا ٹہلتا ہوا طرف بارگاہ حیرت کے جاتا ہی ایک نخل کے سائے مین روشنی سی معلوم ہوئی نیرنگ نے پلٹ کر دیکھا بیخ نخل پر حیرت جادو سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہی نیرنگ جھپٹ قریب آیا دیکھا حقیقت مین حیرت جادو معلوم ہوتی ہی ابھی آکر بیٹھی ہی مگر یکہ و تنہا نیرنگ تو بیقرار ہو رہا تھا گرد پھرنے لگا کہا ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی کیون اسوقت مزاج اقدس کیسا ہی حیرت نے نیرنگ کے پٹے پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہا او بجیا شعبدہ باز تونے کیا کر دیا کہ میرا دل نہین لگتا اسوقت اپنے ساتھ والیون کو دم دیکر نکل آئی یہی خیال تھا کہ دادا جان کو دیکھاؤن تونے کیا کوئی موہنی پڑھ دی نیرنگ طمانچہ کھاکر قدمون پر گر پڑا کہا ملکہ مین غلام ہون جان میری حاضر ہی عمر بھر غلامی کرونگا حیرت نے کہا ارے او بدبخت اس مقام پر مجھسے باتین کرتا ہی صرصر کو افراسیاب نے میرے اوپر مقرر کیا ابھی جو آجاے تو غضب ہو تو اپنے خیمے مین جا مین پشت پر سے آؤنگی ارے خبردار کسی سے ذکر نہ کرنا مین بدنام ہو جاؤنگی افراسیاب تجھکو زندہ نہ چھوڑے گا لیکن تیرے واسطے زہر کھاؤنگی آخر دل کو کیا کہکر سمجھاؤن دل سے اپنے ہر شخص ناچار ہی سلطنت طلسم ہوش ربا چھوڑ کر تیرے سودے مین مبتلا ہون جلد جاکر بارگاہ مین تخلیہ کر سبکو ہٹادے مین دو باتین تجھسے کر کے چلی آؤنگی نیرنگ جادو بھاگا بارگاہ مین آتے ہی مصاحبون سے کہا یارو باہر جاؤ مصاحبون نے

جو سبب پوچھا کہا یار و کچھ نہ پوچھو وقت فرصت کہدونگا سب مصاحب وغیرہ باہر آئے پشت پر سے
سراپچہ چاک ہوا دیکھا حیرت جادو منھ لپیٹے ہوے کانپتی ہوئی رنگ رو متغیر اندر بارگاہ کے آئی
نیرنگ کا یہ حال ہی مالامال محبت عرض کی آئیے سرفراز کیجیے حیرت آکر مسند پر بیٹھی بیٹھتے ہی رونے
لگی نیرنگ نے سبب پوچھا حیرت نے کہا ای نیرنگ یہ معاملہ کیونکر چھپیگا جس دن افراسیاب کو
خبر ہوگی تمھارا تو کچھ نکر سکیگا مجھے آتش قہر و غضب مین جلا دیگا نیرنگ نے کہا ملکہ عالم اُسکی کیا مجال
ہی مین ایسے اسم پڑھونگا اُسکی زبان بند ہوجائیگی کبھی کچھ نہ کرسکیگا مین مخفی ہوکر آیا کرونگا پرسون
یہ راز نہ کھلیگا حیرت نے کہا بس مین جاتی ہون مین نے تجھکو دیکھ لیا تسکین ہوگئی نیرنگ قدمون
پر گر پڑا لپٹنے لگا حیرت نے دو طمانچے مارے کہا بے ادب قاعدے سے بیٹھ بزرگون نے سچ کہا ہی
کہ ذلیل کا منھ لگانا اچھا نہین ہی ذرا ہمنے توجہ کی اپنے آپ سے باہر ہوگیا کوئی گلابی شراب کی
بھی تجھکو ممکن ہی نیرنگ دوڑ کر میز پر سے گلابی اُٹھا لایا حیرت نے گلابی ہاتھ سے نیرنگ کے
لیلی گھائی سے پڑیہ بیہوشی کی شراب مین ملائی خیال ہوا ای عمرو ایسا ہنو بازو پر اسکے تپلے سنہرے
بندھے ہین کوئی ور انداز یول اُنھین جام تو لبریز کیا مگر کہا کیون ای نیرنگ یہ تپلے کیسے بازو پہ
بندھے ہین بازو پر بہت بڑے معلوم ہوتے ہین انکو کھول کے رکھ دیے نیرنگ نے کہا ملکہ عالم یہ
میرے نگہبان ہین بس حیرت نقلی نے غصے مین جام شراب زمین پر پھینک دیا دامن جھاڑ کر
اُٹھی کہا او بیحیا سنگدل ہمکو دشمن جانتا ہی ہمنے محبت افراسیاب سے منھ موڑا تیرے پاس
با تکلف چلے آئے تجھکو اب تک دوستی مین دشمنی کا خیال ہی ایسی تلاش سے ملاقات کی اب نہ بھی
جاؤنگی تو مین خبر نہ لونگی یہ کہتی ہوئی حیرت چلی نیرنگ دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا ملکہ واسطے
سامری جمشید کے میری خطا معاف فرمائیے آپ دشمنی کرینگی تو دوستی کون کریگا لحہ بھر ادھر
ٹھہر جائیے ایک جام نوش کیجیے اب تو عمرو نے خوب پاؤن پھیلائے نیرنگ نے سب تپلے اُٹھا کر
پھینک دیے عمرو نے کہا مجھے خود تیری شراب پیتے خوف آتا ہی کہ اُس مین زہر نہ ملا ہو نیرنگ
بہت خوشامد سمجھا کے تا بہ مسند لایا خواجہ نے جام لبریز کرکے رکھ دیا کہا لے او بدمست شراب پی لے
تو مین رخصت ہون نیرنگ نے کہا بہت ہو رہا ہی ہوش درست نہین جام کو اُٹھا کر بیخوف پی گیا ادھر
تو اُسنے شراب پی خواجہ عمرو نے منھ بنا کر اُسے کہا لے مین جاتی ہون خبردار مجھسے بات نکرنا یہ کہکر

عمرو چلا نیرنگ سا گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھا بیہوشی تو تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا عمرو نے جست کر کے
زبان میں سوزن دیا حلقہ ہائے کمند سے مشکین باندھیں چادر عیاری میں پشتارہ باندھا سریچہ
چاک کر کے نیچے نکالا رات بہت قلیل باقی ہے ستارہ سحری چمک چکا ہے صدائے مرغ سحر آرہی ہے حیرت جادو
دربار سے اٹھی صرصر حاضر ہے کہا جاؤ دیکھو نیرنگ اٹھا یا سو رہا ہے صرصر چلی یہان جب عرصہ ہوا مصاحب
و خادم و خدمتگار جو دروازے پر حاضر تھے انھون نے آواز دی اے شہنشاہ صبح قریب ہے کمربندی کا
حکم دیا جائے کچھ آواز نہ آئی مصاحب اندر گھس آئے آکے دیکھا چوکھٹے چنگیر دان عطر دان پاندان
وغیرہ اشیاء مدارات اسباب سحر مسند پر پڑا ہے سریچہ چاک نیرنگ کا نشان نہین روتے پیٹتے طرف بارگاہ
کے چلے راہ مین صرصر ملی پوچھا اسنے یارو خیر تو ہے سب نے کہا شہنشاہ کا نشان نہین ملتا صرصر نے ان
سبھون کو پھیرا خود اسی بارگاہ مین آئی عمرو کے پیترے کا نشان پہچانا کہا صاحبو عمرو آکر لیگیا
مصاحبون کو ساتھ لیکر دربار حیرت مین آئی کہا حضور نیرنگ کو عمرو گرفتار کر کے لیگیا نہین معلوم کیا
دھوکا دیا یقین ہے کہ آپکے نام پر گرفتار ہوا حیرت نے کہا اے صرصر جیسا اس بھیا کو خیال تھا اسکے
آگے آیا لیکن افراسیاب تجھکو اور مجھکو دونون کو قتل کروا دیگا بروقت رخصت یہ اسنے کہا تھا کہ نیرنگ
کو عیارون سے بچانا غفلت نکرنا صرصر بہت گھبرائی حیرت نے کہا مین ابھی لشکر کشی کر کے جاتی ہون
یا جان دونگی یا اسکو چھوڑا لاؤنگی سرداران مہرخ نے اسکے ہاتھ سے شکست کھائی ہے سب اُس سے
جلے ہوئے ہین فوراً قتل کروا دینگے لمحہ بھر توقف نکرینگے یہ کہکے حیرت تخت پر سوار ہوئی لشکر تیار
ہوا صرصر گھبرائی کہا اے ملکہ عالم اتنا توقف فرمایئے کہ کنیز خبر لے آوے تو آپکو اختیار ہے ایسا نہو سب
سرداران مہرخ مل کر آپکو گرفتار کرین تو مین شہنشاہ کو کیا منھ دکھاؤن گی یہ کہکر صرصر بہانے
عیاری سے آراستہ ہو کر بصورت مبدل طرف لشکر مہرخ کے روانہ ہوئی یہان مہرخ وغیرہ کو رات
بھر انتظار رہا کل سردارون کو انتشار سحر ہوتے ہی سب نے آہ کی کہا یو صاحبو صبح ہو گئی معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ
کا نتیجہ قابل نہین ہوا پیرانا جادوگر جہاندیدہ کار آزمودہ ہے اوسنے آفات پر تمارلات و منات
دام انکا نہ پڑا یہ ذکر تھا کہ لشکر مین غل ہوا خواجہ پشتارہ بدوش آتے ہین چرند و پرند تے بڑھ کر بخوشی

دعا دی اشعار بموجب مضمون مقام ہذا النظم

تا صبح نو عروس زمرد حجاب را	بر روز جلوه از طبق خاوران دهد	باد او هوس کجت ترازِ نقش که چرخ

ہر ساعتش بروے نامہ جہان دہد | حضور کا اقبال یاور ہی خواجہ عمرو نیرنگ کو پکڑ لائے بہار
و مخمور نے کہا ای ملکۂ عالم جلد جلادون کو بلوائیے آتے ہی اسکو قتل کیجیے کہ میدان رسالہ دار بارگاہ
مین جمع ہوگئے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ دیر نہ کیجیے گا خواجہ نے آکر دیکھا دربار مین مجمع عام تخت
پر ملکہ مہ جبین گرد تمام سردار عمرو نے آواز دی ای ملکۂ عالم اس ملعون کو لایا مگر بڑی جانکاہی ہوئی
میان باغبان صاحب وہ روپیہ میرا لائیے باغبان نے کہا خیمے مین سب رکھا ہی خواجہ تو لشتارہ
پھینک کر واسطے اپنے روپئے کے سمت خیمے کے چلے یہان مہرخ نے اشارہ کیا زبان مین نیرنگ کے
سوزن ہی کمندہاے ریشمی سے مشکین بندھی ہوئی چرند و پرند نے ہوشیار کیا نیرنگ چہار جانب
دیکھنے لگا ملکہ مہرخ نے آواز دی او نامرد قدرت پروردگار کو دیکھا ہمارے اُستاد تیری مشکین باندھ لائے
مناسب ہی کہ اطاعت مین اسلام قبول کر یہ سنکر اس بیحیا نے آنکھین نکالین ہاتھ سے اشارہ کرتا ہی اگر سوزن
زبان سے نکل جائے تو مزا چکھا دُن جلاد جلاد کا جو ہلڑ ہوا پرے مین سے ایک جلاد تیغہ کھینچے ہوئے
حاضر حاضر کہتا ہوا نکلا ملکہ مہرخ سے آنکھ ملا کر کہا حضور اُسکو قتل کردون مہ جبین نے کہا بسم اللہ وہ جلاد جھپٹکر
قریب نیرنگ آیا ظاہر مین تو کان پکڑا چلا کر کہا او بیحیا سر جھکا حکم قتل ہو چکا ساغر عمر تیرا لبریز ہوا
چھپکے سے کہا ای شہنشاہ ہوشیار ہو جیے منم ملکہ صرصر شمشیرزن مین سوزن نکالتی ہون ہوشیار
ہو جائیے نیرنگ نے اشارہ کیا قتل کے حیلے سے صرصر نے زبان سے نیرنگ کے سوزن لیا
نیرنگ بل کر کے اُٹھا سنگریزے اُٹھائے یا سامری کہکر پھینک مارے صرصر تو کود کر بھاگی بارگاہ
مہرخ مین پتھر برسنے لگے کئی سو کے سر پھٹے یہان خواجہ نے جال مار کر وہ مال قبضے مین کیا خوشی خوشی
خیمے سے نکلے تھے کہ دیکھا لشکر پر پتھر برس رہے ہین صدے گیرودار بلند ہا لیان لشکر مہرخ دردمند
عمرو گھبرا گیا پوچھا کیا ہوا دیکھا ہالیان لشکر بھاگے جاتے ہین قیامت کبرا برپا ہی عمرو نے بڑھکر
دیکھا نیرنگ مثل فیل مست لڑ رہا ہی کئی ہزار لاشہ زمین پر پھڑک رہا ہی نیرنگ مثل شعلۂ جوالہ بھڑک
رہا ہی قیامت برپا کردی بیچ بارگاہ مین ٹرا صدہا سردار بے لطفی سے زخمی ہوے بھاگنے کی اُس بیحیانے
مہلت نہ دی زمین ہل رہی ہی عمرو گھبرا گیا جی مین کہتا ہی اب شکست فاش ہوئی خدا اپنا فضل شریک کرے
یہ ذکر تھا کہ حیرت جادو کا بھی نعرہ ہوا مع لشکر گران بصد شوکت وشان آگر گری اہل اسلام گھبرائے
ہوے تھے حیرت نے قیامت برپا کردی پہلے ہی حملے مین کئی سردار نامی کئی ہزار اہالیان فوج سپاہ گلشن

جنان ہوے اِن ساحرون کے مرنے کی صدا جو بلند ہوئی ہر چند مہرخ بدو کتی ہی بڑھ بڑھ کے گولے مارے برق لامع کڑکی مخمور نے خوب سحر کیے لیکن ہیرنگ پر کسی کے سحر کی تاثیر نہین ہوتی شعلہ جوالہ ہی جسپر جا پڑا جلادیا صدہا بندگان خدا کو اُس ناری نے پھونکا اب مہرخ کا قدم اُٹھ گیا پڑاؤ لٹا بارگاہین چھوٹین حیرت نے آگر پڑاؤ پر قبضہ کیا ملکہ مہرخ مع سرداران نامی اپنے سردارون کو بچاتی ہوئین دو کوس ہٹ آئین اب آگے صحرائے خارستان مقام کوہستان ہی سردارون نے گھبرا کر کہا حضور اب بھاگ کر کہان جائین بہتر یہ ہی کہ لڑ بھڑ کر مرین مہرخ نے کہا اپنے بے نیاز سے دعا کرو وہ اس مشکل کو حل کریگا سب سردارون نے دست دعا بدرگاہ بے نیاز بلند کیے بقرار ہو کر دعائین کرنے لگے کہ ای عیب پوش عالم تیرے بندگان خاص کو شکست فاش ہوتی ہی بھاگنے کی تلاش ہوتی ہی ہزارہا بندگان خدا اس ظالم کے ہاتھ سے سیار گلشن جنان ہوے کیسے کیسے ماہتابان و مہر درخشان پردۂ خاک مین نہان ہوے اب یہ جو باقی ہین انکو بچالے بقرار ہو کر جوان سب نے دعا کی غازیان دیندار و مجاہدان ہتور شعار وقت بیکسی و بے بسی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا بدعت بھی ہیرنگ کی حد پر پہونچ چکی ہی آج اسی امر پر آمادہ ہی کہ سبکو مٹا دے ان بڑے بڑے سردار بھی مارے گئے فوراً دعا قبول ہوئی صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی لکہ ہاے ابر سرخ و سفید نمایان ہوے مہرخ وغیرہ دیکھنے لگین دیکھا سب نے ساٹھ ہزار علم ہاے زنگاری کے پھر یرے کھلے ہوے بلور چہار دست اہتمام فوج مین مصروف تخت پر ملکہ جیحون سبز پوش زبان دراز پایۂ تخت کو تھامے ایک جوان وحشی شمال چہرۂ زیبا پر نقاب آفتاب رخ ابر دامن حجاب مین مخفی لیشت مرکب باد رفتار پر سوار بارہ ہزار جوانان زرہ پوش چلتہ پوش دوش بدوش لیشت پر اُس جوان کے پرے جماے ہوے علاوہ ان بارہ ہزار جوانون کے نشر اسی ہزار ساحر اژدہاے آتش فشان پر سوار بصد شوکت و لیاقت حربہ ہاے سحر ہاتھ مین روار وی کرتے ہوے آتے ہین جیسے ہی تباہی لشکر ملکہ مہرخ کی جیحون نے دیکھی آواز دی ای شاہزادۂ ارکان وحشی سبزیون مین ہمکو دیر ہوئی لشکر مہرخ پامال ہو رہا ہی جلد جا کر شرکت کرو ہیرنگ شوہر آفات چہار دست بادۂ کبر و نخوت سے مست خاص ملکہ مشتری ستارۂ طلعت نے اُسی نامرد و بیحیا کی سرکوبی کے واسطے تمکو تکلیف دی اس فصل مین کہ طائر بھی آشیانون سے نہین نکلتے پیک نگاہ کے پر جلتے ہین وہی زمانہ ہی کہ صحرا کرۂ نار ہی مرغابی دریا مین بقرار بناہ پانی دشوار ہنگان

آبرو دار تہ آب پنہان ہین ہوائے گرم سے شعلے عیان ہین مچھلیان جسم سمندر مین پنہان ہین خاص ملکہ مہرخ کا بھی نیرنگ دشمن ہی برائے رہروان جادۂ اسلام راہزن ہی بسم اللہ شمشیر خارا شگاف کھینچیے نعرون سے تمھارے میدان کا رزار تھرا جائین دشمنون کو غش آجائین وہ نہنگ دریائے ہمت شیر بیشۂ صولت وجلالت اپنے مقام سے بڑھا مرکب باد رفتار نے طرارہ بھرا نعرہ کیا باشیدا ہو ملازمان نیرنگ اب آگے بڑھنے کا ارادہ نکرنا آگے نہ بڑھنا سنم شاہزادۂ ارکان وحشی مالک حجرۂ بلاے طلسم نور افشان پلٹ کر نیرنگ وحیرت نے دیکھا ایک جوان شیر صولت آفتاب جمال ہرچند کہ چہرۂ انور زیر نقاب پنہان ہی پر نور کی چہرے سے نکل رہی ہی مرکب صبا رفتار کلائیان بارتا ہوا دم سے چنور کرتا اس شوکت سے آتا ہی اشعار بانی مضمون مقام نظم

زشوخی داده بر تاراج تمکین
چراغ دودمان برق روشن
زبس نرمی که او در ره شتاب است
کرشیده از سختی سم زبر دستش

ازو بر باد رفته خانهٔ زین
زمانے نیست آرامش بیکجا
بصد زرین او محمل بخواب است

بود از تندی آن طرفه توسن
ہمیشه گرچه دارو در حنا پا
زنعل آہن نگشته پاے بستش

پنجہ ہلالی زیب کمر سپر قرص آفتاب عالمتاب پشت پر جوانان لاجواب سب نے تلوارین کھینچین ارکان وحشی جا پڑا بارہ ہزار برق شمشیر ایک مرتبہ چمکی بارہ ہزار جوان پہلے ہی وار مین واصل جہنم ہوئے پرے درہم وبرہم ہوئے ارکان نے نیرنگ کو تاکا اُسی جانب لڑتا بھڑتا چلا نیرنگ کو اپنے عجائب وغرائب کا گھمنڈ ہی لشکر ارکان پر جا پڑا گولے مارنا شروع کیے ملکہ جیحون سبز پوش زبان دراز بھی تخت سے کود ین لشکر حیرت پر جا پڑین دریاے سحر نے جوش مارا ملازمان حیرت جادو لڑتے ایک جانب بلور چہار دست تلوار کھینچکر جا پڑا شیرانہ رستمانہ لڑ رہا ہی آتے ہی شکست لشکر کور وکا دشمن کی فوج کو تہ وبالا کیا ابھی تک کسی کو یہ دریافت نہین ہوا کہ ارکان وحشی مین کیا کمال ہی یہ سمجھے کہ ساحر ہی لیکن مرد سپاہی بذریعہ سپر وشمشیر جنگ کرتا ہی تیغہ سحر اسکے ہاتھ مین ہوگا پنجہ ہلالی سپر فولخ دامن ہر مقام پر اسی سے کام لیتا ہی ارکان نے ابتک نقاب چہرے سے جدا نہین کی نیرنگ کی فکر مین ہی لڑتا بھڑتا سامنے نیرنگ کے پہونچا للکارا او نامرد کہان جاتا ہی بندگان خدا کو بخطا قتل کیا ہمسے آنکھ چار کر سحر کا وار کر نیرنگ جادو بلبلا یا ہوا جس دن سے آکر لڑا ہر روز غالب ہوا فوجون کو بھی درہم وبرہم کیا ہاتھ مین تیغہ سحر کھینچے ہوے لڑ رہا تھا سحر بھی کرتا جاتا ہی جیسے ہی شاہزادۂ ارکان ۲۰

نے ملکا را جوش جرأت مین جا پڑا حیرت بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی غرق دریاے حیرت حیران و پریشان ارکان و نیرنگ سے مقابلہ پڑا اب ارکان گھوڑے سے کودا نیرنگ نے گولا مارا ارکان نے خیال بھی نہ کیا نیمچہ برق مثال چمکا کر گولے کو دفع کر دیا گولا دو سر جا کر پھٹا یہ بھی حیرت نے دیکھا دس پانچ ملازمان نیرنگ اُسی گولے سے زخمی ہوے حیرت نے پکار کر آواز دی دادا جان ذرا ہوشیار ہو جائیے اسوقت غرور نفرمائیے مین نے زبانی شہنشاہ کے سُنا ہی کہ ارکان وحشی بمثیل و بنظیر ہی جسن و جمال مین بھی رشک ماہ منیر ہی کوکب کا قوت بازو ملکہ مشتری کا زینت پہلو خاص آپ کے مقابلے کے واسطے اسکو بھیجا کچھ تو سمجھ لیا ہی یقین ہی مشتری بھی اس بازار مین ضرور آئے بازار جنگ کی خریدار ہی صاحب جاہ و وقار ہی نیرنگ نے پلٹ کر جواب دیا کہ ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان ای شہنشاہ اقلیم خوبی ای سرو نوخاستہ باغ محبوبی جان و مال تیرے نام پہ نثار ہی اب دل تردد منزل بہت بیقرار ہی اسکا سر تیرے سامنے لاتا ہون سب سرکشی چشم زدن مین مٹاتا ہون اب ارکان نیرنگ کے قریب پہونچ گیا نیرنگ نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ارکان نے چہرہ بے نظیر سے نقاب اُلٹی بفصاحت و بلاغت آواز دی مصرع برہمن نگر بہ من نگر شاید کہ اشناسی مرا نیرنگ نے جمال بمثال ارکان کو دیکھا آفتاب جمال خورشید جلال آنکھین رشک غزال چہرہ ماہ آسمان کمال سب نے دیکھا یا تو نیرنگ نئے رنگ سے سحر کر رہا تھا تلوار تو ہاتھ سے پھینک دی دام سوداے زلف عنبرین ارکان مین پھنسا پروانہ شمع جمال ہوا بیچیا سرکش کا عجب حال ہوا پہلے تو ایک قہقہہ مارا خوب ہنسا لوگ حیران ہین کہ لڑائی مین ہنسی کیسی وقت جانبازی ہی یا ہنسی دل لگی نیرنگ جب خوب ہنس چکا چیخین مار کر رونے لگا بیقراری مین یہ اشعار آبدار پڑھنے لگا

نظم

سُرخ ہی رنگ یار جانی کا
عہدہ دلوایا پاسبانی کا
مجھکو اُٹھنے نہ دے جہان سے بھی
یہ بھی پہلو ہی مہربانی کا
ہمکو افشان دکھاو ماتھے کی
کیا علاج ایسی ناگہانی کا

جوش ہی بادۂ جوانی کا
خضر دو دن کی زیست کیا کم ہی
جب سفر ہون مین ناتوانی کا
صبح ہوتے ہی پھر کہان شب وصل
پھر مزا دیکھو جانفشانی کا
حال دل کیا سنا مین دل ہی نہین

نالۂ شب نے کوے جانان مین
روگ ہی عمر جاودانی کا
خاص ہمپر وہ ظلم کرتے ہین
عود ہونا نہین جوانی کا
آگیا دل حضور پڑ گئی آنکھ
گم وہ دفتر ہوا کہانی کا

عشق کہتا ہی آبرو سے گذر
داغ سقا یار کی نشانی کا
جیسا سنا کیا ذرا سے پانی کا
دل گیا تو گیا پر اسمین جلال

سب حیران ہین کہ نیرنگ کو کیا ہوا دیوانہ وار وحشی مثال گریبان اپنے ہاتھ سے چاک کیا خاک اٹھا کر منھ پر ملی ارکان وحشی آگے بڑھا صرف ایک مرتبہ چہرہ دکھا کر وہ مصرعہ پڑھا اتنے ہی مین مطلب حاصل ہو گیا یہی چہرے پر اسکے طلسم بندھا ہی کہ جو اُس صورت کو دیکھے گا یہی نقشہ ہوگا جسطرح نیرنگ اپنے آپ سے باہر ہو گیا سارے سحر و ساحری بھولا سر ٹکراتا ہی چار سو جوان نیرنگ کی پشت پر تھے وہ بھی سب سڑی ہو گئے بعض نے اپنے ہاتھ سے اپنے گلے کاٹے بعض نے شکم مین خنجر مار لیے بعض اس وحشت مین کہ ہوش و حواس پراگندہ ہین نہ کسی کے عاشق صادق ہین نہ کسی کے یار موافق ہین سحر نے قالب الٹ دیا اس جوش مین یہ اشعار آبدار پڑھ رہے ہین نظم

جلوہ فرما گھر پہ میرے وہ قمر ہونے کو ہی
دل سپر کی طرح سے سینہ سپر ہونے کو ہی
بھیجنے والے ہین اس رشک سلیمان کو خبر
اب رو کو ہمکو جانے دو سحر ہونے کو ہی

نیر اقبال میرا اوج پر ہونے کو ہی
لکھنے والے ہین وہ سرخی سے خط کا جواب
ہدہد بلقیس اپنا نامہ بر ہونے کو ہی
وہ ہی دن کے ہجر مین مہتاب نیر ہو گئے

اب کشیدہ یار کی تیغ نظر ہونے کو ہی
آج تیرا خون مرغ نامہ بر ہونے کو ہی
پردہ ہا شب کو غنیمت جان کر کہتے ہین وہ
زندگی فرقت کے صدمہ سے بسر ہونے کو ہی

ارکان صاحب طاقت بھی ہی ہنستا ہوا نیرنگ کے قریب پہونچا تصدق و نثار ہونے لگا جوش سودا مین چیخین مار کے رونے لگا ارکان نے بڑھ کر نیرنگ کی گردن لی سحر تو بالکل نیرنگ کو فراموش ہو گیا ہی سر نہ ہلا یا چاہا قدمون پر گردن پروانہ وار گرد شمع جمال پھردن ارکان نے کمر مین ہاتھ دیکر اٹھا لیا زمین پر دے مارا دونون پانون پکڑ کر نیرنگ کو چیر کر پھینک دیا بارہ ہزار جوان ہمراہی ہین ہین انھون نے بھی بارہ ہزار دیوانون کو مارا نیرنگ کا کام تمام ہو صحرا آتش بہار ہو گیا صدائین مہیب آنے لگین آندھی سیاہ اٹھی ہزارہا درخت گر گئے شور قیامت برپا تھا بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام ہی نیرنگ جادو بود حیرت جادو گھبرا گئی سرداران مہرخ نے بھی دباؤ ڈالا لڑتے ہوئے بڑھے لیکن کمال یہ ہی کہ یہ شیر بیشہ جرأت ارکان بالیاقت جہان مجمع عام دیکھا اس مجمع مین گھس گیا نقاب چہرے سے اٹھائی مصرعہ مذکور پڑھا دو ہزار دیوانے ہوئے ساتھ والون نے انکو قتل کیا لشکر نیرنگ و حیرت پامال ہوا حیرت نے تو منھ پھیر لیا ہی اس جانب نگاہ نہین کرتی ہمو جب شل پشت دکھائی گویا لڑائی سے منھ پھیرا حیرت کو لشکر حیرت نے گھبرا بھاگی جاتی ہی

پشت دکھاتی ہی لشکر مین عجب تلاطم ہی ارکان نقاب اُلٹتا پھرتا ہی وہ مصرع باآواز بلند پڑھ دیتا ہی کوئی تو
ہنس ہنس کے مر کسی نے رو رو کے جان دی کسی نے ہاے کہکر زیر نخل پر سر مارا کسی نے گلا اپنا کاٹ
لیا کسی نے خنجر سے اپنے کو ہلاک کیا عجب طرح کا لشکر حیرت مین تلاطم ہی جیحون نے ہزارون آدمیون
کو دریا مین ڈبویا جب ارکان رک جاتا ہی جیحون ترغیب دیتی ہی کہ ای نور نگاہ ملکہ محترمہ مشتری ابھی
انتقام نہین ہوا لشکر مہرخ کے لاکھون بخطا مارے گئے بیٹا اسی طرح لڑتے ہوے تا بہ کوہ ہفت رنگ
و تا بہ دریاے نیل چلے چلو بدون فتح واپس نہو یہ آواز سنکر ارکان کسی غول پر جا پڑتا ہی نقاب اُلٹ
وہی مصرع پڑھا وہان کے لوگ دیوانے ہوے ساتھ والون نے قتل کیے جو لوگ سپہ سالاران لشکر
اور زبردست تھے اُنھین کو ارکان نے چیر چیر کر پھینک دیا حیرت منھ پھیرے ہوے سحر کر رہی
ہی کچھ بن نہین پڑتا مہرخ و بہار و باغبان وغیرہ نے بھی زمین ہلا دی لشکر حیرت پر شکست فاش
سب کو بھاگنے کی تلاش سرداران حیرت پلٹ پلٹ کر ارکان پر سحر کرتے ہین کسی کا سحر اُسپر تاثیر
نہین کرتا ہنس ہنس کے سحر کو دفع کرتا ہی صدہا کو چیر کر پھینک دیا باغبان نے اب اطمینان سے
سحر کرنا شروع کیا جیحون کی راے عمرو کو بھی پسند آئی یعنے اسی طرح لڑتے ہوے تا بہ دریاے
نیل چلو لوح طلسمی حاصل ہو تب تسکین دل ہو جیحون نے کہا خواجہ جہان آپ کا حکم ہو یہ شیر وہین جائے
چشم زدن مین دشمنون کو ہٹائے آج تک کوکب نے اسکو بہ حفاظت رکھا حجرے سے باہر نہین
نکالا اب وقت آگیا دیکھیے یہ کیا کرتا ہی فوج حیرت کو شکست دیگا تا بہ دریاے نیل چلیے لوح حاصل
کیجیے چلکر لشکر طلسم کشا سے ملین سب لشکر ایک مقام پر ہو جاے پروردگار سامان لوح مہیا
کرے تب یقین کامل ہو کہ طلسم فتح ہوگا سرداران مہرخ خوش و خرم ملازمان حیرت کا لبون پر دم
علمداروں کے ہاتھ سے علم چھوٹ کر زمین پر گرے علم رنج و الم گراہمراہیان حیرت قفس رنج و محن
مین ہین علم جو زمین پر گرے ہین صاف ظاہر ہوتا ہی کہ مردے کفن مین ہین حیرت بہت گھبرائی
منھ پھیرے ہوے بھاگی جاتی ہی صرصر بھی بدحواس حیرت کہتی ہی ای صرصر کیا کرون سردارون
کے مرنے کی آواز آرہی ہی سرداران مہرخ کی خوب بن پڑی سب جم جم کے لڑ رہے ہین بڑے زور
شور سے سحر کر رہے ہین سرداران فوج بھاگ کر خدمت مین حیرت کی آئے کہا ای ملکہ عالم آپ افسر ہین
ہم سبھون سے عقل مین بہتر ہین ارکان پر ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا دیکھیے نصف لشکر کا خاتمہ ہو چکا جو اُسکی صورت دیکھتا ہی دیوانہ

ہوجاتا ہی ساتھ والے اُسکے سب جوانان زبردست قتل بھی کرتے ہین چیر کر پھینک بھی دیتے ہین بڑے
بڑے افسرون کو ارکان وحشی نے چیر کر پھینک دیا اُسکے سامنے کسی کا زور نہین چلتا تھا بہت صاحب
شوکت و لیاقت ہی نام تو وحشی لیکن بڑی طاقت ہی صاحب جاہ و وقار نام وحشی بکار خود ہوشیار
حیرت نے گھبراگیا صاحبو مین کیا بتاؤن شہنشاہ نے تو مجھکو تیل ماش بنایا ہر مقام پر بھیج دیتے ہین
خبر بھی نہین لیتے اتنا بڑا ساحر زبردست مارا گیا انکو خبر نہوئی چند افسر جاکر اطلاع کرو صاف صاف
کہو کہ نیرنگ ہاتھ سے ارکان وحشی کے مارا گیا اب ہمراہیان مہرخ نے دریاے نیل کا قصد کیا ہی وہ
شہنشاہ ہین آکر کچھ تدبیر کرینگے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا کہ افراسیاب جادو بڑے
زور شور سے آکر پہونچا آواز دی ای حیرت نہ گھبرانا سنم شہنشاہ طلسم ہوش ربا کون مابدولت سے مقابلہ
کرسکتا ہی شبرنگ بیچارا اپنے غرور مین مارا گیا اب آج ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر بل کرتا ہوا
آگے بڑھا سنگریزے اٹھا کر پھینکے لشکر مہرخ پر پتھر برسنے لگے ہزارہا ملازمان مہرخ پامال ہوے ہزارہا
کے سر پھٹے ملکہ جیحون نے ارکان وحشی کو اشارہ کیا بڑھکر کہا افراسیاب خانہ خراب کو لینا ارکان
طرف افراسیاب خانہ خراب کے چلا افراسیاب اپنے کمال کے زور مین اُڑتا ہوا چلا آتا ہی کسی کو اُٹھاکر
چیر ڈالا کسی کو پتھر مارا کسی کو تلوار چمکا کر دکھادی کہین آگ لگادی کہین پانی برسایا اس جوش و خروش
مین آتا ہی اُدھر سے ارکان وحشی بڑھا اودھر سے افراسیاب پہونچا قلب لشکر مین مقابلہ پڑا اب
افراسیاب نے چاہا ہاتھ تلوار کا مارون ارکان نے نقاب چہرے سے اُلٹی آواز دی او بیحیا مصرع
برسن نگر برہن نگر شاید کہ بشناسی مرا ہ جیسے ہی افراسیاب نے روے زیباے ارکان وحشی کو دیکھا
قہقہہ مارکر ہنسا گریبان اپنا پھاڑ ڈالا چیخین مار مار کر روتا تھا اشکون سے منھ کو دھوتا تھا حیرت جادو
پیٹنے لگی سردارہ حیران کہ اب کسکا بھروسا کرین مصرع مژدہ باد ای مرگ عیسے آپ ہی بیمار ہی ہ اتنا بڑا
بادشاہ جلیل کیا حرکتین کر رہا ہی جیحون نے بڑھکر زور دیا للکاری ای شاہزادہ ارکان اس بیحیا کو
لینا بہار و باغبان نے آواز دی ای ملکہ جیحون سمجھکر اشارہ کرو افراسیاب طلسم بند ہی ساحر خود
پسند ہی اسکا مرنا دست حق پرست طلسم کشا پر موقوف ہی ستارہ شناسون کو بخوبی وقوف ہی جیحون
نے کہا اگر نہ مریگا سپاہی تیرے ہی ارکان وحشی ہاتھ پانون بیکار کردیگا افراسیاب گوشے مین بھاگ کر بیٹھیگا
باغبان و بہار خاموش ہوئے افراسیاب جو دیوانہ ہوا شمع جمال ارکان کا پروانہ ہوا حرکات مفتونانہ

گریبان بھی اپنا پھاڑا آج زمین پر دے مارا ارکان نے چاہا گلا اس عالم مین افراسیاب کی گردن
ہون مین پڑے تو چیر کر پھینک دون یکایک آسمان پر برق چمکی پنجہ کمر مین افراسیاب کے
پڑا دستگیری کر کے افراسیاب کو لیگیا حیرت سمجھی ماہیان زمرد پوش نے مدد کی اچھے وقت پر
اُٹھا کر لیگئی ڈر تھا کہ ایسا نہو افراسیاب پتھرون سے سر ٹکرائے دیوانے پن مین جان گنوائے یا تو
حیرت ٹھہر گئی تھی سرداران لشکر بھی تمام جیسے اشیاے سحر لیکر آگے بڑے تھے یا پھر طلسم ہوا ارکان
نے بڑھکر شکست دی حیرت نے تو اپنے نزدیک یہ بریت کی کہ منھ پھیرے ہوے سحر کر رہی ہے لشکر کا
قدم نہین تھمتا سرداران زبردست مارے گئے ارکان کے ہاتھ سے نہین بچتے لیکن پنجے نے افراسیاب کو
مکان دیگر اُٹھایا کہ بلند ہوتے ہوتے بیہوش ہوگیا آنکھ جو کھلی اپنے کو ایک پہاڑ پر پایا ماہیان زمرد پوش
بیقرار بدحواس دریاے اسباب سحر مین غوطہ مارے ہوے سامنے کھڑی ہے افراسیاب کچھ اشعار پڑھتا
ہوا اُٹھا ماہیان نے جھولی سے شیشہ آب دیدہ سحر نکالا چلو مین پانی لیکر افراسیاب کے منھ پر
چھینٹا دیا افراسیاب کو ہوش آیا کہا نانی امان تمنے سنا کیا آفت آئی نیرنگ جادو مارا گیا ارکان
وحشی نام سنتا تھا آج اُس ظالم کو دیکھا میرا دل جاتا تھا اپنا گلا کاٹ ڈالون پہاڑون سے سر
ٹکرا کر مر دن مین جاتا ہون ایسا نہو حیرت کو گھیر کر مار ڈالین میری معشوقہ پر چہار جانب سے
بلوہ ہوگا سب سرداران مہرخ اُسکے دشمن ہین بی بہار آٹھ پہر یہی چاہتی ہین حیرت کو گرفتار
کر کے لیجاؤن مطیع اسلام ہو لشکر کا بادشاہ کرین ایسا نہو اُسکے دشمنون پر کوئی آفت آئے یہ سُنکر
ماہیان نے کہا اے افراسیاب خبردار ارکان کے سامنے نہ جانا اُسکی صورت پر طلسم بندھا ہے جو
اُسکی صورت پر نگاہ ڈالے گا سودائی دیوانہ ہو کر مریگا اگر مین ظاہر مین آتی یہی حال میرا بھی ہوتا تو
چل کر مقابلہ کر لیکن طرف سے ارکان کے منھ پھیرے رہنا ظالم کو روے سیاہ نہ دکھانا اپنی جان
وآبرو بچانا مین اندر سے زمین کے آتی ہون پاؤن لشکر مہرخ کے نہ جمنے دونگی صورت اپنی مین
نہ دکھاؤنگی طبقۂ زمین پر مخفی رہونگی افراسیاب جادو تو کڑکڑا کر چلا اُسوقت اگر یہ پہنچا لشکر
حیرت پر شکست ہی بھاگنے کا بندوبست ہی علم فوج سرنگون سحر ارکان سے ہزارون مجنون
سر ٹکراتے ہین کہ افراسیاب جادو نعرہ کر کے گرا لیکن منھ پر کر کھڑا ہوا اور صفون پر جا پڑا
کبھی بہار پر سحر کیا کبھی مخمور سے لڑا باغبان کے گیند قلم کیے برق لامع کو زخمی کر دیا عجب لڑا

سحر سے اسکے ہزارون کے سر پھٹ گئے ہان اسکی برق جادو نے ہزارہا سر قلم کیے افراسیاب نے رعد کو
بھی زخمی کیا برق تڑپ کر اٹھی جدھر رخ کرتا ہی ملازمان مہرخ بھاگتے نظر آتے ہین اس ظالم کے سحر سے
نہی جان بچاتے ہین ملکہ مہجبون نے دیکھا لاکھون جادوگرون کا کھیت ہوا بار سحر افراسیاب کو
کون سنبھالے دوسری مصیبت یہ ہی کہ زمین سے برق تڑپ کر نکلتی ہی ہزارہا کے پانون قلم ہوئے
ملکہ مہرخ گھبراتی ہین کہ ای پروردگار یہ کیا معرکہ ہی فوج کے پانون اکھڑے جاتے ہین زمین سے ایک
برق ہر مرتبہ چمکتی ہی کبھی دس کے پانون قلم ہوئے کبھی ہزار دو ہزار بیدم ہوئے ایک طرف سے
بدعت سحر افراسیاب حیرت جادو بھی ماش کے دانے پھینک رہی ہی اس ہنگامے مین صرصر بھی قریب
افراسیاب جادو آئی افراسیاب نے کہا ای صرصر دیکھ تو قیامت ہی مجھسے کچھ نہین ہوسکتا ایک ارکان
وحشتی کے سبب سے سارے لشکر پر تباہی ہی مین کنارے کنارے لڑ رہا ہون غول مین خوف سے ارکان
وحشتی کے نہین جاتا ایک دفعہ دیوانہ ہوچکا ہون وہ ہی خیال ہی خداوند لقا نے بڑی خیر کی کوئی ہتھیار
میرے ہاتھ مین نہین تھا ورنہ اپنا گلا کاٹ لیتا صرصر بہت خوب کہکر الگ ہوئی ایک نخل کے سایہ مین
کھڑی ہوکر سوچنے لگی ملحوظ خاطر ناظرین ہو جس روز سے خواجہ طلسم ہوش ربا مین آئے خواجہ کا صرصر سے
عشق ہوا صرصر نے اکثر جن کتب خانون مین وہ کتابین کہ جسمین مورخین نے حال صاحبقران و
عیارہای عمرو لکھا ہی دیکھ پائین انکو ضرور پڑھا اسوقت صرصر کو یاد آیا کہ مالک فرعونیہ پر عمرو
نے بمقابلہ فرعون شاہ نقابدار آئینہ پوش بنکر مقابلہ کیا تھا فرعون شاہ کے یہان چار شخص تھے
کہ جنکا عدیل و نظیر ممکن نہ تھا نقابدار خندان و نقابدار گریان ان دونو مین یہ صفت تھی کہ حریف
جب انکے مقابلے مین آتا تھا نقاب یہ اپنے چہرۂ نحس سے ہٹاتے تھے صورت منحوس دکھاتے تھے
جس نقابدار کا خندان لقب تھا اسکی صورت دیکھکر ہنستا تھا ہنستے ہنستے بیہوش ہوجاتا تھا
نقابدار مشکین باندھکر اس شخص کو لیجاتا تھا گریان کی صفت خندان کے برعکس یعنی روتے روتے
بیہوش ہوتا تھا تیسرا نقابدار زرد پوش نقرہ زن یعنی ہاتھ مین کوڑا رہتا تھا جسکو کوڑا مار دیتا
تھا حریف بیہوش ہوجاتا تھا چوتھا نریمان شیرافگن انہین یہ صفت تھی زور و طاقت مین
بے نظیر جب حریف مقابلہ کرتا تھا بعد چار پہر کے ہاتھ بھر قد بڑھ جاتا تھا آٹھ پہر کے بعد ترقی
درازی قد ہوئی تھی آخر حریف کو زیر کرلیتا تھا جب لشکر صاحبقران تباہ ہوا اپنے نقابدار

روکے پکڑ لیا تب خواجہ نے یہ عیاری کی کہ تمام جسم مین اپنے آئینے باندھے مرکب کو بھی آئینہ پوش کیا یعنے
نقابدار آئینہ پوش بنکر میدان مین سامنے نقابدار خندان کے آئے اُسکی صورت پر بھی طلسم بندھا تھا
اپنی صورت کو دیکھکر آپ اسقدر ہنسا کہ بیہوش ہو گیا گریان نے مقابلہ کیا روتے روتے بیہوش ہو گیا
ایک کو ہنسا کر ایک کو رولا کر پکڑ لائے نقرہ زن کے سامنے ایک سوار کی صورت بنکر گیے جب اُسنے چاہا
کوڑا مارون یہ بھاگے جنگل مین ایک مقام پر کنوان کھدوایا تھا اُسے خس پوش کر دیا تھا وہان پر لاکے
نقرہ زن کو گرا یا زندہ درگور کیا نہیان شیر افگن کو عیاری کر کے مہتر قران نے مار اصرصر کو
یہ معاملہ یاد آیا خیال مین گذرا ارکان کی بھی وہی کیفیت ہی اُسکی صورت پر طلسم بندھا ہی یہ سوچکر اُسنے
رنگ بوعن عیاری کا نکال کر عمرو کی شکل بنکر ایک درخت کی آڑ پکڑ کر ٹھہری ارکان وحشی لڑتا ہوا اُسطرف
آیا صرصر نے بشکل عمرو آواز دی بیٹا اسطرف آؤ ارکان قریب پہونچا صرصر نے بغل سے نکالکر آئینہ
ارکان کو دکھایا صرصر جو سوچی تھی وہی ہوا ارکان نے جو اپنی صورت دیکھی حقیقت مین یہی سحر
تھا قہقہہ مار کر ہنسا پھر چیخ مار کر رو دیا حرکات لغو کرنے لگا دیوانون کی طرح گلا کاٹنے پر آمادہ ہوا
صرصر نے افراسیاب کو خبر دی کہ حضور جو صاحب سبکو دیوانہ کرتے تھے مین نے انگوٹھی بنایا
اسوقت مین لشکر چہرخ کو تباہ کر دیجیے میدان لاشہ ہاے باغیان سے بھر دیجیے اب ارکان اپنا
گلا کاٹ ڈالے گا حقیقت مین ارکان عجب حرکتین کر رہا ہی ہنستے ہنستے تلوار کھینچی جان دینا گویا
ہنسی تھی قصد کیا اپنا گلا کاٹ ڈالون جیجون سبز پوش زبان دراز دوڑی قریب آکر ہاتھ پکڑ لیا
کہا کیون اے شیر بیشۂ جرات خیر تو ہی ارکان اسقدر بدحواس تھا وہی خنجر جیجون کو مارا جیجون نے اپنے
کو بچایا ورنہ دو ٹکڑے ہوتے جیجون کو زخمی کر کے وہی خنجر چمکا کر قصد کیا اپنے گلے پر پھیرون جان
دون اسوقت لشکر مین ایک تلاطم ہوا ہر طرف یہی غلغلہ ہی ای ارکان کیا کرتا ہی جیجون نے کہا اب اس سے کلام
کرنا بیکار ہی سڑی ہو گیا اپنی جان دینے پر آمادہ ہی سب نے دعا کی آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ مشتری
ستارہ طلعت بصد صولت و شوکت آکر پہونچی وہین سے للکارا او ارکان کیا کرتا ہی کیا تجھپر مصیبت
پڑی جو اپنا گلا کاٹے ڈالتا ہی یہ کہتی ہوئی قریب آئی ہاتھ مروڑ کے خنجر چھین لیا جھولی سے آب دیدہ
سحر نکالا منھ پر چھینٹا دیا ارکان ہوشیار ہوا چیخین مار کر رونے لگا کہا امان جان مجھے افراسیاب
نے بہت ذلیل کیا دیکھیے لشکر کے قدم نہین جمتے زمین سے اک برق چمکتی ہوئی نکلتی ہی بانون ہا ہیان

فوج کے کٹ رہے ہین ہزارون بیکار پڑے تڑپتے ہین ملکہ مشتری نے کھڑے ہو کر اس برق جہندہ کو دیکھا
فرمایا یہ افراسیاب کی نانی کا سحر ہی بڑی مکارہ ہی یہ کہکر گولا جھولی سے نکالا پیشانی پر نشتر مارا خون
سے گولے کو رنگین کیا گولا ہاتھ مین لیکر آواز دی او ماہیان یہ کیا سحر تو نے ایجاد کیا ہی مثل
چورون کے اُڑتی ہی زمین سے نکل آ ورنہ پھونک دونگی ماہیان نے زمین سے جواب نہ دیا سوچی
کہ مشتری میرا کیا کر سکے گی ملکہ مشتری نے وہ گولا زمین پر مارا دنانے کی آواز پیدا ہوئی زمین سے شعلے
نکلنے لگے اسقدر زمین گرم ہوئی کہ ماہیان کے جسم مین آبلے پڑ گئے تڑپ کے زمین سے نکلی بدحواس
عالم یاس بدن پر آبلے آہ آہ کرتی ہوئی افراسیاب نے پوچھا نانی اماں خیر تو ہی کہا تجھے کیا بتاؤن
آج مشتری نے غضب کیا مین اندر سے زمین کے اُڑ رہی تھی اُسنے گولا مارا دیا تمام جسم مین ابلے پڑ گئے
نانی نواسے باتین کر رہے تھے کہ مشتری ارکان کے ساتھ ہین اب ارکان وحشی بڑے زور شور سے
اُڑ رہا ہی کبھی اسکو سامنے ملکہ مشتری کے چیر کر پھینک دیا وہی جوش وہی خروش وہی جرأت وہی
شوکت وہی لیاقت مشتری نے جو دیکھا ماہیان و افراسیاب ایک مقام پر ہین کچھ سرگوشی
ہو رہی ہی ارکان کو اشارہ کیا ارکان جھومتا ہوا چلا ماہیان نے کہا ارے افراسیاب بھاگ
ارکان وحشی آتا ہی یہ کہکر تڑپی آسمان مین ڈوب گئی پردۂ ظلمات مین پہونچی خاک قبر جمشید لائی
اتنے عرصے مین یہان قیامت ہو گئی افراسیاب حیرت کا ہاتھ تھام کر بھاگا ارکان کے سامنے
کچھ نہ بن پڑا بہت لقا پرست مارے گئے ارکان چاہتا ہی افراسیاب و حیرت کے سامنے پہونچوں
نقاب اُلٹ کر دیوانہ بنا دون زن و شوہر کو قتل کر دون یہ ہٹتا جاتا ہی مشتری نے بھی سحر کیے بازار
رزم گاہ مین ہنگامہ الدیار خ جان ارزان و لالا زلزل در کار ملک الموت بیکار ایک کی قبض روح
نہین کرتے پاتا دو سوا ور مر کر گرتے ہین خواہش ہی ملک الموت کو کچھ کار ندے مقرر کر دون ایسے
مقام کا تنہا انتظام نہو سکے گا اُستادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی بارہ لاکھ جادوگر افراسیاب کا مارا گیا
پانچ کوس تک زن و شوہر بھاگتے ہوئے آئے ارکان اب بادہ کر کے چاہتا ہی افراسیاب و حیرت
کو یون یہ زن و شوہر پشت دکھا چکے منھ پھیرے ہوئے سحر کر رہے ہین قریب ہی کہ افراسیاب
شکست کھا کر بھاگ جائے سوزش ارکان سے ہوش و حواس پراگندہ ہین جب افراسیاب
کو کچھ نہ بن پڑا اب لقا کو گالیان دینے لگا کہتا ہی یا سامری جمشید میری قلیم سے اس بھگوڑے کو

لگا تو جب سے میری سرحد مین آیا کیا کیا آفتین برپا ہوتی ہین یہ نوبت آئی کہ ایک حقیر کے سامنے سے بھاگنا پڑا نیرنگ ایسا ساحر مارا گیا نہین معلوم بیٹھے بیٹھے بیچا کیا تقدیرین کیا کرتا ہی نام پر خدائی کے مرتا ہی اپنی پشت کی بھی خبر نہین جانتا ہی اہالیان باختر نے خداوند بنادیا اگر جاگتی جوت کا خداوند ہی تو اسوقت میری مدد کرے نہین نام پر اسکے جوتیان مارونگا سلیمان عنبر مین موے کوہی کو لکھ بھیجونگا کہ اسکو اپنے ملک سے نکالدو نہین تو اسوقت میری مدد کو آوے ہاتھ سے اس ظالم کے بچاوے حیرت نے منھ پر ہاتھ رکھدیا کہا ای شہنشاہ بس بُرا ہی خواہ بھلا اپنا خداوند ہی وہ کیا مدد کرے خود بیچارہ دردمند ہی آج تک تم سے یہ نہ ہوسکا کہ ملازمت مین جاتے ٹھہر کرتا یہ باخبر ہو چکا ہے یہ سنتے ہی افراسیاب نے کہا مین ہرگز نہ جاؤنگا ایسے گدھے کو کیا صورت دکھاؤنگا وہان سے بیٹھے بیٹھے الٹی پلٹی تقدیرین کرتا ہی ہزارہا ساحران زبردست میرا اُسکی محبت مین مارا گیا اُسی کی تقدیر کی یہ تاثیرین ہین ہوش رُبا کے مٹانے کی تدبیرین ہین یہ کہکر افراسیاب بہت پیچ و تاب کھا رہا تھا کہ ارکان آپہونچا یکایک آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے ماہیان زمرد پوش بصد جوش و خروش زمین پر آکر گری افراسیاب سے کہا مین نے تیرے واسطے اپنی جان مٹادی خاک ہوم خانہ جمشیدی لائی اُسی سے ارکان کو جلاتی ہون نگوڑے کو خاک مین ملاتی ہون ایک نخل کی پشت پر کھڑی ہوئی ارکان غافل از شعبدہ بازی ظالمک تلوار کھینچے ہوے آتا ہی ماہیان نے ایک سردار کو اشارہ کیا وہ ساحر نعرہ کرکے ارکان کے سامنے آیا ارکان نے اُس ساحر کو دیکھکر نقاب چہرے سے اُلٹی وہ دیوانہ ہوا قہقہے لگانے لگا ماہیان نے جو اتنی مہلت پائی خاک کی پُڑیہ ارکان وحشی پر پھینک ماری وہ خاک جو سر ارکان پر پڑی معلوم ہوتا تھا تو وہ بارود مین کسی نے چنگاری آگ کی ڈالدی ارکان نے ایک چیخ ماری ہر سر مو اور ہر بُن مو سے چنگاریان آگ کی نکلین مثل سرو چراغان جلنے لگا ہر اعضا سے شعلۂ آتش نکلنے لگا دور سے جو ملکہ مشتری نے یہ حال پُر ملال دیکھا گو دیون مین پالا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا جھپٹ کر باران سحر برسایا چاہتی ہی آگ کو بجھاؤن وہ آتش سحر نہین بجھتی بھڑکتی جاتی ہی ارکان کے منھ سے جو آہ آہ نکلی مشتری کے قلب کو تاب نہ رہی فرزند کہکر لپٹ گئی اُس آگ نے انکو بھی جلایا ارکان کے ساتھ مشتری بھی جلنے لگین اس حال مین ماہیان نے قریب آکر مشتری کے خنجر ارا آگ بجھانے مین مصروف تھین اپنے کو بھی بچاتی تھین خنجر ماہیان کو کہ پڑا ملکہ مشتری

اُڑ کھڑا کر زمین پر گرین اُدھر ارکان جلکر خاک ہوا شام میدان مین اندھیرا چھا گیا آوازین دردناک
آنے لگین بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من ارکان وحشی بود کشتی مرا نام من ملکہ مشتری ستارۂ
طلعت بود دو گھڑی کامل آگ برسی اُس اندھیرے مین ماہیان لے افراسیاب لشکر عمرخ پر آ گرے
بڑے فوج کے درہم برہم کردیے علم ہاے فوج قلم کیلیے افراسیاب و ماہیان چاہتے ہین عمرخ و بہار
وغیرہ کو گرفتار کرلین یہ لوگ جانبازی مین مصروف ہین ماہیان نے ہزارون کو جلادیا آج تو بڑے
زور و شور سے لڑ رہی ہی افراسیاب کو بھی ترغیب دیتی ہی کہ ای افراسیاب آج واپس نہ ہونا
ان باغیون کے نخل حیات قلم کر بہار و خزان کا خیال بیکار ہی یہ سب تیری جان کے دشمن ہین ماہیان
قلب فوج مین گھس پڑی بہار بیچاری بھاگی مخمور بھی الگ ہوئی باغبان نے کئی سحر کیے ماہیان
نے جھپٹ کر باغبان کو زخمی کیا عمرخ پر بھی ایک گولا مارا اہل اسلام مین صدا ے یاربا یا مستغیثا
ای عیب پوش عالم ای خالق زمین و زمان ای کارساز دو جہان اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے بلاے
آسمانی سے نجات دے تیرے گنہگار ہین مجبور و ناچار ہین سواے تیرے کس سے التجا کرین اب ہمکو
بخوبی ثابت ہی سواے تیرے کوئی پیدا کر نیوالا نہین ہی پھر کس سے فریاد کرین اس بیکسی مین کسی کو یاد
کرین بیقرار ہو کر جو سب نے دعا کی آسمان پر برق چمکی آواز آئی او ملعونہ کیا کرتی ہی صنم آفتاب عالمتاب
سپہر نورافشان صاحب عز و شان ساحر لاجواب خاص سرکوب افراسیاب نعرہ کوکب روشنضمیر

صنم مالک ملک افسونگری
دلیر و قوی پنجہ انجم سپاہ
شہنشاہ کوکب شہ بے نظیر
قوی دست و بازو و رستم شیم

صنم رائج سکۂ ساحری
صنم گوہر بحر جاہ و جلال
ملقب بہ القاب روشنضمیر

صنم صاحب شوکت و عز و جاہ
صنم آفتاب سپہر کمال
جلالت شعار و فریدون حشم

لیکن سب نے دیکھا آج کوکب نامدار بصد عز و وقار چہرہ غصے سے
گلنار ہاتھ مین تیغہ آبدار جوہردار مثل آفتاب عالمتاب دوسرے ہاتھ مین سپر فولادی فراخ دامن
نعرے کرتا ہوا آنکھون سے اشک حسرت جاری لاشہ جو ملکہ مشتری کا دیکھا ایک سمت لاشہ شاہزادۂ
ارکان وحشی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا قلب بھر آگیا اس زور و شور سے ماہیان زمرد پوش
پر آ کر گرا ماہیان گھبرا گئی پلٹ کر گولا کوکب پر مارا کوکب نے تیغہ برق تاب سے گولے کو کاٹا
قریب آکے بیزار ابد لگر تیغہ مارا ماہیان نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا یہ تیغہ بے پناہ ہی وہ سپر خود

روسیاہ ہو کیا روک سکیگی شرارے اڑتے پھول مرجھاتے دامن سحر کا پھولون سے خالی ہوا خزان چمن حیات مین آئی ماہیان کو یہ ثابت ہوا شب سپر کیتی ہر چند مثال شب فراق تھی یہ بد نصیبی واسطے قیس و فرہاد کے تھی تیغہ آفتاب مثال نے اس شب تیرہ و تار کو مٹایا ہر چند ماہیان نے اپنے سر کو بچایا سر اس خود سر کا زخمی ہوا چہرہ خون سے لال ماہیان کا عجب حال تھا بہ ہجوم غم و ملال ترقی پہ کوکب کا جاہ و جلال ماہیان نے ایک آہ کی منھ سے شعلہ نکلکر طرف کوکب کے چلا کوکب نے ہاتھ ہلایا انگلیون سے نہر سحر نکلی شعلے کو بجھایا سحر ماہیان کو خاک مین ملایا قریب تو پہونچ چکا تھا جھپٹا بڑھ کے ایک طمانچہ مارا پھر ماہیان نے بھی سحر کیا عارض پر تو عارضہ ہوا کوکب کے بھی ہاتھ مین ایک آبلہ پڑ گیا اتنی جو مہلت ماہیان نے پائی تڑپکر غرق زمین ہوئی افراسیاب جادو کوکب پر جا پڑا دونون مین تلوار چلنے لگی اسقدر شعلے دونون کے سحرون سے بھڑکے ہزار ہا بندگان خدا جلے جب کوکب نے ہاتھ مارا شعلہ آتش بھڑک کر افراسیاب پر گرے افراسیاب نے تو اپنے کو بچایا اہالیان فوج جلے جب افراسیاب نے تیغہ مارا برف کی سلین کوکب پر گرین کوکب آتشخو نے اف اف کر کے اپنے کو بچایا لشکر مہرخ کے کئی ہزار ساحر ٹھنڈے ہوے لیکن آج کوکب و افراسیاب سے وہ سحر ہوئے کہ دیکھنے والے الامان الامان کر رہے ہین کبھی آگ برسی کبھی دریاے آب پیدا ہوا کوکب و افراسیاب نہنگ اور گھڑیال بن بن کر دریاے سحر مین شناوری کرتے تھے پھر ابھرتے تھے شعلہ ہاے آتش مین مثل برق چمکے کبھی تلوار سے لڑے کبھی خنجر کھینچے افراسیاب بھی گھبرا گیا کوکب نے دنگ کر دیا جب افراسیاب نے دیکھا کسی طرح سحر کوکب سے امان نہین ملتی گھبرا کر آواز دی ارے کیا طلسم ہوش ربا فتح ہو گیا طلسم کشا نے لوح پائی رکن طلسم ہوش ربا گر گئے اتنا جو افراسیاب نے پکار کر کہا ایک نازنین سنہرے کپڑے پہنے ہوے آسمان سے ظاہر ہوئی آواز دی کنیز حاضر ہے افراسیاب نے کہا تاج طلسمی جلد لاؤ نازنین جھپک کر آسمان مین ڈوبی چشم زدن مین اک پٹیا دھپک کر آئی تاج سر پر افراسیاب کے رکھا چہرہ افراسیاب کا مثل آفتاب روشن ہو گیا کوکب پر جو تاج کا عکس پڑا زبان مین لکنت آئی طبیعت گھبرائی اسی حال مین افراسیاب نے ہاتھ تلوار کا مارا کوکب چاہتا ہے لپٹ پڑون دانتون سے بوٹیان کاٹ کے پھینکدون اس عالم اضطرار مین سر کوکب زخمی ہوا افراسیاب نے سائے مین تلوار کے کوکب کو لیا کوکب روشن ضمیر زخمدار سر سے خون جاری تیغہ ہلالی جھکاتا ہوا پیچھے ہٹا افراسیاب تعاقب نہین چھوڑتا قریب ہے کہ افراسیاب

ہاتھ مارے کوکب نے بہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھا اور بعد ملاحظہ پکار اُٹھا رباعی

تو آن رفیع مکانے کہ ساکنان فلک | بہ آستان تو دارند میل دربانی
کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی | چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن

موت آنکھوں کے سامنے پھر گئی حسرت عیش و نشاط نگاہوں سے گر گئی کہ پہلو سے نعرہ ہوا ای افراسیاب کیا کرتا ہی مین آپہونچی افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا ماہیان زمرد پوش گولہ فولادی ہاتھ مین پہلوے نخلستان سے پیدا ہوئی پکارتی ہوئی آج یہ ظالم پنجے مین لے صدمۂ عظیم اُٹھایا ہی حقیقت مین گال بھی ماہیان کا سوجا ہوا ہی سر زخمی خون بہ رہا ہی اب افراسیاب ماہیان کو دیکھکر خوش ہوگیا ماہیان جست کرکے قریب افراسیاب پہونچی کہا دیکھ سرداران ظلمات بھی آگئے افراسیاب نے ادھر مُنھ پھیرا نعرہ ہوا او بھیا کہان جاتا ہی برابر سے حلقہ ہاے کمند مارے آواز دی نعرۂ عمرو

گزان استاد عیاران عالم | سراپا دانش و عقل مجسم | بباغ دین زمکرش آبیاری
جہان سرہنگ در خنجر گذاری | بہر کشور بلاے جان کفار | عمرو آن شاہ عیاران عیار

حلقہ ہاے کمند گلے مین افراسیاب کے پڑے ارے لیکر پلٹا عمرو نے حباب بیہوشی مارا افراسیاب چرخ کھاکے زمین پر گرا کوکب نے چاہا سر کاٹ لون پتلہ فولادی زمین سے پیدا ہوا ہان ہان کرتا ہوا اکر افراسیاب کو لے بھاگا حیرت جادو بھی بھاگ کر نکل گئی بڑے بڑے سردار بھاگے جو اہالیان لشکر رہگئے انکو گھیر کر کوکب نے مار ڈالا پھر کوکب روتا پیٹتا خاک اڑاتا ہوا لاش پر مشتری کی گر پڑا ابران جمشید اگر پہونچے ہر چند کوکب کو سنبھالتے تھے کبھی کوکب نام ارکان لیکر روتا ہی کبھی براے مشتری اشکون سے مُنھ دھوتا ہی خواجہ عمرو نے دونون لاشے بہ تجمیل اٹھوائے باغبان وغیرہ نے کاندھا دیا کوکب سر برہنہ پا پیادہ لاش کے ہمراہ عمرو سمجھاتا ہوا کہ ای کوکب صبر کرو دنیا کا یہی حال ہی بڑے بڑے شاہان اولوالعزم سکندر تبر وجہ حسرت و یاس لیکر دنیا سے گئے اس دنیاے فانی نے کسکے ساتھ وفا کی سرا ہی شب کو اترے صبح کو روانہ ہوے ملکہ مشتری کا بڑا مرتبہ ہوا ہاتھ سے ایسی ملعونہ کے قتل ہوئین قریب قصر جمشیدی لاکر ملکہ مشتری و ارکان کو دفن کیا کوکب کی بیقراری بڑھتی جاتی ہی برآن نے خواجہ سے کہا ابھی آپ تشریف نہ لیجائیے تا بہ قصر جمشید کی چہلے رنج مین والد نامدار آب و طعام ترک کرینگے جو طریقہ آپ کے مذہب کا ہی اُس سب کو ملاحظہ فرمائیے خواجہ عمرو

کوکب کے ساتھ قصر جمشیدی مین آئے حسب طریقۂ عرب سترخوان بچھوایا کوکب کو لاکر بٹھایا زبردستی سر مین کوکب کے ٹانکے دیے کوکب نے کہا خواجه میرے سر مین ٹانکے نه دو اب میرے حال پر مجھکو چھوڑ دو نہین معلوم میرے دل مین کیا ہی عمرو نے کہا ای برادر اگر جان بھی دو گے مسافران ملک عدم سے نه ملو گے موافق مضمون رباعی رباعی

راحت مین بسر ہوئی که ایذا گذری
کس سے پوچھین که تمپه کیا کیا گذری
یاران وطن پھر نه وطن ملتا ہی

کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
ای کوکب نامدار رباعی
اسباب جہان دیکھ لے ای غافل

ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس
جب خاک مین ہستی کا چمن ملتا ہی
مٹی ملتی ہی یا کفن ملتا ہی

تردد کیا تمھین ای ساکنان ملک ہستی ہی — فرد — عدم کی راه سیدھی ہی بلندی ہی نه پستی ہی

عجب مقام ہی ای کوکب بزرگان دین بھی حیران رہے کوئی اس راز کو نه سمجھا که بعد مرنے کے انسان کہان جاتا ہی جب رشتۂ حیات قطع ہوا اہالیان دنیا سے مطلب نه رہا لباس زندگی اتارا خاک کا پیوند ہوا بس اب صبر کرو حاضری کھاؤ یه طریقۂ عرب ہی اگر تم آب و دانه ترک کرو گے بران و جمشید تڑپ تڑپ کر جان دینگے عمرو کے کہنے سے کوکب نے ہاتھ بڑھایا ایک نواله تو عمرو نے اپنے ہاتھ سے منھ مین کوکب کے دیا کہنے سے خواجه کے کوکب کھانے لگا ہچکیان چلی آتی ہین جبراً قہراً کہنے سے خواجه کے دو چار نوالے کھائے ہر لقمے پر پانی کا گھونٹ پیا تب نواله حلق سے اترا لیکن عمرو نے به نگاه غور دیکھا که کوکب نے بائین ہاتھ سے کھانا کھایا عمرو خاموش ہو رہا دسترخوان اٹھوایا مہرخ و بہار سے خواجه نے کہا آپ لوگ سفر کرین طرف قوس حصار کے چلین اسد نامدار سے ملاقات کرنا واجب و لازم ہی مین بھی آتا ہون وقت پر پہونچ جاؤنگا اسمین یه صلاح ہو گی یا طرف دریاے ہفت رنگ کے یا طرف دریاے نیل کے روانگی ہو گی مہرخ وغیره لشکر کو لیکر طرف ملک قوس حصار کے چلین یہان خواجه عمرو ٹھہر گئے کوکب نے کئی مرتبه کہا خواجه صاحب مین آپکا حکم بجالایا آپکے کہنے سے کھانا کھایا اب آپ بھی رخصت ہون عمرو نه گیا شب کو عمرو نے کوکب سے کہا ای برادر تمنے اس ذرۂ ناچیز کا مرتبه بڑھایا اپنا بھائی بنایا بس راز دل ہمسے نه چھپاؤ جو دل مین ہی مفصل بیان کرو ہمنے آنکھون سے دیکھا تمنے داہنے ہاتھ سے کھانا نہین کھایا مین خدمتگزار صاحبقران زمان ہون دل کی بات سمجھتا ہون یه جو عمرو نے سمجھا کر کہا قسم دیکر حال دل پوچھا

کوکب زار زار شل ابر بہار رویا کہا بھائی صاحب بڑے شرم کی بات ہے کہ ملکہ مشتری اس حسرت سے قتل ہوں مجھ ایسا غلام اُنکا زندہ رہے دعویٰ خون نہ کرسکے مین نے تو بہت تدبیر کی کہ ماہیان کو زندہ نہ جانے دوں اُس ملعونہ کی رسی دراز ہے قسم کھا چکا کہ بدون قتل ماہیان دانہ اپنے ہاتھ سے کھانا نہ کھاؤنگا یونہیں لڑتا ہوا تا بہ پردۂ ظلمات جاؤنگا عمرو نے کہا اے کوکب ایسی بات نہ کہو مین ایک ہفتے کا وعدہ کرتا ہوں اگر معاوضہ خون مشتری مین ماہیان کو نہ قتل کیا سر لاکر تمھاری خدمت مین نہ حاضر کیا عمرو عیار نہ کہنا لیکن بھائی تدبیر شرط ہے ماہیان حاکم پردۂ ظلمات ہے اتنی مدد کا ہے سے طالب ہونگا مقام سکونت اُسکا بتلا دو جسطرح سے بنے گا وہان تک جاؤنگا یا جان دونگا یا سر لاؤنگا یہ سنکر کوکب نے کہا خواجہ قول مردان جان دارد وسخن مردان اعتبار مین قسم کھا چکا بستر نرم پر آرام نہ کرونگا طعام گرم نہ کھاؤنگا اب تمنے حال پوچھ لیا تمھارے سامنے ہی جاؤنگا مین چاہتا تھا آپ تشریف لیجائیں تو جاؤں اب اسی وقت جاؤنگا یہ کہکر کوکب نے سلاح جنگ جسم پر آراستہ کیے ملکہ بران و جمشید دامن کوکب کا تھام کر رونے لگے نگاہ یاس سے طرف خواجہ کے دیکھتے ہیں خواجہ بھی فرمارہے ہیں کہ اے شہنشاہ کوکب روشن ضمیر اے بہادر بے نظیر مین مطلب دلی کو تمھارے سمجھ گیا صرف ایک ہفتے کی مہلت طلب کرتا ہوں انشاء اللہ اگر سر ماہیان نہ لایا میرا روے سیاہ نہ دیکھنا قاتل مشتری کا سر مجھسے لیجیے صرف مقام اُسکا مجھے تعلیم فرمائیے کوکب نے کہا خواجہ میرے ارادے مین فرق پڑتا ہے میرا قصد یہ تھا کہ مین قصر جمشیدی مین نہ آؤں صورت کسی کو نہ دکھاؤں مین نامرد کہلاؤنگا مردان عالم سے آنکھ چار نہ کرسکونگا بران و جمشید سے کہا اے نور نظر اے پارۂ جگر مین خوب جانتا ہوں کہ تمکو میری جدائی شاق ہے لیکن کسی کا میرے ہمراہ جانا مناسب وقت نہیں ہے مین یکہ و تنہا اس معرکہ مین جاؤنگا مین اُس ظالم کا سر لیکر آؤنگا بران نے عرض کی کنیز کا ساتھ رہنا واجب ولازم ہے آپ کے سامنے اُس سے لڑونگی اگر پلک جھپک جائے سزا دیجیے آپ کے اقبال سے کبھی افراسیاب سے منھ نہیں موڑا کوکب نے بران کو گلے سے لگایا فرمایا تم ایسی ہی جری بہادر ہو مگر اس سفر مین تنہا ہی جاؤنگا مین عہد کرچکا قسم کھائی اگر تم سب صاحبوں کو یہ منظور ہے آب ودانہ ترک کے مرجاؤں تو مجھکو روکو مین قسم کھا چکا اپنے دل سے عہد کیا اب عمرو بھی ناچار ہوا بران سے کہا بیٹا اب نہ روکو کوکب نے کہا خواجہ آپ اپنے لشکر مین جائیے عمرو نے کہا مین تمھارے ساتھ چلونگا اس سفر مین ساتھ

نہ چھوڑونگا ہرچند کوکب نے کہا عمرو نے نہ مانا کوکب نے کہا آپ میرا ساتھ کیونکر دینگے عمرو نے کہا بسم اللہ سوار ہو جیے کوکب روشن ضمیر مرکب پہ ند پر سوار ہوا کوکب نے دیکھا خواجہ بھی قصر جمشیدی سے کودے پاے شاطری مار کر ایک جانب روانہ ہوئے چشم زدن مین آنکھون سے مخفی ہوے کوکب نے انگلیون پر کچھ شمار کیا بطور ستارہ شناسی راہ کو خیال کرکے تلاش مین ملکہ ماہیان زمرد پوش کے بصد جوش و خروش کوکب روشن ضمیر بھی روانہ ہوے انکو راہ مین چھوڑیے عمرو و کوکب کا حال پھر بیان ہوگا

دو کلمۂ داستان شوکت بیان لشکر زلزلہ قاف ثانی سلیمان و لشکر زمرد شاہ باختری طرف سے افراسیاب جادو کے جانا مکار سحر طراز کا بطور عیاری مقابلہ و عیاری جواہر بن عمرو وغیرہ و دیگر حالات متعلق داستان ہذا بیان کیے جاتے ہین ساقی نامہ

کدھر اے ساقی غنچہ دہان ہے
جلائیں سب چراغ آلسمین گھی کے
لگن بھر چراغ خانہ طور
ہر اک روزن ہو چشم ماہ کا داغ
چراغون سے منور گھر ہین سارے
دکھا ہولی کے میخانے کا سامان
نظیر قمقمہ ہر جام بنجا ہے
بنین پچکاریان صہبا کی قلمین
جو ساقی ہو شراب آتشین کی
گلال اپنی نظر مین بالیقین ہو
جما ہے رنگ ہولی کا جہان مین
چمن جو ہے وہ سیندر ابن بنا ہے
اچھلتا ہے ہر اک سو اوس کا رنگ
ہر اک فوارہ پچکاری لیے ہے
گلال انگور کے منھ پر لگا ہے

بہار بزم کا سامان عیان ہے
بنے ہر قیف شیرینی کا دونا
مثال خانہاے چشم پر نور
ہلال آسمان محراب گھر ہے
فلک پر جسطرح روشن ہون تارے
شرابی خم سے جب صہبا انڈیلین
سبو مست مے گلفام بنجا ہے
مے گلگون کسم کا رنگ ہوجاے
نئے بھیگی ہوئی ساری حسین کی
ملائین رند لب ساغر کے لب سے
بہار مست آئی بوستان مین
سہم ہین بوستان کے سب حواشی
بنے ہر نخل کے تیے دف و چنگ
نظیر قمقمہ گل بن رہے ہین
رخ گل پہ عبیر زر لگا ہے

ستائین رند خوشیان جام پی کے
ہر اک ساغر ہو شکر کا کھلونا
نظیر باغ ابراہیم ہین باغ
نظیر برج مہ ہر ایک گھر ہے
مرے پیر مغان مین تجھپہ قربان
سبو و جام رنگ آلسمین کھیلین
عروس مے کو لین ساغر لعل مین
حنائی باغ برگ تنگ ہوجاے
جو سرخی شراب آتشین ہو
سبو ہولی ملین بنت العنب سے
نظیر برج ہر گلشن بنا ہے
گھٹائیں کر رہی ہین رنگ پاشی
ہر اک گل بادہ شبنم پیے ہے
شرابی کبک بلبل بن رہے ہین
گل و بلبل مین گا ڑھی چھن رہی ہے

کبیر آواز طوطی بن رہی ہی
ہر اک گل لالۂ احمر بنا ہی
کسم سنبون و دوپہری قشقرن ہی
چمن مین جو نہال بارور ہی
ہر دامن خم کا پہولون کا دامان
نکلتی ہی شعشعہ جزو کل سے
تلاش مہر مین فکر رنگ مین ہی
گلال آرایش روئے جہان ہی
زمرد شکل مرجان بن گئے ہین
غبارہ مین ہی سیندور کا رنگ
ستارہ حسن کا چمکا رہا ہی
ہوا روشن قمر بنکر فلک پر
دمک کندن کی رخشان ہو کے چمکی
چمک ذرہ کی دکھلائی زمین پر
چمکتین ہین یہ مہر آسمان سے
انھین آنکھون سے نسبت ورق صبح ہو
ہوئی بعقل ابر دریا بار کی رنگ
لباس جزو کل رنگین ہوئے ہین
شراب مین پی کے ہولی کھیلتے ہین
کنول ہر ایک دل کا کھل رہا ہی
کہان تک تیر سے خنجر سپر سے

ہر اک شے مین نئی خوبی ہوئی ہی
جو نیلوفر تھا وہ کیسر بنا ہی
گل سوسن جو تھے ٹیشو بنے ہین
عقیق سرخ کا گویا شجر ہی
سوا نارنج سے ہر اک ثمر ہی
صبا سے گل نسیم صبح گل سے
غلالی مہر نور افشان سے ہولی
عبیر افشان سیاہ سے بتان ہی
شفق ہی عکس خورشید لب بام
ہوا گلگون سہ پر نور کا رنگ
ہوا پر جا کے شکل برق چمکا
گرائی برق کوندے نے چمک پر
کیا چہرہ چمک کر دہوپ کا زرد
کواکب بنگیا عرش برین پر
بعینہ ماہ چرخ نور ہین یہ
کہون گر اختر گردون تو سچ ہو
ڈبویا رنگ مین ہر نازنین کو
عمامے مثل گل رنگین ہوئے ہین
کبیر آوازے کستے ہین جہان پر
جسے دیکھو وہ باہم مل رہا ہی
کہان تک ذکر ہولی کا رقم ہو

سراسر رنگ مین ڈوبی ہوئی ہی
چنبیلی زعفران پر طعنہ زن ہی
نظیر تار زر گیسو بنے ہین
ہر اک ڈالی بنی ہی شاخ مرجان
شک انگور چمن کا سیب پر ہی
زمانہ مست اپنے رنگ مین ہی
سنائی بلبل بستان نے ہولی
گہر لعل بدخشان بن گئے ہین
سپیدہ صبح کا ہی سرخی شام
عبیر اپنی چمک دکھلا رہا ہی
سحر کو بنکے مہر مشرق چمکا
چمک جگنو کی تابان ہو کے چمکی
قمر کی روشنی تابش نے کی گرد
صفت ہو قمقمون کی کس زبان سے
نظیر ساغر بلور ہین یہ
وہ کی پچکاریون نے بارش رنگ
بنایا قلزم احمر زمین کو
سب اپنے اپنے پاپڑ بیلتے ہین
ہزارون گالیان ہین سر زبان پر
ہوائین ہولی ہلتی ہین شجر سے
کہان تک نغمہ زن مرغ قلم ہو

چہرہ طی کنندگان منازل خارستان عیاری و رہروان جادۂ کوہستان خنجر گذاری راہ پر خطر طلسمات سحر و عیاری کو مسافر کلک یون طی کرتا ہی نظم

منور کن بزم شیرین مقال	چنین مرغ نگارد ز کلک خیال	الہی تو ای ہمدم داستان
کہ باز آمدم بر سر داستان	اشہب تیز گام زبان کو میدان مدعا مین یون جولان کرتے ہین کہ جب	

افراسیاب خانہ خراب کو خنگ کوکب سے تپلہ اٹھا کر باغ سیب مین لایا اول یہ ذکر واجب و لازم ہی
کہ ماہیان زمرد پوش گھبرائی ہوئی پاس افراسیاب کے آئی کہا ای افراسیاب تیرے واسطے
مین نے سر ہتھیلی پر رکھا مشتری کو قتل کرکے موت کا مزا چکھا طالع کا ستارہ گردش مین ہی کوکب میرے
قتل کی کوشش مین ہی طائران سحر نے مجھکو خبر دی ای کوکب میری فکر مین قصر جمشیدی سے چل چکا
مین نے یہ تدبیر کی ہی کہ اپنے باغ ظلمات سے تا سر کوہستان و خارستان ہفت دربند سحر تیار کرون
اپنے مصاحبان عالی مقام و ساحران خوش انجام کو ان دربندون پر مقرر کرون چند کنیزان ساحری
اپنی خدمت مین مقرر کی ہین کہ شاید وہ ساربان زادہ کچھ عیاری کرے یا مجھ تک اپنے کو پہونچائے
جو صورت بنکر آئے کنیزین بتلا دین نقشہ ہاے ستارہ شناسی نہایت طولانی تیار کیے ہین آٹھو
آٹھ پہر ملاحظہ کرونگی ای افراسیاب اگر یہ چالیس دن بہ خیر و خوبی کٹ گئے ہزار سال تک پھر
میری قضا نہین ہی اگر طرف آسمان کے دیکھتی ہون چرخ کج رفتار ستارون سے آنکھین لگاتا ہی
ثابت و سیارگان چھپتے اور گویا ان مین زمین سے غبار اٹھتا ہی ہر اک غار دہن اژدرہا سنگریزہ
چھپاتیکا پھر دوست و دشمن معلوم ہوتے ہین خیر خواہان دولت راہ مین تخم بدی بوتے ہین سواے
ہفت دربند تیار کرنے کے اور کوئی تدبیر نہین ہی تو بھی آٹھ پہر یہی خیال رکھنا ملاحظہ اوراق
جمشیدی مین مصروف رہنا کوکب ان دربندون پر ضرور آویگا اگر مین اور تو ملکر مقابلہ کرونگی
فتح نہ پائیگا ساحر دربندون پر ایسے کامل مقرر کیے ہین کہ جنکا عدیل و نظیر نہین ہی مدت کے
تعلیم کردہ ایک ایک اپنے وقت کے سامری و جمشید اپنے مقام سے آگے نہ بڑھنے دینگے اور ای
فرزند ایک دربند تو ایسا تیار ہو گیا ہی کہ جسکی فتاحی بالکل ناممکن ہی اس ساحر ہمدان سے
دل تردد منزل بخوبی مطمئن ہی افراسیاب جادو نے کہا مین ہر وقت اسی فکر مین رہونگا اوراق
جمشیدی دیکھونگا کوکب کی یہ حقیقت نہین ہی کہ دربندہاے سحر پر آپ کے دست انداز ہو سکے
جن ساحرون کو آپ نے تجویز کیا ہی وہ سب کامل و اکمل ہین آپ جاکر باغ ظلمات مین آرام فرمائے
مین فوراً پہونچونگا ماہیان زمرد پوش تو افراسیاب سے بخوبی کہکر گئی افراسیاب جادو

اوراق لیکر بیٹھا مصاحبون سے کہہ رہا ہی حقیقت مین کو کب چل نکلا کچھ احوال لاچین کا نہ معلوم ہوا
مرشدزادے نے جاکر روکا ہوگا اگر میرے کہنے پر مرشدزادے نے عمل کیا دریاے ہفت رنگ سے
فوج بے سران کو ہمراہ لے لیا لاچین اُسکا توڑ نہ کرسکیگا یہ ذکر تھا کہ ایک ساحر نے لاکر نامہ لقا کا دیا اُسکو
افراسیاب نے پڑھا وہی جملات مرقوم تھے کہ ای افراسیاب قدمبوسی کو نہ آیا اگر تو نہین اُسکا کسی
ساحر کو براے مدد ابدولت روانہ کر ورنہ طلسم ہوشربا کو برباد کردونگا عمرو ہمارا بندۂ خاص الخاص ہی
قاتل ساحران اُسکو لقب دیا اُسپر کوئی غالب نہوگا افراسیاب نے نامہ ہاتھ سے زمین پر ڈال دیا
کہا صاحبو فتح جنگ کی کون صورت خداوند لقا ناراض ہین یہان کے ساحرون کو اغماض ہین ہوگیا
اُسنے غرور کیا عیارون کے ہاتھ سے مارا گیا یہ کہکر سوچنے لگا ساحرون سے حکم دیا جلد جاؤ مکار سحر طراز
کو بلاکر لاؤ وہ ہم سردار وہم عیار ہی مکر وغدر مین بے نظیر سحر وساحری مین بے مثل وہ کسی تدبیر سے
خاتمہ کردیگا قدرت کو تابہ باختر پہونچائیگا ساحر گئے چند ساعت نہ گذرے تھے کہ ایک ساحر سیاہ رو
چہرے سے مکاری وغداری آشکار مع بارہ ہزار فوج کے آیا افراسیاب نے کہا ای مکار سحر طراز
ہم چاہتے ہین تجھکو خدمتگزاری خداوند لقا سے سرفراز کرین جاکر قدرت کی مدد کرو خبردار غرور
نہ کرنا فرزندان عمرو سے بچنا ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچے شاگردان عمرو وفرزندان نامور وہان
موجود ہین اگر عیارون سے اپنے کو بچایا کوئی تمپر غالب نہوسکیگا لشکر حمزہ مین کوئی ساحر نہین ہی کرو
غدر سحر سے بالکل نابلد ہی قدرت تمکو اپنے ساتھ باختر مین لیجائینگے مشیر قدرت لقب دینگے مکار نے
عرض کی ای شہنشاہ مین بخوبی سمجھ گیا ایسی تدبیر کرونگا کہ عیار تڑپ تڑپ کے مرین مجھ تک آسکین
مخفی مخفی ایک ایک مقام پر اُتر ونگا رات کو جاکر سرداران زبردست کو پکڑ بلاؤنگا جب سردار سب قبضے
مین آجائینگے ایک دن طبل جنگی بجواکر کل اہالیان لشکر کو پھونک دونگا قدرت کو تابہ قیطول پہونچاؤنگا
افراسیاب بہت خوش ہوا کہا ای برادر مین نے اسی واسطے تمکو بلایا افراسیاب نے سفارش نامہ
دیا مکار سحر طراز اُسی وقت تخت سحر پر سوار ہوکر مع بارہ ہزار ساحران غدار سمت کوہ عقیق
گلزار سلیمانی روانہ ہوا مقامات ورسند دیکھتا ہوا جاتا ہی جو جو مقام کہ آباد تھے وہ سب
ویران پڑے ہین افسوس کرتا ہوا عقب کوہ عقیق پہونچا لشکر کو اسی مقام پر اُتارا ایک نامہ
بطور عرضی واسطے لقا کے تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند طرف سے افراسیاب کے

براے خدمتگزاری حاضر ہوا ہون سنا ہی کہ یہان عیار لشکر دشمن مین بہت ہین اُس خوف سے اسی مقام پر ٹھہرا ہون کسی واقف کار کو روانہ فرمایئے نام سرداران نامی کے مجھکو بتلادے حالات لشکر اسلام سمجھادے مین رات کو جاکر سب کو گرفتار کرکے لے آؤن پھر قدرت کو تابہ باختر پہونچا دون یہ نامہ ایک ساحر کو دیا کہ قدرت کو یہ نامہ دیکر چلے آنا وہ ساحر لشکر لقا مین آیا تابہ دربار گاہ جہان نما پہونچا دربان درگہ سالار سے کہکر اندر آیا لقا کو تخت نخوت پر پایا صورت منحوس دیکھکر حیران ہوگیا دل سے کہتا ہی یہی خداوند ہین مجبوراً سجدہ کیا فرمان افراسیاب و نامۂ مکار لاجواب پیش کیا لقا نے وہ نامہ بختیارک کو دیا بختیارک نامہ پڑھکر اُچھل پڑا کہا یا خداوند مین جاتا ہون یہ بڑا معقول ساحر آیا ہی بہت معقول تدبیر ہی تحریر بھی دلپذیر ہی اپنے خچرے پر سوار ہو کر چلا کہ جاکر بخوبی سمجھا دون ادہر قضاے کار شعبان خنجر گذار عیار طرار فرزند عمرو نامدار خبر لشکر لقا کو آیا تھا اُسنے ایک ساحر کو آتے ہوے دیکھا تھا بختیارک کو دیکھا خچرے پہ سوار ہوکے چلا شعبان سوچا شاید کوئی ساحر آیا ہی بختیارک براے استقبال جاتا ہی یہ بھی عقب مین چلا پانچ کوس راستہ طی کرکے شعبان نے دیکھا لشکر ساحران فروکش ہی شعبان اِک جھاڑی مین چھپ رہا بختیارک لشکر ساحران مین جاکر داخل ہوا مکار سحر طراز کو خبر ہوئی شیطان درگاہ خداوندی تشریف لاتے ہین مکار بارگاہ سے نکل آیا بختیارک کی صورت دیکھکر بہت ہنسا استقبال کرکے بارگاہ مین لایا مقام صدر پر جگہ دی دعوت شراب کی بختیارک نے مزاج پوچھا دونون مکار و غدار آپسمین باتین کرنے لگے مکار نے کہا ملک جی مین اسواسطے یہان ٹھہر گیا کہ میرے حال سے کوئی آگاہ نہو آپ سرداران حمزہ کے نام مجھکو لکھ دیجیے دو چار کو روز بوقت شب گرفتار کرکے لے آیا کرونگا جب سردار قبضے مین آجائینگے لشکر بے سردار کو ایک دن مین تباہ کردونگا بختیارک نے راے کو مکار کی بہت پسند کیا کہا اے قوت بازو شہنشاہ طلسم ہوش ربا راے تو تمھاری بہت صحیح ہی کیا معقول بات تجویز کی لیکن فرزندان عمرو براے عیاری بلاے روزگار ہین خبر پاتے ہی تمھارے لشکر مین پہونچین گے اپنی تدبیر سے غافل نہ رہنا یہ کہکر جیب سے فہرست نام سرداران نکال کر مکار کو حوالے کی کہا یہی پانچ ہزار پانچسو پچیس سردار ہین خداوند لقا تمھاری تدبیر کو راست لائین مکار نے کہا ایک ہفتے مین ملاحظہ فرمایئے گا مین لڑائی کو ختم کرکے تابہ ملک باختر پہونچا دونگا قدرت سے جاکر وعدہ کیجیے اگر قدرت کو بلا کے

قیطول پہونچا دون طرۂ پیغمبری حاصل ہو بختیارک نے کہا پہلے چند مسلمانون کو گرفتار کرو ہم بھی تو دیکھین کہ تمھاری رائے کیسی ہے قدرت ضرور طرۂ پیغمبری دینگے بختیارک تو یہ کہکر بارگاہ سے نکلا طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوا شعبان نے جب دیکھا بختیارک جا چکا جہاں طبی سے نکلا سوچنے لگا عقل سے معلوم ہوا کہ بختیارک کچھ سمجھانے آیا تھا یہ ساحر بڑی تدبیر سے لڑیگا اسیوقت رنگ روغن عیاری کا نکال کر بختیارک کی شکل بنکر تیار ہوا چار شاگرد بطور خدمتگار اپنے ہمراہ لیے لشکر مکار مین آیا مکار کو ہرکارون نے خبر دی ملک جی پھر آتے ہین دو خدمتگار دو مصاحب ساتھ ہین مکار سحر طراز برائے استقبال پھر اٹھا لیکن یہ کہتا ہوا چلا کہ شیطان صاحب دوبارہ کیون پلٹ آئے مصاحبون نے کہا کوئی ضرورت باقی رہگئی ہوگی مکار نے کہا مقام خوف ہے یہان عملداری عیاران سرحد مکاران ہر وقت اپنے بیگانے سے خوف مناسب ہے خیر تشریف لائے ہین تو سرفراز کرین یہ کہتا بیرون بارگاہ آیا شعبان خنجر گذار عیار طرار فرزند عمرو نامدار جیسے ہی سامنے پہونچا تیور کو مکار نے دیکھا سوچا کہ تیور اسکے بد ہین خدا خیر کرے اور بڑھکر کہا ای قوت بازو شہنشاہ ہوشربا مین راہ مین سے پلٹ پڑا تمکو مناسب یہ ہے کہ چل کر قدرت کی قدمبوسی کر لو دامن مدعا در مراد سے بھر لو جو مراد ہو مانگو عمر بڑھواؤ صرف یہ تاکید ہے کہ غرور نہ کرو مکار نے کہا ملک جی صاحب مین خوب سمجھ گیا بارگاہ مین تشریف لے چلیے دوبارہ آپ نے تکلیف فرمائی چاہتا ہون چند ساعت اور خدمتگذاری کرون آپ کی زیارت سے سب مرادین حاصل ہوئین جب آپ ہماری خداوند سے سفارش کیجیے گا قدرت ضرور سرفراز کرینگے اسطرح خوشامد سے ایسی باتین کین شعبان کے دل مین جو خیال خام تھا کہ شاید دوبارہ آنے مین کچھ یہ سوچ گیا وہ بالکل دل سے نکل گیا ساتھ والون سے اشارے کرنے لگا خود دعوت کرنے کو کہتا ہے چل کر دن دہاڑے اسکو مارلو شاگرد بھی باتین بناتے ہوے چلے مکار نے شعبان کو لا کر داخل بارگاہ کیا مسند پر جگہ دی ملازمون سے کہا ملک جی تشریف لائے ہین شراب وکباب مہیا کرو خدمتگذاری مین شیطان صاحب کی مصروف رہو مین سن چکا ہون کہ یہ کلید عقل خداوند ہین شیطان درگاہ خداوندی لقب ہمیشہ سے خود پسند ہین ملازم نے لا کر گلابی شراب کی آگے رکھی مکار نے کہا نوش فرمائیے اپنے دست بخشش سے غلام کو پلائیے شعبان کو اور زیادہ اطمینان ہوا گلابی اٹھائی جام لبریز کیا گھائی سے ٹپ بہیگی

کی ملائی مکار نے خود کہا پہلے اپنے غلام کو سرفراز کیجیے شعبان نے جام طرف مکار کے بڑھا دیا مکار
نے جام ہاتھ مین لیا کہا ملکہ جی مین پی جاؤن میرے لیے کچھ نقصان تو نہین ہی اب شعبان
گھبرایا دیکھا تو مکار کے ہونٹون پر جنبش ہی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ سحر کرنے کی کوشش ہی اب زانو
بدلنے دیکھا شاگردون سے بھی اشارہ کیا اشارے سے مراد یہ تھی کہ یارو یہ پہچان گیا خدا خیر کرے
شعبان نے چاہا اپنے مقام سے اُٹھون ثابت ہوا کہ زمین پاؤن تھامے ہوے ہی مکار نے
جام ہاتھ مین لیکر بہ قہر و غضب شعبان پر نگاہ ڈالی کہا او دغاباز جعلساز میرے ساتھ عیاری مین
پہلے ہی سمجھ گیا تھا یہ کہکر اسطرح نگاہ قہر ڈالی کہ رنگ روغن عیاری کا چہرے سے پانچون کے اُڑ گیا
بصورت اصلی ہوگئے سحر تو یہ پہلے ہی کر چکا تھا کہ اپنے مقام سے اُٹھ نہ سکے جب رنگ روغن عیاری
کا چہرے سے پانچون کے اُڑ گیا جام شراب اُس بدانجام نے پھینک دیا خدمتگارون سے
کہا انکی مشکین باندھو او ظالم بتلا تیرا کیا نام ہی شعبان نے سر جھکا کر کہا مجھکو شعبان خنجر گذار
کہتے ہین کہا کیون آیا تھا کہا تیرے قتل کرنے کو اور کیا تو بچے گا بھائی بند میرے اگر مجھکو رہا کرینگے
یہ دن کاٹنا تجھکو دشوار ہوگا ساتھ والے مکار کے گھبرا گئے کہتے ہین اے قافلہ سالار مکاران آپ کو
کیونکر دریافت ہوا مکار نے کہا مین جو سنتا تھا کہ فرزندان عمرو بڑے غضب کے عیار ہین وہ
خبرین سب بیکار ہین یہ بھونڈی عیاری کہ ابھی بختیارک گیا راہ مین اِسنے دیکھا ہوگا اُنکی شکل
بنکر چلا آیا کوئی نادان ایسی عیاری کا دھوکا کھائیگا یہ کہکر شعبان کو قید کیا کہا ایک ہی مرتبہ
سب کو قتل کرونگا مکار نے دن تو بسر کیا شب کو اسباب سحر و ذات پر آراستہ کرکے بختیارک سے
نام و نشان دریافت کر چکا ہی طرف لشکر صاحبقران کے چلا پہر رات گئے لشکر مین آیا جواہر بن
عمرو کو توالی چبوترے مین بیٹھا ہی ابوالفتح اصفہانی و عمران ختطائی وغیرہ حاضر ہین اُسنے
پوچھا ہی کہ آج صبح سے ہمارا بھائی شعبان پلٹ کے نہین آیا ابوالفتح نے کہا چار عیار اور بھی
ساتھ مین جواہر نے کہا گلباد نے مجھکو خبر دی تھی کہ کوئی جادوگر بارگاہ لقا مین آیا تھا
بختیارک اُسکے ساتھ گیا بعد عرصۂ دراز وہان سے پلٹ کے آیا ظاہرا معلوم ہوتا ہی کوئی آیا
اُسنے دام مکر پھیلایا برادر ابوالفتح اُسکی تلاش کرو اب ابوالفتح نے کہا انشاء اللہ کل اُسکی تلاش
کرینگے احوال معلوم ہو جائیگا یہ باتین کرکے عیار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے کاروبار مین معروف ہوے

بوقت سحر صاحبقران زمان دربار مین آئے سب سردار بھی حاضر ہوے ناگاہ داراب گلبرگی روتا ہوا آیا عرض کی داراے ہند بارگاہ سے غائب ہوگئے ای شہریار نہ سرائچہ چاک ہوا نہ نشان نقب ہی اسطرح غائب ہونا بڑا غضب ہی صاحبقران نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف جواہر کے دیکھا کہا یہ کیا معرکہ ہی لندھور کو کون لے گیا ہمارے یار وفادار کے ہونے سے بڑی بڑی خرابیان درپیش ہین ہمکو بڑے پس و پیش ہین سردار لشکر سے غائب ہوا تمکو خبر نہین تو صاحب یہ افسر ہین عیارون کے جنکو خبر بھی ملتی نہین نامیان وتو میان نے عرض کی کہ حضور کل سے شعبان خنجر گذار اور چار شاگردان عمرو نامدار لشکر سے غائب ہین انکا بھی نشان نہین ملتا ہی صاحبقران نے فرمایا یہ انتظام خوب ہوا ہو جب مصرع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔ میان جواہر بن عمرو کا بھائی قوت بازو غائب ہوگیا سردار کی کون خبر لے جواہر بن عمرو غصے مین کہتا اٹھا کہ غلام ابھی دریافت کرتا ہی سب پیک بچے نوجوان مثل ابو الفتح و عمران وغیرہ جواہر کے ساتھ ہین بیرون بارگاہ آئے کہا مرشد زادے آپ تکلیف نہ کرین ہم برائے جستجو جاتے ہین جواہر نے کہا یارو عزت عیاری کیجاتی ہی دیکھو آج صاحبقران نے کیا فرمایا عمرو کا ذکر آیا وہ تھے تو کیا کرتے تھے کیا انکے سامنے افتاد نہین پڑی مثل مشہور ہی نامی وو کا ندار کما کھائے نامی چور مارا جائے بات انکی بنی ہوئی ہی انھین کا ذکر آتا ہی جاکر لشکر لقا مین دریافت کرو دیکھو لندھور کو کون لے گیا شعبان پر کیا معرکہ گذرا چالیس پیک بچے گئے چند ساعت مین واپس آئے کہا ای جواہر سارے لشکر لقا کو چھان ڈالا وسواس و خناس نے بختیارک کو خبر دی کہ لشکر سے لندھور اور پانچ عیار غائب ہوے وہ تو خود حیرت مین تھا لشکر لقا مین نشان نہین ہی دن بھر یہی جستجو رہی کچھ پتا نہ ملا جواہر بن عمرو کے دل کو لگی ہی جسوقت سے صاحبقران نے جھڑکا ہی بارگاہ سلیمانی مین نہین آیا شب کو کنارے پر لشکر کے آکر بیٹھا پہر رات گذری تھی کہ اسنے آسمان پر دیکھا اک شعلہ چمکا جواہر نے بہ نگاہ غور دیکھا ایک ساحر اڑا ہوا آتا ہی جواہر دیکھتا ہوا چلا وہ ساحر قریب بارگاہ علمشاہ آیا اک تخل تھا اسپر ٹھہرا بیٹھکر سحر کرنے لگا اہالیان طلایاے بارگاہ رستم تاثیر ہواے سحر سے بیہوش ہوگئے مکار تخل سے اترا جواہر گوشے سے دیکھ رہا ہی کہ وہ جادوگر بردہ اٹھا کر اندر بارگاہ علمشاہ کے گیا ہنچہ کمر مین و پکر رستم کہ لے اڑا ساحر اڑا ہوا جاتا ہی جواہر بھی تعاقب مین چلا آتا ہی جب وہ پانی

لشکر کے قریب پہونچا ساتھ والے منتظر کھڑے تھے حضور حضور کہکر دوڑے پوچھا آج حضور کسکو لائے مکار جادو نے کہا کلیجے پر حمزہ کے چھری پھیر دی اُنکے فرزند علمشاہ کو لایا جواہر نے یہ سُنا فقیر بنا ہوا لشکر مین آیا جس خیمے مین شعبان و لندھور قید تھے وہین لاکر علمشاہ کو بھی قید کیا شہیم کو مع چالیس ساحرون کے نگہبان مقرر کیا کہا اے شہیم ہوشیار رہنا مین اپنا سحر اُتارتا ہون تم اپنا سحر قائم کرو شہیم نے علمشاہ و لندھور پر اپنا سحر قائم کیا قید خانے مین ڈالدیا مکار طرف اپنی بارگاہ کے گیا جواہر نے یہ سب معرکہ آنکھون سے دیکھا کہ شہیم کرسی پر بیٹھا ہی مع چالیس جادوگرون کے شراب خواری کر رہا ہی جواہر بن عمرو بیرون لشکر آیا بھٹی پر سے شراب کی ایک تپلہ خریدا ایک مزدور کے سر پر لدوایا آپ لقا کے چوبدار کی شکل بنکر لشکر مکار مین آیا قید خانے کے قریب پہونچا شہیم نے دیکھا چوبدار خداوند کا ساتھ ہی مزدور کے سر پر تپلہ رکھا ہی شہیم کھڑا ہو گیا جواہر نے کہا خداوند نے یہ شراب تم لوگون کے واسطے بھیجی ہی قدرت کو بہ علوم غیب دانی ثابت ہوا کہ ہمارا بندۂ خاص ہمارے دشمنون کی نگہبانی کر رہا ہی حکم ہوا یہ شراب پہونچاؤ شہیم نے تپلہ اُتروایا ساحر اجک شراب پینے والے بہ تعجیل تپلے کو کھولا آپسمین شراب تقسیم ہوئی جواہر ان کے سامنے سے چمپت ہو گیا ایک نخل کی آڑ لیکے بیٹھ رہا اُن سبھون نے وہ شراب پی بیہوش ہو ہو کے گرے جواہر گوشے سے نکلا خنجر پکڑ کے چلا کہ شہیم کو قتل کرون دونون سردار پانچون عیار ہوشیار ہون اُنکو لے نکلون خیال مین آیا ہر ایکی علامت برپا ہو گی ابھی ہنگامہ ہو جائیگا پھر کیا تدبیر کرون ہر چند سردارون کو جگاتا ہی اُنکو ہوش نہین آتا عیار بھی بیکار ہین گھبرا کے قید خانے سے نکلا دیکھا ابو الفتح اصفہانی و عمران حطائی و غیرہ بارہ پیک بچے ساحرون کی شکل بنے ہوئے لشکر مکار مین آ پہونچے تھے جواہر نے اُنکو پہچانا ابو الفتح سے کہا سردارون کے پشتارے دوش پر لگاؤ پانچون عیارون کو اُٹھاؤ شہیم کے سحر مین یہ سب مبتلا ہین اسکا بھی پشتارہ باندھ لو صحرا مین چلکر اسکو قتل کرینگے ان سب کو ہوش آجائیگا عیارون نے سردارون و عیارون کو اٹھا لیا جواہر نے شہیم کا پشتارہ باندھا لشکر سے مکار کے نکلے جب صحرا مین دو کوس پر پہونچے جواہر نے شہیم کو قتل کیا علمشاہ و لندھور و پانچون عیار ہوشیار ہوئے جواہر نے کہا نکل چلو بارہ پیک بچے دونون سردار چلے مکار بستر خواب پر پڑے پڑے گھبرایا پہر رات رہے بیرون بارگاہ آیا قید خانے کے قریب پہونچا دیکھا سب جادوگر بیہوش پڑے ہین قید خانہ خالی شہیم ندارد غصے مین پر پرواز پیدا کرکے چلا جواہر بن عمرو

لندھور و علمشاہ سے کہتا ہی پانون بڑھائے ہوے چلیے لندھور و علمشاہ کہتے ہین ہمسے پیدل نہین چلاجاتا راہ خارستان و کوہستان کہین نشیب کہین فراز جواہر سب سے آگے بڑھا ہوا کہ آسمان سے برق چمکی مکار نے آواز دی خبردار ای عیارو کہان جاتے ہو شعبان تو جست کرکے ایک غار مین جا رہا مکار نے گرتے گرتے سحر کیا دونون سردار بارھون عیار بیہوش ہو کے گرے مکار نے کھڑے ہو کر چہار جانب دیکھا کسی کو نہ پایا سمجھا یہی لوگ تھے ایک تخت سحر تیار کیا عیاران مذکور و سرداران مسطور کو تخت پر ڈالا طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوا جواہر بن عمرو دیکھا کیا پھر طرف لشکر مکار کے چلا راہ مین دیکھا غار سے شعبان بھی نکلا دونون نے آپسمین صلاح کی جواہر نے کہا کہ ای برادر تمنے دیکھا یہ بچیا ہماری آنکھون کے سامنے سے سردارون اور عیارون کو لیگیا شعبان نے کہا ای برادر چلکر صاحبقران کو خبر کرو جواہر نے کہا ہم تو بدون قتل مکار آقاے نامدار کو مونھہ نہ دکھائینگے شعبان نے کہا چلو آپسمین صلاحین کرتے ہوے پھر طرف لشکر مکار کے چلے یہان مکار سحرطراز سردارون کو لیکر لشکر مین آیا لشکر مین بھی اُسکے اک ہنگامہ ہی عیار مسلمانون کے بڑے قیامت کے ہین شہیم کو لیجاکر جنگل مین مارا ہمارے آقاے نامدار تلاش مین گئے ہین دیکھا تو مکار مع تخت سحر آکر پہونچا ان سب کو لاکر پھر ایک خیمے مین قید کیا نعیم جادو بھائی کو شہیم کے بلایا کہا خبردار کسی غیر کو اپنے لشکر مین نہ آنے دینا مین راہ سے جاکر ان سب کو گرفتار کر لایا بالقول کنجیتارک ملک الموت گھر دیکھہ گیا اب حمزہ کو دریافت ہوگا کہ مکار جادو طلسم ہوش ربا سے آیا ہی یقین ہی صاحبقران بھی لشکرکشی کرین اب یہان ٹھہرنیکی کیا ضرورت ہی لشکر خداوندی مین چلو صبح بھی ہو چکی تھی سردارون اور عیارون کو ایک ارابے پر سوار کیا لشکر کو ساتھہ لیکر سمت فوج لقا روانہ ہوا پہرون رہے ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا لشکر اُترنے کا حکم دیا مکار کنارے پر لشکر کے ٹہل رہا ہی اپنے دیکھا آہوے وحشی نخلستان سے بھاگا ہوا نکلا پشت پر دیکھا آہو کے ایک جوان چالاک و جسپت تیر و کمان ہاتھ مین صاف ظاہر ہی کہ آہو کی جستجو مین دور سے آتا ہی آہو اپنی جان بچائے ہوے چاہتا ہی نکل جاؤن مگر وہ جوان جسپت و چالاک چاہتا ہی کمندون مین گرفتار کرون ایک مقام پر آہو مڑ کا اُس جوان نے جھپٹ کر حلقہ ہاے کمند مارے حلقے کمند کے شاخہاے آہو مین نہ پڑے گلے مین پہونچے آہو گرا جوان نے چاہا جست کر کے سینے پر سوار ہون آہو ذبح کرون آہو نے سر ہلایا شاخ اُسکی ران پر جوان کے پڑی زخم کاری آیا جوان خوشرو زمین پر گرا

آہو مع حلقہ ہاے کمند جست وخیز کرتا ہوا طرف صحرا کے روانہ ہوگیا وہ شیر بیشۂ شکار جوان نامدار ایڑیان رگڑ کے بیہوش ہوا آنکھین الٹ گئین کمان کیانی دوش سے گری سر ایک جانب پنجہ ایک جانب پڑا ہی وہ آفتاب جمال ایڑیان رگڑ رہا ہی ران سے خون کا فوارہ جاری مکار سحر طراز گھبرا کر دوڑا ساتھ والون کو بھی حکم دیا یارو اس جوان کو اٹھاؤ زخم دوزی کرو کوئی رئیس زادہ سپاہی وضع شکار دوست جستجو سے شکار مین یہانتک آیا شاخ آہو سے زخمی ہوا رئیس کو رئیس کا پاس ضرور ہی اسکا حال زار دیکھکر قالب ناصبور ہی ملازمان مکار جھپٹ کے پہونچے دیکھا اُس جوان کا منکہ ڈھلا ہوا چہرہ زرد دریاے خون مین نہایا ہوا سب نے ملکر اٹھایا مکار کف افسوس ملتا ہوا لیکر اپنی بارگاہ مین آیا مسند پر لٹا دیا یہ کیفیت زخم دوزی کی پٹی مرہم کی چڑھائی بعد عرصہ دراز اسکو ہوش آیا مکار نے پوچھا اے شیر بیشۂ جرأت اے صاحب سطوت و لیاقت نام نامی و اسم گرامی کیا ہی فن شکار مین بڑا کمال حاصل کیا آہوے وحشی کو حلقہ ہاے کمند سے گرفتار کرتا تھا تو نے جو سوچا وہی کیا لیکن دھوکا ہوا شاخ آہو سے زخمی ہوگیا ہم اٹھا لائے اُس جوان نے ٹھنڈھی سانس کھینچی کہا آپ نے احسان کیا حسین نوجوان میرا نام ہی شکار کھیلنا میرا کام ہی یہان سے قریب ایک مقام ہی کہ اسکو قلعۂ کوہستان کہتے ہین باپ میرا حاکم و ناظم ہمیشہ اسی طرح شکار کھیلا ہو ان صحرا کو حلقہ ہاے کمند زلف مین گرفتار کیا تیغہ برق تاب سے شیر کا شکار کیا آج گردش فلکی سے یہ انقلاب ہوا آپ اب چلکر کلبۂ احزان کو اس حقیر کے نور قدوم میمنت لزوم سے منور و روشن فرمائیے آپ تو جان بخش ہین مکار نے کہا اے شاہزادہ نامدار آج کی شب تو مین آپکو جانے بھی نہ دونگا جب زخم اندمال پائے مین اپنے ملازم ہمراہ کرون بہ اعزاز و اکرام تمام تمھارے قلعہ مین تمکو پہونچاؤن اس حیلے سے تمسے ملاقات ہوئی بعنایت سامری اب اس حوالی مین ہم رہین گے براے مقابلہ صاحبقران جاتے ہین مقابلے پڑینگے چند سردار چند عیار میرے پاس قید ہین انکو بھی جا کر قتل کرونگا جب لڑائی فتح کر کے پلٹونگا تمھارے قلعہ مین ضرور آؤنگا دو چار روز صحبت عیش مہیا رہیگی تمھارے باپ سے بھی ملاقات ہوگی اب تو دو چار دن ہمین سرفراز کرو بدون اصلاح زخم نہ جانے دینگے جوان خاموش ہوا بہت شکریہ ادا کیا باتین کر رہا ہی مکار نے دیکھا نہایت فصیح و بلیغ عقیل و فہیم باتون مین لطف حکایات جابجا کے بیان کرتا ہی مکار کا دل لگ گیا حکم دیا ناچ ہو جب طائفہ ناچنے لگا غزلین وغیرہ گائین مکار کہ رہا ہی اے حسین نوجوان یہ گائن طلسم ہوشربا کی رہنے والی ہی مین بہت کچھ صرف کر کے ساتھ لایا ہون

یکاگانا گاتی ہی حسین نوجوان کچھ جواب نہین دیتے منھ پھلائے بیٹھے ہین مکار نے کہا کیون ای حسین نوجوان کیا گانا اسکا تمکو پسند نہین آیا حسین نے ہنسکر کہا بالکل بے سُری ہی بڑا عیب فاش ہی یہ یکاگانا کیا جانے کچھ غزل ٹھمری گالیتی ہی اُس کسبی نے جو یہ سُنا جھلا کر کہا میان صاحبزادے یہ علم موسیقی ہی شکار کھیلنا نہین ہی تیر اٹھا کر مار دیا جانور پر کبھی پڑا کبھی نہ پڑا ہمارا نشانہ کبھی خالی نہین جاتا جنبش ابرو مین ہزارون شکار ہوے تیر مژگان صدہا کے دلون کے پار ہوے حسین نے ہنسکر کہا بی بائی صاحب سچ کہتی ہو ناز و کرشمہ اور چیز ہی تکے گانے کا نام نہ لو غزل ٹھمری گاؤ اسگلے کا ملون کا نام نہ بدنام کرو رنڈی اور زیادہ بگڑی کہا میان شہزادے صاحب کچھ گا کے سنایئے تو ہم جانین طبلیے نے بھی طعن کی سارنگی بجانے والے نے بھی باتون کا تار لگا دیا مکار نے دیکھا حسین نوجوان بگڑا غصے مین اشارہ کیا ساز ملاؤ جب ساز ملکر تیار ہوے کہا بھائیو تم کسبی ہو غریب عطائی کا خیال رکھنا تمھاری آس ہی اب جو حسین نوجوان نے تان مارنا شروع کین زمین تھرائی کسبی گھبرائی حسین نوجوان شہزادہ والا قدر آسمان جلالت کا بدر فصیح و بلیغ یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

وصل کی ہوگئی کچھ دلکو خبر آپ سے آپ
در میخانے پہ جھکتا ہی جو سر آپسے آپ
یہ دل عربدہ جو ہی مرے پہلو مین اگر
نہو اگم دہن اُنکا نہ کر آپ سے آپ
گو کسی اور کو تاکا ہی مگر تیر اُسکا
جسمین پیدا ہو نہ کچھ رنگ اثر آپسے آپ
مہربانی تری ای گرمی آہ سوزان
سیدھی ہو جائیگی عاشق سے نظر آپسے آپ

ورنہ تھمتا ہی کہین درد جگر آپسے آپ
آسمان انکو یہ صدقے نہین کرتا شب و روز
وصل کی شب بھی اُٹھیگا کوئی شر آپسے آپ
بے طلب جیسے گیا انجمن یار مین مین
میرا مشتاق ہی آئیگا ادھر آپسے آپ
سعی کرتے مین بہت سی مہ و انجم اسمین
سوکھ جائینگے مرے دیدۂ تر آپسے آپ
پوچھیے دیسے کب اٹھا کوئی پہلو سے جلال

مسجد و دیر سے بھی زیادہ ہی کچھ اُسکی حرمت
گرد پھرتے ہین ترے شمس و قمر آپسے آپ
کھو دیا اُسکو خموشی نے نزاکت نے آہ
یونہین ای جذب وہ آکے مرے گھر آپسے آپ
آہ کیون کرتی ہی کوشش دم بے کیسی
کیا شب ہجر کی ہوتی ہی سحر آپسے آپ
کجروی تمسے زمانے نے وزا کی حسدن
وہ تو تھا ہوش مین باہر تھے اگر آپسے آپ

ابتو وہ نازنین حسین نوجوان کے گرد پھرنے لگی قدمون کو بوسہ دیتی ہی بلائین لیتی ہی سب گوے گرد بیٹھے ہین تعریفین کر رہے ہین مکار سحر طراز مبہوت ہو رہا ہی اشعار عاشقانہ سن سن کے رو رہا ہی خود بھی نوجوان عاشق مزاج مرد تماشبین مزیدار نوجوانون کی صحبت اُٹھائے ہوے کلیجہ پکڑ گیا حسین نوجوان کی بلائین لینے لگا کہا ای شہزادہ والا قدر ای ذی کمال صاحب جادو جلال سپاہگری تمھاری دہ دیکھی اُبو کا

شنکار کنندے کرتے ہوئے نہ دیکھا تھا وہ دیکھا علم موسیقی مین تمھارا مثل نہین حسین نوجوان نے سر جھکا لیا کہا آپ قدردانی فرماتے ہین ابھی آپ نے کیا کمال دیکھا خزانہ سلطنت کا حصول کمال مین صرف کیا کاملین کی جوتیان سیدھی کین جلمین بھرین تب کچھ آئین بائین شائین آگیا ایک کمال البتہ بڑی مشکل مین آیا وہ علم ساقی گری ہی مکار سحر طراز نے کہا ساقی گری کیا مشکل ہی شراب کا انڈیلنا اشعار پڑھکر پلا دینا یہی ساقی کا کام ہی اسمین کیا ننگ انجام ہی حسین نوجوان ہنسے کہا حضور ساقی گری ایسی مشکل ہی تمام عالم مین ایک شخص اس فن کو جانتا ہی وہ ساقی گری یہ ہی کہ پائون سے ناچے ہاتھ سے بتائے منھ سے گائے سر سے لاکر شراب پلائے سوائے عمرو عیار کے اس فن کو کوئی نہین جانتا وہ اس کمال کو بارگاہ مین بادشاہون کی صرف کرتا ہی اکیلا لاکھون کو بیہوش کرے چشم زدن مین لاکھون کو مٹا دے لڑبھڑ کر نکل جائے مین نے اسکو کسی حیلے سے طلب کیا اس فن کو اُس دشمن جان و ایمان سے حاصل کیا ملاحظہ پر موقوف ہی ایک بات کی مشکل ہی کہ جب ہم ساقی ہوتے مین کسی کو باقی نہین چھوڑتے لہذا آپ کا صرف بہت ہوگا بارہ ہزار کا لشکر آپکے ساتھ ہی ہمارے قلعہ مین تشریف لیچلیے وہان جلسہ آراستہ ہو پورا میخانہ صرف ہوگا مکار نے کہا میخانے کی کیا حقیقت ہی اس کمال کے سامنے زر و جواہر کی کیا لیاقت ہی کیون صاحبزادے جام سر پر رکھا جائیگا قطرہ شراب کا نگریگا حسین نوجوان نے کہا اگر قطرہ گرے سر کاٹ لیجیے تمام کاملین بول اُٹھے جام کا انجام ہونا دشوار ہی حسین نوجوان نے کہا ابھی آپ لشکر لیکر میرے قلعہ مین چلیے مین ساقی گری کرکے سب صاحبون کو دکھاؤن مکار سحر طراز نے کہا یہان سب کچھ حاضر ہی آپ کیون تکلیف کرین ہمارے مال کو اپنا جانیے مشقت بھی تو آپ کو انتہا کی ہوگی حسین نوجوان نے کہا سالہا سال کثرت مین خزانے صرف ہوے تب اس کمال مین سواد ہوا آپ شراب منگائیے کلید میخانہ ہمکو دیجیے مکار نے کلید میخانہ حسین نوجوان کے سامنے حاضر کی داروغہ کو حکم دیا شاہزادے کو میخانے کا اختیار ہی جسطرح چاہین صرف کرین تم سپرد کرکے چلے آؤ حسین کنجی لیکر اندر میخانے کے آیا شراب کو خوب خراب کیا پکار کر آواز دی دس دس آدمی ایک ایک قرابہ لیجائین سو جوالون مین ایک تہلکہ لشکر مین ہلڑ ہوا مفت کی شراب تقسیم ہو رہی ہی شاہزادہ حسین نوجوان ساقی گری کریگا حکم ہی کوئی باقی نہ رہیگا لینے والے دوڑے حسین نوجوان نے تھوڑا سا لے کے تمام اہلیان لشکر کو تقسیم کیے دو کشتیان عمدہ اٹھین کنٹر الماس نگار بادۂ گلنار سے معمور رکھڑے اُنکے تمامی سے باندھے اس سلیقے سے حسین نوجوان کشتیان شراب کی محفل مین لیکر آیا دیکھنے والون

کی رال ٹپک پڑی مکار تڑپ گیا کہا دیکھو صاحبو کس سلیقے سے شراب لیکر آیا جی چاہتا ہے کہ آج شراب خوب پیجیے اب حسین نوجوان نے پشواز زیب جسم کی بھاری جوڑا اپنا جوڑا اسی گھنگرو پائون مین باندھے اس سج دھج سے حسین گت ناچنے کھڑا ہوا ناز و ادا کو دیکھکر نازنینان مہ جبین بیقرار ہوگئین جامے سے پھٹین اس جوان خوشرو کے گرد پھرین مال کیا مال ہے جان نثار کرین سازملے گت شروع ہوئی اس لطف سے گت ناچا دیکھنے والون کی بری گت ہوئی

اشعار

اہل محفل نے کیا اسے یہ سمجھا ور توڑا
سر پہ رکھا الٹ کے جیب آنچل

جسکے جانب بتلا کے سسکی لی
ماہتابان یہ چھپ گیا بادل

ناچنے مین جو لیا یار نے ہنسکر توڑا جان اسنے سسک سسک کر دی گت ناچتے ناچتے یہ اشعار شروع کیے نظم

حشر مین رو رون یہ جیب بارش رحمت ہوگی
جان دونگا یہ مجھے یار سے خفت ہوگی
گورکن کاندھ اٹھائینگے پس مرگ احسان
دم نکل جائیگا جب پھر تو نہ وحشت ہوگی
ای نکیرین ذرا قبر مین دم لینے دو
مین اگر شب کو نہ ہونگا مری حسرت ہوگی
گریہ ثابت ہوا لیکی دل کو وہ نگاہ
ملک لوٹ کے ہاتھون آ اذیت ہوگی
ملاجہین روز قیامت نظر آئیگا جلال

کیون نہ سکیں ہو زاہد کو یہ حسرت ہوگی
کون سنتا ہے جو پرسش ہوئی روز محشر
آپ گڑ جائینگے ہم کچھ بھی جو غیرت ہوگی
ساتھ کیون اس دل نالا انکو لحد مین لائے
کچھ بتا دینگے ٹھکانے جو طبیعت ہوگی
ستم یار کو اللہ سلامت رکھے
آنکھ سے آنکی ندامت کو ندامت ہوگی
دل ہمارا ابھی ہے واللہ بہت نازک طبع
اور بدتر ہے جو صبح شب فرقت ہوگی

باعث نالہ اگر درد کی شدت ہوگی
دیکھنے ہی سے ترے ہمکو نہ فرصت ہوگی
نشتر اک ابکی رگ جان پہ لگا نا فصاد
ہم یہ کیا جانتے تھے روز قیامت ہوگی
اور جا کر ترے کوچے مین کوئی کیون روتا
ابھی کیا کیا نہ غریبون پہ عنایت ہوگی
آپ خود دیکھیے گا قبض مری روح اگر
حال کھل جائیگا جب آپسے صحبت ہوگی
اسی ڈھنگ سے یہ غزل گائی تمام

اہل محفل دنگ مکار سحر طراز اسقدر رویا دامن و گریبان تر ہوگیا اب سب نے دیکھا حسین نے جھک کر جام لبریز کیا سر پہ رکھا ہر ایک کا یہی قول تھا اب بدانجام ہوگا جام شراب سر سے گریگا لیکن حسین نوجوان نے اسطرح جسم کو سادھا کیا مجال کہ ایک قطرہ تو گرے سامنے اکر مکار جادو کے سر جھکایا دھن مین یہ شعر گایا

فرد خوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ❊ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ❊ مکار سحر طراز اٹھ کھڑا ہوا بڑی خوشی سے جام لیا لبون سے لگا کر بے اندیشہ انجام پی گیا اب تو حسین نے دور شروع کیا جسکے سامنے جام لیکر پہونچا اسنے بلا امین لبین جام پی لیا لشکر مین جو شراب سے بچے پی نمک سرکاری نے تاثیر کی کوئی بڑھا گاتا ہے کوئی دوڑ کر کنوین مین گرا کوئی پہاڑ سے سر ٹکراتا تھا کسی نے جامہ وزیر جامہ اتار کر پھینکدیا

بعض نے خوب ضبط کیا جام پیکر اُٹھے خیال مین آیا اپنے گھر چلو سر جھکائے ہوے جاتے تھے سوچے
آسمان کی ٹکر نہ لگے اِس سوچ مین سر جھکایا مُنھ کے بھل جا رہے ہے بعضون مین جوتی بیزار ہو رہی ہے کسی نے
کسی کا گریبان لیا کسی کے پٹے کسی کے ہاتھ مین مسخراپن بات بات مین یہان مکار عش عش کر رہا ہے پکارتا ہے
ای حسین کیا کہنا کیا کمال کیا نشے مین بلبلا کے اپنے مقام سے اُٹھا ساتھ والے حضور حضور کہتے ہوے اُٹھے
مکار نے آواز دی ای جان جہان ای حسین نوجوان مثل جان کے آغوش مین لون ایک بوسہ لون گا
حسین نے مسکرا کر کہا ای حچا جان کیا مجھسے انکار ہے صف مژگان کو جنبش ہوئی اہالیان دربار کے سینے
فگار یک انار و صد بیمار سب سراپا کی تعریفین کر رہے ہین مکار نے کہا تم لوگ کیون اُٹھے نعیم جادو
سپہ سالار کلان اُسنے جواب دیا ہم اپنے معشوق کے پاس جاتے ہین آپ اپنے کو عاشق بناتے ہین مکار
نے کہا تیری شامت آئی ہے نعیم نے بھی قبضے پر ہاتھ ڈالا دونون جھومتے ہوے چلے دو دو قدم بڑھے تھے
کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا دونون گرے سب سردار لینا لینا کہکر دوڑے جو جہان سے اُٹھا چشم زدن مین سب
گر کر بیہوش ہوے نعرہ ہوا باش او مکار و غدار منم جواہر بن عمرو نامدار خنجر کھینچکر مکار کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا
مکار کا سر کاٹا دونا ٹاہو الاشہ مکار سحر طراز کا تڑپا اب جواہر نے خنجر کھینچکر قتل کرنا شروع کیا بارگاہ کو مذبلہ
قصابان بنا دیا نعیم کو جھپٹ کر قتل کیا چاہتا تھا اسی کے سحر مین سردار و عیار سب مبتلا ہین نعیم کے
قتل ہوتے ہی لندھور و علمشاہ و بارھون عیار قید خانے سے نکلے جواہر نے عیارون سے اشارہ کیا
سب اہالیان فوج کو قتل کرو لندھور و علمشاہ کھڑے ہوے تماشا دیکھ رہے ہین عیارون نے
ساحرون کو قتل کرنا شروع کیا بارگاہ کے سردار قتل ہوے بیرون بارگاہ غل ہے ہزار دو ہزار ساحرون
کو قتل کیا علامت مرنے کی جادوگرون کے بلند ہے جب جواہر نے مکار کو مارا آواز آئی کشتی مرا نام من
قلماق جادو بود اوروں کے مرنے سے آوازین آئی ہین کشتی مرا نام من فلان نام من فلان بود صدا ے
گیرودار بلند سارے لشکر مین اندھیرا علمشاہ و لندھور نے دو گھوڑے لیے عیارون نے ترغیب
دی آپ نکل جائیے ہم اِن سب کا خاتمہ کرکے آتے ہین یکایک آسمان پر برق چمکی آواز آئی منم مکار
سحر طراز باشید ای عیاران مکار و ای مکاران غدار میرے ہاتھ سے کہان جاتے ہو مین جانتا تھا
کہ یہان عیاری ضرور ہوگی قلماق جادو اپنے غلام کو اپنی صورت پر مقرر کیا آپ درۂ کوہ مین جاکر
چھپا تھا اب جو صداے گیرودار سنی آنکھ کھلی پیدا ہوا جواہر کے ہوش اڑ گئے چاہا تڑپ کر نکلیں اُدہر

مکار نے آتے ہی ایک گولہ مارا علمشاہ و لندھور بھی گھوڑون سے گرے بارہ عیارون کے پیرزمین نے تھام لیے جواہر بھی گرا مکار زمین پر آیا آتے ہی باران سحر برسایا دیکھا بارگاہ مین تمام لاشے پھڑک رہے ہین سرداران نامی سے کوئی باقی نہین بیرون بارگاہ بھی ہزار دو ہزار لاشے پڑے ہین ایک ایک کی لاش پر خوب رویا چیخین مارتا تھا دربار مین بختیارک بیٹھے بیٹھے گھبرایا لقا سے کہا جاکر مکار کی خبر لون یقین ہی عیار ضرور پہونچے ہونگے مکار نے کہا دیکھون تو کن کن سردارون کو گرفتار کیا انکو جاکر قتل کراؤن نجرے پر سوار چند غلام ہمراہ یہان مکاران سکو گرفتار کرکے بارگاہ مین آیا جواہر سے بہ عتاب خطاب کیا کیون او فرزند عمرو دیکھ عیاری اسکا نام ہی کس لطف سے مین نے اپنے کو بچایا حسبدن سے آیا دم لینا مشکل کردیا مین نے اپنے غلام کو اپنی شکل پر بٹھلا دیا تھا درہ کوہ مین جاکر سویا جو کچھ افراسیاب نے کہا تھا بخوبی ظاہر ہوا جواہر نے کہا او بیحیا کیا بکتا ہی مین ایک لاکھ چوراسی ہزار بھائیون کا بھائی ہون ہمارے گرفتار ہونے سے کیا ہوتا ہی قید ہونا پکڑے جانا ہمارا اشرف ہی اب ہمارے بھائی سند بختیارک کی صورت پر یا بصورت لقا و مردہے و چوبدار و حاجب و دربان بنکر آئینگے تجھکو مثل نقش قدم مٹائینگے ہماری تقدیر مین نیکنامی نہ تھی تیرے دام مکر مین پھنس گئے ایک ایک بھائی ہمارا قیامتین برپا کریگا ورنہ ہمکو رہا کردے ابھی بلا نازل ہوا چاہتی ہی ہماری تقدیر مین مایوس ہونا تھا اپنا یہ حال ہی اشعار

نخل الفت کو فلک پھولنے پھلنے نہ دیا
اپنے بیمار کو عیسے نے سنبھلنے نہ دیا
مجھسے روٹھے بھی خفا بھی ہوئے آزردہ بھی
دھوکا وہ کون تھا جسکو کہ اجل نے نہ دیا
جیتے جی سمجھا انھین جان کے برابر بیشک
کوئی ارمان بکر دل کا نکلنے نہ دیا
نالے نکلے کبھی منھ سے تو کبھی آہ و فغان
پر انھین مین نے بری راہ پہ چلنے نہ دیا
ای فلک تو نے ملایا نہ کسی گلرو سے
دل سے ارمان کوئی مین نے نکلنے نہ دیا
دل کسی شغل مین افسوس بہلنے نہ دیا
ہمنے پر حرف شکایت کو نکلنے نہ دیا
جان لیکر انھین چھوڑا جو بہت تھے مغرور
نخل امید میرا پھولنے پھلنے نہ دیا
لندھور و علمشاد ایک جانب

مسلسل بیٹھے ہین جواہر بن عمرو بخوف کلام کر رہا ہی کہتا ہی او بیحیا اسوقت بچ گیا ایکی مرتبہ نہ بچیگا ہمارے بھائی بند آتے ہین یہ ذکر تھا کہ ایک ساحر نے بڑھکر خبر دی حضور ملک جی صاحب آتے ہین جواہر قہقہا مارکر ہنسا ساتھ والون سے کہا لو ہمارے بھائی بند آپہونچے بختیارک کی شکل پر شعبان خنجرگذار ہوگا ابو الفتح اصفہانی و عمران خطائی و گلباد عراقی و کلباد عراقی وغیرہ بشکل ملازمان ہمراہ ہونگے مین اپنے بھائی کے تصدق سنتے ہی خبر وہ پر ابر ٹے قیامت کا عیار ہی لاکھون مین عیاری کرتا ہی نائب

خواجہ کا وہ میرا پشیدست ہی بڑا عیار زبردست ہی مکار سحرطراز کے کان کھڑے ہوئے جواہر یہ بھی کہا ہاں
شعبان کے ساتھ دس عیار آئے ہونگے بختیارک کی صورت خوب بنتا ہی ساتھ والے کہہ رہے ہین بجا
و درست مرشد زادے آپ بھی تو اُنکی مدد کو جاتے ہین ابھی ہفتہ نہین گذرا لشکر مین لقاکے میان شعبان
قید ہوئے تھے آپ خداوند لقا کی صورت بنکر پہونچے ایسے تم نہوتے تو عہدہ خواجہ عمرو کا کیون ملتا تم دونون
عیار بے نظیر خوش تقریر ساری حرکتین خواجہ کی تم مین ہین مکار نے کہا دیکھو تو بختیارک کے ساتھ کے
ملازم ہین چوبدار نے باہر نکل کر دیکھا کہا حضور حقیقت مین دس ملازم ہمراہ ہین بڑی جلدی مین آتے ہین
بیشک ملک جی کی ویسی صورت نہین ہی لشکر مین کھڑے پوچھ رہے ہین کون کون عیار پکڑا گیا مکار کیونکر
بچا سرداروں مین کون کون قید ہوا مکار نے کہا آنے تو دو باجی کی گردن لیتا ہون مجھکو نادان سمجھا ہی
جواہر کہنے لگا یارو کوئی جا کر میرے بھائی سے کہدو کہ بھائی پلٹ جاؤ اور کسی عیاری سے ہاتھ کرنا اسوقت
نہ آؤ اپنی جان بچاؤ لیکن بختیارک بلا تکلف مع دس ملازموں کے اندر بارگاہ کے آیا جواہر نے
دیکھتے ہی کہا بھائی شتو بھاگو یہان چرچا ہو چکا مجھ بیوقوف کے مُنھ سے نکل گیا مکار نے کہا ملک جی صاحب
آئیے دیکھیے مین نے دو سردار تیرہ عیار گرفتار کیے ہین قتل انکا آپکی رائے پر موقوف ہی جواہر کی باتون پر
بختیارک گھبرایا دو قدم پیچھے ہٹا کہ یہ کیا معرکہ ہی جواہر یہی کہتا ہی بھائی بھاگ جا یہ بھی عیاری خالی گئی
مکار نے دیکھا کہ بختیارک پیچھے ہٹا چند دانے ماش کے جھولی سے نکالے آواز دی او شعبان کہان
جاتا ہی بختیارک نے گھبرا کر کہا شعبان و رمضان کیسا مین بختیارک شیطان درگاہ خداوندی ہون
مکار نے دیکھا یہ بھاگ کر نکلا جاتا ہی ماش کے دانے پھینک مارے فوراً بختیارک زمین پر گرا دسون ملازم بھی
گھبرائے بھاگنے کا قصد کیا مکار نے ایک دو پتھر زمین پر مارا یہ بھی دسون گرے ساحرون سے آواز دی سبکی
مشکین باندھ لو بختیارک چیخا ای مکار کیا کرتا ہی دیکھ بہت پچھتائیگا جادوگرون نے بختیارک کی مروڑ کے مشکین
باندھین جواہر یہی کہے جاتا ہی بھائی جلدی کیون کی عیارون مین سرفراز ہوتے جلد باز ہوا اور عیارون سے
بھی کہدیا اب تم بھی قید ہوئے مہتر برق خالی آئیگا وہ ہمکو تمکو چھڑائیگا یہ بچہ اسوقت بصورت اصلی ہی
درۂ کوہ مین چھپ رہتا ہی مکار سحر طراز کوڑا لیکر اٹھا بختیارک پر جوتیان پڑنے لگین یہ دُہائی دے رہا ہی
ای مکار کیا کرتا ہی اگر مجھکو قتل کریگا خداوند لقا تجھکو سنگ سیاہ بنا دینگے زندہ بچکر نکلنا دشوار ہوگا کیون
شامت آئی ہی ارے مین تیرے پاس پہلے بھی آیا تھا جواہر جواب دیتا ہی بھائی اگلی پچھلی باتین نہ بولو یہی

عیاری کا کام ہو تم تو بڑے کچے ہو پہر دو پہر کی تکلیف نہین اُٹھا سکتے جب عیاری کرے قولات جوتی کا کیا خوف
یہ تو ہمارا زیور ہو ہمارے قبلہ و کعبہ کا قول ہو کہ جب ہم قید ہوے دشمنون کو مارا یہ تو آرزو رکھتے ہین کہ کوئی
ہمکو قید کرے بختیارک فریاد کر رہا ہو ای مکار دیکھ بہت پچھتائیگا ساحر چلے ہوے کہ اُنکے بھائی بند مار گئے
کسی نے لات ماری کسی نے جوتی کہتے ہین ارے بچیا تجھکو خوف نہ آیا عیارون کے قید ہوتے ہی دوڑ پڑا
بارگاہ مین عجب ہنگامہ ہو جادوگرون نے بختیارک کے کپڑے پھاڑ ڈالے ہین جوتیان پڑ رہی ہین یہ چیخ
فغان مچاتا ہو مکار اور زیادہ جھلاتا ہو ملحوظ خاطر ناظرین ہو اب مکار حیران ہو کہ مین کیا کرون جواہر تو کہتا ہو
یہ میرا بھائی ہو وہ کہتا ہو مین شیطان درگاہ خداوندی ہون عجب مصیبت مین جان پڑی اگر قتل کرون اور اصل
مین شیطان ہو قدرت دستگیر ہون میرے واسطے کچھ تقدیر الٹی کردین یہ بھی سن چکا ہون کہ قدرت نازک مزاج
ہین جو دل مین آتا ہو تقدیر کر دیتے ہین بندون پر مہربانی کم مسلمانون کے دوست بندگان خاص کے دشمن ہین
کہ رہزن ایسے خداوند سے ڈرنا چاہیے ساتھ والون سے کہتا ہو یار مین اب کیا کرون کوئی کہتا ہو گرفتار
کر کے سامنے خداوند لقا کے لیچلو کوئی کہتا ہو قتل ہی کرو مکار حیران ہو ملحوظ خاطر ناظرین ہو پہلو بارگاہ
کے اک نخل کلان واقع ہوا ہو یکایک نخل سے کھڑکھڑاہٹ کی آواز آئی نعرہ ہوا ای قوت بازوای زینت پہلوے
افراسیاب کیون گھبراتا ہو منم فرستادۂ شہنشاہ طلسم ہوش ربا سبنے دیکھا نخل سے ایک ساحر ہیبت شکل عجیب
و غریب فرمان مہری افراسیاب ہاتھ مین سحر بات بات مین بیچ بارگاہ مین دھم سے کودا اصاف ظاہر ہوتا ہو کہ
آسمان سے اُترکر آیا ہو اُترتے ہی وہ فرمان بلا تکلف مکار کے ہاتھ مین دیا کہا ای مکار سحر طراز شہنشاہ باغ سیب
مین جلوہ فرما ہین اوراق سامری مین تمہارا حال دیکھا بشتیہ فیض سے مجھکو بلایا کہا ای تہمتن جادو جلد جاؤ
ہمارے مصاحب کو عیارون نے گھیرا ہو راہ دور و دراز سحر کرتے کرتے منہ دُکھ گیا شکر خداوند سامری و جمشید کہ
وقت پر پہونچا نامہ پڑھو موجب اُسکے کاربند ہونا واجب و لازم ہو بختیارک تو گھبرا گیا کہتا ہو اسمین افراسیابنے
میرا حال لکھدیا ہوگا جواہر بھی جواب دیتا ہو ہان سچ ہو وہ بادشاہ عالیجاہ ہمہ دان ہمہ گیر صاحب تدبیر اُسنے
سب کچھ لکھا ہوگا بھائی نہ گھبراؤ سب حال کھلجائیگا اب نامۂ شہنشاہ آگیا اب کیا خوف ہو ہم بھی یہی
چاہتے مین انصاف کیا چاہے افراسیاب ہمارے قبلہ و کعبہ کی بڑی قدر کرتا ہو جب کبھی عیاری کرکے
بیہوش کیا خلعتہاے فاخرہ مرحمت فرماتے ہین عزت عیاری کی بڑھاتے ہین مکار سحر طراز نے نامہ کھولا
اسمین لکھا ہو کہ تہمتن جادو کو ہمنے روانہ کیا ہو مکار تمنے خوب اپنے کو بچایا معرفت تہمتن ہمنے ایک سحر

روانہ کیا ہی تنہائی مین وہ سحر اپنے قبضے مین کرنا کبھی تمپر کوئی عیاری نہ کر سکیگا سب مسلمانون پر غالب آؤگے خداوند لقا کو تابہ باختر پہونچاؤگے مکار نے سر اٹھا کر کہا بھائی تہمتن شہنشاہ نے کوئی سحر دیا ہی تہمتن نے کہا کنارے چلو بختیارک کے تو ہوش اڑگئے اسقدر مار پڑی ہی کہ منھ سے بولنا دشوار ساحر جوتیان لیے سر پر کھڑے ہین جواہر مثل عندلیب خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہے ہین ساحرون کی بات کا جواب مکار پر عتاب فقرے چست مزاج درست قہقہے مار رہے ہین تہمتن نے مکار کا ہاتھ تھاما کہا جلد کنارے چلو سحر اپنے قبضے مین کر لو مین جلد اپنے کو بہ تیزی قفس مین پہونچاؤن میرا مقام خالی پڑا ہوگا شہنشاہ کو جاکر جواب دون جب مکار تہمتن کے ساتھ چلا بختیارک بول اٹھا اے مکار ان میان ساحر صاحب کو کو بخوبی جانتے ہو مہر و خط شہنشاہ کا بخوبی پہچان لیا تہمتن نے پلٹ کر بختیارک کے منھ پر ایک گھونسا مارا کہا ابے کیا ہم بھی عیار ہین تیری طرح مکار و غدار ہین اور اشارہ کر کے کہا منم شعبان خنجر گذار ملاہ جی بولوگے تو ایک خنجر مار دونگا بڑے جوتی خور ہے ہو جوتیان کھا چکے اپنی باتون سے باز نہین آتے ہو آج میرا بھائی قید ہی پہلے ایک خنجر تمھین کو مارونگا مین جست و خیز کر کے نکل جاؤنگا میرا کوئی کیا کریگا بختیارک نے سر جھکا لیا کہا میان مکار صاحب مین نے تہمتن کو پہچانا یہ اور بھی ایک مرتبہ نامہ او اسباب کا لیکر آئے تھے یہ تو نامی ساحر ہین انکو سب اہالیان ہوش ربا پہچانتے ہین مکار نے کہا یہ شیطان بڑا جعلساز ہی بات کا اسکی کیا قیام نہین کبھی کچھ کہتا ہی کبھی دشمن بنتا ہی کبھی دوست ہوتا ہی تہمتن نے مکار کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہا بھائی کنارے چلو شیطان کو بکنے دو جلدی کام ہو جاے تمھارا بھی نام ہو جاے ہم راہ چلتے چلتے تھک گئے مکار تخلیے مین آیا تہمتن نے کہا تھوڑی آگ منگاؤ ہم اسیر سحر کرینگے طائر سحر سامری پیدا ہوگا سب کچھ نیک و بد تعلیم کردیگا سب عیارون مکارون کا حال کھل جائیگا وہ بات کرو کہ تمھارا کام ہو ہمارا نام ہو مکار دوڑ کر آگ لایا انگیٹھی مین سلگائی میان تہمتن نے جیب سے لوبان نکالا ہاتھ مین مکار کے دیا کہا اسکو آگ پر ڈالو سامری جمشید کا نام پڑھتے جاؤ دھوئین سے سارا مطلب حاصل ہوگا جیسے ہی مکار نے لوبان آگ پر ڈالا دھوان نکلا دماغ پر پہونچا ارے کہکر دھم سے گرا شعبان نے لپٹ کر خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک یہان عیارون نے رہائی پائی اٹھتے ہی حقہ ہاے آتشبازی مارنا شروع کیے بختیارک چھوٹتے ہی بھاگا علمشاہ ولندھور نعرے کر کے اٹھے شعبان مکار کا سر لیے ہوے بیرون بارگاہ آیا عیارون نے حقہ ہاے آتشبازی مار کے دھوان دھار کردیا صحرا تاریک ہو رہا ہی اُس اندھیرے

مین عیارون نے ساحران روسیاہ کو خوب قتل کیا لندھور و علمشاہ نے دو گھوڑے لیے ایک ایک
تلوار ہاتھ مین اُٹھائی لڑتے بھڑتے چلے فوج ساحران بدحواس حیران ہر کہ یہ کیا بلا نازل ہوئی تہمتن
فرستادۂ افراسیاب نے آتے ہی رستمی دکھائی اتنے بڑے لشکر کی برہمی ہوئی بمشکل لاشہ مکار کا اُٹھایا
روتے پیٹتے طرف طلسم ہوش ربا کے بھاگے لیکن بختیارک جوتیان کھاکر جو چھوٹا خچرے پر سوار ہوا طرف
لشکر لقا کے چلا پلٹ پلٹ کے دیکھتا جاتا ہی کہ لشکر ساحران درہم و برہم ہزار دو ہزار جو بچے وہ لاشۂ افسر
کا لیکر بھاگے دور سے بختیارک نے دیکھا لندھور و علمشاہ اُس صحرائے ہولناک مین گھوڑے بڑھائے ہوے
جاتے ہین ساتھ والون سے بختیارک نے کہا اگر اِسوقت لشکر سلیمان عنبرین موے کوہی مین خبر ہو جاتی
سلیمان فوج کو ہیان لیکر آپڑتا لندھور و علمشاہ کو بلوہ کر کے پکڑ لیجاتا حمزہ کا کلیجہ داغدار ہوتا ملازمون
نے عرض کی میان شیطان صاحب اتنی جوتیان کھائین مسلمانون کی دشمنی سے ہاتھ نہین اُٹھاتے پھر
اُلٹے تدبیر بتاتے ہو بھاگ کے نکل چلو عیار آتے ہونگے بہت پریشان کرینگے جلے ہوے ہین ایسا ہو مشکین باندھ
لیجائین بختیارک کہتا ہی مجھسے زیادہ کون مسلمانون کا دشمن ہی اگر قابو پاؤن فرزندان عمرو کی بوٹیان
کاٹ کے کھاؤن میان مکار بڑا دعویٰ کر کے آئے تھے جن کے خوف سے چھپ کے اُترے اُنھین کے ہاتھ
سے مارے گئے لشکر خداوند مین آتا طبل جنگی بجوا کے لڑتا دو چار دن چہل پہل رہتی بچیا کتنے کی موت مارا گیا
ہائے کیا کرون لندھور و علمشاہ وہ سامنے جاتے ہین دو ہزار جوان بھی ممکن ہوتے گرفتار کرا کے لیجاتا میرے
قلب کو تسکین ہوتی یہ سوچتا ہوا جاتا ہی کہ دیکھا صحرا سے گرد اُٹھی بختیارک دیکھنے لگا رافع کوہی مع
بیس ہزار فوج کے برائے مدد لقا جاتا ہی بختیارک نے جو دریافت کیا خچرے کو بڑھا کر سامنے رافع کے
آیا شاطر نے رافع کو خبر دی شیطان درگاہ خداوندی تشریف لاتے ہین رافع گینڈے سے کود املاک جی کو
سلام کیا پوچھا ای شیطان درگاہ خداوندی کہان سے آنے کا اتفاق ہوتا ہی بختیارک نے کہا ای پہلوان
دوران ای گرشاسپ جہان قدرت تمھارے نام پر بہت مہربان ہین سلیمان نے اکثر ذکر کیا کہ جسدن رافع
آئیگا مسلمانون کو جان بچانا مشکل ہوگی لیکن تم جو سامنے خداوند کے جاؤگے نذر کیا دوگے ہینہ ایک
تدبیر کی ہی جانشین حمزہ دو فرزند حمزہ یعنی لندھور و علمشاہ و چند عیار ساحرون کو مار کر جاتے ہین
لندھور و علمشاہ ابھی کوس بھر نہ پہونچے ہونگے جا کے گھیر لو دونون کے سر کاٹو برائے نذر خداوند لیچلو
پہونچتے ہی غنچۂ آرزو کھلیگا طرہ یہ ہی کہ طرۂ پیغمبری ملیگا مشیر قدرت کہلاؤگے مرتبۂ اعلیٰ پاؤگے

اسطرح بختیارک نے رافع کو سمجھایا ہر چند بجوش جرأت پہلے اُسنے یہ جواب دیا کہ ملک جی ششم کی
بات ہر کہ دو کس پر بیس ہزار فوج سے جا پڑے دل از روے بلوے کے لڑون پہلوان زبردست
ہنسین گے جرأت پر ماہ دولت کی آوازے کسین گے مگر بختیارک نے یہ چرب زبانی جواب دیا اے
رافع ان مسلمانون پر کوئی غالب نہین آیا نمرود طاقت مین یگانہ آفاق فن جرأت مین طاق ہو
مگر کیے اُنپر غالب آنا دشوار ہے رافع کوہی ناچار ہوا فوج لیکر تعاقب مین علمشاہ و لندھور کے چلا یہ دونون
شیر آپسمین باتین کرتے ہوے جاتے ہین کہ پشت سے گرد اڑی بیس ہزار کوہی ایک پہلوان
للکارتے ہوے او پسر حمزہ او ہندی بے ادب خبردار کہان جاتے ہو غضب خداوندی مین گرفتار
ہوگے شیرون کو جو ٹوکا پھر گئے تلوارین پکڑکر پلٹ پڑے لندھور نے کہا اے رستم توج کو یہان آگے کی
کیا لڑنے کا ارادہ ہے علمشاہ نے کہا اے عم نامدار بختیارک نے جاکر فوج کو بھیجا شیر کو شکار ملا اب بدون
شکار واپس ہونا کیسا یہ کہکر مرکب کو بڑھایا نعرہ کیا نعرۂ علمشاہ

		ارشد اولاد امیر عرب
کیست علمشاہ چو رستم لقب	علمشاہ رومی شہ فیل زور	کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
لندھور نے بھی مرکب باد رفتار بڑھایا نعرہ کیا نعرۂ لندھور		منم صاحب عمرو و صاحبقران حمزہ در گرد
شہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان	فلک شد بار گہ انجم سپہ خورشید تاج من	بفرمانم بود سہ صد ہزار و ملک ہندستان

نعرہ کرکے لندھور لڑنے لگے لندھور و علمشاہ یہ دونون شیر دریاے فوج مین غوطہ زن ہوے خون
کے دریا بہا دیے علمشاہ نے بڑھکر رسالدار کو مارا لندھور نے کمیدان کو لیا رستم لڑتے بھڑتے قریب
رافع کوہی کے پہونچے نعرہ کیا او نامرد فرد بیا پنجہ داری زمردی نشان + کمان کیانی و گرز گران +
فوج کا کیا بھروسا کرتا ہے خود سامنے آ اور کر مردان عالم سے آنکھ چار کر رافع کو بھی اپنے زور بازو پہ
ناز ہے صف کوہیان مین سرفراز ہے غیرت مین اگر جا پڑا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا علمشاہ نے تلوار کو
سر کا ٹہا سلاح جنگی جسم پر نہین زرہ وغیرہ ندارد سوتے مین مکار قید کر لایا تھا بجز تلوار کے سپر بھی دست
حق پرست مین نہ تھی سر رستم زخمی ہوا زخم کھاکر ہاتھ مارا رافع نے گیندہ ہٹا لیا تو تیغ سر گینڈے کی پیشانی
پڑا گینڈے کا منھ کٹا بیقرار ہو کر اُسنے طرارہ بھرا رافع کو دکرا الگ ہوا فوج کوہیان نے رستم کو گھیر لیا
رافع دوسرے گینڈے پر سوار ہوا لندھور بن سعدان نے جو دور سے دیکھا رستم نے زخم کاری کھایا
مگر کوہیون سے جنگ کر رہے ہین پشت مرکب پر اب سنبھلا نہین جاتا لندھور نہایت بیقرار ہوے لڑتے

اُسی جانب چلے کہ جاکر رافع کوہی کو مارون رافع تو الگ ہوگیا چہار جانب سے علمشاہ پر بلوہ ہی
لندھور نے اُس بلوے مین اگر شمشیر زنی کی مجمع کوہیان متفرق ہوا لیکن رستم پیلتن و پیلکن پشت
مرکب پر جھوم رہے ہین لندھور کا کلیجہ مُنھ کو آگیا لڑ بھڑ کر قریب پہونچے بازو تھاما فرمایا ای شاہزادہ
والاقدر ماشاء اللہ حقیقت مین اپنے زمانے کے رستم ہو تمسے کون مقابلہ کرسکتا ہی اب تمنے زخمکاری کھایا
لڑتے بھڑتے نکل جاؤ کوہی نامرد کیا روک سکین گے مین ان نامردون کے جی چھڑا دونگا رافع کو جاکر قتل
کرتا ہون علمشاہ نے کہا عم نامدار مجھسے نہو سکیگا کہ مین آپ کو چھوڑ کر چلا جاؤن بارگاہ سلیمانی مین قبلۂ
و کعبہ کو جاکر کیا روے سیاہ دکھاؤن اگر قضا لیکر آئی ہی مجبور و ناچار ہون مرضی پروردگار فرد سرنی پیچم ز شمشیر
حبیب * ہرچہ آید بر سرمن یا نصیب * اگر قضا نہین ہی تو کوئی کیا کرسکتا ہی بیت اگر تیغ عالم بجنبد
زجاے * نبرد رگے تا نخواہد خداے * وہ حافظ حقیقی پشت و پناہ ہی کیا خوف ہی اگر زخم سے حالت تباہ ہی
وہ قوت توانائی عطا فرمائیگا اس لڑائی سے جان بچائیگا رافع کوہی اہالیان فوج کو ترغیب دے رہا ہی کہ
یارو فرزند حمزہ کو مین نے زخمی کیا چہار جانب سے بلوہ کرکے گرفتار کرو ساتھ والے کہتے ہین آپ خود نہین
جاتے ہمکو تلاش کرتے ہین وہ اپنے زمانے کا رستم ہی دیکھو زخم کھاکر کس جوش و خروش مین لڑ رہا ہی اسپر
دست اندازی مشکل ہی لندھور نے اپنے کو سامنے رافع کوہی کے پہونچایا خبردار خبردار کہکر جا پڑے
رافع کوہی نے جلدی ہاتھ تلوار کا مارا لندھور نے بھی تلوار کو روکا لیکن گھوڑے نے جو طرارہ بھرا ایک
کوہی نے نیزہ مارا لندھور کا شانہ نشانہ ہوا اوپر سے رافع نے بھی ہاتھ مارا سر بھی لندھور کا زخمی ہوا لندھور
کو غش آنے لگا کوہیون نے چہار جانب سے بلوہ کیا علمشاہ و لندھور کے مرکب مارے گئے دونون جوان
کوتل لڑ رہے ہین رافع کوہی گھبرایا عیار اُسکا محیل کوہی ہمراہ رکاب حاضر ہی اشارہ کیا محیل دیکھ رہا ہی
کمند اندازون کو ساتھ لیکر دونون کو گرفتار کرے محیل کوہی چالیس سپک بجون کو لیکر چلا لیکن شعبان
و جواہر وغیرہ مجمع ساحران متفرق کرکے چلے تھے اسوقت اگر پہونچے دور سے دیکھا لندھور و علمشاہ
زخمدار کوہیون کا بلوہ ہی بیقرار ہوگئے سوچے کہ چلکر صاحبقران زمان کو خبر کرین طرف لشکر اسلام کے
بھاگے یہان صاحبقران زمان نے جب صبح کو خبر سنی کہ علمشاہ کو بھی کوئی چُرا لے گیا اے فرزند کہکر
کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا فرمایا جواہر بن عمرو کو لاؤ شاگردون نے عرض کی دو دن سے جواہر و شعبان
سرداران مین گئے ہین ابھی تک واپس نہین آئے صاحبقران زمان بیقرار ہوکر پشت مرکب پر سوار

ہوے فرمایا مین اپنے فرزند کو تلاش کرنے خود جاؤنگا بادشاہ کو خبر ہوئی بارگاہ سے نکل آئے صاحبقران
سے عرض کی اے حیدر نامدار جواہر بن عمرو خاص براے دریافت احوال لندھور و علمشاہ گیا ہو چند ساعت
مین واپس آئیگا امیر نے دامن چھڑا لیا یا دمین فرزند کی بیقرار ہین اشقر کو بڑھا کر چلے بہرام وغیرہ عقب
مین صاحبقران کے چلے آتے ہین امیر کنارے پر اپنے لشکر کے پہونچے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی صاحبقران
نے دیکھا جواہر بن عمرو و شعبان خنجر گذار اور دس عیار ساتھ ہین بھاگا ہوا آتا ہی جیسے ہی صاحبقران
نے جواہر کو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی اے یادگار مہتر مہتران اے سردار خنجر گذاران خیر تو ہی جواہر
نے پکار کر آواز دی اے شہریار جلد تشریف لیچلیے آپ کے اقبال سے حضور کے غلامون نے ساحر کو تو مارا
ایک تو مکار آیا تھا مگر قتل ہوا راہ مین ایک کوہی نے اگر رستم و لندھور کو گھیر لیا ہی دونون شیرون
کو زخمدار چھوڑ کر آئے ہین یہ سنتے ہی صاحبقران نے اشقر دیوزاد پر کوڑا کیا مرکب طرارہ بھر کر چلا عیار
لشکر مین پہونچے جابجا سردارون نے یہ خبر وحشت اثر سنی سب سے پہلے لشکر ہندوستان ہمراہیان لندھور بن
سعدان تیار ہوے جوانان ہندی عیش پسند صف شکن تیغزن یا تو کمرون پر رنڈیون کے بیٹھے مجرے سن
رہے تھے اتنی جو آواز کان مین پہونچی کہ ہمارے آقا گھر گئے وٹیرھ ہتھی بغل مین دبائی اور چلے خود و زرہ کو
عیب جانتے ہین رنگین ڈوپٹہ گلے مین ڈالا کلاہین سنبھالین تلوار بغل مین دبائی سپر کو ہاتھ مین لینا
معیوب جانتے ہین بانکے ترچھے لٹے بکھرے خانہ جنگیان لڑے ہوے چہرون پر زخم پٹے ہوے روز ہی
تلوار چلتی ہی مُنہ پر تلوارین کھاتے ہین جس معرکے مین گئے جم جاتے ہین لینا لینا کہتے ہوے چلے پلٹنون مین
ترہی رسالون مین قرنا جینا مرنا ایک صورت ہی ایک ایک صاحب شوکت ہی عادل شیردل و فاضل شیردل
پہلوان اورنگ و پہلوان گورنگ و گوجر ملک دکھنی و فرخ شاہ دولت آبادی دونون فرزند لندھور
شاہزادہ ارشیون پرنیزاد و فرہاد خان یک ضربی جسنے سنا اپنے مقام سے چلا ایک طرف سے لشکر علمشاہ
نوجوان الاگرد فرنگی و مالاگرد فرنگی کپتی ارزال و کپتی زلزال و ساقط شاد دربندی و نہنگ بچہ دریائی
طنبور گرگڑ گرایا پلٹنین گورون کی تیار ہوئین سب قواعد دان مرکبون پر سوار ہو کر چلے سب سے آگے
صاحبقران زمان جس سردار نے سنا کہ صحرا مین لڑائی پڑ گئی روانہ ہوا ہمیان علمشاہ و لندھور لڑتے لڑتے
انتہا کے زخمی ہوے عیار رافع کوہی کا محیل صبا رفتار آخر اُسنے دونون شیرون کو کمندون مین گرفتار
کر لیا از روے بلوے کے شیران دشت نبرد گرفتار دام مکر و غدر ہوے بختیارک دور سے یہ معاملہ دیکھا کیا

جب رافع کوہی دریاے خون مین نہایا ہوا اِن دونون جوانون کو گرفتار کرکے پلٹا بختیارک نے کہا اے
شیر بیشۂ جرأت گیا کہنا اِسنے شمار جو کیا چالیس سردار نامی دوسو سوار بیدل اِن شیرون کے ہاتھ سے واصل
جہنم ہوے کہا اے شیطان درگاہ خداوندی یہ دونون جوان بہت عاجز و لاچار ہو چکے تھے سلاح جنگ
بھی اِنکے جسم پر نہ تھے اسپر لشکر کا یہ حال کیا جب یہ مسلح ہو کر میدان کارزار مین آتے ہونگے حقیقت مین صف
دشمن مین تہلکے پڑجاتے ہونگے واے برحال خداوند کہ ایسے لوگون سے لڑرہے ہین بختیارک نے کہا اے
رافع کوہی ابھی تمنے کیا دیکھا یہ دونون جوان ایک ساحر کے لشکر مین قید ہوے تھے وہان سے چھوٹے
ہوے آتے تھے دو شبانہ روز آب و دانہ بند رہا عیارون نے عیاری کرکے رہا کیا وہ جو ہمنے کہا تھا قول
ہمارا کرسی نشین ہوا اِن لوگون پر کبھی کوئی بہ جرأت غالب نہین ہوا از باختر تا کوہ عقیق بڑے بڑے پہلوان
آے اِن لوگون کے ہاتھ سے مارے گئے تمھارے بھائی صاحب سلیمان عنبرین موے کوہی ہم ہمیشہ اُنکو بچاکے
لڑواتے ہین جسدن کسی شیر صاحبقرانی کا سامنا پڑجائیگا جان بچانا مشکل ہوگی وہ ہمیشہ ملبلاتے ہین
ہم اُنکی جان بچاتے ہین بختیارک سے باتین کرتا ہوا رافع کوہی جاتا ہے اِن دونون جوانون کو مسلسل و
مطوق کرکے اپنے پر ڈال لیا طرف لشکر لقا کے چلا کوس بھر راستہ طے کیا تھا کہ صحراے گرد اُڑی شیر کے نعرے
کی صدا آئی بختیارک نے کہا اے رافع کوہی غضب ہوا شیر بیشۂ عربستان صاحبقران زمان آپہونچے
اے رافع کوہی اِن دونون جوانون کو ابھی قتل کر ڈالو یہ بات زبان سے نکلنے نہ پائی تھی کہ نعرہ ہوا نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام	بحکم خدا بستہ شمشیر چار بن کافران از جہان پاک کرد	یکے تیغ صمصام و قمقام نام سر سرکشان جملہ در خاک کرد

صاحبقران تلوار کھینچکر لشکر رافع کوہی پر آپہونچے آتے ہی لشکر کو تہ و بالا کردیا لشکر ہندوستان بھی آپہونچا
ہندیون نے آتے ہی تھراو کردیا لشکر علمشاہ بھی آکے مصروف جنگ ہوا بختیارک تو سر پہ پاؤن رکھکر
بھاگا سرداران نامی کا دمبدم نعرہ ہو رہا ہے بہرام نعرہ کرکے پہونچے اور مالک پہونچے مندویل اصفہانی
و مہلیل جنگ عراقی و شہنشاہ عراقی و بنیامان بن منظر و منظر شاہ یمنی و عامر شاہ رودباری و سیف
و دوالید بن و طوق حران گرد و بوالمعجن گرد علمداران لشکر اسلام طوق حران کے ہاتھ مین علم
اژدہا پیکر ابوالمعجن تلوار کھینچے ہوے بھائی کے ساتھ طوق نے آتے ہی علم اژدہا پیکر وسط لشکر مین
نصب کیا سرداران صف شکن نے جو نشان اپنے لشکر کا دیکھا تلوارین کھینچکر سائے مین علم کے آگئے

نشان بڑھتا جاتا ہی سردار لڑتے ہوے جاتے ہین پھریرا علم کا گلنار ہوگیا چھینٹون سے خون کی شور شمار زن
شمشیرزن جرأت مین لاثانی سائے مین اپنے لشکر کے علم کے لڑ رہے ہین دونون علمدار صف شکن
نامدار علم کو ہر مرتبہ گردش دیتے ہین مراد اس سے یہ ہی کہ سرداران نامور کو معلوم ہو کہ ہمارے لشکر
کی فتح ہی علم فتح و ظفر کو جنبش ہو مردان عالم کو فتح کرنے کی کوشش ہو اُسی نشان پر لڑ رہے ہین
علم فوج کفار سرنگون ہوا کوہیون کا خوف سے کلیجہ خون ہوا کس جوش مین صاحبقران لڑ رہے ہین
کیا عجب ہی کہ زبان تیر و کلۂ عمود سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہو فرد ترک خنجر دار گردون ہر دم از
چرخ برین + رزم او دید و بگفت آفرین صد آفرین + علم سر قد برائے تعظیم اُٹھے نقارے سر پٹکتے تھے
قرنا بیدم علمون پر الم دریائے خون جاری ہزارہا سر بن پشت مردان عالم سے زمین پر گرین صاف
ظاہر ہوتا ہی کہ دریائے خون مین کچھوے شناوری کر رہے ہین تلوارین جو گرین یہ ماہیت ہی ماہیان دریا کی
کیفیت ہی دریائے خون کی طغیانی کشتی حیات کو ہیان طوفانی نامردون کی آبرو بہی اُس دریائے خون
مین غوطے کھا رہے ہین چاہتے ہین جان بچا کے نکل جائین جوانان ہندوستانی کب نکلنے دیتے ہین تلوار کے
وضعی شیوہ اِنکا صف شکنی صاحبقران لڑتے بڑھتے قریب رافع کوہی پہونچے رافع نے سطوت و صولت
دیکھکر قبضے پر ہاتھ ڈالا لیکن حیران جمال و محو دیدار چہرۂ زیبا دیکھکر دنگ ہوگیا سامنے رافع کے صاحبقران
نے کئی پہلوان بصد شوکت و جرأت قتل کیے جس کوہی نے بڑھکر ہاتھ مارا امیر کی لڑائی کا یہی طور ہی کلائی پہ
ہاتھ ڈالکر پہلے دشمن کی تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھایا چورنگ ہوا ئی قلم کیا کسی کو
تیغہ برق تاب سے قتل کیا کسی کو تیر سے مارا کسی کی کمرگاہ پر ہاتھ مار دیا مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوے
رافع کوہی مثل آئینہ دنگ اپنی زندگی سے تنگ لشکر کشی کرکے پچھتا یا دل سے کہتا ہی ہائے مین کیون آیا
اس شیر کے ہاتھ سے کیونکر بچون گا ناچار و مجبور تلوار کھینچکر جا پڑا بمجبوری ہاتھ مارا صاحبقران نے
پشت تیغ سے اُسکی تلوار کو شکست کیا قبضہ اُسکے ہاتھ مین رہگیا تحل نخفن سے پھل نکلا ناچار ہوا قبضے پر
بھی قبضہ نہ رہا قبضہ بھی پھینک مارا صاحبقران نے خالی دیا ہاتھ تلوار کا مارا اُس روسیاہ نے سپر کو چہرے
کی پناہ کیا سپر کے دو ٹکڑے ہوے رافع کوہی نے اپنے کو ہٹایا گینڈے کی گردن قلم ہوئی رافع گرا امیر نے
رافع کو سائے مین تلوار کے لیا رافع چوتڑون کے بھل زمین پر گرا سپر بھی ہاتھ مین نہ رہی خائف و ترسان
ہوکر دانت نکال دیے صاحبقران زمان نے ہاتھ روک لیا فرمایا رافع کوہی اُٹھ اور تلوار سپر لا نتھے پر

ہم دار نہین کرتے یہ سنکر رافع کوہی قدمون سے لپٹ گیا عرض کی ای شہریار زہے شرف جو آپکی رفاقت کرے عجب نامردی ہو جو آپ سے لڑے میرے تو آپ جان بخش ہین اگر ہاتھ مار دیتے سر اڑجاتا کون ایسے مقام پر حریف کو چھوڑتا ہی اپنے دشمن کے قتل سے کوئی منہ موڑتا ہی ہاتھ اٹھاکر کو سیون کو آواز دی خبردار تلوارین نیام مین کرو مین نے بدل وجان اطاعت کی لقا کمبخت گوڑے پر لعنت کی تخت پر بیٹھے بیٹھے لقد برین یکبار تاہی صاحبقران نے بیعت گلے لگایا سب سرداروں سے ملوایا بادشاہ لشکر اسلام بھی آپہونچے تھے سب سردار بخلق ومحبت رافع کوہی سے ملے صاحبقران بفتح وفیروزی پلٹے بختیارک رتا پیٹتا بھاگا لقا سے آکر سب کیفیت بیان کی لقا نے برہم ہوکر حکم دیا واسطے افراسیاب کے نامہ تیار کرو بھیجا ایسے نامردون کو بھیجتا ہی اسکی برائی سے رافع کوہی کو بھی مسلمان کرادیا اس دربار کے لائق نہ تھا نامہ لقا کا طرف ہوشربا کے چلا صاحبقران بفتح وفیروزی داخل بارگاہ ہین ان دونون لشکرون کا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان لشکر اسد نامدار وشہنشاہ لاچین باوقار مقابلہ لشکر مصور وبہران جادو براور زمرد گرفتاری اسد درباغ سہیل سیاہ رو جہان رفیقان اسد قید ہین و عشق گلنار گلنار پوش ودیگر حالات متعلق داستان ہذا بیان کیے جاتے ہین ساقی نامہ

ای ساقی مہربان کدھر ہی
بدلی کی طرح بہار چھائی
بھر جام شراب ارغوان کا
سروں چشم سبو مین پھولے
قد سرو ہی کاکلین ہین سنبل
مژگان ہی جو برگ یاسمن ہی
انگور ہین لب کلی دہن ہی
سبزہ ہی خط عذار کا یہ
ہر گل کے لبون پہ سرخی پان
مالی مہندی لگا رہے ہین

کچھ تجھکو بسنت کی خبر ہی
ساغر مین شراب زرد بھر دے
اک پھول ہو کشت زعفران کا
گلزار سنگار کر رہے ہین
کوپل ماتھا ہی کان ہین گل
نرگس آنکھین انار ہین گال
کہتے ہین جسے یہی ذقن ہی
نرگس کا جل لگا رہی ہی
ماتھے پہ چنی ہی زر کی افشان
سوسن مسی لگا رہی ہی

عالم مین بسنت کی رت آئی
مہتاب کو آفتاب کر دے
گل دو حصہ آرزو مین پھولے
جوبن کا نکھار کر رہے ہین
ابرو شاخ گل چمن ہی
ہی تخم ثمر عذار کا خال
سبزہ نہین سبزہ زار کا یہ
زلفین سنبل بنا رہی ہی
فوارے کھڑے نہا رہے ہین
ہونٹھون پہ دھڑی جما رہی ہی

قدرت نے دیے ہر اک کو گہنے
زیور ہین گلوے بوستان کے
ہر زینت کبک جامۂ ناز
چڑیا ہے محرم چمن ہر
میخوار کی طرح جھومتے ہین
رشک مے زرد ہوگئی بنگ
چاندی سونا نگاہ مین ہر
پہنے ہین لباس گل بسنتی
ٹیسو کے درخت بن مین پھولے
ہمشکل مریض مضمحل ہر
سکہ چاندی کا اشرفی ہر
محراب مکان کی ہر مہ عید
آندھی اٹھی ہر بن مین پیلی
ہر حسن پرست زرد رو ہر
عاشق ہر عروس چرخ نیلی
پیتل زرہ ہر سے پیلے پھول جو تھا
طاؤس بسنت گا رہے ہین
ہر لال بجا رہا ہر طنبور
کیا لکھے افق بسنت کا ذکر
سرسون پہ ہتیلی پر جمائے

قمری ہر گلے مین طوق پہنے
پہنے ہوے پات ڈالیان ہین
پہنے ہر ہر اک مور پیشواز
شبنم نے گل چمن کیے مست
لب ساغر گل کو چومتے ہین
پیلے سونے سے مہ جبین ہین
خورشید کا رنگ ماہ مین ہر
تختہ نرگس کا بوستان ہر
صد برگ ہر اک چمن مین پھولے
یرقان سے بھی لطف اٹھاتی ہر انگ
ہلدی کی گرہ کلی بنی ہر
لیمون نارنج بوستان ہر
پوشاک ہر ہر بدن مین پیلی
کوپل ورق طلا بنی ہر
آنکھین کرتا ہر لال پیلی
نرگس گل نسترن بنا ہر
دف برگ شجر بجا رہے ہین
ہر کبک ہر مور سنکے رقصان
عجلت مین ہوی ہر نار سا فکر

جگنو نہین باغ بیخزان کے
کانون مین شجر کے بالیان ہین
طائر جو قفس مین نغمہ زن ہر
اشجار ہوے ہین جلے پیے مست
ہر چیز کا زرد زرد ہر رنگ
نوشاہ پہ طعنہ زن حسین ہین
ہر جامۂ خرد کل بسنتی
جو باغ ہر کشت زعفران ہر
جو برگ ہر چہرہ خجل ہر
نرگس پلکون مین پانی ہر آنکھ
ہر شعلۂ شمع بزم خورشید
زردے کا پلاو یہ گمان ہر
پانی سونے کا آب جو ہر
نوشہ کا لباس چاندنی ہر
ہر شعلہ شمع پھول جو تھا
صد برگ گل سمن بنا ہر
سارنگی چھیڑتا ہر زنبور
ہر مور چکور سنکے رقصان
فرصت جو ذرا اسی ہاتھ آئے

چہرہ مصوران تصویر دلپذیر مرقع خیال و نقاشان نقوش صفحات کتب قیل و قال نقشہ میدان کارزار موے قلم کلک جواہر سلک سے قرطاس مضبۂ اقتباس پر بصد رنگینی و بصد نمکینی یون کھینچتے ہین اشعار مصنفت راقمان نقوش سحر طراز کاتبان بیان راز و نیاز تصویر خیال قصہ خوانی کھینچے مین بہ لطف خوش بیانی

سابق مین تحریر ہوا کہ شہنشاہ لاچین والاتمکین و اسد نامدار عالیوقار لڑائی سے توسن کی فراغت
حاصل کرکے بالفتح و فیروزی اُترے بیرون قلعہ توسن حصار لشکر اُترا ہوا ہی ارادہ ہی کہ ملکہ مہرخ سحرچشم
بھی آجائین تو طرف دریاے ہفت رنگ کے کوچ کرین بہار و مخمور وغیرہ آئین اُٹھہر کر چلی گئین
سب سے زیادہ خواجہ کا انتظار ہی سریر جہانبانی پر شہنشاہ لاچین ملکہ ناہید ایک جانب اسد
نامدار دنگل شوکت پر ملکہ بادبان کرسی وزارت پر لیکن توسن ملعون مکر سے مطیع ہوا ہی اسی فکر
مین ہی کہ کسی طرح اسد کو مٹاؤن لاچین کو گرفتار کرکے خدمت مین افراسیاب کی لیجاؤن اس وقت
بیرون بارگاہ سائبان زربفتی کھینچا شاہزادہ انجم گروہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن انتظام لشکر مین
مصروف ہین ہر چند اسد نامدار بتعظیم و تکریم پیش آتے ہین عرض کرتے ہین آپکے قدم سے لشکر مین برکت ہی
آپ دم بھر تکلیف نہ فرمائین صرف بارگاہ مین تشریف رکھین خدمتگزاری مین بجا لاؤن ہر وقت انتظام
کرون بعہدۂ نیابت کام کرون بدیع الزمان فرماتے ہین اے فرزند یہ مقام فخر و افتخار ہی کہ ہمارا فرزند سردار
نامدار ہی بیان کی طلسم کشائی تمہاری ذات پر موقوف ہی یہ حقیر انتظام لشکر مین مصروف ہی شہنشاہ لاچین
خوش بیٹھے ہین بہت لشکر جمع ہو چکا ہی کئی بادشاہ خبر رہائی شہنشاہ لاچین سُنکر بہ کیفیت آکر حاضر
ہوے اطاعت مین مصروف ہین کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی روے آفتاب چھپ گیا آگے تین سو
علم نشان تین لاکھ فوج ساحران غدار کا علمون پر بتعریف ساحری وحشیہ مرقوم ایک ساحر قوی جسیم
لحیم و شحیم تخت پر سوار پشت پر ساحران غدار صدا نوبت نقارے کی بلند شہنشاہ لاچین نے توسن
سے پوچھا مین نے اسکو نہین پہچانا یہ کون ساحر ہی توسن نے دست بستہ عرض کی حضور نے اسکو
نہین پہچانا نمکحرام کامل ساحر بدخو ہیران جادو ذلیل و حقیر برادر زمہریر ہی یہ بھیجا ہی خبر سُنکر چل نکلا
براے مقابلہ حضور آیا ہی کچھ حضور تامل نہ فرمائین مین اس سے مقابلہ کرونگا آٹھ پہر یہ بھیجا خوشامد
مین مصروف رہتا ہی مین نے بھی سُنا ہی افراسیاب نے آپکی رہائی کی خبر سُنکر ناظمان طلسم ہوش ربا کو
نامے لکھے پیشتر پہونچا لاچین نے فرمایا نمکحرام اسکو سمجھا جائیگا مجھکو بھی خبر ہو چکی ہی میان مصور بھی
اپنے مقام سے چلے ہین قریب دریاے ہفت رنگ بڑے معرکے پڑینگے سب نمکحرام لڑینگے ہیران جادو نے
جو فوج دریا موج طلسم کشا کو دیکھا ابل کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا چار سو افسران نامی اُسکے ساتھ ہین
دور شراب شروع ہوا نشے مین حکم ہوا طبل جنگی بجے کل سرداران لاچین کی مشکین باندھون گا

طلسم کشا کو گرفتار کرکے لیجاؤنگا قطع منازل مین مین نے بہت تکلیفین اٹھائی ہین ہرکارے جو لشکر اسلام کے حاضر تھے خبرین لیکر چلے دربار در دربار مین شہنشاہ لاچین کے حاضر ہوئے ہاتھ اٹھاکر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے اشعار

گل اقبال تو دائم شگفتہ
ہمہ روز او عید نوروز باد

الٰہی بخت تو بیدار بادا
بچشم دشمنانت خار بادا

دگر

ترا دولت ہمیشہ یار بادا
ہمیشہ چو خور گیتی افروز باد

شہنشاہ کی عمر دراز ہو بہران بے ایمان نے طبل جنگی بجوایا ارادہ ہے کہ بندگان شہنشاہی سے مقابلہ کرے یہ سنکر شہنشاہ لاچین خوش آئین نے فرمایا اے ملکہ بادبان ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین صداے طبل جنگ بلند ہوئی بہران کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہے شام سے جاکر بوم خانے مین داخل ہوا سحر تیار کر رہا ہے مصاحبون سے کہتا ہے بڑے شخص سے مقابلہ پڑے گا لاچین بادشاہ سابق طلسم خوب لڑ گیا مین نے بھی قیامت کے سحر تیار کیے ہین لشکر طلسم کشا کو پھونک دونگا آگ برساؤنگا لشکر اسلام کو قطرۂ آب کو ترساؤن گا چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی ہے نیر آفتاب عالمتاب بیشۂ مغرب سے نکلکر میدان فلک چہارم مین براے شکار برآمد ہوا آہوان ثابت و سیارگان کو شکار کیا شہنشاہ لاچین سلاح جنگ جسم پر آراستہ کرکے در دولت اسد غازی پر آئے آمد طلسم کشا کے سب مشتاق ہین اول ملکہ بادیان جادو برآمد ہوئی خبر دی طلسم کشا جامہ خانے مین تشریف رکھتے ہین کشتی سلاح کی حاضر ہوئی ہے توسن بچیا ایک جانب خاموش کھڑا ہے ملکہ ناہید جو برآمد ہوئین کئی ہزار کنیزین ہمراہ ہین شہنشاہ لاچین نے قصد کیا ملکہ ناہید کو تخت پر سوار کرین ملکہ ناہید نے عذر کیا آپکے سامنے میری کیا مجال ہے کہ تخت پر سوار ہون یہ ذکر تھا کہ طلسم کشا بارگاہ آسمان جاہ سے برآمد ہوئے دریاے آہن مین غوطہ مارے ہوے لاچین نے اسد غازی سے عرض کی کہ حضور مین تو اب تارک دنیاے فانی ہون ملکہ ناہید کو تخت نشین کیجیے جب لشکر مہ جبین سے یہ لشکر ملجائیگا جو انتظام خواجہ عمرو نے کیا ہے یعنی سلطنت براے مہ جبین زیبندہ ہے ہم تو ملکہ ناہید کے ممنون و مشکور ہین چاہتے ہین کہ تخت و سلطنت اسی کو ملے اسد نامدار نے فرمایا سلطنت تمھارا حق ہے مہ جبین الماس پوش دختر افراسیاب بھی تمھارے سامنے تخت پر سوار نہونگی ملکہ ناہید کے سب مشکور ہین ملکہ ناہید کا یہ مرتبہ جو توسن نے دیکھا جل گیا بچیا سوچ رہا ہے کیا تدبیر کرون دختر و زوجہ کو مٹاؤن لیکن ظاہر مین ایک ایک سے بخلق ملتا ہے اسد نامدار عالیوقار کے قدمون کو بوسہ دیا

لاچین تخت پر سوار ہوے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی ای شہریار چھکڑے سرکاری غلے کے آتے تھے فرہاد کوہ پیکر نام ایک پہلوان چالیس ہزار جوانان کوہ پیکر لیکر اپنے مقام سے چلا ہی وہ چاہتا ہی رسد کو روک لون پل پر اپنا قبضہ کرون یہ بھی اُس بیحیا نے اپنے مقام پر کہا کہ مین ساحر نہین ہون اگر اسد کو دعوی جرات ہی پل پر آکر روکین غلہ اپنا لیجائین اگر ساحر آیا تو کیا کمال ہوا مین جو پاے فنون جرات ہو کر آیا ہون یہ سنتے ہی شہنشاہ لاچین نے فرمایا ای شہریار بڑا غضب ہو جائیگا اگر پل پر اُسکا قبضہ ہوا لشکر مین غلہ آنا بالکل موقوف ہوگا یہ سنکر مشیران سلطنت و وزیران ابہت نے دست بستہ عرض کی براہ خیر خواہی نمکخواران شاہی گذارش کرتے ہین کہ یہ مقدمۂ آب و آذوقہ ہی خدا نخواستہ اگر ایک شب اسکے انتظام مین فرق پڑے فتح کی شکست ہو بہتر یہی ہی کہ بوجہ احسن بند و بست ہو کہ قبل از لڑائی یہ انتظام واجب و لازم ہی اگر حکم ہو تو توسن و بادبان کو روانہ کردین یہ کلمہ پورا زبان سے خیر خواہان دولت کے پورا نہوا تھا کہ شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ بدیع الزمان گردلشکر شکن فرزند حمزہ تیغزن مرکب کو صف سے بڑھا کر سامنے شہنشاہ لاچین کے آئے فرمایا یہ خدمت ہمارے سپرد ہو دیکھین تو فرہاد پل پر کیونکر قبضہ کرتا ہی وہ بیحیا غلئی مردم بازاری جو فروش گندم نما ہمارے لشکر کا غلہ روکے گا یہ بھی ہرکارون نے بیان کیا کہ اُسنے طلسم کشا پر طعن کی ہرچند اسد نامدار نے فرمایا کہ ماموجان بیران جادو بالشکر گران بارگاہ سے نکل چکا ہی فرمایا ای نور نظر و ای لخت جگر ہم کیا بیٹھے ہوے اہالیان فوج کا شمار کیا کرین آج اہالیان لشکر تمھارے بزرگون کی بھی جرات دیکھین جب اُسکی مدد کو بیران جاے تب ادھر سے بھی ساحر آئین اگر وہ کسی ساحر کو نہ بھیجے دور سے تماشا دیکھو دیکھین تو فرہاد کوہکن کیسی سنگدلی دکھاتا ہی ہرکارون کی زبانی سُنا کہ بہت بلبلاتا ہی کیا مین لشکر ساحران نہوتا کچھ جرائت و شوکت نمائی کرتے خدا تمکو با اقبال رکھے جرائت مین دھبا لگتا ہی اُدھر سے پہلوان آے اِدھر سے ساحر جائین ضرور وہ طعن و تشنیع کرے گا خبر منگا نا فوراً لشکر لیکر نہ آنا جو قاعدے زلزلہ قاف ثانی سلیمان قبلہ و کعبہ نے لشکر ظفر اثر مین جاری کرا دیئے ہر جنگ مین اُنکی پابندی مطیعان مذہب اسلام پر واجب و لازم ہی یہ حقیر اِس جنگ کا عازم ہی اب جو شہنشاہ لاچین والا تمکین نے ملاحظہ فرمایا کہ دس ہزار جوانون سے زیادہ غیر ساحر لشکر مین نہین ہین وہ سب قبضون پر ہاتھ ڈالے ہوے عقب بدیع الزمان جم گئے ہرچند شہنشاہ لاچین والا تمکین و اسد نامدار نے منع کیا لیکن بدیع الزمان گردلشکر شکن مع دس ہزار جوانان تیغزن نیزہ ہلاتے ہوے مرکب چمکاتے ہوے طرف پل کے تشریف

لیجلیے اسد بن کرب غازی نے عقب مین ہرکارے روانہ کیے کہ ہمکو دمبدم کی خبر پہونچاتا کچھ ہرکارے تعاقب
بدیع الزمان مین چلے چند لشکر ہیران مین پہونچے یہان ہیران بھی بارگاہ سے نکلا ہی ہرکارون نے
خبر دی کہ حضور نے جو آب و دانہ بند کرنے کا قصد کیا تھا فرہاد کوہ پیکر مع ساٹھ ہزار جوانون کے
قریب پل پہونچ چکا ہی لشکر شہنشاہ لاچین سے بدیع الزمان فرزند صاحبقران براے انتظام
دریا گئے یہ سنکر ہیران جادو نے پلٹ کر دیکھا افعی سیاہرو ساحر زبردست پہلو مین حاضر ہی اشارہ کیا
راہ مین جاکر قریب پل پسر صاحبقران کو گرفتار کرے پل تک نہ جانے دینا افعی سیاہرو پیچ و تاب کھا کر
بیس ہزار ساحرون کو لیکر چلا ہرکارے یہ کیفیت دیکھکر بھاگے شہنشاہ لاچین خوش آئین جلوخانے سے
برآمد ہوے ہین اسد غازی متردد کہ ہرکارون نے آکر خبر دی حضور افعی سیاہرو کو ہیران جادو نے
واسطے روکنے آپ کے ماموجان کے بیس ہزار ساحرون سے روانہ کیا ہی اسد نامدار بیقرار ہوگئے ملکہ ناہید
نے طاؤس زرین بال کو بڑھایا عرض کی کنیز جاکر افعی سیاہرو کو روکے گی اسد نامدار خوش ہو گئے
پانچ ہزار کنیزون کو اپنے ہمراہ لیکر براے مقابلہ افعی سیاہرو چلی ہرکارون نے یہ خبر جاکر ہیران جادو
کو پہونچائی کہ حضور افعی سیاہرو راہ مین روک لیا جائیگا ملکہ ناہید معشوقہ طلسم کشا فوج ساحران لیکر
گئی ہیران جادو نے یہ سنتے ہی ہزبر اژدر سوار اپنے بھائی کو حکم دیا تو جاکر ملکہ ناہید کو راہ مین روک
لے ہزبر اژدر سوار پچیس ہزار ساحرون سے چلا کہ جاکر ملکہ ناہید کو روکون یہ خبر ہرکارون نے فوراً شہنشاہ
لاچین کو پہونچائی شہنشاہ لاچین طرف بادبان کے متوجہ ہوے کہا ملکہ بادبان تم جاکر ہزبر اژدر
سوار کو روکو ملکہ بادبان طاؤس سے کودی دس ہزار ساحرون کو ساتھ لیکر واسطے روکنے ہزبر اژدر سوار
کے بڑھی ساحرون نے جاکر ہیران کو پھر خبر دی ہیران جادو نے کہا مسلمانون کی شامت آئی ہی یہ کہکر خود
گینڈے پر سوار ہوا مع فوج قاہرہ طرف پل کے چلا ہرکارے یہ خبر وحشت اثر لیکر بھاگے آکر اسد نامدار سے
عرض کی حضور ہیران خود گیا راہ مین قیامت کی لڑائی ہوگی پل تک کوئی نہ پہونچ سکے گا یہ سنتے ہی
اسد نامدار نے مرکب بادرفتار کو بڑھایا کہا مین خود جاؤنگا شہنشاہ لاچین نے بھی تخت اپنا بڑھایا
دونون جانب سے گردین بلند ہوئین لکہاے ابر آسمان پر ظاہر باجون کی آواز سے گوش گردون
کر کہین آگ برسی کہین دریاے آب نے جوش مارا کسی نے لکہ ابر خونی بنایا اولاں اول بدیع الزمان
گرد لشکر شکن مع دس ہزار جوانان تیغزن قریب پل پہونچے دیکھا داروغہ ہماری طرف کا بارہ ہزار

جھکڑے غلے کے لیے ہوے پل پر پہونچ چکا ہی کہ پشت سے نعرہ ہوا منم فرہاد کوہ پیکر اودار وغہ ٹھہر جا
جھکڑون کو آگے نہ بڑھا ورنہ خون کا دریا پل پر بہا دونگا یہ سنتے ہی بدیع الزمان نے گھوڑے پر کوڑا کیا
مرکب باد رفتار طرارہ بھر کے پل پر آیا پل پر بدیع الزمان پہونچے ہین کہ طرف سے بیران کے افعی سیاہرو
بیس ہزار ساحرون سے آکر پہونچا قصد کیا کہ بدیع الزمان پر سحر کرون کہ ابر مروارید ی چمکا دیکھا افعی
سیاہرو نے ملکہ ناہید مع پانچ ہزار جادوگرنیون کے آسمان سے آکر اُترین طاؤس کو بڑھا کر نعرہ کیا خبردار
او افعی سیاہرو آگے نہ بڑھنا اگر زہر اگلا مارا جائیگا طلسم کشا کے مامونجان غیر ساحر ہین فرہاد سے
سمجھ لین گے افعی سیاہرو رُکا کہ دوسرا ابر سیاہ پیدا ہوا ہزبر اژدر سوار مع چالیس ہزار ساحران
غدار کے پہونچا ملکہ ناہید کی فوج کم دیکھکر قصد کیا کہ جا پڑون ملکہ بادبان بارہ ہزار ساحرون سے
نعرہ کر کے گری گولہ ہاتھ مین لیکر قریب پل کے آگئی ہزبر بھی رُکا کہ ایک گرد عظیم بلند ہوئی سب نے دیکھا بیران
جادو مع چھ لاکھ فوج کے پہونچا اُسنے دیکھا افعی سیاہرو کے روکنے کو ملکہ ناہید بڑھی ہے بادبان نے
ہزبر کی فوج پر تیور ڈالے بیران نے چاہا ان دونون پر جا پڑون کہ نقارہ زرنگی پر چوب پڑی علمہاے
زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوے اسد کے نعرے کی آواز آئی کہ زمین تھرائی قرنا پھکی طبل و بوق بجے
شہنشاہ لاچین خوش آئین عقب مین طلسم کشا کے با فوج قاہرہ پہونچے بیران پر شہنشاہ لاچین نے
نگاہ ڈالی نعرہ کیا او بیران اگر کسی ساحر نے پل پر قدم رکھا آتش سحر سے جلادونگا خبردار او نمکحرام
آگے نہ بڑھنا بیران بھی رُکا ادھر سے فرہاد کوہ پیکر مجمع ساحران دیکھتا ہوا وسط پل پر پہونچا چالیس
ہزار جوان بڑے بڑے قد کے نیزے ہاتھ مین عقب مین اسکے بڑھے ہوے آتے ہین کہ جھکڑے غلے کے
روکین بدیع الزمان نے وہین سے نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان سہ مہ برج خوبی شہ انجمن ہے
بدیع الزمان گرد لشکر شکن + بیچ پل پر آکر گھوڑے کو آڑا کیا نیزہ ہلانے لگے فرہاد کو لوٹکا فرمایا
داروغہ بیچارے کی جانب کیا جاتا ہی جب ہمسے فیصلہ کر لینا تب غلے پر قبضہ کرنا فرہاد گینڈہ جھکا کر
بڑھا بدیع الزمان بیچ پل پر ڈٹے ہوے کھڑے ہین ملحوظ خاطر ناظرین ہو اس پار پل کے فوج
ساحران مذکور جمی ہوئی ہی شہنشاہ لاچین و بیران سے آنکھ مل رہی ہی ناہید مع افعی سیاہرو
کو تاکے ہوے ہی بادبان نے ہزبر اژدر سوار کو بڑھکر روکا ہی کوئی ساحر قدم نہین بڑھا سکتا ہی طبل و
بوق بج رہا ہی زمین و زمان گرج رہا ہی زمین کو جنبش لکہاے ابر سیاہ آسمان پر چھاے ہوے دریلے

سحر جوش مار رہے ہین آگ برسا چاہتی ہی اپنے اپنے حریف کو سب دیکھ رہے ہین فرہاد ہٹو ہٹو کہکر بڑھا بدیع الزمان سے نگاہ در زن ہوا اسد نامدار کی نگاہ لڑی ہوئی فرمارہے ہین آج ماموبخان سے دیو کا سامنا ہی لاچین کہتا ہی ای شہریار حقیقت مین فرہاد نہایت زبردست ہی آپ دیکھتے ہین گویا فیل مست ہی اسد نامدار نے جواب دیا ای شہنشاہ لاچین خوش آئین ماموبخان سرفتنہ ملک سنجان و باختر مین بڑے بڑے پہلوانون سے مقابلہ پڑا لشکر لقا کہ دریاے قہار تھا ایک کرور چوراسی لاکھ سوار کی چھاؤنی زیر قبطول لقا تھی اُس لشکر قیامت اثر پر جا گرتے تھے ہر روز پہلوان نامی کو قتل کیا اور نکل گئے یہ دیو پیکر کیا ہی یہ شیر ہین وہ روباہ وہ بزدلا یہ ہزبر دشت جرأت و شوکت وہ فیل بلند قامت یہ شیر دلیر میدان ہمت و شجاعت وہ کیا ایسے مقابلہ کریگا دیکھیے اظہار فنون سپاہگری مین حال کھلجائیگا وہ دیکھو نگاور چلی ماموبخان کا گھوڑا تین قدم ہٹا اُسکا گینڈہ پانچ قدم پست پا ہوا غالب و مغلوب کا نشان ہوا فرہاد کوہ پیکر نے نیزہ اُٹھایا پیچ و تاب دے کر سینۂ بے کینۂ شاہزادہ بدیع الزمان پر لگایا اُنکا نیزہ سر تیز سنان نیزہ مثل سنان افعی ڈانڈ بشکل ناگن لچکتی ہوئی نیزہ آپسمین چلنے لگا دیکھنے والے دیکھ رہے ہین گھوڑا اور گینڈہ اشارے پر کام کر رہے ہین پونچے ہاتھ سے چھوڑ دیے گشت سے مرکبون کی برج خاکی بنکر تیار ہوا اُس برج خاکی سے سنانہاے نیزہ مثل ستارون کے چمک جاتی ہین فرد دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر + تو گوئی کہ بودند دو نرہ شیر + پیران جادو و شہنشاہ لاچین کی بھی نگاہین لڑی ہوئی ہین پہر بہر کامل نیزہ چلا صفوف ساحران سے صداے احسنت و آفرین بلند اسد نامدار ہر ضرب پر نیزے کی اُچھل پڑتے ہین فرماتے ہین ای شہنشاہ لاچین ماموبخان نے کیا بند کھولا انشاء اللہ غالب آیا چاہتے ہین گھوڑا اگدھریان کر رہا ہی طرارے بھر رہا ہی پھرہرے ہوا مین اُڑ رہے ہین عرصہ دراز تک نیزہ چلا آپسمین بند و بست ہو رہے ہین ایک مقام پر شاہزادہ بدیع الزمان نے نعرۂ تکبیر کیا اسد نامدار نے کہا ماموبخان نیزہ اُسکا ہوا لی کیا چاہتے ہین شہنشاہ لاچین نے کہا حضور وہ بھی بلاے بے درمان آفت روزگار ہی نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکلنا بہت دشوار ہی یہان بدیع الزمان نے نیزہ اُسکا گانٹھا گھوڑے کو ڈانٹکر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے فرہاد کوہ پیکر کے نکل گیا فرہاد کی جان شیرین پر بنی بغلین جھانکنے لگا منھ پر ہوائیان نیزہ بھر آب خجالت مین غرق ہوا جھلا کر آواز دی او جوان نیزہ بازی مردان عالم کا کھیل ہی نازنہ کرنا یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا یہ تیغۂ بید ریغ

حلال جہات مردان عالم ہر اسکے سامنے دیو بھی بیدم ہر اگر پہاڑ پہ مارون تا بیخ کاٹون تیغہ لنگردار جوہردار فرہاد نے کھینچا اسد بیتاب ہوگیا لاچین نے بھی کہا ای شہریار خدا شاہزادے کو بچائے اگر خلاف مزاج نہو تو مین سحر کرون تلوار کو اسکی بیدم کرودن نیام سے کھینچ نہ سکے قبضے پر ہاتھ نہ ڈالے اسد غازی نے کہا ای شہنشاہ ایسا نہ کیجیے گا ماموبخان کو بہت ناگوار ہو دیکھو شیرانہ نہنگانہ لڑ رہے ہین فرہاد کوہ پیکر نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا شہزادۂ بدیع الزمان نے سپر کو پھینک دیا تلوار کو تلوار پر گانٹھا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا شہزادۂ بدیع الزمان نے الجھاوے سے ہاتھ نکال کر نعرہ کیا فرد

تو ضربے زدی ضرب من نوش کن
ہمہ شادی از دل فراموش کن
هر کرا نجبر وز نوبت اوست
دگر دور مجنون گذشت نوبت ماست

نعرۂ شیرانہ کرکے مرکب بادرفتار کو اشارہ کیا مرکب بھی کوہ سیرین کوہ کفل چالاک وچست صبارفتار برق کردار اشعار آبدار موافق مقام ہذا نظم

زبس در پویہ دارد بیقراری
اگر بر صفحہ وصفش می نگاری
چو مرغان می پرد از برق آگین
کہ دارد بال و پر از دامن زین
کمر را تنگ ازان از کینہ بستہ
بجود از لعل حیار آئینہ بستہ
عجب دارم ز کار چرخ مکار
کہ چون آید بچشم آن بادرفتار

تڑپ کر گھوڑے نے دونون ٹاپین سنک پر رکھدین ہاتھ تلوار کا مارا تیغہ برق مثال تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے خود کاٹ کر تیغہ سر پر چلا تھا فرہاد جہاندیدہ ہر اسنے اپنے کو بچایا کفل کر گدن پر جا رہا تیغہ جھک کر گرا گینڈے کی گردن قلم ہوئی فرہاد کوہ پیکر کود کر الگ ہوا چاہا جھپٹ کر گھوڑا بدیع الزمان کا بڑھ کردان بدیع الزمان نے نعرہ کیا او بیحیا بے زبان نے کیا لیا ہی یہ کہکر گھوڑے سے کود پڑے پیدل جو اسنے شیر بیشۂ صاحبقرانی کو پایا اپنے قد وقامت پر نازہی تلوار پھینک کر لپٹ پڑا شہنشاہ لاچین نے کہا ای شہریار اب غضب ہوا تلوار چلنے مین یہ امید تھی کہ کمزور و شہزور سب برابر ہوجاتے ہین قد وقامت اسکا بڑا ہی کشتی مین مشکل پڑیگی اسد نامدار نے کہا ای شہنشاہ لاچین خوش آئین کشتی گیر ماموبخان کا لقب ہی بارہ برس مین سات سو ملک سے ماموبخان نے خطاب حاصل کیا بڑے بڑے پہلوانون سے لڑے جس ملک مین پہونچا اُس سے مُہر کرائی ارشاد یہ تھا اگر کوئی زبردست ہو ہمسے مقابلہ کرے ورنہ ہمارے کاغذ پر مُہر کردے بعد بارہ برس کے فنون کشتی گیری مین شہرۂ آفاق ہوے دیکھو اب کیا رنگ ہوتا ہی پیچ بند چھنے لگے دستیان ساتھ زبردستی کے چل رہی ہین شیر سر ٹکرانے لگے فرہاد نے جو پیچ باندھا بدیع الزمان نے توڑ کیا

اُسنے جوڑ کرکے اپنے کو بچایا اُنھون نے بند کو صرف کیا یہ بند و بست کیا پیچ سے اُس بدمست کو پست کیا شہنشاہ لاچین خوش آئین نے کہا اے شہریار یہ امید مجھکو نہ تھی ماشاءاللہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن فن کشتی مین بے مثل و بے نظیر ہین کبھی ایسا معرکہ ہماری نگاہ سے نہ گذرا تھا چار پہرون اسی ہنگامے مین بسر ہوا آفتاب عالمتاب لرزان و ترسان بخوف مردان عالم برنگ زر دبادل پُر درد طرف آشیانۂ مغرب کے چلا لاچین نے دیکھا بدیع الزمان مثل برق تڑپنے لگے دونون مونڈھے تھام کرکے دوڑے بارہ قدم ریل کر لائے ہرچند فرہاد کوہ پیکر چاہتا ہے کہ گون ہکہ بازو کا ٹڑتا ہے فرہاد تھم نہین سکتا دل مین اپنے حیران ہے ساری کوہ کنی بھول القول شاعر شعر فرہاد جنون پیشہ بر سنگ بند تیشہ + بیگفت بہ اندیشہ سنگ آمد و سخت آمد + چہرے پر ہوائیان اُڑتی ہوئین پیچھے ہٹتا چلا آتا ہے وہ بُرا وقت ہے کہ زمین پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی ہے طبیعت گھبراتی ہے بدیع الزمان نے ہکہ مارا دونون گھٹنے فرہاد کے زمین سے آشنا ہوے چاہا لنگر قائم کرون بدیع الزمان نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا اُس خود سر کو سر سے بلند کیا چرخ دے کر زمین پر مارا فرہاد نے چاہا مونڈھے کی کھا کر سنبھلون شیر نے جھپٹ کر ٹھوکر ماری چار دن شانے چت کو دکر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی اہالیان فوج فرہاد دوڑے کہ اپنے آقا کو بچائین فرہاد کوہ پیکر نے اقبال اسلام نہ کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے مثل کرپاس کہنہ فرہاد سنگدل کو چیر کر پھینک دیا فوج فرہاد نے بلوہ کیا بدیع الزمان فرہاد کو مار کر جھوم کے اُٹھے سپر و شمشیر پر ہاتھ ڈالا بہ تعجیل پشت مرکب پر سوار ہوے نعرۂ شیرانہ کرکے فوج فرہاد پر جا پڑے نعرہ بدیع الزمان ؎ بدیع الزمانم کہ در روز کین + توانم کشم آسمان بر زمین + زتیغم ہمیشہ ملک اسلام شد + کہ سر فتنۂ باختر نام شد + اسد نامدار نے جو دیکھا ماہ اوج صاحبقرانی پر گھٹا فوج کی چھائی بیتاب ہوکر مرکب بڑھایا نعرہ شیرانہ کیا نعرۂ اسد

بدرم دل شیر و چرم پلنگ
چو تیغ یلی بر کشم از غلاف
شہنشاہ نام آور و کامران
تزلزل فتد درمیان مصاف
اسد شہسوارم کہ در روز جنگ
اسد شیر دل ابن صاحبقران

دو شیر تلوارین کھینچکر ان بزدلون کی فوج پر جا پڑے بدیع الزمان نے بڑھ کر علم فوج کو قلم کیا اسد غازی نے افسرون کو مارا افعی سیاہرو بل کرنے لگا قصد کیا بدیع الزمان پر جا پڑون ملکہ ناہید نے للکارا خبردار آگے نہ بڑھنا افعی سیاہرو نے گولہ مارا ملکہ ناہید اسکی فوج پر جا پڑی ہزبر اژدر سوار بڑھا ملکہ یاد بان جادو

نے بڑھ کر روکا ہیران بھی بڑھا فوج کو اشارہ کیا لشکر قاہرہ چلا در یلے فوج مین جنبش ہوئی شہنشاہ لاچین نے نعرہ کیا او نمکحرام بد انجام خرس بادیۂ ضلالت آگے نہ بڑھنا شاہزادہ والاقدر کو تنہا سمجھا ہی لاکھون ساحران نامی کھڑے ہین اب سلطنت افراسیاب کو زوال ہی آفتاب عالمتاب اقبال اسد نامدار کا جلال ہی ہیران وڑا لاچین کڑک کر گرا ملکہ ناہید دریا دہان نے گرے گر تے ہزارون کو مارا لاچین نے طبقۂ زمین کا ہلا دیا جب گولہ مارا دو دو سو کے سینے کو پر ماکے نکل گیا یا دہان بھی کشتی حیات ساحران کو طوفانی کر رہی ہی ہوائے سحر باد بان شدید ہوئی ہی کہ فوج مین تلاطم ڈال دیا مگر توسن ملعون چھپ چھپ کر ملازمان لاچین کو قتل کرتا ہی کئی مرتبہ قصد ہوا کہ اسد غازی کو لے بھاگون حوصلہ نہ پڑا کہ بازو پر سحر کش موجود ہی بدیع الزمان کے گلے مین موتیون کا مالا یہ دونون شیر دریائے فوج مین شناوری کر رہے ہین جسکو جھپٹ کر ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے بدیع الزمان نے ہمراہیان فرہاد کو اٹھبر کر بھگایا علم فوج گرا دیا اسد ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ ہیران پر جا پڑون لیکن ہیران بے ایمان برق بنا ہوا کبھی زمین مین کبھی آسمان مین اسکے سحر پر نگاہ نہین ٹھہرتی لاچین فرما رہے ہین او نامرد تھم کر ٹھہر کر سحر کر نام تو ہیران ایسا بزدلا ہماری خطا ہی ایسے نالائقون کے عہدے بڑھائے سحر کامل سکھائے اُسی کا یہ انجام ہی بقول سعدی شعر کس نیاموخت علم تیر از من کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد * جو شاہان جلیل شریک لاچین ہوئے وہ بھی گر رہے ہین ہیران کو آواز دیتے ہین ارے نمکحرام تجھکو خوف نہین آتا خدا سے نہین ڈرتا دلی لعنت ہے یہ نمکحرامی یاد نہ آتا ہی دن کہ سخت کلامی گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط جو گذرا وہ گذرا توسن ایسے خطاوار کی خطا معاف ہوئی طلسم کشا مرد جلیل بندگان خدا کا کفیل اتنے بڑے باغی کی خطا معاف ہوئی کہ اورون کو حوصلہ بڑھے خدمت مین ایسے رحیم و کریم کی مصروف ہو کر ناصیہ فرسائی کرین جسنے بادشاہ عالیجاہ کی مشکین باندھ کر دشمن کے حوالے کیا اُسکو عہدۂ جلیل ملا طلسم کشا کو بڑی فکر ہی کہ کوئی ملک کلان توسن کو دون حاکم بالاستقلال کرون ہیران جواب بھی نہین دیتا اپنا خون کاٹ کاٹ کے سحر کر رہا ہی آگ برسائی ہوائے گرم چل رہی ہی کشتی حیات ساحران جل رہی ہی ہر چند کہ سحر اسکا فروغ نہین پاتا لاچین مدت مدید قید رہے کوئی تحفہ پاس نہین جرأت سے لڑ رہے ہین سحر تیار نہ کیا دو ہفتے کی مہلت نہ ملی لڑائی پڑ گئی عین گرمی جنگ مین ایک مقام پر ہیران نے جھولی مین ہاتھ ڈال کر

خنجر فولادی نکالا ران پر مارا خون چلو مین لیکر طرف آسمان کے پھینکا کچھ ماش کے آٹے کے پتلے
بنائے انکو خون سے نہلایا تلوارین ان پتلون کے ہاتھ مین دین وہ پتلے تیغے لیکر چلے جسپر ہاتھ مارا
اُسکے دو ٹکڑے ہوے ایک پتلہ جست کرتا ہوا قریب شاہزادۂ بدیع الزمان پہونچا ہار توڑکے پھینک دیا
نگاہ سے کچھ اشارہ کیا بدیع الزمان لڑتے لڑتے رک گئے ایک لاچین کے سامنے پہونچا لاچین نے
اُسپر ہاتھ مارا اُس پتلے کے دو ٹکڑے ہوے جسم سے اُسکے خون کا فوارہ نکلا قطرہ ہاے خون جسم
لاچین پر پڑے مبہوت ہو کے لاچین کھڑا ہو گیا یہی حال ناہید و بادبان کا بھی ہوا صرف
اسد نامدار باقی ہین اسد سب کو بچا رہے ہین گر وان سب کے بھر رہے ہین ہبران کو قریب نہین
آنے دیتے ہبران نے فوج کو اشارہ کیا بلوہ کر کے جلدی سے طلسم کشا کو اب گرفتار کر لو دو لاکھ
ساحرون نے چار جانب سے گھیرا ہی نیزے و تیر و شمشیر اسد غازی پر پڑ رہے ہین یہ شیر اُس مجمع عام
مین بجرأت و شوکت لڑ رہا ہی ہبران جادو چلا کہ جا کر لاچین کا سر کاٹ لون اُسوقت اک غریو بلند ہی
اس حال پر ملال مین بھی لاچین کسی کو اپنے پاس نہین آنے دیتا کبھی مُنہ سے شعلہ نکلا جو قریب آیا
اُسکو جلا دیا کبھی ہاتھ ہلا دیا برق چمکائی کئی سو جادوگر اِس حال مین بھی مارے زمین نے قدم
تھامے ہین سحر ہبران کا غلبہ توسن کا قصد ہی کہ مین بھی ہبران کے شریک ہو جاؤن ہبران سے
اشارے کر رہا ہی کہ برادر مین بہ مجبوری شریک ہوا ہون قوت بازو مارے گئے فیروزہ فیروزہ پوش
ایسی مین وخان سیاہ روا ایسا بھائی تقدیر نے یہ خرابی دکھائی کہ آنکھون کے سامنے قتل ہوئے
آخر کچھ نہ بن پڑا یون جان بچائی ہبران کہتا ہی ادھر چلے آؤ اب مین نے لڑائی کا خاتمہ کیا طلسم کشا
پر بھی سحر کرتا ہون یہان تو یہ ہنگامہ ہی دو کلمہ داستان صاحب بعدہ گران مہتر قران بیان کرتے ہین
یہ جو تلاش مین اُستاد کی چلے تھے قریب صحرائے قلم کوہ پہونچے دیکھا ایک بادشاہ عالیجاہ مع بارہ ہزار
جوانون کے فقیر بنا بیٹھا ہُوا ہی بیقرار ہو کر روتا ہی اُسکی بیقراری سے دل سنگ آب ہوتا ہی مہتر قران
نے آگر اِس بادشاہ سے ملاقات کی کیفیت پوچھی اُس بادشاہ نے بیقرار ہو کر آہ کی کہا ای جوان کیا
حال زار اپنا بتاؤن پروردگار نے اک فرزند دیا تھا شمشاد کوہی جری بہادر وہ جا کر اِس باغ
مین غائب ہُوا اِس حوالی مین گل گلشن صاحبقرانی زینت اورنگ جہانبانی رستم میدان کارزار
یعنے اسد نامدار کا یہان گذر ہوا مجھکو دولت کونین عطا کی یعنی مذہب حق تعلیم فرمایا راہ ضلالت سے

نکلا قریب چشمۂ ہدایت پہونچا یا میرے بیٹے کا حال سنکر اُس شیر کو تاب نہ آئی قریب بلغ جاکر شیرانہ
لڑے کئی ستلے اور کئی زنگی مارے آخر ایک ساحر آیا اُس شیر کو اٹھا کر لے گیا اُسی کے فراق مین روتا ہون
ہر چند منع کیا میرا کہنا نہ مانا اِس ضعیفی مین مجھکو یہ داغ دیا شوکت اُس شیر کی آنکھون کے سامنے
پھرتی ہی کچھ تاجرون سے خبرین سنین کہ توسن حصار پر جاکر رہائی پائی بڑے بڑے معرکے
پڑے ہین ہمارے دیدۂ مشتاق نہ روشن ہوے نام مجھ بدبخت کا ملک مراد شاد ہی فراق
فرزند نوجوان مین رویا ایسے گوہر بے بہا کو ہاتھ سے کھویا سلطنت خاک ہی لطف زندگی نہ رہا
مہتر قران نے اپنے کو ظاہر کیا ایک شب یہان رہے نشان توسن حصار پوچھکر روانہ ہوے
ضرغام نے بھی یہین سے نشان پایا طرف توسن حصار کے یہ بھی چلا یہان ہنگامۂ گیر و دار بلند ہی
لاچین و بادبان اِسی بلا مین مبتلا ہین بہران جادو نمکحرام بہ اشارۂ توسن بدانجام
تیغہ کھینچکر طرف شہنشاہ لاچین کے چلا اُسوقت ایک غلو برپا ہی بہران سحر کرتا ہوا آتا ہی بیجانے
صدہا بے گناہ قتل کیے ہزارون کو جلا دیا اپنے ولی نعمت کے قتل کرنے کو جاتا ہی بادبان و نیاہم
بقدر امتلاے سحر بہران ناہنجار بہران چاہتا ہی جا پڑون جب لاچین نے نمکحرام کہکر ڈانٹا مُنہ پھیر کر
ہٹ جاتا ہی دل کانپ رہا ہی حوصلہ نہین پڑتا کہ شہنشاہ لاچین پر جا پڑے دل کو پتھر کرکے پڑھا سحر
بھی بہت سے کئے گرد شہنشاہ لاچین شعلہ ہاے آتش بھڑکے اب لاچین مبہوت ہو رہا ہی بہران
چاہتا ہی جا پڑون کہ صحراسے گرداٹھی آواز آئی او بہران بے ایمان کیا کرتا ہی دیکھ تو شہنشاہ کا کیا حکم ہی
پلٹ کر بہران نے دیکھا ایک ساحر شیر سوار بصد جاہ و وقار ہاتھ مین نامۂ افراسیاب نعرے کرتا ہوا آتا ہی
چند کلمات سخت بھی کہے کہ او بیحیا خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ تمام لشکر کو پھونک دونگا بہران نے دیکھا
شیر صحرائی ٹھیلے بھرتا ہوا قریب بہران پہونچا وہ ساحر آتے ہی کود ا نامہ بہران کے ہاتھ مین دیا
آپ پہلو پر آیا بہران نے نامہ کھولا کاغذ سے دھوان نکلا ناری ارے ارے کہکر لڑکھڑایا نعرہ ہوا
نعرہ قران سریع السیر چون باد بہاری + جہان سرِ سنگ در خنجر گذاری + بمیدان اژدر آتش فشانم +
منم مہتر قران شیر ژیانم + نعرہ کرکے عُبدہ مارا عُبدہ اُلٹا پڑا بہران کا سر پھٹ گیا اندھیرا ہوا ناہید
و بادبان تڑپ تڑپ کے گرین آواز آئی کُشتی مرا نام من بہران جادو بود بہر دن چڑھا تھا جب
یہ ملعون مارا گیا توسن کے جی چھوٹ گئے اب یہ بھی فوج بہران کو قتل کرنے لگا سمجھ گیا کہ عیار نے

آکر بار! اسد نامدار نے مہتر قران سے ملاقات کی تمام کیفیت لشکر پوچھی مہتر قران نے کہا کہ ہنگامۂ عظیم برپا ہی حجرہ کو کب تباہ ہوا چالاک کا ابتک پتا نہین ملتا استاد یقین ہی کہ لشکر مہرخ مین ہون لشکر مہرخ بھی چل چکا یقین ہی آپہونچین لاچین چھوٹتے ہی فوج بیران پر جا پڑے کچھ لڑ رہے ہین کچھ فریاد کر رہے ہین ابھی لڑائی سے مہلت حاصل نہین ہوئی پڑاؤ بیران کا لوٹ لیا بارگاہین جلا دین ناگاہ صحرا سے گرد اڑی آواز نوبت نقارے کی آئی سب دیکھ رہے ہین کہ ابر تیرہ و تار ظاہر ہوا زیر ابر مصوّر جادو جو دعوے کرکے براے جنگ لاچین چلا تھا وہ اسوقت آپہونچا بارہ لاکھ ساحر ساتھ ہین صورت نگاہ تخت پر مصوّر مرکب پر سوار آگے بڑھتا ہوا مانی و بہزاد و نقاش و قلم کش مصاحبان مصوّر فوجون کو روکے ہوئے آپہونچے ادھر لاچین کی نگاہ جو مصوّر پر پڑی وہین سے للکارا ملازمان بیران بھی بھاگ کر لشکر مین مصوّر کے پہونچے دہائی دیتے تھے مصوّر نے گھوڑے کو بڑھایا گھوڑے سے اترا فوج کو تو اشارہ کر دیا فوج تو لڑنے لگی مصوّر صحرا مین سر برہنہ کر کے پکارنے لگا ناناجان داداجان میری مدد کو آئیے مسلمانون نے حقیر کیا لاچین کا سامنا ہی یہ جو کہکر مصور چیخا آسمان پر برق چمکی دو جوان ایک صندوق سر پر رکھے ہوے آکر پہونچے سامنے مصوّر کے وہ صندوق رکھدیا کنجی مصوّر کے ہاتھ مین دی کہا شہزادے یہ تحفہ آپکے بزرگون کا حاضر ہی لیکن واضح رہے کہ عمر طلسم ہوش ربا تمام ہو چکی ہی سحر کیجیے انجام سمجھ لیجیے دریاے ہفت رنگ قریب ہی غراٹے کی آواز آتی ہی ہماری طبیعت گھبراتی ہی آپ کے حکم سے چلے آئے مصوّر نے ان دونون کو جھڑک دیا کہا تمکو مقدمات بادولت مین کیا دخل ہی ہم تحفہ جات سامری و جمشید کے وارث ہین وراثت مین یہ اشیا ملے یہ کہکر قفل کھولا ایک تختہ کاغذ کا اسپر تصویرین ہزارون کھنچی ہوئین ایک مقراض مصوّر نے صندوق مین سے نکالی تصویرون کے سر کاٹے کئی ہزار ملازمان لاچین کے سر کٹ کر گر پڑے پھر صندوق پر ایک دوہتڑ مارا چالیس پتلے فولاد کے باشمشیر برہنہ اس صندوق سے نکلے صف باندھ کر سامنے مصوّر کے کھڑے ہوے مصوّر نے اشارہ کیا اے غلامان سامری سب کے سر کاٹ لو چالیسون پتلے بہت خوب کہکر بڑھے چالیسون پتلے بیباک چست و چالاک ہزارون گولے ترنج ان پر پڑ رہے ہین کچھ انکا نقصان نہین ہوتا گولے جسم پر پڑکر پھٹ گئے انمین سے شعلہ ہاے

آتش نکلے جسپر شعلہ پڑا جل گیا چشم زدن مین فوج لاچین مین صدائے فریاد بلند ہوئی لاچین نے
بڑھ بڑھ کے گولے مارے کچھ تاثیر ہنوئی دیکھا وہ پتلے چالیسون بہ اشارۂ مصور طرف بدیع و
اسد کے چلے مصور کے ہاتھ مین وہ تختۂ کاغذ تصویر جب مقراض سے سر کاٹے رشتۂ حیات ساحران
قطع ہوا ایک جانب یہ کیفیت ایک سمت پتلون کی بدعت ناہید و بادبان نے اُن پتلون پر برقین
گرائین گولے مارے ماش کے دانے پھیکے اُنپر تاثیر ہنوئی اب سب کو خوف ہوا کہ طلسم کشا اور
بدیع کو پکڑ لیجائینگے لاچین نے فوج کے پرّے باندھے آواز دی طلسم کشا پر سینہ سپر ہو مین
انجام اس سحر کا سمجھ گیا دفع ہونے کی تدبیر کرتا ہون اگر غفلت کروگے طلسم کشا کو پکڑ لیجائینگے
اے ناہید و بادبان دو گھڑی اس بلا کو جھیلو جان پر کھیلو مین ابھی آتا ہون فوج ببیران
کو تسخیر کرکے لاتا ہون مصور سے نامرد کو بھگاتا ہون یا اسکی قضا لیکر آئی ہے آج تو سُنے قیامت
کا سحر کیا ناہید و بادبان فوجین لیکر بڑھین طلسم کشا کو قلب فوج مین کر لیا سینے سپر کردیے
شہنشاہ لاچین والا تمکین تیغۂ برق تاب کھینچے ہوئے طرف دریائے ہفت رنگ کے چلا کوہ ہفت
رنگ و قصر ہفت رنگ یہان سے دور ہے مہتر قران و ضرغام ایک بلندی پر آئے کہ دیکھین لاچین
کیا کرتا ہے مہتر قران نے دیکھا کہ لاچین دوڑا ہوا قریب دریائے ہفت رنگ پہونچا نہایت
جوش و خروش مین تھا دریائے ہفت رنگ کے سات رنگ ہین ساڑھے تین رنگ پر تو عملداری
کوکب کی ساڑھے تین رنگ پر قبضۂ افراسیاب جس رنگ مین شیر سپید بہ رہا ہے اس آبرو وار
نے دریا دلی دکھائی لڑائی کی موج مین قران نے دیکھا لاچین رنگ شیر مین پھاند پڑا شناوری
کرتا ہوا ابھرا ایک نہنگ نے دریا سے مُنھ نکالا لاچین نے آواز دی اے نہنگ خونخوار جا کر
ببیران کو خبر دے کہ شہنشاہ لاچین نے زندان خانہ طلسمی سے رہائی پائی وقت جنگ
قریب آیا جلد آکر حاضر ہو سعادت حاصل کرو یہ کہکے لاچین اس رنگ شیر مین نہا یا ہوا
کنارے دریا کے آیا دستکین دے رہا ہے نام ببیران لے رہا ہے ہر مرتبہ آواز دیتا ہے اے ببیران
جادو مع فوج حاضر ہو بعد تھوڑے عرصے کے وہ نہنگ سامنے لاچین کے آیا قدم کو
چوما گرد پھرا عرض کی اے شہنشاہ لاچین ببیران جادو واسطے شکار کے گیا ہے فوج کو عذر ہے
کہ بدون سردار کیونکر حاضر ہون لاچین نے اُس نہنگ کو پکڑ کر چیر ڈالا ماہیت ظاہر ہوئی ایک

مچھلی شکم سے نہنگ کے نکلی حال کماہی واضح ہوا لوز جمال ماہی سے از ماہ تا بماہی روشنی ظاہر ہوئی اِس مچھلی نے تڑپ کر آواز دی ای شہنشاہ کیا حکم ہی افسری فوج ببیسران کنیز کو مرحمت فرمائیے فوج ببیسران کو لیکر حاضر ہون لاچین نے تاج اُتار اسر پر اُس مچھلی کے رکھدیا مچھلی تڑپ کر زمین پر گری اب مہتر قران نے دیکھا ایک پریزاد دُر درگوش مرصع پوش تاج لاچین سر پر دست بستہ کھڑی ہی لاچین نے اشارہ کیا ای ماہی وریا نوش تجھکو افسر فوج ببیسران کیا جلد فوج کو لیکر آ خبردار عرصہ نہ کرنا وہ مچھلی رقص کرتی ہوئی دریا کے کنارے پر پہونچی آواز دی ای فوج ببیسران جادو جلد حاضر ہو مہتر قران نے دیکھا دریا سے روشنی ظاہر ہوئی ہزار ہا شعلہ بھڑکا ایک مرکب دریا سے طرارہ بھر کے نکلا اُسپر وہ پریزاد سوار ہوئی مرکب بگدھریان کرنے لگا یہان لاچین سر برہنہ کھڑا ہوا دستک دے رہا ہی یکایک ایک چمک ہوئی مہتر قران وضرغام کی آنکھ بند ہو گئی اب دیکھا کہ وہ ماہی وریا نوش مثل افسر آگے مرکب پر سوار ہی پشت پر چار سو جوانان بے سر ظاہر ہوتا ہی ابھی کسی نے اُنکے سر کاٹے ہین رگہاے بریدہ سے بجاے خون شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین وہ چار سو جوان اِسطرح نکلے ایک کا ہاتھ ایک تھامے ہوے چار سو جوانان بیسر دورہ باندھے ہوے چیخین مارتے ہین گلوے بریدہ سے شعلے نکلتے ہین نہین معلوم اِسمین کیا سر ہی اِس تکلف سے لاچین آگے بڑھا اتنے عرصے مین تیلون نے مصور کے فوج اسد غازی کو شکست دی ہزارون کو قتل کیا اسد نامدار بسبب اِسکے کے جھپٹ جھپٹ کر تیلون پر ہاتھ مارتا ہی تیغۂ برق مثال اُچیٹ جاتا ہی خط بھی نہین پڑتا تیلون کا ارادہ ہی کہ یہ اشارہ مصور طلسم کشا کے لپٹ جائین کہ صداے نعرۂ لاچین آئی نعرۂ لاچین سے منم ساحر نامی و نامور + شہنشاہ لاچین فرخ سیر سر سروران رستم ذی حشم + منم مالک تاج وتخت وعلم + نعرہ کر کے آواز دی ای ماہی وریا نوش فوج ببیسران کو حکم دے کہ ان غلامان سامری کو چیر پھاڑ کر جلا دین ان سرکشون کو خاک مین ملا دین تو جا کر مصور کا نقشہ نگار جن تصویرون کے سر کاٹ رہا ہی اُس صفحۂ بے سود کو چاک کر کے پھینک دے بہت خوب کہکر وہ پریزاد مرکب سے کودی طرف مصور کے دوڑی فوج ببیران پر نعرہ مارا کہ ہان ای پہلوانان صف شکن ای ساکنان دریا و ای ساحران پرفن ان غلامان سامری کو لینا یا تو وہ بے سرے بے سروسامان حیران و پریشان ہاتھ سے ہاتھ پکڑے ہوے چرخ

مار رہے تھے ایک نے ایک کا ہاتھ چھوڑا طرف پتلہ ہاے مصور کے جھپٹے یا تو وہ پتلہ مثل شعلۂ جوالہ بھڑک رہے تھے اِن بے سرون کو دیکھ کر مرجھاے گھبرائے مگر یہ بے سرے جس پتلے کے قریب پہونچے ٹانگیں پکڑکے جھر آٹا مارا چیر کر پھینکدیا رگ ریدہ سے شعلہ نکلا اُس شعلے نے لاشون کو جلا کر خاک کردیا وہ پریزاد قریب مصور پہونچی آواز دی کیون مرشدزادے تمنے نام سامری و جمشید خوب برباد کیا عمر بھر مین یہی اک سحر یاد کیا ہمسے آگاہ نہ تھے یہ کہکے پہلے اُس صندوق پر ہاتھ مارا جسمین سے پتلے نکلے تھے اور مصور نے تصویرین نکال کے مقراض سے سر تصویرون کے قلم کیے تھے سر لشکر اسد کٹ کر گرتے تھے وہ صندوق جلا جل کر خاک ہوا مصور نے یہ ماجرا دیکھکر بہ نگاہ قہر طرف پریزاد کے دیکھا کہا کیون ای ماہی دریانوش مجھکو نہین پہچانتی پریزاد نے جواب دیا ہم افسر فوج بیسران ہین ہمارا یہی سروسامان ہی تمکو نہین معلوم کیا گمان ہی یہ کہکے کاغذ ہاتھ سے مصور کے چھین لیا مٹھ سے شعلہ نکلا وہ کاغذ بھی جل کر خاک ہوا مصور نے جان جہان کہکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا پریزاد نے مسکرا کر مصور کو ایک طمانچہ مارا عارض پر مصور کے عارضہ ہوا گال اِس بدمآل کا سُرخ ہوگیا چیخین مارتا ہوا بھاگا پریزاد نے آواز دی ای عاشق صادق کہان جاتے ہو مین خدمتگزاری کو حاضر ہون مصور کا بیرنہ تھا بیسرون نے چشم زدن مین سیکڑون کو چیر پھاڑ کر پھینکدیا فوج مصور پر آگرے لاکھون کا کام تمام کیا جس غول مین پہونچے درہم و برہم کردیا پریزاد نے جاکر تخت صورت نگار کو شکست کیا صورت نگار بھی تخت سے کودکر بھاگی لاچین کھڑا ہوا ہنس رہا ہی آواز دیتا ہی ای مرشدزادے کہان جاتے ہو اب تصویر نہ کھینچوگے یہ کیا نقشہ ہوا اِسی سحر کے بھروسے پر لشکرکشی کی اپنے ولی نعمت سے سرکشی کی مصور نہ ٹھہر سکا صورت نگار کا ہاتھ تھام کے طرف صحراے ویران کے بھاگا ہر چند ساتھ والے کہتے ہین ای مرشدزادے ذرا ٹھہر جائیے فوج بے سردار کس بھروسے پر لڑے آپ نبیرہ سامری و جمشید ہین جسطرح لاچین نے آپ کے سحر کو دفع کیا آپ بھی کچھ فکر کیجیے مصور نے کسی کو جواب نہ دیا زوجہ سے کہا ای صورت نگار ہمنے عہدہ اپنے بزرگون کا چھوڑا یہی باعث سبہ بادی ہوا جہان جاکر بیٹھ رہین گے پوری کچوری کھائینگے مزے اڑائینگے سلطنت سے باز آئے یہ زن و شوہر تو تباہ ہوکر ایک جانب نکل گئے مصاحبان مصور مانی و بہزاد و نقاش قلم کش

ہاتھ سے شہنشاہ لاچین کے واصل جہنم ہوئے اب مصور و صورت نگار کے ساتھ صرف دو چار
کنیزین دو چار خدمتگار قدیم رہ گئے فقیرون کی شکل بناکر دروازے پر قریے کے بیٹھا ہی اسکا ذکر
کسی مقام پر تحریر ہوگا لیکن شہنشاہ لاچین بفتح و ظفر مع اسد نامور و بدیع الزمان گرد
لشکر شکن و ناہید و بادبان واپس ہوئے توسن کو بھی اس لڑائی مین کچھ نہ بن پڑا کئی مرتبہ
قصد کیا مصور کے شریک ہوجاؤن چھپ چھپ کر بچیانے سحر بھی کیے مکاری سے دس بیس
ساحران اسد قتل کیے یہ فتح اُسپر بہت شاق ہوئی لیکن ناچار و مجبور ہمراہ لاچین چلا آتا ہی
اس فتح کی بڑی خوشی ہوئی جب لاچین قریب بارگاہ پہونچے ماہی دریا نوش نے عرض کی کنیز
کو کیا حکم ہوتا ہی یہ فوج ہمراہ رہے لاچین نے حکم دیا ای ماہی دریا نوش تمکو اُنکا افسر کیا اپنے
مقام پر جاکر سکونت پذیر ہو بوقت ضرورت طلب کرینگے تم سب کو عہدہ ہاے جلیل ملینگے لیکن
جاکر کنارے دریاے ہفت رنگ کے افسر قدیم بیسران جادو کو تلاش کرو ورنہ تمہاری افسری
نہ رہیگی ماہی دریا نوش نے عرض کی ابھی کنیز اُس نمکحرام کو تلاش کرکے لاتی ہی یہ کہکے ماہی دریا نوش
فوج بیسران کا پرا جما کر چلی لکھا ہی کہ مصور جب صحرا مین پہونچا بیسران جادو شکار سے پلٹا ہوا آتا تھا
مصور کا جو یہ نقشہ دیکھا گھبرا گیا پوچھا شہزادے خیر تو ہی یہ حضور کا کیا حال ہی مصور نے کہا ای بیسران
تمنے غفلت کی فوج کو تمہاری لاچین نے تسخیر کیا میرے سحر کو مٹایا بارہ لاکھ فوج لیکر آیا تھا بے سروان نے
سب کو پھونک دیا ماہی دریا نوش کنیز کو لاچین نے تمہاری فوج کا افسر کیا اُسنے نمک حرامی پر کمر باندھی
ما بدولت کو طمانچہ مارا اب دماغ مین سر سلطنت نہ رہا فقیر بنکر بسر کرینگے بیسران نے کہا مین ابھی جاکر سر
ماہی دریا نوش لاتا ہون لاچین کو بھی بھگاتا ہون مصور نے کہا اگر تمنے ماہی دریا نوش کو مارا
اور لاچین کو بھی للکارا ما بدولت پلٹے پڑینگے مدتون سلطنت کرینگے بیسران مثل شعلہ جوالہ مرکب بادرفتار
کو بڑھا کر چلا یہان وہ وقت ہی کہ ماہی دریا نوش فوج بیسران لیے ہوے کنارے دریاے
ہفت رنگ کے پہونچی ہی ساتھ والون سے کہہ رہی ہی ای نمک خواران شہنشاہ گیتی ستان جسدن جراط
ہفت رنگ قتل کیا جائیگا اُس دن عہدہ ہاے جلیل ملینگے لیکن افسر قدیم کو ڈھونڈھ کر مارو
وہ دشمن شہنشاہ لاچین خوش آئین ہی یہ ذکر تھا کہ سامنے سے گرد اُٹھی بیسران جادو پشت
مرکب پر سوار ماہی دریا نوش کو گالیان دیتا ہوا گولہ ہاتھ مین سامنے سے ظاہر ہوا جیسے ہی

ماہی دریانوش نے دیکھا فوج بیسران پر نعرہ کیا لو یار د نمک حرام آپہونچا ہمکو کلمات سخت و سست کہتا ہی
چیر پھاڑ کر پھینکدو چارسو جوان دوڑے بیسران جادو کو مثل جیونٹیون کے لپٹ گئے چیر پھاڑ کر
پھینکدیا تمام صحرا تاریک ہوگیا لاچین ابھی بارگاہ مین داخل نہوے تھے کہ کان مین صدا آئی
کشتی مرا نامم بیسران جادو بود لاچین نے سجدۂ شکر پروردگار کیا کہ بڑا دشمن سخت مارا گیا
اب اگر داخل بارگاہ ہوے محفل عیش ونشاط آراستہ ہوئی ضرغام وقران سے تمام کیفیت لشکر
پوچھی عرض کی حضور مہرخ وغیرہ آیا چاہتی ہین افراسیاب نے بڑے سامان کیے ہین سنا ہی کہ کوئی
نقابدار سیہ پوش ہی جو مدت سے مشتاق وصل آفات چہار دست ہی اُسکو نام لکھا ہی مشہور ہی
اُسکے ساتھ چالیس پتلے رویین تن خود بھی ساحر پرفن اُسپر کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا لاچین نے کہا
حقیقت مین وہ ایسا ہی ہی ابھی بڑے بڑے مقدمات درپیش ہین فکر لوح واجب ولازم ہی مگر مقام
افسوس ہی کہ تا بہ دریاے ہفت رنگ پہونچے آجتک احوال نہ معلوم ہوا کہ افراسیاب نے ہماری زوجہ
ملکہ بلقیس ثانی کو کہان قید کیا نہین معلوم اُس پاکدامن پر کیا گذری یہ ذکر تھا کہ خبر پہونچی ملک
مرادشاہ قلم کوہی فراق اسد مین فقیر بنا بیٹھا تھا اُسنے خبر ورود لشکر ظفر اثر پائی مع بارہ ہزار
جوانون کے آتا ہی اسد غازی نے ناہید و بادبان و توسن کو براے استقبال بھیجا ملک مرادشاہ
آگر اسد نامدار سے قدمبوس ہوا مگر اسد کو مرادشاہ سے حجاب ہی کہ افسوس مین نے اُسکے بیٹے کو نہ رہا کیا
لاچین سے تمام کیفیت بیان کی لاچین نے کہا حضور اُس باغ کی سہیل سیاہ رو مالک ہی یقین ہی
آپ کے رفقا اُسی مقام پر قید ہون آراستگی لشکر کو حکم دیا بدیع الزمان نے اٹھالا بارگاہ اسد نامدار
کالدوا یا سمت قلعہ قلم کوہ لشکر ظفر پیکر شہنشاہ لاچین چلا دو کوس سے زیادہ لشکر نہین چل سکتا
توسن مثل چاکران کمترین حاضر ہی گربہ مسکین ظاہر ہین خدمتگاری کرتا ہی ہر وقت اسی فکر مین ہی
کہ لاچین واسد کو مٹا دے قابو نہین ملتا قلعہ توسن حصار سے کوچ کیا دو منزلین طے کی ہین شب کو
اسد نامدار نے دربار برخاست کیا اپنی بارگاہ مین تشریف لائے چھپر کھٹ پر بیٹھے ہین ملکہ مہ جبین
کی یاد مین کبھی نالان کبھی گریان کبھی فراق مہ جبین کا خیال ضرغام شیردل حاضر ہوا شاہزادے
کو ملدر دیکھکر پوچھا عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان ای نبیرۂ صاحبقران آج پروردگار نے بڑا
فضل کیا اتنی بڑی فتح نصیب ہوئی مصور ایسا دشمن فقیر بنکر نکل گیا اُس بھیجا کو سلطنت نہ رہا سنا

کہین فقیر ہو کر بیٹھا جسدن قبلہ و کعبہ کو خبر ملیگی وہین جاکر مار ینگے اُسی نے اُنکو بڑے ملال ہو نچائے ہین اسد نے کہا ای ضرغام ایک سر ہزار سودے سب سے زیادہ ملکہ مہ جبین کا خیال ہی فراق لالان خونقبا کا ملال ہی آج بہت دل بیتاب ہی دل چاہتا ہی یکہ و تنہا نکل جائین اپنے کو پاس ملکہ مہ جبین کے پہونچائین یقین کامل ہی کہ اسوقت اُنکو بھی ہماری یاد ہوا آب و دانہ ترک کر دیا ہوگا ہرچند کہ ملکہ مہرخ دلدہی کرتی ہونگی

ہمارا تو یہ حال ہی — نظم
در پہ کسے بلا کر دکھلاؤن حال مضطر
آگے زمانہ پر لگا کر بیٹے لگاتے ہین
اس قاعدہ سے شاید جلاد دھانہ وقت
کیا کیا نئے نئے وہ رستے لگاتے ہین
رہتا ہی وصل مین بھی شب بھر لگا ر آنسو
خنجر آبلو نسے میرے کانٹے لگاتے ہین
لیتے ہین ہمسے بدلا یہ ضبط کا ہمارے
کیا کیا جلال پہلو دُکھتے نکالتے ہین

شکوہ تو کب بتون کا منھ سے نکالتے ہین
وہ جھانکنے مین لاکھون نخرے نکالتے ہین
فرقت کی شب فلک پر داغ سیاہ ہی کم
حسرت بھی کشتنی کی پہلے نکالتے ہین
ای آرزو نکل جا پیکان کے ساتھ تو بھی
ناحق کے حضرت دل جھگڑے نکالتے ہین
کچھ بانٹ کر ہی لازم بزم بتان سے اوٹھنا
کیا کیا بخار دل کا نئے نکالتے ہین

واعدہ اُف بھی ڈرتے ڈرتے نکالتے ہین
زلفین بنا رہے ہین رشک پری نہین کیے
مجھپر تمام اختر و دیدے لگاتے ہین
آنکھون سے دل مین جانا آنکھون سے دل مین آنا
ناوک وہ میرے دل سے بیٹے نکالتے ہین
سودا کے سبزہ رنگان صحرا مین رنگ لایا
جیب قبا دل کے ٹکڑے نکالتے ہین
ہر شعر مین ہمارے اظہار درد دل ہی

اسد نے اسطرح یہ اشعار پڑھے ضرغام تصدق ہوا تسکین دینے لگا

اسد نے فرمایا ای ضرغام کیا کہکر دل کو بہلائین مدت مدید گذری والدین سے چھوٹے غیر اقلیم کے اندر آ پڑے کوئی صورت فتح کی ظاہر نہین ہوتی اسد کو سمجھا کر ضرغام شیر دل باہر گیا اسد نے چاہا کہ پلنگ پر لیٹون کہ ضرغام پھر آیا لیکن گھبرایا ہوا عرض کی ای حضور ابھی آرام نہین فرمایا اسوقت مین نے ایک خبر وحشت اثر سنی ہی اس خبر کو سنکر مین پلٹ آیا ملکہ ناہید طلایا لشکر کا وے ہی ہین مجھکو بھی اُنکی خدمت مین رہنا واجب و لازم ہی یہ بھی ضرغام نے خبر سنی کہ افراسیاب نے عیار بچیون کو روانہ کیا ہی کہ جس سردار کو جہان پاؤ گرفتار کر لاؤ پس خدمت مین ناہید کی رہنا واجب تھا مگر ملکہ نے مجھکو خبر دی کہ مصور شکست کھا کر بھاگا لیکن ساحر شعبدہ باز سحر و ساحری مین جانباز ہی اُسکے آپ کے بازو کا بدلے گیا ہی ملکہ ناہید نے مجھسے کہا جاکر دیکھو تو اُسکے موجود ہی یا کچھ اُفتاد پڑی اسد نے کہا اُسکے میرے بازو پہ بندھا ہی وہ اُسکے قوت بازو ہی وہ عطیۂ ملکہ لعل سخندان خوشخو ہی مین دم بھر اُس سے غافل نہین رہتا ہون اُسی کی وجہ سے مصوّر دست انداز نہو سکا ضرغام نے کہا کیا نقصان ہی ذرا

بازو سے کھولے غلام دیکھ لے احتیاط ضرور ہی خبر وحشت اثر سے دل ناصبور ہی اسد نے اسکو بازو سے کھولا اپنا رفیق جانکر ضرغام کے ہاتھ مین بلا تکلف دیا ضرغام قہقہہ مارکر ہٹ گیا کہا او طلسم کشا مجھکو تو نے پہچانا مین ملکہ سہیل سیاہ ہون حسب دن سے تجھکو توسن گرفتار کر کے لے گیا اسدن سے فکر مین تھی اس کے نے تمکو اجتک بچایا دیکھا کیونکر دھوکا دیکر لے لیا اسد قبضے پر ہاتھ ڈالکر اٹھنے لگے اسنے اشارہ کیا تلوار قبضے سے نکل گئی لڑکھڑا کے گرے سہیل نے بقچہ کمر مین دبا لیا اپنی جھولی مین رکھا سوچی اگر اڑجاؤنگی راہ مین ناہید و بادبان روکین گی لاچین کو بھی خبر ہو گی نکلنا مشکل ہوگا یہ سوچکر دونون پانوُن زمین مین مارے نقب سحر دے کر نکل گئی بعد عرصہ دراز آنکھ کھلی اپنے کو ایک قید خانے مین پایا گرد رفیقان جانباز ابراہیم بن مالک لندھاور بن لندھور علقمہ بن جمہور قبیل بن مقبل و عادان بن عادی اٹھارہ ہزار امیر زادے گرد بیٹھے ہین ایک جانب بارہ ہزار قزاق قدمون سے رفقا لپٹے ہوئے رو رہے ہین ابراہیم کہ رہا ہے

نظم

دل جلاہے اسقدر اپنا کسی کی یاد مین
زندگی جسکی بسر ہو خانۂ صیاد مین
کیا خبر کس دن خزان آ گئی کب فصل گل
غار غم ہر دم کھٹکتے ہین دل ناشاد مین

آگ کے شعلے نکلتے ہین مری فریاد مین
انکو پورا ہوئے ہوئے ایک مدت ہو گیا
آنکھیں کھلی ہین ہمنے آ کر خانۂ صیاد مین
جب تلک آباد تھا تیرا یہ شہر لکھنؤ

ہم صفیرو اسکی حسرت کا نہ پوچھو حال کچھ
سیکڑون ارمان ہین اپنے دامن فریاد مین
مین وہ بلبل ہون کیا ہے جسنے جسد ترک ہوا
لطف تھے جنت کے گویا اس نگر آباد مین

سب سردار وجد مین کوئی اشعار پڑھتا ہی کوئی روتا ہی کوئی کہتا ہی یار دا آقا سے خانۂ زنجیر مین ملاقات ہوئی آپ کیونکر قید ہوئے سال سابق مین آپ ہمارے رہا کرنے کو آئے تھے اور بھی چند قیدی موجود ہین کسے شاہزادہ شمشاد قلم کوہی فرزند مراد شاہ کہ رہا ہی ای شہریار آپ کیونکر یہان قید ہو کر آئے اسد نے شمشاد کا نام جو دریافت کیا کہا ای برادر تمھارے فراق مین تمھارے باپ کا عجیب حال ہی اس پیر زمین گیر کے قلب پہ ہجوم غم و ملال ہی ہر چند کہ قید ہوئے مگر اپنے رفیقان قدیم سے ملے ای ابراہیم وغیرہ بخدا اٹھارہ برس گذرے طلسم ہوشربا مین آئے ہوئے سات برس گنبد نور مین قید رہے اس چھ برس مین بڑے بڑے معرکے گذرے جب کسی پہلوان سے مقابلہ پڑا تم سب صاحبون کو رو رو کر یاد کیا اب کیا رنج و غم ہی اگر تمھارے ساتھ قتل ہوے مرگ انبوہ جشنے دارد یا انشاءاللہ وقت رہائی قریب آیا یہ ذکر تھا کہ ہنگامہ ہوا چند زنگیان سیاہ رو آکر موجود ہوئے کہا سہیل ساحرہ

نے سب قیدیون کو طلب کیا ہر ای قیدیان بلا چلنے ہی قدمون پر گرنا ورنہ جلاد بھی آچکے ہین سب کو
قتل کرینگی ایک زندہ نہ بچے گا یہ کہکے زنگیون نے سر زنجیر اسد کو تھاما سب سردارون کو لیا کشان
کشان لیکر چلے سہیل سیاہرو بارہ دری مین بیٹھی ہر گرد ساحران غدار جادوگرنیان جمع ہین یہی
ذکر ہو رہا ہی کہ ملکہ عالم آپ نے بڑا کام کیا طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائین لیکن فوراً قتل کیجیے تامل
بہتر نہین ہر یہ وہ جوان ہر جسکے ہاتھ سے افراسیاب بر حواس اہالیان طلسم ہوشربا کو اپنی
زندگی سے یاس اگر آپ نے اسکو قتل کیا کل اہالیان طلسم ہوشربا کی جان بخشی کی کہ اسد
نامدار سامنے آکر پہونچا اک ساحرۂ مکار عذارہ کو دیکھا تخت پر بیٹھی ہر کالی صورت بد ہیئت ناز کر رہی ہی
اسد نے بطریق اسلام سلام کیا سہیل نے آواز دی او طلسم کشا مجھکو افراسیاب تصور نہ کرنا وہ دیوانہ
تھا کہ سات برس کامل گنبد نور پر قید کیا نمکحرامون نے رہا کر لیا مین تمھارے قتل کا سامان کر چکی
یہ کہکر جلاد کو اشارہ کیا اٹھارہ امیرزادے زنجیرین ہلا رہے ہین پکارتے ہین او بیحیا قدیم گنہگار
ہم ہین پہلے ہمکو قتل کر آقا کے قتل کا ارادہ نہ کر بارہ ہزار قزاق بھی غل مچا رہے ہین او سیاہ رو تیرہ
درون ہم غلامون کو پہلے قتل کر آقا سے نامدار بے خطا ہین سہیل کہتی ہر آج تم مین سے ایک بچیگا
کیون گھبراتے ہو یہ کہکے جلاد کو اشارہ کیا جلاد تلوار کھینچکر قریب سر اسد نامدار آیا کہا ای جوان
خوش رو اسدن کی خبر نہ تھی جو کھانا ہو کھالے اگر تشنہ ہر آب دم شمشیر سے سیراب کرین اگر کسی کے
دیکھنے کی ہوس ہو نام بیان کر بلوا دین اسد نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہر کھانے سے دل سیر پانی سے
سیراب اپنے یاران قدیم کو پایا انھین کے دیکھنے کی ہوس تھی قافلہ سالار مین پہلے ہمارا ہی بڑھنا
بہتر ہر آگے آگے افسر عقب مین رفیقان نامور ابراہیم پکارتا ہر آقا ہم مقدمۃ الجیش ہین لشکر ظفر اثر
کے پہلے بارگاہ شہنشاہی لیکر منزل اول پر ہم پہونچین سامان مہیا کرین کہ حضور آرام پائین اسد
نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا ای سرداران نامی ای رفیقان گرامی یہ سفر ملک عدم ہر کوئی کسی کا
ساتھ نہین دے سکتا ہر بارگاہ کیسی خیمہ کیسا سامان یہ کہ جسم نحیف و زار سر و روئہ مہد ناز و نعم بار گناہ
سر پر توشہ راہ ندارد نشان منزل معدوم نہ راہ بر نہ خادم نہ خدمتگار یہ شعر حسب حال ہر شعر
زمین قبر اک کو یہ دے رہی ہر صدا * چراغ لائیو وان سے یہان اندھیرا ہر * کیا غفلت
ہوئی منزل اول پر سامان عیش و نشاط نہ بھیجا گوشۂ قبر تنگ و تاریک اہالیان دنیا سے

جدائی کیسی رعنائی کیسی زیبائی ہو پہنچتے ہی پرسش اعمال سامنا اُن لوگون کا جنکے مزاج سے بالکل ناواقف
کیا جواب دینگے دنیا مین اگر کیا کار نیک کیا حصول دنیا مین مشغول رہے دست و پا جرم کی گواہی دینگے
اعضائے جسمی دشمن بنجائینگے اس جسم نازک کو کیڑے کھائینگے پوچھنے والے کیا سوال کرینگے جواب باصواب
بھی نہ دے سکینگے قہار و جبار کا سامنا مگر اسم مبارک اُسکا رحیم و کریم ہی اگر رحمت اسکی شریک نہو کیا
جواب دے سکتا ہی اُسکی رحمت ہمارے گناہون سے زیادہ ہی مشت خاک سے کیا معاوضہ لیگا اُس
مقام سے پروردگار کل بندگان مومن کو بچائے بھائیو ہو جبس ع حرمت شاہ و گدا زیر زمین یکسانست
نہ بوریائے فقر درویش نہ تاج شہنشاہ جفا کیش ساتھ ہوگا قبر کی تنہائی سے اُسی کی رحمت بچائیگی شعر
ترد دکیا تمھین ای ساکنان ملک ہستی ہی + عدم کی راہ سیدھی ہی بلندی ہی نہ پستی ہی + و گیر ابر رحمت
اگر نہین ای برق + بیکسی گور پر برستی ہی + بعد مرنے کے یہ کھلا ہم پر + خاک کے نیچے خوب بستی ہی +
افسوس یہ ہی اس بستی کا شہر خموشان نام ہی ہمسایہ والا جواب نہین دیتا ایک کی ایک خبر نہین لیتا
اپنے اپنے حال مین ہر کس مبتلا تنہائی کا سامنا خدا محفوظ رکھے اسطرح کے کلام حسرت انجام اسد
نامدار نے فرمائے اٹھارہ امیرزادے بارہ ہزار قزاق زنجیرون سے سر ٹکرانے لگے کہا ای شہریار آپ کے
کلام ہدایت نظام نے دل بیقرار کردیا خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا حقیقت مین دنیا ناپائدار ہی اُسکا
عیش و آرام بالکل بیکار ہی آپ ایسا جلیل یون یکہ و تنہا قتل ہو اگر کسی لڑائی مین یہ غلامان جانباز
لڑتے انتہا کے سر کے پڑتے ایک ایک ملازم آپکا سو سو کو مار کر مرتا جرأت مین نام کرتا ایسے مقام پر موت
آئی لاشون کو دفن کفن بھی نہ ملیگا گوشت ہمارا طعمۂ زاغ و زغن ہوگا جا در خاک بجائے کفن گوشۂ
قبر کہان کون لاشہ اُٹھائیگا کون نشان قبر بنائیگا سیل سیاہ رو بھی کلام ان شیران دشت
نبرد کے سنکر مست ہوگئی کہتی ہی صاحبو یہ نگوڑے سچ کہتے ہین دنیا حباب لب دریا سے بھی کمتر ہی
اسکا طالب ہمیشہ ذلیل و خوار رہتا ہی دشمنون کے ہاتھ سے بدعت سہتا ہی طلسم کتنا نہایت فصیح
و بلیغ ہی اگر یہ سامری و جمشید کو سجدہ کرے لیجا کر قدمون پر مین افراسیاب کے گرادون خطا معاف
کرادون افراسیاب کو بڑی خوشی حاصل ہو ساکنان طلسم ہوشربا کو تسکین دل ہو کہ اسد
نامدار سامری پرست ہی افراسیاب عہدۂ سلطنت دیگا اپنا سپہ سالار بنائیگا اسد نے کہا سامری
پرستون پر لعنت ہی کیا بیہودہ بکتی ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ہر چند کہ کلام فصاحت نظام اسد سے

دنگ ہو رہی تھی اسد نے مذہب کو جو برا کہا جلاد سے اشارہ کیا جلد سر کاٹ لے اب دیر نہ کر جلاد نے آواز دی اے ملکہ عالم یہ طلسم کشا ہے جرائت و شجاعت میں یکتا ہے سمجھکر حکم دیجیے ہزارون ساحران نامی اسکے خون کے دعوے دار مین یہان باغ مین تو یہ ہنگامہ ہے وہان بوقت سحر لاچین نامور کو خبر ہوئی کہ طلسم کشا بستر خواب سے غائب ہین قیامت برپا ہو گئی ناہید نے گریبان پھاڑ ڈالا بادبان نے اٹھکر بیٹی کو سنبھالا ناہید کہتی ہے اے مادر مہربان محبت مین اُس شیر کی مین نے تمام عالم کو اپنا دشمن کیا فقد یہ نے اُنکے قدمون سے جدا کرایا جی چاہتا ہے اپنے کو ہلاک کرون گریبان پھاڑکر کہین نکل جاؤن **منظم**

اشک اترے نہ دامن سے ٹپک کر باہر
گھٹتے گھٹتے نکل آیا دم خنجر باہر
خلعت مرگ مین بھی تنگ دلی اے قاتل
اُگل آیا ہے کمر سے تری خنجر باہر
خاک پیوند لحد کے لیے لائی ہے ہوا
کہ نہو چاک قفس سے بھی کوئی پر باہر
گر نہین جنبلکا یارا ہے تو ہان بسم اللہ
وحشت دل سے برابر ہے ہمین گھر باہر

قعر دریا سے نکل آتے اگر شنا ور باہر
چشم دزدیدہ بھی واہ ہے مرے نظارہ کو
پاؤن ڈھانکے بھی کفن نے تو رہا سر باہر
ستم فقط اتنے لیے وہ نہین دکھلاتے مین
کارسازی کے سب اسباب ہین باہر باہر
نہ ملا حضرت دل کا تو پتا وقت تشکاف
چھوڑ پہلو کو نکل جا دل مضطر باہر
خوف آوارہ مزاجی ہمین آتا ہے نسیم

اسقدر جوش محبت سے گلون نے کھینچا
سینۂ تیغ سے ہے دیدۂ جوہر باہر
جذب مشتاق شہادت کو نظر کر ظالم
رہئے آغوش تصور سے بھی باہر باہر
کاٹتا ہے مرا اس خوف سے بازو صیاد
نکل آئے مرے پہلو سے کچھ اخگر باہر
کم نہین ایک گھڑی مشغلۂ پیشانی
طفل اشک آنکھ سے رہنے لگے اکثر باہر

بیقراری پہ ناہید کی لاچین گھبرایا کہا اے گل باغ خوبی اے منظور نظر اسد نامدار اے شاہزادی عالیوقار مین ابھی پتا لگاتا ہون طبقات زمین طلسم ہوشربا ہلا دونگا کسکی مجال ہے کہ میرے آقائے نامدار کو رکھ سکے لیکن برائے خدا لشکر سے ہوشیار رہنا یہ کہکے **بادبان** سے اشارہ کیا اس **توسن** ملعون کا مجھکو بڑا خوف ہے ایسا نہو میرے بعد کوئی فساد برپا کرے **بادبان** نے کہا اُس نامرد کی کیا مجال ہے مین بھی تلاش مین نکلتی لشکر کی تنہائی کا بڑا خیال ہے یہ کہکر **لاچین** خوش آئین طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر برائے تلاش اسد نامدار روانہ ہوئے اکثر ساحرون نے قصد کیا **لاچین** نے کسی کو ساتھ نہ لیا یکہ و تنہا ہی گیا لیکن **بادبان** دیکھتی ہے آج **توسن** بہت خوش ہے ظاہر مین روتا ہے اشکون سے منھ دھوتا ہے دل مین بہت بحال ہے یہی ملعون کو خیال ہے کہ خبر قتل طلسم کشا پاؤن تو باغی ہو جاؤن ناہید و بادبان کی کیا حقیقت ہے مجھسے کیا لڑ سکین گی ایک سحر مین بھاگتی پھرینگی **بادبان** انتظام لشکر مین

مصروف وہان وہ وقت ہر سہیل حکم قتل اسد نامدار دے چکی ہر جلاد دوسرے حکم کا مشتاق ہر کہ آسمان پر برق چمکی سہیل نے اپنی نواسی ملکہ گلنار گلنار پوش کو دیکھا کہ تخت پر سوار تخت کو اڑاتی ہوئی مع چند کنیزون کے آکر اُتری اسد نامدار کی نگاہ پڑی ایک معشوقۂ طناز سراپا کرشمہ و ناز زلفین شک سنبل دونون عارض مثل گل سرو قامت سہی قد حسین و جمیل ماہ کامل آسمان خوبی سرو خرامان حدیقۂ محبوبی آنکھین نرگس شہلا جبین ماہ آسمان صدق و صفا سینے پر ابھار باغ حسن پر بہار بوٹا سا قد سراپا بین دلبری ہونٹھون مین مسیحائی موئے کمر کی خبر عدم ہر آنکھون مین جادوگری ماہ آسمان جاہ و حشم وہ رعنائی و زیبائی اسد نامدار نے دیکھی بیساختہ آہ زبان سے نکل گئی اس گلعذار نے سہیل سیاہرو کو جھک کر سلام کیا اور مسکرا کر کہا نانی امان آج باغ مین کانٹون کا کیا جاؤ ہر یہ سب گنہگار کیون بلائے گئے سہیل نے کہا بی سامری و جمشید نے کیا احسان کیا اب ہمیشہ بی حیرت مسے دبنیگی افراسیاب جادو اپنا محسن کہیگا مین اپنی جان دے کر گئی لشکر لاچین مین پہونچی عیاری کی ضرغام کی صورت بنکر پاس طلسم کشا کے گئی جاہ و جلال اُس ظالم کا دیکھکر قلب تھرا تا تھا بی لعل بخندان نے اکر اسکے بازو پر عاشق ہوکر باندھ دیا ہی عیاری کرکے وہ اگہ لیا شیر پر ہاتھ نہ ڈال سکتی تھی مین نے گرفتار کیا کچھ خوف نہ آیا لقب سحر ویکہ لائی دیکھو سامنے بیٹھا ہی یہ سب اسی کے رفقا بیٹھے ہین گلنار گلنار پوش یہ سنکر پلٹی نگاہ جمال جہان آرا سے ماہ صاحبقران پر پڑی دیکھا ایک جوان شیر صولت رستم ہیبت حسن مین لاثانی یوسف ثانی جاہ و جلال چہرۂ زیبا سے ظاہر جرائت ٹپک رہی ہی غزال چشم شیر خشم سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری زلفین خلیلی تا بہ دوش عارض انور پر لہرا رہی ہین چشمۂ خورشید مین ماران سیاہ کا کیونکر گذر ہوا شہر حلب مین مشک ختن کا اثر ہوا نگاہون سے شوکت آشکار جوان شیر دل عالیوقار خوبصورت نیک سیرت صاحب لیاقت و جلالت آنکھین چار ہوئین جانبین سے تیر مژگان چلے دونون کے تودۂ دل پر لب معشوق ہوے اسد نامدار نے سر زنجیر پر سر رکھ دیا لیکن طائر ہوش گلنار گلنار پوش کے اڑ گئے دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل بدعت سنگ عشق سے ٹوٹا سلطان عشق کی مزرعۂ دل پر چڑھائی عقل و ہوش گم بیتابی نے خانۂ دل اپنا عمل کیا فرار ہمہ فراز ہوا مثل بید کانپنی نہ تھم سکی غش کھاکر سہیل سیاہرو کی گود مین گری ایڑیان

رگڑنے لگی محفل سہیل مین ہلڑ ہوا ہائے ملکۂ عالم کو کیا ہوا جو کنیزین ساتھ آئی تھین تلوے سہلانے لگین گویٔ گرد بھرتی تھی کوئی کستی تھی مین نے اکثر منع کیا واری آپ انتہا کی نازک اندام ہین دوڑکے نہ چلیے دل سنسنا گیا آخر کو غش آگیا گلاب کیوڑہ چھڑکا بعد عرصۂ دراز ملکہ گلنار گلنار پوش کو ہوش آیا گھبرا کر چہار جانب دیکھنے لگی دیکھا اسد نامدار سر جھکائے بیٹھا ہی ٹھنڈھی سانسین کھینچ رہا ہی عاشق و معشوق مین اشارے ہوے اسکو کون سمجھتا تھا اشارے سے گلنار کے ظاہر ہوتا ہی کہ کاش یہ ہتھکریان میرے ہاتھ مین ہوتین سلسلۂ عشق کامل ہوجاتا ایسے شیر کے گلے مین طوق گلوگیر پیدا کرنے والا بچائے دشمنون کو قضا آئے سہیل نے بلائین لیکر پوچھا کیون بی بی مزاج کیسا ہی رنگ رو متغیر ہی یہ کیا حال ہوا غش کیون آیا کسی نے آنکھ دکھائی ہو اسکو نابینا کرون مجھسے مفصل کہو کیون پریشان ہو ناحق کو آئینہ وار کیون حیران ہو ملکہ کو کچھ بن نہین پڑتا ایک کنیز بول اٹھی واری آپ نے انکو مہد ناز و نعم مین پرورش کیا کبھی صورت رنج و ملال نہین دیکھی آج قیدی کو اسطرح مسلسل و مطوق زیر تیغ بیٹھے دیکھا قلب نازک پر صدمہ ہوگیا اسی سبب سے غش آیا کنیز کو تو یہی ثابت ہوتا ہی ملکہ کو پہلو مل گیا کہا نانی امان آپ کے مزاج مین نہایت ظلم و بدعت ہی اس بیچارے نے کیا کیا خطا کی جو اسطرح آپ قتل کرتی ہین سہیل نے کہا بی بی ساری کہانی تمسے بیان کی تم تو نام خدا پڑھی لکھی ہو یہی طلسم کشا بانی ظلم و جفا مشہور ہی کہ قاتل افراسیاب ہی اگر یہ شخص زندہ رہیگا گویا افراسیاب کی جان کی دشمن ہوئی اگر اسکو قتل کیا اہالیان ہوش ربا کی جان بچائی سات برس یہ شخص گنبد نور پر قید رہا طربی شدہ ودے وہان سے رہائی پائی لاکھون ساحر اسدن قتل ہوا اسکا قتل کرنا واجب و لازم ہی گلنار کو پہلو ملا کہا نانی امان کیا افراسیاب کو اختیار نہ تھا کہ جس روز گرفتار کیا تھا اسی روز قتل کر ڈالتا سات برس کیون قید رکھا پس آپ کو مناسب نہین ہی کہ بدون حکم افراسیاب اس شخص کو قتل کرین اگر آپ نے قتل کیا اور افراسیاب دامن گیر ہوا کہ تمنے کیون قتل کیا تو آپ زندہ کرنے پر قادر نہین ہین زندہ کو مردہ کرسکتی ہین مردے کا زندہ کرنا کسی کا کام نہین ہی لہذا دو چار شبین اسکو قید رکھیے افراسیاب کو نامہ لکھیے اگر وہ لکھین کہ زندہ بھیجو زندہ روانہ کردیجیے قتل کا حکم دے قتل کیجیے اسطرح سمجھا کر ملکہ گلنار گلنار پوش نے کہا سہیل سیاہرو کے ذہن مین آیا کہ سچ کہتی ہی کہا

بی بی پڑھی لکھی ہو تمنے بہت معقول کہا حقیقت مین افراسیاب دامنگیر ہو تو عجب نہین یہ کہکر حکم دیا کہ فلان کمرے مین لیجا کر طلسم کشا کو قید کرو قیدیان قدیم کو زندانخانے مین لیجاؤ اسد کو حبس مقام پر قید کیا سہیل اٹھی گرد اسد کے آگ روشن کردی کہ جسکی حرارت سے چہرہ شہزادے کا زرد دل مین درد لب پر آہ سر د زمین دہک رہی ہو یہ سحر کرکے اس ملعونہ نے دروازہ بند کیا قفل اپنے ہاتھ سے لگایا نامہ برائے افراسیاب لکھا یہی مضمون تھا کہ طلسم کشا کو مین نے قید کیا ہو زندہ روانہ کرون یا سر بھیجون گلنار گلنار پوش حیران و پریشان اٹھی اپنے بلغ مین آئی دل داغدار باغ کی بہار کیا خوش آئے گل سا چہرہ کھلایا ہوا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے فسترن وزیرزادی نے اٹھکر بلائین لین پوچھا کیون واری مزاج کیسا ہو جب سے حضور اپنی نانی مان کے پاس سے آئین آئینۂ رخسار پر گرد ملال ہو کیا خیال ہو ہمسے دل کا حال کہیے نسترن نے اتنا جو پوچھا دل تو بھرا ہوا تھا بیقرار ہو کر روئی کہا کیا کہون

نظم

در محبت شربت راحت مرا لب چہ سود
رشتۂ زنار با تسبیح ہندو کردہ است
گاہ فریادم بکوہ و گاہ مجنونم بدشت
باز مرغ دل گل آشفتگی بو کردہ است
عاشق آن باشد کہ باز ہر بلا خو کردہ است
وا نشد از ناخن سعیم گرہ از کار بخت
بیخودم مخفی چنین آن چشم جادو کردہ است
مردم چشم زگریہ کار دیگر کردہ است
زاہد خلوت نشین تا طرۂ زلفش تو دید
تا گرہ از کار سن آن جبین ابرو کردہ است

نسترن بیقرار ہوگئی عرض کی واری گل کلام حضور سے بوے گل عشق آتی ہو صاف صاف فرمایے لونڈی اسکی فکر کرے ہماری عزت و آبرو راحت و آرام حضور کے دم سے وابستہ ہو ملکہ نے کہا اے نسترن یہ جوان شیر صولت رستم ہیبت جرائت و شوکت مین یکتا یعنے طلسم کشا جو آکر قید ہوا جسوقت سے اسکو دیکھا دل بیقرار ہو مین نے فقرہ کرکے بچایا گویا عذاب الیم مین پھنسایا اُس آتشخو نے گرد اُس گل باغ خوبی کے افسون ہو کہ آگ روشن کردی مین نے دیکھا کہ وہ جوان رعنا ٹھنڈھی ٹھنڈھی سانسین بھرتا تھا گل سا چہرہ زرد ہوگیا سر ٹپکتا تھا ہتھکڑیان بیڑیان شعلۂ جوالہ بن گئی ہین دیکھو لیلاے شب نے اُسی کے غم مین زلف مشکین کو کھولا ہو ہر پھول کا رنگ متغیر نرگس متحیر سنبل نے غم و الم سے بال پریشان کیے نہرون کو غم کا جوش یہ حباب نہین ہین چشمون کی آنکھین سوجی ہین جی چاہتا ہو مین جاکر اُس قیدخانے مین بیٹھون وہ ہتھکڑیان میرے ہاتھ مین ہون وحشت سے سلسلہ کاکل ہو جاے طوق گلوگیر میرا گلا دباے نسترن نے کہا حضور ہمین تو آپ کی زندگی سے کام ہو آپ کی نانی صاحب

انتہا کی شراب خوار ہین قرابے کے قرابے پیتی ہین وہ تو خواب خرگوش مین مبتلا ہونگی چلکر رہا کر لائین آپکے پہلو مین بٹھائین نسترن نے جو یہ بات کہی ملکہ مثل گل شگفتہ ہوگئی اسباب سحر ذات پر آراستہ کرنے لگی چند کنیزین تیار ہوئین کہا نسترن ایسی صلاح بتلائی دل تردد منزل نے تسکین پائی نسترن نے کہا حضور طلسم کشا کے پاس کوئی تحفہ بھی تھا سابق مین باغ پر آپ کی نانی کے آکر لڑا کئی پتلے اسکے ہاتھ سے مارے گئے توسن آکر گرفتار کرکے لیگیا تھا وہان بھی جا کر قیامتین برپا کین ناظمان ہفت در بند قتل ہوئے بی سہیل عیاری کرکے لائین گلنار نے کہا نانی امان نے بیان کیا تھا کہ ملکہ لعل سخندان اسپر عاشق ہے اسنے اپنے بازو کا اکہ دیدیا اسی وجہ سے اسپر سحر تاثیر نہ کرتا تھا وہ نانی امان نے اپنی جھولی مین رکھا ہے اسکا دستیاب ہونا دشوار ہے قیدخانہ انکے مقام سے الگ ہے لیکن اب چلتے ہین ای نسترن ایک اعتقاد اور کر وہ یہ جوان سامری و جمشید کو برا کہتا ہے خدائے نادیدہ کا پرستار ہے ہماری بھی عقل کو اقرار ہے کہ سامری و جمشید مثل ہمارے تمھارے ساحر تھے مثل انسانون کے مرے دعوی خدائی بھی کیا اہل اسلام کا یہ قول ہے کہ ہمارا خدا تنہا ہے اسوقت مین خدائے نادیدہ سے دعا کرتی ہون کہ ای خدائے نادیدہ اگر تیری خدائی برحق ہے طلسم کشا کو رہا کرون میری جان اور ابرو پر حرف نہ آئے دل سے اطاعت کرتی ہون سب نے عرض کی واری یہ اعتقاد ہمکو بھی پسند آیا سامری و جمشید کو ہمارے بزرگون نے دیکھا تھا بوڑھے بوڑھے جادوگر مصاحبان سامری کہلاتے ہین گلنار نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی چالیس کنیزین جو ہمدم و ہمراز ہین آمین آمین کر رہی ہین دعا مانگ کر گلنار گلنار پوش بصد جوش و خروش طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی مثل ستارۂ سحری چمکی چالیس کنیزون کو ساتھ لیکر باغ سنبل مین آئی دیکھا سنبل سیاہ رو بارہ دری مین پڑی سو رہی ہے سامنے وہ کمرہ ہے جسمین اسد غازی قید ہے دروازے پر چند کنیزین جو نگہبان ہین گولے ہاتھ مین لیے ٹہل رہی ہین گلنار نے دور سے سحر کیا ہوا ٹھنڈی چلی وہ کنیزین سو گئین نسترن نے بڑھکر قفل کاٹا دروازہ کھولا دیکھا اسد نامدار حدت آتش سے بیہوش پڑا ہے چہرہ زرد ڈھیریان ہتھکڑیان دہک رہی ہین گلنار نے بڑھکر سحر کیا جوش مین باران سحر برسایا آتش سحر گل ہوئی عالم غشی مین اسد کو اٹھا کر تخت پر ڈالا ستارۂ سحری چمک چکا ہے نسترن نے عرض کی حضور جلدی نکل چلیے گریبان سحر چاک ہوا چاہتا ہے

گلنار نے اسد کو تخت پر سوار کیا لنسترن نے قصد کیا تخت اڑاؤن گلنار ٹہل رہی ہی قریب
بارہ دری کے سفاک جادو سہیل کے مقام پر پہرہ دے رہا ہی اسکی نگاہ پڑی چند عورتین
قریب قید خانہ اسد کھڑی ہین سفاک نے آواز دی خبردار کون ہی اُس کمرے کے پاس کوئی
نہ جاے شہنشاہ کا گنہگار قید ہی گلنار نے دیکھا سفاک نے جھپٹ کر گولہ مارا افسترن نے
کہا حضور جلد نکل چلیے اِس بجیا کے سحر کا جواب بھی نہ دیجیے لیکن گولہ سفاک کا گرا کئی کنیزون
کے سر پھٹے سر پر گلنار کے بھی زخم آیا غصے مین کارد سحر جھولی سے نکالی سفاک پر پھینک ماری
سفاک کے سینے کو دو ٹکر پار نکل گئی سفاک لڑکھڑا کے گرا ساحر کے مرنے کی علامت برپا ہوئی بیرون
نے غل مچایا آواز آئی کشتی مرا نامم سن سفاک جادو بود غلغلہ جو ہوا سہیل کی آنکھ کھل گئی
فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا اٹھ کر دیکھا بالکل صبح ہو چکی ہی دیکھا لاشہ سفاک پھڑک رہا ہی قید خانے
کا دروازہ کھلا ہوا آتش سحر بند اور طلسم کشا تخت پر ہی نسترن پایۂ تخت کو تھامے ہوئے جاتی ہی
پرپرواز پیدا کرکے اڑتی ہون گلنار اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوئے ٹہل رہی ہی کنیزین گھبرا کر کہتی ہین
حضور جلد چلیے صبح ہو گئی یہ دیکھتے ہی سہیل سیاہرو نے للکارا او ننگ خاندان یہ تو نے کیا غضب
کیا طلسم کشا کو رہا کر لیا میری جان کی دشمن ہوئی مین کل ہی سمجھ گئی تھی غش آنا مجھ بڑھیا کے
سامنے باتین بنانا جسطرح مہ جبین نے صحراے حیرت سے اُس سندھوے کو نکالا دوسرا مٹایا
صندل جادو کو قتل کرایا تو نے بھی وہی حرکت کی مجھکو مثل افراسیاب کے نہ جاننا ایسی محبت
کو آگ لگے تو کل ا ایلیان طلسم ہوشربا کی دشمن ہوئی بوٹیاں کاٹ کے کھا جاؤنگی اسی دن کے
لیے ہمنے سحر سکھایا کچھ ہمارا خوف نہ آیا گلنار نے دیکھا سہیل سیاہرو بہ قہر و غضب آتی ہی سوچی
کار از دست رفتہ و تیر از کمان جستہ گولہ مارا کنیزون نے بھی سحر کی بوچھار کی سہیل سیاہرو
ان سحرون کو کب مانتی ہی ساحرہ جہاندیدہ کار آزمودہ ایک اشارے مین سب کے سحر دفع کر دیے
سحر تو اسد پر سے اُتر چکا تھا بسبب صدمۂ قید کے غش طاری تھا ہنگامۂ گیر و دار جو بلند ہوا آنکھ
کھل گئی دیکھا وہی معشوقۂ خوشخو گلعذار ماہ رخسار گرد کنیزین سہیل سے سحر چل رہا ہی اسد بھی
نعرہ کرکے اٹھا چاہا سہیل پر جا پڑون گلنار نے کہا اے شہریار آپ کہان جاتے ہین ہم لوگ تو بیکار
ہین اپنی جان سے بیزار ہین آپ کے واسطے جان دینے آے سہیل نے جو دیکھا طلسم کشا اٹھا ہاتھ ۸

سے اشارہ کیا آواز گیر دی زمین نے اسد کے پانون تھام لیے لڑکھڑا کے گرے گلنار گرد پھرنے لگی آیسمین عاشق و معشوق کے اشارے گلنار گلنار پوش کا مایوس ہونا اپنی حسرت پر تڑپ تڑپ کر رونا اب جو ہنگامہ ہوا گوشہ ہاے باغ سے بارہ ہزار ساحر لینا لینا کہکر دوڑ پڑے گلنار گرد شمع جمال اسد نامدار پر پروانہ وار پھر رہی ہی جسنے جو سحر کیا اپنا سینہ سپر کر دیا زخم کھاتی ہی اسد نامدار کو نیزہ و تیر و شمشیر سے بچاتی ہی کنیزین و دستران وزیر زادی ساحرون کو بڑھ بڑھ کے روک رہی ہین ہنگامہ گیرو دار بلند مرنے کی ساحرون کے صدا آرہی ہی زمین باغ تھرا رہی ہی چمنہاے باغ پامال عندلیبان خوشنوا کو اس گلعذار کا ملال قمریان کو کو بھولین سر پیٹ رہی ہین طائران نغمہ سرا زمزمہ سرائی بھول گئے چمنستان مین خاک اڑ رہی ہی اور ساحرون کو تو گلنار نے روک لیا کئی سو کو قتل کیا لیکن سہیل سیاہرو بدخو گلنار کے سحر کو نہین مانتی زمین باغ ہلا دی کنیزون کو بیہوش کیا دستران پر جا پڑی دستران وزیر زادی خوب خوب لڑی لاشہ ہاے ساحران پھڑک رہے ہین اسد مبتلاے سحر سہیل تنہائی پر گلنار کے بیقراری مین عرض کرتے ہین پروردگار گلنار کو اس ظالمہ کے ہاتھ سے بچانا سہیل نے جو دیکھا گلنار جان دینے پر آمادہ ہی اسد کے پاس سے نہین ہٹتی زخم کھاکے لڑتے لڑتے گھٹنے ٹیک دیے زخم سر سے خون جاری عالم بیقراری کبھی اسد نامدار سے عرض کرتی ہی اے شہریار کنیز رخصت ہوتی ہی اس ملعونہ کے ہاتھ سے نہ بچیگی یہ بلاے روزگار ہی دیکھا آپ نے زمین سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین نخل باغ جل رہے ہین ہمنے آپ کے مذہب کی اطاعت کی آپ کے نام پر جان دی اگر ہو سکیگا کا ہے گاہے مزار غریبان پر آئیے گا نظم

زگریہ کاسہ چشم لبالب پر ز خون گشتہ
چو مجنون اندرین وادی از ان دیوانہ میگردم
کہ کاہ غم مرا بر دل چو کوہ بے ستون گشتہ

نہ پنداری کہ در ہجرت بہ پیچا شدم خورسند
کہ قلاب سر زلف تو زنجیر جنون گشتہ

زلیس ازین دیہجرانت غم و دردم فزون گشتہ
بہ رب کعبہ سوگندے کہ در دستن فزون گشتہ
چنان از درد مہجوری ضعیف و ناتوان گشتہ

ایسے کلمات حسرت آمیز جنون خیز گلنار نے کہے اسد کا کلیجہ پشتہ کو آگیا فرمایا اے گلنار ہماری زندگی کی کون صورت معلوم ہوا ہماری قضا ہی لیکر اس باغ مین آئی تھی یہ گلشن ہمارا مدفن ہی افسوس یہ ہی کہ اس مقام پر کوئی خبر کو بھی نہ آئیگا دفن و کفن کا سامان کون کریگا لشکر میرا ادھر تباہ ہوا ہمین قضا لیکر یہان آئی خلق کو بربادی منظور ہوئی خیر جو مرضی پروردگار کیا اختیار بندہ مجبور و ناچار ہی یہ کہکر اسد نے تہ دل سے دعا کی سہیل سیاہ رو

پنجہ کھینچکر چلی ایک دو ہتھڑ مارا گلنار لہرا کر زمین پر گری سہیل سیاہرو دوڑی کہ جاکر اسد و گلنار کا سر
کاٹ لون کیتہ دن کا بلکنا اسد کا تڑپنا گلنار سردے دے مار رہی ہر قریب تھا کہ اسد و گلنار کو
سہیل قتل کرے خون سے بیگناہون کے ہاتھ بھرے کہ آسمان پہ برق چمکی نعرہ ہوا منم شہنشاہ لاچین
خوش آئین او سہیل کیا کرتی ہر سہیل کی نگاہ پڑی دیکھا شہنشاہ لاچین طاؤس زرین بال پر
سوار تیغہ برق تاب ہاتھ مین تاج یاقوتی بر سر لباس فاخرہ زیب جسم الور لاچین نے گرتے گرتے
سحر کیا کہ گلنار کے ہوش درست ہوئے اسد نامدار بھی چالاک چست ہوئے پانی کے قطرے برسے
جسپر قطرہ پڑا سحر اُتر گیا کنیزین ساحرون پر جا پڑین گلنار نے پڑھکر سحر کیا آگ برسنے لگی کنیزون نے
بھی جانبازی کی گلنار نے زمین ہلادی معین پشت پر آیا قلب مین طاقت ہوئی روح کو راحت
ہوئی لاچین سحر کرتے ہوے قریب سہیل پہونچے سہیل نے آگ برسادی خنجر گرائے تلوارین سانپ بنین
چھریان کٹاریان گرین لاچین نے صرف ہاتھ ہلا ہلا کر سب سحر دفع کر دیے تلوارین توڑین سپرون
کو شکست کیا بوجہ احسن لڑائیکا بند و بست کیا صدہا جادوگرون کو خاک مین ملایا جسنے جو سحر کیا
وہ اُسی پر پلٹا کئی سو جادوگر گرے سہیل نے جب دیکھا میرے سحر کو لاچین نہین مانتا زمین پر
تڑپ کر گری پر پرواز پیدا کیے قصد کیا عقاب بنکر نکل جاؤن چند قدم بلند ہوئی تھی لاچین
بکہ دے کر بلند ہوئے سہیل کی گردن لی چاہا نکل جاؤن پنجۂ شیر سے رہائی غیر ممکن بصورت اصلی ہوکر
پنجہ مارا لاچین نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر پنجہ چھین لیا اُسی تلوار سے اُسے قتل کیا سہیل سیاہرو
کلموہی واصل جہنم ہوئی تمام باغ آتش بہار ہوگیا آواز آئی کُشتی مرا نام من سہیل سیاہرو بود
جادوگرون نے امان مانگی چادر ہلائی سب نے اطاعت قبول کی جو ساحر سن رسیدہ تھے
لاچین کے قدمون سے لپٹ گئے شکر پروردگار بجا لائے عرض کی پروردگار نے جمال جہان آرا
حضور کا دکھایا نمک حرامون نے عذر کیا تھا شکر ہر کہ حق بحقدار رسید اسد نے قیدخانے مین اکر
اٹھارہ امیرزادون کو اپنے رہا کیا بارہ ہزار قزاق چھوٹے اپنے افسر سے قدمبوس ہوئے لاچین
تخت پر سوار ہوئے ملکہ گلنار گلنار پوش طاؤس زرین بال پہ اسد نامدار کے واسطے مرکب
باد رفتار ممکن کیا اس باغ مین مال و خزانہ بہت تھا آرابون پر لدوایا اس کروفر سے جاہ و حشم
سے اپنے لشکر مین آئے باد بان و ناہید نے استقبال کیا ملکہ گلنار گلنار پوش کے سب احسانمند ہوئے

شہنشاہ لاچین نے فوراً حکم دیا لشکر ظفر اثر تیار ہو طرف کوہ ہفت رنگ کے اٹالا بارگاہ آسمان جاہ کا چلا لیکن بلحوظ خاطر ناظرین والامقام ہو یہ خبرین سب جو عرض کر گیا شمشاد کو ہی بھی قید تھا جسوقت مراد شاہ سے ملا اس ہجران دیدہ کا غنچۂ آرزو کھلا اسد نامدار کو دعائین دین یہ بھی مع فرزند ہمراہ ہوا فوج ساحران وغیر ساحران بحد وبحساب یہ سب خبرین افراسیاب کو پہونچین قہر وعقب مین آکر صرصر وغیرہ کو حکم دیا ای خیرخواہان دولت تم اپنے کو لشکر مہرخ ولشکر لاچین مین پہونچاؤ جسپر پنجہ قابض ہو اُس قیدی کو لیکر صحراے ریگستان مین جانا مقام گوشۂ دریاے نیل ہی وہان ایک قصر عالی تیار ہی اُسکو برآمدۂ سحر وساحری کہتے ہین افلاک اوج سحر وہان کا حاکم وناظم ہی وہ قصر سحر بند ہی افلاک اوج سحر سے کہنا یہ قیدی گنہگار شہنشاہ حاضر ہی وہ بوجہ مناسب برآمدۂ سحر پر قید کریگا وہان سے کوئی رہا نہ کر سکیگا عیار بچیان بموجب حکم افراسیاب چلین شمیمہ نقب زن کو صرصر نے ساتھ لیا طرف لشکر لاچین کے رخ کیا صبا رفتار سمت لشکر مہرخ چلی اول دو کلمہ داستان لشکر مہرخ کے گذارش ہوتے ہین کوکب روشن ضمیر سے یہ سب رخصت ہو کر منزل بمنزل جاتے ہین ملکہ مہ جبین کو جلدی ہی کہ تا بلشکر اسد پہونچین شاہزادے سے ملین غنچہ ہاے ناشگفتۂ آرزو کھلین دو منزلہ سہ منزلہ کرتا ہوا لشکر آتا ہی باغبان قدرت مقدمۃ الجیش اٹالا بارگاہ لیے ہوے بہار دمحمور منتظم لشکر سب کو یہی خوشی ہی کہ بخیر وخوبی اپنے کو پہونچائین اشتیاق ملاقات شہنشاہ لاچین آرزوے دیدار اسد رستم آئین ایک منزل پر آکر لشکر فروکش ہوا صبا رفتار ایک پہاڑ پر پہونچی اسکے سامنے لشکر اترا فکر ہوئی کہ مہ جبین پر دست اندازی کرون بادشاہ لشکر کو لے لڑاؤن ایک فقیرنی کی شکل بنکر پھرتی ہوئی لشکر مین آئی دیکھا بارگاہ ملکہ مہ جبین استادہ ہو رہی ہی ہزارہا نازنینان مہ جبین کنیزان پری وش در دولت پر ٹہل رہی ہین اسوقت کا ہنگامہ قنا تین گھری ہوئی ہین سردار و در باش کی صدا دے رہے ہین ایک کنیز کسی کام کو کنارے آئی گل اندام اسکا نام تھا صبا رفتار نے بڑھکر سوال کیا گل اندام نے جواب دیا بوا سواری بادشاہ کی اُترلے سب فقیرون کو سرکار سے مرحمت ہوگا کنارے جاکر بیٹھو یہ سخی کی سرکار ہی معشوقۂ اسد نامدار ہی کوئی محروم نہ رہیگا صبا رفتار نے کہا حضور دیکھیے فقیر ہٹائے جاتے ہین گل اندام اُدھر ہٹی صبا رفتار نے حلقے کمند کے گلے مین گل اندام کے ڈالدیے حباب مار کر بیہوش کیا اسکو کنارے ڈال دیا اسکی شکل بنکر

در دولت پر پہونچی ملکہ مہ جبین محافے سے اُتریں کنیزون مین ملکہ گل اندام بھی داخل ہوئی دن بھر تو
اسنے بسر کی عیارون سے آج کل لشکر خالی ہے رات کو پردہ اُٹھا کر اندر بارگاہ کے آئی کھانے مین پانی مین بیہوشی
ملا کر چوکی پہرے والیون کو بیہوش کر چکی تھی بہ اطمینان ملکہ مہ جبین کو بیہوش کیا سر اُسکا جاک کر کے
نکلی کہنا افراسیاب کا یاد آیا کہ اسکو پاس افلاک اوج سحر کے پہونچاؤن وہان سے رہائی غیر ممکن ہے
یکہ و تنہا صحرا کاسنسان گھبرائی ہوئی قریب برآمدہ سحر پہونچی دیکھا ایک مکان عالیشان کئی درجے کا بلند و مرتفع
صحرائے ریگستان مین بنا ہے انسان وحیوان کا اُس مقام پر نام نہین افراسیاب نے تعلیم کر دیا تھا داروغہ
صاحب کہکر آواز دی صحرا سے گرد اُٹھی افلاک آئی سحر آگر پہونچا کہا کون ہے صبا رفتار نے اپنا نام بتلایا
افراسیاب کا حکم پہونچایا افلاک اوج سحر نے سامنے صبا رفتار کے ملکہ مہ جبین کو ایک قفس آہنی مین
بند کیا خود لیکر اُڑا اُسی مکان مین جا کر قفس لٹکا دیا صبا رفتار کو رسید دیکر رخصت کیا کہا شہنشاہ
سے کہدینا یہان کا قیدی تا قید حیات رہائی نہ پائیگا کوئی یہانتک نہ آسکیگا جو کوئی ساحر اگر سحر کریگا
سایہ قصر مین جائیگا مبتلائے بلا ہوگا یہ مکان برآمدہ سحر سامری مشہور ہے یہ کہکر افلاک اوج سحر چلا گیا
صبا رفتار خدمت مین حیرت کے آئی تمام کیفیت عرض کی حیرت نے صبا رفتار کو خلعت دیا کہا صرصر
کا کچھ احوال ابھی نہین معلوم ہوا صبا رفتار نے کہا وہ طرف لشکر لاچین کے گئی ہین بدون گرفتاری
لاچین واپس نہونگی طلسم حضور کا برباد ہوتا ہے ہملوگ جسکو جہان پائینگے گرفتار کر کے برآمدہ سحر پر
پہونچا دینگے یہ کہکر صبا رفتار پھر بھاگی یہان صبح کو لشکر ملکہ مہرخ مین برائے مہ جبین قیامت
برپا ہوئی بہار بیقرار باغبان نے کہا بڑا غضب ہوا بہت سے جادوگر برائے تلاش نکلے ملکہ مہرخ
نے کہا اب کیا مُنھ لیکر برائے ملاقات اسد جائینگے گوہر بے بہا کو ہاتھ سے کھو کر کیا روئے سیاہ
دکھائینگے ہر سمت ہرکارے تلاش کے واسطے چلے مہرخ تو اِس انتظار مین اِسی صحرا مین فروکش ہم
واسطے مہ جبین کے مشوش ہے لیکن صرصر شمشیر زن مع شمیمہ نقب زن قریب لشکر شہنشاہ لاچین
پہونچی اِسنے دریافت کیا کہ عمرو آج کل لشکر مین نہین ہے دونون عیار پچیان صورتین تبدیل کر کے
صرصر کو ایک گوئیے کی شکل بنی شمیمہ کو طفل کم سن بنا کر گاتی ہوئی لشکر مین آئین دیکھا اِسنے دو منزل
کے گرد مین لشکر اسد فروکش ہے قلب لشکر مین بارگاہ اسد نامدار سب کے آگے خیمے مین لاچین عالیوقار
قلب فوج مین دربار ہوتا ہے سب سردار اگر جمع ہوتے ہین ایک سمت بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ تصویر معشوقہ

بدیع الزمان شہنشاہ لاچین دربار سے اسد کے ملنے ہوئے آتے ہین دیکھا بازار مین ایک طفل ماہ طلعت
بیٹھا ہوا تانمین مار رہا ہی تمام لشکر کا اسی مقام پر جماؤ ہی صرصر نے لاچین کو آتے ہوئے دیکھا ساز اُسکے ہاتھ
مین شمیمہ گا رہی ہی اور زیادہ اسنے ساز کو زور دیا شمیمہ نے دو چار تانین ایسی گائین لاچین بیقرار
ہوگئے چوبدار سے اشارہ کیا ان دونون گویون کو لیتے آؤ اپنے خیمے مین آکر بیٹھے ساتھ چوبدار کے
یہ دونون حاضر ہوئین صرصر نے ہاتھ اٹھاکر دعادی لاچین نے اشارہ کیا صرصر بیٹھکر خوب گائی
لاچین نے صرصر سے نام پوچھا کہا غلام کو نیرنگ کہتے ہین یہ لڑکا میرا نواسہ تان توڑخان کا فرزند
دلبند انقلاب فلک نے یہ کیفیت دکھلائی ہماری قدر تو حضور کی سلطنت کے زمانے مین بھی بزرگ
سب ملازم رہے لاچین نے حکم دیا میان نیرنگ کو جگہ رہنے کی دو صبح کو خدمت مین طلسم کشا کی
پہونچاؤنگے تسکین دے کر فرمایا طلسم کشا نہایت قدر شناس ہی تمکو ملازم کریگا صرصر نے دعائین دین
سرکار سے شب کو کھانا ملا جب لاچین نے ارام کیا صرصر دلکو سخت کرکے اُٹھی شمیمہ سے کہا بڑی دور
تک لشکر فروکش ہی لاچین کو لیکر نکلنا مشکل ہوگا ناہید و بادبان و توسن طلایہ دے رہے ہین
آٹھ پہر توسن اسی فکر مین ہی کہ جاکر افراسیاب سے ملون قابو پرستی کرکے یہ مطیع ہوا ہی لیکن اُس سے
کلام نہین کرسکتے شاید محبت دختر وزوصہ مین ہمکو گرفتار کرے اب تو لاچین کو لینا چاہیے سراپچہ
چاک کیا صرصر جھپٹ کے قریب لاچین آئی دوشالہ چہرے سے ہٹایا حوصلہ نہ پڑتا تھا کہ بیہوش
کرون شمیمہ نے کہا اُستانی ہٹو مین بیہوش کرتی ہون شمیمہ نے ذنوڑی سی نکالی حباب بیہوشی
رکھکر دماغ پر مارا لاچین بیہوش ہوا صرصر نے پشتارہ باندھا شمیمہ سے کہا نقب دے کر
نکلو ورنہ گرفتار ہوجائینگے جابجا خادم خدمتگزار بیدل سوار موجود ہین شمیمہ نے جوڑی خنجر کی پکڑکر
نقب کھودی ایک نخل کے سایہ مین دونون نکلین جنگل کا راستہ لیا بھاگا بھاگ آتے آتے صحرا ے
ریگستان مین پہونچین رات قلیل باقی تھی شمیمہ نے زفیل بجائی صرصر نے دار وغہ صاحب کہکر
آواز دی فوراً افلاک آوج سحر آیا صرصر نے پشتارہ لاچین کا افلاک کو دیا کہا یہ دشمن کامل
افراسیاب ہی خبردار ہبٹ لطف سے اسکی حفاظت کرنا افلاک نے کہا ای صرصر یہ وہ مکان ہی خضر
خود نگہبان ہی میری جانب سے بھی قصور نہوگا ظاہر مین یہان نگہبان وغیرہ نہین ہین سامری نے
واسطے گنہگارون کے یہ قصر بنایا مین آٹھ پہر گوش بر آواز رہتا ہون رات کو کئی مرتبہ آکر دیکھ جاتا ہون

اِس بیچیانے زبان مین لاچین کے سوزن دیا اپنا سحر کرکے دہن پر قفل ہار آتشین چڑھایا اُس عقاب اوج سلطنت کو قفس مین بند کیا صرصر نے دیکھا عمرو قفس لیکر بلند ہوا برابر ملکہ مہ جبین کے قفس لاچین بھی لٹکایا آپ تو اُتر کر ایک جانب روانہ ہوا صرصر و شمیمہ رسید لیکر مژدہ خوشخبری ملکہ حیرت کو سنانے چلین قضائے کار برآمدہ سحر سے پانچ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ اسکو قلعہ حدادیہ کہتے ہین وہان کا حاکم ناظم طرف سے افراسیاب کے جلاد جادو ہے افلاک نے جلاد کو نامہ لکھا ای برادر طلسم ہوش ربا معرض زوال مین ہے مہرخ وغیرہ نے بڑے جادو کئے مہرخ و بہار و مخمور وغیرہ سب دشمن ہوکر طلسم کشا سے ملگیین لاچین نے زندانخانۂ طلسمی سے رہائی پائی طلسم کشا طرف دریاے نیل کے جاتا ہے مہرخ وغیرہ فلان صحرا مین ہے جیین معشوقۂ طلسم کشا و لاچین اگر برآمدہ سحر پر قید ہوئے تم بھی آج کل تکلیف کرو خواہ مع فوج خواہ تنہا تلاش مین دشمنون کے نکلو جسکو جہان پاؤ قید کرو شہنشاہ کو اطلاع دو قتل کا اُسکو اختیار ہے مقامات لشکر سے بھی ہمنے تمکو آگاہ کیا جلاد یہ سنکر بہت جھلایا مشیرون سے کہا یارو تمنے سنا مہرخ وغیرہ کی لڑائی کو ہم بہت حقیر سمجھے تھے رفتہ رفتہ اُن سبھون نے زور پکڑا حجرۂ ہفت بلا شادہ ساحر مارے گئے جنکا عدیل و نظیر ممکن نہ تھا شاہزادیون نے ممالک تباہ کیے دختر افراسیاب طلسم کشا کے ساتھ نکل گئی دختر خداوند داؤد نے اسد پر عاشق ہوکر خدائی ستائی داؤد نے جان دی بی ناہید دختر توسن بھی اسد پر مائل ہوئین اُنھون نے بڑا غضب کیا لاچین کو زندانخانۂ طلسمی سے رہا کرایا طلسم کشا کو تا بہ زندانخانہ پہونچایا آج کل ہمارے شہنشاہ بڑے تردد مین ہین اب مین فکر مین نکلتا ہون جسکو پاؤنگا گرفتار کر لاؤنگا میرا قلعہ قریب گوشہ دریاے نیل ہے کون یہان آسکیگا یہ کہکر جلاد دیکہو تنہا ایک اژدہا پر سوار ہوکر طرف لشکر مہرخ کے چلا یہان لشکر مہرخ مین بہار و مخمور چوری جانے سے مہ جبین کے بہت گھبرائین شب کو بہار اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہوئی فراق بادشاہ اسلام مین رو رہی تھی اُدھر سے مخمور کا گذر ہوا باہم ملاقات ملکہ بہار آئین دیکھا ملکہ بہار زار زار رو رہی ہے ملکہ مخمور لپٹ گئین کہا کیون ملکہ بہار تمھارا مزاج کیسا ہے ملکہ بہار نے ٹھنڈی سانس دل پر درد سے کھینچی کہا ای مخمور رنجور دیکھو فلک کجرفتار گردون غدار کیا کیا کجروی دکھاتا ہے ادھر تو مبتلاے دام فراق اسد نامدار عالیوقار کی قدمبوسی کا اشتیاق منزلین طی کرتے ہوئے جاتے تھے اُس شاہزادی کا گرفتار ہونا ہم لوگون پر بہت شاق ہوا افلاک نے سنگ تفرقہ پھینکا خواجہ عمرو جب سے ساتھ کو کب کے گئے واپس نہ آئے

مہ جبین کو کوئی چرا لیگیا اب کیسی بدنصیبی ہے ملکہ مہرخ بسبب حجاب اسی مقام پر ٹھہر گئین کہتی ہین
بدون ہمراہی مہ جبین اسد کو کیا منھ دکھائین ہماری راے انکی راے سے موافق ہے جی چاہتا ہے
گلا کاٹ کے مرجائین کہان اُس شاہزادی کو تلاش کرین عین وقت پر یہ مصیبت درپیش
ہوئی اسد نامدار وہان بیقرار ہونگے وہ مہ جبین کے عاشق صادق ہین راتون کو خواب پریشان
دیکھتے ہونگے دل کو دل سے راہ ہے ہمارا دل اس رنج و ملال سے بخوبی آگاہ ہے مخمور نے بہار
کو گلے سے لگا یا کہا اے بہار ہم تم حسرت و یاس لیکر دنیا سے جائینگے اب تو یہ کیفیت ہے بقول شاعر اشعار

دل نہو ہجر مین یون وصل کے ارمان سے تنگ
مرنے والا کوئی بیٹھا ہے کہین جان سے تنگ
آنکلے صحراے جنون کی کوئی وسعت دیکھے
ہم خود ایسے ہین جزا مین ایمان سے تنگ
سیر صحرا مین کبھی سیر گلستان آنکلے
گبر ہے گبر مسلمان مسلمان سے تنگ
جسکا خواہان کوئی معشوق تھا ہو جھوٹ نہ حلال

اسقدر بھی کوئی ہوتا نہین مہمان سے تنگ
ویران کرتی ہے کیون وسعت ویرانی تیری
دیکھکر تجھکو ہون جو حشر کے میدان سے تنگ
انکو دنیا کے بکھیڑون سے غرض کیا اے عشق
قیس آیا ہو اگر اپنے بیابان سے تنگ
دل جو کھلتا ہے تو گیسو ہی مین ہے ابکر
کیونکہ وہ پھر ہو وہ دل کیون نہو ان سے تنگ

امتحان اے دل کے لیتے ہو نہین کچھ بھی خیال
المدد وحشت دامن ہے گریبان سے تنگ
مفت دیتے ہین اگر وہ بت کافر لے لے
جنکو شوریدہ سری رکھتی ہے سامان سے تنگ
کوئی عشق بت کافر مین کسی سے نہین خوش
کہین تجھ سے ہو مین پریشان ہین پریشان سے تنگ
مخمور و بہار نے رو رو کر جل تھل

پھر سے دونون عاشقان صادق ہجران دیدہ آفت کشیدہ آخر یہ صلاح ہوئی کہ چل کر ملکہ مہ جبین کو
تلاش کرین یا تو ڈھونڈھ کے لائین یا اپنی جان دین مقام افسوس ہے اس صحراے پر آشوب مین اترے
ہین کئی دن گذر چکے اب تک دو چار منزلین طے کرتے اپنے آقاے نامدار سے ملتے شہنشاہ لاچین سے
قدمبوس ہوتے بادشاہ سابق طلسم ہوش ربا کی فیاضی جری بہادر دریاے سحر کا بے بہادر اُسکی ملاقات سے
دیدہ و دل روشن ہوتے تقدیر نے نہین چاہا غم مین ان دونون کے دل بیقرار ہے آخر بوقت سحر ملکہ بہار
گلعذار و مخمور مجبور آپسمین صلاح کرکے طاؤسان زرین بال پر سوار ہوئین جستجو مین ملکہ مہ جبین کے
چلین مثل ستارہ سحری چمکتی ہوئی جاتی ہین مشرق و مغرب جنوب و شمال زیر قدم مزاج دونون
شاہزادیون کے برہم قصد ہے جس مقام پر دیکھ پائین اگر قلعہ ہو تو اُسمین آگ لگا دین دریاے
فوج ہو تو غوطہ مارین اپنے آقاے نامدار کی معشوقہ کو چھوڑائین جنگ سحر سے قدم نہ ہٹائین دو دونان
عاشق تن مبتلاے دام حسرت و محن جس مقام پر کوئی صحراے سبزہ زار ملا ٹھہر گئین گل خودرو دیکھے یا دکھر جنہا

محبوب مین اشک حسرت آنکھون سے بہاے نخل موزون دیکھکر انتظار قد دلجوے معشوق مین سر بر آرے
جلتے ہین تاثیر آہ آتش فشان سے کلیجے جلتے ہین لیکن شغل یاد ربائی مہ جبین مین ایسی مصروف ہین
کبھی صحرا مین ٹھہرین سختی اُٹھائی کسی کوہ فلک شکوہ پر گذر ہوا گھڑی دو گھڑی ٹھہرین پھر وہان سے
چلین دو شبانہ روز اسی طرح ان آفتاب جمالون کو گردش رہی رہائی کی ملکہ مہ جبین کی کوشش
رہی تیسرے دن وقت آخر روز ایک صحرا مین آکر دونون ٹھہرین مخمور نے کہا اے ملکہ بہار پاے جستجو
کوتاہ ہوے لشکر سے نکل کر اس سودے مین تباہ ہوے بے ٹھکانے کہان جائین ملکہ عالم کو کہان تلاش
کرین مجنون وار تلاش مین اُس لیلی سلطنت کے کوہ و دشت طے کیے تقدیر مین نیکنامی نہین ہے چلو اب
پلٹ چلین بہار نے کہا اے مخمور اب یہ زیادہ بدنامی ہے ملکہ مہرخ نے یہ سوچا ہوگا کہ دونون شہزادیان
فراق مین اپنے معشوقون کے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے گئین یہان اپنا یہ حال ہے کہ آب و دانہ بھی
ترک ہوا بڑے بڑے دریا طے کیے جنگلون مین پھرے گوہر مراد دستیاب نہوا اب کیا منھ لیکر جائین
اہالیان لشکر کیا کہینگے کون یقین مانیگا کہ ملکہ مہجبین کے واسطے کوشش کی کانشلے لشکر سے
نکلے تھے لشکر حیرت پر جا پڑتے اُسی سے لڑتے ایسا نہ تھا کہ یکایک کوئی ہمکو گرفتار کر لیتا نہین معلوم
آج کل لشکر حیرت کہان ہے ایسی باتین کر کے اپنی حسرت پہ دونون خوب روئین سرو خرامان باغ
خوبی گل حدیقہ محبوبی دھوپ جو صحرا کی اُٹھائی چہرے زرد رخ انور پہ گرد حیران و مضطر متردد و
متحیر اُس صحراے ہولناک مین کھڑی چہار جانب دیکھ رہی ہین قضاے کار چلاؤ جادو مالک
قلعہ حدآدیہ جو اپنے قلعہ سے تلاش سرداران نکلا ہے طاؤس پر اڑا ہوا جاتا تھا ان دونون شہزادیون
پر اُس بے حیا کی نگاہ پڑی دل مین خوش ہوگیا حالات سے تو بخوبی آگاہ ہے کہ بہار و مخمور
معشوقان افراسیاب ہین افراسیاب کو انکے نکل جانے کا بڑا قلق ہوا بڑی بڑی کد و کاوش
کی اُنپر پنجہ قابض نہین ہوا اے چلاؤ اگر انکو گرفتار کیا افراسیاب بہت خوش ہوگا یہ سوچ کر لیکن
یہ بھی جانتا ہے کہ یہ دونون سحر مین کامل و اکمل اُنپر سحر مین غالب آنا مشکل ہے ادھر کے قریات سب
اسکی عملداری مین ہین ایک قریہ مین آیا وہان کے حاکم کو آواز دی بیابان جادو اُس قریہ کا
حاکم اپنے مکان سے نکل آیا اپنے بادشاہ کو دیکھکر گھبرا گیا کہا کیون حضور آج تشریف لانے کا کیا
باعث ہوا چلاؤ نے کہا تمھارے یہان جسقدر فوج جنگی ہو جلد تیار کرو بیابان نے آواز دی دس ہزار

جادوگر مسلح ہوکر آگئے اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے اب جلاو نے حال ظاہر کیا کہا اے بیابان بہار و مخمور معشوقان افراسیاب نہین معلوم کہان جاتی ہین یا کسی مہم سے آتی ہین صحرا مین ٹھہری ہوئی ہین بڑھکر ہم چہار جانب سے گھیر لو مابدولت بھی آتے ہین لیکن یکایک سحر ہاے کامل کرنا دونون شعلہ جوالہ ہین قیامت کی پرکالہ ہین تعلیم کردہ افراسیاب سحر و ساحری مین انتخاب اپنے کو بچانا بلوہ کرکے پکڑلو بیابان جادو فوج لیکر چلا یہ دونون شاہزادیان کھڑی ہین کہ لینا لینا کا ہلڑ ہوا دونون نے پلٹ کے دیکھا گنوارون کی فوج دریاے سحر کی موج آگئے ایک افسر آتے ہی سب نے سحر کیے کسی نے گولہ مارا کسی نے ترنج پھینکا کسی نے ماش کے دانے پھینکے کچھ پیکان کے رائی کے دانے سرسون کالی رائی چہار جانب سے بوچھار ہوگئی بہار و مخمور نے جو یہ قیامت دیکھی مخمور نے کہا لو ملکہ یہ آفت کہان سے آئی دونون ماہ رخسارون نے پنجہ ہاے ہلالی کھینچے چشم زدن مین اشارے کرکے سحر باطل کیے اب جو چپک چپک کے گرین گنوارون کے جی چھٹوا دیے ایک طرف سے ملکہ بہار کے تیور بڑے مخمور نے صف مژگان کو جنبش دی چھریان کٹاریان چلنے لگین جسم سے تارون کے چنگاریان آگ کی نکلنے لگین کئی ہزار ایک ہی حملے مین داخل جہنم ہوے بیابان جادو نے بہار پر سحر کیا بہار ہنسی آواز دی او بے حیا کیون شامت آئی ہے یہ کہکر بدھی پھولون کی پھینک ماری پھول پڑے بیابان جادو مبہوت ہوا ہاتھ جوڑے کہا ملکہ بہار کیا حکم ہوتا ہے بہار نے کہا تو نے کیون آکے ہمکو گھیرا بیابان جادو نے دست بستہ عرض کی اے شہنشاہ خوبی اے ماہ آسمان محبوبی مین تو تابعدار ہون ایک بیحیا جلاد جادو حاکم قلعہ صدا یہ دوڑا ہوا آیا ہم سب سے کہا ملکہ بہار جادو کو جاکر گرفتار کرلو تو غلام نام نامی سے آگاہ نہ تھا فوج لیکر آیا اب جو حکم دیجیے بجالائین ملکہ بہار نے کہا جلاد جادو کی مشکین باندھ کر لاؤ ہمارے سامنے اسکو قتل کرو بیابان نے کہا بسر و چشم یہ کہکر پلٹا سامنے سے جلاد جادو آتا تھا سبھون نے پکار کر کہا حضور وہ نمک حرام آتا ہے اسی نے ترغیب دے کر ہمکو آپ سے لڑوایا ہم بے خطا ہین جلاد نے دیکھا تین ہزار جادوگر تو چشم زدن مین سب نے مار ڈالے سات ہزار ساحر گولے لیکر میری جانب چلے گالیان دیتے ہوے جلاد بھاگا ساری جلادی بھولا بیابان جادو تیغ کھینچکر دوڑا ایکارتا ہے کہ او نامرد کہان جاتا ہے غضب کیا ہمکو باغی بنایا ملکہ بہار سے لڑوایا مخمور کا دشمن بنایا میخانے مین بدنام ہوئے پیر مغان ہماری صورت سے نفرت کریگا ساقی دہر جام زہر پلائے گا

نشہ اتر جائیگا جلاد ہر چند للکارتا ہی ارے کیون دیوانہ ہوا ہی تو تو ہمیشہ سے میرا خراج گزار ہی تابعدار ہی آج تجھے کیا ہوا بہار کو دیکھکر ایسا بھولا ہا رے مرتبے کو بھولا یہ کہکر سحر کرنے لگا ہر چند سحر کرتا ہی وہ سحر بہار مین مبتلا ہین ہوش مین نہین آتے جوش عشق بہار بڑھتا جاتا ہی آخر اسنے گھبرا کر ران پر خنجر مارا چلو مین لیکر خون طرف آسمان کے پھینکا ابر خونی تیار ہوا ان سبھون پر برسا جسپر قطرہ پڑا ہوش مین تو نہ آیا زمین پر گر کر بیہوش ہوا ہر چند جلاد سحر کرتا ہی کہ یہ ہوشیار ہوکر بہار و مخمور پر جا پڑین وہ اپنے مقام سے نہین اٹھتے اتنا کمال کیا کہ اپنے کو انکی بدعت سے بچایا مخمور و بہار تیغ کھینچکر قریب جلاد پہونچین للکارین کیون او نامرد انھین کے بھروسے پر آیا تھا یہ جب ہوشیار ہونگے سر تیغ کے جان دینگے انکا بیہوش رہنا بہتر ہی یہ عمر بھر ہوش مین نہ آئین گے اسلیے تجھکو امید مدد ہی ایک طرف سے بہار چلی ایک طرف سے مخمور اب جلاد گھبرایا کہ ان دو ظالمون کے ہاتھ سے کیونکر بچون بھاگ کے کہان جاؤن جنکے بھروسے پر آیا تھا وہ سب بیکار ہوے بیابان جادو سر ٹپک رہا ہی ابر خونی کا جو قطرہ پڑا اور زیادہ مبہوت ہوا چاہتا ہی پتھرون سے سر ٹکراؤن جوش عشق بہار مین جان دیدون جلاد بد حواس عالم یاس اس بے حیا کو اس تردد مین یاد آیا کہ میری جھولی مین ڈبیا خاک قبر جمشید کی موجود ہی بجز اس سحر کے یہ دونون زیر نہونگی لشکر افراسیاب کو انھون نے تہ و بالا کیا بڑے بڑے ساحرون مین لڑین افراسیاب سے نہ دبین یہی سحر نایاب ہی گھبرا کر اس نامرد نے ڈبیا خاک قبر جمشید کی جھولی سے نکالی جیسے ہی یہ دونون قریب پہونچین ڈبیا کھول کر اسنے خاک اڑا دی یہ سحر تو منتخب و نایاب ہی اگر کوئی افراسیاب کے سامنے اس خاک کو اڑا دے خاک انتظام نہ بن پڑے بر اے چند ساعت ضرور بیہوش ہو جائیگا خاک اڑاتے ہی دونون معشوقون کے دل پر غبار غم والم چھایا لہرا کے گرین دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ بیہوش ہوئین جلاد نے ان دونون کی زبان مین سوزن دیا تخت سحر بنایا جب دونون کو اس تخت پر سوار کیا بیابان جادو ہا ہو کر رہا ہی چیختا ہوا دوڑا او جلاد صاحب بیداد کیا کرتا ہی میری معشوقہ پر کیا بدعت کی یہ کہتا ہوا قریب جلاد پہونچا غضب بات ہی جلاد کے لیے جلاد ہوا ہر چند جلاد نے ڈانٹا اسنے نہ مانا ہاتھ تلوار کا مارا جلاد نے تلوار کو تلوار سپر روکا روک کر ہاتھ مارا بیابان کے دو ٹکڑے ہوے اب تخت کو لیکر طرف قلعہ حداد یہ کے روانہ ہوا راہ مین افلاک اوج سحر سے ملاقات ہوئی کہا کہ ای دارغ

برآمدۂ سحر تمنے لاچین و مہ جبین کو قید کیا مین لشکر مہرخ مین گھس گیا خوب لڑا کئی ہزار جادوگر مارے باغبان وغیرہ کو زخمی کیا ان دونون کو پکڑ لایا افلاک اوج سحر نے کہا ای جلاد بڑا کام کیا لشکر مہرخ مین بڑے بڑے ساحر ہین وہان جاکر اگر تو نے ایسا کام کیا بڑا نام کیا لاؤ انکو بھی برآمدۂ سحر پر قید کرون جلاد نے کہا ای برادر مین اپنے قلعہ مین لیجاؤنگا کیونکہ میرا قلعہ اس ویرانے مین واقع ہی کبھی کسی کا اُسطرف گذر ہوگا جاکر شہنشاہ کو اطلاع دونگا اگر اُنکا حکم آگیا فوراً قتل کرونگا ورنہ زندہ روانہ کردونگا بدون حکم افراسیاب اُنپر دست اندازی کرون غیر ممکن ہی افلاک اوج سحر سے رخصت ہوکر جلاد اپنے قلعہ مین آیا مخمور و بہار کو قید کیا اُسی وقت ایک نامہ تحریر کیا بعد القاب شاہانہ تحریر تھا کہ ای شہنشاہ طلسم ہوشربا اس کمترین نے مخمور و بہار کو گرفتار کیا چار پانچ ہزار جادوگر میرے قتل ہوے بیابان جادو کو کہ وہ میرا افسر تھا مین نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا غلام نے صدمہ عظیم اُٹھایا یہ نامہ ایک ساحر کو دیا وہ لیکر طرف افراسیاب جادو کے چلا یہ حقیر پر تقصیر جلد ششم اس مقام پر ختم کرتا ہی ملحوظ خواطر ناظرین والا مقام رہے کہ ملکہ مہ جبین و شہنشاہ لاچین برآمدۂ سحر پر قید ہین ملکہ مخمور و بہار قبضے مین جلاد جادو کے لشکر مہرخ اک صحرا ے سبزہ زار مین فروکش ہی مہ جبین و بہار و مخمور کی تلاش مین ساحر جابجا براے خبر روانہ کیے ہین لشکر اسد نامدار قلعۂ قلم کوہ مین فروکش ہی لاچین کا غائب ہونا اسد نامدار کو نہایت شاق ہوا ضرغام و قران سے کہا شہنشاہ لاچین کو تلاش کرو ضرغام نے عرض کی مین قدمون سے حضور کے جدا ہونگا قبلۂ و کعبہ کے خلاف ہوگا بارگاہ مین جاکر یہ تو ہمنے دیکھا بیترہ صرصر کا موجود ہی عیاری کرکے وہ لے گئی ساحرون کو روانہ کیجیے ظاہر مین توسن رو یا بطور خوشامد اسد نامدار سے عرض کی غلام نے سرکارے روانہ کیے ہین جس مقام پر شہنشاہ کی خبر ملیگی حضور سے اطلاع کرونگا مین خود جاکر لڑونگا لیکن مہتر قران نے کہا ای ضرغام تمھاری راے ہمکو بہت پسند آئی تم براے حفاظت اسد نامدار لشکر مین رہو ہم براے تلاش لاچین جاتے ہین خدا چاہے گا تو خبر لے کر آئینگے ای ضرغام یہ خیال رکھنا توسن بچیا دل سے مطیع نہین ہوا اُٹھ پھر اسی فکر مین ہی کہ طلسم کشا کو برباد کرون خبردار دھوکا نہ کھانا اِسوقت انجمن مشاورت منعقد ہی توسن صحبت مین نہ تھا اپنے تھان پر رہتا ہی مُنھ زوریان کیا کرتا ہی بادبان و ناہید نے عرض کی

ای شہریار اپنے کو اسکے مکر سے بچایئے گا بطور خوشامد یہ بیجا خدمت کرتا ہی جسوقت قابو پائیگا کینۂ دیرینہ اپنا دکھائیگا اسد نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ یہ فرمایا کہ آپ سب صاحبون کو توسن سے کدو کاوش ہی ہماری شریعت کا معاملہ ظاہر پر دل کے حال سے خدا ماہر ہی بموجب مضمون مصرع مصرع حال غیبی کس نمیداند بجز پروردگار + جیسا کریگا ویسا پائیگا مگر اُسی کے سامنے آئے گا بعنایت پروردگار آئینۂ دل مین غبار نہین ہی دوسرا نشان بھی ناظرین کو دون کہ کوکب نامدار فکر مین ماہیان زمرد پوش کے روانہ ہوا ہی ماہیان نے ہفت در بند تیار کیے ہین ستارہ بخت اُسکا گردش مین ہی اسی کوشش مین ہی کہ چالیس دن تک مقابلہ و مجادلہ نہو بعد گذرنے چالیس دن کے کوئی مجھپر غالب نہ آسکے گا افراسیاب اوراق جمشیدی مین مصروف لگا ہداشت حال ماہیان زمرد پوش ہی باغ سیب مین حیرت جادو سے آٹھ پہر یہی ذکر ہی کہ نانی امان کو سامری جمشید ہاتھ سے کوکب کے بچائین وہ عہد واثق کرکے چلا ہی مصنف بھی عرض کرچکا ہی کہ کوکب نے قسم کھائی ہی کہ بدون قتل ماہیان زمرد پوش داہنے ہاتھ سے کھانا نہ کھاؤنگا یہ بھی تحریر کرچکا ہون کہ جبرئیل خواجہ عمرو کو منع کیا کہ اس سفر دور و دراز مین میرا ساتھ نہ دیجیے بداہدی خواجہ نے جواب دیا کہ ای شہنشاہ اس سفر مین ساتھ نہ چھوڑونگا کوکب روشن ضمیر مرکب پرند پر سوار ہو کر آگے بڑھا طائران سحر سے خبر منگائی یہ بھی ظاہر ہوا کہ ماہیان زمرد پوش نے ہفت در بند تیار کرلیے اپنی حفاظت کرتی ہی باغ ظلمات مین چھپی بیٹھی ہی پانچ پتلیان سنہری کنیزان سامری قریب ماہیان زمرد پوش ہر وقت حاضر رہتی ہین خبر آیندہ و گذشتہ سے آگاہ کرتی ہین اُنھین کے احکام پر ماہیان کاربند ہی یہ جو ثابت ہوچکا ہی کہ ستارہ گردش مین ہی چالیس دن سخت ہین اس خیال مین بہت دردمند ہی لیکن مغرور سیاہ خودپسند یہ بھی کہتی ہی کہ بعد چالیس دن کے سب کو قتل کرونگی یہان تک کوکب نہ آسکے گا ایسے ایسے ساحران زبردست و دربند پر مقرر کیے ہین اُنکے مقامات سے گذرنا کوکب کو دشوار ہوگا وہ ساحر خود کوکب کو گرفتار کرکے ہمارے پاس روانہ کردینگے ماہیان زمرد پوش اس غرور مین داخل باغ ظلمات سترہ لاکھ ساحر برای حفاظت مقرر ہین علاوہ ہفت دربند اسقدر ساحرون کو گرد باغ کے فروکش کیا ہی اُنپر حکم ناطق ہی جب دور سے کوکب کو دیکھنا سحر کرتے ہوئے جا پڑنا مکند ہاے سحر مین گرفتار

کر لینا ماہیان تو اس غرور مین کوکب بغیظ و غضب تمام آتا ہے خواجہ بھی مخفی ہو کر چلے ہین یہ سب مقدمات و حالات ملحوظ خاطر ناظرین رہین جلد ہفتم مین انشاء اللہ یہ سب کیفیتین تحریر ہونگی وقت پر حسبہ حالات بیان ہونگے یہ داستانہاے رنگین و فصاحت آئین ناظرین والاتمکین ملاحظہ فرمائینگے تو بہت خوش ہونگے والسلام

تمت

خلاصۂ مضمون جلد ہفتم و تاریخہاے مصنف و دیگر شاعران سخنور

واضح راے ناظرین والا مقام ہو کہ آغاز جلد ہفتم مین یہ مضمون واقع ہوگا اول کوکب روشن ضمیر کی لڑائیا ہفت در بند ساختۂ ماہیان پر اور عیاریان خواجہ کی کہ اب تک ایسی عیاریان کسی جلد مین واقع نہین ہوئین شوکت کوکب بھی ان ہفت در بند سے ظاہر ہوگی راہ مین ایک در بند بر عشق کوکب ملکہ رضوان جادو ہمشیرۂ افراسیاب سے اور افراسیاب کا یہ خبر وحشت اثر سنکر جانا اور کوکب سے مقابلہ تا بہ باغ ظلمات پہونچنا کوکب کا و حالات شکست در بند عجب داستانہاے سحر آگین جلالت تمکین واقع ہونگی بعد اسکے حالات شکست بر آمدۂ سحر و ذکر قتل افلاک اوج سحر بعیاری عمتر قہرمان و پہونچنا اسد نامدار کا تا بہ دریاے نیل و مقدمہ حصول لوح و کیفیت آمد حیات جادو بدربار ملکہ حیرت و جمع ہونا کاہنان طلسمی کا و صلاح کرنا اور نجومیون کا حکم لگانا کہ اگر شہنشاہ بذات خود لڑتے بھڑتے تا بہ قصر جمشیدی جائین پہلوے قصر جمشیدی پر ایک قصر سیاہ آہنی ہے اسکو شہنشاہ اپنے دست زبردست سے فتح کرین ایسا کوئی تحفہ نکلیگا کہ جس سے کوکب مارا جائیگا طلسم نور افشان برباد ہوگا کوکب کو اپنی جان بچانا دشوار ہوگی اس ہدایت پر جانا افراسیاب کا مقابلہ کوکب و افراسیاب و براے مدد پہونچنا لاچین وغیرہ کا طلسم باندھنا لاچین کا اسمین پھنسنا افراسیاب کا و خبر قتل افراسیاب خلاف مشہور ہونا اس پردے مین افراسیاب کا طلسم قلعہ آہنی کو فتح کرنا رہائی خورشید روشن ضمیر برادر کوکب اور مقابلے اسکے کوکب اور لاچین سے و عیاریان خواجہ کی بطرز نو خورشید سیہ پھر پکڑ کر خورشید کا بدیع الزمان کو اپنے طلسم خورشید نگار مین لیجانا و کیفیت شکست طلسم

مذکور از دست حق پرست بدیع الزمان وپہونچنا بدیع کا برائے مدد اسد مین دریائے نیل پر وحالات جنگ مغلوبہ دریائے نیل وکیفیت حصول لوح طلسم ہوشربا ومقدمات طلسم باطن مصنف نے طلسم باطن کے عجائبات مین بہت جانکاہی کی ہر مرحلہ جات پر دۂ عجائب وغرائب کہ جو کبھی کسی طلسم مین واقع نہین ہوئے اسد نامدار کو پیش آئینگے وعشق اسد از دختر حکیم طلسم ورسائی تا بہ حجرۂ بلائے ہفتم کہ جسکا حاکم ہفت سر جادو ہے لوح کا سیاہ ہونا بہ عبادت اسد روشن ہونا لوح کا ورہائی ملکہ بلقیس ثانی زوجہ شہنشاہ لاچین وآمد اسد بمقابلۂ افراسیاب بافوج قاہرہ گنبد سحر بنانا افراسیاب کا بطور قلعہ بند اُسمین چھپنا ساحرون کو مارنا وآمد ملک جہاندار شاہ جادو و بادشاہ بیابان گلریز اور مارا جانا ہاتھ سے افراسیاب کے وجانا افراسیاب کا مجبور ہوکر بر سر کوہ عقیق گلزار سلیمانی ایک سحر مین لشکر صاحبقران کو مٹانا اسم اعظم بند کر دینا وہان سے اگر مصروف جنگ اسد ہونا وآمد نقابدار سیاہ پوش وآفات چہار دست وعیاری قران وذکر قتل افراسیاب وآمد صاحبقران مع لشکر ظفر اثر وکیفیت جنگ مغلوبہ بہنگام قتل افراسیاب واظہار عشق بران وایرج وفساد کوکب از خواجہ عمرو وکیفیت ایرج نوجوان بہ عشق بران وحالات جنگ بر مرحلہ جات طلسم نور افشان وعیاری خواجہ عمرو وذکر خدائی خداوند خورشید روشن تن وبہ آخر داستان قیامت اثر بمقابلہ ایرج وناہید مرصع پوش زوجہ کوکب وحفاظت کرنا خواجہ عمرو کا آبرو کوکب کی وصورت صفائی کوکب وایرج سے بہ تدابیر خواجہ عمرو ودیگر حالات متعلق جلد مذکور انشاء اللہ تحریر ہونگے ناظرین والامقام انشاء اللہ اس جلد کو دیکھکر کل طلسم ہوشربا کو بھول جائینگے بہت ذوق وشوق سے ملاحظہ فرماکے مصنف کو بھی بہ دعائے خیر یاد فرمائینگے اور خلعت تحسین وآفرین دے کر آبرو کو اس حقیر کی بڑھائینگے عجب مضامین صاف وپاکیزہ سے یہ تصنیف ہوئی داستانہائے فصاحت آگین سحر طراز جادو تسطیر مین خوبیان اسکی ملاحظہ پر منحصر ہین

التماس بخدمت ناظرین و شائقین منظوم

قمر شکر خلاق رب انام	چھٹی جلد کا بھی ہوا اختتام	بفضل خدا ہوگئی یہ تمام
بخواہش بہ کاہش ہوا انتظام	متانت ذہانت کے دریا بہے	نہ فرصت ملی سخت عاجز رہے
کمیت قلم کو یہی جوشش ہے	رہ جلد ہفتم بھی کرنا ہے طے	دست بستہ عرض پیرا ہون کہ

اس حقیر پر تقصیر نے اس کوچۂ داستان سرائی مین بمجبوری قدم رکھا بزرگون کے کاروبار عہد شاہی مین عہدہ ہائے نظامت انتظام علاقہ جات تھے وہ سب ترک ہوئے غدر مین دست فوج سرکاری سے دو بھائی جلالت و لیاقت مین بے نظیر صاحب تحریر و تقریر سیار گلشن جنان ہوئے یہ حقیر عرصہ دراز تک تباہ و برباد رہا اسی پریشانی مین قانون یاد کیا وجوہات چند در چند سے سند نہ حاصل ہوئی اسی پریشانی مین دل بہلانے کو یہ شغل کیا کہ جب کا یہ انجام ہوا کہ رئیسان والا مقام و شاہزادگان فلک احتشام نے پسند فرمایا اسی حیلے سے جناب معلی القاب قمر رکاب جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ دام اقبالہ زاد اجلالہ نے اس حقیر کو بقدر دانی طلب فرمایا یہ جلدین لکھین شکر ہے کہ مقبول خاطر ناظرین ہوئین لیکن کتابین دفاتر نوشیروان نامہ تصنیف ملا فیضی کی بہ جستجوے کمال حاصل ہوئین بلکہ جناب فیض مآب شہنشاہ طہران نصیر الدین شاہ بہادر خلد اللہ ملکہ نے معرفت تاجران ہندوستان کے ہفت دفتر طلب کیے اپنے ہان کے شاعران کامل واکمل اہل زبان سے ترتیب کرائے دو جلدون مین ساتون دفتر بفصاحت و بلاغت بزبان فارسی تحریر ہوئے ساٹھ ساٹھ روپیہ کو ایک ایک جلد طبع ہوکر فروخت ہوئی وہ دونون جلدین بھی عنایت خدا سے حقیر کو بہم پہنچین کہ جبکا نشان شہر لکھنؤ مین کسی کے پاس نہین ہے اب تک یہ دفاتر پردۂ کتمان مین ہین بادشاہ موصوف نے ترتیب کرائے انکی صفت کیا تحریر ہو علاوہ ان دفاتر کے اور کتبہائے قصہ جات بھی موجود ہین کہ جنکے نام سے بھی کوئی واقف نہین ہے مثل ابا مسلم و مختار نامہ و مسیب نامہ وغیرہ ممکن ہین اور تحریر ہوش ربا مین بھی حوصلہ رہ گیا اول کی ہر چہار جلد ہاتھ سے حقیر کے نہین لکھی گئین صدہا داستانین میری تصنیف کردہ جو شائع نہین ہوئین اور چوری ہونے سے بچ گئین وہ موجود ہین علاوہ ازین طلسم نور افشان کے مدارج و حالات سلطنت شہنشاہ لاچین و بغاوت افراسیاب بھی یہ حقیر لکھتا تو شائقین قدر دانی سے خلعت تحسین و آفرین عنایت فرماتے دفاتر نوشیروان نامہ دکوچک باختر و بالا باختر و ایرج نامہ و نیز صندلی نامہ و تورج نامہ و لعل نامہ

یہ سب دفاتر بہ زبان فصیح ترتیب کردہ حقیر مثل ہوشربا موجود ہین جو رئیس بہ قدردانی خواہش فرمائین خواہش پر مطالب کی بطور مختصر بھی ترتیب کر سکتا ہون ہر چند یہ حقیر جاہل و بیکار ہی لیکن مطول و مختصر کا بھی اختیار ہی جن قدردانان و رئیسان و تاجران وغیرہ کو خواہش ہو اطلاع دین سکونت حقیر متصل درگاہ جناب حضرت عباس علیہ السلام ہی ہر خرد و کلان از پیر تا جوان ادنے اعلے اس ذرۂ خاکسار کو بخوبی جانتا ہی شہر لکھنؤ کا ہر سنگ ریزہ بھی اس حقیر پر تقصیر کو پہچانتا ہی

قطعات تواریخ طبع سابق

تاریخ طبعزاد منشی اشتیاق حسین متخلص بہ سہیل خلف الصدق منشی احمد حسین قمر مصنف جلد ہذا

جلد ششم لکھی جو ہی والد نامدار نے
ہی یہ کتاب لاجواب حرف مین اسکے انتخاب
نظم مین سال طبع کے فکر سہیل نے جو کی
کر کے قلم سر بلا مصرعۂ سال لکھدیا

قصۂ بے مثال ہی لفظ ہر ایک دلپذیر
کاغذ ہی صاف کہکشان مد الف ہی رشک تیر
وصف رقم نہو سکا کلک نے کی بھی دار و گیر
ہوش ربا و دل ربا ہی یہ طلسم بے نظیر

تاریخ طبعزاد حقیر منشی احمد حسین قمر مصنف جلد ہذا در صنعت توشیح ہر ہر مصرعہ سے عدد و اسکے ایک ایک حرف لین تاریخ ظاہر ہوگی

قمر بلبل گلشن فکر سن
عیان کرد این نغمۂ دلنواز
کہ جلد ششم گوہر بے بہا
رقم گشت اوصاف باغ و بہار
عروسان حرفش بصد امتیاز
ورق غیرت عارض مہوشان
شہود جلالت عیان از کتاب
قمر سال ہجری رقم کردہ ام
الٰہی دعایم شود مستجاب

ز باغ مضامین شود نغمہ زن
کہ ای ناظم قصۂ سوز و ساز
رقم کردہ تو بہ لطف و عطا
ز نویسش عیان صنعت کردگار
سطورش مسلسل چو زلف دراز
منور مضامین انجم نشان
چہ بحر رسید نسخۂ لاجواب
ز ہر مصرعہ حرف کم کردہ ام
کہ مقبول دلہا شود این کتاب

تاریخ طبعزاد دیگر از مصنف بطریقۂ قدیم مصرعۂ سالم در سنہ عیسوی

مہر خاور سے قمر روشن ہی مضمون کتاب — جسطرح سہراب رستم کی جہان مین دھاک ہی

ساقیان حور وش کے ہر جگہ ہین وصف نظم — پر گلستان جام الفت کو اسی کی تاک ہی

بحر مضمون خیالی ہر جگہ ہی موج زن — کلک گوہر سلک بحر فکر کا پیراک ہی

باغبان فکر نے تاریخ کی کی جستجو — باغ مضمون مین قمر خط خس و خاشاک ہی

عندلیب فکر نے یہ مصرعہ رنگین پڑھا — یہ گلستان قمر جور خزان سے پاک ہی ۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ شاعر بیمثال جناب سید حسن عباس صاحب متخلص بہ خیال خلف اکبر جناب میر علی عباس صاحب شوق لکھنوی شاگرد و نیز برادر زادہ جناب حضرت حکیم سید ضامن علی صاحب جلال باکمال لکھنوی مدظلہ العالی

دلچسپ لکھا خوب فسانہ یہ قمر نے — تقریر قیامت کی ہی تحریر بلا کی

جو فقرہ ہی اس نثر کا ہی نظم سے بہتر — دیکھا اسے یا جسنے سنا مدح و ثنا کی

خوبان مضامین کا مرقع ہی یہ دفتر — معنی ہین کہ تصویرین ہین سب ناز و ادا کی

کیا خوب بلاغت ہی فصاحت ہی بیان مین — کیا طرز ادا ہی زبان فصحا کی

ہاتھ آئی خیال اسکی عجب طبع کی تاریخ — کیا جلد لکھی جلد ششم ہوش ربا کی ۱۳۰۹ھ

قطعات تاریخ دوست صادق شفیق بندہ سرور دل و قلب فرح بخش شیخ احمد بخش متخلص بہ نیر شاگرد جناب منشی محمد باقر علی صاحب متخلص بہ ہمسر لکھنوی

جلد ششم لکھی جو قمر نے بصد خوشی — تاریخ کے لکھنے کا ہوا نیر یہی سبب

مضمون رقص کے جو رقم ہین کتاب مین — ہر ڈھنگ مشتری فلک بھی بصد ادب

تاریخ کی جو فکر سر جشن سے ہوئی — آیا خیال یہ کہ یہ ہی نغمہ طرب ۱۳۰۹ھ

قطعات تاریخ دوست صادق و محب واثق فلک اساس جناب میر ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی

کہ چکے جلد ششم ہوش ربا کی جو قمر — یاس نے دل سے تاریخ نکالا آخر

کہدیا اسنے خریداروں سے مژدہ ہو تمھین — لو چھپی جلد چھپی ہوش ربا کی نادر ۱۳۰۹ھ

دیگر ایضاً

واہ چھپی جلد پھر ہوش ربا کی چھپی — چار طرف خلق مین شور یہی مچ گیا

یاس ہے سال طبع لکھدے یہ مصراع تو — لکھکے قمر نے عجب ہوش ربا کر دیا

قطعۂ تاریخ محب بے ریا دوست باصفا مہربان انتخاب جناب علی نواب صاحب جاہ و حشم متخلص بہ تبسم رئیس شہر عظیم آباد

ای تبسم کیا لکھون ممدوح دوران کی ثنا — خوش بیان خوش فکر خوش اخلاق یکتا انتخاب
اسم اشرف خلق مین مشہور ہی احمد حسین — اور تخلص ہی قمر روشن مثال آفتاب
نثر لکھنے مین عدیم المثل اور تلمیذ برق — انکی ہر تصنیف پر شیدا ہی طلب شیخ و شباب
داستان حضرت حمزہ کا یون لکھا طلسم — شرم کے مارے ہوئین سب داستانین آب آب
مصرع تاریخ یون ہمنے بھی لکھا فار سے — خوب ہی کیا ہی جزو کل داستان بے لاجواب

خاتمۃ الطبع از طرف مصنف کتاب

طالب کو وصل کے لیے رات بھر جواب
ای شام ہجر سوچ کوئی مختصر جواب
وصف رخ مسیح کے احوال مین رقم
موسی کو کیا ملا یہ سر طور پر جواب

دیگا ترے سوال کا مرغ سحر جواب
طول شب فراق جو مین نے بیان کیا
اس فرد کا تو دے یہ بیاض سحر جواب
وہ ماہ اوج حسن اگر امتحان لے

کرتی ہی ہمسری سر زلف دراز سے
فرمایا ہنس کے بات کا دے مختصر جواب
طالب ہوے تھے دیکھ غش کیا کے [illegible]
دیوان انوری کا لکھون ای قمر جواب

اس حقیر بیچمدان کی داستان سرائی و نثر خوانی مصائب آل عبا شہر مین زبان زد خاص و عام ہو رہی ہی تمام رئیسان عظام و شاہزادگان والا مقام بعنایت رب انام بہ تعریف تمام ماہر ہین اس نیازمند نے بعنایت رب اکبر بعبارت سلیس و اشعار نفیس بہ انشا پردازی اس جلد ششم کو تمام کیا امیدوار ہون کہ جہان کہین سہو بشری سے قلم کو لغزش ہوئی ہو دامن لطف سے چھپائین اور جس مقام پر خوبی عبارت اور حسن بندش اور ربط مضامین سے مثل بیان وصال مطلوب یا فراق محبوب یا سامان رزم یا طریقۂ بزم وغیرہ کے مسرور ہون احقر کو دعاے خیر سے محروم نہ فرمائین کیونکہ داستانون کا ربط و ضبط و عنوان آئینہ تمثال ہوش ربا سے چشم حیران ہی نمونہ ارژنگ چین ہر ایک فقرہ داستان ہی

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

پس از حمد و نعت قدر دانان دیار و امصار کو مژدۂ طرب افزا اور رنگین مزاجان عالی وقار کو نوید مسرت انتما کہ
کہ جس نظورۂ دلفریب کا ایک عالم مشتاق تھا اُسنے حجاب ناز سے سر باہر نکالا ہی دیکھین کون کون مشتاق
جمال پیشقدمی کرتا ہی اور نقد دل رونمائی مین لاتا ہی۔ یعنی داستان امیر حمزۂ صاحبقران جسکی تعریف و توصیف
مین تمام زمانہ یکزبان ہی کہ مثل اسکے کوئی قصہ و افسانہ از ابتداے عالم تا ایندم ہوا ہی اور نہ آیندہ ہوگا۔ واقع مین اس داستان
عظیم الشان کی اصول فارسی کے مصنف ہمہ دان شیخ ابو الفیض فیضی نے کس وسعت بیانی اور نازک خیالی کو کام فرمایا ہی اور
کیا خون جگر کھا کے واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہندوستان کے تصنیف کیا ہی ایسی داستان ضخیم کا جسکے آٹھ دفتر
مین اور ہر دفتر کی کئی کئی جلدین اور بعض جلد بوجہ ضخامت کثیرہ کے دو حصون پر منقسم ہی بار عظیم ترجمہ و طبع کا بجناب عالی القاب
ہمت و جرات مآب جناب منشی نولکشور لازال بالفرح والسرور نے محض برائے خوشنودی قدر دانان اپنے ذمے لیا اور بصرف
زر کثیر اپنے اس اہم کام کو نہایت عمدگی کے ساتھ انجام کو پہنچا دیا اور بڑے بڑے نامی و نامآور نثاران داستان گو سے اسکا
ترجمہ کرا کے شائع کیا چنانچہ اس داستان کے دفتر اول نوشیروان نامہ کی ہر دو جلد اور دفتر دوم کوچک باختر
اور دفتر سوم بالا باختر اور دفتر چہارم ایرج نامہ کی ہر دو جلد کا ترجمہ شیرین زبان خوش بیان شیخ تصدق حسین صاحب
داستانگو لغز بیانی نے نہایت عمدگی اور خوبی سے کیا گویا بہتے دریا کو کوزہ مین بھر دیا اور یہ کل دفتر طبع بھی ہو گئے
اور دفتر پنجم طلسم ہوش ربا جو کل داستان کی جان ہی اور جسکی سات بڑی بڑی جلدین ہین اور اسی کی جلد پنجم بوجہ
ضخامت کثرہ بڑے بڑے دو حصون پر منقسم ہی اسکی اول چار جلدون کا ترجمہ گل گلزار فصاحت طوطی شکرستان بلاغت
منشی محمد حسین صاحب جاہ مرحوم نے اور آخری تین جلدون کا ترجمہ سرآمد سخنوران صاحب فضل و ہنر منشی احمد حسین صاحب
قمر سلمہ نے از جانب مطبع فرمایا۔ ان لائق مترجمون کی ذہانت و لیاقت قابل داد و صاد ہی کہ رنگینی عبارت
کو عبارت فسانۂ عجائب کا روکش کر دیا یہانتک یہ جلدین قدر دانون نے پسند فرمائین کہ تھوڑے ہی عرصہ
مین ہاتھون ہاتھ فروخت ہو گئین اور نوبت طبع مکرر کی آگئی۔ چنانچہ خدا کے فضل و کرم سے طلسم ہوش ربا
کی یہ جلد ششم بماہ دسمبر ۱۸۹۳ء بار دوم مطبع نامی منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ واقع کانپور مین
طبع ہو کر بزم افروز شبستان مشتاقان ہوئی۔ باقی اس داستان کے تین دفتر یعنی صندلی نامہ۔ تورج نامہ۔ لعل نامہ کا بھی

انصرام ترجمہ و طبع ہو رہا ہی۔